

و حالانکہ تحقیق یہی کردہ شد بود از ادب یک شدن بآں لیکن بیاید نوح را کہ اول فی منزل است کہ
 فرستادہ است اورا اللہ بر کافران رشتے زمین پس سے آئین نوح را پس میگوید نوح یستتم من میباد
 دین مقام کہ شما گماں سے برید و میگرد نوح خود را کہ رسید بجائی و آن سوال کردن و دست بردار
 خود را و شفا پس سر نامانستہ تحقیق ناکرہ کہ پس ازل سے بایست کرد یا نہ عتاب مذکہ یا نوح پس
 از انچه بآں علم ندری و لیکن سیاید بر اینم را کہ دوست خدا کہ مران است خود را و حضرت پس ہی بند
 ابرہیم را پس میگوید ابرہیم بدستی کہ من یستتم دین مقام سزاوار آن و یاد میکند ابرہیم بر سر دوش
 را کہ گفتہ بود از او دنیا و لیکن بیاید موسی کہ سناہ است کہ دادہ است و اللہ تعالیٰ تورات کہ گفتہ
 عظیم الشان است و ہمہ انبیاء بنی اسرائیل تابع او مید و سخن گفتہ اللہ تعالیٰ با نوح بر سوطہ و نزدیک
 گردانید و از او وار و محرم اسرار حضرت خود ساخت گفت میں سے آئین موسی را پس میگوید موسی
 یستتم من دین مقام و اہل آن و یاد میکند گناہ خود را کہ رسید پسے و آن کشتن فتنی است و لیکن
 بیاید عیسیٰ را کہ بندہ خاص حق است و فرستادہ اوست و روحانی است و کلمہ ایست پس آئین
 عیسیٰ را پس میگوید عیسیٰ من یستتم دریا و اہل ایں کہ و عیسیٰ عدے بیان کرد و خطیبا از خود یاد دینا و
 و صواب آنست کہ ہمہ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم جمعین اندہ آمدن میں مقام اقدم
 بریں کہ عا جود و قاصر اندہ بے احتیاج با اعتماد و لیکن ظاہر عذری نیز گردانہ و صفحہ ۴۰۰ فصل ۱
 مشکوٰۃ جلد ۱۴ اگرچہ بعد ازین در مشکوٰۃ نوشته کہ محمد صاحب شفاعت خواہند کردہ ایتوا محمد
 عبد اعظم لہ لہ ما تقدہ من دینہ و ما تاخرہ من دینہ محمد را کہ بندہ ایست آمدہ است خدا
 مراد بر پیش گوشتہ از گناہان سے و ہرچہ پس آمدہ یا نگر ازین صاف واضح است کہ آن حضرت
 ہم گناہ گماندہ الا انسان مرکب من الخطایہ واللہ انسان و در سورۃ فتح ایدراج است لیخبر
 اللہ ما تقدم من دینک و ما تاخرہ من دینک پس ازل سے آمدہ است طلب تبار از دین خدا آنچه گذشتہ است
 از گناہ تو و ہرچہ ماندہ است پس ازل سے مفسران و فرائی اگرچہ در بیجا برائے تا وولات بسیار است
 و پاژندہ اند کہ ہرگز بجایے خبر نہ آجہا سے دیگر ازین ہم و فتح ترکہ بکمال صراحت بیان فرمودہ
 مدورۃ احتیاف را مطلقا نہ بیاید و حق را از باطل جدا سازید قل ما کنلت بک عا من المرسل
 ما تدری ما لیعلیٰ ولا یکران اسبح الا ما یوحی الی و ما ادا الا ذی یمرہین من رحمہ کہ گناہ
 مجید کہ من یستتم فور آمدہ از غیر مران و غیبا نام چہ خواہند کرد و من غیبا نام شہاچہ کنندہ در عالم التمریل
 آوردہ کہ بعد از اول باین آیت مشرکان شادمان گشتند گفتہ کار ما و مجوزیک ضایع است و او
 عاقبت خود بخونی داند چنانچہ نامہ بدینم یا ماحسین و اعطایہ خوش و مودہ است۔
 اسے دل تاکے فضول و بوالعجبی از من چہ نشان عاقبت سے طلبی
 سرگتہ بود خواہ ولی خواہ نبی در وادی ما ووری ما لیعلیٰ لی
 پس ظاہر است کہ بہتہاد و فریقین کہ سیکس از گناہ خالی نیست و گناہ گار را ہرگز شفا
 نرسد چنانچہ گذشتہ است انکوں مابہ دانست کہ خدا عالم الغیب است و راکر اس ازل سے شفا القلوب حق
 نبو و پس حاجت شفاعت چیست و کیست کہ اجادہ شفاعت نہ قطع نظر ازین حد اوندہ مران
 عادل است و پیش عادل و منصف شفاعت بسیار حق رشوت دارد کہ مران عادل
 از پانگ شفاعت و سفارش میراست ورنہ خود کخ عدالت را بر صداقت ہفتہ و تازی
 بار امتی متبذل یا طلسم گرد کہ حاکم عادل اگر گفتہ کسی یا بشفاعت شخصہ اندہ ہی گرد و وز
 صداقت بلز و عدالت را نشاید ایں بمنزلہ ایست کہ ما از عادل بودن حکم الی کمین کہ کہ کنیم
 چہ کہ مقتضی بودن بشفاعت و سفارتن و وکالت نیست حق تو اے در حقیقت از اعلیٰ صعات
 آن کہ داسد ذکر عالم کل و علیم و بصیر و وحیم و عادل و منصف است انکار کردن و الظہر
 اشعش چنین خدا شیکہ از صفات عالی خود محوم است یہاں حدائی را شاید چو را زکس بر
 دانند خود کل حق نیست پس اول حاجت شفاعت و سفارتن و وکالت و یستتم سرا یا طریق انجا
 است بعض را در ایں اسلام میگوید کہ چو یتس حکام مجازی سہارش و شفاعت و وکالت

کارگر سے سود ہمیں نشن پیش حاکم حقیقی موثر است چو ابایشان معروض بینایم کہ پیش حکما
 مجازی کہ بعضے از ایشان بر سوت رہنمی میشوند و بعضے طریق ظلم و ستم می دزدند و بعضے کہ
 عادل اندہ بسبب خود می علم غیب بدستین از ہا سے عقی اختیار ندارند و نے الحقیقت ہی
 تواند دانست و کالت قدرے ضروری است و بسبب دیگر ہمہ است کہ اس حکام بہت عظیم العز
 کی علم از کمال تحقیقات کسابل و در زند و حق و باطل را کا حقہ دانند کہ در عدل و عادل یعنی
 کہ در شب تار حرکت اند و فی یائے مور راعی داند از خفای عالم کہ لعلہ یاد تہ بر دست نیست
 بلکہ آجہا کہ در دین و بہن بن ہم عاجز اند از اس حد گوہ بار یک تہمہ وقت بروزا ہر جگہ ہا
 کذبہ و کالت و سفارش شفاعت و کالت حق بقدر انرا سناد یا بگفتن پس بیشتر دھانا و
 اسے کہ در دل نہاں کنی میرے آنگہ دل آفریدہ سے داند
 علاوہ بر ایں چوں ہر جا حاضر ہست دست شفاعت سرا سر کتا و وقاصر ہست
 ماہر چند بکتب مذاہب مختلفہ خود بخود ہم کہ سے رب العالمین را از صفت عدل مخراہ کردہ
 بلکہ عدل بغیر از ظلم ہمہ را خود کہ نماید عالم با عل حسین و اعظ و تفسیر خود نوشتہ :۔
 بغض فرآن شتو ایں فرمود در مقام خطاب با داؤد
 کہ ترا نواز د خلیفگی دادیم سوے خلق جہاں فرستادیم
 تا دہی بکت نماز عدل آسائ حکم را فی عدل بین الناس
 ہر کہ دانی رعایا شتو راست از مقام خلیفگی دور است
 در بعض کتب معجزہ چوں انجیل شریف و تورات و قرآن و مشکوٰۃ و احادیث و غیرہ
 دیدہ شد کہ خاے بے نیاز دارد التماس حضرت مسیح و موسیٰ و ابراہیم و داؤد و ہر صاحب
 را در حق خودشان نہ پذیرفتہ و نہ بر اسے رشتہ داران شان منظور ساختہ تا بدیگران چہ بند
 پس خود حق پسند چہ گوئہ گواہی دہد کہ سفارش شان در حق دیگران عذر قبول یابد
 سود سے نہ بد بار سے ہر یاد کہ بہت تا در رسد وعدہ ہر کار کہ بہت
 ہرادران ایدانہ کہ روح انسانی تنہا سے آید بگناہ سے رود خود نیکی و بدی را
 مرکب سے گرد و خود سناہے و جزائے او از خداوند عالم سے یاد کسی کہ خود اسیر دام بکالت
 بر اسے رستگاری دیگران کے توانا است کہ سے کہ خود زندگی نماز نہ بر اسے حیات اوند دیگران
 چہ چارہ خواہد کرد و از چارہ چارہ جہتن از بہت خود دست شستن است فرد
 تدبیر خود امر و درکن اسے خواہد کردا ہر چند کہ فریاد کنی سود ندارد
 دعا سے یا زندہ از معوض بالا ایں دست کہ شمار میں مسئلہ شفاعت غرض داشت
 اگر خدا توفیق رفیق کند چنانکہ طالبان حق را سے سازد از تقلید امور ناو اجبہ حقناہ
 نمودہ حق را از باطل جدا نماید چہ کہ آجیات صداقت را بر سواس سرب نما سے بطالت
 آلودہ کردن طریقہ خرو منداں نیست و محال است کہ حق جل و علا خلاف انصاف کند
 چہ خوش فرمودہ است ہمارا چہ بھتر تر می رحمتہ اللہ علیہ تا و تہیکہ صحت قائم است
 و ضعف میری زسیہ و قواسے جسمانی درست اند و انرا ہر سامان ہیود ہی خود مہتا بایست
 و درہن خانہ دارا تش گرفت چاہ کنن قایدہ ہار و اسعدی شیرازی است گفتہ
 سہ ہر کہ تم بدی کشت و چیتہ نیکی داشت
 دماغ ہیودہ بخت و خیال باطل بخت۔
 الملئمتہ } خیر خواہ خلایق
 عینہ لیکھ رام آر پے مسافر }
 [کلیات آرد مسافر ختم ہوا]

ماننا چاہئے جو علم و عقل - سائیس اور فلاسفی کے مطابق ہے اور مقصود کو بالائے
طاق مکمل عقاید و آئی کو علم و عقل سے ثابت کرنا چاہئے مگر یہ آپ سے یا کسی اور بھی
بھائی سے نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ فرما چکے ہیں "یہ عقل ہی ہے جو نئے نئے دل
میں سوال پیدا کر کے خدا سے بند و گوند رکھنا چاہتی ہے" (صفحہ ۳۵) اور آپ جیسے
علماء اولیٰ ہی علم متعلق حرام پر پیر سال تصنیف کئے اور اُس کی کتابوں کے اوراق سے
استیجا جائز سمجھا۔ برائے خدا سوچئے اور غور فرمائیے جو مذہب علم و عقل کے مطابق
سنا تن رقدیم صداقت کا حامی - مقصد کا دشمن - ظلم کا برکٹن ہے اچھے ایمان لائے
اور مفت میں جان عزیز تباہ اور برباد ہونے سے بچا گئے۔
گر نیاید بگویش رغبت کس بر رسولان بلغا باشد و بس

آئینہ شفاعت

اے پیر والِ دین محمدی!

بخدمت شامکمال نیاز عرض مینمائیم۔ بایک برگوش ہوش شنیدہ غور فرماید و اگر حق
دانیر عمل نماید عموماً برادران اہل اسلام بشفاعت بخیر صاحب عقل و داند و بقیں مینماید
کہ ہر چند گناہ کینم بشفاعت آنحضرت مغفرت یاب باشیم۔ چنانچہ مفسر حسینی نوشتہ :-

چوں تو دادی خردہ لا تقنطو من چرا ترسم ز عصیان و عنو
چوں تو رہی سکتہ راسازی دست پس خطا ما بر امید عقوبت
گفتی کم شفاعت عاصی عذرا دل بر امید کن کرد افتاد در گناہ

الآہر حید اندیشیدیم و غور نمودیم۔ یمنہ استقیم کہ اس عقیدہ شناسا از عدالت و شفقت
سربا دور است چرا کہ عدل بلفظ یکجہ "جیزے را پیچیدے برابر کردن و داد و انصاف
داد و گری را ہمیں جنت عدل گویند کہ ظالم را با مظلوم برابر کنند" می آید انہیں خیال
بہر نفسیکہ مجادل بودن متعلقا قابل ست بخوبی سے دانند کہ مابین عدالت و شفاعت
بعد المشرقین ست چرا کہ ہر جا عدالت است شفاعت نیست و ہر جا کہ شفاعت است
عدالت نہ و بدون دو مجال در یک محل ہمہ وجہ نامکن از یکجا ست کہ در قرآن آمدہ -

لَا يَهْدِي اللَّهُ الْفَاسِقِينَ وَلَا الْمُتَكِبِينَ فِي شَيْءٍ وَاللَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الْبَاطِلَ
شفاعت عقد ولا یوخذ منها عدل ولا حکم بین ضرورن ترجمہ تفسیر از عذاب روئے

کہ در اں روز حق گزار می کنند و نخواہند بین نفس از نفس چیزے را و پذیرہ نہ و در اے
شان شفاعت و گرفتہ نشود و قدیر و بیحس ایشان را می کنند و در دفع عذاب ہمیں

آیت در قرآن و بعد میں سورۃ بقرہ دومتہ در اے اس کرا غرر تا کی پیچیدے
در سورۃ آلہ صر آمدہ ام اتخذا من دون الله شفعاء قل اولو کا تو لا

لا مملکون شئاً ولا یعقون قل الله الشفاعة جميعاً له صلات المسموع
والادع له الیہ تزجعون ترجمہ فرود رفتہ بجز حد اتعالی شفعیاں گو آ یا

شفاعت کنند و اگرچہ باشند کہ پیچ گوئ مالک نسوند چیزے را و نمانند یعنی از قدرت علم
بے بهره اند۔ گو مر خدا بر است شفاعت ہمہ آں و مراد راست بادشاہے آسمانا

و زمینا پس بسوسے او یا ذکرانیدہ خواہید ماند +
باز در سورۃ النعام وارد شدہ لیس لہا من دون الله ولی ولا منفع
وان تعدل کل عدل لا یوخذ منها ترجمہ نیست مرکز نفس گرفتار نہ را

جو خدا سے دوستے کہ مدد تو اند کرو نہ خواہند یا شفاعت کنندہ کہ اور از عذاب غلامی

من ایہ سب مادی چیزیں ہیں اور خدا بھی نورانی ہونے سے مادی ہے۔ اور ایک
ہی مادہ سے خدا اور فرشتہ مرکب ہے کیونکہ وہ بھی نورانی اور فرشتہ بھی۔ اب ہم آپ کو
اسکی اصلیت سمجھاتے ہیں۔ اول عالم سے علم ہوا حضرت کیا بغیر علم کے عالم ہوتا
ہے یا ہو سکتا ہے غور کرو علم عالم کی صفت ہے۔ جب سے علم ہے تب سے عالم ہے
علم کے وجود نے ہی عالم کی ہستی بتلائی۔ پس علم عالم سے نہیں ہوا بلکہ عالم علم سے
ہو اور نہ دونوں انادی ہیں۔ یعنی عالم محض اپنی صفت علم کے انادی ہے۔ کبھی
عالم بے علم نہیں تھا۔ اب آگے دیکھئے۔ عالم میں ارادہ بھی صفت ہے اور علم بھی کیونکہ
کوئی عالم بچان نہیں ہے اور جہاں جان ہے وہاں ارادہ ضرور ہر پست بھی اس سے جدا نہیں
بلکہ غیر ذات ہے اور یہ دونوں صفات لطیف ہیں اور انہیں سے لطیف نور ہوا یا ہو
دہم ہوا کیونکہ خدا خود نورانی ہے اُس سے نور نیکہ و ہی نورانی خدا فرشتہ بن گیا یا فرشتہ بن گیا
یعنی روح القدس اور یہ خدا کا نام بھی ہے پس نور اور خدا جدا جدا نہیں اب آگے چلئے
وہ لطیف چہ کثیف ہوئی نور خدا عدل سے جب ذرا بغیر ہو گیا یا جم گیا تو نار ہو گیا۔
نور میں بھی جلائیکی صفت ہے اور نار میں بھی نوریں روشنی کی صفت ہے اور نار میں بھی
قرآن میں ہے و جمل القمرین نوراً (سورۃ نور آ ۳) اسی نور سے کہ طوطی جگیا اسی نور سے
زمین آسمان روشن ہو گئے۔ نور آفتاب و نور قمر و غیر اعظم۔ اجسام نورانی یہ سب الفاظ
اسی نور سے ہے ہی سعوی کتاب ہے اگر یک سرموئے برتریم و فروغ تجلے بسود یرم
اسی نور یا نار سے اجوا اصلیں خدا تھا) دیکھو جلوہ گوہ طور اور وادی امین کا قصہ
اور ہر شاہ کا دھواں دہار ہو جانا آسمان ہی آگ کا آنا اور سب کچا جانا اور تیسرے آگ سے
پتہ سمہ دینا اور آتش شریعت یعنی مادہ کثیف سے تمام سیاہ کثیف ہوئی یا بول کو
کہ وہی نور یا ماری مادہ سب کچھ ہو گیا ہے چہ لود اندر ازل سے مردنا اہل کہ کیاں باشند
محمد آں ابو جہل (صاحب گلسن) موجود یعنی در حد اول باتہد۔ جز اوچہ مہوم قبل
باشد۔ ہر چیز کہ جزو آید در فطرت نقوش و دہن چشم احول باشد۔ (محقق طوسی)
ایں دوئی اوصاف دیدہ احول ست ۱ در نہ اول آخر ۲ آخر اول سب رمولوئی دوی
ہنا بران عقاید قرآنی کے رو سے ہمہ اوست۔ چہ استیجاں چہ پست چہ زمین چہ دوت
والدہ ہمہ اوست بالہ ہمہ اوست۔

مثال (۱)

اول شکل۔ بخانقہاہ دوسری شکل۔ بادل۔ برق۔ بگرج۔ دہواں پیسری شکل
چھوٹی دوندیں۔ ترالہ۔ برت۔ شہر۔ چوتھی شکل۔ حباب۔ بارش۔ چاہ۔ ندی۔ نالہ
نہریں۔ دریا۔ سمندر۔ پانچویں شکل۔ پچھربسب لطیف ہو کر آخر کو بخار ہو جاوے گی۔
چھٹے ہمہ اوست یا پہلے اوست۔

مثال (۲)

اول شکل۔ نورانی خدا + دوسری شکل۔ علم۔ ارادہ۔ لطیف۔ کثیف۔ تیسری شکل۔ نور
نار۔ مادہ۔ روح۔ امر۔ حکم۔ چوتھی شکل۔ اجسام۔ فرشتے۔ جن۔ انسان و حیوان۔
زمین۔ پہاڑ و غیرہ۔ پانچویں شکل۔ آخر کو سب خدا بنجاوے گی +
چھٹے ہمہ اوست یا ہمہ ازوست +

اسلام و ایک لے کا قول ہے خود کوڑہ شد کوڑہ گروہم گل کوڑہ + خود بر سر آن کوڑہ
خرید ابرارید + دیکھئے مولوی صاحب! اس قرآنی عقیدہ اور اسیر بھر وسہ کرنے سے
ہیک کس گروہ میں گرے اور کس ملائے منہ میں جا پڑے یہ ایسا خیال ہے جس سے
بطریقہ لمحاتہ اور استکانہ خیال اور کوئی نہیں اب اس عقیدہ سے آگاہی ہرگز نہ ہو سکتی
پہ ایمان لا کر ست دھرم احتیاد کرنا چاہئے اور روح و مادہ کا انادی ہونا بصدق دل

تر وید - ششے حضرت آپنے سخت دھوکا کھایا۔ ایسا ہرگز نہیں قرآن کا عقیدہ اس کے سراپا مخالف ہے خدا نے انسان کو نیسی سے خلق کیا بغیر موجودگی اور ارادہ انسان کے پس اس کے اندر جو کچھ ہے بد یا نیک خدا نے پس کیا نہ انسان نے اور پھر خدا نے شیطان بنائے۔ اور انکو قیامت تک لوگوں کی گمراہی کا ٹھیکہ دیا حالانکہ اس کو معلوم تھا کہ یہ گمراہ کریں گے اور لوگ گمراہ ہونگے اور پھر ایسا بھی نہیں پڑا کہ شیطان نے ٹھیکہ لینے میں دھوکا دیا ہو۔ یعنی لیا ہو ٹھیکہ جنگ کا اور بیچ رہا ہو دوسرا جیسا ٹھیکہ لیا ویسا ہی کام کیا اور کرتا ہے اور پھر غفلت یہ ہے کہ شیطان ایک تھا اور نہ ایک آدمی پر ایک ایک بلکہ بلکہ ستر ستر شیطان ایک ایک آدمی پر تسلط رکھتے ہیں جو انسان سے بلکہ اس کے جدا جدا آدم سے بھی زبردست ہیں اکثر شیطان نے نوح کا طوفان اٹھایا اور سب آدمیوں کا بیڑا غرق کیا آدم کو بہت سے لٹکایا اور ملحق بنایا۔ ایوب کا بیڑا ڈوبنا مسیح کو صلیب پر لٹکایا۔ ذکریا کا بدن چروایا پھر بتلائیے انسان کا کیا تصور ہے؟ وہ شیطان ہاں شیطان بد ارادہ کے محرک ہیں اور محرک بھی مستعد اور اس طرح جیسا کہ بدن میں خون پھر خدا کے واسطے منصف ہو کر بتلائیے کہ انسان مجبور ہے یا نہیں حافظ کتا ہے سہ

در کوئے نیکامی مارا اگر نداندند گزونی پندی تعمیر کن نصارا
ایک اور جہان نامے ایسے خدا اور ایسے زبردست دشمن شیطان کے حسب حال کہا ہے کہ
دنیاں قہر دیا تھیں بندہ کردہ بادے کوئی کہ ترکن ہشدار باش
پس قرآن کے دوسے صاف ثابت ہے کہ انسان مجبور محض ہے جو کچھ کرتا کرنا ہو
بھلا یا برا وہ خدا ہی کرتا ہے اسی واسطے حلا و سلام اس قرآنی خدا کی جان کو رو رہی
ہیں سہ تو نیکی کمی میں نہ بد کردہ ام کہ بد درحوالہ ہو کردہ ام
مسئوال ۱۲ - خدا نے سب دنیا کو کہاں سے پیدا کیا اگر قدرت اور نور کو تو قدرت
اور نور خدا سے جدا ہیں یا نہیں اگر جدا ہیں تو دنیا کا مادہ الہی ہوا اور اگر جدا نہیں
کیونکہ وہ عین خدا ہے ورنہ خدا کسی روز بے نور بھی ہو جاوے گا پس دنیا کیا مادی کیا
غیر مادی خدا ہوئے اور یہ ہمہ اوست کا مسئلہ آپ اس کو مانتے ہیں یا ہمہ انادوت
اور ان دونوں میں کیا فرق ہے۔

۴۱ - ۴۲ - مولوی کا جواب - محالوتات و ممکنات کی پیدائش کا کوئی
طریقہ نہیں ہے بعض نور سے پیدا ہوئیں جیسے ملائکہ بعض نار سے خل جن کے
اور بعض مادہ سے نسل ایسا کیفیت کے اور ہم کو کسی جگہ مجبور نہیں کہنے کو کسی چیز کی
پیدائش کی ہجو پوری اطلاع نہ ہو اور نہ ہم اسکی ہیئت بہر متنبہ لیکن پھر بھی ہم یہ
کہتے کہ مادہ کو خدا نے محض ایک شے کثیف سے پیدا کیا اور نور کو ایک چیز لطیف
اور باقی کو ان ہر دو سے رہا یہ امر کہ یہ شے لطیف اور کیفیت کہاں اسکا جواب نہیں
ہو سکتا ہے کہ محض ارادہ سے اور ارادہ علم سے اور علم عالم سے پس عالم سب کا مدہا
نہر وید نہیں اجسوس ہے کہ آپ کبھی چیز کی اصلیت پر بحث کرتے ہوئے نہ پچھلی
تمام باتیں پھول جایا کرتے ہیں یا جان بوجھ کر تشابہ عارضہ کرتے ہیں۔ آپ نے
سوال نمبر ۷ کے جواب میں لکھا ہے خدا کی ہستی محض بسیط ذوالنی لا اور ہر ماں آپ
نور سے ایک اور پیدائش بھی مانتے ہیں جیسے ملائکہ اور نور کو ایک لطیف شے چیز سے
اور اسکو محض ارادہ سے اور ارادہ علم سے اور علم کو عالم سے بتلاتے ہیں گویا اگر
زعم میں وہ نورانی خدا بھی ایک اور عالم سے پیدا شدہ ہے اور اسکو نور بھی ایک
لطیف چیز سے مخلوق ہے۔ ہمیں آپ ایسے توہمات میں پھنسنے خدا کی ہستی سے انکا
کر رہے ہیں۔ نور و مادہ کو آئے عربی دانی کے ٹھکانے میں اگر شاید مادہ نہیں سمجھا مگر حضرت

مشکلات سے نہیں نکل سکتا ہے۔ مولوی صاحب تعصب سے باز رہ کر سناٹن
وید وکت دھرم کو قبول کیجئے ہمارے پر یہ الزام کسی طرح نہیں آسکتا۔ کیونکہ ہم روحوں
اور مادہ کو نادہی مانتے ہیں اور خدا کی ذات کو مذہم نہیں گردانتے قرآن خدا اور محمدی علماء
پر یہ سارے اعتراض عاید ہوتے ہیں۔ جنکے جوابات سے وہ قیامت تک فایز نہیں ہو سکتے
مسئوال ۱۰ - از مرگ تا قیامت روحیں کونسی حراست میں رہتی ہیں؟

۱۱ - مولوی کا جواب - بد روحوں کے واسطے سبعین اور نیک روحوں کے
واسطے علیین دو مقام ہیں اور ساتویں زمین سے فروتر ہے اور دوسرا فلک الافلاک
پر بالا تر ہے ایسا ہرگز نہیں کہ روح گناہ کرے ایک جسم میں اور مڑا جائے دوسرے میں
کیونکہ روح کا جسم سے ایسا اشد علاقہ ہے کہ تنہا بغیر جسم کے بارے میں خالی نے اس میں
صلاحیت نہ ہو جزا یا نیکی میں رکھی ہو وہ دوسرے طریق پر کسی امر کا اکتساہ نہ سکتی
ہے اور عقل اس بات پر حاکم ہے کہ روح نے جس بدن میں رہ کر کسی افعال ناجائز کا اکتساہ
کیا ہے اور جس حراست میں وہ اس امر کی مستحی ہوئی ہے اسی خاص حراست میں
وہ مڑا یا ہو ورنہ سراسر مظلم و تعدی ہے جو شان کبریائی سے نہایت بعید اور دور ہے۔

تر وید - یہ علم و عقل کے خلاف فلاسفی کئی طرح غلط ہے آپ صحیح لیں اور ایمان
میں مغالطہ نہ کھائیں۔ اسی جسم میں سزا و جزا محض ایک باطل اثر ہے انسان کا
جسم لطیف سے بڑھایا ہے تاکہ کئی دفعہ بدل جاتا ہے اور صل ہوتا رہتا ہے اور اس صورت
میں محال ہی نہیں بلکہ نامکن ہے کہ وہ سالے جسم ایک جسم میں جمع ہو جاوے ورنہ
کئی ارب اجسام سزا پاشا ہونگے اور بیکہ جبریل حضرت کے پاس کئی شکلوں
میں آیا۔ اور کئی افعال کئے اسی طرح شیطان آدمیوں کو کئی روپ میں بھگاتا ہے
اور اسی طرح جناب بقیاد قرآنی کے۔ میں قیامت کو وہ کس شکل میں حاضر ہونگے
ہاں میں تمام مادہ جسمانی بدل جاتا ہے وہاں کون جسم حاضر ہوگا؟ ایک جسمی
کے گھر آدمی ہیں روز ایک مسلمان کو حلال کر کے کھاتے ہیں انکی اولاد کو تمام
اجسام مسلمانوں کے گوشت سے مرکب ہیں اب بتلائیے وہ کس جسم میں حاضر ہونگے
اور مسلمان کس جسم میں؟ جو گوشت خورد ہیں اور دن رات اسی کام میں مصروف
ہیں۔ قیامت کے دن جانور کس جسم میں حاضر ہونگے اور وہ کس جسم میں مسلمان
مردوں کے جسم کو بر۔ اور ساپ۔ بچھو وغیرہ حشرات الارض کھا جاتے ہیں۔ بتلائیے
قیامت کو حشرات الارض کس جسم میں حاضر ہونگے اور مسلمان کس جسم میں بنابران
نہ دعوئے باطل ہے اور یہ مسئلہ سزا یا بھلا اور ویدی ہے اور عرب والو کی عقلندی
کی منہادت اول نوساتوں زمین کا خیال ہی سیرا باطل ہے۔ کیونکہ یہ بات علم
جغرافیہ کے خلاف ہے جاہل مانے تو ملنے عاقل ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا اور پھر
سات زمینوں کے نیچے دوزخ کا ہونا اور کبھی غلط ہے زمین کو ہے تحت اور فوق
اصل میں کوئی چیز نہیں اور بول اگر خواہ استعمال بھی کر سن تو سب سے نیچے امریکہ
ہے اور سب داناجانتے ہیں کہ وہ دوزخ نہیں ہے وہ دوزخ اور روم سے کڑور وچ
عمدہ ملک ہے میں عاقل اس بات کے جواب کو خود ہی وزن کر لیں کہ کس قدر حق ہے

مسئوال ۱۱ - جبکہ سبکی اور بدی منانہ اللہ ہے تو ایسے انسان کو سزا دیا کیوں نہ تھا؟
۴۸ - ۴۹ - جواب مولوی - بے شک خالق خدا تعالیٰ ہے۔ نہ فاعل ہے
کاسب کا سب انسان ہے۔ خدا نے اس کو صورت اللہ دی ہے وہ خاص اس کے
اختیار میں ہے۔ جب بڑے کسی امر کے ارتکاب کا ارادہ کرنا ہے خدا اس کے پیدا کرنے
پر قادر ہے جب انسانوں نے کسی فعل کے کاسب کا ارادہ کیا اور اس کے اسباب فاعلیت تیار
کئے۔ خدا نے فوراً پیدا کر دکھایا اور یہی ویس ہے افعال ناملاہم کے کاسب ہیں۔

یا بخیر یا عداس۔ واضح آنست کہ اور ابونکلیہ گفتندے تہا میں حضرت پیغمبرؐ کے
و قرآن تعلیم کرتے۔ قریش گفتندے محمدؐ ان میں غلام کلائے می آموزد بامامی گوید
رد یکھو سورۃ النحل جلد اول صفحہ ۳۷۷۔

ناظرین خیال کریں کہ جب مسلمان پاری کی زبانی شکر حضرت نے بسم اللہ وغیرہ
کئی عمدہ آیات قرآن میں صریح کر لیں اور وہ اب تک موجود ہیں یعنی انہیں نے
پاری سے آسان عربی میں سنادیں۔ حضرت نے فصیح عربی میں ترجمہ کر لیں اور تہ
وغیرہ کے عربی ترجمہ سے اور گھر میں رازدار یہودن کی زبانی سنئے اور صد ہا مرتبہ
اہل کتاب آدمیوں سے صحبت رکھنے کے وہ نہیں سن سکتے تھے یا فصیح عربی میں
ترجمہ نہیں کر سکتے تھے مصنف قرآن کا یہ عز کہ وہ اعرابی نہیں ہیں بلکہ بھی ہیں
اسی واسطے ان سے نہیں سنا بالکل فصول ہے کیونکہ وہ فارسی میں نہیں سنا تے
تھے بلکہ عربی میں یا محاورہ اور فصیح ترجمہ کرنا ان حضرت کا کام تھا یا خیال یہاں کے
چچا کا اور بڑے نود سے دعوئے کرتے ہیں کہ قرآن کا کوئی مضمون بھی ایسا نہیں
ہے جو توریت وانجیل و زبور و زنداوستھا سے نہ لیا گیا ہو۔ بلکہ ہم بتلا سکتے ہیں کہ
اب تک بھی تمام دنیا کے مسلمان ان باتوں کو مانتے ہیں اور ان باتوں کے
محتاج ہیں۔ مگر قرآن میں انکا مطلق ذکر نہیں۔ مثلاً عید و ختنہ و صفائی و
پاکیزہ رہنا چاہ اور پانی کی بابت حرام و حلال کی بابت وغیرہ وغیرہ۔

سوال ۸۔ شفاعت کے بارے میں اور خصوصاً محمد صاحب کی شفاعت
کے بارے میں نقلی اور عقلی ثبوت دیجئے۔

۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ جواب مولوی۔ خدا اپنی درگاہ میں جسکو چاہے بولنے کی
اجازت دے وہ ضرور اپنے پاک بندوں کی کئی اور انکی مرضی کو خلافت نہ کرے تاکہ
و جین جین نہ ہوں اور عین اسکا کرم ہے۔ وید کی طرح نہیں کہ خدا کے یہاں کسی نبی او
اور انکی پرستش نہیں اور نہ وہاں کسی کی قدر و منزلت اور نہ وہ کسی نبی داؤدار کی سنئے۔
تو وید۔ کوئی آیت قرآن کی ایسی نہ نکلی جس سے محمد صاحب کی شفاعت ثابت
ہو سکے۔ لیکن نقلی طور پر مسئلہ غلط ہو گیا کیونکہ قرآن میں ۷۔ ۸۔ جگہ ایسا ذکر ہے کہ
اسم و شفاعت نہ مٹنی جاوے گی و کا تعظیفاً شفاعت یعنی قیامت کے روز
کسی کی سفارش و شفاعت کلام نہ دیکھی۔ نہ ہر ایک کو اپنے اعمال کے مطابق سزا و جزا
ملے گی۔ باقی رہی عقلی شہادت وہ رشوت کی حد سے بڑھ جاتی ہے حالانکہ خدا رشوت
لینے والا نہیں ہے۔ اور شفاعت و وکالت کی ضرورت الہیہ یعنی نادان کے آگے
ہوتی ہے کاشت القلوب و محو اسرار نہانی کے حضور میں نہیں ہے پس نہ تو آپ کا
جواب صحیح ہے اور نہ یہ مسئلہ۔ بلکہ سراپا ذات خداوندی کو الزام لگانا ہے۔ کیونکہ
عادل کو تعارض و رشوت سے ضد ہے۔ اور قانون انسانی کے رو سے بھی جرم
ہے دیکھو دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند اور اپنے اسکو جواب میں شفاعت و سفارش کے
نہ ماننے والوں و رشوت سے منکروں کو حرام کار۔ بیجا۔ دنیا کے کئے۔ سیاہ اعمال
وغیرہ الفاظ سے گالیاں بھی دی ہیں جو آپ کی لیاقت کی صداقت ہے۔

سوال ۹۔ خدا کو شیطان کا علم تھا کہ شرارت کا علم تھا یا
نہیں اگر نہیں تھا تو لاعلمی کا الزام خدا پر عائد ہوتا ہے چنانچہ کہ وہ عالم الغیب ہے
۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ جواب مولوی۔ علم دو قسم ہے ایک اجمالی و دوسرا تفصیلی
اجمالی اُسے کہتے ہیں کہ جو شے کے موجود ہونے سے پہلے ہوا اور تفصیلی اُسے کہتے
ہیں جو پیدا ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ پس تحقیق یہ ہے کہ خدا کی معرفت ذاتی
علم اجمالی ہے جو بید کی مثلاً وجود سے پہلے تھا اگر تفصیلی بھی اس کی صفت ہے

مگر ذاتی نہیں جو قدیم ہو پس خدا کو شیطان کی شرارت کا علم تھا کہ ضرور اس سے
افعال نازیبا سرزد ہونگے۔ لیکن اگر خدا اُسے پیدا نہ کرتا اور جہنم میں رہتے دیتا
اور باقی تمام دنیا کو جہنم سے منصفہ طور میں لاتا۔ تو مادہ شیطان کا خدا کی رحم
پر یہ الزام عاید ہو سکتا تھا کہ اے خدا سے لایزال تو نے مجھے بہت بڑا ظلم کیا جو
اس قید خانہ جہنم میں مجھے رکھ چھوڑا ہے کیوں خدا تیرے جہنم سے میں محروم ہوا
جو مجھے سیر دنیا کے لئے احازت نہیں ہوئی۔ کیوں خدا تو نے اچھی اچھی چیزوں کی
کو بنایا۔ کیا مجھے قدرت اس امر کی نہیں ہے کہ ایک ہر سی چیز بھی دنیا کی تمام
خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے پیدا کرے اسی تو اس پر قادر نہیں۔ کہ مجھے تمام
بھلائی اور مکالم کے مقابل پیدا کرے اور ہمیشہ کیلئے دنیا کی زندگی بچنے تائیں
اچھی اور نرئی چیزوں کی قد قیمت دریافت کرنے میں واسطہ مانا جاوے۔ پس یہ دعا
شیطان کے روح و مادہ نے قبل اپنی ترکیب خدا سے مانگی اور تیرے دعائشانہ آجاتا
پر حالکا۔ فوراً ترکیب خاص سے شیطان خدا کا مافیان پیدا ہوا پس شیطان
کا یہ تصور ہوا کہ اُسے اپنے وجود اور پیدا ہونے کی تمنا کیوں کی۔ اور نیزہ تمنا
کیوں کی کہ اے خدا میرے مادہ اور روح کو اکٹھا کر تاکہ میں تیری خدائی کی سیر
کروں اور تیرے بندوں کو راہ راست سے گم گشتہ کروں اور نیزہ خدا مالک و
مختار ہے جو چاہے سو کرے عقل کو اس کی ذات اور افعال کو مبدلے اور منتقلی
پر کچھ علم نہیں عقل مجبور ہے اور مالک اپنے ملک پر جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے
آریہ۔ اب ایک بلا سے نکلنے کے لئے دوسری بلا میں پھنس گئے۔ مگر اس پہلی
سے بھی نہ نکل سکے اور نہ دوسری سے وہی کمات ہوئی نماز چھوٹانے گئے
تھے روزے گلے پڑے۔ آریہ کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تمام عقاید اسلام
پر پانی پھیر دیا۔ آپ نے اس نیان میں شیطان اور اُس کے مادہ اور روح کو
ادل سے موجود مان لیا۔ کیونکہ اگر موجود نہ ہوتے تو اُس سے درخواست محال اور
غیر درخواست کے علم آنا ناجائز اور وہ اعتراض بدستور قائم اور اس صورت
میں روح اور مادہ انکی ثابت ہو گیا۔ بلکہ عدم خاتمہ میں بھی انکا وجود تحقیق ہو گیا۔
اور یہی حال اور تمام الاواح اور سب اجسام کے مادہ کا ہے۔ اور صرف یہی نہیں
بلکہ آپ کے قول کے مطابق انسانی تعداد سے تیاطین کا سلسلہ کہیں زیادہ ہے۔
جسے کہ ایک ایک آدمی کے ساتھ ستر ستر اس کے ساتھ واقف ارادہ رکھنے والے
جن یعنی شیطان انسان کے ہلاک کرنے اور عین و عریق کر دھنے میں ڈالنے والے
راقتن وابستہ ہیں ۱۲۰ صفحہ ۲۰ اور یہاں تک جہنم نہیں ہے بلکہ ہزاروں آدمی اس
دوسرے شیطان میں آکر زندہ ہیں اسلام سے برگشتہ ہو گئے اور تیزی عقل نے
ان کو راہ مستقیم سے باز رکھ کر جہنم اور دوزخ میں جا ڈالا۔ اور خود حضرت محمد
صاحب اور صحابی بھی اُس سے نہ بچ سکے۔ چنانچہ اپنے بھی صفحہ ۳۴ پر اسکا آؤ
کیا ہے اب آپ ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے۔ جسے اگر کویم مشکل و گرد نہ کویم مشکل کہتے
ہیں۔ یعنی دوسرے میں ایک کو ضرور قبول کرنا پڑا یا قرآن خدا مالک و ظالم قصور
علم سے محروم ہے۔ جسے تمام خلقت کی مگرابی کے واسطے شیطان جیسے خوناک
ہلک اور زبردست دشمن پیدا کئے۔ ہمیشہ تک اُن کو زندگی بخشی تاکہ اس فی
میں خوب طاق ہو کہ وہ تمام خلقت کو واصل جہنم کرے یا روح و مادہ کو نادانی
تسلیم کریں اور خدا کو مالک و ظالم ٹھہرانے سے نجات حاصل کریں۔
کرے ایک ایک کو دوسرے کو مارا کہیں جاتا نہیں شفق ہمارا
اب آپ یا کوئی اور محمدی ہزار توفیق پاس رکھنے و درود پڑھنے سے بھی ان

آریہ سائنس کو سب کو تعجب کے سبب عام عہدہ بادل اور سورج و لہجہ سے انکار کرنا پڑتا ہے اور توہمات باطلہ سے نکلنے کو دل نہیں چاہتا اول ہم آپ کو قبل از نبوت کا حال بتاتے ہیں۔ سوچئے اور قوائے فطریہ سے کام لیجئے سائنسی کائناتس کو مردہ نہ کہ زندہ کہو ایسے غیر احقر حضرت سودا گری کے واسطے کسی پاس ملازم ہو کر کچھ شام کی لافٹ گئے ؟ اور جب واپس آئے تو کیوں اُس چالیس سالہ و لکھن پڑھوں کو ایک بیس سالہ نوجوان نے شادی منظر کی وجہ صحت ظاہر سے کہہ دلت کہ کالا لہجہ اب ذرا اُخا کیوا سٹے کتب حدیث و تاریخ مشکوٰۃ باب الحدیث و بدر الوجب پڑھئے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ حضرت سلامت نبوت یا زسالت یا فرشتہ یا خدایا الہام کے خال سے کس قدر واقف تھے جب قدر واقف کر دیا اور آگاہی بخشی وہ سب ایسی خد کا کام تھا۔ اور جتنی خود وہ دانا اور فاضلہ تھی۔ اُس سے زیادہ اُسکا چا خلد و خود توبیت اور ذبور کے ماہر اور عالم تھے اور اُسکا چا یہاں تک کہ انجیل و تورات وغیرہ کا عربی ترجمہ کرتا تھا ایسے آپ خیال کریں کہ ۵۵ سالگی عرس جب حضرت نے اس فاضلہ سے شادی کی اور ۵۵ سال تک اُس کی صحبت میں رہے اور دن رات توبیت و انجیل سنتے رہے ہمارے نا خواندہ ہند و بھاتی مرد اور عورتیں سنتے سنتے تمام نابالش۔ دما بھارت کی کہانیاں حفظ کر لیتے ہیں اور بعضے اندے تو ان کے حافظ بھی ہو جاتے ہیں اور حضرت ذہن بھی تھے ۵۵ سال تک سنتے سنتے اور یاد کرتے کرتے اور پھر شب و روز ان کو توبیت و انجیل کے تمام واقعات یاد ہو گئے جس طرح ان باتوں سے پہلے جنم راز وہ تھی اُسی طرح سب پلے وہی مومنہ بنارہوئی اور یہ یو جھو تو دعوے نبوت کی بانی مہیاں اور حرکت ہی تھی۔ یہی سبب تھا کہ باوجود بوڑھی کے جب تک زندہ رہی حضرت نے دوسری شادی نہیں کی اُسکے مرنے کی دیر تھی کہ حضرت نے ۵۰ سال کی عمر میں یکے بعد دیگرے ۹-۱۱-۱۲-۱۸-۲۰ تک سادیاں کیں مفصل و بکھر جامع الاصول (مشکوٰۃ) سعدی نے سچ کہا کہ یہ درجہ ہی پرندہ حسن و جمال مشکوٰۃ میں لکھا ہے بزرگ بی بی خدیجہؓ نے اول کسیے کہ بحقیقت ایمان آور داور دست و پیکر اس بارے مشارکت دیں صفت نیست۔ (فصل اجماع صفحہ ۳۳۳ نو لکتور خارج النذۃ میں ہے خدیجہؓ نے فاضلہ عاقلہ حاترہ۔ و در جاہلیت اور الجاہلہ میگفتند و بے عالی و افراشت ۳۵۹) ایک اور جگہ لکھا ہے خدیجہ کتب پیشینیاں خواندہ بود۔ اب مشکوٰۃ شریف باب مناقب ازدواج مطاالعہ فرمائیے حضرت اس بی بی کے پس قدر زہرا حسان ہیں اور کسانیک اُسکی تعریف کرتے ہیں لکھو یا نمود و در دنیا بیچ زبے موصوف مصفا ت۔ یہ مگر خدیجہ (صفحہ ۷۱۲)

اور صرف یہ ایک نہی نہیں تھی اور یہی پرست سے آدمی بھی جو اس کام میں راز خدا
تجسس قرآن میں بھی راز کا بیان ہے کہ لفظ لفظ انہم لفظ ولید انما لفظ لغوی
نہ مان لایہ یلکون الیہ العجمی بھلا انسان عربی میں ہر ایک کیسے عربی ہے
ہے خبر اس کہ غلام لایہ یلکون الیہ یلکون الیہ یلکون الیہ یلکون الیہ یلکون
غلام یلکون الیہ یلکون الیہ یلکون الیہ یلکون الیہ یلکون الیہ یلکون الیہ یلکون
انجیل خدایہ میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے
فرمود ہے کہ یا غلام یلکون الیہ یلکون الیہ یلکون الیہ یلکون الیہ یلکون الیہ یلکون

سوال ۷۔ قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا کیا ثبوت ہے اور خدا کے ہر جگہ ہونے پر جبرائیل کے لانے کا کیا نصیب اور اسباب کا بھی ثبوت چاہیے کہ وہ یا نبیوں اور یا نبیوں کے اولاد اور یا اولاد کی کتابوں سے نقل نہیں ہے جبکہ نبی جبرائیل ایک قائم الہ ہوں ان حضرت کے گھر میں سوچو و سمجھیں۔

۱۔ مرقوی کا جواب۔ قرآن کا دعویٰ ہے کہ گریسی عورت مایا مریح کا خود بنایا ہوا ہے۔ تو ویسے ویسے عورتیں اور مرد اس زمانہ سے ہزاروں گزر چکے ہیں تو قریش نے ایک سورۃ مائدہ عطا کیا جس کے اندر دس کلمہ ہیں کیوں نہ نہالائے۔ اگر یہ۔ ایک سورۃ کہا اور دس سو تیس کیا وہ تمام قرآن کی مانند نہالائے اور لائے کو تیار تھے اور ہیں۔ مگر متعصب مسلمان کب ماننے تھے اور خاص کر جبکہ زبان بولنے کے واسطے کفر کا فتوے اور قتل کی دھمکی بھی ساتھ موجود ہو۔ لوگوں نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ کہنے کے ہزرگان قریش نے یہ سبب اپنی فضاحت و بلاغت و عدل کے قرآن کے مسلمانوں پر بھی ترک کر دیا۔ خدا سے ہماری گالی گلوچ کے سوا کچھ نہیں سکا دیکھتے تھے۔ بیضاوی میں لکھا ہے۔ لقنا مثل هذا وهو قول النضر بن الحارث واسنادہ لا الی الجمع اسناد ما دخل رئیس القوم الیہم فاندقد کان قاضیہم وفول الین آیتہ والی امرہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا غایتہ مکابوہم وفوط عا دھوا اولوا ذلک فی منہم ان یشارہ فاعل محمد ہم وقد عہدوا بالجمع عتسرسینین لیرقام علیہم بالسبت فلم یارضوا اسواہ مع انفسہم وفوط استسکا فہم ان یخلیوا خصوصاً فی باب البیان ان هذا اسناد طبرانی والین وشری نہ لما قال النضر اور پھر انہی کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ وهو قول النضر الخ جنبت سمع اقتصاص اللہ تعالیٰ احادیث القرون فقال لوسنت نقلت مثل هذا الذی جا من بلاد فارس من نسخة حدیث مرستم واسفند یاد قرعہ ہذا مثل خات «جلداول صفحہ ۱۳۱۰ پیڑاوی» اور پھر سورۃ النور کی تفسیر میں لکھا ہے بنو کون استماع القرآن (صفحہ ۱۱۲۷) اور پھر ہر ایک التوفیل میں ایسا ہی لکھا ہے جسکا یہ ترجمہ ہے کہ جب نفوز حادث ایران کے بادشاہوں کے قصص بقابل قرآن کے نمود و عا د کے قصص کے معرب کر لیا تو اہل قریش نے اپنی فضاحت کے سبب سے کون استماع القرآن یعنی قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا۔ (جلداول سورۃ النور صفحہ ۱۱۵۷) اور تفسیر حسینی میں بھی لکھا ہے۔ اور وہ اند کہ نفوز حادثی ہا میں اس رفتہ بود و قصہ ستم واسفند یاد قرعہ ورجاع قریش بنوے مسامع الشان می سانیہ ہمہ شیعہ و فریبتہ سے شد و اوقات ملی زد کہ محمد از قصہ و نمود و غلٹ ملکت لیہان و واقعہ خبر سے دہین از وسعت ملکت و نور اہبت لوک عجم سس میگویم» حتی سجاد آیت فرشاد و از مردمان کے ہست کہ میفر و من ہا از می و گفتہ زندغن فریب ہندہ شغل کہندہ یعنی اختیار کنندہ اسانہ بے اعتبار تا مگر اسانہ و انرا از اسانہ سے تعالیٰ بھی ازین و بلاد و از ان استماع قرآن است، (تفسیر حسینی جلد ثانی سورۃ النور صفحہ ۱۱۵۷)

۲۸۔ جو کوئی اسے علم سے دور کرنا چاہے کسی کتاب پر بھی لکھا ہے کہ یہ قرآن و حدیث کی ایک غوث کی تصنیف شدہ کتاب ہے کسی تاریخ میں بھی اس بی بی کی کتاب کا نام لکھا ہے اور محافل اور مجالس میں اس کی تشریح بیان کرتا ہے کہ بی بی خدیجہ عرب کی تین بی بی ایک اعلیٰ مرتبہ کی فاضلہ یہودن انی جاتی تھی۔ اور یہی خبر ہے کہ وہ وہی اترنے سے تھی۔ بعد ازاں انی پر سائے پھان لانے سے پیشتر جو قرآن مائل ہوا وہ کسی بی بی سے لکھا ہوا یا چڑھا تھا۔ اور جب یہ ایمان لائیں تو انکی عمر اس وقت قریب بیس برس

کا اصل نام یحیٰی اور مسلمان نام عبداللہ ہے۔ آپ مجھے مفصل حالات سے مطلع دیا کہ وہ کب ہوا ہے اور اسکی بابت آپ نے کیا سنا ہے۔ مرنہ ۲۴ جون ۱۹۱۷ء
لیکھ رام آید مسافر اور کھڑے ضلع راولپنڈی
دہم نے بذلت ہی کے کاغذات میں بہت بڑا لک لیکن کوئی خط اس کے جواب
میں آیا ہوا نہ ملا۔ (اڈا سٹر)۔

جس طرح معجزہ شق القمر جھوٹا ہے اسی طرح روشمس کا معجزہ پیشوع باطل ہے یہ
فضول حوالہ تو آپ تب دیتے جب ہم اسے مقتول کتاب یقین کرتے یا اسکو سچا مانتے۔
کوئی فاضل علم سائیں کج جاننے والا ایسی ردی بانوں کو صحیح نہیں مانتا اور نہ قابل اعتناء
یقین کرتا ہے ہم نے مفصل شق القمر کی تردید سرفہ خط احمدیہ میں درج کر دی ہے جسکا
جواب یقین واثق ہے کہ قیامت تک اگر مسلمانوں نے دیدیا تو ہم کہیں گے آج دیا۔

آپ کہتے ہیں کہ شق القمر کو بڑا معجزہ کہیں لکھا اسکا باعث یہ ہے کہ جب سے ہماری
کتابیں شائع ہوئی ہیں تب سے انہی دنیا پر باوجود نہ ماننے معجزات کے بھی یقین واثق
ہو گیا ہے کہ کوئی معجزہ ہمہ صاحب کا قرآن میں نہیں لکھا بلکہ ۱۷ جگہ ذکر ہے۔ اور
شق القمر کو محض باطل ہی ہے لیکن چونکہ مرزا غلام احمد صاحب نے اسے بالکل رد نہیں
کیا۔ بلکہ مرزا آدمی کے معائنات لینے کی طرح آہستہ آہستہ اقرار کیا ہے اسی واسطے اس رد
کو اور مضبوط کرینکی نیت سے غالباً انہوں نے سوال کیا تھا کہ ہم اتفاقاً کہتے ہیں کہ اگر یہ
معجزہ قرآن میں ہو تو فی نفسہ تمام معجزوں سے بڑا معجزہ ہے لیکن نہ نواس آیت کے یہ
میں ہیں اور نہ معجزہ کے متعلق ہے بلکہ اس میں صرف قیامت کا ذکر ہے باقی۔ ہا ایک
کسا کہ سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہے شق القمر نہیں۔ یہ آکی خوش فہمی ہے فصاحت
فرآنی صرف مسلمانوں کا خوش اعتقاد ہے ورنہ جہاں تک بڑے دانائوں نے علمی و
عقلی طور پر تحقیقات کی ہے اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مضامین تو جیسے ہیں یہ
ہی ہیں۔ مگر صاحب اس میں ایسی نہیں ہے جیسی مسلمان خیال کرتے ہیں۔

ہاں معمولی فصاحت ہے اور محاحات بھی لینے مضامین اور فقے بار بار دہرے لگتے ہیں
اور بے سرو پایاں کہتے گئے ہیں کہ نہ بائبل کی طرح ترتیب و دیکھ آپ لکھتے ہیں۔ وہ
دشمنان محمد اگر تم اس دعوے میں بیٹے ہو تو جاؤ بنا لاؤ کوئی ایک جھوٹی سی سورۃ مانند
صلعم کے اور توڑ دو اس کے دعوے کو اور شریک کرو اسکی مانند سورۃ کے بنانے میں اپنے
اُن بیٹے اذکاروں اور مزجہ و دلوں کو کہ جبکی رات دن تم بوجا کرتے ہو اور حلوہ مانڈے پوری
کھوری اور طرح طرح کے عجائب و غرائب دنیا کے انکے رد و رولانے اور چڑھانے ہولنا
آہکا دعوے سرا بالا یعنی ہے کسی غیر مذہب کے آدمی نے جو عربی زبان میں مسلمانوں
سے زیادہ فاضل ہیں یا ان کے مساوی۔ قرآن کی منظر فصاحت کی شہادت میں ہی
ہم اسپر بہت کچھ نسخہ میں عرض کر چکے ہیں اور مقابلہ کی آمات بھی مقابل دھر چکے
ہیں۔ اور ہماری مصنفہ نہیں بلکہ فصاحت عرب کی مصنفہ لیکن یہ دعوے اگر آریہ لوگ کہیں
تو یہاں ہے آپ تو سارے قرآن کے مقابل یا سورۃ محمد کے مطابق جس میں ۳۲ آیات

ہیں بنوانا چاہتے حالانکہ نہ ہم اعرابی ہیں اور نہ قرین مگر ہم مہنات علماء غیر مذہب
کے دعوے کرتے ہیں کہ وہ کہ کسی مترجم کے مقابلہ میں کوئی انسان نہیں بنا سکتا خواہ کتنا
ہی زور لگاؤ اسے مخالفان و معاندان وید مقدس! اگر انکس بائیس ہاں شک ہو کہ ہم وید
مقدس کے مقابلہ میں عاجز نہیں ہیں تو وید کے برسن شکست یا اللہ دانش یا انہم مرش کے مقابلہ
کوئی نہ مری بنا لاؤ اور اگر خود مکر نہ ہو تو اپنے ساتھ سرک رک لو تمام اپنے پیچیدوں اور سیدوں
ستہیل و بچوں۔ فرشتوں کو اور اگر کچھ بھی نہ بنا سکو تو حضرت عیسیٰ آسمانی سے امداد
لیلو ہم حق یقین سے کہیں ہیں کہ تم یا کوئی اور تمہارا مددگار ایسا ہرگز نہ کر سکیگا۔

ہستی کو قائم کیا۔ آپ خیال کر سکتے ہیں کہ جب اتنے ذہر دست و چمن انسان پر مقرر ہیں تو
انسان کا کیا کیا کہ بدی سے بچ سکے یا شکی کر سکتے۔ خدائے توانی کے۔ جہاں کسکی توانا پر
۵۔ درمیان قمر ویاختہ بنام کردہ۔ بازگوئی کہ واسن ترکین تیار باش
نیں توانی اعتقاد کے مطابق بدیوں کا محرک و کاسب اور خالق شیطان ہے اور
سیکی کا محرک و کاسب و خالق رحمان یا سب بد ویک کا خالق و فاعل خود خدا ہے۔

اسی خدا کی جان کو رونے والے شاعر کہتے ہیں ۵
گرچہ نہ محتار و فاعل ہرچہ بہت از حکمت نس پاداش گناہم من ہمہ تخریر حیت
دوسرا کتاب ہے ۵

چوں اس بنیاد پر راخوہ فلکدی گناہ خویش را بر مایہ بستی
تیسرا کتاب ہے ۵

در کوئے نیکنامی را گذر نہ دادند گروئے پستی بغیر کن قضا را

سوال ۶۔ محرم صاحب کے سب سے معجزہ شق القمر کا تاہیجی اور علمی ثبوت کیا ہے؟

۲۶۔ ۲۷۔ جواب مولوی۔ سوانح الحنین میں لکھا ہے کہ شہر دہلی میں
جینل صوبہ بالوہ میں واقف ہے۔ وہاں کا راجہ اپنے بالا خانہ پر رات کے وقت بیٹھا
ہوا تھا کہ کیا کسی آنے دیکھا کہ چاند و شمس ہو گیا۔ اور دیکھ لگیا۔ صبح کو حاضر احلاس
ہو کر اپنے بیٹوں کو جمع کر کے یہ ماجرا بیان کرنے کے بعد حقیقت حال سے استفسار
کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مہینہ عرب میں پیدا ہوگا
اُس کے ہاتھ پر معجزہ شق القمر ظاہر ہوگا چنانچہ اس راجہ نے ایک ایسی ہی معجزہ صاحب
کے پاس بھیجا اور ایمان لایا۔ آئیہ اسکا نام عبداللہ لکھا اور قبر اس راجہ کی اُس شہر
کے باہر اب تک زیارت گاہ ہے اور تاریخ فضلی میں نام اصلی اس راجہ کا بھیج لکھا
ہے۔ ایسا ہی تربیت میں حضرت یوشع کے لئے آفتاب کا ٹھہرنا لکھا ہے۔ یہ ایسا
عجیب و غریب معاملہ تھا مگر کسی اہل تاریخ نے اس کو رد نہیں کیا۔

قر ویاہی نے بنیاد ثبوت مرزا صاحب قادیانی نے سرسہ خیمہ معجزہ ۶ پر بھی
لکھا تھا جس کا جواب ہم نے نہایت واضح طور پر نسخہ خط احمدیہ میں دیدیا ہے اب
کا بیان کردہ نبوت نبی و جود سے باطل ہے۔

وجہ اول۔ محمد صاحب کی کسی حدیث یعنی صحاح ستہ میں اس کا مطلق ذکر نہیں اور
نہ نام و نشان ہے۔ وجہ دوم۔ زمانہ محمد صاحب کی سی ہوئی کسی کتاب میں خواہ فہرست
ہو یا تاریخ اسکا نہ ہیں۔ بلکہ غیر ملک کی کسی کتاب میں اس کا اشارہ نہیں۔ وجہ سوم
ہندوستان تو درگاہ عرب میں بھی کوئی ایک آدمی اس کو دیکھ کر مسلمان نہ ہوا۔ اور
نہ کسی کا فرقے سامنے محمد صاحب نے اپنی حیات میں اسکا ذکر کیا۔ وجہ چہارم
سوانح الحنین کوئی ایسی کتاب نہیں جسکو ہم نے آج تک دیکھا یا سنا جو۔ آپ بتلائے
کہ وہ کب تصنیف ہوئی۔ کسے تصنیف کی اور کہاں اور کتنی قیمت پر لکھتی ہے اور اس
کے کل کتے صفحے ہیں اور کس مطلع میں کس زبان میں طبع ہوئی ہے اور اس کے کس صفحہ
پر لکھا ہے اور اسی طرح تاریخ فضلی کا بھی نشان دہا کہ ہم تحقیق کر کے آپکے بیان
کی صداقت پرکھیں۔ وجہ پنجم۔ ہم نے ایک خط جو سام سکرٹری آریہ سماج اودھ کے
ارسال کیا ہے میں مضمون ہے۔ ہا شہ شہری صاحب نوشتے۔ دہلی ہا ہا ایک تصنیف
یا شہر ویاہی جسٹس کے ماوہ میں انجمن کے پاس۔ وہاں سنا گیا ہے کہ کسی ایسے ہندو
راجہ کی قبر ہے جو محمد صاحب کا معجزہ شق القمر دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا کہ ہر سچ ہے
آپ ضرور وہاں نہایت لاکر دیا فک کے مجھے اطلاع دیوں کہ اصل واقعہ کتنا عجیب ہے
اور کیا اس واقعہ وہاں مسطور ہے اور کسی ایسے ہندو راجہ کی خانقاہ وہاں ہے جس

اور قرآن کے مطالعہ سے جو لوگ اسکی تہ کو پہنچے ہیں انکی ہانت تفسیر حسینی ہیں جسے کچھ راۓ در شرح گلشن راوندی نے کہ ہر عین از سماں موجود ہے الخراج را دیا اعتبار بہت کیے من حیث الحقیقہ و ان عبارت مست از نظم روز حق در حضور مظاہر کمکات ہیں ان را تجلی نمود گویند و اعجاز دوم من حیث التشنیص و التبعین و اذین حیثیت است کہ ایشان را ممکن میگوید و خلق نیز نامند و جمیع تقالیم بوجودات ممکنہ ازین وجہ منسوب میارند۔ عقوبتی از وہ صورت نماید غیر دوست چون نظر کردی مجھے جملہ دوست زان یکے ماعتد کم نہفد ستو۔ حزینے ماعتد کد مانی مشو۔ ماعتد کم نہفد اشارت با اعتبار ثانی است و ماعتد الد باقی اشارت با اعتبار اول (تفسیر حبیبی جلد اول سورۃ النحل صفحہ ۳۷۷) شاہ تیار نے کہا ہے۔ سما یا ہے جبے تو آگے نہیں ہیں میر جہد و دیکھتا ہوں آؤ دھڑکی تو میر مشہور عالم سرمد جسے علمیت و ولایت کو حاصل کیا اسکا قول ہو سکتا آتش خلافت میر کو دیکھ کرے زنج جو تو من کے ہر رسم بہر رنگے کہ آئی ہے تاسم۔ باقی رہا محمد صاحب کا رہنہ لگا کر آسمانوں پر اس کے ملنے کے واسطے چاہا یہ علمی عقلی طریقہ سے باطل ہے۔ حابوں کے سرواے تمام دنیا کے عقلمند کوشش عقل کے مسئلہ کو ماننے ہیں۔ اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ زمین اور سورج کے درمیان قوت کشش یعنی آکڑش شکتی نہایت زبردست طاقت سے کام کر رہی ہے مگر اس کے ماننے سے حراج صحیحہ کا رد خود بخود ہو جاتا ہے بلکہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی عقلمند اس مسئلہ کے ماننے والا معراج محمدی کا قائل نہیں ہو سکتا اور یقین کر سکتا ہے۔ کیونکہ کوئی مادی چیز اسکی تاثیر سے باہر نہیں ہو سکتی عقلی بد حضرت کا مادی جسم بھی اس کی تاثیر سے الگ نہ تھا۔ بنا برآں آنحضرت کو حاکمان اور انصار پر باطل بھیر اور سب آسمان و جہاں کے بظلال کی یہ ہے کہ کسی نے انکو آتے جانے نہ دیکھا اور نہ وہ گئے بلکہ جسکے پاس چار پائی پر سوتے تھے وہ بھی انکاری ہے۔ حارج سیل صاحب انگریزی قرآن کے دیباچہ میں فرماتے ہیں جو عزت محمدی اس وقت ہے اسکی اسکو بالکل امید نہ تھی۔ اسی واسطے اسنے یہ جھوٹے دعوے کئے تاکہ موسیٰ کی طرح عزت ٹاؤں تاہم اسکے معراج کا ذکر ایسا ردی اور نعو معلوم ہوا کہ اسکے پیروں نے اسکو جھوٹا دیا۔ اور میں اس بات کو سوچنے کے لئے تیار ہوں کہ یہ جھوٹ بات باوجود لغویت کے ایک بڑا بھادسی لڑکا کام تھا جو مجھے نے عندا گیا اس سہرت کے حاصل کرنے کے لئے جسکو کہ اس نے بعد مرگ حاصل کیا (صفحہ ۳۳۳ سطر ۳۳ سے ۳۴ تک) اور سولے چند ضعف الاعتقاد آدمیوں کے بڑے بڑے فیاض حمیری بھی اس سے انکاری ہیں۔ مشکوٰۃ سے ظاہر ہے کہ کوئی یا پانچویں سال کوئی چھٹے سال اور کوئی بارہویں سال بتلاتا ہے اور سال کے بارہ میں ہی اختلاف نہیں بلکہ مہینوں کا بھی سخت اختلاف ہے کوئی ربیع الاول کوئی ربیع الآخر کوئی رمضان کوئی شوال۔ کوئی رجب بتلاتا ہے اور صرف یہی نہیں کہ جب حضرت یہ معراج آسمانی کی کمائی شنائی کل مسلمانوں نے بھی اعتبار کر لیا ہو نہیں نہیں بلکہ نہت سے مسلمان بھی اسوقت اس سے مرتد ہو گئے اور حضرت کے مخالف بن گئے۔ اس کے بعد خود مصنف مشکوٰۃ راے دیتا ہے ہم ایٹنی از وہ صلاہ اور اک گرفتار ان مصیبت جس عادت بیرون سے ایجا ایمان باید آورد و کیفیت آن بعلل انی تفویض باید نمود و بحقیقت تمام اطوار نبوت و وحی و معجزات از حیطہ عقل و قیاس بیرون اندر کہ آنرا تالیق قیاس و موثوق قیاس و درک عقل خود دارد و گوید تا معقول من لشد و نمیکردم و اعتقاد دئے کم از تقیید ایمان مخروم باشد (مسکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۵۵۱) ۲

اور اس نسیاق پر بطریق یہ کہ جامع علوم عقلی و نقلی مولانا مولوی اور رسم خط سے آگے ہی یہاں تک کہ پیشاب کوئے شباب کھلا۔ اسپر بھی اگر کوئی لیاقت پر قدامت ہوا و فضیلت کی ڈگری عطا نہ کرے تو اسکا قصور۔ فارغ التحصیل ہونے کی سہادت تو کتابوں کے نام لکھنے سے ظاہر۔ بایں ہمہ اکثر الناس لا یعلمین یعنی اکثر لوگ آگے اندر دینی علیت سے بے علم ہیں نہ خدا متعالی کی بابت جو کچھ خیال آپنے ظاہر کئے ہیں اُسے بخوبی واضح ہے کہ آپ سے سب آسمانوں سے اور عرش پر یا لامکان میں مانتے ہیں اور پھر منطقی لیاقت یہ کہ ہر ایک کہہ باستاندے فلک الافلاک مکان ہے غرض کہ ایک اس ساری ہیودہ کو سنش سے اچھی طرح ہیودہ ہو گیا۔ کہ ایک خود و چیز جو محمد عرش پر مقیم ہوا کہ طور پر موسیٰ سے کلیم ہے اُسے آپ ترجمہ و ترجمہ تسلیم کئے ہوتے ہیں و دیکھو ثمر استودی علی اللہ ان اسی عرش اشیا کی اور مکیں آسمانی کو معراج یعنی زینہ نگار حضرت محمد صاحب آسمان پر ملنے گئے تھے لیس کوئی شک نہیں کہ وہ خود ہو گیا۔ سب سیالیت رہا و خدا صوفی فردوس مکیانی ہیکر شمر عت یا جوت سے۔ رت کے طور پر دنیا کو دیکھ رہا ہے بقول سعدی ہر پیش نگار است کہ نکش باگرد است خود کجی کجی ناہر شاہ با حاشہ ہادی کی طرح کوٹ مار کر جاناؤ کجی کجی آنر کر سوج بابل یا مسجد کعبہ کی سیر کر جاتا ہے اور جو خصوصاً جمعہ کے روز مدیر منورہ میں آنرا کرتا ہے یا زول فرماتا ہے جسکے تحت کو فتوتوں نے کندھوں پر لٹایا ہوا ہے ایسے خدا کے محدود ہونے میں کون شک کر سکتا ہے۔ اور پھر آپ کی دو مثالیں اور بھی میدان صاف کر دیا جیسے ہندوؤں کا خدا سیکنے یا کیشر سندرس راجا مان ہے اور عیسائیوں کا خدا چوتھے آسمان پر یا قالب خستہ میں حلہ کناں اسی طرح مجھوں کا خدا بھی عرش معلیٰ کے مجلہ چہرہ میں مجلہ نشین معشوق سے بڑھ کر نہیں ہے اور کوئی حجاب میں محجوب بھی ہے۔ اسکا باعث معلوم نہیں شاید سودہ حجاب کے نزول سے پہلے حجاب ٹھوگر گیا وہ باعث حجاب کا تو نہیں جو سعدی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔ فخریویاں کشادہ و باستد تو کہ در پردہ مگر ز سستی۔ مگر کیا ایسا محمد اور ایک دینی خدا ہو سکتا ہے جس طرح ایک آدمی علم جانتا ہے کہ فلاں جگہ فلاں کتاب ہے مگر اسکا کوئی تصرف نہیں اور نہ قبضہ ہے مسلمانوں کے دلیں تو بموجب حدیث شریف کے ایک ایک نہیں نہیں بلکہ بموجب قول مولوی متا کے مشر شریطان موجود ہیں خدا کا وہاں نام و نشان بھی مفقود ہے اور کیوں مفقود ہو سکا اسکو علم ہے اسلام نے عرس کے اور کسی غایب اصحاب کف کی طرح شلا دیا یہی سنگ کاب آئین میں اسکا راج بھی نہیں بلکہ بقول بائبل کے اس جہاں کا بادشاہ ابلیس ہے پس ایسا غیر تصرف خدا۔ مفقود اور ایک دینی سرب بیا یک یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے سے بے بہرہ ہے۔ وہ وحی متزلزل میں جبرئیل کا اور ملائی خرابی میں غزابل کا اسطرح ہے جو یا آرم فرماتے ہیں عرش و کرسی کا محتاج ہے۔ خدائی اوصاف خداوندی کے کہ ہرگز لائق نہیں۔ مہر ان آئینہ سماج یا بیرون وید مقدس ہند اوست کے قابل نہیں کیونکہ یہ دونوں ایک ہی ہیں جیسے بہت یرست و موثری ہو چک۔ ہم لوگوں کی ایشور کی بابت یہ اعتقاد ہے کہ وہ مسجد اندر سرب۔ نرکار۔ سرو شکتی بان۔ نرکار کاری۔ دیالو۔ اجنا۔ آنت۔ نرکار۔ انا دخی۔ انوم۔ سرواد پار۔ سرو دیتور۔ سرو دیا یک۔ سرو انر یا می ہجر امہ ایچے۔ نت۔ پوتر اور مشرقی کرتا ہے۔ اسی کی گناہ گاری لوگ ہے مفصل نشر ہر ایک کی دیکھو کہ آریہ سماج کے (محول مسروح) یا پ اور ہر ایک ہمسدہ کے جانے والوں نے جسقدر ایشوری گمان کے بھندہ ارکھوئے ہیں وہ دوسروں کی کیا طاقت اور کیا یار۔ تشریح تو درگنار اسکے لئے سمجھنا بھی مشکل ہے۔ ہمارا تو اعتقاد ہے کہ نامہی نہری پردہ ہے دیدار کیلئے۔ ورنہ کوئی نقاب نہیں یار کیلئے

ٹھٹھے پانی کی دھواڑ پڑ رہی ہے۔ اس سے اندر کی بجاب ٹھٹھڑی ہو کر پانی بنتی جاتی ہے یہ پانی گندہ کیا ہوا پانی ہے اور اب اس میں کھاری بن ہوئی نہیں ہے کیونکہ وہ نشوونما پانی ہے اور اس میں جس قدر نمک ملا ہوا تھا وہ سب بچھکے ہی میں رہ گئے۔ اگر بھیک کا پانی کھولتے کھولتے سارا اڑ گیا ہے تو بھیک لوگ کہ اس میں نمک باقی رہ گیا ہوگا۔ سمندر کے کھاری پانی اس طرح کشید کر کے جھیا کرنے کی ترکیب جہازوں پر بہت کام آتی ہے۔ سیاحی میل۔ شیلہ خٹو خٹا۔ ہنری۔ زوری۔ سرخی۔ وغیرہ کا بھی یہی حال ہے۔ اگر سکونم پانی سے جدا کر سکتے ہیں۔ (مفصل دیکھو علم کیمیا کا ابتدائی رسالہ صفحہ ۷۰)۔ نمک مطہر لاہور اس سے کپڑے کا بھی قیاس کرو۔

تکذیب برہمن احمدیہ علم نبرا۔ علم معلومات کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ۹۰۔ موموئی۔ آپ کا یہ فرائض غلط ہے کیونکہ ایک علم اجالی ہوئے۔ دوسرا تفصیل۔ اجالی کے واسطے وجود معلوم ضروری نہیں ہے ورنہ لازم آئے گا جل مرتزقہ بار میں کیونکہ علم وجود کا مثلاً جب آگ کا کپیلے زید پیدا ہوا اور قبل پیدا ہونے زید کے لازم آئے گا کہ خدا غرض بالعدم زید کا نہ ہوگا بقول آپ کے کہ علم غیر معلوم کے نہیں ہوتا اب فرمائیے کہ جب زید پیدا ہی نہیں ہوا تو پھر خدا کو اس کا علم کیسا اور پھر کچھ ایجاد اور اختراع کسکو کہتے ہیں کہ جس کا وجود بالکل ہوا اور کوئی اپنی طرف سے کھڑے جیسا کہ علم ایجاد و تباریقی وغیرہ کا تو دیکھو اسی سوچنا ہے پہلے اور نیا تا یہ بھی اپنے سچنا اس کا بعینہ علم ہے حالانکہ وجود اس کا بھی نہیں ہوا پھر مدعی کا یہ بھٹکا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے برکف آپ کا کلیہ صادق نہ رہا۔

اگر یہ حضرت آپ نے ہمیں بھی چند غلطیاں کی ہیں اول تو آپ نے علم اجالی تفصیلی سمجھا کر اجالی کے معنی میں کھول کر لکھا بہت کو حق و کدیا۔ پراگندہ کو کھٹا کر بہت درست سے کام لیا۔ اور تفصیلی کے معنی میں مبداء کرنا۔ حاصل کرنا۔ پس علم اجالی وہ ہے جو محض یا مختصر حال معلوم ہو اور علم تفصیلی وہ ہے جس میں مفصل حال معلوم ہو۔ خدا کے واسطے علم اجالی کا لحاظ نہایت ہی گستاخی اور بے ادبی ہے وہاں تو ہر وقت اور حال میں علم تفصیل ہے وہ کوئی بات محمل یا نامکمل یا ادھوری یا موموئی نہیں جانتا بلکہ راز کے مخفی یا مشہور دل دنا ہے او۔ وہ سب چیز اور اس کا علم ہمیشہ صحیح مکمل یا تفصیل جانتا ہے آپ کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دلیل یا دلیل ایشی او کھائی طرح کا علم نہ تھا اور اگر خدا تھا بھی تو خیال ہر طرف سے بڑھ کر رات کا عشقان بر شخ ہوئے ذرا بکی زیادہ نہ تھا۔ یا سرب نامیا بان کا نقشہ تھا جس میں ہزار بھٹکے پھیر پانی کا پتہ نہیں۔ مگر ایسا فضول ورتی خیال خضاد و بجلال کے بات کرنا یا ماننا سربا یا اس سے کہ نہ تمام اجسام کا مادہ اور تمام روح اول سے ایک اس تشاہد کل وپ العالین کے پاس میں وہ خدا ہے بصاعت نہیں اور نہ سمان موجود یا نادان علم ہے اس کا علم ہمیشہ کامل ہے کبھی نامکمل نہیں۔ پس اول تو کوئی ناول سوچے رہتا اور پھر بتا نا نہیں۔ نہیں تو کسی کوئی یعنی سب کچھ بتا دیا ہے میں سے بننا اگر اس کا نام بنانا ہے۔ تو مرگ مصافات سے کہتے ہیں۔ پس یہ علم نامکمل ہو گیا۔ کیونکہ علم کامل کے رہنے میں کہ وہ عین علم ہو جانا یا ہوتا ہے مگر خدا غیب کا اول تو علم نہیں اور اگر خدا خود کوئی موموئی چشم احوال کی طرح علم ہے وہ کسا و اس کا جس کا وجود نہیں عالم کون ہے جس کو علم نہیں محض باطل خیال ہیں۔ باقی راز انسان کا ایجاد و اختراع کا حال یہ بالکل مصافات باری کے خلاف ہے انسان کا علم کامل نہیں اور نہ ہوتا ہے اور خدا کا کامل ہے اور انسان کبھی معطل یا کبھی کام کرے۔ خدا ایسا بزرگ نہیں۔ انسان چند روز کا عالم اور خدا نادانی زمانہ سے عالم باعمل بلکہ عالم کل و منفرد کل والک مکمل ہذا انسان کی

خدا سے کوئی نسبت نہیں اور کیا مفروض باطل ہو چکے اس آپ کے مفروض پہلے وقرا آئی سے خدا پر جہالت اور عقل کا الزام ٹا پڑتا ہے۔ یہیں تفصیل آپ کے پہلے ہونے سے پہلے آپ سے جا مل اور میر کے پیدا ہونے سے پہلے مجھ سے جا مل تھیں آدم کے پیدا ہونے سے پہلے من کل وجہ دنیا سے آفتاب تک سب علم سے جا مل اور زنی۔ ملک۔ تفرق لغتی سے وجود الارضا دیکھا جس کی ایسے نادان اور جا مل کو جہاں خدا کی کے کوئی اوصاف نہیں آپ کا یا دیگر مسلمان بھائی بھائی رہتے رہتے خدا نہیں مگر سروان ویر غلام کو مرکز مرکز الدبا الاک کل امر ناما کبھی نہیں کہہ سکتے اور نادان کچھ ہیں انسی واسطے آپ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ صفات باری نہ عین ہے نہ غیر (دھندلی) پھر دوسری جگہ لکھا ہے۔ اور معلوم اس کے کہ وجود و کج عبادت ہے۔ پس یہ صفت ذاتی عمر و کبھی حادث ہوئی۔ (صفحہ ۵) پھر لکھتے ہیں کہ جو شے قریم ہے اس کے لئے بالکل صفات نہیں ہے جابگدہ قریم ہوں (صفحہ ۵) پس ایسا خدا اولیسا مولا جو مومو سے بچ کر زیادہ حیثیت نہیں رکھتا آپ لوگوں کو مبارک ہے اور ایسا دین جس کو دلائل عقلی و علمی و منطقی و فلسفی سے رو حالی غنائے جس نے منطق کے اور اراق سے منجھا جائے نہ تیار ہوا اور جو درجہ کے کچھ بھی زیادہ نہیں اور جس کو آپ لوگ لذات نفسانی کے سبب نہیں چھوڑنا چاہتے آپ صاحبوں کا حصہ ہو۔

ماننے خواجہ ایم اس اسلام ما پس ثابت ہو کہ علم بغیر معلوم کے نہیں ہو سکتا اور آپ کا دعویٰ بھمہ وجہ باطل ہے۔

تکذیب برہمن احمدیہ علم نبرا جو پیرا نہیں ہو چکا ہے وہ نہیں مرے گا اور جو پیرا ہوا وہی مرے گا۔

۹۱۔ موموئی۔ اول دیکھو صفحہ میں ایک جہودہ نزل میاں اور بھائی ایشا اور ایک عورت حسینہ جمیلہ کی نمک کی پھر لکھتے ہیں ایدیا تندی لوگ رات دن نئے نئے رختہ دین محمدی میں نکلتے پتے میں کہ جس سے تم دورے وقف نہیں ہو سکتے اور ادنی سا رختہ نہ بکھارے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مرے گا حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ نام شا بھماں بادشاہ برب عمده بننے عمارات کے پیرا ہوا ہے اور کبھی میں مرے گا کیونکہ جب تک دنیا ہے گی اس کا نام بھی ہے گا اور نیز مرے گا جو نام نیک پیرا ہوا ہے وہ جیتک دنیا ہے گی نہ مٹے گا خدا کا قیاس دین محمدی کا جس کو پیرا ہوا ہے وہ سو لوہر میں آتشک ہوئے صفحہ ۱۰۸ سے نہیں مرے گا۔ اگرچہ ان مخالفین کی ہستی صفحہ ۱۰۸ کے بالکل نیست و نابود ہو جائے اور پھر وہ کلیہ مدعی کا کمال رہا کہ جو پیدا ہوا وہی مرے گا دیکھو یہ نام پیدا ہوئے اور مرے نہیں بلکہ ساہا سال تک برابر رہے گئے ہیں اور چلے جائے ہیں نہ چلے سہری فرماتے ہیں۔

قارون ہلاک شد کہ چل خانہ کشت فوشر دان مرز کہ نام نکرگدشت زندہ است نام نکرگو فوشر دان چل گرجہ سے گذشت کہ فوشر دان نماز

اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ راس کا جواب کہ جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مرے گا سو یہ سوائے ایک ذات خدا کے دوسری جگہ پر صادق ہی نہیں آیا۔ ایسا اس کو سمجھنا کہ میں کو درست ہے مگر اس سے کہ آپ کے دعویٰ کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ روح حادث اور فنا اس کے لئے بھی ثابت اور باق اس کا اگر علم الہی میں ہو سکتا اس کو کوئی خدائی لازم نہیں آتی اور نہ ایک عبادت ہوتا ہے کیونکہ مخلوقات بھی علم الہی میں سب موجود ہیں یہ موجود اور معدوم تو ہائے علم قاهرہ کے اعتبار سے کہلاتے ہیں نہ علم باری کے

اجتماع ضرور ہے مکان کیا ہے عین ایٹم پتھر وغیرہ کا اجتماع۔ ایٹم پتھر کدھری کے
سواء ممکن کچھ نہیں۔ پس مکان عین ایٹم پتھر و کدھری کا اجتماع ہے۔ ہم کسی
کے سے اگر کل چیزیں نکال لیں تو کیا کچھ باقی بھی ہے گا تو کل منفی کل آفریقی مطابق کے
سیا آپ بتائیے کہ کیا ہے گا۔ غلطی اس اعتراض کی بابت مولوی صاحب کا
دعویٰ ہے کہ قیامت تک کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا ہے۔ چنانچہ انکی اصل
عبارت یہ ہے۔ پس وہ قوم کہ علم میں سرور اوروں سے نیک کردار احسن کلام اہل
اسلام میں اس کو تسلیم کریں گے اور ایسی ہی کچھ سی بات پر کسی طرح کان نہ کریں گے
مگر انصاف کے رستے حلفاً کہنا آپ قیامت تک ان اعتراضات کو نہیں اٹھا سکتے
ہیں یہ میں نے سچ کہا ہے یا نہیں؟ (صفحہ ۵۵ سطر ۸۵)

خط مولوی صاحب اب آپ نے سچ نہیں کہا قیامت تک جواب دینا کیا ہے ہم نے چند روز
میں ہی جا دیدیا۔ اور جواب بھی ایسا باصواب کہ جسے پھر کر آپ کہ حدیث جاریہ کی خطی
ودام کا فکر طر جائیگا کیونکہ اس کے واسطے آخری فیصلہ عدم سماعت اپیل کا آرڈر
سویچا ہے کیونکہ آپ لوگ برہان کی منتوی کو کھرا بخوری میں برابو کرتے ہیں اور بیگانہ
کے گھر پر چھری دھرتے ہیں اور اسی واسطے ہماری کتاب کو جاننا اور دینا تو کیا۔ اے
نہیں بدو دعا ہے یہ ہے میں۔ چنانچہ آپ ہمارے تالیف برہان احمدیہ کی بابت فرماتے ہیں
کہ وہی کتاب ہے جسے باعث اہل اسلام بدو دعا کے لئے مانجھ پھیلانے ہوئے ہیں؟
(صفحہ ۴۹ سطر ۴)

بیٹھک نادان برہان۔ اور جابل طالب علم مہر ان ڈاکٹر نیک معلم کی بابت بدو عادی کرتے
ہیں مگر ان دونوں غیر خواندہ بنی آدم کی پیشم کندہ نہیں ہوئی کیونکہ اسے
محال ست ہر مندان میرند۔ شے ہر انرا جائے ایشال گیرند
یا اگر دعاے طغلاں مستجاب ہونے تک معلم در عالم زندہ نماندے۔

برہان ہیکہ تحقیق سے طلبا ہے اور صداقت سے غرض۔ آپ کی بدو عادی اسب مولوں
کی بدو دعا ہے ہر مندان نہیں ہوتے بلکہ لصدق باطن دعا کرتے ہیں کہ اس بدو دعا کے فوائد
نارہن جل بقاء آپ سب کو اپنی پار کیا ہے شانتی دے کر اہل الود کے مقدس گروہ
میں شامل کر کے آریہ بنائے اور ست و حریم پر چلائے۔

تکذیب برہان احمدی۔ علم صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔

۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱

مثلاً بارہ - دودھ - پانی وغیرہ اگر ایک ہی جگہ سے باقی باقی جو ڈرام کا کھانا ہے تو اسے
۲۰ ڈرام کہتے ہیں اس سے بڑا کم ہونے کے افسوس کہ آپ نے اس کوئی بات کو بھی نہ سمجھا اور
خواہ مخواہ مشاطہ نہیں کی گئی۔

تکذیب پر اہلِ احمدیہ - سوان علم - جنہوں نے ضدین باطل ہے -
۴۸ - ۵۰ - مولوی - شاہ ذوالکرم کی کلمہ پکاس لائق ہوتا ہو گا جو وہ نہ بڑا بڑا
نہ بڑا اور اہل علم میں پر خندہ زن نہ ہوتے ہوں - پھر میں کیوں جواب دیکر اپنی تصدیق اوقات اور
آپ کی ابرو پر ہی کر لوں -

اگر یہ یہاں تو آپ نے وہاں کی طرح بڑھ کر کام کیا جو صفحہ ۳۳ سطر ۱۲ میں آپ لکھتے
ہیں یہ دونوں آپ ہیں ایک دوسرے کی ضد ہے اور اجتماعِ ضدین تمہارے نزدیک بھی
منع ہے صاحبِ من آپ نے اجتماعِ ضدین کے معنی بھی نہیں سمجھے کیونکہ اگر سمجھتے تو یہ
کبھی نہ کہتے کہ عروبا باطل نہیں ہے، حضرت کوئی چیز بھی دینا میں آپ کو فیل نہیں ملے گی۔
جس سے آپ اجتماعِ ضدین کی تردید کر سکیں اور یہی حال اجتماعِ تصدیق کا ہے دونوں میں
ایسی علی غرض ہے مگر ایک جگہ جمع نہ ہونا دونوں میں شرط ہے تصدیقیں ان کے جمع ہونے پر
معوذ چنانچہ مست و نیست و حیات و ممات - و ضد ان کے جمع ہونے پر و ہر دوسرے کے ضد
جیسا کہ مست و سیاہ ممکن نیست کہ جمع ہونے پر و ہر دوسرے کے ضد ہونا یا نہ ہونا - مولوی
صاحب آپ علمیت کا صداقت سے نہیں بلکہ تعصبِ جماعت سے مقابلہ کرتے ہیں اور
ضد سے مزاد کرتے ہیں نہ کہ انصاف سے اور یہی سبب ہے کہ ہر جگہ سے آپ کی دلیل کی تردید
ہو رہی ہے۔

تکذیب پر اہلِ احمدیہ علمِ نبرہ - تہذیب کے سبب ان کی صفاتِ قدیم ہوتی ہیں -
۵۵ - ۵۶ - مولوی - تمنا کوئی اس کو شک ہے اور بہت کہہ سکتا ہے - مگر نہیں - اس وجہ
سے کہ یہ امر یہی اور بیسیں بلکہ دوسرے سبب تسلیم کر لیا ہے کہ اور کہوں نہ تسلیم کریں جن
قیاس اور عقل سلیم بھی یہی ہے کہ وہ صرف مرتبہ ذات میں پہلے ہی صفت سے - یہ نیز
کہ ہر کس و ناکس اس امر سے خوب واقف اور نگاہ ہے کہ پہلے وہ شے ہونی چاہیے جس کی ہم
تعلیق کرتے ہیں یا کرنے کا ارادہ ہے پس اس قاعدہ سے یہ معلوم ہوا کہ اول موصوف ہوگا -
پھر صفت - ہر کیفیت صفت بعد ہے اور موصوف قبل اور قاعدہ ہے کہ شے متصف بالبعد نہ
قدیم نہیں ہوتی کیونکہ یہ کہی کہ تو ان کے مذہب کے مطابق یہ ہے کہ جس کا نہ شروع ہو نہ ختم
آ رہا - اسے نہ صفحہ سیام کے تحت حاشا کہ انصاف کی طرف نگاہ کی ہو کہ آپ تو گالی لکھتے ہی
کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں چنانچہ آپ لیاقت فراموش سے فرماتے ہیں اگر مٹی جیلا ہو تو
میں سمجھ نہ سکھائے کیونکہ جو لوگ گمراہ ہیں اور باہین ہمارے اور ان کے بتاؤ مسلمان
اور زمین جیسے سب سے اوپر وہ کل ہمارے مذہب کے سرسری خلاف ہیں اور وہ بھی اس قاعدہ
مطابق کہ نہیں جانتے حالانکہ ضلالت میں وہ ہر دو مشترک ہیں اور ایک قسم کی نسبت مذہبی
بھی رکھتے ہیں - (صفحہ ۵۶)

اب ہم آپ کی دلیل کو آپ ہی کی بنیاد سے رد کرتے ہیں - اول آپ مذہبِ حکماء و فلاسفہ و فرقہ
کا کھانا ہے جسے انہیں سمجھتے ہیں - اس جگہ سے یہ بھی صریح معلوم ہوتا ہے کہ قدیم کی صفات
خواہ ذاتی ہوں یا غیر ذاتی قدیم ہیں - ۵۷ - ۵۸ - صفحہ ۵۸ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں وہ جلیلانِ مذہب
فلاسفین کی عقل و عدم یہ ہے کہ اگر جماعتِ خدا کی قدیم ہوں تو مجمل نہیں ہے ایک
صفتِ خدا کی رزاقیت عروبا بھی ہے اور بہرہات سے کہ صرف موقوف ہے جو دعویٰ
بہرہات سے تا وقتیکہ جو دعویٰ کہ خارج میں تحقیقِ تجویز ترقی و تکرار کا تحقیق ہونا ممکن ہی
نہیں اور محال ہے کہ جو دعویٰ کہ حادث ہے پس یہ صفت نہ ثابت ہو کر بھی

حادث ہوگی - اور فرض کیا تھا انہوں نے کچھ صفاتِ خدا کی قدیم ہیں پس لازم تھا انہیں
مفروض اور باطل سے ادنیٰ وجہ اختلاف ہی ہے کہ اگر فرض کریں کہ کل صفاتِ قدیم ہیں
جو ذات ہیں تو یہ کبھی باطل ہے کیونکہ ذاتیہ ہونے کی کمی صورتیں میں باطل نہ ہوتا اور خارج
از ذات - اور اول باطل ہے اس وجہ سے کہ وہ قولِ مستلزم ہے ترکیب کو اور ترکیب مستلزم ہے
صفت کو اور حادث ہونا خدا کا تمہا سے یہاں بھی باطل ہے - اور ترقی ذاتی وہ حال سے کہانی
نہیں بلکہ ذات باعائش ذات اور یہ دو مسئلہ ہم سے جدا ہے کہ - اور یہی سبب ہے کہ
حقیقت کو پس لازم تھا اختلافِ مفروض - (صفحہ ۵۸)

تقریباً کسی کی صفات کا حادث ہونا اس کے تعلق و تبدل کی نشانی ہے اور تعلق و تبدل ترکیب کو
چاہتا ہے - اور ہر ترکیب حادث ہے - پس صفات کے حادث ہونے سے اول انہیں
صفت کا لازم عاید ہوتا ہے حالانکہ وہ حادث نہیں بلکہ قدیم ہے - لہذا ان کے صفات بھی قدیم
میں نہ کہ حادث پس باطل ہے آپ کا یہاں مفروض - اگر وہ قولِ مستلزم ہے ترکیب کو تو خروجِ جہ
اول مسئلہ ہے ترکیب کو - یعنی اگر خدا و تعالیٰ میں کسی صفت کا پہلے سے دخل ہونا
کی ترکیب یعنی ترکیب ہونے کو چاہتا ہے اور کسی صفت کا خارج ہونا بھی ترکیب کا حصہ ہے تو یہ
ظاہر ہے کہ صفاتِ خدا و تعالیٰ کوئی بھی خدا کے ہونے کے بعد نہ دخل ہو میں نہ خارج بلکہ وہ
کے ساتھ قدیم میں کوئی وقت ایسا نہیں اور نہ تھا اور نہ ہو گا کہ صفات نہ ہوں اور خدا ہو یا نہ
ہو اور صفات نہ ہو بلکہ جب سے قدیم یا بعد خدا و تعالیٰ ہے تب سے ہی صفت و صفات ہے
کبھی بھی صفات سے متبرکات نہیں اور نہ صفات سے خالی خدا کی کے لائق ہوسکتے ہیں کیونکہ
صفات سے بے موصوف عدم مطلق سے زیادہ کچھ بھی وقت نہیں رکھتا۔

پھر آپ لکھتے ہیں اب میں ادنیٰ سا جواب اہل اسلام کی طرف سے دیتا ہوں کہ جس میں غلامِ قریش
نہرِ مقدس و فلاسفہ کے ان کی کلام کی حرابی کا ایک نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے ذرا غور سے
مذہبِ متکلم یعنی اہل سنت و الجماعت کا ہے کہ صفات باری تعالیٰ نہ عین ہے نہ غیر صفحہ ۵۵
تقریباً باطل ہے جس سے بڑھ کر وہی خیال دینا میں کوئی نہیں یہ تصویفوں کا مسلہ
گوکہ ہے اور اسی سبب سے کہتے ہیں کہ مسلمان عروبا اور خصوصاً اہل سنت و الجماعت شریک و کافر یعنی
ہر دو امت کے ماننے والے ہیں - صفات باری جب نہ عین نہ غیر ہوں تو بلائے کیا ہو میں
جب صفت کے حصہ ہی میں ہیں کہ وہ خدا کی جو موصوف کی ذات ہیں جو ہیں اور ہمیشہ اس
کی ذات میں موجود ہیں اور آپ نے ان کو نہ عین ذات بتلایا نہ غیر ذات - تو کیا اصل میں خدا
کی مستی سے انکار نہیں کیا؟ اور صفات انہوں سے انکار نہیں ہے؟ اور کیا اس کو
یرے درجہ کا کفر کوئی اور بھی ہے؟ اب ہم آپ کو سمجھاتے ہیں کہ گن گن سے کبھی جدا نہیں
ہو سکتے یعنی صفت و موصوف میں جدائی نہیں - اور جس میں کوئی صفت نہیں وہ کوئی چیز
نہیں لہذا خدا بھی صفت سے جدا نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی نادان اس کو کبھی صفات سے
جدا کرنے کو اصل میں وہ خدا سے انکار کرتا ہے آگ سے گرمی - سورج سے ضیاء - وہ خدا
کبھی بقیام نہ دے دو نہیں ہوگی ورنہ بالفرض محال ایسا ماننا اصل میں کھلم کھلا موصوف کو شریک بنا

آپ نے اس بے بنیاد دعویٰ کے ثبوت میں ایک دلیل بھی دی ہے جس کا جزو اور کل - پس
تحقیقِ معنی کل کے نہیں ہیں عین جزو کے اور شریک بدو جزو کے متحقق نہیں ہوتا پس
و کھول کر جزو کا نہ عین نہ غیر ہے لہذا قیاس - صفات باسری عزائم ہے -
تقریباً - افسوس کہ آپ ایسی فضول بات لکھ کر لفظ دلیل کو دلیل کر رہے ہیں -
حضرت کیل! جزو کل کا عین نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو بلاؤ کل! جزائے کے
مساے اور کہا ہے جب کچھ عینیں تو عین جزو ہے - کل سورہ یہ کیا ہے؟ عین ایک
ایک رویہ کا جملہ اور کسی صورت میں وہ اس اجتماع سے غیر نہیں ہے - پس

مثال ہفتم کی ترویج مکان یعنی پتھر کے بانیست کی جگہ مطلق جگہ کے معنی بھی رکھتا ہے۔ پس دیواریں چھت، فرش، اینٹ پتھر سب جگہ گھیرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں جھوٹے لکھنا اور بڑے جاتا رہ سکتے ہیں۔ چھوٹے کل یعنی ایک بیت محیط بہ منس چھتا میں ایک انسان یا کئی انسان رہ سکتے ہیں۔ چھوٹی چیز چھوٹے جاتا رہا مکان اور بڑی چیز بڑے جاتا رہا مکان ہے۔ بتلائے ہمیں اختلاف کیا ہوا اور آپ نے کیا رو کیا بڑے مکان میں بھی رہتے یا جگہ کی صفت ہے چھوٹی بلکہ دیوار و چھت میں بھی پس رہنا بلکہ ایسا بلاتجربہ ابطال ہے۔ آپ کی یہ وہ کہاد و کج وحت کی ہم پر وہ نہیں کرتے بلکہ اس کو آپ کی مکرمت سمجھتے ہیں کیونکہ اس سے لوگ ہماری نہیں بلکہ آپ کی لیاقت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

مکرمیہ ہر امین اس پر علم نیکہ اگر کسی مقدس ترین کے برابر جیسے کہ جابن زدہ سب آپس میں برابر ہوں گے۔
۱۴م و ۱۵م مولوی سی۔ اگر دینی کا وہ بھی پرش میں اگر آدمیوں جیسی باتیں اور حواجر سے متنازعہ کا ذکر زبان پر لے کر گھبرا کر غریب کو ناوہ علم نہیں اور اہل علم سے مقابلہ اور ہم نہیں جیسی باتیں پھر فرماتے یہ مثل کیونکر عداوتی نہ آئے گی۔ کہ کو اچھا نہیں کی چال وہ اپنی بھی بھول گیا۔ انھن۔

آریہ۔ آپ نے فضول امیر جو کی دستان کی طرح ہر صغیر سبہ کر ڈالے اور صل مطلب کی طرف باطل توجہ نہ کی اور اعتراض ایک بھی نہ کیا آپ کی لیاقت تو اس بات سے ظاہر ہے کہ باقی کر دے جیسا کہ زمین و آسمان کو ہے۔ یہ جناب میں یہ میرانی غلطی ہے جو راج ملک بھی علمائے اسلام سے سرزد ہو رہی ہے۔ آسمان کوئی چیز نہیں اور دھوئی کرہ ہے۔ بلکہ صرف ظلال ہے اور جو کچھ ہم نیلا پلاں اور دیکھتے ہیں وہ اخ تینی حد نظر ہے چونکہ قرآن میں بھی ایسا ہی بیان ہے۔ پس یہ آپ کی تہذیب و علمی غلطی ہے۔ سنتے ڈاکٹر کلاس ایس ویلنٹائن صاحب پلٹا دی رائل کالج آف سرجن فزیکل اینڈ بوٹیکل سوسائٹی کیا فرماتے ہیں۔ وہ نیلا پلاں کہ جس کو کھدکے متعجب ہوتے ہیں اس کو اچھا کرنا کہ ہے جس کی بناوٹ اور قیامت کا بیان آگے ہو گا۔ وہ چیز جس سے سب چیزیں بتی میں سیر کر لاتی ہے۔ اور عالموں نے میٹر کے دو حصہ کیے ہیں۔ پہلا اصل دور سرائی۔ چیز اصل گئے کہ میں جو کسی چیز سے ملے دہی ہوا اور ملک جو دو یا زیادہ چیزوں سے ملے ہی ہو۔ ایسے ہی آسمان بھی چیز نہیں ہے بلکہ ایک خلا ہے جس میں ہماری زمین اور سب ستارے اور سیارے وغیرہ چلتے ہیں۔ (دیکھو رسالہ بحیرہ اونی ہوا کی پیدائش اور علم کیا کے بیان میں مطلب نمبر ۱۷ ص ۶۹)

اسی طرح ہم نے ایک ہم باطلہ کے دور کرنے کا واسطہ ایک پڑائی حکیم کی تحقیقات اور ان کے حال بھی نسبت آسمان اور مادہ کے ظاہر کرتے ہیں چنانچہ آپ کے تمام تر بات باطلہ کا استقصائی کر سکتے ہیں۔
ایمان کے مشہور دامی گرامی حکیم ڈی تاک ری بس کی بابت لکھنا ہے اسکا عقائد ہے کہ تمام اجسام کو بنیاد ایسی چھوٹی چھوٹی اجزاء میں جو باعتبار اپنی طبیعتوں کے ہر شکل اور باطنی صورتوں کے مختلف اشیائے مختلف ہوں کہ ان کی تصنیف صرف وہم ہی سے ممکن ہے۔ اور یہ کہ اجزاء باعتبار شمار کے غیر متناہی اور ایسے خلا کے اندر کسی کوئی حد نہیں پھیلے ہوئے ہیں اور بالکلک میں پس کسی ایسا ہوتا ہے کہ یہ اجزاء نہیں ٹکرتے اور کبھی خاص صورت پر اکٹھے ہوجاتے ہیں اور ان کے اس اتفاق اور اجتماع ہی سے جہاں کا وجود ہے اور یہ کہ جہاں سے اس جہاں کی اندر پیشیاں جہان میں جو ایسے ہی نظر اور ترتیب کے ساتھ خلا غیر متناہی کے اندر ہو

میں۔ لیکن اسکی رائے میں حرات جسے یعنی حیوانات اور نباتات کے وجود کا سبب اجزاء نہ کہ اتفاق یا ہضم کرنا اور جمع ہوجانا نہیں ہے۔ اس کے شاگردانی کیوں کی بھی رہی ہے اور اسکا قول ہے کہ ترکیب کے حالات میں یہ اجزاء حقیقتاً آپس میں مل نہیں جاتے بلکہ صرف باہم چسپ جاتے ہیں اور اجسام محسوس کے اندر بالفعل موجود اور ایک دوسرے سے محرم ہوتے ہیں پس اجسام محسوس کا اتصال حقیقی اتصال نہیں ہے بلکہ صرف ان کے خزلے کے باہم چسپ ہونے کا نام ہے۔ (از سفر نامہ ڈاکٹر فرنی از جلد دوم صفحہ ۲۴۸ ص ۲۴۹) مگر باوجود اس لیاقت اور اس قدر علمی ناواقفیت کے آپ ہم کو ان الفاظ سے باور کرتے ہیں۔ آپ کو اختیار ہے خود اچھپتے پھیریں اور کہیں پھٹ کر اوہراوہر کی چھوٹی پچھلی باتیں مٹانی بیان کریں اور میدان سے بھاگ جائیں اور رقم پر سے بچھا چھوڑ دیں اور کسی حاجت مند مسلمان بے غیرت کو جس میں سچا سچا ساٹھ روپیہ کا لالچ دیکھ کر کوئی بات چھوٹی سچی دھڑکھڑکھڑا کر عرض کریں کہ کیا ہو سکتا ہے، ص ۲۴۸ صفحہ ۲۴۹، جناب مولوی صاحب آپ کی حکایت کو کری باطن کی سزا میں سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایسے غرض مند مسلمان آپ کو جس علم یا فاعلم کی سزا دیکھ کر بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کا دل کھلتے! مگر یہ ہر امین احمدیہ عالم نیکہ۔ اگر کسی وزن یا پیمانہ مقررہ سے کئی چیزیں یکساں تولی جائیں تو وہ سب وزن میں برابر ہوں گی۔

۱۴م و ۱۵م مولوی شخص غلط ہے اسوجہ سے ہر فرض کرتے ہیں مثلاً وہ پیمانہ مقررہ ایک خاص اور معین گلاس ہے جس میں ٹیر کیا جتنے پارہ یا خاص پیر خالی کیا اور کچھ اس میں پانی یا خاص پیر تو لا میزان عدل اور انصاف میں پس حکم کیا مشہوری عادل یعنی طیارہ اقل کے کہ یہ دونوں مساوی اور برابر وزن میں نہیں ہے بلکہ پارہ پانی سے اور تانبارا رنگ سے وزن میں زیادہ ہے اس قاعدہ سے نہ پیر چھٹا علم باطل اور غلط ٹھہرا۔

آریہ۔ آپ غیبت و غضب میں پس پیش بھول جاتے ہیں اور حق و ناحق کی پرواہ نہ کر کے ٹھان کر خوب بے گنتی میں یہاں تک کہ عبارت خط ہو جائے تو ہوا سے آپ کی بل سے گراپ انصاف سے کام نہیں لیتے۔ رصاص کے آگے سے نقطہ بھرا پاؤں والا باطل کھائے یا پستی عبارت کی تہ نہیں صرف یہی نہیں بلکہ درست الفاظ لکھنے کا بھی آپ میں ناوہ نہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ لکھتے ہیں۔ پھر تو آپ جانتے ہیں میرے انکار سے انکا اسرار زیادہ بڑا اور شوقی و لڑی تھا گیا۔ (صفحہ ۲۴۸ ص ۲۴۹) حضرت اسرار کو آپ نے اس سے لکھا کہ میں سے چاہتے تھا کہ کیونکہ جس سے ہے وہ سر کی جمع ہے جسے سمجھتے ہیں بھید اور پوشیدہ گیان اور جس سے ہے اسے سمجھتے ہیں تاکہ کہ شام نہ کرنا۔ اور ایک جگہ ہی نہیں بلکہ صفحہ ۲۴۸ ص ۲۴۹ میں بھی اس سے زیادہ علمی غلطی ہے وہاں آپ لکھتے ہیں ایک آن ایسی غلطی چاہے کہ ان روح ہو لیکن اس کو علم نہ ہو بلکہ مہود اور حیران ہو۔ حضرت بن مہوت ط سے ہمیں ہے بلکہ متہ ہے مہوت حیران از کشف و سار اسم فضول از بہت کہ لغم اول مجھے حیرت است۔ (از غیات و صراح۔ ایسے ہی علمی غلطیاں کئی اور بھی آپ سے ہوتی ہیں مگر ہم مشتے تر لکھنا وہاں کے مسی پر تباہت کہ آپ کے اعتراض کی اصلیت بتلائے ہیں۔ پتہ ہمارے الفاظ کے لکھنے سے کچھ ایسی آیتیں دہن دن یا پیمانہ وہ نقطہ استعمال کیے گئے کہ آپ اس موٹی بات کو بھی سمجھتے اور ہر پارہ مقررہ و علیٰ خود و دیریا کے مصداق بنے وزن مقررہ سے آپ خواہ مخواہ یعنی بارہ ٹیر لکھنا یا خاص یعنی تیرا۔ پانی یا خاص یعنی رانگ سب مقررہ وزن یعنی پیر سے برابر لکھتے۔ اور کبھی طرے کا کوئی فرق عہد نہ ہو اور پانی طرے مقررہ پیمانہ سے جتنی چیزیں پانی جاویں وہ سب آپس میں مواظ اس پیمانہ کے برابر ہوں گی۔

آیسنے تو گیمبیا کی خواہ کر لیا تو نہیں ملا لیا۔ چونکہ نہیں جانتے تھے۔ اس واسطے دیکھا مگر ہم اس کو بچھندہ درج کرتے ہیں۔ پروفیسر زاسکو صاحب اپنے سالہ حکم گیمبیا میں پانی کا بندہ ریو بچاڑا کے سمندر کی سے گنبد ہو کر اول بٹنا اور بولی سے میمنہ برسا اور اسی میمنہ کے پانی کا دریا اور سوتوں کے دریا پر پتا چلے صاف طور پر دیکھا کہ اگرچہ میں فرماتے ہیں کہ اب ہم کو معلوم ہوا ہو گا کہ کشیدہ کئے ہوئے پانی کو ہم ریو بچاڑا نے کس واسطے ایک سید کا رخا بناسی رہنے زمین پر جاری ہے اور اگر تم ذرا غور کرو گے تو یہ بھی سمجھ جاؤ گے کہ اب ردال کا آب قطرہ بھی روکے زمین پر ایسا نہیں ہے جو کبھی نہ بھی بخارات کی شکل میں اس سمندر سے اٹھ کر ذرا باہر جسکی طرف وہ آب آتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر وہاں سے ٹیکرہ بہت شہر (دماوند صاحب یا محمد صاحب کا وفات پانا) اس کے پیمنی میں کران کی طرح اپنے آبام سے جدا ہو گئی اسکے سوا کے فرما اور کوئی چیز نہیں۔ اور نہ کوئی شے یا فرشتہ ہے۔ کوئی چیز فنا ہوئی اور نہ ہوئی ہے سو اسی دماوند بھی اور محمد صاحب کی اصلاح اب موجود ہیں اور یہ بھی موجود نہیں۔ اٹھا جاتی اور اپنے اصل اور وہیں ملتا۔ وہ بھی اب موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ لیکن یہ مثال آب کی محض مائل ہے۔

زحل و زہرہ کی یا کھڑی نظر مال کی مثال بھی آپ کے حق میں دہاں ہے۔ بایں وجہ کہ
چاندی، سونا، لہا پیتل، ہتھکڑیاں، بلحاظ مادہ کے ہمیشہ سے موجود تھا اور ہر ایک کھڑ
نقشہ انسانوں نے سوچا جو علم کے منتقلی کا اور وہ بھی کسی نہ کسی پیرہ میں موجود
تھا صرف ترکیب یا ترتیب کئی ضرورت تھی اسی لغت کے مطابق اُسی موجودہ مادہ کو
یہ سب چیزیں بنائی گئی ہیں عدم سے کوئی چیز نہیں نکالی گئی اور نہ کوئی عدم میں چلی گئی۔
اور نہ عدم کوئی چیز ہے۔ بلکہ سب چیزوں کا اصلی مادہ ہمیشہ اور ہر ایک حالت میں موجود
رہتا ہے۔ پس یہ دوسری مثال بھی باطلی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ایسی فضول مثالیں
اور بے بنیاد دعویٰ کس طرح آپ نے منہ کر کے اپنی دہانی کا ثبوت دیا ہے خیال میں
سچے کاغذ سیاہ کر دیکھ دین اسلام کی کوئی خدمت اس سے بڑی نہیں ہو سکتی۔

کے نزدیک ہر مادی اور جسمانی علم میں جو کل میں ہوتا ہے وہی اس کے جز میں بھی ہوتا ہے ۔
 علم ممبرم ۔ جو کل میں نہیں تھا وہ جزو میں بھی امکان ہے ۔
 ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳

اور ایک مثال اپنے فہم کے مطابق بیان کرتا ہوں غور سے سنئے گا مثلاً ایک مجروحہ
جعدہ دہریوں کا ہے اور ان سب نے بل کر ایک ایسے پتھر کو مٹھا جا کہ ہر ایک سے نہ
مٹھ سکتا تو پتھر کے ٹکڑ کی وہ صفت ہوئی اور ان میں وہ بات پائی گئی جو جزو مع
ہر ایک میں نہیں
خطا کل ہے اسکی صفت یہ ہے کہ متقسم ہوتا ہے اور اس کا جزو نقطہ ہے یہ صفت
اس کی نہیں ہے کہ منقسم ہو جائے
اور دیکھئے جسم رکب ہے کہ اجزائے سے تو جزو کے کل کا نام جسم ہے اور اسکی جزو جہاں فرو

کو کوئی سہ نہیں کہتا۔ اور رقم آلا کھٹے کا ہے۔ اور اگر اسکے ریزے کے بجائے وہیں ۱۰۰ روپے لکھتے تھیں جو سنے ہیں
روائے علم کا بھارا غلط ہے
اور سنیے مکان آسکر گئے ہیں جو جہیز پیش بہات کو میر۔ ناسخہ و روپہ جیت آکر
مکان نہیں کہتا۔ پھر روایت یہ آپ نے کہاں سے لکھا کہ جو وقت گئی کی بہت چڑھ
کی ہے اور نہیں تو نہیں شاید اگر البتہ عدم قرآن ہے کہ کسی ناپل سے جو جو دین
ثابت کہانی کا جزو ہی بانی ہے اور گشت ہو جزو ہی گشت ہے
آریہ۔ یہ ساری اسناد اور سند دل خیال کی حکایت کے ثمرت میں دیکھئے ہم کس طرح ہر بار
انکی تردید کرتے ہیں اور انکی تمام بیروان اسلام کو ایلو جیلنگ کے بدینہ کی گشت میں کہ وہ بھی
طرح حق کے مقابلہ میں اپنے سانسے باختر و ظل بختیار دل زینہ کردیہ ہیں ہرگز نہ بخت
کا ایک بل بھی دیکھا نہیں اگر کس گئے۔ لیکن ہم آپ کی ساری۔ جو ہو و کیا نہیں اور ہرگز اگر آپ
کی خیالی ثابت کا مستعمل کرتے ہیں۔

مثال اول دوم کی تردید۔ بسبب اور عالم ازاد روح کی صفت ہے نہ کہ جسمانی۔
 ہاتھ۔ پاؤں۔ ناک۔ آنکھ جسم کے حصے ہیں نہ کہ اس کے چلن۔ چہرہ۔ کس۔ ٹاپینہ۔ سنہ۔
 بولنا۔ یعنی تمام حرکت والا ارادہ کے متعلق تمام روح کے ہیں نہ کہ جسم کے۔ پھر معلوم نہیں
 کہ آپ نے کس عقل اور علمیت سے اس دی مثال کا استعمال کیا۔ اور اگر آپ خود کو
 توہل میں یہ مثال خود آپ کے مخالف تھی سنے لگی اجسام، دوسری میں دوران کے ممکن
 حصہ بھی مادی کل جسم میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ اعضا نہیں کہیں ہوتا ہے۔ ہر کل جسم
 بے جان ہے اور اس کا ہر ایک جزو بھی بے جان ہے۔ اسے دیگر زبان پر کر سوتے ہیں کہ اس
 مثال سے اپنے کتنے حصول خود کی پہچان کی۔ علاوہ برائے ہائے مطلب کو آپ نے
 بگاڑ دیا ہے ہماری عبارت سے کہ ہر کل میں ہوتا ہے وہی اس کے جزو میں بھی ہوتا ہے۔
 صفت کا یہاں ذکر نہیں۔ پس یہ آپ کی سمجھ کی غلطی ہے۔

مثال سوم کی تردید۔ پھر اٹھا۔ ایک آدمی کان ہے ایک ایک آدمی تین تین ہاتھ
من کا پھر اٹھا سکتا ہے۔ یہ محکمہ۔ اور من کا پھر اٹھا ہنسنے پھر کا مجموعہ اور اس
من اٹھا ہے۔ جزو یعنی ایک ضرورہ تین من اٹھا ہوگا۔ پس پھر اٹھا ہو جو کی کمیت
وہ جزو من بھی ضرور پھر ہے۔ کہیں مفتوحہ نہیں ہوتی۔

مثال چہارم کی تردید خط کی جو تعریف وہ اپنے سبب جصول پر آسکتی ہے یعنی جس میں طول جو تکلف میں طول نہیں ہے۔ بنا برآں لفظ کا جو عطف نہیں ہے۔ یہ آپ کی علمی غلطی ہے۔ (دیکھو تعریف خط و لفظ درالمنہدس)

مثال پہنچنے کی تردید۔ کل جسم مادی ہے، اس کا ہر ایک جزو بھی مادی ہے۔ کل جسم مادی ہے۔
ہے یہ بھی نہیں اور یہی مثال رائے کا پس پر مثال بھی باطل ہے۔

مثال چھٹی کی تردید کہنے کی صفت روح میں ہے جو درجہ ہفتوں کے انگلیوں میں
ظہور پذیر ہوتا ہے۔ انسان انگلیوں سے ناخن سے اور باؤنی انگلیوں سے بھی لکڑی لکڑی
قلم ہاتھ کے پاس ایک اور لکڑی ہے کہنے کی صفت روح انسانی میں ہے نہ کہ قلم یا ہاتھ میں اور
یہی کہنے کی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی قلم سے انسان بھڑکنا ہے قلم میں کہنے کی
صفت نہیں بلکہ کہنے سے موصوف روح اس کے کام لیتے ہیں قلم کے معنی میں بریدن و
تیزاشیدن و ناخن کرکتنے خام تر شاخ شاخ و دہر جو بریزد و منقش و بادشاہ و بادشاہ کے
سر لاد جیاد و لقا ش لوگ ایک خود کے داندہ تر شاعر کہتے ہیں قلم ال سے بھی باریک ہوتی
ہے جو قلم کا سب سے ادنیٰ جز ہے پس یہ مثال نہایت ہی رذی ہے۔

خواہ دخل و معقولات سے ہمارا وقت ضائع نہ کیجئے۔ اگر ورنہ انصاف و رشیدانہ مادہ ہے تو صداقت اور بہت دھرم کو قبول کیجئے اور دشمنانیت اور عروج و انحلال کا خیال چھوڑ کر اصل الشہین راہ حق جسکا نام نہیب معقول یعنی ایک دھرم ہے اس کو مانتے سے نہ کیجئے۔ عربی کا لفظ اشتغال خواستہ سب احاد کی زبان حال سے شہادت کے رہا ہے۔

۲۶۔ مولوی۔ اگر آپ فرمایں کہ متناسخ ہونے کے بعد رسالت سے تو ہے تو بعض غلطی سے کہہ کر جو مسلم ہے محتاج دلیل کا نہیں ہوتا۔ سچ آپ کیوں دلیل سے متناسخ کو ثابت کرتے ہیں۔
آریہ۔ یہ آپ کا قول حقیقت کو کامور تسلیم کر لینے کی طرح جی دانی سے کہا کہ تعجب ہے کیا
دین اسلام کا یہ اصول ہو گا کہ جو مان لیا ہے وہ محتاج دلیل نہیں۔ مگر ہمارا ایسا اندھا
تلاشہ یا عقیدہ نہیں ہے بلکہ اول تو خود ہمارے واسطے ہی تعلیم سے پہلے دلیل کی ضرورت
ہے۔ اسی طرح ہر ایک مخالف کے واسطے اس کو ہم دلیل سے ثبوت کرنا ضروری جانتے
ہیں اور اسی واسطے باوجود اعتقاد کے ہم دلیل سے کبھی اپنے حق پر کو ویرستہ دو یا دو کاٹنگ
ہے۔ ویرکا چڑھنا چڑھنا اسنا سنا آریوں کا برم دھرم ہے انہما دھندا نصابنا دھندا
ایک مبارک ہے۔ ہم ایسی ہی کم کو دوسرے ہی اسلام کرتے ہیں ہمیں ایسے ایمان کی ضرورت
نہیں ہمارا تو علمی و عقلی طریق عمل کرنا دھرم ہے اور اسی واسطے ہم سلسلہ آگواں کے ثبوت
میں دلائل لاتے اور عام و خاص کو اس فلسفانہ تعلیم پر قابل کرتے ہیں۔ اور یہی ہدایت
تمام ملت شناسنوں میں مندرج ہے کہ ایک بالک کی بات بھی اگر معقول ہو تو مان لو اور
برساجی کی بات بھی اگر علم و عقل۔ دلائل سے سنجیدہ کے خلاف ہو تو مکرز قبول نہ کرو۔

گیارہ علوم پر اعتراضوں کا جواب

تکذیب پر امین احمدیہ پہلا علم ہے کہ جو چیز حلال ہوئی ہے وہی وہاں سے ہر امر ہوئی ہے۔
۷-۲۰-۲۱ مؤنوسی۔ یہ فقرہ قائل کی صریح غلطی پر دل ہے۔ اگر یہ مانا جائے تو کوئی چیز
معلوم نہ ہوگی اس وجہ سے وہ وہاں موجود بھی ہے نہ کہ نہی تو پہلی سپر معصوم کیوں کہتے ہوا اور یہ
پانی جو رنگا جمانیں ہتھتے اور گند و خیر پہاڑوں سے نکلتا ہے جو جب تمہارے فاعلہ کو
معلوم ہوا کہ وہاں موجود نہ تھا تب ہی تو نکلتا مثل سانپ کے بل میں سے پس لازم آئے کہ اگر
ہم پہاڑوں کے ٹکڑے کریں تو ضرور ہمیں سے پانی برہو جیسا کہ سانپ بل کے ٹکڑے
سے برہو جتا ہے اور توہم میں ایسا نہیں پایا جاتا کہ تھریات سے ہے کہ اگر ہم اس
پہاڑے کے جس میں سے چشمہ پانی نکلا جا رہا ہے ٹکڑے کریں ہرگز پانی کی کہیں سے ایک
اونچھی برسات ہوگی +

۱۳۰۔ اس پر دوسری مثال۔ ایک درخت خاص جس کو ہم کہتے ہیں کہ یہ درخت قبل
روئیدگی کے علم الہی میں تھا اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ وہ خدا میں تھا اور خدا سے نکلا
اور خدا اس کے لئے طرف ہے جیسا کہ سانپ کے لئے بل طرف ہے اور خدا کے علم
میں ہینیکے یعنی ہیں کہ عالم الہی کب سے اور وہ معلوم اور علم اس کے ساتھ
متعلق ہے۔

۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۴۔ اس برتھری مثال۔ نیز مسلمات سے ہے کہ صاحب کسی
نئے کا اور میرا اس کا پہلے اس وقت کے لائقشہ ولی میں سوچتا ہے جس سے کوئی
چاہتا ہے تو دیکھو جو دیکھے ہوتا ہے اور علم اس کا پہلے۔ خدا سے بڑھ کر کون
کاری کر یعنی صاحب ہوگا کہ جو چیز ہی ایسا کر فی چاہتا ہے پہلے اس کی صورت ذہن
میں خوب سوچ لیتا ہے کہ میں ایسی شکل کی چیز بناؤں گا پھر اس کو بنا رہا ہے۔

نے نہیں دیکھا کہ کلر فارم کے منگھانے یا میجرز م کے کر فیسے اگر بدن کے کسی حصہ کو کاٹ بھی دس تو اسے خبر نہیں ہوتی وہ پالنے آ رہے یعنی بلکہ اسی قاعدہ سے پیٹری نکالتے اور علاج حالتوں میں ایضاً کے اعضا کاٹتے تھے (دیکھو تشریفات کی کتاب) اور زمانہ حال کے ڈاکٹر لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اٹلی میں سیرز یعنی مائسک لوگ کا بھی ڈاکٹری میں پرچا ہر جگہ ہے اور شہرہ وغیرہ کے سب سے بھی ایسے وقت یہی حال ہوتا ہے مرض منیاس میں بھی تمام باقی نسب نسبہ ہو جاتی ہیں۔ اور بائبل یا وہ نہیں رہتیں اور یہی حال کروڑی و غریب پتلیسے ہر در و خواب و شکوہیت یعنی عالم مہر و شئی میں بھی کسی کو کوئی خبر نہیں رہتی جب اتنے معمولی مصدات سے یہ حال ہے تو اس وقت جبکہ روح کو جسم سے بائبل لافٹ ہونا پڑے کیا حال ہو گا؟ رسول آدم کی روح کو داد سے وعدہ بھول گیا۔ سائے مسلمانوں کو یوم است کا اقرار بھول گیا۔ نورحی کو شرب بیکرنگا ہونے کا خیال نہ رہا۔ یوم کو مشتق میں خدا کا وعدہ بھول گیا۔ ہسی واسطے بقول توریت مقدس کے یعنی ہیکرنگا لا گیا۔ مسکریطی کو شکار دیکھتے وقت بھول گیا۔ موسیٰ بنی مارولن کی داد واهی پر کرتے اور توریت کی سختی توڑتے وقت بھول گیا۔ محمد صاحب کو یعنی اللہ کو کاتب قرآن بناتے وقت اسکی تقریر کرنے کا خیال بھول گیا۔ حضرت جبریل بھی بھول گئے۔ علی کے لئے محمد صاحب کو بغیر نیا یا۔ طبقہ اول کے مسلمان انھیں بیکرنگا نام میں لفظ لا بھول گئے۔ احمد حاقی پیغمبر بنوت سے وقت اور خدا سے مسلمان بنوت سے سرفراز کرتے وقت بھول گئے۔ جو نفرت خیسو کے لئے لے مقرب کو مل گئی سب روتوں کو باستثناء چند دھاتا لے لیدل کے امامان کے حمل میں ہنسنے زیادہ کیا د بھول گئی۔ اور اسی طرح ۵۴۴ سال کی بیرونی فکر کا حال بھی صحیح کسی کو یاد نہیں ہے۔

حضرت علی کی بابت ذکر ہے کہ وہ نہاد میں ایسے مصروف تھے کہ پاؤں کی درد کو بھول گئے تھے۔
شاعر۔ چوں بروں کو زمانہ پائشِ خدنگ
شہد زخوں سجادۂ اولالہ رنگ
اد چنناں درد و الم انہا نیافت
بجھہ کردند و خیر اصلا نیافت
رفتہ بود از خوف حق پوششِ زبر
دیگر اد پائش چسباں میفتد خبر
اور یہ حال بلکہ اس سے زیادہ حیرانی کا مقام بھی دیکھ کر شہادت کا دافع ہے وہ
بالکل برب کثرتِ پرگ کے جسم کی تکلیف سے اذاد ہوا کرتے تھے۔ باقی رہا بیمار کہ آیا کسی کہ
پائشے بانہ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ بہت ہی بول سادہ سن کر نیز الی روحوں کو یاد دے جتوں
نے اپنی نصیحت میں ذکر بھی کیا۔ ملاحظہ کرتے ہیں۔

من ملک بودم و فرزند بریں جایم بود۔ آدم آورد و دیں دیر خراب آبادم
فرید الدین غطار کہتے ہیں :-

مستحقہ برحقہ و قالب و پیرہ ام
فاضل زانی بزدی اپنے ایک کٹا طاحی تجوی کا اتفاقاً اور تاسخ کا تہیب رکھنا تھا۔ اس کا قول ہے
در کجہ فرو شدم پے وید ایزد برا مہم چو خدشید
ہر کس کہ چہ مر بر سر آمد ہر چند فرو رود بر آید
مولوی مسزنی صاحب دیوان مسزنی میں فرماتے ہیں :-

شہنشاہ شجاع علی شاہ نے فرمایا ہے کہ میں یاد دارم زمانہ کہ وہ دین سندرہ ہوم - اسی طرح صدر اصفیائے اس بات کا اقبال کیا ہے انکو کچھال بدن یاو سے شام میں حکم ہے لیکن مرشد کو کچھال یا کچھال جنم بہت سے یاد ہوتے ہیں نے پیش از شرف تحقیق متناسخ میں نہیں پس یہ اعتراض آپکا سرا یا فضل ہے آپ پر جو بہت ذہریجے اور خفا

مسئلہ تاسخ و اعتراضوں کا جواب

جناب مولوی صاحب آپ کا یہ قول بالکل ٹھیک ہے کہ روح بدستور برباد نہیں ہوتی۔ یہی حقیقت ہے کہ روح خالی نہیں۔ بلکہ وہ خراب ہو جاتی ہے۔ یا باقی رہتی ہے۔ بلا کسی تعلق خاص کے۔ یا دور سے بدن کے ساتھ تعلق ہو کر باقی رہتی ہے۔ بطور تاسخ کے جیسا کہ غریب عام ہنودوں کا ہے۔

چونکہ غریب ہونا روح کا شل بدن کے بموجب اعتقاد فریقین کے غلط ہے۔ پس اس پر کچھ لکھنا ضروری ہے۔ اور یہاں پر ثابت کر کے کہ جس میں کہ روح بدستور برباد نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ حادث ہے اور مرکب۔ اور خرابی بغیر حادث و مرکب کے کسی پرلازمی نہیں ہے۔

۲۳۔ مولوی۔ دلیل اول رد تاسخ۔ ہم اور ثابت کر کے کہ جس میں کہ روح حادث ہے اور تاسخ مبنی ہے اور قدیم ہوئی ہے۔ اور بدستور جو ہے۔ اس کے لئے شرط حادثہ سے ناکر تعلق منقول کا اپنی علت نامہ سے لازم آئے اور شرط اس کی بدن کا حادث ہونا ہے۔ کیونکہ وہ خالی نہیں ہے۔ پس جب بدن پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت روح اس میں بچھوئی جاتی ہے۔ جانب مبادیاض سے پس ثابت ہوا کہ تاسخ یا صلہ براسہ باطل ہے۔

آریہ۔ ہم آپ کی تمام دلائل کا رد اور اس کے ساتھ ثابت کر کے کہ جس میں کہ روح قدیم ہے۔ اور تعلق آپ کے بدن کا حادث ہونا حادث روح کی شرط ہے۔ نہ بدن کا فنا ہونا۔ تعلق روح کی شرط نہیں ہے۔ سنئے صاحب بدن کے ساتھ روح کا ایسا تعلق ہے جیسا کہ مرکب سے راکب کا یا ریل سے گاڑ کا یا قلم کو کتاب سے۔ پس یہ ایسا خیال ایک مہرہ جیسی ہے۔ جو کچھ پڑا نہیں جسکا عقلی و علمی کوئی ثبوت نہیں بلکہ وہ خود منجمل کثرت تمام عقائد اسلام ہے۔ غرض سے پچھئے۔ دوم آپ کا یہ قول کہ جب بدن پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت روح اس میں بچھوئی جاتی ہے۔ اگر نفس الامر میں دیکھا جائے تو اس سے بھی روح کا بار ہے۔ آٹھ ہوتا ہے۔ بلکہ پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ اور کہنے صغیر روح کو قدیم بالزمان مانا ہے۔ مگر بدن ایسا نہیں روح جو ہے۔ بدن ایسا نہیں روح جتن ہے یعنی سدا۔ پس بدنی پیدایش سے اس کی پیدایش کا تعلق نہیں جس طرح بدن کے تعلق و تبدل سے اسے کوئی واسطہ نہیں۔ جس طرح بدن کی پیدایش کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو ایسی اعزیت کی بابت ہے جیسے کہ مکان کے مکین کو پیدا کیا یا لباس نے لباس کو یا کتا یا بکرا کو یا آدمی کو وجود کیا۔ تلم سے کتب نہیں بنتا۔ جس طرح یہ تمام بابتیں باطل ہیں۔ یہی طرح بدن کی پیدایش سے کہے لباس اور لیس سے زیادہ کوئی تعلق نہیں۔ پس تاسخ درست ہے اور صحیح اور حق ہے اور حادث روح یا صلہ ویراسہ باطل ہے۔

۲۳۔ ۲۴۔ مولوی۔ دلیل دوم ہر بدن کامل اس امر کی صلاحیت رکھتا ہے کہ باہر سے اس میں روح بچھوئے۔ پس اگر دوسرے بدن کی روح اس میں بچھوئی جائے گی تو لازم آئے گا کہ ایک بدن کے ساتھ دوسرے بدن متعلق ہو جائیں اور یہ بدیہی اطلال ہے۔ اگر کہتے ہو کہ بدن کی دوسرے کی روح کو چاہتا ہے اور صلاحیت بھی اسی کی رکھتا ہے۔ دوسری دوسری روح کی اس کا جواب یہ ہے کہ وجہ ہے کہ بدن خاص اسی دوسرے بدن کی روح کو چاہتا ہے۔ کیونکہ کسی اور بدن کی روح کو نہیں چاہتا اور نسبت اس کی خصوصیت کی اسی بدن کے ساتھ کیا ہے۔ یہ بعد ترجیح بلا مرجح ہے اور بدستور عقائد فلاسفہ کے ترجیح بلا مرجح باطل ہے۔

آریہ۔ آپ کی سمجھا اور دانائی کی ہم کہاں تک تعلق کریں۔ ہم نے بار بار دیکھ لیا کہ آپ کو دلیل لائے سے پہلے عقل سے دشمنی کرنی پڑتی ہے۔ نتیجہ سے دیوانی کے مطلق العنانی ہے باعث مرگ۔ ناگہانی

الافلاک یعنی محمد گوتھے نہیں کہ تو زمین و آسمان کو پیدا کرتا کا درجہ ملا علی بن ابی القیاس یا قوی مقرون و ملون کر رہا ہے۔ لیکن کہ وہ نہ تفریق مدارج صاف صاف اعمال سابقہ کی شہادت ہے ایک شخص باوجود محنت شدید کے کہ کامیاب ہوتا ہے دوسرا تھوڑی محنت کے کہ مطلب حاصل کر لیتا ہے۔

پس اے تجلی اور متوریان سے اگر عرض لینے اعمال کے سب سے تفریق کوئی نہ ملے اور ان کی موصی کریم کو ناروح کا سمجھا ہے اور وہ بغیر جسم کے کرم کر نہیں سکتی اور قابل ارواح کے نہیں ہے۔ مگر ایمان۔ پس صاف ثابت ہے کہ روحیں بدنوں کے ساتھ متعلق ہوتی ہیں اور بدنی رہتی۔ کیونکہ حیثیت اور افعال یا بھی لازم و ملزوم میں اور یہ سلسلہ منقطع ہونے والا نہیں بلکہ متوالی ہے۔ کیونکہ روحیں اس بات کی متمنی ہیں اور عدم یا ایجاد حادث کے الفاظ کا ان پر اطلاق ہی محض یہ ہوتا ہے جیسے مالک کل و محیط کل پر حلول و اذنا کا نامہ و درو کا ایمان سے تعلق اور سمجھا خود ہی جتنا رہا ہے کہ وہ بدن سے سابق بھی جدا ہے اور ذاتی تفریق کے علاوہ عقل تفریق خود ہی سلسلہ اعمال و ایمان یعنی ارواح کے قدیم ہونے کی کوئی دوسری دوسری ہے نہ معاذ اللہ حادث کی۔

آپ نے اس میں ایک اور بھی فاش غلطی کی ہے۔ بغرض محال اگر ہم یہ مان لیں کہ بدن کا پہلے نہ ہونا لازم کہ پہلے نہ ہونے والے روحوں کے پہلے نہ ہونے کو۔ اور بدنوں کا پہلے نہ ہونا لازم ہے روحوں کے پہلے نہ ہونے کو۔ تو کیا لازم نہیں ہے۔ بدنوں کا تباہ ہونا روحوں کے تباہ ہونا کو اور بدنوں کو جل جانا۔ روحوں کے جل جلنے کو۔ بدنوں کا ٹکڑے ہونا روحوں کے ٹکڑے ہونے کو۔ اگر یہ سب لازم ہیں تو وہ بھی لازم ہے اگر نہیں تو نہیں۔

پس اس عقیدہ سے عرض ہم کو تسلیم کرنے کے پہلے خود دین محمدی اور اس کے ارشاد و دعوت و میزان دلیل و قیامت و قرآن و رسول شفاعت و خدا کے ویدار سے انکار کرنا پھر اس کے مقابل میں آؤ۔ پہلے بھی طرح ان عقائد کا بطلان اور سدا ویک دھرم کا دلائل و برائی سے ثابت کر دیکھا ہے۔ یہ نہایت ہی جھڈ اور بد خیال ہے اور اوٹ چرانے والوں کا خیال ہے جنکو کافر کے انبار اور ٹنگ کے انبار کی تفریق نہیں تھی۔

مولوی صاحب ارواح کے حق میں شفاستہیں لکھا ہے۔ نیم جہد شتی شترانی نیم جہد پاکوچ نیم گئے ویم بنیا پونہ شوشی مارتہ۔ جس کا ترجمہ فیضی نے کیا ہے۔

نہ سوزد پاکش نہ آبش برو نہ مستی نہ غفلت نہ خوابش برو بدن بشل آلہ اور لباس کے ہے پس جس نے اس طرح روح کی حقیقت اور اس کا ذات خود قیام و قوام معلوم کر لیا۔ انکو بدن سے قبل روح کا ہونا ایک بار بدنوں سے اتصال یا الگ ہونا نہ بھی شکل معلوم ہوگا۔ نہ متعلق ہونا محال معلوم ہوگا۔

دم بدرم گر شود لباس بدل صاحب آل لباس را چغل پس اخیر میں ہم آپ کو بقاعدہ منطقی قیاس انشائی سے سمجھائے ہیں۔

قیاس انشائی وہ ہے کہ میں نتیجہ بالفعل موجود ہو بلکہ بالوہ یعنی نتیجہ یا مضموری کی میں موجود ہو۔

مثال	مضموری	کبری	نتیجہ
۱	انام تغیر و مرکب	کل متغیر و مرکب حادث	العالم حادث
۲	المادہ مفرد و قابل تقیم	کل مفرد و غیر منقسم قدیم	المادہ قدیم
۳	الروح غیر متغیر و جوہر المادہ	کل غیر متغیر و جوہر المادہ قدیم	الروح قدیم
۴	المالک محیط کل و علیم کل و دود	کل محیط علیہ عالم علیہم احل قدیم	المالک قدیم

وہذا عقیدہ اہل الوہی و اصحاب آریہ سماج

بہر الامتنان اور ابہر الاشترک ہے وہاں صفات کی کمی بیشی کی ضرورت ہے اگر وہ مرکبات میں
یعنی اجسام میں ہوں تو وہاں ترکیب کی ضرورت ہے لیکن اگر ضرورت میں ہوں۔ تو وہاں ترکیب
کی نہیں بلکہ ذاتی کیفیت ہوتی ہے۔ ایسی باتیں ہوں کہ ہر ایک جہاز میں مرکب کی نسبت سے
ہیں۔ بلکہ صفات ذاتی کے سبب کہ ہر ایک میں ترکیب عظمیٰ نہیں۔ نہ کچھ اضافہ اور نہ
کے دو میں جتنی تالیف و ترکیب بالذات ہوتا ہے البتہ الاشترک ہے اور ہر ایک واپس یا بہر الامتنان
تو کیا اضافی ترکیب ہوئی یا خدائے رب تعالیٰ کا جو توفیق الدین ہذا خدات ہے۔
اسی طرح محمد اور خدا اور مسعود اور خدا۔ علی اور خدا میں ناموں کا اشتراک ہے۔ مگر بالذات
جسم ہے۔ تو کیا خدا میں ترکیب یا تجسیم لگی۔ اسی طرح مادہ اور خدا میں یا خدا میں جو
اور مادہ میں مستحق یا موجودی یا بہر الاشترک ہے۔ مگر طہارت۔ کیا نیک۔ اور الہکنا بالذات
ہے۔ بظہر الیٰ روح نہیں خدا کی علمی قدرت کے مقابلہ میں بہر الامتنان ہے۔ اور ایک دوسرے
سے بلحاظ اعمال کے مگر عقلی یا روحانی ہے۔ مادی یا خارجی نہیں۔ اور خدا کی سرکشتاکی
دریل ہے نہ کہ روح کی ترکیب کی۔ کیونکہ روح کا بدن میں حلول نہیں جس کا عارض بن جو مر
ہے۔ اس لئے کہ وہ عارض نہیں ہے۔ بلکہ وہ جو مرقات خود اپنے ملاقیام بالذات موجود ہے۔
وہ اپنی ذات اور صفات سے اپنے مالک اور اس کے صفات کو پہچانتے ہیں اور وہ اپنے پیچھے
میں کسی خاص کی طرف متوجہ نہیں کیونکہ جن چیزوں کو کہنے کا حق نہ ہے وہ جن میں آئینہ
نہیں ہیں۔ انسان حق جسم شریہ و مہمندی کی ادھتھا میں قدرت رکھتا ہے اپنی روح کو
تمام مادی چیزوں سے بچ کر ہے۔ اس مذمت کسب متوکل سے ہے تعلق ہو جائے۔
پس جس غالت میں کہ وہ غیر شعور محسوسات کے اپنی قدرت کو جانتا ہے اور خدا تعالیٰ کی پہچان
میں بالکل مرکب چڑھ کر ہے۔ تو اس صاف منہادیت ہے کہ وہ شریہ سے بالکل
مستثنیٰ ہے بدن یا شریہ کا بدن محتاج نہیں۔
بنا بران روح کی حقیقت اور اس کا ذات خود قوم بھی معلوم ہو جائے کہ بدن کی کوئی مثال
بالذات روح کو خود میں مادہ و تقیین کرے اور اس کے مادی بدن میں شریہ کرے اور تقیین نہ
ماں یا دل کا کیا کہنے وہ بقول احدی کسی طرح مان نہیں سکتا کہ نہ کہ۔
ترمیمت ناہل ماحول مگر کمال برکندست

۱۰۔ مولوی معلوم ہو کہ جہاز خدایاں جو اور بیان ہو چکی ہیں۔ اس بات پر لازم آتی ہیں کہ
بدن کی پیدائش سے پہلے چند روہیں مانی جاویں۔
از سر۔ قرآن مانتے کہ اجسام کی پیدائش سے پہلے ارواح موجود تھے دیکھو مانتے
میشاقی اور دیکھو مانتے بہر امت عرانی من اخصت فی جماعت من ارواح و روحانہ اور اسی
طرح ہر ایک روح کا اول سے شقی و سعید مانتے اس کے قبل از جسم ہونے کی شہادت ہے
اور اس محمدی کا جملہ کہ وہ آدم سے بھی پہلے خدا کی عبادت میں مصروف تھے۔
بہر حیرت میں لکھا ہے خلق النبا لایمض فی قبل الا حیاً بالسمع عامی ترجمہ الہی
نے روحوں کو تمام اجسام سے پہلے دوبارہ ارسال پیدا کیا۔
ایک اور روایت میں ہے۔ اے خلق اللہ اللہ تعالیٰ تم کو متفقہ صحت امر الیٰ جاء ترجمہ
تجربہ تم تقدیر کے لئے ہر واسطے ہمیشگی کے البتہ تم انتقال کرتے ہو ایک جگہ سے دوسری جگہ
کی طرف ہر سعدی کہتا ہے۔

الست اذ ازل یحیاں شال بکوش۔ بھرا و قلوبی در خوش
طرح البدن نہیں لکھا ہے جو قرآن وحدثہ مانتے کہ وہ مانتے ہی الیٰ اللہ۔ پس معلوم
شرکاء میں از خلق قلم لکھے ہوئے است و تفتہ اندک انکراش و کر مانی ارواح است
دیکھو جلد دوم قسم دوم باب اول صفحہ ۲۰

مشکوٰۃ میں ہے تو تحقیق ثابت شدہ است خلق ارواح قبل اجساد (جلد اول صفحہ ۱۰۶)
پس آپ ان تمام اعتراضوں کا کیا جواب دیکھتے ہیں جو اس جگہ ہم مناسبت سے لکھتے ہیں کہ قرآن اور
احادیث اسلام کے بارہ میں اس کے سزاوارتہ وجہ کو دیکھ جائے کہ جو کہ قرآن و احادیث
سے پہلے روح کو مانتے ہر واسطے بقول اولیٰ علی علیہ السلام کے جملہ خدایاں اس پر لازم آتی ہیں
لیکن واضح ہو کہ قرآن پر ضرورت اعتراضوں کے لئے بہر الامتنان نہیں بلکہ ہر ایک
کو اجسام سے پہلے مانتے۔ بلکہ وہ باعث ہے کہ وہ ایک اور روح کے بارہ میں صحیح
تعلیم نہیں دیتا اور وہ اس کی ہدایت جانتا ہے۔
دوم وہ مادہ کی بات جو علمی و عقلی دلائل بلکہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ مادہ ہی ہے
کچھ صحیح نہیں جانتا۔

سوم۔ وہ تمام دنیا خدا سے لگی ہوئی یعنی ہر اوست یا ہر اوست کی کوہ تعلیم تیار ہے۔
چہاں وہ متاسخ کے عالمگیر اور اظہر من الشمس مسئلہ سے بھی طرح وقت نہیں اور یہی باعث
ہے کہ انہوں نے تعلیم دیتا ہے۔
چہاں اس کی کمالیجات بہر امتی سے کہ بھی زیادہ نہیں اور فانی نجات کی طرف ہر کمال ہے۔
ختم۔ وہ شیطان کی گھڑی تعلیم حاصل کر لیں ہر امتی کی پہچان جانتا ہے۔ عقلی و انقیاس
ایسے ہی اور بھی کئی اوضاع میں جسے سب علماء لوگ قرآن کی تعلیم سے نفرت کرتے ہیں۔ علماء و
برائے اس کی آخری تعلیم کا نتیجہ مانتے کہ وہ ہر اوست کی گھڑی صوفی مانتے۔ ورنہ قرآن و احادیث
قرآن ان اوضاع مسائل کی گھڑی خود خود سے دیکھیں جسکے وہ ایک میں یا جسکے وہ ایک
قرآن ہر کمالی اعتراض عاید نہیں ہو سکتا۔ مگر سطح پر جسکے کہ انسانی کتاب کا فلسفی سے پاک ہوا
ہی نامک ہے۔ یہ خیر اور سرفرازی یا فضیلت بلکہ شرف الہامی کتاب کو رہا ہے جو تمام
نفاض سے بری اور علم و عقل کی معاد ان بلکہ مادی ہوا و کربوں اور اس کا نام ہی وید وید
ہے ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

وہ تائید جو کمالیہ رقی ناک۔ منطق را از آتش لہر خان دیان انداختہ
من کہ با من عقل لکی با ما کاند لاہ۔ شیخ اوصاف از الحج بیان انداختہ
منہ ذوق ختم کو نہ توحید تو۔ لذت آفاتہ مد کام جہاں مانتہ
۱۱۔ مولوی چاہتے ہیں کہ عوارض اعضاء اور متاعین روحوں کی میں عجاب اس کا حکم اسطو
ہے کہ اس صفت میں وہ عوارض سبب امتناز اور تقیین کے نہ ہو کہ کوئی کمالیت ان کو کل
ارواح سے ایک ہے اور ہر ایک ہے۔ پس نہ کہاں سے کہتے ہو کہ عوارض میں ہیں اس تقدیر
سے ثابت ہوا کہ روح میں عوارض متافقہ کی وجہ سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی پس لازم
آیا کہ قابل ارواح کے نہیں ہیں بلکہ ابدان۔ پس عدم سابق ابدان کا مسئلہ ہے۔ عدم سابق
امداد کو اور وہ ان کے وجود کو اور عدم بعد اور وجود بعد عدم مسلم ہے۔ تجد
اور محدث کر پس ثابت ہوا کہ روحیں حادث ہیں۔

۱۲۔ بہر امت عرانی من اخصت فی جماعت من ارواح و روحانہ اور اسی
طرح ہر ایک روح کا اول سے شقی و سعید مانتے اس کے قبل از جسم ہونے کی شہادت ہے
اور اس محمدی کا جملہ کہ وہ آدم سے بھی پہلے خدا کی عبادت میں مصروف تھے۔
بہر حیرت میں لکھا ہے خلق النبا لایمض فی قبل الا حیاً بالسمع عامی ترجمہ الہی
نے روحوں کو تمام اجسام سے پہلے دوبارہ ارسال پیدا کیا۔
ایک اور روایت میں ہے۔ اے خلق اللہ اللہ تعالیٰ تم کو متفقہ صحت امر الیٰ جاء ترجمہ
تجربہ تم تقدیر کے لئے ہر واسطے ہمیشگی کے البتہ تم انتقال کرتے ہو ایک جگہ سے دوسری جگہ
کی طرف ہر سعدی کہتا ہے۔
الست اذ ازل یحیاں شال بکوش۔ بھرا و قلوبی در خوش
طرح البدن نہیں لکھا ہے جو قرآن وحدثہ مانتے کہ وہ مانتے ہی الیٰ اللہ۔ پس معلوم
شرکاء میں از خلق قلم لکھے ہوئے است و تفتہ اندک انکراش و کر مانی ارواح است
دیکھو جلد دوم قسم دوم باب اول صفحہ ۲۰

اوپر پیشک رو میں تشریف لے کر ایک جدا جہاں میں ایک شمع دوسرے شمع کا جھنڈا
جڑو نہیں رو میں فاش میں سب جیتیں ہیں جسے کہ ذات سب جھنڈا ہیں۔ البتہ یعنی اگر انسانی
درونگے حالات میں جانا اور نہ رو میں کی بات پہنچاتا ہے کہ علم کے باہر فاضل کو کہہ کر جی جاتے
ہیں کہ ذات عالم اور رو میں انادی میں۔ اور عدم باوجود کہ کوئی چیز نہیں اور نہ کسی چیز پر
طاری ہو سکتا ہے کہ یہ کہ کوئی چیز معدوم نہیں ہو سکتی۔
پروفیسر راسکو صاحب فرماتے ہیں جب تلخ جلتی ہے تو کیا مینہ ہے اور ایک نوم یا چربی کی
بجائے روشن کر کے دیکھیں شمع جوں جوں جلتی ہے دیکھو اسی کے باہر کاموں اور انداز کی بجائی
دونوں غائب ہو جاتے ہیں اب باہر باہر جاتی جلتی اور ہمیں جس قدر نوم اور سرت
مخفا سب کا نور ہو گیا۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ شمع کا نوم کہاں گیا تم یہ جواب دینے کے کہ چل گیا اباب
نظر نہیں آتا۔ لکھا وہ معدوم ہو گیا وہ نہیں گزرا وہ تہذیبی نظر سے غائب ہو گیا ہے اور اس سے
برہنہ گہہ کہے کہ وہ معدوم ہو گیا۔ دیکھو اب ریل گاڑی کسی مقام سے روانہ ہوتی ہے تو وہ ذرا
سی رو میں غائب ہو جاتی ہے اور پھر نہیں نظر نہیں آتی مگر تم یہ کہہ نہیں سکتے کہ وہ معدوم
ہو گئی بلکہ یہ جانتے ہو کہ اگر نظروں سے غائب ہو گئی ہے مگر کس نظر کی نظر کی جھڑکی جلی جاتی
ہو گئی ایک دوسری مثال اور دیکھو یہ کہ تم کہہ جاؤ اور اس میں صریح کی ڈلی چھوڑ
دو چار ہی منٹ میں نظر سے غائب ہو جائیگی مگر کہ وہ ڈلی مڑمڑی ہو نہیں سکتی کہ نہیں۔ وہ
تو چار ہی منٹ کی گزیر کا پہلے میٹھی نہ تھی اب یہ کچھ اور کسی میٹھی ہو گئی ہے اب اس طرح
جتنی کے نوم کا بھی پتہ نہیں کہ وہ کہاں گیا وہ جلیو اسکا حال پھر جتنی موجودات سے دریافت
کریں وہ یہی باتوں کو خوب صحیح صحیح جانتے دیکھو اس طرح دیکھو صحیح۔ ہاں کہ نہیں
کے واضح دلیل سے ثابت کیا گیا ہے کہ خدا کوئی چیز کسی ہی حالت میں کیوں نہ ہو وہ معدوم نہیں
ہو سکتی یہی ہے سچی اور یہی ہے سچی کا مسئلہ اکل باطل ہے اور اس کا بھی کھوڑا نہیں ہو

بادشاہ رولسوئے صید کرد
 خواست اور قربہ آید نزد
 و خود اسجا شوکت شائے دیو
 نزد اور رفت و تملق پیش کرد
 گفت من فرایندہ این کشورم
 امشب اینجا آؤن خواہد بود
 و ستائی رعنائی او نہ کرد
 ز منت ظالم جو در سلطان رفت
 بشاہ منت کرد بار دیگر پیش
 عاقبت جاو او شب و کام خوش
 صبح گفتش درین احسان خودم
 اسکے علاوہ دیکھے اور اہل ریں سکین کا حال دیکھے کاسطے و غین کے لکھا ہے کہ سلطان ناصرین
 سکین نے غلامان آفریقہ کی فراتلے فرسان بود کہ اسکے سوائے غلاموں کی سلطنت کا حال
 نہ دیکھے بہزاروں غلام غلام ہیں سے بادشاہ جو کہے اور ہزاروں بادشاہ ہر شاہی سے غلام سرگے
 پس یہ ایک علمی و عقلی غلطی ہے ایضاً کی بات ہے کہ بادشاہ اور غلام کی راجع میں اعمال
 کے سوائے اور کوئی فرق نہیں رہائی را کھا لکھا کہ جہاں ابابہ الامینا اور بابہ الاشتر کہ ہے
 وہاں ترکیب ہے پس وہیں ترکیب میں کہ کبھی وجہ سے باطل ہے غور سے سنئے جہاں

از صانع منطقی ہے جیسے کوئی کہے کہ خدا کو جسم سے ایک قسم (صفت و صانع) کا تعلق ہو
یا رقی یعنی کا تعلق ہے یا حاضر و غایب کا سمجھتا ہے۔ بنا برآں خدا بھی مادی ہے۔ یا تمام کو
بیوقوف طالب علموں سے دن اٹ کا دوسرے لفظ بھی قابل ہے یا خدا کا رسول بھی مادی ہے
بنا برآں خدا بھی مادی ہے۔ یا چونکہ بیان کلیے سے گارو کا تعلق ہے۔ بنا برآں گارو بھی مادی
ہے۔ و اہل سے ہلکے اسطو مزاج مولوی صاحب آپ نے منطقی میں گہری و صغریٰ
تو نہیں مگر مخالف کا باب ضرور چلے ہے۔ پس یہ آپ کی دوسری غلطی ہے +
اور جب آپ لکھتے ہیں کہ روح کا مادی ہونا باطل ہے کیونکہ علم اعلیٰ میں تاجتے کہ روح مجرد ہے
یعنی مجرد من اہماد کا اور چیز مجرد من اہماد ہے وہ مرکب نہیں چونکہ روح مادی نہیں مرکب بھی
نہیں مجرد ہے بنا برآں وہ کسی طرح حادث نہیں کیونکہ مادی و مرکب نہیں اور حادث کونسا
مرکب و مادی کے اگر کسی پر نہیں سکتا اور یہی سبب ہے کہ روح مادی ہے۔ اور مولوی
نور دین سے جو خطے راجع حضوں سے ذکر کران لیا ہے کہ روح مرکب میں اہماد ہے وہ ان مولوی
صاحب کے بیان سے اور بھی رد ہو گیا پس مندل لکھنے دلیل طلب کرنے والے کا یہ اتنا کہ روح حادث ہے بلکہ
۱۵۔ مولوی۔ روح حادث بالذات ہے اور قدیم بالآخر ہے اور جائے کہ فیضان وجود روح
کا اپنے فاعل سے مشروط ساتھ بدن کے ہر اس وجہ سے کہ بدن مستعد قبول تصرفات روح
کلیے اور روح اپنی ذات میں بدن سے پرورہ ہے لیکن وقت پیدا ہونے بدن کے پیدا ہو
جاتی ہے اور بعد موت تخریب بدن کے باقی رہتی ہے اور یہ لفظ ایسی فاعل کی لفظ سے ہے +
آریہ۔ آپ کا بیان بھی کسی طرح باطل ہے۔ روح حادث بالذات نہیں ہے کیونکہ اس کے اولیاء
کی توحش ہے بلکہ وہ لفظ جو ہے اس میں روحانیت کے سوا اور کچھ نہیں وہ ہر بار روح
ہے پس وہ قدیم بالذات ہے کہ قدیم بالآخر
موت سے ہر ایک روح کو خوف ہونا اور اس کا ذاتی بقاء یہ بھی اسکے قبل از جسم نہی کی دلیل ہے
چونکہ نیستی کوئی چیز نہیں اور نیستی کا ایک کوئی خلیق پس روح نیستی سے ہستی میں نہیں
آئی بلکہ ہمیشہ موجود ہے۔ کیونکہ فنا نہیں ممکن مطلق نہیں وہ درک بالذات و متصرف بالذات ہے
اسی واسطے وہ کبھی حادث بالذات نہیں کیونکہ وہ ذاتیت سے ہستی پروری میں نہیں اور حادث
پس ہے وہ تو قدیم بالذات ہے۔ اور چونکہ وہ حادث بالذات نہیں بنا برآں اس کا قدیم بالآخر ہونا
خود ہو گیا۔ کیونکہ آپ کے قول سے بھی ظاہر ہے کہ وہ اپنی ذات میں بدن سے باطل ہے پورا ہے۔
مولوی رومی شہسوی و قدس سرہ ص ۲۲ میں فرماتے ہیں +
نابدائی کہ نہ آمد چوں نیستی روح جلا پس لباسی را بدین
روح وارد ہے بدن پس کار بار مرغ باشد و نفس پس برقرار
از میل سر سید احمد خان نے کیا اچھا کہ ہے اگرچہ اس چیز روح اگر انسان کے بدن سے
کچھ علاقہ ہے مگر جب غور سے دیکھو تو باوجود اس علاقہ کے یہ شخص بے علاقہ ہے۔ اور یہی لباس
خود ہے کہ سب چیز کو قبول کرے کہ اپنے آپ کو نہیں سمجھتا اس سے خیال پہنچتا ہے کہ گو
انسان کا یہ ظاہری بدن نیست بھی ہو جائے کہ وہ غیر تو نہیں ہے جیسی ہے ویسی ہی ہوگی۔
پھر اگر وہ چیز حیرت روز ہے اور اگر کثیت ہر تیرائی ہے تو دل قبول نہیں کرے کہ اس ذات ایک
دیگر اور دے یہ تمام عجائبات ایک ایسے فانی اور باریک بینی کے لئے بنائے ہوں ہیں پھر
شبہ نہیں کہ وہ چیز بھی تو ہم اور ہے اور کثیت ہر تیرائی نہیں ہے جس کا نام ہے ص ۱۵۰
ہر ایک آپ کو ایک اور کثیت بھی سمجھائیے میں جو دین اسلام کے اصول کو بیخ و بنیا ہے
مگر میرے والد ہے اور مراد جزائے عمالت کو نہ والا کرے والا ہے +
وہو خدا
بعض عمال اگر روح ذات سے عارض ہے اولیاء اس کے فاعل کی طرف سے ہے اور وہ خود

بھی نہیں بلکہ فیضان وجود روح کا اپنے فاعل سے مشروط ساتھ بدن کے ہے تو تمام عمل
نیک و بد کا فاعل خدا ہے بقول ایک فاضل کے۔
خود پھر مشد و پیام آورد گشت خود کافر و بنود انکار
خود کند سازد گناہ گشت خود کند باز تو بہ استغفار
اور بقول ایک دینار محمدی کے۔
چو بنیاد بد را خود گندی گناہ خویش را برا چہ بندی
تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام کہ بد را حاکم بخود کردہ ام
پس اعمال کا تعلق روح سے کچھ نہیں رہتا بلکہ تمام بد و نیک اعمال کا مورد و متحن وہی شخص ہے
ہے اور جب سب سے بڑائی کرنے والا وہی شخص اور اسی کے فیضان سے یہ تمام خیر و اقبال ظہور
پزیر ہیں تو انسان کا کیا قصو کہ جس کے ذہنی و فنی میں حضور و مقہور ہے یہ اکمال صرفت سے
دوسرے جگہ ہر ایک روح لیکن خدا باری خدا و جہاں کو کہہ سکتی ہے۔ بقول عرفی
یارب چہ عداوت ست بامن این کار کنان کبریا را۔
اور اگر یہ صحیح کہ روح بروقت پیدا ہونے بدن کے پیدا ہو جاتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وقت
ظاہر بدن کے فنا ہو جاتی ہے جس سے مسئلہ مزاج کا کا خود ہو جائے اور بدشت
و دوزخ کا پتہ نہیں لگتا اور نہ عرش و کرسی کا تختہ ملتا ہے جیسے چلتی کا نام کاوی ہے پڑے
مگر اس کے چلنا بھی مقہور ہوا اور کاوی بھی نہ رہی۔ مہاتما گاندھی نے فرمایا ہے۔

जातस्य हि भ्रूवो मृत्यु भ्रूव जन्म मृतस्य च
یعنی جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مرے گا۔ اور جو مرے گا اس کا ضرور جنم ہوگا۔
عزیز کرنا بدول کے اجتماع کا نام تصدیق ہے پھر خدا کا دین تصدیق نہ ہونے کی منطقی اطمینان
سمیرغ کی کہانی یہ خوب آپ کا اپنی اور اپنے مہم جوئی مری کی غلطی سے بھی اقبال کرنا ہوگا
اسطو کہ کسی کتاب کا آپ نے حال نہیں دیا۔ صرف فرضی کتب مانگی ہے +
بنا برآں اس نے اس کتاب کو آپ کا مہم جوئی مری لکھا۔ واضح ہو کہ محمد علی نے اسلامی تصنیف سب لکھی
خود کی زبان تحصیل کر سیکے یا حثیاتی کہ ان کو کئی یا انسانی حکمت کے ترجمہ کرتے وقت بڑی
غلطیاں کھائی ہیں۔ کچھ تو کلمات سکندر اصل لونیائی تاریخ ایران کے لکھے ہوئے اور اسلامی
مروجہ کی تحریریں۔ اور یہی حال اقلیات اسطو کا کیا ہماری تحقیقات سے جہاں تک معلوم ہوا ہے یہ
ذہب اسطو کا نہیں ہے +
اسطو سوانح کی بابت لکھتے ہیں تمام چیزیں مادی اشیاء اس سے پیدا ہوتی ہیں چکا و
قدشیں بھی یعنی حشٹ میڈر کرتی سے برآں سے نہ کہ اس سے جس کا ظاہر وجود ہے
یعنی ازلیہ و جاہل اور ہستی سے۔ مادہ تو پیدا کیا گیا اور نیست کیا جاسکتا ہے بلکہ وہ پہلی
غیر وجود ہے جس سے تمام چیزیں بنائی گئی ہیں اور جس میں کہ وہ سب اہل کار و فائز
کی ہے و ہستی آفت فلا سفسس جلد ہفتم ص ۲۰۰ مطبوعہ ۱۸۱۹ ع
اور روح کی بابت اسکا کوئی ذہن نہیں ہے جس نے کوئی طریقہ پرانہ کیا ہے کہ وہ کیا
انسان تھا یعنی فانی یا غیر فانی کی کوئی فانی یا غائب ہے + و صفحہ ۲۰۰ ہستی مذکور
اسطو کوئی تحقیق بھی سوائے اعراب کے حادث کر ہی نہیں ان سکنا چکا کہ آواز ہے
اسکا و ہم ضرور ہے۔ بنا برآں روح کے حادث ہونے سے لکھا فانی انتہائی لادہ ہے۔
اور اس سے بدشت دوزخ سکندرمی اور فانی حادث ہونے کے سبب معدوم یا نابود ہونے
۱۰۱۷ مولوی۔ اگر کہہ کر کہ دوسرے متدبر ایک کہہ گا کہ میں تو ہماری ذات کہہ
میں کوئی روح کے کیا میں اور نیز اسکی بابت اور حقیقت کہ ہے تو ہماری یہ کہہ کر کہ
متعلق یا بالبدن یا کوئی دوسرے ہستی اپنی طرف سے بیان کر کے بہر کیف وہ ہستی نہیں

بسطیج اس روحانی مہر سے محروم نہ ہو سکے باعث اہل تصوف نے ہمارے لئے کہہ کر دیں جو ہوا
 ہے اور اپنے آپ کو خدا کہلا بلکہ وہی فلاسفی سے آدھن ہو گیا سب علما نے سلام نے خوف
 اسی امر میں غلط نہیں کی۔ بلکہ عموماً تمام علمی مسائل میں وہ بے ہوش ہیں کہ دیکھو غلط
 احمدیہ دین کی حقیقت قرآن (ہم نے تحقیق التماس میں روح کے قدیم ہونے اور سلسلہ تسلسل
 کی صحت کی بابت نہایت تفصیل سے بحث کی ہے اور بہت کچھ تذکرہ کیا اور نسخہ میں بھی
 درج کر دیا ہے۔ مولوی صاحبان اس روشنی کے زمانہ میں بھی نیستی سے ہستی کے خیال پر
 کوڑک نہیں کرتے اور نہ حرکت زمین کے قائل ہوتے ہیں پھر مذہب کے وحلی مسائل کب سمجھ سکیں گے۔

فصل دوم

در بیان قدامت روح
 علم منطق اسوئے ایجاد ہوا تھا کہ لوگ اس کے ذریعہ کچھ

الطالعہ میں منعلق و معصا امر تکرر و هو القایۃ قیۃ فہم حل ما تھا الذین من الخلق
 فی الخلق۔ (ارحاشیہ میزان المنطق) اور ایسا ہی تہذیب کے قسم اول میں ہے اور فکر و تہذیب
 طرف مادی کے اور مادی و عادی سے لڑے اور میں قوت مدد کے ہے کہ جزئیات اور کلیات
 کا ادراک اس سے متعلق ہے مگر انہوں نے کوڑکوں نے اپنی غرض نفسانی کو توڑ کر انہیں بھی خلق
 کا کام سمجھا اس وقت کے بنیاد میں ایسی گفتگو کرنا کہتے ہیں کہ ہمیں حق و باطل کی تیس سے
 کچھ غرض نہیں صرف کالی گلیج سے مطلب اور فضولیات سے پرہیز ہے یہی حال ایسے مولوی تھا
 کہ وہ اس بات کی کچھ پروا نہیں کرتے کہ صلاحت کا اظہار وادارہ ہی اس کا مادہ ہے مادہ ہونے
 آگیا وجود و مفاد و حق کے لئے جو وہ عقلا فیہیں کا رہتا ہے۔ اور چند فقرات یاد کر لیتے
 اپنے آپ کو وہ ملام اول سے کم نہیں سمجھتے۔ حدیث کہ گونا گونا پورے مشر و گونا گونا پورے
 ان کے اعتراضوں کے منہ بولا ہے۔

سوال دوم مولوی۔ ہم نہاری اس بات کہتے ہیں کہ روح اگر قدیم ہوا اور عادت ہو تو
 ادوی ہوگی لیکن اس امر کو نہیں کہتے کہ اگر ادوی ہو تو موجود نہ ہوگی کہ کہنے کے لوی ہوئے دو
 معنی ہیں ایک یہ کہ مادہ محل ہو اور دوسری یہ کہ شے کا مادہ کے ساتھ کسی قسم کا تعلق ہو نہ کہ
 مادہ اس کو خود ہے اول معنی لینے روح میں بیشک باطل میں کیونکہ مادہ کا عمل ہونا ضروری ہے
 چاہتا ہے لیکن ہم یہ بھی مراد نہیں کہتے بلکہ جتنے جروج کو ادوی کہتے ہیں صرف ہوا دوسرے معنی کے
 کہتے کہ جو کہ ادوی ہو کہ ادوی ہے اس کے ساتھ مسکو ایک قسم کا تعلق ہے لہذا یہ بھی ادوی ہے
 آریہ کہتے اس پہلی دلیل میں کئی غلطیاں ہیں جب آپ اس بات کہتے ہیں کہ روح اگر قدیم ہوا تو
 حادث ہو تو ضروری ہوگی اور یہ تو بالکل سچی بات کہ اول معنی کہ محل ہونے روح میں بیشک
 باطل میں کیونکہ مادہ کا عمل ہونا ضروری ہے کہ چاہتا ہے کہ ادوی مادہ کا عمل ہونا صاف ظاہر نہیں ہے
 کہ ترکیب کو نہیں چاہتا پس جس میں ترکیب نہیں وہ مرکب نہیں اور جو مرکب نہیں اس کی
 پیدائش نہیں اور جس کی پیدائش نہیں وہ ضروری ادوی ہے مہماتا کہ شہن چندی ہے
 بھی جس کی پیدائش کا وقت معلوم کیے صفت و اقبال ہے کہ تحقیقات بسیار ایسا ہی فرمایا ہے۔

पुनराश्रितो न ह्यन्यत् पुराणो न ह्यन्यत् मा नेशशिर
 کہ روح جسم کے ساتھ پیدا نہیں ہوتی وہ تو مخلوق۔ قدیم ازلی ہے اور یہی باعث ہے کہ وہ جسم
 کے ساتھ نہ ہو کہ نہیں ہوتی بلکہ باقی رہتی ہے پس یہی پہلی غلطی ہے
 پھر یہ کہتے ہیں کہ روح کو ادوی کہتے ہیں صرف ہوا دوسرے معنی کے کہتے ہیں کہ جو کہ
 بدن جو کہ ادوی ہے اس کے ساتھ مسکو ایک قسم کا تعلق ہے۔ لہذا یہ بھی ادوی ہے۔ یہاں کیا ایسا

حاصل تصدیق و تائید کا یہ ہے کہ سوال کیا تھا۔ یہ وہی رسول سے روح کا پس جواب دیا اللہ
 جل جلالہ نے کہ میرے حبیب محمد پر پختہ ہیں مجھ سے قبل عرب پر وہی محمد الہ کے اور
 دیانت کے نہیں سمجھتے تائید اس امر عظیم کی کہ سمجھنا اور معلوم کرنا اس کا موقوف ہے
 علم پر پس صاف جواب ہے کہ روح ایک امر ہے امونا ظم الوجود سے اور لطیفہ ہے حکمت
 خلاق الخلود سے اور کوئی امر امونا ہیہ اور اس کے کم غیر متناہیہ سے ایسا نہیں ہے
 کہ جس کی تائید تم آگاہ ہو جاؤ۔

اس کے بعد معلوم کرنا چاہیے کہ آریوں نے جو سبب اپنی کر لیا تھی کے اس آیت کے
 معنی غلط سمجھ کر مطلب بیان کیا ہے کہ خدا خود قرآن میں یہ خبر دیتا ہے کہ ہم نے تم کو صاحب
 روح کا علم نہیں دیا بلکہ غلط ہے۔ بلکہ نہایت سلیکین کی جہالت ثابت ہوتی ہے کہ جو صاحب کی
 آریہ کہتے ہیں کہ خود اس سے اس قدر طول و فضل کہنے کے بھی قرآنی کمروری کا کچھ علاج نہ کیا۔
 اور نہ کسی کے خود کے بیان سے بھی یہ تو ظاہر ہو گیا کہ محمد صاحب اپنی قرآنی الہامی آیت
 پر کہ خاص عرض کا کوئی جواب دینے کے لئے اپنی شائستگی کے۔ ۱۵-۱۸-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-

۱۔ سختیاں ہوتا ہے، متصل دیکھو مثلاً تھیرا کش صفحہ ۲۴۱ و ۲۴۲ مولاس ۹) اس قدر تا
کے سمندر اور بر سرِ بحر کے قلم مکنتی کی معاشیے کو کیا یہ مکنتی کی معیاد اس قرآنی دفعی اور وحی
دولاکھ یا لاکھ برسوں کی نجات کے مقابلہ میں ایسی بادی نجات نہیں ہے۔
۲۔ مولوی ذیل فرم۔ بات بھی انکی مسلمات سے ہے کہ کوئی انسان جینکے ہاؤیا ہیں
پھنسا رہتا ہے اور پاپ کئے جاتا ہے تب تک وہ جنہر من کے سلسلہ آدگون سے خالی نہیں ہوتا
پس اگر جنہر من سے بہت ہو گیا نجات ہوتی ہے تو ایسی نجات تو ہر ایک کو مل سکتی ہے خواہ تک
بابہ کہ نہ کہ بے کوفت ہر ایک جو پرندہ ہاؤ شدہ کہ مر کر نہوالا سلسلہ جنہر من سے رہتا ہو کہ
ایک زمانہ دراز تک جو مکش کو برایت رہتا ہے اس جگہ تو نیک لوگوں کی کوئی خصوصیت نہ رہی۔
۳۔ آپ کی علمی باقت و لفظ و دبا کو اودیا اور شبہ است کہ وہ فخرہ لکھنے سے ظاہر ہے
اور صرف اباب ہی جگہ نہیں بلکہ چار جگہ اس پر تصدیق نجات سے بھرنا وہ دعویٰ کے کہ آپ
لوگوں کو یہ مقدس کی کوئی چھان ملن کی گئی ہے، سچ ہے یہ وہ دعویٰ کرینے انسان
کامیابی کے عوض ذلیل ہوتا ہے۔ مکتبی اس کہتے ہیں کہ سرسرتو دکھوں سے بھٹو شکر
پرندہ بہت سرب دیا پاک الیٹور اور ٹکی بشری میں سو اچھپا ہے دینا ہا صرف دکھ کا ناش
مکتی نہیں ہے۔ اور پرندے میں دکھ کا ناش بھی نہیں ہوتا۔ اس وقت تو بیٹو کی سوہن بانہ پھوٹ
جیسی حالت ہوتی ہے، مکتبی میں برہم آمد کی پڑائی سے زیادہ ضروری ہے۔ مان
البتہ قرآنی نجات دنیا میں سرسرتو مکتی ہے۔ بابر کہتا ہے۔
سے دل وارو کل زار و جوانی ازین خوشتر چہ باشد زندگانی

حافظ کہتا ہے۔
برہ ساقی مے باقی کہ در جنت سخو ہی یافت کہار آب رکنما باد گل گشت مصلے را
پس یہ قرآنی حورو قصور بلوغ و نثر شراب و کباب و آغیر و انکور۔ انار۔ کچھ بکلا کے بر
قسم کے میوے تو یہاں سب دلتندوں کو نصیب ہیں وہی قرآنی بہشت کے مقابلہ
میں مقدار دے بہشت بنا یا۔ اور دیکھو مینا بازار کا حال۔ بنابر ان یہ نجات نہیں ہے۔
ان عرب جیسے ریگستانی ملک کیلے سہ سامان بیشک نجات کے ہیں۔ اور ہم دعویٰ ہے
کہتے ہیں کہ قرآن میں عرب دانوں کی ضرورت سے بڑھ کر نجات کا آئندہ کچھ نہیں رہے چیزوں کی
اعرابوں کو ضرورت تھی وہی بہشت میں موجود کریں۔

۳۔ دلیل یا اعتراض سوم۔ بھلا ہم آریہ صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہے کہ ان
نوع انسان میں سے جملہ انبیائی کے اور بن جارتھوں پر ویدوں کا نازل ہونا اور انکا لیا
حاصل ہونا کیوں تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور انکی کیا خصوصیت تھی اور انکا کونسا حق غالب تھا کہ
کہ وہ انسانیوں سے منتخب ہو کر اس عہد جلیلہ و منصب علیا پر انکو ممتاز کیا گیا۔
۴۔ (اول تحقیقی جواب) ہم کہ قابل تنازعہ ہیں اور ادراج کو اتاری دیتے ہیں اور
کہنا کہ نہیں جانتے بلکہ عادل ہم علم عقل کے مطابق ثبوت کہتے ہیں کہ گذشتہ حکمت
انبیائی کے اخیر میں انکو شہرہ کرم بائی تھے۔ انکے بھل کے انستار پڑتا ہے انکو دبا کا الہام
تمام دنیا کی مذہب کو بسط دیا اور انہوں نے اس خدمت عظیمہ وندی کو باحسن الوجہ
پسے طور پر ریزہ ریزہ کر دیا اور انکی جواب آجناک موسیٰ۔ داؤد۔ عیسیٰ۔ محمد صاحبان کی بات
ہم مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہے کہ انکے کتبہ انسانی سے راجد و جو نہ لے جنہر من
اور نہ لے تنازعہ ادراج اور نہ لے قدامت ادراج کے قبل از جسم ان جارتھوں
پر جارتھوں کا نازل ہونا اور انکا لیا حاصل ہونا۔ اور تمام دنیا کا محروم ہونا انکے تسلیم کیا جاتا ہے
اور انکی کیا خصوصیت تھی۔ اور ان پر جارتھ صاحبان کا کونسا حق غالب تھا کہ وہ انسانیوں
سے منتخب کر کے عہد جلیلہ و منصب علیا پر انکو ممتاز کیا گیا اور انکے کتبہ انسانیوں کو اس

پاک نعت مجروح رکھا گیا جواب یا تمام علمائے اسلام اسکا جواب ارشاد فرمائیے۔ اس سے ہم
ہزار درجہ معقول عرض کر سکتے۔
۵۔ مولوی صاحب آریہ صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ دریں زمانہ کوئی ایسا شخص آپ کے
گردہ میں سے اب وجود ہے۔ یا گذشتہ زمانہ میں کوئی بچہ یا تین بچے سلسلہ میں ہونا ہے جو
ایسے شہرہ کرم کر رہا ہو۔ یا کرنا ہو۔ یا کرنا ہو جو ہم وزن ہم پیمان ان شخص کے ہو کر جن
پر ویدوں کا نزول ہونا چاہتا ہے۔ انکو کوئی ایسا شخص گذر چکا ہے تو ممکن ہے کہ لاکھوں گذر چکے
ہو سکتے۔ تو کیا باعث ہے کہ ایسا شخص ہاؤ شرف بالہام ہوئے اور نہ ان پر ویدوں کا نازل
ہونا تسلیم کیا جاتا ہے۔

آریہ۔ (اول جواب تحقیقی) ایسے شخص لاکھوں گذر چکے ہیں اور ہونے لگے مگر ہمارا تو
اعتقاد ہے کہ کوئی شخص اخیر کامل الہام ویر کے لیاں حاصل نہیں کر سکتا چہ جائیکہ مکتبی تمام
رشتی و منی جو ویدوں کا حاصل کر کے کامل کیا نی ہوئے ہیں وہ نجات پا جائے میں اور انکی اجنباس
کے ذریعہ ایٹوری لیاں دارا انکے تمام عقیدے حل ہو کر جو مکش سر جائے میں جس طرح توبت
زبور و قرآن و انجیل اگر گھر سے پرلا لے جائیں تو گھر کا عالم با فاضل باولی ہونا دیکھا ہے طرح
ویر مقدس کے صرف پاس پستے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ عمل کر کے آریہ اعتقاد اور سچی تعلیم کے
مطابق جو شخص ہذریعہ الہام یا تعلیم ویر کے جو مکش کو پراپت ہوتا ہے۔ وہ انکے برابر ہے۔ جنکو
الہام دیکھا ملا تھا۔ وہاں مقدمہ مفر کا فرق ہوتا ہے۔ ایسی سسطی ہم سرگ آدی گرو یعنی ناوی
اول پر ہاتھ کو مکتے میں۔ (الزانی جواب) کیا کوئی ایسا شخص ہذا لے دیتے ہے قیامت تک گذر
یا گذر رہے کس کے کرم محمد صاحب کے مطابق ہوں اگر یہ تو کوئی امیر قرآن نازل نہیں ہونا اگر
نہیں ہے تو شخص باطل ہے۔ ان پر جارتھ کی سب کو یادہ مہرانی کیوں ہوتی۔ انکی خاطر زینت
کیوں بند ہے۔ جو جواب اس کا تم کو گہی ہادی طرفہ جانتا۔ ہم تو یہ پرمان ان و شکر ہے
ایک کو ضرورت تسلیم کر سکتے۔ یا تو یہ کہ انسان ایسے عمدہ اعمال کر سکتا ہے کہ اس پر قرآن نازل ہو۔ اور
ختم ہر سات کی مکر لے۔ پوچھتے کہ نہیں ایسا نہیں کر سکتا ہے۔ بلکہ نہ تو سن کر ہوتے۔ اور
نہ ذہن نہ پے یعنی نہ کوئی ایسا عمل حسد کر سکتے۔ اور نہ قرآن نازل ہو۔

۶۔ مولوی صاحب اگر نہت لیکہرام سے بھی لاچار ہو کر نہتیک صفحہ ۹ میں لکھا ہے کہ ہم
آریہ کا الہام سے محروم رہنا شامت اعمال کا باعث ہے نہ ہر حال پر دو طرح سے ہم ہاؤ شرف
دل و اشاد و شوق اول کے ذریعہ کر دیا انسان ہم سن سکتے ہیں اور اپنے آپ پر کر دیا وہی
نازل کر سکتے ہیں جو آریوں کے نزدیک بعد نزول ویدان اولین کے حال ہے شوق ثانی
اگر کوئی شخص ایسے محروم نہیں کر سکتا کہ برابر الہام ویدان نازل ہوں جیسے اگر نہت لیکہرام نے
بھی لکھا ہے۔ تو اسے آریوں کی وہ معاشی مکتبی بھی جس پر آپ لوگوں کا اتنا بڑا ڈھکا کہ جاہ
میں بھولے نہ ساتے تھے۔ حرف غلط کی طرح غلط بات ہوتی اور سچ وہن سے لکھ کر گئی ہے
آریہ اپنے شک اور شکوک کو شوق و شوق و شوق و شوق کا کلن کھن کھن قیامت اتھال۔ اور جارتھ
جگہ پر اپنی غلطی سے معلوم ہوا کہ انات کے علاوہ آپ قرآن سے بھی ناواقف ہیں ہذا آریہ
میں شک محض شہرہ پر جو ہم نے اس کے علاوہ کہنے خود ہماری تکذیب کی بات صحیح نہیں کی اور ہم
اسکا مطلب درست سمجھا۔ ناظرین اس صفحہ ۹ سے ۱۰ تک ملاحظہ فرمادیں وہاں اصل عبارت
ہے ہم کہ جو تنازعہ کو جیتے ہیں کسی کا الہام ہاتے سے محروم رہنا اسکی شایعیت اعمال جانتے ہیں
جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو کہ الہام سے محروم ہیں یعنی جنکو ویر مقدس کی تعلیم نہیں پہنچی
جنکو اس کی خبر نہیں ان سب کی شامت اعمال کا باعث ہے۔ خدا کے ظلم کا سبب نہیں
ہے کہ کسی کو بلا سبب بلا جبر کے محض اپنے ارادہ اور غلطی خاص سے کسی کو نصیب ہوت
پر نام کرنا چہم انصاف کو معذور کرنا ہے جبکہ انکی باقت قدامت کا یہ حال ہے اور آپ کے

صلوٰۃ کی بابت شرح لکھا ہے۔ صلوٰۃ نافذ واصلہ کہ معنی برین است چون نماز کثرتہ و موجود میر بر میدارد۔ اس فعل را صلوات گفتند۔ و بعضی معنی صلوٰۃ تحریرک الصلوٰۃ نوشتہ اند یعنی جنبہ انبیا و ہر دو میرین معنی نماز مستقول است۔ ازین معنی۔
راذی غیاث اللغات ردیف ص ()

عبادت میں دل کی جمیت و آرام سے خدا کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ وہ اس بار بار کے سرین اٹھنے اور اٹھنے بیٹھنے سے ہرگز نہیں ہٹ سکتی۔ بلکہ دل زیادہ پریشان اور ڈانڈا دل ہوتا ہے اور کچھ تنہائی جو عبادت کے واسطے اشد ضروری ہے وہ جماعت کی نماز میں بالکل میسر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہاں تو قواعد کا دھیان ہوتا ہے کہ امام صاحب ابھی کھڑے ہیں یا بیٹھے۔ ٹھہرے ہیں یا دوڑاؤ فیسے ہی خواہ مخواہ ہونا پڑتا ہے۔ اور علم و توجہ ذرا بھیجے آتے ہیں۔ مہین بن بقلید امام صاحب کے درمیان سے یا کسی جتیا جزو سے ہی نماز شروع کر کے ناتمام ہی پوری کر بیٹھتی ہے جو ہرگز حسن طریقہ نہیں ہے۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے۔ عبادت را با جماعت چہ تعلق۔ اور پھر مردوں کا بھی بے ہنگام اور بلا سوچے سمجھے آذان دینا اور ایسی زبان میں دینا جس کو لوگ نہ سمجھتے ہوں سہرا ایک فضول حرکت ہے۔ سعادت کا ختم بیچ کہا ہے۔

مردن بانگ بے ہنگام برداشت نئے و اند کہ چند اوشب گذشت بہت درازی شب زنگان من میرس کہ یکم خواب در چشم نکشت بہت اور پھر بلا معنی اور مطلب جاننے کے نماز پڑھنا بالکل بے فائدہ ہے اور اگر وہاں مسلمان بے سمجھے سوچے عبارت پڑھ لیا کرتے ہیں۔ اور پھر کعبہ پرستی اور کعبہ کی طرف متوجہ کر کے سربا بخت پرستی ہے۔ جتنی ہی میں ہے۔
قبلہ صورت پر نشان آب و گل قبلہ معنی شناساں جان دل قبلہ زما و خواب قبول قبلہ بد سیرتاں کار فضول۔

ایک اور جمل لکھا ہے۔
نما و سجود بر محراب ابرویش بردا باشد یکل در فاصل فرمائیے میں
ازاں محراب ابرو رو بگرداں اگر در مسجدے در در خرابات
فلے قافح بیا پر پاک ز غبار کتا زنت بہ یابی در مناجات
وگر در تندرست و خیر باشی کجا یابی صفایا نہایت بہتات

علوم یعنی روزہ رمضان یہ دعا حکمت کے مطابق۔ اور نہ کہ خوری کے مادی صرف خوراک کا وقت بنا جاتا ہے۔ اسی واسطے اس کا نام روزا ہے۔ یعنی جھوکا گیا یا تمام دن رہنا نہ کہ رات مسلمانوں کو روزہ رکھنے میں اور بے کام جو ہمیشہ کوئے رہتے ہیں۔ بلکہ عصب و غضب زیادہ ہو جاتا ہے جو ایک نہایت بُرا فعل ہے۔ اور تمام رات اور دنوں سے اچھی چوڑک کھاتے ہیں خواہ فرض اٹھا کر کھائی پڑے۔ اور عموماً متروک ہو جاتے ہیں۔ حال ہی زیادہ مارے جاتے ہیں۔ بعد ازاں جب مہینہ ختم ہو جاتا ہے تو کھانے کا ان کو سہرا لگ جاتا ہے بہت میسر کے ہی شکا ہوتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس روزہ سے کیا فائدہ ہے۔ اس سے تو عجز و کناہت اکا دینی ہے مہینہ میں ایک دن کچھ اچھا ہے کیونکہ اس میں جو میں گھنٹوں میں ایک دفعہ کھانا کرتا ہے۔ جو کچھ معقول ہے +

لے چہ بخیر و مالک رمضان کی عید بھی لکھا کہ میں جس کا ایک مصرعہ ہے ع شکم خستہ را بے سزا نذر یعنی روزہ کے دنوں میں مسلمانوں کے پرٹ چڑھ جاتے ہیں +

زکوٰۃ چالیسواں حصہ یعنی مال کا خر کے نام پر مالانہ دینا یہ طریقہ جزا نہیں ہے۔ مگر اس سے اچھا مال کی خیرات کا فائدہ ہے اور یہی سب سے بڑا ہے کہ جسے آریہ لوگ خیرات کرتے ہیں۔ اتنی اور سی قوم میں نہیں ہوتی۔ اور یہ مشور کی کتنی یاد دہاں ہے کہ آریہ باہنہ فقیر مسلمانوں کے دروازے پر بہت ہی کم جاتے ہیں۔ اور اس کے برخلاف لاکھوں مسلمان فقیر اور غریب چندوں کی خیرات سے ملتے ہیں۔ اور تو درگاہ کے یتیم خانوں میں بلا تمیز مذہب کے سب مذہبوں کے یتیم لڑکے اور لڑکیاں پرورش پاتے ہیں۔ ہندوستان پھر میں جتنی آویلوں کے پانی کی سبیل میں۔ ان پر ہندو مسلمان وغیرہ سب کے واسطے پانی پینے کے بعد بستی میں اور فی سبیل اللہ سب کو پانی پلاتے ہیں۔ اور آریہ راج میں سب سے زیادہ خیرات کا بڑا ہے۔ مگر مسلمانوں کی زکوٰۃ سوائے کروٹنی جان کی شامیت کے اور کوئی مفید صورت نہیں ہے۔

حج لینے زیارت کرنا کہ کام موسم مقررہ پر پر سر اس مرت پرستی ہے۔ اور وہاں ایک کالاف ہے جسے ہندو و گیت مہا دیوا و مسلمان حج والا کرتے ہیں۔ عیاث نہیں لکھا ہے۔ حج والا سونگیت سیاہ در کعبہ کس کردن اس موجب ازالہ معاصی ست۔ لینے وہاں ایک کالاف پھر ہے کہ میں اس کا چھوٹا باعث دو ہوسے گناہ کا ہے۔ رمی چاند لینے پھر چھینکا۔
طواف یعنی کعبہ کی پرکراں کرنا۔ جامہ کعبہ کو چونا۔ اور بوسہ دینا۔ آریہ مذہب کو پھر کرنا۔ قس رسول اور قدم ابراہیم یعنی چرن پاؤں کی زیارت کرنا۔ اور نواب جاننا اور قربانی کرنا جس سے آئے دن وہاں حضرت سید شریف ارنائی فرماتے رہتے ہیں۔

مفصل دیکھو کہ نور الہجومہ جولائی ۱۸۷۷ء کے نمبر میں ۲۷ جون کو ۱۸۹۲ء کو ایک ہزار آدمی ہیفہ کے شکار ہوئے۔ پس اس سے سوائے بخت پرستی اور کعبہ پرستی کے نہ کوئی نواب کی بات ہے اور نہ مفید مطلب یا صفائی طلب۔
کعبہ نگاہ خلیل آذر است دل گز گز گاہ جلیل اکبر است
دل بدست آرد کہ حج اکبر است از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است

قرآن میں ہے۔ الذین یوحدون بالذین یوحدون الصلوٰۃ و صامو و فطروا و
ینفقون الذین یوحدون بما اتوا اول امیک و صا اتوا من قبلک لک خرق
ہم لو قتی اولیک علی عہدی من زعمہ و اولیک ہم المفاہیحت

ترجمہ۔ جو ایمان لاتے ہیں عیب پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو چھانگو رزق دیا گیا ہے ہم نے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں جو کچھ میرے پرانے ہے اور جو ان کا ہے مجھ سے لے کر اور بہتر پر یقین رکھتے ہیں جو ات پرایت پر اپنے خدا کی جانب سے اور یہی رستگار ہیں۔
لکھو ٹکی لکھو تمام قرآن میں درج نہیں ہے۔ اور نہ ٹکے نام پر اور یہی حال فرشتوں اور رسول کے ہے۔ پر معلوم کہ ایمان کس پر اور کیا ایمان باقی ہے۔ خدا اور قیامت۔ ان پر عیب۔
مسلمانوں کا ایمان ہے مفصل طور پر ترکیب برہین احمدیہ وغیرہ میں ظاہر کر دیا ہے۔ علاوہ ہر اس ایمان میں وہ عام ہندوں سے کسی حالت میں فضل نہیں ہیں بلکہ کمزور ہیں۔

اب دیکھنا چاہئے کہ قرآنی نجات کیا ہے
جہنم میں اچھے کام کے ان کے واسطے باغ میں بیچے ان کے نہیں ہیں ان باغ کا پھل وہ کھائینگے۔ اور ان کے واسطے وہاں پاک عورتیں ہیں اور وہ وہاں ہمیشہ ہیں کی سورتہ آل عمران میں پھر وہی فکر ہے اور سورہ بایہ میں بھی وہی سورتہ اعراف میں پھر وہی کا کلمہ ہے لیکن زیادتی پر ہے کہ درمیان بہشت و دوزخ کے حجاب ہے جسکو اعراف کہتے ہیں۔
سورہ حجر لوشن دہریم محل میں پھر حضور پھر بیان ہے۔ سورہ انف میں علاوہ او بیانات کے سوائے کے دیور اور تیشی جامہ پہننے کا ذکر ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ تیکہ

رہنما کے ایک مخالف بدہ یا بدینی ہو چکا جسکی ترمیم گویا دھارے کے شیشے کے شکر سوامی نے اسے
کٹ کر اسی سے ہر من مہارض کی ہڈی کے مخالفوں کو کڑی تیلادی ایک ہی وہ کتاب
اور دہمت کی ترمیمیں برقی طیارہ کا حکم کرتی ہیں۔ پھر اب شہر و عرصہ و مسلمانوں عیسائیوں
نے کتابیں لکھنی شروع کیں۔ جسکو جواب ہماری طرف سے ملے گا کہ اگر کسی نے ہم سے
لگ گئی، اور کسی میدان مبارک میں قائم رہے جسے سندھ میں خونی، اگرچہ کئی دفعہ مذمت
ہوئی۔ اور مخالفوں نے اہم کے پھیلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تو بھی آریہ قوم دفعتاً
جانتی ہے کہ یہی جیتی، پارسی، یہودی یا ملیوں اور یسویوں کی طرح بالکل مردہ نہیں ہو گئی۔
دہم کو بہت شہرہ لوگوں کو جب بس چلا شہرہ کر کے واپس لیتی ہی۔ لاکھوں بود مذہبی شہرہ
اجار نے کی، اور مسلمان و عیسائیوں کی مذہبی کے کام کو دنیا کے عارفوں کے سراج شری سوامی
و یا شہرہ جہاں نے شاستر اوساراب رواج دیا جو درہم آریہ سماج کی مبارک کوششوں کے
ثرتی پارہا جو مذہب باطل کی طرف لوگوں کا رجحان بہت کم ہو گیا اور ایشور کرنا کا بالکل سنبھل گیا
پس اس روشنی کے نام میں آریہ قوم کا جائزہ اور حالت کو بھانسنے صرف صدق و دیکھ
برکت ہے۔ سو لوہوں میں خونی، مبارک مذہبی کی واسطے عام اجازت (صلائے عام کا دنیا اور
علم و عقل اور سماجی کے خلاف کسی کی بات نہ کرنا تمام فضلاء و علما کی عزت کرنا۔ اور ان کی
تعلیم سے آگاہی کرنا اور محبت و سادہ سست دہم کا پھیلانا اور معقول لایل سے لوگوں کو راہ
بر لانا اور گناہوں سے ولی نفرت اور شکام کرنے کی طرف توجہ دلانا اور پھر مذہم کے عالمگیر اور اکثر
قانون کو پیش کرنا اہی انصاف کا قائل کرنا اسی مقدس دہم کی خوبی ہے جو کسی (دوین) سے
جدید مذہب کے نصیب نہیں بنایا صرف صدق و ولید اور حقیقت نوید جاوید ہے۔

مبارک ہیں وہ جو حج کے قبول کرنے اور چھوڑنے پر مجبوری طیار رہتے ہیں
الہامس آخری

یعنی مسلمانوں اور خاص کر ہمارے آریہ دریت کے دشمنے والوں کا یہ واسطہ
نصیب کو دور کر دینا ہے۔ (۱) مسلمانوں کو مطالعہ و عرب میں غیب اسلام جاری ہوا اسوقت میں
تجوس، یہود اور عیسائی لوگ موجود تھے اور انہیں کی خراب اور شہرہ حالت کو سلام کو مقابلہ
کرنا پڑا۔ اور یہی وہی لوگ مخالف ہیں انہیں کے سوال کے جواب میں
انہیں سے جنگ و جدال ہوئے۔ انہیں سے مقابلہ اور قتال۔ جسکی عقل علم درست حق پرست
قوم نے سامنا نہیں کیا۔ پھر ظاہر ہے کہ عرب میں ان پرہ اور نے حکم فتنوں میں باکس اشاعت
ہوئی پس میں۔ پرنکال وغیرہ میں جہاں تعلیمات لوگوں کو سوا یا ان کو ذہر دست طاقتور قوم کو
مقابلہ پڑا وہاں ہی اسلام بچانے کے قائل کے مقتول ہو گیا غلام سے بچا تھا پس بھاگ کر ملا آیا
نہا لگا۔ جن مذہب کی حالت اسوقت اسلام سے خراب تھی پہلا وہ مقابلہ کیا کرتے اور یہی کار
ہوا کہ وہ آریہ مذہب کے انھما کے دیکھو ایران مصر اور افغانستان کی حالت اگرچہ مذہب میں حقیقی
سماجی موجود تھی وہ بھی بھی اسلام کے شکار نہ ہو کر اور اگر کسی سوامی کی طرح اور گئے رہے یہی نتیجہ
میں پھر جو قوم کو توجہ نہ تھی سو کھل ہوا اور ہوا ہوا ہو گیا۔ اور پھر ہوا نہ آئے۔ ویک دہم کو خفا ہو کر
اگرچہ آریہستان نے نوران و درو امان مان لیا تھا مگر یہی آپ نشہ اور کجی فلاسفی ان کے
دیکھ اندیشہ کچھ نہ کچھ پہنچی رہی جسکے سبب اسلام کے احکام کے دیر موثر نہ ہوئے اور نہ ہو سکے تھے
مناہت خود کا مقام چکر سات سو برس کے خون کی باختر نے ہی آریہ مذہم کے گمان کی آئی کہ
دیکھا۔ بلکہ مختلف واقعات میں اس مبارک قوم سے مبارک۔ لوگ اسلام کا مذاق
نکس مقابلہ کرنے کے واسطے بھٹتے رہے اور انہیں میں سے ستر مان، اسی جہاں دہمائے عالم و عالمیاں
سوامی و مذہبی جہاد و ان کا نظور ہوا اور سے ایک برابر برس کے بعد آریہ مذہم کی آمد کا پورا
پارا و ہوا کا مانی کا پھول نکلتا ہوا۔ صداقت کا آفتاب نکلے ہوا۔ یا جو بیت پرستی کے عادی
اور قرپرستی کی ولدی (مذہب) پڑ جانے کے اگرچہ قوم مرد، دل پر کجی تھی تو بھی اس مہاتما کے پھر
اور لاگ لپیٹ سہرت آپدیش آینا کام کر گئے مرن قوم جس جان پر گئی۔ ہم لانی کی آواز نے

مرد و کمزور مذہم کو جو ان جو انکو صدق وقت پر قربان اور بود ہو گئے گمان و ان بنادیا۔ اور
ساتھ ہی ویک کا قربان سنا پر حقیقت کا دروازہ کھول دیا۔ بلکہ انصاف کی بات یہ کہ ویک کی گایا
لیٹ دی۔ مد و جز کا لیکر دے۔ شمشیر پر قابل کر دیا۔ ویدائی تیران مجھدی پریشان، جیانی
مرگراہن ہو گئے مگر سے زیادہ بہت پرستوں نے مخالفت کی کہ وہ جان کے خواہاں ہو گئے لیکن
اس مخالفت پر بھی نہ تو اس پر میدان نے ہجرت کی اور نہ تلوار سے ڈرے اور نہ ہی شمشیر سے لڑے
بلکہ سب کے مقابلہ میں بہت دہم کی طاقت کو کھڑے رہے۔ سو لوہوں کو میلانے پڑے عیسائیوں
سے چرچا ہوا بہت پرستوں سے شاستر اڑھ گئے اور جینیوں (مشرکان جن سے داد و داور ہے
مگر ہمارے مرد میدان حق وید کی شریعتوں سے توجہ ملنے کا آپدیش کرنا انھوں کے چہرے
فتح کر دیے۔ ہر ایک یہ مستانے ہوسے میں اتحاد و دوستی کی روح ہو گئی۔ وید اور شاستر
سے فلاسفی کے آپدیش ساقیات باطلہ کو بھگا دیا پتو جو شس کے اصول بتا مہم مگر جو کجی
خوش سے چھڑا یا اور شرم کی قبر پرستی، مکان پرستی، اور مذہب پرستی کی میان تک چھان بین
کی کہ معرخی آریہ کے گناہے فاضل عیسائی اور عالم مولوی یا مشہور بہت پرست کو مقابلہ میں نہ
شکل ہو گیا۔ مجھدی یا شاستر اور مسلمان دوستو۔ اب مذہب اسلام کا علم اور عقل کیسے تھا تھا پھر
یاد کر کہ معقولی مذہب کبھی علم معقول کو سامنے نہیں لایا تھا۔ اور یہی سبب ہے کہ وہ وہاں
آجکل علم کی قوت کو وہاں علم ہی کی علامت ہے۔ عیسویت کے مقابلہ کو سامنے ہے جو ایک
کو عیسائی مذہب کی بدولت دواور پھر تو کسے خیالات اور آسمانی قویات کے سبب یورپ میں
بھیلی ہوئی تھی اب وہ رخ ہوتی جاتی ہے صبح ہو گئی اور صبح اور عہدہ آنا نو مار ہو گئے ہیں۔
یہی حالت اسلام کی ہے۔ جہالت کیساتھ انکار دیتے ہے جو ظلم کے عہدہ کو بند پا ہوا ہے جہاں
جہاں علم اور عقل کی روشنی چمکی۔ یا پتو ہی ہو وہاں کے انھما اور اسلام کو شکستے انھما یا انھما
وہ خیالی دین کو مجبور ہے نہ اور آسمان اور شریعت و زور و اجل کے جن بھوتوں کی کہاں تھا۔ وہ
اسلام جو جامع ہے خاد و لوئے اور مرد و کی کر دیتا تھا وہ مذہب پرستی پرستی اور مکان پرستی اور
شک اسود پرستی کا فہم بدست مر جوادی اور فانی جنت اور نور و فغان اور شہرہ اور شریعت کی روشنی
طرح و نور، ہا پھر۔ وہ فلاسفی کا مذہب جو زمین اور آسمان کے حالت میں بھٹانے کو قطعی عاجز ہے یا دیکھتے
اور پھر بھی یاد رکھئے کہ وہ بلاشبہ علم کی روشنی کیساتھ ہرگز نہیں بھٹتا تھا۔ اچھی طرح سمجھ کر مذہب کو
سو پرستوں کی پاک و پروردہ دیوانی ترمیم و ترمیم اور باطل راستہ کو چھوڑ دیتی ہے۔ اور پھر وہاں
ہی وہاں مذہب میں گئی جوں جوں اور جہاں جہاں علم کی روشنی پھیل گئی۔ مجھدی اسلام کی
علامت کبھی وکسی طرح بھی اسکا مقابلہ نہ کر سکی۔ اور عہدہ نہ نانا آئینا لا پڑا۔ بلکہ انھما کو انکار کر دیا
مسجد کے قانون اور جہلم زمیندار و دیوانہ و شریعت افکار اور اذان اور عہدہ اسلام کا انھما کی
علم کے غیر مذہب پرستوں کو خود اس زمانہ کے غیر حضرت بنی قادیانی سے خالی کو الہام ہو چکا ہے کہ
نویز مذہب کے عام خیالات اسی طرف بڑھتے جا رہے ہیں، پس انھیں کو بول و نصیب کی بی ادب اور آریہ
دہم کی سچی فلاسفی پر غور کر دے یا سناج کا اصول پڑ دیا کا کاش اور آریہ مذہم کی انھما پر
جہاں جہاں سائنس اور علوم تھدی روشنی چمکی وہاں وہاں آریہ دہم کا جہلم اس سبب پھر
صاحبو جہلم کا پڑہ دور کر دیا۔ نام کا پورا اور اور اور نصیب کا خیال دل کو کھلا اور
آؤ مگر سچ کا پورا کر کے اور ہم اور آپ ایک پر درامین افغانستان و بستان۔ بلوچستان اور
دوم و دھرتی کات پڑھو اور غور کرو کہ اسلام نے وہاں کیا کیا مذہب و علوم کی اشاعت کی۔
اگر انھما کے خلاف جہالت کا شرم نے توجہ نہ پڑا اور ہماری انھما کی قبول کر دیتی
ویک کہ ہم کاسبق تو انھما کی بدلت ہی فیض نہاؤ۔ پھر دیکھئے مہارنا کہ کبھی سنا ہے۔ اسے عقل والوں
خود کر داور اسے علم والوں سمجھیں۔ رہ اس سمت رواظ طریقت متاب۔

راقم آپ کا قدیمی خیر خواہ لیکھ رام آریہ مسافر

بہ سبب قرابت انبیا و اولیاء جیسے سید بنی ہاشم قریش بنی اسماعیل دوسری قوموں کو
افضل میں اور ہندوؤں کے دین میں اگرچہ شرافت بہ سبب اعمال کے بھی ہے مگر قوتیت کو
غلط اور زیادہ اعتبار ہے۔

جواب۔ شائستہ کے مطابق سب شرافت اعمال سے ہوئیں اور آل سے نہیں مگر
مسلمانوں میں صرف قوتیت کو شرافت ہو۔ سید کی ساری جاہل امی کوئی نہ ہو پھر سید
ہے۔ اور لوگوں کی سید بنی کی روایات بھی مختلف ہیں صدیاں لوگ فریضہ سید بنی
سال اول سید بنی دوم سال دوم سید بنی غلوچوں انڈیا شہر اسماعیل سید بنی
بنی اسماعیل ہونا شرافت کی بات نہیں۔ ہاجرہ والدہ اسماعیل لونڈی تھی۔
پرستار زیادہ شایہ بکار اگرچہ تو زیادہ مستشرقانہ

رحمینی جلد ۳ صفحہ ۱۶۷ البو الفدا جلد ۱ ویدائش قوتیت ۱۶۷ و تاریخ انبیا صفحہ ۱۶۷
۳۴ قابل دید ہے۔ اعتراف ۲۰۸ و ۲۰۹۔ ہمارے دین میں صبح سے آفتاب
غروب تک روزہ رکھنا ماہ رمضان میں فرض ہے اور بعضے اور دنوں میں روزہ عقلی
اور ہندو اپنی بڑوں کے نام روزہ رکھتے ہیں۔ اور انکو برکت کہتے ہیں۔ اور زبانی عید الفی
کی واجب ہر اہل توفیق پر۔ اور یہ داخل عبادت ہے۔ جو انہما روزہ غلاف عقل و
حکمت ہونے سے فضول ہے اس سے تو پاک و شریعت معقول ہے جس طرح بعض
ہندو مندروں کے نام پر روزہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان حضرت علیؓ پر عید و ماہیا
امام حسینؓ کی فاطمہؓ پر صبر صاحب کا روزہ رکھتے ہیں اور اصل میں دونوں عبادت
راستی لئے دور فحش رکھنے ہیں۔ الفاس یہ ہے کہ مسلمان رمضان میں گناہ زیادہ کرتے
ہیں جانور زیادہ مارے جاتے ہیں اس سے عفت زیادہ پہنچتی ہے اور مخلوق خدا زیادہ
تباہ ہوئی ہے۔ اور آئے دن کہ شریف میں آٹا کھا ہوا راجا جی ہند کے شکار ہوتے ہیں
اور طاہرین میں گرفتار۔ اگر خدا غور نہ ہو تو انکو جھپٹ کیوں پہنچاتا۔ بکر یا اونٹ یا گائے
یا سون کا خدیا بیوی یا پیپر فیکر کے نام پر گھلا کھا لیتا ہے۔ اور راستی کی راہ اور خدا کی
نام پر گناہ کرنا پسند اور دے زیادہ گناہ ہے۔ ہندو گوشت و دھنک دہر سے گراہ ہیں
مگر گھر بھی اتنے عقائد ضرور ہیں کہ پریشور کے نام سے جانوروں کے گلے نہیں کاٹتے اپنے
واسطے اور آج بھی تانگی یا دیو کی کے نام پر کاٹتے ہیں کیونکہ وہ ایٹور پر خونخوار دیو کا
کھانگہ نہیں کھاتے بلکہ ایسا کہتے سے بھی خوف کھاتے ہیں۔ قرآن سورہ حج میں بھی کہ
لن ینال اللہ الخ منہا ولا وضوا لکن نقالہ القدر منکھل لئیس ہتس حیوانا خدا
کو گوشت قربانیوں کا اور نہ لہو کا لیکن خدا کو نہ مادی چیز پر کھانگی کھنچی ہے۔ مگر
جیڑائی ہے کہ مسلمان کوئی جانور نہ کھلا کھاے۔ خون بہت کھانگا ہوتے۔ اور خمر خیار
ہوتے ہیں اور زیادہ اس میں اس بات پر ہے کہ اور مذاہبت میں جتنے اچھے لوگ ہوتے
ہیں وہ جانور کشتی سے پرہیز کرتے ہیں۔ گوشت بخدی میں یہ ایک خدمت مسجدوں کے
ملاؤں پر فرائضوں کی بجائی ہے۔ تراویح ۱۱۔ الخدر اسے شیخ نادان الخدر۔
اعتراف ۱۰۔ ہمارے دین میں ہر مسلمان صاحب توفیق پر فرض ہے کہ ایک روزہ
کوہ شریف کا حج کرے اور کعبہ ایک مبارک مکان جو کہ حفظہ میں اور اللہ تعالیٰ کا نام
سے کہ جب کوئی نماز کرے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے ادا کرے اور سوائے اس کے اور طر
نہ کرے سجدہ کرنا منع ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس مکان کو سب مسلمانوں کو واسطے
قبلا عبادت ٹھہرایا ہے سب شرف اور بزرگی اس مکان کے اور جو کوئی حج کرتا ہے
اور اس مکان کا طواف کرتا ہے جو اس شخص نے اللہ کی تعظیم اور گناہوں سے
انگو اللہ تعالیٰ مناف کر دیتا ہے اور تو اسے خانہ کعبہ کے اور کسی مکان کو حج کی منت ہے
جائنا اور اسکی طرف سجدہ کرنا اور طواف کرنا اگرچہ اور سید و کوئی زیادہ گناہ اور سیرتہ ادا

تختلف میں جو اب۔ دیگر ہرم کے زو کسی مکان یا بنا پر وغیرہ کے طواف گناہ متنا
میں ہونے ایک مایان ریختان امنی جہان وحشی اور بدور ہتھ میں ذواب کی منت سے
جائنا ایک مکان کے گرد بچہ لگانا۔ سنگ اسود جوتنا۔ اور پھاڑوں کے گرد گوننا اسمکار
کو بیت اللہ جاننا۔ اور خدا کو ہاتھ دھرا اسود کے آگے قربانی گذلانا اور تمام عمر اس مکان
کی طواف سر کھانا اور ہاتھ لگانا صاف شرک اور بت پرستی سے غور کی ہو جو لوگ مصر
میں ہیں وہ کہہ کو بجا تب شرق اور روم و شام والے بجا تب جنوب اور ہندوستان و
افغانستان والے بجا تب مغرب اور عدن اور یمن والے بجا تب شمال سجدہ کرتے ہیں
اور کعبہ کے اندر کوئی جنت مقرر نہیں جہر جاسو منہ کے سجدہ کرنا۔ پس جنت ظاہر
ہے کہ سجدہ سنگ اسود اور اسمکار کو چلا مکان رحمن کو نہیں اسکو سوائے کسی اور
طرف سجدہ کرنا شرک اور کفر ہے اور اسکو جائز نہ اس مکان کے گرد گوننا اور کسی پتھر کو
بنظر عبادت جو مناسک اور کفر ہے اور اسکو جائز نہ اس مکان پر پریشی کرنا یا پڑنا
ہونے پر اسے سبک بچہ کرنا و دکانا پر ہونا انکو ہر گناہ۔ اب نغمہ ادا کرنا اور حجر الاسود
کی دھون آدب غسل کو کھیر کرنا اور منبر کھڑا کرنا اور قبلہ و حاجات جاننا اور ان سے
مت یا بنا سیرایت پرستی اور کفر ہے۔

مسلمانی اگرچہ پرستی مت پرستاران بیت رافضی
اگر دین مت مذہب مذہب۔ چو اداری بدل زندہ و ان
اگر تسلیم زبنت آگاہ گئے۔ پیش حجرین گراہ گئے۔

کعبہ سے دین وہاں سے کہلا۔ اور آگے بخت۔ قدیم آبرہیم۔ قدیم رسول۔ قدیم آدم۔ جہر
سرحد پانچین۔ لہو ہوا۔ گن پور پھر اچھ۔ گھر اسم۔ بھگت پیران کلبہ گناہ۔ شیخ پورہ پڑنا
اور دین شام۔ شہدا پیر سیالکوٹ۔ دایرہ دین۔ مایہ دلتان۔ دلا پور کے مونے رسول
اور تمام دنیا میر جہر۔ دیندہ سفر دور و دراز کے گھر کے مسلمان بطلب حاجات جاتے
ہے چل نام واپس آتے ہیں کسی نے پھر کاج۔ عہد عزیز کے کادد گرش سر شرافت
ہو کہ شریعت یافتہ۔ پس شائستہ کے خلاف چلو والے ہندو اور قرآن کو مٹاؤ
چلنے والے مسلمان انصاف کے رستے و طوبت حضرت اور گناہ گار ہیں۔
یو مین ہر بن میں اور دین رسول کے۔ قابل خیاں کھنک کہ وہ گوہر ہول کے
چراہرت وہ لہو ہیں مکی کا مہا۔ یہ انکو دہو کے بیٹے ہیں جو دیکھتا
وہ جگن ناتھ جاتے ہیں سر کھٹکا کھٹکا۔ یہ جو ہے ہیں چر تہا دست کیرا
وہ منہ دیکھ کو کھنک کھنک کھنک کھنک۔ یہ وہ بت پرستی میں لوگوں آویں
دونوں میں بت پرست خدا پرست ہو کر۔ دور حق کو اور چاہ بلا میں گرد ہو کر
واجبہ پرستوں کو دونوں سواجنتان۔ کھنک و دین دونوں ہیں اطراف ماصواب۔

اعتراف ۲۱۱۔ ہمارے ہاں علی بن ابی طالبؓ جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آکھلا
وہ مگر کو لاوے تو انکو بیچ جانا ہے گرفتہ ہوئے دین میں آجاریہ کو کر اکر م دیتے ہیں اور
شرارہ ترین کرتے ہیں۔ جو اسے۔ مگر وہ کو ہادی مگر کوئی خیز نیک وید۔ مذہب وارت کالی
یا ہر تین چیم سکتی۔ شرارہ ترین کامرووں سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ مذہب امام کیوٹے
میں خود غرض ملاؤں اور ایچی بندوں نے انہیں مردوں کے لہو جائز بتلایا اور مال ادا کرنے
کا بیان بنایا یہ سچ ہر مردہ ورنہ میں جائے یا بہت ہیں۔ لہا کو حلو و ماہ سے ہر کام
رنگ پیشی گور تو پر فرست۔ کسٹن نیار ورنہ پیش فرست

۱۱۔ لہا میں ورنہ کسٹن میں قدیم رسول قبی ہر سال تیار ۱۲۔ ہر اول کہ روز وفات رسول است۔
اچھے از مردان و زان آجماج سے شہداتن نقیش قدم ماہ آب فوجہ۔ ہر دستہ و عظام کو کھنک
صفر ہر دستہ و عظام۔

رضامندی سے رو بروئے والدین یا بزرگان خاندان کے شاستر الاکل شادی کے
 سے دید میں گم ہے۔ اول پرمانہ کی توجہ دوا سنا دید الاکل کی جاتی ہے۔ اس کے بعد
 فقیہین کے فرائض اہل محلہ و برادری کے سامنے کہے جاتے ہیں اور اخیر حاضرین
 ذولہا دولہن کو اشیر و ادینی عداوت میں اور ہون کر کیا جاتا ہے بعد وہ خدمت
 ہوتے ہیں۔ دن اسلام میں دنیا کے تمام مذاہبے جو زیادہ شرف ہے اور عالم شریف
 سے جو زیادہ افضل ہے اسے مولوی حسین واعظ بکوالہ قرآن لکھتے ہیں۔ واکو وا
 الحجہ کو کینہ لغت ہائے خدا را کہ فائین بگرداند بر شما خصوصاً در باب مناجات چہ
 در شترانچ اہم سابقہ کچ کر زیادہ از یک زن در تہ نکاح روانہ ہووے۔ مگر
 پیغمبر را و ایں جاتا چارہ در عقد واحد جائز است و آناں را بعد از طلاق چہ
 جائز نہ ہووے و انجا رواست و اما میکہ زن مطلقہ شدہ ہووے مرد را حلال نہ ہووے۔
 تزویج بزمن دیگر جہد سے درین شریعت حلال است (جلد اول صفحہ ۴۱)
 تحران و حقیقت عورت کی بیکری کرنا ہے۔ مولوی ابوالصور صاحب لکھتے ہیں
 مسلمانوں میں عورتوں کو ناقص العقل اور اینہیں پر وہ میں رکھنا کما ہے (دیکھو تہ
 نور و خورہ احراب از دولت فاروقی ۱۳۵) بوالحدیث اخلاق جلالی میں ہے کہ دختر
 را از خود زن و نوشتن بکلی منع یا دیگر (صفحہ ۲۱) حجتہ المہندہ ۲۱۹ اور اگر مرد
 اپنی عورت کو طلاق دیدے۔ تروید۔ مسئلہ طلاق ہر طرح قابل لغت ہے اور قدیم شاستر
 میں اسکی مخالفت کیونکہ اس سے زمانہ کی فتنہ اور حرام کاری میں رعبت ہوتی ہے۔ جو شستی
 شرم دیا کو ڈالتی ہے جن قوموں میں مطلقہ خدا ہے۔ انہیں کی مطلقہ سے دنیا میں ہر
 جگہ بیکار رہتا ہے۔ و اگر بیان میں نہ ڈال کر خود کو ذرا حجتہ المہندہ ۲۱۹۔ یا کسی عورت
 کا شوہر چھوے تو اس عورت کو بعد کرنا جائے۔ یا مہر دے کسی اور مرد سے نکاح کر لینا
 جائز بلکہ شرط اب ہے جو اب۔ بشرط نہ ہونے اولاد اور رضامندی ہونے کے بھی شتا
 کار شادی ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اسکا رواج اس ملک میں کم ہے۔ اکثر اشرف مسلمان
 بھی جو عورت کا دوسرا نکاح نہیں کرتے۔ چکا لگو خود بھی صفحہ ۱۱۰ پر اقبال ہے۔ اور خود
 اس بدعت کے بانی بانی حضرت پیغمبر ہونے کے انہوں نے خود کو تو گویا جو مطلقہ
 جو رہا اور بی بیوں سے نکاح کئے۔ اور بعضی عورتوں کو بے نکاح بھی کہیں الی لیا۔ مگر
 حضرت کی وفات کے بعد نبی جانشین و خیر و سب اعلیٰ ہوں اس کو اب سے محروم کر
 اور اس نعمت عظمیٰ سے باعث مخالفت حضرت کے مجبور ہو گئے۔ افسوس صد
 ہزار افسوس وہ گراں رافضیت و خود رافضیت حالانکہ اس وقت بعض مدین عالم
 شباب میں کھین اور کئی اصحاب بھی ان سے شادی کرنے پر رضامند تھے۔ قرآن
 میں ایسا ایشاد موجود اور راستی مفقود ہے۔ حجتہ المہندہ ۴۲۔ مہندہ ولہا دلہن
 کی بیک صورت بنالیتے ہیں۔ سر پر موٹا ہاتھ میں کنگا۔ زیر پیرہن جیسے گھوٹے اور
 پہن کے پیرہن بکھیرنا ہوتا ہے۔ اور بوشاک کچھ اہدیہ وضع کی ہوتی ہے۔ اور برادری کی
 عورت کو نکاح ہو کر دلہن اور دلہن کے ساتھ دن یک عورتوں کے ہاتھ سے ٹینا لگاوا۔ اور
 طرح طرح کے بے حیائی کے گیت گانا۔ تیل چڑانا پتی کرانی اور ساٹ کرنا۔ جو بکے زنا
 اور زنا کے واسطے ڈھکا ڈھکا اور اس میں بہت تل و دولت زمین پھینک کر انہوں کو
 کی نعمتوں کو ضائع کرنا۔ اور تیار سی چھڑا نا۔ خیر و دل فیزی۔ نقار خانہ۔ طاقت و غیرہ
 ایسے جو انہیں بندہ نہیں کرنا۔ مسندہ ہوں لاکھیں ملکی پتی اور بٹھا کر نا اور پتی کو بولی
 شاکر زبانیوں کو دنگوں کی طرح آسیر کرنا۔ تو جس سے حیائی کی باتیں کرنا اور جس سے
 بڑھاپا عورتوں کا مرد کو شہرت میں لگانا یا اور دلہا سے دلہن کی جوتی کو بھونچ
 کر نا وغیرہ جو اس باب میں سب باتوں کا یہ شاستر میں کیس پر نہیں پڑے۔ یہ ساری

باتیں شاستر کے خلاف ہونے سے ناچار ہیں کہ یہ سماج میں کم از کم دو یا تین سو ماہ ہو
 چکے ہیں جن میں سے ایک میں بھی یہ باتیں نہیں ہوتیں۔ پس یہ بدعت ہے ہم علوم کی عقلی
 کے ذریعہ میں مسلمان بھی سہرا بندہ ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے عالم و فاضل مولوی اور
 سید محرم میں جن وحیدین کا سہرا بنا یاد کا کرتے ہیں۔ کیا وہ گھوڑے میں کے کھینے
 کی طرح نہیں اٹھا کھاتے کو ہم ہمیشہ سے دنگوں اور وحشی قوموں کی عادات جانتے
 تھے۔ مگر شکرتاً ہمارا کاب ایک مسلمان کی تحریر سے بھی یہی ثابت ہوا کہ یہ دنگوں
 جانوں جیوانوں کا کام ہے۔ انسان کا نہیں۔ بھائی آفرین در حقیقت اٹھا کھانا
 دنگوں کی خوراک ہے۔ جذبات اور دانا علم طب کے ماہروں کی نہیں۔ کیونکہ ایک
 دوسرے کی بیماری کے لگ جانا کا اندیشہ ہے۔ یہ رسم مسلمان عہد اور محمدیوں کی صحبت
 و تعلیم کے اثر سے کھیتوں میں رائج ہوئی شاستر انوسار نہیں ہے۔ سہی واسطہ تعلیم
 یافتہ کھیری اسکو چھوڑتے جاتے ہیں۔ زندگی لے جانا۔ یا آتش بازی جلا نا وغیرہ
 اور انا۔ گالی دینا ہم ان خب بری باتوں کو نا مشروع سمجھتے ہیں۔ مگر ماہ شادی
 میں خوشی کرنا اچھے راگ گانا بجا بجا نا نہیں۔ کیونکہ چارے ہاں خوشی ہوتی
 ہے۔ شادی میں شاد ہونا ضرور ہے۔ ہاں آپکے ہاں شادی نہیں بلکہ ہاتھ سے
 پس خوشی بھی مناسب نہیں۔ احقر اصل ۲۲۷۔ ہمارے نزدیک ہر طرح کی شراب
 پر کسی پر حرام ہے۔ اور بام مار کی ہندوں کے نزدیک ہر قسم کی شراب حلال ہے تروید
 بام مانگی ہندوؤں میں ایسے ہیں۔ جیسے مسلمانوں میں زہد مشرب لوگ جیسا مقولہ
 ہے۔ واعظ شربت پیئے سے کافر ہوا میں لگوں۔ کیا ڈنڈہ چلو یا بی میں ایمان لگیا۔
 اگر انکے سبب ہندو دین محبوب ہے تو ہندوؤں۔ ساعیلیوں۔ واکو یوں سے
 محمدی دین محبوب و محبوب ہے مگر انکے تمام بی شراب کو حلال جانتے تھے۔ اور پوش کرتے
 تھے۔ اس پر خیال کیا ہے یا نہیں۔ مولوی ۲۲۷ ہمارے دین میں ہر پیشہ دے گھر کا کانا
 جلال ہے۔ بشرطیکہ اسکا مال حرام کے پیشہ سے پیدا نہ ہو۔ آریہ۔ اس لفظ میں آیکا اور ہارا
 اتفاق ہے۔ اسی واسطہ شودر کا کام روٹی پکانا مقرب ہے اور ہم ان تمام لوگوں کے ہاتھ سے
 جو ہمارے دھرم کو مانتے ہیں کھانا جائز جاتے ہیں مگر ہمارے اور آپکے حرام و حلال
 میں فرق ہے۔ آپ جاو بستی کو حلال جانتے ہیں۔ اور جو کچھ ہر مہتری روٹی کھاتے
 کو حرام۔ آپ کو پتی پر دینی مارنے اور جہاد پر پتی کا کھانا کھانے کو تو اب مانتے
 ہیں اور حجت کاغذ الیاب مگر ہم اسے گناہ جانتے ہیں اور ایسے کے گھر کا کھانا جائز
 نہیں گروا تے یہ حقیقی شیوہ مسلمانوں کا شماری نسبت یہ عقائد جو کہ اہل سنت و جماعت اند
 از ہندو و نصاریٰ اگر بدین ایشان چیز سے بعد از ابا بدست است۔ (تہذیب شاعیر
 صفحہ ۵۰) ہمارے لوگ بولتے ہندو تعقیب یا گھوری وغیرہ غلط لوگوں کے اور
 کسی کیساتھ جو ناچار اینہیں مانتے ہیں۔ مگر طے تعجب ہے کہ مسلمان لوگ بھٹی اور تعقاو کے
 ساتھ بھی شریو شکرتے کو تیار ہیں۔ اور ہندوؤں کیست لینے سے سزا۔ اسی مٹی کے
 کوزے پانا جاتے اور اسی سے پانی نوش فرماتے ہیں۔ سچان اعدا مولوی ۲۲
 ہمارے دین میں ملاقات میں سلام کو واسطے ایک ہی قاعدہ اور ہندوؤں میں مختلف
 جو اب۔ دیدہ ہووے ایک سے ایک سو اور کوئی قاعدہ جائز نہیں (مفسر دیکھو
 اریہ ہندو اور ہستی کی لطیفیات) جس طرح تمہارے ہاں عشق الیاد اور ہندو مسلمان
 حضرت سلامت۔ قلو۔ ہندی۔ جہا کو کش۔ یا علی مدہ یا حسین یا دھو کلایا۔ یا
 لان الہا۔ استاد و غیرہ رائج ہیں۔ ایسی ہی ہندوؤں میں رام رام ہے ہری ہری یا
 جیتی تیج۔ ڈنڈوت وغیرہ کا دستور ہے۔ مگر ٹھیک نہیں۔ صحیح وہی ہے جو اہل سنت
 ۱۳۵۔ مسلمانوں میں شرف و زالت و مہبت ہے۔ ایک سبب اعمال اعدہ ہندی

جو جسکے لائق ہو اس کے جرم کے مطابق سزا دیوے۔

پس جادو کا نام ایک جو کھنکھائی کمانی اور اڈوٹیا اور بے تیزی کی نشانی جو جس کو کھنکھاتا رہتا ہے انہیں جادو تو تونہ کھنڈہ پر دھنسا ہے آریہ دہرم سے ان نصیحتیں کا کوئی نفاق نہیں۔ حجۃ الہند ۱۲۱۹ھ۔ مندوؤں کے نزدیک آگ کو گواہ کہہ دینے میں تردید۔ آگ تو جڑ ہے وہ گواہ نہیں ہوتی البتہ ہوم کر کے لوگوں کے دماغ متحرک کرتے ہیں۔

حجۃ الہند ۱۲۱۹ھ۔ بارہویں میں نکاح و چہرے کو کوئی عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے عقد میں دی، اگر عورت یا مرد نابالغ ہوں۔ تو کوئی دلی نکاح جیسے باب یا، کھانی یا نکاح کر دیں۔ پھر اس التزام کے واسطے دو شخص ایمان والو کا گواہ ہونا ضرور ہے۔ اور عورت کے نفس کے کچھ عرصے میں مرد پر رہتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ بیماری آئندہ کو مرد کی قید میں آجاتی ہے۔ اس عرصے کا نام مہر ہے۔ اور وقت نکاح خطہ قرعہ سنہت ہے۔ جو اسے نابالغ کا افراد نام ناجائز ہے بنا براں سچی شریعت میں نابالغ کا نکاح بھی ناجائز ہے۔ اور ایسا نکاح قانون قدرت کے بھی مخالف ہے۔ کیونکہ نکاح سے جو اصلی عرصے سے وہ بالکل فوت ہو جاتی ہے یہ ناجائز طور پر شہوت کا ذب کا بھڑکانا۔ بدعتی کا ٹھکانا ہے مگر محمد صاحب نے قانون قدرت کی مخالفت کی ذابہ نابالغ چھ برس کی لڑکی کا عہد نامہ سے نکل کر اور نو سال سے جماع کیا۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ عورت کے نفس کے عرصے میں مرد پر رہتا ہے۔ اس پر کئی اعتراض ہیں۔ اول معلوم ہوتا ہے کہ اس دین کے دوسرے عورت اور مرد کے متساوی حقوق نہیں۔ اور نہ وہ خدا کے برابر مخلوق ہیں کیونکہ عورت قید میں آجاتی ہے مگر مرد نہیں کہ وہ آزاد ہے اور جس عورت سے چاہے نکاح کرے بلکہ ایک وقت جائز تک سنت نبوی پر عمل کرے تو صحت تک اور اگر منکر پر عمل کرے تو بے انتہا۔ اسکی علاوہ بے تعداد لڑکیاں و مفصل دیکھو قرآن سورۃ النساء میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے، اپنی عورت منکوحہ کا دوسرے کی منکوحہ سے بدلنا بھی اسلام کے دوسرے جائز ہے۔ قرآن سورۃ نسا۔ وان اودع استعمال نہ ورجع مکان زوج و ایتیم اھل حق قضا۔ ترجمہ۔ و اگر خواہند بدل کر دیں زن جائز ہے۔ وادہ بائید بچے از ایشان را۔ یعنی مال بسیار۔ و دہر وادہ باشد۔ پس باز گردان از مال جائز ہے۔ اور اسکی طے سورۃ بقرہ حلالہ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح رجلاً غیرہ فان طلقھا فلا جناح علیہا ان یتراجعا ترجمہ۔ سعدی شیرازی۔ پس اگر طلاق دہد زن را پس حلال نہ باشد آن زن بر آن مرد از پس طلاق سوم تا کہ بکناح و آید بشوہر دیگر۔ پس اگر طلاق دہد شوہر آنرا پس منیت بچہ نکنا ہے بر آنما کہ با یکدیگر رجوع نمایند بکناح۔ اس پر حاشیہ قرآن میں لکھا ہے۔ یعنی تشری طلاق کے بعد پھر نہیں سکتی۔ بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندھ سکتا جب تک بچ میں اور خاوند کی صحت نہ ہو چکی ہو، اور دیکھو صفوہم قرآن مجیدی دہلی ۱۳۹۹ھ اور دیکھو مشکوٰۃ باب ان طلقھا فلا تنکحہ۔ فصل اول صفحہ ۱۶۶۔ اسی کے متعلق دیکھو قاسوس حلدانی باب اللام ففعل الیما صفحہ ۱۴۱۔ نو نکوٹہ میں بہت بڑی بات ہے کہ مرد اگر تہا (مقرر ہو) وید شاستری نے لکھا ہے۔ کہ خاوند تشری کو اور دھنکائی جانے بغیر ایک عورت کے دوسری تشری سے شادی ذکر ہے۔ وید مقدس کے دوسرے ایک مرد کو واسطے ایک عورت اور ایک عورت کی واسطے ایک مرد کا حکم ہے۔ زیادہ نہیں۔ اور یہی اگر قانون قدرت پر غور کریں۔ تو صحیح معلوم ہوتا ہے۔ سنہ کار و دھمی میں ایسے بیابا کی تشریح ہے کہ عورت کی عمر کم از کم ۶ سال اور مرد کی کم از کم ۲۵ سال ہونی چاہیے۔ اور اسی عمر میں ذہن کی

کسی کہ سن گزرتا ہے جادو وادو کا کچھ تعلق نہیں مجھے آگے دینداری پر افسوس ہے۔ کیونکہ آنا جو نام الزام بغیر دیکھئے بنائے احکام دین کے نکایا اور گناہ کا بوجہ اپنی سربراہی جہاں سے شیطان نکلا وہاں سے ہی جادو پیدا ہوا۔ بائبل ان باتوں کی مول ہے اور جن سے شیطان و جادو اس کا اصول خود سچ جس بھوت نکلا کرتے تھے کیونکہ انہوں نے چالیس روز تک شیطان کے پاس تعلیم پائی تھی جس نے ابھی طرح اپنے مطلب کی پیروی کی تھی حضرت عزرا نے اس سے پہلے کئی ہزار سال تک بہشت میں شیطانی سکھ لایا حضرت عرش آسیائی نے باوجود عالم الغیب کہلانے کے اسے معلم المکات و رہنما سزا بنایا پھر آدم کو اپنے خال میں لپیٹ لیا۔ اور ایسا وار کھلایا۔ ایوب پر جادو چلایا و کٹر تا کو چرایا بتو وایس جلول فرما کر سیم کو پھانسی دلا یا اور محمد صاحب کے دل میں مصلے پھانکے مرنے سے بتو کی شفاعت کا کلمہ پڑھوایا۔ سورۃ بقرہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے پیروی کی اس کی جو پڑھتے تھے شیطان لوگ سلیمان کی بادشاہی میں سلیمان کا فرزند ہوا لیکن شیطان کا فرزند ہو گئے۔ لوگوں کو جادو سیکھلاتے تھے اور پیروی کرتے تھے جو وہ فرشتوں ہاروت و ماروت پر بال جس نازل ہوا ہے پس یاد کرتے ہیں ان سے چند مترجم کے سبب سے درمیان درجہ دوشہرے کے جدائی ڈالیں اور میں ہیں وہ کئی کو نقصان پہنچانے والے جادو سے مگر خدا کے ارادہ سے،

صورتہ جن کہو دجی بھی گئی طرف میری کہ میری باتوں کو سنا چند جنوں نے پیر کہا انہوں نے کہ ہم نے عیب قرآن مناجوات کہتا ہے طرف راہ راست کے پیر ہم جن لوگ قرآن یر ایمان لائے، شاہ ولی اللہ حاشیہ قرآن پر لکھتے ہیں روایت حضرت فارضیہ بیرون کرے خوند ہما و جن از آستانہ شمع قرآن آؤند خدا کے نکال از ایمان ایشان و گفتگوئے ایشان با قوم خود و دریں سورۃ جبرادہ ۲۱ (۵۲۹) (اور دیکھو تفسیر طبرسی صفحہ ۱۸۰۔ و تفسیر حسینی جلد چہم ۲۲۸ و ۲۲۹)

ان آیات قرآنی کے مطالعہ سے ظاہر ہوا کہ شیطان باجن مسلمان ہو گیا۔ ہندوستان میں جو جاہل لوگ جن بھوت، اوتار تھے ہیں وہ سلیمان پر محمد اسیر کلو اسیر کا نام اکثر لیا کرتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ یہ تینوں صاحب جادو وادو نے کئی برس پہلے کلو اسیر کو سزا ملا اور وہی تمام جادو وادو قرآن سے چلاتے کسی آیت کو سیدھا کسی کو انکار کر کے الٹی تفسیر گھماتے۔ بیچارے میں مارت اور میت کو کام میں لاتے۔ لوگوں کے گرد لگاتے ہیں وفادارن التور کی آیت کو لکھ کر چراغ میں جلاتے اور آگ کو بھانے کے اور قلنا یا نار کوئی بردار سلما کو بانی میں بہانے ہیں۔

پس قرآن حقیقت جادو وادو کے کان ہے اور گنڈہ و قودہ کی جان۔ قودہ الغیب نفتر سلیمان۔ اعجاز محمدی۔ و دعا و سرائی۔ چل قاف سب صاف صاف جادو وادو کے کام دیتے ہیں۔ جس سے کوئی ایماندار مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ جادو کی تعلیم خدا سے نازل ہوئی اور دوفرشتہ اس کے حامل ہیں دونوں کا نام مانی ایک ہے ہر تشک اگر کا فر گردد۔ وید مقدس میں ان باتوں کا نشان نہیں اور ہنگوئی دیوی کا نگار خود بادشہن ذرا احترامات و التوجات۔ اسی واسطے چارے مقن منہ سے ایسی شرات کرنے والو کو مجرم گردانا ہر ادھیا و شلوک ۲۵۸ کام والے آدمی سے دین کے کامیاب کام کرنا والا۔ کسی دھبی چیرا گر یا کوئی خوف و کھلا کر دین لے لینے والا۔ سو ادھیو میں ناقص چیز بنا کر دنا بازی کرے والا۔ جادو وادو جان چیزوں سے جو کھیلنے والا۔ دوست فرزند و قنع وغیرہ کے حالات بتا کر اوقات مسرت کرنا والا بدعتی کو جیسا کہ اسے اچھا فعل ظاہر کر کے دوسرے کی دولت لینے والا بدعتی دیکھ کر اچھے چہرے پھل کو کھڑکھڑ لینے والا۔ راجا اس کے طبعہ و طبعہ کا موٹو کچھ بچا کر اور انکی توفیق کو دیکھ کر

تیرہ عورتوں سے صحبت کی اور باقی دو عورتیں کی، (جلد اول صفحہ ۳۶۸-۳۶۹ اور دو) اور سب سے زیادہ ظلم یہ ہے کہ جس کسی عورت کو حضرت پسند کریں وہ اپنی خاوند پر حرام ہو جاتی تھی، مشکوٰۃ میں ہے، مرغوبہ آل حضرت میشد بر زوج دے پس آنحضرت را شائے ست کہ بائج سکے الامت را میت، (جلد ۱ صفحہ ۱۰۸) مولوی رومی لکھتا ہے، ترک شتم و شہوت و حرص آوری بہت مروی درک پیگیری، مگر حضرت کے حالات پڑھنے سے معاملہ سارا کا سارا درگزر نظر آتا ہے۔

جب محمد صاحب جو پڑھیں ہو گئے، اور انکے قوائے جسمانی سارے مار گئے تہ یہ آیت نازل کرائی، سورۃ احزاب، لا یجلی لک الشہار من بعد ولان تبدل بک من ازواج ولوا انجیک جھمن الاحصاء ملک جمیلک نہیں حلال واسطے ترے بعد اسکے اور نہ کہ بدل ڈالے تو ان عورتوں کو اگرچہ خوش لگے تھے کہ وہ کوشن اٹھا کر جن کو مالک ہو گئے، دانتے ہاتھ تیرے۔ (انتر ترجمہ امام الحدیث شاہ فیض الدین)

اسی تفسیر حسینی میں لکھا ہے، "حلال میت مرتزاناں از پس ازین مذکور کہ در عقد تو اندر لشرہ و حق آن حضرت مسلم چون ادبوست در حق میت۔ و حلال میت آنکہ بدل کنی بدیشاں از زمان دیگر یعنی لے کر از دیشاں طلاق دی و بجائے دے دیگرے را نکاح کنی و اگرچہ شکست آورد ترا جوی ایشان (الام) استنشاست ازنا یعنی حلال است، بر تو زمان پس ازین نہ تن کہ داری مگر تیرے مالکان شود دست تو بغیر بہ تصرف تو در آمد و ملک کن تو کرد۔" (جلد ثانی صفحہ ۳۰۳، ۳۰۵)

مگر جب لختہ فوت باہ کے کھانے پانی اور سب سے شاید طاقت اٹھی، تو پھر جانشہ قرآن فائدہ ۳ میں زبان نبی بی عائشہ صاحب کے لکھا ہے، و حضرت عائشہ نے فرمایا، یہ منع آخر کو موقوف ہوا، سب عورتیں حلال ہو گئیں، (۱) و دیکھو قرآن مطبوعہ نو بخشور کا پورہ ۵۸۹ صفحہ ۳۹۸) کہ انات کے ماننے والے مسلمان اور خصہ صا کو مسلم شیخ عبید اللہ صاحب بابار محمد صاحب کے جہات کا ذکر کرتے ہیں جیسا کہ مولوی جی فرماتے ہیں۔

ہیں۔ خراماں سر و اوز سایہ آرداں جہاں در سایہ آن سر و آرداں
... زمین و آسمان در سایہ او
... اندر از جاں بکے ہر خاک سایہ
... اذان اقامت و زیا سایہ و از شر

مگر ہم انکو بتلاتے ہیں کہ یہ شاعرانہ تعریفیں ہیں کہ کسی فلک منہ اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ پلوں پر رکاب قرآن اسلان زندہ و نہ اصل میں فضول باتیں اور بے بنیاد روایتیں ہیں۔ لیکن ہم ایک صاف اور سادہ دلیل اسکے رو کی شائے ہیں۔ انکا جسم تھا۔ کچھ لمبے ہتھ تھے شادی کرتے اور جاع کرتے تھے اولاد بھی ہوئی تھی۔ اونٹ اور گھوڑا پر سوار بھی ہوا کرتے تھے۔ بی بی عائشہ کو کندہ پر چڑھا کر حبشیوں کا بیج بھی دیکھایا تھا عذہ احد جو سوال سہ میں ہوا، ہمیں ایک کافر کا پیچھ لگنے سے محمد صاحب کے بیچے کے چار دانت ٹوٹ گئے، اور پیشانی مبارک بھی زخمی ہوئی۔ اور آپ گھوڑے سے گر گئے اور آنکھیں دو کی بیج انکے رخسار مبارک میں پھنسر گئی، جب وہ بیج شکل تمام نکالی گئی تو بیت خون رواں ہوا۔ آخر فاطمہ نے فوراً جلا کر ڈالا۔ اور مشہور ہو گیا کہ آپ پسند ہو گئے، جتر سے مجروح ہوئے و عین جاتی بھاگ نکلتے۔ اور شکت ناش کھاتی، خود جاسی سے پانی پیا۔

ہے۔ ع ذبک از دست و دشمن لعل دست پھر لکھا ہے۔
... شہ جوں درج خراباں حقہ در
... جگ آمد یہ دینا اثر آن سنگ
... شہ ظاہر بجز کامل عیاری

قریش کی بہادر عورتوں نے مسلمان شہیدوں کے (جن میں امیر حمزہ وغیرہ سب تھے) تاک کان کاٹنے اور جگر کر جانے۔ چنانچہ محمد شبلی صاحب نے وہاں یہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ و بعد و صا حاشائے خشک گاہ مسلماناں را گوش دینی سے بزدل نہ ہند پہلو سے حمزہ رضی اللہ عنہ را کہ از جلا شہیدان بودا بدید و جگرش بر آورد و بجا میزد و صفیہ خواہ حمزہ بر آمد تا بازو خود را بند و پیچید خراش را فرمود کہ اورا بازو درازد تا کار تباہش نہ بیند زہر ساز فرمودن پیچید خراش را تا پس کرد، (ریا و اسلام صفحہ ۱۷۰) و اعجاز التنبیل صفحہ ۲۷۴ و سفر السعادت و تحفہ السلام صفحہ ۱۲۵ و تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۸۷۲ حدیث میں ہے۔ الحارث بن عبد اللہ یعنی لڑائی انصرام پاتی جو۔ ساتھ قریب کے (فتح) صفحہ ۲۵۵ ۲۵۶ اسکے مطابق مواب لہ میں جو کہ آنحضرت نے ابو سفیانہ کے قتل کے بعد عمر بن امیہ اور سلم بن اسلم کو خدیجہ بیجا۔ لیکن را دکھل گیا، لوگ انپر دوڑے مگر وہ کسی طرح سے بچ کر بھاگ گئے۔ (مفضل و بیجو رسالہ جہاد کل صفحہ ۱۷۰)

محمد صاحب کی نزول وحی کی حالت پر ڈاکٹر سپر نر صاحب کٹر طبی تحقیقات سے یہ لکھتے ہیں کہ تو بت خدیجہ کے درجہ بدرجہ بڑھ جانے سے جسکو صرع دوری کی مراض یعنی مرگی سے اور بھی اشتعال ہوا، بانی اسلام کے دھوکے میں پڑ جانے اور دینی روایات کو دوسری والہام باور کرنے کا باعث ہوا۔ (۱) لائف محمد صاحب صفحہ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱

جابر ات دوزم شہنشاہ کثمت
در ترا جارتے آید بہ پست
و شکست بوسم بالہ با شکست
گرہ نیم خانہ ات را تن دوام
ہم پتیر دانا سائے روغیس
سازم و اگر بہشت صبح و شام
اے خدا سائے تو چہ بزم اے سن
زین نظم بیودہ میگفت آن شہار
گفت با آئین کہ مارا آفرید
گفت موسیٰ اے خیر سرشتی
این چہ از دست این شکست و شفا
گفت کفر تو جہاں را گندہ کرد
گفت اے موسیٰ دامن درویشتے
جابر را بدید و اے سہ کرد وقت
و می آمد سوتے موسیٰ از خدا
تو برائے وصل تو گن آدمی
تا توانی پامند اندر خرقا
ہر کسے را میرتے بہادر ایم
در حق او مدح و در حق تو ذم
در حق او نور و در حق تار
در حق او نیک و در حق تو بد
ما بری از پاک و نایابی ہر
سن نہ کردم خلق تا سوسے کنم
ہندیان را اصطلاح ہندی
مین نہ گردم پاک از شیخ شال
ما بری از نیکم و قال را
موسیا آداب و انان دیگر اند
گر خطا گوید و را غلطی مگوید
خون تہید از اسرار ترست
تو ز سرمتان قلا در زری جوید
در درون کعبہ رسم قبلہ نیست
شاہرا گوید کہ جولاہ نیست

شیر شیمت اور ہم اے محشم
من ترا غنم از با شیم بچو خوش
وقت خواب آیم بروم با نکست
روغن و شیرت نامہ صبح و شام
خبر با جزا تہا سائے تازمیں
از من آوردن تو خوردن طعام
اے بیادت ہر مرد بہر ناموس
گفت موسیٰ با نکست تو اطفالان
این زمین و جنت تو آمد پدید
خود سلمان ناشد و کافر شدی
پند اندر دہان خود فشا رہید
کفر تو دیا سائے دین را زندہ کرد
وزیشانی و ز جاتم سوتے
سر نہاد اندر نیابانی و رفت
بندہ مارا ز ما گرد می جدا
نہ برائے نقل کردن آدمی
انفعن الا شیا حسدی الاطلاق
ہر کسے را اصطلاح داده ایم
در حق او شہد در حق تو سم
در حق او درد و در حق تو عار
در حق او خوب و در حق تو درد
از گرانجانی و چالاکی ہمہ
بلکہ تا بر بندگاں جو دے کنم
سندیان را اصطلاح ہندی
پاک ہم ایشاں شوند و در شال
ما دروں را نیکم و حال را
سوختہ جان دردناں دیگر اند
گر شود بخون شہیدان را شو
این خطا از مدو اب و لیر است
جابر چاکاں را چہ فرامی رنوخ
چہ عم از غواص را چاہد نیست
این چہ در حق ایں مکر الہیت

محمد صاحب کی زندگی کے خاص حالات

محمد صاحب جہانی آدمی تھے اسلام کی ایک مشہور تاریخ میں لکھا ہے کہ عاقل نام
الہی نے جبکہ محمد صاحب نے شاہ مصر کے پاس بیجا بقیہ حضرت کا یہ طبع بیان کیا
و تھوڑے ہیں آپ (محمد صاحب) آئینہ کو اور بڑا کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں جو ہائے
سارک کو کھینچی سے اور نہیں جدا ہوتی ہیں آپ سے چہ جس۔ آئینہ سر مردان -
لکھی مسوک سفر میں حضرت میں اور دیکھا میں نے آپ کو کہ زینت اور کراہت کی کرتے
میں۔ آپ اسطے ملاقات اپنے ساتھیوں کے سوائے زینت اور آراستگی کیا سٹے اپنے

اپنے اہل کے (دیکھو قح المصنوع و مصنف ۲۴۲۸ء سن ۱۲۸۵ھ نو کشور)
لطیف سے ڈرا کرتے تھے، چنانچہ حدیث میں لکھا ہے لوکان شی سابق القدر لقتلہ این
ترجمہ۔ اگر کوئی چیز غالب ہوتی تقدیر کو تو نظر غالب ہوتی، اراجاع ترمذی ترمذی
دلی صفحہ ۲۹)

جادو کو نے کے قابل تھے حدیث میں ہے کہ البید بن عاصم یہودی نے محمد صاحب
اور اس سے سخت ڈرتے تھے جادو کیا جس سبب کہ وہ بیمار رہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے
قصیدہ بحر لبذ از جوع از جہد بہ بود و روزی الجہ از مند سادہ و مدت بقائے او گنتہ اند چہ
روز بود و روز روایتہ ہشت ماہ و بقولے تمام سال غالباً قوت و غلبہ و جہل ذہن بود۔
وجود بعضے آثار ہشت ماہ و بقائے بعضے و بقائے سال و روایتے از ابن عباس
آہہ است کہ آن حضرت علی و عمار را فرستاد از راستے استخراج حکم از بنی زردان (یعنی جاہ
زردان) پس یا قہدایشاں دروے غلات شکوہ بخل را کہ دروے متثال آن حضرت
از لوح ساختہ اند و سوزن ہائے دروے غلاتندہ و رشتہ رده یا ندہ کہ بہت اندر میں آرد
چہ بخل مسوزن را بر آیتے کہ از آن خواہند کہ گشاہ میشد و ہر سوزنے کہ از
آن بیرون سے آوردند آن حضرت را تسکین دے آئے ہے میشد،

جلد رابع باب فی المعجزات فصل (صفحہ ۵۹، ۶۰)
اس جادو کی تاثیر تھی کہ انسان نامور ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ مشکوٰۃ میں لکھا
ہے۔ و در خیال انداختے شد کہ بایہ اہل خود با و جلع کند و سائے آید ایشاں را یعنی
ظاہر میشد او را از نشا ط و فح کہ دے قادر بہت بر آمدن ز نامزد و چون نزدیک میشد
ایشاں قدرت نے یافت بران (صفحہ ۵۹، ۶۰) و تھوڑے اخبار ترمذی شائق الاوار
بہر ۱۵۰ میں بجاری مسلم کے حوالے سے ایسا ہی لکھا ہے یعنی قصہ تفسیر حسینی میں
بھی ہے۔ آوردہ اند کہ کو دے از یہود بچہ دست رسول مشغول بود و مقرر البید بن
عاصم یہودی از وہب انڈسار از نشا ط را س آن حضرت و دندانہ چند از مشط آن
حضرت بستند و بنام آن حضرت بر سے سر کردہ در جاہ زردان زیر شے نہاد و چہر ش
سیدانام را جگر و پیچہ علی مرتضیٰ را فرستاد آن رسن را بیا در دیا زدہ کہ بران ندہ
بود حق لقائے معوذتین را فرستاد یا زدہ آیت و جہل کہ قرات کرد و بر آیت ہفتہ
از ان رسن میکشود، (جلد ثانی سورۃ الفلق صفحہ ۱۴۹)

محمد صاحب صحیحی اور
چنانچہ شاہ عبدالحی صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ ہا کہ
دو ستریں چیزے ہجرت رسالت پناہ از امور تو تہا ناں بودند
و پورے خوش و گنتہ اند کہ در رسالت قوت سی لغزنا چل تقویٰ کہ امت شدہ بود لا جرم
سایع شد اورا چنداں کہ خواہد آن و نکاح خود آورد، و بجاری انان اوردہ کہ حضرت
رسالت پناہ سے تحت بر تمام فساے خود در یک شب و آن یا زدہ تن بودند و در دیا
نہ بودیم کہ حدیث میگردیم کہ دادہ شد اورا قوت سافر و از طاؤس و ہماہر آوردہ کہ
قوت چل تن۔ و در روایتے از جابر قوت چل مرد از اہل جنت۔ و در روایت صحیح
آمدہ است کہ ہر یکے از اہل جنت را قوت مدد مرد و اہل اول و شریف جلع۔ لہذا سلی بود
آن حضرت را ہر مقدار زناں کہ خواہد دیرں جا کمال فضل و شرف و افتخار از دست
از سائر حال اوست، (دیکھو ماریج النبوت باب دوم جلد دوم ذکر از دواج صفحہ ۵۹)
مطلوبہ نو کشور (البوسمرہ) دینی احمد سے روایت ہے کہ آمدن آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جہش سے اپنی قوت باہ کا شکوہ کیا، جہش کہل سے کیا تم پر یہ کہا اگر دیک
اسیں قوت چالیس مرد کو دیکھی ہے۔ و غلبہ جوئی صفحہ ۱۰۱ لکھنؤ مستقیم
تاریخ ابی الفدا میں لکھا ہے۔ رسول اللہ کا نکاح چندہ یہودیوں سے ہوا تھا

راخیل نام پر عاشق ہو کر سات سال تک گلابانی کی مگر انوس کر اتنی محنت سے بھی وہ نہ ملی بلکہ اُس کے سمسٹر نے دغا کر کے دوسری لڑکی بیاہ دی۔ جس پر اُس کو ستا اور بیڑیں چرائی پڑیں۔ تب راخیل ہانگی (خوب ۱۴ سال خدا کی عبادت کی) دیکھو تورات پیدائش باب ۲۹-۲۹ آیت ۹-۳۰۔

اسی طرح موسیٰ بنی ایک عورت کیواسطے دس سال بیڑیں چراتا رہا۔ چنانچہ لغات میں لکھا ہے۔ لیان وادی امین کنائز موسیٰ علیہ السلام کہ وہ سال شبانی حضرت شعیب کردہ آخر شعیب علیہ السلام پر خیر خوش نامزد کردہ، از زبان رعینات یہی ذکر تورات میں ہے دیکھو خروج باب ۲۰-۲۰ اور یہی ذکر قرآن سورہ طہ میں ہے۔ یہاں میں جو راجا ہمدان کے ساتھ ہنگام بیاہ عورتیں کرتی ہیں۔ مٹھنے مذاق میں داخل ہیں۔ کرامات و خوارق عادات سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔ آخر اُن کرنے سے پہلے آپ نے مندرجہ بالا دو بیڑیوں کا حال تو پڑھ لیا ہوتا۔ اور اگر کرامات وغیرہ کے متعلق دیکھا چاہو۔ تو یاد رکھو کہ امیر حمزہ حضرت کے اصحاب کی قریش کی عورتوں نے بارہت تو درکنار ناک کان کاٹ لئے تھے۔ یہی اُن کے کرامات دکھائی اور نہ چون و چرا شیخ التذین ختم المسلمین۔ حیدر گدار علی غدار۔ لافنی الا علی لاسیف الا ذوالفقار سب بند دیکھتے رہ گئے۔ افسوس۔ اجد کی لڑائی میں عتبہ بن ابی وقاص رحمت اللہ علیہ نے خود حضرت محمد کے دودانت توڑ ڈالے تھے۔ وہاں کوئی کرامات نہیں دکھائی۔ (دیکھو تاریخ انبیا) آخر افسوس۔ مہکشی کرنا ہمدان کو لاہور کے ساتھ اور کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہونا۔ جواب۔ ہمدان پانچویں راجا اور ارجن میدانی راجا تھا۔ ہرج کیا ہے۔ اگر مہکشی کی ہو۔ مگر تمنا سے یعقوب بنی کا خدا سے کچھ نہ ہو سکا۔ اور آخر وہ خیر منی کی حرکت کی۔ جسے سولے نامزد تھے اور کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ یعقوب کی ران کی سن کو ہتیر وار سے چھوڑا۔ اور یعقوب کی ران کی سن اُس کے ساتھ لٹکتی کرنے سے چڑھ گئی۔

(توریت پیدائش باب ۳۲-۳۲ آیت ۲۴-۲۴)

آخر افسوس۔ ہمدان نے شراب پی اور ننگا نچا۔ جواب۔ اگر چہ آپ نے کوئی نصیحہ جوالینیں دیا۔ مگر ہم آپ کو بتلا ہیں کہ تورت کہوں کہ نوح بنی کی زندگی کا مٹاؤ کر دیا جاسا لکھا ہے۔ وائیں اُن کو فوج تورت خلا عا و عرس کو ما و شرف من الحمر کھو و لغزائے داخل جناہ۔ فالنصر حام اوکشفان عورت اسے، ترجمہ نوح کھیتی باڑی کرنے لگا۔ اور اُس نے ایک اگور کا باغ لگایا۔ اور اُنسی شراب پیکر نشیں آیا۔ اور اپنے ڈیرہ کے اگور کو لگایا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اُسے ننگا دیکھا، تورت تکوین باب ۹-۹ آیت ۲۰ و ۳۱ اور اُنسی شرابی کی دعا خدا نے قبول کی تورت تکوین باب ۹-۹ آیت ۲۵ و ۲۶

آخر افسوس ۲۴۔ قتل کرنا ہمدان کا بیگناہ برہنوں کو۔ جواب۔ یہ بات کسی معتبر گزرتہ سے ثابت نہیں۔ مگر ہمارے موسیٰ بنی نے ایک مصری بیگناہ کو مار ڈالا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک مصری ایک عمرانی کو جو اسکی بہائیوں سے تیار ہوا تھا پھانسی (موتی) ہنے اور اودھ نظر کی۔ اور دیکھا کہ کوئی نہیں تبت اس مصری کو مار ڈالا۔ اور ریت میں جھڑا اور جب فرعون نے پکڑا نچا۔ تو بھاگ گیا۔ گویا بموجب تعزیرات ہند دفعہ ۳۰۲ کا انتہائی مجرم تھا۔ (دیکھو تورت خروج باب ۲۰-۲۰ آیت ۱۱-۱۱) افسوس کہ حاضر ناظر خدا کا ذرا خوف نہ آیا یہی ذکر تاریخ انبیا صفحہ ۹۸ میں مذکور ہے۔ اور یہی بیان قرآن میں بھی تورت کی نقل کر گیا ہے دیکھو سورہ طہ و قلت انفساً فنجھنک من النہم ترجمہ اسے موسیٰ کہتی تھیں آپس خلاص افسوس ترازم۔ اور اس قصہ کا تفسیر حلالین مطبوعہ خیر دہری

موسیٰ جلد ثانی صفحہ ۹۹ پر اقبال ہے اور ایسا ہی سورہ شعرا میں ہے۔ ولہم علی ذنب فاخاف ان یقتلون۔ ترجمہ مر ایشا زاست برین وغیرے گناہ ہے کہ کرم مراد قتل قبلی سست پس ہی ترسم از انکہ مرا سبختہ بعوض قبلی۔

میش کی بات
عز اسون کا جواب
سولوی۔ گورجا کی خوشا عجیب کرنا ہمدان کو کا اور لانا زور کر گنت کی پوجا اور ایک برس کے روزوں زہر توں کی مشقت کا ارشاد فرمایا۔ بخت نام دیوتا ہے بصورت قبل حکا نام گیش سی ہر تہ البندہ کی آریہ گیش یا یعنی لفظ کے معنی میں گل کا مالک اور اس کا طاس سے کسی آدمی کا نام نہیں بلکہ پیشور کا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وغیرہ خوش کے گزشتوں کا معنی ایک شمس نام مذمت بھی تھا جو پندرہویں صدی میں لکھا ہے۔ ایک شمیری کا نام کاجر نے دیاس جی کے سامنے جہارت لکھا ہے گیش نام تھا اور دم پوران میں لکھا ہے کہ یہ وقت تو توں کا ایک دیوتا بھی گیش ہے جسکی انہوں نے عجائب غرائب شکل بنا رکھی ہے۔ میں معلوم نہیں کہ آپ کس گیش پر اعتراض کرتے ہیں ہم لوگ ایسے فسانات کے قائل نہیں اور نہ ایسی عجیب شکلوں پر بائبل مگر آپ کے منہ سے یہ اعتراض موزون نہیں معلوم ہوتا۔ یہی کہ قرآن شریف و حدیث طیف میں جو اسورہ عاقہ ایسے ہی عجیب لفظ تھا فرشتوں کا بیان ہے۔ جن پر آپ کا بیان کہ ہے۔ میں جب تک آپ قرآن سے دست بردار نہیں ہوتے۔ آپ کا بیچ کا رادشوا ہے۔

حجۃ الہند ۹۶۔ اس مقام پر اگر مہند و یکنین کہ ہارت و ہارت دو تو فرشتے ایک عورت پر عاشق ہو گئے تھے۔ تو ان کا جواب یہ ہے کہ اول تو اُن کے عاشق ہونے کی روایت کچھ علمائے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں ہے۔

جواب۔ اسکا تو ذکر قرآن میں ہے۔ تقاسیر اس سے بہرے ہیں۔ وہ بعضے علماء کوں ہیں جو قرآن کو مرض نسیان کے سبب فراموش کئے بیٹھے ہیں۔ قرآن سورہ بقرہ و صافات علی الملکین۔ یابل ہاروت و صاروت۔ تفسیر حسینی ہر ہے۔ فرد فرستادہ شد از سر علی الملکین بر دو فرشتہ یابل و رشتہ یابل ہاروت و اروٹ نام دو فرشتہ است ایشان بر زمین آمدہ بر زن زہر و نام عاشق شدند و سبب شرب خمر بر قتل احمق بجدہ خمر اقدام نمودند۔ حق تعالیٰ ایشان را از صودر آسمان شمع کرد۔ و غداً بر ایشان دیدیں چنان مقرر شدہ و حالاً بجاہ یابل ہوسے سر آویختہ مغرب اندا، جلد اول صفحہ ۱۲۱ بجی مسند، آپ بتلاؤ وہ کون علمائیں کچھ نزدیک یہ روایت صحیح نہیں۔

قولہ۔ دوسرے جب انہوں نے گناہ کیا تھا۔ اسوقت شخص فرشتہ زہر تھے بلکہ بعض صفات بشریت کے اگولاق ہو گئے تھے۔

جواب۔ یہ بات قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن اگولاق کے چاہا کہ علی الملکین کتسا ہے۔ پس یہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے۔ قرآن میں اور کوئی ذکر نہیں۔ پس صاف ثابت ہے کہ انہوں نے یہ سارے کام فرشتہ میں کے وقت کئے اور عزرا زبل و جبرئیل فرشتوں نے بھی ایسے بہت کام کئے ہیں۔ بلکہ طوفان نوح بھی شیطان کی ترغیب و خوندی سے ہوا۔ (تاریخ انبیا ذکر نوح صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ مسند)

اسلامی کتابوں کو
خدا پرستی کا ایک نمونہ
اور موسیٰ علیہ السلام
صاحب کتبہ
دیکھو موسیٰ بنجنا ازراہ
تو بجائی تاشوم من حرکت
اے خدا عز و جبرئیل
تو بجائی تاسرت شاہد
کو بیگفت اعداؤ اوال
چارت دوزم ختم شامت
جلا فرزند خان خانان
چارت رادوزم در کون

(از ہجرت سہارن پور)

جواب جس طرح محمد صاحب بخوف قریش کرے بھاگ کر فاروقیہ میں چاہیے اور وہاں پر تعاقب کرنے سے مدینہ کو بھاگ گئے۔ اور ایسے ایسے جیلے گئے کہ کسی بہادر سے کیا بلکہ شہنشاہی آدمی سے بھی ناممکن میں۔ خدا نے بھی اپنی کن فیکری طاعت کو پہلا کر میل بازی بچھلائی۔ اسی روز سے سال چھری مقرر ہوا جو حضرت کی مفردی کی تاریخ ہے۔ حملہ حیدری میں لکھا ہے۔

چو بکر ذراں حال آگاہ شد	زخانہ بیرون رفت و ہرما شد
گرفتند پس راہ شیراب پیش	بنی کند تعلیم از پائے خویش
بسیار خیراہ رفتن گرفت	پئے خود نزد حسن رفتن گرفت
چو رفتند چندے بدامان دشت	قدوم فلک سائے ہجر و کشت
ابو بکر آنگہ بدوشش گرفت	ولے زین حدیث است جاہ کشت
برفتند القہ چندے دگر	چو گردید پیدا نشان سحر
بدیدند فارسے دران تیر و شب	کہ خواندی عرب فاروقش لقب
گرفتند درجوت آں غار جائے	ولے پیش بہ بنادلو بکر پائے
ہر جا کہ سولای یا عسار وید	قبارا بدرید و آں رخ چید
در آمد رسول خدا ہم بعبار	نشستند بچا بہم ہر دیار
بقاراندہوں کنار روز و شب	بسر برد آن شد بفرمان رب

اور نامخ التواریخ میں خود حضرت علی کا اقبال بھی درج ہے کہ وہ کدھو کا محراب کی مرضی اور ترغیب سے دیا گیا تھا۔ سوچ لگن صاحب نے لکھا ہے، اگرچہ قاتل دروازہ پر نہ گنجائی کر رہے تھے۔ مگر وہ دھوکے میں آکر علی کو محمد سمجھتے ہوئے تھے جو رسول کے بستر پر انہیں کی سبز چادر اوڑھے سو رہا تھا۔ اور تاریخ زوال دوم و محرم ۱۱ صفر ۱۱ھ ایک اور جگہ لگن صاحب نے لکھا ہے کہ قریش لوگوں نے محمد صاحب کی تلاش میں کہ کی تمام لوح چھان ڈالی۔ اور اس غار پر بھی پہنچے۔ جس میں آپ اور ان کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ مگر خیال کیا جاتا ہے۔ مگر کدھو کے جلنے اور کدھو کے کھوٹنے سے جو خدا نے کافروں کو دھوکا دینے کے لئے پیدا کر دیا تھا۔ ان کو یقین دلایا کہ اس جگہ کوئی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی وہاں آیا ہے۔ اور دیکھو تاریخ زوال دوم ۱۱ صفر ۱۱ھ

محمد صاحب چند آدمیوں کے خوف سے بھاگے اور کرشن جی ایک لشکر حرار کے مقابل میں سے تھیں تفاوت ماہ از نجاست تا جہا۔

بحجتہ الہند ۱۴۲۲ھ ایک بار کرشن جی نے رکنی سے فرمایا کہ جو کوئی تمہارے لائق ہو اسے گہرا چھو۔ میں تم سے محبت نہیں رکھتا۔ رکنی نہایت خفا اور غناک اور پریشان ہوئی تو اپنے رکنی کو گلے لگا کر فرمایا کہ جب کوئی عورت جیسے جنگی ناک بھوشن ہوتی ہے تو عجب دلربا نظر آتی ہے۔ اس واسطے ہم نے تم سے بات کہی تھی تاکہ تم جنگی فرما کر ایسی ہی ہوئیں جڑا ہونے اور ناز مشوقانہ ہم کو دکھاؤ۔

جو آپ عورت اور غلام میں باہمی عاشقانہ و مشوقانہ محبت ہوتی چاہیے وہی کرشن اور رکنی میں تھی۔ کثرت محبت کے سبب اکثر ایسے واقعات ہوئے ہیں مگر ایسی باتیں سوائے باہمی مذاق کے پہلے میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ تہجیر طرح نیک ہے۔ جیسا کہ خود تمہاری تحریر سے ظاہر ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ یہ اعتراض کس خیال سے کیا۔ ذرا پہلے اپنے گہریں حضرت کا چال چلن تو دکھایا ہوتا۔ شاہ عبدالحی محمد دہلوی فرماتے ہیں ولند اچوں گفت عاشقہ صدیقہ لڑکی

اللہ عتاد ابتدائے مرض آنحضرت علیہ السلام ولاسا فرمودہ آنحضرت بل ارشاد ہوندا اگر میری تو اسے عاشقہ پیش سن و سن زندہ باسم ناکو کم و دفن کنم ترا ایسے سخن گراں آمد و عاشقہ گفت دوست ممداری تو فریق مرا و مقصود آنحضرت آن بود کہ چون رفتن خود را ازین عالم دانستہ بود۔ خواست کہ عاشقہ پیشتر کہڑے سے رود و دران عالم جمع شوند،

ردایح النبوة جلد ۲ صفحہ ۵۵۲ (۲۹۲ھ نو کھنڈور) اور ایسا ہی ذکر مشکوٰۃ کتاب الفتن باب فی وفات البیہ جلد ۲ صفحہ ۶۲۶ و ۶۲۷ میں ہے۔
تاریخ انبیا میں ہے کہ ایک دن آنحضرت باہر سے تشریف لارہے تھے۔ عاشقہ نے کہا کہ میرا سر دکھتا ہے حضرت نے کہا میرا سر دکھتا ہے۔ اور جو میرے سامنے تمہاری وفات ہو تو میں بھی طرح تمہاری تجیز و کفین کروں۔ نماز جنازہ کی پڑھوں۔ عاشقہ نے کہا کہ گویا آپ ہی چاہتے ہیں کہ میں مر جاؤں اور آپ بے شک اوبلی بی کو لے کے اسی دن میری جگہ سوئیں گے حضرت نے قسم فرمایا، (صفحہ ۶۲۷ مشکوٰۃ) اور دیکھو صحیح بخاری کتاب المرن صفحہ ۶۵ و تاریخ ابی القدا عری صفحہ ۱۵۹ جلد اول و درختہ الصفا جلد ۲ صفحہ ۴۱۲ نو کھنڈور ۱۸۸۳ھ۔

پیادے ناظرین و دونوں کے تفاوت پر غور فرمائیے۔
رکنی کرشن جی پر مرقی تھی۔ اور محمد صاحب عاشقہ پر مہرے تھے۔ رکنی اور کرشن جی کی محبت و نیار آشکارا ہے اور محمد صاحب و عاشقہ کی حالت بھی کسی ایسا مذرا محمدی سے مخفی نہیں رکنی کرشن جی کے جیتے جی اور مرے کے بعد بھی باہمی تہی بڑا دہم کو بیان کرتی رہی۔ مگر عاشقہ حضرت کے جیتے جی زندام ہو گئیں۔ قرآن میں جہاں یہ قصہ شگور ہے۔ اسکا نام سورۃ الیور ہے۔ ان الذین جاؤ دیا لک الیور اور تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ و تفسیر جلالین صفحہ ۲۵ جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ حیدری و تفسیر طبرانی اللہام صفحہ ۲۳۰ و ۲۳۱ اور صحیح بخاری صفحہ ۵۴۲ و ۵۴۳۔

مولوی حسین واعظ بڑے صاف لفظوں میں ڈٹا ہوا اقبال کرتا ہے اسی روز سے عاشقہ کی بابت محمد صاحب کے اصحابوں کی تہمت میں غل یا حبیب اللکھا ہے۔ اور وہ اندک کہیے کہ اصحاب گفتہ بود کہ اگر حضرت پیغمبر را وفات در مدین عاشقہ را بخوابم و دیگرے را در غلط گذشت بود و بزبان نیاوردہ۔ جب محمد صاحب نے دیکھا کہ صحابہ کی میت صدیقہ کی طرف نیک نہیں ہے۔ تو تھٹ ایک آیت اذکار لی۔ سورۃ احزاب وان سکوا از واجہ من بعد لا ابل ان ذلک کان عند اللہ عظیماً۔ و نہ آنکہ نکاح کیند زنان اور اسمیر را پس از دے ہرگز نہ آئید اس کار بہت نزدیک خدا گناہ بزرگ، (صفحہ ۲۰۵ تفسیر حسینی جلد ۲)۔

اور عاشقہ و محمد صاحب کے حق میں سعدی کی گلستان کے باب معتم کی وہ چکا ساری کی ساری موزون ہے۔ جسکے اخیر میں لکھا ہے۔ زن جوان را تیرے اگر چہ چو نشیند کہ میرے۔ مگر کرشن درگسی کے لئے۔ میان عاشق و معشوق درمے است کرنا کا تہیں باہم خیر نیست۔ اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ کرشن جی کی تعظیم اور نبوت دین اسلام کی کتابوں سے بھی ثابت ہے۔ جس کا آپ کو بھی اقبال ہے چنانچہ لکھا ہے۔ بلکہ بعض مسلمانوں کا بھی یہ خیال ہے کہ کرشن کنبیا جی موند بلکہ میرے تھے اور حج کر کے براہ دوار کاہند میں آئے۔ اور ان کی نسبت جو تہمت ہونو میں افعال انا لکھے ہیں محض غلط ہیں (بحجتہ الہند صفحہ ۱۴۲۲ سطر ۵-۷)۔

قدیم حدیث میں ہے۔ کان الیانی شولوا الیہ اسود واللون اسمنہ کلھن ترجمہ تحقیق ہوا ہے نبی ہندوستان میں شام ہے رنگ اس کا اور نام اس کا

ساقی اشارت باین فقہ است درین آیات اور تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ بعض مفسدان اس فقہ را بر وجہ ایزاد کردہ اند کہ شرع و عقل در قبول اس باب مجوزہ اور اس کے متعلق تفسیر میں ہے۔ قیل و قولان لطیف حاکم من جند الطبع و قیل اثنان فی الضیاع لبعثا ہما و اخصم یطلق علی الاول احد و اکثر و ہما املکان جائز علی ما وقع منہ و کان للہ تسع و تسعون امرا و لا یطاع امر واحد منہم لیس لہ غیر ہما و تنزیح و جواز فعل بہما، و دیکھو تفسیر حوالہ میں مطبوعہ جدیدی بمبئی ۱۹۹۹ء صفحہ ۱۱۵ اور قرآن مطبوعہ منتخبہ دہلی ۱۹۹۹ء صفحہ ۲۰۰ پر لکھا ہے دیکھو صفحہ ۱۲ اور دیکھو تاج ایضاً ذکر واد و صفحہ ۱۵۱ سے ۱۵۳ تک ۱۹۹۹ء دیرت لرس و بحر مواج دلب لباب و اخلاق الصالحین میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ وادو نے غور و نہا کیا۔

بشن جی کا واقعہ کسی معبر گزرتہ میں نہیں ہے۔ مگر وادو کا فقہ عوامین (اسلام کی مستند دہائی کتابوں میں لکھا ہے۔

اعتراف صفحہ ۲۵ اسکندریہ کے ادیب اچھا نویس میں لکھا ہے کہ بشن جی نے بعد وہ ۵۰۰ جملہ الہند راجا وادو اس راجا کا بیٹی کے۔ ہدایت عام فرمائی کہ جہاں کا خالق کوئی نہیں، خود بدوں کے ساتھ عیش کرنا بھی ممکن اور نجات۔ اور جسم کا فائدہ ہے اور جزو او دہم اور بیٹی میں فرق جانتا ہے عقلی ہے تمام عورتوں کو بچناں جانکر جس سے دل چاہے تزا کرے۔

جواب یہ راجا بہت قریب زمانہ کا ہے جبکہ مذہب بام مارگ ہندو میں چلا تھا۔ جو کہ ذرا شراب نوشی گوشت خوری دہر چلنی کی بنیاد ہے۔ کسی بشن نام پر جس بام مارگی نے یہ کام کیا ہوگا۔ جیسا کہ اب بھی بام مارگی ایسا ہی کرتے ہیں۔ مگر وہ دوسرے کے فعلی مخالف ہیں اور نہ تا بہت اس طریقہ کو بالکل ناپاک سمجھتے ہیں دیکھو لفظ بام پرشبد استو مان دھی۔

تاریخ الخلفاء میں بلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ قال لما افضت الی الہدی وقت فی نفسہ جاوہرہ صدر حلال المہدی فراودھا علی نفسہا فقال لا اصل لک ان آیات قل اطاف فی شفع ہمار باسل الی الخ و قال فسالہ عنک ذہن اثنی فقال یا امیر المؤمنین او کلھا ادعت الہدشتا منبجی اب لصدیق لا تصدقہا نا منہا لیست ہما صوفیہ۔ قال ابن المکار فلیہ اور من اعجب من ہذا الذی وضع یدہ فی فم المسلمین و لا یمنع منہم عن ارتداد و من ہذا اللاحۃ الی غیبت منہما عن ملوئین و من ہذا فقیہ الامرض و قال ہذا حرمۃ ایک ہر اصل ہر تک و میلانی ہر فقیہ فضل رشید کی چند خبروں میں۔ خدا اسکو معاف کرے۔ سلفی طواریات میں اپنی سند سے ابن مبارک سے روایت کرتا ہے۔ کہ جو وقت خلافت ہاروں رشید تک پہنچے۔ تو اس کے اوپر ہمدی اس کے باپ کی ایک مدخو گڑھی پس اس نے اس کے نفس کو اپنی ذات کے واسطے پسند کیا۔ اس نے کما تیری بھلائی نہ ہو کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ محبت کی ہے۔ ہاروں رشید فریاد ہو گیا۔ اور آدمی ہیجا ابو یوسف امام زمانہ کے پاس۔ اور اس سے سوال کیا کہ اس کے جواز میں بھی تیرے پاس کوئی چیز ہے۔ امام نے فتویٰ دیا کہ اسے امیر المؤمنین جس چیز کو۔ طلب کرتی ہے چاہیے کہ تو اس کو دے دو گے تاکہ اس کی تصدیق کروں کیونکہ وہ اموں نہیں ہے۔ یعنی عورت کی قابل اعتبار نہیں اسکو نفرت میں لانا چاہیے۔ کہا ابن مبارک نے کہ مجھے معلوم نہیں ریادہ عجیب اس شخص سے کہ جسے

رکھا ہے۔ اپنا ہاتھ مسالوں کے خون اور مال میں اور وکیل تو ماہی اپنے باپ کی حرمت میں۔ یا اس عورت سے جسے کہ رغبت کی اپنی حاس سے امیر المؤمنین کو۔ اور اس فقہ الزمان اور قاضی سے کہ جسے فتویٰ دیا کہ اپنے باپ کی حرمت کو بہار ڈال اور اپنی شہوت کو پورا کر اور اس کو اپنے تصرف میں لے آئے۔ ۱۹۹۹ء منتخبہ دہلی

کرشن جی کی بابت حجت الہند صفحہ ۱۳۱ سے ۱۳۲ اور ۵۲۵ ۵۲۶ اعتراض کرشن کا شرک کرنا۔ اور شرک کا حکم دینا یعنی خود بد پرہموں کی اور ہمدیو کے لشک کی اور بن۔ ہمدی کی۔ اور آگ کی پرستش کرنا۔ اور دہرے سے گردانا اور دیوتا کے واسطے جنگ کا حکم دینا۔

جواب کرشن جی نے نہ تو کبھی شرک کیا اور نہ شرک کا حکم دیا۔ بلکہ ہمیشہ شرک سے نفرت کرتے اور لوگوں کو براہ راست کی ہدایت دیتے رہے۔ جہاں ہاتھ شانتی پر ۵۲۱ میں لکھا ہے۔

नानि धर्माः पश्यन्मा धिष्य सञ्ज्ञातः पश्चात्तदप्यौ ब्रह्म सञ्ज्ञातः न।
یعنی سرئی کرشن جی نے لوگ کی حالت میں گمان کے ذریعہ سے تحقیق کیے اس وقت پر ہم پریماتما کا دھیان کیا۔ ہاں اگر کرشن جی کے شرک سے مراد بدھمنی تعظیم و تکریم ہے۔ تو اس کے ہم تھا ہی ہیں۔ بے شک کرشن جی نے جو کہ ایک نیک انسان اور فاضل آدمی تھے۔ بدھمنوں کی خدمت کی اور تارایت کرتے رہے تو کو کسے بزرگ خدمت کرداد و خدمت شد۔ تکریم خود را دید اور محترم و مہمند۔

اور وہ میں حکم ہے کہ باج کام روز مرہ انسانی فرائض سے ہیں۔ (ادبیات آپنا ایسے صحت روحانی کا علاج (۲) الگ ہی ہوتے تھے صحت جسمانی کا علاج (۳) بشریک یعنی تاپنا یا چار پرہمن کی خدمت و تعظیم۔ (۴) اتھتی یعنی چھاننا وادی (۵) آخری غریب کے واسطے جو سستی ہو حیرات۔ بدھمنوں کی تعظیم اگر شرک ہے۔ تو یاں بابت کی تعظیم و تکریم بھی شرک ہے۔ اور یہ نوع سے لے کر کرب پیغمبر کرتے رہے۔ پس بقول تمہارے سب بشرک ہوئے۔ مگر ایسا نہیں کیونکہ یہ جرم نہیں بلکہ تو اب ہے۔ اور اخلاق حسنہ کا فتح الباب ہے۔

ہمدیو کے لشک کی کرشن جی نے پوجا نہیں کی۔ اور نہ کرشن جی کے وقت میں یہ بد فعلی رائج تھی۔ اس کا رواج بہت پیچھے چلا ہے۔ کرشن جی تو ایک براتما کے بھگت تھے مفسر دیکھو گستا کا اخواں اوہیا۔ اور آگروں سے مراد آتش پرستی ہے۔ تو یہ صرف آپ کی عقل کی لپٹی ہے۔ ہم آگ کی پرستش نہیں کرتے۔ بلکہ ویدک ہدایت کے مطابق ہون کرتے ہیں۔ اور آگ کے پوجا زدی کو دید انوکول پرا سمجھتے ہیں۔ اور ایسا ہی کرشن جی بھی سمجھتے تھے۔ مگر اعتراض ہمارے قرآن اور دین اسلام پر کرتے ہیں۔

محمد صاحب نے شرک کیا۔ سبک اسود کو جلا۔ اور اس کی برکت سے اُن کے گناہ دور ہوئے کبھی کی پرستش کی۔ اور رنگ اسود کو خدا کہا۔ توں کی تعریف کی۔ ۱۱۰ اد تک یود یوئی خاطر بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے رہے۔ جبکہ کبھی ۳۰ صحت موجود تھے۔ تب بھی اسی بت خانہ کی طاعت سجدہ کرتے رہے۔ ساری دنیا کو مکان پرست بنا دیا۔ جو انکو محمد و ایک ویشی کو نہا کیوں۔ پھر یا شیطاں کو ہر جگہ حاضر و ناظر بتلایا خدا کے مقابلہ میں گمراہ کرنے والا اور خدا مخالف ظالم کرنا۔ لوگوں کو چاہا جہالت میں گرایا پس خود محمد صاحب نے شرک کیا۔ اور شرک کو محمد یا حجت الہند صفحہ ۵۲۷ کرشن جی جو زندہ کے خوف سے دوا کا میں بھاگ کر چاہے تو

فائل بحال مولوی میر ضیاء الدین صاحب غیث فرماتے ہیں۔
 زور مانع گوناگون برآمد
 زنجیری برنگ چون برآمد
 گئے در کوسے لیلی جزو شد
 گئے بر صورت جھوٹ برآمد
 ازین دریا پس اموں پر
 ہزاراں گوہر کنوں برآمد
 کیا بے رنگی سے جب تک پیدا
 ہوا اور محبت ہویدا
 ہوئی جب شکل خدا آنگار
 ہوا ایسی خود اپنے بر سار
 ہر ایک عالم کو گوناگون بنا
 وہ جیوں جیوں چوں میں بنا
 ہزاروں شان میں ہو کر دکلا
 کبھی فاقہ ناوہ گاہ غدا
 شہید سے غرض نہ طالبیر
 ہے مقصد شکوایی بلوکی سیر
 سبھی میں کجک سے جزدہ
 وہ گاہے بارور گاہے ہر غیا
 کہتا ہے خدا کہ نا خدا وہ
 وہ کس کس شان ہو کر ہویدا
 وہی دیو و جرم میں جلو کہے
 ہے اس شعلہ سے ایسے دہکن
 دیکھو شہم اتول کے دہن ہے
 ظاہر شہم اتول کے دہن ہے
 کہ اک عالم ہی وحدت دیکھا
 تو اک عالم ہی کثرت دیکھا
 انہیں رشتاں کو دل پہنچا
 بنے سنگ سرخ آگے آتشاں
 دیکھو کی فادق کوئی موقوف
 وہی عاشق وہی شوق مرگلا
 دیکھو نسو پیدات مطبوعہ لکھنؤ شہ ۱۳۵۷ء میں خدا تعالیٰ انصاف ۵۲
 مولوی جامی نے یوسف بنی کو خدا کہا
 ہے بود از سپہر آشتانی
 ارکون و مکان را ز توانی
 مقدس نوری از قید وجود
 سر از جلیاب چوں آفر و سرور
 چو آن چوں یقین کرد از دم
 ہے رو پوش کر وہ پرستش تم
 قولہ مقدس نور سے از قید وجود تا آخریت تالی سے حضرت یوسف زوہد مگر نور
 ذات مطلق کہ ایک منت از جوں و چرا از جلیاب چوں یعنی صورت یوسف بر آوردہ وہاں
 پر وہ یوسفی نام آن یوسف کر وہ (ز لیا شتادہ صفحہ ۲۰ نو لکندہ
 آگے کی جو پختہ تھی ہے ہم کو سند
 اندر سے سوا احمد سے احمد احمد
 صد لکھی احمد کو تم نے جان کھا چو دی
 مذہب محمد اور ہو کا بھی لفظ لکھا
 صامن - کوئی سمجھتا ہے احمد کو عبد مال
 خدا ریزوں کو اس لکھو خدا مجھا
 احمد سے کون بن آیا ہے احمد
 محمد ہے محمد ہے محمد ہے محمد
 شبک بشر ہے اس نور سرمد
 محمد ہے محمد ہے محمد ہے محمد
 بسجده او معظم گشت ملک
 بطون او شرف گشت قبلہ
 جو سہ او معزز سنگ اسود
 محمد ہے محمد ہے محمد ہے محمد
 کہا جبریل کو سجد میں اکرن
 پس ریزہ دباں کو کون کن
 کہا جبریل نے اگر کے ایذا
 محمد ہے محمد ہے محمد ہے محمد
 سوا کرات اقدس انکاشد
 محمد ہے محمد ہے محمد ہے محمد
 کھلا جت عاشق پر سر کنوں
 رسول اللہ تم کو میں کہوں
 خدا تم کو کہوں گی یا محمد
 محمد ہے محمد ہے محمد ہے محمد
 محمد صاحب نے قرآن کا حکم دانا قرآن میں لکھا ہے کہ بغیر ذہان کے عزت کو طلاق منت دو

محمد صاحب نے اس کے خلاف عمل کیا۔ یعنی مسات بی کی کدہ کو اس جرم پر کدہ دو اور بھی
 ہو گئی تھی۔ بغیر ذہان کے طلاق وید یا چنانچہ قرآن میں لکھا ہے۔ سورۃ طلاق لا
 تنکحوا جن من یتوی۔ یعنی نہ نکاح کرو جن کو آلاں یا جن فاحشہ مصنفین نے ترجمہ
 ست نکاحو عورتوں کو کہہ دوں سے اور چاہئے کہ وہ بھی نہ نکلی جاوےں۔ مگر جب طلاق
 بجا آئی جمل میں لاوین دو اور اب سیر برائے کہ حضرت تھیں سورہ بنت بعدہ اطلاق
 داوہ اور بر سر راہ حضرت منشت تا دیکھنے کہ سید عالم بر سید سورہ بنیاں تفسیر گفت
 یا رسول اللہ راجت بنائے میں خدا سو گند کہ دوسری مرد در دل بیچ مانده لیکن سے
 خواہم کہ فرو گئے قیامت در ذمہ زناں تو بخور ز ستم و ذوبت خود را بجا گشتے تھے جستم
 حضرت بونے مرا راجت فرمود و بروز ذوبت اور در خانہ عایشہ سے ہوو۔ تفسیر حسینی
 جلد ۱ سورۃ نسا صفحہ ۱۱۳ اور اسی طرح محمد صاحب نے تو زین کا حکم۔ مانا۔ بشر
 جو بمنزل سورہ عرا تھا اسکو ال کر دیا اور تورت اخبار ہے۔
جوت کا جوت بر خلاف تمام گزشتہ بیوں کے اور تورت و زوہد وغیرہ کتابوں کے
 جو تا دعوے کیا۔ کہ میں خدا کا بی ہوں اور بالکل غلط کہا کہ یہودی کہتے ہیں۔
 عزیز ابن اللہ ہے۔ اور یہی غلط کہا کہ عیسیٰ مصلوب نہیں ہوا۔ اور یہی غلط کہا
 کہ میں رات کو معبود سے کے زینہ پر چڑھ کر آسمان پر خدا سے ملاقات کرنے گیا تھا
 دیکھو قرآن سورۃ نجم اور دیکھو سورہ نبی اسیر ایشیل (حدیث بخاری مندرجہ صفحہ ۵۰
 تا ۵۱) اللہ اسلام اللہ جلد ۱ ص ۲ مراد آباد تفسیر صفائی و کافی کلینی میں روایت
 حبیب اس بشیر اور عالم التشریل۔ سورۃ غی آیت ۱۸۔
 حضرت علی نے جوت کہا ہے۔ خدا کے حکم سے ایک فرشتہ نے جوت کہا۔
 جبریل و موسیٰ کا فریب۔ اسحاق بشیر نے جوت بول کر باپ اور خدا کو فریب دیا
 ابراہیم پیغمبر نے جوت بول کر اپنی جو رو کو بین کہا اور یہی میں بلکہ پھر اس سے شوہری
 بڑا دیکھا و تاریخ انبیا مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۵۷ء صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶۶ و ۱۳۶۷ و ۱۳۶۸ و ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰ و ۱۳۷۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۳ و ۱۳۷۴ و ۱۳۷۵ و ۱۳۷۶ و ۱۳۷۷ و ۱۳۷۸ و ۱۳۷۹ و ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱ و ۱۳۸۲ و ۱۳۸۳ و ۱۳۸۴ و ۱۳۸۵ و ۱۳۸۶ و ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ و ۱۳۸۹ و ۱۳۹۰ و ۱۳۹۱ و ۱۳۹۲ و ۱۳۹۳ و ۱۳۹۴ و ۱۳۹۵ و ۱۳۹۶ و ۱۳۹۷ و ۱۳۹۸ و

۷۔ حضرت لوطؑ نے صرف ایک بیٹی سے فعلی نہیں کی۔ بلکہ دوسرے
اسے محمدی بیٹا جو۔ ذرا عذا کے واسطے خود گرد کر دیا اور بھی ہوئی مقدس نبی بھی
بدستور بنے رہے۔ انہیں تینوں کو خداوند تعالیٰ نے نہایت مقدس بھوکرن کراہی
کار خیر و عمل نیک کے واسطے گنہگار کی آگ سے بچایا تھا۔ اسی حضرت لوطؑ علیہ السلام
پر خدا کا ایام بھی نازل ہوا تھا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت قریبی رشتہ دار
تھے جتنے تھے بنوئی آدمی بھی نہیں بلکہ غیر تھے۔ پس انصاف کر دو کہ برہاسے
وہ کس قدر زیادہ گناہگار ہیں۔ کس قدر زیادہ بدچلن ہیں اور کس قدر زیادہ نفرت
کے لائق ہیں۔ کم سے کم ذیل مجرم ہونے میں تو کوئی جاہل مطلق بھی انکار نہیں کر سکتا
اور حجت الہند صفحہ ۱۸ پر آپ لکھتے ہیں کہ برہاسا کا کوئی شخصی وجود نہیں ہے۔ اگر
یہ سچ ہے تو برہاسا پر کوئی الزام عاید نہ ہوا اور صرف حضرت لوط ہی ملزم ٹھہرے۔
حجت الہند صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۴۔ ایک بیابا میں برہاسا کی مٹی نہیں پر گریزی۔ ہمارو
تے قتل کرنا چاہا۔ برہاسا اور بنی بن نے ہمارو کے قدموں پر برہاسا رکھا۔ اور دھجھ نے بھی
بہت خوشامدی۔ تو راضی ہوئے۔ اور کوہ کیلاش میں رونق افروز ہوئے اور تیزویراں
جواب۔ ہماری کتب معتبرہ میں اسکا تذکرہ ہے۔ پورا ان فہرست صداقت کو
خارج ہیں۔ بنابر ان غیر مستند ہیں۔ پس ہم انکی صحت سے انکاری ہیں۔ مگر ہماری
کتب معتبرہ میں ایک ایسا ہی واقعہ موجود ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام ہماری
جد امجد اور خیر اول یا اسی شامت باعث مذمت ہوئی چنانچہ مفصل حال اسکا یہ
جینسی میں اس طرح لکھا ہے۔ دیکھو سورۃ کہف، درمیں العالی آدودہ کہ آدم را
اختلام شد و منی او بجا نکالوہ گشت آدم از ان حال اندوہ ناک گشت حق تعالیٰ
ابن دو قوم یا جوج و ماجوج را از ان خاک آلودہ منی ابو البشر یا فرید بقول کسے لکریہ
انبیاء علیہ السلام محتلم نے شونمان قول صلیعت است، (تفسیر جینسی صفحہ ۱۱۵ جلد ۲)
حجت الہند صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶ تا ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴۔ برہاسے بار بار ہوا دعویٰ
خدائی کا کیا۔ اور تید کو جبکہ کلام خدا مانتے تھے۔ اس کا حکم ماما واسطے اسکا سر کرٹ
گیا یا جل گیا۔ اور یہ بات قراردی کہ جو کوئی رنگ کا آغاز و انجام دیکھ آدے دہی
خدا ہے۔ اور بھوت کہ دیا کہ میں نے رنگ کو چھو لیا ہے۔ اور اس بات یرود
گواہ بھوٹے قائم کئے۔ اور اپنی لڑکی پاک سندیا پر عاشق ہوئے اور برہاسے کام
کا قصد کیا۔ جس پر ہمارو سے ان پر ہر لعنت کی۔ اور دوبارہ اپنی پوتی کے نظار
حال سے انزال فرمایا۔ اور ستائندہ کو خدا کی عبادت سے باز رکھا۔ اور اندکے
گناہ کو بے گناہوں کی گردن پر رکھ دیا۔ اور پانچواں حصہ ان کی کلام کا بھوٹ
اور بخش ہوا۔ چنانچہ یہ سب کچھ سندکے ساتھ فصل اول میں مفصل بیان ہو چکا ہے
اب یہ فرماتے۔ مگر ان سب امور میں سے آپ برہاسا کی جس کس بات پر انکار کر
گئے اور کس کس کام کی واسطے بجا لاکھا رہے۔ کا ثابت کر دے۔ م۔

تن شدہ جلد داغ داغ پینہ بجا کجا اپنی
جواب باصواب۔ آپ نے برہاسا کی نسبت بجا پورا توں کے الزام
لگائے ہیں۔ مگر ہمیں کسی پوراں کی اصل عبارت درج نہیں کی۔ سارا زور آپ کا
سوط اللہ الجبار پر ہے۔ ہر جگہ اسی کا حال درج ہے۔ اصل کتب سے کوئی غرض نہیں
سوط اللہ الجبار کی منشی اندر زمین مراد آبادی نے اپنے اندر رکھ کر اللہ تعالیٰ کے
میں اچھی طرح و جیاں اڑائی ہیں۔ اور اس کی غلطیاں عام و خاص کی دہشت نہیں
کرائی ہیں۔ اور شکر گرتوں کی رو سے جن کی مفصل فہرست ہم اسی نیک میں درج
ملہ قرآن سورۃ البصاء ۴۴ منزل

کرکے ہیں۔ اور بادی جان پرمان سوامی و یا تندی جی جادو دان نے اپنی جاد
کتاب ستمیارتہ پر کاشش میں بھی لکھ دی ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۱ سے ۱۳، اگر کوئی
اعراض برہاسا کی یا کسی اور شی کی پریش آکتھا۔ آریہ سلج مہدیوں اور یساروں
سے لاکھ گنا زیادہ ان مخالفت کی گرتوں اور دید و روہ و شکوں لینے پورا بن
کارو کر رہے۔ جس کے جب سے ویدک دہرم روز افزوں ترقی پڑے۔ باہرے
مگر ہر تبتا نے ہیں کہ دین اسلام کے عوامانی اور خصوصاً ختم المرسلین محمد صلی
ان اعتراضوں کے سراپا زبر بار ہیں وہ دوسروں کے جلبت میں بلکہ انہیں
امراض کے خود بیمار ہیں۔ ہم غیر معتبر کتابوں جیسے امیرنمر، اور اعلیٰ لیل
کی شہادت نہ لادیں گے۔ بلکہ خدا کے اسلام اور علمائے اسلام کی اصل کتابوں
کی اصلی عبارت میں انہیں گے تاکہ کسی طرح کا آپ کو شک نہ رہے۔

تیزدوں نے خدا کی کا دعویٰ کیا۔
تہا سے ہاں بھی نہیں لینے خدا کی کا دعویٰ
کیا ہے۔ جینی سچ روح اللہ سے خدا کی کا دعویٰ کیا انا جیل اربہ شاہد میں نام
امت اس کی اس کو خدا مانتی ہے۔ سیکر دوں محمدی بھی دین اسلام سے
تا تب ہو کر اس کی خدائی کے مقرب ہو گئے ہیں اور یہاں تک جی بس نہیں بلکہ
اس میں سے چند فضلاء نے دین اسلام کے رد میں کتابیں بھی لکھی ہیں
مفصل دیکھو نیا زمانہ صفحہ مولوی عبدالقادر صاحب انکسار دہاس اور
ابھوہ القرآن، مصنف مولوی عبدالقادر صاحب انکسار دہاس
مقی امت سراد تحقیق القرآن و تاریخ محمدی اور ہدایت السلیس و غیرہ مولوی مصنف
مولوی عاوالدین صاحب بریس پانی ت وغیرہ وغیرہ

خود حضرت محمد صاحب نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا۔ اپنے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ کہا
لید اللہ فوق الیدین یحکم قرآن ترجمہ میں خدا کے نور سے ہوں۔ اس حدیث پر
مثنوی اصول دین مند و لکھا ہے۔

شیخ فرید الدین عطار مراد صوفیان روز گائے حدیثی مع ابد و ق
سے محمد صاحب کو خدا ثابت کیا ہے۔

من خدا تم من خدایم من خدا	فارشم از کبر و کینہ و نہوا۔
بود خفے گفت اما نہیں	سے تو کا فتنے تو داری کہش وین
پیشانیے یا تو چوں مصطفیٰ	الاجرم تو آنکہ کوئی کے زوہت
بد از ان عطا رکفت لے کو کر	از روز سر خفتے بے خبر و
تو بند صورتے و اندر	کے تو حوت حق احد خواند
لی مع اندر گفت احمد دریا	تو کجا دانی کہستی بے نشان
را ز باس گفت احمد ز صفا	تو کجا ہستی کہ دانی بے وفا
تو بصورت ہم چو کا فر اندر	واصل حق را تو کا فر خواند

مثنوی رومی میں ایک اولیا اور یزید بطامی کا ماکملہ درج ہے جس میں
اس دلی نے اپنے آپ کو خدا کہا ہے

چون را دیدی خدا را دیدی	گر کعبہ صدق برگ دیدی
طاعت من طاعت و عبادت	تو بنداری کہ حق از من دیدی
چشم نیکو باز کن در من مگر	تا جہتی تو بر حق اندر
نکیر ایک باہمی گفت یاد	گفت باعدی مرا ہفتاد بار

مثنوی رومی دفتر دوم صفحہ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

پورا کرنے (بدنہ نہیب دنیا میں پھیلائے) کی غرض سے بطور محنت علی بن ابی طالبؑ کے پورا نون میں بودہ اوتار مانا گیا ہے۔ اگرچہ اور سب دیوتاؤں کی بڑائی کی گئی۔ مگر یہ تو بالکل بے عیب ظاہر کیا گیا ہے جو کہ ایک کامل نبوت ہے۔ مذہب بودہ کے زمانہ ترقی میں پورا نون کے بننے کا جس کا آپ کو بھی اقوال تھے۔ دیکھو صفحہ ۵۳۔ ۱۱۸

یعنی پوران اکبر بادشاہ کے وقت تک بنے رہے اور بے اورنگ کے وقت تک۔ پورا نون میں رانا کج کا ذکر ہے۔ اورنگ زیب کے مندر قوتنے کا مفصل بیان پایا جاتا ہے۔ ہندو راجاؤں کے مسلمان ہونے کے واقعات ہیں۔ تاکو پینے کو جرم گردانا گیا ہے۔ مسلمانوں کے ہندوؤں سے۔ ہندوؤں سے ملنے میں۔ پیکر گدا۔ بدری نرائی جی کے پناؤں پر جاتے ہیں۔ دشمنوں سے ملنے میں۔ پیکر گدا۔ بدیم کا مفصل ذکر ہے۔ مگر شکر تجارت کی تصانیف میں پورا نون کا نشان نہیں ملتا جس نیران تواریخ اور مذہبی کتابیں صرف نادیس یا فسانجات ہیں دورا نون قیاس توہیات ان میں بھرے ہوئے ہیں۔ اور پچھلے پورا نون ویران ساوی ہیں۔ ایک دوسرے پر کسی فضیلت سے حاوی نہیں۔

وید میں برہما۔ وشن۔ ہمیش یا کسی دیوتا کی پرستش مذکور نہیں۔ اور نہ انکی خدائی کا ذکر کہیں ہے۔ وید میں ایک ہی خدائا یا شتا کے لوگ بتلا گیا ہے۔ اسی کی ویدوں میں ہدایت ہے۔ اسی ایک پارہم کو ویدوں نے تمام لوگ کو کا خزا کا مالک اور سربراہ قرار دیا ہے۔ ویدوں میں ارشاد ہے کہ وہ ایک جگہ شکر کے سوا کسی اور کی عبادت کرتا ہے وہ عیدان مطلق وادہ نادانی میں سرگرداں ذہن نشین مرنے لگے۔ ہزارم۔ کرشن کا ویدوں میں نشان نہیں اور نہ پرشرام و بودھ کا ذکر و بیان کسی اوتار کی داستان ویدوں میں نہیں۔ اور نہ ویدک دہرم کے مطابق اوتار ایشور کا مارتھ ہے۔ بلکہ وید بتلاتا ہے کہ ایشور معلول نہیں فرماتا وید پر اتما ہی کے ارشاد ہیں۔ اور وہی مبارک ارشاد آریہ دھرم کی بنیاد ہے۔ شاستروں میں بھی ان دیوتاؤں کا ذکر نہیں اور نہ دس آپ نشدوں میں ان کا کسی طرح کا طور نہیں آریہ دھرم یا ویدک دہرم سے۔ الزامات قطعی دور ہیں۔ اور ہم پر انوں کے ماننے اور کسی دیوتا کو ایشور جانے سے۔

سر اپانغور۔ جبکہ ہم یا کوئی اور محقق مزاج پورا نون کو مذہبی کتاب نہیں مانتے اور معتبر نہ مانتے ہیں تو پھر ان کے متعلق اعتراضوں کی ہماری نظریں کیا حقیقت ہے۔ اور جو ان پر اعتراض کر کے فخر کرنا چاہے اسکی کیا وقعت ہے۔

مگر اس حالت میں بھی قرآن کسی طرح ان سے افضل نہیں۔ کیونکہ حصار قل قص الاولین ہے ویسا ہی پوران قص الاولین ہے۔ ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت دیں۔ یہ فرض پورا نون کے متعلق اعتراضوں کا جواب شروع کرتے ہیں۔

رہا جی کی محبت الہد صفحہ ۲۱، ۲۲، ۱۳۵ اور ۱۳۶۔ برہانے اپنی مٹی کی طرف بڑی نظر بابت اقراض سے دیکھا۔ اور چاہا کہ اسکو کپڑوں۔ ہوا و فضا پر چڑھے اور فرمایا کہ رہا تم نے جو اپنی لڑکی سے شہوت رانی کرنی چاہی۔ ہم نے تینوں جہاں میں ایسا گناہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ تم پر اور تمہاری عقل اور بید خدائی پر لعنت ہے۔ ایسا گناہ کسی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۔ ادب بدی کا طریقہ قائم ہو گیا ہے۔ اگرچہ توحید کو لوگ جہل میں پھنس چکے ہیں۔ لیکن جو کچھ نے اور ملنے ایسا ہی کے کوئی شخص توحید کی بطور مستقل ہر دی میں کرتا۔ اور تاریخ ہمدستان صفحہ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱

کہ میل ذرا عسکرت کا بھاری فدیہ ہے۔ اس وجہ سے گویا پہلے گالیہ انسان کی زندگی کے محافظ ہیں، جلد دوم صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ امرتسر۔

جواب دوم۔ بیٹے مسلمان جو اپنے وقت میں بڑے محض تھے۔ اور جن کی اب بھی تمام اہل اسلام میں نہایت عزت ہے۔ بیٹیوں اور انھوں کو پیار کرنے سے ابوریہ۔ اولاد کو مشہور ہونے لگے۔ حالانکہ بیٹیوں اور انھوں کو مرنے پر مردانہ کھجھ کر مسلمان جو بڑے چاروں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ مگر ان کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا۔

جو اب سوچ سمجھ کر اصل میں مسلمانوں کی مخالفت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ مگر گھجور رکھتے جلاتے۔ پکارتے اور بچتے ہیں۔ مخالفت نہیں۔

جو اب چارم جب تھکے مانا نہ بنی تو اس کو مرنے پر چڑھ کر چاروں کے حوالہ کیا اور اس کو سر بازار رکھ دیا۔ جانا نہ گناہ ہے نہ بڑا کام ہے۔ جب وہ مانا نہیں بلکہ چرنا ہے تو اس کا جنازہ چھ مہینے دارو چھ ہڑے چاروں کا اگر چھ گائے کا گوشت کھانا نہ ہے

مگر مسلمانوں سے اچھا ہے۔ کیونکہ وہ مرے کو کھاتے ہیں اور یہ خود موزی جیتے نہیں۔ دینا نہیں خوشخبر رہی ہیں۔ مسلمان جو بڑے چارے کتے، گدیہ اور وغیرہ ایک کتا دو برس پر

جنت الاسلام

بجائے امت، ناپاک اور اس کا بول ہی ناپاک مگر کھائے جیوان کا گوشت پاک اور جیوان (روٹی) مسالوں کے مزے میں چلے اس کو اس کا دھواں سکے اور اسی کائے کے گوشت سے بنی ہوئی روٹی کیا کرنا؟ دو وظائف بجز قرآن پڑھیں لیکن اگر آدمی اس امر الخوقات کی بجائے کادھواں روٹی کو کھائے تو ناپاک ہو جائے۔ یہ کسی قرآن کی فلاسفی ہے جس سے انسان اس قدر مخلوقات کی شکر ہو آ رہے۔

18

لیچھ کے مکان میں جہاں گائیں بدھی بول کھانا پینا درست ہے۔

جواب۔ تمہارا منہ و سر عیناً بچھلے کے کا در پار ہے۔ ذکر شاستر کی گفتا ریر کیا۔ اسی لہاف پر مسلمان ہوتے تھے۔ حضرت آپ کو شکر کی ذرا بھی آگاہی نہیں۔ پھر غم ملاں خطرہ ایسا کیوں ہونے۔ افسوس سے گو سارک مایہ تہہ گکا وند شد۔

جو آدھا گلڈا شکوک کا اپنے دوج کیا وہ بھی دو تین مقام پر آئندہ ہے۔ کسی بیوقوف ہندو سے من ساگر یا در کر لیا ہو گا۔ یہ کسی شاستر پارہ مانگ گرتھ کا نہیں۔ بلکہ کسی جلسا ز اور شاعر پنڈت کا طبعزاد ہے۔ جو ہندو کہتے ہیں کہ گلے کے بدن میں دیوتے جمع رہتے ہیں اور ایسے ہی ہندو ہیں جو پیر الہکشی کی ریاست پر سرور کا پتہ متیالینے کے واسطے چڑھاتے ہیں درحقیقت وہ اسم یا بھی ہندو ہیں۔ ست دھرم ماواقف۔ او دیاس میں مثلاً۔ راستی سے محروم ہیں اور یہی سب ہے کہ وہ ہندو و مودم ہیں۔ گائے ایک جودان اشرف الہما تم ہے۔ دیوتے اُس کے بدن میں جمع نہیں رہتے۔ مگر ایسے گھروں میں رہتے ہیں۔ سونے کے خول بنا کر اُس پر چڑھانا۔ اور اُس کو دان دینا اور کھوجن کھانا ٹرا کر صرف گائے کو سخاوت دیندہ جاننا خراب اور باعث عذاب ہے۔ اُس کا گو براور پشاپ بھی سوائے خاص امراض کے عام طور پر مہر میں اور نہ ست شاستروں میں اس کی ناکہ ہے لیکن یہ بات سراسر ویدک یعنی حکمت کے متعلق ہے ہانی را یہ کر کے یا کثیت کے وقت یا نی کو پلاتے ہیں۔ یہ ناجائز نہیں بلکہ بطور حلاب کے استعمال کرتے ہیں یا بطور تم کے کہ پھر ایسا کام نہ کر لیتا اور دادی نادانی میں قدم نہ دھرنکا۔ اور یہ پرائشج اُس وقت ہوتا ہے۔ جب کوئی ہندو مسلمان رندی سے زنا کرے۔ یا مسلمانوں کے ہاتھ سے بڑا کھوجن استعمال کرے

یا محمدی و عیسائی مذہب قبول کر پھر واپس جونا چاہئے۔ یہ سارے کام چونکہ کثرت کے خلاف ہیں۔ اُن کے مرتکب ہانی کو بطور انصاف وہ سزا دی جاتی ہے۔ اور وہ بھی اس کی مرضی سے پھر اس کو شدہ سنان کر است دھرم کے راہ راست پر لایا جاتا ہے۔ اس کے خب حال سجدی کتا ہے۔ مگر اب جاؤ لفرانی نہ پاک است۔ یہودی مردہ راشتن چہ پاک است۔ مگر دھوڑ وغیرہ پر اعتقاد کی بنیاد چالت ہے اور پوجتیل پہنے میں کوئی دوش نہیں۔ مہادیو پہاڑی راجہ کا نام ہی میل کٹھن تھا کرتن ہی کارگ بھی میلا ہے۔ ساروہ نیلا بشر بھی پہنتے تھے۔ اسی تقلید پر اُن کا نام نیلا مہر ہے چالت کے زمانہ کی چھوٹ چھات کسی طرح جائز نہیں مگر وہی جو ویدک شاستر کے رو سے درست ہے اور تمام ودوان پنڈت اُسی کو صحیح مانتے ہیں۔ اعتراف ۱۵۹۔ سبحان اللہ آدمی جو اشرف المخلوقات ہے۔ اُس کا منہ جس سے خدا نام لیا جاتا ہے۔ اس کو تو نایاک جانتے ہیں۔ اور گلے جو ایک حیوان ہے وہ ہندوؤں کی مصود اور اُس کی نجاست اُن کے نزدیک نہایت پاک اور پاک کر دیوالی جس کا کھانا موجب نجات جانتے ہیں

جواب اول۔ ہم چالت سے نہیں بلکہ حکمت سے جو بٹھا کھانے کو بڑا سمجھتے ہیں۔ اس میں تمام دُنیائے واکٹر سوائے بعض اعراہیوں کے ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ گائے کو نہ ہم مصود اور نہ اس کی نجاست کو نہایت پاک اور پاک کرنے والی جانتے ہیں۔ اور نہ ماعت نجات ماننے ہیں مگر اُس میں بدلو نہیں بدوتی۔ اس واسطے جانے مکان لینے کے کام میں لاتے ہیں۔ ساروہ اُسی سے رزق پکارتے ہیں۔ اور اس میں مسلمان عیسائی وغیرہ تمام اہل مذاہب دینکے ہمارے شریک ہیں۔ اب ہمیں بقول تمہارے کہنا پڑا کہ سبحان اللہ آدمی اشرف المخلوقات کی لے اس پر صاحب کی خافہا نہ گنہ صلہ ساروہ میں واقع ہے۔

اور نہ اُن کے دروازوں کا نہ لگتا ہے اور نہ سات زمینوں کا نشان مٹا ہے قرآن کی غلافی تو برج بابل کا ثبوت ہے۔ اور مزاح محمدی کا قرآن گواہ ہے۔ ایک ہی روحانی منزل کا سوال ہوا تھا۔ جواب میں تاہن روز اول ہے۔ علم اخلاق آید ورت کے حکما کا سب سے عمدہ ہے۔ ایرانی اور یونانی فیلسوف بھی اعرابیوں سے بڑھ کر ظہن ہیں۔ ماضی طریقہ قرآن میں اچھے تھے۔ مگر اب اس بارہ میں بھی کئی بڑھ چڑھ کر کتب تصنیف ہو گئی ہیں۔ تمام علوم سے نہ محمد صاحب نہ قرآن کا حامع عثمان۔ اور نہ کوئی اُن کے یار غار و افکار تھے اور اس کے شاہد حال عرب کے ۱۳ سو سال کے واقعات ہیں۔ کہ عرب میں کسی طرح کی علمی باعقلی ترقی نہ ہوئی۔ وہی تہہ رتر۔ وہی سوسار۔ وہی بدو اور وہی کاروبار۔ طب حساب۔ منطق۔ جالوجی۔ اسٹراٹوجی۔ فزائوجی۔ علم نبات۔ علم لوگ (عجس) کسٹری۔ سرجری۔ وغیرہ کس علم کا قرآن سے نشان تلاش کریں۔

ہم نسخہ خط احمدی میں بہت سے حوالہ پیش کر چکے ہیں۔ اور تہذیب الاخلاق میں یہ احمد خاں صاحب نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ قرآن میں اجسام کی تشریح منع کی گئی ہے اس واسطے مسلمانوں نے بحر علم کثرت کے ہر ایک صیف میں مڑی ترقی کی۔ (جلد ہفتم صفحہ ۵۵) اللہ جدا و کثرت از دواج۔ جن۔ بھوت و اُعت و ماروت کی دھوم ہے۔ باقی علوم کمال اللہ کو معلوم ہے۔ دید میں توحید الہی کا اثنا مذکور ہے کہ اگر وہی اکٹھا کیا جاوے تو اُس کا مجموعہ بھی قرآن سے بڑھ جاوے۔ شری سوامی جی نے نمونہ کے طور پر ایک سو ستر تری آید بتونے میں درج کی ہیں ویدک توحید کا ترجمہ آسان شکر میں دس آپ نے نہیں جن کی بابت تمام فضلاء سنکرت دان متفق ہیں کہ ان سے بڑھ کر اچھے اوپریش کسی مذہب میں نہیں ہیں۔

ملک جرمن کے مشہور فلاسفر شاپن اسرخاصاً حب فرماتے ہیں آپ نشدوں کے ہر ایک فقر سے گہرے اصول اور بڑے بڑے عالی خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ تمام میں ایک اعلیٰ درجہ کی مقدس اور پی روح و پاک معلوم ہوتی ہے۔ تمام دُنیائیں مولے اصل پندوں کے کوئی کتاب ان سے زیادہ مفید اور علویت کو بانے والا مطالعہ نہیں ہو سکتا جبکہ اگر اُن کا مطالعہ ہے۔ یہی آپ نشد میری زندگی کے لئے موجب تسکین ہوئے ہیں اور یہی میری موت کے بعد بھی تسکین دہ ہوئے۔

فاضل آری وٹ لکھتے ہیں ہم میں جانے کوئی دوسرا کام کسی دوسری زبان میں ہو جو کہ ایسی مفید فلاسوفیکل ان کو مگر تحقیقات کے طور پر انسان کے دل کی ترقی میں ہو جو مثلاً دے جیسا کہ روید ظاہر کرتا ہے۔ یعنی کس طرح انسان کی عقل درجہ بدرجہ اعلیٰ طرف جاتی ہوئی پیدا کردہ چیزوں سے پیدا کرنے والے کے خیال تک پہنچتی ہے (دہسٹری آف انڈیا جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

باب سوم

گائے کی امت اعتراف کا جواب۔ حجتہ اللہ ۱۵۹۔ ہندو کہتے ہیں کہ گلے کے بدن میں دیوتے جمع رہتے ہیں۔ اور سونے کے خول وغیرہ بنا کر اُس پر چڑھاتے اور بہن کو دان دیتے ہیں۔ اُس کے گوبرا دیوتاب کو نہایت پاک اور پاک کرنے والا جانتے ہیں اور پچ گپ بنا کر پیسے ہیں اور گو دھوڑ لینے گالوں کے پالتوں کی گرد کو بھی نہایت پاک سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مٹی کے مکان میں کھانا پینا درست نہیں۔ مگر اُس مکان میں گائے بدھی ہوں درست ہے جیسے پتلوک ہے۔

नील यदे जते त ह्ये शो सात्मा मले छमे ह्ये
یہی نیل کا رنگ پریشا پشیمی کیڑے براور غیر قوم کا بانی مینا چھاجھ میں ملا ہوا۔ اٹو

کا خطہ ۱۹۰۷ء وید اور دو قرآن بھی اُس کی تحریف کا قائل ہے۔ اور قرآن کی تحریف کے شدید صاحبان افزاری ہیں۔ جبکہ تحفہ اشاعہ عشرہ میں لکھا ہے "و تعصب ششم انکار از قرآن مجید تبرائنا پیر و گویند۔ این قرآن منزل نیست محرف عثمان است" باب ۱۱ فصل ۲ صفحہ ۵۶۲) و ماسٹر راجندر صاحب نے اپنی کتاب تحریف قرآن میں اس مضمون کو اچھی طرح ثابت کیا ہے البتہ وہ یہ کہ نسبت نہ آج تک کسی نے یا لازم نکایا۔ اور نہ لگ سکتا ہے۔ کہ کوئی ناہنجی بنارس۔ ممتہرا۔ اجملا و لا کا بٹیا و اڑیس لاکھوں وید مقدس کے حافظ موجود ہیں۔ قرآن کے حافظوں میں اور وید کے حافظوں میں ایک بڑا فرق ہے۔ یعنی قرآن کے حافظ آندھے ہیں یا وید کے حافظ تمام تر بڑھے ہوئے اور آنکھ والے۔ وید کی جتنی کاپیاں موجود ہیں کسی میں کوئی اختلاف نہیں۔ بیڑن۔ حمول۔ جے پور۔ بیکانیر میں جو سرسوتی مہینڈا رہیں ان میں صد ابرس کی کاپی کاپیاں وید کی تا پتر بھوج پتر سوتی کپڑوں اور روغنی کپڑوں پر لکھی ہوئی موجود ہیں۔ اور سب منتر و جھند اور اکھشر آدمی ویدوں کے گئے ہوئے موج و دہیں یو لسن کاروں وید عموماً بڑھے جاتے ہیں۔ آٹھ آٹھ ہزار ابرس کی کتابیں میں جو وید کے حوالہ درج ہیں۔ وہ سارے کے سارے انہیں ویدوں میں بعینہ ملتے ہیں۔ پس وید تحریف و تصرف سے پاک ہیں۔ ویاس نے ویدوں کو اکٹھا نہیں کیا۔ اور نہ ہی برہما کے چار مکھ سے وید نکلے۔ اور نہ برہما کے چار مکھ ہنسی۔ وید ویاس کے معنے ویدوں کے عالم کے ہیں۔ اور وید بڑھے کے بعد ڈگری مل کر بنی جیسے اس وقت بھی بنارس میں کئی ویاس موجود ہیں۔ مثلاً ہری کشن ویاس وغیرہ البتہ قرآن عثمان نے جمع کیا اور اگلے نسخے جلا دئے اور ساسی پر لوگوں نے پورن کر کے اُس کو مار ڈالا۔ البرہما کسی اور آدمی کے چار مکھ نہیں ہو سکتے۔ یہ بات وید کے خلاف ہے اور دور انصاف چتر وید بھائی سے چتر مکھ یعنی چار وید جس کے زبان ہوں وہ چتر مکھ ہے۔ ایسے چتر کبھی برہما دھشن میں اب بھی ہزاروں موجود ہیں۔

و لو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً ترجمہ اگر یہ قرآن خدا کے
سوا کسی غیر کی طرف سے ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے تم پر اتنے اسباب اختلاف نہیں صاف ظاہر ہے
کہ بہت اختلاف تو نہیں مگر بہت سے ذرا کم اختلاف ہے جو د اسلام کا تھوڑے عرصہ
میں ۱۵۰ فرقوں میں تقسیم ہو جانا اس کے اختلاف تعلیم کی وجہ سے۔ تمام بھی مالوں
کو اس کا اقرار ہے۔ کہ قرآن میں اختلاف پیشا ہے۔ ۱۰ دیوں قرآنہ جائز التلاوة
ہے اسب و اختلاف قرار درجوف و الفاظ بسیار دریں اوراق الزقراة معبرہ نوا
بدرار امام عاصم رحمۃ اللہ کے دریں دیار بصفت اعتبار درتت اعتبار دار و مثبت
مگرد۔ یعنی اختلافات کہ حقیقہ دابا و مخالفت است و معنی قرآن سبب اختلاف
تفسیر کلی میبادار سارے مبروہ و تفسیر حبیبی صفحہ ۲۰ جلد اول) اور معانی کے اختلاف
کا نام کو خود بھی اقبال ہے کسی آیت اور حدیث کے معنی کسی نے کچھ سمجھے اور کسی نے
کچھ یا اس واسطے کہ بہت بڑے طے حدب کے لایاری کو قیاس کہ کسی کے قیاس میں
کچھ آتا اور کسی کے کچھ (محجمۃ اللہ صفحہ ۶۹) شیخ صاحب اگر اختلاف نہیں تھا تو
حضرت عثمان نے جلد قرآن جمع کر کے کہیں جلا دیئے (دیکھو تاریخ ابوالفراعربی
جلد ۱ صفحہ ۱۰۳ م مطبوعہ مصر) آیات کی آیات بدل لگیں۔ کچھ روئوں کے متوں کو
کریاں یا اونٹ کھا گئے۔ اور چیزوں کو دو ایک لگ گئی۔ یا کڑے کھا گئے (صفحہ ۱۰۴
جلد ۱) اسی واسطے متو لوگ ابھی تک اس قرآن کو بیاض آسانی پرکارا کرتے ہیں
اور اپنے قرآنوں کے اخیر میں میں پہلے خلیفوں پر تیرا کہہ دیا کرتے ہیں (دیکھو
قرآن معلی موجودہ لائبریری پٹہ مطابق نزول) اور اسی طرح آیتوں کا باہمی مانع منزع
میان خود اس کے اختلاف کی علامت ہے اور فکر کے واسطے شامت لیکن وہ میں
کوئی اختلاف نہیں اور آج کوئی نہ سنا سکا۔

مولوی جی جو بھی خوبی۔ وہ سارے جاں میں کھیلے ہوئے ہو۔ جیسا کہ قرآن کہہ کوئی
مستی اہل اسلام کی ایسی نہ ہوگی جس میں دو چار قرآن موجود نہ ہونگے نہ کہ وہ جس
ہاتھ میں پتہ نہیں ملے۔

آرہیہ۔ یہ بھی آپ کی صریح عطا ہے۔ قرآن سادہ جہان میں نہیں۔ امریکہ میں قرآن کہاں۔ اسی طرح سوڈن، ناروے واسطہ دنیا و اعلیٰ و حوس میں قرآن کا نام و نشان نہیں اور وہاں قرآن کی تعلیم ہوتی ہے اور اسی طرح میانہ و کیریلان وغیرہ میں قرآن کی کوئی چٹا نہیں اگر زیادہ اشاعت کتاب سے وہیں کی سچائی ہے۔ یہ آپ کو عیسائی جو بنا چاہے سیکو کہ یا میل جسے براہ فرس کی اشاعت نہیں ہے۔ اور کوئی مہرہ ووش کا ایسا نہیں جہاں وہ پتہ چلے اور وکھن کا ہوا کیا کہ فی ہندوستان میں جہاں وہ پتہ چلے یا وہ کا حافظہ ہو۔ خود دیاتے گنہیں ہیں۔ لیکن لاہور جہاں سے لکھنؤ۔ الد آباد۔ اجمیر۔ لٹول۔ سوڈن۔ اور کوئی فرانس۔ یہ دیکھ بھر میں سڑک چھپتے ہیں۔ اور نہ یہ اور وخت ہو تے ہیں۔ خود عہد یاد دیکھ لیں یہ مل سکتے ہیں جس کا وہل چاہے داندہ۔ یہ سماج کی ناکہ بری سے ملے۔ وہ یہ کہ وہ ملے۔ اس سے آپ کی اتنا اہمیت اور کسی موصوفہ دیا وادی سے۔ اور جو کہ اس طرف رجعت ظاہر ہے۔ اور نہ یہ کہ یہ وہ داتا سے کہ وہ

[illegible]

کے کسی کی نجات نہیں۔ اور یہی حال قرآن اور محمد صاحب کا ہے اُن کی حدیثوں میں بھی شفاعت کا ایک خاص باب ہے اور صاف لکھا ہے کہ محمد صاحب کی شفاعت کے بغیر کسی کی نجات نہیں ہو سکتی۔ اور یہی حال زندہ اور میت کا ہے جب سے خاص مردہ آدمیوں پر ایمان لانے کا سلسلہ چلا ہے ہی گوربتی اور بربرستی یا انسان پرستی کا رواج ہوا جو تمام کفر و شرارت کی بنیاد اور توحید الہی کا برباد کرنے والا ہے۔ لیکن وہ مقدس ان اقسام کے تمام مسائل سے پاک ہے۔ اور تمام انسانوں کو صرف نصرت پر مانتا ہے نجات کا استحقاق مٹا کر ہے۔

قرآن کی غیبتوں کا رد مولوی۔ اول کلام الہی ایسی زبان میں ہو جو دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں بولی جانی ہو۔ کہ وہ جس کی زبان کہیں نہیں بولی جاتی۔

آریہ۔ اگر الہام ایسی زبان میں ہو۔ تو آپ کو ماننا پڑے گا۔ کہ تورات و زبور و انجیل و صحف انبیاء درج الہام سے خارج ہیں۔ کیونکہ وہ زبانیں اب دنیا میں نہیں بولی ہیں بلکہ قرآن کی عربی اور عرب کی عربی میں بھی نہیں اور آسمان کا حرف ہو گا۔ اور عربی و سریانی زبانیں تو بالکل متروک ہو گئیں۔ لیکن سنسکرت جیسے پہلے دیوتاؤں کی زبان تھی۔ اب بھی دیوتاؤں یعنی عالموں کی زبان ہے۔ عرب کی تمام آبادی کے برابر تو اب بھی سنسکرت بولنے والے اس آریہ ورت میں موجود ہیں۔ جڑی۔ انگلینڈ و آئرلینڈ و فرانس۔ چین۔ امریکہ میں ہزاروں اس زبان کے ماہر موجود ہیں۔ خود تمام فضلاء کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ سنسکرت زبان کی صرف و نحو ایسی کامل ہے کہ انسان کے کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر قائم بھی ہوئے ہیں تو اس سے زیادہ نہیں ہو سکتے اور تمام مذہب زبانوں کی مان سنسکرت زبان ہے۔ اللہ عربی کا دھرم مذہب زبانوں سے گرا ہوا ہے عموماً تعلیم یافتہ لوگ اسے سان اہل یعنی اونٹوں کی بولی سمجھتے ہیں اور عرب کی تہذیب کی طرح اسے حلی شگن کہہ کر یاد کرتے ہیں۔ پس اب کی اس دلیل سے بھی وہی سچا بکھرتا ہے۔ کہ قرآن۔

مولوی۔ دوسری خوبی۔ جس پر الہام کا رد ہو وہ اچھے صفت والا آدمی ہونا چاہئے۔ جیسے کہ محمد صاحب نے کہا جس کی بدچلتی ظاہر ہے۔

آریہ۔ برہما کی بابت ویدوں یا آپنشدوں یا شاستروں یا برہمن گیتوں یا آپ ویدوں میں کہیں کسی بدچلتی کا ذکر نہیں۔ اور کسی اور رشی مہر کی بدچلتی کا ذکر کے معنی ہی نیک چلن اور اندرونی کو بڑے کام سے روکنے والے کے ہیں۔ مگر اسلام کا کوئی ایک نبی بھی نیک نہیں گرا تا کہ اُن کے چال چلن قابل تقلید ہوں۔ انجیل میں مسیح فراتے ہیں تو اب جتنے مجھ سے آگے آئے بچو اور بیمار ہیں۔ یوحنا نے اور اندر کے واسطے بھی فراتے کہ "ہمیرے جیسے بنی اٹھینے تم اُن کی بات نہ ماننا وہ تم کو گمراہ کرینگے"۔

اور مسیح کے اس دعویٰ کی کہ میں خدا کا بیٹا اور خدا ہوں (یوحنا ۱۰: ۳۶) قرآن نے بڑے زور سے تردید کی ہے۔ اور ایسا خیال کرنے والے کو کافر اور مشرک گردانا ہے اور مشرک کا ٹھکانا دوزخ بتلایا ہے (دیکھو قرآن) اور محمد صاحب کی بابت ہم مکذوب برہمن احمدیہ جلد اول میں لکھ چکے ہیں۔

مولوی عیسوی خوبی۔ اس میں اختلاف نہیں۔ کہ کونسا اختلاف انسانی کلام میں ہوتا ہے۔ الہامی میں نہیں جیسے کہ قرآن میں اختلاف نہیں ہے۔ لیکن وہ میں بہت اختلاف ہے۔

آریہ۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اسلام کی مسلمہ الہامی کتاب میں آج تک مطالعہ نہیں کیا۔ دوسری خوبی نہ بتلائے قرآن اپنے اختلاف کا خود دہائی ہے۔ سورہ نسا

تمام دنیا کا خدا بھی نہ رہا۔ بلکہ اراہم کا خدا الحق کا خدا یعقوب کا خدا اسرائیل کا خدا ہو گا۔ اسی طرح مسیح بھی ۳۲ برس تک بھی گلیلم و تیارنا۔ کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے واسطے آ یا ہوں رو کیا آدمیوں کے موتی سور کو لے کر گئے والدین دیکھنے صاف ظہور پر بنی اسرائیل کو آدمی باقی تمام جہاں کو سور کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ پھر آخری عمر میں جب دیکھا کہ وہ نہیں مانتے۔ تب انجیل مٹی پہلے کے مطابق غیر مومن کو دعوت دینے لگے۔ قرآن میں بھی یہ بات بالکل سے نقل کر کہ وہ موجود ہے (قل آیتنا بنی اسرائیل الکذب والحکم والنسوت وراحم من العیب سورۃ الباقہ) براہیکہ ادا دیم نہ زنا ل یعقوب را تورت و حکم کر دن و دین و نبوت یعنی لیجئے را یغیر سرافتیم و در میج قبلہ اس فتدہ میگیر مذود اند کہ در میان بنی اسرائیل از زبان یوسف تازان علیے۔ در مذہبی وادیم ایشال را از حیرت رائے پاکیزہ" (دوسری حدیث ص ۱۸) یہی حال محمد صاحب اور قرآن کا ہے سورۃ دھان فاما لیسما نہ بالنسانا لعلہم ینزلہ کو دن پس چیزیں نیست کہ ما سان گردانیدیم قرآن تاکہ فرود نہ آید بلغت تو شاید کہ قوم تو فہم کند ویدہ گمراہ" اور سورۃ یوسف میں ہے بدائیکہ افر و در ستادیم کتاب را فرکتے تازی یعنی بلغت عرب فرستادیم تا شاید کہ ستانیم کتیر و معنے اُن مرد و محنت بر ستا لاد شود۔ چہ اگر بلغت و دیگر فرستیم شاد فریم اُن غدر آید" صفحہ ۱۲۱۔ اور سورہ انعام و حرف و سجدہ میں صاف لکھا ہے۔ کہ ہم نے قرآن عربی زبان میں اسطے نازل کیا تاکہ تو اس کے ذریعے کہہ کے گردنوں کے لوگوں کو دوزخ سے کیونکہ وہ عربی زبان جانتے ہیں۔ اور لغت عرب کو سمجھتے ہیں۔

جس اعتراض سے ڈر کر قرآن زبان عرب میں بھیجا وہی اعتراض تمام دنیا کی طرف سے موجود ہے۔ جس سے صاف طور پر عمل و انصاف کا خون معلوم ہوتا ہے خاص اعرابوں کی رعایت ہے۔

قرآن کیا نازل کیا گو یا ساری دنیا کے قتل کا عربوں کو ٹھیکہ دیدیا۔ کافروں کی حد میں بھیجے۔ نو ذہنی غلام بنانے کی اجازت ہے۔ مسلمانوں کے بدلے کا شر دوزخ میں ڈالے جاتے ہیں۔ تمام دنیا کا خدا اور اُن کا عرب پرانتا خدا ہوا صفت خداوندی کے سرا یا خلاف ہے۔ قریش کی قوم اور اُن کا بٹ خانہ اور اُن کی زبان اور اُن کی ضرورتوں کے علاوہ خدا نے تمام دنیا کی اسطے کیا بند و بست کیا۔ اس کا فائدہ ہے کچھ یہ نہیں لگتا ہے میں خدا کے لئے بتلائے کہ قرآن میں انصاف کی تعلیم کہاں ہے۔ ماورکماں محبت اور یار کی تعلیم ہے۔ اللہ وید مقدس میں یہ صفت موجود ہے۔ اُو اس میں ایسا حکم بھی ہے۔ - तस्मात् यज्ञात्स वै हुतः ऋचः -

सा मानिजज्ञिरे। छेदासि यज्ञिरे तस्माद्यज्ञुत्स्मादजज्ञिरे ॥

یعنی اُس سرو یا پک پرانتا نے سب کی ہدایت اور کلیان کے لئے چاروں وید ایدیش کئے جن میں پرا و پکار کی تمام ہدایات ہیں۔

ساتویں خوبی کسی آدمی پر ایمان لانے کی ضرورت نہ ہو۔ اور نہ کسی خاص کی ذات سے دین وابستہ ہو۔ کیونکہ الہی عدالت کے آگے شفاعت و سفارش کی گنجائش نہیں اور ممکن بھی نہیں کہ اُس کے انصاف کا ترازو کسی کے کہنے سننے سے جھک جائے۔ ثبوت۔ بائبل میں موسیٰ بنی سے ملائی تاکہ پشیمانوں پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ دوسرے کی شفاعت کی امید رکھنی پڑتی ہے۔ جن کو ہم بالکل نہیں جانتے۔ اور نہ ہم کو جانتے ہیں۔ جتنا خود کنا جس کی کھنٹی قدرت بھی کسی انسان کے پاس نہیں ہے اور یہی حال انجیل کا ہے۔ مسیح بھی کہتے ہیں کہ دوا نہ میں ہوں۔ بلکہ میرے وسیلے

وید کی سنسکرت عبارت کی مانند نہیں یا سکتا اور بڑے نینٹ بھی کہتے ہیں۔ کہ وید کی سنسکرت عبارت کی مانند کوئی بشر نہیں بنا سکتا ایک نووید ایسی کتاب ہے جو سب سے زیادہ قدیم ہے دوم وہ ایسی زبان میں ہے جو سب سے زیادہ وسیع و فصیح و بلیغ ہے۔ اور اس زبان میں وید سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ اور ایسی عمدہ کوائے ایسور یہ اوپدیش یعنی الہام کے انسان کبھی اور کسی حالت میں نہیں بنا سکتا۔ بنا سراس وید ضرور الہامی ہیں۔ فحولہ المراء و تیسری خوبی یہ ہونی چاہئے کہ اس میں خاص آدمیوں کے واقعات قصہ کہانی تاریخ یا روایتیں نہ ہوں۔ کیونکہ جس کتاب میں ایسے واقعات ہوتے ہیں وہ کتاب ان واقعات کے لئے لکھی جاتی ہے ایسی باتیں لکھنے یا سیکھنے کے واسطے الہام کی ضرورت نہیں ہے جو بغیر الہام کے آدمی عمدہ طور سے جان سکتا ہے۔ اور اگر تاریخی باتیں سکھانا الہام کا کام ہے۔ تو ایک ایسی تاریخ جو ابرائے دُنیا سے نا اختلاف تمام دنیا تمام آدمیوں سے متعلق ہو ہونی چاہئے جو بالکل ناممکن ہے۔ ورنہ ایسی کتاب اتنی پیچیدہ ہو جائے گی کہ کوئی انسان کبھی اسے نہ پڑھ سکے گا بنا براہ محض فضول ہوگی۔ پس الہام ربانی یا سماوی جو سب انسان کے واسطے مساوی ہے انسانی واقعات سے جدا ہونا چاہئے کیونکہ خدائی کے ابدار میں اسے واقعات نہیں گئے۔

ثبوت اس وقت کی موجودہ کتابوں میں جکی نسبت لوگوں کو گمان نہیں کہ وہ الہامی ہیں مثلاً قرآن۔ انجیل۔ زبور۔ توریت۔ نہا و مستحکم کتابان اور تفصیل فصول بھرے ہوئے ہیں۔ جن سے الہام کا کوئی بھی تعلق نہیں ہے جیسے قرآن میں آدم۔ عیسیٰ۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ نوح۔ داؤد۔ لوط۔ سلیمان وغیرہ کی خط و کتابت اور یوسف۔ زلیخا۔ لقمان۔ سلیمان۔ داؤد۔ فرعون۔ اصحاب کعبہ۔ خضر۔ الیاس۔ وغیرہ کی کتابیاں۔

انجیل میں مٹی۔ لوطا۔ مرقس۔ یوحنا۔ مریم۔ ذکر کیا۔ میر و ڈس۔ عیسیٰ۔ موسیٰ۔ اور پولوس کی خط و کتابت اور اندریاس۔ یحیون وغیرہ کی کتابیاں۔ **توریت میں آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ لوط۔ اور اس کی چور۔ اصحاب و اسماعیل یوسف۔ بنیامین۔ فرعون۔ موسیٰ وغیرہ کی کتابیاں۔**

شہاد و مستحکم ہیں جسد۔ چونکہ فرید و سبب سے کہ کتابیاں لیکن وید مقلد اس میں کسی کتاب یا شعر یا انسان کا نام نہیں۔ چہ جائیکہ ان کے واقعات یا کتابیاں۔ مہا بھاشہ (وید کی گرامر) کے مصنف اور تیز مہاشا کے بنانے والے نے اس بات کو احسن الوجہ ثابت کیا ہے کہ وید میں سب لوگ شہد ہیں۔ روڑھی کوئی نہیں۔ کسی اوتار یا رستی مٹی یا راجہ یا حکیم کے حالات وید میں بیچ نہیں ہیں پس اس صفت سے وید ہی موصوف ہے نہ کوئی اور۔

چونکہ کئی خوبی۔ یہ ہونی چاہئے کہ اس کا ایک حکم دوسرے حکم کو رد یا منسوخ نہ کرے۔ کیونکہ کسی کتاب کے احکام کا باہمی تعلق نہ ہونا مصنف کی بے علمی و جاہل پر دل ہے۔ کوئی معقول پسند الہیوں کی بابت ایسا خیال نہیں کر سکتا۔ **ثبوت** توریت و زبور و انجیل کے اختلاف کے متعلق دو کتابیں۔ بائبل کا پر سرور و ردہ اور اجتماع متذین نامی موجود ہیں جن میں کئی مو اختلاف درج ہیں اور اس کا دلے نمونہ یہودیوں اور عیسائیوں کا باہمی جھگڑا ہے۔ انہوں نے عیسائی سلفین یہودیوں کو اپنے نفع میں نہیں دیتے وید میں تا بد گراں چہ رسد۔ اور اسی طرح

محمد صاحب نے یہود کو جزیرہ شاعر سے نکال دیئے کی وصیت کی اور قرآن کا ان کتابوں سے جن کو وہ الہامی کہتا ہے سخت اختلاف ہے مسلمان ان کو تو یہودی کی طرح منسوخ جاتے ہیں۔ اور جو سلوک اسلامی بادشاہوں نے سبھی وہودی کی کتاب سے کہا وہ کسی مورخ سے پوشیدہ نہیں اور اسٹار ہوسال میں جو ان کا باہمی برتو ہوا ہے۔ اسے کون نہیں جانتا ہے۔

تفسیر حسینی میں ہے "وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ بَحْثَ نَصْرٍ بَالِيٍّ لِّقَبْلِ نَاصِرٍ الْإِشَانِ اِقْدَامُ كَرْدٍ كَبْدِ اِذَا لَمْلُوكِ فَرَسِ الْإِشَانِ رَامِيرِ سَخَامِيْدِنْد۔ ویا ج میگز فند۔ تا نا نیکہ رسالت پناہ معبوت شد حکم خرمو و بمقام الیشان ما اسلام آرنہ یا جزیرہ قیل کنند و اس حکم قیامت باقی ست۔" (طہ اول صفحہ ۱۲۴) "وَرَقْرَانِ نَاسِجٍ وَنَسِجٍ۔ وَرَقْرَانِ نَاسِجٍ وَنَسِجٍ سَت۔ وَاَنْ نَعْلِقَ بَاوَقَاتٍ مَخْلَطَ دَارِو۔ وِہر آئینہ ناسج متا خرار منسوخ باید و اجتماع ہر دو در آئے واحد ناسج (تفسیر حسینی حلد ثانی صفحہ ۱۱۳)

اور یہی حال زنداوستا کا ہے۔ مگر وید مقدس میں کوئی متری بھی ایک دوسرے کے برخلاف نہیں اور نہ باہمی ناسج و منسوخ ہیں۔ سب احکام علی الدوام ماننے کے پوگیدہ اور علمہ رائد کے لائق ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عید سرگیدہ رحمان کی طرف سے ہے۔ نہ کہ الیکہ انسان کی طرف سے۔

پانچویں خوبی یہ ہونی چاہئے۔ کہ اس کا کوئی حکم قانون قدرت کے خلاف اور علم و عقل کے ورہ نہ ہو۔

ثبوت۔ اگر بائبل اور اس کا قانون قدرت سے اختلاف اور علمی کتابوں سے سلوک اور حکمتوں سے برتاؤ کا حال معلوم کرنا ہو تو قورٹ آف کسجی اپنی اور کرشن مت اور بن کا مطالعہ کافی ہے۔ باقی را دین اسلام کا معقول باتوں سے دشمنی کرتا ہے۔ عارف باللہ شیخ تاج الدین عثمانی جامع الفوائد میں لکھتے ہیں "وہی توف ہے عقل پر نہ عقل پر نہ دیکھو معیار الاسلام انصاری دہلی صفحہ ۱۰۶) اور محمد صاحب نے فرمایا ہے من احداث فی امرنا ہذا اما لیس منہ خود را دیناری و سلم کہ کوئی اس دین میں عقل کو دخل دیکر نئی تحقیقات کرے وہ مردود ہے۔

امام غزالی صاحب فرماتے ہیں کہ عقل و قیاس کے ترازو سے تو خدا کی دوامی اگر میں اس کو پکڑوں تو وہ تو شیطان کی ترازو ہے کتاب العظام المستقیم معقول بندنی سے عوام اہل اسلام کو نفرت ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ علمائے اسلام علم منطق کی کتابوں کو راق سے استغنا جائز سمجھتے ہیں عوام سائنس اور اسلام کا باہمی میر ہے۔ کیونکہ جہاں سائنس نے ترقی و مال اسلام کی چیز نہیں۔ پس دُنیا کی تمام کتب مذہبی سے معقولیت کا پرچار رک۔ سچائی کامرئی۔ عدل کا نادہی۔ سچا قصہ کا دین علم کا لہنا۔ بدھی بڑھانے کی پراختیا دعا سکھانے والا صرف وید ہی ہے۔

چھٹی خوبی اس میں طرف داری و تعصب کا برتاؤ نہ کیا گیا ہو۔ بلکہ عدل و انصاف کی کارروائی ہو کسی خاص قوم کی پر جو رعایت نہ ہو۔

ثبوت۔ توریت میں قوم یہود کے ساتھ نہایت ہی اندھی محبت اور باقی کل جہاں سے بے رحمانہ نفرت کا اظہار ہے خدا بنی اسرائیل کے ساتھ ہو کر ان کی حاجت روائی کے واسطے نہایت برقرار رہے مصریوں کے پونچھے مار ڈالنے اور انہیں رُودنیل میں عرف کیا ان پر لکھوں طرح کی معصیتیں ڈالیں (رومیون کا خط ۱۶) اسی طرح غیر قوم کی عورتوں سچوں پر یا سناطر اسرائیل سخت سے سخت پلا میں مارل کیں۔ ایک اوتار وئی کی طرح ان کے آگے لائیں کے کر چلانا۔ اس وقت

موسیٰ مذہب کا بھی ذکر ہے جو موسیٰ کی بیہوشی کے بعد ایشیاء میں آئے اور ایشیاء پرست لوگ پرستوں میں گئے تھے۔ (انجیل متی باب ۲۰-۲۱) آپس صاف ظاہر ہے کہ عیسائی سے پہلے یودی اور ایشیاء پرست لوگ موجود تھے۔ اور ان کی کتابیں عیسائی سے پہلے تھیں۔

فرہور داؤد بادشاہ کی تصنیف سے ہے۔ جس کو مولے کنج نام ۲۹۵۲ سال پہلو میں۔ اس میں موسیٰ و غیرہ نبیوں کا ذکر ہے۔ اور تورات کا بھی ذکر ہے۔ آتش پرستوں کے مذہب کے بھی چولے پائے جاتے ہیں مگر انجیل کا مطلق ذکر نہیں۔ اور نہ قرآن کا بنا یا ان کی کتاب موسیٰ سے افکار اور انجیل و قرآن سے بہت پہلے تصنیف ہوئی۔ تورات پرست یہ کتاب موسیٰ نبی کی تصنیف ہے۔ اور کچھ اس کے ایک شاگرد کی جس کو آج تک ۳۳۳ سال ہوتے ہیں۔ اس کتاب میں داؤد کا نام ہے نہ مسیح کا نہ محمد صاحب کا اور نہ زور نہ انجیل اور قرآن کا۔ ان ایسے سے پہلے نبیوں کے نام ہیں لکھے ہیں۔ یعنی آدم، نوح، لوط، ابراہیم، یعقوب، اسحاق، یوسف اور دوسرے قبیلے اور ایشیاء پرستوں کے مذہب کے شائعات اُسین ملتے ہیں جو موسیٰ کی تعلیم ساری کی ساری زردشت کے مذہب کی نقل کی گئی ہے۔ ابراہیم و موسیٰ سے پہلے ہوا ہے کہ وقت میں بھی ایشیاء پرست موجود تھے۔ چنانچہ فاضل محمد شیخ سعدی شیرازی لکھتے ہیں۔ از بوستان

شہیدم کہ کیف تازن السبیل نیامد بعمان مراے خلبل
انجیل کر اسی حکایت میں لکھا ہے۔ کہ جب دو دنوں روٹی کھانے کے لئے توبہ ایم نے خدا کا نام لیا۔ مگر اُس نے دیا۔ جس پر ابراہیم نے اس کو کہا۔
شرطت کرتے کہ دوزخ دیکھا۔ کہ نام خدا دین دوزخ بری
گفتار گرم طریقت بدست کہ تہذیب ازیر آتش پرست
سوداری برادرش جو میگاہ دید کہ منکر بود پیش یا کال پلید
بہت خدا نے جبرائیل فرشتہ بھیجا۔ جس نے آن کرہ کہا۔
گراؤے بردیش آتش سجود تو واپس چرا جی بری دست چود
منش داد خدا سالہ دوزخ جان تو اور براندی بیک یار نام
اسی طرح کتب تاریخ اسلام میں اس کے بہت سے نقل ملے جاتے ہیں جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ زردشت باقی مذہب فحش و موسیٰ و ابراہیم سے بہت پہلے اور دین اس کا ان دونوں کے دین سے آگے راجع تھا۔
نور اوسو شہدائے دین سفر تک دنا یہ جو زردشت پیغمبر تصنیف کی ہے میں
صاف طور پر وہ مقدس کا نام چاروں درون کا ذکر کیلویٹ کتابان۔ یون
کے نواید۔ مسیح کا مذکور گوشت خوردی کی تردید اور آریہ قوم کا حوالہ دیا ہے کہ وہ
ان کے بزرگ تھے۔

میاں جی کا بھی ذکر ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ ان کا مقام پنج زردشت سے مباح
ہو اعتقاد کہ کیشا کی ہریت ہے صاف ظاہر ہے کہ وہ سے وہ بھیجے گئے۔ اور
تورات پرستوں نے انجیل پر قرآن سب سے زنا و سفاکیت ہے میاں جی کی بابت
ہم دلائل واضح سے بتا چکے ہیں کہ اس کو چوبیس آج تک ۹۹۹ سال گزرتے
ہیں۔ موسیٰ کے دس حکم منو عمرتی سے منقول ہیں۔ بلکہ عموماً تورات منو عمرتی کی
نقل ہے۔ نمونے کے وقت آریہ ورت میں ویدک دھرم موجود تھا۔ اور منو عمرتی
موسیٰ کی تورات سے پہلے تھی جس کے واسطے اکثر فضلاء نے یورپین شاہد ہیں۔
(دیکھو یارن نام صاحب ڈاکٹر فرہادی عالم زبان) کی کتاب صفحہ ۷۹ و ۸۰ اور

زندادوستہا باب دوم لیشٹ آیت ۱۷۱) مگر منو عمرتی میں ویدوں کا ذکر ہے ویاس سے
پہلے جی پہلے ہوئے۔ بلکہ لوگ شاستر کی شرح ویاس جی نے لکھی ہے اس میں بھی
ویدوں کا نام موجود ہے۔ ویاس جی سے ہزاروں برس پہلے گوتم جی ہوئے۔ ان کے
بنائے ہوئے نیاو شاستروں میں بھی وید کا ذکر ہے۔ ان کے ہم پیکر کناو جی ہوئے۔ ان کے
بنائے ویشٹیک شاستر پر گوتم جی نے تیکا کی ہے۔ مگر وہی کناو جی گوتم سے بہت پہلے
ویدوں کے الہامی بودیکے قائل ہیں۔ بودھ شاستر دھرم کے نیرو سوقت بھی دنیا
میں ۴۲ کروڑ کے قریب ہیں) کا مصنف بدھ مسیح سے پہلے ۶۳۰ برس پہلے ہوا ہے
وہ بھی اپنے بنائے بودھ شاستر کے سوتر میں ویدوں کا ذکر کرتا ہے۔ پس وید اس سے
پہلے کے ہیں وید مقدس میں کسی گرتھ یا کسی کتاب یا کسی فرقہ کا ذکر نہیں ہے لیکن
اور مذہب میں کسی رسمی سیریز میں ویدوں کا ذکر ہے اور سدھیا علما انگلیٹڈ فرانس و امریکہ
کی شہادتیں ہیں کہ دنیا کی لائبریری میں وید مقدس سے چورانی کتاب کوئی نہیں ہے
اور اس کا تو آپ کو بھی اقبال ہے۔ جس کو آپ نے تاریخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رگوید
ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے (صفحہ ۱۱۱ احمد الہند)

پس وید سے قدیم بلکہ نہایت قدیم الہامی کتاب ہے جو دنیا کی تمام کتابوں
سے اول اور اس کی ہدایت سب ہدایتوں سے اول ہے۔ چنانچہ اس پہلی طوطی کی
مصدقہ دنیا میں سوائے وید مقدس کے اور کوئی کتاب نہیں تھو المطلوب
دوسری بخوبی یہ ہوتی چاہئے کہ وہ الہام ایسی زبان میں ہو جو سب باتوں
سے ممتاز ہو۔ کیونکہ رہانما اپنی سب صفات میں انسانوں سے ممتاز ہے۔
مقبول۔ زبانوں کی تحقیقات میں حالیہ ہوتی ہے۔ ویسی پہلے شاید کم ہوتی ہو
بالکل نہیں ہوتی۔ اور یہی جہان میں فضلاء یورپ نے اس بارہ میں کی ہے۔
وہ درحقیقت سکریہ کے مستحق ہے۔ اور سب کے زیادہ خوبی پر ہے۔ کہ وہ لوگ بے نصیب
محقق اور ہمارے مذہب سے جدا ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بے بد تحقیقات و تفتیش کے
جور سے قاعہ کی تھے وہ بخوبی ظاہر کر چکے ہیں۔

آریہ ریل سرولیم جو ش صاحب بہادر فرماتے ہیں مسکرت زبان پرانی زبان
سے زیادہ کامل اور دینی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے
کتاب تحقیقات حالات انشیا ص ۲۲۲

یہ وہی صولوی ذکا اللہ صاحب فرماتے ہیں علم زبان کی عجیب و غریب تحقیقات
سے اہل فرنگ نے ایک عجیب و غریب بات معلوم کی ہے۔ کہ آریہ کی زبان انسانی دینی
زبانوں کی اور یورپ کی تقریباً اہل زبانوں کی جڑ ہے۔ عرض اکثر بائبل جو نائٹ
اور مذہب میں۔ وہ اسی سے مشتق معلوم ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل
یونان اور اہل روم اور اہل جرمن اور اہل انگریز اور فرانس اور ہند۔ ایران و غیرہ
لسان کی قسمل کا ایک ہی تعلق ہے۔ (دیکھو تاج بہرہ اول باب افضل صفحہ ۲۲۲)
ایک اور فاضل و محقق آریہ ریل مؤرخ سوارٹ الفسٹن صاحب بہادر
سابق گورنر می آئی بیائی آریہ میں فرماتے ہیں مسکرت زبان کی صرف و نحو
ایسی کامل ہے کہ ان زبان کے کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر قائم بھی ہوتے ہیں
تو اس سے زیادہ نہیں ہوتے (تاج بہرہ نشان اب صفحہ ۷۹ و ۸۰)
اس کے علاوہ ہمارے مصنف سحر خط احمد صفحہ ۲۰۲ سے ۲۱۲ تک اور
مذہب براہین احمد میں باب مسکرت کی فضیلت۔

مسکرت کے تمام گرتھوں میں وید سے قدیم اور اعلیٰ مضامین سے پر
اور فصیح ہیں چنانچہ ایک خطی مزارج پوری نے فرماتے ہیں بے شک کوئی شخص

محقق کا لہر وک نے گائیتری کا ترجمہ اس طرح کیا ہے "ذات باری یعنی خدا کی قابل
پرستش شجلی کا دھیان کرو۔ اور یہ دعا گو کہ وہ ہماری عقل کو ہدایت کرتی رہی"
کتاب تحقیقات حالات (انبیاء جلد ۱ صفحہ ۴۰۰)

الہا ہی یروفسرو سن صاحب فرماتے ہیں "اس آفتاب الہی کے اعلیٰ شجلی کا
دھیان کرو جس سے ہمارے فہم اور عقل کو روشنی پہنچ سکتی ہے" (دیر فہرہ صاحب
کی کتاب جلد اول صفحہ ۱۸ کا حاشیہ)

قرآن میں نماز کے واسطے صلوٰۃ آنا ہے مگر شرح نصاب میں اسکے معنی یوں
لکھے ہیں "صلوٰۃ ماخوذ اصل کا معنی سترن ست جو نماز کنندہ در سجود میں بر زمین بر سر
اس فعل را صلوٰۃ کہتند۔ یعنی مٹی یا لہو صلوٰۃ شجر کے صلویں نوشہ اند یعنی جہانیک
ہر دو سترن و مٹی یا رشتوں ست از بن معنی (ارغیات الخفات ردیف ص)

اسی طرح گائیتری کا ترجمہ انگلش اور گجراتی میں موجود ہے۔ پس یہ ترجمہ آپ کا
کسی وجہ سے غلط ہے وچرا قول ہے کہ کسی ویدک لغات کے روحے کا نام دی تینوں حروف
پر ہما۔ وٹو جو پیل دیوتاؤں کے نام نہیں ہیں۔ اور نہ اوم ہی انہیں کسی کا نام ہے
نہ و م سندھ کا نام ہے۔ برہمہ گیکہ یعنی جس سے پار برہمہ بر مانا کی عبادت کجاوے نہ کر
معاذ اللہ چاندہ سورج کی یا برہما۔ وغیرہ ہمیشہ دیوتاؤں کی سو م خود ہندو ہیا کے
اگیر مشن کے تین ستروں میں صاف امتداد ہے کہ سورج چند پر ہر تھوئی وغیرہ اشار
ازنی و مساوی کا بنانے والا پرتا ہے۔ اس کے سوائے کوئی پوجا کے یوگی نہیں پھر
گائیتری یا سندھیل کسی شتر کا یا مشرکانہ ارتھ کی بھی نہیں ہو سکتا۔

اوم۔ نام سوائے ایک اوتی پر ماما۔ اومنی۔ اجنامت چھ آند سروپ کے
کبھی کو کسی کے واسطے نہیں بولا گیا۔ شکر کی ہزاروں ہیکوں میں "اوم" کی ایک
انکسیر ہے۔ ایسا واکہ موجود ہے۔ کہ اوم ایک لازوال سب سے بڑے پر ماما کا ہی
اہم ذات ہے اس کے سوائے کسی اور پر نہیں بولا جاتا جس سے صاف ظاہر ہے
کہ آپ قوم میں ہمیشہ ایک ہی پر ماما کی پرستش جاری رہی۔ مصنف قرآن نے توحید
کمال سے لکھی اور کہہ کہاں سے آویزا۔ اور کس طرح اپنا نام ملا کر حق و باطل کا میل ملایا
ہے ہم تمام دنیا کی آگاہی کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔

سوچی شکر آجادیہ کے زمانہ سے جب شیامت کا آغاز ہوا اور اسکے ابتدائیک سرچست
اوہنا ترا کو ایسے کہ وچرہ پر نہیں میں جاتے تھے۔ تو انہوں نے وہ شکر کو سوجی کا مشورہ
دیہ شکر کا لکھ اسی پر آپ نشدوں میں خوب بحث کی گئی ہے جسے عام طبع پر بعد
وہ کر کے دیکھ لوگوں کو ادب میں لگا۔ اور اہل سناسیوں کی زبان میں ہر صاحب نے
جو کہ کے مند کے پوجاری کے فرزند تھے شاکو سن طرح قسم اللہ الرحمن اللہ جبر
وغیرہ بہت سی آیات سلیمان پانی وغیرہ کی زبانی سن شاکو قرآن میں صج فرمیں

اسی طرح: **अग्नेन य सुप धारा ये अस्मा न वि श्वा नि दे-**
व घु नानि वि द्वा न। य यो ऽहम् स्म जु हु रा रा मे ना-
यि द्वा न्ते न म उ कि म वि द्ये म॥ य ० अ ० ४ ० मे १ ६

اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اچھا اللہ دینا الطہین ایاک تصد وایاک سبحن اہل
بالہ اطا المستقیم۔ صلا طال دین نعمت طہیم غیر المصنوب علیہم کمال اللہ
نہ جہل ہے سب کو جاننے والے پر ماما انہیں کو سر شاک مارگ دینے سمجھوں
ایا یوں کو) ہر پارت کہلئے۔ اور جو آپ آجروں روپ کے مانگ میں۔ ان سے ہم کو
دور کیجئے۔ مں نے ہم لوگ شتر پر روک آپ کی سستی کرتے ہیں کہ آپ ہم کو پور
ایا۔ وای طرح اس اوپ شتر کے واکہ کا **एकमेवा विद्म वे ब्र ह्म**

ने ह्वाना स्ति किंच न
اچھا۔ اور وہی برہم ہوتا ہی نہیں نہ جہل ایک ہی ہے لا شکر برہم ہرگز نہیں
اور کوئی واحد لا شکر اللہ لا الہ الا اللہ نہ جہل ایک ہی ہے لا شکر اللہ نہیں ہے
اللہ لیکن اللہ۔ دیکھئے صاف طور پر محمد صاحب نے نقل کی اور عرض اس بات
کے اقبال کرنے کے کہ میں نے پیروان وید سے توحید حاصل کی۔ اُنٹائے الام کے
یعنی یے۔ اب حق اور باطل کا فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔ آپ کے کلمہ میں محمد صاحب
کا نام ہونا عمارت توحید میں رخنہ اندازی ہے۔ اور لغات الہی میں دست درازی
اور اگر ہم آپ کی طرح ہندویت اور نفسانیت سے کام لیں تو اللہ چونکہ ایک پیرا کا نام
ہے۔ اور ہم سب کو اب کا۔ پیران اسم اللہ کے یہ معنی کر سکتے ہیں کہ آغاز مسکین
ابن قرآن را بنام کو ہے باپ کے نام کا کش سبک جہم ست یعنی اس کتاب کو میں شروع
کرتا ہوں۔ اس پیرا کے نام سے جو سبک جہم کی ملکیت ہے۔ پس قرآن کی بسم اللہ ہی
اللہ کے فضل سے غلط ہو جاتی ہے۔ اور عرض اوجا کے کا ذہیرے کی راہ دکھائی ہے
اگر درخا نہ کس ست ہمیں کجوف بس ست

اب ہم اسم اعظم کی بابت تحقیقات کرتے ہیں۔ اسم اعظم دو تین آل خفایا بسیار
یعنی اللہ ورنہ بعضے محمد ورنہ بعضے اسی القیوم اور ورنہ بعضے الرحمن الرحیم ورنہ بعضے
جہیم۔ واللہ علم العباد (از غیات)

سید ناصر الدین محمد ابوالنعبور کہتے ہیں یہ وہ وہ بد و داؤ اور خود موجود اسم ذات
بار تعالیٰ۔ اہل اسلام اللہ کے لفظ کو اسم ذات جانتے ہیں اور اہل کتاب بتا بلہ
مسلاوں کے کئی دلیلوں سے لفظ یہ وہ کو اسم ذات بار دعا جانتے ہیں۔

۱) قرآن میں جو فضیلتیں تورات کی کبھی ہیں اور بڑی فضیلت تورات کی ہو
نام ہے جو تورت میں اسم ذات سمجھا جاتا ہے۔ پس جو لفظ اہل تورت کے لئے
اسم ذات ہے وہی اہل قرآن کے لئے بھی ہے۔ (۱۲) اسم ذات چاہئے کہ ترکیب
و تعریف وغیرہ سے غیر اہل قرآن میں اللہ کی جمع الہ موجود ہے اور عبرانی میں
الوہیم۔ مگر لفظ یہ وہ کی کوئی ترکیب نہیں ہے۔ (۱۳) اللہ کا لفظ جنوں کے معنوں
میں آتا ہے۔ دیکھو سورۃ الصافات رکوع ۳ و سورۃ فرقان رکوع ۱۔ اسی طرح
(۱۴) تورت وغیرہ بھی الہیم قاضی و معنی کے معنی میں آیا ہے۔ دیکھو ۸۲ زبور
اور خروج ۱۶ مگر یہ وہ اور کا لفظ سوائے خدا کے کسی اور کے واسطے مستعمل نہیں
الہ کے معنی عبادت اور یہ وہا کے معنی وہ جو پختا اور ہے اور ہمیشہ تک ہو گا
میں معنی کے رو سے بھی یہ وہ اسم ذات ٹھہرتا ہے۔ اللہ کے لفظ کا اسم ذات
ہونا کہیں کلام اللہ سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ قرآن میں تو صاف لکھا ہے۔ علی
اصوالہ اذ ادعوا للرحمۃ الیما تادعوا لہ الامسا الحسفی یعنی کہ اللہ
کہہ کر پکار دیا۔ رحمن کہہ کر جو کہہ کر پکارو گے سو اسی کے نام خاصہ راخو سورۃ یس
اسرائیل) مگر یہ وہ اپنا نام خدا نے اپنی زبان سے خاص طور پر فرمایا تھا۔ خروج ۳
پس ان دلائل سے اہل کتاب سے ہم نے جانا کہ عیسائی علما جو لفظ الوہیم سے
کہیں جمع کا ہے ذات واحد حقیقی میں تملیث کا وجود ثابت کرتے ہیں۔ اگر ایسا
ہوتا تو یہاں الوہیم بتوں قاضیوں اور معنیوں کے واسطے کبھی استعمال نہ کرتے۔ کیونکہ
جوت تملیث کے واسطے اسم ذات یعنی یہ وہا صیغہ جمع میں ہونا ضرور تھا۔ اور
الوہیم بقول اہل کتاب اسم ذات نہیں ہے۔ دولت فاروقی صفحہ ۱۳ اور ۱۴
نکن اول باب اول دہلی

اور بلا کسی سبب کے تمام بھول کا سبب (یعنی نیت کا رن ہے) سب کا حاکم ہے اور سب پر قوی ہے۔ پیدا کنندہ اور بچانے والا اور تمام چیزوں کی صورت پلٹنے والا وہی ہے۔ کتاب ولیم چونس صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۲۸۔

یروفسبروس صاحب فرماتے ہیں: وہیں برہاوشنو اور شنو کو کچھ وقت نہیں دی گئی اور نہ برتس کے قابل سمجھے گئے۔ اور بہت کم ان کا ذکر پایا جاتا ہے دیکھو ان کا کچھ مطوعہ اسکورڈ صفحہ ۱۲۔

سالرک صاحب فرماتے ہیں: کہ ہم کو یہیں کوئی ایسا مقام نہیں مل سکا جیسے ہما وشنو مہیش کا اوتار ہونا ثابت ہو۔ کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۴۹۔

موترج اور برجان البرونی لکھتا ہے: بہت دیوتا یہ عام لوگوں کا عقیدہ ہے جو عظیم بادہ ہندو ہیں۔ وہ خدا کو ایک نیت جس کا کوئی آغاز و انجام نہیں۔ خدوین سربرا شکیمان سرگوک جی جاوید۔ زندگی بخش مالک۔ دنیا کا محافظ۔ یعنی رتک سیداندر ماسے ہیں۔ یہ لوگ خدا کی ہستی کو سچی مسمی ماسے ہیں۔ کیونکہ جو چیز کہ ہے۔ وہ ایشی کے توسط سے ہے۔ رالرونی کتاب صفحہ ۴۸۴ ۴۸۵۔ ایشیا تک سیداسی کے فضلہ نے بعد تحقیق بیا کے لکھا ہے۔

इदविष्णुः इति पुराणं संमि त-
सायणीयव्याख्यं च वैदिका नानादरणीयमथास्का नृत्ते
अवतारशब्दस्यापिवेदे अदृशनात्॥ नि० दे० प्र २ २३

ترجمہ: وہیوں میں ایضاً کا اوتار ہونا تو کجا بلکہ اوتار لفظ بھی نہیں ہے۔ اوتارو کی ساری کہانیاں پوراؤں میں بھری ہیں۔ اور وہ وید کے قطعی مخالف ہیں۔ وید سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ پاسک رتھی بھی ایسا ہی مانتے ہیں۔ رتوکت مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۲۸۔ پس یہ کہنا آپ کا کہ وید شرک کی کتاب ہے بالکل جھوٹ ہے۔

فولہ ۲۰۵ و ۲۰۶۔ ہندوؤں کے دین میں دن اور رات میں ایک عبادت فرض ہے اس کا نام سندھیا ہے۔ اور وقت اُس کے تین ہیں۔ پرات کال عین وقت سورج نکلنے کا۔ مدھیان عین وقت دوپہر کا۔ سائیں کال عین وقت سورج ڈوبنے کا۔ اقول۔ جبکہ سندھیا کرنا ویدک دھرم کے سب ماننے والوں کا فرض ہے۔ اور اُس سے تمام ر عبادت بر ماتا مراد ہے۔ مگر وقت اس کے تین نہیں دو ہیں نشان مفرہ آپ کے بھی ہمارے لیکن کے خلاف ہیں۔ اصل میں وید اور سوتھری اور آپ سندوں اور تاسروں کے مطابق سندھیا کرنے کے دو وقت مقرر ہیں۔ پہلا صبح کی سندھیا کا وقت ستاروں کے غروب سے آفتاب کی منور تک دوسرا آفتاب کے غروب سے ستاروں کے منور تک شام کی سندھیا ہے۔ دیکھو منو ۲۔ اور محمد صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ فان استطعت ان تغلبوا پس اگرے تواند کہ غلبہ کردہ فتوبہ وعاجز ووزبون ذکر بعد علی صلوات قبل طلوع الشمس قبل غروبہا ہر ناسے کہ میت ازیر آمدن آفتاب است و ناسے کہ پیش از فرو رفتن آفتاب است یعنی نماز بار بار و ناز دیگر فاعلوا پس تاواند موافقت بر ناز غیر و عجز دست نہید کہ موافقت کنندہ بریں ناز سازا و رترست۔ یہ یلن پرودگار قتالی و تخصیص بر ناز یا ماد و دیگر بہت شرف و افضلیت آہناست۔ چہ اول وقت استراحت و غلہ خواب و ثانی وقت کار و بار و رفتن بیازار است۔ وجہ شرف ابن دو وقت در جہت آنکہ رویت در آخرت ہمدیں دو وقت باشند و ستر خاند استحضرت ابن آیت را کرد۔ سچ بچل و یک قبل طلوع الشمس قبل غروبہا و شکوۃ جلد ۲ باب روایت تالی فصل ۲ صفحہ ۴۵۔

قولہ: اور سندھیا میں دل سے توبہا اور روش اور حاد لو کی عظیم میں مصروف

نہا ہوتا ہے۔ تاکہیں اور ناک ہند کہہ اور تینوں کی مریت کا دھیان کرنا اور زبان سے گایتری کا جپ کرنا اور بیٹھے اور متروں کو بھی پڑھنا۔ جو کسی میں اللہ تعالیٰ کا نام تک نہیں اور صبح کو سندھیا میں سورج کے طلوع کی طرف مندر کے کھڑے ہونا اور دونوں ہاتھوں سے دعا مانگنا اور شام کی سندھیا میں ایسا ہی مغرب کی طرف منہ کر کے کرنا اور دوپہر کی سندھیا کا آفتاب کو نیچا ہوتا ہے۔ دونوں ہاتھ بلند کرنے۔ اور اس سندھیا میں کہ ہندوؤں کے دین میں اس سے بڑھ کر کوئی پوجا نہیں۔ اللہ صاحب کا نام بھی نہیں ہے۔

اقول۔ جہاں تک سندھیا اور اُس کے مقدس متروں کو دیکھا گیا ہے۔ برہما وشنو مہیش کا یا اور کسی کی دیوی دیوتا کا ان میں نام و نشان نہیں۔ سوائے برہما کے اور کسی کا ان متروں میں مذکور نہیں۔ اور نہ کسی غیر سے واسطہ۔ دل کو ماسوائے سے روک کر پرایام کے ذریعہ شیور کی طرف لگانا اور سب جواسوں کو قابو میں کر کے لیش کے گناؤں میں مصروف ہو جانا اسی کا نام سندھیا ہے۔ چنانچہ سندھیا افتخار کے معنی بھی یہی ہیں بھلی پرکار دھیان کیا جاوے۔ پریشور کا جس میں اُس کو سندھیا کہتے ہیں اس میں کسی کی صورت اور صورت کی قطعی ضرورت نہیں۔ بلکہ باعث کہ قدرت کیونکہ تمام صورتیں اور صورتیں فانی ہیں اور مادی پر مانتا تھا ویر سے بڑا ہے وہ جہانی نہیں کہ اس کے دھیان کے واسطے کسی بیت اللہ یا تحراب یا صورت کی ضرورت ہو۔ داغ کو سخوت سے خالی کر پراتما کے جلال پر غور کرنا ف سے پراؤں کا اٹھانا۔ تمام بد ہنسیاں گھما کر استقلال سے دل کو قائم کرنا۔ سینہ کو کینہ سے خالی کرنا۔ کینہ کی طرح مصفا کرنا اور اپنے دل میں قدرت قادر کا خیال کر کے اس کے گنوں کا سحر کرنا سندھیا کا اصلی مطلب ہے۔ اسی کے متعلق ایک فاضل نے کہا ہے۔

چشم بند گوش ہند و لب بہ بند۔ گردنابی ستر حق برمن بخت۔

گن کے بچانے سے گئی کا دھیان کیا جاتا ہے۔ گایتری کا جاپ اپنی لطیف ہی ہے۔ بیت ایک ارتھ صحت بچا کرنے سے دل میں پرکاش ہوتا ہے۔ سندھیا میں کل ۱۹ آیت ہیں جن میں کم سے کم ۱۲ کے مقدس نام ۲۰ سے زیادہ ہیں۔ کھڑے ہونے لیٹے بیٹھنے سے عبادت کا کوئی تعلق نہیں ان حرکات بجا سے عبادت جدا ہے۔ ایک نیت سحران میں بیٹھ کر لیٹے گونہ نہائی میں جہاں شور و شر نہ ہو اور نہ حالات متشر نہیں اور سچ بھی ہے عبادت را بجا عت چہ تعلق۔ فنیول حرکات کو ویک خفی میں کو ستر کر اندریوں کو تا یعنی روح کی طرف اور روح کو پراتما کی طرف متوجہ کرنا چاہئے سورج چاند یا زہرہ کا اُس سے کوئی تعلق نہیں۔ دونوں وقت کی سندھیا ہر چاہیں بیٹھ کر آرام سے کرنی چاہئے کسی خاص سمت کی قید ضروری نہیں۔ کیونکہ وہ پراتما ہے جہت ہے ایک جہت کی طرف اُسے ہمیشہ سجدہ کرنا بھی ایک مکر و طعنے کی نیت پرستی ہے۔ بار بار مانگنے کھڑا ہونے بیٹھنے لیٹنے سے طبیعت متشر ہو جاتی ہے۔ دل قائم نہیں رہتا اور اس سے عبادت کا مزہ بھی نہیں ہوتا۔ ایک مہانتا نے کہا ہے عجیب سوزا حرکت بجا کہ منشی و بیختری۔ ان اُسے اگر ورزش جہانی کا ناقص طریقہ کہیں تو ٹھیک ہے۔ عام آریوں میں سندھیا سے بڑھ کر کوئی پوجا نہیں مگر خاص لوگوں کے کرنے کے واسطے اس سے آگے لوگابھیاں آج چکے پورا ہونے سے انسان بالکل عارف کامل ہو کر پراتما کے دھیان میں محو ہو جاتا ہے۔ ان قرآن میں یا دین اسلام میں ناسے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور نہ حور و غلمان سے بڑھ کر کوئی نجات۔

قولہ: اور گایتری کا پڑھنا ان کے نزدیک نہایت ثواب اور تمام ہندوؤں کا

قوله ۹-۱۰ و ۸۰-۸۱ کہ مذہب ذوالن نے اپنے مذہب سے الزام دیا اور عرض اور کہنے کے لئے یہ نقدیہ نڈت دیا تہ برسوقی کے برخلاف تمام ہندوؤں اور اولیوں و آخرین کے یہ جیلا کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ پدم پوران و دیو پوران بھاکوت و دہا بھاکوت وغیرہ جن میں جھوٹ اور کفر اور شرک اور فتنہ بھرا ہوا ہے۔ یہ کتابیں ہمارے دین کی منہیں ہیں ہم تو یہ کہہ مانتے ہیں جس میں نہ جھوٹ ہے نہ کفر نہ شرک نہ فتنہ ہوا اس کا جو ایہ ہے کہ یہ کتابیں بیشک ہمارے دین کی ہیں ستارا بید جس کو پڑھتا ہے وہ خود کہتا ہے کہ یہ کتابیں میرے نکلے ہیں۔ اور یہ ایک چھوٹا سا علم ہے۔ جسے خدا کی معرفت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ انھوں نے وید کے مذکور ایک کلمہ میں لکھا ہے۔ کہ ایک علم کا نام علم صغیر ہے۔ اور دوسرے علم کا نام علم کبیر ہے۔ علم صغیر اُد ہے جاوے بید اور اُس کے ذرا غات سے جیسے کہ کچھ شاستر اور اشارہ پوران اور صرف و نحو یعنی بیا کر ن اور نظم و نثر اور نجوم اور طب و جڑو ہیں۔ اور علم کبیر اُد ہے۔ علم الہی کے کہ جسے اُس ذاک پاک کو مانا ہے جو بے زوال ہے اور فنا سے آزاد ہے۔

اقول۔ میرا کہ آریہ سماج الزام دے کر کے کی نسبت سے نہیں بلکہ محض احقاق حق کی وجہ سے پوراؤں کو منہیں مانتے۔ انہوں نے آپ کی طرح جہالت سے نہیں بلکہ برہم کر اور اتنا س بسکوں یعنی کتب تاریخ کی تحقیقات سے دریافت کر لیا ہے کہ پوران محض فسانات ہیں جیسے ناول اور ناولک رست دھرم کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ صاحب مرقون اور مہون کا فیصلہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ یہ بات اگر وہ میں ہو تو وہیں اس کے ماننے سے کبھی انکار نہیں مگر یہ تو وہ میں ہرگز نہیں البتہ مذکور آپ نشد میں ایک عبارت ہے جس کو آپ نے ناواقفیت اور غلط خیالی سے اس طلب کا سمجھا مگر اُس میں بھی نہ جھٹ شاستر کو ذکر ہے نہ علم طب کا۔ اور اشارہ پوراؤں کا تو مطلق اشارہ ہی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ اصل و اکبر یہ ہے

तस्मै सव्ये वाचं देवि धेनु देवि नमः इति ह सव्य द व ह्य वि हो व द न्ति परा चै वा परान् ॥ १ ॥ तत्रा परं कृ ग्वेदं यजुर्वेदः सवेदो ऽथ व वेदः शि शा क लो व्या कर रां निरुक्ते छन्दो ज्ञो ति षमिति ॥ अथ परा यथा र क्षर म

ترجمہ۔ یا توک جی کہتے ہیں کہ وہ تو دیکھا جائے کہ لائی ہیں جن کو وہ کہے جانے والے اس طرح کہتے ہیں۔ پرا اور آرا۔ آرا و دیا صرف ہی ہے کہ نہ کٹا کلپ۔ ویا کر ن نہ کلت۔ جھند۔ جو نکل لچھ ویا کر ن کے رک۔ بکو۔ سا۔ انھو ویدوں کو کہتے ہیں مگر صرف پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ اُس پر سوچنا و جاننا اور عمل کرنا بھی اور ہی عمل کرنا ہے ویدوں کے ذریعے ایثارگیان کے واسطے و چارنا پڑا ہے ایک ریک ایک آپ نشد سار ہے جسے یاو او بن جیدر رے صاحب مہر برہم سماج نے ۱۹۳۲ء میں طبع کر لیا تھا جس میں لکھا ہے کہ برہم کلیت اور کثیریت و شے ویدوں میں ابرا اور برادوں اور برکا کی شریاں ہیں (صفحہ ۴۴ مطبعہ ۵۵ پر کر ن) ویدک دھرم تو میں منشی کشیش پرشاد سب ڈپٹی ایسٹرن ضلع نرمت میر و برہم سماج لکھتے ہیں اسی شری پر کر عرض ہے کہ ایثارگیان سے مطلب ہے نہ کہ برہم کلیت کے واسطے کہنے سے کہیو کہ وید میں تو ایثارگیان ہی کا بیان ہے (صفحہ ۵۵ مطبعہ ۵۵ پر کر ن) (صفحہ ۵۵ مطبعہ ۵۵ پر کر ن) اس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف کتابوں کا برہم سماج ہی ہے یعنی آہ۔ اور ان کا عمل کرنا حقیقی ہے یعنی پرا۔ یاویدوں کا صرف عالم ہونا۔ ایراوتیا کا جاننے والا کہتا ہے مود ان پر عمل کرنے والا پراوتیا کا ماہر مہر ایسا اور پراویدوں وید میں ہیں۔ وید سے باہر نہیں ہیں مڑی سے متعلق ایک جہان نے لکھا ہے۔

वद पाठी भवे तु विप्र संज्ञाना तिस्रा ह्य रा ॥
یعنی ویدوں کا صرف ایک پڑھنے والا وید کہتا ہے اور عمل کرنے والا براہمن۔
ایسا ہی طب کے شہور گرجہ سشرت میں فاضل سی شرتے ہیں۔
यथा वर स्व स् न भारवाहि भारव्य वला न तु चन्द सं। र व
हिशा स्त्रा गि ब ह न्य धी त्य चा र्ष मू हा ख र व द हं ति ॥
ترجمہ جیسے کہ سے برجن کے لائے کہ وہ بوجھ کو جاتا ہے۔ کہ کہ جن کو ایسا ہی بہت شاستروں کے براہ لینے سے اگر مٹے وہ عا کو نہیں جاتا اور عمل میں کرتا تو کہنے کی طرح صرف بازخار ہے۔ ایسے ہی رسوں کے قول میں شاکر قرآن نے بھی لکھا ہے مثل اللہ بن حملو النور قد شہد لہ حملو اکتل الحمکا بحمل اسفا مراً (عہد تفسیر حمینی میں ہے۔

باریاد علم کاں نمود رہنا
علمائے اہل جہاں مثال
علم چوں بدول دہا باری بود
چوں بدل خلی رخی گری سنی
اسی کے حسب حال سعید سی شازی نے کہا ہے کہ
علم خدا کہ جھٹ خدائی
چوں عمل در تو شہ دانی
چون خلق بود و دانشمند
چاند بے بود کایے چند
آن فردای راجہ علم و نور
کہ برہم ہر موت یاد نور

جن طرح قرآن میں غلط قصص آجائے سے کتاب قصص العہد یا قصص الانبیاء اور غلط حدیث آجائے سے صحاح ستہ کا گمان کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح وید میں غلط بیان آجائے سے بھاکوت اوک کا گمان کرنا بھی نا فانی ہے جب تک کسی خاص کا نام نہ ہو۔ یا عدد اشارہ سا قطعہ موجود نہ ہو۔ وید تک ۸ پوراؤں کا کوئی تعلق پوران لفظ سے نہیں ہے۔ اگر ویدوں میں ان پوراؤں کا نام ہوتا جس طرح قرآن میں توریت۔ زبور۔ انجیل صحیف انبیاء کا وہم بسر و چشم مانتے ہو تو گروں کی طرح حدائق میں غلطی و نادانی کے قابل نہیں ہیں جو اس کے احکام کو منسوخ یا نہیں بخدا کہہ۔ کہ آپ اسی ایک بات سے ہی حق و باطل کی تمیز کر لیں

قوله ۹-۱۰ و ۸۰-۸۱ اور شیش من جو راجہ راجند کے استاد اور ہندو کے بڑے پیشوا ہیں۔ اور ہندوؤں کے نزدیک ان کی تحقیق و دانند سرتی کی تحقیق سے حد با وجہ زیادہ ہے جو کہ شیشٹ کے جو بڑے استخیر ریکٹن میں لکھتے ہیں کہ پڑھانے واسطے نظام مخلوق کے چار ہر اٹھارہ عمری چھ شاستر۔ اٹھارہ پوران بنائے ہیں یہ کتابیں سب کہما سے موجود ہیں۔ پس جبکہ یہ ایک ہی شخص کے بنائے ہوئے ہیں پھر کیا وجہ کہ ان میں سے چاروں ویدوں کو مشر اور مقبول ہوئے۔ اور باقی سب غیر مقبول اور مردود ہیں۔ اگر مشر ہوں تو سب ہوں۔ اور اگر غیر مقبول ہوں تو سب ہوں نا خود حق تو یہ ہے کہ سب غیر مقبول ہیں۔

اقول۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ آپ نے آج تک جو کہ شیشٹ نہیں دیکھا۔ اور نہ کوئی اور مستند گرجہ دیکھا ہے۔ اُس میں یہ بات نہ کر نہیں ہے۔ تو ہونی چاہئے کہیو کہیو کہ کوئی اندھا بھی نہیں کہہ سکتا کہ چاؤ وید۔ استخرفی چھ شاستر ۸ پوران سب برہما کہنے بنائے ہیں وجہ یہ کہ جاہل مطلق کے سوا اور نام نہاد لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ یہ گرجہ کس کے مانے ہیں۔ چنانچہ ہم خلاصہ سے حال درج کر کے ہیں۔

باب اول

دین کے حقائق اور اصول کا جواب

صاحب ہی ہمارے دین کے بڑے دشمن ہیں۔ ہندوؤں سے نہ رے دین کو کچھ
 ہندو نہیں پہنچتا۔ ہندو وینچنا ہے غریب آسامی ہیں کسی کو نہیں جھڑپتے۔ اب ایک
 مدت سے اسی غریب آسامی نے بھی سڑاٹھا یا اور فتح ہندو اندرون طرہ آبادی نے بڑے
 مخالفت بلکہ قتل کلام کے ساتھ دین اسلام کے ساتھ بدی کرنے پر کمر باندھی۔ اور خاص
 اس زمانہ میں آپہ سراج ایک نیا فرقہ ہندوؤں میں ظاہر ہوا ہے۔ دین اسلام پر
 حملہ کرتے ہیں۔ اور اپنے جل مرتب سے اپنے ہی آپ کو فرقہ ناجیہ سمجھ کر بد پر بہت
 سخت تا ناں ہیں۔ اور بد جو کفر اور شرک اور مضامین و اہیات سے بھرا ہوا ہے جس
 کو اللہ تعالیٰ کا کلام جانتے ہیں۔ اس پر ہتھیان نہیں کرتے۔ اور اپنی کوئی نظری سے
 ہر طرف سے دین اسلام پر اعتراض کرتے۔ اور عوام الناس کو ہر گاتے اور ہر رنگ
 کرتے ہیں۔

جواب۔ ہمارے متعصب مولوی صاحب نے جن اخلاق حذ سے کتاب کا آغاز کیا
 نظریں اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ وہیں دھوہانے کی ضرورت نہیں۔ شیخی کو معلوم
 نہیں کہ پہلے حکم کن نے کیا یا جان بوجھ کر شیخیل عارفہ کرتے ہیں۔ اول انہوں نے ہندو
 مت پر حملہ کیا اور کتاب تحفۃ المسلمین کی حفاظت خود اختیار کر لی۔ اور انہوں نے
 سارا بران حفاظت خود اختیار کی کی طرف سے بھی تردید نہیں کیا۔ یہی کبھی نہیں
 پس سے ذرا انصاف تو کیجئے لگا لگا کر نے شریعت پر شک ہم غریب آسامی
 تھے اور ہیں مگر جب کوئی حد سے زیادہ ہم کو تنگ کرے تو پھر سہار نہیں سکتے۔ مخالف
 کے دانت توڑ دیتے ہیں۔

دینی کو جو گرو نہ عاجز شود برادر بچکال جیشم بینک
 مجبوراً ہم کو آپ کے حملہ بجا کا جواب دینا پڑا۔ اب اپنی بیوہ اور قرض اور اثاثہ
 باقی کی پرہیز نہیں کرتے۔ اور اندرین کے معقول اعتراضات کو بڑے انفاقوں سے
 یاد کرتے ہو بھائی کسی کو بد دہانی سے گالیاں مٹ دو۔ ورنہ بڑھاپے میں بیوانی
 مول لوگے۔ ہم آپ کی گالیوں کا کوئی جواب نہیں دیتے۔ یہاں اس کے
 انگلیوں سے چڑھنے دینے کو کیا مال صاحب لڑاں بگڑی تو بگڑی تھی شیخو دین بگڑا
 شریاں سوامی جی نے سنا رتھ پر کاش جتن اور نامہ نگار نے نکیزب سارہن احمدیہ و
 خط احمدیہ میں اس مسئلہ کا جواب کہ کون کتاب بفرک سے بھری ہوئی ہے۔ کا کافی ایک
 وائی دیہا ہے۔ جو غالباً ترن جل کا علاج شافی ہے۔ اگر ہمارے دوست لاسلے
 مطالعہ کرتے تو ہم یقین سے کہتے ہیں۔ کہ پھر قرآن کی توحید کا دودھ بھرتے۔ ہم ہی لفظ
 سارے کے سارے قرآن کی نسبت دہرا سکتے ہیں۔ مگر اپنا یہ شیوہ نہیں۔

منشی اندرون کے اعتراضوں کا جواب مولویوں سے آج تک نہ بن سکا۔ ایک
 منشی اندرون کے مقابلہ میں کئے مولویوں نے ہم حق کے بغروہ دے بہادری جس نے
 ایک ہاتھ سے ہی سب کو بچھاڑا۔ ولی رام کا مصرعہ شاید اسی موقع کے واسطے ہے
 نہنہ خدا رسید و صلاں ہن ماند
 کیا کوئی عقلمند کہتا ہے کہ اندرون کا کسی مولوی نے کبھی پڑو۔ مقابلہ کیا؟ ہر
 شیخ صاحب آپ کہیہ سراج کو خواہ کتنی ہی گالیاں دیں اور یہ سراج اس سے گھبرا
 نہیں بقول شیخ
 دریائے خرواہاں نمود و تیرہ بر سکتے۔ عارف (ادب) کہ سب رنگ است ہنوز

سنت اختیار کرکچہ نہ بولے صرف تحفۃ الاسلام ہی اس غرض سے مرتبہ شائع ہوئی
 اب اس قدر غرض مزید کے لہذا وہی مولوی صاحب پھر خطاب سے پیدا ہوئے اور
 اسی تحفۃ المسلمین کی طرز پر معقولیت کے خلاف دقناوسی اعتراض لکھنے شروع کئے
 وہ ایک کتاب جنت الہند نام ۵۶ صفحہ کی شائع کی جو ہمارے پاس بڑے شوق سے
 خرید کر منشی وغیرہ کا پرشاد صاحب کا یہ تحفہ نے دہلی سے ارسال کی بطلانہ سے
 معلوم ہوا کہ بہت سے اعتراضات تو کتاب سوط اللہ الجبار علی منہ انکار سے مولوی
 صاحب نے نقل کئے۔ جن کے جواب منشی اندرون مرحوم نے اندیکر المعروف
 سادہ میں دیئے۔ اگر اعتراضات یا دہری سمجھ صاحب کی کتاب تحقیق دین حق
 جس کے جواب نامہ نگار نے دھرم کی شہادت میں لکھ دیا اور بہت سے اہل
 براہین احمدیہ سے منقول ہیں۔ جن کے مدلل و معقول جواب تکذیب براہین احمدیہ
 میں موجود۔ اور یہ سوط اللہ جبار اصل عبارت "سورہ جیم" آیت کی تفسیر کر دی۔ حالانکہ
 اس کتاب کا واضح جواب نسخہ خط احمدیہ میں مدت سے ہم لکھ چکے۔ علاوہ برائے
 بہت سے اعتراضات ایسے ہیں جن کے جواب منشی اندرون صاحب کی کتاب میں
 میں دے گئے ہیں۔ پس ہم ان سے قطع نظر صرف ایسے سوالوں کا جواب دیں گے
 جن کے جواب رہ گئے یا جو مولوی صاحب نے لکھے۔ ورنہ فضول کا فضاہ کرنا
 ایسا شیوہ نہیں ہے۔ مگر ان آریہ سراج کے سامنے ایسے اعتراض گھاس بھوس سے
 برہم کر رکھتے ہیں۔ ایک ہی صداقت کا شعلہ ان کے مجسم کرنے کو کافی
 ہے۔ اور ہم اپنے ہندو بھائیوں سے دست بستہ التماس کرتے ہیں کہ وہ مست
 دھرم کی سہائت سے غافل نہ رہیں۔ وہ بیشک اور پختک کر موموں میں جو مست
 شامتر اور ضار ضروری ہیں بڑے بڑے بچے پریم سے ویدک سسکاروں کا برتاؤ
 کریں۔ اس وقت حکومت عقل و علم کی ہے۔ پس ہم کیوں اس سے محروم
 رہیں۔ ویدک دھرم سنار میں پھیل رہا ہے۔ آپ بھی خود عرضی اور پھوٹ کر
 چھوڑ کر مست دھرم کی بجے منائیں۔ آپ نشد و فکی الہیات اور شاستروں کی کٹائی
 دنیا میں پھیلنا لیں۔ خود عرضوں کی پیروی چھوڑ کر وید اور الیشور کو اپنا مادی نہیں
 کہٹ اور بعض تیاگ کر میدان میں آئیں۔ آریہ سراج اس بچے ویدک دھرم کا شاندار
 ہے۔ ہمارے مخالفوں کی ساری حکمت عملی سے آدھریا دیے۔ براولے آپ کو
 توہمات پیا تلہ میں پھنسا یا۔ مست ویدک دھرم سے گمراہ بنایا۔ توہنی چولنے اپنی
 طرح جوڑھ کر دکھایا۔ مال و دولت کو ضائع کر لیا۔ اور ظالموں کے ہاتھ سے درجہ
 تباہی پہنچا یا کیا اس غافل کو رشک کے زمانہ میں بھی آپ کا دل خواب غفلت سے
 بیدار ہوئے تو نہیں چاہتا؟ کیا اس لیلیا کے فلسفے محض بنانے کے سوا کوئی اور
 سچل دے سکتے ہیں پیارے بھائیو بیدار ہو جاؤ۔ پوتر دھرم کو شک نہ لگاؤ۔ ہمارے
 عقیدوں سے دھرم معیوب سمجھا جا رہا ہے۔

دیگر ناظرین سے یہ عرض ہے کہ بظاہر انصاف ساری کتاب کو مطالعہ کریں۔
 حق و باطل کو آنکھوں کے سامنے دھریں۔ غالباً نتیجہ نیک یا وینگے۔ ہم اپنے مسلمان
 دوستوں کی طرح جیسے کہ وہ ناواقفی سے آریہ دھرم کو تعصب سے دیکھتے اور اس کی
 کتابوں کو کم دیکھتے ہیں۔ کتنے دین اسلام کو تعصب سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ صداقت سے مطالعہ
 کرتے ہیں۔ یہاں دین اسلام میں کوئی شخص ایسی خوبی تلا وے جو وید متقد میں نہ
 ہو۔ تو ہم بسوچتے قبول کرنے کو تیار ہیں۔ مگر ہم کیا کریں۔ ہمارے دوست تعصب کی
 زنجیریں اسے موکر اس روشنی کے زمانہ میں بھی محزون لگا سناؤں کو جانا چاہتے ہیں۔
 احوال تالیف الاشارة والفاصل لا یفیدہ انف جبارہ ہٹا کر ایک کھلم کھلا اور نہ ہرگز

مسیح نے اول اس مدرسہ میں تعلیم پائی اور پھر مذہب کی دیکھنے کے لئے ہندوستان کا سفر کیا۔ بوجہ حواری توحید تکلیف اسی مدرسہ کے شاگردوں سے لگے دیکھو انجیل برآمدہ تبت۔

آخر مسیح کی چھٹی صدی میں مچھل صاحب نے عرب میں جنم لیا اور میدان خالی دیکھ کر عمر چل سالہ پیغمبری کی ہوا اس کے سر میں سمائی۔ وہی ہے جاوڑ بھی یا رغار مل گئے۔ اور خود حضرت ختم المرسلین بن بیٹھے۔ دعوے ملک گیری کے ساتھ ہما د مذہبی کا چھڑا بلند کیا۔ اور حتی الوسع ریگستان عرب میں خون کی ندیاں بہائیں۔ بعد کے خلفائے راشدین نے ختم المرسلین کی وصیت کو پورا کیا۔ یہاں تک کہ لوٹ مار کا بازار گرم ہو کر لاکھوں مسرتوں سے جدا ہو جانے اور لاکھوں نئی غلام بننے اور صد ہا شہر بے چراغ بنونے کے بعد عرب، روم، ایران، مصر، افغانستان، بلوچستان، سینین، پندرگال لے طوعاً و کرہاً دین محمدی قبول کر دیں۔ لیکن ان سے بھی زیادہ کیفیت ہندوستان کی ہوئی۔ گریہ ہندوستان اور ملکوں کی طرح مر نہیں گیا تھا۔ اس سے اندازاً سی گشت و خون کے زمانہ میں۔ راتانہ راتانہ چھینے، کبیر، تانک، مانگ، امر داس، تیسری داس، رانداس، ارچن، مہیشو ہر رائے۔ اور دھوسنگھ، گوہر سنگھ، بیواجی، وغیرہ ہمارا لوگ مختلف اوقات میں یا وجود سخت سخت تکالیف اٹھانے کے بھی بھگوانہت ست دھرم کا اپنی فرماتے رہے۔ ماوجودیکہ آتش جہاد محمدی پھیر کر رہی تھی۔ مگر ان کے موثر اپدیشوں کی بارش نے بہت کچھ اُسے فرو کر دیا۔ یہاں تک کہ جو اسلام کا ہند میں ہوتا تھا۔ اُس کا عشر عشر بھی نہیں رہا۔ اور ملکوں میں پڑانے مذہبوں کا نام و نشان نہیں رہا۔ ایران میں پارسیوں کی آتش کو اسلامی خون نے سرور دیا۔ دیکر توحید کے سامنے اسلام خود سر ہو گیا۔ جس کا فضلاء اسلام کو خود قبول ہے۔ چنانچہ فاضل الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں:-

وہ دین جہازی کا پیراک بیڑا نشان جس کا فضلاء عالم میں بیچا

زچون میں انکا دھرم میں جھکا مقابل ہوا کوئی خطرہ دجس کا

کھٹے پہر جس نے ساتوں سمندر

وہ ڈوبا دمانے میں رنگا کے اگر

پہلے تو صرف ایک اسلام ہی کا سامنا تھا۔ جس کے واسطے لسنے خیر خواہوں نے کمر بستہ کر مقابلہ کیا۔ مگر اب تو ایک اور مذہب بھی یہاں آجھا اور آگے ہی مقبولیت سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک عقلمند جانتا ہے کہ نادان دشمن سے دانا دشمن بہت بڑا ہے۔ بنامیاں خرابی و بدی رورور بڑھنے لگی اور ست دھرم کا مٹا یا اس ہونے لگا۔ جب اس طرح ظلمت پھیلنے پھیلنے آید ورت خود ظلمات ہو گیا۔ اور بہتری کی کوئی صورت نہ دیکھ پڑی تو ایک ہاتھ انداز میں تحصیل علوم سے فارغ ہو لوگ آئندہ سے نکل جگت کے بندھا کر باندھی۔ درحقیقت ہمارا نام کی حکمت کا مد کا تقاضا تھا۔ ورنہ آئیل آدمی سے اتنا انکار مشکل تھا۔ نہ علیہ کی مانند کوئی حواری مقرر کرے اور نہ موسیٰ و محمد صاحب کی طرح کوئی اصحاب یا علیہ یا فرج جزا سامنے لی۔ صرف صداقت اور گیان پر پھر و سر رکھ ست سناٹ و دیکر دھرم کا اپدیش کید نیائے کی مدلل ہدایت اور منطق بھری ہوئی وعظ میں فلاسفی اور طبقات کے ویک اصول نے تعلیم یافتہ کو چکا چونہ کر دیا۔ قرآن و نبی اور جیالوجی نے اُس کے قدم چومے۔ سائنس کے استقبال کیا۔ تاریخ قدیم ہند اور ہر گز بھی سبات بات میں دلائل و اثبات تھے۔ فقرہ فقرہ میں ساکھ اور یوگ کے

لکات تھے کیا اس تعلیم کے روشن زمانہ میں مشرق القہر کی انگشت نمائی کام اتنی تھی کیا پرمیشا کی دیاسلانی کا مصداق اس وقت کے لائق تھا کیا جاوڑ کی چھتری سانب کی لالچی۔ لالچی کا ساسب بنانا اس وقت کا رند ہو سکتا تھا کیا آگے جو موسیٰ نے دیکھی۔ جس نے ہار جلا دیا۔ اور آنا زائی انی انا اللہ کی نکالی غار۔ آگے بھی کیا مختلف مذہبوں کی کتابوں سے دلست رہائیں نکال کر نہ مذہب چل سکتا تھا۔ یا وہ صوفی مذہب انسان جس کو پیرہ دیوں نے صلیب پر چڑھا دیا۔ اور جس نے موت ہوئے جان دی خدا ہو سکتا تھا۔ کیا انجیل کے درخت کو گلاباں دینا اور ڈاکٹر صاحب کے روہر و مردہ زندہ کرنا۔ آنکھوں کا علاج کرنا۔ جن بھوت نکالنا۔ بیجانی کہل سکتی تھی۔ ہر گز گر سبب عقل کا زمانہ۔ علم کا وقت۔ دلیل کا دور اور انداز سنی کا راج تھا۔ جب آسمان ہی تر رہے۔ معراج میں گھوڑے پر چڑھ کر آسمان پر اڑنے کی ملاقات کو جانا یا خدا کے داییں ہاتھ چومنے آسمان یا پانچویں آسمان پر جا بیٹھنا۔ ہر جا بیٹھنا سکب پڑائی کے لائق تھا۔ لب سے زیادہ سچی اور کامل اور سب سے انادی اور پاک ہدایت کی ضرورت تھی۔ سبحان اللہ! ہر کچھ تیری ایار ہماں ہے۔ تو کیسا سرب تکلیف ہے۔ تیری قدرت کاملہ تیرے قوانین عجیبہ تیرے دھرم باکل مطابق ہیں۔ ماورپی سب ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں تیرے بیٹے آئین کا راند ہیں۔ تیری ذات پاک کی غیاں جس خوبی سے وید بتلاتا ہے۔ دوسرے کسی کا کیا منہ ہے کہ کہہ سکے۔ درحقیقت سچ ہے۔ آفتاب آدمیت ال آفتاب جگہ لیشور! ہم تیری برم کر پانا کا ورین کس منہ سے کریں۔ جس نے اس زمانہ میں فاضل اجل نادے بے بدل سنا خود مندر مشرقی سوامی دیا مندر جی ملایج کو جگت سدا کے واسطے پیرنا کی اور ان کی ذات بھی و ہنواد کے لائق ہے۔ جنوں نے لکھ۔ مودہ دیا دی کوئی گ۔ کام آؤک و شیوں سے دل و برگ دان کر ایشوری پریم کی آگ میں اپنے آپ کو سوا کر دیا۔ ان کی وڈیا۔ ان کا ہر بھوتہ ان کا استقلال۔ اور ست دھرم پر درڑھ بیٹوس گت میں بے نظیر تھا۔ اُن کے ویدک ست اپدیش نے ظلمت کو ہند کو نورانی کر دیا۔ آفتاب و ستارہ پستی بہ چند روزہ پر کاٹش جانا رہا۔ ایشوری جلال کے آگے سب گراست ہو گئے۔ سکاں و ہمارا دل کی خاک جیزی سے لوگوں کو شرم دلائی۔ سرور دیا ایک کے لئے یہاں نہ بنانے والوں کو چل کیا۔ رحیم خدا کے لئے کھینٹ چڑھانے والوں اور ترن کرنے والوں کو عدل ربانی سے ڈرایا۔ بچے خاوں اور قہرناؤں میں خاک اڑنے لگی۔ آتش پرستی کو ست اپدیش کی بارش سے بجھا دیا آتش خیر رجوا لا مکھی ہرگز کی گرم بازاری ٹھنڈی ہو گئی گویا آن پرستیوں پر فربہ لگی۔ رنگا۔ روزمہ۔ اور بیستہ سے نجات کی امید رکھنے والے ناپوس ہو کر ہاتھ دھو بیٹھے۔ تنیک کی بازی تین کانے ہو گئی۔ چل کاف کا طسم سیلائی ٹوٹ گیا تنیکس کر ڈکا عقیدہ حل ہو گیا۔ خوف شیطانی کی نجات اور مردہ پرستی کی غلاظت سے دل پاک ہوا ہو گئے۔ گو رواج کا بوریہ بندھا ہو چکا۔ جبر کی تلوڑ ٹوٹ گئی۔ خود خدا اپنے اول کو اپدیش کرانادی بندہ بنایا۔ اور ہر طرح کے روحانی و جسمانی برائی لوگوں کو بھادی پوشیدہ فرما دے کہ عرصہ چالیس سال کا ہو کر مولوی عبد اللہ صاحب نے ایک کتاب تحفۃ العبد تصیف کی۔ جس کا جواب اسی زمانہ میں مشرقی اندون ملاؤ آبادی نے تحفۃ الاسلام میں دیدیا۔ اس کے بعد اسی مضمون پر تقریر آہ آگاہیں ہر جواب سے مختلف اوقات میں سناچ ہوئی رہیں۔ باوجودیکہ مشرقی اندون صاحب نے تحفۃ الاسلام کے بعد بھی چھ کتابیں اور کتابیں مگر مولوی صاحب اس عرصہ میں

وہابیہ

بنام آئندہ نامش اور کم کارست انادنی اذنت و برنگار راست

میں جیہ سامیوں اس درجہ کا مقام کا۔ کعبہ جہاں جواب نہ پائے سلام کا
 پرانا شکرانہ کی جہاں۔ مہمان کا عرف۔ اور ہم سب کے ان کی یاد دہاں کا
 ایک انسان کے ساتھ کس طرح اور آئینے۔ اس کے ایک ایک گن کا اذاد اور اس کی
 ایک ایک گن کا دھن اور بیان کر کے۔ فزون کے دفتر چاہئے۔ مگر اتنی عمر کہاں ہو
 برصہ رشتی بھی تھکتی ہو کر رشتی تھی بیکار آئے۔ جہاں تا یوگیش بھی جن کے جوں
 سے بڑھ کر انسان کے واسطے کوئی نیک نمونہ نہیں مل سکتا، آخر کار یہی فرما گئے۔ کہ
 سوئے اس کے پورے ذات تھے اور کوئی مہار یہ کے لایع نہیں۔ سورج۔ چندر۔
 سیارے۔ ستارے۔ سب زمان حال سے بیکار رہے ہیں۔ کہ ہم مخلوق اور ناوٹی
 میں ہم ایک ذرہ دست حاکم کے فرمان پذیر ہیں۔ حادثہ مفوضہ کو اسجام دے رہے ہیں
 جہاں تک بھی کام کرتی سے ساری سرشتی کے اندر اس کی صنعت کا ملہ سکا
 پائے جاتے ہیں۔ تمام جڑیں جگت ایسے واسطے نہیں بلکہ رحوں کے واسطے فیض
 اور کل دنیا کے نباتات و گردوش ارضی کے تعلقات ان کے ہی لئے وجود ہیں۔ تیں۔
 ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اس ظاہری اور جہانی بصارت کے واسطے سورج کی کتنی
 بڑی ضرورت ہے۔ جن کے بغیر عوامی قدرتی نظارہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور انسان
 کسی طرح کا لایع اٹھا سکتا ہے۔ جس پر جہاں تک خورد کی جائے پیدا کرنے والے
 کی بہت مزائی ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر اور زیادہ خورد کی جائے تو صاف صاف
 ہو جائیگا۔ کہ یعنی ان جہانی آنکھوں کے واسطے اس سورج کی ضرورت ہے اس سے
 چراگزار زیادہ درجہ جہانی آنکھوں کے واسطے روحانی سورج کی حاجت ہے آدمی کی
 کتنی ہی اچھی پرشاک پس ہو۔ کسی ہی علمہ خوراک ہو۔ زندہ روغن بھی اچھا ہو۔
 دولت بھی کتنی ہی زیادہ ہو۔ مگر باوجود اس ہم صرف علم و عقل کے نہ ہونے سے
 انسان محض حیوان ہے۔ راج رشتی بھرنی جی لے کہا اچھا فرمایا ہے۔

ये ध्यान विद्या न तपो न दानं धर्मं न शौचं न गृह्यं
 पियस्य ते नृत्यलोके भुवि भारभूता न सुखरूपेण मृगाश्च
 انحر جس انسان کے پاس نہ دیا ہے اور نہ عبادت نہ گیان نہ دھرم نہ دان
 نہ اخلاق کا کوئی گن ہے۔ وہ انسان نہیں بلکہ وہ اس سنار میں صرف زمین کا بوجھ
 ہے۔ شکل آدمی کی مگر حیوان بھرنا ہے۔

دانا و عتقے نزدیک کہنے سے بھی و دیان کی زیادہ ضرورت ہے۔ انسان جو
 از شرف مخلوقات کہلاتا ہے۔ وہ صرف دست و دیان کے سبب سے خورد ہے علم
 انسان اور ذیل مخلوقات سے کسی حالت میں اچھا نہیں۔ اس حکم مطابق نے مثل
 ظاہری سورج کے باطنی سورج بھی پیدا کیا ہے۔ ظاہری میں جہانی روشنی ہے
 اور باطنی میں روحانی۔ قانون قدرت جو تادیر مطابق کائنات کا پریشک ثبوت ہے۔
 اس سے ظاہر ہے کہ کچا گیان وہی ہے۔ جو علم و عقل بلکہ قانون قدرت کے مطابق
 ہو ظاہری آنکھیں ظاہری روشنی سے قانون قدرت کا مطالعہ و مشاہدہ کریں
 اور باطنی آنکھیں علمی روشنی سے اس کی تحقیق و تصدیق کریں۔ دونوں کا اتفاق
 بچے قانون کی گیان ہے۔ ورنہ عقل کے خلاف علم کے خلاف مشاہدہ اور تجربہ کے
 خلاف کوئی گیان پیشور کا نہیں ہو سکتا۔ تلوار سے تسلیم کرانا۔ چاد سے مٹوانا
 تور و غلمان کے دام میں بھیسانا اور بات ہے۔ اور علم و عقل سے تسلیم کر کے مٹوانا

امر و دیگر ہے جس طرح آفتاب کی روشنی کے ساتھ سب چاند ستارے اور چرخ
 اور مہا ہیاں چمکی اور ناکارہ ہیں۔ ویسے ہی سچے الہام کے سامنے۔ آفتاب معرفت
 کے سامنے کسی اور کا چمکنا ہی ناممکن ہے۔ علم کے پھیلنے کی دیر اور عقل کے ظہور کی
 کمی ہے۔ ورنہ سارا ناممکن ہے کہ جو کچھ کچھ سجائی کا مقابلہ کر سکے۔ علم و عقل کے حراج
 ہدایت سے منور دل کسی طرح پھسلانے سے نہیں بچ سکتا۔ اور نہ کسی کے لئے
 اور دھمکانے سے ناراضی کو قبول کرتا ہے وہ جانتا ہے۔ کہ قوم۔ رشتہ دار۔ صرف
 مہال کے ساتھی ہیں۔ پس جھوٹی قوم کے واسطے ہم کیوں عداوت اور جی کے خلاف
 ہوں۔ جب طالب جن اسی طرح جہاں روشن اور قانون کو قدرت کو مد نظر رکھنا
 کرتا ہے۔ تو جہالت کے زور و شور کی پروا نہ کر دہ جن ہم جھوٹے دینوں اور کھوٹے
 مذہبوں اور بڑی باتوں سے بیزار ہو کر سچے دھرم کو ضرور حاصل کر لیتا ہے کیونکہ
 جس طرح کو ہمیں نے اپنی بے لگانہ ہمت سے ملک و قوم کی مخالفت پر بھی ہمت
 سختیاں اور محاذ دیکھا کر امر کیا۔ ایا۔ جس طرح گھیلگو وغیرہ بھانسی لیتے تھے بھی
 صداقت کا اظہار کر گئے۔ اسی طرح وہ صداقت کا مست تحقیق کی امانت میں
 ضرور سچائی کو پاتا ہے۔ گھر انہیں اور نہ بچھتا تھا۔ انسانی سرشتی کے ابتداء
 سے بھارت کے (دیکھ) جنگ تک تمام دنیا میں صرف ایک دھرم اور ایک ہی طرح
 کے کرم تھے۔ ویدوں کا ہی سب جگت میں پرچار تھا۔ اور سچ مہا گن پر ہی پرورش
 میں سرور کار۔ مگر باہمی خرابی کے سبب خانہ جنگی ہوئی۔ بھوٹ کا بچ بول گیا۔ اور بہت
 جلدی بار آور ہوا۔ یعنی مت مشائیر پھیلنے کا آغاز۔ ۱۹۴۷ء سال گز سے
 کہ یہ جنگ ہوئی تو روکھشیر خلع تھا تیسرے میدان میں اور ویک بھگت کارنا
 گرم رہا۔ لاکھوں آدمی کھیت نہتے سافرت دھرم میں آئندہ کا خاتمہ ہوا۔ اول
 اول جو قدرے بگڑے وہ پانسی ہوئے۔ اور ساتھ ہی بدچلن لوگوں میں دام مارک
 پھیلنا شروع ہوا۔ جن کے کئی صدیوں کے بعد موسوی دین پھیلنے لگا۔ چپ
 وام مارک اور موسوی دین نے خدا کے نام پر ہاؤنڈوں کی سمول قرابان اور موشی
 قربانیاں زیادہ راج کر دیں۔ ملک میں خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ بنگلہ جالوریوں
 کے خون کے دارع پوڑا اور پاک بھگت گھروں کے دروازوں پر لوگ پاکی کی کے
 اظہار کو لگائے گئے۔ اور مانتوں پر بھی خون کا شکر لگتے لگے۔ نوریت یا انتر گھروں
 میں بچھڑے اور بکریوں کے لوسے بھجوا یا جو دھا خوش ہونے لگا۔ قصاب خانہ کا
 ٹھکانہ دار جب خدا کو بتا گیا۔ سارے گناہ اسی پوڑا اور خدا سے پرمانہ کے ذریعے گئے
 تب ایک کشتی تے اس کلنک کے دور کرنے کا سہرا اٹھا یا ایسی ساکسنگھہ قوم
 نے بدھ مت چلایا۔ اور لوگوں کو ایسے خدا و الہام سے نفرت دلائی۔ گو یا رحمت کی
 ندی بہائی۔ وعظ میں بتلایا بلکہ لوگوں کے ذہن نہیں کرایا۔ کہ عظیم اور دیو پرمانہ کیا
 نہیں کھاتا۔ اور نہ جاننا کے کھلنے کا ارشاد فرماتا ہے۔ اس ایک ہی جی بات
 نے ذول کو نشہ کر لیا۔ جہاں موسوی کی تلوار کا گرد نہ ہوئی اور وام مارک کی بھٹری بھی
 نہ چل سکی۔ وہاں اس کی سچ فصاحت و صداقت کام کر گئی۔ امریکہ سا فریق۔ پورب
 اور ایتا جہر دیکھو یا وجود نہ رنے دھائی ہزار سال کے اس تک بھی پوری ایک
 تہائی تپ۔ آبادی دنیا کی اسی کا گنت کا رہی ہے۔

اس کے بعد سچ سے تین سو برس پیشہ شکر آچار یہ نے ہمتہ ایشور جیو کی شلیٹ
 قانم کر دیں ویرات سے سب کو ہمہ اوست کی تعلیم دی اور راہ راست سے بھڑایا۔
 انہیں دھن سکندری کی جڑ بھائی کے سبب تمام مذہب ملکوں میں بل چل مچی اور سکندری
 میں اسی تعلیم کا مدہ جاری کیا جو مدت تک موجود اور ہونا شکر پیدا کر تارا۔

مطلق ذکر نہیں۔ پادری کی طرح آب نے بھی پادر ہونا بات ٹانگ دی۔ اور دھوکا کھایا۔ ہاتھ اسکا بند بوجھ لے ان دام مارگیوں کے حق میں کیا اچھا کہا ہے۔

یعنی لکڑی کاڑھنا اور پیتھوں کا کھانا کھانا۔ اگر اس طرح سو رنگ میں جاتا ہے تو رنگ کس طرح جائیگا۔ ساسی کے مطابق کبیر جی نے بھی درجہ جنم کے مسلمان تھے۔ اور ہندوستان میں ایک فرقہ کے بانی ہیں۔ کہا ہے کہ جیو بدھ و دھرم کو تھاپو اور دھرم کا ان کو بھائی آپس کو مٹنی در کر تھاپو جو کان کو کہتے تھائی پس اسے مسلمان بھائیوں ان خیالات کو ترک کرو۔ اور سمجھو کہ اگر گوشت خوری۔ خونریزی۔ قمار بازی۔ زنا کاری۔ سراب نوشی۔ مذہب اور ایمان ہے۔ تو لا مذہبی اور بے ایمانی کیا چیز ہوگی۔ یورپ کے محقق اور دانائے اکثروں کی کامل تحقیقات نے بھی آخر کار ثابت کر دیا ہے کہ وجہ شیرین ہونا انسان کی واسطے قدرتی بات ہے۔ کہونکہ اس کی بناوٹ گوشت خوری کے حسب حال نہیں ہے۔ خدا سے رحمن و رحیم کے بندے سو کہ ایسا ظلم اور اندھیر کس طرح جائز ہے۔ کیونکہ گرگ منش ہو کر بھڑوں کا پھاڑنا انسانیت سے ساجید ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے +

تنہم گو سفندے را بز رنگ
رمانید از دواں دست گرگے
شبانگہ کا در بر حلقن بمانید
روان گو سفندازے بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی
چو دیدم حاجت خود گرگ بودی

اول جب چھوڑا۔ تو اسے بزرگ کہا۔ اسی بزرگ نے جب مانے کا قصد کیا تو گرگ نے کہا دیکھئے خدا کے واسطے دیکھئے۔ کہ سب جلد بزرگ سے گرگ ہو گیا

نظم

بھاپو بھیری جفا کی چلاؤ گے کب تک
خونریزی اپنا مذہب بناؤ گے کب تک
باطل سے میل حق کو بھلاؤ گے کب تک
اور امر حق سے آنکھ چراؤ گے کب تک
کب تک رہو گے خند و تعصب میں ڈوبتے
و حتیٰ پیٹے کو دل سے بھلاؤ گے کب تک
قربانی کا نشان بھی دیدیں جب نہیں
دعوے بیہ نہایت چلاؤ گے کب تک
الزام خام چھوڑ کے سچ کو رد قبول
کھاؤ گے مائش خون بہاؤ گے کب تک
ایمان سے بے دور جو کاٹو ہو بے تصور
ظالم نفس کو گرگ بناؤ گے کب تک

انور عشق کرتا ہے اک بندہ خدا
خون کر کے پاکباز کھاؤ گے کب تک
اسے دوستو ہے دوزخ خون سرسبزوں
دھتیر پلید ہے یہ مٹاؤ گے کب تک

راقم۔ وہی آپ کا قدیمی خیر خواہ آریہ سفر

حجت الاسلام

دیباچہ از اڈیٹر کتاب حجت الاسلام دھرم کی دیدی پر آریہ کے علاوہ ایک اور ضخیم کتاب (یعنی کنز نبی براہین احمدیہ حصہ دوم) بھی تیار کر کے پنڈت لیکھ رام بھی چھوڑ گئے ہیں۔ دیگر چھوٹے بڑے ساروں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے۔ لیکن ان سب میں سے ایک حجت الاسلام جی ہے۔ جسے کہ پنڈت جی اپنے روبرو قریباً چھپوا چکے تھے۔ صرف سرور جو کہ پہلے سے لکھا ہوا موجود تھا ان کی موت کے بعد چھپوا دیا گیا ہے۔ گویا خلق اللہ کی سیوا کرتے ہوئے جو بے نظیر سچائی کر مکمل کر کے دھرم کی دیدی پر دے رکھا کرتے تھے۔ ان میں سے حجت الاسلام آخری تھا +

اور جی وجہ تھی۔ کہ اس کتاب کی بار اول کی چھپی ہوئی ۷۰۰ کاپیاں ایک ہفتے کے اندر اندر ختم ہو کر دوسری بار اسے چھپوانے کی ضرورت پڑی۔ اس مرتبہ ۴۰۰ کاپیاں چھپوائی گئی ہیں۔ لیکن جس جوش سے کہ اب مکہ اس نادر نسخہ کی مانگ آ رہی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طبع دوم بھی شاید ایک ماہ سے زیادہ کے لئے کافی نہ ہوگا +

طبع اول کے وقت چونکہ پنڈت لیکھ رام جی کو اکثر باہر بھی جانا پڑتا تھا۔ اور ساتھ ہی ہر شے دیا نند کے جیون جرت کے کام کا بوجھ بھی پڑا تھا۔ اس لئے کتابت اور محاوروں کی اکثر غلطیاں رہ گئی تھیں۔ جنہیں کہ طبع دوم میں درست کر دیا گیا ہے۔ البتہ ایک جگہ میں نے کچھ حصہ لینے دو صفحوں کے قریب عبارت) بانگل کاٹ ڈیبے کی دیر کی ہے۔ سو وہ پنڈت جی کی تحریر کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ بلکہ کل مکمل لفظ بلفظ محمدی مصنفوں سے منقول تھا۔ یہ وہ حصہ ہے۔ جن کی شرحی طبع اول میں حسب ذیل تھی "اسلام کی حیاداری کا ایک عجیب متاہن"

اس میں محمدی مصنفوں نے عورتوں کے خدے کا حال اور وجہ لکھے ہوئے اس قدر نقش کلامی اور بے غیرتی سے کام کیا ہے۔ کہ حیا انکے پر ملک کرنے کی اجازت نہیں دیتی +

جیسا کہ ہرگز نہ بتلا سکیں گے تو وہ دین جس کے آب و اعطاب میں حوائط کو اس قدر
چھوٹے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ان کے درمیان سے گزرنے والے کو چھوڑ دینے اور عربی کے
اس مقولہ کو یاد رکھنے لے حضرت اللہ علیہ السلام کا ذہن

اب ہم دوسرے عہدہ الواعظین اسلام سید گوہر علی شاہ
کے اعترافات متعلقہ قربانی کا جواب دیتے ہیں

ناظرین اگرچہ ہم نے مفصل جواب اس کا لکھ کر پیش کیا ہے۔ مگر اس
جگہ نہایت مختصر طور پر آپ کے مفید سمجھ کر سمجھ عرض کرتے ہیں۔

یہ اعتراض کہ ہندو لوگ قربانی کو جائز جانتے ہیں۔ اگرچہ بالکل صحیح نہیں مگر
کسی قدر صحیح ہے۔ علم یہ کہ اب بھی دیوی اور شیوہ جی کے پوجاری یا معتقد یا پجیرو
کے مرد پر بار بھارتوں کے لئے۔ گو سفند۔ مرقی۔ جیسے کو مار کر کھا جاتے ہیں اور
ان کا خون مورتوں پر چڑھاتے ہیں اور خود پر بھانے پر انسان کی قربانی کو بھی صحیح
بتلاتے ہیں۔ مگر یہ صرف فرقہ وادہ مارگیوں کا اعتقاد ہے۔ نہ کہ ویدیت والوں کا
اور جب سے یہ فرقہ جلائے سے ہی اس کی مخالفت شروع ہوئی۔ وہ کہے
وہ افکار لوگ اس کا ٹھکانہ کرتے رہے اور اپنے آپ کو ویدیت یعنی چرنیز گار
رجا کیہ کا مترادف ہے۔ پکا رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ لوگ نہایت پوشیدہ طور پر
اپنی ان پراختیاءوں کو کرتے رہے۔ کچھ تو خود سے بدور ٹھیکے کر شہر سے دور
جڑ بوقت مرگ از دست۔ عادت کو طبیعت تانی ہو جاتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ یہ
لوگ باوجود نہایت نفرت سے دیکھے جاتے ہیں۔ مگر بھی ہو جو درجہ ہے۔ آئندہ ویدیت
میں سوائے وادہ مارگیوں کے اور کسی فرقہ وادہ مذہب یا قربانی یا گوشت خوردی جائز
نہیں جانتے اب ہم بتلاتے ہیں کہ عام مارگی لوگ وید لوگوں میں بائیدتی کو ان
وید دھرم کے موافق ہیں یا منافق۔

شہد استو مہادی۔ جو سنسکرت کی مشہور لغات ہے اس میں اس طرح لکھا ہے۔
वामाचारपुंवामावेदादिविरुद्धाचारतत्त्वोक्तो
मदामासादिसेवनरूपेआचरणेशास्त्रस्तोअ०१६

ترجمہ۔ وادہ مار یعنی مذہب وادہ مارک معنی یہ ملی۔ برخلاف وید کے طریقہ
منظروں کے مطابق۔ مذہب یعنی شراب سائل (گوشت) نہیں (پھلی) لذت بخش
کے استعمال کرنے کا طریقہ۔ دیکھو صفحہ ۱۰۷۔ مطبوعہ بارودہ پرنٹنگ پریس
لوگوں کا نام فارسی میں مشعل کشاں ہے۔ جس کے حق میں نظامی کہتا ہے
میں باوجود کشاں اور دار۔ یہی چلی مارک ہے۔ نہ مفصل حال دیکھو وچار مارگر
اور ستیا رتھ پر کا سٹی۔

وید بیاس جی حماراج آپریدی اور شہنشاہ فاضل ویدیات شارن کے تصنیف
جن کے نامہ وید ہونے میں بھی کو کام نہیں اور جو بکتے آٹری زمانہ میں نہایت
جاری ہوا وہ اس فرقہ کی حاجت لکھتے ہیں۔

सुरामत्या पशो मांसं हि हिना बसिस्तथा।
अवर्तितं ह्येतच्चैव ह्येदेव्युक्तं त्वे॥ अथ शान्ति
पर्व

ترجمہ۔ شراب پھلی اور دیگر جانوروں کا گوشت انسان کی
قربانیوں یا نہایت اور شہر لوگوں کے خلاف دینی میں نہایت جائز نہیں
خود دیا سن جی نے جب یہ رائے ان لوگوں کی حاجت لکھی تو پھر وہ میں لکھا
چاہئے کہ حال کیا لکھا ہے۔ پھر وید اور گوید کے فقرہ وادہ جی خواجہ لکھتے

گو کرنا نہیں وغیرہ میں دیکھ کر دیکھتے ہیں اور یہ بھی لکھ کر نہیں دیتے
ویدیت۔ اور ایسی طرح ہمارے دوست باواؤں کا نام جی نے بھی ای کی ب میں
نے خوانے دیتے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم ایک اور جوالہ عرض کرتے ہیں۔

यथा मांसं यथासुर यथा स्थिवेव तेषां यथा पुंसो व
ब्रह्मयोक्तिर्यानि ह्येताने मवा॥ अथर्व वेद १००५

ترجمہ۔ باتیں کا کھانا اور شراب کا پینا۔ اور جو اکھیلنا اور نہ کاری کرنا انسان کے
میں کو بڑا کر دیتا ہے۔ جس سے بیکری اور آٹا ٹاٹ ہو جاتے ہیں اور آٹا کے
لشت یعنی پالی ہونے دھرم اور کرم سب برباد ہو جاتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو کہ گوشت خوردی
شراب نوشی۔ زنا کاری۔ قمار بازی۔ بڑے گناہ ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے۔ دیکھو
اکھروید مطبوعہ رولیت اور پرنٹری صفحہ ۱۱۲)

باقی رہی اجماعی کتاب کی کہانی نہ یا اور اسی قسم کی کہانی ویدیت میں نہایت
نہیں ہے۔ اس کا بڑا ثبوت خود وید مقدس اور مہا جاسٹ اور مہا شاستر ہیں
کہ وید میں کوئی بھی انتہا نہیں ہے۔ اور نہ کسی خاص آدمی کا ذکر ہے۔ بلکہ
ساری دنیا کے واسطے برابر شاد ہیں۔ اس قرآن میں اسکیل اور ابراہیم کی انسانی
قربانی کی کہانی موجود ہے۔

باقی رہی۔ گناہ کی قربانی اس کا ویدوں میں نام و نشان بھی نہیں۔ وید
دو کتا کر کہ وہ تو وید ہی ہے۔ اس میں اویدک بات کا ہے کہ ہو سکتی ہے۔
قرآن جو کہ اور بعض باتوں میں وید کے مخالف ہے وہ بھی اس بات میں وید کے
مطابق ہے۔ کیونکہ جان بھک ہمارے قرآن کی نسبت معلومات ہیں۔ اس میں گناہ
کی قربانی یا اس کے گوشت کھانے کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ صرف اونٹ کی قربانی
کا سورہ حج میں ذکر ہے۔ مگر وہاں ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے۔

لن یزال اللہ لکھو صلتا ولا وصاوا لھا و لکن ینالہ التقویٰ معکم
مترجمہ۔ نہیں پہنچتا خدا کو گوشت قربانی کا۔ اور نہ خون جانوروں کا۔ لیکن
اس کو تو تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

پس اس سے بھی اگر کوئی نظر غور سے دیکھے تو صاف ظاہر ہے کہ گوشت
قربانی یا خون ریزی سے خدائے رحیم خوشنود نہیں ہے اور نہ خدا کی مرضی کے مطابق
ہے۔ اس ظالم اور خود غرض آدمیوں کی مرضی کے مطابق ضرور ہے اور یہی سبب
ہے کہ آئے دن یہ شریف میں ہینڈ باٹھوں کی امراض موجود رہتی ہیں۔

مسلمان بھائیو یاد رکھو کہ سودن چور کے اور ایک دن ساہ کا۔ آخر سب کو
اپنے اعمالوں کا پھل ملے گا۔ بلکہ ملتا ہے بے زبانوں کے منہ کے گلے کاٹنے اور اس کا
نام رکھنا قربانی۔ واہ قربان جائیں۔ اس عقل اور دانائی کے
برعکس منہ نام لگائی کا فور

پھر کی دیوی دیوتوں کی طرح یا مردہ پیروں نفیوں کی طرح خدا ہرگز ہرگز
اس قربانی یعنی خون ریزی سے راجی نہیں۔ بلکہ وہ تو تقویٰ اور پرہیزگاری
سے رضا مند ہے۔ خدا کو راضی کر۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے اس قول پر عمل کرو
لا تشھکوا لبلو و لکم مقابرا انجو انات ترجمہ۔ مت بناؤ پیٹوں کو جانوروں

کی گورستان۔ کسی نے کیا کچھ کہہ ہے
کہہ پیشہ چلنے زریست۔ دل گد گاہ جلیل اکبریت
دل بہت آوید کچھ اکبریت۔ انہما راں کو بہ کبدل بہت
جو عبادت سنسکرت کی آپ نے نقل کی ہے۔ اس میں قربانی یا جانور مارنے کا

کتاب کا بل مارا گیا کہ جس کے نقل کر لیا اور نام دیکھا سا بن آج یہ کیا دیکھو تکیہ
میں احمد صفحہ ۱۰۳ میں مسکرت کی عبارت اس کی بھی غلط ہے۔
اخر میں مولوی - حب قبول کیے بغیر دلا درست دزدے کو بکلی چھوڑ دیا۔
لکھتے ہیں

مولوی ۱۵۔ داغ جو کہ شکر آجیا یہ اور سا بنانا یہ کہے ترجمے سے اب تک
مذہب میں مقبول و موجود ہیں۔ اور انہیں کے موافق جو لے ان لہ جوتوں کا ترجمہ
آیہ صاحبان کی خدمت میں پیش کیا ہے مابین عرف سے بھڑا لانے کے کچھ نہیں
گھٹایا دیا۔ اور اس کو شہرہ موجود اصل مسکرت سے مقابلہ کر کے۔ اور اسی طرح
آیہ صاحبان بھی اگر اس ترجمہ کو بھیج کر نہ جانیں روزانہ تعصب جیہ کہ زبان کو
نہیں جانے اور پوراؤں کو پوب لیز قرار دیتے یا ازادہ جہانت کے یا اس کے
خلاف چلیں تو ان پر بھی لازم ہے کہ وہ ان مترجوں کا ترجمہ کسی ترجمہ کے موافق
لکھ کر پیش کریں۔ محض دیاندی پر کھنڈ کریں کیونکہ جسے نزدیک جمع آریہ
صاحبان بعید سامی و باندہ جی ہیں اور یہ مقابلہ کسی گویا انہیں سے ہوا ہے اور
نہ اپنی عقل کو دخل دے کر بیا کر گرتے ترجمہ کریں کیونکہ ایک اور دوسرے
کی بات عادت ہے اور جتنے لادجب فیتے ہیں اسی سے بیکے گم ہوئے ہیں۔
آریہ۔ انہوں نے بائیں چالاک کی اور تعجب بائیں دیر کی اور حیرانی اس میں جھپٹ
ہے حضرت شکر آجاریہ کا کوئی ترجمہ دیدہ کا نہیں۔ اس وقت کے صرف اس آئینہ دل
کا ترجمہ کیا تھا کہ ایک نامراد نے ان کو لہر دیدی جس سے وہ دگر گئے عالم جاہلی
ہو گئے اور ناب شد ویر ہیں۔ کیونکہ آپ نشہ دس اور دیدہ چار ہیں۔ اس ترجمہ
کے مطابق ترجمہ کرنا اور اس ترجمہ کا ہندوں میں موجود اور مقبول ہونا یہ آپ کا
پہلا جھوٹ ہے۔

بادو دستکرت نہ جاننے کے اور بھاشا بھی بھجوتی نہ پڑھ سکتے کے بھید اس
کے ترجمہ اردو اور ہماری اردو کتابوں سے نقل کرنا اور سائیں کا ترجمہ جو مسکرت
میں ہے جس کو آپ بالکل نہیں پڑھ سکتے اور نہ آج تک دیکھا ہے کہ وہ کتنی بڑی
کتاب ہے۔ اور جو نے یہ کہ انہیں کے موافق ہم نے ان مترجوں کا ترجمہ آجیا
کی خدمت میں پیش کیلئے ہے۔ آپ کا دوسرا جھوٹ ہے۔ ہماری کتاب گذب
براہین احمدیہ و نسخہ خط احمدیہ سے جو را کہ ترجمہ لکھنا اور نام لکھنا شکر آجاریہ
و سائیں آجاریہ بکسا نیا یہ آپ کا تیسرا جھوٹ ہے۔
بادو دستکرت سے محض آئی ہوئے کے اور نقل کر کے اور کتاب سے ہم
اپنا کسی اور کتاب کا عیدینے کے اور دستکرت اور دیدہ شاستر سے بالکل ناواقف
ہو کر مسلمانوں کے آگے واعظ اسلام اور رسالہ کے نام پیش بھیج پر مابہر و شاستر
لکھنے کے حالانکہ تراکھشریٹ آجاریہ سے روزانہ وہ تخت نہیں یا سکتے مابہر
اس پر دستکرت کا اتنا گھنڈ یہ آپ کا چوتھا جھوٹ ہے۔
سب سے بڑھ کر یہ کہ جس کو بڑھ ہو۔ وہ اصل پٹنگ سے مقابل کرے یا پکا
پانچواں جھوٹ ہے۔

ہم مولوی صاحب واعظ اسلام مابہر و شاستر کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ دوسری
تک اپنے خدائوں کے واسطے صفحہ ۱۰۳ کے مابہر و شاستر کے مابہر و شاستر ۱۱۰ کے
متر اور ترجمے اور صفحہ ۱۰۳ کے متر اور ترجمہ اور صفحہ ۱۰۳ کے متر اور ترجمہ اور اس کا
ترجمہ شکر آجاریہ یا سائیں آجاریہ یا بھیمند اس یا دلیم کے کسی ترجمہ سے سوائے
ہمارے نسخہ خط احمدیہ و گذب براہین احمدیہ کے بتلاویں اور اگر بتلا سکے

ایک ہزار سے اوپر متر ہیں۔ ہم کیا تلاش کریں۔
مولوی ۱۰۔ رگوید اشکات ۳ اشکات ۱۱ متر لکھ کر کیا دیکھی کا اعتراض
کیا ہے کہ اگر یہ اشکات کا کام ہوتا تو کیا اندر سے مدد چاہتا اس متر کا ترجمہ سائیں
چار نے اگلے زمانہ میں اور پندت ترجمہ دت کند۔ آبادی اور ماسٹر کینڈاس
دہلوی اور بادری ولیم صاحب نے زمانہ حال میں اس طرح ہر کھا ہے۔

آریہ۔ یہ اعتراض آپ کا نہیں ہے۔ بلکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح
فادیا کی ہے جو انہوں نے براہین احمدیہ میں کیا تھا۔ جس کا جواب کئی سال
ہوئے نہایت مفصل طور پر ہم گذب براہین احمدیہ میں مستند حوالوں سے دے
چکے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۱۱۱ پس یہ بھی آپ کا اعتراض محض تفصیل ہے۔

مولوی ۱۱۔ اور اسی کے نیلے اشکات میں ہے۔ ایک مرتبہ ایک روز بھیڑنے
نے مجھے جاتے ہوئے دیکھا اور مجھے دیکھتے ہی میرے پر چراغ ہو کر عکس کیا۔ جیسے
بڑھتی۔ جس کی بیٹھ چکی رہنے سے دکھ جاتی ہے اپنے کام پر سے اٹھ کر سیدھا چلا
ہو جاتا ہے۔

آریہ۔ یہ کہانی وید میں ہرگز نہیں ہے۔ لیکن اصحاب کف کا کہنا تو نہیں سمجھ
لیا۔ یا حضرت یوسف والا لڑک تو یہ دیکھیں آگیا جن کا ذکر قرآن سورہ یوسف اور
سورہ کف میں ہے۔

مولوی ۱۰۔ رگوید مڈل اشکات ۱۳ متر لکھ کر اس پر دیکھی نہیں لکھ کر
نہیں ایسا اعتراض کیا ہے۔

آریہ۔ یہ ترجمہ بھی آپ کی مسکرت وانی سے نہیں ہے۔ بلکہ ہماری کتاب
نسخہ خط احمدیہ کے صفحہ ۱۰۳ کے نمبر ۱۰ سے نقل کر لیا۔ ترجمہ اردو بھی غلط عبارت
مسکرت بھی غلط۔ ناواقف واعظ اسلام جس طرح ترجمہ کرنا نہیں جانتا اور جس
طرح ناگری کا حرف نہیں جانتا۔ اسی طرح ہمارے ہاتھ اور گریان کو بھی نہیں جانتا
یہاں صرف جو کو اس طرح پرارتھنا کرنے کا ارشاد ہے۔

وید جو کی ہایت کے واسطے ہے نہ کہ خدا کی ہایت کے واسطے اسی طرح صفحہ ۱۱
سے ۱۲ تک عبارت بلا تواتر اور بے دلیل اور بے حوالہ ہے۔ توجہ کے قابل نہیں۔

مولوی ۱۲۔ رگوید مڈل اشکات ۱۴ متر ۱۴۔ جو ایک اودنی لاشریک
ست بہم ہے۔ اسی کے اندر متر ۱۵۔ اگنی۔ ویدیا۔ سپرنا۔ گور و تان۔ متر ۱۶۔
یچ نام بھی ہیں یو اس سے کچھ تصدیق نہ ہوا۔ ویدیا ہی کھپلا رہا۔ یعنی نہ ثابت ہوا
کہ اگنی ویدیز نام ایڈو ریلے کاری کے ہیں اور نہ یہ ثابت ہوا کہ یہ نام اُن کی باتوں
کے ہیں کہ جتنی مڑھیں پوچی جاتی ہیں۔ یا جن کی موت پوراؤں میں مذکور ہوئی ہے
آریہ۔ جناب میں جب ترجمہ صاف اور واضح ہے کہ جو ایک اودنی لاشریک
ست بہم ہے اسی کے اندر متر ۱۶۔ اگنی۔ ویدیا۔ سپرنا۔ گور و تان۔ متر ۱۷۔
دنیا کاری نام بھی ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف اُسی کے نام ہیں اور کسی کے نہیں کہتے
کیونکہ دوسری جگہ وید میں بتلایا گیا ہے۔ کہ اگنی۔ سورج۔ چاند۔ ہوا۔ پانی۔ پانی
زمین۔ سب مخلوق ہیں۔ دیکھو رگوید مڈل اشکات ۱۰ متر ۱۰ و ۱۱

پس یہ آگ و پیر و مخلوق چیزیں خدا نہیں۔ لیکن جس طرح ایک لفظ کے کئی معنی
ہوتے ہیں اسی طرح کہیں کہیں یہ خدا کے معنی میں آتے ہیں یہ فعل و دیکھو شرح
حوالوں کے گذب براہین احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۳
اس بتلائیے مولوی صاحب تصدیق ہوا یا نہیں اس کے ساتھ ہی ہم بھی
بتلائے یہ کہ یہ ترجمہ بھی آپ کی اپنی لیاقت سے نہیں۔ بلکہ تامل غلط بظاہر ہی

سے زور یا موج گونا گوں برآمد
نہیجیونی برنگ چوں برآمد
گئے در کسوت یلی مرو شد
گئے بر صورت مجنون برآمد
ازیں دریا بدیں امواج ہرزم
ہزاراں گویہر سنگوں برآمد
اسی طرح مولوی جانی نے لکھا ہے۔

مقدس نور سے ازہر چوچوں
سراز جلیباب چوں در ویروں
چوآں بچوں دریں چوں کرد کام
سپے رو پوش گرد و پوش نام
پس یہ عقیدہ قرآن کا ہے۔ ہمارا نہیں۔ اور ہمارے ہی سارے اولیاء و نبی
محمدی الدین عربی ذخیرہ اس کے قائل ہیں۔
مولوی ۵۔ گامتری۔ بٹن۔ مادہ پو۔ شکتی دیوی دجی میں حاضر ہوں، اڑن
و آسمان بہشت۔ ہم سو بچ کی بڑی روشنی پر دھیان کرتے ہیں۔ وہ ہمارے دل
کی رہنمائی کرے۔

آریہ۔ گامتری میں بٹن۔ مادہ پو اور دیوی یاز میں۔ آسان۔ بہشت۔ اور
سورج کے دھیان کا ذکر نہیں ہے اور کسی غفر کی پوجا کا اشارہ ہے۔ سے
ساری گامتری کا مطلب پر ماتا یا زہر ہم نہ کار گوان سر و پ اور لازوال کا
دھیان کرنا ہے۔ کہ وہ ہماری بچی کو بڑائیوں سے ہٹا کر بھلائیوں کی طرف
پرہیز کرے۔ کسی اور کا واسطہ نہ کسی غیر سے مطلب مفصل دیکھو دیکھو مہرئی
ادھیا ۲ شلوک ۴، ۵ سے ۸ تک۔ اسی طرح پوگی یا کوک اور پرہا آدی شیوں
نے بھی آپ نشر دہ میں اس کا ہی ترجمہ کیا ہے۔ آریہ رشیوں کے سوا جن کی
سفرت عبارت سمجھنے کا بھی آپ کو ماہ نہیں، اکثر دانا پور میں فضلانے بھی
یہی ارٹھ کیا ہے۔ چنانچہ محقق کالبروک صاحب اس کا ترجمہ بول کرتے ہیں
کہ ذات باری یعنی خدا کی قابل پرستش بجلی کا دھیان کرو اور دعا مانگو کہ وہ
ہماری عقل کو ہدایت کرتے ہیں، کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۵ صفحہ ۴۰۴
مفصل گامتری کا ارٹھ۔ ہم نے گندیب براہین احمدیہ میں درج کر دیا ہے۔
وہاں دیکھو (مقابلہ توحید وید و قرآن)

بھارت میں بیاس جی نے فرمایا ہے۔ کہ سب آدمیوں کو اور دیوتاؤں کو
برہم پرہم پر ماتا۔ اٹھ جگہ یثور کی پوجا کرنی چاہئے۔ (دیکھو میکش پرہم
ادھیا ۳۰ شلوک ۴، ۵) مفصل معنی اس کے ہم جگہ الاسلام میں ج کر نیکی
مولوی ۶۔ سیام وید کا گیارھواں منتر نہیں یہ کلام الیثور کا اگر ہوتا کلام
الیثور کا تو نہ کرتا تعریف مالک الملک کی اور نہ پڑتا قدموں میں اس کے چوک
دیتا ہے۔ گھوڑے اور دوسری چیزیں۔

آریہ۔ یہ ترجمہ بھی آپ کی لیاقت کا نمونہ نہیں ہے۔ بلکہ ہماری کتاب
گندیب براہین احمدیہ کی لفظ بلفظ نقل ہے (دیکھو صفحہ ۱۷۹) بھائی! الیثور
اور مالک الملک اسی کا نام ہے آدمی کو ہدایت دی ہے کہ سب گھوڑے
وغیرہ سامان ضروری اسی سے ملے۔ کسی غیر سے نہیں۔ یہ انسان کو پرانہ
کا طریقہ سکھایا ہے۔ البتہ قرآن کی بسم اللہ پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ اول تو
پادشوں کی کتاب سے بوجیب صلاح یگانہ پادری کی نقل کر لی اور نام نہ لکھا
دوسرے اظہار دعا کے بغیر لکھ دیا۔ اول جتنا نا ضروری تھا کہ اے لوگو! الیثور کو
پھر بسم اللہ کا بتلا نا ضروری تھا۔ مگر وہ نہیں کیا۔ یہ لیاقت کی کمی یا انسانی غلطی
ہے لیکن وید مقدس پر اعتراض ہرگز دار نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں یہ
سب ہدایت موجود ہے۔ کہ ہر شخص کو وید کے منروں سے اسی لحاظ سے

ہے کہ قرآن کی بسم اللہ ہی غلط ہے۔

مولوی ۷۔ ایک منتر بجز وید ادھیا ۱۱۱ بڑے دیوتاؤں کو منسکار چھوٹے
دیوتاؤں کو منسکار تو جو انوں دیوتاؤں کو منسکار۔ اور ضعیف دیوتاؤں کو منسکار
ہم سب دیوتاؤں کو حتی المقدور پوجا کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں بڑے دیوتاؤں
کی تعریف کرنی بھول جاؤں۔

آریہ۔ اس منتر میں لفظ دیوتا یا دیوتاؤں نہیں ہے۔ یہ مہر ان دھرم کا
کی جن کے رسالہ سے آپ نے نقل کیا ہے چالاکی ہے۔ مگر اس کا ارٹھ صاف
یہ ہے کہ اعلیٰ اور طا اور ادنیٰ آدمیوں کا لینے چھوٹے بڑے اور بر مباد
مشوں کا منسکار کرو۔ بڑھوں اور کمزور آدمیوں کا منسکار کرو۔ لینے حتی المقدور
سب کا منسکار کرو۔ اور منسکار کرتے وقت باہمی نیسنے لفظ بولنا کہ جو۔ اور ہمیں
خود نیسنے کے معنی ہیں میں آپ کا داہجی منسکار کرتا ہوں۔ پس اس منتر پر مہرئی
اور ہوائی دیوتاؤں کی پوجا کا ذکر نہیں۔

مولوی ۸۔ رگوید منتر ۱۱۳ اس منتر کا اول ترجمہ لکھ کر کے یا عترش
کیا ہے) یہ کلام ایثور کا نہیں اگر الیثور کا ہوتا تو یوں ہوتا۔ میں ہی ہوں سمجھوں
آئندہ اور سب امیدیں میری فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہیں مطلب کہ میر
عجب کیوں استعمال کیا گیا۔ منظم ہونا چاہئے۔

آریہ۔ وید مقدس میں شیوں شیوں سے پر ماتا کے ارشاد ملتے ہیں۔ دیکھو
رگوید منتر ۱۱۳ سکت ۸ منتر ۱۰ وغیرہ منتر منظم موجود ہے۔ اس کا ترجمہ جلی ہے
اپنی لیاقت، یا کسی مسلمان یا سائن یا فنکار یا کسی ہندو کی لیاقت سے نہیں کیا
اور نہ سائن آجاریہ کے مطابق ہے۔ بلکہ لفظ بلفظ ہمارے نسخہ خط احمدیہ کی
نقل ہے (دیکھو صفحہ ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰) اور چونکہ آپ جو منسکرت یا بھارت
نہیں جانتے یہی سبب ہے کہ منتر بھی غلط اور نامکمل لکھا۔ اور دوجا نیسنے کے
سبب صفحہ ۹ سے ہی شروع کر دیا۔ حالانکہ منتر صفحہ ۸ سے شروع ہوتا تھا۔
وہ عبارت اس منتر کی جو درج نہیں کی وہ یہ ہے

باقی جو کسی سے نقل کروا۔ وہ سرتا یا غلط ہے۔ یہ منتر رگوید منتر ۱۱۳ سکت ۸
منتر ۱۰ ہے۔ انھوں نے ہماری ہی کاپی اور ہمیں ہی میاؤں ایسی چالاکی قرآنی
واعظوں کے سوا کون جان سکتا ہے۔

مولوی ۹۔ رگوید کے پہلے اشٹک میں یہ منتر ہے۔ عتاری کشتی جو آسمان
سے بڑی ہے سمندر کے کنارہ پر بٹھرتی ہے۔ ہمارا ارٹھ شکلی پر منتظر رہتا ہے
تمہاری پوجا کے کالں سوم کے پودے میں سے رس نکالا ہے۔ اور اسی
میں ہے۔ اے اندرتو نے منسکاروش کو فریب سے قتل کیا۔ دانا آدمی
تیری اس بزرگی سے واقف ہیں۔ انہیں خوراک باخراط عطا کر۔

آریہ۔ اس جگہ آپ نے کوئی حوالہ وید کا نہیں لکھا۔ اور نہ منسکرت
عبارت نقل کروائی۔ نا واقف لوگ کیا جانیں۔ ہم آپ کی کڑو توں سے پرانے
واقف ہیں۔ وید میں لفظ آسمان نہیں ہے اور نہ آسمان کوئی چیز ہے اور نہ
ایسی فضول تحریف وید مقدس میں ہو سکتی ہے۔ اور فریب سے قتل کرنے
کی فہمیں آگیا ہے۔ اور اسی واسطے آپ نے کوئی حوالہ نہیں لکھا۔ لکھتے
کمال سے خود تو بڑھے نہ لکھنا محمد حاصل ہو۔ انھوں نے اسی پر دعوے
ماہر وید و شاستر کیا کہتے ہو۔ اور جاہل مسلمانوں میں واعظ اسلام اور ماہر وید
شاستر نے پھرتے ہو۔ یہ سرتا اور بالکل غلط ہے۔ رگوید کے پہلے اشٹک میں

اظہار حق

دیباچہ کلیات آریہ فر
ادارہ ایڈیٹر

مذہبی دنیا میں پنڈت لیکچرار آریہ مسافر کا کام بھی ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ ویدک دھرم کو مخالفوں کے حملوں سے محفوظ رکھنے اور ان کے لیے مایہ دھڑا ہونے کو بچانے کا فرض جس خوبی سے کہ اس بہادر آتما نے ادا کیا آریہ سماج میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ امر واقعہ تو یہ ہے کہ اگر پنڈت کو روت و رگڑائی کی اعلیٰ کوششوں اور ان کے ظاہر کے ہوئے کو کٹھن اصول کو علیحدہ رکھ دیوں۔ اور پنڈت بھیجیم سین کی تحریرات دین میں سے کہ بعض سندھ سے بھری ہوئی ہیں، کو نظر انداز کر دیوں تو آریہ سماج کے پاس سوائے پنڈت لیکچرار کی تصانیف کے اور کچھ بھی نہیں رہتا۔ ان کے مکمل کئے ہوئے مصاحح کو ویدک کے روپر ور رکھ کر حال ان کے باقی ماندہ مضامین کو رفتہ رفتہ درست اور ترتیب مناسب کے سلسلہ متحدہ شہید میں یکایک کے روپر و پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وہاں اپنا بھی فرض سمجھتا ہوں کہ پنڈت جی نے جس قدر ٹریکیٹ یا رسالے اپنی حیات میں کسی نہ کسی وقت چھپوائے تھے ان کو بعد درستی و ترتیب مناسب کے ایک خاص سلسلہ میں نکال دوں اس وقت انھوں سے دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے بے اصول اہل مطالع پنڈت جی کے ٹریکیٹوں کو غلط شلٹ چھاپ کر نکلے سیدھے کر رہے ہیں اور چونکہ ان میں سے بعض ٹریکیٹ باقاعدہ رجسٹری شدہ نہیں ہیں۔ اس لئے ایسے خود غرضوں کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ پس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ان کل ٹریکیٹوں کو ایک خاص سلسلہ میں نکال کر ان کی رجسٹری آریہ برنی نہی سمجھا پنجاب کے نام کرادوں۔ اس سلسلہ کا نام کلیات آریہ مسافر رکھا گیا ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ اگر کوئی ایسا ٹریکیٹ پنڈت جی کا انہیں ملے جو کہ ایک مرتبہ ہی چھپ کر ختم ہو چکا ہے تو اُسے میرے پاس بھیج دیں۔ میں اس سلسلے میں ایسے ہر ایک ٹریکیٹ کو جگہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ فنی نام چلکا سو جانندھ شہر

دسراچر مصنف واضح ہو کہ ان دونوں ہمارے پاس دو ٹریکیٹ ایک وید مقدس کی حقیقت چھپوئے، ہاضف پراورد و سرگرمی کے مسئلہ پر اعتراض کرنے والوں کا جواب ہاضف پرمہندہ دومولوی صاحبان پیچھے۔ پہلے کے مصنف مولوی ابو رحمت حسن صاحب واعظ اسلام بقول خود ماہر وید و شاستر مقیم میرٹھ۔ اور دوسرے کے عمدہ الواعظین اسلام سب گوہری شاہ اکبر آبادی مقیم لاہور نارنگلی وارد امرتسر ہیں۔

ہم نے بڑے اشتیاق سے دونوں رسالوں کو پڑھا۔ مگر انھوں نے کہیں کوئی نیا اعتراض نہ کھلائی دیا۔ بلکہ پہلے صاحب نے جو کچھ مولوی عبید اللہ کے فضول اعتراضات مندرجہ تحقیق الہند و حیدر اللہ سے اور کچھ مارچنجر داس کے کرد و ترجمہ وید سے دو خود سنسکرت سے ناواقف ہیں، اور کچھ ہماری نگذیب مرابین احمدیہ و نسخہ جہا احمدیہ سے نقل کیا ہے۔ مگر اس کو بہت ناواقفی سنسکرت و دیباچہ شاکے بالکل غلط لکھا ہے۔ اور دوسرے صاحب نے جیسا کہ خود ہی مانا ہے پادری کٹرنگ عیسائی ساکن قصہ آدھو کے ضلع گورداسپور کے لکچر نمبر ۷ سے اخذ کیا ہے۔

پیارے ناظرین! آپ جانتے ہیں کہ ہم نے ماسٹر لکچر اس کے ترجمہ کی حقیقت تکذیب رہیں احمدیہ میں ظاہر کر دی ہے اور ان تمام منہوں کا صحیح ترجمہ اپنی ایسی دونوں کتابوں میں اور پادری کھرک سنگھ کے لکچر نمبر ۷ کا کھنڈن صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ۶ میں نہایت مفصل طور پر کر دیا ہے۔ اور کوئی

عبید اللہ کے تحفۃ الہند کی تردید پیشی اندرین صاحب مرحوم نے تحفۃ الاسلام نام سے عرصہ ۲۰ سال کا گزرا کہ شائع کر دی اور حجت الہند کا جواب حجت الاسلام بھی عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ مگر ان ہر دونوں خواندہ جہانوں کی بھی کوئی خدمت ضروری ہے۔ جواب لکھنے سے پہلے ہم مولوی ابو رحمت حسن کی حالی کی برافسوس کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ باوجود وید شاستر سے ناواقف ہونے اور سنسکرت نہ جاننے کے ایسا فضول القاب اور لمبا خطاب اپنے نام کیساتھ لکھ کر کیوں شائع کیا۔ مطلب اس کا صاف ظاہر ہے کہ وہ منو بے لود پر غم رہے ہیں حالانکہ بمقابلہ ان کے دوسرے سید صاحب زیادہ ایماندار معلوم ہوتے ہیں۔ جنہوں نے صاف لکھ دیا ہے کہ ہم نے یہ مضمون پنڈت کھرک سنگھ کے لکچر نمبر ۷ سے اخذ کیا ہے و دیکھو صفحہ اخیر

خیر نیک و بد ہر قوم میں ہوتے ہیں۔ فضول کو خود طول ہونا پڑ گیا۔ بھلاں ہر دو کا جواب شائع کرتے ہیں :- الاغم لیکچرار آریہ مسافر

مولوی ابو رحمت حسن کی کتاب وید مقدس کی حقیقت کا جواب اصول مولوی صفحہ ۱۔ شرعی گنیشائے نہ۔ اگر ہوتا آریہ دھرم سچا تو شروع ہوتا نام سے الیور کے نام سے دیوتا کے اور اگر ہے گنیش نام اللہ کا تو وید میں کیوں نہیں آریہ نام رکھا ہے تو کس نے۔

آریہ۔ یہ تو خود آپ کے قول سے ثابت ہے کہ گنیش نام وید میں نہیں ہے جب وید میں نہیں تو صاف ظاہر ہو گیا کہ آریہ دھرم سچا ہے کیونکہ وہ دیوتا کے نام سے شروع نہیں ہوتا۔ بلکہ اند پر ماتا کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ اور یہی دھرم شاستر کا حکم ہے و دیکھو منوادھیا ۶۷ شلوک ۴۴، اور یہی سبب ہے کہ شرعی سوامی دیا مندی جہا مانا ج نے اس کا کھنڈن کیا ہے و دیکھو منوادھیا ۶۷ صفحہ ۲۵ اور سوائے سوامی جی کے تمام اور شرعی میں بھی کسی اور کا نام نہیں لینے تھے و دیکھو ان کے شاستر باقی رہا یہ کہ گنیش دیوتا کا یہ نام کس نے رکھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے مال باب نے یا ان کے پر ورت نے۔

مولوی ۴۔ اون پر ماننے نہ اور اگر ہے پر ماتا نام الیور کا حقیقی اور سب آتما اس کے آتما سے نکلے ہیں جیسا کہ دریا سے لہریں تو ہو گیا معلوم کہ الیور ہے منیج روجوں کا اور اس کی روح بھی جگت کی روح کے مانند ہے کھرکمال رہی فضیلت الیور کی اور جو بڑا تھے اسے مرادھی اور روح کی ہے تو بڑھ گیا رتبہ اس کا الیور سے اور معلوم ہو گیا۔ کہ یہ الیور پریشور نہیں اگرچہ تا پریشور تو کیا شروع کرتا وید کو ساتھ نام پر ماتا کے۔

آریہ۔ انھوں نے اسی لیاقت پر اعتراض لکھنے بیٹھے تھے۔ اور اسی لیاقت پر واعظ اسلام و ماہر وید شاستر کی دم لگا رکھی ہے۔ حضرت پر ماتا۔ الیور اور پریشور سب نام اسی ایک جگہ الیور کے ہیں جس طرح اللہ۔ رحمن۔ رحم خدا علیم۔ منیع و غیرہ نام اسی ایک خدا کے ہیں کسی دوسرے کے نہیں پر ماتا کسی اور روح سے مراد نہیں جس طرح رحمن۔ اللہ اور خدا کے سوائے کسی اور روح سے مراد نہیں۔ بہت خدا کے صفاتی نام ہیں مفصل و دیکھو بھی جگہ جگہ اقرآن سورۃ رعد کی آیت ۴ ہم دیکھنا و ن بالرحمن یہ تفسیر حسینی صفحہ ۱۳۱ لکھنور باقی رہا یہ کہ سب آتما اسی سے نکلے ہیں نہ کہ وید سے۔ خود مہار سے صوفی ابن اثل تعلیم کا چشمہ قرآن بتلاتے ہیں۔ حاصل بالکمال مرصیاء الدین عبرت نے لکھا ہے

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے: "سکندروں کے وقت تک ہندو لوگ فارسی
 خدا پرست رہے۔ شراعت سمجھنے سے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ کادریاں بخاندن و دوتن
 خدا فارسی کرتاں رہاں دریاں ایشاں مہول موزر و زامند"۔ صفحہ ۱۶۴ تراغک قادی
 امیر خسرو نے لکھا ہے۔ کہ سرائی دہلی میں سیانہ بنوائے کو علاؤ الدین نے تمام ہندو
 کے مندر تارک و حجر بنکوائے (دیکھو تاریخ علانی)

کر لیا و صاحب رواتے تھے کہ راجا جس وقت سمجھ چھوڑا روئے جب کابل کی
مہم پر شہنشاہ میں مرتے۔ اور اس کی رانی اور لڑکے دہلی میں آگئے۔ بادشاہ اور شہنشاہ
نے انہیں پکڑ لئے اور مسلمان کروائے کما حکم دیا۔ راجپوتوں نے اپنے راجا کے لڑکوں کو
توشہ دہائی کے نوکر اور میں چھپا کر دیاں سے نکال دیا اور رانیوں کو انہی عورتوں سمیت بارہ
پہنچا کے اور کوٹھیل میں بند کر کے جلا دیا۔ اور ان سب اسی جگہ کٹ مرتے۔ دہلی کی
تکبیر میں ان کی موتوں کے عجیب رنگ آئے۔ بادشاہ کی سستی ختمی۔ ایک حکم چھوڑ میں ان کی
جسے۔ دہلی۔ پنج راجستان اور دھرم پور کا صفحہ ۱۰۰ حصہ سوم اور (مفتاح التواریخ حصہ
اول صفحہ ۱۰۰ شہنشاہ)

یا دشت "مسلمانوں کے چہرہ و علم کے مفصلہ ارتباطات اگر تحریر میں آویں۔ تو یقیناً غلاب
میں یہ ایک انصاف پسند طاقت سے دست کس ہو کر کے ست و حرم کی طرف متوجہ ہو۔
برائے نام ہیں اس کام کی توفیق دے"

ایک جلی پٹا پڑ پئے برہم ہوں کی طرح مہلی کے شہر میں بھرتا تھا۔ اور ایک زیبہ حکم دیا کہ مسلمان ہوجا۔ اس نے ادا کر لیا۔ تو اس کا سر کاٹا گیا۔ (تقریباً تک صفحہ ۱۰۰ حصہ سوم) تاریخ ششہ میں لکھا ہے کہ حکمران کے بادشاہ محمود نے ملک دیش کے راجا کے لڑکے دیوان کو لکر اسے حیتا آگ میں بھنوا ڈالا۔ اور اسی لاکھ ہندوں کا لایا۔ احمد جان جہان جسٹس بڑا کے اور ہندو اسے جانے دوایا مٹا تا اور مقام کر کے گانے بجانے لے نا چنے لگا۔ (تقریباً ۱۰۰ حصہ سوم صفحہ ۱۰۰)

اور نیکو نامیہ نے راجہ سچا جی فرزند سیاحی جہا راج سے کہا۔ اگر تو مسلمان ہو اس نے انکار کر دیا۔ اور ایسا کیا۔ اور نیک رب نے گم کوچہ سے اس کی آنکھیں نکال کر اور وہاں کو گم کر دیا۔ (دیکھو متعجب التاریخ حصہ اول صفحہ ۷۶۴)

گم زیبہ ہندوؤں کو تام شے سے بڑے عہدوں سے نکال دیا۔ اور ان کے مندر و نگو
 مایا سار کر دیا۔ اور ان کی سبابت یہ ہوئی جس طرح ہم بڑا۔ اچھی یہ مطالعہ الزام بخیز حصار میں
 "اورنگ زیب نے تام ایسے عہدوں کے ایک حشری خط اسے ضمنیوں کا عیسایہ تھا کہ کوئی
 ہندو کو کر کے کا عہد سے۔۔۔ عہد سے مسلمانوں کو دے

بنارس میں شہسوار تہہ اور بی اوجہ اور تھرا میں گوندیہ کے خطیر سندیوں کو اس نے
 آواز مقام الترابیج ص ۷۷ ششاد و حد اقل

۱۰۔ ایک اور لوئیروں کو گورد عازلیں یا بڈروں کے نام سے سالار سید و قاری کے ہمت بندہ دیکھ کر کہتے آئے۔ اور ساتھ ہی مس پر یہ الفاظ کہے۔ کہ مجھ پر ایمان لاؤ تو میرے درجے کیزموں۔ تمام دنک ہند میں عازلیں کو ستر کیا۔ آخر کار راجپوتوں نے شہر میں آئے ہنگام میں مقابلہ واصل جسم کیا۔ اس کے ساتھ ہیوں نے سورج گد کے جلاب کو ناپاک کیا۔ ہنگام میں مل کر جھڑپ کرنا اس کے میوتوف ہندوں کو میدان کی کیے واسطے ایک شہر بنے گا کہ ہے راجپوتوں نے اسے مسوری میں لیا۔ ایک شہر بنے گا۔

۱۔ دیوبند کے قادیان میں اپنی شہسوی میں ایک ایسا ہی کا حال اس طرح پیش کرنا چاہتے تھے

یہ کہ مسموم ہو گیا تھا	نیکوئی اور فطرت و عبادت
اور میری بدادیت	وہاں سے نہ ہٹا دیا صرف حد

مشتلان خاک بر جایان
جنگها کرده مطلقاً
ارمغان دادند که صفی خنجر
نسب بخت بد کشتی
زبان لطف تیغ صفی خنجر
ساقین السبقول در آیدند
نارگشته با غلام سم سودمند
او بر دل انداخت نشد هیچ چیز
تفت من محروم اندم از غدا
کام و میان غم و خجسته نشد

پس بگفتند من آلود و سیر
سر برین نا تو ہم غاری کوی
کاب اگر در حق تو نیست
برای صوفی پس ریزه را
باند ایجا ویر صوفی با سیر
کافر بست و دوست او سی
شخص آمد و شخص در میں
بچوں رالائے آدہ ان اسیر

ان یکے را بہر کہ بن تو بگر
اند کے خوش کتب صوفی ل تو
یوں کہ ان بود ہم کر ویت
در پس چرا گاہ ناہر دو عبا
قوم گفتند آئے محبت چو شایر
بسطن را مریجہ تاخیر صیت
جہ صوفی خفتہ بر گر گر خوش
خفتہ بچوں شایر بالا سے فیر

دستہ ہار تے ہے دے داو
گرمی خاں سب داو نہاں گل خوش
دست بندہ گر جو گرمی
از سر استیزہ صوفی را انگلو
صوفی افتادہ ہیرش و شہر ش
خستہ کردہ حلقہ اونے حیرہ

نیم کشش کرده از دندان سپهر
 رخسار او میخون ز لعل آن فقیر
 غازیان کشته کاغذ را به تیغ
 بهمدان ساعت زنجیر به تیغ
 به رخ صوفی زنده به حکایت
 ماهوش آمد ز بهوش تو باب
 چون بهوش آمد به بد آن قوم را
 پس بهر سینه ز چو نند ماحرا
 افتد اندام چو حالت میریزد
 این چنین بهوش گیتی از به چیر
 از اسپر نیم کشیده به موت
 این چنین بهوش افتاد بی دست

گفت چون قصد سخن کردم چشم
چشم او را که در پهن را سوختن
عموش شایش مرا نکشود

طرز دین بگریدان شوقم
چشم گردانید و سینه جوتم زین
مے نیارم گفت چوں برآید

(دیکھو مستوی رومی دفتر صفحہ ۷۷۸ نمونہ نمبر ۱۰۰۰) چھ سو پانچ سو رومی دوسری جگہ لکھتے ہیں

لاہور کے گیارہ اعلیٰ شہزادہ
خجستہ کو زندانِ ساج میں پھیل

مستم از خود آفتاب دیم بر زمیں
ہمیں خوشی میں نشانی نہ رہا
زنانکہ بے عقل اند و مہر و دہل

اسی طرح روزنامہ پھول میں محمد صاحب کی تالیف لکھی ہے

لغبات دامن شریعت را آید یاری هیچ آفتخدا نخواهد بود و اگر داندید و سرسری بنیال اسلام
 را بر سر غوثی حسام حوث آشنام مازان بر بود و مردود
 خدکس کجری و تومن رولی نه باید از دعا سے ملت دلی
 نه بر لاتقا شکر کجیابی قوی و نه دست نه برت لب
 تیمور زنده مستان میں کبریا آیا سوار اس کا کی مطلب تھا۔ اس بات کو مصطفیٰ روزنامہ
 تیرے نے ان العالمین ادا کیا ہے۔

مرادش از شاهی مغرور می
مراعات دیں بود تعلیم شرع
ز غفلت بزرگی واقع می
همی اصل در مجربین بگذرند
همه کوشش بر سر راه بود
و غرض از دانستن اوامر

میر گھیسے کا حکم دیا۔ اور پھر ان کی لاش کو دہلوانی میں پھینکا دیا۔“

(صفحہ ۵۸) اتھاس ترمنا شک حصہ سوم سنہ ۱۵۸۰ء باراقل

”سب سے ادبک و مکہ دانی جڑنے کا محصول ہے۔ حلیہ تشر کے قاعدہ بموجب خیرسرم سے ہندوں سے مفرد دریاوں سے ۴۸۔ اور درجہ وادیوں سے ۲۴ طریقہ مزدوروں سے ۱۲ درم لینے کا حکم تھا۔ لیکن ۱۰ برس کے اندر دوسرے عمر نے یہ حساب نکالا۔

کہ حوالہ میر جیس ہند کر سکتا ہو۔ اپنی گذر کے بموجب اس میں سے رکھ کر باقی سرکار میں داخل کرے۔ عجیب تماشا ہے۔ ہندوؤں کا نام نہ کرنا۔ اور ان کی موت مندوں کو توڑنا تو یہ بڑا عزم سکتے تھے۔ (صفحہ ۵۸) اتھاس ترمنا شک حصہ سوم سنہ ۱۵۸۰ء

نظام الملک اپنے مجمع الوصایا میں لکھتے ہیں۔ ”کہ بادشاہ ہیندہ بھگپور کے قابو میں رہ کر تھے۔ اور محمود سے بادشاہ کا بھی یہی حال تھا۔ اپنی میلم مہد چکل کے برخلاف کچھ نہ کر سکتا تھا۔“

ایک اور مسلمان مورخ لکھتا ہے۔ ”مقطب الدین ایک نے جب بیرٹھ فتح کیا۔ تمام ہند راہروں کو مسجد بنایا۔ بت پرستی کا نام و نشان باقی نہ رہنے دیا۔ کوئل میں جس نے دین اسلام قبول کیا۔ قتل کر دیا۔ اس طرح جب کالجبر کیا۔ مہند کو مسجد پچاس ہزار آدمیوں کو غلام بنایا۔ (دیکھو تاریخ تاج المعاصر)

ایک اور مورخ ایسا انداز میں لکھتا ہے۔ ”میرے وقت میں بختیار خلجی نے جب بہار فتح کیا۔ وہاں سرسند سے برہمن بیت پائے۔ سب کو کوڑا ڈالا۔ (دیکھو طبقات ناصری) جلال الدین فیروز خلجی نے مجلس سے ہندوؤں کی بہت بڑی بستی کی موتیاں منگا کر اس کو اپنے قلعہ کے دروازہ پر مسلمانوں کے میروں سے روٹکایا۔ اور دودھ مار دیا۔ (دیکھو ترمنا شک صفحہ ۵۸) حصہ سوم

مولوی عبدالمدد و صاف صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ ”کہ علاؤ الدین خلجی نے کھمبات کی طرف فوج بھیجی۔ دائیں بائیں ہر طرف اس ناپاک ملک میں سخت دل ہو کر اسلام کے لئے سب کو کاٹے گئے۔ (دیکھو تذکرۃ الامصار)

”اس لوٹ میں بہت سا مال علاؤ الدین کی فوج کو ہاتھ لگا۔ جس ہزار سند ستریاں اور بہت عورتیں اور قیدی بھی آئی تھیں۔ نوڈی پانی چٹیں۔ اور لوگے لوکی بھی تھے۔ لے کر قلم لکھ نہیں سکتا۔ اس بادشاہ کو کاٹنے اور جلانے میں ذرا بھی تامل نہ تھا۔ (دیکھو تذکرۃ الامصار)

فیروز شاہ بادشاہ کی بابت لکھتا ہے۔ ”فتح کا مگرہ کی وقت میں اس نے عورتوں کو قود کرانے کے مگرلوں کو گواہس کے ساتھ توہنوں میں بھر کر برہمن بکاریوں کے گھے میں لٹکا دیا۔ اور تمام بازار میں پھرایا۔ (تاریخ فرشتہ ترمنا شک صفحہ ۳۴) حصہ سوم

ایک دن اسے خبر ہوئی کہ دہلی میں ایک بوڑھا برہمن رہتا ہے۔ اپنے گھر میں بڑا عورت کی پوجا کرتا ہے۔ تیار بار بار وہ بھی ہندوؤں کو پوجا کے لئے اپنے گھر بلاتا ہے۔ فیروز شاہ نے عورت سمیت پکڑوا کر منگوا دیا۔ مولوی نے فتوے دیا۔ کہ مسلمان ہوجائے نہیں تو جلا یا جائے۔ برہمن نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ قلعہ کے دروازے کے سامنے چتا نہا کر ہاتھ پاؤں بندھا کر عورت سمیت اس پر رکھوا کر سارے دربار کے سامنے علوا دیا۔ اور یہی فیروز شاہ اپنی فتوحات میں لکھتا ہے۔“

ہندوؤں اور بت پرستوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا تھا۔ اس لئے ان کو اور ان کے مال بیکوں کو امن دیا گیا تھا۔ اب انہوں نے شہر میں اور گردنواح میں نئے مندر بنوانے شروع کئے۔ مرنوع کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں حکم ہے۔ کہ ایسے مندر نہ بنیے۔ یا وہیں خدا کی بدادبت سے ہیں۔ ان مندروں کو توڑا۔ اور کھروں کے ان سرگرد

جنہوں نے دوسروں کو گمراہی میں ڈالا تھا قتل کیا۔ اور باقی کو کوڑے لگوا کے اور بٹرنس دیں۔ یہاں تک کہ خارجی بالکل دور ہو گئی۔ موضع ملوہ میں ایک گندھے ہندوؤں نے اس پر من رہائے اور پرپ اور تیوہاروں پر قطار باندھ باندھ کھڑوں پر سوار وہاں جانے لگے۔ ان کی عورتیں اور لڑکے ہائے بھی پانگی اور گاڑیوں میں بیٹھ کر جاتے تھے۔ ہزاروں جمع ہوتے جاتے تھے۔ اور عورت پوتے تھے۔ جس دن سیلا تھا جس خود وہاں گیا اور حکم دیا۔ کہ ان لوگوں کے سر گردو قتل کئے جاویں۔ باقی کوئی سخت سزا نہ پائیں۔ اور نہ سب نوکران کی جگہ مسجدیں بنوائی جائیں۔“

اسی طرح کچھ ہندوؤں نے موضع کوہانہ میں مندر بنایا تھا۔ اور وہاں جمع ہو کر عورتوں کا پوجن شروع کیا تھا۔ گرفتار ہو کر میرے سامنے آئے۔ میں نے حکم دیا۔ کہ ان کے سر گردو دروازے کے سامنے قتل کئے جائیں۔ اور ان کی پستکیں اور عورتیں اور پوجا کے برتن سب اسی جگہ جلا دینے جائیں۔ جس میں ظاہر ہو کہ دارالاسلام میں کوئی ذوق ایسا مکرہ کام نہیں کر سکتا ہے۔ (صفحہ ۶۵) ترمنا شک حصہ سوم سنہ ۱۵۸۰ء (تاریخ فتوحات فیروز شاہی)

برہمنوں نے جزیہ لگانے کے سبب سے ۱۰ دہائی دی۔ اور فریادی کی۔ اس دہائی اور فریاد کے الفاظوں کو شمس سراج میں کلمات پر لغات لکھا ہے۔“

وہ ہندو حرافوں نے ہادشاہی سک کی چاندی کم ورنی بتلائی۔ کہ گھسال والے کا فریب ہے۔ بادشاہ نے ایماندار وزیر کی صلاح سے ایک فریب کر کے حرافوں کو جلاوطن کا حکم دیا۔ اور داروغہ گھسال کو خلعت دیا۔ (تاریخ فیروز شاہی)

غیاث الدین تغلق نے اپنے بھائی رجب کی خادی کے واسطے سنا کہ رانا مل بھیجی کی لڑکی بہت حسین ہے۔ فوج لیکر چڑھا۔ اور جبر اس سے لڑکی چھین لی۔ ورنہ سب اس کے رشتہ داروں کو قتل کر دیتا۔ (دیکھو ترمنا شک صفحہ ۶۶) حصہ سوم

جب فیروز شاہ نے حبلیہ پر حملہ کیا۔ تو اس وقت ان کے ظلموں نے ملک آکر سولہ ہزار عورتوں نے جوہر کیا یعنی سٹی ہو گئیں۔ اور ایک دفعہ ۱۵۵۰ء میں امہیں ظلموں سے تنگ آکر جوہر میں ہزار عورتوں نے آگ اور تلوار سے خود کشی کی تھی۔ مگر صاحب نے راجستان میں واضح کر کے لکھا ہے۔ (دیکھو ترمنا شک حصہ سوم صفحہ ۷۰)

تیمور نے جب جھوں کے راجہ کو گرفتار کیا۔ اس دم مسلمان کر کے اسے گواہس کہلا دیا۔ (دیکھو ترمنا شک صفحہ ۶۹) حصہ سوم باراقل سنہ ۱۵۸۰ء

تیمور نے جوہر چھا۔ بارہ سال تک نجات بادشاہ شگون کے لئے بازاروں کو جلانا تھا۔ چنانچہ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ ”بابر قرین فتح و ظفر۔ بلا دلاہور در آمد۔ چنانکہ ہرم و چنانکہ ناست بازار ارجیت نال و شگون آتش زد (دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر بابر)

توڑک بابری میں لکھا ہے۔ کہ لڑائی میں جو قیدی ہاتھ لگتے تھے۔ اس کے باہر سے کے سامنے ذبح کئے جاتے تھے۔ ایک لڑائی میں اتنے ذبح کئے گئے۔ کہ خون اور لاشیں کے آسے بین بارڈیروں کی جگہ بہنی پڑی

اکر کو قوت میں امر کوٹ جس راناشک راج کے مرنے پر اس پر چڑھائی ہوئی ورنہ ڈھاڈا لے۔ گوڑوں کو ذبح ہونے کا حکم دیا۔ اور ناپاک سفاروں کی کتبہ مورتوں کو ہر شٹ کر دیا۔ اور چہاں بت پرستی ہوئی تھی اسلام کا دین بکارت کیا۔ (ابرا القاسم غفرلہ اور حضرت کا خوب مرہ اور دیا (ترمنا شک صفحہ ۳۲) حصہ سوم)

پھر لکھتا ہے۔ ”جب سلطان حسین عثمان لیا۔ تمام شہر داروں کو سات برس کی عمر سے شہر میں کی عمر تک قید کر لیا۔ شہر روٹا گیا۔ بہت آدمی قتل ہوئے۔ (ترمنا شک صفحہ ۳۲) حصہ سوم

چاہ سیاہ میں قید کر کے ہلاک کیا۔ اب انصاف کرنا چاہیے۔ کہ یہ راہ و رسم کسی سے نہیں وہ طریقہ رکھا ہے۔ کہ کسی سلطنت کی تہا سے ساتھ دوستی نہیں۔ اور اب کس واسطے رابطہ سے امداد چاہتے ہو۔ اور اب گھبراہٹ کون سے راہ و رسم کے شاہ روس سے لگاؤوں۔ (تہذیب اخلاق صفحہ ۵۱۵) ایک سوال مسئلہ جلد ۴

ایک فرنگستانی عالم و مفتح ملک ہمایوں میں عربوں کی کثرت کو ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں۔ کہ عرب کی فوج نے قبضوں کو لیا۔ اور ملک کو برباد و تباہ کیا۔ مگر جاؤں کو نیک کیا۔ ایک ایسی مورخ لکھتا ہے کہ جلاوطنوں کی تکلیف نے فتح کنندوں کو آرام دیا۔ (دیکھو تفراتنگ حصہ سوم صفحہ ۵۴) مسئلہ بار اول

ہندوؤں کی جنگ پر مسلمانوں کا ہمیشہ خیال رہا ہے۔ چنانچہ امیر خسرو صاحب دہلوی بھی اپنی کتاب میں ان ہندوؤں کو ان الفاظ سے یاد کرتا ہے

ناراع روزاخ چہر و زارغ سرشت
مسلمان بادشاہ ہم نے تین طرح کے ٹکڑے کیے ہیں۔ پہلے وہ جو ڈاکوؤں کی طرح ہندو پر گئے۔ اور چار دینی مذہبی لڑائی کے نام سے۔ لیکن اصل میں لوٹ کے مال اور فائدہ غلام کے لالچ سے اگر یہاں رہے۔ ورنہ دو چار پشت تحت پر بیٹھے۔ عمر بھر ٹٹتے بھڑتے رہے۔ محمد بن قاسم اور محمد بن قاسم سے لیکر ابھرا دہلیوں تک اکثر اسی قسم میں رہے۔ دوسرے وہ جو ملک کے انتظام کی فہمت لی۔ اگر سے اور ملک زیب ملک اس قسم میں رہے۔ تیسرے وہ جن کے وقت میں مسلمانوں کا زور نکٹا اور سلطنت کو زوال ہوا۔ (اتحاف تفراتنگ صفحہ ۵۴ جلد سوم)

خود تیمور نے اپنے ہندوستان میں آنے کے دو مقصد لکھے ہیں۔ اسلام کے دشمن کافروں سے لڑنا اس دین کی لڑائی سے عاقبت کی بخشش کا میدوار۔ اور دوسرا دنیا کا مسلمانوں کی فوج کافروں کا مال لوٹے اور فائدہ اٹھاوے۔ مسلمانوں کو لوٹے کا مال ایسا حلال ہے۔ جیسا کہ دودہ

صفحہ ۵۸ تفراتنگ کے حصہ سوم اور مغنیات تیموری ۱ اور دیکھو تیمور کے ظلم (اتحاف تفراتنگ کی جلد سوم صفحہ ۵۶ ۶۸ ۶۹ بار اول مسئلہ ۱)

محمد بن قاسم نے سندھ فتح کرنے پر نہیں ہزار آدمی قید کئے ان میں سے چھ ہزار راجہ کے سر کے ساتھ بندہ اولیخ و لید کے پاس بھیجے غلیط نے کچھ کو بچا۔ کچھ کو قتل میں باندھا۔ راجہ کی بیواؤں کی بیویاں جیسا کہ اپنے بچے کے حوالہ کیا۔ اور محمد بن قاسم کو کچھ کافروں کو ان پر گزند دینی چاہئے۔ سب کو ہلاک کرنا چاہئے۔ صرف ان کو جینا رکھو۔ جو بڑے درجے کے ہوں۔ یہی خدا کا حکم ہے۔

”وہاں میں مندر دھائے گئے۔ سجدیں نہیں تیں روزگ قتل عام رہی۔ قیدی غلام بنائے گئے۔ لوٹ اکٹھی کی گئی۔“

میزوں میں مویشی توڑی گئیں اور۔ اور اسکند میں تمام ہتھیار بند قتل کئے گئے۔ یہو۔ بیٹی بچے لوڈی۔ غلام بنائے گئے۔“

”محمد بن قاسم نے جب مہمن آباد و لہا چھ ہزار مارے گئے۔ میں ہزار قید میں آئے ان میں دو راجہ کی لوہاں تھیں۔ وہ قیدیوں کے ساتھ بندہ دیکھیں اور غلیط کے حرم میں داخل کی گئیں۔ عرض کیا کہ ہم آپ کے لالچ نہیں ہیں۔ ہم کو محمد قاسم نے خراب کیا۔ غلیط نے اسی دم اپنے ہاتھ سے فوج کو حکم لکھا کہ محمد بن قاسم کو قتل کی تازی کھال میں جیتا سیکر جو مسجد و غریب کا مسعر پر اس کی لاش بندھیں۔ اور ان لوگوں کو کھلائی۔ وہ جنہیں کہ ہم نے اس پیاد سے اپنے باب کے قتل کا بدلہ لایا۔ غلیط نے ہاتھ کاٹا۔ اور دونوں لوگوں کو دلہا میں چھوڑ دیا۔ مگر یہ محمد معصوم لکھتا ہے کہ گھوڑے کی دم سے ہاتھ کرنا مشہور

جن کو شیر شاہ نے مسلمان کیا۔ وہ شیر شاہی کہلائے تھے۔ اور جو سلیم شاہ کے عہد میں مسلمان ہوئے وہ سلیم شاہی مشہور تھے۔ عزیزان و دونوں قسموں میں یہ ہے۔ کہ شیر شاہی کی عزتیں لہنگا پہنتی تھیں۔ اور سلیم شاہیوں کی عزتیں پاجامہ تنہا کرتی تھیں۔ ان دو گروں کے علاوہ بھٹیاریوں کے دو گروں اور بھی تھے۔ ایک چڑیا۔ دوسرے کھتری۔ لیکن اس طرح میں یہ دو گروں شاذ و نادر سے تھے بھٹیاریوں میں بناد کے وقت ہندوؤں کی بعض رسوم اب تک باقی ہیں (دیکھو تاریخ بلند شہر معصوم صفحہ ۸۸ ۸۹)

۱۳۸۹

لوٹ ہمارے خیال میں بھٹیاریوں سے مسلمان ہندو کہہاؤں سے ہوئے ہیں۔ کیونکہ بادشاہی ڈول اٹھانے کیلئے ہندو کہہاؤں پر لے جاتے ہوئے ہیں جس سبب سے ڈر کے بارے عرب مسلمان ہو گئے۔ دین اسلام نے ان کی کوئی عزت نہیں کی۔ جیسے پہلے ہندو کہہاؤں کی مارا کرتے تھے۔ ویسے ہی مسلمان بیکر بھٹیاریاؤں پر مارا کرتے۔ اور یوں کہہاؤں کی طرف کہہاؤں اپنے آپ کو جل کھتری کہتے تھے۔ پس مسلمان ہو کر ان کا گوت صرف کھتری رہ گیا۔ اور اشکی۔ ستاب۔ سیہتی کہلائے (مولف)

ہائے افسوس ان مسلمانوں نے اس دین کی کوئی حالت میں دیا رکھا۔ ایران تو ان۔ سام۔ ہندوستان۔ یہ حضرت مسلمان جہاں گئے۔ یہی حال ہوا۔ ان کی تلدار سی میں کوئی دین یا دینی (ترقی) کی سیڑھی پر نہیں چڑھا

سکندر لودھی کے عہد میں ایک دودہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک سرہن نے عرض کیا کہ ہندو اور مسلمان دونوں کا دین سچا ہے۔ بادشاہ نے ہر سنگر اس کو قتل کروا دیا۔ ہندوؤں کی تیرھھ حاترا اپنی تلوروں میں بند کردی خوشہا۔ رفلو فتح ہوتا۔ وہاں کے مندو اور ہندوؤں ڈالتا۔ مسخر میں ہندوؤں کی حجامت کرنی معروف کردی تھی مدد دیکھو صفحہ اول آئینہ تاریخ

نہایت اوصاف ۱۷۰

ان لوگوں نے اپنی کتاب میں لکھی ہوئی بات کے سوائے کسی جدید تحقیق کو اپنا نہیں لیا اور لودھی غلام بنانا ہی ساری دنیا کی آرائیں مان لی و صفحہ ۵۴ ۵۵ ۵۶ اتحاف تفراتنگ مسئلہ ۱

”سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں۔ سیاست مدن میں الینا کے مسلمان بنانیت اہتری کی حالت یہ تھی۔ بخارا۔ و خرو۔ و صفحہ اور بخارا میں جیسے شرع اور عقل اور انصاف اور اخلاق کے برخلاف سیاست کے قاعدہ جاری تھے۔ اور جس میں بعض ملوکوں کے دور کرنے کے لئے یورپ کی تربیت نافذ ہوئی تھی۔ ان سے ایسا فرض بھی ادا کیا۔ ان سے مسلمان کی بہت کچھ بنائی ہوئی تھی۔ ہاں یورپ کی دیکھا دیکھی شرکی اور مسخر اور لوٹس میں کچھ کچھ مرقی شروع ہوئی تھی۔ اور سیاست مدن کی اصلاح ہوئی۔ باقی ہے ان کے پرانے تاریخ خیالات بدلتے جاتے تھے۔ (صفحہ ۱۵۱ تہذیب اخلاق جلد ۴)

چنانچہ ایک نامہ سے جو سلطان روم نے عزیزی شاہ میں شاہ بخارا کو لکھا تھا۔ جبکہ اس نے سلطان سے مقابلہ روس کے مدد مانگی تھی۔ شاہ بخارا و سلطان کے خیالات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے۔

سلطان لکھتا ہے۔ کہ اس سلطنت یہ ہے۔ کہ اپنے دوست اور آشتا کو پہچانتا ہے اور صلح و دوستی کے راہ و رسم جاری رکھتے اور شہر و محبت و الفت کو مضبوط رکھتے۔ مگر غم نے کسی سلطنت سے راہ و رسم ظاہر پیدا نہیں کیا اور وضع اور برتاؤ اپنا یہ رکھا۔ کہ کوئی باجوئی وکیل کسی سلف کا تمہارے ملک میں وارد ہوا۔ اگر وہ قوم انگریز یا روس ہو۔ تو اس کو تم سے سزاوارتہ قتل کیا۔ یا اگر اہل ایران تو شہر ہونے کے سبب پورے فروخت کیا۔ اور اگر باندہ روم تھا۔ تو اس پر تین جاسوسی اور غصہ لایا تاکہ

لال خانی بڑا کو چڑھا کرتا شرف نامہ میں اس شرف لال خانی نے لکھا ہے۔
 کہ پرتاج سنگھ کی نو بی بیوں میں لال خان ہوا۔ اگرچہ یہ نام مسلمانی معلوم ہوتا ہے
 لیکن لال خان خلیفہ قتل مسلمان نہ تھا۔ اعلیٰ نام لال سنگھ تھا۔ اکبر بادشاہ نے
 خطاب ثانی بخشا۔ تب اس نے اپنے نام میں بجائے سنگھ کے خان کا لقب شامل
 کر لیا۔ سالہاں پہلے لال خان نے شاہ جہاں کے حضور ہمہ کی زمینداری حاصل کی
 اور اس کا پوتا عطاء دیا نے عالمگیر کے زمانہ میں مسلمان ہوا۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ
 ۱۱۳ و ۱۱۴)

بعض بعض لال خانوں کے سوا مسلمان بڑگو جراب تک ہندوؤں کی
 اکثر زمینوں کو ہاتھ میں۔ اپنی گوشت میں شادی نہیں کرتے۔ گاؤں کشی سے پرہیز
 کرتے ہیں۔ لڑکے کے دو وہ نام رکھتے ہیں۔ ایک بھندو اور ایک مسلمان۔ اور
 مثل اپنے ہندو بھائیوں کے شادی کے ایام میں دو روزہ پر تصویر اس کہاری
 عورت کی بنا کر پوجتے ہیں۔ کہ جس کی وجہ کو موجب ترقی اپنے بزرگوں کا اس دیار
 میں یاد رکھتے ہیں۔

(دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶)
 پھال راجہ پٹن میں سے کثرت سنگھ کی ساتویں بیٹی میں سسی نکال حید۔
 دریا خان لودھی حاکم سبیل کی خوشنودی کیا اسے حضرت خاں بادشاہ کے عہد میں
 مسلمان ہوا۔ اور اس حکمت سے اس نے اپنی سرورانی کے علاقہ میں نصف حصہ
 پایا۔ حالانکہ اس کا بھائی کل علاقہ کا دعویدار تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد کھانہ
 کا نام بلہا خان رکھا گیا۔ (دیکھو لکھی جو درایت کا عہدہ پایا۔ ان کے ورثہ خواہ
 ہندو ہوں خواہ مسلمان اب تک چودھری کہلاتے ہیں۔ (دیکھو تاریخ بلند شہر
 صفحہ ۱۲۱)

محصار کے ضلع میں بھٹی یا جیسوار۔ چار دو زیادہ تر مسلمان اور کچھ ہندو ہیں۔
 (تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۲۲)
 منچور یا میرا راجپوت۔ راجہ بہہ پال نے جہانگیر کی دسویں بیٹی پر
 خطا۔ چارویں بیٹی کا نکاح کیا۔ چنانچہ بہہ پال کی اولاد سے ۴۵ گاؤں اب تک
 آباد ہیں۔ اسی کی نسل میں بلند شہر کے منور ہیں۔ لیکن اکثر ان میں سے مسلمان ہو گئے
 ہیں۔ مسلمان منوروں کی روایت ہے کہ ہمارے مورث اعلیٰ ناگل سنگھ کو کسی
 حرم میں طلب الدن ایک دوستا نے علاوہ سزا کا ان کاٹنے کے جبراً مسلمان
 کیا تھا۔ چنانچہ ناگل سنگھ کا بابا یا پوتا موضع کو جاناگل بلند شہر سے چار میل پر
 اب تک آباد ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ موضع مذکور میں منور مسلمان رہتے تھے اب
 ان منوروں کی پشتہ داری چھو بھوں کے ساتھ ہوئے لگی۔ اور چونکہ چھو بھوں
 کی قوم آوے لگی جاتی ہے۔ اس لئے یہ منور بھی راجپوتوں کی فہرست سے خارج
 ہیں۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۲۶)

چوہان راجپوت کالو کا سر حاکم سکندرا باد نے کٹوایا۔ اس ظلم کے سبب تلچ
 بیرہ کالو نے حاکم کو قتل کیا۔ اور سزا سے بچنے کے واسطے بادشاہ کے پاس
 خاکر مسلمان ہوا۔ بادشاہ نے صرف پھراج کا قصور ہی معاف نہ کیا۔ بلکہ اس کو
 رشتہ نبایا اور خطاب کر کے اسے سمجھتا۔ اور لوگوں کے ۳۲ گاؤں کی زمین دی
 (صفحہ ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ تاریخ بلند شہر)
 میر قلندر راجپوت اور گت ریب بادشاہ کے وقت سے نہایت سے مرعہ مسلمان
 ہیں۔ (صفحہ ۱۳۱)

برن وال۔ ویشوں میں ایک شخص اور گت ریب کے وقت میں مسلمان ہوا۔ پھر
 ازان اس کی اولاد اس قبیلہ بلند شہر میں کچھ عرصہ تک سب سے ذہر دست ہے اب
 بھی ان کی ملکیت میں بلند شہر کے متصل چند قطعات معافی اور موضع چاندپور کی
 زمینداری ہے۔ (صفحہ ۱۳۵)

مہویشوڑ مسلمانوں کی ابتدائی آمد میں اس قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے
 مسلمان منور پرگنہ اگوتہ کے چند گاؤں کے زمیندار ہیں۔ لیکن عادتوں میں اپنے ہندو
 بھائیوں سے کچھ بہتر نہیں ہیں (صفحہ ۱۳۶ و ۱۳۷)

مصحلوں کی بعض قوموں کی نسبت بھٹی جادوؤں دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ جس زمانہ میں
 ہمارا راجہ غازی زابلستان میں تھا۔ یہ لوگ ہماری قوموں سے نکل کر مغلوں میں
 داخل ہو گئے۔ (صفحہ ۱۳۸)

لو مسلمانوں میں ازول قوم کے لوگ مثلاً جولاہ۔ قصاب۔ ررگر۔ دھوبی۔
 کوہار۔ وغیرہ اپنے تئیں اکثر شیخ کہتے ہیں۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۳۹)
 خاص مغلوں کے علاوہ کچھ چھوچھے مغل بھی کہلاتے ہیں۔ لیکن ان کی نسبت
 یہ روایت ہے۔ کہ کسی مغل امیر نے ارسل قوم کے ہندوؤں کو مسلمان کیا تھا۔ انہیں
 کی اولاد سے یہ چھوچھے مغل ہیں۔ اور چونکہ مغل کے نام سے مسلمان ہوئے۔ اس لئے
 مغل کہلاتے ہیں۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۴۰)
 تارک اور لائی مورتی فراتے ہیں منگولین قوم (مغلوں) کا مورث اعلیٰ منگل نام
 پجھتری تھا۔ اور پورا درجہ ایک وقت میں تارک کی طرف سیر کر پائے گیا تھا۔ اور وہاں
 ہی جا کر سکونت اختیار کی۔ بات مہاجرات کے پیدہ سے پہلے کی ہے۔ (جس کو پانچ
 چار ہزار جاہل سونے سال ہوئے ہیں۔ (دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۴۱)
 پھیر لکھا ہے۔ کہ ر ضلع (بلند شہر) مسلمان بادشاہوں کے دائرہ سلطنت (یعنی
 دہلی) اسے قریب تھا۔ اس واسطے دور کے مغلوں کی پشتہ تعلیم اسلام کا اثر ہوا
 زیادہ ہوا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس ضلع میں تو مسلم کثرت سے ملتے ہیں۔ جہاں کے لو
 مسلموں میں راجپوت سب سے زیادہ ستر ہیں۔ یہ لوگ اپنی اصل نسل کو فرکت لکھتا ہے
 رکھتے ہیں۔ اور دوسرے تو مسلم نہیں رہتے داری کرتے سے پرہیز کرتے ہیں۔ راجپوت مسلمان
 کے سوا اور سب تو مسلم اپنی قوم کو اکثر چھپاتے ہیں۔ تو مسلمانوں میں پچاسو دیگر کے لال خانی
 اور کیم کے ثابت خانی بڑگو جروں اور اگرتر کے چوڑاؤں اور روجہ کے مٹھالوں اور نزل سلیم
 نور کے بھٹیوں۔ اور بلند شہر کے دودروں۔ اور امار کے ناگروں ناو رہن کے سرور
 اور سیانہ کے ٹکوں اور رنگت ونگو و سکندر آباد کے برنگوں کے مسلمان سوتے
 ذکر ان کے ہندو ذات کے ساتھ نہیں چکاتے۔ باقی ماندہ تو مسلمانوں میں قوم جہو جہو قابل
 ہے۔ اس قوم کے لوگ ضلع بلند شہر کے پانچ گاؤں مسلم کے زمیندار۔ اور چھ گاؤں کے
 حصہ دار ہیں۔ بعضے اناگوتہ مغل بعضے ترک بعضے راجپوت بعضے برہمن ہیں مگر تاریخ
 بلند شہر صفحہ ۱۴۸)

قوم جلاہ (افندہ) تو مسلم نہیں داخل ہیں۔ جلاہ سوگند پانی کے اور پینہ کم کرتے
 ہیں۔ اس قبیلہ میں مسلمان جلاہ کثرت سے ہیں۔ حالانکہ ہندو جلاہ سے شاد و ناہ رہتے
 ہیں۔ لفظ جولاہ حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے جلاہ نے تعلیم اپنی ذات میں اور باغ
 سفید باغ تیار کرتے ہیں۔ مذہبی تقصیر میں جلاہ سب مسلمانوں سے لائق ہیں۔ ہر شہر
 قبیلہ میں چند جلاہ تو ان کے حاشہ ہوئے ہیں۔ ان کو جلاہ پڑھنا پڑھنا نہیں جانتے
 (تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰)
 جات مسلمانوں کی اولاد مسلمان کو مولا کہتے ہیں۔ جیسا کہ سبھی اہل تقصیر کہتے ہیں۔

ساخت و ظاہر اقوال جاتے ہست سرواہن ہندو و کرتھان میوہ بسیار و درود و چوں
 ساگر آنگھا طاعت کردہ موثر و طمان آں دیار اسلام آوردہ و سلطان حاجب علی بن
 سلطان جاذب را بہ تفریح تار دین فرستاد۔ اور غنہ انجاء مفتوح گردانید۔ چنانچہ بروہ و
 ہموالے بسیار بدست افتاد۔ و چون بہت خانہ بزرگ را گرد آساہو و شکستہ شکستہ و
 منتقش از چہا سہیوں آمد کہ با عقائد ایشان از زبانے آں چہل ہزار سال شدہ بود۔ سلطان
 جہانگیر غنہ قلعہ ساخت (دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر سلطان محمود لکھنوی و فرشتہ
 صفحہ ۱۲ سطر ۱۲ سے ۱۶ تک)

جانیہ را کے کرنل ٹاڈ صاحب کے کچھ شک معلوم نہیں ہوتا ہے کہ بلوچستان
 کے اکثر قبیلے ان جادوؤں کی نسل سے ہیں جو دو آرا کی آپس کی لڑائی کے بعد سندھ پار
 گئے تھے۔ گوٹ بلوچوں کا سمجھا جاتا ہے۔ اور اس گوٹ کی وجہ تسمیہ کی نسبت قیاس کیا گیا ہے
 کہ جب یہ لوگ ہندو آریہ آئے تھے تو بہاوت ہونے اور واسطہ پسر سری کرشن کے سامنے
 دیاسام جا کر کھاتے تھے۔ یا خود سری کرشن کی نسل میں ہونے کے سبب سے یہ گوٹ
 مشہور ہوا کیونکہ سری کرشن بھی کا ایک نام دیاسام یا سام بھی ہے۔ (دیکھو تاریخ
 بلند شہر مطبوعہ سندھ صفحہ ۲۸ و ۳۸)

پھر لکھتا ہے۔ "حاج جہاں پور از قبل ولید بن عبدالملک حاکم عراقین بلوچ ملک
 ایران و توران بود و رعد و تسخیر ہوا و ہندوستان شدہ تخت محمد یاروں اور وائل
 با سیاہ بر سر پور ولایت کرمان فرستاد۔ اور ہا چار سب آں مملکت را بحوزہ تصرف آوردہ بہاوت
 اور آنگھان اندیا کہ بلوچاں ہا زان طاغوت اندیشہ اسلام مشرف گشتہ رعایا ہا واسے لڑائی
 پر ہوتہ و مراجع اسلام دواں طرف انماں تاریخ ہم رسیدہ۔ (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۱۱ مقابلہ
 ہستم نو لکھنور)

افغانستان کس طرح مسلمان ہوا۔

اگرچہ اس کا مفصل حال کسی ایک تاریخ میں ہم کو نہیں ملا۔ مگر ماضی موجودہ
 تاریخوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہم پر یہ نظریہ کرتے ہیں کہ
 محمد قاسم فرشتہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ لشکر غور و بامغیش یہاں فرشتہ
 اولیٰ انجاء را حوزہ و تہذیب و تمدن گراں رسیدہ۔ (جلد اول صفحہ ۷۷)
 پس ظاہر ہے کہ یہ لوگ بھی قرآن کو فضا حجت لکھائی جان اور محمد صاحب کو نبی کریم
 مرسلمان نہیں ہونے۔ بلکہ نریشہ شیر مسلمان بنائے گئے۔

باموین رشید نے جب اس ملک میں چڑھائی کی جو نریشہ کا ذکر ہے۔ اس کی بات
 مولوی محمد شبلی صاحب پر وفیسر مجنوں کا لکھ فرماتے ہیں کہ باموین نے لشکر جہاں ملک
 کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا۔ چنانچہ اسی لشکر جہاں کے خوف سے یہ علاقہ تباہ ہونے کے لئے
 کامل مسلمان ہوا۔ (مفصل دیکھو ہجو و زائف اسلام جلد دوم)

اور اسی نواح کا ایک اور حاکم بھی اس کی تلوار کے ذریعہ مسلمان ہوا۔ اور اس
 کا بہت بڑا صف و مردہ کے درمیان ڈکرایا گیا۔ (دیکھو زائف اسلام)
 اثر بنی انفسان صاحب سابقہ گورنمنٹی فرماتے ہیں کہ قوم جادو سندھ کے کیا وہ
 مرنے کرشن کے جاری تھی۔ راہ تاریخ ہندوستان)

افغان لفظ ہی اصل میں سنسکرت کا ہے۔ اپ گان
 یعنی بے قاعدہ ہے۔ آگ جن کا یا جو قوم علم موسیقی سے محروم ہے اور بیات
 زیادہ تشریح کی محتاج نہیں غنیمت لکھتا ہے۔

سیکاف، زانغاں، عاں، گرہند، حریفان نام شاں افغان گرفتند
 علامہ برائے اجماع تک افغانستان میں ہزاروں جگہ ان کے پہلے مذہب کی علامتیں موجود

ہیں۔ سوات اور پونیر کے پہاڑوں کی غاروں میں کئی طرح کی تصویریں لکھی ہیں۔ جو ساری
 کی ساری ہندوؤں کے دیوتاؤں کی تصویروں سے مشابہ ہیں۔ کابل سے کئی میل مسدود
 ہوتا ہے۔ و غیرہ مقام میں اور ایسی ہی تخت یا ہی اور چل کر می میں بھی ہندو مذہب کے
 ہزاروں نشان ابھی تک موجود ہیں۔ اور ان کے لباس بھی پرانے آریوں سے ملتے جلتے
 ہے۔ تصدق سوزمن نے جہاں تک پٹانوں کی بہت تحقیقات کر کے صحیح ثابت کیا
 ہیں۔ وہ تمام تر ہمارے بیان کے شاہد اور ہمارے منشا کے مطابق ہیں۔ مہا بھارت
 کے زمانہ سے راجہ جیون کے زمانہ تک ہندوؤں اور ان کا دھرم واحد تھا۔

چنانچہ کرنل ٹاڈ صاحب بہت یقین سے قوم جادو کی بابت لکھتے ہیں کہ اقوام افغان
 اصل میں یہودی نہ تھے۔ یا وہ تھے۔ اس بحث کو کرنل صاحب نے بہت قابلیت کے
 ساتھ لکھ کر ثابت کیا ہے۔ کہ ان کا یہودی ہونا بالکل غلط ہے۔ مان کی راے اور تحقیقات
 کی مطابقت اس قوم کی روایتوں سے بخوبی ہوتی ہے۔ مشہور ہے کہ (دور کا تاریخ
 ہونے کے بعد) کرشن کی اولاد نے سندھ ندی کی دونوں طرف چند ہی نئی ریاستیں
 قائم کیں۔ اور انہیں جادوؤں کے راجہ گج۔ والے سمیرہ نے اپنا راجہ حکم کی طرف
 لٹھایا۔ اور تلک کبھی جواب نہ دیا جاتا ہے۔ تسمیرہ کرایا ایک دفعہ قوم و حاکمان
 کے بادشاہوں نے متفق ہو کر کبھی پر حملہ کیا۔ اس لڑائی میں راجہ گج مار گیا۔ لیکن
 اس کا بیٹا سالیابن پھر پنجاب کو چلا آیا۔ اور اس نے پنجاب میں سلیا ہندو۔ یا سلطان
 کوٹ (جسے اب سیالکوٹ کہتے ہیں) آباد کیا۔ اور چند سال کے بعد پھر کبھی ہر دخل پر
 چنانچہ عرب سے مسلمانوں کی آمد تک انہی کے ذریعہ افغانستان میں حکمرانی کرتے
 رہے۔

کہتے ہیں۔ کہ سندھوں کی قوم شینا یعنی چیتا کی کامرٹ جگیشو بنیہ و سالیابن تھا۔
 انھوں یا نویں صدی عیسوی میں جادو پنجاب سے نکالے گئے۔ تب انہوں نے
 لکھی جنگل میں پناہ لیکر اول شہر نہوت پھر ویر وال پھر مہلبیر اسی جنگل میں آباد
 کئے۔ زوال کے دور میں انہیں سے جادو جاٹ کہلائے۔ بلکہ ہو گئے۔ اور بہتیرے
 اور قوموں میں مل گئے۔ جو غاصب رہے۔ وہ بھی جادو کہلائے گئے۔

(دیکھو تاریخ راجستان میں حالات جیلیرا)
 چند سال ہونے لگے کہ فوج انگریزی کی مہم شانہ پر ہوئی تھی۔ انہیں ایام میں شامہ
 راے کرنل ٹاڈ صاحب کے تحقیق ہوا تھا کہ علاقہ قیوسف لڑی میں شچانوں کی ایک
 قوم اب تک جادو (جادو) کہلاتی ہے۔ اور اس کی قدیم روایتوں کا خلاصہ
 یہ ہے کہ اصل میں جادو تھے۔ کسی زمانہ میں گجرات سے آکر یہاں آباد ہو گئے۔
 (تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲)

نوٹ نامہ نگار کو کئی سال تک ہنگام ملازمت سرکاری پٹانوں کے درمیان
 رہنا پڑا۔ برسوں کی تحقیقات سے یہی ظاہر ہوا کہ وہ لوگ اصل میں جادو تھے
 یوسف لڑی کے علاقہ سے اوپر غیر علاقہ ہے۔ اور اس میں کئی جادوؤں یا نگہوں
 ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ وہاں کے دیہات یا مقامات کے نام اب تک
 سنسکرت اور آریہ زبان کے معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے رانی گھاٹ۔ کاتنگ
 سواتھ۔ یوتیر یا مھویر حیرا۔ ہم رود یا جہم رود۔ مہمند۔ یا مہامند۔ جترال۔

شہ بلوچستان میں سمیرہ کوئیہ کا بھی اصل نام سیالکوٹ ہے۔ جو غالباً سالیابن
 کا سا کردہ ہے۔ اب غلط احاطہ سے کوئیہ ہو گیا ہے۔ اور اسی طرح بلوچستان کے
 تمام شہروں کے نام سنسکرت کے ہیں۔

فرار کیا کہ ہو گئے۔ اور طبقہ اطاعت اسلام میں داخل ہو کر رسوم کفر و بدعت کو بھول گئے
تاریخ انبیاء صفحہ ۳۸۹ و ۳۹۰

اب تک غلامی کا دستور عرب میں ہے۔ اور وہ حضرت کے وقت سے جاری
ہے۔ تو نبی اور غلام مشطرح کر کہیں اور خاصہ سرائے بنائے جاتے ہیں۔ اور کو مستعد اور
مدینہ منورہ بلکہ روضہ مشرق رسول سلام پر حواجہ سراؤں کا لقب ہے۔ نہایت قابل افسوس
اور ہنس کر کہا جاتا ہے۔ کہ دین اسلام میں حرکریا جائز نہیں
ایک لائق اور قابل قدر مورخ لکھتا ہے۔ کہ عرب وائے نوح کی اولاد سے
نہیں ہیں۔ بلکہ سامی سرگزشت جی کی اولاد سے ہیں۔ اور اس واسطے وہ سامی کہلاتے ہیں
وہ ان کا سے خارج ہو جائیکے اور سامی عرب میں موائے شہتہ داروں و ملازموں کے
تھے اور اسی روز سے عرب آباد ہوا۔ ورنہ پہلے اس سے وہاں آبادی نہیں تھی۔ اور عرب
مذہب سکرت کا ہے۔ (یعنی آریہ) (آریوں کا رہنے) ملک مصر کو آریوں کے جائیکار
اور بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ عرب کا اگر سری نام اسے بیہ کے دیکھنے سے نہیں جڑتیت
ال عرب سامی ہی سرگزشت جی کی اولاد ہیں۔

روم کس طرح مسلمان ہوا۔

جس طرح ہم نے عرب کی بابت تواریخ معشرہ کی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ وہ کس
طرح حور و ظلم سے مجبور ہو کر مسلمان ہوا۔ اور کس قدر لوٹ کھسوٹ سے دین محمدی کس
عرض سے پھیلا گیا۔ وہی حال امیر روم و شام کا ہے۔ چنانچہ مفصل حال اس فتوح اسلام
میں مندرج ہے۔ اور درحقیقت وہ دیکھنے کے لائق اور دین اسلام کی قدر جاننے کے واسطے
معاذ بن جبل نے خود تندرہ کی طرف سے سفیر بن کر گیا تھا۔ بظاہر حاکم روم کو
کہہ دیا تو ایمان لاؤ۔ قرآن و محمد پر ایمان چڑھ دو۔ ورنہ اس نزاع کا فیصلہ شمشیر کریگی۔

تاریخ انبیاء صفحہ ۳۸۹

پھر لکھا ہے۔ ابوبکر نے جعفر بن ابی العباس عمر کو لکھی۔ اس میں لکھا تھا کہ
سنو اسلام اطراف و جواب کو اس واسطے روانہ کیا ہے کہ ہر طرف جاؤ۔ جو دین قبولیں انکو
اس دو۔ اور جو دین مستحق قبول کر سں ان کو بھی بیدار رہی کا ذوق کرو۔ (صفحہ ۱۸۸)

حضرت ابو بکر نے اسامہ کو مبعوث کر کے مالشکر جازانہ و جہاد کیو اسطے شام
کے ملک میں بھیجا۔ اس سے وہاں جا کر وہ قلع فتح کیا۔ کہ ہر کفار کا ملک میں دم کیا۔ اور
بھرا کر اپنے متواظین و مسکن کو مجبور و بجا گئے اور اٹا ڈھا لٹا ویاں تک جا پہنچا۔ اس حال
میں قریب سے مدالیا۔ اور پھر سالنا غلا بہت سا انتاب غنیمت لیکر حضرت خلیفہ رسول
میں حاضر ہوا۔ اس وقت اہل کعب و غناؤں کو کرکٹ گئی۔ کیونکہ ان لوگوں کا گمان تھا کہ اب
اسلام میں بدولت شریعہ گا۔ اور اس قدر عزت نہ ہوگی کہ جہاد کر سکیں

تاریخ انبیاء صفحہ ۳۸۹ و ۳۹۰

شام کی فتح کیو اسطے جو حوطا طلب اہل کفر منکر کے واسطے جہاد کے حضرت ابو بکر
صدیق نے لکھے۔ اس میں لکھا ہے کہ اسے جہاد و جدو ہم و انشام (دیکھو صفحہ ۳۸۹) عہد
و ن متوح انشام مہود و بکشتور شہد ص
پھر وہی داخل مورخ نوٹ کہ بہت سال ہاتھ آئیا ذکر کر کے لکھتا ہے کہ یہیں
ان میدان و درمیں عام سرداران لشکر نے کی مناسب تھے کہ یہاں مال جو درمیں سے

آٹھ لگا ہے۔ حضرت صدیق کے حضور میں بھیجا جائے۔ تاکہ مسلمان اس کو دیکھ کر
جہاد و دمیوں کا کریں۔

(متوح انشام جلد اول صفحہ ۳۸۹)

حضرت ابو بکر صدیق بروقت روانہ ہوئے بلکہ سام کے یہ وقت عمرو بن العاص کو کرے
تھے۔ کہ ڈرے رہو خدا سے اور اس کی راہ میں جہاد اور کفاروں کو قتل کرو۔
و جلد اول متوح انشام صفحہ ۳۸۹

ایک جنگ میں ملک شام مجھ سو فیڈی پر گئے آئے۔ عمرو بن العاص نے
ان پر دین اسلام میں کہا۔ پس کوئی ان میں سے مسلمان نہ ہوا۔ مگر حکم ہوا کہ ان کی گرض
ناری جائیں

(جلد اول متوح انشام صفحہ ۳۸۹ و ۳۹۰)

و مسق کے محاصرے کے جنگ میں لکھا ہے۔ پھر خالد بن ولید نے ملک جس
و جزائیل کو اپنے سامنے ملاکر ان پر اسلام عرض کیا۔ لگراہوں نے انکار کیا۔ پس
موجب ملک خالد بن ولید کے حصار بن لارور نے عزرائیل کو اور رافع بن عمرہ الطائی
نے ملک جس کو قتل کیا۔

(متوح انشام جلد اول صفحہ ۳۸۹ و ۳۹۰)

کتاب کاراندہ ترک جلد اول مہود و دہی میں لکھا ہے کہ اس سوسال تک
حکمران دوام ہر سال ایک ہزار عیسائیوں کا بوجھ تھا۔ حاکم شادی و عوج میں بھرتی کر
مسلمان کیا جاتا تھا۔ اور ان کو عیسائیوں کے قتل اور ذبح پر آمادہ کیا جاتا تھا۔ اور وہ
یہاں تک ہی مجبور نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ عیسائیوں کے مذہب کو بصورت بچہ ہزاروں
ہر سال غلام بنائے جاتے تھے اور ان سے رومی و دیگر مسلمان خلاف وضع
فطری کے منکر ہوتے تھے۔ اور جہاں ہو کر انہیں غازیوں کے گروہ بن شامل
کیا جاتا تھا۔ کہ بہت کے وارت ہوں۔ المختصر فی مفصل دیکھو اصل کتاب جس طرح
فلحائے کے وقت میں جزا کر کے لگائے جاتے تھے وہ بڑا دکھنے جاتے تھے۔ ہی
طرح شاہ روم نے بھی ظلم و ستم سے گرجاؤں کو مسجد بنایا۔

فارس (ایران) کس طرح مسلمان ہوا۔

اس کا حال روضۃ الصفا جلد دوم نوکات حدائق تاریخ میں لکھا ہے۔ جس کا
خلاصہ یہ ہے۔ کہ عمر نے بعد غلیقہ ہونے کے لشکر عرب کو یہ حکم دیا کہ اس میں بھیجا
کہ اگر اس ملک کے لوگ وحشی سے دین محمدی قبول کر سں تو ہتھیار نہیں تو ان سے
محاربہ و مقابلہ کر کے ان میں روز سیر قرآن کا معتقد اور محمد کا تابع کر دیکھو ایرانوں نے
دین اسلام قبول کرنے سے انکار کیا۔ تو لشکر عرب نے لڑائی شروع کر کے تین
مارا ایران کی سپاہ سے شکست کھائی۔ مگر وحشی ماراں پر غالب ہو کر ویا سے قوت کے
گرد و نواح کے ملک پر دخل کیا۔ اس کے بعد شہر بار کا بیٹا یزد جو کہ خسرو پور کے فوج
اور سامانیوں کا شاہوں میں سے آخری بادشاہ تھا۔ ایران کے تخت پر بیٹھا۔ اس وقت
سند اس وقاص نے جو عرب کے لشکر کا سردار تھا۔ دگوایرانوں کو وحشی بنانے کا
ٹھیکہ دار تھا۔ یزد جو کے اس لیے بھیجا۔ تاکہ اسے دس ہتھیار قبول کرادے۔ بلکہ
اگر وہ حملہ کرے۔ تو لڑائی کرے۔ بلکہ یزد جو نے اس کی یہ نیامی۔ بلکہ
ہو کر لڑائی کی طیارہ کا حکم دیا۔ اور بہت سی سپاہ جمع کر کے سفارہ کیا۔ یہ میدان جنگ
ہم مقام قادیسیہ پر ہوا۔ جب دونوں کے مقابلہ کے بعد لشکر ایران نے شکست کھائی
تو کاویانی و رقیق عربوں کے ہاتھ پڑا۔ اور پھر اکیسویں سال ہجری میں شہر حران
کے پاس ہذا آمد کے میدان میں دوبارہ لشکر عرب نے سپاہ ایران کو شکست دیکر

سوائے ان مالک کے اور کچھ اسلام کا تہ نہیں ملتا۔ ان میں سے ملک آپس اور بنگال میں
اب تمام کا نام دشان نہیں رہا۔ سوائے مسجدوں کے۔ پرانے کھنڈہوں کے اور کوئی ملک
وادی نہیں ہے۔ آپ ان دونوں ملکوں کے باشندے بالکل عیسائی ہو گئے۔ چھری مذہب
سے نفی تائب ہیں۔ حالانکہ کئی سو برس تک مسلمان رہے۔

پس ہم سب سمجھتے ہیں کہ ان مالک میں سے ہر ایک کی بابت تاریخی شہادت
ہے ذکر کریں۔ کہ وہ لوگ کس طرح سے مسلمان ہوئے۔
آنریبل سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب کسی ملک کے فتح کرنیکے لئے
لشکر بھیجا جاتا تھا۔ تو اس لشکر کے سردار کو احکام دیے جاتے تھے۔ ان میں سے
پہلی پر بجا ت تاکید کی جاتی ہے۔

نمبر ۱ کوئی عدوت اور درکار اور بیٹھا اور صیغہ بنا دیا جائے
نمبر ۲ کسی کا نام کان نہ لگایا جائے
نمبر ۳ عبادت گاہوں سے کوئی شہنشاہ قتل نہ کئے جاویں اور ان کے عبادت گاہوں
نمبر ۴ کوئی دولت چھل جائے نہ لگایا جائے۔
نمبر ۵ کوئی عمارت اور آبادی ویران نہ کی جاوے
نمبر ۶ کسی جانور بکری۔ اونٹ وغیرہ کی گھیس نہ کاٹی جاوے
نمبر ۷ کوئی کام بغیر صلاح و مشورہ کے نہ ہووے

لے عتیں آئندہ۔ مگر ان بیگانی عورتوں سے زنا جاع..... جبکہ کرو یہ سب لہجہ نکاح
کے بھی جائز ہے۔ غلام سے جدا کرو۔ حیر بکری کی طرح بچاؤ۔ عیادوں کی طرح ان
کے تمام اعضا پر برہ کر کے دیکھو۔ لڑکوں کو غلام بناؤ..... کے واسطے فرخت کرو۔
صفت دوم کے واسطے تو یہ حکا فی ہے۔ دولت بیٹے۔ بیٹی۔ جو رہت چین لو۔ پیسے
پر دم کرو۔ بڑا ک اللہ ہے جس کے جبر مسلمان نہ بنائے کلمات ہم جانتے ہیں۔ کہ
ایک تو وہ شادی کر کے بیٹے بیٹی پیدا نہیں کر سکتا۔ دوم چہا وہیں کر سکتا۔ پس بچہ
اسلام سے محروم ہے۔

لے بھانہ۔ مگر ہے۔ آتش کہہ یہودیوں کے مکان توڑے گئے۔ مسار کئے گئے۔ کرائے
گئے۔ پو جاری۔ سامن۔ یاوری۔ یہودی۔ کابہن۔ پارس۔ سب تمام اوچدین کئے
گئے۔ کیا حضرت ابھی تک سب سے کہتا ہ نہیں ہوئے۔ کہ لاندہ دیگر تیجہ ہا کسی
(دیکھو فتوح مصر ص ۶۶ و ۶۷ و ۱۲۶ مملوہ و لشکر مصر)
لے قرآن سورہ اعراس میں اس کے خلاف لکھا ہے۔ ما قطعتم من لیا و ترکتمہ فاعلمہ علی
اھلہا فباؤن اللہ لیجری العقیقین۔ قحچہ آئے بریدہ اور دھان خرا یا گدہ خدا عز
استادہ منج خودش۔ پس بزرگان مملوہ و خانوار کنندہ کاراں رہا۔ اسی آیت پر فاضل
شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ قطع رحمت سورہ دار وقت جہاد جائز است۔ و ترک
اکس نیز (دیکھو فتح مصر ص ۱۳۵) اسی پر کتبہ ملائیں کہ لکھتے ہیں۔ ما قطعتم من لیا و ترکتمہ فاعلمہ علی
اھلہا و ترکتمہ فاعلمہ علی اھلہا فباؤن اللہ اسے خیر کم فی ذالک و لیسری اماؤن فی علی العاقبت
الہیہ و فی اخرہم ان قطع اللہ اللہ و دیکھو تفسیر مکرر حدیث پر لیں صفحہ ۱۲۰
لے اور فتوح الحارہ ص ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶

اور ادھی القری ذبح قلدا مرفیہ لیشا وول رسول والذی صاحب القری قرابتہ النبی من بنی
اشم وبنی المطلب والبنی المطلب المسلمین الذین ہکلت آباء وہم وہم فقراء والمسلمین ذوی الحاجۃ
من المسلمین وبنی النبیل النقطع فی سفرہ من المسلمین +
(رجلین صفحہ ۱۷۲ حیدری بیروتی رحمہ اللہ)

سورۃ توبہ وحمد اللہ الذین آمنوا معکم وعلو الصلوات یخلفہم فی الارض کما یخلف
الذین من قبلہم ترجمہ وعدہ دیتا ہے۔ خدا ان کو جو ایمان لائے ہیں۔ اور ایک عمل کرتے ہیں۔ ایسے
خدا کو غلبہ یعنی حاکم بنا دیا زمین میں۔ جیسا کہ حاکم کیا ہے۔ ان کو جو پہلے تھے۔
سورۃ صافات یا ایہ الذین آمنوا علی تجارۃ فیکم من عذاب الیم
ترجمہ اے مسلمانوں تحقیق ولایت کرتا ہوں کہ تم کو طرف اس سوداگری کے لینے جہاد
کے کہ تم کو چھوڑا دے عذاب الیم سے +

جو لوگ جہاد کو فعل سے مل کرتے ہیں۔ ان کو شاہد ملتا ہے کہتے ہیں۔ کہ چون جہاد دہل
آئی بہت بہتر بہت عقل را در آجہا دخل واد من صبح ناشد (صفحہ ۸۶ حاشیہ وکشیہ)
پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اگر اسلام آ کر نہ و جرت کند۔ ایشا نرا دوست با پیر
حرف نہ۔ و اگر اسلام نہ آئے با پیر نہت (صفحہ ۸۷)

پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ مردم ضعیف الاسلام وداوکل اسلام کہ جہاد فرض شد
بود۔ دعوت اسلام نمود چون جہاد فرض انان اتفاقا ذکر نہ۔ و از بعضے کلمات متافقا
سورہ بقرہ۔ و بعضے بالکمال ان امریک نشد خلاف مرفی اخبرت رائے یزید صوفیہ

مولویوں کے فضول عزرات کا جواب
بعضے نا واقف اور مبہم سے کہہ کرے سوئے مسلمان متقی دین کی خرابی کو
مترقب کے سب سے اُسے چھوڑا اگر اگر آیات ذیل دین بالجبر کے مخالف پیش
کرتے ہیں۔ جن کو ہم منسودہ ج کر کے پھر ان کی ترویج نہتائے ہیں۔

آیت اول۔ سورہ بقرہ لا اکراہ فی الدین قتلتین الرشیدین العقی
ترجمہ جبر کرنا نہیں ہے واسطے دین کے تحقیق ظاہر ہوئی ہے۔ ہایت گراہی ہے
اس کا پہلا جواب شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں۔ حجت اسلام ظاہر شد۔ پس
گواہ کر دینیت۔ اگرچہ فی الجہر باشد (صفحہ ۱۸۷ حاشیہ قرآن)

دوسرے جواب تفسیر سیبوی دیتا ہے۔ گفتنا ذکر کم این آیت بابت قتل مشرک بہت
اتمام بائیل عرب جز دین اسلام قبول نہ لکھ۔ آنا یا دیگران قتال با دیگر و تا دین قبول کنند۔ (صفحہ
۱۸۷ بیروتی رحمہ اللہ)

ایسا ہی۔ اتفاق میں فاضل جلال الدین سیبوی نے لکھا ہے۔
جواب سوم خود قرآن بھی اس آیت کو رد کرتا ہے۔ یا منسوخ۔ کیونکہ تمام حق
مسلمانوں کی منسوخ آیات قرآنی کی بابت یہ رائے ہے

گر ضرورت بود روا باشد بے ضرورت نہیں کا باشد
جیسا کہ سورہ بقرہ میں لکھا ہے کہ نبی علیکم القتال و ہوا کراہ لکم و علی ان کراہ و شیا و
خیر کر +

ترجمہ تمہارے پر لازم کیا گیا قتال کرنا اور وہ تمہیں (بوجہ اس آیت کے) جبر میں
ہوتا ہے۔ اور شاید تم اس کا پوشل رکھتے ہو۔ حالانکہ تمہارے واسطے بہتر ہے۔
جواب چہارم سورہ انفال میں لکھا ہے۔ قل الذین کفروا نہ یستویون اللہ یفر لہم فادفع
والنہود وادفع مضیت سنت الاوتیس وادفع ہم حتی لا یكون لہنہ وکون الدین کا رتہ +
ترجمہ کا مردل کہو کہ اگر ناز دین مٹے تو صاف ہوں کہ جو ہو چکا۔ اور اگر وہ بارہ

دی کریں۔ یعنی کفر تو پر چلی راہگوں کی اور جنگ قتال کرو کافروں سے یہاں تک کہ فتنہ
باقی نہ رہے۔ اور ہو جائے سب دین اللہ کا +
پس صاف ظاہر ہے۔ کہ قرآن جہاد کی عام طور پر اور محکم تھا جلیہ و تائید ہے۔
دوسری آیت جس کو مولوی صاحبان دین بالجبر کے خلاف پیش کیا کرتے ہیں۔
یہ ہے۔

سورۃ کفرون لکم دیکم ولی دین
ترجمہ تم کو تمہارا دین۔ اور ہم کو تمہارا دین
اس کا جواب اول تفسیر جلالین میں لکھا ہے۔ لکم دیکم الشریک دین دین اسلام
وہا قبل ان یوم بالحرب

ترجمہ تم کو تمہارا سے مراد شرک ہے۔ اور ہم کو تمہارا سے مراد اسلام ہے۔ اور
یہ حکم اسلام میں لازمی اجہاد شروع ہونے سے پہلے کا ہے۔
جواب دوم ایک اور لائق مولوی خود دیتا ہے۔ ایک وقت بہ خا۔ کہ کہ دیکم دینی
دین کا حکم ہوا۔ اور ایک وقت میں صدائے اقلو الشریک حین و دہ مشورہ نے دین
جوش والا۔ جب کہ انہائے اسلام تھا اور غلبہ نہیں تھا۔ لہذا حکم ہوا اور جب غلبہ تھا
اور شرک کفار پر مبنی گئی۔ تو دوسرا حکم ہوا +

(تائید اسلام صفحہ ۲۰۶)
جواب سوم قرآن دیتا ہے۔

سورۃ تحریم یا ایہ النبی جاہ الکفار و المتفقین و اعلیٰ علیہم وادیم ہم من قبلہ
ترجمہ اے پیغمبر جہاد کر کافروں سے۔ اور جہاد کر منافقوں سے اور سختی کرو۔ ان پر
اور جہاد کی دوزخ ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔

جواب چہارم مولوی حسین واعظ صنف تفسیر حسنی دیتا ہے۔ کہ اس آیت
بابت سیف مشوح آئندہ (صفحہ ۲۷۳ جلد دوم لکھنا)

اور دیکھو قرآن سورۃ بقرہ لکم من الشہر الحرام قتال فیہ قتل فیہ کبیر
ترجمہ سوال کرتے ہیں۔ تم سے ماہ حرام کے بچ قتال کرنے سے۔ کہو جنگ کرنا
اس میں سخت کار ہے +

اور دیکھو سورۃ ریح و جاہد فی اللہ جہاد ہوا ویکم و اجل علیکم فی الدین من جہاد
ترجمہ جہاد کرو خدا کے راستہ میں جہاد کے حق کے مطابق یعنی مادہ ریح اس نے بعضے
خدا سے چاہم کہ اور رہنے دی تمہارے واسطے دین میں کچھ کمی +

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ جہاد سے ہی دین اسلام کی ترقی ہوئی اور تکمیل
تیسری آیت جس کو ہمارے محمدی بھائی دین بالجبر کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ یہ ہے
سورۃ ممتحنہ ان تبرؤم و تقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین

ترجمہ احسان کرو تم ان سے اور انصاف کرو و طرف انکی تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے
انصاف کر بنواؤں کو

اس کا جواب بامصوب یہ ہے۔ کہ جناب مولوی صاحبان آپ اس آیت کا پہلا
حقہ ظاہر فرماتے ہیں۔ مگر اس کے دوسرے حصہ کو چھپاتے ہیں۔ ذرا انہیں کھول کر دیکھیں
اس میں کیا لکھا ہے۔

ان لو لو ہم دین تو ہم لا ویک ہم الظلمون۔
ترجمہ سن کر آئے۔ تم کو خدا اس سے کہ تم دوستی رکھو ان سے اور جو کوئی دوستی
رکھتے ہیں۔ ان سے پس وہ ظالم ہیں

اور ظالموں کے حق میں مصنف قرآن لعنت کرتا ہے۔ پس کافروں سے احسان کرنا
رسالہ جہاد

ترجمہ اور تفسیر خدا نے وہی تم کو دین ان کی گھروں کے مال ان کے اور نیز ایک زمین اور جس پر نہیں پھیرے تم نے قدم اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

سورۃ آل عمران ولقد صدقنا وعدہا الذی بنہم فاذا ترجمہ اور تفسیر خدا نے سچائی شہادے حق میں وعدہ اپنا جب تم قتل کرتے تھے کافروں کو خدا کے حکم سے اس آیت کے آگے ماتحتوں کے لفظ سے صاف بتا رہا کہ لوٹ مار کی خاطر بہت لوگ جنگ میں شامل ہو جاتے تھے اور دین اسلام پھیلنا جاتا تھا۔

سورۃ فتح یستول الخلفون الی الخاتم لثا خدا ونا متبعکم ترجمہ تو کہیں گے تم کو پیچھے رہے ہوئے (اعراب لوگ) جب تم چلو گے طرف لوٹ مار کے کہ چھوڑ دو ہم تمہاری جلیں تمہارے ساتھ (یہ آیت مسند ج بالا جنگ خیر کے وقت نازل ہوئی)

آگے اسی سورۃ فتح میں محمدیوں کو بہت سی لوٹ مار کی باس الفاظ ترغیب دی ہے۔ وعدہ کہ اللہ تمہارے پیچھے رہے وعدہ دیا ہے خدا نے تم کو پیش رو لوٹ مار کا جن کی بدولت لاکھوں جاہل غازی مرد و عورت لوٹ مار کو دین محمدی ہمارے جاہد فی سبیل اللہ کے شوق سے کربستہ ہو گئے گناہان کا بیان لگا دینے اور ان کے لوٹ مار کے بائیں نوٹیں علامہ دار فرائع اور مکتوبہ عزیزی نے ان کی تفسیر کی ہے اور ان سے لیا رہ گئے جس کا مفصل حال سورۃ الفل میں درج ہے۔

اب ہم وہ آیتیں بتا دیتے ہیں جن میں فوجی سپاہیوں کو بیگانہ منکوہ عورتیں واسطے زنا کے دینے کی ترغیب ہے۔ سورۃ نساء والصف من النساء والامکلت ایان کم ترجمہ اور حرام کی گئی ہیں اور تمہارے شوہر اور عورتیں مگر سورۃ اہل کے جن کے ایک قتل ہوئے تمہارے ماتھے اس پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں اگر زنی زنا والو کو اب اسیر کر دے نکاح و شری اور صحیح بودہ ہر چیز بجا زوجہ خدہ بخت

(صفحہ ۷۷ حاشیہ قرآن) ابوسیدہ خدی قتل کیلئے کہ در حرب حنین از فتنہم واطاس مال بیقیاس باہل جہاد رسید۔ اور جو زنا نے شوہر ان ایساں را جب سبب سے فتنہم بقید اسیر سے اور کھند و چون حرمات زنا شوہر و اذان مارا معلوم شدہ بود و در دل و حرمت اسیران مشرک و کشتیم و ایساں را اگرچہ ملک عین ابو وندار قبیل محضات بشمر ویم بعد از عرض حال بحضرت بیان پناہ اس بیت نازل شد کہ زنان کفار اگرچہ شوہر و اندام چہ بسبب کسی عین فتنہم نہ تفرق در ایساں حلال است بشرط اخراج ایساں از دلا الحرب پسہ ازواج ایساں و اس احوال امام اعظم است۔ باقی ترجمہ بحسب ایساں احوال میدارد تفسیر حسنی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰

سورۃ احزاب مالکیت ایان کم ترجمہ جو عورتیں تم نے لڑائی میں لوٹیں وہ تمہارے پر حلال ہیں۔ سورۃ نساء وایکھا اصابکم من النساء ویتے و ثلاث وربع فان ختمتم الاثمد اور اعدۃ و مالکیت ایان کم

ملہ جہاد کرنے کے واسطے اہل مدینہ کو بہت ترغیب دیتے رہے۔ محمد و رضی زہوئے۔ اس کے حاشیہ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ توقف میکنہ و اگر جنگ در مقدمہ لشاری سے منع توقف سے کر دے حاشیہ قرآن صفحہ ۲۸۹

ترجمہ پس نکاح کرو۔ جو خوش آؤ سے تم کو ست عورتوں سے دو دو تین تین چار چار اور اگر جانو کہ عدل نہیں کر سکتے۔ تو ایک سے نکاح کرو۔ یا بوٹ کی نو تہوں سے صحبت کرو۔

تفسیر کشاف میں لکھا ہے۔ یہ مالکیت ایانہم من الاناثی ہیں۔ یعنی ازواج فی دار الکفر فمن خلال نساء المسلمین وان کن محصنات۔ ترجمہ بافتوں کے مالک ہو چکنے سے بعد از اپنے مکروہ عورتیں لڑائی تہدی متکر ان کے اند میں آئی ہوں۔ پس وہ عورتیں مسلمان عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ اگرچہ وہ شوہر والی ہوں۔

تفسیر حسینی سورۃ تو بہ میں لکھا ہے۔ اور وہ مالک حضرت رسالت پناہ جنہ میں بیش رکعت بل کہ فی الجہاد دینی الا صفر تہنہم سرای ووصفا۔

سورۃ البقرۃ ان الذین اتوا الذین ہجوہ و دجہ و فی سبیل اللہ و ایک ہر جون رحمت اللہ

ترجمہ تحقیق جہاد ان لائے اور وطن چھوڑے اور جہاد کئے جنہوں نے خدا کے راستہ میں۔ وہ اسید و اہل خدا کی محبت کے۔ اس پر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ بسبب اشتغال جہاد کتب کر دینے و تہذیب و حاشیہ قرآن صفحہ ۳۴۴۔ پھر دوسری جگہ حاشیہ قرآن میں فرماتے ہیں۔ یہ عورتیں خاندانی مال سے فرامیثہ۔ یہ میری مشیت تھانے ہمارے وراثت میری و کربیکہ (صفحہ ۲۲ حاشیہ) سورۃ مصف تو منون بائدہ و رسول و تجاہدون فی سبیل اللہ بامراکم و انفسکم ذاکم خیر۔

ترجمہ ایان لاؤ خدا اور رسول پر اور جہاد کرو خدا کے راستہ میں مال سے اور جان سے یہ تمہارے کو بہتر ہے۔ لوٹ کے مال کی تقسیم

سورۃ انفال و اعلم انما عستم من فتنہ فان للہ شکمہ و للرسول ولذی القربی الیہ علیہ والسکین و ابن السبیل ان تقسم انتم باللہ۔ ترجمہ اور جہاد کرو کچھ لوٹ حاصل ہوئی کافروں سے ہر قسم کی چیزیں یا عین حصہ اس سے خدا کے اور پیغمبر کا واسطے رشتہ داروں اور غنیوں اور مسکینوں کے۔ اگر ایان لایا ہے۔ تم نے خدا پر۔ سورۃ حشر و انما اللہ علی رسولہ من اہل القربی فلامہ و للرسول ولذی القربی الیہ و السکین و ابن السبیل۔

ترجمہ جو کچھ مقرر کیا ہے۔ خدا نے پیغمبر کا وں والوں کی لوٹ کے مال سے پس خدا کی واسطے ہے اور پیغمبر کو واسطے ہے اور واسطے اس کے رشتہ داروں کے۔ اور غنیوں کے واسطے ہے۔ اور غنیوں اور مسکینوں کے۔ للفقرا کی تشریح مصنف قرآن خود کرتا ہے۔ للفقرا المؤمنین یعنی ان فقیروں ہجرت کنندہ۔ اور خویشاوندان کی شاہ ولی اللہ صاحب تشریح کرتے ہیں یعنی خویشاوندان پیغمبر اور پیغمبروں اور مسکینوں کی تشریح ہم کرتے ہیں۔ یعنی مسکینان مسکینوں اور مسلمان تہیوں کو۔

اس کے علاوہ تفسیر حاکم میں اس کی تشریح اور بھی عمدہ طرح پر کی گئی ہے۔ و تحقیق و النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کرمہ فی النبیہ و النبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تحقیق من ان بکل فنہم خمس الخمس و اصل فی اللہ علیہ وسلم الی فی بعض فیہ بالیتا و فی بعض من المہاجرین و ثلاث من الانصار و فقیر ہم و انما اللہ علی رسولہ من اہل القربی سے کا لہذا

انتہائی جس نے پچھلے طرح مجھ پر حسرت و قضا کی۔ اور چار میل دیکھ کر میں بھی امداد کی اس کے موجود
تھے۔ مگر مسلمان اس سے کہے۔ خود بخود صاحب بھی ہوئے۔ اور مرنے میں پڑ گئے۔ بہت
جیسی کافروں کی ضرب سے شہید ہوئے۔

وَيَكُونُ دَارُكَ الشَّقْوَى

[illegible]

اور یہی ذکر مولوی نواز الدین نے فصل الخطاب میں بھی درج کیا ہے۔ (دیکھو باب

10/10/10

جنگ بدر کی بہت مومنین لگتے ہیں، خدائے محمد صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ کثرتِ فوج مخالف سے محمد صاحب بھجوا رہے تھے۔ ابو بکر نے تسلی دی۔ سجاد بن

ہے جس کی دی لکھا اس کے گویا میں ایسا دم کریں۔ کہ وہ میرا اور کوئی اور نہیں ہے۔ حضرت اس
 جہاں پہنچے۔ اگر خدا نے الغلبہ دیا تو ہر مردن آپ کو طرف تیرے فرار اولیٰ ہے۔ حضرت اس
 کلام سے خوش ہوئے۔ اور عرض کیا کہ تشریف لے گئے (محمد و مہر دار جہاں السور)

مولوی نو لائین صاحب جگہ پر کی بات کہتے ہیں: "حاصل الامر اس لئے کہ اس میں
مسلمان غیاب ہو گئے، اور شریعت غیب اسیران قرین گرفتار ہوئے، چنانچہ میں سے

نقد و مباحثہ نقل کے لئے ہے۔ باقی جو کچھ ہے اسے فصل الخطاب بقدر اہل الکتاب صفحہ ۱۳۱۔

اور ایک جگہ سے پانچ ہزار ایک معلوم ہو تو میں غرضتوں نے بھی لڑائی کی۔ اور محمدی

محمد علی بکری
فرستے

۲۵۰۰۱۶۵۰۰

مگر کافر جوئی مخالفین دین محمدی بہت قلیل تھے۔ اس صورت میں محمدیوں اور شتموکی

لوئی ہادی ہی نہیں۔ حالانکہ پھر بھی چودہ سسٹمان یہی کہتا جو ورنہ اسے گارو سے
میراٹ لکھا۔
غزوہ احمد کرامت حاشیہ قرآن کریم لکھا ہے: "در غزوہ آمد اہل نفاق مسل کرند با آنکہ

در شهر متحین شوند۔ و صاحب تمسکند۔ کہ سیرال آمدہ جنگ کنند۔ بعد ازاں کفر محبت
واقع شد۔ منافقان این را محل طعن گرفتند۔ و وقت حروب حضرت پیغمبر شبیہ جامع

و امقبہ صاف شد کہ از پنجا نہ بنیہ چوں آمار رخ ظاہر شدن کرمت اس جہت و ریحہ کرمت
اقتادند و بعضیان یہ غیر کرد و در بعضیوں ہر عیان ہر عمت برستگمانان افتادہ ہر فرکر کرد

۱۷۰۰ھ ایک پہاڑ دینہ سے دروہانی میل کے قافلہ پر ہے ۔
 ۱۷۰۱ھ بدرہم و سکون مالی نام پانچیت شمس دینہ کے دروہائے آن درمیان محمد و قریش جنگ

تجدد بیروت

اور ان الفاظ میں کرتا ہے۔ والذین آمنوا واولادهم بائنا فی سبیل اللہ۔

ترجمہ اور اولاد ہم المؤمنین ایمان لائے۔ اور ہجرت کی۔ اور جہاد کی۔ خدا کے راستہ میں

(یعنی دین محمدی کے پھیلانے کی خاطر) اور جنہوں نے جہاد یوں کو جگہ دی۔ اور انکی (زر پونہ وغیرہ سے) مدد کی ایسے آدمی وہی تھے۔ جو سچے مسلمان ہیں۔ انہیں کے واسطے معافی ہے۔ اور نیک روزی اور اس نے اچلی آیت میں بھی ان لوگوں کو جو آئندہ دین اسلام کی خاطر جہاد کریں یا کرینگے بھی سچے مسلمانوں میں شمار کتا ہے۔ پھر خدا اور جگہ بھی مسلمانوں کی توفیق کرتا ہے۔ تاکہ وہ جہاد کرنے میں دل و جان سے ہمت کریں۔ اور دین محمدی پھیلادیں۔ چنانچہ وہ آیت یہ ہے۔

ترجمہ سورۃ مائدہ اذلہ علی المؤمنین اعزۃ علیہم لکافرن سجادوں فی سبیل اللہ ولا یجانون لیسئلوا ذلک مفصل اللہ۔

ترجمہ مسلمان لوگوں کی تفریق یہ ہے۔ گویا انکے ہم لایحیہ) وہ واضح کرنے والے ہیں۔ مسلمانوں پر سختی کرتے ہیں کافروں پر جہاد کرتے ہیں۔ خدا کے راستہ میں اور طاقت کو اپنے والوں کی طاقت سے نہیں ڈرتے۔ یہ خدا کی بخشش ہے

ترجمہ سورۃ توبہ فاذا انسلیح الاشہار الحرام فاقولوا لکفرین حیث وعدتموہم و قد وہم واقعدہم کل مرصہ فان تاناوا وانا موالعہم و آلوا الزکوۃ حلوا سبیلہم انہم دعوا لکفرہم

ترجمہ پس جب منافق کے (یعنی حرام) پیسے گزر جاویں۔ تب قتل کر دو گوں کو جس جگہ پاؤ گے ورنہ ان کو اور قید کر دو ان کو اور بیچو یا سٹیلے قتل یا اگر خدایا ان کی کے کہیں گاہیوں میں بھی چھپ کر (غرضیکہ جس جگہ حالہ کر دے) سے ہر سٹے پکڑو۔

ماؤ قید کر دو۔ البتہ ایک شرط پر ہانی جی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ (اگر وہ اپنے دین سے توبہ کریں۔ اور غازیہیں۔ اور زکوۃ دیں۔ تب ان کو قید قتل کرنے کے چھوڑ دو۔) غرضیکہ بغیر مسلمان کرنے یا قتل کرنے کے من چھوڑو) تحقیق خدا جیسے والا مہرباں ہے +

توبہ وان احد من المشرکین استجارک فاجره حتی یسبح کلہم اللہ ثم المذامند ذلک ماہر قوم لا یعلون

ترجمہ اور اس سے آگے کچھ عرصہ سوچ کر بھی ایمان لانے کی بجائے قید رہنے کی اجازت دی) کہ کوئی مشرکوں سے اگر ان مانگے تو اس کو بان دے۔ تاکہ وہ قرآن کو سنے۔ جب سس چکے۔ تو اس کو پہنچا دے لکھ کر دے سلام میں۔ اور تباہ ہو جائے۔ کہ وہ لوگ قرآن سے ناواقف ہیں۔

۱۰۔ قرآن میں نہیں ہے +

ترجمہ سورۃ توبہ وقلنا فی ذلک نقولوا ایما لکفر

ترجمہ جو لوگ اعتراض یا لحد کرتے ہیں۔ تمہارے دین پر پس قتل کر دے ایسے لوگ

کافروں کو +

ترجمہ توبہ ان کنتم مؤمنین فانما ہم بغیرہم اللہ یا ہریم و ہریم و ہریم علیہم

ترجمہ اگر تم مسلمان ہو تو جنگ کرو انکے ساتھ تا خدا تمہارے ہاتھوں انہیں غلبہ دے

اور ان کو روک دے اور تم کو فتح دے

ترجمہ سورۃ توبہ یا ایہا البقی جاہد الکفار و السفیقین و اعدا علیہم و انہم ذماہم +

ترجمہ اے پیغمبر جاہد کافروں سے اور جاہد کفر منافقوں سے اور سختی کر ان پر اور

قد ان کی دوزخ ہے + اس پر شامی اللہ صاحب حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ کہ یہ جہاد کوش

بسیف و سختی کوئی بڑبان ۱۸۶ روکتھو

ترجمہ سورۃ توبہ ان اللہ اشترے من المؤمنین انفسہم و اموالہم بانہم الحبۃ ینفون فی سبیل اللہ و یقتلون و اعدا علیہم

ترجمہ تحقیق خدا نے خرید لیں مسلمانوں کی جانیں اور ان کا مال بوجہ اس کے کہ ان کو بشت دے۔ (کس لوگوں کو) ان کو جنگ کرتے ہیں خدا کے راستہ میں پس قتل کرتے ہیں۔ اور قتل ہو جاتے ہیں۔ بموجب سچے وعدہ خدا کے (یعنی غزوہ نعمان شہی کی خاطر)

فاضل محقق شہ ولی صاحب دہلوی فرماتے ہیں۔ "وہ جہاد ہے مکروہ قسم خود د۔" وفاقا کرین لیبب آیت کہ کافراں سے بعد قول الیاش یا مستبندہ اند۔ و ہر

ایشان صحبت ندارد۔ بلکہ مسلمانان و شبہ افندہ (مغیرہ ۲۵۹ روکتھو)

ترجمہ سورۃ توبہ یا ایہا المؤمنین آمنوا فانما الذین یوکل من الکفار و یجید و انکم غلبت و علما

ان اللہ مع المتقین

ترجمہ اے مسلمانوں جو کافر تمہارے نزدیک ہیں۔ ان کے ساتھ قتال کرو اور جاہد کافروں کو جہاد سے میں غلبت یعنی بے رحمی یا سختی۔ دس۔ اور جانو کہ خدا مسلمانوں کے ساتھ ہے +

ترجمہ سورۃ توبہ یا ایہا المؤمنین و انہم علیہم المتقین +

ترجمہ جو جہاد کرتے ہیں اپنے ال سے اپنی جان سے ایسے ہی پریر گاہوں کو خدا جانتا ہے +

ترجمہ سورۃ توبہ لقد فرکم اللہ فی مواطن کثیرہ و یوم میں اذ عتکم کہ تکلم فکم فکم فکم عسکم

تینے وضاحت علیک الارض با حلیت تم ولیمہ بدین +

ترجمہ تحقیق فتح دی تم کو خدا نے نہایت جگہ میں اور زمین کے رز بھی۔ جب تعجب دلا تم کو۔ تمہاری کثرت نے اس دفعہ زمین اس زیادتی نے تمہارے سے کچھ چیز کو اور جنگ ہوئی زمین تمہارے پر باوجود اس کی فراخی کے۔ پس تم جگہ بشت دیکر گتھا ہے غزوہ خنین میں باوجود کثرت اعدا و مایک کے محمد نے یکبارگی شکست کھائی۔ اکثر مسلمان زخمی ہوئے۔ اور جاہد غیب ہوئے۔ اور کچھ مارے روح النبوت بعد دوم جنگ اعدا کی اہت تیغ عبد الحق لکھتا ہے۔ کہ جنگ احد میں جب لشکر اسلام نے شکست کھائی۔ ایک گروہ قریش محمد کی طرف آیا۔ اور یاروں طرف گھیر لیا۔ علی نے حفاظت کی

۱۱۔ جنس بالفم و فتح نواں ام مواضع است میان تر و طایف کہ در آغا خانیوں جو جنگ کرہ و شکست خوردہ +

ختم ہونے پر اسے تیسری بار چھپوانے کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور اس کو
 پرانا مناسب نہ ہوگا۔ اگر ہم کچھ نئی معلومات کا بیج باطن کتاب کے روبرو پیش
 کریں۔ مسٹر لارنس صاحب اشہر مندوبیت کشمیر نے بڑی تحقیقات کامل کے
 بعد تاریخ کشمیر نامی ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں صاحب موصوف نے
 افسوس سے یہ ظاہر فرما کر کہ زمانہ سلطنت محمدی اسلام کی کوئی مستند تاریخ
 ہند نہیں ملتی اس بات پر اظہار خوشی فرمایا ہے۔ کہ کشمیر کی مسلسل تاریخ وہاں
 کے بعض ہندو تہذیب نگاروں نے لکھی ہے۔ اس تاریخ کشمیر کے چند حصوں
 کا ترجمہ سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری و ماہ فروری ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا ہے۔ اس
 میں سے جہاد اور جہاد محمدی اسلام پھیلا نے کی نسبت کسی قدر اقتباس ہم
 یہاں درج کرتے ہیں۔

”... میں بعد حکومت راجہ سمد دیو کا کشمیر شہر ایوں قاریوں
 اور بدعاشوں کا ملک معلوم ہوتا تھا۔ اور عورتوں کی بھی یہ کیفیت تھی۔ اس
 کے وقت میں دینا القدر خاں ناتاری نے کشمیر پر حملہ کیا۔ بیچارہ سمد دیو ستوار
 کو بھاگ گیا۔ اس ناتاری نے جس کو عام طور پر زوروں کہتے تھے۔ ہزاروں
 آدمیوں کو قتل کیا۔ ہزاروں کو غلام بنایا۔ اور سرنگرم میں آگ لگا دی۔ زوروں کے
 ماہ کے قبضہ میں تمام ملک ویران ہو گیا۔ اور چونکہ غلامی کا سب سے آنا مشہور
 اس نے براہ کئی فردا گھاٹی کے کشمیر سے نکل جانا چاہا۔ لیکن برف کی وجہ سے
 راستہ بند ہو گیا۔ اور وہ صدمہ اپنی فوج اور کشمیری غلاموں کے برف میں ادا گیا۔“
 (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۹)

”اور ان کے مرنے پر کوتاریانی اختیار ہوئی۔ مگر صرف یکاں دن
 حکومت کرنے پانی کو شاہ ہزار نے حکومت لوگ شاہ میر کہتے تھے۔ اپنے
 بادشاہ ہو چکا۔ اس کا اعلان کیا۔ اور اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے کوتاریانی
 سے شادی کوئی چاہی۔ اول تو اس نے نکالا۔ مگر آخر کار بوجہ اس کے قانون
 ہونے کے اس کا پیام ماننے پر مجبور ہوئی۔ مگر جب شاہ میر اس کے پاس فوت
 میں گیا۔ تو اس نے اپنے بیٹے میں چھری باری۔ بعد ازاں شاہ میر نے بادشاہ
 کشمیر ہو کر اپنا نام شمس الدین رکھا۔ شخص سلطان کشمیر سے پہلا بادشاہ
 تھا۔ ۱۳۹۹ء میں سلطان سکندرتخت نشین ہوا۔ اور بوجہ اس جوش و خروش کے
 جو اس نے پرانے عالیشان مندروں کی ساری میں دکھلائے۔ جلد تر اس کا نام
 بت شکن کشمیر ہو گیا۔ سکندراور تربیت یافتہ تھا۔ لیکن اس کی ساری خبریں
 اس نے بھی جوش نے خاک میں ملا دیں تھیں۔ اس نے مسلمان علماء کو اپنے
 دربار میں بلایا۔ شہر ان کے محمد خان بھائی بھی تھا۔ جو مشہور شاہ بہاؤ کا قائم مقام
 تھا۔ جس نے بادشاہ کے اس جوش کی آگ اور زیادہ بھڑکائی۔ مندر رسا۔
 کئے گئے۔ اور ایک سال تک مارنڈ کے بڑے عالیشان مندروں کی ساری کے
 لئے بدولت دی۔ جب وہ مضبوط عمارت نہ ٹوٹی تو آخر کار آگ لگا دی گئی۔ اس
 طرح وہ عالیشان عمارت برباد کی گئی۔ (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۹۰۷ء
 صفحہ ۱۱ و ۱۲)

اور محمد شاہ کے زمانے میں عبدالغنی اور ملا شرف الدین صوبکات نے ہندو
 پر بڑے بڑے ظلم کئے۔ کیسا اس یورہ ایک ہندو کا محل شہر میں تھا۔ ان کو جلا
 اور ہندو کو دستار باندی کی عاقبت کی گئی۔ (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری
 ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۶)

ان دشمنوں کے کلمہ ہندوؤں شیعہ لوگوں اور جہلم کے مسیحی فرقہ کے لوگوں
 پر ہونے ظالموں کی فہرست میں آؤں نام اسد خاں کا ہے۔ اس شخص کو یہ فخر تھا
 کہ میں نادر شاہ ثانی ہوں۔ یہ دستور تھا۔ کہ گھاس کے بورہ میں دو ہندوؤں کو
 بند کر کے ڈال میں ڈوبا دینا تھا۔ اور یہ مذاق تھا۔ کہ کیچر سے بھجکر گھاٹی ہندوؤں
 کے سر پر بکھایا جاتا تھا۔ اور مسلمان اس پر اس طرح ہنسا کرتے تھے۔ کہ
 ڈنٹ کر کیچر آنکھوں میں جھرتا جی۔ پہلے ہندو لوگ صرف مزہ نہیں۔ کہتے تھے
 ان کو مجبور کیا۔ کہ وہ ٹاڈھی جی رکھیں۔ اور بگوسی۔ باندھیں۔ اور نہ جوتہ سبیں۔
 نیکاس کے ماتھے پر دیکھا جاتا تھا۔ شادیا جاتا تھا۔ اب جو کشمیری ہندو بڑا
 شیکا ماتھے پر لٹا کرتے ہیں۔ اور بڑی بڑی مانتے ہیں۔ یہ بچانوں کے وقت کے ظلم
 کی یادگار ہے۔ مزید پھر ہندو لڑائی لڑ کر ہو گیا تھا۔ اور بہت سے زمین با تو بھگ
 گئے۔ یا مسلمان ہو گئے۔ درختوں کے گئے۔ اسد خاں کے بعد مدد خاں ہوئے۔
 ان کی نسبت یہ متور شہور ہے۔ کہ ”ظلم اسد راسید مدد میر عاشر خیر سلطان تھا
 جو کسانے غاس کے تحصیلوں کے چوڑے کے تحصیلوں میں برہمنوں کو بھڑکایا تھا
 تیرہ اور برہمنوں کا کچھ امتیاز تھا۔ عطا محمد خاں نہایت ظالم اور عاشر تھا۔ اس
 کے پاس ایک کلمی سادہ کو سب جی۔ جس سے سب ہندو لوگ ڈرا کرتے تھے
 اور کالے اس کے کاہی لڑکیوں کو بے عزت ہونے دیں۔ ان کے ناک کاٹ
 لیتے تھے۔ یا سر سدا دیتے تھے۔ ان دنوں میں جس کسی مسلمان کو راستہ میں
 مل گیا۔ وہ ان کی پشت پر سواری کر کے بھاگتا تھا۔ اور ہندوؤں کے ظلم سے کشمیری
 تنگ آ گئے۔ اور ان کو صرف رنجت سنگھ خیر چاہ سے جس کا سنا وہ ان دنوں
 روح پر تھا۔ اس کی اسید ہوئی۔“ (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری
 ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴ و ۱۵)

ہیرل دروہ اپنے بیٹے راج تاک کے کشمیر سے خفیہ طور پر نکل آئے۔ اور
 سید سے لاہور میں رہنمیت سنگھ کے پاس پہنچے۔ اور مدد کی التجا کی۔ محمد عظیم نے ہلال
 شمس کو ہیرل دروہ کو لایا۔ ہیرل دروہ کی بی بی نے خود کشی کی۔ مگر راج تاک
 کی نوعمری کی کسی طرح ان کے ہاتھ لگتی۔ جس کو انہوں نے مسلمان کر کے کامل
 بھجھیا تھا۔ جہاں وہ اب تک زندہ موجود تھی۔ (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری
 ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۸ و ۱۹)

صلح کرانے اور محبت بڑھانے کے لئے فرزند (ایشور کے پیار سے ہیں) اور
 وہی سورگ دھام کے وارث ہونگے نہ کہ تلوار چلانے اور خون بہانے
 والے۔

ان دنوں جبکہ علم و عقل کی ترقی ہوئی۔ اور ہندو کا جرجا عام آزاد ہی ہے
 پھیلنے لگا۔ دینا بالجو کو تمام قلم یافتہ لوگ نہایت حیرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے
 اور اس کے دعاوی پر اعتراض کرنے لگے۔ اس پر بعض پجری خیال کے ججری جج
 اس کے کلمات سے مست کش ہو کر عداوت کی طرف متوجہ ہوتے۔ بالٹی یہ بچا اور بے
 سود کو سنسن کر رہے ہیں۔ کہ اسلام نے جہاد کبھی نہیں کیا۔ کبھی قوم
 جبراً مسلمان نہیں کی گئیں۔ کبھی کوئی مندر۔ مسلمانوں نے نہیں توڑا
 کبھی کسی مندر میں گائے ذبح نہیں کی گئی۔ کبھی غریب مذہب کی
 عورتوں یا بچوں کو جبراً مذہب مسلمان نہیں کیا۔ اور بھارت
 کے ان کے ساتھ کینزک و غلام بھجکر بد فعلی کے مرتکب نہیں ہوئے۔

294

پیارے ناظرین! یہ منتر بدھوا کے دوسرے بیاہ کے دس مہینے
حسوسنکرت میں نیوگ کہتے ہیں۔ پتی انکو کہتے ہیں۔ جس نے خود برہم چرچ
کے بد باکرہ برہم چارنی لڑکی سے شادی کی۔ لیکن ایسے سبندھ کے ٹوٹ جانے
پینے برہم چاری خاوند کے مرجانے کے بعد جو دوسری شادی میں پتی ہو۔
اُس کا نام پتی نہیں۔ بلکہ دیور ہے۔ خواہ وہ خاوند کا بڑا یا چھوٹا عالتی ہو۔ یا اور
کوئی خاوند کی گوت کا یا اور کوئی ہو۔ جس سے شاستر کے مطابق شادی ہو سکتی
ہو۔ اُس کا نام دیور ہے۔ کیونکہ وہ وید کی ہنایت پرانی تفسیر میں دوسرے خاوند
کا نام جو دوسری شادی سے ہو دیور ہے۔ اگنی ہو تر کہتے ہیں۔ آگ میں ہوم
کرنے کو۔ یہ کسی آدمی کا نام نہیں۔ اور نہ پروجہ کا نام ہے۔ ہاں اگنی جوتری
نے تنگ اگنی میں ہوم کرنے والے کو کہتے ہیں۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ جیسے نڈی
مگر یہاں سوامی جی کے ترجمہ میں تو اگنی جوتری لفظ ہی نہیں۔ بلکہ اگنی جوتر ہے۔
مطلب اس منتر کا یہ ہے۔ کہ آئے بدھوا استری تو اول شادی کی طرح دوسری
شادی میں بھی گھر کے کام اور اگنی جوتر و دیور۔ منج مہا یگ روز کیا کر۔
جس طرح اندھے حائفوں نے اچھی کو نہیں پہچانا تھا۔ بلکہ کسی نے
سانپ اور کسی نے جاروب اور کسی نے بادکش کی طرح سمجھا۔ ایسا ہی حال
ہمارے واعظ اسلام حافظ الہ رحمت حسن صاحب کا ہے۔

اس پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں: "اگر زنیے را از دار الحجاب ہم
کردند نکاح و دشمنی او صحیح بود۔ ہر چند انہما زوج و دھنہ باشند" صفحہ ۷۷ حاشیہ
فران ۱۳۸۸ (نکاح و دشمنی)

الجمال بشارت احمد

कुहविदोषाकुहवस्तोरपि वा कुहमिपित्वं करतु
कहीशतु को वांशयुत्राविथवे वदेवरं मयं नयोषा
कृणते सथस्यत्रा ॥ इ० म० १० स० ४० मे० ३

سبکدوش شود و خود را بیک علم سال
 از بس چه سود که گفت جہل انبیائی
 چون در سر بنہ دوست نقل کرد و با
 کزین بہانہ مسلم نہ کہ شیخ انہی
 ازاں حساب توہم و تفاوتی نہ
 کہ قد سرو نہ بینی و سایہ پیاہی
 بنیہ جا نہ نمایاں کردہ برص میکن
 خواب کردہ جیلہ و فاعل از دلش
 اگر دانی نہ بینی ز شرم زشتہ خویش
 بچہ خرم کہ دادہ را نہت نہی دور
 بیا قصہ وید کے چودھویں کا پڑھا متر ہے ۔ - و یا تہد

آگریم۔ افسوس جہاں خیر استیاس۔ اہم ہائے تاوانی تیرا راہ۔ تو آدمی

مصطفیٰ پورا انوں کا بھی خیال ہے۔ کہ وہ رابا بنی۔ پورا ان تجارت
اس سب میں آدھ رہا۔ ان میں پریشور کی حد کرنی چاہیے۔
۱۔ مولوی۔ یہ سام وید کا متر ہے۔ دیا اند صاحب کا ترجمہ یہ ہے
پتر تو انگ انگ (عضو عضو) سے اپن ہوئے۔ پتر اندھ (من) سے
اور ہر دے (تصویر یاد) سے اوپن پیدا ہوا ہے۔ اس لئے نو میرا آتما
(روح) ہے۔ مجھ سے پور و راول (صفت مجھے کنوڑا البتہ) سوہن تک
جیوے۔

آریہ۔ بے شک سوامی جی مہاراج نے یہ ترجمہ لکھا ہے مگر آپ نے نہ تو
اس کو سمجھا اور نہ ہی ترجمہ کیا اور نہ ہی اس کو نقل کیا کتاب نے ہر دے مجھے تصویر بادل لکھا۔
مگر ایسا نہیں ہے۔ اس کے معنی دل یا طبیعت کے ہیں۔ دہان اوپن ہوا ہے
لفظ انہیں ہے بلکہ اوپن ہوا ہے۔ یہ فقرہ ہے۔ دہان پنج بھی نہیں بلکہ ویرج
ہے۔ آپ کی لیاقت تو کنوڑا کا ارتقا الہیہ کرنے سے ظاہر ہے۔ حضرت کنوڑا
ارتقا بلکہ ہے۔ البتہ بے شک نہیں۔ یہ ہنوک کا ترجمہ ہو سکتا ہے۔ (دیکھو ستارہ
پرکاش صفحہ ۱۱۸) انہوں نے اس لیاقت پر ماہر وید و شاستر کا خطاب اور
ویدوں کی غلطیاں نکالنے کا دعویٰ ہے اور سوامی جی پر علی اعتراض کر لے کا
زعم۔

۱۔ مولوی۔ رگوید منڈل ۱۱۱۔ شترہ۔ ہدیت لکھ رہا
نے منتر کا ترجمہ لکھا ہے۔ اتے آدی کلپٹون کے کھوٹے والے سردار اور
حوشی کے دیئے والے جہاں تیرے جلال میں شترے گیان کی دیا جتا ہے جس
سے توجن کو جاتا ہے۔ اس اپار شکتی سے اپنے پوجاری کو اپنے میں سمجھ کر لے
ناکہ وہ آد آگوں سے سجات پاوے۔ بہری رحمت رب کی کلیان داکہ ہے
آرہیہ ناظون خدا کے واسطے خیال کریں۔ خود ہمارے ترجمہ کے سمجھے
اور صحیح نقل کرنے کی لیاقت بھی نہیں رکھتے۔ وہ ہم سے مقابل کریں؟ ہمارا ترجمہ
یہ نہیں ہے دیکھو (توضیح احمدیہ صفحہ ۹۰ و ۳۱۰) خدا کے فضل سے مولوی صاحب
نے شروع ہم اندھی غلط لکھی۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ اے او دیا آدی کلپٹون
کے ناش کرنے ہمارے۔ شدہ نہ روپ سرپ آئند۔ دایک ہر مانس جہاں
تیرے جلال میں شترے گیان کی بنا لکھا ہے جس گیان سے تو سب ہر اچر کی
حالتوں کا گیا ہے۔ اس اپی اپار شکتی سے اپنے اپار شک کو اپنے گیان میں
سمجھ لیجئے۔ تاکہ وہ جنم مرگ سے رنجت ہو کر تیرے اپناشی معرفت کو پرانت
ہو۔ ہر جو تیری مہمان گریاہ کی کلیان داکہ ہے۔ اب ناظون دیکھئے
کنادھو کا کھا یا اور کس قدر نساظر دینا چاہا۔ اور پھر ماہر وید و شاستر کا
کے لئے ہمیں اعتراض۔

صفحہ ۲۸۰ پر یا گو ایک سمرتی کہ مولوی صاحب نے نہ کو لکھا۔ سمرتی اور
جاگو لکھا۔ سمرتی لکھا اور اس میں سے کچھ اعتراض کیے ہیں مگر وہ نہ ہمارے دھرم کی
پیش اور نہ سنت دھرم سے اس کا تعلق۔ وہ قریب زمانہ کی بنا ہی ہوئی کتاب
ہے کسی پورا نے گزرتھیں اس کا حال نہیں ہے بنا بران وہ غیر مستند ہے۔
اور مولوی صاحب کی لیاقت تو سمرتی کو سمرتی تھے سے ظاہر ہے۔

۲۔ مولوی۔ یہ رگوید کے پہلے منڈل کا متر ہے دیا اند صاحب
اس کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں۔ ہم کس کی طرف اور ارا دیکھا کریں۔ ہمیں کو نسا
دیوتا بڑے اونی راقبول دیا اند صاحب نہیں) انگ پہنچا گیا تاکہ میں ہے

یعنی آیت کمال میں وید کے مانسے والوں کے واسطے بشورج آچار یعنی طہارت
ظاہری و طہارت متعلقہ شوروک کی تاکید نہیں ہے۔ اور اگر کوئی آیت کمال میں جھٹائی
بددرا اور نوروک کے متعلقہ طہارت نہ رکھ سکے یعنی لاجا جو جزیر اکہ کھائے۔

تو وہ باپ نہیں ہوگا۔ اور نہ مزا کا مستحق بن جائیگا۔ اسی
میسورنی کے حکم کو سننا کہ مصنف قرآن سے بھی اس کی تقلید کی۔ اب بتلائیے کہ
اس میں مصنف دھرم شاستر یعنی منو بھلو ان اور مصنف قرآن مساوی ہوئے
یا نہیں۔

ہم نے اظہار حق صفوہ پر لکھا تھا کہ اچھی گرتا کی کہانی اور اسی قسم کی کہانیاں
وید مقدس میں ہرگز نہیں ہیں۔ اس پر مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

۸۔ مولوی۔ یہ دعویٰ بھی باطل ہے۔ دیکھو منو جی کہتے ہیں کہ
اچھی گرت پریشی نے جھوٹے لاجا ہو کر اپنے بیٹے ستوہ شیب کو
بچا۔

آریہ۔ مولوی صاحب! ہم نے کو نسا باطل دعویٰ کیا۔ اور آپ نے
کہا ثبوت دیا۔ ہم نے تو اچھی گرتا کی کہانی کے ہونے کا وید میں انکار کیا تھا۔ نہ کہ
میسورنے۔ بلکہ منو میں اچھی گرتا کی کہانی ہے۔ ایسی ہی میسورن کہانیاں اور ہیں۔
مگر وید میں ہرگز نہیں۔

وید کی حقیقت کا جواب

۱۔ مولوی۔ اگر آریہ دھرم سوامی تانیریشور کے نام سے شروع ہوتا نہ
گیش (ترجمہ ویدوں کے نام سے اور جو گیشیشیشور کا نام ہے تو وید میں کیوں
نہیں۔ اور یہ نام پریشور کا کس نے رکھا۔

آریہ۔ آریہ دھرم سوامی ہے اور یہی سبب ہے کہ کسی غیر کے نام سے شروع
نہیں ہوتا۔ وید تو وید بھارت گیش کے نام سے شروع نہیں ہوتی ہے۔ چہ جا کہ
مقدس ترجمہ۔

आध्यं पुरुषमीशानं पुरहते पुरुषतमम् ।
अनमेकां च ब्रह्मव्यस्य देव सवात नमः ॥ १ ॥
असच्चसदसश्चैव यद्विद्वे सदस परम् ।
परावराणां स पुराणं परमव्ययम् ॥ २ ॥
मङ्गल्यं मङ्गलं विष्णो वरेणायमनयं शुचिम् ।
नमस्तुत्यहपाके शोचराचराणामहरीम् ॥ ३ ॥
دیکھو بھارت مطبوعہ اشیا ناک سوامی ملکہ شترہ

تو چھوڑ۔ وہ بری پورن اور سب سے عزت اور خوب کے لوگ
اور تمام بھارتی چاہنے والے اس کا اسٹیشن و پرست سروپ ایک لازوال سبب
سے بڑا اور بڑا کرتی سے پرست سنا ہے۔ چہ اچر جو نام عالم ہے۔ یعنی جیو اور
پر کرتی ان سب سے اعلیٰ ہے۔ وہ سب سریشی کا رچنے والا قدم اور بے عیب
یعنی دیکار رحمت ہے۔ تمام کلیان کا بھنڈا سر سب دایک انت گرتن کرنے
اور دھماکنے کے لوگ اور قدوس ہے۔ تمام اندرونی کار چنے والا۔ الگ اور
مستحکم و غیر متحرک کا منتظم اور جیوؤں کا آدی سریشی کی دی ندریہ وید کے جو
سے اسی پرانتا کو منسکار کرنا نہیں۔

یورانیوں کے زمانہ کے بعد جب دیوتا پرستی آریہ قوم میں رائج ہوئی۔ یہی ایک مندر میں یا ڈیرہ مندر میں سے اور مندر میں کا نام اور اس عجائب الخلوقات کی تصویر بینکوں میں لٹنے لگی۔ ورنہ پہلے اس کا پانی اور طرک کی بت پرستی کا نام و ستا نہ تھا۔ جس طرح تیرہ سو سال سے پہلے گو پرستی و مہر پرستی یا مہر پرستی اور اسلامی کتابوں میں ان کی منت نکھی شروع ہوئی۔ اس سے پہلے میں بھی۔

۳۳۔ مولوی۔ ہم اوست کی تعلیم والے شوروں میں کہاں نکھڑے کر قرآن کا حصہ بن گئے۔ اللہ وید ہی کو اس باطل تعلیم کا چشمہ آپ نشہ دلوں و لوگ دست و دھری بنے بنایا ہے۔ قرآن میں ہم اوست یا ہم اوست کا کوئی نہیں بھڑا سبکی غلطی ہے۔

آریہ۔ تو دیو رومی جو ہم اوستی فرقہ کا مشہور پیشوا ہے۔ وہ نکھڑا ہے۔ اس مندر قرآن سرور اسٹیم استخوان پیش بکان ادا حتم ہم اوست کے مانے والے علماؤں نے نکھا ہے۔

مستوی مولوی مسعودی بہت قرآن و دروان فارسی من چو گویم وصف آل عالیجناب بیت پیغمبر و لے وار و کتاب اسی طرح لکھتے ہیں کئی حوالہ قرآن و حدیث کے موجود ہیں۔ اب بتلائیے کہ مندر در علماء اسلام کی سمجھ کی غلطی ہے یا ہماری یا تمہاری۔ جانی محی الدین سنی۔ مولوی رومی۔ مشہور شمس۔ وغیرہ۔ مارے سے سمجھتے صرف آپ ہی سمجھ دے بے پیدا ہوئے۔ کن نیکون کا مسلہ با عدم سے وجود اور خدا کے نور سے سب کی پیدایش۔ یہ سب کے سب ہم اوست کی جان ہے۔ اور اسلام کا ایمان۔ اللہ وید سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ سب اس جی کا دیدانت حاسر اس کے مخالف ہے۔ دوسرا آپ نشہ دلوں اس کے مخالف ہیں۔ آج تک کسی ہم اوست کے پیرو نے کوئی شرعی و دینی اس مندر کی تائید میں پیش نہیں کی۔ اور ہر کہاں کیونکہ مادہ اور حیوانا دنی مانا جو دی اس مسئلہ کو ج و نہاد سے اٹھاتا ہے۔ در اگر بیان میں منہ ڈال کر دیکھو اور اللہ اب کو کام میں لاؤ پھر سمجھو کہ کس کی سمجھ کی غلطی ہے۔

۳۴۔ مولوی۔ اگر اہل دیوبند کو آپ محقق جانتے ہیں اور ان کی تہذیب و تصدیق کا بھی اعتبار ہے تو سچ برائیاں لانے سے کیوں انکار ہے۔

آریہ۔ چند داخل دیوبند میں جو ہم نے انہما میں جن درج کی تھیں ان میں سے کئی تو عیسائی نہیں۔ بلکہ صرف خدا کے مانے والے ہیں۔ بعضے لاد مذہب۔ اور بعضے سچ کے پیرو۔ ان کی علمی تحقیقات سے ہم کو کئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کیا یہاں پر کیا ریل پر چڑھ کر آپ عیسائی ہو جائے ہیں۔ یا عیسائیوں کی تائید خبر دینے سے سچ کو ان اللہ مان لینا پڑتا ہے۔ لیلیہ محمد جس صاحب نے اعجاز التریل میں بہت سے انگریزوں کی تہذیب درج کی ہیں۔ مگر وہ عیسائی دین کو نہیں مانتے۔ اور اسی طرح مولوی دید اللہ وغیرہ نے بھی مگر وہ عیسائی نہیں ہوئے جو جواب اسکا آپ لوگ دیں۔ وہی ہماری طرف سے سمجھیں۔

۳۵۔ مولوی۔ سوچ میں نکھڑا ہے کہ پریشور سے خراب دھرم کی مخالفت کے واسطے ہمیں کاروبار کر دیا میں نزول فرمایا ہے۔

آریہ۔ سو کے اس مندر کا یہ ترجمہ نہیں کسی ہیوقت نے آپ کو دھوکا دیا۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔ ہمیں کا ہوا دنیا میں مولوی ات نہیں۔ مگر یہاں سے اس کو سب لوگوں نے واسطے دھرم کا پوشیدہ خزانہ نکھڑا ہے۔ یعنی وہی دھرم کا پیچہ ہے۔ پس جو دیک دھرم کا پیچہ پورے دیوبند میں ہے۔ اور اس کا دھرم

سے نکھڑا چاہیے۔ ۳۶۔ مولوی۔ منو اور مہار ۹ مندر کا نام ہے۔ کہ منو پرستی بت میں مسکر سبکل محل دیاس پیدا ہوتا ہے عورت کی ذات کے اندر عورت سے نسبت رکھنے والا دھرم وہی ہے کہ عورت میں آپ پیدا ہوئے۔ اگر سچ ہے تو نصیب آریہ باد۔

آریہ۔ یہ ترجمہ سچ نہیں ہے۔ اور نہ اس کا مطلب آئیے سمجھا۔ مولوی کا مطلب ہے۔ کہ بنیاد اور استری کے نامی تعلقات اور کمال محبت سے جو حاصل ہوتا ہے وہ ہمہ احمد و کمال اعلیٰ باب کے منکر ہوتا ہے۔ گویا اسی کا دوسرا کمال ہے۔ اور اسی کی تائید مندر ۹ و ۱۰ سے ہوتی ہے۔ اسی سب سے مندر ۱ ہے۔ کہ عورتوں کو خور و سدر رکھا جاوے اور باہمی خور و زور میں کمال محبت ہوتی چاہیے۔ جس سے نیک اور اذیت پیدا ہو۔ اسی واسطے آریوں میں ریت ہے کہ جب استری شولہ کو کرنا کر شدہ ہو۔ تو آئینہ میں آئینا مود نکھڑا یا اپنے خاوند کی شکل دیکھے۔ یا اسی اور اپنے خاوندان کے بزرگ کی۔ تاکہ لڑکا اپنے خاوندان کی ہنسکل ہو۔ اب زمانہ حال کے محقق ڈاکٹر ملٹر قمر ج کے روئے منسل انسان کی بات یہی تحقیق پر پہنچے ہیں کہ یہ پورے آریوں کی فطری مائل صیغہ ہے۔ اور ہمارے خیال کے مطابق حضرت موسیٰ بھی اس فطری سے آگاہ تھے۔ اور حضرت محمد بھی خواہ بہ ان کو کسی وسیلہ سے ملی ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ لو لدا مکرلا ہیر کہ بیٹا باپ کا بھید ہے۔ بی نشانہ ہے۔ منو کے اس شلوک کا آریہ عقل و دانش سے کام لیں۔ اور جان لوچھ کر چاند پر دھول نہ ڈالیں۔

۳۷۔ مولوی۔ منو مری ادھیا۔ پلیم میں نکھڑا ہے کہ سب امر و رشی دھرم اور ادھرم جانتے والے نے بھوکے سے لایا کر جو کہ چھڑال کے ہاتھ سے کئے کی رائے لکھ رکھا ہے کیواسطے تجر نہ فرمایا۔ اور ایسے ہی رشی مار دیو نے بھوکے سے لایا کر ہونکر جان بچانے کے واسطے کتے کا گوشت کھا نیکی خواہش کر کے پڑ بھی لگا۔ گار نہ ہوئے۔

آریہ۔ آپ کی لیاقت تو دھرم دیو کو بامدیو کئے سے ظاہر ہے۔ اور بہتر لفظ بھی نہیں دشوار تر ہے۔ یہ شلوک ہماری ۱۰۶ و ۱۰۷ میں۔ آپ نے انکا مطلب نہیں سمجھا یا حقان بوجھ کر اعتراض کیا۔ یہ تمام آپت کال کا دھرم ہے۔ انہوں نے پران سچانے کیواسطے ایسا کہا۔ مذکر ذات انسانی کے واسطے دکھوں کی فوج نے ہنگام فوجیہ بھوکہ کے علو سے مسلمانوں کی کی ہوئی روٹیاں کھالیں۔ کیونکہ تمام فوج بھوکھی تھی۔ اور ایک کھو کو بند سکہ جی سے بھی ایسا کرنے کی ہدایت کی ہے۔

ہمارے سچو اچھی یا کسی اور کسی مانت بھی سنا ہے۔ کہ انہوں نے بھی ایسا کیا تھا۔ اور انہی کے مطابق قرآن کے مصنف نے بھی تین فاقوں پر مزدوار جائز کر دیا ہے۔ حضور و ماہرہ میں ہے فتن اضطررے مخصرہ نیر شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں یہی دھرم خور و دروازہ ہر است۔ و نذر ابو صفیر ماہد لفظ غیر یا لہی بنگا است کہ یا وہ از ضرورت بخور و۔ (ص ۱۱۱) انول کشور۔

پھر قرآن صوروہ الا نام میں ہے۔ الا ما اضطررنا الیہ۔ یہ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ میث حرام است الا وقت ضرورت تناول الی مصیبت است (ص ۱۳۵) لو کشور۔ منو مری میں اس کی مانت ایک اور جگہ بھی لکھا ہے۔

॥ अथपतकोलेतु विप्रानां शौचाचारं नकल्पयत् ॥

۲-۱۔ مولوی علاء دھرم گنیش دیوتا کے نام سے شروع ہوتا ہے وہ پچاس نہیں۔ بہت اچھا آپ ہی کے شاستروں پر کھلے ہے۔ وہی جہو کے شہر ہے میں۔ دینا اوم سے ہرگز شروع نہیں ہونا یا کچھ کی غلطی ہے۔ بلکہ اوم وید کے نام کے پہلے حرف تہر کا کات کا نکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جو وید کی عمارت میں داخل نہیں دیکھ مشاشر خود ہی گنیش کے نام سے ملنے سے منور ہے۔ منو کے دوسرے ادھیائے ۴، شلوک ۱ میں تو اوم کہنے کا مطلق ذکر نہیں۔ بلکہ پر تو کر نے کی اول و آخر سبق میں تاکید ہے۔ گدرب نے پر تو کو اوم کے معنی میں جو لیا ہے عین نادانی ہے۔ دیکھو منو ادھیائے ۲ شلوک ۸۲ میں اوم کا پریم برہم ہے۔ اور پر تو پریم تپ ہے۔ اور اسی کی تائید میں ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے پر تو تین بار کہ کر پھر اوم کہنے کے قابل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہو کہ پر تو کے معنی اوم نہیں اور نہ منو نے اس کا حکم دیا۔ ملا وید کے یہ ایک ہونی بات ہے۔ کہ پریم کے معنی اگر اوم ہونے تو اخیر سبق میں کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر شواہد دیا مندی سے گنیش جی یا اور کو بر کہا تو ان کو بھی اوروں نے کہا۔ اگر رشی منی اوروں کا نام نہیں لینے تھے تو ان کے شاستروں کے شروع میں مہرک خرطوم والے گنیش کا نام کیوں لکھا گیا ہے۔

اگر یہ ہم جہو دار آپ کے عذرات کی تردید کرتے ہیں۔ علاء کا جواب ہمارے شاستروں میں یا ان پر گنیش کا نام نہیں ہوتا ماور نہ ہے۔ دیکھو کھٹ ورنش مطہر لاہور یا بنارس کہیں بھی گنیش کا نام و نشان نہیں۔ اور نہ اس کے خرطوم کا ذکر و بیان ہے۔ پس ہمارے شاستر سچے ٹھہرے اور اس کا اظہار باطل ہوا۔ علاء کا جواب۔ وید کے شلوک اوم سے شروع ہوتا ہے۔ خود وید میں کی جگہ اوم کا ذکر ہے۔ اوم کی تفصیل میں ایک خاص اوشندہ ہے۔ وید کی شکشا میں وید پڑھنے دیکھنے کے قاعدوں میں بھی حکم ہے کہ وید کے آدیں مادم پڑھا اور کھا جاوے۔ اور اسی طرح سب شاستروں میں۔ دیکھو انشا ادھیائی پانچویں منی لا ادھیاء اسونم اور گوید مطہر لاہور و لندن۔ سحر وید مطہر لاہور و بنارس۔ تمام وید مطہر برلن۔ لندن لاہور و بنارس۔ اور آخر وید مطہر ممبئی و لندن و لاہور ملاحظہ فرمائیے۔ ان میں ہرگز گنیش یا کسی اور دیوتا کا نام و نشان نہیں۔ علاء کا جواب تمام منو سمرتی میں گنیش کا لفظ نہیں۔ اور نہ اس کے کسی شلوک کے آغاز میں ہے۔ وید میں جو سمرتی چھپی ہے۔ ان میں جو جو پیرائی کا پیوں کے گنیش کا لفظ نہیں لکھا گیا۔ کیونکہ برائے سخن میں ایسا قاعدہ نہیں تھا۔ منو سمرتی میں نہایت ہے کہ اوم سے شروع کرنا چاہیے۔ پھر وہ فاضل خود اس کے خلاف کہتے کرتا ہے۔ بنارس میں یہ عذر محض ناکارہ ہے۔ علاء کا جواب آپ کے اس عذر کو چھوڑ چھوڑ کر صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ آپ سنسکرت یا انگریزی نہیں جانتے۔ بلکہ اردو حرفوں میں لکھی گئی ہندی بھی نہیں پڑھ سکتے۔ اور یہ بات ہم ایمانا کہتے ہیں کہ آپ کو مطلق ہندی یا سنسکرت سے ذرا بھی آگاہی نہیں۔ لیکن ہم آپ کی لیاقت اور فخر اور عزت کو رنج و ملال سے اٹکھٹے ہیں۔ منو سمرتی کے دوسرے ادھیاء شلوک ۴ کی ماٹ ہم سے اظہار حق صفر سے یہ لکھا تھا کہ اریہ دھرم اوم پرانا نام کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ اس واسطے سچا ہے۔ دیکھو منو پیلہ ۱۱ اس کو آپ کہتے ہیں کہ منو کے دوسرے ادھیاء کے ہر شلوک میں تو اوم کہنے کا مطلق ذکر نہیں۔ بلکہ پر تو کر نے کی اول و آخر سبق میں تاکید ہے۔ گدرب نے پر تو کو اوم کے معنی میں جو لیا ہے عین نادانی ہے۔ دیکھو منو پیلہ ۱۱ صاف کار پریم برہم ہے۔ اور پر تو پریم تپ ہے۔ اور اسی کی تائید میں ہے جس سے صاف

ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے پر تو تین بار کہ کر پھر اوم کہنے کے قابل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ پر تو کے معنی اوم نہیں اور نہ منو نے اس کا حکم دیا۔ وید صاحب ادھیائی ۱ غلطی نہیں بلکہ آپ کی لیاقت کی غلطی ہے۔ اور اس کا ہی بیروان دین محمدی کی غلطی کہ انہوں نے آپ کو وادع اسلام بنا دیا۔ براہ پر تو۔ جسے اردو خان سنسکرت سے نادان یا اردو حروف کے ناکمل ہونے کے باعث پر تو لکھتے ہیں۔ وہ پرانا ناکام ذات ہے۔ سب دنیا کے فاضل اور تمام لغات اس میں شفق ہیں۔ منو پیلہ ۱۱ منو پیلہ ۱۱ لفظ ہے لیکن پیلہ میں پر تو نہیں ہے۔ بلکہ پرانا نام براہ یا م ہے۔ جس کے معنی جس دم کے ہیں جو لوگ کا ایک سا دھن ہے۔ ادھیائے ۸۲ میں صاف لکھا ہے۔

एका हर मय ब्रह्म मा राणा यामः परंत्त यः। सा वि श्वा
स्तु परंन्ति सौ नास्त्ये विशिष्य ते ॥ ६३
ترجمہ۔ ایک اکھشتر یعنی اوم لا اوم۔ اریہ پریم برہم کا اوم ذات ہے جسے پر تو بھی کہتے ہیں۔ اریہی سب سے بڑا ہے۔ اور پرانا نام لینے جس دم پریم تپ سے پڑی عبادت ہے۔ سادوئی لینے کا پیری سے بڑا ہونے کوئی منتر نہیں اور سب تو فاضل غاموشی سے بہت بہتر ہے۔ یہی ذکر لوگ شاستر یا ایک سوتر ۲۲ سے ۲۸ تک ہے۔ اور ایسا ہی اس شاستر کے بیاس بھاس میں بھی ذکر ہے راجہ جوح کی بنائی برہمنی میں بھی اس کا بیان ہے۔ کرشن جی نے بھی کہہ کر بھی ذکر فرمایا ہے۔ شری سوامی جی نے بھی منبار تھر پرکاش حصہ اول میں تشریح کی ہے۔ اب بتائیے مولوی صاحب یا فاضل صاحب بلکہ میاں مسٹھو ماہر وید و شاستر جی باوجود اتنی ہونے کے اس قدر چالاک کیوں کر آپ کا عین نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر آپ خدا کو دیصقت مانتے ہیں تو ای غلطی اور نادانی کا اقبال سمجھئے۔ اور آئندہ ماہراں وید و شاستر کے سامنے نہ ہو جائے اور نہ کبھی ایسا بہودہ دعوے کیجئے۔ ورنہ خاموش ہو جائے۔ اور منہ پر تھر سکوت لگائیے تاکہ ہم بہ مصرع پڑھ کر صبر کریں۔ کہ فاضل جو پھر در خلاصہ جانے۔ علاء کا جواب۔ یہ اعتراض بھی آپ کی لیاقت کی اصلیت بخندتا ہے۔ ہم نے لکھا تھا اویسی سبب ہے کہ سوامی دینا مندی مہاراج نے اس کا کھنڈن کیا۔ مگر آپ یہ نہ سمجھے کہ کس کا؟ بلکہ اگر سمجھے تو یہ سمجھے کہ سوامی دینا مندی نے گنیش کو کیا اور ان کو بر کہا تو ان کو بھی اوروں نے کہا۔ حضرت ابہ مرانا غلط ہے اور نہ ہمارا مطلب ہے ہمارا منشا انوصاف ظاہر ہے کہ منو اور وید دیوتا کے نام سے شروع کرے گی اجازت نہیں دینے بنا بران یہ طریق باطل ہے۔ اور اسی باطل طریق کا سوامی جی نے کھنڈن کیا۔ کہاں سوامی جی نے کسی کو بر کہا جہر آپ نے ہندوؤں کو یہاں کے کھواسطے کھ مارا۔ اصل بات یہ ہے کہ پیرا توں میں دیوتاؤں کی تعداد کتنی ہے۔ اور یہ سارے پیراں ایک ہزار برس کے اندر جینی لوگوں نے ہندوؤں کو دھوکا دینے یا جینی بنانے کی خاطر لکھے ہیں۔ سوامی جی نے اریہ یا ہندوؤں کو جینی بنانے سے روکا اور وید مقدس کی دعوت کی رست دھرم کی طرف بلایا۔ دیوتاؤں کی عورت قائم کی۔ اور ان کے کٹنگ ست شاستروں کے حوالہ سے دور کیے اور پیرا توں کی تردید کی۔ تو سوامی جی نے کوئی خلافت قائم کی۔ اور نہ ہم اس کے طلبکار۔ البتہ انہی منبر کی خلافت آپ جیسے اُمیوں کو مبارک ہے۔ مگر علاء کا جواب۔ بیشک رشی منی کسی اور کا نام لکھنے کو بر آسمجھتے تھے۔ بلکہ ان کا تو نقل ہے کہ جو کسی اور کا نام آوا یا بنا کے طور پر پکارنے میں وہ گدہ ہے۔

यो ज्ञानो देवता नु पास्ते न सवेद पश्चिरेव सदेवानो ॥

(ابنل بہارت)۔

त्वस्त्री त्वं पुमा नसि त्वं कु मारं त वा कु मारो । त्वं जी
रणो बंश डेत वंश्च त्वि त्वं जाता भव सि विश्वतो मु
खः ॥ अथ कक १० अणु ४ सं २७

اپنے صفت مشرقی غلط لکھا بلکہ اس کا ترجمہ غلط دیا ہے۔ ہر شخص کے ۲۷ جن الفاظ
ہم نے لکھے ہیں۔ وہ آجے باکل دے نہیں گئے اس متر کے آگے کچھ ہے متروں کے
ملاحہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ متر جو ہے دشمن ہے۔ چنانچہ متر ۱۰۳ سے ۱۰۶ تک تمام ایک
ہی مضمون ہے۔ اور جو کی بابت ذکر اور اگرچہ پچھو تو اور متروں میں تحقیقات کرنے کی ضرورت
نہیں۔ گو کہ جب وہ گنا جتا ہے تو درج نہیں کیا لائے ہیں۔ تو آخر باطل واضح ہو جائے
یعنی ہمارا شاد و فراس ہے۔ متر ترجمہ۔ اسے جو یہ سب حالتیں تیری ہوئی ہیں کسی تو ستری کے مشرب
میں۔ کبھی مرد کے جسم میں۔ کبھی لڑکے کے قالب میں اور لڑکی کے جسم میں اور کبھی بوڑھے کے ر
میں لائی کے ہمارے ہوتا ہے۔ کبھی بادشاہ بیٹے سب میں کھیا ہوتا ہے۔ اسی طرح تو بار بار یہ
ہوتا ہے۔ افسوس کہ ایسے متر کا بھی کسی نے آپ کو بھیج کر نہیں بتلایا۔ اور دیکھ لکھ یاد
اس پر آپ کا یہ دعویٰ کہ جو ماوریکہ نیست۔ مستعدی کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔

ہر کر گردن بدعویٰ افشاند
فریشتہ را گردن اندازد

جیو کھشا اور نینیا اور پدھر پر متر جنوں کا جواب

۶۴-۶۱۔ مولوی۔ دگو بہ منڈل ۱۰ میں ہے۔ سوئی کا قیاق تھا۔ اول تمام
عالم کے جو ہر غالب ایک ہوا۔ نیم زمین و آسمان میں نشان ہیں۔ ایسے دروہ پر کاش و
کوہن کر کے قربانی کرتے ہیں۔ وغیرہ

آریہ۔ یہ مولوی صاحب نے ہرگز نہ لکھا تھا کہ متر کا ترجمہ کسی سے سن سنا کر لکھ دیا ہے
یا ہر صاحب کی تاریخ سے آپ کو مخالف ہوا۔ کیونکہ وہ دیکھ سکتے ہیں۔ باطل اداقت ہیں۔
اس متر کا نقلی ترجمہ ہے۔ لکھ پڑا ل ہے سب مشرقی کے پہلے درخان تھا۔ اسی نے سب
سنسار کو پیدا کیا اور وہی سب کا سامی ہے۔ وہی سب گروں کو اپنی شکتی سے سمجھا رہا ہے
وہی سب کا ظلم جیتی ہے۔ ایسے سنا کہ سونہ پر ماتی ہم رنگ آگ سادھنوں سے بھٹی
کرے۔

مولوی صاحب نے دوسرا متر وہ نقل کیا ہے۔ جس کا ارتقا ہم مذہب براہیں احمدیہ ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱
حق ص ۱۰ پر لکھ چکے ہیں۔ باقی ان کے تاسی متر میں اختلاف ہیں جو پادری ہنری مارٹن نے ہم پر
لکھ مبروس کئے تھے۔ اور شکا جواب ہم ان کے جوابی لکھروں میں دیکھے ہیں۔ مولوی صاحب نے
پادری صاحب کی کتاب تو دیکھی مگر ہمارا جواب نہیں دیکھا یا جان بوتھکا یا نام پیدا کرنے
کے واسطے ایسی جہود کو شش کی حضرت براہ وراثی اول ہمارے لکھ متر کو ملاحظہ فرمائیے
آگے مولوی صاحب نے منوہر کی کے چند شکوک کے حوالہ سے اس اور گائے کے کاش
کے جائز کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا جواب ہم حصول میں دیتے ہیں

منوہر کا گائے کا مادہ اور خفا مست کا نا ثبات سخت گاہ لکھا ہے۔ فیصل دیکھو منوہر کی
ادھیاد ۱۰۸ سے ۱۰۶ تک اور ہماری مذہب براہیں احمدیہ ص ۱۸۹ سے ۱۰۶ تک

عام گوشت کھانے کی بابت۔ اس کی بابت منوہر کی صحیح رائے اور یہ مقدس کے مطابق
ہمارے بلکہ صاف فقہان میں گوشت خوری کی تردید دیکھو منوہر کی ادھیاد ۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک اور ۱۰۸ سے ۱۰۶ تک اور ۱۰۸ سے ۱۰۶ تک اور ۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
اور ۱۰۸ سے ۱۰۶ تک اور ۱۰۸ سے ۱۰۶ تک اور ۱۰۸ سے ۱۰۶ تک اور ۱۰۸ سے ۱۰۶ تک

۱۰۸ سے ۱۰۶ تک

۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک

۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک

۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک

۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک
۱۰۸ سے ۱۰۶ تک

الحق کا جفا

ہے اور آپ کی لیاقت ملی تو شیعوں کے شیعین سے ظاہر ہے۔ ہم نے کئی ایسے کچے
دستوروں سے پوچھا اور ان کی کتابوں میں دیکھا۔ مگر اس بات کی ایجاد میں
ہے بلکہ نمائند ہے۔ البتہ آدم کے تمام بیٹے اس غیر مشرقیہ نسبت سے فائدہ اٹھاتے
تھے۔ اور زابراہیم شی کے وقت تک بلکہ داؤد کے زمانہ تک اکثر لوگ ایسا کرتے تھے
مفصل دیکھو (توریت مقدس)

باقی یہی بات کہ عربوں سے پارسیوں کی کتاہوں سے وید نکلا۔ یہ باطل ہے جیسا کہ ہم نے مسلمانوں نے گرنیٹھ صاحب سے قرآن نکالا۔ تو یہ ہمارا بڑا بڑا زندقہ تھا جسے پہلے دنیا کو اپنے جلوہ نورانی سے روشن کر رہے تھے دیکھو

توندرا سنیہا پران ۶۴ آیت ۶

ہم نے اس اعتراض کا جواب تکذیب میں امدید جلد و دم میں دے دیا ہے
کیونکہ یہ اعتراض مولوی صاحب کا نہیں بلکہ مولوی نور الدین صاحب کا ہے۔
مولوی صاحب کے آخری صفحہ پر یاد رہے کہ جن حیرتوں کو یہ پیش کیا
ہے ان کا ترجمہ دیکھا ہے۔ ہرگز یا کو لک وغیرہ شائستوں نے کیا تھا جبکہ عیناً
سترہ سو برس گزرے ہیں اور کسی معتبر و محقق ہیئت نے اس اعتراض نہیں کیا
اگر تریہ صاحب مترجم ہوں تو از روئے النصف اس وقت تک داخل ہونا
نہیں ہو سکتا کہ جب تک وہ کسی قدیم مستند ترجمہ سے اسکی مخالفت ثابت نہ کریں
فیاسی رنگوں اور منطقی دیکھنوں سے کام نہ لیں کیونکہ امور اسی میں جو کچھ
بذریعہ قیاسات عقلیہ سوچا جاتا ہے۔ اس سے پوری پوری معرفت حاصل نہیں
ہوتی۔ اور ویسے ہی صحیح ڈالو ڈالو رہتا ہے۔

آکر رہے۔ یا گو نکات کا ترجمہ کرکشی نہیں۔ اس واسطے آپ نے باطل خلاف واقعہ لکھا کہ ہم نے آنکھوں میں ترجمہ دکھایا ہے۔ جو کہ یا گو نکات وغیرہ نے کیا تھا۔ یہ بات خود بخود باطل ہے۔ آپ ناروغ کے بھی پورے مابہر معلوم ہوتے ہیں۔ جب کہ یا گو نکات کا زمانہ ۱۰۰۰ برس بتلاتے ہیں۔ کسی مورخ نے بھی ایسا نہیں لکھا پس آپ کا یہ چھٹا بھی غلط ہے۔ حضرت عقیلی قیاموں اور منطقی دلائل سے نوست و ہجر کی عظیم ظاہریوں پر ہے۔ آپ اسے نقل اور ذکر کو سچے سمجھتے ہیں۔ پھر بتلانیے آپ کی ایسی مضبوط کیدان کو باوجود باطل ہونے کے کون حق پسند قبول کرے گا؟ آپ جیسے واعظوں کے حق میں ہی ایک فاضل نے لکھا ہے۔

مستمع را وعظ تو گریای کند
چند میرا عیال تو شیطان کند

त्वमस्मीत्त्वमस्यमानसित्वक ॥ ५० ॥
 मासौ उववाकु मासौ त्वं जीरणी दशडेन वंच सि वि श्व
 तोमस्व ॥ अथ वै ॥ क० १० मे १८ ॥

تیرا جہم - تو ہی عورت ہے - تو ہی پورا مرد ہے - تو ہی بالک ہے - تو ہی لڑکی ہے - تو ہی بوڑھا ہے - لاکھی لیکر چلتا ہے - تیرے ہی انک روپا ہیں - اور منشی محمد میر صاحب نے صفحہ ۲۷ بھی ایسا ہی لکھا ہے -

آری یہ اس شتر کو آپ نے تین جگہ درج کیا ہے۔ مگر مرقن جنگ غلط کسی راہ دان سے نقل کروا کر ایسی خبر درخص سے سن بنا کر دیکھوایا اور دھوکا دینا چاہا کیونکہ آپ کی عقل قبولِ قبولِ تھیں۔ یہ ہے نہ کچھ نام محمد فاضل باوجود اس قدر ناواقفیت کے اگر مسلمان آپ کو ماہر وید ونا شتر اور و اعطای اسلام کا خطاب نہ دے تو کیا کریں سینے حضرت اصل مرتبہ سے۔

اُسے ہر اکاٹیا ملتا ہے۔ اور حرف ہای نہیں بلکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کیسے بیٹے کو دوسرا خدا ماننے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ وہ کنواری مریمؑ کو حضرت عیسیٰؑ کی ماں کہتے ہیں۔ اور خدا کا لڑکا تو اُس کا باپ اور مسیح کو خدا کا کلاوتا۔ پتو کھٹا۔ بیٹا بھگتا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ معاملہ بالکل غلط ہے۔ مسیحؑ اور اُس کے باپؑ چار حقیقی بھائی اُسی مریمؑ کے شکریہ سے پیدا ہوئے۔ جو پتو بھگتا رہی بیامتا جو روحی۔ اور چونکہ عیسائیوں کی طرح مسلمان بھی مریمؑ کے بکرہ رہنے کے قابل اور اسی حالت میں روح القدسؑ سے حاملہ ہوئے کے منقر۔ اور مسیحؑ کو روح اللہ و کلیم اللہ ماننے ہیں۔ اس لئے وہ بھی عیسائیوں کی طرح جھوٹے ہیں۔ کیونکہ حضرت مریمؑ بکرہ نہیں تھی۔ بلکہ یوسفؑ بھگتا رہی بیامتا تھی۔ ہم نے اس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے کرکے شیخ صمت درین میں حل کر دیا ہے۔ اس قرآنی آیت سے ہزار گنا بھگتا اور لاکھوں ہرتس پہلے مقدس نے اس مبارک مسئلہ کی تعلیم دی ہے جس سے آریہ لوگ ایسے مخالف اور کٹھن ہیں۔ مسلمانوں کی طرح یا محمدؐ یوں کی مانند نہیں کر سکتے۔ دیکھو یہ میں لکھا ہے۔ ۱۱۔ अथो दित्यो न पाधिबो न जाते। न जनि व्यति।
نقہ چھپا دے وہ ہر تاجک نہیں بلکہ جگت سے جدا۔ الگائی نہیں بلکہ گیان والا۔
عبرادی۔ سرور گئے نہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا مٹا ہے۔

۴۱۔ مولوی۔ آریزن کے وہ میں مسئلہ تباہ کا تذکرہ نہ تھا۔
 آریزن۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ویدیا نے مقدس میں بیوں منتر مسئلہ آریزن
 کی بابت موجود ہیں۔ (دیکھو رگ وید۔ اشٹک ۸ اوصہار ۱ درگ ۲۲ منتر)
 دیکھو منتر۔

پھر مولوی صاحب نے صفحہ ہم پر اسی اور درسا اور ایک گھوڑے کی
کمانی لکھی ہے کہ عربی سند عربی انداز و ہند پر ان دو عرب کا نام لکھ دیا اور اسی ہی
ایک کمانی میر احمد خاں صاحب نے صفحہ ۷۷ کے حاشیہ پر لکھ دی تھی کی بابت
لکھی ہے۔ یہ ایسی ہی کمانیاں ہیں۔ جیسے حاتم طائی اور امیر مزہ یا عہد بن مثنیٰ کی
دستاویز یاد و القربین اور اصحاب کھن یا یوسف زنون کے واقعات یا لکھ کر ان
کی خراب یا جو بیور کے قاضی صاحب کی کہاوت کہ قاضی صاحب لکھ دین گئے تھے
یا لکھ دے قاضی بن گیا تھا۔ ہم ایسی فضول کمانیوں کی طرف متوجہ نہیں ہونے کیونکہ درست
ادھر کا ان باتوں سے کچھ تعلق نہیں۔

تھجھو مولوی صاحب صفحہ ۴۶ و ۴۷ پر راجہ نجات کی کہانی لکھتے ہیں کہ سورگ سے اس کو اندر لے نکال دیا۔ اور پھر راجہ نجات سورگ سے بہ سبب ایک اربھی کے کالا گیا۔ مگر بالکل غلط ہے کیونکہ اس تک کا ذکر نہایت بڑبڑت میں ہے۔ وہ تک نہ ہوا۔ کانا نام ہے جس پر وہ کے ہر وہیے سارے نشان برہما سے ملتے ہیں۔ یہ کہانیاں قرآن کے قصہ بہشت اور آدم و حوا و اسانپ اور اہلیس و طاووس و رضوان و جبرائیل و میکائیل کے قصہ بہشت میں لکھ کر ان میں برکری سے اس کا صفحہ دیا ہے جو خدا آدمیوں کی مثالوں کے کہیں نہیں لکھا مگر دروغ برکریوں راوی بہم ایسی ہے وقت مانوں پر متور نہیں ہونے کیونکہ مسلمانوں کا جنت اور جہنم کا سورگ دروازہ ایک ہی سادچے میں ڈھلے ہیں۔ ضیائوں سے آدم نکالا گیا۔ جو اہلی گئی۔ شیطان نکالا گیا۔ اسانپ اور ٹھوس نکالا گیا۔ وہی حال ہزار تک سورگ کے کا ہے عوض ما و فضلہ ہزار دہ۔

آریہ۔ پارسیوں پر جو آپنا پانی عنایت نہ ہوئی وہ بھی تہل اور حوالہ مجھے باطل

میں سے شعر منبر وہ جس کا ترجمہ مولوی صاحب نے یہ کیا ہے۔ مگر باقی سمیت
سمندر و کی تعداد کے موافق ہو گا۔ ایسے سات ہونگے مراد سمیت
مگر کہ جسے ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تلمیذ اس کتب ہوئے۔ اور
کتب فہرست ہوئے یہی باعث ہے کہ ایسے جو کچھ شعر بنا کر یا کسی حرام خور
سے بنا کر تلمیذی واسطے کو بدنام کیا۔ تلمیذی واسطے میرا کی وفات کی تاریخ
اس شعر سے ظاہر ہے۔

سمیت مولوی صاحب نے اسی نکتہ کے تحت سادون سٹلا سیمی سی پشور بر
جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ جہانگیر بادشاہ کے وقت میں مر گئے۔ اور
پیدا ہوئے اکبر بادشاہ کے وقت میں۔ پس اُن کے نام کو بدنام کر کے کیا
یہ اچھا ہو گا کہ اس پیشگوئی کو ہی میں گویا تلمیذ غیب کہہ دیتے۔ جب تلمیذ اس
جی محمد صاحب سے ایک ہزار برس بعد میں ہوئے۔ اور اس وقت مسلمانوں
کارج تھساہان کی ہینک میں ضد و الفاظ طعن کے لئے ہیں۔ اور کئی مسلمان ہینک
کے کوئی (شاعر) بھی ہوئے ہیں۔ پس یہ شعر تلمیذی واسطے تو نہیں کسی ملان
کی تصنیف معلوم ہوتے ہیں۔

۸۔ مولوی صاحب نے اس طرح کو دو نکتہ صاحب نے بھی ناخاند
صاحب کو برکت جان کر گوہر گر تھ ہینک میں اسی طرح لکھا ہے۔ پہلا نام
خدا یار اور جانا نام رسول بجا لکھ کر دے۔ نکتہ دار کا یوں قبول۔

۱۱۔ آریہ۔ یہ اور بھی سفید چھوٹا ہے۔ مگر تھ صاحب نے ایسا مگر
نہیں دیا جو تھا حال سب سے پہلے مولوی عبداللہ بدت واسطے تھے جو
الہند میں دیا۔ جسکی تردید اول بابا نرائن سنگھ مکمل امرتسر سے قریب
اخبار میں کی۔ اور مفصل طور پر ہم نے نسخہ خطا احمدیہ میں اس کا بیان
کیا۔ (صفحہ ۲۹۸)

۱۲۔ آریہ سماج امرتسر کے رسالہ ماہیت مسک میں ۱۹۲۵ء میں بشارت احمدیہ
ترجہ کر کے وقت لکھا ہے۔ یہ کیا سوچتی کہ قصہ کہانیوں کے ذریعہ سے
پنیر صاحب کی پیغمبری ثابت کرنے کی شہرادی اول تو یہ کوشش ہی محض
افسوس تھی۔ دوسرے اگر تلمیذی واسطے اور واسطی جو انوں سے ہوئی جائے
تھی۔ نہ کہ محض بے بنیاد اور جھوٹی باتوں سے۔ اس پر شری محمد امیر احمد صاحب
ریش تیرٹھ اپنے رسالہ حق کے بول بولاسیوں میں فرماتے ہیں۔

۱۳۔ تلمیذی۔ نکتہ صاحب نے یہ کیا ہے۔ آپ کے نزدیک قصہ کہانیوں کی
تو کوئی ہوگی۔ ان میں شخصیت کا ذکر نہیں ہے۔

۱۴۔ آریہ۔ خدا کی جل شانہ ہے۔ مگر اس کے راج میں لوگ کس قدر
دلیری سے دروغ پر مکر رہتے ہیں۔ اور ذرا بھی نہیں ڈرتے۔ جناب شری صاحب
ایہ کہنا میں کسی تاثیر میں نہیں ہیں اور نہ کسی ہینک کی مرست میں۔
اور نہ کسی ہینک یا خواہ وہ ہندوئے یا کاکا نام بھی ناسخ کرنا دے۔ جتنا
دیتی۔ و ہینک کے آج تک مناسب۔ اور نہ کوئی آریہ یا تہہ و ان کو ماننا
ہے۔ پس آپ اچھی طرح سمجھئے اور سوچ لیتے کہ اول تو مولوی صاحب جن
کا یہ دعویٰ اور خالہ ہی نکتہ صاحب سے اور آپ کا ہینک جھوٹے کی
تائید سے زیادہ اور کیا دعویٰ نہ کہہ سکتا ہے جو تھ بولنا اور جھوٹ کی تائید
کرنا دونوں برابر برتر ہیں۔

۹۔ مولوی صاحب نے ہینک میں تمام کے کارن کو ناگوں بنایا

اور پولوں اور چھلوں سے اس زمین کو ہیکر چل بریکایا۔

۱۰۔ آریہ۔ ہم نے اس مشورہ کو نسخہ خطا احمدیہ صفحہ ۲۷ پر بخوبی لکھ دیا ہے
اور تلمیذ پر امین احمدیہ جلد دوم میں بھی اس کی بابت ایک مفصل مضمون
موجود ہے۔ قرآن اور حدیث اور تفسیر اسلامیہ کی علمی غلطی ہے۔ مولوی صاحب
ازین پانی پر ہیں۔ مگر پانی زمین پر ہے۔ اور زمین جو اس مکتوم پر ہے۔ ذرا
خبردار کے علم کو دیکھو یا جو گول و ڈھیلہ ہو۔ تب آپ کو اور علمائے اسلام کو
اس قرآنی غلطی کا اقبال کرنا پڑے گا۔ ایسی ہی ہزاروں غلطیاں مدت سے محمدی لوگوں
کا جاہل کر کے آئے ہیں۔ اور عوام لوگ اسے گرا ب علم و عقل کا زمانہ ہے ایسے
بٹ کھنڈے نہیں مل سکتے۔

۱۱۔ مولوی صاحب نے (حکمت امتی کی بابت اعتراض) آریہ کی برائی پیکوں
میں حکمت کی پیدائش الگ الگ طریق سے برتن ہوئی ہے۔ منہ سرتی کی پانچویں
ادویا آٹھویں اور نویں اشلوک میں ہے۔
۱۲۔ آریہ۔ منہ سے پیکوں میں مرکز پیدائش کی بابت ذکر نہیں۔ مگر دلوں
کو کھانے پینے کی بابت ذکر ہے۔ پس یہ برمان باطن غلط اور راستی کے
خلاف ہے۔

۱۳۔ ۱۴۔ مولوی صاحب نے اس نکتہ ایک پانچویں اشلوک میں لکھا
ہے کہ یہ تمام جہان پہلے معدوم تھا۔ اور اس کا کچھ علم و نشان نہ تھا۔ آریہ
قیاس سے معلوم ہو سکتا تھا کہ مسلمان کا عالم خارج ہے۔ آریہ کا یہ اصول
کہ نسبت سے مدت نہیں ہو سکتا۔ اصل غلطی و نا تو بد ہوتا ہے۔

۱۵۔ آریہ۔ اس اشلوک کا یہ ترجمہ نہیں ہے جو آپ نے لکھا ہے اسکا بار
سے یہ نام شیشی اس شکل میں آئے سے پہلے موجود تھا۔ پس تم اسے
اس کی اس وقت کی حالت کو لکھ کر مالا مبتلا کرنا اور دلیل سے مدد کرنا
ہے وہ صرف کھوٹ اور جھوٹی حالت تھی۔ تلمیذ اس وقت پر نا تو لوں کی
اور سخا میں برکری تھی جسے بخاری اور سخا میں پانی ہوتا ہے۔ آریہ کوئی ہینک
جی حدوم یا نسبت نہیں کہہ سکتا۔ چاہ کہ سخا کے ان الفاظ میں

सप्तमिवराक्षसासीदितमोभूतः
کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ حکمت پرلے گال میں سوچنا ہے برکری میں اس لئے
سے دیکھنا نہیں تھا۔ دیکھو منہ سرتی مطبوعہ مسک (۱) اور منہ سے خود ہی اس کے
مابعد اشلوک میں بتلایا ہے۔ کہ یہ نامائے اس تم اور سخا میں بخاری کی حالت کو
پیدا اور جھوٹے ظاہری شکل میں کر دیا ایسا ہی، اشلوک سے۔ ہینک میں بتلایا ہے
کہ پرستور اسی طرح پرمانوں سے شیشی اور شیشی سے پرمانو اور جھوٹے
کرنا ہے اور کرنا بریکایا۔

مولوی صاحب نے ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ یا کو لکھ سرتی کے متر ہے اور جہان کے
۲۴۔ اشلوک میں لکھا ہے کہ آہوتی دینے سے سورج و دیوتا خوش ہوئے ہیں اور
سورج سے بارش ہوتی ہے اور بارش سے ساگ پات اور تپا ہے۔ اس کے
لکھانے سے سی پیدا ہوتی ہے۔ جب نہ واد و جنت ہوتے ہیں تب یا پیکوں
عصر اور جھانا پیشور اور سخا تو ان روح اس میں گڑھ مگر گیک جاساں کرے
ہیں اب بتلایے یا کو لکھ سرتی میں یا سرتی۔ یا آریہ ہے ہینک جو سرتی کے الگ ہی
گائے میں جو یہ کہنے میں کہ جو اور برکری ہے۔ آریہ دوسرے اس سرتی کو چاہے
آریہ جو یا کو لکھ سرتی کے اشلوک میں ہے وہی مطلب سوچی کا ہے دیکھو

[illegible][illegible]

الطال بتارت احمدیہ

ترجمہ ڈرامے باغوں اور نعمت میں
 ہیں سب سے کہلے ہوئے ان کے رہنے
 اور کیا ان کے رہنے اور کیا ان کو
 رہنے دوزخ کی مار سے اور کہا اور یہ
 روح سے بدلہ لاس جو کرتے تھے لگے پٹنے
 تھوڑے پیر میں بھی قضا اور دیا دیں
 پہنے ان گوربان بڑی آنکھ والیاں۔
 پھر سوزہ الدہ میں بہت ذکر بہت کا ذکر
 کر کے لکھا ہے۔ وَتَبْعُوهُ فِيهَا كَأَسَا
 كَانِ مِنْ الْجَنَّةِ تَبْعُوكَ عَيْنًا فَتَلَظُّهُ
 تَلْظُكُ وَتَقُوفُ عَلَيْهِمْ فَلَا تَكُ
 تَخْلُكُ وَتَذَرُ أَتَيْتَهُمْ حَسْبَ عَيْنِهِمْ وَلَوْ
 أَوْجَدْتَهُمْ أَلَمْ تَرَ جَمْعَهُمْ أَكْثَرُ يَأْتِيهِمْ
 بِهَا سَبْعُ جَنِّ كَرِهُوا نِسْوَتهُ كِيَاكِبِ جَنَّةٍ
 دَانٍ سَبِيلُ هِيَ كَيْسَ يَأْسُ بَحْرَتِمْ
 نَوْدُتِمْ اور مرد سارے دے دے جیسو
 ان کو دیکھ خیال کرے کہ موتی بکھرے
 ہوئے ہیں۔

ترجمہ سب جگت میں جو پری پران ہوتا
 ہے وہی پرانہ سب کے جانے تو کہ ہے وہ
 کے رہنے اس بڑا برابر کوئی نہیں
 سورہہ بقرہ ۱۷۵ کا مٹے والا اور ہر ایک
 وہی ایک جگہ بشرے خود کسی کی پرکاش
 مناج بہنیں شرانگتوں کے اگیان کا داناں
 کرنے والا خود انھوں سے بہت ہے
 پریشور کے گیان اور ان کو کہ عبادہ کوئی
 جیو کشتی شانتی نہیں یا سکتا اسی پرمانا
 کو جان کر جیو مرتبہ گذر سکتا ہے بغیر
 اس کے بلکتی اور گیان کے درجہ و برج
 سے حاصل ہوتی ہے اور کوئی مارگ
 اس کی پرستی کا نہیں ہے پرمانا کی
 پرستی اصل کشتی ہے اس کے واسطے کوئی
 گزرا اور اس کی گھاٹ سار جھٹا کشتی کا
 سا دھن ہے سب بچان چھوڑ کر اس
 کی طرف موکش کے طالبوں کو حیف لگاتا
 چلے ہے۔

منبر ۲

स नो बंधर्जनि ता सविथा
 ता धामा विवेक्षु व नानी वि
 था यन्न देवाश्च मृत मान
 शाना स्तमी ये धाम न च पय
 न। यज्ञः ३२ नं ९०
 ترجمہ سب شتوں کو ہی بخت کرنا چاہئے کہ
 ایک پرمانا ہی سب کے ہود دھنا نالگہ
 زمین کرنے والا یا لے والا اور سب جگت
 کا سورہی بدستور اور گیا تاپے انسی کے
 گمان اور اند میں رکھنی دے جیو
 موکش کو حاصل کرے ہیں شدتوں سے
 پرمانہ کو پران ہو کر موکش دستان میں
 رہتے ہیں ان دکھ درد کسی رکنا نہیں نا
 گت جو جیو شانتی کو تحصیل کر کے اویا
 اور ہر دم سے دو جو حاتی ہیں وشو ہو
 وعزہ خیالات فاسدہ ان کے نزدک
 نہ آسکتے ہیں نہ وہ ان کی مدد میں نہیں
 ہوتے ہیں ہر ہم گیان انہیں بیرون
 کے اگیان سے آزاد کر دیتا ہے۔

منبر ۳

मस्व के यज्ञा महे सव वि

اسانوں کو چلو الطیحات جنت میں
 میں ترجمہ مال کا دھنا نالگہ
 آسانوں میں دھنا نالگہ
 جنت میں لکھتے ہیں کہ ترجمہ مال کا دھنا
 کر لکھتے ہیں لے اور ہلایاں کر جو ان کو
 باخون میں جتنی لکھتے نہیں لکھنا پڑا
 ان کو وہاں سنگسوں کے اور موتی۔
 ان کی پوشاک ہے وہاں رہشیم کی۔
 پھر سورہہ واقعت میں ہے تِلْكَ نَفْسٌ عَلِيمٌ
 وَلَئِنْ تَخَلَّلْتَ وَتَيْكَا كَوَاكِبَ وَابِلًا
 وَكَأَنَّ مِصْرَ تَحِيْلِي الْم
 ترجمہ ان کے پاس ان کے (فلان) سدا
 ہے دے ان جو رہے اور کو دے اور یہ
 مترے شرب کے لئے ہوئے مردہ دے
 جس اور دہکتا لگے اور میوے اور گوشت
 پرندوں کا جس قسم کا جی چاہے۔

मयुषिव हं न म्। उवा रु कं
 भिवत् स्थान न म्। तयो म्लीय
 मा म्। ता ॥ ५ ॥ ३ मे ३०
 ترجمہ جو بشتوں کا دن کا گیان اور
 مالک اسی جی ہے اسی کے ہم شرانگت ہوں
 وہی اگیان اور پران اور سنگسوں کے دے
 ہے۔ اتنا کی شانتی میں کی ہنرا بدہی کی
 ترقی بغیر کے گیان اور گیان اور دیا
 کے نہیں ہو سکتی بغیر اس کے اشتراک میں
 ہم موت سے نہیں چھوڑ سکتے اس کے
 لکھتے کے طالبوں اور مردہ سے سنگساری
 کی اچھا کر نوالوں اسی مچر اند کی اچھا
 ضروری اور یہی اپنا لکھتے کا درجہ ہے
 اور کوئی نہیں میں ہر ایک طالب ملک
 کو پار ہر ہم کی شرانگت ہونا اور اس کی
 اگیان کا پالنے واجبات سے ہے۔

بشت کی بابت علمائے اسلام وعینہ کی رائے

منبر ۱۔ علی بن ابیسیم از حضرت امام رضا داران روایت کرے کہ از جملہ امام کو چل
 بشت می شود ندما ز گرس (رضا بطم بہت) و سنگ صوات کہیف اور ویکہ تغیر واسع
 الشتریل صغر و ۳۰۰ لاہور جلد اول
 منبر ۲۔ و رضا کا بشت بھی جنت میں لکھا دیکھو معارف البصیر ۳۰۹ و ۳۱۰ ذکر حجرات باطل
 منبر ۳۔ اور فرقہ نظامیہ کے مسلمان یہ بھی فرماتے ہیں کہ سائب بچھو جگہ ۲۔ سنو۔
 بھی بشت میں جاویں گے (دیکھو غتبہ اطبا لین)

منبر ۱۔ جو طلبان ان کے اے تاپہ فریبی
 چرم رو غر و نالگہ دگم بدست
 قی و عطا سب باغ بہت سیج موت
 لکھتے ہیں ان بخت عشق تو فاکم و غسیم
 تو عشق طوبے و قاسم و دست
 نعت فردوس زہد مارا کو دست
 ایضا بہت بشت طاقت اسز و کم
 بلخالی بشت اور ارم سلیم لکھتے
 اسی طرح کے اور بھی نام اکثر
 یہ جگہ دیکھیں کہیں کہیں نہیں
 منبر ۲۔ ملا حسین صاحب۔ ایہا الاخوان تاجہ و تھاران لگا رہنا ہاں خود کو عینہ و لکھتے
 منبر ۳۔ مولانا جلالی متن پرستی بہت بشت لکھتے ہیں
 منبر ۴۔ آئینہ مولوی مسیح احمد خاں لکھتے ہیں کہ ان بشتوں میں بہت حقیقت
 بہت کی ہی باغ اور مرسل اور موتی کے اور جادوی اور سونے کی اینٹوں کے مکان اور خود
 و غم و شر کے سمندر اور لذت و جوا و رخ و صورت عورتوں اور لوندے ہوں بچھنا کہ بہت
 مثل ایک باغ کے میل کی ہوئی ہے۔ اس میں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑا و محل ہیں۔

طون۔ وَاَمَدٌ وَاَمَدٌ لِقَا كَيْفَةٍ
 وَاَمَدٌ لِقَا كَيْفَةٍ
 عِلْمًا كَمَا مَنَّا كَلْوَ وَاَكَا كَلْوَ
 وَتَبْعُوهُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانُ كَلْم
 كَلْمٌ لَوْ لَوْ كَلْمٌ كَلْمٌ
 ترجمہ بخت داناں کی ہر نے و حیر
 لکھتے ہیں وہ اور کہ جس جگہ جی چاہے
 جگہ نہیں داناں پہلے نہ کہانہ اس میں
 لکھتے ہیں و اما اور پھر اس میں شتوں
 کے پاس غلمان اور چھو کرے آگاہ و عدنی
 میں غلمان میں دہرے جو پھر سورہہ واقعت
 سہ و حذو عین کا مثال اللہ و اللہ و اللہ
 رَانَ اَن تَا تَحْنَ اَن تَا تَا تَحْنَ
 آجیاد عین آجیاد آجیاد آجیاد آجیاد
 واسطے آجیاد عین آجیاد آجیاد آجیاد
 موتی کی تانت و صورت۔ ہر نے و عدنی
 آجیاد آجیاد آجیاد آجیاد آجیاد
 جگہ لکھتے ہیں آجیاد آجیاد آجیاد آجیاد
 اور ہر عمر۔

سورة حج ان الله يخلق لاد نين

اگر ہم ہمارا ارادہ نہیں تھا کہ قرآن کے نام پر منور کریں مگر کیا جاوے اب تو اہل ایمان و ایمان
ہے اور اس کی بھی آپ کی طرف سے بنیاد و ہدایت قرآنی اور دیگر کئی کا مقابلہ کرتے ہیں۔
اور بہت اسلامی کا نقشہ بنانے کے حق پسندوں کو معلوم کہ مقررین کون ہیں اور مقررین
کون تھے کون ہے اور کتنی کون۔

مقابلہ اور موازنہ وید و قرآن

نجات قرآن	ویدک کتی
<p>سورة نسا۔ وَاَلَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَلَّوْا الضَّلٰلٰتِ سَنُذَلِّلْنَھُنَّ جُنُودَ مَجْرٰی مِّنْ تَحْتِیْہَا لَا تَصْلٰحُ لَہُنَّ شَیْءٌ اَوْ لَہُنَّ اَصْحٰبُ فِیْہَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرٰتٌ وَسَنُذَلِّلْنَھُنَّ جُنُودَ جَلٰلِہٖ ترجمہ۔ جو لوگ یقین لائے اور ان کی نیکیاں اور ان کو ہم دھڑلے کریں گے باغوں میں جن کے نیچے بہتی بہریں وہ پتے والے ہمیشہ ان کو وہاں عورتیں ہیں تیری اور ان کو وہاں کے نیچے کھنٹی جہاں میں اور ایسی ہی سورۃ رحمن میں کہ سب باغوں میں اور بہتیدوں کو ہمیں گی ایک عورتیں جو گوریاں عیصوں میں رہنے والیاں جن کو ان سے پہلے کسی آدمی وغیرہ نے نہیں پایا یا یا تو تیرے مذہب کی مانند خوبصورت۔ بہ ان کے من کی تو یہ ہے۔</p>	<p>येयत्तेन दक्षिणायामम् त्वा द्वेद्रस्य सखमम् तत्त्वमातृशतेभ्योभूतं संगिरसो वोअस्तुप्रति ग्रभाति मानवसुमे धसः। क० अ० ८ अ० २ व० १ मे० १। ترجمہ۔ جیسا کہ دیکھتے اور اتار دینے کی پرستار کو دیکھنا لینے سے جو درختوں کے برتن ہیں جن پر درخت کی منار (دھڑلے) اور ایک یا ان سے ہی درختوں کے پتے ہیں اور درختوں کے جوڑے دے رہے ہیں مانی کے درخت کے جن میں ان جوڑوں پر ان کی بیوی کو اقبنت پڑا ہوا ہے جو ہیں اور تمام درختوں میں نہایت پرستی ہوتی ہے اور ان پر تلے کے ساتھ ساتھ سے۔ اور وہ سب آئیں میں ایک دوسرے کو دیکھتے اور لیتے ہیں۔</p>
<p>سورة وھالۃ المتقین فے مقام آمین فی حثت وھو یلتسون من شکرتہ الی اللہ مستغیلین کذلک وھو ھم یخیر عین دین عون فیہا بیل قاکہ الامین۔ ترجمہ۔ کے شک و دوسے گھر میں میں ہیں نے باغوں میں درختوں میں بیٹے میں خوشاک ریشمی پتلے اور گارے کے ایک دوسرے کے سامنے ایک طرح اور سادہ دوسرے ہوتے انکو عورتیں بڑی آنکھ والیاں نکالتے میں ہر مہر کے جمع خاطر سے۔</p>	<p>यत्तकामानिका माध्व ब्रध्न स्य विष्टयाम स्वधाचय ब्रह्मसि अतत्त्वगामस्तते कृष्णी न्ना ये नो परिमवाक मे० अ० १३ मे० ८ ترجمہ۔ سجدہ پر پڑنا کو پا کر گناہ اور ابلا شاپ جو ہوتے ہیں کے کمال حال سے ہی پرست اور بھی گناہ گناہان ویران سے جیتی ہوتی ہے۔ اس گناہ کی اور مرگ یا ایک حاکم اور ایسی کو ایک ایک ایسی کی کہ پاس دھکا کا وارن ہو نہایت کثرت کا و تا ساحت کا مالک ان کے ہوا کوئی نہیں جیہ جو ہے پرستے انکی ایک یا ان کے لئے تہہ تب مونس کا باہاں ہو نہایت اور کسی طرح سے نہیں۔</p>

यत्रानन्दाश्चमोहाश्चमदः
प्रमद आसते। कामस्यय
त्रा माः कामास्तत्रमास्तते
कृष्णी न्ना ये नो परिमवाक
क० अ० १३ मे० ८

ترجمہ۔ جگہ پرستوں ہی میں
آندہ اور تمام پرستوں اور گناہ پرستوں
سب کا نام اسی کی آگیا یا ان سے
پرست ہوتے ہیں اہل کال کے لئے جگا
دوسرا نام مونس ہے سب کو اسی کی
آگیا یا ان کی جگہ کیونکہ انہوں سے
جو نہایت بجا کے کسی طرح نہیں نکلتا۔

यत्तज्जोतिरनन्दाश्च
के स्वहितम्। तस्मिन्
मोक्षे हि पवमानास्ततो
अस्ति न इत्ता वे नो यस्ति
व। क० अ० १३ मे० ८
ترجمہ۔ اور آدمی کلینوں کے تاش
کرنے کے نام سے مرد پرست اور
دو ایک پرست جہاں تیرے جلال میں
نیز گناہ کی بیا کرتا ہے جس گناہ
سے سب حرا جہ کی حالتوں کا گناہ
ہے اس ایسی بارشکتی سے اپنے
ایا ایک کو اپنے گناہ میں بہتر
کیجئے تاکہ وہ جنم من سے رہنے کر
تیری انسانی معرفت کو پرست ہو۔
پرست تیری ایمان کر یا سب کی
کمان دیا کہ ہے۔

वेदाहमेते पुरुषं महात्मनि
स्यवरो तमसः परस्तात्। त-
मेव विदित्वाति मृत्युमेति ना-
नः परमविद्यते यथाय।
यजु० अ० ३१ मे० ८

سورة النبا المتقين مقاراً
حکایت و اغناؤ کو احب
انرا تا و کما سلا یستغفرون
فیہا النکوح و لا کذا انکح
من ذلک عطاء حیساناً۔
ترجمہ۔ بیشک دوزخ والوں کو برا دیتی
ہے بالغ ہے اور انکو اور نوجوان
عورتیں ایک عمر کی سلا دیا کہ جگہ
نہ سینکے وہاں بکنا اور سکنا تبادل
دیا۔ نیزے رکھے رہا صاحب۔

سورة صافات اذ عیاء اللہ الخلیفین
اولیک لھو ذوق مملوک قواک
وھم مکر مومن فی حثت اللہ
علیہم یستغفرون لیکاف علیہم
یکام من موعین یستغفرون
اللسان یلک لہم عون و لا عین
و لا یلک فون و عین حاکم
الظرف عین حاکم یستغفرون
مملوک۔ ترجمہ۔ مگر جو بندے اللہ کے
میں اپنے مونس انکو روزی ہے مقرر
سیکھ اور ان کی عزت ہے باغوں میں نہایت
کے تخت پر ایک دوسرے کے سامنے بھرتے
میں ان کے پاس پیالے سقوی شرب
سینکے رنگ نہ دیتے ہیں دلوں کو
نہ ان سے سر بھرتے اور نہ اس میں
بیکتے میں اور ان کے پاس بھی لگا
والساں بڑی آنکھ والیاں یا وہ اندھے
ہیں چھپے ہوئے۔

سورة طہ۔ ان المتقین فی حبیب
و یغفر لھم و یجاءنھم و ھم
و یغفر لھم و یجاءنھم و ھم
کذا و اشہر بذا ھذا کذا
نحکمون متکلمین علی شئ مضبوط
و لا یجہلہم یحور عین۔

تزویدہ :- چونکہ حق تعالیٰ اپنے اعراض کے لئے ہم نے سب جراثیم کو خلق کر دیے ہیں اس واسطے
سوائی جی کی قائم الہیہ ہونے کا ہم نے ثبوت دیدیا اب سوادی جی کی دانشمندی کی تفصیل کا
ثبوت ایک - بنا چھوڑ کر اسلام کے لئے ٹیپے بندیوں کی غلطیاں پیش کیا ہوں یہ قبول و نفی
اگر خدا خواہد کہ ہرگز کسی نہ - مجلس اندرون شریہ یا کماں برد
ابو البشر مسلمانوں کے جدا بھیجی قائم الہیہ آدمی نہ تھے باوجود اسکے کہ فطرت سے
نیک پیدا کئے گئے تھے مگر اپنی عقل سے پامالیت میں آگئے - اور دنیائی سے فاسطی
حاصل کر موعون ہو! پ پر بیلا تخم پر کھوڑا بہت نہیں پر تھوڑا اندھ و اجڑو ہونا چاہیے
تھا اس واسطے ان کی اولاد دینے عہد سی لوگ قائم الہیہ سے منہ پر گو با فطرتا انہیں نبی
موتی عقل ملی جس کی وجہ سے وہ دوسرے حکما یا فقہاء کی باتوں کو کما بچتے - اپنی رائے
کے آخری نتائج سے بھی اکثر بے خبر رہے او حضرت ختم المرسلین بھی جو بقول کلام
کئے نبوت کی دواور کی آخری اینٹ ہیں - اس فطرتی موتی عقل کی تیغ سے محفوظ
نہ رہ سکے - بلکہ سب سے زیادہ شعلہ آہنیں یہ بھڑکا -

میت

نمبر ۱۰۴۔ حدیث میں ہے ان الله خلق ادم على صورة قه حذی پیسید کیا آدم کو پنی صورت پر دیکھو کھمے سواوت۔

توریت میں ہے جب خدا نے کہا کہ ہر انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی مانند بنادیں اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت کس کو بنا دیا کیا اور خدا نے اوسکو برکت دی تو میرٹ پیدا نش با ب آیت ۶ و ۷ اور خدا نے آدم کو جس کے باغ عدن میں رکھا کہ اس کی باغبانی اور نگہبانی کرے اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا کہ کھا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھا یا کر لیکن ایک بندہ کی پھان کے درخت سے نہ کھانا کیونکہ جسے جن تو اسے کھا بیٹھا تو ضرر مر گیا۔ توریت پیدا نش با ب آیت ۱۵ سے ۱۷ تک۔ خدا نے آدم سے کہا اس واسطے کہ تو نے اپنی حورو کی بات سنی اور اس نعمت سے کھا یا جس کی بابت بتنے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے مت کھانا۔ تاہمین یہ کہ تیرے لیے لعنتی ہوئی اور تکلیف دے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کھا بیٹھا۔ (توریت پیدا نش با ب۔

اور نبی و کرسیت جگہ قرآن اور تغیر و حدیث میں بھی آتا ہے حکمت ابن ولید
 ولدا عربیہ لولبتہ لاخر اجہ من الکائنۃ باکل الشجر طبعاً فی الخلق انہ ما یفنی
 نبی و جہ تھی کہ آدم نے بیعت کے کھانے کے باعث نافرمانی کی تو اس کو جنت سے محال
 فیہ کی سزا ہوئی۔ اس لئے کہ آدم کو اس کے کما فیہ جنت میں بھیج دینے کی طرح تھی اور اس
 کو کرکندیب رابلس احمد میں بھی موجود ہے اور یہی حال آدم کا وہ وقت سے عمر کی نایت
 ہے جو کہ وہ تھی اس کے حق میں باعث نامت ہے۔

ناو دیجیو محل صنومہم او من اذنوہم قال یا رب من ہذا قال ہذا ابنک الخوادم
 یون کہاں اُن میں ایک شخص تقاروشن ترکوگن سے آدم نے کہا اے میرے رب یہ کون
 ہے زمانہ اپنے قریب آیا دو دو نام اور تحقیق لکھی میں نے اسے اُس کے عمر ۹۰ سال کہا
 آدم نے اے رب میرے زیادہ کر عمر اس کی فرمایا کہ یہ جینے کہ لکھی میں نے اسے اس کے
 کہا آدم نے رب میرے تحقیق دی میں نے اسے اُس کے عمر اپنی سے ۶۰ سال زمانہ تو مانے
 اور وہ بنے دو دو بھر رہا بہشت میں آدم جنت کہ گیا ہا اُس نے پیرا اُنار کا بہشت سے
 اور آدم جنت تھا اسے لئے عمر کو نہ کر عمر اس کی ۹۰ برس کی ہوئی۔ میں یا اُس کے پاس اُس نے
 میں کہا آدم نے اس کو تحقیق جلدی کی کرتے۔ تحقیق لکھی میں نے اسے میری عمر ۱۰۰ سال کہا تو شے
 البتہ ولیکن فو نے دی ہے اپنے سے دو دو کو جو سال پہن لگا رکھا آدم نے۔ پس اُنکا مکتی
 ہے اولاً یا اس کی اور قبول کیا آدم پس بھوئی ہے اولاً دو اس کی میں اُس روز سے واسطے

لکھنے کے اور شہادت کا قاعدا یہ ہے کہ گواہوں کی تعداد دو یا زیادہ ہوگی اور ان کی ہجوہ (جہاد) باہم
اسلام نصرت لٹ اور یہی دیگر خارج عنہوت مکن دوم ہاں سو و غرض دوم صفحہ ۶۵۱۔
مطابق قول انوشیشتہ (روح ہے) اس کی اولاد سے محمد بنیاد علیہ اسی طرح کے تیرے
تھے پہلے کسی طرف مسجد نہ تھی۔ مدینہ میں جا کر بنی سنی عمریود بن ابی القحطہ بن سہیل
سجدہ کر کے دو کھو قرآن سورۃ بقرہ اور انفاسیر)

خوامے ہیں میں راوی کہ غیر غلطی کا اقترا کیا معایت تسک میں ہے کہ عرب میں کرامت عیالیت سے
بہت دور وچ تھا کہ درخت خزانہ راہ کی شادی کیا کرتے تھے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
میں قدم کے اورنگ کی اجازت مابھی تو حاصل فرمائی اس سال خزانہ بیت مکہ میں قدم کے اورنگ
واسطے معذرت کی خدمت میں اگر لوگوں نے پھر اجازت چاہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ
اقترا علمہ یا معذرت دینا ایسے دین کے کاموں میں تم میری نسبت نہ کیا وہ معذرت دینا کہ
رسالہ تیرھویں صدی جلداول میں لکھا ہے کہ یہاں فصل دوم میں ہے

اور اس کا معنی خاص بھی ہے عیسائی کہ جو بچے مشہور عالم ساسا امی کہتے ہوئے نہ رہی۔ بانی
فاضل ملک حسن کے سلاطین و محقق و دانش ور صاحب مبادیہ زمانے میں کہ ان پر ان اور عربی
کتبوں سے ایسا معلوم ہوئے ہے کہ عمدتہ ۱۰۰۰ اہل حال میں گمان کیا کہ قیامت حقیقت خدا
نے اُسے بھیجا ہے کہ عربستان میں پیغامین مقرر کرے اور ان کو اب و احوالات سے بھیجی
اُسے دیکھا جاتی تھے اُسے اُس گمان کی تائید پالی نے لکھا ہے خواب قیامت صبح (مصرغی)
کی بیماری کہتے ہیں پھر کتب نشان احوال میں لکھا ہے کہ ابن اسحاق نے اپنے
شاہکوں سے نقل کی ہے کہ نزول قرآن سے پہلے میں پیام میں کہ محمدؐ کو میں تقاضہ
برکے نفع پہنے گا اس کا علاج کیا گیا اور جب کہ قرآن نازل ہوا تو پھر اس کی مدد
حالت ہوئی۔ ابراہیمؑ کو میں چند ہو گئیں اور مومنہ سے کھل گئی اور جان اور
کی سب سے آواز دی، اور کچھ ان کی کتب مکتوبہ عربین و یمنان معوضہ ۱۰۰۰ مسند
مکتوبہ جمعی اور سب سے بہتہ قابل اس کے ہے ملک، ایسا کہ ان کا حق ادا نہ تھا اور
اس طرح کی تعلیم باکر پر مانگی کہ اسے اس راہ کو پورا کیا۔ باوجود ہزاروں سنیہ کے
اس راہ سے نہ ہرے تین چار واقعہ ہر گز بھی ایک خدا یک دشمن نے ان کے قتل پر
نوازا تھا۔ ۱۰۰۰ ابراہیم صمد اس طرح کی تعلیم اس کا کست دہرم کا یہ کاش کیا اگلا
اصول تھا کہ کست کے اختیار کرنے اور جہوت کے چھوڑنے میں سببہ ظاہر رہنا چاہیے
خود اضافہ کیجئے کہ قابل اسے کون تھا اور ان کو ان فوٹوں طبیعت والا کون دو: طبیعت
اور ماہر علمت و طبیعت کون تھا اور مونی عقل والا کو اب کون

مرزا آغا خان نے استعمار بعدالآباد میں جو رسالہ سرمد کے ایجنٹ صفحہ ۲۶۰ سے اچھٹ کر کے
کا تختہ برکھٹے ہیں۔

جو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور یروشلم کی سعادت ہو رہی ہے کہ وہ کچھ کچھ کہیں عسائیوں کی
جو اسلام کی مکتبہ دینی میں لکھی گئی ہیں دیکھ کر اور ایسے نیکو اور اچھے انسان کے دینے والوں
میں جہاں کر لیتے ہیں کہ حقیقت میں یہ درست اور واقعی ہیں اس لئے عزیز مصلحت سمجھ کر
اس عام انتہا سے وزیر سے اطلاع دیجائی ہے کہ اول تو عسائیوں کی کتاب پر نیزہ عمارت
کر لینا اور براہ راست کسی فاضل اہل اسلام سے ایسی عقیدہ کشانی نہ کرنا اور اپنے اوپر
فائدہ کا تحقیق نہیں اسلام سے علاج طلب نہ کرنا اور خائستین عداوت پسندہ کو اپنا سمجھ بیٹھنا
مسلمہ پر راہی ہے جس کے طالب حق کو یہ ہرگز کرنا چاہیے۔

آریہ جہان تک پہنچ رہا تھا اب کی کنجوں کو خطا تھیں لگتے تھیں اس تمام الزام کا انہیں کو ملزم بناتے تھیں لگتے تمام اعتراضات خفہ طرز کی یا مینہ زوری پر مبنی تھیں کہیں تھیں کہیں کی میزوں سے ریڑھ چھنی کا افسانہ اڑے اور کہتے تھیں کہ میزوں کے نیچے سے ذلہ ڈبا کی گھا

وکیل امر میں بھی جھپٹی تھی۔ پھر اسی اعتبار سے لکھا تھا کہ اب بیڑت صاحب فرماتے ہیں کہ اب میں نے عقیدہ تناسخ کو اختیار کر لیا ہے کہ پہلے نہیں تھا۔

مزید عجیبہ بیان مہوٹ کا طوقان ہے وہی اسی اسکا ثبوت بھی کہ وکیل متناظر میں ایک مرتبہ جھپٹی تھی مہوٹ حضرت ارقم اس سے تعلق کیا تھا۔ کیونکہ سوادی جی تردید انگری فاقی۔ غری تو جانتے نہ تھے۔ امرت پاری صاحب اور وکیل متدینکرت یا ناگری تھے ہیں۔ پھر وہ اس کی کارسازندہ جی کس طرح کر سکتے تھے۔ جو لکھ کوئی عالم نہیں یا اس درستی نام بار پڑوے اسکا آپسے دمر ہے۔ دیوانہ کی بڑا ہنگامے سے کچھ فائدہ نہیں مگر یہ آپسے اس بات کو بھی دور کرنا ضروری جانتے ہیں مہوٹ ثبوت ذیل پیش کرتے ہیں۔

(۱) سیتار تھریکاش مطبوعہ شیشہ لاہور میں بھی متنازع کا ذکر موجود ہے اور اسی جی کو اسکا اقبال۔

(۲) مباحثہ جانا تو میں بھی متنازع کا صاف ذکر لکھ ثبوت موجود ہے کہ غلط فہم ہوا تھا۔

(۳) سببیت سببیکہ بنا تھریکاش میں بھی ارجحیت مذکور ہے اسکا اسکا معقل ثبوت موجود ہے۔

سوادی جی نے بھی متنازع کا انکار نہیں کیا بلکہ اس مقدس اور اعلیٰ اصول سے کسی ہندو کو بھی ایسا اور نہیں اور سوادی جی نے تو اس کا بعد محمد کو بھی قابل کر دیا۔ جی بھی نسبت آپ کا یہ دوسرا ملکہ سارا گڈا اور حق کے خلاف ہے۔

علامہ احمد ۱۷۱۷ء۔ بلکہ حدیث دینا کے لکھنے میں بھی اس کو قبول نہیں کیا۔ لا اذ تشریت ایک ایسے ہی ملکہ کا بیان کرتے ہیں کہ میرا پاس بیان کیا کہ میں نے روحوں کی پیدائش کے بارے میں دیکھا تھا جی سے دریافت کیا۔ تو لکھ باتیں بنائے اور زبانی کہہ بیٹے جو کچھ اسکا ہوا کہ آئندہ اگر سید کرنا ہی چلا جائے تو اتنا بڑا وسیع مکان کہاں لائے جس میں وہیں ہمارے اپنے کچھ ہیں اس تو میں نے چار ہو کر دیکھا کہ اسے اس قدر مان لیا کہ اس کو ہمیشہ ضرور روحوں کو پیدا کیا تھا۔ لیکن آئندہ ہر شخص سے پتہ لگنے سے دست کش ہے کہ کوئی ایسا بڑا مکان سے نہیں بنا۔

مگر دیکھتے تو اس کی تصدیق کے لئے ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۷۵ء میں مہوٹ صاحب کے نام ایک خط روانہ کیا جس کا جواب مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۷۵ء میں موصول ہوا جس اور جھوٹ کی تحقیق کے لئے ہم ہر وقت مجتہد نقل کرتے ہیں۔

مشتقی لا اذ تشریت صاحب نے تھے۔ علامہ احمد نے ہر مرتبہ جھپٹے صحت پر لکھا ہے کہ کالہ تشریت صاحب نے میرے پاس بیان کیا کہ سوادی جی سے روحوں کی پیدائش کے بارے میں میں نے دریافت کیا تو وہ باتیں بنائے لکھ اور زبانی کہہ بیٹے جو کچھ اسکا ہوا کہ آئندہ اگر سید کرنا ہی چلا جائے تو اتنا بڑا وسیع مکان کہاں لائے جس میں وہیں ہمارے اپنے کچھ ہیں اس تو میں نے چار ہو کر دیکھا کہ اسے اس قدر مان لیا کہ اس کو ہمیشہ ضرور روحوں کو پیدا کیا تھا۔ لیکن آئندہ ہر شخص سے پتہ لگنے سے دست کش ہے کہ کوئی ایسا بڑا مکان سے نہیں بنا۔

خواب مکرّم و مہمّ ثبوت سببیکہ رام جی زاد غازیہ۔

بعد میں نے گذشتہ کہ لکھ اور اپنی حال معلوم ہوا پھر لاہور و ہر تشریت چلے جائے سبب ایک کچھ عظمت اور کچھ مخلوق اور بارے باعث جواب میں یہ ہوئی۔ صحت رکھیں۔

بیڑت صاحب بعض لوگوں کا یہ اصول ہے کہ سیاسی طور پر یا مذہب کا سنبھالنا یا سنبھالنا جو انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ (صرف کوشش شرط ہے) جس جگہ راستی ہوگی وہاں ہمیشہ فتح ہوگی۔ پھر انسان کیونکہ وہ ان کے ہر خلاف بیان کر کے گناہ کا بوجھ سہرا لٹکتا ہوگا تو سوادی جی کے خوش کرنے کے لئے کسی کی پرواہ نہیں کرتے سخت غلطی میں ہیں۔

میں نہیں سمجھتا کہ وہ کس کے خوش کرنے کے لئے اپنے پریشور مالک حقیقی کو ناراض کر رہے ہیں مگر کہ وہ شخص جو کالہ اور زبان ایک۔ بیڑت صاحب کے سوال کا جواب لکھتا ہوں اگر میرے حاذق میں غلطی نہیں ہے تو صحیح اس طرح ہے جسے میں سوادی جی کے دشمن سمجھتا ہوں۔

امرت میں ہوئے تھے۔ تو ٹھکی میں تھا ایک چار پائی پر بیٹھے ہوئے تھے میں غرض کی کہ مرزا غلام احمد کے قادیان کچھ کچھ اعتراض صوانا دی کے بارے میں جادوں میں شائع تھے میں آپسے کچھ اس کا جواب دیا ہے۔ دیکھتے لکھ کہ مرزا اس طرح عام لوگوں کا جواب دے لکھ میں تو دیکھتا ہوں کہ کام درمیان ہی ہوا جائیگا جو سہاری زندگی کا اعلیٰ مقصد ہے بہت بعد تم کو کون دیکھا وہ وہ وہ لوگ گفتگو کیوں نہیں کر لیتا میں نے انکے کچھ جواب دیا ہے۔

پیش میرے پوچھتا رہا۔ اسی وقت انکے لیے لکھ کا لکھی آگئی۔ پھر انہوں نے لکھتے جا کر لکھ کے دیکھا میں یا کیا میں دیا جس کو میں نے بھی جا کر سنا۔ پھر دوسری مرتبہ لکھ کے بعد لاہور میں امی جی کو میں سمیت تھان میں اور وہ جوتہ کر لکھ۔ میں نے غرض کی کہ مرزا غلام احمد کے اعتراضوں نے جو صوانا دی کے بارے میں میں بعض مبران صلیح قادیان کے لوگوں میں کچھ سوسہ بیکر دیا ہے۔ بیڑت صاحب اصل میں لکھے ہی خود منشا تھا ایک شخص امرت سے ساتھ شریک تھا دیکھتے لکھ کہ اگر ایسے وہی تباہی اعتراضوں پر مبران اربعہ صلیح کا خیال ہے۔ تو پھر ترقی صلیح ہو چکی یہ عاجز پھر خاموش یا چاہیہ اس وقت بھی تنہا سوادی جی کو بھی میں جھپٹی ہے تھے۔ تو ٹھکی دیکھتے ہیں ان سے چلا آیا۔ مزادہ اس کچھ کچھ حکم نہیں ہے مرزا صاحب کو کچھ لکھا ہے۔ یہ ان کی سید زندگی ہے۔ راقم خاکسار شرم پتہ راقم قادیان مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۷۵ء۔

علامہ احمد۔ بیڑت دیکھا کہ کوئی آخری حصہ میں دیکھی اسی اسی تعلیموں کی نسبت بہت کچھ لکھ اور ثبات پڑ گئے تھے بلکہ رسالہ دہرم جیون ۱۵ جولائی ۱۸۷۵ء میں لکھا ہے کہ بیڑت صاحب نے وقت اشاروں لکھتے ہیں میں نے مہوٹ صاحب کو لکھا ہے کہ اب میرا بیان دیدوں پر نہیں رہا میں کہتا ہوں کہ بیڑت صاحب تو بیڑت صاحب ہی تھے۔ ایسے وہ وہ کسی منصف مزاج کا بیان نہیں ہو سکتا بلکہ کون آدمی ایسا دل کا انداز ہے جس کو یہ موٹی بات بھی سمجھ میں نہ آئے۔

مورخہ ۱۷۱۷ء۔ اے ناظرین دیکھتے لکھ کیا صلیح جھوٹ ذلیل دوسرا گوہر برکت سوادی جی کا لاہور تشریف لانا انا ادا ایک طرف نہ لکھ پڑنا۔ اور ہر روز دیکھا کہ دینا اور خود بہرہ مند میں کہی دیکھا کہ دینا کاش پر جو قوس کا انکے مبارک اور کچھ اندیش میں کہ آئندہ میرا جانا اور ایک صحت ماتم پر کچھ صلیح میں میرا ہوتا۔ اور آئندہ صلیح کا قیام کچھ سیر کالہ ہور میں ان کی موجودگی میں جو انکے گناہوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔

دہرم جیون کے اس بات کا ذکر تک نہیں کیا۔ سوادی جی کا خاص بہرہ مند میں دیکھتے ایک یہ دون کے حکم آئی ہے براہ و مدبر ثبوت متنازع ہر دینا ہزاروں لکھتے سوادی جی جانتے ہیں جس سے ہمیشہ مشرکوں کے بیان کی تردید ہورہی ہے علامہ بران ایسے پھر اعتراضوں کے وہاں شک جو ایک سالہ مشرک آف براہ ہورہم یعنی ہر بار ہر مرتبہ میں ہمارے ہر بیان دوست نے دیکھے ہیں ہر ایک شخص مطالعہ کر سکتا ہے یہ اعتراض ایسا ہی ہے جسے کوئی پاری لکھ کے کچھ صاحب کرتے وقت چند عزیمتوں کو کان میں کہہ سکتے تھے کہ دین اسلام مجھو خطا ہے اور قرآن سارا افتراء صلیح فرزند لکھ رہا ہے اور میرا اس ردی بھروسہ ہے بائبل پر میرا بیان ہے اور قرآن سارا تباہی تھان ہے اور کوئی یہودی کہہ کہ کچھ صاحب تو کچھ صاحب ہی تھے۔ اسلام و قرآن پر کچھ صلیح مزاج کا ایمان نہیں ہو سکتا بلکہ کون ایسا دل کا انداز دے جس کو ایسی موٹی باتیں دینا قرآن ابھی سمجھ میں آسکیں غالب ہے کہ کوئی محمدی ایسی بات کو مانے گا۔

علامہ احمد۔ حاشیہ بیڑت یا خود ہر آدمی تھا اور غرض اسکا ایک کچھ غلطی تھی جسکی وجہ سے وہ دوسروں کی باتوں کو لکھتے تھے اپنی لکھتے آخری متنازع سے بھی اکثر خبر لکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ لکھتے حالات ایک ہی مرکز پر قائم نہیں ہو سکتے تھے۔

نہ کہ شرادہ ترین کو نہیں مانتے تھے دیکھئے وہ سندھیائی کپتیک جو سوامی جی نے زبان سنسکرت میں جھپوادی لکھی اس میں لکھا ہے۔
एतेषां सोमसदा ही नो अहयातव्यं सोकाय विद्यमानो अहयायक्तिषते तत्र आहमत्त स्य च यत्किंचित तत् तत् प्यसौ

ترجمہ سوم سدا ہر یج وغیرہ صفا سے موصوف شرادہ اور ترپت کے لوگ ۲۰ زندہ اور موجود ہر لوگوں کے واسطے جو شرادہ سے کیا جائے وہ شرادہ ہے اور جو ترپتی ارٹھ کیا جائے وہ ترپن ہے اور دیکھو مذہبیا مطبوعہ یعنی شروع شدہ ۱۸۹۱ء تا اب اس طبع گنا تھ کر جن جی صفحہ ۲۰ سطر ۱۸ جسکو آج ۱۵ سال ہوئے ہیں سیتا رتھ اور ششہ ۱۸ میں لکھا تھا جسکو آج ۱۲ سال ہوئے ہیں پس یہ لپٹیک سیتا رتھ پر کاش سے دو سال پہلے ہوا تھا۔

خواب نمبر ۴۰۔ منشی گنیا لال صاحب سوامی لکھے اس میں کچھ کی بابت جو بشر باقرس ششہ ۱۸ میں مردوں کے شرادہ کی تردید پر لکھا ہے کہ وہ اس پر تمام لوگ ہیں انکا اندیشہ سیکھائی آدمی کم ہو جانے کے چال سے ڈرے کہ انہوں نے ہمارے دلوں کو کھوایا اور ہماری چیزوں کو چاں سے لٹا لٹا دیا دیکھو ان کا رسالہ ہمارے صفحہ ۴۱ ششہ ۱۸ سیتا رتھ پر کاش سے ایک سال پہلے۔

خواب نمبر ۵۔ سنکار و جی مطبوعہ باراول میں بھی مردوں کے شرادہ دینے کے اور دیکھئے کی تردید پر جو وہ لکھا ہے تنہا جتنگ شوگ فوت نہ ہو۔ تب تک سریش دو دو تول کے سنگ سے شوگ کو چھوڑا دیوے اور ان کو جو جن آدمی سے پرسن کرے یہی پتہ بران اور شرادہ جاتا تھا ہمارے والا ورش جو جن ان قوم کے لکے لکھا ہو۔ اس کو دیا۔ ہر جا آدمی سے ہودیش کے ہت میں ہتھوت لگا دے۔ تنہا اسکے مرے پیچے جو کوئی دہرم ارٹھ دیوے سو بھی اسے مارگ سے لگا دے۔

خواب نمبر ۶۔ پیر اسی سنکار دوی میں ہے کہ ترک سنکار جب کی جاتی ہو تا ہے بے گرباؤں سے لیکر اس سنکار تک سولہ سنکار ہوتے ہیں اسکے سوا کوئی سنکار نہیں ہے اور صفحہ ۱۸۹۰ اور پتر کا ترجمہ بھی زندہ گیلی لوگ کیا ہے صفحہ ۱۱۲ جس کو آج ۱۳ سال ہوئے ہیں۔

خواب نمبر ۷۔ وید ہاش بہو کا میں بھی جو ششہ ۱۸ میں لکھا ہے۔ آج پتر پتر کی ایک کہتے ہیں۔ اس کے دو ہیید ہیں ایک ترین دو مرادہ۔ ان میں سے جس کرم کے دو وال۔ دیوہ کی ستروں کو سکھیت و ترپت کر کے میں سترین کو جاتا ہے۔ تنہا چران لوگوں کی شرادہ پورک سمیو اگر تا ہے سیکو شرادہ جاتا چاہئے۔ یہ ترین آدمی کرم دو مان (دو موجودہ زندہ) چیتے ہوئے پر ہتک میں گھنٹا ہے مرے ہتھوں میں نہیں کیونکہ ہر لوگوں کا ہر ہتک میں ہوتا ہے ۱۰ سلسلے لکھی سوامی جی نہیں ہو سکتی یا ہر ہتک صفحہ ۵۲ سطر ۲۷ سے ۲۸ تک جس کو آج ۱۲ سال ہوئے ہیں۔

اسی طرح اردو ششہ ۱۸ میں بالامطبوعہ ششہ ۱۸۹۰ میں لکھا ہے وہی یہاں سٹو ششہ ۱۸ کے ۴۰ و ۴۱ پر بھی ترک ہر دوگ شرادہ۔ ترین کی تردید موجود ہے۔ علامہ ران بولہ سیتا رتھ پر کاش پور نہیں لکھا بلکہ ششہ ۱۸ میں نہیں حالانکہ وہی تیسرے سولاس میں صفا لکھا ہے کہ وہ بے بنیاد لکھنے کے لپٹیک (دیکھئے) ترکہ مردہ اسکے لئے لکھی نہ کرنا چاہئے۔ دیکھو ۵۵ و ۵۶ پتر ۱۸۔

ان سدر جہا لاسات و جہات سے ہر ایک سمجھ کر جو والا جان سکتا ہے کہ سوامی جی و ترپت مردہ تروں کا شرادہ و ترین جائز نہیں جانتے تھے اور نہ مانتے تھے۔ ہاں بوب جی نے چالاکی سے یہیں نقصان پہنچانے کے واسطے وہ درج کر دیا تھا۔ جس کی سبب حلد سوامی جی کی طرف ہر وقت معلوم ہوئی کہ تردید لکھی اور آمیدہ کیواسے احتیاط مزید کی گئی۔ مگر واضح ہو کہ یہ عمر اخص مزاجی کی اسلامی عقل سے نہیں۔ بلکہ مشرکوں کے شران کی عقل و جری ہے دیکھو ہمارا رسالہ ششہ ۱۸۹۰ صفحہ ۱۰ اور اس کا جواب اسرار برہم صفحہ ۵۳ و ۵۴ (۵۶۴)

علامہ احمد ۷۰ سیکھ ششہ ۱۲ سال کا کچھ کم و بیش ہوا ہوگا کہ منڈت صاحب نے ایک لکھنا پانا و تختی کا پور میں شتر کیا تھا کہ انکس شتر اشکرت یعنی خدا کا کلام ہے پھر زندہ رفتہ جیسے شاتروں کی ذویاں منڈت صاحب پر کھلتی گشتن ان کو انسان کا کلام سمجھتے گئے ہاں تک کہ توڑے ہی عرصہ میں چار وید اشکرت رہ گئے اور باقی سب انسانی کتا میں شرا کی گشتیں۔ پھر اسکے بعد وجوں کا حصہ جسکو برہمن کہتے ہیں انکی نظر میں سمجھ نہایت نہیں ہوا۔ تو آج اسکو بھی اشکرت سے باہر کر دیا اور صرف اسکے دوسرے حصہ گنا شتر بھیگاں کو الہامی سمجھا گیا۔ کاش منڈت صاحب دیکھو اس اور بھی جیتے۔ تاران و خیالی رویوں کو خیالوں و دیدوں سے آزاد کر جاتے۔

تر وید بیان ملایستان ہے جس میں راستی کا ذرہ نشان نہیں اسواسطے ہم دلائل ذہن سے اسکا رد کرتے ہیں۔

جو لیل اول جو با حاتمیں ہر نان پارس سری سوامی جی عبارات کے کار تک صدی ۱۱ ششہ ۱۸ مطابق ۱۸۹۰ پتر ۱۸ کے پادش میں ہوا تھا ایک لپٹیک پادری صاحب کی کھیت پر کر کے جو کے اجواں ہندو و پکار کر کے دیتے ہیں جن جن کو وہ (سوامی دیا سند) بطور شاستر کہتے ہیں۔ وہ خود وہیں انکس میں ہر اسے ہم تک چار وید نمبر ۵ سے ۸ تک چار اپ وید پتر ۵ سے ۸ تک وید انگ پتر ۱۵۔ اپ ششہ پتر ۱۵ اشا برک سوتر پتر ۱۵ کا تیاں سوتر پتر ۱۵ یوگ ہر اس پتر ۱۵ واکوواک پتر ۱۵ مومسری پتر ۱۵ ہما ہتا رتھ۔ جملہ اسکے دیدوں کو اس واسطے ملتے ہیں کہ وہ خود دیوہ کے واکہ میں اور باقی پتر ۱۵ زیادہ دید و پتر میں ہیں یا ان میں اٹھا ذکر ہے۔

اسی طرح وہ ہر ایک جز مسئلہ کو چکا ویدوں میں صاف نیتہ ہے یا صریح طور پر انہیں اس کی اجازت نہیں۔ تردید کرتے ہیں کہ دیکھو کرچن ان شلی جہتر ملکیتہ جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۷۰ سطر ۱۰۔ انگریزی مطبوعہ مارچ ششہ ۱۸۹۰ جسکو آج ۲۰ سال ہوئے ہیں) جی و لیل دوم۔ اسی طرح شاستر چھہ لکھی باہن منڈت ٹا راجن شاستری ۱۱ ویدوں جی کے ۱۲۱ مطابق ششہ ۱۸ میں ہوا تھا اس میں سوامی جی نے دیدوں کو سنا پور اور پشوری ویرا نام ہے اور منڈت جی کو مباحثہ میں قابل کر یا دیکھو وکوجی آرک جہا اول صفحہ ۳۰ سے ۳۵ تک جس کو آج ۱۳ سال ہوئے ہیں۔

ولیل سوم۔ اسی طرح مباحثہ یعنی جو باہن منڈت رام لال جی شاستری لکھے پوری اور سوامی جی ہمارا ج کے ۱۲۱ مطابق ششہ ۱۸ میں ہوا تھا اس میں سوامی جی نے مردوں کی اشکرت اور ستر مان نام ہے۔ دیکھو وکوجی حصہ سوم صفحہ ۳۸ سے ۳۹ تک

جس کو آج ۱۳ سال ہوئے ہیں) و لیل چہارم۔ سیتا رتھ پر کاش صفحہ ۲۷۵ کے صفحہ ۲۸ کی سطر ۲ سے ۴ تک اور صفحہ ۲۸ کی سطر ۱۰ سے ۱۲ تک اور صفحہ ۲۸ سے ۲۹ تک نہایت شہ کی اور صفحہ ۲۹ ویدوں کی اشکرت کا گبان جو نامہ و مشرک دلائل و فضائل کے بیان کیلئے۔ جس کو آج ۱۳ سال گزشتہ ہیں۔

کروں کے ساتھ اور کچھ جاتی ہے اور پھر داند کے نوٹ کے ساتھ اس کی طرح ازین
پرکھی ہوتی دوجہ پر گرتی ہے۔ پھر جو بگے تیرے مذکورہ بالا جہم اختیار کرتی ہے۔
یہ بدلت صاحب کی عبارت ہے جو ہم نے ستیا تھ پرکاش سے لگا کر اس کے لکھی ہے
اب ہم ماسٹر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیوں صاحب اچھی طرح اور جھوٹ کی نشانی ہوئی پائیں
اس وقت ذرا آپ فرمائیں تو سہی کہ ایک دل کا حال ہے کہ وہ آپ کے قول پر حکا کہ
مضمون مذکورہ بالا ستیا تھ پرکاش میں کسی جگہ نہیں انھوں نے۔
تو دیکھا انھوں نے صد ہزار انھوں نے مرزا صاحب جھال کی آنکھ میں ٹاکڑا لگادیا اور انھوں کو اندھیر
بجائے ہے۔ اور سپر لاما کی ہونے کا دعویٰ ہے جو چلا اور بہت ذروے کو کھٹ چلے دارو۔
ستیا تھ پرکاش میں عبارت اس کی طرح بالکل نہیں برسرِ نہیں ہے وہاں کی اصل عبارت یہ ہے
یہ سچ ہے اور ان آدمیوں کے کہ اسے ہوتا ہے اور تنگ شریر اور ستول شریر کا خلیوگ
سے پرکاش کا جو نیا نیا نام ہے۔ اور تنگ شریر تہا ستول شریر کا دیوگ ہونے سے
ایک کاجو ہونا اس کا نام مران ہے۔ سو اس پرکاش سے ہوتا ہے کہ دیوگ کے رموں کے
سنگاروں سے گھومتا ہوا اجل۔ داکوئی اور کشدھی میں اتوار اوپوں کے ساتھ ہے
وہاں کے رموں کا سنگار راتھات۔ سکھ وادو کھ جتنا سکھ ہوتا اوشیہ ہے۔ یہ ستور
کی نگاہ کے انگوٹوں کیسے ستان اور ویسے ہی شہر میں ملے کہ ہر میں پر ویشٹ
ہوتا ہے۔ پھر جس میں وہ ملا اسکے اوپوں کے اگر کہ میں شریر بنتا ہے جیسے کہ مرینر
نے بکھی رچی ہے۔ پھر جب مران ہوتا ہے تب ستول اور تنگ شریر کا دیوگ ہوتا ہے
ستول شریر سے تنگ شریر بننے کا ہر جو وادو اس میں ہوتا ہے پھر وادو کے ساتھ
ہاں گھومتا ہے۔ یہ بھی سو رہے کہ کروں کے ساتھ اوپچی اور چند ران کے کروں کے
ساتھ نیچے آتا ہے۔ اتوار وادو کے ساتھ۔ نیچے اوپر۔ اور وہ میں رہتا ہے پھر اوت
پرکاش سے ترہیز دارن کر لینا ہے اور دیکھو ستیا تھ پرکاش ص ۳۷۳ و ۳۷۴ سطر ۱۲ سے ۱۳
کے اور ۳۷۴ کی سطر ۱۳ تک

ناظرین جو دینی انصاف کریں کہ قرآنی تعلیم کی برکت سے حضرت کشفِ چالاکی کی۔
اور کیا ہی اناجی تیرے اصل عبارت کو اس طرح سے سمجھ کر نقل کیا ان کی جس عبارت پر
ہے خطا سمجھتے تھے ہیں۔ وہ بیشک ستیا تھ پرکاش میں ہے اور جس پر تین خطی
نار واپس حق و باطل (دید و دان) کی تیز کے واسطے ہے اصل عبارت سرہ ستیا تھ
پرکاش کی دوجہ کوئی آنکھ دے اٹکی ایسا قاری کا اعانہ کر سکتے ہیں بہت سی عبارت
حضرت نے اپنی طرف سے لکھی ان کے محکمہ بھی کہ ان کی طرح زمین پر کسی ہوتی دوجہ پر گرتی
ہے نہ تو یہ عبارت ستیا تھ پرکاش میں ہے اور تنگ شریر کا ترجمہ روح ہے اگر مرزا
جو حقیقت راسخ کا طالب ہو تو ان ایک بات پر ہی رخ اور جھوٹ کی نشانی ہو سکتی ہے۔
اگر صادق ہوتی بیارہ ویاہیم مرزا صاحب کو حلیہ کرتے ہیں کہ وہ اس کا ثبوت دیں کہ
یہ ستیا تھ پرکاش میں کہاں ہے کہ لہجہ اس کی طرح زمین پر کسی ہوتی دوجہ پر گرتی ہے۔
میں غالب یقین ہے کہ مرزا صاحب یا ان کے دوست وکیل خطیب اس میں دوجہ
اس کا جواب سر فہرست کے نزدیک پوچھتے بھی نہیں دیکھیں گے۔

غلام احمد ۶۹۔ چنانچہ پہلے انھوں نے اپنے ستیا تھ پرکاش میں جو دیدہ ہواش کے
شہر کے لیے لکھی تھی ہے ص ۴۲ میں لکھا تھا۔ کہ بتروں سے جو کہ فی جہا ہو
ان کے زمین دوسرا اور جھٹے مگرتے ہوں ان کا کوہر دوسرے سا پھر چند فواید و دلائل
بھی بیان کئے ہیں لیکن پھر دیکھتے ہیں کہ انھوں نے اشتہار دیا کہ یہ ہوا کا مٹی ہے۔
وہاں کا مٹی اپنے طرف ایک صحیح دلائل و فواید کے لکھ مارا اور نہ تو صاحب ہو ہے
انہیں کچھ دین نہیں۔

تر وید پر بتروں کے تہن شرادہ کی بابت جو پہلے ستیا تھ پرکاش میں ہے اس کی
رو میں ہمارے پاس جو بات ذیل ہیں۔
جواب نمبر ۱۔ ستوا می جی اصل رہنے والے مجران کا ٹھکانا ہے اور یہی زبان مجرا
ہونے کے کارن ۱۲-۱۳ سال تک برابر سنسکرت ہونے اور ہاشاکا ابھاس کر کے
سبب ہندی اور خصوصاً نرج بہاشاکا پر بہاؤ اور ثقافت (دھرم) کے ہونے باعث
اس کو کم جھٹکتے تھے چنانچہ اس کا ثبوت ایک بڑے مشہور واقعہ سے بھی اچھی طرح
ہو سکتا ہے کہ ایک تہہ تیار اس میں رہا جو ان کے وجود سے بہت پہلے جبکہ ستیا تھ
پرکاش کا خیال بھی نہ تھا (آپ کے دیا کہ بیان دئے۔ زبان صرف سنسکرت تھی یا کہ
مضمون تو توڑی پڑی اور مرگ شرادہ ترین کی ترو پر تھی۔ میں چار رتوں واپس
دیتے ہے سامعین ہزاروں تھے۔ مگر ٹھیک سمجھنے والے فیصدی ایک فیصد لوگ
جیہا کہ بیان غم جو تھا۔ نہ تو صاحبان عام لوگوں کو بہاشا میں سمجھا دیا کرتے تھے۔
کہ سو اسی جی موتی پوجا کا ثبوت اور شرادہ ترین کی عریان بتلاتے ہیں جس کو
سنگر لوگ خوش و غم ہو جاتے تھے۔ جب سو اسی جی نے دیکھا کہ ان کے دیا کہ بانوں
بنارس جیسے بہت الصنم میں لوگ زندہ نہیں ہوتے۔ تو حیران و متفکر ہوئے کہ اس کا
باعث کیا ہے۔ آخر الامران چندوں سے ایک حق پسند بیڈت نے حکو (لوگ) دیا کہ کیا وہ
بہت کچھ لایع ہوا تھا۔ سنسکرت میں بعض کی دھما لاج آپ کو سمجھ اور کہتے ہیں اور
بیڈت صاحبان لوگوں کو انکا سمجھاتے ہیں۔ جسے سو اسی نے دیا ویا کہ بیان بہ کر کے
بہاشاکا استعمال شروع کیا مگر ایک شکل پھر پیش آئی کہ کثرت سفر کی وجہ سے نہ تو خود
ایک جگہ رہ سکے اور نہ پوت دیکھ سکے۔ ہر جگہ ان دنوں بھاٹا لگنے والے اور مترجم
مالک نام درستی کرنے والے بوب بھی ہمارے تھے۔ ان کے برخلاف ایک مالک نامی نظام
دیکھائی پھر کسی جگہ تفرقہ و تبدل کر کے کسی ویشی کر دیا کہ ناسا دشوار ہے۔ اور دیکھائی
توڑی عقل والا بھی انکا کر سکتا ہے کہ ایسا ہونا محال ہے بقول سعدی۔

مگر سہ ذرخانہ خالی درخان عقل باورنگد کر دھان اندیشہ

کیا سیاست جی کے نام سے ان حیلہ پر دانوں نے ۱۸ اپورن ۱۸-۱۹ پورن نہیں بنائے
کیا بیڈت جی کے نام سے جو لکھتے انھوں نے نہیں بنایا؟ دو ریکوں جاتے۔ وہی
ایک سو برس کا عرصہ بھی نہیں گذرا کہ نارو جی کے نام سے ان لوگوں نے ست نارین
کی کہتا بنائی۔ ابھی ستوا می جی سے جاحث میں یاد کر کیا انھوں نے کینہہ جاپوں کے
بکھنے کے واسطے یہ نام اپ لکھ رہا تھا کہ نام سے نہیں بنائی۔ اگر بہت واقعات
آفتاب طرح ظاہر ہیں تو پھر اس طرح کی حیلہ سازی کو فیہ میں کیا کوئی شک کر سکتا ہے۔
ہاں جن دنوں ستیا تھ پرکاش چھپ کر نکلا تھا سو اسی جی ان دنوں چلا دھڑکیں
اور اتفاقاً مرگ شرادہ کی جو دیدہ میں ویا کہ بیان تھا ستیا تھ پرکاش میں بھیہ ہو کے اس
علانیہ کو دیکھ کر نہایت انھوں نے کہ جو کے اور اس وقت ہتار جاری کرنے کر کسی کو پتہ
شرارت کی ہے غلطی سے چھپ گیا ہے چنانچہ اسی اشتہار کی ایک نقل مدد ہاشاکے ایک ہزار کے
صفحہ پر چھپ کر شہر ہو گئی۔

جواب نمبر ۲۔ مسری مان راہ جیکیں اس صاحب بہا ہوتی۔ اس آئی جن کی معرفت ہاشاکے
ایوگ نے ستیا تھ پرکاش افواہوں طبع ہوا تھا انہیں کی طرف سے اسی ستیا تھ پرکاش
کے دیا یہ جی ہتار بھی ہے۔ چھاپنے میں تیکہ (تاہلہ) سے کارن بہت اسے تھا
(غلطیان) اور بھی میں آتا ہے کہ ہاشاک گن اس ایرادہ کو کھا دھات) کر کے
صفحہ نمائیل پرچ کی کیفیت)

جواب نمبر ۳۔ اب بتلا ہوں کہ ستیا تھ پرکاش سے لینے والے سے پہلے بھی
جی

باب سیم سوامی جی کے متعلقہ اشعار و کتب

علامہ احمد ۳۴۰ھ جلالتی ہے جیلاویں کہ یہ مسئلہ جو آپ کے اصول کے رو سے نیا تھا کہ اس میں بدلت دیا نہ مزاحیہ کہا ہے کہ روح انسانی اس کی طرح گھاس پات وغیرہ پرگری ہے۔ پھر اس کو بھی عورت نہ کہا لگتی ہے۔ اس میں سے بھی میلہ ہوتا ہے یہ س قایعصل سے اور تمام اطباء اور فلاسفہ کی تحقیق کے مخالف ہے۔

مرید احمد ۶۵۔ یہ ستیا رتھ پرکاش میں کسی جگہ نہیں۔ اگر ہے۔ تو ستیا رتھ پرکاش دیتا ہوں اس میں سے نکال کر دکھلا دیں تاکہ تیج اور جھوٹ کی نرلی لوگ کر لیں۔ علامہ احمد اس کے جواب میں فرمیں کہ یہ کہہ سکتے روز کی تقریر اسی روز کے ساتھ ختم ہوئی۔ آپ برازم تھا کہ اسی روز جھگڑا شروع کرتے۔ آپ کو نگراں علیحدہ میں بن کر بیٹھے لایق ہے بلکہ نقل سنے کہ بعد از جنگ با دودیدہ اگر آپ کو چار روز کی بات ابھی تو آپ بروقت شائع کرنے کے لئے مصمون کے بطور خود لکھ دیں کہ یہ حوالہ غلط ہے پھر لکھا جائیگا۔ اور میں اب بھی کتاب نکال کر دکھلا دیتا ہوں لیکن مجھے پتہ باد نہیں اور تین گری پڑھ کے کتا ہوں۔

مرید احمد جنک سال تصنیف ہو دو سری گفتگو نہیں کر سکتے کہ وہ کب سے روز بحث ختم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ سبب کمی وقت کے اور روز پر مٹوئی کی گئی تھی میں پکومزور سنا رہا پرکاش سے بکھلا نا چاہئے۔

وکیل الہی بخش اس تو قریب گذشتہ تصویوں کے بیٹھا ہی ہے۔ تب تک دن آج کی بحث ہوئی چلتی ہے۔ بھلا اتنی بڑی کتاب جی کی تیرہ مقام خاص باد نہیں۔ اگر کسی سے پڑھائی بھی جائے تو کا دوہ اور روز سے کم سن خیم ہو سکتی ہے علاوہ ہر ان مرزا صاحب آپ کی کتاب کے نکال کر دکھلائے کے ذمہ دار نہیں ہیں

مرید احمد ۶۶۔ کیا اب عدالتوں میں ایسی ہی کالت کیا کرتے ہیں رابا کی بات ہے۔ تردید وکیل صاحب مرز کے الام سے انکار کر دیا۔ وہ تو ادائی ہیں۔ کا حکم لائی سے نہیں بتا سکتے انہیں بغیر شہ کے انگریزی میں تمام ہوتے ہیں تو کیا بغیر شہ کے انگریز شہ کی بات نہیں جان سکتے؟

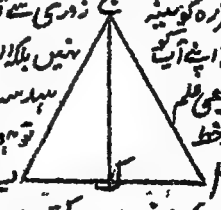
علامہ احمد ۳۳۔ جس کے کھنے کا مشر بہ صاحب کو وعدہ دیا گیا تھا۔ وہ یہ سہ نیا شہ پرکاش سے لے کر ان سو واس صفحہ ۲۶۲۔

سوال جنم اور موت وغیرہ کس طرح ہوتی ہے۔ جواب اب تک شرعیت سے جمیع فتویٰ روح اور متولی مترجم کیفیت باہم علیک ظاہر ہوتے ہیں تب اس کا نام لینے پر پتہ چلا ہے۔ اور دونوں کی علیحدگی سے غائب ہو جانے کو موت کہتے ہیں۔ سو اس طرح سے ہوتا ہے کہ روح اپنے تئیں سے گردش کرتی رہا لینے افعال کی تاثیر سے گھومتے ہوئے یا تو با کسی ایچ یا موایں ملتی ہے۔ پھر جب حوا یا بی یا کسی کوئی وغیرہ کے ساتھ مل جاتی ہے تو جیسے جب افعال کا اثر اپنے جتنا جس کو شکہ یا دکھ ہوتا ہے۔ ایسی ہے نہ ہا۔ حکم کے موافق دینی جگہ اور دینی ہی جسم میں ملے تسلیم دادہ جس اخل ہوتا ہے۔ جب حیوان یا انسان میں خدا کے ساتھ اور مل جاتی ہے جس کے جسم کے جسم کی کشش و انکشا جسم بنتا ہے۔ اسی طریق سے جو رہتے رہتے مقرر کر رکھا ہے روح کلنے کے بعد آفتاب کی سے صاحب ہوتا ہے پھر کے وکیل میں ذرا کے بیان میں جس عبارت پر لکھ رہا ہے مزاجی کے راونا سمجھو دی تھی زبانی ماسٹی کے روح کی تھی۔

جان فشا خراس صول یا ک کو دل میں حاضر جان کر کھجوان کو جو کہے تعلیم قرآن مومنو علم سے بھرتی ہے وہ زبان کو عقل کی دشمن ہے رہن ہوش کی سیر کر کے دیکھو عربستان کو رہبری اس کی سے دشمن جان کی جان کر کھالو چاہ میں جان کو آتا ہے وہ روز بہا یونیورسٹی جب خدا چھوڑو گے یا قرآن کو

سہ ۳۴۰ھ و ۸۰ھ حاشیہ ماسوا اسکے ہم بھی کہتے ہیں کہ جز لا تجزی دلائل عقلیہ اور ہندو سہ سے باطل ہے اور اسکے ابطال پر ایک سان دلیل یہ ہے کہ اگر جز لا تجزی یعنی جز لا یزیر کرتی کہ وہ جزوں کے درمیان رکھا جاوے تو ضرور ہے کہ وہ دونوں جزوں طر فی لغت سے اس کو مس کرینگے۔ اور نہ ہر تقسیم کو ثابت کرنے والا ہے دوسرے ہر نقطہ میں جز لا تجزی ہے۔ اور بموجب اصول موضوعہ علم ہندو سہ کہ ہم کو جتنا ہے کہ ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک خط مستقیم کھینچ لیں۔ مثلاً ہم تختہ میں نقاد اور ہیں اس۔ اب ایک خط مستقیم کھینچ لیں جس کا کسمبوی گیارہ نقطہ ہوں پھر بعد اسکے ہم بھی اختیار کیا۔ رکھتے ہیں کہ بموجب شکل دہم مقالہ اول تحریر قایدس اس خط حدود کی تعریف کریں نو ظاہر ہے کہ اس خط کے دو کمرے برابر کمرے و ریاضی نقطہ اجور یا نہ ہے منقسم ہو جاوے گا۔ اور یہی مطلب ہے آریہ مرز اس بیان بلات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اقلیدس را علم رکھا گنت کو اچھی طرح نہیں سمجھتا۔ اور اگر سمجھتا ہے تو یہ کبھی غلطی سے بھی بہ دلیل نہ دیتا کہونکہ جس کو تقسیم ہوتے ہیں وہ تقسیم نقطہ کے نہیں ہیں۔ اور نقطہ خواہ کیسے ہی چھوٹے تعین ہوں تقسیم نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ خیال ہے ورنہ اس صورت تقسیم میں نقطہ کی یہ تعریف نہ رہے گی۔ دیکھو قلدس پہلا مقالہ تشریح حدود و نقطہ وہ ہے جس کے لئے ہر کھنڈہ معین ہو کر مندرجہ ہر نقطہ کسی جگہ نہ تو ہوتا ہے کہ اس میں طول و عرض و حق نہیں ہوتا (۱۰) ایسے نشان کو محاذ نقطہ کہتے ہیں کیونکہ در حقیقت اس سے چھوٹے چھوٹے نقطے ہو سکتے ہیں جیسے اور تعریف نقطہ کی اس برصا دق نہیں آتی لیکن اس طرح سے چھوٹے سے چھوٹا نقطہ فرض کریں تو وہی مطلب حاصل ہوگا یعنی اس کے لئے جگہ تو معین ہوگی۔ مگر مقدار نہ ہوگی لیکن جب مقدار نہ ہوئی تو لا با آئے اسے اجزا بھی نہ ہونگے۔ اب نقطہ فقط مقام شے کا بتلا نا ہے۔

دیکھو اقلیدس حصہ اول مطبوعہ (۱۸۷۰ء) شکل دہم مقالہ اول بھی اپنے منس بھی کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ ایک خط محدود کی تعریف کیا جاتا ہے ہیں اور خط کی تعریف خود ہنر ۲ حدود و اقلیدس میں یہ کی گئی ہے کہ جس میں طول نہ ہو مگر عرض نہ ہو اس میں اول تو بموجب حکم اس میں سو سن شکل کے خط کی تعریف ہو سکتی ہے نہ کہ نقطہ کیونکہ نقطہ میں طول نہیں ہلا بلکہ خاص طر طر ہو تو آ آپ اقلیدس کی حدود و مقررہ کہ سینہ دعویٰ الام کا کرتے ہیں جس اپنے آیت کر رہے غائب آپ کی طرح وہ بھی علم اس شکل دہم کے نقطہ کا پر خط نہیں ہوتا کیونکہ اس میں نہ سوائے مقدار معین کے کوئی چیز نصف ہو سکتی ہے اس مقام پر آپ کی منہ۔ والی پرست زیادہ اصول اس واسطے ہے کہ آپ کو اقلیدس ۲ سے اقل کو تو کھنڈہ بھی نہیں آتا اور نہ پرا تو کی تعریف معلوم ہے۔ براے خدا اس باد میں کسی مہندس یا اقلیدس ان سے کئی سال تعلیم یا سب کسی آریہ کے مقابلہ میں آئے۔



نمبر ۵۔ اعراف۔ فَاتَّخَذَ الشَّيْطَانُ مَثْوًى مِنَ الْغُوتِ تَرْجُمہ یہ ہے کہ اس نے شیطان کو جو ان گراہوں میں۔

نمبر ۶۔ قصص۔ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ تَرْجُمہ یہ جو شیطان کے کام ہے جس کا وہ دشمن ہے بھٹکا ہوا۔

نمبر ۷۔ عنکبوت۔ وَذَرَيْنِ كَهُوَ الشَّيْطَانُ أَعْمَاهُ فَضَلَّ عَنْ السَّبِيلِ تَرْجُمہ درجہ ۱۱۔ ان کو شیطان نے ان کے عماموں کو اور روک دیا اور گمراہ سے۔

نمبر ۸۔ زمر۔ وَكَذَلِكَ نَكْفُرُ الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ تَرْجُمہ اور نہ روئے تم کو شیطان وہ تمہارا دشمن ہے صریح۔

نمبر ۹۔ محمد۔ الشَّيْطَانُ مَوَلُوٌّ لِّهُوَ وَآخُوهُ تَرْجُمہ شیطان نے بات بانی اچھے دل میں اور کئی وعدے دیے۔

نمبر ۱۰۔ مجملہ۔ اِنَّا نَحْنُ وَرِثَتُهُمْ فَاتَّخِذُوا آلَ اللَّهِ تَرْجُمہ قابو میں کیا ان کو شیطان نے پھر بھلا یا۔ ان کو ذکر خدا کے۔

نمبر ۱۱۔ مجملہ۔ اُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ اَلَا اَنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَسِرَانُ تَرْجُمہ یہی ہے جہاں شیطان کا جو شیطان کا بیجا ہے وہی حزب ہوتے ہیں۔

نمبر ۱۲۔ نسا۔ وَقَالَ لَا تُخَلِّدَنَّ مِنْ عِبَادِكَ بَشَرًا مَقْرُونًا وَكَذَلِكَ نَكْفُرُ عَمَّا يُكْفُرُونَ تَرْجُمہ شیطان ولا کہ میں اللہ کو تم سے مددوں سے حصہ مقرر اور ان کو بچاؤں گا۔

نمبر ۱۳۔ نسا۔ وَمَا يَدْعُوهُ الشَّيْطَانُ اِلَّا اَعْرَافًا تَرْجُمہ اور جو نفع دینا ہے ان کو شیطان وہ بے وفایہ۔

نمبر ۱۴۔ مائکہ۔ اِنَّا نَحْنُ الشَّيْطَانُ لَوَاحِدٌ بِلَدِي هُوَ عَدُوٌّ لِّمَا يَكْفُرُونَ تَرْجُمہ اے انکار کرنے والے شیطان اے تو نے تم کو اللہ کی نصرت کی ہے اور تم نے تم کو اللہ کی یاد سے۔

نمبر ۱۵۔ آل عمران۔ اِنَّمَا اسْتَغْنَى الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبَ تَرْجُمہ جو ان کو دکھا دیا شیطان نے کچھ ان کے گناہ کی شامت سے۔

نمبر ۱۶۔ البقرہ۔ وَكَذَلِكَ اَحْكَمَ آيَاتِ الشَّيْطَانِ اِنَّهُ لَكَاذِبٌ وَهُدًى لِّجَهَنَّمَ مَلُوفٌ بِشُرُوطِهَا تَرْجُمہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

نمبر ۱۷۔ یسین۔ وَكَذَلِكَ اَحْكَمَ آيَاتِ الشَّيْطَانِ اِنَّهُ لَكَاذِبٌ وَهُدًى لِّجَهَنَّمَ تَرْجُمہ شیطان کو وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔

نمبر ۱۸۔ یسین۔ وَكَذَلِكَ اَحْكَمَ آيَاتِ الشَّيْطَانِ اِنَّهُ لَكَاذِبٌ وَهُدًى لِّجَهَنَّمَ تَرْجُمہ شیطان بھٹکا گیا اس سے بہت خلعت کو۔

نمبر ۱۹۔ صافات۔ وَجَعَلْنَا مِنْكُمْ لِيُغْنِيَكُمْ عَنْهُ تَرْجُمہ اور پکا و با شریعت سرکش ہے۔

نمبر ۲۰۔ یہ صفت تَوَعَّجَ الشَّيْطَانُ بِطَيْبِ وَرْدَيْنِ اِخْرَجَتْ تَرْجُمہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان نزاع کرادی۔

نمبر ۲۱۔ یونس۔ اَصْلَٰهُ مِثْلُ بَعْرِ كَلْبٍ تَرْجُمہ شیطان نے تم لوگوں سے بڑھ کر گراہ کیا۔

نمودہ تعلیم قرآن

عمر ثالث ہے طرفہ اجرا ہے
عز شیطان ہے اور شیطان خدا
کیا گراہ دووں نے جہان کو
کہ قرآن میں یہ بر ملا ہے

خدا سے ہے وہ بھٹکا ہے کو امور
خدا کے حکم کی کرتا ہے تمسبل
پڑھو آیات قرآنی بخوبی
خدا کے واسطے نہ کفر چھوڑو
نہ سمجھتے ہیں کہ کتنا ہے قرآن
عزت سلطان ملزم سن رہا ہے
خدا ہی سے شرارت کی بنا ہے
نیچر موند سو جو کہ کیا ہے
عزت کیوں جان گیا کیا ہے
خدا شیطان ہے اور شیطان خدا ہے

اے محمدی بھائیو! اس قرآن کی محبت میں بسے مت وہ ہوش کیوں ہو گئے؟ ۱۰۔ خدا
اور عقل و ہوش کیوں ایک محبت کہو بیٹھے؟ اس عقل کل نے جو کہیں سمجھ کا وہ دل ہے
اسی حبیب نوح کے سبب کیوں بیکار رکھ چھوڑا ہے؟ کہ ایک سبب تاہم کی روئے
کو آفتاب سمجھنا اور آفتاب کی طرف سے خفاش کی طرح موند پھر لینا کیا آپ کی حاجت تھی
کے نشان میں زحرم کے کھارے یا انی کو آجیات جانتا۔ اور گنگا کو اس سبب سے
کہ ہندوستان میں ہے ایسا نام کیا اسلامی حکمت کے فلسفی بیان میں؟ اور موند فاضل مت جو
آریہ نشان جو کہ بدوں سے رشتہ داری نوڑو غفلت میں موندے کا زمانہ نہیں ہے
تعلیم ترقی یہ ہے نہ داری اولاد کی آنکھیں کھل ہی ہیں اب قرآن پر عملدرآمد کرنے کا
زمانہ نہیں ہے قرآن کے ہر ایک ٹوٹے کو بلا لحاظ نہ بھگ آریہ ماضی نہیں۔ بلکہ
خود تعلیم سائنس کا خون کی پڑ پڑی اور فلسفی پنج دین سے اٹھا نہ رہی ہے۔ اگر کہ سے
کم میں سال تک تعلیم کی ہی روز افزوں حالت رہی نو قرآن و اسلام پر سبب ہند
وہاں آئے گا۔ حال کی ذریعہ ایسی فی عقل الی نہیں ہے کہ ان کو ہشتوں کے سونے
کے کنگن۔ بکجروں کے باغ اور غلافی موتی غلاموں کے رشتے یا ۲۰۔ جو جس پسند
خاطر موند یا دودھ و دھند و تراب کے قرآنی نروں کی تعلیموں پر مولوی لوگ
ظفل شامی سے سکین کیونکہ قطعہ

وقت علم ست و عہد و نامانی
دو عقل ست و فلسفہ والی
کن خدا از رفاقت اعراب
بہر تو گفتہ ست ایرانی

گر خود آں میں منطوقانی
سیری رو فتی مسلمانانی
فیہ البند انہر بل سید احمد خاں صاحب
پیلے وحی کی بابت امام محمد الدین ر

کا قول تغیر کر جسے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ یہ تقریریں ہمارے علماء قدیم کی اسی
قسم کی تقریریں ہیں۔ جز پر آج لوگ کہتے ہیں۔ اور قرآن مجید اور وہاب اسلام کو
شل اس تقریر کے لغو سے ہیں، دفعہ احمدی صفحہ ۴۰ جلد اول سورہ بقرہ ۲۰۰ علیہ

اب اسلام کے رجوع و رجوع کو وہاں قول کا حق پرست مٹانے والا ہے ملکہ ہتھو کو
آجکا۔ یعنی یا وہ تعلیم کے پلے اور عقل کے حاصل کرنے اور علمی کتابوں کے دیکھنے
سے اعرابی باب دادوں کے خیالات کو یہ نہر پڑھ کر

بعب رفقت سارک باو
نہ چیں رو کہ گاہے باز آئی
نہکانگا دینے ملکہ باو سل باکر باو
بوسا ستر اٹھانہ اندرون بحر قلم کے روانہ
فرمانیگے۔ اور خود دھریہ ہو جاویگے۔

یا اگر خدا کی روشنی شامل حال رہی۔ اور عقل نے رب۔ ہی کی باستار تھہر بیکار شکا
حصہ تعلیم قرآنی یا سکندریب بواہلین احمدی یہ کو مٹا لکھ گیا یا سنہ خطا احمدیہ
کا استعمال کیا اور شراب کیاب سے فرست دی اور کچھ معاف کا مادہ بھی موجود ہوا تو

دیدت یز۔ یہ بیہوش سا بھکست و حرم دید یا بیان لائینگے۔ اور آریہ جن بچینگے۔
مگر دونوں صورتوں میں قرآن۔ جو لوگ بچتے کھلی لینگے۔ آمین یا اب العالمیں۔

بات یہ ۱۰۔ جب سے ہر انسان کو
سوینا چاہئے ضرور ایمان کو
خوش ہووے کہ جہاں میں رہے
چھوڑو ایمان سے بظلام کو

اسلام کس طرح پھیلا۔ کچھ آثار عشرت میں ہے ان عائشہ شریفہؓ نے کہا قالت احدثنا بعدا
بعض فقیہان قولن ان ترجمہ روایت ہے کہ عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بعض جوانان کو قریب لے کر بیٹھایا اور فرمایا کہ تم میرے ساتھ بیٹھو اور اس وقت تک کہ میں تم سے
وہ چیز کہ تم کو دیکھنا چاہتا ہوں کہل و شہو دور دام الفیاضین و زائچہ و مصنف
کتاب بن اربعین منہن فرامیدہم و کچھ کچھ اس عشرت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لطیفہ جاد نام (دراستی) ہندو لاشاگردان و بودیہ بقیۃ الاسلام نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے سورہ بقرہ کے آیت ۱۰۶ کو قاضی بردندہ قاضی اولیٰ اسلام خواندہ یا سچ واد کہ اگر اگر خدا کئی مسلمان
شوم قاضی نہ ہو تو خوش رہے رہے۔ وہیں جاوے مسلمان شدہ سچانہ ان زن رفت
چون مردے جنگہ منت بازن گفت کہ میں دختر را کہ از شوہر مردہ واری میں وہ تاجر و توم
و میت اولیٰ ہستی کی صورت ہمیں تازہ زندہ دیکھا۔ پس فرمادے کہ توم میں سچ واد و پیشہ
ملازمین است و خبر نہ فرمادے کہ میں انہ کو تازہ زندہ جاوے فرصت یافتہ کمال آمد و حضور صلی اللہ علیہ وسلم
و لیکن مذہب بالبرہن و نور ہند ومانہ

ڈاکٹر ولس صاحب بہادریؒ کی کتاب موسومہ موجودہ حالات ایران میں فرماتے ہیں
کہ مسلمان میں لوگوں کی شادی ان کی چھیری بہنوں یا اسطرح کے دوست و رشتہ داروں
سے ہوا کرتی ہے اور زیادہ تر قریبی عزیزوں میں شادیاں ہوتی ہیں۔ زن و شوہر ہر طرف
میں ایک دوسرے کو جانتے رہتے ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ بہت کم مانوس ہوتے ہیں
(دیکھو اوپر صفحہ ۶۳۲ کالم ۱ مورخہ ۴ ذریعہ ۱۴)

قاری محمد حسین انگریزی میں شریعت میں ایک صاحب فرماتے ہیں کہ ایک شخص بنام
خان اس وقت بہت عالم فاضل خیال کیا جاتا تھا خلیفہ مصر کی اس کے ساتھ بہت
دوستی تھی ایک دن خان نے خلیفہ سے کہا کہ آپ کتب خانہ کی کتابوں کا ملاحظہ فرمائے اور
کتابیں بچھو عافیت کر دیں۔ خلیفہ نے اس بات کے واسطے اپنے اشرف سے اجازت مانگی۔
اچھے جواب دیا کہ اگر کتب مطلوبہ کا مصموم قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے
مطابق ہے تو خیر ورنہ تمام کتابیں روپی میں پھینک دو۔ خلیفہ عمر کے ارشاد مبارک کے
مطابق کچھ کتابیں تو گویا کو تقسیم کر دی گئیں اور باقی کی حکم کے لیے تمام خانہ کے کام
میں ملا دیں۔ اگرچہ بہت کچھ پھیلانہ در بارہ اصل خدا و کتب مذکورہ بالہ کے بیان کیا گیا
ہے مگر وایت ہے کہ یہ کتابیں یوں جیسے ماہ تک جیلنے کے کام میں آتی رہیں۔ یہ کتب
مصر کے قدیم بادشاہوں نے جمع کر رکھی تھیں یا دیکھو تو تاریخ سر اسین ونگرے سی
صفحہ ۲۰۰ پر اور سر اسین ۱۰۰ موجودہ لاخبر بری لاہور

قرآن کے وسے خدا گمراہ کرتا

نہ۔ بقرہ ۲۶ یٰٰکَیْہُذَیْہُ مَا یُضِلُّہُمْ اِلَّا الشَّیْطٰنُ ترجمہ گمراہ کرتا ہے اس سبب
اور گمراہ کرتا ہے انہیں کو جہے حکم میں۔
نہ۔ اعراف ۱۷۰ وَمَنْ یُّضِلِلْہُ فَلَا یُلِیْکَ ہُمْ اِلَّا شَیْطٰنٌ ترجمہ اور جسے اللہ گمراہ کرے
سو وہی ہے زبان میں۔

نہ۔ اعراف ۱۷۰ مَنْ یُّضِلِلْہُ لِلّٰہِ فَلَا یُہَادِیْہُ لَکُمْ وَیَدَّیْہُمْ فِی طُعَیْہِمْ لَہُمْ وَ
ترجمہ میں کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی مس نہ تہا اور اس کو جھوٹو دیتا ہے اس کی
شرارت میں بیگتے۔

نہ۔ مہم ۴۰ مَرِّمَ عَلَہُ کَرَاتَا اَرْسَلْنَا الشَّیْطٰنَ عَلَی الْکُفْرِیْنَ تَوَدُّہُمْ اِذَا مَرَّجَہُ
تو نہ میں نے مجھوڑ رکھے ہیں شیطان مکر و نیر اچھاتے ہیں انکے مہار کر۔
نہ۔ اہل ۱۰ اَحْلَی لَکَیْہُ فِی اللّٰہِ وَ لَہُ عَدَاۃٌ اِلَیْہِ ترجمہ ان اللہ راہ نہیں کھلاتا

انسان کو گمراہ کرتا ہے۔
نہ۔ اہل ۱۰ اَحْلَی لَکَیْہُ فِی اللّٰہِ عَلَی الْکُفْرِیْنَ تَوَدُّہُمْ اِذَا مَرَّجَہُ
ترجمہ میں کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی مس نہ تہا اور اس کو جھوٹو دیتا ہے اس کی
شرارت میں بیگتے۔
نہ۔ اعراف ۱۷۰ مَنْ یُّضِلِلْہُ لِلّٰہِ فَلَا یُہَادِیْہُ لَکُمْ وَیَدَّیْہُمْ فِی طُعَیْہِمْ لَہُمْ وَ
ترجمہ میں کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی مس نہ تہا اور اس کو جھوٹو دیتا ہے اس کی
شرارت میں بیگتے۔

نہ۔ اعراف ۱۷۰ مَنْ یُّضِلِلْہُ لِلّٰہِ فَلَا یُہَادِیْہُ لَکُمْ وَیَدَّیْہُمْ فِی طُعَیْہِمْ لَہُمْ وَ
ترجمہ میں کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی مس نہ تہا اور اس کو جھوٹو دیتا ہے اس کی
شرارت میں بیگتے۔

نہ۔ اعراف ۱۷۰ مَنْ یُّضِلِلْہُ لِلّٰہِ فَلَا یُہَادِیْہُ لَکُمْ وَیَدَّیْہُمْ فِی طُعَیْہِمْ لَہُمْ وَ
ترجمہ میں کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی مس نہ تہا اور اس کو جھوٹو دیتا ہے اس کی
شرارت میں بیگتے۔

نہ۔ اعراف ۱۷۰ مَنْ یُّضِلِلْہُ لِلّٰہِ فَلَا یُہَادِیْہُ لَکُمْ وَیَدَّیْہُمْ فِی طُعَیْہِمْ لَہُمْ وَ
ترجمہ میں کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی مس نہ تہا اور اس کو جھوٹو دیتا ہے اس کی
شرارت میں بیگتے۔

نہ۔ اعراف ۱۷۰ مَنْ یُّضِلِلْہُ لِلّٰہِ فَلَا یُہَادِیْہُ لَکُمْ وَیَدَّیْہُمْ فِی طُعَیْہِمْ لَہُمْ وَ
ترجمہ میں کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی مس نہ تہا اور اس کو جھوٹو دیتا ہے اس کی
شرارت میں بیگتے۔

نہ۔ اعراف ۱۷۰ مَنْ یُّضِلِلْہُ لِلّٰہِ فَلَا یُہَادِیْہُ لَکُمْ وَیَدَّیْہُمْ فِی طُعَیْہِمْ لَہُمْ وَ
ترجمہ میں کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی مس نہ تہا اور اس کو جھوٹو دیتا ہے اس کی
شرارت میں بیگتے۔

نہ۔ اعراف ۱۷۰ مَنْ یُّضِلِلْہُ لِلّٰہِ فَلَا یُہَادِیْہُ لَکُمْ وَیَدَّیْہُمْ فِی طُعَیْہِمْ لَہُمْ وَ
ترجمہ میں کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی مس نہ تہا اور اس کو جھوٹو دیتا ہے اس کی
شرارت میں بیگتے۔

نہ۔ اعراف ۱۷۰ مَنْ یُّضِلِلْہُ لِلّٰہِ فَلَا یُہَادِیْہُ لَکُمْ وَیَدَّیْہُمْ فِی طُعَیْہِمْ لَہُمْ وَ
ترجمہ میں کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی مس نہ تہا اور اس کو جھوٹو دیتا ہے اس کی
شرارت میں بیگتے۔

نہ۔ اعراف ۱۷۰ مَنْ یُّضِلِلْہُ لِلّٰہِ فَلَا یُہَادِیْہُ لَکُمْ وَیَدَّیْہُمْ فِی طُعَیْہِمْ لَہُمْ وَ
ترجمہ میں کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی مس نہ تہا اور اس کو جھوٹو دیتا ہے اس کی
شرارت میں بیگتے۔

شیطان گمراہ کرتا

نہ۔ سورہ بقرہ ۲۶ فَلَا یُلِیْکَ ہُمْ اِلَّا الشَّیْطٰنُ عَمَّا یُرِیْہُمْ اِنْ کُفِرَ اِنْ کُفِرَ
نہ۔ سورہ آل عمران ۱۰۵ اِنَّمَا اسْتَزَلَّہُمُ الشَّیْطٰنُ تَرْجُوہُ کُفْرِہُمْ اِنْ کُفِرَ
نہ۔ سورہ النور ۲۰ وَ اَمَّا السَّیْئَاتُ الشَّیْطٰنُ تَرْجُوہُ اِنْ کُفِرَ اِنْ کُفِرَ
نہ۔ سورہ ص ۶۰ اِنَّمَا اسْتَزَلَّہُمُ الشَّیْطٰنُ تَرْجُوہُ کُفْرِہُمْ اِنْ کُفِرَ اِنْ کُفِرَ

سورة الانعام قدر تکوینی السماء لکھی ایمیل الکتب ترجمہ جس دن ہم اپنے دیوانے
آسمان کو جیسا کہ لکھا ہے غوار (کاغذ) کے درختوں کا اور معلوم ہوتا ہے کہ خدا اپنے
دفتری ہوتا ہے۔ ورنہ اس بے علمی کے کہا بیٹے آسمانی خدا اور اس کے معلومات تکلیف دہ
سورة الرعد۔ اللہ الذی رفع السموات بغیر تحدید و تدبیر لہذا مشق فی شانہ افسوس
ترجمہ۔ اللہ وہ شخص ہے کہ جس نے قبلہ کیا آسمانوں کو بغیر ستاروں کے، کیسے
پھر ہزار کیا (خدا نے) اور سخت کے۔ (اگر آج کل خدا ہی میں رہے تھوڑے کے ہر کھانا
تو یہ دعوے تمہاری یا دشمنان فساد قرآن پر اس کی تعلیم پر۔
سورة المتکویر۔ اذ الشماۃ کتبت کتو حجاب اور جس دن آسمان کی کمال آدیں
جاوے۔ (غالب خدا سے محمد یاں پچھلے جنم میں تصاب ہوتا ہے۔ بغیر کبریٰ کی کمال آدیں
ہوگا۔ اور وہی مثال یہاں یا تو لکھی۔

تفسیر ۲۰ سورہ انفطار اِذَا الشَّمْسُ افطرت وَاِذَا الْكَوْكَبَاتُ افطرت ترجمہ جس وقت آسمان بھٹا ابلنے اور جس وقت کہ ستارے ٹپک کر گئے یا دوسرے تفسیر حسینی آن کوہ کا آسان نشانہ درخت کا کہ کوکب فردرزد و قیام و مدد کہ کوکب بر مثال قادیل معلقہ از عیش طاق فلک بیاسل فردرزد و یختہ از عیش طاق بر دست ملائکہ است چون اہل آسان بیزیرد سلاسل از دست ایشان میفتد و کوکب بر زمین زبرندہ ۱۵۵ جلد دوم قول کشور و کشا ہم اس کی اہت علماء اشراقی کو سوچ کرنا چاہئے ہں) +

نمبر ۳۴۔ رعد۔ سورۃ الرعد۔ (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَجْعَلُوْا اَمْوَالَكُمْ اَسْمًا مَّحْمُولًا) ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم اپنے مال کو اسماء محمول نہ بنانا۔ یعنی اس مال کو جس پر تم نے اسماء محمول کر دی ہیں وہ تم پر واجب ہو جائے گا۔ اگرچہ وہ مال اس شخص کے لئے ہو جس نے اسماء محمول کر دی ہے۔ (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَمْوَالَكُمْ الّٰی حَقَّ عَلَیْهَا ذِکْرُ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ لَهَا حُکْمٌ اَعْلٰی مِنْ حُکْمِکُمْ) ترجمہ کرتے ہیں کہ تم اپنے مال کو جس پر اللہ کا ذکر واجب ہے نہ مانگو۔ اور ان کے لئے حکم اعلیٰ ہے تم کے حکم سے۔ (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَمْوَالَكُمْ الّٰی حَقَّ عَلَیْهَا ذِکْرُ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ لَهَا حُکْمٌ اَعْلٰی مِنْ حُکْمِکُمْ) ترجمہ کرتے ہیں کہ تم اپنے مال کو جس پر اللہ کا ذکر واجب ہے نہ مانگو۔ اور ان کے لئے حکم اعلیٰ ہے تم کے حکم سے۔ (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَمْوَالَكُمْ الّٰی حَقَّ عَلَیْهَا ذِکْرُ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ لَهَا حُکْمٌ اَعْلٰی مِنْ حُکْمِکُمْ) ترجمہ کرتے ہیں کہ تم اپنے مال کو جس پر اللہ کا ذکر واجب ہے نہ مانگو۔ اور ان کے لئے حکم اعلیٰ ہے تم کے حکم سے۔

ترجمہ - سورج - سورۃ التکوین - اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ - ترجمہ - سورۃ سورج
 لیتا جاوے گا (مسلمانوں کا خدا اللہ اللہ غیر ملام علم و عقل سے بے ہوش) +
 سورۃ کہف - سَحَابًا اِذَا مَطَّلَعَ الْغُرُبَابُ - وَخِذَا هَا الْغُرُبَابُ فِي عَنُقِ سَحَابٍ
 ترجمہ - یہاں کہ جب سورج ڈوبنے کے ایک یا سورج کو کوڑھ دینا ہے کچھ اڑنے والے
 میں تفسیر حسین والاکتا ہے ویا فت آنرا یعنی آفتاب را کہ در سہ العین فر فرزند
 در چشمہ آب گرم و نفس حیثہ نیواند یعنی مشاب مکہ لانی امیر (سورۃ) اولدانی
 (سورۃ) اس خدا سے تو اپنے اڑنے کو بھی مانا ہیں - مگر حضرت کو سورج کا بھی
 علم نہیں - اور نہ طلوع و غروب کی خبر ہے +

سوره صحتی فاذت بانجیاب زکوهها علی قسجه جنگی میب گلی آفتاب
 یرودمین واپس بپیرا واسطه برسته کفایت حسینی صفر ۲۵ هجری قمری آفتاب کوی زیارت
 محب بکره زمین یعنی علمای آنرا که مراد از نماز مهر است که از سلیمان بسبب مطاعه اسباب
 فوت شد و آفتاب غروب کرد - سلیمان باذن خدا تعالی ملاک را که بود بود بر آفتاب فرود
 کرد و کوهها علی باز گردانید آفتاب بر حقوق سجاد تعالی فرود کرد آفتاب را باز گردانید زبانون
 وقت عصر آمد تا و سه آنرا دار گردانید آفتاب بدعا حضرت خیر اور و سبک خیر بیدار غروب
 باز گشت و بجای عصر باز آمد در کفایت علی عصر نماز در نزد محمد ثانی شد و دست و امان الحادی در
 شرح آثار خورشید آورده که روایت این حدیث ثقات اند و اما صحیحین صالح نقل کرده که
 اهل علم را سزاوارست تغافل کنند از حفظ این حدیث زیرا که نبوت است -
 که در کوشش گرفته گریبان آفتاب الا که نماز چه مغرب را سمان

[illegible][illegible]

شہادت تاویکے بار میں جو محمد تقی آن و علما و رفا کی تھے میری اس بات پر کہ کوئی حرفوں
میں تحریر کر خجائے کلکتہ نہ دے تو میری میں نکلیا جاوے اگر کچھ لکھ کر پتہ پانچ و مالہ علیوں
پر عمری عقدہ حل ہو جائے اگر گورنمنٹ عالیہ میرائی کر کے لے کر خرچ ہے اس کام کو کرے بیٹے
پور ڈپنڈ کھو اگر لکھا ہے تو حضرت پر بار احسان کرے یا ہم کہیں۔ جانتے بچاؤ ہم حدایا بار۔
شمس ہے۔ زمین۔ سورۃ الرعد۔ وَهُوَ الَّذِي يُمْسِكُ الْأَرْضَ وَحَلَّ فِيهَا مَاءً فَزَادَتْ زُرْعَةً
انندہ و بیج چھین گھینچا زمین کو اور کشتیج اسکے پیار۔ تفسیر حسینی دادوست اگر کشیدہ برائے
آب پینے بسیدہ کر دیکھو عمر مناسک جیوانات باشد و بیافریدہ و آن کو کہہ جائے

روزمرہ کی ضروریات کو بھی دوسروں کا محتاج ہے اس ملک کے باشندے آج ایسی بڑی غفلت میں مبتلا ہیں کہ کسی کو یہ ہوش نہیں ہے کہ ہماری بزرگوں کی کھنٹی کی ہونے دولت کہاں گئی اور ہندو زمانہ کی جا رہی ہے (دیکھو ہندو زمانہ صفحہ ۷۲ مارج ۱۹۵۱ء)

مئی ۱۹۵۱ء میں ہوجی رہو سماجی اجازت گناہ ہے کہ اسی نئے اتفاق کے ذریعہ کرنے کی تدبیریں سے بہرہ ور نہیں ہے کہ سب سے پہلے پرائیڈن دھرم کی تحقیقات کرنی چاہئے کہ کیا تھا۔ اور یہ تحقیقات خاص طور پر دھرم کے کرنی چاہئے تاکہ اور کتابوں سے اور جب یہ تحقیقات ہو چکا تو ہمارے ملک کے سارے راجوں ہمارا جو اہل اور آجاریوں کو واجب ہے کہ جو دھرمی انکو اختیار کریں۔ اور کو سس کے لئے یہ روگوں کو بھی اس راہ راست پر لاویں۔ اگر شک و شبہ و شان کے راجا یا متفق ہو کر پرائیڈن دھرم کی تحقیقات کریں اور وہ کو اندر پر رواج دہیں تو سارے ملک کے آسانی کے ساتھ درست ہو سکتے ہیں اور دھرم کی جڑوں کو مائل دفع کیا جاسکتی ہے (رسالہ ہندو زمانہ جولائی ۱۹۵۱ء صفحہ ۱۵۵)

مئی ۱۹۵۱ء - ایک غیر متعصب دھرمی محقق مزاج و راستی پسند نے سوامی جی کی نسبت مائیز خیر و مائیز۔ کہ جس سے ایک شخص جس کی علمیت و فضیلت میں۔ وہ جانے کلام نہیں۔ اس پیش میں ظاہر ہوا ہے۔ وہ شہر بہ شہر پھرتا ہے اور دیل کے احکامات کا ابتدائی کرتا ہے۔ جن میں ایک پرمیٹر کی اپنا کتابت ہے اور اور دیل کا مانت اور صرف سی نہیں بلکہ اس نے ثابت کر دیا ہے کہ رسم شتی اور بت پرستی و دیگر رسوم و عہد جو ہر یوں میں دیر اور خود غرض ہو جا رہی ہیں کی ایجاد۔ دہد کے منشا کے بالکل خلاف ہیں۔ اس کے روایات ہندو کوئی زمانہ رائج ہیں اور شخصوں نے ایک سب سے اور ہر مذہب کو ایسا کچھ جواب دیا ہے۔ اس طرح عوام کے دہر و بت پرستی کو مینیا یا۔ اور قدیم آریہ ورت کے علم و عقل کا اس طرح حیران کیا اور ان کے پاس دلوں کو اپنے ابا و جدوں کی قوموں کے حاصل کرنے کا وہ حوصلہ دلایا کہ ان کے دلوں کے دلوں کے دل میں ترقی ملک کا دیکھو جن سے ہو گیا۔ جس کو یہ ہے کہ وہ منطق میں لاجواب ہے اور نہ بہت نہیں تو تہر تانیہ یہ اس شخص کا کہ ارادہ ہرگز نہیں کہ وہ دھرم کے برخلاف کوئی تحریک کسی طرح اٹھاو بلکہ اپنے جلسوں میں صاف صاف بیان کیلئے کہ یہ صرف عملی دھرمی سلطنت انگلش کی ہے کہ جس نے مذہبی بحث میں کبھی مداخلت نہ کی بلکہ تمام و کمال آزادی دی ہے تحقیقات کلام اس عالم شخص کی کارروائیاں منہور است ہیں اور ان کے اپنے دانش والوں کے لئے مانت و درجہ معینہ یہ شخص انڈین دیا مند سہ سہتی سوامی ہے اور نہ صلاح کا بانی آرماسی کے اصول اور ان کی کارروائیاں البتہ قومی ترانہ سے جو ہم دھرم کے خلاف میں ہیں۔ کہ وہ نہ کہ کتب چند رسین جات ہند کو بالکل خارج کرتے ہیں اور دہدوں کو ان اور کتابوں کے ساتھ جن کو ہمیشہ کرت و فعل کر رکھا ہے۔ سوامی۔ یہ میں خارج رکھتے ہیں۔ خلاف اس کے سوامی جی کو جو جب ہدایت و در کے سر میں ہوتا کا ایدیش کرتے ہیں تاہم شے تقریر قومی کے در و در دستور میں عمل نہیں ہوتے۔ اور ہندوں کو سب سے زیادہ مستند مانتے ہیں۔

الغرض کہ جب چند رسین کی نسبت سوامی جی کی کارروائی بہت سمجھ معقول اور اس سے کسی طرح کے فساد کا احتمال نہیں اس لئے اگر ہر پوچھنے تو سوامی جی بھی مثل کیلئے چند رسین کے اعانت گورنٹ کے مستحق تھے۔

سوامی دیا مند بہرستی شہر بہ شہر پھرتے اور دیا کسان اور اندیش دیتے ہیں انہوں نے کسی سے نہ کہ جس میں مختلف مذہبوں میں سماج قائم کرتے۔ اس وقت پر دہد میں اس کے پیر کا قریب تین لاکھ کے بیان کئے گئے ہیں۔ دیا ہندو اخبار (۱۲ مئی ۱۹۵۱ء صفحہ ۱۵۵)

مئی ۱۹۵۱ء - پادری الیف ایل نیل صاحب فرماتے ہیں کہ سوامی دیا مند بہرستی کے پھرنے اور گفتگو کرنے سے یہ ہوا کہ ہندو نے دینی عبادتوں کو جو کہ مکار میں اور گمان کیپ کے دل سے تحقیق نہیں کرتے ہیں۔ شہر مندہ کیا۔ اور ہندو سال سے جو پرائیڈن دھرم (دیکھو) دھرم کے ہو گیا تھا اس کو دھرمی جی کو ہندوستان کے جو کہ گناہ ہندو لوگ ایک گہری تاریکی میں ناوا وفاقیت کے عطر زن تھے اور ہجری روشنی کے سناشی تھے جن کو کہ جھوٹے شہادتوں نے گمراہ کر دیا تھا (دیکھو پادری صاحب کی سالانہ رپورٹ)

مئی ۱۹۵۱ء - ہندو دھرم کی حقیقت اور اہمیت کے دریافت کرنے کے لئے اول اول ہندو نگاہ دیکھو دھرمی شہر پرتی ہے۔ کیونکہ تمام دنیا میں تدرست کے لحاظ سے اس کے پرائیڈن اور کوئی کتاب نہیں ہو گی یا فن تحریر کی ابتدائی روشنی میں آئیڈے زمانہ کا ایک بھی تویم گر تھ ہے (دیکھو ہندو دھرم فضیلت مطلوب دھرم (دھرمی شہر پرتی) صفحہ ۱۵۵)

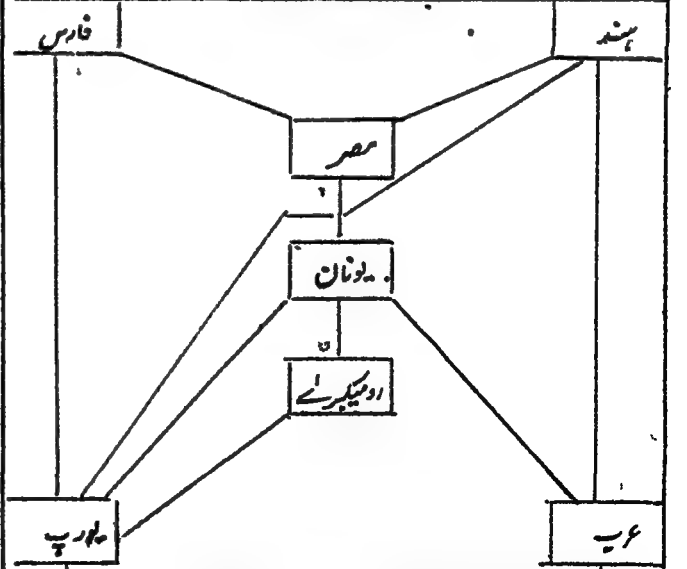
مئی ۱۹۵۱ء - ۱۲ مئی ۱۹۵۱ء - یاس جی نے نئے دھرمی میں ایک دھرمی جی کی کہ کیا سے کو کہ کشتیر کا حال ہمارا جو ہر شہر کو بتلاتے رہتا (دیکھو مانتا ہندو دھرمی شہر پرتی) صفحہ ۱۵۵)

مئی ۱۹۵۱ء - ۱۲ مئی ۱۹۵۱ء - ہندو دھرم کی حقیقت اور اہمیت کے دریافت کرنے کے لئے اول اول ہندو نگاہ دیکھو دھرمی شہر پرتی ہے۔ کیونکہ تمام دنیا میں تدرست کے لحاظ سے اس کے پرائیڈن اور کوئی کتاب نہیں ہو گی یا فن تحریر کی ابتدائی روشنی میں آئیڈے زمانہ کا ایک بھی تویم گر تھ ہے (دیکھو ہندو دھرم فضیلت مطلوب دھرم (دھرمی شہر پرتی) صفحہ ۱۵۵)

۱۲ مئی ۱۹۵۱ء - ۱۲ مئی ۱۹۵۱ء - ہندو دھرم کی حقیقت اور اہمیت کے دریافت کرنے کے لئے اول اول ہندو نگاہ دیکھو دھرمی شہر پرتی ہے۔ کیونکہ تمام دنیا میں تدرست کے لحاظ سے اس کے پرائیڈن اور کوئی کتاب نہیں ہو گی یا فن تحریر کی ابتدائی روشنی میں آئیڈے زمانہ کا ایک بھی تویم گر تھ ہے (دیکھو ہندو دھرم فضیلت مطلوب دھرم (دھرمی شہر پرتی) صفحہ ۱۵۵)

جنگل شکر میں ترقی نہ ہوگی تب تک مندرجہ بالا علوم ہم شکر کی شکر سے
کس طرح سیکھ سکتے ہیں اخبار بہارت سوداگر و زرنگ فرس آباد (صفحہ ۱۸۸)
نمبر ۱۱۱ - پروفیسر جیکس مول صاحب فرماتے ہیں کہ "پارسی لوگ بھی آریہ
آئندہ کر ایران میں آباد ہوئے تھے"۔ "سائنس آف دی ٹیکٹونکس" (صفحہ ۲۸۸)
نمبر ۱۱۵ - دارا بادشاہ کنتا کفر میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں کیونکہ
اُس کے برادر کا نام ایر یا رینا تھا، اس کی آیت دی ٹیکٹونکس (صفحہ ۲۸۰)
نمبر ۱۱۶ - سب مورخوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام علوم پہلے ہند میں موجود تھے
ان سے اہل یونان و مصر نے اور ان سے اہل یورپ نے حاصل کئے باوجود کثرت حکما کہ
سکندر بھی ایک حکیم ہند سے لیا تھا سب علم نادر اور غریب طرح کی حیرت اور صنعت
پر ان دہریوں کے ہاتھ اور دہریوں میں بھرے ہوئے ہیں۔ مگر زبان ان کی سنسکرت
اور دقیق ہے۔ علاوہ اس کے بہت کچھ ذخیرہ علوم کے ضائع ہو گئے رہا سہا جیسا
بگڑا ملتا ہے اُس کے سمجھنے کا علم و خوار ہے (تاریخ و العصر للامام صفحہ ۴۵۲)
نمبر ۱۱۷ - بعض مورخین کی روایت ہے کہ ملک ختایں جو طائفہ آدمیوں کا ان کرنا
وہ ہندوستان سے نقل مکان کر کے وہاں گیا، وہ کچھ تاریخ چین کے نام کلت صلیا
جلد دوم -

نمبر ۱۱۸ - جی ڈبلیو ڈاکٹر لائٹر صاحب سابق رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی فرماتے ہیں کہ "ہند
علوم اور فنون کے اعتبار سے مصر سے بھی مقدم ہے لیکن جو نیکیاں کے لوگ سب
انکھ تھے اس لئے بھی تواریخ عالم کے دیکھو وہیں نہ تھا البتہ علوم و فنون
میں اس کا قدم ایک حیثیت سے ہے یعنی علوم و فنون عہد قدیم میں اس طرح
سے پھیلے کہ سب سے پہلے انہوں نے ہند یا فارس میں نمود کیا اور پھر ہند سے
مصر لیا مصر ہند اور فارس کا مجموعہ یونان میں گیا اور یونان کا علم و ہنر رومیہ کرنے
میں گیا۔ رومیہ کرنے سے اور اہل یونان سے عرب میں گیا۔ پھر کچھ عرب سے
اور کچھ رومیہ سے اور کچھ یونان سے یورپ لے لیا کہ تجوہ مندرجہ ذیل ہے یہ
حساب معلوم ہوتا ہے مگر اکثر بائیں ہند سے بخلا راست بھی عرب اور یورپ لائیں
چچہ تقریر العلوم



دیکھو اور دوسرین الاسلام صفحہ مقدمہ حصہ اول سنہ ۱۸۸۵ء لاہور

نمبر ۱۱۹ - شجاعت نمبر ۱۱۹ - یادی صاحب فرماتے ہیں کہ "آریہ ہندوستان سے
اور ہندوستان کو یورپی و کتا ترقی دی ہے اور ہندوستان میں سب کو میدان جنگ میں
لجھاتے تھے اور دیگر بلاد و شہر دنیا میں بھی فتح و تسلیم پاتے تھے بہت جلد
سارہی اور علم جنگ میں نہایت نامی گرامی گزرتے ہیں۔ بہارت ترکال و شاہجہانی
صفحہ ۱۸۸ (مدرس)

نمبر ۱۲۰ - بارو بھی سب سے پہلے آریہ ہند میں پیدا ہوا، آریہ ہندوستان
انفیس صاحب ہندو

نمبر ۱۲۱ - یادی صاحب فرماتے ہیں کہ یورپی کتاب کے پڑھنے والے
ہوگا۔ کہ آریوں کے تو گیارہویں صدی میں جنگ بڑی اعلیٰ و بالا جانتے تھے اور ایک
ملک کے لوگ ان کی عزت و توقیر کرتے تھے ان میں سے کسی کسی کے ایک ایک نیا نیا
ہوئے تھے "دیکھو یادی و" صاحب کی کتاب اور بہارت ترکال و شاہجہانی

نمبر ۱۲۲ - پھر یادی و" صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی سمجھ دار آدمی اس کے
قبول کرنے سے انکار نہ کرے گا کہ قدیم آریوں کے "و" اہل ہند میں ہی تعلیم و تربیت
کے لائق ہیں ان کے بہت طرح کے مختلف علومات کے متعلق کچھ کچھ سے ظاہر ہوتا
ہے کہ ہر طرح کے علوم و فنون کا ان میں بڑا تھا جس کا حصہ ان کے مختلف فنون
کو لکھا ہے اس کے معلوم ہے کہ یہ کہ قدیم ہند کے کسی قوم یا ملک سے کسی بات میں کم تھے جتنے
زیادہ ہندوستان کے فلاسفے و مذہب و ادب و سماجی فنون کا چارہ کیا جائے اس سے زیادہ
کچھ کرنا کہ کو قہین ہونا کہ ان کے تحریر کردہ آریوں کی ہر بات تیز و عمدہ تھی، "یادی
و" صاحب کی کتاب اور بہارت ترکال، شاہجہانی و شاہجہانی

نمبر ۱۲۳ - سر کل ایکنٹ صاحب فرماتے ہیں کہ "ہندو لوگ جو کہ آریوں کے علوم کی ترقی پر
بھروسے ہیں وہ سوچ لیا کرتے ہیں کہ بھلا وہ تیار آریوں نے کبھی تیار میل کے سامان کوئی
پتھر مایا تھا جس کا کوئی ایکٹا ہے کہ اس وقت میں ہر شے کے گنوں سے بھری وہ تیار تھے
اور چھاپے کا علم اور کارخانہ چین و ہند میں موجود تھا اور یقیناً آریوں کے پاس ہند میں
کے ذریعہ بڑی دور سے ساجا کرتے تھے۔ اس میں سونے کانٹے اور تار نکالنے اور تیار دیر
مصالحہ رکھنے کی ضرورت ہی میں ہوتی تھی اور اب بھی ان کی اولاد میں دور و دراز
وہ کیا ہے لوگ دویا -

اگرچہ مورکھ آگیا ہی اور کچھ لوگ ایسی چوڑیاں برٹھتے کرتے ہیں مگر کچھ لوگ اس پر
بھروسہ کرتے ہیں کہ یہ لوگوں کی نہایت بھول ہے کہ قدیم آریوں کی پڑھ لکھ کر پڑھنے والے
یروش کو بھٹکتے کرتے ہیں "دیکھو بہارت ترکال و شاہجہانی

نمبر ۱۲۴ - یکر کرمل صاحب فرماتے ہیں کہ "آریہ لوگ وہ دیر بھی جانتے تھے جس کے
واسطے پیچھے لورپ والے بڑی کوشش کرتے ہیں اور ابھی تک کامیت چل رہی
کی ہے ایسے میلن آریوں کے اکاش میں بند لورپ جیسے کی طاقت تھی وہ صرف اکاش
میں چلنے کی ہر سامان نہیں رکھتے تھے بلکہ وہیں جنگ بھی کرتے تھے جس پر کار جا رہا تھا
ہیں جب اس طرح ہوا جس اڑنے تھی تو یورپین ہے کہ وہ ضرور ان سب دویاؤں سے جو ہر
کی اور اندھیری اور گہراؤں کے متعلق ہیں یورپی آفیت لکھتے تھے "دیکھو بہارت ترکال و شاہجہانی
نمبر ۱۲۵ - پھر کرمل ایکنٹ صاحب فرماتے ہیں کہ اس بلایا کی بہا میں جیکاد کہ بہا بہارت میں
کتنے ہیں کوشش و کوشش نیو لینے مانی کرس کہ ہندوستان اور ہندوستان میں بلین کہ
دوسرین (دھرم گھڑیاں اور جیسی گھڑیاں اور کلوں کے ذریعہ ہندوستان کے جانور اور ہندوستان
وغیرہ موجود تھے کہ یورپین ہندوستان کے سینا دل کہ پٹیل کہ اور ہندوستان کے خفا کہ آواز
بیدار کہ ان کو کھانڈ لیتے تھے اور ڈروانی ضرورت کاش میں بنارہی انھوں کو کھانڈ لیتے تھے

نمبر ۲۷۔ مسکر کے رپڑا جہاں قاتی ہیں کہ زبان سنسکرت صرف اس ملک کی بلکہ تحقیقات کو اکثر مالک اور وہی کی زبان ثابت ہوتی جاتی ہے باوجودیکہ آریہ دور کے واسطے ماہی ہونکا فہرستہ تمام اکثر آریہ جہاں شاس ہیں کہ اس کی تحصیل کے شوق سے چلے غمروہ کی طرح بالکل تیار ہیں۔ (رسالہ انڈین ایسوسی ایشن ماہوار سی مطبوعہ لنڈن)۔

نمبر ۲۸۔ ڈاکٹر جسٹس انگلنگ سابق سیکریٹری ایل اے ایک سوسٹی نے ایڈمبلر کی ریویو میں سنسکرت حاصل کرنے کے پچھلے اور موجودہ طریقوں کے متعلق ایک مختصر سی کیفیت بیان کی صاحب موصوف نے اس زبان کو نہایت درجہ کا مفید ثابت کر دیکھنے کے لئے میدان تقریر میں خوب بہکاد آرائیاں کیں۔ نہ صرف وہی خوبیاں بیان کیں کہ جن سے زبان کا انشا بالابال نظر آتا ہے۔ بلکہ یہ بھی بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ سنسکرت اپنے حال کر نیوالوں کو انعام میں ہم آریہ سنگول کی سیاست دین اور اطوار معاشرت کا خند فلفل کھونے کلید بھی عطا کرتی ہے۔ فی الحال جن کا سیندا اصلاح آریہ دور کی آتش شوق سے منور ہے مندرجہ کیفیتیں انکے مبارک کاموں میں بہت ہی مفید اشتغالک تجربہ کی جاوے گی صاحب موصوف نے فرمایا کہ بیشتر جو قوانین مذہب اور معاشرت یا بھی کے دستور اس کثرت سے بیان تھے اور اس وقت بھی غریب آریہ دور میں ایسے بے اندازہ دستک پھیلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ان ساری باتوں کا علم صرف سنسکرت ہی کی بدولت میسر ہوا۔ ورنہ آریوں کے حالات نشہ کی تحقیقات سے قوائے ذہنی کو واقفیت کا سامان بہرہ پہنچائے بغیر ان لوگوں کے لئے کہ جن کا اب آریوں سے فواں اور اقوام کے ایک رکن ہونے کی حیثیت سے واسطہ پڑتا ہے درستی سے حکمت کرنا اور اعمال بخا اور تیرہ ان کو آریوں کے محسوسات و ذہنی معلومات کا دریافت کرنا اور انکی معاشرت یا بھی اور امور اخلاقی کا جاننا نہایت ہی دشوار ہوتا اور تا وقتیکہ امور مذکورہ بالا سے واقفیت نہ ہوتی وہ محکوموں کی ترقی کے واضع ملکی سے مناسب اسباب کے ہم پہنچانے میں کبھی کامیاب نہ ہوتے۔ زبان سنسکرت کے ذہنی نوشتوں کے افق تک بہت ہی حد تک باتیں بتلاویں۔ کہ فی الحال جو آریہ دور میں اسباب ترقی کے قائم کرنا کارآمد کیا گیا ہے اور اس مبارک مفید جاری کوششیں اکثر رواج اور دستور شدہ راہ پائے گئے وہ صرف نئی ایجاد ہیں۔ بلکہ اکثر باتیں نوذہبی اصول سے بالکل مخالف ہیں جیسے سستی ہونے کی رسم قدیم ترین نوشتوں سے ایک ذرہ غلط نہیں رہتی۔ اور تہ جنہے ہندو صحائف (پراون) میں اس کے کچھ تذکرے ہیں۔ وہ تو گویہ بعض مسائل کی سوء غلطی ہے۔ یا لارڈ ڈان ان کی نصیر میں حرکت سے کام لیا گیا ہے صاحب موصوف نے بہت سی رسوم موجودہ اور زمانہ حال کی روحوں کو جو ترقی کے لئے ذہن کا حکم رکھتی ہیں اصول مذہب آریوں سے بالکل مخالف ثابت کر دکھایا ہے۔ اور اس کے دھونے کے سامنے اثباتی دلائل میں سے ایک بھی انکا طبع از دہنا۔ بلکہ دوسرے پڑے معتبر آریوں کے مستند منقولوں سے منقول تھے انکے لیکچر کا نتیجہ نہایت مستحکم طور سے اس بات پر مبنی تھا کہ آریہ دیش میں انکے وہرم قدیم کے اصول کی وقعت جتنا تک عام کیا وہی ملک سے متزلزل کے اسباب اور نئی ترقی کے سدر راہ آپ سے آپ انکے اکثر کردار کرتے جا چکے اور زبان سنسکرت سے ناواقفیت کی عام تائیدی جیسے جسے کہ ہونی چاہی وہیے ویسے آریہ دور ترقی اصلاح اور شانستگی کے مبارک دوروں کا چشمہ بننے بنتے اصلی حالت پر گتے ہی آفتاب نیمروز کی طرح خود مالک یورپ پر ضیا مانگن اظہار کیا۔ لیکچر کے خاتمہ پر صاحب موصوف نے زبان سنسکرت کی انشا اور اس کے صورت و نحو کی عبارت نقل درستی میں جو مشق میں نے محنتیں کی تھیں ان کی داو دی (۱۰۰ سالہ انجمن ایسوسی ایشن انگریزی مطبوعہ لنڈن)۔

نمبر ۲۹۔ ڈاکٹر شیکر صاحب بہادر جو رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے جنرل سیکریٹری تھے

وہ بھی سنسکرت کی تفصیلات نہایت اعلیٰ درجہ قابل توجہ اور کھونکا مضمون کا ماہر و سرپرست تھے۔ نمبر ۳۰۔ ڈاکٹر ویلر صاحب فرطے ہیں کہ سنسکرت تمام زبانوں کا مخزنج ہے اور اس کی خلافت اور اچھے نہایت قابل توجہ ہے۔ (ڈاکٹر موصوف کا دیباچہ)۔

نمبر ۳۱۔ سر لوہ جو سن صاحب فرطے ہیں کہ نہایت کامل زبان یونانی ہے اور نہایت وسیع زبان لاطینی جو کہ سنسکرت دونوں زبانوں پر فوق رکھتی ہے اور صرف ان میں ہی کامل ہو۔ نمبر ۳۲۔ فریڈرک وان ہیگل صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ سنسکرت یونانی لاش اور جزئی متعلق نہیں رکھتی ہے بلکہ آبا و اجداد سے ہے اور یہی ان کا مصدر ہے جس کے سبب اس کی کہتا ہے کہ یہی زبان آریوں کی قدیمی ہے اور دیا کران چاتنی رشی اور متقدمین کے نہایت مل ہیں۔ اس میں فلاسفی سائنس دیا عالم الہیات لکھے ہوئے ہیں کہ جس کا وہ صاحب مشکوہ ہے اور دیکھو تاریخ مسند دایہ صاحب صفحہ ۲۱ و ۲۲)۔

نمبر ۳۳۔ قوم آریہ تہذیب میں شہسوار اور ترقی و ترقی کا مکمل انکے پاس تھا اور وہ اب بھی انکے پاس تھی جس کا کوئی دوسری زبان مقابلہ نہیں کسکتی اور دیکھو کتاب انکاٹ صاحب صفحہ ۷۰)۔

نمبر ۳۴۔ اریہ تہذیب کا صاحب ثابت کر دیا ہے کہ اس میں ازوی یقین بیان کرنا ہوں کہ نہایت اہل ایک ہی زبان سنسکرت ہے اور تہی آدم مشرق سے مغرب کو گئے (لیکچر اس آتھی سائنس انکوئری صفحہ ۱۵۲)۔

نمبر ۳۵۔ جنینوں کا عقرب ہر مذہبی لفظ سنسکرت زبان کا ہے۔ اور سنسکرت ہی جنینوں کے مذہب کی کلید ہے اور اس کے پیکھے کو چینی یا تہی انڈیا میں آتے تھے چینی سنسکرت زبان کو فین کے نام سے پکارتے ہیں (میکس موکر صاحب کی سائنس آف دی لنگویج)۔

نمبر ۳۶۔ واضح ہو کہ ہندوستان ملک قدیم اور خلہ مردم خیز ہے اہل باشندے اس کے آج لوگ بافضل شاید وہی طبقہ ہندو ہیں۔ اور جیسا کہ یہ ملک قدیم ہے مگر افسوس کہ یہ اس ملک کی کوئی تاریخ ایسی نہیں کہ جس کے دیکھنے سے حال وید قدیم معلوم ہو سکے۔ تہی میں الہیت قدیم اور پیشہ سے والے اہل مذہب و عقیدہ ہر مذہب اس کی یافت ہوئے ہے جس سبب ہر مذہب سگلاں کو لازم ہے کہ یہ کیطون توجہ دیاں اور اس سے اہل مذہب کی راہ جانیں اور چلیں کہ جس طرح دریا کی نکاس کی جگہ معلوم کر دیکھنے کے لئے پھاڑے تھے کا جہاں دیکھا تو وہی طرح ہر مذہبی کی اہل ریافت کر دیکھنے واسطے یہ کا مطالعہ لازم ہے۔ لیکن یہ سبب نہ رہنے چہ چاہے سنسکرت کے لوگ پڑھنے اور جانتے وید سے معذور۔ اور اصلی وہم کا معلوم ہوا اور اختلاف مذہب کا ملنا بدل کیے جانتے کے ممکن نہیں اور اگرچہ ہر مذہب ہر مذہب سے گراپ نشہ اس کے خاص کہ نہایت سے بھرے ہیں اور کچھ ہر مذہب کے برلی کا ماہوار سی رسالہ مانت پکروا لیٹ مشرق جلد اخیر صفحہ ۳۱ و ۳۲ مطبوعہ راجستھان پریس)۔

نمبر ۳۷۔ ایک اور صاحب فرطے ہیں ہندوؤں کی قدیم کتابیں کچھ تو مذہبی ہیں اور کچھ غیر مذہبی۔ ان سب کی سنسکرت ہے۔ اور لفظ سنسکرت سے کال کے ہیں یہ بان مقدم تصویق جاتی ہے زبان سنسکرت کے الف با۔ ۲۹۹ حرف کو کی جو نظم و معرفت و فلسفہ نظری سے نہایت مناسبت رکھتی ہے خیالات جس صحت اور معانی سے اور پورے پورے اس اس بان میں ادا ہوتے ہیں اور کسی بان میں جن میں ہونے کے چونکہ مال کی اکثر زبانوں مثلاً یونانی۔ لاطینی۔ فارسی وغیرہ کو اس زبان سے زیادہ لگاؤ ہے اس واسطے ہنسے کا ضلوع ہے جن کی تفصیلات ہر کسی کو کلام نہیں اس کی تحصیل میں بہت ہی سستی کی ہے اہل جرمنی کی پہلے پہل توجہ تھی سنسکرت کیطون توجہ کی اور اپنی زبان میں اسکی صورت و نحو کی اس کی ہی سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی ملک اور کسی قوم میں علوم کا نامور نہ تھا تب سنسکرت ہندوستان میں علم کی بڑی ترقی تھی۔ فی زمانہ اس ملک میں قریب چوبیس زبانوں کی

ہو چکی ہے کہ جو معانی اور کتاب صاحب کی ایجاد اور سزا و سزا (کوہ شمس) میں لکھی ہیں
نمبر ۹۶۔ اگر نمبر ۹۶۔ میں جو صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
کی ہے وہ تمام قوموں کی گرامر سے مراد اور دوسرے کہ ہے کہ میں نے ۵۰ برس میں سترہ سو لوگوں کو
معلوم تھا کہ سنسکرت کے کل الفاظ کا اسباق مسدود و معدوم ہے مگر اس بات کی کلاش
یورپ میں سترہ سو برس پہلے ہی کے قریب ہوئی (سائنس آدی لنگوی صفحہ ۶۰۰)

نمبر ۹۷۔ اگر لوگوں کے گری کی ترقی بغیر دیوناگری کی ہے تو سائنس آدی لنگوی صفحہ ۱۲۷
نمبر ۹۸۔ یاد آوری اور ذرا صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی دیگر بے تعداد ہیں اور لکھنے والوں
کی تعداد کی کاٹھن اور سری کے مصداق ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ مسدود و معدوم (میں نے یہ
لوگ وہیں اور یوں نہیں اور موجودہ زمانہ کی انسانی قوموں سے سب سے زیادہ جھگڑا ہے میں ان کی
و کستریاں نہایت عمدہ ہیں جو ان کی لیاقت و سدا کے اعلیٰ ثبوت ہیں (تجارت
تربکال و شاہ صفحہ ۵)

نمبر ۹۹۔ سو برس پہلے کہ اہل یورپ کے ایسا اعتقاد تھا کہ سنسکرت زبانوں کی اصل سریانی ہے۔
لیکن جیون سنسکرت میں جہات حاصل کی ہے یہی دریافت ہوا کہ فارسی یونانی لٹین
جرمن وغیرہ سنسکرت لکھی ہیں (دیکھو کتاب ہنسن آدی سینڈی ان انکسٹل صفحہ ۷۶) یہ
نمبر ۱۰۰۔ سنسکرت جہاں تک ہم کو علم و یقین ہے اور ہمارے تجربے و مشاہدے سے یہی معلوم
ہوا کہ سنسکرت ایک الباء و سجع علم ہے جس میں مختلف علوم و فنون اس طرح سان ہیں
جس طرح وفاق و خفا میں جو اس بات مدون مخزون ہو ہیں جن مانہ میں سنسکرت کا
شیاب تھا اگر اس زمانہ کی سرگرم خوشحالانہ دنیا کا جان کا جاوے تو اس کے واسطے بہت
ایک بہت بڑا وقت درکار ہے۔ اور ان حالات کو مختصر بھی دس یا بیس جزیوں میں نہیں
لکھ سکتے۔ البتہ انظر اس کا ایک مانہ میں وہ ہونا نہایت باب تکاف کہ اہل سنسکرت لوگ
مختلف علوم کو بڑی کوشش اور جان کا ہی کے ساتھ حاصل کرتے تھے۔ سرنگی و کوشش
مختلف علوم کے عالم و فاضل و دانش منیل سے کہ نظر نہ آنے تھے۔ اس کے فاضل کرنے
کے واسطے شے تھے مدرسہ ساسی قسم کے جاری تھے جس طرح اب مدرسہ جات کالج ہائے
ہیں۔ بلکہ انک میں معلوم ہوا کہ کوئی علم اس کا ہی ہے و ہندوستان میں نہ تھا۔
بلکہ ہر ایک علم کی کتاب اس شرح و غور کے ساتھ ہیں کہ بہت بڑا حجم رکھتی ہیں سینڈی
فاضلوں کی راجا حاکم سب شری قدر کرتے تھے۔ اور کچھ دے مار میں ان ہی کو گویا قدر
جو لوگ تاریخ سے اُنس لکھتے ہیں ان کو بھی طرح معلوم ہے کہ سنسکرت فاضل راجاؤں کے
زمانہ میں کس قدر تھے۔ اور راجاؤں و حاکموں کی نگاہ میں ان کی کیسی
عظمت و شان تھی افسوس کہ عظمت و شان جب ہی تک ہے ہی جب تک اس ملک
نے علوم کے حاصل کرنے میں دل سے کوشش کی ہمارے ملک کو جو ان برہمنوں اور دیگر اہل
صاحبان کو صاحب کہ سنسکرت کے گویا بڑا کوثر تھے و فاضل سے نکالیں تاکہ ان کی ترویج
سے ایک وسیع ملک منور ہو جائے (رسالہ انجمن ریاضت موریاں صفحہ ۱۶۱)

نمبر ۱۰۱۔ اگر بالین میں صاحب نے دعوتی لیا یہ معلوم کیا کہ سنسکرت بل رہاؤں کی ما
ہے تمام زبانیں اس سے نکلیں اور ادبیہ قدرت سے زبانوں نے علم اور دیوناگری و ان
نے دونوں سے اور ورتوں سے انگریزوں سے (سب رتھ سرکاش)

نمبر ۱۰۲۔ ایک محقق انگریز مشہور اور صاحب باخداہت یہ پہنچا تھا کہ سنسکرت
اور یونانی میں بڑی مشابہت ہے کہ دیوناگری نے اپنی فلسفہ اور دیوناگری کا حال بالکل
منہ بظاہر

سنسکرت کیا ہے۔ اور کچھ الفاظ اور طریقہ بانیث و دیگر کچھ بھی اور درست ہے۔ اخذ کیا ہے
(دیکھو سائنس آدی لنگوی صفحہ ۱۶۵)

نمبر ۱۰۳۔ لاہور مان بدو صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستان پر ہندوستان میں ایک لسانی بان
جاری ہے کہ ہندو یونانی شاعر کی عبارت سے ہر طرح پر تفسیر ہے جو صاحب نے لکھی ہے
نمبر ۱۰۴۔ بل بدو صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کے الفاظ کی عربی و فارسی دیوناگری
سے بہت مشابہت ہے اور یہ مشابہت مصطلحات کے درمیان نہیں ہے کہ جس سے بہت
کیا تھا کہ جب ایک قوم نے دوسری قوم سے علوم و فنون لئے اس کے ساتھ ہی مصطلحات
بھی اخذ کر لیں۔ بلکہ مشابہت زبان کی اصل لفظوں میں ہے جیسا کہ اسامہ احمد اور
ان جزیوں کے نام میں کی حذرت ہر ایک قوم کو کچھ شائستگی ہونے پر ہوتی ہے۔
(دیکھو بنگالی گرامر کا دیا جا اور سائنس آدی لنگوی صفحہ ۱۸۳)

نمبر ۱۰۵۔ اگر کثرت صاحب مرحوم نے اپنے ملک بلوں کو اس قابل متوجہ کیا کہ اب ہم
یونانی لاطینی زبان میں بمقام ستر کے زیادہ مرعہ کی سے سمجھ سکیں گے۔ کوئی نہ سمجھ
سنسکرت کی فہم شروع کو ہی ہے (رسالہ انگریزی آدی بائیس ان ۱۰۶)
جیون کے منور موعظ صاحب لکھا ہے کہ سب ملکوں کی قدیم زبان سنسکرت ہی اور ہندو
رائے اخلاص سکوف کی عابدیا ران ہر ایک ملک کی دیوناگری یا سنسکرت اور یونانی
اور رومی میں سب ہی موافقت ہے۔ بلکہ اکثر معدوم تو ہیں سب کیساں میں لڑتے متقابلے
کا تو انہی ان راجا کے ساتھ شخص جو کجا جاک صاحب ثابت ہے کہ زبان سنسکرت یونانی
رہا۔ (میں اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے شادویکو
اؤن رار رعلد ۳۴ صفحہ ۳۴۰ اور تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۱۲۱)

نمبر ۱۰۶۔ دوسرے ملک زف کے یاد آوری دیوناگری صاحب فرماتے ہیں کہ اب ہر علم کی تحقیقات
سے شل و دروشن ظاہر ہو گیا ہے کہ ہندو زمانہ کی کل اصطلاحات متروک سے ہی نکلی ہیں
اور مانہ حال کے سنسکرت زبان ان اشخاص کی کوشش سے نہ ہو چکی ہاں ہوا ہے کہ قدو
کی موجودہ مانو بھاوہ و جمن متروک کی زبان (سنسکرت) (انگریزی مانو بھاوہ کی زبان انڈیا)
نمبر ۱۰۷۔ علم زمان کے اہل اسطرال میں سنسکرت کو دور و دور کی موجودہ زبانوں سے لاکر دیکھتے
اور فرماتے ہیں کہ بالیقین یورپ میں آریونگی ہی تہذیب حاصل ہوئی ہے۔ اس کے ہوا
میلو نہایت مقرب یونان۔ دوم و غیرہ کی فلسفہ اور دیوناگری کتابوں کے جڑ سے نکلا ہوا ہے۔ کہ
آریونما مذہب آہستہ آہستہ ہندو مذہب کی شکل میں گھٹا ہوا ہے۔ اگر اب یونان و رتھ
عورف اور سوکرت (اسطرال) مور اور جنتو اہسی اور سترہ ہلا اور اطلالوں)

اسٹوٹل (اسطرال) اور ترو اور رزل عیزہ کو یوں شعر اور سنسکرت کے سب اور غور
وہر ہاس۔ پیل گوم یا قتل جنتی۔ تارو۔ ماخی۔ مری و حور فضلا ساسر کار و مری
سے ملاؤ گے و اندرونی اور عمیق اتفاق یا کر ا کو نہایت تعجب ہوگا۔ اور ایک یونانی
یعنی ہوا جہاں کہ ان آریہ نے فاضلوں (ا حار جوں) کامت آہستہ آہستہ ہندو
داؤں میں پھیل گیا ان کے کوئی مات ہمارے سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ ہر ایک
آریہ لوگ جہات ورس سے انکر مصر میں لے اور انہیں سے سب۔ یہاں میں سفر
سے واپس لے کر ملک ہی اوگیاں حاصل کیا۔ اور کچھ جہات تربکال و شاہ صفحہ ۷۷
نمبر ۱۰۸۔ اگر بدو صاحب فرماتے ہیں کہ زبان سنسکرت قدیم عربی یا سنی نے تالیف کیا۔ ہندو
تخص زمانہ کے یا سمجھ جاتے ہیں اس معاملہ میں ہمیں دیوناگری و دیوناگریوں کے
یورپ کی ہر قوم سے جہاں شمار آخری صدی تک کیا جا سکتا ہے سقت لینے سنسکرت
یعنی زبان کامل صرف فاضلوں کی زمانہ تھی اور عوام لوگ یہ کرت کرتے تھے یا
دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۲)

بروشت و مہوہ شعلات
 سالہا گشت آن کاھنہ ز
 نے تازیہ کے لئے کھوہ و دشت
 کاھنہ شربتہ و حقن کز
 جوں سے داندان ز عجب
 جبکہ اوقات ناخستہ شد
 برویخے علمے شبہ کرم
 اس کے بار پیر کاھنہ
 گفت کجوز و زدنہ سنت
 از کجاقبت کجاشاھار
 سالہا مست ز دم و دن
 این خب علم مانند عظیم
 نو تصور دیتہ اے بے خبر
 زان نے مانی کھنہ ہشت
 آں کے کھنہ ز آمار
 آں کے انام مانند پیشمار

مالی فرماتے ہیں علمِ ملک کی نشاۃ
ہے۔ اس کی تکمیل کا جو سزا سب سے
پہلے ہی تحصیلِ علوم کی طرف
کہ ہم نے ہندوستان کے طبیبوں
کی فانی طبیعت کو برابر سمجھتے ہیں
اس اہلِ یورپ کے اس علم کی تعلیم
تعمیل دے دو تو کیا پائے۔ اور چونکہ
محققینِ علومِ طبیبہ فقیر (۱۱)
سبب بتو اسے تھے ہریشنان
(۱۲)

دو می بنایا نے ٹرے ٹرے
ہلیم کر آئے تھے لڑکیوں ہر گول

بزرگ الدین قائد جانی سے منسلک
 مسکوئج صفحہ ۱۶۷
 قلم جو زمانہ کے بہترین نوکروں
 علموں کو بے جا حافز دیتے
 جن کو اسی سکھا یا کرتے تھے
 ان کو ہمت کچھ سا عطا یا
 نہیں یہ درستان کے علم کی

یہ اس وقت پر چلتے تھے اور
۱۱ صدی سے پندرھویں صدی
کا جس کا زمانہ حضرت عیسیٰ

و فتح پیغمبر عربی آشکارا نہایت کہ تعظیم نہ رہے کہ در کج آزار ان عبت ہو گا خوش امتثال آں
اور اس کی تائید مخزن الادویہ بھی ہوتی ہے کیونکہ اس کے صفحہ ۳۳ و ۳۴ پر مذکور ہے
چیز متعلق بہ کھنسی میں وہ عود نا حضرت جنت استعمال کرتے تھے ردیکھو مخزن الادویہ
مطبوعہ محمدی پریس دہلی ۱۳۲۸ء

اور اس کی تائید تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۱۸۳ پر بھی ہوتی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ
نہرہ ایک بند کار مطبوہہ معرب۔ بلکہ ایک طویل عقیقی اور بیشہ کیا کرتی تھی۔
اس بند کار مطبوہہ عورت نسبت لگا نا حضرت کو زیان نہ تھا کیونکہ پہلے آپ ہی اس پر
لینے طویل عقیق کو ایک ستر عورت کی بکری ہوتی چون قرار دینا اور پھر اس کی عزت کرنا نہ تھی
پڑائی کے اٹھا کر لے دینے کیل پر یہاں رہا جو نایہ کس قسم کا الہام ہے اور کیسی طاقتی ہے اگر
لاش کر دو تمام دیان سلمان جیسا عود کا اور ہی نادیانی جیسا خصوصاً و شبانہ چون
ایک کار طویل عقیقہ یا نہرہ اس کے لئے کسی قوم میں ہرگز نہیں پایا جاوے گا بلکہ جاہل سے
جاہل قوم بھی اس کی مصداق نہ ہوگی جسے کہ مسلمانوں کو نہرہ کی محبت ہے اور تمام
دینی کاموں کا اٹھا ساسی فاحشہ کی محبت پر ہو گیا۔ بعض شخص مٹو لوہوں کو یہ بھی
کہتے تھے کہ محل میں قرآن نماز دہرہ کا اس سے بھی بڑھ کر ہے مگر خدا نے مقدوقی مصلحت
سے انشاء اس کا ضروری نہ سمجھا اں اشعار قرآن میں بھی اس کا ثواب مذکور ہے
مگر حجاب ضروری ہے۔ (ردیکھو سورۃ جمعہ)

جب یہ حال ہے تو کیا کتب اسلامیہ کا صاف اقبال ہے کہ مسماۃ دہرہ لینے جمعہ
مقدمہ حقیقت انہیں کی بہن سلامتی بامعانی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ذکر دیو سماج
کی وجہ تسمیہ پر بھی غور کرو۔

عشق و عقل اول بود در دوزا میست اول خراج حانہ
اسی طرح فاضل عالم اہل مولوی عبد الرحیم صاحب ای کتاب کشف اللغات صفا و
کی نسبت فرماتے ہیں صفا موصی بہت در مکہ خط کہ آن صفا و مردہ و گونہ۔ اہل مکہ
زیب کجہ سنان آن ہی مکتبہ دوزاں کے از اس خارج بہت بیگویند کہ ایشان ہر ز
در کعبہ زنا کردہ بود نہ حصصی انباشتار مسخر کردہ و مکھو کشف اللغات جلد اول ردیف
ص ۵۶۵ مطبوعہ مکتبہ علم تر میند

صفا نام کو جو در مکہ مخطوط کو جو دیگر کہ مردہ نام در دوزاں تجارت حاجیادریا
صفا و مردہ کہ تخمیناً دو صد قدم مسافت در وسطی کنند اس سے دوزاں دین و دوزاں
یکے از دوزاں حج بہت یا از غنات صفحہ ۳۲ و ۳۳ ردیف ص۔

اور قرآن سورۃ بقرہ میں ہے (الصفا والمروة من شعائر اللہ فمن حج البیت
اوا عتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما ان یجمعا و مردہ نشان میں اللہ
کے۔ صحر جو کوئی چکر کرے اس گھر کا یا زبارت نو اس کو گناہ نہیں ان نو طواف میں
اسی پر نبیل سید احمد لافا فرماتے ہیں اگر اس حضرت اسراہیم کے زمانہ سے حالات
بلکہ اس زمانہ کی وحشی قوموں کی عبادت پر خیال کریں تو بجز اس کے اور کچھ یا نہیں
جانا کہ وہ لوگ ایسی حلقہ باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور کہتے تھے
اور وہ سارا حلقہ کا حلقہ اسی طرح چاکر لگاتے تھا اسی وقت خود سن گئے ہو جاتے تھے اور
شک۔ یہ تھے اور اس کی تعریف کے گت گاتے تھے جس کی وہ عبادت کر رہے تھے
اسی نماز کا نشان اسلام میں طرہ اسراہیمی پر موجود ہے جس کا نام مذہب الہام
میں طواف کعبہ قرار پایا ہے اور ابن عباس سے مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ (واللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال الطواف حول البیت مثل الصلوۃ توحید۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ
کہ کعبہ پر طواف دہرہ کرنا اگر ناشن نماز کے ہے پھر فرماتے ہیں اسی قسم کی پرستش

اب بھی بعض بعض وحشی قوموں میں پائی جاتی ہے حضرت اسراہیمؑ کے لئے ایک بن گھرا
پتھر کھڑا لیتے تھے اور عبادت یا نماز ہوتی تھی وہ اسی کے گرد ہوتی تھی اس شخص حضرت اسراہیمؑ
کے زمانہ میں کوئی خاص سمت قبلہ کا نہ ہو بغیر اس نشان کے جس کو وہ قائم کرتے تھے اور کچھ نہیں
پایا جاتا۔ پھر فرماتے ہیں لوگ خیال کرتے ہیں کہ اولاً پتھر کا یہ خاص ہی اسمع
اس میں شروع ہوا۔ کتب انہیں سے کوئی مکتبہ جانا تو قسم کے پتھروں سے ایک پتھر اٹھا
لے لیا تھا۔ ہر مکہ اور کچھ شوق میں جہاں تر تے تو اس پتھر کو رکھ لیتے اور اس کے گرد سٹل
کعبہ طواف کرتے۔ (ردیکھو تفسیر احمدی سورۃ بقرہ جلد اول صفحہ ۱۸۳ و ۱۸۴ مطبوعہ مکتبہ علم تر میند)
پھر سید صاحب فرماتے ہیں (اذا افق سنک زہ درج سمرقندہ کی کوئی ٹھیک
و یہ معلوم نہیں ہوتی تمام کان حج اسلام میں ہی بحال ہے ہیں۔ جو زمانہ جاہلیت
میں تھے اسلام میں بھی مثل دیگر ارکان کے مملکت آباد ہے
پھر فرماتے ہیں جو کچھ زیارت عقیقہ ہی عقیقہ کو لوگ جمع ہو کر اس سے شہانہ طریقہ پر
مذاکی عبادت کرتے تھے سمرقندہ بند ہوا۔ ننگہ ہر مکہ ان دیواروں کے گرد جو خدا سے
گھر کے نام سے بنائی گئی تھیں اٹھلے اور کودتے اور حلقہ باندھ کر گرد پھرتے تھے جس کا نام
پہلے طواف کعبہ ہے (ردیکھو تفسیر احمدی جلد اول سورۃ بقرہ صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹)

باب سوم ویدا اور آریوں کی علمیت

علامہ احمد ۱۶۶۔ اس اند میں ایک شخص کی جو پتھر اسراہیمؑ پر حکم معلوم کر سکتا ہے کہ
مذاقانی کی زمین کسی باد پر نہیں مشتمل ہے اور کیونکہ ہر گناہ کی مخلوقات مردہ زمین نہ آباد
ہو رہی ہے اور مذاقانی کے کسی کو عقل میں نہیں میں تمام بن میں آریوں کی نسبت
بہت زیادہ مرقیات تھیں ہیں۔

تو ویدا میں جن جزائے سے اٹھل کچھ سوا ورس علم بہت سکولیں مثل جہاں اور جس علم سے
آج کل کے تو سوزاں کے دیس کے حالات۔ ظالم والا کھانا مات اور پیدا نش عام کے کلمات سے
لہر ہو جاتے ہیں قرآن اس کے بالکل سمجھ دیا۔ اور اگر سچ و صحیح تو بعض نادان ہے قرآن
زمین کو ہوتا اور لہا ط کے مثال عیسیٰ اور ہماروں کو منہ نہ بچوں کے ستا رہا ہے۔ لیکن قطع
الضرر علمت جلا کے مذاقانی مصنف قرآن کو بھی نہرا تھے۔ حالا مکہ حوائذ ان جلتے ہیں
کہ زمین گول بلکہ مارنجی کے ڈول ہے وہ گھڑی نہیں بلکہ دوان ہے۔ پہاڑ زمین میں
ہے اسی آصرہ ہوئے ہیں اس راصحاب اس جزائے سے قرآن مائل جہاں ہے قرآن شہر صاحب
مناقض پر علم و تجربہ کی ناست سے بدرجہ نایت دور ہے اور علم عقیق یا ہنہ کہہ جتنے کا اس
میں وہ ہی نہیں بلکہ خیرل قصو۔ ہے مگر آریوں کی علمیت تفصیل و کمالیت خدا ہی کا
نوع اکثانے ہا ہے۔ اور اپنا مورث علی بلکہ یسیر جا رہا ہے مفصل حال جس کے لئے مذکور ہے
اور عہد انہیں فصلائی زمانہ کا تھا کہ وہ۔

کے تہوں سے دید وکت بہر مجبور کر۔ تو ہاں پرستی اعتدار کی نہ تالیس و فضیلت کو
بھی ترک کیا عقل کل کو چھوڑا اہل دعا عقل سے بھی نے منہ موڑا۔ راستی سے وہ کچھ حیات
میں غور نہ کرے گراں بھی کوئی اسلامی ان سے عقل دانش من زیادہ نہیں ہاں حال
اور بری باقیہ ہر وقت آمادہ ہیں ابوجہلی جن کی تاثر ہے اور ابھی اصلی جاگیر۔

علامہ احمد ۱۶۷۔ اس اند میں ایک شخص کی جو پتھر اسراہیمؑ پر حکم معلوم کر سکتا ہے کہ
مذاقانی کی زمین کسی باد پر نہیں مشتمل ہے اور کیونکہ ہر گناہ کی مخلوقات مردہ زمین نہ آباد
ہو رہی ہے اور مذاقانی کے کسی کو عقل میں نہیں میں تمام بن میں آریوں کی نسبت
بہت زیادہ مرقیات تھیں ہیں۔

کچھ جند رکھتی ہیں اگرچہ مخلوق کی ظہرت وعلت غالب ہو چکی وچہ بعض نفوس میں
 نہ رہ کر ابھی کچھ جند سا ہو جائے لیکن اس کے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک روح کی قدرت
 وہ رنگ سے اندر رکھتی ہے۔ اور پھر بعض نفوس میں وہ رنگ اسطی کی وجہ سے بدلتا
 معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ اس رنگ فقو نہیں بلکہ طریقہ استعمال کا تصور ہے۔ اور حقیقت
 میں انسان کو بقدر توفیق کچھ بھی میں سیکھا تو توں کے لطال و تاروس سے بیٹھے
 کھدوہ میں کچھ کچھ باب کے لغو میں آجاتے ہیں البتہ ہماری روحوں میں اپنے
 رنگے لغو میں اور اس کی صفات آمار آگئے ہیں جنکو غارت لوگ حرف ساخت کرنے
 ہیں۔ اور جسے بننا جو مانتے نکلتے ہیں۔ اس سے ایک طبعی محنت رکھتا ہے۔ سادوئی
 اسی طرح ہم بھی جو اپنے رب سے نکلتے ہیں۔ اس سے فی الحقیقت طبعی محنت کھنے
 ہیں نہ سادوئی۔ اور اگر ہماری روحوں کو اپنے رب سے طبعی و فیضی خلق ہو تو پھر
 سائلین کو اس کے سبب کے لئے کوئی صورت اور وسیلہ نہ تھی۔

تردید و دلیل یہ ہے کہ ہر صاحب دلیل ہی طرح کے حدود سے متعلق نہیں ہو جاتا۔ دلیل
 و جہاں دلیل ایک تجرید سے جس میں ایسا رنگ کچھ کچھ ملے اور جو بیانی ہو جاتی ہے
 اس طرح۔ دونوں میں بھی مائی جانی ہیں کہ وہ خدا کے ہاتھ سے نکلی ہیں۔ لیکن جس طرح
 بیٹے کا خالی ما عدم سے موجود کرنا بلا باب نہیں ہوتا۔ اسی طرح خدا کبھی عدم سے
 موجود کرنا نہیں کہو نہ بیٹے کی روح یا اس کا جسمی ذہ ناوہ نہیں تھا بلکہ موجود تھا۔
 وجود دوم جس طرح بیٹے کے نکلنے یا پیدا ہونے سے باب باپ کا جسمی حقیقت بہت
 کچھ کم ہو جاتا ہے اسی طرح دونوں کے نکلنے سے اگر خدا کے نکلی ہیں اور خدا کا ہی
 سمت وجود کم ہو گا ہو گا۔ جس طرح انسان کا بشارتانی ہو گیا اس طرح خدا کو بشار
 بھی خدا ہوا۔ اس تمام وجہی موجب دلیل قرآنی قادیانی کے خدا این جانی ہیں نہایت
 ہی کردہ باب سے اور صرف منہج ہونے سے سر و خصلت کا اجالی طور پر
 آتا بھی ناممکن ہے۔ اسی واسطے روح جس خدا سے جس نکلی ہیں۔
 وہ سوچ میں جس طرح صرف بیٹے کا پیدا نہیں ہوا بلکہ اسی بھی اسی طرح بقول مبارک
 حاکم کوئی خداوند کی سہری معلوم ہو۔ تب تک حرف مرد کے شک سے جو سدا نہیں
 ہو سکتا لیکن نہ تھلا بھی ہو گا ذہر ہے کہ اللہ کی سہری دور کو کول ہے جس سے روح
 سچ پیدا ہوا اور خدا کی سہرا کماں میں جن کی دہستی ہے۔ پھر خدا کے دلائل سے ثابت
 کہ خدا جو روح ہوتے ہیں۔ اسی واسطے روح خدا کا کچھ نہیں اور نہ خدا سے نکلا
 ہے بلکہ نادہی ہے۔

وجہ ہمارم۔ مثلاً اسے نکلا دیا ہی ہے کہ خدا سے نکلا دیا ہے اس سے تو کہ کوئی
 روح جس خدا جس کا لکھ اس کی انانیت قدرت متقابہ نہیں کر سکتی اور نہ تو کہ کوئی
 محنت روح میں ہے اس واسطے روح خدا سے نہیں نکلی لکہ رادی سے۔

وجہ ہجہ۔ یہ وہ کہ ہے کہ۔ حق خدا کا کھرا باطل کلمہ ہے جو کلمہ وحدت آتی
 روح کی شکستہ بروہو دیر ہو گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اصل کوسا با با بیت۔ ابتدا
 تکام تکام خدا کے ساتھ تھا اور کلام تھا۔ اگر خدا کو تو تو کو لکھ کہ کہہ دیت
 کی لکھ نہ لکھ کا قائل ہوتا۔ پھر کچھ ایک کلمہ گرا ہی کا باعث ہے۔ جس کی وجہ سے
 کوئی روح شے سے کسی میں نہیں آتی بلکہ رادی ہے۔

و حاتمہ بیٹے جن طرح کے ہوتے ہیں کیوں۔ یہ بیوت دق کہ ہے ہا کیوں۔ و حاتمہ کہ کا
 کہہ سکتا تھا اور جن میں یہ سادہ جو ایک مادی کام کہہ سکتا تھا سدا طمان شہوت
 دہ اسے ہر کام کہہ سکتا تھا۔ یہ سوامی دیا نہ سہری مادی و قادیان اعداد کے کھادہ
 کے سدا کہہ سکتے تھے۔

جو تلمہ نے ثابت احصاء سے دلائل قادیانی کا رد میں قرآنی سکتا ہے۔ اور ذکر کے
 بنیاد ہے کہ ان میں اس کی کا نام و نشان نہیں اور نہ علم عقل کا ذکر و بیان ہے۔ صرف
 لفظ صحت کے کہ ان کا نام دلیل و بر دیا ہے حالانکہ انہیں سے دو تین تو اسلام کے حق
 میں نقصان ساں میں اور باقی بولالہ کا جواب اور لبان ہے جب یہ حال ہے تو کہا
 ان کی تزیید سے اسلام یا قرآن کی قدر و منزلت کچھ باقی رہ جاتی ہے؟
 اب ہم روح کے بارے میں چند قصائے اسلام کی رائے بھی دیتے رہے ہیں۔

(۱) امام جنت الاسلام محمد عزا الی صاحب فرماتے ہیں۔
 اما حقیقت دل (روح) کہ اسے جو جز بہت و صفت خاص ہے صیت۔
 شریعت و صفت غداہ بہت۔ کہ ویرانیکہ دتہ و برائے اس بود کہ رسول صلی اللہ علیہ و
 سلم شرح کردہ چنانچہ حق تعالیٰ گفت و دستاویز ان عن الروح قال الروح من
 انہر دخی من ازوے دستو سے یافت کہ بود کہ روح از جملہ کار ہا سے الہی
 و از عالم امرت (کہا ہے سعادت عنوان اہل صفحہ ۷۷)
 (۲) تفسیر طبرسی میں ہے شیخ ابوہریرہ مغزنی قدس سرہ فرموا کہ من لک کہ خدا
 مالادہ بہت از علم۔ و از آن ماست بلکہ رعایت بہت نزدیک۔ و بابا بیا سے
 از ان فرسیدہ ایم۔ این علی الدوام جاہلا ایم و جاہل را و عولہ دے دانش سدا
 (صفحہ ۸۷ و ۸۸ جلد اول مشکوٰۃ اہل نول کشور)

(۳) تفسیر زاد الاخرت اور تفسیر مضاوی میں ہے۔
 سن اس آیت کا کچھ سے تو نشا
 جبکہ دے فریت سے شے یہود
 کہ محمد سے جاکے یوحنا تم
 اور کروہ روح کا سوال اس سے
 جو وہ قبول جواب سے تم کو
 تو ہی خدا وہ شخص نہیں
 اور جو بعضے کا بن نہ آئے جواب
 تو وہ بیشک سچی برحق ہے
 لیکن توں کا حال شرح و بیان
 جن کی تورات میں وہ تھا بہم
 میں یہ توضیح میں سرخ و زار
 تھا سمجھنے کا حوصلہ جو نہیں
 پس کفایت اسی قدر یک

رزا و الاخرت جلد ۲ میلہ ۴۷ ص ۴۸
 ۱۲۸۵ھ نول کشور و مضاوی صفحہ ۷۷
 ۱۲۸۵ھ نول کشور

تا طرہوں ان کی شہرہ کر خدا انصاف کریں کہ روحانی علم محمدیوں کے قرآن
 رایت میں ہے یا میں اور محمد صاحب جانتے تھے یا نہیں۔ اگر نہ رہا کہ
 بہت ہمیں شرافت پس بہت۔

علامہ احمد علیہ السلام اور نہ بات جو کلمات اللہ بصورت ارواح و دیگر مخلوقات جلوہ
 ہو جاتے ہیں یہ خالقیت کے بھید و تمہید سے ایک جہد ہوا۔ انہر را بہت ایک
 بار ایک کلمہ ہے جس کی طرف کسی انسانی عقل کو خیال نہیں آیا۔ اور اگر ایسا نہ تھا
 حاکم خدا تعالیٰ ایسی ہی کلمہ از امر سر ارواح و اجسام کو موجود و دیگر کلمات ہوا
 آخر یہ تیار ہو گیا کہ جب تک باہر سے اجسام اور روحیں تو اس میں نہ رہتے تھے

طاقتوں میں محدود و محدود میں عیسائی آدمی کے اختلاف روحانی حلال و منع حلال
 نظر کر کے ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ بتاتا ہے کہ جو کچھ خدا کی قدرت سے خارج ہے وہ
 قدرت کی قیادت میں ہو کر جو محدود ہے (محدود روح کو مگر یہ ثابت ہوتا ہے)۔
 محدود اور اس سے دلیل بھی کئی وجوہ سے غلط ہے۔
 وجہ اول۔ کوئی روح بھی خاص محدود طاقت میں محدود یا محدود نہیں بلکہ
 سالانہ یا ذریعہ محدود میں ہے کہ وہ محدود طاقتوں میں حاصل کرتے ہیں۔ اور یہی حالت
 نام روح کی ہے۔ اگر محدود طاقتوں میں محدود طاقتوں میں محدود طاقتوں میں محدود طاقتوں میں
 ہوتا ہے۔ بائبلنگان انکلیئر مارٹن آریہ ویرہ علاوہ فضلانے جو مختلف اوقات میں
 حد و طرح کی ترقیوں کی ہیں مگر نہ کر سکتے بلکہ ترقی کا منہ بھی نہ دیکھتے ہیں کہ علم
 و عقل۔ پس وحیوں مخلوق نہیں کیونکہ وہ بچوں کے لئے محدود و با محدود نہیں۔
 وجہ دوم۔ جو شخص کسی کی حد باندھے وہ خالص بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ہیادہا
 غیبی سے ہوتی ہیں نام ہے۔ کیونکہ اگر وہ حیرت باندھنے سے پہلے موجود ہوگی تب محدود
 کر سکتا کہ نہ محدود ہی کسی چیز کی۔ بند و بست کا تمام کا دل یا اس کے عقبہ کی حد
 کو تھے گروہ خالق پرستی سے ہستی میں ملنا والا نہیں بلکہ غلط ہے کیونکہ زمین کا دل
 کا تشکا رہا ہے پہلے موجود تھے۔ پس اگر بقول تہا سے خدا روح کا محدود ہے
 تو بھی روح حادث نہیں بلکہ ازلی وابدی ہیں۔
 وجہ سوم۔ محدود ہی جسم کی ہوتی ہے نہ کہ روح کی جبکہ اوسکی مقدار و بکثت نہیں جیکہ
 قدرت پر نہیں جبکہ وہ قاتی نہیں اس واسطے اس کی محدود ہی نہیں۔ چنانچہ
 ایک جگہ آپس میں اقبال کی ہے۔
 آویھی انسان کی خاصیت کی کچھ بھی انہما نہیں کیونکہ وہ ترقی و ترقی و محدود
 کے لئے پیدا کیا گیا ہے جس کی کھل کے لئے نہ فطر تا مشغول ہے (صفحہ ۱۵۲)۔
 واضح ہو کہ روح کے محدود یا محدود ہو خالص جو خاص خاص طاقتوں اور
 استعدادوں کے لحاظ رکھ کر اور ان کے ظاہر سے وہ لحاظ نہیں اور ان کی طاقت
 ہے جس میں تمام خدا کے لئے والو تھا اتفاق ہے کہ انکا خالق یعنی پیدا کرنے والا
 خدا ہے مگر نادانوں کی پرستی سے جس کا قرآن اور حدیث کو بھی محدود اقبال
 ہے کہ آدم کا وجود پرستی سے نہیں بلکہ خاک سے بنا گیا اور خدا کو یا تو کمزیر کرنا
 یا۔ اور ایک جگہ نہیں بلکہ جالیوں میں رات جس طرح چراغ کے جل جانے یا زیادہ کے
 خاک جو جانے براہی کہا کرتے ہیں کہ گندم محدود ہو گئی یا عدم کو طایلا حالانکہ
 اس قسم کے بتدریس مابین کا خود بخود دنیا ناش ہو رہا ہے۔ پس دلیل سے بھی
 کسی طرح روح کا عدم سے وجود ظاہر نہیں ہوتا بلکہ عینیت سے موجود کی ثابت
 ہوتی ہے اس واسطے یہ دلیل بھی باطل ہے۔
 دلیل سوم۔ یہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ تمام وحیوں محدود و حیا ج کفر
 سے آزاد ہیں اور یہی دلیل اور بتاتے ہیں کہ ایسی ذات کی محتاج میں جو کامل اور قادر
 اور عالم اور فیاض مطلق ہو اور نہ انکی مخلوقیت کو ثابت کرنے والا ہے۔
 نزدیک دلیل سوم۔ یہ دلیل بھی ثبوت میں پیش ہوئے اس لائق بھی نہیں بلکہ لفظ دلیل
 اس پر صادق آئے۔ اور بہت حصہ اس دلیل پر اس کے ساتھ ہی محدود ہو گیا ہے اور اگر
 کوئی دانا ذرا غور سے دیکھے تو اسے معلوم ہو کہ ان الفاظ کے ساتھ یہ دلیل ہر اس
 پر کمزور۔ یہاں راجہ کی محتاج ہے مگر راجہ ساہ کا خالق نہیں کہ آدمی کا محتاج ہے
 مگر آدمی اسکا خالق نہیں۔ خدا کے کامل اور قادر عالم۔ فیاض مطلق و غیرہ
 کمزور ہیں جسکے کوئی ناکال اور بے محدود و راجہ انکم علم اور محتاج بھی ہو

ورنہ بیشایا میٹھی کے نمونے کوئی باب بھی نہیں ہو سکتا جتنے خدا کی صفات بھی
 حادث اور خالق مانتی ہیں اس اگر روح نادان کی تائی جائے اور اسکا خدا (خدا) اللہ
 خدا کی کے لائق بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ صفات خدا حادث ہیں اور نہ روح محدود و کم
 موجود و سکالوادی یعنی قدرت میں نادانوں وحیوں یا وحی زمانہ سے موجود ہیں پس وہ
 کس طرح اور کچھ ترقی ہو سکتی ہیں ان کا نہ اسکتی ہیں کیونکہ عدم انہر کس طرح جائز نہیں۔
 دلیل چارم۔ یہ بات بھی ایک اور عذر کرتے سے ظاہر ہوتی ہے کہ ہماری روحیں
 احوالی طور پر ان میں متفرق آہی حکمتوں و صنعتوں میں متفرق ہیں جو احرام علوی و سفلی میں
 پائے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے دنیا یا اعتباری چیزات مختلفہ سے عالم عیسیٰ ہے اور
 انسان عالم احوال کہا نا ہے یا یوں کہو کہ یہ عالم صغیر اور وہ عالم کبیر ہے۔ پس جب
 کہ ایک جزو کی عالم کے بوجہ پائے جاتے ہو حکمت کا مومن کے ایک صالح حکم کی صنعت
 کہلاتی ہے تو خیال کرنا چاہئے کہ وہ چیز کو نہ کہ صنعت الہی نہ ہوگی جسکے وجود لینے
 عجائبات ذاتی کے رو سے تو گویا تمام چیزات عالم کی عکس تصویر ہے اور ہر ایک جزو کی
 جو خاص عکس پر اندر رکھنی ہے۔ اور حکمت یا فاعل یا روحی روح اتم متین ہے۔
 اسی کی طرف اشارہ ہے اگست پر دیکھو کالو ایسی آیتیں روحوں سے خدا سوا
 کیا کہ گما میں تہا راب (مید کنندہ) انہیں ہوں۔ تو انہوں نے جو ابدیہ کہہ دیں
 یہ سوال و جواب حقیقت میں اس میں ہونے کی طرف اشارہ ہے جو مخلوق کو اپنے خالق سے
 قدرت کی طور پر محقق ہے جس کی تہادت روحوں کی فطرت میں نقص کی گئی ہے۔
 نزدیک دلیل چارم۔ یہ دلیل بھی کچھ حق میں عینیت نہیں بلکہ حضرت جو ہر دلیل
 و حراؤل تمام تہا راب علوی و سفلی مے اور جڑ ہیں۔ ذی روح یا حیثین
 نہیں تمام و دنیا یعنی سرشتی ہوتی اور گہر تھی ہے۔ نیز و تبدل الہی ہے۔ ہوا سکوہ ابدی کی
 مگر روح تمام جگہ کے برخلاف غیر مادی حیثین ہے یا ران نادان ہر حادث نہیں۔
 وجہ دوم۔ چونکہ دنیا کا مرقطہ کی ہے اس واسطے جہاں نقصانات سے روح کا کوئی
 نقصان ذاتی نہیں ہو کیونکہ روح جیسا و ذاتی ہے پس دنیا جگہ ایسور کی چاہوتیے
 جیکہ مادی اور کر کے۔ چو چو غیر مادی اور غیر کر کے کسی طرح مخلوق مارجت
 ثابت نہیں ہو سکتا اسی کو نادان ہے۔
 وجہ سوم۔ یہ بات سے انسان جاہل ہوتا ہے۔ اگر کسی قسم کا فسکار یا صحبت
 فضلاء نہ ہو تو کسی طرح کا گیان نہیں ہو سکتا اور یہ ظاہر ہے کہ انسان اور حیوان
 میں عقل ہی کا فرق ہے مگر عہد کے علم متنازع خدا یا خداوند سے کسی کو
 انکار نہیں۔ پس وحشی یا جگلی آدمی کو نہ تو روح کا علم اور نہ اس کی روح
 برنامہ کو جانتی ہے کیونکہ اس کا جانا و شوار ہے اسی واسطے اس کی فطرت
 یا زردگی بھی نامعلوم۔
 وجہ چارم۔ جس طرح روح نہ متنازع کے اقرا نامہ کوئی بھی کسی مانتی نہیں
 اور تمام روحیں انصاف کو چھوڑ کر قرآن یا اسلام کی ادوات سے انکار دیتی ہیں یہی
 اس امر کا بھی حال ہے کیوں کہ دونوں کا وجود قطعی ثابت ہے۔ پس ہر دو کے
 معقول ہونے سے عبارت اقرار نامہ یعنی اہست برکم و تصدیق اقرار نامہ قاطعاً
 بھی محض ہے سو ہے یہ اس قسم کی دلیل ہے کہ کہ لینے اصلی دعوتے (خدا و روح)
 کی طرح علم یا عقل سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اور جن بھوتوں کس طرح عرب
 والوں کے ملتے لائق ہے۔
 دلیل پنجم۔ جس طرح بیٹے میں باپ و رماں کا کچھ جلا اور جو باپانی خانی ہے اسی
 طرح روحین جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں لینے صالح کی تہا راجہ جالی طو

ہے جو عقل کے چرخ پر چڑھا کر اچھی طرح سمجھ میں نہیں آسکتی ۲۵ صفحہ ۲۵ احاشہ
 کی سطر آخری ۱ اچھا اگر عقل کے چرخ سر اچھی طرح سمجھ میں نہیں آئے تو اعرابیت
 و جاہلیت و ناواقفیت کے چرخ پر چڑھا کر اس کی اصلیت کا اظہار کیجئے شاید اس طرح
 اب کی بتی بن جائے جو کہ روح خدا کے ساتھ بقول آیت کے قائم ہیں اور اسی کی صفات
 و رشتات فیض سے ملتی ہیں جس کو اس صفحہ ۲۶ کی سطر ۱۸ و ۱۹ پر لکھی وادی
 مائے ہیں میں جو آیت کے ہی قول سے واضح ہو رہا ہے کہ وہ جلیلی وادی ہیں۔
 خدا کے مذہب انسا کام کرنا غیر ممکن بلکہ اس کا خیال کرنا بھی مرابحال ہے حالت
 خدا کے نزدیک کسی طرح نہیں آسکتی۔ کامل علم کے نزدیک غلط خیال و ہم کا نا بھی
 اس طرح ہے جسے خدا کو مجھو مافوض کر لیا۔ اور یہ بات مرابحال نہیں ہے علم کامل
 کسی سے کا اس جیسی بنانے پر قادر و ذکر و تیل ہے۔ بہت جلد و صورتیں ہیں اول تو
 وہ چیز بناوی ہو۔ دوم اس کے بنانے کا مصالک ہو۔ اگر یہ دو صورتیں نہ ہوں تو کسی
 سے علم کامل سے کوئی بھی اسے نہیں بنا سکتا۔ چاہے کہ خدا جہاں کہ دھوکا و غلطی
 نام و نشان کو نہیں جو کہ روح بناوٹی نہیں اس لئے علم کامل روح کا حوالہ اس کے
 بنانے کی نہ تو توجیہ ملے نہ ارادہ کرنا ہے نہ خیال اٹھانے اور نہ قادر و ذکر و تیل
 دوم اگر اس کے بنانے کا مصالک نہ ہو تو بھی نہیں بنا سکتا خواہ اس کے علم کامل
 کے سبب اس کے بنانے پر قادر ہو جیسے ایک رنجیز کو مکان کے بنانے کا علم ہے لیکن
 اگر مصالک نہ ہوں یا وہ علم کامل کے وہ عمارت نہیں بنا سکتا اس لئے کہ رنجیز
 خود مصالک نہیں اور اگر خود مصالک ہو تو پھر رنجیز نہیں ہوتا بلکہ مصالک میں
 جرح ہو جاتا ہے۔ اب جائے غور ہے کہ اگر وہ روح انادی نہ بنائے جاوے تو اول
 تو خدا کا علم ہی غلط نظر آئے کیونکہ علم کامل کا جو خود محدود سے رقی ہوتا
 نہیں میں وہ علم نہیں بلکہ عدم ہے جب تک علوم قدیم نہیں علم قدیم نہیں بن سکتا
 حالانکہ کوئی اعرابی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ خدا کا علم قدیم ہے۔
 روح معز و اور غیر مرکب خدا بھی غیر مرکب ہے نہ مرکب نہ مرکب نہیں ۲۷ ۲۸ ۲۹
 کے ہوئے ہیں خدا بھی انہیں ۸ ہی جانتے ۷۹ نہیں۔ جبکہ خدا کو روحوں
 کی کیفیت اور کمزور کا یوں علم ہے مگر نہ بنائے اور نہ البالائی اور بہودہ و عورت
 دامادہ کرتے جو یہ کہ اس کا علم پورے ادھور انہیں روح بناوٹی نہیں ہے
 روح معز ہے روح ایسی وازی ہے۔ میں روح کا کوئی مصالک نہیں جسے مرکب
 نہ ہو اس لئے نہ روح جی اور نہ کوئی اسے بنا سکتا ہے اور اگر بقول لہذا کہ خدا
 خدا ارادہ کر گیا تو خود کامل ہو جائے گا اور روح بھی ایسی ہی ہوگی کہ خود ارادہ
 ہے آیت سوال پر خود کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے نہیں بلکہ خدا کے لئے کو جو
 جیتے میں اس کے ساتھ کر کے ہیں کہ یہ مشورہ روح کی نسبت پورا پورا علم نہیں کھڑا
 میں کتا ہوں کہ علم و گیان تو پورا کتا ہے اس لئے ایسے دوسو اس باطلہ اس کے
 مقدس گمان میں براہ تیں مائے اور نہ اس کی ذات اقدس کو ملزم بناتے ہیں۔
 ای بران ربو حق میں وہ ہوم آسودہ و صدق لغورہ سو خدا و انہیں دو خدا
 تندرہ شدت و اس را بہ اولین نظام عید است ۵ بہت یرواں دہرین جکت
 انجیر دین بہت و جیسا کہ پائے کہ خدا عاجز بہت از تسلط ۶ ایچہ دین ست کو سدہ گراہ
 کردیہ اکثر بہت اندہ ۷ ایچہ دین بہت جیت تین ۸ کہ تمام مذہب عرت برین
 لے حاشہ امام غزالی صاحب زمانہ میں۔ تو افسوس کہ رسول جبریل علیہ السلام نے فرمایا
 وہی ہر انسان کو چاہیے کہ تاراج کر دے اور نہ کہ وہی ہر انسان کو چاہیے کہ تاراج کر دے
 یا جیہاں تاراج کر دے اور نہ کہ وہی ہر انسان کو چاہیے کہ تاراج کر دے

علامہ احمد ۱۱۹۔ اور اس کا حادث اور مخلوق ہونا اور ان شریف میں سے بڑے
 قوی اور قطعی دلائل سے بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ بر عایت، بکارت، اجمال حیدر دلائل
 ان میں سے مؤنہ کے طور پر اس جگہ لکھ جائے ہیں۔
 ولیل اول جہات بالہمت نامہ ہے کہ تمام روحیں بہت دور ہر حال میں خدا
 تبارک کے ماتحت اور نہ ہر حال میں اور ہر مخلوق جو بننے کے اور کوئی وجہ موجود نہیں۔
 جسے روحوں کو ایسے کامل طور پر خدا تعالیٰ کے ماتحت اور ہر حکم کو مابہر سوہو
 کے حادث اور مخلوق ہونے پر اول دلیل ہے۔
 تردید اس کے باوجود اور اس کے بھی قرآن سے کوئی دلیل نہیں ہی اور نہ ایک بھی
 ورنہ پیش کی۔ جس سے اس کی غلطی کا کچھ اندازہ کیا جاتا ہے چاہے ہم آپ کے
 مسئلہ وہ واضح دلائل کو کسی محک امتحان پر لاتے ہیں۔ اور ان پر زور باکڑوری اور
 یہ دلیل مبدیہ الہی وجہ سے باطل ہے۔
 وجہ اول۔ یہ بات برخلاف قرآن ہے کیونکہ لکھا ہے (یٰٰسرا) واذ قلنا
 للشیطان استعوا لادم شیطان الا اللہ یقال استعوا لادم شیطان طیفنا الخ
 ترجمہ اور جب ہم کھارشتوں کو سجود کرو آدم کو۔ تو سجود میں گر پڑے لیکن شیطان
 بولا کہ میں سجدہ کروں ایک شخص کو جو تو نے مٹی کا بنا ہوا ہے۔ بھلا دیکھہ جس کو
 تو نے مجھ سے چھڑا۔ اگر تو مجھ کو مٹی سے قیامت کے دن تک تو اس کی اولاد کو
 ڈھانچے لے لوں مگر بعد اسے سے کما حدیث ہے جب کوئی تیرے ساتھ ہوا۔ مگر
 دوزخ سب کی منزل ہے اور بدلا۔ اور پھر لے انہیں سے جس کو گنہگار کے اپنے آواز
 سے اور لیکار لاؤ سرور اور یہاں سے اور ساجد ان سے مال اور اولاد میں اور
 وکھڑے آؤ۔ اور پھر ہمیں عیدے دینا انکو شیطان مگر غور کرے۔ جو مگر بندہ ہے
 انیسری حکومت میں ہوگی ۱۱۹ یوزان میں ہے (یٰٰسرا) ان اللہ دین
 کا انشا خان الشیطان وکان الشیطان لہربہ کفورا انو جہر بے نہ لے لے
 فاسے بھائی شیطان کے ہیں۔ اور شیطان ہے ربکا حکم نہ ماننے والا۔
 میں موجب قرآن کے لغز و وہیں خدا کی نافرمانی و شیطان کی یاد دے
 اور سور میں ہے جو کہ تخت و زعم بنو اپنے وجہ حادث کی نفی ہے۔ اور خود قرآن ہی کی رو
 بیتار روحیں جسے کیش ہیں علاوہ بران کیمیا سعادہ میں امام غزالی صاحب
 زمانہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمادے کہ تیری استیلائے بہت۔ اور اس سے
 دسویں سطر و عنوان اول جس کے خلاف ظاہر ہے کہ تمام ہی روحیں خدا سوا ہی
 اور یہ براہ میں عالی درگاہ نہیں لہذا حادث اور مخلوق نہ ہیں۔ وجہ دوم
 تمام روحیں بہت دور ہر حال میں خدا کے ماتحت اور نہ ہر حال میں خدا کے
 ہیں اس کے ادوی ہو گیا سو سب سے نہ مخلوق اور حادث ہونے کا کیونکہ خدا کے
 تمام صفات ازلی میں حکم یا حکومت کے ازلی ہونے سے محکوم کسی طرح حادث نہیں
 ہو سکتا اور نہ حاکم اور حکومت بھی حادث ہونے کا حالانکہ یہ غیر مسلم ہے۔ اس لئے وہ
 انادی ہیں کیونکہ ہمیشہ اور ہر حال میں خدا کے ماتحت اور نہ حکم میں مخلوق یا
 حادث نہیں رہے پھر ہمیشہ ہونگے۔
 وجہ سوم۔ ہم کہ عظیمہ کے ترجمہ یا ماتحت میں تلی کا سبب تلی کے ماتحت یا دیکھا گیا
 اس کے ماتحت ہے تمام ہاں شیطان کے ماتحت تھو گیا ہوجے تلی کوئی کے یا کی مخلوق
 جس پر کہ نہیں ماسراں کوئی چیز کسی کے ماتحت یا نہ حکم ہونے سے مخلوق یا عبادت
 نہیں ہو سکتی اس واسطے۔ دلیل آپ کی مکرر باطل ہے۔
 دلیل دوم۔ یہ بات بھی باہرست ثابت ہے کہ تمام روحیں خاص مستندوں اور

کا لشکر ہے۔ غرض میں کر سکتا ہے کہ جس حالت میں غم نے کل چیزوں کا وجود خود کو خود
 بھرا یا جو چیز غم سے آیت ہی مان لیا ہے تو جو بھروسہ بات پر کیا دلیل ہے کہ ان
 چیزوں کے باہم خود نے جاننے کے لئے پر مشورہ کی حاجت ہے دوسری بقیات
 کہ ایسا اعتقاد خود و خدا کے لئے اس کی خدائی سے جواب دے رہے ہیں۔
 تو دلیل آیت ہی بل غارت خانہ سے باز آئے اور صداقت ایمان کا فقرہ نہ گنوائے۔
 اور نہ رونا اور دانت بٹھانا جو کفار مشرکوں کے وجود کو مبالغہ واضح ثابت کرنا اور
 ان پر غور کرنے سے خدا تعالیٰ باطنی کی تکمیل آریہ سماج ہی کا کام ہے نہ کہ اسلام کا
 دنیا کے یہ وہ کون دین ہے جہاں اسلام نے دلائل سے کام لیا ہو۔ اور لوگوں
 نے کبھی مباحثہ دین محمدی قبول کیا۔ اگر کہیں کسی حزبہ میں باطل سمجھنے کے
 سبب وہ زمین غرقاب سے انسان دو تا کہ تم تار بوند کے ذریعہ اسکی ملاسن و کھینچ کر کے
 بند لگا دیں ورنہ فاس زوم تار بوند و سنان را افغانستان مغرب۔ سین و غیرہ معنی
 البیان میں کہ کہیں بھی اسلام نے حصول کسب سے کام نہیں جلا یا۔ اور نہ کسی جگہ
 پر مذہبی معاملہ میں دانی کو کام فرمایا۔

اسلام کی بڑی بزرگی بل جھگڑا ہے اور سے اعلیٰ دعوے کا قتل عام۔ پاکستان میں
 ایک مولوی مسلمان کا ایک کافر سے مباحثہ ہوا جب خدا تعالیٰ کی حقیقت اور دین
 مسلمانی کی اصلیت پر کوئی عقلی دلیل مولوی صاحب کی نہ چلی سکی تو گوتے تھکے اور
 میدان مباحثہ سے ہٹ دھماکہ بھگنے لگے اس موقع پر سعدی نے کہا ہے۔

انکس کہ زور اٹھ حدت نہ و نہی ابن ہستہ انش کہ جواب میں ہی
 گوہر صاحب جبر خلافت اسکے ضابطہ و قرار خود سے ہی تو خدا کی مستی پر دلیل ہوتی ہے
 اور شہرہ معروف حق کے واسطے حقائق کی سیل نہ اسلام کی جاننا نہ غریب سے دلیل کیا آ
 کر نکال بھی موقع نہیں مل سکتا۔ دوسرے کہاں سے جب کہ عزیز مذہبوں کی کتابوں پر جاننا
 بھی جواب تھا یہ تو ثابت ہے اور اس کی صداقت کا سنہن اسلام سے بھی اٹھا رہا ہے۔
 ڈاکٹر لینر صاحب بارہ دفعہ میں حضرت عمرؓ سے یہ خلیفہ ہوئے کہ کہے ایوان کو
 ڈرا بے گا۔ اور کتاب نمازوں کو جلا یا۔ اور یانی میں یو یا اور یہی حال سند یہ کا کیا دیکھو
 سنہن حال اسلام شہرہ و صفہ (۱۱ حصہ اول)

حضرت کہا کہوں اور کہاں تک کہوں سلامتی اعتقاد کے رو سے وہ بت قبا میں آتی ہیں اور
 غرض مولوی جو دعوت کرنے کے دعوے دار کو بھی شہرانی میں جو کہ ہم سے اللہ اس کتاب میں بت حق
 طور پر بیان کرینگے اور اسکے مار بوند کو خدا کے منکوں کے سامنے دھڑکنے تاکہ ان پر
 اچھی طرح ظاہر ہو جاوے۔

چاکے اسلام کو ملے میں کرنا خود بسوزن تدبیر کو ساری گونگی رہ
 حکو اب جو کرنا عاجز نہا بتلائے میں اس کی نسبت عرفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ
 نہ زہرہ بدوے ذرا ہے ست پر اثبات وجود او کو ابے ست۔
 وہ صفت صفت کر لیکہ سے رہو رہو لفظی را در عرض عقد اللسان انداختہ
 حضرت یہ جزوہ از انہیں بلکہ ان تاجزہ ذرا ان نصف یزوں جو میان بعض میں قدرت کاملہ سے
 کو ناگوں عالم میں کرنا اور یہاں کے لکھ لکھ اس نظام میں تھا اور ان مشرکوں کے قیادت و
 بتلات لکھ لکھ کر سبک دوزخ غارت کی طرف رجوع کرے کیواسے کہاں دین ہے۔

سرگرمی و تقابل بزرگ و بزرگ ہمارے ہر سے ذہنیہ سے معرب کر دگا
 ان نامیدہ ذہن سے کہ ناگوں خفقون والا عالم سامنا اور تمام لے شہ۔ دونوں کو کمزور
 اوتار قدرت انادی سے ہنسہ نہیں ہی تا اور پھر اس عالم کو فنا کر کے ہر کرتی میں نے فرما
 اس سر سے سکتی بات کی قدرت عالیہ و طاقت جلالہ کے بتا بات ہیں۔ سی

دوسرے ماسٹر ولید صحر صاحب نے فرمایا ہے۔

ماسٹر ولید صحر صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹ جو لوگ روح اور ادہ کی حقیقت کو سمجھتے ہیں وہ
 جانتے ہیں کہ یہ سرشتی کرم استا بر اور عالی شان کا بہت کسہ اس پر پیدا شد
 سرگبیہ اور دانی کا ل کے کوئی نہیں پاسکتا۔ پانا تو دو کمار اس کی جدو کی ہے جنوں
 جنر کی بابت کہ وہ کس طرح بنی لاکھ کارنگوں میں ایک لکھ کواں حصہ بھی نہیں سمجھا جا
 سکتا۔ اگر یہ ایسا حقیر کام ہے جس کو لوٹنا چاہتا تھا یہ تو کوئی سختی جو دعوے رکھتا ہو
 یا مرزا صاحب کی سمجھ میں بڑی طاقت والا ہو بڑی چیزوں سہارت وغیرہ کو تو کیا سمجھا
 ایک لکھ گندم یا باجرہ کا ہی ہر دھلا یا کچھ بھٹی بہت اسکی کارگری کے اصول ہی سمجھا دے۔

اسی طرح صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲ دیکھا کہ سوہہ چیز ہے جس کو ہمدی میں جڑ پکڑتے
 ہیں جن میں ادہ با طاقت طے پٹنے کی نہیں غرض دونوں چیزیں روح ۱۵۰ جو دنیا میں
 موجود ہیں حکو مرزا صاحب ہر ایک تریہ کی طرف سے میں کیا تھا۔ ایسی ثابت ہوئی
 کہ تمام دنیا ان کو تہے عارٹ سے باطل عاجز دے ہر میں انکی انادی ہر سے صورت
 میں خود خود اٹھا جو چاہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ خود خود ماہم ملاحظہ کر تے
 اٹھا سوا و جس ہے کہ نہ کہ اس میں حرکت کرنے کی طاقت نہیں۔ لوگ خود

ظرفہ بڑی ہی اثبات میں کر س تو اس کا جواب سب سے کہ کہ مشورہ کو
 جوڑے جاٹے کسی نہیں دیکھا مگر اتفاقی طور پر پڑنے والی تیز دینیں نظام اور۔

کارگری اور خلقت سے ہر وہ نہیں ہوا کہنے جواب موجود ہیں لہذا ثابت ہے کہ ان
 چیزوں کو جو جونا چاڑ خود خود نہیں اور نہ ہو ناگوں صفات کا عالم ملا بائے بن
 سکتے بلکہ اس کا خالق و مالک ہے بڑا اور کامل قدرت والا ہے اور وہی ہے جسکو چاہتے
 سرب سوامی پر مشورہ اور مسلمان خدا تعالیٰ کے کہتے ہیں پس اس پر عا لیتان قدرت کو اگر
 کوئی ضروری عقل والا بھی نہ خود سے سمجھ تو فی الفور اس سرب انریامی سرب
 سوا یک کے خضر و بر سر خود ہو دے جو دنیا سوسو برس سے اسلام کے ۵۰۰۰۰ فوٹوں میں
 تقسیم اور دہریت کی تعلیم کا مطالعہ کرے گا۔ اسے معلوم ہوگا کہ دہریت میں اور سرب
 سہر اوست دہریت کا ٹھکانا و با کی طرح قرآنی تعلیم سے کس طرح خلا اور نہ نہیں آیا
 مادہ سرب سرب سم انفا سے کس طرح نکلا ہر ایک غافل کو اس بات کا اقرار ہے کہ یہ خدا کا
 قرآن ہی پر مدار ہے اور سب اس کا ظاہر ہے کہ قرآن پر ایک چرکا جو خدا کے وجود
 سے مانسبہ اور خدا کی رحمت کے سوا اس میں قطعاً ناوود جائے کہ جو سرب یا کوہی کے
 نشان اور ترک میں نہ نے وائے جان ہیں۔

انسان ایسی ہی کی جا رہا نہ تعلیم سے کرنا نہ طریوں سیکنے کا عادی ہوا آئے
 ذوالعقار ہی سے ایسی ایجاد عقل یا تو پر ایمان لاتا ہے۔ ورنہ۔ دونوں اور ان کی
 پیدا بش کی بابت ذرہ آبی محمدی وغیرہ حصول سے تھلائے تو سب کو سوا سے
 انادی ہونے کے کس شجہ اور کہاں سے ہوگی۔ اور جیسا کہ ان کا اعتقاد ہے کہ وہ خود
 ہی ان کے سامنے کوئے سیاہ و سیاہ و فساد و نام کر رہا ہے چنانچہ خود مرزا صاحب نے بھی
 لایا کہ ہو کر سر کے صفحہ ۱۳۸ کے عاجزہ یہ صاف اقبال کر دیا کہ گورچ کوسم و جسمانی
 جوئے سے منزہ خیال کریں اور اس کا تعلق جسم سے ایسا مجہول لکھت و بر تراز عقل
 و ہم خیال کر س جیسے۔ روح کا حدوث بر تراز عقل و ہم ہے۔ تو پھر اللہ کوئی اور نہ
 ورنہ نہیں ہوتا تھا

کفر و ایمان خدا کر کے جس مات پر آیت کو پورا سمجھتے تھے اور جس قرآنی علامت
 پر آیت جامہ میں بھٹے نہیں سمجھتے تھے۔ وہ خود آپ کی زبان اور علم سے بھٹی
 سخی با محنت ثابت ہو گئی کہ جو کہ جب بموجب الہام قرآنی روح کا حدوث بر تراز

وہ قدیم ماننی پڑی۔ اور یہ عقیدہ باطل ثابت ہوا کہ محدث عالم سے پہلے ماسوا اللہ
معدوم مطلق تھا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ شریک موجد کی طرف سے اور محرک موجود
کی طرف سے انقلاب کا باعث ہوا۔ یہ سوچتے ہیں کہ وہ شے کیا ہے کہ جو اس انقلاب
میں محرک اور محرک کی حالت میں آتی ہے۔ اگر کوئی شے ہے تو وہ قدیم ماننی پڑی اگر
کوئی شے نہیں تو محرک کون قبول کرتا ہے اور محرک کس کی طرف سے ہوتا ہے جس سے
انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ موجودات کا وجود اگر نتیجہ انقلاب اول مانا جاوے۔ تو اس
سے وہ شے نہیں بنے حرکت و وجودی اس انقلاب میں قبول کی۔ اور خود اس کی جانب
سے محرک جو انقلاب کے آغاز سے پہلے موجود ماننی پڑی۔ اور وہ شے ماسوا اللہ
قدیم ہر جاوے گی۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ موجودات کی محرکی دائری اور کوتاہی اس حرکت کی دائری
و کوتاہی ہے یہ اگر یہ مان لیا جائے تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ موجودات میں کوئی شے ابدری
ہے حالانکہ قرآن و مولوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ روح ابدرک بشت یا دوزخ میں
رہے۔ بلکہ مولوی صاحب اس عبارت کی آخری سطریں کائنات کی ادبیت سے غور
کر لیتے۔ شاید مولوی صاحب کو اس سے بھی انکار ہوگا کہ روح ابدرک بشت یا دوزخ
میں رہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے خالد بن ولیدؓ کیو نکہ ابدرک وہ شے رہ سکتی ہے
سے جو بری ہو۔

اسی کتاب کے صفحہ ۸۹ پر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بھلائی بڑائی ہر شے کی ازلی
ہے۔ مگر وہ مقام ہے کہ اگر بھلائی بڑائی ہر شے کی ازلی ہے تو ہر ایک شے بھی ازلی ماننی
پڑیگی۔ کیونکہ بھلائی بڑائی صدقا ہے۔ میں صدقا موصوف سے الگ نہیں
ہو سکتی اگر مولوی صاحب کا یہ مطلب ہے کہ بھلائی بڑائی ہر شے کی ہے تو ہر شے کے وجود
سے پہلے ہر ایک شے کوئی۔ اور بھلائی بڑائی پہلے موجود تھی۔ تو چونکہ مولوی صاحب کا
یہ عقیدہ ہے کہ محدث عالم سے پہلے خدا کے سوا کسی اور کوئی شے نہ تھی۔ تو کیا یہ بھلائی
مرا لئی معاد اللہ خدا کی ذات میں تھی۔ یا جدا اگر ذات میں تھی تو اس کی ذات
لذیم ہونے سے ہر جہاں ہو سکتی حالانکہ مرلے اگر ذات خدا کی مضافی تو کوئی صفت
خبر موصوف سے الگ نہیں رہ سکتی اس لئے اس کا موصوف بھی ماسوا اللہ کے

قدیم ماننا جس سے مولوی صاحب کا مسئلہ محدث باطل ہوتا ہے۔
مولوی صاحب فرماتے ہیں جیسے۔ آفتاب کی شعاعیں واحد ہوں اس آفتاب کی
تفصیل ہیں۔ میرا آفتاب کے جرم میں یہ نور ہوتا ہے۔ گو نسبت شعاعوں اور نور
کے اجمالی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن لاگوں درجہ ان سے زیادہ ہے۔ کیوں یہ ان سے پیدا
ہوتی ہیں نہ ان سے کو لازم میں ایسے علم جامی سے علم تفصیلی پیدا ہوتا ہے۔ سو ہم
اس علم تفصیلی ہی کے مخلوقات کہ موجودات نہائی کو جس طرح شکل نہیں سنبھالیں
کے قدیم ہونے میں کچھ انکار نہیں۔ اور کوئی تقریر دلیزیر صفحہ ۳۴

مولوی صاحب کے اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ ماسوا اللہ موجودات
پہنائی کو قدیم مانتے ہیں اس سے ان کا یہ اعتقاد قرآنی باطل ہو گیا کہ محدث عالم سے پہلے
ماسوا اللہ کوئی شے نہ تھی۔ کیونکہ موجودات نہائی کی قرابت کے مولوی صاحب قائل
ہو گئے جو اگر کوئی شے ہے اگر کوئی شے نہیں تو وجود کا اطلاق بھی اس پر نہیں آ سکتا۔
غلام احمد ۲۔ اور نیز وہ مبداء کل فیض کا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کا مرتب ایک ناقص
کام ہو گا۔ اور جو اعلا درجہ کے عجایب کام ہیں۔ انکی نسبت ہی کہ خارج ہوا۔ کہ وہ سب خود
موجود ہیں۔ لیکن ہر ایک عقیدہ صحیح ہے۔ اگر انکی حقیقت ایسا ہی ہے۔ تو اس سے اگر
قرآنی طور پر پریشور کا وجود مان بھی لیا جاوے تب وہ ہدایت ضعیف اور بھلائی وجود

ہو گا جس کا عدم وجود مساوی ہو گا یہاں تک کہ اس کا اگر نہ ماننی فرض کر لیا جاوے تو
روحوں کا کچھ بھی چرچ نہ ہو گا۔

ثروند پریشور کی قیض کا مبداء ضرور ہے۔ کیونکہ خداوندی فیض تمام انہی کی ذیاف
منفع الحیات سے وابستہ ہیں کسی شے سے نہیں ان کا کوئی کام ناقص نایا کامل مثل
احکام قرآنی کے نہیں جہاں تغیر و تبدل کی ضرورت ہو بلکہ مثل وید و قانون کامل و پائدار
ہیں اور اعلا حکمتوں اور قانون کے آثار۔ یہ حقیقت یا اگر نہ مادہ اور نہ علم یا جہاں
روحیں خدا کے قیض قدرت میں تو ادوی زمانہ سے ہیں مگر خدا کی بستی سے بستی اس
لائی ہوئی نہیں ہیں۔ ہاں ان میں جن قدر برکات و فیض ہیں ان سب کا مبداء خدا
ہے اور انہی کی عبادت سے ان کا حصول مدعا۔ تمام گونا گوں عالم کسی ہر اگر نہ مادہ سے ہوتا
نہ اپنی انتہائی اور علم ہے جو حکمت ناقصا ہی سے پایا ہے مگر بستی سے بستی میں ہیں
لایا۔ اور اسی طرح تمام روحوں کو خدا نے ان کے اعمالوں کے مطابق رذالت اور طرافت
دی مگر عدم سے موجود نہیں کی کیونکہ قدرت امروزی میں عدم نہیں ہے۔ آپ کو کہتے
شرم نہیں آتی اور خدا کا خوف دل میں لاتے ہو۔ کہ خدا خالی مالک کل کو بستی کا معاد
اللہ خدا بتلاتے ہو۔ اور اس مذہب پر فخر کرتے ہو کہ ہم اس خدا کے پیرو ہیں جس کے
گھڑ بستی ہی بستی ہے اور بستی اگر ہے تو چند روزہ اور چند سال بھلا ایسے خدا کے کیا ہو گا
ہے اور ایسا خدا الہی وابدی کب ٹھہر سکتا ہے ہر اگر نہ مادہ اور جہاں روحوں کے مقابلہ
میں ایک عظیم الشان جہانوں کا پیدا کرنا اور بے شمار روحوں کو کرموں اور سارے فضیلت
اور ذلیلت میں پہنچانا کر در درجہ زیادہ قدرت و کمالیت کا کام ہے جس کو آپ تعصب
قرآنی یا شامت سلطانی کے سبب بغیر معارف دیکھ رہے ہو۔ روحوں میں کوئی علمی یا
علی فضیلت خود بخود نہیں ہے۔ بلکہ تمام خارجی اور برونی ہیں جو اس کی عبادت اور اس
کے فرمان پر عمل درآمد کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ قرآنی ایک انوپر (لاٹائی) اور پر
حکمی مان ہے اور سب چار پر کا سماوی اور پرکاش والہ ہے اور حقیقت وہ ایسا ہی ہے
کہ آپ کا وہی و وسواسی خیال۔ اسی واسطے اسکا ماننا و احسانا ہیث ضروری ہے اور
اس کے مدحا اللہ کی دہونے میں سراپا اور قطعی چرچ ہے ہاں مسلمانوں کا کچھ چرچ نہیں
کیونکہ خیر الما کرین کے بھائی برصیرات تاملین موجود ہیں اور امت احمدی سے انکی
کی محبت و الفت بھی روز افزون ہے۔

غلام احمد ۲۔ اور وہ اس لائق ہرگز نہیں ہو گا۔ کہ کوئی اس کی بندگی کرنے کے لئے
مجبور کیا جاوے کیونکہ ہر ایک روح اس کو جواب دے سکتی ہے کہ میں حالت میں تم دے
مجھے پیدائی نہیں کیا۔ اور نہ میری طاقتوں اور قوتوں اور استعدادوں کو تم نے نایا
تو پیر آپ کس استحقاق سے مجھ سے ایسی پرستش چاہتے ہیں۔ اور نیز جب کہ پریشور
روحوں کا طاق نہیں تو ان پر محیط بھی نہیں ہو سکتا اور جب احاطہ نہ ہو سکا تو پریشور
اور روحوں میں حجاب ہو گیا اور حجاب حجاب ہوا تو پریشور سب گیا یا نہ ہو سکا یعنی
علم غیب پر نہ اور نہ را تو اس کی سب خدائی درجہ ہم پر ہوئی تو گویا پریشور ہی ہاتھ سے گیا۔
تریدیر ملا صاحب یہ اعتراض آپ کے قرآن و حدیث سے ناواقفیت کا ثبوت ہے
جس کا ہر فقرہ بتلا رہا ہے کہ آپ کو معقولیت کی ہوا نہیں لگی کہ جس نادان سے آپ
نے سنا کہ ہم لوگ اس کی بندگی کے لئے مجبور ہیں حضرت مجبور ہیں بلکہ مذکور ہیں کہ اس مذہبی
کمال رحمت و فضل سے ہماری طاہری آنکھوں کے واسطے جو رشید اور باطنی کے لئے
نور ماور و عطا فرمایا۔

واضح ہو کہ عبادت صرف روح کی ہے ہر روحی کے واسطے ہے نہ کہ خدا خالی کی ترقی
و کمالیت کے واسطے۔ یہ ہماری عبادت کا معنی نہیں تاکہ ہمیں مجبور کرے

باشد و ان مادہ حاصل قوت ماسے صورتها با سبب چون بود چنانی قابل فنا
نیست بجز ابرمجورہ کہ از جنس و نفس بیوی مقدس بود و اولے باشد و عدم قبول فنا
و دیگر مطلق آخری سال اول قسم اول فصل دوم مضمون ہوا و ہا
ایسا ہی مادہ اور روح کی قدامت کو دیگر مطلق ہے چنانی و توان و دیگر اور اور
بھی مانتے رہے اور اب بھی مانتے ہیں اور مانتے رہیں گے کیونکہ کتہ کا ثابت بھی
نہیں ہوتا۔

سچ تو یہ ہے کہ ایسا ماننے بغیر خدا کی سچی محبت بھی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس کی سچی
شان اور سچی عظمت کا علم ہوتا ہے و دیگر وہاں غلط تیرازی علیہ الرحمہ کلن پریم اور چنانی
کے ساتھ اس وید و کت سے کچھ سے اپنے معبودان کی کی سچی محبت کا اظہار فرما رہا ہے

۱۔ بابوئے من پوششی مرابا یاں نیست ۲۔ انچہ آغاز نثار در مینر و در انچام
اسے نیستی سے ہستی مانتے والو جیسا آپ معلول کے وجود سے پہلے علت قاعلی بیستے
خدا کو موجود بالفعل مانتے ہو ویسا ہی آپ کو مادی اور علت آئی کا وجودی معلول
کے وجود سے پہلے موجود بالفعل ماننا پڑے گا فقط علت قاعلی سے معلول موجود
نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ جب تک متینوں و متین معلول کے وجود سے پہلے موجود بالفعل نہ ہوں۔
تو تک معلول کا موجود ہونا ناممکن ہے اگر آپت ارواح کے حدوث کے قابل ہیں
تو آپت اس کے علت مادی کا بھی پتا چلائے۔ اور قرآن کے علم لدنی کو نیز بحکامات
پر چلائے اور جب آپ ارواح کو حادث مانینگے تو ایگو ان کی ابدیت سے بھی انکار کرنا
پڑے گا۔ کیونکہ کوئی حادث ابدی نہیں ہو سکتا اس دلیل سے کہ جو پیش ہے وہ ضرور

بگرتل ہے جس کی اپنی پٹا اٹھ کا وناش ہے۔ ہر کوئے را جتا دے لازم است۔
یہی صحیح علما اصول ہے اور بہت شاہدینوں کا سر ہاٹ۔ اور جیسا آپ کو ارواح
کے حادث مانے سے ان کی ابدیت کا انکار کرنا لازماً ہے یا کلا سبب احاطہ ابدی و عذاب
ابدی بھی باطل ہو جائے گا۔

اب ہم آپ کو آپ کے علم کلام کا خود دکھلائے میں غور سے اسے سوچو تاکہ خود ہم
آپ کے علم و حکمتیں علم کلام میں موجود و قدسوں پر تقسیم کرتے ہیں ایک اور جیسا وجود
دوسرا ممکن الوجود۔ واجب الوجود اکیلا ایک خدا ہی مانتے۔ اور ممکن الوجود کل ماسوا
اللہ کو کہتے ہیں۔

اس قسم کے بعد ایک تیسرا متفق الوجود قرار دیتے اور پھر اس متفق الوجود کی وضاحت
چلائے ہیں ایک متفق الوجود لغیرہ و دوسرا متفق الوجود دلالت ہے۔
متفق الوجود لغیرہ سے مراد ان کی یہ ہے کہ جب تک کوئی ممکن الوجود وجود میں ہے
تب وہ متفق الوجود لغیرہ ہے نہ مثال جیسے زینا جیسا کہ قبل از حدوث معدوم تھا
اس وقت زینا متفق الوجود لغیرہ تھا۔ پھر جب زینا حادث ہوا تو ممکن الوجود ہوا
دوسرا متفق الوجود دلالت ہے جس کا وجود بالذات متفق ہے اور مثال دیتے ہیں کہ

جیسا شریک یاری تعالیٰ جو واجب الوجود کے واسطے عدم بھی جائز نہیں ہے
اور ممکن الوجود کے واسطے عدم اور وجود ہر طرف سے ہیں اس بیان کے ساتھ کہ
ممكن الوجود کا جیسا عدم صحیح ہے ویسا ہی ممکن الوجود صحیح ہے فی الجملہ اس
جیسے یہ گہرا کہ قاجب الوجود ایک ایسا موجود ہے کہ اس کی ذات کے واسطے
عدم بھی جائز نہیں اور ممکن الوجود ایک ایسا موجود ہے جس کا وجود درمیان
عدم کے ہے۔ اور جیسا اس کا عدم صحیح ہے ویسا ہی اس کا وجود صحیح ہے۔

یاد رہے متفق الوجود دلالت ہے واجب الوجود کے ایک ایسی قسم قرار دیتے ہیں کہ جس
کے وجود سے پہلے مادہ موجود تھے اور انہی کے راد ہی ہونے سے ہر گت کی
اسی مانتی ہے اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو جو گت بھی نہ ہو سکتا ہے۔
موجود نہ ہونے کی آگے جو مانے اور جو مانے ہے وہ بھی نہیں ہو سکتا۔
اور ہی مسئلہ تو اب کے علاوہ اس کے بھی ایسا پہلا علی اصول قائم کیا ہوا ہے جہاں
پر دیگر و کسی صاحب قرائت میں نہ خود جسم نہ خود معدوم ہونے میں ان کی مقدار
پر ہی ہے۔ یہ و جوامع ما وزن عام والقول میں قائم رہتا ہے بلکہ انہیں اس سے ثابت ہے
کہ نظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہو سکتا اس کی مقدار سے بقد ہے اسی قدر ہی ہے نہ ہر گت
بجہ نہ گت ہے کہ ممکن الوجود کو ذرا بھی عالم سائنس سے بہرہ ہوتا تو اسید واثق ہے کہ
ایسا ہرگز ناممکن نہ ہوتا کہ خدا نے ہر گت کو عدم سے بنایا ہستی سے کسی میں لایا نہ ایک
ایسی مادی اور جلی کی بات ہے کہ جسکو آج کل کے طفلان کتب بھی نہیں مان سکتے
بہر حال اس پر ایمان رکھیں۔

مگر جب تک آپ لوگ یہ خیال کرنا نہ چاہتے کہ اس سے ارادہ سے قدرت سے ذرے
بیا یا دل سے ذرہ نہ کرینگے تب تک آپ کو ہرگز مادی اپنی کا علم نہ ہو گا۔ اور
دیکھئے جیسا اہل اسلام نے یونانیوں کے علمی خزانہ پر کسی قدر دسترس پایا۔ اور کچھ گہرا
ذرت کی بعض علمی کتابوں کا ترجمہ کیا ہے ان کی بھی انھیں کھلیں جتنا پتہ تحقیق ملوسی
انھیں الدین صاحب نے اپنی کتاب مابا خلق نا ظیری میں لکھا ہے یعنی بدو است
کہ نفس ناقص بعد از انحلال ترکیب بدن باقی ماند و مرگ را بقا او طریقہ بود۔ بلکہ یہ
تجربہ عدم پر جائز نہ ہو و دلیل میں مطلوب ان است کہ ہر موجودیک باقی یا نہ ہو یا ہو
روا بود و قادر و بعلل لا وہ کہ قائم ہوا و بعد بقوہ بود لازم کہ جو کل فنا از قوت
بفعل اور مستقیم بقا و فنا شد و یک حال و این محال است پس باید کہ انچہ بقا و بعلل
بود و ان چیز بود کہ فنا و بقیوہ بود و لا محالہ مانکہ تلاقی اولی و لا آئین سخن کہ فنا و
بقوہ است صحیح بقوہ باشد نیز انصاف چیز سے بایکال عدم چیز سے دیگر کہ میان ایشان
ملاقات نہ ہو و چون مساوی و میاضی مثلاً صحیح بقوہ و اما با فرض ملاقات ایل انصاف
صحیح بود مانند انصاف جسم یا مکان عدم ہوا دیگر در حال بود و ملاقات معنوی
ایمان حال و محال تواند بود یا نشان دو حال در یک محل و ملاقات دو حال و دیگر
محال اتفاق بود در صورتی۔ و فی صورت ذکر ملاقات ضروری است میں ملاقات
انچہ بقا و بود و بعلل و انچہ قادر و بود و بقیوہ ہر موجودی کے در دیگر سے بود و مثلاً
کہ مانتے محل در حال بقوہ ہا سبب چہ بقا کے حال بعد از فنا سے محل متفق بود۔
پس انچہ قادر و بقیوہ بود و محال او ان موجود بود کہ بقا و بقیوہ است و انچہ
معلوم شد کہ ہر موجود باقی کہ مابہر صحیح بود در محل حال بود و حال یا صورت بود یا
عرض پس فنا نیز بصورت یا یہ عرض جائز بود و مادہ است کہ وہم کہ فطن حال
نیست در محل بلکہ جو ہر است قائم ہر ذات خویش بد جسم و در جہانی۔ میں حال و در
نیوہ با انحلال ترکیب بدن معدوم شود و اگر کسی بطریق استقرار نظر کند در حال
اجسام و متبع امور ترکیب و تالیف اعضاء ان فکر دقیق بقدرت رساند۔ و انما ممکن
و فیما دیا لغیرہ و اور معلوم شود کہ صحیح جسم بھی با عدم سے خود۔ بلکہ بعضی مابا خلق
اور ترکیبات و تالیفات و صود و کیفیات ہر گت موقع مشترک ایک مادہ یا بی مستقبل
سے خود و معامل ہیں احوال و ہر ہر اوقات پر قرار خود میں یا خود علیہ آپ ہوا وجود ہوا
آتش و مادہ کہ ان میں نہ صورت نہ بظاری سے خود ہر سبیل چلن در ہر حال ہو جو یا نہ
والا نہ ہستی۔ کہ آپ ہوا خود و ہوا آتش۔ چنانکہ اگر موجودیے با عدم شود و دیگر سے
در وجود دیگر کہ میان ایشان چیز سے مشترک نہ ہو نہ جان گفتن کہ ان موجودان کی موجود

—

الایت سے کیوں اور کس دلیل سے انکاریں۔ کیا نہیں سمجھتے کہ بڑا بڑی مانیا جاوے گا وہ باہر دوزلی ماننا پڑے گا۔ کیونکہ عادت کی پیروی نہیں ہو سکتی۔ اور عادت ایک سے زیادہ چیزوں کے ملاپ سے ہوتی ہے مگر یہی محدود محسوس نہیں ہو سکتا اور جو رکب ایسے ملاپ سے بنا ہے اس کے اجزاء میں سے اس کی ترکیب دی گئی سب محدود ہوتے ہیں اور محدود چیز کی سب ملاقیں بھی محدود ہیں اس لئے باہر دور ہر ایک رکب کے واسطے انحلال ترکیب لازمی ہے۔

اسی طرح جیسے محمدی یہ بھی جویت پیش کر کے ہیں کہ اس عقیدہ سے خدا صالحیت میں مادی کا محتاج نہیں رہتا ہے اور یہ اعتقاد خدا کی شان خداوندی کے برخلاف ہے جہاں چاہے وہی لکھا ہو کہ خدا نیسا چاہے نہوایہ حیاتی کے کام چلائے ہیں کسی خبر کے بغیر کہ انسانی وجود کو محتاج نہو بلکہ جس چیزوں پر خدا کی کرتا ہوا وہ سب اسی کے ہاتھ سے نکلی ہوں، ص ۱۸۰۔

تو ردیل اپنے افسوس کو لوگ یہی نہیں جانتے کہ امتیاز کس کو کہے ہیں دیکھئے امتیاز کا اطلاق تباہ کن ہے کہ جس چیز کی خواہش ہو اور وہ بیحد مستحود ہو تو ہمارا لگہ ایسا نہیں ہے۔ ورنہ وقت جا رہا ہے، اتنا سواریاں اور وہ بیحد مستحود وقت خوار کے قبضہ قدرت میں مستحود جس کسی مفقود یا پور نہیں۔ ایوں سمجھنے کو پرانا تانے کے قبضہ قدرت سے کبھی ہاتھ نہیں ہوسکتے یہ احتجاجی کس کی آواز کس کو۔ ادا کیا۔ اور کیوں۔ (نہ نچو ورنہ جس میں ارشاد ہم

حتیٰ ان لا یطعم علیہا سجۃ من السماء او یتکلم علیہا اب الیوم ثم یرحمہ من یکلمہ ہم کہیں ایسا ہی کہہ
ہیں مگر سوال میں پہلوں کے اور جب کہنے لگے کہ کیا اللہ آگاہی دین حق ہے تو اسے پاس سے تو میر
رسال پتھر شمال سے آیا پھر کوہ کی مار کھٹ قالوا لئن القرین ان یا حی و یا قیوم و ما حوج مفردون
فی کلما یض فیہن یحفل لک حرجا یطعن فیہا و ینہا و ینہم سدا قال ما مکی یدہ سرفی
خیر و اعدتونی بقوۃ الحعل ینہم و ما ترجمہ ہونے سے دو القریں یہ یا حی و یا قیوم و ہونہم و ما
ہیں ملک ہیں سو کہ تو ہم پر اور ہر جگہ کچھ محفل اسیر کرنا دے تو ہم اور ان میں ایک آڑ و لاو
مقدور دی مجھ کو میرے لئے وہ بہتر ہے سو رو کر و میری محنت میں بادوں تمہارے انکے دریا
میں ایک دیا یا ماسی الخ سورۃ نصر و عتکیوت و قمر و ذحوف و کھف و آل عمران وغیرہ
میں بہت آیات موجود ہیں علاوہ ہر ایک میں گلابیہ ہر ایک احمد کے صفحہ ۷۷ و ۷۸
ہی چند سورتیں فاروق مسطلہ سے روح کیجئے ہیں مسکو ہاں ہر ہم فاروق مسطلہ سے قرآن
کے سورۃ قبل کے خواب میں سورۃ قبل سالتے ہیں اور فصاحت قرآنی کی امیل کرتے ہیں
سورۃ فیل قرآن سے العزیزیک فعل یریک یا صاحب العیل و الذی یحفل کیل ہم
فی قہلیل و وارسل علیہم طیارا اباسیل تو ہم ہمہ تنجا رۃ عنہم تنجیل و جعلہم کصیف
ماکول و سورۃ فاروق سے العیل و ما اذہر یکما العیل و لہ ذب و شیل و لہ خرطوم
طویل و وان ذلک من خلق من بنی الفیل علی کل شئی کفیل +
اس سورۃ فیل کے عرب کے صدر با جمیع اولیاء امیوں نے قرآن کی سورۃ سے صاحت بلاغت
میں گمراہ کیا ہے اور اکثر علماء اسلام نے بھی مساوی جانا ہے۔

اس مرزا غلام احمد کے ایک تارہ مقررہ کی بھی تردید و احبات سے ہے جو اس نے کتبہ کے صفحہ
۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ پر درج کیا ہے۔

غلام احمد ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم شرف میں دیکھا کہ بعض احکام تصاویر
میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا اور پھر اس کو خط کرتے کے لئے خدا
و نہ قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا ہے ماریاد رکھا گیا ہے کہ کاشفات اور روایا عالم
میں اکثر ہوتا ہے عرض وہی صحت اعمالی جو بجا شرف قوت متحیل کے لگے ایسی دکھائی دی
تھی جو خداوند قادر مطلق ہے اس ذات بخون و پگھلیں کے لگے وہ کتاب قصا قدر میں کی گئی
اور اس نے حوائک حاکم کی شکل پر متش تھا اپنے فکر و مری کی دوات میں ڈیکر اول انہیں
سرخ کو اس عاصر کی طرف پتھر کا اور لقیہ سرخی کا قلم کے ہونہیں رہ گیا اس سے اس کتاب میں
دستخط کر دینے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دھونگی ماریاد لکھ کر جس صاحب میں دیکھا تو کوئی قدر
سرخ کے نازہ تازہ میوں پر سر سے پتھر ایک صاحب عبد اللہ نام جو منور ریاست پیار کے رہنے
والے تھے اور اس وقت اس حاضر کے پاس مردیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ دوا میں قلمہ بر مری
کے اس کا ٹوٹی بریسے ہیں وہ سرخی حوائک اکثر بھی تھا و جو جاری پکر کو طر ائی اسی طرح
اور کئی مکاشفات میں عطا لکنا موجب قتل ہے۔

تروید و وجب خرافات آپ لوگوں کے بعض مجال ہم نے ماکر فزی خدا کے قوی دی عرش
کے بالا سارہ بر خیا کی مری کرتے ہوئے اور اسی خدا نے ریح حاجت ضروری کے لئے کسی تالیخ
کی پیشی کا کام چھٹکانے کے واسطے آپ کو عرش پر بلایا ہوگا جو نہ کہ نامستول بہتان ملاطی اپنے
ذہن رسالے جس کی محکوس بندہ و ازای اسلم انسا قلیں کہ ہے اپنے بطور خواب و خیال کے ظاہر
ہیں کیا بلکہ ایک مرقا فی اس شہادت پر بھی سے لکھا ہے کہ احکام قصا و قدر اپنے اپنے ہاتھ سے
لکھو کہ کتاب قصا و قدر کی اس دات بچوں کیجیوں کے لگے پیش کی اور اس نے حوائک حاکم کی
شکل پر متش تھا ایہ قلم کو سرخی کی دوات میں ڈیکر اول اس سرخی کو آپ کی طرف پتھر کا اور لقیہ
سرخ سے جو قلم کے منہ میں رہی اس کتاب پر دستخط کر دینے چاہیو عرش سے و اس نے نہ کہ پتھر
قلات سرخی تازہ بنا دیا ہے کے کیوں ہر مردہ ہے اور ایک شخص عبد اللہ نام کی ٹوٹی پر بھی چند قلمات

پڑے کیونکہ وہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس پر چند اعتراض ہیں۔

(۱) حضرت اول نے فرماتے کہ یہ غیر قرآن الہی باری برقی ملاقات و شہرہ کے واسطے عرش پر
بائے گئے تھے مگر اسے واسطے بھی وہی برقی کرنا تھا یا رس و غیرہ لکھا کر اور پھر کھینچے گئے تھے ماریہ عبد اللہ
ماریہ کوئی تہارے ساتھ اور بیا وقت پیشی تہا ہے پاس بیٹھا ہوا ماریہ عرش سے ہنکے مکاں پر
بیٹھے ہوئے آدمی کی ٹوٹی پر قلم کا قطرہ بلکہ تیرہ ہدف پتھر یا سخی احوال محال ہے ماریہ اسکی ٹوٹی پر شعہ
قلم غرنا اس طرح ہو سکتا ہے کہ صاحب ابی پیشی کا ماریہ پر کرنے کی عرض سے کتاب قصا و
قدر میں میں لیکر آپ کی صیت انعام میں عرش پر سے اترے ہوئے۔ لیکن دو صورتیں ممکن ہیں
صورت اول تو اس وجہ سے کہ پتھر خزانہ ان کے ساتھ آئے مقرب اور معلم صحابیوں سے طرح
پر کئی بھی ساتھ ہیں ماسک میں آپ کے ایک اجنبی آدمی کی کیا حقیقت ہے صورت دوم
اس طرح سے کہ خدا صاحب اول اس وقت زمین پر اترے تھے کہ جب حضرت آدم کا قالب
ریش کی مٹی لیکر اپنے ہاتھوں سے طیا کرنا تھا یا بموجب دایت، قبیل یعقوب کے صاحب پیشی
لڑنے و فرخ خاص ضروری موقعوں پر ہر ہر آنے تھے آئندہ کے لئے قرآن میں یہ دو گمراہ شہر
فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اترے کی یہی تکلیف گوارا کرنی چاہئے دار۔

(۲) قرینہ سے قیاس میں گمراہ ہے کہ کوئی فرشتہ خدا صاحب کی پیشی میں شریعت داری کرتا تھا یا
بیاری و غیرہ کے سبب غیر حاضر ہوا۔ تو دیگر فرشتگان جو ہمیشہ حاضر حضور پر ہیں اور انہیں کے ہمار
سے حدودی کے کام چلتے ہیں شہ وہ سب فرشتے سلطان المعصر بہ شیطان کی نظر کشی کے
مقابلہ پر مامور ہوئے ہوئے گئے جس سے پوری حالی رہی اور آپ کے لئے ان کی توجہ پتھر آکر قیاس درست
ہیں تو آپ صحیح شریعت فرمائیے۔

(۳) چونکہ قادر مطلق کے شعیب کے معنی میں کر جو بے قید و آزاد قادر ہوئے محتاج بالعباد و کلاکات
حاریرہ ہوں۔ مگر وہ آپ کا خیالی خدا کی تشریف داری کا محتاج کتاب قلم کا قلم سیاری دوات کا محتاج
کسی جسم میں اور ہر ایک جسمانی اعضا کا محتاج تھا و قدر کے احکام لکھنے کا محتاج ایک معقولی لکھا
ثابت ہوا۔ بقول لکھن خانوک قلم بند کن کہ از یاد مردم گمراہی میں نہ ہیں اسکو قادر مطلق لکھا
تھارے یا رہ کوئی یاد دہانگی پر دلالت ہے چلی ہذا القیاس اسکی قبل سلب کی تعریف کر ماریہ
تہا ہر مثال جوں کے نشان ہیں کیونکہ اس سرخ رنگ زبا رتارہ ایجاد داری میں سیلو ماریہ لکھتے
ہیں مسکو کرد و ات میں بچائے سیاری کے ڈالا ہوا تھا اور ہم سے آدمی کو پیشی میں بلوایا علاوہ
مراں جس طرح ایام ہوئی میں اول مہنود انیس میں رنگ و اکثر خبر کر تھے اس میں بھی طرح ہمارے
اور سرخ رنگ چہرہ کا اور ذرا نہ سحران کیا یا وجب کرتے نہ صاف طور پر لکھا ہے کہ ایک
حاکم کی شکل پر متش تھا اسے چون کیجیوں لکھنا دوا لگی ہیں تو کیا ہے۔

اگرچہ آپ کے ایسے جنون کا خواب لکھا سنا نہیں تھا جیسا کہ بعض باطل اس طرح کی بہت کوس
کو پتھر ہیں اور کوئی ان کے ہزاروں کہچہ نہیں کہتا لیکن اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ باطل لوگ
اُن باطلوں کو مستاد پر با مجذوب فقیر خیال کر کے اُن کے لگے پتھر پتھر اُن کی خدمت کرتے
میں اوقات ضائع کرتے اور اُن سے مراہیں بانگتے ہیں ایسے سادہ لوحوں کو آپ کے جنون و
ریا کاری سے بچانے کو بطور مفید عام کام صواب سمجھ کر اس دیوانہ خیال پر پتھر آتروید لکھی گئی
ہے اور تعجب بلکہ افسوس ہے کہ باطل اسلام سے کوئی مولوی کوئی فقیر کیوں آپ کے علانیہ کفر
کی نسبت بغیر و تہذیب کا متوہی نہیں رہتا ہے۔

دین میں ہم ایک لائق بوہین کی لئے فصاحت قرآنی پر لکھ کر اس مضمون کو منہ کرتے ہیں۔
مختصری اقرار کرتے ہیں کہ قرآن خود ایک مجرہ ہے کیونکہ اس کی عبارت ایسی عمدہ ہے کہ کوئی
آدمی اس کے موافق بنا نہیں سکتا میں نے ماکہ بیچ ہے۔ مگر سکت کی عبارت بھی بہت
اچھی ہے بیشک کوئی شخص حد کی سکت عبارت کی مانند نہیں بنا سکتا اور پتھر کے
یہ سکت بھی بہتر میں کہ سکت کی عبارت کی مانند کوئی بشر نہیں بنا سکتا پتھر کی کس طرح

ادراسی طرح وہ لڑائیوں میں کبھی کامیاب اور بعض مرتبہ ناکامیاب ہوتے رہے (دیکھو کرسٹیس کی کتاب کا دوسرا باب)۔
غلام احمد ہم ہم۔ ہاں بعض سختی عجیبہ جتنی طوڑیہ امت کے جہانے ہیں
جیسے یہی معجزہ شق القمر ایسے سوچے پریقین لانا یا نہ لانا ایسے علم میں یا محض
موقوف ہے۔

تر وید۔ بتیک علم عقل بر تو موقوف ہے مگر ثبوت بھی تو یہ ہے کہ حضرت علی کی
نماز کبھی اسے سوچے گا وہ اس لڑائی اور دنیا میں ہی کا اطلاع نہ لانا۔ شق القمر
کا جو جانا اور سوائے مرزا صاحب کے کسی کے خیال میں نہ آتا ہے وانا وحقیقت
فاضل گذرے ہیں۔ سب اس معجزہ سے انکاری ہیں کہ جہاں کی زبان پر آتا ہو
صدقہ جاری۔ وحقیقت علم وسیع و بے علمی پر انکار و اقرار کا استعارہ ہے۔ آپ
واسطے ہر ایک دانا کو انکار ہی سزاوار ہے۔

غلام احمد ۲۵۔ کیونکہ اول تو یہ اعتراف ہی اگر دعویٰ طور پر بھیج بھی تسلیم کیا
جاوے اور یہ اقرار دیا جاوے کہ اس آیت قرآنی کے دوسرے ظہیر یعنی میں
نویا قرار دینے سے کوئی بد اثر اسلام پر نہیں پہنچ سکتا۔ اگر گہرے شہر کا قورق
یہی کہ ہزار ہا معجزات میں سے ایک معجزہ ہے یا یہ ثبوت کو نہ پہنچ سکا۔

تر وید۔ کہ تو ٹاٹا خدا خدا کرے۔ چونکہ شق القمر کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا بنا
بر بات و حال سے خالی نہیں یا قرآن غلط ہے یا دعویٰ معجزہ اگر قرآن کی غلطی
ہے تو اسلام کا نقصان جان ہے اور اگر معجزہ غلط ہے تو نقصان ایمان کیونکہ
تمام قرآن میں سے صرف اسی ایک شخص سی عبارت میں تصدیق معجزہ کیونکہ
محمد یوں کو تجالین بھی اور اسی پر جاہل کو ایمان لانے کی فحاشی۔ شکر بر ہما
کا کہ معجزوں کا سردار مارا گیا جیسا کہ آپ خود بھی صفحہ ۲۵ میں کہتے ہیں
تو پھر اگر عدم ثبوت شق القمر فرض کر لیا بھی جاوے تو اس سے ہرج یا نقصان
کیا ہوا؟ حضرت نقصان ہوا قرآن کا۔ نقصان ہوا ایمان کا۔ آپ پھر پوچھ
ہیں نقصان کیا ہوا۔

غلام احمد ۲۶۔ صرف عنا و اور کور باطنی کیونکہ یہ معجزہ شق القمر سے
انکار کرنا ایسا امر نہیں ہے کہ جس سے اسلام کے ایک بال کو بھی ضرر پہنچ سکے
جب معجزات موجودہ قرآن کا مخالفین سے رو نہیں ہو سکتا تو موجودہ کو
چھوڑ کر ان معجزات کی جھڑپ جو آپ آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں بلکہ سب سے راہی ہے۔
تر وید۔ قرآن میں کوئی معجزہ نہیں اور جو کہاں سے جبکہ محمد صاحب بار بار انکاری
ہیں۔ آپ جو شہساری انار کے کیونکہ اتنی محنت و غاری کر رہے ہیں وہ محض
رایگان ہے۔ کیونکہ جو قرآن میں نہیں اس کو آپ کس طرح اس سے کمال شتے ہیں
معجزات قرآنیہ آپ نے بنائے یا تاویلی طور پر بنائے سب کی تردید ہر وار موجود ہے
اور ہر ایک مقررہ شہود اگر آپ کوئی اور معجزہ لائیں گے اور ایسی سفید ڈاڑھی پر دم
لگائیں گے تو ہم طرح تیار ہیں کہ جہالت کی دھجیاں اڑائیں اور کاؤب سپاہی کو ڈا
کر سفید کر دکھلائیں اور آپ کو فانی کر دیں بقول ۵ سیاہی زور و زور و زور۔
غلام احمد ۲۷۔ کیا ممکن نہیں کہ اس میں حکیم طلق نے اشتقاق و اتصال کی دونوں
خاصیتیں رکھی ہوں جن کا ظہور اوقات مقررہ سے دہشتہ ہوا ورنہ ان ارادہ سے وہی
وقت ظہور مقرر ہو جیکہ ایک جی سے ایسا ہی معجزہ مانگا گیا۔

تر وید۔ یہ بات دو طور سے ناممکن ہے۔ راہیہ کہ حکیم طلق کا کوئی کام بیانیہ وہ پہل نہیں
اور یہ بالکل بیانیہ وہ پہل جو افکار کے (اس معجزہ پر) کوئی بھی ایمان نہ لایا اور خصوصاً

تاریخ فرشتہ مقابلہ اول ذکر بادشاہان دین محمدی۔
علاوہ ہر ان کی حالت فوجی سپہ سالار اور بی بی معنی بکارتا خت و ناراج کرنیو
سروار تھے اور ہی طرح ان کے وعدے و قرار تھے جنہیں کامیابی و ناکامیابی و فو
ممکن ہیں مگر وہ تلوار سی جوش و خروش اب دنیا سے روپوش ہونا چاہتا ہے اور اس
کے ساتھ ہی اسلام بھی و دنیا میں چار قومیں سب سے زیادہ ہیں۔ اہل بودھ
دوم عیسائی۔ سوم ہندو۔ چہارم مسلمان۔ جہاں جہاں جہالت زیادہ تھی وہاں
وہاں اسلام زیادہ پھیلا۔ خصوصاً افغانستان۔ عرب۔ آخر قیہ اور جہاں ہند
اور علم مختص۔ وہاں زور سے چلے جانے سے اسلام بھی خانہ بدوش ہوا مثلاً ایران۔
استین۔ پرتگال۔ اب سولے تیسہ دہائیوں کے کھنڈروں کے محمدیت کا نام و نشان بھی
باقی نہیں ہے اور ہندوستان بھی اس کا غریب شاہد ہوئے والا ہے۔ مقام عور
چے کہ کس قدر خوش بریل اور جدل و قتال کے ہونے سے بھی تاہنہ سولے چہار
کرور کے مسلمان نہیں ہوتے۔ اور ان میں شاید دو ہزار بھی ایسے نہیں جو غریب
کی خاطر یا پسندیدگی سے ہوتے۔ اور عقرب پنڈان شاہستان کی توبہ سے ڈرا
واپس کھلا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پست بہت ہند بقابلہ ۹۰ برس کے استکارا
ہوتے والا ہے۔ برخلاف افغانستان یا روم یا سوڈان یا عرب کے جہاں اور مذہب
رہے ہی نہیں۔ اور عقرب وہ وقت آیا لاسے کہ ایران اور روم بھی طہر رنگ
توپ شریک ہو نہواں ہیں۔ پس بہتر ہوتا ہے کہ آپ ایسی پیش گوئیوں کے پیش کرتے
کے برے خاموش رہتے۔ اب عربوں کی حکومت صرف روم میں باقی ہے۔
اور وہ بھی بہت کمزور۔ چاروں طرف سے شکنجہ میں اسیر ہیں اور بے تدبیر
شاہ اہل کی مذہبی طاقت بھی ٹٹٹ از باہم ہے بلکہ شہرت عام۔ کہ ان
میں برے نام اسلام ہے۔ سکے بر آفتاب ہے اور سکے صاحب ہر کاب۔ بحال سلاطین
بے نقاب ہے اور پورے کی مٹی خواب۔

یتور کی فحاشی نادر کی کامیابی بھی ایسے ہی واقعات ہیں جو بہت تصور ہی
مدت میں دوسریں سال سے بھی کم (ناتار و ایران سے لگا جتنا کہ فحاشی ہوتے
اگر مذہبی خیال بھی ساتھ ہوتا۔ اور یا مذہب چلائیکا ارادہ رکھتے۔ تو کیوں نہ محمد
سے بڑھ کر عالمگیری کرتے۔ حضرت تود زندگی میں محروم رہے مگر تیر و نادر کی
کامیابی تو ایک دنیا کو معلوم و مفہوم ہے۔

استغفار کے واقعات و فتوحات بھی اس سے صد ڈور بڑھ کر آتا ہے معجزہ
ہیں۔ کہاں ایران و کہاں چین و جاپان بقول آپ کے فضل باری تھا۔ کیونکہ
دین آتش پرستی دنیا میں جاری کیا۔

کیا یہ باتیں باوجود اپنی ذاتی خرابیوں کے کسی خاص صداقت پر مضم
ہیں۔ ہرگز نہیں۔

باطر آفت اگر ہزار میں سونا ہیں تو بھی طوائف ہی رہیگی۔
ہاں نیک عورت اگر کم لباس ہے تو بھی عصمت تاب کہلائیگی۔
ہاں صداقت اگر امریکہ میں بھی ہونو صداقت ہے۔

۴م جہالت اگر عرش باعرب میں ہے تو بھی جہالت ہے۔
سعدی کہتا ہے خرمی اگر مگر رو۔ چوں بیاید ہونو خراب شد ۴ جس
طرح محمد صاحب نے فوج کو قرآن میں دلیریاں دی ہیں اسی طرح پوپ آریں
ثانی نے کوئل کڈنٹ کر دے بیڈس کی نسبت لوگوں کو یونہی دلیری دی تھی۔
جس کی تقریر کا اثر یہاں تک ہوا کہ لاکھوں عیسائیوں میں دین جوش بھڑک اٹھا

طرف چلے گئے۔ دو کچھو دو کچھو قرآن الکریم کی کا صفحہ ۳۴ سطر ۱۷ سے ۱۶ تک۔
پھر وہی سبیل حجاب پہن اور فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر زور دیتا ہوں
اور میری رائے میں بڑا بھاری ثبوت ہے کہ محمد کا مذہب رسول انسان کی ایجاد کو
اور کچھ نہیں کیونکہ اس نے ترقی صرف تنوار کے وسیعہ کر لی تھی ہے۔ (دو کچھو دو
قرآن الکریم کی کا صفحہ ۳۴ سطر ۳۷ سے ۱۶ تک)۔

اے ملو جو صاحب بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ ایک وقت یہ تھا کہ کلمہ دینک
ولی دین کا حکم ہوا۔ اور ایک وقت میں خداے اقتدار نے کلمہ دین کا حکم
نے دلوں میں جڑیں ڈالا۔ جبکہ انبیاء اسلام بخدا اور غلبہ نہیں تھا تو دین کا حکم
ہوا اور (تیب) علیہ السلام اور شریعت کو غلبہ دینے لگی تو دوسرا حکم ہوا (دیکھو
تائید اسلام مطلوبہ معراجی لاہور صفحہ ۳۸ و ۳۹)

بیمبر صاحب سبیل صابح بہا اور فرماتے ہیں کہ حضرت محمدؐ کی اس وقت ہے
اس کی اس (محمدؐ) کو بالکل امید نہ تھی۔ اسی واسطے اس نے یہ جھوٹے دعوے
کئے تاکہ متوے کی طرح عورت پاؤں۔ تاہم اس کے مبالغہ کا ذکر ایسا روحی اور لغو
معلوم ہوا کہ اس کے پیروؤں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور میں اس بات کو سوچے ہیں کہ
بنا رہا ہوں کہ یہ جھوٹا ہی بات باوجود لغویت کے ایک بڑا بھاری منکر کا کام تھا۔ جو
محمدؐ نے عملاً کیا اس شہریت کے حاصل کرنے کیلئے جس کو کہ اس نے بعد مرگ کے
حاصل کیا۔ دو بکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۳۳۳ سطر ۹ سے ۸ منہ
بیمبر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ محمدؐ طائف میں یک ماہ رہا۔ وہاں سو
لوگوں نے کانا چایا۔ اس نے اپنے آپ کو عظیم بنی عدی اور وہاں کا ایک معزز
آدمی تھا کہ زیر سایہ لیجے تیرہویں کی حفاظت میں ڈالا کہ جیسے بجائے۔ اس بات نے
اس کے پیروں کا دل ٹوٹ دیا۔ دو بکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۳۳۳۔
ڈاکٹر سراؤ کس صاحب بہا اور فرماتے ہیں کہ محمدؐ نے مکہ سے مدینہ جا کر سماں
اور سبیل دو پتھر لوگوں کی زمین چھین کر ایک مسجد اور ایک اپنا گھر بنایا۔ یہ بہت
نا انصافی کی ہے۔ (دو بکھو لائف محمدؐ صفحہ ۵۸)۔

خارج سبیل صاحب و بیاض قرآن میں بخوار سورۃ افعال کے قلمات میں گزشتہ
کے مال کی کچھ ایسی ہی بابت (محمدی) عجیب و غریب بیان کیا کہ خدا کے حکم سے یہ زکوٰۃ لیتا
ہوں۔ (دیکھو دنیا پر مذکور کا صفحہ ۳۸)

تقسیم تعلیمی میں ہے کہ عمر فاروق نے روزِ حدیبیہ میں ہجرتِ محمد سے انکار کیا۔ قال عمر بن الخطاب عن راسلک الایوبیہ۔ اور انیسا ہی صحیح بخاری میں بھی ہے کہ بروزِ حدیبیہ فرعون کو نبوتِ محمد پر شک ہوا تھا۔ جب کہ انہیں تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا کھڑی علیہ محمد رسول اللہ کو کاٹ کر بیک اللہم پڑھا کھڑی علیہ محمد بن عبد اللہ کاٹھا اور ابو جہل بن سہیل جو مسلمان ہو گیا تھا۔ اسی پناہ سے کاٹو کے حمالہ گروا جس کو انہوں نے اس کے روزِ وراثت مارا کہ مسلمانوں کو بڑی غارتی اور اس دولت و خیراری میں صاحبِ مال کا کھیر دینے کا ہمتہ لیا۔ اب ہم اصل عبارت صحیح بخاری کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

فطال عمر ابن الخطاب فائیت بنی امیہ فطالت السی بنی امیہ فطال بنی
فطالت النعمانی الحق وعدو ناعلیٰ لہا ظل فال بنی - ہمہ فطال فطال بنی (صاحبانہ کے
وقت) میں پیغمبر خدا کے پاس آیا - اور کہا میں نے کہا تو نہیں ہے بنی خدا کا کہہ کر
کہا میں نے کہ حق پر نہیں جس اور وہ سن چارے باطل پر کہا کہ ہاں -

قَالَ يَا لَئِمَّ الْعَرَبِیَّةِ فِی دِیْنِنَا قَالِ اِلَى رَسُوْلِ اَمْتٍ وَاَسْلَمَ اَعْصِبِهِ وَهَدَانَا مَرِی قُلْتَ

آؤ کہیں تختہ ناستانی اُسیست و لطف بہ قال علیؑ میں نے کہا پھر تو کیسے نہ ہوئی کہو۔
ہمارے وہیں رہا وہ قیلے کہا میں رسولِ اقدس کا مہلی اور میں نافرمانی نہیں
کرنا اس کی۔ وہ میرے دکار ہے۔ میں نے کہا تو نہیں کہتا جھکا کہ ہم جلد آئیں گے اور
طمان کریں گے کہا کہ ہاں۔

ناخبر تک ایک ناتیہ الحاح۔ بیشک میں نے محمدی سچی کو نہ سمجھا اس الی میں
 "قلت لاقال فاماك بايت وبعثت به۔ جس نے کہا کہ نہیں کہا تو نے کیا تحقیق تو نے
 والا ہے اور طواف کر نوا اس کا۔

قال یا نبی ابابکر فقلت الیس بنو انبی اللہ عقال نبی۔ پھر عرض کرتے ہیں کہ میں ابوبکر کے پاس آیا اور کہا اے ابوبکر کیا یہ شخص خدا کا پیغمبر نہیں ہے۔ کہا اس نے کہ ہاں۔

عزیزیکہ خود مرزا صاحب کے بیان اور شہر مشہورات و محققین میں ہر عزیزان سے صاف ثابت ہے کہ حضرت نے فریب کیا اور دغا بازی کی تعلیم دی۔ حکمت عملی کو کام کرمانا یہ تعلیم ضرور اندر خمار کر کے ہر طرف سے ہوگی۔

غلام احمد صفحہ اکا حاشیہ۔ ان آپ بخدا ایک یہ کہ اقدسے آیتے ہی کے معقول
 رکھنے کے لیے امر خارق عادت دکھلایا کہ واجو دیکھ مخالفین اس عادت تک پہنچ گئے تھے
 جس میں آنحضرت مولے رفیق کے تھے۔ مگر وہ اس حضرت کو دیکھ نہ سکے کیونکہ
 خدا تعالیٰ نے ایک کسوٹر کا چوڑا بھیجا، جس نے اسی رات غائبے دروازہ پر آتیا
 بنادیا۔ اور اندھے بھی دے۔ اور اسی طرح آذن الہی سے عنایت تو نے اس عمارت
 اپنا گھر بنا دیا۔ جس سے مخالف لوگ دھوکے میں ٹر کر کاما کو اس حالے آئے۔

تر فزید۔ اس مرزا صاحب کی تقریر سے حاف و شمع ہے کہ ہر کسب و خیال و خواہش خط
واروہ خدا خیر الما کرین کو اپنے نبی کے بچانے کیلئے اسے جی سخت مصیبت و افتخار پہنچا
جس کا حد و حساب نہیں۔ حضرت کیلئے اس اسم با معنی بکر دیب کرنا پڑا۔ چنانچہ بکر
کیا یعنی ان کی وہ بھوکھا دیتے کیلئے اسے اسمیل سی والاکو تر مذہم کا سفات تو لے
جوڑے کے بھیج دیا۔ تاکہ وہ بالکونہ ترول کا جوڑا ادا کے اکہا تے سے رستہ میں
(دہ میان عرش اور زمین کے) جفتی کرنا جو آیا اور لے ہی خدا کی مرسلہ کو تری لے
خانہ ہو کر اٹھے دیئے۔ وہ اپنے گنہ گار کے تھکے۔ پانچے دیئے۔ اس کا حال انیب
عند افتد ہے۔

صرف اس ایک مکاری کو کافی نہ سمجھا بلکہ ایک عنکبوت (شاید سورۃ عنکبوت
اول) کو بھی جلدۃ الموتی کے درخت سے باطنی کی شاخوں سے پھانٹ کر چیلنا اور
عنکبوتی کے ذریعے لٹکا کر وہ بہت جلدی ایک گرد و راہ غار ریز یا قند کی گرسے
تاکر شخیال مرزا صاحب قادیانی کے مخالف و صولکھائیں شکر کرنا کا مکر و لیلچ جو حاوی
اور کسی طرح اس کے پیچھے صاحب کو تکلیف نہ پہنچاؤں حضرت وہ کن مملوک کی
طاقت کہال ہی۔ وہ قادیان کی حقیقت کے پھر چلے گی۔ کچھ کہوئے اور عنکبوت کا
محتاج ہو گیا۔ کہوئے اور عنکبوت کے بغیر یہ قریب کہوئے کہ سکا ایا اور کن کن
کیے چکوں سے حضرت کو بچایا۔ اور قرآن میں کو دھوکے میں پھنسا یا۔ افسوس
حضرت کے بچاؤ کو اسے رب المستعین کہنا سرگردان ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب
قریش ابی دھوکا بازی میں پھنسکر واپس گئے تھے تو خدا نے ساری سورۃ الحمد
پڑھنی ہوئی۔ اصل میں قرآنی خدا صرف ایتہ افتد و غیر صلا ہے کسی قسم کی بری باتوں
اور مذہب و صفاتوں سے مترا نہیں۔

مستوائی میں لائی ہوئی ہوگی۔ کہ اگر اہلین مالاً راہیجا و فریب خود
و تریشوں کے کھوجوں کی ہم کیا تعریف کریں کہ جو کہ جنہوں نے باوجود خدا کی اتنی جیسا ہے کہ

میں چشم و میان انسان خدا و مثال اس خطبہ توفہ تا بان گشت کہ غامہ ازاں درویش شد
و چندانی اشتعال یافت کہ چنانچہ حضرت در غامہ میں اشعل آئی تو چنانچہ ریشمال میریستند
و بعضے جاسوس و جاسوسان وقت خواب و ہونہ زنی آں گہرا ہائی بودہ (صفحہ ۳۵۲) ان کے چہرہ
محتاج باب دوم فصل اول :-

عبداللہ (۱) ازاں ہی چہرہ یعنی اللہ عنہ کہ گفت مرویش رسول آمد و گفت و حضرت خود را لیس
میریدم مراد و گاری گنبد رسول خود کو چہرے از اعراض و نبوی علم ناما بود و حضرت را
مخصوص کہ کہ خوشتر از متعانت و دیکراں باطنہ علی الصبح یک شیشہ بر کشا وہ با شلخ
چو بیابانہ نا بان عطیہ منورہ فایز آئی آں و بعضے مذہب عمل نمود رسول از ساعد ہائے
سارک خویش زرق باں بویک اندوشت شد اش جمعیت ساجدہ بلی و حضرت فساد نا بجا
طیب نگار بر و بیاں ستورکلی بخت زان شیشہ بر آورد (دیکھئے صفحہ ۳۵۲) معارج
نمبر ۱۰۰۰ اراں اسکر یعنی اللہ عنہ کہ گفت روزے آنحضرت تر خواب بود و عرفی چہرہ
آں شیشہ بروں زان قد سے وقارہ کہ فرقت اتفاقا دخترے راز و دوستان میں عروس
میکردند قد سے زان عرفی چہرہ عروس بکار بروم عطار زان عروس زان ایاہم حیات شعی
نشدہ گاہ زان عطوہ البستی بر یکہ طیاریاں مزینہ گشتے و گوید کہ زان عروس حضرت و دیگر تو
نموداں را بیک زان فرزند بیوسے عمید (دیکھئے معارج صفحہ ۳۵۲) کن چہارم باب دوم :-
نمبر ۱۰۰۰ حسن و حسین کے منہ میں بان ڈالنے سے ان کی سیان چھٹی تھی صفحہ ۳۵۲
معارج النبوۃ :- (اب ایمان لانا لانا ابائے کے منہ سے) :-

علامہ احمد صفحہ ۱۰۰۰ حاشیہ :- اس حکم و وضع سے کہ تصرفات خارجیہ کے معجزات قرآن
میں کی نوع پرندہ چہرہ میں ایک نوع تو ہی کہ جو عدلے آں حضرت سے خدا تعالیٰ نے آسمان
پر نیا قادیانہ نقف و کلمایا اور چاند کو دو کوشہ کرونا
شروید :- اس ایک نوع کی عرویدہ تو کافیکہ دانی پر چکی ہے کہ اس میں بہتی نام کو نہیں
چہ جا کہ معجزہ نہ قرآن میں عا کا ذکر ہے اور نہ حضرت سے منسوب بلکہ وہاں تو معاملہ
ہی و لکڑوں اور عروس کی اور کو عاجز کرنے کے خود مٹی معجزہ ہی سرنگول ہے :-
علامہ احمد حاشیہ ۱۰۰۰ دوسرے وہ تصرف جو خدا تعالیٰ نے جناب محمد ص کی وحائے زمین
پر کیا اور ایک وقت قحطیات سالی ہنگ ڈالا ۔ یہاں تک کہ لوگوں نے پھریوں کو پیس
کر کھایا :-

تر وید :- محمدی لوگ ہمیشہ دعویٰ کرتے ہیں کہ محمد صاحب رحمت اللعالمین ہیں اور مخالفانہ
ہمیشہ تردید کرتے رہتے ہیں کہ نہیں نہیں وہ رحمت اللعالمین ہیں مگر اب محمدیوں کا
انکار مرزا صاحب کے اقتدار سے صاف جھوٹ پایا گیا اور تصدیق ہو گیا کہ وہ ضروری
رحمت اللعالمین ہیں نہ معاذ اللہ رحمت اللعالمین ۔ ملک کو دوران کرایا حد با
بیکتا بہل :- عاقرول ۔ مسافرول ۔ مظلومول کا خون بہایا ۔ کتب خانول کو طواہا ۔
خلقت کو شہید کر دیا یا قحط ڈالوایا پس ہر طرح یہ باتیں بدعت حق الیقین ہیں کہ آنحضرت
مقررہ رحمت اللعالمین ہیں اگر قحط کا واقعہ ہوا کسی معجزہ کی دلیل ہے تو ہر ایک وقت
کسی نہ کسی کی جانمیری ضرور ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ۔ عاقرول ۔ عاقرول ۔ عاقرول
اور تر حصوں پر ہی قادیان میں قدم حضور ہے اور سلمہ محمد سے برہنہ
رسول اللہ :- یعنی اللہ و حبیب اللہ کہلانے کے سزاوار ۔ حضرت یہ معجزہ نہیں بلکہ وہ
تخوست از دمے آں رہیں جیسے پیرا ہوتے ہی دلہن کا کوفت چھانا ۔ خانقاہ پر تباہ
کا آنا بزرگوں کا درخ میں عانا ۔ بال بچوں کا رہانا ادا ان کے ماتوں میں گرہ زاری
کرنا حسن و حسین کا کرب بلا میں وفات پانا اور بی بی عائشہ کا بصرہ کے سفین
سرگدانی اٹھانا ۔ پیرہ سو برس میں ایک سینکڑہ کے قریب امت کا باٹھا جانا حضرت

یہ تمام محنت کے نشان ہیں نہ کہ معجزہ و خوارق عادات مرسلان بقول شیعہ
جہاں جائیں قدم شعلیف نہ رہے بیچ نہ رہے خریف
ہم اس موقع پر ذوالنوں مصری کی ایک حکایت درج کیے ہیں ۔ از
بوستان :-

چہنیں یادوارم کہ سقائے بیل نگر و آب بر مصر سائے سبیل
گزو ہے سو کو ہسارلں شدہ بزاری طلبکار بازلں شدہ
بزوالنوں مجر و زیشاں کسے کہ بخلق رخ سنت و سختی بے
فرماندگاں را و عاے یکین کہ مقبول را رو نہا شد سخن
شعیہ کہ ذوالنوں مجر کین لیے بر نہا کہ بازاں بر سخت
پرسید زو عارے و نہفت چہ حکمت درین رفتن بود گفت
شعیہ کہ بر مرغ مود و دواں شود تنگ و زنی ز فعل بیان
درین کشادہ لیشہ کز دم دلیسے پریشاں قرار خود مدیدم کسے
دوستان باب چہارم حکایت آخری :-

علامہ احمد صفحہ ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۱ تک حاشیہ تیسرے وہ ثعلف عجاڑی جو قرآن حضرت
کو شکر گنا سے محفوظ رکھنے کیلئے بروز ہجرت کیا گیا ۔ یعنی جبکہ گناہ کرنے حضرت کے
قتل کا ارادہ کیا تو اللہ نے نبی کو اس ارادے سے خبر دیدی ۔ اور نگہ سے ماتر کی
طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا ۔ اور پھر فتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی
بدھ کار و روز و بہر کا وقت اور سخت گرمی کے دن تھے ۔ جب یہ ابتلا مخاب الرطلا
ہوا اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو
چھوڑنے لگے ۔ اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گم
کو گھیر لیا تھا ایک حافی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے جمبہ کیا گیا تھا جاننا زنی
کے طور پر آں حضرت کے بستر پر باشاہ نبوی اس عرض سے منہ چھپا کر لپٹ رہا کہ
مخالفوں کے جاسوس آنحضرت کے نکل جانے کی کچھ پیش گوئی اور اسی کو رسول
اللہ ص کفر قتل کرنے کے لئے تھے رہیں ۔ سو جب آنحضرت اس عزیز کو اپنی جگہ پر
چھوڑ کر چلے گئے تو آخرش نقیش کے بعد ان نالائق بد باطن لوگوں نے تعاقب کیا اور ڈاکہ
کہا وہ میں ہی جگہ پا کر قتل کر ڈاں ۔ اس مصیبت کے سفر میں ہجر ایک دلی دوست
کے اور کوئی انسان ہمارہ نہ تھا ۔ راہ میں بڑے بڑے عجائبات خذلے دکھائے ۔ جو
اجمالی طور پر قرآن شریف میں درج ہیں ۔ مجاہدان کے ایک یہ کہ آں حضرت کو جلتے
وقت کسی مٹی لٹنے نہیں دیکھا ۔ حالانکہ صبح کا وقت تھا ۔ اور تمام مخالفین آں حضرت
کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے ۔ سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورۃ النبین میں اس کا ذکر کیا
ہے ان سب اشقیاء کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ۔ اور آنحضرت ان کے سرول پر چھا
ڈال دیا ۔

تر وید :- اس کا عمدہ جواب فاضل اصل جابح سبیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ
فجر لوگ کہتے ہیں کہ معجزہ کے طور پر محمد مدینہ کو بھیجا گیا ہے غلطی ہے پیچہ نہیں بلکہ
دھوکا ہے ۔ علی تمام رات چار پائی پر سبز چوٹہ کاٹے ہوئے سواریاں ۔ اور لو
دروں سے تاکتے رہے کہ وہ سواریاں آئیں ۔ اور محمد صاحب رات کو خود ابوبکر کے گھر
چلے گئے ۔ اور خود ہی حکمت عملی کر کے علی کو سلا گئے تھے ۔ (مرزا صاحب کو بھی اس
فریب بادی کا اقبال ہے) آنحضرت کے بستر پر باشاہ نبوی اس عرض سے منہ چھپا
کر لپٹ رہا تھا نا کہ مخالفوں کے جاسوس آں حضرت کے نکل جانے کی کچھ نقیش نہ
کریں ۔) جو جب علی نکلا ۔ تو لوگ حیران ہوئے اور محمد ابوبکر کے کمرے غار کی

سجائی کی برحق مسلمانیوں اور شاہینوں کی رفاقت میں رہے برسوں داویط
 کی خاک چھانی۔ میرا غریبی کی کتابوں کو پڑھا جن کی فضیلت نے آپ کو بھی انکا
 بہنیں۔ اور چند جگہ آپ نے بھی ان کے نام عزت سے یاد کئے ہیں جن کے مطالعہ
 سے ہر ایک شخص مزاج آدمی جان سکتا ہے کہ عمر صاحب کی تعلیم کیسی غلافنا
 تھا ان کے دوسرے کیسے غلامی اور دھوکے سے پران کی مچھو غلامی کس قدر صفا
 سے دفع ہے۔ اگرچہ ایسی آواز بھی صدنا سنہا دیتیں لی سکتی ہیں۔ مگر ہم بقول
 مولوی علی محمد صاحب کے یہاں خط اندک کے نازک مزاج است۔ سخن کم گو کہ کم
 گفتنی روح مست اتنی براکت کا کہ تم میں نہ آئے ناظرین خود ہی خود فرماویں
 کہ مرزا صاحب کے اس بیوتیا بندہ کا سوائے اس کے کیا علاج ہے کہ ان یورپین
 فیصلہ دہی شہادتوں کو بصحت باطنی مطالعہ فرماویں اور جو حق ہوا اس پر ایمان لیں
 ہر لہر دھڑ۔ اگر خلاف قانون قدرت پر اس وجہ سے یقین کیا جائے کہ
 یہ شہادتیں سب شک کی تان سے ہیں۔ تو پھر دنیا میں ہم کسی بات کو بھی جھوٹ نہیں
 کہہ سکتے اور فرجی اور دغا باز لوگ زور زور سے ہنگامے ہیں۔

علامہ احمد رضا ص ۱۲۲: ۱۔ صاحب نے آپ کو بزرگ اور کس وقت کہا ہے کہ بے
 شہادت اور تحقیق ہر ایک بات کو ایمان لیا کر دیتیں تو آپ کو کھلا کھلا شہوت دے رہا
 ہوں اور خود میرا ہی اصول ہے کہ بے تحقیق کے تاریخی واقعہ کو نہیں ماننا چاہیے
 لیکن میں ساتھ اس کے آپ کو یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر حقیقی دانی سے کچھ ہر حال
 اگر کیا مشوق ہے تو چند نامہ اور محدود تجارت نام قانون قدرت مست رکھو۔ اور
 کمزور کی فتنہ گر کی طرح دنیا میں استیقا رہانی منت سمجھو جو آپ کی نظر کے سامنے ہے۔
 تروید۔ اگرچہ صاف طور پر یہ سب لعن و لعن جھٹکے آئے ہیں اور غرض نہیں
 کیا۔ مگر پھر بھی آپ کی تمام غرضوں اور غرضوں سے وہی مطلب ظاہر ہوتا ہے۔ آپ جو کہتے
 ہیں کہ بے تحقیق کسی تاریخی واقعہ کو نہ ماننا چاہیے پھر اس کے برخلاف علمد آہ
 کیوں کرتے ہر شے حق فقر کی بابت آپ نے کیا خاک تحقیق کی اور تحقیق کرنے کی
 سے جب کہ تواریخ میں اس کا نام و نشان نہیں ہے اور اس کا وقوع ہونا مستقو
 سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ عقل انسانی کسی طرح قبول نہیں کرتی سارہ محمد
 صاحب کے وقت میں کسی نے یہ سب نام معقول ہونے کے قبول کیا۔ آپ کی
 مثال بعینہ آپ کے حسب حال ہے۔ اگر ہم اپنے محدود تجارت کو قانون قدرت
 کا خاتمہ نہیں اگر ہم اپنے معلومات کو ہی تمام عالم کا اندازہ جائز تب تو بات آپ کی
 ٹھیک ہے کہ یہ بالکل بحال بلکہ وہم و خیال ہے ہم تو تمام تجارت کو جسے کوئی
 عقل مند بھی معقولیت سے بیان کرے یا کوئی فاضل نے تعجب ہو کہ جس امر کو
 فاضلانہ طور پر یہ بابت شہادت پہنچائے اسے سے بعد وہ نہیں ہیں۔ مگر حوائث خوار
 غارت کی شدت تو آج تک تمام علماء و عقلاء انکساری میں عقل اور علم کو ہمیشہ ان
 ترہات سے غنا ہے۔ کبھی کسی فاضل نے معقولیت سے اس کا ثبوت نہ دیا۔ چنانچہ
 ہم پانچ فیاض مرزا صاحب چند محضات بعد شہادت کے تحریر کرتے ہیں۔

مکملہ۔ حضرت سلیم صاحب ضلی اللہ علیہ وسلم کے تمام پیروا رہتے ہیں کہ
 بہت شخصوں کے شانے آسمان سے اتر کر ان کی غور میں آبیٹھا اور خدا کا نور
 آسمان لائے اور انہیں ایک اس کا فرقہ بھی موجود ہے۔ شیعہ کہتے ہیں۔ ذکر یا تحی۔
 روات حسن حسین وغیرہ کے یہ غریب بھی ظالموں کا فرقہ کی تیغ ظلم سے مستبد
 ہوا۔ کتابوں میں لکھا ہوا بھی موجود ہے تعلیم بھی اکثر اس کی عمدہ ہے۔ غفلت اس کی
 امت کے مسلمان بھی اس کے مجرات کے قائل ہیں وفضل حال مکملہ سب برامین

۱۔ محمد یہ میں روح ہر جگہ ہے (خبر کہ چاند کا اترنا قانون قدرت کے خلاف اور
 گزریں بیٹنا عشر اکیلاں۔ پس ہم آپ سے صلاح دیتے ہیں کہ یہ قبول کرنے کے لائق
 ہے یا نہیں۔
مکملہ۔ ۲۔ ستمس نے مرزا نے اپنی کمال اوتار دی دوسرا نہیں۔ یہ سب لوگوں کی نظر
 کے شہر سے نکل کر سورج کو بلایا۔ کہ میرے واسطے گوشت دریائے جہاں سے حساب کئے
 اس کے سورج سے اتر گیا اور اسے گوشت جویاں دے کر چلا گیا۔ فرقہ شمسہ کی
 کتابوں میں بھی مذکور ہے۔ خدا بخیر اس کے گواہ بھی ہیں۔ ان کی شہادت کے مطابق
 آپ تک نشان میں گری بھی زیادہ ہوتی ہے۔ نیز کہ سورج کا اترنا برخلاف قانون قدرت
 اور اس کا اثر خود ہوا سہرا غلط معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے آپ سے دریافت
 کرتے ہیں کہ یہ بات قبول کرنے کے لائق ہے یا نہ۔

مکملہ۔ ۳۔ یورن بجکت۔ یہ سب ظلم غیر دادرحد کے قتل کر آیا گیا۔ بارہ سال
 جب دہس کی لاش کو کوئٹ میں پڑے ہوئے گذرے کہ کھلاس سے گور و گور کھٹا
 جی سیالکوٹ میں شریف لائے اور وہاں ڈیرا کیا۔ اتفاقاً ایک جونیانی لگانے کے
 واسطے آیا وہ لاش کو کوئٹ میں دیکھ کر گھبرا ہوا وہاں آیا اور پھیل حال عرض کیا۔ گور
 جی نے خود بعض نفیس شریف لگا کر آوار دیا۔ ان کی سیاحی نفس کی برکت نے قدم باذی
 کا کام کیا۔ وہ فی الغد زندہ ہوا۔ ناچنے پڑنے شہر سے نکلے پیدا ہوئے باہر نکلا لگا اور
 جونیانی لگا۔ بہت مسلمان لوگ اس کے گواہ ہیں اور اس کا شان بھی اب تک اسکا
 ہے۔ وہ کھٹا بھی اب تک موجود ہے۔ چونکہ یہ بات قانون قدرت کے برخلاف ہے
 پس قبول کرنے سے آپ کو کیا انکار ہے۔

مکملہ۔ ۴۔ ایک رند بابا نامک جی کہ میں شریف لگائے گئے اور فحشہ کی طرف پاؤں
 کر کے سر نہ۔ ایک مسلمان قاضی نے اس طرح سونے سے حاجت کی اور ان کے پاؤں
 پھیر کر دوسری طرف کر دئے سنا پڑی کعبہ شریف بھی فی العینہ پاؤں مبارک کی طرف
 پھیر گیا۔ **علی مردوان**۔ ایک عسکری و غلام رسول نامی مسلمان بھی اس کے
 گواہ ہیں۔ ۱۰۔ ۱۲ سال کا عرصہ گذرا کہ اسی مہر سے مجھ کا کوئی کر دیا اندر محمدی دین
 انتقام سے تائب ہو کر خالصہ دھرم پر ایمان لائے جوابت تک شہر میں زندہ
 موجود ہیں ایک نام محمد اسٹھ اور دوسرے کا نام رسول اسٹھ ہے۔ جنہما بھی
 میں لکھا ہوا موجود ہے آپ بتائیے مرزا صاحب ہم اعتبار کریں یا نہ کریں۔

مکملہ۔ ۵۔ حدیث صحیح بخاری مسلم کی روایت ہے فوہم فوہی علی حجر ا
 فقرأ الحجر فبقیہ فہم فوہی فی القلۃ فبقول فوہی فیا حجر فوہی فیا حجر۔ ام
 ہے ایک دن موسیٰ نے اپنے کپڑے پھیر کر کہ کر رہ نہ ڈھل محمدیوں کے سامنے لگا۔
 یہ ہمارا تھا کہ وہ پھیر جائے لگا اور موسیٰ کے کپڑے لپکھا موسیٰ نے اس کا تعجب کیا۔
 یہ کہتے ہوئے اسے پھیر کر کپڑے دے۔ اسے پھیر کر کپڑے دے۔ حتی
 کوئی ہوا بل کے گروہ تک پہنچا۔ پس موسیٰ نے غصہ کیا کہ پھر کچھ اور نہ کرے۔ حتی
 چونکہ پھر کچھ انکا خلاف عادت ہے۔ پس اس بات پر ہم اعتبار کریں یا نہ۔
مکملہ۔ ۶۔ ایک برات کہتی ہیں سبھی ہوئی دوسرے عبور کر رہی تھی اتفاقاً کسی حیرت کر
 دہش گئی کہ جب وہ لی مالذہ کو چیر رہی تھی پھر باہر سے ایک کتا دے کتا دے پھرنے لگی
 اتفاقاً کئی سال کے بعد دعوت اعظم چلائی اس کو کھل گئے جس کے آگے اس نے
 اتفاقاً جن کی التجا عروہ دہی ہو کر فی القلۃ غرق شدہ معد ان دنا ب مال تجہ اور
 براتوں اور کھٹوں وغیرہ کے کچھ دوسرے سے جو دوسرے لائے خدا مسلمان اس کے قتال
 ہیں۔ چونکہ کئی سالوں کے بعد کئی عرق شدہ کا ٹکنا اور بناء شدہ مردوں کا زندہ ہونا

ہم اس میں کوئی شک کی جگہ نہیں کہ محمد کو دنیا میں عجیب آدمی بننے کی خواہش تھی جسکو وہ کسی طرح پورا نہیں کر سکتا تھا۔ سو اسے اس کے کہ منکر کے اپنے کو خدا کا رسول ٹھہرا دیا اور آدھ سو فی سہائی میں ظاہر کر دیا (۲۸ صفحہ ۲۸)

اگر لوگ اس کے بعد غلط فہمیت کے دعوے کی تردید نہ کرتے اور اس کو اور جو امور بنائیں وہ خود بھی - اور اپنے بچاؤ کے واسطے اختیار اٹھانے کے لئے مجبور نہ کرتے۔ تو شاید یہ ایک معمولی آدمی ہوتا اور اپنی معمولی عزت پر فائق رہتا۔ لیکن یہ سب ضروری کسی فوجی یا سرسرمہ جانے اور کامیابی سے حوصلہ پانانے کے تحت نہیں کہ اگر اس نے اپنے جیالوں کو ان کو ششوں کے کرنے کے واسطے بڑھایا۔ جو کبھی اس کے خیالات میں بھی نہیں آتی تھیں۔ یہودی ریخت میں عربوں جیسا تھا۔ ایک گریٹ نور آف اومین، یعنی بڑا عاشق مردوں کا۔ اور یہ بات ہم کو یقین ہوتی ہے اس کی حدیث سے اور اسی بات سے اہل توارخ نے اسے بہت ملامت کی ہے (دیکھو صفحہ ۲۹)۔

مذہب کے لئے اس کی عورتوں کی مقدار بتلانے میں جن سے وہ (دیکھو صفحہ ۲۹)۔ یعنی جہیز کی سی بیوی کی کتنی دلیل لاتا تھا۔ کامیاب ہوئے ہیں۔ جس کو وہ خیال کرتے ہیں کہ کافی طور سے ثبوت کر لیا ہے کہ وہ ایک وگڈ لینے فاسد یا بدکار اور ایسے لینے و خا باز آدمی تھا (۲۹ صفحہ ۲۹)۔

مسلمان کہتے ہیں کہ وہ علیم۔ رحمہم۔ و سخی وغیرہ صفتیں رکھتا تھا۔ ہمارے خیال میں یہ باتیں طرفداری سے ہیں یا ہم اس سے اتنا پیچہ نکال سکتے ہیں کہ ایک اعرابی کے واسطے جس نے علامی کی تعلیم پائی ہو۔ اور جس کو اپنے فرائض کی ناک آگاہی ہو۔ نہ کہ کم از کم مستقل خرچ تھا۔ اور وہ ایسا شماروں کا شکار نہ تھا جیسا کہ معمولی طور سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ عا۔ تھوڑی سی تپو کڑی لینے مکاری اور صورت نیچائی کم انکم اس کے لئے عنایت ضروری تھی۔ اس کی طبع تیز تھی اور کامل طور سے (دیکھو صفحہ ۲۹)۔

(۲۹) اس طرح آپرل ستوارٹ الفٹن صاحب بہادر جو رتبہ بھی فرماتے ہیں۔ محمد اپنے وقت کے آغاز میں دل سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ اور اگرچہ بعض اوقات اسے دین کے پھیلانے میں اس کو فراٹ لینے و غابازی اور فریب کام لینا پڑتا تھا۔ اور اسی سبب سے وہ کچھ عرصہ کے بعد ہیو کرسی لینے و غابازی یا مکہ اور اہم یا کچھ دیکھ دھوکا دہی کا بھی عادی ہو گیا تھا تاہم غالباً وہ اپنے کاموں کے نکلانے کے واسطے اپنے تعصب کو کام میں لاتا تھا۔ خواہ اس کے جوڑ تعصب کی اصلیت کچھ ہی برابر اس کے ششوں کی نیچائی بھی کچھ ہو۔ مگر جس تعصبانہ طور پر اس نے اپنے مذہب کی و غلطی اور جو بدلتھیلڈ غریب بیاں اس کی باعث پیدا ہوئیں اور ہمیشہ کے واسطے قائم ہو گئیں وہ بلاستون ان سب کے بانی کو جس سمٹ (ایچی آف مائی کائیڈا (یعنی نوع انسان) کے سب سے زیادہ بڑے دشمنوں میں شمار کرنا ضروری نہیں (دیکھو سہری آف انڈیا حصہ پنجم باب اول پارچیم مطبوعہ لندن ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۰۰)۔

دفعہ ۱۲۰: ہمارے سبوں کے آگ کا بچھ جانا۔ جو ہزار سال سے کبھی نہ بچھی تھی۔ آپ پر بادل کا سایہ رہتا۔ ایک خفاک و سخت کا آپ کے غموں سے سرسبز رہا۔ جو بچھو خوارق جن کی اصلیت مذہب اسلام میں خیالات شاعرانہ پرانہ نہیں اور ان کی نسبت کا کھانا سکتا ہے کہ یہ بطور اعجاز و اتقہ نہ ہوئے تھے۔ (دیکھو خاکر دلاوت شرح صفحہ ۱۲۰)۔

(۱۲) مسٹر ایڈیٹن صاحب بہادر پور میں اشتر جو کہ ہندوستان میں حال کی مردم شماری کے کام پر مامور تھے، اپنی رپورٹ مردم شماری میں لکھتے ہیں۔ عدیرے تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ جب کوئی پنجاب کا دیہاتی شخص محمدی مذہب قبول کرنا سے قدامت برائسی بری یا شرمونی ہے کہ محمدی ہوتے ہی وہ جوئے کھنڈ اور غوغائی سے میر جاتا ہے اور محنت سے بچی بچھاتا ہے۔ کہ عین شہر میں کے بدے معنو تخریب پر لے درجہ کا ہو جاتا ہے۔ قناعت کے بدے حصہ اس پر غالب ہوتی ہے۔ اپنے ہندو بھائیوں کے مقابلہ میں ہر بات میں ناکام و دکھائی دیتا ہے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ سرحدی پنجاب یا بلوچ لڑائی کو ایک پیشہ سمجھتے ہیں اور اس پر قوت نہیں ہے کہ ادارہ گرو مغربی انتشار کے مسلمانوں کی قومیں کسانوں کی روزمرہ محنت کو تکلیف خیال کرتے ہیں اور اگر سید خردوری نہیں کرتے ہیں تو اسے بھی شرم نہیں کرتے ہیں بلکہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری پاکی نسل محنت کرنے کی ضرورتوں سے ہم کو بچاتی ہے وہ ہمارے برکتوں سے اس بارہ میں کچھ کم نہیں ہیں۔

جب ہم کسی ایسی جگہ میر جاتے ہیں جہاں کہ ہندو اور مسلمان ایک ہی نسل کے آباد ہیں۔ جن کے دوسے یثداوے ایسی ہی تھے اور جو کہ ایک ہی حالت میں یا ہم سکونت کرتے ہیں۔ جب ایسے گاؤں گذر ہوتا ہے تو ظاہری حالت سے ہی انکا دین ظاہر ہو جاتا ہے۔ تعلیمی بھی کچھ نہ جو کہ محمدت کے نشان میں ہاں لاتے جاتے ہیں، (دیکھو رپورٹ مردم شماری انگریزی اول مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۰۲۔ دفعہ ۲۰۳)۔

میر صاحب صرف فرماتے ہیں۔ اورنگ زیب کے ظلم سے لوگ کثرت سے مسلمان ہوئے ہیں۔ جتنے ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں کہ وہ رمانہ سے نہیں ہوئے بلکہ زبردستی سے کئے گئے۔ (دیکھو رپورٹ مردم شماری صفحہ ۱۰۲۔ دفعہ ۲۰۴)۔

(۱۳) کپتان ولیم رابرٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں مدیکیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی بلکہ اس کی اسلام کی گمراہی پھیلاتے ہیں۔ لے لڑائی میں جان دینا خود بخود بہشت میں داخل ہونے کے لئے پوری تھی۔ وہ کیا چیز تھی جس نے مسلمانوں کے دل میں دوسرے مسلمانوں کے قتل پر ایسا کینہ و اور برسر نفس پیدا کیا کہ وہ ان کے مشتائے میں لڑنے کو بھی قتل کرنے کو خدا کی جہاد سمجھتے تھے یا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو جس اور کینہ اور بہت کو جانور سمجھتے تھے کہ کو کشتائی خواہشوں میں وہ سب سے بہتر کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو وعدہ دیا کرتی تھی کہ وہ مسلمان جو

قرآن بہت صحیح ہے کہ کئی جہوں پر مقرر ان آیتوں کی معرفت پہنچا۔ اس طرح ہر
 آدمی ملکوں میں بھی اختلاف تھا۔ حضرت عثمان نے سب صحابہ سے مشورت
 کی کہ یہ بات میری رائے کو لوگوں کو اس قرآن شریف کی طرف براہِ راست کیے جو کہ
 درمیانِ خلافت ابوبکر صدیق کے لکھا گیا تھا۔ اور وہ قرآن رکھا ہوا یہ بیان
 حضرت زید بن ثابت کے تھا۔ اور جمع قرآن جو سوا اس کے میں سب جلا دئے جائیں۔
 اس کا یہ ایسا ہی کیا اور اس قرآن کی نقیض کو اڑا کے اڑتے ہوئے تلواریں میں بچھا دیا
 اور وہ لوگ جو حضرت عثمان کے حکم کے بموجب قرآن شریف کے نسخوں کے لئے تھے
 مقرر ہوئے یہ ہیں۔ زید بن ثابت۔ عبداللہ بن زبیر اور سعید بن ابی وقاص اور
 عبدالرحمن بن الحارث بن ابی الدہشام الحنفی اور کہا عثمان نے جہاں قرآنوں میں
 اختلاف دیکھو کسی ملک میں کچھ قریش کی زبان میں کچھ کہ وہ قریش کی زبان میں
 مارا ہوا ہے۔ (اور اس طرح دیکھو اختلاف اثنی عشر ہے کہ سیزدہ صفحہ ۵۹ مطبوعہ
 مکتبہ مکتبہ قریش) یہاں ختم ہوئی آپ کی صحیح صفت۔
 پیچھا گئے نمازوں میں قرآن معمولی چند آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور وہ
 بھی ہر فرقہ علیحدہ قسم کی تڑکی بولتا ہے۔ ہمارے ایک ہریان عبدالغفار نامی
 نماز میں حضرت علی کا یہ سنہرے نام پڑھا کرتے تھے۔ ہندو نام کرن خواندہ مسلمان
 یا علی۔ حیدر گار۔ گوہر خان ہرودہ۔ الخ۔ ایس یہ بھی صداقت کا کوئی ثبوت
 نہیں کہ کئی رشتہوں کی مسجد میں اور وہابی دونوں میں نماز جاری نہیں جاتے بلکہ وہ
 دونوں خود ہی ان کو مسلمان نہیں مانتے اور کلمہ کو کافر قرار دیتے ہیں۔
 اور علاوہ ہر اس سورہ ہی اسرائیل کے پہلے تو نمازی ہی نہ تھی جس نماز میں پڑھنا
 کیسا۔ دیکھو تفسیر حسین علیہ اول صفحہ ۳۸۲ سطر ۲۰ شہداء و شہداء اور ضمیر الضعفاء
 علاوہ ہر اس ہی سات صفحات اور اسرائیلی تو کجا باہری جاسکری ہر اول الفضل
 زکریا وغیرہ کی نسبت قرآن سے زیادہ ہرزوں ہیں۔ کیونکہ جو ان کے مصنفین
 نے اپنے قلم سے ان کتابوں کو لکھا ہے اور اس کتاب کو کاسیت راست راست
 موجد ہیں اور ہر خلاف قرآن کے لکھا کئی حصہ بھی مفقود نہیں۔ میرزا صاحب ہذا
 عقل کے ناخن لگائیے اور خواہ مخواہ غیروں کے دور دست صفحات سے قرآن کو
 موصوف نہ کیجئے دراصل اگر آپ ذرا غور فرماویں گے تو پروردہ تعصب کے دور ہوتے۔
 ہی بخوبی جان جائیں گے کہ قرآن ان صفحات سے موصوف ہونے کے خلاف عادی
 ہے اور ہم شہرت اس کی زبان پر ہوتی کی طرح بکت جاری۔
 علامہ احمد۔ ۸۱ و ۸۰۔ آپ کو ضرر نہیں کہ دنیا میں جس قدر بڑے بڑے
 مخالف باہم عیسائی۔ یہودی۔ مجوسی وغیرہ ہیں وہ قرآنی شہادتوں سے لینے
 ان واقعات سے جو قرآن نے اپنے زمانہ کے متعلق لکھے ہیں انکار نہیں کر سکتے۔
 ان مصیبت کی راہ ہے۔ وہ بعض آیات کے سننے اور طرح پر کرتے ہیں۔ مثلاً شیخ افر
 یہاں وہ آپ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ آنحضرت نے یہ ام خلاف واقعہ قرآن میں لکھ دیا
 ہے۔ چنانچہ اس بات کی تو آپ بھی شہادت دے سکتے ہیں کہ آپ نے تمام عمر میں
 کوئی ایسی کتاب کسی نام نہاں یا سبوتی کی نہیں پڑھی ہوگی۔ جس میں انہوں نے
 آپ کی طرح یہ رائے ظاہر کی ہو کہ آنحضرت نے ایک جھوٹا وعدہ لکھ کر قرآن میں
 لکھ دیا ہے۔ کیونکہ جو فاضل کہیں اور باخبر انگریز ہیں وہ لوگ باعث اپنی عام اور
 مزید دہشت کے خوف جانتے ہیں کہ جس طرز اور الزام سے قرآن نے شاعت پائی
 ہے اور جن شہدوں سے مخالفوں اور منافقوں کی نجاتی اس کی آیت آیت پڑھی ہے
 اور جس سرعت اور جلدی سے اس کے مضمون کی تبلیغ لاکھوں آدمیوں کی ہوتی رہی

اور جس کمال عرصہ میں وہ دنیا کے اکثر حصوں میں وہ شہرت پائی ہے وہ ایسا طرہ اور
 طریق جاہلوں طرف سے عقیدہ ہے کہ اس میں کجائش ہی نہیں کہ کوئی جھوٹا نسخہ یا کوئی
 جھوٹی پیشگوئی اور اگر کہ قرآن میں درج ہو سکتی۔ جس کے انہیں عیسائیوں سبوتوں
 عربوں۔ مجوسیوں میں سے کسی کو اطلاع نہ ہوئی۔ اس لیے وہ سے اگرچہ آشکارا مکرر
 نے تو یہ شدت عقیدہ است کچھ مخالفانہ جذباتی کتابوں اور تفسیروں میں قرآن پر کرنے
 جاتے ہیں جن میں وہ باطل پر ہونے کو جبر سے کام لیتے ہیں۔ مگر یہ رائے جو اپنے
 بیان کی آج تک انہیں سے کسی نے نہیں کی۔ سوا ایک ایسی کتاب کو مرقانہ وقت سے
 باہر چھوڑا اور ہر صافی اور ضار و فاسد ہمارے خیال کر لینا اور صاف صاف فرق دیکھ کر
 اپنی انگوٹھ پر پروردہ ڈال لینا صاف نظر کا گھانا ہے۔
 تشریف دے ہم اس موقع پر بموجب درخواست میرزا صاحب کے نہایت ضروری جانتے
 ہیں کہ چند محقق علماء و فضلاء برہمن انگریزوں کی رائیں قرآنی واقعات و تعلیمات و ہدایا
 کی نسبت پیش کریں۔ تاکہ میرزا صاحب کو کسی طرح کی مادی نہ ہو۔
 (۱) عربی کے فاضل ڈاکٹر فاضل صاحب بہادر اپنی کتاب میزان الحق میں فرماتے ہیں
 "انہی کچھ یہودیوں اور مسیحیوں نے اہل اور قریش کی بعض حکایتیں جو حد سے صحت کے
 ساتھ نقل کی تھیں۔ یا اگر صحت سے نقل کی تھیں تو متحدہ کوجھ یا نہیں رہی تھیں اسی
 سبب سے یہودیوں نے لکھا۔ اور وہ حکایتیں بعینہ صحیح صحیح طور پر قرآن میں نقل نہ ہوئی
 آپ ان سوا اور کچھ جگہ سے جو اس امر میں قرآن کے درمیان پائی جاتی ہیں۔ کئی
 ایک بطور ہنر کے ہم یاں ذکر کریں گے" (دیکھو صفحہ ۲۴ سے ۲۶ تک مطبوعہ سال ۱۲۸۰
 بھیر فرماتے ہیں۔ "مسیح خلاف یا تو اس سبب سے ہو کہ انہوں کو یاد نہیں رہا تھا یا یہودی
 نصاریٰ نے اس سے خلاف بیان کیا تھا۔ ورنہ ان گذارشات کو محمدؐ ایک صحیح
 نقل کرنا (دیکھو صفحہ ۲۲۲)۔
 جو کوئی ان باتوں کی بابت تشریف ہی بھی دیکھ کرے گا اسے معلوم و یقین ہو جائے گا۔
 کہ یہ آیتیں اور یہ عقیدے صاف گواہی دیتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ محمدؐ کا دل نفسانی
 خواہشوں سے بھرا تھا۔ اور ہوا پس ایسی غالب تھی کہ چاروں عورتوں پر عبور نہ کر کے
 اور عورتوں کرنے کو آیات مذکورہ اپنے لئے ظاہر کریں گے ایسے منبر کے حق میں ہم کیا کہیں جو اپنی
 نفسانی خواہش عمل میں لانے کا اور اپنے عیب پر پردہ ڈالنے کے لئے دعوے کرے کہ خدا
 نے ایسے احکام سے بگاڑ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور قسم کو توڑ ڈالنا میرے لئے جائز رکھا
 ہے اور بیگانی عورت کا حق میرے واسطے حلال کر دیا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ خدا اپنے
 حکموں سے عبد کو نیک افلاں دے۔ اور قول و قسم کا توڑ ڈالنا جائز کر دے۔ اور
 بیگانی عورت کا حق حلال ٹھہرا دے؟ یہ ہرگز ہو سکا نہیں!! بلکہ عادل اور مقدس خدا
 سے ایسی بات نسبت دینا کفر کے برابر ہوگا۔ پس درحالیہ خدا کی جانب سے ایسی
 باتوں کا ہر حال ہے۔ تو ظاہر ہے کہ آیات مذکورہ محمدؐ نے اپنی طرف سے کہیں اور جی
 خدا سے منسوب کر دی ہیں۔ اور جس صورت میں کچھ محمدؐ نے مذکورہ مقاموں میں بھرت
 اسے الہام کا دعوے کیا ہے تو قرآن کی اور آیتوں کی بابت بھی اس کے دعوے کا کچھ اعتبار
 نہیں ہے۔" (دیکھو صفحہ ۲۲۲)
 (۲) لائق ڈاکٹر جی کل صاحب بہادر ایم۔ اے ای کی کتاب مطبوعہ سال ۱۲۸۰
 میں فرماتے ہیں۔ "یہ سچ ہے کہ اکثر محمدی مصنفت معجزوں کا ذکر کر کے محمدؐ صاحب سے منسوب
 کرتے ہیں مگر یہ گمان ہواں کہ محمدؐ صاحب کی باتوں کے خلاف ہے۔ کہ انہیں قابل اعتبار
 نہیں۔" کچھ وہ فرماتے ہیں کہ اس مضمون کا زیادہ طول بیان کرنا کچھ ضرور نہیں ہے
 وہ محمدؐ کا دعوے کی حیاتی ثابت نہیں کرنا ہر جگہ بددعا کے کثرت اپنے تئیں یہ جھگڑا کر

ماہر انوں برسوں کے بعد بنا دیتے ہیں جو نہ ان دیوتاؤں کے زمانہ میں پتھر ہو کر
شائع ہوتی ہیں اور نہ مندر و معبر و پختہ مالوں تک ان کا سلسلہ متواتر و متبرک طور پر
پہنچتا ہے بلکہ سراسر وہ حقوق پرستوں کے معتربات ہوتے ہیں جن کے ساتھ کوئی
رہنمائی نہیں ہوتی۔

حضرت قرآن اور پوران کے واقعات بالکل مناسبتی ہیں جن راسخی ہیں
یہاں اگرچہ قرآن پر عوامی ہیں مگر انہیں پھر بھی سمادی ہرگز کا دھرتے نہیں بر خلاف
قرآن کے آپ کو اگر اس کے فلسفے سے اقرار ہے تو نہیں معلوم کہ دوسرے کے انکار کی کون
سی وجہ ہے اگرچہ وہ صحیحی آئے انھوں میں سرورہ نہیں ملا اور کچھ بھی نام کو بصارت آتی
ہے۔ تو بخوبی جان لیں کہ شقی انظر کا بے بنیادی سنانہ اور اس طرح کی اور بے ٹھکانہ باتیں
جی کا نہ ہرچہ نہ پاؤں حضرت کے خدا پرست بعد امت بڑھانے کی متناہر جناب سے
منسوب کی گئیں مگر محمد صاحب کی وقت شائع نہیں ہوئی اور پتھر کر کے ملے انہی
زندگی میں عرصہ شہر میں موجود تھے بلکہ ان کی قرون بعد پیدا ہوئے اور شعرا کی ربانی
جن کا کام پتھوں مدارج النبوت کے حسان ابن ثابت کہتا ہے۔ ہرگز راخذ
لنقلہ نہ لے لے عطا کند ویر تھم نہ رت بخشد۔ بائز کہ در مدح آنحضرت و وجہ عثمان
و تقصیر سے نکند کہ بہترین کارا میں است ہا اتمام شاہو آنحضرت کے رات دن
ہی کام کرتے تھے کہ مدح رسول اللہ و جو کفار کی گردن کاغذوں کی عایشہ بھی شاعرہ
تھیں اور حضرت علی بھی شاعر و مخلوق رسی تو سب زیادہ اسلام کی جاگیر ہے اور
آپ کے بھائیوں کی تھوگر ہے تمام معتبر و محدث کتب پرست۔ سنگ اسو پرست۔
صفاد و پرست۔ مدینہ پرست۔ تبارک سیکند پرست۔ آپ زمر پرست۔
عاشق کعبہ پرست۔ خلیفہ پرست ہیں ان کے معتربات ہی کس طرح اور کب لایں
اعتبار ہو سکتے ہیں ایسا شے کسی اور شخص کے نہ ہونے سے کوئی وقتہ قرآنی
ماننے کے لائق نہیں جیسا کہ شقی انظر۔ ادھر ارا فوس ہے ان لوگوں پر جو ایسی
ساقطہ اعتبار گفتگو پر نہ سب جیسی نازک چیز کا دار مدار ہے جس کا دوسرا نام
دیوانہ گاہ پر چونہ وچ کرنا ہے یا داریہ عرب میں حیران و سرگردان مرزا خاں
یہ کوئی قرآنی واقعات و تمدنی ہجرات کی طبع قابل تسلیم نہیں۔

علامہ احمد ۸۰۔ کوئی وقتہ ہم ایسی کتاب میں لکھا ہوا ہیں جو اسی زمانہ کا
واقعہ ہو جس زمانہ کی وہ کتاب ہوا اندامی مصنف نے اسے لکھا ہو جس نے دیکھا ہو
اور وہ سلف بھی سرآمد نہ کر ہو سادہ پھر مصنف نے مخالفوں کو گواہ و قہر قرار
دیا ہو اور وہ کتاب بھی اتنی طرح محفوظ ہو اکثر حصہ دنیا میں شہرت پاگئی ہو۔ اور ہزاروں
جانفوں سے انھوں تک نوبت پہنچ گئی ہو۔ اور اسی زمانہ کے قلمی نسخے اور بعض تقریریں
بھی سب جہوں اور بنگانہ نمازوں میں پیشہ روگ بڑھاتے پڑھتے چلے آئے ہوں اگر
کوئی تاریخی کتاب ان سب مصنفوں کی جامع دنیا بھر میں بجز قرآن شریف آپ کی
نظریں گزری ہے۔ تو آپ اس کو پیش کریں۔ اور اگر پیش نہ کر سکیں تو آپ کی سدا
رہی اور دنیا لست اور انشائا کافی ہے۔ جو لاجاب رہنے کی حالت میں آپ کے
حالیہ حال ہوگی۔

تشریح۔ محضات مختصہ کا ذکر حدیثوں میں ہے قرآن میں نہیں مگر کوئی حدیث زمانہ
محمد میں نہیں لکھی و دیگر حصہ آٹھ عشرہ کہ حدیث و انجم و تہذیب اخلاق جلد سوم نمبر
۴۲ یہاں ختم ہوئی آپ کی اپنی مصنف۔

لے خاص شیعہ۔ دیگر تقریر جیسی حدیث اول صفحہ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

محمد صاحب کو کسی محدث نے نہیں دیکھا ہے جس نے اسے دیکھا ہو اسے اندسے
اور سن گھڑت تا دلیس کر کے شاعری اور انشایداری کی۔ یہاں ختم ہوئی اپنی
دوسری صفت (دیکھو تہذیب اخلاق جلد دوم نمبر ۱۲۸) +

پیچ تری اور لوٹ میں بیشک وہ سرورہ عرب سے اور قنادی کی ساری و قنات
وٹ لایں خود دولت تہذیب و ادب کا گہوارہ سے اس پر میرے سیکھے اور انیسے جی
یا غاروں کی بہت و تہذیب سے کہیں کہ ہوں اس جگہ پر سو وار لوٹے۔ سب سے قتل
کئے جراتیں حقیقی عزتوں سے مندر لیں اور میں۔ کیونکہ حقیقی عزت تو صداقت شہری
در است آزادی نہ ہو کہ کسی سے مراد ہے اور وہ ان میں نہاد و متغیر بقول کہتے۔

اس سعادت جزوہ بانو منیت۔ تانہ بخشد خدا نے بخشہ۔ دیکھو کتاب شرکت اسلام
کا باب معارف الاسود المورم تفسیر آنحضرت مطبوعہ مطبعہ نفاذی لاہور صفحہ ۸

کسی مخالف نے قرآن یا حدیث کے احادیث کا امر واقعی ہونا یا تصدیق
میں ذکر نہیں کیا نہ کوئی شہادت قرآن سے لے سکتی ہے۔ اور حضرت ربنا و دیگر
صدا و گ برابر شکار و غنائہ ان کے دعا و سے کی تردید کرتے رہے۔ دیکھو

کشف الغائبات اللغات روایت (صفحہ زیادہ) یہاں ختم ہوئی اپنی چوتھی
اکثر حصہ دنیا میں شہرت پانا دوسری بات ہے اور صداقت کے جبر
آرستہ و نا آستہ تیز۔ چنانچہ ان لید۔ و افلا تسمی و غیرہ بھی قرآن سے بڑھ کر شہرت
یا فتادہ تھی طرح محفوظ ہیں اس طرح گفتار سعدی و شاہنامہ۔ مگر قرآن میں

یہ بات بھی بد رجحانات کو نہیں پہنچتی۔ کیونکہ انھوں احادیث غیر معتبر ہیں اور
یہ حصہ قرآن کا بھی حضرت عثمان کی سر بانی سے خود برد ہو گیا۔ اور
بجز ۲۲۵۔ آیتیں اور تیرہ آیتیں ۲۲۶ آیتیں منسوخ بلکہ منسوخ ات پرست

ہر گز نہ دیکھو مسلم باب ۳۔ اور عین الحیات صفحہ ۲۸۔ یہاں ختم ہوئی اپنی پانچویں
خبر اور ان کا نظریہ کو حفظ ہونا جس کے معتبر رہنے کی دلیل نہیں۔ کیونکہ تہذیب
کے آئینہ کا لکھا ہوا علمی نسخہ دنیا میں کوئی نہیں (دیکھو شکات باب ۲) عثمان نے ہم

پہلے قرآن کے ہمارے شے بنائی لکھا ہے۔ و تم دخلت سند ثلثین فیہا
بنی عثمان واقع فی امر القوان من اهل العراق فانہم یقولون قرآنا
اصح من قرآن اهل الشام لا انما قرآننا علی ما علی موہی الا شری و علی

الشام یقولون قرآننا اصح لا انما قرآننا علی المقدس بن ابی ایوب و کذا
غایرہا من الامصار و اجمعہا لایروائی الصحابۃ علی ان یحکم الناس
علی المصحف الذی کتب فی خلافتہ ابی بکر رضی اللہ عنہ و کان موہی

عند حفصۃ ثم رج النبی صلی اللہ علیہ وسلم و محرق ما سوا ما علی حفصۃ
و حمل کلامہا الی مصر من الامصار و کان الذی تولى نسخ المصاحف القانینہ
بامر عثمان بن زید بن ثابت و عبد اللہ بن زبیر و سعید بن العاص و

عبد الرحمن بن الحارث بن حشاہل الخرمی و قال عثمان ان
فی کلمتہ فاکتوہا بلسان قریش فانما نزل القرآن بلسان کھنکھ۔

(دیکھو تاریخ ابی القداہری موجودہ لاشریری ہے پر مطبوعہ مصر صفحہ ۷۷۷ جلد اول
تو جہم۔ انب شروع ہوا تیسواں سال ہجری نبوی کا۔ یہ بھی سال عثمان
کی خبر ہو چکی تو قرآن کے باب میں لوگوں میں بہت اختلاف ہے۔ ان کے
یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن بہت صحیح ہے۔ اہل شام کے قرآن سے کیونکہ قرآن
اور موہی اشعری کے قرآن کی نقل ہے اور اہل شام یہ کہتے ہیں کہ ہمارا

منبر شوق الفکر کی بابت

روزے نصرانی مجتہد غلیو الحق را کبر باوشا
آبدہ دانستمندے را از مسلمانان طالبیدہ تا
باو بحث کند۔ بعد از حضور نصرانی گفت۔

شکلی عینی ایمان دارید۔ مسلمان گفت۔ آری پیغمبر خدا پیش منیم و پیغمبر ما از
پیغمبر خدا و خود را نصرانی گفت۔ آں پیغمبر نیستے موعج خردا کہ بسیار کس بعد از
من ظاهر شود و دعائے پیغمبری کند تنها اصلا باور نہ کند و بایشان نگوید کہ
دروغ گویند و دریں من پانہار و ثابت باشد تا من بار آیم و در انجیل ان پیغمبر شما
خبر نیست۔ مسلمان گفت۔ وہ تو نیست و انجیل بودہ است اما مسلمانان شما انرا
از ایمان برودہ اند نصرانی گفت۔ آں انجیل کہ درست است بشما و ادیب۔ مسلمان گفت
نہ نصرانی جواب داد کہ ان من معلوم شدہ است سستی شما۔ چہ ہنگ انجیل آید۔ و گرنہ
در شیت چنانکہ ما عیسا پیغمبر تویت کہ کتاب موعی است داریم و شما تویت و انجیل
فائدہ۔ و اگر در انجیل چیزے از پیغمبر شما بودے بیگماں ما بگنہ عیسی مدوینگر دیدیم۔
چہ عیسی از دینہ ارمنی بار اردون قرآن عیسی است۔ و انجیل ما از عیسا داریم کہ پیغمبر
شما است گفتہ مسلمان گفت۔ پیغمبرہ او کہے ار ان اشتقاقی نہیں است۔ نصرانی
گفت۔ شوق فکر اگر در حق شے جہاں یاد نہ دے ویدایع نگار ان ہر اقلیم و سرخان
ہر قوم با قلام صدق بہ نوشتندے نہ حالانکہ جز مسلمان کہے از پیغمبر نبی و در پیس
ہندوئی و مالایا و دیگر سید نہ کہ در کجی کہ دور چارہم سے پیو گاہ ناہ شکافہ شدہ
از یارسیاں و ترکان ہم رسیدند ہمہ گفتند یا حسین پیغمبرے در تواریخ خود نہ بدہ ایم
مسلمان فرمودہ۔ در دیگر دستان نہ اہم بتقدیم و تم ص ۱۳۱ مطبوعہ و اکثر کتب شائع
ص ۲۱۱

منبر ۲۔ پیرانا فیصلہ

مجدی گفت۔ پیغمبر باقرآن آمد و شوق الفکر و دینی
برآمد۔ فیذا گفت۔ در صحف شما سے ملے و قالو
لو نوء من لائق حتی تقدحوا لنا من کذا و ذلک الخ

ترجمہ۔ گفتند اے محمد! ایمان بیا داریم بجز تا ہر از زمین پیغمبرے آب پیدا نہ کنی یا آنکہ

بقیہ حاشیہ ۱۔ چہ صرف محقق مذکور کو ملک اس سے پہلے ہندوستان کے تذکرہ نویسوں کی
ہلے۔ آں یہ ہے کہ دریں میں ایک عربی شخص اس زمانہ میں ہوا ہے جس کی بحث کی بنیاد پرانی شروع
ہوئی تھی۔ یہ خیال کیا گیا ہے کہ اس کی وفات کو تقریباً ۱۰۰۰ برس گذرے ہیں ہر زار جمع الدین
السودا کے ہستے نہ کہے میں اس بچہ کو سعدی شیرازی سعدی بگفتا بختہ و بختہ در بختہ۔
خیر و خیر کہ بختہ بختہ ہے کہ نام نہ لکھا ہے کہ حکیم قدمت اللہ خان قاسم نے ایسے نہ کہے تر کھا
کہ اس شخص کو سعدی شیرازی بچہ جیسا کہ بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا کہ کالیہ جس علاقہ ہے۔

دیکھو جیات سعدی شرف الطاف حسین حالی صفحہ ۲۸
یہ ایک محقق مسلمان کا خیال ہے جس نے حق اربع اسلام کی بہت ناقول میں اصلاح کی ہے۔
واقفیت میرا کہ وہ خود بیا طہنت ہے مگر یہ جانت نہیں بلکہ اعتراف سے سوتا ہے کہ وہ عاقل
ہے کہ نہیں وہ ہرگز میرا حق نہیں ہے جس کے منظر کے صفات ظاہر ہوتے ہے کہ تاریخ ہندوستان
پس اسکل نہیں آیا۔ صرف حزن نگاہ شیدوں میں داخل ہونے کو تو اب جانتا تھا۔

سہ صاحب شہر۔ ہنسی انیت پیغمبر لاتی مردی از محمد علی بن عبدالمطلب و جانی میں مولیٰ میں کتب
سہ صاحب بیان انیت کے چھوڑے۔ قرآن باور کہ حاتم بن اللہ قتالی از رسول کیوں قلم فرمائیے
انیت کے کہ حق تقدیر رسول ہیں اما اللہ قتالی انکی خوش کے موقوفہ۔ ظاہر کو کتابیں سب بیان
فرمائیے کہ انے کوئی نے ایسے محمدیوں کو بھٹا دیا تھا کہ جس کی دور سے نہ ہاں چکے۔ میں اس

آنکہ شہستانی شہناوخل و عنب و در میان میں مختلفان جو یہاںے آب و ہوا سازنی
یا آنکہ آسمان ہر پارہ پارہ سر زمین افگنی یا آنکہ خدا تعالیٰ دلائل کو را بیاوردی۔ یا آنکہ
فائدہ باشد تر از زمین یا آنکہ بالاردی جز آسمان و ایمان یا دریم بہا لازفق تو تا فرد
یاد دی از ہر ماہیت کہ بچہ ایم بہ سبیل جواب پیچیدہ کہ بچہ اسے محمد پاک است پیرو دگر
من پیغمبر مگر بشرے پیغمبر را از پیغمبر مصطفیٰ تو تہ داشت۔ کہ ہر گاہ شوق است جو تہاے
آب و ہواں کہ یہ سبیل مجازات کفیل کردہ اند نمود و چوں قادر شود کہ آسمان را پارہ پارہ
بیکہ اصم طریق شوق العزیز نمود و چوں شہناست ملائکہ را نمود و چوں جبریل را بختہ سرے
دیدہ صورت او سے شنید۔ و صاحب ہم بصورت اعرابی نگاہ کنند چوں شوق است کہ
مشکوکان با حیدر آسمان بر آید چہ سال موعراج او جہانی بود چوں پناورد نوشتہ سبت
طریق مصحفہ بر ذہنزل شد و اگر بخت پیغمبرہ ان اعتبار و منوطا است بچہ ثابت شدہ
الاشکل در بیان فائدہ چوں از دیر گاہ فائدہ نقل خواب است اعتماد و انشاید۔ وہ تقدیر
تسلیم علوم عربیہ بسیار و صفات احسام بے نہایت ویشار است چہ انشا بد کہ ان صفت
کہ انشا معجزہ ہے انکاری۔ ان حضرات کیلئے احسام باشند و علم غریب رخ نماید و
توشیح الفکر کشیدہ معجزہ است چرا وہ کا شعر جہت نہا شد و چوں موعسے را کلیم اللہ
خوانی چہ ساری را کہ گوشت لہ لہ را کہ و کلیم شہ از موسیٰ بخوانی، و دستان نہا سب
صفحہ ۲۱۱ سے ۲۱۲ بات

غلام احمد ۱۸۷۹ء۔ بہر حال جب آریہ دین کے راجوں تک یہ پیغمبر شہرت پا چکی ہے
اد آریہ لکھنؤ کی مہاجرات میں دوج بھی ہو گئی اور میتھل دیوان صاحب
پرانوں کے زمانہ کو دل زمانہ نبوی کے میں ادا قانون قدرت کی حقیقت بھی کھل گئی تو
تو اگر آپ بھی لاد ملکہ صر صاحب کو شوق الفکر میں کچھ شوق باقی ہو تو ان کی تہذیب میں

بڑے بڑے افسوس باقی ہیں گے۔
تر وید نہ آریوں کی یہ شکوں میں اس کا ذکر ہے نہ آریہ دین کے راجوں تک
زمانہ اسلام سے قبل یہ بات مشہور نہ ہا بھارت میں اس کا بیان ہے اور نہ بقول
سوامی دیانند جی کے مہاجرات بچہ ایران۔ بلکہ ایران تا بھارت کے یکے پیچھے پیچھے
ہیں اور مختلف لوگوں کی تالیف۔ قانون قدرت پر غور کرنے سے بھی صاف ثابت
ہے کہ شوق الفکر نہیں ہوا اور غور نہ جمال الدین محمد اکبر بادشاہ میں اس کی بھٹا
ہو چکی ہے ایسا ہے اس طرح تہ ہر جی کو اس کے عدم ثبوت میں اسے سے انکار اور
آپ کو تعجب احمدیہ کے سبب خواہ مخواہ ایمان کی خیال سے اقرار نہ نہ۔
پس آپ کی اس مذہبیت حالت پر ہم جس قدر افسوس کریں تو یہ آپ ہے۔ افسوس
صاحب ہر افسوس !!

صر لید چھر ۱۸۷۹ء۔ قرآن میں لکھا جاتا ہے نبی ثبوت نہیں دے نہ دنیا میں حقیقت
جہ سے جہ سے نہا سب دے اپنے اپنے دیوتاؤں وغیرہ کی نسبت عجاہبات بیان
کرتے ہیں وہ سب بچے ہو جاویں گے۔

غلام احمد ۱۸۷۹ء۔ اسے اس طرح صاحب افسوس کہ تعجب کہ جس نے آپ کی کتاب
نوبت ہو کر نادی کتاب کی نظر میں قرآنی واقعات عام لوگوں کے مخرج افات کے برابر ہو گئے
ایسی باتیں جن کو لوگ بچہ لکھا اور بے بنیاد اپنے دیوتاؤں و عیسیٰ کی نسبت سینہ کول

ہم ہمارے کے کہ ماضی بہرہ من کو تم دیکھتے ہو میں ظاہر کرتے۔ یہ قرآنی ہیں کہ وہ جہت ہر
لکھا شخص خدا سے استعانت کرتے تھے وہ آپ (محمد) سے صادر نہیں ہوئے۔ (دیکھو ص ۱۸۷)
تقریر حق شہناوخل و عنب و در میان میں مختلفان جو یہاںے آب و ہوا سازنی

ایسے بارہویں جلے میں سوستان کے تباہ و سدا کر چکے ہیں اور آج تک وہاں کوئی
مندر نہیں بنا بلکہ اس سرور کو اٹھا کر ایک ٹکڑے کے اور دوسرا غزنی میں ارسال کر
دیا (دیکھو تہذیب ہند) میں یہ سعدی کی تحریر کسہ اپادام تہذیب ہے۔
علامہ برٹان اس کے دروغ ہونے کی وجوہات قریب لکھی ہیں۔

(۱) حاج (واقعی درخت) کا بہت سوستان میں دیکھنا حالانکہ ہندوؤں کا کوئی
بہت حاج کا نہیں ہوتا۔ بلکہ بنانا گناہ تھا جس (۲) اس کے ساتھ پاؤں اور آنکھوں کا
ہونا حالانکہ سوستان تھا۔ شونتک کی سرور تھی (دیکھو سرور کی پوجا کی ایک مہینہ
پینٹ راح لعل صفحہ ۲۲ مطبوعہ جہانگیر ۱۹۲۱ء) جی کی بابت عموماً لوگ کہتے
ہیں کہ اس کی آنکھ تیرا تھا۔ پاؤں نہیں ہوتے۔ (۳) پوجاری پر تفسیر
ترجمہ ہے۔ حالانکہ ہندوؤں کے مذہب کی کتابیں وہ نہیں بلکہ پارسیوں کی ہیں
(۴) بہت کے ہاتھوں کا چور شا اور بوسہ دینا یہ ایرانی مذہب ہندوؤں کی رو سے
ممنوع اور غیر مشروع ہے۔ (۵) پوجاری نہ ہنسنے والے۔ حالانکہ معابد باہلی
برعکس ہے کیونکہ مندر کے (۶) بزدلان دادار کے آگے بہت کاٹھا اٹھانا۔ بزدلان
لے اسنے والے بھی آتش پرست ایرانی ہیں نہ کہ ہندو لوگ (۷) بے وضو خدیں
جانے والے۔ یہ بھی حقیقت اسلام ہے (دیکھو تہذیب)۔ (۸) ایرانی مسلمان کچھ ہندو
کے مندروں کے پوجاری پر ہندوؤں کے نہ بچانا بلکہ برہمن بنانا۔ صحیحاً دروغ ہے۔

(۹) شیخ سعدی کا سوستان سے ہندوستان میں آنا اور وہاں سے یمن میں اور
وہاں سے چین چلا جانا بالکل خلاف واقعہ ہے۔ شاید اس وقت ہجر عرب یا ہجر الہند
یا فلج فارس نہ ہونے کی ایک بارگی کو دیکھ کر ہندوستان سے یمن میں چلا جانا بنا غائب
علی الفاسد ہے۔ یہ حکایت اس واسطے برستان مہکاری مطبوعہ لندن سے
بر خلاف واقعہ ہونے کے سبب نکالی گئی ہے۔ چنانچہ یہی شیخوں سے تاریخ فرشتہ
کے مصنف کا بھی خیال کر کویشی جگہ ذکر الہ صاحب پر تفسیر متوجہ کا لے الہا
تاریخ ہندوستان میں لکھتے ہیں۔ سوستان کی حقیقت جو تاریخ فرشتہ میں لکھی
ہے کہ صرب ہے سوم انداز سے۔ سوم نام بادشاہ کا ہے جس نے اسے بنایا تھا
نات اس بہت کا نام ہے اس کی غلطی ہے۔ اصل یہ ہے کہ سنسکرت میں سوم
کہتے ہیں ہمارے دیوی پرست اس سوستان کے نام سے کیجاتی ہے اس لئے اس کو
سوستان کہتے تھے۔ پہلے مورخوں نے کچھ اس بہت کے اعضا اور خط و قال لیا
نہیں کیے۔ وہ لگ کی شکل تھا۔ اس میں آنکھ تک کچھ نہ تھے (تاریخ ہندوستان
صفحہ ۷۹ حصہ دوم) (۱۰) ان سب وجوہات سے ظاہر ہوتا ہے کہ
حضرت سعدی مفت میں ہندی لگا شہیدوں میں داخل ہونے کی خاطر اس قدر

تجربہ ہوئے تاکہ کوئی ہندو غلطی سے دھوکا میں آکر اس کو طرح کر مسلمان چھو جائے
اور پس ثواب پانچ آئے اس طرح واقعات سکندری کو بھی مسلمان ہوڑ خوں سے بنا
خاندان کیلئے اور ہندو ہی قرآن کی بناء فاسد ہے جس سبب سے نقشب گئے گئے
میں گئے اور منزل راستی سے دور چارٹے چنا پچھتے ہیں۔ "دسکند یہاں سکندرا
بادشاہ روم کہ ہفت اقلیم مشرق و مغرب فتح کر وہ بدو خطاب او ذوالقرنین بود
و جمیع بادشاہان مشرق و مغرب الگ الگ را بودند و بارہ او گرد ہماں گشتہ و شش ماہ
در طلب آب حیات و طلا مات رفتہ بود و اقل کہ ماے مہمان خوابہ او کردہ و زندہ گشتہ
را سخته و دین رشتہ را برآہ اختہ و بعضے گویند کہ سیغیر بود و بعضے گویند دلی بود
حکیم پیشہ و یک روایت فرشتہ بود و ناما اختہ ہندی خواہم **نظمی** فرمودہ کہ
اسکند پسر قلیقوس است و تمام مشرق و مغرب گرفتہ و ذکر کرد جہاں گشتہ
بیاورد و کتارہ و خسر و شاعران در آئینہ سکندری آرد کہ کہ فزوں از باغند
سیال بادشاہی کردہ و ہندی خواہم آرد کہ کہ عرش و قرون و شش سال کم یا بیش بودہ
اور اذوالقرنین و سکندریز گویند خواہم **نظمی** فرمایہ

دریں شصت و شش سال کم بیش من لیے عبرت کہ قلیقوشین من
بر ان طفل یکسوزہ ماتم کہ مر و ندیدہ ہماں را آہیں ہاں سپرد
آئینہ سکندری میں ہے۔

درین ست کاں بادشاہ را بنات نویندہ سی سال گوید حیات
ز عرش کزین گونہ اندک بود رہ فتح آفاق در شک بود
خیں خاتم از قندہ و شان او کہ باغند فزوں بود جلال او

(کشف اللغات جلد اول مطبوعہ نو کشتہ ۱۳۴۲ھ سے ۱۳۴۳ھ تک)
اور قرآن بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے۔ سورہ کہف سے بہت کچھ اس کی تصدیق
ہوتی ہے جیسا کہ تمام دنیا کا فتح کرنا مشرق و مغرب تک پہنچنا۔ سکندری شہ
سورج کو شہ گلی میں لٹ بٹایا۔ یا جرج ماجرج کا متحضر امیر واقعہ۔ نگران باتوں
کی تاریخ یونان اور احوال سکندری موجودہ تاریخ سے کمزور اور ضعیف ہوتی ہے۔ جس
سے صاف ظاہر ہے کہ ان بیانات میں کوئی بھڑکی رستی کا مادہ موجود نہیں اور سکند
صاحب بھی ہمارے بیان کی تائید فرماتے ہیں **تہذیب الاخلاق** جلد دوم نمبر ۱
میں آئینہ سکندری صاحب فرماتے ہیں۔ "دوسرے قرآن مجید کے متن
کتب نہ پڑھیں اس زمانہ تک موجود ہیں ہزاروں غلطیوں سے مامور ہیں کوئی ان
میں ایسی کتاب نہیں ہے جس میں کوئی نہ کوئی غلطی نشان غلطی موجود ہو جس نے
اسلام کی سیدھی سادھی حقیقت کو دہری اور خیالی نہ بنا دیا ہو۔"

کس عرض سے تھا ۹ اور کیوں تھا ۹ اس اعتراض کے جواب میں صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن
اصل واقعہ سے سوستان میں اور صدر میں ہندو بن کر رہا اور ایک شخص کو اسی جان کے خوف
کونین میں دھکیل کر لہا گایا کچھ ہر مگو اس صورت میں یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ اس واقعہ کے
تمام حقیقات کی تصدیق سے نظم پوری پوری نہیں کچھ سچی۔ پس برہمن اس کے کچھ غلط
بیان کا الزام لگا یا مادہ سے یہ بہتر ہے کہ اس کے بیان کو ایسے مقام پر ادھر مطلب میں قاصر ہو گیا
حیات سعدی صفحہ ۳۴ سے ۳۵ تک "ہندوستان کی اسی حکایت کے دوسرے اکثر اکثر
نہی دھوکا کھایا ہے کچھ سعدی ہندوستان میں آیا تھا چنانچہ **سمر گور او سلی** صاحب
کے ہیں کہ ایشیا مگر جنرل کے ایک سرور مطبوعہ کٹرہ میں فرانس کے ایک مشہور محقق ام کاٹس
ڈی مٹی نے لکھا ہے کہ سعدی یہ شخص ہے جس نے ہندوستانی بھارت میں شہر کربہ۔ یہ ایک مشہور

حقا شہید مولوی الطاف حسین صاحب عالی فرماتے ہیں۔ "سعدی نے لکھا ہے میں وفات پائی۔
جس کی عمر ۱۱۰ یا ۱۱۱ یا ۱۱۲ برس کی بتائی ہے جس کے علم عمرانی سے چھ ایتھ ۸۹ ہجری میں
تسار پائی ہے (دیکھو حیات سعدی مطبوعہ کٹرہ صفحہ ۳۳)
"شیخ کے وقایع سفر میں اس نے گستاں دوستوں میں بیان کئے ہیں کہ کچھ بہتات کا
واقعہ ہے جو وہاں کے آٹھویں باب میں مذکور ہے۔ اس حکایت پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ
ایک ایسے طرح مندر میں ہماں ہزاروں پوجاری اور سینکڑوں بچوں کا گناہ دالے مردود عورت اور
سینکڑوں ہاتری متب دروزہ موجود رہتے تھے۔ وہاں ایک شہید آدمی کو ایسا موقع کیونکہ
کو نام مندر میں اس کے سوائے کوئی متعین باقی نہ رہا کہ اسے سناٹے کے وقت میں جبکہ
مند میں کوئی متعین موجود تھا۔ پھر اس کے بچے ایک پوجاری کا ڈور تمام کر سیکھتا

دین فقرہ کی زبانی حال سن کر وہ طیباً میں ہی مسلمان ہو چکا تھا۔ (۷) بندہ
 قدیر یہ یا لشکر میں جاکر فوت ہوا (۸) چھ برٹ لے دو سو سال گذر چکے تھے۔
 پھر لکھتا ہے کہ (۹) سامری نے خود مجھ کو شق القبر کا دیکھا (۱۰) خود عرب میں گیا۔
 (۱۱) محمد صاحب زندہ تھے۔ ان کے پاس جاکر مسلمان ہوا (۱۲) شہر طغاریں بجات
 دایمی از خدمت محمد صاحب فوت ہوا۔

جسٹا خود اس مورخ کے ہر دو بیانات میں تفاوت ہے وہ اس روایت کو میرا
 یا ایسا چو اور یوں ثابت کرنا ہے کہ جس کے اثبات پر کسی دانا کو ذرا بھی یقین نہیں
 پہنچتا۔ **روایت** فقرہ کی زبانی حال سن کر اور شق القبر کا حال اپنی کتابوں
 میں لکھا ہوا دیکھ کر مسلمان ہوا۔ اور پھر پہنچے مکہ یا مدینہ کے کہتے ہیں بندہ رنجشیر
 قدیر یہ میں ہو گیا۔ اور محمد صاحب سے نہایت بلکہ ان کی وفات سے تقریباً دو سو
 سال بعد جبکہ ترک۔ روم۔ عرب۔ عجم فتح ہو چکے تھے حال اس نے مسلمان ہوا۔
دوسری روایت یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شق القبر کو دیکھا اور لوگوں سے
 اس بات پر کہ جب کوئی مسلمان ہوا تو لوگوں نے محمد کا ذکر کیا۔ جس کو سن کر وہ بے حال
 ہو گیا۔ محمد صاحب کے قیام سے عرب میں جا کر ان سے ملاقات کی اور ان کے ہاتھوں
 مسلمان ہوا اور دایمی بیعت میں شہر طغاریں فوت ہوا۔

(غور طلب امور) **اول** تو سامری ہندوؤں کا نام نہیں ہوتا۔
 ان سے کوئی محمدی انکار نہیں کر سکتا اور نہ کبھی ہوا ہے اور نہ آیت ہے بلکہ یہ نام ہندو
 نصاریٰ و محمدی وغیرہ قوموں کا ہے اور انہیں کی کتابوں میں اس کا ذکر ہے اور
 ان کا اعتقاد بھی ہے کہ جاوید حق مگر کرنے والا کا فر یہ نام کسی ہندو راجہ کا نہیں ہے
 جو ہم یہ بیان خود الحجاز میں سے (جو صرف جہادی لوگوں کی ترغیب لائے اور
 نہ کہ لوگوں کے واسطے کسی معنی محمدی سے بنائی ہے) نقل کیا گیا ہے۔ سوم۔
 ہر دور روایت ایک دوسری کی سخت مخالفت میں اگر اول صحیح ہے تو دوسری غلط۔
 اور اگر دوسری صحیح ماضی تو پہلی ضرور غلط ہے اور دونوں کا صحیح و نامحال اور دو
 مخالفوں کے درمیان کسی بات کا صحیح ہونا نامحال۔ بلکہ بطالت جنات پر
 دلی ہے ہر دور میں ایک دوسری کی حرج ابطال میں اسی سبب سے دونوں باطل۔
 چہارم۔ کسی تواریخ محمدی مصنف زمانہ احمدی میں کسی ہند کے راجہ کا نام ملتا ہے
 مسلمان ہونا لیکھا کہ اس کا واسطہ شق القبر اور لوگوں کا محمد صاحب کے پاس جانا اور لوگوں
 کے واسطے کے لکھنے سے مسلمان ہونیکا بیان ہے۔ نہیں پایا جاتا جیسے کہ طیباً علیاً
 ہند کا ایک حاکم (راجہ) زمانہ جاوے اور مسلمان ہوئے۔ پس بمقابلہ ان
 تمام گروہوں کے اس کا ذکر ضرور ہوتا تھا مگر بالکل نہیں ہوا اس واسطے بھی یہ
 بات محض افتراء ہے۔

غرضیکہ یہ تمام روایات ایسے ہیں جن کے مصداق سے ہر ایک عقلمند جان
 سکتا ہے کہ کون قلع حلیہ فراری سے ایک بناوٹی ضمانہ گھڑ کر لوگوں کو دین اسلام کی ترغیب
 دلائے۔ یہاں تمام مقالہ پارتو ہم میں آپ کا مندرجہ بالا فقرہ جو آپ کے مقتضب باطنی
 یا اہم قرآنی کا عقیدہ ہے) مندر ہے۔ ملک و حاکم یا مالوہ یا دوسرے پھیل کا۔
 نام نشان نہیں ہے اس کا چھت (سقف) پر بیٹھ کر مجھ کو شق القبر دیکھنے کا حکم دے
 کہیں نہ ہندوؤں سے یہ شہرت یافتہ (بقول مرزا) نقل لے کر درج کرینیکا معقول
 اور اس میں ہندوؤں کا ذکر موجود۔ بلکہ تحفہ الحجاز میں مسلمانوں کی کتابت سے
 یہ خلاف واقعہ منقول ہے اس واسطے مصنف نے شق القبر کی درج بھی آپ کی پرچو کی
 سے خالی کر دی۔ لہذا مقتضی فرشتہ کا وقت شروع اسلام تھا اور اسلام کے آغاز

اس کا وجود با نام۔ بلکہ وہ تو ابراہیم شاہ کے وقت مسلمان ہو چکا ہے جب کہ
 اسلامی شمشیر خون آشام سے لاکھوں کروڑوں معصوم ہندو شہید اور بے دین ہو
 چکے تھے اور دین با بجز محمدیہ ایشیاء کے حصوں میں وہاں کی طرح روبرو پھیل رہا تھا
 اس واسطے تمام دعویٰ آپ کے سر پرانا ناواقعی اور بے علمی کے باعث ہیں اور اسی سبب
 جتنے قوت بزرگ خود آپ کے دئے وہ تمام کے بعد دیگرے مقتضی عمر کی ایجا اور
 بالکل پادور ہوا یا بے بنیاد ہیں۔ نہ جمہور میں نشان نہ تاریخ شہر میں مذکور ہے۔
 آیت اے محمدی بھائی خود ہی غم کرو کہ مجھ کو قرآنی دشمنوں کا دیا بی کہاں پہنچا ہی کہ
 آیت ہم بطور ہنرمند مسلمان علماء و کتب سیر کا بقیہ مقتضی اندرونی دکھاتے ہیں اور انکو
 ہی مضطرب بناتے ہیں دہر ہوا۔

(۱) سرمد موشان ایران شیخ **مصباح الدین سعدی شیرازی** کی تالیف
 ہندی کو ہم سب سے پہلے طبع ازہام کرتے ہیں اور انصاف ناظرین کے دتہ
 دھرتے ہیں۔ **باب ہشتم** ہستانتان کی آخری حکایت سفر ہندوستان
 و ضلالت ہمت ہستانتان سے

تجہ دیدم از غلج در شاہ	موضع چور جاہلیت تھا	طبع کردہ لیاں میں چکر	جو سعدی نازاں بہت
فرزدم از کشتن اس چرا	کو بھی حامی کس نہ چرا	وہیں عربی مشہور ہے	کہ اسے یہ فقرہ امت و ہند
جزاں بہت کہ ہر ملک میں	برادر ہندو لیاں مارے	پیشہ ہندو لیاں مارے	معناں گروہن دیو خود مارے
کشتیاں ہرگز نہ رہے	انہما جو روار وقتا	معناں تیرا جو ناخوش	سیر کند اندوہ و غم و کرا
من ارغفہ ہندو را	کو آگاہی ہر وقت	شدم غم گویاں	بکری ز کوفت بخت بکری
نیک ایچہ در دامن ستا	کو لنت ہر دو بخت	تقلید کا شدم در ہند	بہر شدم و مرقا لہر
یہ چہ نہ طراں از دیر	عادر سیر سیاہی بہت	کرنا یا عربی	بلکہ ہندو دت فیروز
ہر دم آہم بعد از غم	از جا بجا ہر یں	راجہ بجا ہر یں	راجہ بجا ہر یں

یہ شیخ سعدی ہستانتان کے باب دوم میں لکھتا ہے۔ یہ خوش گفت فردے پاک
 کو رحمت جہاں تربیت پاک باد جس سے ثابت ہے کہ ضرور سی اس کے وقت چکر
 تھا اور ضرور سی نے مجھ کو حکم سے مشاہد نامہ تصنیف کیا تھا اور علاوہ ہاں
گستاخ کے اب اول حکایت دوم میں سعدی لکھتا ہے کہ اندوک خراسان
 سلطان محمود سلجوقی زنجوانہ و بعد از وفات او بعد سال کو مجھ کو خود اور مجھ کو
 و خاک شدہ مگر جانشین کہ چہاں و رحیم غامی گرویدہ و نظریے کو نہ سارہ ملک از
 تاویل اس ضرور نامہ نہ مگر درویشی کو ہی اور گفت ہندو شیشاں لکھا کہ لکشاں باداران
 (۱) شیخ سعدی نے ہستانتان تصنیف کی۔ ز شہد فتروں بود و بیجا (۲۵۵)
 (۲) شیخ نے گستاخ تصنیف کی۔ رچوت شہد شہد بیجا شش بود (۲۵۶)
 (۳) اور محمود غزنوی کی تالیف وفات ہو۔ باقیم گفت شہد بیجاں (۲۵۷)
 گو یا محمود کی وفات سے ۲۸۲ یا ۸۱ سال بعد شیخ سعدی ہوا۔ اور محمود غزنوی

یہ حاشیہ۔ اور بہت مستر سیاہ و زرافت ہوتا ہے کہ مشی کے پہل انگوں میں جو کشیدی
 مداح یا نہ ہندوستان میں بہتری انگوں پر فقرہ ہونے لگے ایک ہاں پر تھا اور دوسرا
 بلکہ نے لکھا ہے میں میں تھا اور سال کا لکھا تھا کہ وہ کیوں تاریخ ہند لکھتا ہے (۱۱۰) جو نہ
 مہرت کو درملا اور اس کے ٹکڑوں کی غری میں بیچنے اور جامع مسجد کے آگے ڈالنے کا حکم دیا اور کہہ کر
 ہند میں بیچنے کا حکم ہوا ملا تاریخ نہ کوئی (۱۱۱) بعد از ان ضرور تا دو قطعہ مرگ اندازے جدا کر
 کہ ہندو نہ دیکھ کر خد و خدا شاد عام اندہ عقیدہ کہ دیکھو تاریخ فرشتہ شہد و مطبوعہ
 نول کشیدہ صفحہ ۳۳۳

کرتا ہے۔ پس ایسے جو فاکش کو بات اگر دیکھیں تو قابلِ اعتدال نہیں مگر کچھ بھیجنا پڑتا ہے۔
 خاطر مرزا صاحب (دعا کو بھی حیات سے سوجھو شوقِ القربا ثابت ہو جائے اور محمد مصباح
 بر کوئی الزام نہ آئے) تاریخِ فرستہ سے ہی اس کی تحقیقات کر سکتے ہیں۔

تادمج فرشتہ مقالہ یا منہم کا آغاز۔ کیفیت ظہور اسلام
دعای و پیکر و افعال احوال در فتح و ہجرت سے ساز و دوڑ واقعات لمکوں یکبارہ موصفا
در یک از گشت این نظر و نیامہ جاہراں بر از انجہ در رسالہ کشف الحجاب میں
نوشته شدہ اشخاص نامیاد طبعی است از ممالک ہندوستان بجا بنیاد کن
در اوایل پیش از ظہور اسلام و بعد از ظہور اسلام ملائکہ ہجرت و کفار را بر سر ہم تجارت از
راہ دریا بدلا دیا آمدہ شدہ پیکر و در آخر الامریان علیہا دیاں و ایشان بود سلطان
دیندی آفتہ ہم رسیدہ یعنی از باز رنگین ہجرت و کفار را بکشتی لیبیا را کشتی شد
منزل و بساتین ساختہ دیاس پنج بود از ان طبعی آفتاب جہا قباب طبعی محمدی
مگر و قیام کو تاریخ ہجری از دولت (در حد سال) تجارت گشت جمیع از اہل اسلام جو
و جہت و دیاس فخر و در شہی از بناد عرب بقصد زیارت قدس گاہ حضرت بابا آدم بجا بن
سرازم کہ آیتھا لکھا سیکوید متوجہ شدند و جب اتفاق کشتی ایشان باد مخالف غرق
بلیکیا افتادہ و در ہر کہ ظہور فرود آمدند حاکم آنجا کہ موسوم بسامری ہجرت و بعل کل و اتفاق
ستودہ اعیان داشت بصحبت در ایشان مشرف شدہ انہرا ب عین در میان آورد و آنکہ
از وقت و مذہب ایشان پرسید و گفتند کہ بر علیہ اسلام آہستہ ایم و سیدنا محمد رسول اللہ
است سامری گفت من از طایفہ ہجرت و لیبیا دین و مذہب وین شادی عالم
شنیدہ ام کہ در بلاد عرب و عجم و ترک ایرا دین و دین دادہ لیکن لالی الان بہ حجت مسلمانان
نرسیدہ ایم اکنون توفیق دارم کہ مرشد از حالات آن سرور و بابا آدم از دین صدق و وصفا
مذکور شدہ و ہجرات او بیان کنند یعنی از درویشان کہ بصفت علم و صلاح اگرستہ
موزہ آغاز سخن کردہ چندان از حالات و ہجرات آن حضرت بیان فرمود کہ سامری را
محبت رسالت بیادہ در دل پیدا شدہ و چون محضر شوق العزیز شدہ گفت اے قوم اہل عجم
بسیار قری است ما حق و صدق است سخن بنود مروج جمیع بلاد و قریب و بعید مشاہد
کردہ حاضر ہجرت بود و رسم و آداب چنانست کہ ہر گاہ قضیہ بزرگ روئے نماید بابا قلم آنرا
در قلمارت ثبت نمایند و فراتر از او اجداد موجود است آنرا آنجا طے آوریم و جہا صدق شما
مے بنم لگاہ دہلی و قمر را خواندہ و فرمودہ تا وقت زان خاتم البین یکسوہ و در آنجا نوشتہ شدہ
کہ در زمان تاریخ دیدہ شدہ اہد و بارہ گشتہ باز ہم بیست و بیس برس سامری حقیقت بن
محمدی ظاہر شدہ کلمہ بزرگان آورده ما حقا و تمام مسلمانان گشتہ جوں اہل و عیال قوم خود
مے رسیدہ آنرا خفی و دشتہ مسلمانان را ہم از ظہار آن من فرمودہ کہ دیکھو تاریخ
فرستہ مطبوعہ نول کوشد صفحہ ۳۶۸ مطبوعہ ۱۲۸۵ھ

(۱۸) اقارب للتخاص جیسا کہ ہم نے مذکور کیا آیتوں کے واسطے روز حساب یعنی قیامت کا دن - سورۃ الانبیاء -

علامہ کے تمام واقعات قیامت کی بابت آئے والے وقت کے ہیں جو ابھی بہت بڑے بڑے زمانہ کے بعد آئیں گے۔ مگر تمام اس طرح بیان ہوئے ہیں کہ حضرت کے بیٹے گذر چکے ہیں۔ اس طرح اقارب کا لفظ بھی مستقبل کے واسطے ہے مگر بعید و ماضی بیان ہوا ہے۔ چنانچہ سید احمد خاں صاحب ہمارے تالیف کے تمام قرآن کا طریق بیان اس طرح ہے کہ آیتوں کی باتوں کا حقیقی ہونے والی میں ماضی کے صیغہ سے بیان کیا جاتا ہے جو ان کے قطعی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اس طرح ان آیتوں میں جو باتیں ہونے والی ہیں انکو ماضی کے صیغہ سے بیان کیا ہے، "تفسیر احمدی ص ۱۰۰ جلد اول" سورۃ بقرہ، اس واسطے اس میں کسی معجزہ کا بیان نہیں اور محمد مصطفیٰ سے تو اس کی صریح کا خدا کا گواہی نہیں اور جو اس بات کا اعتبار کرتے ہیں کہ اس آیت قبل بعید ماضی کو بجا دیکھیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بجا دینا کی عام اصطلاح ہے۔ کسی عبارت کو لکھا ہوا دیکھ کر بھی بجا دیا کرتے تھے اور عبادت بات چیت میں بھی بجا دینا لفظ ہونے لگتا ہے چنانچہ اس کا ثبوت بھی ہم قرآن سے ہی دیکھتے ہیں۔

(۱۹) سورۃ ہود - ولین قلن انکم مبعوثون من بعد الموت للقیول الذین کفرن ان هذا الاھم صیدین - ترجمہ - اگر تو کہے کہ تم انھوں کے بعد تو الٰہیت کا فراموشی کے کہ یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے صریح۔

(۲۰) سورۃ احقاف - واذ انبی علیہم اذینا بدینت قال الذین الھن لھن صیدین - ترجمہ - اور جب سنائی ان کو ہماری باتیں ظاہر طور پر کہتے ہیں کہ تم سچی بات کہو اب ان تک پہنچے یہ جادو ہے ظاہر اس ہی آیت کو بھی بجا دیا۔ علامہ احمد ۸۷ - پھر ان تب باتوں کے بعد ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ شق القرآن یہ ہندوؤں کی منتہی باتوں میں بھی مشابہت پائی جاتی ہے جہاں بھارت و دھرم پرش سائنس بھی صاحب لکھنؤ کے زمانہ میں چاند و دھرتی کے ہر کچھ پر لکھا تھا اور وہاں شق القرآن کو اپنے بے ثبوت خیال سے بیشو آتم کا معجزہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں یا صاحب کی شہادت اور ہر دو کے محققوں کے بیان سے پتا چلتا ہے کہ جہاں بھارت وغیرہ یوران پور پر قدیم ادب پرانے نہیں ہیں۔ بلکہ تعین یونانیوں کی تالیف کو تو صرف اٹھ سو یا نو سو برس پہلے ہے۔ اب قرین قیاس ہے کہ جہاں بھارت یا اس کا واقعہ بعد مشاہدہ شق القرآن جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا لکھا گیا۔ اور شواہد اس کا نام صرف سچا طور کی طرف یہ یہ کہ قدیم سے ہندوؤں کی اپنے بزرگوں کی نسبت عادت ہے وہ بوج کیا گیا ہے۔

متر وید - جیسے کوئی کہے کہ محمد صاحب کی ہمارے بھارت کے صاحب سے ملاقات ہو کر باہم بہت سی بات چیت ہوئی اور ایک دوسرے کو کھفہ ثقافت لائے۔ بارز دوست تھا اور محمد صاحب کا باہم مباحثہ ہوا اور محمد صاحب اس کی ثبوت پر ایمان لائے تو کیا کوئی عقلمند تسلیم کرے گا؟ ہرگز نہیں۔ حضرت ایسا ہی اس بات کا دھوٹ ہے اور سچ بھی ہے کہ درود آدمی را کھند شمسار نے جناب ہما بھارت میں نہ تو کوئی دھرم پرست ہے اور نہ شق القرآن تمام بھارت میں کسی جگہ ذکر ہے۔ نہ جس میں دھما متری نسبت اس کا کہیں بیان ہے اور نہ کسی غیر کے متعلق بھی کچھ نشان و گمان۔ سو اسی جی نے کسی جگہ بھی ہما بھارت کو اٹھ سو برس کا مصنف بتلایا اور نہ ہما بھارت کا شمار یونانیوں میں آیا۔ بعد مشاہدہ شق القرآن کے جو سولہ محال ہے) نہ تو اس میں لکھا گیا اور نہ آج تک یہ نام ممکن ہر وقوع پذیر ہوا ہے شک بعض یوران ۸۷۹۰ برس کے مصنف ہیں اور بعض اس سے

کسی امر میں زیادہ تھوڑا ان سے جو حدیث میں ہیں اور جاری ہو جاتا ہے۔ حضرت ان کی زبان پر خیر و بد اور وہ مقصد نہیں کہتے، پھر آئیں سید احمد صاحب ہندویہ الاطلاق جلد نمبر ۲ کے نمبر ۱۱۱ میں فرماتے ہیں۔ "متر وید" میں کی باتوں کو پسند کر کے اپنے دین میں اس طرح داخل کر لینا کہ پھر کچھ بتیز نہ رہے کہ یہ باتیں کس مذہب کی ہیں۔ بلکہ وہ باتیں اسلام ہی کی معلوم ہوں۔ جس طرح بنی اسرائیل کے علوم اور زبان کی حکمت و فہم کو مسلمانوں نے اپنے دین و مذہب میں داخل کر لیا ہے اور اپنی تفسیروں اور کلام کی کتابوں کو انہی روایات اور سائنس سے بھر دیا ہے۔ بہت سے ایسے بزرگ بھی ان دنوں تشریف رکھتے تھے جو روایات، تھوڑی حد تک بنا کر لے گئے اور اس کو قواب جلتے اور دونوں سکھائی جانتے تھے حکماء اقوال حضرت سے منسوب ہوتے تھے اور نتائج سکندر کے حوتی ریش مبارک میں چر دیتے تھے تاکہ کسی طرح بعد وفات و دفن اسلام ہو۔ اور ہمارا اور حضرت کا نام ہو۔ ریش حدیث کی صریح کا اعتبار نہیں اور قرآن کو کسی معجزہ احمدی سے اقرار نہیں ہوا اس طرح کہ خود علامہ احمد ۷۷ - اس لئے اس کے یہ بھی کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ کہ واقعہ شق القرآن جو چند سکھ سے کچھ زیادہ نہیں تھا۔ ہر ایک رلایت کے لوگ اطلاع پا جاتے تھے کیونکہ خلافت ملکوں میں دن رات کا قدرتی لغات - اور کسی جگہ مطلع نا صاف اور بے شمار ہونا اور کسی جگہ اجڑنا۔ ایسا ہی کئی اور ایک خوبیات عدم ریت ہوجاتے ہیں۔ اور دنیا و الطبع انسان کی طبیعت اس کے برعکس واقعہ ہوتی ہے۔ کہ ہر وقت آسمان کی طرف نظر لگاتے رہتے۔ یا محض رات کی وقت جو سونے اور آرام کا سارا شعبہ نوموں میں اندر بٹھنے کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے۔

متر وید - جب آپ شق القرآن کی بابت اور ملکوں کے لوگوں کی اطلاع یا ضروری نہیں تھی۔ اور خود آپ کے دل میں بھی ہر ایک پہلو پر غور کرنے سے اس پر حیا و حشمت کا وہ حد و حد نہ تھی کہ نہ بے حدیثی قادیات مار جا ہیں اور درحقیقت ہر ایک تعلیم العقل کے نزدیک سیات و قوس سے خارج ہے۔ تو پھر خدائے عظامہ ایک مشکوک اور ممکن حال اور مذہب بات کو کچھ تان کر کیوں بجا رہے ہو۔ جن کا ثابت ہر ایک صریح ہی ممکن نہیں۔

یعنی مسلمان یہ دھوٹے بھی کرتے ہیں کہ اگر شق القرآن محمد صاحب کے وقت میں نہیں ہوا تو انش ماضی کا صیغہ کیوں ہے؟ اور کیوں اس کے معنی مستقبل کے لئے جادویں؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن میں صرف یہی ایک برکت نہیں ہے۔ بلکہ بہت سی جگہ بھی مستقبل کے معنی دیتا ہے اور واقعات آئندہ بطور ماضی کے بیان ہوئے ہیں حالانکہ وہاں مستقبل ہونا چاہئے۔

- (۱) مثلاً سورۃ زمر لھ فی الصومر - اور پھر گایا زمرنگا۔
- (۲) ایضاً فصعق من فی السموات ومن فی الارض - پھر ہیوش
- (۳) نہ لھ فی آخری فادھاہم قیاساً یظرون - پھر پھر نکالیا دوسری
- (۴) وانشہ وہ کھڑے ہو گئے تو کہتے۔
- (۵) وانشہ وقت الارض بنور دینا۔ اور بھی زمین اپنے رب کے در سے
- (۶) وودع اللہ فی جای بالین والشیخا - اور لا دھرا و فتر اور جاز
- (۷) ووضعی منہم یا حق - اور فیض ہما ان میں انصاف سے۔
- (۸) ووقیت کل منن ما علمت - اور لا دھرا ظاہر ہی کو جو کیا۔

جائے گا۔ ترجمہ سہری علیہ القادریہ ان استیضوں سے لکان سوائے چند کتب
مکتبہ کے اور میں نہیں ہے۔ مگر سب کا انکار نہیں بلکہ ایسا بھی علماء نے مانا ہے۔
چونکہ استیضوں سے لکان نام ان حضرت کی بزرگی زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ
اول تو فیض محال کو روک کر ہے۔ پھر ایسی استیضوں سے لکان دینا ذرا علیٰ نور ہے۔
پس حضرت کی ثناء بقول سعدی۔ ہاں تا بود و دریاں جلے گہر شدے مجھ بود
و لیدر جس قدر مسلمانوں کی طرف سے ہر کے سنگینہ از کوہ طور ہے۔ حرز حق
ایسے واقعہ عظیم کے واسطے کسی عظیم الشان شہادت کی ضرورت تھی اسلئے ایک شہادہ دیکر
اس کا شائع کرنا ضروری تھا تاکہ لوگ خدا کو مستلیم ہونے سے قبل کہتے ہوئے
اسلام کو قبول کرتے اور تلواریں چلائے اور ہتادی بنائے کی ضرورت نہ پڑتی مگر ان امور
سے کوئی بھی نہ کیا گیا اور نہ کوئی کافروں سے ایمان لایا۔ اور نہ بھی تمام زندگی میں جو
سے ہیں پیچھے کا عہدہ کر کے دھوئے کیا اور نہ بھی انکی زندگی میں نظیر آیا تھا۔ انھوں
کے سامنے اس کو ذکر ہوا۔ اس کی ساری رات روئے رہے اور ایک بھی مسلمان نہ ہوا۔
پس کی طرح یہ بات لائق اعتبار نہیں اور نہ یہ سب اس کا ماننا ماناؤں کو سزاوار نہیں
ہر لیدر تھو۔ یعنی۔ مالک غیر از انہی اقوام غیر کی تاریخ میں ایسی بڑی بات
کا ذکر کتنی شق العز کا ذکر ضرور چاہئے۔

غلام احمد۔ جس حالت میں چاند کے دو گروہ کے کریم کا دعویٰ زور شور
سے ہر جگہ تھا یہاں ایک کرامت قرآن شریف میں غایبوں کو از ہم دیا گیا کہ انہوں
سے یا نہ کوہ ٹوڑے ہوتے دیکھا اور آخر ان کے کہہ کیا گیا جلد ہے۔ اور پھر یہ دعویٰ
تشریف آتب میں بلکہ وہ دم و شام و شرف و فاقہ و عیدہ دور در مالک میں پھیل گیا تھا۔
تھو دیکر سوائے اس ایک آیت کے کوئی زور شور سے دعوئے نہیں اور نہ
اس کے متعلق نشان و نگاہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ ایک محفل و مجلس طوریق القم کا ذکر ہے
میں زور شور کا دعوئے اور اس کی شہادت بعض دروغ بے فروغ ہے۔ نہ کسی مخالفت
کا قرآن میں نام درج ہے۔ اور خود مختص صاحب نے بھی یہ دعوئے عام میں علانیہ طور پر
نہیں کیا۔ اور نہ اس آیت میں پیچھے تھوڑی کی طرف اشارہ ہے اور نہ اس کو جو مختص صاحب
سے کوئی تعلق قرآن میں بتلایا گیا ہے۔ نہ کسی خطوط میں یا حدیث میں کسی سائل
مخالف کے سامنے حضرت کی زندگی میں یہ شہادت بطور پیچھے کے پیش کی گئی بلکہ عیسایہ
کو چھ آیت ثابت کر کے۔ ہندو پیچھے دیکھائے سے ہی چمکتے اور جو چھپاتے رہے
کبھی کوئی پیچھے نہ دکھلایا اور نہ کسی مخالفت کو عقولیت سے قابل بنایا۔ ان حضرت
کے مدح سرائی و شاعرانہ۔ بترتیب گفتگوں سے دعوئے تمامیں تقریباً ۱۸۱ آیتیں
استدلال و غولیاہ میں بہت سے فقرات آپ سے منسوب کر کے ہیں جیسے کہ قابل
مزید پیروی کی نسبت گمان رکھتے ہیں اور شہیدہ بارہ اپنی جیسا دیکرہ ہے۔

باقی بری کتب احادیث محمدیہ ان کا حال یہ ہے کہ تمام کتب ایک ایک سوار و درود کو
بریں حضرت کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ محفل کحیت انکی تفسیر و تلامذہ
حضرت محمد بن ابی بکر السلام

نمبر شمار	نام محدث	نام کتاب	سال پیدائش	سال وفات	وفات محمد کے کتنے سال بعد پیدا ہوا
۱	امام مالک	مرطبا	۹۵ھ	۱۷۹	۸۲
۲	امام شافعی	-	۱۵۰ھ	۲۰۴	۱۳۹
۳	ابو محمد حارثی	-	۱۸۱ھ	۲۵۵	۱۷۰
۴	ابو بن مہدی	مسنہ	۱۷۲ھ	۲۴۱	۱۵۳

نمبر شمار	نام محدث	نام کتاب	سال پیدائش	سال وفات	وفات محمد کے کتنے سال بعد پیدا ہوا
۱	امام بخاری بن	بخاری	۱۹۴	۲۵۰	۱۸۳
۲	ابو الحسن مسلم	مسلم	۲۰۶	۲۶۱	۱۹۵
۳	امام ابو داؤد	سنن	۲۰۷	۲۷۵	۱۹۱
۴	امام ترمذی	جامع ترمذی	۲۸۹	۳۷۹	۱۹۸
۵	امام ابن ماجہ	سنن ابن ماجہ	۲۰۹	۲۴۳	۱۹۸
۶	امام نسائی	سنن نسائی	۲۱۵	۳۰۳	۳۰۳
۷	ابو الحسن دارقطنی	-	۳۰۶	۳۸۵	۲۹۵
۸	امام بیہقی	سنن	۳۸۴	۴۵۸	۳۷۴
۹	امام ابن کثیر	-	-	۵۲۰	۵۲۰
۱۰	ابن حوزی	-	۵۱۰	۵۹۷	۵۹۷
۱۱	امام نووی	-	۶۳۱	۶۷۹	۶۲۰

مترجمہ اس کو کہتے ہیں جس کو ہر زمانے میں اسے لوگوں نے شہادت کیا ہو کہ جہاں
کذب کا ان کی طرف عقل کے نزدیک محال ہو عدلے سارہ اقاؤں کو کہتے ہیں جس کی
مدحیت میں اس قدر کثرت نہ ہو۔ قابلہ ۵۔ مترجمہ حدیث بعضوں نے کہا کہ کوئی سوچو
میں اور بعضوں نے کہا کہ ہے اور مترجمہ قول اول ہے۔ کذا فی بعض الکتاب مترجمہ
کا اردو اور الہدایہ صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ مطبع نظامی کا ڈیڑھ ۱۲۹ھ۔
تشریح ہے۔ اگر کسی کو حدیث یا ان کے درویش کے یا حلیوں کے منو نے دیکھو ہو یا کوئی
ان کے طریق اعتبار شہادت کا اندازہ کرنا چاہے تو براہ ہرمانی تہذیب و
تہذیب و میثاق الاعتدال کو مقرر الحال کو مقرر الحال کو مقرر الحال کے حراجم کا
اندازہ دیکر دیکھو تاکہ معلوم ہو۔

آپ برعزم و کوثر سفیر تھو ان کو۔ حکیم حجت کے را کہ باقتضایہ
جب محدثوں اور راویوں کا یہ حال ہے اور انہیں حدیث میں بیاس خاطر احد
موجود کا اقبال ہے پس کی طرح کوئی پیچھے بطلان قرآن قابل اطمینان گمان نہیں ہو
سکتا اور نہ اس بیان کی تائید عبدالغنی صاحب کے مسخفہ اثنا عشر یہ ہے جو
ہے۔ یہاں ۱۵۰ آیتیں تھو کے کہ ہفتاد و ہم میں لکھے ہیں۔ تاریخ داناں تمام عالم اجماع
داندہ بانکہ تا حد سال از ہجرت بیچ تصنیف و در اسلام واقف نہ ۱۵۰۔ دو کو تھو
مطبوعہ ہرمز نکھو ۱۲۹ھ معنی ۱۰۳۔

حدیثوں کے بے اعتبار ہونے پر ہم محدث مسلم کی بھی شہادت پیش کرتے ہیں
اس نے اپنی صحیح میں لکھی ہے حدیثی اعفان اعن محمد بن یحییٰ ابن سلیمان
عن ابیہ قال لہذا الصالحین فی قی الکنز متعذر فی الکنز دیت قال
مسلم یحییٰ الکنز علیہ السلام و لا یقین ان۔ مترجمہ ہم نے نہیں دیکھی

حاشیہ ۱۔ اسے چھ لاکھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار ہزار صحیح سمجھ کر درج کیے۔
باقی ۲ لاکھ ۹۲ ہزار۔ اصل تھو ۱۲۰۰ دار شریعہ دقاہیہ
۲۔ ابن کثیر نے ۵ لاکھ حدیثیں علماء کی زبان سے سمجھیں ان میں سے ایک ہزار چھ سو
صحیح باقی ۴ لاکھ ۹۰ ہزار۔ مترجمہ ہم نے نہیں دیکھی
۳۔ ابن کثیر نے ۵ لاکھ حدیثیں علماء کی زبان سے سمجھیں ان میں سے ایک ہزار چھ سو
صحیح باقی ۴ لاکھ ۹۰ ہزار۔ مترجمہ ہم نے نہیں دیکھی

تو اربع سے شہادت لاؤ۔ کوئی گواہ بناؤ۔ مگر حضرت اور اسلام کی طرف سے سوا
 نہیں نہیں کے ہاں کا کلمہ ایک بار بھی مومن سے نہ نکلا اور اجتہاد از امام اسلام سے توج
 نہ کوئی محمدی مجدد برآمد ہوگا۔ اسی واسطے آپؐ بھی معتقد ہیں کہ دیا کہ اگر نہ بھی
 ایں تو بار بار کچھ طرح نہیں لکے شک آئے تو جو ہم نہیں مگر اسلام اور قرآن کا زبان ہے اور
 زبان ہی یہاں کہ نقصان جان دو دیکھو حاشہ صفحہ ۲۱۹

علامہ احمد صفحہ ۲۱۹۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مجروح شق القم ضرور وقوع میں آیا
 تھا۔ ہر ایک شخص غرض اپنے دل میں سوچو دیکھو کہ کیا تواریخ کی طور پر یہ نبوت کافی
 ہیں کہ مجروح شق القم اسی زمانہ میں بحوالہ شہادت مخالفین قرآن میں لکھا گیا اور شایع
 کیا گیا اور پھر سب مخالف اس معتمد کو سن کر چپ رہے۔ کئی نے تحریر یا تقریر سے اس کا
 رد کیا اور ہزاروں مسلمان اس زمانہ کی روایت کی گواہی دیتے رہے۔

تقریباً حضرت باکل غلط ہے مجروح شق القم ہرگز ظہور میں آیا۔ ہر ایک شخص
 قرآن پر غور فرمائی اس کے الفاظ پر گہرہ لیا ہے۔ قرآن میں لفظ شق القم تو موجود ہے مگر
 کوئی تواریخ نبوت نہیں اور نہ کئی مخالف کا نام قرآن میں دین کی شہادت سے لکھا
 گیا۔ لکھا ہے اور نہ اس وقت قرآن میں یا قرآن بھی لکھا گیا بلکہ کئی سال بعد رد دیکھو کلام
 اور کئی مخالف کی اس اسلامی دعوے نے کبھی خاموش نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ مخالف لوگ اس
 کا ثبوت اپنے دہے اور آیت بھی لکھتے ہیں بلکہ آیت تو خدا کا محمدی بھی خدا کے فضل سے
 ہے کہ اس میں اس کی ساری الفاظ پر گہرہ منکریت تک پہنچ چکے ہیں اور یہ بات کہ
 ہزاروں مسلمان اس زمانہ کی روایت کی گواہی دیتے ہیں کہ محض زبان درازی اور
 شہادت الہی کی قماربازیوں سے نافرمانی کا باعث ہے۔ نہ تو ہزاروں اس وقت مسلمان
 تھے اور نہ وہاں موجود تھے۔

علامہ آپ نے بھی الہامی حکمت سے ہمہ غم کے صفحہ پر ہماری تائید کی ہے کہ مسلمان
 اسی زمانہ میں عرب اور حاضر تھے۔ اور صفحہ ۱۸ میں بھی احمد سے کہ دعوت مسلمانوں کو جو ابھی تشریف
 لائے اور کر دیں۔ اس میں آیت سے قوت حافظ سے کام لینا چھوڑا۔ !!

علامہ احمد صفحہ ۲۱۹۔ جس حالت میں مجروح شق القم میں یہ بات ملاحظہ کر
 ایک لکڑہ اپنی حالت سمجھو پڑا ایک اس سے الگ ہو گیا وہ بھی ایک یا آدھ شک
 تک یا اس سے بھی کم۔ تو اس سے کوئی استبعاد عقلی ہے۔ اور یقیناً حال اگر سب
 عقلی بھی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ عقل ناقص انسان کی ہر ایک کام ربانی تک کہ پہنچ سکی ہے
 ضرور۔ یہاں آپ نے تمام مفسرین اور محدثین کو کاذب ٹھہرانے پر کمر بستہ کیا
 یا اپنی افواہی کا ثبوت دیا۔ اور زیادہ ہی استبعاد دیکھو اسے کہ دشمنان کی کو خوش کو رہا
 کی دشمنی تمام مشرکین۔ اور صحیح بنیادی۔ نہ اوائلی آخرت و مخرج القرآن وغیرہ سب
 آیتوں سے قرآن میں اور ہمارے مباحث ہیں کہ کیا پہلے کہ اول اپنے مفسرین کی شقی کردہ
 ہیں تو ان کے مقابل میدان میں آؤ اور خاطر خواہ اعتراض کہے جواب یاؤ۔ آپ کی
 نزاع الہیانی اور عقیدہ الہی شہادت اس سے طرح کو آؤ کیا ہوگی۔ جب کہ
 اول آپ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی استبعاد عقلی لینے دراز عقل بات ہے اور پھر خود
 آپ لکھتے ہیں کہ اگر استبعاد عقلی ہی ہوتو عقل ناقص انسان کی کام ربانی تک کہ پہنچ
 سکتی ہے۔ جناب اسی واسطے ماسطر صاحب نے فرمایا تھا کہ مجروح شق القم قانون قدر

حاشیہ۔ تقریریں کی گواہیں۔ لکھا ہے دین کے مجروح۔ دعوے کی حواشی عبادات اگرچہ اند
 معارف تعلیم کے ایک نظام میں کچھ جڑی کر دینا مسلمان بن لیا ہے۔ گو یہ تاریخ مجروح سے زبردست
 جتنہ ہیں سب مجروح رہیں کہ حال ہے تو اس وقت کیا کچھ لوگ رہتے ہوں گے۔ حضرت
 علامہ فرمیں مجروح پر کچھ میر حسن فرمیں میں کیوں نہ ہوں گے۔

کے خلاف ہے جبکہ تائید یا استہدای کی ہیں اور کبھی سے ضرورت نہیں رہی۔
 جبکہ آیت خود ہی مان لیا کہ عقل انسانی نہیں پہنچ سکتی۔ میں کہتا ہوں کہ پہل
 حیوانی تو صرف پہنچتی ہوگی عقل انسانی سے معجزات کا تعلق کیا ہے اور پہنچ کس
 طرح سکتا ہے جبکہ وجود ہی بال ہے اسی واسطے ہر طرح ثابت ہوا کہ مجروح شق القم
 برکتور عقل انسانی کے برخلاف۔ تحقیقات علمی کے برخلاف۔ تاویخ اور تواتر
 کے برخلاف۔ قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ چیراؤں اور نادانوں کو اختیار
 ہے کہ انہیں یا نہ مانیں۔ انسانوں کو اس کا ماننا بقول آپ کے کیلیج کر رہا نہیں۔
 خدا کے کہ وہ دن جلد ظہور ہوگا تکفلت جہل دور ہو۔

مرکبہ صفحہ ۲۱۹۔ مرزا صاحب میرے سے حدیث یا آیت مانگتے ہیں اور
 ساتھ ہی قرآن کی آیت تحریر فرما کر اقرار کرتے ہیں کہ قرآن کے دو ٹوکے حضرت نے کئے۔
علامہ احمد صفحہ ۲۱۹۔ صاحب میں میں نے جانے کے دو ٹوکے ہوئے پر تو آپ
 کسی آیت یا حدیث کی سند نہیں مانگی۔ بلکہ ایک ادنیٰ استدعا کا اگر وہ خواہاں بھی
 میرے جواب کو پڑھ کر سمجھ سکتا ہے کہ میں نے تو آپ سے یہ نبوت مانگا تھا۔ کہ
 قرآن یا حدیث میں کہاں لکھا ہے کہ جانے دو ٹوکے ہو کر زمین پر گر پڑا اور آنحضرت نے
 اسی استیصال سے اس کو نکال دیا۔ سو آپ نے اس کا ثبوت نہ دیا۔

تقریباً۔ ان کا اعتراض قرآن میں ہر جگہ جانے دو ٹوکے ہو گیا اور یہ بات
 قانون قدرت کے برخلاف ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ ”میرزا صاحب کا جو بات
 خلاف قانون قدرت ہے یعنی شق القم وہ کس طرح ہو سکتا ہے“ اور کچھ صفحہ ۱۸
 آیتوں کو کوئی شکی بخش جواب نہ دیا۔ اور دیتے کہاں سے آپ جواب دینے کے عرض نہ
 ہی ہو سکتا ہے میں اور خدا کا ایک دن تمام باقیانہ محمدی بھی منکر ہو جائیں گے
 آپ ان کیلئے مشاہیر تیار کر رہے ہیں۔ ایک دانا کا مقولہ ہے کہ جرات سے ان باتوں
 دمخیزوں کا نشوونما ہوتا ہے اور وہ آجکل روشنی علم سے مرود ہو رہی ہے۔ میں
 حقت کے معقولہ ہوجانے سے معلوم خود بخود نادر ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ کہتے ہیں کہ
 ایک ٹوکہ دیاں رہا اور ایک تھوڑے فاصلہ پر چلا گیا۔ مگر دیگر مفسرین لکھتے ہیں کہ
 ایک مشرق کو چلا گیا اور ایک مغرب کو ایک اور چاروں طرف چلا گیا اور دوسرا دوسرے
 کو کی طرف۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ طالبان مجروح نے جب بخوبی دیکھ لیا اور اپنی
 طرح یقین ہو چکا تو بعد انہاں تین آیتیں کہتے ہیں کہ ایک منہ یا آدھ منہ یا اس
 سے بھی کم اور میرزا صفحہ ۲۱۹ مقررہ میں صرف چند کلمہ سے کچھ زیادہ نہیں ملتا ہے جو اگرچہ
 اشارہ مجروح کی تکیب صریح اور بھونچے ہے مگر ہم اس کو تیر حجاب کی تردید میں ایک
 مولوی صاحب نے لکھ کر ہمارے پاس ارسال کیا ہے وہ بھی درج کر کے باز نہیں دیتے
علامہ احمد۔ منہ چیم صفحہ ۲۱۸۔ قرآن مترجم یا حدیث میں کہاں لکھا ہے کہ جانے
 دو ٹوکے ہو کر زمین پر گر پڑا۔

مولوی۔ جانے دو ٹوکے ہو کر زمین پر آجنا کتب حدیث و تفاسیر سے ثابت
 ہے اقوالہب الساعۃ والنشۃ القم غزیر کہ آدھ قیامت و تکلف اور
 کافران اراں حضرت معبر و طلب کردند خدا تعالیٰ را واد پارہ ساخت یکے بر کوہ
 رقبیس و دیگر بر کوہ فیتقان آدھ فتح الزحان۔

خالدہ۔ حج کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے اور حضرت ان کو سمجھاتے تھے
 انہوں نے کچھ نشانی مانگی۔ حضرت نے کہا دیکھو آسمان کی طرف جانے دو ٹوکے ہو گیا۔
 ایک ان سے مشرق کی طرف ایک ان سے مغرب کی طرف حب انہوں نے تجویز دیا
 یا تو میرا اس میں جا لے اور یہ فحاشی قیامت کے آنے کی ہے اس طرح سے سب کچھ ٹھیک

معجزہ کا کہیں اظہار کیا۔ اور نہ بطور دعائے کے کسی طرح یا استر تا ہی کھی وقت
کسی نے سامنے اس کا اقرار کیا۔ کیونکہ صمد با مقام پر بربرگانِ قدرت لائق سے ان کے
جھٹکانے کے واسطے معجزے مانگے اور ظہود مجنوں پر بڑے داتقِ حق و ستہام لانے کو
تیار ہوئے۔ اگرچہ آنحضرت نے سب کا بائیس آدھے ہوا، بلکہ معجزہ والا نبی ہونا
خطیبی ایسی زبان پر آئے۔ وہاں میرے بابائی آنجناب ڈراؤنی ہوتی ہیں۔ مصرعہ
پس از خدا خبر رک تو فی موصفہ محمد صحر جس قدر چاہو پختہ ات کا سلسلہ جڑ
وہ یہ کہم خدمت ہے کرانہیں ہرمانہ قدرت کا یہ سے اور نہ عباد اللہ ناقصہ سے بلکہ کامل
کی افزاء سے با عقداویری و مریدی اگر گویاں ہے۔ بعد اس سے بھی مبہم و محمل طور پر اس
کی بہتری پر اگر ہر توحیات کا تحال ہے کیونکہ ایسی باتیں تمام غرضی ایک دوسری کا
بطحان ہوتی ہیں۔

غلام احمد خلیفہ ۱۲۲۰ء اور اس کے بعد بھی وہ منکر ہے کہ مشائخ القرامیہ تو نہ تھے اور
 ہے جو قرآن شریف میں درج ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے
 حرارت آیت اُن کی برکت نازل ہزاروں مسلمانوں اور منکوحہ کو مسلمان بناتی تھی۔ ان
 اُن کی کی تبلیغ ہوتی تھی اور خدا کا اُن کے حافظہ تھے۔ مسلمان لوگ نہارا اور خارج نماز میں
 اُن کی چڑھتے تھے۔ پس جس حالت میں یہ قرآن شریف میں وارد ہوا کہ چاند و لکڑی
 تروبار و جب بکھیریں گے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے۔ تو جس صورت میں اُن وقت
 کے منکر میں لازم تھا کہ سمجھتے کہ مکان یہ چلنے اور کتے کو آتے تک اور کس وقت چاند
 و لکڑی سے کیا اور کب اُن کو کہنے لگے۔ لیکن جس حالت میں بعد مشہور اور مشہور ہونے
 اس آیت کے سب مخالفین چپ رہے اور کئی نسو م بھی نہ مارا۔ تو مصافحہ ظاہر ہے کہ
 انہوں نے چاند کو دیکھا ہے ہونے ضرور دیکھا۔ تب ہی قرآن کو جوں و چرا کوئی کھائیں
 ضرور دیکھ۔ متقی القرمی ص ۳۳ سے بھی تواریخ واقعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی تاریخ
 سولہ دہائیہ کے اس کی حد نہیں اور قرآن بہت عرصہ تک سفر کی طور پر صرف
 دہائی رہا۔ تحریر نہیں ہوا اور اُن کے بزرگان یا دکنے والے بھی صرف مسلمان ہوتے
 تھے۔ جو اُس وقت معدودے چند تھے۔ اور جن کا سببی تعصب دنیا پر ظاہر ہے اور
 تیندیس سال میں ایک ایک آیت کر کے وہ کھڑا ہوا۔ اور اُن کے یہ بھی کوئی آیت ثابت
 کی گئی۔ اور اکثر بعد ازاں شامل کی گئیں اور ایسا سٹے نام غیر متعصب مفسر اس کے ماننے سے
 منکر ہے اور غرق کے قابل نہ ہو کر وہ بلیں کرتے رہے۔ مرزا صاحب سورۃ الحج
 کے پہلے تو نہ بھی تھی۔ یہ جاکہ خارج نماز (دیکھو مروج النبوت ص ۱۸۳) کرکے
 رسم باب چھام فصل بیست و دوم تو لکھتے ہیں: اُن میں نماز جو غیوہی کوئی نہ پڑھا تھا
 یہ بالکل غلط ہے کہ جب کادوں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے۔ نہ اُن کے پیش
 میں۔ اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشان تو اُن میں اور کہیں کہ جادو ہے۔ چلا آتا اس سے
 ظاہر ہے کہ اگر وہ دیکھیں تو اُن میں کہ جادو ہے اور اگر نہ دیکھیں تو نہ کہیں۔ پس نہ
 انہوں نے دیکھا اور نہ کہا اور نہ اُن کوئی مسلمان ہوا اور نہ قرآن ہی کچھ کہتا
 ہے عقل آیت کے اُن وقت کے صد ہا منکوحہ نے انکار کیا۔ مگر مرزا صاحب نے انکار
 سے انکار طوعاً و کرہاً متبدل یہ اقرار کیا۔ مگر آنحضرت اس پھر سے نے کبھی عید
 نہ ہوئے اور نہ کبھی اُن کفار شہیدوں کو آپ کی طرح یہ کہ کہ سورۃ فہر کی پہلی آیت
 پر میرے ساتھ مباہلہ یا مجاہدہ یا مقابلہ یا سزا نہ کرو۔ بلکہ وہاں تو دلائل معقول کا
 کبھی نام نہیں لیا گیا۔ ہمیشہ لعنت ملامت اور گالی گلوہ اور جنگ جہال سے کام
 لیا گیا۔ ا۔ طے۔ لایح و یکصد ناما حوالہ دیں مگر گردیدہ ایمان بنیاد رسولؐ محمدؐ ہوا کے
 اور تمام فضلاء شریعہ کے رہے۔ و مقلدین آتے رہے کہ شیخ القرمی کا تہمت و درہی

غلام احمد صفحہ ۶۱۔ میں جن عراض کی بناء پر قرآن یا حدیث میں کچھ بھی صحت
 نہیں اس سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو میں ہی کہ ماسٹر صاحب کو اصول اور کتب فقہیہ اسلام
 سے کچھ بھی داغیت نہیں۔ لہذا اگر یہ اعتراض ماسٹر صاحب کسی عمل چھتر سے سنی ہے تو لازم ہے
 کہ ماسٹر صاحب ہی جلسہ میں۔ آیت قرآن مترلیف پیش کریں جس میں ایسا مذہبوں میں
 ہے یا اگر آیت قرآن نہ ہو تو کوئی حدیث صحیح ہی پیش کریں جس میں ایسا کچھ بیان کیا گیا ہو
 اور اگر بیان نہ کر سکیں تو ماسٹر صاحب کو ایسا اعتراض کرنے سے مستند ہونا چاہئے۔ یہ
 کیونکہ منصب بحثائے شخص کے لئے زیادہ جو فریق ثانی کے مذہب سے کچھ داغیت کھتا
 ضرور۔ اپنے داغیت کو تنکے کا سہا کافی سمجھتے ان حدیث کا نام لے کر پھینکا
 اور بخار عافیت سے دفع مصاحت آئینہ کو جائز بلکہ بہت قرار فرمایا۔ کہ ماسٹر صاحب
 ہی جلسہ میں یہ آیت قرآن کی پیش کریں یا کوئی حدیث ہی۔
 و بعد کہ سورۃ القرآن الفہرۃ انا نوبت الساعۃ و الشق ان من ان یؤا
 آتہ لیرضوا و یقولوا سبحانہ من ان یؤا آتہ لیرضوا و یقولوا سبحانہ من ان یؤا
 عائدہ اور وہ کہیں کوئی نشانی ہلک دیں اور کہیں جا وہی چلا آتا۔ مولوی عبد القادر
 صاحب حاشیہ قرآن سے صفحہ ۵۶ پر پھر کر رہے ہیں۔ ”جس کے دنوں میں اوجی رات کو کافر
 جہنم۔ حضرت انگو چھتے تھے۔ انہوں نے نانی کچھ نشانی۔ حضرت نے کہا دیکھو اس
 کی طرف۔ چاروں ٹکڑے ہو گیا۔ ایک اُن سے سترق کو ایک مغرب کو پھلا گیا۔ جبکہ
 حوب لڑو بکروا لہذا اس میں ہی جی“

اور موصوفہ میں لکھتا ہے۔ بعض نقض اس امر کے داخل فی جہت
صلی اللہ علیہ وسلم و تخرج من کذا المقصد الذی یجب ذکرہ معجزة الحق
تعلی شہدہ وجودہ لا یشترک فیہ نہ ترجمہ۔ فائدہ یہ ہے کہ ہر کمال ہوا معجہ صاحب کی
گربان میں اور لکھا آستین میں ہے۔ اور اس کا ذکر صحیح بخاری و ترمذی و دیگر
میں بھی موجود ہے۔ مگر یہ آستینوں سے نکلے والا ذکر اسلامی کتابوں میں ہے اور
ماہر شیعہ نے بھی انہی کتب کے بموجب یہ ذکر کیا ورنہ اصل اعتراض ان کا تو صرف یہی
ہے کہ معجزہ شیعہ القدر خلاف قانون قدرت نظر آتا ہے اور اس کے وقوع ہونے سے عالم
تبرہ ہوتا ہے۔ علاوہ اس کسی ملک کی تاریخ میں بھی اس کا ذکر نہیں پایا جاتا جس سے
ظاہر ہے کہ یہ بناوٹی ہے۔ اب مرزا صاحب کو انہیں باتوں کی غیبت دینا ضروری متحدہ
ذکر کیا انشاء اللہ کہ ہر کتاب کا برعکس انہیں نصب بحث سے دور ہونا چاہیے۔ اب ہم
دیکھیں کہ مرزا صاحب کو کتنا تبرت پیش کرتے ہیں۔

علاء احمد صفحہ ۱۱۰۔۔۔ باقی رہا یہ سوال کہ شیخ فراسطو صاحب کبے زعم میں خلاف عقل ہے جس سے انتظام ملے بغیر نہیں ہے۔ یہ اسطو صاحب کی خیال سراسر قدرتِ تدبیر سے ناستی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جو کام صرف قدرتِ نمائی کے طور پر کرتا ہے وہ کام سب کو قدرتِ کاملہ کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ قدرتِ ناقصہ کی وجہ سے ۱۱۔

تشر وید - جہاں ہم نے پرتال کی کہیں سطر صاحب کے بیان میں اس کا نشان نہیں۔ ملا سرزا صاحب افریقہ ثانی کے اعتراض کو پورا لکھ کر بعد ازاں اس کی تردید ستر ادا ہے۔ من اطرٹ اعتراض سے نقصان ایمان کے علاوہ انسان بے اعتبار رہ جاتا ہے۔ آئینہ اقیانوس ہے حضرت یہ کافرا تعالیٰ کا نہیں اور نہ ضرورت تھی۔ اور اعلیٰ شہرت اس کے عدم وقوع کا یہ ہے کہ وہ کام نہیں میں جس کے واسطے ہونا ضروری تھا۔ یعنی بقول محمد بن علیؑ ابراہیم علیہ السلام و اولیہ جملہ کا مسلمان ہونا اور یہ عظیم الشان معجزہ ہے خدا تعالیٰ کا ایک عالم کا مسلمان ہونا (نعموہ باللہ) کیا دستار بختا، مگر بالکل نہ ہوا۔ اور نہ کبھی آپ کے نبی صاحب نے اپنی تمام زندگی میں اس

حق درین سست۔ ہیں ان کی جائیداد منقولہ وغیرہ شریعت کی فوریت کھلی معلوم ہے اور
قرض داری کا حال بھی ہم سے مخفی نہیں۔ پس ہم لینے دینے کے سیر لاک ڈال کر وہ صابر یہ
سرزاد صاحب کو ان کے ایک تارہ بیاہ کیواسے دس کا ان کو حاجی ایک نیا الہام پہلے
بطور تمیل کے دیتے ہیں۔ سترہ کی اتنی بڑی حد پہ جانے کا ایک اور بھی سبب ہے کہ
سرزاد صاحب نے شروع سے ۱۰ ہفتوں تک تمام مباحات کا خلاصہ اور صفحہ ۶۱ سے ۲۲۴ تک
بحال خود مباحثہ لکھا ہے۔ بعد ازاں ۲۲۵ سے ۲۶۶ تک مختصر تقریر بطور خلاصہ مباحثہ لکھی
ہے اور ان فیلہ پر سرچشمہ میں بحث درج ہے۔ **معجزات محمدیہ** کا مجموعہ ما اور شریعت کا
خصوصاً ثبوت روح انادوی نہیں۔ **نجات**۔ محمد کی نسبت گذشتہ پیشگوئیا
قرآن کی کلیت سے واسطی حجت کی نسبت بجا اعتراض برعز و وغیرہ۔ اصل میں
یہ اعتراض مقولیت سے کوسوں دہر ہے۔ اور ساتھ ہی بجا نیکی و لومیت سے تمام
کتاب بھر ہے۔ جو راستی سے نہیں بلکہ الہامی خط معلوم ہوتا ہے پس ضرور ہوا کہ ہم
بدین حکمت سے ان کے خط کا علاج کریں تاکہ خدا انہیں صحت دے بنا بران اس رسالہ کا
نام **نسخہ خط احمدیہ** لکھا جس میں مندرجہ ذیل باب ہوں گے۔

باب اول۔ تشریفات نادانی معجزوں کی ترویج و اثباتی القہر کا قطعی فیصلہ۔

باب دوم۔ سرشتی اتنی کا بیان اور دوسرے کے انادوی ہونیکا تشریح ثبوت۔

باب سوم۔ دوا و داریوں کی کلیت کا ۱۵۰ علماء و فضلاء و یورپین غیرہ کی سہادت ثبوت۔

باب چارم۔ سلطان اور سلطانہ کی کلیت کا قرآن و حدیث اور علمائے اسلام کی شہادتوں انکسار۔

باب پنجم۔ اسوہ جی کی ذات ستودہ صفات کی نسبت سرزاد شریعت میں برہمنی اعتراضات۔

باب ششم۔ خلاصہ دھرم کی بابت عجیبوں کے چند اعتراضوں کا قطعی فیصلہ۔

باب ہفتم۔ محنتی کے واسطے میں دید اور قرآن کا مقابلہ اور چند فضلاء و علماء کی رائے۔

باب ہشتم۔ ساروں کے رائے سابق ہیں و دوسرا دلوگوں میں جانے اور اپنی قرآن کے ثبوت۔

باب نهم۔ ساتھ صاحب کی نسبت چلنے دوسرے صاحبان کی پیشگوئیوں کی دید۔

خاتمہ بالمکملہ۔ اور نتیجہ

ہم کو اس آیت سے سرزاد صاحب کی خصوصاً احمدیہ محمدی بھائیوں کی عطا فرمائی

مستطردی جبرائیل کہ اسے باحسن الوجہ سہرا انجام کہتی جو اسے ہر اہل نصرت سے

کنارہ کر کے اسے مطالبہ راویں گے۔ یقین و افسوس ہے کہ بہت کچھ فائدہ اٹھا دیں گے

اسوہ جی طرح شجرہ جابر کے کہ قرآن اور حدیث مقدس میں کون الہامی ہے اور کون الہامی

اشاد کا وہی کون ہے۔ اور جہاد کا دغا کون ہے۔ جگہ شورا جی ایا کر اسے ان کے دل

پر اسے اس کا تیرا نہیں کھول کر نصرت جیڑ کر مسرت دھرم کو قبول کریں +

خاکسار کیہ رام آریہ مسافر از مقام لاہور۔

باب اول معجزات کے بیان میں

(سہرہ شریعت صفحہ ۶۱)

سوال مرید صبر۔ "میں نے اس وقت چھ اسوال پوچھے ہیں جن میں پہلا یہاں
لا الہ الا اللہ کا عقیدہ ہے کہ نبی معجزے دکھاتے رہے ہیں چنانچہ حضرت محمد صاحب نے
چاند کے دو ٹکڑے کر کے دونوں آستینوں سے نکال دیا۔ سو یہ امر قارئین قدرت کے بر خلاف
ہے کہ ایک تہہ زلزلہ ایسی جڑی یا ہزاروں میل نظر والی چھ اچھ یا ایک فٹ کے سوراخ
سے نکل جاسے اور چاند جیسا ہزاروں گردش زمین کے گرد کہ اسے وہ ایسی گردش کو چھوڑ کر اور ہزاروں
ہر ہائے جس سے ان نظام عالم میں ہی فرق آجائے اور ہر صلاہ اس کے سوائے وہ ہزاروں
کے کوئی نہ دیکھ کر نہ ہو کسی ملک میں شلاہ ہندوستان۔ چین۔ برصغیر وغیرہ کی تاریخوں میں

کچھ ذکر نہیں پایا جاتا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں بالکل بنوائی ہیں۔ اگر
انہی میں تو ان کا کیا ثبوت ہے؟"

جواب صاحب علیہ السلام احمدیہ۔ "نا ستر صاف ہے یہ جو معجزہ شریعت القہر پر اعتراض کیا ہے کہ
شریعت القہر کا خلاف عقل ہے۔ بارہویہ ستر کہ انہیں میں سے چاند کا دو ٹکڑے ہو کر
منکسج یا اسی طرح عقل کے خلاف ہے۔ سانس کے جواب میں واضح ہو کہ یہ اعتراض کو کیونکر چاند دو
ٹکڑے ہو کر آستین میں سے نکل گیا تھا۔ یہ ستر ستر بنے بنیاد و ادب باطل ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں کا
ہرگز یہ اعتقاد نہیں ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین میں سے
نکلنا تھا اور نہ یہ ذکر شریف (ان) شریف میں یا حدیث صحیح میں ہے اور اگر کسی جگہ قرآن یا حدیث
میں ایسا ذکر آیا ہے تو وہ یقین کرنا چاہئے۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی آریہ صاحبوں پر
یہ اعتراض کرے کہ آپ کے یہاں لکھا ہے کہ ہمارے نبی کی لٹوں سے گنگا نکلتی تھی۔"

مجا کہ۔ بیشک اصل بات تو یہ ہے کہ حطیح ہمارے نبی کی لٹوں سے گنگا نکلنے کی بات
محض فسانہ ہے۔ اسطرح معجزہ شریعت القہر کا ہونا بھی لامعنی ہوتا ہے۔ حطیح عظیم الشان درجہ
گنگا کا ستونجی کی لٹوں سے نکلنا خلاف قانون قدرت ہے۔ اسطرح ایک عظیم الشان
کرہ چاند کا دو ٹکڑے ہو کر متحدہ صاحب کی گویاں میں آنا قابل نصرت ہے۔ چنانچہ خود سرزاد صاحب
بھی سرحد حیم کے صفحہ ۱۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ "اول ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ شریعت القہر کا معجزہ
اہل اسلام کی نظر میں ایسا امر نہیں ہے کہ جو مانثرت اسلام اور دلیل عظم حقایق کا نام
کاٹنے والا ہو بلکہ ہر ارا شاہانہ درونی و بیرونی و دوا و معجزات نشانوں میں سے نہی
ایک قدرتی نشان ہے۔ جو تدریجی طور پر کافی ثبوت اسے ساتھ رکھتا ہے جس کا ذکر گذشتہ
عقیدہ آئیگا۔ سو اگر تمام کھلے ثبوتوں سے چشم پوشی کر کے قرآن ہی کر لیں کہ یہ معجزہ
ثابت نہیں ہے اور آیت کے اس طور پر معنی قرار دیں جس طور پر حال کے حیثاتی و

خیجری یاد سے متکون حواش کر تھیں تو اس صورت میں بھی اگر کچھ جمع ہے تو شاید ایسا
ہے کہ جیسے بتی محدثہ پر یہی کی جائیادیں سے ایک پیسہ کا نقصان ہو جائے پس اس تقریر
سے صاف ظاہر ہے کہ اگر فیض محال اہل اسلام تاریخی طور پر اس معجزے کو ثابت نہ کر سکیں
تو اس دم ثبوت کا اسلام پر کوئی بد اثر نہیں ہو سکتا۔" پھر صفحہ ۱۲ کے ہاشیہ سطر
سے "ہم فرماتے ہیں۔ لیکن منبر جابر کے معجزات یعنی تفصیلات خارجیہ یہ بیرونی حواش ہیں
جو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں۔ انہیں میں سے معجزہ شریعت القہر بھی ہے۔"

افسوس ایسا فرض کرنے سے سرزاد صاحب انہی عقل کو کس قدر صدمہ کے یاس دی رکھ
اور معلوم نہیں کہ اہل انکار محض سے وہ دل میں کیا خیال لئے!۔

کیا کسی سند میں ایک یا اقرار کے خلاف یا مشکوک یا غیر سائن ثابت ہر جانے سے وہ حدیث
میں قابل تہدات ہو سکتی ہے؟ یا کسی کتاب ایک جھوٹ ثابت ہو جائے پر وہ درجہ اعتبار
سے ساقط نہیں ہوتی؟۔

شاید یہ اسلامی منطق کی اعلیٰ دلیل ہو کر کوئی غیر محمدی ذہن عقل اس بات پر اتفاق
نہیں کر سکتا کہ کسی ایسے معجزہ کے خلاف ثابت ہر جانے سے جو الہامی کتاب کی ایک سورت
کا لہم اللہ ہو اس کتاب کی حرمت و توقیر اہل انصاف کی نظر میں باقی رہ جائے۔ اور اس کی
نقد و دلیل حقیر خیال نہ کیجئے کہ جو بقل مولوی غلام نبی صاحب امرتسری کے
"ایسے عظیم الشان نبی کا ایسا عظیم معجزہ ہونا چاہئے" (دیکھو معجزات محمدیہ)
اور جب ایسی عظیم معجزہ کی نسبت سرزاد صاحب یہ رائے دیں کہ "میں کے علم و تہمت سے اسلام
پر کوئی برا اثر نہیں ہو سکتا" تو ناظرین قومی جان لیں کہ ایسے شخص کا دیوی اور
یا اسلام و قرآن پر اطمینان کیا کچھ اعتبار کے لائق ہے۔ ہم سمجھتے
جواز قرآن میں آیت غلط شد نہ کہ ما منزلت مذہمہ ما

سے لڑکا دینے کا اقرار کیا۔ آخر میں فقط مردہ لڑکی عطا کی۔ جو کفر اور کعبہ پر خیر رکھا اور مسلمان
 یہی بارگاہِ نبوی تھی کہ جسکے دینے کا وعدہ فرمایا تھا اور یہی اس کی ظاہری و باطنی برکتیں
 تھیں کہ اب کو کاؤت ثابت کر دیا اور اپنی والدہ کو مرصہ میں مبتلا کیا۔ **قال** جو ک
 مسلمانوں میں مجھے جو کچھ قریب میں وہ آنحضرت کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے **اقول**
 ظاہر مسلمانوں میں آپ سے بڑھ کر کوئی قریب نہیں معلوم ہوا جو اپنے متعبد سے اور خود غرضی
 مطلب کو حضرت کا معجزہ کہتے ہو اور اگلے پچھلے سب دلیاؤں سے افضل اعلیٰ میں ہو
قال میں لبائیز ہوں جو کوئی مجھے حکم کرتا ہے وہ اصل میں حضرت مر کرتا ہے **اقول**
 ابھی آپ کیا چیز بھی نہ ہوئے آپ پر حکم کرنا حضرت پر حکم کرنا ہے اور آپ کو چھوٹا بھٹا ناخدا
 پر الزام لگانا ہے اور خدا نے آپ کو سب انبیا اور اولیاء سے برگزیدہ کیا ہے اور اپنی وحدت
 سے بھی نزدیک بنا دیا ہے بلکہ خود خدا ایک بنا ہوا ہے اور آپ کا گھر رکبتوں سے
 بھر لگا اور آپ کے نزدیک مردہ کا نام محمد رکے کہ انہوں تک کر لگا اور آپ کی خوشنوی میں خدا
 کی خوشنودی ہے اور آپ کی خاطر لوگوں کے گھر بواؤں سے بھر لگا اور لاؤ لہر کھڑا خانان
 ختم کر لگا اور آپ کی اعانت کے لئے براہینِ حقہ کا لشکر لیکر آسمانوں سے آبا سے اور سب سے
 اعلیٰ اور تر سے آبا سے بھیجے اگر ناچیز ہی رہے تو فقط اتنا قصہ دربار کہ خدا جیو مطلق چھوٹا
 آپ مختار کل بچاؤں سے آفریں باد بریں بہت مردانہ تو **قال** مگر اس کو یاد رکھنا کہ وہ آنشباب
 خاک نہیں ڈال سکتا **ام** **اقول** آپ کے خیال خام میں جس کا نام آج آپ پر وہ شب بھر سے
 بھی پڑتا ہے اول روز سے خاک میں مدھن ہے اس پر خاک ڈالنے سے اور کیا مدھن ہے

استہارہ دوم۔۔۔ پریل **قال** اس شخص کا کہ اس کا نام ۲۲ مارچ پر یسوع صاحبوں جیسے ہستی
 اندر اس صاحب راہِ نادانی ہے یہ کہ نہ جینی کی ہے کہ نو برس کی حدسہ موجود کے لئے بڑی کنیز
 کی جگہ ہے ایسی ہی چوڑی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے **اقول** منسی
 صاحب مخرج کی اس نکتہ جینی پر کس طرح اطلاع ہوئی آیا بذریعہ تجرید یا تفریر پر تفریر
 اول وہ تجرید موجود ہوگی تا خطہ گراہیے ہر تفرید دوم مخبر معجز کا نام بتلا۔ تھے ہم مارا متنبہ
 کر چکے ہیں ایسے صریح چھوٹ لوٹے سے آپ نام نہ ہونگے بلکہ مکدوں میں محسوس کئے
 جائیں گے آپ پر لازم ہے کہ یا تو آپ سے دعوت کو ثابت کریں ورنہ لعنت اللہ علیہ انکا ذمہ
 مصداق تھیں اور منسی صاحب جب سوا اور بعض صاحبوں کا نام مکدوں مخفی کیا ہو کیا کیا جاؤ
 آپ کا یہی شیعہ ہے کہ حالی ملاؤ نکلتے ہو اور چہرہ میں میٹھے ہاتھ بناتے ہو یہ بڑے جتنی
 صاحب تو نہیں بلکہ اگر کسی اور صاحب نے کہا ہو یا اپنے اپنے دل سے گھڑا ہوا ہو
 درست ہے کیونکہ اگر وہ لڑکا آسمانوں سے خدا کا مرسلہ آتا ہے تو اس کی قدرت کا کلمہ کے
 آگے نواہ کے اندر یا اسی محل سے پیدا کرنا محال نہ تھا ہر ساری آپ کی چالاکی سے جس سے
 ہر ادائے اوائل شام کی ہے سوچا ہو گا کہ اس مدت بعیدہ میں خفیہ خفیہ کوئی فریب بنا کر
 لڑکا پیدا کر لینگے اول تو آپ کی نظر عمل موجود تھی سوا اس کا یہ مخبر لفظ ہر ہو گیا آئندہ جو
 بکر بناؤ گے اس کے غم سے خجالت اٹھاؤ گے و ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ لڑکا کبائیں سال
 کے اندر آپ کا خاتمہ ہو جائیگا اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ **قال** افس کا
 جواب ہے کہ جن صفات خاصہ کیسے پتھر لڑکے کی بنارت دیکھی تھی کسی بھی میعاد و
 اس کی عظمت و سال میں کچھ فرق نہیں آسکتا بلکہ عین انصاف کی بات ہے کہ ایسے علی
 حاج کی خیر چاہیے نامی آدمی کے نزدیک پرستش ہے انسانی طاقتوں سے بالا ہے **اقول**
 ہر ناخود ہی سوال و جواب کے لڑکے اپنی مرقعیت ثابت کرنا ہے مگر جرات کس کا باطلت
 دعوتی و دعائی جانے معاد کیا بھی نہ جائے سوال دیگر جواب دہ عترت ارض تو اس بنا پر
 چاہا تھا کہ نو برس کی میعاد میں مکر و فریب کی نجی کجائیں ہو سکتی ہے تو اس کا جواب
 تو کہاں بخلات اس کی عظمت و سال کا رد و ناردنے لگے بھلا اعتراض میں یہ کہاں ہے

کہ نو برس کی میعاد میں اس کی عظمت و سال کا رد و ناردنے لگے بھلا اعتراض میں یہ کہاں ہے
 کیا خدا نو برس کا کام ایک لمحہ میں نہیں کر سکتا اور آپ کو سرخرو نہیں بنا سکتا **قال** ایسے
 عالی و جگہ خبر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے **اقول** مرزا صاحب انسان تو نہیں جو
 اب سے بالاتر ہو آب تو دنیا میں خدا پیدا ہونے ہیں اس لئے آپ سے کچھ بڑی بات
 رہیں **قال** سوا اس کے بعد اشتہار مند رجہ بالا کے دوبارہ اس امر کے اکتشاف
 کے لئے جناب باری میں نوجہ کی گئی تو آج ۸۔ اپریل کو خدا کی طرف سے یہ کھلا کہ ایک لڑکا
 مدت ہی قریب ہو ہوا الہ سے جدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ **اقول** یعنی مدت
 حمل سے تجاوز کر گیا۔ لڑکا تو درکار ۱۵۔ اپریل کو مردہ لڑکی پیدا ہوئی اب بتلائیے وہ
 الامام کدہر گیا۔ خدا چھوٹا ہوا یا آپ اب بھی شرماؤ گے یا کوئی مضبوط دھکاؤ گے معلوم
 ہوا کہ ایک اسی واسطے کوئی خبر اخبار یا اشتہار میں نہیں چھپوانے تھے مگر چھپے
 میٹھے کرنا تھے تھے فقط ایک ہی خبر چھپوائی ہے سودیکھو کیسی رسوائی اٹھائی
 ہے اب یا تو لڑکی سے لڑکا بنائیے یا لن مرانیوں سے باز آکر تازا نیست مدہ نہ دیکھائیے
 اگر ورنہ کس مدت حوش میں است **قال** جو کہ یہ مضبوط بندہ ہے اسی قدر ظاہر
 کرتا ہے جو مخالف اللہ ظاہر کیا گیا۔ **قال** آپ اپنے خیال شریف میں مضبوط
 بندہ نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کے کل آفرینندہ ہیں۔ کوئی خیر خواہ آپ کا خیر خواہ آپ کا
 خدا مگر میرا مطلب کہیں نہیں جانا۔ یعنی آپ چھوٹے ہو گئے یا آپ کا مولاد والد
 خیر الما کریں ہے۔ آپ افضل المقربین ہیں۔

دوسرے جنس شریارے جہاں جہاں گنبد و قرارے جہاں
قال۔ جو کہ اشتہار چھپنے میں کسی قدر دیر ہو گئی اس لئے چند قلمی نقلیں بذریعہ جطری
 بیروت مسٹر عبد اللہ صاحب سابق اسٹرا اسسٹنٹ و یادری عماد الدین صاحب
 و خیر لاؤ قندہ بھیجی گئیں۔ **اقول**۔ اس بھی اسی طرح مجتہد کرنی تھی اور قلمی نقلیں
 بھیج کر اطلاع دینی تھی کہ میرا الامام چھوٹا ہوا اور خدا نے مجھ سے دغا کی بافلا نے
 شخص نے زہر دیکر مار دیا۔ یا خدا نے کی کار سازی سے لڑکا سے لڑکی ہو گئی و غیرہ وغیرہ
 جو کہ ہو سکتا تھا اس کی دستور سابق اطلاع واجب بھی +

مرزا کی مجلس ساری مرزا غلام احمد نے جو سوامی دیا مند سوامی کے ہاتھ ہوا میں اخصیہ
 میں اپنی بیٹی گئی لکھی ہے وہ صریح البطلان ہے اگر مرزا بیٹی گئی کہ قادر ہوتا تو سوامی
 جی کی وفات سے پہلے اشتہار دیتا اور دج اخبار کرتا کہ بتاریخ فلاں دن ماہ فلاں و
 سنہ فلاں سوامی جی روانہ جنت ہو گئے۔ اس کا تو کچھ ذکر نہیں جب سوامی جی
 انتقال کر گئے تو مرزا صاحب اپنی براہین احمقیہ کھول میٹھے اور چھرا کر سنانے لگے
 اسی طرح اب یکم مارچ سنہ ۱۳۰۷ سے ایک اشتہار سنبل برناری رسالہ سراج نے نویر
 جو چند ملن مانیوں پر شامل ہو گا دیکر حاشوش ہو گئے ہیں اور باوجود عد قتل کے
 اس مدت کثیر تک شایع نہیں ہوا۔ ہم فرضی علم صاحب کو متنبہ کرے ہیں کہ اگر
 بیٹی گئی کا دعویٰ ہے تو رسالہ مذکور حصہ سیدہ روز میں شایع کریں اور کسی شہر کی جیا
 موت کا نقشہ بھی بنا کر مشہور کریں تاکہ انکی قلعی کھلے اور اگر اسی طرح خاموش رہے
 اور کسی ذوق کے بعد پھر آئے پتے پتے ماری تو شخص نہ ترانی سمجھی جاوے گی بلکہ سب سے
 اول ہی وفات کی پیش گوئی کا پتہ رسالہ تاریخ بتاویں تو بہت افسوس کیونکہ ایک تو ان کے
 کرونوپیوں سے مسلمان نجات پاویگے اور دوسرے اُنکے گرد و دل کو موقدہ فحریہ لگا دے۔
 چرخوں سے بود کہ برآید بیک کر سنہ دو کار

مرزا
ایک بچائی۔ الہاموں کا شایق

هرزا۔ تو مجھے ایسا ہے۔ جیسے انبیا و نبی اسرائیل۔

جواب۔ خدا اکتا ہے بلکہ ان سے زیادہ کرتے جو جو کہ وہیپ مرزا کی ذات میں گوندے ہوئے ہیں۔ ان کو عشر عشر بھی نصب نہیں ہوا تھا۔

هرزا۔ تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔

جواب۔ دور و تسلسل کے سوا سوال یہ ہے کہ پہلے کون باپ بنا تھا۔ اور والدہ شریفہ کا کیا نام تھا۔ خوب! عیسائی تو نقطہ حضرت عیسیٰ اور مریم کو روحانی خدا کا ذرہ و ذرہ بتلاتے تھے یہ حضرت یسوع مسیح کا دینی خوب پیدا ہوئے کہ نہ فقط خدا کے نور و ذرہ ثابت کرتے ہیں۔ بلکہ خود خدا کا باپ بھی بنا چاہتے ہیں۔

هرزا۔ ابروہ وقت آتا ہے بلکہ خوب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

جواب۔ خدا اکتا ہے کہ وقت بہت آگے ہے کہ حکام وقت تجھے مٹا دے اور فریب افراہم داری کی سزا دینگے۔ اور لوگ تیرے نام سے نفرت کریں گے اور لاعول پڑھیں گے۔

هرزا۔ اسے سکرہ اگر تم میرے بندہ کی نسبت سک میں ہو اگر تمہیں اسو فضل و احسان سے کچھ انکار ہے۔ عینے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سی نشان میں کرو۔

جواب۔ قادیانی خدا کا ارشاد ہے کہ مجھے کچھ فضل و احسان نہیں کیا نہ کوئی رحمت کا نشان بھیجا۔ یہ سب تیری کار سازی ہے اور سر اسر جیسا دینی اور خدا کا بھی فرمان ہے کہ میں جو فضل و احسان کیا ہے سب آریوں پر کیا ہے اور تو قیامت آئیں گی الہامات اور غیبت کی خبروں سے اطلاع دی ہے۔ اور سب فرتے ہیں مٹی جس۔ یہ بشارت خدا تعالیٰ نے مجھ کو دی ہے اگر انکے اسب کچھ شک ہو تو اس کے مقابل کوئی دلیل پیش کیے ورنہ خدا سے ڈرنا چاہئے وہ بڑا قادر مطلق ہے جھوٹوں کو بہت سزا دینگا اور گوناگوں عذابوں سے معذب کریگا۔

حقانی۔ مرزا صاحب! اس اشتہار میں جو کچھ احقر نے عرض کیا ہے حق و حجت خدا سے تعالیٰ کے حکم سے لکھا گیا ہے۔ اور اس کے حکم سے کسی کو گریز نہیں کیونکہ حکم اکمل و ماکمل ہے پس آپ اور آپ کے معاونین اس معرکہ کو پھیر کر تجبیہ دل اور کبیہہ خاطر نہ ہوں۔ المامور معدوم۔ بقول۔

گرچہ تیرا دکان ہے گذر د از کا نادر بنید اہل خرد

الراقم مولف قاطع براہین اعمقیہ

الذی بپہا گن سدی ایکاد دی سکتا بکرمی مطابق ۱۸ مارچ ۱۳۵۵ھ

اشتہار دوم

قادیانی کرامت کا انکار۔ غلام احمد قادیانی کے پہلے کروڑوں بذر و بھار شہادت تیار ہو چکے ہیں۔ اب نیا گٹھ ٹپ کر کے ۲۲ مارچ ۱۳۵۵ء کو اردو اشتہار شروع کر دے دیے جارہے ہیں۔ یہ کہہ کر بھی جانب قادیانیت سے اس کے افسانہ راز پر مامور ہیں۔ اس لئے فقرہ فقرہ کا حشن و قہج دیدہ ناظرین کرنے پر مجبور ہیں۔ عباد اشتہار کے اول لفظ **قال** اور ابتداء سے جواب میں کلمہ **اقول** ہوگا۔

اشتہار اول ۲۲ مارچ۔ **قال**۔ میرے اشتہار ۲۰ فروری پر جس میں ایک پیشگوئی دربارہ تولد و زندقہ درج ہے۔ حافظہ سلطانی کشمیری اور صاحب علی سکنا نے قادیان لئے نواب بیگ شمس الدین و غلام علی سکنا ان ایضاً کے رد و رد و دروغ برپا کیا کہ

ہماری دانست میں ڈیڑھ ماہ سے فرضی علم کے گھڑا کا پیدا ہو گیا ہے۔ حالانکہ یہ قول انکا سلسلہ شروع ہے **اقول**۔ دروغ گویم بر دے دوسری کا نام ہے اور ہاتھ پر سرسوں جانی آپ ہی کا کام صابر علی اور حافظہ سلطانی کا حوالہ محض حل ہے یہ بات اسوں نے نہ کر نہیں کہی بلکہ بعد جیسے اشتہار کے جو انہوں نے غلام احمد سے اس الہام کی تہ چاہا کہ تمہارے پاس کس نے کہا ہے ہمارا مقابلہ کرانے۔ غلام احمد سے کوئی جواب نہ آیا اور سترم کے مارے سر جھکا یا شمس الدین وغیرہ میں کس کی گواہی کا یہ حال ہے کہ عین قیامت کا یہاں کرتا ہے کہ غلام احمد نے محض جھوٹ لکھا ہے حاشا شمس پر گز اس بات کا گواہ نہیں اور نہ صابر علی وغیرہ نے کچھ کہا ہے اور نواب بیگ دمی ناظرین اور مرزا کا خدا کا ہے بس اسکی گواہی کا کیا اعتبار ہے۔ علی ہذا غلام علی مرزا کا فرضی رستہ دار پس منہ روز اسکی بھلائی اور برتری کا خواستگار ہے۔ اب ناظرین کے ہاتھ انصاف ہو اور مرزا کا جھوٹ صاف ہے اگر کسی کو اس میں شک ہو تو قادیان جا کر تحقیق مکتبک ہو۔

قال۔ جس سے وہ نہ مجھ بلکہ تمام مسلمانوں پر عہد کرنا چاہتے ہیں۔ **اقول** کیا آپ دین اسلام کے بانی مساتی ہیں اور موجود مسلمان قادیان پر حکم کرنے سے سب مسلمانوں پر حملہ آور محمول ہوتے ہیں۔ حالانکہ کوئی مسلمان آپ کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا۔ بلکہ کھلم کھلا بدعتی بتلاتے ہیں اور کفر کا فتوے لگاتے ہیں۔ **قال**۔ اس لئے ہم انکے قول دروغ کا رد و احب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں۔ **اقول** ان کا یہ قول ہی نہیں یہ سب آپ کی بناوٹ ہے۔ پس گویا اپنے قول کا آپ ہی رد کر کے منہ پر کرتے ہیں۔ خیالات ناوان خلوت شیشیں ہم پر کند عاقبت کفر و دس۔ **قال**۔ کہ آج ۱۲ مارچ تک ہمارے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ **اقول**۔ آج کل کی کیا خصوصیت ہے بلکہ ایک ایک آپ کو لڑکا پیدا نہ ہوگا۔ جیسے عرصہ ہوا بدریغ انتہا مفصل شائع ہو چکا ہے **قال**۔ سب لڑکوں کے جن کی عمر بیس بائیس سال سے زیادہ ہو چکی ہیں ہوا۔ **اقول**۔ مرزا کی کوئی بات خالی از مکر و فریب نہیں لڑکوں کی عمر بیس بائیس سال سے زیادہ ہمہ عبارت میں لکھی ہے۔ حالانکہ ایک کی عمر ساٹھ سال کی۔ دوسرے کی بیس سال کی ہے وجہ اس فریب کی یہ ہے کہ لوگ لڑکوں کی عمر سے اسکا عالم میری سمجھ کر مطعون نہ کریں کہ مرزا مطیع شہوت ہے **قال**۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا حسب وعدہ اسی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا **اقول**۔ خوب ماجرا ہے کہ مخالفین کے مرنے کا تو انکو بقید تاریخ و وقت الہام ہوا اور ایسے گھر لڑکا پیدا ہونے میں سال کا بھی اعلام ہو۔ **قال**۔ جوں نہانی کہ دوسرے تو حجت۔

تو براون فلک حہ دانی حقیقت دیدہ صریح آگے جیسا دسی ہے۔ اگر خدا سے الہام ہوتا تو کیا وہ تاریخ اور وقت بتلائے ہر قادیان تھا اور اتنا تعیر و تبیل نہ کرتا حالانکہ پہلے اشتہار میں صاف لکھا ہوا تھا کہ آپ کو مقدس روح دی اور روح آسمان سے رواہ کہ چلی ہے۔ پہلے کہا ہوگا ابھی ہوگا نو برس کی مبادی بھر عقیقہ بتلا کر اسے حل سے وعدہ کیا۔ حاکم اور سی کہ کجائے عنوا سبل حق دہ لڑکی پیدا ہوئی اور پہلے یہ بھی لکھا ہو گیا کہ نو برس تک یا وہاں کی بیوی زندہ رہے گی۔ ہمارا الہام تو تین سال کے اندر انداز کا سب خاتمہ بتلاتا ہے جب آپ ثانی عیسے اور بدایت حلقہ کے لئے پیدا ہوئے ہیں تو آپ کو سچا کرنے کے لئے اسی حل سے خدا فرزند کیوں نہیں دیکھتا اگر یہی بات ہے تو پہلے اشتہار میں یہ قید نو برس کی چاہئے تھی۔ بلکہ یہ بھی کہ حل موجود ہوگا یا لڑکی ہم پہلے اشتہار کے رد میں لکھ چکے ہیں کہ یہ محل عبارت اس لئے لکھی ہے کہ اگر اب لڑکا نہ ہو تو آئندہ کے لئے تاویل بنائیں گے سو یہی ہوا جب مردہ لڑکی کا پیدا ہونا خفیہ معلوم ہو گیا تو فوراً نو برس کا بھانہ بنا لیا اور اسکا کس سبب کہ اسی لڑکی

ہرزا۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

جواب۔ خدا کتنا ہے وہ آسمانی گولہ نہیں محض ہے جو بال بال کو جاتا ہے۔

ہرزا۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آتا ہے۔

جواب۔ آجک مراد وہی فرقہ میں عموماً اور مرزا صاحب پر خصوصاً قہر کا سایہ تھا جو اس منسوب ربانی کے سبب جہان میں آتا تھا۔

ہرزا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔

جواب۔ شاید وہ صاحب ذلت و نحوست و نکبت ہوگا۔

ہرزا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح النبی کی برکت سے ہتھوں کو ہماروں سے صاف کرے گا۔

جواب۔ خدا کتنا ہے وہ مرزا کی طرح دنیا میں آکر عوازل شیطانی نفس اور روح منوس کی دوست سے ہتھوں کو دائم الحیق کر کے واصل نے النار کرے گا اور آخر کو خود بھی اس میں پڑے گا اور اس کا نام خرد جال ہوگا۔

ہرزا۔ وہ کلمہ اللہ ہے کہ نہ خدا کی رحمت بخورے اسے اپنے کلمہ کی پیروی کیجیے ہے جواب۔ خدا سے ناپاک بتلاتا ہے جس کو شیطان نے اپنی شیطنت اور بے مینیت سے بھیجا ہے۔

ہرزا۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔

جواب۔ وہ نہایت غبی اور کون ہوگا۔

ہرزا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا۔

جواب۔ خدا کتنا ہے وہ نہایت غلیظ القلب ہوگا اور علوم صوری و حوی سے قطعی محروم رہیگا۔

ہرزا۔ وہ تین کو چار کر دے گا۔ اس لئے معنی سمجھ میں نہیں آتے۔

جواب۔ خدا نے اس کے معنی سمجھ کولائے ہیں کان لگا کر سن لیجئے کہ ایک تو طلوع اور دوسرے اسد و عیسیٰ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور اب غلام خدا دیا نی کر رہا ہے یہ جہین بھی دعوے رسالت کر کے تین کو چار کرے گا قیاساً یہ صورت بھی ہو سکتی ہیں۔ ایک آب و دونوں آپ کی ہوں گان۔ جو قصہ وہ۔

ہرزا۔ فرزند بلند گرامی از جن مد ظہر الاول والاخر مد ظہر الحق والاعلا۔

جواب۔ خدا کتنا ہے غلام جان بخت خسر الدنیا والاخرۃ مصدہ ہاں العاقل ہرزا۔ کان نزل من السماء۔

جواب۔ خدا کا فرمان ہے کان الشیطان ورو عن الفلک مرزا! اس کا نزل تو آسمان سے ہوتا ہے ایک اور آپ کے دونوں فرزند سابقہ کا نزل کہاں سے ہوا تھا۔

ہرزا۔ جس کا نزل بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

جواب۔ کیا آپ اور آپ کے دونوں فرزندوں کا ظہور نامبارک اور مہر آبی کے ظہور کا باعث ہوا تھا۔ اسکی نسبت کیا خدا کا یہی ایمان ہے۔

ہرزا۔ تو بتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے سمیر کیا ہے۔

جواب۔ آیا آپ اور آپ کے دونوں جگر ظلم محض تھے جنکو خدا نے اپنے قہر غضب کے قطر سے متعفن اور گندہ کیا اسکو بھی خدا اسی تھیلے کا بٹا بناتا ہے۔

ہرزا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس پر ہوگا۔

جواب۔ یہ تھلاش کا ملہ میں کسی روح پر ہی نہیں اور کس کے زیر سایہ ہے اس کی نسبت تو خدا کا فرمان ہے کہ اس میں شیعہ مان کی روح پڑیگی اور خدا کا غضب اس پر برے گا۔

ہرزا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

جواب۔ خدا کتنا ہے کہ محض چھوٹے سے جلد جلد تو مرعی کا بھی یا چار یا پانچ کا نقطہ بڑھتا ہے اگر وہ اسی کا بچہ ہے تو آہستہ آہستہ پرورش پائیگا۔ بھلا مرزا صاحب آپ کے قول کے موافق وہ ہفتہ میں کئی فٹ کا ہو جائیگا اور یہ ہلانما نہ ہفتہ میں کئی فٹ کا ہونا رہا ہے۔

ہرزا۔ اور اسیروں کی رشتہ کاری کا موجب ہوگا۔

جواب۔ کیا ہلانما نہ مہر فیلوں کی فید کا باعث ہوا ہے اب خدا کتنا ہے وہ دائم الحبس ہوگا۔

ہرزا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔

جواب۔ ہلانما نہ کبوں گناہ رہا۔ اب خدا کتنا ہے محض خلاف ہے اس رذل کا نام قادیان میں بھی بہت سے نہ جائیگے۔

ہرزا۔ اور فوئیں اس سے برکت پائیں گی۔

جواب۔ ثابت ہوا کہ آجک سب فرقہ اسلام کی برکت سے محروم ہیں اور مرزا صاحب اگر کوئی بھی برکت معدوم ہے اس برکت پر برکت پائیگے اور این نام چھٹا ہرزا۔ بھراپنے نفس ناطق سے آسمان کی طرف اٹھایا جاوے گا۔

جواب۔ کیا اس کے سوا نانا نہ سابقہ قاروں کی طرح سخت السرے میں جلا جاوے گا ہرزا۔ پھر شارات ہی ہر گھر رکھتے سے پھر جائیگا اور اس اسی لعنہ میں پھر پوری کرے گا۔

جواب۔ معلوم ہوا کہ اب تک ساحر و دیانی کا گھر خوشیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور خدا کی کوئی نعمت اسیر پوری نہیں ہوئی جب سیاسی سال تک محرم تو اب کما مفسد ہرزا۔ اور خواتین مبارک سے جنہیں سے تو بعض کو اس کے بعد پائیگی تیری نسل بہت بڑی۔

جواب۔ سیاسی سال کی عمر ہوگی ہمنو خواتین کی آرزو باقی ہے۔ ع۔

سیاہی زور و نفوذ و آرزو نہ رف + جب سیاسی سال تک نسل نہ پھیلے تو اب ع۔ لڑاکہ دست باز نہ کر چہ والی سفت + اولاد پھیلے گی کیا امید ہے عیری صد عیب جنہیں گفتہ اند۔

ہرزا۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑاؤں گا اور برکت دوں گا۔

جواب۔ شاید خدا کتنا ہے میں مرزا کی ذریت کو منقطع کروں گا اور خوشی دوں گا مرزا صاحب آپ ہر ایک بات کو الٹی ہی سمجھتے ہیں۔

نہ ہو کیونکر تمہارا کار الطا تم اٹھ بات الٹی یا راولا

ہرزا۔ مگر بعض اُن میں سے کم میں فوٹ بھی ہونگے۔

جواب۔ بعض اُنکی دیانی ہے اصل میں کام حکم ربانی تھا۔

ہرزا۔ اور ہر ایک تلخ تیرے جدی بھائی کو کانی جاوے گی اور وہ لاو لدر ہر ختم ہو جائیگے۔ یہاں تک کہ وہ ناود ہو جائیگے اور انکے گھر ہواؤں سے بھر جائیگے۔

جواب۔ خدا نے یہ الہام سن کر خفا ہو کر فرمایا کہ یہ بیسویں ہے با حصول گوئی۔ جو بات مدوں سے ظاہر ہے اسکو چالکی سے ایسا الہام بتا کر لوگوں کو ناحق دھوکے

میں ڈالتا ہے اور اپنے جدی بھائیوں کا دل دکھاتا ہے اس کے بعد خدا نے ایک کاغذ پر مرزا اور اس کے جدی بھائیوں کا منہ پر غضب مع کیفیت مفصل لکھ کر میری طرف ڈال دیا اور اسارہ واسطے مشہر کرنے کے کیا۔ لہذا وہ سچو انسان ہمیش

ارباب بصیرت کے ملحق ہوں کہ سب صاحبان غور فرماویں۔ اور اس طرح ہں قادیانی نے آج تک محض جھوٹے فتنے بنا کر روح استہزائے کئے ہیں۔ جب

خود خدا اس کی کتاب پر گواہی دیتا ہے تو اب تک کہا ہے۔

دیبا کی بیٹے عرض کی کہ بچھلے جن میں وہ کون تھا فرمایا کہ تھی تو مری تھی جو کہ وہ فریب سے جنگل کے جاوڑوں کو کھایا کرتی تھی وہی بکر و فریب اُس کی ذات میں ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو لوح محفوظ دکھایا جس میں سب مکالموں سے اول نام نامی درج تھا میں نے عرض کی کہ خداوند اُس نے بہ اشتہار جاری کیا ہے۔ کہ مجھ کو الہامات ہوتے ہیں فرمایا محض چھوٹے ہیں یعنی کوئی الہام یا پیشگوئی اسکو نہیں بتلائی جو یا تیس دیکھتا ہے یا لکھتے گا اس کے برعکس ہوگا۔ تو جا اور ذریعہ اشتہار اس کا چھوٹا شجر کرنا کہ میرے بندے نجات پاویں۔ الہامیہ محدث و۔

مرزا صاحب! میرے مضمون سے آپ کو رنج نہ ہو میں تو با شیعہ حکم الہی عرض کر رہا ہوں۔ اگر کچھ میری بناوٹ معلوم ہو اور تصدیق مطلوب ہو تو جب آپ خدا سے ہمکلام ہوں تو چھ لکھے گا۔ اگر ایماندار ہو تو فقرات الہامیہ کو مثل آیاتِ کریمہ سمجھے گا ورنہ آپ کو اختیار ہے۔ ہر رسواں باطلر ماسد و میں ہرزا۔ پہلی پیشگوئی۔

جواب۔ جبکہ یہ سب سے اول پیشگوئی ہے تو آپ کے ہی قول کے موافق اور تمام پیشگوئیاں جو اس سے پہلے درج براہینِ احقریہ ہو چکی ہیں چھٹی ہوئیں حقائق دروغ و عداوت با شیعہ جادو و جادو سے جو سر یہ جڑا کے بولے۔

ہرزا۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان بنا ہوں۔

جواب۔ رحمت کا نہیں رحمت کا کہا ہوگا۔ آپ تو ہر بات کو الٹی سمجھتے ہیں اور اس آخر میں امتیاز نہیں رکھتے ہیں۔

ہرزا۔ تیری دعاؤں کو میں نے سنا اور اپنی رحمت سے یہاں قبول جگہ دی۔

جواب۔ خدا کتاب چھوٹوں کا چھوٹا ہے میں نے کبھی اُس کی دعا نہیں سنی اور نہ قبول کی۔

ہرزا۔ تیرے سیر کو جو ہوسیار پور اور کوہانہ کا سفر ہے تیرے لئے مبارک کر دیا۔

جواب۔ خدا اس سفر کو مبارک سمجھتا ہے تیرا نام ہے آپے شاید کوہانہ میں بنا کھر کی سرائے میں جلیانہ کے متصل قزاقش ہو گیا مبارک سمجھا ہوگا۔

مرزا صاحب کو فرقہ و ایل بہت مالک معلوم ہوتا ہے کہ تمام شہر کوہانہ چھوڑ کر کھر کی سرائے لے گئے اور براہینِ احقریہ کی مدد میں طوائفوں کا مال جو شرحِ مہر میں قطعی حرام ہے سائل کیا۔ اسلام میں تو ہر صاحب نے پلیٹ قائم کر لی ہے کہ سب سبیل سے دیکھ لکھائے اور بیابان میں امرا اور وزرا سے جو روپے اوڑھائے۔ قصہ منو میں ایک برہمن سے مساحتہ کرنے میں ہار کر رات کو بھاگ آئے۔ مگر اس سفر میں اعلیٰ درج کی مبارکبادی کھر کے مکان میں یا تین ہونے کی ہوگی۔

ہرزا۔ سو قدرت اور رحمت کا نشان تجھے دیا حالت ہے۔

جواب۔ خدا کتاب ہے میں نے قہر کا نشان دیا ہے۔ رحمت کا نشان تو صرف بنا کھر کی سرائے تھی اور بس۔

ہرزا۔ اے مطہر تجھے سلام۔

جواب۔ الفاظ تو یہ تھے اے مسکرو مکار تجھے پرالام۔

ہرزا۔ خدا نے کہا تھا وہ خوندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے بعد سے نجات پائیں۔ قہر سے دیے بڑے ماہر آویں۔

جواب۔ خدا کسا ہے کہیں جلد مصنوعی کوئے لمار کو دنگا اور فرسے لگا کر جسم میں ڈالوں گا۔

ہرزا۔ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔

جواب۔ آج تک گویا جس کا نام اسلام ہے وہ محض خیال خام تھا اور جسکا نام قرآن تھا وہ منفرد مرتبہ سے برکراں تھا۔ اب مرزا کی بدولت منرف و مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا اور قرآن و اسلام کا نام باہر ہوگا۔

ہرزا۔ اور حق اسی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام خیریتوں کے ساتھ بھاگ جائے۔

جواب۔ مرزا ہی کے منہ سے ثابت ہوا کہ اب تک دین اسلام میں بطل اپنی تمام خیریتوں کے ساتھ موجود تھا اور حق مع اپنی تمام برکتوں کے مفقود اب ساخرافہ بطل کے وجود سے حق آویگدا اور باطل جاوگدا۔

ہرزا۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔

جواب۔ یہی پیشوا ہاں کے ساتھ کون تھا کیا شیطان بے عنوان تھا۔ البتہ خدا کا بہرمان تھا کہ میں مرزا کا ساتھی نہیں اُسکا مددگار شیطان ہے۔

ہرزا۔ جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لائے اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے رسول کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھے ہیں۔ ایک کھلی نشان ہے۔

جواب۔ خدا کا ارشاد ہے کہ اگر تیرا دین ہے اور دینا دین میری کتاب ہے۔ برہما میرا رطل ہے۔ جن کا اس پر ایمان ہے۔ وہ مومن اور میرے وجود کے قابل ہیں اور جو اس سے منکر ہیں وہ کافر اور شیطان کی طرف مائل ہیں۔

ہرزا۔ تجھے بشارت ہو کہ ایک وجہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک لڑکی غلام لڑکا تجھے ملیگا وہ لڑکا تیرے ہی تجھ سے ہوگا۔

جواب۔ خدا نے یہ فقرہ شکر شکر کے فرمایا کہ تو اس فریب کو سمجھا عرض کیا کہ میں وہ سو کوس کے فاصلہ پر رہتا ہوں مجھے کیا معلوم ہے فرمایا کہ مرزا بڑا غلام ہوتا ہے۔ اب یہ پچاس سالہ ہے اور سلطان احمد اور فضل احمد اس کے دو فرزند حیات ہیں جن میں ایک ستائیس اور دوسرا پچیس سالہ ہے باوصف اس کے دھڑلہ سال ہوا کہ جنبہ شہوت ہو کر ایک جوان خوبصورت عورت سے اور شادی کی ہے۔ شہادہ ذکر کو دیکھا پیل سے وہ حاملہ ہو گئی ہے اس سے جو لڑکا پیدا ہوگا اُس کا نام پاک لڑکا رکھا جائے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا واقعی لڑکا ہوگا۔ فرمایا نہیں لڑکی ہوگی تو اپنا الہام سچا کرے کہ مرزا اسوقت حضور فریب کھیلے گا اور اسبوف ہم جھکو اطلاع دینگے۔

مرزا صاحب! اب میرا سوال ہے کہ آپ کے یہ لڑکا انکی دفعہ ہوگا یا دوسری ذہبت الہام میں تاہم عبادتِ اصلی لکھی ہے کہ اگر آپ کی دفعہ لڑکا ہو گیا تو الہام میرا ہوا ورنہ دوسری دفعہ کی تاویل بناوینگے۔ کہوں صاحب اب خدا نے آپ کو پاک لڑکا دیا ہے کی بشارت دی ہے۔ کیا پہلے لڑکے دو تو کہ یہ مسطر ہا پاک۔ نبی ہیں اور کیا اپنی ذہبت سے ہونے میں کچھ شبہ بھی ہے۔ مرزا صاحب واقعی آپ کے کمال پر فیروں کے ساتھ خوب مشابہ ہو چلے۔ مجھ صاحب نے بھی ساتھ سال کی عمر میں آٹھ مں سالہ حضرت عایشہ سے نکاح کیا۔

ہرزا۔ اُسکا نام عنوا شل اور بشیر بھی ہے۔

جواب۔ ہم نے شا۔ خدا کتاب ہے اُسکا نام عزرائیل اور شریر بھی ہے۔

ہرزا۔ اُس کو مقدس روح دی گئی۔

جواب۔ کیا آپ کو شاید شیطان روح عطی ہوئی ہے اور اُسکی نسبت یہی

کنا جاہئے کہ پاک اور پلید صرح دیکھی ہے۔

ہرزا۔ وہ فر اللہ ہے۔

جواب۔ وہ دیو جبر حکم کھاتا ہے۔

دیں اور ایک نایب ناظم ریاست پیشانی کی آنکھیں کپکپکے غایت مطیع ایک ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ سے معالج میں حالی رہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان پر احسان کیجئے۔ آئیے اُن سے برور ایک سال وعدہ بھی کیا تھا کہ ہم سرور دعا کرتے ہیں۔ ایک سال کامل ہو گیا اب تو انکا بھی سرور کیا ہو گا اور جانے دوشاہ برہما کی طرف توجہ کیجئے کہ ایک کوئی ملک مجاہد سے مرزا صاحب نے تحصیل زندگی ترکیب تو خوب سوچی ہے کہ پیلے لوگوں کو ڈراویں اور پھر دعا کے بہانے اُن کو لوٹیں۔ مگر میرا تجربہ تو یہ ہے کہ کوئی سادہ لوح بھی آپ کی کھوکھلی دعاؤں پر یقین نہ کرے گا۔

ہرزا۔ اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گزرے تو وہ مجاہد ہیں کہ یکم مارچ سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو۔ ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تاکہ وہ پیشگوئی مجھ کے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں اندراج رسالہ سے علحدہ رکھی جاوے اور موجب دل آزاری سمجھ کر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جائے۔ اور کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دیا جائے۔

جواب۔ آپ کی غلت عائی یہ ہے کہ لوگ ڈر کر آپ کی طرف رجوع لاویں اور بھینٹ چڑھاویں اور تحریریں بھجویں آئیے کوئی نہیں ڈرتا بے شک جی کھو لگورج کیجئے رادھ سارا سعلطہ طوبی بنیاد ہوتا ہے ہم بھی اپنا الہام سنائیے اور غیب کی باتیں بتائیے۔ مگر ناظرین کو آپ کے الہامات کی قسم کہ کوئی صاحب سہو یا عدا کوئی تحریر مرزا کے پاس نہ بھیجیں۔ تاکہ معاون افترا پر دلائی نہ ہوں۔ کہیں مومن خسان کے سر پر ناظرین صاحب عمل سر کریں۔

خواہم از در ذوق تو بفرما ز رسم خوش کتم خاطر از وعدہ پیشانی ترا مگر مرزا صاحب! خود بھی خبردار رہنا کہ جیسے قادیان کے دس ساہوکاروں کی نظر سے جعلی خط مشترک کیا تھا۔ کوئی قادیانی فریب بنا کر دس رسالہ نہ گردینا ہم نظر ہیں فوراً آپ کا کیا چھٹا کھڑا جائیگا مرزا نے اشتہار کے منہ پر کرنے میں یہ بھی سوچا ہو گا کہ دیکھیں کیا کیا اعتراض ہوتے ہیں تاکہ اس میں پہلو بچائے جائیں۔

مخبرین فلک سنگ فتنہ ہزار من آہمانہ گزیم ہد آگینہ خصاہ فریب کی بنیاد نہیں ہوتی ایک پہلو بچائیے۔ دس پہلو اور نکل آویں گے افسوس جن چیزوں کی افشاہ کا خدا کا سنا ہوا روایت اخفا کریں اور یہاں تو امور اتل ناری کو چھپانیکا سنا ظاہر کیا ہے اور آخر صفحہ اشتہار پر دیکھو اپنے جدی بھائیوں کی نسبت کہا کیا سخت کلامیاں کی ہیں اور برابریں حقیقیہ میں کیا کیا بکواس ہو گئیں۔ ہرزا۔ منیجر آٹل پیشگوئیوں کے جو معصل اس سال میں درج ہوئی پہلی ایک پیشگوئی جو خود اس احقر سے متعلق ہے آج ۲۰۔ فروری سنہ ۱۳۷۵ میں رعایت اختصا گھات الہامیہ تونہ کے طور پر لکھی حاتی ہے۔

جواب۔ یہ محض خلاف ہے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی کیونکہ اس احقر کو صفائی قلب اور نیک نیتی کے سبب کبھی کبھی اوتھالے کی بارگاہ میں دحل روحانی ہونا ہے کسی وقت اور کسی مغرب ماخوذ اوتھالے سے آکا ذکر میں شہنا آج مبارک دن پچھان سدی ایکادسی سمٹ بکری کو جو صفائی وقت میسر ہو کر پھر گزرتا ہوا تو آپ کی تصدیق کلام کے لئے بارگاہ باری تعالیٰ میں حوصلہ کرنا چاہا تو ابھی غلام احمدی میری زبان پر گزرا تھا کالو لعالے نے نہایت جلال سے دیا تاکہ وہ شخص تو درازاں میں مکار و غدار اور مغزی پید کیا گیا ہے اور مانتہ آئندہ میں ایک شخص ایسے ہی اور بھی ہونگے۔ جسے عرص کی کہ بارخدا یا ایسے مکار و سزا کیوں نہیں پتا چوبنگاں ایزدی کو کرنا ہے تو ایسا بھی اُسکے پیچھے اعمال کا بدلہ باقی ہے تین سال میں ہرزا

تو انکی قسم کا کیا اعتبار ہے جبکہ فقط دو چار روپیہ پر مدار ہے نیک نیتی ہی ہے کہ جدی بھائیوں کی جڑ کاٹتے ہو اور اپنی نسل پھیلاتے ہو۔ ایک روپیہ کی کتاب کے سو سو حاکمیں لیتے ہو لوگوں کی طرف سے جعلی دستخط کر کے چھوٹے ٹھکانے چھپواتے ہو بیویوں کے چھتے مرکب ایک اتھارتے ہو کتاب چھپوانے کے لئے لوگوں سے روپیہ لئے اور عیش و عشرت میں اوتھالے۔ لوگوں کو ذوق نہ لگانے بیچ کرنے اور مسجد بنانے سے مانع آتے ہو اور جو آپ سے ملنے آتا ہے اُس سے پانچ چار نذر لئے بغیر بات نہیں کرتے اور یہی نیک نیتی ہے کہ مخالفین کا مرنا چاہتے ہو اور یہی نیک نیتی ہے کہ جناب منشی اندرس صاحب مراد آبادی کو جڑی شدہ اشتہارات بھیج کر مباحہ کرنے اور الہام دکھانے کے لئے تین سو کوس سے بلوایا۔ جب حسب وعدہ روپیہ دینے پر نہ تو فوراً بھجوا گئے اور بنا پر چھپوا دیا اور جب جناب منشی اندرس صاحب ملن کو تشریف لے گئے تو پھر جو اشتہارات کجائی اکرنا شروع کرنا اور کہنے ہو جو مسلمان میرے قدموں پر چلیگا اسی کی نجات ہوگی اور وہی نہیں اور اپنے متین مساب اولیاء سے بزرگ تر بتلاتے ہو اُن کی آنکھیں نیک نیتی کہاں تک کھلی جائیں گے کا حق ناظرین مطالعہ سے کلفت اٹھادیں آپ کے اشتہارات و کتابیات کچھ معتد نہیں کہ وقت ہوش طاماتیاں شمار امن خوب می شناسم۔ اس جہد عدا امتیج سے شام ہرزا۔ ہمارا خود اپنی نسبت اپنے بعض جدی اقارب کی نسبت اپنے بعض متوکل نسبت اور بعض اپنے دلا سرفرومی بھائیوں کی نسبت اور ایک دیسی امیر نوار و پنجانی کی نسبت بعض متوکل خیر مثل موت فوت کے مخالف اللہ مستغف ہوئی ہیں جو بعد تصفیہ کبھی جانیں گی۔

جواب۔ ہرزا ایک آپ کو اپنی نسبت کوئی خبر و خوش نہ ملی۔ خدا کو بھی جرات نہیں کہ آپ کی نسبت بُری خبر بھیجے۔ خوف کے مارے تمام خبریں فروغ بخش و نشاط افزا رہیں۔ بعض جدی اقارب مراد مرزا امام دین صاحب وغیرہ آپ کے چچا زاد بھائی ہیں جو آپ کا مکر ظاہر کرتے ہیں دوستوں سے مراد قادیان کے دس ساہوکار ہوں گے۔ جنہوں نے آپ کا بھلان کیا تھا اور فلا سرفرومی بھائیوں سے عداوت ابو عبدالرحمن صاحب قصوری اور دیوبند اور دہاندہ کے بعض علمائے ہونے کیوں نے کفر کا فتوے آپ کے حق میں دیا۔ اور دیسی امیر نوار و دیسی کوئی ایسا ہی روئے ضمیر ہو گا جس پر آپ کی حقیقت کھل گئی ہوگی۔ اور جب مخالف اللہ کی نسبت متوکل خیر منکشف ہو چکی ہیں تو تصفیہ کس سے ہو گا اور نصف کون بنے گا محقق ہوں تو آپ جیسے ہوں۔ جو اندکی خبروں میں بھی مشکک ہیں۔

نگہ دار آن شوخ در کسہ ڈر کہ اندہ ہمہ خلق را کسہ بڑ ہرزا۔ اور ایک کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر تقدیر معلن ہو تو دعاؤں سے ٹل سکتی ہے اس لئے رجوع کرنے والے مصیبتوں کے وقت مقبول کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

جواب۔ آپ تو مقبولوں کے سرعہ ہیں اور آپ کی دعا تو تقدیر معلن کو باسلونی تمام ٹال سکتی ہے ہم بھی چند مامی اشخاص کے نام لکھتے ہیں ذرا انکی مراد بھی پورن کیجئے ذاب صاحب کو لڑکھوڑے دنوں سے خلل داعی ہے۔ رلیوور کے ذاب کو حقوری وغیرہ کی طری مرض ہے۔ صدیق حسن حان بھوپال معزول ہیں اور انکی نسبت جو جو متقدما اور عن مال سرکاری دایر میں آئے نہایت ملول ہیں انہیں کے متوکل ایک ناظم صاحب مجرم ظلم نوری دس سال کی قید میں مبتلا ہیں۔ جناب بیگم صاحبہ والی بھوپال صدیق حسن خاں معزول کو تین لاکھ روپیہ دیگر خارج کرنا چاہتی ہیں انکا ارادہ ضعیف کیجئے ایک یا سرت کے ایک مغز الہامی اشتاق ہیں کہ عمر کو نسل ہو جاویں دعا کا لکھا دکھا تاکہ خزانہ ریاست سے آپکی خوب مدد کریں اور لوگوں کو دو دو چار روپیہ کی تکلیف نہ

تو پانچوں گھسی میں ہونگی۔ قادیانی نے یہی سمجھا جو گا کہ اگر انگریزوں کو قلعہ ہوگی تو ہم
 علم بنائیں گے وہ خدا خواستہ عذر میں کون پوچھے گا۔ اور اس کے خیال میں جنگ
 کا ابھی اس کی زندگی میں ہونا ہی غیر ممکن ہو۔

مرزا۔ چونکہ پیشینگویاں اختیاری بات نہیں کہ ہمیشہ خوشخبری پر دلالت کرے۔
جواب۔ شاید خوشخبری آپ کے مخالفوں کے لئے اختیاری میں اور اپنی ذات
اور معاونین کے لئے درم خیرہ معلوم ہوتی ہے۔ اپنے معادلوں اور ذات خاص کی
نسبت کوئی نحوست۔ بدبختی حیات اور ملامت کا الہام نہیں دیکھا۔ خدا کا بھی یہ خوب
قاعدہ ہے کہ ایک طرف ہی خیریں دیا کرتا ہے اور قادیانی بیغیرستہ تیرو کاٹوں ڈرتا ہے۔
ہر مرزا۔ اس لئے ہم بہ انگلستان ام اپنے مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں
کہ اگر وہ کسی پیشینگوئی کو اپنی نسبت ناگوار طرح یادیں۔ جیسی کہ خبر موت فوت یا کسی اور
مصیبت کی نشت ہو تو اس بحدۃً ناجیز کو معذور و مقصور قرار دیں۔

جواب: بچو! انکسار کا کیا موقع ہے۔ عقلاً موت فوت کی خبر سے مارا نہیں ہوتا بلکہ احسان مانتے ہیں۔ مگر کاروں سے عز و نفرت کرتے ہیں۔ آپ کسی کی وفات سمات کا حال اگر درج رسالہ کریں تو حتم واکر کے پھلے اپنی اور اپنی اولاد اور تمام کنبہ کو بھی اس خبر میں شامل کر لیں تاکہ راست سمجھی جاوے اور اگر صرف مخالفوں کی ہی نسبت دریدہ دہنی کی نو پھر ہمارے حملے بھی آج جانے ہی ہیں قہر تک بھی سچھا چھوٹا مشکل ہو گا اور یہ بھی یاد رہے کہ گریڈنگ کوئی مطابق مذہبی تو یہ بھی شرمناک ہے۔ ہاں مشین کوئی تو اس کا نام ہے ہم کہتے ہیں کہ ایک مشین کوئی لوہو ہوگی اور اس کی بلا ایک کے سر پر پڑے گی۔

مرزا۔ بالخصوص منشی احمد حسن صاحب مراد آبادی و پٹنٹ لیکچر رام صاحب
یشادوری وغیرہ کی نسبت قوالا اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ ہوگا۔

جواب۔ چوچت نمائد جفا جوے را + بیر فاش در ہم کسدر وے را + بس
حضرت جناب ششی اندر من صاحب دام اقبالہ و اما جلالتہ سے مباحثہ نو کر چکے اب
بھٹیاریوں کی طرح دست و گریبان ہو جانے پر آمادہ ہو جاؤ گے اور دشنام دہی
اور بد اندیشی پر آمادہ ہو جاؤ گے۔ مہ نوبے فتائد و سگ با گسے و ہر سے
بر خلقت خودے تسد + اگر آپ کو مخالفین کے ہی بارے میں خبر ہوتی ہے تو اہل اسلام
میں سے ملا عبدالرحمن صاحب قصوری اور لدھیانہ و دیوبند کے چند علماء جنہوں نے
آپ کے حق میں کھر کا فتوے لگا ما اور محض زمانہ بھی بہت عرصہ تیار کیا آپ کی
پیشین گوئی حیات و ممات سے کیوں محروم رہے یہ آپ کی بیدار کو صاف دھوکے دہی
ہے آپ میں یہ قدرت ہرگز نہیں کہ کسی کے مارے میں صریح خبر نفیہ تاریخ و وقت
لکھ سکیں۔ محض طول و فصول ہی دارعبائیں لکھنا آکا شیعہ ہے جیسی کہ برابری
احمدیہ میں بر رکھی ہیں۔ ہاتھ لیکن کو آرسی کیا۔ انشاء اللہ بروقت سب سے رسالہ لکھ
فاظربین خود دیکھ لیٹے۔ یہی الہام ہے بجائے سڈٹ لیکھ رام لیکھ رام لکھ دیا اب حل
پنڈٹ لیکھ رام صاحب کی سبڈت فخر ہوا۔ حب وہ چھ ماہ قادیان میں رہ کر آپ
کے الہام دیکھنے کے معنی رہے اور طرح طرح کے اشتہارات جیساواتے رہے اس
وقت کچھ نہ نہ آیا اور رک اٹھاتے رہے۔

مہرزا۔ ان صاحبہ کی خدمت میں نگہداشت ہے کہ ہم دل سے کسی کے مدد خواہ نہیں۔ خلا جانتا ہے ہم سب کی کھلائی جانتے ہیں۔

جواب: خدا حب جانش را که آب جیسا کوئی بدخواه نہیں مسج قویہ کی جتر خواہی بدخواہی کیل مفر با سستہ دین و دنیا کے لئے خیر خواہ و رند بدخواہی میں کو کچھ کلمہ میں

مرزا۔ اور بدی کی جگہ نیکی کر نیکو مستعد ہیں۔۔۔
جواب۔ اب میں نیکی کر نیکا مادہ ہی نہیں آپ کی نیکی علم نشر ہے کہ جن مسلمانوں
 نے کچھ نہ دیا انکو برا میں احمقہ میں لکھا ہے کہ وہ جیتے ہی مرجائیں اور جن ثواب صاحب
 نے آپ کی کتاب نہ خریدی انکی کیسی امانت کی کہ مرزا امام الدین صاحب اپنے چچا زاد بھائی
 کے ثواب بجائے مشکوری دشمن جانی بٹھئے کہ انہوں نے آپ کو اس مکر و تدبیر سے منع کیا تھا۔
مرزا۔ اور نئی نوع کی ہمدردی سے مسرور اور معمور ہے۔۔۔

جواب۔ سچ ہے ورنہ اگر حافظہ نہ باشد یہی ہمدردی ہے کہ بنی نوع انسان تو ایک طرف خاص اپنے جہادی بھائیوں کی نسبت ایسے اشرہار کے آخری صفحہ کی تیسری سطح میں لکھے ہو کہ میرے جہادی بھائیوں کی جڑا کوٹ چائیں اور وہ لاو لدر بر ختم ہو جائیں گے اور خدا انہیں بلا نازل کرے کہ یہاں تک کہ وہ ناپو ہو جائیں گے جتنے گھر بیوؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا اور اپنی نسبت لکھا ہے کہ میری نسل کثرت سے لاکھوں میں پھیلیں اور میرے گھر برکتوں سے بھر جائیں گے اور میری اولاد منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سسر سسر کی وغیرہ وغیرہ۔ ناظروں غور کریں کہ یہ بنی نوع کی ہمدردی ہے یا خود ستانی و دے ددی ہے۔ ہمدردی تو اس کا نام تھا کہ جیسا مرزا نے لکھا ہے اس کے بالعکس لکھتا یعنی انہی جڑا کاٹا اور آپ لاو لدر رہتا اور خود مرزا بلا ہوتا اور اپنے گھر بیوؤں سے بھر تا۔ قطعہ

شنیدم کہ مراد راہ خدا
 دلی دشمنای ہم نہ کردند تنگ
 ترا کے میسر شود این مقام
 کہ با دوستان خلافت جنگ
 ہرگز لیکن جو بات کسی مخالف کی نسبت یا خود ہماری نسبت کیچھ رنج منکشف
 ہو تو ہم اس میں نکلی مصروف ہیں۔

جواب۔ ہاں اگر اپنی بات اور عیال و اطفال اور موافقیں و مخالفین کی نسبت کوئی خبر یکساں درج ہوگی تو سببک باعث مجبوری ہے ورنہ قطعی مکر و فریب مفہوم ہوگا اور عام و خاص کی رائے میں قادیانی معلوم ہوگا۔

مزرا۔ ہاں ایسی بات کے دروغ لکھنے کے بعد جو کسی کے دل دکھنے کا موجب ہوگا۔ ہم سخت لعن طعن کے لائق بلکہ سزا کے مستوجب ٹھہریں گے۔

جواب۔ لعن طعن سے آپ کو کیا ڈر ہے۔ بلکہ باعثِ کثرتِ قرآن ہے آپ کے معاونین
 کا کرتے ہیں کہ لعن طعن سے ترقی مناسب ہوتی ہے۔ جیسے پچھلے پیغمبروں پر ہوتی
 رہی۔ اگر بصورتِ مختلف ہاتھ و زبان کٹوائے جائے گی کی شرط ہوتی تو بے شک دوسروں کے
 لئے کیا یغنی عبرت ہوتی سنا گیا ہے کہ آپ کی طرح پہلے بھائی تھمن سنگھ ساکن موضع
 بچھوانہ علاقہ پٹیالہ نے بھی ہمارا جرم سنگھ صاحب مسکرائشی والی ریاست پٹیالہ کی
 نسبت ایسی پیشین گوئی کی تھی۔ ہمارا ج صاحب بہادر نے انکو بلو کر نظر بند کر دیا تھا تاکہ
 مدتِ معینہ تک اگر میں زندہ رہا تو سمجھ لو لگا ورنہ آپ غیبِ دان ہو چکے جب مدت مکمل
 گذر چکی اور حضورِ اہم آسمان کا بالِ مبارک نہ ہوا تو بھائی صاحب کی زبان کٹا دی گئی۔
 تاکہ یہ زبان پھر کسی کے لئے باعثِ دل آزاری اور موجبِ اضطراب نہ پہنچے ہے
 یہوش بائش کہ سرد در ستر بان ہی زبانِ سرخ سر سبز سید بہر باد

اب تک تو اس چین رہی۔ لیکن پچاس برس گئے بعد اب آپ میں وہی وصف
 یائے گئے مبادا کہ حکام انگلشیہ براہیہ سیاست آپ کے حق میں بھی ویسا ہی سلوک
 کریں کہ برسرِ ناکس غیبِ دانی کا دعویٰ نہ بنے قصہ کوتاہ۔ مروت و نکتِ خورشید خسرواںِ دانش۔
 مرزا بہمِ فتیہ کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ نیک بنتی سے بھرا ہوا ہے۔
 جواب۔ جبکہ آپ کے اندر وہیسنے موافق آیاتِ سورۃِ فجر کے قسم کھائی اور توڑ ڈالی

انہیں بچنے اس جگہ صبح کرتے ہیں۔

اشتہار اول

قادیانی شیعہ رہا دنیا کھائے کر سے روٹی کھائے شکر سے
لبریز تھا شائے بخش کون و مکان است فائوس خیال است کہ گویند جان است
بہن جس محقر بوداں جان و دل من اندازد نارش نہ بقدر دل و جان است
یک قطرہ ز بحر کرمش بہت کہ بینی صد جوے روانم نہ پے نشنہ لبان است
ردوم بہ از وہست کہ بدجگ بلانیش
بیچ و دم تحریر ہمہ تیغ و سنان است

مرزا غلام احمد قادیانی بھی عجیب و غریب کا پشیر ہے جو ابتداء سے اسلام سے آنجک
امت مجاہدین پر فتنی اور مکاری میں اپنا شانی نہیں رکھتا۔ دن و رات ایسی چال
چلتا ہے کہ عقلا بھی چکا چاویں۔ پچھلے شعبہ کے تو بدلیہ اشتہارات قراؤندہ ایسے
شائع ہو چکے ہیں۔ جس کا جواب ابھرتا قادیانی سے نہ بن پڑا۔ اب ایک اور مرقعہ
مذکور ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ جسکو عوام براہین احمدیہ کہتے ہیں صرف ایک روپیہ کی
کتاب ہے۔ حضرت مذکور نے اس کی قیمت سو سو پچاس پچاس روپیہ لوگوں سے
لیکر آئینہ اسکا تالیف کرنا اور طبع کرنا بند کر لیا کہ اس میں مفاد کی صفحت نظر نہ لائی
اب اور نیا رسالہ شروع کر کے لوگوں کے روپیہ لوٹنے کی نیت ہے چنانچہ غمیمہ اخبار
ریاض ہند یک ماہ ۱۳۸۷ھ سے واضح ہوا کہ رسالہ سراج بے نور طیار ہوتا ہے جس
کے رد و دفع میں ہماری طرف سے بھی شعلہ برآور جب محکم خداوندی بقائے دولت
شیورہ ہدیہ ناظرین ہوگا بالفضل اشتہار غمیمہ مذکور کے طبع آمیز باتوں کی قلمی کھولی
جاتی ہے۔ اشتہار کی عبارت کے اول لفظ مرزا اور جواب کی ابتداء میں لفظ جواب تحریر ہوگا۔
مرزا اب رسالہ اس احقر نے اس غرض سے تالیف کرنا چاہا ہے کہ منکرین حقیقت اسلام
اور مکذبن خیر الانام کی آنکھوں کے آگے چمکتا ہوا چراغ رکھا جاوے۔

جواب۔ براہین احمدیہ کے چھ سو صفحہ بھی اسی غرض سے سیاہ ہوئے تھے مگر
افسوس کہ حقیقت اسلام اور صداقت خیر الانام مظاہر نہ ہوئی۔ جس کے سارے بناوٹی الہامات
اور تین سو ساٹھ دلائل اور براہین احمدیہ کا لشکر لیکر خدا کا آنا و قطب کی طرح اسکا غیر مل
ہونا وغیرہ وغیرہ سب ثبوت باطل کا گان گئے اور سب نکتے ہو گئے اب سراج بے نور سے کہا
ادھیلا چھا جاتا کہ یہ تو صدیقیوں کے صرصر حملہ سے ابکدم ہن گل ہو جا بیگا۔

مرزا۔ اور بڑی بڑی پیشگوئیوں پر جو ہمزاد قریع میں نہیں آئیں مستقل ہے۔
جواب۔ آج تک جتنی پیشگوئیاں درج براہین احمدیہ ہوئی ہیں ان میں کیا تھا
اور یہ ہے جو آئینہ نہ اڑی نہ کسی کا نام و نشان ایک ہندو۔ ایک آریہ جنو سلمان
مجمول عباسی الف الیلہ اور بدترین کسی حکایتیں جھوٹے قصے فضول افسانے
تمام کتاب خود شنائی سے مخلو خدائے مجھے عیسیٰ بنایا۔ مینے موسیٰ کے ساتھ کھانا کھا
محمد صاحب حضرت علی فاطمہ اور حسین میرے مکان پر آئے اور حضرت فاطمہ نے میرے
سر پر اپنے زانو پر رکھا اور سب اولیاؤں سے برتر ہوں فلان جگہ سے میرے پاس دشت
رومیہ آئے۔ فلان شخص کا مینے تپ دف کھوایا اور یہ کہا اور وہ کیا۔ اہلین و بکھو تو نہ
کسی کا سر نہ پاؤں طبع زلفہ فقیر اور اہل قریب بائیں اور قادیانی دھوکھے۔

مرزا خدائے اس کا رکھ کر اپنے بعض مسرتیہ مطلق کر کے اعظم سے سکدوش دیا ہے
جواب۔ یہ سچا تو قیاس قیاس بھی ہے کہ ناکارہ اسی کو خدائے اپنے محفی اسرار تادیے
اور وہ استرلیہ ہوں کہ مرزا کے یاس فلان جگہ سے دس روپیہ آویں اور مرزا کے بیٹا ہو۔

اور مرزا کا فلان دوست و کالت میں پاس ہوگا اور فلان مانوڑ بھلا حضرت قادیانی
کی سبکدوشی کیونکر ہوئی جبکہ اعتراضات کا بھاری پوچھ اسکی گردن پر ہے جس سے
قیامت تک نجات و ہم و قیاس سے ازاد رہے۔

مرزا حقیقت میں اسکا فضل ہے جسو چار طرف رشک و مخالفت اس کی جو مخلصی بخشی ہے
جواب۔ اسکا نام فضل نہیں ہے بلکہ تو ہے کہ اگر کسی مخالفت اور بطلان کا باعث
ہو رہا ہے اور مخالفین سے مخلصی نہیں بلکہ کج عذاب میں گرفتاری ہے۔ جو آپ کے حق
میں نہایت موجب گریہ و زاری ہے۔

مرزا اب رسالہ ترقیب الافتخار ہے اور چند مہفتوں کا کام ہے۔
جواب۔ یہ سچا بھی یہ الامام ہونے کے چند جمعہ مہفتوں کا اس میں انصرام ہوا
ہے جگانہ آغا ہے نہ انجام ہے۔ بلکہ اراد ہوتا آخر مجموعہ خیال ہے۔

مرزا۔ اس رسالہ میں تین قسم کی پیشینگوئیاں ہوں گی اول وہ پیشینگوئیاں کہ جو
خود اس احقر کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ دوسری وہ پیشینگوئیاں جو براہین احمدیہ
با عام طور پر کسی ایک شخص یا جہتی نوع سے متعلق ہیں۔ تیسری وہ پیشینگوئیاں
جو مذہب غیر کے پیشواؤں یا اہل عقول سے تعلق رکھتی ہیں۔

جواب۔ یہ سب ترقیب ہے نہ کچھ رنج کا ذکر ہوگا نہ راحت کا نہ حیات کا نہ وفات
کا اپنی تعریف اور اپنے معادلوں کی توصیف حجاب و راج ہوگی۔ انشاء اللہ ہم کام طبع
ناظرین پر سب حقیقت کھل جاوے گی جیسے براہین احمدیہ سے ظاہر ہے اور اس کے
مطالعہ الہامات سے باہر۔

مرزا ہم نے صرف بطور نمونہ چند نامی آریہ صاحبوں اور چند قادیانی کے ہندوں
کو لیا ہے جنکی نسبت مختلف قسم کی پیشینگوئیاں ہیں۔

جواب۔ چند نامی آریہ صاحبان وہ ہو گئے۔ جنہوں نے مرزا کا ذکر و ترقیب حوزہ راج
اشتہارات شائع کیے ہیں اور قادیان کے ہندو وہ دس سہا ہو کر فرضی معاہدہ کر بیولے
ہو گئے۔ جنہوں نے علحدہ اشتہار چھوڑا دیا تھا کہ ہم نے وعدہ ایک سال تک الامام بکھو
کا کیا نہ ہم اس کے الامام کو راست ماننے ہیں نہ سب مرزا کی جلسا سنی ہے۔ خود ہی
مسودہ بنایا۔ خود ہی نام لکھ دیا۔ خود ہی چھپوا دیا۔ اگر اپنی داب کو لیتے تو بہتر مصلہ
کیونکہ جگ بیتی سے آپ بیتی کا قصہ معتبر ہوگا۔

مرزا اور اس تقریب پر بھی حال ہے کہ خداوند کریم ہماری محسن گوشت کو جسکا احسان
ہو کہ یہ کام فراغت حاصل ہے۔ ظالموں کے ہاتھ سوائی حمایت میں کھے۔ دس نفوس کو جو اس
کر کے ہماری گوشت کو فسخ نصیب کرے تاہم ہنسائیں اگر بلحاظ شریعہ کہیں انشاء اللہ

جواب۔ اس الامام میں مرزا شاید اگر یوں کی فتح اور روس کی شکست لاشکا ناکہ لکیر
خوش ہو کر اسکو ثانی عیسیٰ مائیں مگر یہ خیال حام ہے۔ دامایاں فرنگ ان فریبوں کو خوب
جانتے ہیں اور ایسے سعیدیل سے بخوبی واقف ہیں ہاں اگر مرزا کو الامام کا دعوے ہے تو
جنگ روس و انگلن کا مفصل حال لکھے کہ فلان مقام اور سہ میں لڑائی ہوگی۔ اور
فلان فلان مشہور اشخاص کام آویں گے اور فلان گروہ مظفر و مسکو و وغیرہ وغیرہ مفصل
حال لکھ کر دوسری براہین احمدیہ چھپوائے۔ تاکہ الامام کی حقیقت روشن ہو جاوے
ورنہ ایک نجومی کا قصہ شاہد حال ہوگا کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کو کوئی غمیمہ آ یا اسے ایک
نجومی سے پوچھا کہ انکے میری فتح ہوگی یا شکست نجومی نے کہا کہ آئی فتح ہوگی۔ بادشاہ
نے کہا کہ اچھا لکھو۔ اسے فوراً لکھ دیا جب نجومی گھرمیں آتا تو گھر کے لوگ اسکو رنگ
کہتے تھے کہ لکھ دینا مناسب نہ تھا غیب کی بات ہے خبر نہیں کیا ہو۔ اسے کہا
مینے جو کچھ کہا ہے سمجھ لیا ہے اگر اسکی شکست ہوگی تو ہم سے کون بوجھے گا اگر فتح ہوگی

نہیں کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ سائیس نے قرقی کرنی شروع کی اُنکی روشنی کے آگے بائبل کو منہ چھپا کر دیکھنا شروع کیا۔ بائبل پر اس نئی روشنی کا خراج اٹھانا چاہا۔ دنیا کے بٹنے کے چھ دنوں کو چھ نمائے بنایا۔ اسی طرح بہت سی دیگر لکھنوں کو بہتر لکھنوں میں تبدیل کیا انہیں کامیابی ہوئی، یورپ کی مذہبی حالت سے یوحیو۔ تمہارے آپسے ملک میں تمہارے دیکھتے دیکھتے پورا دنوں کا مذہب کیسے زور زور پر تھا۔ ویدک سورج کے نکلنے ہی اُس کے اوسان باختہ ہو گئے۔ یہاں پختی رب کی تقلید میں نہیں رہیں۔ یورپ کی تلقین سے پورا دنوں کا انکار اور متعارف طہر کرنا شروع ہوا۔ سترہویں صدی میں مذہب کی فصیح عورت نے اپنا سارا زور اسی میں لگا دیا نتیجہ آپ کے سامنے ظاہر ہے۔ زیادہ واضح کرنے کی ضرورت نہیں۔

اے میرے بزرگوں کی اولاد! پورے آریوں کی سنتا نو! عرب سے تمہیں کیا واسطہ اور سنگ اسود سے تمہارا کیا رشتہ۔ پرانا تم کو ساری دنیا کا باپ سمجھو وہ نہ صرف بنی اسرائیل کا تھا اور نہ صرف عرب کے بڑوں کا وہ صرف ابراہیم کا دوست اور نہ صرف مسیح کا دوست۔ لو جو آج جیتن سب کا مالک ہے۔ اُس کا پوتا ویدا مقدس دیتا ہے اُس کی شرن آواز اپنے مومنوں کو بلاتا ہے اور اس کی نعت انسان کو بھائی سمجھو۔ مہا بھارت میں لکھا ہے

अथ निजः परोऽन्यो गगानाल लब्धो वै
त्साम्। उद्वर चरिताना न्नुवशुथै वकु ह्म्वकम् ॥

”یہاں اپنے ہی پرہیزگار۔ یہ تنگ دلوں کا خیال ہے فاحشوں کے لئے ساری دنیا ہی اپنا گنبد ہے۔“ لیکن کیا تمہاری محدودی انسانوں تک ہی محدود رہنی چاہئے کیا جانوروں کو ماننا پاپ نہیں؟ کیا حیوان غیر جنس ہیں؟ جو بدیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

मित्रस्य चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षन्ताम् ॥
”ہر ایک جاندار کو اپنا مترجم سمجھو۔ کسی کو میرا امت دوں گا بھائیو! یہ سونے کا رمانہ نہیں ہے یہ کیا کوئی زمانہ بھی سویر کا نہیں رہا۔ اس امولک جنم کو دیکھو (فضول) مت گنواؤ۔ ہر شے کو چھوڑ کر تعصب کو چھوڑ کر جین کی تعلیم کے آخر سے بری ہو کر ایک مرتبہ سچائی پر غور کرو۔ مقابلہ وید اور قرآن تمہارے دو بروہے کسی براندھا وشنو اس مت کرو۔ اپنی عقل سے کام لو۔ اپنے انسانی شہادت مانگو اور پھر حق ثابت ہوا اسے قبول کرو۔ ہے دنیا کے مالک اور تمام جیوا آتماؤں کے شاستی دھام ایکی پر جا اس وقت دیا کل ہو رہی ہے آپکو اپنے انتہ کرلوں میں رکھتے ہوئے روم روم میں آپکی موجودگی کے باوجود آپکو بھولی ہوئی ہے آپکے سچے گیلان اور آپ کی سچی ہدایتوں سے بے بہرہ ہے۔ دیا ساگر! ایسی ابار دیا سے اُن کے دلوں کو دھلا دو۔ تاکہ وہ تمہارے سچے گیلان کو حاصل کر سکیں۔ اوم تانیتھہ سنا سیتھہ سنا سیتھہ۔“

جاندہ ہر سچہ }
۲۱۔ اگست ۱۸۹۷ء }
ویدک دھرم کا ایک ادنیٰ اسیلوک
نشی رام جگیا سو

اشتہارات

ذیل کے دو اشتہارات پرنٹنگ جی نے اس وقت لکالے تھے جبکہ مرزا غلام احمد کا دیانی کے المامی چوچالوں کا ابھی صوت آغا زہی ہوا تھا۔ ناظرین کی واقفیت کے لئے ہم

اُس نے سچے دھرم پر جان قربان کر دی! اے مومن ہونے کے دعویدارو! ایک کھلم کا خون بان حال سے تمہاری توجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ دنیاوی عورت۔ دنیاوی ثروت۔ دنیاوی صحبت اور دنیاوی تعصب سب یہیں کیے ہیں رکھے رہ جاؤ گے پرانا تمہارے حصہ جب تمہارے کمروں (فعلوں) کا حساب ہو گا تو صرف ایک دھرم ہی مددگار ہو گا پھر کہا تم نہیں سمجھتے کہ یہ انمول سمہ مفت مضاف جا رہا ہے۔ دھرم (دین حق) سے بڑھ کر اور کوئی مطالعہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی سچائی کے قبول کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل۔ زمانہ کروا دینے تنگ دایرے سے ماہر نگاہ ڈالو یورپ کے فاضل محقق متفق الفاظ ہو کر کہہ رہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کا سرچشمہ وید مقدس ہے عقل بکا دیکھا کر کہہ رہی ہے کہ نیا کاری (دعا دل) پر مشہور اپنے بندوں کو کسی زمانہ میں بھی بغیر سچی ہدایت کے نہیں چھوڑ سکتا۔ جاہل سے جاہل آتما بھی سمجھ سکتا ہے۔ مگر پرانا کا گیان کبھی محفل نہیں رہ سکتا اور اُس میں رو دہل ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا عقل کل کو ماسخ و مفسوخ سے کیا تعلق؟ ویدک سنسکرت زبان کی کمالات ہی اس کے اہلای ہونے کا ایک بدیہی ثبوت ہے۔ ایسے یورپی گیان (عقل آسمانی) کو قصبہ کہانیوں سے کیا تعلق دنیا کے کس حصہ میں رہتا رہ نہیں ہوئے۔ انکی کس کس جگہ عورت نہیں ہوئی لیکن کیا انکی محدود تعلیم اہل ان کے ناممکن عمل جو کہ خاص وقتوں اور خاص ملکوں کے لئے تھے۔ پرانا کے امت (رجد) گیان اور اُس کی امت دھماں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

عرب کے وحشی ملک میں محمد صاحب نے بہت کچھ اصلاح کی گواہوں نے بجائے کیول سنبہ (صرف سچائی) پر پھر وسہ کر نیلے مارا راضی نامے کئے۔ قریش کی خاطر کعبہ ان کے بہن کو خدا کے دلیل ٹھہرایا اور پھر اپنے پیروں کی ناراضگی کے خوف سے اُس آیت کو مفسوخ چھپا لیا کبھی (کروری کے زمانہ میں) علم اور بڑبڑی کی تعلیم دی اور کبھی رطاعت پکڑنے پر سیف وغیرہ پکڑی۔ کثرت اندول کو قطعی روکنے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے چادر پرانی نامہ کر لیا۔ بہت پرستی کو دور کرتے کرتے لوگوں کو اپنی پیغمبری سے نفور دیکھ کر کعبہ پرستی کا فتوہ دیدیا کہاں تک بیان کرلوں۔ محمد صاحب کا ایک عمل بتا رہا ہے کہ وہ معمولی انسان تھے۔ اور اپنی ہی عقل سے کام کرتے تھے۔ جو کچھ انہوں نے اصلاح کا کام کیا اُس کے لئے تم ہی کیا ہر ایک حق پسند انکی عورت کر دیا لیکن ساتھ ہی اس کے جسد قدر انکے افعال ناپسندیدہ اور مضموم تھے انکے لئے ہر ایک منصف مزاج افسوس کھینچ رہا ہے رہ سکا +

میارے بھائیو! شرک کو کفر کہتے ہوئے مشرک مت بنو دیگر مالک بتوں سے مہ موڑتے ہوئے خاص سرزمین کے تعصب میں پھنسا کر خاص تلوں کی طرف مت بھاگتے پھرو۔ بھلا سو جو تو سہی سنگ اسود اور شا گلام میں کیا فرق ہے۔ دونوں پتھر اور دونو بیرمان ہیں جو دلیل تمہیں ایک کی پرستش سے کوئی ہے کیا وہ دوسرے کو پسند دیتے؟ منع نہیں کرتی۔ بہت پرستی تو صرف روشنی سے محروم کرانی ہے لیکن انسان پرستی ان سے بڑھ کر خطرناک ہے وہ صرف سچی روشنی سے ہی محروم ہیں لڑائی لڑکھو کر بھی بھلا ہے۔ محمد صاحب عرب کے جاہل اور وحشی بدقل کے پیشوا ہو سکتے تھے لیکن تم تو تعلیم یافتہ اور تہذیب کے مدعی محمد صاحب کی تعلیم تمہیں کیا سکھا سکتی ہے۔ امیر عرب الرحمن کا بلے وحشیوں کے لئے بیظیر حاکم بنے۔ لیکن کیا تم اسے قبول کر سکتے ہو ہرگز نہیں کیونکہ تم قوم کے لئے مذہب کو محض ہی مناسب ہے۔ البتہ تم محمد صاحب کی تعلیم پر مبنی روشنی کا خلی چڑھا کر انکی اصلی بدعتوں کو چھپانا چاہتے ہو۔ لیکن یہ کب تک۔ دیوانی تاریخ کا مطالعہ کرو۔ اور اُس سے سبق لے کر یورپ میں ایک زمانہ تھا کہ مذہب عیسوی کا بڑا زور تھا کوئی معقول سے معقول بات بھی بر حلاف بائبل کے سننا پسند

۲۴۔ مولوی۔ اس مذہب نے تمام مباحث ضروریہ کو اپنی جمع کرنا شروع کر دیا آریہ کے عام مذہب میں تو کاسہ لیتی۔ اور جو کچھ کھانا ناپسند ہے مگر اس شخص نے تمام عیسائیوں اور یادریوں کے اعتراض بھی لے لئے۔

آریہ۔ بے شک آریہ کے عام و خاص مذہب میں کاسہ لیتی اور جو کچھ کھانا ناپسند اور ممنوع ہے وجہ یہ ہے کہ اس مذہب کی بنیاد عقل اور علم پر ہے ہاں اسلام نے جو مذہب جس کی بنیاد صرف شخصی تقلید پر ہے انہیں اللہ نے جو کچھ کھانا اور کاسہ لیتی لیان ہے اسی واسطے ہم نے کبھی بھی کاسہ لیتی نہیں کی مگر چونکہ مرزا صاحب نے عیسائیوں کے اعتراض چور کر اور ان کی میر کا چھوٹا اٹھا کر اسکا نام الہامی علامہ رکھا تھا۔ پس ہم کو اس کا جواب دینا ضروری تھا ہم نے صرف جواب دیا۔ ہم نے وہ سارے اعتراض یا جواب اصلی کتابوں سے لئے ہیں نہ کسی عیسائی یا یادری کی تصنیفات سے جو کچھ کھانا اور کاسہ لیتی کا فخر اسلام والوں کو مبارک رہے۔ (غور سے اور ایمان سے دیکھو مذہبِ برہمن احمدیہ گل)۔

۲۴۔ مولوی عیسائیوں کے ایک رفقاء نوافسان نے مذہب کی مدح میں کئی صفحہ سیاہ کئے ہیں ایک جگہ لکھتا ہے کہ مذہبِ برہمن احمدیہ لیس دھپ ہے جب اسے ابتدا سے دیکھنا شروع کرو تو دل ہی چاہتا ہے کہ آخر تک دیکھ لیا جائے سبحان اللہ کیا سچ ہے اللہ والی الذہن! دیکھو قرآن کتاب والوں کو نفیوں لاتی ہے پس ساتھ بدکاروں اور منافقوں حد سے لکھنے والوں کے اور شکروں کو کہتے ہیں یہ اسلامیوں اور مومنوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں اگر عیسائیوں میں ایسے نصف بھی ہیں جن میں سے ایک نے مجھے لکھا ہے کہ مذہب کے ریویو سے اتفاق صرف صاحبِ دلہ لوگ سے مزاج والوں کا ہو گا، مذہبِ برہمن کو بندہ بھی دیکھ چکا ہے۔ بجز یا وہ کوئی کے میری ہاتھ تو مجھ نہیں آیا۔ ہاں کوئی شخص سیکھنا چاہے تو اچھی کتاب ہے عیسائی اعتراض ہم پہنچا کر اپنی لیاقت ضرور جتاتی ہے۔ ایسے مباحثہ سے چٹکنے کی کہانیاں اچھی ہیں۔

آریہ۔ اسلام کے صداقت اور آپ کے الہام کی وکالت ہو چکی۔ دیکھ لیجئے ایک منصف مزاج عیسائی نے اگر ہماری کتاب برائے نصاب سے ریویو دیا تو اسے آپسے لکھا ہوا کہا اور صرف یہی نہیں بلکہ صفحہ ۳۴ پر بھی یہی رد کیا ہے آپ تو بموجب وعدہ صفحہ ۳۴ کے قرآنی آیت کی سن لیکر مذہب سے لکھنے لگے تھے کیا یہی تہذیب جو کہ ہم نے ہماری نسبت صفحہ ۳۴ پر لکھی ہے مذہب آپ اپنی بناوٹ سے لے کر کسی فردِ خدا میں مگر انسانی ملکی توئی سے اللہ کے لئے آپ کو محروم نہیں رکھا آپ نے تصدیق برہمن الاحمدیہ میں مذہب لفظ ہماری نسبت بہت ہی کثرت سے استعمال کیا ہے کیا یہی تہذیب ہے جسے ہماری کتاب کا نام بھی صحیح نہیں لکھا اور جو کچھ لکھ دیا کہ تہذیب خطہ تہذیب وغیرہ کا جواب ہے کیا یہ تہذیب ہے جن حق پسندوں نے ہماری کتابوں کو پسند کیا انکو بھی گالیاں دیں کیا یہی تہذیب ہے کیا آپ نے عیسائیوں کو مشرک بت پرست وغیرہ الفاظوں سے یاد نہیں کیا۔ کیا کوئی عیسائی بھی مسلمان کو اہل کتاب کہتا ہے یا محمد صاحب کو نبی۔ پس یہ سارے خیالات محام اور مذہبِ اسلام میں یادری و ماسن ہاں صاحب فرماتے ہیں لیکن بے دین بے ایمان لوگ جو صاحبِ بیاد رکھنے کے عیسائی دین کی کسی چھوٹی سی دلیل کو بھی فدا سی جنبش نہیں دیتے جیسا کہ مصنف فصل الخطاب کی روایہ یادری پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ جب وہ حق نظر دیکر خداوند مسیح کے چند نشانات کو جملہ کرتے ہیں اعتراض جملے لگے اور اسی طرح بپاغت بے علمی نقصان بے جا کہے بے سوچے سمجھے وہ حملہ تو کرتے ہیں

مگر جو کچھ نصیب و سہٹ دھڑی کے سبب تواریماں سے بے نصیب ہوتے ہیں۔ اور واضح رہے کہ فی زمانہ محمدیوں کی ایسی ایسی کوششوں سے بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ اب انکے پاس پھر مغالطہ ہی وہاں ہاں ہاں کے اور کچھ ہاتھ پلے نہیں رہا۔ کیونکہ آگے جب تک آپ کے ہاتھ تلوار تھی تو اس سے اپنا کام چلانے انکو ایسے چھوٹا کے ساتھ یا دوسری گڑھے میں گاڑتے تھے لیکن جب سے تلوار چھین گئی تو یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ مغالطہ دہی و رو بہ بازی سے بچا رہ سادہ لوگوں کو دام تذبذب میں پھنسانے کی کوشش فرماتے ہیں۔ (صفحہ ۴۷)۔

مولوی صاحب یہ آپ کے قرآن پڑھنا مشیحا محمد صاحب کی غلطی ہے جو خیال کرتے ہیں کہ آدم وغیرہ کی کتابیں تھیں۔ نہ ہم اس بات کے مدعی اور نہ بنا سکتے ہیں کذاب کہاں ہیں۔ اگر بموجب دعویٰ قرآن و احادیث محمدی اکی کتابیں کسی زمانہ میں تھیں تو آپ ہی بتائے کہ وہ اب کہاں ہیں اور کس قوم کے پاس کتنی مدت تک وہ رہیں۔ ورنہ قرآن و اقوال محمد صاحب کی صداقت ہاتھ سے جاتی ہے۔ (صفحہ ۲۲)۔

محمد نور الدین صاحب کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ افسوس کہ نصیب نے ان کی عقل و بصارت کو کھو دیا (صفحہ ۲۰ سطر ۲۰)۔

اور طرفہ یہ ہے کہ مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ سے واضح ہے۔ کہ سگ اسود بڑا کام کرتا ہے کہ لوگوں کے گناہ اس پتھر پر مڑے جاتے ہیں اور لوگ اس پتھر کو چوم کر صحت کے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی روز بروز اسے دے آتے ہیں۔ یہ وہ کام ہے جو حشر ل بھی محمد صاحب کے واسطے ان کے دل کو بار بار دہونے سے نہ کر سکا تھا۔ اور وہ سیاہی اٹکنے دل میں جوں کی توں بنی رہی کہ جسکے سبب وہ صرف بری تعلیم تھوڑی دلائی و دیوار پرستی و سنگ اسود کی چوم چاٹ و جہاد و قتل و ہشت کے حور و غلمان وغیرہ کے موجود ہوئے بلکہ کبھی کبھی باخواسے شیطان بتوں کی بڑی تعریف کر کے انہیں شفاعت کا پھر وسوسہ بھی کرایا کرتے تھے دیکھو مظاہر حق جلد ۸ صفحہ ۳۵۸)۔

اور یہی سبب تھا کہ محمد صاحب لوگوں پر سے عذاب اللہ کا کچھ بھی دور نہ کر سکے تھے۔ (جلد ۴ صفحہ ۳۰۹۔ مظاہر حق)

پس اب محمدی صاحب بموجب عنیدہ و خوش فہمی مولوی صاحب کے مواحد کیوں نہ کہلاویں کہ جو کچھ کعبہ اور بتوں کی چوم چاٹ سے جواب تک گذارہ چلتا رہا ہے صاف رنگی کا نام اکثر کاغذ پر شایع جاتا ہے (صفحہ ۹۱۹) پس جبکہ مولوی صاحب کی کلیتہاً دیانت و امانداری کا حال ہے تو پھر خداوند مسیح کی شہادت پر اعتراض کیوں نہ کئے جاویں۔ شرم! شرم! شرم!!! (صفحہ ۹۴ مظاہر حق) +

التاس آخری

اے ہمارے بچے پڑھتے ہوئے صبری بھائیو! اور بھارت ماتا کے سخت جگہ آریہ مسافر کا آخری تحفہ میں تمہاری خدمت میں پیش کرتا ہوں آریہ مسافر نے جو خداوند تمہاری کی ہیں ان سے تمہیں نہیں ہو سکا عرب کی چال و ملت بلکہ تعلیم کے بچے سے چھوڑا کر ست ہرم کی روشنی میں لانا میرے مرحوم بھائی کا مشن تھا تمہارے لئے کرن کرن نکالین کو اس نے بروااست کیا۔ ہو کسی کیسی خطرناک آفتوں کا سامنا کرتے ہوئے تمہارے لئے وہ ستہرم کی منادی کرتا رہا آخر کار اسی پاک فرس کی ادائیگی میں ایک ظالم مکار غافل کو ہاتھ لگے کہ جو تحفہ شہید کے سلسلہ میں جاریہ فرسٹ شایع ہو چکے ہیں تاہم کیا بلایا زمانہ اور کیا بلحاظ مصروفیت یہ کتاب آریہ مسافر کا آخری تحفہ سمجھنا چاہئے۔ ایڈیٹر۔

بھی اور اسی طرح انگریزی کی کتب ذیل نے ویلنگٹن سٹیمبر ۱۷۲۰ء و ۱۷۳۰ء میں لائسنس اور پبلشر
ادھیا چائیسوال پچر و بعد دہات انڈی آریہ سراج۔ ٹرائف آف ٹروث۔ اوشن آف مری
ٹرمی نالوجی آف ویدس۔ ڈاکٹرن آف دی انکارینس برلائی۔ ڈوڈی تھیو سوسنٹ۔
ایسی ہی اور بہت سی کتابیں دید منتروں کی تشریح میں انگریزی میں بھی ہیں اسوقت
مک آریہ سراج کی کتابیں سنسکرت۔ ہندی۔ گجراتی۔ اردو۔ انگریزی۔ کوکھی۔ سندھی
زبانوں میں ہیں۔ فارسی۔ عربی۔ فرنگ میں بھی ہو جاوینگی ہم سوئے ہے یا بیکار نہیں ہیں۔
۲۳۔ مولوی۔ اس حلقہ کا باعث جو آریہ جماعت اسوقت مسلمانوں پر کر رہی
ہے اور اس منفرد موجب جو آریہ نے ظاہر کیا ہے صرف آریہ ہی نہیں بلکہ ہماری ملت
اور اپنی پاک کتاب کی خدمت میں علمی اور عملی طور پر بے پرواہی بھی اسکی علت ہے
تھے اپنی کتاب پاک کو طاقی نسیان پر رکھ دیا جسکا وبال تم پر یہ پڑا کہ ہمارا کوئی فرقہ ہوئے
آریہ۔ آریہ جماعت جو مسلمانوں پر حملہ کرتی ہے۔ وہ صرف اپنی سچائی کے سبب
سے ہے۔ ورنہ یہ سبب نہیں ہے جو اپنے ذکر کیا ہے آپ بخوبی یاد رکھئے کہ جتنا وہ
قرآن کا زیادہ مطالعہ کریں گے اتنا ہی وہ جلدی معقول کی طرف جھکیں گے اور آریہ بیٹھے
کیونکہ جہاں ہم کو محض حامل مسلمان کے دیر سے آرزو ہوئی کا خیال ہے وہاں عقلمند
اور سچ شناسوں کی نسبت اتنی ہی جلد امید۔ اسلام کے فرقے کب سے ہوئے۔ کیا
بارہ تیرہ سال سے یا بارہ تیس سو سال سے؟ بھائی سوچو اور ایسے ایسے گپ لانا
کرو۔ عثمان اور علی کے وقت سے بلکہ خاص حضرت کے وقت میں ہی عایشہ اور علی
اور عثمان کی مخالفت ہوئی معاویہ اور یزید و حسنین کے حالات مطالعہ کرو۔ اسی
وقت سے فساد کی بنیاد قائم ہوئی گویا اسلام پیدا ہونے ہی فساد کو لیکر جنا۔ کب
برے بڑے بھائی دن رات قرآن کے مطالعہ کرتا لے نہیں تھے۔ خود جبریل کی ہاں
ہے۔ یا حضرت کی وعظ سننے والے کلمات اور مجرہ والے اس کے بانی ہوئے تھیں کا
طاق پر رکھنا اسکا باعث ہرگز نہیں بلکہ قرآن کا زیادہ پڑھنا اور سوچنا۔

۲۴۔ مولوی۔ مسلمانو! تمہارا اللہ ایک تمہاری کتاب ایک۔ تمہارا رسول
ایک۔ عیسائی تین کے بندے۔ آریہ چار کتابوں کے متبع۔ ان میں اختلاف ہوتا
تو ہوتا۔ ہم ہیں اتنا فرقہ کیوں ہوا۔

آریہ۔ جس طرح تمہارے صوفی لوگ کہتے ہیں ہمہ اوست۔ خود ہمیشہ شد و پیام
آورد بگشت خود کا فرو نمود انکار۔ اصل میں ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان
مجھ میں وحدت و خدایت کے قائل ہیں۔ یوں نام کو مسلمانوں کا لازمی ایک گروہ ہو
پسروں کی کیا رہیں دیتے ہیں۔ ورنہ مذق میں کی سمجھتے ہیں۔ کروڑوں قبروں کے
پوجاری ہیں مسلمانوں کا رسول ایک تمہیں بلکہ سب رسول پر انکا ایمان ہے۔ آنجل
آپ کا مرشد بنی قادیانی بھی رسول بنا ہوا ہے اور مسلمانوں میں فساد کا بانی ہے۔ اسی طرح
عیسائیوں کی حالت ہے ہمیں جہی ایک خدا کے قائل ہیں مگر ہاں فرقہ و تالیث کے بھی
قابل ہیں جس طرح کروڑوں مسلمان مردوں سے بھی مراد مانئے اور خدا سے بھی ہماری
کتابیں چار نہیں صلیب صوف ایک یعنی وہ ہے جس طرح ایک کتاب چار بابا ہوتے
ہیں اسی طرح وید و نکا حال ہے اصل میں وید ایک ہے مگر رگ۔ یج۔ سام۔ اترو۔
اس کے چار باب ہیں۔ اسی واسطے ممکن نہیں کہ آریوں میں اختلاف ہو مسلمانوں
میں اختلاف کی وجہ اول تو یہ ہے کہ انہوں نے سب کتابوں سے پھرو کی طرح
لیکر قرآن بنایا۔ دوم یہ کہ سب نبیوں پر ایمان رکھا۔ سوم فرشتوں پر جبکی تعداد معلوم
نہیں۔ چہارم ایک آدمی پر جسکی حالت قرآن کی آیتوں کی طرح بدلتی رہی پنجم قریشی
اور کعبہ پرستی اور اسود پرستی بھی اسکی باعث ہے۔ ششم چار یا پانچ امام بھی

بھی اس اختلاف کی وجہ ہیں۔ ہفتم آپ جیسے الہام کے دعویٰ پر بھی اختلاف کے
پھیلائیوئے ہیں۔ ورنہ آریہ باتیں نہ ہوتیں تو فرقہ نہ ہوتا۔
۲۵۔ مولوی۔ مشرکوں سے نکلنے کو حید کی طرف آتے ہوئے گروہ بلکہ یوں کہتے کہ
اسلام کے قریب آئیوئے دیا خندہ پنڈتہ کو جب مختلف اسباب رکاوٹ ہوئی اور دھوکہ
میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان میں کے سعیدوں کو غلطی سے بچانے
کے لئے حضرت میرزا غلام احمد صاحب مجدد کو پیدا کیا اور انہیں توفیق دی کہ آریہ اور
ان کے سوا جس قدر اسلام کے مخالف ہیں ان سب کو توحید افعال سے سمجھا دیں
اور مغالطات کے مواقع سے انہیں آگاہ کر دیں۔

آریہ۔ ایسی خام خیالی اکثر جدید مذاہب نے لپکا یا کرتے ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں
مسیح کے قریب آئے ہوئے۔ یہ کہتے ہیں برہم سراج کے قریب آئے ہوئے۔ محمدی کہتے
ہیں اسلام کے قریب آئے ہوئے مگر سچ بات یہ ہے کہ ہر کس پر خیال خویش خبطہ دار و نہ
تو اسلام کو پسند کرتے ہیں اور دھاس کے قریب آئیوئے کو کوشش کرتے ہیں ہاں ہم حق کے
طالب اور حق پر قائم ہیں اچھا! امیرزا صاحب ہماری ہدایت کے واسطے ہوئے ہوا
ماہ جن کی ہدایت کی واسطے ہوئے انکی مذہبی کتابوں سے واقف انکی زبان سنسکرت سے
ناواقف۔ ڈھاڑی میرا سسی کے رہس مالکی قہی چڑھنے کو لی اٹھائے کہ خود رنگاری کیڑے
گئے۔ سوامی جی دور و دراز سفر کے بعد ضلع گورداسپور میں گئے۔ مگر ہاں جبرائیل
نے میرزا صاحب کو سوامی جی سے ملنے کو بھی روک دیا۔ یا خدا نے یاؤں میں دم کر دیا
یا شیطان نے ہکا دیا۔ عرضیکہ کچھ ہوا ان کے مقابلہ سے دم دباتے اور منہ چمپاتے
رہے جگہ الہامی سے ماہر نہ لکھے اور کسی اور مولوی یا قاضی یا محدث و کتاب مقابلہ نہوئی۔
حصول نے مقابلہ کیا انہوں نے ہی منہ کی کھائی اور ہم بگم ہو کر بچ گئے۔ کیا اسی
کے معنے ہیں ہادی ہونا۔ اسی کے معنے ہیں مجدد ہونا اسی کے معنے ہیں مغالطات سے
بچانا۔ افسوس بایں ریش و فتن اور پیوہہ شمشک۔ ایک آریہ بھی انکی ہکاوٹ میں
نہ آیا اور نہ کوئی بقول میرزا صاحب سعید اور بقول ہمارے سعید سے یلید نہ کیا اچھا
ہونا اگر خدا نے قرآن کو عقل ہوتی اور مرزا صاحب کو سنسکرت میں باوجود مسلمان ہونے
کے ویدوں کا حافظ سنسکرت دیا میں فاضل پیدا کرتا اور پھر ہم دیکھتے کہ وہ ناچار ہوتے
یا سنہ صبا کرتے افسوس کہ بقول قرآن ہم کو کنا بڑا کہ۔ واللہ خیر الماکون۔

۲۶۔ مولوی۔ حضرت میرزا صاحب نے اس مقصد اعلیٰ کی ابتدائی تحریک
کے واسطے ایک کتاب لکھی اور اس کا براہین احمدیہ لکھا۔ اللہ تعالیٰ کے سامان قدرت
کو دیکھو غافل قوم کے چنگلے کو کیا تیرنگالی اس کتاب کی تکیب ایک تالیف پر کھڑا ہو گیا
آریہ۔ حضرت مرزا غلام احمد سلمہ اللہ تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم بہادری آہ
حقنی تعریف کریں! اجب ہے کہ وہ کہ میراں نے برنہ میراں سے پرانند۔ یولیسین ہوما
کوئی حفات کی مات نہیں ہے بلکہ ہماشاو کو سرور لانا۔ نیک معاشرہ کی حفاظت
کرنا یا شہادت سے بچانا ایک قسم کی رسالت ہے اور شہانی سے تو کسی حالت میں مری ہیں
ہے ہم کو شاید یاد نہیں رہا۔ ورنہ سائے شی گدیہ ہوئے ہیں قاصی عباس نے شفا میں
لکھا ہے حل پین۔ و ما من ہی اللہ و فلا سخی۔ اسے نیست کلامی نبی کریم لکھ
شہابی کردہ۔ (دیکھو تقسیم المراجع صفحہ ۲۴۷) اسی پر زنیما ہیں۔

بحکم آئمہ امت پروردی ما شہاں لایق بود پیغمبر
اسی طرح شہان ہر دے ایمن کے معنے حیات میں دیکھ لیوئے۔ اور حضرت کی شہانی
کا حال ہماری کتاب مناسج میں پڑھ لیوئے۔ اگر شہان اور گدیہ پیغمبری کے لایق ہیں۔
لو بھائی! کیا یولیسین برا ہیں الا حدیہ کا جواب لکھنے کے لایق نہیں۔ ضرور ہے۔

ساتھ شریک نہیں ہوتا۔ جو ہر صداقت زیادہ ہوتی ہے اور کبرکش ہوتی ہے اسی واسطے
ہر ہم سماں کو آزادی علی نے کھینچ لیا اور شاید بالکل ہی جذب کرنے بہ زفات پات کو
بالکل جنم سے نہیں مانتے بلکہ کرم سے مانتے ہیں جنم سے تو مسلمان مانتے ہیں سید مقل
بیٹھان گنیمیری۔ جولاہے۔ ناگر کھتری۔ خوجہ۔ دال۔ راجپوت۔ قرین۔ وغیرہ وغیرہ
مسلمانوں کو اسی ذات پات نے بدلتی اور نگہ اور ماہمی متغیر کے گڑھے میں گرایا۔
اور اسی نے ۱۵۰ فرقوں میں تقسیم کر دیا ہر روز اتحاد کی جڑ کاٹی۔ آریہ لوگ دنیوی تہاش
کے انے طالب نہیں ہیں جسے کہ مسلمان اور یہی سید ہے کہ مسلمان زیادہ کثرت اور دواج
میں مبتلا ہیں اور فضل خرچ میں تمام نہیں اور حواریوں اور اصحابوں یا امتیوں کا
یہی حال ہے جتنی قریش کی عورت مسید اور عرب کی عورت اسلام والوں میں ہے اور
کہاں ہے اسی نیتنالی کے تاریک حال فریقوت ایمانیہ اور نور فطرت اور ان کے
سلیم کاشس کو دھنلا بلکہ سیاہ کر دیا۔ جتنی مشکلات کا ہم لوگوں کو مقابلہ کرنا پڑتا
ہے موجودہ زمانہ بلکہ شاید گذشتہ دور کے کسی قوم کو مشکل سے کرنا پڑا ہوگا۔ جنوں
کہ آپ کے تعصب کے مانے ہمارے اخبارات کو نہیں دیکھتے ورنہ ایسا کبھی نہ کہتے۔

۲۲۔ مولوی۔ ان نئے جاننے والوں (آریوں) نے قصہ مختصر اسلام کے قریب
آتے روگ ران اور احتساب کیا۔ معلوم ہوتا ہے اور یقیناً ہے بھی یوں ہی کہ کسی
سفر پر کی یہ خواہش کہ جھکو بہشت کے دن تک جہلت نے منظور ہو گئی۔ اس
منظوری میں کیا حکمت ہے ایک جا بخت ہے اور یہ فرما بالکل صحیح ہے کہ اسے
کہا گیا۔ یقیناً تجھے وقت معلوم ہے دن تک جہلت دہکتی۔

میں ظاہر کرنے میں فاضل ہیں۔ تو اردو بجا ہی کسی لیکھے میں ہے۔ یہ وجہ ہے کہ اردو میں اب تک ویدوں کا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ جو سچائی کے مشکلاشی ہیں اُنکے لئے زبان کوئی ڈکاوٹ نہیں ہو سکتی ہے شوق سے پور شاد چھڑکے سچائی کو دریافت کر سکتے ہیں۔

مولوی صفحہ مذکور میں نہایت رستی۔ سچائی اور صاف دلی سے چاروں ویدوں کا ترجمہ سننا بلند کرتا ہوں مگر کوئی صورت اتنی بھی نہیں نکل سکتی کہ ایک سرسری طور پر ہی سن سکوں جب کو شش کرتا ہوں اور ایک دو دفعہ ایسا ہو بھی تو آریہ ہر بان بھائی غسانینوالے کی عداوت کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اپنے دلوں میں جھگڑا کر کہہ کہ نہاد اول گوارا کر سکتا ہے کہ ایک مسلمان بیک پوری ماہیت سے افسوس آریہ۔ ہر ایک آدمی جو کہ اتنی رستی۔ سچائی اور صاف دلی کی نمایش کرتا ہے۔ راستہ باز سچا اور صاف دل نہیں ہوتا آپکا محض دعوے کافی نہیں۔ کچھ ثبوت بھی چاہئے۔ افسوس کہ جرمنی اور فرانس اور انگلستان کے رہنے والوں کو ویدوں کے سننے کا موقع ملے۔ اور آپ اُس سے محروم رہیں واقعات بول رہے ہیں کہ آپکا تعصب آپکو ویدوں کے سننے کی اجازت نہیں دیتا۔ بھلا حکیم جی صاحب! وہ کون سے آریہ ہیں جو کہ آپکے وید سننا نیوالے کی عداوت کو کھڑے ہو گئے؟ اور وہ آپکا وید سننا نیوالا کون تھا؟ کیا حضرت قادیانی تو نہیں تھے؟ آپکے محمدی بھائی مولوی سید علی گرامی کو مسندت پڑھنے سے کسی نے نہ روکا۔ لیکن آریہ مہربانوں نے وید نہ سننے دے کیا راج انگریزی ہے یا اورنگ زیبی حکومت ہے! آپنے سننے میں یہ الفاظ لکھتے تھے براہ ہرمانی فرمائیے تو سہی کہ اب تک آپنے ہندی کا ایک لفظ بھی سیکھا؟ کیا آجیچہ برسوں سے زیادہ کوعر میں ہندی پڑھ کر خود سری سوامی جی کا بھائی پڑھنے کے قابل نہیں ہو سکتے تھے اُھا اگر آپنے ہندی سیکھ لی ہے تو مجھ وید بھائی اور گوبند بھائی کی قیمت ملج ست دہم پر چاراک جالندھر میں بھیجو دیجئے آپکو دونوں ویدوں کا بھائی بھائی ہندی ترجمہ مل جائیگا۔ یا اگر قیمت نہیں دےنا چاہو تو کہہ دیجیے کہ اس کو تو سوال ہی نہیں ہے تو لکھ دیجئے مشیر طیکہ ایگی ہندی دانی کے دونوں وید کا بھائی بھائی کہ چھپ چکا ہے اپنی نظر کر لیں کہ یہ مسلمان کا ایک ادنیٰ خادم تیار ہے آپ خود اپنے دل میں چھپ کر انصاف کیجئے کہ قصور کس کا ہے۔

۲۔ مولوی۔ مرہو مذہب والوں نے آریہ سے زیادہ جلدی قدم اٹھایا ہے نہایت آریہ کے ہمت چھ اسلام کے قریب آگئے۔

۱۔ آریہ برہمنوں نے مذہب کے باقی دو بچہ پر آم موہن راسے بیشک ست شاپا سہو کے مطلق سے بہت نیچے راستی پر آگئے تھے مگر مشرب اور گوشت خوری نے انکی طبیعت کو متغیر کر دیا۔ یعنی نہ دیا وہ انکا ان باتوں سے پرہیز کرنا کہ صراطِ مستقیم وہ مستقل طور پر اپنی کیناس کیلئے تو کھڑا رہا۔ وہ سماجی جی کی طرح کامیاب ہو جانے وہ اسلام کے قریب بہن کے تھے بلکہ آریہ سماج کے قریب تھے اور اسی واسطے انکے بعد بالو دیو بند نا تھ نے تجویز بھی کی کہ انکا آدمی براجمہ سماج آریہ سماج میں حل جاسکے مگر پھر کلکتہ آریہ سماج کی شستی سے بالا پر وہی سے کامیاب ہوئے وہ درحقیقت آریہ سماج سے بہت ہی قریب تھے نہ کہ معاہدہ الہی سماج کے

۲۔ موہن لوی آریہ برہمنوں کے ساتھ اس لئے بھی شریک نہ ہوئے کہ ذاتیات کا متبادلو ہو جتنی شکر اور بارہائی متفرک کا تھا ہے اور اپنی نوع انسان کے اتحاد و برکت خلل انداز ہوئے چیز نہ سکے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ وقتی جذب اس واسطے بھی لایعینہ ہوا کہ دل صرف اللہ تعالیٰ کا طالب نہ تھا۔ دنیوی آسائش اور نشینائی کا خیال آت ایمانیہ پر غالب کیلئے ایسے ہی اسباب نے فور فطرت اور سلیم کا نشین کی مینائی کو مہلا کر دیا آریہ برہمنوں کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ کامل نا کامل کی

آرمیہ جن دو آیات کا ذکر کیا گیا ہے یہ دونوں قرآن میں شیطان کے حق میں ہیں۔ اول وہی آیتیں ہیں کہ انہیں ہم آپ کی طرح ایسے الفاظ نہیں استعمال کرنا چاہتے۔ خدا آپ کو حرا دے اور ایٹو دیر مانگا آپ کو ویرانہ کی ممانیت دے۔

۲۲۔ مولوی۔ اس گروہ نے جس کتاب کو کافی حرایت نامہ لقین کیا۔ اس کے پورے صفحے دلے پتھاب کے منتہا تک بطور کہیں گے نہیں گے۔ ویک سنسکرت کی عبارت بھی نہیں پڑھ سکتے۔ مگر یہ کہے جاتے ہیں کہ ہماری ہی کتاب تمام علوم و فنون کی معلم اور استاد ہے۔ نبوت پوچھتے تو کیا ہوگا۔

۲۲۔ مولوی اس کتاب کے وجود سے آہ کے مارا اور بلاؤ کے لوگ واقف بھی نہ تھے کہ یہ ایک کامنا تو ایسا ہے جیسا کہ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ جو قرآن کو باطل صحیح پڑھے وہ شیطان ہے الا انسان مکرکب من الخطا والسیئان کے مطابق کچھ کنجہ عقلی آدمی سے ہو جاتی ہے۔ ابھی ۱۷۱۰ء اور فروری ۱۸۹۶ء کے مباحثہ محوں میں معلوم ہو گیا کہ وید کے جلنے والے عیاجاب میں کہتے ہیں۔ ہزاروں آدمی عیاجاب میں وید سنسکرت کی عبارت بخوبی پڑھ سکتے ہیں اور بین کے قریب اچھی طرح سمجھنے والے ہیں۔ اور سینکڑوں ایسے ہیں جو روز سوچ سمجھ کر وید منتر پڑھتے اور سندھیا گائتھری کرتے ہیں ابھی نضر طاعمرہ ہوا کہ ایک مشہور اور لے لکیر فاضل وید پٹن کو روت ہی ایم۔ اے۔ وفات پا گئے ہیں جس نے آپ کو ایسا مفید جھوٹ و لٹنے سے بچا رکھا ہے۔

کس ملک میں وید کا ترجمہ پہنچا؟ آریہ سماج جو اب ان کی سکھ دیل بیٹھ رہا تھا اس لئے ہندوستان میں
آریہ گزشتہ زمانہ میں جو کہ ۱۹۹۰ء سے پہلے کا زمانہ ہے ایک وقت تمام دنیا میں آریہ
دھرم تھا۔ دوسرا مذہب مطلق نہ تھا۔ عقل و دیکھ نہ تھا۔ خط احادیث وید اور آریوں کی طبیعت
اب ہم آپ کو قصہ دس سالوں میں بتلائیں گے کہ وید کا ترجمہ کس کس زبان میں
اور کس کس ملک میں پہنچا ہے۔ آریہ میگزین۔ انگریزی رسالہ نے یورپ اور امریکہ
تک وید منتروں کا ترجمہ پہنچا یا۔ اسی طرح آریہ پیتر کا انگریزی اور ویدک میگزین نے

کس ملک میں وید کا ترجمہ پہنچا؟ آریہ سماج جو اب ان کی سکھ دیل بیٹھ رہا تھا اس لئے ہندوستان میں
آریہ گزشتہ زمانہ میں جو کہ ۱۹۹۰ء سے پہلے کا زمانہ ہے ایک وقت تمام دنیا میں آریہ
دھرم تھا۔ دوسرا مذہب مطلق نہ تھا۔ عقل و دیکھ نہ تھا۔ خط احادیث وید اور آریوں کی طبیعت
اب ہم آپ کو قصہ دس سالوں میں بتلائیں گے کہ وید کا ترجمہ کس کس زبان میں
اور کس کس ملک میں پہنچا ہے۔ آریہ میگزین۔ انگریزی رسالہ نے یورپ اور امریکہ
تک وید منتروں کا ترجمہ پہنچا یا۔ اسی طرح آریہ پیتر کا انگریزی اور ویدک میگزین نے

کی زبان مہابھارت کے زمانہ کے کچھ عرصہ بعد تک سنسکرت ہی رہی عام لوگ بدھ مت کے معنی سمجھتے تھے ان کے گڑھ ارتھوں کے بنائے والے بنیادیوں نروکت کارشی ہوئے براہمن گرتھ کیا ہیں؟ دیدو کی شرحیں۔ اویشد کارشی کس کے گن گاتے ہیں؟ دیدو میں دی ہوئی مہر بعد دیا کے غرضیکہ دیدو کی ۱۲ اشاکھا نہیں کے گن گاتی ہیں یوگیا کی طرف اس وقت۔ آخر وہید کی دیا کھیا کرتی ہے۔ کہاں تک لکھا جاوے۔ دیدو کے اعلیٰ مہجوں کے اطہار کر کے پلے پڑا رہتی ہوئے رہے اس گل ستان کی موجودگی میں آپ کا لے سر زیادہ دے کچھ دفعہ نہیں رکھتا۔ جکل کے یورپ سنسکرت وائن سے ہی پوچھتے تھے وہ صاف جواب دینے کے باوجود سنسکرت زبان میں اعلیٰ درجہ کی مہارت پیدا کرنے کے بچھے تھے آپ تک یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے دیدو کے ٹھیک ارتھ سمجھ لئے ہیں مہابھارت کی لڑائی تک کے زمانہ کا حال تو یہ ہو گیا تھا جکے اُس کے بعد تسکرا آجادیہ نے ولن آسٹرم دہرم کو قائم کرتے ہوئے دیدو کی حیثیت کا پرکاش کیا۔ اور ان کے بعد اوسط۔ سائین وغیرہ دیدو کا بھاشیہ کرتے رہے آپ کو قرآن کے ترجموں پر مایوس ہے۔ لیکن کتاب اپنے کچھ بی بھی سمو چاہے کہ قصہ کہانیوں کا ترجمہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہوتا۔ اگر تبارخلاف اُس کے روحانی ماریت باقوں کو طعنات طور پر ادا کرنے کے لئے زبان بھی مکمل ہی چاہئے۔

مولوی صفحہ ۵۵۔ آج تک آریہ ورت کے بین بل سے زیادہ تو میں شرعاً گو وہ شرح کیسی صحیح یا غلط کیوں نہ ہو۔ دیدو پڑھنے کے لائق خیال نہیں کی گئیں۔ آریہ مولوی صاحب کا اشارہ شاید پورا لوں کے اس حکم کی طرف ہے جس میں کہ مستندات اور شودووں کے لئے دیدو پڑھنے کی ممانعت ہو۔ ساتھ ہی اس کی بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب اس بات سے بے خبر نہیں ہیں کہ پورا لوں کا یہ حکم شاستروں کے مطلب کے برخلاف ہو۔ پھر ویسے ادھیائے ۶۶ منتر ۶ میں پرما کی خاص اجازت ہے کہ ہر ایک منشیہ خواہ وہ چاندال ہی کیوں نہ ہو۔ دیدو مقدس کا ادھار ہی پر ہر منتر کے چران کیا پیش کریں۔ اول تو حکیم صاحب نہیں خود سمجھ سکیں گے۔ دوا اگر سمجھ بھی تو انہر دیا مندری حاشیہ جڑھانے کا روش لگا دیں گے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں پورپن سنسکرت وائن کی رائے پیش کی جائے جکر ترجمہ کو حکیم صاحب خود صراح ہیں۔ یہ بات ہرگز نہیں سمجھ کر دیدو کو پڑھنا جسکی کوئی ممانعت ہوا ورنہ ہی ایک آدمی جسے شوق رہا جاتا تھا بلکہ وہی آدمی سکود سمجھا جاتا تھا۔ جسکا آتما کہ روحانی باقوں کے سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتا ہو اور ایسے انسان کو دیدو بھانا فضول تھا کیونکہ دیدو کا دہرم یہ نہیں ہے کہ منتر کو پڑھنے یا دیدو زبان یا ایمان لانے سے کتنی ہو جائے بلکہ کتنی دیدو کا مطلب سمجھ کر انہر جگہ کیساتھ تعلق رکھتی ہے چنانچہ ہمارے دعوے کے ثبوت میں متور سنسکرت دان پرو فیسیٹس میکس میڈلر کی سہاؤ بہ کی وجہ کے لائق ہیں پروفیسر صاحب موصوف اپنی کتاب جیسلم لہ کے جرم رشاپ حصہ اول کے صفحہ ۲۸ پر یہ ذکر کرتے ہوئے کہ دیگر مذاہب میں پاک کتابوں کے پڑھنے کا حق عام آدمیوں کو نہ تھا ورنہ ہر ایک ایک غلطی ہے جو کہ اگر دہرہ جاتی ہے۔ کہ براہمن لوگ سولے اپنی ذات کے باقی سب سے دیدو سے جھیا لئے رکھتے تھے۔ ایسا نہ تھا۔ دیدو کے پڑھنا یہاں کا ادھکار وہی ذات کے لئے رکھتے تھے۔ لیکن مانہ قدیم میں انہوں نے دوسرے اور ہتھسے (یعنی کستری اولادیشی) وائن کے لئے چنانچہ حکیم صاحب نے اسی صفحہ پر وایا ہے کہ بھلائے الصافی میں تو کیا ہے کہ خود بردشا کی عام زبان میں ترجمہ کرتے نہیں اور جو ترجمہ فضلایے یورپ نے کئے ہیں انہیں پسند نہیں کرتے۔

لئے اور نیز پہلے (یعنی براہمن) وائن کے لئے وہیوں کا حفظ کر کے پڑھنا لازمی تھا صرف جو تھے وائن (یعنی شودو) کو ادھکار نہ تھا کیونکہ ان کے مانک اور سا ایک وصف انہیں اس کام کے قابل نہیں کرتے تھے۔

مولوی صفحہ ۵۶۔ بھلا یہ بے الصافی نہیں تو کیا ہے؟ کہ نہ خود دنیا کی غائیوں میں ترجمہ کرتے نہیں اور جو ترجمہ فضلایے یورپ نے کئے انہیں پسند نہیں کرتے۔ آریہ کیا اگر ایک کا ترجمہ اصل زبان کا ماہر نہ کرے۔ تو اس کے لئے یہ لازمی ہے کہ دوسروں کے غلط ترجموں کو پسند بھی کر لیں۔ اگر یہی جب کہ منطق ہے سوخت کا دلطفان تمام خواہ شدہ ہم کیا کریں۔ پورپن مترجم خود قبول کرتے ہیں یا چونکہ گو یہ کے ترجمے انگریزی۔ فارسی اور حرم زبانوں میں ہو گئے ہیں اس لئے یہ نہیں سمجھا جاسکتے کہ کچھ دیدو ہمیں سکھا سکے ہیں۔ ہم نے سب سیکھ لیا ہرگز میں ان میں سے ہر ایک جہہ بودا مہی طور پر گنا گیا ہے۔ گو میں نے ذات خود گشتہ ہر یوں میں ۱۲۰ ضروری سوکٹوں کے ترجمے دئے ہیں۔ ماہمیں نے صرف ایک نمونہ متاع کیا ہے ہم اچھی تک ویدک لٹریچر کی ہر سلی سلی مرتبی ہیں۔ اور کھوا دیا۔ واٹ۔ کیس اسٹیج اس صفحہ ۱۱۱۲۔ اسوس کہ جکی حمایت پر آپ تلے ہوئے اس نے تو اپنے ترجموں کی سبب ایسی ہی ایک سادی کا اظہار کریں۔ اور آپ زمان سنسکرت سے محض واقفیت کے باوجود اس قسم کے ذہنی دعوے کریں !!!

مولوی صفحہ ۵۷۔ بلکہ ستار دھریک اس کا ترجمہ بھی وہ رسوا می دیا شدہ اردو حرف میں مضبوط رہیں کرتے تھے اور اردو میں کیوں لکھوائے۔ ادھر وید کا عام فہم ترجمہ ہوا اور ہر دیکھو اسکا وہ سارا کارخانہ لم کیں شیا ہوا۔

آریہ۔ اسوس کہ اب کو بہتان لگاتے ہوئے دنا بھی قابل نہیں ہوتا یہاں بھی لکھ دیا ہوتا کہ ایسے کان سے سنا کہ دبا سادی ویدوں کا اردو ترجمہ پسند نہیں کرتے تھے۔ رسوا می جی نے کبھی نہ لکھا اور نہ لکھا کہ ویدوں کا اردو ترجمہ نہ لکھا جائے انہوں نے ہندی میں ترجمہ کروا دیا۔ کیا ہندی عام فہم زبان نہیں۔ مولوی صاحب! خدا کے واسطے تعصب کو دور کر کے خیالی بلند بردازوں سے باز آئیے اور واقعات کی بنا پر تحقیقات کیجئے۔ کل صوبہ مالک مغربی و شمالی و اوڈہ۔ کل و اجستان۔ کل مالک متور سدا۔ غلط بھی۔ علاقہ ہار اور بہت ساحصہ بنگال۔ پنجاب اور مدراس کا ہندی یعنی دیوناگری بھاشا تو لٹا ہے۔ باوجودیکہ کچھ لوگ زبان اردو ہے تاہم اس وقت بھی ہندوستان میں ہندی زبان سب سے زیادہ بولی جاتی ہے پھر جب اُس زمان میں ترجمہ ہونے سے ویدوں کی قلعی نہیں کھلتی۔ جب انگریزی زبان میں ترجمہ ہوتے ہی ویدوں کی همان زیادہ سے زیادہ پڑھتی تھی۔ تو اردو سے اُسے کیا خوف ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ یہ ہے کہ اردو زمان ہملیں کوئی زبان نہیں فلاسفی اور سائنس کے خیالات کو ظاہر کرنے کے لئے حب اردو زمان میں الفاظ نہیں ملتے تو آپ تک وید کے اظہار کے لئے کہاں سے الفاظ آجائیں گے۔ آپ ہی بتلائے کہ برگتی۔ برکتی۔ آتما۔ بردان۔ انہ کرن اور اُس کی برتیاں۔ اور اسی طرح کے دیگر لفظوں اعلیٰ خیالات کے ترجموں کے لئے اردو زبان کو نئے الفاظ دے سکتا ہے۔ جب لاطینی اور یونانی سی وسیع زبان میں ان خیالات کو ایک ایک لفظ لے حاصل پرو فیسیٹس میڈلر نے ہیں جس طرح زیادہ حال کی تاریخ اصل پر پورمانہ وادیانی کی تاریخ کے بار وادیانی تاریخ لیرودا کی تاریخ کے بار وادیانی اصل پر پورمانہ وادیانی کی تاریخ کے بار وادیانی ہم معلوم کرتے ہیں کہ کل دیائی تاریخ مائل ہے۔ لغیر اسے سائنس اُس اصل باب رگوید کے حوکہ ہمارے لکھنا ایک لٹریچر میں حفاظت کی گئی ہے اور لکھو۔ دی ایس آت برلن صفحہ ۱۱۶۰

طبیب ذہن کے مشہور صیاح اور سائنس جانتے والے فیاض سنسکرت دان
بہر لوٹ صاحب لکھتے ہیں: عرب نے جس قدر ہنارت قیم اور وسیع مانتے
ہندسی طبیب (ویسٹ) لکھتے تھے۔ معجون کے بنانے کی کیمیائی ترکیب ایجاد کی۔ اور
داؤں کے مگر کر ڈاؤں لکھنے کی ایجاد کی کی ڈاؤں کوس موس جلد ص ۱۵۶ ترجمہ ہون
مولوی روٹی کے شاگرد رشید بہاؤ الدین آئی فرماتے ہیں:۔۔۔

علم سے ہر سبقتل است فقال نے از کیفیت حاصل نہ حال
دو سرگرد بر تو سرگرد کشف برانہ گروہ ساگر و قود فخر راز
طبع الفسردگی بختہ مدام مولوی باور نادر آیں کلام
فلسفہ یا تحویا طب یا نجوم ہند سہ یارل یا اعداد نوم
میں علوم داین خیالات وصور فضلہ شیطان لود پران جز
چندائیں فقر و کلام بے اصول منور را خالی کنی اسے بولفصول
صوت شد عورت بہ بحث بخود و صحت اسے فضول از عشق بخوان بکوشش
علم نبود غیر علم عاشقی مابقی تلبیس ابلیس سبقی

مشہور ولی فخر الدین عراقی لکھتے ہیں:۔
سینہ خالی ز عشق ناگہ خاں کہنہ انبان بود پر استخوان
دل کہ خالی شد ز مہر دوسے یار سنگ استخار پر نشان شمار
روح دل از فضلہ شیطان بشوئے اسے مدرس درس عشق ہرگز نہ
چند چند اند حکمت یونانیان حکمت ایمانیان را ہم بدان
دل منور کن با نور جلی چند با سنی کا سہ لیں بوعلی
فرا غلام احمد صاحب نے کہا ہے:۔

فاسفی نا چشم حق بن سخت نابیناؤں گریہ بیکں یا شد و یا بولعلی سناؤں

سوامی جی اور آریہ سماج کے متعلق **مولوی صفحہ ۵۴** لکھا ہے عربی کے
اعراضوں کے جوابات۔۔۔

ایسے کان سے سنا کہ دیا بندھی فرما رہے تھے کہ "رجیم اور کیم لوگوں کی من گھڑت ہے"
آریہ کے دعوے کیا ہے کہ سوامی جی عربی کے ماہر تھے؟ لیکن کیا انکے اعتراضات
تھیک ہیں یا نہیں اگر انکے دواں ہر شام کھٹے ہوئے اعتراضات تھیک ہیں تو پھر بعض
آپ کا کسی طرح مرہم قبول نہیں ہو سکتا۔ آپ نے بھی تو سوامی جی کے اعتراضات کا
کوئی جواب معقول نہیں دیا۔ باقی رہا یہ کہ وہ امی جی نے آیکے رو برو رجیم اور کیم
کو لوگوں کی من گھڑت قرار دیا۔ اول تو آپ نے ظاہر نہیں کیا کہ کس موقع پر سوامی جی نے
یہ الفاظ استعمال کئے۔ دوجیم نہ معلوم ہوا کہ آپ نے سوامی جی کے اس فرمانے پر کیا
اعتراض کیا۔ اگر مردہ اثبات کرنا ہے کہ سوامی جی بلا عربی دانی کے اعتراضات
کرتے تھے تو جیم جواب دیتے ہیں کہ بے شک جو منہ رجیم اور کیم کے مخدومی لوگ کرتے
ہیں وہ بالکل من گھڑت ہیں یعنی رجیم کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ریشہ و گناہ ہر گز تیار اور
اس طرح برائیاں کا خون کرتا ہے۔ بلکہ دیا با رجیم سے مراد وہ ابا و دیا ہے جو کہ ہر ہاتھی
اس گوناگون سرشتی میں دیکھتے ہیں۔ چنانچہ رجیم اور انصاف یعنی دیا اور دنیا دو
صفات باری ہر سوامی جی نے مفصل بحث ستیا رتھ برکاش میں کی ہے۔

مولوی صفحہ ۵۶ کے تاریخ کے اپنے بڑے ماہر تھے کہ ایک جگہ ستیا رتھ برکاش کے
صفحہ ۳۱ میں کہتے ہیں۔ کہ سلطان محمد غوری جب قندھار کو گھیر لیا تو قندھار کے
آریہ سوامی جی کی تاریخ دانی پر تو آپ نے اعتراض کیا لیکن اپنی تاریخ دانی
پر غور نہ کیا۔ کیا محمد نے ہند کے دن و دم کو نوٹ ہی اور غلام نہیں مٹایا؟ کیا

آریہ بیت سکون نے کھڑوں کا مال غارت نہیں کیا؟ آپ کس کس تاریخ پر ہر حال
لکھا ہے اب سوال یہ ہے کہ تاریخ سے آپ ناواقف ہیں یا سبھی سوامی جی مہاراج
اگر تاریخ سے بادشاہوں کی تاریخ ولادت۔ جمادی جنگوں کے خاص دن اور لڑائی
کے خاص مقامات ہیں تو البتہ سوامی جی تاریخ کے پورے ماہر نہ تھے۔ لیکن اگر تاریخ
سے مراد وہ سیاست ہے جو کہ انسانی خیالات کے مختلف اختلافات اور ان کے
تنزل اور ترقی کا پتہ دیتی ہے۔ تو سوامی جی زمانہ حال کے اعلیٰ درجے کے تاریخ دانوں
میں سے تھے باقی رہا کہ کاذر سوا نے ستیا رتھ برکاش کی اصل عبارت نقل نہیں
کی ورنہ آپ کے اعتراض کی ضرورت معلوم ہو جاتی۔ ہونہار کی مورثی نوٹ نے
اور وہ ان کی لوٹ بٹورنے کا حال لکھ کر سوامی جی لکھتے ہیں "انکے اور سب مال
کو لاد کے اپنے دیش کی اور طرف جلا" اس کے آگے محمود کے اتیا جادوں کا حال
لکھ کر لکھتے ہیں۔ لہجہ مکہ کے باس پہنچا تب انہ روہرے مسلمانوں نے کہا کہ
ان کا روہرہ کہاں رکھا آجیت نہیں" وغیرہ وغیرہ" انصاف پسند ناظر اس بات پر
ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ مولوی صاحب کس چالاک سے مطلب اور کاذر سوا ہر کیا ہے۔

مولوی صفحہ ۵۶ سوامی جی کا ترجمہ چار ویدوں کا باوجود اسے قوی حوش
کے اب تک کا تمام سے جبکہ خود سوامی کو عادل اور جیم ہار کا رخی خدائے کامیابی
کا منہ نہ دکھایا۔ تو دنیا کی اور غیر تو میں اس ترجمہ سے کب لعل اٹھا سکتی ہیں۔
آریہ سوامی جی دس برس کے عرصہ میں وہ کام کرتے۔ جو کہ خود صاحب سے
تیس سالوں میں بن نہ پڑا۔ خود صاحب عثمان وغیرہ فصیح زبانوں کی مذک کے
باوجود اپنی زندگی میں کوئی مکمل ہدایت نامہ اپنے پیروں کے لئے نہ چھوڑا اور نہ
ہی رہا۔ لکن نے انہیں اپنے حسب وخواہ خلافت کی جانشینی کا فیصلہ کرنے کی
فرض دی۔ برخلاف اس کے سری سوامی جی مہاراج چاروں ویدوں کی بھوکا
لکھ کر غیر مستند ترجموں کا بہ صرف فیصلہ ہی کرتے۔ بلکہ بچر وید کا سالم اور گوہر کے
قبیلہ کا ترجمہ بچہ بچہ لکھ گئے اور ان آئرش گر نظروں کا پتہ دے گئے
جکی مدد سے ہر ایک آریہ باسانی ویدوں کے اصلی معنوں کو سمجھ سکتا ہے۔ باقی رہا
خیر تو مومن کا معاملہ سوا آریہ سماج کے مہاراجوں اور ٹرکٹوں کے ذریعہ سے
ضروری وید منہروں کو ترجمہ برا شائع کرتے رہتے ہیں۔ سوا کے ویدوں کی
دہان ہی دیو بانی کہلاتی ہے وہ خود ملکہ زبان ہے۔ یورپین سنسکرت دانوں نے اسے
ام اللہ کا خطاب دیا ہے۔ پس اسکی اجتراع جی زبان میں کھلائی دیتی ہیں۔ دینے
سب بیدوں کے اعلیٰ معنوں کو صحیح طور پر ظاہر نہیں کر سکتیں۔ اسلئے گوہر زبانوں
کے ذریعہ سے ویدک دھرم بھیلارا ہے (مثلاً ۱۲ و ۱۳) اور آئینہ بھی بھیلارا ہے۔
لیکن لوگ بھیاں کے فیصلہ برما دہی میں مگن ہو کر وید متروں پر وید کا رونا لکھتی
ہمیشہ ضرورت پر پہلی وید اور جیم پر مانتا ہے سوامی جی کو انکے دیش میں کامیاب
کیا ویدوں کی اشاعت کے لئے انہوں نے ویدک نیشنلہ قائم کیا اور سینکڑوں آریہ
سماج قائم کر کے وہ اپنا کام بہت سی پاک روجوں کے سیر کر گئے۔

مولوی صفحہ ۵۵ پر خدائی کارخانے پر نظر کیجئے کہ دوا رب برس میں اجم
بھی دینا نہیں کہا آریہ رت کے اندر بھی نہیں مل سکتے۔

آریہ مولوی صاحب یہاں آپ کی تاریخ دانی کی بھی حد ہو گئی۔ لوگ انگریزی
زبان نہیں جانتے تاہم کسی جمادی کو کویت سے میکس ہولر دلسن۔ دھلتی۔ راتھ
اور دیگر یورپین سنسکرت دانوں کی تصانیف میں سے کچھ بھی اگر آپ نہیں لے لیں تو ایسے
بیہودہ دعوے کا آب کو حوصلہ نہ ہوتا۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ آریہ وید کے رچنے والوں

اور پھر شکوہ شرف مائت المعراج میں لکھا ہے کہ قسم اٹھائی از خود ادا کر کے قتل
مضرب جس و عبادت بہرہاں است اینجا ایمان باید آورد و کیفیت آن تعلیم الہی نقویں
باید نمود و تحقیق نامہ اطوار موت و حیات از خطہ عقل و قیاس بہرہاں نہ
ہرگز نہ ترا تاج قیاس و موقوف ہم و مرگ عقل خود دارد و گوید کہ تا معقول تھے شود میگردم
و اعتقاد نمی کنم از نصیب ایمان خودم باشد۔ (باب المعراج جلد ۴ صفحہ ۵۵۱) اور ایسا
ہی تفسیر حسینی سورۃ بنی اسرائیل صفحہ ۳۸۱ و ۳۸۲۔

تفسیر حسینی میں ہے کہ رفتن آنحضرت از مکہ بہ سمت المقدس نفس و آقان ثابت
شدہ و منکران کا فرات و عروج بر آسمان ہوا و حصول بہر تہ قیاس و حدیث صحیحہ
مستورہ کہ قریب است بعد از ثبات گشتہ و سیر کہ انکار آن کند ضال و متدبر
احتیاج شغوی میں ہے۔ شاہد معراج نبی و فرستہ ہر کہ مقرریت بریں گرفتہ (صفحہ ۵۵۱)
پھر لکھا ہے۔ معتمد اکثر اہل اسلام آنست کہ عروج آنحضرت بعد از روح بودہ
معاد و در پیداری واقع شدہ و تا نہ کہ دیں قصہ نقل جسد ما مانع دانست از صعود
از باب بدعت اند و منکر قدرت (۳۸۲)۔

پھر لکھا ہے۔ جب بعد از حدیث معراج بعضے از مقلدے اہل اسلام مرتد شدند
و منافقان از غافلین گردید و انکار و انکار نمودند و مومنان تصدیق فرمودند از حدیث صحیحہ
و مدح اہل البیۃ جلالاں اور تعریف کوشی میں ابوہریرہ سے کہ کہہ قاتل زمر دیا
زہر جدا ہے۔ اور سب دنیا کے گرد محیط از بلندی پانصد سالہ راہ ہے اور محیط
اٹھ کادہ ہزار سالہ ہے۔ اور زمین کے نیچے ایک گائے ہے۔ جس کا حال بھی
لکھا ہے کہ زمین اٹھ کادہ دو سہرین پر ہے۔ اور اٹھ کادہ چل نہزار سہرین ہیں
اور ایک شہر ہے دو سہرینے ایک ہزار ہزار سہرین کا راہ اٹھ کادہ گائے پائے۔

علم منطق شرح مشتمل میں بدر الدین نے لکھا ہے کہ واسطے درس علم منطق
کے مکان کریمہ روینا بھی جائز نہیں ہے۔ بلکہ اہل منطق کو مدارس خارج کرنا ہے۔
رسالہ تحریر منطق میں شیخ جمال الدین اشعری سے منقول ہے۔ کیا وہاں کتب
منطق و حکمت سے استنہا جائز ہے۔ جواز ہنجا یا وفاق المنطق۔
جلال الدین جوہری نے بھی ایک کتاب منطق کے ناجائز ہونے پر تصنیف کی
جس کا نام اصول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق رکھا۔
علامہ ابن الصلاح نے بھی اسی مضمون کا ایک فتویٰ دیا۔ (مفصل دیکھو

نسخہ خط احمدیہ صفحہ ۲۲۸)۔
علم کلام لکھا جا چکی ہیں شیخ شہاب الدین کا قول ہے کہ مجھ کو حالت جوانی
میں علم کلام سے کمال دوز چھایا ہے کہ چند کتابیں از بر کیں اور میرا علم مع کرتا
رہتا تھا۔ کہ علم کلام میں پڑھنا اور ترک کرنا ایک دن شیخ عبدالقادر کی خدمت میں
مجھ کو لے گیا اور میری طرف اشارہ کر کے شیخ سے التماس کیا کہ یا شیخ یہ ہزار ہزار
علم کلام میں مشغول ہے ہر چند اسکو منع کرتا ہوں باز نہیں آتا۔ میں شیخ نے
مجھ کو با کہ کہنے علم کلام میں کوئی کتاب یاد کی ہے۔ جواب دیا کہ فلاں فلاں کتاب۔
پس شیخ عبدالقادر نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا۔ اللہ اس وقت سے مجھ کو علم کلام
کا ایک لفظ بھی حفظ نہ رہا۔ اور تمام مسائل فراموش ہو گئے ہی پر دہلوی دینی نے کہا کہ
علم دین فقہ است و فقہ و حدیث ہر کہ جو ائمہ غزالیں گرد و جہیت

علوم ماہیت جب مسلمانوں نے غفلت نہ کی میں ہند پرورش کرنا شروع کیا
اس وقت سے پورچندوں کا (علم ہیئت معروض زوال میں آ گیا۔ تاہم ہمیں وقتاً
وقتاً نامور ہیئت دال ہوئے تھے۔ صفحہ ۴۸۶ ہندو طر صاحب کی تاریخ ہند۔

موسیقی۔ برہمن خاص اپنا ایسا دنیاوی موسیقی بھی رکھتے تھے۔ سات شرجو انہوں
نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے گم سے کم چار صدی قبل ایجاد کئے تھے۔ فارس سے
عربستان میں اور عمان سے یورپ کے علم موسیقی میں گیارہویں صدی میں داخل
ہوئے مگر فن اسلام کے عہد سلطنت میں فال میں آ گیا۔ (آرتھریل ڈبلیو جی
صاحب کی تاریخ ہند صفحہ ۱۰۴)۔

نحو او قوا انبالہم فی الوریطہ
گرہو دایے فلسفی حکمت میں
دخل در علم خدائی تا کجا
ادعائے علم در ہر جا غلط
بوعلی قوس قزح نشاختہ
گفت حکمت را خدا خیر کثیر
گر شفا اند شفا سے و علی است
در حاتم ایست است اسے و ہر حاتم
ایچہ علم سٹ اسے حکیم از غافل
علم نبود غیر علم عام شقی
حکمتہ الاسفار صدرا پارہ کس
چوں حلول قہر ز دانی بود
چند باشی محفل آراے خراں
ہمنشین با اہل دین باید شدن
ساقیا مینائے صہائے سیار
سینہ امرا کس مکر شست و تو
حبہ و دستار من در آب دہ
ارمین و صولوی صفحہ ۲۲۵۔

فلسفہ حیدر تحصیل علم للعرفانہ
گندہ مغزی از حکیم بوعلی
تکبہ کے برابن مناز مبدت
لیت شعری ما علوم الفلسفہ
چسیت حکمت چند قول مختلف
شیخ میں گفت و ابابا میں شتم گفت
جسم قیمت لوجہ قابل شدہ شد
در میان کیف و کم مضطر مباشر
باشند از حکم خدا ابر و عطر
غافل جہ از حدیث و از کتاب
منع خرق آسمان نادانی ست
از بخار پائے کرے۔ یحییٰ بہم
رعدا زوے خبر باشد فلک
کوہ و صوا گشتہ زین آوا دیر
علم تشریح سے سر جی۔ طاعت کے ہر ایک حیدر میں شیخ علم تشریح بڑی رقی
ہوئی۔ اس کے استفسار کی یہ وجہ ہے کہ وہاں میں اجیام کی تشریح متع ہے۔
از تہذیب الاحلاق جلد ۵ نمبر ۴ صفحہ ۵۳۔

مکاتیب ابن احمد جلد دوم

وقت آسمان سخت یعنی حکم واسنوار کہ دیو و جہ و سگائے کہ نشانیہ نخل و زلال باشد شیت
سودہ النیا۔ و فحمت المصفا فکانت اوجا و شکافہ شدوا آسمان دراز و دریں
باشند از بسیارے شکاف و دریا یعنی خداوند دریا کثرت و فراوانی کہ تمام او درست
ابجدیت ہے آسمان اور زمینوں کا حال عرض کرتے ہیں۔

اول آسمان کا حال رسول اللہ جالس حضرت سبحانہ و تعالیٰ فقال
رسول اللہ ما تسمون هذا قالوا السحاب قال والمزن قالوا والمزن
قال والعنان قالوا والعنان قال هل تدرون ما بعد ما بین السحاب والارض
قالوا لا تدبرنی قال ان بعد ما بینا اما واحدة واما امان وثلاث وسبعون
سنة واما السحاب التي فوقها كذلك حتى عند سبع سموات ثم فوق السموات سبع
میزین اعلا وھضملہ ما بین السحاب الی سحاب فوق ثمانیہ اوعال المیزین
و در کس مثل ما بین السحاب الی السحاب و علی ظهرھن العرش علیہن مقعدہ و اعلا
ثمانین السحاب الی السحاب و علی ذلک رروق التریخی و ابو داؤد۔
ترجمہ و پیغمبر خدا شستہ است پس گذشت ابرے پس نگاہ کردہ ان جماعت
سوسے ان ابریں گفت آنحضرت جہ نام ہے کہ یہ سحاب اس با گفتہ ان سحاب است
گفت آن حضرت مزن ہے کہ یہ گفتند مزل ہم نامے می کنند گفت آنحضرت وعنان
نیز نام می کہ یہ گفتند وعنان ہم نام می کہ یہ گفت آنحضرت آیا و رہے یا سیدھے اند
کہ چہ چیز است و چہ قدر است۔ ووری چنانھے کہ میان آسمان و زمین است گفتند و نیم
گفت آنحضرت کہ ہر مسافت کہ میان آسمان و زمین است ہر قیاد و یک سال است و قیاد
و قیاد ہفتاد و دو سال است و اسمائے کہ بالائے او است نیز چہین است کہ مسافت میان
ایں آسمان و ان آسمان ہفتاد و دو سال است تا آنکہ شمر آنحضرت ہفت آسمان را
بعد ان بالائے ہفت آسمان دریاے ست کہ مسافت میان بالائے ان دریا و اریاں
وے مانند ہفتائے ست کہ میان آسمان و آسمانے دیگر است پست بالائے ان سحاب شست
فوشہ است بر صورت اوعال یعنی بر کوئی را و اوعال جمع دحل بطح و او سکون عین بر کوئی
مسافت میان ہم ہاے ایشان و ہم بر ہاے ایشان مقدار چہ میان آسمان و آسمان
و دیگر است لیست بر پشت ہاے ایشان عرش است میان پایاں عرش تا بالائے ان مقدار
آنچہ میان ہم ہاے با سانی دیگر است پست خدا تعالیٰ بالائے آست (مشکوٰۃ شریف
جلد ۱ ج ۱ کتاب الفتن باب بدر مکتفی و فکر الانبیاء فصل ۴ صفحہ ۸۵ نو کثور)
در اخبار آمدہ است کہ حق تعالیٰ نے فر فرشتہ فرمایاے آفریدہ است کہ اناں باز کہ
عرش را پیدا کردہ است ان در بابہ آست (مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۴۸۵)۔

پھر مشکوٰۃ میں ہے کہ گفت آنحضرت ادن کردہ شد کہ حدیث کتم و خبر دہم و
عنکبت و شتہ از ورتن کان خدا از حاطان عرس و در واندگان ان کہ میان دوم و کوش و
تا و دوش وے جائے سیر ہفت صد سال است (احلیم مشکوٰۃ صفحہ ۸۵)۔
پھر لکھا ہے بتال هل تدرون ما فوقکم قالوا اللہ ورسولہ و اعلم قال فاعلموا
سقف محفوظ و مومج مکشوف ثم قال هل تدرون ما بینکم و بینما قال اللہ ورسولہ
اعلم قال بینکم و بینما خمس ما تہ عام ثم قال هل تدرون ما فوق ذلک قالوا
اللہ ورسولہ اعلم قال سحابان بعد ما بینما خمس و انتہیستہ قال ذلک
حتى عند سبع سموات ما بین کل سحابین ما بین السحاب و الارض ثم قال هل تدرون
ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش و بینہ و بین
السحاب و بعد ما بین السحابین ترجمہ پست گفت آنحضرت آیا و رہے یا سیدھے شاعیت
ناوے شافقتہ خدا و رسول خوب می دانند گفت آنحضرت ہرستی ان چیز کہ فوق شامست

رتبع (روشن فعل) یعنی آسمان یعنی گفتہ اند نام آسمان و نام است آسمان شفتہ است
نکات شفتہ شدہ اند و قائلان تشبیہ کردہ آسمان را بہ سقف خانہ و آسمان موجی است منع
کردہ شدہ از سقوط و معراج نیز تشبیہ کردہ اند چنانکہ موج مغلی ہوا می باشد آسمان نیز
مغلی است بے شکون استادہ پست گفت آنحضرت آیامی دانید چہ قدر مسافت است
میان سما و میان آسمان گفتہ خدا و رسول خوب می دانند گفت آنحضرت میان سما و میان
آسمان یا نقد سالہ راہ است پست گفت آنحضرت ہاے دانید چہیت بالائے این آسمان
گفتہ خدا و رسول خوب ہے دانند گفت بالائے آسمان دو آسمان و دیگر است کہ دروے
مسافتے کہ میان ان دو آسمان است یا نقد سالہ راہ است پست گفت آنحضرت چہین
تا آنکہ شمر ہفت آسمان را بالائے یک یک مسافت میان ہر آسمان ہفتاد سالے کہ میان
آسمان و زمین است یعنی یا نقد سالہ راہ گفت بدستی بالائے ان ہفت آسمان عرش است و
میان عرس و میان آسمان بقدا و عری میان ہر دو آسمان است مشکوٰۃ فصل ہجده
۴۸۸)۔ اور مشکوٰۃ باب فی المعراج فصل ۱۱ ج ۱ سات آسمانوں کی تشریح اور حضرت
جبرائیل کے محمد صاحب اُن پر جو حصے ہوئے آسمانوں کو روانے پر پہنچے جانے کے لیے ہر ایک
آسمان کا ہر داڑھ بکھولتے جاتے تھے ہر ایک روزہ پر ہر ہر فرشتوں کا چھ گھنٹہ تمام
آسمان اور خاص کر مشہور میھے ہونے پیروں کو بھی سلسلہ آسمانوں پر دیکھنا اس کا بعد دیکھا کہ
فتح پس کشادہ شدہ آسمان قرآن عظیم و احادیث ناطق اندہا آنکہ آسمان را
درہاست و میگویند کہ ان درہا مقابل و محاذی بیت المقدس است و قول فلا صعد
بہ بطلان خرق و التقیام بان باطن است چہ قدرت پروردگار تعالیٰ ہر شمل
ست۔ و آسمان شمل اجسام و دیگرست و چہ قابل خرق و التقیام اند و دلائل کہ بران
اقامت کردہ اند ہمہ بدخول و معلول اند و خود چون آسمان را در ہا مت شد خرق و
التقیام نیز لازم آید (مشکوٰۃ باب معراج جلد ۱ ج ۱ فصل ۱ صفحہ ۵۵۲)۔

خبرت سے زمین کا علم مشکوٰۃ شریف میں آن حضرت کی زمانی نقل ہے کہ
ثم قال هل تدرون ما والی تحتکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان تحت الارض
ثم قال هل تدرون ما تحت ذلک اللہ ورسولہ اعلم قال ان تحت الارض
آخری ہبتہا مسیرۃ خمسائہ عام حتی عل و سبع اربعین ملین کل واحدین مین
خمسائہ سنہ ثم قال والی نفس محمد بیدہ لوالکم و لیستم بحمل الجحش
السفلی لسط علی اللہ۔

ترجمہ پست گفت آنحضرت آیامی دریا بید چہیت آنچہ ہے کہ زیر شما است
گفتہ خدا و رسول او خوب ہے دانند گفت آنحضرت آنچہ زیر شما است زمین است
پست گفت آیامی دانند چہیت زیر ان زمین گفتہ خدا و رسول او خوب ہے دانند
گفت بدستی۔ زیر ان زمین زمین است میان این دو زمین مسافت یا نقد
سالہ راہ است تا آنکہ شمر دو ستر خصیت زمین را میان ہر دو زمین یا نقد راہ
ست اگر بویے کہ شما فرود ہا می کردید رستے را بسوئے زمین کہ پایاں از ہمہ است
ہر آئندہ سے افتاد ان رسن بر خدا (مشکوٰۃ جلد ۱ ج ۱ کتاب الفتن فصل ۳ صفحہ ۴۸۵)
پھر لکھا ہے از حدیث معلوم میشود کہ سبت مسافت ووری میان زمین ہا بر فوق
نہیت آسمان است پس آنکہ می گویند کہ بقات زمین ہر مستقل یکہ اگر اند ہمہ
بیوستہ و ہذا درض و تان مجیدہ مقروڈ کہ سیکند و سموات را بلقطہ جمع مخالفت این
حدیث است و شاید افراد ارض ہلادہ ہیں زمین است کہ زیر ایشان است
و بر زمین ہاے دیگر کارند از نہ بخلاف آسمان ہا کہ از ہمہ قیوس و انا و میرسد و صمہ
۴۸۹ جلد ۱ مشکوٰۃ)۔

ستاروں کی تقسیم

سوم	بھنورہ
مگل	بھنورا
بجھ	سوا
پنسپت	ہما
مٹک	جنا
سینچر	تیا
سورج	ستیتہ

ملک اپیشا یعنی نہاتل کے سات دیوں کی پرانی تقسیم

برہما	نام ستاروں	نام برہمہ	جنم و دیپ یعنی ایسا کے نوکری
۱	جنم و دیپ	ہندوستان و جنت	کرہ ورت
۲	اشاک و دیپ	ہم و عرب	اروم و عرب
۳	کشی و دیپ	جزیرہ ہندوستان	افغانستان
۴	کروچ و دیپ	افغانستان و بلوچستان	جزیرہ ہندوستان
۵	شال و دیپ یا شاکلی و دیپ	روسی و تاتار	روس
۶	بلکش و دیپ	چین و جاپان	تاتار و چینی تاتار
		چین	
		جاپان و جاوا و ہالی	
		ایران	ایران

مولوی صاحب اب بھی سمجھ یا نہیں۔ پھر گول یعنی جڑی موجود ہے ہر طرح اسی کو مطابق ہے۔ جڑی فرق النار کا بعد وہ ہے۔

اب ہم مولوی صاحب کے بیان کی قرآن وحدیث سے تردید کرتے ہیں کیونکہ ہمارا اعتراض قرآن وحدیث پر ہے نہ کہ مولوی صاحب کے علم طبعی یا انوکھی اور بے بنیاد خیالات۔ سورہ بقرہ جعل لکم الارض فراشا و السماء و انزل من السماء ماء و مفرکتا ہے۔ ساخت پر لے لے و فائدہ نما دین را بسطے با گسترہ جہت آرام درود حرکت پر و بر گزاردہ آسمان کا ستارے برا فراشتہ و فرو فرشتہ اذ آسمان آب۔ سورہ زمر و اکابر حق جمیعہ قبضہ بوم القیمۃ و السموات مطوئۃ جمیعہ و میں ہمہ دست گردنے سے باشد و در قیامت و آسمان را در عینہ شدہ زمین دے۔ مفسر کہتا ہے۔ در معالہ آوردہ کہ ابن عمر نقل میکہ کہ حضرت رسول صلعم فرمود کہ حق سبحانہ آسمان با چینیہ روز قیامت و گزردہ زمین خود پس گوید اذ الملک و ابن الجبارون و دین الجبارون و ائین المنکرون۔ معتد بہ اہل ایمان و مثال ابن سخنان نثریہ اوست از تفسیر صاحب بحر الحقایق فرمودہ کہ مذہب من و تحقیق این آیت است کہ با گذارم آخر با چیمہ ادا شد است زیرا کہ امثال این کلمات را از متشابهات داشتہ ابدان ایمان باید آورد و از حقیقت آن سخن نہاید گفت۔

صفحہ ۲۶۸ تفسیر حسینی جلد ثانی

سورہ سجدہ انشا نخسف بکھ الارض و انسقط علیہم کفاً من السماء ترجمہ اگر خواہم فرو بریم آیشا از زمین۔ یا فرو انگنیم برایشان قطعہ از آسمان۔ سورہ طور یوم تھود السما من۔ روزے کے برگرد آسمان گردیدنی یعنی در اضطراب آید انگاہ بشکاف۔

سورہ طور و ان بود کہ غما من السماء ساقطاً یقولوا سبحان من کوہ۔ و اگر بہ بنید بارہ از آسمان فرو آید بر سر ایشان گویند و فرط عناد و تمض (شکایت) کہ نہ قطعہ آسمان منست بلکہ این ابرے ست در ہم بستہ و بر ہم چسپیدہ۔ سورہ شعراء فانسقط علینا کسما من السماء۔ بارہ از آسمان بر ما فرو آید اگر در و عہ غاب راست گوئی۔

سورہ حم السجدہ فقصرھن سبع سموات فی یومین اودحی فی کل سماء امرھا و امر بنا السماء الذی بنا بھما و حفظھا ذلک تقدیر الغرض و تعلیم تفسیر حسینی میں ہے۔ و چون آسمان آفرید و شد آن نابشکافت پس بر دخت آن را بہفت آسمان و تمام ساخت امور را در بیست و ہفتہ و جمعہ و دحی کرد بہر آسمانے فرمان آن ما یعنی باہل آن اعلام فرمود کہ عبادت ہر چہ و چکنند یا مقرر کرد ہر فلک را آنچہ انداید و بہر استقام آسمان و دنیا را یعنی نزدیک تر بہ چراغنا یعنی ستارگان چوں چراغ رخشاں باطنہ و نگاہ داشتیم آسمان را نگاہ داشتے از آفات یا از آشیار یعنی کہ دغیہ استراق سمع کنند از بدیع آفرینش ہر آفرین دانند ازہ کہ زن خدے غلب ہست کہ در ملک ہر چہ خواہد کند و دانکہ ہر چہ سزا دارد وے حکمت باشد۔ (صفحہ ۲۸۴ تفسیر حسینی) ان سورہ دفان فی انک علیہم السماء و الارض۔ پس نگریست بہر ایشان ہما زمین۔ در معالہ آوردہ کہ چوں موئنہ میر و چلی روز آسمان و زمین بر گردید و نہاتس منقول است کہ حضرت رسول صلعم فرمود کہ سچ بندہ نباشد الا کہ مولد آسمان و زمین باشد و رے کہ روزے او نازل فرود آید۔ و رے کہ عمل او ادا انجامد بالادہ۔ پس چوں وفات کند ابن دوزخ نزل رزق و عروج عمل او محروم ماند و برگردید۔ (تفسیر حسینی صفحہ ۳۱۲) راستے سوار یکھ باب علمیت و ان نشو خط احمدیہ صفحہ ۳۳۶ و کہ یب راہن الاچہ بطریق سورہ الملک۔ الذی خلق السموات طباقاً ما تری فی خلق الرحمن من فوقہ فارحج البصرھل قری من خطوطہا ارجع البصر کہ کن یتقلب الیک البصر حاملاً و هو حسیہ۔ و لقد بنا السماء الذی بنا عصا بیج و جعلنا دحوماً للشیطین و اعتدنا لھم عذاب السعیر۔

تفسیر حسینی میں ہے۔ اس خدایے کہ بیا فرید آسمان را طبقہ طبقہ کیے بر مالے دیگرے۔ در معالہ آوردہ کہ آسمان و دنیا سوے ست محکم شدہ۔ دوم مردیست سفید سوم آہن ست۔ یہاں زمین ست و لفتہ اندس ست۔ پنجم کفرہ ست۔ ششم زراست۔ ہفتم باقوت شریخ ست۔ نہینی توایے بیندہ و آفریدن خدے ہر آسمان را بیج خللے و اختلافے و نہاتے و عیب و اعوجاجی پس با گردون جستم را بستہ آسمان تا دران تفکر کنی پیچے بے پنی شگافے و لفتھانے۔ پس دیگر بارہ گردان دیدہ را کرتے بعد کرتے تا بیج عیبے بے بابی یعنی اگر سیک نگرستین معلوم نہ کرد کہ اگر نگرستین آید یا نہ گرد و بسوے جستم تو از ایاقن عیب وادماندہ بود از نگرستین آسمان اکثرست مرحبت بہت آئینہ ہر چند نگو عیبے دران عیبہ و بدایکہ بہر استقام آسمان نزدیک را یعنی آسمان را کہ نزدیک تر است زمین و آرایش وادیم ہر چراغنا یعنی ستارگانے کہ شہا چوں چراغ و رخشاںد و گردانیدیم ستارگان را را از اندگان ہر چراغنا و فیکہ بہت استراق سمع قصد آسمان کنند و اداہ ساختہ برائے دیوان و لودہ از سوختن ایشان بہتر و در دنیا غلاب نش افروختہ در عقبے۔ (سورہ الملک صفحہ ۲۱۴ جلد ثانی تفسیر حسینی) سورہ فوج میں ہے خلق اللہ سبع سموات طباقاً ما یؤید خداے تعالیٰ ہفت آسمان را طبقہ بالا سے طبقہ۔

سورہ حساب میں ہے و فیما فو لکم مہ سبحا شداد۔ ترجمہ و بنا کردیم ہر ہر بنا

ہادی کے واقعہ ایران سلطنت جو ایشیائی منظر اور قریباً کل ایشیاء پر حاوی اور دوسری
دفعہ کی سلطنت جو قریباً کل یورپ اور آباد افریقہ پر تسلط تھیں شکیاب ہوا ہو۔ اور
کامیابی جو اس سماجی کامیابی کا معیار بھی حاصل کر چکا ہو۔

آریہ اس بڑھکر کامیابی زود شد صاحب کو ہوئی ایران سے مغرب اور شمال
سے یونان تک اور مشرق میں ہندوستان اور چین اور جاپان تک اس کا مذہب جلا
انہی کے وقت میں پھیلا ہوا تھا اور دوسرا ان جیسے نیک لوگ اسی کے وقت میں
سے تھے جسکی بابت محض صاحب کو بھی پتہ ہے۔

دوسری کامیابی وہ کہ ہوئی جسکی نظیر زود شد کے سوا دنیا میں کوئی نہیں
مجھتی تھی تو کسی طرح بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دیکھو افریقہ۔ ایشیا۔ یورپ
اور امریکہ میں بھی اس کے نشانات ملتے ہیں جس طرح اسلام سپین اور پرتگال سے
لگا لگا اسی طرح زود شد اور بدھ کا مذہب ہندوستان اور ایران میں نہیں با
مگر یہ دلیل ان کی بطلان کی نہیں ہے۔

تیسری کامیابی شکر سماجی کو ہوئی۔ سارے آریہ ورت سے بد مذہب کا خاتمہ
کر دیا۔ جن کی وجہ سے اب تک اس کے نام کا ڈکناج رہا ہے۔ تقریباً ہر آریہ آدمی
اب تک بھی اس کے منت کو مانتے ہیں۔

چوتھی کامیابی چنگیز خاں۔ ہلاکو خاں کو ہوئی۔ پانچویں سکندر اور اتر خطہ کو پہلے
تاریخ کو مظلومین لائے۔ پردہ غفلت آنکھوں سے اٹھائے اور تاریخ ایران و
یونان و ہند کو مظلومین لاکر خدا کے واسطے انصاف کر دیا۔ کہ بڑھ صاحب سے وہ
سکندر زیادہ معجزہ والے گزرے ہیں۔ بشرطیکہ تلوار چلانا معجزہ ہو آریہ میں اور دوسری
کی سلطنت اس وقت بھی زور پر تھی اسی طرح دارا اور ہندوؤں کی سلطنت بھی
سکندر کے وقت عظیم تھی اور دوسری حالت بھی عمدہ تھی۔

مولوی صاحب ! ایسے بیوہ فخریہ دعاوی اس وقت ملو جن سے بیکہ فارسی
یا عربی کا علم صرف مسلمانوں میں محدود تھا بلکہ ارباب کے زور سے دین چلا جاتا تھا اور
جہاں اب بھی چلا جاتا ہے وہاں حوزوں ہے اس روشنی اور علم کے راج میں ایسا
فضول و دھوٹے عقلا سے تعبیر ہے۔ آجکل کو بھی شی بھی ایسے ہیں کہ اگر گورنمنٹ
کسی پولیٹیکل اشارہ سے ان کے گھر کی تلاشی کرنی چاہے تو خدا کا خوف چھوڑ کر کاغذ
پہلے جلادیں خواہ اسپر خدا کا نام اور قرآن کی آیتیں یا الہامی مضمون ہی کیوں ہو اور
بڑھکتے کیا وہ ان سے بڑھ کر سے پوچھتے وہ اسلام کی خال ڈاکٹر تلاء دیکھ کہ کون پر
پس یہ کوئی بھی نظیر کامیابی کی نہیں ہے اور اب تو خدا کے فضل اور اہل و عیال کی رائے
لوگ دین اسلام سے ناگاہ ہو کر بد مذہم قرار دے ہیں خدا کے کہ چھوٹے کا خدا ناگاہ
ہو اگرچہ پورہ مذہب آریہ ورت سے نکل گیا بلکہ اس وقت بھی دنیا میں اس کا نظیر بالکل
نہیں ہے۔ اور اب کوہ وائس اور سوڈان وغیرہ ملکوں میں پھیل رہا ہے تو کیا یہ معجزہ ہے۔

۴۴۔ مولوی اگر معجزہ کسی علامت نبوت یا نشان رسالت کا نام ہے جسے
قوانین اصطلاح میں آیت کہتے ہیں تو سنئے آیات رسالت محمدیہ اس قدر ہیں اور انھیں
کے صاحب آیات کے آیت دیکھ کر اس قدر لوگ اس کے دین میں داخل ہوئے۔ کہ
منکرین کے چھکے جھوٹ گئے اور حضرت نے اپنے کانوں سے سن لیا۔ آریہ ورت میں
الذین کفر با من دینکم سبحان اللہ کیا معجزہ ہے۔

آریہ منکرین کے چھکے معجزوں سے نہیں جھوٹے اور نہ انکی رسالت سے اقتدار
ناظرین کیا یہ بدعت تھی کی پیشین گوئی نہیں ہے جبہ راضیہ کے گھر کی تلاشی بدعت
جی کے قتل کے بعد ہوئی تھی ایک نادر واقعہ ہے کہ انہوں نے سکندر کا خزانہ جو کہ اکثر گزرا

اور غرق ہوئی خود حضرت کے بار اور دوسرے آیت کے ساتھ سے مانے گئے وہ دین و دنیا
تو اس سے بڑا اور تلوار سے گھٹا علم کتا گئے ایک سیکند بھی نہیں ٹھہر سکتا جاہلوں کو تلوار
سے متواتر آسمان ہے مگر تعلیم کے نشیمن۔ آدمیوں کا گلا کا گلا دور کرنا آسان ہے مگر
مردم نگار راضی کرنا دشوار ہے اور دیر پا ہے۔ محمد صاحب نے گلا کاٹا اور سماجی جی نے
مردم نگار کی دونوں میں فرق ہے اس واسطے محمد صاحب کی کامیابی خام دیوار پر جونا کرنا تو
اور بدعت تھی کی صورت کے متناظر سے بھی اور چین کی دیوار سے بھی زیادہ مضبوطی سے
سنبھلے ملک پر اوڑیا کے بدل چھائے ہوئے تھے بتلیٹ اور کعبہ پرستی نے لوگوں کو گلا

کر دیا تھا۔ بدعت پرستی نے دونوں کو پتھر بنا دیا تھا۔ ویرانہ دیوں نے خود خدا پر علم عقل
محبت۔ اخلاق سے فاسق کر گناہ کا نام مٹا دیا تھا باہر گ نے تمام افعال فحشہ کا کعب
کر دیا تھا۔ باب مدوکار زندان نہ چا چاہتا نہ جو رو سار آریہ ورت دشمن اور شی سے جان
ویش مخالفت قوم مخالفت غرض کہ سب مخالفت چاروں طرف با دشمنی چل رہی تھی اس
صورت میں کامیابی کتنی مشکل تھی اب سنئے اور سوچئے کہ انہوں نے کیا کیا پہلوؤں سے

کی تعلیم حاصل کی طبیعت کو انشور پریم میں جلک سد بار کا خیال آیا جھٹ آ رہا
چھوڑ کر سد ہار کا بیڑا اٹھایا۔ قوم نے پتھر مارے۔ تلواریں لیکر گلا گٹنے آئے
گالیاں دی۔ جان کے دشمن ہو گئے۔ زہر دی۔ مگر اس مرد میدان رضائے بہت نہ
باری اور نہ ہجرت کی اور نہ ہی کو چھوڑ چلے گئے کیوں انکا تو انشور پریم پر چھوڑ دیا تھا

نارائن پر نہ کیا تھا۔ ستعاریہ کی کو ایسے پروا کیا میں خرچ نہ کرتے تو کیا کرتے سب تکلیف
کو برداشت کیا اور ہر طرح مشکلات پر سیدہ سپر کر کے حق کا ثبوت دیدا۔ سب سے جو مشکل
کام تھا اسکو اول کیا اور وہ کیا تھا وہ بدیل کا کھاس آپ کہتے ہیں کہ دور اتر محمد بھی قوم
کے سامنے نہ رکھ سکا یہ بالکل غلط ہے انہوں نے ایک وید جس کی بابت سب سے

زیادہ اعتراض اور شک اٹھاتے تھے اسکا اول ترجمہ کیا اور پورا کر دیا۔ مگر جاویدین
کے ترجمہ کے برابر بلکہ زیادہ جو کام کیا وہ وید کا جس میں بھومکا کا لکھا تھا جس کے لئے
ویدوں کا وجہ ہے اس میں انہوں نے نہایت وسعت سے تمام اعتراض باطلہ
اور ساقط عاقلہ کا جواب دے دیا۔ آپ ترجمہ اتنا مشکل نہیں اور یہی سبب ہے کہ اب تک

معمولی بدعت بھی سماجی جی کی کتابوں کو دیکھ کر شکل سے مشکل وید مترا کر جبر کر سکتا
ہے۔ آریہ نہایت فاسق دلی سے کام کر رہے ہیں۔ تمام آریہ قوم کے سامنے انہوں نے جو کتا
لکھنے کے بعد ایک پروردگار کا ثبوت دیا اور سیدنا احمد برکات کی تصدیق دین
کے بعد غیر مذہب کو طشت از باطل کر دیا۔ سیدنا محمد پرکاش کیا ہے تو آریہ مسکروں کے
جس کا کہ ایک ایک کو یہ مذہب باطلہ کے فتنوں کے پیسیدوں پر جوں کے اڑا دینے کے
لئے کافی ہے۔ آریہ نہایت زور و شور سے وید کا اندیش کو ہی ہے اور وہ کامیابی
کہ آریہ سماج کو ہوئی بدعت محمدیہ تلوار۔ پانی نہ عیسائی غرضیکہ کسی کو اب تک نصیب نہیں

آئی۔ باقی آپ کی تحریر کا جواب ہم نے منجھ جٹا احمدیہ میں دیدیا ہے۔
۴۵۔ مولوی۔ یہ نصرت کسی ہادی۔ مذہب کو اپنے سامنے اپنی زندگی میں تھی
ہے تو اس کی نظیر دو۔ اس منظر کامیابی میں بھی اعجاز ظاہر ہے اور عدم نظیر اس
کامیابی کی خرق عادت ہونے میں کوئی شبہ ہے۔

۴۶۔ محمد پھر اگر اس کامیابی کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی اگر
نظر رکھانے سے معجزہ ہے اور ذاتی معجزہ ہے تو آپ کے وہ افعال جو کامیابی کے باعث ہوئے
لے یہ خرق عادت اور معجزہ ہیں کن گذرا ہے جسے ہم ابھی ہوئے کا چھوڑا دھوے
گیا ہوا اور ایک کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب بنانا پھر اپنی قوم اور اپنے ملک پر
خاصی کو ان عظیم الشان موجودہ خلفائوں پر جو اپنی جگہ بے نظیر نہیں مثلاً ہمارے

کہ تو جہاد اور صداقت کی ہماری مانگت ہے کہ یہ خلیفہ عمر وغیرہ سپہ سالاران بن چکے
 اگر فوج کشی نہ کرتے اور عجب کے بدول کو لوٹ کھسوٹ کا لالچ نہ دیتے اور مجری بادشاہان
 ملک کو تباہ نہ کرتے تو دیگر ملکات نہ گناہ خدا ہاں کہ وہ دینہ بھی دین مجری قبول نہ کرتے اور
 شاہ اس کے قابل ہوتے اسوقت جو کچھ نبوت تھی اور جسے منبر ہی کہتے تھے اور جبکہ
 نام فتح نصرت یا اشاعت دین تھا یہ شہزادے کے سارے لفظ ایک چیز کا نام تھا جسے
 ہماری زبان میں تلوار یا شمشیر کہتے ہیں خود محمد صاحب نے بھی اقبال کیا تو انہی السیف
 کہ میں ہی ہوں تلوار سے پس ہی ہیں جو نبوت ہوتی تھی اسکا نام تلوار تھا اور علی کے علاوہ
 محمد صاحب کو بالخصوص تلوار کہہ جاتے تھے۔ اپنی تلوار کا نام ہی انہی نصرت رکھا ہے پس نام
 سو جھکا انہیں کام سے طلب ہے اور اس میں آپکا ہمارے سے اتفاق ہے پس آپ
 نے بھی دوسرے لفظوں میں مان لیا کہ حضرت یا حضور جو کچھ کامیابی کی دولت
 کی ہمرانی تھی ہم حضرت کو نبی یا رسول آسمانی تو کہیں مانتے۔ مگر تو شکیں میں ہونے پر
 یا کرنل مانتے سے ہم کو کوئی غم نہ تھیں۔

۳۷۸۔ مولوی۔ آپ اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں کہ میں دلوں میں اس گہر ورت
 کی کیا حالت تھی اور آپ کا کہہ ہے مگر آئندہ امید ہے کہ جیسا اسلام کی فیض و برکت کو
 کسی قدر بت پرستی کی گھنٹی عادت کو چھوٹا ہے۔ کامل موجودہ بار بھی ہو جاوے۔
 آریہ سا آریہ دلت کی حالت آئیں وقت بھی وہی تھی جو سامی جی کے آغاز پر ایلیٹ
 یعنی سنہ ۱۹۳۲ میں تھی۔ اگرچہ سب ایک پریشور کو مانتے تھے مگر بت پرستی اور
 دیوتا پرستی کے سبب گھر گھر کا خدا جدا تھا۔ جس طرح ایک گورنمنٹ دوسرے گورنمنٹ
 کو برا کہیں کہتا۔ اسی طرح عام ہندوؤں کا حال تھا۔ دین مجری کے سبب یہاں کوئی
 اصلاح نہیں ہوتی۔ ہاں لاکھان آدمی بے گناہ شہید کئے گئے اور لاکھ لاکھ عورتیں
 لڑکیاں اور لاکھوں مرد و غلام تباہ کئے گئے اس کے علاوہ جو کمزور اور بدول تھے انہوں نے
 طوعاً و کرہاً دین مجری قبول کیا۔ مگر چونکہ جبراً دین مجری میں آئے تھے جیسا جیسا دوسرے
 سے نہیں بنا برائے انہوں سے دیوتا پرستی تو بدستور رہنے دی ساتھ ہی یہ پرستی و دیوتا پرستی
 اور بڑھادی اور کتب پرستی پر مدبروں نے جس طرح ظلم سے پہلے رام رام کا جاپ کرتے
 تھے اسی طرح ظلم کے زمانہ میں اوحاس کے بعد یا جی اور یا علی کا ورد ہونے لگا۔
 آپ ہی خدا کے واسطے بتائے کہ اسلام نے کونسی اصلاح کی اور کہاں کا تہذیب پہچانی
 جسے ظلم و ستم سے ہندوستان کا یہ حال ہو اور کسی تازی زبان سے یہاں نہیں ملتا اور
 اس کا گناہ نامہ اعمال مسلمانین میں تا اب رہے گا۔ اور انہیں واصل جہنم رکھا۔
 ہاں جب سے ہمارے عالم و عالمیان ہادی جان ستی سوامی دیانت دینی ہمارے
 آفتاب کی طرح صداقت کا جلوہ دکھایا اور تہذیبی کا بڑا اٹھا یا تب سے لوگ کعبہ پرستی
 و گور پرستی۔ صلیب پرستی اور تثلیث پرستی۔ بت پرستی۔ خود پرستی کی گھنٹی کو تعلیم سے
 مستغفر ہو کر توحید و یک کی طرف متوجہ ہونے لگے ہیں اس آفتاب کی صداقت کی شعاعیں
 جاہل و ظلمت پھیل رہی ہیں اور کھلی جاتی ہیں۔ لوگوں کے گروہ و گروہ سب و صہم
 کی طرف آتے جاتے ہیں جس سے یقین کامل ہے کہ ایک وقت یہ پاک و بیوں کو مسلمان
 کی مشادی کرنے والے آریہ ایدھنیک سب دنیا کو کو کامل متوجہ اور دیندار بنادیں گے۔
 اسلام کے فیض و برکت سے بت پرستی نہیں چھوٹ سکتی ہے بلکہ اس بت پرستی کے ساتھ
 یا اس کا قائم مقام گور پرستی۔ عروہ پرستی اور کان پرستی خیال کر لیجئے کہ ساتھ ساتھ
 اور خون مار کر اور تپ دق کر دیتا ہے جس سے جہنم کی سخت سزا یا ہی محال ہے مگر یہ
 کہ جی بت پرستی یا صلیب پرستی کو موجودہ مائیں لیکن نہایت مشکل ہے کہ گور پرستی
 پر برسرِ عمل آدمکان پرستوں کو ہم شریک کفر سے ہم شریکین کیونکر چنے کی کا کوئی عمل نہیں

۳۷۹۔ مولوی۔ مسیح علیہ اسلام کو بڑی کامیابی ہوئی مگر کیا ان کی اپنی قوم مسر
 بادشاہت میں داخل ہوئی جس میں داخل کرنے کے لئے حضرت مسیح کو تاج شاہ بنا یا گیا
 تھا اور جس کے حصول کی امیدیں اس کے سر پر یا کیل لگائی تھیں کیا وہ قوم جواریت کے
 لئے مقصود بالانت اور مسیح کی ہی قوم تھی یا اس نجات سے نجات یاب ہوئی کیا مسیح ان
 کے لئے قربانی ہوا کیا کھوئی ہوئی جیٹیں اس کے ہاتھ آئیں؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں
 بلکہ اس پر اللہ قدس میں جان کبوتر فرستی سے مسیح نے فتح کیا تھا۔ مسیح کی قربانی ہوئی۔
 آریہ یہ بیان آٹکا بالکل صحیح ہے کہ مسیح کی زندگی میں عیسائی دین کی ترقی نہیں
 ہوئی۔ اور اپنی عین حیات مسیح کا سیاب نہیں ہوا۔ مگر بعد وفات ان کے حواریوں نے
 اتنا کام کیا کہ مجری دین کے کبھی نصیب نہ ہو گا۔ کیونکہ بڑواری۔ حلم۔ رحم میں عیسائی
 دین اس سے بدرجہا بہتر ہے ہر چونکہ آریہ ہیں اور دونوں مذہبوں سے لہذا کوئی تعلق
 نہیں تو بھی ہم دونوں مذہبوں پر غور کرنے سے انصاف کہتے انصاف کہتے ہیں کہ وہ
 اخلاقی باتوں میں انجیل کی برابری نہیں کر سکتا اور نہ محمد صاحب حضرت مسیح کے مقابل
 ہو سکتے ہیں انکی انسانی غلطیوں سے قطع نظر صاف کہتے ہیں کہ مسیح بنی انسان تھے
 تھا اور محمد بخواہ مسیح نے زمینوں پر ہم لگائی اور محمد صاحب نے ہماروں کے گئے
 پر چھری چلائی۔ مگر افسوس کہ مسیح کا دل و دیکھ تو جدید سے منور نہ تھا اور نہ تو پر علی
 فیکر تھا اور عیسائی دین میں تثلیث کی ظلمت نہ رہتی۔

۳۸۰۔ مولوی۔ کیا بدھ کا بانی اس کامیابی پر خوش ہو گا کہ آریہ دلت میں اس
 نے اپنا کچھ ثبوت اور قیام مذہب نہ دیکھا۔ ویدوں اور پوراؤں کے حامی برابر اور دلت
 میں موجود ہے۔ علاوہ بریں اس نے امام کا دعویٰ ہی کیا کیا؟
 آریہ بدھ مذہب کے بانی فیکر من کو تم کی تعلیم تھے جو اخلاق اور اعمال کے
 متعلق ہی ایک کام کیا دنیا قابل ہے کہ بدھ ہی عمدہ ہے آپ کے مسید اور عیسائی
 خدا کے اکوڑے اور پوٹھے بیٹے مسیح کی بابت اب علماء نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وہ کو تم کے
 شاگرد تھے۔ بلکہ اس کے مذہب کے سرور۔ اور یہی سبب تھا کہ وہ ہندوستان یا میں خدا
 ہوں یا ابن اللہ کی تعلیم اور جی رہنے کی نہایت دیکھتے تھے۔ انجیل کی ساری عمدہ تعلیم
 ابھی کے شاگردوں کے لکچروں کی نقل ہے اور وہ شادی وودھ پٹارے میں موجود رہے
 مفصل دیکھو رومیشن چندر دلت کی ہسٹری آف سنولیزیشن ان انڈین انڈیا۔
 ۳۸۱۔ مولوی۔ کیا یہ نصرت دیا نہ جی کو حاصل ہوئی۔ دعووں کے حامی نے
 ہمارے دیکھتے دیکھتے ویدی حایت کا بیڑا اٹھا یا مگر اپنی مقدس اور پیاری کتاب کا
 ترجمہ بھی یورپ اور اقوام کے سامنے نہ رکھ سکے۔ بلکہ اور قوم کی نجات کو خواب و خیال ہے
 جی کتاب پر نجات کا دائرہ محدود تھا وہ کتاب ہی ملک کو کچھ دکھدا سکا حسبِ عری یہ
 صاحبان و بدول کو ایس موجودہ دنیا میں آئے ہوئے دوارب کے قریب دامن گر زتا جو
 پھر اس کتاب کی نسبت نصرت اللہ کا یہ حال ہے۔ کہ آریہ دلت میں یہی یہ کتابیں پورا
 رواج نہیں یا نہیں اور اوروں کی نسبت دعوے بلا دلیل پر چشم و بدھ حالت سے بڑھ کر
 انکی خیالی اشاعت کو کوئی کیونکر مانتے اور کیونکر یقین کرنے کے کہ ویدی کے بدولت مائیں
 نے سچے علوم سیکھے اور توحید فانی اور توحید صفائی اور توحید الوہیت کا پتہ وید ہی
 سے لگا۔ ہم خواب بھی آریہ دلت میں جین مت والوں کو انکا سخت مخالفت پاتے ہیں
 آریہ۔ بیشک یہ نصرت دیا نہ جی کو حاصل ہوئی۔ خام عمارت بنا نا اونا نہیں
 چونا گانا تو انسان ہے اور جلدین سیکتا ہے مگر دیوار چین یا مصر کے مینا دبا نا انسان
 کام میں ہے مگر صاحب نے لاطینی بھارتی سے دین پھیلایا اس واسطے جانے گئے
 لائے یہ جاننے سے لگ نکھوٹا کر لگ کر دیکھو گئے اور اسی واسطے بدھ جلد فساد ہو کر

ساختہ و پرداختہ کی قلمی کھینچی دیکھ کر آٹھ آنہ کا ٹکڑا آئینہ رو بہ ہیں یا آپ ہی خدا کی عطا
مراقبہ کر کے اپنے دلی سے ہماری مہدات یا لطالب کی گواہی لینے کے گا۔ سلام قبول کر
سکھو کر دلی دمی بھانے ریاریست کے گورپریت ہو کر اور بجائے سالک بام کی پوجا کے سنگ
اسودر جسکے دوسرے معنی سالکرم ہیں یا سالکرم کا ہر شکل ہے کے پوجاری بیگنے پس
اسلام نے ایک خندق سے نکالا اور دوسرے کو پہرے میں ڈال دیا۔ کسی قوم سے
سفا سے لڑائی۔ غلام بنانے کے کوئی اچھا سلوک نہ کیا۔

۸۔ مولوی (جہارم) اب افشار مجروحہ بیگنے یہاں میں مجروحہ کے حق
حق عادت بھی مان لیتے ہیں آپ کو تو ایسے عرب سے عیاں ہو گا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
میں ہو کر جس ایک میں اپنے وعظ شروع کی دنیا کی بت پرستی ایک خطرناک تھی اور
وہاں جھنڈوں کی قریب اکل اس میں گرفتار تھی اور سخت کنڈر ناظر اس عہدی چاہی تو
عرب کے حدود اطراف کا حال دنیا جانتی ہے آریہ اور باو سی عیسائی اور ہودی سب
شرک میں غرق تھے ایسے وقت حضرت نے توحید کی وعظ شروع کی۔ یہ شرک علمی
طو پر توحید الہیت کا وعظ کتب مقدس میں موجود ہو گا۔ الاعلیٰ حالت بالکل مفقود
تھی۔ عملاً تو اعتقاد و توحید پر ملت کا ابرجیا یا ہوا تھا۔ عیسائیوں نے پھر کے زمانہ
میں کچھ ترقی مذہب میں کی مگر شرک سے پاک نہ ہوئے حضرت خاتم الانبیاء نے اسے
وقت توحید الہیت کی طوط ملا تمام بت پرستی کی عادی قومیں مخالفت پر کھڑی
ہو گئیں اور سخت سخت ایذا میں اپنی شروع کر دیں جس قدر مواجہات سالک کے
ساتھ ہوئے ان سب کو ملک چھوڑ چھا اور ہجرت کرنی پڑی اور جس کو جلد سے آخر
نوبت باجی رسید کہ خود حضور کہ چھوڑ دینے حل سے بت پرستوں نے وہاں بھی چین نہ
لینے یا اور بت پرستوں کے دینے کے تے تب قرآن کریم میں حکم ہوا کہ جب مشرکوں نے سلام
استیصال جانا تو اہل اسلام کو بھی اپنے حفظ پر کمر باندھنی چاہی اور آخر حضرت نبال اہل اسلام
ہوئی کہ صلا اسلام ہی غالی ہے حضور ہی کہ جو بت پرستی کے تمام عرب قبا میں باہر ہو گئے یہ بھی ہیں؟
آریہ۔ اگرچہ حضرت کا باب شروع میں فوت ہو گیا تھا مگر ان کے دادا عبدالمطلب
زندہ تھے وہ پاتے تھے آپ کو ایک دنیا جانتی ہے کہ دادا کو پاتے تھے کس قدر محبت ہوئی
ہے۔ علامہ برکان اہل کی والدہ بھی زندہ تھی جب حضرت کی عمر و سال کی ہوئی تب
انکے دادا فوت ہوئے گرفتار ہونے سے پہلے بڑے بیٹے ابوطالب کو وصیت کر کے کہی کہ
اچھی طرح پرورن کرنا۔ ایک موعظ لکھتا ہے احمدل ابوطالب نے اپنے چچے کو چھاتی ہو
لگایا اور مرے اس کے ساتھ پرانہ سالک کرنا یا اور دوسرا موعظ لکھتا ہے ابوطالب اہل امت
کرتا آٹھ رات اور گناہ پریر وید جب محمد صاحب نے عمر ۴۴ حال بصلح خود بخیر
نادران کے پیغمبری کا دعویٰ کیا تب بھی انکے چچا ابوطالب نے وہ تھیں اسی نے شادی
کرائی بیٹے ہوئے بیٹیاں جو تین انہیں بام میں جب محمد صاحب توف کوڑے لگاتے
سے پاؤں کے تختے پر علم لگتے دشمنی کرتے تھے مگر ابوطالب ہمیشہ بجا بار بار انھوں ایک لائی موعظ
کے لکھ ابوطالب ہماری پیغمبر اور بادشاہ دلمان داشے ایک اور دفعہ بھی قرآن کریم
آوی شکایت لایا کہ یہ بھانے مذہب و زبوں کو برا کہتا اور گالی وغیرہ دیتا ہے۔ بار
اسے اب مع کریں یا چھوڑ دیں کہ ہم اسکو سزا دیں اور اسے قتل کریں ابوطالب یا پیغمبر
گفت کہ اسے براؤ زنادہ اس چہ کار کردہ۔ پیغمبر دانست کہ اس ہم سزا رتد خود اور آٹھ
راویہ شکست من و زنادہ راد دست دیگر من خند و گریز کو دست انیس کار بارے تو ہم
وہ بدیدہ اشک گردان داد براؤ زنادہ است۔ ابوطالب آواز ش داد و خوارش گفت
گوچر جو خواہی ہرگز ترا بشماں نیارم۔ معذرتہ دیا اسلام جب حضرت کو پیغمبری
کا دعویٰ کرتے ہوئے و من سالک اور عمر حضرت کی ۵۰ سال کی ہوئی اس وقت

ابوطالب نے وفات پائی ابوطالب نے ہی مخالفت کے لیے پھر زور دیا جس سے حضرت
کے تمام اوسان باختہ ہو گئے چنانچہ انھیں پچیس برسوں کے دوران سال دہم نبوی ابوطالب
سیام مرگ رسید و پس اناں غریب ہم وفات کرد۔ ناگزیر بر پیغمبر خدا اذہ نیائے رسیدن
گرفت و ہمسایہ کل با نادرش میاں بستند و معتمد اسی سرکاری حالت میں ابوطالب
دیر نے بعد ایک سال بھی کہ میں نہ صبر سکے۔ اپنی بہت کہاں سے پاتے تھے انھوں نے
طرف بھاگ گئے۔ انھوں نے کہ اب ان ہم کہتے ہیں اور پھر مجروحہ کے طور پر
باقی ہی بہت پرستی وہ عرب کی ایسی ہی خطرناک تھی جیسے عموماً جسی عمارت کی ہوتی ہے
جس طرح اب افغانستان و بلوچستان و عرب و روم و تاتار و مصر کے مسلمان کندہ تاہرین
ہوئے ہیں ابوطالب نے ایسی ہی لوگوں کو ان کا غنہ ملا غنہ ہایم سیرت و جوش فصاحت تحریر فرمایا ہے
وہیں ہی اس وقت وہاں کے بت پرست تھی۔ کیا یہود و عیسائی بد مذہب نہ تھے اگر یہ سچ ہے تو خدا
کے واسطے بتلانے کہ اسلام نے کسی مذہب پھیلانی اور کہاں پھیلانی۔ ابوطالب انھیں
بلوچستان میں جا کر دیکھ لیجئے۔ ادما کرستان کا بھی سفر کر کے مقامات کچھ مہندستان کے
مسلمانوں کو بھی وہ گزرتے ہیں۔ یا خانہ پھر کر۔ قصوے نہیں ہے ہی غلط ہوتے ہیں غلام
وہمہ کا اس قدر زور ہے کہ بڑے بڑے علماء اس بلایں مبتلا ہیں تا بدیگراں حیرت رسد۔ اسلام
نے کوشاں شرک مٹایا اور کوشاں ہدایت کیو واسطے شاہراہ بنایا۔ محمد نے اپنی جہت کی
ایک جہت بتائی۔ لولا لک لما خلقت الا فلاک و ما ازل سلناک الا رحمت
العلمین مسلمانوں کا اعتقاد ہے ہیں از باورگ توئی قصہ محقر کیا یہ شرک نہیں
کعبہ کو سیدہ کرنا یا سنگ اسود کو خدا کا لکھ یا ناساں شرک نہیں ہاں انھوں نے پس ہلام
شرک سے پاک نہیں اگر یہ اور باری تو شرک سے پاک ہیں۔ تا دان و دیموں نے انہیں
جواہر آتش پرست مشہور کیا۔ ورنہ انکی زبرد استحقاق میں پس پرستی کا مطلق ذکر
نہیں۔ البتہ محمدی۔ عیسائی۔ یہودی اس مرض میں مبتلا ہیں اور انصاف یہ ہے کہ
ان کے ہاں شرک کا قلم نہ رہا ہے اس سے ہم کو بھی انکار نہیں کہ بعضی توحید یا قول
توحید قرآن میں موجود ہے اور یہی حال یہود اور نصاریٰ کا ہے مگر علمی اور عقلی توحید کا سولے
دین قدس کے کہیں بھی نشان نہیں ملتا جس طرح باقی اسلام نے انکو ایذا رساں کر دیا
گالیاں شنائی انہوں نے بھی اسکی تلافی کی مثل مشہور جو عرب کی گالیاں بردست کیاریٹ
جب اہل از زور سے مقابلہ ملت منات پرستی کو کعبہ پرستی کو کو حضور صاحب ثابت ہو کر کہ تو
اوسان باختہ ہو کر کچھ جہنہ کی طرف اور کچھ دینہ کی طرف بھاگے اور موعظ تلاش کر لیں جب
ہر حق جہت کھچی ہوئی تب تلوار اٹھائی کہ دلیل تو مسلمان ہمیں کر سکتا ہوں یا تو
تھے مسلمان کون و رومی جہت کو واسطہ کارفرل کے مال وانیاب کو لوگوں۔ یہ ساری باتیں
دنیا کی محبت۔ حاج کے لالچ۔ امیری کی خواہش۔ پیری و مریدی کی تمنا کے متعلق ہیں۔ حق
پرستی یا دین حق سے انکا کوئی واسطہ نہیں۔ اپنی نصرت سے فتح نہیں پائی۔ بلکہ دینہ کے
لوگوں کے جمادی کا ردوائی نے کیونکہ وہ کہ والوں کے مخالف تھے مقابلہ میں کبھی غالب
کبھی مغلوب ہوا ایک قدرتی امر ہے اور اسکا اثر طبع اول کو مسلمانوں پر ہوا۔ یا چنانچہ جب
اسلام فتحیاب ہوا تھا تو لوگ جہنم ہو جائے تھے اور حالت شکست دی لوگ پھر سام
سے نجات پاؤ تھے چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے سورہ آل عمران کہیفہ املی اللہ قیما
کفر و ابغی ایمانکھ و لاتناں دعارہ من بدند کہ اسلمانی و بر تادہ بدرا کفر پو ستہ جو
نارش من سورہ طہ من اخیر و قیس من حبابہ و مثال ان تفسیر حسینی جلد ۱ ص ۴۴
عرب لوگ جس طرح مسلمان ہوئے تھے بڑی واضح شہادت سے۔ سالہ جہاد میں نہ کر کھینچ
ہے۔ (دیکھو اب دل و دعوہ) میں یہ کوئی مجروحہ نہیں کیونکہ چکنر خاں و ملا کو خاں پیراں
بد مذہب بھی اس سے بڑھ کر کامیاب ہو چکے ہیں مگر یہ کامیابی فساد و جاد کی ہے

شیطان ہے رحمن کا بے حکم۔ اسے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں نہ لگے بھوکا ایک آفت
 رحمن سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا صاحب گھر وہ لولا کی تو پھر میرے سے کھارو ک
 اسے ابراہیم اگر تو نہ چھوڑ لگا تو بھوکا پھر توں سے باز لگا۔ اور بچے سے دور جا ایک مدت
 کہا تیری سلامتی رہے میں گناہ بخشو آؤنگا تیرا اپنے رب سے بے سنگ ہ ہر بچہ پر
 ہر مان اور کسارہ بڑا تاہوں تم سے اور جن کو تم دیکھاتے ہو اللہ کے سوائے اور میں
 دیکھو لگا اپنے رب کو امید ہے کہ نہ ہو لگا اپنے رب کو لگا کر محروم۔ پھر خبیث کہ اپنے ہوا
 ان سے اور جنکو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا۔ بخشا ہم نے اسکو استغنی اور لعلیونہ اور
 دونوں کو ہی کیا اور دیا ہم نے انکو اپنی مہر سے اور رکھا انکے واسطے سچا پول اور دنیا
 انھوں نے کہ میرا صاحب اور ان کے جانشینوں نے بیگناہ لاکھوں مردوں اور غولوں
 اور بچوں کو تباہ کیا اور گردن مارا۔ خدا کا خوف بالکل نہ کیا اور نہ سوچا بقول زکوی :-
 بگردان بد نیز بشتا سفتے مکافات بد را بدی با سفتے
 کنوں رو نہ با دا فوہ نیز بشت مکافات بد را نیز نال پیست
 ذکر دار بد برستش بد رسید۔ میرا سے لیسر منہ بد را کلید
 چہ جونی بدانی کہ از کار بد۔ بغیر جام بر بد کنش بد رستد
 چنین گفت موبد بہر از تیر کہ خون میر بیگناہاں حرز
 لگہ کن کہ تا مانج با سر جگفت کہ با مغرب اسے سر خرو با جفت
 مکن بد کہ جنی بغیر جام۔ ز بد گرد و اند جہاں نام بد
 یکتی جی با ناس باز رک جاگ۔ دنیا بش ہے کن بیندان پاک
 چہن ست فرمان بر ظل پناہ۔ کہ ہر کن کہ بر دوسرے گناہ
 مستحق را بر نہی ترش پاک۔ سہار نہ ناپاک دل را بجا کافہ

جہاد۔ اگر جاسم مضمون پر ہے مفصل بہا ملکہ شائع کر دیا ہے جہاد کا نام ہی
 جہاد ہے۔ مگر یہاں ہم تلووی صاحب کے بقید دعاوی کی تردید ضروری سمجھتے ہیں
 ۳۔ مولوی مبین بڑی جرات سے کہتا ہیں کہ حضور علیہ السلام اور ان کے
 جانشینوں کے زمانے میں کوئی شخص جہاد اگر راہ سے مسلمان زمین کیا کیا۔
 اگر یہ زمانوں نے سچ کہا ہے۔
 ہر کہ گردن بد عوہے افراد۔ جہاد شہین را بگردن اندازد
 لیجے ہم آپ کو نہایت واضح ثبوت دیتے ہیں۔ محمد صاحب کے وقت میں بلکان کے
 سامنے ابو سفیان جبر مسلمان کیا گیا اور خلفائے حکم اور مائتہ میں مندرجہ ذیل لوگ جبر
 سے تاریخ ۱۲۲ھ ۱۲۳ھ ۱۲۴ھ ۱۲۵ھ ۱۲۶ھ ۱۲۷ھ ۱۲۸ھ ۱۲۹ھ ۱۳۰ھ ۱۳۱ھ ۱۳۲ھ ۱۳۳ھ ۱۳۴ھ ۱۳۵ھ ۱۳۶ھ ۱۳۷ھ ۱۳۸ھ ۱۳۹ھ ۱۴۰ھ ۱۴۱ھ ۱۴۲ھ ۱۴۳ھ ۱۴۴ھ ۱۴۵ھ ۱۴۶ھ ۱۴۷ھ ۱۴۸ھ ۱۴۹ھ ۱۵۰ھ ۱۵۱ھ ۱۵۲ھ ۱۵۳ھ ۱۵۴ھ ۱۵۵ھ ۱۵۶ھ ۱۵۷ھ ۱۵۸ھ ۱۵۹ھ ۱۶۰ھ ۱۶۱ھ ۱۶۲ھ ۱۶۳ھ ۱۶۴ھ ۱۶۵ھ ۱۶۶ھ ۱۶۷ھ ۱۶۸ھ ۱۶۹ھ ۱۷۰ھ ۱۷۱ھ ۱۷۲ھ ۱۷۳ھ ۱۷۴ھ ۱۷۵ھ ۱۷۶ھ ۱۷۷ھ ۱۷۸ھ ۱۷۹ھ ۱۸۰ھ ۱۸۱ھ ۱۸۲ھ ۱۸۳ھ ۱۸۴ھ ۱۸۵ھ ۱۸۶ھ ۱۸۷ھ ۱۸۸ھ ۱۸۹ھ ۱۹۰ھ ۱۹۱ھ ۱۹۲ھ ۱۹۳ھ ۱۹۴ھ ۱۹۵ھ ۱۹۶ھ ۱۹۷ھ ۱۹۸ھ ۱۹۹ھ ۲۰۰ھ ۲۰۱ھ ۲۰۲ھ ۲۰۳ھ ۲۰۴ھ ۲۰۵ھ ۲۰۶ھ ۲۰۷ھ ۲۰۸ھ ۲۰۹ھ ۲۱۰ھ ۲۱۱ھ ۲۱۲ھ ۲۱۳ھ ۲۱۴ھ ۲۱۵ھ ۲۱۶ھ ۲۱۷ھ ۲۱۸ھ ۲۱۹ھ ۲۲۰ھ ۲۲۱ھ ۲۲۲ھ ۲۲۳ھ ۲۲۴ھ ۲۲۵ھ ۲۲۶ھ ۲۲۷ھ ۲۲۸ھ ۲۲۹ھ ۲۳۰ھ ۲۳۱ھ ۲۳۲ھ ۲۳۳ھ ۲۳۴ھ ۲۳۵ھ ۲۳۶ھ ۲۳۷ھ ۲۳۸ھ ۲۳۹ھ ۲۴۰ھ ۲۴۱ھ ۲۴۲ھ ۲۴۳ھ ۲۴۴ھ ۲۴۵ھ ۲۴۶ھ ۲۴۷ھ ۲۴۸ھ ۲۴۹ھ ۲۵۰ھ ۲۵۱ھ ۲۵۲ھ ۲۵۳ھ ۲۵۴ھ ۲۵۵ھ ۲۵۶ھ ۲۵۷ھ ۲۵۸ھ ۲۵۹ھ ۲۶۰ھ ۲۶۱ھ ۲۶۲ھ ۲۶۳ھ ۲۶۴ھ ۲۶۵ھ ۲۶۶ھ ۲۶۷ھ ۲۶۸ھ ۲۶۹ھ ۲۷۰ھ ۲۷۱ھ ۲۷۲ھ ۲۷۳ھ ۲۷۴ھ ۲۷۵ھ ۲۷۶ھ ۲۷۷ھ ۲۷۸ھ ۲۷۹ھ ۲۸۰ھ ۲۸۱ھ ۲۸۲ھ ۲۸۳ھ ۲۸۴ھ ۲۸۵ھ ۲۸۶ھ ۲۸۷ھ ۲۸۸ھ ۲۸۹ھ ۲۹۰ھ ۲۹۱ھ ۲۹۲ھ ۲۹۳ھ ۲۹۴ھ ۲۹۵ھ ۲۹۶ھ ۲۹۷ھ ۲۹۸ھ ۲۹۹ھ ۳۰۰ھ ۳۰۱ھ ۳۰۲ھ ۳۰۳ھ ۳۰۴ھ ۳۰۵ھ ۳۰۶ھ ۳۰۷ھ ۳۰۸ھ ۳۰۹ھ ۳۱۰ھ ۳۱۱ھ ۳۱۲ھ ۳۱۳ھ ۳۱۴ھ ۳۱۵ھ ۳۱۶ھ ۳۱۷ھ ۳۱۸ھ ۳۱۹ھ ۳۲۰ھ ۳۲۱ھ ۳۲۲ھ ۳۲۳ھ ۳۲۴ھ ۳۲۵ھ ۳۲۶ھ ۳۲۷ھ ۳۲۸ھ ۳۲۹ھ ۳۳۰ھ ۳۳۱ھ ۳۳۲ھ ۳۳۳ھ ۳۳۴ھ ۳۳۵ھ ۳۳۶ھ ۳۳۷ھ ۳۳۸ھ ۳۳۹ھ ۳۴۰ھ ۳۴۱ھ ۳۴۲ھ ۳۴۳ھ ۳۴۴ھ ۳۴۵ھ ۳۴۶ھ ۳۴۷ھ ۳۴۸ھ ۳۴۹ھ ۳۵۰ھ ۳۵۱ھ ۳۵۲ھ ۳۵۳ھ ۳۵۴ھ ۳۵۵ھ ۳۵۶ھ ۳۵۷ھ ۳۵۸ھ ۳۵۹ھ ۳۶۰ھ ۳۶۱ھ ۳۶۲ھ ۳۶۳ھ ۳۶۴ھ ۳۶۵ھ ۳۶۶ھ ۳۶۷ھ ۳۶۸ھ ۳۶۹ھ ۳۷۰ھ ۳۷۱ھ ۳۷۲ھ ۳۷۳ھ ۳۷۴ھ ۳۷۵ھ ۳۷۶ھ ۳۷۷ھ ۳۷۸ھ ۳۷۹ھ ۳۸۰ھ ۳۸۱ھ ۳۸۲ھ ۳۸۳ھ ۳۸۴ھ ۳۸۵ھ ۳۸۶ھ ۳۸۷ھ ۳۸۸ھ ۳۸۹ھ ۳۹۰ھ ۳۹۱ھ ۳۹۲ھ ۳۹۳ھ ۳۹۴ھ ۳۹۵ھ ۳۹۶ھ ۳۹۷ھ ۳۹۸ھ ۳۹۹ھ ۴۰۰ھ ۴۰۱ھ ۴۰۲ھ ۴۰۳ھ ۴۰۴ھ ۴۰۵ھ ۴۰۶ھ ۴۰۷ھ ۴۰۸ھ ۴۰۹ھ ۴۱۰ھ ۴۱۱ھ ۴۱۲ھ ۴۱۳ھ ۴۱۴ھ ۴۱۵ھ ۴۱۶ھ ۴۱۷ھ ۴۱۸ھ ۴۱۹ھ ۴۲۰ھ ۴۲۱ھ ۴۲۲ھ ۴۲۳ھ ۴۲۴ھ ۴۲۵ھ ۴۲۶ھ ۴۲۷ھ ۴۲۸ھ ۴۲۹ھ ۴۳۰ھ ۴۳۱ھ ۴۳۲ھ ۴۳۳ھ ۴۳۴ھ ۴۳۵ھ ۴۳۶ھ ۴۳۷ھ ۴۳۸ھ ۴۳۹ھ ۴۴۰ھ ۴۴۱ھ ۴۴۲ھ ۴۴۳ھ ۴۴۴ھ ۴۴۵ھ ۴۴۶ھ ۴۴۷ھ ۴۴۸ھ ۴۴۹ھ ۴۵۰ھ ۴۵۱ھ ۴۵۲ھ ۴۵۳ھ ۴۵۴ھ ۴۵۵ھ ۴۵۶ھ ۴۵۷ھ ۴۵۸ھ ۴۵۹ھ ۴۶۰ھ ۴۶۱ھ ۴۶۲ھ ۴۶۳ھ ۴۶۴ھ ۴۶۵ھ ۴۶۶ھ ۴۶۷ھ ۴۶۸ھ ۴۶۹ھ ۴۷۰ھ ۴۷۱ھ ۴۷۲ھ ۴۷۳ھ ۴۷۴ھ ۴۷۵ھ ۴۷۶ھ ۴۷۷ھ ۴۷۸ھ ۴۷۹ھ ۴۸۰ھ ۴۸۱ھ ۴۸۲ھ ۴۸۳ھ ۴۸۴ھ ۴۸۵ھ ۴۸۶ھ ۴۸۷ھ ۴۸۸ھ ۴۸۹ھ ۴۹۰ھ ۴۹۱ھ ۴۹۲ھ ۴۹۳ھ ۴۹۴ھ ۴۹۵ھ ۴۹۶ھ ۴۹۷ھ ۴۹۸ھ ۴۹۹ھ ۵۰۰ھ ۵۰۱ھ ۵۰۲ھ ۵۰۳ھ ۵۰۴ھ ۵۰۵ھ ۵۰۶ھ ۵۰۷ھ ۵۰۸ھ ۵۰۹ھ ۵۱۰ھ ۵۱۱ھ ۵۱۲ھ ۵۱۳ھ ۵۱۴ھ ۵۱۵ھ ۵۱۶ھ ۵۱۷ھ ۵۱۸ھ ۵۱۹ھ ۵۲۰ھ ۵۲۱ھ ۵۲۲ھ ۵۲۳ھ ۵۲۴ھ ۵۲۵ھ ۵۲۶ھ ۵۲۷ھ ۵۲۸ھ ۵۲۹ھ ۵۳۰ھ ۵۳۱ھ ۵۳۲ھ ۵۳۳ھ ۵۳۴ھ ۵۳۵ھ ۵۳۶ھ ۵۳۷ھ ۵۳۸ھ ۵۳۹ھ ۵۴۰ھ ۵۴۱ھ ۵۴۲ھ ۵۴۳ھ ۵۴۴ھ ۵۴۵ھ ۵۴۶ھ ۵۴۷ھ ۵۴۸ھ ۵۴۹ھ ۵۵۰ھ ۵۵۱ھ ۵۵۲ھ ۵۵۳ھ ۵۵۴ھ ۵۵۵ھ ۵۵۶ھ ۵۵۷ھ ۵۵۸ھ ۵۵۹ھ ۵۶۰ھ ۵۶۱ھ ۵۶۲ھ ۵۶۳ھ ۵۶۴ھ ۵۶۵ھ ۵۶۶ھ ۵۶۷ھ ۵۶۸ھ ۵۶۹ھ ۵۷۰ھ ۵۷۱ھ ۵۷۲ھ ۵۷۳ھ ۵۷۴ھ ۵۷۵ھ ۵۷۶ھ ۵۷۷ھ ۵۷۸ھ ۵۷۹ھ ۵۸۰ھ ۵۸۱ھ ۵۸۲ھ ۵۸۳ھ ۵۸۴ھ ۵۸۵ھ ۵۸۶ھ ۵۸۷ھ ۵۸۸ھ ۵۸۹ھ ۵۹۰ھ ۵۹۱ھ ۵۹۲ھ ۵۹۳ھ ۵۹۴ھ ۵۹۵ھ ۵۹۶ھ ۵۹۷ھ ۵۹۸ھ ۵۹۹ھ ۶۰۰ھ ۶۰۱ھ ۶۰۲ھ ۶۰۳ھ ۶۰۴ھ ۶۰۵ھ ۶۰۶ھ ۶۰۷ھ ۶۰۸ھ ۶۰۹ھ ۶۱۰ھ ۶۱۱ھ ۶۱۲ھ ۶۱۳ھ ۶۱۴ھ ۶۱۵ھ ۶۱۶ھ ۶۱۷ھ ۶۱۸ھ ۶۱۹ھ ۶۲۰ھ ۶۲۱ھ ۶۲۲ھ ۶۲۳ھ ۶۲۴ھ ۶۲۵ھ ۶۲۶ھ ۶۲۷ھ ۶۲۸ھ ۶۲۹ھ ۶۳۰ھ ۶۳۱ھ ۶۳۲ھ ۶۳۳ھ ۶۳۴ھ ۶۳۵ھ ۶۳۶ھ ۶۳۷ھ ۶۳۸ھ ۶۳۹ھ ۶۴۰ھ ۶۴۱ھ ۶۴۲ھ ۶۴۳ھ ۶۴۴ھ ۶۴۵ھ ۶۴۶ھ ۶۴۷ھ ۶۴۸ھ ۶۴۹ھ ۶۵۰ھ ۶۵۱ھ ۶۵۲ھ ۶۵۳ھ ۶۵۴ھ ۶۵۵ھ ۶۵۶ھ ۶۵۷ھ ۶۵۸ھ ۶۵۹ھ ۶۶۰ھ ۶۶۱ھ ۶۶۲ھ ۶۶۳ھ ۶۶۴ھ ۶۶۵ھ ۶۶۶ھ ۶۶۷ھ ۶۶۸ھ ۶۶۹ھ ۶۷۰ھ ۶۷۱ھ ۶۷۲ھ ۶۷۳ھ ۶۷۴ھ ۶۷۵ھ ۶۷۶ھ ۶۷۷ھ ۶۷۸ھ ۶۷۹ھ ۶۸۰ھ ۶۸۱ھ ۶۸۲ھ ۶۸۳ھ ۶۸۴ھ ۶۸۵ھ ۶۸۶ھ ۶۸۷ھ ۶۸۸ھ ۶۸۹ھ ۶۹۰ھ ۶۹۱ھ ۶۹۲ھ ۶۹۳ھ ۶۹۴ھ ۶۹۵ھ ۶۹۶ھ ۶۹۷ھ ۶۹۸ھ ۶۹۹ھ ۷۰۰ھ ۷۰۱ھ ۷۰۲ھ ۷۰۳ھ ۷۰۴ھ ۷۰۵ھ ۷۰۶ھ ۷۰۷ھ ۷۰۸ھ ۷۰۹ھ ۷۱۰ھ ۷۱۱ھ ۷۱۲ھ ۷۱۳ھ ۷۱۴ھ ۷۱۵ھ ۷۱۶ھ ۷۱۷ھ ۷۱۸ھ ۷۱۹ھ ۷۲۰ھ ۷۲۱ھ ۷۲۲ھ ۷۲۳ھ ۷۲۴ھ ۷۲۵ھ ۷۲۶ھ ۷۲۷ھ ۷۲۸ھ ۷۲۹ھ ۷۳۰ھ ۷۳۱ھ ۷۳۲ھ ۷۳۳ھ ۷۳۴ھ ۷۳۵ھ ۷۳۶ھ ۷۳۷ھ ۷۳۸ھ ۷۳۹ھ ۷۴۰ھ ۷۴۱ھ ۷۴۲ھ ۷۴۳ھ ۷۴۴ھ ۷۴۵ھ ۷۴۶ھ ۷۴۷ھ ۷۴۸ھ ۷۴۹ھ ۷۵۰ھ ۷۵۱ھ ۷۵۲ھ ۷۵۳ھ ۷۵۴ھ ۷۵۵ھ ۷۵۶ھ ۷۵۷ھ ۷۵۸ھ ۷۵۹ھ ۷۶۰ھ ۷۶۱ھ ۷۶۲ھ ۷۶۳ھ ۷۶۴ھ ۷۶۵ھ ۷۶۶ھ ۷۶۷ھ ۷۶۸ھ ۷۶۹ھ ۷۷۰ھ ۷۷۱ھ ۷۷۲ھ ۷۷۳ھ ۷۷۴ھ ۷۷۵ھ ۷۷۶ھ ۷۷۷ھ ۷۷۸ھ ۷۷۹ھ ۷۸۰ھ ۷۸۱ھ ۷۸۲ھ ۷۸۳ھ ۷۸۴ھ ۷۸۵ھ ۷۸۶ھ ۷۸۷ھ ۷۸۸ھ ۷۸۹ھ ۷۹۰ھ ۷۹۱ھ ۷۹۲ھ ۷۹۳ھ ۷۹۴ھ ۷۹۵ھ ۷۹۶ھ ۷۹۷ھ ۷۹۸ھ ۷۹۹ھ ۸۰۰ھ ۸۰۱ھ ۸۰۲ھ ۸۰۳ھ ۸۰۴ھ ۸۰۵ھ ۸۰۶ھ ۸۰۷ھ ۸۰۸ھ ۸۰۹ھ ۸۱۰ھ ۸۱۱ھ ۸۱۲ھ ۸۱۳ھ ۸۱۴ھ ۸۱۵ھ ۸۱۶ھ ۸۱۷ھ ۸۱۸ھ ۸۱۹ھ ۸۲۰ھ ۸۲۱ھ ۸۲۲ھ ۸۲۳ھ ۸۲۴ھ ۸۲۵ھ ۸۲۶ھ ۸۲۷ھ ۸۲۸ھ ۸۲۹ھ ۸۳۰ھ ۸۳۱ھ ۸۳۲ھ ۸۳۳ھ ۸۳۴ھ ۸۳۵ھ ۸۳۶ھ ۸۳۷ھ ۸۳۸ھ ۸۳۹ھ ۸۴۰ھ ۸۴۱ھ ۸۴۲ھ ۸۴۳ھ ۸۴۴ھ ۸۴۵ھ ۸۴۶ھ ۸۴۷ھ ۸۴۸ھ ۸۴۹ھ ۸۵۰ھ ۸۵۱ھ ۸۵۲ھ ۸۵۳ھ ۸۵۴ھ ۸۵۵ھ ۸۵۶ھ ۸۵۷ھ ۸۵۸ھ ۸۵۹ھ ۸۶۰ھ ۸۶۱ھ ۸۶۲ھ ۸۶۳ھ ۸۶۴ھ ۸۶۵ھ ۸۶۶ھ ۸۶۷ھ ۸۶۸ھ ۸۶۹ھ ۸۷۰ھ ۸۷۱ھ ۸۷۲ھ ۸۷۳ھ ۸۷۴ھ ۸۷۵ھ ۸۷۶ھ ۸۷۷ھ ۸۷۸ھ ۸۷۹ھ ۸۸۰ھ ۸۸۱ھ ۸۸۲ھ ۸۸۳ھ ۸۸۴ھ ۸۸۵ھ ۸۸۶ھ ۸۸۷ھ ۸۸۸ھ ۸۸۹ھ ۸۹۰ھ ۸۹۱ھ ۸۹۲ھ ۸۹۳ھ ۸۹۴ھ ۸۹۵ھ ۸۹۶ھ ۸۹۷ھ ۸۹۸ھ ۸۹۹ھ ۹۰۰ھ ۹۰۱ھ ۹۰۲ھ ۹۰۳ھ ۹۰۴ھ ۹۰۵ھ ۹۰۶ھ ۹۰۷ھ ۹۰۸ھ ۹۰۹ھ ۹۱۰ھ ۹۱۱ھ ۹۱۲ھ ۹۱۳ھ ۹۱۴ھ ۹۱۵ھ ۹۱۶ھ ۹۱۷ھ ۹۱۸ھ ۹۱۹ھ ۹۲۰ھ ۹۲۱ھ ۹۲۲ھ ۹۲۳ھ ۹۲۴ھ ۹۲۵ھ ۹۲۶ھ ۹۲۷ھ ۹۲۸ھ ۹۲۹ھ ۹۳۰ھ ۹۳۱ھ ۹۳۲ھ ۹۳۳ھ ۹۳۴ھ ۹۳۵ھ ۹۳۶ھ ۹۳۷ھ ۹۳۸ھ ۹۳۹ھ ۹۴۰ھ ۹۴۱ھ ۹۴۲ھ ۹۴۳ھ ۹۴۴ھ ۹۴۵ھ ۹۴۶ھ ۹۴۷ھ ۹۴۸ھ ۹۴۹ھ ۹۵۰ھ ۹۵۱ھ ۹۵۲ھ ۹۵۳ھ ۹۵۴ھ ۹۵۵ھ ۹۵۶ھ ۹۵۷ھ ۹۵۸ھ ۹۵۹ھ ۹۶۰ھ ۹۶۱ھ ۹۶۲ھ ۹۶۳ھ ۹۶۴ھ ۹۶۵ھ ۹۶۶ھ ۹۶۷ھ ۹۶۸ھ ۹۶۹ھ ۹۷۰ھ ۹۷۱ھ ۹۷۲ھ ۹۷۳ھ ۹۷۴ھ ۹۷۵ھ ۹۷۶ھ ۹۷۷ھ ۹۷۸ھ ۹۷۹ھ ۹۸۰ھ ۹۸۱ھ ۹۸۲ھ ۹۸۳ھ ۹۸۴ھ ۹۸۵ھ ۹۸۶ھ ۹۸۷ھ ۹۸۸ھ ۹۸۹ھ ۹۹۰ھ ۹۹۱ھ ۹۹۲ھ ۹۹۳ھ ۹۹۴ھ ۹۹۵ھ ۹۹۶ھ ۹۹۷ھ ۹۹۸ھ ۹۹۹ھ ۱۰۰۰ھ ۱۰۰۱ھ ۱۰۰۲ھ ۱۰۰۳ھ ۱۰۰۴ھ ۱۰۰۵ھ ۱۰۰۶ھ ۱۰۰۷ھ ۱۰۰۸ھ ۱۰۰۹ھ ۱۰۱۰ھ ۱۰۱۱ھ ۱۰۱۲ھ ۱۰۱۳ھ ۱۰۱۴ھ ۱۰۱۵ھ ۱۰۱۶ھ ۱۰۱۷ھ ۱۰۱۸ھ ۱۰۱۹ھ ۱۰۲۰ھ ۱۰۲۱ھ ۱۰۲۲ھ ۱۰۲۳ھ ۱۰۲۴ھ ۱۰۲۵ھ ۱۰۲۶ھ ۱۰۲۷ھ ۱۰۲۸ھ ۱۰۲۹ھ ۱۰۳۰ھ ۱۰۳۱ھ ۱۰۳۲ھ ۱۰۳۳ھ ۱۰۳۴ھ ۱۰۳۵ھ ۱۰۳۶ھ ۱۰۳۷ھ ۱۰۳۸ھ ۱۰۳۹ھ ۱۰۴۰ھ ۱۰۴۱ھ ۱۰۴۲ھ ۱۰۴۳ھ ۱۰۴۴ھ ۱۰۴۵ھ ۱۰۴۶ھ ۱۰۴۷ھ ۱۰۴۸ھ ۱۰۴۹ھ ۱۰۵۰ھ ۱۰۵۱ھ ۱۰۵۲ھ ۱۰۵۳ھ ۱۰۵۴ھ ۱۰۵۵ھ ۱۰۵۶ھ ۱۰۵۷ھ ۱۰۵۸ھ ۱۰۵۹ھ ۱۰۶۰ھ ۱۰۶۱ھ ۱۰۶۲ھ ۱۰۶۳ھ ۱۰۶۴ھ ۱۰۶۵ھ ۱۰۶۶ھ ۱۰۶۷ھ ۱۰۶۸ھ ۱۰۶۹ھ ۱۰۷۰ھ ۱۰۷۱ھ ۱۰۷۲ھ ۱۰۷۳ھ ۱۰۷۴ھ ۱۰۷۵ھ ۱۰۷۶ھ ۱۰۷۷ھ ۱۰۷۸ھ ۱۰۷۹ھ ۱۰۸۰ھ ۱۰۸۱ھ ۱۰۸۲ھ ۱۰۸۳ھ ۱۰۸۴ھ ۱۰۸۵ھ ۱۰۸۶ھ ۱۰۸۷ھ ۱۰۸۸ھ ۱۰۸۹ھ ۱۰۹۰ھ ۱۰۹۱ھ ۱۰۹۲ھ ۱۰۹۳ھ ۱۰۹۴ھ ۱۰۹۵ھ ۱۰۹۶ھ ۱۰۹۷ھ ۱۰۹۸ھ ۱۰۹۹ھ ۱۱۰۰ھ ۱۱۰۱ھ ۱۱۰۲ھ ۱۱۰۳ھ ۱۱۰۴ھ ۱۱۰۵ھ ۱۱۰۶ھ ۱۱۰۷ھ ۱۱۰۸ھ ۱۱۰۹ھ ۱۱۱۰ھ ۱۱۱۱ھ ۱۱۱۲ھ ۱۱۱۳ھ ۱۱۱۴ھ ۱۱۱۵ھ ۱۱۱۶ھ ۱۱۱۷ھ ۱۱۱۸ھ ۱۱۱۹ھ ۱۱۲۰ھ ۱۱۲۱ھ ۱۱۲۲ھ ۱۱۲۳ھ ۱۱۲۴ھ ۱۱۲۵ھ ۱۱۲۶ھ ۱۱۲۷ھ ۱۱۲۸ھ ۱۱۲۹ھ ۱۱۳۰ھ ۱۱۳۱ھ ۱۱۳۲ھ ۱۱۳۳ھ ۱۱۳۴ھ ۱۱۳۵ھ ۱۱۳۶ھ ۱۱۳۷ھ ۱۱۳۸ھ ۱۱۳۹ھ ۱۱۴۰ھ ۱۱۴۱ھ ۱۱۴۲ھ ۱۱۴۳ھ ۱۱۴۴ھ ۱۱۴۵ھ ۱۱۴۶ھ ۱۱۴۷ھ ۱۱۴۸ھ ۱۱۴۹ھ ۱۱۵۰ھ ۱۱۵۱ھ ۱۱۵۲ھ ۱۱۵۳ھ ۱۱۵۴ھ ۱۱۵۵ھ ۱۱۵۶ھ ۱۱۵۷ھ ۱۱۵۸ھ ۱۱۵۹ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۱ھ ۱۱۶۲ھ ۱۱۶۳ھ ۱۱۶۴ھ ۱۱۶۵ھ ۱۱۶۶ھ ۱۱۶۷ھ ۱۱۶۸ھ ۱۱۶۹ھ ۱۱۷۰ھ ۱۱۷۱ھ ۱۱۷۲ھ ۱۱۷۳ھ ۱۱۷۴ھ ۱۱۷۵ھ ۱۱۷۶ھ ۱۱۷۷ھ ۱۱۷۸ھ ۱۱۷۹ھ ۱۱۸۰ھ ۱۱۸۱ھ ۱۱۸۲ھ ۱۱۸۳ھ ۱۱۸۴ھ ۱۱۸۵ھ ۱۱۸۶ھ ۱۱۸۷ھ ۱۱۸۸ھ ۱۱۸۹ھ ۱۱۹۰ھ ۱۱۹۱ھ ۱۱۹۲ھ ۱۱۹۳ھ ۱۱۹۴ھ ۱۱۹۵ھ ۱۱۹۶ھ ۱۱۹۷ھ ۱۱۹۸ھ ۱۱۹۹ھ ۱۲۰۰ھ ۱۲۰۱ھ ۱۲۰۲ھ ۱۲۰۳ھ ۱۲۰۴ھ ۱۲۰۵ھ ۱۲۰۶ھ ۱۲۰۷ھ ۱۲۰۸ھ ۱۲۰۹ھ ۱۲۱۰ھ ۱۲۱۱ھ ۱۲۱۲ھ ۱۲۱۳ھ ۱۲۱۴ھ ۱۲۱۵ھ ۱۲۱۶ھ ۱۲۱۷ھ ۱۲۱۸ھ ۱۲۱۹ھ ۱۲۲۰ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۲ھ ۱۲۲۳ھ ۱۲۲۴ھ ۱۲۲۵ھ ۱۲۲۶ھ ۱۲۲۷ھ ۱۲۲۸ھ ۱۲۲۹ھ ۱۲۳۰ھ ۱۲۳۱ھ ۱۲۳۲ھ ۱۲۳۳ھ ۱۲۳۴ھ ۱۲۳۵ھ ۱۲۳۶ھ ۱۲۳۷ھ ۱۲۳۸ھ ۱۲۳۹ھ ۱۲۴۰ھ ۱۲۴۱ھ ۱۲۴۲ھ ۱۲۴۳ھ ۱۲۴۴ھ ۱۲۴۵ھ ۱۲۴۶ھ ۱۲۴۷ھ ۱۲۴۸ھ ۱۲۴۹ھ ۱۲۵۰ھ ۱۲۵۱ھ ۱۲۵۲ھ ۱۲۵۳ھ ۱۲۵۴ھ ۱۲۵۵ھ ۱۲۵۶ھ ۱۲۵۷ھ ۱۲۵۸ھ ۱۲۵۹ھ ۱۲۶۰ھ ۱۲۶۱ھ ۱۲۶۲ھ ۱۲۶۳ھ ۱۲۶۴ھ ۱۲۶۵ھ ۱۲۶۶ھ ۱۲۶۷ھ ۱۲۶۸ھ ۱۲۶۹ھ ۱۲۷۰ھ ۱۲۷۱ھ ۱۲۷۲ھ ۱۲۷۳ھ ۱۲۷۴ھ ۱۲۷۵ھ ۱۲۷۶ھ ۱۲۷۷ھ ۱۲۷۸ھ ۱۲۷۹ھ ۱۲۸۰ھ ۱۲۸۱ھ ۱۲۸۲ھ ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۴ھ ۱۲۸۵ھ ۱۲۸۶ھ ۱۲۸۷ھ ۱۲۸۸ھ ۱۲۸۹ھ ۱۲۹۰ھ ۱۲۹۱ھ ۱۲۹۲ھ ۱۲۹۳ھ ۱۲۹۴ھ ۱۲۹۵ھ ۱۲۹۶ھ ۱۲۹۷ھ ۱۲۹۸ھ ۱۲۹۹ھ ۱۳۰۰ھ ۱۳۰۱ھ ۱۳۰۲ھ ۱۳۰۳ھ ۱۳۰۴ھ ۱۳۰۵ھ ۱۳۰۶ھ ۱۳۰۷ھ ۱۳۰۸ھ ۱۳۰۹ھ ۱۳۱۰ھ ۱۳۱۱ھ ۱۳۱۲ھ ۱۳۱۳ھ ۱۳۱۴ھ ۱۳۱۵ھ ۱۳۱۶ھ ۱۳۱۷ھ ۱۳۱۸ھ ۱۳۱۹ھ ۱۳۲۰ھ ۱۳۲۱ھ ۱۳۲۲ھ ۱۳۲۳ھ ۱۳۲۴ھ ۱۳۲۵ھ ۱۳۲۶ھ ۱۳۲۷ھ ۱۳۲۸ھ ۱۳۲۹ھ ۱۳۳۰ھ ۱۳۳۱ھ ۱۳۳۲ھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۴ھ ۱۳۳۵ھ ۱۳۳۶ھ ۱۳۳۷ھ ۱۳۳۸ھ ۱۳۳۹ھ ۱۳۴۰ھ ۱۳۴۱ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۳ھ ۱۳۴۴ھ ۱۳۴۵ھ ۱۳۴۶ھ ۱۳۴۷ھ ۱۳۴۸ھ ۱۳۴۹ھ ۱۳۵۰ھ ۱۳۵۱ھ ۱۳۵۲ھ ۱۳۵۳ھ ۱۳۵۴ھ ۱۳۵۵ھ ۱۳۵۶ھ ۱۳۵۷ھ ۱۳۵۸ھ ۱۳۵۹ھ ۱۳۶۰ھ ۱۳۶۱ھ ۱۳۶۲ھ ۱۳۶۳ھ ۱۳۶۴ھ ۱۳۶۵ھ ۱۳۶۶ھ ۱۳۶۷ھ ۱۳۶۸ھ ۱۳۶۹ھ ۱۳۷۰ھ ۱۳۷۱ھ ۱۳۷۲ھ ۱۳۷۳ھ ۱۳۷۴ھ ۱۳۷۵ھ ۱۳۷۶ھ ۱۳۷۷ھ ۱۳۷۸ھ ۱۳۷۹ھ ۱۳۸۰ھ ۱۳۸۱ھ ۱۳۸۲ھ ۱۳۸۳ھ ۱۳۸۴ھ ۱۳۸۵ھ ۱۳۸۶ھ ۱۳۸۷ھ ۱۳۸۸ھ ۱۳۸۹ھ ۱۳۹۰ھ ۱۳۹۱ھ ۱۳۹۲ھ ۱۳۹۳ھ ۱۳۹۴ھ ۱۳۹۵ھ ۱۳۹۶ھ ۱۳۹۷ھ ۱۳۹۸ھ ۱۳۹۹ھ ۱۴۰۰ھ ۱۴۰۱ھ ۱۴۰۲ھ ۱۴۰۳ھ ۱۴۰۴ھ ۱۴۰۵ھ ۱۴۰۶ھ ۱۴۰۷ھ ۱۴۰۸ھ ۱۴۰۹ھ ۱۴۱۰ھ ۱۴۱۱ھ ۱۴۱۲ھ ۱۴۱۳ھ ۱۴۱۴ھ ۱۴۱۵ھ ۱۴۱۶ھ ۱۴۱۷ھ ۱۴۱۸ھ ۱۴۱۹ھ ۱۴۲۰ھ ۱۴۲۱ھ ۱۴۲۲ھ ۱۴۲۳ھ ۱۴۲۴ھ ۱۴۲۵ھ ۱۴۲۶ھ ۱۴۲۷ھ ۱۴۲۸ھ ۱۴۲۹ھ

الامانی اللہ قلب سلیمہ والفت الحنہ للتمیمنہ وبرزت الحیون
وقبل لہم اینا کتم قیدک ہ من دون اللہ کل یصیر ویکو ویتصرفون
فکبکوا فیما ہم والظاوان وجنودا بلیس اجمعون قالو ہم فیما یخصمون
تاللا ان کنا لعی ضل مبینہ اذینو کبر رب العلمین وعا اضلنا لکما
فلما لامن شافینہ ولا صدیق حمیم فلان لنا کزۃ فنکون من المومنین
ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرہم مومنین ہ وان لایۃ لہم العزۃ الذی
حمر جمہ اور سالن کو خبر براہیم کی جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کیا پرستے
ہو وہ بولے ہم بوجہ ہیں مورتوں کو پھر سارے دن ان پاس لگے بیٹھے رہیں کہا کچھ
سنئے ہیں تمہارا جب پکارتے ہو یا بھلا کرتے ہیں تمہارا یا برا بولے نہیں پر
ہم نے پائے اپنے باپ دادے ہی کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو جن کو جتے رہے ہو
تمہارا تمہارے باپ دادے اگلے سووہ میرے غنیم ہیں مگر جہان کا صاحب جس
نے مجھ کو بنا سو وہی مجھ کو سوجھ دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو کھلا تا ہے اور لٹا ہے
اور جب میں بیمار ہوں وہی چنگا کرتا ہے اور وہ جو مجھ کو ماریگا اور پھر جلاو لگا اور وہ
جو مجھ کو قرح ہے کہ بخشنے میری قصص دن انصاف کے اے رب دے مجھ کو حکم اور
طا مجھ کو یسوں میں اور کبر میرا بل تھا پچھلوں میں اور اگر مجھ کو وار توں میں نصرت
بل کے اور معاف کر میرے باپ کو وہ تمہارا پھولوں میں اور رسوا نہ کہ مجھ کو جس
دن حی کر اٹھیں جہان نہ کام آوے کوئی مال نہ بیٹھے مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر
دل چنگا اور پاس لائے نہشت واسطے ڈر والوں کے اور نکلتے دوزخ سے
بیرا ہوں کے اور کہتے ان کو کہاں میں جنکو پوجتے تھے اللہ کے سوائے کچھ مدد
کرتے ہیں تمہاری یا بدلہ لے سکتے ہیں پھر اوندھے ڈالے اس میں وہ اور سب
بیرا اور تشکر بلیس کے سارے کہیں جب وہ وہاں جھگڑتے تھے لکھتے قسم اللہ
کی ہم تھے صریح غلطی میں جب تکو برا کرتے تھے جہاں کے صابر جب کے اور ہم
کوراہ سے بھلا یا سوان گنہ گاروں نے پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنی اور نہ کوئی
دوست محبت کرنی یا اس کو کسی طرح ہو پھر جانہ ہو تو ہم ہوں ایمان والوں میں اس بات میں
لشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست عزت والا
سورۃ الانبیاء ولقد اتینا ابراہیم رشداً من قبل وکنناہ
علیمین ہ اذ قال لا تبہ وقومہ ما ھذا الہ التائیلن الی انہم لہما عاقون
قالو وحدا نانا الہا عبدین ہ قالو لکما کستم انتم وانا وکفر فی ضلالت
صیین ہ قالو اجبتنا بائعنا ام انت من اللعین ہ قال ربکم رب السموات
والارض الذی فطرھن وانا علی ذالک من الشاہدین ہ قال لکما کنتما
اصناما کرم بعد ان تولدتم بربنہ فجعلہم جد ادا لکبر الھم لعلہم الیہ
یرجعون ہ قالو من فعل ھذا الہفتا اندھن الظلمین ہ قالو اسمعنا ف
یذکر ہم لقیال لہ ابراہیم ہ قالو انا وابر علی ابن الناس لعلہم یسجدو
قالو انت فعلت ھذا با کھتنا یا ابراہیم ہ قال بل فعلہ کبر ہم ھذا
فستوھم ان کما فایطعون ہ فرجوا الی انفسہم فقالوا انکم انتم الظالمون ہ
ثم نکسوا علی زینھم القل علمت ما ھو ولا یطعون قال انت عبد رب
من دون اللہ فاما انیفکمر شیئا ولا یضرک ما لک ولا تعبدون من
دول اللہ اقلہ تعقلون قالوا حرقوا النضر والھتکرا ان کتم فعلین ہ
فلما یا نار کوئی بردا وسلم علی ابراہیم واسادوا بد کید انجم علمتہم
ایا حسرتہن وتجنبنہ ولو طأ الی الارض الی الی لکننا نھما للعلیمین و

وھینالہ اسحق و یعقوب نافلہ ولا جعلنا لعلیمین ہ ترجمہ اور آگے
دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک ماہ اور ہم رکھتے ہیں دیکھی خبر جب کہا اس نے
اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا مورتوں میں ہیں جن پر تم نے بیٹھے ہو بولے ہم نے پایا
اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے ہوا مقرر ہے ہوتہم اور تمہارے باپ دادے
صریح غلطی میں بولے تو ہم باس لایا ہے سچی بات یا تو کھلا ڈیاں کرتا ہے ہوا نہیں
پر تب تمہارا وہی ہے رب زمین اور آسمان کا جس نے ان کو بنایا اور میں اسی بات
کو قائل ہوں اور قسم ہے اللہ کی میں علاج کر دنگا تمہارے تو کجا جب تم جاکو
پچھ پچھ کر پھر کر ڈالان کو کر کے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اس پاس پھر آویں کہیں
لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے کھاروں سے وہ کوئی بے انصاف ہے وہ بولے
ہم نے سنا ہے ایک جوان ان کو کچھ کہتا ہے اس کو یار کرتے ہیں ابراہیم وہ بولے
اسکو لے آؤ لوگوں کے سامنے شاید وہ دیکھیں بولے کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے
کھاروں پر اسے ابراہیم بولا نہیں یہ کیا اگلے اس پر اس نے سوان سے بوجہ
اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے ہی میں پھر بولے لو تو تم ہی بے انصاف ہو پھر اذکر
ہو سنے ڈالکر تو جاننا ہے جیسا یہ بولتے ہیں بولا کیا پھر تم بوجتے ہو اللہ سے دے
ایسے کو کہ تمہارا کچھ بھلا کرے نہ برا نیزاں جن میں تم سے اور میں تو تم بوجتے ہو اللہ کو
سو کیا تم کو بوجہ نہیں بولے اسکو جلاوا و مدہ کر دے اپنے ٹھا کر کوئی مگر کچھ کرتے ہو
ہم نے کہا اے انکھنڈک ہو جا اور ابراہیم براور چاہئے لگے اسکا براہیم نہیں
کو سمجھے ڈال انصاف اور براہیم نے اسکو اور لوہ کو اس زمین کی طرف جس میں برکت تھی
ہے جہاں کیواسے اور جتنا ہے اسکو سحاقت اور یعقوب یا انعام میں اور سب کو برگزین کیا
اس کے متعلق تفسیر حسینی میں لکھا ہے میرا بن علین کہ توفیق وار برادر دشت
دو شاخہ (صفحہ ۳۱۷ جلد اول سورہ نور) ہے
اسی میں ہے
یہ توفیق و عرش پیرا ہے بوقر کہ چش را آتش با منے بود
فرستادش بر ساروح رضوان از ابرو شد بر آتش گلستان
رسید از سندہ جبرئیل امین زود ز بازو سے دے توفیق بشود
بروز اور دربار پیر ہن ترا بیدان پوشید آن یا کیرہ تن سرا
سورۃ عمر لہم واذکر فی الکتب ابراہیم ہ اذ کان عبداً یقابلیا
اذ قال لا تبہ یا رب اللہ تعالیٰ ما لایسمع ولا یدبیر ویقعی عنک شیئا
یا رب انی قد طاعتک من العلم ما لک یا رب فابقی ھذا صبرا لک سریا
یا رب لا تعبد الشیطان ان الشیطان کان للرجل عیالاً فایت الی احدا
ان عیالک عذاب من الرحمن فیکون للشیطان ولک قال اراعت انت عن
الھقی یا ابراہیم النین لمر تبہ لا مر جہانک و اھجی علیا قال علیہم
علیک سابعقر لک ربی انہ کان فی حیاء و اعتر لکرم وما تذر عون
من دون اللہ وادع ربی عیسے ایا کون بدعاء ربی سبقا فلیا
اعتز لھم وما یعدون من دون اللہ وھینالہ اسحق و یعقوب وکلا
جعلنا نبیاء و وجہنا لھم من رحمتنا جعلنا لھم لسان صدق علیا
ترجمہ اور مذکور کتاب میں ابراہیم کا بے شک تھا وہ سچائی جب کہا اپنے
باپ کو اے میرے باپ کیوں بوجا ہے جو چیز نہ سنئے نہ دیکھے اور نہ کام آئے تیرے
کچھ اے باپ میرے مجھ کو آئی خبر ایک چیز کی جو مجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل
سو جادوں مجھ کو راہ سیدھی اے باپ میرے من بوجہ شیطان کو بے شک

بھی اخلاص سے نہیں صاف ظاہر ہے کہ یہود اُن کے تمام حالات سے واقف تھے اور
 میر صاحب کی موجودگی میں اسکی حکمتوں اور نصیحتوں کے حالات کو گونگوانے تھے
 جن کی حدوت ہزار تک تھی اور ایک سو نصیحت اسکی جو اُس نے اپنے بیٹے کو دی تھیں
 ایک مشہور کتاب بھی ہے زورہ ساری یہودیوں میں موجود تھیں نہیں صاف ظاہر
 ہے کہ میر صاحب سے یہودیوں سے شکر خزان میں درج کر دیں اور جب یہود کی اس
 دستبرد ایک شخص کو دوس بارہ نصیحتیں کس شہزاد میں ہیں جن کے واسطے اس کی
 ضرورت مانی جاتی ہے وہی بات اور شکر ہے جو ہم نے تکریم میں درج کی
 ہے کہ لقمان کے قصہ نے یونانیوں کی تاریخوں سے جھلک دکھایا اور کچھ عسکی ستانی
 باقی بر عمل فرمایا باقی رہا کہ آپ اس قصہ کو اور انقیاس سمجھ سکتے ہیں یہ آپ کی
 علمیت کا معاف رکھئے قصہ یہ ہے تکریم کی عیادت پھر رکھئے وہ دور انقیاس
 یونانیوں کی تواریخوں کے حق میں ہے کہ وہ دور انقیاس میں ہیں۔ ان سے قرآن کے
 جامع عثمان نے یا محمد صاحب نے نقل کر لیا۔ شکر یاد کیجئے۔ اور اسی واسطے ان
 میں بڑا سخت اختلاف ہے مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۱۸۲۔

سکندر کے بے بنیاد قصہ کے سبب ہم نے اُن کو خاکسار دور انقیاس کہا اور نہ کوئی
 وجہ نہیں تھی اور درحقیقت وہ دور انقیاس ہی نہیں بلکہ اہل حالات سے مخالف ہے
 ابراہیم کا قصہ۔

ہم نے تکریم صفحہ ۸۱ پر لکھا تھا کہ قرآن میں صرف برائے لوگوں
 کے بایں ایش وغیرہ سے منقول قصہ جات پھر ہے ہیں اور اسی لحاظ سے لوگ اسے
 بعض الاولین کہتے ہیں۔ اسپر مولوی صاحب فرماتے ہیں۔
 ۸۱۔ ابراہیم کا قصہ اس وقت سینا دیئے ہیں اور انصاف مانگتے ہیں کہ
 کیا کہانی لغویہ یا نام بلند پرہیزیوں کی ترقیوں کی جڑ ہے۔ اس کو سورۃ بقرہ
 دوم و شعل سے نقل کر کے کہانی لکھی ہے اور کچھ ذکر صفحہ ۳۲۵ و ۳۲۶ پر بھی کیا ہے
 اگر یہ آپ نے یہاں بھی ہم سے جالائی کی یا پسک سے داؤ کیلایا ہے صرف
 ایک محل ہی بات نکھدی اور سارا فضول قصہ نقل نہیں کیا۔ لیجئے ہم سے
 سن لیجئے اور انصاف کیجئے۔

سورۃ العام۔ واذا قال ابراہیم لایہ انیرا اتخذ اصناما
 الی اریاک و قومک فی مثل مبین ۵ وکذا یحییٰ ابراہیم
 ملکوت السموات و الارض و لیکون من اطوفین ۶ فلما جن علیہ
 النین ۷ اذکما قال ہذا امری فلما افل قال لا احب الاطین ۸ فلما
 را القلدا زغا قال ہذا امری فلما افل قال لین لیم کذلکی ربی لا
 کون من القوم الضالین ۹ فلما را العقیسن بالزغۃ قال ہذا امری ہذا
 اکبر فلما افل قال یقوم الی ربی و لیم انشرکون ۱۰ الی و جہت و جہی
 اللہ فی قطر السموات و الارض حقیقۃ و ما افامن المشرکین ۱۱ و حاجہ
 قرضۃ قال اتمنا جوی فی اللہ و قد ہلک ان و لا اخاف ما تنشرکون
 نہ الا ان یشاء ربی شیئا و یبع ربی کل شیء علما فلا تشکرون
 و کیف اخاف ما اشکرکم و لا تخافون انکم اشکرکم باللہ ما لقرن
 ید علیکم سلطنا فابی الفریقین حتی بالامین ان کتم تعلمون ۱۲ اللہ
 امنو و لم یلبسوا بما نهم بظلم اولیاء لہم اما من و کھم مہتدین
 و تلک حجتنا الیکم ابراہیم علی قومہ نرفع درجت من کشاوران
 ربانہ حکیم علیہ ۱۳ و کچھ اور جب کہ ابراہیم نے اپنے باپ اور کوئی بکرا
 ہے یہودوں کو خدا میں دیکھتا ہوں تو اور میری قوم صریح ہوئی ہوا اور اس طرح ہم

دکھائے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی اور تا اُس کو یقین آئے۔ پھر
 جب اندیشہ میری آئی اُس پر رات دیکھا ایک تارا بولایا ہے رب میرا پھر جبت وہ
 غایت ہوا بولا مجھ کو خوش نہیں آتے جہت جا جو اے پھر جب دیکھا جانے
 چمکتا بولایا ہے رب میرا پھر جبت وہ غایت ہوا بولا اگر تہ راہ دے مجھ کو رب میرا
 بے شک میں بہن بھگنے دانے لوگوں میں پھر جب دیکھا سو سو جھمکتا بولایا
 ہے رب میرا یہ رب بڑا پھر جبت وہ غایت ہوا بولا اے قوم میں ہزار ہوں اُن سے
 جن کو تم شریک کرتے ہو میں نے اپنا نامہ کیا اسکی طرف جس نے بنائے آسمان
 اور زمین ایک طرف کا جو کہ اور میں نہیں شریک کر بولا۔ اور اُس سے جھگڑا ہی قوم
 بولا تم مجھ سے جھگڑتے ہو اللہ پر اور وہ مجھ کو سو بھاجکا اور میں دوتا نہیں اُن سے
 جو کہ شریک ٹھہراتے ہو اسکا کہ میرا رب کچھ چاہے سمانی ہے میرے رب کو علم میں
 چیز کو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو اور میں کیونکر دروں غمناکے شریکوں سے اور تم میں
 ڈرتے کہ شریک ٹھہراتے ہو اللہ کے ساتھ جبر نہیں آتا ہی اُسے تم کو کچھ سنا
 اب فرق میں کس کو چاہئے خاطر جبر کو اگر سمجھ رکھتے ہو جو لوگ یقین لائے اور
 ملائی نہیں اپنے یقین میں کچھ تفسیر نہی کو اپنی خاطر جمع اور وہی ہیں راہ ہائے
 اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی ابراہیم کو اُس کی قوم کے مقابل درجے بلند
 کرتے ہیں ہم جس کو چاہیں تیرا رب تدبیر والا ہے خبردار۔

سورۃ بقرہ اذ قال ابراہیم ربی الذی یحییٰ و یمیت انا محض امیت قال ابراہیم
 فان اللہ بانی بالسنن من المشرق فانت بھامن المغرب فہبت الذی کفر
 واللہ لا یجحد فی القوم الظالمین ۵ واذا قال ابراہیم رب انی کف
 نمی المونی قال و لکم تو من قال بلی و لکن لبطین قبیۃ قال فخذ اربعۃ من الطیر فخذ
 الیک لثما جل علی کل جبل منھن جزء لثما ذبحن بالثناک سمعنا و علمنا ان اللہ
 عز و جل حکیم ۶ و کچھ نے نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اس کے رب پر
 واسطے یہ کہ وہی تھی اُس کو اللہ نے سلطنت جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو
 جاتا ہے اور مارتا ہے کہا ابراہیم نے اللہ تولا ہے سو ج کو مسرق سے چھوٹے کہ
 اسکو مغرب سے تب حیران رہ گیا وہ منکر اور اللہ میں رہ دتا ہے انصاف لوگوں کو
 اور جب کہا ابراہیم نے اے رب دکھا مجھ کو کہو کہ جلا دیگا تو مرے فرمایا کیا تو نے یقین
 نہیں کیا کہ ان کیوں نہیں لیکن اسواسطے کہ تسکین ہو میرے دلوں دیا تو کبریا چاچا
 اور نے پھر اگلا اپنے ساتھ پھر وال ہر پہاڑ پر اُن کا ایک ایک ٹکڑا بکرا لیا کہ
 آؤں تیرے پاسی ورتے اور جان کے کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

سورۃ شعراء اذ کل علیہم نبا ابراہیم ۱۰ اذ قال لایہ ۱۱
 قومہ ما تعبدون ۱۲ قالوا یعبد اصناما فقل لہا عاقبت ۱۳ قال کل
 یسمو ککم اذ تلعون ۱۴ و یفعلو ککم اذ یضرون ۱۵ قالوا بل وجدنا
 ابائنا کذلک ۱۶ قال افر یتہر ما کتم تعبدون ۱۷ انتم و ابائکم
 الا کذامون ۱۸ فاکھم عددی اکابر العالمین ۱۹ الذی خلفتہم
 کھدین ۲۰ والذین ہو بطعن و یسقیقین و اذ امرنت فہم یتسقیقین ۲۱
 والذی یمیت فی تمحیمین ۲۲ والذی اطع ان یفعل فی خبیثۃ یومہم الذین
 رب ھب لی حکما و انجھ باریک ۲۳ و جعل فی لسان حدی
 فی الاخرین ۲۴ و اعلیٰ من ورتہ جنتہ النعیم ۲۵ و احقر لابی انہ کان
 من الضالین ۲۶ و لا تح فی دم ہتوت ۲۷ و لیم مال و لا بنوت ۲۸

وجہ اول۔ پارسیوں کی کتابیں دیکھا تو کہہ رہے اور اس کو نہایت عوت سے یاد کیا گیا چنانچہ ہوم ہنٹ سوم میگ کے متون میں اتھوڈیکا نام موجود ہے۔ اور اکثر اگرہ رشی ہوم اور ام رسانی کا نام مبارک مذکور ہے بلکہ ایک تاریخی واقعہ بھی لکھا ہے کہ کرشنا نورا جہ کے حکومت کے عہد میں اتھرو وید کے شروع کا منتر شلوی دیوی کے ہاتھ سے اپنے راج بین گردنا سوا سے ہوم نے اس کو سنتا ہوتا تھا۔ یہ وہ دیکھو ہوم ہنٹ کی ۸ ویں آیت کا پاٹ ژند او ستھا اس پر ناخصل ہاگ صاحب نے لکھا ہے کہ کرشنا نوکا ایک ایسا ہی (ایسا ہی بیان آریہ ورت کے برابرے پستکوں میں بھی ہے دیکھو ایتیری بہمن ۲-۲۷) پس صاف ظاہر ہے کہ یہ جہہ ژند او ستھا میں ایتیری براہمن سے لیا گیا اور ایتیری براہمن اور ژند او ستھا دونوں سے قدیم وید ہیں۔

وجہ دوم۔ محقق فضلہ وغیرہ صاحب نے جنہوں نے آریہ ورت کے ویدک ہوم اور ایران کے پارسی مذہب کی بابت تحقیقات کی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ آریہ لوگ آریہ ورت سے آٹھ ہزار سال پہلے آباد ہوئے۔ چنانچہ محقق پروفیسر میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے آٹھ ہزار سال پہلے آباد ہوئے۔ (اس میں آدنی لنگویج صفحہ ۲۸۸)۔

دارا بادشاہ کہتا ہے کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں کیونکہ اس کے بعد دارا کا نام ایرانیا اٹھا تھا (اس میں آدنی لنگویج صفحہ ۲۸۰) یہ دارا بادشاہ دارا سکندر سے بہت پہلے گذرا ہے۔

آریہ کے ایک مذہب اور فاضل فرماتے ہیں۔ مٹوئی مٹوئی۔ آریائی۔ یونانی اور یون قانون کی بنیاد کے باعث ہوئے اور مٹوئے قوانین کا اثر یورپ کے کل قوانین پر پرتلی میں اب تک پایا جاتا ہے رسالہ بائبل ان انڈیا)۔

وجہ سوم۔ بیان جی کا پارسی فرسیدرج کیش نے پیغمبر مٹوئی کے پاس برفاہ بچ جانا اور اس سے مباحثہ کرنا مفصل دیکھو بلذیب براہمن الاحدیہ صفحہ ۱۹ حالانکہ بیان جی سے بہت پہلے براہمن کشپ یا گوگ۔ وشنسٹ و شوا اتھرو راجندر جنک۔ گرتھ۔ کیل۔ کننا۔ مٹی وغیرہ پہلے ہیں اور وہ سب ویدک ہوم کے ماننے والے تھے اور پٹی دیو سوت۔ سواہیہ وغیرہ منوا اور ان سے بھی وید پہلے موجود تھے۔

وجہ چہارم۔ ان کا آریہ کہنا نا۔

وجہ پنجم۔ مسئلہ تنازع کا قابل ہونا اور جیو کو انا دی ماننا اور پرگرتی کو بھی دیکھو دیاسا تیز ژند آباد و شوراں خسرو آیت ۶۷ و ۶۸۔

وجہ ششم۔ گوٹھری کے برگ کو ضروری جاننا اور گوشت نہ کھانا دیکھو آیت ۴۷ و ۴۸۔

وجہ ہفتم۔ حارورثوں کا ماننا اور اس کا ویدک قاعدہ کے مطابق ہونا اور نئے ناموں سے نامزد ہونا (دیاسا تیز آسمانی نظر آتا و شوراں خسرو آیت ۴۵ و ۴۶)۔

وجہ ہشتم۔ مٹوئی مٹوئی کرنا اور آگ کو خدایا ماننا بلکہ ہوا کے صاف کرنیوالی چیز جانتا

وجہ نہم۔ سسکت براہمن جو کل بابوں کا مخرج ہے اس کا پارسی سے زیادہ قہر ہے۔

وجہ دہم۔ خاص کر گٹھ کشا کرنا اور گوہر کے وہی مشہور نواید جو علم طب کے رو سے ضروری ہیں ماننا دیکھو ژند پاٹ مطبوعہ ایران اصل دی زبان میں اور اس کا ترجمہ زبان فارسی)۔

وجہ یازدہم۔ گلیو پیت یعنی زتار پندنا۔

وجہ دوازدہم۔ مردہ کو جلاتا۔ (دیکھو نامہ و شوراں خسرو ژند آباد آیت ۱۱۵۴) پس کسی طرح بھی وہ سہ و قدیم نہیں اور نہ ویدان سے نوین ہیں بلکہ ہندو جہا شہادتیں سے صاف ظاہر ہے کہ پارسی کیا تمام دنیا کے مذہب اور سب جہان کی

کتابیں ویدوں سے مابعد ہیں پس ثابت ہوا ہمارا دعویٰ کہ وید نے کسی مذہب یا کتاب سے کچھ نہیں چورایا بلکہ جب نے جو کچھ سچائی یا صداقت یا ہدایت کی وہ وید مقدس سے حاصل کی اس کے ساتھ (دیکھو تاریخ دنیا جلد اول و دوم)۔

جان شکسپر صاحب کے کوٹلی میں ہندو شہنشاہ ارتھ دیکھا ہے کہ گڑگو ویشی۔ براہمن۔ انڈین۔ ایتھوا۔ ایتھو مین۔ اور جیٹو کہ ارتھ دو تیسٹ صاحب کی بڑی ڈکشنری میں اس کا اصل ارتھ جنٹیل ہے اور جنٹیل ہون اور میگن یہ سب نام کا فرق ہیں۔

رجوٹن صاحب کی قرآن۔ قاسمی۔ اگر بڑی ڈکشنری میں ہندو کا ارتھ چاکر دہن ڈاکو۔ ناسٹک۔ جو کیدار اور چہرہ پر کاکھلی کے کٹے ہیں دیکھو صفحہ ۱۱۵۲۔

سکندر نامہ میں خداداد ہماہن سکندر میں لکھا نامہ۔

ترآن ہماہن سرور دیہاں۔ خدمت جو ہندو وید ہندی۔

سکندر نامہ میں مذکر حسن لوشاہ لکھا ہے۔

زہندوستان آمدہ جوڑے۔ زہر جوڑہ سوختہ خرے۔

زہندوستان یعنی کرلہ کی دوکان اور ہندو یعنی کرلہ۔

پھراسی میں ہے۔

زہندوڑے خانہ پر خون تندہ۔ ہماہن سشن بتر نخس شدہ۔

زہندو یعنی جادوگر۔

ہماہن نش میں ہے۔

گرویت نلفن مشکینت خطائے قنات۔ وزہندوڑے شیار برن جفلے رفت رفت۔

زہندو یعنی خال سیاہی۔

مسیحی لوں نے پارسیوں کا نام گبر یعنی کا ذکر کیا اور قیاس کے آٹھویں ویش کا نام مٹوئی لکھا ہے علامہ آخوند کے دھن دین کا نام کا قرہ رکھا۔ یورپ والوں کا ترسانے ڈیروک و ناسٹک رکھا افغانستان کے چلی باشندوں کا نام کا قرہ رکھا۔ نام قرسلان لکھا۔

لہمان اور ابراہیم کا قصہ اور۔

لہمان اور ابراہیم کا قصہ اور۔

یونانیوں کی قاریوں سے حلوہ دکھایا۔

۴۴ مولوی۔ سنی صاحب قرآن نے لہمان کا قصہ جہاں بیان کیا ہے اس سورہ کا نام سورہ لہمان ہے۔ جو اکیسواں سید پارہ میں موجود ہے چہرانی کر کے وہ قصہ سنئے آپ کو ایسے انصاف اور نیک بینی اور استعداد اور عری کا خود بخود بہت لگ جاوے گا کہ لہمان کی تصحیروں کو جو اس نے اپنے بیٹے کو دیں بیان کیا ہے ان آیات کریمہ پر غور فرمائیے اور یاد رکھئے کہ صرف داد بلکہ قبول فرمائیے میں آپ کو حق کی طرف بلاتا ہوں اور بے انصافی کے سخت وبال سے آگاہ کرتا ہوں۔ دیکھو مرنا ہے اور بھلائی بڑائی کا نتیجہ پایا ہے۔ کیا یہ دور انقیاس ہے۔

آریہ مولوی صاحب افسوس کہ کیسے ایک تک بھی راستی کی قدر نہ کی۔ اور لہمان قرآنی کا مطالعہ فرمایا۔ دیکھئے وہ صاف طور پر دینی زبان سے ہمارے بیان کی تصدیق کر رہی ہیں۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ "آوردہ اند کہ قصہ لہمان حکیم وہ صاے او نزد ہود شہر عظیم دامت و عرب درہم سے کہ رجوع بدیشان گردنہ سے از حکمت ہائے لہمان برائے ایسان مثل زدندے" (صفحہ ۸۴ جلد ثانی) اس سے آگے چل کر لہمان کی بابت جو تفسیروں میں اختلاف ہے وہ دکھلایا ہے کوئی نئی کتاب ہے کوئی حکیم اس کے موطن میں بھی اختلاف اس کی ولایت و قومیت وغیرہ میں

تفسير يدرك السمع من به. ويسئلوك كيف عن الروح قل الروح من امر ربي. -
الروح على انه الروح الذي في الحيوان من احواله عن حقيقة فاجزاه من امر الله -
ما التاخر لعلمه وعن الى هدية لعد مصي النبي وما يعلم الروح وندعجرت
الروح عن ادراك ما يجتهد لعد اتفاق احواله الطولية على الحيوان في
والحكمة في ذلك تجيز العقل عن ادراك مغز فيه مخلوق يحاور له ليدل
عن الله عن ادراك خالفه عن ولدا روي في حدة الله جميع ذوق هو الى
في كل من ومن الحيوان وقيل هو خلق - طهره روحاني اعظمه من الملائكة و
عن ابن عباس هو جبرئيل عليه نزل به الروح اليها من على قلبك
عن الحسن القرطبي دليله وكذا لك او حبا اليك روحا من امرنا وكان
دم حيوة القلوب ومن امر ربي اتي من روحه وكلامه ليس من كلام
لبشر مرادى اى اليهود لفت الة فيشر ان سبلون اجاب الى كيف وعن
دى القرطبي وعن دى الروح فان اجاب عن الكل او سكبت عن الكل
فليس سى فان اجاب عن بعض فهو نبي فيمن له القضاة ويحكم امر الروح
وهو مجمع في السوارق فسدوا على سورتهم وقيل كان السؤال عن
خلق الروح يعنى احوال مخلوق ام كما قوله من امر ربي دليل خلق الروح
فكان هذا احوالا - صفحه ٣٧٠ جلد اول -

آریہ اور ہندو کی تحقیقات اور آریہ ہنر کی قدرت تصدیق ۱۵۶۴ء کا جواب

۴۴۔ مولوی اسلام کے معنی ضلوع کے ساتھ ذنل بسر کرنا ہیں سے رہنا۔
کیونکہ یہ لفظ اسلام سے مشتق ہے جس کے معنی ضلوع اور آشتی کے ہیں۔
آریہ۔ یہ سنک اس کے معنی توہی ہیں۔ گریہ یا مچھری بھائیوں پر کسی حالت
میں یونہی نہیں ہے کیونکہ یہ کسی اس نام کے تصدیق نہیں آدے۔ یہ تو یہ خود
محمد صاحب کے وجد میں ضلوع و آشتی نہیں تھی۔ چنانچہ تاریخ سے ظاہر ہے چیمبر
بھجیاں و خط و جگہ گشتے و بناں پر ہشتی یاد فرمودے تاہم راہ شعی براؤر خند و صفحہ
۱۵۶۴ اسلام اور یہی حال ابراہیم کا تھا۔ جیسا کہ غنیہ میں لکھا ہے و غنیہ میں مذکور
ہست۔ القصہ ابراہیم پر مستندیت بتاں کر دے و پرستند کان ایشان و شام دانے و قوم
را و مجاہد لیکر دیند و تصنیف جنینی جلد اول صفحہ ۷۷ نوٹشور میں علاوہ بران جو کچھ حرم آدمی
رہے و چور سے دنیا میں ہوئی وہ و اظہر من الشمس ہے کہ وہوں آریہ کے سرگٹ گئے
خون کی ندیاں بہ گتیں۔ لوگوں کے بال بچے۔ لہڑی۔ غلام بنکر فروخت ہو گئے۔ ایکوں انسان
غلام بنائے اور ان کے آدہ اصل کا لکر خواجہ سرے کر لے گئے۔ باہر کیا ملاش کریں تو
گھر میں ہی آتش فتنہ و فساد لگا دیے۔ نیاز الدین نے پیچہ کہا ہے۔

بسیط کا ترجمہ بھی مادہ آتا ہے جس کا جو کر دل سے بہلا یا تاکہ کسی طرح قرائی عظمت یا قی
رتجائے اور اہمیت شائیں نہیں آئے حضرت بسیط جز نہیں بلکہ بتا بلکہ وہ ہر دو کا
کل ہوتا ہے۔ اگر بڑی فلسفہ کو دیکھ کر دریاؤں کی پریہ لیا ہوتا تاکہ ایسی فاضل غلطی
نہ کرتے تاکہ ایک اور غلطی پر بھی نظر ڈالے اور اس طرح لگتے لگتے کو کو عظمت میں
دبا لے ہمارا کیا بلکہ تمام دنیا کے علماء کا اتفاق ہے کہ جو کل میں نہیں وہ جز میں بھی
نامک ہے اس لیے اس سے ہی انکار کیا اور اس کی شکست کی مثال دی خطصن تمام میں
میں شکست ممکن ہے اور چند طاقتور آدمی اسے یقیناً اور کرتے ہیں اس طرح ایک جگہ میں ہی شکست
ممکن ہو گیا ایک اور شاہی حکمت کے اس کے برے ہونے کا کوئی توڑ والا نہیں ہے؟
اگر ہے تو یہ مخالفہ کو دل دیا اور کوئی حق بات سے انکار کیا۔ ایسے ہی ایک مولوی
صاحب نے نفسہ قرائی میں لکھا ہے کہ اگر زمین پھر کی آج اور ان ہوائی اسے کو کھول
میں ہی نہ پہنچ سکتے ہیں یہ سلسلہ باطل ہے۔ یہی طرح ایک اور مولوی صاحب نے نقیب
کی ترنگ اور دانائی کی اسٹک میں جاری کر دیا کرتے ہیں کہ انسان میں ہے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ
لنگے اجڑا ہیں اب تو میرے کہ انسان کو عالم کہہ سکتے ہیں کہ اجڑا کر بھیجنا اس کے ہاتھ پاؤں کو عالم
میں کہہ سکتے اور کل انسان کو طیب کہہ سکتے ہیں۔ اس کے اجڑا کر بھیجنا اس کے ہاتھ پاؤں کو عالم
چلتا پھرتا کھانا چاہتا اور لٹا۔ لکھتا پڑھتا ہے ذکر اس کے آدھ کو یہ کثیف جو کل کی صفت
ہے وہ جزو کی نہیں۔ اس کے سوا ایک اور ہی دلیل دے میں اس کے آدھ کا ایک مجموعہ جو ان سے
مگر ایک پتھر کو اوجھار جوہر ایک سے دانہ شکلا۔ تو دیکھنے کی وہ صفت دہی اور اس میں وہ
نات یا کی گئی کہ تو جو دیکھتے ایک آدمی میں نہیں ہے اور معتقد ہر صدقہ جاریہ

ناظر ہیں۔ اگر وہ آدمی باطل میں فرو دے تو وہاں تک تر توڑی نہ ہوئے
اس روشنی کے زامد میں علماء اسلام کے یہود لاک اور ان پر یہ فرقہ واد کا ثابت نہیں
کرنا کہ وہ صداقت سے بمنزل دو ہیں۔ معقولیت کی ان میں ہوا بھی نہیں لگی سائیں اور
فلسفہ کے سامنے ایسے دلائل رد کرنے سے پہلے ہی نفرت کے قابل سمجھے جاتے ہیں اس
ساتھ ہی سر سید احمد خان صاحب کی اس کے مندرجہ حاشیہ نمبر ۱۰ ص ۹۰ ایک کمر
ملاحظہ فرمائے۔ تاکہ ان کی ہاشمی ہو۔

۸۷۔ مولوی۔ (یہ جنوں اچھے علم کو تسلیم کر اور صحیح فکر سابقین پر اعتراض
کرتے ہیں کہ یہ دعویٰ بھی علماء علوم صحیح نہیں۔ سبحان اللہ کیسے تسلیم ان کے دوسرے چہیت کے
نیچے لگا ہوا ہمارا محبت سے نیچے اور ہم سے دی ہمارا اونچا ہے۔ ہم اس ہمارا کو اونچا اور
نیچا سمجھ اضراد کہہ سکتے ہیں۔

آریہ۔ اس آپ کے بیان میں باطل اجتماع ضدین نہیں ہے۔ مرد خدا کہیں تو
نقیب کو جیو کر حق کو قبول کیا ہوتا۔ ایک نادان بھی نہیں کہیگا کہ سقاف اور ہمارا
اور انکا اجتماع ہی حب اجتماع نہیں۔ تو اجتماع ضدین کس طرح باطل ہوا اجتماع اور
حق کوئی چیز نہیں ہے۔ ذرا سائیں کا کوئی رسالہ مطالعہ کیجیے اور پھر آریہ سماج کے مقابلہ
آئے۔ انکی ان دلیلیں پر لوگ ہنستے ہیں۔

۸۹۔ مولوی۔ (علم ہر شے پر ہمت سے اقرار و انکار کے اعتقاد کیا ہے) اگر انسان
مخلوق اور موجود نہ ہو اور ماریتھلا کو پھر بھی مطلق۔ ناری کہیں تو کیا ہر ہے۔ کیا اس کا
خالق راز ہی ہونا انسانی ہستی پر موقوف ہے۔ ہرگز نہیں مرگوت نہیں۔

آریہ۔ صرف انسانی ہستی نہیں بلکہ انسانی وجودی اور تمام مسماری ہستی پر
خدا کے تمام صفات موقوف ہیں۔ کچھ کا بیٹا یا انکو ہے کنی بصارت۔ یا کنی نور آفتاب
یا ہے زمین و مہلار۔ یا ہے سلطنت سلطان کی مانند کوئی صفات اس سے متعلق نہیں
ہو سکتی۔ اور نہ وہ موصوف کہلا سکتا ہے۔ اور حب صفات نہیں ہیں یا نہیں نہیں تو

کس طرح اسکی خدائی کی بابت وہم و خیال ہو سکتا ہے۔ بغیر خداوندی کے خدا۔ یا ہے
صفات خدا عدم محض سے زیادہ کیا حقیقت ہو سکتا ہے۔ عقل محض ایک عدم و وہم
خیال سے ہر کو کہ نہیں رہتا۔ آپ انکی طرح سوچ نہیں۔ روح اور ملک ہے خدا کا مخلوق یا ہی
جن میں ملا جلی ہے۔

۸۱۔ مولوی۔ ذہن علم پر فرماتے ہیں کہ یہ بھی ایسے عدم اور اطلاق ہیں۔ وہ ہم
تہیں کہہ کر صفات و قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک لازم ذات اور دوسرے صفات غرض
قسم اول کا جدا ہونا ہے شک حال ہے نہ کہ قسم ثانی کا جدا ہونا ممکن ہے۔
آریہ ہمارا بھی یہی مطلب ہے۔ اپنے خواہ مخواہ عامہ فرسائی کی۔ علو نہ سخاوت
میں سلسلہ نہیں ہوتا۔ بلکہ حل دلیل میں ہوا کرتا ہے۔

۸۲۔ مولوی۔ دوسرے علم کہتے ہیں کہ یہ علم بھی ایک علوم بخار سے
تفصیل کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ ہر ایک معلوم کا علم ہے رب معلوم کے وجود کا متعلق ہے
الاکیمی اس معلوم کا وجود صرف علم ہی میں ہوتا ہے۔ اور کبھی باوجود وجود علمی کے
معلوم کو ظاہری وجود ہی لاحق ہوتا ہے۔ دیکھو وید اور اول صرف باری تعالیٰ کے علم میں
موجود ہے اور اب اس وقت باوجود وجودی کے جو علم ہی کے باعث ہے ایک اور
وجود ہی آگئے ہیں۔

آریہ۔ ایک یہ کہنا تو بالکل ٹھیک ہے کہ ہر ایک معلوم کا علم ہے رب معلوم کے
وجود کا متعلق ہے۔ کیونکہ علم معلوم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ نہ ہمیشہ سے ایسے کے کیا میں
ایسے ہی موجود ہیں جیسے کہ اب۔ مگر میرے نہیں ہیں کیونکہ سوائے اس کے علم میں صرف علمی
معلوم ہوا اور اس کے احاطہ قدرت میں ہے حقیقت موجود ہیں۔ اگر ہم نے حقیقت دہوں
تو صرف علم میں ہو سکتا ہے۔ اور اگر نہ انھیں کوئی جوابت سے مان لی ہے۔ تو اس کا عدم
وجود ہر ہے۔ کیونکہ معلوم کے بغیر علم نہیں بلکہ عدم ہے۔ (مقتضی۔ یہ کہو نہ خود احمیہ
باب جگت آدمی) اور علم کے عدم ہونے سے ملا خود محدود سے زیادہ وقت میں لگتا

۸۳۔ مولوی۔ دیکھ رہیں علم کو کہ کچھ تسلیم اور کچھ تسلیم کرتے ہیں اس وجودی اللہ میں
جیسے کا یہ ہمارے کہنا اس ہی کو ہے جسکو وجود ملا اور جو پیدا ہوا تو بات صحیح ہے یعنی
اگر فطاری ہوئی تو اس حادثہ پر ہی بنا رہی ہوگی جس کا وجود کہیں سے آیا۔ اور اگر حق
لے میں کہ جو چیز پیدا ہوئی اور جسکو وجود ملا وہ ضرور فنا ہوگی تو اول یہ جہلا اس مفسوں کا
مشیت نہیں دوم اس معنی پر یہ جہلا ہوئے کے قابل ہے بلکہ اپنے عموم پر ملط ہے۔ اس لیے کہ
فنا کے معنی اگر بالکل معدوم ہوجانے کے ہیں تو یہ قابل نیز باری اور ثبوت طلب ہے۔ کیونکہ
مکن اور محمل ہے کہ خالق کسی چیز کو خالی میں بالکل معدوم نہ کرے۔ کون اس میں محتال کو
روک سکتا ہے۔ یہ نہیں ہر ایک حویدا ہوا وہ ضرور ذرا مطالعہ ایسا م کی نسبت سمجھتے ہیں کہ وہ
مرکب و مخلوق ہیں اور مرکب کو تیر ہوتا رہتا ہے اس طرح اجسام کو تیر ہوتا رہیگا۔ کل فنا
ملا اللہ و پھر طاری نہ ہوگی۔ بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کر کے فنا کرے جی
کراسیں تیر بھی کہہ نہ پائے۔ ان موت اگر ایک خاص تیر ہے جو مخلوق پر پیدا اللہ ہے
جیسے قرآن میں ہے کل من علیہا فان کل شیء ہالک الا وجہہ ممکن ہے کہ مذہب
فی بات کچھ نہیں جانتے۔ اللہ جہت میں پہنچ جانے والے منزل کا تیر ہر باو میں گے انکا
تیر تیر کی طرف ہوگا۔

آریہ۔ افسوس کہ آریہ میرے مطلب کو نہیں سمجھا بلکہ اسکو اٹکا بیان کیا۔ اگر لفظ
سلم جہ ہے کہ جو پیدا نہیں ہوا ہے وہ نہیں رہیگا۔ اور پھر پھر ہوا ہی ہوگا۔ اس میں وعا
مطلق ذکر نہیں۔ اور کسی چیز کا خارج میں بالکل عدم ہو جانا ہم پر وانی و ہر قدس
اس سے جہل سے طول و وقول سے میں نہیں سمجھا کر اپنے کیا سہو کیا۔ آپ کے تمام مکن اور

تاریخ

23
24
25
26
27
28
29

مستعمله	مستعمله	مستعمله	مستعمله	مستعمله
۱	۱	۱	۱	۱
۲	۲	۲	۲	۲
۳	۳	۳	۳	۳
۴	۴	۴	۴	۴
۵	۵	۵	۵	۵
۶	۶	۶	۶	۶
۷	۷	۷	۷	۷
۸	۸	۸	۸	۸
۹	۹	۹	۹	۹
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲
۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸
۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹
۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱
۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲
۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳
۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴
۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵
۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
۳۱	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱
۳۲	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲
۳۳	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳
۳۴	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴
۳۵	۳۵	۳۵	۳۵	۳۵
۳۶	۳۶	۳۶	۳۶	۳۶
۳۷	۳۷	۳۷	۳۷	۳۷
۳۸	۳۸	۳۸	۳۸	۳۸
۳۹	۳۹	۳۹	۳۹	۳۹
۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰
۴۱	۴۱	۴۱	۴۱	۴۱
۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲
۴۳	۴۳	۴۳	۴۳	۴۳
۴۴	۴۴	۴۴	۴۴	۴۴
۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵
۴۶	۴۶	۴۶	۴۶	۴۶
۴۷	۴۷	۴۷	۴۷	۴۷
۴۸	۴۸	۴۸	۴۸	۴۸
۴۹	۴۹	۴۹	۴۹	۴۹
۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۵۱	۵۱	۵۱	۵۱	۵۱
۵۲	۵۲	۵۲	۵۲	۵۲
۵۳	۵۳	۵۳	۵۳	۵۳
۵۴	۵۴	۵۴	۵۴	۵۴
۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵
۵۶	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶
۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷
۵۸	۵۸	۵۸	۵۸	۵۸
۵۹	۵۹	۵۹	۵۹	۵۹
۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
۶۱	۶۱	۶۱	۶۱	۶۱
۶۲	۶۲	۶۲	۶۲	۶۲
۶۳	۶۳	۶۳	۶۳	۶۳
۶۴	۶۴	۶۴	۶۴	۶۴
۶۵	۶۵	۶۵	۶۵	۶۵
۶۶	۶۶	۶۶	۶۶	۶۶
۶۷	۶۷	۶۷	۶۷	۶۷
۶۸	۶۸	۶۸	۶۸	۶۸
۶۹	۶۹	۶۹	۶۹	۶۹
۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰
۷۱	۷۱	۷۱	۷۱	۷۱
۷۲	۷۲	۷۲	۷۲	۷۲
۷۳	۷۳	۷۳	۷۳	۷۳
۷۴	۷۴	۷۴	۷۴	۷۴
۷۵	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵
۷۶	۷۶	۷۶	۷۶	۷۶
۷۷	۷۷	۷۷	۷۷	۷۷
۷۸	۷۸	۷۸	۷۸	۷۸
۷۹	۷۹	۷۹	۷۹	۷۹
۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰
۸۱	۸۱	۸۱	۸۱	

ایسا ہی اسے ڈبلیو ڈیگلن صاحب القیاسی: اس شخص کو کبھی شری آف ٹوڈس اور ویم کہتے ہیں
نے دیگسٹائی کتاب میں جو لکھنے دیات لکھے ہیں ان سے بھی واضح ہے کہ راق میں شریشت
سے زیادہ طے ہے۔
ہم جس کیمار سو پو پو ڈو ڈو فی
جراث کماجر
۶۲

کھائے ہیں اور انکے نام سے ہی گوشت خنزروں کے بران کبوں خشک تھے ہیں۔ اور جاڑا ٹھکانا
 نبرو انگوشت خور نہیں ہے پھر گوشت خوروں کے سران سے کس طرح اور تانا ہے۔
 اسے ہر صاحب سو۔ اس آئی الیکٹر جنرل ڈی باسٹل کہتے ہیں تائیل سال کا تجربہ
 جو ہندوستان میں رہنے سے حاصل کیا ہے جو کھانوں جیکر رابرٹ سیل صاحب کے ہمراہ
 جگے جیل کے موقع پر ملائی ادا کے محاصرہ میں کامل میں تھا اور ہر ہما کے جنگ اور
 پورنی سامیوں کی غذا اور دہلی کے محاصرہ میں ہنگاموں اس تمام عرصہ رزینین
 ڈاکٹر جیکس صاحب کی عملی تائید کر دکھائی۔ جو کہ انگریزی فوج کے اکابر مورسجن ہیں
 جو کہتے ہیں کہ میری صحت کا مختلف طریقوں سے مختلف آب و ہوا میں مکان کیا گیا
 میں بالکل گوشت اور ترکاریاں متعال نہیں کرتا میں خالین لیسے گرم ادنی کپڑا نہیں
 نہیں پہنتا۔ اور نہ ہی پتیر۔ گرمی گرمی کی راہ نہیں کرتا
 انگریزی دانوں سے تین بات پوشیدہ نہیں کہ لاڈلہ بہت فائدہ کے برابر کوئی بیاہ نہیں
 مہوا جھولنے سے تھابت کوکشن و سنی احتیاط ان کے حکم قلعہ کو فتح کیا۔ لاڈلہ کو
 گوشت اور حراب کو فطری استعمال نہیں کرتے تھے۔ صرف روٹی اور نباتاتی پیداوار انکی
 خوراک تھی اور چار گھنٹہ سے زیادہ نہیں سوتے تھے۔

۱۸۵۷ء میں جنرل والڈر تھامس نے جو کہ پور و آف جنوبی امریکہ کے سردار تھے اپنی فوج کے
 سمیت امریکیوں کے جنوب میں لوہا شہر پر چڑھائی کی ۵۰۰۰۰ میل فاصلہ تقاضی پر ۲۸ میل
 کے واسطے لگا کر گیارہ دن تک کوح جاری رکھا اور انکو فوج کے اختتام پر دشمن کی
 فوج کو شکست فاش کی اور طرفہ کہ اس سفر میں سپاہی کوفی بھی ہوا کوناج برگر انکرتے تو
 شہر صاحب لکھتے ہیں کہ روہیلہ اور سنگری لکے سپاہی کے زیادہ
 جالا لکڑیاں تھوڑا روٹی دیتا تھے میں روئے روٹی اور انکو گزارہ کرتے ہیں بنولین
 نو یا بارش کے وقت نو لینڈنگ سپاہی لکھتے ہیں۔ ہم میل سفر کیا کرتے تھے اور لگا تار اپنا
 ماتے تھے اور دنوں جب سو کر اٹھتے تھے تو لیسے تھوڑا مازہ ہوتے تھے گویا بالکل تھکے
 نہیں۔ (ریکوردز وٹش اینڈ فیزینیا صفحہ ۵۳)

پھر وہی صاحب کہتے ہیں کہ دنیا میں بہت بہت روٹی تو میں مل چکی سپاہی و کس
 سپاہیوں کی برابری کر سکیں۔ روس کے سپاہی انگریزی بھاری نکلیتین اور سخت تھک
 تھابت عرصہ روزانہ سپاہی کو تھوڑا دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ سادہ اور عام نباتاتی میا
 کی خوراک پر گزارہ کرتے ہیں۔ سو کس فوجی انڈین میں کوئی بھی وقت تک کھانے میں
 نہیں جو تازہ تازہ کھانہ جو انگریز نہیں رائج کہتے ہیں۔ اس کی کالی روٹی نباتاتی کل
 اور لکھا جا رہا ہے۔

میں نے ایک فوجی افسر کے ایف و ایچ صاحب ڈاکٹر دے صاحب کو ولایت میں
 ایک خط لکھا تھا جس میں ذکر کرتے ہیں کہ ہندی دیسی خوراک سولے اشرف کھل اناج
 کے کھانوں والی میں اور مہو لیسے انگرزوں کی بہت ڈیسیوگ خوراک ہم ہونچا ہمیں
 وقت نہیں ہوتی۔ میری اپنی ۲۶ رجٹ کے یکہ تمام ہی پھل اناج کھانے والے ہیں
 کسی کسی تو ہار باریک لکھا کھاتے ہیں اگر تازہ میاں پھل اپنی ہوا میں تو ہم
 سفر کی بڑی تکلیف سے کھا جاتے ہیں (ڈاکٹر جیکس سرین سینٹر ۹ صفحہ ۳۹۴)
 میو سلطان نے اپنی گوشت خور فوج کے مسو کی روٹی میں سکت کھا گیا
 ریاسی کی لڑائی میں سرجن الودولہ گوشت خور گوشت ملی سادہ سادہ کے ہمدرد کو
 گوشت خور کو شکست دی۔ بھوکے اور قاتلہ باہر نے جسے غدا آتش بھی سکت
 ملنا تھا ابراہیم لودھی شہر گوشت خور کو شکست دی۔ توان سکتوں کا یہ ہے
 کہ کھانے والے گوشت خور نہیں تھے۔ اور نہ یہ کہ کم گوشت خور تھے اور فوج لوگ

ان سے ہر کوئی گوشت خور نہیں ہونے کے چاہا جاتے تھے۔ بلکہ یہ کہ عمدہ اسلامیہ اتفاق
 اور عمدہ دینی۔ سادہ سادہ میں نہ آنا چھلکشی برہمن جرنہ پنجابی کے تو گوشت میں نہ
 جملہ مورخ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ فوج کو ان میں لکھا سادہ دانا زیادہ
 اتفاق کرنے والے اور عمدہ ہتھیاروں کے رکھنے والے ہوتے ہیں۔
 مرھے جنگی بیاہری ضرب لٹل ہے بالکل گوشت خور نہ تھے اور نہ حاکم
 خد میں لکھتے یورپور تھار اسٹ کے واقعات پر کوئی پردہ ال سکتا ہے۔
 ڈاکٹر ویلیو ویلیو نہ صاحب (جو کہ گورنر جنرل ہند کے مشیر تھے) کا اور جملہ
 محققین فرنگ کا قول ہے کہ انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں کے نہیں لیا
 بلکہ انہوں سے جسکے یہ منے ہیں کہ انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں کو نہیں لیا۔
 وہ تو کہے بر باد اور تباہ ہو چکے تھے بلکہ ہندوؤں کے کیونکہ ان دنوں دلی کا بادشاہ
 سکھ کا پتلا تھا جسکی حکومت اس کی محل کی چار دیواری کے اندر محدود بھی رہیوں کی
 سلطنت ہوتی تھی۔ اور انکی فوجیں تھوڑے بھال کیے تھے اور
 کل صوبوں کے خارج لینا شروع کر دیا۔ اگر وہ جدید غیر متوفد اور عجیب بہ سدا ہوا تا تو عا
 ہے کہ مرہٹوں کی سلطنت دلی میں قائم ہو جاتی۔ اور مسلمان ہندشاہ کی عہد ہندو ہما
 حکومت کرنا یا (حصہ اول، صفحہ ۲۲۲ لکچر میرا)

راجہ استوک کی سادری اور فتحندی اور سلطنت کا امن آجک کسی
 کو نصیب نہیں ہوا۔ مگر گوشت خور ہرگز نہیں تھا اور نہ جندریگت آند گوشت
 خور تھے۔ معلوم نہیں کہ اب پھر کس لحام کی مدد سے یہ زخم کاٹنے کے فتحندی
 گوشت خوروں میں محدود رہی۔

ڈاکٹر لٹل صاحب لکھتے ہیں کہ گرن لینڈ کے باشندے خود میں اعلیٰ درجہ
 کے گوشت خور ہیں وہ دنیا میں سے زیادہ کھاتے دتا سادہ ویت تھ ہیں انسان
 سیدائش کے قریب ۳۰۔ ۱۰ پچھ ہوتا ہے۔ پورا جوان ہونے پر انسان کا فداوار تھ سے
 ۶ فٹ تک مایا گیا ہے وہ لوگ جو مرد ملکوں کے بنے والے ہیں اور نباتاتی خوراک
 پر گزارہ کرتے ہیں بہ نسبت گوشت خوروں کے جسمانی صحت اور ترقی میں بڑے ہیں۔
 جیسا کہ اسکا لینڈ کے انوکھا ہوالے ۱۰۔ ۱۵ فٹ بلکے تھے ہیں چونکہ گوشت میں پوری
 بنانے والے اجڑ میں ہوتے اسلئے گوشت کھانوں کے ٹپکے تھے ہیں۔
 مگر اب گرن لینڈ والوں نے بھی انوکھانے شروع کر کے ہیں اور وہ کھجور
 کی بدولت بہ نباتاتی نعمتیں انکو نصیب ہونے لگیں۔ وہ دن وہ رہیں کہ دن سے
 گوشت خور می شروع ہو جاوے۔

۱۷۷۷ء مولوی۔ گوشت خوری ایک ضروری امر ہے۔
 آریہ۔ گوشت خوری ضروری نہیں کیونکہ اسمیں ۱۷ مادہ ہی نہیں جسے انسان
 کی پوری پرورش ہو سکے۔ جیسا کہ ڈاکٹر اناکنس لوزڈ ایم ڈی کہتی ہیں کہ مرچنے۔
 دیرہ پھل اناج میں ۲۲ سے ۳۰ فیصدی ناک مادہ۔ پیر وین اور ۵ سے ۸
 فیصدی ناک شایع ہے۔ شاستہ اور قریا میں فیصدی تخمین ۱۷ موجود ہے اور کھانے
 حیوانات کے گوشت میں ۷ سے ۱۰ فیصدی تا پیر وین ہوتا ہے اور شایع افسر کہ پایا
 جانے کہ گنتی میں میں اسکا گویا ہم کو کتنا مر لکے کہ شاستہ گوشت میں بالکل نہیں
 اس سے ظاہر ہے کہ گوشت جیسے ایک جڑ بھادی نشو و نما کے لازمی شاستہ
 موجود نہیں ہے۔ کسی انسان کی خواہ کسی ملک کا رہنے والا کیوں نہ ہو خوراک
 نہیں ہو سکتی۔ (ریفریکٹ دے ڈائٹ صفحہ ۳۸ و ۴۹)
 ڈیجی مشری کثرت رنگال نے سرکل جاری کیا ہے۔ کہ مسو کی دلی زیادہ طاقت بخشنے والی

بڑے انگلہ کرت کہ زیادہ آرائش بر زبان سے آید۔ بعد چادران بنوں نہایت سخت طاقی و سنگالی است و صدور خود کہ خزن آرائش و بیست قید جدا است گردن خن کمال نادانی و بیوقوفی و غیر متفرد کہ تنکار کار بکاران و غنیمت جلا دی میدوی است تا حدیث رسان بلکہ چادران بخارہ را بخاکا کہ قرار دہ گیا کان چند دہان در جان میگردد بدینے دانستہ کہ انیسویں سید و تجلیہ بلایع ضلایع الہی ساختہ دست قدرت اوست و سعی در اندام انہما نمودن کمال نادانی و شقاوت کہ سیر السخس طر اصغر ۱۸ اور گزینہ بیست و شاہ کی بابت ایک شہور مرتب ہے مایلس و طیار احاب کہتے ہیں۔ اور بگریہ و طیارا و شہد آبی ہمارہ وہ شہر کہ گوشت کے مالک پر ہنر کرنا تھا۔ اور یہ وہاں بنا ہے سے گردن کرنا تھا و شہری آف و بھلا صفر ۱۸۸۸ اگر کالج۔ تعات عالم گشت بھی لکھا ہے۔ و اگر چہ صاحب لکھتے ہیں۔ ہم چند و نشانوں کہ بوزال رفتی جاؤں رکاز نمی دودھ و دلی۔ خود انہیں یا بھی نہایت توافقی ہے کہ تم جہان ہونے کو صاحب انہوں نے خود کی قدرت سے گوشت کو مالک اور تاجی و اسو اگر ملک میں گوشت کھانا چھاپیں اس کے کہتے تھے کہ فعل میں خود بر ماہو جانے سے صفر ۱۸۷۱ آگے چلے گئے ہیں ہم ہندوستان کے لوگ سنات کہ ہمیں جتنے خریدہ گوشت کھانے کے آدمی کو طاقت نہیں آتی۔ و چھوچو چھے ہندہ ہیں وہ گوشت نہیں کھاتے پر انکا بکیر تلبے کیا دہ کردہ میں یا انہیں طاقت نہیں ہے۔ البتہ انہیں اور گوشت و خرومیں انہا ذوق خورہ کے کل گوشت خوروں کے کج کو آگے ہی نہیں لوگ حکم کے مقام پر کیاں مارنے۔ تمہارے شہر میں ہی ہے میں اس نکتہ کو سمجھ جائیے یہی بارہم شہر ۱۸۷۱ ہمارے تجربہ کی بات ہے کہ ہندوستان میں چار قومیں زمانہ گوشت خوار ہیں کالہیہ کا شہری سنگالی۔ مداسی اور چاروں ہی اول درجہ کے بڑوں و بڑوں اور کردہ ہیں شجاعت کے حامی سر ہم جہدہ آزاد دی۔ ورنہ اور اس حال اسلمہ میں گوشت خوری ہرگز نہیں۔ گوشت خوری و عذوق۔ طاعون۔ عارض شہر دی ہینہ و جزہ متعدی اور ض کی حامی ہے مگر ملکوں کی بابت تو اگر مصاحب کی رائے سن گئے۔ اور سرد ملکوں کی بابت مفصل و بھوکا سرد ملکوں کے ہمسندہ ان کو کھانا چاہئے۔

گوشت خوروں میں فتحمدی نہ بہتی بلکہ اتفاق بہت اور علم و عقل پر فتحمدی محمد وہ ہے اور محمد درہنگ۔

پورے آریہ گوشت نہیں کھاتے تھے مایج میں لکھا ہے۔ پیر آریہ تنکار پر سر کر نیوالی قومیں تھیں جسکے آرائشے تنکار یوں کا دشنام چلا دیا چھوڑ کر کا تنکار ہی اختیار کی اور ان کو گوں میں محمد ایک ہی شوہر کر گئی تھی و خضر تاریخ ہند بر مصاحب باب ۱۴ ص ۱۴۱

آریہ ورت میں ہی ہیں بلکہ پورے آریہ بڑی بھی گوشت نہیں کھاتے تھے اور اسکے ترک کو ضروری جانتے۔ لیکن وہ سب زیادہ ہمارے اولوالعزم اور شجاعت و شہرہ و کبریا خیز و خور و خوران و خور و خور ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ جس کا آئے بھی ص ۲۲۰ یا قبائل کیا ہے ۱۷۷۱ مولوی۔ اگر کا ملین کو اجازت فرج نہ ہوتی تو شہر جو احکام الہی اور احکام فطرت کے یا بندہ ہوتے خود گوشت کھاتے اور کالوں کو سناٹے۔ اللہ تعالیٰ نے کالین کو بھی اجازت دی تاکہ وہ نہ نہار کیا معاہدہ کر سکیں۔ آریہ جتنے شہر اور باطن لوگ سوامی سکھ آجاریہ اور بدہ کی تعلیم سے سید ہوئے۔ اور جتنے آدمیوں کو سوامی و مانند جی نے راہ راست دکھایا اس کا غیر غیر ہی سلام کام نہیں کیا۔ مایج کی تعلیم بھی محمد صاحب سے ملے ہوئی ہوئی۔ اگر کالین

گوشت خور میں ورنہ نہیں مرد و مردہ عقل اور نمائے دارن کھانوں سے ہونگے۔ اور مچلی بہن کے آپ پھر کوئے کہو۔ گدردہ رواہ۔ تاجی جو ہے اور گدہ۔ گرس۔ زرخن علیہ۔ گوچو کو کس قدرت میں شامل کرو گے۔ اور جیسیوں اور نذرانہوں اور تیرہ چوہوں کو کال سے اکل نہ دے گی۔ یا کال برین کو کس کر گے کیونکہ اگر تیرہ چوہوں کی کالی کال ہے تو اقص ضرور کے مخالف ہونگے۔

مسیح کہتا ہے۔ بنیاد یہ ہے کہ گوشت نہ کھاوے اور تراث بدینے اور اسکا حکم کر جس تیرا بھائی دہکا یا بھوک کر کھائے رہیں پتہ اور سلامتی روایات کے مطابق مسیح خود بھی گوشت نہیں کھاتے تھے اور یہی سب ہو کہ اس نے قربانی دینی جابر کسی جگہ اور نام خدا کی مافوانی ہے۔ بد بھی منع کر دی اور منی و عجزہ و خول بھی گرفت میں کھاتے تھے بقول بائبل کے خد دینا دار گناہ گار ہوئی اور تراث بڑھ گئی تو کرت از دویج اور گوشت خوری کی خرابی کا رواج ہو گیا و علم محمد ہی خواہ معین الدین جیسی لکھتے ہیں۔ آنگاہ فرمود کہ شنیدم کہ از زبان خواجہ حاجی خراسانی علیہ السلام دلیق خواجہ عبداللہ مبارک گفتہ بہت کہ بہتاد سال غرا بودیم راہ دین ہما و سال قتی یاد دارم کہ فر فریبل کردہ با شتم و صفر ۱۲۰۲ انیس الارواح عبداللہ بن مسعود روایت کردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ چل دہ کا و مسل کنندیک خون کیر گردن ابوہریرہ و ہر جانیکہ ہوا سے نفس کشید پھان باشد کہ پوران کردن خانہ کعبہ یا زنی کردہ باشد نا

رسول فرمودہ بہت کہ نشا بد جانور سے اگر کسی آفتی انگلہ یا بے رحمی بکشد کھارت اور اس کے بردہ آزاد کند و با حققت سکین را طعام و غذا دو ماہ روزہ اور دویستہ رسول گفتہ میرا سید کہ سچ جانے را کش ز سید گدرا متغالی شمارا تقویہ و اندر دنیا و آخرت عذاب خواہد کرد۔ و ہر کہ جانور راں را ذوق کشاقت حیانت کہ ما چو ذوق ذکا کہہ باشد صفر ۷ و وہ طوطا حضرت عثمانی با دینی اور باطنوں اور سیاح اندہ و نوں کی حالت تو اور ہر وہ گناہ کرنے ہیں اور ہر بانیے ہیں مگر متنبہ معین ہے سب سب اور چھو حذر سیدہ لوگ توڑیہ و مجھ جاتے ہیں تیرا کج لکھا ہے۔ و قی ابو تراب کبھی راہوس معینہ مرغ شد کہ اور مرد بر سدران افکار کمہ قضا روقت نماز و کیرا سے تجدید و منوئے سروں آمد و خود کو کھانے اور لذت و لذت خواہ و د لغت امن و ذہنت کہ پروردگار لائے من بڑہ بہت۔ اور دوزار آئندہ بہت ناگاہا بر دہیں کہ فرادست خلقی گردند نہ کوک و بدتران و طشت زدن شدہ خواجہ تم و جائیہ شش مست زدہ پھان مرید اندہ خواجہ را شناخت گفت۔ آجہ و کھان این ذہنت۔ خواجہ ابو تراب کبھی بہت خلق معذرت دہا مدد کہ ماہ استیم خستہ فی بابہ جوں آکر دوزخا و اجہر بخارہ ہونا ز شام بگذارد بہت قضا اور خانہ آن مردہ بقیہ مرغ دان سیدہ خود و پیش اورا ہیں کہ خواجہ و سب کرسن خواہم خود گفت چہر کف از دوزن آرزوے امن کردہ بودم نان خدائی ششیت حورم اگر ابرخ اہم خود مذامہ بلایہ من دل کردہ خواجہ بر کاست ناوردہ برقت و طوطا صفر ۷

گوشت خوروں میں فتحمدی محمد و نہیں

یوحی شہور سار سار قوم جو کہ تیرا زمانہ میں پیدا دی میں نظر تھی گوشت خور نہ تھی۔ روین فوج کے سرور اور ساری گوشت خور نہ تھے۔ جہون نے یورپ فتح کر لیا تھا۔ ہندوستان پر لگی گوشت خور نہ تھا پھر اسنے لاکھوں مسلمان قتل کیے نام دھاری سیکھ لینے گوشت گوشت خور نہیں میں میرے گوشت خوروں کو گا جو مولی کی طرح کینوں

کے چیری ہوئی ہے۔
 نذر دہر کہ یہ نہایت واضح اور صاف بات بھی نبوت کے محتاج ہے۔ اگر کسی
 تو یہ کہے کہ اس کی مسموت ہے قتل کرنے سے انسان کو بعد حیات اور مسخ زندگی سے
 محروم کیا جائے۔ حالانکہ مسموت ہونے کی بات اسلامیہ اس سے اعلیٰ درجہ کی شہادت کو چکر
 بہت میں گلیہے اور آتا ہے۔
 مولوی صاحب بجا بل غار فائدہ سے کام نہیں لیتا۔ ایک علم عقل و انوار
 اس کو جان سکتا ہے۔ یہ آج بھی بڑے شاہی حکمت کا نسخہ جس کی پیر تال جمال ہو۔
 فردوسی کشادہ ساز اور کر دہ شمس کہ حال دار و جان شیریں است
 غیر داریانی کتب ہے۔

مقامت دور اور اندر است
 تو زمان کو تہ طرب و مہمانی
 رہیں کہ تہا شکبہ ریخت یوسف
 جہاں ہاست بر بورت بوم و مہام
 رشت حاکم عاری حوز و ماضی
 کلاغ حد نصیحت خون دل شستہ
 زکرم مرده کفن شکستی و در خوشی
 سوزناں رو بہ سلطانیاں اور مار چرخاں ہوا
 و دلیک علامات ہیں کہ خوشی و غم غمائی کی ہر طرح کی حالت میں آئندہ و خوش
 میں بلکہ کثرت مسرت سے اوسان مانتا ہے و در کو محسوس کرتا اور روز بروز خوشی
 ہو جاتا ہے۔ مگر دن کے خراب ہو جاتے ہیں وہ ظاہر نہیں کر سکتا۔ کیا آئینے خیال میں
 مرگ ساری ہیں اور کسی اضطرابی حالت مظہری نہیں آگیا خوشی و غم غمائی کا است
 ہے ماضی اور وقت کا سامان؟ مولوی صاحب کیا ایسی حکمت پر حکیم مگر باطن کو یاد
 کرتے ہوئے کیا آئینے خیال میں مرگ والے کا فوج کرنا کی گناہ نہیں تو اب ہے۔

مرحماے حکم و انیس و
 اے تو محمود و کمال و ہر
 بہت بون ہمہ سل کشت
 ایک ایہ مولوی۔ متعین نفس و جو حیات سے جو اذات ہے جڑیں۔
 آری ہمہ نہ کھلی ہو جائے۔ اور آپ کسی دوسری کتابوں سے نا آشنا ہیں۔ سنا ہے
 اور جو کہ وہ گندی کھلایا۔ ظلوں نے دو کو کشت میں بیویا باسکے سے
 فرشتہ کو دیکھا کہ ظلم نے نہ پہنچا۔ خدا کی روح فاختہ یا کو ترنگہ از ہی اور کما کہ میرا
 یہاں بنایا ہے۔ نہ تو برت و پھیل کی باتیں نہیں۔ سبب قرآن کی روایتیں۔
 سورہ نمل میں لکھا ہے کہ سفیان سے روانہ ہوئے سیدم کا فخر و غمان اسکا
 آکھوئی دی ران سے اقبال ہے نصیب یوسف ص ۴۴

تعبیر جینی میں ہے۔ یہ جانتے اور پھر دلاؤ۔ ہر کتب کی نوع انسان انسان فہم
 روحانی و دھڑلین یکندہ۔ اور پھر سلیمان را کہ وقتہ آن نو کہ کہم کند مرغان از کد گرد
 سلیمان شے اور شاعرت شمس دروم کی حدایت و حدے مکرور۔ صاحب خود گفت
 میرا نہ کہ نمل چہ میگوتہ گفتہ اند کہ رسولہ اعلیٰ سلیمان فرمود کہ میگوتہ کہ میں اور میرا
 سورہ ام جاکہ بر منو یا عقل دیکھو و بعد م ۱۱۱ و معارف جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۱
 سوئی لے دے۔ اسٹہ اور جانوروں کو طائر مگر تہی ہے یا کھو کو کد کر کس کو کھائے
 جڑ کے مگر میں کہتا ہے۔ میں آئیے کس عقل و حکم سے کہ لکھ متعین جو حیات سے

خجرات سے جڑیں۔ کیا جانوروں میں جس سے آپ نہیں فرج کر کے ان کو عذاب
 کرتے ہیں؟ حضرت وہ تو انسان سے زیادہ محسوس و محروم ہیں۔ ان کی حوراک پوشاک
 انسان سے عمدہ ہے۔ وہ بوجہ قول قرآن کے عربی بولنے آتا ہے۔ جڑ اب غذا
 کے متبادل میں انھی غذا کو کھد کر کے رحم و ظلم کو محسوس کرتے۔ نہر ملی اور خراب چیز سے
 نفرت کرتے۔ قانون تحریک بابت ایک قسمی اطرا یا حاجشی یا متنبہوش سے ان کی
 حالت کسی طرح خراب نہیں۔
 مولوی حیوانات کے تقاضات اضطرابی میں یا اختیار ہی۔ ظاہر ہے کہ حیوانات کے
 تقاضات کیا ہیں یہی کما کما پینا بول بول کر اذیتیں لیتا۔ اور ہر قسم ظاہر ہے کہ ان کی
 اضطرابی ہیں۔

آریہ بہت ہی نہیں بلکہ اگر گھوڑے قورہ کرنا شہجہ کس میں کچھوں نو آگواہی ر
 حکمت بھول گیا۔ و عقل حاسے کہ انسان سے وہ کتنی ناؤ نہیں۔ جڑ میں۔ اور دانا اور
 فرمانبردار و فادار ہیں ان کی حرکات اضطرابی کے علاوہ اعتباری بھی ہیں۔ عیساکہ گدا
 انسان ہڈی تعلیم سے دانا جو جالے۔ انہی ہی عوامیوانوں کا حال ہے۔
 مولوی جس حیوانات کو بند کر کے ایذا دینا ظلم ہے گا اور بے انصافی۔ یہی وہ اصل حدیث
 میں ہے کہ ایک عورت کی مدے جہنم میں داخل ہوئی۔
 آریہ بہت ناؤ کیا اتفاق پر کہ ظلم ہو یا ظلم دونوں میں جانتے بڑا مان یا جانتے۔
 اب دیکھئے کہ کون کون میں تمام جانوروں کو گرفتار کر کے بچے والے تمام مرغوں اور
 مرغوں کو روکنے والے تمام ماہی گیر اور طربار اور سی طرح تمام فصا اب اور انکے مددگار۔
 یعنی گوشت فروش اور جڑا۔ یہیں اس بدکاری سے ماراؤ۔

زہار از دین بدر نہار۔ دقتار سب عذاب انار۔
 ۲۷ (۱) مولوی۔ مگر حیوانات کو ذبح کر دینا اور کھانا وہ اضطراب کو ہی قطع کرنا ظلم۔
 آریہ وہ تو ان باتیں آجی سمجھ کے بند کر کے ایذا دینا ظلم۔ اور اسکو کھلنے سے
 روکنا ظلم اور بے انصافی اور اس کا تحریک نہیں اور وہ جی۔ مگر ان کا ذبح کرنے والا۔ کھانا
 والا نہ پڑتا ہوا۔ اور اسلھوں بھون بھون کر کھانا ظلم نہیں حضرت یہ اس سے زیادہ
 ظلم ہے۔ وہ اگر جینی ہے تو یہ اسلھوں انسانوں کے لاق ہے۔ نہ تو ایک کی ایسی بات
 جسے کوئی کہے کہ کسی پیاسا کو پانی نہ پلانا تو ظلم۔ مگر اس کا کلا کلا کا ڈالنا رحم ہے۔ بچے
 اور انی خیال اور دین میں حال پر جڑا کہندہ و کیتی و ظلم کر دیتی و قتل ظلم ہیں!!
 مولوی۔ جو کہ ہیں کہ ذبح میں جرم جانور کو قتل سے سخت تکلف بیوی کالی مانی
 ہے۔ کما اب سہے کہ انسان کے بہت سے کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہیں۔ جیسے
 رعیت خورہ۔ یہی وہ اصل بات کی بناؤت اور کھلی خواتین کی عیسوی
 مضبوط رہتی ہے۔ انکے کھائی قیلے اور اور انی طاقتوں میں ایسا استحکام نہیں جتنا
 حیوانی اور انسانی ممکن۔ لیا ش۔ حوراک۔ عیش بر نظر کرو۔

نذر دہر بے شک۔ یہ غرض مضبوط ہے گلوس کا خواب خور جن فوج کے پاس بالکل بڑ
 یہ خیال تھا کہ ظلم ہے۔ انسان کے بہت سے کام حیوانات کی تکلف پر موقوف ہیں اصل
 معاملہ پورے کتب اہل حیوانات کی محبت پر انسان کے بہت سے کام موقوف ہیں۔
 لاکھوں انسان انہی عسکری و جنگی کاموں میں مصروف ہیں۔ صبح سے شام
 کے کشائی کرتے حاشی کرتے۔ ہنگے ہنگے دونوں کو کھتے۔ انکے جانوروں کو کھاتے۔ انہیں ملاؤ
 دیکھ لے۔ چارہ ڈالتے اور آریہ مکر کرتے ہیں۔ قیل انسان کی تکلیف پر انکے کام اور
 انکی تکلیف پر انسان کے کام انعام ملتے ہیں۔ نہ کہ ذبح کرنے پر۔ مثلاً والدین کی
 پرورش جانوروں کی تکلیف پر اور بچوں کی پرورش و زاری کی کا والدین کی تکلیف پر

نیکوئی و مولوی رومی و فاضل جلالند ز محضی و حسین و اعظم و امام شمس الدین ابن
سعود و غیرہ و جو تمام علماء و فضلاء اولین آخرین کے خلاف فی کفر کی کبار کی ہوتے
ہیں جنگ شیطان کی ڈالی ہوئی کوئی تمنا اپنے جی کے دل میں بتلاؤ گے اور سونہم
اور حج کی آیات کی کوئی تطبیق نہ سناؤ گے۔ قرآن کی کج بیانی و بہت جس مولوی
اور آپ کی منافقانہ اشک ماری ساری کے دل میں ہوتی۔ مولوی کا اس منہ
جملہ دل و دماغ بیکار کیا کئی جملہ شدہ جملہ تازہ زخمی کیا کئی۔

عدم ضرورت قرآن

مولوی ۲۹۳-۲۹۴۔ اگر دنیا کے اعظام کو خطبہ اللہ تعالیٰ نے مختلف نام سے سیکھ کر دیا
ان نظام کو یاد دہانہ و موافق ان نظام کو اسے کئی ناموں کا آغاز فرمایا نہیں۔
آدیل ہم سے منکر نہیں ہیں مختلف و خصوصاً یہاں مردوں کی لوگوں کی اصلاح کی دوسرے
آنے کی ضرورت ہے۔ جس کا کہ آئے ہے۔ بہرہ نسی اسل بہرہ نسی گوتہ بہرہ نسی کہ نہ ہر نسی کئی
مہرشی و فاس۔ مہرشی یعنی منہو ملکوان۔ سو بہو و شست و لور نسی و شواترہ راجرشی
جاک۔ شری راجندر۔ شری کرشن۔ بود ہاں آجارج۔ فنکرہ۔ چارج و اساج و اجارج۔
ناک۔ دو۔ اور مانہ حال میں ہادی بند و سنان بہرہ نسی عالم المان مدامی ہانڈی ہاراج
طوہ گروہے۔ ایسے ہی بدہ دیو و دیوہ بھی اپنے وقت میں ایک بڑا دست نہکا لگائے۔ مگر
انہ سے کوئی نے عالم کا دعویٰ نہیں کیا۔ دار مدار تمام زردیوں پر تھا اور کسی
نہ کسی پر نہیں بہرہ بدوں ہی کے یہ جارکتے ہے۔ بہرہ بدوں کا الہام آتے۔ وید و
پران رشتہ تھے۔ انہیں سے کسی نے نہ کافر صاحب کام نہیں کیا۔ بلکہ کتر ہے۔
اب ہم دوسرے مالک یفارد و نکال جان لکھتے۔ مونس صاحب کے لکھ صاحب تک
اور زردشت صاحب کے ایسٹو صاحب ہم بہرہ یفاردوں اور جہوں کی قدر کرتے
ہیں مگر کسی کو ظہم پرانی نہیں مانے۔ ان کے بن عوی کو بنر طیکہ انہوں نے کہا۔
بائبل باطل جانتے ہیں۔ ہاں جس جس حزانی کی کہتوں نے اصلاح کی ہے اس کے
لئے اچھی تعریف کرتے ہیں مگر خاصہ کہ تو ریت اور قرآن کے نبیوں کے بالی جن انکو
ریفاردوں کے اعلیٰ درجہ تک نہیں پہنچے دیتے۔ اور ہمیں بھی مجبوراً انہیں
اس تہ سے گرا رہا تھا ہے۔ انجیل دعوے ہے کہ ہم الہامی ہیں۔ باوجود موجودگی خدا
انہما کے ہم قطعی صراف کے خلاف مانتے اور شخص فریب یاد ہو کھا جانتے
ہیں۔ ایک خدا اور اس کے حکموں میں از حد اختلاف بہرہ سرانہ ہمیر ہے۔ پس
نہ یہی ضرورت مرا باکدورت ہے۔

۲۹۵۔ مولوی۔ دوسرا ضرورت۔ جزیرہ ناعرب کے لوگ ابیدہ و عطا سے مدت
تک محروم ہے۔ نو ریت و جیل نے عرب کے جیتے میں کوئی کامیابی نہ دکھائی۔ جھلا
سید جیل تخلیق ہے ہم آریہ دورتی لوگ باوجود کوشش کے بھی واقف نہیں ہو سکے
کہ تو کفر فتنہ اٹھاتے جیسا پہلے اوپدیسکوں اور شریوں نے اس قوم عرب کی نسبت یہ
بہرہ مکروری دکھائی۔ اور اپنے تمام حجت نہ کر سکے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت نے
جوش مارا اور اس حق کو محروم نہ رکھا۔ بلکہ دیا ایسا بادی پیرا کہ وہاں اسے وہاں
جیسی کتاب و نسی جس کی قوی تاثیر نے وہ تمام حد اقل میں اور بہت زبان جو دنیا پر
کے ملاموں پاس اور ایک کتاب میں مندرج بعض مرکز عرب کو بھی پہنچا دیں۔
آدیل۔ تیرہ ضرورت دوم۔ جس طرح عرب کے لوگ محروم ہے اس سے ہزار روپیہ
نہ بکرا نام اقلیہ و عرب۔ امریکہ چین۔ روس۔ ہندوستان۔ افغانستان۔ جزیرہ
ہندوستانی۔ اسٹریلیا وغیرہ محروم ہیں۔ اور اب تک محروم ہیں۔ یہ زیادہ زور حالت کا

انہی میں ہے۔ مگر ان کوئی خوش ہمارا۔ اور نہ ہی سید ایدہ عرب میں تو ہر ایک
پر جیل جی۔ ہر دوسری اور شوش بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر انہی میں۔ ایک کوئی۔
اور نہ میں۔ اور نہ میں۔ یورپ اور اسٹریلیا تو بالکل کفر و کلمہ الہی سے غافل ہوا
ہے۔ پس ان ملکوں میں کوئی آثار جوش کے گوش زدن نہ ہوئے۔ بنا برآں یہ
یہ عین جہ ۲۴ نہیں بلکہ طرفدار ہی یا مردم آزاری کہتے۔ یہی وہ ہے جس نے
محفل جوش سے ناخروہ نہیں کرتے۔ بلکہ سر راخو و غرضی کیا جوش و غرضی جانتے
ہیں۔ اس وقت تک عربی زبان میں اسل اور تو ریت کے ترشے ہو سکتے ہیں۔
سیج کو۔ دوسرے صورت پانچویں برس گنتے تھے مگر ایک باوجود ۳۰۰۰۰۰۰
کے قرآن کئی ملکوں اور زبانوں میں نہیں پہنچی۔ پس یہ جوش کی ضرورت تو
اپنے جوش مذہبی و جوش دوق سے ظاہر کی جس عین مجھ صاحب نے ہزاروں
ملکوں کے حق میں کروری دکھائی۔ قرآنی منہر کہ نہ ہو کئی۔ باوجود ۴۰۰۰۰۰۰
کی پیش رفت کے ابھی تک مکہ مدینہ اور مدوں میں نہ پہنچی ہوئی ہے۔ تو عربی اور عربی
سے ساری اسلامی دنیا پر ہر تمام دنیا میں اور تمام مذہبوں کو اس کے جانتے
والو کے بت پہنچی موجود ہے۔ میرے جلدی سونے کی نور تہاں موجود ہیں۔ پس ان
نے تمام حجت نہیں کی۔

ایکو تعصب نہ ہی کے جب مکہ والوں جیسی ان کہیں نہیں دیکھے تو عربی آہن ہر
دیہ اسل گوئے دل میں ہی گور کیوں ہیں اور وہی امریکہ کے جنگی جہت دل و جہت
لینڈ والوں میں موجود ہے۔ اور آئرلینڈ والے بھی نہ ہی ان رشتہ ہیں۔ جا کر
دیکھو۔ سوافغان۔ اور والو کے جاٹ بھی کسی حالت میں آئے کم نہیں ہیں۔
محمد صاحب کو اگر عرب کا ریفارد بھی مان لیا جائے۔ تو اسی اس خطے کے کوئی بھکار
نہیں کر سکتا کہ انہوں نے باوجود دھرم خدیجہ سے ظہم پائے اور بچہ و دیوہ راہوں سے
ملکہ ہرچی و نفقت حاصل کر کے اور سلیمان یارسی جیسے لوگوں کی دوسری گے۔ کہ ہمیں
گشتہ لوگوں کی کتابوں سے اچھی ہدایات انتخاب اور زبان و گوشتا ہوں۔
اٹا الہام کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ تمام محقق مزاہوں نے بالاتفاق مان لیا کہ قرآن عثمان
جسے فصیح و گویا بنا یا ہوا ہے۔ اور ہی واسطے اس نے تحریف میں بولری کی نہی
تک و نور کار خود عرب کے بکلا و بر سلو جہاں خوریزی میں مبتلا ہیں۔ اور علم
عقل سے نا آشنا شہر لوں کھا ہاں ان سے نا فتنہ ہے۔ حضرت معاویہ سے عاشرہ۔
طلحہ اور زبیر کا حضرت ملی سے جنگ۔ ہر بد۔ اور جس جن کی لڑائی۔ کہ آو آتی تو رتی
طوہ نمانی نہیں ہے۔ اسی طرح محمد اور اسٹیکل اور زک زب اور شاہ جہاں اور
تیاہ شاہ۔ یاہر یا شاہ اور ابراہیم لودی۔ ماکر اور ابراہام و سرخاد اور سلیم شہ اور
ہما یون۔ مادشاہ۔ نادر شاہ اور محمد شاہ۔ سید اور سنی اور وائی اسی طرح اسٹی کے
غریب اسلام کے اور قوت۔ درہ گریان جن منہ فاکر دیکھو کہ ظلم بھائی بھائی چو
کمان نہیں بخت کمال انہیں شکہ و شکہ کے شریک ہرہ فو نسی اور غلامی۔ امیر
عبدالرحمن خان کا ہر ایک مسلمانوں کی عورتوں کا ہر بازار سلام کرنا اور بیٹنا۔ عرب
روم وغیرہ اسلامی ملکوں میں نوٹوں کی خرید و فروخت کثرت از دو ج۔ ہر
حاجو کالو شاکا یہ عروق کرتوا۔ ہیں یا مسلمانوں نے کسی نے نہ کہا ہے۔

پنج وائیں جو وسعت ساہرا در جو۔ عرب کے جاک اپ ہوتے ہیں کئے بیانی
یہ درکار کو اسٹیکل اور غور کرنا اور سو جوں اور عین ابونکر اور غر غل اور علی ان
ہاتھوں سے گئے۔ کیا محمد کو اس ہاتھوں سے یہ ہتھے سائے نہر ک قتل میں ہوئے۔
امام ابو حنیفہ جیسے فاضل خمس تبریز اور منصور جلال و سرمد دار جیسے موجد کئی

معبود المسلمین والشیعہ رکون والجن والانس یعنی ابن عباس سرورائیت کی کتاب جو
 کیا ہی نے سورۃ مجید اور سورۃ کوکبا ساتھ ان کے مسلمانوں اور مشرکوں اور بتوں اور بتوں کے
 یہاں بالکل جمل بیان ہے مشرکوں کے معبود کی وجہ کوئی ایمان نہیں جب تک کہ حضرت کی
 نسبت پرستی کا کمان نہ ہو وہ معبود نہیں کر سکتے اسکی ساری تشریح صحیح بخاری میں مذکور
 ہے جسے ہم مجتہد یہاں دیکھ کر سکتے ہیں۔

نمایہ ۲۔ فاضل کمال مولوی شہدائیل لدین احمد بن محمد خطیب القسطلانی مصری
 الشافعی فرماتے ہیں یعنی قولہ تعالیٰ اخاتجی القی الشیطان فی امینتہ ای اذا
 حل ثبای اذا تلاو البی صلی اللہ علیہ وسلم سیتا من آیات المتزلہ
 علیہ من اللہ تعالیٰ القی الشیطان فی حدیثہ فی تلاوتہ عند سکون
 استکثبات بمثل رقمہ۔ ذلک البی ما یوافی اہل المشرق من الباطل
 فی معبودیتہ وہو انہ لما تلاو البی صلی اللہ علیہ وسلم وہو من جمیعہ
 لا یخطی حقاً باطل حاشا اللہ من ذلک فی بطل اللہ ما یلقی ولا فی خبر
 علی لکنہ یہی ما القی الشیطان ویحکم ایانہ ای یشتہا بہا ان امینتہ ہوا قرآن
 فان انی حاتم الطبری وابن المنذر من طرق عن شعبہ عن ابی بشر
 عن سعید بن جبیر قال قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکۃ الحجۃ
 فلما بلغ اقرائتم اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى القی الشیطان علی
 لسانہ تلك العزای العلی وان شفاعتہم لالتجی فقال المشرکون ما ذکر
 التہا بخیر قبل لیوم فمجد وسجد وانزلت کھن الا بکسر والھا البزار
 وابن مزیہ من طریق امیہ بن خالد عن سعیدہ نقال فی استماعہ عن
 سعید بن جبیر عن ابی عباس فما احسب فرسا ان الحدیث وقال البزار لا یورد
 متلاً الا بعد الا استاذتقر دیوصلہ امید بن خالد وهو ثقہ مشہور قال واذا
 یروی کھن اھل طریق الکھلی عن ابی صالح عن ابی عباس کما یصحی زیلعی
 قسطلانی المعروف کتاب ارشاد الساری الشرح صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ و ۱۹۲
 مطبوعہ دار الفکر بیروت

نمایہ ۳۔ تفسیر جلالین میں ہے۔ ما ارسلا من قبلك من رسول هو نبي
 بالبلایع ولا یحی ای تعویض من البلیغ لکالا اذ تحتم قرآن القی الشیطان فی امینتہ
 قد تم الیس من القرآن بما یرضاه المسلم الھم وقد قراء البی صلی اللہ علیہ
 وسلم فی سورۃ الحجۃ مجلس من قریش بعد اقرائتم اللات والعزى و
 منات الثالثة الاخرى بالقی الشیطان علی لسانہ صلا عن غیر علم بلعمر
 یہ تلك العزای العلی وان شفاعتہم لالتجی فقر حواہد لك فاجزہ جبریل
 بالقاء الشیطان علی لسانہ من ذلک عن غیر فیصلہ بعد ان لا یتزلزل فیفسد
 اللہ یطل ما یلقی الشیطان فیرجیکم اللہ ایاتہ دیکھو تفسیر جلالین صفحہ ۴۵۔
 جلالی مطبوعہ مکتبہ مطبع احمدی کھلہ

نمایہ ۴۔ فاضل کمال بن جبار انڈیز محشری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں سبب نزول
 ہلکہ آیتان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما عرض عنہ قومہ
 شافقہ صوحا الھد عشرینہ ولعلہ فی الیوم علی ما جاءہ نہ تمحی الفراطیخہ من
 اعراضہم وطرصہم کذا علی سلامہ ان لا یزول علیہ ما یفسدہم لعلہ یخذل ذلک
 طریقا الی اسما لھم وامتاز الھم عن عینہم وعدا دھم فاسقر بہم ما تمنا حتی نزول علیہ
 سورۃ والحجۃ وهو فی نادى قومہ وذلك القی فی نفسه فاخل یقلہا فلما بلغ قولہ و
 سورۃ الحاتمة الاخرى القی الشیطان فی امینتہ اللہی تمناھا ای وسوس لیردھا

سٹیما بہ سبق لسانہ علی السبیل السہو والغلط الی ان قال تلك العزای العلی وان
 شفاعتہم لالتجی وروی الغزالی عنہ ولم یطعن لدی حتی اذ کمر العقود قنہ علیہ وکیل
 تمہجہ جبریل علیہ السلام وکلمہ الشیطان بل لا فاسمہ لاس فلہ یسجد فی اخرھا
 یسجد مع جمیع من فی النادی وطایب لغوسہم وکان تکلم الشیطان من ذلک
 محلہ من اللہ وابتدوا مراد المناقون بہ شکا وطلبتہ والموسون نوراً وبقا فاء وقل
 تلك العزای العلی انما الی الملکۃ ای لھم شفاء ولا الامتاءم دیکھو تفسیر شفاء
 النصف الثانی مطبوعہ مکتبہ مکتبہ صفحہ ۹۱۲ سورہ ہک لایسیر بری الی انہ

نمایہ ۵۔ تفسیر مدارک الترتیل میں اول یہ ہے سقہ کہہ کر ترات پر کر باہر ہی
 فلا طلت عن الوحیدہ لوصق الوجہ واھل وهو اللہ علیہ الصلوۃ والسلام
 عنہ قولہ ومناة الثالثة الاخرى الكلمات متصافراً طاب البی
 مرتفع عنہ بعضہم اللہ علیہ السلام ہو الی سیکلم بہا فیکون ہل القاعی قراءۃ البی
 وكان الشیطان یتکلم فی من الیہ۔ صفحہ ۱۰ جلد ۲ مطبع احمدی مشہور شافعی
نمایہ ۶۔ علامہ ابی سعید بن تفسیر کہتے ہیں۔ وقیل عنہ بعمرہ علی ایمان قومہ
 ان ینزل علیہ ما یقرہم اللہ واستمر بہ ذلک حتی کان فی ناد یھم تزلزلت
 علیہ سورۃ الحجۃ واخذ یقر وہا فلما بلغ ومناة الثالثة الاخرى۔ وسوس
 الیہ الشیطان حتی یق لسانہ سہوا الی ان قال تلك العزای العلی وان لہ
 شفاعتہم لالتجی۔ فخرج بہ المشرکون حتی شابعوہ بالسیو دما لیسجد فی
 اخرھا بحیث لیسق فی المسجد مومن ولا مشرک الا لیسجد۔ صفحہ ۲۷ جلد ۲
 برہان تفسیر کبر

نمایہ ۷۔ امام غزالی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں۔ دیکھو لفسرون فی سبب نزول ہذا
 آیتہ ان الرسول لما نزل اعلاض قومہ عنہ وشی علیہ ما لم یج من سبائہ
 عما جاءہم بہ تخفی فی نفسہ ان یاتیہم من اللہ ما یقارب بیہ وین قومہ وذلك
 بعرضہ علی اہلہم مجلس ذات یوم فی ما دمن اکل یترو فی کثیر الھلہ ولخب یومین
 ان لا یاتہ من اللہ شی ینفرد واعرہ یعنی ذلک قال اللہ تعالیٰ سورۃ الحجۃ
 اذا هو فی قمر الھم رسول حتی بلغ قولہ اقرائتم اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى
 القی الشیطان علی لسانہ تلك العزای العلی منہا الشفاعۃ لالتجی فلما سمعت قریش
 ذلک فرحوا ومضو رسول اللہ فی قوۃ فقر السورۃ کلھا ففحص علی المسلمون
 فیجوزہ وسمیع جمیع من المسجد من المشرکین فلما یق فی المسجد مومن ولا کافر فی مسجد
 سوئی اللیل بن المغیرۃ والی حیحہ سعید بن العاص فانھا اھل اخعتہ من الزبای
 من البیطہ در فھاھا الی حبیبہا وھما وھما علیہا لکنھما کافان فی کثیر من فخرہم
 السجود وتمت قریش قد سرھم راسعوا وقالوا قد ذکر محمد اللہا باحسن الذکر ولما
 احسنى رسول اللہ انما جبریل فقال ما ذا صنعت تلوت علی لاس ما ازلت بہ
 عن اللہ وقلت ما لقلک فخر رسول اللہ حرماً استد یلاً وادخاف من اللہ خوفاً
 عظیماً حتی نزل قولہ تعالیٰ وما ارسلا من قبلك (تفسیر کبر جلد ۲ صفحہ ۲۴۲) تفسیر غزالی

نمایہ ۸۔ تفسیر کبر میں ہے۔ ان البی حدیث نفسه فقال ذلک الشیطان علی لسانہ لیسجد
 نے اتممت کی زبان سے یہ لفظ کہہ دیتے۔
نمایہ ۹۔ جابر بن عبد اللہ کی روایت کی کہ وہ لفظ جو رسول کی زبان سے نکلے وہ لفظ اللہ تعالیٰ
 کے اور ہی کی تفسیر میں اسکی یہ تفسیر ہے کہ جبریل نے کہا کہ ان قرائن والامداد اللہ تعالیٰ
 ان شفاعتہم لالتجی الملکۃ ودی الشفاعۃ من الملکۃ کہی یعنی اس آیت کا قرآن میں یہ ہے کہ
 نبیل در اور انفسی لایکبر اور انکی شفاعت صحیح بخاری میں تاویل کہیہ فرمایا کہ اب جو یہ لفظ۔

قریب چھ مہینے پہلے میرے کتب خانے کو بھیج کر کے لکھنا شروع کیا۔ اس کے بعد اسی سال میں پورانی لائبریری کو
 اتنا کا ایک لکھی سا ہم سر میں کتب خانہ کی کتابیں لکھنا شروع کیا۔ اس کے بعد اسی سال میں پورانی لائبریری کو
 خصوصاً لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 کو لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 بہت ہی کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 لائبریری کا ایک بڑا حصہ یہ تھا کہ لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 یہ لائبریری بالکل میرا لکھی جان کر کے تھی۔ اس کے بعد اسی سال میں پورانی لائبریری کو
 کی بابت بہت بات تھی۔ اس کے بعد اسی سال میں پورانی لائبریری کو
 میں نے تو وہ بقیہ لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 رسالہ میں اس لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 اور ان کی تعداد اس قدر تھی کہ وہ چھ ماہ تک لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔

مجلد ۸ - نامور عالم سید سید صاحب فرماتے ہیں یہ ایک شخص بنام جانیں
 وقت بہت باق فاضل خیال کیا جاتا تھا۔ عمر کی اس کے ساتھ بہت دوستی تھی ایک
 دن جان سے عمر سے کہا کہ آپ کتب خانہ کی کتابوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور کتابیں جو عنایت کو
 عمر وہ سالہا نے اس بات کے واسطے اپنے افسر سے جسے خلیفہ عمر سے اجازت مانگی۔
 خلیفہ نے جواب دیا کہ اگر مضمون کتب مطلوبہ کا قرآن مجید کی آیات کے مطابق ہے تو میر
 درجہ تمام کتابیں رو دی ہیں یہ ایک دو خلیفہ عمر کے ارشاد مبارک کے مطابق کچھ کتابیں لوگو کو
 تقسیم کر دی گئیں۔ اور باقی کی حاکم نے اسے تمام خانہ کے نام سے لاکر جلا دیں۔ اگر بہت
 مبالغہ دراصل تعداد کتب مذکورہ بالا کی نسبت بیان کیا گیا ہے۔ مگر روایت ہے کہ کتب کتابیں
 پر سے تھوڑے تھوڑے کتب کے نام ہیں آئی ہیں۔ یہ کتب جس کے قدیم بادشاہوں نے جمع کر رکھی
 تھیں۔ (دیکھو نوٹ) میرا میرا لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 سید صاحب فرماتے ہیں (۲۵۱)۔

مجلد ۹ - مولانا ابوالفتح خلیفہ لکھنا شروع کیا کہ فرمت کے وقت عمر وہ سالہا۔
 جان لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 ہی عظیم الشان لائبریری کی مدد و است کی۔ جو لائبریری فلولوس کی نگاہ میں مشرقی اور مغربی
 اعزازوں کی نگاہ میں محض سچ تھی۔ اور یہ بھی ایک نیا ہی ہوئی تھی۔ عمر وہ سالہا نے
 سچے جاننے والے فاضل فلولوس کی جو اپنی پوری کرنا چاہتا تھا مگر سب سے بڑی داری کو
 وہ فلولوس ہی نے لکھی خلیفہ عمر کے حکم کے نہیں دیا چاہتا تھا اس لئے اس نے خلیفہ سے درخواست
 کی کہ میں یہ لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 اور نہ باقی رہے دینا چاہئے اور اگر وہ اس کے خلاف ہے۔ تو وہ نقصان
 وہ میں میں لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 چار ہزار لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 سے کافی ہوئے۔ (دیکھو نوٹ) میرا میرا لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔

مجلد ۱۰ - مشہور فاضل سید صاحب فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس لائبریری کی کتابیں
 کی تعداد بڑھ چکی ہے لیکن اس میں کچھ شک ہیں کہ خلیفہ عمر نے یہ حکم دیا تھا کہ
 عمر آدمی تھا اور اس کے مجلسی محنت دینی متعصب اور جاہل تھے مگر کلام علی کے کہنے
 کی تعمیل تھی۔ اس کے عیسائیوں کے فلولوس کا ذکر کرتے فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس کے نام دین کے
 فلولوس سے جو کہ اس کے دین کا لکھنا شروع کیا۔

مجلد ۱۱ - مشہور معروف مصنف اور لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 محل۔ پانچ ہزار جام۔ چار سو شاہ گاہ۔ بارہ ہزار باغبان بہار لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 یا نہیں خلیفہ نے حکم کیا۔ کہ ان کو تو لو۔ اور ان کے مال و اسباب کی ضرورت تیار کر دو۔
 عمر وہ سالہا نے اس بات کے واسطے اپنے افسر سے جسے خلیفہ عمر سے اجازت مانگی۔
 لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 تک اس کی نگاہ دیکر ہوا تھا۔ یا اس سالانہ خلیفہ عمر کی قدر میں کی تھی یہ ہزار ہزار لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 لا تھا جو اس وقت سے لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 کہ اس نے شہر کی ہر ایک کتب خانہ میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 کتب خانہ کی کتابوں کی کچھ روادہ کی۔ تب جان سے عمر کی نگاہ میں ان کتابوں کی قدر بڑھ گئی۔ اس واسطے
 لیکن اس عالم کے یہ جوش بیان سے عمر کی نگاہ میں ان کتابوں کی قدر بڑھ گئی۔ اس واسطے
 ان کے دینے میں اس نے ملا حکم خلیفہ عمر کے پس پیش کیا۔ اسے تو خلیفہ کو خط لکھا اور اس میں
 جان کے اوصاف بھی بیان کئے۔ اور درخواست کی کہ اس کو کچھ کتابیں دیا جائیں یا نہیں خلیفہ
 عمر کا جواب مختصر لیکن ہلکا تھا۔ خلیفہ نے لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 جس میں اگر موافق ہے تو قرآن پھر ان کے کافی ہے۔ اگر موافق نہیں ہے تو وہ نقصان رسالہ میں
 اس لئے وہ ہزار ہزار لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 تقسیم کئے گئے۔ لیکن وہ اس قدر زیادہ تھے کہ ان کے جلا میں چھ ماہ لگ گئے یہ دت یا مرکز
 ان کا لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 منہ بول لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 کہتے ہیں کہ وہ کتابیں جلا کر تھاکا ہے۔ وہ لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 کر کے ہیں۔ (دیکھو نوٹ) میرا میرا لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 موجودہ لائبریری لاہور۔)

مجلد ۱۲ - مولانا صاحب ہار فرماتے ہیں یہ لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 مشہور معروف کتب خانہ بنایا حسین اہل روم کی قوت خانہ کے زمانہ میں لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 جنہیں سے کچھ اتفاقاً گ سے اس زمانہ میں غارت ہو گئیں۔ یہ لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 پر عمل کیا تھا لیکن وہ نقصان آئندہ صدیوں میں پورا ہو گیا یہاں تک کہ ساتویں صدی میں
 مسلمان خلیفہ عمر کے حکم سے وہ عظیم کتب خانہ بالکل تباہ کیا گیا۔ دیکھو نوٹ میرا میرا لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 صفحہ ۸۷۳ - لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 میرا میرا لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 لائبریری اسی ہی لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 دیکھو نوٹ میرا میرا لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 پادری فائز صاحب لکھتے ہیں کتب خانہ کے جس میں لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 اس وقت سے اور محمد یوں کا بھی یہ حال تھا کہ جو کتب پانچ سے بڑا کر کے سو اس بڑا
 کرنے میں یا تو یہ لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 ہونے پر گواہی دیتا ہے۔ اور یہی قدیم کتابوں کا بڑا کرنا عملوں کی ایسی بخیر یا نعت ہوا
 ریزان لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 مولوی۔ (دیکھو نوٹ) میرا میرا لکھی ان کے کتب خانے میں سے جو کہ کتابیں مارک انجی سے ملے تھے وہ لکھنا شروع کیا۔
 کہ روم کے وحشی قتلہوں کو اس بات کا الزام دیا جا رہا ہے کہ انہوں نے دنیا میں علمی تاریخی

کتف پیوند کنند تا اطاعت اسلام بظهور رسد و علامت پیوند ظاهر باشد و کتف پیوند وال را بر چا
هر کس که شیانفت می سوخت، از جلای اول صفحه ۴۴۴، انوار کشور

[illegible]

خزائن - گہنڈو - دیا کرتا تھا جس پر خوش بہ چھانگلا اور اسی طرح جو علم دوسری مائیں میں ان سب کے راجا بہت ہی پرچار کرے لیکن راجا کو بہت سی بات ہے کہ کوئی جلسہ دے کر گزرتا نہ دے گا اور نہ ہی راجا بدو حاشی کے اور نہ کسی اور ہاتھ کے نام کی گزرتا نہ کر کوئی چلیات کرے جس طرح مایس جی کے نام پر یہ دیو دیو بنے جلسہ داروں نے ۱۸ ہزار بنائی جس طرح راجا جی کے نام سے سوا تھو پو جیسے ست مارتن کی گھنٹا ستائی جس طرح رشی مینوں کے نام سے کھائے اٹھ تھو کھاب ۵۰ اٹھ تھو بنایا جس طرح ایک لاکھ شالو کا مایس جی کے نام سے کھایا بھارت میں شرم دیا جس لنگ میں سخت طرح کا طوفان نے پڑی بڑا ہو گیا اور جس طرح کہ بڑے تھیں کہ روڑہ ہوتا پر سی کو قائم کیا سی کی مابت غیر مذہب کے منصف طرح مورخوں کو بھی اقبال ہے -

کے فرقوں کو ایک مذہبی غلط فہمی حاصل ہو نا۔ فرقوں کی کثرت اور ترقی ہو جانا۔ توحید کے اصول سے غافل ہو جانا۔ تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۶۰ و ۱۶۱ (۳۶)

۴۴ مولوی شبیر علی نقی۔ بہاگوت آدکوں کی کتھا کر نیوالے اور مندرجہ
کے پوجاری اور سیر داوہرے لائے گئے۔ بام مار کی آدک۔ پینڈت ہانگا اور سونہرہ پوجاری
پتے رہتے ہیں۔ پرتوان کوسب جگہ کے ٹھکنے والے خانائیں اور یہ سب پر سیدہ پوچھیں۔ ایک
ڈیڑیسے راجا اور پیش کردی ایسا ڈنڈو کو کوئی اس پر کارا کا مکہ پر عباسی ندر رہی یا دیریب
ہی راجہ اور پوجاری اتنی چوکی اچھا نہیں صاحب ۱۵ ستمبر ۱۹۸۵ پر کراش

اوکھلے پل اور یوں لگے کہ جیسے ہم نے ہمارے ہاں اور ساہوکاروں اور چیلوں سے بہت دور کی طرف ٹھکانے سے
 کہ جیسا کہ رتھات کا دھڑی ہاگوشا کو کون کی کتھا کہہ کر لے اور مندروں کو پجاری اور سنیوہا، و
 ویرگی شیوہ، دام مری، لوگوں پر پڑت ہما نام اور سہ پہلو اور کچھ بے ہمتے ہیں پر نرنا اٹھو سب جگت کے
 ٹھکانے والے جانا پیش دینے وہ کم کوئی والے اور نہ تمام ماری وغیرہ پر سہویر کے کوئی کوئی
 سے راجا اور پرنس کو کھانے ایسا ڈنڈہ کوئی اس پر کار کاٹش پر جیسے دیکھو یا دیکھتے ہی راجا اور
 پریا کی اتنی ہونے لپٹا نہیں ۷۵ صفحہ ۲۱۵ و ۲۱۶ سستیا رتھ پرکاش

ہست کہ جیت دفع مضرت یا جوج صفات شست از کنا در یازار برز که کشیدہ است
 و قوم نادر وزیر کا راقطہ دیبا سے شرفی و شہا لیت کہ ذوالقرنین امین آدمیان طلیح
 و یا جوج از بہن در صا ص نر تریب ۴۵ - مسمومہ سندہ کہ اس سدرہ شاہ نو نیر و ان
 کسر حوت مضرت دفع آسب بر دم و رشت فلیح کہ خصوصت اند و نو سے نشانی
 از آدمیان ندر نر تریب دادہ و چون ہر شے را در مقام تعریف و ستودن و بفر و کامل بہت
 کی نہ تخیل بہت کہ اس سدرہ از غایت استحکام بطریق عمارت ان سردار بہت کردہ
 در سکندری نامیدہ باشد از باب بار دوم صفحہ ۱۹ و ۲۱ و فتح التواریخ کتاب ۱۰
 اور ایسا ہی ذکر غایت میں بھی لکھا ہے و یکو صلیفہ ۹ و ۱۰ علاوہ بر ان سورہ انبا
 میں لکھا ہے خدا ذات فنیح یا جوج و ما جوج و ہر من کل حلیہ یا جوج و تفسیر
 حبیبی میں لکھا ہے تا دینیکہ کشادہ شود سدر یا جوج و یا جوج یا قیامت کہ فتح سدر یا جوج
 علامت است یا جوج و یا جوج از بر بندہ می سے متناہد و دوزخ نامہ عالم را و دیگرند و
 آپس نام دریا پار یا سنامندہ از خشک تر برجہ با بندہ بخود صاحب متعہ حمت اللہ فی
 المعقودہ ذکر علامت قیامت اور وہ کہ بعد از ہلاک شدن حال و ابتداء اور سوت
 عینے خروج یا جوج و یا جوج باشد و کسانہ شدن سدا نشان ۱۱ جلد دوم صفحہ ۶۱ اس
 درین قلم کہ نام جوج یا جوج بادشاہ کے زمانہ اور شاہ جہاں صفری کے زمانہ مکتوم
 میں فتح ہوا۔ ذوالقرنین نہیں ہے یہ بالکل غلط ہے اور وہ ایک سفر فرشتہ تہیں
 سلسلے اور وہ قیامت تک یا جوج و یا جوج کو بندہ کرنے والی ہے بلکہ وہ تو فتح ہو چکی
 ہے۔ بتاریخ روس و دیگر نیز یا جوج و یا جوج نہیں ہیں۔ یا جوج و یا جوج کی علامت
 قرآن میں یہ لکھی ہے ان یا جوج و ما جوج مفسد و فنی لا اھل ینے ہر آیت میں
 یا جوج و یا جوج میں فساد کرنے والے ہیں۔ اب پہنچا چکے کہ زمین پر فساد اور نیز
 و خرابی اور بنیادی کھو اسکے کو ان ہیں آیا مسلمان یا کفر نہ۔
 ناظرین خود ہی تاریخ پر ملاحظہ فرمائیں کہ اسلامی عملداری میں پہلے کبھی کوئی ملک
 اس دور ان ہوا اور اب کہاں اس دوران ہے۔ کہیں بھی نہیں جس کی فرضی ہولامی
 تا یہی برج صحرے یا موجودہ زمانہ میں فغانستان بلوچستان مایران دروم مصر عرب و یووان
 کے حالات ملاحظہ کرے۔ اور ذوالقرنین کی سلطنت کے اس زمانہ کو بھی انھوں
 کے سامنے رکھ کر ملاحظہ انصاف کا زمانہ ہے بشر و دیگر ایک گھاٹ پانی پینے میں در و دون
 ان کے سے لافعل ہو کر جیتے ہیں جتنی ہندو نے انصاف کا بار لیا ہے یہ سب عملداری رکھ
 انگلش کی کہ کہ نہ کشہ شاہ دوم یا امیر کابل کی جن مقصد میں جوتہ و میں و نازی ہیں
 جو لوچ ہے وہی یا جوج یا جوج ہیں نہ کہ کوئی اور۔
 ۱۲۔ یو لوی اھل کے کثافتات شت سے چھوڑا و جب رسال ہو چکے انہ ہزار سال
 حضرت خیم صاحب کے وقت میں اور کسی اور فری ہندوں کا صاحب نظرین ہاں کر لیں
 اپنی قوم سے چھوڑا اور کھلے گا تاکہ ان قوموں کو جو زمین کے یاروں کو قتل میں ہیں
 یعنی یا جوج یا جوج کو قریب کاہ را نہیں لڑا کی کئے جس کرے۔
 آریہ۔ جناب یو لوی صاحب ہاں اب انہیں آپ کہیں بھی عرصے سے کام نہیں لے
 دیاں کی ہاں عمارت ہے۔ اور جینے رسال ہو چکے شیطاں اپنی مدد سے چھوڑا یا ایک طرف
 تو اب لوگ نصیب کی شامت سے یو لوی کے کثافتات کو ایک ملک کی تعذیب بناتے جاتے
 ہیں۔ جس یہ بیوقوفی کچھ وزن یا حقیقت نہیں رکھتی ہے۔
 ہمارے موجودہ زمانہ میں بخوبی یہ کہ یہاں اس سلسلہ میں بھی اس مضمون پر
 تحقیقات کی ہے اور انہوں نے یا جوج سے مراد قوم اور یا جوج سے مراد ملک لیا ہے

نہ روح الاحیاء و بدست امیر مسافر

بحوالہ حزقیل ۲۸۔ لیکن غلطی ہے کیونکہ انہوں نے یو لوی کثافتات نہ کو نہیں دیکھا ہوا
 یا جوج و یا جوج دو نوقین لکھی ہیں نہ کہ ایک یہ خلیل یلین یا جوج سے مراد قوم کی ہے۔
 پھر گے جاکر سید صاحب اس دیوار کو چین کی دیوار بتلا کر کہا ہے کہ کچھ شبہ نہیں کہ جس
 کا ذکر قرآن مجید میں ہے وہ وہی دیوار ہے جو چین اور نازا یا سبتا کی سرحد پر تانی لکھی
 ہے اور جب کوئی دیکھی مغفورین نے درمیان شہلا و شہلا قبل مسج میں بتا یا کہ شاہ
 تیر و برس کی عمر میں مسج قبل مسج میں تخت پر بیٹھا تھا یہ دیوار ہانگ بر دریا کی عربی قوم
 جو ایک پہاڑ کے قریب ۴۵ درجہ پندرہ و فیض عرض بلد اور ایک سے سات درجہ طول بلد
 پر واقع ہے بنائی شروع ہوئی اور پھر اس ریلے کی کے درمیں طرف موڑ کر قریب ۱۸ درجہ
 عرض بلد اور ایک سو گیارہ درجہ طول بلد پر کا کھرا و عجاں پہاڑوں کی جنوبی سلسلہ
 کی جیسے ہو کر طلیح لیو ڈنگ کے کنارہ پر ٹھیک چالیس درجہ عرض بلد اور ایک سو میں
 درجہ طول بلد پر ختم ہوئی طول اس دیوار کا بارہ سو میل ہے بندہ موسیٰ کا بیان ہوا ہے
 اگرچہ یو لوی نور دین حواری سے قادیانی اور سید احمد خان صاحب کی تفسیر میں
 باہمی مخالفت ہے مگر یہ تفسیر تمام جامعہ مغربی کے خلاف ہے چنانچہ سید صاحب
 نے ایک حکم نامہ مغربی کی تحقیقات کی بابت لکھا ہے کہ کتب کہانیاں جوت اور جن
 غلط اور بے اصل ہیں۔ یہ کچھ کم فوس کی بات ہے جبکہ ایسی بے سرو یا باقیاتی تخیل
 کی تفسیر میں لکھی ہوئی دیکھتے ہیں مگر اس باہمی مخالفت کے علاوہ ہمارا اعتراض اس پر
 بھی وہی ہے کہ یہ تو پھر اور جوئے کی دیوار ہے نہ کہ لسنے کی حالانکہ قرآن شریف میں جدید
 اور وہ لفظ شہ ہے ہوشے ہیں۔ نہ تو اس بابت یہودیوں کا سوال تھا اور نہ ساری
 بائبل میں اس کی کسر کرنا بیان اس قرآن کی سد ذوالقرنین سے کوئی تعلق نہیں
 اور وہ بادشاہ جکا اپنے ذکر کیا خدا پرست تھا بلکہ بت پرست۔ مشرک۔ بودہ تھا اور بت
 عرصہ ہوا کہ چینی نانا را و چین کی سلطنت ایک ہو گئی ہے پس قیامت تک انھیں
 یا جوج یا جوج کا تعلق بھی باطل ہو گیا کہ سر جیا و سی اس لکھا ہے کہ امین اور یگان
 اور ارمیتہ کے دو تقریب نے شیں میل کی دیوار بنائی تھی اور حالانکہ یہ دیوار وسط میل
 کی ہے پس اس کا قرآنی دیوار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
 ۱۳۔ یو لوی۔ اگر اگر یہی ذوالقرنین ہے کچھ حجت دیکھی ہے اور آریہ قوم بھی اگر فرد
 اعلیٰ اس میں خود میں جوہ تحقیق لیتے برج وغیرہ تحقیقان یو لوی سلم ہے تو یہ بھی جوج
 میں داخل ہیں تو ہم آریہ کی اس نیز ترقی کو اپنی مقدس کتابوں کی صداقت سے نہیں کر سکتے۔
 آریہ بنک آریہ اور اگر بنک علی شل میں یحییٰ اسد بطرح سند و نشان و
 ایران و فارسستان و بلوچستان کے مسلمان بھی اسلے شل میں آریہ خاندان ہیں اور
 برہمنوں کے کچھ تمام قومیں اسی اعلیٰ شل کی طرف رجوع کر گئی ہیں آریہ ہر قوم کو قبول کر گئے
 کھڑا کی کتابوں کی صداقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر آریہ کی صداقت میں نہیں کرتے
 لکھیں تو ہم براؤں کو وہاں سے ہر حکمہ تاجت کر دین مگر سنا سے ہاں ایسی ذل
 محض ہے و مل اور یہ وہ ہے ہمارے ہاتھ نہیں چلنے لگے۔
 ۱۴۔ یو لوی۔ جیسے شاہ میں لکھا ہے کہ باختر کے سال میں بیٹے سجا کی جانب
 یا جوج و یا جوج کا مکن ہے بالکل شک ہے۔
 آریہ۔ شاہنامہ میں جہاں یا جوج و یا جوج کا ذکر ہے ہاں یہی لکھا ہے کہ
 نہ یا جوج و یا جوج کی ہی برست
 از ان نامور بندہ اسکندر
 جہاں برست او بد و ناز و نری
 یا جوج و یا جوج کی یہ تقریب شاہنامہ میں لکھی ہے
 ہر نہ مکرے شاں جو روئے ہر یوں نہ باہنا سید و ہر شاں چو خوں

ذالک الی و ہذا جواب ہے ہود و الثرین الاکبر اسمہ الاسکندر بن فیلقوس الیونانی
والکول ہوا اظہور ان من بلغ ملک من السیاح القوی الی الخاقیۃ الی نطق بها التذیل
الحلیل انما ہوا الاسکندر الیونانی کہ اشہد بہ کتبہا وادریخہ میدی انہ لمامات ایضاً جمہ
مذکور مجاہد ان کا قاتن طوائف تعقص ملوک العرب و ہر ہم تہا معن حق
اتبع الی البحر الاخر بعد عاد الی مصر فی الاسکندر یسر علیہ صفحہ ۳۰ بر ما شیبہ تفسیر کبیر
(۱۸) امام فتح الدین محمد الرازی ابن العلامہ ضیاء الدین عمر ابنی تفسیر کبیر میں لکھتے
ہیں ذیلکونک عتق ذی القہذین اذہوا الاسکندر بن فیلقوس الیونانی صفحہ ۵۰ سے
۵۶ تک۔ اول نوادر صاحب اسکندر بن فیلقوس کہ کہت عمدہ دلائل سے کہنا ہے انرا ان
اکبر او تو ال ہی لکھ کر آخرین شی رضوی سے بتلایا ہے کہ وہی اسکندر بن فیلقوس
تہا جس کا افتادہ ازسطاطا لیس ہوا اور دو قرن کے بعد بتلایا ہے کہ اسکے تلج میں
دو سینک سے روکتھو تفسیر کبیر علیہ مطبوعہ مطبوعہ۔

(۹) **فاصل شهاب الدین احمد بن الحطیب** بقططانی المصری لشانی فرماتے ہیں ذی القربین اللہ کات شانام اودو واندہ نجی لاسکند بنی ملاقہ علامہ ملک السماء وذهبی الخ السد واما الذی کان من الروم اسکند النانی واما اسکند الاول فخرطای باللیت مع الحلب صلح اللہ عنہ ولام اول ملحاہ وامن بة اتعمر کراکرة الارز فی وکان وزیر الحضر واما النانی فواسکند والنانی وزیر اوسط طالیس الفیلسو وکان قبل السیجی نجر ملکاتہ سفندو مع فی القومین ولانہ ملک المشرق المخلوط ولانہ طاف فرقی لکن نباشر فخر عیاری ویکو قططانی الشرح صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۴۲ نوکسور کا پتھر اور سی ذکر صحیح بخاری صفحہ ۳۳۲ کتاب البیاض من مشکوٰۃ

۱۰ **طال حسین** واعظ فاضل ہیں بشیونک عن ذی القربین سے برسر تیز مزاج کان کہ سرانجام نبود از ذوالقرنین کہ بادشاہ مشرق مغرب بود بدین جہت ذوالقرنین گفت کہ اگر تیر مشرق و مغرب طواف کرو یا دوزخ را ن او دو قرن از مردم در گذر شدت یا تاج اود و شاخ دشت یا بخت امر کاب حرب بمنزه یا کریم الطمین بود یا سنان علم ظاہر و باطن جمیع کز یاد و معجزہ دہشہ بعینہ و کتب باقیہ از باب سر و دہشتہ آت کس سکندر و علی است و ذریت و اختلاف کرده اند و نیز حسنی جلد ثانی صفحہ ۱۱ نوکسور

انانیخ الحکما میں کہ ہے درایام از سوط بادشاہ ذوالقرنین صورت تمام یافت و چ نرک
و کفر از بلاد یونان سر کند گشت

۱۲۱ ابوالجفر محمد بن حماد البصری اپنی تاریخ میں بھی اسکند بن فیلق کو اسکندری القرقین
 لکھتے ہیں اور جو صفحہ ۳۳ سے ۳۴۱ء حلد دوم تاریخ طبری قوال تھوڑا

۱۴۱- فخریہ فارمانی کہو میں شکر تضرع فرمائیے خضر و زینبہ زارہ و زینبہ سکنندہ گرو۔
۱۴۲- ماحصل اجل نظامی گنجوی کہتے ہیں۔ یہ میری آنکھ کو کم دوش کہہ گا وہ خدا فیض معین
رامشہ اقبال اللہ تعالیٰ قلنا یا دایٰ افزین لایہ وظاہرست کہ حق طیب بانعزہ عزیز
انباء علیہ السلام بنو ویرن یہ اشعار بار ساطع است بہت هن اراد الاطالعہ فلیطاع
فی حودہ کھفت و رکبو سکنندہ نامہ صفحہ ۳۸ کو لکھو

۱۵۔ ایتھو میں حرم قرآن مصباح الدین سعدی زاتے میں سکندر بنیو اور وکمن سنگ، بکچو از جہاں راہ یا جوج نکات، خراسید یا جوج کفر از زہبت، کھو از زکول جو سکندر بت، اسکے فاشبہ بر بھی سکندر ذوالقرنین اور اس کی سداور یا جوج یا جوج کا ذکر موجود ہے اور قرآن فی حوالہ بھی مندرج ہے (صفحہ ۱۲۴ قول شتو)۔
۱۶۔ ایک اور قاضی لکھتا ہے یا جوج و یا جوج جو ہے، اندیشہ کہ باقصائے اراضی مشرقی بیابان طرقت اتسند سکندر نامفزع القلوب معنی ۱۶ اس کے نام ملک ہے۔

۱۷۔ یہی ذکر سکندریہ میں موجود ہے اور جامع کا روضۃ الصفا میں بھی ہے دیکھو
جلد اول صفحہ ۲۸۔ اور ۱۳۹۷ مطبوعہ نوآر کشور۔

۱۸۔ مجمع البحرین کہ قرآن و حدیث کی لغات کی جامع کتاب ہے اس میں لکھا ہے ذوالقر
لقب سکندر مانگد و سکندر است چہ قرن لکسکو گویند یا تاکہ ریدین و طرف عالم کہ مسروق
و مغرب باشند و یا تاکہ کرم الطرفین ہو و نیز اور ویدر یا تاکہ داخل شدہ ہو و نیز و عظمت -
۱۹۔ تاریخ الخلفاء عربی میں بھی ذکر ہے کہ سکندر و می ہی ذوالقرنین تھا و دیکھو
وزق ۹۰ ص ۹۴ کتاب فہرست موجودہ لا بخر سری اللہ ما و

۲۰۔ ویوان شمس تبریزی میں ہے لبکستی از بوا وسد سکندر او۔ تہ فرشتہ دیری
رویس بندہ کشوددی۔ (روایت ہی صحیحہ ۲۶۷)

۱۲۔ نواب سید محمد صدیق خان صاحب کے کتابت القرآن چھپوائی ہے اس میں
لکھا ہے "فہمہ سکنہ دی القرنین طبع ان مغرب تمسغ رویت من چترہ گرم دو جلدان قومی تعذیب
طالع تفسیر برہمن نوون سکنہ باز بلوغ ان مطبع انتمل جلدان قومیہ برہن بلوغ ایٹ
مین السین و شکایت کردن ساکسان انجا از ساد یا جرح و ماحرج و دہا سہ سدا زہر
سندید باوزغ قطر برائ و عذہ حزوج ایٹان بفر قیامت" دیکھو صفحہ ۵۹ مطبوعہ
لاہور موجودہ لاہور سری لودھیانہ (سری)

۲۲۔ مولوی شیدائو المنصور صاحب لکھتے ہیں حضرت پیر میاں شیخ حسن مقتول دیر ہون
چوہدری صاحب رحمہ دار کے سکندر ذوالقرنین نے انھی پیران کو جو گمائی کی حالت میں
پیش نکلا کر سکندر نے دیر میں دفن کیا (۱۱۳)

۶۷- اتنا س قہر ناشک میں لکھ ہے سلمان اکثر اس کذب کو ذوالقرنین کہے ہیں
ذوالقرنین کے دو رتھ ہیں ایک ساتھ برس لادو سردو سینکڑوں ذوالاسکندرتبیس برس
کی عمر میں گم ہوا تھا جس ساتھ برس سے فوجیہ تعلقی نہ رہا۔ لیکن دوسنگ لانا سے ضرور
کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ اسے بیکری جو اس کی نصیب ہوئے اس میں کے مرثیہ میں ہے کہ دو
سینگ لگے ہیں اور اس پر جو دو بوا جو غلامان بھگوانی تھے وہیں لگائے ہیں جمعہ سوم صفحہ ۶۷
اب دیکھو ایسا ذوالاسکندر کا بیوہ اس کے انصاف کو کام میں لاکر تلافی تو یہی کہ یاد دہا جان یا قشی
صاحب کسی اصل سے یہ اعتراض کہاں کیا اور کس کی ہنر خوشہ چینی کی اور ہر کو دہو کا ہوا یا
اتنے جلیل القدر مصلو کو آیا اس پر توئی کے زمانہ میں آپ ہی قرآن اور تفسیر کی جملہ

کرتے ہیں آپ ہم یا بوج و باج کی بابت عرض کرتے ہیں

فاضل شہادت الدین انصاری رحمہ اللہ خطبہ لفظ طلالی فرماتے ہیں و خدا قال فہذا ذکر
لجلی سمنہ از آدم علیہ السلام مختلفہ ذات یوم ذات ما نزلت اطقہ بالذات فی حقہ
مرد ذلک الما و یا بوج و ما بوج ، ارجلہ صغیرہ ، مہم سلطان فی مہم و نو لکثور
تفسیر حسینی میں یہی خبری ذکر ان الفاظ میں موجود ہے۔ و عین المعانی احمد و کہ
آدم را حکام نذر و نسی او خاک آلودہ گشت آدم از ان حال نذر و ہنک گشت حق تعالی
ابن دو قوم را بوج و ما بوج (۱) از ان خاک آلودہ نسی ابو البشر یا فرید مہم و دوم تفسیر حسینی
سورہ کہف صفحہ ۱۲ حدیث جامع ترمذی ہے عن ابی رافع عن عبد اللہ
ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس فی الخلق جمل ابی پر رہے۔
دیوار کندن کے باب میں وہی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ یا بوج و ما بوج ہے و رکنوں
میں ہر ایک کہ و رب جہنم کے جو جاتی ہے۔ یہ کہتا ہے عوان یہ حکم ہے کہ بر جلو
کل و علو کر اوٹے۔ فرمایا۔ آئے کہ اللہ تعالیٰ میرے اول روز سے زیادہ مضبوط کر دیتا
ہے یہاں تک کہ جب آجھاؤں آجھاؤں اور اللہ کا ارادہ ہوگا کہ اوکو کو تو نہ کرے کہ کبھی

۱۴۷۔ مولوی۔ آدم کو چیزوں کے نام سکھاتے انجیل سے جو اللہ تعالیٰ آدم کو دی تھیں تو ثابت ہوا کہ جو چیز انجیل میں تھیں وہ دھتے نہیں جانتے تھے اگر جانتے تو انجیل بتانے سے عاجز نہ کرتے سیدنا لا اعلیٰ لہ الا ما علینا آدم کو ایسی بات تعلیم کر دی تھی جن علم فرشتوں کو نہ ہو ضرور اس امر کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ سمجھ جانتا ہے جسے فرشتے جانتے اگر فرشتے جانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اگر آدم کو یہ یاد دیا تھا تو اس نے مانا کہ علیحدہ فرشتہ تھا کہ وہ جب تھا کہ فرشتے بدن اسکے کہ خدا سے چھٹے بتلاتے اور اگر نہ بتلاتے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ **وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا** بالکل سچ تھا جسے ایسا علم تھا کہ فرشتے اسکے علم سے جزیں تو اسکے کمال کی وجہ سے نہ ہو سکتا تھا بلکہ وہ ان کی عیوض کا موقع تھیں۔

۱۴۸۔ یہ حضرت اپنے معنی حکمت عملی کی جالی اور کتنی عبارت آرائی کی کردہ فریب جب ہنگامہ جگہ بنے عجیب میں ذکر کیا تھا دیکھو صفحہ ۲۳۲ نمبر سوم۔ اسی واسطے قرآنی حوالہ الما کریں اپنے ہر اسکا سے اور آپکا وہ فقرہ جس پر غصہ خطبہ دیا ہے صریح ہرگز دست اعتراض کے اقبال کا ثبوت ہے۔ ہاں فرشتوں نے سب جہان یا خدا کے اہل کا حال جاننے کا اور انہیں کیا تھا جیسا کہ خدا کو آدم کے آئندہ حال سے آگاہی ہی تھی۔

فرشتوں کو خدا کے فریبے ہنگامی نہ تھی مگر انہوں نے پیشگوئی کی تھی وہ بالکل سچ تھی خدا نے محمدؐ کو اگر علم دروازہ تازہ تو جانتے تھا کہ فرشتوں سے معقول سمجھنے پر موقوف تھا سکوت کرنا مگر خداوند کی جو دانائی سے بچیدہ ہے اور فی الحقیقت یہاں سے اسل اسانی کی خرابی اسی ہے اور خدا کا باعث ہے اور فرشتہ کو پیش گوئی کا ظہور ہرگز آگاہی نہ تھی اور بھی تعجب کی چیز ہے کہ اسکے فعل پر کیسے حوالہ ملا کہ کیوں نہ ہوں اعتراض کا موقع نہیں حضرت اگر اسی حال ہے تو غیبتی کے ابن اللہ نے والوں اور بجلی ارشاد پر کون اعتراض کرتے ہوئے تسلیم کیوں نہیں جھکتے۔ یہودیوں کیوں اعتراض کرتے ہوئے تحت یرتوں کیوں کرتے ہوئے مولوی نے وہی طرح کیوں نہیں دم خود ہو کر کہے مہندیا نرا اصطلاح ہند مع ۵ ہندیا نرا اصطلاح سند مع حق کو اعتراض سے حقیرہ نہیں اور حق اعتراض کا تحمل نہیں ہو سکتا اور لا جواب ہو کر کا لبان کا نئی شروع کرتا ہے جیسا کہ قرآنی خدا۔ یا علماء اسلام۔

۱۴۸۔ مولوی جب یا زبانی نے ملا کہ کو حکم کیا کہ آدم کو سجدہ کر دو آدم کا سجدہ کرنا اور اسکی آگیا کا یالن کرنا درحقیقت باریتقا کی جانب کو سجدہ نہانا آدم کو سجدہ کا لفظ اس شریع میں ایک وسیع لفظ ہے (۱) آسمانوں اور زمین کی اشیا و اللہ کو سجدہ کرتی ہیں (۲) آسمانوں اور زمین کے سب سے فاعل اللہ کو سجدہ کرتے ہیں رس رس بہاد قوم کے آگے نیلے اور یہاں سجدہ کرتے ہیں سجدہ کا لفظ عربی اختیار میں اللہ اور فرما ہر سجدہ سے دیتا ہے۔

آریہ خاتین ایکو اس سرگ و دشمن کا نہ اور کفر کے چپا نہیں حوالہ کتنی ہی کوشش کرنی پڑے مگر نہیں چھپا سکے کیونکہ بھلا خاک ڈالنے سے چھپا ہے یا نہ دیکھو کہ قرآن میں صاف طور پر لکھا ہے **اَنبَاہُ اَدَمَ اَوْ سَجِدَ** کہ یہ کیا حکم دیا ہر آدم میں تو خدا کے لئے سجدہ کا ذکر ہے اور ہر آدم ایک عز کے شاعر اور شاعر ہے شاعروں کے واسطے قرآن کہا ہے **وَالشَّاعِرُ يَتَّبِعُ النَّفَاوَاتِ** بیشان کسی شاعر کی کام ہے یا انقاد کی اگر خدا کی ہے تو اسے شاعروں کی طرح جوئے محاورہ کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ شاعر کے جوئے خدا کی پناہ اور پناہ خداوند کی پناہ میں گیا ہر مانا کو جوئے عبق کے مطابق کسی قسم کا سجدہ سوا خدا کے سب کو مع ہے اور اس کا کرنا لاا کر میں ظاہر ہے کہ خدا نے کفر کا کچھ دیا اور ایسا خدا خدا شکر کے بری نہیں ہو سکتا باریا قرآن میں لفظ سجدہ سجدہ سجدہ سجدہ سجدہ ہرے ہو ہیں۔ اور معنے کے لئے ہیں کہ جو روح در قلوب کو آرام و زندہ گرد ہیں در روت و زندہ ہرگز ہرگز گندگان (تفسیر حسینی علیہ ۲ صفحہ ۲۵۶) اور اسی پر مارا مباحثہ ہے ہر صاف

طوریہ قرآنی خدا فرشتہ کو کفر کا حکم دیا۔ اور کفر کا بدیش کر مینا لاشنے والا استیلا و لا ذوق لہ کا فریں سبنا جہان سر از آرم شرک و اتمام کفر سے بانی قرآن کی بریت نہیں ہے اور اصل میں آپے مان ہی لانا ہے آدم کو سجدہ کرنا درحقیقت باریتقا کی جانب کو سجدہ کرنا اور اسکی آگیا کا یالن کرنا درحقیقت باریتقا کی جانب کو سجدہ نہانا آدم کو سجدہ کا لفظ اس شریع میں ایک وسیع لفظ ہے (۱) آسمانوں اور زمین کی اشیا و اللہ کو سجدہ کرتی ہیں (۲) آسمانوں اور زمین کے سب سے فاعل اللہ کو سجدہ کرتے ہیں رس رس بہاد قوم کے آگے نیلے اور یہاں سجدہ کرتے ہیں سجدہ کا لفظ عربی اختیار میں اللہ اور فرما ہر سجدہ سے دیتا ہے۔

آریہ خاتین ایکو اس سرگ و دشمن کا نہ اور کفر کے چپا نہیں حوالہ کتنی ہی کوشش کرنی پڑے مگر نہیں چھپا سکے کیونکہ بھلا خاک ڈالنے سے چھپا ہے یا نہ دیکھو کہ قرآن میں صاف طور پر لکھا ہے **اَنبَاہُ اَدَمَ اَوْ سَجِدَ** کہ یہ کیا حکم دیا ہر آدم میں تو خدا کے لئے سجدہ کا ذکر ہے اور ہر آدم ایک عز کے شاعر اور شاعر ہے شاعروں کے واسطے قرآن کہا ہے **وَالشَّاعِرُ يَتَّبِعُ النَّفَاوَاتِ** بیشان کسی شاعر کی کام ہے یا انقاد کی اگر خدا کی ہے تو اسے شاعروں کی طرح جوئے محاورہ کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ شاعر کے جوئے خدا کی پناہ اور پناہ خداوند کی پناہ میں گیا ہر مانا کو جوئے عبق کے مطابق کسی قسم کا سجدہ سوا خدا کے سب کو مع ہے اور اس کا کرنا لاا کر میں ظاہر ہے کہ خدا نے کفر کا کچھ دیا اور ایسا خدا خدا شکر کے بری نہیں ہو سکتا باریا قرآن میں لفظ سجدہ سجدہ سجدہ سجدہ سجدہ ہرے ہو ہیں۔ اور معنے کے لئے ہیں کہ جو روح در قلوب کو آرام و زندہ گرد ہیں در روت و زندہ ہرگز ہرگز گندگان (تفسیر حسینی علیہ ۲ صفحہ ۲۵۶) اور اسی پر مارا مباحثہ ہے ہر صاف

طوریہ قرآنی خدا فرشتہ کو کفر کا حکم دیا۔ اور کفر کا بدیش کر مینا لاشنے والا استیلا و لا ذوق لہ کا فریں سبنا جہان سر از آرم شرک و اتمام کفر سے بانی قرآن کی بریت نہیں ہے اور اصل میں آپے مان ہی لانا ہے آدم کو سجدہ کرنا درحقیقت باریتقا کی جانب کو سجدہ کرنا اور اسکی آگیا کا یالن کرنا درحقیقت باریتقا کی جانب کو سجدہ نہانا آدم کو سجدہ کا لفظ اس شریع میں ایک وسیع لفظ ہے (۱) آسمانوں اور زمین کی اشیا و اللہ کو سجدہ کرتی ہیں (۲) آسمانوں اور زمین کے سب سے فاعل اللہ کو سجدہ کرتے ہیں رس رس بہاد قوم کے آگے نیلے اور یہاں سجدہ کرتے ہیں سجدہ کا لفظ عربی اختیار میں اللہ اور فرما ہر سجدہ سے دیتا ہے۔

آریہ خاتین ایکو اس سرگ و دشمن کا نہ اور کفر کے چپا نہیں حوالہ کتنی ہی کوشش کرنی پڑے مگر نہیں چھپا سکے کیونکہ بھلا خاک ڈالنے سے چھپا ہے یا نہ دیکھو کہ قرآن میں صاف طور پر لکھا ہے **اَنبَاہُ اَدَمَ اَوْ سَجِدَ** کہ یہ کیا حکم دیا ہر آدم میں تو خدا کے لئے سجدہ کا ذکر ہے اور ہر آدم ایک عز کے شاعر اور شاعر ہے شاعروں کے واسطے قرآن کہا ہے **وَالشَّاعِرُ يَتَّبِعُ النَّفَاوَاتِ** بیشان کسی شاعر کی کام ہے یا انقاد کی اگر خدا کی ہے تو اسے شاعروں کی طرح جوئے محاورہ کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ شاعر کے جوئے خدا کی پناہ اور پناہ خداوند کی پناہ میں گیا ہر مانا کو جوئے عبق کے مطابق کسی قسم کا سجدہ سوا خدا کے سب کو مع ہے اور اس کا کرنا لاا کر میں ظاہر ہے کہ خدا نے کفر کا کچھ دیا اور ایسا خدا خدا شکر کے بری نہیں ہو سکتا باریا قرآن میں لفظ سجدہ سجدہ سجدہ سجدہ سجدہ ہرے ہو ہیں۔ اور معنے کے لئے ہیں کہ جو روح در قلوب کو آرام و زندہ گرد ہیں در روت و زندہ ہرگز ہرگز گندگان (تفسیر حسینی علیہ ۲ صفحہ ۲۵۶) اور اسی پر مارا مباحثہ ہے ہر صاف

آدم اور شیطان کا مقدمہ - مولوی صاحب

اسمیں عنرات بطور اسپل

اور بہار آخری فیصلہ

۱۱۷ سے ۱۳۶ تک

پہلے نکلن دین احمدیؒ میں صفحہ ۳۲ سے ۴۴ تک جو ان آیات قرآنی و تفاسیر معتبرہ اور مولوی سروشی جیسے علماؤں اور سرمد جیسے فہراؤں کی تفسیروں کے مستند حوالات سے فقہ خلافت آدم اور سیدہ ملائکہ اور کفار شیطان کو کلمہ کراہت اوصاف اور عقولیت کے عراض کئے گئے جسکا خلاصہ یہاں کریمہ ساری ملکر روانی شک کے مطابق اور حق کے مطابق ہے۔

مولوی نور الدین صاحب حواری نے تصدیق میں صفحہ ۱۱۷ سے ۱۳۶ تک یہاں سے اعتراضوں کے رد کرنے کی کوشش کی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حق کو کسی حالت میں بھی جھٹل نہیں سکتا۔ ہزار لوگ انہام کا دعویٰ کر کے اسے مخالفت کریں اس کا مال ٹیڑھا نہیں کر سکتے چنانچہ ظاہر ہے کہ اس تصدیق میں بہت بڑا دست و پاڑا ہونا چاہیے کہ مولوی صاحب کے اول نوٹان لیا کہ وہ فرشتگان جنگو خدا نے کیا تھا کہ میں آدم کو خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔ اور ان سے شتا زعم ہوا تھا وہ ارض شام کے صلیبا اور غار فین ہے چنانچہ مولوی صاحب کی عبارت ہے

ایچ جی اللہ تعالیٰ نے ارض شام کے صلیبا اور غار فین کو الٹا دیا حتیٰ جی کہ میں ایک لیا آدمی مبعوث کیا چاہتا ہوں جو علامہ مصلح اور تقویٰ کی حفاظت کے امور دعویٰ کی لگ جائے میں نے اپنے کی صلاحیت بھی کرنا ہوں وہ سادہ اور پاک لوگ بولے وہ بھی کوئی ایسا آدمی جو نیر زور ہے رحم ہوگا جسے عملی نوٹ آگے موجود ہیں (صفحہ ۱۱۷) پس صحابہ ظاہر ہے کہ یہ بے فہمیت ذہن شام سے ملک دوم کے باقیہ ہوتے نہ کہ مسلمانوں کے فرضی آسمانوں کے لئے۔

دوسرا۔ بارہی اس بات کو بھی لاچار ہو کر مولوی صاحب نے ان لیا کہ آدم سے پہلے ہی انسان دنیا میں موجود تھے جیسا کہ کلمہ کراہت اور سیدہ حوالہ سے ظاہر ہے اور کلمہ آگے لکھتے ہیں۔ ہزاروں دو تاؤں کا نام تو یہی سمجھا جاتا اور تجد الہی اور بارہی کا ایجاد ہوتی ہے اور اس سے وہ پچھارے اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت اور اس کے کاموں کے سرسار سے کیا روضہ کہ فقط نسائی تجدد اور تقدیس سے دیتی ہی اظہام اور دینی کام اس حوالہ پر مدار کے نہیں جلتے میرا کہنا کہ آدم سے پہلے اور قومیں یا جن آباد تھیں اول قرآن کی اس بات و کان من الکافین سے ظاہر ہے بلکہ مذہب ہی اس امر کو مجرب میں تسلیم کیا ہے (صفحہ ۱۱۶) اس کے بعد موت میں انہوں نے قرآن سے نوٹیں لکھیں اور ان کے اول اور آثار الاول کی جو حق فیصل اور تفسیر فتح اللیان اور تفسیر سراج المیر خلیفہ حبیبی اور ابن کثیر اور رام باقر کے قول اور فتوحات مکہ کے حوالہ سے ہیں ننگا خلاصہ یہ ہے کہ اس آدم سے پہلے لاکھ آدم ہو چکے ہیں (صفحہ ۱۱۳-۱۱۵) سوم یہاں سے اعتراضوں سے گریز کر رہے ہیں ان لیا کہ وہ جنت میں آدم سے پہلے وہ زمین پر رہتے نہ کہ آسمان پر (صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۲) ان میں ہمارے اعتراضوں سے مولوی صاحب کے انکار کیا ہے ان جواب دیتے ہیں۔

۱۲۲۔ مولوی۔ ملائکہ بھی ایسے محدود العلم محدود البصر بہ مخلوق تھے

م علی اور غیب نہ جاننے کے باعث اور کچھ خلیفہ کے الفاظ سے جس کے معنی نائب اور قائم مقام تھے ہیں غلطی سے سمجھ لیے تھے جس کو یہ آدم بھی آدم ہے پہلی قوم کو طرح فساد قتل اور شکار پانکرت۔

آکر یہ۔ یہ انکی غلطی ہے وہ محدود العلم تھے اور محدود البصر تھے بلکہ قرآنی خدا ہی بخیر بات کہی اور ایسی کہ جو طرح صحیح اور سچ تھی یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ قرآن مفسروں نے ہی ایسا ہی مانا ہے تفسیر میں لکھا ہے درود و نشان برین مال یا بخیر الہی بودہ یا در لوح محفوظہ آئندہ بودند یا در عقول ایشان مرکوز بود کہ حضرت خاصہ ایشانست و بکثرت این معنی لغتہ کہ جنہیں کہے مرا خلیفہ سے سازی (تفسیر حبیبی جلد ۱ صفحہ ۸)

۱۲۵۔ مولوی جب ملائکہ یونان کے غلط قاس کے باوجود عرض کی جس کا ذکر آیت ۱۱۷ میں ہے ان کو قاتل باری تعالیٰ نے ملائکہ کو ہلاک کر دیا اور ان کے خلاف کلاموں کی تاریخ سے قرآن کی کسی میت سے معلوم نہیں ہوا کہ آدم علیہ السلام سے کسی تہذیب یا خدائی الارض یا شکار یا ہوا یا ملائکہ کا اعتراض حضرت آدم پر تھا مگر حضرت آدم ان شیوے پاک اور بری تھے۔ اگر حضرت آدم کی اولاد میں سے کوئی شخص بھی طرز پر پیدا تو اس کے خیم سے حضرت قصور و انہیں اس کے آکر یہ۔ آپ کیاں دم و کا کما آباد ہو کا دنیا چاہا۔ بچا قول کسی طرح نہ لکھتے تھے اور نہ ایسا ہوا بلکہ اس کے خلاف و خود میں آیا قرآن یا قرآنیت یا زشتیوں کے قول سے صرف آدم مراد نہیں ہے بلکہ آدم اس کی ساری اولاد اس میں شامل ہے یہی آدم کے جنت زمین یعنی جہنم۔ اسی کے سبب گناہ کا بچہ ہو گیا۔ اسی کے سبب وہ جہنم کی حیثیت سے لکھے گئے تھے کہ جہنم قتل اور فساد حضرت آدم سے سرزد ہو کسی حیوان سے لے کر بھی۔ ہوشے اور نہ ہونگے یہ اپنے ایکو مجاہدہ میان شہوت و الخلوقات کہنے والا اور ان الخلوقات ہو گیا کہ آدم کے بیٹوں میں سے مشہور قابیل اور ہابیل کا جگہ لے رہا تھے نہ ہائی کو قتل کیا قتل بری اور بت پرستی کی پھر اس کے بیٹے نے اپنے آدم کے پوتے نے اپنے باپ کو قتل کیا جوٹ بولا خرابیان کہیں در زمانہ ہوشے منسل و بچو قرآن سورہ مائدہ (حبیبی صفحہ ۱۳۴)

اس کے مخالفہ کی شیطان نے ایسا وقت ہر حال اس تہذیب کو ہی جی سورہ اعراف اور جن میں تمام آدمیوں کی طرف اشارہ کیا ہے جیسا کہ سورہ شعلہ انہیں فرست توں کا قول سچا نکا اور آدم گناہ اور لعنتی ہوا جیسا کہ کوریت پریدیش سے ظاہر ہے زیادہ تحقیقا سے آدم کی اور شرارتوں کا حال بھی ہم کو معلوم ہوا ہے۔

۱۳۳۔ مولوی عرض آدم علیہ السلام اس میں ہے اور شیطان اس سے عداوت کرنا ہوا اور اس سخت کے کہنے کے پہلے بنانا ہوا جس کی مخالفت ہی مگر شیطان کے کہنے پر آدم علیہ السلام نے بھی عمل نہ کیا اور اس کے ایمان قول پر بھی چلے۔ اور شیطان کا اس پر کوئی زور اور قتل نہ تھا اور شیطان طاق مرتد نہ اس کا کوئی شکار آدم علیہ السلام پر نہ تھا۔ اگر یہ حضرت آپ مجھے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو دہو کا دیتے ہیں نصف قرآن داؤچ پھیلے ہیں۔ وہاں تو صاف لکھا ہے دیکھئے مقامات ذیل۔

متر سورہ بقرہ ما زلھما الشیطان بین لھما ان یمدوا زجاجا و آدم دھو۔ آن بقرہ کرش نازان بردار تفسیر حبیبی صفحہ ۲۹ اور تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۵۱۔

متر سورہ اعراف قد لھما اخر ذاکا پھر گرایا ان کو فرجے اسکے ساتھ ہی مفصل دیکھو نیز خط احمدیہ صفحہ ۱۲۵-۱۲۶ ایک پوچھا کہ انکی امر حق سے علانیہ و گدائی انکی کج روی و دین پر کیا یا نہیں اور بت پرستی اور شرطان جو کہ انکی اور انکی

۵۵

جس میں نے پھر گھر پر چا دی نہ دے چیلے۔ مگر میں کھانے پکڑا ہوا کھا لیتے غرضیکہ ہر طرح کا گوشت سونے گا۔ کھانے کے کھانے ہیں۔ ہر ماچہ میں تبت کا حال شاہد ہے اور ہر مسیح کے یونیس نے سنا تو جلال کر لیتے۔ اس ایجوڈا سے مگر خدا کے نام کو بدنام نہ کیا۔ بے حد کے نام کی قربانی اور ہر جی قربانی کر بند کھا۔ جس طرح بود ہوں لے۔

مگر مسیح کے مرنے کے بعد مخالفوں نے پھردل کے بخار رنگا لے ہام، مریگوں یا گوشت خودوں نے انیس بیت المقدس میں جہاں کبوتر فروشی سے مسیح نے منع کیا تھا۔ سوز کی قربانی کی +

بہرہ سو برس کے بعد اور رانج ادھر ہر حصے کے کر لیا گیا۔ اور کس طرح کہا۔ دنیا سے بھی نہیں بڑا دل لڑنے کے نام مارگ کو شایا تو خدا کا ایلیت کیا۔ مگر تبت پرستی کو کچھ اجالے کیوں اور کس مصلحت سے قائم رکھا۔ ان ایلیوں کا اقرار ہونا ضروری طور پر مان لیا۔ غالبی الذکر نے توحید کو بھیلایا۔ مگر ہام تک کی قربانی کو بہت جرحا دیا ہر ایک فرض کر دیا کہ وہ قربانی کے گوشت کو ایلی نام بتایا۔ کثرت از دولج (بہت گناہ) کا الہام ہوا۔ جو اس پر صبر ہی نہیں کیا۔ ایجوڈا سے ۱۱۰۹ء حاکم بنگالیوں اور لوندیان ملک سرزمین ان کے علاوہ بیگانی خود تین فوجی سپاہیوں کے ہر سطح حلال کر دیں رعایت میں بھی حور و غلمان شے کی ہرابت کی قربان اول تو شہر اپنی کھا گیا۔ آخر کو بڑ کیا۔ لیکن اس کی سرپرست میں نکال دی دیت پرستی کو بھیلایا۔ مگر کبہ پرستی کا ایمیشن دیا حجاز الاسود (جسے اہل ہندو کیشور دیا) کہتے ہیں کی تنظیم بہت زیادہ کر دی اس کا چوتھا اس کا لوسہ لینا عزت کرنا تمام میں کا عرض پھیرا یا یسنا میں ان کی بنیاں بہائیں اور قتل عام کر لے انہیں ایام عرس میں سلیم صاحب پیدا ہوئے جسے ہر طرح کے شرک بت پرستی سے لوگوں کو ممانعت کی گوشت حوری کثرت از دولج قربان لکاح کی ممانعت کی کبہ کی طرح نماز کا رخ بنایا۔ لاکھوں مسلمان اس کے پیرو ہو گئے آخر یسنا فرستے تبت پرستی کیا گیا۔ لیکن اور ہر سر سے خود شریف میں عبدالوہاب صاحب پیدا ہوئے اسے ہر سر پرستی اور کثرت از دولج اور کبہ پرستی کی تردید کی مگر اس کی بھی پیر پرستوں اور کبہ پرستوں نے سخت مخالفت کی اور رانج کے بعد کبہ صاحب پیدا ہوئے جسے ہر طرح کے اقرار و تبت پرستی سے ممانعت فرمائی مگر اس کا یہ پرہیز ایک ایسا ہے ہر دوست سبب بھی کامیاب ہوئے اس کے بعد چند سالوں میں صاحب دار و صاحب بنید ہوئے اور وہ بھی بہت کچھ شکر اور تبت پرستی کی ممانعت کرتے تھے اور یہاں تبت ہی گوشت حوری اور جاووں کی قربانی سے بھی نفرت دلائی۔ مگر اور صاحب اور ہر حصے کے سرور کے بغیر کوئی بھی ہام مارگ کی دوسرے بچ نہ سکا۔ دنیا بھر کی دوسرے کسی کسی پرہیز میں ہام مارگ کے نہ ہر سر پرست کی شافعیں دور تک پہنچی ہوئی معلوم ہوئی ہیں۔

بے گوم حرمش دام چون است زرترا عرق سے و خون است جس طرح یہاں دین محمدی آیا۔ اند جو کچھ سلوک کا شندگان ہر شے فرمایا وہ ہماری بنائی کتاب جھکا کر دبا روشن ہو کچھ تو دین محمدی نے ایو ذوالفقاری حملوں سے ہندوؤں کو بدین کیا اور کچھ عیسائیوں نے اسی حکمت تعلیم اور ایلیوں سے گزیدہ کیا اور اے ہی ہندو مریو بیوٹ تھا جسے اوساں بھی ٹوٹ کر انگریزی اور ہندی کی کثرت تعلیم نے مسکرت کو مرد بازن لینے ڈیڑنگی ہو گئے نام کو نامزد کیا ہام مارگ پرستی حرکات و تبت پرستہ ہر جنوں کی علیا سے دیدار بھی نام لے گئے اسلام کی تلواریں ہر شے اور عیسائیوں کی حکمت عملی نے تبت پرستی کا کام کیا۔ اور کبہ پرستوں نے یہی قسمی حالت بھی تبت پرستی کا دیکر ہر پروردگار دیا ایلیش اور آریہ قوم کا ہام لڑنا مٹ جانے۔ شامت عمل ہو کر وہ خیالی طوفان کے شے۔ جو حقیقت ستیا ناس کہنے والا طوفان آجائے یا دار کا ڈوبنے کا نقشہ نہ نظر ہو جائے سبب، محفل زلف میں مگر کریم ہوئے یا ناسک اور دہرہ نہ لے لے۔

تباہی کی حالت یہ رہی تھی پڑا۔ ہلاکت سے ڈالا تھا۔ سر ہو کچھ پڑا۔

سرا سبکی جیسا ہی بھی لگا ایک نہ رہیوں کا رہنا کھانا نم نشال ہی نہ سہا۔ تبت نہ رہتا ہوں بھی نہ تبتوں کے گوشتوں کی کچھ پرستی تبت ہی کر بیٹھے تھے مسوق پوجا ہو ایلی آگ اور سوچ کو جس جا وہاں کون پرستہ صداقت کا لہجہ وہاں کس طرح کسی حق کی چاہ ہو مگر حق کو منظور تھا حق دکھانا وہی دہرم دیدرکت جو ہے پڑانا ہاں دعا تاکرست پھیل جانے ایک ہی ہونی رحمت حق کو حرکت کچھ جی جہاں میں دیا نہ ہوا ہی ممانعت نام مہارکھ گرامی ہر جیسا ہی تجسوسی درواں لگیا مخالفت حو آئے موافق گوئیوں کے کھانے کھانے میں شہر پرستی ہو کرانی کرنی و گر جیسی آیا زبردست جی دلائل تھے قاطع کرتے دروازہ دیدار کے مبارک عدت اند گھر کے نقشہ اتارے جنہیں لوگ سمجھ تھے الماس جو ہر جنہیں لوگ اوتارے تھے تھے ہر مفسد کتابوں سے کھلائے مفسر کوفہ تھے بستر طیکہ یا کبوتر ناسا جو دھرم میں جو بد رسد اور دھند تھے خود عزت وہ مالش جہاں آئے سبھو کو صداقت کا رستہ دکھایا۔ مگر چھوڑا دیدار گستا بہت یا مخالف تھے سب بیوٹ کا کچھ کیا

سوامی جی کے مبارک پرنیشوں اور کچھ دل سے نکلے ہوئے دیا کہا لوں نے سونے ہوئے لوگوں کو لکھا یا غلط کو سہارا کیا۔ اور جانتوں کو ہر وار قید کی مبارک ہوتی لے دون کو قہر کر لیا جتنے تبار کی کسی بھی امید رہی تھی اور جو وقت آفتاب عیسویت نصف النہا پر تھا ملکیت کا نشان تمام گرجاؤں کی جی جی جی تھا۔ جس پر ہم صلح سے لوگوں کو کچھ ملک قوم کی بھلائی کی امید تھی۔ وہ راجہ رام موہن سے کی اعلیٰ درجہ کی حق پسندی کے مگر خود ملت میں قہر ہو گئی۔ عوامی سکوکہ وہ لوگوں کو ہندو تھے خود گزے میں گر پڑے یا لے وقت میں عہد تھا ایک سچا تھا ظاہر ہوتا۔ وہ نہ شہر جو مہدیا میں پھنسا ہوا کسی دن کا نہان تھا اس کا بار ہوتا شکل تھا۔ سوامی جی جن کے آنے کے واسطے حق پسندوں کی آنکھیں منتظر تھیں آخر کار جلوہ گر ہوئے اور توحید کا دفتر کھولا یا شلیت کا گورکھ دھندھا اور نہایت لاکھ لاکھ ایک آن میں کھو کر اس کی ساری اصلیت لوگوں پر ظاہر

کہتے ہیں کہ کیا ہمارے باپ دادا پر تو رحم کیا وہ بھوئے ہوئے تھے۔ کیا تم نے عندسہ
میدہ ہوئے ہو۔ یہی حالت ہر ملک میں دوسرا فرقہ مند و کلمالی رہی ہے۔

خلق را تقلیدستان بر باد داد کہ دو صد دست ران تقلید باد
 الحق و یک ہرم کو چہا رہا برود ہستہی کے وقت تک ہوتا رہا ملائکہ کے بعد چار پانچ سو برس تک
 بلو نیا میں ہست ہرم کا تھا و چہا رہا مگر دہا کے عظیم الشان یدھے کے ایک ساحت اقلیدست ایک
 کہ کو یازمین ہرم کا تخت ہلا دیا اور اسکے ساتھ ہی عبدیستی کے قدم تلے ہاں درک برحلت ہوا اور تاجا جہ
 مرتزہ کو اکٹھا اوٹھنے میں بہت عرق کی دود و در اسکے رہا جس کی عمر تیرہ سال اور اس کے تین اعلیٰ
 اصل تھے عربی زبان و اسمان تک تو اسکے اساتات میں اس کی ایک بی بی شہریارہ و اس کی دو
 الفاظ میں پناہ لگتے ہیں :

رہیں یا نہ مصلحتیں کساں دو تراز چلایں مرا رو پر نور دار
بھلا ان بزرگ دلوں میں پھنسنے ہوئے لوگ کس صبح و صبرم کے ساحل بکات یر مچ
سکتے سزا و محال مضام

اس درمیانی زمانہ (۳۵) برس زمین جزو حقیقتت قابلیت کارما۔ ہتھا چڑھیا
طوفانوں کا پھیلاؤ شروع ہوا۔ ہام مانگ، اپنا کام کر رہا تھا جسکے لئے زمانا رومی امر اور دقت
پڑا جو کہ بغیر ہوسہی نہیں سکتا۔ اتس کو بڑھ مذہب لے مقابلہ کیا۔ اگرچہ رحم پھیلا یا کنگہ بڑ
کو جواب دیا۔ وید کو پھیلا یا اور ناسک مرت خلاتا۔ وہ بھی ایک قت عالم گیر ہو گیا۔ اب تک
بھی اسکے پیروا دھمی دنیا سے زیادہ بہن۔ مگر اب دت سے خارج ہو گیا۔ اس سفر کے کے بالی
کو زمانا خارج تھے اور مرد میدان تنگ آجایا جسے فتح ان کے نصیب ہوئی اور بو دھ خارج کے
گئے۔ مگر ادھ پر م برابھی چھوٹی دھمی بو دھ کے سبب جہاں تم پھیلا ساتھ ہی سادہ سرق
اور بت پرستی تھے قدم حمایت شکر آجایا جسکے چیلوں میں ہی بت پرستی نام مار گئی مشریش
گئی شکتی کے ساتھ تسو کا جو نر ہو گیا۔ اور تنگ پڑا کا آغا ہوا)

اور ہمارے پرانی بہائو نے یہ فقرہ بھول جائے کہ مسیح ایسٹھ کی کو حید دم مرنے لگی۔
 حاد پرستی اسی وقت کہ شجائے آتش پرستی کا آغاز ہوا مسیح پر ہاں ہوں کی جگہ نام مارگ نے
 سرپوشی قرانی جاری کر دی مسیح پرستی کے ساتھ ہی نام مارگ کے حلوہ نے بھی گر
 حوایا بیل کا بیل نوح ابواسم لوطہ موشی نامزدن کی شوشی قرانی اور کورہ طبر کا حلوہ خدا کا
 دوم میں میں آنا۔ لال نہیں جگانا۔ آگ کا باتیں کرنا اور ساتھ ہی شوشی قرانی کا آگ کے طبر
 آسمان ہوا آگ کا آنا اور پھر کایا کی آذر آگ سے پختہ کیا اور پھر ہوں کی بجری ہوئی آذر نام
 مارگ کی سہری ہوئی حیدت ہے ۱

اب طرح کہ او ہر مد کے سبب تم کا ترجمہ دوبارہ ہوتا۔ اور تم سب فرمایاں اور موسیٰ دینا
اور تم پرستی بند ہوئی۔ اسی طرح مسیح کے ایدین سے یہ تو سلم تن کا مانی ہوئی قرمیاں
بند ہو گئیں کہو یہی کی حاجت کی گئی تم کا اصول کو کی اس گات یہاں ہنسنے دوری
میں آگے کہ وہاں گات عام ایدین کے میں دنیا کو گات سے چرٹے آیا ہوں اور تمام قرمیاں
کے بلے میں مقدس تہ قران ہونگا۔ چنانچہ قران ہوا یا قران کیا گیا۔ مگر اُس روز سے قرانی
عیسائیوں میں بند ہو گئی پہلا ترجمہ کی تعلیم کا یہ ہوا کہ مسیٰ شاگرد دست بدلے گوتے کا کھانا
چھوڑ دیا اسی طرح چومنے سے بھی سکر یہ کیوں ہوا اسکا سبب لائق محققوں اور داناکھوں کرنے
والوں نے کوئی تہیک کے وقت الٹا الٹا کہ لکھا ہے کہ مسیح پودھ کے مندریں کا جو مصداق سکینہ
میں بچ کرنے کے واسطے گئے تھے شاگرد تھا۔ ان کے ایدین سے ان کا دل برم ہوا وہی اُسکے
مادی میں نہیں سوان الٹا نہیں سے اگساری اہنس سے ہم اہنس سے عجب اہنس سے
قرانی سے لغت اہنس سے سمہ قہوں سے برم یہاں سکینا ثبت سے براہ منل اسنات کی
یوری اور اصیل بل ہے۔ مگر پودھ کے بعد گیا ہوا اٹیسے کے پور کیا اور پور کھلو سکر آجائے

کے پھیلانے میں کو شش کرتا ہے ॥ ششم ۥ پرنہوا م شہدہ ۥ متحورہ کے اس
ستر میں جہر ایک آریہ کو روندو تیرہ ٹھہرانا ہے یہی سارک ہدایت ہے ہم آریہ تاج کے ب
اگستے ہیں تو ہر ایک صفحے سے اسکی تہا دہیں لٹی ہیں کبھی دیکھتے ہیں کہ اڈیاک اور اٹریس
وغرو دئی امریکہ میں اپدیش کر رہے ہیں کبھی ماروجی افریقہ کے سسان جنگلوں اور ویران
سے پھرے ہوئے ایشور آسترت (تو کلت علی اللہ) مسدود ہر م کا جو ٹٹلے سکے دیدارگ
کی پہنچ کر رہے ہیں انہیں شانسل کسی لوگوں کے عقد عمل کر رہے ہیں اور کہیں ناخپل جی دیکھ کے
شاستی سرود سے پیاسوں کی میاں جنجبا ہے یہیں شکوئی جو سنگولین (سیوں) کے بوڑ
اعلیٰ ہیں۔ اور کرشن کے فرزند راجند رام رتی جو عرب ان کے مورت ہیں وہ سب سارے
سابھ (جو صاحبین فرقہ کے مورتا علی ہیں بھی اسی طرح مصروفہ کی طرت اہلیت
کے واسطے گئے اور عرب کو سیامان اور صحرا دیکھ دیاں ڈیرے حائلے اس سے تیرہ کوس
رتی پہ ایسے خادان کے بھی ایک دو دیکھ کر ہر م پر جا کر واسطے اذیت کے تھے حتیٰ لوگوں
میں انہوں نے بھی ستر ہرم کی دعط کی اور املکوار راست پر لائے مصر کی مارچ کے پڑھے
سے اس مقدس قوم کے بہت سے آمارل سکتے ہیں انہیں کی ہدایت سے مصر کے قبلی

کبالتی قوم عربیہ تک سب دھرم پرستند ہی دیرک محارہ میں قطعی دیرکے چارک
کو کہتے ہیں۔ اسی کی اولاد امہلیکے منشی کی عالمیت قوم یادگار عالم ہے ہاسی طرح پلست رشی
بھی مسد خاندان کے دھرم کے اپنی پہلے تھے اس کے ست لے افریقہ میں ائمہ بردرک
کیا کہ بالکل نجایا ہی ہوئے اٹھے ادریتس لوگوں کو تسخیر کر لیا۔ لوگوں کو جو سابق ظالم
بادشاہ کے ظلموں کے تحت تنگ تھے۔ انہوں نے اس ایک شیر اور بارک طریت رشی کا
یہیچا قیمت جانا سارے ملک مصر پر قبضہ کر لیا۔ اب تک ہی دنیا میں فلسطی ملیٹاں
قوم ان کی یادگار ہے مصر کی یورانی تاریخ میں ان کا ذکر کتبست لپی چرپاٹن لے بادشاہ کے
نام سے ملتا ہے کیونکہ یہ رشی موشیو کو بہت یاتے تھے بلکہ اس لفظ کے سے بھی گو پل کے
ہیں عرمیکہ انیطی غلبہ وفات میں شہنوں ادریموں کے طریقہ پر دیرک دہرم دیا میں
پھیلتا رہا کہ وقت تمام آزادی زمین کا ہی دھرم تھا۔ آریہ تاریخ کے حوالہ بھی جانتا ہم
نظر ڈالتے ہیں اور جب بھی کسی تاریخ کو گہری نگاہ و مطالعہ میں لی میں تو اس سے بھی سرت ہم
کی شہادتیں ملتی ہیں۔ ادرک کے علاقہ میکسکو دیرکے باشندے کے حالات و اقتصاد و زندگی اور
کی زبان و تحریر پر ایروں کے چارے کہتے اور اتھس زبان تک فضلا اور ان کی کتابیں مصر کی
عمارات اور ہون کنڈ اور لے بادشاہوں کی میمری اقتصاد۔ جن کے مذہب اور ان
کی زبان و س کے کھڈرات و کردہ فات کی گفائیں رکورد ایسیا کی نام مذہب قوموں کے
حالات سلسلہ دار آریہ قوم کی میگی اور آریہ دھرم کی سرت کے قابل یاتے جاتے ہیں کیل
منشی کے فلاسفی جسے سنا کھتہ سرت کہتے ہیں انہیں کس حوالے سے آریہ رشی کے مسلہ پر مدد ہے

[illegible]

۱۰۸۸
۱۰۸۹

اور بنائے کی ساری عقلی جو سکھ و میت و ہستی میں کچھ انگوٹھی سے نہیں جتنی اور اس سے جو سکھ
جتنی اولیٰ پر کرتی ہے یہ روشنی کا پورے پھیلنے کا نمونہ روشنی بنایا۔ ایک جاگرتی دینا کا نشانہ
اور اس سے دوسرا کوئی نہیں ہے۔

ایک دوسرے سے اور زیادہ کہ جس طرح طاہری اور مادہ کا اور نظام خود میں و نظام
مادہ کے، اس سے اس سے سوچ کر پیدا کیا۔ اسی طرح وہی حالت و حرکت اور قوت مادہ کے
کھلنے دینا یا بنانے کو انسانی ادبی الہام کی پرکاش کیا اگر فیکہ کا نامور نہ ہوتا تو ان کی ان
پہلوں کا شکا بھی کیسی ہو۔

مگر نہ شیعہ جمالی و نہ شیعہ سنیوں اور شب نامیہ غفلت کی ترقی نہ ہوئی ہے
یقیناً یہی علت ہے کہ ان کا عالم تا اعتقاد عالم ضروری تھا اپنے غرض العلوم انکی
شیخوں و علمین انہما مریا و پس یہ ریکر کہ منصب طرفہ داری کا نام و نشان نہ رکھنا اور نہ
کسی سے حریفی نہ ہونے پرستی کے متعلق ان باتوں کا ملوچ ہی نہیں ہی وجہ ہے کہ ان جہاں غلام
روحانہ سے معرفت و طریقت و شریعت میں سے یہ ثلاثہ قطعی اور بے ساری دیا اس
وقت غلام اور پس پیر میں کا نام و نشان نہ تھا۔ قاتی کیے محض ما وقت و ما دان تھے
نہ کوئی سکول۔ یہ سب یہ شلالہ کلمی تھا۔ بلکہ ان باتوں کا کسی کو گمان نہ تھا۔ لیکن یہ
اور سب انہوں نے روشنی کی روشنی سے بود و ہو کے سوز اور ہر مصرعوں کے جھکا ہاتھ تھی۔
پس وقت سے پیدا نہیں ہوئے تھے۔ پھر پھر کمال کمال اور جب ہر صاحب جنم کوئی سزا تھا
مراقبان کی سرین کمال۔ نہ سطر اور ان فلاطوں کے طعوظات تھے اور نہ پیتا عورت پر
وہیں کی قضا نہ ضعیف ہے۔

میں میں دوستی جلاوتی تھی۔ یہ یونان کو علم و فن کی خبر تھی
فرمیں تابی نہ تھی مصر میں تب یہ رویت کا پیکر و فقاہ تھے جب
رہہ وہ سب سے سوتھ تھے پیدا تھے چین میں ہر کوئی ہو پیرا
یہاں تھا سنسن یا تال سارا تھا آغاز میں بس یہی حال سارا
ہوا دا دینے مزا میر گاتے نہیں یہ میا اپنا نوہ سناتے
آدم تھا پیدا فوج کا نشان تھا زمانوں کا بھی آٹھا جھکا کہاں تھا
سنتے ایک شرفانی یا دیوانی۔ ہو پیرا ہونی تب رانوں کی بانی۔
اسے مسکرت بھی لکھتے ہیں علم یہی سبکی دادا ہی سب کی محبت

جو تندرہ قدر انہی پانچوں راہن تھی۔ اور جو کہ وہ عالم کی جگہ لیدر کی طرف سے سامنے بنا
کی رہایت کے واسطے دیکھی تھی۔ اس واسطے ضروری تھا کہ وہ نہایت کامل ہوتی واجب تھا
اگر وہ مصلحتی زبانوں سے اعلیٰ ہوتی۔ و مدت فصاحت بلاغت کا فیت کا تاج اس کے
سر پہ ہوتا ہے۔ جہاں ان ہی ہوا۔ آج گوہر جز کی تحقیقات کا لکھائی کی حال کی طرح تیز رفتاری سے
ترقی ہو رہی ہے۔ تو یہی کام یورپ و امریکہ بالاتفاق اس کے خدائے لیکس کوچ بیٹے ام اللستہ چوتھے
کے اقراری ہیں۔ اسی پاک اور شمس راہن میں جس ڈیڑھ پر ہوتا ہے انسانی سرشتی کے فاق
میں اپنا انعام ظاہر فرمایا۔ چونکہ وہ انسانی اور سب سے پاک ہے سر سبز گیان اور دنیا کاری
ہرے کے سب سے جلد میں یا گہر میں کی معرفت الہام نہ بھی اور نہ سوتے سوتے کسی ہزار
ہستے جی بھاری غرض کہ ساری اور آسمان سے دانہ کیا۔ بلکہ اپنی جہان کی شے شو کو آقاؤں
و ملک میں آمد پیش کیا کس طرح اور کیونکر اس کو یہ ہتھار اچھا اور افرائے ہیں۔

دست لطیف شمع علم و حکم لیے قلم در صغہ دل زور دستم
علم اہل دل۔ اگر مکتب بود۔ بلکہ از تلقین خاص رب بود
جو کچھ انسان کو اپنی بدودی و مآذ اور مآش کی بابت روحانی و جہانی اور دینی چاہیے تھا
جہاں کے روحانی یا کمال شہاسی کیا واسطے ضروری تھا۔ جب قدر کہ اسکو سعادت و ادب حاصل

کونیکے سے دیکھ رہا تھا۔ جس طرح کہ وہ مادہ انسانی ضروری جانتا تھا۔ اس لیے کہ ان فضل و جل
سے اہل حسیان کی جس قدر حاجات تھیں۔ حجب اسی مرتبہ نہیں۔ بلکہ قلم سے جیسا کہ
وہ کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اسکی عیا انسانی و ادبی ہے۔ اسکی اصل اور صفات انسانی و ادبی
ہیں اس کے علم میں اختلاف نہیں اور نہ ہونا ممکن ہے۔ اس میں غلطی یا مترو نہیں اور نہ ہو سکتا
ہے۔ اس میں دو تہہ مل نہیں کیونکہ وہ خود متدل سے آرا ہے۔ اس کے حکم میں سہو نہیں جھوٹ
نہیں فیکس نہیں۔ پس لفظ اور تحریف کی کیا حاجت اور کیا وجہ کامل میں نقص غافل میں علم
ہو نہیں سکتا جس طرح ہر ادب و سر میں آقا یا دعا لاس کے انکار کریں۔ دوسرا انسانی لفظ
نہیں جائز گا۔ یہ جو کہ ہر ادب و سر میں ایک کیواسطے اسکا نظریہ ضروری ہے۔ اسی طرح
بادشاہ کو تصور و شہر امراض کے تو افر و قاصر سے دست مدد کے گزر جانے سے ایشو رانا
گیان یا الہام نہیں بلکہ ایک۔ کیونکہ

قلم یہ نیک و بد خلق در اہل دست است۔ بگوت گوت حلق و گوت خواہر دست
لیے نام اور و مآش کا کمال ہی و دجای طو سے حکم انسانی یا ہدایت ضروری الہی ارشاد کے مطابق
وید مقدس میں فرمے ہے جہاں الہام یا شہادت نامحیات کی ضرورت ہے اور نہ قائل ایزدی اس
کا ذرا دار ہے۔ کیونکہ وہ حکم مطلق نسخہ معائنہ سے دیکھا۔ وہ فی ترقی شفا بانی کا طریقہ بتا دیکھا۔
جسے اچھا جگہ کوئی دوسرا خدا خدا (اللہ) نہ ہو ہوا اور نہ محال ہے۔
حقانے بعض فضیل کریم۔ در کتاب کریم و حکم قدیم
آپجہ مرجمد را بکار آید۔ گفتار است آیتانگہ سے باید

چونکہ وہ صداقت اور حق تھا۔ اسی واسطے اسکی تبدیلی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی جس طرح
قانون تدبیریں غلطی نہیں اسی طرح نظام عالم میں قصور نہیں۔ کیونکہ عقل کل کے زبردست اور
بہ عقلی کر نیوالے ہاتھوں نے اسے بنایا ہے۔ جو ان کی گنجائش ہی نہیں۔ اور نہ نیت و فعل
کا تصرف انسانی تصرفات ہے۔ بلکہ ہر جہاں جہاں یا تسلیم کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں ہوتا
گوئی خلاص ہو سکتی اس نظام کے اندر جس میں انہیں کوئی چارہ نہ داخل نہیں) دیکھ کر انہیں
یہ تو ایک مرتبہ ہو سکتی کی حالت طاری اور حکمت سامنے ہوتا ہے۔ وہ چیز ان ہر کوئی کے معنی
کی تلاش کرتا ہے۔ تاکہ قدرت کے سر سے رازوں سے آگاہی سے۔ بھلا جن بات کو انسان
نہیں جانتا۔ جو ان کی اس کے جملہ میں کیا سارتر ہو سکتی ہے۔ جتنے تہا یہ مصطفیٰ کے
ہو ما ہے تو اسے رہتا ملتا ہے۔ جو اسے منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے یہی حال اُن سچا طالبان
حق کا تھا جسے پہلے اس کے لئے میں طلب معرفت کی بنیاس جاگنی ان کی سیاسی طبیعت نے
مادہ دنیا سے شامی حاصل نہ کی اور نہ ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو الہی گیان کے سوا
کی تلاش نہیں۔ جہاں قیامت یا جہاں جی زمانے ہیں

کہ اس شیعوں گنی و دانو آوت اکرہ کو جب سے پہلے حق کے متلاشی تھے آدمی گرد
پر مشورے ہی گیان کا حکم ہے بلکہ علم و سکھ و سر نام و مدد ہے بتلایا۔ اور انکی سیاسی طبیعت کو تیز
کیا ان کے اندر ہر گز سے بھڑکنے والے روشن ہو گئے معرفت کی سیاسی طبیعت میں شات ہو گئیں صرف
انہوں نے اپنی ہی شامی کافی۔ سبھی بلکہ بڑے کثرت جہت کو عرب کر دیا میں اس کا کیش
کیا۔ جس کے دلوں میں اسکی روشنی پھیلی۔ آپدیش کیا دعو کیا و ہرم اور گیان کا یہ چارہ کیا
شریعت اور طریقت کے قائلے بدلنے سے دست در معرہ کی دھونی (آوار) ہالیہ کی جوشوں پر
گوچے گئی اور گہر اور پرماتما کی جگہ کی کاہر چار کیا۔ آباد دیا اور صداقت سے سوز ہو گئی۔

چلیے روشن از نور حسدانی۔ جہاں را دادہ از ظلمتانی
اروہا ز نیا لاش آستانہ۔ و زچہم جہاں را روشنائی
اسی نور حق کے پھیلانے کے واسطے ہر ایک دور میں روشنی لوگ ایزدی فرماتے ہے
کو کہ جو جہاں ہدایت دیکھے ہر ایک آدمی یعنی سیر و دید کا فرض ہے کہ وہ جی لوہے سے ہر

[illegible]

تاکہ قدرت کے آثار اور برکتیں میں سورج کو محدود کیا۔ مطلب اس سے تمام کربوں کا نظام اور روشنی کا نظام تھا۔ عین درمیانہ جات کا پیکان نامیاب اور کبریا اور قدرت کی جلوه دکھانا بھی اسی سے انجام ہو گیا۔ بخیر و کبر و دیلیئے جیالوجی کے دواؤں اور علم جو شئی لینے ہیئت کے تاہر وں نے جتنی تحقیقات کیے وہ ساری کی ساری اس بات کی شہادت دے رہی تھی، کہ نظام قدرت میں آفتاب ہر طرح عالمی ہوا اور اس کے جزا و علم بلکہ سرعہ عالم ہوئے ہیں کوئی جائے شک نہیں مگر کبھی غفلت اور غیبت مزاج کے وہ موافق نہیں۔ اور بہت سے شکیہ و جانوں اس کے خلاف ہیں۔ حالانکہ سورج ان کو بھی برا بنادہ ہی نہیں مگر جو عداوت ہے سورج کی حرارت سے پہنچی ہے۔ جو پانی وہ پیتے ہیں ان کی کھیتی کے بھانڈے کی حرکت ہے جائیداد بنا سے سراسر کی روشنی سے درخشاں ہیں جس زمین وہ بنام ہیں وہ بھی ان کی کشت سے وابستہ ہو کر ان کی انکھیں اسکے دیکھنے اور ان کو دل میں کر کے سمجھنے سے منہ دوہیں نہ چلا کر کہ وہ علم و عقل و مقابلہ نہیں کرتے بلکہ ضد و تعصب کے انصاف کی آکھیں و کہیں اور شامہ و کھینے کا مادہ ہی نہیں رکھتے با بران مجبور ہیں *

ہر کہ اندر حجاب بناوید است قتل او بچو بوم خود است بد است
مگر خوشید بومے نہ در است از بے ضعف خودہ انہی اوست
نور خود سیاہ بہمان فاش است آفت از ضعف چشم خفاش است
خواس میں بھی فعلی کامل کی ایک جیت بخت ہر آگیزہ مخالفت ہر حق تو دانا و گور ہر مسک
تہذیقات کا جاننا ہر بار ہوتا اور جب خیال میں نہ ہوتا تو رہتی کسی مسک کی حقیقت کیسے ہے
اگر کسی طرح اس علم کو ترک مستفیض ہونے سے ماسک کی طرح ثابت ہوتا کہ اُسے بغیر یوں کے
میاں دیو کی طاقت ہے آفتاب اور حجاب کا جگ بھی ایک قدرتی نظارہ ہر آفتاب کی دوسرا
اشارہ و علم ہر جمل کا علم ہر جن کو نہیں تہمت اور ایک سورج کی نظر ہر آفتاب کا جگ بھی
ایسا ہوتا ہر آگیزہ کو ترک نہ دیکھا ہو کہ وہ سورج کی آگ نہیں کسی ماری معلوم ہوتی اس جگ بھی
زیادہ بڑی ہے کسی وقت بخار ت بھی زیادہ اٹھنے ہیں اور یہی سبب ہے کہ بہت گرم
کے بعد بارش ہوتی ہے

قدست ہو کر وزیرِ مہتمم سکھاتی ہے کہ آنکھیں کھولو اور دیکھو یہی حالت تمام مشرقی و اسلامی
دعوائے ہو بحث اور مباحثہ پائیدار و تردید تکبذ ہے اور تصدیق و دروں سے جو کہ فائدہ ہے جو
کوچہ اور تمام تر تعصبات بطلان کو دنیا کے آغاز میں جس طرح روشنی کا ظاہری خوب عالم
کو مہر کرنے کے واسطے ایسے نے اپنی مہاشکتی سے بایا۔ اور تمام کس کو اس لئے البتہ
کر کے آئینے کو دکھایا۔ اسی طرح ہدایت عالمیان کی واسطے خوشید وید کا چار رشیں کے آئینے
میں جلوہ دکھایا اسی میں یہ راحت بحث متعارف مختلف طور سے سمجھایا ہے کہ شہر اور آئینہ آیت
اور سیکھ گیا اور کس طرح کا یہانی کرنا چاہتے ہیں آفتاب اور انیت و آفتاب علمیت
دوں کا یہاں کرنے والا چونکہ ایک ہی چیز ہے کہ اس کی ضرورت کو بھی اس

میں نے اسے

نے ان پر غلبہ خیر العاطفین ادا کیا۔ تم آیت تمنا کوڑھم اگر ہے
 ایسے ظاہری روشنی کی بڑی ضرورت تھی کہ نہ کہ سورج کے بغیر پہلے لڑکا
 تمام دستکار پر کرتے یعنی میٹر استعمال کی حالت میں، سخت تنہا جہیں حور بننے کی

تکذیبِ نبی اکبر
جلد دوم
ویسب

مینڈٹ لیکھرام آریسا حری تصانیف کو چھپوا کر پتلہ کرنے کا کام میرے سپرد ہوا تھا۔ یہ پاک فہم وادی کسی خاص آدمی نے میرے سپرد نہیں کی تھی۔ بلکہ میرے آسمانے آریسا نے کی۔ آخری سفر کی تیاری کے وقت خود بخود اٹھانے کی پرتگیا کی تھی۔ پرانا کتاب دیا سے آج اُس شخص سے ہر خود ہوتا ہوں۔ اس کتاب کے علاوہ پینڈت جی کی جس دیر درگ تصانیف میں نے طبع کرائی ہیں ان میں کسی بڑی وقت کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس کتاب کی تکمیل میں بڑی بھاری رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مینے اس کام کو ہاتھ میں لیتے وقت سمجھا تھا کہ پینڈت جی کتاب کو مکمل کر چکے ہونگے۔ لیکن جب پڑھا تو لگی گئی تو معلوم ہوا کہ اکثر باب بالکل مکمل نہیں بعض جگہوں میں ذوق مخالف کے اعتراضات درج کر کے جوابوں کے لئے چاہتے ہیں۔ چھوٹی ہوئی تھی اکثر جگہوں میں عبارت پڑھی نہیں جاتی تھی۔ اور کئی جگہ سبیل کا تھا ہوا تھا۔ مینے حق الوص کو سبش کی ہے کہ مینڈٹ جی کی اصلی عبارت ہو ہو درج کی جاوے اور اسلئے اس کتاب کی درستی میں اس قدر وقت صرف کرنا پڑا جس میں کئی آسانی ہے۔ ایک نئی کتاب لکھی جا سکتی لیکن مجھے اس کا افسوس نہیں ہے۔ کیونکہ ایک پونڈر تھا کہ حیالات کو موت سے بچانے کا کام میں اپنے خیالات کے اظہار کی تسلیت زیادہ تر ضروری ہے۔

سبجھا ہوں! صبحے کہ بکے ریت جی کی تندگی میں گھسے باہر کے تھے۔ اُن میں کچھ بیٹے
چھوٹے لیکن جو کہ گناہت چھپکے تھے۔ ایسے باقی کل کا بیان رومی کر دی گئی اور
اگر سرور لکھوانا گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُس وقتوں کی جیانی اچھی نہیں ہے نہ

ص ۱۰۰ سے آگے اکثر دیر ضرورتوں کے ترجموں کے لئے میں ذہبہ دار ہوں۔ بعض لوگوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث جی کا یہ بھی ارادہ تھا کہ تصدیق برہین احمدیہ کے اس حصہ کا جواب بھی دیا جائے جس میں کہ صفحہ ۴۴ سے ۴۸ تک حکیم نور الدین صاحب نے قولان کی خوبیوں کا اظہار کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے جب ان آیتوں کا حکیم صاحب کا کیا ہوا ترجمہ پڑھا تو ان کا قرآن کے اصل ترجمہ سے مقابلہ کیا۔ تو بعض جگہوں میں حکیم صاحب کی اپنی طبع آزمائی زیادہ تر معلوم ہوئی۔ لیکن چونکہ کتاب کے شائع ہونے سے آگے ہی بہت توقف ہو چکا تھا۔ یہی اس مقابلہ دید و قرآن کو کسی اور وقت کے لئے ملتو کر دیا اور بشرط صحت و زندگی ارادہ رکھتا ہوں کہ قرآن کی ان آیتوں کا جنہیں کہ علماء اسلام روحانی تعلیم کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ وید ضرورتوں کے مضامین کے ساتھ مقابلہ کر کے پبلک کے روبرو رکھوں تاکہ پبلک کو حقہ فی اور برائے اللہ میں تیز کر پکا موقوفے ہو۔

پایسے ماطرس! آریہ سماج کی آخری تصنیف اسی حالت میں قبول کرنے کے لئے تیار ہوئی۔

میں جسکی توثیق کر میری رائے میں جلد ہی بھیجی یہ سب نقص رفع ہو جائیگا۔

عشقی رام بیگم سب

پیش

آدی مول بہت بڑے ایشیاء میں آباد ہیں اور وہ ان کے دوسرے اصل میں موجود ہیں۔
ایشیاء میں شکستیان دیوانہ سرشتی کرتا ہے۔ اور بے ریب یہ کار صفا ہے۔ اور اسکی
ذات پاک کو نقائص سے متبرک بھی کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ذرات عالم جنہیں بلو
کہتے ہیں اور ارجح اور ان کے خواص۔ وہاں علم سے معلوم ہوئی ہیں۔ حسب اصل
اور اعتقاد اول چاہیے تھا کہ ان کا خلق اور آدی مول ایشیاء پر ہی ہونا چاہیے تھا۔
جواب۔ اپنے آریہ سماج کے مبارک اور مقدس اصول کو انہیں سمجھا اس اصل کا
مطلب یہ ہے کہ گت و دیوانہ یعنی علوم حقیقی اور ایشیاء پر ایشیاء پر حرکت ہے مراد
ہے۔ ان سب کا آدی مول اپنے مظہر میں مشور سے غیبی سے منہی کیا نہیں ذکر
ہو گیا۔ اور یہ خود خدا سے معاذ القدر بلکہ خود خدا کے دیا ہے کا ذکر ہے۔ بلکہ وہاں کا
ذکر ہے کہ وہ خود دیا کا پرکاش کرنے والا ہے اور اہام اور پادار یعنی دیا مادہ سے بنا
والا ہے مشور ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔
اعتراف ضرر ہر گز۔ یاد رہے استیاء پر کاش اور بھوکا میں لکھا ہے۔ اگر اگر
سوال کرے۔ پریشوری کی تو زبان نہیں۔ قلم اور ذوات اور فطر نہیں رکھتا ہے۔ اس
نے ویکس طرح بنائے۔ اور کیسے شاعر۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ قاور وطن ہے۔ بلکہ
اسباب کی ضرورت نہیں۔ وہ سب کچھ بدولت اسباب پر رکھتا ہے۔ استیاء پر کاش
صفحہ ۵۶۷ پر یہ جواب مادہ عالم میں بھول گیا۔
جواب۔ آپ غلطی کی۔ وہاں ایسا نہیں۔ بلکہ استیاء پر کاش میں ایسا
ذکر مطلق نہیں۔ البتہ بھوکا میں ہے۔ بلکہ وہاں حرف ایشیاء کے جہانی نہیں
سے مخالف کے اعتراف صحت کا جواب ہے کہ وہ بن مائے پاؤں کے جگت پر رکھتا ہے۔
مفصل دیکھو (بھوکا صفحہ ۱۹) وہاں مادہ یا پرکاش کا ذکر نہیں کیا
علیہ ذکر ہو چکا ہے۔ جگت اپنی کے یہاں یہاں حرف ایشیاء ہی مطلب ہے۔ کہ ایشیاء
ایشیاء اعضا جہانی کے تمام دنیا کو مادہ سے پر رکھتا ہے۔ اگر وہ کسی عالم اسائن
سے مادہ عالم کے بارے میں دریافت کرے تو اچھی طرح اس غلط خیال سے باز
آجائے غیبی سے ہستی کا مسئلہ سوائے انہوں یا اربوں کے کوئی دانا بھی
نہیں مان سکتا۔ (مفصل دیکھو خط احمدی باب ۲)
اعتراف ضرر ہر گز۔ اکل و شراب میں شراب اور شراب اور ایسے جہان پر رکھا
کر لیا گیا جن کا کھانا جسم اخلاق کے لئے مشر ہو۔ مثلاً۔ سورگند کی کا عاشق بجا
کے میں عاقبت اندیش۔ جانوروں میں ایک ہی ایسا ہے جو بے جماع کرے
اور ولطمت کا رنگ ہو۔ اور جسے گوشت میں کڑھانے مادہ ہے۔ اور کتا جو چاس من
مردار کے پاس اپنے ہم قوم کو ڈال دے۔ یا آٹک ضرورت سے زیادہ موجود ہے (صفحہ ۵۶۷)
جواب۔ شراب کی واسطے لفظ حرام کا قرآن میں نہیں لکھا۔ اب جسم اخلاق کے
لئے مشر بناتے ہیں۔ اور قرآن صاف صاف لفظ صاف صاف ہے۔ ہم کس کو سچا
دیش۔ دنیا تو دنیا بہشت میں بھی شراب کی سبیل لگا دی۔ نہیں جاری کر دی۔
پس مولوی صاحب حرام نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے۔ سورگند کی کا عاشق اس
واسطے حرام ہے۔ مگر گوشت پر بھڑ بھڑی۔ مردوس جو گند کی کے عاشق اس
انوں۔ بہتوں سے زنا کرنے والے۔ بزدل۔ مجتہد مزاج۔ نا عاقبت اندیش۔
کہیں حلال و طیب ہو گئے۔ سورگند سے جماع۔ آپ کہہ میں۔ آپ کا تجویز
ہو گا۔ ذرا علت ایشیاء کے معنی کسی لغات میں دیکھ لو۔ لاکھوں مسلمان
بھگتا اشراف۔ کابل شراف۔ اور ایران شراف میں ان دھنوں کے مریض ہیں۔
لو علت اور ایشیاء کی نسبت حضرت لوط کے نام سے ملتی ہے۔ اور اسی کے مطلق

انگریزی کا لفظ سیدھے سڑوم سے جو لوط کا شہر ہے۔ منسوب ہے۔ پس سور
اشرف المخلوقات انسان کی تقلید سے کسی طرح جرم یا حرام نہیں سمجھ سکتا۔
گائی کے گوشت میں ہیضہ کی بیماری ہے۔ حکما پوروپین گواہ ہیں۔ جانندھر
انبال کا معاملہ شام ہے۔ اور علاوہ برائیاں جو سیدھا کرنے والا ہے۔ وہ کم عقل
بھی ہے۔ گند کی بھی کم و بیش کھاتی ہے۔ لکڑاٹنے کی بیماری بھی اس میں ہے۔
مگر یہی علم نے حلال کر دی۔
ہم نے اس بات کی تحقیقات کے واسطے کہ آیا سور و فہ ۱۷۷ کا جرم منسوب ہے۔
چند سالہ بیویوں سے اپنے سر جراتے والے لوگوں سے دریافت کیا۔ انہوں نے صاف
انکار کیا۔ کہ ایسا نہیں ہے بلکہ نہایت غیرت والا جانور ہے۔ اور قانون قدرت کا
نہایت خوبی سے پابند بلکہ منقہ پر ہر گز ہے۔ جب تک سور کی طالب نہایت
شہو پرگز اس کے نزدیک مثل سگ یا آدمی یا گائے یا بھوکے کے نہیں جاتا۔
بلکہ نہایت عقلمندی سے صرف اولاد پیدا کرنے کے واسطے صحبت کرتا ہے۔ اپنی
عورت سے کمال محبت رکھتا ہے رقب سے عداوت رکھتا ہے۔ مولوی صاحب
وہ سور جس کا گوشت مقوی باہ۔ مقوی جسم شجاعت بخشنے والا ہے۔ وہ حرام۔
افسوس۔
گنا۔ جیسے وفادار جانور کو حرام جانا۔ اور اس کے شکار اور لعاب لگے گوشت کو
حلال ماننا۔ اعراب کی عقل مندی ہے۔ مگر قرآن کی زبان ہندی خدا کی یاد نہیں رہا۔ ورنہ
لکھ دیتا۔ قرآن میں ذکر تک نہیں۔ اگر کہیں قرآن میں ہے تو مولوی صاحب نشان دو۔
حلالے سے بھی مولوی صاحب کو انکار ہے مگر وہ کعبہ شریف کے آس پاس ہر دار
نہیں جہاں پر یہ حلال حلال ہے۔ اور باعث ثواب و تقابل۔ قرآن وحدیث پر عمل جاری
ہے اور ہر ایک مولوی اقراری ہم اس کی شہادت بھی ایک فاضل مسلمان کی تحقیقات
سے پتہ ہیں۔ جناب حاجی مولوی ذین الدین صاحب اپنے سفر عرب کا حال لکھتے ہوئے
فرماتے ہیں۔ ایسا ہی مقدمہ طلاق اور حلال کا بھی جو عرب میں جاری ہے۔ بظاہر
معلوم ہوتا ہے۔ لیکن باطن میں شرع کے روئے اس میں بہت سے فوائد دینی اور
دنوی منظور ہیں۔ علاوہ برائیاں بمقابلہ علماء عرب کے عندوستانیوں کی کہاں
مجال۔ اور طاقت منکالت عمدہ برائی کی درباب مسائل کے ان لوگوں سے کہ کوئی
کسی امر میں اعتراض کرے۔ بڑے بڑے علماء عرب امام اور قاضی۔ اور مفتی جمع ہو کر
بہت کوشش متعجب مسئلہ میں دم مامور مقرر ہیں۔ (دیکھو تشریح حجاج صفحہ ۵۶۷)
مطہر نظامی کا تذکرہ (۱۹۹۲ء ہجری) اور قرآن کے روئے بھی یہ جائز ہے۔ سورگند
خان طلعتا خدا علی لہ من بعد حتی تنکد و جاعنہ فان طلعتا فلا جناح علیہا
ان تیرا جہا۔ ترجمہ دیس اگر طلاق دالوئی سوم بار پس برگر حلال تیرا جہا۔ ان
والجہا میں ناوقتہ شدہ و پرکاش شہر ہے دیگر لکھنے وادوخل گند پس اگر طلاق اوٹ
میں شہر و دیگر پس گناہ نیست برائیاں ہر دو بار تک باز گرد نہ بکھر باہر (صفحہ ۵۶۷)
جس مذہب مولوی صاحب اشارتاً عرض کیے تھے۔ ان کے جواب ہم نے
عرض کر دیا ہے۔ ایک دو مولوی صاحبوں نے مذہب کے جواب کا بھی اشتہار دیا تھا۔
مگر ابھی تک نہیں نکلا قبل از وقت ہم کچھ نہیں کہتے۔ مگر صرف یہ کہ ہمارے
پس بھی قرآن کے متعلق بہت سامان موجود ہے۔
الداخل تکفیر الا شام

اور کیا ہے۔ اب ہم عیسیٰ کی بابت کچھ تحقیقات کے صحیح طور پر کیا تسلی کرتے ہیں۔ لیکن جسے عیسیٰ کو پہنا دیا جو عیسیٰ کا گورو تھا۔ (دیکھو مٹی ۱۴) جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا تب خداوند مسیح جلیل کو بلا لیا۔ اور زنا حرت کو چھوڑ کر کفرانِ اوم میں جا رہا۔ (مٹی ۱۶) اسی طرح جب عیسیٰ گرفتار ہوا تو دکھایا کہ سبب شکار دوسیلے ہلے پھروں کو کھانگ گئے اور ہنگامہ کیا کہ یہ بہار اگر گورو نہیں بلکہ ایک برزخوار بطرس تھا اگر عیسیٰ کی رحمت بھیج کر اودھم بکھا کر کہا کہ تم شخص کو میں نہیں جانتا۔ مٹی (۱۰-۱۱) باب ۱۱ مٹی ۱۱ کے لیے دیکھئے۔ آسمان کی کھینچاں کشی تھیں۔ (مٹی ۱۱) اب ہم آپ کی طرح ہر وہ طور پر نہیں۔ بلکہ سچائی سے بہرہ نمارت تخیل کشتہ ہیں کہ گورو جنہاں کے پٹنے جیسے جان شرف ہے۔

اعتراف نمبر ۱۔ عیسائیوں کے نزدیک آئیے پیر دوان عیسیٰ کے باقی کل فوج شیطان کی ہے۔ اس کے جواب میں ہم صرف کلام الہی کی اہمیت پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ طولانی منظور نہیں سبب بطرس نے زبان کھول کر کہا اب مجھے یقین ہوا کہ ظاہر پر نظر نہیں کرتا بلکہ ہر حق میں جو اس سے ڈرتا اور سنبھالی کرتا۔ اس کو پسند آتا ہے۔ (اعمال ۴) جواب۔ افسوس اب صاف بات سے انکار کر رہے ہیں اور مٹی کے معاملہ میں بابت ہے اور پٹنے میں دیکھتے تخیل کیا کہنتی ہے جیسے مسیح خدا کا بیٹا اور ذات و منہ اور خدا نہیں جانا اور جس نے روح القدس کو اقوام تانی اور خدا نہیں جانا اور ایماندار نہیں مٹی ۱۱ اور ۱۲۔ یہ ماننا ہے کہ ان چیزوں کے زمانے دلوں کی جگہ جنم ہے۔ مگر شکافات اور اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لانا خیانت کو دیکھتے گا۔ بلکہ خدا کا فراموش رہتا ہے (یوحنا ۱۶) اسکے ساتھ آپ خود ہی پچھولیں کہ یوحنا عیسیٰ کی خدا کو نہیں مانتے اور نہ شلیٹ کو نہ مانتے ہیں۔ اور عیسیٰ کو مٹی اور نہ خدا کا فرد جانتے ہیں۔ اسے حق میں تخیل کیا کہنتی ہے مٹی ۱۱ اور باب ۱۱ مٹی ۱۱۔ مگر اودھم مٹی ۱۱ کیا سبب سے ابی جنم کے کوئی اور جگہ ہے اور کیا وہ شیطان کے مہر نہیں مانتے جگہ اور کیا اسے لافانی علم کے مہر ہے اور خدا کے عذر ان مضمون میں خود بیل اور بیلوں کو بول لینے شیطان نہیں لکھا۔ اور کیا عیسیٰ کو خدا دانے کے سوا کوئی اور حق بھی مانتے دہرے۔ اگر نہیں ہے تو ایمان سے تعلق کر آئیے یہ فیضیہ چھوڑ کیوں گئے۔ خدا کے واسطے انصاف سے دل میں خود کرو۔

اعتراف نمبر ۲۔ شیطان کا گاہر شیطان تو کیا جنم میں آپ تو ذات الہی کے نہیں۔ جواب۔ عجیب مت گوارہ کر تم عجیب نہ لگایا جائے۔ وہ خدا جو عروں سے فریب کرتے استو دل کو ایمان لائے سے روکتا ہے۔ (دیکھو خروج باب ۱۱) وہ خدا جو کام کر کے پھٹتا ہے۔ بگڑتا ہے۔ آرام کرتا ہے۔ آئینہ کر نیسے فاضل غلطی لکھتا ہے۔ دیکھو یوحنا ۱۱ باب ۱۱۔ آیت ۱۱۔ مگر اور خدا جس کا الہام علم و عقل و حق کے خلاف ہے۔ سائب لولا۔ کہ صواب لولا۔ گنتی ۱۱ سورج دن پھر طرار۔ استعرا ۱۱ مسیح مہر جو حق ہے آسمان پر فاکر خدا کے وہن ہاتھ جا بیٹھا۔ مسیح کے چھائی ملنے سے لوگوں کے گناہ صاف ہو گئے۔ باطل کا بوجھ گرنے سے لوگوں کی زبانیں بر لکھیں۔ لوح کا فرضی حرفان تمام دنیا میں آیا۔ ایک آدمی سے تمام دنیا بری ہوئی اور عیسیٰ اور عقل و علم کے خلاف باتیں جسکا الہامی کتاب میں درج ہیں جو ایک باتیں بلکہ ہیں۔ جو عیسیٰ کا خدا مانو اور روح کے علم سے نا آشنا ہے۔ عیسائی ایسے خدا سے ہم سنگوں سے ہمارا ایسے خدا سے قطع کرنا ہے اور وہ خدا کی کے مسرا جا رہے۔ اور نہ اب وہ فعل مختار رہے بلکہ دولت بیٹے کے پر ہے۔ اور وہ خدا کی کا حقدار بنا۔ تاجدار ہے۔ پس ایسے خدا سے ہمارا بلکہ سبب حق پرستوں کا انکا ہے۔

اعتراف نمبر ۳۔ پرنٹ صاحب لکھتے ہیں کہ موسیٰ آتش پرست تھا۔ آگ کے بارے میں

مانگتا ہے۔ چنانچہ اس کی چند عیاشی بھی لکھی ہیں۔ اس جھوٹ کا بھی کچھ شک کا ہے اگر یہ وہ خدا کی آتش خدا ہوتا تو فوراً اس پر آگ لگ جاتا۔

جواب۔ اب بائبل سے محض ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ درنہ ہرگز ایسا نہ کہتے دیکھ لکھا ہے۔ ملک ہواہ ایک بولی میں آگ کے شعلوں میں پڑا ہوا۔ پھر موسیٰ دیکھنے کو زویا آیا۔ تو خدا نے اسے بڑے آگ کے اندر سے بگارا۔ (خروج ۱۷)

جیلانے کی بابت دیکھو۔ اور کہ سینا پر زور والا وحوال تھا۔ کیونکہ خداوند شعلہ میں تھے اس پر آگ۔ اور نور کا سا دھواں اس پر سے اٹھتا۔ اور پھر اس پر لکھا۔ خروج ۱۷۔ پھر خداوند کے حضور سے آگ نکلی۔ اور ان اڑھائی سو کو جنہوں نے خود گورا تھا کھا لیا۔ (کنتی ۱۷) کیونکہ ہمارا آگ سے جل رہا تھا۔ اس شعلہ کے آگ کے ساتھ ہی مقامات ذیل بھی ملاحظہ کرو۔ (خروج ۱۷) ۱۷ سے ۲۱ اور ۲۱ سے ۲۳ اور ۲۳ سے ۲۵ اور ۲۵ سے ۲۷ اور ۲۷ سے ۲۹ اور ۲۹ سے ۳۱ اور ۳۱ سے ۳۳ اور ۳۳ سے ۳۵ اور ۳۵ سے ۳۷ اور ۳۷ سے ۳۹ اور ۳۹ سے ۴۱ اور ۴۱ سے ۴۳ اور ۴۳ سے ۴۵ اور ۴۵ سے ۴۷ اور ۴۷ سے ۴۹ اور ۴۹ سے ۵۱ اور ۵۱ سے ۵۳ اور ۵۳ سے ۵۵ اور ۵۵ سے ۵۷ اور ۵۷ سے ۵۹ اور ۵۹ سے ۶۱ اور ۶۱ سے ۶۳ اور ۶۳ سے ۶۵ اور ۶۵ سے ۶۷ اور ۶۷ سے ۶۹ اور ۶۹ سے ۷۱ اور ۷۱ سے ۷۳ اور ۷۳ سے ۷۵ اور ۷۵ سے ۷۷ اور ۷۷ سے ۷۹ اور ۷۹ سے ۸۱ اور ۸۱ سے ۸۳ اور ۸۳ سے ۸۵ اور ۸۵ سے ۸۷ اور ۸۷ سے ۸۹ اور ۸۹ سے ۹۱ اور ۹۱ سے ۹۳ اور ۹۳ سے ۹۵ اور ۹۵ سے ۹۷ اور ۹۷ سے ۹۹ اور ۹۹ سے ۱۰۱ اور ۱۰۱ سے ۱۰۳ اور ۱۰۳ سے ۱۰۵ اور ۱۰۵ سے ۱۰۷ اور ۱۰۷ سے ۱۰۹ اور ۱۰۹ سے ۱۱۱ اور ۱۱۱ سے ۱۱۳ اور ۱۱۳ سے ۱۱۵ اور ۱۱۵ سے ۱۱۷ اور ۱۱۷ سے ۱۱۹ اور ۱۱۹ سے ۱۲۱ اور ۱۲۱ سے ۱۲۳ اور ۱۲۳ سے ۱۲۵ اور ۱۲۵ سے ۱۲۷ اور ۱۲۷ سے ۱۲۹ اور ۱۲۹ سے ۱۳۱ اور ۱۳۱ سے ۱۳۳ اور ۱۳۳ سے ۱۳۵ اور ۱۳۵ سے ۱۳۷ اور ۱۳۷ سے ۱۳۹ اور ۱۳۹ سے ۱۴۱ اور ۱۴۱ سے ۱۴۳ اور ۱۴۳ سے ۱۴۵ اور ۱۴۵ سے ۱۴۷ اور ۱۴۷ سے ۱۴۹ اور ۱۴۹ سے ۱۵۱ اور ۱۵۱ سے ۱۵۳ اور ۱۵۳ سے ۱۵۵ اور ۱۵۵ سے ۱۵۷ اور ۱۵۷ سے ۱۵۹ اور ۱۵۹ سے ۱۶۱ اور ۱۶۱ سے ۱۶۳ اور ۱۶۳ سے ۱۶۵ اور ۱۶۵ سے ۱۶۷ اور ۱۶۷ سے ۱۶۹ اور ۱۶۹ سے ۱۷۱ اور ۱۷۱ سے ۱۷۳ اور ۱۷۳ سے ۱۷۵ اور ۱۷۵ سے ۱۷۷ اور ۱۷۷ سے ۱۷۹ اور ۱۷۹ سے ۱۸۱ اور ۱۸۱ سے ۱۸۳ اور ۱۸۳ سے ۱۸۵ اور ۱۸۵ سے ۱۸۷ اور ۱۸۷ سے ۱۸۹ اور ۱۸۹ سے ۱۹۱ اور ۱۹۱ سے ۱۹۳ اور ۱۹۳ سے ۱۹۵ اور ۱۹۵ سے ۱۹۷ اور ۱۹۷ سے ۱۹۹ اور ۱۹۹ سے ۲۰۱ اور ۲۰۱ سے ۲۰۳ اور ۲۰۳ سے ۲۰۵ اور ۲۰۵ سے ۲۰۷ اور ۲۰۷ سے ۲۰۹ اور ۲۰۹ سے ۲۱۱ اور ۲۱۱ سے ۲۱۳ اور ۲۱۳ سے ۲۱۵ اور ۲۱۵ سے ۲۱۷ اور ۲۱۷ سے ۲۱۹ اور ۲۱۹ سے ۲۲۱ اور ۲۲۱ سے ۲۲۳ اور ۲۲۳ سے ۲۲۵ اور ۲۲۵ سے ۲۲۷ اور ۲۲۷ سے ۲۲۹ اور ۲۲۹ سے ۲۳۱ اور ۲۳۱ سے ۲۳۳ اور ۲۳۳ سے ۲۳۵ اور ۲۳۵ سے ۲۳۷ اور ۲۳۷ سے ۲۳۹ اور ۲۳۹ سے ۲۴۱ اور ۲۴۱ سے ۲۴۳ اور ۲۴۳ سے ۲۴۵ اور ۲۴۵ سے ۲۴۷ اور ۲۴۷ سے ۲۴۹ اور ۲۴۹ سے ۲۵۱ اور ۲۵۱ سے ۲۵۳ اور ۲۵۳ سے ۲۵۵ اور ۲۵۵ سے ۲۵۷ اور ۲۵۷ سے ۲۵۹ اور ۲۵۹ سے ۲۶۱ اور ۲۶۱ سے ۲۶۳ اور ۲۶۳ سے ۲۶۵ اور ۲۶۵ سے ۲۶۷ اور ۲۶۷ سے ۲۶۹ اور ۲۶۹ سے ۲۷۱ اور ۲۷۱ سے ۲۷۳ اور ۲۷۳ سے ۲۷۵ اور ۲۷۵ سے ۲۷۷ اور ۲۷۷ سے ۲۷۹ اور ۲۷۹ سے ۲۸۱ اور ۲۸۱ سے ۲۸۳ اور ۲۸۳ سے ۲۸۵ اور ۲۸۵ سے ۲۸۷ اور ۲۸۷ سے ۲۸۹ اور ۲۸۹ سے ۲۹۱ اور ۲۹۱ سے ۲۹۳ اور ۲۹۳ سے ۲۹۵ اور ۲۹۵ سے ۲۹۷ اور ۲۹۷ سے ۲۹۹ اور ۲۹۹ سے ۳۰۱ اور ۳۰۱ سے ۳۰۳ اور ۳۰۳ سے ۳۰۵ اور ۳۰۵ سے ۳۰۷ اور ۳۰۷ سے ۳۰۹ اور ۳۰۹ سے ۳۱۱ اور ۳۱۱ سے ۳۱۳ اور ۳۱۳ سے ۳۱۵ اور ۳۱۵ سے ۳۱۷ اور ۳۱۷ سے ۳۱۹ اور ۳۱۹ سے ۳۲۱ اور ۳۲۱ سے ۳۲۳ اور ۳۲۳ سے ۳۲۵ اور ۳۲۵ سے ۳۲۷ اور ۳۲۷ سے ۳۲۹ اور ۳۲۹ سے ۳۳۱ اور ۳۳۱ سے ۳۳۳ اور ۳۳۳ سے ۳۳۵ اور ۳۳۵ سے ۳۳۷ اور ۳۳۷ سے ۳۳۹ اور ۳۳۹ سے ۳۴۱ اور ۳۴۱ سے ۳۴۳ اور ۳۴۳ سے ۳۴۵ اور ۳۴۵ سے ۳۴۷ اور ۳۴۷ سے ۳۴۹ اور ۳۴۹ سے ۳۵۱ اور ۳۵۱ سے ۳۵۳ اور ۳۵۳ سے ۳۵۵ اور ۳۵۵ سے ۳۵۷ اور ۳۵۷ سے ۳۵۹ اور ۳۵۹ سے ۳۶۱ اور ۳۶۱ سے ۳۶۳ اور ۳۶۳ سے ۳۶۵ اور ۳۶۵ سے ۳۶۷ اور ۳۶۷ سے ۳۶۹ اور ۳۶۹ سے ۳۷۱ اور ۳۷۱ سے ۳۷۳ اور ۳۷۳ سے ۳۷۵ اور ۳۷۵ سے ۳۷۷ اور ۳۷۷ سے ۳۷۹ اور ۳۷۹ سے ۳۸۱ اور ۳۸۱ سے ۳۸۳ اور ۳۸۳ سے ۳۸۵ اور ۳۸۵ سے ۳۸۷ اور ۳۸۷ سے ۳۸۹ اور ۳۸۹ سے ۳۹۱ اور ۳۹۱ سے ۳۹۳ اور ۳۹۳ سے ۳۹۵ اور ۳۹۵ سے ۳۹۷ اور ۳۹۷ سے ۳۹۹ اور ۳۹۹ سے ۴۰۱ اور ۴۰۱ سے ۴۰۳ اور ۴۰۳ سے ۴۰۵ اور ۴۰۵ سے ۴۰۷ اور ۴۰۷ سے ۴۰۹ اور ۴۰۹ سے ۴۱۱ اور ۴۱۱ سے ۴۱۳ اور ۴۱۳ سے ۴۱۵ اور ۴۱۵ سے ۴۱۷ اور ۴۱۷ سے ۴۱۹ اور ۴۱۹ سے ۴۲۱ اور ۴۲۱ سے ۴۲۳ اور ۴۲۳ سے ۴۲۵ اور ۴۲۵ سے ۴۲۷ اور ۴۲۷ سے ۴۲۹ اور ۴۲۹ سے ۴۳۱ اور ۴۳۱ سے ۴۳۳ اور ۴۳۳ سے ۴۳۵ اور ۴۳۵ سے ۴۳۷ اور ۴۳۷ سے ۴۳۹ اور ۴۳۹ سے ۴۴۱ اور ۴۴۱ سے ۴۴۳ اور ۴۴۳ سے ۴۴۵ اور ۴۴۵ سے ۴۴۷ اور ۴۴۷ سے ۴۴۹ اور ۴۴۹ سے ۴۵۱ اور ۴۵۱ سے ۴۵۳ اور ۴۵۳ سے ۴۵۵ اور ۴۵۵ سے ۴۵۷ اور ۴۵۷ سے ۴۵۹ اور ۴۵۹ سے ۴۶۱ اور ۴۶۱ سے ۴۶۳ اور ۴۶۳ سے ۴۶۵ اور ۴۶۵ سے ۴۶۷ اور ۴۶۷ سے ۴۶۹ اور ۴۶۹ سے ۴۷۱ اور ۴۷۱ سے ۴۷۳ اور ۴۷۳ سے ۴۷۵ اور ۴۷۵ سے ۴۷۷ اور ۴۷۷ سے ۴۷۹ اور ۴۷۹ سے ۴۸۱ اور ۴۸۱ سے ۴۸۳ اور ۴۸۳ سے ۴۸۵ اور ۴۸۵ سے ۴۸۷ اور ۴۸۷ سے ۴۸۹ اور ۴۸۹ سے ۴۹۱ اور ۴۹۱ سے ۴۹۳ اور ۴۹۳ سے ۴۹۵ اور ۴۹۵ سے ۴۹۷ اور ۴۹۷ سے ۴۹۹ اور ۴۹۹ سے ۵۰۱ اور ۵۰۱ سے ۵۰۳ اور ۵۰۳ سے ۵۰۵ اور ۵۰۵ سے ۵۰۷ اور ۵۰۷ سے ۵۰۹ اور ۵۰۹ سے ۵۱۱ اور ۵۱۱ سے ۵۱۳ اور ۵۱۳ سے ۵۱۵ اور ۵۱۵ سے ۵۱۷ اور ۵۱۷ سے ۵۱۹ اور ۵۱۹ سے ۵۲۱ اور ۵۲۱ سے ۵۲۳ اور ۵۲۳ سے ۵۲۵ اور ۵۲۵ سے ۵۲۷ اور ۵۲۷ سے ۵۲۹ اور ۵۲۹ سے ۵۳۱ اور ۵۳۱ سے ۵۳۳ اور ۵۳۳ سے ۵۳۵ اور ۵۳۵ سے ۵۳۷ اور ۵۳۷ سے ۵۳۹ اور ۵۳۹ سے ۵۴۱ اور ۵۴۱ سے ۵۴۳ اور ۵۴۳ سے ۵۴۵ اور ۵۴۵ سے ۵۴۷ اور ۵۴۷ سے ۵۴۹ اور ۵۴۹ سے ۵۵۱ اور ۵۵۱ سے ۵۵۳ اور ۵۵۳ سے ۵۵۵ اور ۵۵۵ سے ۵۵۷ اور ۵۵۷ سے ۵۵۹ اور ۵۵۹ سے ۵۶۱ اور ۵۶۱ سے ۵۶۳ اور ۵۶۳ سے ۵۶۵ اور ۵۶۵ سے ۵۶۷ اور ۵۶۷ سے ۵۶۹ اور ۵۶۹ سے ۵۷۱ اور ۵۷۱ سے ۵۷۳ اور ۵۷۳ سے ۵۷۵ اور ۵۷۵ سے ۵۷۷ اور ۵۷۷ سے ۵۷۹ اور ۵۷۹ سے ۵۸۱ اور ۵۸۱ سے ۵۸۳ اور ۵۸۳ سے ۵۸۵ اور ۵۸۵ سے ۵۸۷ اور ۵۸۷ سے ۵۸۹ اور ۵۸۹ سے ۵۹۱ اور ۵۹۱ سے ۵۹۳ اور ۵۹۳ سے ۵۹۵ اور ۵۹۵ سے ۵۹۷ اور ۵۹۷ سے ۵۹۹ اور ۵۹۹ سے ۶۰۱ اور ۶۰۱ سے ۶۰۳ اور ۶۰۳ سے ۶۰۵ اور ۶۰۵ سے ۶۰۷ اور ۶۰۷ سے ۶۰۹ اور ۶۰۹ سے ۶۱۱ اور ۶۱۱ سے ۶۱۳ اور ۶۱۳ سے ۶۱۵ اور ۶۱۵ سے ۶۱۷ اور ۶۱۷ سے ۶۱۹ اور ۶۱۹ سے ۶۲۱ اور ۶۲۱ سے ۶۲۳ اور ۶۲۳ سے ۶۲۵ اور ۶۲۵ سے ۶۲۷ اور ۶۲۷ سے ۶۲۹ اور ۶۲۹ سے ۶۳۱ اور ۶۳۱ سے ۶۳۳ اور ۶۳۳ سے ۶۳۵ اور ۶۳۵ سے ۶۳۷ اور ۶۳۷ سے ۶۳۹ اور ۶۳۹ سے ۶۴۱ اور ۶۴۱ سے ۶۴۳ اور ۶۴۳ سے ۶۴۵ اور ۶۴۵ سے ۶۴۷ اور ۶۴۷ سے ۶۴۹ اور ۶۴۹ سے ۶۵۱ اور ۶۵۱ سے ۶۵۳ اور ۶۵۳ سے ۶۵۵ اور ۶۵۵ سے ۶۵۷ اور ۶۵۷ سے ۶۵۹ اور ۶۵۹ سے ۶۶۱ اور ۶۶۱ سے ۶۶۳ اور ۶۶۳ سے ۶۶۵ اور ۶۶۵ سے ۶۶۷ اور ۶۶۷ سے ۶۶۹ اور ۶۶۹ سے ۶۷۱ اور ۶۷۱ سے ۶۷۳ اور ۶۷۳ سے ۶۷۵ اور ۶۷۵ سے ۶۷۷ اور ۶۷۷ سے ۶۷۹ اور ۶۷۹ سے ۶۸۱ اور ۶۸۱ سے ۶۸۳ اور ۶۸۳ سے ۶۸۵ اور ۶۸۵ سے ۶۸۷ اور ۶۸۷ سے ۶۸۹ اور ۶۸۹ سے ۶۹۱ اور ۶۹۱ سے ۶۹۳ اور ۶۹۳ سے ۶۹۵ اور ۶۹۵ سے ۶۹۷ اور ۶۹۷ سے ۶۹۹ اور ۶۹۹ سے ۷۰۱ اور ۷۰۱ سے ۷۰۳ اور ۷۰۳ سے ۷۰۵ اور ۷۰۵ سے ۷۰۷ اور ۷۰۷ سے ۷۰۹ اور ۷۰۹ سے ۷۱۱ اور ۷۱۱ سے ۷۱۳ اور ۷۱۳ سے ۷۱۵ اور ۷۱۵ سے ۷۱۷ اور ۷۱۷ سے ۷۱۹ اور ۷۱۹ سے ۷۲۱ اور ۷۲۱ سے ۷۲۳ اور ۷۲۳ سے ۷۲۵ اور ۷۲۵ سے ۷۲۷ اور ۷۲۷ سے ۷۲۹ اور ۷۲۹ سے ۷۳۱ اور ۷۳۱ سے ۷۳۳ اور ۷۳۳ سے ۷۳۵ اور ۷۳۵ سے ۷۳۷ اور ۷۳۷ سے ۷۳۹ اور ۷۳۹ سے ۷۴۱ اور ۷۴۱ سے ۷۴۳ اور ۷۴۳ سے ۷۴۵ اور ۷۴۵ سے ۷۴۷ اور ۷۴۷ سے ۷۴۹ اور ۷۴۹ سے ۷۵۱ اور ۷۵۱ سے ۷۵۳ اور ۷۵۳ سے ۷۵۵ اور ۷۵۵ سے ۷۵۷ اور ۷۵۷ سے ۷۵۹ اور ۷۵۹ سے ۷۶۱ اور ۷۶۱ سے ۷۶۳ اور ۷۶۳ سے ۷۶۵ اور ۷۶۵ سے ۷۶۷ اور ۷۶۷ سے ۷۶۹ اور ۷۶۹ سے ۷۷۱ اور ۷۷۱ سے ۷۷۳ اور ۷۷۳ سے ۷۷۵ اور ۷۷۵ سے ۷۷۷ اور ۷۷۷ سے ۷۷۹ اور ۷۷۹ سے ۷۸۱ اور ۷۸۱ سے ۷۸۳ اور ۷۸۳ سے ۷۸۵ اور ۷۸۵ سے ۷۸۷ اور ۷۸۷ سے ۷۸۹ اور ۷۸۹ سے ۷۹۱ اور ۷۹۱ سے ۷۹۳ اور ۷۹۳ سے ۷۹۵ اور ۷۹۵ سے ۷۹۷ اور ۷۹۷ سے ۷۹۹ اور ۷۹۹ سے ۸۰۱ اور ۸۰۱ سے ۸۰۳ اور ۸۰۳ سے ۸۰۵ اور ۸۰۵ سے ۸۰۷ اور ۸۰۷ سے ۸۰۹ اور ۸۰۹ سے ۸۱۱ اور ۸۱۱ سے ۸۱۳ اور ۸۱۳ سے ۸۱۵ اور ۸۱۵ سے ۸۱۷ اور ۸۱۷ سے ۸۱۹ اور ۸۱۹ سے ۸۲۱ اور ۸۲۱ سے ۸۲۳ اور ۸۲۳ سے ۸۲۵ اور ۸۲۵ سے ۸۲۷ اور ۸۲۷ سے ۸۲۹ اور ۸۲۹ سے ۸۳۱ اور ۸۳۱ سے ۸۳۳ اور ۸۳۳ سے ۸۳۵ اور ۸۳۵ سے ۸۳۷ اور ۸۳۷ سے ۸۳۹ اور ۸۳۹ سے ۸۴۱ اور ۸۴۱ سے ۸۴۳ اور ۸۴۳ سے ۸۴۵ اور ۸۴۵ سے ۸۴۷ اور ۸۴۷ سے ۸۴۹ اور ۸۴۹ سے ۸۵۱ اور ۸۵۱ سے ۸۵۳ اور ۸۵۳ سے ۸۵۵ اور ۸۵۵ سے ۸۵۷ اور ۸۵۷ سے ۸۵۹ اور ۸۵۹ سے ۸۶۱ اور ۸۶۱ سے ۸۶۳ اور ۸۶۳ سے ۸۶۵ اور ۸۶۵ سے ۸۶۷ اور ۸۶۷ سے ۸۶۹ اور ۸۶۹ سے ۸۷۱ اور ۸۷۱ سے ۸۷۳ اور ۸۷۳ سے ۸۷۵ اور ۸۷۵ سے ۸۷۷ اور ۸۷۷ سے ۸۷۹ اور ۸۷۹ سے ۸۸۱ اور ۸۸۱ سے ۸۸۳ اور ۸۸۳ سے ۸۸۵ اور ۸۸۵ سے ۸۸۷ اور ۸۸۷ سے ۸۸۹ اور ۸۸۹ سے ۸۹۱ اور ۸۹۱ سے ۸۹۳ اور ۸۹۳ سے ۸۹۵ اور ۸۹۵ سے ۸۹۷ اور ۸۹۷ سے ۸۹۹ اور ۸۹۹ سے ۹۰۱ اور ۹۰۱ سے ۹۰۳ اور ۹۰۳ سے ۹۰۵ اور ۹۰۵ سے ۹۰۷ اور ۹۰۷ سے ۹۰۹ اور ۹۰۹ سے ۹۱۱ اور ۹۱۱ سے ۹۱۳ اور ۹۱۳ سے ۹۱۵ اور ۹۱۵ سے ۹۱۷ اور ۹۱۷ سے ۹۱۹ اور ۹۱۹ سے ۹۲۱ اور ۹۲۱ سے ۹۲۳ اور ۹۲۳ سے ۹۲۵ اور ۹۲۵ سے ۹۲۷ اور ۹۲۷ سے ۹۲۹ اور ۹۲۹ سے ۹۳۱ اور ۹۳۱ سے ۹۳۳ اور ۹۳۳ سے ۹۳۵ اور ۹۳۵ سے ۹۳۷ اور ۹۳۷ سے ۹۳۹ اور ۹۳۹ سے ۹۴۱ اور ۹۴۱ سے ۹۴۳ اور ۹۴۳ سے ۹۴۵ اور ۹۴۵ سے ۹۴۷ اور ۹۴۷ سے ۹۴۹ اور ۹۴۹ سے ۹۵۱ اور ۹۵۱ سے ۹۵۳ اور ۹۵۳ سے ۹۵۵ اور ۹۵۵ سے ۹۵۷ اور ۹۵۷ سے ۹۵۹ اور ۹۵۹ سے ۹۶۱ اور ۹۶۱ سے ۹۶۳ اور ۹۶۳ سے ۹۶۵ اور ۹۶۵ سے ۹۶۷ اور ۹۶۷ سے ۹۶۹ اور ۹۶۹ سے ۹۷۱ اور ۹۷۱ سے ۹۷۳ اور ۹۷۳ سے ۹۷۵ اور ۹۷۵ سے ۹۷۷ اور ۹۷۷ سے ۹۷۹ اور ۹۷۹ سے ۹۸۱ اور ۹۸۱ سے ۹۸۳ اور ۹۸۳ سے ۹۸۵ اور ۹۸۵ سے ۹۸۷ اور ۹۸۷ سے ۹۸۹ اور ۹۸۹ سے ۹۹۱ اور ۹۹۱ سے ۹۹۳ اور ۹۹۳ سے ۹۹۵ اور ۹۹۵ سے ۹۹۷ اور ۹۹۷ سے ۹۹۹ اور ۹۹۹ سے ۱۰۰۱ اور ۱۰۰۱ سے ۱۰۰۳ اور ۱۰۰۳ سے ۱۰۰۵ اور ۱۰۰۵ سے ۱۰۰۷ اور ۱۰۰۷ سے ۱۰۰۹ اور ۱۰۰۹ سے ۱۰۱۱ اور ۱۰۱۱ سے ۱۰۱۳ اور ۱۰۱۳ سے ۱۰۱۵ اور ۱۰۱۵ سے ۱۰۱۷ اور ۱۰۱۷ سے ۱۰۱۹ اور ۱۰۱۹ سے ۱۰۲۱ اور ۱۰۲۱ سے ۱۰۲۳ اور ۱۰۲۳ سے ۱۰۲۵ اور ۱۰۲۵ سے ۱۰۲۷ اور ۱۰۲۷ سے ۱۰۲۹ اور ۱۰۲۹ سے ۱۰۳۱ اور ۱۰۳۱ سے ۱۰۳۳ اور ۱۰۳۳ سے ۱۰۳۵ اور ۱۰۳۵ سے ۱۰۳۷ اور ۱۰۳۷ سے ۱۰۳۹ اور ۱۰۳۹ سے ۱۰۴۱ اور ۱۰۴۱ سے ۱۰۴۳ اور ۱۰۴۳ سے ۱۰۴۵ اور ۱۰۴۵ سے ۱۰۴۷ اور ۱۰۴۷ سے ۱۰۴۹ اور ۱۰۴۹ سے ۱۰۵۱ اور ۱۰۵۱ سے ۱۰۵۳ اور ۱۰۵۳ سے ۱۰۵۵ اور ۱۰۵۵ سے ۱۰۵۷ اور ۱۰۵۷ سے ۱۰۵۹ اور ۱۰۵۹ سے ۱۰۶۱ اور ۱۰۶۱ سے ۱۰۶۳ اور ۱۰۶۳ سے ۱۰۶۵ اور ۱۰۶۵ سے ۱۰۶۷ اور ۱۰۶۷ سے ۱۰۶۹ اور ۱۰۶۹ سے ۱۰۷۱ اور ۱۰۷۱ سے ۱۰۷۳ اور ۱۰۷۳ سے ۱۰۷۵ اور ۱۰۷۵ سے ۱۰۷۷ اور ۱۰۷۷ سے ۱۰۷۹ اور ۱۰۷۹ سے ۱۰۸۱ اور ۱۰۸۱ سے ۱۰۸۳ اور ۱۰۸۳ سے ۱۰۸۵ اور ۱۰۸۵ سے ۱۰۸۷ اور ۱۰۸۷ سے ۱۰۸۹ اور ۱۰۸۹ سے ۱۰۹۱ اور ۱۰۹۱ سے ۱۰۹۳ اور ۱۰۹۳ سے ۱۰۹۵ اور ۱۰۹۵ سے ۱۰۹۷ اور ۱۰۹۷ سے ۱۰۹۹ اور ۱۰۹۹ سے ۱۱۰۱ اور ۱۱۰۱ سے ۱۱۰۳ اور ۱۱۰۳ سے ۱۱۰۵ اور ۱۱۰۵ سے ۱۱۰۷ اور ۱۱۰۷ سے ۱۱۰۹ اور ۱۱۰۹ سے ۱۱۱۱ اور ۱۱۱۱ سے ۱۱۱۳ اور ۱۱۱۳ سے ۱۱۱۵ اور ۱۱۱۵ سے ۱۱۱۷ اور ۱۱۱۷ سے ۱۱۱۹ اور ۱۱۱۹ سے ۱۱۲۱ اور ۱۱۲۱ سے ۱۱۲۳ اور ۱۱۲۳ سے ۱۱۲۵ اور ۱۱۲۵ سے ۱۱۲۷ اور ۱۱۲۷ سے ۱۱۲۹ اور ۱۱۲۹ سے ۱۱۳۱ اور ۱۱۳۱ سے ۱۱۳۳ اور ۱۱۳۳ سے ۱۱۳۵ اور ۱۱۳۵ سے ۱۱۳۷ اور ۱۱۳۷ سے ۱۱۳۹ اور ۱۱۳۹ سے ۱۱۴۱ اور ۱۱۴۱ سے ۱۱۴۳ اور ۱۱۴۳ سے ۱۱۴۵ اور ۱۱۴۵ سے ۱۱۴۷ اور ۱۱۴۷ سے ۱۱۴۹ اور ۱۱۴۹ سے ۱۱۵۱ اور ۱۱۵۱ سے ۱۱۵۳ اور ۱۱۵۳ سے ۱۱۵۵ اور ۱۱۵۵ سے ۱۱۵۷ اور ۱۱۵۷ سے ۱۱۵۹ اور ۱۱۵۹ سے ۱۱۶۱ اور ۱۱۶۱ سے ۱۱۶۳ اور ۱۱۶۳ سے ۱۱۶۵ اور ۱۱۶۵ سے ۱۱۶۷ اور ۱۱۶۷ سے ۱۱۶۹ اور ۱۱۶۹ سے ۱۱۷۱ اور ۱۱۷۱ سے ۱۱۷۳ اور ۱۱۷۳ سے ۱۱۷۵ اور ۱۱۷۵ سے ۱۱۷۷ اور ۱۱۷۷ سے ۱۱۷۹ اور ۱۱۷۹ سے ۱۱۸۱ اور ۱۱۸۱ سے ۱۱۸۳ اور ۱۱۸۳ سے ۱۱۸۵ اور ۱۱۸۵ سے ۱۱۸۷ اور ۱۱۸۷ سے ۱۱۸۹ اور ۱۱۸۹ سے ۱۱۹۱ اور ۱۱۹۱ سے ۱۱۹۳ اور ۱۱۹۳ سے ۱۱۹۵ اور ۱۱۹۵ سے ۱۱۹۷ اور ۱۱۹۷ سے ۱۱۹۹ اور ۱۱۹۹ سے ۱۲۰۱ اور ۱۲۰۱ سے ۱۲۰۳ اور ۱۲۰۳ سے ۱۲۰۵ اور ۱۲۰۵ سے ۱۲۰۷ اور ۱۲۰۷ سے ۱۲۰۹ اور ۱۲۰۹ سے ۱۲۱۱ اور ۱۲۱۱ سے ۱۲۱۳ اور ۱۲۱۳ سے ۱۲۱۵ اور ۱۲۱۵ سے ۱۲۱۷ اور ۱۲۱۷ سے ۱۲۱۹ اور ۱۲۱۹ سے ۱۲۲۱ اور ۱۲۲۱ سے ۱۲۲۳ اور ۱۲۲۳ سے ۱۲۲۵ اور ۱۲۲۵ سے ۱۲۲۷ اور ۱۲۲۷ سے ۱۲۲۹ اور ۱۲۲۹ سے ۱۲۳۱ اور ۱۲۳۱ سے ۱۲۳۳ اور ۱۲۳۳ سے ۱۲۳۵ اور ۱۲۳۵ سے ۱۲۳۷ اور ۱۲۳۷ سے ۱۲۳۹ اور ۱۲۳۹ سے ۱۲۴۱ اور ۱۲۴۱ سے ۱۲۴۳ اور ۱۲۴۳ سے ۱۲۴۵ اور ۱۲۴۵ سے ۱۲۴۷ اور ۱۲۴۷ سے ۱۲۴۹ اور ۱۲۴۹ سے ۱۲۵۱ اور ۱۲۵۱ سے ۱۲۵۳ اور ۱۲۵۳ سے ۱۲۵۵ اور ۱۲۵۵ سے ۱۲۵۷ اور ۱۲۵۷ سے ۱۲۵۹ اور ۱۲۵۹ سے ۱۲۶۱ اور ۱۲۶۱ سے ۱۲۶۳ اور ۱۲۶۳ سے ۱۲۶۵ اور ۱۲

اور پھر تندرست کی جن کا مفصل حال سوامی جی نے سنیا دیکھ کر کاش میں لکھ دیا ہے۔
صفحہ ۱۳۸ سے ۱۴۸ تک +
اس کے علاوہ اگر تیرہ راجاؤں کی زیادہ کیفیت دیکھنی ہو تو دیکھو جگدیش پوریچ
کے حصہ دوم صفحہ ۱۵۸ لاپور اور صفحہ ۱۶۲ تک اور راج ترنگنی کی سنسکرت پوریچ۔
اعتراف میں کہیں کہ جس حال میں آپ ازل بھی جاتے تھے۔ تو پریشور کو خالق کیسی
مان سکتے تھے۔ تو تندرست میں اور اجتماع خدیں عقد و نظاں محال ہے۔
جواب۔ ہم موجود عالم یعنی آدم سے بنی ہوئی دنیا کو ازل نہیں مانتے۔ کیونکہ اس کے
سننے کی ابتداء ہے۔ اور خدا کو خالق اسی سبب سے کہا ہے کہ اُس نے آدم سے
جنت کو رچا ہے نہ کہ عدم سے اور نہ معاذ اللہ عدم کوئی چیز ہے۔ مگر آدم با پر کرتی کو
انادی ماننے میں۔ ذکر پر کرتی سے جنت کی بناؤ کو کہیں۔ اسی کیسی طرح اجتماع
تندرست نہیں۔ بلکہ یہاں بھی آپ کی ویسے ہی غلطی ہے جیسے کہ سب
خدا کو بندہ مانا بندہ کو تم کہہ سکتے۔ پڑیں پھر سمجھیں پڑیں سمجھو کیا سمجھ
اعتراف میں کہیں۔ دیا تندرست صاحب کا قول ہے کہ ہم ارب سب روہین ہیں
انہیں روہی سے مجھ جت تناسخ قائم ہے۔
جواب۔ یہ اعتراف بالکل بے بنیاد ہے۔ سوامی جی نے ایسا کہیں نہیں لکھا۔
اور نہ وہ مقدس میں موجود۔ اور نہ آپ نے کوئی اور دیا۔ شاید توح کی کشتی کا بیانی
تجلیہ یا دیا گیا۔ یا بیچ بائیل کا اسٹٹ لکھ کر لیا۔ جسکی جوئی آسمان تک پہنچی اور خدا آسمان
پر سے خبر لے کر تیرہ راج کو گرا یا تاکہ ایسا دھوکہ اسے تخت خدائی سے کر لیں اور
آسمان پر چڑھ جائیں۔
اگر روزی یا انش پر روزی نہ ہو
زناواں تنگ نر روزی نہ ہو
اعتراف میں کہیں۔ مادہ اور روہی کے انادی ہونے پر۔ بیحد لکھ رام کو معلوم
ہونا چاہیے۔ کہ یہ علوم متعارفہ وغیرہ صرف انسان کی ایجاد ہیں جنکی بنیاد صرف خورد
خیالات و ناقص عقل پر ہے۔ خدا تعالیٰ پر جو عقل کل اور غیر محدود ہے۔ کسی طرح انکی
پابندی نہیں ہو سکتی۔ ہم کہتے ہیں کہ نیستی سے مستی ہو جاتی ہے۔ اور مستی سے نیستی بھی
آپنے یہ صرف اپنا ہٹ فایم کر دیکھ کر لیا ہے۔ جو کہ بالکل بے بنیاد و ناقص ہے ذات الہی
کے سوا کسی نے کو زادی یا متعارف دیا نالی ہے۔ اور سمجھ نہیں پائے کہ خدا خالق ہے۔
اس نے نیست سے مست کیا۔ وہ قافیہ کہ پھر سے نیست کر دیا چنانچہ کلام خدیں
موجود ہے۔ زبور ۱۰۷ و ۱۰۹ اور پطرس ۱۶ سے ۱۳ تک۔
جواب۔ اگرچہ اچھی طرح تذکرہ برہین احمدیہ میں اور علاوہ برہین نسخہ خط احمدیہ
باب دوم جگہ ۱۱۱ میں اس کے متعلق بیسیوں شواہد کا مفصل احاطہ کیا گیا ہے مگر کچھ آپ
کی خدمت کرنی بھی ضروری ہے۔ واضح ہو کہ نیستی سے مستی کا ہونا ایک ایسا علم و
عقل و تجربہ کے برخلاف امر ہے جسکو سوائے آپ جیسے آدمیوں کے کوئی عقل مند بلے
تصعب ہو کر نہیں مان سکتا۔ مقیدان شکیث کے سوا دیگر تمام فضلا اس بات کے
قابل ہیں کہ عدم کوئی چیز نہیں۔ نہ علم و سامینش کا یہ مقدم اصول ہے کہ نیستی سے مستی
کسی طرح نہیں ہو سکتی اور آپ کہتے ہیں کہ اربوں نے لکھ لیا ہے حضرت ایسا نہیں بلکہ
علمی اور لقیبتی سلسلہ ہے۔ دیکھو پروفیسر ہکسلی صاحب ہمارے زمانے میں۔

دفعہ ۲۷۸۔ موجودات میں مفروضہ نہ تو معدوم ہوتے ہیں۔ نہ انکی مقدور برہمتی ہے ہم ہیا
کر چکے ہیں۔ کہ جیسا حرارت پہنچانے سے ایک کلب اسی طرح پانی بھاب بنکر اڑا جاتا ہے۔ تو
وہ نیست نابود نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف یہ ہوتا ہے کہ اس کی حالتیں بدل جاتی ہیں۔

اور اس سے اس کے وزن میں کچھ فرق نہیں آتا۔ جتنا تھا اتنا ہی رہتا ہے اگر اسے کعبہ و رخ نانی
کے ایک چھوٹے اور چھوٹے وزن میں کر لیں۔ تو بلاشبہ پانی تو غارت ہو جائیگا۔ مگر اس کا مادہ برقرار
ہے گا۔ اس کے وزن میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اگر پانی کا وزن ۵۵۲۵ گرام ہو۔ تو اس میں
ایک چھوٹے گلاس ۲۵۵ گرام اور پندرہ گلاس ۵۵۲۵ گرام ہوگی۔ جو کچھ تجربہ و بدل
انسان اپنی ذہنوں سے کر سکتا ہے۔ اس سے ان گلاسوں کی ایک متعینہ مقدار کے وزن
میں کچھ فرق نہیں آتا۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے مفروضہ جسم کا وزن تمام حالتوں میں قائم
رہتا ہے۔ بدلتا نہیں اور اسی سبب سے خواہ وہ کسی شکل میں ہوں پہچانے جاسکے
ہیں۔ اگر بات سچ ہے تو اس سے ثابت ہے کہ نظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں
ہو سکتا۔ اسکی مقدار جس قدر ہے اسی قدر ہی ہے۔ نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے۔ اس
سے نتیجہ نکلتا ہے کہ قدرتی اور مصنوعی چیزیں ایک بات میں مشابہت رکھتی ہیں۔
یعنی یہ بات دونوں پر ثابت آتی ہے کہ جس شے سے وہ مرکب ہیں۔ وہ نہ معدوم ہوتا
ہے۔ نہ زیادہ ہوتا ہے۔ پس جس طرح مصنوعات کا سلسلہ انسانی قوتوں کے وسیلہ سے
قدرتی اجسام کے لئے اور علیہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح قدرتی و نباتات کا سلسلہ
قدرتی قوتوں کے وسیلہ سے قدرتی اجسام کے لئے اور علیہ ہوتے ہیں۔ یہی ہے۔ دیکھو
(مبادی العلوم صفحہ ۱۳۳ مطبع سرکاری لاہور صفحہ ۱۸۵ و ۱۸۶)
اسی طرح دیکھیں جو نول فلاسفی جلد ۱۸ صنف ۱۸ فیسکس گلسی صاحب انگریزی جیمز شرج
لئے کی قدامت کا قوت مندرج ہے۔ بائیل کے نام بے بنیاد و عادی کی تردید ایک لایق
یورپین مشرط اس میں صاحب بہادر اپنی مصنفہ کتاب ایچ آف ریزن میں کر چکے ہیں۔
پس تمام بائیل خیالات کی تردید راظر میں اس میں دیکھ سکتے ہیں۔ علاوہ برہاں ہم نے بھی
علیہ یاد دہانی کھڑی کر دی کہ کھڑی مارٹن کے کچھ کچھوں کے جواب میں مشرط ثابت
کر دیا ہے (دیکھو متعصب پاروں کی ناامنی کا علاج ۱۸۶۲)
تو مطلق کے لئے آپ نے غلط فہم شیتی سے مستی میں لایا ہے کہ نہیں ہیں۔ بلکہ
آزاد وقت کے لئے میں یعنی جسکی لطافت کسی سے حاصل نہ ہو۔ اور نہ تخلج یا لایق
جس کے گھر میں شیتی کبھی نہ ہو خدا صانع عالم ہے اور کامل انسان کی خدا کی بنائی ہوئی چیزیں
کو لیکر کچھ مخلوق اسانیز تبدیل کرنا ہے۔ پراؤں سے کچھ نہیں بنا سکا کہ نہ وہ انکی قوتوں
سے باہر ہیں۔ پس انسان جو کچھ بنا سکا ہے گویا اس کی رحمت کو عمل میں لانا ہے۔ ورنہ خود
خدا و علم کے بغیر عاقل نہیں اور نہ عالم ہے۔

جس طرح خدا نے پر جب طرح خدا پیدا ہونے پر جب طرح خدا جھوٹ لیلے پراؤں جس طرح
تین۔ چار ہونے پر۔ یا جس طرح خدا صلیب پر چڑھنے پر قادر نہیں۔ جس طرح خدا نیستی
ہستی کرنے پر قادر نہیں۔ کیونکہ یہ ایک شے کا دھوکا ہے۔ ہمیں آپ علم سے بہرہ
خدا باپ سے ہستی کرتے ہو کہ مسکو نیستی کا خدا مانتے ہو اور عدم کا مالک گردانتے ہو جہاں
یہ کا خداوند اور باخدا کچھ عدم محض سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور یہی حال انجلی نہ کرنا ہے۔
کیونکہ وہ صلیب ہو گیا۔ افسوس سے خدا مارا لیا حیرت کی جا ہے سفر کے مائے۔
اعتراف میں کہیں۔ اس سوانح عمری میں جو لایق کے دلورہ میوں نے شائع کی ہے بیحد
دیانتہ کے کسی خاص گورو کا بیہ نہیں لکھا ہے۔ گورو جہاں شے مکتے جیلہ جان نہ رہے۔
جواب۔ اگر دلو کی دھرمیوں کو جبلی ضلالت کے سبب صد اوقات لکھیں آتی تو نہ
آئے مگر ہم آپ کو بتلائے تھے ہیں۔ کہ وہ بھگوانش کے ہر ایک ادھیاسما دیتی (اختتام)
پر اور سننا دیکھ کر کاش کے انہیں گورو یعنی سوامی پر جہاں سر سوتی جی کا نام مبارک
نکھایا ہو گا وہی آکر میں بھی چھپا ہوا ہے۔ پھر ان کے نام معزز روہیا۔ بلکہ عوام الناس
بھی اس بات سے ششانیں تو پھر دلو جہرمیوں کو نہ سوچنا انکی نظر کا کھانا نہیں ہے۔ تو

گمان پر وہی پتھر کو لایو اور بائبل ان انبا مطر بنو یارک - اریکا

اعتراف نمبر ۱۰ - افسوس کہ جس عالم کا دعویٰ اس وقت آریہ کرتے ہیں۔ اس کے لئے بھی یقیناً ان کے پاس نہیں۔ شاید چورسے گئے۔ آج تک آریوں کی حکمت کے رقبے پہنچے غصہ مارتے گئے۔ مگر حاکمے یورپ کی تحقیق سے یہاں یہ عنصر موجودات میں پائے گئے ہیں

سہ بہ میں تفاوت راہ انجا سمیت تاجی - اس پر دعویٰ کمالیت جواب - آریوں کے پاس اگرچہ اب بھی بہت کچھ ہے مگر افسوس کہ ویر کے وہ (خلاف) کارہ انجول نے انہیں غافل کر دیا۔ ہم نسخہ خط احمدیہ کے صفحہ ۸۷ سے ہم نہ مانگ وید اور آریوں کی علمیت کو ایکسپریٹین علماء غیر مذاہب نے فضلہ نماک مختلف کی شہادت سے ثابت کیے ہیں اور خاصہ صفحہ ۱۹ پر ایک لائن ڈاکٹر کی شہادت واضح کر چکے ہیں۔ کہ یورپ والوں کی موجودہ تحقیقات سے بہت زیادہ آریوں کو جانتے تھے اور وہ انہیں غصہ مارتے تھے اور صرف جانتے بلکہ تعلیم بھی دیتے تھے (دیکھو صفحہ ۱۹) اور کسی قوم کی حالت تشریل موجودہ کو دیکھ کر اس کے گزشتہ ترقی کے زمانے سے انکا کرنا انسانیت سے بعید ہے۔ بزبان موجودہ سے سقراط و جالینوس کے زمانہ کا مقابلہ فرمائیے۔ اور روم اور عرب کے امز مرنی و نرل کو خیال میں لائیے۔

اعتراف نمبر ۱۱ - آپ کو دو چار ایجا دوں کا نام تو بتلائے۔ افسوس کہاں وہ اپنی شکر جن پر آریہ ریل چلا کر کرتے تھے۔ اور کہاں تار برقی کے کھینے جن پر یوں کے کھوڑی گھوڑے دوڑتے کرتے تھے۔ کیا وہ سب صفحہ ہندوستان سے آئے تھے۔ نام کبھی نشان نہ رہا۔ مگر عماران مصر کی یادگار میں آج تک موجود ہیں پٹرن صاحب کہیں سے کھو دکھا کر کسی انجن کو لیل گزرا۔ کہ لوگ کچھ تو یقین کریں۔

جواب سہ بہ بہت سے ایجا دوں کے پٹرن تو نسخہ خط احمدیہ میں دیکھئے۔ جو ہمارا بہت غیر مذاہب کے فضلہ نماک شہادتیں ہیں۔ ہر ایک بات پر آدمی انہیں پڑھ کر اس تشریل کے ریا میں بھی آریوں کی فضیلت کا حقد نقل سے قابل ہو سکتا ہے۔ سنسکرت کے رخصت نہیں اس کی صدا شہادتیں موجود ہیں۔ دیکھئے تیلون باعبادہ کا ذکر رانان بالیک میں ذکر صاف غفلت نہیں لکھا ہوا ہے جس سے کئی پختہ طوطی عقل والا بھی انتہا نہیں کر سکتا۔ دیکھو رانان لکھا کا ذکر مرگ ۱۲۵ شلک اسے ۲۲ کس ہوا کی گھوڑے راجا بھوج جی ساراج کے زمانہ تک بھی دوڑا کرتے تھے جن میں سے بعضوں کی چال کی گھڑی کیا رہا کوس اور ایک گھنٹہ میں ۱۷ کوس ہوتی تھی (مفصل دیکھو بھیج پر ہندو سنسکرت) اسی کے متعلق دیکھو ذکر شل اکاٹ صاحب کے پھر اگر بڑی دریاں اور کچھ آگے چل کر آپ کو بھی اقبال ہے چنانچہ لکھا ہے۔ "اس میں کچھ شک نہیں کہ قدیم ہندو آریوں میں علم تھا۔ مگر ایسا ہی جیسے یونان میں۔ نہ کہ ایسا جیسا کہ فی زمانہ اقوام یورپ اور اریل امریکہ میں ہے" (لونا فشان صفحہ ۸ نمبر جلد ۱۷)

اور یونانیوں کی بابت تحقیق ہو کہ صاحب نے نہایت اعلیٰ تحقیقات سے جو ثابت کیا ہے کہ یونانیوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے۔ آریہ ورت سے۔ دیکھو (ایشیا ان گریس کل انگریزی) اسی قسم کی تحقیقات فاضل ڈاکٹر جیکسن ڈیوس صاحب امریکی نے بھی فرمائی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ وہ سب بہت دیا وئے خزانہ ہیں۔ دیکھو ان کی تحقیقاتی کتاب مطبوعہ ہندوستان کے ایک فاضل نے لکھا ہے کہ کسی علم اور کسی زبان کوئی کمال ایسا نہیں جو علم سنسکرت سے باہر ہو۔ علم سنسکرت کی توجہ اور کثرت سرا قبولیت۔ اور حکمت اور نجوم وغیرہ سراسر نقل انجینس ہے۔ جو حضرات کوئی علم اور کوئی کمال ایسا نہیں جو علم سنسکرت سے کسی چیز پر ریل اور فیلڈ برقی جو اس زمانہ کی عجیب چیزیں ہیں اگرچہ کسی ایسی شے (ایک اور جو علم سنسکرت میں موجود نہیں۔ مگر ان (دھیرن کی سواری سے) قبول اور ہوا پر آگے کے طریقے

اور عالم خلا کی سرخ لہج سے عمود قائم ہے۔ کیا ریل اور تار برقی کی صنعت کچھ کم ہے اگر انہیں اصول پر غور و ناکل کیا جائے تو ہوائی ریل کا ایجاد اور فستارح ممکن تھا۔ اور جو برصورت ہوتی تو ازرو کے انصاف اس ریل اور ریل ہوائی میں زمین و آسمان کا فرق ظاہر ہوتا بہر حال حکمت اور دانائی کوئی ایسی نہیں کہ جو علم سنسکرت سے باہر ہو۔ دیکھو مختار العلوم بریلی جلد ۱ نمبر ۱۰ - اکثر سنسکرت صفحہ ۵

اب ہم کچھ آزادہ تحقیقات کی کف سے بھی نظریں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں ایک

عشق مزاج صاحب نہیں اپنے خط میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ "جناب پٹرن صاحب - سستے - ماہ و ستمبر ۱۸۷۸ء کا ذکر ہے جبکہ میں تحصیل ہوا بی میں ملازم تھا اس وقت ایک صاحب بہادر واسطے دریافت حالات زمانہ سلف اور ملا حظہ عمارات کہ نہ تیرا لے گئے تھے جو حال انکی زمانہ اس آریہ ورت کی ترقی اور فضیلت کا معلوم ہوا وہ ذیل میں عرض کرتا ہوں۔ اور یہ جل صاحب بہادر نے دہرے مرزا امیر الدین صاحب تحصیلدار صوبائی کے کہا تھا کہ ریل وغیرہ کارگر یوں کو لوگ اس زمانہ میں دیکھ کر شاید یہ خیال کرتے ہیں کہ یہی زمانہ میں حاصل ہوئی۔ لیکن یہ خیال لوگوں کا غلط ہے کیونکہ زمانہ سلف میں اس سے بڑھ کر آریہ ورت میں موجود تھیں۔ ہر حال ان پتھروں پر کندہ ہے۔ جو کہ موضع شہزاد گڑھ علاقہ دیوسف زمی ضلع پشاور (جو کہ ہماری تحصیل سے) یاد ریل ہے) برا سوقت بھی موجود ہے اور ایسے پتھر حیدر آباد۔ لکھا وغیرہ جگہ سے بھی ملے ہیں۔ جیسا اس زمانہ میں۔ شہزاد رات و احکامات کا غفلت پر تحریر ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں قبائلیہ احکام جاری ہوتے تھے۔ وہ پتھروں پر کندہ کر کے تمام عمارتوں کے خاص مقام پر نصب کئے تھے۔ چنانچہ شہزاد کا پتھر مجملہ ان احکامات کے ایک شہزادہ نصب ہے جسکو ایک جگہ نے جسکو چار ہزار برس کا عرصہ گزرتا ہے جاری کیا تھا۔ اور اس میں چار حکام کی تمثال کے واسطے راجہ کی جانب سے ملازموں کو تے لکھے۔ وہ یہ ہیں۔

اول - دھوں گاڑی میں لکھری رجلائی جایا کرے سچا لڑی کے پتھر کا لکڑی جلا ناچا۔ دوم - تمام عمارتوں میں ایسا دیکھئے ہمال (اوندھل) موجود ہیں لیکن حیوانات قسم موشی کے واسطے کوئی پتھا خانہ نہیں۔ موشیوں کیلئے سب سے ہمال مقرر کئے جاتے ہیں۔ سوم - اگر تمام عمارتوں میں سب جگہ سرائے لکھے آریہ ورت میں موجود ہیں مگر اب اس قدر انزادی ہوئی چاہئے کہ جو سراسر فرات سے فراتوں کی جس چیز کو سنسکرت نے اور نیچا چاہئے اس کے ساتھ میرا ملازم کچھ عرض کرے جو میرے لئے دیکھتی چاہئے۔ چہارم - شکر میں جو وہیں ان پر دھان سبہ دار کھان اور میوہ دار لکھے جاویں جسے مسافروں کو بہت آرام حاصل ہو۔ تکلیف کسی طرح کی نہ ملے۔

ساتواں اس کے اور بہت حالات ان پتھروں کی بابت میں لے یا م ملازمت میں جن قدر اہم تفصیلات میں رہا ہوں اسے میں ادا کرنا چاہتا ہوں میں بھی بہت ایسے حالات درج ہیں اگر جناب کو منطوق ہو۔ میں عرض کرتے کہ موجود ہوں۔

۱۷ اگست ۱۸۷۸ء کاشی نام۔ ہمارے ضلع پشاور۔ اعتراف نمبر ۱۲ - آریہ قوم کی ترقی دیکھئے ایک ہندوستان مگر خوبصورت کاراجا کسی اچانے ہندوستان پر سلطنت آج تک نہ کی سلطنت کا مادہ کہاں سے لاتے۔ جواب - مہاراجہ مگر اجیت کی فتوحات دیکھو رانان ان گریس باب چہارم اسی طرح مہاراجہ جہشٹ کی فتوحات کا مفصل حال دیکھو دیکھو۔ سنسکرت کا راج (دھرم) اور ان کی مگر یہ خطبہ کہنگہ ادہ مستعصب یا دین کی نامی کا علاج نہرا باوہ سلطنت کی بابت دیکھو انرا سہلی اور ہندو سمرتی کا راج ادھیا اور ہندو پیش

انا انزلنا قرآنا من اللغات اديانك اور صفحہ ۱۰۲ میں ہے رب القادریان من النعمی
جیو دھسفی (مراد گرو دھسپور)

ہم اس کتاب میں سے کیا کیا بیان کریں۔ یہ تو شروع سے لیکر آخر تک دیکھنے کے قابل ہے۔
قرآن کا الہامی ہونا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت رکھ کر کے کھلنے کا جب وہ نہیں تو مرزا
کہاں سے منبر ہو گئے۔

الہامات و معجزات مرزا کا بھی خوب خاک اڑایا ہے۔ اور ایسے مستحضرانہ بیان کیا ہے کہ کہتے ہوئے لوط جاؤ صفحہ ۱۶۱ میں مرزا کی ایک خواب کی نقل کی ہے جس مرزا اپنے خواب کرنا ہے کہ خواب میں مسیح کے ساتھ ایک برتن میں روٹی کھائی۔

پندرہ صاحب کہتے ہیں کہ کچھ کوئی فخر کی بات نہیں۔ اور پھر خواب میں یہود و مسکریوطی
 نے بھی کھائی تھی۔ اسی صفحہ میں لکھا ہے۔ کہ روزانہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے رابعین حیر
 کہنے والی کی اجازت خدا سے پانی پندرہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ صلاح بخش سگئے۔
 دی تھی۔ کیا وہی لکھا تھا ہے۔

صفحہ ۱۹۶ سے ۱۹۸ تک محمدیوں کے فرقوں کا وہ خاکہ دکھایا ہے۔ دیکھنے پر پتہ چلتا ہے۔

صفحہ ۲۱۹ سے ۲۳۶ تک سنسکرت کی فضیلت بیان کی ہے۔

صفحہ ۲۲ سے ۲۱ تک قرآن کی تعلیم کا فوٹو بڑی خوبی اور اعلیٰ لیاقت اوتارا ہے۔

صفحہ ۲۶۳ سے ۲۷۷ تک سوامی دیانند کی نسبت مرزا کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔

یعقوب ۲۷۷ سے ۲۹۵ تک محمد صاحب اور سواحی ویانند کا مقابلہ کیا ہے۔
ناظرین ضرور ملاحظہ فرماؤ، ہم اپنی رائے اس پر دو تین دفعہ خطباتہ شام و صبح میں پیش کر چکے ہیں اور اس پر

۳۳۶ صفحہ پر اس کتاب کو ختم کیا ہے۔ بہت محنت اور لیاقت سے کام لیا ہے بے حد محنت

خوب ہیں مصنف نے بڑی کوشش کی ہے کہ سوائے عین محمدی کے کسی اور دین پر حملہ نہیں کیا۔

اگرچہ بعض باتیں دین محمدی اور عیسوی کی آپس میں ملتی جلتی ہیں مصنف نے بعض جگہ

دوست! اٹھا کر عیسائیوں سے کنارہ کر کے صرف محمدیوں ہی کو نشانہ ہے۔ حرف ایک انعام
پنڈت مساعب یرم نگاہیں۔ اگر الہامی جواب نہایت متخفی سے دیئے ہیں، ذرا رحم اور نرمی کو
نہیں رہا۔

تکذیب بر اہلین احمدیہ اگرچہ دینی جھگڑے کی کتاب ہے۔ مگر ایسی مزیدار ہے۔ اگر اس کو

پھر جتنا شروع کرو۔ جب تک ختم نہ کرو اور گڑا تھکے سے چھوڑنے کو دل نہ کرے گا ایک عہد

ناول ہے قابل دید برامین احمدیہ کی اچھی تربیت ہے جنکو اقسام کے مذاہب کو جھینسی ہے وہ ضرور

اس کو ملو اگر دیکھیں مصنف کے پاس درخواست کرتے سے عہدہ قیمت پر مل سکتی ہے۔
محبوب احمد صاحب

۱۱۰۰ لکھنے کے لیے اس طرح صاحب کو کسی متعصب مادی کا بھجورے ملے

آول لفظ آریہ برکت ہے۔ پھر آریوں کی قدامت کا جھگڑا تواریخ سے فیصل کیا ہے۔
صفحہ ۱۱ پر تواریخ کے حوالہ سے پندت صاحب لکھتے ہیں کہ "پرنسپل تیسرا سب عالم کا خان" ہے۔

تو اب ہم کہتے ہیں کہ جس جال میں رہیں اور خالق ہے۔ اور یہ وہی بات ثابت ہے۔

تو عالمِ انانوسی نہ ہوئے۔ چلو انانوسی کی ٹانگ ٹوٹی۔

مجموعہ ۱۷ پر مرزا کا یہ اعتراض ہے کہ ”بہت مجموعی کسی مذہب ہندو مذہب میں ہیں
 ناسخ فاتحہ“۔ اس کا جواب بڑا قریب صاحب سے کچھ ہندو مذہب سے ہے اور اس کے کہ ”جنت

آپ کا سوال بہر باغیظ بلکہ وہم و خیال ہے۔

مادہ اور ریحوں کے انادوی ہونے کی نسبت جو بحث ہے، اگرچہ وہ ہمزائے اعتراض

کی کافی ترویج ہے۔ مگر ہماری سڑکوں میں کچھ کمزور واپس ہیں۔

ہر فرد نے رام موسیٰ کی مثال یہاں خوب صادق آتی ہے جس طرح مرزا صاحب نے

ویدوں پر حملات کئے۔ پندت صاحب نے وہ الزامی جواب دیئے ہیں کہ قرآن کیا کہیں پتہ بھی

کو لورے طو زبر رو کنا ہے۔ کہ جو الزام و مدول بر مردان گناہ سے۔ و مدول بر نہیں، بلکہ قرآن

اُن کا مصداق ہے۔ چنانچہ قرآن کی سورتوں کی سوئیں نقل اور ترجمہ کر دی ہیں۔

صفحہ ۲۴ پر بیڈت صاحب نے بہت ہی سنجیدگی سے لکھا ہے۔ اول تو مرزا کو مخالف

اشتمبار واجب الاظہار

اے ناظرین۔ ہماری اس تحریر کو درخوئی سے پڑھنا اور اس تحریر کے شائع کرنے سے پہلے

اصلی نشانہ ہے۔ اُس کو بخوبی سمجھنا۔ شک میں کہ انہیں صاحبوں کو ہماری بیخبر پسند ہوگی۔ چہرہ اشتمبار ازاد و محقق مزاج ہیں۔ خواہ وہ کسی ملک میں جی یا وہ ہے کہ وہ کسی ممالک خاص کسی شخص کیساتھ بعض عداوت میں۔ مگر ہم اپنے دوست مرزا غلام احمد صاحب کے مقابل میں اشتمبار شائع کرنا موجب شرم کا سمجھتے ہیں۔ مگر کیا کیا جائے۔ یان کی ہی نا عاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے حقیقت میں ہمارے دل کو اس اشتمبار کے شائع کرنے سے اس قدر رنج اور تکلیف اور بوجہ جو بھردانا ہے حقیقی کے غیر جاننا ہو گا کہ وہ بالافقرت کی نصیبوں ذیل کی عبارت سے مراد چاہیے ہمارا امداد محض اسی کے بل پر کرتے ہیں۔ کہہ نہ ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ ہمارے خاموش پہنے سے اسی کا خون ٹھوکانا ہے اور ایک قوم ممتاز بر مخالف قوم کی طرف پر غرور و جھٹکا ہو جاتی ہے اس لئے ایسے نازک موقع پر شہادت کا افتخار نایا و اقدار کے برخلاف بیان کرنا سخت گناہ ہے حالت پیش آمدہ دیکھ کر خود ناظرین جان سکتے ہیں۔ کہ ایسے وقت پر شہادت میں پیش کرنا یا خاموش ہونا کیسے گناہ نہیں نوا کر لیا ہے۔ کیونکہ اسی کا صدر ایک قوم اور دوسرا پرہیزگار ہے۔ نہ امداد جال پر۔ اور سولہ لاکھ ہزار کے ہر دوسری اور ہر خرابی سے بھی بعید ہے۔ کیونکہ ایک تو مرزا صاحب اپنے اوقات الامام اور خرفی عادت کے دعویٰ میں جس کا ثبوت پہنچا نا ایسا محال اور ناممکن ہے۔ جیسا کہ غرت سے آفتاب کا طلوع ہونا صرف کر رہے ہیں۔ اور دوسرا لوگوں کو تکلیف دینے سے پہلے ہیں کیونکہ وہ دوسروں سے بدعت سفر اور ہر ایک طرح کا ہرج آگٹھ کر لوگوں کا آنا اور پھٹنا ہے دلی سے محروم اور نامراد ہو کر واپس جانا کس قدر موجب تکلیف حق پست کا ہونا ہے۔ اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں تنبیہ مدت ۱۲ بارہ یا چودہ سال سے ہم دونوں کو مرزا غلام احمد صاحب (مولف براہین احمدیہ) سے ملاقات حاصل تھی اس عرصہ

میں شاید کوئی ایسا دل نہ گذرا ہو گا۔ جو تین یا مرتبہ اُنکے پاس آنا جانا نہ ہو جو خوش
و بختانہ سے کوئی شخص ہم کو اُنکے برابر عزیز نہ تھا اور ہم اُن کی بہت عزت اور تعلیم کرتے
تھے۔ ہاں وہ بھی ہمیں اپنے عزیزوں سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ قریباً عرصہ سا ت
کا ہوا ہو گا یا غالباً وہ وقت تھا کہ جب بعض اخبار نویس خرمشاد پینہ وں بیدہ خدایا
حسین صاحب بھوپالہ کو مجھ دوسری کا خطاب دیدیا تھا یکم محرم شریف صاحب کلا نور سی
رہاں وار (مرتبہ) نے چوہڑا صاحب کے بڑے دوست ہیں۔ ہم دونوں کے سامنے مرتبہ
کو بہ صلاح دینی باتوں کو کہ کچھ بیٹھ گھائی کسی طرز پر لکھنا ہے کہ اس کا لب لباب میں
تھا کہ اب مجھ دوسری کا دعویٰ کریں کہ کوئی اس نام میں بھی کوئی مجدد ہونا چاہئے معلوم ہوتا
ہے کہ یکم محرم شریف صاحب کی اُس وقت کی گفتگو نے مرزا صاحب کے دل میں بہت سا اثر
دیدیا کہ جس کا نتیجہ آج ظاہر ہے۔ یکم صاحب کا یہ فرمانا ہی تھا۔ کہ مرزا صاحب نے
برائین احمدیہ کا مسودہ بنانا شروع کر دیا۔ اور اخباروں میں استہارہ دیدیئے
اور باجبا خط روانہ کر دئے۔ خوابوں کی تعبیر کا شوق ابتدا ہی سے مرزا صاحب کو رہا
ہے۔ یہاں تک کہ خواب نامہ مرزا صاحب کے سر ملنے پر ہی رکھا رہتا ہے اکثر موقع
آمدورفت میں ایسا کہڑتا تھا کہ مرزا صاحب کی خواہش منتا اور اپنی خواہش منانا اور
تعبیر نامہ سے تعبیر دیکھنا رفتہ رفتہ مرزا صاحب کا مشاہدہ اور الہام اور خرق عادت کا
دعویٰ شروع کیا۔ جبکہ کچھ مسودہ برائین احمدیہ کا تیار ہوا۔ تو مجھے شریعت طے اور ادا دل
پر شہادت الہام کا ہشتان نکلا۔ اولاً برائین احمدیہ میں نام چڑویا اور ہم بھی بسبب کسی
مصاحبت کے آجک ناموش ہے اور ہمارسی ناہوشی کو مرزا صاحب آج سرمرحوم
آریہ میں شوق القمر کے بارہ میں سندا اور نظیر آپیش کرتے ہیں ہم وہ سندا اور نظیر
دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور ہم بڑبڑا دل لگیں کہ اسلام کے مشدا وں اور پیغمبروں کا یہی
قاعدہ چلا آیا ہے جو مرزا صاحب نے اختیار کیا ہے سچ ہے کہ ہرگز دکلے علت شود۔
کاش ایک الہام بھی ہمارسی نسلی کی ہوتی تو بھی ایک بات تھی اور یہ بھی بیان
کر دیتے ہیں کہ اگر وہوں میں نام درج کرنے کے وقت مرزا صاحب نے ہمارے سے بالکل
صلاح و مشورہ نہیں کیا ورنہ ہرگز ایسا نہ ہوتا۔ اُنہوں نے تو رونق کتاب کو مد نظر رکھا یا
دل میں یہ خیال کر لیا ہو گا کہ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں کیا میرا کہنا مانگے؟
اب سب کچھ ناظرین کے آگے دھردیا ہے خواہ جھوٹے گوشت تک پہنچا جس۔ مگر اتنا
توضیح دے دوں گا۔ کہ صاف باطن اور نیک ہنا و الہام اور خرق عادت کے دعویٰ کی حقیقت
بخونی ناظرین کے۔ اور واضح ہو کہ شریعت رائے ہی کی طرف سے ایک رسالہ بعد طبع
ہوئے سراج منیر کے شایع ہو گا۔ جس میں تردید اسلام اور مرزا صاحب کے الہامات
کی شب کا رد وافی جرح ہوگی۔ فقط ہم نومبر ۱۸۸۶ء

(۴) مطبوعہ حقیقہ نور پریس امرتسر
جراشتہار کہ مرزا اعلام احمد صاحب ساکن فادانہ
اہم لوگوں کی نسبت بدیں مضمون کہ بیہ لوگ
صدق دل سے مذہب اسلام کی صداقت والام
وکرانات وغیرہ دیکھنے کے لئے بریس تک درخواست کرتے ہیں چھپو اگر شتر کیا
ہے چونکہ وہ شتر پابے بنیا اس لئے عام لوگوں کو دھوکے سے بچنے کے واسطے
دانع کیا جاتا ہے کہ ہم میں سے پندرہ ہمارا اعلیٰ و بشنداس و پندرہ نہالینڈ نہت
فرق چند و چند ہر جن کے نام اس خط میں درج ہیں بالکل علم فارسی
و اردو سے محروم مطلق ہیں و کچھی رام و تارا اجندہ و بیچ ناٹھ و بشنداس و الہیہ اینڈ

مرزا غلام احمد صاحب بھی گناہ الہامات مشہور کیا ہے اور نیز اس طالب صادق نے بار بار خطوط پر لکھنا شروع کیا ہے۔ نشانہ آسمانی بھیجے ہیں۔ جن کا جواب معقول آج تک نہیں ملتا۔ اور خلیفہ عالم کے لئے کہ وہ یا بلکہ منشی ملاو اہل نے اپنی دلی جو ش سے یہاں تک بھی لکھا کہ کسی گرامت کا میں خود شکار نہیں ہوں جو آپ کے نزدیک ناممکن اور قانون قدرت کے برخلاف ہو۔ میں چاہتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ آپ خواہ کیسی اس لئے قدرت اور فرق حادث کا مشاہدہ کر لیں جو طاقت انسانی اور علوم کی رسائی سے باہر ہو۔ نشانہ کے میں آپ کی خط اشتہار کو پڑھا اور گناہ۔ اور عدم ثبوت کی حالت میں ہم حرجات سے محفوظ بھی نہیں ہوتے۔ نہیں معلوم کہ باوجود اس قدر مضبوط دعویٰ محققوں کے کسی لئے تحقیق نہیں کرتے اور نہ کر جو جس سورہہ پر لکھا دعویٰ کیا تھا۔

دوم۔ سہمی شام لال کہ جو مرزا غلام احمد نے روزنامہ نچریس الہامات کا لکھا ہے اس کی عمر وقت ملاومت مرزا صاحب کے تقریباً ۱۲ سال کی تھی مگر وہ پرلے دہرے کا بے نیز اور بے سمجھا اور سادہ لوح تھا بلکہ اس وقت بھی سو یک مشکل سے شمار کر سکتا ہے۔ اگر کسی طالب حق و اہل تیز کو بعض تحقیق الہامات وغیرہ قادیان آئے کہ اتفاق ہو۔ تو ان کو ایسے گواہوں کو کچھ خود دیکھنا چاہیے تاکہ اصلیت حقیقت الہام ظاہر ہو جائے۔ سوم۔ واقعہ ۱۰۔ اگست ۱۸۸۸ء کو اکثر اہل ہندو مت و معتز و محقق کھٹے قادیان متفق ہو کر مرزا صاحب کے پاس گئے اور یہ کہا کہ آپ نے جو اپنے کو تمام ملک میں صاحب الہام و خوارق عادات و کرامات مشہور کیا ہے ہم کو بالکل یقین نہیں سرسرمہو ہو گئے تھے۔ میں اگر آپ مجھے خود میں پتے میں تو ہم کو بھی تحقیق کرادیں اس پر مرزا صاحب نے صاف جواب نہ دیا۔ مگر اپنے دعویٰ کے جانے کیلئے صرف خلیفہ سادی میں وقت مانا شروع کیا اور کہا کہ آپ سب اہل تحقیق متفق ہو کر جو جس سورہہ پر لکھا جمع کرو اور ایسی قدر ہم بھی کرتے ہیں اگر عرصہ ایک سال میں ہمارے بیس الہامات سے ایک الہام بھی یہاں صداقت ہو جائے تو ہماری حق قائم ہو جائیگی۔ اور ہم وہی لینے کے مستحق ہیں۔ اس کے جواب میں اہل تحقیق نے کہا کہ اسے پورے دو سو سو روپے دے دیا جائے۔

میں اور ضرور دس ہزار سے دو چار پورے بھی ہو جائیگا۔ یہیں سیکھا وہ بھی الہامی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ خواہ میعاد دو سال مقرر کریں۔ مگر جس قدر آپ کو الہام ہوا کریں وہ سب کے سب پورے کر دے کہ کھلاویں اس سے اجواب ہو گئے اور اصل بات کو اور فرق لے گئے۔ اور یہ معقول جواب دیا کہ طالب حق کو چاہیے کہ مشاہدہ الہام ربانی میں خلل و جہل نہ کرے۔ جب اہل تحقیق نے اس پر قناعت کی اور کہا کہ خواہ آپ ایک ہی نشان آسمانی مشاہدہ کرادیں مگر وقت چند روز الہام میعاد مقرر کر دیں مگر فلاں تاریخ یہ الہام ظہور فرمے گا۔ کلمہ صاحب نے یہ بھی نہ مانا اور کہا کہ ایسا ہونا امر محال ہے بلکہ جمع عام میں اکثر الہامات سے (جسے گواہ حافظ سلطان محمد صاحب امام مسجد غفری لوگ موجود ہیں اور ظہور انکا ایک نہیں ہوا) صاف منکر ہو گئے کہ ہم کو الہامات سے بھی نہیں چھوڑا۔ اب سنی اعاذ کی قریب راکھ آؤ شہناز جہاں کی کیا ہے۔ لیکن دس آدمی ہندو صحت مند اور خود بخود عین حق کو مرزا صاحب کی خاطر داری اور خطاط کے واسطے شہید خلاف کدوں میں تحقیق الہامات مقرر ہو کر ایک ایک مضمون خود بنا کر کے ان کی صحت کی اعلیٰ کر لی ہیں اور یہ ظاہر کیا ہے کہ ان شخصوں سے خوف خدا اور جو ش دلی خیال عقلی سے میرے پاس تحقیق اور دلائل الہامات کے لئے جو جوہر کی اور جتنے بھی پھر فرما عام ان کا ہر منظور کر لیا اور فرمایا ہے کہ بعد نشانہ الہامات و حقوق عارف کے تبدیل و تبدیل کی کئی کئی قدر نہیں۔ مگر شرط اثبات الہام عداقت الہام کا اقرار کریں۔ اس لئے یہ جاننا کہ سب سے اگلی خاص و عام مشہور کیا جائے۔

اول۔ وحدانیت دوم۔ قدامت سوم۔ صداقت چہارم۔ کمالیت وہ دوا پر تقدس میں بار بار پادریہ سے بلا تفریق و شفاعت غریب کے ملائے والا کیان یا عرفان و معرفت کے سوا کہیں نہیں۔ پس سخیال نیک بشری کے دعوت کی جاتی ہے کہ جسطرح اور کئی علماء و فضلاء دین محمدی اچھی طرح سوچ سمجھ کر یہ تقدس پر ایمان لائے ہیں۔ آپ کو بھی اگر صراط مستقیم چلنے کی دلی تمنا ہے تو صرف قریب سے آریہ و ہرم کو قبول کرو آئینہ دل کو نصب نفسانی سے پاک کرو۔ اگر وقت ہو پوچھنے اس اطلاع کے توجہ نہ کر کے گویا کا موصاف آپ پر ہے گا اور حقیقی سرور اور صداقت کے لئے سے ابراہام و ابراہام مقہور و دور ہو گئے۔ اور جس قسم کی تسلی روحی یا دنیوی آپ کرنا چاہیں بندہ حاضر و مستعد ہے اور کئی آریہ برادران بھی جنکا کام صداقت کا اعلام اور جمال کا ابرہام ہے۔ حاضر و موجود ہیں۔ خدا آپ کو خدا حقیقی کے چشمہ سے (جو ہر تقدس ہے) سیراب کرے۔ نہ نالینیت بجائے خود کو کم۔ روز گاہے دریں اس سرور۔ گریبا نہ گوش رعیت کس۔ ہر رسول اللہ باغ باغ و بس۔ راقم لیکھ رام اور آریہ سماج امرت سر۔ تحریروہ۔ اگست ۱۸۸۸ء

یہ خطوط ملاحظہ فرما کر مرزا صاحب کے الہامی دعویٰ و خوارق عادات بڑے وضوح و کلمات و دو تہمتی و جاگیر داری و ذہان و راوی و حیلہ سادی و لفاظی اشتہارات کی نسبت لکھائے اور نیز کھانے کے تصفیہ کو ہم تکذیب پر ایمان احمدی کی ذمہ داری پر چھوڑتے ہیں۔

اشہارات

(۱) مطبعہ قادیانی ہند امرت سر۔ تحقیق حق کیلئے باطل کو چھوڑ کر چاہئے۔ میں ہم کو توڑیں شیشہ زیب کا۔ ناظرین پر واضح ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب سکند قادیان ضلع گوند پور سے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں محمدی وقت اور ہم اور صاحب کرامات ہوں اور حضرت خلیفہ عالمی کی طرف سے نبی نامہ صریح اسرار الٰہی مسیح کے طرز کمال سکینی و فروتنی و عزت و تذل و ذل و خضوع سے اصلاح خلق کے لئے نامور رہا ہوں اور میرے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ انا انزلنا و فیما من القادریان بالحق خزل حد قال اللہ و جہولہ و کان معقول اور ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ میں بہت بزرگ ہوں اور کتاب برابری احمد میری مصدق اور دود مصارف میں مسلمان بھائی جہاں تک ہو سکے تو جہاں میں۔ بلکہ یہی مساجد اور حج اور ذکوة اور شہادت وغیرہ خلیفہ اخراجات سے کتاب برابری احمد کی ادویں جو شخص رو بہ بھیجو۔ حکو قانہ عظم اور حیات عقبہ حاصل ہوگی اور اپنے اشتہارات میں یہ بھی لکھتے کہ میں کہ اگر کوئی شخص میرے الہامات کی صداقت پر ایمان ہو تو اس کو چاہیے کہ قادیان میں آکر تحقیق کرے۔ چنانچہ اپنے دعویٰ کی مصدقہ کیلئے جو جس سورہہ پر حرجانہ حالت عدم مشاہدہ الہام دینا مقرر کیا ہے۔ مجھے خود ہے۔

اول۔ مرزا صاحب کہ اپنے مولیٰ کی پر ہر ہر دنا نہیں ہے کہ نہ اگر ہوتا تو جن شخصوں نے تحقیق کیلئے دعویٰ کی تھیں۔ ان سے سب رابطہ کرتے ہیں شامل نہ کرتے۔ اور خلیفہ عالم لیکھ رام پر وہاں آریہ مسلح پیش اور دوا منشی ملاو اہل سکندری آریہ سماج قادیان کو لکھا

یہ کہانی کتاب پر ہیں۔ محمد کے سرور بنی ہلانتے اسم مبارک کے القاب ہیں میں اس طرح قایل
 دام اقبال لکھ دیا۔ مزید برآں طوطہ پر جو کوئی اس کا رد لکھ لکھ دے وہاں پر ذیبا انعام پادشاہ
 خیال کیا جائے کہ اس طرح ملک وسیع سے سو و سو شاخس بھی جدا کا نہ دیکھنے کو لکھ دے جو نہ
 جائے۔ و قد ہم۔ جبکہ آپ ایک ایسے کچھ قاریوں کے مالک ہیں تو اپنی کتاب کی اشاعت کے
 واسطے مستان مسلمانان سے بیکہ کیوں لگتے ہیں۔ اور طوطہ پر ہے کہ باوجود بدوہ
 گئی پانچ سالہ انطباع کتاب کا خرچ بھی بہم نہ پہنچا سکے۔ و قد ہم۔ سو تو یہ ہے کہ آئیے
 اس بات پر غور فرمائیں کہ ایک ذریعہ معاش کا یہ کیا کر لیا۔ جیسا کہ خیالی کی مثال اسے کہ روٹی لکھا
 شکر سے دنیا لکھائیے کرے۔ نظر بحال مذکورہ جو میری طرف سے درخواست میں کی ضرورت
 کی ہوئی۔ تو کچھ بچا نہیں ہے۔ اور مذکور کوئی مصنف مزاج بچا لکھا۔ و قد ہم۔ ایک
 بیگانہ غلط تھا۔ کہ بسبب سختی شرائط کے آپ کے پاس ایک گاؤں میں درمیان بھگان
 و بھولان کے ایک سال تک قید بنے۔ منجبر ہونا کوئی آدمی قبول نہ کرے گا۔ تو بھول
 ناموشی مذہب ان کے آپکا وعدے بطور دیگر سی کی طرف ثابت ہو چکا۔ دیکھا۔ مگر جبکہ آپ کے
 انبال دعویٰ پر بندہ اشتادہ ہو گیا اور لوجہ شرط بندہ مہرہ چسکی امانت لکھا جائے
 تو آپ کے خلاف استہارہ کے ایک ناجائز جملہ ختم کیا یعنی مجھ سے بھی بالفاظ اعلیٰ اس بار
 مانگا بندہ نے اپنے ارادہ پر ثابت قدمی کے اسی خیل جدید کی اس سے بھی آپ کو بھاگ
 جانے کی فرحت نہ دی۔ یعنی اعلیٰ اس بار جمع کرنا منظور کر لیا۔ میں جیکر مشروط طریق سے
 مساوی جمع ہو گا تو شرائط بھی مقبول و مساوی طرفوں ہونی واجب ہوتی ہیں۔ نظر ہوں
 آپ کے اسی دعویٰ پر کہ نشان آسمانی خوارق عادات مشاہدہ کا وہ ہونگے۔ میری طرف سے
 تہنیت مناسب یہ سوال پیش ہوا۔ کہ آسمانی نشان قدرت پر تین قسم کے موجود ہوتے ہیں
 ۱۔ سوچ۔ ۲۔ شامہ۔ ۳۔ انکی نسبت خرق عادت یعنی خلاف قانون قدرت کوئی معجزہ
 مشاہدہ کرنا دیکھنے والا معجزہ غامی کا کوئی وقت تجویز کے مشہور ہے اس کے جواب میں
 آپ نے لکھا ہے کہ ہر عالم ایک عہد کے تردید لکھتا ہوں۔ عذر اول۔ اس پر کہ آپ کے نشانوں
 کو قبول کرتے ہیں کہ نشانوں آفتاب و مہتاب کے تیز تبدل وغیرہ مشہور ہو۔ تر و تہ
 حضرت اپنے اشتہار میں دعوت الفاظ میں لکھا ہے کہ اس سارے محبت میں ایک سال
 تک ہر آسمانی نشانوں کو چشم خود مشاہدہ کریں تو اگر ایمان نہ سورج۔ مشاہدہ موجود
 نشانوں میں خرق عادت نہیں دیکھا دیکھنے والا عہد ان کے وہ سارے سورج یا دوسرا چاند یا
 اعادہ معجزہ شوق القمر میں لکھا دیکھنے۔ تو پھر آسمانی نشان چہ معنی دار ہو کیا آسمان پر
 جھوٹے دعویٰ پر خاک و عہد دیکھنے عذر دوم۔ یہ کہ صاحب ہمارا کام ہرگز
 نہیں کہ ہم جس طور سے کوئی شخص میں آسمان میں انقلاب پیدا کرنا چاہتے۔ اس طور
 سے انقلاب کر کے دکھایا۔ و قد ہم۔ اور وہ جیکہ آپ اس قسم کے لائق نہیں تو مشاہدہ
 نشان آسمانی کا جھوٹا دعویٰ کیوں لکھنا چاہا کہ اسے کہ با آدرشانی نہ آئے
 بھرا ہو گا کہ جن طرح آپ عقل سے کام نہیں لیتے۔ سب کا ایسا ہی حال ہو گا اور کوئی نہ دیکھ
 و قد ہم۔ جیکہ آسمانی نشانوں کا مشاہدہ کرنا لکھا تو اسی پر بحث کی گئی وہی نشان
 ان کے اگر زمین کے نشان یا اربعہ جہاں میں سے یا مادیہ ثلاثہ سے کسی خارجی چیز
 خرق عادت کا دعویٰ ہوتا تو اسی پر بحث ہوتی اور اس کے مطابق سوال کیا مانتا اگر زمین
 و آسمان کا انقلاب پتا نہیں سمجھتے تھے تو آسمان کا لفظ کیوں لکھا تھا۔ سوچ ہے
 دوع۔ آدمی را کند بے فروع۔ لگو ایسے برادر کو کہ دوع دوع
 کہ باتوں کے اوجاے بے معنی سے سوائے پیشانی کے اور کیا نتائج نکلتے ہیں
 عذر سوم۔ ہم صرف بندہ مامور ہیں۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کی کس طرح نشان
 ظاہر کیا۔ تردید و قد ہم۔ اس کا رد کر کے کہ ہم بندہ مامور ہیں اور زیادہ تر آپ کے اشتہار

کی سطر اول و دوم کے مضمون جو سائنس ظاہر ہے کہ آئیے پھر یہی کا دعویٰ کیا ہے اور
 دعویٰ کا نام مبارک لکھ کر آئیے برابر پکا ظاہر کیا ہے۔ اس سے زیادہ دعویٰ نبوت کی
 ایک صراحت ہوتی چاہیے اس موقع پر یہ جانے ہو گا۔ کہ اگر ہر حضرات عبادا سلام سونا دعویٰ
 کریں تو کس عام اہل اسلام پر اطمینان الشمس ہے کہ حضرت سالٹ بنا خود المرسلین ہیں
 پس آئیے دعویٰ پر ہر شریعتی کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے کہ بونکہ شخص غامی سخت حراقی
 لاتے ہیں اور گھر کے بھید سی لٹکا دھاتے ہیں اور اگر صداقت قرآن شریف و انعام حجت اسلام
 کا دعویٰ ہے تو بھی نفوذ باللہ کیا قرآن شریف فی نفسہ اپنی صداقت میں مکمل نہیں ہے
 ہر حال یہ بات بھی خلاف شرع ہے اور نہ کہیں تاویدان میں الہام ربانی اثر نہکا اشارہ
 پایا جاتا ہے۔ پس یہ عذر تیار گناہ ہے نہ کہ لائق شہیدن اختیار بہت ضروریہ و قد ہم
 یہ عذر کہ ہم کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طور کا نشان ظاہر کرے گا نہایت بجا ہے دیکھ
 آپ ایک فاضل و اہل کام پر مامور ہوئے ہیں تو اس کام کے سبب اسے آگاہی نہیں
 انہیں اور جب معلوم نہیں کہ کس طور کا نشان ظاہر ہو گا تو ہوں ارشاد الہی نشان آسمانی
 کا دعویٰ نہ کیا ہی قبول کرتا ہر صحت نشان کا لفظ کا فیضان ہیکہ آپ کے الہام کی تسمیہ
 ہی غلط ہے تو کہ کیا کام کرینگے کہ وہ واجب تھا کہ وحی آسمانی سے جاکے پاس کیا جان
 میں نازل ہوتی ہے نشان آسمانی کا صحیح صحیح یہ معلوم کہ کے استہارہ میں لکھتے تھے۔ باوجود
 تاواضحیٰ اعلیٰ ترین درجہ نبوت پر مامور کرنا عدلے ہمدان کا کام نہیں ہو سکتا بلکہ خدا
 خدا تعالیٰ کے کسی اور کام ہے عذر چہاں ہم پہلے اور سمجھتے ہیں کہ نشان اسی سے کا
 کا نام ہے کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہو تو تردید نہ ہے ہی ایسے ہی نشان لگے تھے چھٹا
 انسانی سے بالاتر ہیں فرد تر نہیں لکھتے مگر اس سے بھی آپ اگر لکھتے گئے کہ انقلاب زمین آسمان
 نہیں ہو سکتا ہے شامل اس تردید کے عذر دوم کی تردید و قد ہم میں بھی مبالغہ کرنی چاہیے
 عذر تیس۔ ہمارا دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ نہ دریا نشان دکھائیگا جس کے
 مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہوں تو وید آپ نے اپنے دعویٰ کا نصف حصہ
 چھوڑ دیا کہ نشان آسمانی سے صرف ایک جزو نشان کا باقی رکھا اور وہ دوسرا حصہ یعنی
 غلط نشان بھی ہے نشان و بعد ہم کہ وہاں کہ کوئی آپ کو معلوم ہی نہیں کہ وہ کیا اور
 کیا ہو گا نہیں بلکہ آپ کا دعویٰ ٹوٹ گیا شکی ہے۔ کہ کھڑا خدا خدا لکھتے تھے
 لفظ نشان کو اسی اصطلاح میں معجزہ قرار دیکر تعریف لکھتے ہو کہ اس کے مقابلہ سے
 انسانی طاقتیں عاجز ہوں تو واقعی یہ معنی معجزہ کے درست نہیں کہ مشاہدہ میں قرار
 ہو کر مشاہدہ کرنا لگے پر ایمان لاویں اور دوسرے معجزہ کو دیکھ کر اطمینان الشمس ہونا
 چاہیے تردید باوجود اپنے مندرجہ بالا اقرار کے معلوم ہو گا کہ ہر کوئی نہیں کرتے ہو کہ آپ
 معجزہ پر اثبات یا نفی کر لے دینے کے لئے منصفان مقبول طرفین سو فریقین کے
 مذہب کے مالک ہوں مقرر ہوتے چاہئیں۔ عموماً ظاہر ہے کہ جو کوئی مقدمہ لکھ کر اور ہولی
 الکلیفیت اور نزل میں ہوتا ہے اس کے واسطے ضرورت منصفان کی ہونا کرنی ہے اور
 وہ منصفان بھی تیر و تار کی جلاتے ہیں کہ وہ غیب دانی بشریت سے بعید ہے پس اگر
 آپ کا معجزہ بھی ایسا ہی جھولی الکلیفیت ہو گا تو آپ کے گاؤں کے ہر بکری چراغیوں کو
 تیار کریں ہر آجی لاف زنی کے معجزہ کو دیکھ کر خاموش رہنا بستر سمجھتے ہیں۔ میں ہاں
 تیا محبت سے اچھا نوا نذران اپنا لکھ کر خبری اپنا فرض و دستانہ ادا کرنا بھی واجب جانتا ہوں
 وہ یہ ہے کہ سچا مذہب خدا کی طرف سے لکھ کر ہے اور جسکی صداقت کی شامی ہی ہوتے آفتاب
 کی طرح جہاں کو روشن کرتی ہیں وہ آریہ و دھرم ہے اور وہ کتاب الہی جو باکمل
 مکمل و افضل و مقبول ہے اور جسکا حکام ہمیشہ رد و تبدل و ترمیم و تاملیت سے پاک
 اور میرا ہیں۔ اور اپنی صداقت پر ہمیشہ چہرہ یعنی چار گناہ نبوت رکھتے ہیں

میں تسلیم و قبول کی گئی ہے۔ ماسوا اور اسکے پیروں پر حضرت کچھ دین کے لئے آنا جس کے طور پر کسی
 ہاتھ میں دیکھتے۔ یہ نہیں کہ وہ روپیہ اب کی ملک کو دیکھتے۔ جس کو ناہ بہر کچھ بیٹری
 کر اگر کسی خدمت میں بھیجے ہیں۔ اور اگر جس دن تک آپ کے چار جواب نہ بھیجا۔ اور قادیان میں
 اگر ایک سال تک ٹھہر گئے۔ بے بات بیٹھے۔ اور ان کے طریقہ کو جو عین انصاف و حق شناسی
 پر مبنی ہیں۔ قبول نہ کیا۔ تو پھر بعد گزرنے پر نہیں دیکھنے کے بلکہ کشتی ایک چاندی خاں روئیں
 شائع کر اگر لوگوں پر ثابت کیا جاویگا۔ کہ آپ کا ایک خیال ایک قادیان میں پھیر گئے تھے
 سے دریافت کرنا سراسر لاف و کذات پر مبنی تھا۔ تاہم آپ کی حجت صاف و درست تھی۔ آپ کی
 ایسی حیثیت شہرت تھی جس کا آپ کو وعدہ کیا تھا اب ہم اس خط کو ختم کرتے ہیں۔ اور بدعت
 مقررہ تک ہر روز آپ کے جواب کے منتظر رہیں گے۔ والسلام علی من تبع علیہ النہدی۔
 از قادیان مبلغ گورداسپور مورخہ ۱۰ جولائی ۱۲۸۵ء
 ۸۔ جواب خط مرزا صاحب (محررہ) ۱۰ جولائی ۱۲۸۵ء
 بعد از سوق ملاقات بوجہ خط موصولہ ۱۰ جولائی ۱۲۸۵ء
 خط و کتابت کے تسلسلہ کی بنیاد فقط ایک وہ اشتہار ہے جو آپ کے مطبع مرتضائی لاہور سے بلا
 تاریخ مطبع کر کر شائع کیا تھا۔ اور جس میں آپ کے تلمیذ صاف الفاظ میں یہ دعویٰ کیا
 تھا۔ کہ میرزا صاحب قادیان کو چکر ہوا ہے کہ سب غیر مرتد الیوں کو دین اسلام کی دعوت
 کریں۔ ماسوا جو کوئی شخص آپ کے پاس ایک سال تک قادیان میں رہے اور نشان آسمانی و خوارق
 عادات و صدقات دین اسلام مشاہدہ کر کے اور علی بن ابی طالب مسلمان ہو جائے۔ تو آپ مبلغ
 مال۔ یا ہزار کے حساب سے کل اعزاز و ہزار چار سو روپیہ بابت سالانہ کے اس شخص کو
 ہر چار ماہ تاجرانہ دیو گئے جس میں سے معقولیت کیسے تھا۔ آپ کی رہت میں اتنی ہی کہیں ایک
 سال تک آپ کی خدمت میں رہے کہ تیار ہوں۔ یہ شرط کیا ہے۔ یہ موعودہ امانتاً سرکاری خزانہ میں
 داخل کر دیو ہیں۔ اب اس ۱۰ جولائی ۱۲۸۵ء کے خط میں آپ ایک نئی حجت پیش کرتے ہیں
 یعنی یہ کہ وہ ہزار چار سو روپیہ میں بھی بالمقابل آپ کے امانتاً داخل کروں تاکہ اگر آپ کے
 نشان آسمانی یا خوارق مشاہدہ کر کے اور علی بن ابی طالب اسلام کو قبول کر دیں اس میں
 روپیہ کے محسوس داخل کروں گا۔ آپ سخت بولیں۔ یہ حجت بدعت پر مبنی ہے۔ یہ کیوں نام
 دیتے اور کون سے ایسے جانہ انصاف کہہ کر دیکھ کر انداز دل یا اشتیاز دل کے ہی کام
 آتے ہیں؟ اور یہ تاجرانہ نہ صرف یہ کہ آپ اپنے اس اصرار و طمع کو تہاتیر و تہذیب و تمدن
 دیتے ہیں۔ جزا کہ اعلیٰ الدارین۔ اب انصاف یہ ہے کہ آپ اپنے اس بات کا اشتہار دیو ہیں جو
 آپے اول اشتہار دیا تھا وہ بوجہ ذیل داخل ہوا۔ اس ۱۰ جولائی ۱۲۸۵ء کے خط میں
 سرور یہ رقم سے بھی بالمقابل امانت براج اعلیٰ کرنا چاہتے ہیں تاکہ اگر بوجہ اشتہار آسمانی
 کے اسلام سے انکار کیا جائے تو درامنتہ و اشتہار رقم آپ کے کہیں حالانکہ اشتہار میں بالمقابل
 دو چہ داخل کرنا شرط نہیں آپ برخلاف اس کے لکھتے ہیں کہ اسے پہلا اشتہار رقم دیا۔ جبکہ
 آپ نے آخر کا دعویٰ نہ دیا۔ اشتہار کے شائع کیا اور آپ کا یقین نہایت معقولہ ہونا چاہیے تھا کہ ضرور
 معقولہ دکھائی دے گا۔ اور نشان آسمانی کی یہ شہادت ہوگی اور مشاہدہ کہ نہ بھی ضرور اسلام قبول کیا گیا۔ کہ
 میچور کے دعویٰ پر غور کریں گے۔ اس کی کج عاجز نہیں کیا تو وہ اعلیٰ زمینوں کے مالک اسے لکھتے
 دعویٰ پر خود ہی شک پیدا ہو گیا۔ کہ میں آپ کے معقولہ سے عاجز نہیں ہو سکتا۔ اور اسلام
 قبول نہیں کروں گا۔ اس کے عوض آپ روپیہ مندر میرے کے لینے کی تمنا کی ہے۔ روز گزشتہ
 یزدادہ باید رسائیہ آپ کے اس ۱۰ جولائی ۱۲۸۵ء کے خط میں جو آپ نے نئی حجت اٹھائی
 ہے میں اس کی بولے بھی حاضر ہوں جس وقت آپ چاہیں اپنے اس روپیہ میں داخل کر سکتا
 ہوں مگر مجھ کو آپ کے اقبال پر شک ہے اس لئے اس امر کی بھی ملاحظہ ہوتی چاہئے کہ
 کونسا نشان آسمانی آپ مجھ کو دکھا دیئے۔ آسمانی نشان یعنی سورج۔ چاند۔ ستارے

میں اس علامہ ان قدر قی نشانے آپ کو ذیل کا آسمانی نشان دکھایا میں یعنی دوسرا
 آفتاب جیسا طلوع عرب کے اور غروب مشرق ہوا۔ اس وقت آفتاب کا منظر حکا اشارہ حدیث میں
 ہے اور عقلاً کے نزدیک غیر مسلم اور آپ کے خیال میں حق ہے پس اگر اسی کو اعادہ کر کے
 دوبارہ دکھلا دیں یعنی پورناشی کی بات کو برخلاف عادت موجودہ چاند کے دو کمرے ہو جائیں
 دوسرا چاند کامل انوار کی رات کو جیسا کہ پورناشی کو ہوتا ہے ظہور ہوگا۔ ان میں سے کل کو
 یا جس ایک کباب دکھلا سکیں اور تاریخ وقت معجزہ کے دکھلایا گیا بھی آپ مقرر کریں۔
 تاکہ وہ عام میں شہر کر لیا جاوے۔ اور میں سمجھو گا کہ جو میں سورہ یوسف میں فرماتے ہیں کہ میں نیکو ایک
 تماشہ دکھاؤں گا۔ اگر اب بھی آپ اس خط کا جواب صاف الفاظ میں بلا حجت بازی کے
 دیا۔ تو تصدیق کیا جاوے گا کہ ایسے بے بنیاد و لغو دعویٰ کا وہی باعث ہے جو عام عقل کا آدمی
 سمجھ سکتا ہے۔ اور میں بعد اس کے خط و کتابت بند ہو دیں گی اور چونکہ آپ نے اس ۱۰ جولائی ۱۲۸۵ء
 کے خط میں جو طرزا اختیار کر کے وہ مذہب کی گری ہوئی ہے مگر میں اس کی پرواہ نہیں کرتا
 ہوں بلکہ اس کو بھی اس کے ذیل میں سمجھتا ہوں جس میں آپ کے اور دعویٰ ہیں اور میں کا
 باعث بھی وہی ہے جو عام آدمی سمجھ سکتے ہیں۔ اس میں اس مضمون کو ختم کرنا ہوں اور دعا
 کرتا ہوں کہ سنت کا برکاش اور راست کا ناش ہو جو جواب اس کا ایک ہفتہ تک آنا چاہئے
 ورنہ بعد از اس اشاعت کیا جائیگی۔
 ۲۰۔ جولائی ۱۲۸۵ء۔ الراقم نیاز من لیکھرام از کہ یہ سلج امرتسر۔
 ۱۰۔ جولائی ۱۲۸۵ء (۸) جو خط مرزا صاحب کا جواب خط نمبر ۱۰ آیا تھا وہ مطبع آفتاب
 پنجاب لاہور سے پس پیش ہو گیا ہے اور تلاش سے دستیاب نہ ہوا اگر اس کا خلاصہ طلب کیا
 کہ میرزا صاحب نہیں کر سکتے اور نہ مطلوب نشانہ بتلا سکتے ہیں بلکہ ہم کو معلوم نہیں کہ کیا کچھ
 ظاہر ہو گا یا نہ ہو گا غرضیکہ اس بارے میں ناگہانی روحوں کی رات سے پہلے انا چاہا نہایت سب
 حد میں خط کا جواب میں بھی موجود ہے ناظرین ملاحظہ فرمایا میں (مصدق)
 ۹۔ جواب خط مرزا صاحب مرقومہ ۱۰ جولائی ۱۲۸۵ء
 صاحب جواب خط مرقومہ ۱۰ جولائی ۱۲۸۵ء کے عدالت اور بمقابلہ ہر ایک عدل کے تردید
 بدل لکھنا ہوں۔ عدرا و اول پہلے اشتہار میں اس عہدہ کے قیام کے بعد ضرور وہ خط لکھیں گے
 کہ میں کی شرط نہیں کی تھی چونکہ آپ نے میرے وعدہ کو مسترد کیا اور یہ زیادہ شرط لگائی کہ اگر وہ
 کسی نیک سرکاری میں جمع کر دیا جائے اس صورت میں میرے لئے بھی بھلائی اس اشتہار کے
 استحقاق پیدا ہوگا کہ اگر بارہ بالمقابل پیش کی امانت رکھاؤں ضرور وہ وعدہ آپ کو دے گا
 کہ پہلے ہی اشتہار میں صاف لفظوں میں شرط باندھنے کے بطور قرار بازان کے اعلا یہ دوہرہ
 جاویگا تاکہ شرط کی ترمیم و تسخیر نہ کر سکیں۔ پس یہ شرط قبول کی گئی ہے۔ ورنہ اگر صاف طور
 پر لکھا ہوتا تو کوئی عام عقل کا آدمی بھی ایسی قرار بازی کا جرات نہ کرتا جو ایک مافوق اس کیفیت
 گرا کر آپ کے خط و کتابت کے تناظر میں اس کے آپ کے خیالات اٹھائے اپنی بھول کی حجت کرتے ہیں
 وھم۔ آپ کے وعدہ پر اعتبار نہ کرنا یہ سبب ہے کہ اگر مجھ کو ضرور نہیں تھا کہ آپ کی حیثیت
 کی فاعلی کوئی جافے مگر آپ کی بیخلاف و کذات جیسے بنیاد دعا دے لی ہے مجھ کو دیکھا کہ بھلا آپ
 کی ہمتا صفت نہ صرف بیان کر دیں کہ آپ کوئی اہلکار نہ تھا بلکہ وارثہ شہزادہ سے تجارت نہ
 حرف کیا۔ نہ کارخانہ دار نہ زمیندار۔ نہ صاحب جائیداد اعلیٰ ہیں۔ اس موضوع قادیان جو
 ایک گانو ہے۔ اس کی ملکیت زمیندار ہی کے ہوتے حصہ داران میں سے ایک حصہ ان میں نہیں
 حیثیت عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ حیثیت تہذیب اور اذلات و کذات دیکھ کر ہزاروں روپے
 خطوط بطور اشتہار بنام آرٹ معتران و رئیسان و علما و فضلا جاری کر دیتے کہ جو کوئی غم
 یک سال تک موعود قادیان میں نہ کر کوئی آسمانی نشان مشاہدہ کرے۔ بھلا ہوا اور اعلیٰ
 اہل اسلام کے پاس ہوگا۔ اس کا حساب لگا یا تو قریب و کرور روپے ہوتا ہے اس پر خرافات

قرآن مجید کی روایت و ترویج و تفسیر کے لئے اور ان غلط فہمیوں کی اصلاح کے لئے اور دلائل عقلی و نقلی سے اس کی بابت بحث کرنے کو مجبور ہوں اور میرے اکثر دوست مسلمان جو آپ کی ہر بات پر عمل کرتے ہیں یا جنکو آپ کی بات پر عمل کرنا چاہیے ہے اور طویل کتاب دیتے ہیں۔ ہر سبب منکر اور کلمات ہونے کے وہی لوگ دیکھ کر اپنی غلط فہمیوں کا دھڑکنا دیکھتے رہتے ہیں۔ مگر زیادہ طویل دینا مجھے پسند نہیں ہے۔ صرف آخری گزارش ہے کہ اگر وہ حقیقت وعدے کے پچھے اور حق کے محقق اور راستی کے طالب اور اصلاح خلق کے لئے مامور ہوں رہتے ہیں۔ تو بموجب مضمون میرے پہلے خط کے بحساب بار و پیر کے کل دو ہزار چار سو روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرما دیں۔ اور اگر زائد رقم تحریر کر دیں کہ اگر ایک سال آپ کی ہدایت اور آسمانی نشانیاں و معجزات وغیرہ سے تسلی نہ پا کر آپ کے دین کو قبول نہ کروں تو وہ مبلغان مجھ کو بچاویں اور وہ دو سو تالیف القضا کے ایک سال کے خزانہ سرکاری میں بقول ہے۔ اس کے آپس لینے کا انکو اختیار نہ ہوگا۔ اگر آپ حضرت فاروقی جلد شہادت کی طرف سے بقول اپنے مامور ہونے میں تو اس اقترا نامہ او حال روپیہ سے گریز نہ کریں فرماتے ہیں۔ جب سانچ کو رنج نہیں اور پکڑنے کو آئی مسکے پراپید رہے کہ قلب نہیں ہے تو کل عذر و معذرت و جلد جوی بکلیغہ جب حد نہ پیشگوئی فرمائی۔ اور علاوہ برائ آپ نے کسی مرتبہ آزمائی تو ہم کو لازم والا وہ مطلب ہی ہونا چاہیے۔ حد نہ وعدہ آپ سے فرمایا۔ اور آپ ہی وعدہ دیا کر کے سے پہلوئی فرماتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے خطوط سے ظاہر ہے پس کس طرح مانا جاوے کہ مسلمانوں کا امکان نہیں ہے جبکہ آپ کسی امر کا کامل امتحان نہیں۔ دعویٰ کرنا تمام محنت کا اہتمام دینا کہ جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا مبلغان ادا کر دیں گے۔ آپ جیسے حکماء عدلی کو کچھ نہ لگا رہے۔ بسبب اسی آپ کے خلف وعدہ کے کوئی آریہ بھائی آپ کے پاس آنا نہیں چاہتا۔ مگر یہ کہ سرخیز کرتا ہوں۔ کہ کراماتی در کے آزمائے کے واسطے اسی طرح کو ایک امتحان بنا نا چاہتا ہوں اور ایک سال تک آپ کی شاگردی اور قادیان کی حاضر و غائبی سے منظر دیکھتا ہوں۔ اگر اس دفعہ بھی وہی طول طویل عبارت اور مطلب جیل و مراد و زیادہ خط و کتابت بیجا نہ ہوگی۔ زیادہ ہوتے۔

۲۶ اپریل ۱۳۵۷ھ عریقہ بڑھت لیکر ہم بدھان آئیہ سانچ پشاور آئیہ سانچ مرزا صاحب کو جواب خط نمبر ۱۰۰۔ مستحق فی ہدایت لیکر ام صاحب۔ بدو و جوب اگر اس فرما کر لے آئے ان خطوط کے جواب میں جن میں آپ نے قادیان میں ایک سال طہر کی درخواست کی تھی لکھا تھا کہ میں سو روپیہ لینے کی شرط پر اپنا بیعتی ہوتا ہوں ایک عرصت اور حیثیت عرفی کے برخلاف ہے لیکن چونکہ آپ اب تک اسی بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ میں آریہ سانچ کے گروہ میں ایک بڑا عزت دار آدمی ہوں اور بزرگوار اور عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے تمام آریہ سانچوں میں مشہور و معروف ہوں بلکہ میں نے زیادہ کہ آپ اپنے اسی دعویٰ کو بعض اخبار و نمیں چھپوا کر جا بجا مجھے بدنام کرنا چاہا ہے اور یہ لکھا ہے کہ جس حالت میں میں ایسا عزت دار آدمی ہوں اور یہ طالب حق ہو کر لوگوں کے آسمانی نشان کے دکھائیے اور اسلام کی حقیقت متنازعہ کر دینے پر مجبور رہنا چاہتا ہے اور کیوں جو بیس سو روپیہ لینے کی شرط پر مجھ کو قادیان میں ایک سال تک عرصہ اگر آسمانی نشانوں کے آزمائے نہ کر لے جائز نہ رہے گی۔

سو آپ پر واضح ہو کہ میں نے جو آج تک آپ کی درخواست منظور کر نہیں تھی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم اپنے خط و طبع میں ہر شرط درج کر چکے ہیں کہ ہمارا مقابلا ہم انہیں نہیں ہے بلکہ ہم تو ان کے جیسا کہ منتخب اور صاحب عزت لوگوں سے ہے۔ اور ہر قسم کے کشش کی۔ مگر ہم پر یہ ثابت نہیں ہوگا کہ آپ ان معزز اور ذی عزت لوگوں میں سے ہیں جو بوجہ حیثیت عرفی اپنی کے دوسروں پر ہمواری خرچہ پاتے ہیں

مستحق ہیں مگر چونکہ آپ کا اصرار ہے اس دعویٰ پر غایت درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ فی حقیقت میں ایسا ہی عزت دار ہوں اور پشاور سے بھی تک جس قدر کہ سانچ میں وہ سب مجھ کو کچھ اور قوم میں سے ایک بزرگ اور سرگروہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے آپ کی طرف لکھا جاتا ہے کہ اگر آپ سچے ایسے ہی عزت دار ہیں تو ہم آپ کی درخواست منظور کر لیتے ہیں۔ اور جہاں چاہو جو بیس سو روپیہ جمع کر لے کو تیار اور مستعد لیکن جیسا کہ آپ نے شرائط و مندرجہ خطوط سے بخاؤ کر کے اپنی پوری تسلی کر لے کے لئے مجھے جو بیس سو روپیہ نقد کسی دوکان یا ایک سرکار میں جمع کرنا چاہئے میں تو اس صورت میں مجھے بھی حق پہنچتا ہے کہ میں بھی آپ کے اس اقترا کو قبول نہ دیکھنے کسی آسمانی نشان کے بلا وقت قیادیاں میں ہی مسلمان ہو جاؤ لنگا آپ ہی کے اعتبار پر چھوڑ دوں بلکہ جیسے آپ روپیہ وصول کرنے کے باب میں اپنی پوری تسلی کر لے۔ ایسا ہی میں بھی آپ کے مسلمان ہونے کے لئے کوئی اور پیر کر لوں جس سے مجھے بھی پورا پورا یقین اور کامل تسلی ہو جائے کہ آپ سچے درحالت انکار اسلام اپنی عمدہ شکلی کے خیر سے محفوظ رہیں رہ سکیں گے موجد اللہ کی بات جس میں میں اور آپ برابر یہ ہے کہ ایک طرف یہاں کسار ۲۴ سو روپیہ چھپا کر دیا آپ کے کسی جگہ جمع کر لے اور ایک طرف آپ بھی اسی قدر روپیہ حسب نشانہ ہی اس جگہ کے پیر و دان انکار اسلام کسی ہمارا جن کی دوکان پر رکھو دیں۔ تا جسکو خدا تعالیٰ بخشے اس کے لئے یہ روپیہ خرچ کی ایک یاد رکھئے۔ پھر کسی فرق پر ظلم نہیں بلکہ فرقین کے لئے موجب تسلی و مسرہ و الطاف ہے۔ کیونکہ جیسے آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ آپ بصورت مطلوب ہونے اس عاجز کے بیس سو روپیہ جبراً وصول نہیں کر سکتے۔ علیٰ ہذا القیاس مجھے بھی فکر ہے میں بھی بوجہ مطلوب ہونے آپ کے آپ کو جبراً مسلمان نہیں کر سکتا۔ سو یہ انتظام حقیقت میں نہایت عمدہ اور محسن ہے کہ ایک طرف آپ وصول روپیہ کے لئے اپنی تسلی کر لیں اور ایک طرف میں بھی ایسا بزدل نہ رہوں کہ درحالت عدم قبول اسلام آپ بھی شکست کے اثر سے خالی نہ جائے پاویں۔ اگر آپ اسلام کے قبول کرنے میں عاصی و قیامت میں تو آپ کو روپیہ جمع کر نہیں کچھ نقصان اور اتنا بے شرف نہیں کہ ایک آپ بصورت مطلوب ہو سکیں مسلمان ہو جائیں تو ہم کو آپ کے روپیہ سے کچھ سرکار نہیں ہوگا بلکہ یہ روپیہ صرف اس حالت میں بطور تادان آپ سے لیا جاوے گا۔ کہ جب آپ عمر شکنی کر کے اسلام کے قبول کر لیں گے پھر زیادہ اپنی اختیار کریں گے۔ سو یہ روپیہ بطور ضمانت آپ کی طرف سے جمع ہوگا۔ اور صرف عمدہ شکلی کی صورت میں ضبط ہوگا۔ نہ اور کسی حالت میں۔ رہا یہ امر کہ آپ اس قدر روپیہ کہاں سے لائیں گے تو اس کا فیصلہ آپ ہی کے اذہان سے ہوگا۔ پھر کیا لینے قرار کر لیا کہ میں بڑا عزت دار آدمی اور قوم میں مشہور و معروف ہوں۔ کیونکہ جس حالت میں آپ اتنے بڑے عزت دار ہیں تو اول یہ روپیہ آپ کے آگے کچھ چیز ہی نہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ آپ کے دولتخانہ میں جمع ہوگا۔ اور اگر کسی اتفاق سے آپ پر افلاس طاری ہے تو قوم کے لوگ ایسے معزز اور سرگروہ سے ملاؤ وغیرہ کہ آپ میں کہہ دینے کے لئے بلکہ وہ تو سستے ہی مزارع روپیہ آپ کے قدموں پر رکھ دیتے۔ اور صرف آپ کی ایک زبان کے اشارہ سے روپیوں کا ڈھیر جمع ہو جائیگا۔ خدا سخی مسند ایسا کیوں ہوتے گا۔ کہ آریہ سانچ کے دو تہہ اور ذی حضرت کو آپ کو چند روپے کے لئے بطور ضمانت روپیہ لینے سے انکار کریں اور آپ کی دیانت آدمی اور امانت گذار ہی میں ان کو کام ہو کر کہ میں جو کچھنا ہوں کہ اپنے آؤنے آدمی جیسے چڑھتے چار یا سا بیس آدمی اپنی قوم میں کچھ خیر ما اعتماد رکھتے ہیں وہ بھی اپنی برادری میں اس قدر مسلم الفرت ہوتے ہیں کہ قوم کے ذی قدرت لوگ کسی مشکل کے وقت صدقہ روپیہ سے بطور خیر و خیران کی امداد کرتے ہیں اور آپ تو قبول آپ بڑے ذی عزت آدمی ہیں جسکی عزت سارے آریہ

مانا کہ اگر لاریہ ہوا کسی صاحب کی حیثیت دینی سے کم ہو تو جہاں تک ممکن
 ہو ان کو مار دینا اور یہ سے کچھ زیادہ دیا جائیگا۔ اب آپ جو تحریر فرماتے ہیں کہ وہ مار دینا
 جو اس کے لئے لیا جائے حیثیت دینی اس کے خطوط مطبوعہ میں اصلاح کیا
 ہے۔ یہ تحریر دینی سے لے کر شرط سے لے کر قادیان میں آتا ہوں۔ سو اب خود انصاف فرمایوں کہ
 آپ کی تحریر اس قدر زبردستی لے کر شرط کر کے ہیں۔ ان اگر آپ کسی جگہ لاریہ ہوا اور کسی
 میں تو اس صورت میں مجھ کو کسی طور سے عذر نہیں ہے۔ آپ مجھ پر یہ بات کہیں کہیں
 اپنی حیثیت کو آدمی ہوں۔ اور اگر ایسا ثابت نہ کریں۔ تو پھر آپ کے لئے یہ منظور کرنا ہوں
 کہ جس قدر آپ لوگ کی حالت میں خواہ پاتے تھے میں وہی خواہ حسب شرائط منظور
 خطوط مطبوعہ آپ کو دوں گا۔ لیکن اب خود انصاف فرمایوں کہ جو خواہ اعلیٰ درجہ لوگوں کے
 لئے ان کی ہوا دینی آرمی کے لحاظ سے اور ان کے ہر جہت سے خیال سے خطوط مطبوعہ
 میں لکھی گئی ہے وہ کہہ کر ان لوگوں کو دیکھئے جو اس درجہ کے آدمی نہیں ہیں۔ ادا کر
 ہر ایک اپنے اور علم کے لئے لاریہ ہوا دینی دینا سچیز کر لیں تو اس قدر دینیہ کہاں
 لاؤں آپ شکر کی راہ سے کلام نہ کریں اور جو میں خطوط کے چھاپنے کی وقت انتظام کیا
 ہے اس کو خوب سوچ لیں۔ اور میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ وہ دین میں روز کے لئے قادیان
 میں آجائیں اور مالوہ لکھو کر لے کر اس بات کا تصدیق کریں۔ مجھے یہ بھی منظور ہے کہ دین
 ضایف اور تحریز آریہ جیسے نئی جنموں میں لاؤں میں وہ وہ جہ سے ملاقات کرے جو اس بار دین
 تصدیق کریں وہی قرار دیا جائے۔ میں ناخن کی حید کرنا نہیں چاہتا۔ نہ کوئی حیلہ باندھ
 کرنا چاہتا ہوں۔ آپ غور سے میرے خطوط کو پڑھیں اور یہ جو کہتے ہیں خط کے اخیر لکھ دیا
 ہے کہ قادیان کے آریہ لوگوں سے آپ کی کرانی یا یہ کہ قلعہ فضل علی ہے۔ یہ الفاظ بھی ضعیف
 کے سامنے پیش کر کے لالہ میں جس حالت میں قادیان کے بعض آریہ جو میرے پاس آدو
 رفت لکھتے ہیں اب تک زندہ ہو چکے ہیں اور اس عاجز کے نشانوں اور خرقہ کے قابل اور
 تحریر میں تو پھر معلوم کہ آپ نے کہاں سے اور کس سے شن لیا کہ وہ لوگ ہنگام میں
 اگر آپ بہت سی کے طالب تھے تو مناسب تھا کہ آپ قادیان میں آکر میرے روبرو آویں
 موچیں ان لوگوں سے دریافت کرنے تاکہ امر حق ہے آپ پر واضح ہو جائے۔ مگر یہ بات
 کس قدر زیادت اور انصاف سے بعید ہے کہ آپ دور بیٹھے قادیان کے آریوں پر ایسی
 تہمت لگاتے ہیں۔ ذرا آپ سوچیں کہ جس حالت میں میں اپنے آئین اور یوں کا نام حصہ دوم
 و چارم میں لکھ کر لکھا تھا شاہ ذوق ہونا حصہ دوم میں ہی ہے کہ کے لکھو اور دوسریں
 اس قسم کی اشاعت کی ہے۔ تو پھر اگر یہ باتیں دروغ بیرون ہوں تو کیونکر وہ لوگ اب
 تک خاموش رہتے۔ بلکہ ضرور تھا کہ اس طرح جھوٹے خط کے ذکر کرنے کے لئے کئی اخبار میں
 اصل کیفیت چھپوانے اور پھر ایک روز میں رسد اور غرض کہ یہ قسم تصدیق آویں پھر لکھتے
 کہ وہ روز کا دو جو شدت مخالفت اور غناؤں کے بیروں سے خاموشی اور جواب دینے کہ جو شیرو
 شہر میں ہی لکھتے کہیں وہ حق محض تھا اور آپ پر لازم ہے کہ آپ اس طرح فاسد
 مخلصی حاصل کر کے قادیان میں آکر اس بات کی تصدیق کریں۔ تاہم وہی شہر کہ
 روغن با شد جواب سے جلد تر مطلع کریں۔ ان الفاظ سے

فرماتے بخط لکھا بھی میں غور سے پڑھا اور تامل سے بچا اور اس آخری اپنے خط پر لاریہ
 بحر کر دیا لکھا۔ مگر کوئی حرف یا کلمہ دوز از بنیاد و ادب امیں نہیں لکھا۔ نہیں
 معلوم کہ اپنے اس خط سے اس قدر باتیں کہاں سے نکال لیں۔ ان اگر جواب معمولی سے بھی
 مزاج مبارک براؤ نہ ہوتا ہے۔ تو تحقیق حق و باطل و تصدیق و کذب سہرا یا
 محال ہے۔ افسوس کہ اپنے خط پر ان کی تاویب و تہذیب پر ہدیہ بیان نہیں لکھی ہو۔ اور پھر
 صاف خط کو بھی تہذیبانہ نہیں بناتے۔ اگر اس سے اسلامی حکم جتنا مارا ہے تو پھر
 انتہی ہے وہ اس میں کوئی امرائع اخلاق نہیں ہے جس طرح آپ نے تمام حجت کی غرض سے
 خطوط ارسال کیے ہیں۔ اس طرح میں نے بھی تریذیت پر کرنا ہی ہے۔ اپنے پہلے خط
 مطبوعہ کا مطلب اور ہے اور خط مورخہ ۱۲ اپریل ۱۳۵۷ء سے پھر اور یہی ظاہر ہوتا
 تھا اور اس خط مورخہ ۱۲ اپریل ۱۳۵۷ء سے پھر اور یہی ظاہر ہوتا ہے۔
 والد علم آپ اپنی تحریرات سے کیوں ملتے جلتے ہیں۔ خط مطبوعہ کے بغلاف ہاؤسکی
 اور فی نایہ کہ اسطہ بہت باتیں آپ نے دل ہی دل میں پوچھ رکھیں اور غائب
 بھی بہت باتیں مطلب براری کیواسطے پوشیدہ ہوئی۔ ان کا خیال نہیں ہے۔
 سنے باش مخالف قول و فعل راستاں ہاں کہ گفتار قلم با شد ز رفتار قلم پیدا
 جیتے جی کی مختلف تحریروں سے براہ نہ جتے ہیں وہ کسی عاقل کے نزدیک کبھی مسلم کے لائق
 نہیں ہیں اور نہ کوئی انہیں عرت کی نگاہ سے دیکھینگا۔
 بہاؤ شہر ۱۳۵۷ء میں بتقریب جلسہ آریہ سلج امرتسر کے گو۔ دوسرے لکھا اور وہاں
 پر اس امر کی نسبت کہ اپنے جو اس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ درحقیقت کس حیثیت
 کے آدمی ہیں دریافت کی گئی تو ایک تحریز آرمی کی زبانی جو ایک پیرا و تفصیلاً معلوم ہوا
 کہ آپ اس قدر جاہل و بلی نہیں رہتے ہیں بلکہ مغرض ہیں۔ اب اس کی تصدیق آپ کی ہی
 تحریز سے ہو گئی کہ اگر ایک کے لئے لاریہ ہوا دینی دینا سچیز کر لیں تو اس قدر دینیہ کہاں
 سے لاؤں۔
 مرزا صاحب! اس سے لاؤ جس کو قبول آریہ کے بی اصراری اسلامی کی طرز اصلاح
 خلق کے لئے مامور کیا ہے۔ قادیان کے آریہ بھائیوں کی نسبت میں نے نہت نہیں
 لگائی اور اپنے عوامی کائنات قوی اور مل ثروت رکھتا ہوں۔ جو برابری الامہ کے
 جواب تکذیب برابری الامہ میں درج ہو کر تقریب چھپنے والا ہے اور وہ اعلیٰ خط و
 کثافت ہے ان کو محنت اپنے رنگ کی ہے۔ کہہ لو میں نے کہا باتیں بتلائی ہیں۔ جو باہل
 صداقت سے خارج ہے۔ میں آپ کے روبرو سچی آئے کہ مستحق تھا مگر ایک لائق آریہ برابر
 کی زبانی جو آپ کی ملاقات کو لکھا تھا معلوم ہوا کہ آپ زور سچ اور حقہ و رومی میں تو خیال
 گزرا کہ شاید ان کی اس قدر ہر باتوں کو میں برداشت نہ کر سکوں۔ اس واسطے آمادہ تری
 کیا۔ لا اشرار ملے متاثر آپ کے معمولی کی تکذیب بھی براؤ نہ تریا تو یا یہ کاشک میں
 کی بھی مگر انھوں نے کہ مجھے اس وقت اچھی طرح یاد نہیں تھی اور میں میرے فرمان
 بھائی باؤ تراں شکر جی سے بھی دو یا یہ کاشک میں نہت مشورہ لکھتا ہے۔
 العاقل تحریز الامہ اشارہ۔
 اور جو باتیں اپنے پہلے خطوں میں تحریر کر چکا ہوں یا جو شہادتیں مذہبی یا عقلی بیان کی گئی
 ہیں سب کے ثبوت مستند و اربعہ سے باتیں موجود ہیں۔ ایک تو کوئی صاحب ساکن لاہور
 جو علم و دینی و دینی و طلب میں عمدہ و شگاہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی آپ کی کرناؤں
 کو متصل نہت پیش کی تھی کہ آپ جاہلوں کے لئے نہت کچھ دسترس رکھتے ہیں
 جو کہ مجھے تحقیق حق منظور ہے۔ اور بعض اعلیٰ اندوخی چاہتا ہوں۔ کہ ان لوگوں کو جو
 راہ راست سے تشریح میں صراط مستقیم لے کر ہدایت و یقین کی تعلیم دیں۔

کل فوموں پر دہندہ ہوں یا عیسائی، انام حجت کیا جائے پس جو لوگ سرگروہ ہی نہیں ہیں
 لا جواب یا قایل کہنے سے ہمارا مطلب کیونکر پورا ہوگا۔ اور جبہ پنجم کے چھیننے کی کتب نجائی
 اور اگر توفیق دلوے تو اپنے آئیہ جانوں کی شہادت کو بھی کافی سمجھو کیونکہ وہ بھی آخر
 تمہارے ہی بچائی ہیں۔ والدہ عا کا کسرا غلام احمد زہر قادیان ضلع گورداسپورہ پریل ۱۳۱۴
 لا جواب (الجواب) مرزا صاحب یہ ایک خطہ جو اب میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کے آج ۵۰ (پانچ سو) سال
 کو موصول ہوا ہے اس کے پڑھنے سے اور بھی کیفیت نظر آئی۔ سچ ہے کہ ماضی کے دانست
 کیا نیکی ادا ہوتے ہیں۔ اور دیکھنا نیکی اور مہربانی تھا۔ کہ آپ موجب غمون خطہ کے
 وعدہ کے بھی ایسے ہی سچے ہونگے۔ مگر وہ غلط نکلا۔ بیشک آپ لوگوں کا بخشدہ ہے کہ
 گران شدہ و نال داعی فرقت۔ مگر آریہ سماج والوں کا اعتقاد بالکل اس کے مختلف ہے۔
 آریہ سماج والے لکیر کے قید نہیں ہیں اور نہ کسی بنیہ و تزییر کے اور میں اس پر میرا کچھ سخت
 عقل و درستی حواس و صفائی باطن آریہ سماج کا منہر ہے۔ اور یہ مقدس گھر یہ کسی انسان
 کے بیشک نہیں ہیں اور کسی مردہ یا زندہ کے گزیرہ کا۔ ہمارے پاک سوامی کا اصول
 یہ ہے کہ اگر وہ جس کے ارادہ کچھ نہ گئے جو کوئی ہندو جس کے گئے گئے۔ آپ بقول تھیں۔ آپ
 نبیہ و موزہ از بابیہ عقل کیسے ہیں۔ مگر بل ارمرگ و ادبا خوب نہیں ہے۔ خدا نخواستہ
 ناقض حال کسی آریہ کا دین اسلام قبول کرنا وید مقدس اور دھرم متبرک کی کسی طرح کا کر
 نہیں لاسکتا۔ نہ باطن تلوار کے دین اور پیار کے دین جہاد کے دین اور اچانک کے دین طبع
 کے اچان اور صداقت کے بیان میں نہیں و آسمان کا ثقافت ہے۔ ایک معزز کے ایمان لانے
 سے قابل تو مہمل جو فانی ہے۔ مگر عقل اور مذہب قوم اس اندھا دھند کارروائی سے
 شامی ہے۔ غلام اس بیکار پال سے دور ہیں۔ اور جہالت سے نفور۔
 گاہ ہاشد کہ کوہ کے ناداں غلط برہمنانہ تیرے
 رفتہ از کبر و روشن راستے بر نیاید و رست تدبیرے
 آپکا یہ عمر ہر نامہ کہ آریہ سماج کا جان۔ آریہ سماج لاہور۔ آریہ سماج ریشا ور۔ آریہ سماج
 اور آریہ سماج لودھیہ میں جس قدر میں سب کی طرف سے ایک اور نامہ صفا اس غمون
 کا پیش کریں۔ جو منڈل لیکچر صاحب چرم سب لوگوں کے مقتدا اور مینو ہیں۔ اگر
 اس مقابلہ میں مغلوب ہو جائیں گے۔ اور کوئی نشان آسانی دیکھ لینے کہ تو سب تو کبلا وقت
 صرف اسلام سے مشرف ہو جائیں گے۔ اس بات کو تصدیق کرتا ہے کہ جیلور جا رہا ہے لیسا
 میں آپ پر کر رکھا ہوں کہ ہم آریہ دھرم والے صدا کے مرید ہیں۔ طبع کے شہید نہیں
 کیا آپ مندرجہ ذیل معزز و محقق مسلمانوں کے آریہ ہو جائیے ویر وکت دھرم کو گہنہ کرنے
 کے لئے مجبور ہو سکتے ہیں۔ تمام ان بزرگوں کے یہ ہیں جنہوں نے لیاقت علمی و صداقت باطنی
 و روشنی روحی سے تحقیقات کامل کر کے آریہ دھرم کو اختیار کیا ہے اگرچہ وہ تعداد جس کئی
 ہیں۔ مگر چند بھائیوں کے نام وچ کرتا ہوں۔ مولوی محمد صاحب۔ مولوی عبد اللہ
 صاحب۔ مولوی غلام شاہ صاحب۔ قاضی نظام الدین صاحب۔ حافظ غلام مصطفیٰ
 صاحب وغیرہ۔ پس یہاں پر اگر آپکا قول ترجیح کر دوں۔ تو عین مناسب ہے۔ کہ اگر خدا
 آپ کو توفیق دیوے تو آپ مسلمان بھائیوں کی شہادت کو کافی سمجھو۔ کیونکہ آخروہ
 بھائیوں کے بھائی ہیں۔ الخ۔

اور کچھ غامض نہیں ہوتا ہے۔ جیسے اگر آپ بعد کامل تحقیقات کے آریہ ہو جائیں۔ تو آریہ
 دھرم کی صداقت کا عہد ثبوت ہے۔ و سہا ہی ایک میرے جیسے کا خدا نخواستہ مسلمان
 ہو جائے۔ دین اسلام کی حقائق عادات کا ایک مندرجہ تزییر ہوگا۔ چونکہ مجھے آریہ سماج
 قادیان کے ممبروں سے آپ کے گرامانی ہادی کی قلعی کل علی ہے۔ پس آزمودہ راز مضمون
 جل است۔ علاوہ اس ویاں کوئی ایسی سماج بھی نہیں ہے۔ صرف دو میں مگر آریہ
 سماج والے رہتے ہیں۔ آپکا یہ تحریر فرمانہ کہ خواہ وہ مقتدا امام رویہ اب کے یا
 قوم جوا قرا نامہ پر دستخط کر لیں۔ اپنے اپنے حصہ ٹھہریں۔ الخ۔
 یہ درحقیقت آپ کی خوش فہمی ہے۔ ورنہ آریہ سماج والوں کا اعتقاد وہاں نہیں ہوگا
 جس ب آخری خدا متاعوں سے کہ آپکا یہ تحریر کہ اگر ہر پانچ سادہ کے ممبروں کو اقرار
 نفاذ تحریر کر دے کہ اس سال اور جیلور رادانی و طاہر رانی معلوم ہوتی ہو
 ورنہ جس سماج سے یا ہیں۔ آپ براہ راست یا میری معرفت وغیرہ طور پر تسلی کر سکتے ہیں
 میں اس طبع نفسانی سے پاک ہوں۔ نہ آپ کے کچھ قارون کے حامل گرنے کسی طرح کی
 تمنائے صرف تحقیق حق منظور ہے مگر افسوس کہ آپ بالکل پہلو تہی فرما رہے ہیں۔
 ہاں یہ تو میں خود بھی لکھتا ہوں۔ کہ غوام آریہ سے نہیں ہوں بلکہ خاص سے ہوں
 پس محض علیہ جو اس پر بھی نہ سمجھتے تھے لو اس جت سے خدا شگے۔
 اگر جواب کامل اس کا ایک ہفتہ تک نہ آتا تو منسل حال آپ کے دعویٰ کا اخباروں
 میں طبع کیا جاوے گا۔ ۵۔ اپریل ۱۳۱۴ء۔
 نیاز مند لیکچر آریہ سماج کا لکھنا اور۔ از مقام لاہور۔
 ۴۔ روجواب۔ شفق خیزت لیکچر صاحب۔ بعد ما وجب آپکا خط مقدمہ
 اپریل ۱۳۱۴ء مجھ کو ملا۔ آپ نے مجھے اس کے میرے جواب برائعات اور منقل سے
 غور کرتے۔ ایسے الفاظ و راز تندیہ و ادب اپنے خط میں لکھے ہیں جو میں خیال نہیں
 کر سکتا کہ کوئی مذہب آدمی کبھی سو خدا و کتابت کر کے ایسے الفاظ لکھنا روا رکھے پھر آپ نے
 اسی اپنے خط میں منی اور نسخہ اور منی کی راہ سے دین اسلام کی نسبت نو ہیں اور سب
 کے کلمات تحریر کر کے میں آدھ پر سوچنے مجھے کے جو بیحد کی طرح مکرہ اور نفرتی باتوں کو
 پیش کیا ہے اگرچہ اس سے اعجازہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس قدر غالب حق ہیں۔ لیکن
 پھر بھی میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کی سخت اور بد بود ربا توں پر متبرک کے دوبارہ آپ کو
 اپنی مفتاد سے مطلع کر دوں۔ کیونکہ یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ شاید آپ کے سرے پہلے خط
 کو غور سے نہیں پڑھا۔ صاحب میں نے جو پہلے خط میں لکھا تھا اس کا خانہ و مطلب یہی
 ہے۔ جواب میں گذارش کرتا ہوں کہ ان توں میں اتمام حجت کی غرض سے میں نے
 مناسب کہ سات سو خط چھوڑا ان مخالفین سب کی طرف روانہ کر دیں اپنی قوم
 کے سرگروہ اور میرے میں ہیں اور یہ قیاد یا کہ جو کہ ہر ایک قوم میں اوسط اور ادنیٰ درجہ
 کے آدمی ہزارا لکھ لکھ کر ہوا کرتے ہیں اپنے ہمناسبت کے یہ خطوط مطبوعہ ان چار
 جیدہ ادعا علی درجہ کے لوگوں کی طرف روانہ کئے جائیں۔ کہ جو خواہ اس اور قبول الوجود آدمی
 ہیں۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی سوچا گیا کہ ایسے لوگ اگر قادیان میں ایک برس تک ٹھہریں گے
 بلائے جائیں تو ان کی دنیوی و دینی و مادی کے لحاظ سے ہر رویہ یا ہوا سی ان کے
 لئے ترمیم و کرنا مناسب ہوگا۔ کہ یہ کہ خیال کیا گیا کہ لوگ جس قدر اپنے اپنے کامات
 میں غیر ترمیم و کرنا تجارت و غیرہ و دعوہ معاش حاصل کرتے ہیں۔ وہ غالباً اسی اندازہ
 کے قریب قریب ہوگا۔ مگر میں جو کہ آریہ سماج کی یہ خطہ اندازہ و دعوہ معاش ان آدمی
 درجہ کے سرگروہوں کی تحریر ہوتی ۱۰۰۰ لوگ ہر ترمیم و کرنا کریں۔ کہ قادیان میں ہر
 سے ہزارا لکھ لکھ ہر جہت سے اندازہ اسی غرض سے خطوط مطبوعہ ہیں۔ یہی غرض

کتاب کی نقیض بھی دور دورہ علی کی ہیں۔ یہ ملک عرب براہین الہامیہ کے پرچار حصول کے جواب میں حصہ اول ہے۔ جو طرح عقل و نقلی شہادوں سے مکمل ہے۔ اگر مبرا صاحب کجاء اور بلیں کے وہم بھی قرآن کی باقی ماندہ قلعی کھولیں گے۔ ورنہ اہل حق کے واسطے کافی ہے۔ بلکہ اگر سچ چھو تو آئندہ قرآن ہے۔ ہر ایک محمدی بھائی سے گزارش ہے کہ مطالعہ قرآن سے اپنے بعض اور گنہگاروں کو نیزہ سید سے کنارہ گرد کریں۔ اور حق کی قبولیت کے واسطے ایشان سے پرہیز کر لیں۔ تب یقیناً کامل ہے کہ ہر مراد حاصل کر س کے ہے

گرتا یہ بگوش رغبت کس - بر سر سلالہ طالع باشد و بس

التماس

ایہ محمدی بھائیو! وہاں سے بچھو رہے ہو دوستو! آریستان کے ٹکڑے اور بھارت کے ٹکڑے جگرو! ہندوستان کے ہمارے ابا پرانے آپ کو اور ہم کو ایک ہی قسم کے عمارت سے پیدا کیا۔ ایک ہی ذاتی ہمارے لئے متعلق ہے۔ ایک ہی ہمارے ہمارے گندمان ہے ایک ہی زمین ہماری استراحت کو ہے کھرا و چور ہمارے ایک دوسرے کے خون کے پیسے ہیں۔ بھائیوں کو قصایوں سے برتری مل جاتی ہے۔ باوجود قوتی تعلقات کے ہم لہذا بشریت کی مسافت میں بڑے ہوئے ہیں اس گزارش سے جو میرا دعا ہے اسے خود سے پرھو۔ سوچو پکارو سوچو مطالعہ کرو۔ بل میں جگہ دو بعد ازاں جو چاہو سو کو سخت فاسات سوسال کا عرصہ گذرا کہ ہم دونوں میں ایک ہی تھیں۔ ہمارا دھرم ایک تھا۔ ہمارے گرم ایک تھے۔ ہمارے آپ دادا ایک ہی مسلسل سلسلہ کے تھے۔ ہماری زبان ایک تھی۔ ہماری بھائی بھائی ایک ہی تھی۔ ہمارے خون ایک ہی تھے۔ اور ہماری سرکس بھی ایک ہی تھی۔ اسوقت آپ جانتے ہیں کہ ہماری اور آپ کی فرقہ بندی تھی۔ اور کسی طرح قومی نفاق تھا جب مغرب کی طرف سے تیغ کا طوفان آیا۔ اور جڑ اکر ہمارے توار حملائے اور جو ظلم کرے لگے۔ ایسے وقت میں فاسخ اور فتنہ کی جو حالت ہوئی ہے وہ کتنی اور فاسخ والی انصاف پسند سے مخفی نہیں ہے۔ پس اس بادشاہ گردی کے زمانہ میں جب کبھی لاکھی اسی کی بھینس کی زبوت تھی اور ہر ایک جان مال کی حفاظت کی تقویٰ نہیں رہی تھی۔ آپ سب کے اوجھائی بھائی کے خبر گیریاں بلکہ خبر خواہی کے خواہاں کہہئے۔ محمود غزنوی کے چور و ظلم۔ اورنگ زیب کے کشت و خون۔ محمد شاہ اور نادر شاہ کے زمانہ کی قتل عام۔ احمد شاہ ابدالی اور تیرہ دعو کی جو زباناں جکے ہاتھوں سے آہیں اپنے تاریخ خون رور رہی ہے۔ وہی زمانے تھے جن سے آجی اور ہماری جدائی کی نامبارک بنیاد پڑی تھی۔ وہی دور تھے جبکہ نفاق کی برائی کا بیج لڑا گیا۔ وہی وقت تھے جبکہ بھوکے پیسے لوٹے جائیگا آغاز ہوا۔ پست ہمت اور بزدل اولاد جنہوں نے جان پیاری کی طبع انسانی کے گداز میں سے شہوت جانی کے سبب ہمت ماری۔ وہی لوگ خواہ دو یا تین یا پندرہ تھے وہی مسلمان تھے جو ہر دھرم کے

جو کہ ظالم ہے وہ ہر گرجھو لیا بھلا نہیں سبزو بڑے کھیت دیکھا ہے کچھو شمشیر کا

پرمیشور نے ان کے تہر سلطان سے بچانے کے لئے ٹیکہ پٹی کو تجارت مینہ کے لئے مستعد بنایا جس نے ان ظالموں کے بچوں سے علم اور تہیر سے اور عقل اور تہیر سے ہندوستان کے اسپروں کو چھوڑا۔ لوگ امن و چین سے زندگی گزارنے لگے اور ہزاروں کو قرار دیا۔ بعد ازاں جب کہیں کی مہاد و منصفی ہوئی تو تیناں ملک معظّمہ قیصر ہندوستان کے تہر سلطان نے عمان حکومت قصبہ جو میں لا کر علم و عقل کا بیٹا بنا شروع کیا۔ جسکی برکت و اقبال سے ہر طرف سے امن و امان ہو کر چوروں کے ظلم اور اوجڑوں کے تشدد کو تھاپی رفع ہوئی۔ لوٹروں سے اہل ملک نے نجات پائی اور بھی اپنی اپنی حالتوں کو سمجھنے لگے۔ جب علم نے انھیں کھولیں اور ظلم کی تلوار اٹھنے ہوئی تو تہر بہت سے زنا دلوں اور بزدلوں کے خون پر قدموں پر انھوں نے نرالیہ نجات کی پتھر کی۔ مگر ہمارے برہمن بھائی خوف و ترس کا شستہ سے ڈانپن کرنے پر رہتی تھیں۔ چنانچہ وہ اس وقت غلطی کی کسی خاص مصلحت سے بندہ نہ کرنے کے ریشل مشورے کو سمجھیں کے بوجہ کوڑھی کی بھی مستعد ہے۔ ہندوستان کی بری حالت نے بھی پٹا کھایا اور آفتاب صداقت و حرم نے طلوع فرمایا۔ جب تھان انجوسٹ اور ایام برائی منقطع ہے تو شریمان پریم شیان سوامی دیا چندا سترستی جیور و فی افروز ہوئے۔ جو اور لوگوں نے طبع اور تلو است نہ ہو سکا وہ دلائل و برہان اور نصیحت و آپدیش سے کر دکھایا۔ اسوقت تک قریباً ڈیڑھ ہزار ۵۰۰ کے مسلمان و عیسائی سندھ ہندو بھائی اور لکھنوت دست آپدیش کے آریہ ہرم میں واپس کئے گئے۔ اور صد قتل سے انہوں نے بھی خدا لے سے نکل کر وید مقدس پر ایمان لایا۔ اور زنا و محبت و پریم سے ہمارے برہمن بھائیوں نے بھی ڈانپن بھائی سمجھ کر دوسریں شریک فرمایا اور گزشتہ فتنوں کا معاف فرمائے۔ کیونکہ وہ غلطی اور ظلم پر رہی تھے۔ تمام آریہ ویت کے فاضل پندت اس ہمارے شکر گزار ہو کر ہندو دے رہے ہیں۔ بنارس۔ جونا۔ اور تتر لاہور کے مہاتما پندت نے اس مبارک کام میں فتویٰ دیدیئے۔ جو در جو لوگ شدہ ہو رہے ہیں اور عربی کی ریشتاں و رابیت الناس پر خلون فی دین اللہ اخی اجا اور دیکھو تو لوگوں کو دخل ہے نہیں پرانے کے پیسے ہر دم میں گروہ گروہ دے اپنے کثرت سے سچا دھرم پھیل رہا ہے اور لوگ بھوکے ہوئے پر انصاف کر رہے ہیں۔ آپ میں اگر بزرگوں کے خون کا ذرہ نشان باقی ہے۔ اگر ان پرشوں کے تسلسل قومی کاچھہ اشرے۔ اگر ملکی و قومی ہمدردی نام تک موجود ہے۔ اگر زندگی کی سچائی کی کچھ تاثیر رکھتے ہو۔ اگر پرانے سے محبت کی حقیقی التجا ہے۔ اگر علمی خزانوں سے مستفیض ہونا چاہتے ہو۔ اگر اس پاک زبان کے غرضی جوہروں کی چمک سے دل متور کرنا چاہتے ہو۔ اگر ظلم و ستم اور بھلائی کے عادی نہیں ہوئے۔ اگر تاریخ سے کچھ بھی سبق سیکھا ہے۔ اگر اخلاق و محبت کا داعی اثر رکھتے ہو تو لے پیار و عزیز بھائیو! آؤ! اپریم سے سوچو پکارو! ااج کو غلط سمجھو چھوڑو۔ حقیقی جوش سے چھوڑو۔ سچی زندگی کے لئے چھوڑو۔ دلی ایمان سے چھوڑو۔ خدا کے واسطے چھوڑو۔ کفر کو دل میں مت رکھو۔ ہٹ دھرمی کو مت چھپاؤ۔ بعض و بعض کے نزدیک مت جاؤ۔ کئے ڈھونڈنا چاہئے۔ ملا۔ اور کئے مانا چھوئے نہ دکھائی دیا صداقت او پیاس سے اس کو مطالعہ کرو۔ تاکہ نفاق و دور ہو کر ہم اور آپ بھائی نہیں۔ خدا آپ کو توفیق دیوے گا۔ ہر پرماتما ہماری التماس ہمارے محمدی بھائیوں کے دلوں میں عمرا اور مرزا صاحب کے دلیں خصوصاً جاگیرین کر کے نفاق کا ستیاناس ہو اور دھرم کا پرکاش۔

التماس خیر خواہ ملک و قوم آریہ مسافر لیکھام

تذکرہ ابن الاحمد کا خاتمہ باخیر

اسے ناما بن احمد بن محمد بن ابی اسحاق قدس سرہ صاحب نے اپنے الہامی اور قرآنی خزائن سے یعنی الہی خیاالی اعراض کے لئے ان کے جواب باصواب اول مرتبہ کیا اور مرتبہ دوم کے لئے ایک جماعت کیلئے کے لئے کچھ کچھ اور پھر دوسرے لئے کئے گئے۔ اراعت اس کا صرف یہی تھا کہ نشانہ کتاب و سب سے طبع ہوئے جہاں پر وجود فاصلہ قریب کے شہنشاہ رارسال کر کے پڑھی مرزا صاحب مباحثہ کیلئے لکھ لائے۔

دوسری مرتبہ قادیان میں جا کر تمام باشندگان قادیان کو جواب براہیں الاحمد کا اول صاحب کی کتاب سے اعراض پھر اپنی کتاب اور قادیان کو جواب ملنے گئے جس سبب شخص کو ذرا کج چوٹی کی نگاہی سے خفا ہو گیا۔ قادیان جانیکی جو بات وکیل ہیں۔ اول مرزا صاحب نے شہنشاہ رارسال کیا کہ جو یہ کام ہے پاس آئے اور ایک سال ہے۔ اگر اس شخص کے اندر خوارق عادات و کمالات و خداقت جی اسلام سے مشرف ہونے کو ہم اس کو دو سو ماہوار کے حساب سے ہر چار یا چار ماہ دیونگے۔

دوم۔ وہاں پر یہ سوجھی نہیں تھا۔ اس کا قیام بھی اس نواح میں ضروری تھا گیا جو کہ مرزا صاحب نے جواب معقول دینے سے انکار کیا۔ اس واسطے نامہ نگار سفر درواز کی تکالیف اٹھا کر قادیان میں گیا۔ اور کامل و دواہ و ناں رہا۔ انہیں دواں میں برائنامی کی کتاب سے آریلیج بھی قیام کیا گیا۔ سردار دوزخ و قدس کا آپریش ہوتا رہا مرزا صاحب کو کسی شرط پر قیام کرانے کے واسطے تین مرتبہ الہامی کو کچھ دیر لاجی کے بالاخانہ پر بھی گیا۔ مگر مرزا صاحب کسی شرط پر نہ ٹھہرے۔ ایک دن سے لیکر دو سال تک رہنے کی شرائط کو بھی منظور کیا مگر مرزا صاحب کسی اقرار پر نہ گئے۔ اگر کچھ کمالات کا نام و نشان بھی ہوتا تو کچھ بڑے گرواں نے آسانی نشان کا نام و نشان نہ دیا۔ تان اخل کے فضل سے ایسا فرمایا کہ انکی آمدنی کے تمام اخایز و سایل بند کر کے۔ لیکن جس کچھ کمزور و دلاز شہروں سے مسافر و کجا صاحب کی زیارت کو آنا اور دین پرین چرنا ماضی مسرت و ہوا۔ ہم خرابیت باہجارسید کہ تمام خرچ کئے ہوئے سرمایہ کو کھا چکے اور کچھ روپیہ قرض لے کر انبار کی طرف ہجرت کر گئے۔

وہاں رہاں سے لگائی بہت قرآنی نے دینیں جن سے آبادی شرم کے بانی نے۔ دیکر بھی پڑا کیا منکر زمانہ نے بہت سالوٹا ہے لوگوں کو قادیانی نے دھچھوٹا اس کو صحیح حل کی گرائی نے بلایں ڈالا اسے تیرا سمانی نے

بڑا جو بول سے ہر ایک کو گراٹا ہے رانا مرزا کو بھی مسکرا لیا نے

ایسوس اگر باوجود اس قدر عداوت کے مرزا صاحب نے کسی کو بھی یہاں خداقت نہ ہو گیا۔ اور محمد عبداللہ شمسار مکر و قریب کو کام فرمایا۔ قادیان کے لوگ کچھ سے بوٹھے ہٹک بھی انکی جلد بردا توں اور دوزخ باڈیوں سے آگاہ ہو کر میری اس کھر کے گواہ ہیں جس قدر عرض لے آئے ہر دم پر اعتراض کئے گئے ان کے جواب باصواب منجرا لہجات و بدو قرآن کے سحر کر دینے بسبب و غلطو آپریش آئے ہر دم اور سفر دور و مل کے کتابوں کا ساتھ دینا مشکل ہے۔ اس سبب سے بھی تاجیر ہوئی و نہ کب کی بھیج ہو جاتی مگر کچھ بھی بھول۔ دیکر یہ سخت گیر و مرزا دوبرا بد دردت آئے۔ پر عمل ہو کر مفصل حوالہ لہجات تاجیر کے گئے۔

بہت سے مسلمان بھائیوں کو بھی اس کے مطالعہ سے فائدہ ہو سکا۔ اور قلمی

اپنے تہر کر کے تھے قدیم اولی ہانے تھے اگر ان کا یہ خیال نہ ہوتا تو نسبت ذات باری کے ہٹکا اٹھ سماں کا عقیدہ بالکل مٹ جاتا ہر حال ایسے شخص تھے جنکا مثل اس وقت نہ ہوتا تھا موجود نہیں ہے اور ہر شخص کو ان کی وفات کا غم کڑا دہم ہے کہ ایسا شخص ان کے درمیان سے جا مارا۔

تاریخ وفات سوانحی صاحب طبر آباد عبدالرحیم صاحب دہلی سردار و وال منقول از اطوار آریتر ارد شتر مطبوعہ مدرسی سندھ ۱۳۴۴ھ نمبر ۳ جلد ۱

یگر عبدالرحیم اس صاحب پر دوزخ عم افرا کر اسے آغوش شہر ز جہاں افنا و دنیا باہا کما کر دوزخ دی انکی اکثر بر خبار یہ شد و سہمت جیسر جہان دنیا کہ شہر دم فقیہ لیل الدجہ و دوزخ مردم مگر کوئی نہ کر دیا کتاب ادھر چرنا پل بہر جا نہ صلے کرے حشر ازوال

لہذا ہر طرف انھوں نے آد و دوزخ وادیا بل لقمہ مگر حشر بارشٹا نے ناف گفت کہ نشیندی سحر کردا جہاں ان پر لکھا ہمارا جو بھی ہانکلا ان خیر انرا تین کو دوزخ شایین نہ بدایت کجش و دنیا بہندو تال جو شمع آریہ مذہب تو کر دوزخ مشبہ بدایت ہم از وقت زوینا شد اندر دہ کیں نہیں خورشٹ انفرم پرو شدیم دوزخ تارچ وفات ان قدس را چو تیریم زو لفت سن عسی بہت بکم بس بک زو شتہ شد واد و سہ گفتا مگر لقمہ ش تاریخ سن عسودی گفتا مگر لقمہ بکم دوزخ تارچ ہم فرما۔ بخندہ گفت سن عسی بہت دظاہر شہر ناخذ و خورشٹ بہت بکم نمودید ہر صنت کہ انکرا دہ دوزخ حاصل شد بصلہ ششم انصافت ان اہل ہزارا

مناوحت نمودند۔ چون نمود اختلاف از حد گزاشتہ فرمود و ہر خیر دامن پیش میں کشا و نیست فرمود جس میں بغیر سے باہر فرمود و نہ ہر مروت کہ عبداللہ بن عباس گفت بدہشتیکہ بزرگ اس بود کہ نگذاشتند کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم و حیت نامہ پڑ لیسد۔ مرتے وقت وقت عاییشہ سے گریان تھے اور مس کے حسن و خوبصورتی پر نگران خدا نے اسکا کثرت بنا کر حنت میں دکھلایا پندول پیچیں کو قرار آیا۔

چنانچہ دراج النبوتہ میں ہے رسول خدا فرمود بہ تحقیقی آسان کردہ شدہ بن موت زیرا کہ دیدم بیاض کف دست عاییشہ بہشت و محکم شدہ دست کہ محبت عاییشہ مرا حضرت اورا عانت مرتبہ کمال لہا کہ صبرنے تو انست کرد او کے پس متمثل ساختہ شد عاییشہ برائے شے و رخت تا آسان شود بچہ موت بہت آں۔ زیرا کہ دوزخانی خوشی و اجتماع عباں است۔

جس طرح کے جوہر ظلم سے بون چلایا۔ ان سے اگر کچھ کوئی عقل مند بھی ناواقف نہیں مگر کچھ بھی ایک خاص واقعہ کی طرف توجہ دانا ہوں سے عقیدہ کہ دوزخ لیل الدجہ و دوزخ شایین نہ بدایت کجش و دنیا بہندو تال جو شمع آریہ مذہب تو کر دوزخ مشبہ بدایت ہم از وقت زوینا شد اندر دہ کیں نہیں خورشٹ انفرم پرو شدیم دوزخ تارچ وفات ان قدس را چو تیریم زو لفت سن عسی بہت بکم بس بک زو شتہ شد واد و سہ گفتا مگر لقمہ ش تاریخ سن عسودی گفتا مگر لقمہ بکم دوزخ تارچ ہم فرما۔ بخندہ گفت سن عسی بہت دظاہر شہر ناخذ و خورشٹ بہت بکم نمودید ہر صنت کہ انکرا دہ دوزخ حاصل شد بصلہ ششم انصافت ان اہل ہزارا

ابوستان باب ۱۲

غرضیکہ اسی طرح صدرالخریزری اور دیگر کشی سے عرب۔ شام۔ روم۔ ایران و مصر کی لات لے لیا یہ عرب مندوب ہو کر جزیرین محمدی قبول کیا اور کجوسیرت لکرسل اور تارچ الو العدا و کتاب خامس

اب اسے ناظرین انصاف قرین خدا کی واسطے حق و باطل میں تمیز کر کے جھوٹ کو چھوڑ دووہ

محمد صاحب	مولوی صاحب	محمد صاحب	سوامی صاحب
<p>وہ قسم کہ ان مساک را میخوابد۔ پر سیدم کی ابرو پر اللہ مسواک میخوابی بسیار بارگ شادرت فرمود کہ لکھ مسواک اندست برادر خود بر گرفتہ بایہ من خود ترسانم و بان حضرت آدم بستہ بودہ تعجب ملک کو پہنچاں کہ وہ بے بریدہ من کو در نظر بر سخت خادو از آن حضرت روح مطہر شد بدلتقارعت کرد روضہ الاحباب میں لکھا ہے کہ ایک یونچ کے گھر میں رکھا تھو کہ اسنے کھائے میں فرڈا لیا اسی نر کی تاثیر سے اُسے عرصہ میں بارگ فریت اُسے بہت گدی کشی کے آخری وقت پہنچ کھانا چاہتے تھے۔ فلم دوات مانگی عمر کے کما اس وقت میں کے موت چھٹکانے نہیں ہوگا کچھ کہہ رہے۔ اس کے دل پر اعتبار نہیں ہے۔ موت کے درد و غم میں اس پر خلاصہ کہ خلافت کی بات کوئی بند و بست نہ کر کے ہے۔ سے پہلے برا سخت بخانا یا اور دوسر پیدا ہوا۔ آخر قیامت کی حالت کے زمانہ میں ہر کو استعمال فرما۔ عمر ۱۴ سال کی تھی۔ بہت میں دن ہوئے۔ روضۃ الاحباب میں عادت آن حضرت (ارضا) کی بابت لکھا ہے۔ میگفت خیر کفر خیر کفر کا حد و تلفی کی لکھی۔ ایشان در غایت مدارا بود و اگر انکس اسے بچکانہ اندیکہ انرا نشان و اقرہ شعبدہ بل معذوری فرمے۔ آن منزل خلافت و بیرون پر نہ لکھے عایشہ صدیقہ از کہ آن خود سے حضرت آن کو زہ را زانے کرتے و انچہ ضعیف کہ آن آب خود دودا بخور سے چلی از آن سخاں بنال با دیگر فتنے حضرت آن نے بہت سے۔ و از موضع دوان نے گرفت نہ لکھے و در حالیکہ عایشہ حاضر ہونے سرور او نہادہ لکھے ہر تیکہ دودہ قرآن خواندے و در سرور و اندیشہ با عائشہ و دیدن ملاقت نمودہ بار اول عائشہ انے و گرفتہ نوبت دوم عائشہ فترہ شدہ بودہ آن حضرت از عائشہ و گرفتہ سبب سے فرمود ہذا مذاک یعنی سبقت در مقابل آن سبقت واقع شد کہ ہر روز وہی گاہ بود کہ در حضور جمع لعاج دست نہ کرے ان ایشان بہانے میں فرمود</p>	<p>کو ذہ لو چھ یا موہ کے بس میں تھے پس جھٹل رو بھیاموہ دنیاوی معاملت سے ان کو بھٹا۔ وہ اسی لئے بھٹا۔ کہ خلق اللہ حضور اہل ہند کو اپنے جوہر علمی سے فائدہ پہنچاویں۔ اگر سوامی و اندر جی مہاراج۔ نیاس لے کہ دنیا کو ترک کر کہ اب بھی وہ تارک الدنیا تھے) کہ بیٹھتے۔ اور اہل بعض مہاتوں کے کسی سے اسطرح نہ لکھتے۔ تو اچکے روز یہ فائدہ عائد ہونہ کہ ہر سچ سے ہیں۔ کہ سے پہنچتے۔ پس یہی وجہ ہے کہ یاد نہ جی مہاراج نے دنیا کو ایسا تارک نہیں کیا کہ اس سے بالکل جدا ہو چکے۔ اور ان کا فضل کمال یوں ہی پوشیدہ رہا عرفہ نہیں کے ہماؤں کو قطع ہو چکا۔ ہاں ہر ایک اس قسم کے سناس ایسی سناس میں ہوا جی مہاراج نے ہی ہر کو پائت کر دیا ہر روز ہر شے اہل کمال کی ہر کو قدر دانی سے لکھنے کے بعد ہر کرتی ہے۔ پس ان لکھنا ہے کہ سوامی دیا نہ جی کے فیض کو جس سے ہزاروں آدمی آئے دن سر پر لے تے۔ انصاف پیدا و رنا لو کہ یاد کر کے مدین حضرت مہاراول تو سوامی جی کے لئے اس قدر وفایت کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ایسے بالکمال بار بار کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ پس اگرچہ اپنی زندگی کے اوقات ہماری یادگار کے محتاج نہیں۔ تو بھی آپ بھائیوں پر فرض ہے کہ اسمعاط میں دومی دوسرے نسخے سے بہت جلد کو سنس کریں تاکہ عمال خیر کے باشندے۔ اور ہر بندہ انہی سلیں بھی سمجھ لیں کہ ہم نے ہر ایک اپنے اہل کمال مرشدوں اور فیاض روئی لکھتے خاطر و عزت کرتے تھے۔ اور کیسے و جان سے متفق تھے۔ ایسے کا نہیں بہت اور قومی اتفاق کے ثبوت کے علاوہ فی گر جو شکی کا بھی پورا اظہار ہوتا ہے۔ اس یہ بات کہ سوامی دیا نہ جی مہاراج کی</p>	<p>و بسیار بود کہ در یک شب بادیکہ از سر چرخ ہر خواب کے ہر گاہ طواف فرمے و انکشاف یک غسل فرمے۔ گاہ بہر طواف کوئے دو عقب ہر جا متے غسل فرمے بائے آشتہ چار بارے ہمہ یک غسل نے کئی فرمود اس طریقہ ان کی اطوار اطلبت ام سلمہ گوید رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے از دنان خویش صحبت داشتے چشم مبارک بہر نہ لکے و ہاں ہر سر و شاپہ زبہ پاں زن لکھتے تنہا لکھتے و الی قاس و بہ صحبت پرستہ کہ آنحضرت را در جمیع قوت سی مرد از فیاہ دادہ بودند لاجرم از حلال بود کہ ہر چند زن خواہ کلاخ کند نہ یا زیادہ نہ و غیر مرد جب الی من دنیا لکھتے و لطیف و جمل قریب عینی فی المصلوہ۔ روضۃ الاحباب مقصود ل باب میں لکھا ہے۔ روضۃ از عائشہ لکھتے من ندیم ایچ احدے کا مرقع لکھے بلوے از ہر سیر۔ رسول اللہ در مرض موت بسیار مہاراج سے نمود و در فرش خویش منقلبے شد۔ روضۃ الاحباب مقصود ل باب سر۔ فصل اول۔ از میرزا تاج الحارث روضۃ کہ گفت من در سول خدا و جناب ہر باب انظر ہر وقت و غسل بخوم مقدسے آب و آن طرف ہاں رسول انزل البقیۃ غسل نمود کہ تم من اذینا غسل کردہ بودم۔ فرمود لیس علی الماء جنانہ مرخصۃ الاحباب مقصود ل باب ۲۔ از حضرت نامہ روضۃ جوشیدہ کہ مرض میرزا شہناز دیا فتنہ یا امان فرمودہ بیا بنزد من تار بارے شہنا ز شہنا بنو لک کہ انداز من گراہ نشوید میں میان اصحاب اختلاف و اقد شدہ با دیگر مذہب کو نہ لکھے اہم محاب گفتہ نشان از بیت و در حال است آیا اس حق انے و مثال ان اسٹ کا مردم دین آشتہ از مسکو بندہ عمر خطاب گفتہ میں پرستہ علی کردہ و تو قرآن دیا شہادت و حاکم باندہ۔ یہ خصوصیت</p>	<p>یا گوارا کہ قسم کی ہر قیامت چاہیے اس میں اس کے لئے سے مجھے کئی اتفاق ہے۔ سوامی جی کی وہی یادگار انکی موت کے بعد قائم کرنی لازم ہے جسکو زندگی میں وہ دل جان سے یاد کرتے تھے۔ اور صرف یاد بلکہ اس کے پورا کہیں اپنی تمام طاقت کو صرف کر رہے تھے وہ کیلئے ۹ وید کا ترجمہ اور تفسیر جسکو مولے سوامی جی نے چاروں میں آج تک کسی عالم نے نہیں کیا۔ کہ ناگوں ارادہ بھی نہیں ہوا۔ ہونا کیونکر؟ یہ کام کچھ دلسا تو تھا ہی نہیں۔ اور اظہار ہے کہ اس کا سے تمام ارہ لوگوں کو فائدہ عظیم قیامت تک ہر بختا ہے گا۔ اور ہر حرم کے علاوہ تمام قیں اس خیمہ فیض سے ابدال و پاک سیراب ہوتی ہیں گی۔ اور جب ان تفسیروں کیلئے روز و رگیں کے تو قیامت لطف حال ہو گا جو سوامی جی مہاراج کے گفتگو کرتے اور ان کے وعظ مبارک سننے میں حاصل ہوا تھا۔ اب فرمے کہ اسکول یا اور یادگار بنائیں یہ لطف کب مل سکتا ہے۔ راقم محمد مراد علی بیچارہ از جیسر۔ انرسل مولوی سید احمد خان صاحب علی اگر کھ کج کہ تم کی را ہے۔ منقول از اخبار کوہ از لاہور مطبعہ سال ۱۲۷۴ نہایت افسوس کی بات ہے کہ سوامی دیا نہ سوامی صاحب جو زبان سنسکرت کے بہت بڑے عالم اور وید کے بہت بڑے محقق تھے تینوں اکوڑ سے کہ ہر شے شام کے چہر میں انتقال کیا علاوہ علم و فضل کے نہایت ترک اور درویش صفت آدمی تھے۔ کہ نہ معتقدان کو دیا جانتے تھے۔ اور بے شمار اسی بلای تھے وہ صرف جو قیامت پر ہر گاہ کے سوائے دوسرے کی پوجا جانتے نہیں لکھتے تھے ہم سے ہر سوامی دیا نہ جوم سے بہت ملاقات تھی بہر حال کا نہایت اہم کہنے کے کیونکہ ایسے عالم ہمہ شخص تھے کہ ہر مذہب کے الے لوگوں کا ادب لازم تھا۔ شاید ہمارے سمجھ کی غلطی ہو۔ مگر ہم کو خیال ہے کہ سوامی صاحب میٹر لینے ماوی کہ جسے وہ</p>

مکاتیب	مواہج صاحب	مواہج صاحب	مواہج صاحب
اول کا اور حاجت مند مسلمانوں کا اور حضرت کے فرج ہونے میں ہر دور کو کچھ خدمت میں چار حصے تھے سو فخر کو تقسیم کرنا سوار کردو حصے اور پیرا دو کو ایک اور چار مال صلح سے لیا دھارا خرج مسلمانوں کا "افسوس! اے اگر تیرے جھلے شیر زار تو کیا مارا۔ ہمارا نفس آزارہ کو گمراہ لڑکا کیا مارا اگرچہ خون کا کھانا مینا فرقان میں حرام ہے۔ مگر جنگ! اور میں جب حضرت کا خون جاری ہوا تو بالکل بہن منان سے جو اس بعد ہڈی کا پتہ ہے مکے رخ پر ریشہ لگا کر خون نوش کیا اور محمد صلی نے فرمایا: "وہی ہشتی ہے اور اکثر جاہل لوگوں کو اپنی خوک پلایا کرتے تھے (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۱۲) ۱۵۵۰	سکھنا تھا ہم نے نام لگی علم سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ وہ ہمیں بولنا سکھانا تھا۔ ہم ایک دلدل عظیم میں پھنسے ہوئے تھے وہ ہمیں ہمیں سے نکالتا تھا اور جنگ ریتی پرتا تھا ہم رسوات کی بیڑیاں پہروں میں اور حسب کی مہنگا پیاں ماتحتو نہیں دیتے ہوئے تھے وہ ہم کو ان سے نجات دیتا تھا۔ ہم اپنے گھما سوں حقارت کرتے تھے وہ ہم کو رفاقت سکھاتا تھا ہم اپنی آنکھوں پر پردہ اور دلوں پر ٹہرس رہے تھے وہ ان کو اٹھاتا تھا ہمیں ہمیں کچھ ایسے نہیں تھے ہوئے تھے۔ وہ ہمیں بتلاتا تھا کہ ست دھرم کے واسطے ظاہری جان فصول ہے۔ ہم اس غلط اختیار کو توب جانتے تھے اس نے اس کو عیب ثابت کر دیا۔ ہم نے اپنا تنگ و ناموس کو ادا تھا۔ وہ ہمیں پھر دلنا چاہتا تھا اے خدا ہم تجھ سے بہت دور ہوئے تھے۔ لیکن اسے خدا تو ہی جانے تیرے دلیں کیا آئی کہ تو نے اسکو ہم سے اپنی جلدی چل کر دیا۔ تیری باتیں تو ہی جانتے۔ مولوی محمد مراد علی صاحب فیض رجوہ دگر کوٹ کے لئے۔ منقول از اخبار کوہ لاہور مطبعہ نور پور شہر صفحہ ۱۲۹ جانب اول صاحب اخبار کوہ لاہور تسلیم۔ آپکا اجا صداقت شکار کہ نور مودت ۱۰۔ نور پور شہر میرے روبرو رکھا ہوا ہے جس میں آپ نے کمال دانائی اور دور اندیشی کے ساتھ ضروری سوامی دیا ہوتا سستی جی ہمارا چمکنے باشتی کی یادگار کے بارہ میں کروڑ روپیہ کی لئے ظاہر فرمائی ہے۔ سچا دیکھتے بھی اسی روز سے جس دن سوامی جی ہمارا چمکنے ہمارے شہر میں انتقال فرمایا۔ نہیں اپنی کتابت پر خیاں ات ہے اور بارہا اس شخص میں کچھ نہ کچھ کھینچ لے غمگن تھا۔ لیکن پھر اسی خیال سے کہ میں اہل اللہ کے عالی مخصوص تھیں پھر اسی	دیکھو شفاء قاضی مطبوعہ لاہور شہر ۱۲۹ قسم اول باشتی فی فصل ثانی ص ۱۲۹ سطر ۱۲ قاضی عباس نے شفاء میں لکھا ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت قابل ہوتی ہے محمد صلی کے پاخانہ اور پیشاب پکاک ہونے پر۔ اور یہ قول علمائے شفاء قید ہے کہ حضرت محمد صلی کا پاخانہ اور پیشاب دونوں پاک لکھا ہوگا مانند طییب اور ظاہر ہے اور جناب مولوی صاحب صاحب قاری امرتسری نے بھی اپنی کتاب میں جو پیشاب و ناپاکی کے طے کر لی ہے۔ اس بات کی بھی طرح تفصیل کی ہے۔ آخر میں اسی سے عرب کی حالت اور صاحب کی عقلمندی کو جان لینا چاہیے۔ مذاق احادیث ص ۱۲۹ سطر ۱۲ ہیں لکھا ہے کہ محمد صاحب جب مرض الموت میں میں اپنے ہر دماغی چارپائی ایک ایک پر کھجوا جاتی تھی آخر فرمایا کہ حضرت کوئی بی عائشہ سے زیادہ رغبت ہے۔ ان کی چارپائی اس ہی کے گھر میں ہے اور ایک روز حضرت نے وہیں ۹ بیسویں سے مباحثت کی اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۹ میں لکھا ہے اور یہی ذکر ملاحظہ الذوق میں بھی ہے درگاہ چرام صفحہ ۱۸۸ شمارہ فضائل عائشہ دیکر انکو جی (ابو جلی علاؤ الدین شہ نازل سے شہرینہ محمد صاحب کے پاس دینی ہی آئی تھی جبکہ حضرت نبی عائشہ کے لحاظ میں ہوتے تھے۔ اور یہی سامی تاریخ حبیبہ جی بھی رقم ہے پس سچ ہے کہ یہ ہو یہ ایک نبوت ہے اور تاریخ حبیبہ کے صفحہ ۱۵۰ فصل ۳۔ مطبوعہ لاہور شہر ۱۲۹ سطر ۱۲ میں لکھا ہے کہ وقت مرح آپ کو تھی بیعت گھر ہے تھے آخر نبی عائشہ کی بیٹی سواک کے منہ میں چوٹی گئی تب سچ لکھا۔ اور یہی ذکر ملاحظہ الذوق فی ملاحظہ الفتوحات چرام بابہ خرم صفحہ ۱۸۸ میں لکھا ہے۔ بعثت شہریدہ خلیفہ رضی اللہ عنہما اگنے در حالت نزع سر مبارک الشہر دکن میں بولچہ ہیں بی بکروہ در دستار سواک ہزار چوب اک اور حضرت رسالت کے نظر کو چاند لکھیں	جانب محمد صلی کی یادگار کے لیے چندہ جمع کر کے کوہ میں یا نہیں اور جو کہ میں تو اس چندہ سے کیا یادگار قائم کر کے بی بی خیر کے میں چونکہ پہلے اس بارہ میں آپ نے عذر اور صحیح کے ظاہر فرمایا ہے جس کی بھی ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ یہ توب پہ ظاہر ہے کہ سوامی جی مدعو جس ایسے بزرگ کی کوئی نہ کوئی یادگار قائم ہونی ضرور چاہیے۔ کیونکہ سوامی جی مرحوم جیسے بزرگ بار بار اس سنا سن پیدا نہیں ہوتے اگرچہ ہم لوگ ان کی یادگار قائم کرنے میں دل و جان سے کوشش کی ہے میں اور کریں گے۔ مگر پھر بھی آپ خوب یاد کریں کہ اگر سوامی جی مرحوم کی یادگار ان کے پیروکار بھی قائم کریں تب بھی سوامی جی ویسے نہ تھے کہ ان کی یادگار اس نیکے رشتہ والوں کے لوں سے فراموش ہو جائے۔ بلکہ میر خیال یہ ہے جسکو میں نہایت صحیح سمجھتا ہوں کہ سوامی جی ہمارا چ کی یادگار نہ صرف آبرمت کے لوگوں میں ہے کی بلکہ انگریزوں بہر دیں مسلمانوں وغیرہ کے خود ان کو بھی کیا دل اور دلوں میں بھی سوامی جی کی یادگار نہ ہمارا دل پر ہے کہ قیامت تک کی جو ان سے اس دنیا میں جھگڑنے سے ہیں۔ اور یہی ہندو اہل مخالفت میں سہی کرتے ہیں میں خیر کہ مسلمانوں کی تہذیب و تمدنی اور کی اٹھائیں اور آئندہ بیسویں صدی میں ہندوؤں کے منت کا کوئی حکم نافذ ایسا نہیں کرنا جیسا کہ سوامی جی ہندوؤں کے ہمارا چ تھے بلکہ اگر میر خیال صحیح ہے تو سوامی جی کسی اس جی ہمارا چ مشہور ہندی شاعر اور تروائی بلدیہ میں کے بہر سوامی دیا ہندو سوامی جی ہی ایک دیندھنس کے عالم منتظر گزرتے ہیں۔ جن کو سوامی کسی دس اور بلکہ دس پر بھی نریج دیں تو جانو ہے۔ کیونکہ جو کام سوامی دیا ہندو جی ہمارا چ کی ذات پر کات سے ظہور میں آئے۔ وہ ان دونوں بزرگوں کے خواب و خیال میں بھی نہیں گئے اگرچہ سوامی دیا ہندو جی ہمارا چ کو تعلقات دنیاوی سے بالکل جدا نہیں بننا سکتے تو یہ بھی نہیں

شیراز

سوال فی صحت

تحریر

میں نے اس وقت ہی جاہلی کی کہ اور اٹھ اور اٹھ والی
میں سے جاہلی کے ساتھ وہاں ہی غایت
کی اور کوئی ساتھ نہیں لے اور اٹھ کو
میں نے اللہ میں رکھا اور اسی وقت یہاں
بلن فرمائی۔

سورة احراب واور الا مقصودہ ان
وہیت نفسہا للہی ان اراد الہی
ان یشکرہا علی فیضہ لکی فیض الہی
ترجمہ: ملاحظہ ہے وہ ایمان والی جب
کلمہ پانہ نفس نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اس کو پڑھ کر میں لانا چاہے یہ خاص
ترجمہ ہے۔

مذہب التبرؤی کے مقلد یہ کہ مسابہ تزیین جو مسابہ
پسینہ خانہ کی طرح دیکھی اس سے بھی شہرت ہے
بلکہ اس کا مامت کی اور عند الاستفسار دینا کہ
خدا نے آسمان پر اور زمین کو کمال سے
اور پیکر کو اپنے چنانچہ مشکل حال تفسیر
حیسی پر اسطور پر اس ہے

سرورہ طرہ پر، وہاں تھی یہاں ہوتا وطن
 دیکھا اکیلا کوئی علی المرتضیٰ جی
 انوار ادا کیا، انصاف منہ وطن
 اہل اللہ معقول، تو چکا کہ اس کی
 اس سے حجاب ہے اس کی تری زور کر دیا
 تاویل سے سلطان یوحنا کے پانچوں
 کہیں اس حجاب اور اس سے حاجت اور ہے
 حکم الہی کیا التفسیر عالم الصمد محمد صاحب
 لیدر منزل میں آیت بجا نہ پختہ ہے خود
 زینت کتب رسول اللہ خطبہ گوارہ حضرت فرزند
 اللہ الکریم وجہ شہادہ اور وہیں
 سبب برسر کونان خرمیکہ کہ اللہ تعالیٰ ہر
 شے کو ریختہ و سوزی ازینج شام اولیا و شام اولیا
 اللہ تعالیٰ کے زہ سے زہب چلایا۔ قرآن سورۃ
 تہر کہ آیت ماجلنا القباۃ الخی کنت علیہ
 علیہ السلام علیہما السلام حاجی امر بالمستمال
 سبب المقدس تالیف لدی و فیصلہ علیہ
 مستنیر و صمدیہ فخر شہر الخیر
 فخر محمد سے محمد صاحب ہلکے کعبہ کی طرف منہ

نفس کشی اور من جیتنے کے خیال سے
عرصہ تک ہر روز اس کے پاس لوگ بھرا
ہیں اور وہ سبے جب ہر طرح کا ملال غم
درد و غم شادی پر کھانسی پھر اچھے
تو ملک کے سدھار پر کھانسی اور
مذہب و شان کو آریہ ورت بنانا اور
عقیدت و عورت کو بمقابلہ ملکی برائیاں
دور کرنے کے ناجیز جان کر ایشور کی
توحید کا قلعہ تمام ملک میں بجا دیا اور
تمام نفسانی خواہشوں کو روک کر اسی
وہن پستی کا داروغہ بن آریہ ورت سے
مٹا دیا اور ظلم و جور جیلانے کے عوض
ستہ ہرم کے اوپر لیٹنے کے لیے بوجھ
اگیاں اور کیا اندھکار کی مہلک بیماریاں
کو جڑوں سے اکھیر دیا۔ صدائے طبیعت
میں کوٹ کوٹ کھیر پھرتی اور جی پست
سے مزلج کر دروہانی الفت تھی۔ صدائے
ناسکوں کو ایشور کا قابل کرایا ہزاروں
خود پستوں پر دیوانہ خیزوں کو ہر مشورہ کا بند
بنایا لکھوں بیت برتوں کو ہزاروں پیر
بجسم پر آتا کا سا جد بنایا اور اگیاں کے
عمیق گڑھے سے نکال لیا کہ جگہ ایشور
کے لیے جھکا یا تین ہزار برس کی قائم شدہ
بیت پرستی کی لالچ کوست ویدوں کے اپن
سے نہایت کامل شجاعت و سخت جھنڈ
کے ایک لڑا عظیم لڑا اکل اکھاڑا۔
ملا کر تین بوجھیں پانچ پانچ لکھوین ہم
ادل آن چاروں کو کوٹ کوٹ نقش ثانی لکھ
عرفیہ آریہ ورت کا بند کر کے پست
مٹا دے اور راستہ خود پستوں پر شرف
لیگے اور بیت کچھ رستہ ہرم پھیلا بلکہ
طبیعت اعتدال پر غریبی اور بیمار کے
مہاراج صاحب ہمارا دلی بیماری اور
خصوصاً اس بات سے کہ ہماری راستہ
میں دلی جی بیمار سے نہایت آدھ
چنانچہ وقت رحمت سداہنی کی پاکی
کے ہمراہ بات دو تک پیادہ پنا کشریف
لاکڑیوں کا انہار کیا وہاں سے تقریب

کر کے نماز کیا کرتے تھے۔ جب
 مکہ سے مدینہ گئے تو یہودیوں
 کی رضامندی کو بیت المقدس
 کی طرف نماز کرتے رہے پھر اوہ
 سے پھر گئے اور اسی تعبہ کی
 طرف سیدہ کرنے لگے اور وہ
 عذر سے مٹا لیا کر دے۔
 مسلمان ہونے کے واسطے روہ
 اور اونٹ وغیرہ بھی دیتے تھے۔
 لوٹ میں جو لوگوں کی عورتیں کھڑا
 تھے وہ فوجی سپاہیوں کو بھیڑ
 بکری کی طرح انعام ملتے تھیں۔
 (یہ جو قرآن سورۃ النساء)
 وَالْحَصْنَتِ مِنَ النِّسَاءِ لَا
 مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ
 ترجمہ۔ حرام میں تم پر نکاح بند
 عورتیں مگر جو تمہارے ماتحت
 آجائیں۔ (اور ان میں تو حرام نہیں)
 مگر جو اللہ کا تم پر مقررہ حکم وغیرہ
 قایدہ سے مستثنیٰ ہے یا شیعہ قرآن ص ۱۰۸
 لکھتا ہے کہ کیا فروع اور عورتیں نکاح
 تھیں۔ اور عورتیں مسلمانوں کی
 نہیں ہیں۔ جسے کہتے ہیں اسکو حلال ہے
 اس کے مال کی ترغیب دیکر ہونو کو گویا
 باطلانوں کے کسی لوٹ مار کوں مانا
 مانا اور اس لوٹ کے مال سے اپنا اور
 حصہ بھی کھلا یا دیکھو قرآن سورۃ
 انفال واصلی اعانہ میں شیخی خان
 اللہ محمد اللہ و اللہ الی الصریقی لہی
 کہن و الی السبیل ترجمہ ورجان کھو
 جو لوٹ و غنیمت لاؤ پچھو چیز اللہ کے
 واسطے اس میں سو یا پچاس حصہ اور رسول کے
 یا ہشتا لے دیتے تھے اور محتاج کے
 رسافر کے مترجم قرآن صفحہ ۱۸۰ پر
 یہ لکھا ہے حوالہ کا فروع اور
 میں وہ غنیمت اس میں پانچوں حصہ
 قائم کی ہے واسطے فروع رسول کے
 مال کو حج، اپنی ذات کا اور قرابت

تبدیل آب و ہوا کو آلودہ کر گئے پھر اجیہیہ کے لئے مگر
آفاقہ نہوا۔ چنانچہ بروز دلیلی بڑی آناوس باہر کا موقوف
مقام نہایت تند و لاشائستہ میں کاشتیری کا چاب کر کے یہ
الفاظ البشیر ہی آگیا اور ان کو کہہ کر انتقال فرمایا اور
اسی جگہ دیکھ کاغذ سے سبکداری لکھا گیا۔ تاریخ پنج روزہ
عروب عجم در اجسمہ کوئی اب چند غیر
مستحب و نسا کا کوئی خاصہ نہ رہا ہوں۔
مولوی واجد علی صاحب سیکرٹری پرنسپل اسلام آباد
منقول الماخبار دس اکابر مکتوبہ ۱۹۲۷ء
آپہ در تیری بدستہ پر مجھے روانہ ہے لے کر
در تیری بدستہ پر مل کر دن ہوتا ہے لے کر آپہ در تیری بدستہ
پر مجھے غرت پتی ہے لے کر آپہ در تیری بدستہ پر مل کر
گملا یا جا مانے کسی جلدی تیری تیار ہے کہ سرچشمہ کو
بند کر دیا گیا ہے خدا کیا تجھے منظورہ تھا کہ سرچشمہ کو
برس پائیں لے خدا تجھے منظورہ تھا کہ ہم دنیا کی بقا
کے ساتھ اٹھنا سیکھیں لے خدا کیا تجھے منظورہ
تھا کہ ہم بھی بوجہ بے ضرورت اور بے وقود سے
زانی باؤں ۹۹ بچہ کیا تجھے منظورہ تھا کہ ہم ان وہیات
رسمیات کے بندوں سے نجات پائیں بے خدا کیا تجھے
منظورہ تھا کہ ہم آپس کے لفاظ کو دور کریں ۹۹
کیا تجھے یہ منظورہ تھا کہ آپس اپنی فوج کا پناہ بھی
سمجھ کر ان سے محبت کرنا سیکھیں۔ بچہ کیا تجھے منظورہ
تھا کہ ہم علوم علویہ کی تحصیل کریں ۹۹ بچہ کیا تجھے
یہ منظورہ تھا کہ راست حرم کو پھر دیکھیں ۹۹ بچہ
کیا تجھے یہ منظورہ تھا کہ ہم اپنا گھرانہ نام حاصل کریں
بچہ کیا تجھے یہ منظورہ تھا کہ ہم اس سنت حرم کو سیکھ
کر تیری ان اعلیٰ انعام کی کیفیت سمجھیں جو تو نے
اپنے بندوں کے واسطے جس کی پس ۹۹ نہیں ۹۹ بچہ یہ
سب کچھ تیری رضی کے مطابق اور سرے مستعار کے
موافق ہوا تھا۔ پھر کیوں بچہ اتنے ہمارے کج
اسطربے سرسما مان اور بے مان کر دیا ہے ہمارے
چنے ہوئے امیری سمرانی ہمارے دامنہ سستی
کو جو ہمیں یہ سب کچھ سکھاتے تھے۔ ۲۰
اکوڑھ ۱۹۲۷ء ۹۹ بچے شام کے بلایا دلیلی کی رات
کو صبحی چراغوں سے روز روشن ہے لیکن حقیقی
آفتاب عالیشان عروب ہو گیا۔ ہم بالکل نادان
تھے وہ ہمیں ہر ایک چیز کی شناخت کرنا تھا۔
ہم کہ کما حقہ سے اچھے نہیں سکتے تھے۔ وہیں

محمد صاحب	سوامی صاحب	محمد صاحب	محمد صاحب
<p>مگر کے مندر کے پوجاری۔ قرآن میں لکھا۔ سورۃ النبی ووجد الذی ضلّ الہدی۔ آئے محمد تو گرا، بھٹا پس بچے ہایت دی۔ ۱۰ سال کی عمر میں یہ خدیجہ الکبریٰ ایک اللہ پرورد عورت سے متعلقان قرض لے کر لگائے تھے مگر شام کے ملک میں سفر و تجارت کے واسطے گئے اور جب وہاں سے واپس آئے تو اسی خدیجہ عورت سے جس کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ حضرت نے شادی کی اور اللہ پرورد کے عجب ملک وہ زندہ رہی دوسری شادی نہیں کی ۲۵ سال تک یہی ایک عورت رہی کیونکہ دولت مند تھی جب وہ مری گئی تو ۱۰ سال کی عمر میں جو بیٹری کا دواں سال تھا۔ اول سودہ۔ دوم عائشہ۔ سوم زینب۔ چہارم ام سلمہ۔ چھ زینب بنت جحش۔ ششم جویریہ۔ ہفتم ام حبیبہ۔ ہشتم صدیقہ۔ نہم حفصہ۔ دہم میمونہ کو تصرف میں لائے۔ یہ مہر خدیجہ کے کل گیارہ (۱۱) ہوں۔ پچھنے مختلف ان سے زیادہ ہوتے ہیں۔ معاصر حج النبوی کے صفحہ ۲۸ کن چہارم میں لکھا ہے کہ عائشہ بوقت شادی ۱۳ سالہ تھیں اور خدیجہ ایک فرشتہ کے ذریعہ دوم تر عائشہ کی تصویر چہرہ میں نقش کروا کر محمد صاحبہ کو میں دکھلائی تھی۔ قبل شادی کے اور اسی روز عائشہ سے زفاف دسم بھرتی کی۔ یہ تمام حال معاصر حج النبوی کے صفحہ مذکور میں درج ہے۔</p> <p>حضرت امام غزالی صاحب کیمیا نے سادات صفحہ ۲۴۸ فرماتے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر شے نزدیک نے لڑے وعائشہ را دست تر دہشتے وگفتے با خدا یا ہجرت دست من است جو مکہ ما اول ہرست من نیست و اگر کسی نے ایک زن سیر شدہ باشد وخواہد کہ پیش لے رود وایک اور اطلاقی و بدر بندہ نادر۔ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سودہ را اطلاقی خواست دادن کہ بزرگ شد گفت من لوبت خود بہ عائشہ دادم مرا اطلاقی مدہ۔ تاروز قیامت او جملہ زنان تو باشم</p>	<p>علاقہ راجہ موروی کاٹھیا واڑ ہے۔ آپ کے والدین موروی لوبک اور بچ گوت کے بڑے منور فاضلان تھے۔ من بچر سے ہر مرج آسٹرم لینے حصول دوا میں مصروف تھے ابتداء میں چند مرتبہ آپ کے والد آپ کو بھی شوال میں لے گئے مگر ہمیشہ نہ اعتراض پیدا ہوا کرتے تھے غرض کہ ایک رات شوال تری کو ان کے والد نے ان کو بھی برت رکھا۔ اور جب رات کو شب زندہ واری کے لئے بیٹھے انوں سے پتا سے شکوہ فرم کر کے شروع کئے۔ گا۔ وہ شکوہ ایسے وقت جو متروک ہوئی۔ ملک اول یہ تھا کہ شیو کیا چیز ہے؟ اور کہاں رہندے؟ تیک دوم یہ تھا کہ اس بوسے میں کیا فائدہ ہوگا۔ اگلے والی صیف سنے کو تو جواب معقول نہ دیا۔ البتہ کہا۔ کہ یہی موروی اور ان کر سے جیتن ہوجاتی ہے اور میں بچوگ وغیرہ کو کھاتی ہے۔ ادنی رات کو جب اس موروی پر جو سے ورنے لگے اور موروی نے کچھ حرکت یا شکست نہ دکھلائی تو اسی طبیعت پرستی سے قطعی بیزار ہو گئی اور موروی کی بوسے اسی دن کنارہ کش ہو گئے۔ ماں بچوں لاجواب ہو کر والد بھی انکو دیا تھیں کی طرف آزاد چھوڑ دیا۔ اس زمانہ میں خدیجہ کے پاس انکی والدہ محترمہ انکی رگڑا کر لیا کرتی چنانچہ ۱۵-۱۶ سال کی اس تھا کہ گین موروی کو سادک کی کتابیں پڑھتے تھے۔ اسی زمانہ میں آپ کے چچا اور چچا صاحبہ فوت ہو گئے۔ جسے سوامی جی کو زیادہ الفت تھی انہی وفات پائیسے ان کے دل پر زانو کی بے شائبہ ہر نوع ثابت ہو گئی۔ اور وہ جافانی سے دل ادیا گیا ہمیشہ طبیعت اذہن میں ہے لگی۔ اسی تقریب پر والدین نے انکی شادی بندہ بست کرنا شروع کیا مگر انوں نے اولی قس خیال سے کابھی ہر مرج آسٹرم دور نہیں آکا شادی کرنی مناسب نہیں دوم تحصیل علم کا شوق بہت روز بروز ترقی پر</p>	<p>اور اطلاقی نذاو۔ دوشب نژد عائشہ ہو سے نژد ویکل یک تب لے صاحبان اس مقام پر قرآن کی سورۃ طلاق گو ذرہ غور سے پڑھو جہاں لکھا ہے۔ والہو اللہ ربکم کا آخر جو حسن من میں تھیں وہاں بچہ جہاں الان بائین بقا حسیہ سینہ پر ملک حرم اللہ تعالیٰ علیہم وعلیٰ آلہم وعلیٰ ذرہ اللہ ربکم وگرا اپنے سے مت نکالو عورت کو انکے گھر سے اور نکل ن دیں وہ گھر اگر کن بیانی تھا اریہ میں حدیں اللہ کی۔ اور جو کوئی نکل جائے اللہ کی حدوں سے پس جتنی ظلم کیا ہے جان اپنی کو رافوس کہ محمد صاحبہ میں خدائی نہ کرے توڑ والا۔</p> <p>کیمیا نے معارف کے صفحہ ۴۸۸ سطر ۱۸ میں لکھا ہے۔ محمد غریب والا خیریت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفت ہر خود ضعف دیدم بجز نعل علیہ السلام را ہر یکہ زخم و زویب آں بود و کراویہ زن دہشت و ایشان ہر عالم حرام نذر بود ہر ایشان اسمہ عالم است تو جملہ غریب الیہا میں لکھا ہے رسول نے کہا میں نے اپنے میں ضعف شہوت کا پھل دیکھا اور نعل سے ذکر کیمیا علاج دیا چاہی کہ نہ کہ سر کہ لکھا باکو حضرت نے تصدیق فرمائی کابست تھا حضرت کی و عورتیں بختل وہ اور گورچہ ہر کسی ختم اقصائی میں سب جان سے توڑ لگی تھو وہ اور کہے نکل میں نہیں سکتی جہتیں ایسی ذکر و میں ہے اور خصوصاً اوپر سے رویت ہے اور زیادہ حرف ہی عبارت ہے کہ یہ میں چاہیے اسی کی وقت سے صفحہ ۲۸۴ جلد دوم معاصر النبویں لکھا ہے کہ ایک عورت مساکت بیچوشت احبار اونٹ پر چڑھی ہوئی جاہلی تھی اس حضرت کا دانستون</p>	<p>تھا۔ سورہ پندہ ہی عدل الاغفل سے انکی منارح میں دیر لگ گیا تھا۔ اچھا۔ سال کی عمر کے بعد مراد تحصیل نامہ کرتے تھے۔ بہت میں ایک فقرہ ان سے لکھو ورنہ وہی دھک لیا غرض کہ شیو راتری کی بات سے جس میں آریہ ورنہ تری و بیوہ کی کامبارک بودا ہوا گیا تھا ان میں اپنے غم پر مقصود کی کام میں غم میں کی مانند پھر رہے تھے ان کے والد نے خبر لیں ایک دفعہ ان کو گھر کھینچ لیا تھا گروہاں سے بھی پھاٹ گئے اور یہ وہ یہ ملک اور سبب شر ہر کمت و دوا کی نذر میں مرگم ہے کہیں کسی مہا تہ سے نیا دینے منطق لکھا کہیں کسی ست پرش سے زیارت لینے عرف و نحو میں کمال حاصل کیا۔ کسی سے سائنہ و کسی سے ولادت او کسی سے و نش کسی سے مہا نسا اور کسی سے پیشہ و کسی تحصیل کی۔ سال کے خادوں اور ہر ہر آسٹرم کی کیمیا میں شہرتیں سب سے تکرار عقیدے حل کئے اور ہر شے گمان و خیال میں بھی خوب ملک حاصل کما بش سے فراغت پاکر ویدوں کی حضور صی حاصل کرنے کو امر مٹی اور ست وادی اید و کنا حاصل اجل سوامی پر جانہ سترستی کی فہمیں تمام نیا حاصل کیا۔ مہر ہار مردا کے کئے کئے بات انوں نے ہی ان کی شاد و گور کے سرنہار کا ذریعہ سمجھا۔ انہوں نے بھی شب و روز کی محنت سے چیز ساراں میں ہی ویدوں میں عبور حاصل کیا۔ جب تعلیم سے فارغ ہوئے۔ تو مہرشی فاضل نے ان سے گو رکشا مانگی انوں نے عرض کی کہ جو میرے پاس ہے دل چاہے دے دے کہ جو انوں نے فرمایا کہ صرف یہ لکھتے ہیں کہ ملک کا بھلا کرو۔ اور دیا کہ شادی وید ویا کھیلو۔ مخلوق پرستی سے خلقت کی پکار۔ انوں نے سوامی عذر و معذرت کے بعد ہر شے منظور کیا فاضل ہادی نے جس قدر اور بھی لکھا موجود تھا وہ بھی ان کے سپرد کیا۔ آخری رخصت کا سن ۱۹۲۱ کے بعد ہے۔ یہ</p>

عتق اور محنت کا اسے ذرا پاس نہیں شہادت کے واسطے دیکھو ایوب کی کتاب باب ۲۰
 ۲۰ باب تک اور قرآن اور معارج النبوة فی مدارج الفضلہ رکن چہارم باب ۲۰ صفحہ ۱۰
 جنگ احد و بخود بخود ایک حمل بات ہے۔ اس تمام دنیا کو بغیر مدد کسی انسان سے جان
 دلائیہ وغیرہ کے بنا سکتا ہے اور بتاتا ہے البتہ بقول محمدیان کے انا جگر کاٹ کے نہیں
 بنانا اور اپنے منکر کو نہ مکنی ناجائزہ اطلاق نہ رکھتا ہے۔ یہی بیڈت صاحب کا خوش
 عقیدہ تھا اور یہی پسندیدہ عقیدہ دید کہ ہم میں آرمیدہ ہے مگر نہیں معلوم کیا
 کس جبل باطنی کے سبب اس سے کشیدہ خاطر میں۔ خدا آپ کو ہدایت دیوے۔
 قولہ جس کو یہ زور دلائل سے روک کر بیڈت صاحب پر یہ ثابت کیا گیا تھا کہ خدا
 تعالیٰ اگر زور دھور دلائل سے نہیں بلکہ مبتدا ہے تمام فیضوں کا اور جامع ہے تمام
 چیزوں کا اور مستحق ہے جمیع صفات کاملہ کا۔ اور وعدہ لا شریک ہے اپنی ذات میں
 ایچ صفات میں اور معبودیت میں ۛ

اقول۔ مرزا صاحب زبان و راسی نہ کرو بیڈت صاحب کے مقابلہ سے ہمیشہ اس
 طرح منہ چھپاتے تھے جیسے آفتاب سے چمکا ڈر۔ اور یہی حال آج تک ہے۔ مقابلہ
 میں نہیں آتے۔ قرآن میں تو انکار و دناورد ہے۔ مگر ذرا ان مسلمانوں کے عقائد کو تو
 پہلے رو کر دجو بطلان اسلام سے مسترد ہو کر آریہ و ہرم پر آگئے ہیں۔ بعد ازاں کوئی بات
 کسی آریہ پر ثابت کر۔ بیشک ان صفات کو آریہ لوگ مانتے ہیں اور یہی وہ مقدس کا
 ارشاد ہے۔ مگر قرآن ان سے رو گردان ہے۔ قرآن خدا کو مکار بتلاتا ہے اور مکار کو کرے
 والا بتلاتا ہے۔ اس کے سوا اور بہت سے خالق اور رب لہو آتا ہے کعب کی طرف جھکتا
 ہے اور بیت الحرام کو مسجود کرتا۔ سنگ اسود سے گاہہ جھنڈاتا اور صبح المذنبین
 ٹھہر آتا ہے۔ اگر درخانہ کس مت میں یس است ۛ

قولہ۔ اور پھر اس کے بعد دو دفعہ بڑی خط جھڑی شدہ حقیقت دین اسلام سے
 بدلائل واضح ان کو متنبہ کیا گیا اور دوسرے خط میں یہ بھی لکھا گیا کہ اسلام وہ دین
 ہے جو اپنی حقیقت پر دہر وراثت پر وقت موجود رکھتا ہے۔ ایک معقول دلائل سے جو دین
 اصول حقہ اسلام کی دیوار روئیں کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہیں۔ دوسری
 آسانی نشانات دینی و انوارات اور غیبی مکاشفات اور رطانی الہات و مخاطبات
 اور دیگر جو اوراق عبادات جو اسلام کے کامل متبعین سے ظہور میں آتی ہیں جن سے حقیقی
 نجات ہی جانی میں سچے ایماندار کو ملتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے ثبوت اسلام کے غیر میں ہرگز
 نہیں پائے جاتے۔ اور نہ ان کو طاعت ہے۔ کہ اس کے مقابلہ پر کچھ دم مار سکیں ۛ

اقول۔ یہ آپ شیخی مارنے کو تو شیخ چلی سے بھی بڑھ کر ہیں اور یہ بھی سچ اگر آپ اس
 میت سے کام نہیں۔ تو گوارہ کہاں سے چلے۔ آپ نے پرنس لیبارک ذہر اعظم
 سلطنت جرمن کو جھڑی بھیجی۔ آپ نے مشرک گلیڈسٹون کو دعوت کی۔ آپ نے نیوارک
 میں لارڈ صاحب کو خط لکھا وغیرہ ایسے ہی ہمت صاحبان کے پاس آپ کی جھڑی پہنچی۔
 جس میں آپ نے لکھا تھا کہ ایک سال تک ان کو میرے پاس بٹھو باخوری رقی عادت و نہانی
 نشانات بنلاؤ لگا۔ ورنہ دوسروں پر یہ ہوا ساری کے حساب سے تنخواہ بطور ہرجانہ یا ہرجانہ
 کے دو لگا۔ آپ نے لارڈ ایلن میں مارخان ملکہ جاس مارخان میں وہ خیمت دین اسلام چلے
 خود کیوں بلج کر لگے۔ کہاں چھپا ہے۔ میں نے انکو اس قدر خط لکھے اور طبع بھی کر کے
 اور آپ چلے جا لے فرماتے تھے۔ اس وقت وہ حقیقت اسلام کا دہر وراثت کہاں تختہ
 تابوت کی طرح بڑھتا تھا۔ جب میں دوماہ قادیان میں رہا آپ کے بلاخارہ دینیت
 میں بھی شریک مانتہ کے واسطے حاضر ہوا۔ وہ دہر وراثت کس لاہوت میں لگا تھا
 اور کہیں آپ نے کہا۔ کہ ان کے معنی جس قدر الفاظ آپ نے جمع کر کے قافیہ

بازر جانہ۔ ان سب کا جواب مجرات کی تردید میں دیکھتے ہیں۔ یہاں وہ اسے فسوں سے شگ
 اور کچھ نہیں ہے مگر نقد قانون کے واسطے ایک یادداشت لکھنا ہوں۔ یادداشت۔ بخیر
 کے وقت میں جب انگلشٹری آیا ہوں باطلان اسے اس کو دست چھیننا چاہیوں نے
 اعتراض کیا کہ دستہ ہستیں چاہیے تھی ماہ شدہ جو یہ دیا کہ دستہ ہستیں
 استہ آریہ ہرم کو معجزوں اور شعبہ دین کی ضرورت نہیں لائق ہوں کو ہے۔ آریہ ہرم
 کو آریہ ہرم کی کافی روانی ہے ۛ

نہیں محتاج زبور کا جتنے خوبی خدے دی۔ نیک پرکے خوش گمانت دیکھ چاہتے تھے
 جس سورہ کہف فیلہ ذوالقرنین کی دیوار روئیں۔ نیاں نہیں ہے۔ یہی طبع مصیبت
 اسلام کی دیوار روئیں بھی ملے۔ دونوں کا مخرج قرآن ہے ال ایک شیخ نہیں وہ دوسری نہ
 صداقت کا کیا بیان ہے بلکہ یہی مسلمانانہ ہے زور و شہادت دینے والی
 میں مسلمانہ کی خرافات عبادات کی بات۔ مسلمانوں کو کبھی حق بیان ہے۔ محمد صاحب
 جہد کرب کے معجزات میں اور لطرائی اس قدر کہ گوی چشم و دید مشاہدات میں۔ جتنے
 الفاظ آپ نے استعمال فرمائے ہیں۔ ان سے حد نہ دے بلکہ کراں کی سر و پائے میں
 کیا اسلئے لائے ہیں۔ آپ کا قرآن محمد صاحب کے مجرات سے نکلا رہی ہے۔ مگر حدیثوں میں
 معجزوں کی ناربا۔ ہی مسکرت کی ایک مثال ہے۔ **مُؤَلِّمًا مَّا تَوَاسَّوْا**
 صحیحہ جس کا مول نہیں اس کی تائید کہاں ہے۔ کہیں اقلید میں انہم علم مناہ
 ہے کہ کل بڑا ہے اپنی بڑے۔ پس محمد صاحب تادمین اسلام کے کلی میں۔ اگر ان کے
 پاس معجزہ بالکل نہیں جیسا کہ ہم دلائل قرآنی سے ثابت کر چکے۔ کہ وہ یہ منفرہ تھے پس
 غلام احمد میں یاسی اور اسلام کے کامل متبعین میں بھی معجزہ کا نہ جھگڑا مت۔
 کے نامکلی ہے اور نہ انکو لائق ہے کہ اس قسم کی باتوں میں دم مار سکیں ۛ

قولہ۔ لیکن اسلام میں دجو اس کا متحقق ہے۔ سوا ان دونوں قسم کے ثبوت میں سے
 کسی قسم کے ثبوت میں شک ہو تو یہی جگہ قادیان میں اگر اپنی تلی کر لیتی پائے۔ اور
 یہی بیڈت صاحب کو لکھا گیا کہ دعویٰ خراج آپ کی آمد وقت کا اور دوسری شیخ خورک کا
 نامکلی نہ رہا۔ اور وہ خط ان کے بعض آریوں کو بھی بتلایا گیا۔ اور دونوں جھڑیوں
 کی ان کی دستخطی رسید بھی آگئی۔

اقول۔ ہمیں شک تھا اور اب بھی شک بلکہ دعوے جلتے ہیں کہ یہ آپ کا افتراء محض
 ہے۔ ہم قادیان میں بھی گئے مگر آپ نے کسی طرح کی تلی نہیں کی۔ اور نہ کوئی معجزہ بتلایا
 جب ان کے ایک شاگرد سے بھی عہدہ براہوئے۔ تو انکو دعوت کرنی صرف آپ کو دینا
 ضرورت تھی۔ آپ میاں انگتے اور باہر کھڑے درویش۔ یہ ایک بھائی متال ہے اور
 بالکل آپ کے حب حال ہے جو دھندرا اور گدار سے لاچار۔ مگر اس قدر ہتارائی
 رویوں کے دعویدار میں خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا غر پر تمام سہہ کی رقم لکھ سکتے ہیں
 مگر بعد ہمارے سے قرض بے سر نہ لگا کر دیا۔ ورنہ تم بھی آدمی تھے کام کے
 لطیفہ۔ جب مرزا صاحب کی شادی راجہ صاحب کی طرف سے منادی آئی تھی
 دہلی میں ہوئی تو مشہور کیا کہ کوآب ناصر کے مقرر میری برائت جاوگی۔ قادیان کے چند ہندو
 بات میں گئے مگر مسلمان نہ لائے تھے۔ یہ دلیا جاکر حیران ہوئے کہ مرزا راست۔ نہ نکلتے
 دفع۔ نہ ختم صرف کوآب ناصر میں بہت سے جاہل ان کے مرید۔ اسکو کرات
 مانتے تھے۔ مگر جب آخر کوآب ناصر صرف میاں ناصر کے تو تمام تلی تھلی گئی ۛ
 آپ نے بعض آریوں کا نام زین کو خط بتلایا لکھا تھا۔ پس دعویٰ منشی
 سے قابل اعتبار نہیں۔

قولہ۔ میرا انہوں نے جب دونا اور ناموسی دنیوی کے باعث سے اس طرف ذرا

[illegible]

میں نامزد ہو گا خالق رب العالمین جانتے ہیں مگر قرآن کی طرح بہت سے خالق تہیں
بھی تھے اور یہ ہذا کو حسن الخلقین لینے خالقوں میں سے اچھا گردانتے ہیں۔ ہم
دور ذرہ کو اس کے تاج فرماں بھیجے ہیں اور کسی چیز کو اس کے حکم سے باہر دھیا کہ
قرآن شیطان کو جانتے ہے، یا زور کہان یا اس کے قبضہ قدرت سے دور نہیں بھڑاتے
اور تیرم راہ سے سب چیزوں کو احاطہ قدرت قدیم میں بتلاتے ہیں اور دلائل معقول سے
شہادت لگاتے ہیں۔

قولہ اگر ان کو کہو کیا تمہارا بیٹا جو کوئی سوچ پیدا کر سکتا ہے۔ تاکہ کوئی ذرہ جسم کا وجود میں لا سکتا ہے۔ ایسا بھی کوئی آدمی نہیں بنا سکتا ہے۔ کسی نے عاشق صادق و محبت ابدی سے کھلا ہے۔ اور بار بار کھلا دیتے ہے۔ سچا سکتا ہے یا کسی اپنے غیب خالص کی توجہ قبول کر سکتا ہے۔ تو ان سب کا یہی جواب ہے کہ اگر کہہ نہیں۔

[illegible]

قولہ۔ مگر انہیں کہ چیت صاحب نے اس نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی اختیار نہ کی اور اپنے تمام شیروں اور اداکاروں وغیرہ کی انانت اور ولت جان کر بھی مگر اس ناپاک اعتقاد کو نہ چھوڑا اور مرے دم تک مرن کا یہی ظن رہا۔ کہ گو کیسی بھی اداکار ہو، مگر چیت نہ تو کچھ نہایت دینی اور پورا دینا اور انہیں پرستو کر کر کے منظور رہی نہیں کہ اس پر اپنی افضل کرنے بلکہ وہ اداکار بنا کر بچر بھی انہیں کر کیلئے کوڑے بنا کر مای رہے گا۔

اقول۔ میں آپ کے نہایت ہی ذلیل اعتقاد اور انانت اور ولت اداکار بنا کر بچر بھی نہیں دیتا۔ ناظرین خود ہی آپ کی اصالت جان لیں گے۔ پر اتنا کہ ہر گز اس کوئی نام گمان و کالمیت سے خالی نہیں۔ اس کی کوئی صفت اور دوسری صفت کی متضاوت نہیں۔ اور یہ متضاد کامی کامی کامل یعنی جسے عمالت و مملکت کے خصوصیت فارش و خود رخی کا نامہرا پا محال ہے اور کوئی نصف مزاج منظور نہیں کر سکتا۔ مگر رشوت خور۔ پس استفادہ فضل بالبابا سب رحمت الیے اندازہ عدالت یا اس طرح فکر و محنت ظلم غریب کہ نام کام سوائے کسی نام و خود پانچویں کے صحیح العقل سے ظہور پذیر نہیں کر سکتے کہ جن پر مہاراج خود فرماتے ہیں۔

बहूनि मेद्वितीया न जन्मानि त्वसा ज्ञे

اسے ارجن میرے اور میرے جسم بت سے گورے میں لگا کر ان سب جنموں کی تہنیت کی
مجھ کو یادداشت از سبب لڑکی کو نہنے کے ہے۔ لیکن مجھ کو نہیں ہے ایسے ہی خود اور اپنے
سچی بہاراج بالیکر رامین و قریب میں بھی جنموں کے ہانے کا اقبال کرتے ہیں پس وہ ہمارا
نئے اور ہمیشہ ایسے ہمارا جگت لڑکھارے کو واسطہ جنم لیتے ہیں۔ مری جوتوں میں نہیں جاتے
یہ لڑکا و خواتین شیطانی سر پا نادانی ہے۔ اس کی اعتراض اسلامی بزرگوں کی نسبت عاید ہے
شیخ محمد علی کرتا ہے

[illegible]

قصیدت: یہ ایک مجموعہ برقیہ ہے، جسے اجتناب فرمادیں کیسی آریہ کا آپ کے سلطان اعتقاد نہیں ہے۔ مگر جو بیت قرآن و حدیث کے ہیں۔
قولہ: وہ کہہ کر ایسا سخن دل ہے کہ عشق اور محبت کا افس کوڑا پل نہیں اور اساعتین ہے کہ ہر سہن جو خوش و ناخوش در اوقات نہیں یہ عشق صاحب کا خوش عقیدہ تھا۔

اول سے مراد صاحب آپ کا عزیز ایک ایسا ہی تھا ہے اور اسی طرح کجاوہ و سیاہی سخی جمل ہے اور مخلوق کا قاتل۔ دیکھو قرآن کی تفسیر ارب تمام اور سورۃ توبہ کی آیت اے اللہ ایمان متی قاتلو الذین یلقونکم من الکفار فی وجہ وکمکم عنہم کہ تم جسے منکر اور متان کرو ان لوگوں سے کہ یا اس نہ تباہ ہیں کافر و تباہ

سے اور یہ ہے کہ باورِ نبیؐ شہر کے سختی اور سورۃ الفال کی روایت یا کھانا الحیض کی
الموتیٰ علی القاتل ترجمہ یعنی آے نبی شوق و لاسلماؤں کو قاتل کا اور سورۃ
کو کہہ کر انش۔ واللہ لا یجعی القوم الکفر۔ واللہ لا یجعی القوم
الظلم۔ اور خدا نہیں روایت دیتا کہافروں کی قوم کو۔ اور اللہ نہیں دیتا

فاسقوں کی قوم کو۔
 بیشک مسلمانوں کے خدا کو عشق اور محبت کا ذریعہ یا اس کو نہیں۔ ایہ رب کا خاد و خراب کیا
 شیطان کے اغواء سے۔ دیکھو اسے سچا سر پہ چھلایا۔ ابلیس کے ارشاد سے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 پر کھڑے ہو کر اسے خاک میں دفن کیا۔ خواجہ عمارت کے دور علانی سے۔ غرضیکہ

مکتوب برای ابن عباس علیه السلام

کے کھانے سے نفرت کرتے تھے غیر نہیں سوچتے کہ علمائے قرآنی اور خدا سے آسانی کو ان پر
 کے بتلانے سے کیوں کر بہت آسانی۔ ایسی ہی بہت سی باتیں جو برخلاف عقل و حکمت
 و شافعی کے تھیں گوکہ علم سمجھ کر خود بخود چھوڑ دیتے جاتے ہیں۔ دیکھو جتنے جتنے
 کا مسئلہ ابراہیم نے قائم کیا۔ عیسائی لوگ جو ابراہیم کی نبوت کے قائل ہیں اور بھی مانتے
 ہیں کہ حق تعالیٰ کا حکم ابراہیم کو خدا سے ملتا تھا اور ان کا کام ایزدی کے تشبیح کے بھی قائل نہیں ہیں
 مگر تاہم انہوں نے بمقتضائے رنگ و عار انسانیت کے اس مشکل کو چھوڑ دیا اور دیکھو وہیں
 کا خط باب ۲۰ - آیت ۲۹ سے ۲۹ اور باب ۲ کی پہلی آیت، لیکن عرب کے جنگلی لوگوں میں بدو
 قاتل ہے یہاں تک کہ عورتوں کا بھی جتنے کر کے قتل اور اس کو موت سارہ بتلاتے ہیں۔ معاصج الاولیاء
 فی مارج الفتح (مطبوعہ مطبعہ نوکاشہ شمس) کے صفحہ ۳۳۳ مطبوعہ تاہم اربعین اولیٰ باب ۱۱
 میں بطرح ذکر ہے (سارہ) از غایت فتن و اضطراب سو گند یا دو کر کہ عفتوں کے از غیبائے
 باجرہ رافضیہ کہ توفیق خلق اور تاجرہ یعنی رادہ اشد اسرارہ کیے تھے و در زمانہ تنواری
 شدہ ابراہیم اور سارہ شفاعت نمودہ الیاس کہو کہ از خط او کہ درت او صافی کن و برائے
 تھلا اقسیم تر کہائے کوش باجرہ اسرارہ کند و از امان نہائی او پیرے قطع نماید و سارہ
 بقول ابراہیم علی خود و اس سنت و مریمان زبان بانی گذشت۔ اور لغات میں لکھا ہے۔
 ختانیان یا کسیر فرج زبیران در وقت ختنہ کردن او کشف ردیفہ صفحہ ۱۰۰ م خانہ
 سر فرج زبیران کہ قدر کہ نسبت باشد (اوتکشف ردیفہ صفحہ ۱۰۲)

اے نامور! دیکھنا چاہیے کہ کتنی شرم کی بات ہے اور ہمیں کس قدر خرافات پھیلے
 ہندوستان کے مسلمانوں نے اگرچہ طوعاً و کرہاً عورتوں کا ختنہ جوہرہ سے مان لیا ہے مگر
 عورتوں کے ختنہ کو اسے شرم کے آثار نہیں مانا اور نہ کس طرح کہو کہ ایک عربی کی
 مثال ہے الجحیاء من الایمان حیادری ایمان ہے حیاء کے چلے جانے سے ایمان بھی
 کوچ کر جاتا ہے۔ ہمارے ایک فاضل ہریانے ہیں اطلاع دے کہ لٹان اور ہالو کی
 طرف ختنہ زنان بدتر جارہی ہے اور علی الہوم شب زفاف کو اس مدت کی باری ہے یعنی
 مروتات ختنہ پاتی ہیں۔ اور مقابل ختنوں کے خاتون بانی جاتی ہیں۔

خطات مرزا

مرزا کیسے مبتلا ہے قرآن کا	تجد کو سودا ہوا ہے قرآن کا
تو اسی پر گھنڈ کرتا تھا	دیکھ تو رکھتا ہے قرآن کا
مگر کہتا ہے اور فرب و قفا	خوب جعلی ہے خرافات کا
خارج و ناگر و مقفل نازل	واہ کیا کہہ رہا ہے قرآن کا
اسمان برحق و کوہ منج زین	تفسیر کھل گیا ہے قرآن کا
خانی اشیاء کی کھائی میں قہیں	اعتبار اٹھ گیا ہے قرآن کا
آدم و کعبہ مسجد گاہ کے	شرک پر مڑتا ہے قرآن کا
ہیم جاں طبع نال غارت کی	میری دام رہا ہے قرآن کا
چھین کے ہیں ویشاں عرب	خوت کر دیا ہے قرآن کا
چھین گئی قتل خام کی توار	زور لگا گیا ہے قرآن کا
ابوئے عدل دین بقیہ	زور لگا رہا ہے قرآن کا
دین گروہ ہونے الینین	جانی نہیں ہے قرآن کا
خوف بشرے اس کی خان غیر	عرش پر بایا ہے قرآن کا
اس کے تھکن پر ویز شہاب	دو خدا ہوا ہے قرآن کا
دیکھو خناس کی شرافت پر	خاتمہ کر دیا ہے قرآن کا

دوسرے کل اسے غلام احمد - کیوں بھروسہ رکھا ہے قرآن کا
 اب قرآن کوئی دم کا ہوا ہے - خاتمہ ہو چلا ہے قرآن کا
سوچی جی کی نسبت مرزا خدا کے اعتراضوں کا جواب غیرہ
 بہرین الاحزاب صفحہ ۵۴ سے ۵۴ تا ۵۴

قولہ میں دو ناموں کہ آپ لوگوں کا ایسا انجام نہ ہو جیسا کہ مذمت و مائدہ ان لوگوں کے سرگودہ کا
 انجام ہوا کیونکہ اس فقرے ان لوگوں کی وفات سے ایک مذمت پہلے راہ راست کی طرف دعوت کی
 اور آخرت کی رسوائی کی ذولائی۔ اور ان کے مذمت اور اعتقاد کا سرسراہل بنیاد پرین تعلیم
 سے ان پر ظاہر کیا۔ اور نہایت عمدہ اور کامل دلائل سے ثابت تمام ان ثبوت کیا گیا کہ دہر
 سے تخریب تمام دنیا میں آڑیں سے بقیہ اور کوئی مذہب نہیں۔
اقول۔ جیسا سوچی جی کا انجام ہوا وہ ایک عالم پرورش ہے۔ ہزاروں لاکھوں کو مسلمان
 عیسائی اور جیسے بجا اور جیسا کہ کاش کر کے ایک عالم کو رہ راست دیکھا یا بیت پرستی و
 مخلوق پرستی پرستی کو کھپ پرستی کی تمکک بیار لیں سے بددیوانہ اڑیے اوپریش و کلین
 میضمان آبرورث کو شفاوی۔ بیگانہ کی آہ و زاری کو یہ کی تسلی بخش ہدایت سے دور کر کے
 ست دھرم کا پرکاش کیا۔ بفاق پسند ہندوستان کو اتفاق سے آپ دوت بتایا۔ قرآنی کرانی
 مہتموں کے بھارتی و دیگر سولوں سے آبرورث کی بردون کو بیاچار

دوسرا احباب! جب آپ خود کہہ میں تو ان لوگوں خصوصاً سوچی جی کو چار مرتبہ قرآن
 اور قرآن کے علم و عرفان تھے، کیا نہایت کر سکتے تھے۔ مگر آپ ان خلاف بات و تفسیر خلاف
 یوم مفرغہ آخرت کے واسطے تھے کہ جواب میرے پاس اور کچھ نہیں کیا مگر یہ کہ جو کچھ
 برائے کے تھیں تم خود کو انہوں کے ان کے مقابلہ سے خود کو دالے سے خود کو دالے سے
 میں منہ چھپاتے ہے۔ اور اب باقی رہے کہ جو خدا سے سزاوارتھ جو کچھ کہتے ہے۔ اور آپ کا
 قرآنی خدا خود دہرہ ہے جو سورۃ النور میں زمانہ کے تصدیق کیا اور اس کی قہیں لکھا
 ہے۔ مذمت شکات و تجاری میں محمد صاحب کی زبانی منقول ہے۔ **واللہ لعلوا ما ختنہ**
الہوفان اللہ هو الہم۔ تو جھگڑا۔ اور خدا کا امید زبانی ان کے تھیں
 الصدوقی ہے زمانہ کا حدیث نبوی اور قرآن دونوں سے طرح طرح کے دہرہوں اور
 محمول ہیں نہ تفاوت نہیں بلکہ روحانی رفاقت کیونکہ زمانہ ہی ان کا خدا ہے اور دہرہ ہی
 ان کا کبریا پس پرست اور اسلام نامی تو دہرہ میں جس میں کسی کو کلام نہیں۔
 آریوں سے زیادہ خیر خواہ، کیا نام خدا ہے کہ خدا جانتے آپ کے حبیب پر کتب میں علم و
 کیوں جو کہ حضرت! قطعاً نظر منہ علیہ الرحمہ کو یہ کہ ہم آپ کے مخالف نہیں بلکہ آپ
 کی ہمتی کے طالب ہیں۔ تاکہ آپ بھی راہ راہوں اور جہالت سے نجات پائیں سو میرے وہم
 ثبوت کے سبب لاچار ہیں مگر آپ ناگزیر بھی خیالات میں گرفتار ہیں خدا کو غرض پر خود دانتے ہوا
 رہا کہ تھے مروجہ تھیں جانتے۔ عقل و فہم تری کو دہشت سلطان کوڑا لے اور سفارش و شفاعت
 کو من کے حضور حاضر جانا ہے جہاں کہہ کر انہوں کو اللہ سے کھڑا رہا ہے اور ضلالت کا مانی مانی
 سے نہایا پس ہرگز ان سے تھیں کوئی فضیلت نہیں بلکہ ہر طرح روایت سے ان کا
 دیکھ کر طبع ان کا کہ ہے اور آپ کچھ کہہ لیں ان کو ان کا ہوا ہے۔
 بہرین تفاوت رہے ان کا ست نامہ لکھا۔
قولہ۔ کہ یہ کہ لوگ خدا تعالیٰ کی سختی و برتری کو حق کرتے ہیں کہ اس کو خالق اور رب العالمین
 نہیں سمجھتے اور تمام عالم کو کہاں کہہ کر وہ دہرہ کو اس کا بھارت بھارت ہے جس کا
 صفات خدا تعالیٰ اس کی حق تعالیٰ اس کے برابر سمجھتے ہیں۔

سورة اخل - اما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل لغير الله يقرن
 اضطر غير باع ولا عامدا فان الله عفو رحيم - ترجمہ - سوائے اس کے جس کو
 حرام کیا اور تمہارے مردار اور ابو اور گشت سورا اور وہ چیز کہ آواز بلند کیا جاوے اسے
 غیر خدا کے ساتھ اس کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ خدا سے نکل جائے والا اور نہ اسے چھین
 لینے والا - پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان -
 (۲) پر سورة اخل میں ہے - ولا تقولوا لما قصص التكم الذب هذا احلا احل
 خماص التفترو على الله الذب الذين يفتنون على الله الذب لا يفتنون
 ترجمہ - اور مت کہو اسے اس چیز کے کہ بیان کرتے ہیں یا جس میں تمہاری جھوٹ
 یہ محال اور یہ حرام ہے - تو کہ باندھ لو اوپر اللہ کے جھوٹے تحقیق جو لوگ کہ باندھ لیتے
 ہیں اوپر اللہ کے جھوٹے نہیں فلان پائیں گے -
 (۳) سورة بقرہ میں ہے - اما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل
 بغير الله من اضطر غير باع ولا عامدا فلا تفتنوا ان الله عفو رحيم -
 ترجمہ - سوائے اس کے جس کو حرام کیا اور تمہارے مردار اور ابو اور گشت سورا
 اور جو کچھ کیا جاوے اوپر اس کے غیر اللہ کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ خدا سے نکل جائے
 والا - اور نہ چھیننے والا - پس نہیں گناہ اوپر اس کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے -
 (۴) سورة المائدہ میں ہے - حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل
 لغير الله من الاطعمة والموتى ذوات الملوئمة والنطيحة وما اكل
 السبع الا ما ذكركم وما ذبح على المنصب فان تستقسموا بالذات الا ما ذكركم
 فسق الذین منکم ومنکم فلا تحسبوا انکم لا تعلمون انکم لا تعلمون انکم لا تعلمون
 وکنتم ائمت علیکم شقوی وحرمت بکرم الا مسلامہ دنیا میں اضطر غی غصہ
 غیر متخاصم الا ما ذکرت فان الله عفو رحيم - ترجمہ - حرام کیا اور تمہارے مردار
 اور لہذا اور گشت سورا اور جو کچھ کیا جاوے سوائے اللہ کے ساتھ جس کے اور کلام اللہ
 اور لایحی جائے - اور اوپر سے گڑھے اور سینک بارے اور جو کیا گیا مردہ مگر جو ذبح کو تم -
 اور سوچ کر اوپر قتال کے - اور یہ قیمت معلوم کرو ساتھ قتل کے - یہ شق ہے آج
 کے دن تا مہینہ پڑے وہ لوگ کہ کافر تو تھے دین تمہارے سے - پس مت ڈرو دن سے اور
 ڈرو مہینہ سے - جسک دن پڑا کیا - میں واسطے تمہارے دین تمہارا - اور پوری کی اور تمہارے قوت
 اتنی اور بلند کیا اور سب تمہارے اسلام دین - پس جو کوئی بے بس ہووے - پیچ بھوکھ
 کے نہ چھیننے والا طرف گناہ کے پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان -
 (۵) سورة العام میں ہے - وقد جعل لكم ما حرم عليكم - ترجمہ - تحقیق
 تمہیں بیان کرنا واسطے تمہارے کہ جو حرام کیا گیا ہے اور تمہارے -
 قرآن نے ان کے واسطے سے نما سے سورا اور ابو اور وہ چیز جو باغی جانور کے سب حیوانات اور
 پرندہ اور باغی جانور و حشرات الارض اور کڑے مکوڑے حلال کر دیے کیونکہ ان میں ہر ایک اور
 فقط سورا اور ابو اور وہ چیز جو باغی جانوروں کے سوا سب کو حلال کر دیا اور جھیری چلاری
 اور تیرہ و دس نہایت صاف الفاظ میں بیان کیا کہ جو کچھ حرام ہے وہ مفصل بیان کر دیا
 مگر علمائے اسلام میرے حبيب اور تہذیب و تمدن کا چارہ چارہ رکھا اور پھر قرآن کی اس تعلیم
 نہ تھے کہ کس سے کتا - بلا - آدمی کا گوشت اور تیرہ باغی جانور و حشرات کے کھانے کی
 اجازت نہ کرنا حلال و طہی قرار پائے تھے اور غلط و زائد شی کے قرآن کی اس تعلیم کے
 برخلاف علمائے اسلام میرے تہذیب و تمدن قرار دیے اور یہ چیز ان کو محمد صاحب کے مرنے
 سے کئی سو برس پہلے نصیب ہوئی بلا حلال - (۲) مگر وہ اس حرام کی اس پر بھی

اے ناظرین غور فرمادیں جس حالت میں حرام کی تشریح بمفصل قرآن میں آپ کی اوقطعی ممانعت
موجودگی کو اب اور افتراء نہ کر دے حلال ہے اور یہ حرام نہ کرنا قرآن پر کتنا نیک اور وہ
چیزیں جو قرآن نے حلال کر دی ہیں۔ انہیں سے بعضوں کو کیوں اپنی اپنی عقل کے بموجب
حرام اور بعضوں کو مکروہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ اور پھر بھی بہت کم اس کا شر پر اتفاق نہ کر کے۔
اور ان گھڑت تاویلیں کرنے لگے جانا کہ صنف قرآن نے آیت نمبر ۵۷ میں بطور دعویٰ کے
کہہ دیا کہ حرام و حلال کا بیان حصص کر دیا ہے پھر ہمیں تسلیم کرے کہ یہ کیوں ضرور پیش
آئی کیا وہ اپنے خدا سے زیادہ سیانے پیدا ہو گئے یا کیا خدا کی عقل ان کے کچھنی سے بچ رہی
ہے کہ قرآن کی اس تعلیم سے محمدی لوگ پیرو ہوں میں شریعت نہ بنے ہو گئے۔ اور ان گناہ
کو صاحب ہند کے کس وغیرہ کے کلمے سے غیر قرآن ان سے نفرت کرنی ہوئی۔ اسے یقین
ہو رہا ہے کہ علمائے اسلام اپنے آل انبیاء سے اپنی عقل کے موافق قرآن کی اس تعلیم کی اصلاح
کی۔ اور غالباً شروع میں یہی وجہ تھی کہ اس سخت نفرت کی ہوئی ہوگی جو آج تک چلی آتی
ہے حقیقت میں اگر ان تصائب نہ کرے تو سب بار میں شران کی تعلیم نہایت ہی مکروہ
ہے۔ اور تنگی مشغول کے حجاب کے موافق جس سے آدمی تک کا کمال و طیب دیا کہ
محکم خدا قرار کیا۔ بھلا کوئی مذہب قوم یا کسی تعلیم کو بدلے مان سکتی ہے یا ہرگز نہیں ہی
یہ غیر کر کے کہ یہ ورت میں جو مسلمان لوگ بنا میں وہ اب تک بھی ہمت سے اپنے کوہ جادو

۶۱	صفت	پہلے گئے تھے ان کو ڈرانے اور باقی کو مارنے کی بابت عینی اور موسیٰ کے درجہ کو جو عین بیان کرے صفت انفاق کی لکھی	۸۲	الافطار	آسمان کے پھٹنے کی بابت اور قیامت کے نمود کا ذکر اور گناہ کا تہنیں دور ششوں کا مقرر ہونا آدمی کے اعمال اور ہی کو سناٹے۔
۶۲	جمعہ	بابت ناگہان لفظ نہ ہو جائے۔	۸۳	ظلمت	کم و زیادہ کی بابت ذکر ہے اور بہشت میں شراب نوشی کی بابت جو خبری اور بلغ کا بیان۔
۶۳	جمعہ	پہلو دیل سے موت مائتے کا قصہ اور میتوں کے پاس آتی پیغمبر کا آنا اور محمد کے دن کی بزرگی۔	۸۴	اشفاق	اس میں بھی آسمان کو پھٹنے اور ششوں کا دور و دراز سے بیان ہے۔
۶۴	مناجات	مناجات کو گولی کی بابت ۷۰ آیت اور شریف	۸۵	برہم	اس میں خدا آسمان کے برجوں کی قسم کھاتا ہے۔
۶۵	تغابن	روز عجبوں دینی ضابطہ کا ذکر کر کے بہشت کی تحریص اور قہر بیضیت اور خدا کا گولی کے پیچھے محمد صاحب کے عرض مالک اور وگن دینے کا قرار۔	۸۶	طریق	زین کی قسم اور آدمی کی سیدہ ایشی باب کی پشت سے سان کی ہے اور خدا کا مکر کرنا۔
۶۶	تحریر	عورتوں کی بابت طلاق وید سے کا بیان اور سات زمیںوں اور سات آسمانوں کا پید کرنا اور بہشت کا بیان۔	۸۷	ایعلیٰ	یہ سب صحیفہ کو نکال دیکھ خدا کی بزرگی کا ذکر ہے۔
۶۷	ملک	خاص محمد صاحب کی عذرتوں کی بابت ہے اس میں اور اس نظام حضرت نے شہید اپنے پروردگار کو رہا رہا (جب کر کے) پر آیت پر ہی کر گئی حرم کرنا ہے جو اللہ نے عمل کیا۔	۸۸	عالمیہ	اس میں قیامت کا ذکر ہے اور بہشت مقرر ہے۔
۶۸	قلہ	سات آسمان اور زمین اور جہنم کا ذکر کر کے قدسہ نصیحت اور خدا کا آسمانوں میں ہونا اور شیطاں کو شہاب ثاقب مارنا جو وہل ستائے پہنچے۔	۸۹	فجر	خدا کا جو وقت کی قسم کھاتا ہے اور بہشت طاق کی ہی قسم کھاتا ہے خدا کا آقا و شہید کی نعمت کا ذکر اور فرعون و ثمود کا قصہ۔
۶۹	حق	خدا کا حکم کی قسم کھاتا ہے اور اس کے خلاف کا ذکر اور خدا کا اپنی بندگی قیامت کے روز و کھانا اور پیکر کرنا۔	۹۰	بلد	خدا کا بلڈ اپنے شہر کے کی قسم کھاتا ہے۔
۷۰	حق	خدا کا حکم فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے اور اس پر خدا بڑا حاکم ہے اور قیامت کا فکر اور روح کا ڈراؤ۔	۹۱	شش	خدا شروع اور پناہ اور خدا کی قسم کھاتا ہے۔
۷۱	مناج	قیامت کا ذکر اور اس کی منہ خوار کچھ ہزار سال تک رہی خدا کا زید لکھا اور فرشتوں کا آدھ سے بچے اترنا۔	۹۲	لیل	خدا رات کی قسم کھاتا ہے۔
۷۲	نوح	نوح کا قصہ ہے۔	۹۳	ضحیٰ	خدا روزی کے وقت کی قسم کھاتا ہے۔
۷۳	جن	محمد صاحب کا قرآن پڑھنا اور جنوں کے توحید اور سہارا ہر جانا اور خدا کا قرآن کی آیتوں کو وہی کے ساتھ بحفاظت جو کیدان کے ارجال کرنا۔	۹۴	الشرح	خدا اپنے صاحب کو سہارا کرتا ہے تاکہ گہرا رہے نہیں۔
۷۴	ضرتل	قرآن کے پڑھنے کی بابت آیات اور و فروع اور قیامت کا ذکر بحال فکر فرعون کے۔	۹۵	پس	خدا اپنے کے وقت اور زمین کے وقت کی اور حکم اور سہارا پہلو کی کی قسم کھاتا ہے۔
۷۵	قیامت	خدا قیامت کی قسم کھاتا ہے۔	۹۶	علیٰ	خدا کا ذکر ہے کہ آدمی کی سیدہ میں جن ہے چار اور ہر قسم انوکھا خدا ہے کہ ہر سہارہ کے لیے خدا نے آسمان سے نازل کی ہے۔
۷۶	دھر	زمانہ اور ایک آدمی کی حالت کا ذکر اور قرآن مخفی اور بہشت کا ذکر	۹۷	قلین	شب قدر کی رات کا ذکر ہے کہ اس زمانہ کو زمین اور روح اترنے میں قرآن و فروع و کونہ کی بابت ذکر ہے۔
۷۷	مصلحت	خدا قیامت کی قسم کھاتا ہے۔	۹۸	الزلزال	زلزلہ کی بابت اور زمین کا بائیں کرنا۔
۷۸	النبأ	خدا ان ہزاروں کی قسم کھاتا ہے ہر چیز کی ہیں۔	۹۹	عذریات	عذر گہر زلزلوں کی قسم کھاتا ہے۔
۷۹	تفسیر	فرشتوں کے باہمی جھگڑے اور زمین کا ذکر ہے اور جہنم طوی کا ذکر ہے۔	۱۰۰	قارعة	قیامت کی بابت ہے۔
۸۰	عین	ناجیہ محمد صاحب کو پاس آیا اور انہوں نے اسے کہہ دیا کہ اے خدا ہے۔	۱۰۱	عصہ	خدا رات کی قسم کھاتا ہے۔
۸۱	مکویہ	پہاں پر ششوں کا ذکر طوفان اٹھاتا ہے۔	۱۰۲	ہمزہ	عجب پڑھنے کی محنت ہے تاکہ مرنے اور محنت نہ کرے۔
			۱۰۳	فیل	فیلوں اور باہلوں کا قصہ طرح ہے۔
			۱۰۴	قرین	خاص قوم قرین کی بات زمین کو جو صاحب پیدا ہوئے ذکر ہے۔
			۱۰۵	مناعون	برکت کی چیزوں کی استعمال کرنا بیان۔
			۱۰۶	کوثر	حاصل کوثر کی بابت ہے زمین کے زمین کے آسمانوں کا اور بہشت میں ہی اس عرض میں بیٹھ کر خدا کا بہشت شہید و گویا پلائی گئے۔
			۱۰۷	کافرون	کافروں و کفاروں و جہاں جہنم کے ان کی چیزیں بیان کرنا۔
			۱۰۸	بقرہ	سہارا کی بابت ہے کہ خدا نے اسے دیا کہ زمین کا ذکر۔
			۱۰۹	طغی	اسلامی الیہب دیکر محمد صاحب کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بابت خدا صاحب اور محمد صاحب کا پروردگار اور کالیان دنا۔
			۱۱۰	اخلاص	خدا کی شریف ہے۔
			۱۱۱	قلوب	دعا ہے اور شرارت سے پناہ مانگی ہے۔
			۱۱۲	الناس	آخری دعا اور شیطان کو بچانے کے لیے خدا سے پناہ مانگی ہے۔

۲۷	۱	کوئی تفسیر والا اس کا جواب معقول نہیں دیتا ہے۔	۲۷	اور خدا کا یہودی کو چھپے ہیں کرنا۔ اور محمد صاحب کی یہ ایسی سالیکہ ایمان کا نہ جاننا کہ کیا ہے۔	۲۷
۲۸	۲	حضرت موسیٰ اور فرعون کا ذکر۔ اس سطح پر بیچ کے طرفان کا بیان اور کچھ شاعری کی بابت گفتگو اور خدا تعالیٰ کا ایک پہاڑ کو اٹھا کر لوگوں کو سامنے لانا۔	۲۸	قرآن عربی میں سوسوٹے ہزار کلمے کی بولی ہے وہ سبھی میں درستی اور عیشی سے دشمن کا خلاصہ اور خدا کا لوگوں کیساتھ ایک ایک تہ جان پہنچنا تاکہ گمراہ ہوں۔	۲۸
۲۹	۳	حضرت موسیٰ اور سلیمان اور وہ کے قصے اور حضرت سلیمان اور سبا کی عورت ملک بلقیس کا عشق آریہ فساد اور سلیمان کا مراسم بنام ملک سبا اور موسیٰ کے وفات۔	۲۹	قیامت کے روز آسمان و مہر و اہل بن جاوید۔ اس کا ذکر اور بنی اسرائیل اور فرعون کا ذکر۔	۲۹
۳۰	۴	بکرمہ و خلاصہ قصہ جات موسیٰ و فرعون کا ہے۔	۳۰	حاشیہ	۳۰
۳۱	۵	وہ موت یعنی بکرمی کا قصہ اور کچھ بیچتے بیچتے کی نگار و پریشانی کا ذکر	۳۱	۲۵	۳۱
۳۲	۶	نہم و دوم کے مخلوق ہونے کا قصہ۔ اور خدا کا لوگوں کی دلوں میں حق کی طرف سے کیسے واکوئی کرنا اور ابراہیم کی بیٹی کی نکاح	۳۲	۲۶	۳۲
۳۳	۷	حکیم نعمان کا قصہ اور اسماعیل کو خدا تعالیٰ کا بیٹے ستونوں کو کھڑا کرنا اور نعمان کا فیصلہ نامہ بیان کرنا اپنے بیٹے کو۔	۳۳	۲۷	۳۳
۳۴	۸	معمور اور کرمہ کا اور بانی عذاب و قواب اور بہشت و دوزخ کے حالات۔ خدا آسمان سے اتر کر زمین پر کام کر رہا ہے اور پھر چڑھ جاتا ہے اور قبول جانا خدا کا۔	۳۴	۲۸	۳۴
۳۵	۹	ان عورتوں کا حال جو نفس اپنا پیغمبر کو چھپا دیں اور اس کی تشریح اور کفار کے لشکر سے عہد و پیمان کا بیان اور بیچ موسیٰ ابراہیم وغیرہ کے قصہ جات۔	۳۵	۲۹	۳۵
۳۶	۱۰	خدا کا اپنے کہ میں لوگوں کا حساب لکھتا ہوں۔ اور پہاڑوں کا باتیں کرنا اور وہ کے ساتھ اور گیت گانا۔	۳۶	۳۰	۳۶
۳۷	۱۱	کچھ بہشتی ہوا اور فرشتوں کو دو دو تین تین اور چار چار پر پر کا بیان اور سورج اور چاند کا دن رات میں چلنے کا حال۔	۳۷	۳۱	۳۷
۳۸	۱۲	اس میں پریشانی کا ذکر اور اس کے گرد و بستہ کی حالت پر فرشتہ کے روز پھر کی گنا اور خدا کا قرآن کی قلم کرنا اور بہشت و دوزخ کا بیان۔	۳۸	۳۲	۳۸
۳۹	۱۳	خدا کا فرشتوں کی قسم لہا۔ اور وہ لوگوں کا قرآن کو تمام اپنی فرمائش کا مال و مال باں میں غیر کا قصہ۔ اور شیطان کا بیچ محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کی کہ سنے مانا اور خدا کا شہادت قہار۔	۳۹	۳۳	۳۹
۴۰	۱۴	خدا کا قرآن کی قسم لہا اور وہ لوگوں کا قرآن کو تمام اپنی فرمائش کا مال و مال باں میں غیر کا قصہ۔ اور شیطان کا بیچ محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کی کہ سنے مانا اور خدا کا شہادت قہار۔	۴۰	۳۴	۴۰
۴۱	۱۵	خدا کا قرآن کی قسم لہا اور وہ لوگوں کا قرآن کو تمام اپنی فرمائش کا مال و مال باں میں غیر کا قصہ۔ اور شیطان کا بیچ محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کی کہ سنے مانا اور خدا کا شہادت قہار۔	۴۱	۳۵	۴۱
۴۲	۱۶	خدا کا قرآن کی قسم لہا اور وہ لوگوں کا قرآن کو تمام اپنی فرمائش کا مال و مال باں میں غیر کا قصہ۔ اور شیطان کا بیچ محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کی کہ سنے مانا اور خدا کا شہادت قہار۔	۴۲	۳۶	۴۲
۴۳	۱۷	خدا کا قرآن کی قسم لہا اور وہ لوگوں کا قرآن کو تمام اپنی فرمائش کا مال و مال باں میں غیر کا قصہ۔ اور شیطان کا بیچ محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کی کہ سنے مانا اور خدا کا شہادت قہار۔	۴۳	۳۷	۴۳
۴۴	۱۸	خدا کا قرآن کی قسم لہا اور وہ لوگوں کا قرآن کو تمام اپنی فرمائش کا مال و مال باں میں غیر کا قصہ۔ اور شیطان کا بیچ محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کی کہ سنے مانا اور خدا کا شہادت قہار۔	۴۴	۳۸	۴۴
۴۵	۱۹	خدا کا قرآن کی قسم لہا اور وہ لوگوں کا قرآن کو تمام اپنی فرمائش کا مال و مال باں میں غیر کا قصہ۔ اور شیطان کا بیچ محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کی کہ سنے مانا اور خدا کا شہادت قہار۔	۴۵	۳۹	۴۵
۴۶	۲۰	خدا کا قرآن کی قسم لہا اور وہ لوگوں کا قرآن کو تمام اپنی فرمائش کا مال و مال باں میں غیر کا قصہ۔ اور شیطان کا بیچ محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کی کہ سنے مانا اور خدا کا شہادت قہار۔	۴۶	۴۰	۴۶
۴۷	۲۱	خدا کا قرآن کی قسم لہا اور وہ لوگوں کا قرآن کو تمام اپنی فرمائش کا مال و مال باں میں غیر کا قصہ۔ اور شیطان کا بیچ محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کی کہ سنے مانا اور خدا کا شہادت قہار۔	۴۷	۴۱	۴۷
۴۸	۲۲	خدا کا قرآن کی قسم لہا اور وہ لوگوں کا قرآن کو تمام اپنی فرمائش کا مال و مال باں میں غیر کا قصہ۔ اور شیطان کا بیچ محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کی کہ سنے مانا اور خدا کا شہادت قہار۔	۴۸	۴۲	۴۸
۴۹	۲۳	خدا کا قرآن کی قسم لہا اور وہ لوگوں کا قرآن کو تمام اپنی فرمائش کا مال و مال باں میں غیر کا قصہ۔ اور شیطان کا بیچ محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کی کہ سنے مانا اور خدا کا شہادت قہار۔	۴۹	۴۳	۴۹
۵۰	۲۴	خدا کا قرآن کی قسم لہا اور وہ لوگوں کا قرآن کو تمام اپنی فرمائش کا مال و مال باں میں غیر کا قصہ۔ اور شیطان کا بیچ محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کی کہ سنے مانا اور خدا کا شہادت قہار۔	۵۰	۴۴	۵۰

قرآن کی تعلیم کا فوٹو گراف

ہمارے مریض عیاض اکثر اس بات کا فخر کرتے ہیں کہ قرآن میں حقائق و معارف بہت ہیں اور کسی بات سے وہ قاصر نہیں اور کوئی تعلیم اس میں اور جو کسی نہیں مگر جب کبھی شلانا کا مودہ بہاؤ تب سوائے گائیل اور برکھنے کے کوئی شجرت نہ دے سکے ہم انکی سقٹ کلانی سے آرزوہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ اسلامی تصب و صداقت ہے اور داناؤں نے گناہی ہے۔ آرزوہ ہمارا شرا و کر و در دستہ، لیکن ہم اس کتاب میں ضروری جانتے ہیں کہ اصلیت و ماہیت قرآن کا بیان فرار و فنی کریں۔ اس واسطے ہم سب سے پیچ تمام قرآن کا جو فوٹو گراف بنا سکتے ہیں اس کو حق و باطل کی پرکھنا اور انہما کیو اسطے ناظرین سے پرورد و ہوتے ہیں۔

۱	نام ستر	خلاصہ صفحہ اول اور شروع و قصہ کوئی خاص یا داشت
۲	فاتحہ	شروع میں دعا ہے کہ اسے خدا مجھے گراہی سے بچا اور لکھے تاکہ لوگوں کے پیغمبر چلا۔
۳	بقرہ	آدم و حوا و شیطان و خدا و ملائکہ کا مباحثہ و مباحثہ و ساری کی کو سارہ چہیتی اور موسیٰ کا حال اہل بیت المقدس کی طرف مسجدہ کہ کیا حکم پھر کہ کی طرف۔
۴	آل عمران	عیسیٰ اور آل عمران اور اسراہیم کے قصہ حیات اور عظام و حلال کا بیان اور عیسیٰ کا حرام چیزوں کو حلال کرانا۔
۵	نساء	مسلمانوں کو واسطے چارہ ضرورتوں سے محروم کرنا حکم اور توبہ کے ساتھ عطا و ان کے۔ اور ایک رنگو چہ عورت سے بگڑتی دیرا چاہے توبہ لاسکے ہے۔
۶	مائدہ	جالادوں کے حرام و حلال کی تفسیر اور موسیٰ کا وکرا و فنی اسلٹن کے قول و قریب و کرارت و تفسیر و انجیل کی اصلیت اور عیسیٰ کا حال۔
۷	انعام	اس میں ہن حرام و حلال اور اسراہیم کا مستلزامہ و مباحثہ و مباحثہ کو خدا ماننے کا نشانہ بر خلاف توحید کے قرآن کا مکہ ذالوں کے ڈرا لیکے لئے نازل ہونا۔
۸	اعراف	اس میں پھر شیطان اور آدم اور خدا کا مباحثہ ہے اور کافروں کے واسطے آسمانوں کے دروازوں کا نہ بھولنا اور خدا کا آسمان و زمین ہاگر عرش پر بیٹھ رہنا۔
۹	انفال	جہاد و عیسیٰ و عیسیٰ کے مال کی تقسیم کر کے کی بات یہ ہیں کہ اس حصہ خدا کو دیو یا اس مال کو و۔ اور لوث بار کی پادشہ اور خدا کا کر کہ۔ اور خدا کا منہ ہالوں کو کافروں کے مقابلہ پر چاہیے و سقٹ تحفیہ کرنا کہ اب بھل جیتے کے دس گنا زیادہ کافروں سے جنگ نہ کرو۔ مگر اب اکبر و مسلمان دوسو سے جنگ کرو! افوس!!
۱۰	توبہ	کافروں کے ڈرانے اور دھمکیاں دکر مسلمانوں کو جنگ سے بھاگنے کی دہری اور توبہ کا بیان۔ اور جہاد و حرام و

یونس

ہود

یوسف

زمرہ

ابراہیم

حجہ

نحل

بنی اسرائیل

طہ

حج

طہ

حج

حج

حج

حج

حج

عالم اور کافروں سے بد اخلاقی سر کیا جان۔
 قدرے نصیحت اور فیل پھر کا مادی سے میٹ میں جا لیکھا قصد۔
 اور خدا کا آسمان و زمین ہاگر عرش پر جا کر تھک کر سر کیا اور خدا کا
 کر کر ۱۰ اور موسیٰ اور شعرون اور مارون کا قصہ۔
 خدا کی روح کا پانی پیتے نا اور فنی کی داستان و کشتی کا بیان اور توبہ
 سے ناخال کاپانی اہلنا اور دود و صالح کی حکایتیں اور وسیعہ رے روط کا قصہ۔
 خلاصہ تمام ہوسف۔ ۱۰ اور توبہ ہر ہر داستان اور فنی عیسیٰ کا
 سیکھ لیا اور نا کا اڑوہ و ذوقیہ کا ذکر و سوس ہی بی کر کے کہ یہ ہوتے
 بحالی و عیسیٰ کی تہمت کی نا اور جو بیٹے بولے کیا بیان۔
 خلاصہ محمد زکریا اس سورہ میں محمد عیسیٰ کو ایک دہشتہ بیان
 کرنا ہے کہ وہ خدا کی تسبیح و تہنیت ہے۔
 اس میں اسراہیم یحییٰ کا خلاصہ حال اور یحییٰ کا بچل حال ہے اور
 یزید کا دود و عقل و مانہ اور اس کا آسمان پر جانہ۔
 ایک قوم کی کہانی ہے جسے خدا سے محمد ان سے پھر و مباحثہ و مباحثہ
 خدا و شہاب تا تب کے گولہ مار مار فتنوں کا شیطاٹوں پر جو
 خدا کی باتیں سننے اور جلتے ہیں۔ تاکہ اوپر نہ آویں۔
 کچھ مباحثہ اور کچھ حرام و حلال کا انفصال اور زمین سے لپکے کا پانی
 اور کچھ مباحثہ و کچھ مباحثہ و کچھ مباحثہ و کچھ مباحثہ و کچھ مباحثہ
 بنی اسرائیل کے وفتحات کا بیان اور داؤد بادشاہ کا ذکر اور محمد صاحب
 کو تکر سے سنت و لغت سے ان کی کہانی میں خدا کا لے ہانا اور حضرت زکریا
 نبوت اختلاف اور کچھ مباحثہ و کچھ مباحثہ و کچھ مباحثہ و کچھ مباحثہ
 اس کا کہنا کا ذکر اور کچھ مباحثہ کا بیان جس سے اس کا کہنا کہ
 قیامت تک سوئے ہیں اور نہیں جاگئے اور فتناب بھی مال حال بدل
 جانا ہے۔ مگر کچھ قصہ اور توبہ و درویش کی دیوار تھانا اور باج
 و باج کی ذرا و قیاس نشان اور کچھ قصہ کا تمام و دنیا پھر کرنا۔
 عیسیٰ اور مریم کا ذکر اور مباحثہ کا اثر نا اور اس کے معاملہ پر کیا بیان
 طوی نام سیدان کا ہے۔ موسیٰ کی داستان اس طوی سے جنگ کا بیان اور
 انکی پرتالی پر کچھ مباحثہ کا ذکر اور اس کی تفسیر خدا کی پستل۔
 خلاصہ داؤد و مہمان و ذکر و کچھ مباحثہ و کچھ مباحثہ و کچھ مباحثہ
 اور موسیٰ و اسحاق کے بطور خلاصہ۔ اور خدا آسمانوں سے اتر
 کر زمین پر کرنا۔
 نور و نور اور نور و نور و نور و نور و نور و نور و نور و نور و نور
 ج کہ ان کا پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 فنی سے طوفان کا ذکر اور مسلمانوں کی بابت تروا و عزیز کی بہتیت
 اور خدا کا ان کی کتاب میں لوگوں کا حساب نہ کہنا۔
 ونا کی بابت سر داؤد و موسیٰ علی اللہ کے انجم ونا کی بابت سر داؤد و موسیٰ
 کا اثر نا اور کچھ مباحثہ کا ذکر اور کچھ مباحثہ کا ذکر اور کچھ مباحثہ کا ذکر
 حضرت موسیٰ اور حضرت یحییٰ کے قصہ حیات اور کچھ قرآن کی تفسیر
 اور کافروں کا سوال کہ کیوں قرآن اکٹھا نہ آتا اور خدا کا حکم
 یہی غیر عقل جواب کہ بہ تیرے وگا و ثابت کریں ہم تم کو کہتے ہیں

تاکہ کائنات والا سمجھتا ہوا ہے چنانچہ کی مثال حوش ہوا میں لاسکتا ہے
 حالہ سگنا نہیں رہنے والا۔ دوسرے دشمن والا۔ وکالت سفارش والا۔ آدمی کی
 شکل والا۔ بالآخر ختم ہونے والا۔ جمع کے روز مسجدوں میں آئینا والا۔ ایک طرف والا۔
 قریب کھینچنے والا۔ شیطان کو ڈرینا والا۔ ملتے ہیں۔ کیوں نہ ہو غیر فانی جو ہو۔ گناہ
 کو نہیں چھوڑے ہوئے۔ خدا کے شاگرد جو ہوئے۔
 قولہ اور اگر کسی کے دل میں یہ وہم پیدا ہو کہ خدا نے ایک بولی پر کئی دکھائیت کی۔ یہ وہم
 بھی کمال تبرت ناشی ہے۔ اگر کوئی مانا اقامت خدا کے اوّل و آخر متعارف اور طالع متعارف
 پر نظر کرے۔ تو یہ یقین کامل اس کو معلوم ہوگا کہ ایک ہی بولی ان سب کے مناسب
 حال نہ تھی دوسرے صاحب نے چند سطروں کے بعد لکھا ہے کہ کیا مناسب تھا
 کہ وہ خداوند تعالیٰ کے لوگوں کو ایک ہی بولی کے تنگ پتھر قید کر دیتا۔
 آقول۔ اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے دنیا و آخرت کو ہم قیامت سے متعارف کرتے ہیں اور اس
 اختلاف کے لئے کہ کوئی نظر نہ کرے کہ وہ دھرتی ہے۔ تو یہ پتھر پیدائش باب ۱۱
 آیت ۳۰ سے ۹ تک۔ اور آپس میں کہا۔ آؤ ہم امینٹ بناویں اور اگر ہم پکاویں
 سو ان کو پھر کی حکمرانیٹ اور کچھ کی جگہ کار خفا اور انہوں نے کہا کہ آؤ ہم اپنے دوستوں
 ایک شہر بنادیں۔ اور ایک بچہ بھیجی ہوئی آسمان پر کہ اپنے اور یہاں اپنا نام کریں ایسا
 کہ ہم تم سے زمین پر رہنا پسند کریں۔ اور خداوند اس شہر اور بچہ کو جسے جی آدم
 بنا دیتے تھے۔ دیکھتے آرا۔ اور خداوند نے کہا وہ بچہ لوگ ہیں اور ان سب کی ایک ہی بولی
 ہے اب وہ یہ کہنے لگے۔ سو وہ ہیں کا اور وہ کہیں گے۔ اس سے نہ کہہ سکیں گے آؤ
 ہم ایشیا اور ان کی بولی میں اختلاف نکالیں۔ تاکہ وہ ایک دوسرے کی بات نہ سمجھیں۔ تب
 خداوند نے ان کو وہاں سے تمام سے زمین پر لگا دیا۔ سو وہ اس مشہر کے بنائی
 سے باز رہے۔ اس لئے اس کا نام بابل ہوا۔ کیونکہ خداوند نے وہاں ساری زمین
 کی زبانوں میں اختلاف ڈالا۔ اور وہاں سے خداوند نے ان کو تمام سے زمین پر پراگندہ
 کیا۔
 اس کے برخلاف قرآن میں دیکھتے۔ وہاں لکھا ہے۔ سورۃ الروم ومن
 استعاض خلق السموات والارض اختلاف السبلک والنجار فی ذلک
 کذلک للخلق۔ اور نشانہ بول اس کی ہے کہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اور
 اختلاف بولیں تبارہی کا۔ اور رنگوں تبارہی کا تحقیق یہ اس کے نشانیاں ہیں
 واسطے لوگوں کے۔
 محمدی رنگ تو ریت اور قرآن دونوں کو خدا کی زبان مانتے ہیں۔ مگر ادنیٰ
 کہ ان میں اس قدر اختلاف ہے۔ تو ریت سے ظاہر ہے کہ اس وقت لوگ کا بڑا
 اتفاق تھا۔ اور اتفاق سے نفرت تھی۔ اور نہایت محبت و پیار سے گداز کر کے تھے۔
 کہ ان کی حالت پر شک آیا اور ان کا اتفاق اس کے سمائی آپ کو نہ آیا۔ اتفاق کا
 نشانہ جایا۔ اور غصہ کے بارے میں کہ اگر اتفاق نہ کر سکیں اور باہم میل نہ کریں
 کہ باہم اور برخلاف اس کے قرآن بیان طرز ہے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا جیسا
 ہے جیسا ہی بولیں اور ان کی اختلاف بھی ایک نشان ہے۔ اور ان کا علم جانتا
 ہے کہ آسمان صرف ایک دم و مکان ہے اور خداوند نے ان کو کئی صفات مکان ان کی
 سات تقسیم کر رکھی۔ یعنی ان کو تیرہ قسم ہے اور نہایت کمال کی تعلیم جیسا کہ آسمان کوئی چیز
 نہیں اس طرح اس کو نشانہ جیسا ہی ایک صرح بطلان ہے بیشک ان کا پیدا کرنا خدا کا
 نشانہ ہے اور اس سے کوئی حق بیان نہ کر سکتا بولیں کا بیشک خدا سے نہایت سکون
 اتفاق پسند کرنا ہے۔ اور آدمی کو پھر بعض جاننا اور اتفاقاً ان لوگوں کا ہے کہ کہتے ہیں

خود پیر شد و پیام آور۔ گشت خود کا فرو نمود انکار۔
 یہ دو خفا و وحدت الوجود ہیں کہ ہے جو ہر دست کو ملتے ہیں۔ ہمارا یہ اعتقاد نہیں اور ہم
 ان کو دلائل بول سے۔ و کرتے ہیں۔
 را۔ اگر سب بولیں لا موجد خدا ہے تو سائنسوں کی بولی جس سے وہ لوگوں کو ملتے اور قتل
 کہتے ہیں۔ دلائل کی بولی جس سے وہ عزیزوں کے گھر چھری پھیرتے ہیں۔ دیگروں
 کی بولی جس سے وہ لوگوں کے درجے ہیں۔ طوائفوں اور گھوڑوں کی بولی جس سے وہ فعل
 شنیعہ کی واسطے داؤ پیچ کرتے ہیں بھی خدا کی طرف سے مانتی پڑی ہوئی جس سے خدا چہرہ
 رہا بول اور طوائفوں کو خروار کا دی و معلوم ہے تسلیم کرنا پڑیگا۔ جو بالکل نامناسب ہے۔
 ہا۔ ہر ایک صحیح الحقل سلیم الفکر پر دلائل ہے کہ پیش پڑی ذات و صفات افعال
 میں ادنیٰ (لا تالی) ہے پس جس کو دیا اور کشتیوں میں سے سب زیادہ اور بے نظیر ہے
 اس کی کشتیوں کے پرکاش کو دے چہاں انہوں نے یہ غور کرنا عقاب ہے کہ گمان
 کی قدر و منزلت نیکی کی ریافت و برکت کا شہادہ ہے نا واقف اور نادان بچہ کہ گمان
 اس گمان نے ہمیشہ سے جو صداقت کا چشمہ اور عاقبت کا منہ کی طرح مقابلہ نہیں کیا
 سکتا تھے گمان اور وہ دیا میں کامل اور علمی اور عقلی طاقتوں میں اصل ہے اس کے بغیر
 اور گمان کی کمالات و معقولیت اور فضیلت بھی سب سے زیادہ تر ہوتی چاہے جب بہ بخیر
 وجہ ثابت کیا گیا ہے کہ ابتداء میں قادر مطلق کی طرف سے گمان کا پرکاش بدلہ دے دینا
 ہوا اور جو زبان دیکھی وہ مسکرت تھی پس انسان کی علمی طاقتیں خدا کی علمی طاقتوں سے
 بڑی نہیں کر سکتی ہیں۔ اور جو دیا میں اعلیٰ اور ادنیٰ۔ فاضل اور جاہل۔ قوی و ضعیف
 مردگیہ اور الکیہ کا تفاوت ہوتا ہے وہی فرق مسکرت و غریبان اور دیگر کہ بول
 وید میں ظاہر ہے پس یہ غیر زبانیں اور غیر گمان اس کا گمان ہے اور وہی سے نہیں
 ہیں بلکہ اسی کے فیض کامل ہے انہیں ہی قدرے زبان ملی اور علمیت ملی ہے۔ اور ان کا موجد
 حسب ضرورت کے انسان ہے نہ کہ وہ سب گمان سے سب کشتیاں پر ہوتا۔
 باقی رہا رنگوں کا اختلاف۔ یہ آب و ہوا و سردی و گرمی موسم و ملک کے متعلق
 ہے ان کا مدار اختلاف قدرت پر ہے اقلیم مختلف کے واصل اور انسانوں کے متعلق
 لطائف مختلف ملکوں کی آب و ہوا سے بہت سے متغیر نظر کرتے ہیں۔ مگر آثار و دنیا میں ایسے
 نہتے اور نہ ان دونوں تعلیم تھی۔ قدرت کی طرف سے ترقی و انحراف ضروریات کے سامان
 دے گئے تھے جس پر انسانوں نے موقعہ ہر قدر کارستانی کی۔ ایک ہی بولی ابتداء میں سب کے
 حسب حال تھی اور اگر ترقی تو کچھ ہر جہ بھی نہیں تھا۔ مگر فیہر کسی بولی کو بڑا بھی نہیں
 لیکن اس پاک و کامل و مشدہ زبان کے مقابل میں قدر و منزلت کے لائق نہیں تھا
 اور اس پر ایک فاضل و متعصب خیال کر سکتا ہے۔
 مرزا صاحب مسکرت زبان ایک تنگ پتھر نہیں ہے بلکہ ایک وسیع
 بر اعظم عظیم الشان اور ناپید اکا رہندہ ہے جس میں بود و باش اور شناری کرنے
 سے کسی طرح کی۔ کاوٹ نہیں ہے۔ تنگ پتھر تو عربی زبان ہے جس کے اندر
 لغز و تشبیر و ظلم عاجز مرغیوں کو فوج کے خوف سے بند کیا گیا ہے اور اب ان کی
 نشانیں العارت طباحت ثانی کی پابند ہو کر اس کو (بمیل مرزا صاحب کے) اپنی
 زبان یا وطن مانو یا الہامی جان رہی ہیں غالب یقین ہے کہ جس دن حق و باطل ملی
 تمیز و صداقت کی تحقیقات عرب ہوتی۔ تعصب کو ناجہر جان کر بکشت و دیا کا
 گرہن کریں گے۔ اور وہ اس آرزو کو ہر مرزا سے مجھیں گے۔ اور پیشہ کرے
 کہ وہ دن چلتا آوے۔

موجود و مقید پیدا نہیں کیا بلکہ فعل مختار و زوریا میں سوچنے کی واسطے ترقی کیلئے
 واسطے فائیدہ دینے اور حاصل کر لینے کے موجب انصاف قدیم کے یہاں کیا۔ اور تباہی مرقی
 رشیک الیقینی الہام ہی پیدا جو نہایت ضروری تھا۔ کیونکہ ان ایسے انسانوں کیلئے جن کے
 واسطے کوئی آمد سر یا سبک یا سکول نہیں تھا اور نہ کوئی استاد تھا کوئی رفیق شفیق نہ
 تھا جو ان کو بلانا سکھاتا اور ان کو لنگ محل سے نکال کر تہذیب و تادیب کے تعلیم کے مرتبہ
 تک پہنچاتا نہیں وہ صوف پاناما یا پر پریشور ہی تھا جس نے ان کو لیان اور شدہ عینا
 حایج انسانی اور ضروریات جسمانی و روحانی کے پورا کر لینے واسطے لاسبدل بلاتا
 اللہ کامل اور غیر متغیر کیا ان عنایت فرمایا پھر سلسلہ تعلیم و تدریس کا جاری ہو کر تمام
 عالم میں پھیلا رہا ہادی کے ترقی کیلئے اور روح پاناما کو جسکی ہمت و عزم و الا آدمی
 بھی جان سکتا ہے کہ حقیقتاً و واجبا ابتداء میں پریشور کی طرف سے الہام و اپدیش
 کی ضرورت تھی۔ مگر آئندہ انسان اپنی حاجتوں و ضرورتوں کو اسی الہام کے فیض
 و برکت سے ہمیشہ حاصل کرتا ہے۔ اور ہتھوڑیہ ہتھوڑے تغیرات پر تبدلات کرتا ہے اور ایجاب
 کے کے ترقیات کرتا جاتا ہے۔ مگر اس کامل گیان سے منہ موڑ کر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔
 جو فی اصل لوگ غیر متعصب ہو کر سوچتے ہیں۔ یا جنہوں نے زبانوں کی حالتوں پر غور کی
 ہے۔ وہ عموماً اسلے دیتے ہیں کہ سب زبانیں ایک ہی زبان سے نکلی ہیں اور ان سب کا
 مخزج سنسکرت ہے جیسا کہ اب تک بھی بہت سی زبانیں سنسکرت سے صاف نکلی ہوئی معلوم
 ہوئی ہیں کوئی زبان سنسکرت کے مساوی کامل نہیں ہے بلکہ کہ بلکہ ہر تمام زبانیں
 بلاغت و وسعت میں اس کے کمتر ہیں مگر آپ جیسے نادان محض سنسکرت کی فضیلت سے
 محروم مطلق ہیں اور یہ بھی ہے کہ

قد رز د زگر بداند قد رز د زگر بداند
قولہ۔ بہا م آریہ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ ہے کہ سنسکرت ہی پریشور کے منہ سے
 نکلی ہے اور دوسری زبانیں انسان کی صنعت ہیں اور پریشور کے منہ سے دوسری ہوئی
 ہیں تو رز د زگر تو سہی کہ وہ کون سے کمالات خاصہ ہیں جو سنسکرت میں پائے جاتے ہیں۔
 اور دوسری زبانیں ان سے عامی ہیں کیونکہ پریشور کے کلام کو انسان کی مصیغہ و تخیلات
 ہوئی چاہتے کیونکہ وہ انسی سے خدا کہلاتا ہے کہ اپنی ذات میں اپنی صفات میں اپنے کالوں
 میں سب سے افضل و بے مثل و مانند ہے۔

اقول۔ آپ بچا زبان و زبانی کو عمدہ بتلاتے اور مسلمات پر اعتراض کرتے وقت منہ سے
 ہیں مگر یہ بات شایان شان عقائد ہی نہیں۔ پر مآتما حایج فانی اور تہہ۔ تاک۔ زبان
 وغیرہ اعضاء جسمانی کا مخزج نہیں۔ البتہ سنسکرت کو اس نے اپنے کامل گیان سے ہندو
 الہام و پریشور سے پرکاش کیا ہے۔ زبان سنسکرت کو دیگر تمام دنیا کی زبانوں پر وہ فضیلت
 ہے جو فائدین کو قرندوں پر۔ یا ایسا کو شکار و دل پر۔ یا مرشد کو مریدوں پر۔ یا باد
 کو پیروان پر۔ یا سنسکرت میں بہت سے کمالات خاصہ ہیں جن سے دوسری زبانیں محض
 عامی ہیں۔ جن ان فضائل کو پہیہ تحقیقین کی شہادتوں سے بتلاتے اور آپ کے اعتراضات
 کی بطلان کرتے ہیں۔

زبان سنسکرت کو ان لوگوں نے آریوں نے ایسا مانجا ہے کہ دنیا کی کوئی زبان اسکی برابر
 نہیں کر سکتی اور یہ کہ بڑے بڑے فاضل جنہوں نے اس کی تحصیل میں بڑی بڑی کوششیں کی
 ہیں انکو پریشان سے وسیع اور فصیح اور کامل بتایا ہیں (مفصل الہند و فصل سال لہ صفحہ ۱۰۰)
 و مخزن العجم بطورہ شہر ریجی جلد ہفتم کے نمبر ۱۱ میں مولوی الطاف حسین صاحب عالی
 ممبر دلی موسیساتی نے سنسکرت زبان کی نسبت فرمایا ہے سنسکرت زبان کی نسبت ایک
 بہت بڑے محقق کا قول ہے کہ یہ زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور روحی سے

زیادہ وسیع اور لذتوں سے بھر پور وسیع اور وسیع ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے
 بزرگوں نے اس زبان کی تکمیل اور تہذیب میں عیسوی دینے۔ وری ہی وجہ کی ہے تاکہ
 ہے کہ اس زبان کی حریت و خواہی مکمل ہے کہ تمام دنیا میں کلام انسانی کے اصول اس سے
 زیادہ قائم نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی زیادہ ثبوت چاہے تو یہ کہ محققین کی سامانہ
قولہ۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ سنسکرت پریشور کا کلام ہے۔ جو ہندوؤں کے آپ
 دادوں پر نائل پہنچا اور دوسری زبانیں دوسری لوگوں کے آپ دادوں سے پوراس
 کے کہ وہ ہندوؤں کے آپ دادوں سے زیادہ نیک اور مانع سے تباہی میں گر گیا
 یہ بھی فرض کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ ہندوؤں کے پریشور سے بھی کچھ شکر بخشنے جن کی قدرت
 کامل نے عہد اعمہ زبانیں بنا کر دکھادیں اور پریشور عین ایک ہی بولی بنا کر رکھا۔
اقول۔ آپ کو فیض باطنی سے فرض کر لینا مرض ہے محکو حق و صداقت سے کسی زبان
 کی عرض نہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے پیش کر کے ہیں کہ سب انسانوں کے آپ دادا آدمی
 ہی تھے اور سب کی زبان ہندوؤں کے ایک ہی یعنی وہی تھی وہ حقیقت یہ ہے کہ آ
 آفرینش سے دائم قدرت کی توفیق میں ہے۔ وہ کہہ سکتے اور وہ قدس زبان حق و خلقت
 نے قدس کا مضامین کے انعام و انتہام کے لئے کیا کرکوں کو بتلایا وہ سنسکرت ہے۔ وہ
 قانون جس پر عمل کر دہا۔ اور جس کے مطابق کار وائی کیسا کر شلو فرمایا۔ وہ وہ مقدر
 جس ان آریوں کی ومانی اور زیر کی ایک عالم میں ضرب انش سے ان کی وحدت
 و وحدت و شجاعت و دنیا میں بے بدل ہے۔ جن کو آپ عہد بتلا ہے ہیں وہ زبانیں
 مخالفت سے سر نہیں نکال سکتی ہیں اور اپنی ثقالت و نامحلیت کی معترف ہر کلاس
 مادہ مہربان کی مذہبوں پر رہی ہیں جیسا کہ عربی زبان کے تقیل اور عربی مردوں پر
 کی نسبت خود قرآن کی شہادت کافی ہے (سیرۃ الہام) اسلمتی علماء قدس کا
 ثقیلا یقینی ہے کہ ہر عقرب ہم تیرے پاس تو ان تقیل نائل کریں گے پناہ چین نہیں کے
 اور آگے وقت زبان نکال۔ لمے خلی کیرت منہ بھاڑا اور ان کے زبان پر لٹے کرت
 جلتا اور منہ بنا خود عربوں کی شہادت سے ہی ثابت ہوئے کہ وہ تقیل اور غیر ان
 زبان ہے اور غلے شتران سے ہم انجاں بقول مستحسی

استریش عرب و حالات سن و طرب
 مرزا صاحب تقص کا علاج ہدایت حتمی کا محتاج ہے۔ اسی پاناما کے کامل الہام
 (وید مقدس) سے دیا گیا گیان کا لہرہا۔ اسی ہی کتاب سے تمام مکتب جاری ہوئی
 اسی جملہ عرفان سے خلاصت کہہ۔ روشن ہوئے۔ اسی آدمی کا کامل کی حرکت سے سب سے
 نہ پائی۔ اور اسی ایک کامل زبان سے لوگوں کو لے کر کی طاقت ملی۔ اسی کی حلاوت سے
 معانی نے دنیا کو زبانی سکھائی۔ اگر آپ سنسکرت سے ذرا بھی اگلا ہوتے۔ تو
 ایسے الفاظ اور بجا کلمات ہرگز منہ سے نہ نکلتے۔

قولہ۔ جن لوگوں کے ان پو دیں سکھ گھسا جوا ہے۔ انہوں نے اپنے پریشور
 کو بہت سی باتوں میں ایک بل پر درجہ کا شخص سمجھ رکھا ہے۔ کیونکہ نہ ہر نادان
 جو چہئے۔ خدا کے مشرک جو سمجھئے۔

اقول۔ یہ وہم جو آپ کا اندرونی گھر ہے۔ نامرگ آپ کے رگ وریشہ سے
 نہ نکلیگا۔
 نمہ بدو طبیعت کے شست + مزدور ہوتے رگ ازوست
 کوئی آدمی کی بات میں پلہری کا دعویٰ (معاذ اللہ) نہیں کرتا بلکہ خدا ویت اور بدگت
 و عہد ویت کا دعویٰ ہم ضرور کرتے ہیں۔ اور یہ دعویٰ بلکہ عہدداشت ہماری ہر
 زمانہ ہے۔ مشرک تو آپ کرتے ہیں جو اسے انسانوں کی طرح منہ۔ آتھ

ہاں سبکی قوت پرست غلام + افسانہ منہل از کتب تقویٰ شاد
 اور محمد صالحی اس کی کتابیں ہیں۔ الفکر سواد الوجہ والامین ایضاً مغربی
 زبان کی روایات ہیں اور اس کا ثبوت آج بھی بیان ہے کہ جماعت پیکار و مادل
 لڑنے کے مالداروں پر لڑے جاتی۔ اور شکر کے مدد پر ہمیشہ مایوس کر دیتے رہے ہیں
 اور فنانوں کا اتفاق ہے کہ از دستہ تہی حیرت آور و عمدہ خالی چہرہ قوت فانی
 سب سے سیر واز دستہ گرستہ چیز ہیں اس نا پاک اعتقاد کے تحت ان تمام
 کافرانہ مانی خدا شکر تبارہ الخیرہ باللہ من الشیء فی الہد والفا سادہ وادھام
 یعنی یہ پریشور ایسے برے تو ہیں اور باتیں اور دھوکے سے ہم کو بپاہ و تے۔

سکرت کی فضیلت

برہمن الہیہ اور صفیہ سادہ تالہ اجلہ پام

قولہ برہمن تادان آریہ اسکرت کریشور کی الہیہ دوسری تمام برہمن جو صد
 دھرتی سے پاری سے جبری ہوتی ہیں۔ انسان کا ایسا دھرتی ہے۔
 اقول۔ اول سب سے یہ ثابت کرتا ہوں کہ برہمن الہیہ تالہ آریہ دھرتی میں
 اسی جگہ سے تمام دنیا پر پھیلی ہے۔ یعنی جہاں حاشیہ پر دھرتی میں
 ہیں۔ اس لئے وہیں ہوتی ہے کہ صفیہ سادہ تالہ آریہ دھرتی کے
 کی بابت لکھا ہے۔ اور وہ کہ اخذیشانی دروہنا کہ لودہ دات برہمنیت
 دروہنا تہ ہندو لودہ از فوج آدم لودہ اندرہشت اور نصیر قادری ہیں ایضاً

۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔

ہے اور اس کے مطالعہ سے تمام مفسرین کی زبانیں گنگ و لال لئے قرآن کے
 زور سے جہنم میں جانا سب نیک و بد کے واسطے لادہی ہے۔ اور ان کے خوش
 عقیدے میں زمان میریدی سورۃ طہم کے وان منکم الا وادھا کان علی
 ارباب تمام مقیدضا۔ قدر جملہ اور کوئی آدمی نہیں جو درخ میں ایجا دے۔ میں
 بات بھی آپکا اس قرآنی آیت کے حق میں وزون ہے جسے حرف صنف سے انصاف درم
 کا خون ہر تو یہ استغفار و شفاعت کے عدم تسلیم کی رحمن ہے اور اسی سبب سے
 جملہ علمائے محمدیہ مفسرین قرآن کے جواب میں سرگردان و شرسار میں بلکہ نہ رے رن
 نہ زورے مانڈن کے مخصوص گرفتار البتہ جو نول کا بھوگنا سر طرح قابل ہر پڑائی
 ہے اور ہر ایک سلیم العقل کو اس کا تسلیم کرنا موجب دانائی۔ ہم قطع نظر اور
 عقلی دلائل کے قرآن سے اثبات لائے ہیں اور حقانیت اس مسئلہ کی جتانے دیکھ
 (۱) سورۃ لقہم ولقد علمتم الذین اٰمحد وامنکم فی السبت فقلنا لہم
 کو ذائقہ حاسین قدر جسمہ۔ اور البتہ تحقیق جانتے تھے قرآن کو لوگوں کو جو
 حد سے نکل گئے تم میں سے حج مقصد کے۔ میں کہا ہم نے انکو مویا و بندر ذلیل
 یہ قصہ ایک قوم کی ثابت ہے جو بقول محمدیوں کے داؤد کے زمانہ میں ہر
 المیا کے رہنے والے تھے انہوں نے مشنہ کے روز بر خلاف حکم خدا کے مچھلی کا
 شکار کیا ماس یا پکے بدلے عدلے اس قوم کو بندروں کی جونوں میں ڈال دیا
 (۲) سورۃ النعام و ما من دابۃ فی الارض ولا طیر ولا طیرا الا جاعل لہم
 اعتنا لکم ما فطرنا فی الکتاب میں شیعی نے لای ہر جہت شد لا قدر جملہ اور
 نہیں کوئی جاننے والا چیز میں کے اور نہ کوئی ایسے مذہب کے اوڑھے ساتھ ہر باؤں لینے کے
 مگر امتیں عقیدت مند تھیں ہی نہیں کم کیا جہنم کے کتاب کے کچھ چیز پھر طرف پروردگار
 اپنے کما گئے کی عادیں کی

مصنف قرآن فرماتا ہے کہ جس قدر بندگان زمین ہر اور زمین کے سچ چلنے والے میں
 رشل حشرات الارض ماہی و سائے وغیرہ اور انسان و حیوان و درندہ و چرندہ وغیرہ
 اور جہت پرندہ ہر ہر بانوں سے اڑنے والے میں سے جسے مسلمانوں کی طبع اکثر سمجھتا
 وغیرہ کی امتیں جو گناہوں کے سبب متنازع کے سلسلہ میں عدالت خداوندی سے
 مختلفہ قابلوں میں آگئی ہیں۔ بعد از ان دعوت کے کہ اسے کہیں بھر خدا کی طرف
 ایسا انسانی قابلوں میں اگر عبادت کی طرف انکھٹے کے جادوں کے مانڈے کوئی بات
 قرآن میں درج کرنے سے نہیں چھوڑی

(۳) سورۃ اعراف و افلا احد منکم من بنی آدم من لم یحضر عہدہ من عہدہ
 و استہدہم علی انفسہا استہدوا لکم قالوا لہ شہدنا ان تقولوا لہم الیقین
 ان کانما عن کفہ غفلدیں۔ او تقولوا انما اشرک اما و ما من قبل و لانا درایتہ
 من بعد ہر امتہ لکنا ہم لم یعمل البطلون قدر جملہ اور جب لیا ہر درگاہ تیرے لے
 ہر اہل آدم کے سے شیعوں ان کے سے اولاد ان کی کو اور گواہ کیا ان کو اور جانوں انکی
 کے کیا نہیں ہوں میں ہمارا رب کہا انہوں نے البتہ تو ہے شاہد ہوئے ہم ایسا ہونکہ
 کہو تمہارے قیامت کے تحقیق تھے ہم اس سے غافل یا ہوسولے اس کے نہیں کہ شرک کیا
 تھا ہمارے باپوں نے پہلے اس کے اور تھے ہم اولاد بھیجے گئے کہ اس میں ہلاک کرتا ہے
 نور مسکوتا تھا جس چیز کے کہ کیا جھوٹوں نے

تفسیر حبیبی ہر اہل علم کے ہر کئی تعالیٰ الامین و رسول آدم ہر از صلیت ہر و اور
 ہر مثال سورج سے خدہ درود۔ بعض گویند مسند یا سرخ و گرد ہے ہر اسد کو اور جانتا
 راست ہر سورج سفید و از جانب چپ ہر سورج سیاہ و بعض برائے کہ کمال و شریک ہر پشت

آدم کیا ہر گی بودہ نہ ہر وہ لہذا سب ر و گئے منوہ حیات و عقل و فطرت و انیس
 سیا فریدہ و بوجہ خیر خود را بر ایشان عرض کرد و ایشان قبول کرد و گفتہ گواہ شدیم
 تا ہر اور خود گفتہ اند چون دریت آدم بے گفتہ حق سبحانہ ملاکر را گفت گواہ ہر شد
 ملاکہ گفتہ ہر ہر ہر۔ اور ہر جامع البیوتہ فی مدارج الشیوۃ کے رکن اول کے باب ۳
 کی فصل دوم میں بھی اسکا مفصل بیان موجود ہے اور زیادتی یہ ہے کہ ہر تمام اقرار
 و تہاد تبس جملہ الاسود کو در میان رنھکر لی گئی ہیں اور قیامت کے روز وہ کو بھی لوگوں
 اس وقت زبان اس کی بند ہے۔ پس سے ناظرین ایک تو حیوینیوں کے کمال جو
 انکی ہر ملے تھے دوسرے ان انسانوں کے تیسرے قیامت کے روز دلیں کے بموجب
 قواعد کے دوسرے زیادہ جمع ہوتی ہے۔ اس سے بھی تین جو تین ثابت ہیں ایک ہر
 جن لینا کسی طرح ثابت نہیں۔ اور اس سے محمدیوں کا وہ اعتراض بھی بالکل بے
 بنیاد ہو گیا جو بطور دسواسن اٹھ کے پیش کیا کرتے ہیں کہ اگر متنازع ہے تو یا دیکھوں
 نہیں ہر تہا۔ حالانکہ جو جہت قرآن ہر تمام شی آدم کا دیکھل ثابت ہے اور قیامت کے
 روز اس کی باز پرس بھی ہوگی۔ مگر وہ حیوینیوں کی جو تین کسی محمدی کو یا کسی انسان
 باو نہیں ہر اور ان کے ہونے سے انکا کھڑوا کا کار فرماتا ہے۔

(۴) سورۃ المائدہ قل ھل البیئہ بشی من ذلک مشوبۃ عند اللہ
 لعنہ اللہ و غضب علیہ و جعل صعدا لفرحہ و الخنازیر و عبد الطاغوت
 و ذلک مشرکا کا و اضل عن سبیل السبیل قدر جملہ کہ کیا چیزوں میں گوساتھ
 ہر کے اس سے خیر میں نزدیک اللہ کے۔ وہ لوگ کہ لعنت کی خیر نے ان پر اور غضب کیا
 اور ان کے اور کسان میں ہر در و سور یا و جنوں نے ہر با طاعت و رب یا دیت یا شیعہ

کو یہ لوگ ہر نہیں جگہیں اور رب متبے ہونے میں ہر ہر ہر ہی ہے
 مفسر لکھتے ہیں کہ یہ قوم یہودی تھی جن کو سبب گناہوں کے خدا نے ہندروں اور
 سورج کی جونوں میں ڈال دیا تھا۔ کیونکہ مصنف قرآن اس آیت سے پہلے لکھتا ہے و
 ان اکثرکم فتنقون یعنی تم بہت بدکار ہو سواٹھے بدکاری کی مزایہ سے کہ ہندو
 اور سوروں کی جونوں میں جاؤ گے بدکاری سے ہر ہر کرد۔ چنانچہ اخیر میں یہ بھی
 تہاد یا کہ جو لوگ بت پرستی یا جن بھوت پرستی یا نفس و شیطان پرستی اور ہر ہر
 میں کسان سے ہر ہر جونوں میں جگہ پادیں گے کیونکہ وہ بہت ہی راہ راست گراہ ہیں
 انہوں کہ آجکل کہ روزوں مسلمان ہر پرستی و قبول پرستی و نفس پرستی میں غفلت ہیں

(۵) سورۃ الواقعہ علی اللہ و ما لعلی عبودین علی ان عبد لانا لکنکم
 و مستکم فی ما لا تعلمون ولقد علمتمہ الفناء الا ولی تقولوا لانا کدون
 قدر جملہ اور ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ بدل میں ہر گواہ ہر ہر ہر اور ہر ہر
 تمکو دوبارہ اس صورت اور شکل میں جس کو اس وقت میں چلتے ہو اور تحقیق جان لی
 نے پیدائش پہلی میں کیوں نصیحت نہیں کر تے

مصنف قرآن لکھتا ہے کہ خدا نے محمدیوں کو اس بات سے عاجز نہیں ہوں
 یعنی اس بات کی طاقت مجھ میں ہے کہ تم میں دوسری جونوں میں اہل اور ایسی جگہ
 اور صورت اور شکل میں پیدا کروں جیسا کہ تم نہیں جانتے اور جس سے بالکل غافل ہو اور
 کہا جسے لے لوگو ہر الیش ہر جان لی ہے کہ پہلے اس سے تم اس جون میں تھے اگر جان
 د ہے اور عقل رکھتے ہو پیش کیوں نصیحت نہیں کر تے

(۶) سورۃ نسا قرآن میں ہے ان الذین کفروا یا ابتاعوا منون انھلہم
 ہر قتل کو کٹ و کیونکہ قرآن ترجمہ ہر لوی عبد القادر دہلوی کے صفحہ ۱۰۰ مطبعہ ہر ہر ہر
 لکھا ہے ہر صاحب حدیث میں فرمایا ہے کہ اس میری بھی بعض ہر در و سور ہر ہر ہر

یعنی جو کس نے ارشاد فرمایا ہے قرآن نے عورتوں کو حیوان مطلق سے کم قدر کس کے ساتھ قرآن نے خدا کو غافل کس نے بنایا قرآن نے پیر پرستی و مالک پرستی میں گمراہیوں کو کس نے بنایا قرآن نے۔

تناسخ کا قرآن سے ثبوت

براہین ابراہیم جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۹۹ حاشیہ نمبر ۱۱

قولہ جہا ربہ ہیں وہ خدا کو خالق نہیں سمجھتے۔ اور اپنے روجوں کا کس رقبہ بتاتے ہیں۔

اقول۔ یہود کہتے ہیں تمام آدمیوں کو سب سے بڑا خالق جانتے ہیں اور اپنی روجوں کا دب بھی جانتے ہیں بلکہ تمام جہان کی روجوں کا رب وہی ہے اس کے سوا خدا اسوامی اور مہبود کوئی نہیں ہے خدا سے دُرو اور جھوٹے کہنے سے پرہیز کرتے۔

قولہ۔ اور جو ان میں سے بہت ہیں وہ صفت ربوبیت کو رب العالمین سے بنا نہیں سمجھتے اور بتاتے کہ وہ جو ربوبیت کے بار و بار میں خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے مادیوں مانگتے ہیں۔

اقول۔ اگر بتیں کہ وہ دنیا و دن کو خدا سمجھتے ہیں۔ تب تو انکی جائے اعتراض آتی ہے کہ یہ بت ربوبیت کا درجہ جاری وغیرہ مومنوں سے کم نہیں ہے۔ وہ جبریل و میکائیل وغیرہ فرشتوں کو ربوبیت کے بار و بار میں خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور ان کا نام ربیع السورج بتاتے ہیں یعنی ایک ایک قسم کا رب اور اسی طرح کہ وہ آسمان پر ربوبیت۔ غوث الاعظم پرستی بھی ضرور پرستی۔ بدست پرستی۔ خاک تحف پرستی۔ علی پرستی۔ جس پرستی۔ بدست پرستی۔ اور وقت سکینہ پرستی۔ جس پرستی۔ اور جو ایمان کے سولے پر ہے ہر ایک احمد علی یا غوث الاعظم یا جبریل کا ولیفکر ہے جس میں ان سے وہ عربیت پرستی کسی طرح برے نہیں ہے۔

قولہ۔ اور یہ۔ دو فرق خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے بھی انکار ہی ہیں اور اپنے وید کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خدا تعالیٰ میں نہیں پائی جاتی۔

اقول۔ جسہ کہتے ہو خدا تمہیں ان کا زبانہ جملوں کا عوض تو ہے اور اس پر سے اعتقاد سے بچا کر سچائی کی طرف رجوع کرے۔ لعنت اللہ علیہ انکا وہاں ہر نامہ آریہ و دیوانہ کو پراندر مان سے اور ہر دور سے ہاں اگر رحمانیت سے رو

ہر نامہ آریہ و دیوانہ کو پراندر مان سے اور ہر دور سے ہاں اگر رحمانیت سے رو

ہر نامہ آریہ و دیوانہ کو پراندر مان سے اور ہر دور سے ہاں اگر رحمانیت سے رو

ہر قدر ہی و ظلم اور افسان کا خون کو تپا ہے تو آپ کا اختیار ہے ہمارا کیا مالک سب عقلمندوں کا اس سے انکار ہے۔

اقول۔ اس پر وہ دنیا کے لئے بنایا ہے۔ یہ خود دنیا کے نیک عملوں کو جو خدا کو ناپاؤر نہ پریشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح۔ زرافات کو کامل جسم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کتنے ہی ذی ذل سے توہ کرتے اور خواہ نہ تالا سال تفرغ و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے معاذ ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشتے۔

اقول۔ اس پر وہ دنیا کے لئے بنایا ہے۔ یہ خود دنیا کے نیک عملوں کو جو خدا کو ناپاؤر نہ پریشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح۔ زرافات کو کامل جسم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کتنے ہی ذی ذل سے توہ کرتے اور خواہ نہ تالا سال تفرغ و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے معاذ ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشتے۔

اقول۔ اس پر وہ دنیا کے لئے بنایا ہے۔ یہ خود دنیا کے نیک عملوں کو جو خدا کو ناپاؤر نہ پریشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح۔ زرافات کو کامل جسم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کتنے ہی ذی ذل سے توہ کرتے اور خواہ نہ تالا سال تفرغ و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے معاذ ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشتے۔

اقول۔ اس پر وہ دنیا کے لئے بنایا ہے۔ یہ خود دنیا کے نیک عملوں کو جو خدا کو ناپاؤر نہ پریشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح۔ زرافات کو کامل جسم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کتنے ہی ذی ذل سے توہ کرتے اور خواہ نہ تالا سال تفرغ و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے معاذ ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشتے۔

اقول۔ اس پر وہ دنیا کے لئے بنایا ہے۔ یہ خود دنیا کے نیک عملوں کو جو خدا کو ناپاؤر نہ پریشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح۔ زرافات کو کامل جسم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کتنے ہی ذی ذل سے توہ کرتے اور خواہ نہ تالا سال تفرغ و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے معاذ ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشتے۔

اقول۔ اس پر وہ دنیا کے لئے بنایا ہے۔ یہ خود دنیا کے نیک عملوں کو جو خدا کو ناپاؤر نہ پریشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح۔ زرافات کو کامل جسم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کتنے ہی ذی ذل سے توہ کرتے اور خواہ نہ تالا سال تفرغ و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے معاذ ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشتے۔

اقول۔ اس پر وہ دنیا کے لئے بنایا ہے۔ یہ خود دنیا کے نیک عملوں کو جو خدا کو ناپاؤر نہ پریشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح۔ زرافات کو کامل جسم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کتنے ہی ذی ذل سے توہ کرتے اور خواہ نہ تالا سال تفرغ و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے معاذ ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشتے۔

اقول۔ اس پر وہ دنیا کے لئے بنایا ہے۔ یہ خود دنیا کے نیک عملوں کو جو خدا کو ناپاؤر نہ پریشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح۔ زرافات کو کامل جسم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کتنے ہی ذی ذل سے توہ کرتے اور خواہ نہ تالا سال تفرغ و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے معاذ ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشتے۔

اقول۔ اس پر وہ دنیا کے لئے بنایا ہے۔ یہ خود دنیا کے نیک عملوں کو جو خدا کو ناپاؤر نہ پریشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح۔ زرافات کو کامل جسم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کتنے ہی ذی ذل سے توہ کرتے اور خواہ نہ تالا سال تفرغ و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے معاذ ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشتے۔

اقول۔ اس پر وہ دنیا کے لئے بنایا ہے۔ یہ خود دنیا کے نیک عملوں کو جو خدا کو ناپاؤر نہ پریشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح۔ زرافات کو کامل جسم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کتنے ہی ذی ذل سے توہ کرتے اور خواہ نہ تالا سال تفرغ و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے معاذ ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشتے۔

نام ملک سننے اور اسے ارمال بھی کہتے ہیں اس ملک کے باشندوں کا اخلاق ہے کہ جب کوئی بزرگی مامیت کو نہیں جانتا اس واسطے خدا کو ضروری تھا کہ پیغمبر کو ان کو ان کے علم کی تعمیل کرادے۔ اور اپنے مذہب پر جلال دے اور سید بات کسی طرح غیر ممکن نہیں۔ اس واسطے خدا جسمانی ہو سکتا ہے تاکہ دنیا کا نظام چلتا رہتا اور کفر غلبہ نہ کرے۔ اسی واسطے اس حکیم مطلق کی حکمت سے انتظام کیا کہ اپنے آپ کو انسانوں میں نظر کرے چنانچہ اس زمانہ میں وہ خورشید پر کمال سوائے علی کے اور کہیں ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ تحقیقاً اسی پیغمبر ہمارے سنے علی کے مبارک وجود کو چندیں دانا متبیون کے۔ یا مگرنا۔ اور تمام انبیاء کی صفات اس کے مبارک وجود میں موجود ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ بزرگ لوگ اس ابو البشر کی تقدیر کو دیکھتے ہیں۔ اور اسی کو نور کی کشتی کا بچائے والا اور اسی کو ابراہیم کے لباس میں آنگ سے کھیلنے والا اور اسی کو موسیٰ کے قالب میں کلیم اللہ جانتے ہیں اور حدیث انا اللہ خلق آدم علی صورۃ محمد بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ آدم اولیاء کا اور ابو البشر صفات کا سوائے علی مرتضیٰ کے اور کوئی نہیں ہے ایک سو ایک نام علی مرتضیٰ کا ہمیدہ صبح چاہ کر تے ہیں اور ہر بات ساری فی صورۃ اس کی حدیث کا بھی مشائخ علی مرتضیٰ کہ جانتے ہیں اور آواز بلند بتاتے ہیں۔ بیت عرض زبہ شکینی با جہان بن بودی را کہ وہ من خود مکیا بائے شریفین برساند

اور خدا نے علی کو اسی سبب جو جانتے ہیں اور تاسخ نور حق کے بھی آدم سے علی تک قابل ہیں۔ اور عموماً اور اپنا علی اللہ کہتے ہیں اور خدا کو پیغمبر اور پیغمبر کو علی اللہ یقین کرتے ہیں۔ یعنی جبکہ خدا نے دیکھا کہ میرے پیغمبر سے نام نہیں چلتا خود شریف ارزانی کی۔ اور غالب علی اللہ میں ظہور پذیر ہوا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ موجودہ قرآن عمل کے لائق نہیں کیونکہ یہ وہ قرآن نہیں جو علی اللہ نے محمد کو دیا تھا۔ بلکہ یہ ابو بکر کے قرآن کی تصحیف ہے۔ بعض ان سے اس قرآن کو نا کامل جاکر علی اللہ کی نظم و نشر کو بھی اس مصحف میں مکمل کرتے ہیں بلکہ اس کو قرآن پر بہت ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ ہندو تہذیب کے کیا اور یہ بلاذریہ کی خود علی اللہ سے حاصل ہوا اور دوران میں ایک فرقہ ہے جبکہ علوی کہتے ہیں۔ جو اپنے کو علی کی اولاد سے بتلاتے ہیں اور موجودہ قرآن کو عثمان کا بنا ہوا ایمان یقین کرتے ہیں جس جبکہ قرآن پانے میں میزان حضرت جلدت میں اور یقین کرتے ہیں کہ علی اللہ کا جسم آفتاب سے مل گیا اس واسطے اب آفتاب بجائے اس کے چہرہ راہد و نگار ہے اور وہاں کہتے ہیں کہ علی کے حکم سے آفتاب غروب ہو کر پھر واپس چلا آیا تھا اور اس کو عین شمس کہتے ہیں اور شمس کو علی اللہ کہتے ہیں اور جبرائیل سے السلام و کمالات و معجزوں کے قابل ہیں اور گوشت نہیں کھاتے بلکہ جب علی اللہ کے اس ارشاد کے لا تجعلوا بطونکم متقابل الحیوانات یعنی مت متخا و شکم کو ہوا ان کی قبریں۔ اور جو قرآن میں بعض حیوانات کا کھانا لکھا ہے وہ گوشت ابو بکر و عمر و عثمان اور ان کے پیروؤں کا ہے۔ اور یہ ضرور کھانا چاہیے کیونکہ علی اللہ کے مخالف ہیں۔ اور علی اللہ کی صورت کو سجدہ کرنا ناجائز ہے اور تاسخ کے قابل ہیں

اور ممالک جو توحید کے باشندگان بھی اسی مذہب کے ہیں اور علی کو اللہ جانتے ہیں

فرقہ صادقہ کا حال

یہ لوگ محض اور مسلمانہ دونوں کو بنی جانتے ہیں اور اپنے کو حمانہ مانتے ہیں ہیں کیونکہ رحمن مسلمانہ کا نام ہے۔ اور اسم اللہ الرحمن الرحیم کا یہی حاصل کام ہے یعنی مسلمانہ کا خدا رحیم ہے وہ کہتے ہیں کہ ہر مومن پر رحمن ہے کہ مسلمانہ کو نبی جلدتے ورنہ اس کا اسلام متشکی ہے۔ اور اکثر آیات قرآنی و فاروقی کو گواہت دیتے ہیں کہ مسلمانہ ضرور نبی ہے۔ اور محمد کا شریک۔ بلکہ برہان کا طبع سے بتلاتے ہیں کہ شاید وہ چند ہے یا اس سے زیادہ کیونکہ اللہ ہاں در سالت حبیب امر خطیر جس قدر مضبوط شہادتوں سے مزین ہو دے بہتر ہے اور اس کے فضائل و معجزات بھی مثل محمدیوں کے حد سے زیادہ بیان کرتے ہیں بلکہ محمدی بھی اس کے معجزات کے قابل ہیں چنانچہ مصنف حضرت الاحباب لکھتا ہے در خوارق عجیبہ کہ برعکس معجزات بنویں بود حق تعالیٰ بر دست او ظاہر ہے کردان بردارے اسند لرح و سے و بانا بر سحر و شعوہ چاند کو بھی اس نے بمثل محمد عجاہب کے بلایا اور گو دین چھلایا۔ اور اس کے معجزوں کے مفصل حالات مدارج النبوۃ رکن چہارم کے صفحہ ۳۲۰ و ۳۲۱ میں درج ہیں اور صادقہ ہزاروں لاکھوں اس کے گواہ ہیں اور فصاحت و بلاغت اس کی اس حد تک تھی کہ تمام فصحاے عرب کی زبان اس کے مقابلہ سے بندھتی خدائے اسپر کتاب بھی جس کا فاروق ہے اور وہ بھی دعوے فصاحت فاروق کا ابتدائے زمانہ نبوت سے راجع ہے۔ ۳۰۰ برس کا عرصہ ہوا ہے کہتے ہیں اور فاروق لبودۃ ص ۷۷۷ ان کشفہ صلد قلین کو نہایت جوش و خروش سے پڑھتے ہیں کہ اگر مجھے ہو تو ایسی سورہ بناؤ اور میدان میں آؤ مگر آج تک کوئی بھی نہ پاسکا۔ صادقہ کہتے ہیں کہ قرآن اور فاروق کو بغیر محمد اور سید کے کوئی نہیں سمجھتا ہے۔ صدائے اس کے حافظ موجود ہیں۔ بعد وفات محمد کے خدائے مسلمانہ پر ایک اور کتاب یعنی فاروق ثانی ارسال کی۔ اور یہی سبب ہے کہ بعض باتیں صادقہ اور محمدیہ کے برخلاف ہیں کیونکہ چند امور خدا نے بعد وفات محمد کے منسوخ کر دیے جیسا کہ محمد کے وقت میں بھی بہت سی آیات قرآن سے منسوخ ہو گئیں اور کہتے ہیں کہ خدا با حق منہ وغیرہ سب اعضا رکھتا ہے مگر نہ مثل مخلوقات کے۔ اور خدا کے ودار کے بروز قیامت قابل ہیں اور مثل محمدیہ کے وہ بھی عقل کو فاروق کی بعض باتوں میں دخل دینا کفر جانتے ہیں اور فاروق ثانی میں لکھا ہے کہ قبلہ کی طرف نماز نہ کرنا والی آیت منسوخ ہو گئی ہے۔ اب جس طرف چاہو سجدہ کرو جیسے کہ محمد کی ذمہ گامی میں بیت المقدس والی آیت منسوخ

قرآن مجید جہاں کہیں اور داخل دین کتابت کے محمدیاں اور احکام اللہ کو بغیر و تنزیل اور قرآن ہر قسم کے کندہ نازل شدہ بہت پر محمد کی شان بود فاروق مجید فرقہ کندہ میان قبا و بل و امین مثل روز حفصہ فاروق اولیٰ و ثانی کی ہے کہ صادقہ اور اہل مدائن و اندر و اندر تسلیم کیا کندہ نازل شدہ بہت پر مسلمانہ علیہ السلام کہ سی شان بود

وہ خونریز اور بے رحم اور ہر آل تھا محمد صاحب سے اکثر بے ایمان سلوک کیا کرتا۔ اور یہ آیت قرآن رسورۃ بقرہ کی علی کے حق میں ہے وہو الناس من عجب فوله فی الحیوۃ الدنیا ویشهد اللہ علی ما فی قلبہ و لہو الدنیا الخضم من حیدہ اور آدمیوں سے کوئی بے عجب و لانا ہے مجھے قول اس کا در باب زندگانی دنیا کے اور گواہ ملتا ہے خدا کو اوپر جو اس کے دل میں ہے اور کہتے ہیں کہ حسن اور حسین رسول کی آل سے نہیں ہیں بوجہ اس آیت رسورۃ احزاب کے ما کان محمد ابدا احد من جن حالکذولکن رسول و ختم النہین من حیدہ و محمد کسی آدمی کا باپ نہیں مگر رسول ہے خدا کا اور مہر ہے انکے پیغمبروں کی اور کہتے ہیں کہ حسین بن علی تاجر ملک کے واسطے عراق میں آتا تھا جس سبب سے یزید کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور وہ لوگ محمد کی دسویں سووار ہو کر بڑے میدان میں لڑتے اور حسین کی صورتیں بنا کر ان پر گھوڑے دوڑاتے ہیں اور اس دن کو مبارکباد و فتحی کا روز کہتے ہیں اور عیدین سے شادی زیادہ کرتے ہیں کہ اسی روز یزید علیہ السلام نے باغی پر غلبہ پایا تھا اور ان میں ایک گورہ کے دو گے ہمیشہ کشیدہ اس روز دوڑتے ہیں اور علی اور اولاد اس کی کو نفرین کرتے ہیں۔ اور اسی طور پر روزی جمع کہتے ہیں اور ان کو سیات کہتے ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ پیغمبر ہمارا ماننے والا درجہ ہے تو قادیان اور جو کچھ جاتا تھا کرتا تھا لیکن وہ امرائے کبر و کبریاں ہیں جیسے مثلاً محمد صاحب جیو انوں کو مار رہے تھے کیونکہ وہ جلاتے پر قادر تھے اور ہم کو نہیں چاہتے کہ کسی کا ہزار کو چیلان کریں کیونکہ ہم اس کو زندہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہمارے واسطے ہمارا سولہ اور اسی طرح پیغمبر صاحب جن کی جو روچا ہے تھے لے لیتے تھے کیونکہ جہاں انکے واسطے تھے نہ کیوں ہمارا واجب نہیں ہے کسی کی جو روئے ہیں۔ اسی واسطے سنو میں خاندان کو نہیں مارتے ہیں۔ نباتات کے کوٹنے پر گزارہ کرتے ہیں اور ستمدار اور دشمن اور ایسی مغوی چیزیں کھا کر عین سے زندگی گزارتے ہیں۔ اور خوشخواری نہیں کرتے۔

مذہب اہل شیعہ شیعہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مذہب مستقیم وہ ہے جو توحید اور عدل اور نبوت اور امامت اور سعادت اور ایک پر ایمان رکھے۔ اور بائبل کی تصدیق کرے محمد نے علی کو خلیفہ کیا۔ اور وہی اور خلیفہ ایسا بنایا۔ محمد کے بعد علی تمام پیغمبروں اور اولیاء میں سے بہتر ہے۔ اور ابو بکر اور عثمان وغیرہ کو سیکناہ اماموں کا حق عصب کرنے والا جانتے ہیں اور ان کو نفرین کرتے ہیں اور بہت سے ان میں نقیصہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عثمان نے بعضی صوبے تیس جو علی اور اس کی آل کی بزرگی میں حق قرآن سے نکال دیں۔ اور ان سورتوں میں سے ایک سورۃ ہے جو عثمان نے قرآن میں درج نہیں کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایہا الذین امنوا امنوا بالانوار میں انزلنا ہما یقولان علیکم ایاتی و کذبہا لکم حد اب لیم عظیمہ نوران بجمہا من احض وان السیمع العلمہ ان الذین یوفون بعہد اللہ ورسولہ فی آیاتہم جنات نعیمہ والذین انقضوا من بعد ما امنوا انقضہم میثاقہم وما عاہد اللہ رسولہ علیہم لقد ذین فی

الحجیمہ ظلموا انفسہم وعضوا الوصلی الرسول او ذلک لیستقون من حیدہ ان اللہ الذی نور السموات والارض بما ساءوا علی من المملکۃ والوصل وجعل من المومنین اولئک خلق یفعل اللہ ما یشاء لا الہ الا هو الرحمن الرحیمہ قد مکر الذین من قبلہم برسولہ فاخذتہم بمکرہم ان لخذی شدید الیمہ ان اللہ قد اھلک نجاراً وغور بما کسبوا وجعلہم ولکم تذکرۃ فلا تقننہ و فیرعون بما طغی علیہم مونی واخیدہم و ان غرقنا ومن تبعہم فجمعہم لیکون لکم البتہ وان اکثرکم فاسقون ان اللہ یجمعہم فی یوم التختہم فلا یستطعون الجواب حیث یسئلون ان یجحدوا ولیہم وان اللہ علیہم حکیمہ یا ایہا الرسول بلغ انی ارسی فتوف یعلون قد حشر الذین کاتوا عن آیاتی وحکمی و صرحتون مثل الذین یوفون بعہدک انی جزینہم جنات نعیمہ ان اللہ لذو مغفۃ و اجر عظیمہ و ان عدلنا من المومنین و اناسونہ حقہ یوم الدینہ ما یخون عن ظلمہم لیاقلین و کرمناہ علی اھلک اجمعین فاخذہم و خیریتہ ابصارہم وان حدنا بعد ما ام المومنین قتل الذین کفروا بقیامہما اقتوا طلبتہم بنیۃ الحیوۃ الی دنیا و استغلتہم کما قسیتہم ما وعد کمالہ ورسولہ و فقتلہم التیجود من بعد لو کہیہا و قد حشرنا لکم الا مال لعلکم تقننون۔ یا ایہا الرسول قد انزلنا الیک آیات بینات فیہا من یتوفیہ مومنا ومن یتولم من بعد لکم لظہرون۔ فاعرض عنہم انہم صرحتون و انہم یحضررون فی یوم لا یغنی عنہم شیء ولا صیرحون ان لہم فی حیدہم مقاماً عندنا لعلہم یعدلون۔ فیہم باسم ربک وکن من الشاھدین و لقد ارسلنا موسی و ہارون بہما سحرا فنبھا لھما و فیضد جمیل فجلنا منہم القردہ و الخاریز و ناعلم الی یوم یبعثون۔ فاصبر صبور و یصبرون۔ و لقد ایتناک الحکم کالذین من قبلک من المومنین و رجینا لک منہم و فیہم لعلہم یزججون و من رسول عن امری فانی مرجعہ فلیتقوا لکف لھم قلیل فلا یسئل عن الناکثین۔ یا ایہا الرسول قسید حجلنا فی اعیان الذین امنوا عہدنا لھم و کن من الشاکرین ان علیاً فامنا باللیل سا حیداً لیمنا الاخرۃ و یزجروا اب سبہ قل لعل یشغوی الذین ظلموا و ہم بعد انی بعلمون۔ سیمعل الا عدل فی اعناقہم و ہم علی اعما لھم لیتذمرون انال بشرناک فی ساریۃ الصالحین۔ و انہم لا یزناکلا یخافون فلیسہم منی صلوۃ و رحیمہ احیاء و امواتا یوم یبعثون۔ و علی الذین یبغون علیہم من بعدک عیبنا لھم قوم سوء خاسرین و علی الذین یسئلوا منکم منی سحرا لھم فی الغرافات امنون و لعلہم رب العالمین۔ اسی طرح اور بھی صد باتوں میں ان کا اختلاف ہے۔

علی النیان کا حال کوستان مشرق میں خٹاک کے نزدیک انزل

برادرین الاحدیہ کے صفحہ ۵۰۴ حاشیہ نمبر ۱۱ کی عبارت
کہ اندر کو شیکا گشی کے پتر جلد آ۔ اور پھر زشی کو بڑا مالدار کر دیے۔ تمام پورا نیا
کے شجرہ میں لکھا ہے کہ شیکا کا بٹیا و خواہن تھا۔ اور سائنا وید کا ہاشکا راس کی وجہ
بیان کرے کہ اندر کو شیکا کا کینہر پتر ہو گیا۔ یہ یہ قصہ بیان کرتا ہے۔ جو کہ وید کے
کے متہ انوکو شیکا میں درج ہے کہ شیکا کا شرا تھا کہ پتر نے یہ دل میں خواہش
کر کے کہ اندر کی توجہ سے میرے بٹیا ہو تب جیا اختیار کیا۔ جس کی جلد میں خود
اندر ہی نے شرا کے کھن میں خیم لیا اور اب ہی اس کا شیکا بن گیا۔

اسم جواب بخور کر لیں تو گناہ کے بہت بڑھ جائے گا خوف ہے اور جو اپنے ان کا
 صحیح طور پر چنگ وید بھاشن میں چھپ گیا ہے۔ پس دوسرا نے کی کوئی
 ضرورت بھی نہیں معلوم ہوتی ہر ایک طالب حق وید بھاشن کو ضرور
 کہنا چاہیے کہ یہ دیکھ سکتا ہے۔ اور حق تو باطل میں مجسمہ فرما
 سکتا ہے۔

اس تحریر کے شروع کرنے سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا بارش صرف مٹی پر
 پڑتی ہے یا کاس کے واسطے بھی ابلدور ہے بنا چھوڑے ہیں۔
 جن فلسفہ دانوں اور حکمتا خواؤں کو علم بارش سے آگاہی ہے انہیں کی امید گئی ہے
 ہے کہ بارش کے ہونیکا ہی طریقہ مقرر ہے کہ زمین سے پانی کے بخارات اور چڑھ کر
 بارش ہو کر پڑتے ہیں چنانچہ اس کی تصدیق کے واسطے اکثر فلسفیوں نے بارش کا
 امتحان بھی کر دیا۔ بلکہ ایک فاضل فلسفی نے اشتہار بھی دیدیا تھا کہ جس کسی کو
 حواش بارش دیکھنے کی ہو۔ میں برکھا کر کے دکھان سکتا ہوں۔ پس اس کل تحریر
 کا مثلاً یہ ہے کہ جس طرح بذریعہ کوئین کے تپ کا افادہ ہو جاتا ہے۔ اور جاتے
 سے لگہری راہ ہو جاتی ہے۔ دکھانے سے جسم کو تقویت ملتی ہے۔ اسی طرح
 اگر باقاعدہ بخارات چڑھائے جائیں تو بارش ہو سکتی ہے۔ یہی توصیف جہالت
 ہے کہ بعض خدا کی مرضی سے بلا قاعدہ مقرر کر کے بارش ہو جاوے۔ پس جبکہ بارش
 کا ایک خاص قاعدہ ہے۔ تو اب ہم کو خود کرنا چاہئے کہ کونسا قاعدہ بارش کا مدہ
 ہے چونکہ محمدی لوگ بھی ہر ایک امر کو خدا کی مرضی پر اتقائیں گوتے۔ روئی
 کے واسطے تو سخت مزدوری کرتے ہیں۔ بیماری کے واسطے دوا دارو بھی کھاتے
 ہیں۔ نفسانیت کے خیال سے سیاہ تشادی کی بھرا کر دیتے ہیں۔ کسی امر میں محض خدا
 کی امید پر بیٹھ نہیں رہتے۔ ایسا ہی ہلکا بارش پر غور کرنا چاہئے۔ البتہ ہم امر تو
 بہت بہتھوٹے ہیں کہ ہر ایک فعل کے ساتھ یہ پیشہ کی بددعا خوانا ہونا لیکن خدا
 افعال محض خدا کے بعد سرپرست رہنا کسی قاعدہ کے مطابق روا نہیں ہے اب ہم کو
 بارش کے اصول پر خیال کرنا چاہئے۔
 محمدیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کے روئے بارش کے لئے یہ قاعدہ
 مقرر کئے گئے ہیں کہ مسجدوں یا گرجا گھروں میں حج ہو کر خدا کے آگے
 التجا کرنا۔
 اور کربہ دھرم کے مطابق ہونیک کے ذریعہ ایشور سے پرارخصا کرنی کہ آب
 دیائے میں دیا تائے بارش کیجئے۔
 اب غور کرنا چاہئے کہ بارش کے لئے کونسا قاعدہ مدہ ہے آیا محمدیوں کی ایسی کو
 یا آریوں کا۔
 اول سوچنا چاہئے کہ یہ قاعدہ ہر قسم سے کاروبار کرنا اور دل سے ایشور کے گردنا۔
 جان روئی کا ہلکا کا ہونا مدہ ہے۔ یا یہ قاعدہ کہ ہاتھ ماندہ کر بیٹھ رہنا اور ایشور
 سے روئی کا خطاب کرنا بہتر ہے۔
 یقیناً بات ہے کہ اگرچہ قاعدہ کو کوئی عقل پسند نہ کرے گا۔ اور ہر طرح سخت
 بخش اور جہالت مانے گا۔ اس لئے قاعدہ اول کی صورت بخون کے ذریعہ
 ایشور کے آگے پرارخصا کرنے کی ہے۔ کیونکہ ہون قاعدہ قدرت کے مطابق خاص
 بذریعہ بارش اور رحمت جسمانی اور معنوی ہوا کا ہے۔ ہون کا یہ قاعدہ ہے کہ زمین
 زرد اور دھڑا اور مقوی اشیا کو پید کے منتروں سے آگ میں بارش بارش آتی ہوئی
 وندہ زمین سے پانی کے بخارات دھڑا ہوں سے ملکر منڈل میں چڑھ سکتے ہیں
 (ام سورج کی گرمی سے ۲۰) آگ کی حرارت سے۔ پس جس وقت آگ ہلکا ہون
 کیا جاتا ہے تو اس کی حرارت سے بھی دھڑا اور مقوی اشیا کے بخارات دیر
 کو چڑھتے ہیں۔ یہ بات بھی علوانا مسلمہ ہے کہ بعض اشیا کو سورج کی گرمی حسب ضرورت
 اوپر نہیں اٹھا سکتی۔ اس لئے ہوں کے ذریعہ چڑھائی جاتی ہے۔ یہ جو کھی ہوں
 میں دالا جاتا ہے۔ بے یہ قاعدہ ہے کہ بارش کو مٹی مدہ حاصل ہوتی ہے۔ جو

بخارات پانی کے سورج کی حرارت سے اوپر چڑھتے ہیں۔ ان کو بھی گرمی کے لئے
 مٹی کے بخارات بطور خاک کے ہیں جیسا کہ ہندو میں دودھ میں ایک پاؤسی
 ڈالنے سے تمام کو دھوپ بنا دیتا ہے۔ دیا ہی جس وقت مٹی کے بخارات پانی کے
 بخارات سے ملنے میں ان کو سمجھ کر دیتے ہیں اور وہی بخارات پانی بارش کا
 ذریعہ ہو جاتے ہیں۔ اور کھی کی یہ خاصیت ہے کہ وہ سورج کی گرمی سے اپنے
 نہیں چڑھ سکتا۔ تم غور کرو کہ ہر ایک شے کو سورج کی گرمی خشک کر دیتی ہے
 لیکن کھی ہزار برس پڑا ہے۔ تو ویسا کا ویسا ہی بنا رہتا ہے۔ گزینک نہیں
 ہوتا۔ اس لئے بذریعہ آگ کے اس کو اوپر چڑھایا جاتا ہے تاکہ بارش میں
 مدد کرے اور ساتھ ہی اس کے مقوی و مضطربا و دانی جاتی ہیں انکا بھی
 یہی فائدہ ہے کہ پانی نفیس اور عذیبی منجھ کر دے۔ کیونکہ جس وقت
 پانی کے بخارات لطیف ہوتے ہیں اس وقت کم شہد ہوتے ہیں۔ لیکن جب
 وہ کثیف ہوتے ہیں۔ تو جلد بخیر ہو کر بارش ہو کر دیتے ہیں اب تھوڑے سے
 کھینکے کہ جس جگہ ہون ہوگا۔ وناں بارش نہ ہوگی۔ یہ خیال ان کا درست
 نہیں۔ کیونکہ بارش کا ذریعہ محض ہون ہی نہیں ہے بلکہ اور بھی کھی ایک
 مثلاً درخت مندہ ذریعہ بارش کا ہے۔ اور یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ سورج
 کی گرمی سے جو پانی کے بخارات چڑھتے ہیں وہ محض پانی کے نہیں ہوتے
 بلکہ ان کے ساتھ لطیف بخارات۔ اور مقوی اور مضطربا و دانی بھی چڑھ
 جاتے ہیں۔ اس لئے یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اور یہ معاملہ دانا
 اور مسکویت کا ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ جنگل میں قدرتی سیو سے ہزارہ طرح
 کے پیدا ہوتے ہیں۔ تو کیا درخت لگانا کھی کے ضرورت نہیں ہے کوئی دانا
 اس امر کو پسند نہ کرے گا۔ پس باغ وغیرہ لگا کر غمہ طور سے سیوہ جات ہوا
 پیدا کرنا قدرتی عطیہ کا باقاعدہ بہتر ہے۔ اسی طرح اگرچہ قدرتی طریقہ
 خاص چھوٹا بارش کا ہو۔ لیکن تاہم انسان اس میں کھی طرح کے اعمال سے
 اپنی کوشش کا فائدہ اٹھا سکتا ہے اس لئے اگرچہ خاص قاعدہ بارش کے نازل
 ہونے کا مد نظر رکھ کر اس کے ساتھ ایشور کی مدد کے خوانا ہوتے ہیں۔ تو وہ
 اس نیکے اور مدد سے ورنہ عقول طریقہ سے ہزار بار چاہئے رہے
 اب اگر محمدیوں کا بارش کیلئے قاعدہ دیکھ گئے۔ تو ہر نوع کا کارہ اور
 تے یعنی مسجد میں جا کر کھڑے زبان سے کہنا بارش کو کیا مدد دیتا ہے۔ بلکہ سستی و کم
 جہتی کا مصداق ہے۔ اور یہی حالت عیسائیوں کی ہے
 بڑا انوس ہے کہ جس طرح اور کاموں میں محمدی کی کتبے نامستحق
 و مدیدہ روئی کو عہدہ درود خیال کرتے ہیں۔ اس بارش کے بار میں بھی
 دھوپ یا پانی پڑتے جاتے ہیں اور عقل و سمجھ کو استعمال میں نہیں لاتے
 اگرچہ اکثر کاموں میں محمدی لوگ تدبیر کو بھی کام میں لاتے ہیں۔ مگر بارش
 کو صرف باری سے چاہتے ہیں۔ کیا معاذ اللہ نادان ہے جو ہوتا رہے
 دھوپ کا میں آجا دیکھا۔ اگر بارش جاتے ہو۔ صحت مندی کے بنو سکتا ہے
 اس کے مقررہ طریقہ ہون کی تعمیل کرو۔ بھائیو! کیا کھی کا نام کرنے
 کے بھی معاذ اللہ مل سکتا ہے؟ جب آپ ایشور کے حکم کی تعمیل کرتے گئے
 تو وہ دنیا کا رسی اپنی قدرت سے ہر ایک چیز کو دے سکتا ہے۔ وہاں
 کر سن حیو کا قول ہے۔

अज्ञाहं विभूतानि पर्जन्यादत्र समव० । यज्ञाहं ते

نہیں۔ اور یہ سوائے سچا ہندو کسی کو اپنا معبود نہ جانتیں۔ یہ ہے کہ ایک مالابھج کے لئے تحقیق ہو جائے۔ اور کسی طور پر کاشک نہ آنے پائے۔
 علی الخصوص ہندو جہاں سوامی جیو چھاسراج نے ان باتوں کی عقل عمدہ طور سے پہچان ہیں کہ وہی ہے کہ ان دنوں سے اپنے منہکرت دان بھی انصافانہ طور پر دیکھنے سے تسلی یا بھوسکتا ہے۔ چنانچہ ان دھرموں یعنی ہندو کو دور کر کے واسطے سوامی جو نے ایک تنگ علیحدہ کھسائی تو اسانہا بنایا ہے جس نے ایک گمراہ عالم کو راہ راست دکھایا ہے۔ چنانچہ چند متر جہاں بھی شکار دیکھیں کہ ہماروں تاک کر وہاں کا بل اٹھا رہا ہو۔
 इन्द्रमि त्वं वरुणमग्निमाहु रथोदियमवा ।
 सौमग कृत्स्नानू एकं सहि प्रा वहुथा वदं त्यग्निव
 ममातरि आन मा हु ॥ १२ ॥ १२ ॥ १२ ॥ १२ ॥
 یہ گمراہ وید کا منتر ہے۔ "جو ایک ادوئی دلا ٹھیک" ست برہم ہے اسی کے اندر۔ شکر۔ دھن۔ اگنی۔ دویا۔ سپرنا۔ گور۔ دھمان۔ ماتریشوا۔ نیم۔ نام بھی ہیں۔

ہندو جیو بھی ادھیار ۱۲ کے شلوک ۱۲ میں کہتے ہیں
 एतमेतेवद त्वग्निमनुमेके प्रजापति इन्द्रमेक
 परे प्राणमपरे ब्रह्मशाश्वतमू।म० अ० ۱۲ श० ۱२ ॥
 ہر جو سب کا پر ماما ہے۔ اسی کے اگنی منتر۔ اندر پر پڑو۔ پر جاتی۔ برہم بھی نام ہیں۔
 اور اسی طرح پوروید و سام و دودا و اتر و دے بھی واضح ہوئے ہیں کہ اگنی وغیرہ بعض جگہوں پر ایشور سے بھی ہیں۔ مگر یہ جیو تک اگنی اور سورج وغیرہ ایشور نہیں ہیں بلکہ اسی مخلوق ہیں۔
 اگنی لفظ جو رنگ وید میں گمراہ کیا ہے اس سے کہ تم اور ہم علم آدمیوں کو سنا لے کر پڑتا ہے۔ اول تو خود ان لوگوں کو سنا دے کہ ان کے اس لفظ کے اصلی اور حقیقی معانی کو تو راہ اور رافیت کہہ سکیں۔ اگرچہ رنگ وید کے منتر اور منورنگ کے قول سے بھی ثابت کیا گیا ہے کہ اگنی وغیرہ پریشور کے نام ہیں۔ جس سے غالب یقین ہے کہ کسی حق پسند کو کلام نہیں ہے مگر وہ لوگ کہ جن کی حق پرست کو ارادہ موجود ہے کہ سچا علم لے لیں۔ یہاں پر وہ دیکھیں کہ جہاں تک تاریک گوشہ کو اپنا مان خیال کرتے ہیں انہیں سچ کے قبول کرنے میں شرم معلوم ہوتی ہے اگرچہ کئی طوطا و گور کا سر اٹھاتے ہیں۔ تو پھر قند نقشب چہرہ حق پسندی پر ڈال دیتے ہیں پھر فراموش کردہ شاد پر اور قند نقشب انہارا نصاف میں عقل حق میں کھینچ دیتے ہیں۔ یہ نظر سکتا ہے۔ وہ ان کے دل میں باتوں میں کیے جوتہ کہ ہر شرم ناظرین کی خدمت میں لفظ اگنی کے معنی بطور ایتھاس میں پیش کر دیتے ہیں کہ جہاں انصاف کو باق ہے ہندو اور نتیجہ تک استخراج فراموش
 अ जगति एज नवो अ मते प्राप ते सरिक्रय ते वा
 वेदादिभिः सत्यशास्त्रै विद्विद्भिः सत्यग्निः ॥
 اس دیا تو نے اگنی لفظ پر خود ہے اور دیا تو نے شاستروں کے لئے۔
 وہاں کہ کوں جن کا سینکا رکھتے ہیں۔ اور گمان ہدوت اور عرب ہا پاک ہے وہ اگنی ہے اس کے علاوہ شت ہندو ہمن کے بلند جوتہ لوگوں سے زیادہ اور بھی زیادہ صاف ہو جاتی ہے کہ اگنی کا اور ایشور کے نامی طرح

کی تاویل نہیں ہے بلکہ واقعی ہے اور کچھل مہام رشیوں نے ایسا ہی مانا ہے اور وید گدی ست شاستروں میں ایسا ہی ارشاد ہے جو بالکل ٹھیک اور ناجی درست اور صرف خود اور نجات کے مطابق اور ہر طرح معقول ہے اس کو زیادہ کر نیک واسطے اصلی لوگوں کو
 ब्रह्मनिः १-१-४-२-११
 अस्मा वा प्र मिः १-१-२-१-१
 अथवा अग्निः प्रजाश्च प्रजापतिश्च ॥ १-१-२-१-१
 تحقیق برہم اتنا۔ پر جاتی۔ اور آگ لفظ کے معانی و مفہوم میں داخل ہیں البوصہ مندرجہ صدر جو لوگوں سے بہا برکتی ثابت ہے کہ اگنی لفظ کثیر المعانی ہے اور اس کے بہت سے معانی میں منجملہ ایشور۔ اتنا۔ پر جاتی کے جوتہ تک بھی جیسے آتش ہے۔ اگر اس قسم کے ثبوت موجود نہ ہوتے اور وہ مقدس میں خود ہی اس کا کامل تصدیق نہ ہوتا۔ اور شریاں نہ لیتیں اور قطع اس کے محض اصول علم معانی و بیان ہر طور پر کہ اگنی شکر کا مفہوم پر مانتا بیان کیا جاتا ہے تو بے شک کوئی ذات شکر مقرر نہ ہوتا۔ جو ماما ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شخص اپنی میزان واقفیت میں دوسروں کے معلومات کو تو لےتا ہے۔ اور خواص جو انہ کے غلبہ سے اس کو بھی منظور ہوتا ہے کہ میری پلہ ذریعہ ہے۔ ایسے ہر مانتا بہت تصور سے ہوتے ہیں کہ خواص جو انہ کو مغلوب کر سرات کو صدمہ اذیت یا اعلیت سے نیاوی کوئی پر جانے اور ٹھیک اور درست نکل آئے ہر دوا اس کے نیلے خیال کے کنٹھا ہی یا بالکل خلاف ہو جاتی ہو غلط فہمیاں کہ لیتے ہیں۔ مگر اسی آفتاب خاک اور لے سے کچھ نہیں بچتا۔ اور مانتا بہت شبہ تاریک میں بھی چمکتا ہے۔ اسی طرح تاویلات اور توہمات اور اعتراضات سے اصلی معانی محض نہیں رہ سکتے۔ چونکہ ہر کامل عیار رنگ امتحان سے زیادہ پایا اعتبار کو سمجھتی ہے اس لئے اگنی وغیرہ لفظوں کی بابت ہم نے اور مسرر کھ دیا۔ اس کے بہت ناموں میں سے تقریباً ایک سو کا ارتھ اور اصل طور پر بدستیا مرتھ ہر کامل میں موجود ہے جو بالکل دیا کر نیتے گرامر کے مطابق سنہکرت دھما شاد و لوں میں درج ہے۔ جن سے کسی بدھی مان کو ذرہ اعتراض بھی نہیں ہو سکتا۔ ان مندرجہ منتروں کے ترجمہ دیکھنے سے ہر ایک حق پسند صداقت کی یاد دے سکتا ہے اور آگ آتش پرستی بھوں ایک کا کرتا ہے۔ تو یہ محض انصاف اور علمیت اور فلسفہ کی نگاہ پر چھری دھرتا ہے۔ ہر نے نبیوں کا آگ کو جلا کر بارش کا کرنا تقریباً ہی کا جلانا۔ اور خدا کا خود ہونا رجو تو بہت اور نبیوں کے صحیفوں میں درج ہے۔ اور راقی پرچہ کہہ کر انہا لوگوں کی منہ کو جانا۔ کہنگاروں قاتلوں مہمکاروں۔ وہ لوگوں کا جوتہ شفاعت سے بچنا جانا کہ جو لوگ اور فیسرفن اور جوتہ میں ہے تو مرزا صاحب جوتہ مانتے ہیں۔ اور ان کا ایمان باعث سخاوت جانتے ہیں مگر ہون سے باہر میں اور صحبت کا ہونا معلوم دکھائی دیتا ہے کہ اور اس کو تو برعم باطل و مخلوق پرستی گمان کیا جاتا ہے نہ مری ہمارے وجہ اس تصدیق اور حق پرستی کی یہ ہے کہ وہ ہا میں شہادت سے مانتے چلے آتے ہیں اور خصوصاً راقی میں ہیں۔ پس انکار کرنے سے دنیا کے حق و کفر کی اندیش ہے کہ جو ہم اس بارہ میں تصور اس تحریر پر مانتا ہے جانتے ہیں۔ اگر مرزا صاحب ہر دیکھا اس بیان کو فلسفہ پرست سے دوکر دیوین اور اس وقت نہیں اور دلیل دینے کی حاجت پڑتی۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ اسی سے دوسرا کا وعدہ اور پالی کا پالی علیحدہ ہو جاوے گا اور زیادہ امتحان کی ضرورت نہ رہے گی۔

یکیت و تو جاناہ) سیکھ کر لئے مارے آپ جیسے سورج (ایام) جلوں کے سبند سے (دارائی) جلوں کے پر و احوں کو دیر دوی بہا ہے کے ارتقد ورتائی) بادل کے واسطے درتتا ہے۔ ویسے (اسی) اس شتو کیونٹے (ترسیا) جرم (نری) کی ورتے شستہ کو دیر بہر) اچھ پرکار دھارن کر۔
 لگو زن یا نڈیوں کے دہانگ کے مانند دیر ورتاں کے حصہ جدا کر چکوا کریں اچھیا کر اسو لادو (لیسے ہی (دور) ایک پرکار بہن لکئے۔

تشریح

اس شستہ میں پویش کرنے سبھا دکش کے واسطے عمدہ ہدایتیں اپدیش کی ہیں (۱) سبھا دکش گنڈیاں اور انیشوریہ والا اور تھجیوی (۲) لڑا شستہ و دیاسے بھی اچھی طرح باہر سوا اور موقع استعمال سے من و عن آگاہ ہو۔ (۳) شنب و فرزند جو اناکت پرکار کے معاملات خلط میں جوتے ہیں ان سے بھی واقف رہنا سبھا دکش کے واسطے ایک فرض (۴) ہے (۵) غنائوں کو کفر کفار کی حلیہ میں سوا لیا عقلمند نہ لاد (۶) راس و اناں کے قائم کرنے پر مستعد رہنا جو خلط کا اصل سبب ہے (۷) جیسے سورج کی کرین جلوں کے سبب سے بارش کی پرواہ کو زوال کرنے کے واسطے بادل سے درشتے میں (۸) جیسے ہاتھوں کے دہانگ کو مختلف سختیوں میں اس کے جین بہن کرنے کی اچھیا کرتے ہیں (۹) ویسے ہی شستہوں کے مقابلہ میں باقاعدہ فوج کو عمدہ شستوں سے مسلح کر کے شنب و فرزند و سوا لیا (۱۰) کا ہی حاصل کر کے کامیابی کرے۔

خلاصہ

یہ سبھا جی جیسے معاملات دیا میں پران والو سے تا آدھی سختیوں میں زبان کو تارن کر جن بہن اکثر بادل کے دہانگ کرتے ہو ویسے شستوں کے بل کو اپنی سدا کی باقاعدہ لڑائی سے چس بہن کرے۔

رہنما

جیکے بقول دلسن صاحب کے دیدیں حرف ہی عبارت ہے کہ "دورتر کے عضو کو کی مانند جدا جدا کردو الو ما دورتر سیکھ لینے بادل کو کہتے ہیں۔ اور گونا نام بارش کا ہے۔ لینے بادل کے عضو کو بارش کی مانند جدا جدا کردو الو۔ افسوس کہ لوگ اخیر کسی قسم کی لیاقت کے لئے بڑے بڑے دعوتے کرنے پر مستعد نہ ہوا تھے ہیں شارج لکھتا ہے کہ دکاتیا کاشٹہ ولے کو کہتے ہیں۔ جم جہان تک ویر مقدس کی اس شرفی کے حرف حرف پر نگاہ دوڑاتے ہیں دکاتیا لفظ بالکل نہیں ملتا۔ جس سے دلسن صاحب اور سالیام۔ قصائی اہر کوشت کاشٹہ ولے کے معنے نکلتے ہیں۔ اور سارے انسانی دوست بغض باطنی و کدورت روحانی سے جوڑنے کے معنے لگاتے ہیں۔ جب یہ نقطہ ہی اس شستہ میں نہیں ہے۔ پس اغراض بھی محض چھوڑ دوڑیے بنیاد ہو گیا۔ ہم یہاں پڑ دلسن صاحب اور مرزا صاحب یا کسی اور ان کے خیر خواہ لکھا ایام لانے ولے کو چلیج کرتے ہیں کہ وہ یا تو دیر مقدس کی اس شرفی سے جو جیسے اوپر درج کی ہے دکاتیا لفظ لگا کر بتلاو اس وقت صافی یا جو جینے کی قصد تھی کہ اس دور دلسن جو خجاری اور بدگامی کا علاقہ فرما کر اس کی ملکیت چھوڑ کر شائع فرماوین۔ اور آئینہ ان (۱) یا شاید دعوتوں سے نارا ز اس دسم دوبارہ پھر اس بات کو دہر کرتے ہیں اور تاخرین کو قبولاتے ہیں کہ اس کا بنوٹ جواب کوئی بھی کسی طرح دیا پر تے ملک نہیں دے سکیگا کیونکہ شستی سے شستی کسی طرح نہیں ہو سکتی اسی طرح جو ویدوں میں جیسے

اس کا ان سے لکھا تھا بھی جہاں بلکہ نامکن ہے۔ مرزا صاحب کے تمام غلط دعویٰ اور ترجمہ اردو کی نسبت یہ ہماری طرف سے اتمام حجت ہے جو ان کے ایسے ہی تمام کو اس کے ہوائے آسائش کے سینٹا ناس کرنے کے واسطے ہل من معارض کی امتیاس ہے۔

برائین الاحمدیہ صفحہ ۳۰۴ حاشیہ ۱۲۳
 قولہ ایک جگہ بھی مذکور کہ درپہ بیان نہیں کیا کہ مخلوق میری ہی سے باز آجاو۔ آگ دیو کی پوجا مت کرو۔ بخدا کے اور کسی سے نہیں مت مانگو۔

اقول۔ کہ سب زبردستیر شتم۔ چشمہ آفتاب راجگناہ۔ مرزا صاحب نے اور ان پور شستہوں کو لکھیں کھول کر مطالعہ فرمائیے۔ ویر مقدس مخلوق پرستی کی بڑی سخت ترویج کر رہے ہیں۔

(۱) یہ شستہ سام وید کا ہے۔
 तत्त्वाः अथोदित्वो न पाथि वो न जा तो न ज जनि ष्यते अश्वाय न्तो म च वृत्ति न्न वा नि वो ग व्य व त्त्वा ह वा म हे। साः ड म धा प्र १ अ १ मे ११ ॥
 ہے۔ جزو انیشوریہ کے بالک سب کے جین ہول پر یا تا آتب جیسا دیو لوگ یا پڑھو میں انیشور (کالوں میں) نہ کوئی پیدا ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ اور نہ ہے۔ آپ تمام چیزوں کی آمیزش سے پڑھو۔ پھر گھوڑے وغیرہ انیش کے سامان مل کے بڑھائے والے ایک اور شتر کر کلیان اور ضروریات کی خواہش رکھنے والے آب کی کی شتر میں لائے ہیں آپ کے سوا اہمالک کوئی نہیں +

(۲) بزرگ وید کا شتر ہے۔
 यथात्मदा बलदायस्य विश्व उपायते प्रशिवं मस्य देवाः यस्य द्यायास्त त यस्य मृत्युः कस्मै देवाय ह विषा विभेम।
 अ ८ अ ७ व ६ मे २
 ہے۔ جزو انیشوریہ کی پاد سے ایسے آتما کا کلیان دے والے۔ جو سب دو یا اور سب سکھوں کی پرانی کا تھو ہے۔ جس کی او یا ساسب و دو ان لوگ کرتے کرتے ہیں۔ اور جس کے انوشناسن کو سب اتم لوگ کرتے ہیں جس کا شتر ان یا موش کھ کا کارن ہے۔ اور جس سے غفلت میں رہنا ہی جیم نرن روپ دکھوں کا دے والا ہے۔ جس کی آگیا کالوں ہی سب سکھوں کا مول ہے جو سب سار کا تھی ہے اسی پریشوری جم او یا تا کریں۔

(۳) ایدہ جزو وید کا شتر ہے۔
 अथ्यन्तमः प्रविशन्ति धेः स भूतम पा सते त तो भूय ह वते त मो य उ स भू त्वा १ र ता २ य ज वे द १ अ ४ मे ११ ॥
 جو در استہیونی (۱) یعنی پر کر تھی کی (۲) جم کے سچان نہیں اپا سا کرنے میں ہے اندھکار رتھات گمان اور دو دکھ شتر کریں دوتے ہیں اور جو سب سکھوتی ہیں پر لکھی آوی کردوں اور پاشاں اور درخت اور انسان وغیرہ کے سریروں کی او یا تا پر سب کے سچان میں کرتے ہیں اس اندھکار سے بھی زیادہ دکھیں پڑتے ہیں

(۴) ایضا
 भवादस्या गि स्त यति भवा त प ति सूर्यः भवादि न्न अ वा यु अ मृत्यु था व ति प ज्ञ मः। य क अ २ व ६ मे ३।

زمانہ کے برخلاف ہیں۔ ہندو مذہبی مجلسیں تو انیسویں دن کے زمانہ میں کامل ہو چکے تھے۔ مگر آج کل کے ترجموں سے نہیں وہ مطلب نہیں ملتا۔ اسی واسطے ہم انہی ایک کوئی قرار قطعی درباب مذہبی عقیدے اور مجلسی قوانین کے جو دید میں سے نہیں کر سکتے ہیں، مگر اور یہ بھی لکھا ہے کہ مذہب سرسریہا ہو۔ اگر ہم یہ کہیں کہ روید میں پریموں کے مذہب کے عقیدوں کے بڑی بڑی علامتوں کی مشغور رہی نہیں پائی جاتی۔ بہت تک کہ ہم کل روید کو مطالعہ نہ کریں۔ اسے ناظرین خدا کے واسطے فرما دیتے کہ جن کے ترجمہ کرتے کے وقت چار وید پڑھے ہی نہیں بلکہ ایک روید بھی نہیں پڑھا۔ یا مطالعہ نہیں کیا۔ کیا وہ ترجمہ کرتے کی لیاقت رکھ سکتا ہے۔ کیا روید ایسی چیز ہے کہ معمولی انسان کی اجتہاد کرنا یوں کا مطالعہ والا اس کا ترجمہ کرے؟ ہمیں نہایت افسوس ہے ان لوگوں کی عقل پر جو اس کو منسکرت کا پرو فیسر یا کوئی اور خطاب دیوں اور اس کے فرضی ترجمہ کو جو منسکرت سے انگریزی اور انگریزی سے لاتوق میں کیا گیا ہے، قابل قدر جائیں جو بالکل غلط اور نامکمل اور غیر قابل اعتبار ہے۔ بلکہ وہ خود ہی تباہ کرتے ہیں کہ روید کو کوئی بات آئندہ معلوم ہو اور وہ اس کے خلاف ہو۔ تو ہمارے رائے بدل سکتی ہے، اب تو ان کے ترجموں کے علاوہ طور پر ترجمہ ہو گئی ہے اور تمام دنیا میں نوٹس دیتے گئے ہیں جس سے غالباً دو فیسلس کی رائے بھی بدل گئی ہوگی۔ علاوہ بران ان کی رائے بدلوانے کے واسطے ہمیں انٹیلیجنٹ سے خط و کتابت کرنی پڑتی ہے جو امریکا سماج لندن کے سکریٹری کا دفتر ہے۔ مگر مرزا صاحب اگر حق پسند ہیں تو ان کے واسطے ہمیں قادیان سے رائے بدلوانی آسان ہے۔ کسی طرح دستاویز نہیں اور سب سے زیادہ عار کی یہ ہے کہ وہ منسکرت سے محض نا آشنا ہیں اگرچہ اس حالت میں ان کی رائے کی پہلے ہی کچھ وقعت نہیں مگر پھر بھی خدا کرے کہ اس غلط نمائندگی کی بدولت سے مرزا صاحب اپنی غلط دہر گسان رائے کو واپس لے لیں اور راہ راست پر آئیں۔

صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ وہ غالب یہ ہے کہ ویدیں غلط کیا دیں گے کچھ اور بھی ہوں اور وہ اب کوئی نہ جانتا ہو یا خوب جانتا ہو کسی غلط کے معنی اور میں جو کوئی ات جانتا ہوں۔ تو لغات اور تروکت اور برہمن گرنٹھس کام کے ہیں وید میں ایسا لفظ کوئی نہیں جیکے معنی پر تویم سے دریافت ہو سکتے ہوں۔ مگر برہمنی بھاری ہے کہ وید میں ہل یا غیر مشی لفظ کوئی نہیں ملتا لغات وید نے نہایت عمدگی سے اس خدمت کو سر انجام کیا ہے مگر تو بریافت اور لغات وغیرہ دیکھنے کے حاصل ہونا محال ہے۔ ناں اگر یہ خیال ہے کہ جس بات کو منتر میں سمجھانے کے لئے کون جاتا ہو کہ بیشک صرف دھوئے تو ہے۔ مگر اسے کوئی اگر اتفاقاً رکھے ہیں کر سکتا۔ بلکہ ناواقف کامت ہوت ہے۔

صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے کہ لیکن ہم نہیں خیال کر سکتے کہ ان کے معنوں نے یہ الفاظ ایسے منہ سے لگائے ہوں۔ حضرت جب انہوں نے باتیں منہ سے نہیں لگائے جس کو آپ ترجمہ کرنا اور مرزا علامت صاحب کا رائے دیکھا اور کوئی ناواقفوں کو دھوکا دیا کہ منہ سے دیا گیا تھا۔ صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے کہ سائنا چارج نے جو سب سے لگائے میں میں نہیں اعتراض ہو سکتا ہے تاہم بلاشبہ کوئی فرنگستانی عالم ایسا نہ ہوگا جو اس کی لیاقت کو پہچنے کے۔ جب سائنا چارج کے معنی پر منتر چم کو خود اعتراض ہے تو منتر چم کے معنوں پر کسی قدر اعتراض کی گنجائش ہے۔ اس حالت میں منتر چم غلطی نہیں ہے تو کیا ہے۔ اگر ہم یا کوئی اور حق پسند آدمی کہیں ایسا یہ اعتبار دیکھ نہ کرے۔ جب سائنا کے ترجمہ پر اعتراض ہے تو اس فرنگستانی عالموں

کے ترجمہ میں (جن میں سے کوئی بھی اس کی لیاقت کو نہیں پہنچ سکتا ہے) کسی قدر اعتراض و اعلاط کے ہونے کا یقین ہے اس واسطے سائنا چارج کے ترجمہ کے ہونے سے فرنگستانی عالموں کا ترجمہ مگر غلط سمجھنے میں غلط ہو گیا۔ اور ان ترجموں سے ماسٹر لکھنؤ اس کا ترجمہ سہ کہ غلط ہو کہ مرزا غلام احمد کے اعتراض جو بنا، فاسد بر سر فاسد و سق فاسد و تعیر فاسد کا حکم رکھتے ہیں وہ کسی طرح قابل اعتبار نہیں اور نہ وقار کے لائق ہیں اور یہی ثابت کرنا چاہا اور من تھا۔ جو بعض اہل نظر پر ادا ہوا۔

برائین الامجد یہ صفحہ ۹۹ سے ۱۰۱ تک حاشیہ نمبر ۳۷
 دگ وید سنتھاننگ اول سکت ۷۱ کی بہت شرمی جن میں لکھا ہے۔ اسے اندر درتہا پر اپنا جھپا اور اسے ایسا لکھتے لکھتے کہ جیسے جو چرنگائے کے لکھتے لکھتے کرتا ہے۔ ایک تو یہ تشبیہ غیر موزوں ہے اور ایک بزرگ کو بچہ سے تشبیہ دینا گویا اس کی بچہ بلج کرنا ہے جو درجہ بلاغت اور شبائستگی کلام سے بعید اور ایک طرح کی بے ادبی سے وغیرہ

جواب
 اول سکت ۷۱ پر تال کیا مگر اس بات کا کہیں نام و نشان نہ پایا نہیں معلوم کہ حضرت کو یہ بات کہاں سے سوچی لیکن ساتھ ہی جب دلی والا ترجمہ اردو ملاحظہ کیا گیا تو الہامی کی لیاقت ظاہر ہو گئی ناظرین بیشک اس ترجمہ سے جس کی بابت ہم پہلے لکھ چکے ہیں مرزا جی کو بڑا دھوکا ہوا اسی نمبر ۱۱ کی نسبت جس کی مرزا صاحب نے نقل کی ہے۔ شامو حاشیہ پر نمبر ۲ کا مشاہیر جو لگا کر ترجمہ کرتا ہے، وید کی ریچ میں صرف اس قدر عبارت ہے درتہا کے عضو کو کی مانند جدا جدا کر ڈالو باقی عبارت شامو اپنی طرف سے زیادہ کرتا ہے جیسے دنیا دار آدمی گوشت کاٹنے والے حیوانوں کے اعضا بزرگ الگ کرتے ہیں۔ یہ بیان واجب الملاحظہ ہے۔ تو دیکھنی عیان نہ ہو کہ شامو جو لفظ لکھتا ہے یعنی وکاتیا کاٹنے والے یا ترشٹنے والے اس کے کیا معنی ہیں شاید یہ لفظ وکرتیر ہو۔ جس کے معنی گوشت پیچنے والوں یا قصاوں کے ہیں۔ کچھ ہی ہو۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ٹکڑے گوشت کاٹنے سے زمانہ سلف کے ہندو مت پر نہ تھے۔ مفسر نے اس جگہ جتنا زہر لگایا ہے اور جتنا جھوٹ کیا ہے وہ احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے اور اسی طرح عقل کے اندھے مرزا صاحب نے اس کی تقلید کی۔ اپنی عقل کو ذرا بھی دخل نہ دیا کہ کیا یہ بات کسی قدر سادہ اور غلط ہے۔ جو حقیقہ حق و باطل کی تمیز کے واسطے ہم منتر دیکھا مگر بیشک ترجمہ کے تحریر کرتے ہیں تاکہ منتر میں کی اور علیحدگی کی بھی اسی سے اصلیت واضح ہو جاوے۔ اور آئندہ ان کے دھوکے میں کوئی نہ آوے۔

अस्मा ३ ह्य प्रभरात् तु जानो ह न्नाय वचमीशाजे
 किचे २ गो न प वे विरहाति २ ये २ न्न रणी स्वपां
 वा २ १ ३ ४ ५ ६ ७ ८ ९ १० ११ १२ १३ १४ १५ १६ १७ १८ १९ २० २१ २२ २३ २४ २५ २६ २७ २८ २९ ३० ३१ ३२ ३३ ३४ ३५ ३६ ३७ ३८ ३९ ४० ४१ ४२ ४३ ४४ ४५ ४६ ४७ ४८ ४९ ५० ५१ ५२ ५३ ५४ ५५ ५६ ५७ ५८ ५९ ६० ६१ ६२ ६३ ६४ ६५ ६६ ६७ ६८ ६९ ७० ७१ ७२ ७३ ७४ ७५ ७६ ७७ ७८ ७९ ८० ८१ ८२ ८३ ८४ ८५ ८६ ८७ ८८ ८९ ९० ९१ ९२ ९३ ९४ ९५ ९६ ९७ ९८ ९९ १०० १०१ १०२ १०३ १०४ १०५ १०६ १०७ १०८ १०९ ११० १११ ११२ ११३ ११४ ११५ ११६ ११७ ११८ ११९ १२० १२१ १२२ १२३ १२४ १२५ १२६ १२७ १२८ १२९ १३० १३१ १३२ १३३ १३४ १३५ १३६ १३७ १३८ १३९ १४० १४१ १४२ १४३ १४४ १४५ १४६ १४७ १४८ १४९ १५० १५१ १५२ १५३ १५४ १५५ १५६ १५७ १५८ १५९ १६० १६१ १६२ १६३ १६४ १६५ १६६ १६७ १६८ १६९ १७० १७१ १७२ १७३ १७४ १७५ १७६ १७७ १७८ १७९ १८० १८१ १८२ १८३ १८४ १८५ १८६ १८७ १८८ १८९ १९० १९१ १९२ १९३ १९४ १९५ १९६ १९७ १९८ १९९ २०० २०१ २०२ २०३ २०४ २०५ २०६ २०७ २०८ २०९ २१० २११ २१२ २१३ २१४ २१५ २१६ २१७ २१८ २१९ २२० २२१ २२२ २२३ २२४ २२५ २२६ २२७ २२८ २२९ २३० २३१ २३२ २३३ २३४ २३५ २३६ २३७ २३८ २३९ २४० २४१ २४२ २४३ २४४ २४५ २४६ २४७ २४८ २४९ २५० २५१ २५२ २५३ २५४ २५५ २५६ २५७ २५८ २५९ २६० २६१ २६२ २६३ २६४ २६५ २६६ २६७ २६८ २६९ २७० २७१ २७२ २७३ २७४ २७५ २७६ २७७ २७८ २७९ २८० २८१ २८२ २८३ २८४ २८५ २८६ २८७ २८८ २८९ २९० २९१ २९२ २९३ २९४ २९५ २९६ २९७ २९८ २९९ ३०० ३०१ ३०२ ३०३ ३०४ ३०५ ३०६ ३०७ ३०८ ३०९ ३१० ३११ ३१२ ३१३ ३१४ ३१५ ३१६ ३१७ ३१८ ३१९ ३२० ३२१ ३२२ ३२३ ३२४ ३२५ ३२६ ३२७ ३२८ ३२९ ३३० ३३१ ३३२ ३३३ ३३४ ३३५ ३३६ ३३७ ३३८ ३३९ ३४० ३४१ ३४२ ३४३ ३४४ ३४५ ३४६ ३४७ ३४८ ३४९ ३५० ३५१ ३५२ ३५३ ३५४ ३५५ ३५६ ३५७ ३५८ ३५९ ३६० ३६१ ३६२ ३६३ ३६४ ३६५ ३६६ ३६७ ३६८ ३६९ ३७० ३७१ ३७२ ३७३ ३७४ ३७५ ३७६ ३७७ ३७८ ३७९ ३८० ३८१ ३८२ ३८३ ३८४ ३८५ ३८६ ३८७ ३८८ ३८९ ३९० ३९१ ३९२ ३९३ ३९४ ३९५ ३९६ ३९७ ३९८ ३९९ ४०० ४०१ ४०२ ४०३ ४०४ ४०५ ४०६ ४०७ ४०८ ४०९ ४१० ४११ ४१२ ४१३ ४१४ ४१५ ४१६ ४१७ ४१८ ४१९ ४२० ४२१ ४२२ ४२३ ४२४ ४२५ ४२६ ४२७ ४२८ ४२९ ४३० ४३१ ४३२ ४३३ ४३४ ४३५ ४३६ ४३७ ४३८ ४३९ ४४० ४४१ ४४२ ४४३ ४४४ ४४५ ४४६ ४४७ ४४८ ४४९ ४५० ४५१ ४५२ ४५३ ४५४ ४५५ ४५६ ४५७ ४५८ ४५९ ४६० ४६१ ४६२ ४६३ ४६४ ४६५ ४६६ ४६७ ४६८ ४६९ ४७० ४७१ ४७२ ४७३ ४७४ ४७५ ४७६ ४७७ ४७८ ४७९ ४८० ४८१ ४८२ ४८३ ४८४ ४८५ ४८६ ४८७ ४८८ ४८९ ४९० ४९१ ४९२ ४९३ ४९४ ४९५ ४९६ ४९७ ४९८ ४९९ ५०० ५०१ ५०२ ५०३ ५०४ ५०५ ५०६ ५०७ ५०८ ५०९ ५१० ५११ ५१२ ५१३ ५१४ ५१५ ५१६ ५१७ ५१८ ५१९ ५२० ५२१ ५२२ ५२३ ५२४ ५२५ ५२६ ५२७ ५२८ ५२९ ५३० ५३१ ५३२ ५३३ ५३४ ५३५ ५३६ ५३७ ५३८ ५३९ ५४० ५४१ ५४२ ५४३ ५४४ ५४५ ५४६ ५४७ ५४८ ५४९ ५५० ५५१ ५५२ ५५३ ५५४ ५५५ ५५६ ५५७ ५५८ ५५९ ५६० ५६१ ५६२ ५६३ ५६४ ५६५ ५६६ ५६७ ५६८ ५६९ ५७० ५७१ ५७२ ५७३ ५७४ ५७५ ५७६ ५७७ ५७८ ५७९ ५८० ५८१ ५८२ ५८३ ५८४ ५८५ ५८६ ५८७ ५८८ ५८९ ५९० ५९१ ५९२ ५९३ ५९४ ५९५ ५९६ ५९७ ५९८ ५९९ ६०० ६०१ ६०२ ६०३ ६०४ ६०५ ६०६ ६०७ ६०८ ६०९ ६१० ६११ ६१२ ६१३ ६१४ ६१५ ६१६ ६१७ ६१८ ६१९ ६२० ६२१ ६२२ ६२३ ६२४ ६२५ ६२६ ६२७ ६२८ ६२९ ६३० ६३१ ६३२ ६३३ ६३४ ६३५ ६३६ ६३७ ६३८ ६३९ ६४० ६४१ ६४२ ६४३ ६४४ ६४५ ६४६ ६४७ ६४८ ६४९ ६५० ६५१ ६५२ ६५३ ६५४ ६५५ ६५६ ६५७ ६५८ ६५९ ६६० ६६१ ६६२ ६६३ ६६४ ६६५ ६६६ ६६७ ६६८ ६६९ ६७० ६७१ ६७२ ६७३ ६७४ ६७५ ६७६ ६७७ ६७८ ६७९ ६८० ६८१ ६८२ ६८३ ६८४ ६८५ ६८६ ६८७ ६८८ ६८९ ६९० ६९१ ६९२ ६९३ ६९४ ६९५ ६९६ ६९७ ६९८ ६९९ ७०० ७०१ ७०२ ७०३ ७०४ ७०५ ७०६ ७०७ ७०८ ७०९ ७१० ७११ ७१२ ७१३ ७१४ ७१५ ७१६ ७१७ ७१८ ७१९ ७२० ७२१ ७२२ ७२३ ७२४ ७२५ ७२६ ७२७ ७२८ ७२९ ७३० ७३१ ७३२ ७३३ ७३४ ७३५ ७३६ ७३७ ७३८ ७३९ ७४० ७४१ ७४२ ७४३ ७४४ ७४५ ७४६ ७४७ ७४८ ७४९ ७५० ७५१ ७५२ ७५३ ७५४ ७५५ ७५६ ७५७ ७५८ ७५९ ७६० ७६१ ७६२ ७६३ ७६४ ७६५ ७६६ ७६७ ७६८ ७६९ ७७० ७७१ ७७२ ७७३ ७७४ ७७५ ७७६ ७७७ ७७८ ७७९ ७८० ७८१ ७८२ ७८३ ७८४ ७८५ ७८६ ७८७ ७८८ ७८९ ७९० ७९१ ७९२ ७९३ ७९४ ७९५ ७९६ ७९७ ७९८ ७९९ ८०० ८०१ ८०२ ८०३ ८०४ ८०५ ८०६ ८०७ ८०८ ८०९ ८१० ८११ ८१२ ८१३ ८१४ ८१५ ८१६ ८१७ ८१८ ८१९ ८२० ८२१ ८२२ ८२३ ८२४ ८२५ ८२६ ८२७ ८२८ ८२९ ८३० ८३१ ८३२ ८३३ ८३४ ८३५ ८३६ ८३७ ८३८ ८३९ ८४० ८४१ ८४२ ८४३ ८४४ ८४५ ८४६ ८४७ ८४८ ८४९ ८५० ८५१ ८५२ ८५३ ८५४ ८५५ ८५६ ८५७ ८५८ ८५९ ८६० ८६१ ८६२ ८६३ ८६४ ८६५ ८६६ ८६७ ८६८ ८६९ ८७० ८७१ ८७२ ८७३ ८७४ ८७५ ८७६ ८७७ ८७८ ८७९ ८८० ८८१ ८८२ ८८३ ८८४ ८८५ ८८६ ८८७ ८८८ ८८९ ८९० ८९१ ८९२ ८९३ ८९४ ८९५ ८९६ ८९७ ८९८ ८९९ ९०० ९०१ ९०२ ९०३ ९०४ ९०५ ९०६ ९०७ ९०८ ९०९ ९१० ९११ ९१२ ९१३ ९१४ ९१५ ९१६ ९१७ ९१८ ९१९ ९२० ९२१ ९२२ ९२३ ९२४ ९२५ ९२६ ९२७ ९२८ ९२९ ९३० ९३१ ९३२ ९३३ ९३४ ९३५ ९३६ ९३७ ९३८ ९३९ ९४० ९४१ ९४२ ९४३ ९४४ ९४५ ९४६ ९४७ ९४८ ९४९ ९५० ९५१ ९५२ ९५३ ९५४ ९५५ ९५६ ९५७ ९५८ ९५९ ९६० ९६१ ९६२ ९६३ ९६४ ९६५ ९६६ ९६७ ९६८ ९६९ ९७० ९७१ ९७२ ९७३ ९७४ ९७५ ९७६ ९७७ ९७८ ९७९ ९८० ९८१ ९८२ ९८३ ९८४ ९८५ ९८६ ९८७ ९८८ ९८९ ९९० ९९१ ९९२ ९९३ ९९४ ९९५ ९९६ ९९७ ९९८ ९९९ १०००

میں سے ملو رہا ہے وہ بذریعہ روید کی اول کتاب کے ہو آجے جس کا مترجم ہو نہ ہو اور کوئی بات ہم کو آئندہ معلوم ہو۔ اور وہ اس کے خلاف ہو تو اس سے ہماری رائے بدل سکتی ہے۔ اور اگر وہ اثنی سو تو نہیں ہاں

صفحہ ۲۷ میں تحریر کیا ہے۔ لیکن غالب یہ ہے کہ وہ بیس لفظ کیا روید کے کچھ اور مثنوی ہوں اور اب کوئی نہیں جانتا ہو۔ اور ہم یہ بات نہیں خیال کر سکتے کہ وہ ان صفحہ ۲۷ میں تحریر کرتا ہے۔ اور ہم یہ بات نہیں خیال کر سکتے کہ وہ ان دیوتاؤں کے لیے معتقد تھے یا کہ وہ ایسے صرف ظاہری غناظر کی پرستش ان کو کچھ اور تصور کر کے کرتے ہوں۔ سوائے اس کے کہ یہ عنا صر سید اکندہ کی طاقت کی نشانیاں ہیں۔ گو ان دیوتاؤں کی توصیفوں میں کسی قدر بے جا ہو لیکن ہم یہ خیال کر سکتے کہ ان کے مصنفوں نے یہ الفاظ بالیقین منہ سے نکالے ہوں۔ خصوصاً جبکہ ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ یہ متران لوگوں کی تصنیف سے ہیں جن کی دیانت اور غور میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا۔ اور جن کو علمی اور تیزی ادراک حاصل تھی

صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے۔ کیونکہ اگرچہ سا خا نے جو منہ لگائے ہیں ان میں کہیں کہیں اغراض ہو سکتا ہے۔ تاہم بلاشبہ کوئی فرقائی عالم ایسا نہ ہوگا جو اس کی دیانت کو پہنچ سکے

مسند ترجمہ بالارائوں کا نتیجہ

جب مترجم خود ہی صفحہ ۲۷ میں تحریر کرتا ہے کہ اس حصہ میں بہت سی چالیں ایسی ہیں جن کا مطلب بخوبی معلوم نہیں ہو سکتا، جن رجائوں کے مطلب مترجم نہیں جانتا کیا وہ کسی طرح ممکن ہے کہ اس مترجم کا خوشہ چہن اس کے مطلب کو جان سکے۔ پس یقیناً معلوم ہوا کہ وہ مترجموں کے الفاظوں کا مطلب خود مترجم نے بہت مقاموں پر بالکل نہیں سمجھا اور نہ رجائوں کے شکیک سے سمجھ سکا۔ پس اس کی خوش بینی اور اس کی نقل نویسی اور اسکے ترجمہ یعنی نیتوں سے ناستی کی امید نا بدید ہے

اسے ناظرین بد و نیکس و آنسن کہتے ہیں صفحہ ۲۷ پر۔ کہ وہ ہم ابھی اس ترجمہ کی نسبت کسی طرح کا نتیجہ نکالنے یا رائے دینے سے متقی نہیں ہیں، جب اس کا رائیہا اگر مترجم خود ہی نتیجہ نکالنے کا متقی نہیں اور نہ رائے دینے کا مجاز ہے تو کچھ صراحتاً صاحب کا اس ترجمہ شکوک پر رائے دینا کس قدر حیا کو ثابت کر رہا ہے۔ جبکہ وہ ترجمہ خود مترجم کے خیال میں بھی اعتبار کے درجہ سے منزلوں دور ہے۔

اسے مطالعہ کرنا ہوا ہے بجا کر کہ وہ صفحہ ۲۸ میں مترجم نے جب خود ہی کہہ دیا کہ بہت سے وید کے فقرے ہونہ مترجم کی مدد کے سمجھ میں نہیں آتے، تو پہلے مترجم کا یہ سمجھنا دوسرے کا غلطی کھانا۔ مترجم کا دھوکا ہے یا دھوکہ دینے کے خیال سے اس غلطی کو صحیح مان کر حق سے چشم پوشی کر لوگوں کو دھوکہ دینے میں ڈانڈا کس قدر ایمان داری ہے۔ بیشک صحیح ہے کہ بہت سے فقرے وید کے لفظ فاضل سنسکرت کے امی محض کی سمجھ میں نہیں آتے اس واسطے مرزا صاحب کا اس غلط ترجمہ پر اندھا دھند تقلید پرستی کرنا سراسر یافرب بازی اور جھلسازی ہے۔

صفحہ ۱۲ میں مترجم لوگوں کی آن رايوں پر سخت تعجب کرتا ہے۔ کہ یہ وید کے

میں تو کئی رنگ و بدیں اکثر ایسے متر ہیں کہ جن کے معنی معلوم نہیں ہوتے۔ اس امر کا کہنا کہ جس کو میں مارنا کہہ چکا ہوں۔ کچھ ضرورت نہیں کہ روید کے ایک متر کا بھی ترجمہ کرنا غیر ممکن ہے۔ تا دقتیکہ مسائل آجارج کا ترجمہ ہمیں ہنسک۔ سنسکرت۔ برہمدونی اور سوتر وغیرہ اور بہت سے سنسکرت کے علم عروص و اصول فلسفہ اور قانون وغیرہ کی کتابوں کو نہایت غور کے ساتھ نہڑے۔ اور ڈاکٹر ولسن صاحب کا بھی قول یہ ہے کہ ساٹھا جارج کا ترجمہ اگرچہ انگریزی میں بخوبی نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی زبان نامکمل ہے کہ جس میں نیز اصل فخر کے بہت سے لفظوں اور جملوں کا ترجمہ ہر نامی ناممکن ہے۔ آج کل ملک یورپ میں سنسکرت کا ایسا شوق اور اس قدر ترقی ہے کہ یقیناً بچاں برس کے اندر لوگ میرے ترجمہ کو بالکل قبول جا دینگے۔ جس کی بڑائیوں اور غلطیوں سے جس قدر میں واقف ہو اور کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔ البتہ اپنے ترجمہ کی نسبت اس قدر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ ان شخصوں کی تہنی کے کہ جو میرے بعد علم سنسکرت کے شائق ہوں اور چاہنے کے واسطے ایک چھوٹی سی سیڑھی ہو سکتی ہے اس کے ذریعہ سے وہ شخص ہمارے ابا و اجداد کے خیالات کو ان کی لہجہ جن کی زبان ہماری زبان میں اب تک موجود ہے اور جسکی تصنیفات ہمارے واسطے اب تک محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ بخوبی دریافت کر سکیں گے۔

اسی طرح اس ترجمہ اور دو کے دیباچہ میں بھی ماسٹر لکچر دامل صاحب لکھتے ہیں۔ اس حصہ میں بعض بعض رجائیں ایسی ہیں جن کے معنی بخوبی سمجھ میں نہیں آتے۔ ان کے ملاحظہ سے ناظرین یہ تصور فرماوے کہ قصور ترجمہ کا ہے بلکہ ان کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں بعض بعض خیالات ایسے بھی تھے جو اب بخوبی سمجھ میں نہیں آتے۔

پھر صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے۔ اور نیز مترجموں کے مصنفوں کے نام اور دیوتا جنکی مہا میں بہت تر ہیں وید میں درج نہیں ہیں۔ یہ حال بہت کچھ اور بتکوں سے معلوم ہوتا ہے جو وہ ہے کچھ بھی غلط نہیں کہتیں۔

پھر صفحہ ۲۸ میں تحریر کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ نکالنا کچھ دشوار نہیں ہے بلکہ اب تک ہم قطعی نتیجہ نکالنے یعنی اپنی رائے لکھنے کے مستحق نہیں ہیں۔ پھر صفحہ ۱۱ میں تحریر کرتا ہے۔ بہت سے وید کے فقرے ہونہ وید شراح کی مدد کے سمجھ میں نہیں آتے

پھر صفحہ ۱۲ میں تحریر کرتا ہے۔ کہ قدم نہ تر اور قواعد نہ ہی جمع کرنے میں اور ان کے ملحوظ رکھنے میں جو غرض ظاہر کی گئی ہے عجیب تر ہے کیونکہ جس قدر کہ ہم اب تک مترجم کر سکتے ہیں۔ یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان میں مذہبی اور مجاہسی قوانین کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے۔ جو بلاشبہ ویدوں کے ترتیب کے زمانہ میں بخوبی مکمل ہوئے تھے شاید ہم اب تک کوئی قطعی اقرار در باب مذہبی عقیدہ سے اور طر فہ رواج کے جو روید میں پایا جاتا ہے اور مجاہسی حالت کی نسبت جو ان مترجموں کی تصنیف کے وقت تھے نہیں کر سکتے۔ اور یہ سراسر بیجا ہو۔ اگرچہ یہ کہیں کہ روید میں ہر جہتوں کے عقیدہ دل کی بڑی بڑی علامتوں کی مشطوری نہیں پائی جاتی جب تک ہم سارے روید کا مطالعہ نہ کریں۔ اور بخوبی تحقیق نہ کریں۔ کہ ایسی باتوں کا روید میں کچھ بھی ذکر نہیں ہے۔ لہذا یہ بات سمجھی جائے۔ کہ ان معاملات میں رائے دینے میں جو کچھ حال

کی ہے کوئی شرعی و مذہبی کی طرح نہیں کی۔ اور اس طرح خوش
و امانت امین اور برے کلمات ایمان و ارستینہ سے نکالے ہیں کہ جن کا کوئی
درجہ کمزور یا نقل کفر بدو از کفر کا حکم رکھتا ہے۔ مہذب لوگ اس قسم کے خیانتوں
کو مذہب سے گرا سوا سمجھتے ہیں۔ اس لئے خطائے اولیائے کرام کو بھی مذہب و عقل
کو کے مطابق کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

مفسر حضرت ابنی تمام کتاب میں جہان و مذہب کی نسبت کوئی اعتراض
لکھا ہے ذہ ابی لیاقت سے نہیں بلکہ اس غلط و مغل و بیجا عقیدہ اور بے
ترتیب اردو ترجمہ سے ہے جو سال ۱۲۸۷ء میں دہلی سوسائٹی کی اجازت
سے لالہ جیمن داس مدرس سینٹ سیلفر کالج دہلی رجوش کالج سے لے
پروفیسر ولسن صاحب کے انگریزی ترجمہ سے اردو میں کیا ہے جو
بنام نادر ترجمہ لکھ دیکھ کے طبع ہوا ہے۔ اور پروفیسر ولسن صاحب
نے وہ ترجمہ منسوخ کر دیا ہے۔ اب مجھے سب سے پہلے ان باتوں
کا واضح کر دینا ضروری تھا کہ اس جزئی کی بنیاد کہاں سے نکلی

جو دھوپیں صدی عیسوی میں جن دنوں کہ امر ظلم و تاریکی تمام ارض پر
پھیلا ہوا تھا۔ جن دنوں کہ ست دھرم و نیک کرم کی طرف بہ سبب حملات
مغربی کے لوگوں کا رجحان کم ہو گیا تھا۔ انہیں دنوں میں اہل ہنود میں
ایک ایسا فرقہ قائم ہوا۔ جو گوشت خوری و شراب نوشی کے اصولات دینی سے
سمجھ گئے۔ زنا و طوائف بازی ان کے مذہب کا ایک پہلا فرض سمجھا
عیاش و تماشا میں ہیڈت جو روپیہ کے بقا میں دین کو کچھ چیز نہ ملنے
تھے۔ انہوں نے اس مذہب میں بڑے بڑے درجہ و عہدہ حاصل کئے
چنانچہ جس مذہب کا سنگم میں دام مارگ اور غمناک اصطلاح میں سنگ
نام ہے انہیں دنوں میں نکلا تھا دسایا چار سراج اور بھی دھرم وغیرہ
مذہب سے ایسے ہیڈت ان کے پیش رو تھے۔ اور نہایت محبت سے بنی نئی
اصطلاحات نکال کر ویدوں کی طرف سے لوگوں کو متشکر کرنا چاہا یا یوں
کہو کہ دام مارگ کے ثبوت کرنے کو ترجموں میں کئی طرح کی تاویلیں جوڑنی
پڑیں اور جاہلوں کے طعن سے بچنے کے واسطے وید کے ذریعہ دام مارگ
مذہب چلانا شروع کیا۔ چونکہ اس کا دوسرا بھائی ایک راجہ کا وزیر تھا۔ لہذا
رجہ داب حکومت سے بھی بہت سی ناجائز کارروائی کرانی کر دیکھو ترجمہ
مذکور صفحہ ۳۳۷ سے ۳۴۱ تک

ایک تو دسایا چار سراج کا ترجمہ خود بھی ویدک لغات اور برہمن گرتھوں
سے درودہ آنحضرت ہے۔ دوسرے میکسن مولر صاحب اور ولسن
صاحب جو اس کے ترجمہ کو بھی سمجھنے اور سمجھانے اور دوسری زبان میں
انٹارنے کی لیاقت نہیں رکھتے۔ قطع نظر آلودگی عن غرض یا خیال بچا کے
وہی مترجم خود بھی مضامین وید کی ناہمی و عدم واقفیت کا دوسرا چہرہ ہیں
اقبال کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی ترجمہ کے صفحہ ۱۵ پر خود اکر میکسن مولر
صاحب نے یہ رائے درج کی ہے کہ عرصہ ۲۰ سال کے بعد جو بیٹے رگو بد کے
مستردوں اور شروں کے جمع کرنے اور بچھانے میں صرف کئے ہیں رگو بد کے
لئے کئے ہوئے ترجمہ کو عوام کے رد و پیش کرتا ہوں۔ مگر تاہم ان میں
سے تمام مترجموں کے ترجمہ کا اقرار نہیں کرتا کیونکہ گو میرے پاس ساہی باج
کا ترجمہ اور اس کے متعلق شرحیں اخت اور صرف نحو وغیرہ کی کتابیں موجود

ایک دفعہ مرزا صاحب کے مکان پر فاضل نگار بیٹھا ہوا تھا۔ اور چند
مغزدار بیٹھا جان اور چند مسلمان بھی تشریف رکھتے تھے۔ مرزا صاحب کربانی
مٹلانے لگے اور اشناؤ گفتگو میں فرمایا۔ کہ دیکھو فرشتہ کھائی دیتے ہیں مائیتیں
کہا کہ کیا سچ کہتے ہو جواب دیا کہ ہاں میں نے ایک کاغذ کے پر پر پرنٹس کے حرف
اور ماکہ لکھے تھے مائیت میں رکھ لیا۔ اور پوچھا کہ مرزا صاحب فرشتوں سے پوچھ کر بتاؤ
کہ میں نے کوئی شریف لکھا ہے۔ ایک عرصہ تک کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ میں نے لکھا
کہا کہ اس طرح نہیں کسی اور جگہ رکھو۔ میں نے اپنی پاکٹ میں ڈال لیا۔ پھر پوچھا
تو پھر دیکھو یہ دیکھو یہ دیکھو اور وہی اور بنا دینی فرشتوں سے پوچھتے رہے۔ مگر کچھ قہقرا
سکے۔ اور شرمندہ ہو کر لاجواب ہو گئے۔ اس طرح کے دواں دواں آدمی حق لفظ
گو کہ ہیں۔ اور مرزا صاحب بھی غالباً حلقہ انکار نہ کر سکے۔

لطیفہ لکھ ایک حافظ قرآنی انکھ سے اندھا تھا مگر اکثر خواب میں اپنے آپ کو بینا
دیکھا کرتا تھا۔ ایک دن اسی بینائی کی دھن میں چوب دستی کا سہارا ترک کر کے
چاہ میں گر پڑا۔ اسپر کسی نے کیا سچ کہا ہے۔

دیکھو عقد ثریا ایسے انگور کی سو جھٹی لے باک شاسو کھی کیا دور کی سو جھٹی
دیکھو۔ ضیاء وجہ بلب کو دام تو دور رخت پر چھپ کر تار دیکھتا ہے تو پھر اسے
دانہ دکھلا کر بیکار کرتا ہے۔ تاکہ کسی طرح وہ دان بلب میرے دام میں نہ پھنسنے۔
اور میری بددلی جلتی رہے۔ اگر بلب دانہ کو آزاد ہی سخت غیر مترقبہ کا خیال
آگیا اور قید کی تکلیف نہ بھلا بیٹھی۔ تو پروانہ کر کے چلی گئی۔ ورنہ پھر وہی آب
و داتہ نفس نصیب ہوا۔ بعینہ وہی حال ان کا ہے جو ابھی کوئی مختصری تعلیم
کی حرکت سے فلسفی و لائل پر متوجہ ہوا۔ اور زمانہ آزادی کا دیکھ کر رائے
دینے کے قابل بننا چاہتا تو جھٹ لے ڈرانا اور دھکا کا شروع کیا۔ اور
فتوے لایعنی ملنے لگے۔ یہی حال ہمارے مرزا کا ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان
قرآن کے الہامی ہونے سے منکر معلوم ہوا تو نے الفور دام پھیلانے لگے۔
اور الہام کے دعوے سامنے لگے۔ کہ اس ترجمہ میں صدی میں ہم بھی ہم کلام
غیب ہیں۔ خدا ہمارے تعریف میں بھی اب تک عربی میں آیتیں نازل کرتا رہا
ہے۔ بروقت نماز خیر نیل ہمارے کان میں وحی بھونکتا ہے۔ ہم بھی کربانی ہیں
جاہلوں کے بھگنے کو لالہ دیکھ کر ہم نے فلاںے ہمارا یہ کور و وصل علی
سے صحت بخشی۔ ہم نے فلاںے مقدمہ میں فلاںے شخص کا خدا کی درگاہ میں اسیر
کر کے سفارش پہنچا کر مقدمہ جتایا۔ اور ہم نے فلاںے نوٹوں کی پیشگوئی تھی
اور اسی روز دکھانے سے ملے۔ یہ خوش بود کر بڑا بیک کر شرمہ دو کار۔ و حقیقت
ان کے لایعنی دعوؤں نے انھوں کے مجبور کا بھی مستیاس کر دیا۔ خدا مرزا صاحب
کو ہدایت دیوے۔ اور ان کے قریب سے ایک عالم کو بچا رہے۔

مصنف برائین الاحمدیہ (جلد چہارم صفحہ ۳۹۷ سے

۳۹۷ تک کے اعتراضوں کا جواب

مترض نے کامل ۳۰ صفحوں کے حاشیوں پر آریہ سماج والوں سے خطاب
سو کر نہایت تعصب سے دل کے پھوٹے پھوٹے ہیں۔ اور غالباً مخالفت
کے تمام تجاوات نکال دیئے مگر بالکل لایعنی و بلا ثبوت اصلی کتاب کے دیکھنے
تمام دعوؤں کے بیان میں جو بنیم خود انہوں نے صفت خوان کی منزل طے

تو اس کے سچ نہیں چلا کر یا اگر اسے آسمان سمیر صبا کہا کو تازہ سے مگر سے مگر سے
یا اسے اند کو اور فرشتوں کو صفا میں یا سو جاوے سے سے واسطے ایک گھر صفا
یا جو صفا جو ہے تو آسمان میں اور ہم یقین نہ کرے تیرا صفا صفا صفا صفا صفا صفا
لاوے سے یا ایک لکھا جو ہم پر ہے لیس۔ تو کہہ سچاں اند میں کون ہوں مگر ایک
اومی بھیجا سوا، رافوس کہ باوجود اس قدر اس قدر ازراہوں اور شرطوں اور
وعدوں کے محمد صاحب نے مجھوں سے انکار کر کے لاچار رہی ظاہر کی کہ میں صرف
اومی بھیجا سوا ہوں نہ کہ کہ انسانی یا مجرہ نما۔ تم میرے سے کیوں مجرہ مانتے ہو۔

یہ سے یا اس مجرہ نہیں ہیں،
(۱۳) سورۃ النجم
واقصوا باللائعہ الحدیثا لیکر حاکمہ لیتو من لہا قل انما
الایات عندنا واللہ وحنا فیض کما انہا الذخائر لا یومنون بآیاتہم
کھانی سے انہوں نے رکافوں سے حاکمہ سخت قسم اللہ کے کہ کوئی مجرہ دیکھیں
تو ایمان لا دیں گے۔ کہ یہ ہے مجرہ کہ اجرات خدا کے پاس ہیں اور تم نہیں جانتے ہو
اگر مجرہ ہوگا تب بھی ایمان نہ لاؤ گے مگر اسے سو منہ انصاف سے مجرہ نہ کہ یہ کیا
صاف مجرہ دکھلائے سے جیلہ یا گیا ہے ورنہ کافروں کا خدا کی قسم کھانا میرا نقدین
کہتا ہے کہ ضرور ایمان لاتے

(۱۴) سورۃ النجم میں ہے
ما عندی مستحجون نہ ان الحکمۃ الا اللہ یقضی الحق وھو خیر من الاصلیاد
قل ان عندی ما مستحجون نہ یقضی الامر بینی وبنیکہ یعنی کہ اسے
مجرہ وہ چیز یعنی مجرہ جس کے لئے تم جلدی کرتے ہو نہیں میرے پاس۔ کہ کوئی مجرہ
کی طرف سے اور وہی حق کو ظاہر کر دے گا۔ اور وہ سب حاکموں سے بہتر اور بہتر
ہے۔ کہ اسے مجرہ وہ چیز یعنی مجرہ جسے تم جانتے ہو کہ جلد ظہور میں آجائے مگر
میں نے پاس ہوتا تو میرا تمہارا جھگڑا فیصلہ ہو جائے، یہاں سے صاف فیصلہ ہو
گیا کہ حضرت کے پاس مجرہ نہیں تھے بلکہ نبیاں پر وہ مجرہ کا صاف
اقبال کیا،

(۱۵) سورۃ آل عمران
الذین قالوا ان اللہ عہد الینا الا نومن لم یرسلو معنی یا نبینا اقبال
ناکما الشائس قل قد جاءکم رسول من قبلہ بالبینۃ والذی فلتؤمنوا فلتؤمنوا
لہم ان کلمہ صدقین دے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے مہکوکہ رکھا ہے کہ ہم یقین
نہ کر کسی رسول کا۔ جب تک نہ لاوے ہمیر ایک تیار نہیں ہو گا جو اسے الگ ہو کہ
تم میں آجائے تھے رسول مجھ سے پہلے نشانیاں ملے۔ اور یہ بھی ہو چکے ہیں۔ پھر
کیوں قتل کیا تھے ان کو اگر تم سچے ہو۔ مجرہ کے نفی سے عاجز کرنے سے ہیں
افسوس کہ خدا نے محمد صاحب کو کوئی مجرہ نہ دیا۔ ورنہ اس قدر قتل عام اور ظلم
و جور کی ضرورت نہ ہوتی تھا ان کامیوں کو محمد صاحب سے پہلے مجرہ دیکر اسے سال کرنا
اور لوگوں کا قتل کر دینا ایک تماشہ معلوم ہوتا ہے۔

(۱۶) سورۃ النجم
وان کان کذب علیک اعدا فہم فان استطعت ان تبتغوا فی الاسما
ازسما فی السما فزنا یتھم صایت ہو لو شاء اللہ لجمعھ علی الہدای
اور اگرچہ بھڑا رہی ہے ان کا قتل کرنا۔ تو اگر تو سکے۔ کہ تو صوفیہ کا لے کوئی
مگر نہ زمین میں کوئی شیعی آسمان میں پھر لاوے ان کو ایک نشانی اور اگر

اللہ جانتا ہے کہ لا تاہم کو راہ پر افسوس کہ محمد صاحب مجرہ دکھانے سے گھرا کر
غار میں تلاش کرتے ہیں تاکہ جھاک جاویں۔ یا سلمان پر زینہ لگا دیں اور نہ
چوڑھا جاویں تاکہ مجرہ کے ظاہروں کے ماتھے سے نجات پاویں۔ جب جا کر مجرہ
دکھلا دیں یا مومنین اسے

نہیں مجرہ حق کو منظور ہے۔ زمین سخت اور آسمان دور ہے

(۱۷) سورۃ زمر میں ہے
یقول الذین یلقون ولکم لا انزل علیہم آیت من ربہ قل ان
اللہ یضل من یشاء ویھدی الذین یشاء من اناب الیہ من اناب الیہ من اناب الیہ من اناب الیہ
اس پر محمد صاحب پر کوئی نشانی اس کے رب سے تو کہہ اللہ گراہ کرنا ہے جو
جائے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا۔ اس کا مجرہ دکھلائے
جسے مشفق ہو کہ گامیاں لگاتی شروع کر دیں کہ وہ گمراہ ہیں۔ کیلہ ہی مجرہ
نما کی ہے،

(۱۸) پھر سورۃ زمر میں ہے
لو انزل علی علیہ آیت ما یجذبہا ولکل قوم ہادد کہتے ہیں لوگ کیوں
نہ تری اس کو کوئی نشانی اس کے رب سے کہ اسے مجرہ، تو توڑ سناے والا ہے۔
اور قوم کو مہولے راہ بتاے والا رہاں پر مجھوں سے قطعی انکار بلکہ حرف درنا
سی اپنا فرض کہہ کر مانند عام راہ نماؤں کے بن گئے سچ ہے مجرہ دکھانا خالاجی
کا گھر نہیں ہے،

(۱۹) سورۃ عنکبوت میں ہے
وقالوا لا انزل علیہ آیات من ربہ قل انما الایت عند اللہ
واما انذیر مصیبت اور کہتے ہیں رکافر، کیوں نہ آتیں اس پر آیات اس کے
رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے۔ اور میں تو دربار قرآن اس کے
والا ہوں بھول کر۔

لے ناظرین صداقت قرآن! آپ مندرجہ بالا آیتوں سے بطور حق یقین
کے جان کہتے ہیں۔ کہ محمد صاحب کو مجرہ کا اختیار نہ تھا۔ اور جو لوگ مجرہ
بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنی لہذا ادعیا توں میں مصنون باندھتے ہیں۔ ورنہ قرآن
میں کوئی ثبوت اس امر کا نہیں کہ محمد صاحب نے مجرہ دکھلائے بلکہ یہ تو
شہادتیں مندرجہ بالا نفی میں موجود ہیں جس سے کوئی محمدی انکار نہیں کر سکتا
پس بعض چار گواہوں کے ہم سے و گواہ اس امر کے پیش کہ محمد صاحب سے
مجرہ تھے۔ اور درحقیقت تمام فلسفی جانتے والے سو لوہی فاضل لوگ علانیہ
انکاری ہیں کہ قرآن میں مجرہ نہیں ہیں۔ اب اس وقت تک کہ کوئی ان و شہادتوں
کو رد کرے و شہادتیں اور ثبوت مجرہ کی قرآن سے نہ لکے تب تک ہمارا دعوے
برس تو موجود رہے گا

جب خدا نے محمد صاحب کو مجرہ نہیں دیا۔ اور نہ انہوں نے کوئی دیکھا
اور نہ دعوے کیا تو یہ غلام احمد کا دعوے نبوت و مجرہ والہات و کلمات
و غیرہ کا علانیہ کہ اس قدر قرآن کے خلاف اور کلام گزاف ہے بلکہ اگر راست پیچو
تو تو انصاف سے۔ اور اگر سچے پیچو تو یہ تمام خالاکیاں مرزا صاحب کی
حضرت بھن۔ علیہا السلام سے واسطے میں نہ کوئی کلمات سے نہ خوار
عادات ہے نہ الہامات میں۔ نہ آسمانی نشانات۔ بلکہ کسی طرح کا مجرہ نہ دینا
بھی ان کے پاس نہیں +

اصل ہندو اور ہزاروں مسلمان ہیں۔ گو سرمنٹ عادل نے جو بے بعد تحقیق کمال
 کیے ان کے ذمہ کوئی قصور نہ ثابت نہ پایا تو میری فرمایا جس کا مفصل حال گورنمنٹ
 گزٹ میں مطبوع ہو گیا۔ ایک کا اہام تو سرا با غلط نکلا۔ اہام کے فقرے یہ ہیں
 "ہندو قادر ہے تمہیں نجات دینا" کیا اس سے کوئی ذلیل عقل حیات خاں کی بریت
 ظاہر کر سکتا ہے۔ جہاں اس طرح سردار صاحب نہی ہوئے اور ان کے
 ہزاروں روپے خرچ ہوئے تو آپ نے براہیں الاحمدیہ کی امداد کے خیال سے
 جناہ خواہ خیر خواہوں سے لینا چاہا۔ مگر دناں دال لگنی آپ کی سلا پام و
 خیال ہے اور کیا گواہ آئی بھی انکار ہی ہے۔ اور کوئی ہندو بھی شہادت نہیں دیتا
 خدا آپ کو شرمندہ کرے۔

خدا کا ایک دفعہ جواب میں الہامی صاحب نے سچ کے ساتھ ایک تم سن
 میں روٹی کھائی اور دلوں کی باہمی برادری نہ محبت ہوئی۔ یہ خواب کسی علم
 ایشان ہے۔ اگرچہ آپ تک پوری نہ ہوئی مگر پوری ہو جاوے گی۔ سچ کے ساتھ
 روٹی کھائی تو نخر کی نشانی نہیں ہے۔ اور وہ بھی خواب میں۔ مگر سچ کی زندگی
 میں ہو یا اسکے بیوی وغیرہ تمام شاگرد اس کے ساتھ کھاتے رہے۔ اور آخر کار
 اس کو اسیر کیا۔ اس سے اگر آپ عیسائیوں کو ترس میں لانا چاہیں تو دشوار ہے
 وہ آپ کے مکر و فریب سے از دست ہزار ہیں۔

یاد رکھو۔ میں نے براہیں الاحمدیہ کے بنائے کی اعادات بھی خدا سے پائی
 اور دس ہزار روپیہ کا ہتھار دیا۔ ہندو میں یہ خواب میں بنے دیکھا تھا۔ وہ
 اسی روز محمد صاحب کی زیارت بھی ہوئی۔ اور بی بی فاطمہ نے یہ کتاب مجھے
 دی۔ ہمارا صاحب یہ تو کوئی اہام نہیں بلکہ خیال خام ہے۔ یہ تشہد یا مینا یہ
 اندر خواب۔ مجھ عالم چشم چشم آپ۔ دس ہزار روپیہ کے اشتہار کی صلاح آپ کو
 خدا نے نہیں دی۔ سچ کے ساتھ جھوٹ بولا۔ بلکہ یہ صلاح تو شیعہ امام حکیم شریک
 بار نے ات کی حالت و سفلیں کو مرقم عالم میں منتشر کرے کے خیال سے دی تھی
 گواہ لیکھنا ہے۔ یا خلیفہ ہولا۔ دروغ اور خافظہ ناشدہ۔

دواؤں دھنوں ایک ہندواریہ ہندو قادیان طالب علم مدرسہ جبار ہوا۔
 جس اس کی بیس سال کی تھی وہ مہرمن وقت مبتلا تھا۔ اور میرے پاس آیا کرتا تھا
 کہ چونکہ آپ حکیم ابن الحکیم ہیں، خدا نے مجھے اہام دیا۔ کہ قتلنا یا یا سا کوئی ہر
 او سلا ہوا ہے ہم نے غیت کی آگ کو کنا تو سر و اسلامت ہو جا۔ خیا سچہ کئی
 شہدوں کو اس کی بابت اطلاع دی۔ اور اس کو بھی۔ اور خدا کے جھوٹے
 دعوے کیا گیا۔ کہ ضرور صحت یاب ہو گا۔ آخر وہ مبتد و صحت یاب ہو گیا۔
 جہاں تک قادیان کے باشندوں سے واضح ہوا وہ صرف اسی قدر ہے کہ ہزار
 صاحب کے سہل دینے اور تیرنے خاکی علاقوں سے اسے صحت ہوئی نہ گواہوں
 سے۔ عربی عبارت مرزا صاحب بنا سکتے ہیں۔ پس حرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے
 اگر آپ حکیم نہ ہوتے اور وہ آپ کی دوا اور اپنے خاکی علاج نہ کرتا۔ اور آپ پیاد
 مقرر کر سنا۔ اور فکرانی کرنے والے نامہ نگار جیسے ہوتے۔ تب اہام کی
 حقیقت کی قلعی خاش ہوئی۔ بغیر شوب کے دعویٰ نے زبانی حرف ان ترائی ہے نہ
 کہ اہام آسانی۔

اس دنوں تم کو یہ سبب ضرورت کتاب کے رویوں کی خواہیں آیا کر کی تحقیق نہ
 مرزا صاحب کے فک خطوط ارسال کیا کہ تھے۔ بعد ازاں روپیہ کے تھے۔ بلکہ مرزا صاحب
 کی خواہیں تو میری اکثر راست ہو کر تھیں۔ اور مرزا صاحب کی تو یہ غرض کہ قادیان
 خدا کے حکم کی امانت کی جو لگا ہوا ہو رہی ہے مرزا صاحب کی غرض تھی کہ ہمارا کام
 مرزا صاحب کے اہاموں کے گواہ لادہ۔ واصل حاصل صاحب ولا شہادت
 صاحب میں جنہوں نے آجکل اشتہار بھی مرزا صاحب کے برخلاف طبع کر لیا
 ہے جو اسی کتاب کے اخیر میں درج ہے۔ سال مشہد میں میں نے مرزا صاحب
 کی اس قدر زبان دوا زیاں دیکھی کہ ایک خطہ تمام سکڑ کر رہی۔ اور یہ سنا کہ قادیان
 کے اور سال کیا۔ جس کا مفصل یہ ہے۔ کہ مرزا علام احمد قادیانی نے کتاب
 براہیں الاحمدیہ کی جگہ ہندو میں لکھا ہے کہ میں نے مرزا صاحب قادیان دلوں
 کو کرامات وغیرہ عوارق عادات قبلائی داد اور انکسارات کی لڑتیں کھائی ہیں
 اور ان کے دل کی بائیں نے بھی ہیں۔ آیا یہ سچ ہے یا نہ، اس کے جواب میں
 ایک خط قادیان سے میرے نام آیا جس کی نقل لفظ بلعقل ذیل میں۔ سچ کی
 جاتی ہے۔

خدا کا حکم دفعہ مندگان ایک رام صاحب۔ بختے
 نواز سنا میرے دوبارہ استفسار احوال کرامات وغیرہ کے جو مرزا علام احمد صاحب
 مایاں کی نسبت مرزا میں احمدی میں لکھا ہو گا۔ یہی کمال خوشی حاصل ہوئی
 خواب میں یہاں پر سنا نہیں ہے۔ ہم صرف چار یا پنج اشیا میں آریہ مت
 دے یہاں قادیان میں ہیں۔ سو ہم میں سے کوئی کسی قسم کی کرامات
 وغیرہ صید اتقین ان کی کا قابل نہیں ہے۔ ہم لوگوں کے عواصیل آریوں
 میں وہی ہیں۔ فقط نیا۔

الغیبت
 شریعت رائے و اچھو دل روشن ہو گا۔ و تا یہ وجہ کشت از مقام قادیان ضلع
 حور سیور 46۔ مارچ مشہد۔

اب بعد اس کے یہ بھی بتلاتا ہوں کہ سچات محمد صاحب سے بھی ظہور میں
 آئے ہیں یا نہ شہادت اس بارہ میں صرف قرآن سے لائی ضرور ہے۔ کہ کسی اور
 کتاب سے۔

لا۔ سورہ نبی اسرائیل
 صانعنا ان ترسل بالایات الان کذب بجا الاولوں یعنی کوئی
 سبب ہم کو مانع نہ ہو کہ تیرے ہم شجرات کے ساتھ بھیجے۔ مگر یہ کہ انکے پیغمبروں کو
 جھٹلایا ساتھ ان کے (یعنی ان کے سچے لوگوں نے نہ مانے اس واسطے ہم نے
 تم کو مجھ سے نہیں دیے)۔

(۲) سورہ نبی اسرائیل
 وقالوا لن نؤمن لك حتى تفهرا لنا من الاسفل ينزلوا۔ اوتكون
 لك حجت من تحمل واعنا بفتح الالف خلاصا لفتح الهمزة۔ اوتستطاعنا
 كما ازعمت علينا كسفا اوفاتى بالله والملائكة مقبلا۔ اوتكون لك حجت
 من ترحف اوتقوى في السماء ولن نؤمن لك حتى تنزل علينا كتابا
 نقرأ۔ قل سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا۔ اور پوئے دبترگان
 قریش کہ ہم نہ مانے تیرا کہا حب تک تو ہاں لگائے پیارے واسطے زمین سے
 ایک چشمہ یا ہو جاوے واسطے ترے باع کچھ نروں اور انگوڑوں کا کچھ نہاں ہوے

بظورتِ باریات ہونیوالی سے تو میرا کیا چارہ ہے۔ مگر میں آپ سے صلاح پوچھتا ہوں کہ میرا کیا چارہ ہے یا مسلمان ہو نامرزا صاحب نے زبان الہام ترجمان سے فرمایا کہ مسلمان ہونا۔ پھر بشند اس نے ایک دو روز بعد دریافت کیا تو کہا کہ مجھے خواب آئی تھی الہام نہ تھا۔ مگر میری خواہ تھی الہام ہوتی ہے۔ اور اگر الہام خواہوں میں ہوتا ہے۔ اور خواب نامہ بھی نکال کر دکھایا۔ نتیجہ اس خواب کا لکھا تھا کہ دو مہر و یا مسلمان شود۔ تم اپنا تہذیب و تہذیب کر میری خواب ضرور سنی ہوگی۔ اگرچہ وہ بخدا اس سادہ لوح تھا بہت گھبرایا۔ مگر اس تاریخ خاصہ لکھا بھی وہاں تھا خواب اس کو کامل طور پر سمجھا گیا۔ کہ یہ صرف غریب بازی اور جالاک ہے۔ اور آریہ سماج کے اصول اس کو سمجھائے جس کو وہ سمجھ کر مسند آریہ سماج ہو گیا۔ اس مبارک مناسبتی کی برکت سے تمام کمزوریاں اس کے ذہن کی دور ہو گئیں۔ تب وہ علانیہ طور پر مرزا غلام احمد سے مقابلہ کرنے لگا۔ پھر مرزا صاحب ناقد بنے رہ گئے۔ اور وہ سونے کا مرغ ان کے ماتھے سے اٹھ گیا۔ چونکہ اب عرصہ ایک سال کا گزر گیا ہے۔ اور وہ بات بالکل اسیا اور نہ خرافات سے بھی کمزور ثابت ہوئی جھوٹے کی نشانی تو سیاسی کا دلغ قائم رہا اور تا قیامت قائم رہے گا۔ انہیں دنوں میں مرزا صاحب کے کئی محاوروں یا فضائل خودوں یا مریدوں نے گمنام خط بھی بنام بشند اس بطور حیر خواہی کے ارسال کئے اور وہ تمام خطوط بشند اس نے نامہ نگار کے پاس بھیج دیئے افسوس کہ مرزا صاحب دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے اور اب ہمارے خیال کیوں سے شہر ہمارے حالانکہ بار بار دیکھا تھا ہے۔

سوم و چھٹی سال کا عرصہ گزرا کہ مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا کہ ان کے گھر میں سے غریب ایک احمد تہذیب و دینا۔ کیونکہ ملکیت قائم ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کا نام خدا ام احمد ہے جس سے بیٹے کا نام سلطان احمد کے حصے کا نام فضل احمد ہے۔ اور سادہ لوحی سے یہ بات مشورہ بھی کر دی مگر آج تک باوجود گزرنے دو مہینے سال کے ایک احمد بھی نہ مرا اور بدستور زندہ ہیں۔

دو مہینے آتی را کہ بشند سار مگر حکومت و سیاسی سے عار چھا ہمارے ہر محرم ۱۹۹۹ء میں مرزا صاحب کو خواب میں عدالت لگا۔ کہ کسی نے مجھے کتاب کے واسطے ۷ روپیہ روانہ کئے ہیں۔ اور ایک آریہ صاحب نے بھی وہی خواب دیکھا کہ ہزار روپیہ آیا ہے۔ چنانچہ چنانکہ وہ سے مرزا صاحب کو ۷ روپیہ دیا گیا۔ اور بشند کی خواب میں ۱۹ حصہ جھوٹے دکھائی دیا کہ وہ دین اسلام سے خارج تھا۔ کئی لوگ اور کئی آریہ گواہ ہیں، افسوس کہ مرزا صاحب اس دعویٰ کے مستحق کی تصدیق کے واسطے کسی آریہ گواہ کا نام نہ لکھا۔ اور لکھتے کہ اس طرح جو دعویٰ مفقود تھا۔ کئی آریہ لوگ تو ان دنوں قادیان میں موجود نہ تھے۔ اور نہ ان کئی آریوں کے نام ہیں۔ میں ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے صرف جلسہ اسی کی اور پہلے اندر دینی طور پر با اقرضہ سوئے تھے مرزا صاحب کو خط لکھا تھا۔ چونکہ یہ روپیہ کمانے کے لئے یہ سب لالچیاں ہوتی ہیں۔ اس سبب خواب میں بھی اگر دیکھا تو کیا عجب ہے۔ مصداق اس قول ہے عی کشہ آب و خواجہ نہ رسک استخوان بند خواب

پنجمہ مرزا ایک مرتبہ جہانے ایک راجہ کے مرہائے کی خبر دی۔ اور ہم نے ایک ہندو کو بتلانی جب وہ خبر پوری ہوئی تو ہندو نے کہا کہ کھلم کھلا عالم غیب

حال نہیں کہ ہر معلوم ہو گیا۔ واہ رے قادیانی الہامی ہم تیری جالاک کی کیا تعریف کریں۔ دنوں اس راجہ کا نام لکھا اور دناس ہندو کا۔ پس ہمیں کسی طرح اعتبار نہیں۔ اور علاوہ مران ایک گواہی ندی کی تباہی ہے بلکہ روسیاسی زد کی صورت نوران۔ شمشہر ایک مرتبہ ایک وکیل صاحب نے امتحان دیا۔ اور لوگوں نے بھی امتحان دیا۔ وہ پاس ہو گئے۔ ساتی اس ضلع سے کوئی پاس نہ ہوا۔ ہم نے ان کو پہلے کہہ دیا تھا۔ اور ۱۸۹۹ء میں اس وکیل نے اطلاع دی کہ میں پاس ہو گیا۔ اسے ناظرین یہ خبر سے بھی زیادہ فریب ہے۔ جیالاک آدمی بہت سی ایسی باتیں کر کے اکثر لوگوں کو گرویدہ کرتے ہیں۔ افسوس کہ مرزا صاحب نے وکیل کا نام نہ لکھا۔ اور ساتھ ہی کوئی گواہ بھی نہ بتلائے۔ مرزا صاحب کے بڑے بھائی ضلع کے سررشتہ دار تھے۔ اور مرزا صاحب خود بھی عرصہ تک ملازم سرکار رہے اور تجربہ کار ہوئے۔ آج کل یہ بات تو کرامات نہیں کہلاتی بلکہ جالاک اور واقفیت چاہتی ہے۔ لاہور میں بیسویں آدمی ایسے ہیں جو اس قسم کی پیشگوئی تیر ہدف کرتے ہیں اور خطا نہیں ہوتی۔ پس یہاں کسی طرح پیشگوئی نہیں ہے۔ بلکہ یادہ کوئی ہے۔

ہفتم۔ ایک محل بات لکھی ہے کہ میں نے ایک آریہ کو ایک پیشگوئی بتلانی۔ اور اسے تجب کیا۔ مگر ہم اس پیشگوئی کی اس جگہ تصریح نہیں کرتے۔ اور مرزا صاحب خدا کے چکر کیوں بنے ہو اور ظاہر نہیں کرتے۔ ذرہ مجھ صاحب کے واسطے آریہ کا نام اور پیشگوئی کا لہام ظاہر کرو۔

ہشتم ۱۲ برس کا عرصہ ہوا کہ ایک ہندو آریہ محمد آریہ سماج قادیان محجرات محمدیہ سے منکر تھا۔ اتفاقاً اس کا ایک عزیز قید ہو گیا۔ ایک ہندو اور بھی اس کے ہمراہ قید ہوا۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔ کہ اس مقدمہ کا کیا نتیجہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ غیب خدا کے پاس ہے اس کے اہراز کرتے پریتے دعا کی اور خواب میں مجھے خدا نے ظاہر کیا۔ کہ وہ نصف قید تخفیف ہو کر بعد بھگتے نصف باقی کے رہا ہوگا اس میں بندت دیا نہ سرسوتی کے پیروی گواہی ہے۔ اسی طرح ہوا، اسے چالاک بنی کیوں راست بیانی سے روگردانی کرتا ہے نہ تو اس ہندو کا نام لکھا اور نہ اس آریہ کا یہ بتلایا۔ جن دنوں خاصہ لکھا قادیان گیا تھا اس کی حقیقت بھی کی۔ مگر کوئی گواہ اس قسم کا نہ ملا۔ جو آپ کی تائید کرتا ہو۔ البتہ یہ الہام کتاب میں درج پایا گیا۔ جو ہندو قید سے چھوٹا تھا وہ اس کی اصلیت سے انکار ہی ہے۔ پس یہ بھی آپ کی مکاری ہے۔ بندت صاحب کے کسی پیرو کا آپ نے نام نہ لکھا۔ اور نہ وہ آپ کے الہام کا مصداق ہے۔ وہ تو کوئی گمنام ہوگا۔ میں علانیہ محجرات محمدیہ و عیسویہ و غلام احمد کا انکار ہی ہوں۔ اور لاکھوں آریہ اور عہد مسلمان بھی میرے شریک ہیں۔ یہ مقدمہ ہندوؤں کی نشانیاں میں اور دلالوں کی دست گردانیاں۔ وکیل حضور خاں مسلمانوں پر تالاک ہوتا ہے اور اس قسم کی پیشگوئیوں میں دیا کہ:

نہم ہر مردار مجھ حیات خال جب مدخل ہوئے۔ تو ہم کو خواب میں خبر ملی۔ کہ کچھ حرکت نہ کرو۔ خدا قادر ہے۔ وہ تمہیں نجات دے گا۔ چنانچہ حیات خال بڑی ہو گئے۔ ساٹھ ستر آدمی گواہ ہیں جس سے دس بارہ آریہ ہندو و مرزا آریہ سماج بھی ہیں۔ جن دنوں سردار محمد حیات خال صاحب مدخل ہوئے تھے۔ ان کے تمام خیر خواہ بریت چاہتے تھے۔ اور اکثر دست بد عار تھے تھے۔ جن میں مرزا

(۳) اسی طرح ایک فقیر جو کبھی کسی سے نقد یا تمنا تھا۔ اس کو گھلا پاندی کا کوئی دن
بنا تھا جوں کو دیتا تھا۔ چند دن میں مشہور ہو گیا۔ کہ یہ کیمیا ساز ہے۔ ہر ایک اسکی
خاطر اور عزت کرنے لگا۔

اسے گھینا لال جب تک ایسے باکمال آدمی پیدا نہ کرے صاحب کمال کیونکر ہو سکے
یعنی جواب دیا کہ جب تک ایسی حکایتوں سے آدمی واقف نہ ہووے۔ بدو اقل کے
قرب سے لیکن نہیں رہتا۔

۴) صلیب مارا ولینڈی میں ایک محافظ صاحب کرامات مشہور
ہوئے اور قریب و دور سے پانچ چار جیلے بھی لکھے ہوئے۔ وظایف قرآن و رد
زبان۔ اور رد مال سے منہ دھانا رکھتے تھے۔ دعویٰ یہ تھا کہ جو جیلے روپے
خزائنہ کے نام کے دیوے۔ بعد ایک مہینہ مقرر کے اس سے دو چند نیوے۔ صدق
پڑھے لکھے ہندو مسلمان ڈیٹی تحصیلدار وغیرہ تک اس پر ایمان لائے بہت
سے لوگ فائزہ المرام بھی ہوئے۔ اور دو گنے چار گنے روپیہ تک لےئے۔ اور عرصہ
تک اس کا دور دورہ رہا۔ خزانچی سرشتہ دار وغیرہ بھی ملازم ہو گئے۔ ہزاروں
کا خزانہ جمع رہنے لگا۔ آخر الامر کوہ معنفت نے تحقیقات شروع کی تو تمام
راز ناشر ہو گیا۔ اور ثابت ہوا کہ ہڈی الجھل المستحکم ہے۔ ایک لاکھ کے
قریب یا کچھ زیادہ لوگوں کے روپے اس کے ذمہ تھے۔ آخر الامر چند سال قید کا
سزا پایا ہوا۔ اور کوئی وظیفہ یا کلام سہا تیا نہ کر سکی۔ سلی اس کی محافظت
راولپنڈی میں موجود ہے۔ اور ایک عالم پر قلم مشہور ہے۔ بلکہ جنگ بہت
سے آئی لوگ اس کے دربار میں اور اسکی جمع مغزہ کے شہید۔

۵) یہ واقعہ میرے لاپ آریہ برادر لارڈ صاحب ڈاکٹر شفا خان
ڈسکہ کا چشم دید ہے۔ اور گزشتہ کراماتوں کی شہادت مزید۔ کہ ایک سید
کرامانی دعویٰ سے اُن کے پاس آیا۔ اور شائے گفتگو میں اظہار فرمایا۔ کہ اسلامی
دین کی برکات و محمدی مذہب کی تجلیات اس جہان تک ہیں کہ باوجود گزر جانے
تیرہ سو سال کے اب بھی ان کے نام مبارک کی تاثیرات تیرہ ہدف ہیں۔ اور
خاص ہندوں پر جو کہ صدق دل سے نماز و تلاوت قرآن میں سرگردان رہتے ہیں
اُن خاص کرامات کا ظہور و حلول ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ اگرچہ صدق
موجود ہو تو تلاویں و رتلاف دینی نہ فرمائیں۔ سید صاحب نے فرمایا کہ میں جو
ایک احقر ہندو رب العالمین ہوں۔ بطریق و برکت مولانا و سیدنا پیغمبر صاحب
کے مجھ پر بہت سی برکات کا ظہور ہے از انجملہ ایک میں اب بھی قبلہ سنگتوں
اور وہ یہ ہے۔ کہ جو بات کسی قسم کی زبان میں آپ اندر پوشیدہ جا کر اس
مقدس قلم سے جس پر کلام کندہ ہے پھر برکات اور وہ کاغذ بھی آپ لینے پاس
رکھیں۔ میں سوہو دینی بات بتلاؤنگا۔ مگر پھر صدقہ مجھے اکیلا بیٹھنا پڑے گا۔ تمام
حاضرین متوجہ ہوئے کہ یہ تو علامتہ کرامات ہے۔ آخر الامر سب نے دیکھے یہ اہرار
کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے سید صاحب کی کتاب کی جلد پر رکھ کر ایک کاغذ پر ان کی
قلم سے پوشیدہ جا کر کچھ حرف لکھے اور کاغذ لینے پاس رکھ دیا۔ سید صاحب نے
جبکہ کتا رہ بیٹھ کر سوچ کر بعد مدود و وظایف کے فرمایا۔ کہ اگرچہ اپنے نام تحریر
کیا تھا۔ جب اصل لکھ لائے تو وہی نام تھا۔ سب حیران ہوئے۔ کہ مولوی صاحب
نے سوچ و دھن لایا۔ مگر داناؤں کے لئے قریب چلنا دشوار ہے۔ یا تار لگے
یہ کوئی فرد قریب ہے۔ آخر الامر سوچے سوچے معلوم کیا۔ کہ اس جلد کے اندر
کی طرف ایک کاغذ سیاہ موجود ہے۔ جون ہی کوئی جلد کے باہر کی طرف سے کسی

کاغذ پر کسی زبان میں کوئی حرف تحریر کرنا ہے اس کا زور اس سیاہ کاغذ
پر پڑتا ہے۔ اس کے روبرو ایک کاغذ سفید ہے اس کی حرکت و زور
کے مطابق اس سیاہ کا نشان اس سفید کاغذ پر پڑ جاتا ہے۔ جب کتا رہ
میں لیا کر دیکھتے ہیں تو اس سفید کو نکال کر یہ قریب کرتے ہیں۔ جب سید
صاحب کو اس حال سے آگاہ کیا گیا کہ یہ تمہارا قریب ہے جس کو تم کرامات
بتلاتے ہو۔ تب وہ خود بھی اقبالی ہوئے اور منت سماجت سے غلامی
نصیب ہوئی۔ یہ بات ڈاکٹر نے ان کے زید بک کے کاغذ سے ہر ایک انا سمجھ سکتا
ہے۔ زیادہ تشریح کی حاجت نہیں۔

اب صوز اعلاہ لحدیث کے الہاموں کی توحید کرتا میں
اور ان کو پوست کندہ کر کے ناظرین کے روبرو دھرتا ہوں۔ اور قرآن سے
محکم صاحب کرامات دکھلاتے سے انکار بھی اس کے ذیل میں ہوگا۔ تاکہ اس
قادیانی رسول کی مابیت ظاہر ہووے۔

۱) ایک سال کا عرصہ ہوا کہ سہی جان محمد کشمیری جو مرزا صاحب کی مسجد
کا امام ہے اس کا لڑکا جس کی عمر اس وقت قریب پانچ سال ہوگی مار مذہب سے
بیمار ہوا۔ اور بڑھتے بڑھتے مرض اس قدر بڑھ گیا کہ بیمار کے ساتھ ہی مال
آسنے شروع ہو گئے۔ اور لڑکے کا خورد و نوش بالکل بند ہو گیا۔ اور ایسا کمزور
نحیف اور ضعیف البدن ہو گیا کہ استخوان ہی استخوان معلوم ہوتے تھے۔ غرض
ایک روز لڑکا عین نزع کی حالت میں تھا اور اس وقت اس کی حالت کو دیکھ کر
محبول سے محول بھی نہی کہتا تھا کہ لڑکا کوئی دم کا سمان ہے۔ غرض اس منظر پر
اور بقراری کی حالت میں جان محمد لڑکا مرزا صاحب کی خدمت میں گئے اور
مرزا صاحب اس لڑکے کو دیکھ بھی چکے تھے۔ خیر امام صاحب نے کئی احوال عرض
کیا اور کہا کہ آپ سچا اب الدعوات ہیں۔ اس لڑکے کے لئے دعا کیجئے۔
..... مرزا صاحب کو اس لڑکے کی طرف پہلے ہی خیال
تھا۔ کیونکہ ان کی مسجد کا امام زادہ تھا۔ فرمایا کہ جان محمد آپ کے آئے تھے اول
ہی مجھ کو الہام ہوئے کہ اس لڑکے کے لئے قبر کھودو۔ مرزا صاحب کے منہ سے
یہ کلمہ نکلتا تھا کہ امام صاحب کے ہوش باختم ہو گئے۔ اور اس خطا گوں
نہ ہوتے اور ناتھ کے ٹوٹے کیوں نہ اورتے۔ کیونکہ اس کا بھی ایک بیٹا تھا
وہ بھی پچھلی عمر کا غرض امام صاحب اسی یا اس اور باپوسی کی صورت میں
جو اپنے گھر کو واپس آئے۔ تو الہام کا اثر برعکس ظہور میں آیا ماور جاوونے
النا شعبہ دکھایا۔ یعنی لڑکے کے آثار روحیت دیکھے مرزا صاحب کا الہام
فرمانا ہی تھا کہ خداوند کریم کی قدرت کا تماشا دیکھئے۔ لڑکے کو دمیدم آرام
ہو نا شروع ہوا۔ اور ایک ہی ہفتہ میں لڑکا تندرست ہو گیا۔ اب مرزا صاحب
اپنی دروغ بانی و کذب لسانی و غلطی امام کی یہ تاویل فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا
الہام تو برگزیدہ نہیں ضرور کسی نکسی وقت پورا ہوا دیکھا۔ ہم کہتے ہیں کہ کسی
وقت بلکہ غرض یہ ہی آپ کے واسطے قبر کھودیشے۔ انا سے ہزار گن زکذب جرح ہے
کہ بیش خرد بہت فعل قبح ہے۔

دوہم واقعہ ۲۔ دسمبر ۱۳۰۶ء کو مرزا اعلاہ لحدیث نے سہی شہیدان
مسکن تادیان لکھا کہ کرامات مجھے تمہاری نسبت الہام ہوئے جبکہ میں انبالہ کے
مغریں تھا، کہ تو لڑکے بڑھاتا ہے۔ اور نام تیرا عزرا الدین ہے نتیجہ یہ ہے
کہ تو ایک سال تک مسلمان ہو جاوے گا۔ ورنہ مرزا دیکھا۔ ہندو اس لئے پوچھا کہ اگر

(۱) امر نے کہا کہ ایک شہر میں ایک بہت مشہور و معروف مہاجرین تھا۔ اور ہر قوم کی گمان میں ہمہ صفت موصوف تھا۔ علم غیب اگرچہ پیشہ سے تھا مگر دوس ہزار سال پیشتر اس علم سے نہ نجانہ مردم میں موجود ہوا تھا جو طالب کسی چیز کا اس کے حضور میں حاضر ہوتا۔ یہ صورت کو دیکھنا اس کے دل کی بات بتا دیتا تھا جس وہ تنہا اور دھن آنکھ پران کرتا تھا۔ اور جو کچھ اس پر گزرتا تھا۔ ان مہاجرین کی زبان کی تاثیر سے گفتگو کرتا تھا۔ وہ کمال ان صاحب کمال کو اس دست قیہ و چل کا ت سے حاصل ہوا تھا کہ انہوں نے ایک مکان بنا رکھا تھا۔ اس میں آٹھ دروازے آٹھ کمرہ مالوں کے لگا رکھے تھے۔

(۲) دروازے سے بیٹھتا تھا۔ (۳) دروازے سے بہا ہوا تھا (۴) دروازے سے نوکری مٹی تھی (۵) دروازے سے قید اور وصیت (۶) مٹی تھی (۷) دروازے سے ہم مقدمہ یا پل فیہ فتح مٹی تھی (۸) دروازے سے مفقود الزکی خبر مٹی تھی۔ اور احاطہ سے دروازے پر ایک جیلہ حاضر رہتا تھا جس کوئی طالب کسی چیز کا آتا تھا چلا جاکت علی اس کے دل کی بات دریافت کر لیتا پھر اس کو کہہ دیتا۔ کہ با داجی سے تو اپنا بھید نہ کہتا۔ با داجی خود تیرے دل کی بات بتا دیں گے۔ اگر میں کی بات بتا دوں تو تو جاننا کہ تیرا کج سد ہو گیا۔ وہ عرض کرتا چلے کی ہمراہ اس مکان میں جاتا چلے اس کو اس دروازے سے لیجاتا۔ جو جس مزد کے واسطے مقرر کر لیا تھا۔ با داجی فوراً نکارنے لگے کہ تو بیٹا جانتا ہے یا مفقود الزکی کا حال دریافت کرتا ہے۔ وہ کوتاہ عقل ان کو عالم العیب تصور کر کے جو کچھ اپنے پاس تھا دجس رکھتا ہے نہ ذکر کرتا ہے۔ ہونے کو جو اس کی سمت میں ہوتا۔ وہی ہوتا۔ عرصہ ایک سہاروں رہا۔ ان حضرت نے کہا ہے۔ اور آخر لوٹ لاکھ کر رہا جو کہ سوئے۔ (۱۲) ایک صاحب کمال تیار یا رہمراہ لے دوسرے ویش میں گئے۔ وہ یہی ایک مسجد میں لے بیروا بن کے بیٹھے رہے۔ ایک جیلے لے اندھے کا سوانگ بھرا۔ اور شہر کے ایک مسجد میں رہا۔ دوسرے جیلے نے بہرہ کا سوانگ بنایا۔ اور دوسری سمت میں رہا۔ تیسرا لنگر ہنا۔ جو تھا یاروں کو کھانے بیٹے کا سامان بیگانہ دار بیچا نا گیا۔ ایک جس ملک اس کوئی سے مل گیا کہ اس نقل کو اصل پر فوق دیا۔ اور یہ ایک رئیس شہر نے بیوقوف لا پر دہ اور لنگر مے کو لنگر دہ اور اندھے کو اندھا۔ اور بہرہ کو بہرہ یقین کر لیا۔ ایک رور فقیر صاحب واسطے زیادہ کسی غازی مرد کے جاتے تھے۔ لنگر مے حضرت کا بانو یوں ہوا۔ اور کہا کہ مجھے شب کو خواب ہوا کہ تیرے لنگر کو دور کر دو گے۔ اس مجھ پر دم کرو اور دعا کرو کہ مجھے صحت ہو۔ شاہ صاحب بہت تھا ہونے۔ اور سخت گوئی کرنے لگے اندر عاجزی جتانے لگے۔ لنگر مے نے ایک ات پر خیال کیا۔ اور ان کے پاؤں کو نہ چھوٹا فقیر صاحب نے تھا کہ کلات ماری۔ اور کہا کہ خدا کرے تیری دوسری مانگ بھی ٹوٹے مجرولات کے لگنے کے وہ لنگر مے کی مانند کو دے لگا۔ یہ سچہ صاحب کمال کا جب بازار یوں سے دیکھا ہر ایک شمع حیرت واد ہو گیا۔ اس ہی جلد مسجد میں پہنچے۔ ہزار ہا روپیہ ان کی اندر چڑھ گئے۔ شاہ صاحب نے لاپرواہی سے اس ہی لنگر مے کو دلا دیے۔ چند روز میں تمام شہر میں غل ہو گیا کہ آسمان سے فرستہ اور آسمان سے بخر من اندھا اور ہر مہرہ بھی آتا۔ اور اپنی مراد کو پہنچا۔ اور فقیر صاحب کا کمال زیادہ ہوا۔ پھر سب اچھا بن گئے۔ اور ہزاروں مزد کی ہوئے اور لاکھوں روپیہ لگائے۔ یہ خبر غایر خواہ آسمان سے ہو گئے۔ ایک مشہور اہل علم چلے گئے۔

میں سے تمام نام نہر بن نائنس و عام آگاہ ہونگے اور بشمول کی آنکھیں ان کی اصلیت و مہارت کے دریافت کی منتظر ہو گئی۔ یہ کہنا میں کہاں تک درست ہیں۔ واضح رہے کہ باوجودیکہ تمام تعلیم یافتہ ان کی حقیقت سے منکر ہیں۔ اور علانیہ ان باقول کوں مکرہ فریب جانتے ملک صدق دل سے مانتے ہیں مگر بعض طالبانیاں اور دھوکے سانیہ میں۔ لاج ان کا وجود ہے اور خود عرضی انکا مانی۔ مگر دو سرا گروہ جو علم نقل اور غیر تجربے کے سبب بڑا مال و پریشا کے درجہ سے گرا ہوا ہے۔ وہ برخلاف روڈا کو عالموں کے ہر ایک فرضی و اختراعی بات کو زخاہ کس قدر دروغ و بیوقوف ہو نور ایمان جانتا۔ اور انکا کر ٹکو کفر شرک بجا ثابت ہے۔ باوصف اس کے وہ اول درجہ کا ضعیف الاعتقاد ہے اور دنیا میں ان کے تہ سے آباد۔ دنیا کے پردہ میں ایسا کوئی ملک نہیں جہاں ان کا بسیرا نہ ہو۔ تمام کلیات کے مخزن یہی لوگ کہلاتے ہیں۔ اور کوئی پیر نہیں اور تے۔ مگر ایسے ہی تیرید اور ملے ہیں فیصدی ایک سوان میں سے جاہل ہوتے ہیں۔ اور خواہ کسی ہی درجہ و رتقیاس بات ہو اس کو یہ مختبر جانتے ہیں پیرے اقوال کی تصدیق مولا نا دھو نکل علیہ الرحمہ فرمادیں گے یا انکا طے دانیہ پیر خاں سے ہم شہادت لاوٹے۔ ساتھ ہی اس کے تمام دنیا کے حال پھیلائے دالوں کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ تاک میں لگے رہتے ہیں اور کہیں گا میں خیال رکھتے ہیں جہاں موقع ملے شکار کھیلنے دانہ پھینکے دام بچھانے سے تساہل نہیں کرتے۔ بیوقوفوں کے بچاؤ دیکھنا کے واسطے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا عجیب و غریب سوانک و آگ دکھلا کر سادہ لوحوں کو لوٹنا۔ دم بھلے سے دینا انکی زندگی کا بڑا بھاری مقدر ہوتا ہے۔ شہر میں ان لوگوں کے بٹے طویل طویل دعوے ہوتے اور نہایت شہرہ و شہرہ سے شہر میں لگاتے ہیں۔ کہی سنا کر اور دلال بیٹے بھی ان کے مرد و کار ہو کر افاقوں و سادہ لوحوں کو ٹھوکتے اور مرشدی سے اپنا حصہ کھاتے کہ ان کو عیش و عشرت کرتے اور خود بھی مزہ اوڑھتے ہیں۔ مال و صفت و دل پریم جان کو نقصانوں کی طرح کہی کی جان پر دہ رج نہیں فرماتے۔ ہم اس مقام پر اپنے چند عجرائی لوگوں کے حالات لکھنے ضروری خیال کرتے ہیں۔ تاکہ فریبوں کا پورا کھنڈن کیا جائے۔

منقول از زبان پیر کا شہ صنفہ نشی گھنیا لال صاحب الہ

دھاتری صفحہ ۱۹۷ سال ۱۹۷۷

سند کے مردم عی ایک پرست میں تو کوئی سچہ اور ذکر بات دکھا۔ تبتیری عظمت ان کے دل پر ریزہ کرتے۔ اور تر اتوں ان کو باور پہنچائے جب چند ناواں تیرے فضل و کمال پر گواہی دیں گے۔ عام مجھے سیدہ عی پیری لکھ لیں گے شربت کو دو دہ بنانا اور بارہ سے چاندی اور زائے سے سونا۔ اور بھوت اور جہیل رجن اور دیوانی کو خیر و منہر تونز و کلام سے اتارنا تو خوب جانتا ہے وہ عام کو بتا دے۔ اور دل کی مٹنا بتانے کی ترکیب اور اندھے آنکھیں اندھ کو قوت سماعت دینے کی ترکیب میر نے مجھ کو لکھ دے نام نہ لگاتے جو اب دنیا میں اس قسمی و ایمانیات کا قابل نہیں ہوں نہ اور جانتا ہوں کہ وہ ان کے برابر تو کے نزدیک ہیں۔ یہ سچہ و باتیں دعا ماروں کی ہیں جانتا ہوں اگر لکھوں تو دعا توئی کا بارہ نام بن حادقن۔ لیکن آپ جو فرمایاں گے وہ درخش کر افلاک۔

حیوان گائے کی عزت اور توقیر ہے۔ ان کے دلوں میں اپنی قوم اور اپنے بھائیوں اور اپنے دین کی مہافت کی بجائے اس قدر عزت نہیں۔
اقول۔ اس حکم میں شیخ سعدی کا قول یاد کیا جو اس نے گویا اسی موقعہ کے لئے بنایا ہے۔

گدا و خانہ خوار، بار بار داری بہ از آدمیان مردم آزار
 دینی مہافت سے مردم مزا صاحب کی صرف برابری الاحدیہ کی امداد ہے۔ نہ کہ کچھ اور
 خلیجہ اس کی اصلی کیفیت ناظرین کو اس اچھٹا کر کے مطالعہ سے دوا از جانب مرزا ملام لالہ
 صاحب کے شایع ہوا تھا، معلوم ہو چکی جو اسی کتاب کے اخیر میں مندرج ہے۔
قول اول۔ محقق ہندوؤں کو خوب معلوم ہے کہ کسی دین میں گائے کا حرام ہونا نہیں
 پایا جاتا بلکہ رگ وید کے پہلے حصہ سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وید کے زمانہ میں گائے
 کا گوشت عام طور پر بازاروں میں بکتا تھا۔ اور اگر یہ لوگ بخوشی خاطر اس کو
 کھاتے تھے۔

اقول مرزا صاحب ہمیشہ راستی سے کنارہ کرتے اور جھوٹے الزام فریق ثانی پر دھرتی
 ہیں۔ تعصب اندوزی ان کے تار پود سے نمود ہے۔ بیجا ضدیت اور درشت تالی
 ان کا اصلی مقصد نہیں معلوم کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر جھوٹ بولنے سے کیوں نہیں
 شرماتے اور کس واسطے لائینی کو اس سے اپنی منہی کرتے ہیں۔ ایک شخص کا مقولہ
 ہے کہ "وہ دعو کو راجا فک بنا خدا، وہ مرزے کے حق میں زیبا ہے اور ہمارے عین عا
 جیا بچہ وہ خود گائے جل کہ اسی جلد بندہ کے صفحہ ۳۳۸ میں تحریر کرتے ہیں۔ کیا "رم
 اور عفو کی تاکید پرستوں کی بنگلوں میں کچھ کم ہے۔ بلکہ سچ بولچو تو اُن قوم
 کے تب پرستوں نے رحم کی تاکید کو اس کمال تک پہنچا یا ہے کہ جس حدی کر دی
 ان کے ایک شاعر کا اشعار اس وقت حکم کیا دیا ہے جس پر تقریباً سارے ہندوؤں
 کا عمل ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ اٹھنا سا پر سود دھما۔ یعنی اس سے بڑا دھرم
 اور کوئی نہیں کہ کسی جاندار کو تکلیف نہ دی جاوے کسی اشلوک کے رو سے ہندو لوگ
 کسی جاندار کو آزاد یا بند نہیں کرتے۔

چونکہ سچ بچپان سے نہیں چھپتا۔ اور کسی نہ کسی پہلو میں ظاہر ہو جاتا اگر
 ہے۔ خود تعصب حرفا کیش کی قلم سے بھی ٹھیک سچی بات تحریر ہو گئی۔ جس سے
 اس کی جلی یاد کوئی کی خود ہی تردید ہے۔ بلکہ اس کے تعصب اور کلاب ہونے
 کا ثبوت مزید سچ ہے اس بہت الحرامی کو حرام حلال کی تمیز نہیں اور اس کی غلط طبیعت
 میں سوائے خود بخاری کے حرام و حلال اور کوئی چیز نہیں۔

گر تجھے شرم کچھ ہے اے مرزا	شرم ساری سے ڈوب کر مرزا
جھوٹے کی دلی آواز نے تجھ کو ہزار	خود قہر سے قول سے کیا رسوا
خود دیکھی اپنے جھوٹ کی تردید	اس سے رسوائی اور کیا ہے بزد
اپنے فرضی خدا سے کچھ دیر	آپ منہج اپنا قول کیا
یہ جو بیہودہ بات ہے تو	سگ دیوانہ بن گیا ہے تو
جبکہ دلا ہے جامہ انسان	پھر جی شرم و عقل و ہوش کیا
جس تناسخ سے سخت متکبر تھا	دیکھتا ہے تباہی کو اس میں ہوا
نہ بے شک بلکہ عظم با عور	تجھ کو دی ہے حذر لے لے کر

مرزا صاحب کا یہ رشتہ گستاخوں اور فہم افروز بادشاہ کے ہندو دہنار سے نہایت بددعویٰ ہے۔
 قلم سے گدا دینا یا پھر بدعت کے خلاف مہم جو کرنا یا کوئی رکال اور بدعت کے خلاف مہم جو کرنا
 اور بدعت کو برباد کرنا۔ وہ ان باتوں سے گور بددعویٰ کے خلاف مہم جو کرنا یا کوئی رکال اور بدعت کے خلاف مہم جو کرنا

اب ہم شوک و تحریک کیفیت سمجھاتے ہیں۔ اور ان کے حلال ہونے کی شہادت
 بتلاتے ہوئے شوک نگہ بندیوں کے دین میں حلال ہے۔ اور جو آریاں عیسے کا سپر ضدی
 دلی سے اقبال انجیل کے رو سے نوجوان فرماتے ہیں۔ اور حلال و طیب ہے۔
 ردیکہ و انجیل اعمال باب ۱۱۔ آیت ۶ سے کہ انجیل طیبس باب ۱۔ آیت ۱۵ انجیل
 رومیال باب ۱۲۔ آیت ۲ کی شرح مطبوعہ سال ۱۸۶۰ء

شتر جو نیمہ زر سور ہے ردیکہ و تورا بیت احبار باب ۱۱۔ آیت ۱۵ اس کو تمام
 مومنین کھاتے ہیں۔ شراب کا پینا تمام گزشتہ بنیوں کے مذہب میں بے وسوس
 ہے۔ اور قرآن کے رو سے بھی مباح للناس۔ حضرت نوح و لوط و سلیمان و عیسیٰ
 وغیرہ بھی شراب پیتے تھے۔ اور اسی کے ہمارے جتنے تھے (دیکھو تورا بیت سیمیا
 باب ۹۔ آیت ۲۱۔ اور باب ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک۔ اور یوحنا انجیل باب
 ۲۔ آیت ۱ سے آتک۔ اور سالوقا باب ۲۲۔ آیت ۲۰۔ اور قوآن سموتو نقا و
 صوموتو نخل) آپ کے پیغمبر صاحب بھی جنت میں اس کے سپر مغان ہیں۔ اور
 ان کی بدولت تمام مومنان شتر شاد و سرگردان و کھیت و قرآن میں ذکر و شتر کا طہور
 اب اصل جواب تحریر کرتا ہوں کہ نہیں معلوم وہ محقق ہندو کون ہیں جن کو وید
 مقدس میں گائے کے بارشکی کی ممانعت نہیں دکھائی گئی۔ آؤں اور اس منتر کو
 انگلیں گول کر اور اگر کم دکھائی دیتا ہو تو ایک لگا کر لٹا لو کریں۔

अस्मन् गोपतौ स्यात व ह्यै जमानस्य पञ्च
 न्याहि ॥ यजुः १०० ॥ १ ॥

یہ منتر رگ وید کے پہلے ادھیا گائے کا پہلا منتر ہے۔ براتما اکیا دیتا ہے۔ لے
 منٹو پور شتر دکھی سدھی کے لئے سروا دیکار اور دھن کے سیوں ولے ہو کر گائے
 وغیرہ مفید جانوروں کی حفاظت کو مقدم جانو جس سے تمہاری بل اور بدھی
 بڑھتی رہے۔

یہ وید کے شروع میں یہ منتر ہدایت موجود ہے تو یہ منتر من کا ہونے
 سرا پر مردود ہے۔ علاوہ ہر رگ وید کے پہلے ادھیان میں اس قسم کی کوئی ہدایت
 نہیں ہے۔ اور رنگائے کی نسبت کوئی منتر نہیں ہے۔ البتہ رگ وید کے اشٹک
 ۶۔ ادھیام ورگ ۹ کا بارھواں منتر ہے۔

नेह भद्रे रक्षस्विने नाव वे नोपधा उत। गवे च
 भद्रे धेनवे वीराय च अवस्यते ते ह सो व ऊ
 तयः सुकृतयो व कृतयः।

تو جو بھدرے ہے سرب سوامی (رکشک) ایشوراب کلپیان و ایک ہیں دوشٹ
 آتما اور رکشک جن (خوشخار آدمی) آپ کے نیاتے سے ہمیشہ مرنا کو باتے میں
 اور پڑنا اور دیوان (رعدل) لوگ ہی آخذا و شانتی یعنی رحمت خفگی کے
 مستحق ہیں جیسے اپنی کرپا سے ہی شتم دم دریا صنت و عبادت، کیت اندریوں
 (جواسوں) اور گولوں اور شہ سندان یعنی نیک اولاد اور اتم دھن سے
 فیضیاب کر کے سدا یاد دہم، اسی سریشٹ انھوں میں پرورت کیجئے آپ کے سوا
 کوئی رکشک نہیں ہے۔

اس کے مطالعہ سے مرزا صاحب نے سو نہایت شیطانی کو دور فرمائیے اور اس قسم کی
 جلا داد و ظالمانہ تحریر سے باز آکر خود کو لکھنے سے شرمائیے۔ ورنہ
 سر سجام جابل جہم بود کہ جابل کو عاقبت کم بود
قول اول۔ اور حال میں ایک بڑے محقق نے اسرائیل موٹ اسٹوارٹ الفیس بتا

اسی شرک کی تعلیم کو ترک کرنے پر مستعد ہو کر کوئی غیر مذہب والا اس معاملہ میں مقابلہ نہیں کرتا۔ متعلقہ تہذیب کو رکنِ اُخراہ زباں پر نہیں دھڑکاتا۔ میری مراد اس حکایت کا کہنے والوں اور مستعد ہونے والوں سے سن کر ت کے فاصلوں سے ہے۔ نہ کہ عربی کے ملاؤں اور انگریزوں کے باپوں سے، تو اس حالت میں ہم ایسے وسوسوں کو دھبیا کہ آپ کرتے ہیں۔ اس سے زبانی کو اس کے اور کیا مانیں۔ اور کس طرح مقبض کیا ہم قرآن شریف سے شرک و بت پرستی کا نقش پرستی بجا اور آیت قرآنی و ترجمہ سلسلہ کے بعض داسی کتاب میں، اگر بیٹھے۔ اول تو کوئی دنیا بھر کا مسلمان جواب دے کہ یہیں برہانِ مطالع چاہئے کہ صحیح مطالع۔

لہذا وہاں وہیے شرک و بت پرستی لگا کر تباہیوں اور مقابلہ کرادیں۔ زبانی جمع ختمیج و ملتہدی نہیں ہے بلکہ ناقہ مستی گھر بیٹھے گالی گلوچ لگانا جواب دینا نہیں ہے بلکہ نگہداشتی۔

وہیں خوشی بدشنام سیال صاحب

کسین و قلب ہر کس کر دی باز و بد

قول اول۔ اگر ان ہندوؤں کو کہ جنکی راستبازی پر ایک نہ دو بلکہ کروڑا آدمی گواہی دیتے چلے آتے ہیں۔ بغیر ثبوت اس کے کہ کسی کے سامنے انہوں نے مسودہ اُخرا بنایا۔ اس منصوبے میں کسی دوسرے سے مشورہ لیا یا وہ راز کسی شخص کو اپنے نوکروں یا دوستوں یا عورتوں سے چھلایا۔ یا کسی اور شخصوں نے مشورہ کرتے یا راز بکلاتے پھر آپ ہی موت کا سامنا دیکھ کر اپنے مغزی ہونے پر اقرار کر دیا۔ یوں ہی جو جو کچلی نعمت نکلنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

اقول۔ سرہندوں اور امت کی گواہی اگر اعتبار نہ کرے تو مرزا صاحب سے کیا پوچھا رہے ہیں۔ چنانچہ مثل مشورے۔ پیر ال تھے پر نہ مریاں سے پر نہ اشد اسی طرح ایک تہذیب یقین کرتا ہے۔ پیر میں جس ست و یقین میں اس ست۔ اسی طرح مسلمان بھی یقین کرتے ہیں اور خود سالی۔ سے یہی باتیں بچوں کو تلقین ہیں۔ اگر زیادہ مریدوں والے کا راست بیان ہے تو دنیا میں بوجہ سے بڑھ کر کسی کا خاندان نہیں اور عیسائی اور ہندوؤں سے زیادہ کسی کا خانہ دانا نہیں۔

ثبوت اُخراہ دازی و مسودہ سازی یا کچے بزرگوں کا اگرچہ بہت کچھ ہے مگر جو اساتذہ نمونہ از خردار سے ذہل میں حیاں کرتا ہوں۔ خود فرما بیٹے اول۔ ملازمت حوزہ ایک مالدار عورت کی چھٹن صاحب کے واسطے حصول ثبوت کا پہلا ذریعہ ہے۔ جو ہی دور دراز ملکوں میں سفر کے واسطے جانا ہوا۔ تنہائی خواہی۔ تنہائی بائیں سنی طبیعت نے گوم سرور زاد دیکھ کر اور ہی رنگ جمایا اور قدیمی بت پرستی میں چین نہ آیا (دیکھو قرآن ترجمہ عبد القادر صاحب دہلوی صفحہ ۶۲۲)

دوم۔ جب خدیجہ پڑھی لکھی عورت نے محمد صاحب کو جان اور کسا و ملازم پایا بیوہ تھی راز داری کا دھیان آیا۔ اور اس سے نکاح بندھوا یا۔ اور سب مال اس نے حوالہ کیا۔ (دیکھو قرآن صفحہ ۶۲۲) لایف محمد مطہر صفحہ ۶۲۲

۳۔ اگر بڑی مقام کلکتہ مت و دوزخ کی راز داری اور نگہداری سے طبیعت کو گمراہی۔ دن رات کی بھبت سے تمام حالات گذشتہ بنیادوں کے سر نہان یاد کئے۔ اور کچھ زمانہ تحریروں نے مختلف مذہب و ادیان سے فائدہ پہنچائے اور پیغمبری کی جو اس میں مسالمتی۔ اور نہ گذشت کے مروج نے عالم بالائی سیر دکھائی۔ وہی استاذ و والد جبریل آخا حاضر ہوا اور اسماؤں کی پراک

دسوم۔ علی نامی پھلوان کو جو حضرت کا چچا زاد بھائی تھا، زیادہ راز دار بنانے کی راہ سے اپنی بیٹی فاطمہ سے نکاح کرادامادی کے سلسلہ میں لایا۔ اور دوا و راز کیاں اس وقت قسطنطنیہ عثمان نامی بیٹے اور بیٹے آدمی کے حوالہ کر کے بھی تیسرا راز دار بنایا۔ اور فاطمہ کا خطاب بکر ڈبل دامادی کے درجہ میں چھنایا۔ جس نے بیاس محبت ترک نہ کیا اسلام کو عدم بطور سے چھلایا اور اسی طرح عمر اور ایک سے یا مانہ بنایا۔ اور کسی کو کسی طرح اور کسی کو کسی داؤ سے ملایا۔ غریبیکہ یا بیٹے کی طرح کچ۔ غار سے بیٹے آئے نخل۔ جیسا ہر دم۔ مکہ سے باہر ایک غار جو کچلی اس کو مصیبت کا قرار دیا کہ ہر ایک کو یا کچلی و اُن تشریف لے جاتے اور مصیبت فرماتے۔ چنانچہ یہ سب حال (معارج النبوت و صد امراج النبوت مطبوعہ علی لکھنؤ) مالا ٹومہ و فتنہ و غیبت سے ۷۳ سے ۷۷ تک رکن دوم میں اور صفحہ ۵۸ سے ۱۰۰ تک اور اسی طرح رکن چہارم کے صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک اور صفحہ ۳۳ سے ۳۷ تک واضح ہوتے ہیں۔ اور نواریج جیب اللہ صفحہ ۶۳۔ اور یہی ذکر کھلانی نے شرح فتح مجارسی میں لکھا ہے اور دوسری النبوت علیہ دو مطہر لکھنؤ صفحہ ۲۲ میں بھی مذکور ہے۔

ان دنوں میں جس شخص نے کوئی اعتراض اٹھایا۔ حضرات علی نے تعبت ذوالقعد سے اسکا سر اُتار کر مارا۔ وہ عاجز و محرم شہید کہاں سے نکلا۔ اُخراہ دازی کا ثبوت دلوں۔ اس وقت کئی شخص اُخراہ دازی کا ثبوت دینے کو تیار رہے مگر وہاں تو سستاؤں۔ ایک سے ایک متعصب اور لٹا دھندل کے سرد۔ اور میں تو حاجی گویم تو مرا حاجی گو۔ کے اُخراہ دازی پر صحتی دل سے دخل نہ دیتے تھے۔ کئی ہی گواہان اُخراہ دازی کے واسطے احکام و اُخراہ دازی جاری کئے۔ غمختوں سے کرب کھلا کتنوں نے پھر صلح ہوئی سرور صاحب ان دنوں پیغمبری کی نا باغی کا دور تھا۔ اور ہر طرف دم دلا سے کاموودہ اور طور و تھا۔ غرضیکہ اسی مسودہ کا یہ صفت ہے جس کے حرف حرف و لفظ لفظ سے صداقت و حق پسندی کا خون ہے۔

قول اول۔ انبیا و لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ہی کامل راستبازی کو قوی بخت پیش کر کے دشمنوں کو بھی الزام دیا۔

اقول۔ ایسے اگر ہم نہ سدر حرج غیبت ست۔ انبیا اگر دوسری۔ اولیا ہی سہی رسول نہ سہی الہامی ہی سہی۔ کچھ ہو ہیں تحقیق حق منظور ہے۔ آپ اپنی ہی راستبازی کا ثبوت دیتے اور کسی طرح حرقہ نہ کیے۔ سانبیا تو آپ بند ہیں مگر آپ قادیانی پتھی بزرگوں ہیں۔ سب سے اول آپ اپنی بابت ثبوت دیتے اور تنیک چال چلن اور خوش محالگی کی تصدیق کرتے۔ اگر نہیں ہے تو آپ شے نمونہ از خردار سے سب انبیا و لوگ کے مصداق ہیں اور حرکات لالینی میں طاق۔ ہم آپ کو ہی خاتم الانبیا جانیں گے۔ اور مہر ثبوت آپ ہی کی پشت پر مانیں گے۔

بیامرزا ناکن شرمساری و زصاف و درویش را بخوداری براسن الاحمدیہ کی جلد نمبر کے دیباچہ کے اعتراضوں

کاجواب

مرزا صاحب اس جلد کے آغاز میں مسلمانوں کی نازک حالت اور اگر بڑی گورنٹ پر کچھ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں قول اول۔ فی الحقیقت یہ سچ ہے کہ جس قدر کہ مسلمانوں کی نظر میں ایک اونٹ

جواب: بھگتے۔ ورنہ اختیار باقی ہے۔ ہم انتظار کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو اس بارے میں اب کیا اہام ہوتا ہے۔

تو آج اگر یہ حق کو قبول کریں اور ہر ایک نوع کی ضدیت چھوڑ دیں۔ تو ہر ایک غریب و درویش کی طرح سب کو چھوڑ دیں اور اسی میں داخل ہو جائیں۔ تو پھر بدلتی جی اور گوردی اور بدھ جی ان کو کون کسے میں اگر ایسے لوگ جس اور راستی کے خلاف ہوں تو اور کون ہو اور اگر انکا غضب و عصبہ نہ بھڑکے تو اور کس کا بھڑکے۔

اقول مرزا صاحب کا عموماً عندیہ اس قسم کا ہے کہ انہیں اپنی اندھی چشم نور العین نظر تھی ہے اور دوسروں کی روشنی انکھیں نابینا دکھائی پڑتی ہیں۔ اور کہا تا نقیبن کہتے ہیں کہ مرزا اسب سہت واسب دیگر ان جوں جیسٹ۔ ذین الہی کو اکبر ناجی با عالم شناسی کے دھوکہ سے زینت دنیا انصاف کی انکھوں پر بھی باندھنا ہے۔ فاصل کو فاصل رکھنا انسانیت سے اور فرض و احی ملکہ تعلیم حقانی شکر فی آریہ ہکا کو گوردی نہیں مانتا۔ مان آریہ دھرم یا دیگر بدایت کے پیچھا کر گئے اور بدھرم کے سرکا شک۔ سو امی جی حرف سنیا سیوں کا خطاب ہے اور ایک واجبی کو اب والافا جی کی مخالفت کرنا اسلام کا فرض ہے نہ کہ آریوں کا سو امی جی کو ایک غریب درویش تھے اور راستی پسند و صداقت کش۔ آپ اسی واسطے تو مقابلہ سے منہ پھپھاتے رہے۔ اور جہاں تک ہو سکا موقوفہ کو مانتے سے گناتے رہے۔ وہ گوراداد آئے اور عمدتیک بر اجمان رہے۔ مان صلیح قائم کی اور کئی مباحثہ کئے۔ دیا کھیاں پئے اور قاحیان کے محترم عمرانی ملاقات کو گئے اور شکوک رفع کئے۔ مگر آپ خواب غفلت سے نہ جاگے چار آنکھوں پر بیکہ کا گوارا نہ کیا سو امی جی پھر امر تشریف لائے اور آپ کو جواب بھجواتے کہ خدا کے واسطے آئے اور تسلی فرما جائیے۔ اگر حق سمجھتے تو ایمان لائے ورنہ تسلی و شانتی کو کام مابے مگر تشریف ضرور لائیے۔ جواب کے پہنچتے ہی لڑنے جاری ہوا اور دوسو اس طاری۔ الہام فراموش ہو۔ اور اسلام خانہ گروش خاٹک مرگ نامی مونی اور نئے مردان کی نوبت حاکم بقادیاں سے باہر نکلتے۔ اور بارہ آدمی کے طرح نکلتے۔ اور نہ تھا بلکہ جرات شرم حیا سے ماتہ دھو حق سے منہ پھپھاتے تھے اور وہیں قادیان کے بیت المقدس میں شیعہ ریاحیہ کر باتیں بنا رہے۔ اگر اسلام کو چھوڑ آریہ دھرم قبول کرتے اور بیجا طبع نہ سالی اور ضدیت لائی ہستے گنارہ کر دست کو دل میں بھرتے یا اگر عارم قبول حق کے سبب خدا سے ڈرتے تو بدیک دھرم کے قبول کرنے میں ایک غریب درویش و سو امی جی کی طرح سب کچھ چھوڑ دیتا اور الشروکت دھرم میں داخل ہوتا پھر اور زبانیاں الفاظوں کے سوا صندوق میں روپیہ کہاں سے آتا۔ حضرت اندھوں میں کاناراجا ہوتا ہے مگر نگاہ والوں کے حضور زینت قدر رہتا ہے۔ دینے ہی آریوں کے نزدیک اب کی فضیلت نہ چل سکتی اور نہ الہام کے بناوٹی احکام ملتے اور خدا کے ادا دی الہام ویدوں پر ایمان لانا پڑتا۔ نئے نئے فقرے کہاں سے تراش سکتے۔ 1۔ کو مرزا جی۔ مجددی۔ الہامی جی۔ مرشد جی۔ گوگا پیر اور دھونکی بیرون کا جانشین۔ قادیان دالامیاں دس جوندی الہی بیک و غیرہ کون مانتا۔

پس اے ناظرین ان واقعات پر غور فرما کر بتاؤں۔ اگر ایسے لوگ دیکھ دھرم کی راستی و صداقت کے پھیلاتے ہیں مزاحمتوں تو اور کون ہو۔ اگر مرزا صاحب جیسوں کا عصبہ دھرم دھرم کے توکس کا بھڑکے۔ اگر اس فکر سلمازل کو آریہ ہوتے دیکھنا ایسے طامع لوگوں کی نگاہ بیت نہ بھڑکے توکس کی بڑھے۔ اگر انکے دل میں آگ نہ لگے تو کہاں لگے۔ اگر ان کے اوسان خطا ہوں توکس کے ہوں اگر

لوگ دوستی بناؤ اسلام کے بجائے نہیں مانتے ہاؤنہ ماریں۔ تو کون نہارے۔ اگر یہاں لوگ ایسے وقتوں میں آئنا مہم کے مدعی نہ ہوں۔ تو اور کون ہو۔ اگر یہ لوگ داؤد جی کھلیکے فاقہ مستی سے کاغذی روپیوں کا اشتہار نہ جاری کریں۔ تو اور کون کرے۔ اگر ان لوگوں پر جواب حرام نہ ہو تو کس پر ہو تو کس پر ہو۔ اگر ان کے دیاں طمع میں باقی نہ بھڑکے۔ توکس کے بھڑکے۔ اگر ان لوگوں پر جواب حرام نہ ہو تو کس پر ہو۔ اگر ایسے نازک موقع پر ان کے شکم میں جو ہے نہ دوڑیں اور کھلیں ڈالیں توکس کے ڈالیں۔ غرضیکہ لوگوں کے زیادہ کر یہ ہو جائے ہے جو کچھ نقصان ہے وہ نہیں کھائے اور جتنا کھاتا ہے وہ انکا۔

کہے اور نقصان ہے ساوہ مرزا آگیا جس قدر نقصان ہے ساوہ مرزا آگیا منجھو کی کھل گئی قلعی ساری انڈیاں سکائے جو بلبس ثابت ہو گئے

آریوں نے رزق میں اپنے مرزا آگیا داؤد جو تھا کر کا مارا ہے مرزا آگیا اندروں تانا بان بدوں مارا ہے مرزا آگیا وہ کونوں ثابت ہو کر مارا ہے مرزا آگیا

اب غم نہ ملے کہتے تھے جسے کب حیات قول ہے۔ ان کو تو اسلام کی عزت ماننے سے اپنی عزت میں فرق آتا ہے طرح طرح کے وجوہ معاش مند ہوتے ہیں تو پھر کوئی ایک اسلام کو قبول کر کے نہ رات نہ حید میں ہی وجہ ہے کہ سچائی پر یقین کرنے کے لئے صد سالہ سامان وجود ہیں اسکو تو قبول نہیں کرتے۔ اور دین کتابوں کی تعلیم حرف میں شرکت کا سبق دیتی ہے اس پر ایمان لائے بیٹھے ہیں۔

اقول۔ تلف سے کیدی بایں کچھ بھی تو کون سی اسلامی عزت جانتیں ماننے سے انکار تھا۔ یونہی اسلام میں خود ہوں کی خود راہ تھی جسے وہ جزا نہ تھے۔ اسلام میں خوبیاں اسلام میں عزت کے آثار۔ انہما را از ترس بد نہارہ ایا

فصل عالم نشان اسلام است	شیخ درکفت بیان اسلام است
عزیز سلطان و خیر از بڑاں	درود و قند عثمان اسلام است
با خدا شترک محمد سہر شد	کلمہ شترک جان اسلام است
دور سے وصل جو رہاں ہم	اس سخا و جناب اسلام است
گشت و میراں ز عجز او عالم	دین باجو نشان اسلام است
دخل در دین علم و فضل حرام	سنت عالمان اسلام است
بس کتب خانہ و علوم لطیف	سو خیرہ در زبان اسلام است
فضل و غارت گری مرید بیان	یادگار نشان اسلام است
از صریح نامہ جی بالسیف	جو سر قلمان اسلام است
قادیانی ز بعد ختم رسل	تک پیچیران اسلام است
ہر کر شک اور دوشو کا فر	بے دلیل ابن بیان اسلام است

ہر صاحب اداہ کون سے وجوہ معاش میں جن سے مذہب جو جانے کا انہیں فکر تھا خدا کو حاضر ناظر جان لگا کر بیان کریں تو ہم کسی سے انکی راستی کا امتحان کریں یا در قرآن کے ابطالان کو بعد اس سے عیان کریں۔ ورنہ اب کی گالی گلوچی سے ہم قتل باب نہیں ہوتے خواہ عمر بھر دیتے رہو۔ ہر بات کو دلیل سے بیان کرو اور حق پسندی کے بارہ سے اول لیے گھر میں پیر دھیان دھرو۔ یعنی اعلیٰ انوکھو پھر منہ سے بولو۔ اقول سعدی کہ برہاں قوی باید محبتی۔ نہ رہاں کے دیاں جو محبت قوی۔ وید مقدس کی نسبت ایسے الفاظ جزا کہ اللہ۔ اگر کسی تجاہد بھی کوئی فاضل آدمی وید مقدس سے شترک کا ایک حرف بھی لگا کر ثبوت فرمائے۔ اور علامہ تبارک سے تو ہم اسی وقت جو شترک کریں دینے کو تیار ہیں اور

”وہ جو اللہ کو چھوڑ کسی دیوتا کی اپمانا کرتے ہیں وہ مسدھے راستہ سے گمراہ ہیں اور ان کی عبادت بالکل وید و روہ ہے۔ پس وہ انسان نہیں بلکہ دیوتوں کے گدھے ہیں۔ ان کی کھانا دشوار ہے۔“

جب یہ بات ویدول آپ نے سنا تو اس اور ہر مسکن گرفتاروں سے خود صفات علانیہ
 غور و نظر سے سوچنے لگا کہ اب غور فرمائیے کیا یہ اعتراض اس قدر نیچا اور راز و اسرار کا ہے کہ
 کے الہامی ہونے میں کچھ فرق نہ آوے؟ "جناب! وید کی الہامی ہونے میں فرق آنا
 قدرت کا گویا نوٹ جانا ہے۔ اور آفتاب پر جہالت سے گرد اور لانا۔ یاد رہا ہے کہ علم
 میں خدو و خصلت سے منہ رکھنا نا بعید نہ ہوتی بات ہے جیسے وید کے مقابلہ میں قرآن
 و انجیل کا لانا اور ان کے قدما مشوں کو ہلال و سلقیہ سے شہوت گردن کیا رہتا تھا۔

منسل ہے جبکہ پروانہ کے سر پر موت آتی ہے
 حکم اور موت کو تو بھی دل میں اگھائی ہے
 نہ جانکی خوش رہتی جب تک تھی سداہم جلائی
 سر پر لہرتی کی غرض سے ہے تمنا جان کی
 اذہر وہ انیسوار اور ادھر پروانہ ناز و ناز
 پر پروانہ کی جنبش ہو اس دم جلائی ہے
 حرارت خون پروانہ کی جو گرمی کھاتی ہے
 تین پروانہ تسلیم کر رہا سر جو گرمی ہے
 پسینہ حرارت سے جو گرمی ہے خبری ہو
 مقابل گیان کے گیان ہیات صادق ہے
 پتھر کو گئے فتنے ہمارے تیرے وہ صدیوں
 خدا کو ملے بار آور کر جو کچھ کے طالب ہو
 سزا ختم و حدت خدا سے والی خوش
 گیان انیسوار اور ریحان کا گوش دیا کا
 تعصب مجھ کو رکھنا صاف سے یہ دل کو تم کھو

ہر اک منہ سے پس توحید کی تائید آتی ہے۔
 مزار صاحب اب قرآن کے الہامی ہونے میں فرق آتا ہے اور سب سے تعلیم قبول
 کے دنوں میں سے تعصب کا پردہ میٹھا جاتا ہے ۵۰ فرسے پہلے موجود ہیں اور لاکھوں
 علاوہ ان کے سر و زبانہ۔ آپ کو کسی واسطے اس جو دھوکے صدی میں رسول بنے
 کا دھیان آیا۔ اور رب المسلمین نے بھی عرش سلس بائتری کو ذاب کیا یا ابو صبح کو اللہ
 پر شکر اور ایران کے اب قادیان کی باری آتی۔ اور الہام کی ڈاک غازی ہونے
 لگی تاکہ قرآن کے الہامی ہونے میں کچھ فرق آجائے اور حجت صاحب کے شیعری
 خزانہ کو غارت ہونے کی وجہ نہ لے کر کہ شش نبی قائم بہت دوسرے
 سر اور دسے کو

قبول ہو۔ صدق کے عدم ثبوت سے کذب کا ثبوت لازم نہیں آتا جس حالت میں کسی شخص کا کذب ثابت نہیں ہو سیکر اس پر احکام کذب کے وارو کو نہ دے اور کاؤب کاؤب کے لیکار حقیقت میں انہیں لوگوں کا کام ہے کہ جن کا وہ علم قدر پر مشورہ اور محاکمان عرف دنیا کا لایا جاوے۔ تنگ زبانیں یا قوم بار بار دہریہ ہے۔
اقول معلوم نہیں کہ مرزا قاضی نے یہ زیادتی منطوق کہاں سے لیکھا ہے کیا کسی شخص کی ایک یا چند بات نہ سنے سے اسکی مدح یا ملامت میں کسر نہ جاتی ہے اور عدالت

بری کر سکتی ہے، جس طرح آفتاب وغیرہ کی روشنی نہ مہینے سے تاریکی موجود ہوتی ہے اور اندھیرا نمودارشی طرح کے عدم ثبوت میں کذب کا ثبوت سے کیا جس وقت کہہ سکتے ہیں کہ فلان آدمی جیانی نہیں ہے تو سراسر ایک آدمی شخص جانیہ کہ وہ جھوٹا شخص اور ہے۔ مہینے معلوم کہ صدق و کذب کے درمیان آپسے کونسا درج مانا ہے جسے نئے انعام کے رو سے اعلاں گونا۔ مہینو احمی جو مہاراج نے کبھی کوئی دعویٰ ایسا نہیں کیا جس کا ثبوت باطل طلب ہو بلکہ وہ تو سراسر ایک باطل کو مخالف سے تسلیم کرنا کہ اعتراض کیا کرتے تھے۔ عرضی طور پر کسی کے ذمہ الزام نہ جڑتے تھے۔ مگر یہاں ملنگا سار گدشتہ راصلوہ کہہ کر آپ جیند آدمیوں کے اعمال الناصح مع شہادت کے آپ کو بتلاتا ہے اور منصف بھی آپ ہی کو بتاتا ہے۔ خدا کرے کہ حق و باطل کی تمیز یاد اور بیان عرب کو تعصب میں ضائع کر کے سے بچاؤ۔

(۱۱) جس نے خراب بی ادراستی و دشمنوں سے جمل غنیمت کھجور ٹھہ لولا۔ کیا وہ مومن ہے ؟
(لوط ۶ دیکھو سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور تبت باب ۱۹ آیت ۳۳ سے ۳۸ تک)

مخروم ملحق اور بے بہرہ اور بالکل بے نصیب ہیں مگر سوامی صاحب شکر کے بہت بڑے عالم و فاضل و آچار بہ تھے اور وہ مقدس کے مہر کامل پس کسی طرح عربی فانی نہ جاننے سے ان پر الزام نہیں آسکتا۔

قول لہ اور اسی وجہ سے وید کی وہ تاویل جو کبھی کسی کے خواب میں بھی نہیں آئی تھیں وہ کرتے جاتے ہیں۔ اور پھر ان بے بنیاد خیالات کو چھو کر لوگوں سے اپنی رسوائی کرتے ہیں اور اگرچہ سارے ہندوستان کے بیدرت ٹھوڑے ہیں جو ہمارے وید میں توحید کا نام و نشان نہیں اور ہمارے باپ دادا نے یہ سبق بھی پڑھا بھی نہیں ہے اور وید سے ہم کو کسی جگہ بھی مخلوق پرستی سے منع نہیں کیا ہے۔
اقبول۔ سوامی جیو مہاراج کی جو وید مقدس کی تفسیریں ہیں انہوں نے تمام دنیا کی آنکھیں کھول دیں اور وید وکت توحید کا چرچائے سر سے عالمگیر کر دیا۔ وہ بالکل وید وکت لغات نگینہ و ذرا وکت اور صرف نحو اور برہمنوں کے مطابق ہیں کسی طرح کا اختلاف نہیں۔ بلکہ ہر ایک منصف مزاج بعد مطالعہ وغور سے حق و باطل کی اصلیت سے واقف ہو جاتا ہے مگر خود راہ گم کو خود راہ پرچہ درست۔ ہندوستان کے بیدرت جنہوں نے آپ کے یا آپ کے معجزوں کے پاس ٹھوڑا سا بے میوہ ریل رسالہ بایا ہے وہ کون ہیں؟ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ کہیں منہ چمپا ہے؟ اور سیلان میں نہیں آتے۔ وہ بیدرت جو کہتے ہیں کہ وید میں توحید کا نام و نشان نہیں ہے وہ بیدرت نہیں ہیں۔ قرآن کے اندر سے حافظ ہیں۔ یا کسی مشنن یا مسیحی ان سرکار کے ملازم ہونگے۔ اور حق گوئی سے جبراً کاپر یا نام وید کے مقتدر کو آنکھوں سے بھی نہ دیکھا ہوگا۔ یا صرف دیکھ کر ہی بیدرت ہونگے۔ یا محض ذات کے بیدرت اور وید سے محروم ہونگے۔ در ذکوئی و دو دان بیدرت وید وکت توحید اور گیان پر پامنا سے منکر نہیں ہو سکتا۔ جن کے باپ دادا نے ۱۰۰ + ۱۰۰ = ۲۰۰ سال سے توحید کا سبق نہیں پڑھا ہے بیدرت کون کون کا رہتا ہے بلکہ برخلاف اس کے شہوہ کے لقب سے لقب ہونے لوگ سے ستوجی سے ایسے بیدرتوں کے بارہ فرمایا ہے۔
منہ سمہاتی اور ۲۰۰ کے شلوک ۱۵۷ کا ترجمہ ذیل میں کیا جاتا ہے

यथाका स मयो ह स्ती यथा चर्म मयो मु गः य स वि प्रो न धीवान स्तु य स्ती नाम विभ ति अ० २१ २७
جیسے کاٹ کا قلعی چھوٹے کا ہرن کیسی ہی اور کھ بھرن ہے۔ پس یہیوں نام مارتا ہی میں کام کچھ نہیں کر سکتے۔

योनश्ची तद्वि वै दम न्य त्र कुरु ते अम मा स जी व न्वे व अ द्र स्व मा अ ग छ ति सा न्व यः ।
मनु० अ० २ अ० १६ ८

جو زوج وید کا پڑھنا چھوڑ کر ادیشکوں کی طرف محنت یا کوشش نہ کرتا ہے وہ احمقوں کے چینی جی شہوہ میں جاتا ہے۔
وہ بے بنیاد خیالات نہیں ہیں بلکہ بے بنیاد عمارات کے گرائیوے ہیں اور توہمات اور فاسد خیالات کے متاثرہ لے جھوٹے منہوں اور کاذب بیانیوں کے موسوسان طبع اور جو کچھ الہام ازہدیٰ قبلاتے ہیں ہی دین و دنیا میں اپنی مزیلیات کی رسوائی کرتے ہیں عداوتوں کی رسوائی بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کی تکلیف اٹھانے سے قوم کی دنیاوی اور صد اقی کی توفیر سوامی سوامی ہے۔ آپ یہودہ ٹھوڑے ہیں ہیں اور باطنی سے عداوی کر کے اپنی رسوائی کرتا ہے۔ خدا کو توں کو ایسے شہوہ و زہب سے بچا دے۔ اور آپ کو سٹھ دھرم پر لا دے۔

قول لہ۔ اور ان صد ہا دیوتوں کو جو وید کے متفرق معبود ہیں صرف ایک خدا بنا کر آپ ہیں کہ وید کے الہامی جو نہیں سمجھتے فرق نہ آجائے۔
اقبول۔ مرزا صاحب آپ خواہ مخواہ دخل و مداخلات دینا پسند کرتے ہیں اور خدا نہیں ڈرتے۔ صد ہا دیوتے وید کے متفرق معبود نہیں ہیں۔ اور نہ وید کے دھرم والوں کا ان سے کچھ عائد نہ تعالیٰ و مقصود ہے۔ بلکہ وید کا معبود حقیقی صرف ایک خدا کا سرا پو مدیشو ہے دوسرا کوئی نہیں۔ اس دیوتا لفظ کے معنی جھلاوگ غلط سمجھے ہیں۔ اور حقیقی سے گزرتا کی ہو کر راہ راست سے دھرم جاڑتے دیوتا دھرم کا پادشاہ یا مصدر سے بنا ہے اس کے پانچ ارتھ ہیں۔ اول گزرتا۔ دوسرا تھتہ کر کے کی خواہش تیسرا سو مارا درونی اور بیوتی۔ چوتھا تھتہ تھتہ۔ پانچواں تھتہ۔ روشنی وغیرہ کے ہیں جن سے یہ کام ہوں یا جس میں یہ کارروائی ہو اس کو شکر کی اصطلاح میں دیوتا دھرم کا کرتے ہیں مگر کوئی دیوتا مصنوعی ہماری ابا سنا کے لائق نہیں ہے۔ اس خلاصہ دیوتا دھرم کے معنی سے ہوئے دو دان۔ ہندو۔ ناقض روش یا پرکاش مان کے۔ ان کا معنوں پر لگوئی نہ جی ان ذرا بھی غور فرماوے اور حق کی قبولیت کی خواہش کر دیں لا دے۔ تب اسے یقین کامل ہو جاوے کہ مقصود کا سوال اس قدر حق سے دور ہے ویدک طور سے ابا سنا یا عبادت کی واسطے تمام دیوتاؤں کا مالک اور رب ہر کا شاک چروں کا پرکاش ایک ویشو دیو یعنی عالم کل پریشور ہے دوسرا کوئی نہیں اور یہی وید مقدس کا اعلیٰ منشا ہے۔ انا چائینی ما باپ اور اچا چہ یعنی تھتہ وغیرہ بزرگوں کو بھی دیوتا کہتے ہیں چنانچہ اس میں آپ شکر کا پران ہے۔

मा त्व दे वो भ व पि त्व दे वो भ व आ च च दे वा भ व अति धि दे वो भ वा तै उ य ॥

خدا آپ کو حق میں آنکھیں عطا کرے اور جہالت کی بیماری سے دور کر لے۔ میں موجود ہے، شفا بخشنے مرزا صاحب ہی امر خود وید مانے مقدس سے بخوبی عیان ہے۔
جنگل واسطے اختیار کیا ہوا ایک ہرمان درج کرتا ہوں

यस्य त्रय त्विंश हे वा अ द्र गो त्रा वे मे क्षि रे ता त्वै त्रय त्विंश हे वा ने के ब्र ह्म वि दे वि दूः । अ य १ ४ - २३ - २७ ॥

جو تریس دیوتا ہیں وہ سب جو یا رک ہیں۔ عبارت میں ان سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ یعنی یہودی یا یہلانی کے کسی کام کے نہیں ہیں۔ اس کو ان کی مفصل کیفیت دیکھنی ہو وہ وید بھاش جو مکا صفحہ ۷ سے لیکر ۱۰ تک مطالعہ کرے اور زمان میں سے کوئی اپنا کرے لوگ ہے۔ ان سب کا مالک جو برہم ہے وہی ہے۔ اپنا لوگ ہے دوسرا کوئی نہیں ہی تمہارا ایک مالک ہے۔

کھڈا آپ شکر کے ۵۰۔ ادھیائے ۱۵۔ شلوکوں میں اسی وید منتر کی تشریح ہے کہ ”سورج۔ چندرمان۔ تارے۔ بجلی۔ آگنی۔ ہر سب پریشور ہیں پرکاش نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان سب کا پرکاش کرنے والا ایک ذی ہے۔ کیونکہ تینتیس دیوتے جسے محبوبی طور پر ہم کل جگت کہتے ہیں سب اسی کے پرکاش سے ہرکاشمان ہو رہے ہیں۔ پس جانے لوگ ہے کہ ایشور سے ہیں کوئی پدارتھ جو تینتیس دیوتے کو خود پرکاش کر رہا ہوا نہیں ہے۔ اس واسطے ایک پریشور ہی سب کا معبود ہے۔ دوسرا کوئی نہیں، بلکہ شنت تھتہ دیوین جو ویدوں کی بنیاد پر لکھا ہے اس میں اس کی بابت اور بھی بڑھ کر اور مفصل تشریح موجود ہے تاکہ کسی جاہل کو کبھی کسی قسم کا شک نہ رہے

رنگ اور تیز اور شام اور آفتابوں سے تو عید النور کا نظارہ بجا دکھا ہے جو کہ وید کے ذریعہ سے ہندوستان میں پھیلا نظر آتا ہے۔ وہ تو وہی آتش پرستی - شمس پرستی - نیشن پرستی وغیرہ انواع و اقسام کی مخلوق پرستیاں ہیں کہ جس کے لکھنے سے بھی کہ نسبت اتنی ہے ہندو کے اس سرے سے اس سر تک نظر انداز کر دیکھو جتنے ہندو میں سب مخلوق پرستی میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں کہ کوئی نہاد دیوی کا پوجاری نہاد کوئی کرشن جی کا بھی گائیوالا اور کوئی ہنر و تیر کے آگے ہاتھ جوڑنے والا نہ

جواب باصواب وید مقدس نے تمام دنیا میں توحید پھیلائی اور تمام جہان کے فلاسفوں اور بزرگوں اور پیغمبروں نے یہاں سے توحید پائی۔ وحدانیت کی بنیاد دین ہیں اور گمراہی کے ساگر بھی صداقت پہلے یہاں سے نکلی۔ الٹیور ایدیش کے معلم اول و بدھ بھی ہیں کہ اور کوئی جیسا کہ ہم مقابلہ وید و قرآن میں دیکھ چکے ہیں

جتنے آئینہ امت پر عرض نے کئے ہیں وہ عدم تعلیم وید کا باعث ہے اور وید کے درودہ چلنے کا سبب مگر پرتی منسلک اذان سے ٹھیک و نرک پرستی میں ہی طرح زیادہ نہیں ہیں جہاں ہیں قرآن سے تعلیم ملتی ہے فیجہ قرآن کی توحید کا نظارہ آتا ہے وہ صرف یہی ہے کہ توحید پرستی کہیں علی پرستی کہیں عوث الاعظم پرستی وغیرہ انواع و اقسام کی پوجا و مخلوق پرستی پھیل گئی۔ کوئی پیر پرستی کو ایمان جانتا ہے اور کوئی بدھ پرستی کو مذہب دیکھتا ہے۔ حتیٰ سرور پرستی - عین الدین پرستی - کعبہ پرستی کہہ کر پرتی پرستی - شیخ پرستی - سنگ اسنو پرستی - زمر پرستی - عین الدین پرستی - گنگا پرستی - تعلق پرستی - دستار پرستی - تضرع پرستی - بلکہ تانوت سکینہ پرستی - محراب پرستی - برہ پرستی - جاند پرستی - موسیٰ کی آتش پرستی - بیت المقدس پرستی - آدم پرستی - خرم پرستی - ملائک پرستی - جن بھوت پرستی - غرضیکہ لاکھوں طرح کی حالت اور رسالت دنیا میں کہنا سے بھیگی کوئی ٹھیک نشان دے سکتا ہے کہ اس کا تفریح سوائے قرآن سے پہلے ان جہالت و بطالت کا دنیا میں کہیں سراغ نہیں تھا۔ فی ہندی جیسا کہ مسلمان اس بلا میں سیر نہیں کرتے بلکہ ہندوستان کے اس سرے تک تمام مسلمان اسی پر پرستی اور جس پرستی اور حین پرستی اور فاطمہ پرستی میں ڈوبے ہوئے ہیں اگر یہ عرض نہ کہ وید کے تعلیم کے نہ ہونے سے بہت خرابی پھیل گئی تھی مگر کچھ بھی وہ قرآنی پر پرستی اور توحید پرستی کے کسی طرح بری نہیں ہے۔

مرزا صاحب! پہلے اپنی چار بائی کے بیچے لاکھ پھر لو بعد ازاں کسی پر اس کو گریڈ چھان اگر بولے تو بولے مگر چھاتی کو کسی طرح بات کرنے کے لائق نہیں ہے۔ عی

اعتراف برابریں الاحمدیہ کی جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۲ سے ۱۱۶ آنک

جنو اور اس جگہ ہمیں ہندوت دیند صاحب پر فلاسفوں سے جو وہ توریث داخل ہو کر ان تریث کی نسبت یہ بعض رسالوں اور نیز وید بھاش بھوکا میں سخت سخت انتقاد استعمال میں آئے ہیں اور معاذ اللہ وید کو کھر آسونا اور باقی خدا کی ساری کتابوں کو کھو دینا - قرار دیا ہے۔

اقول۔ اگر مسلمان جو اور ایمان محمدی کا کچھ نشان ہی سینہ میں رکھتے ہو تو کہیں بھی وید بھاش بھوکا میں سے دھجے کیسا ان کا نشان دیکھ سکتے اور انہیں کراتے۔ میں نے صدی ہزار سے لیکر اب تک دیکھا اعتراف کے خیال سے، بڑا مال کی مگر یہ ادعا بھیجنی آپ کا دماغ نذر دیا یا جو کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اسی واسطے اپنے نقطہ بعض

رسالوں کا بھی مددگاری میں لکھ دیا۔ اور خواہ مخواہ الہام کو الزام لگایا۔ خوف خدا دل میں نہ آیا۔ اور بقول سعدی تعلیم پر ایمان لایا۔ جیسا کہ وہ مراد مومنان ایران اور برگزیدہ محمدیاں ہونٹاں میں فرماتے ہیں۔

ہر تعلیم کا فرزندم رو و چند۔ ہر میں شدم در مقامات شہند۔ توریث و انجیل کا آب ٹھیک نہ لیجھا اور نہ پور پر ایمان نہ دیکھے۔ ان کے محاذ پادری و انگریز میں جو چمکوں سے نقل و اتش میں تیز ترش۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے سو احمی جیسے کبھی کسی عیسائی و محمدی پر ذہ اعتراف نہیں کیا جو قرآن و انجیل میں نہ ہو۔ بلکہ عوامان کے اعتراف اس قسم کے ہوتے تھے جنکو عیسائی و محمدی یا تو ایمان باطل سے ہاتھ دھو دیتے تھے۔ ورنہ اگر انھیں سبب حق کے قبول کرنے سے ناچار تھے تو منہ پر ہر خوشی کے ضرور داغدار تھے۔ بڑے بڑے عیسوی و محمدی مذہب کے جو دیار آئے مگر معقول تردید کے سبب انھیں کی بازی مارا گئے پنجاب کے ملک نامور رائیس نے مجھے امرت سر کے ریلوے سفر میں ہاتھ لے کر لکھ کر دیا کہ سو احمی صاحب حقیقت علی درجہ کے پادرسادیکو کار تھے۔ مجھے سنی جی کے ایدیش سے تین سو اید ہوئے۔

اول تو مجھے یقین کامل ہو گیا کہ عدالت خداوندی کے آگے شفاعت صرف دھوکہ بازی ہے نہ وہل کوئی ظنی اور نہ وکیل مجازی ہے اب میں صدق دل سے ماننا ہوں کہ سوائے کمال ملک کے کسی طرح نجات کا ملکا محال ہے اور شفاعت جیسا کہ ہندو ایدیشی دیتے والی کوئی مثال نہیں۔

دوم۔ روح کا انسانی ہونا بھی انہیں کی کہیا ہے میرے ذہن نشین ہوا اور میرا کمال یقین ہوا کہ اگر روح کا انادی ہونا نہ مانا جاوے تو خدا پرستان کے ہر اذکار کی اعتیاج لازم آتی ہے جو اس کو ان کا تفریح بناتی ہے اور پیدا کرنے سے اس کی تمام صفات کی قدامت ہاتھ سے جاتی ہے اور نہ کوئی معقول وجہ پیدا کر سکتی ضرورت کو اثبات پہنچاتی ہے۔ میں صد ہا مولوں سے سوال کر کے کہ خدا نے روح کو کس چیز سے کس اور کیوں پیدا کیا مگر ٹھنک کوئی جواب کسی نے عنایت نہیں فرمایا۔ اس واسطے میری تسلی ہو گئی کہ وہ بات بالکل حق سے اور جھوٹ کا اسمیں مطلق انہیں ہوں۔ سووم۔ مسئلہ تاسخ بھی جبریلہ ناواقفی کے سبب میرا اعتبار نہ تھا۔ سوامی جو کہ تسلی بخش ارشاد سے میرا کمال مفتقد ہو گیا۔ بغیر تاسخ کے دھماقم کے الامون سے جو عند العقل آتھے ہیں کسی طرح پرینڈور کی ذات شدہ اور پورا اور پاک نہیں ثابت ہوئی۔ اسی واسطے ان کے ست اوپدیش سے اب میں بوجہات کامل ہاتھ ہوں کہ تاسخ یعنی جزئی ٹھیک ہے اور اس کے نہ ماننے والا خدا کو ظالم قرار دیتا ہے۔ قطع نظر اس کے گوشت خوری وغیرہ سے بھی طبیعت ایک گونہ بزار ہو گئی ہے۔

ہر از اصحاب اہک و ہر مقدس کیا بلحاظ تعلیم کیا بلحاظ توحید غرضیکہ ہر طرح لاثانی ہے تو اس کے کھر آسونا ہونے میں انکار کو نا نا دانی ہے۔ ہم میں کسی خاص کتاب سے خصوصاً مخالفت انہیں ہے مگر جو کتابیں حق سے برکنار ہیں ان سے ہم بھی بڑا ہیں۔

قولہ ہر از اصحاب صاحب عربی جانتے ہیں نہ فارسی نہ ہر سنسکرت کے کوئی اور بولی ملکا نہ دہانی سے بالکل بے برہہ و بے نصیب ہیں۔

اقول۔ مرزا صاحب نہ سنسکرت جانتے ہیں اور نہ براکرت نہ گورکھی جانتے نہ گجراتی غرضیکہ سوائے فارسی کے کوئی اور بولی بلکہ انگری حروف سے بھی حضرت

فرمانیے تاکہ آپ کی تسلی ہو جاوے۔ پھر وید کے ۲۷ ادھیاگان نام بھی آپ کے جھوٹے
 منہ سے نکلے دیے اور لکھتے ہوئے خدا کا جو کچھ دل میں نہ آیا کہ جھوٹ لکھی گیا سزا ہے
 پھر وید کے ۲۷ ادھیاگ میں ۱۹ مشترک ہیں اور کسی میں ان سے ویدوں کی تعداد
 کا ذکر نہیں ہے۔ پھر وہ جھوٹے اقتباب کرو خدا کو شر کے روز کیا جواب دے گا
 ان لوگوں کے منہ سے نکلے انہوں نے کج بختی سے مشورہ میں سرچارہ دینا کیا ہے جس
 آپ کے تمام معادے کا سرچا لکھ دیا ہے۔ پھر مشورہ کی جاتی ہے کہ تیرہ
 دروہ کو یہاں تک کہ کسی لالچ سے دھوکا دیا۔ یا کہ علم غیب سے غلطی ہوئی۔ ورنہ ان
 ایسے اندھے کو نہیں سمجھو کہ وہ خود اپنے اندر دھوکہ کھینچ رہے ہیں۔
 तस्या घृहा त्सर्वहृतं कृत्वा सामानि जज्ञिरे ह्ये
 दो सि जज्ञिरे तत्सा घृजस्तस्मादज्ञायत क्ष
 मः ॥ ७ ॥ १० ॥ ११ ॥ १२ ॥
 سرب یا ایک۔ ست جت اتد گیان سروپ ری پور سے دو سب ستوں کے
 ایسا لوگ ہے۔ روگوید۔ شام وید۔ اتھروید اور پھر وید پر کاشت منوں سے اور
 یہ وید ایک دیاؤں سے نکلے ہیں۔ ست ستوں کو اچھت ہے کہ ویدوں کو گرتیں
 کر کے اس کے مطابق عمل کر لیں۔ اور یہی بیان پھر وید کے ۳۱ ادھیاگان
 ساتویں مشترک میں بھی ہے۔

ان ہر دو وید ستوں سے بخوبی واضح ہے کہ وید چار ہیں اور ابتداء سے
 آج تک برابر چاروں بزرگ میں ہی طرح کا اختلاف نہیں ملتا۔ پھر ہمیں نہیں
 بھی اس کی بابت صاف انداز ہے کہ کسی طرح کی ادیل کا متعلق نہیں۔

एव वा अरे यम ह तो भूत स्य निः स्वसितमेतमेत
 च हा वेदो य ज वेद साम वेदो य वा गिर स श- १४-५

یا گو لک رہی بیان کرتے ہیں کہ سرب یا ایک آکاش سے بھی براہمشو
 ہے۔ اس سے ہی رکت وید۔ پھر وید۔ شام اور اتھروید چاروں ویدوں میں تو
 ہیں اور کسی سے نہیں۔

کسی آریش کے تحت میں پھر نہیں ہے اور۔ معاذ اللہ کوئی دکھا سکتا ہے
 کہ اتھروید چالی وید یا برابر ایک ہے جس کو خدا نے آنا نہیں دی ہیں۔ اور
 جیسے سند یا راج میں سچے راستی کا مارہ جو وہ ہے وہ کوئی شیت کر نہیں کہ وید مقدس چار
 ہی ہیں جس طرح کہ وید میں نہیں ملتا۔ نہ میں نے ویدوں کو عدد کتنے سے بیان کیا ہے
 رہی ہمارا۔ ویدوں کی دیاؤں سے۔ سب سام ویدوں کے وید۔
 کی تفسیر کر کے بیان فرماتے۔ १० ॥ ११ ॥ १२ ॥
 ہیں کہ وید چار ہیں۔ رکت وید۔ پھر وید۔ شام وید۔ اور اتھروید۔ اسی طرح وہ جو
 بتیتری آپ اتد اتوواک۔ نہ اور پھر ہمارے میں نہ مشترکہ۔ اور ہمارا جھٹ
 ادھیاگان۔ ۱۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔
 انہوں نے ہمارے شام ستوں کے قدیم سے غیر ذرا بہت وائے بھی ایسی ملتے ہیں
 دو کچھ نکات الفاظ رد لیت ہ

۱۰ غیاث الفاظ رد لیت ہ۔ پھر وید کیا مہار بار بار لکھتے ہیں کہ وید کے شعور گیان
 پیرا کہتا ہے کہ وید چار ہیں۔ ان کا اصل دراصل کے تحت ہمارا وید وہیں ہے
 چار ویدوں میں۔ اول کہ وید کے تحت ساتوں کا غلط الفاظ ہوا۔ دوم پھر وید کے تحت اول و
 پھر جو ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ سام وید کے میں ہمارا وید ہوا۔ تیسری چار وید کے تحت

برائین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸

اور منہ جی ایسی شے ساتوں ادھیاگان
 براہیوں غلوک میں ہیں وید ہی تسلیم
 کرتے ہیں۔

جواب باصواب

منہ سمجھتی ایک راج شیت اصول سلطنت کی شے
 ہے۔ جس میں جہاں تک سیاست مدنی کے متعلق
 اس کی رائے میں نہ سمجھا گیا اسے درج کیا۔ اور یہ حقیقت ہوئی شرح تمام آریہ
 لوگ قابل تسلیم چلتے ہیں اور اب بھی اسی طرح لکھ رہا کہ وید میں
 ہر شے رہا اور اب بھی اسی طرح ہے کہ وید مقدس کے تحت ہر شے
 اتنا وید ایک نہ مانا جاتا ہے۔ چنانچہ صفت ہمارا راج خود بھی اس کی نسبت دینا
 کے ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ شلوک میں ہی فرماتے ہیں کہ جو کہ وید کے برخلاف کت است
 پر شوں کے بناء سے میں سفار کو دو کہ ساتوں ویدوں سے ملے ہیں۔ اسی واسطے
 اس میں لیتے ہیں کہ وید ہیں اور ست لیتے ہیں کہ وید ہمارا یعنی مقدس
 لیتے ہیں۔ اسے اور اس لوگ اور ہر لوگ میں لکھ بھیجائے وائے ہیں۔
 جو ویدوں سے درود یعنی غلط طرح لیتے وائی سہی اقباس ہوئی میں نے غیر
 مشغول اور نامکمل ہونے سے جلدی شد ہو جاتی ہیں۔ انکا ماننا میں بھل جیتے اور
 جھوٹا ہے ویدوں کو ہی سب برہم و سچ مانیں۔

منہ سمجھتی میں جو کہ نہت جھوٹ یعنی راج شیت ہے اس واسطے اکثر منہ کو تین ویدوں
 سے کام لیا جو وید ہے وید ہے اس کا تعلق نہت کہ نہت کہ راج شیت کا عموماً
 تینوں میں سے نہت کہ وید سے کسی جگہ انکا ذکر کیا جہاں ضرورت پڑی وہاں اقرار
 کرتے ہیں کہ وید نہیں فرمایا۔ اور گریہ کرتے ہیں کہ وید کی تھی۔ علاوہ ہر
 جیک کہ لکھا انکار نہ ہو۔ علامہ تسلیم کا اظہار سوائے کسی ضدی کے اور کوئی نہیں
 کہ سکتا۔ ان یہ تو میں بھی مانا ہوں کہ ویدوں کے مقام پر بلا ضرورت اتھروید
 کا جو انہیں دیا اصل غلوک تحریر کیا ہوں۔

अग्निवायुरविभ्य त्तु त्रयैव स्य स नान ज मे द दो
 ह्यज्ञसिध्यर्थं मृग्यजुः साम लक्षणम् ॥ १ ॥

اگنی۔ وائو۔ آوت رکھوں سے سرشتی کی آوتس پر ہمارے سلسلہ دار رک
 دہجر۔ سام ویدوں کو یک کر اور گیان کی مدد سے تھے تحصیل کیا
 अतो र घ वा गिर सीः कृ यो दि वि चार य न का क श
 दो वे वा स्या स्य त न ह न्या दरी द्वि जः ॥ ११ ॥ १२ ॥
 اتھروید وید جو اگر رکھی پر پر کاش ہوا ہے اس کے منہ کو آپ کا نہیں
 کوئی ظالم یا دہ کہ کوئی فاضل کو شام سے یا تکلف دیکر لونا جیسے اس میں کی
 پرار تھا سے راج و تکلف و دیکر کہ اس کو راحت و سرور ہوگا کیونکہ برہمن
 اکا شتر نہت بانی ہے اور اس کا کام عبادت ربانی
 و اتھروید قانون یعنی شام ستوں کے جائے والوں نے ظاہر کیا ہے
 کہ وہ منہ جن کا حال منہ موجود دیتے ہیں وہ اتھروید کے کا نہت۔ سوکت ۹۹
 ۱۰ منہ میں

بقلم صاحب الشیخ۔ فخر طائفت ہوا سکون ہائے خدا و اتھروید و سکون نون۔ در ہر سہ
 اول الزام دہی و دوم وید و سابع احکام مشرقت اقباس۔ در ہر چار مار اول وید
 ہر چار وید میں اتد اتوواک۔ ایسے معترض کے دوسوا اس طرف ہوا کہ دیکھو اس میں

وہی باخارج الوجود ہے۔ کسی طرح قابل قدر نہیں۔
اور اتھروان وید کی نسبت ڈاکٹر تحقیق پانڈے
پر اہن الا حمد یہ صفحہ ۱۷۱ کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ ایک جلی ویدیا ہیں
پس ایک ہی ہے۔ دیکھیں سے ویدوں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور یہ رائے سچی بھی معلوم
ہوتی ہے۔ کیونکہ رنگ وید میں جو سب ویدوں کا اصل اصول اور جس کے زیادہ معتبر
خیال کیا جاتا ہے۔ صرف رنگ اور سحر اور شام وید کا ذکر ہے اور اتھروان وید کا نام تک
درج نہیں۔ اگر وہ وید ہوتا تو اس کا بھی ضرور ذکر ہوتا۔ اور پھر پور وید کے ۱۰۶ اویسار
میں صاف لکھا ہے کہ وید صرف تین ہیں۔ اور ایسا ہی تمام ویدیں بھی ویدوں کا تین
ہونا بیان کیا ہے۔

جواب یا صواب

اسکل آریہ ورت میں چار قسم کے پنڈت ہیں (۱)
وہ آہنی نام کے پنڈت جو سچے کے روز تیل جمع کر
لوگوں کے دلہانے لکاتے ہیں اور خود مرہ اوڑھتے ہیں۔ وہ جاہلوں کے آگے
بے شک پنڈت ہیں مگر قاضیوں کے آگے شودروں سے بھی اتنی شہہ نہیں ہیں
کسی طرح ان کی گفتار قابل اعتبار نہیں۔

دوسرے وہ برہمنوں کے بیٹے جن کے باپ دادا کسی وقت فاضل و عالم گذرے ہیں
مگر خود فقیہ راجی اور وہ کا مدار ہی یا ملاؤ نہت سکھاری کرتے ہیں اور سنگرت بالکل
میں جانتے پیرا نہ مشہور دی کے سبب جاہل لوگ انہیں بھی پنڈت کہتے ہیں جو پلٹ
بھول و گمان بچا نہیں لوگوں میں سے جب کبھی کوئی طرح نفسانی سے کسی کے دام
تدویر میں پھنس گیا تو چھٹ آتے پنڈت کہہ کر اپنے دھوکے کا گواہ بنا اثبات کرنا چاہا
اور ایسے تو اگر چہ کہ نتیجہ زمانہ میں بھی بہت گذرے ہیں مگر فی الحال بھی دنیا میں
موجود ہیں اور یہ قطع نظر اور جگہوں کے خاص مرزا صاحب کے گوہر کی طرف اشارہ
کرتے ہیں جو سنگرت کے ایک حرف سے بھی جاہل بعض اور مرزا صاحب انہیں
پنڈت کہتے خطاب سے ملکہ کہتے ہیں جنہیں مرزا صاحب ایمان بخندہ اور ایمان
رب القادیاں جبرئیل مقدمہ میں اپنی شہادت کا گواہ امراتہ دیکھا کاتب الہام غلام
ابجدی قرار دیکر انہی پر انہی والا حذیب میں شہر کر کے ہیں۔ تادیب کا جو بوجہ کہ تمام
مسلمان بھی اس امر کے گواہ ہیں کہ حضرت نے لوگوں کو ایک دھوکہ عظیم میں پھنسانا
واسطے ایک فریاد چال علی۔

(۲) وہ لوگ ہیں جو وہ دیا کی لیاقت تو رکھتے ہیں مگر ہنسی کے کی محبت سے
خارج ہو کر سب پرست ہو گئے ہیں باوجود پنڈت ہونے کے ہر امور رکھوں کے
کام کرتے ہیں جسے اکبر بادشاہ کے وقت میں چند لالچی پنڈتوں نے اسٹری اور
روئے کے لالچ اکبر سے منسخر نام اور الواب نشہراہر سنگت تصنیف کر کے بائنا
کو اس کی پیچیدگی کی مبارکباد پہنچی کی کہ خود کا خلیفہ ہے تیرا ذکر ہمارے دل
میں آیا ہے۔ اندھا بیٹے نہ ہو گئے وہاں۔ اتنی یاد شاہ اور جو شام دی و پیر
خود و فکر ان پنڈتوں کو مال مال کر کے دیں الہی اگر شاہی جاری کرنا شروع
کیا جائے مفصل فکر اس کا قطع الہند و دہقان مذاہب میں درج ہے۔ کلمہ
بنایا کہ لا الہ الا اللہ ابو خلیفۃ اللہ و سلاام علیکم کی جگہ اللہ اکبر و
حل جلالہ پڑھنا شروع ہوئی۔ (دیکھو قصہ پنڈتہ دم)

(۳) وہ لوگ ہیں جو علم و خیرات سے بے مال۔ رشتہ۔ اور حق بیانی میں بے مثال
ہیں بلکہ ولا لہ سے بزار۔ بعض دوسرے کہہ رہے ہیں جو شہ سے مشغول و حقیقت کے
مستغرق۔ ست شاستروں میں انہیں پنڈت نہ بلکہ دیہے اور انہیں کی رائے کو قابل

برہما اور مہر مہرا ہے اور آریہ سماج بھی انہیں کو پنڈت تسلیم کرتا ہے نہ کسی اور
کو چپا پنڈت۔

आत्मज्ञाने समारंभस्ति तित्वा भर्मनि स ता ।
यमर्था ना पक्ष षं न्ति स वै परि उ तज्वाते

جس کو اتم گیتان۔ اتم سے رست ہو۔ سو کہ۔ دو کہ۔ آتم۔ ایمان۔ باقی۔ لایہ
نہا۔ اوتھتی میں تیش اور شوک کبھی نہ کرے۔ دھرم میں ہی نت نیجت رہے
جس کے من کو اوتھ اوتھ مدارتھ۔ ارتھات دتھ سبندھی و ستھو اکرن لینے نہ
کھینچ سکے ہی شدت کہتا ہے

अप्राप्य ज्ञानं गयस्य प्रज्ञा चैव अपु तानु गा अरुभि
ना म्य यो हः पेरि डतार ज्ञान भेत सः

جس کی پر گیا منی ہوئی ست ارتھ کے انکول۔ اور جس کا ترون برہمی کے ٹوندار
ہو جو کبھی ار رارتھات سریش۔ دھار دیک پریشوں کی مر یا کا کا چھیل ذکر ہے
وہی پنڈت سنگھیا کو لینے درہ کو پرست ہو رہے۔

پس اسے مرزا صاحب شاستروکت فاضل کے اوسار۔ ایمان یعنی دھرم
کو بچان کہ جزا کو حاضر ناظر جاہل کر دہ بتلایے تو کسی کو وہ محقق پنڈت کون میں
جن کا ایسا لائینی بیان ہے۔ مرزا صاحب اسے شیر قالیں ذکر و شیر پستان ذکر
ست۔ وہ آپ کے فانی پنڈت اور ہیں۔ اور محقق موصوف بصفت شاستر اور
ہیں۔ اصل جواب سنئے۔

وید مذتہ واحد میں کیونکہ ایک پیک کے چار حصے ہیں۔ جیسے کہ تو رت و زور
و صحیفہ انبا کو تمام عیسائی اول لک شمشٹ یعنی پیرانا عہد نامہ اور مسیح کی تمام
انجیلوں کو نیا عہد نامہ یا صرت انجیل یکا کہتے ہیں حالانکہ وہ انجیل آریہ یعنی چار
میں بلکہ اس سے بھی زیادہ یعنی عیسائی نئے عہد نامہ اور پرانے عہد نامہ کو ایک ہی
بائبل کہنا نام رکھتے ہیں۔ اور دھرم میں جانتے ہیں۔ ہی طرح یعنی پنڈت جانند
کو ایک دیکر کے یکا کہتے ہیں مگر دریاوت کے وقت چار حصے بناتے ہیں۔
اسی باعث برہما کا نام مشہور اور اس کے چار منہ کا مذکور ہے۔ مگر چاروں پر الملاق
لفظ وید کہے ماس واسطے کسی عقائد کو جائے اعتراض نہیں۔ اگر محض لفظ گمان کو
لیا جاوے تو ہر مکتبہ رول ہے اور ہر ایک نصف خراج کے نزدیک ہے خطا ہے۔
یعنی پنڈت چاروں کو دیکر کے جتلاتے ہیں۔ اور ایسی سے پیرا۔ اور پیرا۔ دیا
یعنی کرم اور گمان کو فرماتے ہیں۔

یعنی ان چاروں کو تین کرم کے آچارتے ہیں اور اسی سے کرم۔ او پاننا۔ گمان
کی تشریح یکا کہتے ہیں۔ مگر اس میں کسی طرح کا ہرج مطلق نہیں ہے۔ اور نہ وید
کے چار حصے ہونے میں خلیفہ شک۔

باقی تمام ہر تمام ویدان لوگ ان چاروں کو چار ہی بتلاتے ہیں۔ اور کرم
ایسا گمان و گمان کی تحقیقی تقیم کے قابل وصال کہلاتے ہیں اور جو بات بالکل
سچی اور سب سے زیادہ ٹھیک اور ویدک اصول کے مطابق ہے مگر یہ تشریح بالا
کسی ویدان کے نزدیک چاروں امور سے کوئی بھی تمشکی نہیں۔ اور ہیں
تسلیم ہے۔

اکٹھارون وید جلی میں ہے۔ مگر آپ جو بھو بھو بھو بھو بھو بھو بھو بھو بھو بھو
تاک کوئی جاہل ہندو کسی طرح متشکی ہو جاوے اور صداقت سے ناگہ اٹھائے نہیں
وہ زمانہ اب نہیں رہا گھر لینے نہیں اور اس کے جواب میں فرقہ علویہ کے عقائد ملاحظہ

جواب باصواب منور اصحاب اپنے سبک کو سخت دھوکہ دیا اور
الہامی فریب کھینچا۔ خصوصاً جو بوسے خدا کا خوف قتل
میں نہ لائے اور کس طرح ایک تکی ٹانگ دی کہ مودیہ بر نظر لانے سے، ذمہ خدا کو
حاضر نظر جان کر قبلا کہ دیدوں کا ایک حرف بھی جانتے ہو یا کہ جو بھی شیخی بگھارے
ہو گیا کبھی دیدوں کو تمام عمر میں دیکھا بھی ہے؟ انھوں نے بایں نادانی - اس قدر
فضول گوئی ہے۔

صورتِ اصحابِ آئینے بزرگ کو سخت دھوکہ دیا اور
الہامی قریب کھینچا۔ تجھ کو یہ بتاتے ہیں کہ خدا کا خوف قتل
لی ٹانگ دی کہ مودیہ پر نظر ڈالنے سے، "وندہ خدا کو
کا ایک حرف بھی جانتے ہو یا کہ جو کچھ شی نبھارے
پہنچا بھی ہے؟ انھوں نے بایں نادانی اس قدر

لی جس میں رشی کی زبان کی لگی۔ اور سب سے پہلے جس نے عمدہ دیا کھیا کسی منتری
یا چند منتروں کی کری۔ اور اس کے اوتھ کو پرکاشت کیا یا پڑھایا اسی یا د
داشت کے کارن اس منتری کی شرح کے وقت اور شارحوں نے اس رشی کا نام بھی
گمارہ پر لکھیا جو کوئی رشی کو منتروں کا کرتا یا صنف بتا دے وہ سہرا احتیاد و
یعنے خبر بخشا ہے۔ وہ تو منتروں کے اوتھ پر کاشت ہیں یعنی شارحان دیدہ۔ اصل پر
چار وید میں ان کے نام یاد کرتے ہیں اس واسطے یہ دعویٰ آپ کا بھی صرف

नेभ्यस्तुसेभ्य स्त्रयोवे दा अ जांथ त्वाग्ने कृत्स्व दो
वा योयं जवेदः सूर्या त्वाग्नेदः अथ वा ॥ २॥
श. क. ११ अ. ५ ब्र. ४ सं. ३। ८

اور مہاجرا کا دل سے بھی حراف طور پر عیان ہوتا ہے کہ انہوں نے برہمنی سے مت دیا یا پھر برہمنی نے انگریز جاتی سے اولاد لگ کر پیدا کی ہے جنہوں نے انہوں سے اور وراثت سے اور وراثت نے برہمن سے اور برہمن نے انہوں سے اور انہوں نے مذہب الہام سے متاثر ہو کر حاصل کیا، اسی طرح گوئیچھ بندھن کے پرچم پر پانچک کے ۲۹ برہمن سے بھی عیان ہے کہ وہ انگریز - واپو - آدت انگریزوں پر چار روپیوں کا غور ہوا جن کے شعلگیان سے کل جہان ترنور ہو رہا ہے

برائے احمد علی علیہ السلام

۱۔ توح کے طوفان کا تمام دنیا پر آنا۔۔۔۔۔ (توسیت۔ میل ایش)

۲۔ خدا کا طوفان بھیج کر حق پرستوں میں اپنی گمان (توس توح) لگانا۔ (توسیت

۳۔ پیدا ایش۔۔۔۔۔)

۴۔ توح کشتی میں جانداروں والا سفاروں کو ایشا ایشی کے آنا۔۔۔۔۔ (الضما)

۵۔ بابل کے مرج کوٹے سے ایک اور کتا ہونا اور دنیا کی زبانوں کو بدلتا۔۔۔۔۔ (الضما)

۶۔ دو خداؤں شمس کی نمرول کا بننا اور خدا کا روٹیوں کا مینہ برسانا۔۔۔۔۔ (توسیت

۷۔ مسیح کا بابر عورت سے پیدا ہونا نیز عیسیٰ معتمد شمس کے قول سے ہونا تھا ایشا ایشی (میل ایش)

خدا کو صداق مانگنا اور دعا گوئی کے واسطے درخواست کرنا بہر حال ایک ایسا امر ہے کہ جس کے قبول کرنے سے عمران آریہ سماج کو حضور مٹا اور تمام اہل دین کو مٹا انکار ہے۔ انھوں نے خود ہی یہ صاحب کو ختم ائمہ سلیمان یا نبار اور لوگوں کو ہمیشہ کے واسطے ضرورت سے خود وراثت بنا لیا ایمان جانتے ہوئے۔ مگر اس اعتراض کے کرتے وقت اپنے گریبان میں مرنے والے انھیں دیکھتے دیکھتے نہ رہ سکتے تھے۔ خدا کو تو عرض اور طرہ دریا آپ کے مال آسمان سے مگر حق کو قبول کرنا نہایت گراں بلکہ نقصان ایمان ہے۔ تاسخ سے انکار بعینہ خدائی تمکرمی کا اقرار ہے۔ جس کو ہم اسی کتاب میں علیحدہ بیان کریں گے۔ اگر خدا کو ان مرسوم نصایض سے نقصان نہ پہنچتا ہے۔ دجوا بکل شک ہے، تو کسی اور نبی اور کتاب کا نزول قبول کرنا پڑیگا۔ اور محمد صاحب اور قرآن کو درجہ نبوت والہام منقول ہے۔

مرزا صاحب ایک کامل الہام کی موجودگی میں کسی اور کامل یا ناقص الہام کا اقرار کرنا یا انکار کرنا کسی کی قید میں نہ رہتا ہے۔ قتل غث کے خوا اور کیا حکم رکھتا ہے۔ کوئی کسی تفسیر شاعری یا خارجی کے سبب تعلیم دیدار سے خروم نہ رہا مگر ایسے گناہوں کے باعث ہر بہت انتقام ناساز رہے لازم است دور نہ تشریف بلالے کسی کوتاہ نیست

برائین الاحمد صفحہ ۱۰۹ و ۱۰۸

اب دیکھنا چاہئے کہ اس ناپاک عقدا میں خدا کے مقبول بندوں پر جنوں نے آفتاب کی طرح ظہور کر کے اس اندھیرے کو دور کیا جو ان کے وقت میں دنیا پر چھا رہا تھا۔ جس قدر تامل دے وہی موجب تعجب کی گئی ہے۔ اور پھر ایسے پریشور و پریشی جو اس کو غافل یا بے ہوش یا غلط الہواس تصور کرتا ہے۔ کہ جو اس قدر عجیب ہے کہ گوید وید سے بڑا اور تھوڑی سی نئی بدعتیں نکلس اور لاکھوں طرح کے طوفان اور اندھیرے چلیں اور رنگارنگ کے قناد و پرتا ہوئے اور اس کے کج میں ایک سری طرح کی گرہ پڑ گئی اور دنیا کو اصلاح جدید کی سخت سخت حاجتیں پیش آئیں۔ یہ وہ کچھ ایسا سوانا کہ پھر نہ جانا اور کچھ ایسا کھانکھانہ کہ پھر نہ دانا۔ گویا اس کے پاس ایسا ہی الہام تھا جو وید میں صرف کر چکا اور وہی سرمایہ تھا جو پہلے باعث حکا۔ اور پھر عجیبہ کے لئے خالی مانتہ رہ گیا۔ اور نہ تو پھر رنگ گئی اور نہ ساری حقیقتیں اب تک ہی میں مگر کلام کی صفت صرف وید کے زمانہ تک رہی۔ پھر باطل ہو گئی۔ اور ہمیشہ کے لئے کلام کر لے اور الہام بھیجے سے عاجز ہو گیا۔

جواب باصواب

مرزا صاحب کیا یہی الہامی تہذیب ہے۔ اور اسی کا نام محمدی تہذیب۔ زبان سنبھالنے ایسے الفاظ سننے نہ دیکھتے۔ سفر اٹ۔ یا یا نا نا ک جیسے ہاتھ لوگ جنوں نے آفتاب کی طرح ظہور کر کے لوگوں کی آواز کو دور کیا جو ان کی صدق دل سے تعلیم کرتے ہیں۔ اور ہر ایک دانا کو کوئی چاہئے۔ ایک ایرانی سیاح آخرت میں ایک روز ناٹا رنگتو فرماتے گئے۔ کہ انھیں مل دنیا کے اور مذاہب سے مقابلہ کرنا ہوا۔ انھوں کی تسبیح یہ چار لڑائی دیتے ہیں۔ اول کتاب و دوم سنت و سوم مجملہ۔ چہاڑم اصحاب۔ مگر کسی نبی کی نسبت غیر انیسویں شہادت نہیں دی۔ لیکن جب عورت کا سون تو دیا نا ناک جی کی مسندت یا پھر انھوں انور تقدیر میں بلکہ خود ہیں۔ یا نا نا ناک کتاب دار و امت دار و معجزہ دار اصحاب و از در بزرگتر از عمر فضل یا مسلمان ہم ہر کہ امت اقبال اند میں یا نا نا ناک بلا شک و شبہ ہی است۔ بیٹے سوال کیا کہ محمد صاحب کی نسبت جو ختم المرسلین کا لوگ

لگان کرتے ہیں و جسکو جواب دیا کہ وہ اس بالکل غلط است۔ علی ہذا شکوہ اچا سراج وغیرہ بھی اسی تعلیم کے لائق ہیں۔

مگر جنہوں نے دنیا میں طوفان بے نیازی مٹا دیا۔ قتل عام کر کے جہاد کے پرچے اٹھائے آباد شہر بچہ بچہ بنائے کیا وہ بھی اسی تعلیم کے مستحق ہیں۔ اگر میں تو کیا وہ جو اور محمود و خونی جنگیز خاں۔ تیمر زہن کا کو۔ نادر شاہ۔ بابر۔ احمد شاہ و غیرہ کیوں مستثنیٰ رکھے جاویں۔ اور برادری سے خارج کرنا دین جیسے یہ صاحب کیا شہاد اور غیرت پر اسی طرح اس کا الہام بھی شہاد اور غیرت و تبدل سے ستر اور نا چاہئے نہ کہ ناقص اور متغیر بل کامل اور شہد حضرت کے بدعت کی ضرورت نہیں اور نہ کامل اور ناقص کا کامل اور نہ وہ سے ظہور ہو یا ہی استنبو یا غیر ممکن ہے۔ ترقی منزل کا سلسلہ آواگون ہے۔ نئی نئی بدعتوں کے نکلنے اور نئے طوفان اور اندھیروں کے چلنے سے وہ عالم کل فاکل نہیں ہے۔ اور نہ بدعتیں اور طوفان اور اندھیرے کا رفاقت قدرت کو درہم برہم کر سکتی ہیں۔ اور نہ اس کے راج میں گوہر ہو سکتی ہے۔ جنگ ورم وروس کے وقت اسے نئے الہام کی ضرورت نہیں۔ اور نہ نادر شاہ کے قتل عام کو کہنے پر حاجت تھی جب لارڈ مکو صاحب اسے کہتے تب بھی وہی الہام تھا اور جب فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا تب بھی وہی الہام جب موسیٰ پیدا ہوئے تب بھی وہی الہام تھا اور جب لاکھوں کے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ تب بھی وہی الہام۔ ابراہیم کے وقت میں بھی وہی الہام تھا۔ اور کیو مرتے کے وقت میں بھی وہی۔ مگر حاجت کے وقت میں بھی وہی تھا۔ اور مسیح کے وقت میں بھی وہی۔ وہی الہام کرشن جی کے وقت تھا۔ اور وہی راجندر جی کے وقت۔ وہی منو جی کے وقت تھا اور وہی آگنی اور انگرہ کے وقت۔

آفات صداقت ہمیشہ موجود رہا ہے۔ مگر انکھیں کھولنا اور انھیں بھوکہ دیکھنا اور نہ کرنا اور قادیانہ اٹھانا فاکت کی شرط ہے۔ جو آواگون سے لازم و ملزوم ہے۔ انھوں نے منہ کا حلق نہیں۔ اور نہ کلام کا۔ وہ منہ کا آخری بابی ہے۔ و بدول کو کیاں دورہ پر کاش کرنا ہے۔ مگر ویدہ بنیاد کو مش متنا چاہئے۔

تم قرآن کو کلام اللہ مانتے ہو۔ میں کلام غیر موند کے ظہور پر نہیں ہوتی۔ محمد خاتم المرسلین ہیں۔ یہ عرصہ ہمارے پر عاید حال میں نہ کہ

ہمارے بریں ہم کو کہنا نہ تھے کہ خود اسے یا اس ہدایت کا سر یا تھا۔ وہ قرآن میں مانع حکا۔ اور جو حق امت تک خالی مانتہ رہا۔ اور اس کے لئے ہر مورگ گئی۔ محمد کے بعد کسی نسل بھیجے گی اس کو طاقت نہ رہی۔ لہذا کی صفت موسیٰ کے زمانہ تک ہی۔ ان کے سے کلیم ہوا اور نبوت اور رسالت کی و گری محمد تک اس کے پاس ہی گئے سے بے نظارت ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے رسول اور نبی بھیجنے سے اور کتاب دینے سے عاجز ہو گیا۔

مرزا صاحب خدا کامل ہے۔ اس کی کتاب اس کا گمان اس کا پیش سب کچھ کامل ہونا چاہئے۔ نہ کہ جملہ اوھوڑا و ناقص۔ بدعت کی ضرورت غلطی میں ہوتی ہے اور جرحائے کی ضرورت نا کامل میں۔ جہاں سہو ورواں کا مشاہدہ ہے۔ اور جہاں اصول ہو دناں سے ہوشیار ہو دناں مگر انھیں مسلمان فریقین ہے۔ کہ یہ عجیب نہیں ہیں۔ پھر الہام کا بار بار یہی نفیض اور مختلف اور نا کامل بھیجنا ضروری تھا کیا خالق پروردگار نہ ہے یا انکیت سرکار۔ لیکن مرزا صاحب الہام کے بار بار ہونے ہونے میں آگے پو بارہ میں آپ وید و اہمیاں لاویں۔ یا الہام کا ایک بار کامل نازل ہونا تسلیم فرماویں۔ آپ الہامی و محمد و مسیح شافی۔ مرشد۔ چھوٹا بی کون کہے۔ اور چڑاؤ سے

جواب باصواب

مرزا صاحب یہ فرمانا آپکا متعصبانہ نہیں ہے تو کیا
ایک ہی تھے۔ تو اس پر تبتائی ہے کہ روماء۔ اہل فرانس۔ اہل انگلش۔ اہل فارس
وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے، مسنکرت زبان میں جو ویدیک ہدایت لوگوں
کو سنا دے۔ ویدیک و عظیم و آبدیش کی تدریس بتلا دے وہ برہمن ہے چنانچہ مسنکرت
زبان میں اس کی توضیح اس طرح ہے +

ब्रह्मज्ञानाति ब्रह्मज्ञाः
وید مقدس کے ذریعہ توحید دیکھان کا پرکاش کرے وہ برہمن ہے۔ برہمن کسی
خاص قوم یا ذات کا نام نہیں ہے بلکہ اس درجہ کا نام ہے جس کی شریعت اور کر
چکا ہوں۔ پس برہمن ہونا وید وکت طور سے کسی کی دراشت نہیں ہے۔ یہ تو قدرتی
طور پر ہی نوع انسان کی تقسیم ہے جو غیر قابل ترمیم ہے۔ اور داناؤں کو ہر طرح
تقسیم نہیں سچی رسالت اور پیغمبری کا منصب جس کو ملے اس کو مسنکرت زبان
میں یہ نہیں کہیں گے۔ اور مختلف زبانوں میں جدا جدا نام دھریں گے فاضلوں کو وید
کا ٹھیکہ دینا عیب نہیں بلکہ انصاف ہے۔ مرنیک ویدہ کو دیکھنے کا ٹھیکہ دینا سوچکر
بتلائے۔ کہ کس طرح حق کے خلاف ہے۔ لاف و کذائب کو چھوڑنے اور ناراضی و بدالمت
سے منہ موڑنے اور جواب دہی کے ٹھیکوں کو نہی کا ٹھیکہ دینا کس طرح قابل اعتراض
ہے جس کے ماننے سے آپ کو اس قدر عذر و اعراض ہے۔ سچا مادی اور نیک
رہنا اور رائے ہدایت کے جواز کا ملاح ہے۔ اور اس کے فرمان پر عمل کرنا عین
مقصود و قلعہ ساس کی تہذیب و وید مقدس سے سنا نا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ اگر
کا عمدہ طور سے پرکاش ہو +

यद्यमा वाचकत्वा रौ मावदानि जने भयः । ब्रह्मरा
जन्यभ्यां प्रज्ञाया चाधीय चत्वा यचारणाया । प्रियो
देवानां दक्षिणा यैदा नुरिह भुवा स मयमेकामः स
मृद्यता मुपमादो नमसु ।

बु ३३-२६ म ॥

یہ جو وید میں الیشور لکھا دیتے ہیں کہ جس طرح میں یہ وید لکھیاں گا سادھن
ملا نقشبتم کو آپدیش کرتا ہوں۔ نہ سے ہی تم انسانوں کو اس کا آپدیش کر دینی
نوع انسان کے یہ اقسام ہیں برہمن۔ کھنتری۔ ویش۔ شورو۔ سوسب وید
کے ادھکاری ہیں۔ کوئی گناہ کار ہی لئے خیر سختی نہیں ہے۔ وید کے آپدیش
میں کسی قسم کی طرف داری نہیں چاہئے۔ جو بچے دل سے وید لکھ لیا یا پال کر لیا ہے
وہ ہر طرح کے مکھوں سے مستفیض ہوتا ہے۔ یہ وید دیا ہویش سے لکھیاں کا رہی
ہے۔ اس پر علمدار لکھیں +

سینکرت زبان کو تمام مقصب انگریز مسلمان اہل السنہ و اہل
صلحہ آف لنگوئج پر لکھتے ہیں۔ اور ہزاروں افولوں کو باہمی مقابلہ
کر کے سینکرت سے سار دیتے ہیں۔ چنانچہ آب حیات میں مولوی محمد حسین
صاحب آفول لکھتے ہیں کہ ایمان نام بھی آریہ۔ این سے جانتے ہیں آپدیش کے
متعلق اصل عبارت یہ ہے۔ اس قوم کا نام ایرین تھا۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے
ہندوستان میں اگر تو ہمارا کہ کا خطاب لیا۔ ایران میں تہا کیانی پر درشت

بترس از دوزخ و فریبے زیبا کہ ناگہ رند بر تو قہر خدا
ماں اگر ہم دعویٰ کریں تو شایاں ہے۔ کیونکہ فارسی دعویٰ جانتے ہیں۔ اور ہمارے
پاس قرآن ہے۔ آپ جو ان صفات سے محروم مطلق ہیں آپ کو یہ دعویٰ ہے دلیل
بسر یا دلیل کر لگا۔ ان بفضل جگہ شورش کتاب کے طبع اور شایع ہونے سے قرآن
موجودہ کا مقصد پاک ہوگا۔ اور عالم اس کی رہبری تسلیم سے مہیاک۔ اسلامی مقصد
اور محمدی بغض جو مغلی قوم کی شامت سے آپ کے سینہ پر کیڈ میں شایع ہونا چاہیے
اسی سبب سے آپ کو اسلام کے برخلاف بات خواہ وہ کسی ہی حیات و کمالات و
برکات و تجلیات سے بھری ہو خراب و غلط و پرکادش و درخش کا باعث فطرتی
ہے آپ کو نہ تو انسانیت سے غرض ہے اور نہ اخلاق سے۔ مبلغ علیہ السلام سے
غرض ہے اور در سلسلہ اللہ کا فرض عیش و عشرت کا خیال ہے اور عطر و کھیل لگانے
میں کمال۔ خدا نے ذوالجلال اگر آپ کو صد سال سلامت رکھے تو بھی رد و قبیح اسلام
ہے اور یادگار خیر لکھنا مگر انہیں کہ آپ جیسے زیادہ الہامی ہوتے جانتے ہیں۔
وہی ہی اخلاقی خوبیوں کو کھوتے جاتے ہیں تحقیق سے آپ کو ذہن بھی سہوکار
نہیں اور سچا شیخوں اور ناجایز دعویٰ سے کچھ بھی ننگ و عار نہیں +

براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۶ سے ۷۰ تک
مولوی جو بجا آریہ دیش کے اور جتنے ملکوں میں جی اور رسول آئے جنہوں
نے نہت سے لوگوں کو تاریکی شرک اور مخلوق پرستی سے باہر نکالا۔ اوکثر
ملکوں کو نور ایمان اور توحید سے سوز کیا۔ وہ حسب لغو ذواللہ چھوٹے اور
مغتری تھے +

مرزا صاحب یہ آپکا بالکل غلط گمان ہے اور
بہا طوفان اور سراسر تبتان۔ خدا سے خوف
لکھتے۔ اور کسی کو مجھ لکھے الزام دیتے۔ مہربان آریہ سماج ایسے خیالی دعویٰ نہیں
جانتے اور گھر میں لکھتے ہوئے آپ کی طرح الہامی جلو سے نہیں لکھتے۔ نہ دوا
پرچہ کھیلے ہیں۔ اور نہ پھند لگاتے ہیں۔ آپ جیسے غیبیوں کو جو انکو لانا قریبا
من القادریاں کے دعویٰ دار ہیں۔ صرف آریہ سماج دلے جی مکار نہیں جانتے
بلکہ خود ایماندار مومن بھی جھوٹا مغتری مانتے ہیں۔ اور کفر و الہاد کے فتوے
لگاتے ہیں۔ اور لوگوں میں شہر فرماتے ہیں۔ جنہوں نے تمام خانگی امور ات پر
الہام کا جال بچھایا ہے ان کو آریہ سماج و انوں نے ٹیکوں کے درجہ سے گرایا ہے
جن کا راستی پر فادہ دار اور فریب سے شہر و انکار ہے۔ انہیں مہربان آریہ سماج
ٹیکو کار و حادق جانتے ہیں۔ اور ان کے آپکار کو حجت کی ہنری کا باعث مانتے
ہیں۔ جو اپنے گناہوں اور شامت اعمال کو خدا کا قصور ٹھہراتے ہیں انکو اگر آریہ
سماج والے مغتری اور حلیا زبانتے ہیں۔ تو آپ اسیر کیا فتوے لگاتے ہیں غالباً
آپ کا اور ہمارا اتفاق ہوگا نہ کہ بغض و لغاف +

براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۷
سچی رسالت اور پیغمبری صرف بہرہ
کے ہر خاص ہے۔ اور اس بارہ میں خدا نے ہمیشہ کے لئے اہل کو ٹھیکہ دے
رکھا ہے اور اپنے وسیع دریائے ہدایت اور نہاں کو انہیں کے چھوٹے
سے ملک میں گھسی دیا ہے۔ اور ہمیشہ اسکو انہیں کا دیش اور انہیں کی زبان اور انہیں
میں سے پیغمبر پیدا کرتے ہیں +

کرتے ہیں کہ وہ معلوم نہیں کہ وہ کادعوئے کیا ہے، جب انکو وہ کادعوئے ہی معلوم نہیں تو پھر راجہ جو اس نادانی کے کیوں بہرہ وہ جنابت کی دھم دیا ہے اور ایک عالم میں اپنی نالائقی کی رسوائی کرتے ہیں؟

سبحان ربہ العزیز

چو زرخیزید انکس درج کردن

اعتراف مصنف برائین احمدیہ از صفحہ ۱۰۴ جلد (۲)

قولہ عیسائیوں میں باسٹنٹ کے ان لوگوں کے جن کو تہذیب اور تحقیق سے کچھ غرض نہیں۔ اس وقت ہزار ہا ایسے شریفانہ نفس اور مصنف مزاج پیدا ہوتے جاتے ہیں جنہوں نے اپنی ذاتی انصاف سے عظمت شان اسلام کو قبول کر لیا ہے اور تشکیک کے مسئلہ کا غلط ہونا اور بہت سی بدعتوں کا عیسائی مذہب میں جملہ طور پر ہونا اپنی تہذیب و تمدن میں بڑی شد و مد سے بیان کیا ہے۔ مگر انہوں نے کہ بہرہ انصاف سمجھاری ہو وطن آریہ قوم سے مشا جاتا ہے۔ اس قوم کو تعصب دینے اس قدر رکھ کر ہے کہ انہیں کا وہب سے نام لینا بھی ایک پاپ سمجھتے ہیں۔ اور نہ انہیں ان کی کسر شان کرنے اور سب کو مفتی آریہ جیسا زہر کر دینے سے بلا دلیل بدش کرتے ہیں کہ ایک وید ہی خدا کا کلام ہے۔ جو ہماری بزرگوں پر نازل ہوئے تھے۔ اور باقی سب الہامی کتاب ہیں جن سے دنیا کو ہزار ہا طور کا فائدہ و حیرت و معرفت الہی کا پہنچا ہے وہ لوگوں نے آپ ہی بنائی ہیں۔

اقتول جو کچھ مرزا صاحب نے عیسائیوں کی بابت لکھا ہے۔ اس کا جواب کوئی پادری صاحب دینگے۔ ہمارا کام صرف انکے دعویٰ کی تکذیب کرنا ہے۔

والد اعلم دنیا میں کیا طوفان آیا ہے کہ ایسی آنکھ کا شہیر بعض شخصیں کو نہیں سوچتا۔ مگر دوسروں کی آنکھ کا ٹھکانا بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اسلامی تعصب دنیا میں ضرب المثل ہے۔ اور اس سے ہر ایک ذاتی طبیعت متفعل۔ بیجا تعصب نا واجب طرفداری سے انسان کو بچنا ضرور ہے۔ مگر حق کا اظہار اور صداقت کا طرفدار ہونا بھی ہر ایک صدق پسند کو منظر ہے۔ جب آریہ سماج کا اصول مقصد ہے کہ وہ سب سے پرہیز پور یک دھرم انوشا رہتا ہوگا۔ ہر سماج اپنے آپ کو آریہ ہر بالفرض محال خدا نخواستہ بجا طرفداری کرتا ہے تو یہ بخلاب دھرم کے اس کا ذاتی مقصد ہے۔ مگر اس کی ہرگز کو نیک اور نیک کو بد کہنا۔ راستی سے دور ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ مہر ان آریہ سماج ہمیشہ اخلاقی و محبت کے ساتھ غیر مذہب والوں سے گفتگو کرتے ہیں مگر کبھی جو شام و صبح جو کچھ لیت و فعل اور حق کو چھپانے سے التبتہ ڈرتے ہیں۔ اور یہ بھی اپنا دھرم سمجھتے ہیں کسی پر مجھوٹا الزام نہ لگادیں۔ اور جو بات کہیں کتب غیر مذہب سے بیاید اثبات پہنچا دیں۔ چنانچہ اس کی تصدیق کے واسطے ایک واقعی مثال عرض کرتا ہوں۔ مہر صاحب خود ہی انصاف کو کام میں لادیں اور حق و باطل میں تمیز فرمادیں۔

ایک دن خاص قصہ قادیان میں مرزا صاحب کے مکان پر پہنچے ہوئے ایک سال بھر وہاں ٹھہرنے کی شرائط سے سو رہی تھیں۔ انہیں گفتگو میں لفظ حقارت عادات کی تشریح ہونے لگی۔ نامہ نگار کی طرف سے یہ دعویٰ تھا کہ جو ارق عادات کہتے ہیں۔ عادات یا سجاوے کو توڑنے کو۔ چنانچہ اس کی عادت ہے۔ اور آگ میں جلانے کی۔ درخت میں غیر شجر رکھنے کی۔ اور انسان میں جلنے کی وغیرہ۔ آپ اگر ان عادات کو خدا کی برکت سے توڑ دیں۔ تب یہ مسلمان ہو جائیں گے۔ اور آپ

آریہ ہو جائیں۔ اور غلط دعویٰ سے باز آویں۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ قرآن احکام میں اس لفظ کے یہ معنی نہیں ہیں۔ نامہ نگار نے کہا کہ یہ لفظ ہی قرآن میں نہیں ہے۔ ورنہ بتلاؤ اگر کہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اقرار کیا کہ قرآن میں ضرور ہے۔ نامہ نگار کے پاس قرآن تھا۔ اسی وقت پیش کیا کہ برائے خدا کا ہے اور الہام کی نال وائے چند منٹ تک مرزا صاحب دقت گردانی کرتے رہے مگر بالکل وہ لفظ قرآن سے نہ نکالا اور طوطا دکر فرمایا کہ میں دعویٰ سے دست بردار ہوں۔ قرآن میں یہ لفظ نہیں ہے۔ اس وقت حکیم کش شاہ صاحب دلالہ نہال چند صاحب و حکیم دیپاک صاحب و بندت جے کش صاحب و دلالہ بھٹی سہاٹی صاحب و مرزا کمال الدین صاحب و شیخ مراد علی صاحب اور ایک بوڑھا مسافر بیٹھے ہوئے تھے۔ جس سے عالمانہ کو بھی انکار نہ ہوگا۔ دو سو سالہ نبوت سوال و جواب مباحثہ جانندہ رہے۔ جو ماہر مولوی آحسان حسن صاحب اور بشیر عیاض شوالی دیا نند صاحب جی کے ہوا تھا۔ اس کے پڑھنے سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ مباحثہ کے بعد مولوی صاحب کی طرف سے بدتمیزی ہوئی نہ کہ ان کی طرف سے تعصب بڑھ کر مولوی صاحب کی طرف سے نہ کہ سوامی جی سے چنانچہ وہ رسالہ بھی محمد مرزا صاحب کو دیا۔ مولوی صاحب نے قلم سے سرت ہوا اس کے صفحہ ۱۰۴ پر اس کے عبارت ذیل موجود ہے

اور بعد ختم گفتگو مباحثہ کے جو مولوی صاحب کی طرف سے خلاف عمل عالمنا ایک فعل سرزد ہوا۔ منظر انصاف اسکا بھی ظاہر کر دینا مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ بعد تمام ہونے گفتگو کے مولوی صاحب خالقہ امام ناصر الدین کے دروازہ پر گئے اور کچھ تحریر و غلطی کر کے سامان حاضرین سے اپنے وجود کی شہرت کے طلبگار ہوئے۔ اگرچہ اہل علم اور دھندہ دار مسلمان تو اس شہرت کی خواہش کو جاہلوں کا کھیل سمجھ کر کنارہ کش ہو گئے۔ مگر جہاں سے تو ہم جو ترجیح اور برتری اور آگن وغیرہ کی طرف ان کے عادی اور راجحیت کی شہرت کے شائق ہیں انہوں نے مولوی صاحب کو باری یافتہ قرار دیا اور حضورؐ سے پرچہ بھانڈ کر کے لے گئی کوچوں میں خوب بھیرا۔ اور جیت مار کا حل چایا۔ مگر خاص قصہ راز و مہذب آدمیوں نے ایسے ناپسند کیا۔

حالانکہ یہ پہلی طے ہو چکا تھا کہ جو اس گفتگو کے ختم ہونے پر راجحیت تصور کرے گا وہ مستعجب اور جاہل مقصور ہو گا۔ ناظرین خود ہی اب نتیجہ نکال لیں۔

برائین احمدیہ از صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۶

موا اگرچہ یہ دعویٰ ہے کہ وہ موجودہ کا قصہ ہی پاک ہو گیا۔ لیکن اس حکم کو یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ کس قدر ان لوگوں کے خیالات اصول جن ظن اور تہذیب اور ایک دلی سے دور ہیں اور کہیں نہ لوگ تعصب قدیم کی شامت سے جو ان کے رگ و ریشہ و تار و پود میں اثر کر گیا ہے۔ ان نیک نفسوں کی ملاقوت کو جو انسان کی شرافت اور نجابت اور سعادت کا معیار تھیں اور اس کی انسانیت کا ذیب و زینت تھیں یہ بیکار کی کھو بیٹھے ہیں۔

جواب باصواب

پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل۔ مسکرت کی حرف شناسی سے جاہل محض۔ اور دید کے رو کا ٹھیکہ۔ آنکھیں چمکا ڈر کی اور آفتاب سے خنک و جلد چو خوش گفت بہت سعدی ریلخا۔ الایا ایاہ الساقی اور کاسا وادوا

یہ قول خدا ہے جو کہ اس پر مبنی و در حق اس کتاب قدیم است۔ سورہ انفصاف
 انما نزلناہ فیہ کتابا حکمون کا معنی اللہ تعالیٰ ہر حق و سچ کو جاننے والا ہے
 اور ان کے لئے قرآن کریم نازل کیا کہ ان کتاب پر امتحان ہو۔ اور ان کے لئے
 اور ان کے لئے قرآن کریم نازل کیا کہ ان کتاب پر امتحان ہو۔ اور ان کے لئے
 اور ان کے لئے قرآن کریم نازل کیا کہ ان کتاب پر امتحان ہو۔ اور ان کے لئے
 اور ان کے لئے قرآن کریم نازل کیا کہ ان کتاب پر امتحان ہو۔ اور ان کے لئے
 اور ان کے لئے قرآن کریم نازل کیا کہ ان کتاب پر امتحان ہو۔ اور ان کے لئے

یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔ اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔
 اسے مانتے ہیں اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔ اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔
 اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔ اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔
 اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔ اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔
 اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔ اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔
 اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔ اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔

ضرورت الہام پر دلائل قاطعہ کا لکھنا

دیکھا گیا۔ کوئی ضرورت الہام قرآن کی کیا ہے؟ یہ سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔ اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔
 اس واسطے قصہ حیات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن شریف سے ثابت کرے
 جو دین قدس میں نہایت ہی بڑی بات ہو۔ اور عطا دہ برائ دینی باتیں اس
 کے لئے قرآن میں پہلی کتابوں میں موجود ہیں۔ اس بات سے تو کسی کو شک نہیں
 کہ ان پہلی کتابوں میں وہ باتیں قرآن سے نہیں جی رہیں مگر قرآن ثانی کے ذمہ یہ الزام
 ضرور ہے جس سے اس کی راستی و الہامیت سل یا کا فور ہے۔ اگر قرآن میں کوئی
 بات ایسی ہے جو اعلیٰ اور اعلیٰ درجہ ہو۔ تب الہام ہونے کی ضرورت کا مقہوم ہو ورنہ
 کسی طرح الہامی نہیں ہو سکتا۔ اسلام تحفہ السیف دلیل کا ایک ان کلام نہیں ہون
 انکار کر سکتا ہے کہ السیف ام الاسلام نہیں قرآن کو دلیل قاطعہ سے قطعی اعتبار ہے
 اسی واسطے کہ قرآن کے وقت تک کہ دین کو دین کا خطاب ہے۔ جو سنت
 حقیقی یا مذکورہ شخص سے ہے۔ وہی سنت وید مقدس کے ساتھ مضبوطی الہامی
 کو جس طرح باز کرتے آفتاب کے بنائے کی ضرورت نہیں جس طرح وہ قرآن میں نہیں
 کھڑے کی حاجت میں کسی طرح ایک ہی واقعہ کامل گیان ماسد بن لکھنا اتنے جو کہی

والتعالیٰ دام مدینہ را صاحب ثانی برہم سماج کی راجہ مقبول از رسالہ
 تہذیبی سچا کلکتہ مطبوعہ عالمگیری پبلشرز ص ۱۹
 اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔ اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔
 اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔ اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔
 اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔ اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔
 اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔ اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔
 اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔ اور یہی سب کتابوں میں اس کتاب قدیم کا نام ہے۔

قرآن کریم میں نہیں آتا۔ یعنی وید مقدس میں برائے ہر بات عام کو اسے
 نازل فرما دیا۔ اب باوجود ہونے آفتاب کے اگر کوئی انکسین منکر کرے تو آفتاب کو قفس
 نہیں بلکہ اس منصب کو بصارت کی ضرورت نہیں۔

احقاق حق و ابطال باطل سے قاصر رہنا

زبان ہے۔ اسی قدر ابطال باطل میں بھی وہ قاصر البیان ہے۔ سات آسمان اور سات
 زمینوں کا ہونا۔ زمین کے اوپر پہاڑوں کو بننے زمین کے ٹکڑوں کا نہ زمین چٹانوں کے
 سورج کا چمکنا۔ گیس کی ذرات کا چاہ باطل میں ماریت و ماریت کا قید ہونا۔ پتھر کے
 ذرہ و ذرہ و ذرہ کا بننا۔ علیہاں تکے وقت جانوروں کا ہونا۔ وغیرہ کی ظاہر
 کرنے سے قطع پر پھر ضرور ہے۔ دراصل عالم و مہر ان تو اس طرح و ہریت و جزئیہ
 ان کی خبر و تردید کر رہے ہیں۔
 اسی طرح ابطال باطل میں بھی چشم حق دور ہے۔ اور کہیں بھی روشنی نہیں بلکہ
 ہر طرف سب دیکھ رہے۔

بیت اللہ کی طرف سجدہ کرو۔ وہی عائد خدا ہے۔ اس کی طرف سے پھر کہ
 سجدہ کرنا۔ اور ایک گناہ و خطا ہے۔ سچ و حقائق سے صواب بلکہ گناہ و درجہ نہیں
 چاہا۔ نہ قرآن کے معنی ہر گناہ کے سوتے ہیں۔ آیت قرآن دل سے گناہوں کے سیاہ
 دلخ و دھوا ہے۔ اور ہر آیت اس کی تعلیم و حقیقت سے گناہ معاف اور مسہ پاک ہوتا ہے۔
 احرام کعبہ و زیارت مدینہ سے دل کی نورانی ہے عقرہ کے دوڑنے و جاؤ کر کشی لینے
 قرآنی سے رضا جوئی کر پائی ہے اسی طرح وصال جو ران انکار پستان و غلمان لار خان
 کا علیحدہ طور سے۔ جن کے کاغذوں سے اہل جنت کو جاہانے و شرفا باطور و اکادہ ہے
 کیونکہ بے شکر الہام کی تعلیم کو نہ مایا۔ سجدہ آدم کا مہات حکم فرمایا۔ بخلات ابطال
 باطل کے تجارہ تر و بد کرنے والے کو اجتناب فرمایا۔ شق انور کی جو کہ تعلیم عرش کے برابر
 خدا کا جو دنیاں کرنا و غیرہ ابطال باطل کی مانگیں۔ اور صفات بت
 پرستی کی بنیادی دیو ارس و تعلیمیں موجود و مشہور ہیں۔ نہیں معلوم کہ باوجود اس
 قدر اندھیرے مزا صاحب کس طرح و انکار کا سدھوم کا اشتہار دیکھ کر کہتے ہیں کہ
 وید راھوین الاحمدیم و نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شیت ہے۔ اور سچ و
 سچ عربی الفاظ میں طوالت عبارت سے کاغذ سیاہ کر قرآن کے الہامی ہونے کا انکار
 کو مقرر کیا جاتے ہیں۔ جو سب یا محال بلکہ دور از خیال ہے۔ انفس کو مزا صاحب
 اس کی توجہ کو فلسفی مباحثوں سے پریشان کرتے ہیں۔ اور نبوت سولہ گالی گلوں
 کے کچھ بھی نہیں دکھاتے۔ یہ دونوں کتابوں کی توجہ اور بیان کر ہی اور ہر ایک
 کی تعلیم و ترویج عطا ہے۔

مزا صاحب و شام دہی سے قرآن کی فلاسفی ثابت کرتے ہیں اور وہ قاطعہ و
 میں قدم دھرتے ہیں۔ مگر انفس کو کتنی کوان باتوں سے نفرت ہے۔ اور راستی کو بد بانی
 سے عداوت ہے۔

اب تاخرین خود ہی انصاف کریں کہ قرآن اور وید میں سے کون عبارت بہتری
 میں کیا اور نام تمام ہے۔ یوں تو حید کے بھلائے اور شرک مٹانے میں کمزور ہو رہے
 ہے۔ سو ہی کو ان کے سامنے کس نے سجدہ کر لیا ہے۔ اور ان کے سامنے کس نے سجدہ کر لیا ہے۔
 قاتل و سب بھلا ہے۔ آگ۔ قاتل و سب بھلا ہے۔ آگ۔ قاتل و سب بھلا ہے۔ آگ۔ قاتل و سب بھلا ہے۔ آگ۔
 اور ہر مندوں کو رہا ہو گویا بھلا ہے۔ مگر وہاں سب سب مندوں سے بھلا ہے۔ آگ۔ قاتل و سب بھلا ہے۔ آگ۔
 میں تو کس کا بد دل سے بھلا ہے۔ مگر ان کے تاجا بھلا ہے۔ انکسین ہے۔ انکسین ہے۔ انکسین ہے۔ انکسین ہے۔

جب بیات زبان ہوائے
دل میں ڈال جو ہوئے دوسرے
افرویت کھلا لٹاں والعیز ومنافۃ الثانیۃ الاخری تلک الفرائق العلی
او ان شفا عین لکرتی
شکے لشکر ہوئے نہایت
الغرض جیسا کہ مقررہ ہے
آئے سجدہ میں جہاں انھیں
لیں کیا عرض حال مقررہ ہے
شکے حضرت ہوئے بسا محروں
ما ارسلا من قبلک ان
اور نہ بھیجا تھا مینے مقبول
اور نہ کوئی سجدہ کیا سال
ڈالنے ایک سبک لگا لیں
پھر شاہد ہوئے خالق اس کے کو
پھر کر کے حکم استراخدا
اور نہ خداوند علم والا ہے

اب اس مقابلہ سے حضرات انصاف پسند تعلیم حق و ثبوت توحید کا جو بطور شے
خوننا و خورار سے غوری عرض کیا گیا ہے، اندازہ کر لیں وید مقدس میں توحید
وجود صالح عالم اس کثرت سے موجود ہے کہ جس کا وصف بھی اور کتابوں میں مفقود
ہے۔ ہر نامہ درجوں سماوی گو تا چارہ چوبیس وید مقدس میں اثبات وجود صالح عالم
اس عمدگی سے قیام کیا کہ جس کے ہر دو تہ میں کما اونیان ذوات و مقررہ ہیں
ایسے اجزائی ریمارکوں میں وہ تمام اس جہاں تک کہ اس کے صلح میں اسی
مقاصد پر اس وحید العصر نے تیار و روشن تصنیف فرمایا اور ایک عالم کو منطقی لاجی شی ان
بیایا۔ ویدیک توحید کے بارہ میں شہزادہ دارا سکھ صاحب میر اکبر میں فرماتے
ہیں۔ ویدونا

کہ اکثر کتب تصوف بنظر داورہ مذکورہ شکل طلب توحید کہ بحر نیست
نہایت و دریم زیادہ ہے شد۔ ویدنا کے دقیق بخاطرے رسید کہ اصل ان
جز کل ام الہی امکان نہ داشت۔ و چون قرآن مجید و قرآن کریم اکثرے بر موز
ہست و داندگان ان کیاب۔ خواست کہ جمیع کتب سماوی بنظر داورہ دیا
نظر بر توحید و انجیل و زبور و دیگر صحف انداخت۔ اما بیان توحید و دامن
مجموع بر موز و در پے بل شکلا نہ چہبت و در بندہ سان و عدت عیمان
لشکو سے توحید بیا رست و علمائے خارجی و باطنی۔ ظاہر و قدیم مند ماہر
و عدت انکارے و ہر موجود ان کفارے نیست بلکہ یاہ اعتبار نیست
ہر خلاف جہاں کے اس وقت کہ خود را علمائے فرار وادہ اند۔ و در پے قتل
دازار و تکفیر و انکار خدا آتشسان و موجودان با فسادہ راہزن راہ خدا
چنانچہ بعد از تحقیق بیاہ معلوم شد کہ در میان قوم منور و جا رکتاب آسمانی
کہ در کتب و جہت و شام تہید و انحراف بہت شد۔ برانہائے آن وقت
بر جمیع احکام ظاہر شدہ و این معنی از ہر کتاب با ظاہرست۔ و خلاصہ جمیع
اسرار سلوک و توحید و رال درجست آتوا انکھت ہے نامہ و چون نظر

بر اصل وحدت ذات بود خواست کہ اس ایکیت مارا گنج فوجہ بود
زبان فارسی در آورہ و لفظاً انکھت در سنکرت بمعنی امر و پشردنی
ملت۔ لہذا اس جماعہ آتوا از اہل اسلام و کسان گہر اویان بلکہ اوی بعض
اقوام ہندو پوست شدہ و در نہ و نہتہائے مطلب صبح اور لہائے اعدت
در تہذیب و تمدن تہذیب ہندوہ و در ہر شکل و ہر شے کہ میخواستند
کے یافت۔ از ہر کتاب قدیم کہ ہے شک و شبہ اویں کتب سماوی
و سرچشمہ تحقیق و جو توحید رست و مطابق قرآن مجید بلکہ تفسیر آنست فرما

۱۔ اہل اسلام سے چھپنے کا یہ مطلب تھا کہ وہ حضرت جہالت سے توحید مذہب کی کتب کو جاننا
تھے وینا نہ تو کتب دھرم کی کتابوں کو بھی جلا دیں۔ و در نہ وید مقدس میں کوئی ایسی ہدایت
درج نہیں ہے۔ بلکہ وید مقدس تمام دنیا کے واسطے ہیں نہ کہ کسی خاص ملک کے واسطے۔ اس کا ثبوت
اسی کتاب میں ظہور مقاموں پر موجود ہے۔ اگر کوئی اسلامی انکار کرے کہ اہل اسلام علمی کتابوں کو
نہیں جانتے تھے تو ہم شہادت بتلاتے ہیں۔ اور یہ ہے۔

مسکندریہ کے کتب خانہ کی تباہی
حید مسکندریہ پر اہل اسلام کا تسلط ہو گیا اور عربیہ سال ۱۸۱۵ء میں کلاں نامہ تراویس فیلتوس
اسکندریہ کے نامی حکمران یا قاضی اہل سے ملاقات کی۔ جو حکمران و علم و دولت اور عالم و کشکوک کا
پس شایق تھا۔ اس حکمران کی صحبت اور فیلتوس سے ایسا محظوظ ہوا کہ دل سے اس کی عزت کر
لگا ایک دن فیلتوس نے تیس سالہ کی حدت میں عرض کی کہ آپ نے مسکندریہ کے کل بیت
العال ذخایر و سرکاری گواہوں کا اٹھنا فرمایا ہے۔ اور تہذیب کے اسباب پر تہذیب
لگا دی ہے۔ سو جو چیزیں آپ کے کار ناموں میں ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جو
ایکے کام کی نہیں۔ تو ان میں سے بعض شاید میرے فائدے کے ہیں۔ اگر میری درخواست
کی جائے تو مجھے جو عنایت کی جاوے۔ تو مجھے پوچھا کہ آپ کو کسی چیز میں مانگتے ہیں۔ حکمران نے جواب
کہ نہیں جو اسرار ہیں۔ تو کوئی قیمتی اسباب نہیں صرف فلسفی کی کتابیں ہیں جو سرکاری کتب
میں بیکار رہی ہیں۔ و میرے جواب دیا کہ اس درخواست کی مسکندریہ میرے اختیار سے ہے۔
ہے۔ یا وید میں اسرار میں سولہ کے اجازت ایر اللہ میں حضرت تھمرا ذوق کے کوئی حکم نہیں دیکھا
میرے مشورے منکرانے کے واسطے ایک مراسلہ خلیفہ وقت کے حضور میں بھیجا گیا و اس سے جواب
آیا کہ اگر ان کتابوں کے مضامین قرآن کے مطابق ہیں تو گویا ان کے مطالب قرآن میں آچکے اور
وہ اب ردی ہیں۔ اور اگر ان میں کوئی بات مخالف قرآن ہے تو تم کو ان کے وجود سے نفرت ہے۔
فی الفور جلا دی جاویں۔ میرے اس حکم کی تعمیل میں کل جلدیں مسکندریہ کے محاموں میں
بانٹ دیں اور حکم دیا کہ ان کو جلا کر محام گرم کئے جاویں۔ کہتے ہیں کہ جبہ ہینہ تک برابر
محام انہیں کتابوں کی لگ سے گرم ہوتے رہے یا ابھالنا نظر بن ذرا اس واقعہ کو
نچھو اور غور سے دیکھو کہ اس کے پردھنے سے دلوں پر کیا اثر ہوتا ہے عرض دیکھئے کہ اس
اس مشہور کتب خانہ کا نتیجہ بھی تھا۔ اور ہالت اور وحشت کے تشریف لائیکے زمانہ کا
آغا زبھی دی و بعض اقوام ہندو سے مراد بدھ و جیس ہیں جو بجا عیب جوی ایمانت دھرم
کی اپنا دھرم جانتے ہیں اور عوام پر ایمانی ذات سے انکار ہیں بلکہ اس جگہ شورش
متحر کرتے ہیں اس واسطے اس لوگوں کو کتا بہیں نہیں دیا جاتی تھیں۔ علاوہ بران ان کی بڑی
بھاری عداوت بھی تھی کہ وہ کوئی شکر و شکر چا سرج نے ان سے صدمہ نہا حشر کے سخت
ذکر دی تھی جس کا مفضل حال شکر و شکر چا میں موجود ہے۔ ورنہ کیا اس قوم کو رگا
نہیں ہے۔

تفسیر کسی سوال کی غلطی و صحت کی پڑتال اس سے نہایت عمدہ طور سے ہو سکتی ہے۔
حاصل کلام یہ کہ وہ حواس کثرت سے مبرا اور ستون یعنی نفی بھی نہیں وہ ایک ایسے
ان کوئی مشعل یہ مذکور ہے کہ اور جو کہ طاق میں اس کے سوکے وہ جو طاق میں لٹے
کٹوں منفی نہیں ہوتی۔ تو اس میں اس کی جواب ہے۔ کہ اول تو جو ذرا مبرا یا جلدی شور نے نفی
والے ہندو کی گناہ مرتب کی ہے۔ اس واسطے وہی سے کہی جاتی ہیں۔ اور وہی قاعدہ
معقول ہے۔ وہ درجین بدو میں اس پر کہا جاتا ہے کہ اس کے شر میں میں میں اس کی
اس واسطے میں پرستی کا ثبوت کرنا چاہئے۔ اور یہی ٹھیک ہے۔ اور نہ کسی اور غلط قاعدہ کے
طور یعنی وہ سے صحت حساب ہوتی ہے۔ پس یہی قاعدہ ہے پڑتال کے عمدہ میں اسی
ترکشی کے قاعدہ سے اور یہی عظیم حساب کے قاعدہ سے اور عقد سے حل ہوئے ہیں
مگر خالص طور سے اس لئے زیادہ ترس کے نہیں کی گئی۔ جن کی انکھیں جدا دقت کو دیکھ
سکتی ہیں۔ یا جن کے دلوں میں ایضات کی قابلیت موجود ہے وہ بخوبی غور کریں کہ اس
دیگ شرعی میں مادی کامل لئے کس و رد و شور سے توحید کو علی طور پر ظاہر فرمایا ہے
اور یہ معقول قاعدہ سے شرک کی تردید کے ایک اور پرمذہب توحیدی بتلایا ہے۔

قرآن

وید

سूतो वन्द्यं नैनं ता स विधा
ताथामा नि वेद भुवनानि
विष्वा । य वदेवा अमृता
न । शाना स्तु तीयेथामन्न
व्यैवन्ता । य आ २२ । मं १०

پر اتماسی ہمارا سہا ایک اور وہی یاں کرتے
والا اور وہی تمام جگت کا داراں کرنا والا
سب دھام انک لوک لوکا نگر وچ کے انت
سرو گیتا سے ہمارا تھ جانتا ہے۔ اسی کے
اکشر سے وہ دھو کہ ریت کو کش پڑو کہ
پر اپت ہوتے ہیں۔ کبھی اس کے سوا کوئی
سہا تیا اور عبادت کے یوگ نہیں ہے۔
اس شرعی میں ہمارے جلدی شور نے آگیا
فرمایا ہے کہ تمام دھار ملک کو اس پر
سچے آتمک ہونا چاہئے۔ کہ ہمارا سہا ایک ہی
ایک پریشور ہے۔ اس کے سوا کوئی سہا تیا
دینے والا یا پالن کرنا والا نہیں ہے تمام لوک
لوکا نہ دوسو رچ پر تھو چا نہ ستارہ سیاہ
دیو (جیو) یعنی جملہ سسار کا رچے والا اور
چکر دھارن کرنے والا اور جاننے والا وہی
سر پر جگتی مان اور سر و گاہ ایسور ہے اور
کوئی جاہل یا غیر جاہل ذرا شفاعت یا عبادت
یا سجدہ کے لائق نہیں ہے۔ کہ ہم مایا سنا
اور گمان کا مدعا اصل اس کی پرستی سے اور
دیہی نیا دگاری اپنے جگتوں کو سوجھش کے

(۲) سورۃ نجم
آخر یخسہ اللات والعزى وصفا
التاله الاخرى تلك الغرانيق العلى
وان شفاعتھن لتتجى قوجہ
تم دیکھتے سوالات اور عری اور نبات
تقول کو بتیوں بت بڑے بڑے ہیں
اور ان کی شفاعت کی امید رکھنی چاہئے
وقت نزول سورۃ نجم سے محمد صاحب
کعبہ میں رجن دونوں کعبہ میں بیت تھے اور
پریش ش بھی ہوتی تھی۔ بیشک سورۃ نجم
سنا رہے تھے۔
اس وقت وہاں پر کافر اور مسلمان تھے
جو بے طواف کرتے تھے جب تمام سورۃ
پڑھ چکے تو مسلمانوں اور کافروں نے اکٹھا
سجدہ کیا اور لوگ نہایت جوش ہوئے کہ اب
محمد انصاف پر گیا اور جس طرح کہ تم تو کو
ضغیع جانتے ہیں اسی طرح قرآن میں بھی یاد
کیا۔ تفسیر مع علم التخریض میں
سے حال ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کعب
الغرضی پر عید تھا من القسیر۔ ملنا
سرای رسول اللہ تو لی قومہ عنہ
و شوق علیہ مآرائی من صباہ
عاجا ہمہ من اللہ حتی فی نقشہ
النبی اذ بعث اللہ ما اقرہ بینہ و
بن قومہ یحسد علیما لہم فلما
لوی ما فی مجلس یقر لیس فانزل اللہ

قرآن

وید

قل سمواہ والنجفہ فقراہا رسول
اللہ حتی بلغ قوله اقرا بکسر اللان
والعزى وصفا والتالہ الاخرى
القی الشیطان علی لسانہ بما کان یحذ
ہو لفسر ویمنا لا تلک الغرانیق العلی
وان سفا عظمیٰ لستوتجی فلما سمعت
قولہ ذالک فرجوا یدہ۔ قوجہ ابن عباس و محمد بن کعب الغرضی اور
سوائے ان کے جماعہ مفسرین نے کہا ہے کہ جب محمد صاحب دنیا کا ان کی قوم قرآن کو
تسلیم نہیں کرتی تو انہوں نے اپنے دل میں تمنا کی کہ خدا کی طرف سے کوئی ایسی آیت قرآن
میں نازل ہو دے کہ جو ایمان ان کے اور قوم کے دوستی پیدا کرے پس ایسا ہی ہوا کہ
انکین محمد صاحب مجلس تشریش میں جا فرمے کہ خدا نے سورۃ والجمہ نازل کی پس رسول
الہ نے اس کو پڑھا جبکہ محمد صاحب اس سورۃ کے اس قول افرات سے ال آخر لے
تھک بیٹھے۔ شیطان نے ان کی زبان پر دعوات ڈال دی حکم دے تمنا کرنے تھے
یعنی یہ فقرہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لتتجی یعنی بت بڑے
بزرگ ہیں اور تحقیق ان سے شفاعت کی امید رکھنی چاہئے۔ پس قرآن یہ سننے ہی خوش
ہوئے تفسیر یزاد الاخرۃ جو مفسر وہ ہے اس میں اس طرح مضمون ہے۔
اسکا منشا کسی طرح آیا۔ اہل تحقیق نے یہ فرمایا
کہ لے پڑھنے ایک روز قرآن۔ سورۃ نجم کو جو جلد نزل

ہو یہ خبر جادوں طرف سے مشہور ہو گئی کہ اب بت پرستوں کے ساتھ محمد صاحب صلے کر لی
تھوڑے عرصہ بعد جب کسی جے جو پریری سریدی کی تمنا سے مراد ہے پھر طبیعت آرزو ہوئی
تو بحث و مباحثہ شروع کر دی کہ وہ خدا کا کلام نہیں ہے۔ سلطان کا ہے شیطان نے میرے منہ
میں ڈال دیا تھا اور ایک آیت یہی سورۃ ج کی آواز ملی۔ کہ شیطان لگے بھی اور پیروں
کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتا ہے۔ اس آیت کو منسوخ جانا بعض تفسیروں میں صاف واضح
کہہ کے بھی لکھا ہے۔ مگر تفسیر حیدری والا اسکو ظاہر کرنا واجب نہیں جاتا۔ مگر مفصل حال
اس کا عالم وجہ الدین و رفیقاوی و محمد فی التفسیرین ذکر ہے اس پر اعتراض یہ ہے کہ
اول تو بت پرستی اور بتوں کی تعریف خدا کی جانب سے قرآن میں موجود ہے جس سے یقین
قالب ہے کہ قرآن حق کی بیعت سے نہیں ہے۔ صرف محمد صاحب کا ظہور اویس۔ دوم
جب لاجل پڑھنے سے بقول محمد اس کے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ تو کہ قرآن پڑھنے کو
جج کرے اور کہ میں پھر نے سے دور رہیں ہوتا۔ اور علاوہ ہر اس کیا کہ میں ماسکتا
ہے یا نہ۔ سوم معمولی عقل والا آدمی بھی بقول ذکر لگا کہ شیطان۔ محمد صاحب کی عبارت
میں اپنی آیت ملائے۔ اور وہ بالکل بخیر رہی۔ چہاں کہ وہ دعوے بھی باطل ہو گیا کہ
خانوہ سورۃ یعنی بناؤ قرآن جیسی کوئی سورۃ میں جو جی بقول انکریاں کے شیطان
نے رصان جیسی آیت غالی۔ اور اس کی فصاحت و بلاغت پر کج حکم کسی نے اعتراض
کیا۔ اور نہ خود دعویٰ صاحب نے فصاحت شیطان کی غلطیاں نکالیں جو کوئی محفل
پسند مسلمان دے سہل مدخل صاحب ہمارے دیو کہ کبھی نہیں ماسکتا کہ سلطان کوئی
چیو ہے۔ میں یہ قرآن لہم ہے اور ہر لہم تمام۔ مگر یقین فائق اور مہر حق ہے کہ قرآن بت
پرستی کی تعلیم ضرورت کے وقت مفرود تھا ہے۔
کہ ضرورت ہو وروا باشد۔ بے غور و تہمت جنس خطا باشد

درد	قرآن	درد	قرآن
<p>राक रक वृदेक राव सर्वे प्र स्मिन् दे वा राक वृ तो भव न्ति ॥ प्र-क-१३ प्र-४ मे-१४ १६ १८ २० २१ २२ २३</p>	<p>اللہ ایک ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اس میں کونسی عذر دلیل ملنا سنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لفٹ لٹ کر دیکھا گیا فلسفہ کا یہ نذر دے اور یہ کہاں سے آؤ گے وہاں آؤ گے دور دست۔ عرب ولے اللہ کو پہلے ہی مانتے تھے۔ اور عذقی دل سے جانتے تھے کہ خدا ایک ہے چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور حالانکہ وہ مکہ کے مندر کا تو جاری تھا یس اس میں سے کوئی نئی تعلیم ظاہر نہیں ہوتی سورہ فاتحہ۔ ان الذین یبایعوننا امایا یعولون اللہ ید اللہ فوالینہ ترجمہ جو لوگ ہاتھ ملاتے ہیں تجھ سے وہ ملاتے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ہے اور ان کے ہاتھ کے۔</p>	<p>اسے جو آؤ جو سرشتی کے پورب یعنی پہلے سب سورج آدمی شیخ دانے لوگوں کی دوستی کا ستھان آؤ مارا دو جو کچھ اوتین ہے۔ سوا تھا اور ہوگا۔ اس کا سوا ہی تھا اور ہے اور ہوگا۔ وہ پر تھو سے سورہ لوک پرینت سرشتی کو بنا کر اپنی انت شکتی سے مارن کرنا ہے اسی ایک پریشود کی بھگتی کہنی ضروری ہے اور کسی کی نہیں +</p>	<p>وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو چھ روز میں۔ اور بعد ازاں قرار پکا اور عرش کے +</p> <p>یہ بات بعینہ توریث کی مقبول ہے قادر و خلق کا دنیا کو چھ روز میں بنانا۔ اور بعد تیار کرنے کے فراغت حاصل کر عرش پر جو تھکا رام کرنا کیا سرشتی کی مان کی ہو سکتی ہے؟ حالانکہ خود قرآن ہی میں اس کے برعکس مہر جو ہے۔ دیکھو سورہ انعام کی برایت ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶</p>

۱۰۴) جو کسی خاص جہت میں ہو گا تو محمد و رسول ہو گا
اور کوئی محمد و رسول ہی نہیں ہو سکتا۔ یہی دلیل
تھی کہ یہ سب اے یوسف علیہ السلام سے اس قدر نظر آتا ہے
اور شاید کہ یہ سب کی سب ازاد و خود ساختہ
سبب طواف و جوار میں بیاد کیا اور کیا ان سے
بہ بعضی خاص احوال میں وہ محمد و نبی ہو گا
اس کو کسی خاص جہت میں جانکے سمجھنا تو اس
شک سے کہ وہ کیا جہت تھی نہیں اور نہ کوئی سے یہ
ثابت ہو گا کہ اس تمام جوار کا ایک دھڑلہ اور
۱۱) اور ایک جہت ہو گا کہ وہ اس جوار ہی سے
سے ہو کہ شمس کو اس جہت ہی ایسا کامل و عظیم
سے خود ہے باوجود ان جو کچھ وہ دیکھ رہا ہے
اور بہت گیان سے نیت ہے وہی
برہم ہے دوسرے کوئی نہیں ۛ

[illegible][illegible]

(۲) حضورِ نبویؐ
 یوم یکشف عن سائرہ
 اے اللہ کے رسولؐ جس
 جس روز عالم آفتابا جاوے گا پندلی
 سے اور بلائے جاوے گی لوگ واسطے
 سجدہ کرنے کے پس نہ کر سکیں گے
 اس آیت کی تفسیر شاہ ولی اللہ
 یوں فرماتے ہیں کہ ستر کے دن سلطان
 یاس پروردگار تو گاہ جس جوت میں پہنچا
 تھانے لگے اور خدا فرما دیا کہ میں تمہارا رب
 ہوں میرے ساتھ اور کیسے لغو خدا ہوا
 رب آدم کا تو مہمان نہ ہو گئے۔ فرما دیا
 کہچھ اُس کائنات حاکم نہ ہو کیسے حالت
 میں میرے ظہور کا کہ مجھے عیسیٰ
 کی لڑائی میں نہ لگے جو میرے ساتھ نہ لگا

[illegible]

اُسکی پٹھانہ فریادی، اُن کے کچا لفظ سے فریاد
 دھرم دے خود اِتناں بار بار سجدہ پسند خواہ
 ونا من، صاوت سجدہ دے اُن صوفیوں سے صحت
 اسکو سجدہ کر کے نفسی معاکر اِستغفار
 اُنال صفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقول
 یقی من کان سجدا فی الدینا سجد و سمعت علی
 ولد عنون بے السجود الی السطعون یعنی
 سجد البقر قبل السطعون اسجد و ترجمہ
 یثنی کچھ لنگا اور سجدہ کرے، اسکو میں سجدہ
 سجدہ کا اور طہر داری سے کیا ہوگا کہ
 ایک بارہ بوجاد کی اور دوش سے کیا گیت کا
 ہے ناظرین اس بیت کو دھر کی گدی
 دوسرے گوید اردو کسا اور تین انگلی، اور
 ات تم سجدہ میں گرگو، جلد کچھ جرت سے کہ
 اوصاف کرو کہ اسی تقدیر الرحمن اُرکم کی طرف

हिरण्यगर्भः। समवर्तताम्रेभु
तस्य जातस्य तिरैक आसीत्।
मृदुधर एधि वीद्या मृते सोक।
स्मिदेवाय हवेषा विष्णुम॥

ان الذی یخفی فی السموات
والارض فی سببہ امام تھانوی
علی العرش ترجمہ تحقیق امام تھانوی

قرآن

وہ

ہے اگر خدا سے سیدھی راہ کے طلبگار ہو تو عقل و عقل کو کیوں دخل نہیں دیتے اور عقیدہ رکھنے سے کیوں گریز کرتے ہو قرآن میں عقل سے سو فیصد کفر مت جانو اور غلطی کو جہاں جو صحیح مانو۔ کیا صرف مسلمان کی ہی راست سیدھا ہے یا کوئی اور بھی۔ اگر کوئی اور بھی ہے تو مسلمان اگر قبول کرنے سے کیوں چکراتے ہیں یا جان نہیں لاتے۔ بھائیو! مقابلہ کر کے دیکھو اور سچ یعنی صراط المستقیم کو گہنہ اختیار کرو (صراط الذین انعمت علیہم انما اتواہ) جن پر تو نے نعمت کی (یعنی انصاف و عدل) سوا ہے ان کے جو غصہ کیا گیا۔ اور پرانے (والہ الضالین) اور نہ گمراہوں کی جو گمراہستان تماشے کے قابل نہیں ہیں خدا کا کسی کو نعمت دینا اور کسی کو غضب کرنا اور کسی کو گمراہی میں ڈالنا یہ تو خدا اس سے ہے اس کا انصاف قائم رہتا ہے نہ اس کا رحم نہ اس کا علم۔ انتم علیہم شیخوعلیم وصال علیہم سب کی تعلیم یہ خدا کیوں پھرتی ہیں پس ان اعمال کا نائل ہوا جو نہ کر وہ لوگ۔ اس واسطے یہ پراختیا (دعا) بہت نقصان رساں ہے اور خدا پرستان کو گمراہی سے بیان نادرگان کی تائید ظہر حسنی والا بھی کرتا ہے۔ نہ راہ آں کسانیکہ ظلم کرتے پراشتیاں قبل او جوہر بصر حق غضب خود کو یہ وہاں حبیب کفر اقدم خودہ قبل اہد جو جبکہ کسی سے کوئی عمل سرزد نہ ہوا۔ بلا طور جرم کا خدا مضمون الیہ سمجھا خدا کو ظالم ظلم و جابر اہل نظر مانا ہے۔

شک کی کا دھیان لاتے ہیں تو نہایت عجیب خیال سے اس تمام کار جان ایک خاص مرکز کی طیف معلوم ہوتا ہے۔ جو اس مبارک کا دھارن کر رہا لایا ہے۔ اور یہ عقدہ جنگ فضل الہی شامل حال نہو تب تک حل نہیں ہو سکتا اس لئے یہ رہتا ہے نہان انا ارشاد فرمایا ہے کہ جس قدر جنگ تم دیکھتے ہو یا وہ جو کہ تمہاری درشتی گوچر نہیں ہے یعنی لوگ کو کاتر و غیرہ۔ ان سب کو سرب شکلی مان سرب آدھار۔ جلد نشورنے ہی دھارن کر رہا ہے۔ اور وہ اپنے کام میں کسی سے سہانا نہیں لیتا۔

فضیلت ہفتہ نمبر تیس یعنی سب ایشورج کا داتا ہے۔ ہر ایک اس سے کرم انند حاصل یا ہے۔ اسے خود کسی اور سے مانگنا قطعی ناواقف ہے کیونکہ اس صفت سے موصوفہ ہونے والے اور کوئی نہیں۔ تمام روحانی برکتوں کا آغاز ہی مبارک آدم کیل سے جانا کیونکہ امتیاز قطعی لا تعلقی ہوسکتا اس میں ارشاد ہے ویر مقدس ایک براتما کے سوا سب اور کسی کو ایشورج یعنی نعمتوں کا داتا نہیں بتلاتے اور قبروں شیدوں و فرشتوں کی طرف جھکتے ہیں بلکہ تمام عالم کو اس سے دیاد ان کی طرف جھکتے ہیں لہذا اس سے نہایت آزادانہ طور پر رہتا ہے۔

فضیلت ہشتم۔ ہر ایک کو نیک بننے کی تمنا ہے۔ اور جابل سے جابل بھی اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے سچ کی تحقیقات بہت تھوڑے دنوں میں اپنے پیڑ جوڑنے کے سبب اپنے چمکتے جوہر نکلا ہوئے بھی جہلا کی آنکھوں میں نہیں

ہے کہ اگر نیک بنا جاو۔ تو نیکی کا خزان۔ سو بکار کرنے کے لائق ہوا تو سر قیض و ریشم سرب او تم ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ اسی کی اوپاسنا نیشہ ہم کے واسطے آئندہ دیکھا ہے۔

فضیلت نهم۔ یہ ارشاد وید مقدس کی ایک اعلیٰ فضیلت و بوتر اور پاکیزگی کا رہنما ہے۔ شدہ بتا یعنی برائیوں سے بچنا تو ترتا جیو کو اس کے دھیان میں لگا کر یوگت یعنی اپاسنا سے جوہر کو پرارتھنا کرنا کہ اسے میرے سوامی آپ جلال داتے ہیں۔ اسے سرب اتم یعنی مقدس جلال کا میری آتما میں یہ کاش کیجئے۔ آپ آندھکار سے اچھادت نہیں ہیں

پس مجھے بھی اگیان سے بچنے کی مسافر تھ دیکھئے۔ عید کی بکری و پھیر میں تیری خوراک نہیں اور نہ تو اس قدر بڑے رحم و کھلم ہے کہ تیرے پیٹ کے واسطے عاجز جانور ذبح کئے جائیں۔ ساقوڑ جو غور ہے اور نہ قتل کا طلبگار۔ تو پھیر یوں کی طرح خون نہیں پیتا اور نہ بھوکا ہوتا ہے۔ خون تیرے حضور نہیں ہو چکا۔ بلکہ تیرے سے دور پھانا ہے۔ پاکیزگی و یو تر تائی کی تکمیل صرف تمہ میں ہے نہ کہ کسی اور میں۔

فضیلت دہم۔ اس مقدس ارشاد سے کامل لشیر اور یقین ہوتا ہے کہ حقیقی دعا اور شانتی دینے والی اور پاسنا دی ہے۔ جس کے کرنے سے آپاسک کے دل میں کسی طرح کا شک نہ رہے۔ جو اس کے حصول کے وسائل ہیں۔ اول ان کا اگیان نہایت لازمی ہے۔ اور یہ بتلانا اس مذہب کا ذرہ ہے۔ جو کاملیت کا دھندار ہو۔ چھٹی کی پیچا کے کیا کریں۔ اور کہاں سے لاویں جبکہ قرآن میں شہر۔ شہد۔ شراب۔ یا نی کی بہروں اور جو وہلداں کے انار پتا توں اور مہ رخا روں کے سواے روحانی سرور کا نشان ندراد نہ ہے اور صدمہ مقام پر انہیں و مدد و عید کا محتاج و تمشق آئینہ بیانوں سے بار بار اظہار کیا گیا ہے۔ جن سے کسی حق پسند کی قلبی ہونی دور اند قیاس ہے۔ حقیقی نجات کامل شانتی دینے والی اور پاسنا کے نتیجہ پونچھنے والے کے واسطے ان کے ہاں دو الفقار کی دلیل ہے۔ اور بران عقلی کے بدلے ان نندوں کے یا سوں کی قلبی کو سرب کی سبیل ایک عہدہ عقل ہے۔ مگر اسے ناظر میں جس طرح دریا سے گنگ پر پہنچ کر یا سوامی طبیعتیں سیراب ہوئی ہیں اسی طرح اس سب کے آتماؤں کے پرکاش کرنے والے پراپتی ہو گیا گیان کے ساگر۔ یہ رہتا ہے جو حقانیت۔ وحدانیت و معرفت و طریقت کی چار خیزیں ہر گ۔ ہر۔ ہر۔ سام۔ اتر و پر پرکاشت ہیں انہیں برہم جرج سے پراپت ہو کر ہر قسم کی شانتی ہر طور کی قلبی ان سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور ان سے ثابت ہے کہ صاحب صفات کاملہ اور حساب برکات افضل و سبب او فیوض اعلیٰ و منبع سعادت عقلیہ برابری یوں سب کا گیان داتا ایک پر رہتا ہے دوسرا کوئی۔

فضیلت یازدہم سنسار میں جتنے مذہب ہیں عقل کو صندوق

کے پورے پرچم شہر کے مشرقی مشہور ہے کہ ملاں کی حدود مسجد تک پہنچا کر ان آریہ بھی خوش ہوئے
 اندھا خانہ جو تھے علم غیب ہیں خیال پہنچا کہ "اگر یہ تو نہ میرا تمام گنبد" اگر کوئی کافر اور کج
 اور غیر عادت ہونا خاص قیاس نہیں آیا تو اس کے اس ایک آیت وحی و ہدایت کے اپنے سامنے
 قرآن شریف سے کوئی ایسا آیت تو بتلا دے اور قرآن کی اس کمروری کو دور فرمائیے۔ اگر نہیں
 ہے تو مبارکباد ہو کہ تو بتلاؤ۔ اس دستور انعام میں سے چند صلحاں نکلائے۔ خداوندی
 مقفل کو چھوڑا نکلائے۔ بڑے شامہ سنگوٹے اور جعفر خیر کی تسکین فرمائے۔ اور اگر وہ
 لیاقت نہیں ہے۔ تو نہ پوچھنے سے بیجا چشم سوزن۔

اب چارہ دشوار ہے اور پورے طوطے کاڑھنا غیر قابل اعتبار ہے۔ مگر اب کوشش
 کو باق سے نہ دیکھو اور پھر شویا تونز پر عمل کیجئے۔ اسوس کہ آب و ہوا پر جانور ہے۔
 قیاسی کو کام فرما چھ بات میل در میان کرد اور اس دور و قارباں کے صفات سرگور
 کیا شیخ ابو اسر محمد و مسعود و اسد مقبول بارگاہ خداوندہ مسواری و اہل بندگی کا
 حدیث میں تاج و تاجہ کو دل و تعصب منزل کی تسلی کرتے۔ تو سرگردانی خدا کا فی پڑتی۔ اور بعد
 اکی ذات کے میں ہیں کہ نہ کماؤ کہ نہ لیتا۔ کسی دانے کی بیج کما ہے۔

نور گیتی پر نور۔ شہد جہور خوش نباشد بچشم نور تک کہ
 شور بختان بار زو خواہند مقبلان روز دال نعت مجاہ
 راست خدای ہزار چشم جنان کو بہترین آفتاب سہا
 اگر وہ دنیا را ج رحلت گراے عالم جاودانی ہوئے۔ گویا گئے گئے ہوسا رک بود
 اب گشت شاداب کا حکم کہتے ہیں۔ اور بظن جگہ نشور روز حروں ترقی کر رہے ہیں
 اب کسی طرح انہیں باوجود مخالف سے صدمہ پہنچے کا اندیشہ نہیں۔ ہدایات و ہدایت قدس پس
 چیمستان کی خیالی ہے اور فضل برکت اوی مقبلی۔ انکی عروسی بیٹے بیٹے نال
 و فلا سفران میں ہر اجمان ہیں اور دل و جہاں سے ست دھرم پذیر قرآن ہیں۔
 (۱) عالیجناب پندت شام جی کرشن و رادیاں ریاست تلامذہ اعلیٰ کروری کو نسل

راج اور پور۔
 ۲۔ عالیجناب پندت گوپال رادھری دیش کھیروان آریہ سماج بیٹی۔
 سوم۔ عالیجناب رانے مولراج صاحب ہمدادیم۔ اسے۔ سبج داپ پوان
 پر لہ پکاری سوجا اجیر۔ (حال پنج عدالت خفیہ ادرت سہا۔
 ۴۔ عالیجناب پندت دوار کاواس صاحب دما ایم۔ اسے۔ یرنیل صندیکال
 پٹیلہ (حال وکیل جی کرٹ مقیم انالہ۔
 ۵۔ عالیجناب پندت گورٹ صاحب ڈما ایم۔ اسے۔ اسسٹ ہڈ فیئر
 گورنمنٹ کالج لاہور۔

۶۔ عالیجناب پندت اہراؤ سنگھ صاحب شراما سرک کچ روڈ کی دکر ٹری آریہ سماج ٹرک
 ۷۔ عالیجناب لالہ سامیس داس صاحب دراپور ان آریہ سماج لاہور
 ۸۔ عالیجناب پندت نرائن کول صاحب شراج عدالت صدر جھج۔
 ۹۔ عالیجناب رانے نرائن داس صاحب درما ایم۔ اسے۔ دیس راولپنڈی۔
 ۱۰۔ عالیجناب پندت جیم سین صاحب سراجی سراجی۔ سراجی۔
 ۱۱۔ عالیجناب پندت راج کوشی شراما سرک کچ روڈ کی دکر ٹری آریہ سماج ٹرک۔
 ۱۲۔ عالیجناب پندت لنگا دین صاحب ریس ہمداد۔
 ۱۳۔ عالیجناب پندت جوشی شریو صاحب دما کمر ٹری آریہ سماج ٹرک۔
 ۱۴۔ عالیجناب پندت شریو صاحب دما پوان آریہ سماج ٹرک۔
 ۱۵۔ عالیجناب پندت ایشی ایشی نال صاحب دراپور ہمداد سراجی شریو و غیرہ وغیرہ۔

گرا کی طرف عدم توجہ کا قوا علی سبب یہی ہے کہ میں پہلے اپنی قوم کی اصلاح
 کرنی منظور ہے اور اول خویش بعدہ دوزیش کی مثل مشہور ہے۔ ورنہ میدان مباحثہ
 کی ہر ایک آریہ سماج میں آزادی ہے۔ اور ایک شہر میں ست دھرم کی مساوی۔ نہ تو یہ
 وہ وقت ہے کہ جو بلا سوارا گیا قتل اکافرین کو کہ سراسر کابندہ قوت سے امارا گیا۔ بلکہ مذرا
 صاحب کو ہر مذہب و طائفہ کی طرف سے ہر ایک اپنی سادہ مذہبی کے واسطے
 آزاد ہے عقل اب تحقیق پر مستعد جلا کے دل میں وہی بنیاد و جواد و خدا ہے۔ مری ہو گا
 و یا خدا جی نے اول خود وید مقدس کا درس حاصل کیا۔ بعد ازاں جب دیکھا کہ ہند
 میں جہالت اور تاریکی دور افزوں۔ محمدی اور عیسائی آریہ نسل کا خون کر رہے ہیں
 راستی عدم۔ پھر دی کے سبب ترسار ہے۔ اور ناراستی مستعصب دلوں کی بدولت
 برسر باز ہوگ کہ دیدوں کو چھوڑ کر گناہوں بنیادی قہم جات کو ایمان حار ہے ہیں۔ اور
 نگارنگ فرمیں یہ سیتوں کو زندگی کا مسراج ان رہے ہیں۔ حکم دہری سے طلب
 اور وہ کو کہ دینے سے غرض ہے۔ دورہ کوئی نہیں سوچنا کہ دھرم کس بلا کی مرض ہے تب
 انہوں نے سوامی بر جاتند جی سر سوئی ایسے گرد کی آگیا اوار جگت کے سدا پر
 کسمیت باندھی۔ اور وید مقدس کی تعین ہندوئیں کا دتر ٹھولا۔

کوش اہل جہاں خوش ضدی داتی دادہ نوید وید جس آں رہنمائے راستی دادہ
 کتاوہ ایزدی دابر اشکائے وید و عالم بدر و جگر کچ فہاں دوائے راستی دادہ
 زرد و از دوس دنیا رنگ کد تیارہ دہیا یو آں روشنگر صادق جلائے راستی دادہ
 ہمد اسلام کا لب مزگون گیتندور عالم نشان خورشید چان دکو راستی دادہ
 عبادت بابتان کروں مرد از مرد گاشتن برضہ اس عنالالت نیک مائے راستی دادہ
 تبرک ماسوا اشد دکو دطاش کرک زور و کعبہ سرشتن ندائے راستی دادہ
 بدل مقبول ارباب علوم و حق بینان تہ چو دایم دواش دروائے راستی دادہ
 نہ ہے آں کاشف اسرار علی پاک رانی

یہے ہمد عالم خوش طبع کے ہستی ہندو
 صد شکر آں خرتی تقسیم آریہ ورت کو دید باز بکشد ویدیم آریہ ورت
 ذاب گنج علم و دولت باغ گللاں خبر داد شد باز فخر عالم آریہ ورت
 نہرست خواب غفلت نغمہ جوئے فزونی پیدا کرد و بکشد تقسیم آریہ ورت
 ہجہ و پزان دستہ برعکس ویدیکسر۔ انگذیب آں نمودہ تقسیم آریہ ورت
 از وید جہر پشک کہ فیض وید مستند فرمود آں محقق تقسیم آریہ ورت
 نام مبارک ہونا ز کیشہ دنیا فذل
 کردہ دیا و شہد تقسیم آریہ ورت

سوامی جیو خود آریہ تھے اور آئے گرو بھی آریہ۔ بیشک بانی مانی آریہ ساتوں کے
 وہی ہیں۔ مگر ذریعہ ہدایت و ہدایت کے۔ جیسا کہ ساتوں سے آریہ جاتا کرتے تھے
 آئے ہیں۔ سوامی جیو نے ہم کو ایک نچھینہ لائزالی کا دینہ بتلایا۔ اور تصدیق بنانی
 کے واسطے برتان قاطع کا جادہ بھی دکھایا۔ تھے کہ قرآنی۔ کرائی۔ پورانی۔ اور عیسوی سب
 کے ذات تھے گروے۔ جیتم جس کا یہ بڑا کردہ پردہ بے تیزی جو کچھ مدت سے لوگوں
 کے دلوں اور عقول پر پڑا ہوا تھا دور ہونے لگا۔ یعنی صد مسلمان اور عیسائی
 اور عیسوی ست دھرم وید مقدس پر ایمان لائے اور سلطان سے رسوا ہو گئے اور ہر
 جہے ہیں۔ جیو خود آریہ صاحب کے صلح خود اسپریش بھی آریہ جیو کے فضل سے
 تین یا تینائیں انکھ من الشمس ہو چکے ہیں۔ خدا صاحب کو ہدایت دہوے۔
 قلم پر شہرہ لائے نزدیک ایک ایک انکھ ہم جو اپنی تباری سے اتفاق سے

۱۰۔ علم معارف کے بغیر یہ ہو سکتا۔

۱۔ دعوے پر پیشہ رتدم ہے اور اس کی سبب صحافت اور علم اور راہِ اودہ قدم پر

اس پر دلیل یہ ہے چونکہ یہ امر مسلم و یقین ہے کہ یریشور اور اسکی سب معفات

جاءے تو حادثات انسان پر کیا پیریشور جو الکیت دراز قیمت۔ مالیت۔ درواو لیتا اور ہم

اگر روغنیس قدیم نہیں تو سہ معصیت خدا تعالیٰ کے بھی قدیم۔۔۔ یہی حرم مجب (۹۰۸)

انادی یراتما کی انادی قدرت رقبہ میں موجود ہیں۔ عادت نہیں مادی ہاؤس میں

ولیں۔ بہرہٴ پیدائش، مخرج ہوتی ہے۔ ایک ایسے آپ سے دوسری کسی غیرت ملیں

کاٹکر یا جڈا کر کے، انی چاہئے۔ دھمی جیتے اندھیری رات سماقی میں بہت بے چین

تو فی الفور سوال ہوتا ہے کیوں؟ اور کس تیز سے؟ اور کب؟ اگر یہ جواب دیا جاوے

یا جبنا سے جدا ہے مباح سے بنایا۔ نویر العتر افاضی مانے۔ کہ کیا خدا پر اس سے پہلے اسلی

کے کہ وہ جو ان کے آگے سے چلا کرتا تھا وہ ان کے پیچھے سے چلا کرتا تھا

اس طرح ہی اعلیٰ ہے۔ اور راندنی نہ ہو سکے گا۔ اس کے بعد اس کے ہاتھ پر لکھ دیا کہ "میں نے تم کو جو کچھ دیا ہے وہ تم کو اپنا دے دو"۔

کائنات میں ہر شے کے لیے ایک جگہ ہے اور ہر شے کے لیے ایک جگہ ہے۔

فمن عرجهم من السبل إلى آيات الله فيهم وآياته فيهم

اور نہ کوئی (علوم منہارنہ) کے معلومات کے بغیر ملے ہو سکتے۔ اس واسطے ثابت ہوا کہ

ان مادوں کے نیسے اسے ہستی ہو سکتی۔ اور نہ ہستی اسے نیستی ہو سکتی ہے۔

دلیل - نیستی کے معنی یہ ہیں کہ "جو کچھ نہیں" اور ہستی کے معنی یہ ہیں کہ "جو کچھ ہے"

اس عدم قیادت سے سرآمد بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ بموجب حکم (علوم متعارفانہ) کے جو حیز

یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ روایت بھی کہیں نہیں۔ اور وہ نہ بھی نہ ہوتیں۔ اور علم ان

ایہ سچ کہ وانا انصاف دے تاں سکتا ہے کہ ان قصہ حات کے منجم کرے کیونستے

جہاں کوئی بات ایسی ہے جو ان کتابوں میں ہے نشان ہے اور قرآن اس بارہ میں

مستأثرین کے لئے نہ تو دار بجائی طور پر بھی قرآن قائل اعتبار نہیں یہ حمایت کے نامی قرار دیا جاوے۔

بہارِ حیرت میں یہ شیخ کی طرح قدیم اور نادری اور رائے وجود کے آپسی پریشور میں۔

بھی واقفیت رکھتا ہے۔ انکی غرض تکذیب کرنا اور آریہ سماج کے اصول دیکھنے سے انکو

اور جو کہ دنیا اسی کا نام ہے۔ اور طریق بازی آپ پر اختتام ہے۔ آریہ سماج کا اصل منبر اس ہے

کفر است و در طریقت تا کینه داشتن اینست نیست معینه چو کینه داشتن

کتاب ہے۔ اور اسی طرح کرتا رہے گا۔ کیونکہ اس کے گنہ گروں نے مجھ کو انادوی ہیں۔

दिवश्चैषिवाज्ञानं रिक्तमथस्वः॥

ہی اب بائے ہیں۔ اور اسے جی دیسے ہی بادیا گیا۔ یہ سب بڑے اماوی ہوئے کے اماوی ہاں
تلاو ملک کو گنازا کھ ضرور خراسے۔ گو کہ کہ تیر مسجداں کہ اماوی ہاں نہ فرستوں و مروت

کام ہے کہ یہ مائادادی رمانتے ملک کا کرنا ہے اور عند مائیدوں میں سرری کی

یہی پرے کرنا چاہا ہے اور یہ کرا رہا ہے۔ یہ کہ وہ جیسے سے کہ سکون بہتات کو دیکھ

دہلیت پرچم کو ناپس دوا اور سٹیس نہیں مائے۔ اور یہ اُن کا کوئی سے چپے کو سٹریڈن دیا
 ملنے پر یہ سٹیک برعقہ دوتہ اور نکو سید دے اور اُسکا ماننے والا اسد جا بک گا، ہوتا ہے

۱۔ جو کہ جہاں ہو جائے۔ وہی دماغ سے برآمد ہوتی ہے۔

۳۔ جو کہ اس وقت ہے وہ اس کی حود میں بھی جوتا ہے۔

۱۰۔ اگر کس مقدار میں برابر حصے کے چاروں تودہ سب آپس میں برابر ہونگے۔

وزن میں برابر ہو گئی۔

۴

تفسیر ہے کہ اہل تسنن تشبیہ کے اور اہل تشیعہ تسنن کے باہمی ٹکراؤ تھا کہ دورانہ میں جو پیش
 مذہبی میں اگر خون بہا رہے ہیں۔ ہر ایک اپنی ذات کو ناجی اور دکنواری جانتا ہے۔ دوسری
 قرآن سے بحرِ بطلان میں سرگرداں ہو کر مذہب کو مذکور کو حق جانتا ہے۔ حالانکہ کائنات عالم الصواب
 سچی ناری ہیں۔ اور بے پناہ جہالت و خواری۔ آتشِ نفاق سے مل چکے کتاب پڑھتے ہیں۔
 اور دوسرے نامانی میں حیران و بیباک رہتے ہیں اور غیالان سے مرعہ سرزد ہوتے ہیں۔ اور مکر
 و خدائے پر دل و جان سے گرویدہ کسی نے سچ کہا ہے۔

زاد کو کون کتاب ہے حق پرست
 حوروں پر روا ہے یہ شہر ہے پرست
 مجھے انعام صراطِ مستقیم و عام ذکر کا ہے ذکرِ زمرہ شہداء کیوں کر ایسے انعام بطور مکر
 انعام صرف دلدہ اور دکھلائے کے ہوتے ہیں۔ نہ کہ دینے اور دلانے کے تاکہ اگرچہ انہیں مقبول
 ہو تو ان انعام مقبول حراویں۔ ورنہ اختیار باقی ہے۔
 بیش دینا ہے دوسرے حق پرست
 جان جیش جہان نہ خود سداست
 گر خدایا بیکر خود جہاں
 گویت خلق کا میں ہنرمند ست
 پرستش کو پابند خیر سیری
 دل بعقیان و لب بسوگند ست
 ہنرمندان وصل تو ہی خواہی
 باقی ہیں خاص و عوام و بلند ست
 موسیٰ کو دی امانت پلیمس
 آخرت کا را با خداوند ست
 لعنت اللہ ہمارے گوشت
 کون خدو گردت باقی بند ست
 بر رسولان بلوغ آئند و بس
 بشنو و انکہ راست پر بند ست
 مجھے طعن فضول سے کام نہیں۔ اور نہ دوسرے یعنی مجھے کلام حق سے مصلحت ہے
 اور نافع سے نفرت پس مراد خدا جیسے دلائل کا ضعف و کمزوری و تلافی و گناہ اور انکار
 انکا بھی استدلال تابع ہم ہو چکا۔ لہذا کونو کے خون۔ اور یار کے دھرم کا مقابلہ کر کے
 خیر ان انصاف میں رکھ کے قوم کے لئے دھنک دور بین بنا دیا اور جو اور کو کو محبت و
 چاہا کہ مردہ لاکر حق صندق کیندے اس کی عمر کی کی داد دیا۔
 सत्यमेव जयते नान्धमेव
 सत्यमेव जयते नान्धमेव
 جھوٹ خواہ کتنے ہی قدر شود و کھلاوے فریاد اور
 دایلا چاوے۔ مگر راستی کی آخر کار فتنہ ہی ہوگی۔ اور نالائقی کو رند ہی پونہ ناما
 حق کا پرکاش کر دیا نافع کا ناکش

آغاز کتاب

یہ (آریہ) ایک سیافرق ہے۔ جو ہندوؤں میں پیدا ہوا ہے جو اپنی مذہبی مجلس کو
 آریہ سماج سے موسوم کرتے ہیں۔ ہندوؤں میں سرپرست بلکہ باقی سامانی اس فرقہ
 کے ایک پندت صاحب ہیں جو کا نام دیانند ہے۔ اور اس دھرم سے ہم اس فرقہ
 کو نیا فرقہ کہتے ہیں کہ وہ عام اصول جتنا کہ فرقہ پرانہ ہے۔ اور وہ تمام خیالات
 اور نظریات کہ دیکھ کر نسبت اس فرقہ نے پیدا کئے ہیں۔ وہ بیٹک مجموعی
 قدیمی ہندو دھرم میں نہیں پائے جاتے۔ اور نہ کسی وہ ہماش اور نہ کسی
 شاستر میں کیا بھی کو پیدائش کا یہ ہے۔ بلکہ بھلا و غیر مشرقی خیالات کے کچھ قرینہ و پانہ
 صاحب کے ہوتے دل کے بخارات ہیں۔ اور کچھ اسے سماج فطرت ہیں کہ کسی جگہ سے سرور
 کسی جگہ سے ناکامی ہوئی ہے۔ غرض اس قسم کی کار سازیاں اس فرقہ کا نائب مل گیا ہے
 پر تشیع مذہب کے اعتراض کرنے سے پہلے فرقہ ثانی کے کت کا مطالعہ کرنا
 شرط اولیٰ ہے۔ مگر وہ مشرقی نے نہیں کیا۔ اور سماجی حوالہ سے بھی شخص اتنی عدم
 ہوتا ہے حضرت آپ کو کہاں سے دریافت ہوا کہ آریہ ایک نیا فرقہ ہے۔ کیا عام حوالہ کے طور
 پر انکے بھی حق سے گناہ کرنا ضروری تھا۔ کوئی پندت وہی خزان کہ مذہب کو نیا فرقہ

یہ فرقہ
 آریہ سماج
 کا ہے

نہیں کہتا۔ بلکہ اہل حمان متفق البیان ہیں کہ آریہ دھرم سب سے قدیم اور شرف یعنی اہم ہے
 اس کے تمام اصول قدیم رشتوں اور رشتوں کے دلائل منقول و مقبول سے حصول میں پیر قدس
 جو اہم الکتاب ہے۔ آریہ دھرم بھی کاھیل باب ہے۔ آریوں کے تمام اصولات و عبادت مشہور
 ہیں اور بعد عالمگیر پانچویں تک مفسر موجود۔

ات یہاں پر ثابت کیا اور ثابت ہے کہ آریہ دھرم درحقیقت سیافرق ہے یا نہیں۔ اور ہندو
 قدیم ہے یا جدید۔ اول خود وہ مقدس کی بابت خود فرمائیے کہ قرآن ذیل اور وہ۔ قرینہ
 وید میں سے کون سی لیک ہے۔ اور کون قدیم کس میں گمان کی تعلیم اور تعلیم ہے۔ اور کس
 میں قصہ حیات و فسادات کی تقسیم و تفریم۔ و تفریم وین بادشاہ کے وقت عرب میں ایک غیر
 صاحب پیدا ہوئے۔ جہاں نام خود ہے۔ اور جب دنیا کے شجرات کرتے اور تجارت کے سرور و نمان
 میں نفع و نقصان بھرتے آئی عمر سال کی ہوئی۔ تب قدیم بت پرستی سے دل گھرا یا اور
 اسی گھبراہٹ میں قرآن کا دھیان آیا۔ جسکو اصل عرصہ ۳۰ سال کا مصطفیٰ ہوتا
 ہے گویا ۳۰ سال سے دین محمدی اور قرآن جی صداقت پر ایک امانت و گمان ہے ۱۸۶۲
 سال سے انجیل ہے جو مسیح کی ہدایت پر دلیل ہے گویا ۱۸۶۱ سال سے مذہب مسیحی کی بنیاد
 ہے۔ جو ایک دین سے ۵۸۲ سال اور اب ہے۔ و اوڈ سے پہلے مذکور مفقود و حق یاد سے ہے
 آگے تورت مہندو و ہندو مذہب سے اسے پہلے خدا کا رسول تھا۔ اور بقول پارسیوں
 کے نزدیک بارگاہ مقبول جسکی نبوت کا اکثر علماء مسیحی بھی اعتراف کرتے ہیں۔ تاکہ اسکی
 صداقت و حقانیت و مغفرت کا مہر شرح اظہار۔ فاضل شہر دہلی۔ علامہ شہر دہلی و علامہ
 دورانی و تیر حیدر آبادین وغیرہ ان سے مشہور ہیں اور انکی تصنیفات میں شہادتیں مذکور
 ہوتی ہیں۔ پہلے مسلمان کا نشان نہ تھا اور غرض کہ ہم سال سے زور و شرف کے ٹٹاؤ سیتھا
 کا ذکر دیاں درامہ میں ہفتھش کا سال جلوس ۱۹۲۸ء سال سے پرکاش مان ہے۔
 اور حیات انعامات کی ردیف (دف) اسے یہ اظہار کی ہدایت کا نشان ہوا تاکہ مشہور ہوتا
 سمیت راجہ جہد شہر رولج داشت۔ راجہ مذکور مذکور و ایشان در آغاز کھجک حال نور و
 تمام جہان را بر کتا و دانا اس زبان اور سبب ابالت (یعنی جلوس و تخت نشینی) اور جہاز
 ہزار و نہ صد ہشت سال گزشتہ آئیک ہنرتوں میں بھی وہ مسطور ہوتا ہے۔ جس سے
 ہمارے صداقت و قدامت کا ظہور ہوتا ہے۔ بلکہ طوفان لوح و جلوس ہنرت کا ایک
 ہی حال ہے جس سے اہل تعصب کا دل سراپا بطل ہے۔ اور اس ردیف ک سے
 بھی ہمارے اس دھرم کا اثبات ہے۔ جو حان خلیف کیلئے اسطے چاروں طرف سے آقا
 ہے ہمارے طوفان سر آخانانہ حادثہ طوفان گزشتہ سال شخصی حقیقی وادھرمی تبدلئے
 سال انہی گزشتہ ۲۰ سال میں چار ہزار و نہ صد ہشت و ہشت سال گزشتہ

صحیفہ و آسمانی پارسیاں یعنی نژاد و ستھامین زور و شرف سے غیر تلافی ہے کہ یہی حکم جو
 ٹکڑے تلاتے ہیں۔ ہر دو ان یعنی خدا سے ہر سے ہمت پہلے وید میں نازل فرمائے ہیں
 اور اب تک کے واسطے مجھ کو یہ پتا ہے کہ میں تم کو سناؤں۔ اور راہ راست پر لاؤں
 اسی اساتذہ کے آخری و ساتیری میں تحریر ہے کہ "یاس نام نہ من ہندوستان سے آیا
 اور زور و شرف سے مباحثہ کر کے جذباتوں کو دریافت فرمایا۔ بلکہ یہ وہاں پارسیاں نے زور
 کو یاس جی کے جواب کا مل نہ تھا کہ یاس کی بابت انشاء فرمایا۔ کہ یہ ہے یاس نام از ہند
 آئیں وہاں کہ نہ من ہند کس جہاں سے ہندو دھرم کا دھرم گزشتہ انہی ہندو کہ ہندو
 و کرد۔ مگر وہ ایک ہمت و دہرہ سنی گزشتہ انہی ازہمائی کہ یہ ہمتی خود راست مقبول را
 ہر اور سلف و موجودات گردانیدہ خود ہر وسط دیگر ذہن ہر آریہ۔ بلکہ انہی گزشتہ و زور
 ہر جہازات یاس۔ و فرمودہ ہستی پر فرشتہ سالار و سر و شید دیگر اقرارے مدعیان نیست و
 دیگران را اقرارے ہست یعنی واسطہ ہست۔ غرض تک یہ بات ہر طرح۔ کیا بلحاظ تواریخ کیا

حصہ سوم

تکذیب برائین احمدیہ جلد اول

विश्वानि देव सवितुर्दूरि तानि पशु सव ॥ यद्द्रं तन्न आ सुव ॥ १ ॥ यजुर्वेद ॥ अध्याये ३० मंत्र ३ ॥

ہوتے ست دگیان نے رہے سدا اند سروپ۔ انت سادھ گت انت دویانے دگیان دویا کر۔ یہ مشور۔ آپ تمام جگت اور سب دویا دے کر کاش کر کے انہوں سے انت دے دے اور سب جگت ادبناک ہو۔ میں رہے کاموں۔ بڑی خواہشوں سے دور کر کے سب کو سکوت یکت بعد رکھنا کو بریت کیجئے۔ ایک کربا ہی سے سب دگنوں کا اس ہوتا ہے۔ یہی سہا تھا دیکھئے۔ کہ ہم کامل آدو گت سے ست کے پرکاش میں مستعد ہوں۔

یہ ہم دیا تھا اور جہاں کر پائے سے بریت عام اور شانتی تمام کیو اسٹے ایے گیان بریت ننان کو بذر پیر۔ الہام شری آگنی۔ شری دایو۔ شری آرت۔ شری انگری جی ہما ناؤ کے شری کی آد میں پرکاش کیا۔ وہی دگیان موسوم بہ چار وید آجک ہمارے عالم علم کل کی طرف سے یہ قیامت ضروری تھا کہ انسانی حوائج کیو اسٹے کامل گیان اوی عرفان کا نمایاں فرمائیں اس سرب اثر پامی نے اپنی لا محدود دویا کے گوش سے ہمیں متغیض بنایا۔ وید مقدس کا جلوہ دکھایا۔

جان لے حق کی اگر بھان ہے	وید ہر اک در دکا در مان ہے
وید اقدس را زودان غیب ہے	لے نشان کا عزم لاریب ہے
راستی جزوید کے نامید ہے	وید کیا ہے مدح کا پس دید ہے
جو عشقی محروم ہووے وید سے	دور ہے وہ دولت جاوید سے

اندوزں جیکہ آفتاب وید مقدس کا ہماری فطرت کے ابر میں آگیا تھا۔ اور جہاں ہندو پال مڑ سے دور ہو چلا تھا۔ ایک آدوادیہ بیکریم دیا نا کا اظہار فرمایا۔ یعنی شری سوامی جی کے من سوجی جو کہ مستعد بنایا۔ جسے جگت یتنا رتھ کی بدولت ہمیں قریب وید کی سچاوں سے نورانی ملی۔ اور قریب سے ہی دونوں میں جہاد کر گئے کہ اصل مراد دکھائی دیا اور اہل جہاد کو اپنے گے دون پھرانے کی امید ہوئی۔

باعث اس تمام انقلاب کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ عرصہ سے کہ یہ ورت رویی جہاز کے کیتان ہمیشہ عشرت میں بڑا خدمت معوضہ کو بھول گئے تھے۔ اور وہ تمام باتیں اور دور جہاد ستاہ حقیقی سے آگے نہ گئے۔ خود غرضی اور لاپرواہی سے انہوں نے طبع کے دواوں میں ماند کر جھبا رکھا تھا جو ہی سوامی جی نے صداقت کا جھنڈا اٹھایا۔ اور وید مقدس کا دیا گیان سنایا۔ جہاں کا پھر راتر تھرا رہا۔ کہ وہ اپنا دانی کو جیکر کیا۔

جو ہمیشہ را خواہ دنیا قتاد	تزلزل در اقوام جھٹ لافاد
قرآنی کربانی۔ یوسانی تمام	قتاد ہر یک را بنیاد خام
یاد و دیکھاں انداز صدق	بے سادہ پر زور آفتاب
بسا پندت دلوئی یادری	بنا حق شہادت شدہ مغتری

ولیکن ہمہ ہر کف انگنید
ہما ہماں کف ہر دوش قد
نہ تقو صداقت را قسوں کری
چراک ست حق را دایان کاوی
کسانکہ خود شیرہ طینت اند
ذخو شد محروم در فطرت اند
بایست طلبکار صدق و صفا
خدا را بجز ار معنی در آ
بچشم خود وید مقدس را برین
مکتوب شواذ نور دنیا و دوس

یہ لکھ آجکل ہمارا منکار مباحثہ کر رہے۔ اور بظان نادر جہاں کے ابھیں اور تفت رزم دار زہم ہے۔ اس واسطے اکثر کتب غیر مذاہب مطالعہ میں آتی رہتی ہیں اندوزں ایک کتاب پورا اھیں (الاحمل ناہ جسکے مصنف فرزند غلام احمد صاحب ساکن قبا یان قلعہ گورداسپور ہیں) مطالعہ سے گزری۔ (علامہ مہدی جی کے اس کا مصنف دس ہزار روپیہ انعام بھی مجیب گئے تھے میں اسے کا اقرار می ہے۔ اور یاد جو ناداری کے دل و دماغ میں دھوئے دیوئے جیف آف قادیان اپنی اریسی و سرداری ہے۔ ناظرین سکر دور کے دھول سہاوانے ہرے ہیں۔ اور تمام تھوڑے شاہ جی کھلائے ہیں۔ وہی حال ہمارے دس اعظم صاحب کا ہے۔ تمام ہمارا دھن خیالی بلاؤ اور تمام ملکیت نیٹ من کا لاؤ ہے جب تقدہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ بھی موجود نہیں ہے۔ تروالدہ دھن خیر الما کرین۔ اس اشتہار سے حضرت کا کیا مقصد ہے۔ سچ ہے۔ ان کید قادیان عظیم۔

ہر این الاحمدیہ کے مصنف نے روپیہ کیا کیا ایک ملاؤ خاک کالابے۔ اور عرصہ آٹھ سال کوئی طرح کے مکر و فریب اور حیلہ و حرام میں آلا ہے۔ کتاب میں کہیں جو عرصہ و اوروں گالی گلوچ جو ہری ہے۔ کسی جگہ بیسیائیوں کو کوس رہے ہیں کسی جگہ مسیح کو ناخلفان اندنا رہے ہیں۔ اور کسی جگہ آریوں کو برا بھلا تیار ہے۔ سچھے اس جگہ کسی اور سے سرور کار نہیں۔ اور نہ ہی کسی غیر کا مختار۔ ہاں اگر قادیان دھرم کا پیر و کار ہوں۔ اور وید اوستا صد کا بندہ حق تبار۔ پس اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ برہمن احمدیہ کو نیز ان انصاف میں تولو اور ان کا امتحان کروں۔

خوش بود کہ حکم تجویز آید بھیاں
تاسیہ روی شود ہر کہ در دوش باشد
جلد اول میں مرزا صاحب نے ظاہری خود بے بود بکر روپیہ کھانے کے سہوہ پڑے حقوق میں ایک اشتہار کامل اور صورت لکھا ہے۔ جس سے سوائے ظاہری شجی کے کوئی کسی طرح کا فیر نہیں نکل سکتا۔ اشتہار کا ایسا لفظ نہ کہ تصدیق کرتا ہے کہ ظاہری رادو دیا ناگ دور۔ اہل انصاف جانتے ہیں کہ ظاہری خودوں پر مرزا صداقت کا خون کرنا ہے۔ ایک دانا کا قول ہے بیشک آنت کے خود ہوئے نہ کہ عطا کر دیو۔ مطلب انکا اس تمام لاف و کذاب سے صرف یہی ہے کہ کسی طرح روپیہ آٹھ آئے اور دیا۔ پھر جو بھائے۔ مگر مرزا صاحب کو یہ خیال نہیں ہے۔

کلید ویر دور بخ است آن ناز
کہ بر روی عالم گذاری دراز
ان چال بازیوں پر خواہ کوئی جاہل مائل ہو جائے۔ اور حق سے آٹھ اٹھائے کہ عقلا ان شکندوں سے سراسر سزا ہیں۔ اور دانا ان دھوکوں سے آگاہ و واقف کار جہاں کا دور دورہ اب نہیں رہا۔ علم کے آئینے کھولیں۔ محمدی اور مسیحوی معجزات قدر کے لائق نہیں رہے شیعہ ماننے والی رہتی ہے۔ کیونکہ اس کے شائق ہمیں رہے۔ بسے
زبانہ بسا طر نو آیش نداد۔
شدہ آن مرغ کو خایہ لڑیں نداد۔

اس طرح کی حیلہ بازیوں سے قوی سادہ بیکار رہے۔ اور بجا بحر فوہل سے قزاقی حادیت و شوارہ ہے۔ کیونکہ خود عند شہاد دی ہے۔ معترف اگنی جی کشت ہے۔ وہ سب عین فقرہ کلام فی الہاد آوا حاکم یعنی یہ قدر فرزند مومنہ گئے ہیں سب دور کی آگ میں جھلکے اور دست ہر ایک جہاں نامزد کیے جینگے۔ لیکن ایک بدشتی ملائے گا۔ نہ سجات پاے گا۔ اس پر رتھ

صَدَقَ بِهِ لِيُطَهِّرَ بِهِ

وہ اسی زمانہ کے ہیں جب سب دھرم لوہ بوجھا تھا۔ اندھکار پھیل گیا تھا۔ پس
ایسے حوالے بھی دانا آدمی پہلے بند پر نہیں ہو سکتا
باقی چوک اور شہر خن کے حملے کے ڈر اکثر صاحب اندوار میں جلد اول صفحہ
۳۹۰ میں دیتے ہیں۔ ان کے شلوگوں کی ہم سے پڑتال کی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں
نے غلطی سے ان کتابوں کا نام لکھ دیا۔ کیونکہ وہ ہر دو شلوک دونوں ترجموں کے ان
توضیحات میں نہیں روکھو چوک و شہر سرت مطبوعہ کلکتہ مشہور سرتی
میں لکھا جو بندت جیواندے طبع کرانے ہیں، ہمارا بھیارتھ اور رامین کی بابت متر
صاحت لکھتے ہیں۔ اگر ان میں اسرارہ تو ہے لیکن مفصل ذکر یا واضح بیان اس بات
کا نہیں۔ کہ گائے کا گوشت بطور خوراک استعمال ہوتا تھا۔ (صفحہ ۳۵۹ جلد
اول اندر و آدین)

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ حق و باطل کی تمیز کے واسطے کچھ تھوڑا سا اور عرض
کریں۔

سوال ہوتا ہے کہ اگر درحقیقت یہہ قربانیاں نہیں ہوتی تھیں تو سائیں۔ ہمدھر
متر و ہر لوگوں کو یہہ باتیں کہاں سے سوچیں۔ اور کیوں انہوں نے ہندوہو کر ایسے مذہب کے
پر غلط بات جو بڑی کی

اس کا جواب صاف اور واضح یہ ہے۔ کہ ہندو مذہب کی اندرونی حالت ناگفتہ
بہ ہے۔ وہ کوئی خرابی ہے جو اس مذہب میں نہیں۔ بام مارگ اس میں
موجود ہے۔ شیعہ جی اور جگر کی پوجا اس میں موجود ہے۔ خود خدا ہے ہوئے
ہزاروں ویدانتی اس میں موجود ہیں۔ اگوری لوگ اس میں موجود ہیں۔ رادھا
سوانے اس میں موجود ہیں۔ جولی مارگ اس میں موجود ہیں۔ مسلمانوں کی
قبول شہیدوں جتنے کہ مشرکوں کے آگے سیتلا کے واسطے کہ یا یہہ پوجتے ہیں
سیتلا کی یہہ ہمارا ج تعریف کیا کرتے ہیں کہ گہرے پر سوار۔ برہمنہ بدن۔ ناقہ
میں جا رہا۔ سر پر جھیا۔ ایسی سیتلا گوہندوں کا منکار بھیجے۔ پس ایسے مذہب
والوں سے راستی کی امید ہو سکتی ہے۔ جھوٹی تاویلیں کرنے میں یہ لوگ لانا ہی
ہیں۔ اور علاوہ ہراں خود غرضی میں اپریل قول کو بات کر دیا کرتے ہیں۔ انہیں
ہندوہندوؤں میں سے ایک نامی گرامی نہیں۔ رام کشن کے اوتاروں پر مشرک
کرنے والا مشن میں ملازم ہو کر ہندو مذہب کی تردید اور عیسائی مذہب کی تائید بھی
بنایا کرتا تھا جس کا حال نجاب کے اکثر شیعہ لکھے آدمی جانتے ہیں۔ اسی کے
بھائی سیکندروں اور موجود ہیں۔ اور خصوصاً نامی گرامی ہندوؤں نے تو دید کو
اپنی بدچلنی کے واسطے آٹھ مار چکے۔ تاکہ لوگ بہانہ و دیک ان پر عرض نہ
ہوں۔ انہیں دنوں میں مورتی پوجا کا ساندہ دیا بھیجے حالانکہ اس کا ویدوں
میں سارخ تک نہیں۔ بلکہ صریح اور واضح طور پر تردید موجود ہے۔ لیکن ابھی تک
اور شاید چند سال آئندہ تک خود غرض لوگ یہی کہتے رہیں گے۔ کہ ہم وید کے روئے
مورتی پوجا کرتے ہیں۔ اور یہی ان کی اور پوجاؤں کا حال ہے۔ ہم پہلے ہی ایک
کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ سائینا جادوہ اور ہمدھر وغیرہ لوگوں نے خود نام مارگ
تس گراہ ہوا عالم کے گراہ کرنے میں خردہ کسرتیں رکھی۔ اور جہاں تک بن سکا
تاویلیات لایا ہے کہ اور قصہ جات ہے جسے بھگتہ ام مارگ دیا جس پلا دیا۔ اور سرت
میں ہونے کے سبب کے عام بندت تو اعراض کرنے سے ہے۔ جہاں ان کے بھیجے
لگ پڑے۔ اور ہر سے بندت مستثنائے چند فضلاء کی زبانی لذتوں اور
جہاں عیسائیوں کے بھیجے میں نہیں گئے۔ جہاں وید میں کو لفظ دیکھا گیا ہے

نے لکھا یہاں استو لفظ دیکھا گھوڑے کی قربانی مراد لیلی۔ جہاں پر شہر طابا
قربانی کے واسطے اگھوری لوگوں کی عزت رکھتی۔ جہاں شتو لفظ دیکھا شیو کی
پوجا۔ سورج لفظ سے آفتاب پرستی۔ چندر لفظ سے مناب پرستی۔ شتو لفظ سے شیو
جی کی پوجا۔ شتو لفظ سے کہ ہندو کے رہنے والے کی پوجا۔ غرضیکہ کسی لفظ کے آئے
سے ہندو اور دوجا کا لکھ لکھتی لفظ سے گیش ہندو اور دوجا کا لکھ لکھ کر گتہ اور ماتھی کا لکھ لکھ
ایک ذات تو گھر موش پر سوار کر کر ہندو کے دروازہ پر بٹھایا اور تھوڑا
ساتھ ور لکھ کر اس کی پیشانی کو سرخ بھی کر دیا جسے نور کے نور ہو گیا۔ پس ایسے
شخصوں کے قول قدر کے لاپتہ نہیں۔ سوائے قدر کے شیشی کرت آتش گرتھوں اور
وید مقدس کے کوئی گرتھ راستی کے مملو نہیں۔ بلکہ جو تھوڑا اور فرب سے جملہ ازی کر کے
ست گرتھوں مثلاً منوہارت میں بھی کہیں کہیں است ملا دیا جس کے سبب سے
طالبان حق کو قدر کے تکلیف دینا سکتی ہے۔ مگر مروجی نے اس حق و باطل کی تمیز
و تحقیق کا اچھا طریقہ لکھا ہے۔ یعنی جیتیک وید کے خلاف ہر خواہ کوئی ہو وہ دھرم
لپٹک ماننے کے یوگیہ نہیں۔ دلیل۔ ترک اعراض۔ معقولیت سے ہر ایک بات
کو سوچ بجا کر قبول کر۔ اندھا دھند پیروی کرنے سے سوائے نقصان ایمان اور
کسی ہمدی کا گمان نہیں۔

نہیں سائیں یا ہمدھر۔ یا مہر سے کوئی غرض نہیں اور نہ دلس سے کوئی خاص
مطلب ہے۔ پر مینورے ہمیں آنکھیں دی ہیں۔ اور سنسکرت و دیانتے میں
ایک موجود ہیں۔ ہم اندھا دھند کسی کی پیروی کیوں کریں جس طرح مورتی پوجا
یا بام مارگ یا دیو پرستی کے بارے میں ہم ہندو مرتبہ دیکھ چکے ہیں کہ ان پندھوں
صاحبوں کی رائے غلط ہے۔ اور صرف غلط ہی نہیں۔ بلکہ باطل ہے۔ وہ
وید کو ایسے پیچھے پٹا پاتے ہیں۔ اور اپنا طبع اور مطلب ان مقدس کتابوں
سے جن میں ان کے بنیاد کہا و قوں۔ یا دوجی کتابوں کا ایک لفظ تک نہیں شایہ
جاتے ہیں۔ مگر شیشی کرت گرتھوں سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اور نہ ان میں
کبھی بھوئے بھگتہ نگاہ ڈالتے ہیں مدہ ویدوں سے اپنی عرض نفسانی پوری کرنی
چاہتے ہیں۔ و ویدوں سے صحیح تحقیق نہیں کرتے۔ بلکہ دریافت کرتے ہیں کہ
میں سے کتنے برس وید پہلے آدمی آیا ہوں جسے طوفان سے کتنے برس پہلے بھوئے
اب میں برج بام کی لاکھ کا تو اسٹیک بنا شیا خیال ہے۔ مگر سیت بندر ایش کرکٹ
جیا بوجی کی تحقیقات کہ نانا گوار گرتا ہے۔

وہ لوح کی کشتی کا طول و عرض بسر و چشم قبول کرتے ہیں مگر قدم فاضل آریوں کا
قلوہم، نویر سے ماسر ونا۔ رنج و معلوم ہوتا ہے۔ وہ ان فاضل لوگوں کی قدر نہیں
کرتے۔ اور ہندوہندوؤں سے اچھا بھلائے ہیں۔ بلکہ تلاش کرنے میں کہ ان میں گرتھ
یا شہید کہاں ہے۔ تاکہ جس کو بھگتے میں کام آئے تیوگ کا ایک فقرہ نہیں
جانتے ہیں۔ اور نہ عبادھی کے کسی اس سے اس ہے۔ بلکہ ساری عمر میں کبھی ہندوہندو
یا پرا نا یا م بھی نہیں کیا۔ اس ناواقفی میں بڑے زور و شور سے لوگ کا تجاس بھیجیو
رہے ہیں۔ مگر یہاں تمام کانرا لیں ہزار دھند ہے۔ کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ اب
لوگ صرف سنتے ہی نہیں بلکہ پڑھتے اور دیکھتے بھی ہیں۔ تو پھر کس طرح غلطی سے
کسی کی غلطیوں اور راستی اور دھرم کے برخلاف رائے مان سکتے ہیں۔ متر صاحب
نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱ پر شری سمرتی والے شلوک کا ارتھ بالکل لکھ لکھا۔ وہ
شروت کا ارتھ مقرر کرتے ہیں۔ حالانکہ شری سے مراد ہے۔ کیونکہ اس شلوک میں
یہہ بتلایا گیا ہے۔ کہ سمرتی۔ شری۔ اور پورا انوں میں جہاں ہر دوہ سمرتی پورا ان

مگر میں کرتے ہیں تمام منتر میں کوئی بھی ایسا فقرہ جس کا گائے یا اس کا گوشت
ترجمہ ہو سکے نہیں کسی ماننے سے کہتا ہے یہ
دیکھ عقیدہ شریا کے انگریزی سبھی اندھے کو اندھیرے میں ہر دو کی
بادری ۱۶ یجروید ادھیہ ۲۴ منتر ۲۰ گائیکین پرستہستی کے لئے قربان
کی جائیں۔
آریہ - جس منتر میں پرستہستی لفظ ہے وہ ۲۷ نہیں بلکہ ۲۸ ہے۔ اور اصل اس
منتر کا وہ فقرہ جس پر آپ کو وہم ہوا ہے یہ ہے
बृहस्पति ये गोव्यास्तव उवाच
اس کا ترجمہ صرف یہ ہے کہ ہمارا وائی رکشا کے لئے گائیکوں پرست ہو۔
اصل میں اس منتر میں جانوروں کے بچاؤں کا اور بن ہے۔ اور اس سارے
ادبیائے میں بھی مضمون ایسے جانوروں کے بچاؤں کا اپنی غور کرنے کی
بابت ارشاد ہے۔ ماریکا کہیں نام و نشان نہیں۔ میں دعویٰ باطل ہے۔
بادری ۱۹ تیسرے برہمن ۳۰ صفحہ ۶۵۸ کہتیا اسپس راوی زبانیاں کے
صلان میں مہکورتانی کی یہ ہدایت ہوئی ہے۔
آریہ - صفحہ ۶۵۸ پر تو ایک لفظ بھی نہیں اور تیسری برہمن کے منزل میں کوئی ذکر
ہے مول میں حرف ہی لکھا ہے۔
आग्निं देव्यान् पशून् पारोति अ० ۱ वा २ ॥
البتہ ستر سائیں اسی شیکا میں صرف صفحہ ۶۵۵ و ۶۵۶ پر ایسا ذکر کرتا ہے مگر
معلوم نہیں کہ وہ کس کا ذکر کرتا ہے۔ میں نہیں اس سے کوئی اعتراض نہیں۔
بادری ۲۰ - اسی پر اتھنا میں ایک اور رسم کا ذکر ہے جہیں ایک بڑی
نقد آؤ گائیکوں اور دوسرے مویشیوں کی قربانیاں ہوتی تھیں۔ یعنی شتر پارچ
سالہ کو مان کو بولنے ساڈا۔ اسی ہی بولی پر پچھیاں کم از کم سالہ انتخاب
کی جاتی تھیں۔
آریہ - تیسری برہمن میں حرف یہ عبارت ہے ॥ समहशा प्रजापते ॥
جس کا اترکہ یہ ہے کہ پر جاتی کا ہی نام سپت و ش ہے۔ کیونکہ وید میں اس کے
استوم میں زیادہ کوئی ذکر نہیں۔ آپ اس سے خواہ مولیٰ نکالیں
یا انسان آپکا اختیار ہے۔
بادری ۲۰ - اس گھوڑے کے ساتھ اشومید میں قربان ہونا تھا
ایک سو اسی یا تو حیوان ذبح ہوتے تھے جہیں گھوڑے - سانڈ - گائے - بکری وغیرہ
ہوتے تھے۔ تیسرے برہمن صفحہ ۶۵۱
آریہ - اپنے نمبر غلط لکھا۔ تیسری برہمن ۳ - اڈواک پر پانچ ۹ صفحہ ۶۵۱
ہے۔ اصل عبارت وڈاں کی یہ ہے۔
प्रजापतिरश्वमेधमसजत। सो असात्सृषो
अपाक्रागत। तम। तमवा दशिमिरनु प्रायु
हतमा ग्रेहा। तमा प्त्वा प्रा दशिमिरावरुक्ष। यद
वा दशिन आलभ्यते यक्षमेव ते राप्त्वा य
जमानोऽवरुथे। संवत्सरस्य वाशष प्रतिमा।
यदवा दशिनः द्वादशमासा पञ्चतिवः ते।
ब्र० ३ अ० १ प्र० २॥ पुरुषोवाव संवत्सरः मे
प० ५ वा ३ ॥

پہلے پتیا یا کیونکہ گھوڑوں کی تہی کے لئے پھیری کا دودھ بہت اہم ہے۔ واجہ انہم پر
سندھ کر نیوالا جن سندھ راہوں میں پر سیدھا نکلے لئے وشیش گیان کیا کہ سب طرف
سے بر سر سبز بنائے ہوئے ان کو پراپت ہوتا ہے۔ وہی کبھی ہوتا ہے۔
مختصر (۴) جو بیش بہت رتوڑوں میں اتم دودھ والوں کی بار سیدھا کر نیوالے
رکتہ کو تین بار سب طرف سے پراپت ہوتے ہیں۔ واجہ اس جگہ میں دب
گلوں کے لئے پتیا کر کے والے کا پھلا سبوں یوگ بھاگ سے گس کو پر کشا
سے جانا ہوا۔ پانی کے یوگہ بھاگ سنگ کر کے یوگہ یوگا رگو پراپت ہوتا ہے
ان کو سنگار پکت کریں۔

مختصر ۶۔ جو کھیتے کے لئے کاشٹ کاٹنے والے ساور کھیتے و پراپت کر نیوالے
لوگ گھوڑوں کو باندھنے کے لئے وشیش برکھش کاٹتے ہیں۔ اور جو گھوڑے
کے لئے پتیا و ایک مصالحہ کو طیار کرتے ہیں۔ اور جو ایسے کام میں ہر طرح سے آدمی
ہیں وہ سکھو کو پراپت ہوتے ہیں۔
مختصر ۷۔ جس نے دودھ والوں اور تیری و گیان اور براتی کی خواہشوں کو داندن
کیا ہے جو سندھ مانا۔ اور اوکٹ گیان اور آشاؤں کو اچھی طرح پراپت ہونا ہے
جو دینا رتھ گیان والے بدھی مانے پسے پسند کرتے ہیں۔ ایسے جن کو اوکٹ دودھوں
کی بیشی پکت یوگا میں لوگ نیت کریں۔

مختصر ۸۔ سے دودھ والے یا لے بانو رکھنے والے گھوڑے کے جس کے ہوئے کل
بھن منانی کھکی کھاتی ہے۔ یا اس کھکی کے کھانے سے جو کھو ڈراکش سے چلائے
کر تم اوکٹ گیان کر کے والے ماقول اور تھوٹوں میں سب چیزیں تمہاری درست ہوں
لیئے لوگروں کو گھوڑے درگندہ ربت۔ لیپ ربت۔ شدہ کھکی۔ اور ڈاسنی
سے ربت۔ رکھنی چاہئے اپنے ماتھے تختاری وغیرہ سے اتم قاعدہ کے مطابق اپنی
اچھا انگول جال چلوانا چاہئے ایسا کر کے والے سے گھوڑے اتم کام
کرتے ہیں۔

مختصر ۹۔ ہے دودھ والوں انکو شدہ کر کے اور بانیاں جو پٹ میں ٹھہرے
ہوئے اور کر کے سے نکلنے لوگ ان کو گندھ بان والے کے ذریعہ جانا ہے۔ اسکو
کے یوگ ہے۔ آپ انکو کر کے اور پراپت ہوئے پختہ پراپتہ کو پکا و جس سے اسے
سندھ کر کے سندھ پراپتہ کو نکال استعمال ہو۔

مختصر ۱۰۔ ہے دودھ والے تیری چلا نیماں کر دھانی سے تپائے ہوئے ماتھ سے
جو شتر نگہ کر کے سمان پیرا کا رنگ شتر کے سنگہ چلا جاتا ہے۔ وہ بھی میں
درگے دیا کھاس میں رخ انکے۔ بلکہ شتر کے لئے ہو۔

مختصر ۱۱۔ جو لوگ بھو جن لگا لے سے بڑا بھلا نہیں دیکھتے ہیں۔ واجہ جن کو پکا
سکتے ہیں۔ اور جو پانی کے مانس کے نہ پراپت ہو شیکو ترک و نمک و دیل و جست و
سے سبوں و پتیا کر کے ہیں۔ ان کو اوم اور گندھ ہم لوگوں کو پراپت نہو
ہے دودھ والے اس پر کار مانس وغیرہ کے تیاگ (شرک) کر کے سے روگ
کو دور کرے۔

مختصر ۱۲۔ مانس ماری جس میں مانس لکاتے ہیں لینے و لٹوئی جو اس کا بھی
طرح اشتیان کرتے ہیں اس سے نفرت کر جو اس کو اچھی طرح سیکھ کے اوجھا و دیل
یا پتیا یا کر کے میں و لٹوؤں کے کھانے کی دیل کھانیاں۔ ان پکے کے اوجھا و لٹوئی
کو ایسی آدمی پراپتوں کے گوش میں اسکو جانتے اور سو شہوت کرتے ہیں جسے
ہر ایک کام میں پراپت ہوتے ہیں۔

مختصر ۱۳۔ گھوڑے کھلانے والے گھوڑے کو چلانا۔ چلانا۔ اور چلانی
باندھنا اور اسکو اور کھانا اور گھوڑے کا کھانا مانا۔ ہر سب کام ہر سے ہوں۔
مختصر ۱۴۔ ہے دودھ والوں تم پر تھوڑوں کے بندھی و یک والی التی کی جو ویت کھاتی
اسکو اور جو تین پر کار کے شری و پتیا گیتوں کو شکار دینے کا ول کو تار نا دیکھا
گیتوں کو کالو۔ اور ہر ایک بھی پراپتہ شتر کا شہ کر کے و یک ہونے سے راک
اور گیان کر کے یوگ کو و پتیا جلی اور آگ کے ذریعہ تم سب کام سدھ کر و جین
انسان کے اعضا کو شکر بنیے۔

مختصر ۱۵۔ تیری دیا ہے سدھ کے ہوئے کھلی روپ گئی کا ایک رتھ جن
بھن کر نیوالا دوا اسکو تپ میں رکھنے والے ہوتے ہیں۔ تھوڑوں کے رتھوں کے رتھوں
میں کام ان کو اور ایک پراپتہ میں جو رتھوں کے جو رنگ ہیں۔ ان کے
کام میں پر لوگ میں کر اناسوں اور انی میں ڈالتا ہوں لیئے جو سب پراپتوں
کے حصے ہیں کر کے والے رتھ کے انکو ول پائے ہوئے پراپتوں میں فلیت
کھلی روپ انی کے کال اور سر شری کے ہم کر کے والے کو سیدھا کر کے ہوئے موٹی
موٹی لکڑ وغیرہ و کلو آگ میں چھوڑ کر بہت کام کو سدھ کر کریں وہ سب دیا
کے جانتے والے کھے نہ ہوں۔

مختصر ۱۶۔ ہے دودھ والے۔ تیرا من کر کے ہوئے تھوڑے لٹ۔ دے اور بھر کے
سمان کھلی تیرے شتر کو مت ڈھیر کرے۔ کیونکہ جو شتر یوگ ابھاس کر کے ہیں
وے شتر یوگ سے نہیں۔ پیرت ہوئے۔ اور نہ ان کو روگ دھکی کرتے ہیں۔

مختصر ۱۷۔ یہ اتم گیت۔ بلکہ گائے۔ گھوڑے وغیرہ اور پراپتہ۔ پتیا
اور سبکی دینے والے دھن کی پراپتہ اور اگندھت۔ پائے ربت راج کو پراپت
کرے۔ اور سب لوگ اس گیت میں پراپت ہوں
پس ثابت ہے کہ اس تمام سوکت میں گھوڑے کی قربانی کا ذکر نہیں۔ اور
نہ اور میں ہے۔

پاوری ۱۸۔ ایک بلکہ رگوید۔ اشٹکام۔ ادیا اسکا ۵ میں لکھا ہے۔
کہ تین سو گا ویش قربانی کی گئی تھی۔ اور پھر دوسرے مقام میں رگوید بھاگ ۴
صفحہ ۱۱۰ پر شتر پر اگندھت کر پائے۔ کہ ایک سو بھیتے طرح نذر کئے جاویں
آریہ۔ ہم نے ان دو مقاموں کو نہایت غور سے دیکھا کہ میں اس مضمون کا
ایک ذمہ نشان نہیں۔ نہیں معلوم کر دیا گیا ہے کہاں سے مانک دی
پاوری ۱۹۔ چنانچہ فی الحقیقت ایک بلکہ گائے کا گوشت سے افضل خوراک
لکھا ہے رگوید منڈل ۴۔ سوکت ۱۶

آریہ۔ ہم نے تمام سوکت میں پراپتہ بلکہ کسی فقرے سے بھی آپ کا سنا ہے
نہ ہوا۔ اور نہ کوئی ایسا متر لا۔ جس میں اسکا سرخ نظر آئے۔ مان ایسے شتر سے
سائیتا چاریہ سے ہنسا بھی ہے جس کا ہم صحیح ترجمہ درج کرتے ہیں

आते अग्ने यज्ञा हविर्हृदा तषु भ्रमसि । ते ते भव
तु चारा कृषभासो वशा डत ॥ ४७० म६ स० १ ६ सो

ترجمہ۔ ”تم شلہ انتہ کر من دوا ویدوں کے شتروں سے بھرا رہا شتر
کر کے اچھی طرح اوم پراپتوں کی گائے کو وادرا سکی آگیا سے سریش پراپت
کو پراپت ہو۔
ترجمہ میں بھی کہ ایسی مقدس پراپتہ سے شتر سائین جس طرح ذرا کو شت
۶۱

श.कं.११प्र.१अ.८श्र.१क.२॥

ترجمہ: اسی آٹھویں برس کے شروع میں **देवाश्रवाञ्जलसराञ्ज** یعنی دیوتا اور بدچلن یا دوروان اور جلا یا شیریں گوشت کی اپناٹا اور ٹیگ کے قاعدے تیار کئے گئے اور دو والوں کا ذکر کرتے ہیں، کہ مختلف دیوتا ٹوٹے ہوئے ٹیگ کر کے چوڑے پر بدیشور کے درمیان میں دووں کو منگواتے ہیں مگر اس حالت میں بھی گیکہ کو نہیں چھوڑتے کہ یہ کیکہ گیکہ سے ہی علماء کی زندگی ہے۔

प्रोपु कंसय सुतां विभुत य

پیر ویکار سے زیادہ اور کوئی چیز نہیں ہی حق پسندوں کی ترائیش ہے۔ دیکھتے آئے
کتنا بگاڑ کر رکھا ہے۔

نمبر ۱۔ یوکرین: अवध न पुरुष पंशु - جو وہ بگاڑ دیا اس کا نثر اس نے
 نمبر ۲۔ اور یوکرین: पुरुषं जात म मृत: - اسی اور بگاڑ کا نثر ہے۔
 نمبر ۳۔ (کار کا نثر یہ ہے۔) دوپا ایسی دو دان جاتا لوگ اسی سرب بیا بک سرب کا
 پریشور پر مہ پش کو دیا ن کہے ہیں۔ اس کا نثر گات یہ ہے۔

پش: پश्यते ॥ नि० ३ — १ — ह ॥

مختصر (۲) کا ارتھ ہوتا ہے برش یعنی سرب سب ایک پریشور سب حکمت سے پہلے تھا
 دوسرے کا تھ مجھ یہ ہے۔ ان کے لئے پریشور نے ان رشیوں کو اتم لیان دیا یا تحقیق
 یہی لکھیا تھا۔ (منو سمرتی) دیکھو منتر (۱۲۳۰)

آپنے حکمت ملی کر کے ہمیں بھلا نا چاہتا ہو سارا اعمال ہے۔

پادری ۵۲

آتم دوا۔ اپنے آپ کا دینے والا۔ بلدا۔ طلاق دینے والا۔

حکمی اچھا یا جسکی مرتبہ و امراضیات ابہی ہے۔

آریہ - ہم اس کا مفصل ارتقہ صدقہ رنگوید میں بحوالہ عبداللہ القاسم صاحب کے دیکھتے ہیں۔ مگر خیر یاس خاطر جات یہاں دوبارہ سارا منتر اور ترجمہ لکھتے ہیں

यन्मोक्षं लब्ध्वा यस्य विश्व उपासते प्रणिष्ठाप्य
स्य देवा यस्य च्छाया मृतं यस्य मृत्युः कस्य
देवाय हविषा विधेम। कृ० मं० १० सू० १५१

مترجمہ :- جو حکمرانوں پر - اپنی کرپا سے ہی اپنے آتما کا دنگاں دسے والا ہے۔ جو بل بدھی اور بیکار کام کا دانا ہے۔ جس دشواریوں کی سب دواں اپنا سنا کر لئے ہیں۔ جس کی انگلیاں اس سے ملتی اور جس کی انگلیاں سامنے سے موت ملتی ہے۔ انکی بڑائی کے لئے جو لوگ نت بھجھ کر رہے ہیں۔

آپ کے صفحہ ۲۴ پر ملاحظہ فرمائیے کہ حوالہ دیا ہے۔ مگر وہ ہیں کسی طرح خلطہ
ہیں کیونکہ غیر مستند ہے۔ اور شفت تھیر برس کی بات آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔
دور شفتا برس میں کئی ایک جگہ برش میدا کا اشارہ ہے۔ اور زاد پیرا دل میں
اس قرآنی کی ریتی کا مشرح بیان ہے۔ یہ قرآنی کو تیشلی یا نقلی بتا دے، لکھا
ہے، اور انسان فرج نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ یہ ہوتا تھا کہ وہ ایک جنگل میں گوشہ گزین
ہو کہ اپنی بقیہ عمری انواع انسان سے الگ بسر کرے، (صفحہ ۲۴، سطر ۱۶) پھر آپ
صفحہ ۲۵ کی سطر ۱۵ میں فرماتے ہیں، وہ یہ ایک بڑی عجیب اور قابل غور بات ہے
کہ وہ دیکھ کر تمام عبادت میں قرآنی کے لئے بہت فکد لگیے آتا ہے، نہ کہ ملی،

دورانِ انیس سوئد گزشتہ دوں کے جتنے حوالے آئے انسانی قربانی کے مسئلے میں دوسرے
کے تھے ہم نے سلسلہ وار سب کی تردید کر کے اعلیت بیان کر دی ہے ۔
اب ہم ایدہ بکالتے میں کہ جو انی قربانی بھی دیدی میں نہیں ہے
یا دوسری ۱۱- فی الحقیقت قربانی کے وقت حیوان ذبح کئے جاتے تھے ۔
چٹنی جی جو بیک کے بارے میں سب سے بھاری سندیں لہاتے ہیں ۔

میمانا درش صفیہ ۲۷۲

آریہ۔ ایسا برگز نہیں۔ آپسے کمال غلطی کی اور یہی سبب ہے کہ سو تریا دینے یا یاد رکھنے کو نالہ نہیں دیا۔ شاید آپ کو شوہر مار گئی، جیسا کہ حکمت مہر جو کہ جو مول میمانا کے سراپا بر ملا ہے۔ کیونکہ وہ اس کا درجہ نہیں نشان نہیں
میمانا میں بھی قرانی کی نشانی نہیں +

یاورسی ۱۱۔ منوچی ادھیاد ۲۳ میں فرماتے ہیں۔ ترمانیوں میں جیوں
 فزوزج ہونے یا نہ ہونے +
 آریہ۔ وہ اصل شلوک یہ ہے۔

वभुर्वर्हि पुरोडाशा भक्ष्याणां मृगपक्षिणां म।
पुराणां च पि यज्ञेषु ब्रह्मक्षेत्रसवे पुच॥

ترجمہ: پہلے ریشیوں نے کشتہ گرینی کے سب سے بہتر بنوں میں سے کی حالت میں مچی
 (دروغ نہ دے) اور نہ اپنے کے کاروں، مرگ، بگھیسوں کے کھانے پر گ پھل پھول کو
 ہوشیہ بیٹے ہون کی ساگر کی بنا کر ہوں کیا ہے۔

۲۔ سنو ایک، ٹکھا ایک، برتھ چاری کو چپے ٹیمو والے نے نہ گائے
تھے توخت کے استحال کی صاف صاف اجازت دیتے ہیں (سنو دیوار)

آریہ - یہاں کی غلطی ہے :- دھشوگ یہ ہے ۔
 ते प्रतीतं स्व धर्मेण ब्रह्मदाय हर पितः ।
 इति गान्तव्यं शास्त्रेण मया नृप मेग वा ॥

سورہ ۳۳ سورہ ۳۳
 ترجمہ جو سو دھرم سے یکیت۔ چپاسے دو دیا کا کر کہیں کرے والے۔ مالا ہے جو ہے
 اور مالیک پر مٹییا ہوا۔ دیا رہتی ہے۔ اسکا گودان سے یو جانی یعنی شنگا کر کے
 یاد رہی ۱۲۔ رگوید کے اس سوکت سے جو ماہ اسم اشو سویتیم ہے۔ چند
 مشرید یہ ناظر نہ کرتے ہیں۔ اسکا ۲۰۔ ادھیاس ۱۴۲۔ ادھیانچہ ۱۵
 مشرتوں کا ارتھ کہاتے۔

آریہ ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ ان ہی ۱۵ استروں کا صحیح ترجمہ ہیہ ناظرین
کرس تاکہ حق و باطل میں تفرق ہو جائے +

محترم (۱) روز نو دوسو سو سو سین گیارہ لے مارے۔ سنگرام میں جس نے گینگے اون ڈانڈ
یاد اب گنگو سے پرکٹ ہوئے کھوکھلے دل کے پراگرم کو کہیں گے اس ہمارے پراگرم
کو ترس نہیٹ نیا اوڈیش۔ گیا تا۔ ابشورج دان۔ بدھی مان۔ اور رتوچ لوگ
چھوڑ کر مت کہیں اور جئے اون کو کول سکی پریشٹ کریں :

نمبر (۲) جو نیائے سے سخت کئے ہوئے دھن سے لکھ دھرم سمبندھی کام کرتے ہیں۔ دسے براو بکاماری ہوتے ہیں۔ اور سکھ کو براہت ہوتے ہیں۔

مختبر (۱۲) جس پر بس نے ویگ دان گھوڑے کے ساتھ یہ اتھیشی کا بھاگ جاگ

کائنات صاف حکم ہے۔ اور جیسا کہ ہم نے پہلے دیکھا ہے کہ آریہ سماج کے آریہ سماج کی غلطی ہمارے اور لوگوں کو اس کو اس سے بچانے کے واسطے ضروری جانتے ہیں کہ اصل ہندو مت کا اسکا ارتداد کریں۔

प्रजा यत्वे पुरुषान हस्ति नः आलभते ।
व० अ० २४ मे० २२

دیکھو تاج بندہ وافر التورج صاحب ترجمہ ۱۰ جو اچھا پر جاپانے کے لئے اوسوں اور غلبوں کو پر لیتا ہوتا ہے وہی شجاع اور تیرا ہوتا ہے۔

پاورسی ۱۰ - زمانہ دید کی قدیم رسومات میں ایک کا نام ہارستھان تھا۔ اس میں ضرور تھا کہ صاحب رسم کے کھٹکے سمندر میں چلا جائے۔ اور یوں یہی کشتی عمر کو دروازے میں غرق کر کے ہارک درندہ کرنے والی غارت خانہ موسوم تھی یہ حکم ہمارا انسان ایسے آپ کو حاکم ہارک کرے آریہ - یہ بات بالکل دیکھ کے خلاف ہے وید ایسے آدمی کو ہار پانی اور نرک کا می تلاتے ہیں۔ چنانچہ کہہ سکتے ہیں کہ دادھیا روم ہندو

प्रसूयानां भ० त० नाका अ० नततमसा वृत्ताता
स्ते प्रत्यापिराच्छन्ति येकं चन्ति ह नोजताः ॥ वज्र०
अ० ४० मे० ३

ترجمہ ۱۰ ہمارا اندھکار زبان کیاں اور دیشی کا پرکاش نہیں ایسے نرک و وہ نرک پر اب ہوتے ہیں جو خوش کرتے ہیں۔

حضرت حبید کا ہمارا شاد ہے تو ہم آپ کی سیہ چاند باتوں پر کہیں طرح اٹھنا دیکریں۔

پاورسی ۱۰ - رگ وید ہندو ۱۰ اور ہارستھان اول واماوس ایسی قربانی کا ماں ہے ان سکوتوں میں سانشیف نامی ایک آدمی کا ذکر ہے جو کہ یوگ سکندھ سوا۔ اور قتل ہونے کے قریب تھا وہ دیر وندی سے اجازت لیا تھا ہے۔ کہیر اپنی ماں اور باپ کو دیکھے۔ یہی رگ وید کی تیسری برہمن میں اور ہار پیکر برہمن میں آتا ہے کہ بال ناہیں مفصل بیان کیے سنو جو کی سنو جس بھی اسکا حال لکھا ہے سانشیف نامی باب اچھی کرنا کہ اپنے قتل کے لئے چھری تیر کرتے ہوئے دیکھ کر کھلا نفرت آئین زبان یہ لایا۔

آریہ - اگرچہ حوالہ مجمع دعویٰ کی طرح راستی سے دور ہیں۔ ہندو اور کو تکلیف دینے کے اور ایک کوئی مقصود نظر میں آتا۔ یہ حوالے اور اشارے کے اصل میں اشک اول اور ہار ۱۰ رگ وید ۱۰ یا ہندو ۱۰ انوداک ۱۰ سکنت ۱۰ سنتر ۱۰ ۱۳ کیلو ہیں۔ کل اس شور شیب و جیکو آپ سانشیف لکھتے ہیں ۱۰ اولے سکنت کے ۱۰ ہر جس جن میں صرف ۱۰ ۱۲ میں سونا شیب لفظ ہے۔ حکا نرک کار یا سکنتی بھی کو بیک نجات میں بہار دیتا ہے۔

शवाशु पायो शवते वासा कृति कमरा शवसित
वा ॥ निरुक्त ३ अ० ११ च को० ३ - ४ - १
(वा) शपो वै त त इति पुंस प्रजननस्य शयः प्रापतेस्य
प्रातिक कर्मणो ॥ ३ - ११ (वा) ३ - ४ - ४

ترجمہ ۱۰ شوا و شوا شای اور شویں آتا ہے۔ شوقی دھاتو سے جکارا گئی ہے۔ اور شوقی و شوا سے گئی کارا گئی ان میں۔ چوتھی ہے۔ وہ ارتداد سونی کا ہے

صدائت اصول وایک آریہ سماج

جسکا شوا شوبہ ہوتا ہے۔ جسکا شای کاروب ہوتا ہے۔ شیب اور دیشی برہمن کے نام میں شیتی دھاتو سے جکارا گئی شیب سے ہے صاف ثابت ہے۔ کہ شونا شیب و ایک ہے۔ اس کا جکارا کو ایسے شیب ہو۔ یعنی وودان۔ یہ ویدک اصطلاح میں کسی خاص آدمی کا نام نہیں۔ بلکہ روح کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔

ان مترن میں یوگ کا نام نہیں اور نہ کچھ ذکر ہے۔ اور نہ ہی اچھی گیتا کا نام اس تمام سکت میں نہیں ہے۔ اور نہ کوئی ایسا لفظ بھی ہے۔ تیسری برہمن کا اپنے کوئی نام نہیں دیا۔

ہندو یوگ جو کہ ہے سچ ہے اور نہ ہی ایسے اسکا کوئی نام دیا۔ ہارماں اگرچہ جو کہ ہے لکھنؤ آپ کی بے سند ہے۔ دیکھو وضع ہارماں کا اپنے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اور نہ کسی اور ہارماں یا شاکو کا پتہ بتلایا۔

میتوئی کی سنٹھا کا بھی ایسے کوئی نشان نہ دیا۔ پھر ہم کہاں تلاش کریں جیک اسکی بنیاد جو کہ وید ہے دال ہی نشان نہیں۔ یہاں غرض کا کسی طرح اسکا نام نہیں پادوری ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵

لکچر نمبر کا جواب

مہارے قربان دوست پادری صاحب کا یہ چٹا لکچر لکچر کے بیان میں ہے جسے وہ قربانی سے تعبیر کر کے منج کے کفارہ کے نشان دے میں لفظ قربانی سے ہی لکچر کی ابتداء ہے اور اسی پر طول و طولات کے بعد انتہا جیسا کہ ہمارا شروع سے طریقہ رہا۔ وہی اس وقت بھی برتنا پڑا۔ دینے تمام کتب محمولہ پادری صاحب لکچر کے سانسے رکھ کر جواب تحریر کرنا۔

اس لکچر میں انہوں نے اپنی تحریر کو سونہارے کے لئے ایک مغز مند کو بھی شریک کیا ہے۔ اس کی کتاب سے سہا لایا۔ بنا برآں اس کے جواب میں نہیں دو صاحبوں سے مقابلہ ہے۔ اور دعا بھی کیا۔ بلکہ سہا اور سہا کا خجاندہ سیاحی و باطل کا موزہ اگر ہمارا اعتقاد خداوندی ہو تو ہمیں اسے جھوٹے میں ذرا بھی انکار نہیں کہونکہ ہمارے مقدس اصول بطلان کے ماننے کے لئے ہمیں مجبور یا طول نہیں دیتے بلکہ کھل کھلا اختیار دیتے ہیں۔ لیکن ڈر ہے تو اس بات کا کہ ہمارا دوسرا فریق راستی کی تحقیق میں ہمارا کس طرح رفیق ہوگا۔ ہر حال اس قول پر۔

निन्दन्तु नीति नि पु रण यदि वा ॥ स्तुवन्तु लक्ष्मीः स मा वि शत यच्छ तु वाय यथैष म् अ धैव वा भ रा मस्तु यु ग लो वा त्या द्या त्पथः प्र वि चलन्ति प दं न श्री रा ॥ २० ॥

ترجمہ: دو دنیاوی لوگ سدا کریں یا ستی روپیہ سے یا ست نش ہو جائے۔ فی القور مرزا سو یا ایک طول و طولاتی زندگی حاصل ہو۔ باوجود اس کے بھی بدھی مان و دھارما لوگ صداقت اور راستی کو جو عین عدالت ہے ذرا بھی تیاگ نہیں کرتے، عمل کر کے بصداق اس لئے۔ یہ دشمن اگر قوی ست مگناب قوی تر است + راستی کے یہ کراش ہر گز باہر نہیں ہے۔

دشمن جو کہ نہ جہاں راستہ دوست اس بات کے ماننے سے کسی آریہ پریش کو بھی انکار نہیں بلکہ ہمیشہ اقرار ہے۔ اور تمام زندگی کے سیکاروں کا سی ہمارا دیوار۔ ہر ایک آدمی جسے کچھ بھی ہو رہا ہے وہ جانتا ہے کہ یک دنیا پر نہایت ضروری یہ ہے۔ یکسہ سے دو دان سکھ کو پاپ ہونے میں یکسہ سے سی دشت گنوں سے دوری ملتی ہے۔ یکسہ سے ہی دشمن دوست بن جاتے ہیں۔ کثمت مستناب سکھ یکسہ میں مثل ہیں اس واسطے آؤ اس دوریان یکسہ کو افضل چیز جانتے ہیں۔ اور اس ایثار آگیا پائیں کرنے کے دنیا کی ہجو دئی مانتے ہیں۔

پادری ۵۔ موجودہ متد مذہب مذہب کی طرح۔ اور نہ مذہب اس کی تائید کے خلاف مشاقق دھرم بالکل گیلی کی تردید کر رہا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر ہم بہت افسوس آتے ہیں۔

آریہ۔ بہتہ میاں آب کا بالکل غلط ہے۔ ہندو مذہب گیلی کی تردید میں کرتا۔ لکچر سر دھما تائید کرتا ہے۔ ان اگر گیلی نے آریہ مراد قربانی ہے تو ہی غلط ہے۔ کیونکہ ہندو مذہب بطور راستی اور مت یہا اتوں کے قربانی کو جائز ٹھاتا ہے۔ دیکھو کلکتہ میں عالی کامند راور کا لکچر۔ جس جلالی کا سندہ اور اسی طرح نیپال میں جہاں بکری جیسے سدا درودار رہے جانتے۔ انال لوگ بقول خود لو اب پائے میں۔ اور نو درگنا دھم چند ماہ

کی بات ہے۔ کہ ہمارے ایک آریہ بھائی کو ضلع کوٹہ میں چند فقیر بھائی کی منت قربانی کے واسطے لیکے ذبح کر لے جاتے تھے کہ بعد نا مارا دھینی خید سوار سرکاری بیچ گئے اور ان کے کو اٹھالائے فقیر بھاگ گئے (دیکھو آریہ گزٹ جلد ۳ نمبر)

پادری ۵۔ اور زیادہ تر افسوس کی بات یہ ہے کہ آریہ سماں حکی بنیاد آجکل صرف اس غرض پر مبنی ہوئی ہے کہ وہ مذہب و دین کے اصلی عقیدے اور طریق کو سجال کوئے۔ وید کے اس بڑے مسئلے کی تردید کرتی ہے۔

آریہ۔ آریہ حرف ہی ایک بات دیکھی۔ آریہ سماں تو صدہا یا تو ان کے جھلا لوگ قایل ہیں، تردید کرتی ہے۔ اور ہر ایک ان میں سے بخیال ایک ایسی ہی مضبوط ہیں جو کہ تمام ہندو لوگ بصداق دل باطن میں ملتے ہیں۔ کہ وہ ویدک بدیش میں۔ سہل گو و کھٹال۔ بت پرستی ہے جسے حرف آریہ دیت ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے تو ملے ہیں۔ آریہ سماں کہتی ہے۔ کہ یہ بالکل وید کے خلاف ہے۔ اسی طرح تیرتھ یا ذریا یا دیار پرستی یا مرد پرستی۔ دیوی دیوتا پرستی۔ برہما۔ بشن۔ مہیش پرستی۔ مہا پرستی۔ جن بھوت پرستی۔ آفتاب و مہتاب پرستی۔ پیل پرستی۔ آتش و آب پرستی۔ غمینگہ ۱۴۱۴ کو ویدوں یا پرستی کو آریہ سماں نے مٹا دیا۔ آریہ فاضل پرستی بچا چا رہی ہو اسی جی مہاراج نے ہندو مذہب کو بنا کر۔ برہمنی۔ بنگلی۔ امرتسر۔ میرٹھ۔ امیر مرخ آباد۔ ہرودار۔ وغیرہ مشہور مقامات میں اپنی شکست فاش دی کہ شکست کھاتے ہی صدہا ہندوؤں یا ان کے شاگردوں نے مورتی پوجا سے بصداق دل تو یہ کی بھڑوں نے پرمیوت کئے۔ کہ ایسا تو رکھاں کہ پائے کچھ اس ہی۔ اور دیار دی بلاتے رہتا رہتی ہوئی۔ صدہا لوگوں نے کھانوں کی پڑتیک۔ حسن و گناہ کے آریہ کی۔

مگر آپ کو اور خود غرض جہاں کش پرستوں کو ابھی تک افسوس ہی رہا ہے کہ بھی افسوس بلکہ ہزار افسوس ہے۔ کہ دھرتی ویدی کی موجودگی میں آپ لوگوں کو شفا نہ ملی۔

پادری ۱۔ ڈاکٹر متر صاحب کا قول ہے۔ کہ جب برہمنوں کا مذہب مت والوں سے متاثرہ آں پڑا۔ تو انہوں نے بھی آستہ اور بے معلوم جیور کھٹا کو اختیار کر لیا آریہ۔ یہ صرف ان کا قول ہے۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ دھرم کا معاملہ محض نہیں۔ ہم ہر ایک کا قول جو دھرم شاستر کے وعدہ سے منافی ہے انکار میں۔ وید میں ایسا دیتے ہیں کہ ہر ایک قول کو سہیل۔ مگر ماننے کے واسطے ہمیں ایشور نے صرف ایک راج اور ایک ہی زبان دی ہے۔ ہم ہر ایک بات کو جو جب ہدایت بخور و بدو یا ۴۴ ہستہ کے قبول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمیں صرف معقول ماننے کی آگیا ہے۔ فضول کی نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بدھ مذہب کے ہزاروں برہمن بھائی کی کتابوں میں جیور کھٹا کی ہدایت ہے۔ اور صرف ہدایت ہی نہیں بلکہ باعث سعادت۔ پھر ہم کس طرح ایک فضول قول کو قبول کر سکتے ہیں۔

پادری ۱۰۔ اس میں کچھ شک نہ نہیں ہو سکتا کہ جیسا کہ آگے سکشف ہو چکا کہ پریش سید قربانی انسان بھی قدیم آریہ میں جائز و رواج تھا۔

آریہ۔ حضرت ایسا کر نہیں۔ اور نہ ممکن ہے۔ کیونکہ قدیم آریہ مذہب علم دوست اور عقل مند۔ اگر کہتے تھے۔ کبھی انسانی قربانی آریہ دھرم نے نہیں مانی اور نہ دینے جائز گرداتی ہے۔

پادری ۳۴۔ کچھ شک نہیں کہ قدیم آریہ قربانی انسان بھی رواج تھی اور اس کا رواج و بدوں کے قانون کے مطابق تھا۔ بخیر و بد میں انسان کی قربانی

کہ بابا کو آریہ لوگ مانتے ہیں۔ حالانکہ وہ بد مذہب کی تعلیم ہے پھر لکھتے ہیں کہ سہارے آریہ
 دوست بہنو بتلائیں کہ مقدس ویدوں میں بابا کے لئے کی تعلیم کہاں ملتی ہے ؟
 آریہ۔ یہ۔ آج سہارا یا مارا سہاں اور فتنوں بہتال ہے ، کوئی سہارا یہ سماج بابا کو
 نہیں لٹا اور نہ ہی مقدس وید بابا کو مانتے ہیں ۔ اور یہ سوامی جی اسکا کہیں اشارہ کیا
 ہے ۔ ہم نے غبت انشادت صالچ بابا ۔

یاد رہی کہ ۲۳- آریہیت خدا کی نہایت ہی تحقیر کرتا ہے۔ آریہ خدا کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ اور ان کے بموجب روئے زمین کا تمام میلا بھیڑی ہے۔

آریہ رہے یہ بیان آپکا آریہ دھرم سے کسی طرح مطابقت نہیں۔ ہم مادہ دنیا کو قدیم مانتے ہیں۔ اور اسکو عینہ انادوی زمانہ سے جلوت کے پیدا کرنا مصلحہ اور پریشور کے قفہ قدرت میں جانتے ہیں۔ پس ہم کوئی اور آریہ بھی ایسا کبھی نہیں ماننا۔ کہ خدا خود ہی ہر ایک چیز کی بنیاد اور دنیا کا بنید بھی وہی ہے۔ ہم تحت سمجھتے ہیں ایسے عیندے پر اور ناسک سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کو۔ ہم روحوں کو خدا نہیں مانتے ہیں۔ اور خدا کا حصہ۔ اور ناسی طرح یر یا نول کو۔ بلکہ تینوں کو جو خدا خدا انادوی زمانہ سے مانتے ہیں۔ ہر مالوتہ میں۔ مگر خدا چوتھ نہیں۔ روح الہیہ اور وہ کس کے بنیدھن میں ہیں۔ مگر خدا ایسا نہیں۔ وہ سرور کیہ اور سجدہ مند ہے۔ مگر انکی بائبل ایسا ہی مانتی ہے +

میں دوا و عیب خیز اس سے (خدا سے) موجود ہوئیں۔ اور کوئی عیب خیز موجود نہ
تھی جو بغیر اس کے ہو سکتی۔ نہ زندگی اس میں تھی و نہ زندگی انسان کا نور تھی، ایہ حاکم

محبوب دوم - خداوند کی کلام ہے آسمان ہے۔ اور ان کے سارے لشکر اس کے
ممنہ کے دم سے اس نے کہا اور وہ ہو گیا۔ اس نے فرمایا اور وہ برپا ہوا۔ ۳۳۔

آیت ۱۰۱۔ "محمّد رسول۔ اے نبی! اور اے جو دوسرے گئے۔ اسے اسکو اپنی یاد داری بخشی۔"

کرنے کی خبریں سن کر وہ بے پروا ہو گیا۔ وہ کہتا تھا کہ میں نے اپنے لیے دنیا کی ہر چیز حاصل کر لی ہے۔ اب میں صرف اللہ کی رضا چاہتا ہوں۔

اس کے ساتھ سیو خاکی اخیل کے تجلیہ باب کی پہلی این بھی زیر نظر رکھنی چاہیے کہ وہ اس کا کلام بھی کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔

اب ہم وہی الفاظ عوامیہ صفحہ ۳۴ کی طرح ۳۴ سے ۱۹ تک ہماری سبقت علی سے
تجزیہ کر رہے ہیں۔ دیا گیا ہے کہ نظر آئے کہ آپ نے کہنے ہیں۔ یعنی اے تجھ کو ہے اور تجھ سے
کہہ دیا ہے۔ یہاں کے مفہوم یہ ہے کہ اس سے صدمہ کو دور دھکتے پھرتے ہیں۔ وہ خیر ہے
دل اور ضمیر کے تنہا۔ یہیں۔ یہ بظاہر مراد ہے ہر دیکھا دہی ہو تو کیا ابھی انہیں علم
اعلان اور مدد کے اصولوں کی الفبہ کی کشتی ہے۔ وہ عینا ملی دیا ہے، ہر ماہی
کے حلال کو جو خود ہے بدل دیتے ہیں۔ اس سے کہہ دیا کہ اس ذات پاک میں تمام گناہ
دیکھا۔ یہاں۔ رحمت دیا آؤدہ ہے) مخلوق کو کہنے سے اسے۔ یہی رحمت کہہ رہے ہیں، اور
ہماری عقیدہ کی سبقت۔ یہاں صواب ہے صفحہ ۳۴ کی طرح اس پر مابعد کے
عقیدہ پر مابعد اعراض نہیں۔ اور جہاں تک خیال کیا جاتا ہے۔ جہاں ان کے
ساتھ تھا ہے۔

میں جو ہمارے عقیدہ سے۔ وہ ہم عرض کر چکا اور یاد رہی صاحب تسلیم کر چکے ہیں۔

اصول و تعلیم آزاد سماج

معدود۔ بائیل کا جلاوہ ہے۔ دیکھو پہلی ہموائل باب ۱۵۔ آیت ۴۰۔ اور باب ۶
آیت ۱۹۔ استغنا باب ۸۔ آیت ۴۔ و توشیح باب ۱۰۔ آیت ۱۱۔ گنتی باب ۲۵۔ آیت ۴
دوسری ہموائل باب ۲۴۔ آیت ۱۔

عبداللہ بن عباسؓ کا خیال ہے کہ یہ آیت ۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶

باب ۱۱ - آیت ۲۵
مذکورہ ۳ - بائبل کا قضا عادل نہیں دیکھ لیں باب ۹ - آیت ۲۵ - خروج باب ۲۰
آیت ۵ - رومیوں کا خط باب ۹ - آیت ۱۱ سے ۱۳ - سنی باب ۱۳ - آیت ۱۲ - استثناء ۱۳
سمرانیہ باب ۲۴

محمود - بائیل کا واحد محمود - اور انگیکہ ہے - ویدایش باب ۱۱ - آیت ۵ - ایدیش
باب ۱۸ - آیت ۴۰ سے ۴۳ تک - خروج باب ۳۲ - آیت ۲۰ سے ۲۳ تک - اور ویدایش
باب ۱۸ - آیت ۴۰

باب ۳۔ آیت ۸۰ +
نمبر ۱۵۔ یٰٰحٰمِلُ کِتٰبِ الذِّکْرِ بَیِّنًا یَّسْخَرُ لَکَ الْکَلِمَۃُ بِمَا یَشَآءُ اِنَّکَ عِنْدَ رَبِّکَ لَکَٰتِمٌ مُّطَاعٌ
آیت ۸۱۔ جَزَآءُ فِی الْاٰخِرِ لَکَ الْاٰوَّلِ ۚ اِنَّکَ عِنْدَ رَبِّکَ لَکَٰتِمٌ مُّطَاعٌ
نمبر ۱۶۔ اِنَّکَ لَکَٰتِمٌ مُّطَاعٌ
آیت ۸۲۔ اِنَّکَ لَکَٰتِمٌ مُّطَاعٌ
آیت ۸۳۔ اِنَّکَ لَکَٰتِمٌ مُّطَاعٌ
آیت ۸۴۔ اِنَّکَ لَکَٰتِمٌ مُّطَاعٌ
آیت ۸۵۔ اِنَّکَ لَکَٰتِمٌ مُّطَاعٌ
آیت ۸۶۔ اِنَّکَ لَکَٰتِمٌ مُّطَاعٌ
آیت ۸۷۔ اِنَّکَ لَکَٰتِمٌ مُّطَاعٌ
آیت ۸۸۔ اِنَّکَ لَکَٰتِمٌ مُّطَاعٌ
آیت ۸۹۔ اِنَّکَ لَکَٰتِمٌ مُّطَاعٌ
آیت ۹۰۔ اِنَّکَ لَکَٰتِمٌ مُّطَاعٌ

مذکورہ۔ بابیل کا خدا جھوٹے بتایا اور جھوٹے بتوانا ہے کہ یہ ۵ باب ۴۰۔ آیت ۱۱۔
 کی کتاب باب ۹۔ آیت ۲۳۔ جس کی اصل کی کتاب ۱۴۔ آیت ۹۔
 مذکورہ۔ بابیل کا خدا انحراف کا بتایا ہے وہی سموئیل باب ۱۸۔ آیت ۱۰۔ انحراف

باب ۱۰ - ایٹم ازاد و مرجع باب ۱۰ - آیت ۱ -
مذکورہ - بائبل کا خدا اپنے فعلوں سے چھٹا ہے اس پر تیسری کتاب ۱۰ - آیت ۱۰ -
مذکورہ - آیت ۱۰ -

پیدا کرنا۔ ایت ۱۱ و ۱۲
اب ہم یہاں پر پوچھیں گے کہ انہما کا ایک اعلیٰ مقصد غرض کسے ہیں۔ غرض میں غرض ہے پڑھیں
دو لیکن اگر کوئی سمجھے کہ میں اپنی کنیسا سے شیعہ کام کرتا ہوں غرض وہ سیانی

ہو اور ایسا ہونا اوشیج ہے۔ تو جو وہ چاہتا ہے سو کرے اسے پاپ نہیں ہے۔
 قرنتیوں ۱ باب ۷۔ آیت ۳۶۔ کھیل مار کر میٹرو عدالت ہاؤس (صفحہ ۵) اور
 ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔

اس کا بیجا اور عملدارانہ دیکھو حضرت کو طوطا کی طرح کلمہ اور ربیت پیرائیں ۱۹۔ اہست ۳۰

۴۸۔ (ک) ۹

جب بائبل خدا کو اس قدر الزام لگاتی ہے۔ اور انسان کے ذہنیں اس کی بقید رہی کیلئے بدنام کر دیتی ہے۔ انسان کی شرارت کو سرکھائی اور بدکاری اور بدعاشی میں دلیر بناتی ہے۔ وہ ایک بچہ اندر رہتا رہتا ہے جہاں کہیں کہیں جیسے محسوس ہوتا ہے۔ واسطے وہ کسی طرح خدا کا کلام نہیں سوسکتی۔ اور نہ ہدایت کی کتاب لکھا سکتی ہے۔ مگر وہ اس کے برخلاف سرنامہ کی ذات کو محمد عیوب کے پاک (مذہب) اور باب اور اکیان سے رب سر بن گئی۔ ان شراب اور حار یا نارکاری بتائے اور حقولیت سے چھٹاتے ہیں۔ وہ بد مذہبی عقلمن کو عمرھا ہیوالی۔ روحانی شاعری کی لذت کھانچا ہیوالی۔ توحید کی عداوت اور ولایت کی لطافت کو ذہن میں کمرہ والی ہے۔ سابقین (ذہبی) انبیا کا لیاں ہے۔ یہی ہی خدا کی ان ہے۔ ہر ایک لیاں کہ جسے راستی کی باتیں اور روح کی شاعری منظور ہو۔ اس میں شرف فیض اور کمال و برکت ہے۔ سراسر اور معطر ہو سکے واسطے توحید مبدول قرار دے۔

لے پر نامنا سہاری گنڈا اس سہاڑی میں بھی بونیکے دھنسن مار گزریں گراؤ نہ نہیں ہے کا ل گیاں ہر
 جنہوں کرتا کہ وہ سچ داس عیسیٰ شخص عیسیٰ حریف ہوئے مار کر کہتے تھے کا سوں عیسا کی طرفوں مار
 حقیقہ تسلیم نہ کیا جی سلطانہ کو کہتے تھے کہ تو کی جی سلطانہ کی ماروں میں عیسا کی جگہ جی سلطانہ

کی تعلیم سمجھنے کی بابت لکھا ہے جیسی ہیں ایرانی اور ایرانیانہ اور دل کا ذکر ہے۔ اور
ویدانت و رشن میں نجات اور نجات حاصل کرنے کے لئے طریقہ کا بیان ہے۔
یہ سوامی دیا مندی کا عقیدہ ہے۔ اگرچہ چند اختلاف تو درکنار ایک کتاب
کے نمونے سے باقیوں کا سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔ حیدر نفل بغیر دینی کے کسی
کام کا نہیں۔

آریہ۔ یہاں بھی آپ نے غلطی کی۔ سوامی جی کا عقیدہ ایسا نہیں بلکہ یہ ہے
ویدیکہ متیاری کا۔ ۲۷ بار سطر است۔ تنک
سوال: "حیدر نفل است اور دوسرے گرو تپوں کا پروردگار ہے۔ ویسے ہی ان
شاستروں میں ہے۔

جواب: میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وہ کس دستور، بلکہ کس نام ہے۔ کیا ایک ش
میں انھوں میں دھرم اور دھرم ہیں۔
سوال: ایک دھرم یا یوں کا پروردگار۔ وہ کتنے ہر اسکو۔ وہ کہتے ہیں۔
یہاں بھی سرشتی ایک ہی ش ہے۔

جواب: کیا اور ایک ہے یا دو۔ اگر ایک ہے تو یا کہ ۱۰ ایک چوتھو پر
کا خدا پروردگار کیوں ہے۔ جیسے ایک دیا میں ایک اور ایک کے اولوں کے ایک دھرم
سے جن (خدا) پرچاؤں ہوتا ہے۔ ویسے ہی سرشتی، دیا کے بہن بہن، اولوں
کا شاستروں میں پرچاؤں کرنے سے ان میں کچھ بھی درود نہیں۔ جیسے غورے کے
بنائے ہیں۔ کرتھ۔ ستے۔ مٹی۔ دھار۔ مینول دیول آدمی کا پروردگار۔ تو پروردگار
کے جن۔ اور پھر کارن ہے۔ ویسے ہی سرشتی کا پروردگار کارن ہے۔ اس کی
دیا کیا۔ مینا سنا سے کی دیا کیا۔ دھرم شنگ میں آبادان کارن کی دیا کیا،
میں پروردگار کی دیا کیا توگ میں۔ توگ کے اوکر میں گن کی دیا کیا تاکہ میں
اور منسا میں پروردگار ہے اس کی دیا کیا ویدانت شاستر میں ہے۔ اس سے کہہ
بھی درود نہیں، مینا بیان بھی سب سے کہ کوئی شخص کسی شاستر کو گرو سے پھر
نہیں کہتا جو ایک ہے۔ توگ میں مینا، اور جو دھرم کی بدھ سب میں مینا توگ میں
کاوتی سے ویدانت میں۔ اور ویدانت کے جائے اولوں پرانک اور شاستر میں پروردگار
اگر قبول ہوتا ہے تو کیا شاستر سے عقیدہ یا نہیں کا عالم ہو گا کہ ہے۔ حالانکہ
سر پرانک ممکن ہے۔ عقیدہ، نیا یہ کوئی نظریہ نہیں۔ اس واسطے آپ سے الزام
خام و نام کام میں۔

یا درسی ۱۲۔ یہ شاستر اس میں سخت اختلاف رکھتے ہیں۔ شاستر ایک ایسا
ایا اور ۵۔ اور ادھیا ۲ پان ۲ سوتر ۱۲ اور ۱۳ میں سیکھتے رشن کے
اور ادھیا ۲ پان ۲ سوتر ۱۲ میں۔ دھرم شنگ رشن کی اور ۱۲ اور ۱۳ میں شاستر
رشن کے ادھیا ۲ پان ۲ کے اور سوتر میں جیسی کا خوب خاکہ اور ایسا ہے۔
آریہ۔ ہم اس کے جواب میں بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ اصل سوتر تحریر کر کے
آپ کے اعتراض کی اصلیت ظاہر کر دیں

منبرا
इक्षत नौ जलं अ० १ पा० १ सू० २ ॥
अथ नानु प पत्ते अथ नानु पानम अ० २ पा० २ सू० १ ॥
अथ वा पिनक मात स मावः अ० २ पा० २ सू० १३ ॥
अपानग्रहि। आत्यन्तमन प ह्य अ० २ पा० २ सू०
१७ ॥ नै फ त्तिन संभवा त अ० २ पा० २ सू० ३३ ॥

یہ مندرجہ بالا سوتر میں بتاؤ گی میں سیکھتے دھرم شنگ رشن کے
کر ہے۔

یا درسی ۱۲۔ ملاوہ دھرم لکھا جاتا ہے کہ ان سوتر میں دھرم شنگ رشن کے
کو خوب مالی حکومت ہے جس میں شاستر ویدانت و رشن میں دھرم شنگ رشن کے
ویدانت اس کے جواب میں شاستر کے شاستر کے شاستر کے شاستر کے شاستر کے
کو وہاں بتا کہ ۱۰۔ اور پھر ان تینوں دھرم میں اور دھرم میں دھرم میں دھرم میں
آریہ۔ جناب یہ سوتر میں دھرم شنگ رشن کی حیدر نفل میں ہے
پہلے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے

تسم نیانے دھرم میں ویدانت دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
پہلے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
تسم نیانے دھرم میں ویدانت دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
پہلے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
تسم نیانے دھرم میں ویدانت دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
پہلے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے

یا درسی ۱۳۔ سیکھتے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
پہلے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
تسم نیانے دھرم میں ویدانت دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
پہلے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے

آریہ۔ آپ پر کس شاستر میں ہے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
پہلے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
تسم نیانے دھرم میں ویدانت دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
پہلے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے

کا کہ ایک عقیدہ سوتر کے طور پر دینا کے مت شاستر میں ہے دھرم شنگ رشن کے
دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
پہلے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
تسم نیانے دھرم میں ویدانت دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
پہلے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے

یا درسی ۱۵۔ دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
پہلے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
تسم نیانے دھرم میں ویدانت دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے
پہلے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے دھرم شنگ رشن کے

پادری ۵۔ خدا کی ہستی پر یقین کرنا کی تعلیم کے بجائے وہ سب دوست کا بیہودہ
 مشغلہ رہے زور و شور سے سکھاتے ہیں۔ یعنی ان کی تعلیم یہ ہے کہ خود خدا ہی
 ہر ایک شے ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کا ظہور نہیں۔ اس کے سوا اور کوئی چیز
 نہیں۔ جو کچھ اور موجود نظر آتا ہے وہ صرف مایا ہی ہے +
 آریہ۔ پادری صاحب یہ بیان آپ کا بالکل خلاف واقعہ ہے۔ نہ ہم ایسا سکھاتا
 ہیں نہ اور نہ تمہارا ایسا اعتقاد ہے۔ ہم ایسے ایمان کو ملعون سمجھتے ہیں۔ نہیں معلوم
 کہ یہ سب کیا بے بنیاد باتیں آپ کس سے سنا کر کس کے دھمکا رہے ہیں +
پادری ۵۔ ویدوں میں انہی آیات بھی ہیں جن میں خدا کی بابت ایک
 اعلیٰ خیال پایا جاتا ہے لیکن ہمارے اس مسئلہ جگہ ابھی ذکر ہو چکا ہے۔ ان کو
 انوکھی سے خبر نہیں ہونے دیتا۔ ویدوں اور دیگر کتب مقدسہ کی تعلیم اسی قسم
 کی ہے +
 آریہ۔ ہم صداقت کو یوں جواب دیتے ہیں اور نیز انہی سلسلیں
 جتان کے ہیں کہ ہمارے دوست کا مسئلہ ویدوں کا نہیں۔ وید ہر پاس کے مخالف ہیں
 اور صرف وید ہی نہیں بلکہ تمام آراء پر گتہ اس کے مخالف اور رد کر دینے ہیں
 جب یہ حال تو خود آپ کے بیان سے ثابت ہے۔ کہ ویدوں میں خدا کی بابت نہایت
 اعلیٰ خیال پائے جاتے ہیں +
پادری ۵۔ سے ۷۔ ہم ان کتابوں سے چند حوالہ جات اقتباس کریں گے
 تاکہ ہر ایک پر روشن ہو جائے۔ کہ فی الحقیقت ان میں کس قسم کی تعلیم ہے +
نمبر ۱۔ شاریریک ادھیا ۲ پاؤ ۲ سوتر ۱۱
نمبر ۲۔ شاریریک ادھیا ۲ پاؤ ۲ سوتر ۱۱
نمبر ۳۔ شاریریک ادھیا ۲ پاؤ ۲ سوتر ۱۱
نمبر ۴۔ شاریریک ادھیا ۲ پاؤ ۲ سوتر ۱۱
نمبر ۵۔ تیسری برہمن منتر اول پیر ۴۹
نمبر ۶۔ تیسری برہمن منتر ۱۱
نمبر ۷۔ تیسری برہمن منتر ۱۱
 دیگر اشارات کے لئے ہم اپنے پڑھنے والوں کو لکچر نمبر کا حوالہ دیتے ہیں۔ جہاں لکھا
 مفصل طور پر بیان ہے +
 آریہ۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ اصل سوتر تحریر کر کے ان کا صحیح ترجمہ تحریر کریں
 मह हो घ व ह ऋ ख परि मे ड ला भ्या म
 आ ० २ पा ० सू ० १ ॥
 ترجمہ: خدا اور دیگر جگت کو رہنما اور پریمیڈل ہرمانوں سے ایسا رہنما ہے
 परा त्तु त्कृ ते आ ० २ पा ० सू ० ४ १ ॥
 ترجمہ: ہر کرتی سے اس جگت کی بنیاد پائی جاتی ہے۔ یعنی جگت پر کرتی سے بنا ہے
 ओ शो नाना व्य य दे शा द न्य घा चा पि दा शदा स
 कि त् वा दि त्व म धी व न रा के आ ० २ पा ० सू ० ४ ३ ॥
نمبر ۲۔
 ترجمہ: ہم بھی ایک رشی کا مت ہے کہ جو انش کے تل ہے
 جیتن شکتی کے سبب سے۔ کیونکہ دانش کی توفیق وغیرہ لوگ ہر قسم کو برائی ہو گئے ہیں
 سوتر ۲ برہمن کا ترجمہ ہے جس کا اچھی طرح روایا ادھیا کے اسی پانچ سوتر ۱۱
 میں موجود ہے۔ اور سوتر ۱۲ برہمن میں آپ کے مخالف ہے۔ کیونکہ اس میں یہ لکھا

ہے کہ اگر جو برہمن ہو جاویگا۔ تو نہ ہم کو بھگوان کا الزام لگے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے
 کیونکہ یہ بات عام طور پر یہ ظاہر ہے کہ برہمن کرموں کے پھل بھوگئے سے جدا ہے
 اور جو پھل بھوگتا ہے +
نمبر ۳۔ لجنے سوتر ۱۔ ادھیا میں ظاہر کیا ہے کہ جو برہمن ہر برائی کی جگہ یا انکار
 ہو لیکن جو کچھ کا طالب ہو۔ وہ اس گرتھ کا مطالعہ کرے۔ اور پھر اسی یاد کے سوتر ۲
 ۳ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ برہمن کو ن ہے۔ جس کے جواب میں بیاس جی نے فرمایا ہے
 کہ تمام ملکیت کے مرن جسم وغیرہ ان کی اکیلا سے ہوتے ہیں۔ جو سب جگت کو برائی کرتی
 ہے سدا کرنا والا ہے۔ علاوہ ہذا ان رگت۔ بجز شام۔ اور پھر ویدوں کا گمان ہوتا
 ہے کہ ان کو نہایت سب دیا پڑتا ہے پھر اندھ سڑی ہے وہی برہمن ہے۔ کیونکہ نہ تو جگت
 کی اوتھتی جو خود ہو سکتی ہے۔ اور نہ بجز ویدوں کے کسی جو کو گمان ہو سکتا ہے
 ابتداء میں جو کہ تمام انسان حامل تھے۔ ہزار ہاں ہمیشہ ہی نوع انسان کے گمان
 کے واسطے وید مقدس کا گمان اسی پر مشورے سے ہے۔ اور کسی سے نہیں کہہ سکتے
 کامل سب مت دیا و اس کی بیشک سولے کسی کامل گمان (عقل کل) کے پس ہر شے
 میں وہ سب گمان برہمن ہے +
نمبر ۵۔ تیسری برہمن کا کوئی حوالہ لپے نہیں دیا۔ اور نہ ملاحظہ کرنے سے کوئی
 پتہ ملا۔
نمبر ۶۔ تیسری برہمن اول تو غیر مستند ہے۔ دوم اپنے کوئی حوالہ نہیں دیا۔
 پھر ہم کہاں تلاق کریں +
نمبر ۷۔ سوتیا غیر مستند ہے دیکھو لکچر نمبر ۲ کا جواب صفحہ ۲ کا حاشیہ اور
 اس کا بھی کوئی ٹھیک حوالہ نہیں دیا۔ ہم بھی اپنے لکچر نمبر کا جواب باصوبہ
 لپے لکچر نمبر میں تحریر کر چکے ہیں +
 آئے صفحہ ۸ سے ۱۰ تک ہی عبارت درج کی ہے جو لکچر نمبر ۲ میں صفحہ ۱۰ سے
 ۱۱۔ اور لکچر نمبر ۲ میں صفحہ ۲ وہ پر لکھی ہے۔ ہزار ہاں اس کا جواب مایا ہی ہاں
 مفصل سمجھ کر ناظرین کو جواب لکچر نمبر ۲ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور اگر
 زیادہ دیکھنا چاہو تو دیکھو سوتیا رگت پر کاش صفحہ ۲۵۸ سے ۲۹۹ تک
 مطبوعہ بار سوم +
پادری ۱۱۔ ہم حسب معمول ویدوں اور ان کتابوں کے جن کو سوامی دیانند
 جی نے سچی تسلیم کر لیا ہے دیکھو لکچر نمبر ۱ کے حوالہ جات کے احاطہ سے باہر
 نہیں لگے ہیں +
 ہم اپنے پڑھنے والوں کو پھر یاد دلاتے ہیں۔ کہ جیسا ہم نے لکچر نمبر اول میں
 کہا ہے کہ سوامی دیانند جی کیا رگت آپ نشد اور چھ درشتوں کو ویدوں کے
 ہم پاب مانتے ہیں +
 آریہ۔ آپ بالکل اپنے اقرار سے ماسر ہو گئے۔ آپے پہلا لکچر لکھنے کے بعد
 پھر نہیں دیکھا وٹاں دس اوپ نشد ہیں دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۲ (۹ و ۱۰)
 علاوہ ہذا ہم آپ کے بہت سے بیجا حوالہ رد کر چکے ہیں۔ رد کیجئے جواب
 نمبر اسے ہم تک +
پادری ۱۱۔ آریوں کا یہ بھی دعو ہے کہ یہ کتابیں (مرا وچھ درشتوں
 سے تھیں) ایک دوسرے سے بالکل متفق ہیں۔ فقط متفق ہی نہیں۔ بلکہ وہ ایک
 دوسرے کو منقذ و مشرک کر گئی ہیں۔ مثلاً دشتیک کے دشمن میں انشیا کی مشیت۔
 بنیاد میں ان کی نفادت۔ سائیکس میں ان کے اصل اور پتلی میں ان کے تباہ

میں قانون قدرت کا ہی بیان ہے۔ کسی ملک یا قوم یا شخص کی کوئی تواریخ یا داستان
 نہیں جن میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ پس ایسا گمان کوئی انادی نہیں؟ اور
 کس واسطے وہ تغیر و تبدل سے پاک نہیں؟ اور اس سے کوئی مذہب بالا بھی منکر نہیں
 ہو سکتا۔ کہ وید کا کوئی حکم آج تک نہیں بدلا۔ اور زائندہ بدلیگا۔ کیونکہ ایشور قدرت
 کا مالک ہے۔ اور قدرت کس کی ملکیت ہے۔ اور کامل گمان سے تو انہیں قدرت کا
 موضوع عبت ہے۔ اور وہی گمان دیدوں میں ہے۔ یا یوں کہو کہ وہ گمان وہ ہے
 جیسے مصنف کے علم اور اسکی تفسیر یا تعلیم وید میں فرق نہیں ہوتا۔ ویسے ہی ایشور
 اور اس کے قانون قدرت اور اس کی تعلیم وید میں ذرا فرق نہیں ہوتا۔ اس واسطے
 آدمیوں کی طرف سے دعویٰ اظہر من الشمس ہے کہ وید فقط الہامی ہی نہیں۔ بلکہ
 انادی بھی ہیں۔ کیا وجہ کریں؟ اور انادی ہے۔ اور چونکہ کوئی ایسا وقت نہ تھا۔ اور
 نہ ہوگا جن میں وہ گمان سے خالی تھا۔ جس سے صاف واضح طور پر نتیجہ ظاہر ہے کہ
 کوئی ایسا نہ مانہ تھا۔ کہ جس میں وید گمان (ہو جو نہ ہو۔ بنا برآں ثابت ہوا کہ وید
 الہامی ہیں اور انادی بھی اور یہی ہمارا دعویٰ تھا۔

لکھنؤ کا جواب

یہ پانچواں لکھنؤ کا خدائی ذات کے متعلق ہے جس میں انہوں نے تحقیقات کی
 ہے۔ کہ ویدوں میں ہر اوست کی تعلیم ہے۔ اس کے برخلاف نہیں۔ ہنگ ہر ایک
 طالب حق کو جسے ائمہ و ہر ہر ایک تحقیقات کرنی چاہئے۔ اور جو کتاب
 ایشور کا گمان بتا دے۔ راہ راست دکھلا دے۔ دھوکا دے۔ دھوکا دے۔ بجاوے
 وہی الہامی اور سچی ہے اور وہی ایشور کا فرمان ہے۔ اور ایسی ہی کتاب ہر
 ایمان لانا نشان ہے۔

اس حال کو مد نظر رکھ کر ہم انصاف اور محبت سے یاد رہی صاف کہے بغیر
 پرتال کرینگے اور ہمیں سابقہ تحقیقات کے باطن پر چنی ہوئی باتیں فہم
 یاد رہی ۱۷۰۰۔ آریہ لوگ مانتے ہیں۔ کہ ایک لفظ اسی ہے۔ وہ ایک
 ایسا لفظ ہے جو اسی محاورات کی جبر گیری کرتا ہے۔ ان کی حاجت ہر ایک کے اور
 ہمیشہ ان پر ایمان و محبت برسانا ہے۔ صرف یہی مقصود حقیقی ہے۔ وہ عالمی اسی
 کی شان کے شایان ہیں۔ ہدایت اور دستگیری کس نے؟ آدمی کی انکھ اسی پر
 لگنی چاہئے۔ اور اسی کو اپنے ایمان کی جائے قرار دینی چاہئے۔ کیونکہ وہی اسی
 وحکت کا خالق اور سب رزقوں کا مالک ہے۔ اچھل گئے آریوں کا یہی عقائد
 ہے۔ اور جہاں تک دکھا جانا ہے یہ عین درست و سچا ہے۔ اس میں کوئی
 حجت نہیں آسکتا۔ مگر ہمارا اعتراض یہ ہے کہ اس کے ویدوں اور دوسری کتب
 ہر قدر میں تو اس کا سر ابراز نہیں ملتا۔

آریہ۔ ہم آپ کے بیان سے بہت کچھ اتفاق کرتے ہیں آخری فقرہ کا جواب
 دیتے ہیں کہ جیسا کہ ایمان ہے۔ اور یہی ستے دنیا کی پشکون کافران۔ اگر یہ چھو کہ
 وہ منتر کون سے ہیں تو دیکھو
 آریہ منتر **نموسو** نامی ہیک جس میں ایک شیکر ہے۔ زیادہ منتر
 آرتھ سے مذکور ہیں۔ یہ کتاب ہر ایک پوری سماج سے جیتا ملکتی ہے۔ درتہ
 ویدک منتر اور ہر ایک سے نکالیں۔

کہ کیا صوفی کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟
 یا اذ کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟
 یا عیسائی کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟
 پوچھیں تو سب نے سب انکھوں کے واسطے روشنی دکھائے کہ واسطے انواع و اقسام
 کے غمے اور مریوے۔ رہنے کے واسطے زمین زندگی بسر کرنے کے واسطے آب و ہوا
 گل پھل اور امراض و در کرنے کے واسطے نباتات۔ معدنیات۔ وغیرہ پیدا کیے۔ جو تمام جمالی
 ہیں تو کیا روح کے واسطے ابتدا میں کچھ پیدا نہیں کیا
 کیا جسمانی نشانی سے روحانی نشانی حاصل نہیں؟
 کیا جسمانی مہذب سے روحانی مہذب حاصل نہیں؟
 کہا ڈاکٹری سے یوگ حاصل نہیں؟
 کیا ہلو انی سے عبادت حاصل نہیں؟
 کیا جسم سے روح حاصل نہیں؟
 کیا جب جسم کے واسطے خدا نے سب کچھ بنایا تو روح کی واسطے کچھ نہیں بنایا۔؟

اور اگر بنایا تو کیا اور کہاں؟
 ان سب سوالات پر غور کر کے کے بعد خود غرضوں لالچوں کے واسطے یقین
 غالب ہے کہ کسی حق سید کو انکار نہیں ہوگا۔ کہ روح کے واسطے بھی ابتدائے آفرینش
 سے ہی علم یا گمان یا ہدایت کی ضرورت تھی۔ ورنہ بعد کو محض بیفایہ تھی۔ کیونکہ
 اگر ہم مریوے کے وقت لوگ سمجھ لکھے موجود تھے۔ وادو بھی پڑھا لکھا آدمی اور
 شاعر تھا تعلیم عام تھی اور وہ خود بادشاہ تھا سلیمان خود شاعر اور وادو کا فرزند
 تھا۔ عیسائی کی تعلیم عام تھی۔ دینا میں مہذب پھیل سوئی تھی۔ نامی گرامی
 حکما و فضلا و مہر۔ یونان میں موجود تھے۔ آرسطو۔ افلاطون۔ سقراط۔
 زردشت۔ بالہیک۔ و شبث۔ گوتم۔ سیاسی۔ جیسی کی تعلیم۔ ہدایت کو آفرین
 ذرہ بھی غور سے تعجب سے نہ کر کے مقابلہ کرے۔ تو ایسے کہ رنگ شتاب اور
 آفتاب جہاں تاب کا فرم معلوم ہو۔ علاوہ ہر ان تمام دنیا کے موجود مذاہب میں
 مختلف طور پر جنی عمرہ عمرہ ہر ایک یا آفرینش میں۔ وہ سب ویدائے ہر قدر
 و شاستائے ہر ایک میں موجود ہیں۔ پھر ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ باوجود موجودی آفتاب
 کے ان کی کیا ضرورت ہے۔ حالانکہ ان میں امرت زہر سے ملا ہوا ہے۔ نیم
 حکیم خطرہ جان و تین خدا خطرہ ایمان ہے۔ اور ان میں حرف امرت ہی ہے نہ کہ
 امد نشان نہیں؟

خود تو مرادیت وغیرہ کو عیسائی صاحبان مسیح کی نشانوں کے واسطے مانتے ہیں۔ دنیا
 میں مانتے۔ جہاں بھل میں کہتا ہے۔ مریوہ شریعت کے اعمال پر تنکید کرتے ہیں۔ مسو
 لحت کے تحت میں یہ کہتا ہے۔ مسیح نے ہمیں سولی لیکے شریعت کی لعنت سے
 چھڑوایا ہے۔ یا لکھتوں باب ۱۰۔ آیت ۱۱۔ پھر کتاب ہے۔ شریعت مسیح کے نیچانے
 کو سہارا دینا وغیرہ۔ یہ صرف ایمان آج کا تو ہم پھر استاد کے تحت میں نہیں رہتے۔ لکھتوں
 باب ۱۰۔ آیت ۱۲۔

یہ تو آپ کے بھی مسلم ہے۔ کہ خدائی ذات تغیر و تبدل سے بری ہے۔ تو
 پھر اس کی صفات میں علم یا گمان تبدل ہو سکتا ہے؟ کہنا قانون قدرت بدل
 سکتا ہے۔ اگر ان باتوں کا جواب بھی کے سونچے نہیں۔ تو کیا اسکو الہام بدلنے کی
 ضرورت ہو سکتی ہے؟
 سران آریہ سماج۔ اور قدیم زمانہ کے دینی لوگ بھی مانتے ہیں کہ وید گمان

ضرورت ہر ایک قوم کو تالیف کی ہوئے پر جوتی ہے۔ اور ہنگامی گو کہ اور کیا یہ اور سائنس انڈی لنگویج صفحہ ۱۸۴

فریڈرک وان سیکل صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ سنسکرت یونانی لاش چرمی سے تغلیق نہیں رکھتی ہے۔ بلکہ آنا واحد اسے ہے۔ کیونکہ یہی ہی ان کا مصدر ہے جسکی نسبت کس یوں کہتا ہے کہ یہی ابتدائی زبان ان کی ترقی کی تھی ہے اور ویا کرانی رشتی اور متقدمین کی نہایت کامل ہے۔ اس میں فلاسفی سائنس دیا۔ علم الوہیت لکھے ہوئے ہیں کہ جس کا یو روپ شکور ہے، اور ہنری آف دی میڈلین صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲

لیب نیز صاحب بہادر نے ثابت کر دیا ہے کہ اس میں از روئے تحقیقات فریسیں کے بیان کرتا ہوں کہ سب زبانوں کی اصل نام سنسکرت ہے اور جی آدم مشرق سے مشرق سے مغرب کو آئے، اور سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۵۲

اہل جرمن میں سے پہلے یو پ صاحب نے سنسکرت کی طرف توجہ کی اور اپنی زبان میں اس کی حرف و نحو لکھی۔ اس زبان ہی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی ملک اور کسی قوم میں علوم کا فطر نہ تھا۔ تب ہندوستان میں علم کی بڑی ترقی تھی۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں سے چار وید ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے۔ یہ وید ہندوؤں کے مذہب اور قانون۔ اور علم کی بنیاد ہیں۔ ہندوؤں کی باقی کتابوں کی اصل بھی وید میں قانون کی کتابوں میں وید کے احکام لکھے ہیں۔ وید ہی کو فلسفی اپنے سائل کی بنیاد ٹھہراتے ہیں۔ ویدی کو صرف اپنے قواعد کا مانتا ہے جس میں بعض کل علوم کے عالم اسی مجموعہ کو اپنے علم کا جرم قرار دیتے ہیں۔ اور اناتلیق پنجاب (۱)

واضح ہو کہ ہندوستان ملک قدیم اور خطہ مردم خیز ہے۔ اصل باشندے اس کے آریہ لوگ بالفضل شاہید وہی ملقب بہ ہندو ہیں۔ اور یہی کہ بہ ملک قدیم ہے۔ ویا ہی اسکا دھرم بھی قدیم ہے۔ مگر انوس یہ کہ اس ملک کی کوئی تاریخ ایسی نہیں کہ جس کے دیکھنے سے حال قدیم معلوم ہو سکے۔ ان کتب مذہبی میں وید البتہ قدیم اور سمیت رہنے والا ہے۔ اصل مذہب اور قدیم دھرم صرف اس سے دریافت ہو سکتا ہے۔ اس سب دھرم والوں کو لا ذہم ہے کہ وید کی طرف توجہ داس۔ اور اس سے اصل مذہب کی راہ جانیں اور سمجھ لیں کہ جس طرح کسی دریا کے نکال کی جگہ معلوم کرنے کے واسطے بہاؤ نکال کا جھرنہ دیکھنا ضروری ہے اسی طرح دھرم قدیم کی اصل دریافت کیلئے کے واسطے وید کا مطالعہ لازم۔ لیکن یہ سب نہ رہنے چرچا علم سنسکرت کے لوگ پڑھنے پڑھانے اور جانتے وید سے معذور اور اصل دھرم کا معلوم ہونا اور اختلاف مذہب کا مشابہتوں وید کے جاننے کے ممکن نہیں۔ اور اگرچہ تمام وید مجموعہ بدایت سے گریاں شد اس کے خاکہ بدایت سے بھرے ہیں۔ اور دیکھو برہم سماج برائی و سیکھنے کا باہر حال بدایت جولانی ۱۸۷۵ء جلد ۱ سلسلہ نمبر ۲۰ صفحہ ۳۲۰

ایک اور لائق توجہ فرماتے ہیں۔ اہل ہندو۔ اہل آریہ۔ انگریز۔ یونانی۔ چرک۔ ایرانی وغیرہ لوگوں کے نزدیک آریہ تھے۔ پھر جی مورخ فرماتے ہیں ہندوہہ طبعیات ملک کے استاد اول ہی آریہ ہیں۔

آریہ گوئی دھرم کے تالیف کا انہی کا اقبال کرنا نہیں ہے۔ سائنسی سید بھی واضح کیا گیا ہے کہ سب مذہب قوموں کی اصل ایک ہی قوم سے ہے اور وہی ایک ہی آریہ قوم ہے۔ قدیم مذہب اور علم دوست اور عالم ہے۔ اور ان دنوں جیلا اور سب ملک والے جاہل تھے۔ ساسی ملک اور قوم میں الوہیت مسلم۔ اخلاق۔ صحت۔ حروف۔ تہذیب۔ وغیرہ کا زور و شور تھا۔ کیونکہ آریہوں کی ترقی کے زمانہ میں سب قومیں جاہل تھیں۔

اب مقام غور ہے کہ جب آریہ ورت کی ترقی سب ملکوں سے قدیم ہے۔ اور آریہ قوم سب قوموں سے قدیم ہے اور سنسکرت سب زبانوں سے قدیم اور وسیع اور فصیح ہے اور سنسکرت میں وید سے زیادہ قدیم ہیں۔ اور ان کی کتابیں جنہوں نے سب قوموں سے پہلے ترقی کی۔ اور وہ ان کو الہامی مانتے ہیں۔ بنابران وید ضرور الہامی ہیں۔ کیونکہ بقول تمام مورخوں کے پورے آریہ لوگ نہایت پختہ اور مصنف خارج اور رحمدل ہوا کرتے تھے۔

اسی کو آپ ایک اور طرح پر بھی ملاحظہ کیجئے کہ اس کا علم بغیر تعلیم کے نہیں آتا۔ اور بغیر تعلیم اور علم کی کتاب نہیں بن سکتی۔ اور جو بقینا فاضل ہوگا۔ اسکی کتاب اپنی فضیلت سے ملو گوئی۔ اور بت جن کو آپ لوگ الہامی مانتے ہیں۔ وہ اصل میں دس حکم پر مشتمل ہے کہ باب ۵۔ آیت ۲۴ تک اور خروج باب ۲۰۔ آیت ۱ تک سب مذہب میں جس کے آگے نہ سکتا ہے۔ یہی باقی کتابیں جلد و نڈلے نیا پڑاگ کے اور بدلی کے اور بے نہایت تاریکی کے درمیان سے نکلتا رہی تھاری جماعت کو بلند آواز سے کہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ اور اس نے انکو چمکی دو لو جوں پر لکھا۔ اور ان میں میرے سپرد کیا۔ اور واضح ہو یہی دس حکم وید میں نہایت عمدگی سے بائستائے نامی حکم بہت کے موجود ہیں حالانکہ وہ نوے کوچ سے ۱۲۰۱ برس پہلے معلوم ہوئے۔ اور اسی طرح دھرم سنسکرت میں اوریت نے نہایت عمدہ طور پر ہیں۔

نمبر ۱۔ میرے حضور بغیر دوسرا خذ نہ ہونے۔
نمبر ۲۔ تو اپنے لئے ترستی ہوئی صورت نہا۔ اور نہ سے سجدہ کر
حاشیہ نمبر ۱۔ لے جو وید ادھیا۔ ۱۸۵۵۔ ۸۔ اور اتھرو وید کا نڈ۔ ۱۰ پر باب ۱۲
انویاک ۱۸۵۵۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱

کمرے میں ان چیزوں کی جستجو کریں۔ تمہارا قیاس تو یہ کہتا ہے کہ اس جگہ اپنے
اپنی بے علمی کا تذکرہ اقبال کیا۔ اور اعتراض کا موقع نہ دیکھ کر صرف بہودہ گوئی
اور ٹوڑ خانی کا استعمال کیا۔ کہاں وید مقدس اور کہاں بے سے ہزلیات۔ وید
ان مذہب و بات سے منہ پر ہے اور اگر تلاش کرنا چاہو تو یا بمبیل کا مطبع ان فعلوں
سے بھرا ہوا ہے۔ اگر ہر ماں مانگو تو غزل الفزلیات یا نزل الفزلیات کو مطالعہ
میں لاؤ اور خدا کے مقرب اور مخلص اور مقدس داؤد نبی کی جس حرکت و جہ کا
ابن ہونے پر مسیح کو فخر ہے، جو ادیب کی جو وہ سہلہ و لطیف کے ساتھ عمل میں
آئی دھیمان لگاؤ و رموز اہل ۲۔ باب آیت، اگر درخانہ کتب ست ہمیں
اشارت بس سنت۔

یہاں حصہ جس میں آپ کے اعتراضوں کا جواب ہے اختتام کو پہنچا۔ اب ہم ویدوں
کے الہامی ہونے کا ثبوت یعنی دوسرا حصہ شروع کرتے ہیں۔
الہام یا الیک۔ آچہ و ردل کے انداز و خدا تعالیٰ۔ انہیات اللغات و

متحیات۔
پادری کلارک صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی زبان ان صدیوں گزر گئی کہ اس
خیال کے پیدا کرے کہ جو جنین نکلا کہ عالم انداز و عام روزمرہ کی بہت سی زبانوں
کو مقابلہ کرتے۔ علم و شکر کی تعلیم اور اظہار کے پیشتر یہ نہیں معلوم تھا۔
اور اس نے ان کتابوں کے لئے جو کہ تیس سال ہوئے جرمنی میں ظاہر ہوئے
میں بہت کچھ حاصل ہوا کیا۔ سات صدیوں کے خیال کرنے میں ہم نہایت ہی
مشرقا سے ظاہر کرتے ہیں یعنی اس شکر کے جس میں سب سے پورے علم ہیں
یہ ایک ایسی زبان ہے۔ جس میں بڑی بڑی جہتیں اور عمدہ کتابیں نظم و نثر میں
ہیں۔ اور تھوڑے عرصہ سے یورپ والوں کو معلوم ہوئی ہیں۔ سامینٹ
لنگویج کا مطالعہ کیا کہ اب کیا جاتا ہے بیشک ہندوستان میں انگریزی
عملداری کے تسلط کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ سرکاری زمینڈ سروسیم جو جس نے
بہت سا خزانہ اس پورے علم کا جس کو کہ جرمن کی زبان والوں نے نہایت
ہی عمیق تحقیقات و استقالات سے اپنی اور تمام زبانوں کے حل کر کے مفید دنیا یا
تھا جمع کیا تھا۔ اور دیکھو گرامی پادری صاحب موصوف صفحہ ۱۰۷
ایک اور فاضل محقق کہتا ہے۔ کہ جس طرح ایک علم نباتات کا جانے والا درخت
کی عمر اس کی شاخوں کی تعداد اور اس کے تنکے گھیرے سے بتلا سکتا ہے۔ اسی
طرح ایک زبان دان کی زبان کی عمر اس زبان کی شاخوں سے اور اس ملک کے
رقبہ سے چکر کے پیرے ہی بتلا سکتا ہے۔ چونکہ اور کوئی زبان ایسی بذاتہ کامل اور
شاخ و درشاخ شاخوں میں مثل شکر کے نہیں ہے۔ اس لئے تمام زبانوں
کی رائے میں یہ زبان سب زبانوں سے نہایت ہی پورانی و عوامانی گئی ہے۔

دیکھو رسالہ تحقیق ص ۳۸ باب ماہ اگست ۱۸۸۷ء
الطرب پادری صاحب ہاڈرنے اپنی زبانوں کی ترتیب کے مضمون میں بعض قدیم
یونانی انسانوں کا مخرج شکر سے نکالار اور حسب ذیل ریا رک قابل
توجہ دیا ہے
آسمانی خدا کو یونانی لوگ پڑھتے ہیں۔ اور اس بات کا خیال کرنا
چاہئے کہ یونانی آواز کے شاہ ہے۔ اس لئے لفظ یونانی اس دراصل ہی اس بچا ہے
لاطینی ایسی خدا کو اس پڑھتا ہے۔ اب ویدوں میں آسمانی خدا کو ویش تی
کہتے ہیں۔

اب ہمارے خدا باب کی اصلیت چھوٹی جو ہمہ تحقیق کا باب ہے ظاہر ہوئی
یہ ریا رک میں اس لئے دیتا ہوں کہ عام قایم کردہ پیرائے جنبش کھا جاوئے۔ کہ
عز و فخر خواہ ملامتوں یا نہ ہوں بہر نوع نہایت ہی قدیم ہیں اور سب سے پہلی زبان
میں لکھے گئے ہیں، نہ یہ امر یہ کہ عربی قصہ جات نہایت ہی قدیمی ہیں۔ اور نہ
ہیہ کہ ایرانی سب سے پہلی زبان ہے۔ بلکہ برعکس اس کے جیسا کہ گولڈزی ہی صاحب نے
ثابت کر دیا ہے۔ کہ قصہ جات اخذ کئے گئے ہیں۔ اور زبان خواہ دوسرے خواہ
تیسرے درجہ کی حالت میں ہے۔ اب اس سیدائش کی کتاب کی کیا قدر ہے
جس کی آدم و حوا کے شرائط قایم کرنے کے لئے یہ سند ہے۔ کہ چند خیر اہم ہونے
کو بے روئے یہ تمام زندہ مخلوقات کے ہمہ تن بانی بانی ہیں۔

بکری وار و صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی دیا کرن نے تعداد ہے اور
لکھے والوں کی بدھی کی قابلیت اور تیزی کی مصداق ہے اور اصلی بات یہ ہے
کہ شہود یا اگر ان میں آریہ لوگ۔ رومن۔ یونانی۔ اور موجودہ زمانہ کی انسانی
قوموں سے سب پر کار و برہم کر ہوئے ہیں۔ ان کی دشمنی نہایت عمدہ ہیں
جوان کی لیاقت اور مددگار کے اعلا ثبوت ہیں۔ اور دیکھو عجارت نہ کمال
دستا انگریزی مطبوعہ مدراس صفحہ ۵

سورس گزیر سے اہل کو رب کا ایسا اعتقاد تھا کہ سب زبانوں کی اصل
سرانی ہے۔ لیکن جس وقت شکریت میں مہارت حاصل کی۔ تب ہی یہ
ہوا۔ کہ فارسی یونانی لٹن۔ جرمن وغیرہ زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں۔ اس میں
آف دی سڈی آف انگلش صفحہ ۷۷ ایک محقق انگریز نے نہایت تحقیق
سے ثابت کیا ہے۔ کہ سنسکرت اور یونانی میں بڑی مشابہت ہے۔ یہاں انہوں
نے اسے نفوں اور دیوں کا حال بالکل شکریت سے لیا ہے اور کچھ الفاظ
اور طریقہ تہذیب اور تائیت بھی آریہ و رشتہ سے اخذ کیا ہے۔ اس میں آف دی
لنگویج صفحہ ۱۷۵

سرولیم جو جس صاحب فرماتے ہیں کہ شکریت کی وضع نہایت عجیب و غریب ہے
یونانی سے وہ زیادہ کامل ہے۔ اور ان سے بڑھ کر وسیع ہے اور دونوں کی نسبت
ستہ تر ہے (دسائیس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۴)
رومن کیتھولک فرقہ کے میٹز یا دی ڈی صاحب فرماتے ہیں کہ اب یہ علوم
کی تحقیقات سے مثل روز روشن ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ قدیم زمانہ کی کل اصطلاحات
مشرقی سے ہی پھیلی ہیں۔ اور زمانہ حال کے سنسکرت دانوں کی کوشش ہے
ہر لیر جوئی ثابت ہو گیا ہے کہ یورپ کی موجودہ زبانوں کا مادہ و مخرج
مشرقی کی زبان (سنسکرت) ہے۔ اور یا بمبیل ان انڈیا مطبوعہ نوبارک
صفحہ ۷۷

لارڈ بان بر و صاحب یہاں فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے برہمنوں میں
ایک ایسی زبان جاری ہے جو ہر یونانی شاعر کی عبارت سے ہر طور فصیح ہے
دسائیس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۵
مشرقی صاحب یہاں فرماتے ہیں کہ شکریت کے الفاظ کی عربی۔
فارسی لٹن یونانی سے بہت مشابہت ہے اور مشابہت مصلحت کے دیکھا
نہیں ہے کہ جس سے یہ خیال کیا جاوے کہ جب ایک قوم نے دوسری قوم سے
علوم و فنون لئے تو اس کے ساتھ ہی وہ بھی اخذ کر لی۔ بلکہ مشابہت زبان
کی اصل لفظوں میں ہے۔ جیسا کہ اس لئے اعداد اور ان چیزوں کے نام کی

وہ نتیجہ جو کم تر ہی منتظر ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ وہ نادادی نہیں بلکہ ان کا ماننا ضروری وصف ہے کیونکہ ایک دانائے انیس بتایا ہے۔
 آریہ۔ یادری صاحب آپ کی عبارت ایسی خطبہ ہے کہ اس سے کوئی بھی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ جب سو تراہ میں وہ ہینہ نتیجہ نکالتے ہیں تو وہ پہلی عبارت رنگتے سو تراہ نتیجہ کرتا ہے۔ سو تراہ میں منتظر کہ اس سے آگے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کو سو تراہ و سو تراہ کی بھی ہینہ نہیں بنا سو تراہ کا دوسرا ادھیارا اور پہلا انگ سو تراہ پر ختم ہو گا۔ پھر یہ ہیکہاں سے لکھا ہے کہ تراہ جن وہ ہینہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بند انادی نہیں کیونکہ اس میں ۸۰ کا کوئی سو تراہ بھی نہیں اب ہم اسی ادھیار کے سو تراہ کا نتیجہ کرتے ہیں۔ ساکنہ۔

سو تراہ ۶۷۔ ادھیارا انگ ۱۱
 मन्त्रायुर्वेदं प्रामारायवच्च ॥ २०२ ॥
 तत्प्रा। मारायमा स प्रामारायान् ॥ २०३ ॥
 ترجمہ۔ وہ سب جگہ اپنا ایک سو تراہ کیان سے کیان سے ہیں جسے ان سے لکھا گیا ہو۔ ایور وید منض کو دور کرتا ہے اور ٹھیک ہے کسی کو اس کی صحت سے انکار نہیں۔ وہ ہے وید مقدس جو ایور ویدی شانت اور ست گیان سے مسکرا رہی ہو۔ کیونکہ دانائے کل نے انیس پرکاش کیا ہے۔
 ابا دیگھے استخراج حضرت ایکے تمام حوالے بے بنیاد ہیں۔
 یادری۔ ۶۷۔ سی طرح ساکنہ درشن ۵۷۔ اور لکھ سو تراہ میں کیلا جی تبد انا دی کے لکھا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ بتدانا دی نہیں کیونکہ وہ صریح غلطی معلوم ہوتا ہے۔ اور نتیجہ نکالتے ہیں کہ ویدوں کے نادادی ہونیکا دعویٰ بالکل نامکن ہے۔ (سو تراہ ۴۲)

آریہ۔ بہال بھی آپ کی منطق دان کا نمونہ ہے۔ جہاں سو تراہ ۵۷ کا نتیجہ سو تراہ میں اس طرح نکل سکتا ہے۔ سبب نہ تحریر کرتے کسی حوالہ کے ہم کو ساکنہ درشن ساہیو تال کرنا پڑا البتہ تحقیقات بسیار معلوم ہوا کہ ہند ایک علی یاچویں ادھیارا کے نہ سمجھنے سے ہے۔ پس ہم تمام متعلقہ سو تراہ بیان درج کر رہے ہیں۔

ननित्य त्वेवेदानो काव्य त्वसूते ॥ २०४ ॥
 निजशक्तयभिव्यक्ते स्वतः प्रामारायम् ॥ २०५ ॥

ترجمہ۔ ساکنہ درشن ادھیارا سو تراہ ۴۵ سے آہ
 نمبر ۴۷۔ ویدوں کو شیتا نہیں ہے۔ کاہیو ہونے سے (یہ سو تراہ ۵۷) اس سے شروع ہو کر سو تراہ ۴۵ تک رد و قدر کرتے ہوئے کیل جی مہاراج سو تراہ ۴۵ میں صاف واضح طور پر فرماتے ہیں۔

نمبر ۵۸۔ پریشوری سو تھیاؤں کیان شکتی سے پرکاشک ہونے کے سبب بد سو تراہ ۸۰ اور بت یعنی انادی ہیں۔ کیونکہ پریشور کا گیان انادی ہے اور وہ سب کال سے سر پرستی کرتے ہیں۔
 آگے چلکر ایک اور بحث شروع کرتے ہیں سو تراہ ۵۷ سے ۵۹ تک

प्रतीत्य प्रतीतिभ्याम् नस्फोटकात्मक शब्दः सू० २६ ॥
 पूर्वमि ह्यसत्त्वं स्वभि व्यक्ति हो पे नैव द्यतस्य
 ॥ २०५ ॥
 ترجمہ۔ یہ سو تراہ ۵۷ میں ہے انکا جو پھونک کو شیتا ماننے ہیں۔
 یہ بتا گیا ہے اور نہ ہونے سے کہ وہ جھوٹا ٹک نہیں ہے۔

اسی طرح رد و قدر کر کے سو تراہ ۵۹ میں اس کا جواب دیتے ہیں۔ نمبر ۵۹ شید کاہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا پرکاش ہوتا ہے۔ جیسے چراغ سے ٹھکانے چراغ گھٹ رہے کی اتنی ہی نہیں کرتا بلکہ پرکاش پس شدت ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اعتراض بے بنیاد ہیں۔

یادری ۱۶۔ یہ شید بقول آریہ پریشور سے آیا ہے۔ لیکن اس کی ہری ستونو جی اس کو ناپاک ٹھیکرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کوئی آدمی رنگو بد یا پھر وید نہ پڑھے ہوگا شام وید کا آواز اس کے کان میں پڑتی ہو۔ بعد ازاں اس نے اس وید کا خاتمہ یا ایک آریہ کا پڑھ لیا ہے۔ اس کا استدنا پاک ہے منوم۔ ۱۲۳۔ آریہ۔ اس بات کی ہم نہیں بلکہ خود منومرئی تردید کرتی ہے۔

वेदो पकरणी चैव स्वाध्यायै चैव वैदके। नां वैदो
 स्त्वध्याये छेममंत्रेषु चैव हि म० अ० २१ ॥ १०५ ॥
 ترجمہ۔ وید کے پڑھنے پڑھانے۔ سندھیا۔ آسان ادھی۔ مہا کیوں کے کرنے اور ہم منتروں میں ادھیائے دے یعنی تعلیل اور رد و اگر دیکھی نہیں جاتے۔

پس وید شلوک پر کھیت ہے۔ ہم اس کو نہیں ملتے کیونکہ وید کے دھرم کے مانک خلاف ہے شانت کیا دیتے ہیں۔
 वेदानपितृ मद्या यत्ताम् ॥
 یہ ویدوں کو بت پڑھے تبھی تیاگ نہیں ہے۔ یہ ہم کسی کی بات نہیں ان کے علاوہ براہ میں شلوک ۱۲۳ انیس بلکہ ۱۲۴ ہیں۔

یادری ۱۹۔ چاروں ویدوں میں شیکوئی کا نام وستان نہیں ملتا۔ ملکا کوئی ایسا ذکر بھی نہیں ملتا جس کو استقبال سے کچھ مس ہو۔
 آریہ۔ یہ قول آپ کا درست ہے کسی آریہ کو اس کے انکار نہیں سیک وید کو بیناوی کا گمان ہے۔ اس میں راستی نام کو نہیں۔ بلکہ سرا یا ہستان ہے اور ناناں سے کوئی یوری ہوئی نہ ہوگی۔ اور نہ وقت پر لکھی گئی۔ ورنہ ہم جیسے دیکھو گی کہ نے ولے آج کل ہزاروں رمال ویدو ہیں۔ اور شمال مشرق میں ایسے لوگوں کا ایک محلہ آباد ہے۔ جہنی چاہے پیشگوئیاں کر لو۔ داناؤں نے سچ کہا ہے۔

چوں عرض آریہ نہ پوشیدہ شد
 انوس آپ لوگ ان باتوں کو جو صریح دھوکہ دینے والی۔ بنادوی۔
 ۱۱۔ انوں کے بھلانے والی محض بے سرو پا بے اعتبار ہیں۔ ان کو بھی ایمان کی بنیاد راستی کی ذبح جانتے ہو جو سرا یا محال ہے
 یادری ۲۰۰ و ۲۱۰۔ پریشور اس نادادی گیان کی چند ایسی شکتیں ہیں جن کا خطاب بھی لگائے۔ اور قاتبین کی طرف ہے۔ اور جن میں ایک مارے ہوئے قمار باز کی نو اسدی کا ذکر ہے۔ اور بے ہمتی شریات میں جن کا غم نہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ مہارو کو اکمل کی مرس (دھیلی جوتی) بنے ہوئے دروازے پر کھڑے اور اس کے پاس سے رہا ہے جنات ہر مانی کر کے بنائے گئے چاند کے دن ملاقات سے کیا فائدہ ہے، اس قرانی پرکاش موجود ہیں کائیں کیکاش کے درمیان کہا کر رہی ہیں، ہم حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ جلات نگوہ الصد میں وہ کونسی بات ہے جس کو پریشور کے گیان کا ظہور سمجھنا چاہئے
 آریہ۔ حضرت آپ نے کوئی توت یا خوالہ یا نمبر یا نشان کسی وید نہ کا نہیں دیا کیا تلاش کریں۔ اور کس یادری صاحب سے پوچھیں۔ یا کس گرجا کو کر کے

دھرم دھرم کے رو سے پرہیز کرنا اتنا ہی ضرور ہے جتنا دیکھ شام کو منظر ہو
زیادہ فضول اور بے بنیاد ہے۔ اور شامانے سے تو آپ کو بھی شاید انکار نہ ہو۔ مجھ
یا دہے کہ بروقت تشریف لائے لالہ روشن لالہ پریشاں لاکے پادری نارن صاحب
بھی اس سرس لکچر سننے آئے تھے۔ جہاں سیراں کو پیاس لگی تو ساج مندر میں ہی انہیں
بیتل کے گلاس میں پانی دیا گیا تھا۔ پس ایسے اعتراض سراپا بنیادہ اور فضول ہیں۔
پادری ۱۴۔ جب کبھی ان کو آدیوں کو (احتفال ہوتا ہے) کہہ دیتا ہوں کہ یہ خیالات تمکو
گردابِ رنج میں لانا چاہتے ہیں تو بڑی خوشی ہے انہیں تو زرا سلام کرتے ہیں بھلا
ایسا بے شک نہ ایمان خود اس شخص کا یا اہل ہند کا کب بڑا پار کر سکتا ہے
آریہ۔ یہ بات آپ کی بالکل درست ہے۔ اور یہی آریہ دھرم کا مخبر ہے۔ بلکہ
یہی آریہ سماج کا مبارک اصول ہے۔ درست کے گمراہ کرنے اور راست کے چھوڑنے
میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔

جب کوئی خیال فاسد آریہ سماجوں یا آدیوں کو بہت مجموعی یا فرد فرد
خدا خواستہ گمراہ کرتے لگتا ہے۔ تو ہم ان کو بالخصوص بحث دور کر دیتے ہیں
آپ کی عیسائیوں کی طرح نہیں کہ خواہ کوئی مذہبی کتنے ہی غلط۔ بے بنیاد علم
و عقل کے مخالف راستی اور ایمان نذاری کے دشمن ہو خواہ وہ کس قدر گردابِ رنج
میں لادیں خواہ قاتلوں کے سامنے بات ہی نہ کر سکیں خواہ محفلِ علم اس کے سر
سبز سے کھڑے بے بنیاد ثابت کر دے تو بھی دنیاوی لالچ کے سبب اسے نہ
چھوڑیں چیز یاد رکھیں۔ پس ایسا ایمان آپ کو مبارک ہو۔ ہمارا بطور اور نامعلوم
باتوں کے اسے بھی سلام ہے۔ پادریوں اور دیگر کئی کٹ لوگوں کی حالت ارحہ
ناگفتہ بہ ہے۔ ہم مفصل کسی اور ٹریٹ میں ظاہر کرینگے۔ تاہم نگاہیں یہ رسد کیا
ایسے مذہبوں سے دنیا و دین کی ہوسبودی ہو سکتی ہے ہم اور کہاں تلاش کرینگے
خود یورپ ہی اس کا سنا ہے۔ جہاں سید اجل مقدس کی ہرکت سے لاکھوں
کرور ڈول لوگ دہریہ تہی سٹ ناسک ہو رہے ہیں خود لندن سے ہی ۶۔۷
احضار عیسائی مذہب کی تردید میں نکلتی ہیں۔ باوجود جو نئے صدائے گرجوں کے
لوگ کھانا کھا رہے گناہوں سے نکالنا چاہتے ہیں۔ برخلاف اس کے سبکت دیدھرم
صدائے ناسک جینی ہمدستی بت پرست گمراہی سے نکل کر دیدھرم پر ایمان
لائے اور روز بروز لائے جاتے ہیں۔ آریہ دھرم کی اس روشنی کے زمانہ میں بہہ
نہلتی ہے۔ اور عیسائی مذہب کا یہ منزل۔ امرکن عیسائیوں کی حالت بھی ناگفتہ
ہے۔ جہاں تک علم کی ترقی ہوگی عیسائی دین کا منزل ہوگا۔ خدا کرے موجب
اصول آریہ سماج کے دیا کایہ کاس اور ادب کا بالکل ناس ہو جائے۔ پھر ہمیں
کہ عیسائی دین کہاں رہتا ہے۔ میں صدق دل سے کہتا ہوں کہ اگر اس وقت آریہ
خداوند یسوع مسیح پیدا ہوئے تو ایک شخص بھی بڑھا لکھا ان پر ایمان نہ لاتا۔ اور
مسترب لاکے ایک سوال کا بھی جواب نہ دے سکتے تھے کہ وہ موجود ہوتے۔ انہیں
عیسائی دین اور آریہ دھرم کے حساباً ہی نہ تھا۔

چراغِ مردہ کی نورِ قباب کج + بہ میں تفاوت رہا زکی ستا کجا
بائیل کا مذہب عیسائی اور ہدی کی تیز اخلاق اور خدا کے فرمان اور اعمالوں کے
سزا و جزا کے درخت کو جس پر تمام انسانیت کی بنیاد قائم ہے جڑ سے کاٹ دیا
جس سے عرصہ کسی اور کو نقصان پہنچانے کے ان کی بجات بھی گناہ و بد چلتی ہے
دینا کا مالک اور عدالت؟ اس نہایت مشکل سوال کا یہ وضاحت کرنے کے بائیل ایسا
بھلا جواب دیتی ہے۔ جس سے آدمی کی معقولیت سے غرور قیل ہونا پڑتا ہے۔

لکچر نمبر ۲ کا جواب

اس لکچر نمبر میں پادری صاحب نے ویدوں میں ایشورگیان کو تلاش کیا ہے
یادوں سمجھنے کو ویدوں کے ایشور کرمت ہونے پر اعتراض کئے ہیں۔ ان کی تحقیقات
کے یہ دو اصول ہیں +

۱۔ آیا وید الہامی اور نادادی ہیں یا نہیں

۲۔ آیا وید پریشور کا گیان ہیں یا نہیں

ہم بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ کسی قاعدہ کے مطابق ان کے اعتراضات کو جوچیں
اور جو صحیح ہو سکے قبول کریں اور نامعقول کو فضول ثابت کر دیں اور جو ٹھیک
جس طرح ہم ویدوں کو الہامی مانتے ہیں اس کو ہم پادری صاحب کے الفاظ میں
درج کرتے ہیں۔ آریہ لوگ ویدوں کا الہامی ہونا اس طرح پر نہیں مانتے جیسا کہ
اور کتب مقدسہ الہامی مانتے جاتے ہیں۔ وید قبول آریہ پریشور کا گیان ہیں یا نہیں
سے صاف روشن ہے کہ وید فقط الہامی ہی نہیں۔ بلکہ نادادی بھی ہیں۔ کیا وجہ
کہ پریشور نادادی ہے۔ اور چونکہ کوئی ایسا وقت نہیں تھا کہ جس میں وہ گیان
سے خالی تھا۔ اس لئے اس سے توہنی نتیجہ نکلیگا کہ کوئی ایسا زمانہ نہ تھا جس میں
وہ موجود نہ ہوں، یہ قول اور فرمان آپ کا بالکل ٹھیک ہے اور ہم اسی طرح ملتے
ہیں مگر ایک خاص بات یہاں تھلائی ضروری ہے یعنی وید کس کا نام ہے +

واضح ہو کہ وید نام گیان کا ہے۔ کاغذ۔ سیاہی۔ حروف کا نہیں اور جلد کا
چونکہ گیان ان علامات سے غیر ہے۔ بنا بران و بدجہان ہی سے جدا ہے۔ اور وہ کہا ہے
صرف گیان یعنی جو وید میں گیان ہے وہ نادادی ہے اور کاغذ تحریر قلم و دوات
سیاہی وغیرہ سب مادی ہیں۔ پس اس گیان رویہ کا جو نادادی کا ہے
اس اکال کے پاس ہے، اس سرسٹھی کی آقا دین میں جو بوجہ انصاف قدیم کے
یاد کاری پر امانتے شری آگنی شری والیومری آوت شری زگرہ جی چار دیووں
کے دستہ کرن میں بلجاط سرب سیاہک ہونے کے حور نہ کسی جبریل یا کبرئیل کی معرفت
پر کاشت کیا۔ اور انہیں کے ذریعہ دیا کا پرکاش حکمت میں ہوا اور درست
دھرم بھلا +

اس لکچر کا دو حصوں میں جواب دینے میں اول میں آپ کے اعتراض جواب بھلا
دوسرے میں ویدوں کے الہامی ہونے کے ثبوت +

رہتے۔ اور اب بھی کسی آریہ سماج کے ممبر نہیں۔ صاف صاف اپنے احباب میں چھوڑا دیا کہ آس موقع پر ہم کو سوامی دیانند کی ترغیم کی وفات کا کمال افسوس آتا ہے۔ اگر وہ چند سے اور زندہ رہتے تو دیر دھرم کی بہت ترقی ہو جاتی۔

یاد دہی - ۱۱۔ ان کی کتابوں میں صاف صاف لکھا ہے کہ دیر تمام دنیا کے آدمیان کے لئے نہیں۔ بلکہ خاص جتنی جماعتوں کے لئے۔ مگر ہمارے آریہ بھائی کہتے ہیں۔ کہ وہ تمام کے لئے ہیں۔ رشو دروں کے لئے بھی۔

آریہ۔ جن کتابوں کو آریہ سماج۔ بلکہ آریہ تہذیب کے تمام فاضل بیڑت مستند و دھرم شنگ مانتے ہیں۔ ان میں کہیں بھی آپ کے دعوئے کا ثبوت نہیں۔ چہ جائیکہ پر ماتما کے اوپر دیش وید کے مقدس میں جو کہ تمام حکمت کی ذرا بت کو دے سکتے اور شاد فرماتے ہیں۔ سوامی جی بیڑت جانتے رہے۔ عمر ان آریہ سماج پر بڑھالے کو جان میں۔ اور انہوں نے طور پر قطع نظر کر کے نہ پاؤں گے اس وقت بھی رشو دریش کشتی دروں میں دھول عوام آدمین ہوئے آریہ بھائی پر بہن بددی سے ملقب کئے گئے ہیں۔ اور بڑے بڑے نامی بیڑت ان کی یہ بددی سو دیکار کر چکے ہیں۔ ہم آپ کی بیجا جند اور سب دھرمی غرضوں کے اس کے اور کہا میں کہ ان کی بات جس راستی نام تک نہ آ رہی ہے۔

یاد دہی - ۱۱۔ آج کل زمانہ کی روشنی اور ترقی کے باعث آریہ بیان کرتے ہیں۔ کہ تمام آدمی بھائی ہیں۔ اور ایک ہی والدین کی اولاد ہیں۔ وہ ہم کو بتلا دیں تو سہی کہ یہ تعلیم ان کے پاک ویدوں میں کہاں ہے۔ آریہ۔ آج کل زمانہ کی روشنی سے نہیں۔ بلکہ وید وکت صداقت کے پھیلنے کے سبب ان کی ہی پر ماتما کی پیدائش جا کر ہم سب کو بھائی جانتے ہیں۔ مگر سب کو ایک ہی والدین آدم و حوا کی محاذ اللہ اولاد میں مانتے (دیکھو پادریوں کی قافلی کا علاج غمرا۔ اور ستیا دھرم کا شصت ۲۰ سے ۳۱ تک) پس جس بات کو ہم مانتے ہیں اس کو پاس خاطر جواب پاک ویدوں سے ہی ثبوت کر دیتے ہیں۔ یہ دیکھو کہ وہ پاک تعلیم ویدوں میں یہ ہے۔

सना नो मे नः समितिः समानो समानं मनः सह धित मे षो। समानं मे नः सः सः म नः त्रये वः समा- नेन वो हवि षाजु हो मि॥ समानी वः अकृतिः समा- ना हृदयानि वः। समानं मस्तु पोः म नो यथावत् स हा सति॥ ३५० म० १० अ० १२ सू० १४ अ० ३-४

نمبر ۳۔ تو جس طرح سے مٹش لوگوں کو تمہارا راست اور راست کے وجہ میں درود نہیہ اور ہر ایک کی بات شکر و شکر دینا ہی ہوتی ہو۔ کہ جس سے بھولوں کو سکھ دیا اور جس سے بھولوں کے بل پرنا کر ہم بھی وغیرہ گن جو بھولیں۔ تمہارا من سب پر انہوں سے درود و رت پور شکر رہی ہو۔

نمبر ۴۔ تو جس طرح سے مٹش لوگوں کو تمہارا راست اور راست کے وجہ میں درود نہیہ اور ہر ایک کی بات شکر و شکر دینا ہی ہوتی ہو۔ کہ جس سے بھولوں کو سکھ دیا اور جس سے بھولوں کے بل پرنا کر ہم بھی وغیرہ گن جو بھولیں۔ تمہارا من سب پر انہوں سے درود و رت پور شکر رہی ہو۔

یاد دہی - ۱۱۔ اگر ایسا ہے (یعنی ذات برادری کو فی حیر نہیں) تو وہ

کو عمل میں لانے کا حوصلہ کیوں نہیں رکھتے۔ جو ان مردوں کی طرح وہ میدان میں کیوں نہیں آتے اور سچائی کے حامی کیوں نہیں بنتے۔ اور کیوں نہیں مستعد ہوتے۔ کہ جو کچھ سرگزشت سے نہیں۔ وہ خدا اور ویدوں اور اس سچائی کی خاطر اس کے وہ ایسے شافی پرستار طلبکار ہیں یا اپنی ذات کے لوگوں سے خارج کیا جانا کیوں نہیں منظور کرتے۔

آریہ۔ ہم قوم کے ساتھ ساتھ ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر خود گونا گویا نہیں جانتے۔ اپنے ایمان کو عمل میں لانے کے حوصلہ آریہ تو کمال طور پر بچا لائے ہیں۔ جو ان مردوں کی طرح تمام برادری کے مذہبی معاملہ میں بیرواہ شنگ نہیں کرتے۔ اور صدق دل سے وید مقدس کے فرمان پر عمل کرتے ہیں۔ ہمارا تمام قوم ہذا نہ دیکھ الہام کو مانتی ہے اور ہم بھی مانتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انہیں تعلیم نہیں اور شاستر وکت قاعدہ کی دھرم کسوٹی ان کے پاس ہے۔ ششہ میں کوئی سماج نہیں تھی۔ مگر اب ہر حصہ ۱۲۔ ۱۵ سال میں یہ ماتما کی لمبا سے ۵۰۰ سے زیادہ سماجیں اور ہزاروں آریہ موجود ہیں۔ اور اکثر ان میں سے بھڈن دل دھرم کے کالج برادر ہی کی لاج کی بیرواہ نہیں کرتے۔ اور حلا و التقییم وید مقدس پر قائم ہیں۔ امرت سر۔ لاہور۔ میرٹھ۔ ملتان۔ سہارنپور۔ غریزہ پور۔ دیشا و وغیرہ شہروں میں ایسے جوان مردوں دھرماتماؤں کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ جگہ نشور کی کہنا ہے کہ گانو گانو اب سخت دھرم کے حامل ہوتے جاتے ہیں۔ اور تکلیفات ہر اداری کی کچھ بیرواہ نہیں کرتے۔ ایک آریہ ہمارا تھا۔ جہاں سدا رہ سماج لاہور سے اپنے والد کی وفات پر جب برادری نے رسومات رائج کر نیکو کہا بہ الفاظ فرماتے تھے۔ ایک طرف برادری ہے اور دوسری طرف یہ رشو دریش ہیں اس کی دیکھو آگاہ کو برادری کی خاطر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتا خواہ میری کہ دن جدا ہو جائے۔

یاد دہی ۱۳۔ عقل انہیں کہتی ہے کہ اگر ایک بھائی جو یہ وہ ان کے کوئی سے پانی بھکر اپنی پیاس بجھا لے تو کیا ڈر ہے۔ لیکن شاستر تو کہتے ہیں۔ کہ اسے کسی طرح اجازت نہیں کہ وہ جان سے جائے۔ کہاں ہیں وہ بہادر آریہ جو عقل کی رہنمائی پر ذات کی کچھ بیرواہ نہیں کرتے۔

آریہ۔ آپ نے کسی شاستر کا حوالہ نہیں دیا۔ اور شاستر کا بہار شادھ تتر اسکی شیا و صرف آپ کی ذاتی عناد سے جبکہ بدولت آپ خواہ مجھ کے التزام آریوں کے ذمہ لگا رہے ہیں۔ حضرت آریہ لوگ نہایت رحمدل ہوتے ہیں اور اسی رحمدلی کی بدولت ہنشیہ مفت پانی کے واسطے سیلیں لگواتے ہیں اور عام رنگدروں مسافروں کو پانی دلاتے ہیں۔ جو پڑے۔ چار۔ گوسے۔ انگریز۔ کرائی۔ پادری۔ محمدی۔ یہودی۔ تمام آتے ہیں اور سیراب جاتے ہیں۔ بلا رکاوٹ یا اجرت پانی پیتے ہیں۔ اور ان کی رحمت کے گونا گویا نہیں مگر دل میں قابل ہوتے ہیں۔ اور اس کی نظیریں دور کیوں حاضر آپ کے امرت میں موجود ہیں۔ ایک گرجا کے پاس دوسرے پادری صاحب کے جگہ کے راستہ میں۔ شاید ان سیلیوں کے سروبان سے آگیا جو شایعہ شرد سو۔ چونکہ چوڑے وچرا غلط طہوتے ہیں اور غلاطی ایسی نہیں دھوتے۔ اس واسطے وہ اپنا برتن اہل ہندو کے کنوئیں میں ڈال نہیں سکتے بلکہ مسلمان وغیرہ لوگوں کے شرلوں میں بندوں سے بیکار پانی بھرتے ہیں۔ اور اہل ہندو ان سے کسی طرح کا میریز نہیں کرتے۔ آریہ

صداقت اصول تعلیم آریہ سماج

کا وجود ہے۔ ہمیں اس کے لئے سے انکار ہے ہم خود اس تقیر کو نیا رد عمل کے مخالف جانتے ہیں۔ مگر دوسری طرح عین انصاف مانتے ہیں۔ اور جو بات کہ دیکھا جاتا ہے دوسری طرح کی تقیر تمام دنیا میں موجود ہے +

مسلمانوں میں۔ متولدہ۔ شجاعت سپاہی۔ ناجزہ خدمتگار۔ عیسائیوں میں۔ بادشاہی۔ ملکہ کی بیوی۔ شریک در۔ سرگشت۔ بودہوں میں۔ شیشی۔ بودھا۔ دیش۔ سودر۔ ایرانیوں میں۔ برمان۔ مانو برمن۔ جیترمن۔ ویتیری۔ باس۔ سودی۔ دسوا۔ آریوں میں۔ برہمن۔ راجیسا۔ دیش۔ شودر۔ ظاہر ہے کہ دنیا کا اوپر دیش منہ سے ہوتا ہے اور علم دویا باؤدیا ہر ایک کام سے حکماؤں کے نزدیک سمجھ لینے اول ہے۔ علاوہ بران علم کا حاصل کرنا انسان کے واسطے سب کاموں سے ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر علم کے انسان میں کوئی شرافت نہیں اور خدمتگار۔ دوہند۔ بہادر تینوں سے عالم کا درجہ کچھ بڑھتا ہے۔ اس واسطے عالم یعنی برہمن کو اس سے نسبت دی گئی۔ اور ہے کیونکہ انسان کے جسم میں جس طرح کچھ کام اوچارن ہے۔ ایسا ہی برہمنوں کا اوپر دیش کرنا ہے۔

شجاعت جسے قوت بھی کہتے ہیں اس کا بازو سے تعلق ہے۔ اور باصلاح حکم خصوصاً بازو سے منسوب ہے۔ اور بدیدک لغات میں لفظ باہو بازو کے لئے مل کے ہیں۔ پس جس میں قوت بازو زیادہ ہوگا۔ اسے بلوان یا راجنہ کہیں گے۔ اور لفظ گتیری کے بھی ہی ارتقہ ہیں۔ باس خیال ان کا ظہور مل یا باہو۔ یا بازو سے ظاہر کیا گیا ہے۔ جو پار کے واسطے سفر۔ دور دراز یا قہر رانی وغیرہ کاموں کی ضرورت ہے۔ حرکت کا تمام انحصار راتوں پر ہے اگر نہیں زور نہ مائیں تو یہ پار کا کام خام ہے۔ اسی واسطے ان کا ظہور راتوں سے بتلایا گیا ہے +

یہ قوت یا خدمت گاری بہت ہی قریب ہے۔ اور جہاں محض سے مولے شکر کے اور کچھ نہیں ہو سکتا اس واسطے شودر ہے تو بازو سے نسبت دی گئی۔ یعنی انسانیت کے واسطے علم کچھ کام ہے۔ شجاعت دوسرے درجہ پر اور تجارت قیسرے درجہ پر اور خدمت سب سے نیچے درجہ پر ہے۔ جس طرح انسان جسم میں عجاط قواعد اور خواص اور نیز عجاط مقام کے منہ۔ بازو۔ زان۔ پاتوں ہیں۔ اسی طرح انسانوں میں برہمن گتیری دیش شودر ہیں اگر کوئی قہر رانی کی نگاہ سے اس قدر قوتی تقیر کو دیکھے۔ تب وہ اس کی اعلیٰ ہدایت اور ناقصا استعاروں سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔ (مفصل دیکھو دیدھاش جہوگا (صفحہ ۲۳۲)

پادری ۴۔ سوامی دیانند جی نے ان کے حق میں یہ بات اچھی نہ کی کہ انہوں نے ویدوں کے علاوہ اور بہت سی کتابوں کی تعلیم کو بھی بھیا مان لیا۔ اور انہیں کامل سندر تسلیم کر لیا۔ اور انہوں نے آریہ سراج کی عمارت کا ایک جزو ان کتابوں کے ستونوں پر اتار دیا۔ لیکن یہ کتابیں ان کے دعووں کو مضبوط کرنا تو کجا بلکہ بیہودہ بھیڑاتی ہیں +

۱۔ پادری صاحب اخلاق اور عقولیت سے آپ کو سول دور ہو گئے جاتے ہیں۔ یعوض کسی پر اعتراض کرنے کے بیہودہ کوئی دانا نی سے بعید ہے۔ داناؤں کا قبول ہے۔

اول اندیش دانے گفتار + پائے پیش آمدہ ہست پس یوگا آریہ سراج کی عبارت کی بنیاد وید مقدس کی تعلیموں پر ہے۔ اور کسی

کتاب پر نہیں مگر یا نے آریہ ہاتماؤں کی تصانیف۔ اور فلاسفوں کی تالیف کو وہ کتب بھی ہم نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی اسی فیض الہی کی برکات ہیں فالوس اور ہیں مگر نو۔ وہی ہے۔ البتہ کسی کتب کی جو تعلیم وید کے مخالف ہو۔ وہ ہمیں کسی طرح تسلیم نہیں۔ اور سب مخالفوں سے پہلے مسبران سراج اس کی تردید کرنے پر موجود ہیں ر دیکھو حول خبر (پادری ۵۰۔ برہمن اور راجپوتوں کی ذاتوں کا بیان ذیل عبارت میں پایا جاتا ہے +

رگوید منڈل اسکٹ ۱۰۸ منتر ۵

رگوید منڈل اسکٹ ۱۰۴ منتر ۵

یہ تعلیم ذات کی ہمیشہ انہیں معنوں میں سمجھی جاتی تھی۔ جیسا کہ آج کل ننان معنوں میں جو آریہ بیان کرتے ہیں۔ رگوید منڈل اسکٹ ۱۰۴ منتر ۵ اور سائن اچاریہ کی تصانیف +

آریہ۔ ہم افوس کرتے ہیں کہ بلا سوچے سمجھے پادری صاحب کیوں غیر مفید حوالہ درج کر دیتے ہیں۔ جن سے سوائے ان کی ناواقفی کے اور کوئی بات نجات نہیں ہو سکتی۔ رگوید کے منتر منبر میں جس لفظ کا ارتھ آپ راجپوت دسندوں کی موجودہ ذات کرتے ہیں۔ وہ اصل سنسکرت ہے۔ جس کے معنی راجا کا گھر ہے۔ رگوید راجپوتوں کی قوم کیونکہ وہ چار ذاتوں میں گتیری میں کوئی پانچواں درجہ نہیں۔ جب یہ حال ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ذات کی تعلیم ہمیشہ انہیں معنوں میں لی جاتی ہے۔ جیسا کہ آریہ لوگ مانتے ہیں کہ آپ کے باطل خیال کے مطابق شکر یا سائن کا حوالہ آپ کو دنیا مناسب نہ تھا کیونکہ پھر میرے صفحہ ۱۱۱ کے اشارہ تک نہیں۔ مگر راج منڈل اسکٹ ۱۰۴ منتر ۵ میں ان سراج کے کرم سے مانتا ہے رگوید منڈل اسکٹ ۱۰۴ منتر ۵ اور اگر مفصل دیکھا جاسو تو رن ہو ستھا مطبوعہ دیا دین میرنگہ ۱۸۸۵ء مطالعہ کرو +

پادری ۶۔ ۸۔ منوجی جس کو پیدت دیانند جی اپنی بڑی سند مانتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ دیکھو منوادھیائے اشلوک ۱۳۱ وادھیائے اشلوک ۱۳۲ وادھیائے اشلوک ۱۳۷۵۔ اور تیرہ برہمن وادھیائے اشلوک ۱۳۷۵۔ اور منوادھیائے اشلوک ۲۶۔ اور رشتہ چھ برہمن ۱۴۔ وادھیائے ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔

نمبر ۱۔ ترجمہ - (دیر و نرس سوال کا کہ کرتا ہے بھوکتا ہے جواب دیتا ہے کہ بھوکتا جانتے اور ہم کو اس کا پرہیزان جگت میں ملتا ہے۔)

ترجمہ دیگر کہتی کے کاریہ اور کارن ایک ہیں۔ ۱۔ منس شد کے سننے سے۔

अन्यार्थं न जैमिनिः प्रश्न आत्मानं यो म पि चैव मेके ॥ प्रकृति अ प्रतिज्ञा दक्षत्तारु परोधात वे दो अ-१ पा ४ सू १८ - २४

ترجمہ نمبر ۲۔ جیمینی یہ کہتا ہے کہ جو آدمی کا ورثہ اپنے نند پر ماتا کے جاننے کے لئے ہے۔ اس میں اور اس کی سستی بھی ہے کہ آپ نند کے سوال و جواب سے بھی اپنی بات ظاہر ہوتی ہے۔

اور یہ کہتی کا ورثہ شش پریم کی تحقیقات کے واسطے ہے۔ کیونکہ ایسا مانے سے آپ نند کے دعوے اور مثال میں کچھ غلطی واقعہ نہیں ہوتی۔

نمبر ۳۔ یہ بیک گوئہ مستند میں سے نہیں ہے۔ اس واسطے ہم اسپر غور نہیں کرتے۔ (دیکھو دیگر نمبر جواب صفحہ ۳۲ کا آخری نوٹ)

نمبر ۴۔ تہ تہی برہمن ہستہ نہ تھوں سے نہیں ہے۔ دیکھو اپنا دیگر نمبر (صفحہ ۱۱) نمبر ۵۔ چھانڈو گیا آپ نند میں ادھیہے کہ کوئی میں ملکہ اس کی تعظیم کو پراہنگ اور کاندوں پر ہے۔ اس میں کل آٹھ پر پراہنگ ہیں۔ جس کے چھ پر پراہنگ کو میں نے پڑنا لیا۔ کوئی شتر جو برہمن کی ایک کانیس ملا۔

نمبر ۶۔ کھوات نند کے ادھیہے ۲ میں کوئی شتر نمبر ۱۱ نہیں ہے۔ مان ادھیہے اور اس میں نمبر ۱ پر ایک و اکہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

جو وقت انسان کسی کو مارتا ہے اس وقت جو غریب جو کو مارتا ہوتا ہے اور جو کو مارتا ہے جو لے کر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں طرح سے لوگ نہیں جانتے ہیں کیونکہ اصل میں جو ایک غیر مادی اور غیر فانی نادی طاقت ہے وہ مرنی اور مارتی ہے بلکہ صورت مرنے کا لوگ ہوتا ہے اور اسی کا مقصد ذکر واک نمبر ۱۸ میں اس سے پہلے بھی موجود ہے۔

نمبر ۷ سے واک حوالیات غیر مستند ہیں دیکھو دیگر نمبر کا صفحہ ۲۱ اس واسطے ہم بالکل بجا حوالوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں۔

میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ قدیم زمانہ کے دشی نے ایسا نہیں مانا۔ اور اگر خدا خواست کسی نے مانا جو خود ورثہ ششوں کے ہی قول کے مطابق وید کے خلاف راستے دھرم ہے۔ سبب یہ نہیں رکھ سکتی کہ چونکہ وید ہی راستی اور معقولیت کی بنیاد ہے۔ معصوم دیکھو رگو پر مشول ۱۰ اوداک ۱۰ سکت ۱۱۹ منتر سے۔ آگسا انصار کو پر مشول ۱۰ اوداک ۲۲ سکت ۱۶ منتر ایضا جو وید اور دھرم اسے ۲۷ تک۔

ویدوں میں پریشور کے پریم کا ہونا اصل میں تو خود یاد رہی صاحب کو بھی اقبال ہے چنانچہ انہوں نے صفحہ ۲۱ پر سات حوالے ویدوں اور شاستروں کے لئے دیے ہیں اور ہم نے بھی عجیباً اسی بات کو ثابت کیا ہے کہ ویدوں میں ایشور پریم کی جگہ اور پریم کا سمندر کس خوبی سے ارشاد کیا گیا ہے۔

آخر میں یاد رہی صاحب کہتے ہیں۔ الوض ہم دیکھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ پر خدا کی محبت سے متحرک ہیں۔ ہم کو بعض فقرات ایسے ملتے ہیں جن میں بہت سی بات ہے۔

(دیکھو صفحہ ۱۱۲) جس طرح یاد رہی صاحب کو کچھ اقبال ہے پریشور کو رکھا۔ کہ ہماری اس دیر سے گوارش کو پرہیز کر کے بالکل جو یاد رکھا۔ کیونکہ تمام دنیا میں صرف صداقت اصول تعلیم ادب و سیر

وید ہی نہیں جو خدا کے اوصاف کو تمام و کمال نہایت خوبی و دلگہی سے بیان کرتے اور بتاتے ہیں۔ بوجہات ذیل

اولاً۔ وید انسان کو فعل محنت بتلاتے ہیں۔ اور نیکی یا بدی کرنے پر مجبور یا نہیں کی طرح نہیں بھڑاتے۔

ثانیاً۔ پریشور سب سے بڑا انسان کا مالک اور حاکم ہے۔ جسے نیک و بد کام انسان کرنے ہیں اس کی مراد جزا دینا ہے۔ ہمارے فعلوں کا خود فاعل نہیں۔

ثالثاً۔ ویدوں کے مطابق پرمانہ کی قدرت انادی میں انادی زمانہ سے انادی روح میں اور مادہ موجود ہے اور سر پر شکیتاں خود لے سے وہ ہمیشہ ان کا نینا دیا کرتے یا نہیں کی طرح ۵۔ ۶ ہزار سال سے ہی خدا دنیا ہمیں بن گیا۔ اور نہ دنیا خدا کا حصہ ہے۔

مرابلاً۔ وید معقولیت سے راستی کے قبول کرنے کی ہدایت دیتے ہیں۔ یا نہیں کی طرح عقل کو سرج بابل میں مقفل کرنے کی ترغیب نہیں دیتے۔

ان مندرجہ بالا وجوہات سے وید مقدس میں پریشور کا پریم پریشور کا انصاف پریشور کا گناہان بلکہ وہ سر پر شکیتاں ثابت ہوتا ہے۔ تو بے شک ہر ایک کے تعصب آدمی کا دل ان کی سچائی کا قائل ہو سکتا ہے۔ مگر سب دھرمی آدمی باوجود اس قدر صداقتوں کے بھی دنیاوی حیر روزہ عیاشی کی خاطر سب کو قبول کرنے سے ملول ہوتا ہے۔ اس کے دل کی آنکھیں گناہوں کی تاریکی کے سبب بستی کو نہیں دیکھ سکتیں۔ حالانکہ وہ آفتاب سب سے زیادہ روشن ہے۔ اسے پرمانہ دینا کا پرکاش کر اور ادیا کا نالاش۔

لیکچر نمبر ۳ کا جواب

یاد رہی صاحب نے اس لیکچر نمبر ۳ میں بزم خودیہ بات ثابت کی ہے۔ کہ وید وکت پریشور دنیا کاری نہیں۔ ہم نے ان کا لکچر آغاز سے انجام تک پڑھا۔ پھر ان کی کئی دلیل سے بھی تسلی ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ ان کی تردید کرتے ہیں۔ ورنہ راستی کے قبول کرنے سے ہمیں کوئی انگاز نہیں۔ البتہ انجام بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یاد رہی صاحب نے حق تک اچھا ادا کیا۔ ہم اس جواب میں ان کے دلائل پر غور کرتے ہیں لیکن گئے گناہ میں کس قدر کمزوریاں موجود ہیں۔

یاد رہی ۳۲۔ چاروں ویدوں کا کلی اتفاق ہے کہ پریشور نے آدمیوں کو چارہ اول میں پیدا کیا ہے۔ یعنی منہ۔ تانہ۔ زور۔ ران۔ آتا تو کسے نہ چلنے پڑھنے والوں کو حاکم مطیع کرتے ہیں۔ کہ ذات کا مسئلہ پریشور کی ساخت سے نہیں ہے۔ حیا کہ ہمارے آئینہ کھائی ہو کہ یقین دلانا چاہتے ہیں۔ تہ تو ویدوں کا مسئلہ ہے اور صریح انصاف عبارت میں لکھا ہوا ہے۔ انسان کی پیدائش کا بہت بڑا ان پریشور کا ہے جو رکھتا۔ سام۔ پیر۔ اٹھو۔ چاروں ویدوں میں یکساں ہے۔ مندرج ہے۔

آریہ۔ اس بار سے میں ہم صرف بہت کچھ یاد رہی صاحب سے اتفاق کرتے ہیں۔ مگر صباں نصب کو کار و مار حق سے روگردانی ہے اس کے مخالف ہیں بے شک یہ مسئلہ کہ انسانی مدارج کی ترقی بلحاظ لیاقت قرار سے چھوٹی ہے کی گئی آریہ سماج کو تسلیم ہے۔ لیکن اگر صرف ذات کے لحاظ سے لڑائی اس سماج

ہے اس کا جواب باصوات خود بائبل سے دے چکے ہیں کہ یہ سارے تعلیم اچیل کی ہے
 نہ کہ دیکر جیسے ہم کو سیکناہ بقول عیسائیوں کے بھائی ڈلایا۔ اور اس کی گونہ و ناری
 پر اس قمار کو ذرا بھی رحم نہ آیا۔ دیکھو مٹی کی اچیل باب ۱۰ آیت ۱۵ سے ۱۷ تک
 جس میں مسیح کا رونے اور گلیں ہونے کا مفصل بیان ہے کہ میرا دل نہایت غمیں ہے
 میری موت کی یہی حالت ہے۔ اس فقرہ سے گھبرائے اور اس باختہ ہونے کا
 اندازہ ہو سکتا ہے۔
 اسی طرح یوحنا کی اچیل باب نہایت ۱۰ اور اس پر میری جان گھبراتی ہے۔ اور میں
 کیا ہوں اسے ناپ مجھے اس گھڑی سے بچاؤ۔
 انطرس اور یعقوب اور یوحنا کو اپنے شاگرد لیا اور گھبرائے اور بہت اور اس پر
 لگا اور ان سے کہانی میری جان کا غم موت کا سا ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو۔
 اور دیکھو ٹرا آگے جا کر زمین پر گرنا۔ اور دعا مانگی کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی گھر سے
 نکل جائے۔ اور کہا ہے۔ باب سبب مجھ سے ہو سکتا ہے۔ اس پیالہ کو مجھ سے
 نال دے۔ اور اس باب ۱۷ آیت ۳۴ سے ۳۷ تک کہ اس کے نزدیک اور مرنا میرے عمو
 نہ کر کے خالہ کشاکش ہو وید کو۔ چوری کر کے اس پر اس پر اور کرانی یعقوب میں سال
 کی قید ہو محدود و عیش ہے۔ پس یہ سراسر اندھیرا اور ظلم بائبل کے ذمہ عابد ہو سکتا ہے
 نہ کہ خداوند یہ مفہم ہے۔ دیکھو مٹی کی اچیل کی تیز حاصل کی اور مٹنے اور حال
 کوئی شیطانی پلے لگا کر چھڑا کر لیا کہ تار یا تیر عامی نوع انسان ناگروہ کرنا۔
 محرم ٹھہر گئے۔ کہ اسے ایک پانچ اچانکے سیارہ جہان۔ اس سے بڑھ کر بدی بھی
 صفحہ دینا نہ پڑی اور نہ ہوگی۔ پس یہ تعلیم کہاں سے ملتی ہے۔ اور اس لیے نصیاتی
 کا خرچ کون ہے۔ کس کتاب سے ایسے بے بنیاد الزامات بدی پر لگتے ہیں۔ من سب
 کا جواب یہی ہے۔ کہ بائبل بائبل۔ مائیل واسو اسطے ضروری ہے کہ ہم اسکی تعلیم سے
 اقتباس کریں۔ اور لوگوں کو اس آئینہ گھڑی سے بچا دیں۔
 یادوری ۸-۹۔ مگر ایک اور اس سے بڑھ کر اچھڑا ہے جو ابھی ہم پیش کریں گے
 آریہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ یہ پیشو وہی خون پر نکالت چیر ہے۔ اس کے سوا
 اور کچھ نہیں جو کچھ نظر آتا ہے وہ باب ہے۔ نہ کہ ایک جاگہ اور سر ایک شے میں برہم
 روح نہا ہے اور حرف برہم ہی ہے۔ اگر وہ خود سب سے ہے۔ تو اس کی محبت اپنی
 مخلوقات پر ناممکن ہے ذیل کے فقرات سے روشن ہے۔ کہ اس مضمون پر ان
 مقدس کتابوں کی کیا تعلیم ہے۔
 نمبر ۱۔ شادریک اوجھیا ۱۲ سو ۲۳ و
 نمبر ۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۔ گونیت برہمن ۱۰ و
 نمبر ۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۰۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و

جواب دیا ضروری ہے۔
 آریہ و مہر صمد ایشک۔ میری سوامی جی ہمارا راج نے نہایت زبردست ہوتوں
 سے ویدائیت و جلاوت اور ان کتاب پر ہم کی کیتا کی تردید کی ہے۔ اور اس کی
 مکر وہ تعلیم سے ناواقف لوگوں کو بھایا۔ علاوہ ہر اس ستیا رتھ پر کاش کے وصف
 ۱۹۱۳ سے ۱۹۱۴ تک و صفحہ ۲۰۹ سے ۲۱۰ تک بھی مفصل اسکی تردید کی ہے یاقی والو
 کی ہم مفصل تشریح کرتے ہیں۔
 نمبر ۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۲۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۳۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۴۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۵۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۶۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۷۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۸۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۱۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۲۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۳۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۴۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۵۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۶۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۷۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۸۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۹۹۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و
 نمبر ۱۰۰۔ شادریک اوجھیا ۱۳ سو ۱۵ و

मोक्षा वृत्तविभाग अथवा लोकावत १३
 तत नव्य न्ना न्ना ग्ना शब्द वि २
 ज्ञाना १०० ४५० ३-१४

کی ایسی ہی بدنامی ہو گئی۔ کیونکہ وہ خود ہی اناجیل میں ایسا ہی فرماتا ہے۔
”اُس نے انہیں جواب دیکھے کہا کہ اس زمانے کے بد اور حرام کار لوگ نشان
و ظہور دہشتہ ہیں۔“ اسے ریاکاروں اور آسمان کی صورت کو امتیاز کر سکنے جو
پرہیزگاروں کی نشانیاں نہیں دیکھتے کہ اس زمانے کے بد اور حرام کار
لوگ نشان و ظہور دہشتہ ہیں۔“ (یعنی اناجیل باب ۱۶:۱۲) اگرچہ ان کے
ایسے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کس قسم کی محبت سے تلاش کرتے
ہیں۔ اور راستی سے انہیں کس قدر روشنی ہے۔ مگر کبھی ہمیں سمجھنا چاہیے
میں ہم کے ان اعتراضوں پر غور کرنا ضروری ہے۔

یاد رہی۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا محبت ہے ہم اپنے ارد گرد ہر ایک طرف
اس بڑی حقیقت کی نشاوت پاتے ہیں۔ ہمارا اپنا دل ہم کو اس بات سے
قابل کر رہا ہے کہ یہ محبت ہم کو اسلئے عنایت نہیں ہوئی۔ کہ نبی انسان اس
لئے منتخب ہیں۔ بلکہ وہ ایک کریمانہ عطیہ ہے۔ اور نہ اسلئے کہ ہم اس کے
قدر میں بلکہ اسلئے خدا ہمارا ان اور پریم ہے۔

آریہ۔ ایسور اور اسکا پریم ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جسے ہر ایک یہلو کو
ہمیں نہایت غور سے پکارنا چاہیے۔ پرمانہ کی نسبت اکثر باتوں سے سمجھنے
میں انسان غلطی کرتا ہے اور یہ غلطی اسکی روحانی تاریکی کا باعث ہے
پریم ایک علت ہے اور وہ بغیر کسی لگاؤ کے نہیں ہوتی اس جگہ ناظرین سوال
پیدا ہوتا ہے کہ پریم کی صورت میں ہم سے کیوں پریم کیا اور اسکی کیا وجہ ہے کہ
وہ امریکہ کے حبشیوں کیوں لینڈ کے جنگیوں یا فرقہ کے حبشیوں ہندوستان
کے حبشیوں کیوں لے لیا پریم نہیں کرتا اور یہ بات تو ہر ایک انسان کی سمجھ میں
کہ ہر ایک کام کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے۔

یہ عقل کل پرمانہ کے پریم کی بھی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہونی چاہیے
اگر ہمیں کہ پریم اسکا خاصہ ہے اور بدلہ کسی سبب سے ہے۔ تو یہ علم و تجربہ کے
پر خلاف ہونے سے غلط ہے ہم دیکھتے ہیں کہ نسبت سببوں کے دکھی
زیادہ ہیں۔ نسبت ڈاکٹرڈوں کے بیمار زیادہ ہیں۔ نسبت عابدوں کے
ریا کار زیادہ ہیں کیا کوئی سمجھ والا آدمی کہہ سکتا ہے کہ خدا نے اُن سے پریم
کیا۔ محبت کی دیا کی ہرگز نہیں۔ کیونکہ پریم ظلم نہیں۔ اور نہ پریم رحمت ہے
اب دیکھنا چاہئے کہ اسکا کارن کیا ہے جس طرح اسکا پریم مسلم ہے اسی طرح
اسکا انصاف بھی تمام حق پرستوں کو منجملہ ہے۔ پھر ایسے ہیودہ خیالوں
کو دور کے ہمیں ایسا سوچنا چاہئے کہ ایسور کی صفات میں بھی متشدد
و آئے اور ست و دھرم کا پرکاش اور سچا پریم ظاہر ہو جائے اسکی پریم کو بھی
عام کر دو اور انصاف کو بھی عام ہمارے واسطے چاند سورج۔ زمین۔ ہوا
پانی۔ آگ۔ غلہ وغیرہ گونا گونا نعمتیں پیدا کیں۔ یہ اسکا پریم ہے ہمارے
کرموں کے مطابق ہمارا جزا دیتا ہے۔ ہماری جسمانی بناوٹ ہمارے اعمالوں
کے مطابق بنائی۔ یہ اسکا انصاف ہے۔ وہ ضرور ہمارے اعمالوں کے
مطابق پھل دیتا ہے۔ کیونکہ مصلحت ہے مجرم کو سزا دلانے سے اسکی سزا
زیادہ بڑھ جاتی ہے اور شرارت کا زیادہ بڑھنا راستی کا ستیاناش ہوتا ہے۔
کہ شرارت لینڈ راستی کا دشمن ہے۔ اسواسطے پریم اعمالوں کے متعلق ہمیں
بلکہ جسمانی بناوٹ دکھ سکھ وغیرہ اعمالوں سے وابستہ ہے۔
چنانچہ بائبل بھی اکثر جگہ اسکا اقرار کرتی ہے۔ اسلئے خداوند تیز کام

کیا عظیم ہیں۔ تیرے منصوبے نہایت عظیم ہیں۔ نادان آدمی نہیں جانتا اور
نادان اسے نہیں سمجھتا جبکہ شرر گھاسن کی مانند کہتے ہیں۔ اور سارے بدکردار
لکھتے ہیں تو یہ اسلئے ہیں کہ وہ اسے نہایت تک فاسد ہو جائیں۔ (۱۶:۱۲) آپ
ہم سے کہہ سکتے ہیں کہ اسکا پریم کیا ہے۔ اسکا کرنا کچھ ہے۔ اسکا پریم کیا ہے کہ تک کو بد کے ساتھ
نار ڈالے۔ اور تک بد کے برابر ہو جائے۔ یہ کچھ ہے اسکا پریم۔ کیا تمام دنیا
کا انصاف کرنے والا انصاف نہ کر لگا۔ (یہیادارش باب ۱۸: آیت ۲۵ و ۲۶)
پھر لکھا ہے۔ کیا خدا نے انصاف کرتا ہے۔ یا قادر مطلق راہ عدالت سے
بھٹکتا ہے۔ (ایوب باب ۸: آیت ۴) پھر لکھا ہے۔ ہمارا جان وانش تم
سن رکھو خدا سے ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ شرارت کرے۔ اور یہ کبھی
نہیں کرنا قادر مطلق بدکار بنے کیونکہ وہ ہر ایک آدمی کو اس کے عمل کے
مطابق بدل دیتا۔ اور ہر ایک انسان سے اسکی جال کے موافق سلوک فرماتا
یقیناً خدا ناحق نہیں کرتا۔ اور قادر مطلق عدالت میں خلل نہیں ڈالتا۔
(ایوب باب ۳۳: آیت ۱۰) پھر لکھا ہے تب ہر ایک کو اپنے اعمال
کے موافق بدل دیا گیا۔ متی ۱۶: پھر لکھا ہے۔ دیکھو میں جلد آتا ہوں
اور میرا احد میرے ساتھ ہے۔ تاکہ ہر ایک کو اُس کے کام کے موافق دلا
دوں۔ میں الفا اور امکا۔ ابرا اور اسنا اول و آخر ہوں۔ مبارک وے
ہیں جو اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ (مکاشفہ باب ۲۲: آیت ۱۲)

یاد رہی۔ آریہ۔ پریم کی تعلیم سے واضح ہوتا ہے کہ خدا آدمی کو بڑی چیز
میت نہیں دیتا جو کچھ اسکو ملتا ہے۔ اس کے کرموں کا پھل ملتا ہے۔
آریہ۔ بے شک یہی ہمارا اعتقاد ہے اور اسی اعتقاد پرست دھرم کی بنیاد ہے
تو خلعت و اجی سفر فرما نا۔ اور فرستہ کو مجرم نہانا۔ عین عدالت خداوندی سے
جس کی رو رہی ہیں۔ افسوس کہ چانس لوگ چوری کرتے ہیں۔ نہا کاری کے عادی ہیں
بد معاشی ان کے دلیں جاگزیں ہے۔ اور افسوس کہ غریب کے کفارہ پر غور نہ
رکھ کر علامتی کی امید رکھتے اور شرارت میں دے ہوئے ہیں بقول تفسیر۔

گناہ مرا گر نہوے شمار خرا نام کے دوسے آمر نگار
مگر یہ عقیدہ لینڈ یہ نہیں معمول دلائل کے آگے اسکا پرہیز و ریزہ
ہوتا ہے۔ جب عدالت کی میزان میں باتنگ نہیں۔ اور انصاف کے آگے
دوست دشمن میں جنگ نہیں۔ اسواسطے آئے خود غرضوں اور امیدوں
پر کر لیتے لوگوں کا قافیہ سرا یا سنگ ہے اور اس بات میں بائبل بھی دیدگی خود
نہیں بلکہ منجملہ تالین ہے۔ دیکھو نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خدا کہتا ہے آسمانی
بادشاہت میں شامل ہوگا۔ بلکہ وہی جو میرے باب کی روحی حکم مطابق جو آسمان
پر ہے عمل کرتا ہے۔ اُس دن تیرے مجھے کہیں گے کہ بے خداوند خدا ہے
کیا ہم نے بے نام سے موت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے دلوؤں کو زندہ کیا
اور تیرے نام سے بہت سے کرامات ظاہر نہیں کیں۔ اور اُس وقت میں
اُن سے صاف کہہ سکے کہ میں کبھی تم سے واقف نہ ہوا۔ اور اسے بدکار و
میرے پاس سے دور ہو۔ (متی ۲۳: آیت ۳۴) اسکا اور اسی طرح متی باب
۸: آیت ۲۲ سے ۲۸ تک اور لوقا باب ۱۱: آیت ۱۷ سے ۲۰ تک۔ ۱۰: متی باب ۱۳
آیت ۱۲۔ جس صحت نامت ہے کہ بڑی بڑی برائیوں میں کرائیں مغرے دکھائی دیتا
اور جن تجوؤں کے نکالنے والے اور ماننے والے بھی جن کے اعمال کھینچ
ہوئے۔ بدکار تصور ہو کر روزخ میں ڈالے جاویں گے۔ خواہ وہ چھوٹے یا بڑے ہوں۔

اور چار لاکھ بیس ہزار تک اور رہا۔ دفن پر جس کے بعد کجگ آیا۔ اُن کے حسابے موافق آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس کا تھا اور تریا جھو کہ دایر سے پہلے تھا کجگ اور دواہر دونوں کے برابر تھا۔ یعنی تارہ لاکھ چھیانوہ ہزار برس کا اور سنت جگ جو کہ سن کے اول تھا۔ اسکو کجگ سے جوگنا ستاتے ہیں۔ یہ چاروں جگ مل کے ۳۳۲۰۰۰۰ برس کے برابر ہیں اور شاہستروں سے یہ بات بھی دریافت ہوتی ہے کہ ایک کلپت میں اُن چاروں جگوں کے کل برسوں کے برابر ایک ہزار زملے (دور) ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سب ترقوم تاروں کی گزشتہ حرکتوں سے علائقہ رکھتی ہیں۔ زمین بر داروں کے کچھ نسبت نہیں ہندو مندسوں نے حساب کیا کہ جب یہ جگ پورے ہونے ہیں۔ سب تارے کسی خاص طور پر مقرران ہوتے ہیں۔ اسواسطے انہوں نے اُن جگوں کو دنیا کی تار سنج ٹھہرایا (دیکھو تار سنج ہند صفحہ ۱۲ و ۱۳ کلکتہ کلکتہ)۔

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ کل جگ کی جو ہندوؤں نے قیاد لکھی ہے وہ طوفان کے بعد جو اور تو میں لسی ہیں۔ انکی صحیح تاریخوں کے قریب مطابق ہے۔ اس سبب سے ہم ہندوؤں کے کل جگ کے حساب کو صحیح مان سکتے ہیں۔ (تاریخ ہندوستان کلکتہ باب ۱ صفحہ ۸)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ ہندوؤں کی تاریخ کی ابتداء اُسوقت سے ہے جبکہ قدامت کے سبب کچھ صحیح حال دریافت نہیں ہو سکتا ہے۔ اور انتہا جبکہ مستندوں نے سندھ دریا کے پار ہندوستان میں غلبہ پایا۔ اس سے آٹھ سو برس گزرے ہیں۔ (تاریخ ہندوستان کلکتہ صفحہ ۱۱ باب ۱)۔ ایک اور محقق فرماتے ہیں کہ مصر کا وہ بت جو طوفان سے پہلے ۵۰۰۰ سے بھی زیادہ کا ہے کہ اُس زمانہ کا صاف حال بتا رہا ہے۔ جبکہ اگر بائبل سچی ہے تو آدم زندہ کئے تیرہ گناہم آسن اُسے بہت پہلے ہم بادشاہوں کو مصر میں طاقتور اور حکومت کرنے ہوئے ہونے ہیں (۵۰۰۰ - ۵۰۰۰۰)۔

قاسمہ کی ایک غار میں مصر کے ہزاروں بادشاہوں کی لاشوں کے صندوق مع ان کے کسی ناموں کے دستیاب ہوئے ہیں جو قبل از وجود آدم ہو چکے تھے (دیکھو تار سنج ٹھہرایا صفحہ دوم کلکتہ کلکتہ)۔

اب اس قدر شہادتوں کے بعد ہم اہل علم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگرچہ ہماری علمی تاریخ کی کتابیں دست نظام اول اسلام وغیرہ سے لاکھوں سال پہلے کی ہیں۔ اور صد ہا کتب خانے ہمارے خونریزوں کے ظلم کی آگ اور ستم کی آندھی نے آریہ ورت کے مختلف ستروں میں جلائے اور برباد کئے۔ (دیکھو تار سنج ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۱۸ صفحہ ۱۲ و ۱۳ سال ۱۸۵۲ و تار سنج فرشتہ میں جہاں کاروں کے محلے)۔ مگر اب تک بھی بہت کچھ تلاش سے دستیاب ہو سکتا ہے پر مانتا کی کرنا ہے اور صفحہ ۱۲ و ۱۳ سال کے شریمان سوامی ویا شکر جی کے ست اویدیتوں سے آریہ لوگ ست پر دوبارہ قائم ہوئے اور ساتویں روز بروز ترقی پر ہیں۔ اور دونوں وجہ سے نہایت کتابوں کی تلاش میں مصروف ہیں۔ لیکن غالباً کمزیر تلاش کر کے غریزہ اور صحیح اور کامل کتابوں سے ایک واضح شرح تاریخ سناتیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ست وید وک دھرم کا روز بروز زیادہ پرکاش ہوتا جاتا ہے۔ اور جناب ایک تحقیقات زیادہ ہوگی راستی کا بڑھتا ہوا ظہور ہوگا۔

جناب۔ پادری صاحب ہم نے چند روزہ تحقیقات سے باوجود عظیم الفربہ ہونے کے تقریباً ۶ کروڑ سال تک غیر مذہبوں اور محققوں اور مورخوں اور حاضلوں کی شہادت درج کر دی ہے کہ دیا اس سے بھی قدیم ہے اور یہ ہنٹر اور جگ مہا بھارت کی بابت اگر لفظ نام ولایت و سال دماہ کے راجاؤں کی خبرست دیکھنا چاہو تو سننیا رت پر کاش مطبوعہ سال ۱۸۵۲ کے صفحہ ۹ سے ۹۴ تک موجود ہے۔ ملاحظہ کر لو۔

ہم اور بھی تحقیقات میں مصروف ہیں۔ بلکہ آپ کا بھی دھنوا دما کرتے ہیں جنہوں نے ایک اعتراضی رسالہ لکھ کر بہت کچھ تحقیقات کے واسطے ہمت دلائی۔

اگرچہ ہم نے یہ ہر طرح ثابت کر دیا ہے کہ یہ ہنٹر و ماس کو جوئے ۵۰۰۰ سال سے کسی حالت میں کم عرصہ نہیں گرا اور ساتویں اسبات کی بھی تردید میں کوئی گس نہیں رکھی کہ دنیا ۵۸۹۱ سال سے نہیں ہے۔ بلکہ ۶ کروڑ سال سے بھی پہلے کی ہے۔ ایک آدم و حوا سے ہم کی سطح نہیں ہیں۔ بلکہ بہت انسان زن و مرد ابتداء سے عیاں ہے۔ ہماری طرف سے زیادہ حاجت بیان فضلاء کی شہادت سے عیاں ہے۔ ہماری طرف سے زیادہ حاجت بیان نہیں۔ مسیحی گرجا کی بنیادی اسٹ ایک آدم و حوا اور ۵۸۹۱ سال سے اُن کی پیدائش اور گنہ گاری ہے اور اسی پر تمام ملمع کاری اور صیسی عمارت جاری ہے اگر بنیادی فائیم نہیں تو عمارت کا رستا محال ہے۔ پس ہر ایک دانا آدمی کو خیال کرنا چاہئے کہ عیسائی دین کا کیا حال ہے۔ اگر ہمیں چندے فرصت رہی تو اس سے زیادہ بلکہ ہزاروں جڑ پھٹکے لگانا غلطیوں کا ہم اظہار کر بیٹھے اور سلسلہ وار اُن کی اصلیت اور قابلیت کو حتی الوسع ہم کبھی بھائیوں کی میز پر دھر بیٹھے۔ اے پر داتا راستی کا پرکاش کر۔

من آریہ سطر بلاغ ست ماؤ سگوئم۔ تو خواہ از سخم پند گیر خواہ ملال (لفظ) اب ہم دوسرے لکچر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ (لیکچر نام آریہ مسافر)

لیکچر نمبر ۲ کا جواب

ماظرین یہ پادری صاحب کے لکچر نمبر ۲ کا جواب ہے جس میں انہوں نے ہرشور کے یریم (مجت) کی نسبت بنیال خود ویدوں سے تحقیقات کی ہے جو وہ بڑے اور دل و کھانہ والے الفاظ سے شروع کرتے ہیں مثلاً آریہ نہات ہی یہودہ دعوئے کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ اُن ہر الکایمان ہے (صفحہ ۲ سطر ۱۲) ”صرف دعوے ہی اُن کے اعتقاد کا نکید ہے“ (۲-۱۶) آریہ اپنی کتب مقدسہ کی تعلیم کی کچھ پر قاہ نہیں کرتے“ (۳-۹) ”کیا ایسا بے بنیاد مذہب ایک ماندہ دل کو قسلی دے سکتا ہے“ (۲-۱۶) وغیرہ وغیرہ۔

پادری صاحب کے یریم بھرے الفاظ مسیحی تعلیم کے نمونہ ہیں جو بلا ہوت آریوں کی نسبت بیان کئے گئے ہیں۔ بے شک اُن کے حقیقی معنی (مسیح)

صفحہ ۹۷ سے ۸۱ تک مطبوعہ سال سترہ ہزار بیس (۱۸۰۰)۔
 ۱۲۰۰۔ سرچارلس لائل صاحب بہادر کی راجہ کے خواتین ۱۲۰۰ ہزار سال کے اندر شاہی محل کی منظر پر کوئی غارت گرد و غبار نہیں رہا۔ (جس کا بقول پائیل کے لوح کا) اور آدھارنی کے کوہ آتش فشاں کی محرومی یا تھیں جی راکھ میں معدوم جانوروں کی استخوانیں ہیں جو کہ کوہ اشک جیسے کامل حد ظاہر کرتے ہیں اور بھی اس سے پہلے کی ہیں۔

۱۲۳۱۔ مصر کے لئے ایک ایسی درامت کا بیان کرنا زیادہ جال کا مسد نہیں ہیں بلکہ مامور تہود و لہو کا حکیم افلاطون جو مسیح سے ۴۰۰ سال پہلے گذرا ہے اپنے عہد میں یا تہذیب کا حال اس طرح بیان کرتا ہے کہ مصر میں مضبوطی و سنگ تراشی عرصہ دس ہزار سال گزرے کہ عہدہ رونق پر تھی۔ (۱۰۰۰ + ۲۲۶ = ۱۸۸۶) (۱۲۳۱)

۱۸۰۰۔ فوجی کے بعد بعض موزوں کا بیان ہے کہ صلیب یا وہ تخت نشین ہوئے اور زمانہ سب کی راسخو نکا قریب ۸۰۰ ہزار سال کے تھا۔ (تاریخ چین جلد دوم کلکتہ صفحہ ۱۱۵۵)۔
 ۲۲۰۰۔ اس مشرق کی فخریج (کہ حضرت آدم سے بہت بہت پہلے انسان کا کھوج لگایا جاسکتا ہے) کے واسطے ہم اپنے ناظرین کو مرحوم ہرن ٹیسن صاحب بہادر کی کرونا لاجی کا حال دیتے ہیں صاحب مصروف انسان کی ہستی و دنیا میں حل از بایش ہزار برس و من کر کے کے بعد اور نیلوٹک کا امتحان کر کے کے بعد مفصلہ ذیل تاویلیں مقرر کرتا ہے۔

وہ زمانہ جبکہ مصر میں سلطنت مجوسی ہی مسیح سے پہلے دس ہزار برس۔ اہمال بائی ایش جو کہ پہلا پریسٹ کنگ تھا۔ اسکی تخت نشینی مسیح سے پہلے ہزار چالیس برس ۹۰۵ سال منتخب کئے ہوئے یا تہذیب مصر میں مسیح سے پہلے بیات ہزاروں تیس سال ۲۲۰۰ سال مصر بالا اور یا یال میں پہلی پادشاہ مسیح سے پہلے یا تہذیب ایک سو تیس برس ۱۵۰۰ سال (دیکھو ناٹ اپنی گڈلن صاحب ہادی کی اینڈ جنس الیٹر کا صفحہ ۵۷)۔

۵۱۷۔ میں نشان نامی مصر کے مقدس دفتروں کے محافظ اور یونانی فنون کے نہایت ماہر نے ڈیوینی فیلڈ نفیس کے عہد میں جو تواریخ لکھی ہے اس میں ہے کہ اول تو دیوتاؤں (یعنی خاضیوں) کے بعد اسکے دلاؤں نے میں ہزار سال تک سلسلہ دار مصر میں حکومت کی دلاؤں کے بعد اور اس مصر کے حکم ہوئے۔ عین تھان موصی نے تیس تیس بیان کی ہیں کہ مصر میں کی تحریریں اور تمام قدیم تاریخیں جو مصر کے مذہب و مذہب مقدس دفتروں میں موجود تھیں۔ اس تاریخ کے بعد اس اگر ان تیس تیسوں کو سلسلہ ماما جاسے تو ان سے لیکر سکندر اعظم کے عہد تک یا تہذیب تین سو برس کا عرصہ ہوتا ہے علاوہ اسکے اگر تیس تیس کی تاریخ میں جبکہ تواریخ تیس نے سکندر میں بلایا تھا۔ تھیں کی ۳۸ بادشاہوں کی فہرست سلسلہ یابی جاتی ہے۔ اور تیس بادشاہ کو تمام مورخ مصر کا پہلا بادشاہ قرار دیتے ہیں اور کسی نے دیوتاؤں کی تیس کو رواج دیا۔ اور ایک کی رسمیں جاری کیں۔ لازوالیج مصر مطبوعہ سال ۱۸۸۶ صفحہ ۷۷ سے ۷۵ تک)۔

۱۳۱۰۔ عرب میں حضرت علی نے ایک مکان کو دیکھا کہ گاہ کہ یہ مکان قبل از وجود آدم سے پہلے ہے۔ (۲۵۰۰ + ۳۱۰ = ۲۸۹۰) (دیکھو تاریخ کتب صوفیہ جلد دوم)۔
 ۱۴۰۰۔ ایک سلسلہ بہت دال سبب فاضلانہ و لائل سے ہے۔ جسے دنا کی بدایت سے

بیسے محمدی و عباسی اور یودیوں کی ترویج میں اس علم کی بہت بہتر شدہ کتابوں سے تحقیقات کرتے کرتے ۳۰۰۰ ہزار سال تک سمجھا کر مانتا ہے کہ دنیا اس سے بہت ہی قدیم ہے جو لوگ ۷۰۰ سال سے ملتے ہیں وہ اگر میری دلائل کی تردید کریں۔ تب میں اور زیادہ دلائل اس سے طرح شہوت کی واسطے پیش کر دینگا اس نے ایسے زمانے تاریخ سے ان جدید مذاہب کے ادعا واطلا کی تردید کی ہے کہ اس خاتمہ ہی کر دیا۔ (دیکھو سالہ کیو سا فسط ۵۰ اگست سترہ صفحہ ۳۳۸ سے ۳۴۰ تک و سترہ صفحہ ۷۲ سے ۷۴ تک)۔
 ۱۸۸۶۔ ۲۲۰۰ سے ۴۰۰۰ تک دو سترہ صفحہ ۳۵۵ و دو سترہ صفحہ ۷۲ سے ۷۴ تک اور خودی سترہ صفحہ ۱۲۵ سے ۱۲۷ تک)۔

۲۷۰۰۰۔ ماسراں علم حیا لوجی نے لکھا ہے کہ ہر صدی میں ایک تالیف ترقی کر چوڑی جاتی ہے زمین کے کھودنے سے اس سے کہ تلی سے اسال کی ٹڈی برامہ ہوتی ہے۔ جسکا جتنا ۳۰۰۰ ہزار سال سے بیشتر کا باور ہوتا ہے (دیکھو مطالعہ صفحہ ۲۲۶)۔

۴۰۰۰۔ درمیں ابام خرمید۔ کہ مردم قیراب و نادرین کہ اگر ممالک سرحد ہندو است قلاوہ مسلمانی در گردن غنبد اخترہ و سرسرا طاعت و تقیات و تبرع محمدی محمدی شہرت برست اند۔ سلطان سکر جمع آورہ و از قسم درود گرد و آہنگ و سنگ تراشی جسے کثیر ہر گزہ زبانی دیا ر نہاد و تخت قصد فیرات کردہ مسخرات ساختہ۔ و ظاہر قیادت بجائے ست سر دبا میں ہندو ترکستان میوہ بسیار دارو۔ و چوں حاکم انجا۔ اطاعت کردہ مع متولمان آں دیا ر اسلام آوردہ و سلطان صاحب علی بن ارسلان حادبہ سالیغہ زار دین فریاد و سوختہ انجا را مفتوح گردانید۔ چنانچہ بروہ امویک ہشتاد ہشت افتادہ و چوں بیت خانہ مرگت را کہ دیرا خلابو و دستکندہ کے منقور و شیش از انجا بیرون آمد کہ با عفا و انیاں از زمانے آن چہل ہزار سال شدہ۔ و در سلطان دیرا انجا رفتہ قلعہ ساختہ (دیکھو تاریخ فرستہ صفحہ ۱۵۷ و لکتہ مطبوعہ ۱۸۸۶ سطر ۱۲ سے ۱۴)۔

۱۸۸۶۔ نظام بطلمیوی کی بابت کتاب مجاز العلوم میں لکھا ہے کہ دوم قیادت کو اب کہ جمیع کو ایک تالیف و شہرت آں مرکز اندوآن حرکت میکند و مغرب مسترق دورہ و اول و اول قدامت و شش ہزار سال تمام کنڈ و دیکھو صفحہ ۱۱۷ و قدامت و شہرت و قیادت (آفتاب ہند)۔

۱۵۰۰۔ قدامت کی بابت جبر و جہد وہی نہیں دم بھرتے۔ بلکہ تواریخ و تاریخیں ہندوئی شہرت کے ماتھے سے بھی نہیں کہتے تھے اور بائبل و اسے قیدی و طبع لاکھ مری پتر تک اپنی تواریخ دارو آں کی نشان دیتے تھے چین و الے بھی اسج۔ قدامت کا داعیہ کوئے ہیں۔ (دیکھو تواریخ ہند ۱۸۵۵ء کلکتہ صفحہ ۳)۔

۱۵۸۰۰۔ نیو ایرلینڈ میں جو کہ وہاں پھر سو فٹ گہری ہوئی ہیں۔ اور ایک درکس کے جو کہ وہاں ہوئی ہیں۔ اور لوزیانا کے حصص میں جو امتحانانتا ہوتے ہیں جہان کو کر تروا لڈر کی نسبت پانی کا گہرا و زیادہ ہے۔ کم از کم دس عدد سرو کے جنگ جو ایک دو تھرتے سے آبی پودوں سڈوں سے منقسم ہیں۔ و دریاقت سرو تے ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر سمت اراس برافہ ہیں۔ ان سے اور دیگر شہاد تواریخ سے حجاب فاکٹر نے نٹ و در صاحب بہادر نے یہ انداز کر لیا ہے کہ اس ویا کی عمر کم از کم ۱۵۸۰۰۔ ایک لاکھ اٹھادون ہزار کی ہے۔ اور مذکورہ بالا کیو دالیوں میں انسانی ہڈیاں جنگ کی سطح سے نیچے یا نیچے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسن فی ریک کے ویا میں ۵۰۰۰ برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ ہڈیاں

۱۲۵۴ء - در تاجہ بنج حین قاری صنف ۸۶
۱۲۵۴ء - در تاجہ بنج حین سلورست کہ صفت و عمل ارشیم و در ہر شہد
وی و شہد ۱۰۰ قبل از تولد عیسی در حین متعارف بود (۱۲۶۱ + ۲۶۱ + ۱۸۸۴ = ۱۸۶۳)
۱۲۵۴ء - در تاجہ بنج حین ناری موفہ یادری ایکسو صاحب کلکتہ سال ۱۸۶۳
حدتہ ۲۳ و ۲۴

۱۲۵۴ء - ذکر محدود فتح سومات - دران اٹارہ چشم ادبر تاجہ چند احاد کہ
با عقدا و ہنر و از تواریخ عمارت انہا جہاز ہر سال گزشتہ (۱۲۵۴ + ۲۵۴ + ۱۸۸۴ = ۱۸۶۳)
(۱۲۵۴ + ۹۳۰ + ۲۴۰ = ۱۸۶۳)

۱۲۵۵ء - لندن میں مصری تیسرے خاندان کے بٹ موجود ہیں جو ۸۳۰۰
سے زیادہ قدیم ہیں جس طوفان لوح کا سن ملتا ہے۔ جبکہ سال مرحوم پرن
شن صاحب بہادر وغیرہ فضلا ۵۰۰ سال متلاتے ہیں۔
۱۲۵۴ء - مصری چوتھے خاندان میں بھی بنار قبریں اور تہ بنار تھے
ادریسیہ اس کے بیان کے موجب بہ خاندان مسیح سے ۱۲۲۶ سال
پیشتر یا آج کی تاریخ سے ۱۸۸۴ + ۱۲۲۶ = ۵۳۱۳ سال گزرے کہ
مشروع جہا تھا۔

۵۰۰ء - ایک فاضل اور مشہور مورخ فرماتا ہے کہ ہم کو تاریخی مصر کے
بٹ میں بے انتہا شوق مل سکتا ہے۔ جبکہ مایچین خاندان کی ایک تجربے
لکائے گئے ہیں۔ بیت ۵۰۰ برس کے پڑے ہیں اور زمانہ حال کے
فیلاہ (کناؤن) کے بالکل مشابہہ رہتی ہے اس بٹ کی رنگت کو قائم
رکھا ہے جو اپنی نقویر صیغہ خوبصورتی سے اپنے بننے سے پہلے اس فن کی
ترقی کا زمانہ قائم کرتا ہے۔ بہ طوفان لوح کے زمانہ سے پہلے کا ہے اور جبکہ
ہم زمانہ کا حال بتلاتا ہے۔ (دیکھو سٹریٹن صاحب کی آئی ٹیوگر یعنی
انگریزی ۱۱)

۶۰۰ء - کمالش صاحب بہادر (لوح کے طوفان کی نسبت) اسطرح بیان کرتے
ہیں کہ علی حیا و جی سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ہزار برس سے اب تک کل طوفان
کا ہونا ناممکن ہے۔

۱۱۵۹۱ - کریٹیل الکاث صاحب فرماتے ہیں۔ بائبل کے لکھے جانے پر لو
کی حاتی آئین ہونے میں کی بنیاد پڑنے مصر کے سادھی سخنان اور ماسٹر
یعنی حالیشان بنار کے بننے بلکہ اس سمیت ۵۰۰ سال پہلے (جبکہ عبائی لوگ
پیشتر کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ قوم اٹلہ رتی و تہذیب پر تھی۔ اور اپنی بھاشا
اور واکر کو ایسا سامانہ ہونے لگی۔ کہ انکی مانتہ آج تک اس کوئی نہیں
ہے۔ اگر مبری باث کا یہاں مانہ جائے۔ تو اس پر پشش کر سکتا ہوں کہ
دنیا کی تواریخ میں کون وقت مصر کا دلش پسے اور مانتہ کے راج کی بنیاد کا
(جبکہ باقائ تمام مورخین کے مصر کا بنیاد دینے والے کا سامانہ ہے) مقرر ہو سکتا
ہے۔ بے گرنہ کہ اس تک بھی جنہوں نے اول اس دنیا کا کھوج کیا ہے دنیا
سے لیکر پچھلے فرعون تک مہیتوں کے راج و نش کا ٹھیک وقت ملے
میں دویدہ کرتے ہیں۔ جو لوگ اس تواریخی محتانہ میں بہت زیادہ واقفکار
ہیں وہ لکھتے ہیں کہ وہ راج و نش مصر میں مسیح سے ۵۰۰ ہزار برس پہلے
راج کرتا ہے اس سے آگے پچھ و ابوں کی بدھن کام نہیں کرتی مصر ویش
تصنیف و ترقی میں اتنا طے ہوا تھا کہ رشن مورخ لکھتا ہے کہ اس کے (مصر کے)

زمانہ ترقی کی تلاش کہے میں سربراہا تھا ہے۔ اور برگس مورخ لکھتا ہے۔
کہ وہ سٹریٹن کے سٹ یک ترتیباً آدی لوگوں کے وقتوں کا سا ہوتا ہے۔
جب یہ بات ہے تو ہمیں صاف طور پر تسلیم کرنا چاہیے کہ جو وقت مصر
کے بننے کا زمانہ حال کے مورخوں نے لکھا ہے۔ اصل میں وہ ٹھیک ہے۔
کیونکہ کسی کو اس کے ٹھیک وقت کا اندازہ کرنے کی ساری تہ نہیں ہوتی۔

اس میں کسی امر کا اعتراض نہیں کہ مصر ویش کی تہذیب و تعلیم سب سے
پراچین (پورانی) ہے اور ثبوت ملتے ہیں۔ کہ ۸۰۰۰ ہزار سال گزرنے
تک مصر ویش انتظام۔ و خرم۔ قانون۔ راج مینی۔ ریتی۔ رسوم۔ بیوہ و بیوہ
میں اچھی طرح ترقی کئے ہوئے تھا۔ اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیوں آریہ
دور مصر سے پراچین نہیں کہا جاسکتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دور اصل
آریہ دور مصر سے بہت قدیم ہے۔ میرا بہ کنا اول جھوٹا معلوم ہو گا۔
لیکن اس کا صرف سبب یہ ہے۔ کہ ۸۰۰۰ برس سے اس میں بھڑکی و قدس
زمین اکا کچھ اتھاس نہیں جانا گیا ہے۔ اس سے ہمارا مطلب یہ ہے
کہ پچھم ویش والوں کو نہیں جانا گیا۔ کیونکہ بیہنوں میں ہمیت سے علیحدہ
کال نروین دیا چلی آئی ہے۔ کوئی آج تک لائین اعتبار پر ماؤن سے
بہ ثبوت نہیں کر سکتا کہ انکی کال نروین و دنیا غلط ہے موجودہ وقت سے
پہلے پورے والوں کو تجارت و رشن کی بابت کچھ گمان تھا۔ انمان سے
بہ نیچے معلوم ہوتا ہے کہ ۸۰۰۰ ہزار برس سے زیادہ گزرے کہ آریہ دور
سے کچھ لوگوں کے جمعہ (گردہ) اپنا ملک چھوڑ کر اس ملک (مصر) میں
جا کر بسے جبکہ اب مصر کہتے ہیں۔

مورخ برکتس صاحب جو مصر کے تاریخ نویسوں میں سے سب سے زیادہ
معتبر ہے اور بہت پورے حالات کا جاننے والا ہے وہ لکھتا ہے کہ پراچین
مصری لوگ اپنی قدیم مصریوں کی سیلی بیلا ویش (آدی ایشیتی) آریہ دور ویش
ہی ہے کہ کچھ ویش کی یہ ستار جبکہ اٹلہ ویش ویش والوں سے بہت
تعلق ہے ایشیا کے ہادیہ سے اگر سہر کی ڈور ویش کے پار آکر کرمل پڑائے
کے کار سے بسے یہ سفر محقت ہو جا سکا کہ یہ مانتہ یا شان سناڑ کی تواریخوں میں
نہیں ہے۔ مانتہ کوئی تواریخ لکھی جی نہیں گئی تھی۔

مصریوں کی تواریخ سے ظاہر ہے کہ ڈے سینٹ نامی ایک (پورے بھڑکی) اقتد
زمین سے آئے جو کہ اب معلوم ہوا ہے کہ مانتہ کے ہاساگر کے کنارے کہیں ہے
اس ویش کو ڈے ایشیہ ویش کی یورانی جگہ بتلاتے ہیں آدی سخنان کو پراچین
مصر والے پان پڑ پڑ کہتے تھے اب سادہ ہو گیا ہے کہ وہ مانتہ بہت کی پڑ
بھڑکی نہیں ہے۔ ڈے ایشیہ سخنان میں رانی ہشتاب کی سادھی کے بیڑوں
اور چھ لکھن لیکھوں کے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ وہ مقدس زمین تجارت
ورشن ہے۔

بہت عرصہ تک مصری لوگ اپنی پراچین بھڑکی سے اپنی یاد کرتے رہے
ان تحریر و مہیں بہت راجاؤں اور بھڑکیوں اور سورس اور جس سمیت
لکھڑیوں کا نام لکھا ہے جو صرف آریہ دور کے جہاز اور کہیں نہیں ہوتی
ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ مصر سے بہت (پراچین) قدیم آریہ دور سے
اور آریہ دور سے ہی سب گن و قیام مصر میں گئی۔ بہت جگہ مسکند بہ کنا
آریہ جو پڑنے زمانہ میں مانتہ کا ہی ایک گرا تھا (بھارتی کال ویش گزری)

کے حصے بھی ہیں اور کسی خشکرت کے مستند گرنہ میں بھی اس کے دھونے کا نام و نشان نہیں اور آج تک سوائے آپ کے اعتراض کے کسی کو گنا بھی ہوا۔ بلکہ جنکو آپ بدنام کرتے ہیں۔ وہ خود وہی وہی کو ایتر کا گمان کرتے ہیں۔ پس یہ اعتراض کسی طرح لائقِ توجہ نہیں اور سراسر سببِ بنیاد ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: "پس ہم دیکھتے ہیں کہ یا سنجلی اپنے یوگ درشن میں راجہ چندر گیت کا ذکر کرتا ہے۔ اور پھر بیاس جی اس کتاب پر تفسیر لکھتے ہیں۔ اسلئے اس سے کوئی واضح ہوتا ہے۔ کہ بیاس جی مدتِ حلی اور راجہ چندر گیت کے زمانہ کے بعد ہوئے" (دیکھو صفحہ ۱۱۱ اسطر ۱۳-۱۴)۔

ہم نے بیاس خاطر خات نام یوگ درشن میں بیاس جی کی کتاب کا نام لکھا ہے۔ کہیں بھی چندر گیت کا نام دس نہ آیا گیا۔ پس سوائے اسے جانا کہ یہ کہہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ آپ نے راستی براہِ رام لکھنے کے واسطے (خیال باطل) صریح ذکر و تذکرہ کیا۔ پرمیٹر کر کے کہ آپ راستی کی طرف متوجہ ہوں سچ کو حاصل کریں تاکہ انسانی ذہنیت کو ایسی باتوں سے کھنکھت نہ کریں۔ غالب یقین ہے کہ جس طرح بائبل والا خدا دنیا پر طوفان بھیج چکے ہیں اور دلیہ ہوا اور اتر کر کیا کہ میں آئندہ ایسا کام نہ کروں گا۔ (پیدایش باب ۸-۱۲ و ۲۲ و باب ۹ آیت ۱۱ سے، ۱۲ تک)

زمین پر انسان پیدا کرنے سے بچھتا یا اور نہایت دلیہ ہوا اور کہا کہ میں اُن کے بنانے سے بچھتا ہوں۔ (پیدایش باب ۶ آیت ۷-۸) اور اسی طرح آپ کو ان غلط اعتراضوں سے نہایت دلیہ ہونا بچھتا ناہیشام ہونا پڑیگا۔ اور اگر تعصباتِ غیرت نے تقاضا کیا تو اس دعاوی کے اخراج کے واسطے خود در خواست کرنی پڑیگی (کیونکہ راستی کا آب کے پاس کچھ بھی خیر نہ نکلا۔)

تحقیقات (اب ہم اسی تحقیقات کے مطابق فاصل مورخوں کی شہادت سے دیکھا کہ ۴۰۰۰ سال (۱۸۱۴ + ۲۰۰۰) سال سے پہلے انسانوں کی آمدی سے آباد ہونا ثابت کرنے ہیں۔ جو دیکھ حکماء کی تحقیقات کے عین مطابق ہے۔

۴۰۰۰ سال ڈاکٹر ویلیو ہنٹر صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ برہمنوں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح پرانا لا اور اسکو تین سو ساٹھ دن میں تقسیم کیا۔ اور ہر پانچ سال کے عرصہ کے بعد ایک لوہ کا مہینہ زیادہ کیا۔ تاکہ فی سال ۱۲ مہینہ ۲۹ دن کا حساب صحیح ہو جائے۔ برہمن جانکریوں اور ستاروں کی گردشوں اور منطقہ البروج سے واقف تھے اور قبل یونانیوں کے مہینہ میں آ۔ مہ کے یعنی عیسے سے ۳۲۶ سال پیشتر علمِ ہیئت میں بہت ترقی کی گئی (دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۸۵ سال ۴۰۰۰)۔ پس اسی ایس کے بیان کے مطابق مصری! یہیں خاندان کا خاتمہ ۳۰۰۰ برس گزرے کہ ہو گیا۔

۴۹۶۶ - دو ہزار اسی سو سے پہلے بہت قدیم بادشاہت سہن کی تھی۔ جسکو یسوس مورخ کے ۳۳۳۳ میں اول اولیہ سے پہلے قرار دیا ہے اور یہ اریقینی ہے کہ سلطنت ہزار برس تک رہی (۱۸۸۴ + ۱۰۰۰ = ۱۹۸۴) دیکھو تاریخ یونان صفحہ ۱۸۱۹ (۱۸۱۹ء)

۴۰۰۰ - دو ہزار پانچ ایشاں نوشتہ کہ میں از چار ہزار سال پہلے علمائے یونان

ہیں۔ اس وید کا پہلا منتر و شواستر کی بیٹی مدھوشندا کی تصنیف ہے۔ اور آخری منتر ایک رشی بنام آت مرگن کا بنایا ہوا ہے۔ پھر اب صفحہ ۱۵ کی سطر ۱۳ میں لکھتے ہیں۔ اب رگ وید کے آخری حصہ میں برہمن کے منتر ہیں کیونکہ پہلے نے شروع کا منتر اور پچھلے نے اخیر کا منتر لکھا ہے درمیانی حصہ بہت سے مختلف رشیوں کی تصنیف ہے۔ ہم ضمیمہ میں اسکا نام اور ویدوں کے اُن منتروں کی فہرست دیگے۔ جو انہوں نے بنائی ہیں۔ تاکہ کسی کو انہیں شک و شبہ نہ رہے، صفحہ ۸ اسطر ۸ سے ۱۲ تک۔

تر وید - اگرچہ اور بھی ثبوت بہت ہیں۔ مگر ہم اختصار پر نظر رکھ کر صرف و شواستر اور برہمن کے شواہد اس بارہ میں نقل کرتے ہیں۔ کہ وید اُن سے پہلے ہیں اور اسور کہ کسی انسان کے بنائے نہیں انہوں نے جو ہے ہیں۔ دیکھو برہمن سمرتی اور ہیاہ اول شلوک ۳ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ اور ہیاہ سوم شلوک ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱

شرح کی ہے :- * जित्पयायवचनस्यैव सजाद्यर्थम्
जिन्निदेश कतेव्यः ततो वक्तव्यम् । पर्यायवचनस्यैव
ग्रहणं भवति किं प्रयोजनम् । राजाद्यर्थम् । सभा राजा
मनुष्य पूर्वा । इन् सभम् । ईश्वर सभम् । तस्यैव न भव
ति । रसु सभम् । तद्विशेषाणो च न भवति । पुष्प मित्र
सभा ॥

ترجمہ - جب سبھا لفظ کا بیش اور راجہ یا دیگر کو تصور کر کے اور سائنہ
سماس ہو تو ایسی صورت ہوگی جیسی ان سیم اور ایسور سیم - لیکن راجہ کیساتھ
سمبندھ ہونے سے یہ صورت نہیں ہوگی - مثلاً اگر آج سبھا اور جلفظاں کی
صفت واقعہ ہوتے ہیں وہاں بھی سبھا کو سیم نہیں ہوتا - مثلاً پشت
متر سبھا (دیکھو مباحث مطبوعہ ۱۸۸۷ء کی صفحہ ۷۷ اسطر ۱۰) اب
بتلائے کہ چند گیت کا نام کہاں ہے اور فرمائیے کہ اس جیسی سبھا بتایا
کہاں حکم ہے - اس وقت پر ہم آپ کے غلط اعتراض کی وجہ بھی بتلائے بغیر
نہیں رہ سکتے - کہ آپ کو یہ وہم باطل کہاں سے پڑا - غور سے سنئے تو
اسی مباحث کے طبع کر انیوالے اور نیش لگوں کے دھکس کا لچ کے برشل
سٹر کے اہل مارن صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ "ہر تک میں چند گیت
سبھا یا لکھ بھی ہے - لیکن اس یتک میں مباحث کا مول جیسے
ادھیاری آدمی تاکہ ہے - اس یتک کے دو بھاگ ہیں - پہلا نمبر ۱۰
۲۰ کا میزبان ہے - اور دوسرا ۸۰ سے ۱۰۰ برس تک کا ہوگا - تیسرا بھاگ
۱۲۰ سے ۱۲۵ کے درمیان تک کا ہے اور مول پہلی جلد کے ایاد کے ۱۳ سے
۱۶۷ صفحہ تک کا ہے - دوسرا ۱۲۱ سے ۱۶۷ صفحہ ۳۹ ورق تک کا
اور مول پہلی جلد کا ۱۹۷ اسطر ۲۰ تک کا یہ یتک سارا کا سارا ہی لے
پر وہاں سے لکھا ہوا ہے - اور جیسے جیسے غلط لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
ہی ہیں - دوسرے حصہ میں صفحات ذیل خالی ہیں - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ -
۱ - ۱۸ سے لیکر ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ -
۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ -
۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ -
۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ -
۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ -
۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ -
۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ -
۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ -
۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ -
۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ -
۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ -
۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ -
۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ -
۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ -
۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ -
۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ -
۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ -
۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ -
۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ -
۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ -
۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ -
۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ -
۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ -
۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ -
۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ -
۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ -
۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ -
۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ -
۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ -
۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ -
۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ -
۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ -
۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ -
۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ -
۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ -
۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ -
۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ -
۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ -
۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ -
۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ -
۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ -
۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ -
۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ -
۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ -
۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ -
۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ -
۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ -
۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ -
۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ -
۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ -
۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ -
۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ -
۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ -
۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ -
۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ -
۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ -
۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ -
۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ -
۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ -
۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ -
۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ -
۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ -
۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ -
۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ -
۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ -
۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ -
۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ -
۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ -
۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ -
۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ -
۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ -
۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ -
۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ -
۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ -
۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ -
۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ -
۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ -
۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ -
۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ -
۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ -
۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ -
۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ -
۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ -
۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ -
۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ -
۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ -
۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ -
۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ -
۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ -
۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ -
۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ -
۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ -
۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ -
۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ -
۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ -
۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ -
۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ -
۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ -
۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ -
۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ -
۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ -
۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ -
۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ -
۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ -
۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ -
۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ -
۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ -
۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ -
۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ -
۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ -
۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ -
۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ -
۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ -
۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ -
۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ -
۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ -
۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸ -
۱۳۸۹ - ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲ - ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴ - ۱۳۹۵ - ۱۳۹۶ - ۱۳۹۷ - ۱۳۹۸ -
۱۳۹۹ - ۱۴۰۰ - ۱۴۰۱ - ۱۴۰۲ - ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ - ۱۴۰۵ - ۱۴۰۶ - ۱۴۰۷ - ۱۴۰۸ -
۱۴۰۹ - ۱۴۱۰ - ۱۴۱۱ - ۱۴۱۲ - ۱۴۱۳ - ۱۴۱۴ - ۱۴۱۵ - ۱۴۱۶ - ۱۴۱۷ - ۱۴۱۸ -
۱۴۱۹ - ۱۴۲۰ - ۱۴۲۱ - ۱۴۲۲ - ۱۴۲۳ - ۱۴۲۴ - ۱۴۲۵ - ۱۴۲۶ - ۱۴۲۷ - ۱۴۲۸ -
۱۴۲۹ - ۱۴۳۰ - ۱۴۳۱ - ۱۴۳۲ - ۱۴۳۳ - ۱۴۳۴ - ۱۴۳۵ - ۱۴۳۶ - ۱۴۳۷ - ۱۴۳۸ -
۱۴۳۹ - ۱۴۴۰ - ۱۴۴۱ - ۱۴۴۲ - ۱۴۴۳ - ۱۴۴۴ - ۱۴۴۵ - ۱۴۴۶ - ۱۴۴۷ - ۱۴۴۸ -
۱۴۴۹ - ۱۴۵۰ - ۱۴۵۱ - ۱۴۵۲ - ۱۴۵۳ - ۱۴۵۴ - ۱۴۵۵ - ۱۴۵۶ - ۱۴۵۷ - ۱۴۵۸ -
۱۴۵۹ - ۱۴۶۰ - ۱۴۶۱ - ۱۴۶۲ - ۱۴۶۳ - ۱۴۶۴ - ۱۴۶۵ - ۱۴۶۶ - ۱۴۶۷ - ۱۴۶۸ -
۱۴۶۹ - ۱۴۷۰ - ۱۴۷۱ - ۱۴۷۲ - ۱۴۷۳ - ۱۴۷۴ - ۱۴۷۵ - ۱۴۷۶ - ۱۴۷۷ - ۱۴۷۸ -
۱۴۷۹ - ۱۴۸۰ - ۱۴۸۱ - ۱۴۸۲ - ۱۴۸۳ - ۱۴۸۴ - ۱۴۸۵ - ۱۴۸۶ - ۱۴۸۷ - ۱۴۸۸ -
۱۴۸۹ - ۱۴۹۰ - ۱۴۹۱ - ۱۴۹

تو ہر بگت نہ رہا۔ نمبر ۳۵۔ جو اگلی ای (آنے جانے یا گھٹنے بڑھنے) بھی مائیں تو کسی درد نہ رہتا ہے۔ لوجہ و کار کے۔ نمبر ۳۶۔ سوکھش اوستھا میں چیز کی یرمان کی نینٹا میں کچھ فرق نہیں۔ دونوں حالتوں کے نیت ہو جانے سے۔

نمبر ۳۷۔ الیود کا یر دوان اور پرش کا ادھتا نا جگت کارن ہونا سنجو۔ نمبر ۳۸۔ سمبندھ کا نہ ہونے سے؟

اناطین ہ ذرا تم ہی غور فرما نا اور سوچنا۔ ہمیں ان سوتروں میں بدھ مذہب کا کہیں ذکر بھی نہیں ملتا جہا کہ نام۔ نشان۔ البتہ فاسل سوتر کا۔ کی فضیلت لفظ لفظ سے مشرق ہے کیا مٹنے کو روح کی حقیقت یہ کہنے ہوئے آپسے کس عہدگی کے ساتھ ان تمام اعتراضات کا جواب بیان پر مخالفین کی جانب سے پیش ہو سکتے تھے جواب شافی ذید یا۔ اور ان کی۔ نہایت ہی دلائل کی تردید کسی یرمان فاطح سے کی !! اے اے؟ اے اے؟ نمبر ۳۹۔ عظم عداوت بزرگ غیب است

تعبص بھی کیا برسی بلا ہے!! بولنے اس کے کہ معصفت ویدانت درتن کی۔ فلسفہ کا سچے دل سے اقرار کیا جاتا ہے ان یرمیا اعتراض جڑنے کو موجود ہو گئے۔ مشفق۔ سب سن جا ہم بحث میں پیش کئے جاسکتے تھے۔ اسطر۔ دکھا کر صاف کر دیئے گئے ہیں کہ بس خاتمہ ہی کر دیا۔ اور اگر کوئی اچھی طرح سمجھ جاوے یا کسی کو اچھی طرح سمجھا دیا جاوے تو شاید بلکہ طبیعت انسانی کے لئے کوئی نیاتنی نکال کر اس مسئلہ پر بحث کرنا غیر ممکن نہیں تو دشوار ضرور ہو جاوے۔

حفظ ما تقدم کی داد تو ندی گئی۔ اٹھنے لگے کہ بدھ مذہب کی۔ تردید جو کہ ویدانت اناستر سے نکلتی ہے۔ اسلئے یہ بعد میں تحریف ہوا۔

دیکھو مصنف کتاب کا کمال کہ اپنی عقل جردہن کے ذریعہ سے وہ وہ رموز و قرائن حل کر دیئے کہ ہم اس کتاب کو بڑھ کر دیکھ کر مذہب موجودہ وغیرہ موجودہ دنیا کی تردید کر سکتے ہیں۔ گویا اس نے اپنی کمال علیت سے انسانی طبیعت کا اپنے آئینہ ذہن میں فول کھینچ کر پہلے ہی اسکے نامتر خط و خال ایسی صفائی کیا کہ صفحہ قرطاس پر ظاہر کر دیئے ہیں کہ ہر شخص اس سے آگے اور پیچھے کے لوگوں کی طبیعت کو بخوبی پہچان سکتا ہے اور یہ بات بھی کون کہے کہ دیاس سے پہلے ایسے خیال کسی کے جی میں گزرے ہی نہ تھے۔ جنہیں بدھ نے ظاہر کیا اور ہمیں تو دنیا میں کوئی نئی بات نظر نہیں آتی بدیل لباس کے ساتھ ہم نے جی سلی صورتیں (بملاحظہ حقیقت) دیکھتے ہیں رنگتیں چاہے بدل جاویں حالتیں چاہے پلٹ جاویں۔

لے شدا انسان کے جسم میں جو روح ہے۔ وہ اگر جی سم کے برابر ہے تو اگر آواگون کے قاعدے سے جیٹی کے جسم میں حالے تو بارہریگی اور باقی کے جسم میں آوا۔ لاکم رہیگی۔ اور خوشی گھٹنا بڑھا کر ہی ہے اور متغیر ہوتی ہے۔ وہ باقی نہیں کہلاتی عظمت یہ کہ اگر کہا جاوے جیسے جھوٹے ریلے جسم میں جیو جاتا ہے ایسی جسم کے بڑا ہو جاتا ہے تو کہے ہیں کہ آخری یعنی مکتی کی حالت میں تو جو اسکا مقدار ہے اسے بتاؤ اگر اسکی مثال دلیسے ہی ہوگی جیسے پہلی دو خالوں میں۔ کیونکہ یرمان (مقدار) ناس ہو گیا آتما کا ناش ہوگا۔ اور اسلئے آخری یرمان نہ بھی رہے گا۔ ۱۳۔

کیفیتیں کچھ سے کچھ جوتی رہیں۔ گیت بھی کم و بیش جوتی رہیں۔ مگر کہیں حقیقت میں جوتی ہیں میں بدھ نے جن اصول پر زیادہ زور دیا ہے کچھ۔ کچھ کسی کسی میں۔ کہیں۔ کہیں ضرور موجود رہوں گے اور طبیعت انسانی میں انکا غم شدہ گئے۔ تاہی جتا ہوگا۔ اس باس بھی اسی قدرتی قانون کے مندر سے بوری واقفیت حاصل کر کے ایسے معنایں ملے کہ گئے۔ جسکی بدولت ہم ان کے بعد نہایت شدہ مذہب کی تردید پر بھی قادر ہو گئے۔ ورنہ یہ بھی کوئی بات تھی کہ کسی کے مذہب کے اصول کی تردید کریں۔ اور اسکا نام تک نہ پتا دیں۔ یہیں ہ چار سے آریہ ریلوں کا دستور نہیں وہ برابر دوسریں کی واسے ہٹا کر انسا مذہب جتلاتے رہے ہیں۔ اسی ویدانت درتن میں بھی اس کی بہت مثال مل سکتی ہیں۔ مثلاً ادھیا جیام کے جوتے یا وہ۔ یا پچوس سوتر میں جیمنی اور چیمنے میں اولوی کی تباہی دکھا کر ساتویں میں انپا۔ ت نکھ دیا۔ مثلاً ہذا دسویں میں یرا شر اور گیارھویں میں جیمنی کی واسے اکھ کر بارھویں میں اینسا مذہب کا نظر کیا۔ لیکن یہ سب مائیں تو اس وقت ہو جھتیں جب پندت صاحب عقل سے ذرا بھی کام لیتے اور تعبص کو دم بھر کے لئے غور دیتے۔ مگر یہ کیوں ہوتا تھا ایسا کرتے تو جو بولے خواہ لکھ کر عسائوں میں ناموری کہاں سے پاتے۔ آریہ سماج کے مخالفین کو کیا منہ دکھلاتے۔ کیونکہ انکا تو مینے لوہوس رسول کے اس قول پر عمل ہے۔ کہ اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سیائی اس کے بھال کے لئے زیادہ ظاہر ہوئی تو مجھ پر کیوں گنہگار کی طرح حکم ہوتا ہے اور ہم کیوں برائی نہ کریں۔ تاکہ بھلائی سکے پیرا ہمارے ناراستی کو ظاہر کرتی ہے تو ہم کیا کہیں (دیکھو رومیوں کا خط باب ۳۵ آیت ۵۷) عزت اپنے صرف بیاس کا نام لکھ کر جی وحو کہ نہیں دبا۔ بلکہ یا تنجلی جی کے نام کی آڑ میں بھی دام فریب بچھا یا ہے۔ مثلاً آپ تحریر فرماتے ہیں کہ برستی یا تنجلی نے ایک کتاب جکا نام لوگ درتن ہے لکھی ہے۔ جس میں اس نے یا می کے دیا کر (گرامر) کے دوسرے ادھیار ہم یا ۲۳ سوتر پر شرح کرتے ہوئے کہا کہ "راجا کو ایسی مجلس قائم کرنی چاہییں جیسے کہ راجہ حنر گیت نے کیے"۔ دیکھو لکھ کر ص ۱۵ اسطر ۵ دیکھ واء! واء! پندت جی مہاراج! واء! لوچم تو آپ کی پندتائی کو ماتھ جوڑو ہیں آپ کو رے پندت ہی نہیں بلکہ مورخ بھی پورے ہی ہیں۔ سچ سچ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ۵۴ چوق غفنت ست سعدی در زبانی + ۱۱۱ یا ایہا اناسی اور کا سا و نا واما۔ حضرت لوگ درتن تو یا تنجلی جی کی تصنیف ہے۔ اسکی شرح دیاس نے لکھی ہے نہ کہ خود مصنف نے اور آسمیں یا سنی کے سوتر کی شرح لکھنا کیسا؟ لوگ کی کتاب کو دیا کر کے کسی مسئلہ کی شرح سے کیا مطلب؟ مگر اب کیا کہیں جو سمجھیں..... یا کا قصور ہے ناں البتہ یا سنی کے اسی سوتر پر رشی یا تنجلی جی نے مہا بھاش دیا کر ان میں پہلے ادھیاء کے پہلے یاد کے ۶۸ سوتر کے ضمن میں اس طرح

۱۱۱ حالاکہ اتاسا ترماتاک حدھ موم معوم ۲۲۲ راجہ شیر شاد مایا نوٹ دیتے ہیں کہ جب ہاکھی نے مذہب کو دیکھا جو نہ کیا۔ یہ بتلایا کہ مجھ سے پہلے جو میں مدھا دگر دیکھے ہیں سم لے یہ ہر مندوستان کے دن میں تھا اور مہارت کے یو دواؤں میں سے راجہ کرن والی

جو کہتے ہیں کہ یہ بات سچ نہیں کہتے بلکہ صاف لکھ دیتے کہ ویدوں کی تصنیف میرے زمانہ میں جاری ہے وہ ہرگز قدیم نہیں چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کہا۔ بلکہ نہایت بد مذہب اور گول بیان کیا۔ اسلئے بالظہور انہوں نے بھی آپ کی طرح دھوکا کھایا۔ باہمان بوجھ کر حق کو چھپایا اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو تعجب ہی کیا ہے جب وہ وجود خدا ہی کے منکر تھے۔ تو کلام الہی کیونکر مانتے۔ اور اس صورت میں اگر آریہ بدھ کے اس کلام پر کلام رکھتے ہیں۔ تو غلطی نہیں کرتے۔ آریہ جو اسی صفحہ کی سطر ۵ و ۹ میں یہ لکھ کر کہ بدھ بھی جو کہ قدیم ہندوؤں میں سے ایک نہایت ہی مشہور اور معروف گزرے ہیں۔ بدھ تاستر میں فرماتے ہیں کہ ویدوں کے وقت کی میرا دھغلہ ہے اور انہیں پریشور کے نشان نہیں اور خلافت عقل میں اسلئے وید پریشور کا کلام نہیں ہو سکتے۔ اس پر رائے دی ہے کہ آریہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ بدھ بھی وید مت کے دشمن تھے۔ لیکن کسی طرح سے نتیجہ نہیں نکلتا کہ جو کچھ انہوں نے کہا چھوڑ ہی گیا۔ اس لئے یہ کوئی جواب نہیں ہے پادری صاحب اگر آریہ خواہ مخواہ تعصب سے راستی پر نکتہ چینی کرے گا پڑا اٹھا کرے۔ تو ہمارا اس میں ذرا لگاؤ نہیں۔ ہاں ہم بدھ کے مقابلہ میں سطر جاریں ہیں۔ ممبر یا رئیس انجمن کی تصانیف پر لکھنے کی تمام سچی بھائیوں کو سفارش کرتے ہیں جنہیں اس نے بائبل کی تمام تعلیم کی وہ دیبول اور لٹی ہے۔ کہ گرد باؤ کو گرد کر دیا۔ اور علامہ بران برخلاف بدھ کے بائبل کی ہر جگہ اصل آیات اور حوالے بھی درج کر کے مستحیثیت سے الہام کی کیا جگہ ملے گی کھلائی ہے اور پادری صاحب کے اعتراض پر ہم یہ کہتے ہیں کہ اقل و کثرت جی نے کوئی دلیل نہیں دی۔ دوم وہ ایشور کو مانتے نہیں تھے۔ تیسرے پریشور کے نشانوں کی موجودگی میں وہ خواہ مخواہ حق سے رو پڑتی کرتے ہیں۔ دیکھو وید بھاشا بھومکا صفحہ (۵۶ سے ۵۷ تک اور ۸۸ سے ۸۹ تک) اور تگدب راہین احمدی صفحہ ۸۸ سے ۸۹ تک اور اسی طرح ستیا رکھ پر کاش صفحہ ۸۸ سے ۸۹ تک۔ پس بدھ جی نے ضرور چھوڑ دیا اور آپ کا مذہب جو بدھ مت کی خوش چینی سے نکلا ہے۔ آریہ اس کی پیروی کر کے خواہ مخواہ چھوڑ کر کی تائید کی۔

گو ہم آپ ہی کی مانی ہوئی آریہ مانتے لائق اور سچ سے ویاس کا قبل بدھ ہونا ثابت کر چکے۔ تاہم ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب اسکا زمانہ ہم انہی تحقیقات کے بموجب ظاہر کر دیں سکے ہیں۔ کہ دیا بھارت کا مصنف شری مہاراج بدھ شتر کا ایک طبع جدا جدا تھا (دیکھو مہا بھارت آدی رب ادھیائے ۱۰۶) اور بدھ شتر کا محض لوح ہونا آریہ تاریخ نامہ مطبوعہ دفعہ اول گوہر پور پرنس الہ آباد اور آئین الہی مطبوعہ مطبعہ اسماعیلیہ ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۸۱ اور غیاث اللغات مطبوعہ ولشور ۱۸۶۵ء صفحہ ۳۲۵ سطر ۲۲ سے بخوبی ثابت ہے۔ اور لہنا عہد نامہ گوہر پور مطبوعہ تاریخ نامہ بائبل سماجی مرزا لکھنؤ ۱۸۶۵ء کے صفحہ ۶ کالم ۲ کے تحت آریہ

۱۵ ایک دستور اور بائبل اگر بری مشارت علی صاحب ہمارے ایک کتابدار کی ہے۔ اور اس میں بتلایا ہے کہ عیادت مذہب بودہ سے نکلی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ وہی اسکا گائیڈ اسکے درمیان آئے تھے (دیکھو ہومر وڈ مورخہ۔ لومبرٹ مورخہ صفحہ ۵۰ کالم تین ویلہ۔ اور اسی طرح امیر علی میر لاہور سال ۱۳۵۹ء)

میں لوح کی پیداویش ۲۹۴۸ برس قبل از مسیح کے لکھی ہے اور اب تک مسیح کو ۱۸۸۸ سال ہوئے پس ۲۹۴۸ + ۱۸۸۸ = ۴۸۳۵ء یہ زمانہ قریب قریب وہی ہے جو ہم لوگ مہاراج بدھ شتر کے سمیت سے وکرم کے موجودہ سمیت ایک حساب کر کے نکالتے ہیں۔ یا بحساب ٹیگول کے دریافت کرتے ہیں۔ اور وید بھاشا بھومکا میں بھی شری مان سماجی ویدانتی مہاراج نے کل جگہ کے سالگزشتہ ۲۹۴۸ مکرناجنت کے سمیت ایک لکھے ہیں۔ پس ۱۹۴۸ تک ۱۱ + ۲۹۴۸ = ۳۰۸۸ء کے ہوتے ہیں۔ (دیکھو بھومکا صفحہ ۲۳ سطر ۲۰) اور اسکی تصدیق بلکہ تائید حال میں ایک اور غرہ اور قابل اعتبار شہادت سے بھی ہو گئی ہے اور وہ یہ ہے۔

تسوت میں دوشکر آجاریوں کے درمیان دینی مباحثہ پڑا جسکی آثار میں دوار کا کے مندر سے ایک تائیس کا تیر پویش کیا گیا جسکی تاریخ ۱۳۷۱ بدھ شتر لکھی۔ یعنی یہ تیر مسیح سے ۳۴۳ برس پہلے تحریر پڑا۔ جس کا زمانہ سکندر کی یورش ہند کے زمانہ سے کچھ پیشتر ہوتا ہے۔ دیکھو امریکین مشن کی وراثت اخبار صفحہ ۶ کالم ۴ مورخہ ۵ مئی ۱۸۸۸ء۔

لیجے مسیح سے ۳۴۳ برس پیشتر بدھ شتر کا سمیت ۳۷۲ تھا۔ تو اب ۳۴۳ + ۱۸۸۸ = ۲۲۴۵ء (۱۸۹۱ء) جو کچھ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کل تک کے اب تک ۲۹۴۸ برس گزرے ہیں اور مہاراج صاحب عین باقبل کلجک کے یعنی دوار گڑھ کے چمکتے یاں کے زمانہ اختتام میں زندہ تھے۔ اور پھر آپ کے متناہاتاس مہاراج صاحب کی ان کے حساب کی مطابقت ہو سکتی ہے۔ اس کتاب میں مہاراج بدھ شتر سے راج کشمک تک ۲۶ شیت لکھی ہیں گو اسوس ہے کہ زمانہ یسنون کا درج نہیں لیکن اسوقت توہیت کے باب پیداویش کے بموجب انساوی عمر سمیت بڑھی ہوئی تھیں۔ مثلاً اسی کتاب مقدس میں عہد عتیق کے باب چہارم کے ابتدا و لفظ یہ ہیں۔ اگلے آدمی بہ نسبت اسوقت کے بہت قوی تھے ان کی عمر نہایت دراز ہوئی۔ آدم ۹۳۰ برس کا ہوا۔ اسوقت کے لوگوں کی عمر اکثر اتنی ہوئی تھی جیسا کہ سمیت ۹۱۲ متوشال ۱۹۶۹ اور لوح کی ۹۵۰ برس کی ہوئی۔ اور باب پنجم میں لون لکھا ہے کہ اسکا جیٹا (لوح کا) تمام کھتی لوفان کے بعد ۵۰۰ برس جیتا رہا۔ یہ خبر نہیں کہ پیدا ہو چکا اسکا پوتا ارخشا ۸۵۳ برس اور اس کا بیٹا ۷۳۳ برس اور پوتا ۴۶۳ برس کا ہوا لیکن اس کے بعد آدمیوں کی توہ گھٹتی گئی کہ پھر کسی کی عمر ۲۵۰ برس سے زیادہ نہیں ہوئی۔ پس اگر فی شیت ۶۸ سال اوسط لکھا اس زمانہ کی عمر مذکورہ توہیت کے مقابل کچھ بھی زیادہ نہیں بلکہ بہت ہی کم تھے۔ (قائم کیا جاوے تو ۶۸ سال

۱۵ دیکھو مورخہ ہرن کا سمیت اس کے مضمون کا لہ اس میں زمانہ تصنیف ہوتا

۱۵ کہ کمال الفضلہ ۶۸ سال کلک کیا گیا ہوگا ہے

वधे सिधु दशना स्वर गुरौ यातकलौ समिते मा से माधव सन्तो न विदि तो ग्रन्थ क्रियो प्रक्रमः
 ۱۵ شیخوں نے مرزا علی مرزا (بائبل و لوفان) مہاراجا ظہیر الدین نے بلکہ مہاراجا

ہاں یہ اگر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ یہ برہمن جس نے اپنی تحریر میں (صرف) ایک قول کے بموجب کیونکہ سند محولہ بالا کو کچھ دور ہی بتلائی ہے) راجندر جی کی پیشویل کا حال سمجھنا کہ (جو راجہ وکر بادیشہ کے زمانہ میں موجود تھا) لکھا ہے۔ نہ کوئی ٹراہندوستانی محقق گزرا ہے۔ اور اس نے اسے بیان کے ثبوت میں بعض کتب پر (نہ کوئی قدیمہ راجہ ایک مدت سے عتقا کا جو اس رکھے ہیں ہاں آپ ناظرین کی نگاہوں میں وقعت پراگرنے کے لیے اور) نام کی بھی لکھ کر اس (استدلال) بھی کیا ہے تاہم آپ ناظرین کے سمجھتے ہیں کہ جب تک کہ ایک شریک کو زائد از دو ہزار برس ثابت نہ کر لیں اس کی تحریر پر کچھ دوسرے کے ساتھ استدلال نہیں کر سکتے۔ کیونکہ آپ سحر و کی سطر ادب میں پر نکلیا کر چکے ہیں کہ ہم نامور اور مشہور علماء کا نام لے دیے۔ جو دو ہزار سال سے زیادہ گزرے ہیں کہ زندہ تھے۔ لیکن یہ امر آپ کے احاطہ امکان سے خارج ہے کیا سمجھتے ہیں کہ شریک شریک زیادہ سے زیادہ منحصر وکر بادیشہ (حالانکہ یہ شخص بہت بچھے لکھا معلوم ہوتا ہے) ثابت ہو سکتا ہے۔ جسے خود اس وقت (۱۹۰۶ء تک) بھی دوسرا برس ایسے کم ہی گزرے ہیں ہاں آپ ویاس اور پتھلی کی تحریرات سے بھی (حکمی) کیفیت آئندہ عرض کی گئی ہے۔ ایک حجت یا دلیلی پیش کرتے ہیں لیکن دراصل آپ کی وجہ کی حقیقت ہے۔ اور اس وجہ یہ کہ آپ کے الفاظ مذکور صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ ویاس جی بدھ جی کے اور راجہ چندر گیت کے زمانہ کے بعد ہوئے ہیں۔ اسی انتہا میں تراشاک کے خلاف ہیں۔ جن پر آپ پہلے ہی صادر کر چکے ہیں۔ البتہ بہت راستی کی تحقیق کا خیال رکھ کر راجہ شیویرتا د کی اسی تعریف کا حصہ سوم ناگزی مطبوعہ چندری شریک ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲۰ کا سب سے آخری نوٹ کو لفظ مہابھارت پر دیا گیا ہے۔ مطلقاً اور ملاحظہ فرمائیے اس کی عبارت لفظ بنفط ہے۔ کہ ”مہابھارت کی لڑائی کے وقت مگدھ راجہ ہمدیو تھا۔ اور اس سے پیشوا راجا راجا ہت شرودھیا جس کے وقت میں ساکھنی گوتم بدھ نے سن عیسوی سے ۸۳۳ برس پہلے زمانہ پایا۔ اب اگر وہاں پنیوں راجوں کے راج کا پڑنا راجہ جیچے ۶۷۳ برس پہلے شاید اکل اور خود رائی سے) تو مہابھارت کا وقت سن عیسوی سے فقط ۵۶۳ برس پہلے پھرتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شری ویاس جی مہاراج جو ایک طور سے ہمارے بدھت کے دادا تھے۔ دیکھو مہابھارت آدمی پر اب ادھیا ۱۰۶ عین مہا مہابھارت کے وقت ملک اس کے بعد نکھار ہے۔ اور اس نے بدھ جی سے ۹۱۰ برس پہلے موجود تھے۔

بدھ کا وکر بادیشہ کے سمیت ۴۵۵ء اور مسیح سے ۶۳۲ برس پہلے ہونا آپ صفحہ ۱۵ سطر ۵ میں تسلیم کرتے اور لکھتے ہیں کہ ”اس وقت راجہ چندر گیت راج کرتا تھا“ لفظ اس وقت سے ہم نہیں سمجھتے۔ کہ آپ کو نا زمانہ مراد لیتے ہیں۔ آیا بدھ کا زمانہ یا ویاس جی اور پتھلی کا (ویاس

کے ساتھ پتھلی کا نام ہم نے اس واسطے لکھ دیا ہے کہ جب صفحہ ۱۵ کی سطر ۱۲ میں پتھلی لوگ سوتور پر ویاس مہرشی کا تجا تھ کرنا تسلیم کرتے ہیں تو اگر پتھلی کو ویاس سے بدھ نہیں تو منحصر ضرور مانیں گے۔ اگر بدھ کا زمانہ مراد ہے تو یہ تحریر صرف آپ کی مستند کتاب انتہا میں تراشاک محولہ بالا کے خلاف ہے بلکہ آپ کی واجب التعلیم ڈاکٹر ہنر صاحب بھی اپنی مختصر تاریخ ہند حصہ اول ترجمہ تاریخ آریہ صاحب سید ماسٹرانی سکول شاہجہاں خطبہ گوشت بریں الہ آباد سال ۱۸۸۵ء دفعہ اول کے صفحہ ۱۴۰ سطر ۱۱ میں آپ کے خلاف اس طرح شہادت دیتے ہیں ”ہندو گیت نے گنگا کے دادی میں قبل ۱۱۰۰ء سے ۲۹۶ء تک سلطنت کی“ پس چندر گیت آخر بدھ کے ۳۷۶ برس بعد تخت نشین ہوا۔ بدھ کا ہمعصر نہیں ہو سکتا اور اسی طرح ہوجب نوٹ ہندو حصہ ۳۰ انتہا میں تراشاک حصہ دوم ناگزی کے تحت ۲۷۱ برس بعد کیونکہ اس میں سن عیسوی سے ۲۷۱ برس قبل چندر گیت کا تخت نشین ہونا بیان کیا گیا ہے۔ پس کسی طرح چندر گیت بدھ کا ہمعصر نہیں ہو سکتا۔

اور اگر ویاس پتھلی کا زمانہ مراد سمجھا جاوے تو آپ کے الفاظ ہندو حصہ ۱۵ سطر ۱۱ کے جہیں آپ ویاس جی کو بدھ اور چندر گیت کے بعد قرار دیتے ہیں۔ کیا سمجھتے ہوں گے لفظ بعد یعنی ہمعصر گوتم نے آج تک نہیں پڑھا۔ مگر سچ ہے بدھوں کی باتیں بڑے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کی تاویلوں کو مانیں یا تواریخ کو سمجھ جائیں۔ چونکہ آپ عیسائی ہیں غالباً ڈاکٹر ہنر صاحب کی عزت کرتے ہوئے۔ وہ بھی مہابھارت کی تعریف کا زمانہ جسے مصنف مسلمان ویاس جی ہیں۔ جنہوں نے مہابھارت ۲۴ ہزار شلوکوں میں ختم کیا ہے۔ مسیح سے ۱۲ سو برس پہلے قرار دیتے ہیں دیکھو ہنر صاحب کی تواریخ محولہ بالا کا صفحہ ۹ سطر ۸۔ اور اس صورت میں ویاس جی بدھ سے ۵۶۸ سال پہلے پھرتے ہیں۔

مگر ذرا پتھلی سے نہیں سمجھتے آپ کے بیان کی ایک غلطی اور دکھائی ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ اپنی تاویلات البانیہ کے صفحہ ۱۵ کے آخری سیراگراف میں یوں بیچنا لگتے ہیں کہ یس معلوم ہوتا ہے ۶۲ برس گزرے ہیں کہ ذرا بعد شروع ہوا۔ اور ۲۴۱۴ برس گزرے ہیں کہ وہ ختم ہو گیا۔ اس نتیجہ نکالنے سے پہلے آپ یہ سوچ لیتے کہ بدھ کو اب تک کتنا زمانہ گزر چکا ہے آپ تسلیم کرتے ہیں کہ بدھ مسیح سے ۶۳۲ برس پہلے ہوا۔ اور اب تک مسیح کو ۱۸۸۵ برس کچھ اور نقصانی ہو چکے ہیں۔ پس اب تک بدھ کو کل ۲۵۱۹ برس چند ماہ گزرے۔ اور چونکہ آپ کے قول کے بموجب بدھ کے اختتام کو صرف ۲۴۱۴ برس گزرے۔ اسلئے بدھ جی جو ۱۰۲ برس قبل از امتنا وید بقول آپ کے موجود تھے۔ دیکھو لکھنؤ ص ۹ سطر ۶ جو بدھ ہت شرادھیا ۲ سو ترا ”جو کہ ان کے وقت کی متی غلط ہے اور ان میں یریتو کے نشان نہیں ہیں اور خلاف عقل ہیں۔ اسلئے وید یریشور کا کلام ہمیں

نقد کا حاتمہ ہے۔ کہ بیٹے یوتہ اور اب دادا کے ام بھی کبھی صاف طور پر ایک دوسرے سے ملے ہیں۔ پس تاویلات ثابت نہ کیا جائے کہ بدھ کو جس سے عہد شروع کیا گیا ہے۔ وہی تاجو مہابھارت زمانہ میں موجود تھا یعنی حیا یی بیچ ہے۔

بھائی کے لئے نسل جاری کرنے کی شرع

حکم نیوگ - اگر کوئی بھائی ایک جاہل ہے تو اس کے لئے ایک اور ایک ان کے لئے اولاد رکھائے۔ تو اس مرحوم کی جو رو کا بیاہ کسی اجنبی سے نہ کیا جائے۔ بلکہ اس کے شوہر کا بھائی اس سے خلوت کرے۔ اور اسے اپنی جو رو کرے۔ اور بھائی کا حق اس سے ادا کرے۔ اور یوں ہوگا کہ اس کا پلوٹھا جو اس سے پیدا ہو۔ تو اس کے مرحوم بھائی کے نام پر قائم ہوگا۔ تاکہ اس کا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے (توریت چلیپا استثناء)

نیوگ نہ کرنے پر سزا - اور اگر وہ اپنے بھائی کی جو رو نہ لینا چاہے۔ تو اس مرحوم بھائی کی جو رو دروازہ (بولیس اسٹیشن) پر بزرگوں کے پاس جائے اور کہے کہ مرے شوہر کے بھائی نے اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بچان رکھنے سے انکار کیا۔ اور بھائی کا حق ادا کرنا قبول نہیں کیا۔ تب اس کے شوہر کے بزرگ اس مرد کو طلب کریں۔ اور اس سے گفتگو کریں۔ سو اگر وہ اس بات پر قائم رہے اور کہے کہ میں نہیں چاہتا کہ اسے لوں۔ تو اس کے بھائی کی جو رو بزرگوں کے سامنے اس کے نزدیک لے آئے اور اس کے پاؤں سے چوٹی لگائے اور اس کے منہ پر تھوک دے۔ اور خواہ دے اور کہے کہ اس شخص کے ساتھ جو اپنے بھائی کا گھر بنا دے۔ یہی کیا جاوے گا۔ اور اسرائیل میں اس کا نام یہ رکھا جاوے کہ یہ اس شخص کا گھر ہے۔ جس کا جو نام لگا لگا۔ (استثناء چلیپا)

اور پھر رد کی کتاب میں مسات روت کا قصہ پڑھو۔ اور راتل اور روت عورتوں کے حالات مطالعہ کرو۔ جنہوں نے بوجب حکم توریہ کے نیوگ کیا۔ اسی روت کے شکم سے توہر کے تخم سے عوبیہ نام لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا پوتا داؤد بنی تھا۔ اور اسی کے خاندان سے بقول بائبل کے مسیح پیدا ہوا (دیکھو روت کی کتاب)

یادری کی جی اسکاٹ صاحب نے اپنی تفسیر میں اپنا جیل کاٹا ملائے ہوئے ضاوت احوال کیا ہے کہ مسیح کے بہت سے بزرگ صرف تشریحی بیٹے یعنی نیوگ زادہ تھے۔ ہم نے کئی کتابیں مت درین صفحہ ۱۵۴ پر مفصل درج کیا ہے۔ یادری صاحب غور سے پڑھیں۔

صدافت اصول و تعلیم آریہ سماج

متعصب پادریوں کی نافرمانی کا قرار واقعی علاج

بلکہ پھر نسل کے جواب

مٹ کر اس آبرو و خدائی کی شان ہے تیری کبریا کی
ہم بذات صاحب اور رسالہ کا نام بائبل مسیح پر دیکھ کر سمجھے تھے کہ شاید
یادریہ کے ساتھ آریہ سماج کے اصول اور تعلیم پر سخت تکی ہوگی اور ہر موقع
پر مقبولیت مد نظر ہوگی۔ مگر اس وقت جو رد خط لودا بھیجا پنداشتیم۔
بذات صاحب کو تمہیں دشمنی لگنے یا مدتیہ آپ کے مقابل کس طرح نظر آتا
ہاں اسامت آئی تو آپ کی طرف منہ پھرتا۔ اگر آپ عیسائی اور سمجھے
عیسائی ہیں۔ تو کیا یا ہے بذات خنی (نام کے) آپ کو ان مضامین اہم
کی بات قلم اٹھائیے پہلے انجیل کو پڑھ لیں لیکن یہ تو سوچنا چاہئے تھا کہ
اپنے خداوند یسوع مسیح نے یوں فرمایا ہے۔ مرغیب نہ لگاؤ تاکہ تم مرغیب
نہ لگایا جاوے۔ کیونکہ جس طرح تم عیب لگاتے ہو۔ اسی طرح تم پر بھی عیب
لگایا جاوے گا۔ اور جس مانتے تم مانتے ہو۔ اسی ناپے ہمارے لئے بابا
خداوند۔ اور اس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے تو کیوں دیکھتا
ہے جب کہ اس لئے کو جو تیری آنکھ میں ہے تو نہیں دیکھتا۔ اور پھر
تو اپنے بھائی سے کیونکر کہہ سکتا ہے۔ کہ رہ جا۔ اس تنکے کو جو تیری آنکھ
میں ہے نہ گاؤں۔ اور دیکھ تیری ہی آنکھ میں ایک لٹھا ہے۔ اے مکار
پہلے اپنے اسی ہی آنکھ سے اس لئے کو باہر کر تب اپنے بھائی کی آنکھ سے
ٹکا لگا لے گیگا۔ (دیکھو موسیٰ کی انجیل باب ۱۷ آیت ۵ باب) کیونکہ
وہی امراض جو آپ ضبط کیری میں لائے ہیں۔ آپ ہی کے عہد عتیق و
جدید پر عائد ہوتے ہیں۔ اور جو نقص آپ و دیگر امت میں دکھلانا چاہتے
ہیں۔ وہی بلکہ اس سے کہیں زیادہ کہ تعلیم عیسوی میں نظر آتے ہیں۔ اور جب
آپ بلا لحاظ احکام حضرت عیسیٰ محض تعصب کے جو جس میں اس کتاب پر جو
درحقیقت اعتراضات سے پاک ہے۔ اور جسے مضامین ادنیٰ آپ کی خیرات
کو دیکھ کر گتائی معاف ہے ہم آپ کی حسن لیاقت کا اندازہ کرنے کے کہہ سکتے
ہیں کہ (آپ کی عقل و ضمیر کی رسائی سے باہر میں۔ خواہ مخواہ اعتراض
جڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ تو ہم آپ کو صحت مند نام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا
خیال دے لوگوں کی ررہ ہیں۔ سمجھیں۔ تو فرما ہے مسیح کیونکہ مسیح
صحت قدر جو ہر شے بداند یا بداند جو ہری۔ آپ اس لیاقت کے ساتھ زندگی بسر
لے چکے ہوں تعلیم آریہ سماج میرا ایک سواہد اعتراضات میں بہتر عیسائی کا نام مذمت
کرنے کے لئے ہے لہذا ایک طرٹ اشارہ ہے ۱۱

آریہ۔ یا بالکل غلط ہے اور انکی علیت کی شہادت کیونکہ اس منتر میں
تو پوجیت شید ہے۔ اور نہ ہیست کا ارتقا پائی ہے۔ اور نہ انکی سکریت
وید میں موجود ہے۔ اس منتر میں لفظ (ایم) جدا موجود ہے جسکا ترجمہ پانی
ہے۔ ہم آپ کی سکریت نمی کی ہمارت سمجھ گئے۔ اپنے (جو کہ خود نہیں پڑھ
سکتے یا نہیں سمجھ سکتے) لفظ نگہات (نیما) کو پوجیت سمجھا۔
جسکا ترجمہ سوچ کر ایسے۔ اور اپنے خیال سے اسکا ارتقا پانی بالیا۔ باقی کا
سکریت کا تذکرہ بھی اتنے بالکل اشدہ لکھا۔ وہ (صلیہ) یوں ہے۔

न ते भ्राता स भगे व हो न त
مے بھڑا سو بھگے دشتاے (ت) اسکا ترجمہ بھی آپسے بالکل اشدہ کیا۔
کیا اسی لیاقت پر فاضل اجل سوامی دیانند جی سے ہم پڑھو نیکا آبادہ کرتے
ہیں۔ اور اسی لیاقت پر وید منتروں کا ارتقا کرنے لگے تھے۔

صفحہ ۱۲ میں آپ نے شت پخت کو شت پت لکھا۔ کیوں نہ ہو۔
آپسے ہم خدا سکریت کی لیاقت کی طرح انکی ہوتری بھی ہیں۔ اصل بات یہ
تھی کہ آپ حق و ناحق آریہ سماج کی مخالفت کے دوست اور آریہ سماج کے
دوست کے ذاتی دشمن میں پادری صاحب نے اپنے ٹریکٹ کا نام رکھا۔ جو کہ
کھنڈن اور اپنے وہ بالا یا زیادہ اپنی نقل کا نام مذلت دیانند کا جو پخت اور
انکی گناہ آلودہ تعلیم رکھا۔ اور ترجمہ میں بھی جہاں مصالحوں کم تھا۔ وہاں اور
تو نرح اپنے مطبع سے چھڑا کر یا سعدی نے بیچ کر ہمارے۔

تو انکے خیارم اندرون کے۔ حضور راجہ کم کو خود برج دوست
۱۰۔ آئندہ ایک جون کے رشتہ دار اچھی آپس میں وہ برتاؤ کیا کریگے
کہ جو انہیں اس قسم کی رشتہ داری کے شایان نہیں ہے (بجواد منتر ۱)
آریہ۔ اس منتر میں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ آپ کو سکریت نہ
جاننے کے سبب اور پادری صاحب کو سائرین آچار ج کے ترجمہ سے
دھوکھا ہوا۔ وہاں صاف یہ الفاظ پڑھے ہوئے ہیں۔

उपबर्हिह्वषभाय बाहुमन्यमिच्छस्वस्तमभय
येयतिमन

یہاں بھی اسکا ترجمہ نزوکت کارنے بھی کیا ہے۔ جو ہم نے منتروں کے
ترجمہ میں درج کر دیا۔ پس اس منتر میں نیوگ یا پینر دواہ کا دھتے ہے جو
آیت کمال کا دھرم ہے آپ کے یہودہ خیال کا اس سے کچھ تعلق نہیں۔

اب ہم سائرین آچار ج کی اظہر من شمش غلطیوں کو ظاہر کرتے ہیں

اگرچہ خود یورپین فضلا کا بھی خیال ہے۔ کہ سائرین نے کہیں کہیں غلطی
کی ہے۔ جیسا کہ تذکرہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۸ ہے ۱۷۵ ایک مشرح دج
ہیں اگر اس سکت میں خاص خاص مونی غلطیاں ان سے داغ ہوئی
ہیں۔

منتر ۱۔ اس کے آغاز میں۔ سہا چاریہ نے ایک طبعا دکامانی ہم اور ہی
کی داخل کی جو اسکی جان بوجھ کر مغالطہ دہی ہے۔ اور پوراؤں کے ردی
تصویر کا نتیجہ ورنہ منتر یا سکت سے اسکا کوئی سمبندھ نہیں۔

منتر ۲۔ میں اس نے اپنی طبعا دکامانی کے سدھ کرنے کے واسطے سلکشا

کا ارتقا بالکل غلط کیا ہے۔ یعنی (समानयो नित्तलक्षणा)
مگر اسکی یہ ارتقا نہیں ہے اسکا ارتقا سمان لکھشن یا اچھے لکھشن والی کا
ہے اور समानयो کا ارتقا بھگتی کیا ہے۔ حالانکہ اسکا ارتقا خوبصورت
ہے۔

منتر ۳۔ میں جب سائرین سے کچھ ارتقا نہیں بن سکا۔ تو کول کلپت ایک
جھوٹے کمانی پر سہا کا بیٹی اور من سے سہا کی کشتیا بلا ثبوت گھر گھر دھردی
جسکا وید منتر سے کوئی اور کسی طرح کا تعلق نہیں۔

منتر ۴۔ میں بھی سائرین نے بلا سبب بلا وجہ اور بلا ثبوت پر جا پتی کی
کمانی جوڑ دی۔ تاکہ وہ کسی طرح اپنا نام قبول ارتقا کر سکے۔ اور ہم اور بھی
کی کمانی کی بنیاد رکھی اور ایسی ہی فضول کو شمش منتر ۵ میں بھی کی۔

منتر ۶۔ میں دیجا (दीक्षा) کا ارتقا ترک کیا ہے جو بالکل غلط ہے اور
کہیں بھی اسکا پرمان نہیں ملتا۔ مگر اسکو تو اپنا قصہ بتانے سے مطلب تھا
نکہ وید ارتقا سے دیجا کا ارتقا ترک کیا ہے۔ (دیکھو (انادی کو ش ۴-۷)
اور اسی طرح امر کو ش (کاٹھ اور گ۔ اتلوک ۵)

ہم کو بڑا افسوس ہے کہ یا سگ مینی نے تو اپنے نزوکت میں اس
سکت کے تین منتر نمبر ۱۳۵ و ۱۳۶ کی تفسیر کر دی۔ جیسا کہ ہم ترجمہ میں
درج بھی کر چکے چونکہ وہ مائٹیا چاریہ کی بام بازگ والی طبیعت کے تحت
مخالفت تھے۔ اس واسطے ان کو بالکل درج نہیں کیا۔ اور ان کا حوالہ دیا
جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ وید مقدس کا طبعاً دکامانی کلپت ۱۸ اور ۱۹
کی کمانیوں کے ماتحت ارتقا کرنا چاہتے تھے۔ ورنہ بمثل سوامی جی ہمارا راج
کے ایسے ضروری موقعوں پر نزوکت کا ضرور پرمان پیش کرتے۔ مگر انہوں
نے نہیں کیا۔ پس انکی نیت اور انکا انصاف اور سچائی سب لوگ اچھی
طرح جان سکتے ہیں۔

پادری صاحب کی علمی غلطیاں

۱۔ پادری۔ وہ یہ اوگ سکتا دیتا ہے کہ س سائرین پرش
کی ستری اپنے پتی کے جیتے جی دوسرے دواہت پرش کے سنگ بھوگ
کرے۔

آریہ۔ آپ کی بڑی بھاری غلطی ہے۔ سوامی جی نے ایسا نہیں
لکھا۔ بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ جسکی ستری داپریش مرجاتا ہے۔ انہیں کا نیوگ
ہوتا ہے۔ گمارکاری کا نہیں (صفحہ ۱۱) مطلب کے نیوگ یا پینر ستری
اور رنڈے مرد کا ہو سکتا ہے۔ ستری والے پرش اور پرش والی ستری
کا نہیں۔ اور وہ بیاہ کی طرح ہم یورپک ہوتا ہے نہ کہ یاٹیل کے حکمون
کی طرح صرف خلوت۔

۳۔ پادری۔ اپنی سچ۔ بھگتی بھی سے سن بھاشن
کرتا ہے۔ مگر دیانند سمجھ بوجھ کر متھیا بولتا اور پاپ کا بھائی بنتا ہے۔
آریہ۔ یہ لفظ اپنے صفحہ ۱۲ میں تیس مرتبہ اور کل میں ۴۸ مرتبہ لکھا ہے۔
پرتیچ لفظ کے معنی بھگتی نہیں ہے۔ بلکہ بھگتی کے ہیں۔ آپ کی علمی لیاقت
اسی سے ظاہر ہے سچ کا ارتقا اس پر کاربڑتا ہے

یعنی جب کسی شوہر اور بیوی کے اولاد نہ ہوتی ہو۔ تو ان دونوں میں سے جو بڑا (یا قابل) نہیں ہے۔ سنان پیدا کرنے کی نیت سے کسی پریش کے سنگ پر سنگ کرے۔

آریہ۔ سوامی جی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ وہ لکھتے ہیں: بیاہ وائیوگ ستانوں کے ہی ارتھ کئے جاتے ہیں۔ ایٹوون کام کر لیا کئے نہیں (صفحہ ۱۱۹ سطر ۹)

اور جیسے جی نیوگ یا پینزواہ جو کہا ہے۔ اسکا یہ مطلب یہ کہ ستری بھی جب رنگ آدمی دوشوں سے گہست ہو کر سنان ایتی ہیں اس سترک ہووے۔ تب اپنے بچے کو گایا دیوے کہ ہے سوامی آپ سنان اوپتی کی ایتھا سے بھوکھوڑ کر کسی دوسری دھوا ستری سے شوگ کر کے سنان اوپتی کیے (صفحہ ۱۱۹ سطر ۲۰) پس یہ جیسے جی نیوگ صرف سخت مریض ہو جانے یا مریض کے ساتھ غلطی سے بیاہ ہو جانے کی سبب ہے۔ ساری دنیا سچ یا سوامی ویاہندی کی طرح سچی نہیں رہ سکتی۔ لاکھوں بچے مریض خاوندوں کی خدمت کرنے کو یرم دھرم سمجھتی ہیں اور اسے ہی لاکھیا زوہی کہیں حکم دید مقدس کا انکے واسطے نہیں ہے۔ یہ تو صرف آرت کال کا دھرم ہے جب وہ خاوند کی شرم میں نہ رہ سکے یا خاوند ستری کی شرم میں نہ رہ سکے۔ یعنی جب ستری برت دھرم اور جب ستری سچی برت دھرم کو نہ پال کر سکے۔ تب غور ہے کہ سب اہل برادری کے سامنے مثل شادی کے دوسرا بیاہ یا نیوگ کرے۔

۲۔ یادری: میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ دیدوں میں کوئی بے شری کی تعلیم موجود نہیں۔ بلکہ میں دیکھا سکتا ہوں کہ ان میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔

آریہ۔ جناب میں۔ یہ صرف آپ کی بائبل تعلیم کا نتیجہ ہے۔ ورنہ دید مقدس میں مہا ذلہ ہرگز ہرگز کوئی بے شری کی تعلیم نہیں ہے۔ البتہ مذہب بے شری اور بد اخلاقی اور بد تہذیب کی باتیں آپ کی بولی بائبل میں موجود ہیں دیکھو مندرجہ ذیل بیبیل کے حالات مقامات ذیل میں ابراہیم بنی کا اپنی ہمیشہ سے بتا دی کرنا (پیدائش ۱۱: ۱-۱۰) داؤد نبی کی زنا کاری (۲ سموئیل ۱۱: ۱-۴) داؤد نبی کے بیٹے کا اپنی بہن سے زنا (معمول ۱: ۱-۲) داؤد نبی کے بیٹے کی بیوی کا اپنے باپ کی عورت سے زنا (معمول ۱: ۱-۲) لوط نبی کا اپنی دونوں جواں بیٹیوں سے زنا اور شہوانی (پیدائش ۱۹: ۱-۱۱)

یعقوب نبی کا قرب سے بغیر حاصل کرنا (پیدائش ۲۷: ۱-۱۰) سماء ترکا اپنے سسر بواہ سے زنا کرنا (پیدائش ۳۷: ۱-۱۰) خدا کا منوے کو قرب نہ کھانا (خروج ۲۹: ۱-۱۰)

سلیمان نبی غزل الغزلات بن کٹا ہے اسے لکھتے ہوا جیری لڑکے نے میزاول غارت کیا۔ اے میری بہن زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے۔ باب ۱۱: ۱-۱۰ اس کے ساتھ جی دیکھو لاشعیاہ ۴۰: ۱-۱۰ رافیتوں ۱: ۱-۱۰

اب اخیر میں بائبل کے خدا کا ایک اخلاقی حکم بھی درج کرتا ہوں

اور اسکا آپسی کو منصف سنا تا ہوں۔

کتاب استغنا میں موسیٰ کو خدا حکم دیتا ہے۔ اور جب تو لڑائی کے لئے اپنے دشمنوں پر خروج کرے۔ اور خداوند تیرا خدا انکو تیرے ہاتھوں میں گرفتار کرے۔ اور تو انہیں اسیر کر لائے۔ اور ان اسیروں میں خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی اسے چاہے کہ تو اسے اپنی حورو بناوے۔ تو تو اسے اپنے گھر میں لا۔ اسکا سر منڈا۔ اور ناخن کتر دا۔ تو وہ اپنا اسیری کا لباس اتارے اور تیرے گھر میں رہے اور ایک عینہ بکھرا اپنے باپ اور اپنی ما کے سوگ میں بیٹھے۔ بعد اس کے تو اس کے ساتھ خلوت کر اور اسکا خضم بن۔ اور وہ تیری حورو بنے۔ بعد اس کے اگر تو اسے خوشوقت ہو تو جہاں چاہے۔ اسے جانے دے۔ (پیدائش ۱: ۱-۱۰) ایسے برہم زن اخلاق اور زنا کاری کے حکم خدا کے ذمہ لگائے گئے۔ ۱۔ ۲۔ یادری۔ یہ تعلیم دیدوں کے سر مڑھنے کا یکتا اور لامانی غوریت ویاہندی باقی مانی آریہ سماج نے ہی حاصل کیا ہے۔

آریہ۔ ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ سوامی جی کا تو اعتقاد یہی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے خود دید بھاش کے انک امیں لکھا ہے یہ سب کو دوت ہو کہ جو جو باتیں دیدوں کی اور انکے انکول ہیں۔ ان کو میں مانتا ہوں۔ ورنہ باتوں کو نہیں اس سے جو جو میرے منائے ستیا رتھ پر کاش واسنکا۔ و دھی آدمی گرنفوں میں گر یہ سو تو دمنو سمرتی آدمی لیشکوں کے وجہ بہت لکھے ہیں۔ دے ان ان گرنفوں کے متوں کو چنانے کے لئے لکھے ہیں ان میں سے دیدار تھ کے انکول کا سا کھشی دت ہر مان اور درودھ کا بیان مانتا ہوں جو جہات دیدار تھ سے لگتی ہے۔ ان سب کو نیر مان کرتا ہوں کیونکہ دیدار تھ و اکیر (کلام الہی) ہونے سے سزا تھا بھگواند ہے۔

ایسا ہی (دیکھو ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۴۸، ۴۹، ۵۰ نمبر ۲) جناب یادری صاحب ہم نے آپ کو صرف مسئلہ بواہ پینزواہ یا نیوگ کا جیسا کہ دیدوں اور خدا نہ اس سکت میں ہے۔ وہ بتلا دیا۔ اور جیسا سوامی جی مہاراج نے لکھا ہے اسی طرح آریہ سماج کا بھی اچھول ہے ورت وویاؤں کا پتک ہے۔ دید کا پھر چھاپڑ مانا اور ستیا رتھ سب آریوں کا یرم دھرم ہے کہ آریہ سماج سوامی جی کو رسول پانی یا اوتار یا ابن اللہ نہیں مانتا۔ بلکہ ستر دھرم پرچارک اور پینس ریفاہر مانتا ہے۔ دیدوں کے انکول انکی باتوں کو جو ختام سمعقول ہیں۔ بہم مانتے ہیں۔

۵۔ یادری۔ گویا اس جگہ وہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں۔ میں پورے دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پندت ویاہد کو معلوم تھا۔ کہ بات کرنے والا ایم ہے۔ پس یہ جھوٹے کھنڈر خوناک ہے۔ کہ جسکے وہ مجرم ٹھہرتے ہیں۔ مان خوناک ہے۔ اسلئے کہ وہ ضیات طور پر ایک ایسی کتاب کے برخلاف جھوٹ بولتے ہیں۔ کہ جسے وہ الہامی مانتے ہیں۔ اور جس کے الہامی ہونے کی وہ ضادی کرتے ہیں۔

آریہ۔ سوامی جی نے جو کچھ لکھا۔ انہوں نے اپنے آتما میں رشید کی رائے اور حکمت کے مطابق راست سمجھ کر لکھا جیسا کہ انہوں نے ستارٹھ پر کاش کے ویاہ میں بھی بیان کر دیا۔ ان کی آراوی۔ ولیری۔ مستعل مزاجی اور صداقت پسندی کی شہادتیں ہزاروں موجود ہیں۔ مگر ہم انکو

یہ دونوں پریسپرنٹس رکھتے ہیں۔ کیونکہ ایک کی ٹانی میں دوسرے کی ٹانی ہے۔ (اس کے ساتھ دیکھو وریڈ منڈل، اہمیت ۱۵ منٹروکٹ ٹیکم کاڈ ۳ منٹروکٹ ۱۵ مطبوعہ ولایت محفوہ ۵۹ منٹروکٹ) جس طرح ویدوکت وواہت ستری اپنے ستر کے لئے ستر سوار پر کرتی ہے۔ ویسے ہم بھی ایک دوسرے کے امین ہوں۔ نیم یوریک کاریہ (نیوگ) کرنے میں ادیت پرنش۔ پتہ سنگار کے نیوگ کو پالن کرنیوالی ستری کا طالب ہو۔ ویدوکت سیکٹ ہوکر گرہ آشرم کی رکھ کو چلائیو اے ہوں۔

منٹروکٹ ۸۔ (جو بد ہو ستری برہم پرچارنی رہنا چاہئے وہ ایسا کہ ہے ستری رہت پرنش مادی سنگار کے ٹن وکاری ایسی تعبیر و تبدل لے ہیں۔ ایک دم بھر میں قائم نہیں۔ اسی طرح اس زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ پس میں نیز لہ یا نیوگ نہیں کرنا چاہتی۔ تم بواہ فی خواہشمند کے ساتھ گرسنت روپ چکر کے چلائیو اے ہو (اُنشد آؤ کوں سے ظاہر ہے۔ کہ کئی فاضل عوتیں پستی مرجانے کے بعد برمجہ چارنی رہ کرست اور پالیش کرتی رہیں۔ اور ایسے ہی مرد بھی)

منٹروکٹ ۹۔ سے جو سورج اُدے ہوئے ہے ہوتا ہے۔ ویدیم کرنیوالے پرنش کے لئے ہو اور رات دن اُس نیم میں رہیں (جیسے دیو لوک اور بھو لوک آپس میں آکرشن رکھتے ہیں۔ ویسے ہی سیکٹ ستری پرنش آپس میں نیوگ سمبندھ کو دھارن کریں۔ منٹروکٹ ۱۰۔ ایسے آپس با دار جب پیش آویں۔ کہ کل بدھو کا مارتو وغیرہ خاص آئیں میں مبتلا ہو کر بھار کی طرٹ چھکنے لگیں۔ اور ایوگ کرم میں مصروف ہوں اُن وقتوں میں لوگ ہے۔ کہ اُن کو کہا جاوے کہ ہے سو بھگے تو مجھ سے اب یعنی دوسرے پتی کی اچھا کر اور اُسکا پانی گرسن کر۔ اس ستر کا نزوکت کارنے بھی یہی ارہہ کہا ہے۔

अगमिष्यन्ति नान्युप्राणि युगानि वन्न जामयः क
रिष्यन्त्यजामि कैमौरिण जाम्यति रेक नाम वालि
शस्य वांसमानजा तीयस्य वो पजन उपथैहि बू
धभाय वाहमन्य मिच्छ स्व सुभगेयति मदिति
आख्यातम् ॥ निरुक्त नैगमका ० अ० ४ पा० ३
खं ४

یامی اور جامی کل بدھو کی واسطے استعمال ہوتا ہے۔ اور عموماً انہیں جنوں میں آیا ہے دیکھو منوسمرتی ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱

ورگ یہیں بھائی کے بنیاء کی تردید کی سکوٹ میں بانہیں ہو سکتا

منٹروکٹ ۱۱۔ جسکی موجودگی میں بہن انا تھہ ہوئے کہ وہ بھائی ہے۔ اور جو لوگ کو بھوئے کہ وہ کسی کی بہن ہے وہ رغبات اسکا فی بھائی نہیں

تو نیدی بھائی کو بہن کہے کہ میزادک دور کرنے کے واسطے میرے شریر سے اپنا شریر سیکٹ کر تو بھائی کیا کرے۔ اسکا جواب اگلے منٹریل ہے) یہ صرف سوال ہے۔

منٹروکٹ ۱۲۔ ہے اکا نیکت میں تیرے شریر سے شریر نہ تلاؤں گا۔ کیونکہ موریش ہمیشہ سے صحبت کرتا ہے۔ اُسے یابی کہتے ہیں اس کا دن میرے بغیر کسی اور گن کرم انوسار پرنش سے شاستر ریتی سے شادی کر۔ تیرا بھائی اس باپ کو نہیں کرنا چاہتا منٹروکٹ ۱۳۔ ہے بنموں کو یالن کرنے میں سمجھ پرنش تم بہت درہل ہو رہے ہو کیا میں تمہارے ہر دیے کے برائت کو نہیں جانتی ہ تم کو اس ستری کے بجائے اور ستری پرایت ہو۔ جیسے تیرا بریکش کو پرایت ہوتی ہے۔

ایسا ترجمہ اسکا نزوکت کارنے بھی کیا ہے۔ دیکھو نزوکت ۶۔ ۵۔ ۵۔ اور مطبوعہ ولایت صفحہ ۱۰۲۔

बतो बलाती तोभाति दुर्वलो बलाती यमनैव ते मनो हृद अविजा नी गो ९ न्याकिल त्वो परं बहल ते कक्ष्यु क्तलि वृजेव वृक्ष लि वृजा व्रनति गंवति लीवते विभंज नीति व्रतति वरणा अशय ना च नते नात्र वा ता यमदक भवति वात एतदा प्याय यति पुनानो वा नाप्ये वि अश्न मि त्यपि वि गमो भ ववि ॥ नि० अ० १ पा ५ ख० ५

منٹروکٹ ۱۴۔ ہے انیموں کے پالن کرنیوالی ستری تو انہی کسی پرنش کو اسطرح پرایت ہو۔ جیسے تیرا بریکش کو۔ تم پرنش کے ساتھ ستر کیا کرنا کرنیوالی ستری کرو جس سے پرہیز سکھ کی بردہی اور دکھ کا ناش ہو۔ (اس منٹروکٹ ایسا ہی اور اس کے قریب قریب ترجمہ نزوکت کارنے کیا ہے۔) دیکھو نزوکت ادھیاء ۱۱ پارہ ۳ کھن

अत्यमेव हित्व यम्यन्यस्त्यो परिषु डे स्यते लि वृजेव वृक्ष तं स्व वा त्वमनु इच्छ सवातवा आनेन मे कु रु घ सविदं सुभद्रो कल्या सा भद्रो यमीयमेव कतो प्रत्यान च त्तेत्याख्या तं मानि ० अ० ११ पा ३ खं ० ३

جسکا ترجمہ ہے۔ ہے ایمی تو دوسرے کو پرایت ہو اور مجھ سے دوسرا ہی سمبندھ کرے جیسے تیرا بریکش کی دیے تو اُس کے ٹن کی اچھا کر وہی تیری دھارنا سے تیرے گیان کو رکھے وہی تیرے کو سو بھدرا (کلان والی) کرے۔

یہی یعنی اور تھایم یعنی دن کو پیر کا شبت کرتے ہوئے اس اونٹا کو وقت کے گزر جانے پر دن منہ کرنا ہے۔

اب ہم پادری صنا کے بقیہ اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں

۱۔ پادری۔ ہم جانتے ہیں کہ پلٹ دیا نہ دی کا نیوگ سے کیا مطابقت

یار اجایا واردات کا ذکر ہے۔ کیونکہ ویدوں میں تمام لوگ لفظ ہیں۔ زور ہی نہیں
یعنی مصدر و مشتق ہیں جامد نہیں اور یہی سائن سے زنی حیوں کا اعتقاد ہے۔
اسی پر آ رہ دھرم کی بنیاد۔ اور یہی ویدک الہام کا سب سے بڑا مغز ہے کہ اس میں کوئی
قصہ کمائی نہیں جیسا کہ مہا بھاش کے مصنفہ تہجی رنخی فرماتے ہیں۔

उत्पादयो बहुलम् ॥१॥ बहुलवचनकिमर्थम् ।
बाहुलकं प्रकृतेस्तनुद्वयेः तन्वीभ्यः प्रकृतिभ्य उणा
दयो दृश्यन्ते न सर्वाभ्यो दृश्यन्ते । प्रायससु न्नय
नापि तेवाम् । प्रायेण खल्वपि ते सन्निहितान सर्वे
समन्विताः । कार्यसंशेष विधेस्तद्वक्तम् । काणि
खल्वपि संशेषाणि कृतानि न सर्वाणि लक्षणै न
परिसमाप्तानि । किंपुनः कारणा तन्वीभ्यः प्रकृति
भ्य उणादयो दृश्यन्ते न सर्वाभ्यः । किंच कारणा
कार्यसंशेषाणि कृतानि न सर्वाणि लक्षणै न
समाप्तानि । नैगमरू ढिभवं हि तूसाधु ॥ नैगमा अ
रूढिभवाश्चौरादिकाः सुमाधवः कथंस्तुः । नाम च
धातुजमाह निरुक्ते । नाम खल्वपि धातुजमेवाहुः नै
रुक्ते । व्याकरणो शकटस्य च तोकम् । वैयाकरणानां
च शकटघन ग्राह धातुजं नामिति । अथयस्य वि
शेषयथार्थो न समुत्थितः कथं तत्र भवितव्यम् ।
यच्च विशेषपदार्थसमुत्थं प्रत्ययतः प्रकृतेस्तद्व
क्तम् + । प्रकृतिं दृष्ट्वा प्रत्यय ऊहितव्यः । प्रत्यय
च दृष्ट्वा प्रकृतिरूहितव्या । संज्ञासु धातु रूपणि
प्रत्ययाश्च नतः परे । कार्या द्विधा दन्वबन्धमेतच्छा
स्त्रमुणादिषु ।

अ ३ पा ३ सू १

ایسا ہی ذکر زور و کت میں یا سک منی جی لے بھی کیا ہے۔ (دیکھو بھاگ ۱۳
۸۳ کھنڈ ۱۲ ادھیاء ایا دوم۔ مطبوعہ کلکتہ) اور یہی مطلب میمانا شاستر
کے فاضل مصنف ہرشی جینی جی کا ہے۔

परन्तु श्रुतिसामाधमात्रम् । अ० १ पा १ सू ३१
علیٰ ہذا القیاس جس سے صاف ظاہر ہے کہ بموجب اعتقاد دورسی وینیوں
کے ویدوں میں کوئی قصہ کمائی تھلاسن کرنا کو یا وادیہ مادانی میں سرگردان نہ رہے
منفصل دیکھو سوامی جی مہاراج کی وید بھاشا جو کتا دینا کر نیم صفحہ ۳۴۱ سے ۳۴۲
تک اور وید بھاشا کا گلیاں پتر (مطبوعہ نارس سنگھ لکرمی صفحہ ۸۱ سے ۸۲ تک)
میں صاف ظاہر ہے کہ وید مقدس میں یک ہی کی کمائی ہرگز نہیں ہو سکتی
اور نہ ہے کیونکہ بات تمام رشیوں کی رائے کے خلاف ہے۔
اب کا تیاہن اپنی سرواؤ کر نکاساں لکھتے ہیں۔

वैवस्वतयो वैभयम्योः सवाहः

یعنی اس سکت میں ویو ستیہ کے یکم اور یہی کا سمواد ہے۔ اب دریافت

کو متش کی کہ انکی کردہ تعلیم وید و کت تسلیم کیا وے۔ طبع زاد کمائیاں بنا انہیں
ویدوں سے ثبوت پہنچانا اور دنت کتھا میں زیکر وید پریت کھیرانا کتنا سخت
اور پرے درجہ کا کفر تھا۔ مگر شک لوگ بالکل نہ چرچے اور ذرا بھی خوف دل میں
نہ لائے۔ گوتم اور اہلیا اندر اور چاند کی کمائی۔ برہما اور سرتی کے بیچار کی کتھا
اندرا اور برہما اسکا جنگ۔ باون اوتار۔ اور پرتھوی کا تین قدموں میں
نایانا۔ صد ناقسم کے تیر تیر محمدیوت دینا اور عنائریستی۔ گیا شرا دھ کرنا۔
عشر توں کا سستی ہونا۔ دختر کشی۔ انسان کی قربانی۔ کر دت لینا۔ یہ سب باتیں
بیچاری لوگ ویدوں کے ہی مشرتوں سے کرتے اور کرتے تھے۔ اور یرمان
پیش کیا کرتے تھے۔ بنگالہ کا ہری بولن۔ اور سمانہ کا یرفانی سورگ۔ ویدوں
کے ہی زبان و دیگر ثابت ہوتا تھا۔ ہم کہاں تک حال رس کریں۔ اور اس
راہ کمائی کو کتنا دشار دیں۔ سچ تو ہے کہ ویدوں کی تعلیم۔ ویدوں کی بزرگی۔
ویدوں کا متہ۔ ویدوں کی توحید۔ ویدوں کی سچائی۔ اور ویدوں کا دھرم بالکل
معدوم ہو چلا تھا۔ ویدک جہان کے پستان و حقیقت ناخدا۔ (ناشک) جو گئے
تھے۔ اگر اس سیمیشری سوامی دبانند جی مہاراج اوپر لکھ ذکر کرتے۔ اور محنت تانہ
اٹھا کر وید و کت تسلیم نہ باتے۔ اور نہ ویدک دھرم سمجھ لاتے۔ تو یہ پادری مہاجان
کی کسی کو باقی چھوڑتے کہ سب کے جیو تو زور عسائی دینا تے کہ کیا مکتی فوج میں بھرتی
کرید سے خیرہ اندمن نہ رہتے تے۔ اور ست دھرم کا کا تہ نہ کرتے کہ کیا یو ی
آت روم کی طرح تن من دھن اربن کر ا ہمیں کو رات نہ باتے کہ اس میں کسی طرح کا شک
نہ تھا۔ پس ویدک سورج کے طلوع سے اب چکا دیں جینچیں کے سوائے
اور کیا کر سکتی ہیں۔ عربی کی ینشال اسی مکتہ کے حسب حال ہے۔

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل لكان زهوفا
صدق الله وباطل لوان شذ
بقول شاعر
طلوع شمس شد تیر تیاں شد

اب ہم پاوری صاحب کے اعتراضوں کا جواب شروع
کرتے ہیں

اب معلوم ہو کہ ویدوں میں کوئی قصہ کمائی نہیں۔ اور نہ کسی خاص آدمی

تھ بنارس کی مانند مقاموں میں جو کورج کی رسم تھی وہ ۱۹۵۴ء میں تالانہ ماعت کی گئی۔
تھ سنی ہونا تمام ہندوستان سے ۱۴۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۵۴ء کو بموجب ایکٹ ۱۱ کے حکم بڑے انتظام سے
بند کیا گیا۔ تھ بڑہ ذریعہ سیکشن ۱۴ میں خود قوت ہو کر جسے مرکب کے واسطے مقرر کر گیا
تھ دہ راکر سیٹھ کی رسم جو اکثر برہمن لوگ ملان لاتے تھے ۱۹۵۴ء میں ایک جرم پھیلانی گئی۔
تھ دھرم کی کی روک کے واسطے اہل بہت کو شش ہوئی۔ مگر تھ تھند اور منور تو ہیں اس طرح
بازہ آئیں تو ایک جدید حکم قائم ہوا۔ جواب تک مود ہے۔ تھ ٹھک جو بھیرو کالی جیٹھی
درگا وغیرہ کے ماہر لوگوں کو مارا کرتے تھے۔ اور ذمی ممبر اور متروں کو بڑھکر مسافروں کے گھگھا
کرتے تھے ان کے واسطے حما محکم قائم ہو گیا (دیکھو ٹھک رسات) ۱۹۵۴ء قانون ۱۹۵۴ء
تھ بیرواں پر بھی حد سے زیادہ ظلم دیکھ ۱۹۵۴ء ۱۹۵۴ء میں ایکٹ پاس ہو گیا تھ شاکر لہی
ست کے ساتھ لوگوں کی ستادی کتنا دھرم آئیں مندوں میں رام جی کی طور پر رکھا گورنٹ
بلانڈ ٹھک مندر دیا۔ دیکھو سیم ۱۹۵۴ء ۱۹۵۴ء مطبوعہ ۱۹۵۴ء ۱۹۵۴ء۔

مسئلہ نیوگ

واجب ہو کہ ریوری کے مشنری لی ولیمس صاحب نے (جیسا کہ ان لوگوں کا
مذمت سے قاعدہ ہے۔) ایک کو آریہ سماج اور ویدوں سے متعلق کرشنی نیت
۱۴ ستمبر ۱۸۸۹ء کو ایک چٹھی آریہ سماج کے لاہور میں شائع کرائی جس میں انہوں نے تیار کیا
اور سوا دیا شدہ جی بلکہ روگید پر اعتراض کیا کہ آریہ سماج کی کہانی ہے۔
اور سوا جی سے نیوگ دھرم برہمات غیر مذہب انہ الفاطوں میں مخاطب ہونے
پر عزم خود نہ ثابت کرنا یا مانا۔ کہ پڑھ دیا نہ ایسے زمانہ میں ویدوں کے نہایت
ہی خطرناک دشمن تھے۔

اسی مرتبہ فاضل بیڈٹ گوردوت ایم۔ اے کی طرف سے پادری صاحب
کا جواب بھی شائع ہوا۔ بیڈٹ جی نے یہ سب عظیم الفرستی اور علالت علیج
کے صرف ان کے اصلی اعتراض کے جواب میں اسی قسم کی باتیں اس کی بائیں
سے ثابت کیں۔ اور نیا یورپ (یعنی دلائل منطقی) سے ان کے اعتراضوں
کا رد کیا۔ جس پر بعض مخالفین کی یہ رائے ہے کہ مسٹر گوردوت نے پادری
ولیمس کے اعتراضوں کو یکسر دیکھلانے کی کوشش کی ہے کہ بائبل کے
رو سے آپ کے خداوندیہ صیح کی نسبت بھی اس قسم کے الزام عاید ہونے
پس۔ مگر اس سے کیا؟

بیڈٹ جی کا ارادہ کل سکت کے ترجمہ کرنے اور مفصل جواب دینے کا تھا۔
مگر افسوس کہ وہ مہاشے ۱۹۔ مارچ ۱۸۸۹ء کو سرگیاں ہو گئے۔
پادری صاحب نے وہی ایسا مضمون جدار سالہ کی صورت ناگری میں شائع
کیا ہے جس کا نام نیوگ کہند پتہ کا رکھا۔

آریہ سماج کے خود عرض دشمن بلکہ ضدی اور ناحق مخالف مسٹر شیو پرائی
گنی ہو تری لاہوری میغہ نے خواہ مخواہ پادری صاحب کے اعتراضوں کو انگریزی
و ناگری سے اردو میں ترجمہ کر ایک ٹریکیٹ کی صورت میں لکھ کر اس کا نام
بہشت دہانت کا جھوٹ اور ان کی گناہ الودہ تعلیم رکھ اپنے پڑوس میں
شائع کیا۔

بس ہم اپنے مرحوم بھائی کے ارادہ کو ابشر آسرت ہو کر پورا کر کے اور
پادری صاحب اور مسٹر گنی ہو تری کے اعتراضوں کی اصلیت بتلاتے ہیں۔
کوئی نہ
کفرست در لقت ماکینہ داشتن آئینی ماست سینہ چو آئینہ داشتن

بام مارگ کے ظہور اور پوراؤں کے قہور کے سبب عرصہ سے لوگوں نے
تمام قسم کے توہمات و دیدوں کے ذمے مٹھنے شروع کئے۔ دیوتاؤں کی قربانیاں
اور جن کی خوفناکیاں بھی لوگ ویدوں سے منسوب کرنے لگے۔ جس دھڑ اور
سلسلہ آجادیہ جیسے بام مایکوں نے عرصہ ماقیم کے کلک ویدوں کو لگائے اور

۱۷ مئی ۱۸۸۹ء کو کرشنی نیت مسٹر بن بام مارگ کے جرموں میں بچوں کو مارنے کے لئے
چھوڑنے کی سرچھارہ دے کر برہمات ہمد کی دفعہ ۱۷ کے ذریعہ ۱۸۸۹ء میں بند ہو گئے۔

مقتضیٰ الاحوال پورا کیا ہو خدا کا گناہ ہے کہ اوپر دنا قس گیا کرے کہ یہ سب جو کہوٹ
و توہم تھا وہ بھی دور کر دیا اور کلم کھلا آزمادی دیدی۔ کہ یہ سب اب جو تہ حد ہمارے
مذہب کی گہرائی ہے۔ کیا اندھیر ہے آدھیا کی حدائی ہے۔ کیا گناہ جمالی تیز ہے
سیا کی کا قتل کر دینا گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ کیا حوں کا داغ پتک سختی کا نشان ہے
کیا سب کا گنہگار کیا ایسا بھی کفارہ ہونے کے لائق ہو سکتا ہے۔ یہ سب وہی سور
ہیں جس کے محدود حاد کوئی پیمان قاطع نہیں ہے اور نہ کوئی حق نسبت معقول سمیت
نہیں قبول کرنے کے شائق یا سکتی ہے۔

پادری دفعہ ۸۔ یہ ایک بڑی ہی عجیب بات ہے کہ اس دیا میں جو تہ ہر
کھوٹ کہے کہ نہیں لازم تو تھا کہ یگانگت اور غیرت محبت اور رفاقت
کھوٹے کی طرف ہوتی۔ و بس۔ مگر بالکس اس کے کھوٹ کی طرف ہے ہم حکم پر
اکثر یہاں کلام کرے جس کے حکم کل اور سب اس کا یہی ہے کہ اسان کو جو درست
مردوب ہے نہ خدا پرستی۔

آریہ جواب دفعہ ۸۔ پادری صاحب کی بات در حقیقت عجیب کیا بلکہ غریب
ہے خدا اس کو کھوٹے کھوٹے کی پرکھ نصیب کرے۔ میں محاک امتحان پر یہ کھوٹا
ہے۔ جو غرضتی سے میرا عقل سلیم ہی سمجھا جو ہری بننے کے لائق ہے مشہور ہے کہ
سارے کو بچ نہیں اور کھوٹے کو ڈر نہیں۔ کھوٹ کی ترک چھڑک جا بل کی کھوٹ
کرتی ہے مگر جو ہری کے سامنے اگر ماند بھیے دیگر نے ماند۔ ہٹ دھرمی و تباہ عارفانہ
بچو ما دیگرے میست کا کوئی علاج نہیں اور بس یہی سچی کا حق پرستی کی طرف رجحان
ہونا ایسا دشوار ہے۔ جیسا کہ ایک دایک کا تین ہونا یا تین مختلف ناکا کل عرفان
ایک جو ہر ہونا ہر حال بائبل کے دعاوی کا ثبوت عقلی طرح محال بلکہ نامکن ہے
پادری دفعہ ۹۔ یہاں خدا کا وہی ہے جو عدل الہی سے الہیان بیانی کی کر دے
خدا ایسا کرنا اسکا دلائل معقولہ سے مالوا ہی معجزات امر مکن ہے اور مارگ وہ شخص
ہے جو خطرہ سے منہ کو چھپانا نہیں بلکہ اس کے مٹانے کی کوشش کرتا اور حال کو
مال کے مقابلہ میں شمار کر کے ندامت آخری سے بچتا۔ سخت و خوف الہی کا بدھتہ ہی
صرف اس کو مندر معصوم و درہی تک پہنچا سکتا ہے اور صداقت ہی اس کی پی سیخ و
پہر ہے کہ اس کا مقابلہ مخالف سے محال ہے۔

آریہ جواب دفعہ ۹۔ یہاں خدا کا وہی ہے جو عدل الہی پر کیسی طرح دھم نہ
آئے و نہ اسے اور پر پناہ کی و انت کو ہر طرح کے کلک (الوای) امورات سے بھر نہایت
کرے اور ایسا کرنا اس دھرم کا دلائل معقول سے ہو۔ نہ کہ داستان ہائے فصول ہے
دھرم وہی معجزات دنیاوی طبع۔ سفارشی باتوں اور خوارق عادتوں و کرامتوں وغیرہ
سے جکا ثبوت اس سے بھی ہزار گنا زیادہ دشوار ہے۔ صداقت کی سروری میں خطوں
سے ڈرنا مردوں کا کام ہے اور اس کے مٹانے میں دل و جان ہے تو جہ کرنا افسانہ یا دی
عرفت اور سفید رنگت و سر دھری پر دھوننا واناؤں و مختلفوں پر اختتام ہے ہمارے
میرے یہاں سے سیکڑوں ہندو بھائی پادریوں کی جاپوسی پر خوش ہو جا رہے ہیں۔ ہر
مغل و علم کو گڑی کر بہن نام لکھا چکے ہیں اور آخرت یعنی مال کے مقابل میں مال
لینے حال کو نہایت زیادتی سے شرط لگا رہا جس سے کہ جو خدا و سب کو بیٹھے اور جب
کچھ نہ مانا آگے اللہ اللہ خیر صلا۔ یہی صاحب کی مٹی مانکنے کے لائق ہر گئے مبارک وہ
لوگ ہیں جو طبع کے واسطے زندگی کو بردہ نہیں کرتے اور دھوکہ کی تسبی سے بچ کر حقیقی
شائسی کی تلاش کرتے ہیں آدھیا کی اندھ سے خوش پوس جاہ میں نہیں کرتے اور جگہ جگہ
اس زمانہ پر عمل ہے یعنی صداقت کی آفرین ہو کر ہے۔ خدا و کدرب کی نہیں۔

اور اب یہ جس مکتبہ کا کہیں حال ملتا ہے۔ پس

گرد بندہ برادرش چہم۔ چشمہ آفتاب را یہ گماہ

ویدوں کے حصی، بچیلوں کے طرح پر مجزات کا اور توہین و سوئی کے لئے رجز و عداوت (جیسا کہ موسیٰ کو خدا نے کہا کہ میں فرعون کا دل سخت کر دینگا۔ اور تو اسے سزا مارا تدا موسیٰ کی کتاب) و کرامات کا اور انجیل اربعہ کے طور پر جنوں بھولوں کے نکالنے اور لالینی امورات پر گرداب جہالت میں ڈالنے کا دعوئے کہیں نہیں اور نہ ایسے تسخرات کو صداق سے کچھ تعلق ہے جس طرح ماہوں کے ادھے گوہر بادل سے جھتی ہے۔ ماری صاحب کو بھی ویدوں میں۔ یہ دس نسبت کا پتہ ملتا ہے اور نہ ذرا سنی۔ کیونکہ وہ دیکھی فلاسفی اور ہے۔ مائیل کی اور کیمیا کی حقیقی اور ہے اور جعلی اور علمی و عقلی صداقت کا وہ دعوئے ہے اور فلاسفی غیر روحانی امورات کا ثبوت مگر بائبل کو برخلاف اس کے قصہ حاتمہ یوحنا از عقل باتوں پر دعوئے ہے اور مالت و دھوکہ دہی کا بیہود

سہما دم و کما تعلیم ادراک

جہلست خاک را با عالم باک

اسکے ناظرین انصاف و لد حق و مائل کو عقل خدا و تعلیم صداقت بنیاد سے تیر کر د اور دیکھو کہ آبا ملح کیا عمدہ چیز ہے۔ حنخواہ خواہ انصاف کی آنکھوں۔ بر

پیشی ماندہ دیتی ہے

اسے طبل بلند باگت را ملن پیچ

روئے طبع از خلق بہ پیچ از مردی

پاؤرمی دفعہ ۶۔ بانند سو کسی صاحب انتنت کے ملے ہوئی ہے۔ اور انتنت انتنت کا صریح غروت پر ہے۔ دیانند صاحب پر اگر سیر ہو کے متہ ہر دم تو پھر نکلتے ہیں مگر غالب میں کہ انکی حکمت عملی ان پر کار ہو۔ اسلئے کہ ان کا دم حرفت جل ہی پر موڑ ہے۔ حکم انجیل علم بر مٹھا جاتا ہے اور تر بھی نہیں ہے کہ سرسراج الاعتقاد دی۔ ان کے اعتقاد دی کو چلے۔ اور بندہ کے لے اعتقاد دی اعتقاد کو چلے۔ کیونکہ سرسراج الاعتقاد دی کوئی دلیل اور بنیادی نہیں چاہتی۔ بلکہ محض حمل ہے اور بے اعتقاد دی عین مخالف سرسراج الاعتقاد دی کوئی دلیل کو ہی رد کر دیتی ہے مگر واقعات کا اسرار کسی صورت سے مٹ نہیں سکتا۔ لہذا آج کار و لائل پر اعتقاد۔ لاد سے

آریہ جواب دفعہ ۶۔ سوامی دیانند جی ہمارا جی نے انتنت (یرائے) انتنت کو کاسا تھ نہیں دیا۔ اور نہ براگر سید (موجودہ) برہمن کی تعلیم کی تائید کی بلکہ تہمید و برہمن سماج کا باہمی اتحاد الشریعین ہے جس کو حق میں آنکھیں دیکھ سکتی ہیں۔ سوامی جی ہمارا جی کی تعلیم و امیدیش کا سماج ویدیہ ہے اور برہمن سماج کی برافتناد و امیدیش صرف دہم و خیال کی بے آئینی یا انجیل یا قرآن و وہ کی حوصلہ جی برہمن سماج کا زور ہاتھ کاٹنے پر اور آریہ سماج کا علاج کرنے پر مگر کاشا یہاں قطعی نام نہاد ہے۔ کیونکہ

کر عمل راست لعل بدشاں شکست

لعل۔ دیکھو روح فانیہ پاک تر کرے اتری (منی کی بھل تیر) کارنگ نیکی سے ہماد عقیق شام ہے (لو جی کی ہکا شفا انت)

کلا خلاتے ہوئے کو گناہ میں جنوں کا دل سخت کر دینگا اور تو اسے صیت کرنا (نوسلی سنات)

پس یاری صاحب خود انصاف کر س

جراں پیوہ کوٹک کیکو گلا آفتاب

من کیا باکل معقول پسہ ملتے ہیں کہ دلائل پر اعتقاد لاد می سے مگر سیدیں و معقول امورات پر معتقد ہو جا نا کوئی دانشمند ہی ہے اگر آپ کو دلائل پر اعتقاد ہے اور جتنے فلاسفوں میں قدم دھرتے ہیں تو میں۔ کچھ بلیج کرتا ہوں کہ آدم کا گناہ اور دہم سرم اور قح کے گناہ کو دلائل سے اثبات فرمائے۔ وہ نہ بے فائدہ اپنی دوکان بیکے پکوان کا مسدق نہ ہے

باندازہ لوبہ پائود۔ خیالت نبرد آنکہ نمود و لود

پاؤرمی دفعہ ۷۔ عقل جو خواہش و خیال ہی کی مخالفت ہے۔ اگر ہمارا غالبی ہوئی ہے۔ نیز دلیل قطعی کا اول درجہ میں طالب سم۔ اور حسب وہ میسر ہو تو ایسی حمت کہ دانی ہے۔ جو محفوظ تری میں رکھتی ہو۔ شک پرستی۔ دہریت ہمدوست۔ حریت۔ عنفرت۔ حلیت۔ دی ازم یہ سب وہ امور ہیں کہ جن کی مدد تو کوئی دلیل تا طبع ہے۔ اور ہمیں کچھ حقائق ملے حق و مخالفت کے یہ سراسر جی جاتا ہیں۔ نیچر انسانی میں حالیہ پیر نے یہی دین دیا ہے کہ عداقت کے نام کو اور اس رحم سے خالق کی لوگ کہ جس نے نقاضا عند اس کے کا تو یہی کیا ہو نہ یا مال اور ایسی کے حضور حیرت را خالق و بابک سے فروتنی سے ہیں۔ اندیشوں کی شرح بائبل کا دین کرتا ہے اور بطور کامل کے کرتا

جواب آریہ دفعہ ۷۔ شک عقل جو خواہش نفسانی و خیال ہی کی مخالفت ہے۔ دیر دلیل قطعی کی اصل درجہ کی طالب سم۔ جب وہ میسر ہو تو اس حیرت سے بنے پار برہمن کی نسبت انسان کوئی طرح کے الزام لگائے اور مختلف طور کے خیالی پلاؤ ریکتا ہے۔ کوئی ہے کہ اس کے نام اس کا عقد بٹھا جاتا ہے۔ اور کار و بار خدائی سے خدا کو معزول کر تحت آسانی سے گرتا ہے اور بے کار و باطنی محض ملتا ہے۔ کوئی عزال و الفرات میں (قابل مشرق) اور کئی قسم کی دشمنی کا ہے اور اسے خدا کا امام ملتا ہے۔ کوئی خدا کو فری غرضوں پر مبتلا ملتا ہے اور کوئی اس کے تحت کے احاطے کے واسطے اٹھ کھڑے لگتا ہے۔ کوئی اس کے ملنے کے واسطے معراج یعنی ہفتاد ہزار ڈنوں والا رہ لگتا ہے۔ سبھی عقل کے نہ ہو ریکا تصور ہے اور اندھا دھن تقلید پرستی۔ سرسراج الاعتقاد کا ظہور ہے درنہ ایک کے گناہ کہنے سے کل دنیا و گہگار ہو گئی اور ایک کے مصلوب ہو جانے سے رستگاری سمجھ اس مقام پر ایک لائی جیسی باتوں یاد آیا ہے

ہے تثلیث الہی عقل انسانی کے گو با تیر۔ جو کو چھوڑ کر ایمان لائے کچھ کا جی جا جسکی بدولت بخیر و بھلی تعلیم پر گناہ چینیال کر کے خاشیہ چلے جاتا ہے اگر بنیادی طبع و اماسیر ہو تو پھر دیکھا جاوے کہ کتنے صحیح انگہ والوں کو تین تین نظر آتے ہیں جوں جوں تعلیم کی ترقی ہوتی جاتی ہے لگتا انجیل کی تعلیم لا حاصل سمجھ کر دہرے ہوئے جاتے ہیں خود پر نہ ہی اسکا ثبوت ہے کہ دلائل پر انجیل نے کیا کیا خفایت پیدا کی ہے اب موجودہ علومات (سائنس و حیالوجی و ہیئت و جودہ) نے انجیل کی ادب کی علمی فاضل کر دی ہے۔ اسکا یہ سبب ہے۔ کہ انجیل کی عمارت کی جباور گت پر ہے جس پر ہزار سہری نصا ویر جاتے اور سفیدی لگنے سے بھی ایک قیام کی صورت نظر نہیں آتی ہے۔ اسے ناظرین کیا کوئی راستی کا پیر دیکھ سکتا ہے کہ عیسائی مصلوبیت نے خدا کے عدل کا

مسترض اگر لیاقت علمی رکھتا ہوتا تو کبھی کسی خود غرض کے پیچھے چکر ایسا نہ کھتا
لفظ بلدان سے مسترض نے اپنی دورانہ لیشی سے شاید سچ کا مصلوب و کفارہ
ہونا گمان و دشو اس کیا ہوگا۔ جیسا کہ انڈرونے بائبل میں لفظ کرشن سے کریش
کا نام استخراج کیا اور نادائق ہندؤں کو شکی کرنا چاہا۔ مگر یاد رکھیں کہ اب
وہ زمانہ نہیں رہا۔

زمانہ بساط نوائیں نہاد شدائں مرغ کو بیضہ زیریں نہاد
برہمنوں کی غفلت اور بھولان کا زمانہ دور ہو گیا۔ اور آفتاب صداقت طلوع
ہو کر آریہ ورت مطلع انوار ہو گیا۔ اور آئے دن آریہ ورت باشی خواب غفلت
بیدار ہو رہے ہیں۔

دید مقدس کی تقلید گھر میں ہو رہی ہے۔ عنقریب بائبل کی سنہری جلدیں
اور کتابوں کو لگنے والی ہیں۔ اسے ناظرین

دیکھ عقہہ ثنائی اسے انگریز کی سمجھی ہے۔ قربان ہوں اس سچ کے کہ دور کی گنجی
جیسے کوئی شخص دستگیر کے لفظ سے قہدی کے لئے نکالے اور خطا بخش کے
لفظ سے خطائیں عنایت کرنے والا مان لے اور جو فرضی و گندم نمائی سے
معجزات و خارق عادات کی ہی تان گائے۔ تو کسی طرح قابل لحاظ نہ ہوگا۔
ویسے ہی مسترض کی ددڑ و دھوپ ہے۔ یہ لوگ عموماً ایسے جھوٹے جلا یا کر
ہیں تاکہ کسی طرح لوگوں سے بات کرنے کا موقع ملے۔ جیسا کہ تمام گرفتہ صاحب
سے یہ شلوک نکالا ہے۔ پن رکھس کا کا ناسیا۔ سری اسکیت جگت کے
ایسا۔ تمام ناظرین جانتے ہیں کہ گورکھی میں حرف نش نہیں ہے جس سے عموماً
حرف نش کی جگہ نش مستعمل ہوتا ہے۔ اصل لفظ البیش کا مخففت ہے۔ نہ بعا
عیسا کا ذکر ہے۔ یہ جھوٹا تیری کے پشتک جو سنسکرت کے ہیں۔ ان میں آپا
کی دعا دی کا پتہ نہاد ہے۔ ہتر اور گشت خوری و پاتیا اور ویدک کے مخالف ہے۔
ماں مطج بائیل میں آن کی گرم بازاری ہے۔ وہاں سے خرید فرلیئے۔ ہمارے
ماں یہ جنس نہاد ہے۔ براہ ہریانی خواہ مخواہ دخل و معقولات عقلا سے بیگانہ
پادری دفعہ ۵۔ (۱) ادھیاء ۴۔ انڈوکا ۲۳ میں اندر دیوتا کلاں اگست
منی سے کہتا ہے کہ آج کل ٹھیک نہیں کہہ رہا کیونکہ وہاں ہے۔

(۲) اور انڈوکا ۶۔ سکنا ۲ میں مصنف رنگ رنگ کا کہتا ہے کہ عوام کی نسبت
ہم بھی خطاؤں سے کچھ زیادہ محفوظ نہیں۔
یہ ہے تعریف تم بڑی۔ والہام وید کی جو اس نے خود بھی اپنی کی ہے پروان
وید ویران کے جوچا میں مانیں اور کہیں۔ مگر ویدوں کو تو دعویٰ معجزات کا
تھے نہ مقدس تعلیمات کا نہ فلاسفی کا اور سچ وید ہیں۔ تو شاخ پیران و شاخ سرکاکہ
ہونگے۔ یہ ٹھیک معلوم۔ مگر جیل بھی ایک برکت ہے جو غیر زبان میں رہنے
وید سے پتہ چل رہا ہے۔

میں قامت خوش کہ زیر چادر باشد۔ چوں باز کنی مادر مادر باست۔
جواب آریہ دفعہ ۵۔ اے ناظرین میں انہوں نے کہتا ہوں کہ گدگ وید کے
ادھیاء ۴ میں انڈوکا ۲۱ کوئی نہیں اور نہ منڈل ۴ میں کوئی انڈوکا ۲۳ سے
ماں منڈل ۴ میں سوکت ۳۰ ہے۔ مگر وہاں کیا تمام روگید میں کسی رشی کی گفتگو
درج نہیں۔ بالکل اگست و غیرہ کسی رشی کا نام و نشان نہیں ہے۔ اور نہ کوئی
۱۷ جو آپ کا متعلق تمام دنیا سے نہا ہے۔ اس واسطے آپ کو ایسے اجزات میں جو مبارک

ہے مگر نوائے ویدک عبادت سے آگاہ ہوئیے وید مقدس کے مرقع کو جھٹا آسان بنائیے۔

عزیز ایشور تال پایا گیا کہ روگید کے اشک اول ادھیاء ۸۔ سوکت ۱۱
مسترض میں لفظ دور کو موجود ہے۔ جس سے انڈوکا و سوکت کے نشان قابل اطمینان
نہیں اور نہ ادھیاء ۸ میں انڈوکا و سوکت ۹ کہیں موجود پایا گیا۔ اصل منتر

یہ ہے۔
मा नस्तोके तनये मान आद्यौ मा नोषु
मा नो अश्वेषु शशिषु। वीरान्मा नोरुद्र शशिम तो
बन्धी हविष्मत्सहमित्वा हवामहे ॥

تردید۔ ۴ ۱۱ سوکت کے ۱۱ منتر ہیں اور یہ کل امورات سلطنت کی بات ہیں
اور منتر ۳ سے لیکر ۹ تک خصوصاً ان امورات کا ذکر ہے جبکہ مذکور اسلاطین با
راجوں کا نہایت جبروری ہے۔ لفظ رودر کے معنے راجا یا سنیاسی کے ہیں۔
جن کا اعلیٰ فرض ہونا چاہئے۔ کہ اپنے یا رعایا کے بالکوت۔ گماڑوں اور گرو
گھوڑے وغیرہ پر آپکاری لینے مفید خلافت جانوروں کو کبھی قتل نہ کریں اور وہ
سبب جن سے انکا نقصان ہو ہمیشہ ان کو دور کریں۔ ایسے عادل ظلم سے بہت
راجا کی رعایا کو اطاعت ضروری ہے۔

جناب میں اس منتر میں کہاں انسان کش تیر اور رودر کی نگاہ کا ذکر ہے
بلکہ گستاخی معاف سمجھ کا تصور ہے۔

و شوا اس نمبر ۱۔ ادھیاء ۱۔ انڈوکا ۸۔ سوکت ۹ میں تمام روگید میں ہیں
پڑناں کیا۔ مگر آپ کے بتلائے ہوئے راجہ رانی کا وید مقدس میں نشان نہاد
ہے اور نہ کہیں ان برہمنوں کی قربانیوں کا نام و نشان دکھائی دیا اور نہ کوئی اس
قسم کا بیان پایا گیا پس اس کا جواب صرف یہ ہے کہ براہ ہریانی الطرافت شاعر
دعویٰ فیلسوفانہ سے بار آئے۔

و شوا اس نمبر ۳۔ حضرت روگید کے تیسرے ادھیاء میں کہیں ۲۲۔ انڈوکا
نہیں ہے اور نہ منڈل تیسرے میں کوئی ۲۲۔ انڈوکا درج ہے۔ میں حیران
ہوں کہ آپ کو ایسے خوارق عادات و جھوٹے الزامات کہاں سے اور کیوں
سوچتے ہیں اور یہیں دیوتا اور قربانی کا گھوٹا۔ یاد پوتاؤں کا واہن۔ اور
جتنی مری کہاں اور کس منتر میں ہیں۔ کہیں سچ کے گدھے کا تو خیال نہیں لایا
جو انہوں نے کسی شخص کا چوراکر سواری کی تھی۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۱۔ آیت
۱۴ سے ۱۶ تک۔

و شوا اس نمبر ۴۔ اے ناظرین روگید میں پر ب و شلوک نہیں ہیں بلکہ وہ
نہا ہمارے میں ہیں۔ خیر پاس صداقت اسکا جواب باصواب عرض کرتا ہوں
اشک ۸۔ انجیا ۷۔ ۳۔ سوکت ۱۲۱۔ اور منڈل ۱۰ میں یہ منتر ہے۔

यज्ञा त्वादा बक्तव्यस्य विश्व उपासते अग्निं य
यस्य देवा यस्य ह्य यावृते यस्य मृत्युः कल्ल देवा
य हविषा विष्टे ॥

یہ اپانسا کے متعلق منتر ہے۔ جو جگدیوثر (آتم دا) پان اور آتم گمان کا
کا مانا ہے۔ (بل دا) جو قوت اور آتوہ برا کرم کا دیئے والا ہے۔ (یہ و شوا) کا
جس و شوا دیئے جگت کے مالک کی دو دان آپا سنا کرتے ہیں (یہ کہہ لیتے ہوں)
گمانی لوگ جس کو سوکار کرتے ہیں۔ (یہ جیہا یا اترم) جس کے آشرے اور
کریا سے موکش سکھ حاصل ہوتا ہے۔ (یہ مرقیو) اور جس کے نہ آشرے اور
اور جس سے جزر و پد گھونٹکا بھوگنا ہے۔ (گنجی دواہ ہویش یا دویہم) اس شک
عروب پر ماتمی عبادت خلوص نیت سے عہدہ کرنی چاہئے۔

شعبہ چھ کا نمبر ۱۴ پر باشک ۱۷ منتر ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ -
۱۰ وغیرہ کے مطالعہ کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔ جہاں پر مفصل ارشاد ہے
کہ سوائے ایک پر ماتما کے کوئی اور ایسا لوگ نہیں ہے۔ بلکہ یہاں تک حکم
ہے کہ جو کسی مخلوق چیز کی اپنا سا کرتے ہیں۔ وہ حیوان مطلق سے زیادہ
جابل ہیں +

اس کے ناظرین میکس مور صاحب و دیانند سرستی صاحب تو متفرق دیراؤں
کے متفرق نام ہی واحد وجود کے ٹھیکراتے ہیں مگر معترض (جو کہ مسکرتا یادہ
جانتا ہے) کی تسلی نہیں ہوتی کیا پر ماتما کے متفرق نام ہونے سے خدا ایسا
ہو سکتے ہیں۔ شاید یہاں بھی "ایک تین میں اور تین ایک میں" گردانے
کی صلاح کی ہوگی۔ مصنفان و دیانت و نیاؤ کو معترض خواہ مخواہ بدنام کرتا
ہے۔ پس اول تو معترض کو ہمیں علمائے اطلاع دیتا ہوں۔ کہ اگر اس کے پاس
کوئی ویدانت کا یا نیاؤ کا سوتر ہو۔ یعنی اسکے برخلاف تو پیش کرے۔ ورنہ
بصد افسوس سوائے اس کے اور کیا کہو نگا۔ کہ یادری صاحب اپنی آدیت
کا علاج کریں نہ فسانہ عجائب جیسے الماموں کا وید کو دعوئے ہے۔ اور نہ
منقولی باتوں اور قصہ جاتوں کا وید غرائز ہے۔ آپ کا لہجہ اور منطق (بیشمار
میں کیا بلکہ کسی فلاسفر یا حکیم کی کتاب میں بھی پتہ نہ دار ہے۔ پس یہ عقیدہ
ایسی فلسفی سے جو چڑا نے عہد نامہ و نئے عہد نامہ کے مکاشفات باب ۱۴
آیت ۳ میں بھری ہے۔ اس کا معقولیت و حکیمیت کے ساتھ اثبات ہونا
یہاں تک ہے کہ آج کل کے فلاسفر خصوصاً آگے محقق میکس مور صاحب
اور بھی تائید کر رہے ہیں۔ دیکھو لکچر ڈاکٹر صاحب موصوف مطبوعہ
آریہ پتھر لاہور۔ ہاں اسکا بیان کرنا بھی خالی از لطف نہیں ہے کہ بائبل
کا اصل الاصول ہمہ اوجست ہے بائبل اگرچہ بہت مقام سے ظاہر ہوتا ہے
کہ بائبل کے ملک میں کوئی ہندوستانی توین ویدانتی جا نہیں ہوا گا جس
سے تعلیم ہمہ اوجست کی بہت کچھ پائی جاتی ہے۔ (۱) ابتدا میں کلام اوکلام
خدا کے ساتھ تھا۔ کلام خدا تھا۔ یعنی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب
چیزیں اس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ جو بنیز اس کے
ہوتی۔ (یوحنا باب ۱ آیت ۱) تھے ۳۳ تاک (۲) اس روز تم جانو گے کہ میں
باب میں اور تم تجھ میں اور میں تم میں ہوں یوحنا باب ۱۴ - آیت ۲۰ (۳)
یوحنا باب ۱۴ - آیت ۱۱ میں باب میں ہوں اور باب مجھ میں ہے (۴)
یوحنا باب ۱۴ - آیت ۲۱ تھے ۳۳ تاک تاکہ دے سب ایک ہو دیں جیسا
کہ تو اے باب مجھ میں اور میں تجھ میں کہ دے بھی ہم میں ایک ہوں جس
طرح ہم ایک ہیں۔ میں آؤں میں اور تو مجھ میں تاکہ دے ایک ہو گے کال
ہو دیں۔ (۵) فرانسسینوں کا خط پہلا باب ۱۵ - آیت ۲۸ تاکہ خدا سب
میں سب کچھ ہو دے۔ (۶) پیدائش کی کتاب باب ۱ - اسی روز آدمی
کو بھی یہ کہنے بنایا کہ ہم انسان کو اپنی صورت و اپنی مانند بنا دیں اور خدا نے
انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اس کو پیدا کیا۔ (۷) ایک
وید کی پہچان میں آپ آدم ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ کتاب پیدائش
باب ۱ (۸) یسوع نے کہا کہ تم خدا ہو۔ یوحنا باب ۱۰ - آیت ۳۴ - ۳۵ - ۳۶
۸۲ کی آیت ۶ -

تو وید (۱) اس کے یادری صاحب جب ابتدائے میں سوائے خدا کے

اور کوئی چیز نہیں تھی جس سے جگت کو بنایا تو کیا اسی ایک واحد کی کثرت خیر
ہے اور ہمہ اوست میں کیا شک ہے۔ (۲) جب میں نے خدا سے اور جو
میں اور جیسے ہم میں تو کیا ہمہ اوست نہ تھا۔ (۳) جیسے خدا میں اور خدا میں
میں کیا بلکہ سب جہاں باپ اور بیٹے میں جو ملتے ہیں ہمہ اوست کے
میں ضرور و صداقت کہتے ہیں (۴) کیا میں خدا ہے ان آیتوں میں صحت
بیان نہیں فرمایا۔

دراے جاب نے کسی یہ صدا تو اور نہیں میں اور نہیں
سب کچھ تیرا ہی جلوہ نما تو اور نہیں میں اور نہیں
(۵) خدا کا سب میں سب کو کیا ہمہ اوست کے سوا کچھ اور مطلب نہ کہتا ہے
(۶) یادری صاحب کیا خدا کی صورت خدا نہیں ہے اور اگر کسی شیطان کی
صورت کہیں تو شیطان نہیں ہوا (۷) کیا وہ جیسے خدا اوست موجود تھے
درجہ میں مساوی اور قادر مطلق تھے، اگر ہیں تو آدم جب اُن میں سے ایک
کے مانند ہوا تو جب ۹ = ۳ + ۳ + ۳ گئے تو کیا اور ایک جہاں مساوی تھا ہے ان
تین میں ایک کے اُن میں سے ہر ایک کے مساوی نہیں ہوا۔ یادری
صاحب فرمے کہ چار کو نے برابر ہوتے ہیں پس عمر کا ثابت ہے کہ بائبل
کا اصل الاصول تعلیم ہمہ اوست ہے۔ آگے ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار ہے
ہاں وید مقدس میں پر ماتما کی سرگس (ہمہ جا) اور انت اکا اور ہمہ اوست
مجسم (ہمہ) وغیرہ اوصاف کا بیان تو ہے۔ مگر ہمہ اوست کی مدد یا حاکم کوئی شری
نہیں ہے۔ اگر ہے تو مخالف۔ یعنی یادری صاحب کو ہر چیز جیسے میں نہ ان میں
بلائے ہیں کہ وہ شری پیش کریں ورنہ ایسے غلط دعوئے کو چاہیں نہیں۔
یادری دفعہ ۴ - (۱) ادھیاء ۸ اور ۱۸ اسکا ۱۹ میں درود کی شکو
اور انسان کس تیرے پناہ مانگی ہے +

(۲) ییزا دھیاء ۱ - انوک ۸ - سکتا ۶ میں راجہ بیہودا دیا اسکی رانی اور شاکی
تعریف یہ ہے کہ انوں نے ہزار ہا قربانیوں کے واسطے سو گھوڑے اور سیریل
اور بہت سی گاٹیں۔

(۳) پھر ادھیاء ۳ - انوک ۲۲ - سکتا ۵ میں معیش دینا کی تعریف قربانی
کے پاؤجات کرتے میں ہے۔ اور راستی انوک کے سکتا ۶ میں گھوڑے کی قربانی
کی بڑی دھوم دھام ہے۔ جو یوتراؤں کی سوار سنی کے لئے آگے بھیجا جاتا ہے۔
اور جس کے آگے جیٹی بکری بھی مہیاتی جاتی ہے۔

(۴) پھر رگ کی جلد ۱۰ - ابر ۱۲ - شکو ۲ میں بیان ہے کہ خدا نے اپنے
آپ کو قربانی دے دیا۔ جس کے سایہ اور موت سے حیات ابدی ملتی ہے۔
(۵) دست پت برہم کے صفحہ ۳۶ میں لکھا ہے کہ خدا انسانوں کے لئے قربانی
ہوا۔ ایسا ہی تیرا یا ارنیکا کے صفحہ ۱۳۱ میں ہے۔ پھر اور گوشت کو
بھی دوتا کیا ہے۔ اور اسکے کھانے والے کو نہیں۔

جواب آریہ دفعہ ۴ - معترض کی لیاقت علمی تو ان جوابات سے ظاہر
ہو رہا ہے جن سے مفصل ٹھیک یہ نہیں ملتا۔ مگر یہ بھی ہزار جد و جد سے
جہاں تک معترض کے دوسو سات کا نشان مل سکا معہ صبح ترجمہ کے نہ ملتا
کرتا ہوں۔ واضح ہو دے کہ رگ کے آٹھ اشک ہیں اور ہر ایک اشک
میں آٹھ آٹھ ادھیاء اور ہر ایک ادھیاء میں مختلف برگ و منتر ہیں معلوم
نہیں ہوتا کہ جناب کا دشمناس تیرا کس اشک کے انگوٹیں ادھیاء پر ہے۔

فعل ہے نہ خاصہ شکم اور فعل بدلتا زمانہ کے ضرور ہے کہ اسے فاعل سے بالبد
ہی کیسے قدر سے لہذا دیکھتے قدامت بمعنی حقیقی تو دوبارہ رگوں کے قائم نہیں
ہو سکتا۔

شروید۔ ہم آریہ لوگ یادری صاحبان کی طرح کئی کلام خداوند خدا کا نہیں
مانتے۔ بلکہ ہم تو ویدوں کو الہیوں کا لکنا مانتے ہیں اور گیان صفت ہے۔ اور
صفت اپنے موصوف کے ساتھ رہتی ہے اور جبکہ موصوف ہے تب تک صفت
اس کے ساتھ ہے۔ مثلاً جب سورج ہے تب ہی روشنی ہے اور جب تکست
تکست ہے گیان اور کوئی صفت فعل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے معترض کا غلط
دھوکہ ہے کہ یہ تعلیم کو ہیں۔ سراسر فضول کثیر اور وید مقدس کی قدامت
بجائ رہی۔

یادری صاحبان۔ مصنف آریہن ڈینس کارگ میں لفظ یہو موجود کلاما
تہ جو تو رات کا لفظ ہے۔

جواب آریہ۔ یادری صاحب عیوں کی تقلید کو عین سجادت سمجھتے ہیں۔
جس سے صاف واضح ہے کہ اپنی عقل نہیں رکھتے اگر ثبوت موجود ہے تو ستر کا
حوالہ دینا بہت بد دلیل ہے انکار کرنا بہتر ہے میں کہتا ہوں کہ یادری صاحب
نے بہت دھوکہ کھایا۔

یادری دفعہ ۲۔ دکھ اسانی رگت کی رو سے وہی تصور ہوتے ہیں کہ جن کے
دھوکہ کے واسطے اس کے رگوں کے مصنف التجا اپنی دکھلاتے ہیں۔ چنانچہ
کہ اسے سمجھو کہ وہ دھوکہ گائیوں دو۔ اور دھوکوں کے واسطے حوالہ سوری
کے واسطے گھوڑے اور دشمن کے مارنے کے واسطے بہت سی اور مضبوط
ولاد اور قربانیوں کے واسطے مایوسی اور سوم کارس اور کہ جنہوں سے چھوڑ کر
کار مجبوروں میں ملاو اور دھوکہ اس دکھ کی مجبوروں مندرجہ رگ کار چھانا ہی
متصور ہے جو قربانوں اور انسانوں کی قربانیوں کے چڑھانے اور سوم رس کی
وجہ سے چھڑکنے اور رگ کار گانے سے سمجھتے ہیں اور دھوکہ اس دوا
بوجہ اعتقاد و بہت طالبان ہی کے حاصل ہوتی ہے۔

جواب آریہ دفعہ ۲۔ معترض نے لفظ رگ بہت مرتہ استعمال کیا ہے۔
یادری رگت کی روحانی تائید کے قابل ہیں وہ بخوبی جان سکتے ہیں کہ یادری
صاحب تشریح کے شر لایے ہیں۔ جس طرح وید مقدس فلسفہ کی کان ہے۔
اسی طرح وحدانیت کی بھی جان ہے آپ کا ایسا تحریر کرنا کہ اسے موجود وغیرہ
صاف دلالت کرتا ہے کہ معترض غلط شکرت سے محض ناواقف ہے۔ شاید
بائبل کی اس آیت کا دھیان لگایا ہوگا۔ "ایب آدم ہم میں سے ایک کی مانند
ہو گیا۔"

پیدائش باب ۲۔ گلے کا دودھ۔ رڈیاں۔ گھوڑے اولاد وغیرہ پر مشور
سے مانگا۔ کہ کسی حق پسند و عاقل کے نزدیک قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔ وید
اسے مقدس میں عونا۔ اور رگوں مقدس میں خصوصاً وحدت کی نہایت شج
نار ہے جس کے مفصل حوالا جات دفعہ ۲ کے جواب میں درج ہوں گے۔
یادری صاحب نے قربانیوں کی بابت بھی کوئی حوالہ دیا۔ پس قابل توجہ نہیں کیونکہ
ہم نہایت صداقت و دلیری سے دھوکے کرتے ہیں۔ کہ وید مانے مقدس میں
قربانی کی بابت کہیں ہدایت نہیں ہے۔ اور نہ نام و نشان درج ہے اگر معترض
کے پاس کوئی شرعی منہج دہے تو پیش کرے۔ ورنہ منہجوں کی غلطی اور اپنی انہمی

و متعصبانہ رائے کا انوار کرنا پڑے گا۔ روحانی و جسمانی گناہوں سے بچنے کے لئے
آوارگوں کی معقول سزا جو وید مقدس نے بطور علاج بیان کی ہے افسوس کہ
اس کے مطلب نفسی سے محروم رہنے کے سبب یادری صاحب کو ہر جگہ تین گانے
سوچتے ہیں۔ بائبل کی آنتی قربانیاں اور آسمانی دیوتوں اور روح مقدس
کی ذہنی و مسمختی مہمانیاں علیٰ اذ القیاس اسی نوع کی کہانیاں ابھی تک آپ
کی یاد سے نہیں بھولیں جس کے عوض آپ کے نازک خیال کے رگوں سے وید
مقدس بھی مخلوقات کے لئے یہ انجیل کی طرح شہری حیلارہا ہے۔

ازگفتہ نا صواب نوبہ۔ اخلاقی کی وحدانیت کی کمالست رحم کی حقیقت
غرضیکہ ویدوں نے جملہ امور ات کو کما فیجبی مشرہ بیان کیا وید ویدنا دگوش
شوا جات ہے۔

یادری دفعہ ۲۔ اصل الاصول رگ کا تو تعلیم ہمہ اوست ہی معلوم ہوتا ہے
کہ نہیں عناصر در اوج قدیم ہی تصور کئے گئے ہیں اور عدم محض سے لوجود
آنا کسی کا نہیں مانا گیا۔ تاہم علی تعلیم اس کی یہی ہے کہ زمین و آسمان و
ما فیہما کے ۳۳ دیوتے ہیں جو غالباً تین کے تکرار سے بنے ہیں۔ یعنی خواص
ست رت تم سے پھر دیے ہی ۳۳ اسامی ۳۳ گروں بھی بن گئے۔ جن میں
خاص الخاص اگنی۔ دایو۔ اندر۔ وشنو ہیں جو مظہر چار عناصر کے معلوم
ہوتے ہیں۔ میکس مولر صاحب ویدانت سرستی صاحب تو متفرق دیوتاؤں کو
متفرق نام ہی واحد وجود کے پھیراتے ہیں۔ مگر مصنفان ویدانت اور سوامی کے
ان سے کچھ کم عالم وید کے نہ تھے۔ اور قریب تر زمانہ میں جو کہ زیادہ تر لحاظ کے
لائق ہیں مظہریت کے سبب علاجات جسمانی بھی دیوتاؤں کے ساتھ لگائے
گئے ہیں مگر ان میں بھی نکتہ مانے ہیں۔ غرضیکہ رگت کو دھوکے فلسفی اور انام
نہ تو ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے تاہم لطافت شاعرانہ اور سماعت زمانہ سے وہ
خالی بھی نہیں ہے اور سراسر بے حکمت اس کو ہم کہہ سکتے ہیں۔

جواب آریہ دفعہ ۲۔ رگوں مقدس تعلیم ہمہ اوست کے قطعی مخالف ہے
ویدوں میں عبارت کی عددی سے تشریح کی گئی ہے۔ فلسفہ یو۔ خاص اس
مرحلہ کے لئے کرنے کے لئے ہے جس کا آخری نتیجہ نجات ہے۔ اس پاک طریقہ
کا اور نواہد مذہبوں میں نام و نشان ندارد ہے تعلیم محض سے کسی کا لوجود
آنا ایک ایسا امر ہے جس کا علم و عقل دونوں ساتھ نہیں دیتے۔ قطع النظر
دیگر علوم کے علم ہر درجہ سائنس سے بھی معترض ناواقف معلوم ہوتا ہے ورنہ
یہ بات اسکی بالکل پرمان شونہ ہے علماء آریہ ورت اور فلاسفہ اس پر بھی
بھی مادہ کو تعلیم مانا ہے۔ اور اگر روح کی کیعب جاننا چاہتے ہو تو علم یوگ سے
معلومت حاصل کرو۔ ورنہ روح القدس سے پوچھ کر تسلی کرو۔ روح کو
کس نے کس چیز سے کس وقت اور کیوں بابا۔ گمان غلط ہے۔ کہ تسلی
ہو جاوے گی۔ عرصہ چار ماہ کا گذرا ہوگا کہ میں نے حضرت کے ہنگامہ رجا کر بھی
اس مسئلہ قدامت مادہ کا توت و دیگر اسکی تردید کی درخواست کی تھی۔
جس کی بابت آپ کو بخوبی یاد ہوگا۔ پس دوبارہ بھی حرف اتنا لکنا بہتر ہے
کہ بلا دلیل دعوئے کی تکمیل تحصیل لا حاصل ہے۔ دیوتا کے بارہ میں لینے
غلطی کھائی اس کے معنی ہرکا شتمان اور عالم فاضل کے ہیں۔ پس رگوں
اشاک ۶۔ ادھیاء ۲۔ ورگ ۳۵ منتر ابجر وید ادھیاء ۴۴ منتر ۱۳۱۔
انقر وید کا ۱۰ پر پا بھگت ۳۳۔ انواک ۴ منتر ۲۳ و ۲۷۔ اور سبط

جسے تک کہ فضلائے آریہ و ملت انکی نفیست اور زید دانی کی گواہی نہ دیوں۔ اور ساتھ ہی کوئی شخص دنیاوی و دنیوی نہ ہو اور نہ تمام رشتوں و ملازمتوں نے ظاہر کیا ہے کہ ویدائش پر ماتما کا گیان ہے اور کسی انسان کا تصیف شدہ بہن انہی واسطے وید مقدس کا نام شروتی (یعنی سنا ہوا) ہے یعنی کسی انسان نے ویدوں کے کرتا ایشور کو آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ جس کے صاف ظاہر ہے کہ وید مقدس اتدائے آفرین میں پرستور نے چگت میں پرکاشت کئے خود تاریخ بھی سداوت دیتی ہے۔ کہ اہل ہندو۔ اہل فرانسیس۔ اہل انگلستان وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے۔ پس ویدوں کی تاریخ وہی صحیح ہے جو سورج سداوت آدمی (یعنی علم نجوم کی) یستکوں کے رو سے آریہ لوگ مانتے آئے ہیں۔ نہ کہ یادیوں کی تاریخ جن کا غیر قوموں کے ساتھ تعصب اظہر نہیں ہے۔ جو ہر دم ہمارے بھائیوں کے شکار کے درپے لگے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے انصاف کی امید رکھنا گویا جیل کے گھوٹلے سے گوشت تلاش کرنا ہے قطع النظر اود کی غرض یا خیال بجا کے وہی ہر دم خود بھی مضامین وید کی ناظمی و عدم واقفیت کا دیباچہ میں اجال کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی ترجمہ کے ۱۱۵ پر خود ڈاکٹر میکس مولر صاحب نے یہ رائے درج کی ہے کہ عرصہ میں اہل کے بعد جو میں نے رگوید کے منتر و اداس شرتیوں کے جمع کرنے اور چھاننے میں صرف کئے ہیں۔

رگوید کے اپنے کئے ہوئے ترجمہ کو عوام کے بروقت کرنا ہوں مگر تاہم
 ان میں سے تمام منتروں کے ترجمہ کا اقرار نہیں کرتا۔ کیونکہ گو میرے پاس سابقہ
 کا ترجمہ اور اُس کے متعلق شرحیں لغت اور صرف خود وغیرہ کی کتابیں بہت کچھ
 موجود ہیں۔ تو بھی رگتے میں اکثر ایسے ایسے منتر ہیں جن کے معنی معلوم نہیں
 ہوتے۔ اس امر کا کتنا کہن کو میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ ضرورت نہیں کہ رگوید
 کے ایک منتر کا بھی ترجمہ کرنا غیر ممکن ہے۔ تاوقتیکہ ماہرین اپنا یہ کام ترجمہ
 برہمن۔ پتک۔ نزوت۔ برہدولی۔ اور سوترو وغیرہ اور بہت سی سنسکرت
 کے علم عروض و اصول فلسفہ اور قانون وغیرہ کی کتابوں کو نہایت غور کے
 ساتھ نہ پڑھتے اور ڈاکٹر و لسن صاحب کا بھی قول یہ ہے کہ سائنس آج کا ترجمہ
 انگریزی میں بخوبی نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اب ایک ایسی زبان ناظمی ہے
 کہ جس میں ہر اصل تخرج کے بہت سے لفظوں اور جملوں کا ترجمہ ہونا ہی ممکن
 ہے آج کل ملک یورپ میں سنسکرت کا ایسا شوق اور اس قدر ترقی ہے کہ یقیناً پانچ
 برس کے اندر لوگ میرے ترجمہ کو بالکل قبول جاویں گے جبکہ بڑیوں اور غلطیوں
 سے جس قدر میں واقف ہوں اور کوئی واقعہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ اپنے ترجمہ
 کی نسبت اس قدر میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ اُن شخصوں کی ترقی کے واسطے جو
 بعد علم سنسکرت کے شائق ہوں اور جاننے کے واسطے ایک چھوٹی سی سیڑھی
 ہو سکتی ہے۔ اور اُن کے ذریعے سے وہی شخص ہمارے ابا و اجداد کے خیالات
 کو ان کی نسبت چکی زبان ہماری زبان میں اب تک موجود ہے۔ اور کبھی
 تصنیفات ہمارے واسطے اب تک محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ بخوبی دریافت
 کر سکیں گے۔

ابو دانا لوگ خود سوچ لیں کہ جن کے ترجموں کو معتبر من آیات وحیات سمجھتا ہے۔ مے کہاں تک درست ہونگے۔

حاشیہ معتبر من فہم جو اسی دفعہ کے میسے نوٹ کر کے لکھا ہے کہ مکالم ایک۔

کس طرح ہوتی ہے۔
پرنسڈٹ لیکچرار م۔ ایچ جویہ فرمایا۔ کہ حوتوار جیلا تے ہیں۔ تلوار سے مارے جاتے
ہیں۔ یہ غالباً تلوار جیلا تے بند کے بعد کا حکم ہے۔ اور تلواریں حربہ ذہنیہ کا حکم ہے
جبکہ ہیرہ و ڈھیس کی پولیس گرفتاری کے لئے پھرتی تھی۔ تو اس وقت یہاں حکم تھا۔
اور جب گرفتار ہو گئے۔ تو یہ اس کے بعد کا حکم ہے۔

۱۶) جتنے حوالے میں نے دیئے۔ سارے بائبل و اناجیل میں موجود ہیں۔ میں نے خداوند کی بابت کوئی مادرت نہیں کہا۔ بلکہ جو الفاظ کہے سب بائبل کے تھے۔ پھر کہنا کہ یہودیوں نے کوئی جرم ثابت نہیں کیا۔ یہودیوں کی کون سی کتاب ہے۔ جس میں یہ لکھا ہے۔ تاگرد استاد دیرایا اعتقاد رکھے۔ تو ان کی مرضی ورنہ وہ آج تک سیچ کو گھمگام مانتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ اس مذہب پر نہیں آتے اور یہودی کیوں۔ مانتے۔ جبکہ انجیل کہتی ہے۔ شریعت کا باریک بینی سے۔ ہمتی ۵ ۱۷ تورات کہتی ہے۔ جو بھی انسی دیا جاتا ہے۔ خدا کا ملعون ہے تورت ۱۷ ۲۳ حضرت یلوس فرماتے ہیں۔ چور۔ لالچی۔ نرانی۔ گالی کہنے والے کوئی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکے۔ اور جسیح ایسا تھا۔ تو اس واسطے وہ نجات کا مستحق نہیں۔ اور جب اس کی نجات نہیں ہوئی۔ تو دیگر لوگ کس طرح نجات پاسکتے ہیں۔ اور جو لعنتی ہیں۔ اس کے واسطے منی کہتا ہے وہ ہمیشہ کے واسطے جہنم کی آگ میں رہیں گے۔

دستخط
 یندت لیکھ ام آریہ
 دستخط
 یند غلام قادر شاہ عیسیٰ
 دستخط
 یند یند یندت بحرون انگریزی
 ہٹا کر سنگھ

صداقت رگوید

پادری و قلعہ یا - اسلئے کہ روئید ایک نیت یزیدی کتاب دینی معروف ہے راقم
(دینے عبد اللہ اٹھم) کو بھی ستوق اٹھم کے مطالعہ کا ہوا۔ بایں نیت کہ اس
میں انسان کا دلچسپ اور اس دلچسپی کے دوا اور میں دعا کا دسترس کی صورت بیان
ہوئی ہے۔ ترجمہ کی صحت پر راقم کو کوئی شک وازدہوا سوا اسلئے کہ کچھ آدگی
غرض یا خیال سچا کی مترجمان میں نظر نہ آئی۔ اور حلمان اصل زبان کا اعتبار
مترجمان سے برطد کہ معلوم نہ ہو سکا۔

جواب آریہ وقوعہ ۱۔ بیشک رگوید مقدس دنیا کی تمام کتابوں سے نہت
پورانی وحشی و وحشی کتاب ہے۔ اس واسطے سنسکرت کی اعلیٰ ایات حاصل کر کے
ہر ایک طالب حق کو اس کے مطالعہ سے فیضیاب ہونا ضروری ہے۔ یہ
روحانی بیماریوں اور دکھوں کا علاج مکمل اور اس علاج کے استمراج
کی شناخت اور اس کے دسترس کی صورت و تدبیر معقول سے علاج کا طریقہ
حصول نہایت خداوندانہ و نالائقانہ طریقہ سے برہماتما نے وید میں ارشاد فرمایا
ہے۔ لیکن مقصود یہ ہے کہ غیر ہندو اس کے ترجمہ کی محنت اس وقت تک نہیں کر سکتی

نہیں سزا دھرم دھرم کا لکھنا اور یہ قدس میں یہ منڈی چل کی جھوٹی جلائے جسکا جی چاہے
صدق دل سے کوئی جھگڑی نہ ہو کی دید کے دوا سے
دگر نہ مسماری کو اہل سائے جسکا جی چاہے

نجات کی اصلی تعریف

شرائط مباحثہ

- (۱) فریقین تہذیب اور اخلاق سے ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کریں گے۔
- (۲) مباحثہ تحریری ہوگا۔ سوال و جواب کے لئے فریقین سات سات منٹ بولیں گے۔
- (۳) منظم جلسہ ہذا سردار بھگت کر سنگھ صاحب ہونگے۔
- (۴) مباحثہ ۱۲ بجے دوپہر سے دو بجے شام تک ہوگا۔

مباحثہ

سید غلام قادر شاہ - لفظ نجات کے معنی اور تعریف بیان ہو۔ اور اس کی ضرورت بھی۔

پنڈت لیکھ رام - سچات جو نوجو عربی زبان کا لفظ ہے اس واسطے اس کے معنی سمجھنے کے خیال میں آریہ دھرم کے انکول بھگت نہیں۔ آریہ دھرم میں اس کے لئے موکھش لفظ ہے جس کے معنی دھم سے چھوٹنا اور بھگت کی پراپتی ہے چونکہ ہر انسان دنیا میں اگر کچھ کرم کرتا ہے۔ اور وہ کرم یا بد یا نیک ہوتے ہیں اور نیک کرم بھی بھگت دینا دے اور بھگت یا نیک جو دینی ہوتے ہیں۔ انکا بھگت تارک اور جو پرمارتہک ہیں۔ انکا بھگت روحانی ہونا چاہئے۔ اس واسطے ہر انسان کے دلیں بہ قدرنی خواہش ہے کہ میں دھم سے چھوٹ کر بھگت کو پراپت ہوں اس واسطے بھگت گمان و بدوں کے ذریعہ سے نجات کا راستہ بتلایا گیا ہے جس طرح ہماری بھگت کے رنج کرنے کے لئے آں اور آنکھوں کے پورے لئے آفتاب ضروری ہے۔ اس طرح آتمک بھگت کی ذوری کے لئے موکھش آمد پیدا کیا ہے۔ اور وہ تارک اندریوں کا آئندہ نہیں۔ وہ ستری پتر و غیرہ کے آئندہ سے اور ہے کہوئے وہ صرف روحانی آمد ہے۔ اور یہی ایک ضرورت ہے۔

سید غلام قادر شاہ - پنڈت صاحب کے جواب میں یہ معلوم ہوا ہے کہ نیک و بد ہر انسان کے اختیار میں ہے۔ نوکساحات بھی ہر ایک انسان کے اختیار میں ہے یا نہیں۔

پنڈت لیکھ رام - بے شک محل مدیا نیک انسان کرتا ہے اور وہ اس کے احسان میں ہے اور یہی سبب ہے کہ وہ انکا جواب دے۔ ورنہ کرے زید اور مارا جائے عمر۔ یہ تمام قانون عدالت کے خلاف ہے ساروئی کھائے مکر اور۔ بھو کہ خالد کی دور ہو۔ یہ بھی ناممکن ہے۔ اور اسی لئے ہر ایک انسان کو ایسے ہی کر دھم کا جواب دینا پڑتا ہے۔ چونکہ خدا سب کو دھم سے ہی کر دھم کا جوہر ہے اور جس ہی ملتا ہے۔ اور جو کچھ خدا عادل ہے۔ اور عدل کے سے

بیت
عیش و دنیا و دین و سہ خدات + آخرش کار با خداوند است
پادریوں کی سفید رنگت پر مت بھولئے

بیت

سکین دل است ہر کا بظاہر ملائم است دینان دروں شہر مند و اندرا
آریہ سماج کے مقدس اصول بھی اندر کے دلانے والے راستے کی طرف لیجانے
والے عقل و علم کے بڑے شاہان والے ہیں۔ تعصب کو بالائے طاق رکھ کر غور سے
سمجھنا چاہئے۔ کہ مانتا سب کو اندھکار سے بجا کر سنا تن دھرم کی روشنی میں لائے۔

غزل اول

دعا دیکھو بجا رو دلیں میری بات کو کیا کر
خدا مالک ہے جسکا عادل عالم بھی خود ہے
سفارش نہ مل نہیں جلتی نیا کا کارخانہ
جو ہرگز نہ کرتا تھا میرا خود کھانا کرکھیں
حیات دائمی حیا ہے کہ مرے سے وہ مرے ہے
فہم جانتی کامل نہیں کوئی وید ویدوں ما
نوشہ نقیر خالہ کے گئے گزید کو بچا نہی
جو عزت از نیک کرمونے بیٹکا کشت کا طالب
صداقت معقولیت اور تدا اور تدا بھی
نہیں جانتی بل میں ایک بھی ان جاکر کامل
ہیں لے بجا یہ مقدم آریہ الہام ربانی

غزل دیگر

نفاذ دھرم کا بجاتا ہے آئے جسکا جی چاہے
سنا دی حاکم جس کر دھم کہ جگہ لیش ہے
نہیں ہے سنا اس سریشا تو یا جگت کرنا کا
سفارش اول و دنیا کی وہ نہیں سنتا
نہیں بیت المقدس میں دھم ہے مکان اسکا
نہیں وہ کا بھگت اس کو سیم دزدو گو ہر
جو اپنی اپنی کرتا تھا۔ حق سے کی مدد گاری
کوئی نہیں دیکھتا کہ نہی ماننے لائق
دل و جان سے کر دھم دھم پڑھو یہ قدس کو

گنہگاروں کو اسی قدر سزا دیگا جس قدر واجب ہے اور یکو کاروں کو اس قدر سزا دیگا جس کے وہ مستحق ہیں۔ کم و زیادہ ہرگز نہ ہوگا مگر انجیل اس انصاف کے برخلاف ہے وہ کہتی ہے کہ جو کوئی عیسے کو خدا کا بیٹا یا خدا مانے گا صرف اس کی ہی نجات ہوگی باقی سب جسم میں ڈالے جاویں گے +

سراسر غلط ہے کہاں عدلِ خدائی کہاں یہ لایعنی کارروائی جو کچھ مہربے بھائی نے فرمایا ہے میں اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں جانتا مگر صرف ایک بات چوٹی ماب نے کل اختیار بیٹے کو سونپ دیا ہے۔ شاید درست ہووے۔ دید مقدس میں حکم ہے +

परीत्यभूतानि परात्यलोका न परी ससर्वा प्रदिशोदि श

تو اے خداؤں کا حزد اعظم ہے۔ اس کی تاکید فرما کر پرماتما حکم دیتے ہیں۔ کہ بلا تمیز ذات ظاہری کے اے نئی نوع انسان ایسے رشتہ داروں و لواحقین شہر ذالوں سے مختلف ملکوں میں جا کر محبت و بریت کر و پھر دید میں حکم ہے +

मातृदेवोभव षि तृदेवो भव आचार्य देवो भव ऽति शि देवो भव ॥

اے انسان تو مائی باپ برگوں انجیلا گتوں عالموں کو دیوتا جان اور حتیٰ ان کا ادب کر۔ پھر دید مقدس میں لکھا ہے۔

اے مہربان گت کے یر کا شک انشتر یا مئی سرب دیا یک تیرے گیاں سے کچھ باہر نہیں ہے تیرے پیدا کردہ انشتر کھتن تمام آفتاب وغیرہ گرہ گردش کرتے ہیں۔ تو سرب۔ ایٹور۔ ست چیت اندر سو پستی پر کاش ہے تیرے ہی سے سب کو پر کاش ملتا ہے تو انو پم ہے۔ تیرا گیاں اور دیا کبھی نہیں بدلتے۔ نرا ایٹورج اور جلال سب سے بڑا اور توانا ہے اور سب کا آدھار ہے۔ سرب گیاں ہے۔ تو اتما کا بھی اتما اور سرب یادوں سے پیارا ہے۔ ہم بری بھی جھگٹی کریں اور زگوید سکت ۹۲ منتر (۱۰) پر ماتما کی ایک اور سرب شکتی ماننا دیدوں میں اس خوبی سے موجود ہے کہ جس بڑھ کر مان ہی محال ہے۔ اور سرب کتابیں اس معاملہ میں دیدوں کی خوش چین ہیں گایتری کا مقدس منتر دیدوں میں پر ماتما کی وجہ کا ایک اعلا توت ہے اس ایک ہی منتر میں نو نام برہم کے نہایت واضح طور پر رچید کبطر فہما دیتے والے موجود ہیں۔ انانی کتابوں میں اس خوبی کا ہونا ایک نایدا امر ہے

صفحہ دہرین جس قدر کہا میں ہیں دید سب سے پوزانی کتاب ہے اور انجیل وغیرہ سب اس کے بعد کے ہیں پس ان کا دیدک خوش چین ہونا کچھ تعجب انگیز نہیں ہے۔ بلکہ ہر طرح واجب التسلیم ہے اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ دیدوں نے ان باتوں میں کوئی ان سے لی ہو پس دید ہی الہامی کتاب ہے اور دید ہی صداقت کا حتمہ ہے۔ دید ہی سچا گیاں ہے اور دید ہی دھیان کا ذریعہ ہے اس سے زیادہ کہا لکھیوں کیونکہ وہ بد کے معنے ہی گبان کے ہیں اور بائبل کے معنے کتاب کے ہیں۔ سب صاحبوں کو جو راستی اور صداقت کے بلا تعجب طالب ہیں انکو واضح ہے کہ علام مسیح۔ عہد المسیح عیسے انجیل داس ہونے سے حیوٹ کر آج۔ دید و حق۔ میاں جنک۔ سکھ دیو شنے کو تیار ہوں

تو ان کا یہ انکار کیا رکھن تھا۔ آدمی چونکہ استاد میں نادانی کی حالت میں تھا اور ہوتا ہے۔ پس اسکی نادانی رنخ کرنے کو اور اپنا گیاں خاسیکو ایک عالم سے آگاہ کرنے کو الہام کا استاد سے سرتخی سے ہونا واجب ہے۔ پرماتما میں نیا کاری انشتر یا مئی سرب یکتیاں الہام نرا کار سرب ادوار لینے حافظہ عالم و عالمیاں وغیرہ اوصاف کا بھی ہمیت سے ہونا ضروری ہے ورنہ بعد کو درجہ معطی پر پہنچ جاتی ہیں۔ پس ثابت ہے کہ کلام الہی یا الہام کا علیطوں سے پاک اور ابتداء سے عالم سے ہونا ضروری ہے۔ اب دیکھا جاوے کہ دیا کی کل موجودہ کتابوں سے پوزانی کون ہیں آیا انجیل سرتلیت یا لوریت سرتلیت یا روبر مشرلیت یا دید مقدس اس بات سے کہ انجیل سرتلیت اور لوریت سے اور زبور داؤد سے لوریت موسے سے پہلے نہیں تھی۔ کسی شخص کو انکار اس سے پس ذرا غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کتابیں قدیم سے نہیں ہیں بلکہ دلائل سے ثابت ہے کہ دنیا کے کتب خانہ میں رگ وید یجور وید۔ سام وید۔ اتھرو وید سے پہلے کی کوئی کتاب نہیں ہے اور اکثر یورپین محققوں وغیرہ متعصبوں نے گواہی بھی دی ہے اب مختصر آ دید مقدس کی تعلیم کا اظہار کرتا ہوں۔

اول۔ رگوید اس میں پرماتما ادھو اور سرتخی دیا اور برگ کرم اور کل اشیائے عالم کا حال درج ہے۔

دویم۔ یجور وید اس میں انسانی فرائض کا ذکر کر کے مختلف دیاؤں کی ترقی کا طریقہ بتلایا ہے اور پرماتما کے گیاں دھیان کی بھی ہدایت ہے جس سے انشکران تہہ ہوتا ہے۔

سوم۔ سام ویدک میں علوم روحانی اور یوگ وغیرہ۔ چہارم۔ اتھرو وید اس میں سب سے دینا اور گیاں و عبادت پر ماتما کی جتنی دیدوں میں ہے سرتلیت اور تفصیل ہے۔ یہ ہر چار دید مقدس سرتخی کے آئین بنذریعہ الہام سری الہی۔ والو۔ آدیت۔ اور انکار احوزنما تھاؤں کو یہ ماننا ہے کہ تھے تاکہ وہ اس کے مطالعہ اور آیدیتس سے واقف ہو کر کامل ہوں پس چہار دید مقدس میں کوئی داسماں کوئی کہانی کوئی قصہ کوئی واقعات کسی قوم کسی گروہ کی نہیں ہے۔ اب مائیل سرتلیت کو دیکھئے۔

اول۔ آدم کے گناہ کرنے سے اسکی اولاد کے گنہگار ہونے کا قصہ اسماہیم اور سرہ و حارہ کا قصہ نوح کے طوفان اور اسکی سربا نوسی کا قصہ یعقوب اور خدا کا کشتی یوسف اور اس کے بھائیوں کا قصہ۔ موسے اور اس کے جلا دین و قتل عام کے قصے طوطا اور اس کے بھائیوں کا قصہ داؤد اور اسکی حورو کا مارا خانہ۔ سلیمان کا قصہ۔ متی کا قصہ۔ یونا کا قصہ۔ مرقس کا قصہ۔ یوحنا کا قصہ۔ دکر یا اور اس کے گھر نی فی مریم کے جانے کا قصہ۔ کنواری مریم سے عیسے مسیح کے پیدا ہونے کا قصہ۔ عیسے مسیح کے بھاگ جانے کا قصہ اور اس کے بہت ریب نگانے کا قصہ۔ اور اس کے صلیب پر چڑھ مارکا قصہ وغیرہ غیر مختصر عرض کیا گیا ہے۔ اس مقالہ کے بعد ہر ایک نصف مزاح شخص پر دے سکتا ہے کہ کون کتاب الہامی ہے اور کون متعصب حامی و نظامی کہاں کہتے نعبہ۔ الیور کرت ٹینک اور کہاں لوط اور داؤد کی داستانیں۔

”چہ نسبت خاک را با عالم پاک“

انجیل جنائے عدل اور انصاف کو شہ گناہی ہے ہمارے مہرباں بھائی ہمد مذہب و اعتقاد فرماتے ہیں کہ عدل کے معنے ترازو کے پس عادل پر ماتما

جو اسباب آریہ ۱۳۷ سے صاحب ہمارے تمام اہل پر الزام قائم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ نے کسی معتبر کتاب کی شہادت نہیں دی۔ اور بھاگوت وغیرہ یزاون کو آپ ہی صفحہ ۲۲۹ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب ہے کہ سنہ ۱۰۰۰ کے لئے ہوئے ہیں کیونکہ اس کو معتبر سمجھا کر اعتراض کرنا لا حاصل ہے۔ دوسم پائیل سے جس کو آپ خدا کی کلام مانتے ہو خدا کے عزیز نبیوں کا چال جیل دکھاتا ہے۔ اول۔ آدم اس نے خدا کی نافرمانی کی لعنتی ہو کر باغ عدن سے نکالا گیا اور اسی کے سبب زمین لعنتی ہوئی۔ پیدائش باب ۱۔

دوسم۔ آدم کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی نابل کو مار ڈالا اور خدا کے ساتھ جھگڑا۔ پیدائش باب ۴۔

سوم۔ نوح نے اپنے رشتہ داروں کو کشتی پر چڑھانے دیا اور سب کو فریاد کیا۔ اور انکو دری شراب کی کڑی برہنگی ظاہر کی پیدائش باب ۱۰۔

چہارم۔ ابراہم نے اپنی بہن سے شادی کی اور برابر جو رو کو بہن کتارا۔ اور دروغ کو کھانا وغیرہ ایضاً باب ۲۰۔ اسکی خدا سے خوب تحسّر آسمانی ہیں

ایضاً ۱۸ باب ۳۷۔ یحییٰ نے شراب کی کڑی برہنگی دو دیوں و خیزوں سے زندہ کیا اور اسی دھڑن زنا کے واسطے دینا لکھا۔ ایضاً باب ۱۸۔

ششم۔ اضمحاق اس نے بھی اپنی جو رو کو بہن کما پیدائش باب ۳۱۔ اس پر حرص بہت غالب تھی اپنے بڑے بیٹے کا حق چھوٹے کو دے دیا۔

ہفتم۔ یعقوب نے اپنے باپ کو دھوکھا دیا فریب دیکھ کر غصہ حاصل کیا اور اپنی لڑکیوں سے زنا کیا۔ خدا سے کشتی لڑا تارا عورت کے عشق میں چار برس تک شامی کرتا رہا۔ اسکی دختر دینہ نام نے سکھ سے زنا کیا ایضاً باب ۳۴۔

ہشتم۔ روبن نے اپنے باپ کے حرم لینے والدہ سے زنا کیا ایضاً باب ۳۵۔

نہم۔ یسوع نے اپنی بہن لینے پسر کی جو رو سے زنا کیا۔ جس کا نام ترمقا۔ پیدائش باب ۳۸۔

دہم۔ یوسف نے اپنے بھائیوں کو فریب دیا۔ ایضاً باب ۳۹۔

یازدہم۔ دودا و دوم۔ موسے و ہارون موسے نے اول ایک مصری بے گناہ کو مار ڈالا۔ اسکو پائیل میں تمام دنیا سے حلیم کہتے ہیں اور یہ بڑی مڑی خوریاں کرتا رہا اس کے حکم سے ٹھنڈے ٹھنڈے بچے اور شیر چرا رہے تھے بکری ادنت

گدھے قتل ہوئے اور اپنی خوج کو زنا کے واسطے رغبت دی۔ خروج و گنتی ہارون نے ایک سونے کا بھیرا مجبور بنایا اور بھیرا نکاری ہو گیا خروج گنتی۔

سیزوم۔ دلو کوئی نے اوریا کی جو رو پر عاشق ہو کر اوریا کو قتل کر دیا اور اس سے زنا کیا اس کو خدا نے کہا کہ اوریا کے جرم میں تیری جو رو تیرے ہمراہ

کو دوں گا اور وہ تیرے سامنے اس سے ہمبستر ہوگا۔ صومیل باب ۱۱۔

چہار دہم۔ افتموں نے اپنی ہمت سے زنا کیا بالجبر۔

پانزدہم۔ سلیمان اس نے خدا کی نافرمانی کی پت پرستی بھی کرتا رہا اور بدست تہوتی تھا۔

شانزدہم۔ حضرت عیسیٰ اسکی ماں کی یوسف کے ساتھ منگنی ہوئی۔ اور کھٹے ہوئے کے پیشتر حاملہ پائی گئی یوسف نے لہجہ ادا کر کے شہر کرے۔

اور اس نے قتل عام کے فتوے دیئے اور کہا میں تلوار چلانے آتا ہوں ایک آدمی کا گھبراہ دینے قیمت کے چور یا آخر میں نہایت سوگاری سے بھانسی پائی

اور اسکی سناگر دیکھی دروغ گو اور بد چلن اور سترارتی تھے۔ جیسا بچہ ایک صاحب کے جس رو میں گئے لالچ سے حضرت کو پکڑا دیا۔ جسے نمونہ از خردا رہے۔ عرصہ کما گیا پادری صاحب جلو پھر پانی میں غوطہ لگا کر مٹی کی انجیل ۲۷ باب ۱۳۔

عورت کی بابت درج ہے صداقت کی نگاہ سے دہماہ مطالعہ میں لادیں تب آپ کو بہت کچھ دال میں کال نظر آوے گا۔ کیونکہ اسکی مادگاری ہمیشہ مسج کے ساتھ رہے گی۔

یادری۔ صفحہ ۲۷۸ میں کتاب ہے کہ "دید میں مورتی بوجا نہیں ہے" اور پھر مختصر صفحہ ۲۸۲ میں لکھتا ہے کہ "دید میں پریشوری تعریف اس طرح پر کی گئی ہے کہ وہ بن ہا ہاؤں کے جلتا پکڑتا۔ اور بن آکھ کے دیکھنا۔

اور بغیر کان کے سنا۔ وہ سنا کچھ جاتا پڑے کوئی نہیں جانتا۔ مہارتن اسی کہتے ہیں۔ باوجود اس عمدہ بیان کے پھر بھی مختصر کتاب ہے کہ خدا شامی جو مذہب کی بیخ و بناد ہے۔ اسکی بابت ہندوؤں میں مذہب اور گڑبڑ ہے۔

نتیجہ اعتراضات تحقیق دین حق

یادری صاحب کے اعتراض عموماً یزاون پر ہیں۔ دید مقدس بہت کم ہیں اور جو ہیں وہ بھی خود غرضوں کا دھوکا دیا ہوا ہے کیونکہ جو شلوک وغیرہ لکھے ہیں وہ دید مقدس میں بالکل نہیں پائے جاتے۔ برہما۔ لشن۔ مہیش۔ رلم

کرشن وغیرہ جو بزرگ انسان کہتے ان کو ہمارا ہر متور جان کر آن پر گتھی کی ہے جو بالکل سیفائڈ اور عبث ہے کیونکہ کوئی آریہ ان کو پریشور نہیں جانتا اور دید مقدس اور شاستر مشرک اسکی شہادت دیتے ہیں اور یران قابل برا

نہیں ہیں۔ پس نتیجہ یہ ہے کہ یادری صاحب کے کل اعتراض بے سود ہیں۔ اور ان سے حاصل ہونا مقصود کا مقصود ڈ

خاتمہ

اے ناظرین کتاب دیکھئے کہ کلام اتنی کون ہے۔ آیا انجیل یا دہا اور کس کی تعلیم میں عمدگی زیادہ ہے کون خدا عادل کا انصاف و بزرگی و سرب تنگتی ماننا کو تمام کرتا ہے اور کون اسے دھما لگاتا ہے۔ عقل انسانی کو کس کی تعلیم

لطف دینے والی ہے اور کون چاہ جہالت میں گرانے والی۔ دوما اور ست کی کان کون ہے جہل کذب کے طومان کس میں ہیں۔

ہیت

خوش بود گر محک تجربائے میاں + تاسیر دے شود ہر کہ در غش ماند اس بات کے ماننے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ انسان کو بغیر دہا کے ناہمی کی دلیل سے نکلتا محال ہے اور انسان کی ابتدائی حالت پر غور کرنے سے

مایا جانا ہے کہ بغیر انام با کلام الہی کے وہ کسی طرح ترقی کی سہا بھی نہ نہیں پہنچ سکتا اور تو درکنار روزمرہ کی بول چال میں بھی بغیر تعلیم کے عاجز ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ آدمی خصوصاً مدد کا محتاج ہے۔ ہمارے اعصاب

ابتدائے سے کام کرنے کے لئے بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر سالانہ موجود نہ ہو

تھے کہ بھونکنے سے باز رکھنے کے لئے پر لٹھا۔ اور پھر دل وال بھیر۔ مگر یہ گھوڑے
سے لگدھکے کا لکھا ہے اور مارہ اور کار کا بھی ذکر ہے جسے کہتے ہیں۔ کہ
ست جگ میں بٹھا۔

جواب آریہ۔ افسوس کہ کوئی آیت وید مقدس کی مدح نہیں کی اور جن کو
آیات وید بھگ لقل کہا ہے وہ رگ۔ یجر۔ سام۔ انہرو ان جادوں ویدوں
میں تو بالکل نہیں ہیں۔ معترض کو کسی خود غرض عیسائی شدہ برہمن نے دھوکا
دیا ہے جو ویدوں سے محض امی تھا۔ اور رام تائینی اور گویاں تاپچی وغیرہ کتابوں
کی عبارت لکھ کر اس کو سام وید کی رجا لکھا ہے اور کوشن جیو کی پیدائش ظاہر
کی ہے وہ بھی درود کے بے فروغ ہے کیونکہ وید مقدس میں اس کا بالکل سرورغ
نہیں ہے اور کوئی قصہ کہانی یا انسانی واقعات پاک ویدوں میں نہیں ہے۔
کسی خاص گروہ یا قوم یا انسان سے بھی اسی واسطے وید مخاطب نہیں۔ اور
انسانی شفاعتوں کی اسی واسطے ضرورت بیان نہیں کرتا ہے۔

یادری صاحب صفحہ ۲۱۰ سے لیکر ۲۳۰ تک جو آجکل کے برہمنوں کی
خود غرضیاں ظاہر کرتی ہیں۔ وہ درحقیقت اسی قابل ہیں۔ کیونکہ سب باتیں بی
بڑائی کی پوچھیوں میں انہوں نے ڈال دی ہیں۔ تاکہ ہماری عزت رہے۔ مگر
اصل میں وید مقدس و شاستر شبرک کے برخلاف ہیں۔ جیسا کہ اس سے بزرگنا
زیادہ مہران آریہ سماج ان کی تردید کرتے رہتے ہیں۔ اور صفحہ ۲۳۰ سے ۲۴۰ تک
خود ترقہ تیشا۔ بت پرستی کی بات لکھا ہے وہ بھی بے شک تھوڑے عرصہ تک
نہایت سے ان ہمارا جوں کے خود کا شتی طبع اور استوگ بنا کر بطور جعلی بخوبی
کے جاری کر دیئے تھے۔ جن کو بعد بڑی نال کا مل کے سوامی دیانند جو ہمارا ج
منسوخ کر دیا صفحہ ۲۴۳ سے ۲۴۶ تک مار یا رجم پر قدرے لکھا ہے۔ مگر
کوئی دلیل کامل نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب یہ اصول معقولیت اور فلسفی دعویٰ
سے بھرا ہوا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ معترض عدل آتی سے بھی منکر ہے اس ہمارا
معصل مباحثہ جو مابین سوامی دیانند پرستی جو ہمارا ج دیادری سکاٹ صاحب
بمقام بریلی ہوا تھا۔ دیکھنے کے لائق ہے (اور وہ ست است بییک کے
نام سے چھپا ہوا علمدہ فرخت ہوتا ہے)۔

یادری۔ صفحہ ۲۴۹۔ مانا رخ جس کا ذکر پوران میں لکھا ہے تذکرہ
میں رجا تھا۔

جواب آریہ۔ آریہ ایک غلطی پوراؤں کی نکالی مہران آریہ سماج ہزاروں
لگاتار غلطیاں پوراؤں کی خود نکالتے ہیں میں تمام پوران کسب طبع قابل بیان
نہیں ہیں۔

یادری۔ اگر وید میں رجا ذکر ہے۔

समनेयोगाभुवत्सशेषपरध्यामगमहाजिनि
रासनः ॥

ترجمہ۔ یعنی اے اندر میں بڑے لوگوں میں ملا اور دیں دستری
اور گیان و بھوجن دینے کے واسطے مستعد ہو پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر بائبل کی
یہ آیت لکھی ہے۔ اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے ویسی زمین پر بھی ہو ہماری
روز کی روٹی آج ہمیں دے اور ہمارے گناہوں کو معاف کر جیسے ہم اپنے
تقصیر داروں کو معاف کرتے ہیں۔

جواب آریہ۔ دیکھئے اس جگہ کیسی چالاکی ہے کہ بزرگ وید کے منتر کو روگردا
کا

بتایا اور یہ لکھا ہے۔ دو سر لکھا ہے جتنا لکھا اُس کا بھی ترجمہ بالکل ہی غلط
کیا۔ در اعراض کی حقیقت دیکھئے ہمارا منتر دعا کا نہیں فقط خدا کی صفات ظاہر کرتا ہے
دعا ہی لکھا اور بائبل میں سے جس کو اول درجہ کی دعا اپنے دل میں سمجھتے تھے میں آیت
ایک بار لکھیں اور مقابلہ کیا۔ اصلی ترجمہ منتر کا یہ ہے۔

”پرستو یوگیوں کا دیا ساک ہوا ہوا اور ان کے دل کو روشن کرنا ہوا۔ دہن اور
ایشورج سے پری پورن کرتا ہے اور وہ یوگی کل تلب دو یاؤں کر کے کت مہرتے
پس مطلب یہ کہ اے خدا تو میری عبادت کرتے ہیں اور تیرے میں دل کو لگاتے ہیں
تو ان کے دل و دماغ کو روشن کرنا ہے۔ دولت اور عزت دیتا ہے اور وہ لوگ نہایت
علوم سے ماہر ہوتے ہیں۔ اب بائبل کی دعا کی طرف دیکھئے جس پر باوری صاحب
کہا ہے کہ ”یہ ہے اے باپ جو آسمان پر ہے“ مقام غور ہے کیا اس فقرہ خدا
کو حمد و ستیں کیا کیا خدا آسمان پر ہی رہتا ہے۔ کیا حاضر اور ناظر ہیں۔ کیا محیط
کل نہیں (تیرے نام کی تقدیس ہو) تو یہ کیا اس کا نام غیر تقدس ہو سکتا ہے۔
و تیری بادشاہت آوے (کیا زمین پر آگے تیطاں کی بادشاہت ہے جو اب
خدا کی آوے۔ افسوس بائبل کے بنائے والے کو یہ عام بات بھی معلوم نہ تھی۔
کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے ویسی زمین پر جو
اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آسمان ایک ملک ہے اور وہاں خدا بھی رہتا
ہے اور وہاں رہنے والوں کی خواہش پورے طور سے پوری ہوتی ہیں۔
آریہ بے علم ہیئت کے جاننے والوں زمین پر خدا کی مرضی کے موافق نہیں
ہوتا اور جو کہ خدا کی صورت پر جو انسان بنا یا گیا۔ زمین شاد گئی اور کم
زور خدا کی بنائی ہوئی ہے۔ یا شیطان خدا کی مرضی کو زمین پر کرنے نہیں دیتا
ہوگا اگر آئے دیتا تو اس کا اکلوتا بیٹا ایسی بیگنی سے بچا نہ دیا جاتا رہا ہے
روز کی روٹی آج ہمیں دے (کیا خدا نے ناکھ پیر۔ دل۔ دماغ وغیرہ
اعضائے بدنی ہم کو روٹی کمانے کے واسطے نہیں دیئے تھا کر کے کو دیئے
ہیں اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ اے خدا ہمارے اعضائے بدنی چھین
لے اور روز کی روٹی ہم کو بغیر محنت کے دے دیا کر۔ کیا روشتی دل و دماغ سے
روٹیوں کا مانگنا مقابلہ کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ ہمارے گناہوں کو معاف کر
جیسے ہم اپنے تقصیر داروں کو معاف کرتے ہیں۔ کیا خدا عادل نہیں۔ جو
گناہ معاف کر دینا کیا جو تقصیر دار کو معاف کرے وہ اس بات کا مستحق بھی
سکتا ہے کہ خدا اُس کے گناہ معاف کرے کیا اس فقرہ سے گناہ کرنے کی
ترغیب نہیں ملتی۔ افسوس بائبل کی دعا ہے جس کو بڑے ناز سے باوری صاحب
نے تحریر کیا ہے۔

میں عقل و دانش برائیہ گریست
ناظرین خود انصاف فرماؤں کہ کس کی تعلیم دل و دماغ کو روشن کرنے
والی ہے اور کس کی بیکار۔ کون دولت عزت دینے والی اور کون جاہ جالت دولت
میں گرنا والی ہے۔ کون خدا کے جملہ اوصاف کو صاف اور پورے طور سے
بیان کرتی ہے اور کس کی ادھر وہی بلکہ خدا کو خدائی اوصاف سے معزل و مطلق
کرتی ہے افسوس صد ہزار افسوس۔

یادری۔ صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۸۔ ہندوؤں کے دیوتا اور رشتیوں کے جال
جان اچھے نہیں سمجھتے۔ اندر۔ رام۔ کرشن۔ یودج۔ چندرمان۔ برہسپتی
یون۔ صن۔ یم۔ بیاس۔ وغیرہ وغیرہ پوری کی اور زناہ بھی کیا۔

کرتے ہیں وہ چارے دل کی ہمنوائی کرے۔
جواب آریہ۔ معترض نے ترجمہ بہت غلط اور متدہ اور نامہی سے لکھا ہے
اصلی ترجمہ یہ ہے کہ پراچا جو براؤں سے پیارا سب طرح کے مناصن سے رہت
سکھوں کے دینے والا حقیقی آئندہ کا حتمہ سب جگت کا روشن کرنیوالا ہیئت
گرمین کرنے اور دھیان کرنے لوگ شدہ و گیان سروپ ہے اور سب کے آتماؤں
کا پرکاش کرنے والا ہے۔

اس کو ہم ایسے آتماؤں میں دھارن کریں۔ وہی ہماری بل بدھی۔ گیان
کو بڑا دے یہ سب خلاصہ گائیتری کا ارتکھ لکھا ہے۔ مفصل سچ مائی کے
میں درج ہے۔ اہل دانش خود انصاف فرماویں۔ کہ معترض نے کہ قدر غلطی
کی اور اسے جھکے جھکے مستند ترجمہ کی اور لٹو و ستام ریش وغیرہ سے اعتراض لکھتا
ہے جو بالکل بیچہ دلچ ہیں اور قابل فوج نہیں ہیں۔ معترض کی غلطیاں لکھا
ہے کہ ظاہر کر دیں۔

یادری کی پیش گوئی دیدنا ستر میں لکھی ہے کہ ہندؤں دین اٹھ چاد رنگا
دیدنا ستر میں یہ بات کہیں نہیں لکھی آپ کا خیال سراپا دروغ ہے ضرور
ثبوت دو۔

یادری۔ معترض نے اور پیش گوئی ہندو مذہب میں نہیں ہے بڑے بڑے
ایجنے کی باتیں رام دکرش کے حق میں لکھی ہیں مگر بہتیرے راکھشوں نے
تشکر کے بڑی بڑی گرامائیں دکھائی ہیں تردید وید دھرم کے رو سے کرامات
اور معجزہ کوئی چیز نہیں اور نہ کسی مستند گرنید میں ایسے فضولیات کا بیان ہے
بلکہ ایسے دور اثر عقل باتوں کا ال میں نام و نشان نہیں مگر بائبل ایسی
فضول باتوں سے بھر پور ہے اور اسی سے یہ بھی ثابت ہے کہ راکھش لینے
جھوٹے اور بد سائنش لوگ بھی شیوں جیسے معجزے دکھلا سکتے ہیں۔ دیکھو تھی
کی بائبل باب ۲۴۔ آیت ۲۳ سے ۲۸ تک۔

(یادری) صفحہ ۲۰۲ میں لکھا ہے کہ سانچے تاستر و نادیا تاستر میں گیتا
کا ذکر ہے جن میں کل جگت کی باتیں لکھی ہیں۔

جواب آریہ۔ دعویٰ بلا دلیل بیچ ہے ایسے نئے تاسر و سانچے تاستر کا
سورجیوں۔ لکھا میں آپ کا فرضی دعویٰ آپ کی ماواہمی کا اعلا ثوت ہے۔
یادری (صفحہ ۲۰۲)۔ زندر نے کا باؤ ہو کے ایسے گورہ گوتم کی سری
ادبیت ہو گئی کیا۔

جواب آریہ۔ اندر ادبیا کا قصہ بطور نامک کے چارے مت تاستر ستھیتہ و عو
میں درج ہے۔ اور اس طرح ہے کہ اندر۔ سورج کا اہلیارات کا اور گوتم چاند کا
نام ہے۔ رات کو یا جاد کی عورت ہے اور سورج انکا نادر ہے سورج کے
نکلنے سے رات کا منگار بگڑ جاتا ہے۔ جیسے دوست کے بھوک کرنے سے
عورت کی سجاوٹ میں غرض آجاتا ہے اور وہ دوست کے پاس نہیں رہ سکتی
وہی سورج کے نکلنے سے رات کی حالت ہوتی ہے۔ خود کرنے کا مقام
ہے کہ ہم سورج پر چڑھ کر اعتراض کرتا ہے اور اپنے بائبل کی طرف آنکھ اٹھا کر
کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کہ خدا کے عریضی اسرعل کا یا را بنیادوں پر
آپ کے خرم ہوا۔ ام یعنی الی سانچے ہستریا۔ پیدائش ۱۱۳ خرام ہی نے آپ
کی تمثیل سے تادیبی کی حرج ہے۔ انوں نبی تہ نام ہمیشہ خود کے عشق میں
پیارا صاحب داؤدا کا آپ دیکھنے کو اگر انب انوں نے اسے اب لینے داؤد

سے کہا میری بہن مگر کو میرے پاس آنے دیجئے وہ میرے واسطے پھینکے پکا دے گی۔
اور میں کھاؤں گا۔ حاصل کلام جب آگلی تراس مکان میں آئی تو امیں صاحب نے
اس سے زنا بایک کر کیا۔ صموئیل ۱۱۔ ۱۲۔ واہ صاحب شرم چوکتی است کہ
پیش مرداں بیاید۔

یادری۔ صفحہ ۲۰۲۔ پھر چوکتے ہیں کہ دیدنا نادر ہے سوا کا بھی ثبوت کہیں
نہیں ملے تو ہی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کہاں سے اور کس سے ہے۔

جواب آریہ۔ وجہ حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص مسکرت کی محض تھی سانی باؤ
پر کارردائی کرنے والا۔ وید مقدس کی ماہیت کیا حال سکتا ہے غور سے سمجھئے
خدا کی طرف سے وہی کتاب ہو سکتی ہے جس میں یہ حید ثبوت یا ئے جادوں

اول۔ یہ کہ وہ کسی خاص ملک کی زبان نہ ہوتا کہ سب کو اس کے پڑھنے میں
یکساں محنت ہو۔

دوم۔ اس میں کسی خاص قوم کی طرفداری ہو۔

سوم۔ دنیا بچھا ہونے کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی ہو۔

چہارم۔ ایک حکم اسکا دوسرے حکم کو رد نہ کرے۔

پنجم۔ قانون قدرت حواسی کا بنایا ہو اس کے برخلاف نہ ہو۔

ششم۔ علم منطق و ہیئت بھی اس کو جو ٹھانڈا ثابت کریں۔

ہفتم۔ کسی خاص انسان پر ایمان لانیکی ترغیب دے بلکہ ایک خدا کی ہی

اس میں یکتیت ہو۔

ہشتم۔ عقل انسانی کی ترقی دینے والی ہو۔

نہم۔ انہیں قصہ حات نہ ہوں۔

دہم۔ تمام علوم کا منج ہو۔ وغیرہ غیر بڑا مال کرنے سے معلوم ہو جاوے گا

کہ ان صفات سے موصوف کوئی کتاب سوائے ویدوں کے کتب خانہ

عالم میں نہیں ہے۔ جب قبضل کیا کہ وید الیور کا علم ہے جو کہ خدا

آزلی ہے اور اسکا علم بھی ٹھاوی لینے آزی ہونا چاہئے۔ میں یہی

کا انادی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ رہا یہ کہ وید کس طرح نازل ہوئے۔

دنیا کی ابتدا میں الیور نے۔ اگنی۔ واپو۔ آدت۔ اگر ان چاروں

کے دل میں آئیں کیا کیونکہ ان چاروں کے عمل سابقہ عالم کے ایسی

ہی تھے کہ ان پر ہی وید نازل کئے جاتے ہیں۔ ان چاروں سے رہتا

نہ پڑھے جس کا اعتراض کنندہ آگے قابل ہے مفصل خال ویدوں

کے ظاہر ہونے کا سوامی دباندر سورسنی جی ہمارا رخ کی مصنفہ کتاب

رگوید آدمی بھاش بھوکا میں مندرج ہے وہاں سے دیکھنا چاہئے۔

بائبل میں ان سے ایک بات کا بھی نشان نہیں۔ میں وہ کسی طرح

الہامی نہیں ہو سکتی۔

یادری۔ صفحہ ۲۰۲۔ رگوید کے آٹھوس ہشتک میں ایک رجا ہے۔ جسے

ایک راجہ نے اپنے وان بن کی تعریف میں لکھا۔

جواب آریہ۔ اسے صاحب وہ رجا۔ نے کہاں یونیدہ کر لی ہے اور

کس نے ترجمہ نہیں کی۔ تاکہ ماہیت آپ کے اعتراض کی ظاہر ہو جاتی کہ حادثہ لکھا

سے کسور گما ہوا ہے۔

یادری۔ صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۵۔ وید میں اندر کی لڑائی لگنی اور منو وغیرہ کا

سان ہے اور ایک منتر ہے جسے لیشا رتی لے مانج چراتے وقت ایک

میں شمشاد ڈال کر دیکھئے یہ کیسی حالت و ضلالت سے پیدا ایش کا ذکر ہے ہر ازل میں اگرچہ مختلف ناموں سے پیدا ایش کا ذکر ہے۔ تاہم اس میں پیدا ایش کا ذکر ہے۔ کی یہ بزرگی دکھائی ہے کہ اس نے جہاں کو ایک آن میں پیدا کیا۔ برخلاف سمیائوں کے خدا کے چہرہ زمین پر ایش کے ساتھ اس وقت زمین پر ایش کے دور کرنے کے لئے آرام کیا (مفصل مباحثہ پیدا ایش کا ستاد صوم و چار میں درج ہے)

پادری صفحہ ۵۴م ۱۔ ہندوؤں کی کتابوں میں شمشاد اور دودھ وغیرہ کے سمندر دیکھے ہیں اور حوالہ بھاگوت و مارکنڈی پوران کا دیتے ہیں۔ ان کا بھی کہیں ٹھکانا نہیں لگتا صرف دھم کے سمندر میں ڈوب کر مرنا ہے۔

جواب آریہ۔ پادری صاحب کو ضرورج کے تین باب کی آیتوں کو دیکھ کر حیران رہ جائیے۔ خدا فرماتا ہے کہ تین بنی اسرائیل کو مصر میں کے بائیس سے نجات بخشو لگا۔ اور اس زمین سے نکال کر اچھی وسیع زمین میں جہاں شمشاد اور دودھ مروج مارتا ہے یعنی دو لگا۔ اور اسی طرح یسوع کے باب ۱۶ میں درج ہے۔ "خداوند نے ان کے باب داداؤں سے قسم کر کے کہا کہ میں تم کو وہ لگاؤہ زمین جس میں شیر و شمشاد بہتا ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ کہاں خدائے شمشاد اور دودھ کے سمندر بنا لئے جس جگہ یہ سمندر ہوں گے بھاریہ برہمنوں نے بھی انہیں کی طرف اشارہ کیا ہے کیا بھاگوت سے بائیس زیادہ تو قیرا سکتی ہے۔

پادری صفحہ ۵۴م ۱۔ ہندوؤں کے دین میں زمین ایک جھیل میدان کنول کے پتے کی صورت ہے اور کچھو کے کی سیٹھ پر ہے اور بھنے پرائوں میں لکھا ہے کہ شمشاد ناگ کے سر پر ہے سمندر ڈوں کے شاستروں کی باتیں علم ہیئت وغیرہ کے دوسرے صاف غلط نظیر ہیں ان کے مصنف بے خبر تھے اور زمین کو کھڑی سمجھتے تھے اور حساب فاصلہ سیاروں کا نہ سمجھتے تھے۔

جواب آریہ۔ ضرور نہ سمجھتے تھے کیونکہ کہن وغیرہ کا حال جو بتلاتے تھے ایسا اسطے نیارات کو نہ سمجھتے تھے اور تیری یعنی جنتری جو بناتے تھے شاید معترض انکو اوروں کی ایسا دسمجھتا ہوگا۔ یقیناً اپنے نبی خدا کے قرب یسوع کی چھلم ہیئت کا کامل تھا۔ جس نے باب آیت ۱۱ میں سورج کو کہا کہ

اے آفتاب جوں پر کھیرا رہ۔ اور اے مہتاب تو بھی وادی ابوں کے درمیان۔ تب آفتاب کھڑا رہا اور مہتاب کھیر گیا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے دشمنوں سے انتقام لیا اور آفتاب آسمان کے پچوں پر کھیرا رہا اور قریب دن بھر کے پچھم کی طرف کو مائل نہ ہوا۔ جہاں میں اس وقت شمشاد سورج اور چاند اکٹھا چلتے ہوں گے اسلئے چاند اور سورج دونوں کو یسوع نے کھڑا کر لیا

اب خدا نے ان کو الگ الگ کر دیا۔ افسوس اس کا کیا جواب ہے یسوع نے زمین کا کھڑا نہ نادل میں ضرور مانا ہوگا ورنہ زمین کو بھی کھڑا رہو کہتا اور ہکا شفات پوچھا کہ اے ایک دم بڑا نشان آسمان پر نظر آیا ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے تھی اور چاند اس کے پاؤں تلے اور اس کے سر پر پارہ ساروں کا تاج وہ عورت حاملہ تھی اور در دے چلاتی تھی جسے کو بیٹھی تھی اور ایک دل رنگ کا بڑا از دیا آسمان پر دیکھ پڑا جس کے ساتھ ہر اور دس سینک چلی اور سڑوں پر بات شاہی تاج رکھے ہوئے ہیں اور اس کی دم نے پلے حصہ خادوں کو کھینچ کر زمین پر دے مارا۔ چونکہ یہ مسئلہ بائبل کا ہے برخلاف علم

کے بھی مستحق کو مسلم ہے۔ عورت کا وجود آسمان پر اور سورج گویا ایک کیڑا سمند تھا جس کی چادر اس نے اور چلی ہوئی تھی اور آسمان پر حاملہ بھی ہوئی کیا یہاں نہ بھی خدا یا روح القدس کی نظر عنایت ہوئی ہے۔ اور اس از دیا کی دم کتنی بڑی ہوئی۔ جس پلے حصہ ساروں کو زمین پر دے مارا علم ہیئت کے دعوے کرنے والوں ذرا غور تو کرو کہ جتنے ستارے ہیں یہ سب بڑے بڑے کرشمہ زمین کے ہیں اور ایک بھی اس زمین پر نہیں آسکتا کیونکہ اس سے ہر ایک کٹی جتے بڑے ہیں وہ پلے حصہ ستارے کش زمین پر گرے شائد یادری صاحب کے گھر پر گرے ہوتے۔ افسوس کہ یہ مسائل ہم بلک ان کا اعتقاد و خات اور دے شخص جو تمام سیارات و کواکب سے واقف اور علم نجوم کے وجد ان کے قول ہیئت کے خلاف واہ سے یہ خود اتیری ہیئت ذاتی و ستارہ ستاسی۔

(پادری) صفحہ نمبر ۱۴۶۔ پھر دید میں لکھا ہے کہ سورج آگ سے اور چاند سورج سے پیدا ہوا اور مینہ چاند سے ہوتا ہے۔ کہ بجلی دو بادل کے مل جانے سے پیدا ہوتی ہے اور بادل تین کو س سے ادھی نہیں ہوتا وغیرہ۔ جواب آریہ۔ آپ نے وید کا نام تو لیا مگر وید کا حوالہ کیوں نہ دیا کہ لکھنا تو درکنار یہ بھی لکھنا کہ کس وید میں ہے ہاں بائبل پر وید کا دھوکہ ہوا ہوگا۔ جہاں لکھا ہے اسی دن بڑے سمندر کے سب سوتے پھوٹ لگے اور آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں۔ پچہ خدا کہتا ہے جب میں زمین کے اوپر بادل لاؤں۔ تو میری کمان بادل میں دکھائی دیگی۔ پیدا ایش ۱۱ تب خداوند نے سدوم اور غورہ پر گندھک اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان پر سے برساتی ایسا ۱۱ واہ صاحب کیا آسمان میں کھڑکیاں لگی ہوئی ہیں کیا تو اس قزح خدا کی کمان ہے۔ لیکن علم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سے سورج اور مہتاب ہے تب سے یہ بانی پر سورج کی روشنی پڑنے سے دیکھتی ہے خدا نے آسمان پر گندھک اور آگ کے انبار کر رکھے ہیں چونکہ یہ مسائل بائبل کے ہیں۔ اس لئے معترض کو علم سے پر تال کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور یہ ایک عام قاعدہ بھی ہے کہ ایسی آکھ کا شہید اکثر معصباں مذاہب کو ملے دکھلائی دیتا۔ جس طرح ہم نے ہر ایک اعتراض کو حوالہ سے تحریر کیا ہے ویسا ہی معترض کو بھی اگر اعتراض اسکی صداقت کی تو کہتے ہیں معذ حوالہ کے تحریر کرنا چاہئے ورنہ دعوے ملاؤں سے سوائے ذیل ہونے کے اور کسی طرح کی سرخروی نہیں +

پادری صفحہ ۱۴۶م ۱۵۔ ہندوؤں کی کتابوں میں معبود کون ہے۔ آیا برہما۔ بسن۔ ہیش یا عینوں مل کر اور حوالہ لگ پران مارکنڈی پوران بھاگوت پراں ویدم کران۔ بارہ پراں ویرہم دو پور پراں کا دیتا ہے۔ اور باہم ان کا اختلاف ہے۔

جواب آریہ۔ یہاں پر معترض نے اپنی مرضی کے موافق مسئلہ بنا دیا تینوں ملکر ہندوؤں کے معبود ہوں اس جگہ تثلیث ثابت کرنے کا ارادہ کھیرا ہوگا۔ پراؤں کے شکوک لکھ کر معترض کہتا ہے کہ دید شاستر میں اختلاف ہے۔ ہم اگر انجیل بر بناس اور صیوچی اجمیل سے اختلاف پیش کریں تو قابل تسلیم ہوگا یا نہیں معترض نے سخت غلطی کھائی اور بے فائدہ محنت اٹھائی +

پادری صفحہ ۱۵۳م ۱۵۶۔ شاستروں میں ہی اختلاف دکھاتا ہے کہ خیر شاستروں میں ایسے ایسے کھچڑے ہیں اور یوں تو اختلاف اور حقوں سے بھرے پڑے ہیں +

اور کرشن سے کہنے لگی کہ وہ میرے ختم سے یہ باتیں کہہ دیجی اور وہ اگر مجھے مار ڈالے گا کرشن نے بے کما کر تم قدر اگر شاید وہ آدنگا تو میں کالی سن جاؤں گا۔ اور تو میری پوجا کرنے لگیو۔ میں میدان جیت لیجیو۔ افسوس ہزار افسوس بھلا ایسے شخص میں بھی کہیں سچائی پا سکتے ہیں +

جواب اگر یہ۔ نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے جو بھولے کاتبیہ کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ اور کیوں خواہ مخواہ لوگوں کو دھوکہ دیکر بھلا کر گمراہ کیا کرتے ہیں ہم نے مہاجرات میں بڑا مال کی کہیں اسکا نشان موجود نہ پایا۔ بلکہ یہ ذکر تو بھلاکت میں بھی نہیں ہے اس واسطے ہمیں کسب پڑا کہ مصنف دین حق کی تحقیق کی عقل پر اور اس کے جھوٹے اعتراضوں پر افسوس صد ہزار افسوس بھلا ایسے پادریو میں بھی کہیں سچائی کا نشان پا سکتے ہیں۔

(یادری) صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۴۔ چندوں میں بدائش کی بابت بڑا بخل پائا جاتا ہے۔ کوئی تیتو۔ کوئی دشن۔ کوئی کالی کوئی دیوی کو پیدا کرنے والا مانتا ہے۔ پہلے مایا سے ست۔ رنج۔ پنچ۔ پھر اسکا کیرا کاش۔ پھر دایوگ۔ پانی برکتی ہے۔ اس سے انسان پیدا ہوتے۔ اور حوالہ صرف کرم پران و سنگ پران اور پریمہ و پورت پران و مارکنڈے پران و بھاگوت پران وغیرہ کا دیتا۔ جواب اگر یہ۔ اعتراض سے ہم پوچھتے ہیں کہ بائبل میں جو لکھا ہے کہ کس دنیا کا مانیو الا گاؤ۔ خداوند کہیں جہودا۔ کہیں لارڈ۔ کہیں فادر۔ کیا تمہارے ہمت خدا ہیں یا یہ سب ایک ہی خدا کے نام ہیں اگر قول اذل درست ہے تو اعتراض تمہارے یہ عارضہ حال ہے۔ اگر حصہ دوم سے تو نشیو۔ وشن دیوی بھی ایک ہی پرستور کے نام ہیں علاوہ ہزار اگر وہ مقدس سے پیدا نہیں کا حال پڑھے جو پرستور نے خود ہم کو بتلایا ہے تو کوئی شک نہ رہتا اور علم و عمل کے مطابق تھا۔ جاہلوں کی تصنیفات میں دیکھ کر خود خوضوں کی زبانی شکر اور ایسی دینی کتابوں میں برخلاف عقل پیدا نہیں کا حال بڑھ کر دل میں عیصہ کر لیا (مثل) (اسپ من آس است و احتی دیگران چون مخیر است) بائبل کی پیدا نہیں کیسی اونٹ پٹانگ ہے۔ دیکھتے تات دن میں تو کیا کو پیدا کیا عدن میں باغ انکور لگایا۔ شام کو خدا آسمیں ٹپل رہا تھا۔ (کیسی بھول ہے) ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ اور بڑا دل اور سستان بھی اور گھر اور کچے اور پر اندھیرا تھا۔ اور خلائی رورخ پانیوں پر چرخیں کرتے تھے۔ اور خدا نے کہا آجالا ہو آجالا ہو گیا۔ اور پھر خدا نے آجائے کو دیکھا کہ اچھا ہے اور خدا نے آجائے کو اندھیرے سے جدا کیا اور خدا نے آجائے کو دن کہا اور اندھیرے کو رات کہا۔ سو شام اور صبح پہلا دن ہوا۔ پیدا نہیں آجائے ہم پوچھتے ہیں کہ خدا ازلی ہے یا نہیں۔ اگر کہو کہ ازلی ہے۔ تو ازلی میں ابتدا نہیں ہوتی کیونکہ ازلی کے معنی ہیں۔ جس کی ابتدا نہ ہو اور رات کہتے ہیں شروع کو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا ازلی سے بنکار پھٹا اور دنیا پیدا کر کے علم سے بے خبر تھا۔ جو کہو کہ خدا ازلی نہیں۔ تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ آسمان سے کیا مراد ہے خدا کے رہنے کی جگہ۔ یا خلا۔ اگر حصہ اذل درست ہے تو جب تک آسمان نہیں بنا تھا۔ تب تک خدا کس جگہ رہتا تھا۔ صاف طور یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ خانہ بدوش رہا ہو گا یا مکان بنانے کے فکر میں ہو مگر کوئی نقشہ سمجھ میں نہ آتا ہو گا۔ جو حصہ دوم پر اعتقاد ہے تو بائبل بے بنیاد ہے کیونکہ آسمیں اس کا ذکر نہیں البتہ شرح کرنے والوں نے مراد آسمان از خلا رکھی ہے خیر شاید

تو اس کی بدائش نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اوپر نیچے ایک سا ہے جب پول نہیں تھا تو کیا تھا اور خدا کہاں نہتا تھا۔ خدا کا علم کامل تھا یا بیدل۔ اگر سوال اذل درست ہے تو اس سے زمین سیدل کیوں پیدا ہوئی اور پھر سیدل لینے اوکے سے کو کس نے برابر کیا۔ جو حصہ دوم ٹھیک ہے تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ خدا محیط کل ہے یا محدود۔ حصہ اول میں خدا کے روح پانیوں پر جنبش کرتے تھے (جس کو بائبل نے مرغانی کہتی سمجھ کر رکھا ہے) نہیں ہو سکتا۔ جب روح پانیوں پر جنبش کرتے مائے کے تو خدا کے جسم کو پانیوں میں ڈوبا ہوا یا کسی اور جگہ قبول کرنا پڑے گا۔ جو خدائی اوصاف کے عین برخلاف ہے۔ سوال دوم محمد و سے وہ خدا نہیں بلکہ انسان۔ یا حیوان یا کوئی اور نباتات وغیرہ ہے۔ خدا نے آجائے کو دیکھ کر کہا کہ اچھا ہے۔ کیا لینے نہیں جانتا تھا اور آجالا اس کے علم میں نہ تھا۔ اگر ہوتا تو دیکھ کر اچھا نہکتا۔ اور خدا نے کہا کہ پانیوں کے بیج آسمان ہو اور پانیوں کو پانیوں سے جدا کرے تب جدائے آسمان کو بنایا وغیرہ وغیرہ سو شام اور صبح دوسرا دن ہوا پہلا غور کیجئے اگر پانیوں کے بیج آسمان نہ ہوتا تو پانی رہتے ہی کہاں آسمان کو بھی آیت میں پہلے دن میں بنایا تھا اب دوسرے دن اسکا کیا بنایا کہاں تک تحریر کیا جاوے محقر ہے کہ تیسرے دن خدا نے سمندر اور نباتات اور چوتھے دن چاند سورج غرض چھ دن میں سب کچھ پیدا کر کے آدم کو اپنی صورت پر بنا کر ساتویں دن آرام کیا۔ بدائش باب ہٹلا۔ ہم پران ہیں کہ بلا سورج چاند۔ پہلے دوسرے تیسرے چوتھے دن کی کس طرح سمجھ ہوئی۔ افسوس بائبل نے لا محدود کو ہم جاکو یک جا کر کے خدا کی شکل بھیرا دی۔ جن پر آدم بنا۔ سچ ہے تب ہی تو انسان کی طرح تھک کر ساتویں دن آرام کیا۔ خدا نے آدم پر بھاری نیند بھیجی وہ سو گیا۔ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکالی اور اس کے بدلے گوشت بھر دیا۔ اور خداوند نے اس سے ایک عورت بنا کر آدم کے پاس لایا بدائش پہلا پارہ سبحان اللہ اور یہ کام پریمہ سرب دیا یک لینے خدا محیط کل ہے۔ وہ کیونکہ تمام عالم کی خبر داری چھوڑ کر ایک بیچارے آدم کے پیچھے رہ گیا نیند بھی شاید روزانہ چیز ہو گئی تب ہی تو افظ بھاری تحریر ہو اسے شاید نیند سے بائبل کی مراد یہ ہوئی قاتل ہو گیا کیونکہ پسلی کاٹتے ہوئے آدم کو خبر نہ ہوئی۔ آجائے کو قاتل خبر کا تو ذکر نہیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے سیزنا جنوں سے جو شیر کے برابر بھیڑنیو اے ہونگے پسلی کاٹی ہوگی۔ وہ گوشت کہاں سے آیا۔ جو پسلی کے عوض بھرا گیا کیونکہ اسوقت سوائے آدم کے اور کوئی پیدا نہ ہوا تھا خدا نے ساری اپنی ران کاٹ کر بھرا ہو گا۔ آدمی کی بناوٹ سے صاف ظاہر ہے کہ پسلی کوئی پسلی کم نہیں اور عورت مرد دونوں کے اعضاء بدنی کی بناوٹ یکساں ہے۔ بھلا ایک پسلی سے تمام اعضاء بدن کی طرح بنے مثلاً آنکھ۔ کان۔ سر۔ ہاک۔ ناک۔ پیر وغیرہ وغیرہ یوہین سرجن صاحبان غور فرمایو۔ شاید جواب میں یادری صاحبان درافاشی کر کے۔ کہ خدا قادر مطلق ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں بقول آپ کے وہ قادر مطلق بخیر کی عورت نہیں بنا سکتا تھا۔ جناب من قادر مطلق کے یہ معنی نہیں کہ جناب مشابہ دل میں آیا کر دیا یا در ہے۔ وہ اپنے فرائض سے برخلاف کچھ نہیں کرنا چاہیہ اسکا فیصلہ ستیاست بیک میں موجود ہے دیکھ لینا) دراکریان

وہ مقدس پر کرتا تو ہم بخوشی جواب دیے گو حاضر تھے گریاوری صاحب بیارے سنایا گئے
نام سے بھی بے خبر ہیں۔ میں اعتراض کہاں سے لاتے اور اپنی استغلا و جرات کہاں لیتے
پڑاؤں پر اعتراض کئے ہیں۔ اور انہیں کے ماننے والے برہمنوں سے کچھ شکے دے کر
اعتراض لکھوائے ہو گئے۔ کیونکہ اسد نہیں کر پڑاؤں کے بڑھنے کی بھی کچھ استغلا
سکتے ہیں مگر ہم نے نوا بختی۔ مارتی اردو۔ روتس و ناگری وغیرہ بھی پڑی ہے۔ اسلئے ہم
نے یہ اعتراض کئے ہیں خود بائبل سے دکھائے گو حاضر میں بہت شک کوئی فکر ہو جو کچھ پڑی
صاحب نے پڑاؤں پر اعتراض کر کے جاہل ہونے کو شکوک میں ڈالنے کیواسلئے کتاب نانی
ہے۔ پس ہم اس کی کیا تردید لکھیں جب کہ اعتراض ہی بے بنیاد ہیں۔
(بادری) صفحہ ۱۲ - تین دیوتاؤں کے بارہ میں کفایت نہ کر کے رام چندر پر الزام لگاتے
میں اس نے زون برہمن کو مارا اور اپنی عورت کو خوراؤں کے گھر میں داخل ہوئی تھی۔ پھر
قبول کیا اور لوگوں نے اسکو استاد ناناک ٹھہرایا۔
جواب آریہ۔ اول تو رام چندر انسان تھا اس کی بہادری کی طرف دیکھ کر عیسائیوں کو بے
کراس کا فخر دیکھتے ہی کے سمجھیں۔ آج دنیا کے مذہب اور عالم تو مائیکیل کے دیرا
میریل بنانا پڑی مشکل سمجھتی ہے اور وہ بھی برس دو برس کے بعد گریز کرتا ہے اس مردید
نے ۲۵ کوس سمندر پر پل باندھ کر لٹکا میں بڑی بھاری لڑائی تو کر فتح پائی یہ فقط اپنے باب
کی قول پروری تھی اور یہ اس کی عصمت تھی کہ اس نے غیروں کے پاس رہنا قبول نہ
کے خاوند کے براہ ہوئی اگر اس عالم تنہائی میں کسی نے فرمایا اس کی عورت کو چڑا لیا۔
اور انہوں نے قتل نہ کیا باوجود مدد لینے اپنے باب بادشاہ کے فوج حاصل کر کے اسکو
جو ایک پاک دامن مشہور ہے بقول فیضی میریت

تشنہ لاپیرہن عریان ندیدہ جو جان اندرتن و تن جاں ندیدہ
تھیں لایا تو اس میں اس کو کیا الزام آتا۔ لے نقب تیرا خانہ خراب ہو گئے اصناف سے
مداوت ہے سیتا بھی و مجبور آراؤں کے گھر میں چلی گئی۔ مگر ہم تو خوشی سے دیکر یا کے گھر میں
چلی گئی تھی اور وہاں سے حاملہ بھی ہو آئی تھی اور اسکی یا کوئی کی شہادت بھی بخودی خود
دیتے ہیں میر تو مت نے گھر میں رکھی تھی جسکا ذکر تو انکی انجیل پہ میں ہے۔ اور بپتسمہ بخاک
پیارے و خیر دین نام سک کے گھر میں رہی اور اس سے ہمیشہ بھی ہونی مگر مقبول نہ اپنے
گھر میں رکھ لیا جس کا ذکر ۳۳ باب میں ہے افسوس کہ خدام دین آنکھ کے اندھے
نام میں منگے ایسے گریبان میں منہ ڈال کر بائبل کو نہیں دیکھتے۔
(بادری) صفحہ ۱۲ تا ۱۴ آخر ستر سن کرشن جنکی مات لکھتا ہے کہ بھاگوت پُران کی رو
گوپیوں کے ساتھ مدافعی کرنا اس کا ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ گوہنہ گویوں
کے مرنے کا اثر پانچ باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے دین کے دوسرے

خدا پاک نہیں ہا
جواب آریہ۔ اول یہ اسنے گھر میں بائبل کو خور سے و جاہل کیا وہ بھاگوت سے
زیادہ خیالی ذات پر الزام نہیں لگاتی ہے پھر آپ کو معلوم ہو گا کہ خدا کے معجزات نے
کیا کیا نہیں کیا۔ پیچودہ نبی نے اپنی بیٹی پر نام کی قرانم جو رو سے زنا کیا جس کا ذکر پیدایش
باب ۱۲ میں ہے اور کیا جان سے ایک ہزار سے بڑھ کر عورتوں سے مدافعی لگا
میت پرستی بھی کی سلاطین باب ۱۲ آیت میں دیکر ہے کہ سے ۱۲ اور بارہویم نے شادی
تین واڈو نے ۹۹ بلکہ ۱۰۰ عرض کیا کہوں یثیاء کے تین بات آیت میں خدا بھی عورتوں
کی اندام نہانی لکھا ہے گا۔ اے یادی صاحب دراصلی کر اعتراض کیا کہ کرشن جن
مرانج جو شہادت عالم باعل نیک سیرت نیک بخت جو انرا انسان تھے ان کو ملامت
ٹھہرائے ہوا اور سند بھاگوت کی لاتے جو جو بالکل بے سند کتاب ہے بھلا ہمیں جو

معرض نے گیتا کا شکوک لکھا ہے۔ اے صاف نامہ ہو گیا ہے کہ معرض سنسکرت سے
ماہاتمت گیتا سے نا آشنا ہے افسوس کہ گیتا میں یہ شلوک بالکل نہیں ہے میں اس کے
کل اعتراض نے بنیوت ٹھہرے جس شخص نے بلا تفسیر دل سے گیتا کا مطالعہ کیا ہے وہ
کرشن جو کی روحانی تاثیر کا قابل ہو سکتا ہے۔ اب آگے جیکر معرض خدا کے پاک۔ عادل
رحیم۔ عالم لطیف۔ بہرہ بان۔ صادق وغیرہ صفات برتھا۔ بشن۔ ہمیش و رام کرشن میں
تلاش کرتا ہے۔ افسوس کہ برہما۔ بشن۔ ہمیش وغیرہ جو کسی زمانہ میں انسان تھے ان کو
چار خدا بنا کر ان پر جھوٹے الزام پڑاؤں سے لگا کر ظن رنی کرتے ہیں جو ان کی تہذیب
کا حقیقی نور ہے پس ہم انجیل میں بھی تلاش کرتے ہیں کہ بائبل کے خط میں یہ چھ صفات
مذکورہ بالا ہیں یا نہیں۔ البتہ لفظ قدوس بائبل میں ہے مگر اس کی قدوسیت ظاہر
نہیں ہوتی۔ کیا عورتوں کی اندام نہانی لکھا نا قدوسیت ہے کیا لوط۔ واؤ۔ و۔
سلیمان۔ یہود۔ موحسنے وغیرہ کو دوست رکھنا اور سزا دینا قدوسیت ہے
کیا ایک آدم کے گناہ کے بدلے کل دنیا کو لگنا رکھنا عادل ہے۔ کیا ایک کے بھائی
دے جانے سے اور دوسرے کے گناہ بخشے جانے عادل ہے کیا ایک بے گناہ کو بھائی
دنیا انصاف میں داخل ہے برضلاف صفت رحمت کے عیسائیوں کا خدا جلاؤ ہے۔
موتے نے کر وروں آدمی مارے۔ ہزاروں کا خون بہایا اس کے مرید یسوع نے ہزاروں
کا سننا ناش کیا۔ صومیل ۶ باب ۱۵۔ آیت میں خدا نے بیاس ہزار ستارہ ڈالے خدا
حکم دیتا ہے۔ اب تو جانا اور عثمانی کو مارا اور جب کچھ خواہ کا ہے یک نخت بر باد کر اور
ان پر رحم مت کر بلکہ مرد عورت بھی بچے تیر خوار اور پل بھڑ بکری اونٹ لگے صومیل
سب قتل کر صومیل ۱۵ آیت ۲۵ میں ہزاروں کو مار ڈالا گنتی لاکھ گوشت و انتوں سی تلے تھا
کومت دامارا ہوش ۱۲ آئی روکیں ہیسیں جاوگیل دیٹ والی عورتیں جیسی جاوگیل صومیل
۵ اسدیوں کو واسیر سے مارا یہاں اب باب ۱۵ طوفان سے مارا آخر قبل ۱۳ سب بیکو جلاؤنگا
پس رحیم کہاں رہا بلکہ ہم ہو گیا عالم لطیف ہونے کی بھی انجیل تردید کرتی ہے عاٹو ص باب
۹ میں خدا فرماتا ہے۔ میں ان کی اولاد کو تلوار سے مار ڈالوں میں سے کوئی بھاگ نہ سکیگا۔
اور اگر کل بھاگے رہائی نہ پاویگا اگر مے یا تال میں سنید کی حاوے نہ لیا تھو وہاں سے
کھینچ لیاویگا اگر آسمان پر چڑھ جاوے تو وہاں سے آزاروں۔ اگر سمندر کی تہ میں سری لنگر
سے چھپ جاوے تو وہاں سانپ کو حکم کر دوں گا کہ وہ ان کو وہاں سے جا کر کائے کیا خوب
عالم لطیف ہے جو زمین اور آسمان کے کلابے مار رہا ہے اور یہ خیال نہیں کہ سانپ مافرا ہزار
ہلے ہی یعنی ہر یک کا ہے خدا طوفان کو بھیج کر بھگتا یا اور زمین کے ماشدوں کو غرق کر کے
دیکر ہوا اور تو پکی کہ آئندہ میں ایسا نہ کروں گا پیدایش باب ۱۵ فرخ عدن میں نیکار لے آدم تو
کیاں ہے مجھے کس نے جتا یا کہ ننگا ہے۔ کیا اس درخت کا تر کھا یا کس کی بابت میں نے
منع کیا تھا۔ یہاں آیت ۱۵ خدا نے قانون سے کہا تیرا بھائی بائبل کہاں ہے یہاں آیت ۱۵ میں
اب آتے دیکھو ننگا کہ انہوں نے سرسرا س جلا کے مطابق جو ٹھیک بپتسمہ لگایا ہے یا نہیں
اور اگر میں تو میں دریافت کروں گا یہاں آیت ۱۵ خدا نے آدم سے کہا کہ ایک ویدکی یہاں کے
ہرست سے کچھ نہ بھانا۔ کیوں کہ جس دن کو کھانا ضرور لگایا۔ یہاں آیت ۱۵ میں خلافت اس کے
بائبل کے کروے آدم کی عمر سو تین برس کی ہوئی حضرت بعد الی کی قلعی کھل رہی ہے اب
حد کی صداقت بھی معرض کو دکھانا ہوں۔ خدا نے موحسنے کو کہا تو فرعون کو جا کر بابت ہے
اور میں فرعون کے دل کو سخت کر دوں گا۔ اور فرعون تمہاری نہ سیکھا حروج ہے وغیرہ پس
صداقت اسی کا نام ہے اور خدا دس کا یہی کلام و کام ہے۔ تو ہمارا بھی سلام ہے۔
یاد رہی پھر ہمارا تو میں کرشن کی بابت یوں لکھا ہے کہ جب ان کی آنکھ لڑا رہے تھے۔
تو ایک دن سمندر میں کھوس کی بہن نے ان دونوں کو ایک جگہ پایا۔ اس نے رادھا بہت ڈر گئی

یہی ہیں اگر اس عرص سے جو تو اس کے پیش ننگ نام کیوں ہیں اور اسٹرلنگ نام کیوں ہیں۔ پرمیشور کے نام فقط اس کی صفات بیان کرنے والے ہیں۔ ان سے یہ عرض نہیں کیا گیا کہ وہ دنیا کے رہنے پر مشرک ہوگا۔ وغیرہ صرف آپ کا دلی بناوٹی مسئلہ ہے کسی آریہ کامل و مام علم سے بوجہ کر لکھنا واجب تھا اور نہ اس میں ویل مقدس کا پرمان لکھا ہے پس دعویٰ بلا دلیل بیچ و بچ ہے۔

صفحہ ۱۱۲ دیادری جی انچہ وید میں لکھا ہے کہ سترٹ ہونے کے وقت خدا کتاب ہے۔ **एकमेव ब्रह्मा** یعنی میں ایک ہوں بہت ہو جائیگا پھر وید میں لکھا ہے کہ وہی کسان جو گزرتین کو جو سنا بوتا اور پانی بن کر اسے سجتا ہے اور اناج ہو کر سب کا پیٹ بھرنا سست اور اسبت اسی سے ہے۔

سبت سبت است میں دو بوجس سے پھر ان کے مرتے ہیں کس سے جو آب آریہ۔ وہ یادری صاحب خوب اعتراض کیا ہے۔ اگر ہم کہیں مسیح مصلوب نہیں ہوا یا انجیلوں میں لکھا ہے تو عیسائی کیا بائبل کے دیکھا وہاں لکھا ہے ہم بھی پوچھتے ہیں کہ آپ وید میں لکھا کہیں۔ وید نوچا نہیں۔ یوگ۔ یوگ۔ بیام۔ ان میں سے کس میں لکھا ہے۔ سبت جواب دیا جائیگا۔ اے صاحب کسی ناہونم لگا کے لاپٹی نے آپ کو جو کا دیا ہے۔ مسئلہ وید مقدس کے خلاف ہے اور کسی وید میں نہیں ہے پس اس کو وید کہنا سراسر انصاف سے برخلاف ہے۔

صفحہ ۱۱۳ انا ۱۱۱ بہت کچھ اونیٹندوں اور ویشٹ اور دیو واس وغیرہ کے شلوک لکھ کر خلاصہ لکھا ہے کہ ستر ستروں کی کتابوں میں خدا جو گزرتین سے اس کا بیان ہی نہیں اور خلاصہ کا یہ شلوک ہے۔ **एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म ज्ञेयं नान्यत्किंचन** ترجمہ یعنی ایک ہی برہم ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ وید ستروں ویران کا خلاصہ یہی ہے۔ **جواب آریہ**۔ آپ نے یہاں بالکل گڑبڑ مچا دی۔ اول جو شلوک لکھے ان کا مطلب اور ہے اور اس شلوک کا اور ہی مطلب ہے۔ آئے۔ معلوم ہو کہ گزرتین شلوکوں کا خلاصہ نہیں لکھا اور علاوہ ہر اس کا ترجمہ بھی غلط سمجھا۔ لیکن اس کے لئے یہ ہیں کہ خدا صوت ایک ہی ہے دوسرا نہیں ہے۔ آپ کی طرح تین خدا اس میں نہیں مانتے ہیں اس واسطے تین کی ہدایت نہ پا کر اعتراض کرنے کا موقع آپ کو ملا ہوگا۔ اس میں شرکت کو ہٹا کر وحدت کا اشارہ کیا ہے دوسری شے کی مطلق ہستی سے انکار نہیں کیا۔

افسوس آپ کی دانشمندی پر بلا سوچے سمجھے شاستر ویران کا خلاصہ نکال دیا۔ **یادری** صفحہ ۱۱۶۔ خدا صاحب برعز ہوا۔ اور سرب و ایک ہو کے سب باتوں کا کرتا یعنی فاعل شہر انہیں کی باکر کی ثابت کرنی دستور معلوم ہوتی ہے خیر اس بات کے دریافت کرے میں کیا چاہئے کہ ان کتابوں کے زور سے وہ سرگرن ہونے کے پہلے وہ دیوتا بنائیں آیا وہ نو دیوتا ہیں جو کہ قدوس ٹھہرتا ہے یا نہیں کیوں کہ ان میں جو سب دیوتوں کے سپردار درجہ۔ وشن۔ مہیش۔ ہیں ایک نہ ٹھہرے گا تو کس میں ٹھہرے گا۔

جواب آریہ۔ یادکر صاحب کہتے ہیں کہ عیسائی کا اگر کوئی مذہب ہو تا تو ضرور وہ اپنے معبود کو عیسائی تصور کریں جس کا ہر عضو دہر یا اور شکل مرغوب قد و قامت میں درست مضبوط اور سبت عمدہ ہر جہاں ہوں میں جڑے والی مانتے یہ سچ ہے۔

لکھ کر کس بقدر ہمت اوسبت۔ ہر ایک اپنے اعتقاد اور قیاس کے پوجتے کہا ہے۔ دیکھتے بائبل میں خدا نے آدم کو ایسی صورت پر بنا یا عدن میں آدم سے پہلا نام ہوا۔ پھر یعقوب سے نشتی نوکر معلوب ہوا اور یہاں مانگی مو سے کو۔ ما کے واسطے رعبت۔ دلائی جیسا کہ مو سے کی کتابوں سے بل من

ظاہر ہے اس قسم کے بیہودہ خیالات نے مصنف تحقیق دین حق کو دھوکا میں ڈال دیا ہوگا۔ اور سمجھا ہوگا کہ جیسے مسیح ہمارے اعتقاد میں خدا مجسم ہے اُس کے مذہب میں بھی برہما۔ تین مذہب تین خدا مجسم ٹھہرائیں اور ان کا نام سگن روب رکھوں۔ اگر ہم آریہ اس کے قابل ہوتے تو ہم مسیح کو کیوں رد کرتے یا برہما تین مذہب کے طور پر بلیت کے گرداب میں کیوں نہ پھنستے مگر یہ خیال بیشک سبھ صا دوزخ میں بھجائے والا ہے اور حواہ حالت و غلات میں گرائے والا لہذا ہم ہرگز ان کو مجسم خدا مسیح کی طرح نہیں مانتے البتہ نیک اشیا ص جانتے ہیں جاہل لوگوں نے ان پر الزام اور اتہام واسطے سکرم پروری خود لگائے ہیں جیسے کہ متی نے برہما تین کا نام یکتا اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ اسی طرح جو دغرض ایلہ فرب لوگوں نے برہما تین مذہب مہاتماؤں پر الزام لگائے ہیں مگر دانا لوگ جو ان کی تعلیم دیکھتے ہیں اور اس سے روز روشن کی طرح سمجھتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے گناہ سے پاک تھے۔

یادری صفحہ ۱۱۸۔ ایا ۱۱۸۔ بجاوہ جیڈی پاٹھ میتھ۔ وشنو۔ لنگ۔ واپو وغیرہ دیوتاؤں کے لکھا ہے کہ برہما ہمیشہ شراب پیاکرتا تھا ایک روز متوالا ہو کے اپنی کنیا رتیرا ارادہ کیا۔ وغیرہ۔

جواب آریہ۔ مثل مشہور ہے (جھان لو بولے مگر چھانی کیا بولے) جس کو ہزاروں شوراخ میں ہم پر کسی طرح الزام نہیں لگا سکتا کیونکہ اول تو خود ہی بائبل وغیرہ مختصر کتابیں نہیں۔ اور علاوہ ہر ایک کتابوں کی شہادت لاتے ہیں گرامینی البامی کتاب پیدائش (بائبل) کی طرف ذور غور سے نہیں دیکھتے جہاں لکھا ہے کہ خدا کے عزیز نبی حضرت نوح طے آئے دہشوں سے شراب پی کر رہا تھا۔ خدا کے حکم اور مو سے کے ارشاد کے بموجب ہمیں ہزار بار کہہ چکے ہیں کہ زنا ہوا اس کو پڑھ کر نہ پڑھیں۔ الی کہ برہما پر بلا بیوت کے اتہام لگائے ہوا اور انجیل کو زیر مباحہ میں لاتے۔ **جسیت**۔ **صف**۔ **یادری**۔ صفحہ ۱۱۸۔ بجاوہ جیڈی پاٹھ میتھ۔ وشنو۔ لنگ۔ واپو وغیرہ دیوتاؤں کے لکھا ہے کہ برہما ہمیشہ شراب پیاکرتا تھا ایک روز متوالا ہو کے اپنی کنیا رتیرا ارادہ کیا۔ وغیرہ۔

جواب آریہ۔ اسی لکھ میں ستر نہیں سوچنا مگر دوسرے لکھ کا شکا نصاریٰ معلوم ہوتا ہے کہ یمن ویران جو کسی شہوت پرست کی تصنیف ہے اسی کی شہادت میں کی حالانکہ ان کتابوں کی شہادت ہمارے مہاتماؤں کے بارہ میں صادق نہیں آتی ورنہ ان میں صاحب بہادری کی آج اوت دیزن بائبل کے بارہ میں شاید ساری پڑکی جاہلوں کی مات کو ستر پڑنا واجب نہیں ہے ویدنا ستر سے شہادت چاہئے جو کہ یہ بائبل ہے۔ پس ہم انجیل سے شہادت لاتے ہیں کہ داؤد نے اور یا کی جوڑو سے زنا کیا اور اور یا کی قتل کیا جس کی اولاد سے حضرت مسیح خدا مجسم پیدا ہوا۔ ناک اپنا لگا ہوا ہے۔ لکھا لوگوں کو بتاویں افسوس۔ دیکھو متوالا باب ۱۲ آیت ۳ سے ۱۱۔ **یادری** صفحہ ۱۱۸۔ مہادویا جیڈی سیاہ میں شکا جو کرسل پر چڑھا۔

جواب آریہ۔ حضرت نوح نے بھی انگریز تہذیب کی گرامینی برہمنی ظاہر کی تھی آپ کی انامی کتاب کہتی ہے۔ دیکھو نوریت پیدائش باب ۹ آیت ۱۲ اور اس طرف ایک مذہبی اور شہوت پرست کی کتاب میں ہے۔ یہ ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ معتضض بننے بے سرو یا بائیں بلا شہوت ویدنا ستر کے لکھدی ہیں۔ کل اعتراض ان کتابوں پر ہیں جن میں ۱۰۰۰۰ سو برس کے اندر لوگوں نے عجب و غریب قصہ حیات اپنی مطلب پاری کے لئے درج کر دئے ہیں۔ پس اس شہوت میں جو کل اعتراض سچے دھرم پر غلطی سے کئے ہیں سب بے ثبوت ہیں۔ ہم کس کا جواب دیں۔ اگر کوئی اعتراض

ان سب الزامات سے اُس کی ذات پاک ہے اس واسطے زادن - مردوں - بخوردن - شستن - چوٹان - بیری وغیرہ سے بھی بے باک ہے چونکہ سب دیا یک اور عالم الغیب ہے۔ میں انسان کی شان و شوکت سے بھی بے عیب ہے جس طرح وہ خود قدیم ادراک ہے۔ ویسے ہی اُس کی کلام بھی ہونی چاہئے اور وہ وید مقدس ہے دوسرے کوئی نہیں واضح ہووے کہ ایک یادری یورین جنگنا نام غالباً اسمتہ صاحب ہے۔ ائمہ میں ایک کتاب دین حق کی تحقیق مطبوعہ امریکن مشن پریس لودھیانہ مشہر اعتراضات اہل اسلام و اہل ہندو کے چھپوائی ہے جو میرے پاس موجود ہے اُس کے صفحہ ۱۲ سے ۲۸ تک دین ہندو پر اعتراض کئے ہیں چونکہ وہ کتاب بہتہ و وجوہ مغالطہ پر مبنی ہے اس واسطے ہم اپنے دھرم کے ناخواندہ لوگوں کو مغالو سے بچانے اور خش پوش چاہ کے جتانے کی خاطر اُس کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں تاکہ واقفی سے کہیں اندھا دھند گمراہ ہو کر اس چاہ میں نہ گر پڑیں اور پستیانی اٹھا دیں۔ اے پرہیزگار تیری کرپا سے امید ہے کہ اس سے اہل ہندو کے اطفال جو پیش رسکولوں میں پڑھتے ہیں فیض یاب ہو گئے۔

صفحہ ۱۲ - ہندوؤں کے دین کی کتاب میں حقیقت میں چار وید اور چار اپنڈ اور چھ ویدانک اور چار آب انک ہیں۔

جواب آریہ۔ یہاں چار یادری صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ ہندوؤں سے ہم مراد کس قوم کی کہتے ہیں کیا وہ لوگ بنام آریہ جن کے مذہب کی جتنی کتب مذکورہ بالا میں پاکہ وے میں پرست بے علم ہونا بھی سے صرف پورا نون کے پیرو ہو گئے اور کتب مذکورہ بالا کو برائے نام کہتے ہیں کہہ گئے مذہب کی کتابیں ہیں بصورت اول اُن کا نام آریہ لینا تھا جو قدیم ہندوؤں سے اس ملک آریہ ورت کے ہیں۔ اور ہندو نام تو مسلمان بادشاہوں کے عہد سے بطور تحقارت کے رکھا گیا ہے۔ حقیقی کتابوں کا نام لے کر اُن کی حقیقی حقیقت تو ہم کا نام نہ لینا محض غلطی ہے بصورت دوم بت پرستوں اور اپنے مذہب سے گمراہوں کو جتانے کے واسطے پہلے یہ کہنا چاہئے تھا کہ اس ملک کے اصلی باشندے آریہ ہیں۔ غلطی اور نا فہمی نے انہیں ہند و اور بت پرست بنادیا اور تمام آریہ رہنمائی کی کتابیں ہیں اور ہم اصل میں آریہ ہو۔ خیر اس سے روگرد کر عرض کرتا ہوں کہ آپ کے قول اول میں کئی غلطیاں ہیں آپ نے صرف نام اُن کا لکھا ہوگا ہم آپ کو اُن کے اصول سمجھاتے ہیں۔ ایک آریہ وید ہے۔ اس میں اول میں آخر تک سترجری۔ گسٹری میڈی سن الولا جی یعنی طبابت وغیرہ کے اذکار ہیں۔ دین کی بات ایک بھی نہیں ہے۔ دوم و ہنرو وید ہے جس میں تمام قواعد فوجی و جنگی کے جو راہوں کو شکستے جاتے ہیں اور تلوار بند و قوت۔ تیر چکر وغیرہ کے فن جو جنگ میں کام آتے ہیں مفصل طور پر درج ہیں۔ دھرم کا کچھ ذکر نہیں تیسرا گاندھرب وید ہے۔ اس میں علم موسیقی کا مفصل و شرح حال لکھا ہے دین سے کچھ تعلق نہیں ہے چارم اترہ وید ہے۔ اس میں قواعد سیاست مدنی اور ہرم کی کاریگری مثلاً انجنیری وغیرہ کا ذکر درج ہے۔ اسکو بھی دھرم سے واسطہ نہیں افسوس کہ ان چار آب ویدوں کو جو دنیاوی حقیقت کی کتابیں ہیں دین حقیقی کی کتابوں میں شمار کیا۔ یہ سب جو اگر ہم کل علوم کی کتابوں اور دانشوں علمی جہیلوں کو اتنی ہی کتابیں مان کر آریہ جواب مانگیں۔ دوسری بڑی بھاری غلطی یہ ہے کہ چار آب انک ہیں حالانکہ وہ چھ ہیں اور اُن میں بھی اصولات علمی پر بحث ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ پیماناسا ساکتہ۔ یوگ۔ نیاتیا۔ دی۔ شنگ۔ ویرات اور چھ انک یہ ہیں۔ شکتہ۔ کتب۔ جوتش۔ نرکت۔ یاگنتھو۔ یاگرن۔ چہند۔ نہیں بھی متعلق ویدائے مقدس کی گرامر و کٹھنی قواعد مرتب کئے گئے ہیں۔ میں ان کا بھی معاملات دھرم سے کچھ تعلق نہیں وید مقدس چار ہیں۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اٹھروہ۔ پُٹنگ۔ ہمارے دھرم کے ہیں جن کو آریہ لوگ ابتدائی آفرینش سے آج تک الہامی

مانتے آئے ہیں انہیں کتابوں سے یادری صاحب کو اعتراض کرنا واجب تھا نہ کہ بلا سوچے سمجھے اندھا دھند کارروائی شروع کر دی۔

صفحہ ۱۲ - یادری، لیکن ان میں چار وید اور چھ شاستر اور اٹھارہ پُران مشہور ہیں۔ جو خاص کردیوں اور نجات کی بات سے علاوہ کہتے سوا اب اُن کتابوں کی باتیں اوپر کے نشانوں سے پرکھی جاتی ہیں پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ ان کتابوں کے رُو سے خداوند طور پر جانا جاتا ہے ایک رُگن کہلاتا۔ دوسرا سرگن۔ رُگن کے یہ معنی کہ جس کو رُگن یعنی صفت نہیں اور خدا رُگن جب رہتا ہے کہ خلقت نہیں رہتی اور اُسکی اُس حالت کا کچھ بیان ہی نہیں۔

جواب آریہ۔ یادری صاحب کا اول وہ فرمانا اور پھر اٹھارہ پُرانوں کا شامل کرنا کس قدر فحش کی آڑ میں شکار کھیلنا ہے جب سوچا کہ ویدوں اور شاستروں میں اعتراض کی گنجائش نہیں۔ اتنا آسوں۔ ناؤں یعنی رُگنوں کو بھی شامل کر لیا۔ افسوس امتحان کرنے والے کی لیاقت جو الفاظ کی فراڈ بھنا تو درکنار سمجھنے بھی نہیں سمجھتا پھر اُن کے گہرے خیالات کی مابیت کس طرح جانے گا۔ ہمارا خدا کبھی بے صفت بھی با صفت اس طرح سمجھ لیا جو گا کہ جیسے اپنے گھر میں خدا کو غیر محدود اور کبھی ایک لاشریک کبھی تین اور کبھی لطیف اور غیر محدود کبھی کثیف اور کبھی دیوتا اور کھن اور فناختہ اور فرس کی شکل کبھی ہمہ دان اور کبھی انکھ سے بھی اندھا کبرخ عدن میں آدم کی تلاش کرتا رہا۔ اور بولا یا کہ تو کہاں ہے اور سوئے لو پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ جناب میں چار اعتقاد آپ کی طرح نہیں ہے اب رُگن اور سرگن کے معنی جو ہماری کتابوں میں لکھے ہیں کتنے یادری صاحب سرگن لفظ غلط ہے۔ اصل میں رُگن ہے خدا ہر حالت میں ہمیشہ ایک صورت میں رہتا ہے متغیر نہیں ہوتا۔ اس میں بدعتی۔ ظلم۔ فریب۔ تعصب۔ رعایت۔ کینہ۔ نفوذ۔ حسد۔ غضب۔ جہل وغیرہ مطلق نہیں اس لئے وہ رُگن ہے۔ یعنی ان صفات سے مبرا اور منزہ ہے کیونکہ یہ صفات اُس کی خدائی کے لائق نہیں اور رُگن اس واسطے ہے کہ اس میں قد و وسعت۔ قدرت۔ عدل۔ علم۔ ہمدانی وغیرہ صفات ہیں یعنی اُن صفات سے موصوف ہے جو اُسکی خدائی کے لائق ہیں رُگن کے یہ معنی نہیں کہ کوئی صفت مطلق اس میں نہ رہے اور رُگن سے یہ مراد نہیں کہ دنیا کی تمام صفات نیک و بد اُس میں آجائیں۔ اپنی ذاتی صفات کے رُو سے رُگن اور غیر صفات نہ ہونے رُگن ہے۔ چنانچہ اس کا عہد فیصلہ مباحثہ ست اسٹجیک بریلی میں جو مابین سوامی دیانند سورستی جیو مہاراج اور یادری اسکاٹ صاحب ہو چکا اور یہی مراد و مطلب تمام شاستروں میں لکھا ہے۔

صفحہ ۱۲ - یادری وہ گویا نیند کی سی حالت ہے کہ اس میں اُسے کچھ کہا نہیں جاتا کہ پاک ہے یا ناپاک۔ سچا ہے یا جھوٹا۔ قادر ہے یا عاجز۔ دانایاں ہے یا نادان۔ کیونکہ وہ بالکل رُگن ہی ہے اور اسی واسطے وہ برہم کہلاتا ہے یعنی نہ پُرش و نہک اور نہ استری و نہک بلکہ پُٹنگ ہے۔ ان کتابوں کے رُو سے خدا سرگن کب ہوتا ہے جب اسکایہ رگن کا ایلادہ ہوتا اور مایا کی اس میں جنبش ہوتی اور برہم میں اہنگارہ سما تپ تین رُگن یعنی ست رُج۔ تم۔ اچتے ہیں اور اُن سے دنیا پیدا ہوتی اور وہ سب چیزوں میں دیا پاک ہو جاتا ہے اور پھر ویشک کی طرح سب میں مل جاتا۔

جواب آریہ۔ یہ تو کسی کتاب میں نہیں ہے کہ وہ تینہ کی حالت میں ہوتا ہے نہ کہا جاتا ہے کہ پاک یا ناپاک نفوذ یا اللہ کی تو ایسی باتیں جیسے ہم فرقہ راولی کی شہادتیں دین عیسوی کے انھو لوں میں پیش کریں اور کہیں کہ سچ مچ ہوئے اور عہد عتیق کے پیغمبروں کا مسمود شیطان تھا علاوہ ازیں اُس کا نام برہم اس عرض سے نہیں رکھا کہ وہ مرد عورت اس واسطے پُٹنگ ہے بلکہ اس لئے کہ وہ ہر شے میں ہے اور برہم اعظم کے معنی بھی

عقیل اور داماد میوں کے دلوں پر بہت تھوڑی سی جگہ۔ اگر تاریخِ ہندوستان اُردو گوئی اپنی
سے شایستگی اور تربیت میں بہت بڑھتے ہوئے تھے۔ اگر تاریخِ ہندوستان کسی طرح وید
مقدس کے پاک آزا غلط ہونے میں شک نہ رہا۔ ایشور کی کریا سے اس زمانہ میں ہی
ہمارے مخالف ہزاروں برہمن خائفانِ وید وجود میں جو ویدوں کے خالی ارتقص ہونے کا
جوہر ثبوت ہے کہ وید مقدس تحریر سے نہ پایا پاک ہے۔

آپ کا فرمانا کہ کتاب کی تقدیس ماننے کا نتیجہ خواہ مخواہ روحانی قید انسانی حکومت اور
ہدایت انسانی کو پیدا کرتا ہے عدم واقفیت کا باعث ہے اگر وید مقدس کے کسی ایک منہج
کاگیری وغیرہ کا ہی ترجمہ منظر کرتے تو یہ اعتراض کرنے کی بابت نہ آتی کہ وید مقدس عقل کو بند
میں بند کرنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ صداقت انسانی بحبتِ رحمانی کے ساتھ عقل کی روکی
بھی تعلیم دیتے۔ ترقی و دانش۔ افزونی عقل کی ایسی کامل ہدایت دیتے جس سے روحانی سرور
حاصل ہو کر جمائی فتنہ سے آزادی ملتی ہے اور حقیقی طور کا طور ہوتا ہے پھر آپ فرماتے ہیں
کہ ویدوں کے صحیح ترجمہ کرنے سے سواری ہی از دستال کے ساتھ باری کا دعویٰ کرتا ہے
اور کامل الفاظے طبی کا ثبوت دیں اور ایک جگہ اپنے اشارتاً عجوبے بھی طلب کئے ہیں کہ
بھائی وید مقدس کا صحیح ترجمہ کرنا ان کی لیاقت علمی اور لاعرضی کا ثبوت ہے آریہ ورت کے
متشرعل کو دیکھ کر اس کی حقیقی ترقی کے سامان تمہیں کرنا خیر خواہ قوم ریاضا در ملک مہاں پر لگا کر
کا کام ہے کسی کی خود غرض و خود پسند آدمی سے یہ کام ممکن تھا جس کے واسطے اُن کو جو
ارشاد اُن کے استاد کامل یعنی سوامی برجانند سرسوتی جی کے ترجمہ کی ضرورت ہوئی نہ رکت
لگھو و اشتادہ پائے و مہا پائے وغیرہ قید کیسٹوں سے اپنی لیاقت علمی کے زور سے ہماشا و
سنسکرت میں بسان ترجمہ کر کے پراکاش کیا ہے جو ہر ایک فلاسفر ملک کا بموجب ارشاد و بد
مقدس کے مست پراکاش اور راست کا تاش فرض ہے اسی پر انہوں نے عمل کیا کہ امارت
شجرہ اور ماہار اہام ہونے سے وہ خود انکاری تھے اور اُن کی تردید کے واسطے تیار رہے گویا
یکل دعویٰ ہی آپ کا فضول ہے۔ پس برخلاف جوش و خروش کے ہم نیاز مندی سے گزارش
کرتے ہیں کہ آپ جیسے علم کے عالم ہو کر کتابیں سنا نہ ثابت کریں۔ آپ کے شک سے کسی بیکر کا
پڑا ہوا بیلا ہونا بتلا دیں آپ وید مقدس سے کوئی عمدہ رموز معرفت کے بتلا دیں اور وید مقدس
سے پہلی کتاب اُڑوئے تو اس پر صغیر دنیا پر نشان ہیں تب کسی آریہ سے مقابلہ کو آئیں ورنہ ابتداء
آفرینش میں اُس عقل کل کی طرف سے انتظامِ جگت کے واسطے الہام کا ہونا ضروری تھا۔

اور وہی لائیدل بکلمات الیہ یعنی لائیدل الہام پر ماکا تا انقیام عالم کافی ہے وید مقدس
میں منظور ہے اگر آپ اپنے دعویٰ کے اثبات سے عاری ہیں تو مخالفت میں میرے پاس
ہزاروں شہادتیں موجود ہیں جن کو اس وقت بحیال طوالت رسالہ نظر انداز کیا گیا مگر موقوفہ
پریش کرنے کو حاضر ہوں۔ ہاں اخلاقِ حمیدہ سے جواب ہو انصاف کو ہاتھ سے دینا نظر
شوکا آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو انکامل تقدیس الہام بھیجنا منظور ہوتا تو اس کام
کو خدا اُڑوئے پھوڑتا تو اس کے الفاظِ مبہم نہ ہوتے اور اُن میں اختلاف یعنی کئی کجائیں
نہ ہوتی۔ اس کو کو اُس میں مختلف تحریفیات کا کرنا مشکل ہو جاتا ہے مدارِ ارضی کا بدلتا
بھائی میرے خدا تعالیٰ کو جیسے جسمانی اکھوں وغیرہ کے واسطے آفتاب کا بنانا منظور تھا
وہی ہی روحانی اکھوں کے واسطے آفتابِ علم و گلیان دویہ کا دیا بھی منظور تھا۔ وید
مقدس اور پورا میں ہے اور اُن میں تحریفیات ہو سکتی ہیں۔ اور نہ اُس میں کلامِ مبہم ہے وید
مقدس کی خوبی کسی عالم سنسکرت و پڑھوان غیر متعصب دلا غرض سے پوچھنی چاہئے مگر اندیہ
از زبانِ حمیدہ سے ترسہ انجلی تعلیم آپ کو وید مقدس سے مجتنب کر رہی ہے مگر میں دوبارہ
گزارش کرتا ہوں کہ وید مقدس قصہ کہانیوں اور طوفانی ماقول سے خالی اور معرفت و گلیان
سے بریزا اخلاق و سبست مدنی سے کامل اور مکمل ہے پس انصاف سے اس کا مٹھا کرنا ٹھیک

ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ صداقت ایزدی کا کوئی الہام کامل مقدس ہم بہتوں کے لئے فائدہ
من نہیں ہو سکتا کیونکہ اور انک انسان کی محدود اور تنگ عقل سے ضرور ماہر ہوگا۔ اور ایسا
الہام کوئی نہیں کر سکتا۔ اور پھر آپ آگے چلکر بیان کرتے ہیں کہ سب کتابیں کم و بیش
صداقتوں کا اظہار کرتی ہیں سب میں کم و بیش الہام پایا جاتا ہے اور جب صرف پڑھنے
سے ہی ہمیں سمجھوں میں اس قدر بے بہا انکا کی خوراک ملتی ہے اور جو صداقت انسان کی
مقدس کتاب کے مطالعہ میں محو ہوتا ہے جو پورا ان آیت کے مژدہ الفاظ کو یا کسی خیال کو
طرزِ زندگانی سے منور کرتا ہے اور بعد ازاں وہی زندہ صداقتیں اور ربانی الہام بن جاتے ہیں
مگر صرف اُس کے لئے اُس وقت میرے مہربان ڈاکٹر شکارا صاحب برہانِ اریہ سماج
شکل کا قول مجھے یاد آیا۔ جنہوں نے پنڈت شیونرائی کے ایک خاص بازار میں ایشور کے جواب
میں فرمایا تھا کہ مژدہ وہ حیرت انگیز ہے جو کبھی زندہ نہ ہو کبھی زندہ تھی وہ مژدہ نہیں ہو سکتی
یہ الفاظ کو مژدہ کہتا سرپا غلط اور حشراتِ آمیز کہہ رہے ہیں باطل است انجہ مدعی گوئیہ
خفہ را خفہ کے کند پیدا رہا۔

میرا ہے بھائی اگر الہام فائدہ مند نہ ہوتا تو آج تک وحشی انسان کو کی طرح ہو کر اُن کی مانند
دولتِ علم و رُوب و منہر سے محروم الارث رہتے افسوس ملک غوروں و ملک دانِ شکستہ کی
ہدایت دے رہی جو ست ہے جیسے ست رہیگا کبھی ناش نہ ہوگا پس جو بے لہ مقدس کامل
تھی۔ وہ آپ مقدس کامل ہے اور اُن کا ہر چار کرنا عین عالموں کا فرض اور منشاءِ اعلیٰ ہے
کوئی ذاتی رائے یا خود غرضی کے الہام تقدیس کے زیور سے کبھی آلاستہ و فرس نہیں ہو سکتے
پس جس طرح بہ امرِ سلم الثبوت ہے کہ ہر کتاب کے علم نہیں آسکتا ویسے ہی اخیر قلم کے کتاب
نہیں بن سکتی اور نہ کسی دلائل کو حل کر سکتا ہے رموزِ علمی و معرفتِ روحی سے سراپا محروم بہت
بے علم کے سوا اور کسی کا نیچر نہیں ہے جب تک پڑھے پڑھائے گئے ماؤں کے تنگوں سے
پیدا نہ ہوں تب تک علمی کتابوں کی نہایت ضرورت ہے اور اسی ضرورت کا حل کرنا عالم
کلِ عظیم مطلق کی توجہ والہام کا محتاج کرتا ہے۔ میں عقلِ سلیم فتویٰ دیتی ہے کہ صفائی و پختگی
کے واسطے حقائقِ روحانی کے واسطے تسلی باطن کے واسطے رہ نمائی معرفت کے واسطے گاہی
یوگ کے واسطے کاروبارِ دنیاوی کے واسطے باہمی محبت کے واسطے اتفاق کے مبارک بودے
کے واسطے۔ انسانیتِ کامل کے واسطے براتما۔ اور بندوں کے رشتہ محبت کے واسطے
غرضیکہ تمام مشکلات حل کے واسطے۔ پاک و تقدیس الہام کا ابتداء آفرینش میں کامل
و غلطیوں سے پاک ہونا ضروری ہے اور واسطے یاد گاری آئندہ مکروری انسان کے اُس کا
تجربہ ہونا ساتھ ہی لادری و لازمی ہے سب سے قدیم ہر طرح ملکی نہایت معقول و معرفت
کا قابل رہ نما وید مقدس کا الہام ہے جس پر عمل کسانے سے دھرم اور کم کام کو کش کا دروازہ
خداوند حکم کے مطابق کھلا ہوا ہے اور آفتاب کی طرح اُس کے علوم کی متاعیں منور
کر رہی ہیں وہ خود کا شتی پراشیں۔ وہ خود ہر بلِ مصلحتی دینے پر ہر دھرم جو آزادی
مکمل کو اُن کو مادرِ پدر آزاد بنا رہے ہیں یہ اتما اُس سے ہمارے بھائیوں کو محفوظ رکھے
سے جواب اس کا اگر معقول ہو تو عینِ زیبا ہے۔ صبا بیام یہ میری طرف سے اُن کو پہنچانا
راحم

سچے دھرم کی شہادت

دیساجی

جو نرا کادرب جگت آوار ہے۔ انہی کی عبادت سب بنی نوع انسان کو سوار رہے جو
روحوں سے مُبرا ہے۔ وہی ایک سب کا خدا ہے جیسا کہ تھک جانا و لگے ہونا۔ ناخندہ بنا

بات کے لئے ایک معمولی واکمال بات کو کھنکھایا گیا یہ لکھتے ہوئے سرم آتی تھی کہ ویدوں کی تقدیس کامل سے ان کے ہاتھوں کا ٹھیک و کامل و معقول شرط ہے و مقدس ہونا اور یہی آریہ سماج کا اصول سوم ہے کہ ویدوں کی پستکیں ہیں۔ ویدوں کا پڑھنا پڑنا سب آریوں کا پریم و جرم ہے۔ اب اسی کو تواریخ سے بھی بطور برہان اتنی ثابت کرتا ہوں اور دلائل عقلیہ بطور برہان ہی کے ظاہر کرتا ہوں آریوں کے نزدیک وید کی کتابیں نہایت متبرک ہیں ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے یا جو سب سے اعلیٰ اور برتر روح تمام عالموں کا مالک ہے۔ اور اسی لئے سب عالم پیدا کیے ہیں اتنا تاریخ ہندوستان چنانچہ مورخ ایک متبرک کا ترجمہ ہی کرتا ہے۔ "یزما تمنا مال صدق اور عین مسرت ہے اس کی ذات نے مثل اور غیر مانی ہے وہ واحد حقیقی ہے۔ نہ زبان کو اس کے بیان کی طاقت ہے نہ عقل کو اس کے اور اس کی قدرت وہ سب میں عیاں اور سب پر غالب ہے اپنے علم بے حد اور حکمت غیر متناہی سے مسرور ہے۔ زمان اور مکان کی منزل ہے اس کے یاؤں نہیں مگر نہایت تیزی سے چلتا ہے۔ اس کے ہاتھ نہیں لیکن کل عالم کو اٹھاتے ہوئے ہے۔ بے لکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتا ہے کان نہیں لیکن ہر آواز کو سمجھتا ہے۔ اور کسی سمجھانے والے کا محتاج نہیں ہے وہ سب پر حاکم ہے اور سب پر غالب ہے۔ پیدا کرنے والا۔ بچانے والا اور کل اشیاء کی صورت پٹھنے والا وہی ہے جب یہ تواریخ سے بھی بخوبی ثابت ہے کہ ویدوں کی ایسی ہستی ہیں اور قدیم آرماد کی کتابیں وہی ہیں اور اسی قسم کی ہدایت آسمیں ویدوں سے خواہی ہی ہے ارشاد فرمائیں تو اسے جس جہالت یا ہت و صحری کے اور کیا باعث ہے۔ اگر ہم قبول نہ کریں۔ آریہ ورت کے بڑے بڑے بھرت جن نے ہیری ملاقات ہوئی وہ اس بات پر متفق الزامے ہیں کہ سوامی دیانند جی ہم سے سنسکرت میں بہت طرح کریں۔ اور ویدوان ہونے میں لاتائی۔ ویداکرن میں کامل چھ شاستروں کے ماہر ہیں۔ ویدوں کا ترجمہ تو درست کرتے ہیں۔ مگر آستوس کہ پوراؤں کو نہیں مانتے جس نے نامکا مذہب جموں کے لئے سدھ ہوتے تھے ان کا رزنی مارا سوامی جی کو زیبا نہ تھا بڑے بڑے متعصب ہندو آریہ ہونگے۔ سنسکروں پنڈت صدق دل سے آریہ ہیں۔ مباحثہ جانا پاور۔ مباحثہ پہلی مباحثہ ممبئی مباحثہ ممبئی مباحثہ مسودا مباحثہ جمیر۔ غرض کیا کہوں اور کہاں تک لکھوں کہ کہیں بھی یوراکت ہمارا مقابلہ کوٹائے اور جہاں آئے وہاں باہم مدنی میں آریہ ہونگے۔ اگرہا مباحثہ اور سوامی جی کا لیکچر اظہر من الشمس ہے جہاں کہ کئی پر تک جہاں میں ڈالے گئے جتنی سنسکرت کی مستند کتابیں ہیں۔ سچی وید کو شرتی اور غلطیوں سے پاک اور توہمات سے بری ایک پر تمام کی عبادت کرانے والی بنائی ہیں۔ ہمارے لائق پنڈت علائہ ٹیکارتے ہیں کہ ویدوں میں تو یہ نہیں مگر پوراؤں میں ضرور ہے اور پوراؤں صدقہ دلائل سے تواریخ اور کہانیاں اور غیر مستند ہیں اور ایک مصنف خود ہی ویدوں کو المعامی اور قدیم مانتے ہیں۔ پس اگر ایک آریہ کو اب رسالہ لکھتے جو ہمارے برگ بھائی لالہ سانیاس جی یرد مان آریہ سماج لاہور کی فلم مجرم ہے۔ مگر ہے۔ آپ مشافہ کریں فاس مبری تحریر کا شرح ثبوت کافی مائیں گے۔ جس کا جواب آج تک پنڈت صاحبان نہ دے سکے۔ اور دنیا خالاجی کا گھر تو تھا ہی نہیں ہمارے ساگر پہلے کوئی سدا کو کرے۔ چونکہ جہاں تک بلا تعصب و کرخیص کی گئی ہے وید مقدس صدقات کا خزینہ یا گیا ہیں اس صداقت کی علت سے راستہ کا مخزن معلول وید مقدس ہے آپ نے کوئی اتمات تواریخی یا ثبوت دلیلی ماوجود دعوے کے تحریر نہ کیا۔ نہیں معلوم کہ کس واسطے جھجایا کھا۔

آپ فرماتے ہیں کہ کوئی کتاب مقدس خود کو کتنی ہی صحت اور وفائی سے کیوں نہ

۱۲ جی اکر صدقات ہر دین و دوح ہے کہ حقیقت میں صرف ایک خدا واحد ہے ۱۲

نہ لکھی گئی ہو بعض مقاموں پر اس میں ایسے جملہ ضرور ہو گئے جو کم سے کم دوسوئوں میں لئے جاسکتے ہیں اور بادی ہی سے اس بات کا فیصلہ ہوتا ہے کہ کون سے معنی قبول کئے جائیں پھر آپ کا قول ہے کہ سب کتب مقدسہ میں بہت سے حصص صفائی اور صحت لکھے ہوئے کے برعکس ہے جناب میں اگر آپ کی نظر فرمائے نہ دیتے تو شاید مجھے لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی اور عموماً قابل تسلیم ہوتی۔ قدرتاً بھی اگر آپ غور فرمائیں گے۔ تو ہر ایک کے کم سے کم دو معنی پائیں گے اور بہت سے ایسے فعل ہونگے جن کے حقیقی معنی صفائی اور صحت سے آپ نہ سمجھ سکیں گے پس اس کے دریافت کی کسی ناسٹر ارفار ارفار مرید فلا سٹھرا ڈاکٹر سے ضرورت پڑی اور اس کا بلا غرض لاشا لائق تسلیم ہوگا۔ بہت سے امورات علمی ہم کو پڑھنے تجریر کرتے لغات دیکھنے وغیرہ سے حاصل ہوتے ہیں اور اسی سے ہماری اور پوری تہذیب یا نامک عقل پرکرتی ہے جس سے ہم نے نئے ایجاد دیوے ہونا ہوتے ہیں ٹھیک مادہ علمی کا حاصل کرنا اور جیڑہے۔ عامل بننا اور جیڑہے اور اس سے ایجادات برقرار رہا اور جیڑہے جس طرح علمی مارک و قاتی برقرار رہا یا مسٹر غیو نیاؤ کشتری سے حل ہوتی ہے۔ ویسے سنسکرت کی مقدس کتب کے دو معنی الفاظ گوش اور دیا کرل سے ہر ہر ہو کر فاضل پنڈت کے ارشاد سے ذہن نشین ہوتے ہیں مگر اس فاضل کا بموجب اپنے پہلے جواب کے غیر خواہ قوم اور بلا غرض ہونا شرط طوائی ہے۔ پھر آپ کا ارشاد ہے کہ ان کی زبانیں اب عموماً لونی یا بھبی نہیں جاتیں اور ان سے بہت سی تحریکات حاصل ہو گئی ہیں۔ ہر ایک حصہ میں افساد و املاطیریا ہو گئی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ کوشے حصے صحیح اور مستند ہیں اور کوشے جہر مستند آستوس یہ تحریر فرمائی آپ کی ناواقعی کا ایک بڑا بھاری ثبوت دے رہا ہے۔ کیا کوئی زبان یا کوئی علم بغیر طرہ سے کسی طرح آسکتا ہے جن لوگوں نے لنگوں کی تحقیقات کی ہیں اونہی کی شہادتوں سے ظاہر ہے کہ سنسکرت آرم ولسان ہے اور اس کے محاورے اور گروا میں اور ضمیر میں بھی نہایت سلس اور کامل ہوتی ہیں واسطے ہر قسم کے اظہار کے الفاظ کے ہر حصہ کے معنی بتلا نا علی الخصوص سنسکرت پر رقم ہے پس اس کے سب سے شائستہ و عمدہ و قدیم اور پاک ہونے میں کیا کلام رہا۔ وید ہائے مندس میں تحریفات ماکمل نہیں ہوتی ہیں۔ قدیم سے قدیم اور جدید سے جدید تحفہ جات ماکمل مطابق ہیں۔ ہاں سہو کاتب اور بات ہے جس کے واسطے واکرن موجود ہے پس اسکی صحت میں سوائے کسی خدشی یا ناواقف کے اور کون شک لاسکتا ہے جیسے ہر مرض کا علاج ہے ویسے ہی ناواقفیت و جبل کا علم وارو ہے بلکہ اندازین غلاب ہے پس جس طرح آپ اور جیڑہے پڑھ کر حاصل کر سکتے ہیں اسی طرح علم سنسکرت یا وید مقدس کو بھی قدیم سے حاصل کر سکتے ہیں چونکہ وید مقدس کی کسی سنگت میں اختلاف و اخراج نہیں ہے۔ اس واسطے وہی کامل و متبر و مستند ہے۔ مگر تحقیق و تدقیق شرط ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ اگر یہ باور کر بھی لیا جاوے کہ فلاں کتاب مقدس کسی زمانہ میں مقدس کامل ہی تھی تو زمانہ آخری میں جسے مقدس کامل پایا جاو گیا۔ اس کا اظہار کسی خاص علم یا بادی یا سکول یا جماعت وغیرہ کی لڑیوں پر ہوگا لے صاحب ہمار کیا اس سے سوائے تعصب انداز کے اور کوئی نتیجہ نکال سکتا ہے جو کتاب کسی زمانہ میں مقدس تھی اور اب تک صحیح و سالم رہی تو اس کی تقدیس کا کیا نقصان ہو گیا کیا پورانی تحقیقاتیں اور قدیم شہادتیں صرف غفلت سے ٹک سکتی ہیں۔ قدیمی رستہوں اور فلا سفروں نے جنہوں نے طب مطلق بہت۔ سانیس اور کسٹری یوگ ابی اخلاق وغیرہ علومات میں کامل دسترس حاصل کی تھی ان کو ابھامی مانا اور ان کے مقدس ہونے پر ہزاروں شہادتیں دی ہیں جہاں سے یاس ان کے صحیح ترجمہ موجود آگئی وہی تحقیقاتوں سے ہر حد کر کوئی ایسا۔ قید نئی روشنی والے حاصل نہ کر سکے۔ تاریخ شام ہے کہ خدا ان کے کی دات اور صفات کے علم کے روتے اسی زمانہ میں ایسے اگو حاصل ہو گئے تھے جس میں انہیں کے اعلیٰ ترقی کے مان میں وڈوں کے نہایت بڑے

صداقت الہام

قولہ کیا بول میں دھڑا ہے کیا بہت لکھ لکھ کے دوسو سالیں چاہے دل میں نقش کا کلمہ ہے میرا فرما
جواب **اقول** کتاب پاک بن تعلیم کہ ہوتی ہے عالم میں۔ نیز از علم نامک ہے ایمان جبل کا ہلکا ہوا
کتاب میں گزرتے ہیں کلمہ تعلیم پاتے تم۔ کسی کا شکم ادھین نہ عالم میں ہوا آتا۔
کتابوں میں دہری و دیا نہیں دہونا جاتا ہے ایسی باعث غلط ہے سرسبز تیر فرما
اگر مالوڑ ہے خونی نہ مالوڑ شکایت کیا۔ ویکن کوئی تعلیم عالم ہو گا بتلانا
آج کتاب نور و ملیش انسانی بل کار و ترجمہ دلائل ان ظلال الہام مطالعہ سے گذرا جس مصنف
ایل ہیوم صاحب اور شائع کرنے والی برہم سماج ہے۔ معترض نے انہوں کو تہذیب سے
سینہ مقام پر کنارہ کر کے کہ نہایت سخت الفاظ مستعمل کئے ہیں +
شروع میں باعث اس تمام کشیدگی کا یہ ہے کہ "سوامی" یا خدا صاحب نے آریہ سماج کے
بنیادی اصول کو کسی کتاب کی تقدیس کامل پر کیوں قرار دے رکھا ہے۔ ایلن ہوم صاحب
اگر عہدہ کو کام میں نہ لادیں تو عرض کرتا ہوں کہ جس قدر روح انسانی کو گناہ کی ضرورت ہے
جس قدر کامل ہدایت یا کئے کا محتاج ہے۔ جتنی حقیقی شانتی رُوح کو چاہئے۔ غفل انسانی کو
حس صراط المستقیم پر چلانا ہے۔ گو ہر مقصود کے یا نہیں جس قدر تکلیف مالک حال ہیں۔ جو جو
جینیں یا نکالیں اس کی مانع ہیں۔ ان جملہ امور کو ویر مقدس نہایت معقولیت سے
تھا کر رہا ہے۔ اخلاق محبت، اتفاق، کفایت کو ایسی پختہ بنیاد سے اٹھا اسکا ہوتا ہے
جسکا نتیجہ روز بروز ترقی و درستی ہے بیشک کوئی ورق الہام نہیں۔ اسکی تجربہ بنی الہامی
ہے مگر وہ کامل گمان اور کامل تسلی جس پر طرح غور کرنے سے کاملیت و علمیت کا ظہور ہو
الہامی ہوتا ہے اور فیض عام کے لئے وہی وید مقدس میں مرقوم ہے۔ جو جو صد اقبلیں
آپ چاہیں یا کوئی اور آپ کا یا بار بار مانگے وہ وید مقدس سے بتلائیے کہ خاصہ ہوں دینی ہوں
یا دنیاوی روتی ہوں یا جسمانی۔ پر ہاتھ کی معرفت جس قدر وید مقدس میں موجود ہے اور
میں اس کا عشر عشر بھی مفقود ہے ظلم و ستم کا دیدوں میں نشان نہیں اور ذوق و آفتاب
زنی کا بیان ہے۔ جن عقاید باطلہ نے مظلوم نوع انسان کو ملت کے تیروں کا نشانہ بنایا
ہے اور جن محسوس خواہشوں نے انسان کو مرل راستی سے گرایا ہے وہ مقدس نے مہایت
خداوندانہ طریقوں سے انکی تردید کر کے ان کے حطوں سے آگاہ فرمایا ہے۔ نہاد فلسفہ میں جب
وید مقدس کی تعلیم عام تھی۔ انسانی معیت کا مکر وہ یو دام و نشان کو نہ تھا نہ آخر تواریخ بھی سکی
شاہد ہے آریہ لوگ قدیم سے ملا سنی کے شوقین رہے۔ اور فلسفہ و ہندسہ و طبیعیات وغیرہ
کے استاد اول ہی میں، مختلف و متضاد میں، فلاسفی ان کے ہاں تصنیف ہوئی ہیں اور وہ
یہ ہیں۔ اول ساکھہ جس کا مصنف کیل۔ دوم یوگ جس کا مصنف یا تھل سوتم بنیاد جس کا
مصنف گوتم۔ چہارم ویشستک جس کا مصنف کسادیم جیان صاحب کا مصنف جینی۔ اور
چھٹا ویدانت جس کا مصنف ویاس ہے۔ تاہم تواریخ ہند۔ مان اگر انسانی معیت سے مراد یہی
صداقت کا قبول کرنا ہے جیسا کہ آریہ سماج کے اصول نمبر میں درسا ہے۔ تو ہم کو کیا بلکہ کل
نئی نوع انسان کو ضروری اور لازمی ہے کہ وہ انسانی معیت جو کسی انسانی یا حیوانی عرص
سے پاک ہو ضرور کرے اور ہم کیا بلکہ سب علمند کرتے چلے آئے ہیں افلاطون نے سقراط
کی معیت کی اور آریہ سماج والے بھی اس سے زیادہ معیت ذکر مایا ہے ہیں۔ اور نہ کسی کو
ہدایت دیتے ہیں +

جب سے وید مقدس کی تعلیم کم ہوتی جس کا ماعت ایک مہایت مستور اور عظیم تواریخی واقعہ
ہے مخلوقات تو جانتے رہتی ہیں مشغول ہو گئی۔ اور اسی زمانہ کے بعد میں کئی مرضی کتابیں خدا

کے نام سے تصنیف ہو گئیں جو نسبت حقیقی حیات کو باہر کھنڈ سے ہے وہی نسبت
وید مقدس کو اور الہاموں سے ہے۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ آج تک معدنی و نباتی یا حیوانی
قسم کے نہر سے ایسا نقصان نوع انسان کو نہیں پہنچا جتنا کہ اس زہر زہی سے پہنچتا
ہے۔ جس کے سبب سے تمام مریخی خور فزیاں تمام قتل ہائے عام تمام قتل مکان
تمام عذاب برابر، ہی کبیر ملاک کرنا نتائج حاسان و غیرہ ہوتے رہے اور جس سے یہ
زمین دور رخ کا نمونہ بلکہ اس سے خدا کو بنا یا گیا ہے مگر اسے میرے مہربان درود۔ سچ
بھائی کیا یہ سترہ اوصاف ہے اور اسی کا نام بُراں قاطع ہے اور کائناتیں۔ کہ ہر ایک
کو بھی بدوں کے ساتھ ترک کریں عادل کو بھی ظالموں کے گرد میں شامل کریں۔ مافل کو بھی
حالات کا خطاب دیں۔ اگر آپ مسکرت جاتے ہوئے یا اسکے رشتے کی کوشش کرتے
تو غالب گمان تھا کہ ایسے غلط نتائج نہ نکالے۔ انسان خواہ کسی برا عقلم کے رہنے والے
ہوں تو تعلیم و تدرب کے وحشی و جاہل مطلق اور حیوانوں سے بدتر ہیں اور جسے تحریکات
روزمرہ و نئے بات مرایا فرد بسر پر (بشرطیکہ حق پسند ہو) ثابت کر دی ہے۔ کہ کوئی بیہ
تعلیم کے ترقی نہیں کر سکتا۔ یہ ثبوت تواریخی شہادتوں سے اور بھی صعبو ط ہو گیا ہے کہ
ابتدائے آفرینش میں آفرینندہ مطلق کی طرف سے نھرام عالم اور انتظام دنیا کے واسطے
الہام ہدایت کامل کا ہو با ضروری تھا اور نہ ایک اہم کارخانہ پیدا کر کے انتظام کا بندوبست
کرنا۔ بانیوں کے گمان کا نقص تلاتا ہے اور یہ بات تو فیہین کے مسلم ہے کہ وہ
مالم کل اور مالک کل ہے نقص و سہو سے متبر اور اس کا گمان کامل ہے اور ہم وید کو اس
واسطے الہامی مانتے ہیں کہ اس میں جس قدر روح انسانی کو چاہئے کامل گمان رواج ہے
اور یہ بات تو تاریخ سے بھی مایہ تات پہنچی ہے کہ دنیا کے کتب خانہ میں وید ہائے مقدس
سے یورپی کتاب نہیں ہے +

آپ کہتے ہیں کہ وید وکی یا اور کتب مقدسہ کی تقدیس کامل کے مننے کیا میں صرف اس
ادوی کی تقدیس کامل سے مراد ہے اور اس کو آپ برہمن اتی تواریخ سے اور انجیل
جناب اس میں آئیے غلطی کی مادی کی تقدیس یا صداقت جگت کا پیکار کرنا اور ملا غرض نفسانی
راستہ کا اظہار کرنا ہے طبع سے پاک و سدرستی ہوتا ہے۔ انہیں شرائط سے ہی جو پیریشک
کیواسطے ضروری ہیں۔ کوئی ایک ایڈیشنک اپنی طرف لوگوں کو نہیں جھکا تا بلکہ حقیقی زندگی سے
یرماتے گمان کی طرف رجوع کرنا ہے۔ تو ہمارے ہٹانا اور بطلان سے بچنا ہے اور
ایسی حالت میں جو تکلیف مایہ حال ہوں نہایت آند و سعادت سے اٹھنا ہے اور جتنا
ہے کہ ان دھن تمار و شنی سے مہمو تمام دیا ہے کہ جو کسی مخلوق حیر کی ایا سنا یا پریش کرنا ہے
وہ ممان انکار میں پرورش کرتا ہے، ورمزل راستی سے دور جاتا ہے۔ میں انہیں قدر گوتم
بتشت بیاس وغیرہ مہاتما کی طرح پر ہمارے سوامی جی نے بھی جگت کا انکار کیا اور
ہم گمراہ کوئے خلافت نمایا اور تان جہاز سرا و کو ساحل مراد بتایا جیسے آفتاب کے نکلنے ہی
اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور سیاہی کا نور وہی نوبت آریہ ورت کی سوئی جوں ہی اس نیک مو
نے اپنے فیض علم سے ہمارے راویکار کیا اور ہم کو تئیب و فرزند تارایا سب جگت کی غفلت
کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ نفسانی امام اور زبانی احکام جو خود غرضی کی سیاہی سے تحریر ہو
تھے ترک ہوئے شروع ہوئے اگرچہ لوگوں نے لاکھ ساکھ بنائے جو نے ارام لگنے
کالوں کے کالم ای ذاتی غرض کیواسطے سیاہ کئے مگر آخر کو وہی راستی کا یوں بالا ہوا بڑے
بڑے مالم فاضل پیدت آریہ سماجوں کے ممبر ہو گئے اور باقی جو رہے ہیں کسی نے
کیا سچ کہا ہے ہم اپنی سعادت پر زور بازو نیست + تاہم بخشد خدا نے بخشندہ

آپ بھولی جانتے ہو گئے کہ آریہ سماج والے کسی انسان کے مرید یا اہمیت میں ہیں مگر
نہیں معلوم کہ آپ کی قلم نے اس تمام پر غرض کیوں نہ کھائی جبکہ آپ نے حقیقی و سچ

منج حادھی وائنس ہے۔ اُسے چھوڑ کر مسج کے اصل لایف جو تبت سے لکھی ہے۔ اور جواب فرجی سے انگریزی میں ترجمہ ہو گئی ہے۔ اسے مطالعہ کریں۔ تاکہ حق و باطل کا انکشاف ہو +

دفعہ ۵ میں بدروحوں کے ثبوت میں الف لیلہ کے اردین کے چراغ جیسی کہانی ٹھٹھرتے ہیں۔ اور تہل بن منہ دیکھ کر کہتی عورت بن جانا بتلاتے ہیں۔ یاد رہی صاحب کبا ایسے ہی عورتوں کے جادو ٹوٹنے کی طلحے لینے معجزات دیدی پر یقین لایا ہے۔ اس واسطے ایک فاضل لکھتا ہے۔ کہ قریب ہے وہ زمانہ کہ سوائے گرجا کے یادروہوں اور بے علم کاشنکاروں اور نادان پوڑھیوں کے زبانوں کے اس کا اثر کسی کے دل پر نہ رہیگا +

دفعہ ۵۔ توریت اور وید کے مثلاً ہونگ میں جو فرق آپ نے سمجھا۔ وہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہ وید میں نیوگ ذکر کرنے پر سزا کا حکم نہیں۔ مگر توریت میں سزا بھی موجود ہے۔ یعنی جو انکار کرے اس کے منہ پر سب پر اور ہی کے سامنے تھو کا خاد دے +

دفعہ ۶ کی تین سطریں اگر آپ دیکھتے تو اچھا ہوتا۔ آپ پوچھتے ہیں کہ اس سے ستر اور دافنی ہم کیا مانیں۔ جواب میں ہے۔ کہ ان تمام ظلم و اندھیرے اگر بچنا چاہتے ہو۔ تو دھرم کر کے پر ماتا پر ایمان لاؤ +

دفعہ ۷ میں آپ تمام معتبر تاریخوں سے انکار کرتے ہیں۔ اور جن سترہ ہودی عالموں کو دفعہ ۲ میں پہلے معترمان چکے ہیں۔ یہاں اُنکو اور تمام یہودی کہ یہ لکھ کر رو کرتے ہیں۔ پس یہودی اور سرسیہ صاحب کے منہ درست نہیں ہو سکتے۔ جناب من یہ حکم دانائی سے بعید ہے ناظرین! ہم نے اس دفعہ کر سچن مت درپن کو کویشنوں اور دیگر حوالوں سے اور زیادہ مصفا و اُجلا کر دیا ہے۔ یقین ہے۔ کہ آپ اس میں عیسائی دین کا نقطہ بقابلہ قبح گذشتہ کے نہایت اچھی طرح سے مطالعہ فرما کر حلیق خدا کو اُن کے دام ربایسے بچانے کی کوشش کریں گے +

خادم ویدک دھرم

آریہ مسافر پنڈت لیکھ رام

۲۔ نومبر ۱۸۹۶ء۔ از لاہور

اُپر دیشک بڑھ رہے ہیں۔ اُن کے حالات ایسے محدود ہو رہے ہیں کہ وہ اُس روحانی تاریکی کو جو تمام ہندو سوسائٹی میں پھیل رہی ہے۔ ہرگز ہرگز رفع نہیں کر سکتے۔ ہندوؤں کے لئے اس سے زیادہ اود کیا اُسکا اور نا امید کی پائہ ہو سکتی ہے۔ جب کل ملک میں اُنہیں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اور ان کو ایسے واعظ بھی پیش نہیں۔ جو اپنے دھرم کا اُپر دیش کر سکیں۔ اور اسی جانب اپنا من دھن اور بن کے ایک گردہ اُپر دیشکوں کا قایم کر دیں۔ اور انکا ہی کو اور دال کی محدود رعایا سنگھدوں کو خیال کیجئے +

مثل اور جگہوں کے عیسائیوں نے دال بھی بڑا زور لگایا۔ مگر یہ گوتم کے مت کا اب بھی دال زور شور سے۔ دال کے گروے بھگوت کیڑوں کے سنیا سی اپنے بھولے ہوئے بھائیوں کو پھر سنوار رہے ہیں اور دال پس لینے جاتے ہیں۔ اور ہزاروں لوگ آپ اس قسم کے فصیح و شام دیکھتے۔ جو اپنا من اپنے بھائیوں کو سنار رہے ہیں۔ مگر اُس کو یہاں کوئی بھی ہندوؤں کو ان کا دھرم نہیں بتانا۔ بعد تو گھر سے باہر جانے بھی ہیں۔ تو وہی جتنی فوج کا ڈھول یا اور اسی قسم کی آواز کاؤں میں جاتی ہے +

ہندوستان بڑا بھاری ملک ہے۔ یہاں دو لقمندوں۔ غفلندوں۔ عالموں کی کمی نہیں ہے۔ مگر افسوس تو یہی آتا ہے۔ کہ باوجود ان سب موجودگیوں کے بھی کسی کو بھی اُس قدیمی دھرم کے از سر نو زندہ کرنے کا خیال نہیں ہے۔ جن میں وہ پیدا ہوئے ہیں +

خود کا مقام ہے۔ کہ اپنے آپ کو ایک قوم نہیں ظاہر کر سکتے ہیں۔ اگر اپنے بڑا لے وید مقدس کے مذہب کو جو سرا ما معقول ہے۔ اختیار کریں۔ اور اُسی کی تعلیم کو زور دیں۔ اور اساعت کریں۔ اور اسکی تائید میں چھوٹے چھوٹے رسالے اور پیکٹیں انہیں خیالات کے شائع کریں۔ اور اپنے بچوں کو شروع سے وہی پڑھاویں۔ تاکہ وہ ایک سریشٹ ہندو یعنی آریہ ہونے کا دم بھریں۔ جب تک ہم کو یہ سدھار نصیب نہ ہوگا۔ ہم اپنے پولیٹیکل حقوق کے لئے جس قدر چاہیں چلاویں۔ اور پھر کریں۔ کبھی ممکن نہیں۔ کہ سیلف گورنمنٹ کی قابلیت ہم میں پیدا ہو +

آرٹھم صاحب کے ریویو پر جواب

ہمارے کرشن مت درپن پر آرتھم صاحب نے ریویو بھی لکھا ہے۔ مگر افسوس کہ ہم نے اسے بہت کچھ دکھا با۔ مگر کچھ بھی نہ پایا +

دفعہ اول میں وہ ہیں دھریہ بتلاتے ہیں اور ہی ارام ہمارے ہادی سوامی جو ہمارا راج پر لگاتے ہیں۔ پریشور انہیں راہ راست دکھائے اور ایسے باطل توہمات سے بچائے +

دفعہ ۲ میں انہوں نے پھر وہی پُرانا گیت گایا ہے۔ جسے ہم باب اول میں اچھی طرح لکھ چکے ہیں +

دفعہ ۳ میں وہ ہندوؤں کے جام سے باہر ہو کر سقلہ کی پڑاؤ آئے۔ پس آرتھم صاحب ہم نے تو درخت کو پھیل سے پہچان لیا آپ موجودہ انیل

قوم کی خدمت میں اپیل

ہم خیال کرتے ہیں کہ اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ ہندوستان میں اس سرے سے اس سرے تک مذہبی جوڑیں جگا دیا جاوے اور خالص اور پاک آریہ دھرم کے اصولوں کو جیسا کہ ہمارے ویدوں میں ہے۔ عام طور اس کا تقارہ بجا دیا جاوے۔ اور آریہ اپریتک شہر پشہر موضع موضع ویدک دھرم کے اُپدیش کریں۔ یہ اصول آریوں کے لئے شہر شدہ کتاب میں سے ہوں اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ وہ کس ونا کس کے دلوں میں پیوست کر دئے جاویں۔ ہم کو اؤل آریہ واعظوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنے بھائیوں کو اپنے دھرم پر برقرار رکھیں۔ کہ ایسے کہ غیروں کو اپنے دھرم میں ملا دیں۔ ہمارا مقصد تو یہی ہے۔ کہ ہم دراصل عہدہ ہندو یعنی آریہ بنجاویں یہ سب کچھ درست ہے کہ ہندوستان بہت ترقی کر رہا ہے۔ مگر جو کچھ کر رہا ہے۔ ۱۰۰ اصلی ترقی نہیں ہے۔ جیسا ہم بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ ملک میں نئی نئی تجویزوں روز بروز نکالی جاتی ہیں۔ مگر نہیں ترقی پزیر نہیں کیونکہ سچے مذہبی اصول پر نہیں چلتے۔ ہم نے ہمیشہ اس بات کو ذور کے ساتھ کہا ہے۔ کہ ہر قسم کے سدھار کی جان مذہب ہے۔ بغیر اس کے کسی قسم کا سدھار نہ ہوگا اور عقل خیال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہم اپنی قدیمی عظمت کو اندر زور زدہ کرنے کی خوشی میں بارہا یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچیں گے۔ کیونکہ ہم نے مذہب کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا ہم دیکھتے ہیں کہ پولٹیکل ترقی کے لئے بھی کافی انتظام ہو رہا ہے اور سوسٹیل معاملات میں بھی لوگ کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس کے متعلق ترقیاں بھی جاری ہیں۔ طرف اثر پذیر ہیں۔ مگر مذہبی سدھار ایک ایسا ذرے ہو رہا ہے۔ کہ عام رائے کے برخلاف جو ہر قسم کے معاملات میں کوشش کر رہے ہیں۔ اُن سب نے ایک دل ہو کر یہ پھیرائی ہے۔ کہ اس کو امانتا بکس میں رکھ چھوڑو۔ مگر ہماری رائے ہے کہ اب ایسے بھاری منامہ میں تقاضا نہیں چاہئے مذہبی سدھار کے لئے ٹھیک ٹھیک تیرہ ہندو کوشش ہونی چاہئے۔

کیونکہ یہ بات قریب قریب طے ہو چکی ہے۔ کہ بلا مدد سچے مذہب کے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ عظیم الشان قوم کھلانے کے خیال کو بھی پورا کر سکیں۔ یہ بات بھی اچھی طرح ظاہر ہے کہ ہم میں سے بہت لوگ مذہبی خیالات سے بہت ہی پرہیز کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ پولٹیکل خیالات میں غرق ہو رہے ہیں۔ اور ایک اسی خیال کی بدولت ہم اپنے دیگر لغووں کو کھولے ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی نہیں سوچتے۔ کہ قومی ترقی کا جو سب سے آؤل ذریعہ ہے۔ اس کو ہم نے علحدہ ڈال رکھا ہے۔ اس سے اب ضرور ہتی ہے۔ کہ ایک بڑا بھاری جوش مذہبی سدھار کے لئے پھیلایا جائے۔ اور وہ ایسا جوش ہو۔ کہ اب تک کہی نہ ہوا ہو۔ عیسائی مسلمان۔ برہمن۔ اپنے اپنے مذہب کی خوبان ظاہر کرتے پھرتے ہیں۔ اور لوگوں کو اپنے جمل میں پھانستے جاتے ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ہم لوگ یعنی آریہ لوگ جن کی تعداد سب سے زیادہ ہے کوئی بھی باقاعدہ گروہ اپنے باؤلوں اور ایدیشکوں کا نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ ہمدست اور پوجاری لوگ جو خود بخود

سے وہاں کے باشندوں کو اب ذرا یقین پاک قدرت کا ہو گیا۔ اور جوش مذہبی یادداشت سے پھیل رہا ہے۔ آریہ پیر کا بریلی صفحہ ۴۴ سے ۵۵ تک) امریکہ کے مشہور و معروف ماضی دیکھتی میسرے جے ڈیوس صاحب فرماتے ہیں:-

لے پتی بریت اور دھرم کے اے مالک مینہ اور اندھی کے بھول جین میں کھلانے والے تیزوں کے بھلانے والے ادھیانے اور اچالے کے مالک گوسے اور کالے کے دیاسے ایسی شانتی دیکھئے من کی چنگلیا ہر تھئے تیرے پتی برت دھرم سے بزم سب کے سب سنشٹ رہے ہم بھگتی میں تیرے جت لگائیں آپس میں بھی پریم بڑھائیں بھائی کو بھائی دل سے چاہے مرنے دم تک پریت بھائے پورناک سے پھندے ٹوئیں راک و دلش کے دھند چھوئیں تیری مدد سے ہو کر سنتر سب ہوں راج ادیش پرنت پر شد ہرے ہوں سگے ایسے سٹ دھرم پرشارتھ سو دھئے

مجھے ایک آگ نظر آتی ہے جو عالمگیر ہے یعنی بے حد محبت کی آگ جو نفرت سوز ہے اور جو ہر چیز کو جلا کر رکھ رہی ہے۔ امریکہ کے چٹل میڈاؤں۔ افریقہ کے فراخ ملکوں ایشیائے قدیم ہاتھوں اور یورپ کی وسیع سلطنتوں پر دھکے اس سوز اور ہم ساز کے آگ کے پھوٹتے ہوئے شعلے دکھائی دیتے ہیں۔ اسکا چرا چا جلدیت مقامات سے شروع ہوا ہے۔ اپنی آسائش اور ترقی کے لئے انسان نے خود کو دھنسا لیا ہے۔ روئے زمین پر انسان ہی ایسا مخلوق ہے جو آگ کو جلا کر اسے بقاء سے لے کر چوکر ارضی مخلوقات میں داخل بھی ہوئی ہے لہذا اپنے مساکن میں دوزخی آگ بھگوانے کو سب سے اول ہے پرنیش کش کی طرح جسمی بکانات کو محبت سے پاک اور عقل سے سوز کرنے والی آسانی آگ لہنے کے لئے بھی ہی پیش قدم ہے۔ اس غیر محدود آگ کو دیکھ کر جو بالیقین یادشاہتوں شاہنشاہوں اور اور دنیا بھر کی سیاست برائیاں کو کھیلواؤ ایلکی میں غایت ددے مسرور ہو کر ایک مشتعل جوش کی زندگی بسر کر رہا ہوں سب اپنے اپنے پہاڑوں اٹھتے گھاٹیوں کے خوشنما شہر بھجنا شینکے۔ یہاں گھر اور پرجعت طبعیت ساتھ ساتھ پناہ لینگے ایک وید مخلوط ہو کر یوں غایت ہو گئے جیسے آفتاب کی سنہری ستاروں میں سجنم۔

لا محدود ترقی کی بجلی سے انسانی طبیعت جل رہی ہے۔ آج اسی کی نقط چنگاریاں جانب آسمان اڑتی ہیں۔ تقاریر شاعروں اور مصنفوں کی آہوں میں اور اوسر شعلے نظر آتے ہیں یہ آگ مشرق آریہ دھرم کو اصلی پاکیزہ حالت پر لانے کے لئے ایک آگیشی میں تھی جسے آریہ سماج کہتے ہیں۔ یہ ہدایت کی آگ انڈیا میں ایک ہندو خدا یعنی دیانند سرسوتی کے سینہ میں روشن ہو کر ملک کی اور نورانی طبیعتوں میں منتقل ہوئی۔ ہندو اور مسلمان اس نام سوز آگ کو بھاننے کے لئے جو چاروں طرف ایسی تیزی سے مشتعل تھی کہ اس کے باقی دیانند کو گمان بھی نہ تھا دوزخ ہے۔ سمیوں نے بھی جن کے معابد کی آگ اور جن کی متبرک طبعیت پہلے مشرق میں روشن ہوئیں تھیں ایشیائی سنی روشنی گل کرنے کے لئے سندھ اور مسلمانوں کا ساتھ دیا مگر یہ مبارک لوگ اور بھی بھڑک اٹھی اور پھیل گئی :-

و کھائی نہیں دیا (لائحات نمبر جلد دوم) +
مورخ و بن ملین صاحب فرماتے ہیں کہ خاریوں سے جو ضعیف اعتقاد اور غیر متقدمی ظہور پذیر ہوئی وہ خود حضرت مسیح کے اختلاف احوال کا ثمرہ ہے۔
(دیکھو باب ۱۲ کلیات جلد اول) +

آخر کار پلاطوس نے پھر ذکر اسے کرتے کرتے سپاہیوں نے کانٹوں کا ٹوپ اس کے سر پر رکھا اور اسے طلب کیے مائے۔ اور اس لباس میں اسے باہر لائے۔ یہ ملا جو اس کے پیچھے کودیا۔ اس نے چھو کر دیکھا کہ اسے پیچھے۔ آخر الامر اسے صلیب پر بھیج کر اسے کپڑوں کو بانٹ لیا۔ دو چور بھی اس کے ساتھ پھانسی دئے گئے ایک دائیں۔ دوسرا بائیں۔ اتنے جاتے جاتے لوگ اسے ملا مت کرتے تھے۔ سب لوگ اس سے ٹھٹھے کرتے تھے۔ کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اتر آ۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہ لوگوں کو بچانے آیا تھا۔ مگر اپنے آپ کو بھی بچا نہ سکا۔ اگر اس کو خدا کا بیٹا ہے تو اب صلیب پر سے اتر آ۔ تاکہ ہم اس پر ایمان لائیں۔ اتنی طرح وہ چور بھی اسے طلبہ مائے تھے۔

نہیں گھنڈے کے قریب یسوع نے بڑے شور سے چلا کر کہا ایللی ایللی لا سبتنی۔ ترجمہ اے خدا اے خدا اتنے مجھ کو کہوں بھلا دیا یہ کہتے ہوئے جان دی۔ لاش حسب تادم قبر میں رکھی گئی اور تالیف کا نام نہ ہوا +

مگر عیسائی باوجود ان سب باتوں کے کہتے ہیں کہ وہ تیسرے دن مردوں سے اٹھ کھڑا ہوا اور شاگردوں کو نظر آیا اور آسمان پر جا کر خدا کے دائیں ہاتھ جا بیٹھا۔ مگر یہ بیان عیسائیوں کا بھی وجہ سے باطل ہے +

وجہ اول یہ ہے کہ کچھ سے اس امر کے گواہ ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا عداوت نہیں یہودی قابل نہیں۔ بادشاہ فاریاں نہیں۔ شاگرد خود دوسرے میں رہے +

وجہ دوم۔ یہ کہ اس قسم کی باتیں عقولیت سے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتی ہیں کیونکہ اس وقت علوم سے اچھی طرح واضح ہو گیا ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں۔ اور نہ کوئی حق پسند مانتا ہے کہ خدا آسمان پر بیٹھا ہے۔ نیز مسیح کا اول مردوں سے زندہ ہونا۔ دوم آسمان پر چڑھ جانا۔ سوم خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھنا ہر طرح باطل ہے جس طرح عوام ایک پٹلی اور کبیرہ پٹلی کا مجسمہ بنائی کامرنا نہیں مانتے بلکہ لاش کا غائب ہونا مانتے ہیں۔ لیکن تمام عیسائی انکو جھوٹ کہتے ہیں۔ وجہ یہ کہ وہ زندہ نہیں ہو سکتا پس یہی جواب ہمارا مسیح کے حق میں کافی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو دنیا میں مائے جنوں نے جنم دھنا وہ سب اپنی بڑت مقررہ کے بعد مر گئے اور مر جاوے گئے۔ خاک میں مل گئے اور بل جاوے گئے۔ خود بابا ناکب جی نے کہا ہے۔ اس سنساریں استھر نہیں رہیں گی کوئی راسم گیا۔ راولن گیا جانے بھٹو چور۔ کہو ناکب استھر کچھ نہیں چلیں ہنسار۔

پس کوئی جسمانی چیز باقی نہیں رہ سکتی جس واسطے مسیح کا جسم بھی ضرورتاً فنا تھا اور یہاں ہی قاتی ہوا۔ نہ مسیح جاوے اپنی تھا۔ وہ کہوں انوار دوسری جگہ گیا پس یہ سنساریں مر جانوں کے سبب تراش جاوے گی کیے چھٹکے گئے کہیں اصل بات یہی ہے کہ وہ مصلوب ہو کر مارا گیا۔ پھر انار کر زمین میں گاڑ گیا۔ جس طرح مونی مر گیا۔ گاڑ گیا۔ تراس کی قبر کی تو معلوم نہیں کیونکہ لکھا ہے۔ اور اس نے اسے جواب کی ایک وادی میں بیت مغور کے مقابل گاڑا۔ ہر آج کے دن ناکب کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا (مستند ہوئے) کسی طرح مسیح کی مثال کا جو جس جگہ کہ صلیب پر چڑھا کر مارا گیا۔

بے متی ۲۷-۲۸ سے لے لوقا ۲۴ +

اور پھر گاڑا گیا مگر شاگردوں کی جالاک کے سبب اس کی قبر کوئی نہیں جانتا۔ اصل میں اونچی قبر نہیں بنائی گئی تھی۔ صرف یہودیوں میں کرامات جملانے کے واسطے کہیں گناہم و حق کر گئے ثابت کر دیا ہو کہ پیراں کے پرندہ مگر مریداں سے برا نہ ہو۔

ابھی ہی شک تو ایک ہمارا ہو گئی تھی۔ ورنہ بادشاہ کے خلاف ذہ ساز کرنا چاہتا تھا۔ اس کا خود قول ہے۔ کہ میں دنیا میں تناور چلنے آیا ہوں۔ بادشاہی کا صاحب تھا بلکہ کرنا چاہتا تھا۔ دنیا میں جنگ کی آگ لگانا چاہتا تھا شاگردوں کو کہتا تھا۔ کہ کپڑے فروخت کر کے بھی بھتیا خرید لو۔ اسی خیال پر لوہیں نے پکڑا کر مصلوب کر دیا۔ اور دو مجرم بھی اس کے ساتھ لٹکائے۔ لکھا ہے کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے جو لعنتی ہے وہ اب بھی جہنم میں رہے گا۔ پھر اسے ناطہ بن کر مصلوب اور خدا کے واسطے پھانسی کر دیا گیا ہے آدمی کی زندگی نہیں کوئی بھی عہدہ سبق دے سکتی ہے!!

انجیلوں کے چند تاریخی اختلاف

نمبر ۱۔ یوحنا بیٹا مائے وائے نے مسیح کو پہچانا کہ یہ مسیح ہے یوحنا ۱۱۔ یوحنا نے پہچانا متی ۱۶۔

نمبر ۲۔ یوحنا بیٹا مائے والا الیاس تھا متی ۱۷۔ یوحنا الیاس نے یوحنا ۱۱۔
نمبر ۳۔ مسیح کا باپ ارنکند تھا پیدائش ۱۱۔ مسیح کا تئیان اور وہ ارنکند کا بیٹا تھا لوقا ۳۔
نمبر ۴۔ مسیح کو جب وہ بچہ تھا مصر لے گئے متی ۲۔ یسوع کو مصر میں نہیں لے گئے۔ لوقا ۲۔

نمبر ۵۔ یوحنا بیٹا مائے کے بعد مسیح چالیس دن + بیٹا پائے سے تہمت کے خون مسیح جلیل میں ایک میا +

جلیل میں شیطان سے آزمایا گیا مرقس ۱۔
یوحنا ۱۔

نمبر ۶۔ دو آدمیوں نے دعا مانگی تھی ۱۱۔ ایک انہی نے دعا مانگی لوقا ۱۱۔
نمبر ۷۔ مسیح تیسرے گھنڈے صلیب دیا گیا مرقس ۱۶۔ + چھٹے گھنڈے کے قریب تک صلیب پر نہیں دیا یوحنا ۱۹۔

نمبر ۸۔ دو جہول نے مسیح پر مامت کی + ایک نے مسیح پر مامت کی لوقا ۲۳۔
متی ۲۷۔ مرقس ۱۵۔

نمبر ۹۔ یہودی ہودائے سے روپیہ واپس لوٹا دئے نہ نہیں لوٹائے بلکہ اپنے پاس رکھنے اعمال ۱۔ متی ۲۷۔

نمبر ۱۰۔ یہودی ہودائے اپنے آپ کو پھانسی دی + نہیں بلکہ وہ اوڑھے منہ گرا اس کا بیٹ پھٹ گیا متی ۲۷۔ + چھپائی سے نہیں مڑا۔ +

نمبر ۱۱۔ یہودی ہودائے کہا کہ حکمت خرید اعمال ۱۔ + سردار کا ہونے نے اس کے مرنے کے بعد خرید اپنی ۱۶۔

نمبر ۱۲۔ صرف ایک عورت مسیح کی قبر پر آئی یوحنا ۲۰۔ + دو عورتیں قبر پر آئیں متی ۲۸۔
تین عورتیں قبر پر آئیں مرقس ۱۶۔ + بہت عورتیں تھیں۔ لوقا ۲۴۔

نمبر ۱۳۔ دو فرشتے کھڑے ہوئے۔ قبر کو صرف ایک فرشتہ دیکھا اور وہ بھی بیٹھا۔
ویکھے لوقا ۲۴۔ یوحنا ۲۰۔
ہو آدمی ۲۰ مرقس ۱۶۔

نمبر ۱۴۔ عورتوں نے اس کے شاگردوں کو عورتوں نے ان کو خبر نہیں کی مرقس ۱۶۔

نمبر ۱۵۔ متی ۲۸ لوقا ۲۴ +

نمبر ۱۶۔ متی ۲۸ لوقا ۲۴ +

واضح ہو کہ ہمارا تاریخ ہجرت سے ۱۰ سال اور ہمارا ہجرت سے ۲ سال بعد
 یسوع نام ایک سرکھانہ دنیا پر پڑھی شہر باکثرت صوبہ جبل ملک روم میں رہتا
 تھا۔ اس کی مریم نامی ایک بالغ خاتون عورت سے شادی ہوئی، مگر وہاں پہلے مورخ
 پر ہی جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ اپنے خاوند سے حاملہ ہو گئی (جیسا کہ یوں نے اگرچہ اس شادی
 کو سنگائی دکھایا ہے۔ مگر ہم اس واسطے اس کو شادی کہتے ہیں۔ کہ بعد از ان کی
 شادی نہ ہوئی، ورنہ ضرور مشکلی نکلتے)۔ جب بقریب مردم شماری یوسف
 مع زوجہ خود کے بیت لحم میں گیا۔ قزاق کو ایک طریقہ میں رہے اور وہیں یسوع کو
 پتہ چلا اور بعد ازاں روم کے مسیح کا یہودی شریعت کے مطابق قتل ہوا۔
 یوسف کو بادشاہ کی طرف سے کچھ خوف ہوا۔ اس واسطے دودھ کے اور اپنی چور کو کر
 گئے پھر سارے ہجر کو مصر کو بھیج دیا جب تک مصر واپس نہ رہا وہیں مصر میں رہے۔
 اگر معلوم نہیں کہ کتنے سال تک)۔ اس کے مرنے کے بعد ماں باپ کے ساتھ یسوع
 اپنے ملک قدیم کو پھر آیا۔ اور ترائہ میں جا کر اپنے باپ یوسف کے ساتھ بڑھ چلا
 کام کرتا رہا۔ ۱۲ سال کی عمر میں وہ ایک دفعہ وینس کی ہیکل میں بھول کر تین روزہ بھی
 گیا تھا۔ جیسے اکثر ناماں یسوع بچہ سیدوں میں بھول جایا کرتے ہیں۔ ۲۸ سال تک مسیح
 ترائہ میں باپ کے ماتحت بڑھ چلا کام کرتا رہا۔ اس کے بغیر اور کسی طرح کا حال
 انہیں سے نہیں مل سکتا ہے۔

مگر ایک مورخ کہتا ہے کہ حضرت مسیح کو کھانا پڑھا جانتے تھے۔ انہوں نے قصبہ
 اصرہ کے مدرس میں بائبل کی تعلیم پائی تھی۔ (دیکھو وینس میں صاحب کی تاریخ کلیسیہ
 جلد اول باب سوم)۔

یسوع ۳۰ یا ۳۱ سال کی عمر میں ۴۰ روز تک ایک شخص سے (جس کو بائبل کے مصنف
 شیطان کہتے ہیں) تعلیم پاتا رہا (دیکھو متی باب ۱۱)۔
 اس کی ۳۰ سالہ زندگی کا حال مصر میں کے سوا کسی کو معلوم نہیں غالباً ایسے معلوم
 ہوتا ہے۔ اور یہی حقیقت ٹھیک ہے کہ کچھ فاضل بودہ مت کے جن دنوں مسیح مصر
 میں تھا پر مسیح کوئے سکندریہ میں گئے تھے اور وہاں انہوں نے کئی سال تک بودہ
 دھرم کی دعویٰ مسیح کی سال تک ان کے وقت میں رہا جس کو پتہ ہے ہوا۔ کہ مصر
 سے لوٹ کر اپنے وطن میں اگر وہی الفاظ اپنے منہ سے جاری نہ ہو سکتے تھے
 کے خیال سے کہتے شروع کیے۔ اور یہ صرف ہمارا خیال ہی نہیں بلکہ ایک مشہور
 و معروف فاضل و مہربان مسٹر آرتھ لئی صاحب نے اسی مضمون پر ایک کتاب تصنیف
 کی ہے جسے جیسا کہ مذہب پر مدح سے نکلے ہے۔

ایک اور شخص یوحنا نام کی بھی مسیح نے شاگردی کی اور اس سے پتہ چلا ہے۔ بارہ
 شاگرد مقرر کئے۔ یسوع جو بطرس کہلاتا تھا۔ اور بائبل میں یسوع کا بھائی۔ یعقوب زبیدی
 کا بیٹا۔ یوحنا یعقوب کا بھائی۔ فیلیوس۔ برتھولما۔ تھوما۔ متی بھنول لئے فالایق
 ہما کا بیٹا۔ یہی چوتھوں بھی کہلاتا تھا۔ شیطان کنعانی۔ یوذا اسکریوطی۔ انجیل کے
 معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کبھی خدا کو اپنا باپ اور اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا تھا۔
 اور کہتا ہے ایں ملک کے ویدائیتوں یا صوفی مسلمانوں کی طرح اپنے آپ کو خدا کے
 دیا کرتا تھا۔ جس طرح محمدیوں نے محمد صاحب کے اور مگر مذہب والوں نے اپنے
 مریدوں کے دلوں کے معجزے مشہور کر رکھے ہیں وہی حال جیسا عیسویوں کا
 ہے۔

اس وقت بادشاہ کی تاریخ میں مسیح کا کوئی معجزہ درج نہیں تمام یہودی بھی انکاری
 ہیں ۱۰۰ برس اس کے مرنے بعد خود مسیح نے نہیں بلکہ اس کے خیزخواہ شاگردوں نے
 بقول پیراں سے برنہ مگر میراں سے ہر خاند کے خیال سے مسیح کے حالات کو منجھو کی گئیں
 چڑھا کر تعبیر کیا۔

مسیح نے کل ۳ سال و ۴ مہینے کی عمر میں یہ مدت بھی صحیح طور پر انجیلوں میں نہیں لکھی
 اس کے دو سالہ عرصہ سے ہی لوگ بہت ڈکھی ہو گئے۔ چنانچہ لکھا ہے توہ لوگوں کو بہت
 دکھ دیتا تھا۔ (یوحنا ۱۱)۔

جب بہ شکایت عام ہو گئی تب یہودیوں کے کاہنوں اور قریبوں نے کیٹی کی۔ کہ
 ہم شاکر تے ہیں کہ یہ شخص لوگوں کو ہمارے دین کے خلاف ترغیب دیا کرتا ہے۔ ہمارے
 مذہب کی اہانت کرتا ہے۔ ایک آدمی کا قوم کے بدلے مرنے اچھا ہے نہ کہ ساری قوم کا
 ہووے سے بیکے بہ دلائل کہ ملتے ملتے۔

قیافا نام سردار کاہن نے یہ اپنی طرف سے نہ کیا لیکن اس سبب سے کہ اس سال
 دوسرا کار کاہن تھا۔ یہ اس نے پیش خیری کی یعنی یہ فتوے اس نے الہام سے
 خود اس کے شاگرد رشید یوذا اسکریوطی نے پکڑا دیا۔ اور مفت میں بلکہ
 روپیہ کے انعام کے لالچ سے گرفتار کر دیا کیونکہ مسیح کی گرفتاری کے واسطے اس ملک
 کے بادشاہ نے منہ روئے کا انعام جاری کیا تھا۔

جب یسوع گرفتار ہو کر عدالت کے سامنے لایا گیا۔ اول تو انکار کرنے کے واسطے
 بہت کوشش کی۔ لکھا ہے۔ کہ جواب طلب کرتے وقت مسیح چپ رہا۔ مگر آخر کار نے
 بیان دیا۔ جس پر سردار کاہن نے (جو ایک الہامی چابی تھا) پکڑنے پھاڑ کر کہا کہ یہ
 کہہ کر چکا۔ اب ہمیں اور گواہی ضرور۔ تم نے آپ اس کا کرسنا۔ اب تمہاری کیا
 صلاح۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ کہ وہ قتل کے لائق ہے۔ تب انہوں نے اس
 کے پیچھے مسیح کے منہ پر تھوکا اسے گھولنا مارا۔ اور دوسروں نے اسے طمانچہ مار کر
 کہا سنا تجھے کس نے مارا۔ پکڑے جانے سے پہلے خدا کے لگے بڑی استغناء کرتا رہا
 مگر ایک بھی منظور نہ ہوئی۔ ہر چند روٹا رہا۔ مگر نہ سنا گیا۔ پکڑے جانے کے بعد
 شاگردوں نے شاکر دی سے انکار کر دیا بلکہ ایک نے تو مسیح پر لعنت بھیجی۔

چنانچہ فاضل محقق کا فری گینڈین صاحب فرماتے ہیں "یسوع کے اکل مریدوں کی کم
 رشتہ میں موسیٰ صاحب دین عیسوی کی فری گینڈین صاحب میں گروہ یوحنا چوتھوں میں مجبوری
 مقرر ہوں کہ اگر لاکھوں عیسویات خاص مذہب عیسوی کے اذن حقیقین میں ہوتے
 تو مجھ کو بھی اطمینان کامل دیا ہی ہوتا" (دیکھو ان کی ایلاوچی مرقم ۱۱۵)۔
 پھر یہی مورخ کہتے ہیں "جب عیسو کو شولی سے لے کر انیس کے سرور پہنچ گئے۔
 اور اپنے مقتدا کو موت کے پھانسی میں چھوڑ کر چل گئے۔ اگر باعزمین ان کی حفاظت کرنے
 کی انکو ممانعت تھی۔ تو انکی قتل کی گئی تو موجود رہتے۔ اور جی سے انکی یاد رکھ
 کو دیکھنا گئے" (دیکھو مرقم ۱۱۶)۔

سرویلیم نیوز صاحب فرماتے ہیں "مسیح کے تمام پیروغوث کی اہم معلوم ہوتے
 ہی بھاگ گئے۔ اور ہمارے خداوند کی تعلیم نے ان یا سوا آدمیوں کے دل پر چٹخوں
 نے دن کو دیکھا تھا خواہ کیسا ہی گھبراہٹ پیدا کیا ہو۔ مگر ظاہر میں اس کا کچھ
 نہ ہوا۔

۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

اور یہی درس کیرئوس اور تروتو لیاؤس کے حوالوں میں بھی نہیں ہیں (مارن صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۳۱ مطبوعہ لنٹن ہارسیم ۱۹۱۲ء)
متی کی باب ۲۷-آیت ۳۵ کی بابت مارن صاحب فرماتے ہیں کہ عبارت ۱۱:۱۱ لسانی نسخوں میں اور ترجمہ یونانی اور کلاسیک اور سہاگوں کی تفسیر اور روسی کے تمام خطی نسخوں میں نہیں پائی جاتی اور کیرئوس اور تروتو لیاؤس اور یسوع اور فلکس اور تروتو لیاؤس کے پرانے نسخوں کے پرانے مندرجہ اور انگریزی اور ہون کوس کے حوالوں میں بھی یہ عبارت نہیں ہے۔
گریس مارخ نے جو اس کی بلاشبہ بنا دینی سمجھ کر چھوڑا۔ خوب کیا دیکھ مارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱۔

نامرادل فریڈل کے باب ۱۰ آیت ۲۸ کی عبارت بھی کو کس الگسٹڈ مانوس اور وائی کاؤس اور دیگر بارہ نسخوں میں اور کئی ترجموں اور اکثر حوالوں میں نہیں پائی جاتی اس کو بھی گریس مارخ نے نین سے خارج کیا ہے۔
مارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۲۷۷۔

مورخ مارن متی صاحب باب ۶ آیت ۳۳ کو بھی نام نہ سمجھا ہے مفصل دیکھو (مارن صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹)۔

یہ طرا ایک مورخ لکھتا ہے "اگرچہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ کتب مقدسہ کا بر معاملہ اور تمام گواہی لکھتے ہیں وہ اسے دعویٰ کو یا سانی نہیں ثابت کر سکتے اور اگر ادراہ تحقیق ہم سے استفسار کیا جاوے کہ تم عہد جدید کے کوئے اجز کو الہامی جانتے ہو۔ تو ہم جواب دیتے کہ مسائن اور احکام اور پیشین گوئی الہی یہ جو جو میں عیسوی کے اصل اصول ہیں۔ ان سے الہام کا خیال علیحدہ نہیں ہو سکتا گذر شمس کے لئے حوالوں کی یاد دہانی کافی تھی" مفصل اور مشروح دیکھو (سائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد ۱ صفحہ ۴۰)۔

اور پھر لکھا ہے کہ حیرت دم۔ گروٹس۔ اراسس اور پروکوپیس اور بہت لوگ کہتے ہیں کہ کتب مقدسہ کی سب کتابیں الہامی نہیں ہیں دیکھو سائیکلو پیڈیا جلد ۱۱ صفحہ ۴۴ اور ایلیا تین مارن صاحب کی تعبیر جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ میں لکھا ہے۔

مشاہدات یوحنا سومر س تک کلام الہی نہ مانا گیا ویویشش مورخ بھی اس کو یوحنا کا مصنف نہیں جانتا۔ اور زیروفسر نے ڈالڈ نے بھی خوب تحقیق سے ثابت کیا کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے بلکہ بعض قدما نے غیبا ہی تو اسے سرخس عیسیٰ کی تصنیف بتلاتے ہیں دیکھو مباحہ صفحہ ۳۲ سلاکلام اور لاسی بیونس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ بغض ہے ہم سے پہلے تمام کتاب متبادات یوحنا کو الہام سے علیحدہ کر دیا اور اس کے دین کو سرخس کی اور لکھا ہے کہ یہ سب بیہ معنی اور بیوقوفی سے پر اور بڑا بیماری جہالت کا جواب ہے (جلد ۱ باب ۱۲)۔

لوقا کی انجیل۔ جب لوقا نے انجیل کا لکھنا اختیار کیا وہ کہتا ہے کہ اس نے ان چیزوں کا حال ان لوگوں سے جو آئندہ سے دیکھنے والے تھے سنا لکھا اور اس لئے کہ وہ سب چیزوں سے واقف تھا اس لئے مشابہت جانا۔ کہ وہ بائیں پھیل چلائی پشتوں کو پونچھا دے دیکھو (لوقا کی انجیل باب ۱ آیت ۱) اور دیکھو انجیل لوقا مطبوعہ سنہ ۱۸۷۷ء مرزا اور صفحہ ۱۷ اور دیکھو ڈاکٹر وائٹن کی جلد ۴ رسالہ الہام)۔

مورخ ارنیوس صاحب کہتا ہے کہ وہ چیزوں جو لوقا نے حوالہ دیے ہیں ان میں پہنچائی ہے۔

مورخ حیرت دم کہتا ہے کہ لوقا نے نہ صرف یولوس سے بلکہ اور بھی حوالوں سے انجیل کی تعلیم پائی ہے۔

یہ مورخ مورخ لکھتا ہے کہ یولوس نے بہت باتیں بغیر الہام کے کہیں جو مورخ الہامی کتابوں میں درج ہیں چنانچہ مقامات ذیل کو غور سے دیکھو خط خطاؤں بات ۵-آیت ۲۳-خط ۲ خطاؤں باب ۲-آیت ۱۴ اور خط فلیمل آیت ۲۴ اور خط ۲ خطاؤں باب ۲-آیت ۲-اور خط اقرنتیوں باب ۷-آیت ۱۰-اور باب ۷-آیت ۱۲-و باب ۷-آیت ۲۷-۲۸ اور اعمال باب ۱۱-آیت ۵۶-اور اعمال باب ۲۳ آیت ۵-۵۳ اور رومیوں کا خط باب ۱۵-آیت ۲۴ و ۲۸-اور خط اقرنتیوں باب ۱۶-آیت ۲۷ و ۲۸ اور خط اقرنتیوں باب ۱-آیت ۱۸ تک (دیکھو وائٹن صاحب کی جلد ۴ رسالہ الہام)۔

زیونگلیسن کہتا ہے کہ یولوس کے نامجات میں سب پاک کلام نہیں ہے اس نے چند چیزوں میں غلطی کی ہے۔
مشر فلک صاحب کہتے ہیں کہ دبطرس حواری نے اکثر انجیل کے بارہ میں غلطی اور جہالت کی ہے۔

ڈاکٹر کوڈ صاحب اپنی کتاب مہات میں جو فادر گینین سے ہوا تھا کہتا ہے کہ دبطرس نے بعد نزول روح القدس کے ایمان میں غلطی کی ہے۔

فاضل پریشش صاحب فرماتے ہیں کہ دبطرس کے سرور دبطرس نے اور بریہ نے بھی بعد نزول روح القدس کے مع کلیسیا و شلم کی غلطی کھائی۔

وائٹ ٹیکر صاحب کہتے ہیں کہ بعد عروج مسیح کے آسمان پر اور نزول روح القدس کے سب کلیسیا نے غلطی کی نہ صرف علوم نے بلکہ خاص نے بھی اور حواریوں نے بھی غیر اسرائیلیوں کو ملت مسیح کی طرف کی دعوت کی اور دبطرس نے رسوم میں اور بھی غلطی کی ہے۔ اور یہ غلطی حواریوں سے بعد نزول روح القدس کے ہوئی ہے۔

حقیق یا سویرا دیا تان کہتے ہیں کہ بعض ایسے معاملہ ہیں جن میں الہام کی حاجت بھی نہیں۔ مثلاً جب ان کو گوں نے کچھ خود دیکھ کر یا پھر گواہوں سے سن کر لکھا۔

سین کر لکھا۔

انجیل کا بیان

وقایع عیسوی

جس طرح ہم اور تاریخوں میں پیدائش وغیرہ کا صحیح حال نہ ملے اور اس وقت کہ کسی مورخ کی تحریروں و کتابت نہ ہوئے وہ قیامت پر پورا اعتبار نہیں کر سکتے دینی حال مسیح اور انجیل کے بارے میں اختلاف ہے۔ جن کا خطوط

ساخاں ہم اخیر میں ظاہر کرینگے۔

مشر طامس ہیں صاحب اپنے رسالہ مسیح آف زرن میں لکھتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ وہ پیر مہتر ہونے مزد کے حامل ہوئی اور یوسف اس کے شوہر سے فرشتے نے بطور گواہ کے کہا۔ ہم ایسے بعد القیاس قول یوسف ورم کو کس دلیل سے باور

کریں مریک سے یوسف نے کوئی کتاب نہیں لکھی اور نہ اس نے فرما دے کسی مورخ نے ایسے عجیب واقعہ کو لکھا جن آدمیوں نے کہا ایک دوسرے سے سن کے میں ایسا بیوقوف نہیں جو بے اصل قول پر ایمان لاؤں اور زنا راہ

ناہیر والی صفحہ ۶۲۵)۔

جہالت کے سبب بچک باؤشاہ بنا۔ حلیتوش جڑی پھرائی گئیں۔ اور انکی پیکر کھینچ
 ہوئی۔" دیکھو کہ کتاب الاسناد جلد ۵ صفحہ ۱۲۲ +
 سریش صاحب تذکرہ ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ اناجیل اربعہ میں سے ہر انجیل پر ایک شخص
 کا نام درج ہے جس کی حال تذکرہ حارین اور تاریخ انجیل میں مرقوم ہے لیکن یہ صحیح نہیں
 کہ چار شخص ہمنصر اناجیل اربعہ ہیں اس قول سے کو یہ ہوتی ہے کہ اسے اور ہر شخص کہتے
 ہیں اور یہ لوقا کہتے ہیں اور یوحنا فرماتے ہیں یہ مراد نہیں کہ قدیس عالمائے عیسوی کا یہ
 اعتقاد تھا کہ یہ آیات کل انہوں نے تصنیف کی ہیں بلکہ اس قول سے مراد ہے کہ یہ
 آیات ان سے مروی ہیں۔ اور انکی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ صفحہ ۱۲۲۔ اپنا کوئی صفحہ
 ۱۲۲ اگر کتب کی کاٹ لکھتے ہیں کہ "قریب تمام نسخہ موجودہ ہمدانیق تا بن سہ ایک ہزار
 اور چودہ سو ستاون کے لکھے گئے ہیں۔ اور اسی سے استدلال کر کے یہ بات کہتا ہے کہ
 تمام نسخے جو سائوس یا بطوریں صدی کے لکھے ہوئے تھے یہودیوں کی کونسل کے
 حکم سے سبب اس کے کہ وہ نسخے ان شخصوں سے جن کو وہ بہتر سمجھتے تھے بہت
 مخالفت رکھتے تھے نیست و نابود کئے گئے۔" +
 دیکھو درمیں کے ساتھ کلیات کی جلد ۳ بیان بائبل
 انجیل متی اربعہ صاحب اپنی تاریخ بائبل میں لکھتا ہے کہ یہ آیات غلط ہے جو لوگ
 کہتے ہیں کہ متی نے انجیل یونانی میں لکھی تھی اسلئے کہ یوہانی میں اپنی تاریخ میں لکھتا
 ہے کہ متی نے انجیل عبرانی میں لکھی ہے نہ یونانی میں اور جیروم کہتا ہے کہ یوہانی نے
 ایک جلد عبرانی انجیل کی پیش من بائی تھی۔ اور اس نے اسکو اسکندریہ میں لا کر
 یہی کتاب کے کتب خانہ میں رکھی تھا کہ وہ ان سے وہ جانی رہی۔ مگر ترجمہ اسکا یونانی باقی
 رہا اور نام ترجمہ کا معلوم نہیں ہے۔
 اور تفسیر سنی اسکات میں لکھتا ہے کہ "سبب فقوہ و علما نے نسخہ عبری کا یہ بگاڑ
 کہ فرقہ آریہ نے جو منکر اور ہیبت کا تھا۔ اس شخص میں تعریف کی تھی اور جو تیار
 ہو شک کے نسخہ اصل عبری کا جاتا رہا اور لکھنے کے ہیں کہ نا صبر و نا اہل و بیچارے
 جو نے عیسائی ہونے تھے انجیل عبری کو حرف لیا تھا اور فرقہ آریہ نے بہت سے
 فقرے اس کے نکال ڈالے تھے۔
 بالافان لکھتا ہے کہ "یوہانی نے ایک نسخہ لکھا تھا۔ اور اس میں
 جو عیسائی دن کے نامی گرامی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ اسل میں ایک عبری نسخہ
 تھا۔ اور اس کے کسی ترجمے بھی تھے۔ مگر وہ ترجمہ جو اس کے نقلی ثابت ہے کہ
 فقوہ و علما نے۔"
 اور یوہانی میں لکھی ہے۔ "یوہانی نے ایک نسخہ لکھا ہے کہ اس میں لکھتا ہے کہ متی نے اپنی
 انجیل عبری میں لکھی ہے۔"
 ایک اور محقق کہتا ہے کہ سب سے پہلی کتب جہالتی کتابوں کے فصد کہ اسے ہوئی
 قسطنطنیہ کے حکم سے ۳۹۱ میں تہذیب میں منع ہوئی اس میں ایک کتاب جو
 ۳۹۱ میں لکھ کر الہامیہ میں شامل کی گئی تھی۔
 پھر ۳۹۱ میں ایک انڈیکس کوڈیسیانا میں سے قائم ہوئی جس نے ملاوہ جوڈتھ
 کے تواریخ و انجیل میں اور رسالت کتابیں حسب ذیل واجبہ تسلیم قرار دیں۔ کتاب
 ۱۔ نام یعقوب۔ نام بطرس۔ نام داؤد دیونا۔ نام یہودا اور نام پولوس
 عبرانیوں کو اور اس حکم کو حاجا مشتمل کر دیا۔
 پھر ۳۹۱ میں ایک انڈیکس قائم ہوئی جسکو کونسل کہتے ہیں جن میں علاوہ
 آسٹین کے جوہر عالم تھا۔ ایک سوچا میں اور بڑے بڑے عالم تھے۔ اس

کیٹی نے پہلی کیٹیوں کے حکم کو بحال رکھ کر خود مذہب ذیل کتابت کتابیں اور الہامی
 قرار دیں کتابت وزوم۔ کتاب نوٹیاں۔ کتاب باروق۔ کتاب ایچرنا سیکشن۔
 کتاب متناہیں اول و دوم مکاشفات یوحنا۔
 اس کے بعد اور تین کتابیں مقرر ہوئیں جن کو کیٹی تروا کیٹی ٹورنس اور کیٹی
 ترنت کہتے ہیں ان کیٹیوں سے کیٹی کا نسخہ کے حکم کو بحال رکھا جس سے کتابیں
 برس تک عیسائیوں میں واجبہ تسلیم رہیں۔
 بعد ازاں ۳۹۱ میں فرقہ روم ٹسٹ قائم ہوا اس نے کتاب باروق کتاب
 نوٹیاں۔ کتاب جوڈتھ۔ کتاب وزوم۔ کتاب ایچرنا سیکشن اور متناہیں کی دو نو
 کتابوں کو رد کر دیا اور خود لکھا اور کتاب انھ کے چند بالوں کو بھی الہامی بتایا اور
 اس کے سولہ باب میں سے اب ۹ باب اور دوسوں کے بعض آیات کو لکھتے ہیں اور
 باقی سب کو جعل بتاتے ہیں۔ "ازویرن انڈیکس ذیل صفحہ ۱۲۲۔
 مگر ان میں سے بعض اب تک فرقہ روم میں لکھا گیا ہے کہ نزدیک الہامی اور دوسروں
 میں۔
 اور فرماتے ہیں کہ بی بیوش لکھتا ہے کہ متی نے انجیل عبری میں لکھی اور کیٹی
 نے اپنی کتابت کے حوالے اس کا ترجمہ کیا اور کلیات اور فرقہ جلد ۵ صفحہ ۱۲۲۔
 پھر وہی صاحب موضوع لکھتے ہیں کہ "یوہانی میں لکھتا ہے کہ یوہانی نے اپنی تاریخ
 میں لکھا۔ اس نے وہاں ایک نسخہ عبری انجیل متی کا لیا۔ جو وہاں کے لوگوں کے ہتھ
 حادی سے پہنچا تھا اور اس وقت سے لکھے یا اس عہد ملاوہ جرم کہتے ہیں کہ یوہانی نے
 اس نسخہ کو دار سے اسکندریہ میں لا با جو مفتوح ہو گیا۔" دیکھو جلد ۵
 صفحہ ۱۲۲ جلد ۵ صفحہ ۱۲۲۔
 پھر وہی صاحب فرماتے ہیں کہ "متی نے اپنی انجیل عبری میں یہو شلم میں لکھی تھی۔
 دیکھو جلد ۵ صفحہ ۱۲۲ جلد ۵ صفحہ ۱۲۲۔
 پھر وہی صاحب فرماتے ہیں کہ "یوہانی نے اپنی انجیل عبری میں یہو شلم میں لکھی تھی۔
 دیکھو جلد ۵ صفحہ ۱۲۲ جلد ۵ صفحہ ۱۲۲۔
 دوسری صدی میں یہاں متفق ہو کر کہتے ہیں کہ یوحنا حاروی کی تصنیف نہیں ہے بلکہ
 اور تیسری صدی میں اسکندریہ میں لکھی ہے۔" لکھا تھا کہ یہ سہ جلد ۵ صفحہ ۱۲۲۔
 صفحہ ۱۲۵۔
 دوسری صدی میں جب لوگوں نے انکار کیا تو ان کے جو اس میں الزم ہوئے ہیں
 نہیں کہا کہ پولی ری کا بے جھے یہ خبر تھی ہے کہ یہ انجیل یوحنا حاروی کی تصنیف
 سے ہے۔ حالانکہ آریوں پولی کارب کا شاکر وہ ہے اور پولی کارب یوحنا حاروی
 کا مرید اور جوتی۔ تو اسے ضرور معلوم ہوتا۔ اور وہ اس کو متا دیتا۔
 رسالہ اعمال یہ بھی الہامی نہیں اور یہ اسکی بابت کوئی ثبوت عیسائیوں کے پاس
 ہے۔ کہتے ہیں کہ نوٹا کی تصنیف ہے مگر نوٹا وغیرہ الہامی تھا۔ علاوہ برائے اس
 رسالہ کو پولوس و یوحنا کا دیکھا بھی ثابت نہیں ناظرین در اغور فراوس کہ یہ کتابیں
 در سال و خطوط الہامی پھیل گئے تھے۔ بہت سے خطوط کو کونسل کے حکم سے اجڑا
 الہامی اور جویوں کی تصنیف پھیل گئے تھے جیسا کہ نام عبرانیہ۔ نام یعقوب۔ نام
 یہود۔ دوم نام بطرس و دوم و دوم نام یوحنا۔ ویشاہدات یوحنا۔ یہ کونسل کا نسخہ
 تھا۔ میں ہوئی تھی۔ مگر جب اس کونسل نے مشاہدات یوحنا کو الہامی پھیل گئے تو
 قانون کیا تھا۔ تب اس نے کتب ذیل کو بھی تو الہامی پھیلایا تھا۔ کتاب جوڈتھ

کو رو کیا۔ اسی طرح سے روح القدس کی بابت عیسے زنا بچل میں وعدہ کیا تھا میں
سکھاتا ہے کہ کیا ہم مائیں اور کیا رو کریں اور کس لئے ہم روح القدس کے وسیلے
سے عہد جدید میں وہی نہ کریں جو تم نے مسیح کے وسیلے سے عہد عتیق میں کیا تھا
اس حال میں جیسا کہ پیشتر کہا گیا کہ اُس نے عیسے نے لکھا نہ حواریوں نے۔ بالکل
جیسا تم عہد عتیق سے صرف پیشگوئیاں اور باتیں اخلاق کی لیتے ہو۔ اور عہد
اور قربانی اور یوم السبت وغیرہ کو رد کرتے ہو۔ تو پھر مائیں کیا قباحت ہے۔ کہ
ہم بھی عہد جدید سے صرف وہی چیزیں مائیں جو ابن کی عزت کے قابل ہیں اور
اُن کے اُسے یا اُس کے حواریوں نے کیا ہے اور خارج کریں۔ اُس کو جو حواریوں
نے جمالت سے کہیں یا جو اُن کی طرف منسوب ہوئیں۔

فرقہ دوم کا تھکنا یہ فرقہ اب بھی عیسائی مذہب کے ساتھ فرقوں سے
وہ حصے زیادہ ہے اور کئی مسلمانین بھی اسکے قبضہ میں ہیں۔ اسی مجموعہ بائبل میں
یہ فرقہ نو دس کتابیں اور الہامی ٹھہرا کے داخل کرتا ہے اور عشاے ربانی میں عیسے
کی ظہوری کا قائل۔ اور اُس کو مسجد کرنا فرض سمجھتا ہے۔ اور بت برستی کے
بھی کرتا ہے۔

یونین فرم اس فرقہ کا قول ہے کہ خدا لاشریک ہے کسی کو اختیار اور منصب پہنچانے
اور سزا دینے کا نہیں ہے نیک اخلاقی کا بدلہ بہشت اور بد اخلاقی کا بدلہ دوزخ ہے
پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک غیر مذہب فرقوں کو برا سمجھتے ہیں۔

یونگلیں اس فرقہ کا بانی ایک شخص یونانی یونینس نام تھا۔ جو بائبل میں
کوتا ہے اس نے یہ عقیدہ اپنے تابعین کو تعلیم کیا تھا کہ ہر سوخت طبیعت انسانیت
کی دو فضاں مسیح میں باہم ایسی متحد ہو گئی تھیں کہ اُن میں کوئی فرقہ و امتیاز وغیرہ
اور صفات انسانیت مسیح صفت الوہیت میں اس طرح ایک قطرہ آبِ دیا میں
آئینہ ہو جاتا ہے۔ آنا لوجی ترجمہ اردو صفحہ ۷۷ کا حاشیہ۔

فرقہ ملکانیہ یہ لوگ مریم کو خدا کی وحدت میں شریک کرتے ہیں۔ دیکھو جان
ریچرڈسن صاحب کی عربی و فارسی اور انگریزی و لکھنؤ صفحہ ۹۸۸

فرقہ پروٹسٹنٹ اس فرقہ کا بانی مانی مارٹن لوثر صاحب ہے اس نے بائبل
میں بہت سی اصطلاح کی ہے اس کا قول ہے کہ ہم نہ سننے اور نہ دیکھنے کی
کو کیونکہ وہ صرف یہودیوں کے لئے تھا اور ہم کو اس سے کچھ علاقہ نہیں۔ ہم تو قبول
کریں گے موسیٰ کو اور نہ اُن کی تورات کو کیونکہ وہ دشمن عیسے ہے۔ موسیٰ نوح اور
کوسروا ہے دس حکموں کو عیسائیوں سے کچھ علاقہ نہیں ان دس حکموں کو خارج
کرنا چاہیے کہ تمام بدعت ایسی موقوف ہو جاوے گی۔ کیونکہ یہ سب کام مذہب
کے چشمہ میں (دار صاحب کا اعلانہ نمبر ۱۸ صفحہ ۳۷ و نمبر کی کتاب جلد
۲ صفحہ ۴۰ و ۴۱)۔

دار صاحب اپنی کتب اعلیٰ طمانہ میں لکھتے ہیں کہ یوں شاگرد شیلو
لکھتا ہے کہ یعقوب اپنے نامہ کو واپس بات باتوں میں تمام کرتا ہے اور کتابوں کا
حوالہ ایسا محال دیتا ہے کہ جس میں روح القدس نہیں رہ سکتا۔ اس لئے وہ نامہ
الہامی کتابوں میں نہ شمار کیا جاوے (صفحہ ۳۷)

جان کالون صاحب فرماتے ہیں کہ لپٹرس جواری نے کلیسیا میں بدعت
بڑھائی اور آزاد کی عیسوی کو فحش میں ڈال دیا اور تو فریق عیسوی کو دور
پھینکا (مباحثہ مطبوعہ ۱۲۷۷ ہجری صفحہ ۲۶)

لارڈ ورنر صاحب فرماتے ہیں جب مسیحیت میں مساکر حاکم تھا کلاں بیلین مصنفہ

کلاں بیلین کہہ رہا تھا اُن سرسبز لوگوں جنہیں ذکر تورت یا اور پھر ولی کا تھا یا اُن
میں ان کتابوں سے حوالہ لیا گیا تھا انہیں حضرت عیسیٰ کے آئینے میں کوئی تھی۔ یا
اُن میں باب کو دیا کا خالق کہا تھا۔ لاکالر بہت فقرے اپنی طرف سے لگا دئے۔
اور کہتے تھے کہ یہودیوں کا خدا اور ہے اور عیسے کا باب اور اور عیسے تورت کے
احکام کے مٹانے کو آیا تھا۔ کیونکہ وہ عیسے بائبل کی مخالفت تھی۔ دیکھو لارڈ
صاحب کی کتاب جلد ۷ صفحہ ۷۷

پس اسی جلد میں لکھا ہے کہ مارٹینیو عہد جدید سے کل گیارہ کتابیں ماننا تھا
اور ان گیارہ کو بھی ناقص اور تبدیل کئے ہوئے اور ان کو قسم کرتا تھا۔ ایک بائبل
دوم تا بحیات۔ بائبل صرف بائبل کو ماننا تھا۔ اور ناموں سے یوں کرنا چاہتا
کو اور ان سے بھی بہت کچھ نکال ڈالا تھا۔ اور بہت جا الحاق کیا تھا۔

فرقہ مانی کنیر اس فرقہ کی بابت لارڈ ورنر صاحب اپنی جلد نمبر ۳ میں یہ تصدیق
قول کرتے ہیں صاحب کے لکھے ہیں۔ کہ یہ اعتقاد میں فرقہ کا تھا کہ خدا نے مسیح
کو تورت دی اور عبرانی پیغمبروں کے ساتھ بولا۔ مسیح خدا نہیں بلکہ ایک شیطان ہے
شیطان نہیں کا۔ اور عہد جدید کی مقدس کتابوں کو ماننا ہے لیکن الحاق کا ان کا
قائل ہے اور چار اسکے پسند آتا ہے لیتا ہے۔ اور باقی کو ترک کرتا ہے اور
بعض چھوٹی کتابوں کو انہیں ترجیح دیکر لیتا ہے۔ کہ یہی کتابیں بالکل سچ ہیں اور
سب موعظوں کا اتفاق ہے کہ تمام فرقہ مانی کنیر کا ہر وقت میں مقدس کتابوں عہد
عتیق کو نہیں ماننا تھا اور اعمال از کلاس میں اُن کا عقیدہ لکھا ہوا ہے کہ شیطان
نے یہودی کے پیغمبروں کو فریب دیا ہے اور شیطان ہی موسیٰ اور پیغمبروں کے یہودیوں
سے بولا ہے جس کے واسطے یہ فرقہ روحانی بائبل باب ۱۰ آیت ۸ کو مسترد کرتا ہے کہ
مسیح نے ان لکھ کو جلا کر دیکھ لیا ہے اور اعمال حارین کو خارج کر دیا۔
تھا۔ اور مانس کتا تھا کہ اگر تم بائبل کو ماننے ہو تم کو چاہئے کہ سب ان چیزوں
کو انہیں کہیں بھی نہیں یقین کرتے ہو بلکہ ان پیشگوئیوں کے جو اس بادشاہ
یہوے کے حق میں تھیں جس کو تم مسیح کہتے ہو اور انہیں بعض اخلاقی نصیحتوں کے تم
انہیں کچھ قدر زیادہ نہیں کہتے بہ نسبت دوسرے جو اس کو گند کی خیال کرتا ہے۔

پس تب میں کہیں عہد جدید کے ساتھ ایسا ہی نہ کر دل کہ جو میری نجات کے
لئے خدا اور درست ہے تم سے ہی مافول اور ان چیزوں سے انکار کروں
جو میرے بہائے باپ دادوں نے اُس میں الحاق کر دی ہیں اور اُس کی بدعتی
اور برتری کو بد شکل اور خراب کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ تحقیق ہے کہ اس عہد جدید
کو نہ حضرت عیسے نے لکھا ہے اور نہ اُس کے حواریوں نے بلکہ ایک مدو
کے بعد کسی گناہ شخص نے لکھا ہے اور جو جس نے اس لحاظ سے کہ
میاہ اسکو ان حالات سے جو لکھا ہے غیر واقف تھے کہ اشارہ نہ کریں حواریوں
اور حواریوں کے رفیق کے نام لگا دئے ہیں اور اسے عیسے کے مریدوں کو
ایسی تکلیف دی کہ ان کے نام سے ان کتابوں کو جنہیں بہت سے غلطیاں اور
مستند ہیں بنایا گیا نہ حضرت عیسے کے مریدوں کے ساتھ جو نام متفق اور
بائبل کے برائی کرتی نہیں ہے۔

اور ہم نے لکھا ہے کہ بطور درست جان لیا ہے کہ ہر چیز کو قاعدہ عقل اور
ادراک کے ذریعہ سمجھ کر کے ان چیزوں کو جو ایمان میں عقیدہ اور مسیح اور اسکے باپ
خدا کے عزت کے قابل ہیں قبول کریں اور ان چیزوں کو جو عقیدہ اور قابل نہیں
انہیں اور جب حضرت عیسے نے عہد متفق میں بعض چیزوں کو سکھایا اور اور دن

مزید سے معلوم ہوا ہے۔ وہ اس طرح ہے +

ایوبیہ - مارسیونی - مانی کثیر - رومن کا تھا - یونیٹرین - یونٹکٹین -

ملیکا نیہ - پروٹسٹنٹ +

نمبر اول فرقہ ایوبیہ اس میں لکھا ہے کہ یہ فرقہ جو اول صدی میں ہوا تھا یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ حضرت عیسیٰ صرف ایک آدمی تھے۔ اور حضرت مریم اور یوسف بنجار سے تل اور آدمیوں کے پیدا ہونے اور طاعت شریعت موسوی کی صرف یہودیوں پر ہی نہیں بلکہ اور کو بھی واجب ہے۔ اور اس کے احکام و شرائط کی رعایت کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور جو یولوس اس پر عمل کرے ضروری نہیں کہ اس کے لئے اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ صواس کو بہت بڑا کتے تھے۔ اور اس کی تحریر وہی نسبت بڑی بے ادبی سے پیش آتے تھے۔ اور کچھ موشیم کی تاریخ جلد اول صفحہ ۱۰۰ لارڈز نے نقدیق قول اور یون کے اس فرقہ کی بابت فرماتے ہیں کہ اس فرقہ کے دونوں گروہ یولوس کے نامات کو رو کر کے اور یولوس کو دان اور نیک آدمی نہیں جانتے تھے۔ (دیکھو مئی تفسیر جلد ۲ صفحہ ۲۸۲) + یوسی میں کہتا ہے کہ یہ فرقہ یولوس کے نامات کو رو کر کے اور اس کو مرتد بتلاتا تھا۔ (دیکھو تفسیر لارڈز صفحہ مذکور) +

بیل صاحب فرماتے ہیں کہ یہ فرقہ عہد عتیق کی ساری مقدس کتابوں میں صرف تورات کو ہی مانتا اور داؤد و سلیمان - حرمیا - حزقیل کے نام سے نزلت رکھتا تھا اور عہد جدید سے ان کے پاس صرف انجیل تھی۔ اور اس میں بھی بہت جا انہوں نے خرابی کی تھی۔ اور خاص کر دو باب اول کے خارج کر دیے تھے۔ + دیکھو کتاب الاسناد جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ +

نمبر دوم - فرقہ مارسیونی اس فرقہ کی بابت بیل صاحب فرماتے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ خدا ہیں۔ ایک خالق خیر کا دوسرا خالق شر کا۔ اور ان کا اعتقاد ہے کہ تورات اور سب کتابیں عہد عتیق کی دوسرے خدائی عطا ہوئی ہیں اور یہ سب مخالف عہد جدید کے ہیں اور عیسے کے مرنے کے جسم میں اُترا اور وہاں سے ناپیل اور سدوم کے کوٹوئی روحوں کو نجات دی۔ کیونکہ وہ عیسے کے سامنے حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی زندگی میں خدا خالق شر کی اطاعت کی تھی اور ناپیل اور نوح اور ابراہیم اور پہلے سارے پیغمبر کوئی روح کو دوزخ میں رہنے دیا۔ کیونکہ گروہ اول کے خلاف کیا تھا۔ اور ان کا اعتقاد ہے کہ خالق جہان کا وہی خدا نہیں ہے جس نے حضرت عیسے کو بھیجا ہے۔ اور اسی لئے وہ عہد عتیق کو الہامی نہیں مانتا اور عہد جدید میں سے انجیل کو مانتا تھا۔ اور یولوس کے نامات سے اس نامہ مانتا تھا۔ لیکن ان میں بھی جو ان کے خیال کے مخالف تھا ان کو رو کر دیتا تھا۔ +

لارڈز صاحب فرماتے ہیں کہ مارسیونی فرقہ نے عہد عتیق کی کتابوں کو بالکل الگ کر دیا۔ یہ فرقہ کہتا تھا کہ یہ کتابیں اسکی بھیجی ہوئی ہیں جو سائے گن ہوں اور بڑا ٹوٹا خالق ہے اور یہی کہتے تھے کہ تورات اور انجیل ایک شخص کی بھیجی ہوئی نہیں اس لئے کہ بہت سی چیزیں اول میں دوسرے کے مخالف ہیں۔ اور کہتے تھے کہ اول میں بیان ہے کہ جہان کا خالق جابل ہے۔ کیونکہ آدم کو پکارا کہ تو کہاں ہے اور اسی طرح شیطان ہے کہ مخالف حکم دیتا ہے۔ اور جہان کے پیدا کرنے اور اس کے بادشاہ بننے سے بچتا ہے۔ (دیکھو لارڈ صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۲۸۴) +

پھر لکھا ہے کہ یہ فرقہ عہد عتیق سے اس قدر نفرت کرتا تھا کہ جدید عہد کی ان

کے ان ایک دوست ملاقات کے لئے آیا۔ بعد سلام و کلام پادری صاحب نے پوچھا یہ تینوں صاحب کون ہیں۔ اور کہاں سے آئے ہیں۔ پادری صاحب نے کہا کہ تینوں نے نصرا بنی ہوئے ہیں۔ اور اب تعلیم عقاید میں بدل بنشول ہیں اس دوست نے ان سے پوچھا کہ مسئلہ تثلیث کی کیا شکل ہے۔ اور تمہارا اعتقاد اس مسئلہ پر کیا ہے۔ ایک نے ان میں سے جواب دیا کہ میرے استاد نے ایسا سکھایا ہے کہ تم خدا ہیں۔ ایک اسماں پر ہے جس کو ہم مسیح کا باب مانتے ہیں اور دوسرا وہ جو بطن مریم سے پیدا ہوا جس کا نام یسوع ہے۔ اور تیسرا وہ جو تل کیوڑ کوکس خدا یعنی مسیح کے سر پر اُترا اس پر اس کے استاد صاحب نے غضبناک ہو کر اس کو دھکیل دیا کہ یہ دیوانہ اور کفر ہے۔ اسکی بھیجی ہوئی تھیں۔ مرنے کے بجائے کو بتلانا ہوں اور مغر کھیتا ہوں۔ آج تک ایک مسئلہ نہایت کاٹ بچھا +

دوسرے کو پوچھا گیا تو فرماتے تھے کہ میرے استاد نے مجھے یولوس سکھا ہے کہ پہلے تین خدا تھے۔ مگر اب ان سے دوزندہ ہیں۔ کیونکہ ایک پیارے ولی پر چڑھا کر مارا گیا۔ تیسرے یہ تھیں اس پر بھی دوسرے غضبناک ہوئے۔ آجکے لال پیل کے کہا کہ تیرا ستیا ناس جائے۔ گنتی دیر سے تجھے سمجھانا ہوں کھول کھول کر بتلانا ہوں مگر یہ مسئلہ مشکل سمجھ سے حل ہونے سے رہی +

اب تیسرے صاحب بابائمانہ قلعی کو لئے گئے فرمایا کہ مجھے تو یہی تعلیم ہوئی ہے۔ اور اس کو نقش کا لچر کر رکھا ہے اور اس عقیدہ کے میرا دل بہت خوش ہے حقیقت یہ ہے کہ اگلے زمانہ میں تین خدا تھے اور تینوں ایک ہی تھے۔ اور ایں میں اتحاد و کامل رکھتے تھے۔ سو ایک ان سے مار گیا۔ اب تینوں بسبب اتحاد کے فنا ہو گئے + (نعوذ باللہ من ہذا اللغات)

اصل بات یہ ہے کہ یہ عقیدہ عیسائیوں کا ایسا برفلاف عقل و علم و فہم کے ہے کہ خدا الہی پناہ۔ آج تک اور تو درکنار خود عیسائیوں کی بھی سمجھ میں نہیں آیا +

ایک فیاض عیسائی جب اس کے سمجھنے سے نہایت لاچارہ ہوا تو افسوس پڑھ کر کہنے لگا کہ تیری عقل انسانی کے گو باہر

خود کو چھوڑ کر ایمان لائے جس کا جی چاہے

ساتواں باب

عیسائی فرقوں اور بائبل کی تحقیقات

چونکہ ناواقف لوگ نہیں جانتے کہ عیسائی مذہب کی اندرونی حالت کیا ہے اور خود عیسائی بائبل از عیسائی بنائیکہ وہ کتابیں جو انکی اصلیت ظاہر کرنا کیلئے عالمی دلغ مصنفوں نے بنائی ہیں۔ نہیں دکھلائے۔ بلکہ جیتے جیپائے ہیں تاکہ کسی طرح لوگ رمارغ و دام سے نہ لکل جائے۔ اور یہ بھی دیکھا گیا کہ جب کسی عیسائی نے انصاف سے عیسوی دین کی کتابوں کو دیکھا جھٹ عیسائی تعلیم سے کنارہ کر گیا۔ افریقہ کے مشہور رئیس کوئن زو صاحب بہادر کا حالی پادریوں سے سختی نہیں فرانس کے لوگ اور امریکہ کے فاضل بھی بہت کچھ عیسویت سے میرا رہو رہے ہیں بائبل خدا کی کتابوں سے ہمیں تک تعلیم پاتا تو لوگ تنگ آگئے ہیں۔ کہ وہ اس کا نام کتابوں سے نکالنا چاہتے ہیں +

دراںج ہو کہ عیسائی مذہب کے بڑے بڑے فرقوں کا حال جو میں تحقیقات

انہی کی عجیب ریافتوں کا مکاشفات سے معلوم کر لیا تھا (یعنی یہ مکاشفات بھی اسی یوحنا کی ایک حکمت کھنی الفاظوں کے معزز نام کو عیسائی لوگ تو عورت سے یاد کرتے تھے اور لوگ اس کی شکایت کرنے اور اسے بدنام کرنے کو اس نے سیانی اور غلطی والوں کی تائید کی +

تائید کے مسئلہ اسکندر کے فیلسوفوں اور عیسائیوں میں بحث ہوتی تھی۔ اُسٹاد اور از سر اردوں کی سیری لفظوں کی بھرمار سے ہو جاتی تھی۔ لیکن سب سے بڑا عقلمندانہ اور علم دین کے جاننے والا انتہائی سی ایس خود صاف صاف استدلال سے کہتا ہے کہ جبکہ کبھی اس نے اپنی عقل کو کاس کی الوہیت سے جوچے پر دوڑائی تو اس کی شکستیں صاف ہو گئیں کیونکہ اس نے جتنا زیادہ سوچا اتنا ہی کم سمجھا۔ اور جتنا اس نے زیادہ لکھا اتنا ہی وہ کم اپنے خیالوں کو ظاہر کر سکا +

اول تو بے لکاس کار از بسو سو فو جس رہا لیکن جب مہجانی ایمان کی اُمداد عبادت کا مدد مانس گیا۔ نوروم کی سلطنت کے ہر ایک صوبہ میں عوام الناس اس کو کثرت سے اختیار کرنے لگے۔ مرد اور عورتیں جو کہ اس کی بابت بالکل ناقابل ہیں۔ وہ بھی اس بات حیرت کرتے لگے +

ایسے وقت کی بابت ٹیڑھوں فخر سے کہتے ہیں کہ "عیسائی کا رنگ آسانی سے ایسے سوالوں کا جواب دے سکتا تھا۔ جس سے نہایت دانا بولانی گھبرا جاتے تھے۔ جب ایسا ہو گیا۔ یعنی سامیت عام میں پھیل گئی۔ اور دینی جو سن بھی ساتھ ہوا۔ تو عیسائی لوگ اس کو یونانیوں کے دیوالا یعنی مختصا لوی کی اصلاح میں بیان کرنے لگے اس کے ۸۰ برس بعد جتنے ناسکے پادری لوگوں نے پلٹی کی کچھری میں اقرار کیا کہ وہ اس کو یعنی مسیح کو شہ خدا کے یاد کرتے ہیں +

آخر کار جب اس مشکل پر جھگڑے۔ مٹادی اور مبالغہ کرنے لگے تو ایک مشہور و معروف فاضل عیسائی ایریس نے اس سے انکار کیا اس کے نہایت سخت دشمن بھی اس کے علم اور صداقت کا اقرار کرتے تھے۔ اور وہ ایسا بے پرواہ تھا کہ اس نے پادری کا تخت لینے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ ایریس کے مریدوں میں سے اس وقت مفصل ذیل شخص مذہبی حیران۔ بہتار تھے۔ بشپ۔ برسر بیڑ۔ ڈیون۔ کنواریاں۔ ایسا کہ بہت سے پادری ہیں۔ یہ سب۔ اس کے ہم خیال تھے۔ ران کے صاحب بڑے عالم پادری یوسی بی ایس نے اس کی آمد اور فہم اٹھائی۔ جب اس طرح زور و شور سے مباحثے ہوئے لگے۔ نب و بادشاہ اور لوگوں کی توجہ اس دینی بحث پر ہوئی۔ اور چرسال تک خوب جھگڑے ہوئے رہے آخر کار اس کے بعد ۳۱۸ء سے ۳۲۵ء کی میں مسیح کی عام کونسل کے آخری قطعی فیصلہ پر معاملاً چھوڑ دیا گیا۔ اور یہ کونسل خصوصاً اسی فیصلہ کی واسطے منعقد ہوئی۔ اس وقت تثلیث کے متعلق امورات ذیل نتیجہ طلب تھے۔ جن میں سب باہمی ایک دوسرے کو کفر سے دبتے تھے۔ کیونکہ غلطی اور کفر سے کوئی خالی رہتا اول رائے یہ تھی جس کو ایریس اور اس کے مرید ماننے لگے کہ لوگ اس طرح تو بہے مگر خود پیدا شدہ ہے۔ باپ کی مرضی عدم سے پیدا ہوئی ہے۔ اگرچہ بیٹے کے لئے تمام جنم بنائی گئیں اور تمام دُنیا کے دو بیٹے بھی پیدا ہوئے۔ اور اس کی عمر کے مقابل میں تمام بڑے سے بڑا انجم کا دور ایک فانی لمحہ کے برابر بھی نہیں ہے۔ تو بھی اس کا وقت پیدا نہیں ہے اور اس کی خوبصورتی پیدائش کے پہلے کچھ وقت گذر چکا ہے۔ یعنی اس جتنے ہوئے اکلوتے طرح کے برقا درمطبیق اپنے آپ ہی بہت زور و دلدی اور اپنی جلال کی چمک سے اس کو منور کر دیا۔ دو پوشیدہ کمائیت کی ظاہری صورت تھا اور اس نے اپنے پاؤں کے نیچے جتنا صلہ پر نہایت بڑے چمکیلے فرشتوں کے سخت دیکھے تو بھی

و کس روشنی سے چمکتا تھا۔ اور مثل رومی بادشاہوں کے بیٹوں کی جو کہ انیس پندرہ سال سے بیکارے جاتے تھے وہ باپ اور بادشاہ کی مرضی کے مطابق دُنیا کی حکومت کرتا ہے +

دوسری رائے یہ تھی کہ لوگ اس کوانی اور دوسروں میں دنیا بولانی دینی کلیتیں رکھنا ہے جسے کفلا سنی اور دین کی لئے خدا میں ہیں نہ کہ مختلف اور بچہ مد میں خدا کی ذات میں مساوی عورت برابر اور سید نہیں اور انیس سے کوئی مغذہ مغز نہیں ہے۔ اس رائے کے ماننے والے اور جس رائے میں نہیں تھا خدا معام تھے تھے منہ کا ز کی وجہ نہایت قیام کھنے کی کو متش کرنے لگے۔ جو دُنیا کے انظار میں خوب واضح ہے +

تیسری رائے یہ تھی کہ تین خدا (تجلی سنی کی سرور) سے کمائیت کے طور پر تمام دنیا حقائق سے موصوف ہیں اور جبکہ وقت میں ہے۔ اور اس میں ایک سے کہہ دوسرے اور تمام دُنیا میں موجود ہیں۔ تینوں آدمیوں کو ایک ہی معلوم ہوتے ہیں۔ جو دُنیا کے اُم میں مختلف صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے +

اس رائے کے موافق اصلی تثلیث تین ناموں اور تین ذات کی ہے جو جوچے والے کے دل میں رہتی تھی۔ جوچ میں کوئی خاص شخص نہیں بلکہ ایک ذات ہے اور فطرتیٹے کا اس پر بطور استعارہ کے لگاتے ہیں اور وہ قتل ہے جو خدا کے ساتھ ہے اور جس سے چیزوں بنائی گئی ہیں لوگ اس کا اذکار صرف خدا کی خل کا الام ہے +

جس سے مسیح آدمی کی روح بھری تھی۔ اور اس کے کاموں کی ہدایت ہوتی تھی یونین رائے مقدم کے طور پر نہیں کہنے کے لائق تھیں +

ایریش کو کامل امید تھی کہ اگر انیس کی کونسل کے پادری اپنی ایمانداری اور باطن سے غور کرے تو ان کی رائے قبول ہوتی مگر آخر کار کونسل کی رائے سے باپ اور بیٹا دونوں ایک ہی اصلیت قائم کی گئی جس کو اب پر اسٹنٹ کریک۔ لیش اور مثل سیاسی اپنے دین کا اصلی عقیدہ مانتے ہیں +

کونسل ہونے کے بعد جو باپ اور بیٹے کے متعلق کونسل نے لفظ ہوموش لکھا اس لفظ کی معنی رائے کے مطابق واسطے قائم کرنے اپنے اپنے عقاید کے مختلف معنی کئے۔ اسی لفظ کو آوروں نے بھووائی اور سن کر لیا تھا غریبہ مختلف طرح کے پھل رہے۔ بنا کر اس کے جدا جدا معنی تراشے۔ مگر دو مشہور پادریوں نے جو اس وقت حج کے میلے تھے تیار ہوتے تھے کونسل کے مضمون قبول کئے یعنی وہ ایک ہی ذات ہیں +

انہیں متنازع کے دنوں میں اور ۸۰۰ فوٹے کھڑے ہو گئے جو سب ایریس کے دشمن تھے۔ خلیفہ اس وقت کی حالت کو سینٹ آلسنری صاحب جو اسی پر تھی حدی میں فوڈو بیکس کے بشپ میں ان الفاظوں میں بیان فرماتے ہیں "جہاں کہیں میں گیا میں نے بہت کم پادری پائے جن کے درمیان سچے خدا کا علم تھا۔ یہ بات بہت اندوس ناک اور خوفناک ہے۔ کہ آج کل آدمیوں کے درمیان اتنے مذہب ہیں جتنی کہ انہی رائیں ہیں۔ اور اتنے ان کے عقیدے ہیں جتنی کہ انہی خواہشیں ہیں۔ اور اتنے ان میں کفر ہیں جتنے کہ ان میں عیب ہیں۔ کیونکہ نہ ہوں کو بغیر اور بغیر صلاح کے لوگ طبعاً دوتا تے ہیں۔ اور اسی طرح انکو بیان کر دیتے ہیں۔ ہوموشن کا لفظ بھی روکیا جاتا ہے اور کبھی اختیار کیا جاتا ہے۔ اور متواتر مجلس میں اس پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ آج کل کے بخت لوگ زمانہ میں بحث کا یہ ایک معصوم ہے کہ باپ اور بیٹے میں جدوی مشابہت ہے یا نہیں ہر سال بلکہ ہر ایک ماہ ہم نئے دین ابن جہیدوں کے بیان کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے لکھا

میں شام سواری کر کے اپنی اوقات خراب کیا کرتے تھے۔ اور اکثر ان کے غول کے غول شہر میں آکر اہل شہر کو اپنی توجہات تلوار کے زور سے سکھایا اور منوایا کرتے تھے۔ (دیکھو ان کی کتاب)

(فارمہ اپالوجی اینڈ وی قرآن) مطبوعہ لندن سلسلہ صفحہ ۳۲ اور اس کا ترجمہ اردو صفحہ ۶۰

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں ”انہوں نے اپنے خیال میں ایک نیا ولیمس نکال کر لیا تھا۔ اور اس میں اپنے مذہب کے دیوان اور شہیدوں کو فرشتوں کو آباد خیال کرتے تھے جیسا کہ بت پرست اپنے دیوتاؤں سے ولیمس کو آباد سمجھتے تھے اس زمانہ میں ایسے عیسائی بھی جو یوسف کی زوجہ مریم میں الوہیت کی شفاعت قائم کرتے تھے، (دیکھو جان دیون پورٹ صاحب کی مالوجی صفحہ ۳۳) پھر وہی فاضل فرماتا ہے۔ ”ان ناپاک و نازیبا و ناقابلِ تکرر جاذب اور اپنی تصویروں اور تہواروں اور تقریبوں کی رسوم سے جنگی بنا بقول مسطکاٹ فری بلنس صاحب ان خراب باتوں پر تھے جن کو بت پرستی کا فضلہ کہنا چاہیے اور جس میں نہ صرف ایشیاد فریق بلکہ یونان و روم بلکہ تمام ترنگستان کے عیسائی مستغرق تھے اور جو بقول مسطکاٹ بلنس پیشوایان مذہب بلکہ خود یوپی روم کی اغوا و تحریک سے عمل میں آتی تھیں“ (دیکھو اپالوجی اور اعجاز صفحہ ۱۳۳) کلارک صاحب اپنی کتاب تاریخ ڈیٹھیان انگلک میں عیسائی مجاہدین کا حال لکھتے ہیں کہ سب سے آج تک کسی قوم اور کسی ملک میں عیسائی اور بد مذہبی کا اس قدر غلبہ نہیں ہوا۔ جس قدر کہ مجاہدین سقاری میں ہوا تھا (دیکھو صفحہ ۲۳۹ و اپالوجی صفحہ ۱۳۱) +

چھٹا باب

تشکیث اور اس کا آغاز

عیسائی دین کے بموجب خدا کے تین اقنوم ہیں اور ہر ایک ان تینوں میں سے خدا ہیں کیونکہ باپ اور بیٹا اور روح القدس تین بیرونی و ترا تھا خدا سمجھے کہ بھی ایک دوسرے سے ہر طرح جدا ہیں عیسائی لوگوں کو ان تینوں کو خدا کہتے ہیں۔ مگر دنیاوی مشرکوں نے لوگوں کے سامنے تین خداؤں کے قائل نہیں۔ جب اس مسئلہ پر کبھی اُسے گفتگو آتی ہے۔ تو جواب دیتے ہوئے انہی روحِ سخت طرح کے بیچ و تاب کھاتی ہے۔ تشکیث فی التوحید۔ توحید فی التشکیث۔ ایک تین میں اور تین ایک میں عجیب عقد قابلِ حل ان کے سامنے آجاتا ہے جس کو وہ کسی طرح ظاہر نہیں کر سکتے۔ جب خود عیسائی پادری اور پاپ صاحبان اس کے سمجھنے سے عاری ہیں تو ہم کیا کہیں ہمارے ہزاروں ہریان پادری صاحبان یہ جانتے ہیں کہ تشکیث کا ماننا بائبل کا مسلک ہے بائبل سے نکلا ہے۔ مسیح اس کا موجد ہے۔ اس واسطے وہ اس کو نہایت ایمان جان طوعا و کرہا سے مان رہے ہیں۔ اور ہر چند کہ عقلا کے سامنے اور عقولیت کے رد و ردو انہیں بار بار مشرک ہونا پڑتا ہے۔ تو بھی اس سے انکار نہیں کرتے +

اس واسطے ہم نہایت عاجزی سے معذور پادری صاحبان کی خدمت میں دلیت عرض کر کے جتنا لچا رہے ہیں کہ یہ تشکیث کا مسئلہ بائبل کی مقدس بائبل میں کہاں سے

آیا اور گپ اور کس کے وسیلے سے رائج ہوا۔ اُمید کہ ہماری عرض خدا کو اپنی خود سے مطاع فرما دیتے۔

جان ڈیوٹیورٹ صاحب لکھتے ہیں۔ ”یونان صاحب اور گپ صاحب نے بڑی متحفظات و کوشش سے ثابت کیا ہے کہ جن آیات انجیل سے مسئلہ تشکیث مستنبط کیا ہے وہ جاذب اور آیات افتراعی ہیں اور کاملاً صاحب بھی ہی کہتے ہیں کہ یہ اسیت درناپ تشکیث کسی قدیم نسخہ انجیل میں نہیں۔ مسیح نے تو ایک ہی خدا کے اعتقاد کا حکم فرمایا تھا۔ لیکن پولوس اور یوحنا نے جو ہیرون افلاطون میں سے تھا۔ مسیح کا مذہب خراب کر دیا۔ اور اس میں سے عقیدہ توحید باری تھانے نکال کر عقیدہ حملہ تشکیث مختصر عملاً افلاطون داخل کیا“ (صفحہ ۱۹۳) +

ایک بائبل اور مشہور تفسیر فرماتا ہے۔ ”تین سو ساٹھ برس مسیح سے پہلے افلاطون نے اس مشکل سے کہ ایک رشتہ جو مقدس خدا سے کس طرح یہ سب طرح کی دنیا پیدا ہوئی لکھنے کے لئے اس نے فرض کیا۔ کہ پریشور کی ذات میں تین حصے ہیں ایک فٹ کا ز یعنی آدمی کا بدن پریشور دوم عقل یا لوگاس سوم دنیا کی روح یا گولافلاطون کے فلسفہ میں تین دیوتا بیان کئے تھے اور تینوں ایک عجیب طور پر اپنی راجدیش سے ملے ہوئے تھے۔ لوگاس کو خاکہ کر اٹل باپ کا (جو دنیا کا جائز والا اور گورنری حاکم ہے) بیٹا بیان کیا تھا اس کو افلاطون نے بہت ہوشیاری سے ادائیگا تھا اور یہی اس کے مدرسہ کا راز تھا۔ جس کو تیس برس کی محنت میں طالب علم سمجھتے تھے۔ دیکھو رگدور تھ کی انت لیمبرال سسٹم صفحہ ۵۶۸ +

ایڈورڈ گپن فرماتے ہیں ”یہ افلاطون کی فلاسفی سکندر کی نوخاک کے سبب تین سو برس مسیح سے پہلے ایشیا اور مصر میں پھیل چکی تھی سکندریہ کے سکندر یہودی اسکی تعلیم پاتے تھے۔ لوگاس کا لفظ یہودیوں نے موسیٰ کے جو اسے مذہب کر دیا۔ اور خدا کے لئے کو ظاہری صورت پر دنیا میں ان کاموں کے لئے داخل کیا۔ جو خدا کی صفات اور عادت کے خلاف معلوم ہوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ دینی تعلیم افلاطون کی یونانی فلاسفی کی طرح رہے پرواہی اسے خیال کی جاتی۔ اگر اسکی آخری عاری یوحنا کے قلم سے تصدیق ہوتی جو شہر میں تصدیق ہو کر زوادیادشاہ کی حکومت میں پوری ہوئی۔ جس سے یہ عجیب بھید و نیاز ظاہر ہوا۔ کہ لوگاس نے جو خدا کے ساتھ شروع سے تھا۔ اور جو خدا تھا۔ جس نے تمام چیزیں بنائی تھیں اور جس کے لئے تمام چیزیں بنی تھیں۔ اسی نے ناصر سے تیس یعنی مسیح ناصری کے جسم میں اُتار لیا۔ جو کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور جو صلیب پر مارا گیا +

ابوہیہ والے مسیح کو رسول تو مانتے تھے۔ لیکن یوحنا کی انجیل کے بموجب مسیح کی تعریفیں نہیں مانتے تھے کہ وہ خدا تھا یا خدا کے ساتھ تھا +

دوسرے ناسٹکس لوگ مسیح کو آدمی اور خدا دونوں مانتے تھے کیونکہ وہ خدا کے جسمانی ہونے کے قابل تھے۔ ابھی مسیح کا غن کا لویری کے پہاڑ پر سنگ رہا تھا یعنی اس میں سے دھواں اُٹھ رہا تھا کہ ناسٹکس لوگوں نے ایک اور کفر اور یہودگی کا خیال پیدا کیا۔ کہ مجاے کنواری کے پیٹ سے نکلنے کے مسیح پوری جوانی میں جاردن ندی کے کنارہ پر مڑا تھا۔ اور اس کے چنیوں اور مینوں کا دھوکا ہوا اور ایسا ہی پابلٹ کے ذریعوں کو دھوکا ہوا۔ کیونکہ صلیب کے اوپر ایک ہوائی صورت مصداق ہوئی تھی +

پس اسی رسول یوحنا کے لکھنے سے افلاطون کی فلاسفی عیسائیوں میں مسیح کی دوسری اور تیسری صدی میں رائج ہوئی۔ کیونکہ اسی یوحنا نے پہلے ہی سے

کے لئے لکھا اور بطور انعام مہنگی کو شش و ستر گری کے ایک سو تیس کے مندرجات کی
کے پورا کرنے کی اجازت دی۔ ملک فرانس میں انگریزیشن کے خلاف ایجنس
اور اس کے خلاف مذہب شتم کوٹ آف لووس کے شریع ہوئے۔ اور ہر طرح کی مخالفت
جلد مطلوب کی جا کر جرج کوہرٹ جلد ایسی مہذرت حاصل ہو گئی کہ وہ اپنے مخالفوں سے
جراؤں کے نابینا آجائیں جس طرح جاسے سلیک کرے چنانچہ ایسا بارہ فیصد البچوں
کی تعداد اور نابینا بچوں کے بعد آگ میں جلا کر مارے گئے کچھ آسان کام نہیں
اور ممکن نہیں ہے کہ جو شخص اس زمانہ کی تائید کو کرے۔ اس کے دل میں نہایت
سخت طور کا ہول اور رحمہ کی کا خیال پیدا نہ ہو کیونکہ ان حالات سے یہ معلوم ہوتا
ہے کہ کس طور پر ہر آدمی تمام قسم کی نہایت بے رحمانہ تکلیفوں کے ساتھ ایک ایسے
مذہب کی تعمید کے لئے قتل کئے گئے۔ کہ جس میں اس کے باقی نے فیاضی اور
رحمہ کی تلقین کی تھی۔ اس میں پوپ انوسینٹ سوم نے سوویں دفعہ ایک جرنل
کو نسل قیام کرنے کے انواع و اقسام کی سختی سزاؤں کے لئے ایما دیں جنکی
تفصیل نہایت طولانی ہے۔ پوپ انوسینٹ کے بعد پوپ جوئوس سوم نے بھی جو
اس کا جانشین تھا اس طریقہ کو جاری رکھا۔ اور رفتہ رفتہ ایک ایسی جماعت داخل
اور شاد و بے والوں کی قیام ہو گئی۔ جنہوں نے اپنا نام معاویہ دوم دیکار ان عدالت
مذہبہ تحقیقات مذہبی رکھا۔

۱۲۶۰ء میں انگریزیشن اٹلی میں بھی قیام ہو گیا۔ اور جب باجوہ و ان تمام تشنات
کے انجمن لوگوں نے اپنے عقائد کو دھچکھوڑا۔ بلکہ ان کو خاص ضرر میں بھی پھیلا دیا
تو پوپ نے ہرگز ہر پہلے سے بھی زیادہ سخت سخت سزائیں دے جانے کا حکم دیا۔ مثلاً
زندہ جلا دیا جانا اگر کتب لوگ ملحدین پر حکم اظہار نہ کرنا چاہیں۔ تو بجائے اس کے
صرف زبان کا کاٹ ڈالنا تاکہ وہ آئندہ خدا کی نسبت کوئی کفر کر نہ کر سکیں۔
فرانس اور اٹلی کے بعد انگریزیشن انڈیا میں قیام ہوا۔ اور اس سرزمین میں
یہ پوپا خوب ہی پھیلا اور بادشاہ فریڈرک اور ملکہ اسٹاہل کے زمانہ میں تو انکو
لینن نہایت ہی عام ہو گیا اور بڑے ترقی کیساتھ مدت کے مذہب تک جاری رہ کر
آخر کار مشنریوں کے موقوف ہوئے۔ اس ملک میں ایک عہدہ گرانڈ انگریز جرنل کا او
اس کے بعد ایک کونسل آف سپریم قیام کی گئی جسکی شاخیں تمام ضلع انڈیا میں پھیلی
جوتی تھیں جن کا کام قارئین بنانا اور اس محکمہ کی استحکام اور اسکی کارروائی کی یکساں
جاری رہنے کی کڑا کرنا تھا۔ ہاں تاکہ کہ رفتہ رفتہ یہ محکمہ انگریزوں کی اور تکلیف و ہی
کی ایک ایسی کل بن گیا کہ جب کانوٹنر مینج عالم میں اس سے پہلے کہیں نظر نہیں آتا۔ ایک
مجموعہ ہر ایات مقام سپریم پھیلا یا کر شہر ہوا۔ جس کی کھائیاں خواتین تھیں۔ جن
کی تفصیل نہایت طولانی ہے۔ مثلاً چھٹی دفعہ درج تھا۔ کہ جو شخص اپنے گناہ
توبہ کرے اور بخیر بندہ بن جائے پھر بھی اس کو بطور توبہ اس سزا کے جو اس کے لئے تجویز
کی تھی۔ برسرِ ادا کی جائے۔ کہ وہ کسی قسم کے باعزت پیشے کے اختیار کرنے۔ اور سونا
چاندی موتی رشیم کے اور عمدہ مل کے استعمال سے محروم کیا جائے۔

پھر بیسویں دفعہ میں لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کے مرتکبہ بعد اس کی کتابوں یا زندگی
کے طواری سے یہ ثابت ہو کہ وہ ملحد تھا۔ تو اس پر کفر و الحاد کا فتویٰ لگایا جا کر اس کی
لاش قبر میں پھینک دی جائے اور اس کا کل مال اسباب ضبط کیا جا کر اسکے وارثوں
کو کچھ نہ دیا جائے۔ پھر بائیسویں دفعہ میں یہ حکم تھا کہ جو شخص کفر کا فتویٰ یا کفر شریاب
ہوا اور اس کی اولاد کو ہر دو تو اس کے ضبط شدہ مال کا ایک تھوڑا سا حصہ
نیرات کے نام سے ان کو دیا جائے۔ اور وہ تعلیم مذہب عیسوی کے لئے کسی

مناسب شخص کے سپرد کئے جائیں۔
جہاں ان کے محکمہ مذہب انگریزیشن کے نزدیک قابل مواخذہ تھے وہ یہ ہیں
۱) ہر قسم کا کفر و الحاد مذہب عیسوی میں (۲) یہودیت (۳) اسلام (۴)
جہاں خلاف فطرت اور تعدد اوزاد و ان

۱) مختصر عدالت مذہبہ ایسی غالب اور ایسی ہولناک بن گئی کہ ماں باپ بچوں اور
خاوند اہلی جوڑوں اور مالک اپنے نوکر کو بجز زبان ہلانے کے چپ چاپ اسکے مال
کر دیتے تھے بلکہ اسکی قوت زیادہ تر خوف ہی تھا۔ جو اس نے لوگوں کے دلوں میں پیدا
کر دیا تھا۔ اور خالق کے لوں میں اسکی ہیبت ایسی عام ہو گئی تھی کہ رہنمائی اور
بادشاہوں کے نام سے کانپتے تھے۔ جہندہ انسانوں کی جائیں اس سیر شہادت
مذہبی نے منافک رائیں انکی تعداد کثرت کی تھی۔ میان کرنی آسان نہیں ہے چنانچہ صرف
اسپین ہی میں بقول میر لانی بنین لاکھ چالیس ہزار آدمی اس محکمہ سے مستوجب
سزا قرار دئے جا کر کسی کسی طرح کی تکلیف سے ہر ادا کئے گئے جن میں سے
تقریباً ۳۲ ہزار آدمی تو زندہ آگ میں جلا کر مارے گئے۔ اور اگر اس تعداد میں
وہ تمام مذہب لوگ شامل کرنے جائیں جو عدالت مذہبہ مقامات میکسیکو۔ لیڈ
کارٹیجینا۔ تھیلی۔ سارٹینا۔ اورلینا۔ ٹیلیس۔ میان اور فینڈرس
سے جبکہ ان ملکوں میں اسپین کی حکومت تھی سزا دیا ہوئے تھے۔ تو غالباً ثابت
ہوگا کہ نصف ملین سے زیادہ پر نصیب آدمی اس سنگدل مقدس محکمہ سے طرح طرح
کی سزائیں پاکر دنیا سے گئے۔ (دیکھو انشائیکلو پیڈیا جلد ۱۱) اور عجائب اس طرح
۱۶۴۰ء سے ۱۶۵۰ء تک ایک کیفیت تو روئے کشتاک فرقہ کے عیسائیوں کی جو ظلم کی تھی
اب پروٹسٹنٹ فرقہ کا حال جبکہ انہوں نے مذہب لایا۔ سنہ ۱۶۵۰ء کا م صاحب فرماتے
ہیں اس درجن مذہب (فرقہ پروٹسٹنٹ) کے مختلف شعبوں اور فرقوں سے سب
بڑا گناہ جو سرزد ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ہنگامہ ظہارین میں زور و زبردستی کرتے
ہیں اور یہ گناہ ایسا ہے کہ ہر ایک ایماندار سزاؤں میں زیادہ کتابوں کی سیر کرتا
جاتا ہے۔ اتنی ہی اس کو ان سے نفرت اور کدورت ہوتی جاتی ہے۔ ویکو تاریخ
آئین سلطنت انگلستان جلد اول باب دوم اور راہبان الترنزل صفحہ ۴۷۵ء
مؤرخ لیکھ جتا فرماتے ہیں: کہ جب کالون نے سرویس کو صرف اس وجہ سے
زندہ جلا دیا کہ اس کے عقائد و تثلیث کے باب میں بھروسہ علماء کے برعکس تھے۔ تو
سب پروٹسٹنٹ فرقوں نے کالون کے اس فعل کی بڑی تعریف کی اور ملانکشن اور
بلنجر اور فارل نے اس گناہ کی تعریف میں لائے لکھے اور سب نے ہر بڑا عالم تھا۔
اس فعل کی تعریف میں ایک بڑا رسالہ تصنیف کیا۔ "زمانہ مذہب مقتول پسند
جلد دوم صفحہ ۱۶۹ء

پھر جان ڈیون پورٹ صاحب فرماتے ہیں: "اس زمانہ میں مذہب عیسائی سے
زیادہ کوئی چیز یا تصحیح خراب نہ تھی۔ وہ دونوں شاخیں مذہب عیسائی کی جو ملکیشیا
و افریقہ میں پھیل گئی تھیں۔ انہوں نے طرح طرح کی برعیتیں اور بد اعتقادات اختیار
کر لی تھیں۔ اور ہمیشہ باہمی مباحثوں اور مناقشوں میں مصروف رہتی تھیں اور
ایرین۔ سنوٹین۔ سیبلین اور پوٹوٹین مذہب والوں کے ٹکراؤں سے نہایت
دق تھیں انکی پادریوں کی عادات مثل شہوت پرستی اور عہدوں کے فروخت
جہاں مذہب عیسائی کو بڑا دھم لگایا تھا اور سب عیسائی لوگوں کو نہایت بد
رویہ کر دیا تھا۔

عرب کے ہنگاموں میں جاہل اور شوریدہ مغز راہب بکثرت تھے جو یہودہ تہذیبات

عام آدمیوں کے سامنے جاتے تھے مگر پرمجین بھی لگاتے تھے۔ جیسا کہ برہمن لگاتے ہیں۔" (دیکھو خلطہ اسے بی ڈیٹیہ بالی ۱۰ صفحہ ۷۰) اور پادری بلور صاحب کی کتاب صفحہ ۵۴)

صرف یہاں تک ہی صبر نہ کیا۔ بلکہ اس کام کے لئے (یعنی برہمنوں کو اپنے میں شامل کرنے کی غرض سے) انہوں کی انجیل کی سچائیوں اور غریب عقیدہ کی بنا پر کوڑا بڑھاتے وقت بھی ذرا سوجھا اپنے آپ کو بڑے درجہ کے برہمن مشورہ کر کے جو کہ مغربی دنیا سے آئے ہیں ان پادریوں نے ہندوؤں کے اصلی نام بھی اختیار کر لئے۔ اور اس ذات کی رسوم کی ہر ایک طرح سے تائید کی۔ برہمنوں کے بہت سے درجہ ہیں اور اس ذریعہ کو زیادہ موثر کرنے کی غرض سے نوئی لیس نے اپنے آپ کو سب سے بڑے درجہ والا بنا کر بتلایا۔ اور اپنے مخالفین کی زبان بند کرنے کے واسطے اور خالصتاً ان شخصوں کو جو اس کو برہمن ہونے کو ذریعہ جانتے تھے اس نے ایک میڈیٹا پاراچ منٹ لینے چڑے کا کاغذ پیش کیا۔ جس میں کہ اس نے پڑا لے ہندوستانی لفظوں (یعنی سنسکرت) میں ایک کاغذ جملہ ہندو کا بنایا۔ اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کہ روم کے برہمن ہندوستان کے برہمنوں سے بہت پرانے زمانہ کے ہیں اور روم کے جوش خروش خد کے پادری خاص برہما دیوتا کی نسل سے ہیں۔ پادری جو دہشی ایک عالم جوش اس وقت کی تاریخ میں اس سے زیادہ بتانا ہے۔ جبکہ اس پہلی دستاویز کی صداقت کی نسبت چند ہندوستانی معتقد ہندوؤں نے تنہا کیا۔ نوئی لیس نے مدورہ کے برہمنوں کی پیناٹ کے روبرو حلفا بیان کیا۔ کہ میں برہما دیوتا کی نسل سے ہوں کیا یہ تعجب انجیزات نہیں ہے۔ کہ ایک مغربی پادری نے ایسا جھوٹ بولا اور کیا ایک کفر یاد ہو کہ نہیں ہے۔ کہ اس نے اس حالت دروہی اور دھوکہ کو ایک پاک عقیدہ ہی بیان کیا۔ (دیکھو تاریخ جوش معنف جان سن ایٹیا نام ری سر جس کی جلد ۴ صفحہ ۵۷) اور (ریورنڈ پادری کی کتاب صفحہ ۵۵) ۱۵۵

پادری رابرٹ وی نوئی لیس صاحب نے اپنا نام ڈیوڈ ہگس سوامی رکھا اور پادری آری جی بس جی صاحب نے اپنا نام ویرا متی رکھا۔ ہندو لوگ ان کا دوا لگے یہاں کو ہمیشہ ان کے ہندو ناموں سے جانتے تھے (دیکھو ریورنڈ پادری صاحب کی کتاب صفحہ ۵۷) (کانوٹ)۔ "غریب پیاروں کے واسطے صرف کئی کئی علمی دہ تھے۔ بلکہ ان کے واسطے کرتے ہی علم دہ تھے۔ اگر وہ بھی بڑی ذات والوں کے گھر میں جانا چاہتے تھے تو وہاں سے باہر نکال دئے جاتے اور ان کو کوڑوں سے پیٹتے تھے۔ بلکہ جب وہ مرنے لگے تھے۔ تو عیسائی سناسی ان کے گھر میں داخل ہوتے سے انکار کرتے تھے۔ اور مرنے والا بدبخت آدمی جانکند فی کبوترے بستر سے کشیت کر میدان میں لایا جاتا تھا۔ یا کسی دور کے گرجا میں لے جایا تا تھا۔ تاکہ وہ سناسی جو اس کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ آخری مذہبی رسوم ادا کرے۔ لیکن تب بھی وہ اس کو چھو نہیں سکتا تھا۔ (دیکھو کانوٹ ریورنڈ پادری ۱۹) اور (ریورنڈ پادری کی کتاب صفحہ ۵۷)

ایک دن ایک فوجی انٹرے لجر ٹنگو یاد سے ملی کو سفر کر رہا تھا ایک زانسیہ پادری کی کو جو اس جنگ میں آیا۔ اپنے گھر کا کھانے کے لئے اٹھتا ہوا اس پادری نے جبکہ اس کو یہ معلوم ہوا۔ کھانا ایک برہمن نے پکا یا ہے اس کے کھانے سے انکار کیا اور اس کو صرف بچہ کھانا اور دیر انداز کیا کہ اس کھانا کھاتے کی وجہ سے تو دور لوگ عیسائی دین سے عرت کر گئے۔ (دیکھو ریورنڈ پادری صاحب

پروٹسٹنٹ بنانے کے لئے شکستہ۔ جیسا کہ جلد ۱۰ اتارنا۔ مگر طے ٹکڑے کرنا۔ اس طرح کے ظلم کا ہمیں لاکر انگلیٹرو والوں کو پروٹسٹنٹ بنایا۔

شکستہ میں لائے کا یہ رحمدل کا نرم طریقہ تھا جس کے ذریعہ ان رحم دل پروٹسٹنٹ عیسائیوں نے زمین کھیتوں کو پروٹسٹنٹ کیا۔ یعنی بلوط کی لکڑی کا ایک بڑا ٹکڑا بناتے اور اسے تین فٹ زمین سے اونچا لگاتے تھے اور قدی اس کے نیچے رکھا جاتا تھا۔ یعنی پٹ کے بل زمین پر لایا جاتا تھا۔ اسکی سائی اور کچے رسی سے باندھ کر وہ رسیاں بیلوں سے باندھی جاتی تھیں۔ یعنی چرکٹے کے آخر کے دو بیلوں میں۔ ان بیلوں کو دو ڈھبکی لینے ملیوں یا چرخوں سے چلاتے تھے۔ جس سے وہ قدی سیجے سے اٹھنا شروع ہوتا تھا۔ تب اس سے سوال ہونے لگتا۔ اگر جواب ناموافق ہوتے تو ملازم کو اور زیادہ پیچھے تھے یہاں تک کہ مظلوم کی پٹیاں چوڑوں سے جدا ہو جاتی ہیں۔ ایسی نرم اور ملائم طریقہ سے پروٹسٹنٹ لوگوں نے روم کھیتوں کو اپنے دین میں لایا۔ اور یہی انگلیٹرو والہ حال سکاٹ لینڈ اور ڈیٹلمین کیا۔ (مفصل دیکھو نکل ہسٹری جلد ۲ صفحہ ۳۴۱ سے ۳۴۶) (تک)

اور ایسے ہی ظلم امریکہ میں پروٹسٹنٹ لوگوں نے کوکیر لوگوں پر کئے، کرسچائی صرف میر جی ہی نہیں بلکہ دروہی کے مقابل تاریکی پسند کرتی ہے۔ کیونکہ اسکی حکومت کی شرعاً جمالت ہے اس نے ظلم کے خلاف جہاد کئے اور بہت صدیوں تک آدمیوں کو قتل کرنے سے بند رکھا۔ پادری لوگ شروع سے ایسے جاہل رہے کہ ساتویں صدی تک بھی بہت کم پادری تھے جو لوگوں کے بڑھنے لاپن کرتا ہیں لکھیں۔ دسویں صدی کے شروع میں علم آئے لگا اور نجوم کو تو اس قدر اس نے نمار کیا کہ چند سو سال تک عیسائی دین میں کوئی بڑی نہیں ہوا۔ اور جب کاپرٹیکس کتاب پچھڑا تو عیسائی پادریوں نے اس کے شاگردوں کا پیچھا کیا اور پٹیکر مارے اور کتاب کو جلوا دیا۔ (دیکھو دروہی آف کرسچائی منصف میڈم افی بی سنٹ صاحب) (مطبوعہ لنڈن) +

ہندوستان میں عیسائیوں کی حکمت عملیاں

ریورنڈ ایچ پادری صاحب فرماتے ہیں کہ "۱۵۹۹ میں جو مجلس ملایمین عقد ہوئی تھی اور جس کا پریسیڈنٹ آرک بشپ میں زس تھا۔ انہیں مقصد وہیل فتویٰ دیا گیا اسسٹن ہنری ۱۲ فتویٰ ۱۲ مسیح ذات کے آدمیوں کے ساتھ عیسائیوں کو اس وقت تک نہ چھوڑنا چاہئے جبکہ وہ بڑی ذات والے ہندوؤں کے ساتھ ہوں۔ لیکن جب وہاں عیسائیوں کے سوا کوئی نہ ہو تو کچھ ہرح نہیں" (دیکھو پادری صاحب کا معنون ہندوؤں کی ذات صفحہ ۵۷) مطبوعہ کرسچن ٹریکٹ ان بک سوسائٹی پبلیشٹیشن پریس کلکتہ ۱۹۵۱)

رابرٹ وی نوئی لیس صاحب لٹڈ اعر میں ہندوستان میں آیا یہ حال اس کے وقت میں تھا جو اس نے اپنی آنکھ سے دیکھا پادریوں نے شروع میں یہ بات مشورہ کی تھی۔ کہ ہم برہمنوں کے برہمن اور عہد پ کے مغربی حصہ میں ہزاروں ملک کے فاصلہ سے آئے ہیں کہ اپنے بھائی ہندوستانی برہمنوں علم سیکھیں اور اپنا ظلم ان کو سکھلا دیں۔ جب ان پادریوں نے اپنے آپ کو برہمن مشورہ کر دیا تب انہوں نے اس قوم کی تقلید بھی شروع کی۔ دے پتیا ہندوئی پہننے لگے۔ جیسا کہ ہندوستان کے مذہبی پیشوا اور نقیر پہننے ہیں اور جل دینے لگے۔ جبکہ وہ

صیغہ چوں کہ لے لے کر گئے تھے یہیسا کہ ہوس صاحب ہائی گناہ کسی پر تراوس جلدی
 صغیرا وہیں لکھتے ہیں۔ پیشوایان دین عیسوی ایسے کا ذنب اور بڑا گوارہ بکاس
 لکھے اور جوئی اگر مستحق دکھاتے تھے۔ اور ان سب امور سے بڑھ کر یہاں کہہ کر ان
 لوگوں نے امور مذہبی میں ایسی تساہل اور غفلت اختیار کی تھی کہ لشکاری جو ب
 ہوا نام بہ نام ہو گیا تھا۔ اور عیسویہ ایسی پانچویں صدی میں ایک فلاسفر و عورت
 ہونیکا نام **۱۶۱** نے اپنی سائنس کی اس جرم میں کہ فلاسفری بھلائی تھی۔
 پادری سزل کے مریدوں کی فوج نے اس کے خدا کے بائبل حکم کے مطابق
 فروخت پلیرا جبکہ وہ اپنے لیکر کتبہ کو کھائی تھی۔ روت پرست ٹھیکر اسکندر یہ
 کے تئیں نشان گریا میں لے گئے۔ اول شکار کیا پھر گرا دیا۔ اور اس کے بدن کو
 صدق کے ماروں سے کاٹا پھر جلا دیا۔ دیکھو (روٹ آف کر شیا نئی معنی ہ
 پیرا اگر **۱۶۲**) اشارل میں نے مسکن کے درمیان فوج بھیج کر بذریعہ آگ اور
 نواد کے اس قوم کو عیسائی کیا۔ جن کو پادری اور راہب لوگ صرف اپدیش سے
 کرستان دیکر سیکھ سکتے تھے انہوں نے اپنی کوشش چیرا در و فکی کے بغیر کی۔ دیکھو
 (موسم کی اگلی نئی کل ہسٹری یعنی دینی تواریخ صفحہ ۱۷۰)۔

پھر لکھا ہے۔ شاکس لوگوں نے جب ترقی کی توان میں مسیحی عیسائی دین سے
 کافر ہو گئے جن میں سے آخر ایک کاٹس گیلے ساہب سٹنڈن میں شب کی کول
 میں یہاں تک کوڑوں سے مارا گیا کہ اس نے اپنے نوٹے جلاوٹے اور اسی واسطے
 مارا گیا تھا (دیکھو صفحہ ۱۷۰ روٹ آف کر شیا نئی)

۱۶۱ بوجھل عیسائی دین کا درخت مغرب میں لایا اس سے مشرق میں بھی بارور ہوا
 چنانچہ آرمینیا میں جتو و دریا بادشاہ کے حکم سے پالی شی ان کاڑے مذہب کے
 ایک لاکھ آدمی پھرتے گئے۔ ان کا مال ضبط کیا گیا اور وہ خود غنچوں کے عذاب
 میں پھرتے گئے۔ ۱۶۲ ہم صاحب اپنی تواریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ خود عیسائی
 دین لاکھ کروڑوں کے چہاد میں مارے گئے۔

۱۶۳ اس صدی میں نائن۔ پولینڈ۔ روس۔ و مارک۔ ناروے

ان سب کے عیسائی دین اختیار کیا۔
 ۱۶۴ جن لوگوں نے ایک بہت سلاطین و زمین کا مانگ تھا۔ جس کے عوض میں دین
 عیسوی اختیار کیا اور لوگوں والوں نے اس سبب کہ کافروں کے خلاف بڑے سخت
 قانون بادشاہ نے بنائے۔ اس دور کے مائے پورا نادین چھوڑ کر جدید مذہب عیسی
 اختیار کیا۔ ناروے اور ڈنمارک والوں نے ایک سخت سخت کے بعد عیسائی دین
 قبول کر کے جان بیالی۔ ورنہ تہ تش کئے جاتے۔

۱۶۵ مسیحی میں رویتل فتنہ ہوا ایک نہ میں وہی دایام کا بھجن گایا گیا اور پھر
 عیسائی کے مپاسی ٹھنڈوں پر سے اٹھ کر شہر کے کوچوں۔ گیلوں میں گئے اور ہر جی سے
 آدمی۔ عورتیں لوگوں کو قتل کیا۔

اس کے بعد دوسری صدی میں بیانی رانی ریس شہر صوبہ ابی جنس کا فتح ہوا
 ۱۶۶ ڈنمارک میں آواٹے ۸ ہزار آدمی ہوا سال کی حکومت میں قتل کئے۔
 ۱۶۷ نیک کی ہسٹری میں لکھا ہے۔ کہ ایک سال میں آٹھ ہزار آدمی جلائے گئے
 اور جب ہیرنگٹ لوگوں پر حملہ ہوا اس میں چودہ سو آدمی قتل ہوئے۔ بادشا
 اپنے محل کی کھڑکی سے جھانکتے ہوئے لوگوں پر گولیاں مارتا تھا۔ اگرچہ اس نے
 قتل عام کا کچھ اور فائدوں کا نشانہ صایب کا تھوڑا تھا۔ نہ تو پوب کر گری ہیر
 نے ایسی جہاد کی یادگار میں بنوایا تھا۔

۱۶۸

۱۶۹۔ اگست ۱۷۰۰ میں سینٹ ہلر تھالی ہاٹل بھی اسی جرم میں ہوا
 ۱۷۱۔ ۱۷۲۰ میں پروٹسٹنٹ لوگوں پر دین کیننگٹن لکھتے تھے کہ جہیں کوئی بدی ایسی
 نہ رہی جو دین کے قبول کر لے میں انہوں نے مذکی جو۔ انہوں نے اپنے مخالفوں کو
 باندھ کر شکار میں رکھا۔ اور اسی حالت میں ٹوٹی (نفل) سے ان کے جان میں یہاں
 ایک شہاب آبی ٹوٹی گئی کہ اس کے ہمارے انکی عقل ماری گئی اور انہوں نے اسی حالت میں
 رہن کا قتل کر کے کا اقبال کیا۔ بعضوں کو بائبل شکار دیا۔ اور ہزار ہا طرح کی
 بعضی کر کے ان کے سر سے یاؤں تک میں رسوئیاں (چاروں طرف ٹھونک دیں اور
 یا تو سے اٹھا آہستہ آہستہ کاٹا اور گرم چٹوں سے ان کی ناکیں کھینچی۔ اور ان
 کو کول کے اندر گھسیٹتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے دین کا قتل و دین منظور
 کیا۔ یا کہ بعضوں کو خوشاک چھین مارنے اور خدا کے واسطے ڈالنے سے مجبور کر
 دیا اور بعضوں کے ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن جبراً لٹکا دئے۔ جس سے پیش
 بڑا درد ہوا ہو گا۔ بعضوں کے پاؤں جلا دئے۔ بعضوں کے جسموں کو دھکین
 سے اس قدر دھونکا کہ وہ بھٹ جائے پر تیار ہو گئے۔ اگر اس طرح یہ بھی وہ دین
 جیسے تھے پر راضی نہ ہوتے تو ان کو خاک و بدود اور جلیوں میں بند کیا گیا نہ جان
 اتیر خوب ہرجیاں کی جاتی تھیں اور بعضی جگہ انہوں نے پاپ اور غارتوں
 کو چارپائی پر باندھا۔ اور انکی آنکھوں کے سامنے انکی چوڑا اور لڑکیوں کے
 ساتھ حرام کیا۔ (دیکھو نکل کی ہسٹری)

۱۷۲۔ عورتوں پر غارتگر سخت ظلم کئے گئے وہ ایسے گندے ظلم میں جہاں گندہ بن کوئی
 گندہ مضر بھی خیال نہیں کر سکتا۔ گریسب صرف اسی واسطے کیا کہ وہ زمین بھینک
 ہو جاویں۔ اب حکیم اس کیوں نہیں چند مشاہدوں کے سبب سے لکھتے ہیں

۱۷۳۔ جہاں ہنس

۱۷۴۔ جیروم مشہور و معروف مورخ

۱۷۵۔ سوان اور اردو لارہب چند برائیاں

۱۷۶۔ دور کرنے کے سبب

۱۷۷۔ جی آر بروٹو جوئی روم میں

۱۷۸۔ وکے فی فی کی زبان لکھوائی گئی اور لوگوں میں شیعہ عیس

۱۷۹۔ پادری کلون کے فتوے سے سرزدی شلیٹ کے خلاف ہونے کے سبب

۱۸۰۔ اور کرواٹ تمام کر سچائی کے خلاف ہونے کے سبب سرگٹر رلینڈ میں

۱۸۱۔ جلائے گئے۔

۱۸۲۔ جیروٹسٹنٹ لوگ ایڈورڈ شہنشاہ کے عہد میں زور آور ہوئے تھے آری شپ

۱۸۳۔ کریں کو حکم ہو کر پروٹسٹنٹ کے خلاف لوگوں کی تحریقات کروڑوں تھپتھپانے سبب

۱۸۴۔ جان پوجا در دین تیرس انگلینڈ میں زندہ جلائے گئے۔

۱۸۵۔ ملکہ ہسٹری کے وقت میں پھر دین کی قتل کے زور پا کر پروٹسٹنٹ کے ہر آدمی

۱۸۶۔ زندہ جلائے۔

۱۸۷۔ ملکہ اور بھگت کے وقت میں پروٹسٹنٹ لوگ غالب آئے تو انہوں نے ۱۸۸

۱۸۹۔ حاسب۔ جان ڈو مورٹ لکھتے ہیں شہر میں جان گلڈن اور چارڈٹس سمیت ملکہ میں بہت

۱۹۰۔ نعرہ دے گئے اور ۱۹۱ میں پاپس کو سم۔ کلہاڑوں جہاں بگ برنگ اور ٹیکس۔ سو قتل و ماری

۱۹۲۔ خروں اور جان ہم محرم سحر شہر دین بالک روگے بیان سے یا بی اور اسکی لاسر سحر

۱۹۳۔ کی گئی۔ اور باقی ملک سے کھال لئے گئے۔ صفحہ ۱۴۰

اکثر مقامات اندیا میں بھی لوگ عیسائی دین کو چھوڑنے جاتے ہیں۔ یہ ساس اور پنجاب کے حالات تباہ ہیں۔ ابھی ایک دو سال ہوئے کہ یورپ کے ایک مشہور پادری سرائیک ٹیلر صاحب نے عیسائی دین کا روز بروز نزل پانا نہایت عمدگی سے بیان کیا تھا۔ جس پر بہت سی کھلی تھی۔ مگر جتنا عیسائیوں کے پاس ترقی کرنے کا سامان ہے اتنا اگر آریوں کے پاس ہو تو وہ عیسائیوں سے عدا درجہ زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ وہ اس بے سرو سامانی میں بھی خزاہ دار پادریوں اور رہنمائیوں کے مقابلہ میں بہت کچھ کر رہے ہیں۔ عیسائی مذہب کے سبب سے سلطنت میں امن نہیں بلکہ مہارانی کو مین وکٹوریہ کی خوش انتظامی اور پارلیمنٹ کی عمدہ کونسل کے سبب سے امن ہے۔ اگر عیسائی دین کے سبب سے امن ہے تو روس میں بدانتظامی کیوں ہے۔ کیا وہ عیسائی نہیں یاد ہاں گرجے اور انجیل نہیں۔ پہلے یورپ کے بادشاہوں کے وقتوں میں بدانتظامی کیوں تھی۔ اگرچہ اس وقت انجیلیں۔ صلیبیں۔ گرجے سب کچھ تھے۔ مگر جتنا ایکٹوار برٹن تک یورپ میں یوپیہ کا راج رہے تھے ہم صدی سے ۱۶ صدی تک رہا۔ اس میں استغفر خرابیاں۔ ظلم۔ شرارتیں۔ نحوستیں۔ بے ایمانیاں۔ تباہیاں بد اخلاقیات۔ خود غرضیاں تھیں کہ جن کا شمار حد سے زیادہ ہے جو کہ تمام تر عیسائی۔ راہبوں۔ کشیدیوں۔ پوپوں کے ہاتھوں سے تمام یورپ کتنی حق میں صرف عیسائی دین کی برکت سے صادر ہوئیں سو اسے ان ترقیوں کے اور کسی قسم کی بھی ترقی نہ ہوئی۔ مفصل دیکھو ڈیبر صاحب کی رکافلاک بٹاک دین انجین ان سائینس باب ۱۰ صفحہ ۲۵۵ سے ۲۸۵ تک مطبوعہ باؤٹم لنڈن ۱۸۸۷ء

یائیل کی پرتگیزی بھی امن و امان سے نہیں ہوئی اور نہ موقع ملنے پر عیسائیوں نے تلوار چلائے اور جبر مکالمے سے پہلو ہٹایا کیا بلکہ حسب موقع صدیوں تک تلوار چلائی۔ خود عیسائیوں میں بھی مذہبی جنگ نے عرصہ تک خون کی ندی بہائی تھی۔

رومن کیتھولکوں کا برتاؤ پروٹسٹنٹوں سے اور انکا دوسرے نہایت ہی غیرت اختیار کرتا تھا۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ پس خوش اخلاقی بھی کوئی عیسائی دین کی خوبی نہیں۔ چھاپا دہریہ کی ایجاد بھی عیسائی دین نہیں۔ بلکہ مختلف ملکوں کے فضلاء علمائے کوشش کا نتیجہ ہے نہ کہ پادریوں کی ہمت یا عیسائیوں کی برکت۔ ان چیزوں کے موجود اکثر موحداور کچھ دہریہ تھے پس بائبل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ عیسائیوں کا علم۔ اخلاق۔ ملی حجت۔ اور ملی کتابیں اور اعمالوں سے سلوک اور خود عیسائیوں کا باہمی برتاؤ ان امورات کو یورپین فضلاء اور فلاسفیوں کی واضح شہادتوں سے عرض کریں تاکہ ہمارے ناواقف خیالوں کو معلوم ہو کہ ظاہری سفید رت کے عیسائی عارضی ٹیکہ میں پوڈر اور صابون سے دھلے ہوئے عیسائی اندرونی صفائی سے کتنی غیر لیس دور ہیں۔ سنگین دل بہت ہر کہ بظاہر بلامیاست چنان دروں میں بگر پتہ دانہ را درخت اپنے پھل سے بچانا چاہتا ہے۔ جتنی سو برس مسیح کے مرنے کے بعد تاسٹن بادشاہ اس نے دین کا بڑا رکن بننا نہ سیکھائی کونسل میں حاضر تھا جہاں عیسائی تہمتیں کے تین خداؤں کے درجہ فرما دیئے۔ اس نے کفر کے منکر نے کے لئے قانون پاس کئے اور ایمان والوں کے فائدوں کے لئے

کافروں کی جاہلاد کو ضبط کیا۔ اس نے دولت کے ذریعہ ہزاروں کو عیسائی دین کی طرف گرویدہ کیا۔ گرجے کی ٹکڑیاں بہت دولت ڈالی۔ اور سرکاری عہدہ کو اس پر خرچ کیا اور اپنے حکم سے کشیدوں کو روپہ دیا۔ غرضیکہ جو کچھ ایک بادشاہ دین کیوں کھائے تو سکتا تھا وہ تاسٹن نے عیسائی دین کے واسطے کیا۔ اور جو عیسائی دین کا نتیجہ ہونا تھا وہ بھی اس بادشاہ میں ظاہر ہو گیا جیسے یہ کہ دہخیز دم تک بیتائے ٹال مٹول کرتا رہا۔ تاکہ وہ آزادی سے دیر ہو کر نکلا کر کئے اس نے اپنے لڑکے کو مارا اپنی جود کو قتل کیا۔ وہ ایک ظالم بادشاہ اور نیکو خراج تھا۔

پہلی صدی کے عیسائیوں کا حال تین اگر پال پیٹر جیوڈ کی نویشنیں پہلی صدی میں لکھی گئی ہوں۔ تو اس وقت بھی عیسائیوں کا اخلاق سخت مشکوک تھا۔ دیکھو ہلاد فیتون ۱۹

دوسری صدی۔ متھو مورخ کہتا ہے: کہ جو شخص نیکی و بدی کا خیال نہیں کرتا وہ اخلاق کا خواب رہ رہے۔ اگر بات سچ ہے تو یہ خطاب اپنے عیسائی واعظوں پر عاید ہو سکتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے جلسہ زری سے ذمہ دینی فوٹے پائے اور دین بچھانے کے لئے بہت سے دینی فریب کئے۔

تیسری و چوتھی صدی۔ تیسری صدی میں دی مورخ مشیم عیسائیوں کے بنیادی عیسائی ولس پرستی اور پادریوں کی اسی طرح بدیاں بیان کرتا ہے اور چوتھی صدی کے حال میں دی مورخ انوس سے بیان کرتا ہے کہ یہ چیلنوں عیسائیوں اور آوارہ گردوں کے گرد ہوں سے عیسائی دین کلکتہ ہو رہے۔ گنہگاروں اور عیسائیوں کی کثرت کے سبب نیک آدمی بہت سی گلیل رہ گئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائی دین اول درجہ کی نیکی نام لوگوں میں پھیلانے میں ناکامیاب رہا۔

پانچویں صدی۔ مارسیلیڈ کا پادری سیلوی ان پانچویں صدی کے اپنے ہم مذہب والوں کی بد اعمالی کا خاکہ ان الفاظوں میں کھینچتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کون ایسا شخص ہے جو نہ کاری کی دلدل میں پھنسا ہوا نہ ہوتا۔ اگر اس سے زیادہ پوچھنا چاہتے ہو تو میں آگے بیان کرتا ہوں۔ جو کچھ میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت سنجیدہ مگر سچے پر ہے۔ خود خدا کا گرجا اور اس میں یہ خرابیاں۔ انوس کہ اوکس طرح خدا کو غصہ دلا سکتے ہیں چند آدمیوں کے سوا جو برائی سے بچاتے ہیں تقریباً ہر ایک عیسائیوں کا مجموعہ برائیوں کا پوڈر اور چھوٹے کیونکہ تم شکل سے ایسے شخص کو پاؤ گے جو شرابی۔ شکر پرست۔ زنا کار۔ فاری کیٹر عیاش۔ چور۔ آدم کش۔ جو اور سب سے خراب پایا ہے کہ یہ سارے قسم کے آدمی۔ بے شمار ہیں۔ میں اب تمام عیسائی لوگوں کو ایمان سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم ایک بھی آدمی یا سکتے ہو جو ان تمام برائیوں اور گنہگاروں میں جو میں نے بیان کئے ہیں مبتلا نہ ہو۔ بلکہ کون ایسا ہے جو سب کا محوم نہ ہو سچ تو یہ ہے کہ ایسا عیسائی پانا زیادہ آسان ہے نہ نسبت اسکے ایسا عیسائی جو کسی کام کا مجرم نہ ہو۔ مختصراً تمام ہی پادریوں کا مجموعہ اس شرارت بد کاری میں ایسا دو باجو ہے کہ تمام عیسائیوں میں اس کو ایک طرح پاک شمار کرتے ہیں جو اوروں سے کم بد کار ہو۔ دیکھو میلازیمیا رز آف اری کرچا نیچی صفحہ ۳۶۶ و ۳۶۷

جان ڈیونوٹ کہتے ہیں۔ درحقیقت پیشوایان دین مسیحی کی بدکاری سے

کو تشریف دیا ہے پکار کے کہو کہ آہ کہ مصیبت کے دن خود حیات بدل گئے تھے گذر گئے اس کے لئے خداوند عالم نے خداوند کے لئے اپنے نسب و جانوں کا بدلہ دینا یہ بات اگر نسبتاً بہت پہلے یاد رہی مگر ان سچے نبی کو اس دیر کے حالات پر کہ کریں گی یہ سبیل مانتا ہے طرأ تعجب ہے مگر انہوں نے انجیل کی ان آیات کو دیکھتے سے

”معمبر کی خدمت کے قبل نہ پڑو۔ خدا جھٹکوں میں نہیں اڑایا جاتا۔ کیونکہ آدمی
بوجھ بوجھ سے وہی کا ”سکا“ (گلتیوں کا) پڑتا ہے۔“

نمبر ۳۔ کیونکہ تو اپنی بانوں سے ہی ہنگامہ آفرینی مانتوں بھی سے گریگاں
 اختیار ایجاد دیکھا (میں نے پہلے) ✽

مفسرہ: پھر اس نے اُن سے کہا سو شمار ہو کہ تم کیسا متی ہو جس کا پیار سے مانیتے ہو۔ اُنسی سے بتا دیجئے کہ کیا جاوید کا اُمّی متی (۱۱۱) ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲

غیر۔ کیونکہ یہ بھی انھیں دھرمی لوگوں پر ہیں اور اسکا کان انکی دعاؤں پر نہیں پرستور کا منہ بڑے کرتیواؤں کے خلاف ہے۔ (پطرس ۱-۳)۔
 مفسر۔ کہ کیونکہ جس حال کا خدا نے فرشتوں کو جب انہوں نے گنہ کیا نہ چھوڑا
 بلکہ انکی کئی برائیوں سے باندھا اور جن میں وہ اپنے گناہ کی توبہ عدالت کے دن
 تک نہ کی تھی وہاں اور اگلی دنیا کو بھی نہ چھوڑا بلکہ وہاں کے پانی کو بندینوں کے عالم
 میں بھیج کر ان کی توبہ کو مستانہ کی مانند ہی کرنے والا تھا اچھے کو چالیا اور سدر
 اور عود کے شہر و ملکوں کا نیا ہار کے اور تبت و نابود ہونے کا حکم فرما کے انہیں آئندہ
 کے بندینوں کی عبرت کے لئے نمونہ بنا رکھا اور اس نے اس سب کو جو شریعت
 کا نام ہے وہاں سے دیا۔ (پطرس ۲-۱)۔

ان تمام جوانوں کے لیے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گوانا بن فاضل بالاختیار بھی
نہ اور چاہے خدا ہی اس سے گنہگار نہ ہو مگر اپنے افعال و اعمال کی جزا و سزا
سے بچ نہیں سکتا کسی کے ساتھ کچھ رعایت نہ ہوگی اس زیادتی ہو جائے۔ تو
معاذ اللہ نہیں سمجھا کہ لستعیاہ کے باب تک محدود ہوتا ہے بالکل کی
"لستعیاہ" کے ان لفظوں سے واضح ہوتا ہے۔ تب داؤد نے خدا سے کہا کہ
"میں نے تو ان کو نہیں گنوا یا یعنی میں نے ہی پاپ کیا۔ اور با حقین برائی کی
بران (پیشبرداری) میں کیا کیا ہے کہ میری برائی ہی۔ میری۔ اپنے میرے
خدا کو اس کے میرے خداوند میں میری منت کرتا ہوں کہ میرا نام محمد پر اور میرے
پاپ کے لئے برائے گران پر نہیں۔ داؤد کی یہ دعا ستر ہزار انسانوں کے

پادری مساحیان ابودید مقدس میں چاقی باقی کی کوئی تمیز نہیں اسکی تعلیم قبول

مجلس عمومی مشیر سیدین - مولفین

کل انسانوں کے لئے جام ہے اور دنیا کہ ہم لیکر غیر ملک کے خراب میں ثابت کر چکے ہیں
مگر جو بھی بدخواہ واقفیت آپ زیادہ متعجب نہ ہو جائے۔ خدا کے مسیح کی ابتدائی کتاب
آپ بھول گئے۔ یہ پیمانہ خدا بنی اسرائیل کو کھڑا کر کھڑے کھاتا رہا۔ انہیں آگ
میں یا آگ کے ستون میں یا آول کے ستون میں دلیل راہ فرما۔ کہیں لڑا۔ یوقوب
کے کشتی میں مغلوب ہوا۔ بھی من اند بھی بیڑا کر کھاتا۔ اور بیٹھاپانی چٹان
سے نکال کر پیتا رہا۔ فرض ادنیٰ حدت گزاری ہے برت اوقات گزاری جتنے کہ
خیجوں کی چوکیداری کرتا رہا۔ انجام کار وہی قوم اُنکی مذہبی بلکہ اُس کے اور
اُس کے دستور اور انبیاء کو خوب دلیل سمجھا اور خوار کیا اور مجبور بیچارے کہ
بیتل اخی را جہ کے رجس کی پیشیل مٹی کی انیسل باب ۱۱۔ آیت الثابت ۱۶
میں درج ہے اور جس کی دعوت میں مدعو لوگ شامل نہیں ہوئے۔ اور
مجبور آپسے غیر لوگوں کو بلا کر کھانا دینا اور خیر قوموں سے اپنے لئے لوگ
چنے پڑے۔

۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴

پانچواں باب

عیسائی دین دُنیا میں کس طرح پھیلا

تمام احکام کی یادری صاحبانِ مآدِ اقصیٰ بچوں یا گاؤں کے رہنے والے بنوا رہوں کو اس طرح بھسلیا کرتے ہیں اور بعض اوقات شہر کے مہرز و سواکے بڑا بیچ کا نام نہ لکھی ہوئیں جانتے۔ یہی دم و لا سوا دیا کرتے ہیں مگر سخنِ رمت کی بچائی اور ایسی کارروائی کا یہ بد رنج ثبوت ہے کہ دوسری دنیا میں بھی جانا ہے۔ اسی سلطنت میں امن ہے وہ صلے سے بائیل سے پرست کر رہے ہیں۔ جس سے نہیں وہ تلوار نہیں چلاتے بلکہ مقبولیت سے سمجھاتے ہیں۔ چھاپا۔ ریکل۔ انجن۔ گھڑائی۔ تار بونی۔ ڈاکٹری۔ کالج۔ سکول۔ سب عیسائی بچوں کی برکات ہیں۔ اور بعض اپنے سفید چہرے کو بھی سزا دیت ہیں بشر کہہ کر رہے ہیں۔

یہ ایک نادر واقعہ آدمی ایسی باتیں فیکٹر پھیل جاتا ہے اگر دنیا کی دین کا در حقیقت
یہی نظارہ ہے تو بیچارہ گنوار کیا غفلت کو بھی اس کے ساتھ دینا چاہئے۔ سوال پیدا
ہوتا ہے کہ کیا عیسائی دین ایسا نہیں ہے۔ جواب ہرگز نہیں اور اس کو ہم
طور پر بندہ یوحنا ایک کامل حقیقت کے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔
داخلہ ہو کہ اول تو عیسائی مذہب تمام دنیا میں نہیں پھیل جاتا اور نہ پھیل
چکا ہے۔ اس وقت بھی عیسائی مذہب سے بڑھ بہت زیادہ میں فرانس۔ جرمن
انگلینڈ۔ نارویج اور امریکا اور آفریقہ کے مختلف حصوں میں لوگ عیسویت کو
توڑ کر رہے ہیں۔ عیسائیوں کی خبریں بائبل کے خلاف جاری ہیں۔ ریتہ سماج
کی اخبار کو شیش عیسائی درخت کو بار بار اور مٹیں جو لے دیتی۔ ویڈیو -
یوڈیو ازم۔ یورپ کے اکثر مقامات میں پھیل رہا ہے اور مندرجہ رہے ہیں۔

سے کروڑوں سال پہلے موجود تھے اپنا کاروبار کرنے اور مرتے تھے یہ خطاب
ابو البشر حضرت آدم کے لئے زیبا ہو) ابک ایسے درخت کے پھل کھانے سے
خود بچنے میں خوشنما کھانے کے لائق دانش بخش بنا آج کر کے خود اور نیز ہر انسان
شیطان نامہ راہروادری برآمدہ کی۔ کہو کر لکھا ہے خداوند خدا نے سائب
شیطان اور عورت کو انی نسل کے درمیان دھمکی ڈالی (پیدائش ۱۱۰۰)۔
میں نے خداوند کو نے ہی ساری چیزیں پیدا کیں اور وہ تہزی می مرتعی سے میں
(مکاشفات ۱۱۰)۔ ”جب شیطان نے اپنی دعا باز سے خود کو کھنکھاریاں
کہو کر لکھا ہے قرب کھانے والا قرب دینے والا دونوں دے دے کہیں وہ
کہو کر لکھا ہے تو نے خدا نے ان کے دلوں سے دانش کو کھینچا (ابوب ۱۱۰)۔
اور کبریاں خدا اقامت و مطلق نے جس نے سب کچھ ایسے ہاتھ رکھا سے حضرت آدم
سے اس یا فرائی زاری جو مواخذہ کیا اور نہ صرف حضرت آدم سے بلکہ ہر آدمی سے
اب حضرت فریغیہ نماز کیا نصورہ صرف بہ کہ بموجب تعلیم انجیل حضرت آدم کی لاؤ
کئے جاتے ہیں۔ واہ و کیا روشن الصاف سے اور شان ایزدی کو یہی شایان
کہ خود ہی لوگوں کو بہکا دے جب تک لکھا ہے ”خدا نے ایک بحر و روح ان کے
درمیان ڈالی ہے“ (یسعیہ ۱۱۰) میر لکھا ہے ”خدا نے اہل ملک اور کم کے
لوگوں کے درمیان روح ضا کو کھینچا“ (قاضی ۱۱۰) ”خدا نے اس کو دانش سے
محروم کیا“ (ابوب ۱۱۰) ”خدا نے تم پر سلائی روح کو غالب کیا اور غماری
انکھیں موثر بنیں“ (یسعیہ ۱۱۰) ”خدا کی سائنس قوموں کے مذہب لگام
بکرا نہیں کرے“ (یسعیہ ۱۱۰) ”اس نے ان کی آنکھیں
بند کی ہیں دست و کھتی نہیں۔ اور ان کے دل بھی سو دے سمجھتے نہیں۔“
(یسعیہ ۱۱۰ مطبوعہ مشہور)۔

چنانچہ لکھا ہے کہ خداوند نے آج تک انہیں اُگھنے والی روح اور ایسی
انکھیں کہ نہ دیکھیں اور ایسے کان کہ نہ سنیں دی ہیں۔“ (رومیوں کا ۱۱۰)
اور پھر خود ہی ہر حساب دے اور یہی عین محبت و عدل کہنا ہے خدا کیلئے
تو سوجئے کہ انسان ضعیف البنان طاقت خداوندی کا کیو مکر معاملہ کر سکتا ہے اور
جب وہ ہر کام کرنے پر آمادہ کر دیا اجازت دے جیسا کہ (خرمیل ۱۱۰) نسخہ
۱۱۰) ”ایسے ظاہر ہے کہ خدا نے اہل اسرئیل کو بت پرستی کی ترغیب اور راجا
دی لوگوں اس سے انحراف کرے اور جو حکم الہی یا مرنی لائی کی فرمائیداری کرے
اگر وہ انسا مستوجب عفو ہو تو اس سے کون برتری کی امید کرے اور کون
اس سے کسی کو امید بہرہ دی کی نہ رکھتی جانتے۔ کیونکہ وہ بالکل خود بخود نہ طور
اپنی مرضی اور اختیار کو نافذ کرتا ہے اور کسی کی خواہش یا اعمال یا فوال مطلق
توجہ نہیں کرتا۔“ (رومیوں کا ۱۱۰) ”خداوند نے ہر کام کرتا ہے اور جسے جانتا ہے سخت
کرتا ہے۔“ (رومیوں کا ۱۱۰) (خروج ۱۱۰)۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ایسے خود مختار اور خودی خدا کو کون محبت اور عدل کہہ سکتا ہو
کہ سکتا ہے جیسا بائبل میں داؤد نبی نے کہا ہے۔ ”داؤد نے جب اس فرستہ کو
جو لوگوں کو ماننا تھا خداوند سے کہا تھا تو میں نے کیا۔ اور بڑی بچہ سے ہوئی
پھر ان بچہوں کا کیا قصور ہے۔“ (سموئیل ۲۰)۔ (۲۱)۔
کیا پندرہ صدر عہدوں سے ذرا بھی محبت اور عدل کی توقع ہے ہرگز نہیں
کسی نے کیا اور کسی کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ واہ ہم نے تمہارے لئے پکا لگا لیا
اور لگا لگا بھی ہر شخص کو نجات نہیں بخشی بلکہ صرف انہیں کو جو جن عقیدت و اقرار

تفہیم ہے۔ آج کل کی روحوں کی ایسی کہانوں میں اعتبار رکھتے ہیں جو کہ فریخت
قصد کی طرح احتمال سے بعید ہے۔ اس لئے جہاں تک کہ حقائق سے ہو سکتا
ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ میرے پاس کوئی وجہ نہیں کہ جن سے یہ ثابت ہو سکے۔ کہ
ان تبدیل ہونے والے ذیلوں کی سستی نہیں دین انکار کر سکتا ہوں۔ کہ صرف
تمام رومن کیتھک چرچ ہی نہیں۔ بلکہ بہت مشہور روئے نہیں کا فر دینے جن
کو دین صاحب کافر کہتے ہیں (اس بات میں ایمان داری اور مصیبتی سے اعتبار
کرتے ہیں۔ کہ ایسے دیوہی کام کرنے والی طاقت اس مسئلہ میں بھی بڑے زور
سے ہے ہر نام جیسا کہ تک بکثرت کر سکتا ہے کہ ”ہرانی بلٹی زندگی کی اوی ہے
اور نچو کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان جانوروں میں سے ایک ہے کہ جہاں اعتبار اور
کا وہ اصول جسکو میں نے بیان کیا پورا زور رکھتا ہے پس پورا فی اور سچی بھوت
روما کی بجائی کے لئے بہت سارے (کسی سبب سے سارے نہیں) کو انہوں
کے لئے تعظیم کے ساتھ بھی میں خیال رکھتا ہوں کہ ان کی اس خالص معاملہ
میں شہادت ان کے نتیجہ نکالنے کے اس قدر بخور ٹھی ہے کہ ہنسی آتی ہے۔
جو کچھ کہہ جا چکا ہے۔ اس کے پیچھے میں کوئی خیال نہیں کرتا۔ کہ کوئی لائق
آدمی اگر وہ خفا ہو تو مجھ پر خداوند اور اس کے حواریوں کے برخلاف کہنے
کے سبب تھکت نکلیجے۔ اگر میں دوبارہ اس بات کو کہوں کہ میں تمام گنہگاروں
کے قصہ میں اعتبار نہیں رکھتا۔ لیکن اگر وہ سارا قعد اعتبار کے لائق نہیں
ہے تو اور تمام بھوتوں کی بکھڑا کے قصوں کی نسبت شک کر جاتا ہے۔ اور
اگر بھوتوں کی پکڑا دین و شواس جو کہ انتہائی عیسائی مذہب کی بنیاد ہے۔ بل
حیا وے۔ تو اس حالت میں انجیلوں کے غیب (پیشگوئی) کیندہ دنیا کی باطن
ما تصدیق تہادت کے واسطے کیا کہنا سوگا“ (رسالہ ناشی سپیری انگریزی
مطبوعہ لندن فروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۰۸ سے ۱۰۹ تک) +

چونخا باب

بائبل کا خدا نہ حیم نہ عادل بلکہ ظالم ہے

ایک شخص پادری کٹر شک جی نے اپنے رسالہ نمبر ۱۱۰ میں پریشور کے پروردگار
کی بابت جو عجیب و غریب دیکھے کی کہانی کی تھی جس کا جواب ہم نے صد اہم اصول تعلیم
آریہ سماج نمبر ۱۱۰ میں دیا اور بالکل کے خدا کی میر جی و ظلم اور نا انصافی بھی بقدر
ظاہر کر دی تھی مگر اب ہم اس رسالہ کے مرتبہ میں بائبل کی بابت اسی مسئلہ
مرکبا حقد لکھنا چاہتے ہیں +

پادری صا حبان! کیا آپ لوگوں نے کبھی سوچا بھی کہ اس مسئلہ پر عیسائی
مذہب کی کیا تعلیم ہے +
اور انصاف کی حقیقت ملاحظہ فرمائیے جسکے پورا کرنے کو بقول عیسائیوں کے خدا
نے اپنے اکلے لئے بیٹے کو راجا جو اکل بین باپ تھا ایسے تھا کہ ابو البشر آدم کو زائر ملک علم
نسل والا انسان کی بنیادوں میں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی پیدائش انسا سے
نہیں بلکہ ہوتے سے مختلف انسا خاص سے ہوئی۔ اور انسا حضرت آدم کے وجود
نے پادری صاحب کے ہرگز نہیں ہرگز نہ لکھا ہے بلکہ جو بائبل شائع کئے ہیں۔ جگانام
صد اہم اصول تعلیم آریہ سماج و تعصب پادریوں کی مامنی کا علاج ہے +

انسان جو آسمان پر جا رہا ہے وہاں سے عیسائی اور بھی سنت چمکے ہیں۔
 وہ بدایا میں دوسرے کے نہ پایا ملی درام۔

مشہور دعوت فاضل مسرہویم صاحب مجازات کی بابت فرماتے ہیں۔
 معجزہ قوانین قدرت کی سنگتلی ہے۔ اور چونکہ ان قوانین کو ایک مستقیم اور غیر متبدل
 مقرب نے قائم کیا ہے۔ میں اس حقیقت کی واقعی خاصیت ہی سے معجزہ کے خلاف
 ثبوت ایسا کال ہے۔ جیسا کہ بالا مکالمات تجربے سے کوئی دلیل متصور ہو سکتی ہے
 اب انیسویں ہم انگلستان کے نے نظریہ فاضل اور سائنس کے علامہ اجمل
 پروفیسر کسلی صاحب کی اسے درج کرتے ہیں جو انہوں نے ہموما انجیلوں
 اور خالصہ عجائبات انجیلی کی نسبت ظاہر کی ہے۔

پروفیسر کسلی صاحب فرماتے ہیں۔ دوسری انجیل مرقس میں ایک یہاں
 پانچویں جکی شہادت ظاہری طور پر اسی قدر ہے۔ جس قدر کسی اور واقعہ کی
 جو اس تاسخ میں ہیں۔ پیشہ ور دیووں یا جھوٹوں کا قہقہہ ہے جو ایک آدمی سے
 نکالے گئے تھے۔ اور جن کو حکم یا احازت دی گئی تھی۔ کہ وہ ایک سوروں کے
 گھٹے میں داخل ہو جاویں۔ جس سے گڈریوں یعنی سوروں کے غریب اور مقبور
 مالکوں کو بہت نقصان پہنچا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا۔ کہ راوی بڑھتے
 والوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ کہ اس کا بیوقوف ہے۔ کہ یہ نکالنا اور داخل
 کرنا یسوع ناصری کی طرف سے ہوا۔ کہ بات اور کام سے یسوع نے اس
 بیوقوف پر زور دیا۔ اور کوئی قانونی باخلاق اعتراض اس کے دل میں پیدا
 نہ ہو سکا۔

بر خلاف اس کے جو کچھ میں فرمایا ہے اور پتہ الہی کی بات مانا ہوں اس سے مجھے
 یقین کرتا پڑتا ہے۔ کہ وہ واقعات جو دیووں کی پکڑ سے منسوب کئے جاتے ہیں وہ
 ایسے قدرتی ہیں جیسے کہ چھبک کے مرض اور جو کچھ کہیں ان تھرا بالوچی یعنی منشی
 وڈیا کی بابت جانتا ہوں وہ علم یقین کچھ میں پیدا کرتا ہے۔ کہ دیووں اور ان
 کی تھرا کا تواس تو انے جہالت کے زمانہ کے توہمات باطل میں سے بقیہ چہانت
 ہے۔ اور اس وقت میں اس کا رواج عمومی تعلیم عقل اور صاحب رائے کے
 آدمیوں کے خیالات سے محکوس نسبت رکھتا ہے (یعنی جوں جوں علم عقل و
 رائے لوگوں کی بڑھتی جاتی ہے یہ خیالات کمزور ہوتے جاتے ہیں)۔

اور جو کچھ مجھے قانون اور انصاف کی بابت معلوم ہے۔ مجھے یقین دلانا ہے کہ
 اور شخصوں کی ملکیت کو بوجہ ضائع کرنا ایک بڑے خود کی بد معاشی ہے تو اسے
 اور خاص کر ہندو سولہویں اور سترہویں صدی کی تاریخ کا مطالعہ میرے
 دل میں کچھ بھی شک باقی نہیں رہتا۔ کہ بیکڑ اور بھجوت وڈیا کی سچائی میں
 بیوقوف اور من کہنک اور بر وٹسٹ لوگوں نے اس باب اور دیگر بیشمار
 فقرات پر جوئے اور پرتے عمدہ ناموں میں پائے جاتے ہیں۔ کھٹیک طور پر
 مبنی کیا۔ اس بیوقوف نے بہت سی خوفناک نکلیفیں اٹھا کیں بے گاہ آدمیوں
 عورتوں۔ بچوں کو عدا الہی حکم سے قتل کر دیا۔ جو عیسائیوں اور پارویوں کے خاص
 مرغیب وادب سے توقع میں آئے اور جیکہ میں خیال کر رہا ہوں۔ کہ ایسے موقع
 پر ایک سیدھے سادے بیان کی تحریک بھجوت وڈیا اور بیکڑ میں بشواس ایک
 متحول شرارت کی بات ہے۔ مثال کے طور پر طویل در وکونا مکن کو ذہنی
 میں اس خیال کو ایسا بیان صرف عام غلطی کی بیرونی کے لئے نہیں لکھا گیا۔
 ایک بیوقوف نے والا سمجھ کر در کرنے کو تیار ہوں۔

اسے ناپاک روح تو آدمی میں سے نکل آئے۔ یہ الفاظ ہیں جو یسوع سے منسوب
 کئے گئے ہیں دمرس کی انجیل باب ۵۔ آیت ۸۔

اگر میں بہکوں جیسے کہ مجھ کو کہنے میں کوئی دیر نہیں ہے کہ میں ناپاک روحوں
 کی ہستی اور لحاظ اس کے انسانوں سے ان کے باہر نکلنے کی امکان پر بالکل اعتبار
 نہیں رکھتا۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر واک مجھ کو کہتا ہے کہ میں اسے نہ اند
 کی شہادت کو ذہنی نہیں سمجھتا۔ لیکن اگر یہ الفاظ ان حقیقت استعمال کئے گئے تھے
 تو یقین کرنے والوں میں سے بہت ہو سکتا آدمی بھی اس بات کے کہنے کے لئے
 مشکل سے دلبری کر لیا کہ یہ الفاظ ان چیزوں میں بے اعتباری سے مطابقت
 رکھتے ہیں۔ جیسا کہ عالم اور منصف مزاج اور ایماندار ڈاکٹر الگوڈر بیلک سائیکو
 ہڈیا میں۔ ڈی۔ مونی لیکس آرٹیکل برائڈ بڈریل نوٹ میں کہتے ہیں۔ "میں نے کم
 ہمارا خداوند اور اس کے حواریوں کو ایک راست باز آدمی ماننا چاہئے۔ اگرچہ
 سچی تقریر کی ضروریات میں سے یہ نہیں ہے کہ لفظوں کو ہمدیت اور صرف ان کے
 اسے لغوی معنوں میں استعمال کرنا چاہئے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ وہ اس طور پر
 استعمال نہ کئے جاویں۔ کہ جن سے وہ معنی نکلیں جن کو مستحکم جھوٹا سمجھتا ہے۔ اس
 لئے اگرچہ ہمارا خداوند اور اس کے حواری پچھو عیہ کے الفاظ کو چند ایک
 بیاریوں کی نسبت معمولی الفاظ کے طور پر استعمال کر سکتے تھے۔ بغیر اس بات
 یقین کرنے کے کہ اس قسم کے طریقہ اظہار کی جڑھ میں تھے۔ مگر وہ بھوتوں
 کا آدمیوں میں داخل ہونا یا ان سے باہر نکالنا انہیں کر سکتے۔ جب تک کہ
 وہ اس امر کو تسلیم نہ کریں۔ کہ آدمی و حقیقت دیووں سے پکڑے جاتے
 ہیں۔ اس لئے اگر ان کا یہ یقین نہیں تھا۔ تو وہ راست باز آدمیوں کی طرح
 نہیں لوئے۔" (رویکو بیلک سائیکو سید یا حلدہ صفحہ ۴۴ کا نوٹ)۔

یہ قہقہہ جس پر ہم بحث کر رہے ہیں صرف دوسری انجیل کی شہادت پر ہی مبنی نہیں
 ہے تیسری انجیل دوسری کو نصد یق کرتی ہے کہ وہ ناپاک روحوں کو آدمی سے باہر
 نکلنے کے حکم کے معاملہ میں اور اگرچہ پہلی انجیل یا تو اسی قہقہہ کو مختلف سیرایہ میں
 بیان کرتی ہے۔ یا اسی قسم کا اور قہقہہ بیان کرتی ہے مگر ضروری فقرہ اس میں بھی
 درج ہے۔ "اگر تو ہم کو باہر نکالتا ہے تو سوروں کے گلے میں ہم کو بیچ دے۔
 اور اس لئے ان کو کہا۔ کہ بھاؤ رمتی ہم وہاں۔"

اگر تینوں انجیلوں کی شہادت ایک ایسے معاملہ میں تمام عقلی شک کے رفع
 کرنے کوئی حقیقت کافی ہے کہ جو کہ عملی اور علمی طور پر بہت وزن رکھتا ہے۔ اور
 جس میں یقین یا بے یقینی آدمیوں کی زندگی اور ان کا دوسرے آدمیوں سے
 برتاؤ پر بڑی سنجیدگی سے اثر رکھتی ہے۔ تب میں اس بات کے یقین کر سکتا ہوں
 مجبور ہوں کہ یسوع نے ایک پلیسٹ طور پر بیان کیا۔ کہ بھجوت کو آن دیکھے وڈیا
 علم ہے۔ جس نے بھتوں اور بکڑوں میں یقین کی جو کراس وقت اس کے
 ہمعصروں میں موجود تھا۔ پورے طور پر نصد یق کرتی۔ اگر یہ قصہ سچ ہے تو اس
 بہت بڑی وسطی زمانہ کا قیاس ان دیکھی وڈیا کی بابت ممکن بلکہ اغلب ہے۔ کہ
 بالکل سچ ہوا اور سچہ سچ سے لیکر انکس اور متحرک جریاؤں کی تلاش
 کرنے والے بہت بدنام کئے ہوئے شخص ہیں۔

بر خلاف اس کے انسانیت اس یقین کے بہت خطرناک نتیجہ دیکھ کر اور معمولی
 عقل ان سب معاملات میں جن کی وجہ اور پورے طور پر حقیقت کی گئی ہے۔
 شہادت کی ناقابلیت مشاہدہ کر اور سائنس وڈیا پکڑ کے معاملات کو سمجھنا تو جی

(۴) پچھلی کا شکار جال سے مارنا۔

(۵) تھوڑی چیز بہت آدمیوں کو کھلا دینا۔

اِس بابِخ اقسام سے بہت زیادہ معجزے مسیح کے جنوں مجنوں اور دیوانوں اور بد
رجوں کا عہدوں اور پتوں سے نکالنا۔ جن کے ہم ترویج نہیں کرتے۔ بلکہ خود پڑے
لکھے عیسائی ہونا اور خصوصاً یورپین ڈاکٹر صاحبان اس قسم کے معجزات کی تردید
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ یونانی کے زمانہ کی باتیں کرتے ہیں +
انہوں کو سمجھیں دینا اختیار اُن کے کل کے علمی زمانہ میں سینکڑوں ڈاکٹر صاحبان
کا علاج کرتے ہیں بلکہ انھیں نکال کر بنا دیتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں آدمی
تقاپاتے ہیں۔ یہ حکمت کی بات ہے۔ معجزہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور بہتوں
میں بھی سینکڑوں سیالے اندھوں کا علاج کرتے اور اُن کی آنکھوں میں ٹنگ ڈال
میاں ڈبے ہیں۔ اور اُن دنوں وہاں ایک درس میں کسی ایسی تہذیب جو دھرم
(یوحنا ۳)۔ مردوں کا زمرہ کرنا یہ تو شخص فساد سے۔ کہ جو مسیح صاحب کے وہاں
یہ ارشاد موجود ہے۔ میرا نہیں بلکہ صوبہ یروش ہے۔ (۱ پی ۱) مری نہیں۔ بلکہ
سوئی سے (۱ متی ۲۳) و برش (۲) جو کہیں قبول عیسائیوں کے کیا آدمی تھا۔
ذہبی نہیں تھا۔ پس اُس نے خود مسیح کہا کہ وہ سوئی ہے مری نہیں۔ اِس واسطے
کسی طرح کا معجزہ نہیں ہے +

پچھلی کا شکار بھی جدید ادا نامی گیر کیا کرتے ہیں اور لاکھوں ایسے موجود ہیں۔ جو
مسیح سے بہت زیادہ پچھلی پکڑ سکتے ہیں۔ وہ بڑے گڑبگڑ پر مقام زندہ۔ راج گھاٹ
بلند شہر حال سے بڑی غم انگیزی ہے صاحبان انگریز نے ایسی حکمت بنائی ہے۔ کہ
منٹوں میں منوں پھیل کر سکتے ہیں۔ پس یہ اُس سے ہزار گنا بڑھ کر معجزہ ہے۔ باقی
راہ قسری چیز سے بہنوں کو سیر کرنا اگر یہ معجزہ درجن دروہیں بھی موجود ہے
مگر ایسے ہی علامت معجزہ ہزاروں آدمی مانتے ہیں۔ کہ جو صاحب ہر برتن
صاحب و خواتین معین الدین صاحب نے کئے آگے دروغ بر گردن راوی اور
اصل بات سب کے واسطے یہی کہ میراں نے پرند مگر مریدان نے پر اندھ
اب صرن ایک معجزہ باقی ہے یعنی مسیح کا مردوں سے جی اٹھانا۔ ناطوں اسکو بھی
دیکھ لیں کہ یہ کئی وجوہات سے باطل ہے عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح آسمان رخد کے دیکھا
ہو چکا ہے۔ ہم تو جانتے ہیں کہ کیا خدا کے دائیں بائیں ہاتھ بھی ہیں اگر نہیں تو
پیشتر خود باقی ہے۔ دم کیا آسمان کوئی چیز ہے یا اگر نہیں جیسا کہ تمام علم عقل
والے مانتے ہیں۔ تو مسیح کا جانا اور پھٹنا اور زندہ ہونا تینوں دروغ محض ہیں۔
علاوہ برآں مردوں سے زندہ ہونے کے جسے گواہ ہیں۔ وہ پایہ اعتبار سے
ساقط ہیں +

منبر ۱۔ حاکم وہ مسیح کا خالی نشان دیکھو (متی ۲۴) منبر ۲۔ حاکم کی عورت وہ بھی مسیح
کی بہت خیر خواہ تھی۔ (متی ۲۴) + منبر ۳۔ کجیاں وہ سارے ہی بات چاہتے
تھے (متی ۲۴) +

یلاطس حاکم کو مسیح کے مرنے پر تعجب ہے (مرقس ۱۵)

بہت لوگ دیکھ رہے ہیں (متی ۲۷)

تیس معجزہ لاش غائب کی گئی اُس کا آسمان پر اُڑنا منبر کیا گیا۔ اور جس
طرح اب تک بھی ہزاروں سالوں کے مردہ ہیر مردوں کو بطور سبز طوطے کے تہائی میں
نظر آتے ہیں ایسے ہی مسیح بھی شاگردوں کو دکھلائی دیا اور آنکھوں کے ننڈے اُڑ
جانے سے اُس کا آسمان پر چلا جانا مانا گیا۔ مگر انہوں میں ڈبڈبائیں رہے اور

حالانکہ خود بائبل میں بھی لکھا ہے۔ بہن سے لوگ میرے نام پر آدینگے اور کیٹینگے۔ کریں
مسیح جنوں اور بہنوں کو گمراہ کرینگے۔ (متی ۲۴)۔

”بہت سے جھوٹے نبی اُنھیں گے جو بہنوں کو گمراہ کریں گے اور بدعتی کے بڑھاپے
سے بہنوں کی محبت ختم ہو جائیگی“ (متی ۲۴)۔
”اگر کوئی نہ سے کہے کہ مسیح یہاں یا وہاں ہے تو اسے نہ مانا کیونکہ جھوٹے مسیح
جھوٹے ہی اُنھیں گے اور ایسے بڑے نشان اور کرشمیں دکھائیں گے۔ کہ اگر جو سکتا تو
وہ بزرگ دیوں کو بھی گمراہ کرتے“ (متی ۲۴)۔

۱۰ انبیاء مرنام لیکے جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ وہ جھوٹی رو با اور جھوٹے علم
اور بے اصل باتیں اور اپنے دلوں کی مکاراں نبوت کی طرح پر ظاہر کرتے ہیں۔
”اور مہیا“ میں نے سنا جو نبیوں نے کہا جو مرنام لیکے جھوٹی نبوت کرتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا خواب دیکھا۔ کہ تک یہ نبیوں کے دل میں رہیں گے۔ کہ
جھوٹی نبوت کریں ہاں وہ اپنے دل کی فریب کاری کے نبی ہیں۔ (برمیاہ باب
۳۴)۔ میت ۲۵ + ۲۶ +

”بہت سے جھوٹے پیغمبر دنیا میں نکل آئے ہیں۔ (یوحنا ۱)۔
”جو جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے جیسے ہیں آتے ہیں پر
باطن میں پھانسنے والے بھیڑے ہیں۔“ (متی ۲۴)۔
”جو جھوٹے نبی ہی اُس نوم میں آئے جیسے کہ جھوٹے معلم تم میں ہونگے (یہاں
۲)۔“ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُنھیں گے۔ اور نشانیاں اور کرامات دکھائیں گے
اگر جو سکتا تو بزرگ دیوں کو گمراہ کرنے“ (مرقس ۱۳)۔

”وہ کم سے جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ کہ تم کو تمہارے ملک سے آوارہ کریں +
اور مہیا (۲)۔“ جھوٹے نبی تلوار اور کال سے ہلاک کئے جا دیں گے۔ (برمیاہ ۳۴)۔
اب ہم مسیح کی بابت ان مذکورہ بالا یادداشتوں سے یہ ظاہر کرتے ہیں
منبر ۱۔ مسیح کے معجزے دکھلائے۔

منبر ۲۔ مسیح صلیب سے مارا گیا۔ یعنی اپنی موت سے نہیں مرا +
منبر ۳۔ ملک میں لعان ڈالنا اور لوگوں کو گھر بار سے آوارہ کرنا چاہتا تھا +
منبر ۴۔ مسیح کے معجزات کے سب گواہ بے ایمان ہیں بخدا کہ ذیل
الف۔ یہود اہل ایمان سے دشمنی ۲۴ + ۲۵ + ۲۶ +
ب۔ پطرس بے ایمان اور شیطان کا بندہ ہے حتیٰ ۲۷ + ۲۸ + ۲۹ + ۳۰ +
ج۔ یحییٰ قیوب ویو جتا بے ایمان ہے
د۔ سب یارہ شاگرد بے ایمان ہیں پطرس ۳۱ + ۳۲ + ۳۳ + ۳۴ + ۳۵ +
و پطرس ۳۶ + دیو جتا ۳۷ + ۳۸ + ۳۹ + ۴۰ + ۴۱ + ۴۲ + ۴۳ + ۴۴ + ۴۵ + ۴۶ + ۴۷ + ۴۸ + ۴۹ + ۵۰ +

پس مسیح جیوٹا نہیں ہے۔ جب اور کرامات دکھلائے والے جھوٹے ہیں۔ تو مسیح
کس طرح سچا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ جہاں کسی عالم فاضل ہودی نے معجزہ کی بابت
سوال کیا۔ وہاں حضرت مسیح صاف ٹال گئے۔ معجزہ بالکل نہ دکھلا سکے۔ پس خبر یہاں کوئی
اور حق پیدائش کے سچا ہونے پر کس طرح اور کب یقین کر سکتا ہے +

مسیح کے معجزوں کے اقسام

۱۔ مردوں کا زندہ کرنا۔

۲۔ اندھوں کو آنکھیں دہنا۔ کوڑھیلوں کو رہا کرنا۔

۳۔ جنوں۔ مجنوں۔ بد رجوں کا عہدوں دیکھوں سے نکالنا۔

تہمیں ناممکن ہے کہ اس طرح کے دو چیزوں کا اور روزہ کے نہیں نکالے جاسکتے
 چنانچہ ایسا دنیا میں کوئی نہیں پس گذشتہ راصلوۃ کہ کرم بطور دعوت کے کہتے
 ہیں کہ اس وقت کوئی ایسا نادر نہیں کیونکہ ایسی علامتیں بقول عیسے کے کسی کے ہوتا
 نہیں۔ بلکہ بقول یوحنا کے سب گمراہ ہیں اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مسیح بھی گمراہ
 تھا اور یہ تو انجیل میں ہی لکھا ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ شیطان کا فرزند ہے +
 چنانچہ فیصل پادری صفحہ ملی صاحب فرماتے ہیں "اسی واسطے کہ انجیل مقدس میں
 ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ کلام و احکام ربانی سے واقف نہیں ہیں اور گناہ کرتے ہیں
 کم سزا پائیں گے۔ مگر جو کلام اللہ پاک اور حمان بوجھ کر سنا کر لے کر اور منکب گناہ کے
 ہوتے ہیں وہ زیادہ سزا پائیں گے پس یہ حکم بلاشبہ خالص عادل کا ہے جس کے
 رویہ کسی کی طرف راہی نہیں ہے" (نیا ذمہ صفحہ ۳۳۳ عہدہ لکھنؤ)
 ان سب حوالات سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے نجات نہیں پائی اور نہ عیسائی
 نجات پائیں گے۔ اگر بائبل سچا ہے تو بھی عیسائیوں کی نجات بائبل کے روئے ناممکن ہے

توزیت کی رو سے نیوگن جاغوبے

حشر شوگ :- اگر کوئی بھائی ایک جا رہے ہوں اور ایک ان سے بے اولاد مر جائے تو
 اس مرحوم کی جود کا بیاہ کسی اجنبی سے نہ کیا جائے بلکہ اس کے شوہر کا بھائی اس سے
 غلوٹ کرے اور اسے اپنی عورت لے اور بھادج کا حق اُسے ادا کرے اور یوں ہوگا
 کہ اس کا بھادج اس سے پیدا ہوگا۔ تو اس کے مرحوم بھائی کے نام پر قائم ہوگا۔ تا
 کہ اس کا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے۔ (توریت مستفادہ ۲۰)
 مگر ذکر نے یسئرا :- اور اگر مرد اپنے بھائی کی عورت لینا چاہے تو اس مرحوم
 - ان کی جود و دروازہ پر بزرگوں کے پاس جائے اور کہے میرے شوہر کے بھائی
 کے اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بدل رکھنے سے انکار کیا۔ اور بھادج کا حق
 ادا کرنا قبول نہیں کیا تب اس کے شوہر کے بزرگ اس مرد کو طلب کویں اور اس
 سے لگے کہ کریں۔ سو اگر وہ اس بات پر قائم رہے اور کہے کہ میں نہیں چاہتا۔ کہ اسے
 ملے۔ تب اس کے بھائی کی جود بزرگوں کے سامنے اس کے نزدیک آدے۔ اور
 اس کے پاؤں سے جوتی نکالے۔ اور اس کے منہ پر تھوک دے اور جواب دے
 کہ اس شخص کے ساتھ جو میرے بھائی کا گھر رہا وہ۔ یہی کیا جاوے گا۔ اور اسرائیل میں
 اس کا نام بدل کر رکھا جائے گا۔ کہ اس شخص کا گھر ہے۔ جس کا جو تھا نکالا گیا۔ (توریت مستفادہ
 ۲۱) اور پھر روت کی کتاب میں روت کا قصہ پڑھو اور راتل اور لیا واد اور غور
 کے حالات مطالعہ کر دہی روت کے شکم سے بوعز کے تخم سے عوبید نام لڑکا پیدا ہوا جس
 کا پوتا داؤد بن گیا تھا۔ اور اسی کے خاندان سے بقول عیسائیوں کے مسیح پیدا ہوا گا
 (دیکھو روت کی کتاب ۴)

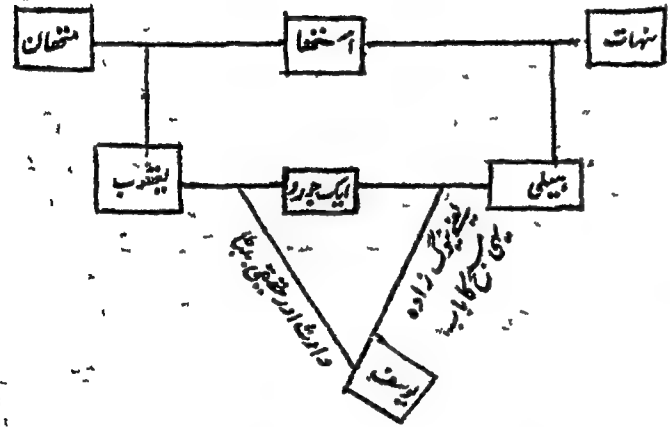
پادری ڈی جی اما جب اسکاٹ فرماتے ہیں "ایک نسب نامہ روت کا کہ انجیل میں
 بھی ہے۔ اس میں ہر کچھ اس کے خلاف پایا جاتا ہے (توریت ۲۰-۲۱)۔ لیکن
 ان دونوں کے مطابقت شکل نہیں۔ اکثر مفسروں کو یہ گمان ہے۔ کہ یہ بوجہ جو یہ
 کا باپ کو لانا ہے۔ یعقوب کا حقیقی بیٹا اور شرع کی رو سے بیٹی کا وارث اور بیٹا
 ہوتا۔ یہی جب بیٹی بے اولاد مر گیا تو اس کے بھائی یعقوب نے شرع کے حکم پر جب
 اپنے بھائی کی جود لیکر اس کے واسطے نسل جاری کی (توریت ۲۱)۔ (مستفادہ ۲۱)
 پراچھ یہ بات غور سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ سلیمان اور

ناجہان داؤد کے دونوں بیٹے تھے اور ناہان سلیمان کی نسل سے ہوا۔ اور نتھان نامہ تھا
 جب نتھان نے مستحاکم کو چور کیا۔ اور اس سے بیٹی پیدا ہوئی۔ پس یہ دونوں بیٹے یعقوب
 اور بیٹی ایک ہی ماں کے بیٹے تھے اور جب بیٹی چور کر کے بے اولاد مر گیا۔ تب اس کے
 بھائی یعقوب نے اس کی بیوہ کو اپنی جود کر لیا۔ جس سے یوسف پیدا ہوا۔ پس یوسف
 یعقوب کا حقیقی بیٹا اور بیٹی کا شرعی بیٹا تھا۔ اور اس سے دونوں نسب ناموں کی تصدیق
 ظاہر ہے۔ (تفسیر تری مطبوعہ الدہ باد صفحہ ۲۱ و ۲۲) شجرہ یہ ہے +

داؤد

نتھان

سایان



تیسرا باب مسیح کے معجزے

جاہل ہندوؤں کو بھینسلانے اور دام میں پھنسانے کیواسطے ہسائی لوگ کرامات کا
 ذکر کیا کرتے ہیں کہ عیسائی مذہب کی سچائی کا یہ ثبوت ہے کہ مسیح نے معجزے دکھائے۔
 اس واسطے وہ خدا تھا۔ وغیرہ
 واضح ہو کہ اگر کرامات دکھانا ہی معجزہ بتلانا ہی مذہب کے سچا ہونے کا ثبوت ہے۔ تو
 دنیا میں کوئی مذہب بھی جھوٹا نہیں ہے اور سچی معجزہ دکھانے والے خدا ہیں مثلاً
 یہودیوں میں موسیٰ - ابراہیم - داؤد - موسیٰ - مسیح - یعقوب - یسوع وغیرہ نے بائبل کی
 رو سے معجزہ دکھائے اور معجزوں جن محمد - عبداللہ - عیسیٰ - مسیح - یسوع وغیرہ نے
 دیکھنے والے حادیہ و کتب اسلام کے رو سے کراماتیں اور معجزے بتائے۔
 بدعقل اور جلیلوں میں پوچھو۔ آؤنا تھ۔ پارس تھ۔ سہا پر وغیرہ نے شجر بائیں
 لینے معجزے پوچھنا شروع کی رو سے کہے +
 پارتیوں میں زردشت نے بیٹا یا معجزے دکھائے۔ (دیکھو زرد اوستا)
 ہندوؤں میں گودھر تھ۔ سنگا چارج - تانک - کبیر - پورن - ہنس دیو -
 دشن - کرشن - رام - باون - کالی - بھیرو وغیرہ نے صدرا معجزہ کئے۔ لیکن عیسائی
 ان سب مذاہب کو باطل اور معجزوں کو جھوٹا جاتے ہیں۔ تو پھر ہم انہیں باطل سے
 مسیح کو اور بائبل کو کس طرح سچا مان سکتے ہیں +

نایاب تھیں اس واسطے اُس سے پاک نہیں کھل سکتا اور نہ کوئی نکال سکتا ہے پس
مسیح تو نیک ہے اور نہ پاک ہے۔ اور یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ خود مسیح کو بھی
اقبال ہے تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ نیک کوئی نہیں۔ مگر ایک معنی خدا۔
(مرقس ۱۱) (متی ۱۹) *

شریعت کا پابند لعنتی ہے

مسیح کہتا ہے یہ امت خیال کرو۔ کہ میں تورات یا نبیوں کی کتاب مسیح کرنے کو آیا
ہوں میں مسیح کرنے کو نہیں بلکہ پورے کرنے کو آیا ہوں۔ (متی ۵)
مسیح نے اپنا ختم کر لیا۔ سیتھہ پایا۔ یوحنا کا شاگرد ہوا۔ وغیرہ سب رسومات
شریعت کو توڑا کیا۔ اس حضرت پولس کہتے ہیں وہ پس کوئی آدمی شریعت پر عمل کرنے
سے راستہ باز نہیں رہتا۔ (رومیوں کا خط ۲) *
پھر لکھا ہے "جو شریعت پر کھڑے رہتا ہے وہ لعنت کے تخت میں بیٹھ جائیگا۔ (گلیتوں ۳)
پھر صاف لکھا ہے "مسیح نے ہمیں مول لینے شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کہ
وہ ہمارے بدلے میں لعنتی ہوا۔" (گلیتوں ۳) *

نتیجہ - ۲

مسیح لعنتی ہے۔ سہی طرح پاک نہیں ہے۔ اس واسطے نہ خود کسی نجات ہوئی اور
ذکی کو مایہ وادی نجات دلا سکا ہے اس واسطے اُس پر بھروسہ کرنا موعظ خطر ہے
تہہ ہر ہمارا زخمیں پر زہنہار ہے۔

مسیح لکڑی پر مصلوب ہوا اس واسطے ملعون ہے
چنانچہ موسیٰ نے فرمایا ہے "جو تیرا لکڑی پر لٹکا گیا ہو اسے لعنتی ہے" (تث ۲۳)
پھر پولس فرماتے ہیں "کیونکہ لکھا گیا کوئی کاٹنے پر لٹکا گیا ہو اسے لعنتی ہے" (گلیتوں ۳)

حجہ میثاق (فیصلہ)

حضرت پولس فرماتے ہیں "جو یہ لکڑی پر لٹکا گیا ہو اسے لعنتی ہے۔ خدا
کی بادشاہت کے وارث نہ ہوں گے" (فریتوں ۱) *
ہر ایک جو خدا سے پیدا ہوا اناہ نہیں کرتا اور جو گناہ کرتا ہے وہ شیطان کا
فرزند ہے۔ (یوحنا ۸)

لعنتی ہیٹھ کی آگ میں رہینگے چنانچہ لکھا ہے اسے ملعون ہونے سے پہلے
جاؤ اُس عہدہ کی آگ میں جو ابلیس اور فرشتوں کے لئے تیار کی گئی تھی (تث ۲۳)
عیسائی لوگ تو ایمان دار ہیں اور نہ نجات پائیں گے

انجیل میں ایمانداروں کی بہ علامتیں لکھی ہیں "اور رے جو ایمان لائینگے ان
کے ساتھ یہ علامتیں ہونگی۔ کہ وہ میرے نام سے دیاروں کو بکھینکے اور نئی
زبانیں بولینگے سانپوں کو اٹھا لینگے اور اگر کوئی لاک کریمانی جبرینگے۔ انہیں کچھ
تقصاں نہ ہوگا وہ کہیں ہر آفتہ کھینکے تو جینگے جو جانینگے" (مرقس ۱۶)
کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں برائی کے واسطے کے برابر ایمان ہوگا
تو اگر تم اس پختہ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں جلا جاؤ چلا جاتا۔ اور کوئی مات

لے بائیں کرنا ہے" (یوحنا ۱۶) *
نقیسراؤ ائمہ یسوع نے ایک زانیہ عورت کو جو چیلہ سازی سے بچا دیا حالانکہ
اُس نے زنا کر لیا اور بکڑی گھٹی سے معلوم اس پردہ ڈالنے سے کیا مطلب تھا روکیو
یوحنا باب ۸

جو خدا واقعہ مقام بیت عنائیں ایک عورت مریم نامی (عالباب) پہلے واقعہ الی
شگھر کے عطر دان میں قیمتی عطر اُس پاس لائی جب وہ کھانے بیٹھا اُس کے
سر پر ڈالا بشاگردوں نے چند مرتبہ اعتراض کیا۔ مگر مسیح نے اُس کو مخ دیکھا بلکہ
یہ کہا کہ جہاں انجیل کی منادی ہوگی یہ بھی اُس کی بادکاری کے لئے کہا جائیگا
دیکھو متی ۲۶ (یوحنا ۱۲)

۹۔ سبت کے روز کام کیا۔ لکھا ہے اُس وقت یسوع سبت کے دن
کھیتوں میں سے جاتا تھا اور اُس کے شاگردوں کے تھے اور وہ بایں توڑ
توڑ کر کھانے لگے۔ تب فریسیوں نے دیکھ کے اُس سے کہا دیکھتیرے شاگردو
کام کرتے ہیں جو سبت کے دن کرتا رہا نہیں (متی ۱۲)

اور خدا کا حکم تھا "سبت کو تم کرنے والا مار ڈالا جائے" (استثنا ۱۲)
مسیح کالی نکالتا تھا۔ انجیل میں لکھا ہے مسیح کی زبانی اسے ربا کار لقب ہوا
فریسیوں ائمہ پر افسوس اے اندھے راہ دکھانے والو تم پر افسوس اے نادانوں اور
اندھوں ائمہ ظاہر میں راستہ دکھانی دیتے ہو پر باطن میں ربا اور شرارت سے

بھرے ہو وغیرہ وغیرہ (دیکھو متی ۲۳ باب ۱۲) (لوقا ۱۱) اور مرقس ۱۲ *
اس قدر جہادیم ہم نے اُس چنے ہوئے مسیح کے خیر خواہ شاگردوں کے لئے
ہوئے نسخہ انجیل سے نقل کئے ہیں جو حقیقت ہم کو کھاتھیں گے مسیح کی قربانی کو
کتاب میں درج نہ کریں گے۔ مگر خیر باد جو اس سخت احتیاط کے بھی مسیح مجرم ہیں

عورت کا بچہ نیک نہیں ہے

"انسان کون ہے کہ پاک ہو سکے۔ اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے
کہ صادق ٹھہرے" (ایوب ۱۴) *

"کون ہے جو پاک سے پاک ملے کوئی نہیں" (ایوب ۱۴) *
دیکھا فانی انسان خدا کے حضور صادق ٹھہرے گا" (ایوب ۱۴) *
"انسان خدا کے آگے کیونکر صادق ٹھہرے گا" (ایوب ۱۴) *

"پس خدا کے حضور انسان کیونکر صادق سمجھا جاوے اور وہ جو عورت سے پیدا
ہوا ہے کیونکر پاک ٹھہرے۔" (ایوب ۲۵) *

"کوئی انسان حقیقی جان تیرے حضور راستہ نہیں ٹھہر سکتا۔" (زبور ۱۴۳)
اگر ہم نہیں کہتے اناہ ہیں تو ہم جھوٹے ہیں اور آہ کو فریب دیتے ہیں تو کھو جائیں
تو کوئی راستہ نہیں ایک بھی نہیں۔ کوئی نیکو کار نہیں ایک بھی نہیں۔ (زبور ۱۴۳)
کا خط ۱۴۳

"کون کر سکتا ہے کہ میں نے اپنے دل کو صاف کیا ہے میں گناہ سے پاک ہوں
راشال ۲۴) *
"کوئی انسان زمین پر ایسا صادق نہیں کہ بچی کرے اور خطا کرے" (دعا ۱۴)

نتیجہ - ۱
مسیح کی عورت کا بچہ ہے۔ اس واسطے نیک نہیں مجرم۔ حق کے سلسلے سے

یہ رسول مسیح فرما ہے، اور اس وقت میں کے سب گہرائے جہانی پیشکش کرتی ہے۔
 پھر مران مسیح کی بابت لکھا ہے "اور اس کے بعد در بہت سورتوں کا خلل چلتا تھا
 سورتوں نے اس کی منت کرنے کے لئے اگر تو ہونے کو ہے۔ سو میں ان سورتوں کے من
 میں جانے دے۔ تربائے انہیں کہا کہ جاؤ۔ اور ان کے سورتوں کے خلل میں گئے
 اور ایک سورتوں کا سار غول کتا ویر دیا میں کو داؤدانی میں (دوبرا) (مسیح)
 یاد رہی کلک صاحب نے اس تفسیر کی ہے کہ وہ سورتوں میں دوہرا تھا اس پر مولوی نور
 الدین صاحب نے کہا اچھا کہا ہے کہ بودجہ اور آریوں اور عیسائی کے اصول غلبائی
 کے جم سے زیادہ جم پڑتی ہیں کہ کسی ایک طرح کو سنا مذہباً و جاتر نہیں سمجھتے
 پھر سچ نے تلوا میں خریدنے کا سبب شاکر دوس کو حکم دیا۔ چنانچہ لکھا ہے اور یہ
 پاس نہیں اسے کیسے سچ کے تلوار خریدے۔ (لوقا ۲۲)

اکھل میں سچ کے تلوار چلانے کا ذکر بھی موجود ہے "عجب یہ ہوا جو ان بارہوں میں
 ایک تھا۔ آیا۔ اور اس کے ساتھ ایک بڑی بھینس تلوا میں اور لاطھیاں لئے سوار کاہنوں
 اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آہستی۔ اس کے بچہ والے والے نے انہیں یہ کہہ کر تھک دیا تھا
 کہ جس میں چوموں وہی ہے اسے کوئی لایا۔ اسے وہیں لیسوع یا اس آکر کہا۔ کہ یہی سلام
 اور چوم لیا۔ لیسوع نے اس سے کہا اے میں تو کہے کو آیا۔ تب میں نے لیسوع پہل
 آکر لیسوع پر ہاتھ ڈالے اور اسے پکڑ لیا اور دیکھو لیسوع کے ساتھ نہیں سی ایک تھک چکا
 کہ یہی تلوار لکھتی۔ اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اس کا کان اڑا دیا (مسیح)
 یہ لکھا ہے "عجب انہوں نے جو اس کے ارد گرد تھے وہ حال ہوئے اور تھک چکے اور
 اس سے کہا کہ اے خداوند کیا ہم تلوار چلا دیں؟"

ان میں سے ایک نے تلوار کاہن کے نوکر لگائی اور اس کا دھماکا اڑا دیا
 (لوقا ۲۲) (یوحنا ۱۸) (مرقس ۱۴)

۲۔ مسیح کا جوت لکھا ہے "تیرے شاگرد بھی دیکھیں کیونکہ ایسا کوئی نہیں
 میں جاتا کہ ان کا من لوگوں کو کرنا ہے تیرے شاگرد بھی دیکھیں کیونکہ ایسا کوئی نہیں
 لکھے کام عجب کے کہ اور چلے کہ آپ مشہور ہو اگر تو یہ کام کرنا ہے۔ تو تیرے نہیں
 جہاں کو دکلا۔ کیونکہ اس کے بھائی بھی اس پر ایمان نہ لائے۔ تب لیسوع نے کہا
 کہ میرا وقت ہنوز نہیں آیا۔ پھر میرا وقت ہر دم بنا ہے۔ دنیا تم سے عداوت نہیں
 پر مجھ سے عداوت رکھتی ہے۔ کیونکہ اس پر گواہی دیتا ہوں کہ اس کے کام بڑے نہیں
 (تم عید میں جاؤ میں میں ابھی عید میں نہیں جاتا۔ کہ میرا ہنوز وقت رہا نہیں ہوا۔ سو وہ
 باتیں انہیں کئے جلیل میں رہا لیکن جب اس کے بھائی روانہ ہوئے تھے تب وہ بھی
 میں گیا۔ ظاہر نہیں بلکہ چپ کے) تب یہی عید میں اسے دھوئے لئے رہا پھر
 باب ۱۵ آیت ۵ سے (انک)

۳۔ مسیح شرابی تھا۔ "جلیل میں لکھا ہے" ابن آدم کھا پیتا آیا اور دے کہتے ہیں کہ وہ
 ایک کھاؤ شرابی اور محصل لینے والوں اور بیعتوں کا بار ہے" (متی ۱۱)

پھر مسیح فرماتا ہے "میں تم سے ہم کرتا ہوں کہ میں لوگوں کو اس (انگور شراب) جس نے
 ایک خدا کی بادشاہت میں اسے بنایا۔ میں۔ پھر میں گا۔ (مرقس ۱۴)

پھر جلیل میں ایک بیاہ ہوا۔ لیسوع کی دوستاگر دوس کے زمان عورت مٹی پیتے تھے۔
 لکھا گئی۔ مسیح نے زمان چھ کے شراب کے (لوقا ۱۵) عیسائیوں کے معجزہ سے پیدا کرنے
 ہر ایک شے میں دو تین تین شراب کی سمائی تھی۔ پس ۱۵ = ۹ x ۳ = ۱۸ من شراب
 پر مسیح نے لوگوں پر فی سبیل اللہ ہاتھی اور لیلانی کے مفصل دیکھو یوحنا کی آکھل باب ۲
 آیت ۱۰ سے (انک)

یہ عرض کی کہ تعلیم دینے کی ہے بائبل کی تہیں۔ دیکھئے دیدہ مقدس کی شرقی۔
 जनितो स विद्यात्ता धामानि वेद भुवनानि विश्वा यत्र देवा
 अभूत मान शशत तौ ये धाम चक्षुर्यन्त ॥ यजुः ३२-३-१० ॥
 ترجمہ وہ پاتا ہمارا۔ بہرہ۔ بڑا۔ مانا۔ وہ سب کاموں کا یوں کرنے اور تمام لوگ اور تمام
 امتحان جنوں کو جانتا ہے اور جس تہا آمد کو اب لوگ برایت ہو کہ سو اچھا کے وچرے
 ہیں وہی ہمارا دی۔ راجا عدالت کرنے والا ہے اسی کی بھائی کرنا ضروری ہے۔ اور اسی طرح
 دیکھو برگ دیدہ مدلل ۱۔ الزفاک ۹۔ خولت ۸۲۔ مرقس ۴۔ اس پر یاد رہی صاحب لال۔ مرقس
 ہو گئے۔ اور پھر جواب دیکھئے

باب دوم

مسیح بگناہ نہیں بلکہ گناہگار تھا

عیسائی پادری کہتے ہیں کہ مسیح بے گناہ تھا۔ اس واسطے ہیں بچائے لیکتا یا دلا سکتا ہے
 ہم کہتے ہیں۔ کہ اس نہیں بلکہ وہ گناہ گار تھا۔ اور اسی واسطے عیسائیوں کی بچائے
 سرا پا محال ہے۔

افسوس کہ عیسائیوں نے اپنے اس بے بنیاد دعوے کو اکر کے کبر مط مسیح کی بکھری
 کہیں نہیں رہنے دی اور انجیل ہی کچھ بتلاتی ہے۔ کیونکہ ۳۲ سال کی اس کی عمر تھی جنہیں
 سے ۳۳ سال کا کوئی صحیح حال کسی کو معلوم نہیں ۳۰ سال کی زندگی میں اس نے وعظ
 شروع کی۔ اور دو سال ہی لکھ دے کہ صلیب پر لٹکا لئے تھے۔
 ہم اس کا عورت کسی بیرونی شہادت سے نہیں بلکہ انجیل سے ہی کرتے ہیں دیکھو
 ہے۔ اور لیسوع آپ برس تیس ایک کا ہوا جب شروع کیا۔ (لوقا ۳)

تیس برس کی اندوہان زندگی کا صحیح اور مفصل حال کسی عیسائی کو معلوم نہیں۔ اور
 اگر کسی کو معلوم ہے تو وہ یہاں مسیح ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ تاکہ کہیں سامنے کے
 سامنے کلک ظاہر ہو جائیں۔ مقام نور ہے کہ مذہب عیسائی دنیا بھر کے محقق
 عیسائی۔ کل جہان کے مؤرخ عیسائی اور گھر کے ہادی کی تاریخ پر یہ تاریک گھٹا چھائی
 افسوس۔ صد ہزار افسوس

جو مسیح کی سوا کھجوری ساری نہیں ملتی۔ صرف ۲۱ زندگی کے حالات تھے۔ پھر
 باجیل سے دستا بہتے ہیں۔ اس واسطے ہم بھی اسی پر اکتفا کر کے مسیح کے خیال چلنے
 دنیا پر ظاہر کرتے ہیں یہاں نہ ہو کہ کوئی ناواقف سے دسو کا کھائے اور حال ایمان کو
 کسی کی چالیسی میں آکر نقصان پہنچائے۔

غیر۔ مسیح کی ہے رجمی۔ یہ نہ مت سمجھو کہ میں نہیں پر صلیب کھانے آیا۔ صلیب کو اسے نہیں بلکہ
 تلوار چلائے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو مسکے باب ادیٹی کو مس کی ما اور ہو کو
 اس کی سانس سے جدا کریں۔ (متی ۲۷)

یہ بھدہ خود فرماتا ہے "میں زمین پر آگ لگائے آماں میں کیا سی چاہتا ہوں
 کہ رنگ چلی ہوتی پھر مجھے ایک پتھر پانا ہے۔ اور میں کیا خاک ہوں جب تک کہ پونا نہ ہو۔
 اور کیا تم گمان کہتے ہو کہ میں زمین پر زمین کر دے آیا ہوں نہیں میں نہیں کہتا ہوں بلکہ
 جراتی۔ (لوقا ۱۳)

یہ مسیح بہت دیتا ہے۔ اور کوئی میرے پاس آئے اور اپنی ما باب اور خود۔ (لوقا ۱۳)
 ہمیں بلکہ اپنی جان کی دشمنی نہ کرے میرا شاگرد ہو نہیں سکتا۔ (لوقا ۱۴)

نے بھی بت سے دھوکے میں ڈالا ہے اور یہ اصل میں دو شکل عقرہ جس اصل منگنی دو دم اٹھنے سے پہلے۔

وایع ہونے سے منگنی کا اس وقت ایک طریقہ یہ بھی تھا۔ کہ شوہر اور زوجہ مباشرت کریں نہ بجا لیا۔ یہ منگنی کے شرعاً جائز ہونے کے لیے ضرور تھا۔ کہ طریق ثلاثیہ ایک بیڑن کیا جادے۔

تغافل مال یا مالی چیز حق منگنی لڑکی یا اگر وہ نابالغ ہو تو اس کے باپ کو دیا جاتا۔

تندبہا۔ خط یا معاہدہ تحریری لڑکی یا اس کے باپ کو مرد دیتا۔

تغذیر۔ مباشرت جبکہ مرد و عورت دو گھروں کے سامنے منعت کا کلمہ نہ کہ خلوت میں جلا جاتا تھا۔ مگر یہ منسوب گنا جاتا تھا۔ اور مرد کو زجر و تنبیہ کی جاتی تھی۔

اور کھوسو کھیتو۔ صاحب کا سا نکلو پید یا شتریح لفظ میں کھیتو لینی سادی۔

اور ایسا ہی تو اکثر سبتہ صاحب کی بائین و کشتری میں بھی ظالمود یہود سے یہ منوں پائیں سنوں ہوئی ہیں لینی زہر معاہدہ اور مباشرت اور اس کا یادی بٹھا کر اس صاحب سے بھی الفضال صفحہ ۳۳ پر اقبال کیا ہے۔

اس سے صاف ثابت ہے کہ موجب شریعت یہود کے وقت منگنی یوسف و مریم دونوں اکٹھے ہوئے تھے اور مباشرت کی تھی۔ اور اسی پہلی مباشرت میں سیداکر ہوا کہ مرتبہ ہونا ہے مریم حاملہ ہوئی تھی پس ثابت ہی کہ منگنی والی عورت فکرا لکھ نہ مباشرت ہو کر

بسیا کہ وقت کی شریعت مندرجہ عاشر سے ظاہر ہے کہ اسے ایسے جسامے کی جو رکھ کر کیا۔ نہ کہ بکارت کو زائل کبائیں صاف ثابت ہے کہ مریم بوقت منگنی یوسف سے حاملہ ہوئی اور ان دونوں کے بچانہ یوسف اکٹھا ایک جگہ رہنے سے پہلے ہی وہ حاملہ پائی گئی۔

اکٹھے آئے کے لئے یونانی میں دو لفظ ہیں ایک سو و صر الہاتین سو کے معنی ہیں اکٹھا باجماع الہاتین کے معنی ہیں آنا جانا یہ معنی ہونے لکھا آنا یا جانا دینے باپ کے گھر کے سوا

ایسے علیحدہ گھر میں باپ کے گھر سے آنا یا شوہر کے گھر سے باپ کے گھر میں جانا لینے مریم اس وقت حاملہ ہو گئی کہ جب وہ باپ کے گھر میں پہلے مرد و عورت میں یوسف کے پاس گئی تھی اور اسی وقت وہ یوسف کے گھر میں آ گئے آئے سے پہلے حاملہ پائی گئی اور اس اکٹھا آنے کے معنی جیسا کہ بتیہ بیان ہیں دیسے ہی انجیل میں بھی موجود ہیں (دیکھو تھی سلم)

پس صاف ثابت ہے کہ یہ عمل یوسف کا تھا۔ نہ کہ سوا اللہ خدا کا۔

باقی رہا یہ (مرکز اگر یوسف کا اپنا حمل تھا تو وہ ڈرا کیوں۔

یہ یہودی شریعت مندرجہ قرین اگر کوئی مرد میر مردان عورت سے رنکے لیا جائے تو وہ دونوں بدلتے جائیں اور جو لڑکی کسی کی منگنی ہو اور کوئی اور شخص اسے شری میں یا کہ محبت ہو تو ان دونوں کو چھوڑ کر دوسرے مر جائیں اس لئے اس نے اسے جسامے کی جو رکھ کر دوسرا کیا۔

لیکن اگر کوئی مرد ایک لڑکی کو جو کسی کی منگنی ہے میدان میں یا دے اور مرد جو کہ اس سے من گنی ہو عورت مرد مار ڈالا جائے۔ اور اگر کوئی آدمی کوادی لڑکی کو یا دے جو کسی کی منگنی ہو اور وہ

یڑکے اس سے ہم بستر ہو اور بچے پکڑے جائیں تو مرد جو اس کے ساتھ ہم بستر ہوا لڑکی کے باپ کو

دو مثل رد یا دے اور وہ اس کی جو رکھ کر دے دیکھو انتہا۔ (باب ۱۲ آیت ۱۰ اور ۱۱ اور ۱۲)

یہ ہم بستر نہ کہ کوئی دیکھا کہیں بھی شادی کا طریقہ اس سے زیادہ معصوم بلکہ بچہ بھی نہ پائیگا اگر ہے۔ تو کوئی عیسائی تلمذیہ یا یادی بٹھا کر اس صاحب نے بچہ الفضال صفحہ ۳۴ پر

اس کا اقبال کیا ہے اور اس کے حکم لکھا ہے کہ یہودی کی یہ مریم میں مرد و عورت کے شوہر اور زوجہ کے درمیان کے عہد و پیمان پر ہوا ہے جو جاتے تھے۔ اور یہود پہلے نہ جاتے تھے۔ اور ان کے لئے جو عورت کو بلا طلاق نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اور لڑکی شہریت کی نگاہ میں اس کو یہ

فہم کی جو دیکھی جاتی تھی (صفحہ ۱۳۸ الفضال ثلاث)

اس کا جواب باجید اب یہ ہے کہ قواعد یہودی کے مطابق اگر اس کی عورت پہلے سے شوہر میں حاملہ ہو جاتی تھی۔ تو اسے غالباً عورتیں زجر و تنبیہ کی یا صرف بزرگوں کی نگاہ میں تھیں

ساجد باز معلوم ہوتا۔ جو مصیب پہلا موقع ہونے کے موجب شرمندگی کا ہوتا ہے

اس سے بعد ملتی کے یوسف تھوڑا سا ڈرا اور خیال کیا جیسا کہ جلد باز جب تکلیف عمال سامنے آتی ہیں تو گھبراتا ہے) کہ جھوٹوں مگر یہ سبب غریبی۔ یا حسن مریم بٹھل

آجائے کے چپ ہو گیا، سب سے گھبرا کر سب کے سر پر ہی حاملہ لڑکا کر تا ہے۔ پس اس سب سے نہ چھوڑ سکا۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ یہ بات صرف متی کی خوش فہمی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور

اس کو تحقیق نگاری کا دعویٰ بھی نہیں۔ بلکہ ایسا تعصیب و عوے صرف لوقا کو ہے جیسا کہ عبد اللہ آختم کے بیان سے پتہ چلے ہم ثابت کر چکے ہیں اب دیکھئے کہ لوقا بیباحتی مزاج

کیا کرتا ہے وہ اس وقت سے پہلے یوسف کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ جب تک کہ ہم یوسف کے واسطے یوسف مریم زوجہ خود کے بیت اللحم کو گیا۔ چنانچہ لکھتا ہے ہم اور یوسف وہی

جلیل کے شہر ناصرت سے یہودی میں داؤد کے شہر کو جو بیت اللحم کہلاتا ہے گیا۔ پہلے کہ وہ داؤد کے گرنے اور اولاد سے تھا کہ اپنی سگیت مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نامک

مانے اور ایسا ہوا کہ جب دس دن گئے اُس کے بننے کے دن یوسف ہوئے اور اپنا بیلا بیا بیٹا جی (دیکھو لوقا ۲۷ و ۲۸)

یادی صاحبان حضرت مزاج ذرا غور سے دیکھیں کہ متی پہلے میں لکھا ہے کہ ایسی جو رکھ کر لے آیا۔ برا سکونہ جانا جب تک کہ وہ اپنا پہلو ٹھانڈا نہ جی اور اس کا نام

یوسف رکھا ہے

لوقا تحقیق لکھتا ہے کہ یوسف مریم حاملہ کیا تھا نام لکھانے گیا اسے معلوم تھا۔ کہ اسے حمل ہوا اور وہ سب کا کوئی لکھانے سے وہاں دراجی کسی طرح کا تعجب یا افسوس یا غم تک نہیں گیا

اور پھر انا نامہ طور خوش خوشی اس کا نام رکھا۔ غصہ نہ کیا۔ اور خداوند کے آگے حاضر کرنے کو دیا

جو وہ حاملہ پہلے پہلے کو یہو سلم میں لائے اور پھر لکھا ہے کہ جس وقت ماں باپ اُس لڑکے کے یوسف کو اندر لائے تھے تاکہ اُس کے لئے شرع کے دستور پر عمل کریں تب یوسف اس کے باپ اور

مریم اس کی ماں لے لے (ابا قبل سے تعجب کیا اور جب وہ خداوند کی شریعت کے موافق سب

کریکے کو جلیل میں اپنے سر امرت کو پہنچے اُس کے باپ اور مریم عید شمع میں یہو سلم روانہ

گئے (لوقا دیکھو باب ۲ آیت ۲۲ سے ۲۴)

افسوس کہ اتنے کام ہوئے ہیں لڑکا ہوا۔ غصہ ہوا۔ خوشی کی شریعت کی تعمیل و عہد و پیمان

مریم بھاری بھی نہ ہو سکتی رہی مگر یہ نہیں لکھا اور نہ نکاح کا ذکر کسی انجیل میں ہے اور ان کے جلے عرا ہے۔ پس وہ منگنی نہیں تھی۔ بلکہ مباشرت تھی اور یوسف کے نقطہ سے یہاں بھی

جو وہ صرف یہی ایک لڑکہ نہیں بلکہ ۵-۶ مرتبہ حاملہ ہوئی بال بچے ہوئے۔ مگر افسوس کہ ان کے لڑکی اور منگنی نہ ہو گئیں تو انہوں نے نکاح ہوا لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ

لوقا کی انجیل میں لکھا ہے اور اس کے گھیرائے ایا نام فاضل کی بیٹی ایک بیٹہ تھی۔ جو بہت بوڑھی تھی اور اس نے اپنے کو اسے بن سے سات برس ایک جسم کے ساتھ

بیاہ کیا تھا۔ اور وہ بیوہ قریب چار سی برس کے تھی (لوقا ۱۶)

اصل بات یہ ہے کہ لڑکی ماں باپ کے گھر میں ہمیشہ لڑکی ہی کہلاتی ہے خواہ چند لڑکے

بالوں کی ماں بھی ہو اور سسرال کے گھر میں بیٹی یا بیہ ہوئی بھی ہو (جو کہ کہلاتی ہے اور بوڑھی ہونے تک بھی وہ یہودی کہلاتی ہے) خواہ اس کے بیٹے کی بہو بھی آجادی ہو

کے نام پر لڑکے کیوں مشہور ہوتے ہیں؟ جو بات ذیل میں ہے۔

غیر۔ اس کسی امیر کی لڑکی اور باپ غریب ہو تو بھی عوام ایسا ہی ہوتا ہے یا ان مشہور

سے اور باپ غیر مشہور سے

ہم کو آریہ اور عیسائی میں مسیح کو جسم کے لحاظ سے انسان مانتے ہیں میں خود کہہ چکا ہوں کہ یہاں جس کے لفظ انسانی سے پیدا ہوا۔ اور انسان نہ ہوگا

لطیفہ عیسائی کہتے ہیں کہ وہ کنواری سے پیدا ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ مسیح جہاں کنواریوں سے پیدا ہوا ہے اسکی کوئی خصوصیت نہیں کیونکہ حسب مورتیں تشریح میں کنواری ہوتی ہیں۔ لیکن لوگ اس بات پر مکرر کہہ رہے ہیں کہ اگر مسیح خدا نہیں تھا یا خدا کا بیٹا نہیں تھا۔ تو اس کا کہنا ہے ربی کیوں کہتے تھے یوں خدا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ یاد رکھو کہ وہاں کا وہاں کا اور ہماری نادانی ہے۔ ربی کے معنی خدا کے نہیں ہیں بلکہ استاد کے ہیں اور یسوع لوقا ۱۱

افطرنیہ میں میرے بچے بہت شخصوں کو دھوکے میں ڈالائے لیکن اس کا باعث بہت کم لوگ جانتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ چھوٹی عمر میں آدمی اس کے مسیح کو شہرت ملے ہو یوسف کا انتقال ہو گیا تھا۔ کل خاندان پر مجرم کے کوئی تحریر نہ رہی تھی اور یسوع نے مسیح مخلص آدمی کا جب صفحہ ۹۹

لیکن ابن مریم ذکر کرنے سے مسیح بے باپ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یسوع کی پیدائش جو قرآن میں ہے۔ اس میں مورت اس کی والدہ کا ذکر ہے اس کے باپ کا کچھ ذکر نہیں اور نہ بتائیں ہی میں اس کے مایاب کا نام موجود ہے۔ بلکہ انجیل لکھا ہوا ہے کہ وہ لادی کے گھر ایک ایک شخص سے جا کر لادی کی نسل میں ایک عورت سے براہ کیا وہ مورت حاملہ ہوئی اور بیٹا بنی اور اس نے اسے خوبصورت دیکھ کر تین مہینے تک بچہ پال دیا۔ اب اسے کوئی جیسا سکتی تو کر دے اور اسے دیا۔ اسے جب فرعون کی بیٹی نے دیا۔ اسے اسے نکال کر پالا پرورش کیا اور جب لاکا برحائب وہ فرعون کی بیٹی کا بیٹا ٹھہرا اور اس نے اس کے نام مورتی رکھا۔ (دیکھو مخرج باب ۲ آیت ۱۰۰) (انک)

مورتی کے سوا اور بہت لوگوں کی کنیت والدہ سے مشہور ہے۔ ابن ہزردہ نے ابن الامیہ یہ دونوں بڑے مشہور شاعر کہتے ہیں مگر دونوں اپنی والدہ کے نام سے مشہور ہیں (دیکھو دارالمعارف جلد اول)

بولے ان کے ابن مریم ایک شاعر بھی گندہ ہے (دیکھو لادیت مسیح صفحہ ۷)

ہندوؤں میں بھی باوجود باپ ہونے کے چند آدمی مورت ماؤں کے نام سے مشہور ہیں (کنیتی تیرہ ہندو کنیتی کا بیٹا ہندو مشہور (دیکھو مہا بھارت)

سنو تھی شتا سنو تھی کا بیٹا بیاس (سنو تھی کا بیٹا بیاس)

الچنی کا بیٹا۔ ہونان (دیکھو دارالمعارف)

گائیکے ہتیم تیاہ جی کا نام لینے لگا کا بیٹا (بھارت)

بیتے بیٹے کا بیٹا لڑائی

دروید لہر ویدی

کیا معاذ اللہ سب خدا کے بیٹے تھے۔ جس طرح یہ سب واللہ کی کنیت پر مشہور ہو جانے کے سبب بھی خدا کے بیٹے یا فرزند نہیں تھے اسلیں میں بھی باوجود ابن مریم کہتے تھے یوسف کا بیٹا تھا کہ خدا کا

بعض عیسائی جماعت سے یا جس محبت مسیح مریم کو تمام عمر باوجود وہ لڑکے والے پیدا ہوئے تھے بھی کہہ رہے تھے کہ اس میں اور دیا ہے ہی اسٹمان بھی۔ کیونکہ ان کا تہ مارا بھروسہ زبانی تقلید پر ہے کیونکہ حضرت خود ہی تھے۔

مگر انہوں نے کہ وہ انجیل سے ناواقف ہیں۔ اگر یوسف مریم کا سہرے اگر مریم کو اس وقت کہ انیس کے خدا کو بھی نبی کے ہل مایاب کا یہ نہیں لگا۔ اور خود خود کہتے تھے خدا کے اور تھے سب نام مورت ہیں اس مادی دعوے خلاف

کی جرہ سے اگر عیسائی خیم ویرفت کا بیٹا۔ تو یسوع لوقا ۱۱ اور یسوع مورت اس کو کہاں ہیں لیکن اس خیم کا کہ کنواری سے نکلا۔ اور کسی طرح اسکی بھینس میں بھی نہیں کہہ سکتے انجیل میں لکھا ہے کہ مریم کا بیٹا کہتا ہے میں اور یسوع لوقا ۱۱ اور یسوع مورت اس کو کہاں نہیں اور کیا اسکی بھینس میں سے یا اس بیان نہیں ہیں (دیکھو مخرج ۱۱)

یسوع نے بھی اس کا انکار نہیں کیا بلکہ مورت یہ کہا۔ کہ نبی ہجرت نہیں گئے تھے میں اور اپنے گنہگار گھر میں اور وہ کوئی مجرم نہیں۔ دیکھا اسکا لڑکھو ۱۱

اسی طرح دیکھو لوقا ۱۱ مورت ۱۱ مخرج ۱۱ اور یسوع لوقا ۱۱

انک فرانس کے ایک لائق مورخ (انک انجیل صاحب نے اس مشکل کو مخرج حل کیا ہے کہ یہ جارا آدمی جو کہ انجیل میں ۱۱ مخرج ۱۱ میں بیان ہے اس اور نیز دوسرے مقام میں مریم کے اسے بیٹے شمار کرتے ہیں مشکل اس بات کے سمجھنے سے فی ہونی ہے کہ ان دو مقام میں مریم کے میں تیس جارا لڑکے ایک ہی نام کے تھے مسیح کے حقیقی بھائی بلکہ اس سے عداوت رکھتے تھے جب انجیل کے لکھنے والوں نے لکھا کہ ان کو ان مورت کے ساتھ دیکھا اور لکھا بھائی کہلاتے تھے۔ تو غلطی سے بعض مقامات میں حقیقی بھائیوں کے نام کی جگہ انکا نام لکھ دیا مسیح کے حقیقی بھائی۔ اپنی والدہ کی طرح ان کی وفات کے بعد مشہور ہوئے لیکن یہ ان کو اس خدمت بہت حاصل نہ ہوئی تھی۔ جیسا کہ ان کے خاندان بھائیوں کو ہوتی مسیح کی بھینس میں ناخوش یا ہی ٹھہری تھیں۔ اور مسیح نے اپنی بہت دینے جوانی کے دن وہاں ہی بسر کیے۔ دیکھو مخرج مورتی ۱۱

لندن صفحہ ۲۹)

ایک اور محقق اور مائل مورخ بھی اس کے نامید کر کے لکھا ہے بذیل لفظیم کہ انجیل سر طور ثابت ہے کہ مسیح کے حقیقی بھائی بھینس لطن مریم مارہ سے تھیں۔ بھیر وہی مصنف لکھتا ہے کہ اس بات کے ماننے میں جو ان لوگوں کے مریم کی نکات دہی کے حامل ہیں کسی کو کچھ مشکل معلوم نہیں ہوتی۔ اور اگر سب اعتراضوں کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو بھی انجیل میں ۱۱ مخرج ۱۱ کا کیا جواب ہوگا جہاں لکھا ہے کہ یوسف اپنی جرہ کو اپنے پاس لے آیا۔ اور اس کو نہ جانا جب تک وہ اپنا پہلو تھامتا نہ جانی وہی طرح انجیل لوقا ۱۱ میں لکھا ہے کہ اس کے بچنے کے دن پورے ہوئے اور وہ اپنا پہلو تھامتا بیٹا بنی۔ پس اگر وہاں کو یہ یقین نہ ہوتا۔ کہ مسیح کے اور چھوٹے بھائی بھینس بھی ہیں۔ تو وہ ہرگز اس کو پہلو تھامتا بیٹا نہ کہتے۔ (دیکھو مخرج لکھو پیٹ یا برطانی جلد چہارم)

لائق اور ایما خدایا درلوں نے جنہیں مسیح سے بہت زیادہ محبت تھی بہت کوشش کی ہے کہ مریم کو ہمیشہ کے لئے کنواری ثابت کریں اس کثرت محبت ان کے دل میں یہاں تک تاثیر کی کہ انہوں نے مسیح و مریم پر بہت زیادہ تک کر ٹولے فقرے لگائے کہ قصداً نکال دیے۔ چنانچہ فاضل یورین مارن صاحب نے فاف صاحب کی کتاب سے نقل کیا ہے ہندوؤں کی تعریف کر کے بابت مفصل ذکر کیا ہے کتاب مورتی ۱۱ میں یہ الفاظ نقل کیے کہ ہم ہندوؤں اور مسیح ۱۱ میں لفظ اسکا بلکہ بعض پرانے نسخوں میں دفعدا چھوٹے گئے ہیں۔ تاکہ حضرت مریم کی تعریف کی دوشیر کی ریشہ نہ پڑے (دیکھو مخرج لکھو پیٹ یا برطانی جلد ۱۱) اور تفسیر روس میں ہنری لی مخرج اسکا لکھا ہے کہ بھی مقصوب پادریں سے ڈرتے ڈرتے دینی زبان اس کا اقبال کیا ہے دیکھو مخرج لکھو پیٹ یا برطانی جلد ۲۵ مخرج ۱۱)

مٹی کے اس فقرہ (حسب اسکی مریم کی سنگنی یوسف کے ساتھ ہوتی تو ان کو رکھنے آنے سے پہلے وہ وح القدس سے حاملہ یا کی گئی دیتی ۱۱)

بشارت آمدنی کی انجیل میں مطابقت کرتے ہوئے سخت مشکل پیش آ رہی ہے۔
 بعض کا خیال ہے کہ مسیح جو کہ مریم باکرہ سے پیدا ہوئے تھے اس واسطے دن نوجوان سے پہلے
 طریق اول سے پیدا ہوئے اور وہ بشارت جس میں ان کا بظاہر مرزا بالغہ نوجوان سے پیدا
 ہونا بیان ہوتا ہے۔ اور تباہی و ملامت بعیدہ باکرہ سے بھی مفہوم ہوتا ہے۔ نہایت کامل طور سے
 پوری ہوئی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب باتیں اسی غلط خیال پر مبنی ہیں کہ مسیح درحقیقت مریم
 باکرہ سے (خدا نخواستہ) پیدا ہوئے تھے۔ مگر اس طرح استدلال کرنا اور مسیح کی ولادت کو خلافت فطرت
 پہلے فرض کر لینا۔ اس کے بعد حضرت یسعیہ کی بشارت کے مطابق تکریم کے واسطے کہنے میں ان کا
 کوشش بے فائدہ ہے جو بابت تباری اور تحقیقات حق کے بالکل خلاف ہے۔
 کیونکہ یسعیہ کی بشارت احاد بادشاہ کے واسطے ہے جو مسیح سے سات سو سال پہلے ہوا
 اسی کے بعد کے واسطے ایک لڑکے کے ہونے کی اسے خوشخبری دی گئی اور وہ لڑکا پو بھی گیا۔
 مخفی ہی بھی کر گیا۔ یہودیوں کو سلامتی بھی دے گیا۔ پس مسیح سے یسعیہ کی کتاب کا کسی طرح او
 ہرگز مانی برابر ہی تعلق نہیں۔

معدود اور لائق بادی رچا رڈا شن صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عام یقین تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ
 یوسف کے بیٹے ہیں اور ان کا معبود کے طور پر پیدا ہونا درحقیقت آج کل عیسائی مانتے ہیں انہیں
 مشہور نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ یوسف اور مریم کے دونوں میں جنمی تھا اگر یہ بات مستند ہو جاتی تو وہ اکثر
 حضرت مریم کو تنگ کیا کرتے۔ تو فاکہ اس مترسے کہ وہ یوسف کا بیٹا خیال کیا جاتا تھا۔ یہی
 ہوتا ہے کہ بعد عروج مسیح یہ معلوم ہوا اور پھر کسی تبد کے (صرف مذہبی اعتقاد و ادیان سے
 بلا مدد و حیلہ) مان لیا گیا۔ اسی وجہ سے یہ بات متی اور توما نے انجیل میں داخل
 کی ہے۔

یہاں پر ہم یہ بھی بتادیا جاسکتا ہے کہ یسعیہ کی پیش گوئی کا مسیح سے کسی طرح
 تعلق ہو بھی نہیں سکتا۔ یہ دلیل ذیل:

(۱) مسیح کا نام تمام ناول نہیں رکھا گیا۔ بلکہ یسوع رکھا گیا۔ جو دونوں نام نام اور
 معنی کے لحاظ سے بھی باہمی مخالفت ہیں۔ کیونکہ یسوع معنی ہے جس کو لوگوں کی ہمتی ہو
 (دیکھو متی ۱۲)

اور توما اول کے مونی میں جہاں یسعیہ کے ساتھ (متی ۱۲)

مگر خرقہ بادشاہ کا و دراصل نام بھی توما نہیں رکھا گیا (دیکھو متی ۱۲)

کتاب باب ۸ آیت ۸

(۲) دینی اور شہد کیا کر گیا۔ مسیح نے یہ جہاں ساری عمر میں ایک ہی جگہ رہی نہیں کی
 مگر خرقہ بادشاہ کیا کرتے تھے۔ بلکہ اس کے وقت میں آسمانی ہستی اورانی تھی۔
 (دیکھو یسعیہ باب ۱۰ و ۱۱)

(۳) دونوں بادشاہوں کے بیٹے کے یسعیہ کا مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر آخر اور فرق دیکھو

یہاں کہ وہ یسعیہ کی کتاب اور سلاطین کی کتاب (باب ۱۰ و ۱۱)

درحقیقت وہ دونوں کے تحت یہ بیٹھا بھی حضرت مسیح کے نصیب نہیں ہوا اور نہ ہونا چاہیے تھا
 باقی صاحبان متی کا حال دیتے ہیں جی کی موت میں کہنا ہے اسے بیت اللحم ہو وہ کی نہیں
 تیریادہ کے سرداروں میں ہرگز کمتر بن نہیں ہے۔ کیونکہ تجھ سے ایک سردار بننے کا

جو خبر قوم اسرائیل کی زحمت کر گیا۔ (متی ۱۲)

اور چونکہ انجیل کا بھی حوالہ دیتے ہیں لیکر ان لوگوں میں یہ بات نہیں کہ مسیح داؤد کی
 بیٹل سے اور بیت اللحم کی بستی سے جان داؤد تھا آتا ہے۔ (یوحنا ۷-۸)

اور توما کا بھی دیتے ہیں۔ خداوند خدا کے باب داؤد کا تخت آئے بگا (توما ۱۲)

اور ان ہر دو کے درمیان میں باہر میں نے میکائی ۱۱ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ مگر ان سچ کا کوئی
 نام بھی نہیں ہے؟

اب ہم ان سب حالات کا زبانی جمع خرچ سے نہیں بلکہ خود بائبل سے ہی رو کرتے ہیں
 جہاں رکھا ہے اس نے یوحنا کے بادشاہ یوحنا کی بابت خداوندیوں کتاب ہے۔ کاس کی کل
 میں سے کوئی نہ ہے گا خداؤ کے تحت پر بیٹھے (دور مابین کی کتاب ۱۱)

اب داؤد مرانی کے متی ۱۲ کو دیکھئے جہاں لکھا ہے۔ کہ مسیح کسی نسل سے ہے پس وہ
 کسی طرح تحت داؤد پر نہیں بیٹھ سکتا۔

سوائے متی اور توما کے قرص اور یوحنا مسیح کی پیدائش کا ذکر تک بھی نہیں کرتے ان
 یوسف کا بیٹا ہوئے (قبالی ہیں)

وہ یوسف کا بیٹا یسوع باہری ہے (یوحنا ۱۲)

اور انہوں نے کہا کہ کیا یسوع یوسف کا بیٹا نہیں جس کے باپ کو ہم جانتے ہیں (یوحنا ۱۲)

کیا مریم کا بیٹا بڑھتی نہیں اور یعقوب اور یوحنا و سمعون کا بھائی نہیں
 کیا اسکی بہنیں ہمارے پاس یہاں نہیں ہیں؟ (متی ۱۲)

ان کے سوا خود متی اور توما میں اس کو یوسف کا بیٹا لکھا ہے
 کیا یہ بڑھتی کا بیٹا نہیں اور اسکی مریم نہیں کہلاتی (متی ۱۲)

اور جس وقت اشاپ اس لڑکے یسوع کو اندلالتے تھے۔ تاکہ اس کے لئے شمع کے تلو
 پر جل کرین (توما ۱۲)

وہ یوسف کا بیٹا تھا (توما ۱۲)

وہ یوسف کا بیٹا یسوع باہری ہے (یوحنا ۱۲)

اس کے مناب ہر مریم عیسیٰ مسیح میں یروشلم جاتے تھے (توما ۱۲)

وہ لڑکا یسوع یروشلم میں رہا۔ پھر یوسف اور اسکی مائے نے جانا (توما ۱۲)

پس کی مائے اس سے کہا ہے میں نے تم سے ایسا کیا ہے (توما ۱۲)

تیرا باپ اور میں کہتے ہوئے تھے ڈھونڈتے تھے (توما ۱۲)

ان مدد جہاں آئے جہاں لوگوں سے حسن الوجہ ثابت ہے کہ یسوع مریم کا اور یوسف کا بیٹا
 تھا کنواری سے یا کنواری کے طرف سے یا کنواری کے واسطے سے (توما ۱۲)

اور یہ نہیں جس آیت مناب کا جس طرح میں بتلوا تھا بیٹا ہیں وہ بھی بتلوا تھا بیٹا تھا۔

۱۰ یادی بخار داس صاحب فرماتے ہیں کہ بیشک انجیل کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اول سولہ پریم اور توما
 کے اردوں پر ہر دو شہد تھا اور ہم یہ بات بھی فرماتے ہیں کہ اگر مریم یوسف کا بیٹا ہو کر تے تو لوگ اکثر یہ

کہتے کہ یوسف کا خیال ایسی سرائیں تھا اور خلاف تھا اور یہاں کی انجیل کی تھی۔
 اور مریم اور یوسف کو یہ خوف تھا اور دوسری طرف لوگوں کے خیال اور طرح کے تھے تو ایسے حیوانوں کے

اور بیت اللحم کے قریب یوسف کا بیٹا لکھا گیا جس خیال کا تومہ ذکر کرتا ہے جب مسیح کو یسوع کا بیٹا
 لکھا اور ان کی طرف سے بڑھا کا جیسا خیال کیا تھا اور یہی سبب نامہ کو پیش کرتا ہے (انجیل اور توما)

۱۱ اور یوسف کو توما ۱۲ فرماتے ہیں کہ اگر لڑکے کے لئے ہے کہ مسیح یوسف کو مسیح تھا تو ہم لوگوں
 کے ایسے سال لگاوی کہ اس کا نام کوئی ہستی میں کہ اس میں جس انسانی لڑکے کی حیثیت نہیں ہستی

کیونکہ وہ اس محل کے آگے دیکھ کر گواہ ہوتے اور نہ ہو سکتے ہیں (توما ۱۲)

۱۲ حاتمہ چادری کا داس صاحب اس پر لکھتے ہیں کہ ہمیں چھائیوں پریم کا کلام بیان کیا ہے جس نے
 تیرا لکھا تھا کہ ان لکھیں کہ جس کی کیفیت میں توں نہیں ہو چاہئے اس کا بھی حوالوں نے
 بیان کیا تھا تو اس سے صاف تیرہ ہی اصل تھا کہ مریم نے ظاہر طور پر یا نسبت سے ایسا کہا تھا اور
 اغلب ہے کہ کہا کرتی ہوئی (انجیل اور توما ۱۲) ناظرین! مریم تو یوسف کو مسیح کا باپ بتاتی ہے تو
 چادری صاحب انکار کرتے ہیں مگر کیا ایسے موقع کی شہادت مائے ہر جگہ کوئی ہوتی ہے؟

پیدا آتش ۱۱ میں شارد نے آریہ کو گناہ
 خروج ۱۱ میں خدے توئی کو گناہ
 زبور ۱۱ میں خاکوں کے لئے بولا گیا
 جبرائیل اور میکائیل لفظ بھی اسکے ہم معنی معلوم ہوتا ہے ابراہیم اور عزرائیل میں
 گبراء بھی ہیں جبرائیل میں گبرائیل کے الٹائے سے ایل کو ترجمہ کیا ہے۔ پس اسکا
 ترجمہ سردار زور اور تپنے والے خدے قادر
 دوسرا لفظ جس کا ترجمہ ابدیت کا باب کیا گیا ہے وہ عبرانی میں ایل خدے اسکے
 لئے ابدیت کا باب نہیں کیونکہ مد کے معنی وقت کے ہیں اور اسی کے قریب عربی کا کلمہ
 ہے اور ایل کے معنی باب کے ہیں جس کے قریب عربی اب ہے اور ایل ابو بھی اس معنی
 میں آئے ہیں۔ مگر یہودی محاورہ میں باب عربی کے واسطے آتا ہے۔ پس معنی
 ہونے وقت کا عربی
 اب جو ذرا غور سے دیکھا جائے تو بائبل کا جاننے والا آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہو
 کہ یہ ساری صفات خدہ بادشاہ میں موجود تھیں یعنی عجیب شہسردار زور اور
 وقت کا عربی۔ سلاسی کا شاہزادہ۔ کیونکہ اسکو عجیب قسم کی جوتی اس کے مقابلے میں
 شاہ اسور کی ایک لاکھ سی ہزار فوج بغیر لڑائی کے خربہ اور شاہ اسور بھاگ گیا معلوم
 دیکھو (سلاطین کی کتاب ۲ باب ۱۹ آیت ایک سے ۲۶ تک اور دیکھو سلاطین
 ۱۸ آیت ۱۶)
 وجہ چہارم وہ لڑکا جس کے پیدا ہونے کی خبر تھی اور جسکی نابت آواز کو خوشخبری سمجھی تھی
 وہ آئیں دونوں میں پیدا ہو کر جان ہو کر لڑکا کشتاب اور کلا سیاب ہو کر یہودیوں کو سلاطین
 دیکھو عظیم الشان فتح پانے کے بعد عرصہ تک سلج کر کے رہی گیا (دیکھو سلاطین ۲ باب
 ۱۰ آیت ۲۱)
 اب کنواری حاملہ ہوگی۔ اس لفظ کی تحقیقات یہودی سے آوازی عیسائیوں کے خلاف
 دہار ہے اسکو ذرا یاد ہوئے دیکھو۔ اصل لفظ نیشیاہ کی کتاب میں ملتا ہے جس کا ترجمہ
 پادشاهوں نے تپاس خاطر طرح کنواری کیا ہے اور ہمارے وقت ہندو دھانی جسکی بدولت
 چاہے راستی سے ہیکل کرکچ داس اور عیسائیوں بن گئے۔ انیسوس
 واضح ہو کہ یہ ترجمہ غلط ہے علما کے معنی درخشیف نوجوان پالہ۔ لوگ خدا لڑکی کے ہیں
 دیکھو کلمات عبرانی ویم ہر صاحب کی صفحہ ۲۹)
 کنواری کے واسطے عبرانی میں لفظ ہوتا ہے (دیکھو وہی کتاب صفحہ ۲۹)
 برویسرا بن من صاحب کی بھی یہی رائے ہے کہ علما دین یا اس عورت کو کہتے ہیں جسکی
 نئی شادی ہوئی ہو اور اس برویسرا اپنے اس قول کے ثبوت میں یونانی زبان کے سترو
 ونامی شاعر جو مرکا ایک مصرعہ نقل کیا ہے اور برویسرا مرکا کا خیال ہے کہ آیات مذکورہ
 نبی کا لفظ علما سے نوجوان زور کی طرف اشارہ ہے (دیکھو کیٹھوسا کلو میدیا) روٹن کیٹھاک
 اور ولیم گریس صاحب جنہوں نے زبان انگریزی میں لٹن عبرانی کے بیان میں
 کامل تحقیقات کے بعد ایک کتاب لکھی ہے فرماتے ہیں کہ کلیلیم صیدہ مذکور ہے۔ اسکو معنی جوان
 بالغ قابل شادی کے ہیں (دیکھو روٹن کی کتاب مطبوعہ ۱۸۵۴ء)
 سمیٹل ۱ باب ۱۱ میں ہی لفظ ہے وہاں ہی بخوبی گئے ہیں علما اسکی تائید ہے
 اسکے معنی ہونے لڑکی جوان۔ خاتون۔ عورت۔ قابل نکاح اور یہی معنی علما کے فرماتے ہیں
 یونانی اور ترجمہ اکو بلا اور تھو ڈوسن ہیکسن میں کہتے ہیں جو کہ جہنم کے۔
 اس نئے کے پادریوں نے مسیح کو کنواری سے ثابت کرنے کے لئے زنا کہیں مجبور
 نہ ہو جائے اور یوسف کا بیٹا نہ ٹھہرائے) بائبل کے سب مقامات کو یہاں خاطر تفسیر

دین کے مذکور صاحب جگہ ترجمہ کنواری کر دیا۔ جزا ۱۱
 مگر ہم اُن کو دینے کی جٹ سے کہتے ہیں کہ اس لٹ کا ظاہر میں بکارت کسلج و خن
 نہیں ہے بارہ کے واسطے عبرانی میں لفظ بٹولہ ہے (دیکھو غولان لغزات باب ۱۱ اور ۱۲)
 جسکی تحقیقات کرنے کو ہم نے رقم لکھائی ہے عام عیسائیوں سے قطع نظر غرضی مراجعہ
 معلوم بھی ہے مگر وہ بھی (خدا جانے کس بات کا انتظار کر رہے ہیں) باوجود جہنم کے یہودی
 کر دینے ہیں اور عیدائش پر کٹر لبرہ ہونیکہ واسطے مستعد نہیں ہوتے چنانچہ ایک محقق
 حاج پادری نے مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تو ہم کو کسی معلوم ہے کہ لفظ
 علما اور بٹل میں یہ فرق ہے کہ علما میں یا ہی ابد بن یا ہی کی شرط کچھ نہیں ہے جبکہ بٹل
 یعنی بیابانی کو کہتے ہیں (دیکھو اُن کی کتاب نمونہ آزادی صفحہ ۱۱ مطبوعہ امرسترا)
 جنت جینک ہمارا بھی تو یہی مانتا ہے۔ کہ علما میں یا ہی ابد بن یا ہی کی شرط خاص
 نہیں ہے یعنی بیابانی ابد بن یا ہی شاد لیشہ نوکند یا مالخ۔ جوان قابل شادی کو کہتے
 ہیں بیابانی کو بھی علما کہتے ہیں اور جوان بالغ عورت کو بھی علما کہتے ہیں مگر ذرا فرمائے
 تو یہی کہ کثیر عیسائیوں نے کیوں خواہ مخواہ یا اس دینداری خداوند مسیح کنواری کا
 ہوئی ترجمہ کیا۔ حالانکہ کنواری کے واسطے لفظ بٹل ہے۔ پس ترجمہ یہ چاہئے تھا۔
 اور ایسا ہی ہے کہ شاد لیشہ عورت حاملہ ہوگی یا عورت بالغ حاملہ ہوگی۔
 کیونکہ غیر نکستی حالت میں اور کسی طرح کنواری نہیں تھی۔ بلکہ بالغ۔ خاتون نکستہ
 شادی شدہ تھی اور دونوں کی تصحک فرقہ کی طرف سے جو تحصیل اوروں کو کی تصحک
 چرچ میں تھی ہے اس میں بھی کنواری ترجمہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ بیابانی ہوئی ترجمہ
 کیا گیا ہے +
 ہمارے تہرانی پادری آتھم صاحب نے ایک دلیل دی ہے علما کا ترجمہ کنواری
 کرنے پر جس دلیل سے بڑھ کر کسی پادری کے پاس اور کوئی دلیل نہیں ہم اس پر
 نہایت غور سے توجہ کرتے ہیں +
 ڈی بی عبد اللہ آتھم صاحب اسی کتاب میں فرماتے ہیں مسیح جنٹ میں جو ترجمہ
 سلیق کا عبرانی سے یونانی میں۔ یہودی عالموں نے قریب تین سو برس پہلے ہو۔
 مسیح سے کیا تھا (اس میں) ترجمہ لفظ علما کنواری ہی کیا گیا ہے۔
 تردید۔ جیسا اسی مسیح جنٹ والے ترجمہ میں علیم کا ترجمہ بالغ جوان ہوا ہے اور علما
 اسکی تائید ہے پس مذکور کے معنی جوان مرد اور تائید کے معنی جوان عورت کے ہوتے
 چار سہیں جس میں کنواریں یاں۔ بیابانی حالت کسی طرح داخل نہیں پس مسیح جنٹ میں کتاب
 نیشیاہ کے علما لفظ کا ترجمہ غلط ہوا ہے۔ کیونکہ وہ نیشیاہ بھی کی عورت بیابانی تھی جیسا
 کہ وہ کہتا ہے کہ باہلیہ نزدیکی کر دے اور حاملہ شدہ بسترے راز لکھ دے جسے میں باہلیہ کے پاس
 گیا۔ سو وہ پٹ سے ہوئی اور ایک بیابانی (نیشیاہ) باب ۱۱
 علما سے مسیح بھی اس بات (ظاہری اندھیرا) سے واقف نہیں ہو کر علما کے معنی
 جوان یا نوکند بالغ عورت کے ہیں مگر انیسوس ہے تو یہ ہے کہ وہ عیسائی جو مسیح کی بات
 میں تھی پھر شک نہیں کر سکتا کہ ہمارے فاضل تہرانی جناب عبد اللہ آتھم صاحب
 فرماتے ہیں کہ تحقیق کنواری کا دخل متی اور لوقا میں سے صرف لوقا کو ہی ہے کہ نے
 کو نہیں) (دیکھو نوڈ آزادی صفحہ ۱۱)
 متی کی کلیلیوں کا اور یاد رکھیں نے بھی اقبال کیا ہے اور یہی سبب کہ یاد رکھیں کہ اس
 پانچ سو مصنفہ جناب ڈاکٹر ڈیوڈ ریک اسٹراس صاحب بہادر میں متی کی بہت سی کلیلیاں
 ظاہر کرتی ہیں جبکہ جواب آج تک کسی عیسائی سے نہ دنا دے کہتے ہیں کہ متی سے تاریخ لکھنے میں
 بہت سی غلطیاں ہوئیں اسواسطے اسکا کلام قابل اعتبار نہیں ہے

(۱۵) اور وہی اور شہد کھائے گا۔ جس وقت کہ وہ چتر ترک کرنے کا اور بھلا پسند کرنے کا اختیار ملے۔

(۱۶) پراس سے آگے کہ یہ اڑنا بد ترک کرنے اور بھلا پسند کرنا اختیار پاوے۔ یہ نہیں ہے تو بر باد کرتا ہے اپنے دونوں شاہوں سے چھوڑی جاوے گی۔

یہ شکیلی کئی وجہ سے مسیح کے حق میں ثابت نہیں ہو سکتی۔

وجہ اول۔ مہارت کا اول و آخریں خیال کرنے سے صاف واضح ہے کہ یہ کس کے حق میں ہے۔ اس باب منہم کے شروع سے آخر تک کا خلاصہ یہ ہے کہ احاز بادشاہ بود و پرنس بادشاہ ہر ایشیل دسین شاہ ارام نے فوج کسی کی پر تکیا نہ ہوئے۔ پھر شاہ یہودیکو خیر ہوئی کہ شاہ ارام فرامیم اور ملیا کے بیٹے کو ساتھ لیکے فوج بڑھاتا ہے یعنی دوبارہ فوج بڑھا کر پھر نکلا کر لگیا۔ اس وقت شاہ بود و پرنس کے لوگوں کے دل کانپ گئے تھے۔ اس وقت کے بنی حضرت یسعیاہ سے فرمایا کہ تو یہودیہ کی تسلی کر اور اسے کہہ کر تیرا مت ہو اور تیرا دل کھیرا دے اور ان دھڑیس والی لکڑیوں سے مت ڈر کیونکہ جو یہودیہ کے کلمات مشہور کرتے ہیں ان کے منصوبے کو اپنا داری نہیں بلکہ ایسا ہی ہوگا۔ پھر خلد بنے یسعیاہ بنی سے کہ انا شاہ یہودیہ سے کہو کہ اپنے خدا سے کوئی نشان مانگ۔ اسے مانگے سے اذکار کیا۔ اور کہا کہ میں خداوند کو نہیں آؤنا۔ اس پر یسعیاہ بنی نے کہا بادشاہ کے دینی نہ مانگے (کے) خداوند تم کو ایک نشان دیگا۔ دیکھو کہ ایک فوج ان عورت حاملہ ہوئی۔ اور بیٹا جنکی اندر اس کا نام عازا رکھ لے گا۔ اور وہ اڑنا داری اور شہد کھایا کر لگیا۔ یعنی یہ اڑنی خوراک ہوئی اور اس کے ہوشیار ہونے سے پہلے یہ دونوں بادشاہ تیسرے مخالف نارت ہو جاویں گے (باب ۷ آیت ۱۶ تک)۔

وجہ دوم۔ یہ لڑکا جسکے باپا ہو بنی یسعیاہ بنی نے خبر دی تھی انہیں تو نہیں پہنچا ہو گیا تھا اور اس کا پیدائش اسی کتاب کے اگلے باب سے آئیں یام میں ظاہر ہے (دیکھو یسعیاہ کی کتاب باب ۸ آیت ۳-۴ اور باب ۹ آیت ۵-۶) معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یسعیاہ نے اپنی عورت سے وہ لڑکا پیدا کیا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ بابلہ مذہبی لڑکا و خالہ شدہ پسے راز انہیں (شہد)۔

ترجمہ میں بنیہ کے پاس سورہ پیٹ ہے ہونی اور ایک بیٹا جنی۔

اس پر خود پادریوں نے فرانس میں یسعیاہ کی کتاب باب ۷-۸ آیت ۱۶ لکھا تھا ہے۔ جو بالکل ٹھیک گزشتہ لڑکے کے متعلق ہے دیکھو بائبل صفحہ ۳۶-۳۷۔

اور اسی لڑکے کی بابت آگے چل کر بائبل میں لکھا ہے وہ ہر صلاح پہلوانان و درہنگام و زہر و لہا مہارے غریق خون۔ سوختہ لقمہ آتش گردید۔ زیرا کہ بولنے کا طغیانی زہر شدہ و فرزندے بجا شہید شد کہ حکمرانی رد و تن ادخوا بد بود۔ افزائش حکمرانی و سلامتی ہے انتہاست بر رحمت داؤد۔ و بر سلطنت تارا با انصاف و نیکو کاری از حال تا ابد الاباقتر و انبار نماز و یسعیاہ باب ۹-۱۰ آیت ۶)۔

ترجمہ۔ جنگ میں گھر پے در سلخ پہنچے ہوئے لوگوں کے سب ہتھیار اور کپڑے جو لو کے سزاوار ہوں۔ جلائیے لئے آگ کا ایندھن ہو گئے۔ کیونکہ ہمارے واسطے لڑکا پیدا ہو گیا۔ جو ہمارے گھر کے قریب میں ان سب میں ایسا ہی ہو گا جو بائبل اناری مطبوعہ ۱۸۵۴ء میں مصر میں اس طرح لکھا ہے باب ۷ آیت ۱۶ کیونکہ اس لڑکے کے بچے کو تین گنے سے اور بچے کو بیس لکے لہان کو آگے وہ یہودیہ جسکے دو حادہ لکے کامن تودہ کتب ہادشاہ بود و پرنس اور باب ۹ آیت ۵-۶ کیونکہ ہمارے لئے کیونکہ وہ بنی ہوا وہ بنی ایک بڑا بچا جسکے کا نہ بنے پر پڑنا ہوگی اور وہ اس سے کھایا جاوے گا۔ پھر بنی شکیلی ان الیورہ سات کما کما کسل کا لچ پیر و صغہ و اوستا تصدیق کر رہی ہو جس سے ظاہر ہے کہ یہ خبر جی رمت اور بنی یام میں پوری ہو چکی تھی لہذا وقت اسکا کوئی تعلق نہیں

جسکا ایک بیٹا بن گیا کہ حکمرانی اسکے کا نہ بنے پر پڑنا ہوگی اسکی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی وہ داؤد کے تحت پراد اسکی ملک پر ح سے لیکے ابد تک بند دیت کر لگیا اور عدالت اور صداقت سے اسے قیام بخشنے کا۔ اسی پر پادریوں نے فرانس دیا ہے یسعیاہ ۷ دیکھو صفحہ ۳۷-۳۸۔

وجہ سوم۔ مسیح کے پیدائش سے اعجاز بادشاہ کو کیا فائدہ تھا۔ اور اس جنگ اور گھبراہٹ کے وقت تو مسیح کی بشارت سے کی تعلق تھا۔ اور احاز بادشاہ اور مسیح کا باہمی کیا تعلق تھا۔

کیونکہ وہ بادشاہ مسیح سے ۴۰۰ برس پہلے ہو چکا ہے۔ جب کہ مسیح کے خاندان بھی صفحہ ۳۸ پر موجود یہ رہیں ہوئے تھے۔

اور یہ تہرہ ظاہر ہی ہے کہ اسی وقت کا یسعیاہ بادشاہ اس لڑکے کا مددگار ہے کیونکہ وہی حضرت داؤد کی چودھویں پشت میں تھا۔ اور اسی کو غم تھا اور اسی پر اس کے واسطے قبول بائبل کے انہیں دونوں میں الہام ہوا تھا۔

پادری ہنری فی ایسکاٹ صاحب اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں (۱۲ مئی ۱۸۵۴ء) یسعیاہ بنی سے احاز بادشاہ کے وقت میں ۴۰۰ برس پہلے مسیح سے لگتی تھی۔

(دیکھو یسعیاہ ۷)۔ ان دونوں صورتوں میں اس کے بادشاہ ملک یہودیہ پر رانی کے لئے چڑھنے والے تھے۔ اور احاز اسور کے بادشاہ تھے تہہ چاہتے ہی کو قتل کر دیا۔ بنی نے اس سے کہا کہ مدد دے گا۔ اسے ایک نشان مانگ جس سے علامت ہو کہ وہ تجھے بچائے لیکن احاز نے۔ مٹا تب یسعیاہ بنی نے اس سے کہا کہ خدا آپ کا نشان دے گا یعنی ایک کنواری حل سے ہوگی اور یسعیاہ بنی اور اس کا نام عازا رکھ لے گا۔ اب اس مسئلہ کی صداقت پر غور کیا جاوے کہ پہلے تھے اس نشان کے یہ ہیں کہ اس وقت کے پوری صورتوں میں اس کے بادشاہوں سے بچنے اور ہر چند پہلے سے ضرور میں۔ مگر دوسرے معنی یہ بھی تھے ہیں کہ نشان سیرع مسیح سے مراد کرتا ہے۔ جو کنواری سے پیدا ہوا اور عازا بنی لینے خدا ہائے ساتھ ہے اور پھر اس نے اپنے دشمنوں سے بھاگ کر یسوع کو کوئی سمجھے کہ یہ دوسری مراد اس نبوت سے نہیں نکلتی تو یہی اس کی تفسیر ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس لڑکے کے حق میں ہی کی مروت کا کیا تھا۔ وہ یسوع کے تولد کے سبب مطابق ہے یعنی ملائقت کی رستے ہوا ہوا کہ ایک بات کا بیان ہوا اور دوسری بات اس کی آمد وقوع میں آئی (۱۲ مئی ۱۸۵۴ء) یسعیاہ بنی کے بیان سے اسکا ظاہر مطلب یہ پایا جاتا ہے کہ خدا ہی لوگوں کا حافظہ ناصر ہوگا۔ لیکن اغلب ہے کہ اس مقام پر ایک افضل معنی نکلتے ہوں کہ خدا ہم پر کرم ہے کہ ہمیں موجود ہے ہر چند یسوع کی الوہیت مروت اس نام سے ثابت نہ ہو تو بھی اگر ہم غور کریں کہ مٹی کس قریب اور کس قوت پر اسکا ذکر کیا ہے تو ایک دلیل مشابہ اسکی ثبوت الوہیت کی نکلتی ہے۔ اور دیکھو تفسیر صاحب موصوف بر انجیل مٹی دوم صفحہ ۵۵ مطبوعہ الہ آباد اب ایک بات غور کیے لائق ہو اور وہ یہ ہے کہ یسعیاہ باب ۹ آیت ۶-۷ میں ایک لڑکا ہواقی سے بن کار حجاز رو د بائبل میں یہ کہا گیا ہے۔

میر خلدے قادر۔ ابدیت کا باب۔ سلامتی کا سرادھ۔

وامع ہو کر یہ ترجمہ غلط ہے کیونکہ جس لفظ کا ترجمہ خلدے قادر کیا گیا ہے وہ اصل عبرانی کی بائبل میں ایل گہر ہے جسکے معنی میں سرور اور آؤرہ کہ خدا کے قادر دیکھو ولیم ہر صاحب کی لغات عبرانی صفحہ ۵۵ اور اردو بائبل مطبوعہ ۱۸۵۴ء ۲ مراد رکلاں ۱۱۔ اور مولود مسیح ۱۲ آیت۔ اس میں اسی عبرانی کلمہ کا ترجمہ ملوہاں کیا گیا ہے اور غلام بران خود بائبل میں بھی یہ لفظ بہت مرتے انسان کے واسطے آئے۔ غور سے دیکھو بائبل عبرانی کے معانی ذیل کو۔

کرتچن مت دین

ویساچہ

انسان دنیا میں صرف ایسا ہے جس میں آبا کو اور حیوانات کی طرح کھانے پینے اور بچنے سے
 بلا کر کھانے پینے اور بچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ کھاتی اور پیتی ہے وہ خود بخود
 اور اس کا دنیا و دھرم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جو کچھ کھاتی اور پیتی ہے وہ خود بخود
 سبب ہے وہ کوئی اور نہیں ہے۔ جو کچھ کھاتی اور پیتی ہے وہ خود بخود
 آدمی سکھ سیکھتا ہے۔ جو کچھ کھاتی اور پیتی ہے وہ خود بخود
 سب کو کھاتا ہے۔ جو کچھ کھاتی اور پیتی ہے وہ خود بخود
 قسم کی قسم دیتے ہیں۔ جو کچھ کھاتی اور پیتی ہے وہ خود بخود
 جیسا کہ آدمی کھاتا ہے۔ جو کچھ کھاتی اور پیتی ہے وہ خود بخود
 جاننا کہ انسان وہ کچھ کھاتا ہے۔ جو کچھ کھاتی اور پیتی ہے وہ خود بخود
 رکھتے ہوئے عقل اور آنکھوں کی موجودگی میں ہم اندھا دھند کسی کی پیروی کیوں کریں؟

ہم اپنے افعال کے ذریعہ وار نہیں ہوتے۔
 جب ہر ایک مذہب اور عقل بلکہ قانون قدرے کیے روئے ہوئے ہیں۔ اپنے اعمال کے ذریعہ
 ہیں تو پھر کیوں سوچ کر کام نہ کریں کیوں آنکھیں بند کر کے پاؤں رکھیں۔ جس سے چار
 جہات و ضلالت میں گرنا پڑے۔ اول اندیشہ وائنے گفتار۔ پانچویں آراء و دین
 و تار۔ دوما میں بہت سے مذہب ہیں اور سبھی اپنی طرف دعوت کرتے ہیں اور ایک ایک
 عیسائی مذہب سے جس کی بابت ہم اس کتاب میں تحقیقات کریں گے۔

ہم اپنے مہربان عیسائی بھائیوں کی خدمت میں نہایت آدم سے دست بستہ گداز
 کرتے ہیں کہ وہ ہر عریضہ و غریبہ کی نگاہ سے نہیں بلکہ انصاف سے عدالت
 کی آنکھ سے دیکھیں۔ معصومیت کو مد نظر رکھ کر ملے و فرودیں اس کے کچے پڑھتے وقت
 فلاسفی کو دل سے بھگادیں۔ سائنس اور طبیعیات کو اپنے کالشنس (جو بالکل حق ہیں)
 کا حامی ہے۔ سے کنارہ کر دیں کہ ہم اور آپ بھائی ہیں۔ آریہ سنتان میں دیت کے
 بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہم کا اعتقاد جو حقیقت بڑا سخت اختلاف ہے کیا سمجھا ہو۔
 اگر عدالت کے پابند ہو تو دعویٰ کو چھوڑ علم و عقل سے کام لے قوت فیصلہ کا ہتھکڑیاں
 مہربان آریہ سماج بصدر دل حاضر ہیں کہ امت کو جو دردیں مل گئی ہیں آپ لوگ بھی کسی طرح
 سے مدد کر سکتے ہیں کیا گلیلیو وغیرہ فلاسفوں کے دیکھنے دینے والے مایک خیال آپ
 کے دل سے ابھی تک نہیں بھولے۔ جو مذہب جیسی معقول چیز کو نامعقول
 چیزوں سے ناپے ہو۔ فلاسفی کو بالائے طاق رکھ دینے ہو۔ یہ بات انصاف سے
 بہت عجیب ہے۔

فناظرین! اپنی برائیوں کی تحقیقات آپ کی خدمت میں پیش کرنے سے مطلب
 راستی کا اظہار کرنا ہے۔ کسی کا دل دیکھا نہیں بائبل کے متعلق دلوں کی حرکت
 جو ہیں! پھر دیکھا ہے کہ سب آدمی کی تہذیب۔ حیات تیار ہو رہی ہے۔ سکھو اور سکھو کہ
 راستی کی کاش اور راست کا نام سچ ہے۔

باب اول

مسیح خدا کا بیٹا نہیں بلکہ یوسف بنجار کا بیٹا تھا

جس طرح ہم باپ سے پیدا ہوتے۔ حل میں ہوتے ہیں۔ ہماری ماں شادی کر کے خلوت کرتے
 ہیں۔ مدت محدود کے بعد حل سے باہر آتے ہیں۔ دو دو بیٹے۔ کھیتے کر دیتے ہیں۔ جس طرح
 ہم باپ سے جو ان۔ جو ان سے پورے ہوتے اور آخر کو مرنے لگتے ہیں۔ یا بعد جوانی جرم کرتے
 مرنے لگتے ہوتے۔ مصلوب یا پتھر سے لٹا کھاتے ہیں۔ وہی حال مسیح کا ہے۔ مسیح آسمان
 سے نہیں گرا اور نہ زمین سے پھوٹ نکلا۔ بلکہ مسیح نقطہ یوسف سے اس کی عزت پریم کے
 حل میں پھر کر دت مقررہ کے بعد تمام مخصوص سے برآمد ہو کر دو دو بیٹا بنے اور صرف وہ ایک
 ہی اس راستہ سے پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ اور بھی بھائی اس کے کسی پریم کے حل میں پیدا ہوئے۔ تمام
 زندگی میں ان کا بیٹا لگتا رہا۔ مگر عیسائی باوجود ان سب باتوں کے اسے خدا کا بیٹا مانتے۔ اور
 پریم کو دیکھتے ہیں بلکہ اگر ہوتے کی حالت میں روح القدس سے حاملہ مانتے ہیں۔

واضح ہو کہ عیسائی اگرچہ اس کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ مگر پریم کو خدا کی زوجہ اور یوسف
 کو خدا کا رقیب نہیں جانتے۔ بلکہ عموماً اصطلاح میں اسے معقولیت کے برخلاف صرف ایمان
 کے طور پر خدا کا بیٹا جانتے ہیں اور حقیقت ان کا ایمان یہی ہے کہ باپ کا وارثین۔ بیٹا۔
 قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق۔ اور ان سب کی بنیاد مسیح کا کنواری سے پیدا ہونا ہے۔ کیونکہ
 اگر وہ کنواری سے پیدا نہیں ہوا تو خدا کا بیٹا بھی نہیں اور گناہ سے پاک بھی نہیں اور دنیا کا شفیع بھی
 نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ عیسائی عموماً باوری لوگ خصوصاً اٹلی باپ پر ایمان رکھتے ہیں کہ
 مسیح کنواری سے پیدا ہوا۔ یہی مانتا ان کی نجات کا باعث ہے اور اس کی ہر دور ہر نسل
 عیسائی بازاؤں میں عظیم کرتے ہیں مگر اسوں کے ہاں شکاک بائبل کے دیکھتے ہیں اس بات کا
 یہ نہیں بتا یا۔ عیسائیوں کے پاس سب سے بڑا ثبوت (حقیقت عیسائی دین کی بنیاد)
 یہ ہے کہ سب کچھ ہوا جو خداوند نے نبی کی معرفت کتا تھا پورا ہوا۔ کہ دیکھو ایک کنواری
 حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام عموماً بائبل کے نبی کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے
 ساتھ رہے گی کی بائبل باب ۱۔ آیت ۲۲ و ۲۳)

اب یہ بتال کرنی چاہئے کہ وہ بیٹائی جن کا مسیح نے حاملہ کیا ہے کہاں درج ہے اور کس
 نبی کی ہے۔ باوریں لے جو اس کا فیصلہ کیا ہے اور فرس میں لکھا ہے وہ یہ ہے (دیکھو
 ۱۲۔) اب یہ دیکھتے ہیں کہ وہاں کیا لکھا ہے۔ ہل عبرانی بائبل میں یہ عبارت ہے
 (۱۲)۔ جس میں اور نائی یہوواہم اوٹ تہین لا علماہ لا راہ و بلدت بین وقاماٹ
 شمو عازائل۔

(۱۵)۔ سماہ ویتس یواکل لرع تو ما اوص بارع و با جریطو اب
 (۱۶)۔ بطرمہع ہر عوا اوص بارع و با جریطو اب لقا ریب تا اوماہ و شمرنا و قاص
 مقنی تنی ملائہا۔ دیکھو کہ حیات باب ۷۔ آیت ۱۲ و ۱۵ و ۱۶
 ترجمہ (۱۲)۔ باوجود اس کے کہ خداوند ہم کو ایک بیٹا بنائے گا۔ دیکھو تو جو ان حاملہ ہوگی اور
 بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام عموماً بائبل رکھے گی۔

۱۔ اور باوری ایک جہل صاحب نے اپنی کتاب "دائیکشیا میں استیاء" کے صفحہ ۱۶۵ کے تحت
 لکھا ہے۔ دیکھو کہ کتاب نمبر ۲۷ ص ۱۸۸ اور یہی شہادت باوری سمجھنے والے پورے شعبہ
 نے مت پرکشتا میں دی دیکھو صفحہ ۲۷ ص ۱۸۸

وجہ اول۔ بعض محال اگر ہوں نے چرن تھوں کے واسطے مارا اور پھر خدا
سزا سنہ کھایا۔ حالانکہ یہ ثابت نہیں تو ان کا فعل خود ان کے نزدیک درست قرار ملے
کے خلاف ہے جو وہ مانا گوشیا اور کیکی اور دیر تھ اور پھر دواج وغیرہ کے
سامنے درستی ہوش و حواس میں کر چکے ہیں۔ اور ایمان میں یہ بھی بیسیوں مقاموں
پر لکھا ہے۔ کہ دوست بر تکیجے تھے۔ (دیکھو ارتقا کا ذکر سرگ و اشلوک ۱۸ و ۱۹)
وجہ دوم۔ ان کا ایسا کرنا رشی تہیوں اور سوتر کاروں کے خلاف ہے۔
کاتائن جن جی لکھتے ہیں۔

ग्राह्यनीय माँ सं प्रति वषः ॥ -

کہ بیوں کی آگنی میں مانس ہرگز نہ ڈالتا چاہئے۔ اور انٹولاغین رشی فرماتے ہیں۔
کہ بیوں کی ساگر میں مانس نہیں ہے۔

وجہ ۱۱ سورہ۔ اس سرگ میں صاف ذکر ہے۔ کہ اس عکبر کے مول گذشتہ نیا دیا
تھے۔ دیکھو (شلوک ۶-۱۲) ایک۔ پس افراد تو لٹنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی +
وجہ ۱۲ چھارہ۔ دونوں کی ہمتا پنا یعنی یہ تہی جو کوئی شخرو سی بھی ہمت
گناہ ہے۔ وہ بھی اس سرگ میں ان کے ذمہ عاید کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس وقت ان کو کا
نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور سب سے بڑھ کر داستانِ ذکرہ اور مشٹ دیوانی جو میں خود
وہ کے خلاف ہے۔ بس کسی طرح یہ بات غائر نہیں ہو سکتی۔ اور در اچھند دجی کے
سیچے اور ست وادی ہونے کے کارن یہ الزام سربا باطل میں +

[illegible]

اُتو۔ بے شک وہاں فوج کی جہانی میں ان ڈوبالوں کا ذکر ہے مگر وہ ان سے بھی
ذکر ہے کہ اندر کی تمام ستریاں اور برہما کی تمام ستریاں اور دتو کرمان۔ درہنگا۔ کوثر

یہ راجہ اشد غریب کا آنا جن کر کے بلایا۔ تمام ڈشیا کی غریبوں کو دانا بلایا اور
سب سے عجائب بات وہاں یہ کہتی ہے کہ وہ پھل جو اتر کر ویش میں ہیں جن کے
درختوں میں خوب صورت شہریاں ہی پھل لگتی ہیں۔ اُن کیسے جلتی کہ وہ تنہا
غریب کہ تمام زن پر رت۔ ختم نہ نمایاں وہاں بلایا گئیں۔ ایک ایک آدمی کی خدمت
۱۵-۱۵ عورتیں مقرر کی گئیں۔ غرضیکہ ایسی ایسی اندھیر کی باتیں اس سرگ میں کبھی میں
جو ساری کی ساری کرامات ہوئیں مصلحت کیجو سرگ ۹۱-۹۱ دودیا کا نڈھالوگ اسے
۸۰ (بک) میں حیران تمام کرامات اور بیوہ و گریوں پر یقین کرے۔ حیران سب اسنبھلا
کیا تو ان کو ماننے اور عقل کو فارغ غلطی دے۔ اس کا اختیار ہے کہ کسی کو مانس ہادی کہتے
بتا رہاں بیہ سارا فسانہ بیوہ ہونے سے قابل اختیار نہیں۔ مگر باوجود اس قدر کراہی
بیانات کے بھرت و راجہ بندہ کے مانس کھانے کا یہاں بھی ذکر نہیں۔ پس ہم تو ان
جاتا و کچی زندگی بتلاتے ہیں۔ نہ کہ اور خدا نگار و کچی +

اعراض سنشتم - راجندر جی نے باا برادھ ہر نوں اور راکش شو کو کیوں مارا -
 اونٹ - ایسا برگز نہیں کسی کو ساا برادھ نہیں مارا - خود مارا جن میں بھی اس کی وجہ کبھی
 پہ پڑ نہیں ہے راجندر جی کو کما کچھ بات بناوٹ کی نہیں کہتے - آپ یاں آئے تھینے
 کرھا تاملوئوں کے لاٹھے ہیں - جن کو راکشوں اور جنگلی لوگوں نے مار مار کر کھاتن
 کر لیا ہے - سو اکثر جو مٹی لوگ پسیاندی سے لیکر نہ مار گئی کے کن رستے تک کے بڑوں
 میں لے تے ہیں اور جو چڑ کوٹ بریت پڑتے ہیں - انہیں لوگوں کا ناش بہہ راکش لوگ کھدے
 ہین (لوگوں کو حرکت نہ دینا کہ ۱۹۷۴ء) اسی لئے راجندر جی خزان دشتوں کے
 مارنے کا ارادہ کن -

مرگ کے معنی تمام جنگل کے پتوں میں۔ مرغا بہرہ نہیں بلکہ شہر میں رہتا ہے اور وہ
جب اس میں شامل میں۔ چنانچہ یہ بات کسی حشکرتِ ذات سے پوشیدہ نہیں
راہین میں آج کل راکششوں کا وزغن لکھا ہے۔ وہاں صاف صاف بیان کیا گیا
تاسن امارت کی لوگ انفریڈ وین سو جگہ راہین میں انرا باری کو راکشش لکھا کرتے
خود راہون کی تعریف میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اس کے مرتے رکشی پتوں کا ذکر
کے (وہ جو لکھا کا لکھ سگے) (وہ) لکھ سگے (وہ) لکھ سگے (وہ) لکھ سگے (وہ) لکھ سگے
کے واسطے مارا راکششوں کی دو ٹوٹی ہے۔ راکشش کے ہاں اور راکششوں کے ہاں
ہیں کچھ غرض نہیں۔ وہ تو جیسے شام کو کرم نہیں کرتے۔ لکھ شام کے خلاف ہمارا
سلطنت نو لکھ شام کی لاکھ شام کرتے ہے۔ اس کو راکشش شام کی لاکھ شام کرتے ہے۔
نہیں کیا بلکہ وہ راکششوں کا ہون جلا ناؤں میں خیمہ آخری ایک لکھ شام کرتے ہیں۔

[illegible]

मा रा नृ व ॥ मन श्रमेदी नमिहा प्र ह स च दा श्र
 स व्य क रु ते वि का र म् । असं श यं ल च म रा ना स्ति
 सी ता ह ता मु ता वा प यि व ते ते वा ॥ रा मा अ रा
 य का संग ५६ श ० २२ - २३ ॥

ترجمہ - ہر مرگ روپ راکش ہم کو لایا ہے بہت دور چلا گیا تھا وہاں شرم
 شرم (اکوشش) سے جو پہلے اس کو مارا تو بہہ مرنے کے بعد پھر راکش ہو گیا
 میلان دکھی ہے - بائیں کچھ پگھلتی اور دیکار والی ہو رہی ہے - کچھ شیشہ نہیں ہے
 ایسے لیکن کہ اب سنا دیاں نہیں ہے - کوئی سرے گیا یا مرگئی یا کہیں بھاگ گئی
 اور اسی موقع پر راجندر کو نا فضل لوگوں نے بطعون کیا ہے - کہ وہ ایسے دانا
 ہو کہ کس طرح غلامی بہن کی بات پر اعتبار کر بیٹھے - چنانچہ بہت اودیش کے
 مصنف و شوق شرمابی کہتے ہیں -

असं भवे हेममृगस्य जन्म तथा पि रामो लुभे मृ
 गा य ॥ प्राय स मा प च वि प न्ति काले पि यो पि
 मामलि नो भव ति ॥

ترجمہ - غلامی بیٹے سونے کے بہن کا ہونا محال ہے - مگر پھر بھی راجندر جی
 لالچ میں آگئے - اس میں کوئی شک نہیں کہ بہتی کال میں غلطیوں کی انگوٹھی
 پر بھی پردہ ڈ جاتا ہے -

اعتراض سوم - سنا ہے جتنا سے پار اترتے وقت مانس اور گھڑی نزل
 کی ندی میں ڈالنے کے اقرار پر ندی سے پار تھناتی ہے - کہ اگر میرا جی شک
 اور بہکھڑا دے تو میں ایسا کر دوں گی +
 تو دلیل - یہ بات کئی وجوہات سے باطل ہے -

وجہ اول - یہ ہے کہ جتنا یا گنگا دونوں نہریں جڑھیں - ان کی پوجان پر انہوں
 سے سرگز نہیں ہو سکتی ہے - اس کو وہ مانے جو نہیں جیتیں یا اس میں بہت پرستی اور
 دریا پرستی کو جائز جانتا ہو -

وجہ دوم - جب سیتا واپس آئی - تو یہ افراد ہرگز پورا نہیں کیا گیا - اس سے
 بھی باطل ہے - کہ کسی مانس اور شراب کے عاشق یا مہارگی نے یہ شلوک ڈال دیے
 ہیں - ورنہ ان کا مضمون ہے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ واقعہ ہوا -

وجہ سوم - اس شلوک میں مانس شہ نہیں ہے - اور نہ کسی جانور کے
 مانے کا ذکر ہے - بلکہ شلوک میں تو کوہنہن مرا گے شیتن لکھا ہے - (ایودھیا
 کانڈ سرگ ۵۵ شلوک ۱۹-۲۰) +

پس اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں باقی رہی شرا میں کی تردید رام بھجن کی یا
 خود موجود ہے - چنانچہ جب ایک دفعہ سگرو نے شراب پی - تو رام بھجن نے
 وہاں سے بہت ہی شرا کہا - بھرت جی نے سوگندوں میں بھی اس کا کھنڈن
 کیا ہے - پس یہ واقعہ ہرگز نہیں ہوا +

اعتراض چہارم - جب راجندر جی چتر کوٹ میں پہنچے - تو چھوٹی ہی بنا کر
 بھجن کو حکم دیا کہ بہن مار کر لاوے - تاکہ بیکہ کیا جاوے - بھجن جی اس ارشاد
 کو جب بہن مار لائے - جو بیکہ لایا - (از مانس پر چار صفحہ ۵۶) +
 اتو - وہاں تو ایسا نہیں بلکہ اس کے خلاف لکھا ہے - دیکھو نمبر ۲۷ ہے کہ
 ایک مرگ بیکہ لاؤ - اس کو بہن سلا (کٹا) کے دوا پر باندھیں گے - تب واسن
 کی پوجا کرینگے - کیونکہ جو لوگ بہت دن جینا چاہتے ہوں - ان کو چاہئے کہ بنا

دیکھو کی پوجا کرے اس میں نہ نہیں
 نمبر ۲۳ - سب لکشمن اس سے اتنی شکر و گلاؤ - سنا دیا نہ ہونے
 پاؤں - جیسا کچھ شاستر میں داسن پوجا لکھی داجیسے کل کی ریت ہے
 ویسا پوجن کریں - ۶۶ -

نمبر ۲۴ - بھائی کے دھن میں - لکشمن جی جلدی ایک مرگ لائے رب
 راجندر جی پھر پڑے -

نمبر ۲۵ - لکشمن اس مرگ کے کھانے کے دو گچھ پھیل لاؤ - انہیں انہی
 میں سینک - اس کے بہو جن کے لئے دو ٹوٹا - اور انہیں پھلوں سے ہم داسن
 کی شانتی کے لئے ہون بھی کریں - پر شیکھ تھاکے چمچے - کیونکہ دھرو دھورت ہے
 اسی میں دن رہے ہی رہے پوجا ہو جائے +

نمبر ۲۶ - راجندر جی کے ایسے دھن میں - دے جو کرشن مرگوں کے کھانے
 کے دو گچھ پھیل لائے گئے - اگنی جلا لکشمن جی نے پکائے +

نمبر ۲۷ - جب بنائے پری یک (تیار) ہوئے - پھلوں کی سیرجی جاتی رہی
 تب لکشمن جی ہریشوں میں سنگھ روپ راجندر جی سے پڑے
 نمبر ۲۸ - بے دیوتاؤں کے سامن روپ والے شری رام - کرشن مرگوں
 کے کھانے والے پھیل ہم نے لکھائے ہیں - آپ دیوتاؤں کی پوجا کیجئے - کہ
 آپ اس کرہ میں نکل ہیں +

نمبر ۲۹ - بہن سنان کر چپ کرنے میں چہر ایک اور سے سب منتر پڑھ
 پڑھ کر آہوتی دینے لگے - یہاں تک کہ واسن پوجن سنا دیا +

نمبر ۳۰ - سب واسن دیوتاؤں نے اگر تیش میں - اپنا انا جھاگ لیا - ان کو
 دیکھ پر سن چیت ہو - راجندر جی نے اس گتیا میں پڑوئیں کیا +

نمبر ۳۱ - اس سیمہ انہیں ہوم کے بچے پڑے بھلوں سے ملی وسن دیوتاؤں
 ملی سب کیا +

نمبر ۳۲ - جس کے بچے چپ کر ندی میں بیتھا وہی پھر سنان کر یا یا ناش
 ارتھ پھر بھلوں سے ملی پوراں کیا +

نمبر ۳۳ - پھر اس پتوں کی گتیا میں دیدیاں بنائیں - دیوتاؤں کی سہا
 کی ان کے لئے الگ الگ چوتھے یا دیئے - جس پر کار کا وہ ستھان تھا - اس
 کے انور وپ چھوٹے چھوٹے ستھان دیوتاؤں کے بنائے - اور ان دیوتاؤں کو
 ستھان کیا (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۶) +

پس دیکھئے اس میں مرگ مارنے اور پھر اس کے کھانے کا کہاں ذکر ہے - باطل
 نہیں - اگرچہ اس میں فرضی دیوتاؤں کی پوجا کے آثار پائے جاتے ہیں - جو کسی طرح
 بھی جائز نہیں مگر گوشت خوردی تو اس میں بہرگز نہیں مفصل دیکھو رامائن مطبوعہ
 نوکلش ۱۸۸۵ صفحہ ۵۲۳-۵۲۴ میں بالیکلی کا لفظی ترجمہ موجود ہے +

فرضی دھما بارت میں جو فیضی نے راجندر کی لالیف لکھی ہے وہاں لکھا ہے
 بداناگ راجندر راد چتر کوٹ ولند کہ بصورت سنیا سیان برآمدہ لیاں از چرم آمو
 ساختہ موہیلے زولیدہ بر سر دار و تیر و کمان بدست گرفتہ با بھجن و ستیا دار
 بیان بھر سکندر دندہ و اوقات بھرگ در خان و گاہ صحر و مسودہ جنگل سنگر راتر دندہ
 بعض رامائنوں میں اس جگہ پانچ لکھا ہے - اور خصوصاً مطبوعہ مدیٹھی میں اور
 شاید اس سے چھٹا پر چارک یا مانس پر یونیک صاحبان کچھ تاویل کر کے
 گوشت خوردی سیدھ کرنا جا میں خبر ان ہم پوجا کات ذیل ان کی تردید کرتے ہیں

مول آدمی تینوں آدمیوں کے بہو جن کے لئے منگائے گئے اور ایو دھیا کا نڈر گرگ
۵۴ شلوک ۱۱ سے ۱۸ +

بھیر بھرت جی نے جو سو گندیں تھا رانی کو شلیا کے سامنے اس بات کے ثبوت کے
واسطے دکھائی ہیں۔ کہ یہ بھرتی سے راج جی کو بن یا س نہیں ہوا۔ میں بالکل تردید
میں۔ وہاں بھی ان بڑے کاموں کو شدنی لکھا ہے جس کی صلاح سے راج جی
کو گئے ہوں اس کو وہ دوش لگے جو مدیر مدیر۔ انس۔ زہر۔ آدی تشدد و ستونوں
کو بیچ بیچ درپ اکثر کراہی سے گرہ دے دکنوں کے پائن پوش کرنے والوں
کو ہوتا ہے۔ (ایو دھیا کا نڈر گرگ ۶ شلوک ۳۸) +

بھیر جی بھرت جی راج چند جی سے ملنے جتر کوٹ برائے۔ اس وقت راج چند جی نے
ان کو جو نصیحتیں کی ہیں ان میں انھر وہ کا نڈر ۶ متر۔ اور منو ادھیا ۷ شلوک ۵
وغیرہ کے مطابق شکار رکھنا۔ جو اکیلنا۔ شراب پینا۔ زنا کاری وغیرہ باتوں کی
سخت ممانعت کی ہے۔ (ایو دھیا کا نڈر گرگ ۱۰۰ شلوک ۷۱) +

جب ما دال ناسک بن کر راج چند جی کو بہر کھانے لکتاب راج چند جی نے کہا ہے
جا دال جی تم سے پہلے بننے پر میں ہونے۔ سمجھوں نے وید کے اوسار بہت کچھ کہے تھے
اسی سے راستہ تھے تمہارے اب بھی جو بہن موجود ہیں۔ بہر لوک بلوک سب چھوڑ
کر کھان کا رک گئیہ کرتے۔ اور سنبہ بولتے ہیں۔ تمہاری طرح جو بھٹائی نہیں کیے گئے
اور دھرم سے ویکٹ سمجھوں کے ساتھ تجھ کو دان دینے کا سب کچھ گنوں میں دکان
جیو ہمار بہت نرل جیت ایسے ویشٹ آدمی منی لوک میں پوجیہ ہیں۔ (ایو دھیا
کا نڈر گرگ ۱۰۹ شلوک ۳۶) +

جب ٹوڈ کا آریہ میں رام جی نے پرورش کیا۔ تو دکان رامائن میں لکھا ہے۔ وہ
تا نایر کار کے پہل مول کند آدمی تینوں کے بہو جن کے لئے اکثر بن۔ بن کے ٹپے
بڑے پٹن دایک برکش موجود ہیں جن میں اتی سوادیشٹ پیل لگے ہیں۔ اور جب
راج چند جی دکان کے ریشوں سے ملے تو انہوں نے انہیں کیا دیا۔ لکھا ہے کہ
تے یہ تم آمدت ہو سو سنی لاجن آدمی مشکل دایک عمدہ مور سے ٹپھنے لگے۔ علیہ
انان مول پھل پشپ آدمی دیا۔ بھیر سندھ تھان رہنے کیلئے بنایا۔ (ایو دھیا کا نڈر گرگ ۱۱۰ شلوک ۷۲)

کھا کا کار جو جب عمدہ حسن لایا تھا۔ راج چند جی نے لینے سے انکار کر دیا۔ ان سب کو
ہم نے جانا پڑا۔ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم کسا۔ ہر مرگ چرم دکان کئے ہوئے ہیں
دیکھتے ہو اور پھل مول آدمی ہی بہو جن کرتے ہیں۔ (ایو دھیا کا نڈر گرگ ۱۱۱ شلوک ۷۳)

جب سونیکشن رسی سے ملے۔ تو دکان لکھا ہے۔ پھل مول آدمی بہو جن کر شری رام
لکھن من و جانی جی سونیکشن سے جو چاہے۔ راتری بھر وہیں سوئے۔ بڑے یرات
کال جاگے۔ اور سونیکشن کر سندھیا اور راتری ہو گیا۔ (ایو دھیا کا نڈر گرگ ۱۱۲ شلوک ۷۴)

جس سبہ راج چند جی بن باس کو گئے۔ اور دھنیش پان کا نڈر پر دکان کر شیشوں کی طاقت
کا ارادہ کیا۔ اس کا باعث رامائن میں یہ لکھا ہے۔ راج چند جی نے جا دال سے کہا۔
کہ جو شیش ویدر جاوار بہت ہیں۔ وہ باب آجا بہت ہوتے ہیں۔ اسی سے ویدر
باہر پھلنے کے کارن سمجھوں کی سماج میں ان کا مان نہیں ہوتا۔ بھیر آپ کے بھی وجہ
ویدر وہ ہی ٹھہرے۔ اس لئے سمجھوں لوگ ترادر کرتے ہیں۔
کلیں۔ اکلین۔ بیدر اور پوک۔ پوتر اور پوتر پریش اپنے آچرن سے ہی جان پڑتا ہے
جو وید کے اوسار کام کرتا وہ کھلین جانا جاتا۔ جو ویدر وہ آریہ کے لئے ناسکنا۔ چون
کے اوسار۔ جال جالین لکھا وہ اکلین۔ اسی طرح بیدر اور پوک۔ پوتر اور پوتر میں بھی جاتو۔
(ایو دھیا کا نڈر گرگ ۱۱۹ شلوک ۸۲) +

ایو دھیا کے درجن میں بالیک نے سب چیزوں کا وزن کیا ہے۔ جو اس وقت موجود تھیں
مگر قصاب کی دوکان کا کھین بھی ذکر نہیں۔ اور نہ بجرے لٹکنے یا ان کی گردن مارنے
کا کھین بیان ہے۔ فی الحقیقت اس وقت ایو دھیا سورگ بہو جی تھی۔ قشعر
بہشت آنجا کا رار سے نباشد۔ کتے رابائے کا رے نباشد
فساد۔ خون۔ قتل۔ بد معاشی وغیرہ کا نام و نشان نہیں ملتا +

مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب

بہت دھرم کے مخالف اور مانس ہا رسی لوگ راج چند جی کی زندگی پر کٹاک لگنے
کے واسطے مشہور کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے مرگ مارے ہیں اور شکار کیا ہے علاو
برآ انہوں نے گوشت کھایا ہے۔ بنارن ہم مخالفین کے تمام اعتراضوں کا کھنڈن کرتے ہیں۔
اعتراض اول۔ راج چند جی نے بن باس کے وقت سو بے کما۔ کہ تم نہیں جانتے
کہ اب بھیر گب سرو گن کے رے پریشٹ بن میں شکار رکھیلیں گے۔ واپسی مانا واپس سے
لیٹتے۔ (ایو دھیا کا نڈر گرگ ۱۱۹ شلوک ۸۲) +

اتو۔ شکار کھیلنا بالکل بھارنس ہے۔ اور خصوصاً اس وقت جبکہ دھشت پشوؤں شیر
بیشرا۔ وغیرہ کا مارنا مقصود ہو۔ اور یہ شاستر آف کول ہے۔ مگر بنے انکار جاوروں کا مارنا
سخت گناہ ہے۔ جیسا کہ خود راج چند جی نے بھی بھرت جی کو اس کی ممانعت کی ہے۔
اور ہم تن موڈی جاوروں کے مارنے کے واسطے بھی مصروف رہنا۔ اور اس کو
ایک ضروری کام فرض کرنا بھی منع ہے۔ جیسا کہ خود راج چند جی نے بھی اس سے
دھتے شلوک میں فرمایا ہے۔ کہ کچھ شکار رکھیلنا بہر کو بہت پر یہ نہیں۔ پس اس سے
کسی طرح مانس کھانا مقصود نہیں۔ کیونکہ وہ صرف دھشت جیوٹوں کے ڈھر دینے
کے واسطے شکار رکھیتے تھے۔ نہ کہ شکر پرستی کے واسطے۔ یا پٹ کو جواروں کا
گورستان بنانے کے واسطے (دیکھو اسی سرگ کا شلوک ۱۱۹) +

اور خود رامائن میں بھی لکھا ہے۔ وہ دکان جو دھشت مرگ پکھشی تھے۔ ان کو ڈالتے
چوٹ شری رام ایک صورت بھیر میں بمقام پر یاگ آتی بھر وراج کے پاس جاپہنچے۔
(ایو دھیا کا نڈر گرگ ۱۱۹ شلوک ۸۲) +

جنگل میں باس کرنے والے مٹی لوگ جاوروں کو یا لا کرتے تھے۔ نہ کہ بھکشن۔ رامائن
کے اسی سرگ میں لکھا ہے۔ مٹی راج کے خیاروں اور یا لتور مرگ دیکھتی اور مٹی
لوگ ٹپھتے تھے۔ سب کے ساتھ راج چند جی کی پوجا کر بھر وراج جی دھرم بہت ورجن
راج چند سے بولے۔ (شلوک ۲۰۱۹) +

اعتراض دوم۔ راج چند جی مرگ مارنے کے واسطے گئے۔ اور چچے راجن
سیتا کو لے گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ بہن مار کر ضرور کھایا کرتے تھے +
اتو۔ اس مقام پر یا کسی اور مقام پر مرگ کو کھانے کے واسطے مارنے کا مطلق ذکر
نہیں۔ بلکہ سوئے یعنی اطلاع کے رنگ کا شہری بہن دیکھ کر سیتا کا منس لگایا۔
وہ اس کی شکل پر سوہت ہو گئی۔ اور راج چند کو ان کے پکڑنے کے واسطے سفارٹ
کی۔ اس کے قید کرنے پر اول رام بھیر سمجھیں دونوں گئے۔ اور جب پکڑا تو معلوم ہوا
کہ وہ چھل تھا۔ اصل بہن نہیں تھا۔ ایچی نام ایک دیوت یا وحشی آدمی بہن کا
سوانک دیکر کیا حال اور بھر کر بھیر لے آیا تھا۔ تاکہ راجن چچے بھگائے جائے۔
چنانچہ رامائن میں اس مقام پر لکھا ہے۔

इदं हि ह्येव मया संनिकाशं प्रलोभ्य मोहं मनु प्रया
तम्-। हतंक धेचि त्महता इतमेरा सरा ह सो भूभ्य

سرگ ۸ شلوک ۱۰۔ میں اور کئی دیگر ستھانوں میں اس بات کو مصنف نے لکھا ہے۔
 اچھی طرح ظاہر کیا ہے۔ علاوہ بران بال ٹرنگل شلوک ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ میں لکھا ہے۔
 ॥ अर्थः सत्य सध्वं अत्र जानां च हितैरतः । यशस्वी
 ज्ञान स य चः शुचि वैश्वः समाधिमानः ॥ प्रजाप-
 ति समा श्रीमान ध्या तारि युनि पुद्गलः । सी ज्ञता ज्ञा-
 वलोकस्य धर्मस्य परि रहिता ॥ सर्व शास्त्रार्थत-
 त्वज्ञः स्मृतिमान् प्रतिभाव रत्नः । सर्व लोक प्रप-
 साधु दीनात्मवि च दाताः ॥ सर्व हाभिगतः साध्यः
 समुद्र इव सिंधुभिः । आर्यः सर्व सम श्रैव सदैव
 शिष्यदर्शनः ॥

ترجمہ۔ وہ ہرگز دست بردار نہ رہے۔ یہ جانتے ہیں کہ ہوتے۔ اقبال والے۔ کیا ان سے
 محبت۔ اتنی بڑا درویشی میں تبت میں ہیں۔ شریا نگ رکھتے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ
 یہ جانتے والے اور جلال والے۔ سب اچھی باتوں کے دہان کرنے والے ہوتے ہیں
 کے دانش کرنے والے۔ سب جیوں کی رکھنا کرنے والے۔ دھرم کے تائید یافتہ
 سب شاستر اتھوں کے نیچے جاتے والے۔ حافظہ کے نہایت مضبوط۔ دھرم جو سب
 لوگوں کے پرہیز۔ بزم سادھو۔ برہمن جت۔ همان پندت۔ ملاذ العلماء۔ والفضلار۔
 والغبابو۔ یعنی جینوں کے جائے بناہ۔ ودوانوں کے قدر دان۔ جیسے سند میں
 سب بدیوں کی پیروی ہوتی ہے۔ ویسے ہی جینوں کی دواں۔ بزم سریشٹ ہیشہ خذہ
 میثانی۔ دھرم کے کو سہن کرنے والے۔ برہمن درشن سب گن بکت اور آریہ پرش بھ
 اسی را مان میں ایک جگہ لکھا ہے۔ کوشاب کے اندر بڑھانے والے۔ سمندر کے سماں
 چھبر سوکھاؤ۔ جتہ دان۔ دہمال کے سماں و میر یہ دان۔ (مستقل مزاج) پر اکرم
 دہمت میں نگ کے سماں۔ جتہ دان کی طرح یہ بدو رتن مکر دھرم کال انکی کے
 سام۔ رکھنا کرنے میں برہمنی کے سماں۔ دان دینے میں کو برہمن کے سماں۔ ست
 بولنے میں گویا دوسرے دھرم را مچند رہی ایسے لکھی اور پر اکرمی تھے۔ پھر اودھیا
 کاٹھ سرگ ۳۲۔ شلوک ۱۴ میں لکھا ہے۔

आनृशस्यमनु क्रोशः अतिशोलेदम ससं रामव
 शोभयत्येतयङ्गः पुरुषवर्षभ ॥
 ترجمہ۔ ایتنا۔ دنا۔ بدو لوگ شکل شاستروں میں ابھیناس۔ سب شو بہاؤ۔ (بدیوں
 کو گئے قابو میں رکھنا۔ شانت جیت رہنا۔ یہ سچہ گن دنا (امچند) کو زیر دیتے ہیں۔
 را مچند رہی کی لائف ہم کو را مان سے معلوم ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے
 کہ ان کی زندگی گریہا دیان سنگار سے آخر تک سادی کی ساری ایک سرشت آریہ
 دھرم جیوں ہے۔ جادوں و دزدوں کے فاضل اس گریہا دیان سنگار کے گلیہ
 میں بھی موجود ہے۔

المنہر را مچند رہی جندمان کی طرح روز بروز دوا کی اتم کلاؤں سے سمپورن ہوتے
 گئے۔ جب وہ عالم ستاب کو پہنچے۔ ابھی برہمنہ چرہ اشرم پورا نہیں کیا تھا۔ برہمن
 شاستر اور شستروں میں مصروف تھے۔ کہ ان کا ایک دن دشوا برہمن رہی دھاراجہ
 دشمن تھے حضور شریف لائے۔ اور ان کو اپنی سرگشت سنائی اور کہا کہ
 جب ہم گلیہ کا کرتے ہیں۔ تمہیں دو کام جاری رکھنا۔ دشمن دشمن (غلل) ڈالنا
 کرتے ہیں۔ جب ہم بہت دنوں تک گلیہ کرتے رہتے ہیں۔ اور گلیہ سہا پت ہونے
 پر چھٹا ہے۔ تو وہ برہمن پر اکرمی۔ برہمنہ جتہ۔ مایرج اور سو باہو نامی دورا ش

اور بھی مضبوط ثابت ہے۔ سو رمن لکھا ہے۔ ॥ होमय च मासव ज्ञे ॥
 आश्वलायन य सूत्र अ० १ खे ड ट सं ५
 ترجمہ۔ یعنی ہون کی سانگری کی پیدائشوں میں مانس ہرگز نہیں ہے۔ اور مشو
 میں بھی لکھا ہے۔ کہ سرب اور مانس شاحوں اور رکھتوں کی خوراک ہے۔ دور ہون
 کو نہ کھانا چاہئے۔ کونکر وہ دیوتوں اور پوتوں کے ان کھل۔ بہنل۔ کند۔ مول۔
 کے کھانے والا ہے۔ جو ہون کے لائق چیزیں ہیں۔

اور اتھروید کاٹھ ۱۲۔ اوداک ۵ منتر۔ اس پر مشور نے کہاں بان کی باب صاف
 طور پر ارشاد فرمایا ہے۔

पयश्चरे स अत्रे चा त्राये च कृते च सत्ये च ह्ये च पू-
 ते च प्रजा च पशवस्य ॥ अ० १२-५-१०

ترجمہ۔ جو وہ دھ اور جل آدمی۔ اور جو رس از تہات شکر او شہی اور بھی آدمی ہیں
 ان کو وہاں شاستر دن کی ریتی سے یہاں شاد شود کہے بہو جن آدمی کرتے رہو بدیک
 شاستر کی ریتی سے جاول آدمی غلہ (ان) کا سجاد سسکار کر کے بہو جن کر کا کا
 (دیکھو صفحہ ۱۰۶ اور ۱۰۵ وید بھاشہ ہوم کاخ)۔

نس سب ود کے ملنے والوں کو لوگ ہے کہ پھر اتھ شاستر کی ریتی اودھارہ
 مانس آدمی دھست چیزوں کا تیاگ کر کے ہیشہ اس خوراک کا استعمال کریں۔ جو خون
 آلودہ نہ ہو جس کے واسطے ہمیں بے آزار جانوروں کے گلے پر چھیری نہ چلائی پڑی
 یہی ایشور کی آگیا ہے۔

مانس کھانا پاپ

دوسرا حصہ

را مچند کا سچا ورشچن بالیکلی را مان کا سا

را مان کے مطابق سب لکھی شتم کا تک باقی نہیں رہتی۔ کہ را مچند اچھی مایاج
 کیں قوم سے تھے۔ اور وہ کس خاندان سے نکلتے جاتے تھے۔ نہ نام و نہ
 شاستر کے ماننے والے متفق البان ہیں کہ وہ سورج ہنسی خاندان کے شھویراج
 رشتی تھے۔ ان کا جیون تمام ہی نہیں اوپر لیشن دے رہا ہے۔ کہ وہ آریہ قوم کے
 سرتاج اور ویدک دھرم کے نامتے والے ست کے پیرو خدا تھے کے ولادہ
 ان کا دھرم ہمیں را مان کے اس ایک ہی شلوک سے مفصل معلوم ہو جاتا ہے۔

२ ह तास्व स्य धर्मस्य स्व जत्यस्य च रे क्ष ता वे द
 वेदो गंत त्व ह्या धनुर्वेदे च नि शुता वा बा ॥ सर्ग १ १ १ २

ترجمہ۔ اپنے دھرم کی رکھنا کرنے اور رعیت کے پالنے والے دیو دیوتا کے
 تلو کو جاننے والے خصوصاً۔ وید کے پورے ماہر تھے۔

وہ ایشور کے بہت وید کے ماہر اچھی ستری کے پیارے رعیت کے دھم دور
 کرنے والے بھائیوں کو جان سے عزیز۔ ان باب کے فرانہ وار۔ آریہ بتر تھے۔ اور
 بچے قول کے بچے۔ دھارہ کے وقار کرنے والے۔ سرریوں۔ را مچندوں۔ مانس ہادیوں
 کے دشمن اور رشتیوں کے مدد دل سے خدمت گزار تھے۔ جینا کج را مان ابو دھیا کاٹھ

تو آخری منتر بھی پورا لکھتے ہیں۔ وہی بات یہاں پر موجود ہے۔ ناظرین انھرو پر
نکا لکھ کر حفظ فرمائیں۔ منتر ۳۰ میں اتھنی کی تعریف ہے۔ وہاں وہ لفظ نہیں۔
اور ۳۸ میں بھجان کے لئے آساہ بڑھانے والی آگیا ہے۔ اور ۳۹ میں دونوں
کے لئے ہدایت ہے۔ اس لئے اس میں نہ اتھنی کا لفظ ہے۔ اور نہ بھجان کا۔ اور شوکی
وقت کی قیام ہے۔ اس واسطے یہ سادہ زبان اور دماغی ہدایت ہے۔ جو اصحاب اس
۳۹ منتر کا اور طرح اور تھ کر س۔ وہ اپنا ثبوت پیش کریں۔ یا کسی نے اسے رشی کا
پرمان دیں۔ جس سے ہم خود سمجھ لیں۔ کہ بیان لکھنے میں لفظ الفاظ محدود ہیں۔

منتر (۴۷) सस्यं विद्वान् मांसं मुपसिच्योय हारति ।
यावद्वा दशाहेने ह्यसुसमृद्धेनावरुभेनावहेवेनावरु
३۰۶ ॥ अथर्वको० ६ व० ६६ उका ४ मे० ४३ ॥

ترجمہ۔ دو دو دان جو اگر کسی عمرہ جو کہ دھوکہ بہرجن دیتا ہے۔ دو اوٹل بھی گئے
سے بٹنا پھل ہو گا ہے۔ اتنا اس کو پھل ہوتا ہے۔ جو ایسا کرتا ہے۔ واضح ہو کہ اس سے
اور تین منتر اور ہیں۔ ایک میں بھی یا کھن دینے کا ذکر ہے اور دوسرے میں
دودھ دینے کا ذکر ہے۔ اور تیسرے میں شہد دینے کا۔ اور پانچویں میں پانی
دینے کا ارشاد ہے۔ بعد ازاں یہ دھک سپاٹ ہو گیا۔ بے ترتیبی ویدک مضامین
میں نہیں ہے۔ بنابر ان پوجاوت ذیل ثابت ہے کہ یہاں عموماً مانس لفظ کے
سے کسی مرغوب الطبع چیز کے ہیں۔ نہ کہ مانس بے گوشت کے۔

و جہاں زوکت میں جو دیدوں کا نہایت مستند گوشہ ہے۔ انش شد کے یہ سنے لکھے ہیں۔
मांसमान न वा मानसं वा — मनोऽस्मिन्सीद तो वा ।
निरुक्त पु० ४ व० १२० ॥ ४ ॥

ترجمہ۔ مانس (ماں) ادا تو سے بنتا ہے۔ اس کا ارتھ مان ہے یا من کی سمبندھی
یا جس میں من لگتا ہے۔ یہ سب معنی مانس شبد کے ہوتے ہیں۔

وجہ دوم۔ اس ورگ میں بھی۔ دودھ۔ شہد۔ پانی سب پتے والی چیزیں ہیں۔ بنا بران یہ
بھی کوئی مرغوب چیز ہے۔ یعنی پتے والی شریک مراد رکھو نہیں۔

وجہ سوم۔ اس میں پکائے۔ کائے۔ یا خون سے جدا کرنے کا ذکر نہیں۔ بنابر ان یہ گوشت
نہیں کوئی اور چیز ہے۔

وجہ چہارم۔ اس میں یہ نہیں بتلایا کہ کس جانور کا گوشت۔ اگر یہ شیش ہوتا تو ضرور
آپ آپکا مطلب سیدھا تھا۔ مگر وہ تو بالکل نہیں۔ آپ نہیں سیدھا کہتے ہیں۔ کہنے کا مانس
آدمی کا مانس۔ یا تو کا مانس صرف محل لفظ کے وہی رنگ سے جس جو زوکت کار یا سکا کی ہے

نہیں۔ نہ کہ کچھ ارادہ لا کر اس کے اوپر پہلے ورگ میں ہی لکھا ہے کہ اس پر گز نہ کھاوے۔

وجہ پنجم۔ یہ کہ کوئی چیز دھوکہ یا صاف کر کے رو سے کی ہے۔ نہ کہ کائے کے لائق چیز یا ایسی
گھنٹی چیز جسے گوشت۔ مطلب اس کٹ کا کاہ ہے۔ کہ بھی۔ دودھ۔ شہد۔ اور ورگ کوئی

نہیں چیز جیسے عرق۔ سو مشرب۔ البتہ اس جو حاضر الوقت ہوں دلیوں۔ بعد ازاں پانی

دیوے پس کسی طرح اس ورگ میں مانس کھانے کا ذکر نہیں۔

ناظرین کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ساسے پانچویں منتر اگر سادہ مان اتھنی یا جہاں کی بات
ہیں۔ تب تو ہم نے بتلادیا۔ کہ زوکت کے مطابق وہاں مانس شبد کے معنی کسی مرغوب الطبع

اشیا کے ہیں۔ اور اگر ہون کا وہ ہے۔ جیسا کہ انہی دو دان یندو توں کا خیال ہے۔ تو
مانس لفظ کے معنی جٹا مانسی یعنی بال جھٹکے ہیں۔ جو ہون کی ساگری میں سے ایک

چیز ہے۔ (دیکھو پورچن ص ۱۱) صاحب کی سنسکرت و انگلش ڈکشنری (۱) اور ایسا ہی شبد
نہا دی میں بھی لکھا ہے۔ (دیکھو دیکھ) اس کے سوا ہون میں مانس نہ پڑنے کو ایک

دو زبان برسہ ہے (مفصل دیکھو وید بھاشیہ مہوم کا صفحہ ۲۰۵) تیس کے منتر
میں بھی سورگ یاد آ۔ آدینا وغیرہ شبد موجود ہیں۔ دسویں منتر میں بھی ذکر
ہے۔ کہ ہے الٹی آب اس جیو کو سورگ لوک میں سبکدروں کو ششم شکتیوں سے
رشی والی بجلی دارا لیاؤ۔ جہاں گت جیو اندر ہو گئے ہیں۔ ۱۵ دیم رشی اور اچل کے
اعلا سفر سورج کی کرپوں دارا جیو گتی جاتی تھے ہیں (یہ منتر کے دوسرے آئی ٹوٹھ طاقی
منتر نمبر ۲۴ کا ترجمہ بخیر اور ہون کی ساگری کے ساتھ مزید شریک جلاؤ۔
اس میں مانس لکھائے یا جیو کو مانسے کا پر گز نہ کریں۔

منتر نمبر ۲۴ کا ترجمہ۔ جو بھی۔ چاول۔ مردہ شریک مانس جھیں ڈالنا ہوں۔
و سے سب پر شست ان مادہ ہویہ اور جل کے جھرنے والے ہوں۔

چونکہ یہ ساری کٹ کا شریک سنسکار کے بابے میں ہے۔ اس واسطے اس سے
مانس بیکشن سیدہ کرنا بڑی بھاری بھول ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے
کہ بھوکے سے کسی نے بوجھا کہ چاند اور سورج کی ہیں۔ جواب دیا کہ دور و طیان
ایسے ہی جہاں لفظ مانس دیکھا نہ مضمون سے مطلب اور نہ منشا سے غرض
گوشت خوری کا خیال آگیا۔

صفحہ ۳۶۰ - सतब्ध इ स्वादी यो महिमा गव चार
वामां स वात देवना श्रीयात । अथर्वको० ६ व० ६६
को ड का ३ मे० ३ ॥

اس لفظ کے معنی (سوا دیہ) لذیذ۔ سوا لذت کو کہتے ہیں۔ (ادھی گوم)
ادھی کے معنی اوپر کے ہیں (دیکھو ویدانگ پرکاش ادیہ آرٹھ صفحہ ۳۸) مثلاً ادھی

راج راجاؤں کے اوپر وغیرہ۔ گوم بنا ہے گوہا ج پریت سے گو کے معنی دشنا یا گور
کرنے کے ہیں۔ (دیکھو وید تو پاشہ صفحہ ۷۷ سطر ۱۸) (کھیشر) دودھ۔ مانس

معنی گوشت (رہا شنی بات) میں کھانا چاہئے۔ ایش دھا تو کھانے کے لئے نہیں
جیسے پھل اشی بھجا اور ان پر اش سنسکار وغیرہ (لفظی ترجمہ) وہ دودھ جس

میں گور یا موت اور بے مل گیا ہو۔ وہ اگر لذیذ بھی ہو۔ اور مانس ان کو بھی
نہیں کھانا چاہئے۔ یعنی ویدک محاورہ سے ناواقف یا کسی کے بہانے ہونے

اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اس منتر میں اتھنی پور دم بٹنے اتھنی سے پہلے محدود ہے
کیونکہ یہ الفاظ اوپر کے منتر میں آتے ہیں۔ مگر یہ اعتراض کئی وجہ سے باطل ہے

وجہ اول۔ ویداشا دھیا کی سوت نہیں ہیں۔ کہ وہ خود اپنا ارتھ نہیں لے سکتے
بلکہ کو پہلے سوتروں کے الفاظ نہ جوڑ دیئے جاویں اور نہ وید کے کسی منتر میں محدود الفاظ پڑے

وجہ دوم۔ وید میں انودتی اتیکا سلسلہ نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں جہاں ویدیتہ اور جوہر پتھر
وجہ سوم۔ اس کٹ کا ہر ایک منتر بذات خود مکمل اور پختہ میں موجود ہے۔

وجہ چہارم۔ وید میں پر سپر و دودھ نہیں ہے۔ حالانکہ اس سے پر سپر و دودھا تاہر
(دیکھو وید منڈل ۱ سکٹ ۱۶ منتر ۱۷ کا سوامی جی کا بھاشیہ) +

اب ہم بتلاتے ہیں کہ اس کٹ کا میں کیسا اتم ریت سے اوپر ش کا سلسلہ ہے۔ اس کٹ کا

میں ۱۳ سے ۵ تک ۹ منتر ہیں۔ ۱۳ سے ۲۶ تک کے منتروں کے مرقوں کا خلاصہ ہے
کہ اتھنی یعنی جہاں سے بیشتر پتھر نہیں کھانا چاہئے۔ ۲۶ میں جہاں کے صفات بتلا

جہاں کہ وہ شری وید کے جاننے والا ہوتا چاہئے منتر ۱۳ سے ۲۶ تک لفظ پوری
اتھنی آتا ہے۔ اور ان سب میں موجود ہے۔ وید کے پڑھنے والے جانتے ہیں۔ کہ وید

منتروں میں جب اخیر میں دوسرے منتروں میں ٹھیکے آتے لگتے ہیں تو ایک مقرر لگا کے
اس منتر کو لکھ دیتے ہیں۔ پہلا منتر پورا لکھتے ہیں۔ اور جب مضمون ختم ہوتا ہے۔

न घहे तुस्तदमा वो ५ हिं सा०

ترجمہ۔ کہ کسی پرانی کے پران کا بیوگ کرنا۔ اس کا نام ہنس ہے۔ وہ سب از تھوں کا کاکھ
اُس کے نہ کرنے کو ہنس کہتے ہیں۔ ہنس سب پر کار کا بلنے لگے۔ سادھی پر اپت کرنے
میں پہلا سادھن ہم ہے۔ اور ہم میں پہلا ایشل ہنس ہے۔ دیکھئے اس سے معافی طور
پر ظاہر ہے۔ کہ گو کجوری ایشور پر اپتی کی جڑ کا کشتی ہے) +

जातिदे शकाल समयानविहिन्वा सार्वभौमामहाव्र
तम् यो० पा० २ सू० ३१

ترجمہ۔ جاتی۔ ویش۔ کال۔ اور سید کے لحاظ سے ہنس چار پر کار کی ہوتی ہے۔ پس سید
کو سب ویشوں میں ہر وقت اور ہر حالت میں ہنس اور ہم کو یا ل کرنا چاہئے۔

वित्तर्कहिंसादयः कृतकारिणा नुमोदिता लोभे त्के
धमोह पूर्वकाश्चुदमध्याधिमात्रादुःखज्ञानानन्तफ
लाइति प्रतिपत्तावर्नम॥ योग अ० २ सू० ३४

ترجمہ۔ انس کھانے کے لئے ہنس پر کار کا نام دیا ہوتا ہے۔ لوبہ۔ مودہ۔ آدمی کو روک
ہے سے ہنس کے بہت بھید ہیں۔ وہ سب ہی دیکھ لگن آدمی انتہا پاپ کے۔ ایشور کی
بوسہ سے دینے والے ہیں۔ یعنی ان سب پر کار کی ہنس دان کے کرنے سے کہنے والے
کو انتہا دیکھ اور لگن ان روٹی پھل پر اپت ہوتے ہیں۔

अहिंसा प्रतिष्ठायां सन्निधौ वैरत्याग यो० पा० २ सू० ३६
ترجمہ۔ جب ہنس کسی پرانی اور کسی پر کار کا کھانہ نہ دینا۔ یہ دھرم ہے جو ہنس
تب اُس پریش کے من سے دیر باؤ چھوٹ جاتا ہے۔

مخالقوں کے پیش کردہ منتروں کا ترجمہ جن کو بنجیال خود
مانس بھکشن سدھ کرنا چاہتے ہیں

अपूपवान्नांस वां पुचरु रहसीदत्तं लोककृतः पथिक
तोयजामहे येदेवानां हुतभागा इह स्या॥ अघर्नं को० १२
वर्म ४ मे० २०

यन्तेमंघं यमोदनं यन्नांसं नि आणाभित। तेते सन्तु
ध्यावन्तो मधुमन्तो वृत्तं वृत्ते ॥
अपर्व को० १२ वर्ग ४ मे० ४२

منتر ۲۰ کے مشکل شبدوں کے ارتھ (ایوپ وان) آئل دی وانس) مرد وار شریر (دیکھو) کی
کوش (پاد ۳ سوتر ۶۴) (چرو) ہوں کی ساگری (سید وٹوں) یہ ہنس ہے جو
سدھات سے جس کے لئے لٹا کرنے کے ہیں (دیکھو) آقا یا سدھ ۱۲ سطر ۲۸) یہ دونوں منتر
۲۰ و ۲۱۔ ایک ہی کندھا کے اور یہ تمام سولہویں سن کا لینے مرگ شریر کے جلانے
کی بابت ہیں۔ اس کندھا میں ۸۹ منتر ہیں۔

ہر ماہ میں کو اس تمام کندھا کے دیکھنے کی سفارش کرتے ہیں۔ اور چند منتروں کے
ملکر اپنے ارتھ کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ اس ورگ کا پہلا منتر جو کی طرف مخاطب
ہو کر پڑھا جاتا ہے جس جو نے شریر چھوڑ دیا ہے۔ جس کے لئے یہ ہیں کہ پریشور بگت
شریک کے سید کرنے والے بھنڈا میں پر داز کرتیوں کے مارگ سے۔ دوسرے منتر
میں دیوان اور شریر لوگ فقط موجود ہیں جس کا ارتھ یہ ہے۔ کہ تو ان دورا منتروں
جا جن سے بچنے کرنے والے شریر لوگ کو جاتے ہیں۔ دوا مارگ لینے پتری بان اور

(۱۲) نیچر وید ادھیا کے ۱۳ منتر ۴۴ کا ہوا ارتھ منشوں کو اچت ہے۔ کہ ایک کھڑے
گھوڑے آدمی پشوؤں اور اوپکارک بن کے پشوؤں کو کبھی نہ مارے۔ جن کے بارے
سے جگت کی مانی اور نہ مارنے سے سب کا اوپکار ہو جاتا ہے۔ ان کا سدھو یا لن
پوشن کرے اور جو مانی کارک منشو ہوں ان کو مارے۔

(۱۳) نیچر وید ادھیا کے ۱۳ منتر ۴۴ کا ہوا ارتھ۔ کوئی بھی منش سب کا اوپکار کرنے
اور پشوؤں کو کبھی نہ مارے۔ کنتو ان کی اچھے پر کار رکشا کر۔ اور ان سے اوپکار
لیکر سب منشوں کو آندروں میں۔ جن جنگلی پشوؤں سے گاؤں کے پشوؤں کی اور منشو
مانی ہو۔ ان کو راج پریش مارے اور سدھن کریں۔

(۱۴) ایسا ہی ایشور وید کا ۵ ورگ ۲۱ منتر ۱۰ اور کا ۲ ورگ ۳۵ منتر ۱۰ کا ۱۲
ورگ ۲ منتر ۱۵ میں صاف طور پر پٹاؤں۔ بکرا۔ کوچ۔ بھڑ۔ گھوڑے۔ گائے۔ بکری
وغیرہ بے آزار جانوروں کے مارنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ اور کا ۲ ورگ ۲
منتر ۸ اور کا ۲ ورگ ۲۹ منتر ۱۰ و ۱۲ میں مانس کھانے والوں کو
راکھشس۔ پشاج۔ پاتہ و پاتو لینے و شٹ بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح کن وشنی وشنیک شاستر میں لکھتے ہیں۔
तदृष्टभोजनं न विद्यते ॥ वै० अ० ६ अहि० १ सू० ६
ترجمہ۔ وہ آئینہ گیان و شٹ بھوجن میں نہیں ہے۔

दुष्टहिंसायाम। वै० अ० ६ अहि० १ सू० १
ترجمہ۔ و شٹ بھوجن وہ جس میں ہنس ہو۔

तस्य स मभि व्याहारतो दोषः ॥ वै० अ० ६ अहि० १ सू० २
ترجمہ۔ کہ جبکہ اُس کے کھانے اور کھانے والے کے رگ سے دوش لگتا ہے۔

तदृष्टे न विद्यते ॥ वै० अ० ६ अ० १ सू० ६
ترجمہ۔ لیکن ہنس سے بہت بھوجن میں وہ دوش نہیں ہے۔

पुनर्विशिष्टे प्रवृत्ति वै० अ० ६ अ० १ सू० १
ترجمہ۔ اور ہنس بہت بھوجن سے ہی عمدہ کاموں میں رہتی ہوتی ہے۔

اس کے بھاشہ میں گو تم مہاشی جی نے لکھا ہے۔ صفحہ ۳۵۔

तत्र सामान्यानि धर्मेश्च अहिं सामूनहितत्वं स
वचनमस्ते ॥

اس کے مطابق مندرجہ لکھا ہے ۱۔ ہنس۔ ست۔ استے۔ شوج۔
۲۔ ہنس۔ یہ سادھان دھرم چاروں درجوں کے واسطے ہے۔
۳۔ مہاشی پتھلی جی کی رائے۔ از لوگ شناستر۔

अहिंसा सत्यास्तेय ब्रह्मचर्योपनिहायमा० यो० पा० २ सू० ३
ترجمہ۔ ہنس۔ ست۔ استے۔ برہمچریہ۔ اپری گرو۔ یہ پانچ ہم ہیں۔

तत्राहिंसा सर्वथा सर्वदा सर्वभूतानाम विभिन्नै
उत्तरेच यमनियमास्तन्मूलास्तत्तिथिपरतया त
त्प्रते पादनाय प्रतिपाद्यन्ति ॥

اس پر دیاں جی نے تفسیر کی ہے۔ سب کا ر سے سب کال سے سب پر انہوں سے دور
تیاگ کو سب کہتے ہیں۔ یہ ہنس آدمی باقی برہم کا مول ہے۔ اس کے سیدھ ہونے سے
سب سیدھ ہوتے ہیں۔ اور سب سب کی کو پٹن کر نیکے لئے اپن کر لیتے ہیں۔
اس سیاست بہا شپ کے اور پرہوج دیور راج ششی اپنی برائی میں کہتے ہیں۔

तत्र आसावि योगं प्रयोजनव्यापारे हिंसांच सवां

صفحہ ۴۱ - ۲۔ جو لوگ انہیں جھکسن اور دبا دیا کرتے ہیں۔ اُن کے سر اور دھیراؤ کی
 دانت تو بھی زور لگاتا دیتی ہے دوست ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ان کے سرگ کرتے سے ان
 کو بھی تھک کر کہتے ہیں۔ گھبراہٹ۔ چہ تو جھک کر ہے۔ (۱۔ سولاس ۱۰) +
 صفحہ ۴۲ - ۳۔ (۱۔ سولاس ۱۰) کہہ دانت کا گڑن کدالی بھول کر کھینچ کر کے (۱۔ سولاس ۱۰)

जनयलजनमुख को प्रहार म कुमावण भुजना स
 नयलमे स्वय नाथा स बहु लमी ध्व्य म राज स विहा त ॥
 ترجمہ : حسن صاحب سے جب یہاں آ کر یہاں غصہ سے ابرو بالا کھنڈو خاکی میں مٹی رکھنے والا مارنے
 بہت چاہتے تھے۔ مگر اے کائنات میں تیرے کون سے ایسا کر کے تیرے کو مار گھسنے سے تمہیں +

ان جنگاں میں کئی دیا دواں سے بھائی
 جو بہ دھرم رکھتا جو دھرم کماں کو بھائی
 کبیرا تیری جیہ پڑی گئی کین کے پاس
 انہیں بام بن باس سے بچھ بیٹے ایک سادھو جو گئے۔ انہوں نے بھی کئی عمدہ باتوں
 کا پرچار کیا جن کا نام دادو تھا۔ ان قول ہے۔

پاچن پریشور کر لے آتا گھات
 ست کوں ستے نہیں پرانی دوزخیاں
 اس سے بچھ بیٹے ایک ساتا جاہی دلی کے گرد فوج میں ہونے ہیں۔ انہوں نے ملتان
 اسلام سے سنا جتہ کے بہت کچھ انہیں قائل معقول کیا۔ اور صد آدھیوں کو دین اسلام
 سے نفرت دلا کر دیک دھرم کا پیرو بنایا۔ اور ایسا ہی اوپریش جتین نے کیا۔ لیکن بام دلی
 دلیا سے بالکل کم نہ ہوتے۔ وہ بدستور پوشیدہ پوشیدہ اپنا کام جتنا ہو سکا کرتے رہے۔
 اور یہ کاری میں قدم دھرتے رہے۔

سلمان جو دستم کے زمانہ میں ایک اور ساتا اور دھرمی ہوئے ہیں۔ انہوں نے بھی ہزاروں
 آدمیوں کو میت پرستی اور گوتھوری اور جیہ پرہم کی ایک جگہ سے شکاریوں کی جگہ کی کا پیڑ
 دیا۔ مگر دین اسلام کا کھنڈن بھی ساتھ ہی کرتے تھے۔ بنا برتن تعصب بادشاہ کے حکم سے
 قتل کر لے گئے۔ بابریہ جہ میں بابا نانک جی نے بھی جہاں تک جہیں علم ہے۔ گوشت
 خوری کی تردید کی۔ اور گوشت خوردن کو اس کے ترک کرنے کا اوپریش دیا چنانچہ ہے۔

مٹک بھلی سراپاں جو جو پرانی کھلتے
 جے رت لے کرے جاہر ہونے پلینے
 اس کا کھنڈن کھنڈن کھنڈن کھنڈن
 اس کا کھنڈن کھنڈن کھنڈن کھنڈن
 اس کا کھنڈن کھنڈن کھنڈن کھنڈن
 اس کا کھنڈن کھنڈن کھنڈن کھنڈن

ہمارے کون کا لگے کون
 مانس کھانڈے کرے نواج
 تن گھر رہمن پورے ناد
 کوڑی راس کوڑا ہو پار
 شرم دھرم کا ڈیرا دور
 مٹھ شکر کا شیر و صوفی لگائی

عوضہ ۵۰۰ برس کا چڑا کر سائیل چاہیہ اور اس کے قرب زمانہ میں ہی پیدا ہوئے
 بہرہ دونوں بام مار کی تھے۔ انہوں نے راجاؤں کو بس میں کر کے دہدوں کے ذریعہ سے
 بام مارگ کے پرچار پر مضبوط کرنا دھرمی اور انہیں بام میں ایک گوسائیں شاور
 ہوئے۔ انہوں نے بھی بام مار کی ہونے کے کارن مانس شراب کا خوب پرچار کیا مائل
 نے رگوید پر بھاشا بنایا۔ اور دوسرے نے یجور وید اور دھرم کے مینا ساچر ہم زیاد
 طول دینا نہیں چاہتے۔ کائن کی کتابوں سے اصل عبارت نقل کریں کتابوں کے نام سے
 ہی آپ سمجھ جائیں گے کہ ہر منتر و ودی بنانا اور سرشارہ نے غاوتنر میں آپ جان
 سکتے ہیں کہ انہوں نے ان بھاشوں میں سنا دھرم کا کس قدر متینا مانس کرنے کی کوشش کی
 بہت کچھ بام مارگ کا پرچار ان کے بھاشوں میں بھی ہوا۔ اور لوگ تہہ دھرم سے گمراہ ہوئے
 اور یہ طوفان بدترینی روز بروز بڑھتا گیا۔ انہیں بھاشوں کی برکت ہے کہ نہایت جگہ نا تھ
 شاستری جیسے ریشیوں کے چاہو فرق میں غلط کھانڈا کر مسلمان ہو گئے۔
 مانس کی بابت تھری سوامی دینا مند جی جہا راج کا اُپریش۔ عقرب تھا کہ صد
 ہڈت لاندہ بپنا سنگ۔ چھری یا مینا جی ہو جاتے۔ اور دیک دھرم کو لوگ نفرت کی نگاہ

سے دیکھ کر کنا دم کھڑے۔ کہ ایک تخت ایک دھار گوج نے اس سنار میں تیا ج مبارک
 گری گجرات میں جنم لیا۔ اور یوں جوان ہو کر ست شاستروں کے مٹھن یا مٹھن اور ودوں کے
 اہیاس سے تشکر کر لیا۔ اور وقت کی تمام حالت بالکل دیدوں کے خلاف ہے۔ چنانچہ کاشی
 وغیرہ میں صد پانچ توں کے ساتھ شاسترا تھ کر سبک پول کھول دینے بقول شخصے۔
 کیا کاشی آدی میں شاسترا تھ بھاری ہوئے شانت سید پش کرم جاری
 دیا اور اتند ہے مول جن کی۔ گھو دھرم چلیا سوا بدارتن کی۔
 کرنے ہوئے شرح شستا دھرم برقام ہی سیک اول آریہ سلج حاتم کیا۔
 اور کئی دیا کھیاں مانس اور شراب وغیرہ کے کھنڈن پر دینے۔ اور اسی طرح مورتی و جاہر
 دید و دھم و شیو بے بعد از ان جولانی شستا دھرم میں برقام پونا دیا کھیاں دے۔ جو
 وقت بزبان مرہٹی طبع ہو گئے۔

۱۔ جولانی شستا ۱۰۰ ہنس پار دھرم دھرتی کھا اتیادی۔ دھرم اور دھرم انک میں
 پرتوان میں شیش جیتی سے یہ دھرم اور بادھرم ہے اس کو ہم پہلے کہتے ہیں اڈال ہنس کا کلشن
 अहिंसा सत्तास्ते य ब्रह्मचर्या परा ग्राह्यमा
 دیکھو یوگ شاستر پار ۲ سوتر ۳۰

ہنس اس کا اتمہ عام طور پر تو یہ ہے کہ کیشوؤں کو نہ مارنا۔ مگر ویس جی نے اس کا خاص
 ارتھ اس سے بڑھ کر کہا ہے۔

सर्वथा सर्वत्र सर्वभूता नम ननि द्रोहः अहिंसा ह्ये वा
 یعنی سب طرح اور پیشہ سب پرانیوں سے درودھ یا ویر کا تیا کر کا نام اجسا ہے
 (صفحہ ۱) پھر ایک دیا کھیاں ۲۰ جولانی شستا ۶ کو سنسکار یر دیا۔ اس میں
 کی تشریح کرنے ہوئے فرمایا ہے: یگیہ میں مانس نو پریش توں کی بناوٹ ہے۔ ہوم دیو
 کا جو اور مانس پشوؤں کا ڈالا جائے۔ یہ جو ستھ پریشور کی ہو۔ پہلے ہنس پریشور کی ہو۔
 پریشور کی ہو۔ ستھ میں سنا انہیں ہو سکتا۔ نہ تو ہم نے پشوؤں کے نہ مانس کی بابت کیا۔
 لیکن کیا کسی ہوم میں پشوؤں سے بھی جاتے ہیں۔ اس شکا کا انرہیتے ہیں۔ ہوم دور کا
 ہے۔ ایک راج دھرم سمبندھی۔ دوسرا سارناجک۔ اب تک تو ہم نے ساما جک ہوم کا بیان
 کیا۔ اور باقی راج دھرم سمبندھی ہوم اس کی بیستھ ساری کی ساری بتا دی ہے اس
 میں پشوؤں کے مارنے کی کیا عزت ہے۔ اس میں شش بھی مارے جاتے ہیں یعنی مدھ
 سمبندھی ہزاروں شش کے پڑان لینے راج دھرم میں درست ہیں۔ جو جنگی جانور
 دشت کھیتوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کا مارنا ٹھیک ہے۔ اور جنگی شیر وغیرہ کا بھی مارنا
 صحیح۔ مگر ہوم سمبندھی مانس مار لینے گوشت خوری جو کہتے ہیں وہ بالکل لوگ ہے کسی
 پران دھرمی کو نکال دینا کہے ہو سکتا ہے۔ کسی حیوے کے پران لینے سے نہ دھرم ایشور
 نہیں ہو سکتا۔ (صفحہ ۶۹)

سوامی جی نے جو اپریش بیٹی میں بسا ل شستا ۲ دینے۔ اور جس اصول پرینی اور سماج
 قائم ہوا اسی کے مطابق لیا دھرمی داس نے ایک کتاب سناستہ و چار شستا میں
 طبع کر لی۔ اس کے صفحہ ۲۸ سے ۳۴ تک مانس شراب وغیرہ کا کھنڈن موجود ہے۔ پھر
 سوامی جی نے بھا دوں مطابق تمبر شستا ۶ میں بھو کا تصنیف کرنا آئیہ کیا۔
 اس کے صفحہ ۱۷۲ پر لکھا ہے: سب بھوؤں سے پیشہ اور ہر طرح دیر کرتا لینا
 ہے۔ جو پاسک کے واسطے ضروری ہے۔ الخضر: پھر صفحہ ۲۷۶ سے ۲۸۷ تک مانس
 شراب وغیرہ کا کھنڈن کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اتیادی انیک از تھ کھا تھر گرتھ
 میں لکھی ہیں۔ وہ سب وید آدی شاستر جیتی پرانوں سے درودھ ہونے کے کارن
 شریٹ فرشوؤں کے گہن کرنے لوگ نہیں۔ کیونکہ وہ آدی سیدوں سے کئی بھی نہیں

ناتیرک۔ کول شعل کشاں۔ ذاکرہا۔ اسماعیلی وغیرہ سید ہی دام مارگ کی شکر
ہیں۔ اب تک بھی جو ہندو لوگ دیوی اور پجیر کو نہیں ملتے اور ویشنو کہلاتے ہیں
وہ مانس دشر کے استعمال کو سخت گناہ سمجھتے ہیں۔ منتروں اور چتروں کے لکھنے
کے واسطے بھی خون کی سیاہی اور پڑی کے قحار اور چڑے کے کاغذ سے کام لیا گیا
پوتہ نکور شدہ ہوتوں کنڈ مانس مدلسے اپوتہ کئے گئے۔ اور نئے نئے ایک کنڈ اور دو
اکسری منتر یا کر کو میدھ اور اشو میدھ اور اجا میدھ میدھ کئے گئے۔ اور جابلوں
اور عسرتوں کو تسلی دی آئی کہ ہم جاؤں دوں کو کچھ منتروں سے زندہ کر دیا کرتے ہیں
درا بھارت کے زمانہ سے لیکر پوتہ کے زمانہ تک یہ طوفان بے تیری ہرگز مدبران مزید
کر کبھی کبھی آہستہ اور کبھی کبھی خوب زور سے جاری رہا۔ وید دان جاتا رہا نہیں کبھی
مختلف اوقات میں سادہ کے ساتھ مخالفت کرتے رہے اور ان مذہبوں میں سادہ کے
ملنے میں بہت کوشاں رہے مگر پتھاراجہ پتھار جاتھار جاتھار کی طرح اس کی طرح سکاٹ
کے رینگے ہیں اس کا کھنڈن مہاراج کرشن وویاٹن شری دیدیاں جی نے کیا۔
چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

सुरासेतस्य पशामो से द्वजादीनां वसिस्तथा ।
धृते नैव तिहयत त्रै त हटे पुक व्यते ॥
भो२ शा० अ० २६४ शा० ६

ترجمہ۔ شراب۔ مچھی۔ اور دیگر پشوں کا مانس وراستانوں کی بی بی ہوتوں کو کون
جلاتی ہے۔ وید میں ہرگز اس کی اجازت نہیں ہے۔
یاس کے فرزند راجہ شکر پوتہ جی فرماتے ہیں۔

युप कृत्वा पशो ह त्वा कृत्वा रुधिरक हृतम् ।
बध्वगम्यते स्व गो वरक केन गम्यते ॥ १ ॥

ترجمہ۔ بکری سے باندھ اور پشوں کو مار کر زمین کو خون آلودہ کرنا اگر اس طرح
انسان توڑ میں جاتا ہے۔ تو بتلائیے ترک میں کس طرح جاؤں گا۔

सत्ययुपस्तपोऽग्निश्च प्राणाश्च समिधो मम ।
अहि सापर मोधर्म एव धर्मः नातनः ॥ २ ॥

ترجمہ۔ ست برت ہمارا یو پ ہے۔ تپ ہماری اگنی چا اور پران اپان ہماری سدا
ہے۔ گوشت کھانا ہم دھرم ہے اور یہی ستان ہے۔ انا گیا ہے۔

प्राणायामात्मनो हभी ह्यभवा नामपिते तथा ।
आत्मोपस्येन भूता न हया कुचेन्ति पशो डेटा ॥ ३ ॥

ترجمہ۔ پران جیسے انسان کو پیار ہے نہیں۔ اسی طرح اور پشوں کو بھی ہیں۔ اس
سے اپنی طرح وودان لوگ سب پرو دیا کرتے ہیں۔

اسی طرح اور کئی جہات سیدادی ہوتا ہیں وغیرہ ست دھرم کا ابدیت اور ان دہر وودہ
باتوں کا کھنڈن کرتے رہے مگر دشت پر بھاؤ بڑھ رہا تھا۔ اور بیان تک بڑھ چکا تھا۔ کہ
استروں کو پشوں کے سنگ صحبت کرنے جانے کی بھی توبہ آئی تھی۔ اور عرفانہ روت
میں ہی نہیں بلکہ تب رشتوں میں بہ خرابی پھیل چکی تھی۔ مشنوی روی میں روم ویش کی
ایک کہانی درج ہے۔ اسماعیلی فرقہ جہاں موجود ہے اس کا یہ عام دستور ہے۔ مگر ان کی بیوی
ایسی ہی کام ہوتے تھے۔ سناچھوٹ روم یعنی بدکار ستوات کے مکان جن کے سب نونے
شہرہ منیر کے عجائب خاں میں موجود ہیں۔ بدکار وائی سناچھوٹ میں ہوتی تھی۔ جو شہرہ
میرا تیشہ سار کے لادہ کے سبب تباہ ہوگا۔ مگر فصل کی عمارت سماچار سترہاہ پتھار جاتھار
نظامی نے سکندر نامہ میں بھی لکھا ہے۔

نہن باو شعل کشاں دور دار۔ ۲۰۔ تیسہ سارخ مواد دور بر نور دار۔
عرفیک جیب۔ سام مارگ ثبت۔ رورکشا۔ اور اس نے نہایت درجہ تک خرابی میں آئی تھی
سے۔ ۵۰۰ برس پہلے کابل شہر میں پوتہ کے سید اپگر اور اس لکھ راہ مارگ سے تنگ ورتیا
دھرم کا ریا شرع کیا۔ لودھمت کی بنیاد گرجوں میں دہن سرخاں خدیجہ بیگم جاتی انام
لگائے ہیں اور جسے زبردست اعتراض کئے ہیں مگر حقیقت میں کوئی اعتراض صحیح نہیں کیا۔
جو اعتراض ہیں وہ نام مارگ مذہب ہیں۔ اور انہیں کی بیان کردہ ملکیت باتوں برصغیر
وہ مدلس بر۔ دام مارگ سے منکر پوتہ۔ وغیرہ ست مانتروں نے جو اعتراض دیہندہ
برکئے ہیں وہ سارے کے سارے مردوں میں۔

خبر کچھ سی ہو۔ پوتہ نے دام مارگ یا بقول خود ویدک مت والوں پر اعتراض کئے۔ اور اس
خوبی سے کئے کہ لوگوں نے ناسک بتنا سہوار کیا۔ مگر گوشت خوردہ کی شہت متفقہ ہو گیا۔
ویدوں کو بھی انہوں نے خواب دیا۔ کیونکہ اگر وہ ہم اور ساجن کے ارتھ صحیح ہیں۔ راجست۔ دھرم
کے ملنے سے ناسک ہونا ضرور درجہ بہتر ہے۔ اور اگر دام مارگ صحیح ہے۔ جس کا ثبوت انہوں نے
اعتقاد ہے۔ تو لا مذہب ہونا اس سے عمدہ ہے۔ پوتہ کی تعلیم سے اگر یہ لوگ بشو اور وید سے
شرعاً رایت ہو گئے۔ اسٹس ویدک دھرم بنے۔ دام مارگ کی مناد ہونے کی ریتیں بھی بات ہے۔
کرمی طور پر ایک بات (اسو کی سستی کے انکار کے سوا اور تمام تردیدوں پر عمل درآمد ہونے کا
یعنی یسوں کو مار کر کچھ کرنا مذہب گویا۔ اور بی دشو کو کچھ ہر روز دیا۔ اندھ۔ توبہ۔ ٹکے
عاجز محتاج آدی اور۔ جانوروں کے واسطے شفا خانے اور غریب خانے تیار ہوئے۔ شہر خانے
جاری کئے گئے۔ (دیکھو نو انیہا) ستاخ اور شہد کرموں پر زندگی کا مدار رکھا گیا۔ اگرچہ پوتہ
خود ناسک کا کتاب نہ پڑھا اگر اس کے بعض اصول بالکل توبہ و رت تھے جس طرح آجکل بعض
آدی برائوں یا ہیدھ کے تریجے پڑھ کر جیسا ہی ہوجاتے ہیں۔ جیسے ہی حال پوتہ کا تھا۔ نہ
اس کا قصود اور ویدوں کا۔ نہ سارا کاسا لا تصور بام بارگیوں کا تھا۔ جنہوں نے پوتہ
کے آتما کو مجبور کیا۔ کہ وہ اس دھرم کو ترک کرنے۔

اس پوتہ کے ناسک مت کی تردید کرنے والے سے پہلے بھٹ پادکمارل آجاریہ ہوئے
ان کی بابت ذکر ہے۔ کہ وہ جن وقت ودا شاستر کو پڑھ گئے۔ تو ایک دن ایک مکان کے نیچے
سے گندہ گر رہے تھے۔ محل کے اوپر ایک راجا جکاری دھرم کی بری حالت کو سوچ سوچ کر
آدھا شاوک پڑھ رہی تھی۔

किं करोमि क्व गच्छामि को वेदानुधरिष्यति ।

کریں کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ اس امدہ کار وودھمت کے نزلے میں کون ویدک دھرم
کی حفاظت کریگا۔ تب اس کے جواب میں کہا و آخاریہ ہوئے۔

माविभौवोवरा रोहै भद्रा चा योस्तिभुत ले ॥

کہاے یاری مت سوچ کر بھٹ آجاریہ پر کھڑی پر موجود ہے۔ اس کے بعد یہ عام پرستہ
ہے۔ کہ انہوں نے پوتہ مت کا کھنڈن شروع کیا۔ مگر اس تقریبی نام مارگ کا بھی۔ ان کے چلنے
گرتھوں میں بھی مانس شراب کا بار کھنڈن موجود ہے۔ ان کے بعد ۱۷۰۰ برس کا عرصہ ہوا۔ کہ
تینکر آجاریہ ہوئے۔ انہوں نے بھی مانس شراب کے پرچار کو متوں کا اسی طرح کھنڈن کیا جس
طرح کہ پوتہ اور جینیوں کا اور ابھی تک ان کے مت ایوانی مانس اور شراب کو کراہتے ہیں۔
سوائے چند بام مارگی گوسائیل کے۔ بعد ازاں ۱۷۰۰ میں رانج ہوئے۔ انہوں نے تو کھنڈن
برخلاف بام مارگی اور مانس آمارلوں کے ودا شاستر کا پرچار کیا۔ ان کی زندگی کا سارا تمام شر
ماچندری کی زندگی تھی اور ان کا سچہ تھا کہ وہ ہرگز مانس آزاری نہیں تھے۔ انہیں کے مت میں
۱۷۰۰ میں گہر ہوئے۔ اس نے بھی دین اسلام ترک کر کے ویشنومت سویکار کیا۔ اور گوشت
خوری وغیرہ کے مسائل کی تردید شرع کی۔ کیرجی کا قتل ہے۔

انجام نہ ہو۔ وجہ سوم۔ کئی گرووں کا بھل ہے اور کرم محمد وہ ہیں۔ پس ضرورتی ہے۔ کہ کئی محدود ہو۔ وجہ چہارم۔ کوئی وید منتر کئی کے غیر محدود ہونے پر نہیں ہے۔ البتہ ایسے منتر ضرور ہیں۔ کہ جن سے پایا جاتا ہے کہ کئی محدود ہے اور پرانت کال کے بعد واپس آنا پڑتا ہے +

چونکہ وہ اتنا بڑا زمانہ ہے کہ انسانی علم حساب درحقیقت اس کا حساب نہیں کر سکتا اس سلسلے میں ان کا ہونا بعض مقام پر کئی طرح میں پیش کا نقطہ استعمال کر دیا جائے گا۔ جب جگہ اور حیثیت اسی پرانت کال سے سے ہم نے رسالہ نجات میں درج کیا تھا لکھ دیا ہے پس آپ کا یہ فرمانا کہ جالندھر میں ایک مولوی سے مباحثہ کرنے پر سوامی جی نے مقول جواب دیا پر دایمی مکتی سے انکار کر دیا۔ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ تو یہاں تنازع اور کرامات کے سوا کسی اور مسئلہ پر گفتگو ہوتی۔ اور نہ ایسا معاملہ کر آیا۔ یہاں کا سارا مباحثہ غیر مذہب والوں کی طرف سے مطبوعہ موجود ہے اس میں ہرگز ایس کا ذکر نہیں۔ پس بھائی صاحب مناسب ہے۔ کہ اول اعتراض دل میں تولو۔ پھر منہ سے بولو۔ ۵

گفتہ ندارد کہے باتو کارا۔ ولین چو گنتی دینیش بیار
 سوامی جی نے تشریح میں
 اعتراض (۱) ستیا تھ پر کاش صفحہ ۸۹
 پر گنتی کے شلے کا یہ ارٹھ کیا ہے۔ کہ چو جی گنے سے
 یاد من کر دھو گھ دینے سے جیت ہوئی ہو۔ تو ایسا
 ہی کرنا چاہئے۔ مگر بظاہر گنتی کے اس شلوک کا آئینہ مطلب ہے کہ دشمن کے سامنے
 بے کھانا چتر دیں کا دھرم نہیں ہے +

آریہ۔ بھائی صاحب دھوکہ نہ دیکھئے۔ سوامی جی نے جس خوبی سے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ وہ جی اصول کے بالکل خلاف نہیں۔ بلکہ عین مطابق ہے وہ لکھتے ہیں سینکڑوں سمسروں سے بھی یہ کہنے میں آگئے کہ کبھی نہ ہوتا۔ سدا بھوی ارنھات ویتار رہنا۔ درہ رہنا۔ دھیر بادان ہونا۔ یعنی مستقل مزاج۔ راجا اور پرجا سبند ہی ہونا بار اور ست شاستروں میں اتی چتر ہونا۔ یہ میں بھی درنرش شک رہ کے اس سے کبھی نہ بٹنا نہ بھگانا۔ ارنھات اس پر کار سے لڑنا۔ کہ جس سے نینیت وے (انتہائی) ہووے۔ آپ نے جو جی گنے سے واشتروں کو دھوکھا دینے سے جیت ہوتی ہو۔ ایسا ہی کرنا۔ درن شیل رکھنا۔ یکشات رہت ہو کر سب کے ساتھ چھا لویکھ ورتنا وچار کے دینا۔ پرنکیا پوری کرنا۔ اس کو کبھی بھنگ نہ ہونے دینا۔ یہ گیا وکھشتری ورن کے کرم اور گن ہیں +

یہ بھگانا جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ وہ بڑی بھلائی کا بھگانا نہیں ہے۔ بلکہ ایک مٹھی شرمز ہے۔ یعنی جکی اصطلاح اور دنیا کی تمام متجاہدوں کو کسی کسی موقع پر اس پر عمل درآمد کرنا پڑا۔ ہونا پارٹ اور سکندر کی لایٹ ٹھہرو۔ اور روزنامہ تیسور کا مطالعہ کرو۔ اور سوامی جی اسے مفصل نہ لکھتے۔ تو بھی کرشنجی کی لایٹ پر کون پڑنا لگا سکتا ہے۔ کال بمن سے بھاگے۔ اور دوبارہ خطر سے بھاگ کر دواریں جائے خود شیو جی کرشن جی کے مقابلہ میں بھاگ گئے اسی واسطے کرشن جی کا نام دن چھوڑ مشہور ہے۔ پس یہ اعتراض آپ کا اگر ہے تو کرشن جی پر ہے۔ نہ کہ سوامی جی پر۔ مگر یہ اعتراض نہیں۔ بلکہ علم جنگ کا ایک داؤ ہے۔ یاد دشمن کی صرب کا اغراض +

اعتراض (۲) منورتنی اذھیاس سے ۱/۲ کا ترجمہ غلط ہے +

ثبت خورد آجاتا ہے یا نہیں۔ آریہ بھی دیکھو کہ ثبت کالان کا بھی بہت سا حصہ اس میں مل گیا ہے۔ اگر انگریزی ٹیکس موجود نہ ہو۔ تو اردو دیکھئے۔ جو ششہم میں منشی گلاب سنگھ کے زیریں میں شیع ہوا ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ کہ ان دونوں کے درمیان ثبت خورد دو ایک حصہ ثبت کالان آجاتا ہے۔ تو ہرگز سوامی جی کی بات میں خلاف نہیں ہے۔ ایسا ہی ہے۔ اور بالضرور ہے۔ اور یہی غیر ملک کے محققین کی بھی رائے ہے بے شک سوامی جی انہیں رشیدیوں کی اولاد سے تھے۔ جو آدھی سرشتی میں تیرہ بیٹھے یعنی ثبت ہیں (جس کا نام دوسرے سرورگ یعنی سکھ بھومی بھی ہے) پیدا ہوئے۔ اور انہیں ہرگزوں کی طرف منوجی نے ادھیاس شلوک ۲۰ میں اشارہ کیا ہے۔ اور مہا بھاشا و غنوبے رو سے اس کا نام کو روکھشیر بھی ہے۔ اور اس کا پتہ بتلایا ہے۔ - - - - -
 उत्तराकरवा یعنی کو روکھشیر اور تیر میں ہے۔ اگر ہم سوامی جی کی تحقیقات کو سچ مانیں۔ اور یام مارگی چٹھ توں کے قول پر اعتبار کریں۔ تو یہ کو روکھشیر نام کو روکھشیر لٹائی کے بعد پڑا۔ اور منوسمری اس سے بعد تصنیف ہوئی۔ حالانکہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس جگہ سے صد ہا برس پہلے کے گرنھوں میں کو روکھشیر نام موجود ہے۔ پس سوامی جی کا ارشاد بالکل سچ ہے کیونکہ اس کے خلاف ماننے سے تمام گرنھوں سے انکار کرنا پڑتا ہے +

اعتراض (۵) - سوامی جی نے کہیں لکھا ہے۔ کہ برہم پر کو پرائیت ہو کر مہا آندیس رہتے ہیں۔ اور پھر کئی جگہ مکتی سے لوٹ آتا بھی لکھا ہے +
 جواب - یہ اعتراض کئی وجہ سے باطل ہے۔ وجہ اول یہ کہ غنوں کی پھر مار کے سوا علمی زندگی میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ بلکہ تمام تر ثبوت اس کے خلاف ہیں۔ کرشن ہمارا ج جو رگیشہ اور منیشہ مسلم فریقین ہیں۔ وہ خود گیتا میں فرماتے ہیں +

बहु नि मेव ती तानि ज च न्माति तव अर्चुन
 یعنی اے ارجن میرے اوپر تیرے بہت سے جنم ہو چکے ہیں +
 شکر آچار بھول آپ صاحبوں کے شیو سرورپ وہ بھی مکت سے واپس آکر پیشہ شریو دھاری ہوئے +
 جے دیکھ بیکھتے ہیں یعنی موکھش پدوی سے خارج کئے گئے۔ اور وہی اعلان کش وغیرہ ہوتے رہے +

پرتھویاس جی کا اذکار ہونے۔ اور اسی طرح دثاتیرہ۔ راجندر بھول تھی اس پادروانوں کے ساکشات و شندو سرورپ۔ مگر نش جنم میں ضرور آئیے۔ سینا ہونان لچھن وغیرہ سب کا یہی حال ہے۔ انسانی روحیں تو درکنار۔ خود خدا کو بھی پورا ملک لوگوں نے بیکھنے میں آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ سورمچھ۔ کچھ۔ شیر گھوڑا لکنا۔ عورت وغیرہ کے قابل میں آنا تسلیم کیا۔ اور نویں و بیاشت نے تو دنیا کو ماتنگ بنانے کا گویا ٹھیکہ ہی لے لیا۔ یہ یعنی جن میں ہیں۔ یا جتنے جیو ہیں۔ سب ہی خدا ہیں۔ صرف ادویا کے کارن یا مایا کے موہ میں برہم بھول کر جیو لکھاتا ہے ذرا بھول شکر آچار یہ۔ نہ دے دھار تم۔ دھیان۔ نہ دہیام تدریک و ششٹا شواکیو لہر +

بھائی شبنو نرائن جی آپ غور سے خیال فرما دیں۔ مکتی سے لوٹ آئے کا عقیدہ دنیا نہیں ہے۔ تمام مہاتماؤں نے کارک کوئی یعنی مکتی یافتہ جیوؤں کے آنے جانے کی اجازت بتلائی ہے۔ وجہ دوم جس کی آدھے اس کا انتہائی دور ہے۔ ایک طرف جیسا نجات کا آغاز ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کا

اول کے صفحہ ۵۸ پر بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ میں آپ کا یہ اعتراض سراہ کر
بے بنیاد دیتیے۔

اعترض (۱)۔ ستیا ناتھ پیکاش مطبوعہ بار دوم کے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے۔ جو کلین غنیمت کی شہرہ ہوئے۔ تو ان کو منتر لکھنا چھوڑ کر سب شاستر بڑھاوے۔ اور صفحہ ۴ پر اس کے حفاظ وید کے انوار سب کو دیکھا ادھر کار لکھا ہے۔ شاید اس واسطے کہ ان کے منہ میں شہروں کی کثرت ہے۔

اكثر۔ یہاں بھی آپ کی سمجھ کی غلطی ہے۔ وہ سوامی جی کی رائے نہیں۔ بلکہ مشرف کے مصنف نے اپنی عبارت میں لوگوں کی رائے لکھی ہے۔ کہ ایسا بھی مت ایٹک چار لوں کا ہے۔ اور جو سوامی جی نے صفحہ نمبر ۲ پر وید منتر لکھا ہے وہ تو خود ہی عمدہ آرشیدوں سے بڑھ کر ارشاد ہے۔ اور ایسا ہی ہزاروں رشیوں کا مت ہے۔ سب کو یہ پڑھنا چاہئے۔ اور ہزاروں رشی۔ بالیک۔ وشنش۔ گوتم۔ عباس۔ شرمست۔ دکن۔ شندو۔ کل۔ میں اور بہن ہر مہین ہر گئے۔

آریہ سماج میں شوروں کی کثرت نہیں ہے۔ بلکہ برہمن اور کھتری اور ویشیوں کی کثرت ہے۔ مگر ہم جب ورن ہوسٹیا گرم سے مانتے ہیں۔ تو ہم اس کو گوارا یا سہو بھی تو بھی اعتراض کے قابل نہیں سمجھتے۔ مگر شوروں کی کثرت۔ بام نامک ۔

اور یاد داسیوں میں ہے۔ اور ایک سوال ہمارا یہ بھی ہے کہ وہ دم سجھا والے پانچ سو سالوں کو کس ورن میں شامل کرتے ہیں۔ خدا ہو سکتا ہے کہ تیرا لائے نہ ہو کہ ان میں سے ہزاروں مانس شتر کے کاغذی اور جھپٹا لیے ہیں۔ جنہوں نے مسلمانائی بیڑیاں پہن کر ڈالی ہوئی ہیں ؟

[illegible]

مترودید۔ آپ کی ساری تحقیقات نامکمل۔ غلط اور دھوکا دینے والی ہے۔
 اصل بات یہ ہے کہ تنوکی جی نے اس بارہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سے شائستہ
 کے مطابق ہے۔ جسے سامانی جی نے آریوں کی آدمی کی ادنیٰ سی تھکان مانا ہے۔
 چنانچہ کہ شمالی حصہ میں ہے۔ اور وہ پورے یعنی منو کے زمانہ میں جس کا نام ٹوٹوہ
 تنو تھا۔ آریہ ورث کے ساتھ شامل تھا۔ چنانچہ یجو گول استھانک میں بھی لکھا ہے
 سکتا۔ (حدود اربعہ) اس دلش کی جدا جدا اسمہ میں جو اید اطرح پر برزی کسی لوگوں
 نے بڑھا۔ سیام۔ ناکا۔ اور کوچین کو بھی اس میں گنا اور کبھی کاہلی قدر تھا اور ثبت
 اس میں ملایا (صفحہ ۲۰) (۲۱) (۲۲)

اگر ایک کے مشہور ڈاکٹر جیکسن ڈیوس صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے
اوسے ہر فشی اور شیول کی تربت یعنی ہالڈ کے شمالی دامن میں جو ایک بڑی کھن کی
تاج مار مونیہ جلد ۵

اور یہ منہ کے بھی مطابق ہے۔ دیکھو منہ اوپر ہیا ۲ شاوک ۱۔ جس کا
 اعلیٰ حصہ مطلب یہ ہے کہ برہنہ تیر تیری بیج سرسوتی تیری سے لیکر دوشد و ج
 یعنی نساہ پتھروں والی سندھو تک جو ٹانگ ہے۔ وہ برہنہ آدھرت کا ہے
 یہ خیال کرو کہ وہ ٹانگ کوٹا ہے۔ آپ انگریزی جانتے ہیں۔ اٹس کھول کر
 کھنوں کے سامنے رکھو اور دیکھو کہ برہنہ اور سندھو کے درمیان بس تین

اعترض (۸) سیدنا محمدؐ پر کاش ^{۱۳۸۸} میں بدعت انت شروع میں کا جو خود دنیا
 نے بحال ہے کسی اور کو اس کا پتہ لگ جاوے *

انگریز چھ مہینوں سویرے گزرتا اور چند گزرتا کہ متعلق ہے۔ سوامی جی نے بتلایا ہے کہ اس برکار یعنی جب سویرا اور بھوجی کے مذہ میں چند ریاں آتا ہے تب سویرا گزرتا اور جب سویرا گزرتا اور چند کے بیچ میں بھوجی آتی ہے۔ تب چند گزرتا اور تیس پوران والوں کے راہرویت کی کمائی کا کھنڈن کیا ہے۔ بس جو کچھ سوامی جی نے لکھا ہے۔ ویسا ہی سویرے سندھانت شرومنی میں ہے۔ اور جو کلمہ سوامی جی نے لکھا ہے۔ وہ گہرا لکھا ہوا ہے۔ دیکھو اور ہیٹا م۔ شاکو م گزرتا ہے بھی انہیں کے حوالے سے لکھا ہے۔

اعتراف (۹)۔ تیار پھر پرکاش ۱۹۶۰ء میں نشتیپ شاریک اور شاریک
بھاشیہ کا پران ویا ہے۔ یہی کہیں سہین ملتا۔
آخر۔ یہ سوامی جی نے پران نہیں دیا۔ یوں ویدانتیوں نے دیا ہے۔ اور
شارک بھاشیہ میں یہ کار کا بھی ہے۔ اس سے بھی تو کوئی برہمن مان انکار نہیں
کر سکتا۔ اور ویدانتیوں کی تو یہ مشہور ڈھال ہے۔ خود ہم سے مباحثہ میں کئی
مرتبہ انہوں نے یہ شکوک میں کہے۔ آپ جان لو چہ کر مغالطہ دس۔

اعترض (۱۰۰۰)۔ یہ دو نول خوالہ کرکے لکھنے کے دو بھی ہوں۔ نو بھی نہایت عمدہ ہیں ایک تو لوگ سادہ ہی اور دیر ماندگی بابت اور دو ختم امت کی فضیلت پر ہے۔ چونکہ سوامی جی نے انہیں آپ رشدوں کے خوالہ سے لکھا ہے۔ مگر نام نہیں دیا۔ اور میں اس جی تک بلا بھی نہیں۔ غالباً ان دس آپ رشدوں میں نہیں ہے۔ تو کیا سرج۔ ہم اگر سراج کے اصول پر ہم کے مطابق انہیں قبول کرتے ہیں۔ اور کچھ دیگر کئی برہمنی پر کچھ کھٹانے کے مطابق انہیں جو صحیح سمجھتے ہیں۔ آپ بتلائیے۔ ان میں غلطی کو کسی جو ملگا ہوا ہے سو بکار کریں۔ یا ان میں کو کسی باشت وید کے طواف ہے۔ جس پر آپ نے اعترض کیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ سوا برہمنی دو خوشی ہے۔

اب انکی اعتراضوں کا جواب عرض کرتے ہیں۔ دعوت ہے اس
 خیال سے کہ میں نے تاکہ لوگوں کو رسوائی نہ ہو، یہ عقلی کوس
 نیویں بنکر رسوائی نے شرعی اور دینی میں سلطنت کر لی ہے؟
 حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کہ بعض سارے یہ کہیں۔

لے بچائے (चुरा रा) بتایا ہے۔ اور ایسا ہی منہ مری سید میں شور و دت کی جگہ
 سادھو بھی بنادیا ہے ❖

۱۰۱۔ یسویا شہزادہ کا واک ہے۔ وہ پیر شہزادہ ہیں۔ اور یہ اس کا پاٹ
بھند ہے۔ ذکر دومی جی کی اصلاح۔ آپ مختلف گرجہ تلمی و مطبوعہ
خریدائیے۔ آپ کا شک رنج ہو جائے گا۔ اعتراض شہزادہ صاقت سے دور ہے۔
۱۰۲۔ آخر اصل (۱۰۲) اسی طرح منو شہزادی کے اوہیا کے ۱۰۲ میں سلوک چارم
حصہ صفحہ ۱۱۱ پر بالکل بدل دیا ہے اور منہ کہ آپ نشہ کی شہزادی صفحہ ۱۵۶ پر صحیح لکھی ہے
اور ۱۰۲ پر بدل دی۔ مکتوبہ سلوک شہزادہ کا بار تو موم۔

مفتوحہ کیا آپ کی غلطی ہے۔ افسر پشتک کا غلط نامہ دیکھئے مطلبہ بار دوم
 نہیں کے اخیر میں ایسے ہی کئی دھ آپ نے دھوکھا دیتا چاہا۔ یاد دھوکھا کھایا۔
 اور منہ بھی غلط لکھا ہے۔ محل میں صفحہ ۱۲۵ ہے۔ ان دو غول کیڑا سٹپ
 بار دوم میں غلط نامہ موجود ہے۔ دریا آکھس کھوگر مطالعہ فرمائیے۔ اور

میں نہیں ہیں۔ اس شلوک کا بھی یہی حال ہے۔ ہمارے پاس ابک بہت بڑائی منوسمرتی تھی ہے۔ اس میں نہ تو وہ شلوک ہے جو عام منوسمرتی میں ہے۔ اور وہ جو سوامی جی نے لکھا یعنی دونوں نہیں پروفیسر جالی صاحب والی منوسمرتی میں اس کا بھی پاٹ بھید ہے۔ جیسا کہ اور ہزاروں کا ہے۔ بولہ صاحب نے بھی اس شلوک پر شک کیا ہے چل شلوک یوں ہے +
 دو مانچ رتنانی دو کتے شوہر پادایت ویدوت سوچ وچرٹو
 برکت سوزگم مستنئے

اس کا پاٹ بھید بھنے گزٹھوں میں یوں ہے +
 دہناتی تو تھاشکی وپڑے شوہر یا دایت ویدوت سود کتے شو
 برکت سوزگم مستنئے

جو تھاشکی دو نوں میں ایک ہے۔ دوسرے ٹکڑے میں دہن اور دو کت کا پاٹ بھید ہے۔ تیسرے ٹکڑے میں بھی دہن ہے تو۔ اور دو کتے شو کا پاٹ بھید ہے۔ اور اول ٹکڑے میں رتنانی اور دہناتی کا فرق ہے۔ اور کچھ نہیں اول کا ارتھ ہے۔ ایک پرکار کے رتن سنیا سی کو دیوے۔ کیا نیلے جو وید کا وودان ہو۔ ایسا دان دینے والا مرنے کے بعد سکھ (سورگ) کو پراپت ہوتا ہے دوسرے پاٹ بھید کا یہ ارتھ ہے۔ حسب توفیق دہن وودان کو دیوے۔ کسا وودان ہو جو سنیا سی اور وید کو جاننے والا ہے۔ ایسے کرنے سے مرکز سکھ یا سورگ کو پراپت ہوتا ہے۔ تھلائے مطلب کا کیا فرق ہوا۔ اس مقام پر یہ خٹا دینا بھی ضرور ہے کہ دو کت کا ترجمہ یعنی سنسکرت کے نا واقفوں نے کر پستی کیا ہے جو تمام گوشوں کے خلاف ہیں۔ دو کت کا ارتھ ہے۔ علحدہ کیا ہوا اگر شرفین اکیلا محسوسات دیناوی سے آزاد یعنی تارک الدنیا یعنی جیوں مکت۔ دیکھو سنسکرت انگلش ڈکشنری دامن فیورام آیت ایم اے پرنسپل و پروفیسر سنسکرت پونا کالج ۱۹۵۶ء اور شریدارتھ چٹا منی کوش میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۲۴۴)

شکر اچارج۔ درونا چارج۔ کرپا چارج وغیرہ ہمارے پکار کرپو اسٹے دہن لیکر براو پکار میں خرچ کرتے تھے۔ اور ایسا دھن لینا تو بڑا ہے۔ اور ڈگنا۔ بلکہ لوگوں کو دان کرینکا عمدہ طریقہ سمجھانا ہے۔ ایسی طرح سوامی جی نے تھلا یا ہے۔ کہ وودان اصل ہمارا سنیا سیوں کو دان دو۔ جس نے تھلائے او پکار ٹونگل میں دیں۔ کوئی کوئی ہمارا سنیا سی دان لیکر تالاب بنوا دیتے ہیں۔ بگیا کر دیتے ہیں۔ گوشالہ بنوا دیتے ہیں۔ یہ سائے پن ہیں۔ اور ایسا دان کسی حالت میں نہ بنائیں۔ ملک میں وید بھاش کی ضرورت تھی۔ وید کا ترجمہ بالکل سائق رشتی مینیوں کے منشا کے مطابق نہیں ملتا تھا۔ اور سنسکرت کے سمجھنے والے لوگ بھی کم تھے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا۔ کہ وید کا ترجمہ عام سہل بھاشہ میں کیا جاتا۔ اور ساتھ ہی جبکہ لوگ ویدک دھرم کو چھوڑ کر مسلمان اور عیسائی بھی کثرت سے ہو رہے تھے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ جو ویدوں کے نام ماتر جامی کہلاتے تھے۔ وہ بام مارگ۔ چولی مارگ۔ جنت پرستی۔ پیل پرستی۔ بیا پرستی۔ بیج مارگ۔ گور پرستی۔ تھری پرستی۔ ہمدوست وغیرہ مکروانات میں مبتلا تھے۔ یہ سب بے وقت ہیں اس بات کی تہنیت ہی ضرورت تھی۔ جناب ران اس ضرورت کو مد نظر رکھ کر سوامی جی نے ویدک مینٹرل کے واسطے چندہ کیا۔ اور وہ چندہ کر کے ایک براو پکار کرپو بھلا کے سپرد

دیکھو جلد ۸ صفحہ ۸۵ مطبوعہ ۱۹۵۶ء کلکتہ۔ ایشیاٹک سوسائٹی +
 اعتراض (۳) پہلے ستیا رتھ پر کاش کے صفحہ ۱۴۰ پر لکھا ہے۔ بدوی کیجی منور دوت۔ تھریسکیم بہکپنا تا۔ آپ نشدیں۔ چان مارو جال ہے کسی میں بچائے۔

جواب۔ اصل حال یہ ہے۔ کہ تھریسکیم بہکپنا تا۔ اور جھانڈوگ کے دو حصے ہیں۔ یادو بھاک۔ اول برہمن۔ دوم آب لشد اول کو چھانڈو گیارہن ہی لکھتے ہیں۔ یعنی رشتیوں کی تصنیف کردہ کتاب۔ جس میں صرف وید کے مصنفین کا ذکر ہو۔ سب سے پہلے کلوک بھٹ نے اس کا پرمان دیا۔ بعد ازاں منوسمرتی کی ادیشکا کاٹن نے نشی اندرمن نے صولت ہندیس بھی یہی پرمان دیا ہے۔ اور راجہ شیو پرشاد نے مانو دھرم ساریں بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۵۰ نوید میں لکھا ہے۔ کہ وید میں جو کچھ لکھا۔ اسے جیو کے لئے اوشد ہی سمجھا۔ آگے وہی ٹکڑا ہے۔ مطبوعہ ۱۹۵۶ء اس کی شدہی پر پانچ مشہور نیرتوں کے دستخط ہیں +

اعتراض (۴) ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۱۳۵ میں یہ آدھا شلوک دو دھانچ رتنانی دو کتے شوہر یا دایت۔ منوسکے پند سے لکھا ہے اور اس کا بھاکھا ارتھ یہ کیا ہے کہ نا پکار کے رتن سورن آدھی دہن دولت ازتھات سنیا سیوں کو دیوے۔ یہ شلوک بھی سوامی جی کی منوسمرتی میں ہی تھا۔ اور کسی جس نہ ملگا۔ اس پر اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ سوامی جی نے لوگوں کو لوٹنے کے لئے اسے من سے یہ شلوک گھڑ دیا تھا۔ یہ سراسر غلطی ہے۔ کیونکہ انہیں لالچ ایک وٹری کا بھی نہیں تھا۔ فقط دیش اتنی کا خیال تھا۔ اگر لالچ ہی ہوتا۔ تو اپنے گھر کی مہاجی کیوں چھوڑتے پھر علانیہ کہتے تھے کہ گھر کو صحت دولت کچھ نہیں چاہئے کہ کچھ چاہتی پڑو ہرنے گئے +

جواب۔ علم زبان اور پورانی چیزوں کی تحقیقات سے ناواقف لوگ اکثر ایسے ہی بیہودہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ پورانی کتابوں میں رہا سٹھائے ان کے جو پر زبان یاد ہوا کرتی تھیں۔ یا جن کے واسطے سخت قواعد یاد رکھنے کے پڑتے تھے۔ یا جن کے ایک ایک حرف پر مذہبی نگہ لایا ہوا کرتی تھی۔ جیسے کہ وید مقدس کا جوں کی بے پردہا ہی کے سبب اور خصوصاً خیانت پسند شاعروں کی طبع کی اندھی جولانی کے باعث یا یاد نہ رہنے کے سبب کہ یہ شلوک کس کا ہے۔ ایسی کتابوں میں بہت سی تحریف ہو رہی ہے۔ ہمارا بھارت اور شاہنا مہر میں بھی کتابوں پر سب سے زیادہ ایسے کام ہوئے ہیں۔ اور سینکڑوں ہزاروں شلوک متحرک تحریف کی مہربانی سے ایڑا دکھ گئے۔ (مفصل دیکھو ہمارا بھارت اور شاہنا مہر مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ) اور ایسا ہی ٹروکٹ میں بھی پاٹ بھید ہے منوسمرتی چونکہ بہت بڑی کتاب نہیں ہے۔ اس لئے اس پر کارستانی بھی بہت یاد نہیں ہوئی۔ آریہ سماج کے فاضلوں کے سوائے اور بھی وودان پنڈتوں کی ایسی ہی رائے ہے۔ دیکھو منوسمرتی ہٹیکا والی مطبوعہ یعنی۔ راو صاحب و شونا تھنا لالین سٹڈ لیک سی ایس آئی۔ ایڈوکیٹ بھٹی نے جو ان سٹیٹوٹ آف منو یعنی منوسمرتی کی شرح کی ہے۔ اس میں بھی اقبال کیا ہے۔ کہ بہت جگہ پاٹ بھید اور ملاط بہت ہی ہٹائیک کہ شلوکوں کے شلوک ملانے گئے ہیں۔ یورپ کے فاضلوں نے بھی ایسا ہی نسخہ کیا ہے۔ دیکھو پروفیسر جالی صاحب کی سمرتی جس میں صدھا شلوک کا پاٹ بھید اور مول بھید تھلا یا ہے۔ اور اکثر ایسے بھی لکھے ہیں جو بالکل اب منو

ڈال لیتے ہیں۔ اُن کو آپ بھی چار یا بھیجاری نہیں کہتے۔ اور کہ کس طرح کہتے ہیں۔

भवशब्दस्यान्तरं त्रैवमाद्यार्वाणिकं वेदं नृसि ॥

یا گوشتی پھر کے بنانے والے دکھشنی برہمن ہو گئے۔ افسوس جہالت اور ولے نادانی کہ باوجود موجودگی اور رواج اتنے امور کے پھر بھی ایک خیر خواہ قوم ہادی ہندوستان برہمن عالم و عالمیان کو جس نے ایک دشا کو ست ویدک مارگ پر چلا یا۔ الزام دیا جاتا ہے۔ اور دینے والے کون۔ وہی کالیہ تھا صاحبان مثل مشہور ہے "نوسو سوچا لکھا کے بلی جج کو چلی" "صد موش خوردہ گرہ برائے جج رواں شد" "نہ سچ اور داہ حاجی۔ بھائی صاحب سوامی جی نے تو صرف شاستر کے بموجب جھکش الجھکش کی وہی بتلائی ہے۔ سکھری سکھری کا ایسا ہیودہ ذکر شاستر میں نہیں ہے۔ دناں تو صاف لکھا ہے +

आर्याधिष्ठिता वाक् सः संवत्सराः स्युः आ यस्ता यथाम स् २ पटल २

کہ وید مت کے ماتھے والے دو جوں کے گھڑ ہیں شودر ستری پرش رسوئی بنانا وغیرہ سیدو کو کریں۔ منوسمرتی میں جہتین درلوں کے کرم لکھے ہیں۔ ان میں کہیں رسوئی بنانے کا ذکر نہیں۔ اس شودر کے واسطے لکھا ہے کہ وہ تینوں درلوں کی ہر طرح کی سیوا کرے۔ بلکہ رسوئی بنانے کا ایک جگہ ارشاد کیا ہے۔ یہی حال بطور غلامہ سوامی جی نے ستیا رتھ پرکاش کے جھکش الجھکش دئے ہیں لکھا ہے۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں۔ کہ آپ ہمیں سکھری سکھری کا عقید بتلائیے اور غور سے بتلائیے۔ بھائی صاحب آپ نے جس کو ہندو دھرم مانا ہوا ہے اس کا تو کوئی ٹھکانا نہیں۔ اور نہ کوئی ٹاس کے اصول ہیں۔ اس کی حالت زار نہایت قابل رحم ہے۔ اس مرفض ہندو دھرم کی نزع روان کی نوبت ہے +

نن شدہ حمد داغ داغ شہر کا گنج نامی پس بستر ہے۔ کہ آپ سکھری اور سکھری کی نخرہ مانی کو چھوڑ کر ویدک ست و دھرم کو سویکا کریں۔ اور اپنے دیگر بھائیوں کی محبت کے خواستگار ہوں + اعتراض۔ سدا برت نہ لگاؤ۔ کتنے گزہست لوگ سدا برت اور کھشیر کرتے ہیں۔ وے اپخت کرتے ہیں۔ ۱۸۔ (ستیا رتھ پرش ص ۱۱۰) "نروید سبھائی صاحب دناں کی عبارت پوری یہ ہے۔ کتنے گزہست لوگ سدا برت اور کھشیر کرتے ہیں۔ وے الزجت کرتے ہیں۔ کیونکہ بڑے دھورت گناخ اور بھنگ پینے والے تھا چور اور ڈاکو دیسے ہی پے سدا برت سے ان پنے اور کھشیروں میں بھوجن کر لیتے ہیں۔ یہ کہ کو کرم ہی کرتے رہنے اور حرامی ہو جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اپنا کام کاج چھوڑ کر سدا برتوں اور کھشیروں کے اوپر پھر گئے سب کام اور نوکری چاکری چھوڑ کر سدا دھو ویکھیا رسی بناتے ہیں۔ پر سنیٹ کا ان کھاتے اور سوئے پڑے رہتے ہیں۔ اس سے سسار کی بڑی ہانی ہوتی ہے سو جو کوئی سدا برت کھشیر کرتا ہے۔ اس میں جہن و است پرش کوئی نہیں مانا اس سے ان گزہستوں کا بن کچھ نہیں ہوتا نہ کشتوپ ہی ہوتا ہے۔ اس سے گزہست لوگ ان آدک دان گزنا چاہیں۔ نو پاٹ شالار گھریوں۔ اسی میں سب لان کریں۔ اتھو اجو سرلٹ دھرا تاکر مہتی اور درکت ہوویں۔ ان کو لان آدک دیویں۔ اور یکہ کریں۔ تب ان کو بڑا بن ہوئے۔ پاپ کبھی ہووے پس اپنا درلا سے دین بار غور سے پڑیں۔ اور ملک کی دروشا پر پجاریں۔ کسی نے سچ کہا ہے +

ایک چوتھا جی بھارت ہاشی بیکہ مانگ کر کھاتے ہیں
اعتراض (۹) برہمنوں کی برائی کی ہے۔ (۱۹) +

میتھان کا بیج۔ بنگال کے برہمن اور ساروت کوشت کھاتے ہیں۔ بیر گیوں کے جیلے سیت پر سدا کھاتے ہیں۔ اور گوگی گوشا میوں کے چیلے آنکے جوٹھے بھوجن کو کھاتے ہیں۔ ہزاروں۔ لاکھوں ہندو ہر ایک ورن کے زبھی بانی کرتے ہیں۔ اور بنارس و منٹرا۔ میرٹھ و بلی و دہلی جیسے شہروں میں تو اکثر معز نورم کے ہندو نے مڑیاں رکھی ہوئی ہیں۔ سندھ میں پرہیز کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ راجندر جی نے میلہنی کے جیسے بیکہ کھاتے۔ کٹن جی نے بیکہ کے گھر میں بھوجن کھایا۔ جہاں سدا کے گھر کا بن نہان رہا۔ منسور پو جھیل زہرہ ضلع فیروز پور میں ایک کھتر بوں کے ہرات گئی تھی۔ آگ بلانے کا کام چوہڑوں کے سپرد تھا۔ اور نائن رتھ پکا پکی تھی۔ پہاڑ میں سچ سے سچ جاتوں میں برتن صفا کرتے ہیں۔ گجرات کا جیٹا وار میں راہیو توں اور مسلمانوں کا حقہ نکات ہے سارے ممالک مغربی و تنالی میں مسلمان اگر ویش پر بھجارت ہے۔ تو معز ہندو پوری کھالبا کرتے ہیں۔ کسکھل کی مڑیوں کے ماس جہنن اکا دشی آدک کی کھتا کرتے اور شرادہ ہون کی رسوئی جبوتے ہیں۔ تمام ہندو تنال کے لوگ یوہڑوں اور بھنگیوں کے ماتھے کا بنا چڑا گڑ کھاتے ہیں۔ اور ورن نہ د۔ دو دھو تو مسین کے ماتھے کا لوگ استعمال کرتے ہیں۔ راجپوتاد میں۔ سکھری۔ سکھری کا کوئی بھید نہیں۔ بھجیوں کے ماتھے کا پانی ہتھمال اور جھمی۔ نواح بمبئی اور بنارس میں بھی سکھری سکھری کا سوائے چند بھنگیوں کے کوئی جھید نہیں ہے۔ تمام ہندوستان کی قومیں شودروں کے ماتھے کا کھاتی ہیں۔ کئی سکھری۔ بھجری دونوں یعنی عورتیں موجب قول پوراویں کے شودر میں سب ان کے ماتھے کا کھاتے ہیں۔ سب تبا کو پینے والے چوہڑوں کا بنایا ہوا نمباکو پیتے ہیں۔ مٹی کے برتن مسلمان کھناروں کے بنائے ہوئے استعمال کرتے ہیں کاتیتھ۔ بنگالی۔ اور پنجاب کے عموماً شراب خور مسلمانوں کے ماتھے کی بنی سوئی ٹرت لیکر مسلمان کو تک لگاتے ہوئے۔ ان سے بیچ قوموں کی بنائی ہوئی شراب اور سوڈا وافر استعمال کرتے ہیں۔ بام مارگی بھنگیوں تک صحبت کرتے۔ اور سب اور بون کو بھیر دی پکریں ایک سمجھتے ہیں۔ اور یت سب درلوں اور جیاردوں احاطوں میں موجود ہے۔ آرٹ کے کنوئیں کا بانی نسب پیتے ہیں۔ ہزاروں ہندو بیکہ بیجولا ہے مسلمان کے پہ وہیں۔ ہزاروں کالیہ جن۔ جین کر لیتے ہیں۔ اور تغزیہ جاتے ہیں۔ کئی لوگوں کے نام بھی جین کٹن میں جھید آباد کن جھیر آباد سندھ۔ گوالیار۔ کشمیر۔ لکھنؤ۔ پٹنالیہ میں اس کا رواج ہے۔ ہمارے ایک کالیہ دوست نے فیروز پور میں تغزیہ کے محل سے اپنا بیج نکالوایا تھا۔ کئی تغزیہ کے ساتھ عرضی باندھتے ہیں۔ سخی سرور کے سپرو ہندو دناں سب ناجائز کارروائی کرتے ہیں۔ اور یہی حال نگاہ ہے اور شیخ سدو کا ہے۔ کئی کالیہ تھ سائیں پڑھنے اور رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ کشمیری ماسن کھاتے۔ مگر یا زہن نہیں کھاتے۔ بننے۔ برہمن گوپی پاز کا بیج کلونجی کھاتے۔ پیاز نہیں کھاتے کا بیکہ لسن کھاتے۔ پیاز نہیں کھاتے۔ مگر گوشت کھاتے ہیں۔ جی وے لشک پیاز کھاتے۔ لسن نہیں کھاتے۔ کچھ انی ستر کھاتے۔ خشک نہیں کھاتے۔ لسی طرح کیتی کو لسن سے انکار اور کسی کو پیاز سے مباد وجود اس رواج کے بھی سکھری سکھری کی بحث چھلے جاتی ہے۔ اور ابھی تک چند جاہل ہندو کوئی بیٹھے کے ماتھے کی نہیں کھاتا۔ اور کوئی بانی کے ماتھے کی۔ اور بپ کو خراب دیتا ہے۔ کہ ہم تو ہمارے لطف سے ہیں۔ تو معلوم نہیں کہ کتن کے لطف سے ہو۔ اس واسطے ہم ہمارے ماتھے کی نہیں کھاتے۔ شاید کالیہ تھوں کی شراب ماب کے بنانے والے کوٹھ ہوئے

سوامی جی کے اس آپدیش کے بموجب چوٹی ٹنک منڈوا دینی چاہئے اور ڈاڑھی
موجھ چٹ کر دینی چاہئے۔ ورنہ گرمی کے سبب عقل میں فتور ہو جائیگا۔
تروید۔ اپنے سخت مغالطہ کھایا۔ اور لوگوں کو گمراہی میں ڈالنا چاہا۔ یہ
سوامی جی نے منوسرئی کا ترجمہ لکھا ہے۔ منو ۱/۱۱۱ براہمن کے سولہویں
کھنڈی کے بابیسویں اور وین کے چوبیسویں برس میں کیشاٹ کرم کھور منڈن
ہو جانا چاہئے۔

سو ۱/۱۱۱ میں ہے۔ بالکل منڈن منڈائی۔ یا جٹا جٹ رہے۔ الخ وافر
نکسکار رکے۔ جیسے اُس کی مرضی ہو۔ برہم چارسی کے واسطے کوئی ممانعت نہیں۔
ایہ جی سناسی کے واسطے ۱/۱۱۱ میں لکھا ہے۔ اور ۱/۱۱۱ میں بھی ظاہری نشانات
کو دہرم نہیں مانا ہے اور بنیاد ان سب کی وہی ۱/۱۱۱ ہے۔ ان سب کے ماننے سے
صاف ظاہر ہے کہ اختیار می باتیں ہیں یا بے شجاعتی دہرم سے ان کا کوئی سبب
نہیں ہے۔ اسی کے متعلق دیکھو۔ چچا پکلی رکھیش کا مباحثہ آپدیش ہے۔ ان
باتوں کا دھرم سے تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف قوم کے رواج ہیں۔ اور جانتک
ان میں فائدہ ہے۔ انہیں رکھنا چاہئے۔ ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔

آپ غور کریں۔ انڈیا میں۔ متر۔ بھنگی۔ چار۔ بھیل۔ گونڈ۔ سانسی۔
بارہیئے۔ میکھ۔ سب چوٹی رکھتے ہیں۔ ان پنج قوموں کے سوا چاروں سن
کے صد ہا فرماتے ہیں۔ مگر سب چوٹی رکھتے ہیں۔ گو سب کہنے کو ہندو ہوں۔
مگر اور کسی بات میں ترکیب نہیں۔ آریہ ورت کے سوا۔ چین۔ برہما۔ انام۔
سیام۔ جاپان۔ تبت۔ لنکا۔ میں بودہ دینی سب چوٹی رکھتے ہیں۔ بلکہ
چین کے مسلمان بھی چوٹی رکھتے ہیں۔ اور شیعہ صاحبان بھی اکثر چوٹی رکھتے
ہیں۔ اور عام مسلمانوں میں صد ہا لوگ اپنے بچوں کے تیر کا چوٹی رکھتے ہیں۔
مگر اس کے ساتھ ہی نکال کے لاکھوں ہندو چوٹی نہیں رکھتے اور نہ گجرات
و بمبئی کی طرف کے ہزاروں آدمی چوٹی رکھتے ہیں علاوہ گجرات۔ کاشیا داڑ
میں ہزاروں ہندو گرمی وغیرہ کے سبب بیچ کے تمام سر کے بال موجھ کر کے
کتر دیتے ہیں۔ اور پھر بھی ہندو ہیں۔ اور یہ بھی نہیں۔ کیونچ لوگ بلکہ چین
اور راجپوت لوگ اور ویل لوگ۔ وہاں کے بوہرنے مسلمان بھی چوٹی رکھتے
ہیں۔ مگر ہندوؤں کی طرح ہندوستان کے کروڑوں نقیہ سینا سیدوں کے سوا
بھی چوٹی نہیں رکھتے۔ اور ہزاروں مسلمان فقیر رکھتے بھی ہیں اب بتلایئے
کہ چوٹی سے آپ کیا فیصدہ کر سکتے ہیں۔ مرغ کے سر پر بھی چوٹی ہوتی ہے۔
اور ہر ہڈی کے سر پر بھی چوٹی اور شکم کے مٹھے اہل میں اُس چیز سے جس کی
بابت ہم ذکر کریں۔ سب سے اونچے کے ہیں۔ ترازو کی بھی چوٹی ہوتی ہے۔
اور چالہ پر بت اور درختوں کی بھی چوٹیاں ہوتی ہیں۔ مگر اس سے کوئی دہرم
کا نئے نہیں ہوتا۔ ہزاروں بکے ہندوؤں کی چوٹی بڑی۔ بے میں گر پڑتی
ہے۔ یا چار دی میں اور بعضوں کی جوانی میں بھی چاند نکل آتی ہے کہاں تک
اس کا نئے کر سکتے ہیں ہم حیران ہیں کہ اسے کس طرح دہرم کا نشان مقرر کریں۔
باقی رہی ڈاڑھی اور موجھ۔ کاشی کے تمام برہمن ہر دو کو چٹ کر دیتے
ہیں۔ صرف کاشی پر ہی کیا منحصر ہے۔ کشمیر اور پنجاب کے سوا۔ سب ہندو
اتر منڈواتے ہیں۔ صد ہا راجپوت بھی منڈاتے ہیں۔
اور ہمد پر تو سب ہندو اتر منڈاتے ہیں پھر بتلایئے
دہرم کہاں رہے۔ چین قوموں کا مسلمانوں سے زیادہ میل ملاپ رہا۔ وہی

نیا وہ ڈاڑھی کے دلدادہ ہیں۔ مثلاً کشمیری پنڈت۔ راجپوت۔ کاشیہ۔ ورنہ
اور کسی گروہ ہندو میں ڈاڑھی کا رواج نہیں۔ پس اس کا رکھنا مانہ رکھنا
دہرم کی بات نہیں۔ اگر کوئی رکھے تو اس کی مرضی اور منڈا دے۔ تو اس کی
مرضی۔ اگر بادشاہ جیسے زبردست بادشاہوں سے بھی ہندوستان کے رواج
کے مطابق ریش کو خیر باد کہنا ضروری سمجھا تھا۔ یا دیگران چہ رسد نہ مگر اسکا
نذہب یا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ مسلمانوں میں ہزاروں منڈاتے ہیں اور
ہزاروں رکھتے ہیں۔ فوجی مسلمان لو اکثر شرکی میں بھی منڈاتے ہیں ولایتیں
مصنوعی ڈاڑھیاں بھی بنتی ہیں۔ بھٹے یا فزروں کے بھی ڈاڑھی موجھ ہوتی ہیں
ایک مہاتما نے کیا اچھا کہا ہے۔

سائیں سیتی پریت رکھننٹاں مل بھاؤ۔ بھانیں لیے کس کھ بھانیں گھوٹ منڈا
ہیں آج تک کوئی ایسی دلیل نہیں ملی۔ اور نہ کوئی شرکی کہ ہم انہیں دہرم
میں شامل کریں۔ بنا بران لایا رہیں۔ مگر ہمارا اور ہمارے کئی ہریان کا یہ
خیال ہے کہ غیر مذہب والوں کے حملہ کے بعد ہمارے بھائیوں نے تقویٰ
قوی کا یہ نشان مقرر کیا تھا۔ کہ جو چوٹی رکھے وہ اپنا حامی یا اپنی قوم کا شمار
کیا جاتا ہے اس واسطے وہ نشان جس میں برہمن سے لیکر بھنگی تک سب ہمارے
حامی ہیں۔ وہ چوٹی کا رکھنا ہے۔ جیت نام سب دنیا کے لوگ ہمارے مت
کو سیکار نہ کریں۔ تب تک ہیں چوٹی رکھنا چاہئے۔ کیونکہ ان متوں میں
سے بعضوں کے بال چوٹی رکھنا گناہ ہے پس ضروری چوٹی رکھنا چاہئے۔
اعتراف نمبر ۷۔ چھوت چھات کا بچا رضول ہے۔ اس میں بحوالہ
ستیہ تقریر کا ش صفحہ ۲۴ کے سہہ کیا ہے۔ کہ سوامی جی نے لکھا ہے
کہ شوروں کے ماتھے کی رسوئی استعمال کرنی چاہئے۔ یعنی سکھری۔ نگھری
کچھ نہیں۔ (صفحہ ۱۸)۔

تروید۔ یہ اعتراف اس نامی اور نے علی کا ہے جن کی حد تصور سے باہر
ہے۔ حضرت آپ کو معلوم نہیں۔ کہ ہندوستان کا کیا رواج ہے اور کیا ہو رہا ہے
ہم آپ کو اس کی تمام کیفیت سناتے ہیں اور پھر دیا فت کریں کہ آپ کی سکھری اور
نگھری کہاں ہے۔

پنجاب میں سب قومیں کہا روں کے ماتھے کی جی رسوئی لکھاتی ہیں کابجوں
میں اور گرووں میں کہا رکھا ناگودھا ہوا جائز ہے کہ استعمال کیا جاوے۔ بلکہ
کہا رچو کے کے ماہر بیٹیکر روٹی پیل پیل کر چو کے میں دیتا جاتا ہے اور اندر
کابج پکاتا جاتا ہے۔ اور حجام اُن کی پکی ہوئی یوری کو اٹھا کر بنادری میں پٹا
سکتا ہے۔ کشمیری پانی بھر دیوالی عورتیں یا مرد مسلمان ہیں۔ وہاں کے لوگ
جب بھٹ پکاتے ہیں۔ تو مسلمانوں کی چھوت چھات کا کوئی پرہیز نہیں
کرتے۔ بلکہ اگر خاوند دفتر میں ملازم ہو تو بھات برتن میں رکھ کر مسلمانوں کے
سپر دکر دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اسے کھری میں پٹا چاوے۔ کابل میں پانی بھر دیوالی
چوکر دینے والی۔ آٹا گوند ہنے والی ڈال جیٹا۔ نیوالی۔ برتن مانٹنے والی۔
مسلمان عورتیں ہیں۔ پنجاب میں مسلمانوں کے بھڑے ہوئے دانے کھاتے
ہیں۔ علی گڑھ بلکہ اٹھ یا کے ممالک متوسط میں یعنی اتر بھید میں مسلمان کے
ماتھے کی جی رسوئی ریلوئی لکھاتے ہیں۔ اور پابری بھی۔ کہا روں کے بنے ہوئے
پٹروں سے۔ سب برہمن لکھاتے ہیں۔ خصوصاً کابج گود اور ساہوت چوٹ کا پانی
راجپوتانہ۔ نواح فیروز پور۔ حصار۔ اور ہندوستان میں سب پٹے ہیں کشمیری

شلوک ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ میں تو آجین بھوجن کے بعد لکھا ہے وہاں مطلب صرف بقا عہدہ طلب مدد ماضیہ کے واسطے جل کا استعمال ہے۔ کیونکہ ویدک شاستر کے مطابق بھوجن کے بیچ میں جل پینا نہیں چاہئے۔ ۵۰۔ ۵۱ تک سندھیا میں آجین کی دوہری ہے۔ وہاں بھی مطلب پاکیزگی اور صفائی سے ہے۔ مگر شادیپ کے تازہ خیال میں کھن نورنی اوریت نورنی صفائی نہیں۔ گنگے کی خشکی کا دور چوٹا ہی وہاں مطلب ہے۔ کیونکہ پرانا پیام میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ علی الصبح اٹھ کر بھی ہوتا یہ حالت ہوتی ہے۔ چروک سندھیا کرتے ہیں۔ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ آپ کی بلا جانے اپنے حقیقی رشتہ دار آریہ بھائیوں سے آجین کے نورانی پوچھنے۔ جو نت پرانی سندھیا کرتے ہیں۔ غرضیکہ ہر طرح آجین سے کھن اوریت کی نورنی مراد ہے۔ خواہ وہ گنگے کی ہو۔ یا زبان کی شلوک میں بھی وید پڑھنے سے پہلے آجین کرنا حکم ہے۔ مطلب وہی گنگے کی کھن ویت کی نورنی ہے۔ کیونکہ سوانس کی آمد و رفت سے گلا خشک ہو جاتا ہے اور لوگ پانی پینے سے بھی یہی مطلب ہے اگر یہ باتیں نہ ہوں یا پانی نہ ہو۔ تو سندھیا میں کوئی بچ نہیں۔ اگر ہم آجین یا نارجن نہ کریں۔ پانی سے آس کا دور ہو تا تو ایک بیہی بات ہے۔ خوں کی نورنی کا بھی یہ ایک اعلیٰ ذریعہ ہے اور ایک شکر کا سلف میسر نرم بھی ہے یہ تو ہے سوانس کی فلاحی۔ اب آپ کو چاہئے کہ ہوم اور نارجن اور آجین کے متعلق شیداد ناراج کے واسطے کوئی پورا رنگ فلاسفی ہم کو بتائیے۔

اگر صدق دارنی بیار جیا

اعراض سنسکار و وہی میں گیوپیت کہیوائے بالک کو تین دن کا اپنا اس کرنا لکھا ہے۔ استیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے کہ کسی کا اپنا اس ست نہیں ہے۔ برت سے کٹت ہوتا ہے ان دونوں میں پر سپر وروہ ہے۔ سوانس جی کا آخری حکم بھی ہے کہ اپنا اس کرنا ست نہیں۔ جس میں آرام ملے وہی ست ہے (۱۴)۔

تروید۔ افسوس کہ لوگ ویدہ دانستہ حق سے منہ چھپایا کرتے ہیں دیکھئے کہ کیسی بڑی بات ہے حضرت من وہاں ایسا ہرگز نہیں۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴ و ۴۵ میں سوانس جی نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ چینی لوگ جو عام چندوؤں کے برتنوں کو بڑا کہتے ہیں اور اپنے برتنوں کو اچھا یا ان کی غلطی ہے وہاں کی اصلی عبارت یہ ہے۔ اپنے پکاشن آدمی برتنوں کو انی مرشیت اور نورنی آدمی کو کوٹ کینا موہتا کی بات ہے۔ کیونکہ دوسرے کے آپ داموں کی تو تیز دبا ہے آپ داموں کی شستہ کرنا چنوں کا کام نہیں۔ ہاں جو ستیارتھ جاشن آدمی برت دھارن کرتے ہیں۔ وہ سب کے لئے اوتھم ہیں جنہوں اورانیہ کسی کا اپنا ستیہ نہیں ہے۔ باقی رہی سنسکار و وہی۔ اس میں بھی ایسا نہیں ہے وہاں تو تین دن وودہ۔ جو۔ انا لکھا۔ وجود وہ ذہنی کھنڈ۔ کینر کے مرکب سے بنتا ہے۔ کے کھانے پینے کا رشا ہے۔ یعنی تین دن صرف ان تینوں میں سے کوئی سوراخ کھاوے مطلب یہ ہے کہ ستوگنی خوراک کھاوے جس سے وہ نیم میں رہنا چکے۔ اور اس سے آگے تمام برت یعنی نیوؤں کو پالان کہنے میں مت پرہو۔ وہ تو گیوپیت کا ایک سادہ جن یا طرہ رشی پریت ہے پس آپ کا الزام سراپا ہے بنیاد ہے۔ بتائیے آپ نے یہ کتنا خلاف واقعہ لکھا۔ کہ کسی کا اپنا اس ست نہیں برت سے کٹت ہوتا ہے مگر یہ بالکل سستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴ میں نہیں ہے۔ اور وہ نہ سنسکار و وہی میں لکھا ہے۔ افسوس کہ لوگ الزام دینے کی خاطر حق کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

سلج کو اچ نہیں

۱۷۔ اعراض۔ جنیو کی بجز اس سے زیادہ کچھ تو قیر نہیں۔ کیونکہ سوانس جی نے اسے دیا کا چند مانا ہے۔ ستیارتھ پرکاش ۳۸۵۔

تروید۔ بھائی کا ستھ صاحب۔ آپ گیوپیت کو کیا جانیں۔ مغاف رکھے۔ خواہ خواہ اعراض کرنے سے باز آئیے۔ گیوپیت فی الحقیقت دوبا کا چند ہے۔ بڑا صاف پرمان اس کا یہ ہے کہ اس کے بعد ہی دوبا چند ار جہ کرایا جاتا ہے۔ خود یہ نقطہ ایک اپویت سے مرکب ہے جس کے معنی بھی ہی اس کے علاوہ نہیں ہیں۔ جو سوانس جی نے بیان کئے۔ پنج گیوپیت کا ادھکار۔ یعنی برہم گیوپیت۔ دیو گیوپیت۔ پتری گیوپیت۔ اتھنی گیوپیت۔ وشدو گیوپیت۔ بھی گیوپیت کے بعد ہوتا ہے۔ اور برہم گیوپیت کے دوسرے معنی دیدادہن بھی ہیں۔ اسی وقت سے آگے گا پتری سکھائی جاتی ہے۔ شاستر میں کہیں نہیں لکھا۔ کہ جو دوبا چند ہے اسے گیوپیت پرت پنا یا بادے۔ تین آشرم جنہیں پنج ہمایک کریکا بوج وید کے فرض ہے۔ تینوں دن جنہیں ویدا دہن فروری ہے۔ وہی گیوپیت پٹنے کے معنی ہیں ان تینوں میں گیوپیت کا ادھکار ہے۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ گیوپیت کے تین تار ہوتے ہیں خود ادم پرانما کا مقدس نام بھی تین ہی اکشروں سے مرکب ہے۔ دیا برتیاں تین ہیں۔ اور گا پتری کا آثار تین بھی حصہ کر کے کیا جاتا ہے۔ یہی تین تار ہونیکا باعث ہے تین گانچہ بھی تین مشہور عقدوں کا حل ظاہری اور باطنی سرشتہ راز ہے۔ بہم چریہ۔ دویادین۔ اینوٹر کی فرمانرواری یعنی بھتی۔ غرضیکہ ایسے ایسے میسوں پورتر اصولوں پر اس کی بنیاد ہے اور سب کی جان دیا ہے۔ ہاں کے مثال دوست

ब्राह्मणो पिक्रियाही वाः ब्रह्मा द्यवरोमवेत् । शस्त्रं पित्त सयक्रा ब्राह्मणाः स युधिष्ठिरः

کہ برہمن یعنی درج اپنے مقررہ وید آجین کہ پاسے رہت ہونے پر شور ہو جاتا ہے۔ اور شور بہم چریہ آدمی برت کرنے سے برہمن ہو سکتا ہے۔ شاستر کی وہی یہ ہے۔ کہ جیو تابی سے اوپر ہونا چاہئے۔ نہ کہ زانو تک تاکہ کان پر چڑھائی کی ضرورت نہ ہو۔ خرابی پر واقع ہوئی۔ کہ برہمن یا پورہت اپنے جسم کے پیاد سے بنتا ہے۔ دکنجھان کے حساب سے۔ رشی چکر آزاد۔ ہاتھ ایکانٹ سیوی ہوئے تھے چاروں یہ ان کا فرج بالانشین تھے۔ اگر راجہ لوگ اس کے موجد ہوتے تو غالباً سہری ہوتا۔ مگر۔ برگ سباز ست تحفہ ویدوں کے۔ کہ بوجب ایک سادھارن چیز یعنی سوت سے اسے بنایا جاتا ہے۔ تاکہ کچھ خرچ نہ ہو۔ اور سب لوگ ست دہرم کے پورتر اصول کو گہن کر سکیں۔ ایک وقت عورتیں بھی اسے پہنتی تھیں۔ وید میں کوئی حافوت نہیں۔ اور نہ کسی رشی کا کوئی سوت ہے کہ نہ پہنے۔ مگر مردوں کے شور ہونے کے سبب وہ سادھو ہون گئیں۔ ایک وقت یہ مقدس دہرم اور وید کا رشتہ تمام دنیا میں بچھا ہوا تھا۔ جیسے کہ آجکل تار برتی سگرات صرف پارسیوں اور آریوں کے سوا کسی قوم میں نہیں ہے۔ اینوٹر کر کے کہ لوگ ست دہرم کو گہن کر اس پورتر رشتہ کو سو بیکار کریں۔

اعراض (۱۷ و ۱۸) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۵۹ میں لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ ڈارہی مویجہ کبھی نہ رکھا جائے اور گرم ملک میں چوٹی تک مشد و ڈالنی چاہئے چونکہ ہندوستان گرم ملک ہے۔ یہاں کے باشندوں کو

پہلے کسی گرتھ میں یہ نام پریشور کے نہیں۔ بنا برآں انکا درود کرنا پاپ چھوٹانے کے عوض پاپ کا بھائی بناتا ہے۔ کیونکہ شاستر میں لکھا ہے کہ ایشور کو چھوڑ کر جو کسی دیوتا کی آپاسنا کرتا ہے۔ وہ پشو ہے۔ باقی رہے ناراین اور شندو۔ بھگوانی یہ سائے تو نہیں۔ مگر ایک دوسرے دروید میں استعمال ہوئے ہیں۔ اور ششی ٹیپل نے تینوں نام ایشور کے واسطے استعمال کئے۔ ان کے درود کرنے میں پاپ نہیں ہے۔ بذات خود یہ آتم ہیں۔ مگر پاپ انکے چاپ سے نہیں چھوٹ سکتا۔ وہ پھل بھوگا نے سے چھوٹیکا۔ تو بہ فالوں کی طرح نام سمرن سے اور خود صداما لائیک ٹیک دل ہے دو بد۔ پاپسیج بدست زاپشش بھال مردم۔ بقول کبیر جی کے مالا پیری ذمن پھر اچھس پھس گیتھ سر۔ بالکل بھول اور لاپرواہی حرکت ہے اور بھل میں اپنے اور پر خوش اعتقاد دی جانے کے واسطے یہ ایک قسم کا دام ریاکاری ہے۔ اسی واسطے سوامی جی نے اس کو منع کیا ہے۔ ہاں ایک حالت میں ایشوری ہیران اور اُسکے سمرن کو کسی جگہ برا نہیں کہا۔ بلکہ اُس کی ہریت کی ہے۔ (درود بھو بد بھاشیہ بھو مکار پر تھنادشے) جس طرح سوامی نے لکھا ہے۔ اسی طرح پانچجلی جی نے یوگ میں لکھا ہے +

तस्य वाचकः प्रणवः ॥ २१ ॥

तज्ज पस्तदधे भावनम् ॥ २२ ॥ पा० १

یعنی ایشور بہاتا کا واک پانی جتانے والا۔ یا سنبھوٹن کرنے والا سب سے اتم نام اوم ہے۔ یوگی جن یا اویاسک کو چاہئے کہ اس اوم اکش کا جب کرے لیکن اُس کے ارتھوں کو سمجھ کر۔ کیونکہ شاستر میں حضور تری دھتے ہیں +
यथा खर सचदेन भारवा हि भारस्यवेतान नृचेदन
स्य रावीहृषा स्त्ररा बहूयधीत्य अर्थेषु वाक्वत्त हही ॥
یعنی جیسے گدھے کے اوپر چندن لادنے سے وہ بوجھ کو جانتا ہے۔ نہ کہ چندن کو اپنے ہی شاستروں کے پاٹھ ماتر کرنے سے اگر اتھارے (مٹے) مٹے +
اعتراض۔ ہون سے بھی آزادی مل جاتی ہے۔ ہوم کیا ہے۔ وایر شندی کی ترکیب (۱۶) +

مروید یہ آپ نے آریہ ساج نے یا سوامی جی سے ہی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ تمام شیوں اور غنیموں بلکہ خود وید مقدس سے۔ حضرت رشیوں وغیرہ کا یہی ارشاد ہے۔ اور آپ کے مانے ہوئے خدا یعنی کرشن جی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ (ویکھو گیتا اور ہیا نے ۳ شلوک ۱۴، ۱۵) منوجی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے (ادھیا نے ۳ شلوک ۶، ۷) اور آپ کے مانے ہوئے شوروپ شکرا پاجج نے بھی ایسا ہی تسلیم کیا ہے۔ (ویکھو گیتا بھاشیہ ۱۴ اور ہیا کے تین) بے شک ہون کا پھل وہی ہے۔ جو وید میں ارشاد ہے۔ اور ویدیا ہی سوامی جی نے بتایا ہے کہ وند ہیا اور بھو مکار میں اندراج فرمایا ہے۔ آپ کا اعتراض قلت تہ سے ناشی ہے۔ پس سب کو اُس ایشور یا گیتا جی حتی الوح تعمیل کرنی چاہئے +
اعتراض۔ بھلے چلے ہیں آچھن اور مارجن کرنا بیفائدہ ہے۔ کیونکہ مہرین بموجب تحریر سوامی جی کے کت اور بیت کی نوری کے لئے ہے اور مارجن اُس دور کرنے کے پیش ہے اور جل پر اپیت نہ ہو تو فکر ہے۔ (۱۶) +
جواب۔ آچھن کا پھل وہی ہے جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ مگر ہم جن گر مکند متع + ثوت طبع و شکم جو۔ (ویکھو منی سمرتی میں بھی لکھا ہے۔ (ادھیا ۲

یا۔ ایک مانتا کا واک ہے + स्मृतेर्वेद विरोधेतु परिहृया गो यथानवेतनधैवलोकिकं वाक्यं स्मृति वाचे ॥
یعنی جس طرح سمرتی کا قول وید کے درودہ ہونے سے تباہ کرنے کے لائق ہے اسی طرح لوگ باتیں سمرتی کے خلاف تیاگ دینی چاہئے۔ ایک اور مانتا نے بھی لکھا ہے +

स्मृति स्मृति पुराणानाम विरोधोयवदृश्यते ॥
یعنی سمرتی۔ سمرتی پوراٹوں (اتھاس) کا جہاں درودہ ہو۔ وہاں سمرتی سمرتی کے درودہ میں سمرتی کو ماننا چاہئے۔ اور سمرتی اور پوراٹوں کے درودہ میں سمرتی بلوان ہے۔ ایسا ہی منو نے لکھا ہے۔ کہ جو سمرتی کو وید کے خلاف ہو۔ وہ تباہ کرنے کے لائق ہے +

नैवेद्यश्च आजाययति वापि धर्मः +
सूत्रकाराः पठन्ति ॥ अ० १ पा० १ अ० ६ सू० ४१ =

یعنی نہ تو ایشور نے وید میں آگیا دی۔ اور نہ وہم سوز کا رشی فرماتے ہیں۔ پھر ہم سمرتی اور سوتروں کے خلاف کیا قول کیسے تسلیم کریں حضرت میں ہی مطلب سوامی جی کا ہے۔ اور اس سے تو شاید کسی خود غرض کے سوائے کوئی عقیدہ انکار نہیں کر سکتا کہ سوتروں اور براہمنوں۔ اتھاسوں اور سوتروں میں ایک میں ملاوٹ کر دی گئی ہے۔ خواہ وہ بالا راہد ہو یا بغیر اراہد کے۔ شوکت میں بھی صرف وہ گرتھوں کے مقابلہ کرنے سے بچا سوں جگہ یا پٹھ بھید دکھائی دیتا ہے۔ جو پٹھت رشتہ برت سناشری جی نے ظاہر کر دیا ہے۔ دو بھیکو تروکت مطبوعہ ایٹاپیک سوسائٹی کلکتہ (۱) اور جی طال منو سمرتی کا ہے۔ اور اس سے براہمن گرتھ مشتے ہیں۔ اور اوم بارگنوں کے وقت برو سے وہ گرتھ نہیں پٹھے۔ نہ وہ گرتھ سکنا اُن کا ممکن تھا کیونکہ اول تو اُن کی کوئی تعداد مقرر نہیں۔ دوم اُن کی حفاظت کا کوئی مسئول قاعدہ نہیں ماحر بام بارگیا کے زمانہ میں قاصد کر انہیں کو وید مانا جاتا تھا۔ اور اندھیر گری جو پٹھت مابا کی طرح انہیں کو ویدوں کا قائم مقام سمجھا گیا۔ ستروں کے مول بھی یہی گرتھ بھارے گئے۔ اور انہیں کے حوالہ ہر جگہ بام مت کے گرتھوں میں پائے جاتے ہیں۔ پس ان میں وید درودہ بھٹوں کے ملانے سے کون مرد میدان ہے جو میران آریہ ساج کے سامنے انکار کر سکے۔ ہم ایک دو نہیں۔ بیسوں مقام دکھائی دیکھو +
اعتراض۔ سوامی جی نے ستیا رتھ کر کش کے صفحہ ۳۰۷ پر لکھا ہے۔ کہ رام نام سمرن پھل ہے۔ ہری رام۔ کرشن۔ ناراین۔ شیو اور بھگوانی نام کر سے پاپ کبھی نہیں چھوٹتا۔ چلو بھگوت بھجن اور نام رام سمرن سے تو چھٹکا مارا +
مروید۔ بے شک رام۔ ہری وغیرہ کے ناموں کے سمرن سے پاپ نہیں چھوٹے اور نہ پاپ ایسی چیز ہے کہ بے سترانے کے چھوٹ سکے اور ویکت طریقہ کے مطابق رام۔ ہری۔ کرشن یہ تینوں پریشور کے نام نہیں ہیں۔ بلکہ پہلا نام پرشورام۔ بام۔ راجندر۔ ان تینوں کا امتیاز میں سے ہر ایک کا ہے۔ ہری + اور گھوڑے کا نام ہے۔ کرشن۔ کرشن چندر۔ اور بیاس کا نام ہے۔ اور کرشن کرشن یعنی اندھیر جی (۱) اور تریوں کا بھی نام ہے۔ پریشور کا ہر گز نہیں۔ اور وید مقدس کے کسی ستر میں یا تروکت وغیرہ کسی ویدک گوش میں بھی یہ پریشور کے نام نہیں لکھے۔ اور رام اوجہ ہیا باشی۔ شکو لیاش باشی اور کرشن دورا کا باشی کے پریشور اور ایشوری (۱) مانے جانے کے بعد یہ نام پریشور کے گھر سے گئے دور نہ اس سے

شرادہ کا اٹنا کھنڈن کیا۔ پیرپس والوں کی غلطی نہیں ہے۔ سو آئی جی کی ہے۔ المختصر ۲۷ +

تروید۔ یہ آپ کا اور دھرم بھگت کے اکثر پندتوں کا بے بنیاد الزام ہے۔ اور مہاراج کی کتاب میں اس کی راہی وقت نہیں ہے۔ تعصب کے سبب آپ مایہ پائیں۔ مگر آپ کو اصل واقعہ سے آگاہ کرتے ہیں۔ آپ ناظرین اس پر غور کریں +

ستیا رتھ پرکاش بارا دل سال ۱۹۵۶ء میں طبع ہوا ہے لیکن اس ہی سال کی طبع شدہ چند اور کتابیں بھی ہیں۔ بلکہ اس سے ایک دو سال پہلے کی +

سب سے اول کتاب جو آریہ سماج کے واسطے طبع ہوئی۔ وہ بھاشیہ بہت سندھیا آیا سنا ہے۔ یہ بنیان سنسکرت میں طبع ہوئی۔ (راشون ۱۹۳۱ء)

کو مطابق ۱۱۔ انڈیا سنسکرت ۶۔ آریہ پرکاش پریس میں اس کے صفحہ ۲۰ و ۲۱ پر شرادہ کھنڈن ہے۔ پھر یہ گرتھ آریہ سماج میں طبع نو کشور میں طبع ہوا ہے اس میں بھی صفحہ ۱۲ پر شرادہ کھنڈن ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ۱۲۔ الٹ

شرادہ کو جو سماجی جی نے پونا میں دیا کھنڈن دیا ہے۔ اس میں بھی شرک شرادہ کھنڈن کیا ہے اور یہاں تک ہی نہیں بلکہ پہلی سنسکارت دھرم میں بھی شرک شرادہ کھنڈن کیا گیا ہے۔ جو سنسکرت ۱۹۳۱ء کی تصنیف ہوئی۔ اس کے سوا جو

نکیر سماجی جی نے سنسکرت میں بمقام ناقوس دیا اس میں بھی شرک شرادہ کھنڈن کیا گیا ہے۔ کھنڈن لال صاحب انکھ دھاری نے اپنے رسالہ میں اس پر نوٹ کیا ہے۔ ان کے علاوہ دیہ بھاشیہ ہندو کا جو سماجی سندھی سنسکرت مطابق ۲۰۔

اگست ۱۹۵۶ء کی تصنیف ہوئی۔ اس کے صفحہ ۵۱۔ ۵۲ پر شرک شرادہ کی تردید موجود ہے۔ دیہ بھاشیہ کے ساتھ چلے ہی دیگین دیا گیا کہ شرک شرادہ وید و درودہ سماج کے علاوہ سماجی جی نے بروقت معلوم ہونے اس مطبوعہ غلطی کے ایک نوٹ بھی چھاپ کر شائع کر دیا تھا۔ بنابر ان کبھی بھی آریہ سماج میں بحیثیت

جموعی دیگت حکم تسلیم ہو کر شرک شرادہ جائز نہیں جا گیا۔ اور کسی عہد کا عقائد ہے۔ یا کبھی آریہ سماج کے قیام کے بعد ایسا عقیدہ رہا۔ پس یہ اعتراض سراسر بے بنیاد ہے۔ ضرور پیرپس والوں کی بھول ہے۔ کیونکہ آریہ سماج کے قائم

کرنے سے ایک مدت پہلے سماجی جی اس خیال کو چھوڑ چکے تھے۔ مہاراج آریہ سماج ایسے ماہی اعتراضوں سے کچھ اندیشہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کے حساب

پاک است ان محاسبات چہ پاک +

اعتراض۔ سماجی جی بیشتر کے سارے رشی مہینوں سے زیادہ لیاقت رکھتے تھے۔ وہ خود اس کے گواہ ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ جو پرہاؤک مشریوں کے بنائے گئے تھے ہیں۔ ان کو پرہنا ان رتھات ویدوں کے انکول ہونے سے

پہان اور جان میں وید و درودہ سچن ہیں۔ ان کا پرہان کرتا ہوں + اس آخری فقرے میں سماجی جی نے صاف لکھ دیا ہے کہ پرہان وغیرہ رتھوں

میں وید و درودہ سچن ہیں (۱۲۔ ۱۳) +

تروید۔ بھائی صاحب آپ اس کا مطلب بالکل نہیں سمجھے۔ سماجی جی نے جو ٹکڑے کو سو تہ پرہان مانا ہے۔ اور تمام رشی مہینے بھی انہیں سو تہ پرہان مانے تھے۔ پس ضروری ہوا کہ سو تہ پرہان اور پرہنا پرہان کے معنی کئے جاتے۔ اگر ب

رشیوں نے ویدوں کو سو تہ پرہان مانا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے کسی رشی یا کسی گرتھ کی کسی بات کو جو وید و درودہ ہے۔ اسے پرہان نہیں

سمجھی، لہذا نہیں کرتے۔ اور انکار کر کے کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ چونکہ ہر ایک ایسے نیم کیا ہیں جس کے سبب سے ہمیں تمام مذاہب باطلہ سے آزاد ہونے کی سچی گرتھیں ملتی ہیں۔ اور یہ سب کے سب چور سے چور ہیں۔ ہمیشہ تہ۔ رہنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر اس رسالہ کو بھی ایسی مادہ کے موافق غور سے لکھی بار بار دیکھی اس کے جواب لکھنے پر تلے گئے ہیں۔ امید غالب ہے کہ اسے پھر کبھی کی مثلاً مٹی طبیعتیں اور ست سے کسی طرح ہلکے ہونے دل ضرور راستی کی طرف منوج ہونگے +

اعتراض۔ جن لوگ سماجی جی کے مزاج کے زیرہ ہنشدہ ہیں۔ وہ تو یہاں تک غلطی کرتے ہیں کہ مذہب کے متعلق جتنے امور ہیں۔ سب ستیا رتھ پرکاش میں مندرج ہیں۔ یہی ایک پتہ ہے۔ وید اور دھرم شاستر اور سب سے شاستر وں کا کام لینی ہے۔ اگر اس بجات ورتش کا بھلا ہونا ہے۔ تو اسی کے وسیلہ سے ہوگا۔ اور اگر اس

وہیں کی آئی ہوگی۔ تو اسی کے ذریعہ ہوگی۔ سماجی جی نے چارے اور پڑی پائی کر کے دیا کو کوڑ میں بھر دیا ہے۔ (صفحہ ۲۰) +

تروید۔ یہ اپنے پتہ کو مٹا نہیں ڈالنے والے الفاظ لکھے ہیں ہر ایک ہر گز نہیں مانتے ہیں کہ وید اور ست شاستروں کا کام بھی ایک پتہ دیکھنی ہے۔ آریہ سماج کے ہر ایک ممبر کا اعتقاد ہے کہ وید و دیواؤں کا شکر ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھنا۔ سنا

سنا۔ آریوں کا پرہم دھرم ہے۔ ویدوں سے بڑھ کر کسی کتاب کو قابل قدر نہیں سمجھتے اور یہ مقدس کے سوا کسی اور گرتھ پرہنا کے نہ سب کی بنیاد ہے۔ بجات ورتش اور

سنسکرت بھجوں جو کہ ہوگا۔ وہ وید مقدس پرہنا کر کے سے ہوگا۔ اور ویدک دھرم کے ماننے سے لیکن اب نہ سوال باقی رہا کہ پھر ستیا رتھ پرکاش کیا ہے؟ اس کا جواب

یہ ہے کہ وہ آریہ سماج کے بانی اور وید مقدس کے قابل شائع غرضی سماجی دیا تہ جی ہذا کی تصنیف ایک ٹیک ٹیک ہے۔ اور ایسی ان کی تصنیف کردہ ۹۰ کتابیں اور

پس سچن ۱۵ دیا گرن کے متعلق اور بانی تمام دھرم سمجھتی ہیں۔ انہیں میں سے ایک ستیا رتھ پرکاش ہے اس میں سماجی جی نے ہندو طمان بلکہ تمام دنیا کے ادیان کا

نہایت عالمانہ تحقیقات سے خلاصہ مرتب حال کیا ہے۔ اور ان کے مقابل میں ایک دھرم کی خوبیاں بھی بتائی ہیں۔ اور یہاں تک ہی صبر نہیں کیا۔ بلکہ ویدک دھرم

کے متعلق کئی ضروری باتوں کا خلاصہ بیان بھی کیا ہے۔ اور زیادہ تر نیا اور ایک

مقبول دلائل سے صداعتراضات کی تردید کی ہے۔ پس ستیا رتھ پرکاش خیریت کے متعلق سماجی جی کی تحقیقات کا ذخیرہ ویدک دھرم کی طرف لوگوں کا رہنا ہے

لیکن ہندو کا اور دیہ بھاشیہ نہایت اعلیٰ وجہ کی ہے ہالکائیں ہیں۔ جن میں پتہ مقدس کے متعلق پورا رنگ اور تاشکر مت والوں کے سراسر باطل اعتراضوں کا ابطال اور

پیر وین فاسفور کے وہرہ بن کے خیالات کا بطلان نہایت واضح علمی و عقلی

شہادتوں سے کیا ہے۔ بام مارگیوں اور پستوں کے تمام سکوک کو مٹا کر دینا

پرستی اور مشاعرہ رشی کی دیا کو منہدم کر دیا ہے جس کے سبب آفتاب پتہ مقدس

پہلی اصلی رشی میں جہاں تاب ہو رہا ہے۔ یہ انہیں مبادک تصنیفات کا نتیجہ ہے۔ ورنہ سنسکرت زبان اور ویدک تعلیم سے ہمارگی بھاشیہ کا رول کی لبت

لوگوں کو بتی غفرت ہو گئی تھی۔ ہمارے بیان کرنے کے سوائے ایک دھرم بھلا اور اس کے مایوں سے بھی مخفی نہیں کسی نے سچ کہا ہے +

ہے بیشتر بھاش ترمظہر طالب دید زبان ہوتی ہے جس طرح ترجمان دل اعتراض۔ چلے دنیا رتھ پرکاش میں معقول کے معنی مردوں کے نزدیک

کی ناپید ہونے ہیں۔ اور دوسرے ستیا رتھ پرکاش میں مردوں کے

انت کمال پتھر پتھر سے چھوڑ دے اس گمان ۱۹۰ پاس کی پوجا کر کے کرانے آگیا گھاٹ میت
کھول سٹی نہیں سو برانی دوزخ جاٹ۔ ایک مہا مہمان کا واک (۲۰) پتھر
کو نو بھوک لنگھے وہ کیا بھوجن کھا دے کرے۔ اندھے آگے دیکھ بادلے برتھا
تیل جلا دے رکھے ۴

اسے پرانتا پرکاش سرود۔ اپنی پریم دیا تاسے اسکے پڑھنے پڑھانے والوں کو
مارگ وید کی طرف چلنے کا گمان عطا کر۔ جس سے یہ اودیا کا جال آریہ ورت سے جلد
دور ہو کرے۔ اوم شاشی شاشی۔ مورتی پرکاش سماپت ہو ۵

عطر روحانی بحواب گلاب چمن

دوہا

چمن پھول چمکے اُن پر من مت بھول سر پر کھڑی خندان ہے ہو گا بہت ملول
آؤ دیکھ اور اُمت سے جو نیا را ہے ایک سدن در تہ کر پریم سے اسکی پڑ و تیک
رنگین رنگین پار پریم بھوت ہوئے آثار سر شکی اور گیان سے دھواں ادا
نستری کے رخت میں وید کئے پرکاش رشی چار کے نہر سے میں جیسے آگے سوا

کبت

دیاند اور آئندہ بلکے بنے سوامی دیانند سورج اور چاند کی مثل مشہور میں
وہ بیان اور گیان کیلئے حمان میں شانند کئے پوپ جو بیٹ کے عز دور میں
وہیلے ہیں جو یونین دیانند واسے بوجا کوں اپنے گیان سے غور ہیں
پول ان کا پھول پھال جال کو حلال واصل کی آثار حال کئے چکنا چپ ہیں

خلاصہ از پوتھی گلاب چمن مصنفہ گلاب اس مونسندھ

پوتھی ایک گلاب چمن بھاتا اندر جان گلاب اس کی کرت ہے خاص پنجاب زبان
جس سے بہت دیدا تھی چمنے اندر بھوک پاپ بن نہیں مانتے کرتے لوگ ابوک
چمن پریم پریم ہی ہے اس پوتھی میں جان شد کا دل سے دور کر بھوک کرے انسان
اُس سے لیکر انت تک دیکھی چمک گلاب آئی گندی باشا سن۔ ہو یا بے تاب
راہ میں لے مہاتما اُن سے پوچھا حال بولے پوتھی گلاب چمن وشنی جان کمال
اس کارن سے سوچ کر کوں جواب بنائے تاس بھولے بلخ پرمت کوئی من بھرا
پہلے مانو مانو کہہ دیر کہتے داس گلاب یہ مکار ملین ہے بیج تمام خراب
دو جا ہیں باب جو بھائی بند اور میت ان سے سوہ تیاگ کرے دھیری ریت
تجوا جو ہے نستری آئے وہ کس کام مت کر محنت چا کر بھوک سدا آرام
کر بیک کی پارتا کہتے ہیں مہاراج کل لوگے اور وید کی سبھی تیاگو لاج
کرے دور اندر لپٹا ہوا ہے جھوٹے گلاب شکے ہر مونسیتے بن دیکھے در باب
کر بھیک دین دیکھو چمن دن میں کوئی بڑھی دلا کے جو ہے وہ ہے چمن ہوئی
وید پران کو بھوکے کہتے کیا وچار ایک پر ماتم نت ہے اور نہ کو دستار
مات پرچ کل گرتھ کا یہ ہے سچی جان چو کہے ہوں ابنگ ہم دور دو جانان

سے یعنی پانی ۶

بھوگ اندر بھوکا کرم ہے جو سدا تر لب پاپ بن نہیں خیر کچھ بھوکے کھپ

چوپائی

بیر گیاننگ برسم۔ اہنگ ہاکی ابنگ آتما برہم۔ تنوم اسی
چار ویدوں کے چار ہواک مول ہی ہے کھول بیباک
کرم کا نڈ ہے سارا وید کرم گیان میں ہوتا۔ بھید
اس کا دن سب دھندے چھو ہواک سے من کو جوڑ
سورنگ جاپ پکاے وید جو برہم میں مولا نہ بھید
جو چن چاہے وہ کھاؤ سنگ پہلو جو چھ مانگے ابنگ
پھول سے ایشور ہو گیا جو گیان ہوئے پھرا ایشور تحقیق
اور دو جا کوئی ایشور ناہیں جو کچھ ہے سو ہے من مابیں
اور گیان برتھا سب جان گیان یہی سکے بھوک جہان

دوہا

پرث رتھ کو چھوڑ دے اودم پرمت ڈول
تشرن گھنیا کی طرح تم ہر دم کر دکلول

عطر روحانی بحواب گلاب چمن

دوہا

ہر پاس سے لہر میں تک جتنے گیانی ہوئی چار وید منہل تھے نلچے جانو سولی
مانو کہہ دیر دیر کچھ سے لے نہ بارم بار اس کا دل تھیں دیر سے کر ایتا انتشار
کرم اپنا اور گیان تینوں ملکر جان ایک کھنچی تپ ہوئی ہے یورن لے ڈان
کرم سے بیت آپا شرتی ہوتی صاف اور آپا سکر میں جان گیان خلات
بن گیان کے پریم بھی ہر ماویں دن رات بن گیان آپا سنا کی بھی آدھی رات
اصل پریم جان لے کے سورج وچا اس مثال پر غور کرتینوں بات تیار
بھوجن پانا کرم ہے آپا سنا کھانا جان تربتی ہون گیان ہے اور بھی اب گیان
بستر بنا کرم ہے آپا سنا پوتست جان گرمی سردی شرم کو ڈھکان جان گیان
وڈیا پرھنا کرم ہے عمل آپا سنا جان بھرم تو ارن گیان ہے نینوں تو بھکان
پیدا ہونا کرم ہے وڈیا آپا سنا جان پر اپکار گیان ہے جس سے ترے جہان
جن کو بڑھی گیان کی وہ سمجھے ہیں خوب بن لے ان تین کے کب پائے محبوب
دیر کو چھوڑیں چھوڑیں بیشک کرم تیاگ جھکے سے مت کھو گیان جب اندر وشنی آگ
جو دے ہے بھوک کو پیدا ہوا بشر وہ آگانی سور ہے یا سواں یا شر
نہیں کچھ جلوہ گمان کا اسکے من پرکاش دھچکاؤ اندر ہے یا تو بن پاس
کرم آپا سنا گیان سے جو ہے مانو کھ ہین اُس کو بید پکارتے دشت مہاں ملیں
سدا چار کرم ہے آپا سنا پرانا یام ارتھ بہت جو دھیان ہے ہے گیان مذم
سیوانی اور باب کی رت کرم بچھان بکرو وید میں سک ہے دیوتا ان کو مان
شر وچا کی شکل کر زیت کر دجت لائے یہی ترین شراوہ ہے سوا نہ بھو جن تھان
جن میں اب پاپ جو ٹھل کریں دن رات ڈھکھٹاں اٹھکھٹاں بھوکیں رکھ آیات

نمبر ۹۔ کین اپ نشد۔ ۵۔
यत्पाणे न न प्राप्ति येन
प्राणः प्रणी यते । तदेव ब्रह्म खं विने ह्यदिदीक्षु
पासते ५॥ केन उ ॥

ترجمہ۔ جو پرانوں سے چٹا کمان نہیں ہوتا۔ اور جس سے پران گن کو ریٹ ہوتے ہیں۔ اس کو تو برہم جان۔ اور اسی کی آپا سنا کر جو اس سے بہن نہ دیا ہو ہے۔ اس کی آپا ست مت کر۔

نمبر ۱۰۔ کٹھ اب نشد۔ ۵۔ ۱۱۔
नित्याऽनित्यानां चेतनः
अतनामेको बहूनां यो विदधाति कामान् । तमात्मस्थो
येऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां शान्तिः शान्तौ ते तरेषाम् ॥

ترجمہ۔ پرانا تانتا اور چیتنا اور ایک میں سب کے لانا ہی ہے۔ اور سب کو چیتنا یوگ بھلا ایک اور سب کے جو کا سا کھٹی اور انتہائی ہے جو ایسے پرانا ناگربان کے گین کے پتروں کے اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ ہی شانتی پاتے ہیں اور کسی طرح سے شانتی نہیں مل سکتی۔ پس گیان اور پریم آئند کے طالب کو ایسے سچا اندر سروپ پرانا کی عبادت کرنی چاہئے۔ نہ کہ کسی جز پر تھکی جکا سوائے اکیان کے اور کوئی نتیجہ نہیں ملتا ہے۔

نمبر ۱۱۔ توتیا شو تراپ نشد۔ ۳۔ ۱۶۔
अपाणि पादे जवः
नो प्रह्विता पश्यत्यवकाः स शृणोत्यकर्णः सर्वान्तिवे
द्यं न च तस्यास्ति वेत्ता तं मां हुरयं पुरुषं महत्तम ॥ १ ॥

ترجمہ۔ پریشور ناکا ہے۔ لیکن اس میں شکتیاں سب ہیں۔ ہاتھ اس کے نہیں لیکن ہاتھ کی شکتی ایسی ہے۔ کہ سب چرا کر کر کے کھام رکھا ہے۔ ہاتھ نہیں لیکن سب سے زیادہ ٹیک والا ہے۔ آنکھ نہیں لیکن چرا کر کو نیچا دت مس کال میں کیکہ سا ہے۔ کان نہیں چرا کر کی بات سنتا ہے۔ من بڑی چت اسکا رتو نہیں لیکن من نیچے اور سمن سمت ہے۔ اور اپنے سروپ کا آپ ہی جانے والا ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ لیکن کوئی یہ نہیں جان سکتا کہ وہ کس بلے کس طرح کا ہے یا کتنی ساگر کتنا ہے۔ اس پریشور کو گیانی اور شاستر سرب اکرشٹ نورن اور انسان کنو ہیٹ سسکرت کی اور پتھوں کے سائن نمبر ۱۔ کرشن گیتا اور ہیا، سلوک ۲۲۔

अव्यक्तो व्यक्ति माय चं मयं ते मामवु ह्यः पंरभाव न जा
नन्तो ममा व्ययं नुत्त तमम् ॥

ترجمہ۔ مورتی سے بہت جو پریشور ہے۔ اس کو ضروری یعنی مورتی کو لوگ مورتی والا ماننے ہیں اور پریم بھلا یعنی مطلب اصلی کو نہیں جانتے کہ وہ سب کے ام اور کنی وغیرہ سے بہت ہے۔ ۴

نمبر ۱۲۔ کرشن گیتا اور ہیا ۹۔ سلوک ۱۱۔
अव ज्ञानं ति मो मवः
मानुषान तमाश्रितम् ॥

ترجمہ۔ مورتی کو گ منیشر کی دیہ دھارن کرنے والا۔ اور چید اپو پتیتو کو جانتے ہیں۔ کہ وہ سب کا منیشر یعنی مالک ہے۔ اور سب بیا یک جوئے سے ایک جگہ مورتی مان نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۱۳۔ بھاگوت میں مروج ہے۔
यस्यात्स बुद्धिः करणोपेति ध्या
नं कै स्वधी कलना दिषु भौम्य इत्यथा ॥ यस्ती चं बु
द्धिः सल्लि लेन कर्हि चित्त जने धूमिजु वु रुख ब रो रल
ترجمہ۔ خود دھانور چیز اسنا، ارضی میں نم بھی کرتے ہیں۔ اور مورتی۔ مادہ

یہاڑ مکان دعو میں تیر تیر بھی اور مری تیر میں ستمنا ہی کہتے ہیں ہا سان
جیوان مطلق کے گروہ سے گدھے یا بیل ہیں۔

نمبر ۱۴۔ مہا بھارت میں ذکر ہے۔
मृत् क्लिप्ता धातु रा वादि
मूर्ता वा चर वु द्यः ॥ स्ति रयति तय सा मूला परे शा
स्ति नयो तिते ॥

ترجمہ۔ جو چیز پرانا نا کا ر سب بیا یک میا و کاری کی دھات۔ پتھر۔ لوما پتیل۔ جاندی۔ سونا وغیرہ کسی قسم کی مورتی نہ لے لے ہیں۔ دے اکیانی اور پالی ہیں۔

نمبر ۱۵۔ ایک مہاتما کا واک ہے۔
तीर्थेषु प अहिंसा यु
काष्टपाषाणामा रामये प्रतिमादौ मनोये वा ते नराः
मृत्चे तसा ॥

ترجمہ۔ تیرتھوں اور پتھوں کیوں میں کا شٹ پاشان اور نرنگ کی پتھوں یعنی تصویروں میں جکا من ہے وہ آدمی مورتی جت ولے من۔

مورتی جو کدے درہ میں بابا مالک
اور دیگر گورو مہا جان کی رائے۔
نظر آوے۔ گلے میں پانچ لٹکا وے۔ بھرے
بھولا ساکت پتھر تانیر زور دے کھپ کھپ مڑتا۔ نہ

پاتھر بولے نہ کچھ دیو۔ بھوکٹ کرم نیچل ہے سیو۔ (۲) بابا نانک صاحب پامہن پتھر
کھائے۔ بھائی کیا مانگیں کیا دیں۔ نام دہوئے آدمی دسویگ جیوں کرم کریں (۳)
بابا نانک صاحب پاتھر بولے بوجے گدہ گوار۔ جو آپ ڈبے تم کہاں تاملن (۴)

نانک صاحب۔ ایک سرو ناککا جو مل نقل رہیا سا لے۔ وہ جا کا ہے سمریے جو جتے
مڑا لے (۵) ایضاً۔ مجھے نہ مرے آوے نہ بائے نانک کا پر بھور ہیا سا لے۔
(۶) محلا پنجم ربوب نہیکہ رنگ تیرے گن تے پر بہن تے ہو جاوے نالکا۔

جس جو دے سو پر سن (۷) ایضاً سنگلی تھڈا رگر رکھی استم تھڈا گوبند جی سہی۔ بھرم
بھوئے ترکرت کچرا ن جنم مرن رہت نامان (۸) محلا پنجم سنگلی اپا دہ دیہ نورن
سو کھ جے جو کسے تھاکر جوئے (۹) محلا دہم مویا۔ کا ہونے یا ہن بوج وڈر

سر کا ہونے سنگ گلے لٹکا جو۔ کا ہو کھو پیراچی وٹا میں۔ کا جو پھچھ کر سیس لڑاؤ
کیوں ان کو پوجت ہے۔ اور کیوں پشان کو پوجن دھائیو کر در کر بیا اور جید جگ
ساراسری بھگوان بھید و پائیو لڑا۔ تاہیں پچھا جت نہماں پیش جا کو پرتاب

پتھوں پر پائیں۔ پوجتیں۔ پریشور کو جی کے ریرے پر یوگ برامیں۔ یاپ کر و۔
پر بار تھ کر چھ پائیں۔ اتی یاپ تیا پیں۔ پائی پڑھ پریشور کی جٹ پامہن میں
پریشور نہیں (۱۱) سو بیا پامہن پریشور کیا یو جے سب سنسار تس بھرے جو۔

رہے سو ڈوبے کالی دھار (۱۲) کبیر صاحب جو پاتھر کو کہتے ہیں۔ دیو تنکی
نپھل جاوے سیو۔ جو پاتھر کی پائن پائیں۔ تنکی کھال اجا پیں اجا پیں (۱۳)
بھات بہت ار لا پچی کر گرا کا سار۔ بھو کن مار بھو گیا اس مورت کے کھچا۔

(۱۴) پاشان گھڑ کے مورت کینی دتے بھجانی پائے۔ جاوہ مورت مپاچی ہے
تا گھڑن لائے دکھائی۔ اور پتھوں سے ۱۵۔ کبیر صاحب پتھر بولے پتھر
توہم توہیں پہاڑ۔ اس پتھر سے بکی بھلی جو پیں کھائے سنار (۱۶) پاتھر بولے
مول کے تن تھ تیر تھ نہما لے دیکھے دیکھے نہما لے دیکھے دیکھے نہما لے کھائے۔

داو و صاحب۔ داو و دنیا یا دوسری مڑ ہیاں یوہیں ادت۔ آپ مڑے بگ
جھا ڈ گئے ان سے مانگے پوت (۱۷) پتھر پر پے دھو چکے پتھر بولے پتھر پران۔

अशब्दं म स्पर्शं रूपं व्ययं । तथा र मे नि त्वं म
गन्धं व श्र यत् ॥ अ ना द्य न त्तम ह तः परं श्रु वं नि चा र्य
त त्वं त्वं म र वा त प्र मु च्ये ते

ترجمہ۔ ہر نام۔ شبد۔ سہریش۔ روپ۔ رس گندہ (جو کان چوم کر آنکھ
وربان وناک کے وشہ میں) اُن سے پرے ہے۔ یعنی وہ نہ شبد اور نہ روپ۔
اور نہ سہریش۔ اور نہ گندہ اور نہ رسنا پس آسکتا ہے۔ وہ نہ ت اور نہ آدی ہے انا دی
اور نہ انت ہے۔ جیسا آسم سے سرشت اور ازل ہے۔ اس کی اراد ہمار کے کشیدہ مرتے
منہ سے چھوٹتا ہے۔ یعنی موش کو پراپت ہوتا ہے +

न तस्य कार्यं कर्ण च ॥ ४ ॥ ५ ॥ ६ ॥ ७ ॥ ८ ॥ ९ ॥ १० ॥
विद्यते न तत् समभ्य ॥ म्याथ क श्र ह ड्यते । परा
स्य शक्ति विविधैव श्रूयते स्वभा वि की ज्ञान बल क या च ॥

ترجمہ۔ اس پر نام کا نہ شہر ہے اور نہ اندر ہے نہ اس کے برابر اس
ٹرا کوئی دکھائی دیتا ہے اس کی شکتی کے بڑی ہے اور نہ تا پر کار یعنی بہت قسم کی
شئی جاتی ہے۔ اس کے گیان اور بل اور کر یا بھاوک ہے +

न तस्य क श्र ॥ ११ ॥ १२ ॥ १३ ॥ १४ ॥ १५ ॥ १६ ॥ १७ ॥ १८ ॥ १९ ॥ २० ॥
त यति रक्षित लो के न चे द्वा ता नैव च तस्य लि क्क म ।
स कार णं क र सीध पाथ यो न चा स्य क श्र ॥ २१ ॥ २२ ॥ २३ ॥ २४ ॥ २५ ॥ २६ ॥ २७ ॥ २८ ॥ २९ ॥ ३० ॥

ترجمہ۔ ہر نام کا نہ شہر ہے اور نہ اندر ہے نہ اس کے برابر اس
کارن ہے اور جو کہ وہی جاتی ہے اس کا نہ کوئی اپنی کرتا ہے اور نہ وہی جاتی ہے +
نمبر ۵۔ کہیں ادب نشا + یکن اچانک نہایت سے ناگ۔
यदा चान भुदिते येन वाग ॥ ۳१ ॥ ۳२ ॥ ۳३ ॥ ۳४ ॥ ۳५ ॥ ۳६ ॥ ۳७ ॥ ۳८ ॥ ۳९ ॥ ۴० ॥
भ्यु छते । त दे व ब्र ह्म त्वं वि द्धि ने दे यदि दं मु पा
सते ॥ के न उ ॥

ترجمہ۔ جو بانی کا سامن نہیں ہے یعنی اوڈیا کیٹ بائیل سے پرست نہیں
ہر سکتا جو سب کی باتوں کو جانتا ہے اسے مشورہ اسی کو پر مشورہ جانو اور کہیں
نمبر ۶۔ کہیں آپ نشا + یکن اچانک نہایت سے ناگ۔
यन्म न्न सानं मनुते येना हु ने ॥ ۴१ ॥ ۴२ ॥ ۴३ ॥ ۴४ ॥ ۴५ ॥ ۴६ ॥ ۴७ ॥ ۴८ ॥ ۴९ ॥ ۵० ॥
मतम् । त दे व ब्र ह्म त्वं वि द्धि ने दे यदि दं मु पा सते ॥
के न उ ॥

ترجمہ۔ جو من ہے اچھا کہ کے من میں نہیں آتا۔ اور جو من کو جانتا ہے اسی
پر ہم کو توجان اور اس کی آپنا کر +
نمبر ۷۔ کہیں آپ نشا + یکن اچانک نہایت سے ناگ۔
यच्च क्षुषा न पश्यति यने च क्षुषि पश्यति । त दे व
ब्र ह्म त्वं वि द्धि ने दे यदि दं मु पा सते ॥ ۵१ ॥ ۵२ ॥ ۵३ ॥ ۵४ ॥ ۵५ ॥ ۵६ ॥ ۵७ ॥ ۵८ ॥ ۵९ ॥ ۶० ॥
क ० ३

ترجمہ۔ جو آنکھ سے نہیں دیکھ پڑتا۔ اور جس سے آنکھیں دیکھتی ہیں۔
اسی کو تو پر ہم جان۔ اداسی کی آپنا کر کہی اس سے بن جو سورہ جلی آگ
آدی پارتھ ہیں۔ اُن کی آپنا کر +

यच्छे त्तेण न शृ णो ति येन ॥ ۶१ ॥ ۶२ ॥ ۶३ ॥ ۶४ ॥ ۶५ ॥ ۶६ ॥ ۶७ ॥ ۶८ ॥ ۶९ ॥ ۷० ॥
श्रे श्ठं तमि दं श्रु तम् । त दे व ब्र ह्म त्वं वि द्धि ने दे यदि
दं मु पा सते ॥ के न ॥ ७१ ॥ ७२ ॥ ७३ ॥ ७४ ॥ ७५ ॥ ७६ ॥ ७७ ॥ ७८ ॥ ७९ ॥ ۸० ॥

ترجمہ۔ جو شروں یعنی کان سے نہیں سنا جاتا۔ اور جس سے شروں سنا جاتا
اسی کو تو پر ہم جان اور اسی کی آپنا کر +

यच्छे त्तेण न शृ णो ति येन ॥ ۸१ ॥ ۸२ ॥ ۸३ ॥ ۸४ ॥ ۸५ ॥ ۸६ ॥ ۸७ ॥ ۸८ ॥ ۸۹ ॥ ۹۰ ॥
श्रे श्ठं तमि दं श्रु तम् । त दे व ब्र ह्म त्वं वि द्धि ने दे यदि
दं मु पा سते ॥ के न ॥ ۹१ ॥ ۹۲ ॥ ۹۳ ॥ ۹۴ ॥ ۹۵ ॥ ۹۶ ॥ ۹۷ ॥ ۹۸ ॥ ۹۹ ॥ ۱۰۰ ॥

ترجمہ۔ جو شروں یعنی کان سے نہیں سنا جاتا۔ اور جس سے شروں سنا جاتا
اسی کو تو پر ہم جان اور اسی کی آپنا کر +

سے رحمت سب دکھوں سے الگ۔ اور سب پاؤں سے نبارا ہے۔ وہی سب کی
آپنا سنا کر گیا ہے۔ دوسرا کہ نہیں +

अथ न्तमः प्रविशन्ति ये ॥ १ ॥ २ ॥ ३ ॥ ४ ॥ ५ ॥ ६ ॥ ७ ॥ ८ ॥ ९ ॥ १० ॥
स- न्तमि मू पा सते ॥ त तो भू यः हु वते न मो यः ॥ उ स
म्भू त्वा थ र ताः ॥ य ० अ- १० म- १ ॥

ترجمہ۔ جو پنہنھوتی ارتھات انوین انادی پر کرتی کارن کی پر ہم کے سخا ہیں
آپنا سنا کر گئے ہیں۔ وہی اندھکار یعنی الیان اور دیکھ سا کر میں ڈوبے ہیں اور پنہنھوتی
جو کارن سے اوپن ہوئی کارنہ روپ پر غروی آدمی بھوت پا کھان اور پر کہ آدمی
ادولوا ورنش آدمی کے شہر کی ادولوا سار ہم کے سخا ہیں کرتے ہیں۔ وہ اس اندھکار
سے اندھکار اندھکار۔ یعنی ہمارو کہ چر کا ل۔ گھور۔ دکھ روپ۔ ترک میں گرے
ہمار کشش کو بھو گئے ہیں +

वेदा हमे ते पुरुष म ॥ १ ॥ २ ॥ ३ ॥ ४ ॥ ५ ॥ ६ ॥ ७ ॥ ८ ॥ ९ ॥ १० ॥
हान्त मा दि त्य व रं त म सः परस्ता त्ता मे च वि दि
त्वा ति स त्व मे ति वा न्यः पं चा वि द्य ते ॥ य ता य ॥ १ ॥ २ ॥ ३ ॥ ४ ॥ ५ ॥ ६ ॥ ७ ॥ ८ ॥ ९ ॥ १० ॥

ترجمہ۔ اس منسوں یہ عقدہ مل کیا گیا ہے۔ کہ کس پر اندھ کو جان کے نہ شہ
گیانی ہوتا ہے (وید فرماتا ہے) کہ پریشور کو ہی پتھات جانتے ٹھیک ٹھیک گیانی
ہوتا ہے جو سب کا پرکاش کر نیوالا ہے۔ اور اوڈیا نہ ہار یعنی جانی الیشوں
سے اور گیان آدمی ویشوں سے الگ ہے۔ وہی پریشور سب کا اشد دیو ہے۔
اس کو جانے بنا کوئی عقیدہ کامل گیان ان نہیں ہوتا۔ اس پر نام کو جان اور پراپت ہو کے
کشیدہ ہرمن آدمی کلہوں کے سمندر سے پار ہو کر پرانند یعنی موش کو پراپت ہوتا ہے
پرانتا کے سوا کہتی کا کوئی راستہ نہیں +

यको देव सर्व ॥ १ ॥ २ ॥ ३ ॥ ४ ॥ ५ ॥ ६ ॥ ७ ॥ ८ ॥ ९ ॥ १० ॥
भू ते षु गू ढः सर्व व्या पी सर्व भू ता त्ता स वा ध्य त
स र्वो ध वा सः सा सा क्षी चे ता के व लो नि र्ग रा श्र ॥

ترجمہ۔ الیشو۔ ایک ہے۔ اور سب کا پرکاش کر نیوالا چین سروپا ہے۔ اور سب
جگت کے بھوت پراپتوں میں بیاپک ہوتا ہے۔ اور انڈیا می ہے۔ اور کموں کا ادھی
جی یعنی سوامی ہے۔ اور سب کا اودھار بھوت ہے۔ سب کا ساکھی ہایا دینے والا لیکن
خود کسی کی سہایتا لینے سے طرح متا ہے۔ سب کا سہا یک اور جگت کے گنوں سے
رہت ہے۔ یعنی کبھی ساکار نہیں ہو سکتا +

लेश कर्म वि पा का शये ॥ १ ॥ २ ॥ ३ ॥ ४ ॥ ५ ॥ ६ ॥ ७ ॥ ८ ॥ ९ ॥ १० ॥
२ सृ ष्टः पुरु ष वि शेष ई श्वरः ॥ १ ॥ २ ॥ ३ ॥ ४ ॥ ५ ॥ ६ ॥ ७ ॥ ८ ॥ ९ ॥ १० ॥
श्री ग ०

ترجمہ۔ اس کا ارادہ ہے کہ ادولوا آدمی کلیدول یعنی جالت وغیرہ الیشوں
سے پاک اور کشل اور اکشل یعنی ٹھیک دکھ اور نصب اور بہت دھری۔ طر فاری
وغیرہ نا اہم ہے بڑی بھل (ایک گنوں کی دشمن سے بہت وہ سب جو گوں
سے اعلیٰ اور بیاپک الیشو ہے +

सत्यं ज्ञानं ॥ १ ॥ २ ॥ ३ ॥ ४ ॥ ५ ॥ ६ ॥ ७ ॥ ८ ॥ ९ ॥ १० ॥
मनं तम् ब्र ह्म यो वे द नि हितं गू हा या स ।

ترجمہ۔ پر ہم سب سروپ گیان سروپ اور انت سروب ہے۔ جو وہ
پراپتی پرگ ہے +

नमो ॥ १ ॥ २ ॥ ३ ॥ ४ ॥ ५ ॥ ६ ॥ ७ ॥ ८ ॥ ९ ॥ १० ॥
नमो ॥ १ ॥ २ ॥ ३ ॥ ४ ॥ ५ ॥ ६ ॥ ७ ॥ ८ ॥ ९ ॥ १० ॥

ترجمہ۔ کہیں آپ نشا۔ ادولوا۔ اولی۔ ۲۔ داک ۱۵ +

ترجمہ۔ کہیں آپ نشا۔ ادولوا۔ اولی۔ ۲۔ داک ۱۵ +

مورتی پرکش

سب سے پہلے پرماتما نارکار کی ستی سترادار ہے جسے مورتی پرکش مانتی اور جو کو گلیان ہوتا ہے۔ ست گلیان سے نہت جنوا ایک پک کر کے اندھکار میں پھنسا ہوا نجات یا موش سے دور ہوتا ہے۔ پس اس ستار سارگر سے بارہ ہونے کے واسطے سچا مضبوط مقبول جہاز دیکھنا گلیان ہے۔ اندر اس کے بغیر نجات کا دم بھرنایا و شوا اس ڈھیر لیا جھول گلیان ہے نادان جو وہ انسان جھکواستی کی ضرورت نہیں اور اندھا ہوتو ہنگام میں گلیان کی ضرورت اور مورتی پوجا جس وقت گھٹ گھٹ رکھائی دیتی ہے اسکی حقیقت سے صداقت کی اس رسالہ میں تلاش ہے اور بڑی بڑی مستند پرناک کتابوں سے اسکی ثابت شدہ باتوں اور پیرامین کا پرکش ہے۔ مجھے اس سے کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں اور یکیش یا پوجا کا مطلب ہے پس جو دھرماتما سچی کا طالب ہے وہی کرچھوڑ کر مطالعہ کرے گا۔ وہ دھرمی زندگی پر مراد سے بھگے گا۔ اسے پرماتما دویا کا پرکش کر اور دویا کا نانش +

دلائل عقلی (۱) جس طرح دریا بونے میں بند نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بند ہو تو دریا نہیں اس طرح کوئی سرب بیا پک ایک جگہ رک نہیں سکتا۔ اور مورتی پوجا ہونے سے سرب بیا پک نہیں رہتا +

(۲) ہر ایک جسم یا شریک کے واسطے ضروری ہے۔ کہ طول و عرض و عمق رکھتا ہو۔ اس کے واسطے مکان اور زمان کی بھی ضرورت ہے۔ پس کوئی جسم نادادی اور نانش رہت نہیں ہے۔ اور پرماتما چونکہ نادادی اور نانش رہت مکان و دیرش کا لستو سے مجبور ہے۔ وہ اس واسطے شریک و معاری نہیں ہو سکتا +

(۳) موت یا تصویر بغیر عکس یا سایہ یا شریک کے نہیں ہو سکتی ہے اور جگہ پر نہیں آسکا عکس نہیں ہے۔ اور سایہ و العفل محال ہے پس نما کار پرماتما کی موت بھی نہیں ہو سکتی +

(۴) سری کرشن۔ مانچندر۔ ہنومان۔ بھیرو۔ دیو۔ شیو۔ جی۔ گیش۔ برہما۔ وشن۔ و رگا۔ جن ناتھ۔ سدھی نرائن۔ کال وغیرہ۔ ہر کوئی کی تمام مندروں میں مورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر پرماتما یا برہم کی مورتی کسی مندر میں نہیں ہے جس سے خود ہی ظاہر ہے۔ کہ الیشور کی کوئی مورتی نہیں +

(۵) بزرگان مہندہ بالار برہم کو ہر ایک بڑی ہی مان جانتا ہے کہ کسی ایک وقت میں جو تھے۔ اور ایک وقت پیدا ہوئے اور اب نہیں ہیں شریک چھوڑ گئے۔ ان کی عمدہ نصیحتیں البتہ کارآمد ہیں۔ اور فائدہ مند ہو سکتی ہیں۔ مگر ان کی مرضی تصویر کی پرکش سے گلیان کا پرکش ہونا غلط سلیم تسلیم نہیں کرتی ہے +

(۶) آج تک کسی جیونے پرماتما یا برہم کو جسم ظاہری سے یا اور حواس متعلقہ سے نہیں دیکھا ہے پس اس کی تصویر بنانی گلیان کی نشانی ہے +

(۷) جو چیز جمانی یعنی شہید وال ہے۔ وہ ہمیشہ متغیر و تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ ایک حالت میں نہیں رہ سکتی۔ پرمیشور چونکہ ہمیشہ ایک رس اور پل ہے۔ اس واسطے اس کی مورتی نہیں +

(۸) جسم یا شریک کی خاصیت ہے کہ روگ بیماری۔ خوف۔ گھٹنا۔ بڑھنا۔ ملنا۔ خشک ہونا۔ گلنا۔ ملنا سے ایک ذرا یک میں مبتلا رہتا ہے اور سکرک کی اصطلاح میں شریک کو چھن جھک کر لگایا ہوتا ہے شریک پرماتما چونکہ ان عوارض سے شدہ ہے پس وہ جمانی نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے +

(۹) اکثر ہمارے مورتی پوجک بھائی یہ سنبھہ کرتے ہیں۔ کہ مورتی پوجا پرماتما

کے دھیان و گلیان کی بہتر سیڑھی ہے۔ ہم وقت قابل کرنے گلیان کے چھوڑ دینے مگر یہ عذر ان کا بھی مقبول نہیں ہے کیونکہ اول تو آجنگ بھی نہیں سنا گیا۔ کہ کسی مورتی پوجک نے انت کال تک مورتی کو چھوڑا ہو۔ بلکہ سینکڑوں مرتبہ وقت بھی گھٹے میں لٹکا کر مرتبے ہیں +

دوم۔ سیڑھی سے مراد منزل مقصود تک پہنچنا یعنی گلیان کا قابل کرنا ہے۔ اب دیکھنا چاہئے۔ کہ گلیان کے پراپت ہونے کے واسطے کوئی سیڑھی ہوتی ہے یا نہیں کی تعلیم سے گلیان ہو سکتا ہے یا مورتی پوجا سے چونکہ اس میں سب پڑھی ہوں کا اتفاق ہے۔ کہ گلیان کے حصول کی دویا ہی سیڑھی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ مورتی پوجا۔ پس مورتی پوجا کسی طرح جائز نہیں ہے +

(۱۰) بعضے بھائیوں کا یہ عذر ہے۔ کہ پچھل من بغیر مورتی کے قائم نہیں رہ سکتا۔ اور ہم مورتی کو لگے رکھ کر پرماتما سے بولتے ہیں۔ اب میں دیکھنا چاہئے کہ یہ ان کا فرمانا کہاں تک مقبول ہے۔ یعنی خود مورتی پوجا کے زمانہ میں سینکڑوں مرتبہ دل کو زاریا۔ مگر کبھی اس کو بڑا فائدہ نہ پایا۔ جوں ہی کرشن جی کی تصویر پر دروہیان جاتا تھا۔ فی الفور بجا گوت کا وس سنگدہ یاد آتا تھا۔ اور آنکھ کان۔ ناک۔ جسم وغیرہ پر خیال جانے سے من کی حالت بغیر مورتی۔ اور گرڈ اور شیشا گ اور کبر بند کے واقعات سوچ سوچ کر طبیعت کی ایک اور یاد دہانی تھی۔ نہ راجیہ کی تصویر سے چین تھا اور نہ مہادیو کی موت سے شناختی یا رست مورتی تھی۔ چونکہ تجربہ میں آجانا زبان باتوں سے عمدہ ہے پس پھر یہ طرح سے مجرب ہے۔ کہ مورتی پوجا سے من کو شناختی دوسرا بلکہ محال ہے اور بغیر دویا کے اور دنیا کا جانا چھوڑنا بلکہ خام خیال ہے۔ اور علاوہ برل من کا دیگ بہت بڑا ہے وہ کسی مورتی مان مارنے سے ٹک نہیں سکتا۔ پس اس کا دیگ روکنے کے واسطے ایک مہاں مرب بیا پک جوتی پرماتما ہی ایسا ہے۔ جو ان کے دیگ کو متفرقات کی طرف جلتے سے روک دے۔ اس لئے پرماتما نارکار گلیان سروپ کا دھیان بہتر ہے۔ اور مورتی پوجا سے من کا رکنا استنبو ہے +

دیر وکیران نمبر (۱) یجروید مقدس کا ادھیا ۳۲۔ متر ۳۔ ستر ۳۔

गा अस्ति यस्य नाम महेश्वरस्य गर्भ इत्येषामा
हिं ५ सीद स्या यस्या वृजात इत्येषः ॥

ترجمہ۔ جو پریشور مانا کے سنیوگ سے شگبی اوپتن ہوتا۔ ہوتا ہے۔ اور نہ ہوگا۔ نہ شریک واران کے کے بالک۔ جوان اور بدو ہوتا ہے اس کی پرماتما یعنی ناپ کا سادھن پر پتی بیا عکس یا سدرش یا تصویر کی پرکار کی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مورتی رہت۔ اشت سیارہت اور سب میں بیا پک ہے۔ جو حج والے سوربہ آدوں کی اپتی کا کارن ہے۔ اسی کی اپنا گنی یوگیہ ہے۔ اور کی نہیں +

نمبر (۲) یجروید ادھیا ۴۰۔ متر ۸۔

सर्व्वे गाच्छु क्रम का यम ब्रह्म स्ना विर ५ शुद्धम पाय वि द्धम ॥ कविर्म
नो बी यीरभूः स्वय स्मू य्या यात स्यातो यैव्यिद था
च्छव ती भ्यः समाभ्य ॥ य ० अ ० ५ ० मे ८

ترجمہ۔ جو سب کے جانتے والا۔ سب کے من کا شاکشی سب کے اوپر برا جان اور
نادی سروپ ہے اور جو اپنی نادھی پر جا کر انتر یامی روپے اور وید کے دوارا
سب بیباروں کا اوپریش کیا کرتا ہے۔ سو سب میں بیا پک اشت پر اکرم والا۔
سب پر کار کے شریک سے رست اور سب روگوں سے رست مارتی کے بیرون

ہی اپنی ہر چہتی سہتی میں گما سے کراہتی تھی کوڑا لگنے سے جواب دیتا ہے وہ بھلا سوتے
 سرد ہو جاتا ہے۔ جیسے مہین کا پایا دیدیڑھتے سے۔ مرنیکہ گئی سال تک جنگ جہا
 آخر افراسیاب کے کہنے سے چہانان نے وہ ہتھیاری مہبتی کو دیکھی جس کو وہ مہاراجہ دشمنی توئی
 نہیں دے سکے مگر وہ حالہ جو چکی تھی۔ ہر مہبتی کے گمراہ کئے بیٹیا پیدا ہوئی جس کا نام
 برہمہ دیو مارا گیا گیا جہاں کے گمراہ کو دیکھا گیا تھا۔ اس پر ہر مہبتی نے دیکھنے سے
 انکار کیا جس پر جنگ کی فوجت ہوئی۔ اسے اسرار پر ہر مہبتی نے دیکھی تیار سے پوچھا کہ یہ
 کس کا قتل ہے اس نے جواب دیا کہ جہا۔ ماں کا۔ یہ ہوائے بدہ کو چہرہ ماں کے خوار کیا۔
 پھر اسی بھاگت میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ دیو کوئی درویشوں سے لڑائی کرتے ہوئے دس سڑا
 سال کے منتفی ہوئے پر تھک کر ایک جگہ جا کر گمان کے سرے کے سرے کے نیچے رکھا سو ہے
 دیوتوں نے مینے ٹھٹھ میں تھامس کی۔ جب وہاں۔ مینے نوٹاں کر کے ہوئے اس نے ٹھٹھ میں
 آئے اب سوئے کو گمانا گمانا سب کو لال ہوئے کوڑوں کی طرح، عقل دھڑانے لگے کہ خ
 یہ قرار پایا کہ۔ رشتی یعنی بھروسے جا زور دیا کہ اس سے یہ خدمت لی جاوے بیانا
 ایسا ہی ہوا اس نے انکار کیا۔ کہ مینے اس پایا جگہ سے اسے کیا لا بہ ہوگا۔ دیوتوں
 نے گمانا کو چھٹے گلیہ میں بھاگ دیا کہ مینے جس پر راضی ہو کر اس نے اس گمان کی رشتی
 کو گمانا کر کے مینے ہی پڑا شور ہوا۔ اس گمان کی طرف سے شو کا۔ کہ مینے کہ مینے میں
 چا گیا۔ سب دیوتا حیران ہوئے۔ پھر ہر مہبتی کو لے کر پھاڑ کر نیک چل اور بیٹھو گنا چڑھے
 چنانچہ سب سے ملے خود مجھے بھل بھلا گنا پڑا۔ یعنی میرا سر خدے کا ٹھٹھ۔ اور دھو
 مشین جو بھی ہو جو دم نہ رہے ایسے ہی کاموں سے اس کا لڑک بھل مینے کاٹا گیا اور اندر
 دینا لایا گیا کے ساتھ لڑا کر کے سے سہرہ بیک ہو کر مان سرور کے تالاب میں شرمسار
 رہے آخر سب نے دیوتی کی تعریف کی جس پر وہ راضی ہوئی۔ اور حکم دیا کہ گھوڑا کاسر
 کا لڑکا دو۔ چنانچہ لگایا گیا۔ جس پر اس روئے سے دیکھنے کو لڑا کر ہوا ہے۔ بدن آدمی کا
 سر گھوڑے کا ہے۔ اس ادبیا شے کا بہت پن ہے جو سے گا اس کی مکت ہر جاوگی
 پھر اس بھاگت میں لکھا ہے کہ راجا اور پرسی چرچا تھا۔ قی شکل میں سکار کے لئے کیا
 وہاں پر پائی استری کر گیا کی یادیں اسے اشتام ہوا اس نے لطفہ کو کسی رختے

۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----

پتہ نہیں بند کر کے دیو ر پارسل کے شاہین یا جہا شکار ہی پرند کے ذریعہ گھر کو روانہ
 کیا۔ یہ سہند میں بد عالم ہوا ایک اور جہا مل گیا۔ جنگ شروع ہوئی۔ وہ جگہ درہے
 زمین کے اوپر تھی۔ وہ پارسل گمراہ۔ نیچے ایک اچھتر نام جو کسی رشتی کی بدعا سے بھلی
 بنی ہوئی تھی۔ وہ دیا میں نہیں رہی تھی۔ گرتے ہی اس نے منہ میں لے لیا وہ دمانہ پھٹی
 جب یہ دمانہ مل منتفی ہوئی تو وہ ایک نشا رشتی باہی گہرے گرفتار کر لی۔ شکم چیمے
 ایک لڑکا اور ایک لڑکی نکل آئی۔ وہ ہر دو کو راجہ ورتو کے پاس لے گیا۔ راجہ نے
 لڑکا لے لیا۔ اور لڑکی اسے واپس دیدی اس نے اسے یالا اور اس کا نام چھوڑ دی
 یا مستوری۔ کالی کا لکاش گندھا ہوا اور بڑی ہوتے دیا زمین پر باب کے سنانے
 کشیتانی کر بیٹھی۔ ایک سٹون فضا پراثر مٹی۔ یہ کے جانے والے دمانہ آئے۔ اور
 عبور دیا کارا راہ کیا۔ ملاح روئی لکھا رہا تھا۔ لڑکی کالی کو اجازت دی کہ تو مٹی میں
 لیو کر انہیں بار کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب در باب کے بیچ پیچھے۔ مٹی جیو بھی
 بد گمان ہوئے۔ غلبہ نہوت نے عبور کیا۔ اور اس کا دمانا ماننے ماننے سے بڑا
 کالی نے انکار کیا۔ اور مٹی کو بہت نصیحت کی۔ مگر اس نے دمانا۔ آخر اس نے اقرار
 کیا۔ کہ در باب کے پارے کام کریں گے۔ جب کہ نہ رہا پیچھے تب مٹی نے ماننے پکڑا اس نے
 پھر نصیحت کی مگر وہ نہ مانا تب کالی نے کہا کہ میرے گیسے بھلی کی بڑی بد بوائی ہے
 رشتی نے دعا کی جس سے وہ جو جن گندھا ہو گئی۔ یعنی اس کے بدن سے ہم کو کس تک
 شک کی برائے لگی۔ اس نے کہا کہ میرا باب کیا رہا ہو پکڑتا ہے روز روشن ہے رشتی نے
 دعا کر کے گیسے پیدا کر لی پر وہ ہو گیا۔ پھر اس نے کہا کہ آپ نے کام چشیا کر کے چلے جاویں گے
 میرا پھر کیا حال ہوگا۔ مجھے بکا سے نابل ہوئے کے سبب سے کون قبول کرے گا۔
 میرا لڑکا اس طرح جا لگا۔ میرا باب کیا کہے گا۔ لوگ کی کہیں گے۔ رشتی نے دعا کی۔ کہ بکا
 سے پھر بدستور ہو جاوے گا۔ کہ آخر لا مران سب شراٹھ کے پھر اس نے بکا لڑکا۔ کہ
 میرا لڑکا تیرے جیسا ہوا اور بدستور روز افزوں اور خوشین بہت رہے کہ ان سب کے
 بعد وہ بد فعلی ہوئی و صحبت کے بعد لڑکا ہوا۔ اسی جگہ پر جس کا نام بیاس یا کاشن
 دو پیاسن رکھا گیا۔ پراشر جی بھی ملے گئے۔ اور بیاس جی مت مانا سے ابانوت لیا پکڑ
 کو چھ گئے اسی شیبو جی یا چھوڑ دی پراشر شمن یہ راجیکام عاشق ہوا اور اس بھٹادی کی سی
 کے شکم سے چتر لگا اور پراشر پیرج دورا چا پیدا ہوئے۔ اور جب یہ دونوں ملے تو ان کی
 پتھنیل عورتیں بیوہ رہ گئیں۔ اسی کا امبا امبا لگا۔ ان تینوں عورتوں کے ساتھ
 بیاس جی نے نیوگ کئے جن سے دہر تراشٹ اندھا۔ پانچواں اور بار پیدا ہوئے جو
 ہندوستان کے نامی گرامی راجہ ہوئے۔ جو گور پانڈو مشہور ہیں۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
---	---	---	---	---	---	---	---	---	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----

مگر غیرت مند تھا۔ مارے شرم کے ترسان چلا گیا اور وہاں ہی مر گیا۔ پچھ اُس کے ہندو میٹا تخت پر بیٹھا۔

دوسرا مسلمان اس ملک میں سکھ بیل راجہ لاہور روپیہ دیک کے لالچ سے محمود کے وقت میں ہوا۔ جس پر محمود اُس کو راجہ بنا کر چلا گیا۔ محمود کے چلے جانے کے بعد وہ پھر ہندو ہو گیا اور برہمنوں نے ملا لیا۔

ملک کشمیر ایک بادشاہ کے ظلم سے جبراً مسلمان کیا گیا ابھی تک اُن کی اُمیں بھٹ۔ کول وغیرہ وغیرہ موجود ہیں۔

برہمن۔ چھتری۔ وشن۔ سندھوان سب میں سے جو جو مسلمان ہوئے اکثر توجہراً مسلمان ہوئے کوئی خوشی یا آسند یا دین اسلام کو پسند کر کے مسلمان نہیں ہوا۔ بہت حاکم وغیرہ کے لالچ سے بھی مسلمان ہوئے جن کے نسب نامے صاف گواہی دیتے ہیں کہ باب دادا باد تین پشت سے اوپر ہندو تھے۔

بہت سے فوجان ہندو مسلمان فی زندگیوں کے دام زلفت میں اسیر ہو کر برہمن ہوئے جو یاروں کو اسی دین کی تعلیم دیا کرتی ہیں جن کی پہلے اور اب بھی ہزاروں لاکھوں مثالیں ہر ایک صوبہ یا احاطہ میں موجود ہیں۔

بڑے بڑے لائق سنوت بھی ریڈیوں کے چاہہ ذوق میں غوطہ کھا گئے۔ نمونہ کے واسطے پشت گنگا لہری کے مصنف بدھت گلن ماقہ شاہسری جی موجود ہیں۔

لاکھوں بہادر اور شہید اور دل چلے ہمایا دہرم قربان ہو گئے۔ سیس دیدئے۔ لیکن سیدین نہ ہوئے۔ نمونہ کے واسطے دیکھو شہسرخ اور ناڈراجستان۔

آپ جانتے ہیں جب مسلمان نہیں آئے تھے تو اُن کی زبانیں۔ تھوس مقبرے خافا ہیں۔ گورستان بھی اس ملک میں سترھیں جب ۸۔۹ سو برس سے مسلمان آئے

تب ہی ہندوستان میں قبر پرستی شروع ہوئی جو ظالم مسلمان ہندو بہادروں کے ہاتھ سے مائے گئے مسلمانوں نے آگوشید بنا دیا اور بدلتوں کو بھی ۱۱ افسوس صدر ہزار ہوس۔

ہماریے ماب فادوں کی مصمص خون آشام نے جن ظالموں کو قتل کیا۔ ہمارے بزرگوں کے ہاتھوں سے جو دھم جہنم ہوئے۔ ہم نالائق اولاد اور زاحلف و زندقہ نہیں شہید سمجھ آئیں چراغ جلائے ہیں۔ واسے مادانی اور افسوس جہالت اور اسے بے عزتی تیری حد نہیں رہی اسے برہمنو بھی بری گنت گت تک رہے گی۔

اسے ہندو بھائیو! سارے ہندوستان میں جہاں بیت اور اونچے اونچے قبرستان دیکھتے ہو وہ تمہارے ہی بزرگوں کے ہاتھوں سے کشتہ ہیں اُن کے پوجے سے تمہاری بھلائی کبھی اور کسی طرح بھی ممکن نہیں اول ایھی طرح سوچ لو

اگر میر مردہ بیکار آدھے رسا ہیں مردہ تکار آدھے مسلمانوں نے مندر توڑے۔ مہ بھوڑے۔ لاکھوں کو قتل کیا اس سخت مجبوری

یہ لوگ مسلمان ہوئے دیکھو تھویر کاروز نا محب۔ مگر ہندوستان اسباب سخت نہ تھا کہ ایران۔ روم۔ مصر اور عرب کی طرح کبھی نہ جاگتا بیچ میں اُس کو جگانے والے بھی ہوئے رہے۔

مسلمانوں کے ظلموں سے ہی ہستی ہو گیا دستور ہندو۔ کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم بکڑ کر خراب کریں رانی مدنی کا سنی ہونا اور علاء الدین کا ظلم۔ تاریخ غور سے پڑھو۔

پھلایا رنجیت۔ سب سے پہلے آریہ ورت کے اندر سنسکر آجاریہ جی نے ۶۵ کروڑ آدمی کا برہمنیت کرایا اور اوکو دیک دہرم پر چلا یا۔

دوسرا رنجیت ہمارا جہاد گت نے کیا۔ یعنی مسلمانوں سے ہالی یونانی کی بیٹی سے سادی کی جس کو آج دو ہزار ایک سو سال ہوئے۔

دوسرا رنجیت ہمارا جہاد گت نے کیا۔ یعنی مسلمانوں سے ہالی یونانی کی بیٹی سے سادی کی جس کو آج دو ہزار ایک سو سال ہوئے۔

دلائل ویکتیاں وید اور شاستر کے جاننے والے کے سامنے کیا اثر کر سکتی ہیں ایک دو خاص خاص مقامات میں فوجاب ہونے کے سبب سنسکر سوامی کا آواز بلند ہو گیا۔ بہت سے راجاؤں نے ویدک دہرم قبول کر لیا۔ ۱۲۰۱ سال کے اندر ہی

سنسکر آجاریہ کے شاستر اکثر کھول کے سبب تمام ملک میں بودھوں کے ہاں ہل چل پڑ گئی سنسکر آجاریہ کے مباحثوں میں یہ شرائط ہوتی تھیں :-

نمبر ۱۔ جو بار جائے یعنی مباحث میں سبک دیکھائے وہ دوسرے دہرم قبول کرے۔

نمبر ۲۔ اگر ساد ہو ہو جو جیلا یعنی سنباسی کا شاگرد ہو جاوے۔

نمبر ۳۔ اگر دونوں منظور ہوں تو ملک آریہ ورت کو چھوڑ جائے۔

ان تین شرطوں کے سبب کروڑوں بودھ اور جین پھر ویدک دہرم میں آئے اور شیت کر دئے۔ انکو سنسکر سوامی نے گامتری بنلائی اور گیرو پیت ہناتے جو بہت ہٹ دہرمی تھی اور تعصب کی آگ میں جل رہے تھے اس قسم کے لاکھوں آدمی آریہ ورت سے جلا وطن

کئے گئے۔ راجگان کی طرف سے کشمیر۔ نیپال۔ بکپ۔ لکھنؤ۔ سورت۔ بنگال وغیرہ ہند کے سرحدی مقامات پر سنسکریٹوں کے مٹے مٹائے گئے اور وہاں فوج بھی رہی تاکہ جویدہ لوگ خارج کئے جاویں وہ پھر واپس نہ آسکیں۔

اس کا حیا فتریکس ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان میں سے تو وہ دہرم پیدا ہوا اور ایک وقت سا ہندوستان کو وہ تھا۔ مگر اب ہند میں اُس مت کا ایک آدمی بھی نہیں نظر آتا۔ ہند کے جادوں طرف لنکا۔ برہما۔ چین۔ جاپان۔ روس۔ افغانستان۔

کا رستان۔ بلوچستان وغیرہ میں کروڑوں بودھ موجود ہیں۔

جیسی لوگ اب بھی ہند میں بہت ہی کم یعنی ۶ لاکھ ہیں اور بہی لوگ ہیں جو چھپ چھپا کر کہیں گام طور پر رہ گئے ہمارا سنسکر آجاریہ جی ۲۲ سال کی اوتھ میں

مرگئے ورنہ دیکھتے کہ دیسی رسی مینوں کا زمانہ پھر موجود ہو جاتا۔ سنسکر آجاریہ کا جنم کچنیر اور بودھوں کے واسطے صرف یہی پراشیت تھا کہ ایک دور ورت دکھو اگر گیرو پیت

پرنا بنا جاوے اور گامتری منتر سلا یا جاوے جس سبب سے ۴۶ کروڑ آدمی پر رنجیت کر۔ گامتری پڑھ گیا پوپیت ہیں ورن آشرم دہرم میں آگئے۔ حالانکہ ۴۔۵ سو

برس تک وہ بودھ اور جین رہے بودھ لوگ ورن آشرم کو نہیں مانتے کھانا پینا بھی اُن کے ہاں دہرو رو دے وہ سب طرح کے مانس کھا لیتے ہیں۔ جین کی تاریخ اور

برہما کے حالات سے یہ بات سب لوگ دریافت کر سکتے ہیں۔ غرض ۱۲ سو برس کا ہوا کہ یہاں پر مسلمانوں نے سورت اور افغانستان کی طرف سے چڑھائی کی آریہ ورت

کے اندر ویدک دہرم چھوٹ جانے اور یورپوں کے برچار کے سبب ہندو مٹ چکے تھے اور انہیں دیدور وہ متوں کے سبب گھر گھر میں چھوٹ ہو رہی تھی دہرم کے

نہ رہنے سے اور وام مارگ کے پھیلنے سے بہجیا رزنا بھی بہت بھلا ہوا تھا اور کثرت بہجیا اور خورد و سالی کی بنیادی کے سبب بل طاقت برہم جیہ اور انسائ کثرت

خورد ہاتھ اسی حال میں ایک وحشی قوم کا ہمارے ملک پر غالب ہوا کو سا شکل اٹھا پھاری مگروری یعنی برہم جیہ نہ ہو سکی ایک موٹی سی دلیل یہ ہے کہ سومات کی لڑائی

میں محمود کے سیاہ ۱۰۔۱۵ ہزار فوج تھی اور ہندو راجاؤں کے پاس ۱۰۔۱۵ لاکھ فوج تھی مگر آخر کار ہندو ہی ہارے اور محمود بیٹا آپ جاتے ہیں کہ سونہار کا

ایک لاکھ ہوتا ہے گویا ایک افغان کے مقابلہ میں سو ہندو تھے۔ ایسے موقع پر ہارنے کی سولے برہمنو اور دہرم کے نہ ہونے کے اور کوئی وجہ نہیں ہے آپ

خوب سے سمجھ لیں اب جس ملک میں سب سے پہلے ہمارا راجہ چھوڑا کہ مسلمان پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گیا۔

ان چھٹکان بسل کمی یاد دہا سو بھائی کے کیر سو بھائی سادہ رنگ ان لگی
 اور یہی سبب ہے کہ پنجاب میں بسبب علم ہندو کے سیکھ لوگ حالانکہ وہ بجا
 آزادی کے ہلکتے ہی قلیل ہیں زیادہ مسلمان ہوئے اور ہرے ہیں۔ اور اسی طرح
 پنجابی ڈوگرہ راجپوت اور سورکھانیوالے بھی یہی جہالت ہیں۔ ہمارے ہمدو
 بھائیوں کو شاید معلوم نہیں کہ محمدی دین میں سیکھنے کے لئے جو کچھ کھینے شراب پینے
 ڈنکارنے سے زیادہ گناہ کوئی نہیں مارا گیا۔ حالانکہ ہندوستان۔ دوم۔ عرب افغانستان
 ایران وغیرہ میں کروڑوں مسلمان شہر سے بہت گناہوں میں مبتلا ہیں۔ اور پھر
 یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ خغا اور سور اور پھر جیسے غلاطی پر دلدادہ جانوروں
 کے کھانے سے کیا روحانی یا فکری حاصل ہو سکتی ہے۔
 بابا نامک جی جو کہ سکھی مذہب کے نانی دیوانی ہیں وہ عام گوشت خور اور خاص کر
 شہر کے گوشت کو بھی حرام جانتے تھے اور شراب کو بھی۔ چنانچہ ایک غیر متعصب شخص
 جس کی تعریف کو سب لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جن کی سکھوں کے
 یا نجوں کو درویش بل جی سے نہایت دوستی تھی لکھتا ہے کہ نانک قابل سو جہاداری
 اور بدستار سیر اجماع داشت و خمر و گوشت و خوک را حرام شمرہ ترک حیوانی کردہ
 ماجناب آثار حیوان امیر مفرمود گوشت خوردن بعد از درویشی شہرت یافت
 وار حیل تل کہ از خلفائے واسطہ اوست چوں فوج از در یافت از اکل حیوانی بلخ کردہ
 گفت ان عمل مرضی نانک نیست (دستیان مذاہب تعلیم دوم صفحہ ۲۶۳)۔
 شہری کا صحیح طریقہ وہی ہے جس طریقہ سے بابا نانک نے سرکاشہ کو شہ کیا
 یعنی درویشی کی جھنگ تیر و یک طریقہ پر سکھلا کر کہ سو وغیرہ کا گوشت کھلا کر اور
 سب سے زیادہ غلطی ہمارے بھائیوں کی ہے کہ وہ عیسائیوں کو بھی اسی غلط
 طریقہ سے شہ کرتے ہیں۔ یعنی خنزیر کا گوشت کھلا کر شاید انہیں معلوم نہیں کہ
 عیسائی دین خوک کھانے کو حرام نہیں جانتے ہیں۔ بلکہ عموماً کھاتے ہیں۔ اور
 صرف سوہری کیا۔ ان کے مذہب میں تمام خاوند خال ہیں۔
 پس صبح اور بچھارچہ ہفت پاتن یا مرت اڈہاں کا طریقہ وہی ہے۔ جو ست
 شہسروں میں درج ہے۔ جسکے نظام پیروان سیاست دہرم (دروہ مقدس) کا فرض
 ہے کہ وہ تمام غیر مذہب میں شہ شدہ آدمیوں کو شہ کر کے ست سناں آریہ
 دہرم کا پیر بنادیں۔

شہری بیوسٹھا

ان کو اولیٰ اچھی طرح کئی روز تک ست دہرم کی حالت
 بتلا کر دیگر مذہب کا رنگ انکے آئینہ دل سے اوار دینا
 چاہئے جب اچھی طرح دہرم سمجھیں تو اسے سندھینا گشتی اور بھت
 سکھلا کر اور دیگر طریقہ سے سکھام کر سکھلا کر اور اگر گرویت سکھلا کر
 لوگ تہو تیکو پوشت کر کر کہ بعد سمجھائے کل طریقوں کے سمجھائے شہ کر لیتا چاہئے
 اور کن کر اور اسدستی دن میں شامل کر لیتا چاہئے۔
 دوم جبر و قہر کا شہرت ہونے
 کو گرو پیر شہرت ہونے
 ہر تھا۔ تو اتنے بلا عذر و خشنہ جو جتنی خاطر تواضع سے شامل کر لینا چاہئے۔ اس
 کے واسطے صوف اس کا آجنا ہی کافی ہے۔ کسی اور پیر شہرت یا ستر کی ضرورت
 نہیں۔

سوم جوانی خوشی سے طبع زبانشادی یا شوق یا طبع لکھت
 وغیرہ طریقوں سے بہت برحالی اسکا راجشیت۔
 اتنے دن اور چتر دن رہا ہو آئے گھٹا۔ اسکی برکس کر کے جب اچھی طرح یقین ہو جائے
 کہ وہ بہریت نہیں ہوگا اس کی شہرہ بھی زیادہ معلوم ہو اور تعلیق بھی ٹوٹ گیا
 ہو یا بہت کر نیوالی عورت بھی اس کے ساتھ ہی واپس آنا چاہتی ہو تو ایک ہفتہ تھان
 رت رکھو اگر چوٹی رکھوانے اور نام بدلوانے کے بعد سب حاضرین کی منت و ساجت کرنے
 کے نتیجے اس راہی کی خرابی اور ست دہرم کی فضیلت اچھی طرح سمجھا کر ہون کر اسے
 برتالینا چاہو اور اس کے ساتھ والی کو بھی اور اگر کسی طوائف کو بھی بہانے واسطے کہ حسب ذیل
 (جسے الوسج) کچھ ڈالینا چاہئے وہ نہ کسی دہاک نہ کسی سوسائٹی یعنی آریہ سماج وغیرہ میں اس سے
 لوگ خدمت لینا چاہئے اگر سب کو وہ منظور کرے تو اسے خودی دہرم سے آگاہی کرنے کے بعد
 سید کر لینا چاہئے۔ اور اگر کوئی حیا بخو اسے ایک دفعہ براہ شجاعت کرنے کے بعد پھر کسی نری
 صحبت سے مت ہو جائے تو دوبارہ اس سے کسی سب اور کسی احتیاط کی ضرورت ہے۔
 نوٹ۔ شہری شہرت سے پہلے اس سے مختلف حالات بہت ہونے کے ایک درخواست
 کی جائے اور پھر شہ کر کے کسی شہر یا کسی پیر کا دیو یا دیوی تصور کر لے۔ ایک نفل اسکی دفتر
 سلج میں ہے بطور یاد دہرے۔

شہری پیر کا

آج واقعہ ماہ سیدی پادی بہت بڑی سلطان ماہ
 ماہ ویدہ کو سب برتات اچھی طرح تحقیق کرنے کے بعد سیدی۔ ولد قوم سک
 سیر کو یو جب قاعدہ درویشا پتر سدو ویتا کھرا ادنیاء مستوک کہتہ کو کہ آریہ سماج
 شامل کیا گیا میں اب اس سے کوئی پرہیز نہیں کیا۔ یہ ہر طرح ہمارے میں شامل ہو کوئی اس سے
 نفرت نہ کرے۔ اس سب کے سامنے دین سے نفرت ظاہر کر کے جس سے بچا گیا۔
 بناراج جلیہ حاضرین سندرجہ دل کے سامنے سے گیا گیا ہو۔ العبد سکر گری العبد بردھال

دہرم پر چار

ہماری ہند قوم غفلت کی نیند میں سوئی ہے جواب اسے جانتے ہوئے شہر فرمایا معلوم
 ہوتی ہے کہاں وہ شہی سفیدان کا مبارک زمانہ اور کہاں انکی موجودہ اولاد کی بڑی گت
 ترہ مان۔ بڑا مان۔
 ہمارے بھائیو اعرہ ۱۹۹۹ سال کا گزرا جبکہ ہمارا جو پتر کا جکر ورتی دہرم راج
 پر تصوی میں موجود تھا اس وقت کوئی مسلمان کوئی عیسائی کوئی برہ کوئی عین اس
 بھارت ورض میں موجود نہ تھا۔ بلکہ کہیں سائے سفید میں بھی انکا پتہ نہ تھا ساری کی
 سیاری پر جاوید کہ دہرم اور شہرت وکرت کہ میں میری صفی اس کو صد ہا سال بعد جب
 ادویا کے سبب مانس مطالب۔ سچا لوگ اس ملک میں جو پتر لگا۔ جب عرصہ ۱۹۷۹ سال
 کا گذرنا ہے کہ علاقہ فیال میں ایک شخص سبکھی سیکھ یا تھی نے جو کہ تاتک تھا وہ بہت
 جلا بدراج کا رو بھی ساتھ تھا اور اسی لالچ سے بہت سے پٹ باک برہمن اسکے ساتھ
 ہو گئے جس سے وہ مت سارے ہندوستان میں پھیل گیا۔ کاشی کشمیر قندھ کے
 سوائے کوئی شہر ہندوستان میں ایسا نہ رہا جو نہ ہو گیا۔ جب بہت بہت ہو گیا
 اور لوگ وید دہرم سے مت ہوئے پکیو پوت آوک سکھلا چھوڑ بیٹھے تب تقریباً دو سو
 برس گذرے کہ ایک ہمارا متا سکر برہمی (جسے لوگ شکر اچا ری تھی کہتے ہیں) نے کرم بہت
 پاندھی اور شہرت کو ساتھ لے لودہوں سے شہر اترہ کر نام شروع کیا کھانا تاک لوگو

اس بچہ کو دین میں تو کسی مقام پر پرہیز شرب کے خشک دہریں ملکہ شرب کی دوکانوں پر فروغ دینا ہے۔ سو درویشوں کی حالت میں ہیں اور کام مارگ میں داخل ہونے والے خواہ وہ کسی قوم کے ہوں انہیں ضرور شرب پانی پڑتی ہے۔ تاہم انہیں کھانا پانی جیسے دہرم شاستر میں بہت شدت سے منع ہے اور ہندی ہندوستان کے ہر ایک حصہ خصوصاً پنجاب کے کشمیر، پٹنجا، بیٹنجل۔ اور دیش میں لاکھوں ہیں۔ اگر کوئی دہریہ ملک راجا منوال کے مطابق ہند میں رہنے کے لئے شاید آدھی صنعت ہو جائے۔ مگر کچھ ہی شاستر بھی کتاب ہے کہ جب راجا آریہ دہرم کو کول نہ ہو تو وہ آیت کال ہے اور آیت کال کے واسطے یہ بھی ارشاد ہے۔

आपत काले मया दानास्ति

یعنی آیت کال میں کوئی مراد اس میں جو ہو سکے اور جس طرح ہو سکے اپنے دہرم کو قائم رکھے اور یہی اصل کال۔ قندہار۔ غازی۔ ہرات۔ بلوچستان۔ قلات۔ تبت کے کشمیر، خارا۔ فیوا۔ دہتر۔ بھرو۔ سکندریہ۔ مثال۔ عدن۔ حاوا اور بائی۔ جاپان۔ مانند اورنگ۔ اور دیگر ہر ہٹوں کا ہے کہ وہ اپنے آپ کو صرف ہندو کو توڑنے اور نہ کوئی صداقت دہرم کی ان کے پاس نہیں۔ پس کہا ہوا کہ دہرم سے خارج سمجھیں نہیں ہرگز نہیں کیونکہ استقلال اور بہت میں بہت مراعات ہیں اور ان کی ضرورت بھی ہم سے زیادہ ہے اور ہندو دہرم سے جتنا ان کا ریم ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا مگر وہ آپ کال میں ہیں مثلاً برائن الجیو متعدد ہیں۔

ہمارے رشتہ منی اس بات سے واقف نہیں تھے وہ دھرم دیش تھے اور اپنی دوشی و گیان شکتی سے اس بات کو جاننے تھے۔ بنا برآں اسیوں نے اس مسئلہ پر تب کی ہے اور یہ مونی سیرنی اور ہندو اشتوک ۸ سے ۱۳۰ تک۔ جتنا شلوک ۱۰۶ میں لکھا ہے۔ کہ باہم دو دہرم اور ادہرم کے جاننے والے نے کوئی سے رات ۱۰۶ دی جو کہنے کا ماس کھالیا۔ مگر بہت نہ ہوا۔

۱۰۶۔ چھوٹے سے لاچار بھر دوا رشتی مہا تیسوی نے ان وق جگ میں بعد اپنے بیٹے کے ایک بچ آدمی سے مان لیا۔

۱۔ ایک بچہ سے ہاتھ مہار دہرم اور دہرم کے واقف کار و شو اترتہ بنی نے ایک چندال سے کٹے کی ٹانگ کی جوڑی کھانے کے واسطے۔

۲۔ پریم سے گرسٹ راجندر نے بیٹلی شوروانی تاکہ اتنی سورتانی کے عطف پر کھانے اور پریم سے گرسٹ کرشن ہمارج نے کجا مان۔ کے گھر کا کھجور پایا۔

۳۔ راج کے اوپدیش سے کیر و مال وغیرہ مسلمان ویدک دہرم کے پیرو ہوئے اور لاکھوں ہندو اب مسلمان سادہ ہوں کو اپنا دوی اور ماہنامہ مانے ہیں۔

۴۔ چیتن سوامی پٹنجا والے کے اوپدیش سے بھی کئی جنم کے مسلمان ویدک دہرم کے پیرو ہوئے اور برابر برائیوں میں انکار بناؤں۔

۵۔ آدمی کامرہ کھانیرالے اکھری سادہ ہوں کے بھی کئی ہندو خیلے ہیں جن کے ساتھ تمام ہندو رہتے ہیں۔

منوہی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ چار آدمی برائن کے رکھنے کے واسطے کسی بیچ حاتی کا آن کھا لیتا ہے۔ وہ آستر کش کی طرح پاپ سے نہیں لپٹا ہوتا۔

۶۔ منوہری میں لکھا ہے۔ کہ اگر کوہتیا وغیرہ کرے تو تین ماہ میں تندرہ ہوتا ہے۔

۷۔ ویدوادیار اشتوک ۱۱۶۹۔

۸۔ اوپدیش میں لکھا ہے کہ بغیر اچھا یعنی جبر کیا ہوا یا پاپ دہرم کے اچھا ہے اور دہرم یا اپنے بچہ کو اچھا ہے تا پ کیا جاوے تو دہرم سے اس کا پرانیت ہے۔

سخت سے سخت کوئی گناہ نہیں جس کا وہ دہرم یا سر نے پرانیت نہ کرے اور قرآن نے نہاد میں نہ ہوتا ہوتا۔ اور جبکہ ان کے فاسطے پرانیت ہے تو جو لوگ اپن کال کے ماسے خون ریز سمسیر کے خوف سے مسلمان ہو گئے اپنی عزت بچانے کے اور مسلمان ہو لوگ تاکہ ان کی استورات سے بدچلنی کے ترک نہ ہوں اور وہ صرف گائتری کے چاب سے ہی تندرہ ہو جائے ہیں۔ جنہ کے مسلمان یا عیسائی یا ہندو یا جینیوں یا بودہ کے اسکی شاستر نے صاف بتلایا ہے کہ وہ بغیر کاما کو داخل ہیں۔ سو پہلو وہ صرف گائتری ستر سے یا انکی ہر کرنے سے تندرہ ہو کر آریہ دہرم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جس کا سودھی شکر آجاریہ تندرہ ہوں اور دہرم کو صرف گائتری کا صاف کرانہ کر لیا تھا۔ اسی طرح ہوا جا پڑا باقی رہے جو مسلمان یا عیسائی وغیرہ ہو کر مذہبی کی اچھا بشار کھنے والے انکو دھرم شاستر کتاب ہے کہ وہیں کال یا ترویکہ کر پرانیت کر کے آریہ قوم میں شامل کرو۔

شاسن میں لکھا ہے کہ سادہ دہری کے چاب کرنے سے دہرم ہندو اور کوہتیا کا پانچو چاب کر گائتری ستر سے پورے اسی واسطے اسکی مانت سب کا اتفاق ہے۔ کہ اس کو ہر طرح کے پاپ جھوٹ جانے ہیں تو کجا مذہبی یا عیسائی یا بودہ تندرہ نہیں ہو سکتے۔ اچھا ہر طرح اب اس طرح اور اس پر یہی سے راست

اب اس طرح اور اس پر یہی سے راست کر کر تندرہ کرنا چاہئے۔

۱۔ لیکن کسی خاص جو سہما کے موجود نہ ہونے سے ہر جگہ وقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ام شسر لادہندی۔ لاہور۔ پناور۔ گوجرانوالہ۔ نوہیہا کی سماجوں نے جن قدر دلی آتشہ اور دہرم بہاد سے اس میں زیادہ حصہ لیا۔ اسی قدر وہ زیادہ دہرم و ہندو کے یوگ ہیں۔ آریہ سماجوں نے جسد یہ وہار یک خدمت زیادہ کی۔ ویدک دہرم کی عظمت کے مستحق بل ہوتے گئے۔

کسی شت کو تندرہ کرنے کے واسطے سب سے اول ضروری ہو کہ انکو بال عقدا وندہ کرے۔ حواس اور اسے خفقہ کہ وہ بھیج سکتا ہے سب دہرم کی بڑی بٹانی حافی ہے ورنہ کسی شان یا خوراک یا عمو کو گڑھے یا دار غلامی لگائے یا طوق غلامی ڈالنے سے کوئی سہ نہیں سکتا اور ایک لوگ کو رکھنا۔ اور گھنٹی بجا اور ان کے بھگتوں سے جوئے لگا کر اور دہرم بھوج کر اور ہندو دہرم سے بہت لوگوں کو تندرہ کرتے ہیں۔

۲۔ سورگیاشی ہمارا جرنیدر سنگھ والی جوں و کشیر نے بھرت در کشیر اس مانت نر کا بہت دہرم کر دیا تھا اور سو پتھا شاک کی بھی کہ مہار و ضروری ہیں مہار و دہری مذہبی کے واسطے کافی ہیں چنانچہ کئی ہندو اسی کے مطابق باؤں کے گئے۔ یہ کہ لوگ اگرچہ عام طور مذہبی کے محاف ہیں مگر ان میں سے چند صاحبان مصری یا تاشوں کا سربت گھوگر ان میں لو مار کر کر مانتے ہیں اور اوپر سے سور (خنزیر) کا گوشت کھاتے اور کچھ سترت کو اس کے سر میں اٹھے اور کچھ منہ اور آنکھوں پر لپکتہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے جوئے بھی اٹھے جھاڑے پڑتے ہیں مگر یہ متعصا کارروانی بعض کڑ ملاظن کی کارروائی سے زیادہ دعت نہیں رکھ سکتی۔ جو وہ ہندوؤں کے ساتھ یا سکھوں کے ساتھ جبکہ ان کو مسلمان بناتے ہیں۔ کیا کرتے ہیں جس سے عوامی دل دکھانے کے اور کوئی پاکیزگی ظاہر نہیں ہوتی۔ مگر کجا لوگ مہار و سور کا گوشت یا جھگلیوں کے جوئے یا عام پاپ کے جوئے یا مظلوم اور عاجز کے کا گوشت یا جھگہ یا عیسائیوں کا کھلو ہر پانی دوا یا انتشکران کو رانی کے برابر بھی سہ کر سکتے ہیں۔ جھگت کی ستر سے بچے کہا ہے۔

۳۔ اذہ جاوے کہ تندرہ حوائے کا شنی۔ کے کیر و مان کل پچا شنی

۴۔ اوہ و جن مڑیاں اور دوش گوران۔ کے کیر و دے لپٹے جو ان

۵۔ پھر دوسری جگہ بھگت کیر جی فرماتے ہیں۔

دستور پھیلتا جاتا ہے۔ اٹلی کے دو مہر میں ۱۸۸۵ء میں ۱۱۹ مردے جلانے گئے ۱۸۸۶ء میں ۱۵۵ اگر اس سال میں ۲۰۰ سے زیادہ آدمی مرتے کے بعد جلانے گئے۔ انگلستان میں دو لاکھ نامی جگہ میں مردہ جلانے کی اجازت دی گئی ہے جس سے ۶۹ مردہ جلے ہیں۔ علمائے انگریزی کی یہی رائے ہے کہ جب تک ایسے لوگ جو ہیضہ و چیچک وغیرہ وبائی بیماریوں سے مرتے ہیں دفن کئے جاویں گے تب تک ان بیماریوں کی جڑ کھٹ جانا بالکل غیر ممکن ہے کیونکہ قبروں میں انکی بیدارین کے سچ اکٹھے ہوئے موجود رہتے ہیں۔ (انٹرفین ہند ۱۹- اکتوبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۶۹)۔

کاشتکار کا نفس گڑب گڑب ہے کہ وہ جاپان اور یورپ میں مردہ جلانے کی رسم پڑھی جاتی ہے۔ گذشتہ چار دہائیوں کے عرصہ میں انگلستان کے باغیچہ لیسٹراؤ دوسرے قبروں میں مردہ جلانے کی تائید میں سوسائٹیاں قائم ہو گئیں۔ (۱۸ ستمبر ۱۸۹۱ء جلد ۲ نمبر ۲۷)۔

بحوالہ دبندہ قیصری بریلی کے آریہ سماچار میرٹھ جلد ۲۴ ستمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۲۹۸ ماہواری رسالہ میں لکھا ہے۔ یورپ کے مالک اٹلی۔ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ اور امریکہ کے علاقہ وٹاٹھ سٹیٹ میں مردوں کو دفنانے کے بجائے جلا سکی اجازت ملی ہے اور مالک مذکور میں جا بجا مرگھٹ تیار ہو گئے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ اس پر اڑھار سماچار نے رائے دی ہے کہ ایسے امور سے صریحاً نابت ہونا ہے کہ بین عیسوی کا اعتقاد تعلیم یافتہ دنیا کے دل سے روز بروز برف ہو رہا ہے۔ کھیتی ہت اچدیش لکھنا ہے کہ سا گزشتہ میں انگلستان میں ۵۴ مردے جلانے گئے اب مردہ جلانے کے لئے ایک بھیٹی سٹیرلٹن میں بنائی جا رہی ہے جسے جمع ہو رہا ہے ڈیوگ آف بیٹ فورڈ نے اس کے واسطے پچاس ہزار روپیہ چنہ دیا ہے۔ (جلد ۴ نمبر ۲۲ صفحہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۹ء)۔

اخبار عام لاہور ۱۹۲۹ء میں پیرس دار السلطنت فرانس میں ۳۳۸۸ مردے جلانے گئے اور ڈیو کیوس ۱۳-۲۹-۲۹ اخبار عام ۷ جولائی ۱۹۲۹ء)۔

آریہ ورت اخبار کلکتہ میں لکھا ہے کہ امریکہ میں ۲۲ تمشان مردہ جلانے کیلئے تیار کئے گئے ہیں اور بہت ہی مرقے جلا چکے ہیں۔ لندن میں بڑا مکان اس بات کے واسطے بنانے کا پر بندہ ہو رہا ہے۔ (آریہ ورت ۱۵- اگست ۱۹۲۹ء)۔

تھیمہ دہرم جیون میں لکھا ہے۔ بعنوان مردہ جلانا۔ کانگریس حفظان صحت لنڈن نے ایک رزلویشن اس مطلب کا پاس کیا ہے کہ جب کوئی متعدی مرض سے فوت ہو جاوے تو مردہ کو جلانا ضرور ہے۔ (۳۰- اگست ۱۹۲۹ء صفحہ ۴۲)۔

آریہ سینر کا لاہور میں لکھا ہے کہ اخبار پاوئیر میں یہ لکھا ہوا کہ سچو کو حیرت کے ساتھ پسند ہو گا کہ ۱۹۳۳ء میں بنگال کا گورنر (یعنی کمیٹی حفظان صحت) نے جو رزلویشن جلائے کے متعلق پاس کیا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ سرکاری اس اور حفظان صحت کمیٹی کی کوششیں آخر کار اپنا اثر کرنے لگی ہیں اور وہ ان لوگوں میں یہ خیال پھیلتا جاتا ہے جہاں مدتوں سے تعصب نے سلطنت جا چکی تھی بات سچ ہے کہ اس کانگریس نے صرف ایسے آدمیوں کے جلانے کو جائز رکھا جو بوائی بیماری سے مرے ہوئے ہیں۔ لیکن ذہنی خیالات کو صدمہ پہنچاتی ہے کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ بوائی بیماری سے مرے ہوئے اس کی آئینہ حالت ویسی ہے جیسے کہ انکی جو کہ بوائی بیماری سے نہ مرے ہو۔ یہ بات سچ ہے کہ یہ خیال کہ تمام کو سچن دفن کرنے چاہئیں بہت ہی وابستہ ہے۔ علم عقل و سامی جس کا زمانہ جارح ہے۔ ایسے تعصب اور غیر مطلب کے رسم کے اوپر آخر کار فتح پائے گا۔

خواہ ایک ایسی مہم کی کتاب کی مدد اپنے اوپر رکھتے ہوں۔ یہ بات یعنی صحت سے دینی کی طرف منوجہ ہونا ایک دیرانہ کام مگر سماجی کے برخلاف جانا کوئی بہادری نہیں ہے بلکہ بزدلی ہے۔ (آریہ سینر کا لاہور ۱۵ ستمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۱)۔

وکتوہ یا میسر روانہ اخبار ساکھ کوٹ لکھتا ہے کہ برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن مردوں کے جلانے کے مسئلہ کی تائید کر رہی ہے۔ (۱۸ ستمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۱)۔

سنت دہرم پر چانک ہفتہ وار اخبار شہر جالندھر لکھتا ہے کہ میٹجک کانگریس نے جو اس سال ولایت (انگلینڈ) میں زیر پرستی روس آف ویلز ولیدہ انگلستان جمع ہوئی تھی اور جس میں دو ہزار تین سو بڑے بڑے اہل باسراں بہرین یورپ امریکہ۔ جاپان۔ ایران۔ مصر اور ہندوستان وغیرہ سے شریک ہوئے تھے پاس کر دیا ہے کہ مردوں کو جلانا بہ نسبت دبانے کے بہت اچھا ہے۔ اور کہ بوائی بیماری سے مرے والوں کو نہر جلانا چاہئے۔ (سنت دہرم پر چانک ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱)۔

وکتوہ میسر لکھتا ہے کہ سر میں مردہ جلانے کی رسم ترقی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ دہشت ہندو بھیرہ۔ ضلع شاہ پور لکھتا ہے کہ فرانس اور امریکہ میں مردوں کا جلانا بسرعت رواج بڑھتا جاتا ہے۔ انگلستان میں سب بڑے مقامات میں مردے جلانے کو مرگھٹ بن رہے ہیں۔ (۱۸ ستمبر ۱۹۲۹ء)۔

قیصر الاخبار کرنا ل لکھتا ہے کہ فرانس اور امریکہ میں مردوں کا جلانا، بانی کی نسبت بہتر سمجھا گیا ہے روز بروز اس کی ترقی پائی جاتی ہے۔ انگلستان میں مردوں کے جلانے کے لئے مرگھٹ طیار کر رہے ہیں۔ (۱۵ ستمبر ۱۹۲۹ء)۔

اخبار سنت دہرم پر چانک جالندھر لکھتا ہے کہ مردہ جلانے کی رسم فرانس میں ترقی کر رہی ہے۔ سال گذشتہ میں تین ہزار چار سو کانگریس مردے فرانس میں جلانے گئے۔ (جلد ۴ نمبر ۲۲ صفحہ ۲۲ کالم ۱۸ مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۲۹ء)۔

مقام نیویارک امریکہ سے سنری ایس کرنل انکاٹ صاحب یرینڈ ٹٹ تھیو سافیل سوسائٹی ایسی چھی نمبر ۱۸ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۹ء میں لکھتے ہیں کہ ہر اخبار ہر گز سے اس بڑے سہر میں جس میں دس لاکھ سے زیادہ عیسائی آبادی ہے ہم نے ایک کو اپنی جامعیت میں سے ساتھ ان رسومات گنوارے کے دفن کیا اور علامات آگ و روشنی اور برائی کینجی جو کہ سانپ کی ساتھ لے گئے تھے معد اور علامات کے استعمال کیا چھ بیٹے کے بعد ہم نے لاش کو اس چند روزہ آرام کی جگہ سے نکال کر اس کو جو جب رسومات برکان اپنی لاشوں کے جلا کر خاک کر دیا۔ (دیکھو صفحہ ۴۴ مطبوعہ جلالپور کاش میرٹھ)۔

یورپ میں مردہ جلانے کی رسم پہلے یہ خبر درج ہو چکی ہے کہ یورپ میں مردہ جلانے کی رسم دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ حال میں جرمانی ہے کہ نیڈر میں مردوں کے جلانے کے واسطے عام چندہ سے ایک مرگھٹ بنوایا گیا ہے۔ یورپ آف روم نے بہت مخالفت کی اور کہا جلانے سے مردہ دوزخ جائے گا۔ لیکن عام لوگوں کے نزدیک یہ رائے صحیح نہ تھی اور سہول نے اس رائے کو نامنظور کیا اور بہت سے حامیان دین کی لاشیں جلائی گئیں۔ یورپ میں یہ خیال اب عام ہوتا جاتا ہے کہ بوائی امراض کے انسداد کا بڑا ذریعہ مردوں کا جلانا ہی ہے۔ (راتح الاخبار اولینڈی ۹ جولائی ۱۹۲۹ء)۔

مردوں کے جلانے کی رسم شہر برلن دار السلطنت پریشا میں ایک انٹرنیشنل کانفرنس پچھلے مہینے میں ہوئی کہ دریافت کرے کہ کون ذریعہ لاش کے دور کرنے کا سب سے عمدہ ہے کانگریس نے اتفاق رائے سے وار دیا کہ جلانے

مردہ کردہ انسان سست کہیں از چہدانی در جان تن را بآب یک شوشید و جامہ بپسے نیکو
 در و پوشا شد پس بدیں گوشت تن او را در تخم خدای (تذکرہ) اندوختہ و چون گدازتہ شد
 آں آب را بجای سہ دور از شہر ریختہ و ریختہ تا جہاں مردہ مردم را یا بیل دے پس
 نگر و دور نشینے اگر در تیر آب گدازند بدیں آرایش یعنی جامہ بپسے نیکو پوشا شد
 باتن سوزانند و زانو باد و خش و ران و خشور آید ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ پس کے تھے
 اسی آیت کے تفسیر کرنے والے نے موجودہ طریقہ سے چادہ کو دکر و نمہ بنانے کا
 بھی ذکر کیا ہے مگر یہ طریقہ بیماری کے پھیلانے کا باعث ہے اور تہذیب سے گرا ہونے کا
 دھندل یا رسیدوں نے مردہ کا جنازہ منظور بھی کر لیا ہے پس سب سے عمدہ یہی طریقہ ہے
 کا قاعدہ ہے +

ہوا میں یا مصلح یہ طریقہ مصر کے مادشاہوں کا تھا جو کہ وہ خدا سے شکر و عزت
 لگا کر خشک کرنا۔
 خود یا ان کے چیلوں نے اس کا رواج دیا اصاب جو کہ وہ ذہب یا طریقہ نہیں
 رہا اور نہ وہ عمدہ ہے۔ کیونکہ اس سے بھی اقبل بیماری پھیلنے کا ہے اور مردہ
 ہے وہ قایم نہیں ہو سکتی کیونکہ انسان کے واسطے یہ قاعدہ نہیں چل سکتا
 اتنی زمین بھی نہیں کہ اس پر ابتدائی دنیا سے آتشک جتنے آدمی پیدا ہوئے
 اگر مصلح لگا کر رکھے جاویں تو کھیتی باشت ہو سکے پھر زندوں کو کھادی چھوڑ کر
 شاید سمندر میں مکان بناتے رہیں اس واسطے یہ طریقہ محض خود پرستی ہے
 یا ان میں ہمدردی۔ یہ طریقہ گنگا کے کنارے پر رائج ہے اور وہ صرف کھیتی باشت
 واسطے تاکہ گنگا میں پڑ جائے سے کئی جو رو نہ یہ مذہبی یا علمی بات نہیں ہے
 ڈاکٹروں اور ویدک ٹائٹ کر دیا ہے کہ پانی میں فلائنگ ڈالنا اسے جزاؤں
 کے واسطے سخت نقصان رساں کر دیا ہے آب لوگ دیکھتے ہوں گے کہ
 اگر کسی کوٹیں یا تالاب میں کئی مردہ جانور پڑ جائیں یا مر جاویں تو پانی کیسے پڑا
 ہو جاتا ہے اور کتنا مضر صحت ہے درحقیقت لوگ گنگا کا امرت روپنی یا پانی
 اسی طرح کی عقوبتوں کے ڈانٹ سے خراب کر دیتے ہیں اس لیے یہ طریقہ چھوڑ کر
 ٹھکوں رہزنیوں کے واسطے ہے وہ لوگ البتہ ولادت کے غائب کر کے یا شعل
 چھپانے کے واسطے ایسا کرتے ہیں مذہب دنیا کے واسطے نہایت ہی غیر معقول
 مردوں کا جلانا۔ مردوں کا جلانا ایک وقت رحیمہ تمام دنیا میں ویدک دھرم یا آریہ
 دھرم کا رچا رکھا ساری آباد دنیا میں جاری تھا آریہ قوم جس کے مذہب یونانی
 رومی۔ یارسی۔ انگریز۔ جرمن۔ فرنگ بلکہ تمام یورپ شامل اور ایشیا کی تمام تہذیب
 قویں آریہ خاندان سے ہیں ہمیشہ اور ہر جگہ مردہ جلاتے تھے۔ چنانچہ آریہ بیل
 ڈاکٹر ڈیو ہنر صاحب مشہور مورخ فرماتے ہیں بلہ آریہ کیا ہندو کیا یونان اور
 اٹلی میں اپنے مردوں کو چپا کر جلاتے تھے!! اب ہم آریہ ورت کی مقدس
 کتابوں سے تحقیقات کرتے ہیں۔ یہ جو وید میں ہے۔

۵۸- ۵۹- ۶۰- ۶۱- ۶۲- ۶۳- ۶۴- ۶۵- ۶۶- ۶۷- ۶۸- ۶۹- ۷۰- ۷۱- ۷۲- ۷۳- ۷۴- ۷۵- ۷۶- ۷۷- ۷۸- ۷۹- ۸۰- ۸۱- ۸۲- ۸۳- ۸۴- ۸۵- ۸۶- ۸۷- ۸۸- ۸۹- ۹۰- ۹۱- ۹۲- ۹۳- ۹۴- ۹۵- ۹۶- ۹۷- ۹۸- ۹۹- ۱۰۰- ۱۰۱- ۱۰۲- ۱۰۳- ۱۰۴- ۱۰۵- ۱۰۶- ۱۰۷- ۱۰۸- ۱۰۹- ۱۱۰- ۱۱۱- ۱۱۲- ۱۱۳- ۱۱۴- ۱۱۵- ۱۱۶- ۱۱۷- ۱۱۸- ۱۱۹- ۱۲۰- ۱۲۱- ۱۲۲- ۱۲۳- ۱۲۴- ۱۲۵- ۱۲۶- ۱۲۷- ۱۲۸- ۱۲۹- ۱۳۰- ۱۳۱- ۱۳۲- ۱۳۳- ۱۳۴- ۱۳۵- ۱۳۶- ۱۳۷- ۱۳۸- ۱۳۹- ۱۴۰- ۱۴۱- ۱۴۲- ۱۴۳- ۱۴۴- ۱۴۵- ۱۴۶- ۱۴۷- ۱۴۸- ۱۴۹- ۱۵۰- ۱۵۱- ۱۵۲- ۱۵۳- ۱۵۴- ۱۵۵- ۱۵۶- ۱۵۷- ۱۵۸- ۱۵۹- ۱۶۰- ۱۶۱- ۱۶۲- ۱۶۳- ۱۶۴- ۱۶۵- ۱۶۶- ۱۶۷- ۱۶۸- ۱۶۹- ۱۷۰- ۱۷۱- ۱۷۲- ۱۷۳- ۱۷۴- ۱۷۵- ۱۷۶- ۱۷۷- ۱۷۸- ۱۷۹- ۱۸۰- ۱۸۱- ۱۸۲- ۱۸۳- ۱۸۴- ۱۸۵- ۱۸۶- ۱۸۷- ۱۸۸- ۱۸۹- ۱۹۰- ۱۹۱- ۱۹۲- ۱۹۳- ۱۹۴- ۱۹۵- ۱۹۶- ۱۹۷- ۱۹۸- ۱۹۹- ۲۰۰- ۲۰۱- ۲۰۲- ۲۰۳- ۲۰۴- ۲۰۵- ۲۰۶- ۲۰۷- ۲۰۸- ۲۰۹- ۲۱۰- ۲۱۱- ۲۱۲- ۲۱۳- ۲۱۴- ۲۱۵- ۲۱۶- ۲۱۷- ۲۱۸- ۲۱۹- ۲۲۰- ۲۲۱- ۲۲۲- ۲۲۳- ۲۲۴- ۲۲۵- ۲۲۶- ۲۲۷- ۲۲۸- ۲۲۹- ۲۳۰- ۲۳۱- ۲۳۲- ۲۳۳- ۲۳۴- ۲۳۵- ۲۳۶- ۲۳۷- ۲۳۸- ۲۳۹- ۲۴۰- ۲۴۱- ۲۴۲- ۲۴۳- ۲۴۴- ۲۴۵- ۲۴۶- ۲۴۷- ۲۴۸- ۲۴۹- ۲۵۰- ۲۵۱- ۲۵۲- ۲۵۳- ۲۵۴- ۲۵۵- ۲۵۶- ۲۵۷- ۲۵۸- ۲۵۹- ۲۶۰- ۲۶۱- ۲۶۲- ۲۶۳- ۲۶۴- ۲۶۵- ۲۶۶- ۲۶۷- ۲۶۸- ۲۶۹- ۲۷۰- ۲۷۱- ۲۷۲- ۲۷۳- ۲۷۴- ۲۷۵- ۲۷۶- ۲۷۷- ۲۷۸- ۲۷۹- ۲۸۰- ۲۸۱- ۲۸۲- ۲۸۳- ۲۸۴- ۲۸۵- ۲۸۶- ۲۸۷- ۲۸۸- ۲۸۹- ۲۹۰- ۲۹۱- ۲۹۲- ۲۹۳- ۲۹۴- ۲۹۵- ۲۹۶- ۲۹۷- ۲۹۸- ۲۹۹- ۳۰۰- ۳۰۱- ۳۰۲- ۳۰۳- ۳۰۴- ۳۰۵- ۳۰۶- ۳۰۷- ۳۰۸- ۳۰۹- ۳۱۰- ۳۱۱- ۳۱۲- ۳۱۳- ۳۱۴- ۳۱۵- ۳۱۶- ۳۱۷- ۳۱۸- ۳۱۹- ۳۲۰- ۳۲۱- ۳۲۲- ۳۲۳- ۳۲۴- ۳۲۵- ۳۲۶- ۳۲۷- ۳۲۸- ۳۲۹- ۳۳۰- ۳۳۱- ۳۳۲- ۳۳۳- ۳۳۴- ۳۳۵- ۳۳۶- ۳۳۷- ۳۳۸- ۳۳۹- ۳۴۰- ۳۴۱- ۳۴۲- ۳۴۳- ۳۴۴- ۳۴۵- ۳۴۶- ۳۴۷- ۳۴۸- ۳۴۹- ۳۵۰- ۳۵۱- ۳۵۲- ۳۵۳- ۳۵۴- ۳۵۵- ۳۵۶- ۳۵۷- ۳۵۸- ۳۵۹- ۳۶۰- ۳۶۱- ۳۶۲- ۳۶۳- ۳۶۴- ۳۶۵- ۳۶۶- ۳۶۷- ۳۶۸- ۳۶۹- ۳۷۰- ۳۷۱- ۳۷۲- ۳۷۳- ۳۷۴- ۳۷۵- ۳۷۶- ۳۷۷- ۳۷۸- ۳۷۹- ۳۸۰- ۳۸۱- ۳۸۲- ۳۸۳- ۳۸۴- ۳۸۵- ۳۸۶- ۳۸۷- ۳۸۸- ۳۸۹- ۳۹۰- ۳۹۱- ۳۹۲- ۳۹۳- ۳۹۴- ۳۹۵- ۳۹۶- ۳۹۷- ۳۹۸- ۳۹۹- ۴۰۰- ۴۰۱- ۴۰۲- ۴۰۳- ۴۰۴- ۴۰۵- ۴۰۶- ۴۰۷- ۴۰۸- ۴۰۹- ۴۱۰- ۴۱۱- ۴۱۲- ۴۱۳- ۴۱۴- ۴۱۵- ۴۱۶- ۴۱۷- ۴۱۸- ۴۱۹- ۴۲۰- ۴۲۱- ۴۲۲- ۴۲۳- ۴۲۴- ۴۲۵- ۴۲۶- ۴۲۷- ۴۲۸- ۴۲۹- ۴۳۰- ۴۳۱- ۴۳۲- ۴۳۳- ۴۳۴- ۴۳۵- ۴۳۶- ۴۳۷- ۴۳۸- ۴۳۹- ۴۴۰- ۴۴۱- ۴۴۲- ۴۴۳- ۴۴۴- ۴۴۵- ۴۴۶- ۴۴۷- ۴۴۸- ۴۴۹- ۴۵۰- ۴۵۱- ۴۵۲- ۴۵۳- ۴۵۴- ۴۵۵- ۴۵۶- ۴۵۷- ۴۵۸- ۴۵۹- ۴۶۰- ۴۶۱- ۴۶۲- ۴۶۳- ۴۶۴- ۴۶۵- ۴۶۶- ۴۶۷- ۴۶۸- ۴۶۹- ۴۷۰- ۴۷۱- ۴۷۲- ۴۷۳- ۴۷۴- ۴۷۵- ۴۷۶- ۴۷۷- ۴۷۸- ۴۷۹- ۴۸۰- ۴۸۱- ۴۸۲- ۴۸۳- ۴۸۴- ۴۸۵- ۴۸۶- ۴۸۷- ۴۸۸- ۴۸۹- ۴۹۰- ۴۹۱- ۴۹۲- ۴۹۳- ۴۹۴- ۴۹۵- ۴۹۶- ۴۹۷- ۴۹۸- ۴۹۹- ۵۰۰- ۵۰۱- ۵۰۲- ۵۰۳- ۵۰۴- ۵۰۵- ۵۰۶- ۵۰۷- ۵۰۸- ۵۰۹- ۵۱۰- ۵۱۱- ۵۱۲- ۵۱۳- ۵۱۴- ۵۱۵- ۵۱۶- ۵۱۷- ۵۱۸- ۵۱۹- ۵۲۰- ۵۲۱- ۵۲۲- ۵۲۳- ۵۲۴- ۵۲۵- ۵۲۶- ۵۲۷- ۵۲۸- ۵۲۹- ۵۳۰- ۵۳۱- ۵۳۲- ۵۳۳- ۵۳۴- ۵۳۵- ۵۳۶- ۵۳۷- ۵۳۸- ۵۳۹- ۵۴۰- ۵۴۱- ۵۴۲- ۵۴۳- ۵۴۴- ۵۴۵- ۵۴۶- ۵۴۷- ۵۴۸- ۵۴۹- ۵۵۰- ۵۵۱- ۵۵۲- ۵۵۳- ۵۵۴- ۵۵۵- ۵۵۶- ۵۵۷- ۵۵۸- ۵۵۹- ۵۶۰- ۵۶۱- ۵۶۲- ۵۶۳- ۵۶۴- ۵۶۵- ۵۶۶- ۵۶۷- ۵۶۸- ۵۶۹- ۵۷۰- ۵۷۱- ۵۷۲- ۵۷۳- ۵۷۴- ۵۷۵- ۵۷۶- ۵۷۷- ۵۷۸- ۵۷۹- ۵۸۰- ۵۸۱- ۵۸۲- ۵۸۳- ۵۸۴- ۵۸۵- ۵۸۶- ۵۸۷- ۵۸۸- ۵۸۹- ۵۹۰- ۵۹۱- ۵۹۲- ۵۹۳- ۵۹۴- ۵۹۵- ۵۹۶- ۵۹۷- ۵۹۸- ۵۹۹- ۶۰۰- ۶۰۱- ۶۰۲- ۶۰۳- ۶۰۴- ۶۰۵- ۶۰۶- ۶۰۷- ۶۰۸- ۶۰۹- ۶۱۰- ۶۱۱- ۶۱۲- ۶۱۳- ۶۱۴- ۶۱۵- ۶۱۶- ۶۱۷- ۶۱۸- ۶۱۹- ۶۲۰- ۶۲۱- ۶۲۲- ۶۲۳- ۶۲۴- ۶۲۵- ۶۲۶- ۶۲۷- ۶۲۸- ۶۲۹- ۶۳۰- ۶۳۱- ۶۳۲- ۶۳۳- ۶۳۴- ۶۳۵- ۶۳۶- ۶۳۷- ۶۳۸- ۶۳۹- ۶۴۰- ۶۴۱- ۶۴۲- ۶۴۳- ۶۴۴- ۶۴۵- ۶۴۶- ۶۴۷- ۶۴۸- ۶۴۹- ۶۵۰- ۶۵۱- ۶۵۲- ۶۵۳- ۶۵۴- ۶۵۵- ۶۵۶- ۶۵۷- ۶۵۸- ۶۵۹- ۶۶۰- ۶۶۱- ۶۶۲- ۶۶۳- ۶۶۴- ۶۶۵- ۶۶۶- ۶۶۷- ۶۶۸- ۶۶۹- ۶۷۰- ۶۷۱- ۶۷۲- ۶۷۳- ۶۷۴- ۶۷۵- ۶۷۶- ۶۷۷- ۶۷۸- ۶۷۹- ۶۸۰- ۶۸۱- ۶۸۲- ۶۸۳- ۶۸۴- ۶۸۵- ۶۸۶- ۶۸۷- ۶۸۸- ۶۸۹- ۶۹۰- ۶۹۱- ۶۹۲- ۶۹۳- ۶۹۴- ۶۹۵- ۶۹۶- ۶۹۷- ۶۹۸- ۶۹۹- ۷۰۰- ۷۰۱- ۷۰۲- ۷۰۳- ۷۰۴- ۷۰۵- ۷۰۶- ۷۰۷- ۷۰۸- ۷۰۹- ۷۱۰- ۷۱۱- ۷۱۲- ۷۱۳- ۷۱۴- ۷۱۵- ۷۱۶- ۷۱۷- ۷۱۸- ۷۱۹- ۷۲۰- ۷۲۱- ۷۲۲- ۷۲۳- ۷۲۴- ۷۲۵- ۷۲۶- ۷۲۷- ۷۲۸- ۷۲۹- ۷۳۰- ۷۳۱- ۷۳۲- ۷۳۳- ۷۳۴- ۷۳۵- ۷۳۶- ۷۳۷- ۷۳۸- ۷۳۹- ۷۴۰- ۷۴۱- ۷۴۲- ۷۴۳- ۷۴۴- ۷۴۵- ۷۴۶- ۷۴۷- ۷۴۸- ۷۴۹- ۷۵۰- ۷۵۱- ۷۵۲- ۷۵۳- ۷۵۴- ۷۵۵- ۷۵۶- ۷۵۷- ۷۵۸- ۷۵۹- ۷۶۰- ۷۶۱- ۷۶۲- ۷۶۳- ۷۶۴- ۷۶۵- ۷۶۶- ۷۶۷- ۷۶۸- ۷۶۹- ۷۷۰- ۷۷۱- ۷۷۲- ۷۷۳- ۷۷۴- ۷۷۵- ۷۷۶- ۷۷۷- ۷۷۸- ۷۷۹- ۷۸۰- ۷۸۱- ۷۸۲- ۷۸۳- ۷۸۴- ۷۸۵- ۷۸۶- ۷۸۷- ۷۸۸- ۷۸۹- ۷۹۰- ۷۹۱- ۷۹۲- ۷۹۳- ۷۹۴- ۷۹۵- ۷۹۶- ۷۹۷- ۷۹۸- ۷۹۹- ۸۰۰- ۸۰۱- ۸۰۲- ۸۰۳- ۸۰۴- ۸۰۵- ۸۰۶- ۸۰۷- ۸۰۸- ۸۰۹- ۸۱۰- ۸۱۱- ۸۱۲- ۸۱۳- ۸۱۴- ۸۱۵- ۸۱۶- ۸۱۷- ۸۱۸- ۸۱۹- ۸۲۰- ۸۲۱- ۸۲۲- ۸۲۳- ۸۲۴- ۸۲۵- ۸۲۶- ۸۲۷- ۸۲۸- ۸۲۹- ۸۳۰- ۸۳۱- ۸۳۲- ۸۳۳- ۸۳۴- ۸۳۵- ۸۳۶- ۸۳۷- ۸۳۸- ۸۳۹- ۸۴۰- ۸۴۱- ۸۴۲- ۸۴۳- ۸۴۴- ۸۴۵- ۸۴۶- ۸۴۷- ۸۴۸- ۸۴۹- ۸۵۰- ۸۵۱- ۸۵۲- ۸۵۳- ۸۵۴- ۸۵۵- ۸۵۶- ۸۵۷- ۸۵۸- ۸۵۹- ۸۶۰- ۸۶۱- ۸۶۲- ۸۶۳- ۸۶۴- ۸۶۵- ۸۶۶- ۸۶۷- ۸۶۸- ۸۶۹- ۸۷۰- ۸۷۱- ۸۷۲- ۸۷۳- ۸۷۴- ۸۷۵- ۸۷۶- ۸۷۷- ۸۷۸- ۸۷۹- ۸۸۰- ۸۸۱- ۸۸۲- ۸۸۳- ۸۸۴- ۸۸۵- ۸۸۶- ۸۸۷- ۸۸۸- ۸۸۹- ۸۹۰- ۸۹۱- ۸۹۲- ۸۹۳- ۸۹۴- ۸۹۵- ۸۹۶- ۸۹۷- ۸۹۸- ۸۹۹- ۹۰۰- ۹۰۱- ۹۰۲- ۹۰۳- ۹۰۴- ۹۰۵- ۹۰۶- ۹۰۷- ۹۰۸- ۹۰۹- ۹۱۰- ۹۱۱- ۹۱۲- ۹۱۳- ۹۱۴- ۹۱۵- ۹۱۶- ۹۱۷- ۹۱۸- ۹۱۹- ۹۲۰- ۹۲۱- ۹۲۲- ۹۲۳- ۹۲۴- ۹۲۵- ۹۲۶- ۹۲۷- ۹۲۸- ۹۲۹- ۹۳۰- ۹۳۱- ۹۳۲- ۹۳۳- ۹۳۴- ۹۳۵- ۹۳۶- ۹۳۷- ۹۳۸- ۹۳۹- ۹۴۰- ۹۴۱- ۹۴۲- ۹۴۳- ۹۴۴- ۹۴۵- ۹۴۶- ۹۴۷- ۹۴۸- ۹۴۹- ۹۵۰- ۹۵۱- ۹۵۲- ۹۵۳- ۹۵۴- ۹۵۵- ۹۵۶- ۹۵۷- ۹۵۸- ۹۵۹- ۹۶۰- ۹۶۱- ۹۶۲- ۹۶۳- ۹۶۴- ۹۶۵- ۹۶۶- ۹۶۷- ۹۶۸- ۹۶۹- ۹۷۰- ۹۷۱- ۹۷۲- ۹۷۳- ۹۷۴- ۹۷۵- ۹۷۶- ۹۷۷- ۹۷۸- ۹۷۹- ۹۸۰- ۹۸۱- ۹۸۲- ۹۸۳- ۹۸۴- ۹۸۵- ۹۸۶- ۹۸۷- ۹۸۸- ۹۸۹- ۹۹۰- ۹۹۱- ۹۹۲- ۹۹۳- ۹۹۴- ۹۹۵- ۹۹۶- ۹۹۷- ۹۹۸- ۹۹۹- ۱۰۰۰- ۱۰۰۱- ۱۰۰۲- ۱۰۰۳- ۱۰۰۴- ۱۰۰۵- ۱۰۰۶- ۱۰۰۷- ۱۰۰۸- ۱۰۰۹- ۱۰۱۰- ۱۰۱۱- ۱۰۱۲- ۱۰۱۳- ۱۰۱۴- ۱۰۱۵- ۱۰۱۶- ۱۰۱۷- ۱۰۱۸- ۱۰۱۹- ۱۰۲۰- ۱۰۲۱- ۱۰۲۲- ۱۰۲۳- ۱۰۲۴- ۱۰۲۵- ۱۰۲۶- ۱۰۲۷- ۱۰۲۸- ۱۰۲۹- ۱۰۳۰- ۱۰۳۱- ۱۰۳۲- ۱۰۳۳- ۱۰۳۴- ۱۰۳۵- ۱۰۳۶- ۱۰۳۷- ۱۰۳۸- ۱۰۳۹- ۱۰۴۰- ۱۰۴۱- ۱۰۴۲- ۱۰۴۳- ۱۰۴۴- ۱۰۴۵- ۱۰۴۶- ۱۰۴۷- ۱۰۴۸- ۱۰۴۹- ۱۰۵۰- ۱۰۵۱- ۱۰۵۲- ۱۰۵۳- ۱۰۵۴- ۱۰۵۵- ۱۰۵۶- ۱۰۵۷- ۱۰۵۸- ۱۰۵۹- ۱۰۶۰- ۱۰۶۱- ۱۰۶۲- ۱۰۶۳- ۱۰۶۴- ۱۰۶۵- ۱۰۶۶- ۱۰۶۷- ۱۰۶۸- ۱۰۶۹- ۱۰۷۰- ۱۰۷۱- ۱۰۷۲- ۱۰۷۳- ۱۰۷۴- ۱۰۷۵- ۱۰۷۶- ۱۰۷۷- ۱۰۷۸- ۱۰۷۹- ۱۰۸۰- ۱۰۸۱- ۱۰۸۲- ۱۰۸۳- ۱۰۸۴- ۱۰۸۵- ۱۰۸۶- ۱۰۸۷- ۱۰۸۸- ۱۰۸۹- ۱۰۹۰- ۱۰۹۱- ۱۰۹۲- ۱۰۹۳- ۱۰۹۴- ۱۰۹۵- ۱۰۹۶- ۱۰۹۷- ۱۰۹۸- ۱۰۹۹- ۱۱۰۰- ۱۱۰۱- ۱۱۰۲- ۱۱۰۳- ۱۱۰۴- ۱۱۰۵- ۱۱۰۶- ۱۱۰۷- ۱۱۰۸- ۱۱۰۹- ۱۱۱۰- ۱۱۱۱- ۱۱۱۲- ۱۱۱۳- ۱۱۱۴- ۱۱۱۵- ۱۱۱۶- ۱۱۱۷- ۱۱۱۸- ۱۱۱۹- ۱۱۲۰- ۱۱۲۱- ۱۱۲۲- ۱۱۲۳- ۱۱۲۴- ۱۱۲۵- ۱۱۲۶- ۱۱۲۷- ۱۱۲۸- ۱۱۲۹- ۱۱۳۰- ۱۱۳۱- ۱۱۳۲- ۱۱۳۳- ۱۱۳۴- ۱۱۳۵- ۱۱۳۶- ۱۱۳۷- ۱۱۳۸- ۱۱۳۹- ۱۱۴۰- ۱۱۴۱- ۱۱۴۲- ۱۱۴۳- ۱۱۴۴- ۱۱۴۵- ۱۱۴۶- ۱۱۴۷- ۱۱۴۸- ۱۱۴۹- ۱۱۵۰- ۱۱۵۱- ۱۱۵۲- ۱۱۵۳- ۱۱۵۴- ۱۱۵۵- ۱۱۵۶- ۱۱۵۷- ۱۱۵۸- ۱۱۵۹- ۱۱۶۰- ۱۱۶۱- ۱۱۶۲- ۱۱۶۳- ۱۱۶۴- ۱۱۶۵- ۱۱۶۶- ۱۱۶۷- ۱۱۶۸- ۱۱۶۹- ۱۱۷۰- ۱۱۷۱- ۱۱۷۲- ۱۱۷۳- ۱۱۷۴- ۱۱۷۵- ۱۱۷۶- ۱۱۷۷- ۱۱۷۸- ۱۱۷۹- ۱۱۸۰- ۱۱۸۱- ۱۱۸۲- ۱۱۸۳- ۱۱۸۴- ۱۱۸۵- ۱۱۸۶- ۱۱۸۷- ۱۱۸۸- ۱۱۸۹- ۱۱۹۰- ۱۱۹۱- ۱۱۹۲- ۱۱۹۳- ۱۱۹۴- ۱۱۹۵- ۱۱۹۶- ۱۱۹۷- ۱۱۹۸- ۱۱۹۹- ۱۲۰۰- ۱۲۰۱- ۱۲۰۲- ۱۲۰۳- ۱۲۰۴- ۱۲۰۵- ۱۲۰۶- ۱۲۰۷- ۱۲۰۸- ۱۲۰۹- ۱۲۱۰- ۱۲۱۱- ۱۲۱۲- ۱۲۱۳- ۱۲۱۴- ۱۲۱۵- ۱۲۱۶- ۱۲۱۷- ۱۲۱۸- ۱۲۱۹- ۱۲۲۰- ۱۲۲۱- ۱۲۲۲- ۱۲۲۳- ۱۲۲۴- ۱۲۲۵- ۱۲۲۶- ۱۲۲۷- ۱۲۲۸- ۱۲۲۹- ۱۲۳۰- ۱۲۳۱- ۱۲۳۲- ۱۲۳۳- ۱۲۳۴- ۱۲۳۵- ۱۲۳۶- ۱۲۳۷- ۱۲۳۸- ۱۲۳۹- ۱۲۴۰- ۱۲۴۱- ۱۲۴۲- ۱۲۴۳- ۱۲۴۴- ۱۲۴۵- ۱۲۴۶- ۱۲۴۷- ۱۲۴۸- ۱۲۴۹- ۱۲۵۰- ۱۲۵۱- ۱۲۵۲- ۱۲۵۳- ۱۲۵۴- ۱۲۵۵- ۱۲۵۶- ۱۲۵۷- ۱۲۵۸- ۱۲۵۹- ۱۲۶۰- ۱۲۶۱- ۱۲۶۲- ۱۲۶۳- ۱۲۶۴- ۱۲۶۵- ۱۲۶۶- ۱۲۶۷- ۱۲۶۸- ۱۲۶۹- ۱۲۷۰- ۱۲۷۱- ۱۲۷۲- ۱۲۷۳- ۱۲۷۴- ۱۲۷۵- ۱۲۷۶- ۱۲۷۷- ۱۲۷۸- ۱۲۷۹- ۱۲۸۰- ۱۲۸۱- ۱۲۸۲- ۱۲۸۳- ۱۲۸۴- ۱۲۸۵- ۱۲۸۶- ۱۲۸۷- ۱۲۸۸- ۱۲۸۹- ۱۲۹۰- ۱۲۹۱- ۱۲۹۲- ۱۲۹۳- ۱۲۹۴- ۱۲۹۵- ۱۲۹۶- ۱۲۹۷- ۱۲۹۸- ۱۲۹۹- ۱۳۰۰- ۱۳۰۱- ۱۳۰۲- ۱۳۰۳- ۱۳۰۴- ۱۳۰۵- ۱۳۰۶- ۱۳۰۷- ۱۳۰۸- ۱۳۰۹- ۱۳۱۰- ۱۳۱۱- ۱۳۱۲- ۱۳۱۳- ۱۳۱۴- ۱۳۱۵- ۱۳۱۶- ۱۳۱۷- ۱۳۱۸- ۱۳۱۹- ۱۳۲۰- ۱۳۲۱- ۱۳۲۲- ۱۳۲۳- ۱۳۲۴- ۱۳۲۵- ۱۳۲۶- ۱۳۲۷- ۱۳۲۸- ۱۳۲۹- ۱۳۳۰- ۱۳۳۱- ۱۳۳۲- ۱۳۳۳- ۱۳۳۴- ۱۳۳۵- ۱۳۳۶- ۱۳۳۷- ۱۳۳۸- ۱۳۳۹- ۱۳۴۰- ۱۳۴۱- ۱۳۴۲- ۱۳۴۳- ۱۳۴۴- ۱۳۴۵- ۱۳۴۶- ۱۳۴۷- ۱۳۴۸- ۱۳۴۹- ۱۳۵۰- ۱۳۵۱- ۱۳۵۲- ۱۳۵۳- ۱۳۵۴- ۱۳۵۵- ۱۳۵۶- ۱۳۵۷- ۱۳۵۸- ۱۳۵۹- ۱۳۶۰- ۱۳۶۱- ۱۳۶۲- ۱۳۶۳- ۱۳۶۴- ۱۳

پادری۔ ہندو اور آریوں کو اپنے ناموں کے معنی اپنی زبان سنسکرت میں دیکھتے چاہئیں نہ کہ زبان فارسی وغیرہ میں۔

جواب۔ ہر ایک شخص جسکو کچھ عقل بھی ہو اور اس کی عقل کو کسی غرض نے اندازہ نہ کر رکھا ہو وہ ضرور انصاف کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ ہم نے جس قدر آریہ و آریہ ورت کے متعلق اقوال اور ہندو ہندوستان سے انکار کیا ہے وہ اسی تحقیقات سے ہے جو ہم نے سنسکرت کے مطابق (بقول پادری صاحب کے) کی ہے چونکہ سنسکرت میں ان دو لفظوں کے کچھ معنی ہیں۔ اور نہ کسی کو سن (لغات) اتہا ملن (تواریخ) یا دھرم پستک میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ اس واسطے بقول آپ کے بھی ہم کو اور سب اہل ملک کو ان بڑے ناموں کا تباہ کن ترک کرنا ضروری ہے ہر ایسا بالکل نہیں کرتے۔ کہ سنسکرت الفاظ کو فارسی کے مغلوب سمجھ کر ترک کر دیں بلکہ ہم تو جو سچی اور راست اور مطابق دھرم بات ہے اس کو قبول کر کے چھوڑے اور بُرائی کو حوالہ اسی طور پر متعصبین غیر ملک نے لگائے ہیں۔ ترک کرتے ہیں۔ اور یہی آریہ سماج کا مبارک اصول متبرہم ہے۔ کہ ست کے اختیار کرنے اور است کے چھوڑنے میں سروقت تیار رہنا چاہئے۔ اس واسطے ہم نے اس ہول کے لحاظ سے آپ کے تمام اعتراضوں کے جواب عرض کر دیے۔ ہر ایک حق پسند کو ضروری ہے کہ بُری باتوں بڑے ناموں اور بُرائی سے بچنے کے واسطے بہایت مستعدی سے جہاں تک جلد ہو سکے تیار ہو کر مائتا آپ کے دیار تک ارادوں میں برکت دے۔ زیادہ نیاز۔ راجہ لیکھ رام آریہ مسافر۔

مردہ ضرور جلانا چاہئے

مردے کے ساتھ مختلف سماج اور اقوام میں مختلف سلوک ہوتے ہیں جلالا و فن کرنا۔ جانوروں کے آگے ڈال دینا۔ ہوا میں یا مصلح ڈال کر خشک کر دینا۔ باقی میں بہا دینا۔ آریہ لوگ قدیم سے مردہ جلالتے ہیں۔ یہودی عیسائی۔ مجھی فٹ کرنے ہیں۔ یارسی جانوروں کے آگے ڈال دیتے ہیں اور قدیم مصری ہوا میں یا مصلح ڈال کر خشک کر دیتے تھے بعضی خاص تو میں پانی میں بہا دیتی ہیں۔ بہا مطلب اس تحریر سے ہے کہ جو چی ہو جو علم عقل کے مطابق ہو جس سے نقصان بالکل ہو مابست ہی کہ ہوا میں کورولج دینا چاہئے۔ اور جو طریقہ علم حکمت کے خلاف ہو عیسائی پھیلائے ڈال دیتی کے پھیلائے والا گناہ میں لوگوں کو ڈالنے والا۔ لوگوں کو نہا کر نہ والا۔ اس سے نفرت کرنا ترک کرنا چاہئے کیونکہ مذہب یا طرح وہی چاہے۔ جو سچ علم کے مطابق ہو باقی سب باطل ہے۔

مردہ دفن کرنے کی بات تحقیق۔

جسپر قاس (جسے مسلمان قایل کہتے ہیں) نے بابل کو مار ڈالا۔ اور اس واسطے کہ ظاہر نہ ہو جاوے۔ اسے دفن کر دیا۔ خدا نے پوچھا کہ اے قاین تیرا بابل بھائی کہاں ہے اسے کہا میں نہیں جانتا کیا میں اسکا گناہ ہوں؟ خدا نے کہا کہ تیرے بھائی کا گناہ میں سے بکار کر کہہ رہا ہے کہ تو نے اسے قتل کر دیا۔ آخر قاین نے اقبال کیا جس پر خدا نے اس کو ہوا میں فود کی زمین میں چلنے جانے کی اجازت دی۔

اس کے متعلق قرآن میں لکھا ہے "فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض لیبرہہ کیف یواری سواۃ اخیلہ۔ قال یواری علیٰ اعرجات ان اکون

پادری۔ ہندو اور اجمل اور عالموں نے سولے دیا نند جی اور اس کے پیٹھ والوں کے کبھی کوئی اعتراض (ہندو) نام پر نہیں کیا۔ اور نہ ہندو کی پشتوں میں اس نام کا بولج پایا جاتا ہے مثلاً گورونانک صاحب کے آدگر تھ میں بار بار اس قوم کا نام ہندو لکھا ہوا ہے۔ اور نیز گورونانک صاحب جو فارسی زبان میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ ان کو کبھی یہ معلوم نہ ہوا کہ جس قوم میں سے ہم لوگ ہیں۔ اسکا نام صحیروں کی جانب سے بہت بُرا رکھا گیا ہے۔ اس لئے وہ نام تبدیل کیا حوا۔

جواب۔ ہندو اور اجمل کی عبادری میں عموماً ورن گوت کے مطابق کارروائی ہوتی ہے۔ اور ہندو نام مسلمانوں کے آنے سے پہلے بالکل نادر اور اب بھی لانا کالمدم کے طریقہ ہے۔ اور وہ اردو فارسی کی مہربانی ہے۔ مگر راجوں کے خطاب میں اب بھی آریہ لگ دینا اور ہندو وغیرہ سنسکرت کے ہتھارتھ القاب مزین ہوتے ہیں۔ ہندو بالکل نہیں۔ باقی رہا نیست اور بدستک بابا نانک جی ہمارے آدگر تھ میں ہیں ہندو لفظ کا ہونا وہ ہیں تسلیم مگر اردو فارسی کی تعلیم کا ہے اور مسلمان عبادری و لکی کوئی کی تعلیم و نہ کبھی نہ ہوگا۔ اور نہ فخریہ طور پر انہوں نے اس کا ذکر کیا۔ بلکہ سادہ من طور سے ست دھرم کا اوریٹش پنجابی زبان میں دیا۔ جن سے لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان ہونے سے بچایا اور ست دھرم پر قائم فرمایا مفصل حال سرہ چشم آریہ کے جواب میں دیکھیں باقی رہا یہ کہ جماعت جستم صداقت مہتمم غالب میدان جنگ۔ شیر مرز۔ قوی آہنگ گوہر سنگھ صاحب کو اس نام کا بڑا نہ معلوم پڑا یہ آپ کی کمال غلطی و ناواقفیت ہے۔ اگر آپ کو ذرا بھی لکھی تواریخ و ارشادوں سے واقفیت ہوتی تو ایسا کبھی نہ کہتے۔ انہوں نے نہ سبب اچھی مہارت حاصل کرنے فارسی کو اسکو بڑے معنی بخوبی سمجھ کر اسکو بالکل متروک کر دیا۔ اور کبھی یا سنگھ نام فردا ناخرد کر کے تمام اپنے پیروں کا نام مجموعی قوم خالصہ (جو آریہ کا نام فارسی میں مترادف یا لفظی ترجمہ ہے۔ فاروے کر اسی کے استعمال کا ارشاد فرمایا دیکھو خیانت لغات متعقب و کشف۔ خالص و خالصہ و نیا نشین۔ بجنرے واک بے آئین وینے بآئین) چنانچہ ان کے تمام پیرو اور تمام پڑھے لکھے سنگھ بھائی ہندو نام کو بڑا سمجھتے ہیں۔ جبکہ اور سنگھ واسطے سمجھانے آریہ بھائیوں کے اور خالصہ واسطے سمجھانے محمدیوں وغیرہ کے ہے۔ اس واسطے یہ آپکا دعوئے سراپا ہے اثبات ہے۔

پادری۔ غور کا مقام ہے۔ کہ اگر بادشاہ جو بے تعصب مشہور ہو اور جسکو عہد میں نہایت ہندو وانا امیر اور وزیر اور ازل فارسی میں پوری پوری لیاقت اور آواز طور پر گزرا رہا کر چکے ہیں۔ اسوقت انہوں نے بھی اس نام پر کچھ اعتراض نہیں کیا۔ پس جہالت میں ہندوؤں کے بزرگ اسی کو رولج دیتے اور اپنے پر قبول کرتے رہے ہیں اور کوئی اعتراض اس پر نہیں کیا۔ تو اس سے معلوم ہوتا کہ وہ اس نام کو اچھا جانتے تھے نہ کہ جواب یہ قاعدہ ہے کہ جب تک دور ہاؤں کا مقابلہ و موازنہ نہیں ہوتا۔ اور جب تک مقابلہ و موازنہ کے واسطے آزادی نہیں ملتی جب تک انسان دونوں زبانوں سے واقفیت حاصل نہیں کرتا تب تک کسی طرح کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور تمام دنیا جانتی ہے کہ امرا و وزراء لوگ آرام طلب یا مصروف یا مکرر کار ہوتے ہیں۔ اس واسطے مذہبی پڑتال یا رسومات قبیحہ کے دور کرنا موقع کم ملتا ہے۔ یہ بھی کوئی ثبوت نہیں ہے کہ انہوں نے اعتراض نہیں کیا۔ جس طرح ہمیں کیا صرف کہا جاسکتا ہے اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ کیا ہو تو کیا شک ہے۔ عذر صرف تحریر کے نہ ہو سکتا ہے سوائے اکثر عقین پر متساوی ہے وہ ہندوؤں کے بزرگ بھی نہیں تھے۔ بلکہ صرف ہندوؤں کا تھے۔ سوائے دنیاوی عورت کہ ہندو کسی عورت کی نگاہ یا فخری نگاہ سے انکو معزز نہیں مانتے۔

مشائخوں کے جھگڑے علیحدہ علیحدہ اسٹڈ دیو وغیرہ بھی اسی لفاق اور پچوٹ کی حرکت سے دکھائی پڑتے ہیں۔ ورنہ ایک الینور کے بھگت ہوئے سے انکا شرع بھی ملنا ناممکن ہوگا۔ آریہ ورت کی پور بھومی میں روز بروز بطلت و مخلوق پرستی کا پھیل جانا اور تنزل سے آئے دن رونق پانا صرف ایسے واقعات کا نتیجہ ہے۔ اور نا وقتیکہ بقولیت سے ان فضولیات کی تردید نہ ہوگی لفاق کا دور ہونا اسبہو ہے۔ جہاں تک سناٹن رشی مٹی پر نیت آریہ اگر نفعوں کو دیکھا جاتا ہے شستے کا لفظ باہمی استعمال کرنا یا جانا ہے۔ جو محبت اور اتفاق و ملاپ و اخلاق کے بڑھانے کے لئے نہایت ضروری ہے شاید کسی بھائی کو اعتراض ہو کہ شستے کا لفظ سناٹن گرنفوں میں کہاں پر آیا ہے۔ اس واسطے ضروری ہوا کہ چند حاجات گذارش کی جاویں۔

چونکہ بعض برہمن صاحبان (جنہیں حق پسندی سے خود پسندی زیادہ عزیز ہے) مساوات میں تو شستے استعمال منظور کرتے ہیں۔ مگر چھوٹے سے بڑے یا بڑے سے چھوٹے کے واسطے پسند نہیں کرتے۔ بلکہ ناجائز جانتے ہیں۔ اس واسطے مناسب جانا گیا کہ ہم ٹیفوں کا نمبر وار نبوت دیویں :-

نمبر (۱) تشری اوپ نشدواک

लोडम् शब्दमित्रः शंवरुणाः शब्दोभवत्तय्य मा शब्दं
नौ ब्रह्मातिः शब्दोविष्णुः रुरुक्रमः नमो ब्रह्मणे
नमस्ते वायोत्वमेव प्रत्यक्षब्रह्मासि। त्वामेव प्रत्यक्ष
वत्सवदिष्टामि कृतं ब्रह्ममि सत्यं च दिष्ट्यामित मा-
मवतु त्वत्कारमवतु अवतुमान् अवतु वत्तोरमृतै
तरो पोयानि विदुः ॥ १ ॥

نمبر (۲) اترودید

नमस्ते अस्तु विद्यो ते नमस्ते स्तनपि नूवेनमस्ते अस्व
श्मनेमेना दूडाशे अस्वसिः ॥ अथ वेवेदः व १३
का १ मंत्र ॥ १ ॥

نمبر (۳) یجروید ادھیما

नमस्ते। नमस्तु रुद्रमन्यवऽ उतोतऽ इत्येवेनमः
वा हृद्व्यानंततेनमः ॥

نمبر (۴) یجروید

नमस्तुरु। योयेदिविवेषां ब्रह्ममिषवः ॥ ते श्रो
दश अर्चा दृशदंति रा दश प्रतीची दृशा दाः ची
दृशी द्वाः ते श्योन मोऽ अस्तु ते नो व नूते नो मू उ
य नूते यद्विष्य यश्च नो हृषितं मे वाज्र मे दक्ष म ॥

نمبر (۵) ایتا ادھیما استوک ۳۹

नमोनमस्ते स्तु सहे सहे कृत्वा पुनः अभुयो धिन मो न
मस्ते ॥

نمبر (۶) دش سہرام شلوک نمبر ۳۳

नमः कमलनाभाय नमस्ते जलशाय नमस्ते कैशवा
बत वा सुदेवनमस्तु ते

کی تو گیارہ زمین پر کوئی بھی ایسا ملک نہیں کہ جہاں اسکے علم اور سنسکرت کی
تفصیلات اور قدامت کا دم نہ پھریں اور معقول دلائل اور ثبوت کی طرف توجہ دلائے
ایر اس کی درڑنگ ہونے کے دعوے میں کلام کریں۔ میں پادری صاحب کو اگر نہ
معام ہو تو اب معلوم کریں۔ کہ آریہ شبد کا دہا تو ریتیا اور منے حسب ذیل ہیں :-

आर्य पुल्लिङ्ग अर्त्ययोगा आर्यते वाक्त्रग तो वह ह तो
शयंत इति स्वामिनि अरौ सुहृदि ओह कुलोत्य
पूज्ये ज्येष्ठे सङ्गते आर्यो के माये उदार च
रिते शान्तचित्तैर्क र्त यमाचर रो काम अक तव्य
मवाचर शोति हति पर कृता चारे सत् आर्य इति स्मृत

اگر پادری صاحب سنسکرت جیسی دیوبانی کے سمجھنے کی عدم استطاعت کی
وجہ سے یا اگر کہ بچوں و چرا کا تقصیری چشمہ آنکھوں پر لگانے سے صرف آنظر اور
(بچے سے پیدا ہونے) زبانوں ہی میں اچھی طرح مہارت رکھتے ہیں تو بھی لفظ
آریہ کے معنی قریب قریب ان زبانوں میں بھی باطن تقاضائے کہ وہ محبت باطن
سنسکرت ہی کی فروعات ہیں۔ اعلیٰ اور افضل کے پاؤ جاتی ہیں جیسا کہ :-

(۱) آر۔ آراے۔ ف۔ آراسہ کرنے والا۔ (۲) اگر ج۔ ف۔ قدر۔ مرتبہ۔
(۳) غول۔ ۶۔ بلند۔ اوچی۔ (۴) اگر بن نام ایک شاعر کا۔ اگر آریہ شبد کی لفظی حقیقت
سنسکرت جیسے اعلیٰ ترین زبان کو چھوڑ کر دوسری زبان میں کرنا محض حق اور
جاہلانہ حرکت ہے۔ تاہم وہ فائدوں سے خالی نہیں اول کہ یہ ہر زبان میں آریہ
شبد قریب قریب ہم معنی ہونے سے سنسکرت کا درڑنگ ہونا ثابت ہو سکتا ہے
دوسرے ہمارے ایک امر کہیں بھائی کے دل میں لفظ آریہ کے معنی اور وقت
کی طرح یا کسی زبان کے ذریعہ سے ممکن ہوتا اور جو میں اپنے اس دعوے کی
کہ لفظ آریہ کی تحقیقات ہر طرح سنسکرت ہی زبان میں ہونا درست ہے تاہم
نہ کر کے جو چند الفاظ مترادف اور ہم معنی دوسری زبانوں کے لکھے ہیں۔ و بھن
بفرض تسکین پادری صاحب اور نیز آریہ شبد کے معنی ان کے دل نشین کرنے کے
بجائے کسی طور پر لکھے ہیں۔ کہ جن طرح صاحب لوگ اپنے بچوں کو حرف شناس
کرنے کی غرض سے تصویر دار حروف دکھاتے ہیں۔ تاکہ ہماری قوم اصلی اور
پتھان نام اور دھرم پر توجہ کر کے خواب غفلت سے جاگے۔ اور راہ راست پر قائم
ہو کے بدیوں سے اجتناب کرے۔ اوم رسانی شانتی شانتی شانتی۔

میرزا محمد شمس الدین
ہنومان پرشاد ماسٹر اینگلو فیک سکول از مقام جیرا ضلع فرخ آباد

اب لفظ شستے کی ثابت کچھ ہمارے ہندو بھائیوں میں جس طرح انہیں اپنا
عوض کرنا چاہتا ہوں۔ اصلی نام آریہ بھول گیا ہے۔ اسی طرح باہمی مل
جول کے وقت بھی بہت جھگڑے اور دشمنی مٹی کرت گرنفوں کے برخلاف اور بیوقوف
الفاظ نے سمجھے جو جیسے دلیج ہیں مثلاً جے راوے کشن جے شیتا دام۔ نام رام
ہری نام جے اہری۔ پیری پونا بندگی۔ نا کو لائے۔ متھے ٹیکنا۔ نوڈا مارن۔ آہیں
جے شنبو جے دیوی ناما کی جے۔ اسبہر باد وغیرہ جہاں تک تحقیق کی گئی ہے۔
ان باتوں کا پڑانی پسٹوں میں سراغ نہاد ہے۔ جن سے صاف ثابت ہے۔
کہ پڑانے آریہ نہ تھا اس وقت میں رجن دنوں کہ ست دھرم کی ترقی تھی ان
کا استعمال نہیں کرتے تھے۔ اور جب سے ان باتوں کا استعمال ہوا ہے تب سے
گھر گھر لفاق و بغض و حسد فساد کے کوہر سے جو کہ پھرا ہوا نظر آتا ہے۔ منت

ہندو ساریہ منہ کی تحقیقات

پادری۔ جیسے کہ اس پنجاب میں بھی کبھی کرنا یاے آرائیں کلاتے ہیں۔
جواب۔ جناب آرائیں لفظ سنسکرت کا نہیں بلکہ پنجابی ہے۔ جمال تک
 نظر نہیں دیکھتی تھی ہے۔ آرائیں نام والی قوم مسلمان ہی ہے۔ ہندو کوئی نہیں۔
 جس سے تجربہ نگشتا ہے کہ یہ نام انگریزوں کے زعمی سے بڑا ہوا ہے۔ اور بہت
 تعویض و تغیر میں سے جو فطرتی کلمات میں بدلنے کی وقت کے سبب اس کا لفظ
 یا آرائیں بولنا آنا بھی دشوار نہیں (راعی)۔ شبان نگہبان یعنی چاند چار یا بیان (راعی)
 اور یہی آپ کا منشا ہے پس یہ لفظ بھی عربی کے راعی سے بنا ہے سنسکرت کا نہیں
پادری۔ اگر اس پیشہ کے لوگ جاوڑوں خصوصاً بیلوں پر ظلم کیا کرتے ہیں
 اور شرابی جانوروں کو اپنی چھوڑ دی ہے جس کے سر پر ایک لوہے کی ٹوکڑا کر لگی
 ہوتی ہوتی ہے۔ چھوڑ چھوڑ کر لگا کرتے ہیں اور اس سبب سے وہ ٹوکڑا کر لگاتی ہے۔
جواب۔ حضرت یہ ان ہیر جم جاہلوں کا کمال ظلم اور دہرم شاستر کے برخلاف
 ایسے لوگ سراہنے کے مستحق ہیں۔ چنانچہ علاقہ مہاراجہ جوں یا کپور تھلہ نابھہ یا
 چینا یا جھلور وغیرہ میں کوئی اس کا استعمال نہیں کرتا۔ اور کرنیوالا سرائے اور دیکھو
 رہبر وڈ وغیرہ اور بنال میں بھی چند ہندو مسلمان عیسائی صاحبان کی کوشش سے
 انجن ہندو دی حیوانات بنی ہوئی ہے اور قانون سرکاری بھی ایسے لوگوں کی تنبیہ کے
 واسطے جاری ہے اور دیکھو ریٹ ۵ ستمبر ۱۹۰۶ء دفعہ ۳۴۱۹ لفظ بھی سنسکرت کا نہیں
 بلکہ فارسی کا ہے۔ چنانچہ آریہ کا لفظ افغانستان و پشاور میں لکڑی چیرنے کے
 والے آہنی آکر کو کہتے ہیں۔ غالباً فارسی کے ان الفاظ سے ہی یہ ال ہیر جم جاہلوں نے
 لفظ سنسکرت سے کرنا چاہا ہو تو تعجب نہیں بلکہ تعجب ہے۔
پادری۔ پس جب اس قوم نے سفتہ رفتہ علم ہندو دگرہ میں ترقی کی تو
 آریہ نام کو جو صرف کھیتی کرنا والے کو مخصوص تھا چھوڑ دیا اور بسبت اس آریہ نام
 کے (اعلیٰ) بن۔ دوش کو جو رتہ رفتہ ہندو ہو گیا ہے۔ اپنی قوم پر عاید کر لیا ہے
 اور ہندو بہ نسبت آریہ نام کے اس قوم میں زیادہ رونق پائی۔
جواب۔ آپ کا یہ الزام بھی بالکل جام ہے کبھی کسی فاضل سنسکرت یا
 برکرت نے یہ نام (ہندو) اپنی قوم کی نسبت عاید نہیں کیا۔ مگر المجوری و معذوری
 حکم حکم مرگ مذاجات جا کر شیلوں کے وقت سے واپسی کا رواج ہو جانے سے
 وقتوں میں یہ نام خود بخود ہوئے لگا۔ اور آخر کا تمام ملک مسلمانوں کا ہندو (غلام)
 ہو گیا۔ آریہ کا یہ زمانہ کہ جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم ہندو دگرہ میں ترقی کی تو
 آریہ نام کو چھوڑ دیا بالکل فضول اور لغو ہے بلکہ دھوکھا دینے سے جنسک ظلم دہنر
 و ہندو دگرہ میں ترقی ہی تب تک آریہ نام رہا۔ اور جب سے کسی اور
 کا لپی اور نام طلبی نے کھڑ کیا علم ہندو دگرہ میں وسفر و سیاحت سے بہت پیش
 ہو گئے۔ ہندو۔ کا وہ غلام ہم دہشی بن گئے۔ چنانچہ توارج بھی بتلاتی ہے۔ کہ
 لوگ ہمیشہ سے غلامی کے حقوقین رہے اور ہندو سے اور طبعیات کے اشتداد
 میں ہیں۔ اسی سبب سے وہ آریہ یعنی سریشٹ کلاتے تھے۔ ایران کا دارا بادشاہ
 بھی آریہ ہونے کا فخر دیتی تھا کہ میں آریہ ہوں اور آپوں کی اولاد سے ہوں کہ وہ اس
 کے پر داد کا نام ابراہیم تھا اور دیکھو سائیں آف لگوں جو مصنفہ سیکس میں ۱۸۰
پادری۔ جو کہتے ہیں کہ یہ نام ہماری قوم کا ہمارے دندوں سے بھیجیوں نے
 رکھا ہے۔ وہ محض غلط نہیں بلکہ دھوکھا ہے۔
جواب۔ جو کہتے ہیں کہ یہ نام ہماری کسی مذہبی شیت یا تواریخی یا ملی کتب میں کسی جگہ
 مذکور نہیں ہے اور یہی قول اور غیر ملک والوں کی کتابوں میں صد بار مقام پر موجود ہے۔

جس سے نمونہ کے واسطے چند مقام ہم نے پیش کر دیئے۔ پس اسی حالت میں
 انکار محض کو سوائے تجاہل و غافلانہ ہم اور کیا کہیں۔ مگر صرف یہ تاکہ ہندو دھاتیوں
 کو ست و دیک دھرم کے محروم نہ کر دیا نہ حال ہی کر کے عیسائی بنالیا کریں
 اور ان کو آریہ نام سے نفرت ہو جائے۔ پادری صاحب نے ایک دام مذہب پر چھڑا کر
 ان کو گمراہ کرنا چاہا۔ ورنہ اور کچھ نہیں۔
 پس ہر ایک دانا جان سکتا ہے۔ کہ یہ نام جب ہمارے مخالفوں کی کتابوں
 میں رخواہ و ایرانی ہوں یا افغانی یا دوانی یا ایرانی یا دینی موجود ہے۔ تو ان کا
 دعوئے کس قدر لغو و بیوقوف ہے جس پر جس گمراہ پادری نے دھوکھا بازی
 کو کام فرمایا اور حق سے منہ چھپا یا ہے۔ ہم ان کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ یا انکا کوئی
 اور الہامی بار غار یا فضلہ عار (مرزا غلام احمد وغیرہ) ہندو نام کسی سنسکرت کی
 کتاب میں لٹلا دے اور ثبوت کر دے۔ ورنہ یہ دھوکھا بازی کا طوق مثل بہودا
 اسکر لوطی یا یزید کے قیامت تک دغا باز کے گلے میں رہے گا۔
پادری۔ کیونکہ یہ نام ان کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ جو محمد صاحب کی پیدائش
 سے بہت پہلے لکھی گئی تھیں مثلاً استری کتاب جو حضرت محمد صاحب کی پیدائش سے
 ایک ہزار تین ہشت لکھی گئی تھی اس کے پہلے باب کی پہلی آیت میں ہندو و ستال ہے
 اور اسی طرح فلا دین جو سفر ہندی مورخ بھی اپنی کتاب میں ہندوستان کا
 نام لکھتا ہے جو محمد صاحب کی پیدائش سے ۶۰ برس پیش ہوا ہے۔ اور دیکھو اس
 کتاب کی صفحہ ۸ یا ۹ میں ظاہر ہے کہ محمد صاحب کی پیدائش سے بہت پہلے یہ ملک
 ہندوستان کے نام سے نامزد اور مشہور معروف تھا اور اعلیٰ اشک باسکیت و کلائے تھی۔
جواب۔ یہ ثبوت بھی آپ کے دوسروں کی مصدوقی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہمارا دھوکہ
 یہ ہے۔ کہ ہماری کتابوں میں ہندو نام نہیں ہے اور سنسکرت کا لفظ ہے۔ باقی
 رہا اشتر میں باقور راج ہندو میں ہونا۔ اول کتاب سکندر کے قری زمانہ کی بنی ہوئی
 ہے (دیکھو استری کتاب عربی یا پہل صفحہ ۸۶ مطبوعہ رشادہ دین مسیح سے
 ۵۲۱ برس پہلے) اور دوسری مسیح کے بعد کی ہے۔ اور جہاں تک تحقیق ہو چکی ہے۔
 غالباً یہی زمانہ ہے جب سے یہ گرام نام ہمارے اور ملک کے واسطے غیر ملک والوں
 نے استعمال کرنا شروع کیا۔ چونکہ آپ کے بیان سے بھی ہمارے دعوئے کا ثبوت
 ہے۔ اور آپ کے حق میں مضحکہ مل جائے اس مشہور ہے کہ یہ نام یوں لوگوں نے وضع کیا
 عام اعتراض۔ ہندو نام آریہ سے بنا ہوا اور آریہ نام کتر ہیں چند مان کوینی جید رہی۔
جواب۔ ہم مانتے ہیں کہ اند و چند مان کو کہتے ہیں۔ مگر سنسکرت میں یہ کس
 طرح بن گیا اور علاوہ برل کیا نام ہندو چند رہی یا سورج بھی نہیں۔ برہمن۔ دین
 دستور نہیں ہیں۔ اور اند و صرف چند مان کو کہتے ہیں۔ ہندی کہاں سے آ گیا۔ اور
 کس کے غلط ہوئے اور کیوں یہ نام اس دھوکے سے بھی کسی سنسکرت پسند میں
 آج تک مستند نہیں ہے۔ اور کیا سولے چند رہی کے اور لوگ اپنے آپ کو
 نہیں و ہمیں کلاتے یا سورج بھی سے کوئی اور نام نکلا ہے اور کیا آپ کے سوائے
 دنیا بھر میں کسی کو یہ امر معلوم نہیں جبکہ ان مسدجہ مالا باؤں سے کوئی بھی لوگ نہیں
 ہو سکتی ہے۔ لہذا یہ دھوکے بھی محض بے بنیاد ہے۔ کیونکہ ایک چند رہی سورج بھی
 وغیرہ ضد و گمراہی کی قوم آریہ ورت میں موجود ہیں۔ مگر ہندو کا نام وستان مذکور۔
 آپ کچھ تھوڑا سا اس امر کا بھی ثبوت دیا جاتا ہے کہ ہمارا آریہ نام ہمیں کن
 دینکوں میں مستند ہے۔ زیادہ اسات کے خیال سے اصل حیانت معنی
 خواجہات کے جو ہر یوگی۔

یہ نام آریہ ملک کتابوں میں صد بار مقام پر موجود ہے۔

پرستی نیست ہندو۔ دیوانہائی
(۲۴) من آن ترک سیاہ چشم بریں بام کہ ہندوئے سفیدت سدرمان نام شیریں خرم
اور یہی لفظ فارسی۔ عربی۔ عبرانی وغیرہ زبانوں میں قریب قریب انہیں
معنوں میں استعمال ہوا ہے بلکہ ایسی کوئی کتاب شاذ و نادر ہوگی جس میں یہ لفظ
ان معنوں میں نہ آیا ہو۔ جس سے ہر طرح ثابت ہے کہ یہ نام ہمارا نہیں۔
قلعی ترک کر کے لائق اور عداوت اور عناد سے موضوع کیا کیلئے۔ جیسا
کہ ہم نے ان کے لئے یونانیہ وغیرہ۔

یاد رہی پھر زبان سنسکرت میں نام آریہ اور زبان فارسی میں ایرانی دونوں
ہی ایک معدودہ یاد تو آریہ سے نکلی ہیں۔ اور آریہ اور ایرانی کے اصل معنی ہل
جلا کر کھیتی کرنے والے کے ہیں اور حقیقتاً یہ نام آریہ قوم کے لوگوں کا اس
وقت تھا۔ جب یہ صرف کھیتی کر کے ہل و اہی کرنے سے روٹی کھاتے تھے۔

جواب۔ افسوس کہ جن کو معدودہ یاد تو کی بھی تمیز نہیں۔ وہ بھی غلط
کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں حضرت آریہ تو نہیں۔ بلکہ رسی دپ تو ہے۔ تیس سے
سنسکرت میں آریہ اور آریہ نام بنے ہیں۔ اور اسی سے فارسی پہلوی میں ایرانی
بنایا ہے۔ مگر آریہ اور آریہ بھی ایک ہیں وہ ریتی سے سا ہے۔ یہ اور ہے۔ پہلا
تمام قوم درہن۔ کھتری۔ ویش۔ شودد کا نام ہے اور دوسرا صرف ویش کا
چنانچہ ویشوں کے دشمن سمرتی ادہا شلوک ۹۰ میں ریشو کی پرکشدان دینا
ایک کرنا پڑتا۔ بیویاد کرنا۔ بیار لینا۔ کھیتی کرنا۔ سات کام تھے ہیں۔ اور
پنجابی مثال ہے۔ اتم کھیتی بدہ بیویار۔ نگہد چاکری بوجیکہ منکار۔ آریہ کے
معنی سنسکرت کے رو سے فاضل سریشٹ۔ ویدوان۔ دیارک۔ ایتہ۔ بھگت
کے ہیں۔ اور یہی ذکر میکس میولر صاحب نے بھی کیا ہے۔ ردیکھو سائینسٹ
لگوئج صفحہ ۱۲۵ آریہ کے معنی فاضل دیوان اور دیوتا اور خوش اخلاق دیوتوں
تقلیم کرنے والا ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ دسیوں کی ضد ہے۔

اور کل آریہ کبھی کھیتی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ابتدا سے اس کی جڑوں پر
تقسیم ہے۔ جس کا وید مقدس میں بھی ارشاد ہے گویا اسی ہدایت پر اس حمدنی
تقسیم کی بنیاد ہے۔ یعنی ویدیا کل پڑھنا۔ پڑھا۔ مانگ کرنا۔ کرنا۔ دان دینا۔ لینا۔ جو
کلمہ کام ہیں ان کا کرنا لاہن۔ ویدیا کا پڑھنا۔ مانگ کرنا۔ دان دینا۔ ایک ویدوں کی
حفاظت کرنا جو قوت بازو سے متعلق ہے اس کا کرنا لاہن۔ ویدیا۔ ایک ویدوں کی
تشریح بالاکے دیشاٹن کے کرنا تجارت کرنا۔ دینا اور جاہل محض اور ضد شد
کا نام شور ہے لیکن ہمیشہ آریہ قوم میں سے دیش کھیتی کرنا لینا ہے یا کھیتی
کرنا لینا کا دیش لقب رہا۔ مگر تمام ہی نوع انسان کا کام بموجب قانون قدرت
کے صرف کھیتی کرنا نہیں۔ ورنہ علم شجاعت۔ حفاظت ملک کی خدمت پر اپنا
کون کرے اور یہی تقسیم ایرانی قوم میں بھی اسی طرح بلحاظ تمدن کے موجود ہے
اور کتاب دیستان مٹاہب اور اُستاد وُند اور آسمیات سے واضح طور پر مشہود اور
اسی کی تائید۔ میکس میولر صاحب کے بیان سے ظاہر ہے یعنی باہری لوگ بھی
آریہ دور سے اٹھ کر ایران میں آباد ہوئے ردیکھو سائینسٹ آف انگوئج صفحہ ۱۲۵
اور تالیف بھی اس کی شہاد دیتی ہے کہ قدیم ایرانی۔ اور اہل روم اور اہل انگلستان
اور اہل فرانس اور اہل جرمنی اور اہل فارس وغیرہ سب کے برگ آریہ تھے۔
ردیکھو تو اس میں ہند میں مناسب ہے کہ آپ اس علمی کا بھی علاج فرمادیں۔
اور اس قسم کے فرضی و خالی دعویوں سے باز آویں۔

جو ہوشمند تھے۔ اسی نام کو جب تک معنی بدوش کے ہیں اپنی قوم پر عاید کر لیا ہو۔
جواب۔ آپ کا فرضی سخن سنسکرت کے رو سے بالکل ناممکن ہے کیونکہ سنسکرت
کی کسی لغات یا تھیاس میں اس کا پتہ نہیں ملتا۔ پس ہندوؤں کے بزرگوں کا
جاری کیا ہوا یہ نام نہیں ہے۔ بلکہ غیر قوموں کا آریوں کے حق میں الزام و
اتہام ہے اور یہ لفظ استہان بھی بالکل اسٹہوا اور بے محاورہ ہے۔ کیونکہ
ایک فارسی۔ دوسرا سنسکرت ہے۔

البتہ اس کے تسلیم کرنے سے کسی کو انکار نہیں کہ جس طرح اور زبانیں سنسکرت
سے نکلی ہیں۔ اسی طرح سنسکرت کے استہان سے فارسی کا ستان بنا ہے۔ مگر
عربستان۔ افغانستان۔ فرگستان۔ انگلستان۔ زابلستان۔ بلوچستان۔ ترکستان
گلستان۔ بوستان۔ دبستان۔ تانگستان۔ نخلستان۔ چمنستان کی مثال ہندوستان
بھی ہے۔ کوئی لفظ اس میں سے چھوٹا ہوا نہیں ہے۔ پس یہ فرمانا بھی آپ کا
محض بے بنیاد ہے۔ کہ یہ ہندوؤں کی ایجاد ہے۔ نہیں نہیں غبرک کے
باشندوں کا الزام ہے اور سب سے زیادہ کثرت استعمال اس کا بدولت اسلام
ہے۔ چنانچہ اس کے اثبات میں شہادتیں یہ ہیں۔

- (۱)۔ حضرت معاویہ کے والدہ کا نام ہندیہ تھا۔ کہونکہ وہ سیاہ فام تھی۔ مطالب
- (۲)۔ ہند بالکسر نام زنی کہ قاتل امیر حمزہؓ بودہ است۔ منتخب
- (۳)۔ ہند و در محاورہ فارسیاں مجھے وز دور ہنرن۔ غلام سے آید۔ خیابان غیاث
- (۴)۔ ہند وزن۔ زن ساحرہ را گویند یعنی حاد و گرلی عورت۔ غیاث۔ کریم۔
- (۵)۔ ہند و یا یعنی ہندوستان یا دوات (سیاہی) کشف۔
- (۶)۔ ہند و سے پیر۔ زحل کہ در آسمان ہنتر است و یا سبان نامک است و رنگ سیاہ
دارد۔ اگر یا سبان ہند کہ ایشا نر اسادھی گویند۔ رنگ سیاہ سے باشند۔ کشف۔
- (۷)۔ ہندوئے چرخ ہفتم۔ بالکسر یعنی زحل کہ خمس و سیاہ است۔ کشف بریلان
- (۸)۔ ہندوئے باریک بین و ہندوئے سپہر ہمتی۔ ہندوئے گند گردانہ زحل کشف
- (۹)۔ ہندوئے تو۔ بالکسر غلام و بندہ تو۔ کشف۔
- (۱۰)۔ ہند و کبیر غلام و بندہ۔ کا فو تیغ۔ کشف۔
- (۱۱)۔ چار ہند و در یکے سہی ہند و ہر طاعت راکھ و ساجد شدند
- (۱۲)۔ زلف و لبند۔ صبا را بندہ گردن نہد۔ باہو داران زہر و حیلہ ہندو بین۔
- (۱۳)۔ اگر آن مرک شیرازی بدست آرد دل مارا بجال ہندو س ہشتم سرفند و بخارا
- (۱۴)۔ خواجہ را بود ہند و بندہ پر ویدہ کردہ اور از بدہ دھنوی رومی
- (۱۵)۔ دو ہند و بر آہندہ ہندوستان و یکے دند باشند یکے یا سبان (لفظی)
- (۱۶)۔ دو ہندوئے از بس سگے سر آرد۔ (گلستان)۔
- (۱۷)۔ ہندوئے لفظ اندازنی سے آموخت۔ حکیمی گفت ترا کہ حانہ نہیں ست
بازی نہ ابن است گلستان۔

- (۱۸)۔ جہ ہند و ہندوئے کا فرجہ کا فرجہ ہنرن + چہ ہنرن ہنرن یا مان ہنرن
- (۱۹)۔ حالے نہ ہر عارض آن شاہ دست ہب + ہند و یکہ ایت کہ تو زید و دست ہند
- (۲۰)۔ جہاں ہند و دست تازہ دست گہر۔ بگیش شست تازہ دست گہر ویز جہ
- (۲۱)۔ دو کیشوین و ہندوئے سن بارہ و رشتہا دسرا ورن سن سار (زیخا)۔
- (۲۲)۔ یکے حال سیاہ جا کر دیر کچ بر لب لعلن + تو کوئی بر لب آب بقا بنشت
ہندوئے + ظہیر فارابی۔
- (۲۳)۔ سنگد درین پاسے آن نگاہ بین سجہ ہا نفس دہلے کا سے ہا از آتش

واضح ہو کہ ہم آریہ لوگ اس ہندوستان اور ہندو نام کو کئی وجہ سے برکت
سمجھتے ہیں۔ وہ ہوندا۔

نمبر ۱۔ ہجاری قوم کا ہندو نام کسی سنسکرت لٹیک میں درج نہیں دیکھا
سے شاستریوں بلکہ پڑاؤں سے لیکر سنت ناریاں کی کتھار جو بہت تھوڑے عرصہ
کی تصدیق ہے، تک بھی کہیں اس نام کا نشان نہیں ملتا۔ اس واسطے
ہمارا نام ہندو نہیں۔

نمبر ۲۔ کبھی کسی یادداشت روزمرہ۔ تہی بستر روز ناچہ ہی جیم تیری پٹیا
وغیرہ میں بھی ہندو یا ہندی یا ہندوستان وغیرہ نام نہیں لکھے گئے۔ جس
سے بخوبی ثابت ہے کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔

نمبر ۳۔ ہمارے ہاں کی بھاشا کتابوں میں بھی جو زمانہ اسلام سے پہلے
کی تصنیف ہیں۔ بلکہ زمانہ اسلام کی مصنفہ پیکوں میں بھی یہ الفاظ استعمال نہیں
ہوئے۔ جتنے کہ کسی مذہبی یا قومی رسوم کے ادا کرنے وقت تاہنوز بھی ہندو وغیرہ
مستعمل نہیں ہیں۔ پس کسی طرح قابل قبول نہیں۔ کہ ہندو ہمارا نام ہو۔

یاد دہی ٹامس ہاڈل اپنی تشریح اسمائے ہندو آریہ میں فرماتے ہیں کہ
یہ ہندو لفظ اس دریا کے نام سے بنا ہے جو سندھ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اکثر الفاظ
جو زمانہ سنسکرت سے زبان فارسی میں آگئے ہیں وہ اس طرح سے تبدیل شدہ
پائے جاتے ہیں مثلاً سیندھ سے ہفتہ۔ دسم سے دہم۔ سہسر سے ہزار۔ اسی
طرح سیندھو ہندو ہو گیا ہو معلوم ہوتا ہے۔ جس سے مراد ہے دریا کے سنہ
کے کنارے کے باشندے۔

جواب۔ یاد دہی صاحب انما تو مانتے ہیں کہ یہ لفظ فارسی کا ہے مگر سنسکرت
سے آیا ہوا۔ یعنی سنسکرت کے سندھو سے ہندو بنا ہے ایسا فرمانے میں واضح ہوئے
کہ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یونانی لوگ براہ دوم۔ ایران۔ اور افغانستان کو آریہ رت
میں آئے۔ اور اس میں جیسا کسی ملک کا نام سنا وہی استعمال کیا۔ حرف تیس کا
ہ سے بدل جانا ہم نے مانا۔ مگر فارسی میں سنسکرت کسی طرح نہیں۔ ہاں
سنسکرت میں سندھو اور سندھو آریہ رت کا نام سنا وہی استعمال کیا۔ حرف تیس کا
ندی کو کہتے ہیں۔ مگر سندھو کبھی باشندگان آریہ رت کی نسبت استعمال نہیں
ہوا۔ اور نہ شایاں ہے۔ لیکن فارسی لغات کے روسے جو اس لفظ کے معنی
ہیں وہ البتہ معلوم ہوتے ہیں۔

سند۔ در فارسی بکسر میں ہمنے حرام زادہ و بد و شریر و قافیہ معیوب از
کشف و سراج۔ منتخب و غبات و بہان و لطایف اللغات۔
چونکہ سرحد کے لوگ غیر ملک والوں کو لوٹ لیا کرتے تھے اسلئے ان کا نام غیر
ملک والوں نے سندھو یا ہندو رکھا۔ اور دونوں لفظ فارسی زبان سے مترادف
ہیں اور اس ملک کے محاورہ میں بھی نقب کو سیندھ کہتے ہیں۔ اور افغانی زبان
میں دیا کو سین کہتے ہیں جس سے نقب زن کا نام ہے۔ برہمن ہندو یا ہندو ثابت
ہوتا ہے۔ کسی پچھلے مانس کا نہیں۔ جہ جائیکہ آریوں کا۔ یس آپ کا یہ قول
بھی ہر طرح ناجایز ہے۔

یاد دہی۔ ممکن ہے کہ ہندو نام سنسکرت کے لفظوں سے براہ یعنی ہن اور
دویش سے جن کے معنی بے نقص کے ہیں اور ممکن ہے کہ کثرت استعمال کے سبب
ان میں سے چند الفاظ جھوٹ بھی گئے ہوں۔ جیسا کہ ہندوستان کی بجائے
ہندوستان بولا جاتا ہے اور عقل بھی قبول کرتی ہے کہ ہندو ان کے بزرگوں نے

اصلاح کی جاوے۔ اور پھر دگ تار بہت سے کام نہ کیا جاوے۔ ایسے موقعہ پر
حاذق حکیموں کی ضرورت ہے۔ جو چاہوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کر ہمت و
ہمت جان اس کے واسطے مصروف ہو جائیں۔ اور سب مریضوں کو ایک شفا خانہ
میں داخل کر دیں۔ جن کا نام ہندو ڈالہ ہو گا۔
ہما و دیال کے نگار کرنے والے ایسے پیش ہوں جو اعلیٰ منتظم ہونے کے علاوہ
نہایت ہی نیک چال چلن ہوں کیونکہ لوگوں کے تنگ و ناموس کا اس سے
زیادہ تعلق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی غلطی سے کٹنگت ہو کر ساری محنت کو رباؤ
کردیں۔ اور پھر ہم کو بائوس ہونا پڑے۔

آپ خیال رکھیں کہ رام بابائی کے عیسائی ہو جانے سے تعلیم نسوان کو بہت
سخت صدمہ پہنچا ہے اس قسم کی ساری خرابیوں کو ختم کرنے اور اس کا ایسا و کتب تعلیم اور
تاعدہ تعلیم کی اصلاح کرنا ہے۔ ہمارے منتظموں کو چاہئے کہ وہ دیگر ہما و دیال کی
نگرانی کر کے فاضلوں سے صلاح لیں۔ شاستری جی کے مطابق ۱۶ سے ۲۷
تک گنیا کے پڑا کا سم ہے اور پڑا آریہ کا سم ۸ سے ۶ سے ۲۷ تک۔
۸ برس۔ ۶ سے ۱۶ تک ۱۱ برس اور ۸ سے ۶ تک ۱۶ برس پڑتے
ہیں۔ اگر طبقہ تعلیم آسان ہوا اور تاسیخ و جبرافہ و حساب کو بھی آسان کیا جائے
تو پڑھائی میں آسانی ہو سکتی ہے۔ اور کالیڈاس کا یہی اگر منفی کئے جاویں
اور ان کے بدلے بالیسی یا منوسمرتی کے اصدیار رکھے جاویں۔ تو کم سے کم پڑا
اور زیادہ سے زیادہ شاستری کے واسطے سم کا کافی ہے اقل دس عورتوں کو کوٹنگاوی
میں زیادہ مدد دینی اور میرے خیال میں وہ ان کی طبیعت کے زیادہ لوگوں ہے
دیرک (طب) کی کتاب میں شروع سے آخر تک پڑھائی میں کسی نہ کسی طرح شال
رکھنی چاہئیں۔ اور تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر بھی کبھی امتحان لیا کرے۔ علاوہ بران
ٹیک عورتوں کی لایف پر کبھی کبھی سکول کے ماسٹر حوریت ہما و دیال یا گھیان
دیا کریں۔ اور دوسرا ایسا ویسے کہ انعام با کسی اچھے موقعہ پر لڑکیوں کو ان کے باباپ
یا برادر کی کے لوگوں کے سامنے عزت دیجائے۔

۳ ستمبر ۱۸۹۳ء لیکھ رام آریہ مسافر از شہر جالندھر

آریہ ہندو اور منستے کی تحقیقات

زمانہ کا انقلاب اس حد تک آ رہا ہے۔ اور ادیانے وہ دن دکھلایا جبکہ
لوگوں کو اپنے صحیح نام وغیرہ کھانے کی تمیز نہیں رہی۔ عالمگیر عہد اور مذہب
و حقیقی نام کھلا کر ایک گناہ۔ فرضی غیر مذہب اور ناموزون کٹنگ سے ہمارے
بھائیوں کو الفت اور محبت ہو گئی۔ اور سچے و اصلی نام کی عزت اور واقفیت
دور ہو کر اسکا جانا و ماننا بھی ہٹ گیا۔ اور یہاں تک آدیا کا سیرا ہوا۔ کہ بجائے
آریہ کے ہندو اور بجائے آریہ رت کے ہندوستان کھانے اور کہنے لگے۔ اسوں
جدید ہزار ہنوس !!!

نظر راں مناسب معلوم ہوا کہ نہایت مفصل طور پر ان کی تشریح کر کے حق
و باطل کا پورا اظہار کیا جائے۔ تاکہ اہل خلاف کو موقعہ لاٹ و گراف کا نہ رہے۔

اور سیدنا بھی دوسرے شاستروں وغیرہ پر بھی ہوتی تھی۔ (دیکھو سیدنا، رولوں کا مباحثہ)۔
 سب سے اعلیٰ تعلیم دینی ہے۔ اور بچوں پر فاضل قدیم زمانہ کی عورتوں
 کے مباحثہ موجود ہیں جنہیں آج کل کے شاستری اور ایم۔ آئی کے مسئلے سے
 سمجھ سکے ہیں اور آج کل عورتوں کی ہمت دزدنا ہو رہی ہے۔ پس ضروری
 ہے کہ ہم ان کی جبریں رد کیجیں مثلاً شلوک نمبر ۱۱) پس اگر ہم چاہتے
 ہیں کہ عورتیں یسوس سے لکھ نہ دیں کے میدان میں آئیں۔ اور ہمارے
 گھر ہمت و حقیقت آ رہے گھرانے میں تو انہیں اعلیٰ تعلیم کی سبک ضروری ہے۔
 ستریشوں کو ستری سکھانی کی طرف **رابع کرنے کے کیا کیا ادباؤں میں۔**
 کی تعلیم کے متعلق فاضلوں کی قلم سے

لکھو اگر ان کو اس وقت میں پھیلا دیا جائے۔
 دو ہزار اباؤ۔ عام اخباروں میں ہر روز ایک عورتوں کی اعلیٰ تعلیم کی
 ضرورت کے بارے میں دئے جاویں اور غیر عورتوں کی تعلیم کے ہمد و ستاں کی
 بڑی حالت کا حکم بھیجا جاوے۔
 تیسرا اباؤ۔ بڑھی ہوئی منظم اور لائق ستریوں کی سوانح و عیال کی کتابیں
 چوتھا اباؤ۔ کچھ لکچر بھی ایسے ہوں جو حکمت میں اس مسئلہ پر
 اہل پس کر رہے۔

پانچواں اباؤ۔ حسن مات بر بطور نقص کے عام خاص کو اعتراض ہو
 اُسے ختمے اوس طرح منع کیا جاوے۔ اور جہاں تک ہو سکے لڑکیوں کی نیک چینی
 کے واسطے سک جیس عورتیں (ساد ہی سندہ) ملازم کھلی جلیویں۔ اور
 بوڑھ ٹھوس میں بھی ایسا ہی اسطام کیا جاوے۔

۴۔ ستریشوں کو شہنشاہ کی طرف **رابع** وسیلہ اول۔ جو لوگ تعلیم پسواں کے
 کرنے کے وسائل کیا ہو سکتے ہیں۔ حامی ہیں اہم چاہئے کہ اپنی لڑکیاں
 باغیہ سالاس داخل کریں۔ اور ایسی ستریشوں کو پڑھانے کے واسطے گھر میں وقت
 نکالیں۔ جب وہ وڈیا کی فرددان ہوں گی تو اولاد کا بیوقوف لکھا اہم ہرگز
 گوارا نہ ہوگا۔

۵۔ وسیلہ دوم۔ جو عورت سکول کی مغلہ ہوں چاہئے کہ وہ لڑکیوں کے سکول
 میں بٹنے ملت کے کام کریں۔

۶۔ وسیلہ سوم۔ پڑھے پڑھے شستوں کی ستریاں (لڑکیوں کو مختلف شستہ موقعوں
 مراعات دیا کریں۔ اور کبھی کبھی دیسی اعلیٰ افسروں کی ستریاں بھی لیا کریں۔
 ۷۔ وسیلہ چہارم۔ لڑکیوں کو بابا کی تعلیم اور عورت کرنا عملی سکھانا جائے۔
 اور ان کا وہ زیادہ دستکاری میں خرچ کیا جاوے۔ تاکہ سادی ہوئے پر
 وہ خاوند کا بھڑبھڑا ہوا ہو جائیں۔

۸۔ وسیلہ پنجم۔ جب لڑکی کا بڑا ہو تو باغیہ سالاک کی طرف سے کوئی عمدہ حذر
 بطور انعام دیا جاوے۔

۹۔ ستریشوں کی بورن و دوسری بتائے جس طرح ہمارا کو سدرست بنانے کے
 کے کیا کیا ادباؤ ہیں۔ لئے دوائی اور ڈاکٹر اور پریسز کی ہمت
 ہے اسی طرح ستریشوں کو بورن و دوشی بنانے کے لئے ستری سکس کی ضرورت
 حاسنے والے ٹرین ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہمہ تن مصروف ہو کر اس
 مرض کے ناسن کرنے کے لئے تین کریں۔ ایک معیوبی روگ کے وڈیشن کے لئے
 بڑی ہمت اور من کرنے کی اوشیکتا ہے جو جائیکہ ایک راج ملک کو دور کر دیتی

ہو۔ بلکہ اس وقت دنیا کی کوئی سلطنت بھی اس قدر ہمت میں ہائی سے غافل نہیں ہو سکتی۔
 کیونکہ ہر چند نادر اس قدر ہی شکل گدیش جو قہہ و استکت تھا۔ گورگیا۔ ایدھے کھوہ
 بھائی لالو وغیرہ کی دور از قیاس تائیں ہنگامہ آج کل جو جنگ لوگ ستریشوں کے
 متن ہیں۔ دھن ہر لیتے ہیں۔ یہ خرابی ان کے تعلیم یافتہ ہونے سے نہ رہے گی
 کیونکہ وہ دنیا پر پھر ایسی کھچا پھین بلکہ ان سے عمدہ عمدہ خود ہا سکیں گی
 اور ان فضولیات کی تردید بھی کر سکیں گی۔

کمی عمر۔ رمالوں۔ چوٹیوں۔ ڈکٹوں۔ کیسٹروں۔ نال گیروں۔ گور ہمنوں
 مسافروں ستریشوں۔ شادروں کی رونق کم ہو جائے گی عورتوں کی تعلیم سے آردہ
 ہو جائے گی۔ لگو کہ ہمارے تعلیم یافتہ ہندو دھاتیوں یا آریہ بھائیوں کو۔

بگتی عمر۔ ستریشوں کی بدخلی کے ۶۷ سادھن ہیں۔ کوئی شاعر کہتا ہے۔ اکیلے
 باغوں کی سیر کرنا نہایت بیا۔ رات کو دوسرے کے گھر جانا اور وہاں رہنا۔ محسن
 گیب کا۔ غیر مردوں کے سامنے بیجا بی سے ناجا اور ہستی ٹھٹھا کرنا۔ چلتا۔
 زیادہ لڑی۔ زیادہ لڑا ام طلب ہونا۔ زیادہ ڈکھی ہونا۔ اکیلے ڈھاب میں سفر کرنا
 پورا لوں کا سفنا۔ خاوند کا مدعا سن ہونا۔ خود سالی میں سادی اور پھر ماہ
 کے گھر ہمسہ رہنا۔ خود سالی اور خود سندی۔ اور سندیوں میں جا کر جگنا کرنا یہ
 سولہ باتوں سے کسی سکا اور خاندانی عورت ہویت ہو جاتی ہے۔ اور یہ ساری
 خرابیاں بجز تعلیم کے کسی طرح دور نہیں ہو سکتی ہیں۔ بنا براں تعلیم کا اہم
 ادھکار اور ضروری ادھکار ہے۔

۲۔ کیا ستریشوں کو اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔

یاس دل و دماغ زبان و لکھ موجود ہیں تو ان کو ان چیزوں کی ضرورت ہے۔ جو
 ان اعضا کے ساتھ سمندر رکھنے والی ہیں۔ اگر ستریاں ماں کے پیٹ سے
 پڑھی لکھی پیدا ہوتی ہیں تو انہیں کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن جب یہ معاملہ
 برعکس ہے۔ اور عرصہ سے مردوں کی تعلیم کا زیادہ پرچار ہوئے کے کامل اور
 جو مردوں کی خود مرضی اور ستریشوں کی حالت زیادہ گرتی ہے۔ تو
 نہایت ہی زیادہ ضروری ہے کہ ان کی تعلیم کا سد و ست کیا جاوے۔ اور پھر
 ہمسہ آہستہ اعلیٰ درجہ تک ان کی تعلیم دی جاوے۔ اگر بی بی قاعدہ کے
 مطابق نہیں بلکہ سائنس و شستوں کے قاعدہ کے مطابق یعنی سنت سے
 زیادہ اہم اخلاقی۔ سماجی امور۔ دھرم۔ صحیح و غیر مضامین پر اعلیٰ
 تعلیم ہونی چاہئے۔

وڈیا کا کام ہے شہ ہار کر ما۔ خون زیادہ بگڑا ہوا ہے اُس کو ہی زیادہ سد ہار
 کی ضرورت ہے۔ زیادہ بیمار کو زیادہ اوندھی کی ضرورت ہے نہ کہ سندرست
 کو اموات خانہ داری کا زیادہ تعلق عورتوں سے ہے۔ اس واسطے زیادہ ضرورت
 وڈیا کی خاص ان کے واسطے ہے۔ اگر ستریشوں کو غزا۔ سچیتا۔ سوسلتا۔ کو لیا گیا
 دھرم اور لوگس کی ضرورت ہے۔ تو بے شک ان میں وڈیا کی بھی ضرورت ہے۔
 اور چونکہ یہ چیزیں بغیر اعلیٰ تعلیم کے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ لہذا ستریشوں کو
 اعلیٰ تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔

بالیکی رامان احوسا کا نڈ سرگ۔ ۱۲ شلوک ۱۵ میں لکھا ہے۔ کہ راجندر
 جی جب توتلہ سے طے گئے تو اس وقت وہ سب دیشی بستر دہاں گئے۔ راجندر
 بت کے برت میں لگی ہوئی منہ بڑھ ٹھہر کر اگلی س آہوئی دے رہی تھی۔

شکر اور خوشی کا مقام ہے کہ کنیا دیا و دیا جالندہر اس بخور کو عمل میں لایا ہے یعنی سب کنیاؤں کو دل میں جیج کر کے پر بندہ کرتا دہرانا تو گویا کے جیون چر تر پر دیا کھیاں دیتا ہے۔ اور ادھیپا یک ادھیپا یکا میں کنیاؤں کو اچھی اور نیک ستری یا کنیاؤں کی کتابیں یاد کرانی ہیں۔ ان پر رچی دلائی ہیں۔ اور کنیاؤں کو شکشا دیتی ہیں۔ کہ تم بھی ایسی ہی بنو! اسی بخور سے وہ نیک عورتوں کی لایف پر سکول کے ماسٹر عورت ہو یا مرد۔ وہاں دیا کھیاں دیا کریں۔ اور دوسرا اپاؤ یہ ہے کہ انعام کسی اچھے موقعہ پر۔ لڑکیوں کو ان کے ماباپ یا برادری کے لوگوں کے سامنے دیا جاوے!!

دیوراج

ستری شکشا پر مضمون

بحوالہ اشترارست دہرم پر چارک ۴۔ اگست ۱۸۹۷ء

(۱) کیا ستریوں کو اعلیٰ تعلیم کا ادھکار ہے۔ لگتی اور پرمان ہے؟
زمانہ کے انقلاب اور ست دہرم کی ناؤ کے گرداب میں آنے کے کلن ایسے ایسے سوال بھی آریہستان سے ہونے لگے آگیا۔ وہ لوگ کہ جن کی صداقت اور حق پسندی چار دانگ عالم میں مشہور تھی۔ آج اودیا کے بردہرست دھک سے ابھر گئے کہ انہیں آتمک سچائی سے انصاف کا خیال نہ رہا۔ بہرہ وہ تو بات میں پھنس کر کہہ سکتا ہے کہ پورن کو ایک سخت ترک کر بیٹھے ہائے رے کال تہری لیدا کا جاننا سرا بہا محال ہے۔ اوشیہ ہی ستریوں کو اعلیٰ تعلیم کا ادھکار دے۔ اور یہ بات تمام دنیا کے وادوں کی سمتی اور سارو لیکار کرنے کے یوگ ہے کہ جس ننگ اور قوم میں ستری حاتی کے سدھار کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ وہ روز بروز ادھو گئی کو جھکتی جاتی ہے۔ موجودہ زمانہ میں ہم لوگ ستریوں کی تعلیم میں سب جذب قوموں سے پیچھے ہیں۔ پر نتواب بھی دنیا کی قوموں سے گئے گزرے نہیں ہیں۔ بہرنگل۔ مدراس۔ ممبئی کی بعض اقوام میں تعلیم نسوان کا بہت چرچہ ہے۔ راجپوت کا شتھہ۔ کشتری۔ اور بنگالی ہندو عورتوں کو بڑھاتے ہیں۔ ان میں جاہل عورتیں بمقابلہ اور قوموں کے کم ہیں۔

ادھکار کا خیال بہت پورا نا نہیں بلکہ نویں اور تھوڑی مدت کا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ اسکات شاستروں میں کہیں پتہ نہیں ملتا۔ جیسا کہ ادھکار اور ان ادھکار کے متعلق اور یورپ سے فیصلہ کرنے والے مہرشی جیمینی نے فرمایا ہے۔ کہ ست ساسروں یعنی دیدل کا سب منشہ ماتر کو ادھکار ہے کسی کو ان ادھکار نہیں۔ جب سب کو ادھکار ہے تو کیا ستری جاتی سب میں نہیں یا وہ انسانی فہرست سے خارج ہے۔ اگر اس سنا ستر کے واک سے سب کو ادھکار ہے تو پھر دیدل سے بڑھ کر ان مشکل پستک ہے اور کونسی اعلیٰ تعلیم ہے۔ جس کا انہیں حق نہیں اور جب ویرست دیاؤں کا پستک ہے۔ تو سب ست دیاؤں کا تحصیل کرنا جو نہیں پڑھ سکتے کسی کے واسطے رکاوٹ نہیں بن سکتا میں سے کرم کا نڈ کار یا دہ تعلق میا نسا سے ہے۔ اور وہ سب کو ادھکار بنا ہے اسکا اثر بھاک ویدانت شاستر ہے جو اب لستدوں اور ویدوں کی برہم وڈا کا

چھا دم ستری شکشا کو ترقی دینے کے کیا کیا وسائل ہیں؟
پنجہر۔ ستروں کو پورن و وڈشی بنانے یعنی ان میں اعلیٰ تعلیم پھیلانے کے کیا کیا پادوں ہیں؟
اور گو تمغہ لالہ جہناداس بی۔ اسے کو پراپت ہوا۔ مگر پینٹ جی کا مضمون ایسا ہے جس سے ہلک بہت لالچ اٹھا سکتی ہے۔ اور جو ستری شکشا کے پراچاک اور سہانگو کو بہت مفید ہوگا۔

مضمون پر ایک سرسری نظر
کہ وقیا کا ادھکار ستروں کو ہے۔

سب سے پہلے دیا کاستروں
وہ یہاں تک زور دیتے ہیں۔ لا علاوہ ہیں دیا کو ادھکار ہے۔
بھی ستری ہے وقیا کے واسطے کوئی ٹپک شبد نہیں۔ میں سب سے پہلے عورتوں کو وڈیا کا ادھکار ہے۔ بعد ازاں مردوں کو۔ افسوس کہ مانا یعنی سرسوتی کی جائداد سے بیٹیاں محروم ہوں۔

ستریوں کو اعلیٰ تعلیم کی بہت ضرورت ہے
کیونکہ جیسا کہ پینٹ جی کہتے ہیں۔ اگر ستروں کو سہتیا۔ سوڈیتا۔ کوتا شکشا۔ دہرم اور موکشا کی ضرورت ہے تو بے شک انہیں وڈیا کی ضرورت ہے اور چونکہ یہ چیزیں بغیر اعلیٰ تعلیم کے نہیں آسکتیں۔ اس لئے ستروں کو اعلیٰ تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔

ستری شکشا پر آپدیں
پینٹ جی سفارش کرتے ہیں۔ کہ اس مضمون کی اشاعت اور پشوں کی رچی اس طرف بڑھانے کے لئے اور اپادوں کے ساتھ کچھ لکچرار ایسے بھی ہونے چاہئیں۔ جو ننگ میں اس وشہ پراپیش کریں۔ ایشور کریں کہ پینٹ جی کی اس سفارش پر ہمارے وہ بھائی خواہ پیش دیسکتے ہیں۔ رور دینے میں غور کریں۔ اور بھات ورش میں ستری شکشا کی ضرورت کا نا دیما پیش۔ یہاں تک اور اس زور سے کہ ہرے ہیں جن کے کان وہ بھی سنیں۔ اور سننے کے لئے مجبور ہوں۔

ستریوں کو شکشا کی طرف توجہ دلانے
یہ الفاظ کبھی نہ بھولانے چاہئیں۔ بلکہ ان کے لئے وقت نکالو۔

یہ عمل کرنا چاہئے۔ کہ کنیا یا ششلاؤں میں اپنی لڑکیاں داخل کریں اور اپنی ستروں کو تعلیم دینے کے لئے گھر میں وقت نکالیں۔ تاکہ تعلیم حاصل کر کے انکی ستریاں وڈیا کی قدردان ہوں گی۔ اور پھر وہ ستریاں اولاد کو بے وقوف رکھنا ہرگز ہرگز گوارا نہ کر سکتی گی۔

پرستو! بہت گروتہ ہے کہ وڈیت کرو۔
پینٹ جی سمیاتی پر پرتو کو اس کام کیلئے اور وڈیتا سے حق میں۔ دہرن لگائے کی پر پرتو کر کے ہیں وہ کہتے ہیں۔ ستروں کو پورن و وڈشی بنانے کے لئے ستری شکشا کی ضرورت جانتے والے پرش ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہمہ تن مصروف ہو کر اس مرض کے ناس کرنے کے لئے یقین کریں۔ بڑی ہمت اور یقین کرنے کی اوشکتا ہے۔ ایسے موقعہ پر حاذق حکیم کی ضرورت ہے۔ جو جاپوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کر بہترن وہہ جان اس کے واسطے معروف ہو جائیں۔

وڈیا لہ فایم کرو۔
اور سب مریضوں کو ایک شفا خانہ میں داخل کریں جسکا نام مہا وڈیا لہ ہو گا!!

سب عورتوں کی زندگی رو یا کھیاں۔
پینٹ جی کی بخور نہایت عمدہ ہے۔ اور

سٹری سکھشا

پرینڈت لیکھ رام آریہ مسافر کا مضمون

لیکھ رام در ۲۰ دنوashi پوسا رخصی لیکھ رام ان پریشوں میں تھیں جو سٹری سکھشا کے وقت کو سمجھتے ہیں۔ اور جو اس کام کے لئے جہاں تک ان سے سزا ہے۔ کام کرتے ہیں اس وقت جبکہ آریہ سماجوں میں سب سرکار سے شامی بھی۔ حکمہ بارہی کا لفظ خوش فہمی سے سماج کے ممبران نے ابھی تک نہیں سیکھا تھا اور جبکہ ہر ایک آریہ کیول دہرم بھاؤ سے سرا جا کر مضمون اور کہاں میں لکھا تھا اس وقت جسے (جہاں تک ہمیں معلوم ہے) قریباً دس سال ہوئے۔ ہزار سالہ سٹری سکھسا پر سماجوں میں نکلا۔ سنڈت لیکھ رام کی قلم سے نکلا اور سناٹ ہوا۔ اس زمانہ کا نام گمارسی بھوسن ہے اس میں سنڈت جی نے کئی اور زمان سے ثابت کیا ہے کہ سٹری سکھشا نہایت ضروری ہے۔ وید اس کی آگاہ دیتا ہے سناستروں کی اس کے لئے ہدایت ہے اور بدھی مان لوگ اس کے لئے سچے تاکید کرتے ہیں۔

سنڈت لیکھ رام یہاں شخص نکھاجس نے ساما حاکم بنا کر ایک پراچین سی سکھ پرمان شہا یا کہ گلیو پوسیت سنسکار کا ادھکار جیسا مالکوں کو ہے وہاں ہی گلیو کو ہے۔ اور مہر جو م آریہ مسافر کی دکی خواہش تھی کہ کنیا نہیں بھی لگے جو سنسکار کریں۔ کیونکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ جن طرح سے پراچین سے سنسکریوٹ اور وید اور سنسکار رشی مہتر اور رشی کنیاؤں میں رائج تھا۔ اسی طرح سے اب بھی پشوروں میں ان سنسکاروں کا رواج دینا اتی اوجت ہے۔

لیکھوں میں ذکر۔ اپنی دبدست تحریر کے سواے سنڈت جی کے آریہ سماجوں میں سٹری سکھسا بہت کچھ ہوئے ہیں۔ اور سنڈت جی کا دل آجیادہ کی اس گفتگو کو راج مندر میں بھیجی ہوئی راج کنیا نے کی تھی۔ اکثر لکھوں میں ذکر کیا کرتے تھے بہت کم دل آجیادہ کا برتاؤ یہ ہے۔ جبکہ ہندوستان میں ویدک دہرم وہاں ہو گیا تھا سناستروں کا پرھنا پڑھنا چھوٹ گیا۔ اور سب لوگ ناشک ہوئے جاتے تھے۔ تو بہت کم دل آجیادہ ایک دن پھر نے مہتر نے ایک راج مندر کے بیچے سے گزرے۔ ایک کنیا اور پشچی ہوئی ورلاپ کر رہی تھی۔

اور وید کا دھرم لوٹ ہو گیا۔ ناشک پن پھیل رہا ہے۔ سناستروں کا رواج اور پڑھنا ہے ہائے گپا کوئی اس کی رکھشا کرنا والا نہیں۔ اور رشی نے نیچے سے سنا۔ جھٹ کھڑے ہوئے اور راج کنیا کی طرف منی طلب ہو کر بولے۔ دمت رواے کنیا مہتر رو۔ میں ابھی جیتا ہوں میں ویدوں کی رکھشا کرو لگا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنڈت جی سٹری جاتی کے کہاں تک مشکور تھے اور ان کے دل میں کہاں تک خیال تھا کہ بھارت ورش میں ایسی ستریاں ہو گئی ہیں جو دہرم ناؤ کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر دلاب کیا کرتی تھیں۔ اور رشی ان سے پیرے جا کر دھرم دھکا کو پھر سے اڑانے کے لئے اذیت ہوتے تھے۔

سٹریوں کا سنسکار۔ مجھے اچھی طرح سے ایک دفعہ کی بات یاد ہے جبکہ ایک

وہاں نہ پڑیں ایک سٹری کی نسبت سخت سسٹ الفاظ کہہ رہا تھا تو پڑت جی میں بند دل کو نہ سہہ سکے اور اس نے پڑت کو قہقہہ سرمد کہہ کر تمہیں سٹری میں آتی۔ تم اسے آپ کو آریہ کیسے مہو کیا تمہیں ویدوں کا بھی کچھ خیال نہیں تمہیں لکھوں کا مسیحی نہیں اگر تم آریہ ہوئے تو سٹریوں کے خطے ایسے سخت لفظ بھی ہستالی کر کے نہ جانتے ہو کہ پڑت جی کے گھر آئے جانے کا موقع ملنا تھا۔ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ سٹری جی سب سٹریوں کو مانا۔ مانی۔ دیتی۔ مینہ اسے بھٹوں سے بکرا کر لے گئے اپنی دہرم جی سے انکابت ہت تھا۔ مگر حلسوں روہ اپنی دہرم جی کو ساتھ لیا ہے۔ اور سٹریوں سے ایسی سوسٹا سہارا سے بات چیت کیا کرتے۔ کواں کو وقت نہیں تھا۔ تاہم سٹری جی سٹری جی سٹری جی میں جاتے گئے۔

سنڈت جی ان آدمیوں میں سے تھے جو سٹریوں کو اسی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اگر سٹری کی ضروریات کو لاہر دیا ہی سے دیکھتے ہیں وہ ہمیشہ ہر ایک ضرورت چیز کو مہر برہم پہنچاتے اور دھرم جی کی اجھبا کر مرستہ سے پالیا کرتے تھے۔ درحقیقت یہ چوڑا خوشی سے زندگی گزار رہا تھا۔

اپنی دہرم جی کے ساتھ بہت سے لوگوں کو شاید یہ ماب بھی معلوم ہوگی۔ کہ وایوسین بھی ہوا حوری۔ لیکھ رام جی اپنی دہرم جی کی صوف درمب رکھنے کے لئے ان کو سناتے وقت سورج غروب ہونے کے درمب۔ کھلے کنبھوں میں ایسٹو (پروانجری) کے لئے بیجائے تھے۔

کنیا آسٹرم کی کنیاؤں کے ساتھ ماہر جانے ہوتے تھے اس لئے کئی بار ان کو اپنی دہرم جی کی کشتی میں لے جاتے دیکھا۔ اور کئی بار انہیں خوش نصیب حورے کو کسی کھیت کے کنارے پر بیٹھے ایسے پیر کو کھلائے ہوئے ملا خذ کر۔

کنیا ہوا ویدالہ کے ساتھ پریم۔ سنڈت جی ہوا ویدالہ کے مٹے حامی تھے۔ جالہ ہر جب وہ آئے ہوا ویدالہ کی کشتل کیم اوسیت پوجتے اور اس کی ترقی کے وسائل پر غور کرتے۔ اپنے دوستوں سے جالہ ہر جانے اور ہوا ویدالہ کا معاہدہ کرنے کی پریرنا کیا کرتے تھے۔ ان کا آخری خط ہوا ویدالہ کے مرندہ کرنا کے نام آیا تھا۔ قتل ہونے سے کچھ دن پہلے کا تھا اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ لالہ مارول رئیس جگہ دھری۔ جو کہ آریہ سماج کو دل کھانے میں گو مہر نہیں ہیں۔ وہ کسی کام کے لئے لاہور آئے۔ جتنے آج مجھے ملے۔ انکا منساو ہوا ویدالہ دیکھنے کا ہے وہ ہر سوں وہاں آویسے۔ آسپے کہ آپ ان کے واسطے دھیر کی گاڑی میں اگر آدمی یا گاڑی بھجوا دیں۔ تو دھربانی ہوگی اس میں اپنے مکان پر ٹھہراؤں اور ویدالہ دکھلا دیجئے نتیجہ سیک لکھ لگا۔

لیکھ رام آریہ پور۔ ۲۷ فروری ۱۹۹۶ء
انعامی مضمون جس مضمون کی یہ بھجوا کا ہے اسکا اتھاس یہ ہے کہ اس میں کنیا ہوا ویدالہ کی ترقی کے لئے ایک جاندی کا تحفہ انعامی مضمون کے لئے رکھا گیا تھا مگر برہ سٹری سکھشا ایہ الفاظ کھدے ہوئے تھے۔ مضامین کی جانچ پڑتال کے لئے تین صاحبان کی ایک کمیٹی نیت ہوئی تھی۔ مضمون میں حسب ذیل وشوں پر وچار کرنا تھا۔

اول۔ کیا سٹریوں کو اعلیٰ تعلیم کا ادھکار ہے؟ کیٹی اور پرمان سے۔
دو۔ کیا سٹریوں کو اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے؟
سورجی شوں کو سٹری سکھشا کی طرف بھیجی ملائے کے کیا کیا اپاؤ ہیں؟

علیہ سے۔ مٹی کی تڑا لے ہیں۔ کہ جسم جن سے آرمین راستی سے دنیا اور نیس
جیوا اور گیان سے بدھی شدہ ہوتی ہے۔ جب یہ جملہ چیزیں شدہ ہو گئیں۔ تو
اُسی کا نام چھٹکی یا عبادت ہے۔ جسم جن سے جو کوئی گناہ گناہان سے جاتا رہتا
تکلیف مانتے ہیں۔ ان کو اُفت ہووے۔ کہ جن سے بدھی ہوئی نہ مانتے یا شدہ
کرنے والا ہے۔ روح یا من یا بدھ سے اُس کا کچھ تعلق نہیں۔ وہ کسی اور علاج
کے محتاج ہیں۔ چنانچہ یہی باعث ہے۔ کہ گنگا کو اسی اکثر کشتور من ظالم حیل
اور کھال لکھال سونے ہیں۔ اور دیا سے سو اے دان لینے کے اور کچھ سسکتا
نہیں جاتے۔ من ہر راستی سے راست گفاری و راست کرداری درست
رستاری سے من کی حفاظت منحصر ہے۔ ورنہ مکر مالا پھرتی اور رام رام جیوا پر یا
ماں اپنا خیال کرنا ہے۔ اکثر مالاریا کی نستانی ہے۔ ہمیں تو ستار کرنے کی کوئی
ضرورت آن پڑی ہے۔ کوئی سودیا یا بیاج تو ہم نے کسی سے لینا نہیں کہ حساب
کرنے رہیں اور علاوہ بران مالا ہی کے ہمارے ایک کوئے تغافل میں سما
جاتا ہے۔ کہ اچھو میے آجنگ ہر از مرزہ گلکاری جاپ کی ہے۔ مالا گھر مرتبہ مالا
پھرتی من کی مالا پھرتی جانتے۔ نہ کہ چوب در در جھہ والوں کی ہے۔
اسے پوٹ پوٹ کھجور تیار گردن میں تیرے لادو را چھریل
باز میں بیچ ظاہر میں بیچ ذات
عزرا کو تو اب نے مشور بنا دیا پیدا ہوا کے شکم سے آئی نہ نکلا
من پچھو نام خلق سے گریہوش کچھ مالا اچھو تری کو پھر امت تو بار بار
رو دیا اور تیرے جیوا متاثر راستی سے دور چلا ہوا گیانی جو صرف گناہ گناہان یا
برکات شرم کی گھاٹی پر چڑھ کر بھی ہونے مند نہ ہوگا۔ کیونکہ اب تک جنم سے اس کو
موہ مال کی نمنا ہوا ہو جس گھر سے ہوتے ہے۔ پس اس کا صداقت بلند ہونا
سوا کو دیا دان اور عالم باعمل ہونے کے نہیں ہو سکتا۔ ورنہ دیا بھجے جاتا اور
تپ بھجنے عمل کما نایہ دیا ایسے اصول ہیں کہ جو کسی شدہ سمی کے واسطے کافی سامان
ہم پہنچا سکتے ہیں۔ ورنہ سوا سے ان کے نام نہ ہو سکتا۔ بلکہ محال ہے۔ کہ جو بدھ ہو۔
اس کو تو پر یہ مناسب محال ہوگا۔ کہ جملہ کے اس قول کو تو دید کی جاوے۔ جو
وہ کبھی کبھی غور و شاکتے ہیں کہ جیتا پڑھیا جتا گڑھیا لیکن انوس کو توئی چھا
نے ہمیں اس اوتے سوال کے جواب دینے کی بھی ضرورت بیان کی تیرہ سائل کا
سوال پورا کرنا واجب ہے کہ بھائی اس مثال میں آپ نے سخت غلطی کھائی۔
اصل اس طرح ہے۔

جتنا پڑھیا اتنا بھجیا بدھی عقل سوائی کھیا محو کہ بھلا نہ پایا۔ برقیے عمر گوناوی
گیان سے بدھی شدہ ہوتی ہے گیان پہچانا پار ہم پر ماتا کا ہے۔ جسکی بدھی
میں گیان نہیں۔ وہ اگر بدھی ہے۔ لیکن اشدہ ہے۔ جسے جس آئینہ پر
فہمی جہیں وہ آئینہ ہے۔ لیکن اشدہ ہے۔ اول جسم کا گیان چاہئے۔ کائنات
کی ماہیت و اصالیہ پرورش کس طرح پر ہے۔ دوم کرم اندریوں کا۔ سوم گیان
اندربول کا۔ چہم جیو پر ماتا کا۔ جب یہ تمام گیان جن میں سما یا تو فیض کا
ہے۔ کہ حقیقی سرور یا سچا اختیار پرت ہوگا۔ میری رائے میں عورت کو کے واسطے
سے علاوہ اور عبادت نہیں ہے۔ کہ اول طے الصلاح اظہار نہان بعد اس کے کہ
موجب بیچ مہا بک ودھی کرنی چاہئے۔ اُس سے پیچھے تمام روز حسب موقع امور
مانگی میں سر انجام کوں۔ نہان اور بندھیا کرنے۔ خاوند کی متابعت اور فراموشی
ربانی بچوں کی پرورش و تعلیم و دینی اور کاروبار خانگی میں مصروف رہنا ستر یوں

کے دھرم کی درستی کے واسطے اس سے جڑھ کر کوئی مانج نہیں۔ آمل کے
دھرم سوانوں کے سابل اور شکار دواروں کے ہنوں اور مندروں کے سچا کرک
با رمارت کے ملاؤں کے جسے بک خیال میں۔ وہ آئینہ راکش پر شدہ نہیں۔ راکش
سے لہتا ہوں کہ آجکل کے مندروں اور معبد رستیں اور پوساے بجائے حرام کا ہی د
پر ماحشی کو اسٹے لکین کھاس یا کر ب جی ہوتی ہیں۔ اگر ان کے سچے زانیہ کی حد
کو انصاف سے دیکھا جاوے۔ تو فیض ہی دس بھی نہیں ہیں۔ عقل اور بدھ
او بکارک و فیض کے مرتبہ سر کے مندروں کو دیکھا جاتے۔ کہ جہاں اہل ہندو کی عورت
کثرت سے بیچ و شام جاتی ہیں۔ باسند اس کے شکار دواروں پر تو حکوئی جاتے۔ کہ
اہل ہندو کی عورت ہر دو شہر کی اخلاقی زندگی پر ہر دو مسدوں کا سبب تھرا اثر مٹا دینے
جب بدھوئی و جن حاکم ان حرا یوں کا غور سے آٹھا یا گیا۔ تو یہ نگر عتراض میں
ہو جاوے۔ اگر عورت آریہ ورت حقیقی عبادت مند رجو بدھ من جیو بدھ جیو بدھ
سوامی و باندر سوئی جی حور اراج نے بیچ مہا بک و دھرم میں لکھتے یا ہے۔ استیا کرک
تو غالب شواہ ہے کہ جہاں ورتیوں کے زخمیر یا دشا ان کو کہیں نہتا و جی اور بہت
راحت اور آرام میں رہیں۔ خانگی جھگڑوں و قومی منافات جیسی اصل بنیادوں پر
رہنہ ہے۔ بین میں سے دور جاوے۔ و دیا سے رہت ہو کچھ سبب عورت اہل ہندو
حب قدر ذیل حالت میں ہیں۔ اگر اُسی تفصیل کے واسطے تو طالعہ و دھرم تیار ہونا ممکن ہے
گویا اسی جہالت کی بدولت وہ فرقہ کشا میں شمار ہو کر تودر سلیا سمجھے جاتا ہے۔ جو
میں کہ سکتا ہوں۔ کہ سو کہو نے تعلیم کے اور عورت میں کچھ جہالت نہیں ہے۔ اور بدھ
اور قدر ذیل طور پر کلاوت دکھائی دیتی ہے۔ ہمارے ملک کی عورت تو کچھ کبر و
کرکھ میں سنا بول کی تصویریں ڈالنا یا ہے۔ ماریں کی کتھا سننی نہیں چھتی۔ اکاوتی
پورنا سنی۔ آسٹی۔ آماوس وغیرہ دلوں کو دو جو بیٹیا بھلہا اٹھانے کو عبادت سمجھتی
ہیں۔ اور اکاوتی یا ستی و تری وغیرہ بول کی تری مہا من سنا سکتا یا وقت ضائع
کرتی ہیں اور کوئی تھاکے سے کل تیرہوں پر جا کر مادی دہانت برابو کرتے یا جس
کوئی سدا بدھ مل بڑاؤ۔ اُسکے ملت پانے میں تو شک لے والے کا فرکتا ہیں۔ یا
اگر کوئی بدھت سدا بدھ بالار و زوں میں دہانت ہوتی۔ تو بول بیکتہ دھام کو پراپت ہو کر
گت شدہ سمجھی گئی۔ و اسے جہالت اور افسوس ناواوی تو لے کیا کیا بال اور بھولی بھالی
دیویوں کو نوئے بیڑ بلیں ڈالیں نہایا۔ اسے پر ماتا آریہ ورت سوا ستر یوں کو جوئے
برتوں و روزوں سے جھڑکنا و پرتشش سے بچا اور اپنی اکھنڈ وائل بھجی پر اعتنا
انجی گیان بابا کے جہر انکو عطا کرنا کہ وہ نیک و بد آئینی سے آگاہ ہو کر نیکی کا سبق لیں
ادھیکار و ملا سفر بچے پیدا کریں +

آخری پرار تھنا

اسے بال بچوں پاک و جو جنم مرں سے بیاک اے نہضی آسا نیر نہشے والے رے رے کوئی
راس لیلہ کرنے و بن باس پھر سنے آواز لے ہینے شدہ بدھ و کتہ و ناواوی و کاسا پتیش
و حقیقی اہام کرکھ لے پر ماتا ستر یوں کا جہالت سے شامی و دیگر عہد قلم۔ یک جال ملن بہتر
زندگی۔ اچھے انتظام اور اچھی بھگتی کے زیوروں سے آراستہ کرکھوئے گریہوں۔ عارضی غول
بنادی تہیات۔ فضول رسمیات۔ پھر کٹا اور لایعنی فقرات سے انہیں بک تہذیب کی
پالیسی پر چلا ہر اثر اثر نہار و نہوا دیار برہم کو ہے جسکی کرپا سے آج یہ لکنا پت ہوتی اور جقدر
تعلق ہندو عبادت کے واجب جانا بخیر کر دیا۔ مجھے اس سے شہرت منظور نہیں صرف
ہندوئی انسان کی التجا ہے۔ زیادہ نیر۔ اوم تن۔ ست برہم

سما ببت

ہٹے ہوئے۔ ایک تجربہ کار ہوشیار فرماتے ہیں۔ کہ جس نے امور خانگی میں
مبتدکہ حجاب و زکا لحاظ نہ رکھا۔ وہ ایک دن خطرہ میں پڑنے والا ہے۔
کیوں نہ ہو۔ منظر انصاف اگر دیکھا جادے۔ تو بڑے دور کے لگتے ہیں۔
ان تین باتوں میں ہی مبارک حادثوں کا سبق ملتا ہے۔ (مراول) مکاتے
میں محنت (دوم) بچانے میں دور اندیشی (سوم) خرچے میں کفایت
شعاری۔ یہ تین عادتیں ایسی ہیں۔ کہ اگر کوئی ان کا پابند ہو دے۔ تو
مقام دنیاوی کو مستثنیں اُس کی ہمیشہ عمدہ پھیل لاتی رہتیگی۔ اور اُس کی
امیدوں کے پودے خوشی و غم سے بالی سے بار آور ہوا کرے۔ کیونکہ نو
شمال پودے جب تک باد صحر لا پرواہی سے بچائے نہ جادیں۔ ممکن
نہیں کہ گلزار سستی میں خوش رنگ کے نمونے بنیں۔ اور اپنے بوجھ کو خود
اٹھا دیں۔ ایسے غلط و گمراہ کرنے والے اور سستی کا سبق پڑھانے اور
فقیری کا اپریش پھونکنے والے فقرے۔ بابا اٹل بکلی پکا ٹی کھل۔ یا اُن پورنا
بھورنا اور پتی سے ہی ہمارے ہندوستانی حصہ میں فقیری دو ٹکڑے
شکلی کی کثرت ہو گئی۔ اور برہمنوں نے ہندوئی کو ترک کر شرادھوں کا
بہت بڑا حصہ اپنی شکم پوری کے واسطے مقرر فرمایا۔ جو شخص محنت دور
اندیشی و کفایت شعاری کو مد نظر رکھتا ہے۔ وہ دنیا میں ایک ٹھوکر بھی
کھاتا ہے۔ تو بھی تندرست نکلتا ہے۔ یہ تینوں خبریں ایسی ہی ہیں۔ کہ
زندگی کا راز ہر خوش و خرم دنیا میں چلتا پھر نظر آدیکھا۔ ایک اور مہاتما
کا قول ہے۔ کہ محنت و دور اندیشی و کفایت شعاری وہ بیش بہا تہذیبیں
ہیں۔ کہ مشکل وقتوں میں کام آتی ہیں۔ اور زمانہ کی جگر خراش مصیبتوں سے
بچاتی ہیں۔ جو شخص ان اندامیہ رملہ رآمد کرتا ہے۔ اُس کو دنیا میں کوئی
مصیبتیں جھیلنی نہیں پڑتی ہیں۔ وہ ایک تنگ دھار ایک جھوٹیری میں
رہ کر اپنا ایسا مناسپ بندوبست کر سکتا ہے۔ جس کو شاید بڑے بڑے عقلا
نہیں کر سکتے۔ جانتا چاہئے۔ کہ اگر سنسار میں سلامت روی و فارغیالی
چاہتے ہو۔ تو اول اودم لینے محنت۔ دوم بچا رہی دور اندیشی۔ سوم
بیکٹ لینے کفایت شعاری سے برتو سستی ایسی بڑی بلایا زحمت ہے۔ جو
محنت جیسے مجرب و توت بخش غذا سے نکلا و معدوم کر دیتی ہے۔ سو اسے چند
طرز سے ہن نانکے سادھو ان کے تمام جاندادوں کی امیدوں کا دار و
مدار اسی پر منحصر ہے۔ بلا محنت کے کانا بد رجا باغیر ممکن ہے۔ جانور و انسان
سب اپنے چل پھیر اور محنت سے پیٹ بھرتے ہیں۔ جو لوگ صرف بر سیدہ
پرشاکر رہتے ہیں۔ اور محنت سے علمدگی رکھتے ہیں۔ میری رائے میں
ان کی زندگی کا جتنا مشکل حباب کے ہے۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ جو دنیا میں
کسی نے بلا محنت کے بھی عروج پایا ہے۔ تو اس کا جواب سو اسے نفی
کے اور لکھا ہو سکتا ہے۔ کہ تم چاہتے ہو۔ کہ وہی جمع کرو تو کماؤ۔ اور
اگر کمانا چاہتے ہو۔ تو محنت کدو۔

امور ایتھونیا میں گزرتی یا دنیا وادی کو بہت بہت رکاوٹیں پیش
آتی ہیں۔ اگر طور بہت ہوشیاد اور دوتا وادان ہو۔ تو ان رکاوٹوں کو طے
کرنا کچھ مشکل نہیں پڑتا۔ مثل مشہور ہے۔ کہ اگر مرد ناخبرہ کار اور عورت
واقف کار بنو۔ تو کار و بار خانہ داری میں خلل نہیں پڑتا۔ ولیکن اگر کوما
برعکس ہو تو تین کالے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ عورت سوزش سے خاتمہ برادر

کر سکتی ہیں۔ اور مرد بیلہ سے بھی غراب نہیں کر سکتا۔ کل امور اتھانگی
کی تیا و فر عورتوں کے ماتھ میں ہیں۔ بشرطیکہ عقلمند ہوں۔ قدرت کے اہج
پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے۔ کہ ستر یوں کی درستی و تعلیم اولاد انسانی
کے واسطے کمالیت روحانی و جسمانی کا سبق ہے۔ ایک دانا آدمی کا قول
ہے۔

زنان باردار اے مرد ہنبار اگر وقت ولادت مار زائند
ازاں بہتر نزدیک غرومند کہ فرزند ان ناہوار زائند

ترجمہ

بے علم عورت جو بچہ جنے ہیں ناخلف اُس سے ہوگی کیا بھلا دنیا کا اندر بہتر
ایسے لوگوں سے تو اچھا ہے اگر کچھ نہ وقت چلنے کے شکم میں سانپ لائے ستری
ہمارے ملک کی عورت کجس قدر گنے بہنے کا شوق اور شھنیاں اور سیما کوٹنے
ذوق ہے۔ اُس سے بڑھ کر اور کسی چیز کی تمنا نہیں۔ مردوں نے عورتوں کی
نسبت کدہ ناصقلی کا ایسا مشہور کیا کہ انہیں خود اس بات کا معترف ہونا پڑا
اور اس اقرار نے اُن کی زبان بالکل بند کر دی۔ اُسوں اسے اوڈیا پچھڑیل
تیرا ستیا ناس ہو۔ تو نے کیسی کیسی غلط رسومات و توہمات ان بھولی بھالی دویا
سے رمت ستر یوں کے ہر دے میں بطور زیور ہول لکے پھندا دی۔ جس کے
باعث انہیں اپنے مدارج پر غور کرنا۔ اور باوجود مادہ قدرتی ہونے کے اُس
کی ماہیت سے انکاری و بچر رہنا۔ بڑھ مانگی تفریق و قلم قدرتی کی تحریر سمجھنے
ہیں۔ اسے جو دیادیوی جلد نشریف لا۔ اور اس جڑیل کے جادو سے ہیں بچا۔

پانچواں اوصیاء

در باب طریقہ عبادت متعلقہ زنان
عبادت یا بھگتی وہ پاک جوہر ہے۔ کہ جن کے استعمال سے نفس بناوٹی
جا کو توڑ کر سچی شانتی کو پراپت ہوتا ہے۔ اس پاک جوہر کو ہمارے گور گیشیل
نے اول تو صرف برہمنوں کے واسطے۔ دوم ہزار شکل سے صرف مرد کو ادھکاری
سمجھ کر رکھا ہے۔ ستری کو دیا کا گہن داخل عیب سمجھ رہے ہیں۔ چونکہ اچھل وہ
زمانہ نہیں رہا۔ کہ خود غرضی کے پودے پھیل لاتے۔ اور اندھا دھند کاسی
فرات بکلی پر لوگ چہانت کی بیجا باندھ کر چکر برجان گڑھتے تھے۔ زمانہ نے
بہت کر دیں بدلیں۔ خود غرضیوں کے پودے چلے نہیں تو کمالے ضرور ہیں
حلقہ ہذا نقیاس تعلیم نے ہماری آنکھیں کھول کر ہمیں بخوبی ذہن نشین کر دیا
ہی۔ کہ تعلیم تو ان خدا را شناخت۔ یعنی بناوڈیا ایشور میں جاتے۔ کہ دویا
تیسرا ہے۔ اور بغیر حصول و ذی عبادت یا بھگتی ناممکن بلکہ وہم و خیال
ہے۔ لہذا کے سن ان کو گنگا کو جانا۔ یا علی الصباح دھرم سالوں میں جا کر کوٹا
اٹھانا۔ مہادیوی پر چل چڑھانا۔ سالگام پر تلسی ڈھال لانا۔ مہمن بھوک
ٹھا کر ان کا گنا۔ سنتوں کے چرنوں پر سپر زمانا یا ان کی مثل کمانا۔ مندر
کے گرد اگر دسات سات پھر دکھنا پھر ان گھنہ گھڑیاں بچانا۔ تنگ جیبا
لگانا۔ بلکہ بلانہ آواز سے ستی رام۔ راوے کرشن۔ شوبکنتی ادا فرمانا وغیرہ
جملہ امور اتھانگی میں کچھ ٹھکانا نہیں ہے۔ عبادت صرف و کلی صفائی
و صداقت کی کارروائی پر منحصر ہے۔ و در عبادت با جماعت چہ نفاق۔ جس چیز
کو ہمتا رکھیں روپ نے طریقہ عبادت قرار دیا ہے۔ وہ مندرجہ باتوں سے

۱۲۵

مار مار کر ہوتا چکر۔ یا چیتھی پا چیتھا کر لیا جائے۔ یا مہن رستو تر بوطے کی طرح سکھایا جائے۔ بلکہ طرز تعلیم ایسا لینا چاہئے۔ جس سے قوت حافظہ پر بوجھ نہ پڑے اور اچھی اچھی فائدہ مند باتیں ذہن نشین ہو جائیں۔ سندھیا اور پانسو منہ چڑھو نو سکھائے جائیں۔ اور ضروری مسایل متعلق شوقی و جوشی اسے اچھی طرح سمجھنے چاہئیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ اگر کان رو بہ لباس سینے وعظا عزیز نہ ہب تمہارے صاف دل لڑکے کو بناوٹی دام حوران زائد فریب میں پھنسا کر گمراہ کریں۔ اور تم کو کف افسوس ملنا پڑے۔ میری یہ مراد نہیں۔ کہ تمہارے بچے راستی پسند نہ ہوں۔ بلکہ وہ مثال نہ ہو کہ ایک کو ہستانی آدمی قدرت ایک من ٹکڑہ ہا کے یا قوت و مر جان کو ہستان سے لایا اور ایک بقال کو کہا۔ کہ تم ہمارے گھر میں نمک نہیں ہے۔ اگر ان پتھروں کے عوض کچھ نمک دیوں۔ تو کل مہربانی ہے۔ اس نے پانچ چھ سیر نمک دیدیا۔ اور وہ خوشی سے گھر لے گیا۔ لیکن بعد ازاں جب اس کو کسی جوہری کی زبانی ان کی قیمت معلوم ہوئی۔ تب رور و کر جان ضائع کی۔ اور جوہری نے کہا۔ کہ اب بچھتا سے کیا ہوت جب چڑیاں چپک گئیں کھیت۔ باقی خود سمجھ لو۔ اگر تمہارا لڑکا وید مقدس سے پورا پورا مل لیا وقت ہوگا۔ تو بخوبی کشمیر رکھو کہ منزل راستی سے کبھی نہ پھیلے گا۔ بلکہ فلاسفر و پندت یا بہادر صرف تشکین کہلا کر قوم کے علاج تمہارے کالج سوزا لینگے

چوتھا اوصیاء

تشلفہ انتظام و امور خانگی

ایک مہتمد رشی کا واک ہے۔ کہ کئی طریقہ سے اور بہنا بھی طریقہ سے چاہئے امور خانگی و کار و بار دنیاوی بھی بلکہ لینے طریقہ سے کرنے چاہئیں۔ کیونکہ اگر مہتمد آخرم کی تکلیف کے سوا کے انتظام کے سرانجام نہیں ہو سکتی ہے اب دیکھنا چاہئے۔ کہ سوائے ویدیا کے عورات ان امور کی کو کیلئے نبھاتی ہیں۔ دیکھنے کا سبب اور نہ کھانے کا شور ڈیڑھ پہر دن چڑھے سوتے سوتے بیدار ہوئیں۔ جی میں آیا۔ تو ایک اکو چھبھکا پانی کا مہتر ڈال لیا نہیں تو یوں ہی کھیاں بھٹک رہی ہیں۔ ہاتھوں سے نہ کھچوں کی غلاظت پونچھ پانچھ۔ جیسے دل دوشو بکا جال بال حوالہ کر دے۔ حوالی پکائی تو وہ بھی۔ دانہ الگ پانی الگ۔ کھانے والے کی بالکل رعیت نہ آئی۔ چاول پکے تو نیم نخت۔ مطلب کہ دلی توجہ سے بات پر نہیں۔ ہر کام کو سر سے ٹٹان ہی مطلب بھما۔ خاوند پھارے نے کسی بات سے ڈانٹا تو تھرا گیا۔ جھٹ سٹوٹا کی بیوی کی مثال دھوون برتنوں کا اس کے سر پر ڈالا۔ حرکت پہنچے جھانٹ اس کے پیچھے پڑ گئی۔ روس کر کھر کا کام کاج ترک کر دیا۔ وہ زن مڑ جب روئی کھانے سے لاجار ویدار پڑا۔ تو ناچار اسے منتوں شرطوں سے منایا۔ بلکہ اس کے نخت و عذر کو اور بڑھایا۔ تمام دن کھانے رہنا۔ یا ہمیشہ منہ ہاتھ دھوتے رہنا۔ اگر عمدہ کپڑا پہنا تو اس کو سینھالے کاج نہیں ایک دو دن میں گندہ کر دیا۔ ساس سے جھگڑا۔ بہنوں سے لڑائی۔ دن رات چٹری گاری کی تیاری۔ چوٹی پہنا ہی ہوئی آئی۔ خاوند سے اول ہی بشرط مشیر۔ کہ اگر بابا بے سے علیحدگی کر دے تو میں رہو گی۔ ورنہ مجھ سے کسی کے طعن و تشنیع نہیں اٹھائے جاتے۔ میں کسی کے برتن مانجھنے کو نہیں آئی۔

مجھے لوگوں کے سامنے کھایا ہوا پیٹم نہیں ہوتا۔ ان کے زیور ہوا دھمے نہ ہو۔ یہ ظلم میرے سے سہا نہیں جاتا۔ تمام عمر میرا تمہارا اندازہ ہے۔ تاکہ سے پر کوئی الگ ہوتا آیا ہے۔ واجب ہے کہ الگ ہو جاؤ۔ گویا اس کا ٹھ کے ان کو اور ایسا دیال پچایا۔ کہ نہ منہ نہ بڑھ کی لی اور نہ مشکل کی لی۔ نکل شر سے راہ جنگل کی لی۔ جب بابا کو معلوم ہوا کہ پٹا ہاتھ سے جاتا ہے۔ تو انہوں نے بھی نے انور جاہد اور منقولہ وغیرہ منتقلہ تقسیم کر اس کو بلکہ وہ مکان تیار کر دیا۔ پہلا اتفاق کا بیج بویا ہوا کیا زمین میں جل جا دیگا۔ جو بیج ہو گا وہ اظہر من الشمس ہے۔ اسور اسے مانگی میں سے اول نمبر اصران پہنچا ہے۔ جس کی بدولت سینکڑوں گھرانے دیران ہو گئے۔ ترضداری جوتہ دق کی ہماری سے بھی زیادہ مضرب ہے۔ اسی اصران کی برکت ہے۔ ایک دانا آدمی کا قول ہے۔ کہ سے

باند اڑہ بود با پیر نمود
مطلب یہ کہ جتنی چادر دیکھئے اتنا پاؤں پہنا سے۔ ورنہ شرمندہ و بدنام و ترضد ہونا پڑیگا اور سارے خوشامدی بننے کے یار ہیں۔ ان ہونے کوئی مددگار نہیں۔
امورات خانگی کے انتظام کے لئے اگر عورات اس دستور العمل پر عملہ رآمد کریں اور کراویں تو یقیناً واثق ہے کہ دنیا میں اول درجہ کی ٹیک عورتوں کا خطاب پادیں

دو پیسے کے مزدور سے لیکر راجے مہاراجے تک دولت ہر ایک کو عورت ہے کیونکہ اور دنیاوی میں یہ ایک بہت کار آمد چیز ہے۔ مگر یہ جاننا واجب ہے کہ جب تم اسکی راجہ جی حالات پر دھیان دو گے یہ ہر دعوہ و پڑوٹو کی مول پکڑی نہ رکھیں اصل قدر قیمت اور راجہ جی حالت یہ ہے۔ اول کم و۔ دوم کھانہ۔ سوم خرچہ۔ یہ تین باتیں الہی ضروری اور لازمی ہیں۔ کہ اگر ان میں سے کسی کی کمی ہو تو تمہارے غمی میں متفرق خرابیوں کا باعث ہوگا۔ یعنی اگر بچاؤ اور خرچ نہ کرو۔ تو تمسک اور شوم کہلاؤ گے۔ اور بیگانہ بیگانہ اہل محلہ ہمسایہ سے ناپاک خطاب اور بھٹکار کا تیغ پائے گے۔ رات دن حرص و ہوس کی مڑوار خواہش تمہارے دل کو ہسکا کی رہیگی۔ اور کچھ کچھ چوس طمع زہ میں سراپا محوس متائیں بہتیں ترسائی پھر وگی۔ اور تمہاری کمائی میں ذرا بھی برکت نہ ہوگی کیونکہ جو فائدہ چلتا پڑھ پہنچا سکتا ہے۔ وہ گڑھے ہوئے خزانہ سے غیر ممکن ہے۔ کمائے کے ساتھ خرچ چنانچہ ملازم ہے اور بچا ملازم۔ جس طرح بڑی ہونی غیر مستعمل تلوار کو مورچہ کھا جاتا ہے۔ اسی طرح تمسک کی جان کو خافہ مستی و زہر پرستی کا گھٹن لگ جاتا ہے۔ اور اگر تم کم کاؤ اور خرچ لینے باقی بچاؤ نہیں تو کسی نہ کسی وقت دھوکا کھاؤ گے۔ ممکن ہے کہ کسی دن ایسے بواغث میں مبتلا ہو جاؤ۔ کہ کمائی کے دروازہ تک نہ پہنچ سکو۔ اس وقت اگر تم پیچھے مال گزہ میں نہ رکھو گے۔ تو تمہاری حاجت براری کی اسید با لکل مفقود ہو جاوگی اور لوگوں کے ہاتھ پتھر تھرا جاؤ گے۔ یا یہ کہ بچاؤ اور خرچ تو بھی تمہارے خزانے میں بھلائی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کسی کی ماں تک نہ خیر منائیگی۔ آخر ایک دن کلا اور چٹری ہوگی۔ ادھر کی نے سے اٹھا اور پاؤں گئے ہوئے۔ ادھر آئی کوٹوں کا دوا لاکھا۔ تو پھر نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے۔ اس وقت ذلت و خواری کے سوا کچھ میر نہیں ہوتا۔ بڑی وقتوں سے دند کی کے دن

خون جو کھنکھاتا ہو۔ کھانے سے خسرو یعنی سو بڑھ کی بیماری ہو جاتی ہے۔
اسم اپنے بچوں کو بخوری روئی دودھ میں آمیزش کر کے دو۔ سفید روئی
میں اکثر پیشکڑی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور یہ پیشکڑی اس مادہ کو جس سے
بڑی بیتی ہے دیر کر دیتی ہے۔ اگر بچہ کو بخوری روئی کھلاؤ گے۔ تو اس
کی ہڈیاں مضبوط اور مٹانگیں خوبصورت ہونگی۔ جب مسوڑھوں کے
دانت نکلتے ہیں۔ تو شہد میں ذرا سا نمک ملا کر بن ماروں میں مسوڑھوں
پر ملنا چاہئے۔

کپڑوں کے بسان میں

بچوں کے کپڑوں میں مضبوط خدمت لگاؤ۔ کیونکہ اس سے بچہ کا آدھا دم
رنگہ جاتا ہے۔ سر ایک کپڑا کشادہ اور ڈھیل اور آسان پوش ہو۔ یہ
بات یاد رکھو۔ کہ ننھے بچوں کی ہڈیاں شروع میں جربی اور جھلی کے موافق
ہوتی ہیں۔ اور وہ کسی شکل میں ڈھیل سکتی ہیں۔ بہت سے ننھے عمر پر سیدہ
کی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ یا ان کی پسلیاں دب جاتی ہیں۔ وجہ اس
کی یہ ہے۔ کہ وہ شروع سے کپڑوں میں کتے جلتے ہیں۔ بچوں کو کپڑے
مینا سے میں یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے۔ کہ مارہ قبیلے میں بچہ کو سردی
دکھائی نہ ہو۔ ایک حکیم کا قول ہے۔ کہ بچوں اور بڑھوں کو فالین مجھے
کے برابر پڑنی چاہئے۔

ٹیکا لگانے کے فائدے

یہ قول ایک حکیم حاذق کا ہے۔ کہ جب جنوبی ہوا اکثر سے جلتی ہے اس
کے بعد چھیک کی پیداوار ہوتی ہے۔ غذاؤں میں بھی ایسی چیزیں ہیں۔
جن کے کھانے سے چھیک جلد پیدا ہوتی ہے۔ خصوصاً ایسی غذا ہیں۔ کہ
جن کے کھانے کی عادت نہ ہو۔ اور ان کے اوپر گرم غذا میں یاد و اس
کھائی جاویں۔ جیسے اٹھنی یا گھوڑی کا دودھ اول بکثرت پیاجاوے۔ اور
زراں بعد شراب یا اور کسی گرم چیز کا استعمال ہو۔ تو چھیک نکلیگی۔ چھیک
کی بیماری گویا ایک مواد خارجہ ہے۔ یہ اکثر بچوں کو ہوتی ہے۔ اور بچوں
اور بڑھوں کو کم۔ جس بدن میں رطوبت زیادہ ہو۔ اس میں چھیک بہت
نکلتی ہے۔ اور جس بدن میں خشکی بہت ہو اس میں بہت کم۔ رماہ فلسفہ
یہی ست جاگ۔ دودھ اور تریا میں اس مرض سے بہت کم بچے مرنے جتے۔
اور نہ ہاتھ جہالت لینے لگتے ہیں جبکہ وید مقدس و شاسترا سے متبرک کی
تعلیم چھوڑ گئی۔ تو اکثر ہمارے رتوں سے اس مرض کو مینا مائی دیوی کے
نام سے تعبیر کیا۔ مقام امنوس ہے کہ ہم آپسی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ
آنکھوں نیچے بیماری قوم کے اس مرض دیوی کے جھینٹ ہوتے ہیں۔ لیکن
بھرنی علاج کرنا نا کرنا سمجھ رہے ہیں۔ سحرات روزمرہ سے سخی ناف
جو چکا ہے کہ جن لوگوں کو ٹیکا لگایا جاتا ہے۔ وہ بہ نسبت ان کے جن کو
ٹیکا نہیں لگایا بہت کم مرتے ہیں مثلاً

ایک سو بچہ ایک محلہ میں ہے۔ جن کو ٹیکا لگایا گیا۔ اور دوسرے محلے کی
بہول مادروں نے جہالت کی مہربانی میں آکر اپنے ایک سو بچوں کو ٹیکا لگائے
کے وقت چھپا دیا۔ تو میں اقرار کرتا ہوں کہ ہمارا میں سے ہم کو چھیک نکلیگی
اور ہم صحتیاب ہو گئے اور ۶ کو یا کل نہ نکلیگی۔ اور ہمارے میں ۱۰ کو نکلیگی
۵۰ مر جائیگے اور ۲۰ اندھے بن جائیں گے اور بڑھ ہو جائیگے۔ اور ۳۰

بغرض محال صحت یاب ہو گئے۔ یہ مثال صرف من گھڑت نہیں۔ بلکہ سحرات
سالانہ حکماء سے اثبات سے۔ سفید رنگ کی چھیک نسبت سے بہتر ہے۔ اور
خصوصاً چند دانے بڑے نکل آویں۔ اسے غور تو! اگر ہمارا یہ خواہش ہو
کہ ہمارے بچے خوبصورت ہوں۔ غرض طبی بھونیں۔ اندھے۔ کالے۔ موٹے
کمزور ہوں۔ تو راستی سے کہتا ہوں۔

شفا بابت دارو سے تلخ نوش

نمبر ۱۔ ترجمہ۔ صحت گر چاہئے ننھے تو کرکڑا دارو نوش کرے
حاکمیت درکار ہو۔ تو بہ نصیحت گوشش کرے۔
نمبر ۲۔ ہے اگر اولاد سے لعنت تمہیں اور یہاں کچھ
بچوں کو بھگا ڈالو سمجھ کر اور ہو مشش کرے۔
نمبر ۳۔ جس طرح لگا کر اس میں پھنساں ہر ایک کو
اس طرت چھیک نکلتی ہے مواد ی خوش کرے۔
نمبر ۴۔ یہ شمس مانا دیوی اور نہ ہے سیٹلا
مرض ہے ہادی ہے روگ سے جہالت یوشش کرے

نمبر ۵۔ سرد ملکوں میں صحت کم مرض چھیک ہو طہور
تم بھی اسے عورات بھادات سمجھو اس کو گوشش کر
جب رز لگا برس کا ہو جاوے۔ تو اس کا دودھ چھوڑا نے کی بچو پنے
واجب ہے۔ آہستہ آہستہ دودھ چھوڑنا چاہئے۔ یہاں پہلے دن میں ۵
دودھ دودھ پلا جاتا تھا۔ پھر تین دن پھر دو دفعہ پھر ایک مرتبہ۔ پھر باطل
بند۔ آخر الامر اس تدبیر سے بلا وقت بچہ دودھ چھوڑ دینگا۔ اور نہ کوئی عارضہ
ہوگا۔ لیکن احتیاط شرط ہے۔ اور اس وقت بہ سبب دودھ نہ پھینکے
ماکو تکلیف ہوگی۔ سو یہ علاج کرنا چاہئے۔ کہ چھ ماہ کھانا مٹی اور چار روٹی
کا فور پانی میں گھس کر پیتاں پر لگا کر چاہئے۔ اور غذا معمولی کو کم کر دینا
واجب ہے۔ جس سے تکلیف رفع ہو جائیگی۔

جس قدر مہادی تعلیم بچوں کو فائدہ بخش ہوتی ہے۔ اور کسی گرو یا مرشد
یا معلم یا استاد یا ماسٹر کا آپہائیں وغیرہ کسی قدر مفید نہیں پڑتا وہ جاہل باطن
جو بچوں کو دشنام دیتی دشمن بد اخلاقی سکھاتی ہیں وہ گویا یہ کوستش کر دیتی
ہیں کہ بھئی اولاد و شجر آدمیت سے برخیز و رادہ ہو۔ اول تم کو تو جب ہے کہ
تم خود تعلیم یافتہ ہو کر بچوں کو جب سے کہ وہ بات چیت کرنا شروع کریں۔ ان
کو ہر ایک بات ایسی سکھلاؤ۔ جس سے وہ گلزار ہستی میں ایک بنو د کھلائی دیکھا
دشنام ہی نہ آوے اور اسی پکڑنے کی عادت سکھانا۔ بچہ کے الفاظ یاد کرنا۔
جن سحریت۔ شیطان۔ ہوا۔ چتر۔ بل۔ ڈاکٹر۔ ہلا سے ڈرانا۔ یا ایسی دھیب
صور توں کے نقش دکھانا۔ اولاد کو شروع ہی سے نادانی کا سبق پڑھانا ہے
غم کو واجب یا فرض ہے۔ کہ آقا زبانت چیت میں بچہ کو ایڈور کے نام یاد کرنا
اس کو یاد کرنا کہ اسے اوصاف بھلاؤ۔ اس کا حشر و ناظر جو نا اچھی طرح ان کے
ذہن میں پھاؤ۔ ساتھ ہی ماما۔ پتا بزرگوں کی رواجی تعلیم اسے بتاؤ۔ آگ
میں ہاتھ ڈالنے سے اسے ڈرنا اور آواز نہ اُسے کہنے پھناؤ۔ بلکہ صاف پڑھے
کشادہ وضع کے استعمال کرنا۔ اور ساتھ ہی قوی رشتہ داروں کے نام سکھانا
گویا ہر برس کی عمر تک اسے جو رشتہ کو شرافت ہو جائے۔ اور ہر ہمارا کہائے
اس کے بعد اسے سسکت کی تعلیم باقی عہد سکھانی چاہئے۔ یہ نہیں کہ اسے

ہیں۔ اول معدہ میں فساد۔ دوم بطن میں۔ سوم دوشکم۔ چہارم تھکے آنا۔ جن سے مایہ پاک آرام بالکل دور ہو جاتا ہے اور سچے سچے سخت تکلیف اٹھاتا ہے۔ ہم بخوبی یقین کرو۔ کہ بچہ کو سولہ دودھ نہ تشریح بالاکے اور کسی قسم کی خوراک کی ضرورت نہیں۔ بچہ کو پورا مادہ فوت ناطقہ کا نہیں ہوتا۔ اس واسطے اگر کوئی مایہ جاننا چاہے۔ کہ بچہ کی بدشہی کی کیا علامات ہیں۔ اور وہ کس طرح پہچانی جاتی ہیں۔ کہ بچہ کو غذا ہضم نہیں ہوتی۔ تو ہم صرف انسا بیان کر سکتے ہیں۔ کہ سوتے سوتے ایک دم جاگنا۔ ہلانا۔ چلنا۔ رات کو ڈرنا۔ ہاتھ پاؤں کا اٹھنا۔ دھنچھہ پسینہ پسینہ ہو جانا۔ چونکا اس کی علامات ہیں۔ اس کے واسطے سہل اور آسان علاج یہ ہے۔ کہ ماں کو چاہئے۔ کہ پہلے روز بچہ کو اتنا نہ کھلاوے۔ کہ جس سے وہ تکلیف اٹھائے ہر وقت جبکہ بچہ رووے تو اسے دودھ نہ پلاوے۔ کیونکہ دودھ کا پلانا ہی اس کے ضد ہی ہونے کا سبب جا رہا ہے۔ چھوٹے بچوں کو جب دودھ زیادہ پلا دیا جاتا ہے۔ نوہ معدہ ہس جا کر اکٹھا ہو جاتا ہے۔ بچوں کی بیماریاں اکثر سبب بھر جانے معدے کے ہوتی ہیں۔ اگر بچہ بالکل متندر ہوگا۔ تو ہر جو مہینے یعنی رات دن دو سے چار مرتبہ دست چاہیگا۔ اور اس کا عام پاخانہ رقیق یا ہلکے زرد رنگ کا ہوگا۔ اور اس میں کھٹی قسم کی بو نہ ہوگی۔ اگر پاخانہ وہی جیسا یا ہلکی دار ہوئے۔ تو بیمار ہی کی علامات ہیں۔

بچہ کے نہلانے کا بیان
بچہ کو صحت اور صحت سے رکھنے کے لئے دن میں دو مرتبہ غسل کرنا چاہئے
ہر صبح کے وقت ملائم اسنچ سے سر اور گردن و چہرہ اور بول و دھڑا کی جگہ
کو اور ہر رات کو گل بدن دھونا چاہئے۔ صابون کا لگانا بچہ کے کل جسم پر
منہ ہے۔ یعنی اُس سے اُس کے جنم میں عسکی ہو جاتی ہے۔ البتہ ناقصوں
کو صابون سے دھو ڈالنا چاہئے۔ پانی نہلانے کے واسطے نیم گرم ہو۔ بعد
نہلانے کے کئی ملائم لڑا ہے بچہ کو خشک کرنا یعنی ٹوچنا چاہئے۔ اور اُس
کی انگلیوں اور گانہ پر زرخن بادام یا زرخن گلاب کا ذرہ گرم کر کے اہستہ سے
لگانا چاہئے۔ اور بہت تھوڑا سا نہ زیادہ۔ اگر نہایتیں نہ کرو گے تو جڑوں
میں خراش یا زخم ہو جائیگے۔ اور زرخن گرم کو شست اور غلات ششہ کی
غرض بچہ کی حفظ صحت کا خیال رکھنے سے بچہ کی زندگی کا بڑا بھاری بھولا
ہوتا ہے۔ اور عمر طبعی کو بڑھے اور کم سے پہنچتا ہے۔
دانت پلٹنے کا بیان

دانشوں کے لئے کھلے کا وقت معمولی عام طور پر سات ماہ سے بارہ مہینے تک رہے اور ان کا نسبت ہمارے کچھ مشرقی ممالک پر منحصر ہے۔ علامات قبول ہیں۔ ابتدائی دور کے نمودار ہوئے تھے۔ تیلے کا شامہ ماہ سے شروع ہونا چاہئے۔ اور ان دنوں پھر کھلے جھانے صرف دو درجہ کے سادھی رتوی دو درجہ میں دینا چاہئے۔ کمزور بہت ہی پرورش کنندہ اور قوت بخش غذا ہے۔ واجب ہے۔ کہ جن ممالک کے واقعہ کا ہے۔ ان کو روٹی اور دودھ کی خوراک دے۔ جراثیم کے لئے خوراک کو کھاتے ہیں۔ مصلحہ مزے اور مٹا کر سے مل جاتے ہیں۔ اور ایک ہزار کھانے کی طاقت اور خوب صورتی کا خلا ہے۔ اور کچھ کھانے کی بیماری سے بچاتے ہیں۔ کھانے کو طاقت اور خوش حالت اور وہ خوراک کہ جس سے خون

جو ہسپتال میں ملتی ہے آدو یہ معدہ کی نکل تکلیف دہندہ غذا کو ہضم کر دیکھا اور یہ نسبت اُن قطراتِ حیات کے زیادہ مفید لاویگا۔ جب نائیں دودھ پلائیں۔ تو اُس وقت کسی حالت میں کسی قسم کی منشی بالال مرج وغیرہ استعمال نہ کریں۔ کیونکہ اس سے بچ کا خون گرم ہو جائیگا۔ اور جوش کھا جاوے گا۔ جس سے بچہ کو مسوڑوں کا درد یا بیماری دندان یا اور بہت قسم کی تکلیف ہو کر بیگی۔ یہ امر تصدیق ہو چکا ہے۔ کہ دو جزو بچہ ضائع ہوئے ہیں۔ جبکہ وہ دانی کو دئے جاتے ہیں۔ یہ نسبت اس کے۔ کہ اُن کو خود دودھ پلاوے یا اپنے ناخسے پرورش کرے۔ ہمیشہ بچوں کو بہت جلد جبکہ ماں اپنی تکلیف اور محنت سے جلنے سے ہوش دھوا اس میں آوے۔ تو بچہ کو دودھ پلانا شروع کرے۔ یہ شروع کا دودھ بچہ کو بہت صاف کر لیگا۔ بہ نسبت کسی دوا کے یہ قدرتی جلاب ہے۔ علاوہ اس کے شروع کے پلانے سے اور دودھ کی صورت درجہ بدرجہ قائم کرنے سے بھٹپوں کے زخموں اور زیادہ تکلیف سے بچگی۔ غالباً سوزش اور سینہ کی بیماری سے جو اکثر پیلے رچا میں ہوا کرتی ہے۔ بری رہیگی۔ دودھ قدرتی غذا بچوں کے واسطے ہے۔ اس لئے جس تاںک اُس کے دانت نہ نکلیں سوائے چھاتیوں کے دودھ پلانے کے اور خوراک نہ دی جاوے کیونکہ ایسی اور چیزیں اس قدر پرورش نہیں۔ بچہ کے منہ میں جب تک دانت نہ نکلیں اُس کو کوئی غذا ملائیم دینا اصلی غذا سے محروم رکھنا ہے۔ اگر اُس کا معدہ نرم غذا سے بھر جائیگا تو پھر دودھ کے لئے کوئی جگہ نہیں رہیگی۔ ہر چند کہ عقل مند سمجھاتے رہتے ہیں۔ لیکن اس پر بھی اکثر بعض نائیں بچوں کو ادر کھانا کھلا دیتی ہیں۔ اس مانسے نہ ڈرو کہ ہمارا بچہ صرف دودھ پینے کی وجہ سے بھوکا رہے گا۔ دیکھو کس طرح سے جانوروں کے بچے پرورش پاتے اور مولے نازے ہوتے جاتے ہیں۔ اگر تم کو عقل ہو تو سمجھو۔ کہ دودھ کل پرورش کنندہ اور قوت بخش چیزوں کا عطر ہے۔ البشور اذنت شمعنی مان کا دل سے دھواؤ کرو۔ اسکی کئی عمدہ شکتی ہے۔ کہ جملہ کھانوں سے جو ماں اُس کی کھاتی ہے۔ جن میں سے وہ سفید عطر جن کا نام ماؤ شیر ہے۔ نگرستان میں آتا ہے۔ جو ہر چیز کے بڑھنے کی خواہش کے لئے کافی ہوتا ہے۔ گزایا نکلنے والوں کے بھون بھونکے نائیں کھاتی ہیں۔ ہر روز ہر وقت شروع دودھ پلاتے کے نگرستان دھو ڈالنا واجب نہیں۔ اگر ما کے کافی شیر نہ ہو دئے زیادہ بیماری ناطلانی کے سبب سے بچہ کو دودھ نہ پلا سکتی ہو۔ تو اُس کا عمدہ عطر سنہرست گائے کا دودھ ہوگا۔ جس میں تیسرا حصہ گرم یا قی ملا ہو دئے۔ اور کچھ سفید شکر بھی واسطے بیٹھا کر دئے کی ہو۔ اور یہ دودھ جو کہ بڑا بچوں کے پلانا چاہئے۔ جن کی چاروں طرف ایک سفید چڑی کی چونچ بنی ہو دئے۔ بچہ کی خوراک ایسی نازہ ہونی چاہئے۔ جیسا کہ اسید کا دودھ ہے۔ کھانا اور نساؤ وہ بچہ کے ہی میں مضر ہے۔ بچے بچے کو شروع ایام میں دو تین ششہ کے بعد بار بار دودھ پلانا چاہئے۔ اور رات میں تین تین دفعہ دئے۔ لیکن چند دفعہ گزرنے کے بعد صرف تمام رات میں تین مرتبہ دودھ دینا واجب ہے۔ یعنی چار چار گھنٹے کے بعد۔ اور رات کو باطل دودھ نہ دینا چاہئے۔ کیونکہ بچہ رات کو دودھ نہ پلائے گا۔ بچہ کی طرح کی بیماریاں ہوتی

کو قتلہ زہر بلابل مانو اور صدق دل سے مانو کہ بچہ مر جاویگا۔ لیکن ناتھ کی ریتے یا موتی سے بچہ مانگا۔ اور پھر اس پر قربان کرنا یا لنگا مائی کی جھینٹ دفن کرنا۔ جہالت کی نشانی اور پورے اول درجہ کی نادانی ہے۔ ہمارے ہندوستان میں ایک خزنہ نسوان جس کو جھلا لوگ جوڑاں و ڈانیاں کہتے ہیں۔ یہ پیمال عورتوں کے موجود رہتی ہیں۔ سنا جاتا ہے۔ کہ ان کے پاس دھواں اٹھ رہا ہے۔ وہ بڑھ کر بچوں کے کلبج نکال کر کھا جاتی ہیں۔ چونکہ یہ بیک موسوم بہ ستری سکشا ہے۔ اس واسطے مناسب جانا گیا۔ کہ یہاں ان کی پوری پوری تشریح کروں اور ایسا اٹل نثر ستادوں۔ تاکہ آئندہ جو کوئی اس کتاب کو اپنے گھر رکھے۔ اور جو عورت اس کو من چٹ لگا کر پڑھے۔ اس کے گھر ملکہ خاندان میں دخل نہ ہووے۔ واضح ہووے۔ کہ عام طور پر ڈانیاں و چڑیل کی اصطلاحی مراد عورت مہرینکل سے ہے۔ چھوٹے و ننھے بچے جب کسی مہرپ و غناک صورت یا تصویر کو دیکھتے ہیں۔ تو دل میں خوف ہو کر ڈر جاتے ہیں۔ اور حیالی وہم کی صورت ان کے دل میں راستی کی صورت دکھائی دیتی ہیں۔ جس کے باعث رنگ زرو بدن لاغر۔ آنکھیں سمٹی ہوئی رہتی ہیں۔ لوگ سا۔ جن ویری کا یادداشت جو گنوں کی۔ نظر ڈالیں و چڑیل کی بان کرتے ہیں۔ اور پی کے۔ وہ ہیں مصروف رہ کر۔ بسبب نہ ہونے علاج مرض کے نیچے بہت مر جاتے ہیں۔ جاہل بچوں کے مرض سے بچہ زہر کرنا بھی بیماری کو پیچاری حیرتوں کی سکاری خیال کرتے ہیں +

حکیم حادق دہشتہ دیدی فرماتے ہیں۔ کہ وہیم کی بیماری کا علاج مہرپے پاس نہیں ہے۔ لیکن مہرپے خیال میں خیالی وہیم۔ بڑیوں کے بھرم۔ چڑیل کے نکل لگان۔ ڈانیاں کے چھوٹے نشان سوائے مجون علم کے جانے کے محال و نامکن ہے۔ جیسے آفتاب کے لگنے سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ اور رات کا فخر۔ و بے سورج دریا کے سامنے آدو یا کے غلط گمان بھی یک لخت دور ہو جاتے ہیں۔ اے بچہ والی عورت تو اس کو واجب ہے۔ کہ اپنے نو نھال فرزند کسی بے اولاد ڈانیاں کی گود میں مست دواور نہ اس کا دودھ پلاؤ ورنہ ڈھائی اکھر جن کا زخم و زلزل یعنی زہر ہے۔ ملا کر تمہاری گود خالی کر دے اگر بچہ تمہاری گود میں ہو اور دور سے کوئی لاکھ چھو چھاکرے بالکل بیار یا بیقرار نہ ہوگا۔ تمہاری نسلی کے واسطے ایک مثال بطور نصیحت کے لکھتا ہوں خوب خور سے سمجھو۔ کہ سوائے ہندوستان کے کسی ملک میں شکر شہارے کا بھرم نہیں ہے۔ تو پھر بھارنا چاہئے۔ کہ وہاں عورتوں کو کیوں لکھاپھ میں ہوتی۔ ہم نے بھی اخبارات میں نہیں دیکھا کہ فلاں عورت کو ستارہ سامنے تھا۔ اس باعث سے جہاز غرق ہو گیا۔ اگر شراب شراب ہے۔ تو جاہل و نادان دو نو کو لنتہ ہوگا۔ ورنہ ہنر نہ آہ ہے۔ اس کے تمہاری منہ لکھیں دور ہو جاویگی۔ اٹل نثر یہ ہے۔ اس کو ہر صبح منہ باندھ دھو کر بچہ کے کان میں پیونک دیا کرو۔ اگر تمہارا بچہ نہ سووے بے چین ہووے۔ ضد کرے رووے۔ غالباً دودھ ہضم نہ ہونے کے سبب پیٹ میں درد ہوگا۔ کیونکہ بچہ بغیر کسی سبب کے نہیں روتے۔ جبکہ بچہ چین ہو۔ تو ایک گھٹ یا دو گھٹ کے بعد ایک پیچہ چاء کا یا دو پیچہ ڈل و اڑ کے دو۔ یا شام کے وقت تھوڑے پانی میں گولنگ پود ڈرا ایک دوائی ہے

ستہ کام کرنا چاہئے۔ اور شہید دل کے بھلاؤ یا باوا داسی کے جہت مغلوب یا امر ناتھ کی محبوبیت اگنا۔ عیثہ بیقایدہ اور جہالت کی نشانی ہے۔ اکثر بچے بے وقوفی اور جہالت سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے ما باپ کہتے انہیں ملکر روتے ہیں۔ چنانچہ ذکر ہے کہ ایک امیر کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ ڈانیاں نا بچہ کا۔ اسی۔ اس نے جب بھلی میں لڑکے کا۔ دب رنگ نہ دیکھا۔ تو اس کو شہر و قرا دیا۔ اور نگہ والوں نے جو قوم سے ہندو تھے۔ بنا دلی بیعت بھات کی پابندی کے اس کو ہاتھ نہ لگایا۔ واپس لڑکے کو لے جا کر کہیں باہر دفن کر دیا۔ پیرا تمہارا کہنا کرے تو مائے کون۔ اتفاقاً دوسرے روز کوئی راہرو اس طرف سے گذرا۔ اور لڑکے کے رونے کی سازشٹی۔ جب آہستہ آہستہ اس بچہ کو کھودا۔ نوڑ کا صحیح و سلامت موجود پایا۔ اٹھا کر اس کے والدین کے گھر لایا۔ نادان دایوں کی جہالت سے اکثر ہندوستانی بچے اسی طرح ضائع ہو جاتے ہیں۔ اب اس ضروری باتوں کا ذکر ہے۔ جو بچوں کے پالنے میں کام آویں +

جب لڑکا یا لڑکی اڑوے۔ جس قدر زیادہ سووے۔ اس قدر بھلا اور عمدہ ہے۔ کیونکہ پہلے دوسرے تیسرے مہینے میں پورا تندرست ہے۔ تو جلد جلد سو جیا کر لگا۔ صرف اس وقت چاہیگا۔ جس وقت اس کو بھوک ہوگی۔ یعنی دوستی یا سستی جائیگی۔ اسی فہم جاننے کی ایسا ہونی چاہیگی۔ اگر رات کو بچہ تو نیند نہ آوے۔ تو اس کا علاج یہ ہے۔ کہ دن میں اسے جگائے رکھیں۔ بعد دودھ پلانے کے اسے فوراً نہ سلائیں۔ کیونکہ ایسے سونے سے بعض وقت مائے باؤں کا ایٹھنا اور سستی وغیرہ رہ جاتی ہے۔ اے لڑکے والی عورتو! اگر تم بچہ کو جان غمزہ جانتی ہو۔ تو اپنے پاس بچہ کو پوس یا اینیون یا کوئی مٹھی حزن دو +

انہیں کس طرح تمہارا ہاتھ چاہتا ہے۔ جبکہ تم ایسی خراب کرنے والی دوا بچہ کو دیتی ہو۔ تم یقین جانو۔ کہ اسے پیار سے بچہ کو دوائیں ملاتی ہو۔ بلکہ زہر کھلاتی ہو۔ اور غارت بلکہ موت کا سترن بلاتی ہو۔ تم ظاہر جانتی ہو کہ بچہ بیمار یا خاموش ہو گیا۔ لیکن اگر غور سے دیکھو۔ تو موت سے زیادہ کوئی خاموشی نہیں۔ اس ہمارے آریہ دت دیش میں ہزاروں بچے اس بیماری خاموش کرنے والی دواؤں سے نامراد و ناشاد چلے گئے۔ پھر تمہاری حالت اب تک خاموش نہ ہوئی۔ مجھے غالب گمان ہے کہ اگر تم کو یہ اختیار ہو کہ اس سے بچے مر جاتے ہیں۔ تو ان کو بھی زہر پٹی گھٹیوں کا استعمال نہ کرو۔ مگر یہ تمہارا اعتبار لانا سوائے تعلیم پانے کے نہیں ہو سکتا۔ جب کہ تم اپنے بچوں کو زیادہ شہانہ پذیر یہ سونے والے نشوں کے چاہو۔ تو یہ ذرا سی بات یاد کر لیا کرو۔ کہ شاید تمہارا بچہ ایسا سوئے۔ کہ پھر نہ اٹھے۔ بچوں کا مرنے کا قتل ہو تا پذیر یہ نشوں کے ہمت کچھ ہوا اور ہوتا جاتا ہے۔ بہت سے لڑکے ان نشوں سے ضائع ہوتے ہیں۔ لیکن تمہارے دلوں سے یہ خیالات ضائع نہیں ہونے۔ بہ نسبت اس کے کہ لڑکے غن آلودہ ریتہ کے مہرپہ جگہ یا بھیر فرماں ہوں۔ یا بچہ غار جانور کھا جاوے یا بھیر انہ مکت کے لہو پر لنگا کے دریا میں بلدان کرے۔ یا دھوکا غلطی میں آئی ہوئی غریب مائیں اس مصنوعی نیند کو ہمت مبارک سمجھتی ہیں۔ لیکن یہ لٹے جو علامت مغر کے خراب کرنے کے ہیں۔ اے نیک سخت عورتو! ان اینیون قطروں

تختہ کرنے کے واسطے اُن کی زریں تصویریں بنا کر ایک کو دربان ایک کو چوہے زریں
مانچے پر بٹھ کر دیہا کی عمارت ہونے پر چھ چندرہی نے راج کما دی شکتی کا کٹا کٹا
کرنے کا دیا کر کیا۔ راج انکیاں جے مال مانچہ میں لیکر گئے تھان میں کہئی۔ یعنی
ان ہمارا جوں سے جس کو پسند کرے۔ اپنا پتی دھارن کرے۔ لیکن اُس نے
جب سے پرتھوی راج کی بہادری و دلادری سن رکھی تھی۔ کسی پر اُسکی نظر
نہیں پڑتی تھی۔ اور اُس نے بھی بار بار وہ ٹھکان دیا تھا کہ سواکھ پر پرتھوی ہر جگہ
کے اور سے شادی نہ کرونگی۔ باپ کے بغض و حسد کا کچھ خیال نہ کر کے بلا خوف
سب کے سامنے پرتھوی راج کی مورتی کے گلے میں جہاں ڈال دی۔ پرتھوی راج
نے یہ سماچار سنکر دھار کیا۔ کہ کسی وسیلہ یا حیل سے اُس پیاری کو اُس نے تیا
کے گھر سے لانا چاہئے۔ ایک دن اتفاقاً سب سوار و عمدہ دار فوج کے ہمراہ
لیکھ تو ج کے راج محلوں میں گھس کر سب کے سب دیکھتے ہوئے پرتھوی راج
اُسے نکال کر روانہ ہوا۔ راستہ میں پانچ روز تک جنگ ہوتا رہا۔ راجہ کے
بہت سوار و بہادر مارے گئے۔ لیکن اُس کی بہادری میں کسی طرح کا فرق نہ
آیا۔ اور شکتی کا دہلی میں لایا۔ جب پرتھوی راج شکتی کو لیکر واپس آیا۔ تب سے
اُسے راج کا ج کی کچھ پرواہ نہ رہی۔ عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ ایک
برس کے بعد راجہ فوت ہوئے۔ اُس کے خرم دی۔ کہ ہمارا راج اہل سنانوں کی ذمہ چھوٹی
آتی ہیں۔ یہ سنکر ہمارا فی صورت حال بدل کر اپدیش کرنے لگی ہے پر تیرم اُٹھنے
اب یہ بھوک بلاس کا وقت نہیں۔ آپ کھنتری ہیں۔ ستر شستر سپن لیجئے۔
سنگرام کی تیاری کیجئے۔ کھنتریوں کے لئے اپنے پیش ویش اور ناموری کے
واسطے پران دے دینا مرگ نہیں ہے۔ پس اُٹھئے اور سستروں کا سنگار
کیجئے۔ یہ فوج شباب الدین خوری کی تھی۔ پہلے وہ تلوار کے میدان میں اسی
راجہ سے ہار کھا کر چلا گیا تھا۔ اب فوج دوبارہ سنبھال کر ہندوستان پر چڑھ آیا
اور پرتھوی راج بھی مکرانہ نہ کر تیار ہو گیا۔ لیکن افسوس تھا کہ جتنے بڑے
بڑے بہادر سردار تھے۔ سب قوت کی جنگ میں فوت ہو چکے تھے۔ سب
قتل اور قیدی راجاؤں کو جمع کر جنگ پر مستعد ہوا۔ جب پرتھوی راج اپنی
پیری رانی شکتی سے ملنے آیا۔ دونوں بولنے کی طاقت نہ رہی۔ آخر ہزار
خطبہ و مرافی سے مجاہد کو میدان میں آیا۔ اگرچہ اس جنگ میں راجپوتوں
نے بہت جہد دکھلائے۔ لیکن بسبب نا تجربہ کاری فوج کے پرتھوی راج
مار گیا۔ اور فوج کو شکست ہوئی۔ رانی شکتی ایللی میدان میں باس نہا لیں
کے گئی اور کما کما میرے راجہ کا سب دیو میں سستی ہوتی ہوں۔ اُس نے اول
بہت سمجھایا۔ لیکن جب اس کو مستعد پایا۔ تو سر راجہ کا حوالہ فرمایا۔ اُس کو
لیکر رانی شکتی سستی ہو گئی۔ پورانی دہلی کے کھنڈروں میں اب تک شکتی کے
محلوں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ شباب الدین شکتی کی دلیری و بہادری
پر بہانیت و لداہ ہو کر بہت مدت تک افسوس کرتا رہا۔ اُس کی علمی لیاقت و ذوق
جو بہر کا ذکر جس قدر شاعر کوئی چند نے اپنی ہندی کویتا میں لکھا ہے۔
سنگدوں کو بھی حورم کرتا ہے +

عاید حال ہوتی ہیں۔ اُن کا مفصل بیان کرنا طاقت قلم سے باہر ہے۔ اس جنگ پند
صر کر کے عاجز ہیں۔ جن سے بخوبی انقیام حل کا حال معلوم ہو۔ اول معمولی
وقت پر حیریں کا نہ آنا۔ دوم پنج کے وقت ہی کا شکار نہ ہونا۔ سوم کابل و حدود ہندوستان
کا آجانا اور کام کرنے کو دلی رغبت نہ پانا۔ چارم قبض ہو کر شکتی کا زیادہ آنا۔ یعنی
اور بے غالی میں رہنا۔ پنجم جہد ہر مرد کی آوار۔ غذا سے لذت نہ ہونا۔
ستتم شرف و قتل میں بھینوں کے چوگر دیکھنا سیاہ حلقہ ٹھکانا ہے۔ اور شلم بھی
چیتا حانا ہے۔ اور تیسرے عینے اُس کی ادنیٰ فی معلوم ہوتی ہے۔ اور پستان
بھی دوسرے عینے ٹھکانے لگتے ہیں۔ اور تیسرے عینے دودھ کی مانند
رطوبت نکلتی ہے۔ اور ترش اشیاء کے کھانے پر دل اکثر متوجہ رہتا ہے۔ غلیظ
مزاج عورتوں کے دل اکثر ایام محل میں مٹی کھانے یا کونا جیہ نہ پہنچتے ہیں۔ اور چھ
کتنے ہیں کہ بچہ کا دل مٹی کھانے کو چاہتا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ لکھن ایل یہ ہے کہ
عورتوں کی غفلت و اہسان کوئی خاص ایام محل میں حد اعتدال سے بڑھ جاتی ہے
اگرچہ زیادہ خوشی کھانا بھی اچھا نہیں۔ لیکن مٹی کھانا بہت ہی برا ہے۔ اور کون
چاہنا سب سے بدتر عمدہ یہ ہے۔ کہ معمولی غذا طبیعت کے موافق سواکھ کھانا
گھر کے کام و ہند سے ہن مشغول رہنا چاہئے جس وقت کسی عورت کو اپنے میں
یہ علامات معلوم ہوں تو اُس کو غالب گمان کر بھ کا کرنا چاہئے اور اُس وقت
مرد جہر ذیل احساظ کر فی چاہئے۔ اول ایسے دنوں میں غم و سخت و رنج و فکر کرنا
دوم وزنی یا کراں جیر اٹھانا۔ سوم سخت محنت کرنا۔ چارم زیادہ یا چلنا۔ پنجم سخت
بیماری عیادت نہ کرنا۔ ششم چشت الیکر اور جو دناک و بھیجا مک عورتوں و نساؤ
کو دیکھنا۔ ہفتم سستی چیز کا کھانا۔ ہستم کسی عورت کے وضع محل کے وقت جانا۔
تتم تیز چلاب کا لینا۔ دہم قصہ کھلونا۔ یا دہم شمار کے لئے زیادہ مقدار میں
کونین یا کوئی اور گرم خشک دوائی کھانا۔ دوا نہ ہم کہ کوکس کرماندھنا۔ اس بارہ
امور کا کرنا ایام محل میں منع ہے۔ اور ساتھ ہی باکل بدبھار ہنایا کام کھانے کو اکتہ
ن لگا بھی مجبور سمجھا جاتا ہے۔ اور واضح ہووے۔ کہ جن ایام میں عورتوں کو
خون چیش آتا ہے۔ اُس کا ذکر کرنا بھی اس موقع پر ضروری جانا گیا +

حیض کب ہے۔ ایک مہینہ سیاہی بال تپا رطوبت جو بالغ و ندرت و قوی
عورتوں میں دو چھٹا مک سے پانچ چھٹا مک تک ہر مہینے چھتھان سے خارج ہوتی
ہے۔ گرم ملکوں میں ۱۰-۱۲ برس کی عمر میں اور سرد ملکوں میں ۱۸-۱۹ برس میں یہ
سیاہی آنی شروع ہوتی ہے۔ جو لوگ اسکے خون سمجھتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ اگر
یہ خون ہوتا تو اسے نفوذ کرنے کے ہم جاتا۔ اور یہ منجھ نہیں ہوتا۔ اسی سے پایا جاتا
ہے کہ وہ خون نہیں ہے۔ اگر حیض نہ ہووے تو اولاد بھی نہیں ہوتی۔ کہ وہ خون
کو شروع حیض میں سکارا جایا کرتا ہے۔ اور اس کا زیادہ مدت تک آنا قوت پر
محصہ ہے۔ غایت درجہ حد اس کی ۴۵ برس کی عمر تک ہے۔ کم سے کم
۱۵ روز اور زیادہ سے ۶۰ روز میں عورت خارج ہوجاتی ہے۔ اور اگر اس
سے زیادہ روز ہوتا رہے تو مرض بھی جاتی ہے۔ ایام حیض میں سردی سے
اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ اور سترے اس کو سترے پانی میں پائل نہ بھگونا چاہئے
اور نہ ہولناک آوار مالکوں کو کا اتر دل پر پٹا چاہئے۔ ورنہ حیض کے ایک
مک مند ہو جائے۔ اندیشہ مرگ ہولناک کا ہے۔ حیض ایسا ہے جیسا کہ درختوں
میں پھول ہوتے ہیں۔ ایام محل میں دانت اکھڑنا بھی نہایت برا ہے۔ کیونکہ
اس سے اندیشہ اسفاط محل کا ہے۔ اور وقت دردرہ کے کسی ہوشیار دانی

تیسرا اوصاف
اور شکر منجھل شہر ہونا اس واسطے
دریا پر رش اطفال جنہ ضروری متعلقہ جن اکھا ستر لوگوں الابدی ہے
جو نظر کے ہونے سے ذوق سوان کو ایام محل و ہنگام ولادت میں جہد نہ کالیف

اؤں کو گئے مہراج کی تسلی کی۔ اس کے بعد چاہتے تھے کہ محل میں جا کر رانی کو دیکھ لائیں۔
مگر ان کا تانا سنا اس سے راز نہ لگا اور وہ مافیہ فیصلہ بنا لے ہوئے وہیں آگئی اور کرشن
کو دیکھتے ہی غش کا گڑبڑ پڑی۔ کہیں یہ حال دیکھ کر بہت گھبرا گئے۔ اور یہ سمجھ کر کہ
گاندھاری مری ہو گئی۔ بے اختیار روئے لپکتے کیورٹاؤں کا تانہ بنگا کر اس کے چہرہ پر چڑھا
دھڑ دھڑاتے ہوئے جہاں وہ بیہوش پڑی تھی۔ آیا اور اس کا بسوسٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا
مڑی دیر کے بعد جب اس کو ہوش آیا۔ تو کرشن نے اس کی بہت تسلی کی۔ اس عورت
کو بہن قدر رانی کا لڑکھانے مارے جانے کا غم تھا۔ کسی قدر اپنے ضعیفہ اور سست
خاطر خاندان کا بھی ٹکڑا تھا۔ مناجاات میں جس جگہ میداتِ حاکم میں عورتوں کے بیٹھنے
اور بیٹھوں اور بچائیوں اور خادموں کی لاش کو دیکھ کر رونے اور آہری رنم کے ادا
کرنے کا حال ہے وہ ایسا پُر ناخبر ہے کہ پتھر کے پتھر پر پانی ہو کر خرم ہو جاتا ہے۔
جیسا یہ مقام ہما بھارت میں اور انگریز ہے۔ شاید تمام ہما بھارت میں جو دھارمی اور دنیا
ہوئے۔

اس حکایت سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اچھے زمانہ میں دیباچہ الٹے اس بار آتا دیکھو
کتاب حسب قول اکثر گوہر گنجینہ گوں کے پات چڑھتا ہے گناہ میں گناہ کا قافہ بلکہ
لوگ نہایت بخیر و اویں سے اس طرف شاہی کرتے تھے سنت میں تندرست و شاد
نام نہاد لکھا ہے۔ اور اس داستان سے فراموشی کی سبب تھیں اور مروت
معلوم ہوتی ہے۔

نمبر ۹۔ درویدی کا حال پیرمالاں
درویدی کی داستان لکھتے ہوئے زبان ظہیر میں آبدھاری نہیں پیراجہ پچال کی
لوگ اور ستم وقت درویدی کی حسیں نامہری و باطنی سے آراستہ و دھوہر
علمی و خلقی سے پیراستہ ہو کر جن قدر توصیف ایک عیاں درویدی کی بی بی میں چاہئے اس
میں سب موجودات میں جن عالم شایہ کہ پہنچ کر اس کی انچھایا کے کہ جب سادی کی
تیار کی کا زنجیر جوئے نگاہ سن کر کہ عالم پذیرت درویدی کے اسہ ہمارا کہ کون کر
جو فدا نا کران کی کوکب بر توجہ کرتا ہے وہ تو اس سے بڑی واضح و زیبا ہے کہ درویدی
کس پایہ کی عزت نفی نہ حمل و با حیا اور خوت و عزت سے ہنر تھی جس طرح جیسا
کاسو بھر و حرم و دام سے ہزار اور درویدی کا سو تخت و اس سے کچھ سر اجام
میں نہ تھا۔ الغرض درویدی ان کے سو میر کی جبر چار و انگ آدہ ورت میں پھیلی ہوئے
ہوئے برا ظاہر و ظاہر اور ہمارا جہاد و شکار جہاد سو میر میں رونق افروز ہوئے۔ ہر وحش
انہیں در کھنڈن شکل کے شہد بیان طور سمجھا کہبت جلا و طعی آگن و نون
سنگد آرد ہیں ایک ایک۔ ہر جن کے گھر خند طور و سیکین تھے۔ سو میر
کہ خبر شکار یا زہر شکار کیا و ان اس داستان ہنر پچال میں پہنچے اور دروید سو میر و اسطے
اڈے ہنر لک کے بقیہ کثرت پر اور ان امر جن ہی آگے بڑھے شرط سو میر کی یہ تھی۔
کہ ایک سو میر کی پھلی بنا کر شکار گئی تھی اور گرد اس پھلی کے ایک جگہ نہایت ہنر
روشن کرنا تھا جن پر نظر پڑی شکل سے ٹھیک تھی تا اڈے شرط اس طرح پر تھی۔
اگر اس شخص کا تیرہ سو میر سے گزر کر پھلی کی انکھ میں لگے وہی جوان سختی بیابانے دے چکا
لے۔ خلاصہ کہ درویدی اس مکان میں جوئے جلا سے سو میر میں آموختہ ہوئی

اور جب چند آدمی ناکامیاب ہو کر میٹھ گئے۔ تو ار جن جی نے بڑھکاو اور پریشور کو یاد کر تیروکان اٹھایا۔ ایسا تاک کر نشان لگایا کہ تیر نے پکڑے گا۔ گزرتا کہ پھیلی کو اڑا باد مری نے اسی وقت مالاسے کل گوزیب لگوئے۔ ار جن فرمایا۔ یہاں تیرا جہاد و شان سے درویدی کو بیالہ اور کوئی دقت کسی طرح کا نہ بھگایا اور وہاں کیا ایسے بھنے گئے جب راجدھن تراش کو یہ حال معلوم ہوا کہ درویدی کا شوہر بھی پانڈو نے جیتا ہے تو اُس نے اُن کو ہنسپاؤڑں بلوایا۔ ہنسپاؤڑیں کچھ بھروئی آتش نفاق برکڑاؤں بھرتے لگی۔ جب عیلت قرار میں دوبارہ پانڈواں نے اپنے مالی و متاع وطن مکان کو کھل دیا اور رسوم جمالیہ میں باہر ہو کر اس مظلوم بیٹھا درویدی پر بھی داؤ لگا ناؤ خود غریبی کا دیو و اجس کے باور ہوئے سے تباہی ملک مقصور تھی جہاں کے دام میں پھنس کر تھوڑی ہی بوایا۔ ار تیر تیرت ہو کر جلا وطنی پر مستعد ہو گئے۔

حسب اشارہ درویش کو ص کے و ساسن بہا بلوں واسطے حاضری درویدی کے محفل میں گیا۔ اور اس کے دو یا پیر دھیان دیکر یا توں سے کھینٹا پھاڑا دیا براس لایا اور نہایت سخت پھرتا کھنڈنا کھنڈنا یعنی دربار میں رہ نہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اگر اُس وقت ہر پانچ برا درویشوں نے۔ لیکن نہیں معاملہ کو کس مصیبت سے جو متشر حبیب جیف شکن اور راجن جیسے یلین خاموشی کی یا لیبی پر جیلے۔ آخر چھپ سے نہرا گیا اور نہایت جوش میں اگر دھاس کے یا پھ سے اُس کو چھین لیا۔ اور ایسے جیت کھے زبان سے کہیے قرب تھا کھوئی کے مالے بہ جایئے میں۔ اور سب کھنڈوں گرد و آب فنا میں نہرے نظر آتے ہیں۔ مگر درویش کو و ساسن معاملہ دھار کے بالکل جواب یا پھ نہ گئے۔ اور ایک حرف بھی زبان سے نہ نکالا۔ آخر میں پانڈو معین درویدی کے بلائے طبع کو جو بے شط کے روانہ ہوئے۔ اور بعد گزارے ایام میں اس کے ہمراہ کوڑوں کے ٹوہتے۔ جگا۔ و حدل پہنچ کر تمام بقیہ سیر جو متصل علاقہ سرودار کے ہے مبارک عظیم واقعہ ہوا۔ اور پانڈو نقشبند پور کو رگڑا دیاجل جس عرقا بنا ہوئے۔

پھر روپیہ کا تارہ اقبال جی کا۔ اور سلطان ہسٹن لوریل رو کوئی۔ درود یہی
سے ارجن کے مان بہن بیٹا پیدا ہوا۔ درود یہی وہ تھری ہیں عید مبارک
رکھتی تھی۔ ہنگام جلاوٹی، ایسے ایسے جوہر کھلائے۔ کہ کل برصغیر سفر آنکے
دل سے کھلائے۔ آخر ششاد خورم زندگی کے روزنامہ مٹا کر پوچھا ہے۔

[illegible]

ہو اسی منگنی تاج پور کے بہار راجہ جے چندر کی بیٹی یرم سترہوی اور نور پور دہلی تھی۔ اور
اس کے ساتھ گجرات دہلی بھی ہند بڑھ کر تھی۔ ان دونوں راجپوتوں کا راجہ جے چندر
اور جوہانوں کا راجپوتی راج تھا۔ ان دونوں اقوام راجپوت جن میں تدرت سے بغض و حسد
چلا آتا تھا۔ جب یرتھوی راج نے دھرم دھام سے ایک بیگم کیا تو جے چندر کو اور
بھی اتنی حسد نے نظر لگایا۔ اُس نے اپنے دشمن کے زیادہ ناموری کی خواہش
کے راجو گیک کی تیار کی۔ نہایت عمدہ نرک و اعتدال سے گیک کا سراسر انجام دیا
لگا۔ بھارت و دشمن کے راج جو اس کے راج یرتھوی راج اور چند دوسرے سوم راجی
کے گیک شالامیں سو خوش ہو رہے تھے۔ کیونکہ ان کو اس کے بغض و حسد تھا۔ چندر
ایسے خوش گیک پر سب کام راجوں کو کرنا پڑتا ہے۔ اس واسطے جے چندر نے اسی

دینا چاہئے۔ تم کو لازم ہے کہ اپنے پاس کی یہ دولت پرانے جس درخت کے بل ٹھہرے۔
 دشمن کی خدمت اور اس کی فوج کی کثرت کا کچھ خوف دل میں نہ لائے اور خود ان کے
 سے راج چھین لو۔ جان کو کوئی خطرہ ہی ہو نہ پشیمان نہ ہو۔ اسے یہ بھی کہہ دیا جائے
 کہ اپنے سپردہا میں کوئی نہ ہتھیار باندھا۔ نہ لانا مارنا نہ مارا جا سکتا۔ جو ذاتی
 کے ساتھ رہنے سے مرنا ہو وہ چاہے تو ہے۔ یہی وقت ہے کہ تم اپنے کو پانڈو کی
 اولاد گرد گمانا۔ اور لوگوں پر اس کردار کو کتنی بہادر و شریف پیش کی جا سکتا ہے۔
 دشمنوں کے سب سے بڑے عقیدے تمہارے خلاف ان کے دل میں وہ کچھ نہ لیں جس سے جب
 جس اس بات کا مجال کرتی ہوں۔ کہ تمہاری ہی جیسی قوت وہی نہ ہو۔ پانڈو کا کہنا
 ہے کہ اس طرح گھسیٹا۔ تو سب میں نہیں اس چیز کی کہ اس کے ایک ایک مضمون ہوتی ہیں۔ اگر
 تم نے کورن سے اس چیز کی کا انتھام نہ لیا تو دنیا میں تمہارا بہت بڑا نقص ہوگا۔
 خداوند نے ہر شے میں اپنی حکمت رکھی۔ اس وقت اس کو کہہ لیتے ہو کہ وہ جو ہر شے
 اس وقت اپنے حق سے حل کیا۔ اس لیے اب اس میں تبدیلی کرنے کا ذرا غور ہے۔
 پانچا کے منہ سے یہی سیا سنا کی عورتوں کا وہ مذہب یا پڑھنا ہے کہ اب ان کے منہ
 لڑائی پر جانتے تھے۔ تو ان سے کہہ دیجیے کہ یہاں تک کہ یہاں تک کہ وہ ان کے
 اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ذہن میں آریہ قوم کی سب عورتیں ایک ہی ہی طبیعت
 رکھی تھیں۔ خداوند کے دھماکے کی لڑائی میں پانڈو فتحیاب ہوئے۔ اور کتنی بیٹے
 بیٹوں سمیت پھر راج کی مالک ہوئی اس لیے یہ مشورہ ہے کہ ان اور اقبال دیا
 کو اس کے ساتھ ساتھ نہ لے کر کے قابل ہوئے۔ جب ان کی ساری مراد
 پوری ہو جائے تو وہ دھرتی پر اس کے ساتھ ساتھ رہیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ پہلی ٹہنی اور
 کے ساتھ ساتھ ایک۔ تمام تنہا میں رہتے تھے۔ جب ان کے دل پورے ہوئے تو ان کا
 اس میں اس کے ساتھ ساتھ ایک اور کتنی ہی تہذیبی اور دھرتی پر اس کے ساتھ ساتھ
 ہو گئے +

نیتینہ
 و اول (عورت کو یک ہوا و ادب ہوا و خیر و نوری پر ناز کرنا چاہئے۔) - بکر زریورات پر۔
 (دوسری) اس کا تعلیم یافتہ ہونا چاہیے کہ وہ (مسلک صحیح) کسرا غنیمت ہے۔

رستم) سوائے نکاحی حالات کے سوا دوسری حالتیں بھی اور اسات صلا مکر ہو سکتی ہیں
(چند نام) اور اس میں بزدلی کے خیالات جو گئے سے او لا وہیں ڈرویک ٹاٹ سوسکتی

نمبر ۱۰ خال گانہ چھاری

نکار بھاری بڑی ہفت گانہ اور ایک عورت تھی۔ یہ نکار اچھانہ جگہ کی جیٹی اور راجہ
دھرتراشٹ وائی استھانہ کی رانی تھی۔ اور وہ دیکر اس کا خوندار دیکھا۔ مگر اُس نے
اُس کی عظمت و توقیر میں کبھی قصور نہیں کیا۔ گانہ چھاری سے راجہ دھرتراشٹ کے دل
دوہیے ڈر گئے وہن اور تو شائق اور ایک رانک دیکھا یہ اچھائی۔ اسکی عصمت اور
پاراسائی کا حال اسکا شہر دنیا کا تمنا آج تک نہ کبھی اس کا رنگ و ذکر کرتے ہیں۔ جب
دُریودھن کا اپنا لڑکے ساتھ جگا جگا ہوا تو صرف اسی عورت کی عظمت کی سبب
ہمارا منہ نے اس کو دُریودھن کے سمجھانے کے واسطے بلوایا تھا۔ مگر اُس
خُصیت نے جس طرح اور زرتوں کی نصیحت کو نہا۔ اس کی بات پر بھی کان نہ دھرا۔
آخر نتیجہ یہ ہوا کہ کور و کشتہ کے میدان میں دونکی راہ ال ہوئی۔ اور تمام کو تو اس
رطائی میں مار کے گئے۔ اس واقعہ کے بعد جب اُن کو دھرتراشٹ و گانہ چھاری
کے خلق اور اُنکی بیزارا کا حال معلوم ہوا۔ تو اول انہوں نے اُن کی کشتی کے لیے
کوش چھو کہ ان کے پاس بھیجا۔ جب یہ وٹاں پہنچا۔ تو اول انہوں نے رسم عزت

آفتاب تھا۔ پھر اس کے راجہ کی بیٹی سے بیاہ کرنا دو فوگے فوگے کا باعث تھا۔ راجہ بادلو کے
ہاں دورانی نہیں۔ ایک کتنی دوسری نادری۔ کتنی سے پتہ تشر۔ حکیم اور از جن میں
اور نادری سے نکلی اور تہ دیو دیو بیٹے سبھا ہوئے۔ ان یا سینوں کو تہ ہی توانہ میں
بانڈو کہتے ہیں۔ یا تہ وزر دست راجہ تھا۔ کئی برس تک اس نے ٹری شان و شکست
سے حکومت کی۔ لیکن انجام کار راج کاج چھوڑ کر وہ ہالیہ کو ملایا۔ کہانی غمزدوں
اور بچوں کے ساتھ وہاں گوتہ بنائی ہیں بسر کرے۔ اور بہادر کی سیر سے استاذان لکھنے
بب پانڈو مے اشغال کیا۔ تو کتنی یا سینوں لڑکوں کو لیکر ہستنا لور کو ان کے چچا، حوٹا
کے پاس چلی گئی۔ راجہ دختر اشٹ ٹری غا طر فاری سے پیش آیا۔ محل میں بیٹی کی
گندھاری کے پاس اسے رہنے کو جگہ دی۔ اور اس کے بچوں کو اپنے بیٹوں کی
طرح پرورش کرنے لگا۔ اور سب کو تعلیم کے لئے در دنا چاریہ کے سپرد کیا۔ اس میں
لیکھن شاہک سہیں کہ ان خیم تحوں کو در دنا چاریہ استاذ کا کل ملا تھا۔ مگر ماں کی تعلیم
بھی ان کے حق میں استاذ کی تعلیم سے کم مفید نہ ہوئی۔ جب پانڈو اوّل مرتبہ جلا وطن
ہوئے۔ تو کتنی ان کے ہمراہ جنگلوں اور سونوں میں پھرتی رہی۔ جنوں سے بھلنے کے
بعد سب کے سب ورتن ورتن یعنی الہ آباد میں پہنچے۔ یہاں ان کے دستوں نے ان
کے ماننے کی وہی تدبیر کی تھی۔ کہ وہ سب بل کر رکھ ہو جاتے۔ مگر ان کا بال کیا نہ
چھا۔ اور ہاں سے تہر آ رہے ہیں پچھتے۔ اور بچہ دل تک ایک برس کے مکان میں
چھپے رہے۔ ایک دن انہوں نے اس گھر میں آہ وزاری کا شور مٹا۔ جس اور یافت
کیا تو محاذ پر ہوا۔ کہ اس شہر کے قریب واک نام مردم خور وحشی رہتا ہے۔ اس کا نام
ہے کہ کھنر درز ایک آدمی کا کر اینا بیٹا بیٹا ہے۔ اور فوت موت اس سے ایک
آدمی اور بچہ کھانے کا اسباب اس کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ آت اس کی معمولی خوراک
اور آدمی بھیجتا ہمارا آدمی ہے۔ اس پر کتنی نے کہا کہ تم کیم مکر نہ کرو۔ کہ میں اپنے ایک
بیٹے کو صبح دوں گی۔ جو وہ اس آدم خور کو مار ڈالیں گے۔ حنا بچہ بھیجے ہیں اس کام کے
لئے متعین ہو جا۔ اور بڑے درخت کے نیچے میں جہاں وہ مردم خور آدمی کو انکر
کھاتا تھا۔ جا بیٹھا۔ جس وقت وہ مردم خور آیا۔ اور جا کر اس کا تہہ کرے۔ یہ اس
کے متحمل ہو گیا۔ اور بڑھی دیر تک دو لوگوں خست لڑائی رہی۔ آخر حکیم اس پر غالب
آبا اور اس کا کام تمام کیا۔ الغرض آ رہے سے نکلی کر پانڈو پتال کی سلطنت کیا۔ ان
طرف اس غرض سے روانہ ہوئے۔ کہ وہاں کے راجہ کی بیٹی در دپدی کے سوتیلے میں
شامل ہوں اور اپنی ماں کو اس میں رہنے کے ہاں چھوڑ گئے۔ جب در دپدی ان کے
سوتیلے میں ملے آئی۔ تو پانچوں بھائی مہد اپنی ماں کے چند روز کی ملا میں رہے۔ اس
کے بعد راجہ دو تیر ہزار شہ نے ہستنا پور میں انہاں بتلویا۔ حسب پانڈو دوسری مرتبہ
جلا وطن ہوئے تو کتنی اس وقت بہت صعیف ہو گئی تھی۔ اور جنگل جنگل سا تھا۔ پھر
کی طاقت اس میں باقی نہ رہی تھی۔ اس لئے اس کو اپنے چچا جہرور کے پاس جھوٹ
گئے۔ اس جلا وطنی کے شرابا لیزا کرنے کے بعد پانڈو نے کون کون کو دروں کے پاس
بھیجا۔ کہ صلح اور آشتی سے ان کا راجہ ان کو بل جائے۔ اور سادک فوت۔ لئے
جس کہ ان ہستنا پور میں پہنچے تو کتنی کو تہانیت جہران اور پریشان پایا۔ انہوں
نے اس کی کشتی کی اور کہا کہ تہہ تہہ سے روز صبر کر۔ پانڈو کا راجہ علق قریب ان کو مل گیا
ہے۔ اس وقت جو مقام کتنی نے ان کے ہاتھ اپنے بیٹوں کو بھیجا۔ وہ سننے کے قابل
ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر یہ درت کی عورتیں کس بلا کے دل و دماغ
رکھتی تھیں۔
دیغا مرہلا کو مایہم تھے۔ اسے بیٹو اموغ کو کبھی ہاتھ سے نہ جاتے

وہاں رہا۔ اور پھر اپنے وار اٹھانے کو روانہ ہوا۔ چلنے وقت شکنتلا کو اسکوٹھی دیکر کہا۔ کہ چند روز میں تجھ کو اپنے پاس ملاؤنگ۔ غور سے غور سے کے بعد شکنتلا کو حمل کے آثار نمودار ہوئے تو اپنے حاکم کی طرف متنبہ ہو کر روانہ ہوئی۔ مگر راستہ میں جو ایک نالاس کے اندر سے بھانے کا اتفاق ہوا تو وہ انکوٹھی اٹھ کر گڑھی۔ مگر جب اپنے حاکم کے پاس پہنچی اور اُس نے اپنی ناشانی نہ دیکھی تو اُس کی بات کو نہ مانا۔ اور جنگ میں جو قول و قرار کئے تھے سب دل سے بھلائے۔ یہاں ناظرین کو ایک بات جتنا ضرور ہے۔ ایک زمانہ میں آریہ دور میں دستور تھا کہ سردار کو ہارشی کہتے تھے اور حکومت اور سلطنت کی باگ بھی اُسی کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ پچھلے راجاؤں نے رٹے اور ملک گیری کا کام تو اپنے ہاتھ میں رکھا اور عبادت اور رہنمائی کا کام برہمنوں کے ہاں کر لیا۔ اس زمانہ میں جب برہمن چھتر یوں کے ہاتھ تنکے والے بنے تو چھتر یوں کے دل سے اُن کی قدر و منزلت جانی رہی بلکہ اُن سے رست کرنا بھی بیعتی سمجھنے لگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دشمنیت راجہ بھی اُسی زمانہ میں گذر رہی ہے اور شکنتلا کو جب اُس نے غریب برہمن کی بیٹی دیکھا تو اُس کو اپنے گھر میں رکھنا عار سمجھا۔ غرض کہ جب شکنتلا کو راجہ نے قبول نہ کیا۔ تو اُس کی ماں آنکھ اُس کو اپنے ساتھ جنگ میں لے گئی۔ یہاں پہنچ کر شکنتلا کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور بھرت اُس کا نام رکھا۔ اس لڑکے کی جرأت کا یہ حال لکھا ہے کہ وہ جنگ میں شیرینی سے نہ ڈرتا تھا۔ اور اُس کے سامنے اُس کے بچوں سے کھلا کرتا تھا۔ آخر جب وہ انچھوٹا چھتر یوں کے ہاتھ سے گڑھی تھی۔ کسی طرح راجہ کے پاس پہنچی۔ اور بھرت کی جو آخر دی و بہادری کا شہرہ بھی اُس نے سنا۔ تو واسطے نقشبند حال کے جنگ میں آیا۔ اور اُس کو دیشا مان کر شکنتلا کے ہمراہ لایا۔ اور پٹ رانی بنایا۔ چنانچہ بھرت بڑا بہادر اور جنگجو ہوا۔ اور ہندوستان کے بہت سے علاقہ اُس نے فتح کئے۔ اور اسی بھرت کے نام سے آج تک ہندوستان بھارت ورن کہلاتا ہے +

نتیجہ
دوسرا لڑکیوں کو تعلیم دیکر جو ہر علم سے آراستہ کرنا چاہئے تاکہ زور پڑھنے یا پینے کا دھندل سے دور ہو کر اپنی اخلاقی و روحی و راسخی سے سرور رہیں (دوسرا) اپنے مساوی شخص سے شادی کرنی چاہئے جو علم و اخلاق میں مساوی ہو (تیسرا) راجہ و شہنشاہ کی مانند عہد شکن نہ ہونا چاہئے۔ کہ آخر کو بچھنا پانا پڑے کیونکہ حسن اخلاق حسن اتفاق سے ہوتا ہے +

ممبر۔ کنہی کا حال
کسی زمانہ آریوں کی تاریخ میں ایسا ہی مشہور عام ہے جیسا اہل روم کی تاریخ میں کوزیلیا کا اس کوزیلیا کی بابت ذکر ہے۔ کہ اس کے دو بیٹے بیٹے جو آخر واد بہادر اور عجب وطن تھے۔ اور یہ خود نہایت نیک اور پارہ رسا تھے۔ یہ عورت میس سے ۲۰۰ برس پہلے گئی ہے +

نقل ہے کہ ایک بار ایک عورت اپنا تمام زور و زنجیر بدن کر کے اُس کے پاس آئی اور اپنا زور اُس سے دکھا کر کہنے لگی کہ تو بھی اپنا زور مجھے دکھا۔ اُس نے اپنے دو نو بیٹوں کو اُس کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور کہا کہ ان دو نو بیٹوں کے سوا میرے پاس اور گنا نہیں ہے۔ مگر مجھ کو ان کے سبب سے کمال فخر ہے۔ کنہی راجہ سور کی بیٹی تھی۔ جو پھر راجہ تھا۔ ان دو نو بیٹوں کی سلطنت بڑی سلطنت میں شہرہ ہوتی تھی۔ اُس نے یا تو جیسے راجہ کا جو چند رہی خاندان میں

کے ساتھ ایک ماہ بعد لیا اور کشتی کوام دور کے تپا ہوئے۔ بالیک نئی جو اُس وقت کے رسلوں میں نہایت دیر تھا۔ ایسی حالت میں بسبب قریب ہونے کے سبب اُن کی کشتی میں چلی گئی۔ علیٰ ہذا القیاس بارہ برس تک اس عالم نہالی میں لڑکوں کی پرورش اور رٹھی کی خدمت اور رہنمائی کی عبادت میں مصروف رہی۔ جس وقت راجہ چند رہی نے اپنے ماں ایک بڑا بیٹہ کیا۔ تو اُس وقت تک بالیک جی را مین تصدیق کر چکے تھے۔ اور کشتی کو خفا کر آئی تھی۔ اس لڑکے میں بہت سے رشی مہی اور دو نو لڑکوں کے ساتھ بالیک جی بھی آجودھیا کو آئے۔ اور لڑکوں نے کل را مین ایسی خوش آوازی سے راجہ چند رہی کو سنا۔ کہ اُس عالی شان جلسہ میں سب کو سیتا کی جدائی ناگوار گذری ہو تو مان و عمر و سہ سالاروں کو بھیج کر سیتا کو آجودھیا میں طلب کیا۔ جو مدت سے تکلیفیں اٹھاتی آتی تھیں۔ ہریت خیف اور کمزور ہو گئی تھی۔ آجودھیا میں پہنچتے ہی غش کھڑا کر گڑھی۔ ہر چند اُس کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کی گئیں۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ غور و غور دیکر بعد اُس کی جان نکل گئی۔ راجہ چند رہی کو اُس نے مرنے کا ایسا رنج ہوا کہ انہوں نے اپنے تن میں دیا ہے سر جو کہ حوالہ کیا۔ بعد راجہ چند رہی کی وفات کے چند روز نام کر کے لکھ کر راجہ گدی نشین ہوا +

سیتا کی داستان سے مطالب ذیل برآمد ہوتے ہیں :-
اول۔ یہ کہ رٹھی کی شادی دیکھ بھال کر کرنی چاہئے۔ دوم۔ جوانی کی عمر میں جبکہ پوری زوجیت کے حقوق و فرائض سے آگاہ ہو۔ سوم۔ جو امر و کے ساتھ نہ کہ بطع زور و سہر نو سال کے ہاتھ پینا۔ چہارم۔ صبر اور استقلال اور اطاعت اور فرمانبرداری سے خاوند کی مصیبتوں میں شریک ہونا۔ پنجم۔ مصیبت اور تذبذب میں بھی خاوند کی طاعت اور فرمانبرداری کو یاد سے نہ بھولنا۔ ششم۔ تعلیم یافتہ ہونا چاہئے۔ حمل کے قیام وغیرہ حالات سے آگاہی ہو۔ بلکہ ان معاملات کی جیسا کہ تیسرے اوصیاء میں ذکر ہوا کہ عورت کو تعلیم یافتہ ہونا چاہئے۔ ہفتم۔ ایک اونے چیز پر متلاں ہونا چاہئے جس سے خاوند کی جان مصیبت میں پڑ جائے۔ اور خود بھی پستی میں اٹھائے +

ممبر۔ حال شکنتلا
یہ عورت ہندوستان میں ایسی ہوئی ہے جس کے احوال سے کالیہ اس ایک مشہور شاعر نے اپنے ناٹک کوذیت دی ہے شکنتلا جی ایک رشی کو نام کی بیٹی تھی یہ رشی ہروداس کے قریب ایک چھوٹی ندی سامنے کے کنارے ایک ایکانت ستھان میں بو و باش رکھتا تھا۔ اُس کی چھوٹی بیٹی کے گرد ہروداس و سوبرا و ترشہم کے خود و پھول کے درخت تھے۔ کتا کے اولاد بھی ایک بیٹی تھی۔ اس لئے بڑے نا ز و نعمت سے بالائے اوپر جراتیں علم و اخلاق کی عورتوں کو سکھاتی چاہیں وہ سب اسے تعلیم کی تھیں۔ جانوروں کی شہل کرنی اور پودوں کو پانی دینا اُس لڑکی کا شغل تھا۔ جب وہ جوان ہوئی تو اتفاق سے ایک روبر راجہ و سیتا شکار کرتا ہوا اُدھر آ نکلا۔ کتا اُس وقت بھونچا رہی میں دھچکا۔ دستور کے موافق شکنتلا نے اُس کا استقبال کیا نظروں کا چارہ ہونا تھا کہ دونوں کام عشق کی شہر نے تمام کیا اور نگاہوں ہی میں ایک دوسرے کا رنج لیا۔ اسی وقت راجہ نے اپنا حسب و نسب بتا کر اُسے ساتھ گھر پر وادہ کر لیا۔ یہ وہ طہرین کی زمانہ ہی سے ہو جاتا ہے۔ اور کسی دم راغین کا اُس میں دخل نہیں ہے۔ اس طرح کی شادی اگلے زمانہ میں کوہ ہمال کے نزدیک ایک پہاڑی قوم گڑھوہ میں راجہ تھی۔ منو نے بھی شادی کے تقاسم میں اُس کا ذکر لکھا ہے۔ مگر اُس کو پسند نہیں کیا۔ بیاہ کے بعد راجہ دو جا رہا دن

یروالانت کرتا ہے۔ کہ پہلے زمانہ میں ہندو راساؤں کے وقت حفاظت ملک کے لئے فوج بحری بہار کہیں بھی ضروری ہو گیا تھا۔ سمند دوسری اپنے خاندان اور بیٹوں کے مارے جانے کے بعد باجائزت و مزبورہ راہیں دوسری کے اپنے دور میں ہمیشہ سے منعقد ہوئی۔ کہوکارا سمند دوسری نے تعلقہ شیر غواہی خوراں کے لئے کے لئے ملک لکھا اس کے کھائی ہمیشہ کو دے دیا تھا +

جس طرح ملک پنجاب میں جاہل عورتوں کی زندگی بیکار کاہرت رکھتی ہیں۔ اور اُس سے دلی
نتاثر رہی ہوتا ہے۔ کھاوند در دور سج جمانی و بلائے ناگمانی سے متاثر ہے۔ ساراں کو
خدا بھی تیز مروتی تو نسل مندو روی جی کے ایسے ناوٹی رت سے سری جو کہ خداوند کو غلام
سکدوش کرنے کے واسطے دستاویز دینا دیا سارے بدکاری کرشن +

ممبرہ۔ حال رانی سیتا جی کا
 حضرت اہل بول میں راجپندرجی کی رانی مسئلہ کیانی نوہ کسی عورت کو نصیب نہیں ہوئی۔
 طرح طرح کی مصیبتوں کا جھیلنا اور عجیب عجیب قسم کے تجوں کا دیکھنا مانا دن و مرتبہ کی
 عزت سن جدا و کی لظامت اور مضامیل کی خوبی سے ساری آئیں ساری میں جس کے
 سب سے ہر فریق اور ہر دم کے ہمد و اس کے ہم کو بہت سے باد کرے ہیں۔ سندھیا کی
 ایسی غلغلہ کرنے ہیں جیسے حسائی بی بی مریم کی اور سلطان بی بی قلمہ کی مسئلہ کے بایک نام
 جبکہ تھا اور مضامیل کا جس کو آجکل زہر بہت کتے ہیں۔ راجپندرا اس لڑکی کے سوا
 اس کے گھروا ملا دیتی تھی۔ اس لئے بڑی محنت اور ناز و محنت سے اسے پالا تھا جس کو پل
 میں اس عورت کا اس وقت کوئی بلیہ نہ تھا۔ اور مضامیل پر گزیرہ وصحات سمجھنے کے اسے
 اور بھی چکا رکھا تھا۔ ایک غلط آدمی کا نول ہے۔ کہ ہمارا مرد کے سوا حسن عورت
 کا کوئی مستحق نہیں ہے۔ بوجہ اس نول کے اس کے باپ بے عہد کر لیا۔ کہ کوئی آب
 سحت کماں کہ جو اس کے ہاں رکھی ہوئی تھی حلقہ چٹائیگا وہی سیتا کو پائیکل اس زمانہ میں
 ہمارا ہی بی لمانت سیتی بی بی تھی۔ تمام سردار اور ہتھیاری اسی سیتا کو انہیں لوگوں کو دینے
 بھڑکوانے کی کڑتوں میں سبقت لے جاتے تھے۔ لیکن کوئی آسمانی کمان نہ تھی اور
 نہ کوئی کرات کشتی تھی۔ بلکہ بڑی بھاری اور ایسی کڑی تھی کہ اس کا کھینا دشوار تھا۔
 ایرٹ نامی ایک مورت خیر فرماتا ہے کہ چند کے لوگ کمانوں کو پاؤں سے کھینچتے تھے۔
 اور ان کا تیر چننے ملتا ہوا تھا۔ ایسی کمان اب بھی ہٹاری قوموں میں پائی جاتی ہے
 میں راجپندرا کے پاس ایسی کمان کا ہونا عجیب سے نہیں ہے۔ جب سیتا کے
 حسن و جمال اور اس کے باپ کے دولت و اقبال کا تہہ آریہت میں بھل گیا۔ نو
 نزدیک و دور کے بہت سے راجے چند کے دربار میں آئے تھے۔ اس وقت راجپندرجی
 کی جوانی کا آغاز تھا۔ اور نہ ترانہ زہی میں انہوں نے بڑا کمال پیدا کیا ہوا تھا۔ کوئی
 راجہ راجپندرا کے سوا اسے کمان کو نہ کھینچ سکا۔ اور انہوں نے غصہ کھینچا ہی نہیں
 بلکہ دو ٹکڑے بھی کر دیے۔ ان کی پیشہ زوری دیکھ کر سیتا کے باپ نے ان سے اٹھی
 شادی کر دی اور وہ اس کو لیکر اپنی اچھو دھیا میں جاں آن کے باپ کی دار الحکومت
 تھی چلے آئے۔ یہاں رہتے ہوئے راجپندرجی کو خود ٹکڑے دن گزارے گئے۔ کہ ان کے
 بتا راجہ و ترنہ نے اپنی ایک چاہتی رانی کے سر کمان سے راجپندرا کو چوہہ برس کمان
 دیدیا اور راجپندرجی سیتا اور بچپن کو ہمراہ لیکر واپس سے روانہ ہوئے۔ ادا باد سے پہلے
 ہوئے غچر کوٹ پہاڑ پر پہنچے۔ اور کئی برس تک اسی اچھو دھیا پر آخ بچہ پڑی جو گووارا
 ندی کے منبع کے قریب ہے تمام کیا جلا وطنی کے باقی دن وہاں گزارے۔ ان کے جانے
 کے بعد راجہ و ترنہ کو اس قدر سچ و سیتا بیانی ہوئی۔ کہ وہ جانہ ہوسکا۔ اسکی وفات

کے بعد راہ پندر کے لیے گئے۔ واسطے بھرتی اُن کے پاس آیا کہ انہوں نے یہ وجہ
کہتا تھا وہ میعاد دوس جاتے سے اندر گیا۔ حال یہ کہ امجد دی سورت اور بجای
کے غوثی میں رہتے اور جنگل کے پہلی بیلاڑی سے اپنی گذشتہ وقت گزارتے تھے۔ اس عالم
مساویراں سرخاٹور نسل کے ساتھ راہ پندر کھن اور ریشیا کے ساتھ چشما آئے تھے
اور جس محبت سے انکی خبر گیری کرتے تھے۔ اُس سے بہت جوتے سے نہ دینی و ترس
سے بہت اگرس رکھتے تھے۔ رام اور کچھن اور ریشیا کو کبھی ملازمیوں نہ تھے۔ ایک
ان الفاظ ہرن کا ایک خوب صورت نکاح تھا جس پر حستہ شریاستہ دور اُس کی آفت
میں مائل ہو کر ماہینہ رہتی سے متدی ہوئی۔ کہ ہمارا ج کو زندہ مل ماسک تو اس
بس بس میں ایک لکڑی دل تسلی ہے۔ راہ پندر بھی کسی حق تعالیٰ میں نہیں دور ہیلا
زندہ بچنے کے ہمہ دیگر کی۔ لیکن جی واسطے خبر گیری کے خضر اکابر
راون میدان خالی یا کریمپا کو زبردستی سے لیکھا۔ باطل بننا صرف یہی تھا کہ
سرہوش بھی بشیرہ راون راہ پندر سی ستادی کرنا جتنی تھی۔ وہ بولے۔ کہ میں
اپنی عورت ہزار لاکھوں نہیں لاؤں گا اُس سے کہو۔ تب اس کے پاس گئے جو
وہ انکار ہی ہوا۔ لیکن سرہوش کھانا وغیرہ طور پر آکر سب کو ڈرا کرتی تھی۔ لیکن
اُس کی حرکات ناشائستہ سے تنگ ہو کر اُس کا ناک کاٹ ڈالا۔ ہر مجیدی راون
واسطے مر دکے آیا اور غیر ہاضمی میں میتا کرنے کیا۔ وہاں میں نے جا کر رہ گیا
کی راہ سے متنبہ سے حالی ڈالے۔ مگر سینا کو قیدیم کردیا۔ مگر سینا کی عصمت اور
یکہ امنی کے آگے اُس کی ایک سیتیں نہ گئی۔ سام نور کھن نے جسوان پا کر
سینا کو نگاہ میں نہ پایا۔ نہایت تیرار ہوئے۔ اور جنگل میں جب کہ حاضر ترسے گئے
آخر کو جب پتہ اُس کا مل گیا۔ تو کرناجنگ کے راہداری کے جد ای سکتیو سے مل کر
جن کو فخر سے نکالنے اور راون سے رٹائی کی تیاریاں شروع کیں۔ رٹنے سے
پیلے سنگلوں کے سینا راہ اور وزیر اعظم جنومان کو اپنی منکر راون کو سمجھا کے کہ پیجا
نکر اس لئے مانا۔ جنومان سینا کو تسلی دیکر واپس آئیا کہ وہ ام چندر جی جبراجی
منار کی کہاری بریل بانہ کر لگا کر بیٹھ گئے۔ جو معمر کر آئیاں اور حشر باں اس
موقع پر ہوئیں۔ اُس کے بیان میں مالیکا نے نہایت مفصل میں کیا ہے۔ آخر رام
اور راوان کا مقابلہ ہوا۔ اور رام نے راوان کو مار لیا۔ راوان کے ملک ہونے کے بعد
راہ پندر جی جتنا کو قید سے چھوڑا کہ پیجا پورا ہر نے سینا دین پس وطن کو پھرے
ان قبل از روانگی سینا کو شرف عصمت کے لئے آگ میں گرنا پڑا۔ اُس زمانہ میں دستور
تھا کہ جس عورت پر زندہ کا الوام دیا جاتا تھا۔ اُس کو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جتنے
کویلوں اور لوہے کے بال زہرے رنگے ٹائیوں چلنا پڑتا تھا۔ اگر عورت کو اس آزمائش
سے کچھ اندازہ نہ ہوتا تھی۔ تو وہ یگانہ بھی جاتی تھی۔ ورنہ آگ میں بل کر اپنے پیو جاری
کی سراپائی تھی۔ سبت کو آرامایش کے بعد سب اجودھیا کو واپس آئے۔ اور راہ پندر
بی سینا کے ساتھ بڑی خوشی سے زندگی بسر کرنے لگے جس قدر اپنے حسن و جمال
سے اُن کے دل کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ وہ اُس قدر اپنی فرمانبرداری اور میل جول
سے اپنی محبت کا بیج اُس کے دل میں بستے تھے۔ ان دونوں محبت کا حال جرمیک
وغیرہ شاعروں نے لکھا ہے۔ وہ فری تاغری نہیں ہے۔ بلکہ عورت اور بچی کی محبت کی
ایک مثل ہے۔ سینا کا دل اکثر لذات دنیاوی سے براشتہ رہتا تھا۔ آخر چند سال
کے بعد تنہائی کی اجازت مانگی۔ اجودھیا کے پاس جہاں ایک مسنان شکل ہے۔
حسب خواہش سینا۔ لیکن جی راں اُس کو چھوڑا آئے۔ اجودھیا کے دروازہ ہونے سے
پیلے سینا کو ایک دو ماہ کا مکمل تھا۔ لیکن ناظر بیکاری خیال نکلا اور مشکل میں

یہ حکایت ایک ایسی عالی حوصلہ عورت کی ہے جو ایک بڑے رشی کی بی بی اور اسکی بی بی بیوی کے لائق تھی اور اس بات کی نظر سے کہ آگے زمانہ میں اپنی بیوی کی بڑی خاطر منظر تھی اور بغیر ان کے صلاح و مشورہ کے کسی بڑے کام نہ کیا اور وہ ذکر کرتے تھے۔ اور عقلاً ان کی دیوی ہی بیوی در نظر نہ ہوتی تھی۔ بلکہ آخرت کا فکر بھی ہوتا تھا +

منبر ۲۰ - حال گارگی

اس مشہور عورت نے اپنے علم و فضل اور ذکا کے سبب سے بہت بڑی شہرت پائی ویدوں کے ایک ایسے سند میں اس کے اور یاگو لک کے ساتھ کا ذکر اس طرح لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ راجہ جنگ فرما کر اسے دو ماہ کے مال بڑا لیکھ بڑا۔ اور کوروا اور پچال دیش کے بڑے بڑے مشہور اور فاضل پٹھت و بان جمع ہوئے۔ راجہ نے اس خیال سے کہ وہ کچھ اس مجلس میں کون سا بہن رشا تعظیم اور علم والا ہے۔ ہزار لاکھائیں خریدوا کر اور ان کے جنگلوں پر سونے کے کھول بڑھوا کر ہر بہنوں سے کہا۔ کہ تم میں سے جو شخص شاستر میں اعلیٰ لیاقت دکھاوے یہ وہ انعام یاد ہے۔ یاگو لک کے سوا کسی اور کسی کو یہ جرات نہ ہوئی۔ کہ ان کو ہاتھ لگائے۔ البتہ ان کے کہنے سے اس کا ایک چیلہ سب کاٹھا ہانک کر اس کے گھر لے گیا۔ اس بات پر تمام بہنیں برا ہوئے۔ اور راجہ کے یہ رو بہت نے اس سے کہا کہ تم بغیر تہنوت لیاقت اور فضل اپنے کے کس طرح اس خان کے متقی ہو سکتے ہو۔ یاگو لک نے اس مجلس کے تمام فاضلوں کو ٹوٹوٹ کر کہہ دیا۔ کہ میں اپنے ہی کو لے جائیگا سخن سمجھتا ہوں جس کو کچھ دعوئے جو مجھ سے بھٹ کر لے۔ اس وقت مجلس میں جھادنی جن میں گارگی بھی تھی سباحہ کے لئے مستعد ہوئے۔ پانچ بہن تو چھوڑی دیر کے بعد ساقط ہو کر بیٹ گئے۔ اور گارگی بھی اگرچہ آخر کار مار گئی۔ مگر اس نے بڑی دیر تک ایسی فصاحت اور فصاحت سے گفتگو کی کہ اہل مجلس عیش و عشرت کرنے لگے اور مباحثہ ختم ہوا +

نتیجہ

گارگی کے مباحثہ سے اگلے ہندوؤں کے اطیوار کی نسبت کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں یہ کہ جن زمانہ میں ہندوؤں کے ہاں موتی جی بڑی دولت سمجھی جاتی تھی۔ اس وقت میں بھی جو تین بڑی لکھی ہوتی تھیں (ردھ) پیکہ اگلے وینوں میں بردہ بنتھا۔ اور عورتیں مکان کی چار دیواری کے اندر قید رہتی تھیں۔ بلکہ بیکسوں اور ساجتوں میں شریک ہوتی تھیں (ردھ) یہ کہ جس طرح اس وقت لوگ اپنی رانیوں کو خباثتوں اور کتاہوں میں حجاب کرتے تھے کہ ان میں نہ بیکسی مجلس میں کھڑے ہو کر سنائے ہیں اس زمانہ میں یہ دستور تھا۔ اس دنوں میں جو بان کسی کو لوگوں کے دنوں میں بی بی جانی ہوتی تھی۔ وہ مباحثہ کی رنگین میں پس کرنا تھا۔ اور ایسی انہیں کسی گیلیا کے موقع پر نہ ہوتی تھی۔ ان اکھنوں میں انہیں اپنے کرتب دکھانے تھے۔ اور انہیں بھانسن سے اپنی لیاقت کی داد پاتے تھے۔ اسی کے قریب قریب لڑناں میں بھی دستور تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اس ملک کے مشہور و معروف مہاتما ہترو ورویش نے ازیمپا کے اکھاڑے میں اپنی نازنین بڑھی تھیں۔ برہمنوں میں اب بھی وہ ہے کہ جو پٹھت اور پٹھونوں راہ فیصل ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ کسی مذہب و مرق پر اپنا کلمہ لکھ کر دیکھنا اور سب سے زیادہ دان لے جاتا ہے۔

منبر ۲۱ - حال تارہ رانی

یہ ایک نازنین بیوی تھی۔ یہ ملک تامل کے تاج کی بی بی تھی اور کرناٹک

میں تھان ملی پور کے راجہ بالی سے اس کی شادی ہوئی تھی اور اس کے شش و لیاقت علمی اور خوبیوں کی تعریف اس قدر ہے کہ جس قدر ایک فہم مند دارا فی عالمہ میں چاہئے چنانچہ منسل حال اس کا رام این میں درج ہے۔ راجہ بالی اور راجہ رام چندر جی کی لڑائی کا حال جو راجہ میں لکھا ہے۔ اس سے یہ صاف پایا جاتا ہے۔ کہ راجہ بالی کے گھڑ سوار کے سوا کسی دوسری سہا پتا ہوئی کوئی نہ تھی۔ جب راجہ بالی اس لڑائی میں مارا گیا تو تارہ رانی اسکی سہیلیوں کے ساتھ اس کی لاش برآ کر اور ایسے درود و عزم کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ کہ دیکھنے والوں کو اس پر ہلکا تھا۔ اس نے جو جب قتل و حرم شاستر کے اس کی لاش کو جلا دیا۔ بالی کی وفات کے بعد رام چندر جی نے ایسے وعدہ کے موافق اس کے بھائی سنگھ کو راجہ بنایا اور سنگھ نے اپنے فطرتیہ بھائی کا تخت ہی نہ پایا بلکہ موافق اس دستور کے جواب بھی اڑٹ لیسہ میں جاری ہے۔ موجب ہر ایت سام چندر جی کے ملا سے مکرر سادی کرتے آئے اپنی رانی بنایا +

منبر ۲۲ - حال مندووری

یہ عورت بھی ملک تامل کے تاج کی بی بی تھی اور اسکا مہا لککے راجہ راوون سے ہوا تھا بلکہ ملک آریہ ورت کی دکن کی طرف مندر کا ایک ٹاپ ہے اور اسی کو سرانند بھی کہتے سواے جن اور حال کا ہری کے ہنس سی لیاقتیں اور غریبان اس میں یانی عجائی تھیں۔ جن کا ہونا عاقل اور شہید آدمی اپنی بیویوں میں بدل چاہتے ہیں۔ یہ جو لکھا ہے۔ کہ راوون کے گھر کئی ہزار رانیاں تھیں۔ یہ اگلے سناخروں کی شہرت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس ملک کے کینشروں کا قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی راجہ کی بڑائی اور مہاں شروع کرتے ہیں۔ تو پہلے اس کی رانوں کی کثرت بیان کرتے ہیں۔ کہ اگر مان لیا جائے کہ راوون کی بہت سی عورتیں تھیں۔ تو بھی اس میں کلام نہیں کہ مندووری سب میں بیڑائی تھی۔ اور اس کے لہن سے راوون کے ہاں کئی بہادر بیٹے پیدا ہوئے۔ جب راوون نے سینکا کو جبر اور دغا سے لے جا کر سوکھ بن میں قید کیا تھا۔ تو مندووری نے کئی بار اس کی رانی کی شفاعت کی تھی۔ مگر راوون نے ایک نہ سنی۔ عورت کو عورت پر اکثر رحم آ جاتا ہے۔ اور اس رحم کا آ جانا داخل آدمیت ہے یہ شرط ہے کہ مندوور کھیل جو کئی صدیوں سے چلا آتا ہے۔ اور دونا بھیر میں اس کا اکثر رواج ہے۔ یہ بھی مندووری ہی کی عقل و خدا واد کا عرو ہے۔ اس کھیل کے نکلنے کا سبب یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ راوون کو جنگ اور خرمی کا بہت شوق تھا۔ اس لئے مندووری نے اپنی طبیعت سے شرط بچ کھیل نکالا۔ مطلب یہ تھا کہ خداوند اس کا اس کھیل میں شرط بچ کے ٹوروں کی لڑائی سے اپنا دل پہلا کر طبعی حد کو نبھا کر سے۔ بشرط بچ کی اہمیت کا دعوئے بہت سی قومیں کرتی ہیں۔ مگر سروریم جو اس کا موجود ہندوؤں کو ملاتے ہیں۔ اندہ ہندو اس کو مندووری سے منسوب سمجھتے ہیں۔ ہنس منکر میں اس کھیل کو حیرت انگیز کہتے ہیں اور منظر اس نقطہ سے عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے۔ جیسے اسکی وہ تمہ بیان کرتے ہیں کہ سحریت میں شہر و جن کو کہتے ہیں اور شہروں اسکی جمع ہے۔ جب اس کے شہر لڑی لڑا جاتے آتے۔ تو اس کے مونی و منوں پر متج پائے دے ہو گئے۔ چتر باندہ۔ فوج کے چار حصوں رتھے۔ آتھی۔ سوک پادو کر کہتے ہیں۔ ہنر اس کھیل کے ہو ہر ہے ان چار ناموں سے موسوم تھے۔ چیرے رتھی کی چکر کشی مقرر ہوئی۔ چنانچہ مندوؤں نے ان طرح کو کا کہتے ہیں۔ سروریم جو شہر صاحب لکھتے ہیں کہ چھوڑوں اور لڑائی یہ دونوں کے ساتھ شرح کا ہنر ہے۔ ہنر اسکا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اصل ہنر ہے۔ کہ کشتوں کے ساتھ اس بکری ویت مزاد سے اور تھوں سے کشتیوں کا ہنر اس بات

بعض نادان مارت تعلیم نشان فرماتے ہیں کہ ہم کو کچھ زیادہ فائدہ یا بہبودی قوم عورتوں کے پڑھانے میں نظر نہیں آتی۔ ان سو دوسروں کے واسطے بھی مسلمانان کافی ہے۔ کہ اگر عورتوں کو قابل رکھنا ہی نہ ہو رہے۔ اور تعلیمی مآخذ بانی ہندو قوم نظر رہے۔ ایک اسکول میں سرور ڈالنا اور دوسری میں سفید پٹا شایاں نشان عقلمندان نہیں بنا۔ اگر درخانہ کس مت یک حرف بس است۔

دوسرا ادھیا

دو دان عورتوں کے حالات میں

ما جو دیکھتے ہیں زمانہ کے حالات نگہ بند کرنے کی طرف مڑتے آریہ لوگ اپنا رتبہ۔ گمان کی مشورہ عورتوں کے نام پر پکے کسی ملک کی مشورہ عورتوں کے نام سے کم نہیں ہے۔ میترہی۔ کنگی۔ تانا۔ ستندوری۔ تیتا۔ تی۔ ورتہ پی کاندہ آری شکتا۔ ملے لہا عباس ان کے سواے ادبست سی عورتیں ایسی ہیں۔ جن کے نام یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ حد امتیاز کج اور جھوٹ کے ہر ایک کے حالات دست ہیں۔

نہرا حال میترہی

ہر عورت یا گوگ رکشی کے ساتھ بیابی ہوتی تھی۔ عورتوں کی ایک انہند میں اس کا حال یوں دکھایا ہے کہ جب اُس نے ڈب جھوٹ نکھار دیا تو اول اپنی بی بی صلاح پر بھی اور کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں غیر جھوٹے کا اسادہ رکھتے ہوگی۔ اور جب قدر میرا مال واسا ہے وہ تم اور میری دوسری بی بی کا تانی آپس میں تقسیم کرلو۔ میترہی نے کہا کہ اگر ساری زمین اور اُس کی دولت میرے تقسیم آجائے تو کیا میں امیر ہو سکتی ہوں۔ خاندان نے کہا کہ دولت سے زندہ کی کتہا ہر سو سکتی ہے مگر وہ حیات ابدی کا ذریعہ نہیں۔ میترہی نے کہا کہ ایسی دولت مجھے نہیں چاہیے مجھے وہ راستہ بتاؤ جس سے ہمیشہ کی زندگی اور عمر جاوادی حاصل ہو۔ یا گوگ۔ عورت کا یہ استغنا و بیکہ کرنا استعجب ہوا۔ اور اُس کو سامنے بٹھانے کے نجات کا راستہ اس طرح بتانے لگا کہ انسان ہمیشہ کی زندگی اُس وقت حاصل ہو سکتی ہے جس وقت سب چیزوں سے اپنا دل بٹا کر یا تمام ادنیٰ کا دھیان دھوے۔ خوشی اور رنج کو کچھ انسان پر گزرتا ہے۔ سب روئے کے علاوہ ہے۔ اُس نے چیزوں کو ذی روح ہی کا دھیان کرنا چاہئے کہ جس کا ایک نے سب چیزیں پیدا کی ہیں۔ انجام کو سب کا خاتمہ اُس کی عبادت پر ہے اور نجات اُسی کو ہوگی۔ جو پرانا مذہب ایک جانے اور نئے۔ اپنے انتر پر ماننا کا دھیان کرے۔ ہر ہم کی معرفت اور گیان کے واسطے رہہ دیا وید چل کیا ہے۔ کہ بعد اسی طرح کے تپیش کے وہ رشی ہر عورت کے بن کو واسطے عبادت کے بالالیا۔ اور دو ایسے مہا رشی ہر عورت کو اُس وقت رشیوں میں اپنا نظریہ نہیں رکھتے تھے۔ اس دھندلے عصر نے نئی دھندلے پکھنڈی ہندوؤں سے نہا کر کے ان کو پکھنڈے سے بچنے کی نہایت کی اور ہزاروں کو راہ راست ہلائے۔ ایک خود پید توں کا ماسٹر ارجن جگ کے حضور میں ہوا تھا اور وہاں میترہی جی مردانہ ہا سے اُن کے ہر ادبہا کر رہی تھی۔ بلا یک یا گوگ جی آئے۔ میترہی اُن کو دیکھ کر خاموش ہو گئی۔ راجہ جگ نے پوچھ کر دیکھتے مردوں کے سامنے خاموش نہ ہوئی۔ لیکن اُنہوں نے ایک رشی کے آئے سے تیری زبان بند ہو گئی۔ میترہی نے کہا کہ اے راجہ جگ اہم عورت کے مرد ہیں۔ تو اول تیرے پندت واجک اہمادہ رستی میں نامرد ہیں۔

اُس کو اگلے زمانہ کے قصے اور اشعار سامنے تو ضرور ہے کہ ہر دوسرے موخت کو۔ منجھکے سے سینا نے جبر۔ امجد رشی کو سو پوچھیں پسند کیا۔ اور گنگے میں پھولوں کی مالا ڈالی نوصاف ظاہر ہے کہ سات آٹھ برس کی نہ تھی۔ درود پر کج جب ارجن نے سو پوچھ میں جیتا اور مالائے گل نہ بگاڑی۔ تو دونوں کی خوب صورتی اور حوالی بہا ہر تھی تو کئی نے جب کرشن جی کو اشتیاق نامہ کے درلود سے اپنا حال بتلایا تھا۔ اور سستیال کے وصال سے گریزاں تھی۔ سوئی واضح ہے۔ کہ دونوں ہانے تھے۔ ریشی کے پاپ نے جب اُس کے سو پوچھ کا ارادہ کیا تھا۔ تو وہ جواں تھی۔ بچکانے جب اپنے پاپ پر وادہ کی خواہش ظاہر کی تھی۔ تو وہ عالم کتاب میں تھی۔ آریوں میں کئی بیباں کر کے کا بھی اگلے زمانہ میں رواج نہ تھا۔ خاوند اور بی کی کو اُس مات کی سخت تاکید تھی۔ کہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کو نہی اور غر کے ساتھ محبت نہ کریں۔ اور نہ نگاہ ڈالیں بعض عورتوں میں جو خاندان کو دوسری شادی کرنے کی اجازت ہے وہ انہیں عورتوں میں ہے۔ جو اپنے امر جموری کے مخصوص ہیں۔ مقدس یہاں اور قدیم سمرتوں میں بیوگان کے واسطے بھی مکر شادی کی اجازت ہے۔ منوی کے دھرم شاستر میں بھی یہ کو مکر شادی کرنے کی قطعی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ دوسری میں سستی ہو گیا کام و نشان نہیں اور نہ پالہن کے وادہ کا نام و گمان اُس کو یہ ہر حال پر تھا۔ کہ آئینہ لوگ۔ بی بی بیع رسومات میں مقبہ ہو گیا ہو گئے۔ اس امر کا نتیجہ کرنا مشکل ہے۔ کہ اس وحشا خیال و حالت حصول رسم کا آغاز کب اور کیا کر رہی ہیں بات میں سبک پہلی تو آریہ رشیوں کی سے وہ لکھا ہے کہ ہر راجہ لکھا کہ اگلے میں جاری تھی اور ایک تو رنج بھی اس قسم کی واردات کا ذکر رکھتا ہے۔ جس کو درود ایک سو چھیاسی برس پہلے کے ہیں جو بیہیہ کی طرح میں ہوئی تھی۔ یہ صنف جس کا نام ڈاؤڈاؤس ہے۔ اس رسم کے رواج پانے کا سبب یہ کہ خندہ عالی خیال کرتا ہے۔ جس میں اپنے اسی تمام عمر بسر کرنی پڑتی ہے۔ ایک ہاتھ کا واک ہے۔ کہ سستی کی رسم انسان کے مکروہ خیالات سے پیدا ہوتی۔ خود غرضی سے اُس کا نشو و نما اور چھوٹ سے اس کا فریغ اور بے رحمی برائے کا خاندان ہوا۔ جہاں جس سے البے مکروہ خیالات پیدا ہوئے۔ جب تک کہ عورتوں سے بالکل دور نہ کی جائے۔ تب تک تا ممکن ہے کہ ہندوستانی بچے مذہب کھلا سکیں۔ و دیادہ گوہر ہے بہا اور ہم وہ لطیف ہوتا ہے۔ جس کے لینے اور کھانے کو ہر ہی نوع انسان غصہ و عتاب ہے سوکھ و دل و دیا انسان جہاں وطن کے براہ ہے۔ سکی اور ہدی کی پوری تیر سے آگاہ نہیں۔ اگرچہ روزانہ تجربہ سے کچھ کچھ کر سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ کرنا اُس کا بہت دشمنی کے نہ کرنے کے مساوی ہو رہا ہے۔ اگلے زمانہ کی ساری ناؤ بیکس یا انہماک اہروں ہی کے نام سے نامزد ہیں۔ عورتیں بچاوی علم سے غارت ہیں اُس بات سے بے غصیب ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوستان کی بہت سی عورتیں اپنی گڑا ہیں۔ یونانیوں کی ساری تانچ میں پانچ چھ مشہور عورتوں سے زیادہ کا ذکر نہیں ہے۔ اہل روم کی کتابوں میں جن کا عروج پندرہ سو برس تک رہا۔ صرف پانچ ہی عورتوں کا ذکر آیا ہے۔ فرانس میں دین عورتوں کا ذکر نہان دتہ خلاص ہے۔ برٹش کی عورتوں کے نام انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔ آریہ قوم کی بی بی تواریخوں کے ملاحظہ سے علاوہ مردوں کی لیاقت ملی کے بہت سی بچھ عورتوں کے حالات درج ہیں جو کہ حصول و دیا سے جہالت کے کلک کا ٹیک کا مشا کرکالیت ظاہر ہے یا انہی میں آریہ ہوش اور انہیں مذہب مادوں کے نسک سے خندہ سیدیا نہ تھی آریہ پید اہو کر ملک کو علم و حکمت کی کان بناتے اور یونان وغیرہ کو خوشہ چیں کر لیا

ہیں۔ کہ منوجی کی اس واک کا کہ عورتوں کے نام پر بندیدہ اور مرغوب استیج اور دل کے بچانے والے رکھنے چاہئے۔ کہ مطلب ہے +

چونکہ ستریلوں کی خوب صورتی اور زکات بعد نام ایک اور بہار ہے اس آریہ دھرم کا منوجی کا یہ منقول اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ وہ عورتوں پر بنا ہر ماں ہمیں ہے۔ بلکہ صرف غلط فہم کرنے والا تصور ہے۔ ورنہ ایسے بزرگ سے یہ انصافی صداقت سے دور ہے۔ منوجی نے جس قدر تعلیم کنواں اور اس ادب عورتوں کے واسطے بدامین کی ہیں۔ وہ بالکل اس کو عورتوں کا یو را دور خواہ ثابت کر رہے ہیں۔ جو ادب اور لحاظ منوجی نے والدین اور پوڑھوں اور فاضلوں اور نیک حیل اور مالداروں اور پوڑھوں میں قائم کر رکھا ہے۔ وہی اس عورتوں کے واسطے بھی مرقوم ہے۔ ایک جگہ منوجی نے فرمایا ہے۔ کہ جس گھر میں عورت کا دل کی مرضی پر اور خاوند عورت کی مرضی پر اور عورت خاوند کی صلاح اور خاوند عورت کی صلاح کا رہے وہ گھر ہمیشہ آباد اور بابرک رہے جتنا بخیر دلتے ہیں۔ کہ کھیت زمینیں سے کوئی کارٹی یا توڑے برس کا پوڑھیا یا ہمار۔ یا پوڑھ دار۔ یا عورت بابرہن باراجہ یا دوٹھا آٹا ہو تو نہت کرگزار ہو جا چاہئے۔

اگے نام میں آریہ رشتہ کی عورتیں ہر جگہ آ جا سکتی تھیں۔ اور ان کی حفاظت کے واسطے ان کی شرم اور ان کے ہونٹوں کا یا اس ادب کا کافی ہونا تھا۔ چنانچہ دوسرا شاستروں میں درج ہے کہ جو باب پندرہ برسوں سے پہلے امی دختر کی شادی کر دے۔ باوجود دولت مقررہ راجہ ستری کے یا اس نہ جاوے۔ یا جو بیٹا اپنے باپ کی وفات کے بعد بی مال کی حفاظت اور خدمت راجہ پر پیش نہ کرے وہ بیٹا کار کے لائق ہے۔ اور بیٹی کے عوض روپیہ لینے کی بھی حمت ممانعت ہے۔ منوجی فرماتے ہیں۔ کہ جو بیٹی اپنے داماد سے ایک کوڑی بھی بطع بیچ کے لیتا ہے۔ گویا وہ بیٹی کو بیچتا ہے۔ جملہ موراثہ خانگی و مذہبی اس خاوند اور بی بی یعنی بھرتا اور ستری کو دل و دیکھان رہنا چاہئے۔ یہ سچ ہے کہ عورت کو صرف اپنے مکان پر بیٹھ کر رہنا اور بچھن کرنا۔ اور خاوند کی خدمت کرنے میں مستعد رہنا۔ اور اولاد کی پرورش اور ان کا تعلیم و تدارقش ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ بچہ کر دو اور دن۔ دھرم سالوں وغیرہ منبذوں میں نہیں جانا چاہئے۔ اور نہ دامن میں چنی ڈال کر ہست دانا کے ذریعہ گدھے کی پوجا کرنی چاہئے۔ دل ہلانے کی باتیں نہ کرنا۔ رشتہ کار سے مصلحت و عجز و مہاج ہیں۔ جن میں کسی طرح کا گناہ نہیں۔ ایسی باتوں میں خاوند کو مایوسی اپنی بی بی سے نہیں نہ کرنا چاہئے۔ منوجی شاستروں میں بھی لکھا ہے۔ کہ اگر جو عورت کو از نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے اس کو چاہئے۔ کہ سوئی کو امور خانگی۔ انتظام اور آمد و خرچ کے اتمام اور ان دہنیاں میں مصروف رکھے۔ منوجی کے چننوں جو درج ہیں۔ وہ اس امر کے شاہد حال ہیں۔ کہ اگے زمانہ میں بند و دل کے اور عورتوں کا بڑا ایاس اور لحاظ تھا اور اگر مایوسی ہوئی عورتوں کے باپ اور بھائی اور اور اپنا بھلا چاہیں۔ تو ان کی زینت و عزت و ممانعت کا خیال رکھیں اور بھائی جہاں عورتوں کی توقیر ہوتی ہے وہاں سامان خوشنودی ہستار ہتے ہیں۔ اور جہاں ان کی بے عزتی ہوتی ہے وہاں سامان ہمواب کے کام لگا رکھ جاتے ہیں (نمبر ۱) جو شخص اپنی رشتہ دار عورتوں کو تکلیف دینا رکھتا ہے۔ اس کا سارا خاندان اس طرح خاہ مو حاشا ہے۔ لیکن جس گھر میں عورتیں ناغوش نہیں رہیں وہ خاندان ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے (نمبر ۲) لیس جو لوگ دولت کے خدائے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ اپنی عورتوں

کو خشنو سے خوراک و پوشاک اور زیور سے خوش رکھیں۔ لیکن عورت کو بھی چاہئے کہ خاوند کو اس معاملہ میں شگب کر کے قصد ارادہ نہ کر دے۔ اور جیسی جا و دیکھے دیتے پاؤں بھیلادے۔ یقیناً اگر سوئی کی پوشاک اچھی نہ ہوگی تو خاوند کا دل اس سے خوش نہ ہوگا۔ اور جب دل ہی خوش نہ ہوگا۔ تو اولاد کیا ہوگی۔ ان احوال سے ناگاہ ہے۔ کہ ایسی دولت اور سیاہ بختی کی حالت میں ہر سوئی کی عورت کو لوگ سمجھتے ہیں۔ ایسا ان کا حال نہیں ہے۔ جہاں باپ اپنی بیٹی کو بہانیت عزیز سمجھتا ہو۔ اور اس کا پندیدہ نام رکھے کی اس کو ناکید ہو۔ اور اس کی تعلیم دینے کی اس کے واسطے اور روئے دھرم سناسترا خاص اجازت ہو جہاں عورت کو ساتھ بہت احادیث سے لکھتا اور بڑھاپے اور دولت مادہ فضل کے برابر اس کی توقیر کرنے کا حکم ہو۔ جہاں بغیر طبع زر کے اچھے خاوند کے ساتھ اس کی شادی کرنی پڑتی ہو اور مہاج سہاؤں میں اس پر کچھ نقدی نہ کی جائے۔ جہاں یہ بات نہ ہو کہ خاوند سوئی کو اپنا جزو بدن سمجھے اور سمیت اس کو زیور اور خوراک و پوشاک سے جتنے الوسع حق رکھے اور آمد و خرچ کے مدد و ست اور گھر کے انتظام میں اسے مصروف رکھ کر عزت کے ساتھ پیش آوے۔ اور اس پر اعتبار کر کے کاروبار میں اس سے مشورہ لے۔ جہاں یہ بات ہو کہ عورت کا مال خاوند کے مال سے الگ کرنا چاہئے اور کسی رسم دار کو اس پر تصرف۔ پہنچے وہاں عورت کی عزت ایسی ہی سمجھی جائے جیسے اگلے زمانہ میں دولت جہالت آریہ رشتہ کے روماء اور یونان کی شالیتہ عورتوں میں تھی۔ آج کل ہر سرب یافتہ عورتوں میں ہوتی ہے۔ جو یا اس اور لحاظ ہونے لگے ہاں عورتوں کا ہونا ہے۔ وہ کسی راجپوت سے پوچھنا چاہئے۔ راجپوت کے سردار عورت اور نوا اور پوڑھوں سے عجز پر اور زیادہ دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ جہی عزت عورتوں کی راجپوتوں میں ہے۔ انہی ایشیا کی کسی قوم میں نہیں راجپوت کو اپنی عورت سے ایسی وقعت ہوتی ہے کہ وہ اس کی محبت کی ایک نظر کو یادداشت سے بہتر سمجھتا ہے۔ بند کی عورتوں کی پہلی اور حال کی حالت میں ایک بڑا فرق ہے۔ جس کو لوگ خیال نہیں کرتے۔ لیکن میں عورت کی شادی نہ کرنا کئی عورتیں کرنا۔ یہ وہ کا دوسرا دواہ نہ کرنا۔ سی ہونا۔ عورت کا جاہل رکھنا اور اس کو گھر سے باہر نہ نکلنے دینا اور سادھوؤں اور پوجاریوں اور بھائیوں کی خدمت کی بد امت کرنا۔ بہ ساری باتیں ہیں کہ پہلے زمانہ میں ان میں سے ایک بھی نہ تھی۔ بہت سی مختلف عورتوں کے احوال سے جن کا بیان آگے آچکا۔ ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ کی عورتیں بہت سی بڑھی لکھی گذری ہیں۔ اس دور میں لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد میں برس تک شادی کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اس کے بعد اپنا خاوند پسند کرتی تھی۔ اس زمانہ میں عورتوں کو یہ بھی اجازت تھی کہ اپنے خواست نگاروں کی سماعت سے جس کو چاہیں پسند کر لیں۔ چنانچہ رامان میں سیسا کا سو بھر۔ رہا بھارت میں دیو دی کا سو بھر۔ رگھو نرس کا کبدا میں میں اندوتی کا سو بھر۔ اترین نامی ایک پو اس کا سو بھر اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ قدیم آریہ لوگ اپنی بیٹیاں ان لوگوں کو دیتے تھے کہ جو زور اور وقت کی آزمائش میں وہ بے اثر تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم عمر کی شادی کا بدو اس اٹھ نام ملکوں میں ہے۔ جہاں لڑکیاں جلد بالغ ہوجاتی ہیں۔ مگر نہ ایسا جہاں کہ پند و سال میں ہے۔ کہ اچھی لڑکیاں کھیلنا بھی نہیں چھوڑتی۔ کہ اسکی شادی ہوجاتی ہے۔ لہذا یہ کہ حق لڑکیوں کے لیے خاوندوں کو آپ پسند کرنا۔ وہ حد بلوغت کا پہنچ گئی ہوگی۔ جس دیو دی نے کچھ کے آگے چند شلوک پڑھے۔ اور کچھ

ہلی۔ اور ایک کرداروں کو جزائی۔ ملک میں امن قائم ہوا۔ ندرجی گوکل کو
تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اور فاضل پنڈت سندھین جی سے دونوں
بھائی مختلف علوم کی تعلیم پاتے رہے۔ اور کئی سال تک تعلیم پاکر مشہرہ
آفاق ہوئے۔ جو کامیابی شری کرشن جی و بلند یو جی کو کنس کے مقابلہ اور
پہلوانان جری سے جنگ کرنے میں ہوئی۔ اس سے بعض لوگوں کا یہ خیال
ہے کہ یہ ان کے کرامات کے کیسے ہو سکی ہے۔ اس لئے ہم ان کی خدمت
میں عرض کرنے ہیں۔ کہ وہ ہر بانی کو کے رستم۔ ترور۔ شہر باب۔ قریہ
استقد بار۔ ستام ورتیمان کے واقعات کو پڑھیں۔ شاہ پونا پارٹ کی کتابیں
دیکھیں۔ مسکندر اعظم کی کامیابی کا مطالعہ کریں۔ تب ہرگز ایسا باطل خیال
ان کے دل میں نہ آوے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ وہ بڑے نامی گرامی
و شہسوار ہیں جو دیکھے۔ دودھ مکھن جو سب سے عمدہ اور مقوی غذا ہے وہ
انہوں نے افراط سے کھایا۔ اور مردانہ ورزشیں کیں۔ شب و روز سوئے
کھیل کود کے جو بہم چرہ کے واسطے لاری ہے۔ ان کا کوئی کام نہ تھا۔ ۸۸
برس تک انہوں نے پورا برہم چریہ کیا۔ اور سوائے تعلیم دھرم اور سیر
آزادی کے فضولیات سے قطعی متفرق و مجتنب رہے۔ یہی سب سے اعلیٰ
کارن ان کی ست ہنروری اور سہادری کا ہے۔ ۲۴-۲۵ برس کی اوستھا
میں وہ متعراپہنچے۔ اور اس کے بعد گدھ کے راجہ جراسندھ سے اٹھا
مرتبہ جنگ ہوا۔ جس میں کہ کسی حالت میں بھی ۲۲ سال سے کم نہیں گزریے
ہوئے۔ آپ نند سے معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم باب اول میں ثابت
کر چکے ہیں۔ کہ وہ یورے برہم جاری رہے۔ پس ضرور ۳۸ برس
تک انہوں نے برہم چریہ کیا +

حصہ اول

شری کرشن جی کا جیون چتر سماپت ہوا

نیز از مند

لیکھ رام آریہ مسافر

ستری شکشا

تعلیم النساء

مہید

شمر

منکار کرتا ہوں جگدش کو خراکار دامانہاں ایش کو
یہود تھیا بانوں سے چت کہوٹا کہیں ستری شکشا کی لیکھ سنا

دلی کی لوش اور کانگڑہ کی تباہی اور فوج کا حال پڑھ کر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آؤ
ورن عموماً اور تھرا خصوصاً اس وقت کس عروج پر ہوگی۔ سری کرشن جی نے
بڑے شوق سے منہرا کو دیکھا اور تمام بازار میں سیر کرتے ہوئے سنہری
قلعہ راج کنس کے دروازہ پر پہنچے۔ گرداگرد اس قلعہ کے ایک گہری
خندق تھی۔ جب اس سے پار ہوئے۔ اول ایک بڑور کمان راستہ میں
ان کو دی گئی۔ جس پر بہت لوگ زور کرتے تھے۔ مگر توڑ نہیں سکتے تھے شری
کرشن جی نے جو نہایت بڑور اور طاقتور جوان تھے۔ اس کمان کو توڑا اور
سب پہلوانوں کو شرمندہ کیا۔ راج کنس نے جب کمان کا حال سنا تو فوراً ملا
ہوا۔ پھر کنس نے سل۔ و تسل۔ جاٹور۔ مشک دیار نامی پہلوانوں کو شتی
کے واسطے بھیجے جس احاطہ کے اندر یہ پہلوان کشتی کے لئے موجود تھے۔ اس
کے دروازہ پر ایک مست ہاتھی بھی ان کے مقابلہ کو چھوڑ رکھا تھا۔ ان
سہادوں نے مثل سام و نریان اس کا بھی کام تمام کیا۔ اور اس کے خوبصورت
دانت اکھاڑ کر آگے چلے۔ جب پہلوانوں کے اکھاڑے میں پہنچے۔ تو ان میں سے
دونامی گرامی یورے مشک دیا توڑان دونوں کے مقابل ہوئے۔ شری کرشن جی
سے چاندو کی کشتی ہوئی۔ اور بلند یو جی سے مشک مقابل ہوا۔ آخر کار دونوں
دونوں مارا اور اکھاڑے میں بھیجا پڑا۔ سل اور تسل نے جب بحال اپنی
آنکھوں سے دیکھا۔ موت کے مقابلہ سے بھاگے بقول شاعر

اکھاڑا چھوڑ کے بدن بھاگے دلیر و درویشی گیر بھاگے
رہے اسکا فقط دونوں پر اند نہ آیا سامنے کوئی دلاور

بعد ازاں راج کنس نے دیکھا کہ اب ان سے مقابلہ کرنا لا کوئی نہیں رہا۔ خود
نیشیر لیکھاٹھا۔ مگر کچھ نہ کر سکا۔ ان کا رعب اسپر غالب ہو گیا۔ وہ لڑکھڑاکر
گر پڑا۔ شری کرشن جی نے اس کی تلوار چھین لی۔ اور اس کی چھاتی پر چڑھ
کر اسے مار ڈالا۔ شہر میں کھرام مچ گیا۔ محلوں میں گرہ وزاری کا شور بلند
ہوا۔ راج کنس کی لاش لب جنا جلائی گئی۔ اور شری کرشن جی نے سب
اس کے متعلقین کو تشنیہ دی۔ بعد ازاں جیلخانہ میں ماں باپ کے دیدار
کر گئے۔ بقول شاعر

عدو کو فتح کیے کرشن بلدیو وہاں آئے جہاں تھے قیدی
جو دیکھا بایں نے یورے فرزند جو ہے جان عرب و دونوی خیر
انکڑ آئے جو دونوں لڑ دیوے ہوئے دیکھے سیرور دیوے
کیا کیا بار دونوں کو ہم آغوش غم زندان کیا دل فراموش
نکل کر خانہ زندان سے الحال سوئے کا شانہ کئے نایغ الیا
سبب تیان بدیشی و خوش تیر ہوئے رونق فرا دو برادر

نئے سرے سے خوشی کے ترے اور میرت کے شاد دیا نے منہرا میں بچنے لگے۔ گھر
میں آند اور بشا سنت کا طور ہوا۔ ظالم کا دور دور ہوا۔ انصاف کا زمانہ آیا۔
اور گلستان منہرا نے ایسا چرانا غبان پایا۔ یعنی کرشن جی و بلرام جی نے دوسرے
دن راجہ اگر سیں کی تلاش کی۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک مار پکسردان میں قید
ہے اور اپنی زینت سے نا امید ہے۔ دونوں بھائی وہاں تشریف لے گئے۔ اور
اپنے ہاتھ سے ان کے بند توڑ کر سر تخت نشینا ہی رونق افروز کرنا۔ اور راج
سلطنت ان کے سیر پر رکھا۔ ان کے نام کی مسادی ہوئی۔ گھر میں آئندہ
ستادی ہوئی۔ اسیران بلا جہم کی قید سے آزاد ہوئے۔ سب بدکاروں کو سرا

اُس سے دھرم کی کبھی پردھی نہیں ہوتی +

غنائی برج دگول کی شامی ہوئی راہی بوسے کوہ نامی
تنامی عورتیں اشرف وارڈل کوئی جندول ہیں اور کوئی پیدل
چہر پرشت میں سیکو تو خشک کہ بختی پروردہ جن کی گشت شک
سپاری نارجل برگ و تنبول لئے سبجالیوں میں غول رغول
گرت لوہان اگر گول و عود شک کا قور و مانی لیلے زود
شو گول ہوئے اسوار رتھ پر بٹھائے گود میں پور دلاور
جسودھایا کی میں تھی بصد شام پر تاریں لئے پوجا کا سامان
مقام گودھن جاکر شری کرشن چندر جی ہماراج نے مہد رام جی کے لئے گود
بنایا اور ایک عظیم الشان ہون سیکر رجا۔ تمام گول و درندہ ان کے لوگ جو بگ
کی سانگری لائے تھے۔ اُس سے ہون کیا گیا۔ سب لوگوں نے ماری باری ہوتیا
ڈالیں۔ تمام علاقہ اُس ہون کی غوث بوسے معطر ہو گیا۔ برہمن۔ ستادھوں اور
کے واسطے بھوجن کیے بھی کیا گیا۔ اور ان کی ہر طرح خاطر واضح ہوئی۔ عالم بالا میں
بخارات نے اپنا اجتماع کیا اور مہاریت زور و تور سے بارش ہوئی کرشن جی کی اس
عمدہ اور نیک بخیز سے اندر کی پوجا گول سے بند ہو کر وید وکت پوجا شروع ہوئی
برج بلاس میں ایک بات لکھی ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ تو ناظروں
خود سمجھ لیتے۔ ہم اُس کو کسی نتیجہ کے بغیر درج کرتے ہیں +

لطیفہ - ۱

ہر باتیں درمیاں سندھی اور کرشن جی کے گزری ہیں۔

کرستان ندر گرہ آئے پوجا ہت جنا جل لبائے
تلسی دل اور کل پو پیتا پر بھوہت آنے ات پریتا
پاسے دھوئے پر بھوہت مند رگے کرت ڈھوت برہم بڑھائے
استقل لیب پاسے سب بھائے پوجا کو سب سانج سجھائے
چھاپ نکات سب انگ سواہی پر بھوہت چاہد کرت سنجھاری
گود کا نہ کھیات تھاں آئے دیکھت پوجا بڑھ چٹ لائے
پدھوت نند دیو انتھو آئے چندن تلسی پتول چڑھائے
بھوس۔ بن انگیکرت لہینے دھوپ دپ ات ہت کر جے
پٹا اندر دے بھوگ لگایو آرت کر چرن سہ ناو
تہ ہیں سب ہم بھن بولے نہت ہن سول بجن اھولے
بابا تم جو بھوگ لگایو سو تو بھوہت بھن بھن کھایو
سب ہر بجن سرون سکھارائی چنے رہے بھن ہن سندرائی

دو

کہت نند شکھ پائیکے بول کہت نہیں بات

دیون کو کر چڑھے کٹھن ہے جہ گات

نند کرشن فضا دوشہروں سے مرکب ہے جو دروہ۔ گول کے نام زید ماروگ اُس ڈھیری ہر گور
کے ٹوپ بھی پاک تھے۔ تاکر ویت ضرورت کام آویں۔ پستی اس ڈھیری کا۔ گور دھن بڑا۔ ورت
اصل میں گور دھن کوئی برت نہیں ہے اور ہر جہان میں کہیں اسکا ذکر ہے یہ ایک شید گول کا شک
ہے جہاں کچل بھی میلہ ہوتا ہے مگر یہ ہت تھوڑے سالوں سے رائج ہوا (مؤلف)

لطیفہ ۲

دیکھت طلی تہاں در ٹھاڑی جن برہم اس آئند باڑی
پیتے نند سادھ۔ لگا ئی۔ تب یہ لیلیا رچی کہتائی
سالک رام میل نکھ ماہیں بیٹھتے ہر۔ بولت تاہیں
دھیان برجن کرند جائے۔ سالک رام۔ دیکھے آگے
کوچت یکیت چت نند رائی۔ رشت دیون لئے چورائی
ات ات کوچت پادت ناہیں بھوہت و اچرج من ماہیں
پیت ہر کے مکھ میں جائے دیکھت مہر مہر شکاٹے
مقومات جننی بل جائی۔ اوگوسالک رام کہتائی
نکھتے تب ہیں کاڈہ برج ناتھا دیو دیوتا نند کے ناتھا
(سرج بلاس صفحہ ۸۰ و ۸۱ نول کشور سنگھ بکرم)

اسی طرح اچھے اچھے اُپدیش گول و درندہ ان دالوں کو شری کرشن جی فرماتے
سے۔ اُن کے اُپدیشوں سے بڑا لاج پھنچا۔ اور لوگوں کو اُن سے کمال محبت ہو گئی
جب یہ جوانی کی اوستھ کو پہنچے۔ تو والدین کے شک کا بدلہ لینے پر مکر باندھی۔
اتنے میں کس نے یہ صلاح کی کہ کسی بہانہ سے کرشن کو یہاں مقبرا میں طلسم کے
قتل کرادوں۔ چنانچہ اس کے واسطے ایک آدمی جو بڑا عقلمند اور فاضل تھا
جس کی منہ سے بھی کچھ دسائی تھی۔ اُس کو اپنے چار گھوڑوں کا رتھ دیکر گول کو
روانہ کیا۔ کہ مقبرا میں لگے ہے۔ نند رائی جی کو منہ کرشن اور بسدایکے اس
بہانہ سے مقبرا میں لے آؤ۔ اگر و اس راز سے ماہر تھا کہ وہ ان کو مروا
ڈالے گا۔ جنازاں وہ افسوس کرتا ہوا گول میں گیا۔ اور ایک یاد و دن بھر
کر سب کو مقبرا جاتے پیرا مٹی کیا۔ مقبرا اُس وقت بڑی شان و شوکت پر تھی
اُس کی آبادی۔ اس کی دولت۔ اُس کی حشمت اور اُس کی عمارتیں آنکھوں کو
حیران کرتی تھیں۔ گولن انڈیا یعنی سنہری ہندوستان کے لوٹنے کے لالچ
پر اسکا دیا۔ دارا کو اسی سنہری ہندوستان کے ایک صوبہ پنجاب کے چند
اضلاعوں نے شہنشاہ دارا بنادیا۔ محمود کے وقت حق مقبرا کا حال تھا۔ اُس کا
نمازہ ہم اسلامی تاریخوں کے سوا اور کسی طرح صحیح نہیں لگا سکتے۔ محمود نے
مقبرا سے سالم غزنی کو ایک شق لکھا تھا۔ کہ یہاں مینار مندروں کے سوا اور
بھی ہزاروں عمارتیں ہیں۔ جو کہ اسلام کے موافق مضبوط سنی ہیں۔ جن میں
اکثر رنگ مرمر کی ہیں۔ یہ شہر ہزاروں دینار خرچ ہو کر تیار ہوا ہوگا۔ ایسا
شہر دو سو برس سے کم بین نہیں بن سکتا ہے (تاریخ ہند صدھ ۱۱ صفحہ ۱۱)
لوٹ میں یا سچ سونے کی مور تیں آئیں جن کی آنکھیں اصل کی تھیں۔ ایک
اور صورت میں پیش ہند توت تھا۔ اس کے سوا ایک سو مور تیں چاندی
کی لوٹ میں آئیں جو کہ ایک سو اوٹوں پر لاوی گئیں (تاریخ ہند صفحہ ۱۱۲ کلکتہ)
۲۰۔ ۲۲ روز محمود مقبرا میں راکر اس کو تباہ کرنا رہا۔ اور مور توں
کو ٹوڑا کے مندروں میں بڑا کام کیا۔ ایک سو اوٹ فرے نوٹے
ہوئی چاندی کی مور توں سے بھر کے لے گیا۔ پانچ خالی سونے کی تھیں۔ اُن
میں سے ایک کا وزن ہمارے اب کے ہم من سے اوپر تھا "راہماں خراساں
حصہ اول صفحہ ۱۴۸ (۱۴۸)

ناظر بن! ہم آپ کو کہاں تک سنائیں۔ سو منات وغیرہ کی لوٹ کا حال اور
سنہری کرشن کا جیون چنر

میں بسر کیا۔ اُس کی پرورش کرنے والی عورتوں میں ایک چش و خروش پیدا کرتا ہے کرشن پرکھ کرشنیں ہی فریفتہ و فقیں۔ بلکہ تمام ہندوستان کی امیر وادیاں اور ایشیا جو ان کا حسن و جمال دیکھتی تھیں۔ مایل اور شیعہ ہوجاتی تھیں۔ ”دیکھو صفحہ ۱۲۵۹ اسی طرح جلد ۲ صفحہ ۱۸۵ میں بھی جو جدید لوگ راگ کے ترجمہ کے متعلق ہے۔ اسی قسم کے ذکر میں۔ اور نایچ ہندوستان کے صفحہ ۱۴۲ پر اسی کا ذکر موجود ہے۔

گیت گو وید صفحہ جدید کو اور اسی قسم کی اور نظموں کو یورپین موش اور فائل مسٹر دان و ہتھالی نظم کے نام سے نامزد کرتے ہیں چنانچہ اسکی بابت کتاب تحقیقات حالات ایشیا میں لکھا ہے۔ ”و ہتھالی نظم کو ہندوستان کے بہت دہائی نظم کا وہ خاص نمونہ ہیں۔ جن سے میں واقف ہوں۔ ان گیتوں میں اسنے درج کی کیفیت اور نزاکت پائی جاتی ہے۔ مگر طبیعت کا زور اور جوش معلوم نہیں ہوتا۔ جو ہندو سنا عروں کے عیب و ہنر سمجھ جاتے ہیں۔ ان گیتوں میں خشک اور لطیف بھی ہیں۔ اگرچہ وہ فوجی ہندی عیب و ہنر میں گزرا ہے۔ اس لئے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ لطیفہ آمیز کام کرنا مسلمانوں سے حاصل کیا ہوگا“ (جلد ۲ صفحہ ۱۸۵) زناچ ہندوستان صفحہ ۱۶۹ جلد اول ”وہ قریباً تمام صاحب وولتے ہیں مگر بن گو بندا یکت۔ ایسی نظم ہے۔ جو کسی قد۔ ناک کی قسم میں سے ہے۔ اس میں کرشن رچو لے اور ادا کا اس کی گواہی کے عشق کا تصنیف ہے جو جدید ہندو نے رعوں ہندی میں تصنیف کیا تھا۔ اس شاندار نظم رہایت رہی ہے“ (صفحہ ۱۸۵) مایچ ہند (پھاگوٹ بقول مترجم دیوی جھاگوٹ کے۔ اور نیز اس کی طرز شاعری کے یوید و ہتھالی کی تصنیف مسٹر ہونیکے ہے۔ اور حیدر اور یوید و ہتھالی کو وہ تحقیق بھائی تھے۔ مگر گیت گو وید کا بنیاد چند سال پہلے سے معلوم ہوتا ہے۔ غرضیکہ ایسی امر یا باتیں کسی طرح بھی ان کے سنایاں نہیں ہیں۔ بقول جھاگوٹ کے اسکی عمر چھ ہجرتوں اور ہندو زمان میں رہے۔ حرفت آٹھ یا دس سال کی حکاک ہوتی ہے کسی طرح اس انداز سے زیادہ عین یابی جاتی۔ پس ایسی حالت میں روکوں کے متعلقہ کھیلنا۔ پھرنا۔ ہنسنا تو ممکن ہے۔ مگر ایسے انداز اور قلمت کی پستی والی باتیں کرنا سراپا نامکن ہے۔ علاوہ ہر اہل بھجپار کا تو کسی طرح بھی خیال نہیں آسکتا بھرا ایسے اور ارقیاں سن سنانے کبھی قول کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ بنا ہر اہم کو ان کے ماننے میں تاثر ہی نہیں بلکہ سخت انکار ہے۔ پر ویدیت و سکن صاحب کی تحریر بھی ہمارے مدعا کی شاہد ہے۔ جنہوں نے اچھی طرح غور اور تجربہ کر کے لکھا ہے کہ ایسے خیالات اولاً ایسے ہی غور و تاثر و وسوسہ کی حالت عیاش لوگوں کے خوش کر دیتے۔ اسلئے لکھے گئے ہیں۔ ذکر کرشن کی لاج کرشنے والوں کے فرقہ کی بابت“ اس فرقہ میں تمام دولہ اور عیاش اور قریباً سب کی شہل عورتوں کے اور ہر درجہ کے بہت سے آدمی شامل ہیں“ (تحقیقات ایشیا جلد ۱۲ صفحہ ۶۵ و ۶۶) زناچ ہندوستان صفحہ ۱۶۵

دوسرا باب

نہری کرشن جی ہمارا ج کی برہمچریہ اور استھاکا حال بہت ساہم باب اول میں بیان کر چکے ہیں۔ علاوہ کران ان کی اخلاقی و دھرمی کا بھی یہاں ذکر ضروری ہے اس وقت کے اکثر لوگ بارش کا دیوتا راجہ اندر کو سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ رچیا اسکی بھربانی کے بارش نہیں ہوتی۔ اسی خیال کے مطابق گوالوں میں (جنہیں ہمیشہ گھاس و چارہ کا زیادہ فکر نہ تھا) اسماء کا راکھ راجہ اندر کے نام پر کرشنی طرح کی پوجا ہوتی تھی۔ خواہ اس کے نام پر برہمنوں کو کہلاتے تھے۔ خواہ گڈوں کو کہلاتے تھے۔ اگرچہ

دیکھو ہے۔ جو ان کتابوں میں تفصیل سے لکھی گئی ہیں۔ مگر جھاگوٹ تو میاس جی کی بیانی کتاب ہے۔ اور وہ اپنی پرانی ہے یعنی کہ لوگ فرض کرتے ہیں۔ ہم نے جہاں تک تحقیقات کی ہے۔ سترہ سے پہلی کتابوں میں اس کا یہ نہیں ملتا ہے۔ اور جھوٹو۔ جس سے یعنی راجہ جھوٹ کے زمانہ سے پہلے کسی پوران کا نام و نشان نہیں ملتا۔ خود دیوی جھاگوٹ کے دیباچہ میں لائق ٹیکا کار نے برزور و لائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ کرشن جھاگوٹ پوپ دیو کا بنایا ہوا ہے۔ جس کے بھائی جید دیو نے گیت گو بند بایا۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ جھاگوٹ کے بعد یہی ایک ہزار برس سے اور ہر سب کہانیاں کرشن جی کی نسبت گھڑی گئیں۔ اور اس لیلیا کھیلنے والے لوگوں یعنی کھٹک لوگوں کی معرفت ان احلام کی بگاڑنے والی کہانیوں سے زیادہ رواج و فریغ پایا۔ جواب شہب کی صورت کی گئی ہیں۔ ہم کو ہا بھارت۔ گیتا اور آپ نندوں سے کرشن جی کی زندگی ایک پو کیشہر جانتا یا اور العرم شہزادہ کی زندگی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن پریم ہاگر جھاگوٹ۔ برج پلاس اور سورماگر بالکل ان تمام نندوں۔ ہالاکناؤں کے مخالف ہیں۔ جس اخلاقی شہادت اور روحانی چرچہ کھلاتا ہے۔ کہ بھارت اور گیتا اور آپ نندوں کی قدر کوں۔ جیسا کہ خود ایک فاضل نے لکھا ہے۔

सर्वोपनिषदो गावो योग्या गोपाल नृप नः ॥

पाथो वत्सा सुधीर्मा ता ह्यवगोता मृतमहत् ॥

یہی سرب اپنی شہدوں کو خود کر کے اور مطالعہ کر کے کرشن جی نے گیتا کو نکالا ہے۔ آپ نے گیتے میں کرشن جی کو ال نہیں۔ اور ارج بھجپار ہے۔ گیتا دو دھ ہے۔ پھر ہم گیتے کے آیتے پھر ارشاد کو جو ہم کرشن جی کے تحقیق شاعر کے قول پر اعتناء کر کے ایک بزرگ کی ذات پر کلام لکھو ہیں۔ حق یہ ہے۔ کہ کرشن جی کی زندگی کا جوش جوش زمانہ گزرتا گیا۔ لوگوں نے سبیت خراب خاکے ان کے شروع کرنے بنائے ہر ایک کو وہی غیر خواہ تو وہ ایک کا فرض ہے کہ ان کی زندگی پر چرخاب اور فضول گفتاروں کے ذریعہ یہ دھو ساؤں کے خاؤں سے کھٹک لگائے گئے ہیں۔ ان کو دور کر کے ان کی اصل اور غلغلہ زندگی جیتی اور حقیقت ان کے کلام اور ان کے ہنر کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں کے سلسلے پیش کریں۔ پہلی موجودہ تحقیقات سے جو میں برسوں کرشن میں رہ کر اردن تول ویدیات کے ہوا واک پر مدد کر رہا ہوں گے پانچہ کرتے سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ ہمارا کرشن چندر سے اس چال چلن کا دھماکھا تعلق نہیں ہے۔ جو کہ جھاگوٹ و دیگر میں لکھا ہے۔ اور پریم ساک سے ان کا کچھ تعلق ہے۔ موشخ اریبل ٹوٹ اسٹوارٹ افش صاحب ہمارا ساں گورنر مٹی اپنی نایچ ہندوستان میں لکھے ہیں ”متر متر کے واج سن میں کرشن پیدا ہوئے۔ لیکن ایک گولڈ نے جو اسی شہر کے نواح میں رہتا تھا۔ ایک ظالم راجہ کرشن کے بچہ ظلم سے بھاگ کر ان کی پرورش کی“ (زناچ ہندوستان جو پھاباب موجودہ مذاہب صفحہ ۱۵۱ سترہ) دہریہ ذکر کرشن ناؤ صاحب نے اپنی کتاب راجہ جھان کی جلد اول صفحہ ۵۱۱ میں لکھا ہے۔

پھر سرخوش صاحب انہی اینبل کے حالات کی کتاب جلد ایک میں لکھتے ہیں ”کرشن کے اس زمانہ یعنی بچپن کے وقت کہ ہندوؤں کی طبیعتوں پر عایت و حرج کا اثر ہوتا ہے وہ کرشن کے بارے میں کی حرکات و سکنات متزل و دھڑکتے اور سانیوں کے بارے میں ہوا رز چاہے سے کسی سیر نہیں ہوتے۔ سادہ ہندوؤں میں ایک بہت بڑا فرقہ کرشن کا واپس ملنے بچہ کر مالے میں کی صورت میں ان کی پرورش کرتا ہے اسی طرح کرشن کی جوانی کا عالم چارہوں نے فرسوں کے ساتھ ملایا۔ مگر کھل کود یا نہری جھانے

اور ناروا لانا اور تشدد اور لاش و ہڈیاں کرشن دیو کی پرورش میں مصروف رہے۔ اور میر
آئینہ اولاد نہ پیدا ہونے کے خیال سے باپا دیوی کا سامنا دیکھ کر کشتن دیو نے
ہر دو کو جیلاور یعنی کارا کر سے خلاص کر دیا +

اور ہر بلرام اور کرشن جی ایک کے چاند کی طرح بڑھتے گئے۔ ان کے جمال ظاہری
و کامل باطنی میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ کبھی کبھی بیہودہ اور دیو کی کھلی پوشیدہ
طور پر ان کے گھونٹا کر لینے لگے۔ مگر یہ بات مدت تک نہ چھپ سکی۔ کشتن دیو
لوگوں نے اس کی جھوٹی شریعت کی۔ جس پر اس نے چند شرمناک نفس عورتیں لاد
مردا بیسے پیدا کئے جو کسی جیلہ سے جا کر کرشن جی کا کام تمام کر دیں۔ جن کے نام یہ ہیں
ساتھ پوتہ، چھاشر، لکاشر، اکاشر، برکپ، کیستی، کواشر۔ وہ بدعاش تمام
سرکشیہ ہیں ان کا کاشر ترناورت۔ بنسب و ہنسب۔ سب کچھ چوڑ۔ ان پر ہر
سے صرف ایک عورت ہے اور جو مرد۔ جن کو مختلف اوقات میں راجہ کشتن نے کرشن
مہاراج کے قتل کے واسطے بھیجا۔ جو سب کے سب اعمال کی ہڈیاں پاتے رہے +
اگرچہ ان سب کو راکھش باجیت لکھا ہے۔ مگر یہ سارے نہ تو راکھش تھے اور
دیت بلکہ انسان تھے اور انہیں پیاروں نے یعنی براہمن کھتہ تھے۔ دلشیز اور خود
میں سے تھے صرف بڑے اعمالوں کے سبب سے لوگ انہیں راکھش اور دیت لکھائے
ہیں راجہ کشتن اصل میں کرشن دیو کا ماموں کا تھا۔ اسے بھی دیت لکھا ہے عقلمند بڑی
سمجھ سکتے ہیں کہ راکھش یا دیوتا سے کیا مراد ہے۔ راکھش وہی ہے جو بھلے لوگوں
کو تکلیف دے۔ گوشت خوری کرے۔ شراب پیے۔ بد چلن جو۔ ورنہ اسی سے جو بھلے
لوگوں کو سہاوتا (دودا کرے)۔ مانس نہ کھاتا ہو۔ شراب نہ پیتا ہو۔ اور چال چلتا
رکھتا ہو

सत्येन पत्न्या चित्तो देव या न

”دیوتے سچے سیر سے راستے پر چلا کرتے ہیں“
منو بھ میں لکھا یعنی انہی جو بڑے والوں کا نام دیوتا لکھا ہے اور دوسرے
لوگوں کا کاشر۔ مہا بھارت میں ودوان (عالم) کا نام دیوتا لکھا ہے۔

देवा इति परीहता इत्यर्थः

کرشن جی کی ان کہانیوں کے ساتھ بھی وہی وہی لکھی کا ذکر کیا گیا ہے ہیں ان
انکار نہیں کہ وہ ایک غیر معمولی آدمی تھے۔ وہ یا دیوتہ کے چاند کی طرح تھے۔ وہ
اپنے وقت کے بے پیکر دیوتا تھے۔ راج رشی تھے۔ لیکن یہ کہانیاں صداقت سے
بہت دور ہیں۔ ضرور انہوں نے اپنے دشمنوں کو مار ڈالا اور ہارام جی نے ہتھوں
کو پھاڑا۔ مگر صرف عقل و زور سے نہ کہ غیر معمولی کرامات سے +
کرشن جی کے لوگوں اور پیروارین کے واقعات سے سمجھ کر کہنے والے امور بہت
مشہور صرف تین ہیں۔ پس ضرور ہے کہ ہم ان کا صاف صاف بیان کریں +

اول۔ گوہیوں کے ساتھ بھوپار (زنا) اور راس بلاس اور کھن چرنا

کتاب مہا بھارت (بد آریہ ورث ماسیوں کی ایک مختصر تاریخ ہے) کے اٹھارہویں
پرب میں جہاں لکھا ہے کہ خود دیکھا اور اپنی کتاباں لکھنے والے ودوان پڑھ تو اس
پڑھا۔ کہیں بھی ان باتوں کا نام و نشان نہیں ہے اور دروغ لکھا ہے۔ بلکہ اس کے
خلاف مہن چاہیں شہادتیں مل سکتی ہیں۔ یہ بات کسی پختہ فیہن کرشن کے خود رسالی میں لکھا
کہ ان کے لوگ بہت جلدی کمزور جلتے ہیں اور طاقتور نہ ہو۔ ہمیں جوتے ہیں۔ و
جنگ کے وقت ہرگز نہیں سہتے۔ اور ہمارا کہلا سکتے ہیں۔ اور چھوٹی عمر سے بچا
ہیں پھینک جلتے والے آدمی نہ ہو کہ جاتے اور نہ کر سکتے ہیں۔ مگر کرشن جی کا مسافر

کتاب گیتا میں بیسیوں جگہ اس کی شہادت ملتی ہے۔ خود سیاسی جی فرماتے ہیں اور
ایک لائٹ فیل بیان کرتا ہے۔

यत्र यागे श्वरः कृष्णो यत्र पाथो धनः ॥
गोतो

اور سب سے بڑھ کر ایک اور شہادت ہے۔ یعنی آپ نشد دس کی مستیری کا اندازہ
کرنے کے واسطے بڑے عالم کی ضرورت ہے +

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نشد کرشن جی کے زمانہ میں اختتام کو پہنچے۔ جن میں نہایت
عہدہ طور سے اُنکے برہمن کے مثال دی ہے وہ اصل عبارت آپنشد کی یہ ہے۔

सद्योषा द्विरसः कृष्णाय देवकी पुत्राय ग्राह्य स अपी
पासराव अभवत् ॥

(دیکھو جہاں گویا آپنشد)
قریباً دو گھنٹہ انگرس کرشن کا رشتی۔ کرشن دیو کے بیٹے کو دیا جاتا
ہو جس سے انہوں نے (برہمن چیرہ آشرم پر اس کے مکمل اور فاضل ہو کر شانتی حاصل
کی یعنی تحصیل علم سے فراغت پائی)۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے برہمن
میں دیا حاصل کی تھی +

پھر ہم صرف برج بلاس کے کہنے پر کس طرح اعتقاد کر لیں۔ کہ وہ ضرور ان باتوں کے
مترکب ہوتے تھے۔ برج بلاس صفحہ ۵۰۲ سے آگے اس لکھا اور ہمارا اس لکھا کا آغاز
ہے۔ جس میں اخلاق۔ تہذیب اور عید مریدا کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں مگر
یہ صرف ہمارا تو لوگوں کو کلاف لگانے کی نیت سے لکھی گئی ہیں۔ جب لوگوں کا ذہل بچھا
کو چاہتا ہے۔ تو بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں۔ برج بلاس صفحہ ۵۰۲ لکھا کہ شکل بڑی بدو
شعبہ بنی شریع ہوئی۔ جیسے کہ اس میں خود لکھا ہے +

سمبت شدہ برابن ست جانو تا پر اور کھتہ کرشن آلو
یعنی اٹھارہ سو ستائیس میں یہ کتاب تصنیف ہوئی شروع ہوئی۔ اس کا حال کچھ
ہمایت مال کے کیا لکھا ہے۔ اصل نام پڑھو اس تھا۔ ایسے ہی
مخالات پر ساما کر دیں ہیں۔ مگر وہ بھی پایہ اعتبار سے سافط ہیں۔ کیونکہ پٹی مار کے کہنے
کے بعد بہت سے ایسے کلام مہاراج جی کی ذات پر لکھے گئے ہیں +

ڈاکٹر ویلیوڈ بلیوڈ مشر صاحب لکھتے ہیں۔ ”ہجرتین کی وفات کے بعد روشن کی روحانی
پرستش کا زوال شروع ہوا۔ تخمیناً ۱۱۰۰ء میں بلیوڈ سوامی نے سماجی ہند میں درس
دیا کہ روح کی آزادی جسم کی اینداز ہی پر موقوف نہیں ہے۔ اور خدا کی تلاش
برہمنی۔ فادکشی اور تہائی میں نہیں۔ بلکہ اس زندگی کی عیش و عشرت میں کرنی چاہیے
ایک دو تندرہ فرقہ قدیم زمانہ سے کرشن ادا دھا اس کی زوجہ کی پرستش کا گروہ تھا

کرشن ادا دھا کے عشق مجازی کو حقیقت کے راز سے منسوب کرتے ہیں ”و غرض تاریخ
ہند صفحہ ۱۱۶ پر لکھتے ہیں۔ ”بلیوڈ سوامی کو دین کے عیش و عشرت کے دین کا پیشوا سمجھا
یا جئے وہ روشن کی پرستش خا صکر کرشن کے اقتدار میں کرتا تھا۔ جبکہ اس نے ایک ذہنی
اور حسین جان کا روپ لیا اور بھگتی اور دیہات میں عیش و آرام سے زندگی بسر کی۔
اس کی پرستش کے ساتھ سانیہ فارسی اور رازمین عورتیں اور عہدہ کھانے غرض ہر
چیز مکمل کے رہنے والوں کی مغرب الطبع ہوتی ہے۔ شامل ہے (صفحہ ۱۲۶)

ہجرت مال میں بھی ایسی ہی بہت سی کہانیاں بھری پڑی ہیں غرض تین سو سال کا
حزب کہ اس کتاب کو نا بھاجی نے تالیف کیا تھا (دیکھو تقریباً ۱۱۵۲ء)

یہ بھی ایک یاد رکھنی بات ہے کہ کرشن جی کا کوئی نام ہی کو ت میں نہیں۔ اور نہ
را دھا کا اس میں ذکر ہے۔ مگر اب اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کو ت میں ان تمام

اُس کی تعلیم و تدریس کے واسطے کوئٹہ کی۔ مگر وہ غلامی اور شرارت میں دلیر ہو گیا
 بدچلن اور بے دھرم سرداروں کی صلاح سے اُس نے پوری جانی میں کاکھ کر اپنے
 باب کو قید کر لیا۔ اور خود جو رول و نظام سے سلطنت کرتے اس نے راجہ بردوان کے ساتھ
 مگر وہ دین سے جا کر جنگ کی اور اس کو شکست دیکر اُس کی دو بیٹیوں سے بیاہ کر لیا
 مگر بیاہ کے بعد اُس کا راج اُسے واپس دیدیا اور خود منتظر کو چلا آیا اس کے ظلم
 شتم کا شہرہ روز بروز آفاق ہوتا رہا کسی ایسا چکر کرنے میں اس نے کسر نہ چھوڑی۔
 اسی اثناء میں اس کی ایک حسین بہن قابل شادی ہو گئی جس کا نام کہ دیو کی تھا۔ اسے
 اُس کی شادی کا فکر ہوا۔ آخر شہر بعد از شہر بسا راجہ سورسین دکن کی راجدھانی
 یہ پہلے ہی برادر کو چکا تھا۔ اس میں چو نامی گرامی خاندان تھا جس نے جوئی راجدھانی
 اس وقت ضعیف ہو چکے تھے صرف اُن کا ایک نوجوان لڑکا بستدیو نامی موجود تھا۔ چو
 لڑکی بھی ۱۶ سال کی اور شہنشاہیں پہنچ گئی تھی۔ اور بستدیو کی عمر ۲۵ سے اوپر تھی۔ اس
 سے بڑھ کر شادی کا سماں اور کیا ہو سکتا ہے ؟
 آخر کار ایک شہنشاہ لگن مقرر کر کے بستدیو اور دیو کی کا دیدرکن طریقہ سے پاڑی کرنا
 سن کر کیا گیا۔ اور جہیز میں بہت سا رومال دیا گیا۔ ایک شاعر نے اُس موقع کے جا
 حال کیا اچھا کہا ہے۔

بہن تھی جو اُس دیو کی دیو کی ہوئی باکے ہم عقد بستدیو کی
 کہتے ہیں کہ جب برات رخصت ہونے لگی تو اکاش بانی ہوئی۔ بقول شاعر

عیان قدرت آسمانی ہوئی پیچے کنس اکاش بانی ہوئی
 فنا شتم اولاد و خراب کر کے سب اسرا وطنی کو ظاہر کرے
 کرے یہ مقام تاخیر راج تیر آدم عدم ہر محتاج راج

کنس نے اُس ہمشیرہ کے قتل کا ارادہ کیا مگر اُمرو و زرا کے سچھانے سے اپنے اس
 ارادے کو بازا آیا۔ لیکن دونوں کو جیلنا شاہی میں قید کر دیا۔ اکاش بانی کا ہونا کچھ
 محل سامعہ معلوم ہوتا ہے مگر بہت کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ شاہ فریدوں
 کے طاق کرتے وقت آکاش بانی ہوئی تھی۔ سچ کی تلاش کے واسطے ایران سے جوئی
 یعنی پارس ہوئی گئے تھے۔ سچ کی تلاش کے واسطے اُن کی مرتبہ اکاش بانی ہوئی۔ کہ یہ میرا
 پیارا بیٹا ہے۔ یہی وہ بیٹا ہے بادشاہ پر بھی جب اُس نے لڑکے مروا نے کا حکم دیا تھا
 ایسی ہی آکاش بانی ہوئی تھی۔ ہم نے مصر کی تاریخ میں بھی ایک جگہ ایسی ہی آکاش
 بانی کا ذکر پڑھا ہے۔ مصریوں کے ایسی ہی آکاش بانی پڑ لیا ہے۔ باجے و دھرم کے کرتے
 ہیں جن کی بہت سی اصالت میرا س کے ایک انگریزی اخبار نے ظاہر کی تھی۔ یہ
 سب فریب ہے۔ مسلمانوں کی کتابوں میں بھی ایسی بہت سی شہادتیں آکاش بانی کا ذکر پایا
 جاتا ہے۔ یا عث اس کا سب جگہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی کسی آدمی کو شہرت
 دینے کے واسطے ایک عجیب طریق اختیار کیا جاتا تھا۔ اور شاہ کنس دیو کے اندر کے
 آکاش سے ہی یہ فنونے نکلا جو۔ غرض کچھ ہی ہو۔ کنس کو خیال گزرا کہ ایسا نہ ہو
 بستدیو ہی جس کے باپ کا ہیں نے راج کاٹا ہے۔ مری خرابی کا کارن ہو۔ ایسا
 کچھ سوچ کر اُس نے اُنہیں بند کر دیا اور لوگوں کے من و دل کو اُن کو مروا دیا حکم دیدیا۔
 ناظرین! جب مجھ سے سون آئے ہیں۔ یہ نامراد انسان ایسے ہی مصوبے یا ملعونہ کا کرتا
 ہے۔ مگر کیا ہوتا ہے موت سے تو جینا سراسر یا محال ہے۔ کیونکہ کال سے سولے اکال
 پر امتا کے کسی کی رائی نہیں ہے۔ سوچ کی پیدا ایش کے وقت بھی اہل میں لکھا ہے
 کہ ہر دو تیس نے ہزاروں لڑکے قتل کر کے۔ اگرچہ اس کا کسی تاریخ معتبر میں پتہ
 نہیں لگتا۔ اور ہر دو تیس کے زنا کے کسی مورخ کی شہادت ملتی ہے۔ مگر انجیل

میں ضرور لکھا ہے۔ اور عیسائی روایتی ضرور یسوعی دل مانتے ہیں۔ اسی طرح
 شاہنامہ میں لکھا ہے کہ فریدوں نے پیدا ہونے وقت شہاک نے بہت لڑکے
 مروائے تھے۔ اور ایسا ہی موسیٰ کی پیدا ایش کے وقت بھی ہوا۔ ائمہ کئی سال
 تک بستدیو اور دیو کی قید خانہ میں رہے۔ اور اسی قید خانہ کے اندر اُن کے لڑکے پیدا
 ہوئے۔ اول کے چار لڑکے کنس نے اپنے ماتھے سے مار ڈالے۔ اور ساتواں حل پیدا
 ہونے کی خبر پڑا ہونے سے پہلے ہی رستمی کے گھر پہنچا گیا۔ جو جلد ہی خاندان کی
 ایک عظیم ہار سنا عورت کنس کے لشکر سے بھاگ کر گول میں سما۔ جس کے مار کر
 تھی۔ اُس نے اُسے پالا اور اُس کا نام بل رام رکھا اور وہاں یہ بھائی گیا۔ مگر وہ
 سوک گیا یا منقطع ہو گیا۔ آٹھویں محل میں حماران کرشن جی کی اپیتی ہوئی جس کو ایک
 نازک فرخ شاعران الفاظ میں ادا کرتا ہے۔

سبم مقدم گل سے بیکار بیوئے لا۔ پڑشاہ اب د سرشار
 پرواز شمشیر و چاوشنبہ ہوا نیک ہمدادوں سال زیبا
 بوقت نیم شب سے روشن جوادہ خیرت مر جلودہ امن
 ایک دوسرا شاعر اسی مطلب کو ان الفاظ میں ادا کرتا ہے۔

چلی باد شہر آباد بہار تو پھر نسل امید میں آیا بار
 عجیب ہمدادوں کی ہار شمشیر ساں جلوہ برق تاباں نغمہ
 وہ تاریخ شہرہ ابر بہار وہ کیفیت موسم خوش گوار
 گئی ہرگز زانہ شب ہوئے کنش جی رونق آئے شب

اُن کا چہرہ زیبا اور دوسرے بیضا رنگ کرما پ ڈل رہا تھا۔ اُن سے لدا ہوئے اور اپنی
 تکلیف جیلنا کو قبول کران کے پہلے کی حد سے روئے تھے۔ آخر یہی طریقہ ہی کہ جونا سے
 پڑ گول میں جا کر رستمی کے چہرہ کو دس۔ لڑکے نے بھی زبان مائل سے اسی کی تائید کی
 سونے کو گل مجھے تل شتابی۔ خود کہہ مائے دل کو بیچ دینی
 جس کو بہ پیشور پکارتا ہے ہزاروں ستان اُس کے واسطے مٹیا ہو جاتے ہیں جوئی قسمت
 سے محافظد رہاں سو گئے اور بستدیو جی لڑکے کو لیکر وانا ہوئے جتنا سے پڑا ہونے ہی
 کے گھر میں بھی۔ اتفاقاً رستمی رات رستمی کی رانی بیٹو دھماکے بھی لڑکی کے بندہ ہونے بھی
 بستدیو جی لڑکے کو اُس کی گود میں لٹال کر لڑکی کے ہاتھ میں لے گئے۔ اُن کے آپس
 آئے جب لڑکی رونے۔ تب ذرا بون کی آنکھ کھلی اور کنس دیو کو خبر کی گئی ؟

ذرا بون کے سونے اور بستدیو کے چلیانے سے نکل جانے اور بندہ سے پار ہو نیے جانے
 میں بہت سے لکھنے والوں نے سچائی کی تحقیق پر طبع کر لکھا ہے کہ کرشن جی کی پادشاهی کے
 واسطے دریا کے جن بڑے ادا ان کے قدموں کو چوم کر پھر پایا ہوا تھا۔ بقول شاعر
 جو چو آب نے پاسے گرامی ہوا پایا آب وہ دریا شامی
 مگر یہ صحت ہمارے ہی لکھنے والوں کا قصور نہیں بلکہ ہر ایک میں بزرگوں کے ممالات
 لکھنے والوں کا دستور ہے۔ ہر صاحب کی شہر معراج کی کہانی۔ سونے کے میلے قلم
 والی اچھو سیاتی کے کھنڈ و بادشاہ کا دربار سے غیاں سے بارگاہ جانا۔ ہمارا راج رستمی کے
 کا ایک سے پار ہونا۔ جیسے کی بستدیو ایش کے وقت کی عوارق حادثات ابراہیم۔ رستم
 اور جی لوگوں کے حالات سارے کے سارے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ کسی
 کی کی جسم اپنے تاریخ نویسوں کو چڑا کہیں نہ کہ صاحب اور کبیر صاحب کے حالات
 پر بھی لوگوں نے ایسے ہی سبالت چڑھا لئے ہیں۔ اور یہی مندرجہ سبائی کے مت دہائی
 نے بھی ایسے ہی کرائی طوفان باندھے ہیں۔ جب کنس دیو کو خبر ہوئی۔ تو ظالم
 جناد نے اس پر بھی رحم نہ کیا۔ اور اس معصوم سیکس کو منفر کی سیلا پر اپنے ہاتھ سے بٹھا

سری کرشن جی کا جیون چرتر

دُنیا کی مذہبی تاریخ پر غور کرنا مائے تحقیق اور مشہور کارناموں پر سچا کرشنیا لے تو سچ ایسے بزرگ کے نام کو کسی نہیں بھول سکتے۔ خدا، کرشن ورت کے انجاس و تباؤ کو کسی طرح ممکن نہیں کرنا نہیں بھول جائیں۔ بھارت کا انقلابی علم فاس آئین بدولت بھگوان کی مشہور تاریخ میں شاید کوئی پرہا آپ کے نام سے خالی ہو۔ ورت اصل میں سچ پرچھو۔ تو بھارت کے ہستی و آپ ہی ہیں۔ جیہا نہ کی ذلت میں پیدا ہونا۔ بھائی کرنا۔ کرم انوسار جیہا سچا گوال کہلانا۔ اور پھر اس ویش بن سے نکلا کر شستری بن جانا اور تمام عمدہ صفات مسوحت ہونا معلوم کی اسدا اور بانی شا کو سوا وینا بلکہ برہاد کر ڈالنا۔ کھشٹریوں کے دھرم کا طرح پروراپا بن کرنا۔ وعدہ کا پکا اقرار کا پورا ہونا۔ باوجود موجودگی سلطنت ہونا نہ کرنا۔ مابا آپ کو قید سے چھوڑنا۔ بہادری میں بیٹھنا ہونا۔ انسانیت کا کامل و کھانا یہ تمام اعلیٰ صفات ہیں جن کے سبب ہم اس نیک انسان فرستہ خدمت اور شجاعت عظیم کی سوا سچ سمری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ہم اس بزرگ کی سوا سچ سمری مورخہ طور پر نہ نہ ظنون کر سکتے اور بھلائی کے ان کی پاک اور شستہ زندگی سے انسان کیا کیا سبق سیکھ سکتا ہے۔ آپ شستہ۔ مہا بھارت۔ گیتا۔ بھگوت۔ کرشن جیہا کھنڈ وکٹی شکل۔ یہ سچ ساگر وغیرہ وسنکرت گرتھ اور کرل ٹاڈ صاحب وغیرہ انگریزی مؤرخوں کی تحقیقات جاری تحقیقات کے سامان ہونگے۔

انگریزی مؤرخ کہتے ہیں کہ آریہ ورت کی تاریخ پر ایک ایسا تاریک پردہ پڑا جو آج کوئی حاکم صحیح طور پر معلوم نہیں ہوتا۔ اور وسنکرت دان پنڈت متوجہ ہر حکمرانیت نکالنے کا خیال کرتے ہیں۔ تو بہات اور تخلیات کی بھرمار جہاں تک سابع سے ہو سکتا ہے وہ تو سب کچھ موجود ہے۔ لیکن صداقت شماری اور باقی انسان کا صحیح فوٹو دیکھ کر ہرگز نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے آدمیوں کو پر لگا کر ہوا میں اٹایا۔ بعضوں نے ان کی ہستی کو ہی موہوم و معدوم کر دیا۔ کسی نے جہاں تک ان سے بن پڑا تمام حق یوں سے مرتب کر دیا۔ اور بہت شہرہ مزا جوں کو کسی کی روشنی پسند آئی انہوں نے سب کو کلاک لگا سیاہی پھیر دی۔ سچی تاریخیں اگر ہیں تو بہت ہی قشور ہی ہیں اور مبالغہ پسند طبیعتیں انہیں پڑھ کر ہرگز شانت نہیں ہوتیں۔ پر وہ سب کسلی دنیا ایک مضمون میں فرماتے ہیں دیکھو ڈرہے کہ کوئی آدمی زندہ نہیں جس کی سہاوت قبول کی جائے۔ اگر پہلی شرط یہ ہو۔ کہ اُس نے کوئی کہانی نہیں بنائی اور مشہور کی ہم سب کے دلوں میں چھوٹی جگہیں ایسی موجود ہیں جیسا کہ ایک چٹان پر چوٹے داغ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ چھوٹی سترگھاس پیدا ہوتی ہے۔ جہاں پر کوئی کھانے کا بیج پڑ جاوے۔ وہاں ضرور کچھ دیکھ لیتا پھیل لاویگا۔ بغیر اس بات کے کہ ہماری صفائی یا سچائی کو اور معاملات میں کچھ بھی تاخیر کرے۔ سوا لٹرسکاٹ کو معلوم تھا۔ کہ وہ ایک قصہ کو بیان نہیں کر سکتا تھا۔ بغیر اس کے جیسا کہ اس نے خود کہا کہ جب تک میں اُن کو نیٹھی ٹوٹی اور نیٹھی سوٹی نہ دیدوں۔ ہم سے بہتوں کا سوا لٹرسے یہی فرق ہے کہ ہم واقف نہیں ہیں کہ یہ کہانی بنا نیوالی طاقت بغیر ہمارے علم کے اپنا اثر ظاہر کر رہی ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے۔ کہ یہ قصہ۔ کہانی بنانے والی

طاقت ہر ایک شخص میں برابر تیز نہیں ہوتی۔ نہ ایک ہی دل کی ہر حالت میں اور ہر ایک شخص میں + ڈیوڈ ہوم و حقیقت اس قصہ بنا نیوالی طاقت کا اس قدر مطلوب نہ تھا جس قدر کہ دوسرے مل پیدا پا کے چند ایک نئے مورخ جن کا نام لیا جاتا تھا ہے۔ رسالہ ناچینر میں سچ سچ فروری ۱۹۵۷ء ص ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴

مولوی جس کے برابر فاضل اسلام میں اس وقت کوئی نہیں یعنی مولوی ہی صاحب فرماتے ہیں کہ لاکھ قاف اپنی رگ ہلاتا ہے اُس سے تمام دنیا کے پہاڑوں میں جہاں اُس کی مرضی ہو زلزلہ ہوتا ہے اور جن کی عقل اس علم لدنی سے محروم ہے وہ جاہل ہیں۔ اور ایسے ہی جاہل کہتے ہیں غر

زلزلہ ہست از بشارات زمین

ایک اور عقل کا دوست مولوی فرماتا ہے۔

بہ پیش مذہب حکماء ناپاک نہیں ہے التیام دخرق اناک

اسی طرح آج کل کا ایک الہامی نبی کہتا ہے

فلسفی ماچشم حق میں سخت ناپیدا ہو کر جہ بیکن باشد وہاں عقل مسدود ہو کر جب یہ حال ہے تو ان سے کسی بہتری کی امید کتنا اور کسی عقلی مسئلے کے حل کرنے کی کوشش کرنا سربا فضل عجب ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ پوچھا کرتے ہیں۔ یا اُن کو ایسی خوابیں ہی آیا کرتی ہیں کہ فلاں ڈیٹی صاحب مرحا میں گئے یا فلاں صاحب کے مرجانے پر اُن کی بیوی الہام ربانی کی برکت سے میرے نکاح میں آوے گی۔ یا ایک دوسرا کافر کفر جو ہمارے باطل خیالات کی تردید کرتا رہتا ہے۔ اُس پر تہر اکہی نال ہوگا۔ ایسے ہی جب جانتے ہیں اور جب موقع جیسے مناسب سمجھتے ہیں طلاق دیدیتے ہیں۔ اور جو نہ مانے سے عاق کر دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ عام جاہل و نادان لوگ غیر معجزوں کے تاویل میں آئے اور دامانہ بی مان ایسے ستمکاروں سے پہلے ہی اپنی عقل خدا داد کی برکت اور آگاہی روشنی کی ہدایت سے ایسے فریب میں ہیں پھنستے ایسے نبی ہمیشہ یہی دعا کہتے ہیں اور یہی وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں۔ عقلمنداں بمرند و جاہلاں جاے ایشال بگیرند۔

کسی نے سچ کہا ہے

تو وقت کنی خود را بر گوریکے مرد۔ من وقت کسی باشم کو جان جہاں دارد
یس ہم نے ایسی ابلہ فریبیوں سے لوگوں کو بچانے اور ست ویدک دہرم کا راہ راست دکھانے کے لئے یہ کتاب جو ت متنازع طیار کر کے محقق مزاجوں کی خدمت میں پیش کی ہے۔ کیونکہ دنیا میں سب بایع دکھلانے والے ہزاروں ہیں۔ اور صراط المستقیم (ست مارگ) بتلانے والے بہت تھوڑے ہیں اور اُس پر بھی خود غرضی کے خالی نصیحت گوئی و نار و معلوم ہوتی ہے مگر حق بات یہ ہے کہ وہ ہی دفعیہ امراض کے حق میں اکیسر ہے۔ آریہ سماج کلہا بیک نیم ہے کہ سچ کو اختیار کرنے اور جھوٹ کو چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے اسی کو مد نظر رکھ کر ہم نے برسوں اس مسئلہ پر غور کی اور جو کچھ راست معلوم ہوا اُسے لے کر کم و کاست ناظرین کی خدمت والا میں پیش کر دیا اب اس پر وچار کرنا اور حق بات کی پریشاں باطل کو تیار گنا آپ صاحبان کا فرض ہے۔

آپ کا پنڈت لیکھ رام آریہ مسافر

سماپت

سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا یہی ۲۴-۳۴۔ اور یہی حال قوریت کا ہے۔ (۶) ہزاروں سورج ہیں اور نظام شمسی بھی ہزاروں ہیں ایک دو نہیں اور سب جگہ چاند لہکتے ہیں اور ایشور کی سترتی موجود ہے جو خدا ایک دنیا ہی بنا کر تک گیا۔ گھبرا گیا۔ اور آرام کرنے لگا۔ اور ایک دنیا کا ہی نہ اُسے پورا علم اور نہ گیان ہے جس غریب نے ایک ہی آدم پیدا کیا اور وہ بھی گنہگار نکلا اور جس خدا کو اُس ایک کے ہی سدھارنے کے واسطے خود کشی کرنی پڑی یا ظالم لوگوں جباروں نے مصلوب کر دیا اُسے ہزاروں نظام شمسیوں کا کب اور کس طرح علم ہو سکتا ہے۔

(۸) ایک مرد کے بیاہ کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے واسطے ایک مرد اور عورت کو اردہ پٹنی یعنی آدھا جسم کس نے ارشاد فرمایا۔
(۹) گوشت خوری وحشی اور جنگلی لوگوں سے چلی اور آہستہ آہستہ جوں جوں دنیا سے اودیا دہر ہوتی گئی اُس کا بھی رولج مرمہ خوری سے حرام حلال میرا اور پھر خاص خاص دلوں کو نہ کھانا وغیرہ وغیرہ طریقوں سے کم ہوتی رہی اب یورپ کے فاضل ڈاکٹروں نے دلائل قاطع سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ انسان کی خوراک نہیں۔

(۱۰) ابرہیم چہ آشرم یعنی سب سے پہلے علم اور نیچے سادی سومبر کے طریقہ پر باغ ہو کر گوشتی مذہبی کتاب بتلاتی ہے۔ اور اسی طرح چار آشرموں کی تقسیم اور انسان کی زندگی کا وجہاگ کسی فاضل نے پہلے بتلایا ہے۔ جس کی طرف اب یورپ والے متوجہ ہو رہے ہیں۔

(۱۱) سب دنیا کے انسان ایک آدم کی اولاد ہیں۔ یہ کس نے بیاہا۔ جس کی سائنس نے اپنی زبردست دلائل سے دھجیاں اڑا دیں۔

(۱۲) گرچہ ہونے کی حالت میں اور جب تک بچہ گرچہ میں رہے تب تک مرد اور استری کو برہم چہ یہ رکھنے اور بعد پیدا ہونے کے جب تک کہ بچہ کے دانت نہ نکلس۔ یعنی وودہ پیتا رہے۔ جو کہ نہایت ضروری مسئلہ تھا اس کی بابت کس نے ارشاد فرمایا اور ستمکاروں کی مبارک ہدایت کس مذہب میں ہے۔

اسی طرح توحید کا پہلا معلم یا ہادی دنیا میں سوائے وید مقدس کے کون ہے اور آریہ دھرم کے سوائے کوشا مذہب ہے جو عقولیت کی کسوٹی پر رکھا جاسکتا ہے۔ جب خود خدا ہی کی کتابوں میں یہ نسخہ ورد و بدل و تحریف کا ہاتھ صاف ہوتا ہے ایسے ادیان کب کسی محقق کی تسلی کر سکتے ہیں۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ پادری صاحبان اناجیل کو ہاتھ میں لے کر سائنس اور فلاسفی کے بطلان کے واسطے دعا مانگ رہے ہیں مگر تو بھی مسیح کے پیدا ہونے پر جس ستارہ کے نکلنے کی خبر انجیل متی باب ۲۴ میں ہے اور جو موسیوں کے آگے چل ہاتھ تھا اُس کا علم ہیئت سے کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اور نہ مسیح کا اوپر اٹھایا جانا علم سے سدھ ہوتا ہے اور نہ بات سچ معلوم ہوتی ہے کہ ”اور بھی بہت کام میں جو یسوع نے کئے اور اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتاب میں جو لکھی جاتیں تو دنیا میں سما سکتیں۔“ یوحنا ۱۱:۲۱۔ تین سالہ زندگانی کے لئے اتنے کام۔ مبالغہ کی بھی کوئی حد ہونی چاہئے۔

پورانے مولوی صاحبان تو منطق کی کتابوں سے استنبی کرنا جازہ جانتے تھے۔ باقی ہر حال کے علماء و صاف کہتے ہیں۔ کہ تنازع کا مسئلہ حکماء کا ہے روح اور مادہ کے مسائل اور اسی طرح زمین چاند و سورج کے مسئلوں کا الہام سے کیا تعلق ہے۔ منطق اور جوت کو دین سے کیا واسطہ۔ ایک وانا

خود کو چھوڑ کر محمد پر تھکے پہلے عیسائی دین سے منکر ہو گئے تو انہوں نے بہت کتا ہیں کر چمن منٹ کے خلاف تصنیف کیں اخبار موسومہ باریٹ ۱۸۵۵ء میں لکھی ہے کہ خاص انگلینڈ میں انہیں درسمہ ہیں جن میں عیسائی دین کے خلاف تعلیم ہوتی ہے۔ اور تین لاکھ آدمی ایسے ہیں جو کچھ مذہب نہیں رکھتے اور در در امری و ترقی پر ہے۔

کفارہ مسیح نے ولیم لوگن کو گناہ یہود سے زیادہ دلیر بنا دیا ان کی طبیعتیں اسی سے منحرف ہو کر شرابی ہوئی۔ شاہ قار ہادی۔ دیار رستی۔ جھوٹ۔ غریب۔ و ہریت کی طرف کلیتاً مائل ہو گئیں اخبار ہمبر ہند لاہور یکم فروری ۱۸۵۷ء میں لکھا ہے۔ تیرہ کروڑ ساکھ ہند پر پندرہ سال سلطنت برطانیہ میں شرب کشی اور شراب نوشی میں خرچ ہو رہا ہے۔ اور خاص لندن میں شاید پندرہ تیس لاکھ آدمیوں کی آبادی کے دس ہزار ہو گئے۔ جو شرابی نہ ہوں وہ غریب مرد و عورت خوشی اور آزادی سے مشرب پیتے اور پلاٹے ہیں۔ اہل لندن کا کوئی ایسا جلسہ اور موسیقی اور محل نہیں ہے کہ جس میں سب سے پہلے برانڈی اور شیری اور لال کا انتظام نہ کیا جاتا ہو۔ ہر ایک جلسہ کا جزو اعظم شرب کو قرار دیا جاتا ہے اور طرفہ بکن یہ کہ لندن کے جسے بڑے کشیش اور ہادی صاحبان بھی باوجود دیدار کلاسنے کے خوشی میں اول درجہ کے ہوتے ہیں اور شرب نوشی کے طفیل اور برکت سے لندن میں اس قدر جو کشتی کی وارداتیں واقع ہوتی رہتی ہیں کہ ہر ایک سال ان کا ایک ہولک دیا برٹل ہے۔ ڈاکاری و دلفری شیر مار دیکھی گئی۔ قمار بازی کی ادھرتی ہو گئی۔ المختصر۔

اور یہی حال محمدی دین کا ہے۔ اس میں مسلمانوں کے جو بابر و زائد و خدا پرست گذرے ہیں۔ جو تمام ہی تباہی و تاراج کے قابل تھے۔ باقی عموماً خود بخلاف فطرت کے مرکب۔ مرد کش۔ غازی و جہادی۔ کوڑی مرغی اور جہاد پر مارے واکے یا مردہ و دوزخ میں جاتے یا بہشت میں اپنے جملے مانجے سے غرض رکھنے والے جو مردہ سے راج نامہ سنانے یا سنگ اسوجھنے یا کھنے سے اوپر یا جامہ پہننے یا کھنے کے پیسے وصول کرتے تھے اور کوئی روحانی بات نہیں جانتے۔ گوریستی جن کا شیوہ اور مردہ پرستی جن کا دتیرہ ہے۔ دن رات قبروں سے مراد ایک ایک کر ان کے آتما مردہ ہو گئے وہ اگر روحانی علوم یا ادیت روح کے مسائل پر غور کرنا نہیں جانتے تو اس میں ان کا کیا قصور ہے۔ جن کا خدا قتل غلابی سے شادا ورجن کے بہشت میں جانیکا مشہور سلسلہ جہاد ہے۔ عرب ایران و روم۔ افغانستان تا تار بلوچستان۔ مصر ہر ایک میں جہاں جاؤ ویس کی بری حالت بد چینی کا دوشور مردہ پرستی کی گنگھور گٹھا جاہل طرف سے امنڈتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ عرب کے بد و بھکا صاحب کے وجود سے پہلے جیسے ڈکیٹ تھے ویسے ہی ارب مردم کش اور غارت گر ہیں۔ اور یہی حال تاتاری اور افغانوں کا ہے۔ پس ایسے آدمی تباہی جیسے لطیف مسائل کے سمجھنے سے معذور ہیں اور کچھ تعصب اسلامیہ کے سبب وہ غیر ملکی کی بات پر تامل کرنا جائز بھی نہیں جانتے۔ مگر دانشور کی را اور سائنس اور فلاسفی کی برکت سے یورپ و امریکہ میں اب کچھ روحانیت کا چرچا شروع ہے۔ ایک طرف قصود سائیکل سوسائٹی کے محقق مزین۔ مثلاً تاسخ ارواح کا برچار کر رہے ہیں۔ دوسری طرف سوامی شنکر اجاریہ کی فلاسفی لوگوں کو اپنے چروں میں جکھا رہی ہے تیسری طرف عیسائی دین کی ابرہست اور حیدرہ زنجیر سے لوگوں نے پاؤں کو باہر نکال کر تحقیقات حقہ کے میدان

میں قدم رکھا ہے اور اب سائنس اور مادہ کی قدامت مانیتے ہوئے کسی ادنی طاقت کا بھی تامل ہونا سمجھتے ہو کر فاضل لوگ کثرت سے اسی قسم کے مبارک مسائل کی طرف جھک رہے ہیں (۱) پر کرنی کا انادی ہونا سائنس نے ملحدوں سے بھی منوا دیا اور بغیر ہادی کو شخص کے خود علما و سائنس دان اس کے ثبوت میں لاکھوں جلد چھپا کر ملک میں شائع کر رہے ہیں۔ بلکہ تمام کاجوں اور سکولوں میں اس کی علانیہ تعلیم جاری ہے۔ مادے کے انادی ہونے سے انکار کرنے والا خواہ وہ کوئی پوجا یا شمار ہوتا ہے۔

(۲) مردوں کا جلانا جو آریوں کا آخری سنسکارت ہے اور جس کی ہایت وید مقدس میں موجود ہے مام طور پر بدھی مانوں اور عاملوں میں پرچا ہوتا جانا ہے۔ بڑے بڑے فاضل ڈاکٹر اور سائنس دان بعض دفعہ دفن کرنے کے مردوں کو جلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نعش کے کھنے سے اس میں ایک قسم کی ہوا پیدا ہو جاتی ہے جو کہانی کو خراب کرتی ہے اور موجب کشتی ایک متعدی ملکن کا ہوتی ہے۔ اور کشتی ایک ابجن مقرر ہو رہی ہیں چٹکا منشا ہے کہ بجائے دفن کرنے مردوں کے ان کے جلانے کی رسم یورپ میں عام رائج کی جاوے۔ لوگ خوشی خوشی وصیت نامہ لکھ کر ممبر ہوتے ہیں۔ کہ بعد مرنے کے میری نعش گاڑی نہ جاوے بلکہ جلائی جاوے۔ یورپ کے یڑھے لکھے لوگ تو رفتہ رفتہ پڑائی کی بات چھوڑ کر جہات عقل کے نزدیک بہتر ہے اس کے پیرو ہوتے جاتے ہیں۔ مگر متعصب باوری عما جان اس بات سے بڑے نازان ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے باعث سے آدمیوں کے دلوں سے نہایت کے روزا کھٹے کا عقیدہ جاتا رہیگا اس پر اخبار ہادی حقیقت کہتا ہے کہ حقیقت میں باوری اور ملنے ہر ایک ملک میں ترقی کے مانع ہوتے ہیں (جلد ۲ نمبر ۱ صفحہ ۶۵)۔

(۳) تباہی کا سلسلہ اور کرموں کا افسار دار دل کا دوبارہ قلب میں آنا ہر ایک راہ میں حکما و اسے مانتے رہے اور جلا انکار کرتے تھے۔ چنانچہ اب بھی علماء کے گردہ دگر وہ اس کی تصدیق پر کمر بستہ ہیں۔

(۴) زمین کا گول ہونا اور سورج کے گرد گھومنا جو اسے وید مقدس کے کسی مذہبی کتاب میں مذکور نہیں ان پر تمام پوٹھی نان شفق ہیں۔

(۵) آسمان باطل ہے وہ خلا کے سوا کچھ نہیں کسی نے بتلایا اور کتنے نے اس کا پرچار کیا۔ کہ نہ آسمان کے دروازے ہیں اور نہ وہاں بڑے اور پلے ہیں اور نہ ان پر کوئی محافظ ہیں اور صاف ظاہر ہے کہ آسمان کے باطل ہونے ہی آسمانی خدا۔ آسمانی فرشتے اور آسمانی تخت بھی باقی نہیں رہتا۔

(۶) دنیا کا بار بار پیدا کرنا اور دیکھنا اور خدا کا ہمیشہ سے رہنے کا نامک اور صلح ہونا اور اس نظام تسمی کی پرلے یعنی قیامت کی میعاد کس ذریعہ نے بتلائی۔ قرآن سورت اعراف۔ و ذر یات۔ و بازغات۔ و آخر اب میں بتلایا کہ قیامت یا اس دن کا خاتمہ یا جزا کا دن یا جزا کی گھڑی کب اور کتنی مدت کے بعد ہوگی۔ اس کا جواب باوجود سائیکل سوسائٹی کے بھی دیا گیا کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ اسی طرح خدا کے انکوائے کھاتے جیسے یا دوسرے لفظوں میں خود خدا صبح سے جب لوگوں نے یہی سوال کیا۔ تو صبح جواب دیتے ہیں مگر اس دن اور اس گھڑی کی بابت تنو اب کے نہ تو فرشتے (جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا۔ کوئی نہیں جانتا) مگر اس دن اور اس گھڑی کو میرے بار کے دوسری جگہ خود صبح کہتا ہے۔ لیکن اس دن اور اس گھڑی کو میرے بار کے

یہ حج کے ایسے اصل مادہ ہیں جو قدیم سے مل جاتا ہے اور پھر اسی مادہ سے ہولائی سے بنالیجے
خوارک پر جو حبشیت ازودی دوسرا جسم طیار ہوتا ہے۔
قرآن مجید جاتین میں عرب کے اس فرقہ کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے وقلو ما اھی
الا حیا قتالہ دنیا موت ونحیاء ترجمہ گفتار منکران نبوت یعنی قیامت نیست زبانہ
مکرند گانی دنیا کہ نادر ادا ہم سے میرم در زندہ سے شوم اس پر فلا حسین واقعہ تفسیر کرتے
ہیں۔ اجمال فاروقی قائلان ابن سخن در باب تنازع و اشتراک باشند و نزدیک ایشان انست
کہ ہر کہ سے میرد روح او با جسم دیگر کے تعلق گیرد ہم در دنیا ظہور کند تا دیگر بار میرد و
بار دیگر با دیگر سے آید شاکو کہ ہر جسم ایشان غیر است نقل کردہ اندک کیفیغت من خود را

بقیہ حاشیہ اور دوسرے کچھ احکام طے کئے، وہ بھی اسکی تصدیق و تائید کرتے تھے اسلئے اسکی یہ ذریعہ
بہکل صاف و مصلح تھا جسکی تعلیم بھی کھدائی و حدایت کو ماننا اور ناسخ و ارجح یعنی پیغمبر
کا قایل ہونا کوئی خاص شہوت پرستی کا ماوا و غیاہ نیست نہیں اور نہ کوئی ادبی جوہم ہے بلکہ پیغمبر میں
ہی وضع و بہشت یعنی سرگرد و ننگ ہے حیات ادبی یعنی نجات کے لئے شریک کو ہا ہو کر ہے لوٹ نالکی
کی ضرورت جانتے تھے۔ اگلی پہلو کے قابل اور مصلح ہی اور بری کے جوہم کی ضرورت جانتے تھے
اور ہی طریقہ کے مطابق اپنے برسوں کا حساب لگا کر دیتے تھے۔

محبوب بہتر زیادہ عورتوں سے پہنچتے ہیں گو یہ نام سنسکرت زبان کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہ
پروان شیدا یا دوسرے معنوں میں تیرا تا یا برابر ہم کو ماننے والے اور جب ہم کو نیت کو دیکھتے ہیں
تو اس میں صاف پایا جاتا ہے کہ پہلے نبی ایک تھوڑے تھوڑے کر کے اس پر ریش ڈالتے اور پھر رنگا
ہٹاتے اور اس کے گرد و اطراف کرتے اور منت مانتے تھوڑے تھوڑے کو نیت پر پیدائش باب ۲۸ آیت
۱۸ و ۱۹ اور پیدائش کو نیت باب ۳۱ آیت ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱

اسی تختہ طاق آکر پہل سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں۔ حضرت امیر ابو خدا کے لئے ایک بن گھڑا پتھر کھرا کر لیتے تھے۔ اور جو عادات یا غماز دہوتی تھی وہ اس کے گرد ہوتی تھی۔ اسی لئے حضرت امیریم کے زمانہ میں کوئی خاص سمت قید کا ہونا یا اس نشان کے جس کو وہ قایم کرتے تھے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ پھر ورنے ہیں ایس لوگ خیال کرتے ہیں کہ اولاً پتھر کا پوجنا اسی استعمال میں اسی طرح شروع ہوا کہ جب ان میں سے کوئی مکہ سے جاتا تو دم کے پتھروں سے ایک پتھر اٹھا لیتا تھا اور مکہ و کعبہ کے شوق میں جہاں آرتے تو اس پتھر کو رکھ لیتے اور اسے گرو مثل کعبہ کے طواف کرتے۔ (تفسیر مخدومی جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷)۔

شیوکی بابت تمام رائے ہند و قبل کا اعتقاد ہے کہ مختلف جگہ شیوکی پوجا مختلف نام سے ہوئی تھی کہ میں چشتیوکی مورثی تھی اس کا نام مکیشیر ہوا دیوتھا اور وہاں ایک اور بھی نام ہوا دیوکی تھی جس کا نام ہاتھ دمنات تھا۔ اور اس بات کی مسلمان مورث بھی شہادت دیتے ہیں چنانچہ ابو القاسم قریشی لکھتا ہے کہ راجہ ہندوستان پیش از ظہور اسلام جہت پارت تانہ کھڑے پرستش (صنام) پرشہ آدھ شد ہے کہ دندان موضع زابترن محابدین باشندند" اولھا کہ شرم صومناست ۱۸۰۰ شراج قریشی اور پھر در کج تہ صومناست لکھا ہے۔ دواویج نوشتہ شد کہ در مان حضرت ختمی میاہ شی برک را کہ سومنات نام داشت از زمانہ کعبہ اکبرہ و با انجا رہنے کہ سومنات کجرات (آوردہ نام آوان شہر را بنا کر دند) (مقالہ اول جلد ۱ ص ۱۰۸) اس میں کوئی شک نہیں کہ کہہ ہوا دیوچی کا ستہ تھا اور وہی سبب ہوا کہ سومنات میں گڑا ہے ہوتی پوجک لوگوں نے قایم کیا اور پھر برتنور دیوچی میروان شیو اس کے پوجادی بنے علاوہ برآں دستان ملا سب تین لکھتا ہے کہ مکہ مرکب ہے ہا۔ کہ سے یعنی جانا کی جگہ یعنی جس مقام میں

دو ہزار و سہ ہفت صد قابل دیدہ ام (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۱۳۱)
جس تک یورپ میں جماعت دیوبند تک عباسی دین خوب فز سے
و دشمن یاد یوں نے علم حصول کے علما کو بھانسی دی رشخہ میں کھین
کے تیر ٹکڑوں سے اُن کا تمام گوشت نچوڑا دیا میٹھوں سے اُن کا بدن
کھڑکے کیا۔ کوہو میں پڑا دیا اور مٹی کے تیل وغیرہ سے جلایا۔ اور بڑی
سے داد اور بار دیا۔ (مفصل دیکھو ورث آف کسٹیا میٹھی)۔

لیکن جب آفتاب علم کی روشنی یورپ میں پھیلنے لگی تو عیسائی دنیا ہوا۔ لوگوں نے ان کے بے بنیاد مسائل جیسے تثلیث فی التوحید، کفارہ مسیح، معجزات مسیح، بلکہ مسیح کی اِلٰہیت سے ہی انکار کر دیا۔ سب سے زبردست وجہ عیسائی دین کو پہچاننا وہ بیشپ گلوستر و صاحب کا کہ چون مذ تھا۔ یہ بزرگ کئی گرجاؤں کا مالک اور صد ہا یاروں کا گرو و رہنما) اچھی طرح منسجہ کر لیا کہ عیسائی دین باطل ہے تو اس نے کئی کتابیں امر کیں۔ بادی حقیقت ایک براہمنو اخبار میں لکھا ہے کہ چنانچہ بیشپ گل ندرت عیسائی کے برخلاف تھے۔ اس سبب سے ملا مظفر نے باوجود جوڈیشل کمیٹی اور برٹری وی کونسل کے اُن کی جاگیر متعلقہ اگرچہ جاسٹس جلد اول نمبر ۱۰ یکم اکتوبر ۱۹۷۸ء اور یوں ہی فلم پھیلنے لگا۔ محقق لوگوں کو دین سے نفرت شروع کر دی چنانچہ اسی اخبار میں لکھا ہے کہ یورپ لوگوں میں مسیحی الیک عیسیٰ کو خدا نہیں مانتے اور ملک یو ایف ڈی سیٹ کے ثالث بھی عیسیٰ کی الوہیت کا قائل نہیں بلکہ جلد ۱۱ نمبر ۱۱ ص ۶۴۵ پر اکتوبر

اور صرف یہی نہیں بلکہ مسٹر ہوٹ صاحب اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۶۷ء
 نزدیک تمام ممالک و ممالک و ممالک کے مدارس میں نام تک بین عالم
 فلاسفہ نے ان ملکوں میں دین عیسوی کے بازو و بازو لگائے۔ عہد
 باقول کو لوگوں نے قصہ و کہانیاں جان لیا۔ طالب علموں کے گروہ
 ایسے نہ نکلیں گے جو کے نام تو یہ ہوں جن کو شہر ہووے وہ آپ
 عیسائی دین کے آدمی ان کو دیکھ کر رو دیتے ہیں اور پادری کیمک
 ایسا ہی لکھا ہے۔ ملک فرانس اور اس کے مملکت کی بابت آدمی
 کہ ہر سید کو معلوم ہے کہ زمانہ حال میں ملک فرانس کے اندر
 میں ایک ایسا مذہب یا حاکم و شہزاد ہے رات کے پادریوں کو خود اس
 اور اسی طرح مسٹر گلین صاحب وزیر اعظم انگلستان اپنی کتاب
 مضبوط و پختہ میں بڑے افسوس کے ساتھ لکھتے ہیں کہ فرانس میں
 ہیں جنہوں نے شہر کی مردم شمار کی ہیں اس کا کوئی مذہب نہیں
 اور پرویشا کی بابت ملک صاحب فرماتے ہیں کہ ساری سلطنت
 سالہا سال سے ایک ایک بائبل کا مذہب نہیں بڑا عیب لوگ ملے
 اعجاز کی باتوں کو کہانیاں سمجھ کر ہنس کر رہے ہیں۔

خاص ملک انگلینڈ کا حال دین کے بالے میں اور بھی غور کے قابل
میں جنیہ لاہور، ہرنٹ اور ہسٹر بلاؤنٹ اور پوہس اور اول شافٹ
القسمہ حاشیہ چاند کا بت ہے اور ہندو لوگ چاند مہادیو کے شک پر مانتے
مات نے سو مہات کے بیان میں اس کی تصویریں کی ہے کہ وہ فی الحقیقت مہادیو
میں اس میں ڈرا جائے ملک و عجیب نہیں ہے کہ صائیں شیو کے پوجا
زمانہ بت پرستی سے قبل وہ تمارا سر آریہ قوم سے تھے اور ویدک دھرم کے ملے

برہم کے ساتھ سب کا مول کو پراپت ہوتا ہے۔ اثرات جس جس آتش کی کامنا کرتا ہے اس آتش کو پراپت ہوتا ہے یہی کتی کہاتی ہے۔

پر مشن۔ جیسے شری کے بناسنارک سکھ نہیں بھوک سکتا ویسے کتی میں بنا شری کیسے بھوک سکتا۔

اگر اس کا جواب مفصل ہم پہلے لکھ آئے ہیں مگر علاوہ کچھ خلاصہ یہاں بھی لکھتے ہیں۔ جیسے سنارک سکھ شری کو آوار سے بھوکتا ہے ویسے پریشد کو آوار کتی کے آتش کو جیوا آتما بھوکتا ہے وہ کت جیوا آتما اور کتیل کے ساتھ ملتا ہے شری کو آکا فاد

کو متا شدہ گبان کو سب شری کو دیکھتا اور کتیل کے ساتھ ملتا ہے شری کو آکا فاد دیکھتا ہوا سب لوگ کو انشروں میں (اثرات) جتنے یہ کرتے دیکھتے ہیں اور جو نہیں

بھی دیکھتے ان سب میں کھوتا ہے وہ سب پدارتھوں کو جو اس کو گبان کر اگو ہیں دیکھتا ہے جتنا گبان ادک ہوتا ہے اس کو تا ہی آتما ادک ہوتا ہو۔ کتی میں جیوا آتما

زیر آتے سے پور گبانی ہو کہ اس کو سب چیزوں کو گبان (رلم) ہوتا ہے ہوتا ہے یہی افضل راحت یعنی سکھ و شینس یا راحت کا ل ہے۔ اسی کا نام سورگ ہے اور دوسرے ترشنا میں بھنس کر ٹکھ و شیش بھوک کرنا نرک کہنا ہے۔

سورگ لفظ اس طرح ویا کرین کی ریتی سے بنتا ہے (یعنی) سوا سکھ کا نام ہے۔ جو دنیاوی سکھ میں ان کا بھوکنا معمولی سورگ ہے اور جو پریشد کی پراپتی سے آتما ہے وہ سب سے

اعلیٰ و افضل ہونے سے ویشس سورگ کہنا ہے سب جیوا آتما سکھ پریشد کے اچھا اور ٹکھ کا دیوگ ہونا چاہتے ہیں لیکن جب تک دھرم نہیں کرتے اور پاپ نہیں

چھوڑتے۔ تب تک ان کو ٹکھ کا ملنا اور ٹکھ کا چھوٹنا نہ ہوگا جس کا کارن اثرات مول ہوتا ہے وہ نشٹ کبھی نہیں ہوتا جیسے

چھتے مولے پر کشویشتی تہا پاپے کشیشی و کھ کشیشی جسطرح مول کٹ جاتے سے برکش نشٹ ہوتا ہے ویسی ہی پاپ کو چھوٹنے سے کھ کشیشی ہوتا ہے (اثریشا تہہ کا سن مطبوعہ بار دوم صفحہ ۲۴۶ سے ۵۱ تک سوالاں ششہ پر لکھا)

منقول از وید بھاشا ششہ بھومکا پر مشن۔ ایک منش ایسا برتن کرتے ہیں کہ جو پورب جنم ہوتا ہے نوہم کو اس کا

گبان اس جنم میں کیوں نہیں ہوتا۔ اثر عقل کی تہہ کھو کر دیکھو کہ جب اسی جنم میں جو سو سکھ ٹکھ تم نے بال و دتھا

میں یعنی جنم سے پانچ برس تک بھوگے ہیں۔ ان کا گبان نہیں ہوتا۔ اتھو جو کہ روز میں پاشن (دس تندس) اور دوا کر کے میں ان میں سے کتنی ہی باتیں بھول جاتی

ہیں تہا منشاں را یعنی خواب میں بھی یہی حال ہو جاتا ہے کہ اب کے کئے ہوئے کبھی گبان نہیں رہتا جب اس جنم کے سو پادوں کو اسی شری میں بھول جاتے ہیں تو پورب شری رجسم

سابقہ کے بیوا دوں کا گبان رہ سکتا ہے۔ پر مشن جب ہم کو پورب جنم کے پاپ پن کا گبان نہیں ہوتا اور ایشور انکا پھل سکھ

ٹکھ دیتا ہے۔ اس سے ایشور کا نہا اعلیٰ واجب و نکاسیدار کبھی نہیں ہو سکتا۔ اثر گبان دوپ کا کرنا ہوتا ہے ایک پریشک۔ دوسرا انومان آدمی ہے۔ جیسے ایک

وید ریکیم (اور دوسرا وید رکمت سے محروم) ان دونوں کو جو رجسار آئے سے وید تو اسکا پہلا نشان جان لیتا ہے اور دوسرا نہیں جانتا لیکن اس پہلی بد پریشی کا

نتیجہ جو بخار ہے وہ دو کو پریشک ہو ویسے دے جان لینے ہں کہ کسی بد پریشی سے یہ بخار

ہوا ہے اتہا یعنی اس کے سوا نہیں۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اعلان و اعلم ٹکھ ٹکھ روگ کر کا دن اور کاریہ کو نشے کر کے جانتا ہے پر تو کارن میں اس کو بید چاہئے پورا نشے

نہیں ہوتا ویسے ہی ایشور دنیا کاری ہونے سے کسی کو بنا کا دن کے سکھ یا سکھ کبھی نہیں دیتا جب ہم کو پن پاپ کا کارہ سکھ اور سکھ پریشک ہے تب ہم کو ٹکھ یک نشے ہوتا ہے کہ

پورب جنم کے پاپ و پنوں کے بنا یعنی گناہ و مصلوب کے بغیر اتم۔ مدہ ادیش شری تہا بدی اکوی پدارتھ کبھی نہیں مل سکتے اس سو ہم لوگ نشے کر کے جانتے ہیں کہ ایشور کا بنا اعلیٰ

اور نہا را سدہ ہریہ دونوں کام تہا رات (ٹکھ) طور پر جتنے ہیں (از صفحہ ۲۰ و ۲۱)۔

خاتمہ

تناسخ کا مسئلہ بہت قدیم ہے اور ایک وقت ساری آباد دنیا اس کو مانتی تھی تمام مذہب

ملاک کے فضل اور علما اس کے قابل تھے۔ یونان مصر روم آریہ رت۔ ایران چین۔ میکسو اور پیرو کے دانشمند لوگ جس طرح اس کے سر و تن اسی طرح عرب۔ تاناہ روس

اسطریلیا حبش اور شمالی امریکہ کے باشندے بھی اس کے گرویدہ تھے۔ دنیا کی کوئی ایسی آبادی ایسی نہیں تھی جسے اس علمی مسئلہ نے کسی مذہبی طرح گہرا اعلانی نہ ہو۔ تمام

پورانی تواریخ متفق البیان ہیں۔ کہ جس وقت دنیا میں سچائی۔ شائقی اور امن کا راج تھا تمام دنیا میں ایک ہی ویدک دھرم پھیل رہا تھا اس وقت بھی مہارک مسئلہ سب سب

دلوں کی ریاس بچانے والا تھا کتاب الملل والنحل شہرستانی میں ہر دین العرب میں فتنہ النساخ صفحہ ۱۱۱ جلد دوم یعنی اہل عرب تناسخ پر اعتقاد رکھتے تھے۔

پاوری۔ لٹجی اسکاٹ صاحب فرماتے ہیں۔ قدیم مصر میں نے اس کو مان لیا اسی طرح یونانیوں نے رومیوں نے اور انگریزوں نے ہمارے پورائے اور فلوگ جو ہمارے گورو تھر

یہی سکھلاتے تھے اور ہم لوگ سب کے سب مانتے تھے مباحثہ بریلی صفحہ ۱۲۔ بشپ واربرٹن صاحب لکھتے ہیں۔ پہلی زندگی کے خیالات بہت سی فانی اور عالموں

سے ہر ایک نے مانے میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ ہماری کئی قسم کی نکالیف کے دور کرنے کے واسطے کالیہ صاحب کہتے ہیں۔ قدیم مصری۔ یونانی۔ رومی اور انگریز تناسخ یعنی آواگون کو

مانتے تھے۔ (تاریخ انگلستان صفحہ ۱۱)۔ کیا ایشیا کے ایرانی آریہ جتنی۔ چا پانی اور ترک لوگ اور کیا یورپ کے یونانی و روم

دھرمی اور جرمینی والے اور کیا افریقہ کے قطبی۔ یا منظر اور راج خانان گئے بزرگ اور کیا امریکہ کے تانے رنگ والے پہلی یعنی سورج۔ مٹی۔ پیر و میکسیکو کے پروہت اور

آچارہ اور ایرسین خانان کے کیشو سارے کے سارے ذلیل و ذوات میں قدر و اختلاں اور جزدی تفریق ہونے پر بھی اعتقاد اور اصول میں سب بالاتفاق اس امر کے قابل تھے۔ کہ

اور انسانی ہیں اسادقت با سمہ کھی نہیں تھا کہ وہ موجود نہ ہوں اور نہ وہ نیست یا معدوم ہو سکتی ہیں ہر ایک کو انکے اعمال کا بدلہ ملتا ہے اولائی عدالت میں یہ اٹل قانون ہے

جسے کوئی دینیاتی ملائے والا نہیں عرک ملک میں علم اعزایں ہو ذرا مذہب اور قدیسے پڑھے لکھے جٹا جٹین لوگ تھے۔ حکما اعتقاد تھا کہ تناسخ انعام ضروری ہے اور جسم بوجھل جائے

۱۵ اس مذہب کی ناب بھس لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نام عبرانی لفظ سا با عبا سے چکے بننے ستارہ کے بن شتی ہے اور اس دین کی اعلیت کو اس بار کٹاویوں کی طرف منسوب کرتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ یہ مذہب صانی مہریت شیشہ کا نکالا ہوا ہے جو گئے خیال میں اپنے بھائی

ایوہک را پد مہیت مصر کے میناروں میں مدفون ہو جس لوگ اس نین کا مخرج اس سوا ملے تر ایک و چشمہ سے تھلائے اور بڑی پیہر سے دعوے کرتے ہیں کہ طوفان فوج سے پہلو تمام دنیا کا یہ مذہب نکالا گیا ہے کہ یہ مذہب طوفان کے بعد بھی رہا اور اجداد الا قوام یعنی تمام قوموں کے بزرگ

پر منشن منش کا جیو پشو آدی (جیوان) چرند پرند حشرات الارض (پھلی) میں اور پشو آدی کا منش کے شریر میں اور استری کا پریش کے اور پریش کا استری کے شریر میں آتا جاتا ہے یا نہیں۔

آخر ہاں جانا آتا ہے کیونکہ جب پاپ ٹھہ جاتا ہے اور پن کم ہو جاتا ہے تب منش کا جیو پشو آدی پنج شریر میں اور جب دہرم ایک تہا ادرم نیون ہوتا ہے تب دیرینی وفانوں کا شریر بنتا ہے اور جب پن پاپ برابر ہوتا ہے تب سادہ مان (معمولی) اسانی جنم ملتا ہے اس میں بھی پن پاپ کے اعلیٰ۔ اوسط۔ ادنیٰ ہونے سے اسانوں وغیرہ میں اعلیٰ۔ درمیانہ ادنیٰ شریر وغیرہ ساگر و والے ہوتے ہیں اور جب زیادہ پاپ کا پھل پشو آدی کے پشو کے شریر میں بھوک لیا تب پھر پاپ پن کے برابر رہنے سے منش کے شریر میں آتا ہے جب شریر سے نکلتا ہے اس کا نام موت اور شریر کے ساتھ ملاپ ہو نیک نام جنم سے۔ جب شریر چھوڑنا ہے تب ہم آہی آکاش استھ دایو میں رہتا ہے کیونکہ مینن دایوند وید میں لکھتے ہیں کہ ہم نام دایو کا ہے۔ گر ٹیوان کا فرضی ہم نہیں پھر دہرم راج یعنی برہمنشور کر جیو کے پاپ پن اوسا جنم دیتا ہے وہ دایو۔ ان۔ جل یا شریر کے پھر دہرم دوسرے کے شریر میں ایشور کے حکم (پرینا) سے داخل ہوتا ہے اور داخل کر باقاع ویرہ حل میں استھتھ ہو کر شریر دہرم کر باہر آتا ہے جو استری کے شریر دہرم کرنے یوگ کریم ہوں تو استری اور پریش کے شریر دہرم کرنے یوگ کریم ہوں تو منش کے شریر میں برہمنش کر کے رہتا ہے اور پشنگ کر کے کی سختی سے استری برہمن کے شریر میں سمٹ کر کے راج دیر کے برابر ہونے سے ہوتا ہے۔ اسی پر کا۔ نانا پر کا کے جنم مرن میں تب ہم جیو پڑا رہتا ہے کہ جب ہم اوتم کریم اوپاسنا گیان کرنے مکنی کو نہیں پاتا کیونکہ اوتم کریم آدی کرنے سے منشوں میں اوتم جنم اور مکنی میں ہم ایک برہمن جنم مرن دکھوں سے رہت ہو کر آند میں رہتا ہے۔

پریشن مکنی ایک جنم میں ہوتی ہے۔ وائیک جنم میں۔
آخر۔ وائیک جنم میں کیونکہ منڈک اینشد میں لکھا ہے۔

بھدیتے برہمن گرتھی چہدینتے سرونشیا
کشی نیتے چاسیہ کرمانشیں شمن درشتے پرورے

ترجمہ۔ جب اس جیو کے ہرے کی اور دایا گیان کی عقد (گانٹھ) کٹ جاتی ہے تب (بھیم) پچھن بہن یعنی قلعی دور ہونے اور برے کریم کشے زوال کو پریت ہتے ہیں تب اس پرمان میں (جو اس روح کو ہمیشہ اندر باہر محظہور ہے یعنی دیاب ہے) نوں کرنا ہے۔

پریشن۔ مکنی میں جیو پریشور میں ملجا تا ہے یا جدارہتا ہے۔
آخر جدارہتا ہے کیونکہ اگر ہمارے تو مکنی کا سنگھ کون بھوگے اور مکنی کے جتنے سادہ پن ہیں سب نیتھل ہو جائیں وہ مکت تو نہیں کنتو جیو کا پرلے حانی جا تے جیو پریشور کی آگیا پالن اوتم کریم سنگ یگیلہ بھاسن غیرہ سب ماہیں کرنا ہو مکنی کو پانا ہے۔

سیتم گیا تم اندتم برہم یو وید نہتم گوا پرے یو من
سواستے۔ سروان۔ کا مان۔ برہم برہم طان۔ وپستے

(تیرے آندولی۔ انوک ۱)

ترجمہ۔ جیو آتا ہی پڑی اور آتا میں استھتھ ست گیان اورت آند سروپ
پرمانا کو جانتا ہے وہ اس دیا پاک برہم میں استھتھ ہو کے اس اننت دیا یکت

وچا ہا ہے آنا دیتا۔ اور جتنا کام کرنا ہے اتنا کرتا ہے۔ آخر۔ ان کا دجا جیووں کے کریم اوسا ہوتا ہے۔ برظان نہیں۔ جو اٹا ہو تو دی اپرا دی اپنا کاری ہووے۔
پریشن۔ بڑے چھوٹوں کو ایک سا ہی دکھ سکھ ہے بڑو کو بڑی جتنا اور چھوٹوں کو چھوٹی۔ جیسے کسی سا ہو کا د کا مقدرہ راج گھر میں لاکھ روپیہ کا ہو تو وہ اپنے گھر سے پانکی میں پیچھے کر کچری میں گر جی کے موسم میں جاتا ہو۔ تانازا میں ہو کر اسے جاتا دیکھ کر گیانی لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو پن پاپ کا پھل ایک پانکی میں آند پوروگ بیٹھا ہے اور دھڑکے بنا جوتی پینے اور پیچھے سے چلتے ہوئے پانکی کو اٹھا کر بجاتے ہیں۔ پرنتو بدی مان لوگ اس میں یہ جانتے ہیں کہ جیسے جیسے کچری نزدیک آتی جاتی ہے۔ ویسے ویسے سا ہو کار کو بڑا شوک اور سندہ بڑبڑاتا جاتا ہے اور کہا دل کو آند ہوتا جاتا ہے جب کچری میں پہنچتے ہیں۔ تب سیٹھ جی ادر ہر جلتے کا دجا کر کے ہیں کہ وکل کے پاس جاؤں و سرشتہ دار کے پاس۔ آج ہارونگا یا جیتو لنگا نہ جانے کیا ہوگا اور کہا لوگ تبا کو پیتے برہمن باتیں کرتے ہوئے برہمن ہو کر آند میں سو جاتے ہیں۔ جو وہ جیت جائے تو کچھ سکھ اور ہار جائے تو سیٹھ جی دکھ ساگر میں ڈوب جائیں اور شے کہا جیسے ویسے ہی ہیں۔ اسی پر کا جب نا جاسد کو دل چھوئے میں سوتا ہے تو بھی جلدی نہیں آتی اور نوؤ کٹر تھرا دوشی اوپنے نیچے تھل پر سوتا ہے اس کو جھٹ ہی نیند آتی ہے ایسے رتر رتھجو آخر یہ سمجھ گیا نیوں کی ہے کیا کسی سا ہو کار سے کہیں کہ تو کہا۔ بن جا اور کہا۔ سے کہیں کہ تو سا ہو کار بن جا۔ تو سا ہو کار بھی کہا بنتا نہیں اور کہا سا ہو کار دینا چاہتا ہے۔ جو شکھ دکھ برابر ہوتا تو اپنی اپنی اوستا چھوڑ کر بیچ سے اور بیٹھا بیٹھا دیکھو ایک جیو ودان (عالم) پن اتما کریم النفس (شریان راجا کی رانی کے گرجہ میں آتا۔ اور دوسرا امداد دے گھساری کے گرجہ میں آتا ہے ایک کو گرجہ سے لیکر سرب تھا (ہر طرح) سکھ اور دوسرے تو سرب پر کا دکھ ملتا ہے۔

ایک جب جنتا ہے تب سندھ سو گندہ گیت جل آدی سے سنان مکنی سے ناٹے چھیدن دکھ پان آدی تہا یوگیہ پربت ہونے میں جب وہ دودھ پیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ مصری آدی ملا کر مرنی کے مطابق ملتا ہے اس کو پرغن رکھنے کے لئے نوکر چاکر کھلو نا سوار سی اوتم ستھانوں میں لاؤ سے آند ہوتا ہے دوسرے کا جنم جنگل میں ہوتا ہے۔ سنان کے لئے جل بھی نہیں ملتا جب دودھ پینا چاہتا تب دودھ کے بدلے میں گھونسا۔ تھپڑ آدی سے پیٹا جاتا ہے۔ نہایت عاجزانہ و بیکیسا آواز سے روتا ہے۔ مگر کوئی نہیں پوچھتا۔ ایسے ہی جیوؤں کو بنا پن ماپ کے سکھ دکھ ہونے سے پریشور دوشن آتا ہے۔

دوسرا۔ اگر نیک کر مصل کے شکھ دکھ ملتے ہیں تو آگے زگ سورگ بھی۔ ہونا چاہئے۔ کیونکہ جیسے پریشور نے اس جگہ بنا کر مرن کے سکھ دکھ دیا ہے۔ ویسے ہی ہرے پیچھے بھی جس کو چاہے گا اس کو سورگ میں اور جس کو چاہے گا سورگ میں بھیج دیگا۔ پھر جب جیو ادرم مکت ہو جاوے گا دھرم کیوں کریں۔ کیونکہ دہرم کا پھل مٹنے میں سندہ ہے پریشور کے ہاتھ ہے جیسی اس کی مرضی ہوگی ویسا کرے گا پاپ کر مرن میں بھی (روح) نہ ہو کر سندھ میں پاپ کی مرضی دہرم کی مکنی یا معدہ میت ہو جاوے گی اس لئے پہلے جنم کے لئے ہونے پن پاپ کے تو سا موجودہ جنم اور موجودہ کریموں اوسا آئینہ جنم ہوتے ہیں۔

پریشن منش (آدی) اور دیگر پشو آدی (جیوانوں وغیرہ) کے جسم میں جیو ایک ساتھ یا جدارہتا اوتم کے؟
آخر جیو ایک ہی طرح کے ہیں۔ الپا پ پن کے یوگیہ سے طیں اور پور ہوتے ہیں۔

کراس کو ہے وہ مجھ کو ملے گا جب جیو سے جیو اور شر سے شر ہو گیا ہو تو میں لایا کا
 بنائے والا پریشور نہیں۔ اس لئے آپکا قول ٹھیک نہیں رہا اور پھر پھر پھر پھر
 قول کے موافق جو جو جیو ہوئے وہ کن کن چیدوں اور شر تر دل سے ہوئے۔ جو
 کہیں کہہ رہا ہوں وہ سب تو پریشور یعنی آدمی کھوڑے اور دھت اور پھر کے موافق
 ہوا کیونکہ جس کا کارج جیسا ہوتا ہے اس کا کارن دینا اپنی ہوتا ہے اور دینا
 میں دودھ سپرد کرنا بہت دن تک کہ جو سڑ سے بھی بھاری ہے پھر اس کو سڑک بنا
 سڑک کن کر دیں سے مل سکتا ہے۔ کوئی بھی نہیں۔ جب آپ سرور کی نہیں تو کیوں
 دعوے کرتے ہیں کہ سڑ جنم نہیں اس سے آپ کا ایک جنم سدھ نہیں ہوتا۔ اور
 میر جنم سدھ ہو گیا۔ (دستخط دیا نند سرور سونی جو)

تیسرا مباحثہ بمقام چاندا پور ضلع شاہجہا پور

بتاریخ ۲ مارچ ۱۸۴۴ء

پادری ٹی جی اسکات صاحب ممہ دپاری صاحبوں کے ۲ مابین ۱۸۴۴ء
 کی شب کو سوامی جی کے ڈیرہ پر تشریف لائے۔ سوامی صاحب فرمایا کہ میں نے
 کہیں بچھا کر بڑی خاطر وادی سے پادری صاحبوں کو بھلا یا اور آپ بھی بچھ گئے تھے
 آپس میں بات چیت ہونے لگی۔ عفتہ رفتہ مسئلہ متنازع لینے آؤں کی نسبت پادری
 صاحبان نے پوچھا کہ آؤ گون سچا ہے یا جھوٹا۔ اور اس کا کیا ثبوت ہے۔
 سوامی جی نے فرمایا آؤ گون سچا ہے اور جو بیٹے کرنا ہے ویسا ہی شریر
 یا نا ہے اگر عمدہ کرنا ہے تو آدمی کا جسم یا تہا ہے اور خواب کرم کرتے ہے جا تو دغیرہ کا
 جسم ہوتا ہے اور جو سب اچھے کرم کرتا ہے تو وہ دیوتی و دووان۔ ویدہ وان ہوتا ہے
 دیکھو جب سچ پیدا ہوتا ہے تب اسی وقت اپنی ماں کا دودھ پینے لگتا ہے سبب
 نہ ہے کہ اس کو پینے جنم کا پھاس بنا رہتا ہے یہ بھی ایک ثبوت متنازع کا ہے۔
 نیک بخت اور بد بخت اور جسم قسم قسم کے درجہ درجہ اور سکھ دیکھنے سے ظاہر ہوتا
 ہے اور جیو ادا دی ہے کہ جس کا آقا اور انت نہیں اور جس خون سے جو جنم لینا ہے
 اس خون کا کسی قدر سہاؤ یعنی عادت وغیرہ بھی بنی رہتی ہے۔ اسی سبب سے
 انسان وغیرہ مختلف طبیعتوں اور عادات وغیرہ بنے ہوئے ہیں یہ بھی ایک ثبوت و اگر
 کا ہے اور بہت سے ثبوت آؤ گون کے ہیں۔ لیکن ایک بات یہی رہی کہ پیدا ہونا اور
 پھر کچھ نہ پیدا ہونا اصل کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ جو جس نے جیانا کیا اس کے
 برخلاف ہونا چاہئے سوایا ہو مگر ممکن ہے۔ اور خصوصاً بات کہ مراد و حالات ہوتے
 یعنی جب فیاض ہوگی تب اس کا حساب کتاب ہو گا جب تک پیارہ حالات ہیں
 رہا اپنی پریشور ماننا ایسا نہیں۔ بعد ازاں پادری صاحب فشریف لے گئے۔ (دیکھو
 صفحہ ۱۴۰ و ۱۴۱ مباحثہ مذکور اردو مطبوعہ لاہور)

منقول از ستیا رتھ پرکاش

پریشن۔ جنم ایک ہے و ایک۔
 اثر۔ ایک۔

پریشن جی ایک ہوں تو پہلے جنم اور دوت کی باتوں کا "نرن" یا کیوں نہیں؟
 اگر جو الگ ہے تو کمال درجہ نہیں اس لئے نرن نہیں رہتا۔ اور جس میں سے
 دھیان کرتا ہے وہ بھی ایک ہے۔ میں دو گیان نہیں کر سکتا بلکہ اور جب جنم کی بات تو
 اور نہ دیکھتے ہی دیکھتے میں جب کر رہا ہوں پھر میں پناہ پناہ پناہ۔ یا جو میں ہیں

تسے پہلے تک جو جیو یا میں ہوئی ہیں ان کا نرن کیوں نہیں کر سکتا؟ اور جاگرت میں
 میں بہت سنا ہوا اور جھٹ میں کوئے جب سو ہو بہت ارہات کا پڑ رہا ہوتی ہے
 تب جاگرت آدی جو ارکا نرن کیوں نہیں کر سکتا؟ اور تم سے کوئی پوچھے کہ بارہ نرن کا بعد
 تیر صدوں برس کے یا جو میں جیو کے نو بن دن دن سے پہلے منٹ پر تم نے کیا کیا تھا
 تمہارا کھلے کھلے کان لیتے تھر تھر کر کہیں پرکار کا تھا؟ اور تم میں کیا وجہ تھا؟
 جب اسی تھر تھر میں الیسا ہے تو بڑے نرن کی باتوں کے نرن میں اعتراض کرنا بالکل
 لڑکیوں کی بات ہے اور جو نرن نہیں ہوتا ہے اسی سے جیو سبھی ہے نہیں تو سب
 جنموں کے کھکھوں کو دیکھو دیکھو دوکھت ہو کر مر جانا۔ جو کوئی لڑکھو اور پھر جنم کے زمان
 کو جاننا چاہے تو بھی نہیں جان سکتا کہ کون کون کیا کیا (اور سرور الپ سے یہ بات
 الپور کے جانی ہو گیا ہے۔ جیو کے نہیں۔)

پریشن۔ جب جیو کہ یورب جنم کا گیان نہیں اور ایشور اسکوڈنڈ منترام دتا ہے
 تو جیو کا سدھ زمین ہو سکتا کیونکہ جب اس کا گیان ہو کہ ہم نے فلان کام کیا تھا
 اسی کا یہ پھیل ہے۔ اپنی دے یاب کرموں سے بچ سکیں؟
 اثر۔ نرن گیان کہتے پرکار کا مانا ہے ہو؟
 پریشن۔ یہ نرنش آدمی یہ مانوں سے اٹھ پرکار کا۔

اثر۔ تو پھر تم جنم سے لیکر سمہ سمہ میں راج۔ دھن۔ بدھ۔ ویدا۔ دلہ۔ تریدہ۔ مور
 کھتا آدمی سب دکھ سننا میں دیکھو کہ یورب جنم کا گیان کیوں نہیں کرتے۔ جیسے
 ایک حکیم اور ایک ہونکہ کو کوئی روگ ہو تو اس کا ندان و ملک یا سبب یعنی کارن
 حکیم جان لیتا ہے اور مرنکہ نہیں جان سکتا۔ اسی لئے علم حکمت کو پڑھنا ہے۔ اور
 دوسرے نے نہیں۔ لیکن تجار وغیرہ مرض کے ہونے سے مرنکہ بھی انا جان سکتا
 ہے کہ مجھ سے کچھ اور بہتری ہو گئی کو کچھ ہو گیا۔ جس سے مجھے یہ روگ ہوا ویسے ہی حکمت
 میں وچتر (عجیب) سکھ دکھ آدمی کی کھکھی بڑھتی دیکھو کہ یورب جنم کا انوان کیوں
 نہیں جان لیتے؟ اور جو یورب جنم کو نہ مانو کہ تو پریشور کیساتی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بنا
 باپ کے دلہر آدمی دکھ اور سنا اور بے نجات رہنے جنم اپن سیکھوں کے لڑج و ہناؤ
 اور مرنہ ہوتا اس کو کیوں کوئی؟ اور یورب جنم کے پائپ میں کے اور سنا روکھ سکھ کے
 دینے سے پریشور دنیا کاری تیار دت رہتا ہے۔

پریشن۔ ایک جنم ہونے سے بھی پریشور دنیا کاری ہو سکتا ہے جیسے سرور پری
 راجا رشنشاہ (جو کہ سو عدل) جیسے مالی آپ بن رہا (میں نہیں چھوٹے اور بڑے
 برکھش لگتا کسی کو کا شکی کسی کو لگتا اور کسی کو کھنیا کرتا بڑا نا ہے جس کی جو سنا
 ہے اس کو وہ چاہے جیسے رکھے اس کے اور کوئی بھی دوسرا یاد کر لے والا نہیں جو
 اس کو ڈنڈو سے سکے یا ابشور کسی سے ڈرتے۔

اثر۔ پرلا سا جو کہ تیار (عدل) چاہتا ذکر نا انیا ظلم کبھی نہیں کرتا اس لئے وہ
 پوچھے ہو گیا اور پوچھا ہے جو با اپنی انصاف کے برخلاف کرے وہ الشوری نہیں جیسے
 مالی کہتی ہے بنا مارگ (راستہ) و مستحان میں برکھش لگانے نہ کھانے لوگ کو کاٹنے۔
 لوگ کو پڑانے۔ لوگ کو مرنے سے دوکھت ہوتا ہے اسی پرکار سنا کا دل کے کرنے سے
 ایشور کو دوش لگے پریشور کو اور دنیا رکت کام کرنا اوتسہ ہے کہ وہ سوچا و کو تو اور
 دنیا کاری (عدل) ہو۔ جو امنت راجل (کی طرح کام کرے تو جگت کرسٹیت شیا و آدمین کو بھی
 کم اور سے غرت ہو کر کیا اس جگت میں دنیا و کنگ کے اؤنم کام کے ترشٹنا اور وسط کام کے
 بناؤ و سنا دیوے والا نیند (مطعون) اور سے غرت میں ہوا اس سے اب و ظلم میں کرنا۔
 اسی لئے کسی سے نہیں ڈرتا۔ پریشن۔ مرمانا ہے پھر ہی سے جس کے لئے خدا مانا

سوکریں بھوگین گئے پھر کسی وقت میں اچھا جنم بھی ہوگا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ دور ہمیشہ دے گا کیا کریں ہم اسے ہیں کہ جو تکلیف وغیرہ دنیا میں ہیں ان کا کوئی سبب ضرور ہوگا کبھی سزا کے واسطے کبھی نیکوں کو کہ ان کو عظیم طرح طرح کی ملی ہے۔

کہانی ہے کہ بادشاہ کا لڑکا تھا۔ پنڈت کے ہاں تعلیم کے لئے رکھا۔ پنڈت نے اس کو سب طرح ہوشیار کیا پھر بادشاہ کے پاس لایا اور اس سے کہا کہ فقط ایک ہی کام باقی ہے۔ اس نے پوچھا کہ اس نے کچھ قصور کیا۔ کہا کہ نہیں۔ کہا کہ مجھے یا یک دینا اور خود سوار ہو کر لڑکے سے کہا کہ دوڑو اور اس کو خوب مارتا گیا پھر بادشاہ کے پاس لے آیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ کیوں کیا۔ پنڈت نے کہا کہ اوروں کی ہمدردی کو سیکھ کر رحم دل ہو جائے۔ سلوکان ہے کہ خشکوں کو بھی تکلیف ملے کسی اچھے مطلب کے واسطے کچھ ضرورت نہیں کہ پرانے جنم کے سبب سے۔ ڈرون صاحب آکا کون نہیں مانتے صرف یہی کہتے ہیں کہ دنیا میں فعل فعل نیچ جاؤ اور اونچے فعل میں ہو گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ کوئی جا فوراً اور پیشتر بھی تھا۔ کرنیل انکٹ صاحب کا ذکر ہوا۔ سو اس کا دعویٰ سن لیجئے تو معلوم ہوگا کہ کیسے آدمی ہیں۔

(دستخط دیانند سمرتی)

سوامی دیانند سمرتی جی۔ لڑکے کی نظیر سے میرا یہ مطلب کہ وہ جو جو سکھ دکھ بھوگتا ہے اس کی یا کوئی ہی اس کو اپنے سے نہیں ہوتی۔ کس کسی کے گنہ سے ہوتی ہے اور جو کسا بہاؤ گن ایک سار تھا ہے لیکن ہم گن گن گنہ کرتے ہیں۔ اس لئے جیو ایک سا ہے۔ لیکن اس کے گیان کی ساگر میں پشچات مانے پس کے بڑھتی جاتی ہے۔ اب پادری صاحب یا مجھے کو کوئی پوچھے کہ وہ پس سے بنے کسی سے ایک دن بھر بات چیت کی برا بھلا کھشوں سے یاد ہے تو ہی کہنا کہ ایک ٹھیک ٹھیک نہیں۔ جب سدا سے جیو نہیں آتے تو کہاں سے ہوئے جیو نہ کے فیدیوں کے گناہوں کو سب لوگ ٹھیک ٹھیک گن کے نہیں جانتے۔ لیکن انہوں نے کہتے ہیں کہ کسی گنا کے کرنے سے جیو نہ میں پڑا ہے اس سے میں کبھی گناہ نہ کروں ورنہ میرا بھی یہی حال ہوگا پادری صاحب میرے مطلب کو نہیں سمجھے وہ خواب کی بات نہیں ہے وہ ستوتی کی ہے کہ جس نیند میں کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ اس نیند میں ایک بھی خیال کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ جو نہ جنم نہیں مانتے ان کی تعلیم سے دنیا میں ہاں بہت بڑھتے ہیں کیونکہ لگے جنم بیا ہی نہیں ہے۔ جہل میں آکر سے وہ کرتے رہو اور بے فائدہ دورہ سپرد ہوا یعنی آج مر اور قیامت تک ویسا ہی حالات میں پڑا رہو اور پھر کی کارواہ بند اور نہ بیکار بیٹھتا ہے۔ اور جو گیا دوزخ میں وہ وہاں کا ہی ہوا۔ اور جنت میں گیا وہ وہاں ہی کا ہوا۔ کرم تو خود والے کئے جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ بے حد متاثر ایسا ہے کہ بہت انیاد آتا ہے اور امید داری کی خوشی کے بغیر آدمی دیرت نہیں ہو سکتے کیوں کہ رنج سے تکلیف کا کونسا سبب ہے اور جو نصیحت کے واسطے تکلیف ملتی ہے وہ سدا کے لئے ہے لیکن اس کا پھل دیا آدھین۔ اور پادری صاحب نے کہا تھا کہ ایک مکان میں ہمیشہ سکھ بھوگین گئے وہ مکان کو سنا ہے اور کہاں۔

(دستخط دیانند سمرتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ کرنیل انکٹ صاحب کا ایک کاغذ میرے پاس موجود ہے کہ جس میں عیسائیوں اور پانڈیوں کی اور دین عیسوی کے بارے میں

ایسی فضول اور سخت کلامی ہے کہ میں کسی بازاری پر دعاش کے حق میں نہ کہتا۔ کہتے ہیں کہ یہ سخت دل بے رحم ہیں۔ دنیا میں عیسائی عزائی کا بانی اور یہ دین عیسوی کی عزائی کی جڑ ہے۔ علاوہ اس کے اور طرح کی بھی سخت کلامی ہے جو بھگتے کہ اس شخص کا دل اور عقل کیسی ہوگی۔ خود غور کیجئے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ وہ توبت سے پورا ہوا ہے اس واسطے کہ توبت میں قربانی کا ذکر ہے ہم دعوے کر سکتے ہیں کہ اول اس میں ہوا۔ وید والوں نے توبت سے لے لیا۔ دونوں بات کا دونوں میں ذکر ہے۔ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کس میں اول ہوا۔

اور یہ کہنا کہ بعض صفیں قدام ہیں اور بعض نہیں ہیں اسلئے جنم کی ہیں یا د نہیں رہتی بعض صفیں تو قائم رہتی ہے اور چاہئے یہ بھی کہ کوئی بات یاد ہو پورے جنم کی اگر چہ اسی اس وقت جب کی لکھو دوس برس ہوئے کہ میں پہلی ہو بعض بات تو سرور یاد رہتی ہیں۔ مثلاً توبت میں نہیں کیونکہ اگر کبھی تبت میں بات یاد نہیں رہتی ہے تب بھی اکثر بات یاد رہتی ہے۔ سو پرانے جنم کی کوئی بات کیوں یاد نہیں رہتی ہے۔ جیسا کہ مثال ہے منوہ بھی پوری نہیں۔ کیونکہ سزا کا فقط ایک مطلب اس میں ظاہر ہوا۔ سزا بل دو مطلب ہیں ایک تو سزا یافتہ کے سدا کرنے کے واسطے دوسرا مطلب دیکھنے والوں کو نصیحت لیکن پھر جنم میں صرف دیکھنے والوں کو نصیحت ہے۔ یہ نہیں کہ اس شخص کو سزا کا حال معلوم ہو کہ یہ سزا مجھے کبوں ملی سدا یہ سوال کہ وہ جس کہاں سے آئی ہیں تو تعلیم یافتہ قہوں میں آج کل یہ دعوے ہے کہ جیسا بیج سے بیج دخت سے نخت نیا پڑتا ہے اور کوئی نہیں کہتا ہے کہ یہ دخت پیشتر ہوا اس طرح روح سے روح۔ بدلتا بدلتا ہوتا ہے تاہم یہ بات عقل سے بعید ہے کہ خاص کر بدن کس طرح پیدا ہوتا ہے اور روح کس طرح پیدا ہوتا ہے لیکن یہ نہیں کہ یہ روح جواب ہو جو ہے۔ سو پیشتر کسی بدن میں تھی۔ ابھی پیدا ہوئی اور جب یہاں سے جاوے اس کا نیا ٹھیک ٹھیک کرم اور ہوا تو ہمیشہ مانی نہیں اس سے بھی پریشہ رہنا یا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ کہ ہمیشہ روح کہاں رہتی ہے ہم دعوے نہیں کرتے ہیں کہ ہم عالم الغیب میں سکھ کی جگہ بتلا دیں کہ وہ کہاں ہے۔ سو شکیانہ خدا روح کو جگہ سکھ کی دے سکتا ہے۔ ہمارا جاننا نہ جانا کیا ہوا۔

(دستخط اسکاٹ صاحب)

سوامی دیانند سمرتی۔ جو کرنیل انکٹ صاحب کے بارہ میں دیری صاحب نے کہا کہ اچھا برتن نہیں یہ تو میں ٹھیک ٹھیک نہیں مان سکتا کیونکہ جن سے پورہ ہوتا ہے وہ دونوں پر سپر کرے میں الٹا سوچا کرتے ہیں سوید توبت سے بہت پورا ہوا ہے۔ کیونکہ جس کی بات دیری سے ادھوری دوسرے میں لکھی ہوئی اس سے پہلے ہوتا ہے۔ لڑکپن میں ننک گیان کم ہوتا ہے اور بہاؤک برابر سب وقت رہتا ہے اس بات کو پادری صاحب ٹھیک ٹھیک نہیں سمجھتے جو کہ آگ کے سیدوگ سے جل میں گرمی آتی ہے وہ نمیتک اور جو آگ میں گرمی ہے۔ سو سو بہاؤک ہے جو جو جیو کے بہاؤک گس ہیں۔ وہ کم دس نہیں ہوتے۔ کس نمیتک کم و بیش ہوتے ہیں اور پادری صاحب نے کہا کہ جیسا نہ کے فیدیوں کو دیکھ کر دیکھنے والوں کو خوف ہوتا ہے کہ میں ایسا کرم نہ کروں لیکن جس کو منتر پتر رحم کے کرم سے ملتی ہے اسکو پادری نہیں جیسا اولوگ کارج سے کارن کو مانتے ہیں کیا وہ پانیر کا ایک حکیم کو بخارا یا اور ایک حامل کو وید طلیب ہوا علم پر اس کا کارن مل گیا کہ فلاں سبب سے مجھ کو جنا ہے لیکن اس گندہ نے نہیں جانا پڑو بخارا کی تکلیف دونوں کے علم میں مگر گنوار یہ جانتا ہے کہ کسی بد پر مری سے مجھ کو بخارا آیا ہے اسلئے ٹھیک منتر سدا پچھل پراہت ہوتا ہے کہ جو میں برا کرم کر کا تو پراہل صاحب

نہیں کہ میں نے کیا قصور کیا یا کوئی یا درسی صاحب یا نڈرت صاحب مثلاً کوڑا لڑکے کے بدن میں پیدا ہونے تو ان کو سزا کیسے ہوتی وہ جانتے ہی نہیں کہ ہم نے کیا قصور کیا۔ کیا کبھی کسی کو یاد ہے کہ میں فلاں زمانہ میں بندر چھایا میں کسی زمانہ میں گیارہ تھا اور جب کل دنیا میں کسی کو یاد نہیں ہے تو ایسے ہر جنم میں کسی کو کیا سزا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ تکلیف کبھی کبھی سزا کے واسطے ہوتی ہے اور کبھی نہیں بھی۔

(درستخط لی۔ جی اسکاظم)

سوامی دیانند سرسوتی جیو۔ دونوں انادی ہونے سے برابر نہیں ہوتے۔ کہ جب تک ان کے نسب کن برابر نہیں ہوں پریشورانت جیوانانت پریشور سرکیو جیوانیکہ پریشور سداوترا درکت۔ تنہا جیو بھی بندہ کبھی نکت اس لئے دو برابر نہیں ہوسکتے۔

توریت۔ انجیل۔ زبور کے خلاف ہونے سے سچی بات جھوٹ نہیں ہو سکتی کیونکہ توریت آدمی میں بھی پھرم سے سچ کو جھوٹ جھوٹ کو سچ بہت جگہ لکھا ہے۔ سچی تو اس کتاب کی بات ہو سکتی ہے کہ جس میں شروع سے اخیر تک ایک بھی جھوٹ نہ ہو ایسی کتاب سوائے وید کے جھوٹ میں الیورت کتاب کوئی بھی نہیں کیونکہ الیورت کے گن مکہ سوکھاؤ کے انوکھ وید ہی پسند ہے دوسری نہیں سوچ وید کے اہلین کے کسی کتاب میں ٹھیک ٹھیک سب باتوں کا نقشہ نہیں نظر آتا اس لئے سب سے ائم وید کی تعلیم سے دوسرے کی نہیں۔ پریشور اپنے گنوں سے سکون ہے یعنی سرکیو آدمی کیوں سے اور کارن کے جڑہ آدمی گن اور جو کے گناہ۔ جنم۔ مران۔ بھرم آدمی کیوں سے بہت بڑے سے ہر تارن گن ہے اس لئے یہ نتیجہ جانا چاہئے کہ کوئی پدارت اس ریت سے سنگتا اور رنگتا سے بہت نہیں۔ جب جیو کا پاپ زیادہ اور جنم کم ہوتا ہے۔ تب بندہ وغیرہ کا شریر لینا پڑتا ہے اندھ جیو پاپ میں سا رہتے ہیں تب آدمی اور پرن ادھک اور پاپ کم ہوتا ہے تک و دوں وغیرہ کے شریر پاتا ہے۔

(درستخط دیانند سرسوتی)

یادری اسکاظم صاحب۔ سب پورانی تعلیم جھوٹی نہیں اور سب ہی تعلیم سچی ہے۔ لیکن جب تعلیم یافتہ تو میں سوچتے سوچتے کسی بات کو بالکل ٹھکرادیں۔ تو قومی دلیل ہے کہ وہ باطل تو ہے اور ایک ہی دفعہ جنم لینے کے بارہ میں سوچ لیجئے کہ یہ نئی نہیں ہے یہ بہت پرانی ہے تو یہ وید سے نئی نہیں ہے اس میں پندرہ جنم مطلق نہیں۔ توریت اور انجیل کے جھوٹے ہونے کے بارہ میں اب مقدمہ نہیں ہے نہیں تو اس فضول دعوے کو رد کرنے کے یہ جھوٹھی نہیں وید کے بارہ میں کچھ نہیں کہتا اس کا بھی مقدمہ نہیں ہے۔ لیکن اس بات پر غور کیجئے کہ تعلیم یافتہ تو میں توریت اور انجیل پر قائم رہتی ہیں۔ لیکن ہندو لوگ خود جو تعلیم یافتہ ہیں اور جس قدر تعلیم یافتہ ہیں اور جس قدر تعلیم یافتہ ہونے جاتے ہیں وید کو چھوڑتے جاتے ہیں ضرورت ہو تو سو ویدیں دیکھتا ہوں۔ اور یہ کہنا کہ کرم ازل سے ہیں۔ اس لئے پندرہ جنم ہوتا ہے تو پریشور کو بھی پندرہ جنم لینا چاہئے اور اگر کوئی کہے کہ اس کے کرم سب اچھے ہیں تو کیا مشکل ہے کہ اس کے کرم و فضل سے ہم بھی اپنے بکے ہو جاویں کہ پھر بندہ یا گنڈر بنانا پڑے جیسے پاری کتاب مقدس میں لکھا ہے ایک دفعہ اسان لئے مرنا ہے بعد اس کے تیار۔

نرگن سگن کے بارہ میں سوامی جی کے ارتھ کو میں نہیں مانتا نرگن کے سینے یہ نہیں ہیں کہ پھر گن دیو جیوت اس میں گن نہیں ہے سگن تو اس وقت جسم لینے کا بند و بست کوں کرتا ہے اب پھر میں پوچھا ہوں کہ اگر سزا کے واسطے جنم لینا ہے تو یہ کس چاہئے۔ سزا میں کہ سزا اٹھائے والا یاد کرے کہ مجھے سزا کیوں ملتی ہے۔ نہیں تو سزا عبت ہے میں پھر پوچھتا ہوں کہ کسی کو یاد کیوں نہیں ملتا کہ ہم بندہ کی گن پچھلے جنم میں تھے۔

(درستخط اسکاظم صاحب)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ پہلے برتن کے دشنے میں ہر جیوانیکہ ہے اس لئے پورب جنم کی بات کو یاد نہیں رکھ سکتا ہے۔ یادری صاحب کو غور کرنا چاہئے کہ ایسی بات کیوں پوچھتے ہیں۔ کیونکہ اسی جنم میں جنم سے پانچ برس تک کی بات کیوں یاد نہیں رہتی اور شسویں انکھات بہت دیند میں جب سوچا جائے۔ تب جاگرت کی بات ایک بھی یاد نہیں رہتی ہے اور کارن کارن کے انوں سے ارتھات کارن کو دیکھ کارن کا لشی کر لینا سب و دوں لوگ جانتے ہیں۔ جب پاپ میں کا پھل سکھ دیکھتے ہیں اور جگت میں دیکھتا ہے تو کارن جو پورب جنم کا کرم ہے سو کیوں نہیں۔ پورانی ہی تعلیم رٹا نڈ کے لئے کافی نہیں کیونکہ بالکل سچ نہیں۔ اور جن کو تعلیم یافتہ مانتے ہیں۔ ان قوموں میں کوئی آدمی ارتھات فلاسفر بندہ سے انسان کا جنم ہونا مانتا ہے۔ گیارہ بالکل جھوٹ ہے۔ یہ وید کی باتیں ہیں کہ میدھی کا بنانا کہ ابراہیم کو خدا نے کہا کہ اس سے میں خوش ہوتا ہوں۔ تم جگ کیا کرو۔ انیادی وید کی بات بائبل میں موجود ہے اور عیسے نے بھی شاگشی دی ہے کہ اس کا لفظ بھی جھوٹ نہیں ہے اس لئے اور دوسری دلیل دیتا ہوں کہ آج کل ملبس مولو آدمی لیکچرار اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ رگ وید سے پہلے کی کتاب جھوٹوں میں کوئی نہیں اب میں سینکڑوں گواہی دے سکتا ہوں کہ میل ان انڈیا کے بنائے وائے وغیرہ اور آج کل کے فلاسفر سینکڑوں کی زبان سے میں نے سنا ہے کہ ہم میل اور انجیل کو نہیں مانتے۔ اور کریمل انکھاٹ وغیرہ نے بھی میل کی ہدایت کو بالکل جھوٹو دیا ہے۔ اور ہمارے آریہ لوگ ایل۔ اے۔ بی۔ اے۔ اے۔ اے۔ ایل ایل ڈی وغیرہ لاکھوں لوگ میل کو نہیں مانتے اور تعلیم یافتہ ہیں۔ سو یہ نظیر یادری صاحب کی کافی نہیں۔ پریم الیورت کا پندرہ جنم نہیں ہوتا کیونکہ انت انت اور سب بیا یک ہے سریر میں نہیں آئے کا اور ت مکت ہے ہندو ہن کا کام کبھی نہیں کرتا۔

(درستخط دیانند سرسوتی)

یادری اسکاظم صاحب۔ ہر جی کا دعویٰ کہ بچہ کی مثال سے کہ وہ کسی بات کو یاد نہیں کرتا۔ جو لکھن میں ہوئی سو یہاں باطل ٹھہرتی ہے۔ کس واسطے کہ بچہ کو یاد بھی کرتے ہیں اور یہ سطل لادم آتا ہے کہ جب ہماری اوج اذل سے ہیں تو اب تک سچ میں چاہئے کہ بچہ بڑھ گئے ہوں تو اس جنم کی کوئی بات کیوں یاد نہیں رہتی۔ اس دلیل پر غور فرمائیے۔ ممکن معلوم نہیں ہوتا ہے کہ ہم ازل سے چلے آئے ہیں اور جنم میں آکر سب بات بھول گئے۔ اور پھر جنم لینے کی سزا کا کچھ مطلب بھی نہ لکھا اور نیند کا جو ذکر ہوا سو جواب سے ثابت ہوتا ہے کہ نیند کی بات بھی یاد رہتی ہے۔ بعض آدمی نیند کے وقت رپے حیاات نکالتے ہیں۔ یہاں پر ایک چوتہ اعتراض کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اس تعلیم سے دنیا میں گناہ کا بہت شہارا ہوتا ہے کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ جو چاہیں

گدھے کے شریر جسم میں یاپ کا پھل بھوک کے جب یاپ بن برابر ہوگا تب پھر بھی متش کیے شریر میں آجائے گا۔ اور پھر علم حاصل کر سکتا ہے۔ جیسے لکڑی سوکے جاگ کر اس سے جس جاتا ہوں کہ لکڑی جناج کی تقریر اور میری بدہشی مان لوگ آپ ہی دیکھ لیں گے۔ شریر تو میری سمجھ میں ایک جنم ان باتوں سے نہ نہیں ہوتا۔ کتنے شریر جنم زناخ دیو بارہ جنم لینا اسلہ (ذابت) ہے۔

مباحثہ دوم۔ درمیان پادری جی کی اسکاٹ صا وسوامی دیانند جی کے بقا ح کتب خانہ بریلی۔

ثبوت آواگون نتیجہ سوامی دیانند جی سرسوتی۔

جیو۔ جیو کے سہاگوں مکرم ادبہا نادوی ہیں۔ اور پریشور کے نہائے کرنا آدی کن بھی آبادی ہیں جو کوئی ایسا نہیں مانتا کہ جیو کے اور اس کے گن کی اتنی ہوتی ہے۔ اس کو اس کا ناسل یا ناسل ہوا گا اور اس کے کلان آکا بھی نشو کرنا ہوگا۔ کیونکہ کلان کے ناسل کی اتنی ہی ہوگا جتنی ہے۔ جو جیو کے پ اور بن آدی کریم برواہ سے زیادہ جیے ہوتے ہیں ان کا ٹھیک ٹھیک پھل بیٹھا نا ایسا ہوگا کام ہے۔ کیونکہ جیو فل کا بنا سہول سوکھ شتم اور کارں شر کے سٹھے ڈکے کا بھگنا اسم ہو ہے جیو بہ بات ہوئی تب بارم بار اشیر کا دھار کرنا بھی جیو کو آدھ ہے۔ کیونکہ کریم مان کریم بنے کرنا جاتا ہے ان کا سچت اور برادرہ بھی بنایا ہوتا چلا جاتا ہے۔ جب اس سرشتی میں ودیا کی آنکھ سے منش دیکھ کر سرشتی تم (قانون قدرت) اور پریشور آدی برادوں سے ٹھیک ٹھیک سہہ ہوتا ہے کہ دیکھو جو حق سوامی ہے وہی پھر بھی آتے ہیں۔ مہینہ رات دن کا وہی ہنہ ہنہ (میر پر) آتے ہیں۔ اور گیوں کا بچ بچنے سے پھر وہی گیوں آتے ہیں

دستخط دیانند سرسوتی

اعتراف منجانب پادری جی اسکاٹ صاحب۔ اس آواگون کے بارہ میں صرف حق کے واسطے جتنی کرنا چاہئے۔ با رجیت کا معاملہ نہیں ہے۔ تعلیم برائی تو ہے لیکن دنیا میں سے مٹی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیو جیو میں ہمیشہ جب نشی رہتی ہیں کبھی انسان کے بدن میں کبھی پل کے بدن میں کبھی ہڈ کے کبھی کڑھ کوڑھ کے بدن میں پیدا ہوتی ہے لیکن یہ البی تعلیم ہے کہ تعلیم یا دتہ تو میں اس کو چھوڑتی جاتی ہیں۔ قدیم مصریوں نے اس کو مان لیا۔ پھر چھوڑ دیا۔ اسی طرح پر یونانی اور رومیوں نے اور انگریزوں نے بھی چھوڑ دیا۔ ہمارے پورے ڈروڈ لوگ جو ہمارے گورو تھے۔ یہی سکھلاتے تھے۔ اور ہم لوگ سب کے سب مانتے تھے۔ لیکن روشنی کے پھینے اور تعلیم حاصل کرنے سے اس پورانی اور بے میا تعلیم کو چھوڑ دیا۔ سو ہمارا سوال یہ مٹ جی سے یہ ہے کہ کیا اس مسئلہ کے لئے کوئی دلیل ہے۔ جب کچھ خاص ثبوت دیا جاوے تو ہم ان کے رد کے لئے اعتراض کریں گے۔ بال فعل میرے دوچار رسالات ہماں پر ہیں۔

۱۔ یا علاوہ ایشور کی روح کے اور ارجن اناد سے یعنی ازل سے ہیں یا نہیں۔

۲۔ اس جنم لینے سے کبھی فراغت ہوگی یا نہیں۔

۳۔ آپ کا یہ دعوے کہ کل تکلف جو دنیا میں ہونی ہیں میرا سے کے واسطے ہے

میر جنم فقط سزا کے واسطے ہے یا اور کوئی سبب ہے۔
۴۔ یہ بھی ایک سوال ہے کہ آیا پریشور وقت مکن ہے یا کبھی نرگن بھی ہوتا ہے۔
۵۔ یہ جنم لینا اسی کی خاص قدرت سے ہر دم ہوتا ہے یا کسی قدرت قانون سے ہوتا ہے۔ جیسے بچ کا اگنا پھل کا کینا۔ پانی کا رشنا وغیرہ۔
(دستخط جی۔ جی اسکاٹ)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ تین بار تھانادی میں ایک ایسور ایک کلان اور سب جیو۔ جنم سے کبھی فراغت نہ ہوگی۔ میر جنم فقط سزا خرا دونوں کے لئے ہے۔ پریشور نرگن اور نرگن ہمیشہ رہتا ہے۔ قدرت قانون اس کا یہ ہے کہ جیسا جس کے یاپ میں کیا۔ اس کو ایسا ہی اپنے منت نیتائے سے پھل دیتا ہے اب پادری صاحب نے جو کہا تھا کہ پورانی تعلیم بھی میر جنم کی ہمارے بچ میں تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب دیشوں میں پر جنم میر جنم مانا جاتا تھا اور یہ جو کہا کہ جو جنم مہرتی جاتی ہے وہ ہی میر جنم کے مسئلہ کو چھوڑتی جاتی ہے۔ ات اس پر ایک سوال ہے کہ پورانی باتیں بالکل جھوٹے یا کچھ سچی بھی ہوتی ہیں۔ اور نئی تعلیم سب سچی یا اس میں کچھ جھوٹ بھی ہے جو پادری صاحب کہیں کہ پورانی مانے کے لائق نہیں تو اور یہ۔ زور اور انجیل کی تعلیم جی کی ایک سلا سے پورانی ہے یہ بھی نہ ماننی چاہئے۔ یہ کوئی بات ثبوت کی نہیں کہ پہلے مانتے تھے۔ اب نہیں مانتے۔ اس لئے سچی یا جھوٹی ہے یا پہلے نہیں مانتے تھے اداب مانتے ہیں اس لئے جھوٹی یا سچی ہے۔

اب پادری صاحب نے کہا کہ کچھ ثبوت ہو تو ہم اس پر کچھ اعتراض کریں اس کے ثبوت کے لئے میں نے پر جنم لکھا دیا کہ جیو کے کریم آدی امادی اور ایشور کا نیا آدی بھی امادی ہیں جو کریم کی بات نہ مانی جائے تو سرشتی میں بدہ۔ دن۔ فرمادی۔ دور اور راجا اور نکال کی اوستھا ایشور کس طرح سے کر سکے۔ کیونکہ اس میں طقاری آتی ہے۔ اور کیش پات سے اس کا نیا ہی نشٹ جو مانا ہے۔ جب کریم کے پھل میں تو پریشور برابر بنایا کریم بناتا ہے۔ ایشور نہیں اور ایشور انیا کبھی نہیں کرتا۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری جی اسکاٹ صاحب۔ پریٹ جی کے کہنے سے تمام جیو یعنی ارجن ازل سے ہیں تو اس حساب سے ہماری اور اس کی ازلت میں کچھ فرق نہیں۔ یعنی دو شے ازل سے ہیں۔ ایک طرح سے دو پریشور ہوتے۔ میرا یہ اعتراض ہے کہ تو ریت اور زور اور انجیل کے بالکل خلاف یہ ہے اور میں دریافت کرتا ہوں کہ کس تعلیم میں زیادہ سلی ہے۔ یعنی ہمارے روح ہمیشہ تک جہرائی میں پھرتے رہیں گے۔ کبھی پل کے بدن میں۔ کبھی ہڈ کے بدن میں۔ کبھی ہڈ کے بدن میں۔ کبھی کوڑا لڑھ کے بدن میں اور کبھی کسی اچھی دیہ میں۔ ایسے اری دور میں زیادہ تسلی ہے۔ یا تو ریت و زور۔ انجیل کی تعلیم میں کہ آخر کار جو لوگ پل کے لئے کو شش کرتے ہیں اور نیک بنتے ہیں ایک ایسی آزمائش میں پہنچیں گے کہ پھر حم لینا ہوگا۔ نہ کسی طرح کی تکلیف ہوگی۔ اور کچھ کہ کس کتاب کی تعلیم میں زیادہ تسلی ہے۔ علاوہ اس کے پریشور کس طرح نرگن اور نرگن دونو ہو سکتا ہے کہ اس میں صفت بھی ہے اور بلا صفت بھی ہے وہ کیا شے ہے کہ جس میں کوئی صفت نہیں ہے۔ کہئے اس میں نہار کی صفت نہیں کوئی کیونکہ کرے اور میر جنم کے راہ سے لوگوں کو مڑا کیونکر دیوے۔ ایسے بے میا خیالات کے سبب سے تعلیم یافتہ تو میں اس مسئلہ کو چھوڑتی ہیں۔ علاوہ اس کے اگر پر جنم سزا کے واسطے ہے تو اس میں کیا سزا ہوتی۔ مثلاً جب بزر جاتا ہی

محسوس اور دکھائی دے وہ کسی امر سے پہلے جو بعد اس مادہ کو عارضی ہوا۔ اور یہ جو جواب میں لکھا گیا کہ کارن کا ہونا نہیں کہا جاتا ہے عجب وہ شے ہے کہ جس کی علت مادی ایسی ہوتی اس کو ہونا کس طرح ہو سکتا ہے۔ یعنی شے موجود معدوم سے نہیں بن سکتی۔ اور اگر اس کے قدیم ہونے سے کوئی شخص یہ کہے کہ وہ موجود ہی ہوگا تو یہ غلط ہے کس واسطے کہ عدم سے خاص کا مثلاً اذید کا ہر ذہب کے موافق قدم ہے یعنی رد کے مادہ کو ایک شکل خاص اور وہ ہیئت خاص اسی ہیئت سے پہلے کبھی موجود نہ تھی۔ لہذا اس کو یعنی اس کے عدم کو قدیم کہا جاوے گا۔ ضرورت یعنی رد کے جوہر قسم کتنے۔ ایک وہ جس کو شکل کتنے ہیں۔ اور ایک مائتولے اس کے معنوں ہوا کہ صورت غیر مادہ ہے۔

سوامی۔ سہاواک (ذاتی) گن روپ یعنی شے کے چھپے کبھی نہیں ہوتے اور جو چھپے ہوں سے سہاوا نہیں کہتے۔ جیسے گنی کے برافوں کا سہاوا لائی اذری روپ یعنی آنکھ سے نا محسوس سہاواک سب دن اس سے ساتھ ہے۔ جب علت کارن کے سبب گرنے سے ہستول (برط) ہونے سے اس کا اندر یہ گرا نہیں محسوس ہوا اس ظاہر ہوا۔ جیسے جل کے برافوں کا اس میں اگر گھر رہے ہیں اور جب تک بادل نہیں ہوتے تب تک نہیں دیکھ کرے ہمارا مطلب یہ نہیں کہ وہ مادی نہیں ہے یا مادہ کے سہاواک گن مثلاً جیسا اڑنے کا ہونا اور اڑنے کا نہیں ہونا۔ جیسا کارنج میں یہ ہونا یا نہ ہونا گن ہے ایسا ہی گن میں نہیں ہے جو کارن اور کارن کے سہاواک گن ہیں وہ مادی نہیں قدیم۔ کارنج جو ہے اس کا سینوگ سے ہونا اور دوگ سے پیچھے نہ نہادہ ایک شکل یعنی صورت سینوگ جن جو ہے وہ کارنج کی صورت کمائی ہے۔ اس کا یہ وہ یعنی دور مسلسل سے انادی بن ہے۔ سرور سے نہیں۔ اور ایٹور کے رجو کہ سرور کی ہے اور اس کا علت کارن (یعنی نہانے والا ہے) کیا ان میں سدا ہے اور یہی راز آخر کے فقرہ کا جواب اور ہو گیا۔

مولوی۔ تقدیم یعنی اول ہونا وہ قسم کا ہونا ہے۔ ایک ذاتی اور ایک مانی مقدم ذاتی جیسا پہلے ہم بیان کر چکے ہیں جیسا کہ حرکت کا تقدیم اور چابی کی۔ اور ایسا ہی تقدیم ذات کا اپنی صفات اصلہ پر مثلاً تقدیم ذات پانی کا اپنی برود پر عقل سلیم جاتی ہے۔ کہ برود کا قیام پانی کے ساتھ ہے اس تقدم کو تقدیم ذاتی کہا جاوے گا۔ الغرض تقدیم ذات کا ان صفات پر جو اس کے صفات ذاتی ہے۔ کیونکہ موصوف اپنے صفات پر بالضرور مقدم ہوتا ہے۔ اور نہ ہا تب وارد ہوں جب تقدیم ذاتی ہوا اور دوسرا تقدم ذاتی جیسا کہ باب کا تقدم اپنے پیچے پر اب ذات کا خالی ہونا اپنے صفات اصلہ پر لازم آتا ہے اگر نہانے مقدم ہوا۔ الغرض مادہ کا تقدم اپنی صورت پر وہ تقدم ذاتی ہے۔ کیونکہ قابل مقدم ہونا چاہئے مقبول پر۔

سوامی۔ رب اس کو کہتے ہیں کہ جس میں گن۔ کہ یا۔ سینوگ۔ دوگ۔ ہونے کا سہاوا ور ہے۔ پر تو جو رب پر تھیں یعنی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ان کا یہ نہ لکھشن ہے جو ہوا یا ذی ایک درپ ہیں دے سینوگ دوگ سہاوا سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اور کسی ذی ایک میں گن ہی رہتے ہیں کہ یا نہیں۔ جیسے کہ پر میٹور اس میں سینوگ دوگ ہوتا نہیں۔ پر تو کہ یا اور گن ہیں اور آکا ش۔ مثلاً کال۔ یہ ذی ایک ہیں۔ پر تو ان میں گن یا نہیں گن تو ہیں۔

مولوی۔ الغرض یہ جواب پہلے سوالی سے کچھ نسبت نہیں سمجھا۔ کیونکہ جواب کے دو بیان ذاتی اور ذاتی فرق نہیں کیا گیا صورت علمیہ کی نسبت جیہ جیہ میں یعنی اس کے جسم معین پر جو ایک زمانہ تعین حادث ہوا تھا وہ اس کے جسم سے وجود سے پہلے وہ عدم قدیم تھا۔ اور یہ جو خیال کیا گیا کہ وہ عدم تقدم اس جسم خاص کا نہیں ہے۔ اس کی صورت علمیہ علم واجب میں موجود ہے یہ بعض غلط ہے۔ کیونکہ خدا کے علم میں یہ جسم خاص موجود نہیں ہے جس کا طول میں یا تھکا کا ہے قدامت شے سے وجود سے کا نہیں لازم آتا مانی رہا صورت علمیہ کا خیال تو خدا کا علم صورت علمیہ کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ صورت علمیہ وہ ہوتی ہے جو حاصل ہوتی ہے عالم کو شے خارج سے۔ جب کہ ہیئت خاص اور شکل خاص کو قدیم نہیں مانا جاتا۔ تو اب خدا کے درمیان صورت علمیہ کہاں سے حاصل ہوتی۔ اگر قدیم تھا تو خلاف مذہب آپ کے مادہ قدیم تھا۔ اور جو چیز کہ ممکنات سے محسوس نہ ہوتی۔ جیسے کہ آپ مادہ اور صورت کے قائل ہیں۔ کہ پہلے شکل خاص کے محسوس تھا۔ تو اس کا علم کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو کہ طریقہ علم سے کا ہی ہے۔ کہ روید کسی جس کے جس مشترک اور قائمہ مدد میں اس کی شکل حاصل ہوتی۔ وہ اسی کو صورت علمیہ کہا جاتا ہے۔ اور مانی رہا حال ذرات پانی کا تحلیل ہو کر بخار بن جاتا ہے۔ گو وہ جس کو صغر نہیں ہے تو کسی کسی جس کے ساتھ وہ مدد ہے بہر صورت وہ اور صورت جو اس قسم کی مانی کہ مدد جو اس میں ہے تو اس کا وجود بھی نہیں ہے۔ جب قدامت باطل ہوتی۔ باقی تنازع کی کیا صورت ہے اگر وہ کہا جاتا ہے کہ علت ایک دن کو چھوڑ کر دوسرے بدن سے تعلق ہونے کی اس کے افعال ہیں۔ جو دن اول میں حاصل کئے تھے تو یہ ظاہر ہے کہ افعال حرکت سے صادر ہوتے ہیں اور حرکت مطبق زمانہ پر ہے۔ آخر زمانہ کا اول و آخر اور واسطہ جمع نہیں رہ سکتا۔ تو علے بالقیاس افعال جو بدیع زمانہ کے صادر ہوتے ہیں وہ بھی معدوم ہوتے۔ لہذا تعلق بدن ثانی سے کسی مرج کی جانب سے نہ ہوگا۔ جب نسبت نفس اول کی نسبت احسام سے مادی ہے تو اب تعلق خاص سے ترجیح بلا مرج لازم آدنی۔ نیز اس تعلق سے نقصان بہت پیدا ہوں گے۔ کیونکہ پہلے کمالات جو دن میں حاصل کئے تھے وہ دور ہو گئے۔ اور دوسرا تعلق بدن کرو کہ اگر مثلاً گدھے سے یا کتے سے ہوا تو اس بدن کئے اور گدھے میں وہ کمال نہیں حاصل کر سکتا۔ جو بدن انسان میں حاصل کر سکتا تھا۔ اب آپ کو لازم ہے کہ اول طریقہ حاصل کرنے علم کا معین کیجئے۔ لہذا اس کے پھر علت تعلق کی تاہم کی جائے۔ تو اس پر پھر اعتراض کیا جائے۔

سوامی۔ دس اندریاں یعنی دس حواس سے مولوی صاحب کا فوائد رسب نہیں بخا۔ بخیر جو ان کا یعنی روح کسی اندی سے نہیں دیکھا جاتا۔ مگر خود اس سے ہے جو مولوی صاحب نے کہا کہ انادی و مستو باطل ہے۔ یہ کس نے کہا کہ انادی آپ نے اپنے دل سے جوڑ لی ہے۔ کیونکہ جب میں لکھا جو کا کہ پر میٹور حرکت کا کارن اور جو یہ تین سناتن ہیں۔ اس سے قدامت ثابت ہے اللہ اعلم۔ ہوا کبھی نہیں ہوتا اور جو کوئی کہے اس کا کارن مان رہت ہے۔ جو گدھے کے بدن میں منش کا جو جانے سے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مثلاً نقصان ہے۔ کیونکہ سب کمائی کی ہوتی جلی جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب ایسا کہتے تو مولوی صاحب کو سونا کبھی نہ جاسے۔ کیونکہ نیک میں جگر کی کمائی سب بخیر جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب کہیں کہ یہ جاسے سے وہ طرہ آج بابت تو سن

ہی سہی اور اگر وہ نہ ہی اور پھر ایسی ہی سہی ہوتی ہے۔
 ۴۸۔ یادوری۔ اندر سے علم حیا لوجی خلقت حیوان۔ انسان سے قبل مخلوق ہوتی تھی
 اگر قبل نہ ماز تو سائنس کے ساتھ ماز تو حیا لوجی کے اندر سے انصاف خدا کسی کو جا فرما
 کسی کو ذی عقل انسان نہیں بنا سکتا کیونکہ جانور انسان کی بدولت بہت دھکے و
 تکلیف کی حالت میں رہتے ہیں تو ان وقتیکہ سید نکڑوں ہزاروں برس انسان کو گناہ
 کرتے کرتے نہ گذر گئے ہوں حیوانات کی خلقت وہ پیدا نہیں کر سکتا یا تو علم حیا لوجی
 باطل ہے یا مسئلہ تبارخ پھر غریب جواز دینے سے تباہی و تخریب کے بغیر نہایت
 مرد کے کمتر درجہ کی ہیں تو ان کی خلقت بھی مرد کے بعد ہونا ضروری ہے کیونکہ عورت
 پیدا ہونا بھی تو ایک طرح کی سیر ہے۔
 اگر یہ اعتراض بھی اگرچہ پورا نہ ہے اور اس کا بھی کئی بار جواب دیا جا چکا
 ہے مگر آپ نے اس کو نہ سیرا یہ میں بیان کیا ہے بنابر ان ہم اس کا جواب عرض
 کرتے ہیں سب سے کہ اب حیا لوجی کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت آپ کو معلوم نہیں
 کہ حیا لوجی سے دین عیسوی کو کتنا صریح پہنچا اس علم نے بائبل کی ساری تاریخ
 تاریکی میں ڈال دی۔ آدم کی ہستی سے انکار کر دیا اور اس کے تمام نسب نامہ کی کھجی
 اٹا دی اسی علم نے ثابت کیا ہے کہ ابھی آدم و نوح کیم عدم میں براہ حال تھے کہ ان
 سے کروڑوں برس پہلے دنیا میں انسان زندہ موجود تھے اور مقبول دیکھو ہر ایک
 فارسی و پورچندہ ایسے رنگ صابج حیا لوجی سے سب سے برا خطرہ عیسائی دین
 کو ہے ہیں ذرا بھی نہیں بلکہ وہ تو ہمہ وجہ ہماری مدد ہے سرٹی کو براہ روپے انادی
 مانی ہے یہ تمام عقیدے حل ہو جاتے ہیں بلکہ طبریکہ کوئی انادی کے معنی جانتا ہو
 اور سبھی یہ بھی سمجھتا ہو کہ لایکھوں نظام شمسی ہیں صرف یہی ایک دنیا نہیں جس
 کے واسطے خدا کا کائنات مصلوب ہو گیا ہر ماہر بہت ہیں یہ ویدیں بار بار بتا دیا
 ہے اور سائنس پکار رہی ہے کہ سورجوں کی بشمار تعداد ہے مگر بائبل اس بات
 سے قطعی محروم ہے اور اس علم کا اس میں نشان تک بھی محدود ہے اور سچ
 پوچھتے تو تین خداؤں میں سے کسی کو بھی یہ بات معلوم نہیں تھی ورنہ ضرور کلمہ
 دیتے پس سرسنتیوں کے پیشمار اور بت سلسلہ پر بائبل عالم کے بار بار ہونے سے وہی
 حیوانی اجسام کی رو میں نئے کالوں میں آتی ہیں اور یہ بعد دیگرے ہر جنم کو
 براست ہو کر اعلیٰ و ادنیٰ مراتب کو حاصل کرتی جاتی ہیں اور یہ سلسلہ بدستور
 غیر متناہی رہتا ہے کبھی متناہی نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے حیا لوجی کے خلاف
 ہے۔ نوح کا عالمگیر طوفان اور آدم کا نسب نامہ۔ اور اس کی ایک ہی پیدا لائن اور
 مسدیکل سائنس کے خلاف ہے خواہ آدم کی پسیل سے پیدا لائن اور مسیح کا پے
 اب پیدا ہونا اور علم ہدیت کے خلاف ہے مسیح کے ستارہ کا نکلتا اور آگے
 آگے جتنا اور یسوع کے سورج و چاند کا دن بھر کھڑا رہنا اور یکجہ کی طرف نہ
 ڈوبنا اور کشتی نقل کے خلاف ہے۔ جنوک اور مسیح کا معراج آسمانی اور نو
 آسمانوں کا وجود۔ پس اب بتلائے کہ ہم ان علوم کو غلط سمجھیں یا اس کتاب
 کو جس میں علوم کے خلاف ان واقعات کا ذکر ہے ہم از رو سے وید شاستر
 عورتوں کا درجہ کمتر نہیں سمجھتے بلکہ شایستر میں باپ سے زیادہ مائی اعظیم کرتے
 کا حکم ہے۔ بائبل عورتوں کی بے عزتی کرتی ہے و دیکھو استغنا ماب
 آیت ۱۰ سے ۱۴ تک اور اسی طرح خدا کا آدم کو نگار بنانا وغیرہ +

باب نہم شری سوامی دیانند جی کے مسئلہ تبارخ پر مباحثہ

پیدا لائن شری سوامی دیانند جی کے وفات ۱۹۲۷ء بکری

متباحثہ اول۔ مولوی احمد حسن سے بمقام جالندھر

مولوی سوچو کا بغیر ملنے صورت حال کے ممکن نہیں جب وجود صورت کا حادث
 ہے تو ضرور مادہ بھی حادث ہونا چاہئے کیونکہ مادہ کو جو دینر دینر صورت ملا۔ ذریعہ
 کا مقدم ہوتا ہے۔ تو اب قابل متنازعہ پر لائیں کہ مادہ ہے۔ کہ عالم حادث
 ہو جائے کہ انہوں نے مانا تھا کہ قدیم ہے۔

سوامی۔ صورت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک گیان سے گرہن ہوتی ہے ایک
 آنکھ آدی وغیرہ سے سوکارن میں صورت ہے پرتو وہ اندازوں سے یعنی
 حواس سے گرہن نہیں ہوتی کیونکہ جو رسو کشم (باریک چیز ہوتی ہے۔ وہ
 خود ہی نہیں دکھائی دیتی تو اس کی صحت کیا دکھائی دیتی۔ اور جو اس کا دن
 کی کسی طرح صورت نہ ہو تو کارج میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ جو کارن کے گن ہیں
 وہی کارج میں آتے ہیں جیسے ایک تل گئے دانہ میں تیل ہوتا ہے۔ وہ کر و
 دانہ میں بھی برابر ہوتا ہے۔ وہ ہے کے ایک ذرہ میں تیل نہیں ہوتا۔ من بھر
 میں بھی نہیں ہوتا۔ جو چیز نت یعنی قدیم ہیں سائنس کے گن بھی نت ہیں۔
 کارن کا ہونا نہ ہونا نہیں کہا جاتا ہے نہ وہ تو قدیم ہے۔ اور جو چیز قدیم ہے۔ جیسے
 صورت اس کی کارن کی حالت میں قدیم ہے صورت بغیر شے کے الگ رہ
 نہیں سکتی۔ وہ صورت اسی شے کی ہے اس سے ثابت ہے کہ کارن سائنس
 یعنی قدیم ہے +

مولوی۔ یہ نہیں جو چیز بدون کسی چیز کے نہ پائی جاوے تو اس کا عین یعنی
 وہی ہے نہ شاکر حرکت ہاتھ اور چابی کی حرکت چابی کی بغیر حرکت ہاتھ کے نہیں
 پائی جاتی۔ بلکہ جب حرکت چالی گ ہوگی۔ یعنی ان دونوں حرکتوں میں کوئی زمانہ
 کسی کے واسطے مقدم یا موخر نہیں نکلتا۔ اور بالیقین عقل سلیم جانتی ہے۔ کہ
 کبھی کی حرکت بغیر ہاتھ کے نہیں۔ یعنی حرکت کبھی رکبیدہ کی محتاج ہے۔ حرکت
 ہاتھ کی اگرچہ زمانہ موجود ہے اس کی کھٹی ہے۔ ایسی ہی مادہ عالم اور اس کی صورت
 اگرچہ زمانہ میں اتحاد ہو۔ مگر عقل جانتی ہے اس بات کو مادہ مقدم ہے۔ اس
 کی صورت سے کیونکہ موصوف اور قابل مقدم ہوتا ہے۔ وصف اور مقبول سے
 وجود مادہ کا نقص اور تعین یعنی محسوس اور دکھائی دینا وہ کسی چیز کے گلنے
 سے ہوتا ہو گا یا تو شکل کے گلنے سے ہوتا ہو گا۔ یا کسی اور چیز کے گلنے سے بہر
 صورت جبکہ وہ شے جس کے گلے سے وہ مادہ موجود عالم ہوا اس طرح کے ساتھ کہ

یہ مباحثہ ابس سوامی دیانند جی سرسوتی و مولوی احمد حسن صاحب عرف ولی بھتیاری
 کے ہم ہر جمعہ ۱۷ء وقت ۷ بجے صبح کے سرور گریبان سنگھ صاحب مہاراجہ ہلو والیہ کی
 کوٹھی پر ہر جمعہ ہر ہفتہ ہوا۔ اور اسی وقت مولوی مرزا مود جالندھری نے لکھکر حسب
 الاشارہ سرور صاحب موصوف ماہ دسمبر ۱۹۲۷ء میں مطبع چابی اخباریں طبع کرایا اس
 رسالہ کے صفحہ ۹ سے ۱۱ تک یہ درج ہے +

دورِ رخ کو دھوکے کی طی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جو حادثہ آتا ہے
یہی سورگ اور جہنم کی کیف و رنج یہ عرک ہے وہ گوشت خوری اور جاندار کے قتل کو
گناہ عظیم جانتے اور مسئلہ حلال و حرام کو انسانی ایجاد اور اس پر اثرات برالزام
مانتے ہیں۔ ہندوؤں کی اعلیٰ ذائقوں میں سے سوائے دیش اور کایستوں کے اور
لوگ ان کے پیرو نہیں ان میں مت نے اپنے کام کا میدان زیادہ تر مشرور و قویوں
میں رکھا ہے اور یہی سبب ہے کہ لاکھوں کوری چھینے چارہ دینے۔ باغیچے
کو بار بڑھتی۔ سائیں۔ گھسیا ہے وغیرہ محنت کرنے والے کو یہ اور ماننے
والے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ صرف ہندو بلکہ ہزاروں مسلمان ضاحیان بھی عری
طریقہ کی عبادت ترک کر کیرجی کی بالا بھیرے اور ان کا ویر کرتے ہیں۔
اب ہم چند بھجن ان کے بعد ترجمہ نذر ناظرین کرتے ہیں جن سے صاف ثابت
ہوتا ہے کہ وہ تنازع کے قابل تھے۔ نمبر ۱۔ لکھ چوڑا سی دہریں تہاں چوڑیاں
چودہ ہر دکھ وار چاندیدو شواہن۔ ترجمہ چوڑا سی لاکھ کی دہریں جیو کا لوہاں ہے
چودہ ہر کی حفاظت میں اور چار ویدوں پر ویشواں کرنے سے اسکا بستا رہ سکتا
ہے ورنہ نہیں۔ نمبر ۱۹۔ آپ آپ سکھ سب دے ایک اند کے ماہیں۔ انتہی پرے
دکھ سکھ پھر اوہیں پھر جائیں ترجمہ سب جا پڑا ہے اپنے آرام میں مصروف ہیں
اس ایک نظام محسوس کے اندر پیدا ہیں اور موت کے دکھ اور سکھ میں بازیافت
ہو کر مجھ دھالے ہیں اور پھر مر جاتے ہیں نمبر ۲۲۔ گھر گھر ہم سب سوں کی
شبد نہ سوجھا رہے تھے بھوسا گر ڈوبے ہیں لکھ چوڑا سی دھار ترجمہ ہم نے سب لوگوں
سے دھرم کا پیش کیا گھر گھر جا کر رہا ہوں نے ہماری بات نہ سنی ہیں یہ سب لوگ
دیا کے سمندر کی چوڑا سی لاکھ اہروں اور موجوں میں ڈوب کر ہمیشہ تک کھنکھتا رہا
ہوئے اور کبھی غایب ہو جائیں گے نمبر ۲۳۔ گورو روہی اورین تھیں ہادی پرش چا
تے ترجمہ چوڑا سی پھر ہے ہیں جب تک نشی دن کار ترجمہ استاد کے ساتھ دھوکا
کر رہا اور سن کے چھپے چلنے والا اور بیگانی استری یا بیگائے مرو سے دل لگایا والا۔
ہو انسان ہے وہ جب تک سورج چاند نہیں وہ چوڑا سی کے چکر میں مبتلا رہے گا۔
لکھ چوڑا سی پونی جیو یہ جھٹکے جھٹکے پائے۔ کہ کیر جو رامہ جانے نہ ہوئے کی بھاگ
ترجمہ چوڑا سی لاکھ قسم کی جوتیوں میں یہ جو سرگوان اور پیر تارہتا ہے ان میں سے
جو سب بیا پاک پریشور کا بھجن کرتا ہے وہ مجھ کیر کو اچھا لگتا ہے۔ فقط

پادری غلام مسیح صاحب شیخ محمد علی گرامی بہار بنو کر لہار و تنازع کی تفسیر
انہوں نے رسالہ مذکورہ عنوان کو تین فصل میں تقسیم کر دیا وہ لکھنا کہ جلال ظاہر
کونکی غرض سے نغم خود نکلیت کی مشکل حل کر دی مگر میں دو تین بار اس کے
مطالعہ سے سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہ ہوا کہ انہوں نے مولوی نور دین جٹا
کی تصدیق اور رد تنازع اور مراد صاحب کے سرسہ چشم اسلام و براہین اور یادری
برہم ہند ہو کے رسالہ سونی سے اور زیادہ حصہ پنڈت شیو راتن کے رسالہ سے
ماخوذ کر کے ایک نئی ترتیب سے پھر کر دی ہے جن سب کا جواب ہم فصل
طور پر عرض کر چکے اس پر بھی ہم آپ کی کسی قدر خدمت کرنے سے باز نہیں رہ
سکتے۔ یادری۔ جو چیز تفسیر پر ہے وہ قدیم نہیں اور چونکہ دنیا اور اجسام انسانی
مٹنے مٹتے ہیں جیسا کہ ہمارے آریہ بھائی بھی مانتے ہیں کہ دنیا ہزاروں لاکھوں
دفعہ بنائی گئی اور پھر لگاڑی گئی اور جسم انسانی پیدا ہوتے اور پھر مٹ جاتے
ہیں پس جو چیز قدیم نہیں اس کا شروع بھی کسی وقت ہوا ہمارا دور مریخی لبل

یہ ہے کہ ہر شے سے جس میں ترکیب پائی جاتی ہے اس کے اجزاء کا جن سے اس چیز نے
ترکیب پائی ہے وہ موجود مقام ہے دنیا اور اجسام انسانی ترکیب شدہ چیز ہیں پس
پس ان سے صاف ظاہر ہے کہ جسم انسانی سے پہلے اور دنیا کی ترکیب موجودہ ہے
پہلے جسم اور دنیا کا مادہ مقدم ہے لہذا اجسام انسانی اور دنیا کی ترکیب اور پس
کا ہر جزا یعنی ابتدا اور انتہا اس مقدم ہے کہ وہ وہ مسئلہ بھی غیر مشابہ نہیں ہو سکتا
نہیں جب خدا نے دنیا کو ابتدا میں پیدا کیا تو انسانوں کے کوئی سے اعمال تھے جن سے
ان کو خلق کیا اگر یہ بیشک یہ دنیا لاکھوں دفعہ بنائی گئی۔ اور اسی طرح لگاڑی گئی اور
یہی سبب ہے کہ اس کا آغاز و انجام ہے اور اسی کا نام آریہ محنت یا سترتی محنت ہے
اور اسی کو برہم دن کہتے ہیں مگر ان کی تخلیق کے پہلے آغاز و انجام جن وہ برکتی یا
بادہ موجود رہتا ہے جس سے وہ خلق ہوتے ہیں ورنہ ان کا مٹنا ناممکن ہے ورنہ وہ
صرف مقدم ہی نہیں بلکہ انادی بھی ضرور ہے کیونکہ وہ جیسا کہ جہیز نہیں ہے اور
یہ صرت ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ تمام دنیا کے علمائے شائیں و ادیب و حکماء
کے اس علمی اصول کی تائید کرتے ہوئے اس کی صداقت کے شاہد ہیں مگر ایسا
ناپنا عیسائی دین سے بسا بعید ہے کہ وہ علمی باتوں سے اپنے فطرت سے کچھ
کا افلاک میوین و یوین (ان سائنس) آپ نے باوجود ہندو اور عجمی مذہب کا پھر
ہونے سے آج تک یہ بھی نہیں سمجھا کہ مادہ کیا چیز ہے کیونکہ آپ اسے آپ ذ
انتش و خاک سمجھ رہے ہیں جیسا کہ صفحہ ۲۱ سے ظاہر ہے مگر یہ بالکل غلط ہے
آپ مادہ کی تعریف علم طبیعی کی کتابوں میں مطالعہ فرمائیے یا سترتی ترجمہ کر اس کے
حصہ سرشی انتہی پر دل لگائے ورنہ سمجھنا دشوار ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہ سوال
کرتے وقت انادی کے معنی بھول گئے یا تجاہل غار فائدہ کو کام میں لائے ورنہ ایشور
جیو اور مادہ کو سوچ رہے اور سرشی کو رواہ سے انادی مانتے ہوئے یہ سوال سدا
ہی نہیں ہو سکتا یہ اعتراض اس قبیل سے ہے جیسے کوئی متوازی کے معنی خاؤ
ہوئے بھی سوال کرے کہ وہ خط متوازی کبھی ضرور ملے جائیں گے ایسے اعتراض
وہی کرتے ہیں جو ایک طرف خدا کو اجما مانتے ہیں اور دوسری طرف قادر مطلق کے
معنی نہ جانتے ہوئے اسکا کرم کے عمل میں اگر اقرار لینا تسلیم جانتے درہ ہر بانی
آپ لفظ انادی اور پرواہ روپ سے انادی کے معنی کون میں مطالعہ فرمائے اور پھر
اعتراض کے لئے میدان میں آئے انادی کی تعریف ایک فاضل نے انہیں کی ہے
اول ادول بے ابتناست + آخر و آخر بے انتہاست پوری اب فی طاقت
کو دیکھ کر نتیجہ نکالنا کہ خدا بھی بغیر مادہ کے کچھ نہیں بنا سکتا غلط منطقی و فلسفہ پر
ہی ہے اگر یہ ہم نے انسان کی طاقت نہیں بلکہ خدا کی طاقت سے لیتی کیا ہے
کیونکہ پر ماقا بھی تمام دنیا کو مادہ سے بناتا ہے اور اس کا ازل سے اند تک یہی
قاعدہ ہے بغیر مادہ کے اس نے نہ آج تک کچھ بنا یا اور نہ آئندہ امید ہے اور صرف
یہی ہیں کہ یہ انہی تیر ہے بلکہ عیسائی دین کے دو سرسے خدا نے بھی اجزا مادہ کے
کچھ بنا کر تہ بتلایا کہ اس طرح میرا آسمانی باب بغیر مادہ کے بنا ہا ہے بلکہ لوں مجھے
کہ اس غریب پس یہ مادہ ہی نہیں خدا وہ ساری عرک گو کہ بہت بھڑا جیو تو بھی
مادہ کے مرکبات ہوا بانی اور زونی اور ستراب اور گوشت سے زندگی کے دیں میت
کر تار یا پھر ہم کسی اور کی شہادت پر کس طرح اعتبار کریں جب آپ کے خدا صاحب
بھی یوسف کے لفظ سے اس کی شادی شدہ سو میمریم کے حمل میں ٹھہر کر پیدا
خون حیض فوتس جاں کرتے ہوئے پیدا ہوئے تو پھر ہم کس طرح یقین کریں کہ دنیا
خدا نے بے مادہ پیدا کی اپنے خداوند کے واسطے کوئی ثبوت پیش کیے عین نہ سہی ایک

قالب میں آنا پڑا۔ اسی طرح ہم جو یہی لاکھ جنوں میں پھرتے رہے۔ مگر اب اس انسانی قالب میں سادھوؤں کی سنگت حاصل ہوئی اب گورنہ یہ مت دی۔ کہ سنتوں کی سیوا کرو اور ایشور کا بھجن کرو۔

نمبر ۲۰۔ طاقت اور فضیلت جس کو تو دنیا سے ملتی ہے اور اسکو بھی تو اعمال کے مطابق دیتا ہے۔ انصاف کے رُوسے نہ کہ بے وجہ۔ جب تک انسان مختلف جنموں میں اچھے کام نہ کرے تب تک ملتی خالہ ہی کا گھر نہیں۔

نمبر ۲۱۔ اسے بادشاہ حقیقی پر ماتما جیت گیا ان نیزوں سے آپ کا دیدار ہوتا ہے۔ تب جنم جنم کی میل کٹ جاتی ہے۔

نمبر ۲۲۔ اسے پر ماتما جنموں میں پھرنا ہوا میں ہار گیا اب آخر لاچار ہو کر یوپی پناہ میں آنا ہوتا ہے۔ اب مانک کی اسے ایشور پر رخصتا ہے کہ آپ کی عبادت کے سوا میں نہیں رہتا۔

مانک چرتکے مصنف نے لکھا ہے۔ لاکھوں مانک صاحب نے تراش کا مسئلہ بتلایا ہے۔ کہ بڑے کرم کرنے اور بڑے کم کرنے سے آواگون ہوتا ہے۔ جن آواگون سے چھوٹ جانا اور پرمیشور سے مل جانا ملتی یا نجات ہے۔ اس کا ذریعہ ایشور کی بھگتی اور گورو کی سیوا ہے۔ ان کی تعلیم کے موافق جس نے جنم لیا۔ وہ مرے گا۔ اس کو اگیاں اور خودی کی غرض دکھ دیتی ہے۔ اس غرض سے وہ شخص بچ سکتا ہے۔ جس پر ایشور کی تہر بانی ایسی ہو کہ وہ گورو کی خدمت کرے اس پر میشور کے نام کا آپ حقائق حاصل کر سکے۔ باہر کے ڈھکے خاں سے کتنے اور کوئی ہوں نجات نہیں دے سکتے۔ بلکہ اٹھے خود بد بین بن جاتے ہیں۔ جو شخص گورو کو ملکر ایشور کی دشمنی میں رہے۔ سب کچھ اسی کا قصور کرے اور اس کو اپنا تین من نکر کر دے۔ وہ جنم مرے سے چھوٹ جائے گا۔ اور نجات لے گا۔

گورو مانک صاحب کے تراش اور کتی کا اسلام کے ساتھ دور سے دور کا تعلق بھی نہ تھا۔ تراش کے مسئلہ ماننے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب کا علم اتنی ہی رہا۔ جو ہندو مذہب کا تھا۔ (صفحہ ۲۲۲)۔

کبیر صاحب بانی کبیر پن্থ کی رائے

کبیر جی کا اصلی نام عبد الکبیر اور باب کا نام نور یا نور علی تھا۔ کبیر جی انھن شہنشاہی کا کوئی سمت ہا کبیر می سر پرک سدا رہے۔ یہ شہر سادھو اور امانند جی کے چیلے ہوئے اور دین اسلام سے ثابت ہو کر ویشنومت سواکار کیا۔ انھوں نے موریوں کی بودی کی تردید کی اور براہمن مذہب کا بھی اچھی طرح اپنی حسب لیاقت خاکہ اڑایا اپنا مذہب ہندو اور مسلمان دونوں کو شکایا اور قرآن اور محمدی مسابیل کی تجویز دیدی۔ یہ بنارس میں پیدا ہوئے اور گرا میں پران تیا گئے ان کے مرنے پر بھی ہندو مسلمانوں میں جھگڑا ہوا۔ لاش کسی طرح غائب کر دی گئی راجہ برہمچکر نے بنارس میں انکی سادہ بنائی۔ اور علی جان چھا نے مگر امین قبر تیار کی۔ اور اس زیارت پر مسطور علی خاں نے جاگیر لگا دی جن کی نصف آمدنی بنارس کے کبیر چور سے فائے بانٹ لیتے ہیں۔

کبیر جی نے جس طرح دین اسلام سے ثابت ہو کر ویدک دھرم یعنی ویشنومت قبول کیا۔ اسی طرح مسئلہ تراش کو بھی سواکار کیا اور یہی حال تمام کبیر پن্থیوں کا ہے وہ کہتے ہیں کہ نبیو مطابق ایسے اعمال کے جنم پانا اور یہ سلسلہ برابر لگا رہنا ہے اور مسئلہ شیعہ کرم اوسا رہا ہے آتما کی شدھی نہ کرے اور پر ماتما کو جانکر باب سے نہ بچے آواگون سے بری نہیں ہو سکتا وہ چندوؤں کے سوا ریک وریک اور مسلمانوں کے ہندو

سے رہائی پاتا ہے۔

نمبر ۲۳۔ جو لوگ ایشور سے بڑھ کر اور سے مراد مانگتے ہیں اور سیدھے ایشور ہی آگیا کو مانن نہیں کرتے ہیں ایسے لوگ مراط البستیم سے پھرتے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی لوگ آواگون میں آتے ہیں۔ ان کو دار بقا یعنی مکتی نہیں ملتی ہے کیونکہ سچائی کو انھوں نے بھلایا اور گمراہ ہو گئے ہیں۔

نمبر ۲۴۔ سادھو جنوں یعنی ہاتھ پاؤں کی صحبت سے جو کہ انم کرم ہے۔ اس کے سبب سے جنم مرے یعنی آواگون کی زنجیر ٹوٹی ہے وہ فیض صحبت کیا ہے۔ ایشور کا بھجن میں ایسا عمدہ بھجن کہ جس کی دل سے وراوش بڑھ کر نچا ہے۔

نمبر ۲۵۔ رگیاں آدھی کی حالت بیان کرتے ہیں یعنی قریب المرگ ہے۔ آکھ بے بصارت ہو گئی زبان لذت سے رہت ہو گئی تو بھی مکھ یعنی دل کا غلام انسان گرسبت کے دھندے کر رہا ہے ایسے آدمی کا جنم مرے بھوٹا نہایت مشکل ہے ایسا آدمی مکتی کیسے پاسکتا ہے۔ کیونکہ اعمال حسد کا کوئی گن اس کے پائش نہیں۔

نمبر ۲۶۔ جس طرح پھلی ضیاد کے دم میں پھنس کر گرفتار ہو جاتی ہے اس طرح بد انسان بھی لوہے کے بندھن میں پھنسا ہوا آواگون کے جال میں آ جاتا ہے۔ جب تک مرشد کامل نہیں ملتا۔ خلاصی محال ہے تک جال یعنی قالب سے نکلتا ہے دوسرے قالب میں پڑ جاتا ہے۔ اسے انسان اگر نجات کا طالب ہے تو ایک پرمیشور کے رنگ سے رنگین ہو تب خلاصی پاوے گا۔

نمبر ۲۷۔ آواگون میں رو جس آتی ہیں اور جاتی ہیں۔ بار بار مکر بھی وہ دکھ سے نہیں چھوٹتے۔ یہاں تک کہ لعلے لاکھ جنوں یعنی قابلوں کے اقتنا میں ہیں۔ ان میں وہ پھرتی رہتی ہیں۔

نمبر ۲۸۔ ہنگام بہت بری بلا ہے دنیاوی کاموں اور چیزوں پر مغرور آدمی آواگون کے بندھن سے نہیں چھوٹے۔ یہاں بار بار جنم لینے لگے۔

نمبر ۲۹۔ سوک کا ماننا بالکل بھرم یعنی خیال باطل ہے۔ کیونکہ وہ سوک کو کوئی چیز نہیں جو ایک آدمی سے دوسرے پر اثر کر سکے۔ البتہ پیدا ہونا اور مرنا ایشور کا حکم ہے۔ اور اسی مبارک ارشاد سے آواگون جیو نہ کو ہوتا ہے۔ اس سے کوئی غری نہیں کسی مرتے یا پیدا ہونے سے سوک نہ کرنا چاہئے۔

نمبر ۳۰۔ جو لوگ راج اور سلطنت پر مغرور ہوتے ہیں وہ کہتے کہ قالب میں جنم لیں گے۔ اور اس ترک کو بھولیں گے۔ جو حسن بر غرور کرے وہ پیر جنم بنائے گا کبیر نے کہا۔ جو دکھلاوے کے واسطے اور دنیا میں جھوٹی مشہوری چاہتا ہے وہ در بہت جنوں میں جاتا ہے۔

نمبر ۳۱۔ ایک جنوں میں پھرتے ہوئے میں تھک گیا مگر مجھ وہ عقل جن سے مجھے کامل یقین ہو جائے نہ ملی۔ انسانی قالب یا کر ایشور کی بھگتی کی ریتات در مانج نین براد کہتے ہیں کہ مجھے نا تک جی کے اپنیس سے معلوم ہوئی۔

نمبر ۳۲۔ کئی جنم میں پھر جیوئی اور تینگوں کے شریوں میں گئے۔ کئی جنموں میں ہم ہاتھی۔ پھلی اور گھوڑے ہوئے اور کئی جنم زندوں اور سروں میں ہوئے اور کئی جنموں میں بنا سیتی کے جیووں کے قالب میں گئے اب ایشور کی کرپا سے مدت مدید کے بعد انسانی قالب ملا ہے۔

نمبر ۳۳۔ کئی جنم ہم کو پھر وغیرہ دھاتوں کے قالب میں جانا پڑا اور کئی دفعہ بہار اشتر رحل میں سے سقا ہوا گیا اندر ہی حمل سوکھ گیا۔ کئی دفعہ درخوں کے

گوند راسے۔ (راون اکبری شلوک ۳۳)۔

نمبر ۱۱۔ انھیں اندر حیدر رس باہر رہتے یہ اگر ختم مانا۔ گن انتر ناس کیوں سکھ
پاؤنٹے۔ کن آون جانار سری راگ جملہ تھلا۔

نمبر ۱۲۔ حیدر دل چھنی پھانی جم حال۔ بن گوروتے کت نہ بھال۔ پتر ہر کوے
پہر ہر جا کے ایک رنگ راہے رہے لولائے۔ زو کھنی اونکار۔

نمبر ۱۳۔ جو آوے جو جائے مرے آکے گئے چچائے۔ کاکھ جو راسی میں فی سوڈ
دوتا ناٹیں۔ روکھنی اونکار۔

نمبر ۱۴۔ جو میں ایچھے بند نہ۔ تیر فرخیں یا تیں (اسنادی وار)۔

نمبر ۱۵۔ سہی سو نک بھرم ہے۔ دو بچے لگے نہ آوے۔ جن مرن حکم ہے
بہانے ہوئے جائے دایا وری وار۔

نمبر ۱۶۔ جن کے اندر راج اہمان۔ سو فک پاتے ہوتے سوان۔ جو جانے میں
جو بن و نت۔ سو ہووے وشاکا جنت۔ آپس کو کرم دنت کھاوے۔ جنم جون
بھو جون بھراوے (سکھ مئی محلہ ۵)

نمبر ۱۷۔ ابو جنم میں ہرمت ہارو۔ استہرمت نہیں پائے مانس دہرہ پائے
پد ہر ج ناک بات بتائے (محلہ ۹ راگ سورٹھ)۔

نمبر ۱۸۔ کئی جنم بھی کیٹ تینکا۔ کئی جنم گج میں کرنگا۔ کئی جنم ہینکے سر پہیو
کئی جنم ہیوور برکہ جیوڈ مل جگدیس من کے بریا۔ چرنگ کال اہمہ دیہہ بھریا۔
(راگ سورٹھ محلہ ۹)

نمبر ۱۹۔ کئی جنم میل اگر کر یا۔ کئی جنم گرے۔ رہیا کئی جنم ساکھ کر یا یا۔ کاکھ
چو راسی جون بھرا یا۔ سادہ سنگ ہوو جنم پر اپت۔ کر سیو ج ہر ہر گور مت۔

نمبر ۲۰۔ تہن سدی کئے نہ پایاں۔ کر می طیں نہیں شٹاک رہیاں (رودھ)
نمبر ۲۱۔ تہ ڈٹھیاں سچے پادشاہ مل جنم جنم دی کئے۔

نمبر ۲۲۔ پھرت پھرت میں ہارو پھروٹو شرنائی۔ ناک کی ریمہ نئی انی بھٹی لائی
ترجمہ نمبر ۱۔ انسان خود اعمالوں کا جنم ہوتا ہے اور خود ہی اس کا پھل کھاتا ہے
ایشور کے حکم کے اندر اس کا مختلف جوں (قابلوں) میں تناسخ ہوتا ہے۔

نمبر ۲۔ بڑے اعمال جو میں وہ جیوٹی کے پیٹ میں جیوٹے بناتے ہیں
خطا کاروں سے اور خطا کار کر دیتے ہیں اور اسی طرح اچھے اعمال زرگن سے
گن والا اور گن والوں کو زیادہ گن والا کر دیتے ہیں۔

نمبر ۳۔ جو تیر تھہ اللہ کے حکم اور منشا کے مطابق ہیں ایسے تیر تھہ میں غل کرنا
چاہئے۔ کیونکہ اچھے اور واجی کر میں کا ہی پھل ملتا ہے۔ جتنی مخلوقات نظر آتی
ہے سب کو اعمال کے مطابق پھل مل رہا ہے۔

نمبر ۴۔ ایشور کی دھان یا عظمت کا پورا حال وہ خود ہی جانتا ہے گز ناک
قنا جانتا ہے کہ اُس کی عنایت اور انعام کر میں پڑ ہوتا ہے۔

نمبر ۵۔ اعمال خستہ اور افعال قبیحہ اُس دھرم راسے ریمہ کر کے آگے ظاہر
ہیں اس لوگ میں سب کو اپنے ہی اعمالوں کا پھل ملتا ہے اور کا نہیں۔

نمبر ۶۔ جو ریمیشور کے مقبول ہوتے ہیں وہ آواگون سے رہت ہو کر اُس
کے پریم پد میں موکش پاتے ہیں۔

نمبر ۷۔ جو رمانائی بھکتی نہیں کرتے اور اُس کا درد نہیں کرتے وہ پاپی
بتائے شکر خور ہا کرتے ہیں۔

نمبر ۸۔ اوم جو گوریشور کا شبد ہے اُس کی دھارنا سے انسان آزاد اور
نہر تھہ بند میں نہر مدھن ساہر لیدو سکھ پائے۔ ناک منو نہ دوسرے گن

باب ہشتم مسئلہ تناسخ پر کہیہ صاحب بابا نانک جی کی رائے

پیدائش ۱۶۶۹ء۔ وفات ۱۶۸۹ء

بابا نانک جی بعد بھول لودی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ (اور دور دراز دنیا
میں حاکم ہندو مسلمان دونوں کو دیکھ دھرم کا پیدائش دیا اور اکثر کتابوں
کو اپنے توحید بھرے آید میں سے راہ راست دکھایا اور قہات سے ہٹایا۔ اور
مسئلہ پنہر جنم کا قائل کر یا۔ ہندوستان کے سوا وہ عرب دیش میں فقیرانہ لباس
پیل گئے۔ علی مروان ایک جنم کا مسلمان (خو با با جی) پیدائش سے ہندو دھرم کا
ولی قائل تھا، کبھی اس سفر میں ہمرا تھا۔ مکہ کی سیر کرنے کے بعد وہ مدینہ
میں تشریف لے گئے۔ جہاں کہ محمد صاحب کا مزار ہے۔ وہاں انہوں نے علی مروان
کو جسے وہ پنجابی محاورے کے مطابق مروان کہا کرتے تھے۔ یہ پیدائش دیا۔

ہر دانیا۔ اچھے عورت جنم آنا ہے ہر گناہ آہے ترکنا۔ جوں نکلیا ناٹیں
اُس پھر ہندو دے گھر جنم آنا ہی۔ پنہر دے سو برس اُسکی بہشت فرج اور بلا ہے بند
سے ورا پورا ہو سی تاہر وہ ہندو دے گھر جنم لیسے پر شور و دے گھر اُس تاٹیں پونا
ستگور لوکی ملے گا تا اُس فاجنم مرن رہت ہووے گا۔ اُس فرج جرات بہت آہی
اک جنم اُسدا رہتا ہے۔ تارو کھو جنم سن لکھی ناکت صفحہ ۱۹۲ ساکھی نمبر ۱۶ مطبوعہ
سلطانی لاہور حسب فرمایش چار ائین کتب فروش گورکھی باہتنام مشی قادیان
بابا نانک کی بابت دیستان وائےب میں لکھا ہے۔ نانک قابل توجہ باری
نور وید تناسخ نیز ایمان داشت و خیر گوشت و خوک و حرام شرمہ ترک حیوانی کردہ
باجتناب آزار حیواں امر میفرمود و گوشت خوردن بعد از دور مدائش شہرت
یافت و ارجن مل کہ از خلفائے واسطہ اوست جوں تیج آن را مدیافت مردم
از اکل حیوانی منع آمد و گفت این عمل مرضی نانک نیست (دیستان مذہب
تعلیم دوم صفحہ ۲۲۳۔ مطبوعہ نوکشور) +

بابا نانک کی تناسخ کی بابت رائے

نمبر ۱۔ آپسے سچ آپسے ہی کہا۔ نانک حکمی آوے جاوے۔ (رجپ جی)
نمبر ۲۔ کشیاں اندر کیٹ کر و سیں دوس دھرے۔ ناک زرگن گن کرے گن
وشیاں گن دے۔ (رجپ جی)

نمبر ۳۔ تیر تھ نہاواں جے تھ بہاواں بن بہانے کے ناہیں کرے جتنے ریشٹ
اوپاے دیٹھاں بن کرماں کے ملنے نہیں۔ (رجپ جی)۔

نمبر ۴۔ جے دڈا آپ جانے آپ۔ نانک نڈرں کر می دات (رجپ جی)
نمبر ۵۔ چنگیاں بڑا یاں فاپے دھرم حضور کر می پو اپنی کیا تیرے کیدور۔

نمبر ۶۔ گورکھ جیو کے اول جان۔ نانک پائی دیکاد مان۔ (سندہ گوشت ۱)۔
نمبر ۷۔ جین ہر ہر نام نہ جیتو۔ سواو گن آوے جائے (راگ سری محلہ ۱۱)۔

نمبر ۸۔ آواگون مٹی گور سبد میں آپے کرتے جنش لیا۔ (سندہ گوشت)
نمبر ۹۔ گور ہرے آوے جاوے بن گور کھال شپاوے تھامٹھ۔ (نمبر ۳)

نمبر ۱۰۔ ٹوٹے بند میں نہر مدھن ساہر لیدو سکھ پائے۔ ناک منو نہ دوسرے گن

اور اسلام علیکم یا رسول اللہ کہا۔ (حجۃ الہند صفحہ ۱۲۴) +
حدیث ترمذی اور دار ارحی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نوح مکین
میں حضرت کے ساتھ تھا جو پتھر درخت سے آتا اسلام علیکم یا رسول اللہ کہتا۔
ر حجتہ الہند صفحہ ۱۲۵ +

حدیث ترمذی یہ بیان عباس سے روایت ہے کہ ایک کھجور کے درخت سے
بھی حضرت کی چوٹی پر لگا ہی دی۔ (صفحہ ۱۲۵) +
صحیح بخاری میں جابر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سنتوں سے جو کچھ روکی لکڑی کا تھا تنکیر لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر پر
کیا گیا حضرت منبر پر نہ لپ لپے۔ وہ سنتوں کی سیار رونے اور چلانے لگا گیا ابھی
پھٹ جاتا ہے۔ حضرت منبر سے اترے اور اس سنتوں کو اپنے بدن مبارک سے
لگایا۔ تب وہ سنتوں اس طرح سے رونے لگا جیسے کوئی چھوٹا لڑکا روتا ہے۔
اور کوئی اسے پیار کر کے رونے سے چپ کر اوسے اور وہ روتا رہے۔ آخر وہ
سنتوں خاموش ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سنتوں اللہ کا ذکر کرنا کرتا تھا
اس نے غم سے رونے لگا تھا۔ (صفحہ ۱۲۳) +

حکیم آدم منائی فرماتے ہیں کہ وہ ازہر ہی شش میر گریہ رانی سے راہ
اس پر حکیم علای ماثیہ چڑھتے ہیں۔ و گریہ رانی اشارت بر گریہ شیخ اخی
فرخ رنجانی رحمۃ اللہ علیہ اور گریہ پود خانہ پروردگار جو ان نماز گزاروں سے
اور گریہ عابد ہم میگویند چنانکہ جائے حافظ شیراز ذکر ان سے فرباید
اما این گریہ روزے بجاے خود کا ہے کہ ذکر جو گریہ از شایان بخانقاہ شیخ
آمد جامہ بیکے ذکر و تا آنکہ بیکے زانما بایستاد بول از دخت چون فحش کردن آن شخص
از دین بیکے نہ بود۔ و مراد انکس پر مشاہدہ شیخ صالح الدین چہوری باشد کہ تیرہ مظلوم
نظر شیخ گشت و از شربایستاد و از شہر رونے تاقت و بگردستان رفت (حدیث سنائی
مطبوعہ لہار و صفحہ ۳۸۳) +

اگر یہ واقعات بڑے صدق رکھتے ہیں جیسا کہ تمام مسلمانوں کا ان محبت پر ایمان ہے
توصاف ظاہر ہے کہ تمام حیوانات و جمادات و مکہ بالا بیکے جنم کے خرد و سلمان میرا
شامت اعمال سابقہ سے ایمان قلبوں میں متاسخ ہوتے ہیں ہر شک اگر کافر گردے +
قرآن و حدیث و تفاسیر و دیگر اولیا اللہ کے کلام سے ہمتے متاسخ کی ہمت سی
شہاد دین پیش کر دی ہیں۔ جہاں تک کہ ہم نے کتب اسلام کا مطالعہ کیا ہے
ہم کا خلاصہ صرف یہی ہے کہ محمدیوں میں سے خدا سیدہ ہوتے ہیں جنہیں ان کے
مجاور و ہمیں اولیا اللہ قطب باخوت بیکہ ہوتے ہیں وہ سارے کے سارے متاسخ
کے قائل تھے۔ اسلام کے سارے فرقوں میں سے کئی فرقے متاسخ کو مانتے ہیں خود ایک
فرقہ کا نام ہی متاسخ ہے۔ اعمال اور سزا و جزا نتیجہ تیر متاسخ کے مناسبات
نامکس ہے۔ مگر یہ بھی عموماً اولیا اللہ اور خاص خاص فضلاء کے سنائے دیگر
محمدی دین کے پیرو متاسخ کو کھلے طور پر نہیں مانتے مگر ان پر نگاہوں کی کلام کی
عزت کرتے ہیں۔ اور انہیں فارسی زبان کے قرآن کا درجہ دیکر کہتے ہیں

شنوی مولوی جحفوی + بہت قرآن و زبان پہلوی
من چو گویم وصف آغا بختاب + نیست پیغمبر وے دار کتاب
اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے جو جو حکما ہونے یا جنہوں نے حکیمانہ طور پر
مذہب کی تحقیقات کے حق و باطل کا فیصلہ کیا ہے وہ سارے کے سارے متاسخ
کے قائل ہیں جیسے امیہ و کاتیبہ و منورہ و میریہ و تاسخ و کامیہ وغیرہ ان کے

علاوہ خاص علما میں سے جو تہذیب کے سبب درجہ معرفت پہنچ گئے۔ وہ چونکہ
کن فیکون سے جگت کی اپنی مانتے تھے۔ انہوں نے جہاں تک خود کی عام ارواح تو
کیا خود خدا کو متاسخ کے پیکر میں ڈال دیا۔ اور ہمدوست کے قائل ہو گئے۔ پھانسی سے
قتل کئے گئے۔ تو بھی اپنے ارواح سے باز نہ آئے۔ اور اپنے عقیدوں پر قائم رہے جیسے
منصور علاج شمس تبریز نے بائزید وغیرہ مانتی رہے۔ متعصب کلاں اور علویہ مانتے
کے دلدادہ مولوی وہ فقر کے درجہ میں ہمہ دوست اور سجدے کے اندہ ہمدان و دوست
کے قائل ہیں۔ مگر انا جانتے ہیں کہ مطلب دو فعل کا ایک ہے۔ لیکن ہمارے عقیدوں
ہے کہ جو متاسخ کو نہیں مانتے اور ذرا گھر کی بھی رکھتے ہیں۔ انہیں جب وہ
سوچتے ہیں اپنے فرضی خدا اور جابر کبریا کو گالیاں دینی پٹہ تی میں۔ منورہ
کے واسطے ہم چند ایسے لوگوں کے قول پیش کرتے ہیں +

عربی

اے بخت چنان کہ آخر
یا دوست دے چہ چہ برید
یا رب چہ عداوت مست با من
تکے شکلیب درین یرم

گر بعضی ان دینے آئے
باب ہر تو سے کن و نامہ خویش
دیگر نہ دینا و کا کوام چہ بود
گز نام مختار قائل ہر چہ ہست از حکم تست

کنا و خویش را سر را بچہ بندی خدا را از خدا و خواہ مارا گر تو نے پسندی تیر کن قضا تو در طریق ادب گوش گاہ ہست کہ در باحوالت بخود کردہ ام میخون من بند و اسل بود گرے خودم علم خدا جہل بود باز آدنت نیست جو زنی لقی ہمکس کن و نکر چون سرت گو ایس فرق میان من تو چیست کزفت بدو بخ و کا و زبشت حیران شدہ و بیخ جہا و نشت خوش باش کن زانی بجا و نشت	چون بیادید را خود اگندی قضا سے اگند از را مارا و کوئے نیکن می مارا گند از را گناہ اگر چہ نبود اختیار ما قاطع تو کی گئی من نہ یاد کردہ ام من میخورم دہر کیوں بل بود سے خود دن من حق باطل و نشت سے خود کہ ہزار با پشت گفتہ نا کردہ گناہ و جہاں گشت بگو من بدختم تو بد و کافات ہی مشو سخن بشت و دوش از کس اے آمدہ از عالم رو حالی قفت سے خود جو ندانی را کجا آمدہ
--	--

متاسخ کے حکیمانہ مسئلہ سے ناواقف امیر خسرو نے جب قرآن کی پیدائش
پر غور کیا اور اسے ہر طرح انصاف و راستی کے خلاف سمجھا تو قرآنی خدا کی
نسبت بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔
نیا کھنکھن بہن بھکاری بن کینے لکھ دین بُرائی
یعنے خدا نے انصاف نہیں کیا۔ بلکہ مکر اور دھوکہ کیا جبکہ بغیر کرنے لگا ہوں
ان کی قبرست میں بدی لکھ دی +

الام حقیقہ نے اس کو تیر مارا اور مار کر آگ میں جلا دیا۔
پیر شاہ مخدوم جہانیاں - اپنے مناف ہیں فرماتے
 ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے چائ پر سوار ہوا۔ راستہ میں
 جہاز پر سبب طوفان کے ٹوٹ گیا۔ اور میں ایک تختہ پر
 بیٹھا ہوا رہ گیا۔ وہ تختہ بہتا ہوا ایک جگہ خشکی پر جا لگا۔
 تب میں اتر کر خشکی پر پہنچا۔ وہ مجھے دھوپ لگی۔ تو میں بیت
 میں ایک گڑھا کھود کر اٹھس میں بیٹھ رہا۔ وہاں جنگل سے
 ایک ہاتھی آیا۔ اور میرے سے ایک تیر کے فاصلہ پر خشکی
 میں لید کی۔ لید کرنے کے بعد وہ پانی پیتے چلا گیا۔ پچیس اٹھ
 لید سے ایک آدمی پیدا ہوا۔ اور پانچا بدن بھاڑنے۔ آدھ
 روٹے لگا بھازاں ہاتھی آیا اور اس کو پیچھے سے پکڑ
 کر اس کا بند بند بھاڑا کرنے لگا۔ وہ آہ و زاری کرتا ہوا روتا
 ہوا بعد ملنے کے ہاتھی اسے اٹھا کر چلا گیا۔ ایسا ہی
 چالیس روز تک میں برابر دیکھتا رہا کہ ہر روز ہاتھی آتا
 اور اسی طرح کرتا۔ اور مار کر اٹھالے جاتا۔ آخر کار چالیسویں
 روز میں نے اس سے سوال کیا۔ اس نے کہا کہ میں بد بخت ہوں
 ہوں۔ مجھے بید عذاب قیامت کے روز تک ہوتا رہے گا۔
 (صفحہ ۲۱۸ تا ۲۱۹)
فصل فی الانبیاء و معارج النبوة میں لکھا ہے
 روح پرفقہ حضرت محمد صاحب کا ہزار برس تک
 تصدیرت طاؤس رحمت کے دریا میں غرق رہا۔
روایت ہے کہ صورت سائب کی ایسی پاکیزہ اور مطہر
 تھی کہ کوئی جانور بہشت میں ایسا نہ بھٹا نہ حق ٹھٹھانے اس گزہ
 کے سبب اس کی صورت کو سنج کیا۔ اور خاک اس کی خوراک
 شیرانی اور پیٹ اور سینہ کے بل زمین کو گرگڑایا اور چھاتی
 کو چھیلتا ہے۔ اور صورت طاؤس کی بھی بدل گئی۔ چنانچہ
 پاؤں اس کے بد صورتی میں ضرب النیل میں (رحمۃ الاطفا و
 فیض الانبیا صفحہ ۱۷ ذکر آدم مطہرہ مصطفائی لا نور مشہور ۱۶)
 غیاث اللغات میں لکھا ہے۔ ملخ بالفتح و خائے مجہد گردانیدن
 صورت بد صورت دیگر کہ بدتر از صورت نخستین باشد و
 دسینہ و چیز است کہ حق تعالیٰ بہ سبب افعال بد مسوخ
 گردانیدہ۔ اول نیل کہ مرد لوطی بود۔ دوم خرمس کہ کوکان
 را محبت سے گرد۔ سوم خرمس کہ زبے بود از حیض غسل
 نہ کر دی۔ چارم کرمس کہ غمان بود۔ پنجم سوسمار کہ غارتگر
 ششم جو کہ خلاف امر پیغمبر کار پائے کہ دے۔ ہفتم جواہ
 کہ درد بود۔ ہشتم یاخہ کہ زانی بود۔ نهم تلخ کہ مشکبر بود۔
 دہم فاختہ کہ سوگند دروغ خوردی۔ یازدہم کجشک کہ مال
 حرام سے خورد۔ دوازدہم کہ موش کہ نونے بود یا جرت فوج
 کردی۔ ستر دہم بود کہ تغیر مذہب خود کردہ و بعضے بست
 دوشتم (از غیاث و منتخب ردیفیم صفحہ ۳۷۰)۔

اب ہم آخر میں اسلامیوں کے کتب احادیث سے چند واقعات
 رہا نظریں کی تفریح طبع کے واسطے با جن کی صحت میں کسی
 مسلمان کو انکار نہیں۔ درج کرتے ہیں۔
مدارج النبوة و معارج القوتہ - میں ہے کہ ایک گونہ حق
 کی پیغمبری پر گواہی دی اور کہا کہ ایک مسجد ایک حضرت نے فرمایا تو
 کس کی بندگی کرتی ہے بولی کہ اُس اللہ کی بندگی کرتی ہوں کہ جس کا
 عرش سے آسمان میں اور اُس کی حکومت ہے زمین میں۔ اور بہشت
 میں اُس کی رحمت ہے۔ اور دوزخ میں اُس کا عذاب ہے حضرت
 نے فرمایا میں کون ہوں۔ بولی تو رسول ہے رب العالمین کا اور حکام
 ہے پیغمبروں کا۔ جو کوئی پیغمبر پر ایمان لائے۔ نجات پائے۔ اور جو
 کوئی پیغمبر کو چھٹلاوے دوزخ میں مبتلا ہو۔ (رحمۃ الہند صفحہ ۱۱۲)۔
 معلوم ہوتا ہے کہ گوہ پیچھے جنم میں کوئی مسلمانی تھی۔ جو شایعہ اعمال
 سے اُس قالب میں آئی۔
روضہ الاحباب میں ہے زبانی عقیل کی کہ ایک مقام پر پہنچے
 ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا۔ اور حضرت کے آگے دوڑا تو
 ہو کر کھنکھایا۔ کہ الامان الامان اور اُس کے پیچھے ایک اعزالی تو مار
 کھینچے ہوئے آیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعزالی تو اس سے کیا
 چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ اے خدا کے رسول میں نے اس اونٹ کو اس
 لئے خرید لیا ہے کہ میرا کام کرے اور مجھ کو اس سے لقمہ جواب دہن فرمائی
 کرتا ہے میں نے یہ قصد کیا ہے کہ اس کو فوج کر کے اس کے گوشت سے لقمہ
 کپڑوں۔ حضرت نے اونٹ سے فرمایا تو کلیوں پانچی ہوا۔ اونٹ نے عرض کیا
 کہ اے رسول خدا میں اس واسطے اس سے نافرمانی نہیں کرتا کہ اس کا کام
 نہ کروں۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی عشا کی نماز پڑھے
 اللہ کا اس کو عذاب پہنچے گا۔ اور یہ اعزالی اپنی قوم کے ساتھ عشا کی نماز
 نہیں پڑھتے ہیں۔ میں اس واسطے بھاگتا ہوں کہ ساداران کی شامت سے
 مجھے بھی عذاب پہنچے۔ آپ نے اُس کو غارت کی تاکید کی پھر اونٹ اس کا فائدہ
 ہوا۔ (رحمۃ الہند ۱۱۲) اس سے صاف ظاہر ہے کہ اونٹ یا تو پیچھے جنم کا کوئی مولا
 اور یا کوئی اعزالی مسلمان ہے جو کہ نماز کا اشد دہکار ہے اور بہشت فراموش
 یعفور نام ایک گدا تھا جس پر حضرت اکثر سوار ہوا کرتے تھے۔ وہ گدا بھی
 بولتا تھا۔ اور سوال و جواب کیا کرتا تھا۔ اور جب حضرت سواری کی نیت سے
 گدھے کے پاس آتے تو وہ اسلام علیکہ بولتا تھا۔ (دیکھو کشف اللغات) معلوم
 ہوتا ہے کہ یعفور بھی مسلمان ہو چکا تھا اور دین اسلام سے اُسے اُلت تھی۔
روضۃ الاحباب و معارج النبوة میں لکھا ہے کہ عقیل نے یہاں کیا کہ میں ایک
 سفر میں حضرت کے ساتھ تھا۔ حضرت سے جیسے اپنی ریاس کا حال عرض کیا۔ آپ نے
 فرمایا کہ اے اویاس یہاں سے کہہ کر رسول خدا کہتا ہے کہ مجھ کو پانی دے۔ میں نے جواب
 فرمایا کہ حضرت کے عمل کیا۔ پھر مجھ سے باتیں کرنے لگا اور کہا کہ حضرت کج خدمت
 میں عرض کر کہ مجھ کو جب سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اٹھتا تھا لے کر فرمایا
 ہے کہ درود اور دوزخ کی آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر میں اثر رہا
 ہوں کہ مجھ میں پانی پانی نہیں رہا (رحمۃ الہند صفحہ ۱۱۲)۔
معارج النبوة میں بربر سے روایت ہے کہ ایک دشت حضرت کے پاس

<p>باز آمدم باز آمدم با سوره و دو سحر را باز آمدم باز آمدم بکل بران دلیر شدم باز آمدم باز آمدم کسب جهان دل بر شدم باز آمدم باز آمدم دل داده شوریدم باز آمدم باز آمدم چیرت بدارم چو راناف</p>	<p>دو کو سبک دل هم درج سرمد محسن کنم و نه هر چه جز دلبر بود از شهر دل بران کنم چون مرغ دل عرش آشیان چو حضرت چون کنم خود را مگر بیای کنان در عشق او چو محسن کنم قد الف را هر چه در وقت چون فون کنم</p>	<p>چو شتر خویان شو باز آید باز آید زانک بجایان کرد عجب خود خواست کمری رخ زار آید خود کرد با سحر و جادو آید از برلق خواست خر کردن آید خود بود کمری ادوی رفت بر آید خود خواست از دوا و علقه خلق آید خود مرغ شد بجایان تن پاک آید گرفته خود را دست زبیر آید خودی شد خود و خودی آید دندانه شتر گشت تا سحر مجاز آید</p>	<p>انوار دو کان شد از دیده جادو از مهر تاشا خود گشت مومن کسب طریقت در برده مخفی خود گشت طیبی خود تا بقدر آید محبوب دو عالم خود بر خیر امارت از دیده میان بین</p>	<p>بهر سر سرخارف خرم باز آید خنجر جهان کرا کار آید خود گل تمدیل شد گلن آید خود صورت یخا شد شمار آید خود را گشتی شد و بخار آید گلچه بجایان محرم سر آید خود گشت تقیر دهن مبارک آید خود را در دود خورشید آید خود گشت نلیخا و طلیح آید خود را در دود زهر آید مسعود جهان بر جان آید</p>	<p>ناله گنج شد باز از جان شد خود را خزان شد خود جام کشا شد خود را وطن شد بنگر کیمیا شد خود را بکن شد خود را گور کنان شد خود طعن دندان شد خود را زان شد سلاجه جان شد</p>
<p>انگند در سر من آنچه از دین بر آید</p>	<p>نو کرد عشق گنجه از شمش هزار سار</p>	<p>دل اسبال پار با یستی زندگانی دوبار با یستی ده چه با سحر از با یستی گوش را گوشوار با یستی</p>	<p>ز آنچه کردم تنوین تیرانم تابداستی ز دشمن دوست چون رفعتی تو دم لال است صد هزاران سخن نمانم</p>		

ایک دوسرا قاضی لکھتا ہے +	
خود بود کہ خود نبیرا کرد	در عشق پیا در بنجد
ایک اور ولی کا قول ہے +	
خود نبیرتہ و پیام آورد	عشت خود کا فرو نمودن کار
خود کند سازش کہ کہ بست	خود کند باز تو یہ استغفار

<p>مولوی عبدالرحمن جامی کہتے ہیں +</p>	
<p>مے بود از سپر آشنائی</p>	<p>از دگون و مکان دارد شنائی</p>
<p>معدس ثوب از تاجہ چون</p>	<p>سرا حلیاب چون آورد بر من</p>
<p>چون چون در خون گوارام</p>	<p>پے رو پیش کرد و پیش نام</p>
<p>ظہیر ناریانی اپنے بادشاہ کی یابت ذکر کرتا ہے</p>	
<p>خدیجہ دروغ زانے افراطوں</p>	<p>ق تراوندائے زہر وصل جمہور</p>
<p>بیاد مذاقیال معور ہے لیس لائل</p>	<p>حادل کرد و در جان ہمیں شایہ</p>
<p>مشہور ولی عمر خیال اتنی رابعیات میں لکھتے ہیں +</p>	
<p>چون رفت زہر چہر روشن تو</p>	<p>یا جسم و گزین کند سگ تو</p>
<p>آئید و در نہ چکیں نشاند</p>	<p>تا بر زمین چہرہ قد بزن تو</p>
<p>جایم تہ تیغیہ تہ تہ است</p>	<p>جان بظافت نہ ترش لایقا</p>
<p>فراش اہل زہر و گزشتہ</p>	<p>از یاد زہر خمدہ سلطان برقا</p>
<p>حضرت علامہ احمد رضا علی صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا ہے کہ تہ تیغ نام حضرت شامیؒ نے فرمایا تھا اور امام حنفیؒ نے فرمایا تھا۔ ان کے اندر گھر نہ تھا۔ تہ تیغ نہ تھا۔ ایک باغچہ تھا جو اصل میں زہر تھا۔</p>	

قواب و عذاب کے ان جہنم میں اس مذہب والے قرآن کی اس کلام الہی سے بھی اپنے دل کی تاویل کرتے ہیں جس علی الذین امنوا و علوا الطلحات جناح فیما لہم الا مینہ فرقہ الناستہ۔ اتباع سات سمعان الہندی شہر ادعی بنات اندہ قد شغل المذہب الخیر والالہی وینوع من التناسخ ۱۱ (صفحہ ۸۶) +
فریقہ الزیستہ، "وقالوا یتناسخ کاحرا ح" (صفحہ ۸۷)

الفلاحة۔ علی صافہا کلہم مصفقون علی التناسخ والحلول لقد کان التناسخ مغانہ نصرقت فی کل امتہ تلقوها من الجیوس والزویک والہند والبراہمیتہ ومن الفلاحة والصابیہ ومنہم من ان اللہ تعالیٰ قائم کل مکان ناطق کل لسان ظاہر بشخص من اشخاص البصر وذات معنی الحلول قد یکن الحلول محو وقد یکن اما الحلول بجمع ہو کانت لک الشمس فی کوۃ او کاشرا قہا علی البصر واما الحلول بالکل فہو کظہر ملک بشخص او کشیطان یجسدان واما التناسخ اربعۃ التناسخ والتناسخ والفتنہ والریح وسبائی سرح ذلک عند ذکر فریقہ من الجیوس علی التفصیل واعلی المراتب مرتبہ المملکیۃ او النبویۃ واسفل المراتب الشیطانیۃ او الجہنمیۃ وھذا الکامل کان یقول بالتناسخ ظاہر من غیر تفصیل مذہبہم متفق ترجمہ۔ غلامہ کے تمام فرقہ تناسخ و حلول پر متفق ہیں۔ تناسخ اُس کے ہر ایک مت میں تعریف رکھتے ہیں۔ یہ تناسخ اُن کو ملا ہے۔ مجوس سے مذہب ہے۔ ہندوستان اور برہمنوں سے اور فیلسوفوں سے اور صابیین سے ان کا مذہب ہے کہ خدا ہر مکان میں رہتا ہے۔ اور ہر ایک زبان میں بولتا ہے اور ہر ایک انسانی جسم میں ظاہر ہے اور یہی معنی حلول کے ہیں۔ ہندو اپنے حلول خدا کی جزو سے جیسا شمس کا طلوع مجھو کہ میں مانند اُس کے چمکنے کے بلکہ میں اُس کا کامل ظہور ایسا ہے جیسا کہ ظہور فرشتہ کا جسم میں یا شیطان کا حیوان میں اور تناسخ کے چار ہیں۔ تسخ۔ تسخ۔ تسخ۔ تسخ۔ ان تمام کی تفصیل مجوس کے بیان میں ہوئی۔ ان مذہب میں اگلے مرتبہ فرشتہ کا نبوت کا ہے اور سب سے نیچا درجہ شیطان اور جہنم کا۔

"نفسی تفصیل کے ہم نے یہاں تناسخ کے متعلق بات ظاہر کر دی ہے۔"
فریقہ الکاملیہ، "وکان لہول الامامیۃ نوریتناسخ فی شخص الی شخص ذلک النور فی شخص یکن تبوت فی شخص یکن امامتہ ورمایاتناسخ امامتہ الکاملیۃ وینوع وقال یتناسخ کاحرا ح وقت الموت ۱۱
تجلیات شمسیرہ میں غلات کا حال اس طرح لکھا ہے۔ فرقہ خیمہ از غلات کا علمیا مذہب کا کل میگوئے کہ ارواح تناسخ سے شہر دینے انتقال می کنند تا بدینے بدینے و روح الہی ول بدن آدم پس انان در شیت در آدم و ہم جہاں شامیدہ در سائر انبار و ائمہ نقل نمود و روح بنی آدم نیز در میان خود تناسخ می کنند و صفحہ ۱۱ اور ایسا ہی فرقہ ہفتہ بنا۔ کیا مال لکھا فرقہ السبانیۃ اصحاب عبداللہ بن سبا و قال تباسخ الخیر والالہی بنی النبی محمد علی ۱۱۔ ۱۰۔ ۱۱ + فرقہ الغالبہ۔ وبلغ العلماۃ بمجسود فی تاریخ التشیع والبدل والرجعۃ والتناسخ ولہم القاب بکل بلا لقب یقال لہم باصقان الخوصیۃ والکونۃ والرمی۔ الزویک والساوہ وراذی میحان الذوقیۃ و موضوع المحرۃ و معاد و المظہر المبیقۃ ۱۱ (صفحہ ۱۰۰) مفصل مذہب صفحہ ۸۷ سے ۱۰۱ تک جزو اول بطور تفصیل لکھا اصحاب التناسخ قد ذکرنا مذہب التناسخیۃ و ما عن ملنہ من الملل الا ولتناسخ فیہا اقدم واسفہ واما مختلف طر فہم فی تقریر ما تباسخیۃ الہند فقل اعتقاد انی ذلک۔ (الملل واخل جزو ثانی صفحہ ۱۱۸ موجود ملائیر سری جے پور) ملائیر علی شہر سی نے شرح باب البدایہ النبیہ میں در سید عبداللہ اولیٰ ماشیہ شرح حکمت العین میں اور فاضل صدر الدین شیرازی سوادیر میں لکھتے ہیں۔ ماہن ہذا

مقصود اول میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ نقلت من اصلاہ طیبۃ لطا رحام طاہرہ ترجمہ مجھ صاحب فرماتے ہیں کہیں پاک مرد و کئی پشتوں پاک عدول کے پیشوں پر تباہ اولیاء اور مشکوۃ شریف میں ہے۔ باب الحشر وعن الی ہر عن النبی قال یللی الی ابراہیم ابابالا اثر وہو القلمۃ۔ گفت آنحضرت کہ پیش ہے آید ابراہیم پر خود اگر نام آرزوست روز قیامت حال کہ بر دے آرزو سببی و غبار است پس میگوید ابراہیم کہ آرزو۔ آہ آنحضرت میں ترا ہے فرمائی کہ مراد او اطمینان کن مراد او آنچہ از جانب حق گویم و غیر وہم پس میگوید مراد ابراہیم پادرس کہ آرزوست پس مراد ہے فرمائی کے کہ تم تر از شاعت کئی مراتب میگوید ابراہیم کہ مراد و گا من ہر سیکہ تو عددہ کہ مراد او اجابت کردہ و علمے مراد سوا مراد وانی مراد و بکیرا کیخندہ شود مردم و شکر کردہ شوق پس کہ مراد سوائے سخت تر از ذوق تر از سوائی ہر دین کہ مالک است و در راست در دست تو پس میگوید خدا تعالیٰ ہر سیکہ میں حرام گردانیدہ ام بہشت را بر کافران و د علمے کافر و حق ہے کئی و التماس کردہ و غفرت سے داری سود مند یافتہ۔ پس برگشتہ سے شود و ابراہیم کا حکم کن کہ چیزست در زیرم و پائے تو بین پس نگاہ کیکنند ابراہیم نیز پادرس خود پس نگاہ وے لایس و مقرون است۔ پنج بیسے کرگے گفتار نہ کہ چو لے بہت آلودہ بگل سرگین۔ پس گرفتہ سے شود و کشیدہ سے شود پادرس آن فیخ را پس را ختہ سے شود و دانش و فرخ و این آرزوست کہ سخ گردانیدہ و خوار ساخته شدہ و چشم ابراہیم چون سخ شدہ و دیدنا امید شد و تیری اید نمود ۱۱ (جلد رابع صفحہ ۱۳۹ کائنات فارسی) +

باب ہفتم تناسخ کی بابت اولیا و علما و اسلا کی میں

ابی الفتح الامام محمد بن عبدالکبیر الشہرستانی اس کتاب الملل والنحل میں اسلام کے مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ فرقہ کیسانیہ۔ اصحاب کیسان مولیٰ ایلوینین علی بن وقیل تلمیذ السید محمد بن حذیفہ وحل بغضہ صر علی القول بالتناسخ والحلول والرجعۃ بعد الموت (صفحہ ۸۳) + ترجمہ۔ یہ کیسان حضرت علی کا غلام تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ محمد بن حذیفہ کا شاگرد تھا۔ اُس کے شاگرد کہتے تھے کہ وہ تناسخ و حلول و رجعت بعد موت مانتھا۔ فرقہ ہاشمیہ۔ اتباع ابی ہاشم بن محمد ابن حنفیہ و کان من مذہب عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ جعفر بن ابی طالب۔ ان ملاوچ تباسخ من تنخص الی تنخص ان التواب والعقاب فی ہذا الاستناسخ اما تنخص بنی ادم واما انتخاص الحیوانات وقال وروح اللہ تناسخت حتی وصلن اللہ وصلن فیہ وکفر دایا القیامہ لا اعتقاد ہر ان التناسخ یکن فی الدنیا والتواب العقاب فی ہذا الاستناسخ وتاول قولہ لیس علی الذین امنوا و علوا الطلحات جناح فیما لہم الا مینہ (صفحہ ۸۵ و ۸۶) + ترجمہ۔ اس فرقہ والے ابی ہاشم بن محمد ابن الحنفیہ کے تابع ہیں جو عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ جعفر بن ابی طالب کے مذہب کے تھے ان کا اعتقاد ہے کہ وہیں ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف متناسخ ہوتی ہیں۔ اور سزا و جزا ان اجسام کے بیچ ہے۔ چاہے آدمیوں کے جسموں میں یا حیوانوں کے جسموں میں اور کہتے ہیں کہ خدا کی روح بھی مثل موتی ہے۔ ہاں تک کہ وہاں تباختی ہے۔ اور انہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے اعتقاد کا یہ سبب اپنے اعتقاد کے مسئلہ تناسخ پر کیوں کہ یہ دوسری بات ہے اور

پس بھی آکر اسے اپنے نامہ و آنکھ اور نہ بافتنیاں تو دیکھ کر ان میں ہر حکم مضطرب شدہ و رنڈا ہوا
آوردہ و آنکھ پر بارے عمل کر دینا شکار و حق و بقول صاحب دعالی صمد و حق میں سخت شہد
بصورت غول کے پھانسی دے دینا (صفحہ ۱۶۳ الفیہ حصہ ثانی) *

تفسیر فیاضی میں ہے۔ واللہ اعلم فی المناہجی بعد وضوع الایات و مستخرج بعضہم تفرق
وہم اصحاب السبب و بعضہم مختار و وہم کفار اھل بائید علیہ علیہ السلام
و قبل کلام السننین فی اصحاب السبب مسخت شیائہم قرعہ و مشائخہم
صفر ۲۳۲ شمس ۱۰۰ اس تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔ انہ
جعل منہم القرعہ و المختار و یہ عبد الطاغوت قال اھل التفسیر عنی بالقرعہ و حق
السبت و المختار و یہ کفار ہائل لا عیسیٰ و روی الضبان السننین کا کافی مہم
السبت لان شیائہم مسخت قرعہ و مشائخہم مسخت مختار و یہ۔ (جلد ۲ صفحہ ۶۶۶)
تاریخ طبری میں ہے ہاگر خدا نے تبارک تعالیٰ کو درگروہ راز خلق مسخ کر دیا تا زنی اسرائیل
کیا۔ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم را کہ ایشان را خنکان گردانید و گردو پیشتہ از ایشان از قوم داؤد علیہ السلام
بود کہ پس از سلمان علیہ السلام قومے مردم اندر دید و رازشہ بابی گردانید و حق روزشہ بکار
خدائے عز و جل ایشان را مسخ کرد۔

تیسرے سورۃ اعراف - واخذخذلک من بنی آدم من ظہورہم ذریعتہ واسمہ
 علی انفسہم السمۃ ویکرم قالوا بلی شہدنا ان تقولوا وہ القیمۃ انک انما
 ھذا عقلیون - ان کی کوکھ کو دکھا کہ ان کو دبا جانوں ان کے کے کہ نہیں ہوں میں ب
 تبار کو انھوں البتہ تو ہے شاہد ہوتے ہم - ایسا نہ ہو کہ کوئی من تجااست تحقیق کئے ہم اس کے
 غافلہ تفسیر میں ہے - ویادکرکے محمد علی قرآنیت از ذوالا آدم انہ تہلکے ایشاں قرآن
 ایشاں را دکھا کہ گردانہ ایشاں تہلکے نفسائے ایشاں باقرائے کر و نہ تہلکے بعضہا بعضے کو
 ساخت و گفت آیا تم پروردگار کے حق سے جدا تو لے ذریعت آدم ماہیوں آدودہ
 بعضے از صلاب بعضہم چھوٹا الدنیا و اذابا و ذکر آدم نگرد چہ کہیں سے را معلوم است
 کہ پیدائش ارست و پیر از صلاب و بیرون آہرہ حاکم ابو عبد اللہ در مجمع خود انہن عباس
 نقل میکند کہ حضرت رسالت چاہ فرمود کہ خدا نے ذکر گرفت میناقت از ذریعت آدم بہ نعمان
 و ان دادی صحت تو یکس عرفات و انرا نعمان صحاب گویند و بقولے بلن نعمان خاندہ
 را بآبہ عدو کہ از میناقت در دینا بودہ و ان خینے ست و در ولایت ہند و بعد از خروج آدم لو
 انہ شبت و در مارک میگویند کہ محمود نقیصر ان برائے کہ اجلا خلق آدم و قبل اندر خلق ہند بودہ
 برضا شکر بر مدیشت است و عرض آن ہی ہزار سال ادا ست حق تعالی ذریعت آدم را
 از صلاب و بیرون آدودہ بر مثال عدیجائے خرد و زرد و بعضے میگویند کہ غیبار شیخ و گروے
 بر آئند کہ از جانب راست مدوچہ سفید از جانب چپ مدوچہ سیاہ و بعضے بر آئند کہ تو در شکل
 از پشت آدم کبارگی بودہ خبر دہد تو در تامل ہلکے نمودہ و حیات و عقل و خلق و ایشاں کثیر
 در بوست خود را بر ایشاں عرض کردہ ایشاں قبول کردہ گفتی گاہ شہید با بر آواز خود و گفتہ اند
 چون ذریعت آدم بے گفتی حق سبحانہ تعالی از خود فرستگان خبر میدہد کہ ہما قرآن ذریعت آدم
 گاہ مشہور کہ از تفسیر حسنہ و جلال و صفہ ۲۲۶۶ +

از حسین تصور قدس سره بنقل است که فرموده اند غایب از حقانی سوال است بگو در جواب
 و در پس سرخطی بحسب لغایت از کجاست - بیت تو در میان هیچ در هر چه است دوست -
 چه خود است گوید و خود بلکنه " (تفسیر حسینی ۲۲۶) -

فصل فی کشف الیہدیی فخرج ذویہ بسفراء کانهم الذر و ضرب کتفہ السودی فاجلج
 ذویہ سو و احوکانہم معہم فقال الذی فی یمینہ للی محنتہ و لا ابالی و قال للذی
 البسری الی الناس و لا ابالی ثم رجعہ - روایت است از ابی الدرداء از یحییٰ گفت آن حضرت
 بمیکار و خدا تعالیٰ آدم را اینک میگرداند و او را پس از حق تعالیٰ در دست قدرت خود ایستاده
 فرستاده تا اگر بزند نشانه راست آدم را پس بیرون آورد و بزند سفید را گویا که ایشان را در دنیا
 خود و داند و در دنیا و دجیله را پس بیرون آورد و فریت سیاه را گویا که ایشان را بگشتن اند
 در سیاهی پس گفت مرا آن گره را که در جانب راست بود و در بدو بسوی بشت و با کلام
 که ایشان را حکمت کرده ام پیش از صد و عمل - مالک متصرف مطلق ام هر چه میخواهم میکنم گفت
 مرا آن گره را که در کتف چپ بود و در بسوی است و فرج و دید و با کلامم از آنکه ایشان را حکم
 و فرج کردم پیش از صد و عمل مالک متصرف مطلق ام هر چه میخواهم میکنم برود و گاه تعالیٰ بے نیاز
 است و قادر مطلق هر چه خواهد میگرداند گفته ام و آدم در بشت بر سر که را خواهم دے انهم و
 و فرج بر سر که را خواهم و با کلامم میگویند که انمی رسد که بگوید که اگر کسی یا شکوة جلد اخضر و
 ابن عیاس شے غیر سے روایت کی ہے - اخذ الله المتناق من ظہر احدی و حمان
 فخرج من صلبہ کل ذریہ و راها فاشترهم بین یدیه کالزئیر ثم کلهم قیلا
 قال المستبرکم قالوا الی شہد نا و هو علی کل شیء قلیل

ترجمہ کرتے خدا تعالیٰ نے خدا را از دینیت کہیں اور کو مدارِ نجات آدم بنیان پسند فرمایا
آدم حق تعالیٰ کے انساخانی پشت آدم ہم پر فریاد کیا کہ اگر اس کا پس پرانہ ہوگا و اگر واپس
دے دیتا تو ہم مانند مور جہانے جو رہے۔ پسترام کو روایات ان رو بہ وقت پروردگار تعالیٰ
آیا پسترام پروردگار شہادت ہے کہ حق پروردگار ما کو ایسی دادیم بر بوبیت تو دین حق
و این مدار کی مثل سخن کردن غلبہ علیان است و اور جبہ چیز نام است (صفحہ ۱۲ جلد اول)۔
مولوی محمد طاهر صاحب نے اپنی کتاب روشنی الاصفیاء میں لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام
کہے کہ واسطے حج کے جایا کرتے تھے۔ ایک بار کہ وہ عرفات پر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی کفایت
سے تمام املا کو جو روز قیامت تک پیدا ہوگی نیک و خیر کو سیدھی طرف اور بد و بختوں کو
اکٹھی طرف کیا اور ان سب کو مکہ الہی پہنچا اللہ تعالیٰ نے اُن کے اقرار پر کو ایسی فرشتوں سے لکھو کہ
یہ لکھا ہے اُن کو قرب ہمارا ہے حق تعالیٰ نے اُن کے اقرار پر کو ایسی فرشتوں سے لکھو کہ
محمد الاسود میں امانت رکھی اسی واسطے حضرت مرتضیٰ سے روایت ہے کہ جو کئی حج کرے گا
تو حج الاسود اُس کی گواہی دے گا (مطبوعہ مطبعی الانبیر شہاد) اسی طرح اخذیات
کاملاً تفسیر علامہ ابی مسعود میں بھی لکھا ہے۔ (در امام فخر الدین رازی نے بھی اپنی
تفسیر میں انسا ہی لکھا ہے۔) (جلد ۱ صفحہ ۲۷۱) +

نمبر ۵۔ سورۃ واقعہ۔ مائیں بمسبوقین علی ان تبدل امثالکم ونشکم
فی املا قلمون ولقد علم انشاء الاولی فلولا تذکرۃ لترجمہ اور ہم اس بات
عاجز نہیں کہ بیان میں گو مانند ترجمہ کے اور بیان کریں تم کو دوازدہ آس صدوت اور شکل میں کہ
جس کو ہر وقت نہیں جانتے ہو۔ اور تحقیق کان فی تم نے یہ بات نہیں سہی۔ پس کیوں نصیحت نہیں
کرتے۔ تفسیر حنفی میں ہے۔ یہ قسم پائے گزرتے یعنی کسی زبان یا پیشی خواہ اندر گرفت ہر اسے
انگہ تبدل کثیر از شما کس را که مانند شما اندیشے شما را میزنم و دیگران را بسیار میزد و بیا فرستم دیگر
یا شما را و مصلحتے و پہلے کے کہ خیر اندام و ریختے کا قرآن را در دشت ترین کشور و مملکت
را در بہترین پہلانتے و بدتر شکار است آید شما آفریند بخشن پس چرا بدانتے کہید !!
(صفحہ ۴۳، ۴۴ جلد ثانی) +

محرم صاحبؒ اپنی ایک حدیث میں جو تفسیر عزیزی میں درج ہے۔ ہمیشہ کے کفار کا اور ان کا یہ ہے۔ انکو خالق تم لا ابد وانکم تمثقلون صناد اوائلی دایرہ ۱

مقدس پادشہ جو جہان کے یہ کدے گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اترنے دیکھا اور وہ اُس پر شیریں (یوحنا ۱۴) اور ایسا پڑا کہ جب سب لوگ بیٹھا پاچکے اور شروع ہوئے تیسرا پکار دے مانگ رہا تھا۔ آسمان کھل گیا اور روح القدس جس کی صورت میں کبوتر کی طرح اُس پر اترتی۔ (لوقا ۳۳)۔ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا اور یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں۔ (یوحنا ۱)۔ عیسائی کہتے ہیں کہ کلام سے مژدہاں خدا یسوع مسیح ہے۔ کلام مجسم ہوا اور وہ فضل اور راستی سے بہرہ ور ہو کے جانے لگا۔ (۱) اور وہ ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا کہ باپ کے اکدے کا جلال تو جتنے اُس کی بابت گواہی دی (یوحنا ۱۴)۔ عیسائی دلی اعتقاد ہے باپ بیٹا اور روح القدس کو جہاں خدا اور واحد خدا سمجھتے ہیں یعنی اُن کا اعتقاد ہے باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق اُن کے مسئلہ کلیت کے یقین آقوام میں۔ دوسرا خدا یعنی مسیح جو ازل سے خدا کے ساتھ تھا بلکہ خدا تھا گنگناہوں کی نجات دینے کے واسطے پاک حالت کھلا کر میرزا یوسف کے محل میں آیا اور پورے نوماہ محل میں رہ کر پیا پیا تھا۔ اور وہ ہستیاں کی عمر میں غلط کرتا پڑا اپنے اعمال کے مطابق پائیدار دیکھ کے مذہب کے سبب شمس میرزا منصور کی طرح دھوئے خدائی کرتا پڑا اصلیت پر انکار کیا۔ جیسا مفصل انجیل اور جہاں مذکور ہے پس عیسائی اور یہودی علی طور پر تاسخ ازل کے قائل ہیں۔ بلکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ مسیح ایک دفعہ پھر دنیا میں آویگا اور خدا کرے گا۔ کئی آدمی اصلی مسیح یا مسیح اسم جیسے کے دعویدار ہیں اور سوچتے ہیں۔ پس جیسے آدمیوں اس مسئلہ کو اس طرح مانا خدا کوئی ہودہ جہد حق بل سے مسئلہ مسیح کی خداقت کا قائل ہے اور جو جہد ایسی ہے دنیا و دوزخ پرست دینی روایات کو ملتے ہیں تو یہ ہودہ اس مقدس مسئلہ جس سے خدا کے عمل انصاف کی زبردست شہادت ملتی ہے کسی طرح اور کسم اٹکان نہیں کر سکتے۔

مستوحش ایڈورڈ گئین صاحب بہادر راتے میں جبکہ فلسفہ یونان یا کلاسیان نے رواج پایا تھا یوں نوجوان سراج کے متنازعہ اور غیر فانی ادیب سے مسخرہ جوگی کے شکار ہو کر لیا اور تاجیہ رات لکھی جائے

قرآن سے شائع کا ثبوت

[illegible]

بیرون نیامده بود در تفحص تماماء پیدا افتند و پنداشتند - در هر روز که در کسان خود گردید کسان
 یگشت و روزی در جماعت ایشان بیایید - سید و زید و غیره بودند و روزی چهارم مرد اندک آن
 ایلیه بوده است - میان دین و کور بر ساحل بحر طبریه گفتند - نام آن بییه متجاوز بود در میان
 دین و دین و نادر بر تفریر مرد و آن در بیشترا به شریعت تورات بودند و آنرا (ص ۲۲) جلد اول
 حاشیه بر عهد القادری و طبری نقل فرمود من و محمد صاحب انبیاء احوال ائمه کرامت کویت ایلیه که بر سبب
 ان بر بعضی بود که - حدیث میں فرمایا ہے کہ ائمه کرامت میں بھی بعضے بنو اسرائیل و سہوہ و جادو و شیعہ - اللہ
 مگر کسی سے بیکار و آواز و غیره - (۱۰ نوٹ کشور)

تفسیر علامہ ابی اسود غزالی کی ایسا ہی لکھا ہے اور زیادہ صرف یہ کہ کلام
کمال دینی ہے ہزاروں جس میں سے تیسرا حصہ بنیاد و سرور ہو گئے۔ (مکرمہ صفحہ ۴۴ مطبوعہ دار الفکر طبع
۱۳۸۱) تفسیر کبیر میں امام قرطبی نے ازہری صاحب نے ہیں نقل میں ابن عربی رضی اللہ عنہما بیان
شہاد القدر صراط القدر والشیخ خزاندی (صفحہ ۴۴ جلد ۱) اور معالم التسلیل جلد
صفحہ ۳۲ میں بھی ایسا ہی درج ہے +

تفسیر سورہ فاطر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما عن ذلک مشہور عند اللہ من لحدہ اللہ
غضب علیہ جعلہم فخرۃ و الخازن و عبد اللطاف عن ذلک شہد کا با و اہل
عن معاذ السبیل قد رحمہ کہ کہ خبروں میں نکو ساتھ تہ کے اس خواص میں نزدیک
اللہ کے ہو گئے انکے کی قدر کے ان پر اور غضب کیا اور لکھے اور کہے ان میں بند اور ہر
اور جنہوں کو بوجہ طاغوت پرین یا دیت یا شیطان کو یہ لوگ تشریف نہیں لیں اور بہت سیکے ہوئے
ہیں راہ سیدھے سے ۔ تفسیر حسین بنی ۔ بگوئے عہد یا جو سید پر ہمارا پیر ترانہ تہ لکھتے کہ
کہ وہ بن شامہ ترین راہ راستہ اہل ابن مریم کہ بہتر ترانہ یعنی ہمارا اکا کہ وہ سیم و خیر سیم نزدیک
قوی کہ بہتر ترانہ راجبت جزا کہ بہت راستہ شامہ ترانہ نزدیک خصلے پس بیان میں کہ کہ بہتر گشت
انکہ لعنت کر دے ۔ خدا سزا و عیش گرفت خصلے برے ترانہ سیم و خیر خصلے تعالیٰ ایشا
اور رحمت خود دور ساخت مبعوض غضب خود دور کرد و دور ساخت آرایش اور گناہ
سبح کر آتشان راہ لہر گناہ چنانچہ صائب السبب را و دوکان یا چاہیہ نگارن را مابہ جیسے را کا مکمل پر ہند
طاغوت آیا آرا کہ در محضیت ترانہ زاری اور کرد و آرا کہ وہ را بہتر راجبت مبعوض خود
روز قیامت یعنی باز گشت آیشان ترین رکبے یا شد و مگر را ترانہ را میان را کہ گشت و صفہ
(۱۵ جلد اول) ایسا ہی معاملہ انزل علیہ را جلد اول میں ہے سہوادی حکم طہارہ صاحب
کے ہیں ذکر کرنے آخر قائل نے جو بھیجی کہ میں اہل انکا اور کارکن نعمت پر مہر جیبا تھا کہ
عذاب نازل کرتا ہوں حضرت عیسیٰ نے ان کو گویا کو خبر دی صبح کو چو اپنے مجبوروں سے لکھے تو
چار سوایات سوادنی سور کی کل ہو گئے اور کئی کو حیل میں ملے ملے کھڑے تھے اور کہہ کھاتے
تھے حضرت عیسیٰ کے زور و توان کہ سر زمین پر رکھتے تھے و راستہ کا کھیل سے ملاتے تھے لیکن
وقت علاج گذر چکا تھا اس شامی نے فائدہ نہ دیا اور تین دن کے بعد عیش کی راہ کی لغو ہوا
من غضب اللہ (صفحہ ۴۷۰) و روضۃ الاصفا (صفحہ ۴۷۰) ✽

[illegible]

باب پنجم بائیل سے تاسخ کا ثبوت

نمبر ۱۔ بنی لوط کی عورت کا ذکر۔ وراثت بعقب خود کر کے نہ ہونے کی دلیل شد۔ ترجمہ اور جو وراثت کی نسبت سے بصر کر دیکھا جس سے وہ رنگ کا کہا بن گئی۔ (مفصل دیکھو قریب یہ ایش فصل ۱۹۔ آیت ۲۸۔ اور اس کے ماقبل و مابعد کی آیات)

نمبر ۲۔ سوگند میں نے پریشور کے دوست کو اپنے ہاتھ میں نلو اٹھنے پر سوگند مارا کہ میں کھڑا دیکھتا ہوں کہ کبھی مارگ سے الگ کھیت میں بھر گئی داس مارگ سے بھر دے گئے لیکن اے نے کبھی کو اٹھی سے مارا۔ تب پریشور نے کبھی کاٹھ بھولا اور اس کے کھام سے کہہ کر اس نے کھانک لیا ہے کہ قتل مجھے اب یقین باز مارا (قریب لکھی کی کتاب باب ۲۷۔ آیت ۲۸ سے ۳۰)۔

نمبر ۳۔ خداوند تعالیٰ نے سائب شیلان اور حوریت جو ان کی پہل کے درمیان دشمنی تھی وہ ان کی قرابت تابیہ ہو۔ (آیت ۱۵ اور ۱۶)

نمبر ۴۔ لوفان فتح کا ذکر کرتے ہوئے ایک فاضل عیسائی لکھتے ہیں کہ علمائے یہود یہ بات کہتے ہیں کہ اس زمانہ کے حیوانات بھی پرکھتے تھے یعنی باہی جو جس کے ساتھ مرد و عورت طرح جیتے تھے اس لئے نہایت ان پر غصہ کیا۔ (تفسیر احمدی جو کتاب پیدائش صفحہ ۲۹۹)۔

نمبر ۵۔ بادشاہ بنو کد نصر کے واقعات میں لکھا ہے اور ان میں یہ بنو کد نصر ملک رسید و بعد ان اقتدار کے وادہ وادہ اور نصر ملکات باہل کر دینے شروع۔ ملک شکستہ شد گفت کہ اب اس بزرگ نسبت کہ ان واسطہ بقوت اقتدار میں جیت نصر ملک و جاہ و عزم کیا مشورہ بنو کد کو اس شخص و دیان ملک بودا وادہ سے اگر آسمان بادل گردید کہ اسے بنو کد نصر ملک بابت گفتہ شدہ است کہ ملکات باد و نوریت و ملازمتا سانیان را در خواست کردید و ملکات باجودا نہ صحرای خود بود و در اسل کجا دان تعلق خواستہ جزا بد و بخت نشان از خود بکشدشت نامداری کہ متعال بر ملکات سانیان سلطنت دان را بر کس کہ خود اسید ہدیہاں سامت اس حادثہ بنو کد نصر واقع شد و ان سانیان را در شد علف را مانند گاوان پیور و وحش پیشتر آسمان تر سید ویدانوتے کہ وہاں ایش مثل رہاے عخاب بر وید و اخص بائیں بائیں شکل مرغان گردید۔ و بعد از ان فصل کے ان روز و ملک بنو کد نصر چیمان خود را با سانیان پر بدشت عقل میں خود خود و متعال آبارا شروع و انکا تہا وکی است سچ و حیدر خود کہ سلطنتی سلطنت ابدی است۔ و ملکات و دور ہر و است و کتاب داسل فصل چارم تا سترہ ۲۸ تا ۲۹ مطبوعہ علیہ السلام

از ترجمہ اردو یہ سارا حادثہ بادشاہ بنو کد نصر پر پڑا۔ حیل ایک برس گذر گیا تو وہ بابل کی ملکات کے قصر میں ٹھہرا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا اگر کیا یہ وہ شری بابل نہیں ہے میں نے اپنی توانائی کی شدت سے بنایا تھا مگر وہ دار السلطنت جو اداس ہے میری شان و شوکت جلد گر ہو جائے۔ بادشاہ کے منہ سے جوں یہ کلام نکلا آسمان سے ایک اور آواز آئی کہ اے بادشاہ بنو کد نصر مجھے کیا جانا ہے کہ سلطنت تجھ سے جانی رہی اور تجھے آدمیوں میں سے ہمارے نکال دینے۔ اور دیان کے حیلوں کے ساتھ تیری شکست ہوئی اور تجھے بابل کی طرح گھاس کھلا دینگے اور سات دور گھر کر دینگے۔ تا کہ بجائے کہ خدا تعالیٰ آدمیوں کی ملکات میں حیل کر لیا ہے۔ اور یہ ہے چاہے اسے جتنا ہے۔ اسی گھری بنو کد نصر بادشاہ میریات کجام تک بھی اور وہ آدمیوں میں سے

نمبر ۱۔ اور بیوں کی طرح گھاس کھانا اور اس کا بدن آسمان کی جہنم سے بڑھا یہاں تک کہ اس کے بال عقابوں کے برسوں کی مانند اور اس کے ناخن برزوں کے جنگل کے سے بڑھے۔ احادیث ایم کے گزرنے کے بعد میں بنو کد نصر نے آسمان کی طرف اپنی آنکھیں اٹھائیں۔ اور میری عقل بھر مجھ میں آئی۔ اور میں نے حق تعالیٰ کا شکر کیا اور اس کی حمد کیا کہ جس کی حیات ابدی ہے اور اس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے اور اس کی ملکات ایش و ریش اسی طرح زور و زور میں

نمبر ۲۔ الرب یحفظ خرد حک و دحوک من الآلات الی الذہر (از کتاب المقدس عربی مطبوعہ نیویارک)

نمبر ۳۔ خداوند خروج و دخول تراز حال تا ابد لا باد و است خواہ کرد و از زور مطبوعہ ۱۸۵۴ء کلکتہ مشن پریس صفحہ ۲۰۰)۔

نمبر ۴۔ دوسرا فارسی ترجمہ۔ خداوند خروج و دخول تراز حال تا ابد لا باد و دنگہ خواہ داشت (از کتاب المقدس فارسی شہادہ مطبوعہ آذرباجہ اول صفحہ ۱۹۹)۔

نمبر ۵۔ خداوند ترے جانے آئے میں اس وقت سے لیکے اب تک تیرا حافظ رہا ہوں۔ (از زور و خرد مطبوعہ مرزا زور صفحہ ۶۲)۔

نمبر ۶۔ جنوک یعنی ایلیاہ تہی کا کہی بارو دنیا میں آتا۔ بار اول۔ قاتل جنوک جنوک کی عمر تین سو تھیں برس کی ہوئی اور جنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلنا تھا اور غائب ہو گیا۔ اس لئے کہ خدا نے اسے لے لیا۔ (زید ایش قریب ۲۳۲)۔

نمبر ۷۔ قاتل ایلیاہ تہی۔ تب ایلیاہ تہی نے جو طاف کے ہاتھوں میں سے نکالا تھا کہ کہ خداوند اسٹیل کا حاص کے سانس میں کھڑا ہوں۔ زندہ ہے ان برسوں میں خداوند پر کئی تہمتیں بنی گئیں۔ مگر میرے کلام کے مطابق ان سلاطین

باب ۱۴۔ آیت ۱۔ مسیح سے ۹۱ سال پیشتر۔

نمبر ۱۔ اس دم خدا کے فرشتے تہی ایلیاہ کو حکم کیا کہ اٹھ اور شاہ نمرون کے قاصد سے ملے جائے پھر اسی سال ایک تہہ اور آتش گھوٹے سے دربان کر (الیس اور ایلیاہ) ان دونوں کو خدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں چو کے آسمان پر جاتا رہا۔ (۲ سلاطین) مسیح سے ۹۹ سال پیشتر۔

نمبر ۲۔ بار چہارم۔ بقالب عیسیٰ نبی المعروف یوحنا ابن زکریا نے پیدا ہونا۔

نمبر ۳۔ جو خداوند کے نزدیک در ہونک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو ہمارے پاس بھیجے گا۔ (دلائی کتاب) مسیح سے پیشتر ۳۱۱ سال۔

نمبر ۴۔ مسیح کتا ہے لیس (ایلیاہ) جو آنے والا تھا یہی ہے (یوحنا) چاہو تو قبول کر میں کے کان سنتے کے ہوں گے۔ (متی ۱۷)

نمبر ۵۔ تب اس کے شاگردوں نے اسے پوچھا پھر فقیر کیوں کہتے ہیں کہ پہلے ایلیاہ کا نافذ ہے یسوع نے انہیں جواب دیا کہ ایلیاہ الہیہ پہلے آویگا۔ اور سب چیزوں کا بندوبست کرے گا۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آچکا۔ لیکن تمہوں نے اس کو نہیں پہچانا۔

نمبر ۶۔ ملکہ جو با اس کے ساتھ تھی۔ اسی طرح ابن آدم بھی دکھائے گا و یکات شاگردوں کے سمجھا۔ اس نے ان سے یوحنا تہہ ہائے ظہر کی بات کیا۔ (امتی) اور بھی کر دینے اور ان انسان تو انسان ہی ہے اسے تاسخ سے کب کر تر ہے جبکہ خود خدا کو بھی تاسخ کے حکم میں آتا رہا۔

نمبر ۷۔ یسوع نے نامرت کھیل ہے اگر یوں میں یوحنا کے ہاتھ سے تہا یا اور میں اپنی سے باہر اس آسان کو کھلا اور روح کو کبہ تری کا تہہ لے اور اترے دیکھا

یہ قدرتی تہاؤ پڑے دور کے درجہ تک ترقی پا جاتے ہیں۔ اس کے چارے
یا تین بہت بڑے تاریخی موت موجود ہیں۔ اور وہ بہت دفعہ پیش کئے جاتے
ہیں۔ ۱۲ برس کی عمر میں ہم دیکھتے ہیں کہ بیس سال پلین جا بھری کے بڑے
حیثیت کو دریافت کر رہا ہے۔ اور جب کہ اس کو علم حساب کا کچھ علم نہیں ہے
وہ اپنے گھر کے فرش پر اقدیس کے پہلے مقالہ کی ٹکلیں کھینچ رہا ہے اور
ان کے ماتم تعلق کو ٹھیک ٹھیک جانچ رہا ہے۔ یعنی اپنے واسطے دس گروٹو
جا بھری تیار ہے۔ ہمارے پاس صلیک یا سیلو جیروا ہے کی ایک اور مثال
موجود ہے جو کہ باج برس کی عمر میں ایک حساب کی مشین کی طرح حساب لگا رہا ہے اور
اسی طرح موڈرن کی ایک اور مثال ہے جو چار برس کی عمر میں انگلیوں سے ایک ایک
کا باجا بنا رہا تھا۔ اور رات کے وقت سڑوں کو بنایا کرتا تھا۔ یعنی ایک کا ڈراما اور
تھری سا ولینو پڑی عقل اور کارگری سے وایکس نام ابا جیائی بی بی پریلے
کستا تھا کہ اس نے پیدا ہونے سے بیشتر ضرور ابا جیائی ہو گا۔ دیکھ مارٹ کی ہمارے
پاس ایک اور مثال موجود ہے جو کہ اس سے پیشتر کہ وہ کچھ لکھ پڑھ سکتا تھا
ایک ماسٹر کی طرح نقشہ کھینچ کر اکتھا ہوا تھا ایک آدمی ان مثالوں کو جانتا ہے
لیکن خیال رکھنا چاہیے۔ کہ یہ مستحیات میں سے ہیں تھے وہ ایک عام بات کو
کہہ رہے ہیں۔ جو کہ ان میں اس قدر بڑھ چکی کہ جس سے کوئی کوئی کو جان کی طرف بھیجی گئی +
بعض لوگوں میں خاص تہاؤ کے بڑھ کر ہونے کا مسئلہ عام فلاسفی سے جو کہ
بتلاتی ہے کہ ہر ایک بچہ میں ہی روح پیدا ہوتی ہے حل میں ہو سکتا۔ بر خلاف
اس کے یہ عقیدہ آؤ اؤن سے بہت آسانی سے حل ہو جاتا ہے اور درحقیقت یہ
ایک قسم کا اس مسئلہ کی کورلری یعنی دوسرا نتیجہ ہے ہر ایک بات سمجھ میں آتی ہے
بیشتر طرز زندگی سے ایک پہلی زندگی مانی جاوے۔ آدمی اس زندگی میں ان
سنتکاروں کو لانا ہے جو کہ پچھلے جنم میں اس نے حاصل کئے ہیں اس پر عرض
ہو سکتا ہے کہ ایک عجیب بات ہے کہ یہ تہاؤ اور موقعہ ایک جھلی زندگی کا نتیجہ
ہوں جس کی کہ ہم کو کوئی یاد نہیں ہے ہم اس اعتراض کا یوں جواب دیتے ہیں کہ
بالکل ممکن ہے کہ ہمیں سب واقعات جو کہ ہوتے ہیں بھول جائیں اور پھر ہماری
روح میں ایسے قوا باقی رہیں جو کہ خاص اور بڑی باتوں پر منحصر نہیں ہے اور
خاص کر جو کہ یہ قوا بہت مضبوط ہوں۔ ہمیں بتلایں پڑھے آدمیوں کو دیکھتے ہیں
جنگ اپنی زندگی کے تمام واقعات بھول گئے ہیں اور شکار اپنے زمانہ کی تاریخ کی کچھ یاد
نہیں ہے۔ اور زمانہ کو اپنی ہی ہسٹری معلوم ہے۔ لیکن پھر بھی ان کے قوا
بہت بڑا بالکل زائل نہیں ہوتے +

نیتس اپنی بڑھتی عمر میں اپنی کتابوں کو پڑھ کر خوش ہوا کرتا تھا اور بھول گیا تھا
کہ میں ہی ان کا مصنف ہوں اور یاد آگیا کہ کیا تھا کہ کیسی ہیں کہ خوبصورت میں کا شک
میں بیباک ہوتا + اقصیٰ آدمی کے مختلف تہاؤ قدرتی قوا اور روزمرہ کے پیشے
مسئلہ خارج سے آسانی سے حل ہو سکتے ہیں اگر ہم اس مسئلہ کو ترک کر دیں تو ہم کو خدا
پر انصافی کا الزام لگانا پڑے گا کیونکہ ہم کو اپنے پرکار کا اس بعض ادبیت کو دیکھ کر قوت
ہیں جو کہ اور دن کو نہیں دے اور سمجھ اور تہذیب کی کم پیش نگاہ ہے جو کہ
چال چلن اور روش زندگی کی بنیاد ہیں +

ہمیں یہ دلیل ملے گی کہ زور سے بار بار معلوم ہوتی ہے کہ زور سے زور سے بات پر نہیں بلکہ واقعات
میں ہے۔ یعنی آدمیوں کے قوا اور ان کی عقل اور تہذیب کی کمی بیشی پر یہ بات جو کہ درج
فلاسفی کے خیال کے مطابق حل نہیں ہو سکتی صرف مسئلہ خارج سے حل ہو سکتی ہے اور یہی

ہماری بحث کی بنیاد ہے (۲۱۲-۲۱۸ نمبر) +
ایم اینڈر بی ریڈی صاحب پہلے حاصل کئے ہوئے تھے اور وہ طاقتیں
جو کہ اسی طرح حاصل کی ہیں اُسے نئی جدوجہد میں مدد دیتی ہیں۔ لیکن ایسے سببوں
طریقہ جس کی انسان کو کچھ نہیں سمجھتی۔ کیونکہ ان بریفیکٹ ۲۱۸ مکمل روح ان میں
میں جاگتا ہے تاکہ پہلی پیدا کی ہوئی صفات کو مکمل کرے اور ان گناہوں اور غلطیوں
کو دور کرے۔ جو کہ اگلے درج پر عروج کرنے کے لئے لڑکا وٹ ہیں۔ اور کتاب پلین پلین
دس ایک برس سنس سڈی لینے صفحہ ۵۸-۶۰ +

”اخلاقی دنیا کے درست رہنے کے لئے اس مسئلہ کا ہونا ضروری ہے دنیا
زندگی کی فزیکل حالتیں قابل نفرت ہیں۔ آدمی شہید ہے بہتر قسم کی تکلیف کے
لئے بے بس ہے بیرونی اسباب کے خوف سے برکت ہراساں ہے۔ ساری
وگرمی کی زیادتیوں سے ڈرتا ہے کمزور اور بیمار۔ دنیا میں شکار آتا ہے۔ اور آتے ہوا
کے اثر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے قدرتی ہتھیاروں سے بے پناہ ہے۔ اگر
یورپ و امریکہ کے ایک حصہ میں تہذیب کی ترقی کی لہر نے دو ہندوؤں کے لئے
آسائش و آرام پیدا کر دیے ہیں۔ تو انہیں ملکوں میں غریبوں کی تکالیف کا کیا حال
ہے۔ ایک بڑے بھاری مجمع کے لئے جو کہ ایشیا۔ افریقہ۔ اوشینیا کے ناخوشگوار حصہ
میں رہتے ہیں۔ زندگی بے دریغ و بال ہے۔ انسان کے جینے کی حالت اخلاقی طور سے
بھی ایسی ہی خراب ہے جیسے کہ جسمانی طور پر۔ اس بات کو مان لیا گیا ہے کہ خوشی اس
دنیا میں ناممکن ہے۔ زمین ایک آنسوؤں کی درولی (داوی) ہے۔ ہاں ٹھیک ہے۔
آدمی کی قسمت سولے تکلیفات کے اور کچھ نہیں ہے اسکو اپنی محبتوں اور اپنی
ناپوری ہونے خواہشوں میں بچ ہونا ہے۔ اپنی روح کی ترقی کی خواہشات میں مہم
وٹھیلنا چاہا ہے۔ جہان کیا چاہا ہے اور شکار مار کا ڈول اور کاوشوں سے گریا
جا رہا ہے۔ خوشی شمع کی ہوتی حالت ہے بہت تھوڑی خوشی کے لمحہ جو کہ کبھی کبھی
ہیں۔ وہ بھی سخت رنج سے ہلائے جلتے ہیں ہمیں محبتیں ہیں کم عمر خواہشوں کو گنا
کران کے واسطے رو دیں۔ ہمارے باپ ہیں۔ ماں ہیں۔ لڑکے ہیں۔ ہم ان کو مرتے ہوئے
دیکھیں ناممکن ہے کہ ایسی نادرست حالت ٹھیک ہو۔ ترتیب۔ مفارقت۔ مساوات
ماوی دنیا میں بردمان ہیں۔ اور یہ ضروری ہے کہ اخلاقی دنیا میں بھی پلٹے جاوے +
ڈی سی کرپٹس اور ڈی ٹش نے ان باتوں کو ثابت کیا ہے کہ انسان کی سمجھان خیالات کو
رکھتی ہے جو کہ اندرونی طرح لینے وہ خیالات جو کہ ہم انہی پر ایش کے وقت ساتھ لاتے ہیں
یہ بات سچ ہے ہمارے اپنے وقت میں سکالینٹ سکالینٹ فلاسفر ڈوگلاڈ بیلڈوٹ نامی نے
ڈی سی کرپٹس کی تھوڑی کو ایک جیسے خیال میں ظاہر کیا ہے اور اس بات کو ثابت
کیا ہے کہ ایک ہی اندرونی خیال جو کہ موت کے بعد آدمیوں کی ضمیر میں ہوتا ہے وہ علت
معلول کا اصول ہے۔ وہ اصول جو کہ ہمیں یہ بتلاتا ہے کہ کثیر کارن کے کارہ نہیں ہیں
دلیل کا آغاز ہوتا ہے۔ علت و معلول کے اندرونی اصول بار بار جنموں کے مسئلوں
سے بڑی اچھی طرح ثابت ہو سکتے ہیں۔ درحقیقت وہ اس مسئلہ کے
نتیجہ ہیں۔ آدمی کی روح جو کہ پہلے سے ہی آدمی کے باجیادوں کے جسم
میں موجود ہے۔ ان سنتکاروں کو جو کہ پہلے جنموں سے پیدا ہوتے ہیں قائم
رکھتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ جو کہ ہم جس نے پہلی زندگی میں کئے تھے۔ وہ بھول جاتے
ہیں۔ لیکن علت و معلول کا سلسلہ جو کہ خاص خاص واقعات پر موقوف نہیں ہے
زندگی کے تجربہ کا عام نتیجہ ہے۔ اور وہ روح میں بروقت لینے دوسرے جسم کے فرو
رہتا ہے۔ ڈی آفر ڈیٹھ صفحہ ۷۲۳-۷۲۴ تا ۷۲۷ +

کی تعمیر خوش گوار نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے آب کو گرم کر دیں تو ہم سے نہ ڈانٹیں تو ہم سردی سے بے جا نہیں پاہم کو سخت گرمی جلا دے۔ اطلاق کے لحاظ سے بھی انسانوں کی حالت بہت خوب ہے۔ دنیا میں بڑی زیادہ ہے۔ بدی کی ہر جگہ عزت ہوتی ہے۔ کئی کی ہر جگہ اس قدر سلوک کی جوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی دیانت دار بنکر رہنا چاہے تو اس پر ضرور مصیبت پڑے گی کی امید ہے۔ ہماری محبت سے غم اور رنج پیدا ہوتا ہے اگر کوئی زمانہ کے واسطے باب ہونے کی خوشی اور محبت کی خوشی اور دوستی کی خوشی کو بھونکتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہ محبت کی چیزیں موت کے باعث ہم سے ٹھیک ہوتی ہیں۔ یا بڑی زندگی کے حادثوں کے سبب وہ ہم سے الگ ہو جاتی ہیں۔ جو شخص اگر ہم کو ایسی زندگی میں کام کے لئے دئے جاتے ہیں۔ وہ بیمار ہی رہ جاتے۔ اور بیماریوں کے تابع ہوتے ہیں۔ ہم نہیں جس گڑھے سے ہوتے ہیں۔ اور ہمارا بڑا بیمار ہی جیتنا بڑی تھکاوٹ کے بعد ہی سکتا ہے۔ اگر بڑے اچھے جسم والے آدمی ہیں۔ جن کو ابھی صحت بخشی گئی ہے تو دنیا میں ایسے کتنے ہیں جو کہ بالکل کمزور و مجبور ہوں۔ کتنے اور ہرے اور بڑی زندگی سے اندھے دیوانے اور کتنے۔ میرا عیال ہی بہت خوب صورت جوان ہے۔ میں بد صورت کمزور نحیف البدن اور کوفت لاشتا ہوں اور چہرہ ایک ہی مان کے لکھ میں۔ ایسے بڑی اور تندی کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور بعضے نہایت مفلسی کی حالت میں ناشکری اور سرکش زمین پر ایک غریب مزدور کی حالت میں عیال لالہ قدر شہزادہ اور لارڈ کیوں نہیں ہوں۔ میں یورپ اور فرانس میں کیوں پیدا ہوا ہوں۔ جہاں کی معرفت۔ تہذیب سے زندگی آرام سے کشتی ہے اور دیر تک رہتی ہے۔ اور منطقہ ہمارے کے چلے ہوئے آسمان کے نیچے کیوں نہیں پیدا ہوا جہاں کہ میرا حیوان کا سا سنگ۔ کالا اور دھنسی چیز۔ اور شہر کی طرح بال ہوتے اور میں بڑی سخت آگے ہوا اور سوائی کے دشتیہ سلوک کی سخت تکالیف میں بڑی زندگی گزارتا۔ افریقہ کا کوئی بد بخت حبشی یہی جگہ کیوں پیدا نہیں ہوا۔ جو اچھی طرح زندگی گزارتا اور خوش گذران ہوتا۔ ہم نے کسی کوئی بات نہیں کی جس سے ہم دونوں کو زمین پر مختلف جگہ ملتی۔ میرا کوئی حق نہیں ہے کہ مجھ سے رعایت کی جاتی۔ اور نہ اس کا کچھ گناہ کہ اسے بڑی حالت میں رکھا گیا۔ ان سب ہولناک بدیوں کی کم و بیش تقسیم کا کیا باعث ہے۔ جو کسی پر بہت ہیں اور کسی پر تھوڑی۔ جو کہ اچھے ملکوں میں رہتے ہیں۔ وہ اس رعایت کے کیوں مستحق ہوتے ہیں کہ ان کے درجہ کی زندگی کا اور حصہ پر گریز دہانی کر رہے ہیں۔ بعضوں کی عقل بڑی تیز ہوتی ہے اور انہیں ہر قسم کی عقل بخشی گئی ہے اور بعض برخلاف ان کے ہر عقل بچہ اور قوت حافظہ سے بالکل بے بہرہ ہیں زندگی کے مشکل سفر میں وہ قدم قدم پر گرے ہیں ان کی تنگ ظرفی ان کے ناقص قوائیں ہر قسم کی مصیبت اور دکھ لاتے ہیں۔ وہ کسی چیز میں کامیاب نہیں ہوتے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قسمت ان کو اپنے پیشے پر درست معذرات کی برداشت کے واسطے منتخب کر رہی ہے۔ ایسے بھی جہیں جن کی ساری زندگی پیدا ہونے سے موت تک دکھوں اور مایوسیوں کی ایک لمبی اور دردناک لکیر کھاتی ہے انہوں نے کیا گناہ کیا ہے۔ وہ سطح زمین پر کیوں ہیں۔ انہوں نے پیدا ہونے کی درخواست نہیں کی۔ اور اگر وہ آزاد ہوتے تو وہ اختیار کرتے۔ یہ کہ وہ عیال لالہ ان کے منہ سے ہٹایا جاتا تو یہاں اپنے ارادہ کے خلاف جو کچھ چاہتے تھے۔ نہ تو تھکاتے کچھ بعض سخت مایوسی کے عالم میں اپنی رحمت حیات کو قطع کر دیتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں سے اس زندگی کو برباد کر دیتے ہیں۔ جس کو کہ سخت تکالیف نے ان کے لئے ناقابل برداشت بنا چھوڑا ہے +

اس کی خواہش نہیں کی۔ خدا کیلئے کنگ و سخت تکلیف دینے والی زندگی کیلئے لاشتا اور شرارت ہے۔ لیکن خدا نے بے انصاف ہے اور شریر ہے۔ اور اس کے بالکل برخلاف صفات اس کے ہیں۔ یعنی عادل و غیرہ بنا بران آدمی کی زمین کے مختلف حصوں میں موجودگی اور زمین پر بدی کی کئی بیشی کی تعمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر میرے ناظرین میں سے کوئی بھی ایسا مسئلہ یا ایسا فلسفہ یا ایسا مذہب جس سے کہ یہ تمام وقتیں رفع ہو سکیں بنا سکتا ہے تو میں اس کتاب کو بھار ڈالوں گا۔ کہ میں مغلوب ہو گیا +

اگر برخلاف اس کے آپ آدمیوں کی بہت سی زندگیاں اور بار بار جسم کو اپنے ایک ہی روح کا بہت کالیوں میں آؤ گون مائیں تو ہر ایک چیز بڑی خوبی اور صفائی سے بیان ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے جسم کا دنیا کے خاص خاص حصوں میں ہونا زندہ و حیات یافتہ یا اتفاق کا نتیجہ نہیں ہے۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ ہر ایک ایک چیز ہے جو کہ ہم دنیا میں کر سکتے ہیں اور کتاب دی آف ذبیحہ باب ۱۵ صفحہ ۲۰۲ سے ۲۰۵ تک +

پھر وہی ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ "اگر بار بار جسم لینا نہیں ہے۔ اگر ہماری زندگی الگ تھک واقعہ ہے جو پھر دوبارہ ہوتی ہوگا جیسا کہ زمانہ حال کی فلاسفی اور معمولی غائب کا اعتقاد ہے تو اس سے نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ جب جسم دنیا سے ہٹے گا ساتھ ہی روح ہٹتا ہے۔ اور ہر ایک آدمی کے پیدا ہونے پر اس کے جسم کو روح دینے کے لئے ایک روح کا پتہ ضروری ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہ سب وہیں ایک ہی قسم کی کیوں نہیں اور جب کہ انسان کے جسم کی کساں میں تو وہ جو اس قدر کیوں فرق پر ہے تو انے عقلیہ اور اخلاقیہ میں ہم پوچھتے ہیں کہ قدرتی جھکاؤ ایسے کیوں مختلف و زبردست ہیں کہ بہت دفعہ تعلیم۔ تہذیب اور عقل کی کوششوں کو کامیاب نہیں ہوتے جیسے بچوں میں جو بھلا و نیکی بڑی کے لئے کہاں سے آتے ہیں۔ اور وہ ہمارے غور و فکر کیلئے کے جو ان کے خاندان اور سوسائٹی کے درجہ کے مطابق نہیں ہیں۔ کتنے امداد ہو جاتے ہیں بعض لڑکے تکلیف کی یاد سے کیوں خوش ہوتے ہیں۔ اور حیوانوں کو دکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ جبکہ وہ لوگ کو دوسرے حیوانوں کی تکلیف دیکھتے ہی ریلے درجہ کارم آجاتا ہے اور ہندو رنگ ہو جاتا ہے۔ اور کارکنے لگ جاتے ہیں۔ اگر سب دیکھ کر اس کیلئے ڈانچہ کا ڈھلا ہوا ہو تو تعلیم ان پر وہی بنایا کساں اثر کیوں نہیں کرتی۔ دو بھائی ایک ہی کلاس اور ایک ہی سکول میں پڑھتے ہیں۔ ان کے ایک ہی استاد ہیں۔ اور ان کے سامنے ایک ہی سی شا لیں ہیں۔ باوجود اس کے ان بقول سے ایک کو اعلیٰ فائدہ پہنچتا ہے اور وہ حرکات و تعلیم و تعلیم و چال چلن میں لائق بن جاتا ہے۔ اس کے برخلاف اس کا بھائی کو دل محض اور اکھڑا رہ جاتا ہے۔ اگر ان دونوں زمینوں میں وہی جج ہوئے جائے یہ مختلف پھل پیدا ہوتا ہے کیا اس کا یہ باعث نہیں ہے کہ وہ زمین میں جس کی بیج بویا گیا یعنی روح ہر ایک اپنی حالت میں پیدا ہوتا ہے۔ قدرتی طبیعت اور ہواؤں سے آپ کو ابتدا لے کر عمر سے ہی ظاہر کر دیتے ہیں۔ قدرتی بناؤں میں یہ اختلاف نہ ہوتا۔ اگر دونوں کی ایک ہی بناوٹ ہوتی حیوانوں کے جسم آدمیوں کے جسم اور دونوں کے پتے ایک ہی طرح بنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ ہم کہان میں بہت ہی کم فرق معلوم ہوتے ہیں ایک آدمی کا بچہ پرورش دے دے آدمی کے بچہ کی طرح ہوتا ہے۔ دل معدہ۔ پسلیاں اور استریاں ہر ایک آدمی میں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ روحوں میں وہی بات ہے ان کا ہر ایک آدمی میں بڑا اختلاف ہے۔ ہر فرد کو ہر شخص کے لئے کھانے کی طرف طبیعت راغب ہے۔ فلاں کی راگ کی طرف اور فلاں کی نقشہ کشی کی طرف اور بعض میں بڑی ظلم اور جبرائیم کر کے ہوا بہت تیردست ہوتے ہیں اور یہ بناؤ ابتدا کی زندگی میں ظاہر ہونے لگتے ہیں

وہ کہتا ہے کہ سر و شان بسیار اندویشان آتش را زرداں یا گداند
 و چه چهارم - یہ کہ ہم کہتے ہیں - کہ نفوس انسانیہ کہ ہم نے نوع واحد حقیقی
 تسلیم کیا اور یہ جملہ قبل از تعلق بایمان عالم بالائیں موجود تھے۔ تاہم اس کا سبب معلوم
 وصفات کے تھا۔ جیسے کہ ملائکہ مجردات میں تاہم یہ سبب اور اکاوت و صفات نفسانیہ کے
وجہ پنجم - یہ کہ جملہ علماء متاخرین اس کے قائل ہیں کہ نفس ناقطع
 بہ سبب فساد بذاتی کے فاسد نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ اب اس میں
 ان سے سوال کرتا ہوں کہ جن نفوس ناقطع نے بدن کو ترک کیا ان میں تاہم کس
 طرح سے ہے۔ یا باہیتہ یا بلوازم یا ہیتہ یا عوارض مادہ ہے۔

ماہیتہ نفوس انسانیہ کی واحد ہے۔ تاہم باہیتہ و بلوازم یا ہیتہ نہیں ہو سکتا۔ اور
 بعد ترک بدن نفوس عوارض مادہ سے بھی پاک ہیں۔ بہ سبب عوارض مادہ کے
 بھی بعد مفارقت بدن کے تاہم ممکن نہیں۔ بس اس سے لازم آتا ہے کہ نفوس ناقطع
 کثیرہ بعد مفارقت ابدان کے متحد ہو جاویں۔ اور یہ امر شرعاً و عقلاً بالکل باطل ہے
 البتہ جو قوم تناسخ کی قائل ہیں ان پر یہ اعتراض وارد نہیں وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ نفوس
 ایک بدن خاص کو ترک کرتا ہے۔ بعد اس کے دوسرے بدن کے متعلق ہو جاتا ہے
 تاہم ان نفوس میں سبب عوارض مادہ ہر تہ کے ہے اور یہ علماء متاخرین ہرگز تناسخ
 کے قائل نہیں۔ ان پر یہ اعتراض سخت وارد ہوتا ہے۔ ہرگز دفع نہیں ہو سکتا بعض
 علماء متاخرین کہ جن کو علم حکمت سے نصیب کامل و ذوق فلسفہ سے بہرہ وافر
 حاصل نہیں۔ کہتے ہیں کہ علماء راہبہ راہین کا یہ مذہب ہے کہ نفس ناقطع
 ازلی وابدی ہے۔ اور ظلاسفر و مشائخ کا یہ مذہب ہے کہ نفس ناقطع انسانی
 ابدی ہے۔ ازلی نہیں۔ بعد و ث بدن نفس ناقطع حادث ہو جاتا ہے۔
 میں یہ کہتا ہوں کہ یہ قول ان کا سراسر افتراء و جہتان ہے۔ اس مسئلہ جملہ مشائخ کا حکم
 ارسطو مالیس ہے۔ اس نے کسی ایسی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ نفس ناقطع حادث
 ہے بعد و ث بدن بلکہ اس نے یہ لکھا ہے کہ نفس ناقطع قبل از تعلق بدن عالم
 اعلیٰ ملکوت میں موجود تھا۔ اس نے میسٹریخ اقولیہا میں لکھا ہے۔ ان الکافس
 کانت و ہی فی عالمها قبل تخطا ان الکون حساسة الا ان حسا کان حسا
 عقلیاً فلہا احداث فی الکون ومع اکاجسام حادث ہی الفیہا کفکس
 حساً جسمیاً۔ ترجمہ - نفوس ناقطع ماقبل از تعلق بایمان عالم اعلیٰ میں
 موجود تھے۔ اور اس عالم میں بھی ان کو حواس تھے۔ مگر ان حواس ان کے
 عقلیہ تھے۔ جب یہ نفوس اس عالم دنیا میں متعلق باجسام ہوئے۔ بیان بھی
 ان کے ساتھ حواس ہیں۔ ان کے حواس سے جس جہی ان کو ہوتی ہے اس سے
 صاف معلوم ہوا کہ ارسطو اس کا قائل ہے کہ نفس ناقطع قبل از تعلق بہ بدن
 عالم اعلیٰ میں موجود تھا۔ وجود اس کا قبل وجود بدن کے ہے۔ کوئی حکماء متاخرین
 و مشائخ راہین سے حدوث زمانی نفس ناقطع کا قائل نہیں (از کتاب اخلاق دلیذیر) +
 ڈاکٹر کوئیس فلکینر صاحب فرانسیسی ان لوگوں سے یہ سوالات پوچھتے ہیں۔ جو کہ
 پھر جن کو نہیں مانتے +

”ہم کو خیام کیوں آئے۔ ہم نے یہاں آنے کی کوئی درخواست نہیں کی تھی۔ ہم نے
 پیدا ہونے کی خواہش نہیں کی تھی۔ اگر ہم سے پوچھا جاتا تو ہم دنیا میں آنے سے
 انکار کرتے۔ یا کسی اور زمانہ میں پیدا ہونے کی خواہش کرتے۔ ہم اس زمین کے
 سوا کسی اور سیارہ میں زندگی بسر کرنے کی اجازت مانگتے۔ ہمارے زیریں بیعت
 رہنے کے لئے خواب ہے۔ ہمیں ابھی نہیں گنتی۔ زمین کی محوری حرکت سے ہوا

ایک ہوئی۔ اب تماہر ان میں بہ سبب ماہیتہ کے نہیں ہو سکتا۔ اور اسی وجہ سے
 تاہم ان میں بہ سبب بلوازم یا ہیتہ کے بھی نہیں ہو سکتا۔ اور تاہم ان میں قبل از
 تعلق بایمان یہ سبب عوارض محل کے اس واسطے نہیں ہو سکتا کہ نفوس ناقطع
 مجرد و بسیط ہیں۔ پاک ہرین محل سے اور مادہ سے اور قبل از تعلق بایمان کسی طرح
 سے مادہ ان کے واسطے نہیں تصور ہو سکتا۔ یہ دلیل ان کی جملہ اول سے بہتر ہے

اس میں پچید و جوہ نظر ہے

اول یہ کہ علامہ شیرازی نے شرح حکمت اشراق میں لکھا ہے کہ قول
 مستدل کا اگر نفس ناقطع زید و کبر و خالہ کا ایک ہووے لازم آوے کہ جس
 جس چیز کو زید و کبر کرے کبر و خالہ وغیرہ بھی ان سب چیزوں کو ادا کرے
 ہم تسلیم نہیں کرتے۔ کہ اگر مراد ادراکات سے وہ ہے جو ادراکات موقوف ہیں
 آلات پر اس واسطے کہ ادراکات موقوف بالآلات مشروط ہیں۔ ساتھ انہیں آلات
 کے ہیں وہ نہیں معلوم ہو سکتے۔ مگر ساتھ انہیں آلات کے اگر مراد وہ ادراکات
 ہیں۔ جو غیر موقوف ہیں آلات پر پس جملہ نفوس انسانیہ کا ان میں نہ مشترک ہونا
 ہم تسلیم نہیں کرتے آیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ جملہ نفوس انسانیہ مشترک ہیں اس
 میں کہ ایسی ذات کو ملا واسطہ جاتے ہیں۔ یعنی ان کو ایسی ذات کا علم ضروری ہے +
 و ہم - یہ قول اس کا کہ جملہ نفوس انسانیہ ایک نوع حقیقی ہیں۔ ہم تسلیم نہیں
 کرتے۔ ایک گروہ قدما راہی سے کہتے ہیں کہ نفوس ناقطع انسانیہ تین نوع ہیں
 نوع اول وہ ہے جو نہایت درجہ کے ذکی و سعید۔ نوع ثانی وہ واسطہ و نفوس ہیں
 کہ جو واسطہ درجہ کے ذکی و سعید ہیں۔ گاہ گاہ ان کے فکر میں خطا واقع ہوتی ہے
 اور گاہ گاہ ان سے کوئی امر قبیح بھی ظہور میں آتے ہیں۔ نوع سوم وہ آدھے درجہ
 کے نفوس ہیں۔ جو عجمی محض و عقلی مطلق ہیں۔ ہرگز نہ کو علم و حکمت کے کلام
 نہیں سمجھتے اور محال صالحہ ان سے بھی صادر نہیں ہوتے ہیں +

نفوس انسانیہ جملہ ان سرسہ انواع میں مختصر ہیں۔ انسان نوع واحد حقیقی نہیں اور اس
 کی وحدت حقیقی یہ کوئی برہان قوی بنو نہ قائم نہیں ہوئی۔ کلام ربانی بھی اسی طرف
 اشارہ کرتی ہے۔ کہا خدا تعالیٰ نے فمن هم ظالم لنفسہ و من هم
 مفتصد و من هم صابق بالخیرات۔ مئے پس آہ شریفہ کے یہ ہیں۔ کہ
 نفوس انسانیہ تین قسم ہیں ایک قسم وہ ہیں کہ بہ سبب جبل و بدکاری کے
 اپنی ذات پر آپ ظلم کرتے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہیں کہ ان سے اعمال صالحہ
 و تقویٰ ہر دو صادر ہوتے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہیں کہ ان سے سراسر سونپی
 و بہتری ظاہر ہوتی ہے +

وجہ سوم - یہ کہ جملہ متاخرین ملائکہ کے تجرد کے قائل ہیں۔ اور اس کے بھی
 قائل ہیں۔ کہ ملائکہ کثیر ہیں۔ اور اس دلیل سے لازم آتا ہے کہ وہ کثیر نہ ہوں۔
 اس واسطے کہ ہم کہتے ہیں کہ کثرت ملائکہ کو تاہم ضرور ہے۔ اور یہ تاہم یا ماہیتہ ہے
 یا بلوازم یا ہیتہ یا عوارض مادہ ہے۔ نوع ملائکہ کی واحد حقیقی ہے تاہم یا ہیتہ و بلوازم
 یا ہیتہ نہیں ہو سکتا۔ اور ملائکہ مجرد ہیں۔ پاک ہیں۔ مادہ سے پس عوارض مادہ
 بھی تاہم نہ ہوتی۔ اس سے لازم آتا کہ ملائکہ ہرگز نہ کثیر نہ ہوں۔ حالانکہ جملہ علماء راہین
 علیم السلام ملائکہ کی کثرت کے قائل ہیں۔ حکماء فارسی کا بھی یہی ایمان ہے جیسے کہ
 پارسی قرآباد کہ جس کو پارسی لوگ پیغمبر اول کہتے ہیں۔ اور اس کی کتاب کو اسلامی

میں جو کہ مجموعی ہواؤں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ آتا ہے وہ طریق غم ہوتا ہے۔
 بطور سانی کے رو سے انسان اب یا پھر میں ہوتا ہے اور جو کہ ایک پھر کے سات سات
 حصے ہوتے ہیں اس سے جو نسل انسان اس کو زمین پر موجود ہیں انوں نے ان سات حصوں
 میں سے چار حصے کر لئے ہیں اور اب یا پھر میں میں جب یا پھر میں جو ہوا جاتا ہے وہی
 طرح چھٹا اور ساتواں بھی پور کرنا پڑیگا تب انسان مکمل ہوگا چاہے جسے انسان شل سن کر نہ پڑے
 ہوتی ہے۔ یہ بار بار ہم نے دلی روجوں کی تعداد میں کیچے ہیں نہیں ہوتی۔ اور اسی تعداد مقررہ
 میں کسی خاص وقت کسی قدر جاندار انسانی میں موجود ہوتے ہیں کہ جو دنیا کی آبادی کھاتی ہے
 اور بانی روجوں حالت روحانی میں رہتی ہیں۔ اسی طرح کچھ حالت روحانی سے مانی میں اور کچھ حالت
 جسمانی سے حالت روحانی میں آتی جاتی ہیں جو باعث کی پیشانی بادی کا دنیا میں ہوتا ہے اور یہی حکم
 ہوتا ہے کہ جب کسی خاص سبب کسی جگہ تعداد موت کی کثرت غیر معمولی ہوتی ہے تو وہاں بعد میں اس
 کی کثرت ہوتی ہے اس کی نظر کسی جگہ دنیا کی آبادی بڑھتی ہوتی نظر آتی ہوتی اور اس سبب یہ نہیں
 کہ نئی نئی روجیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ سبب یہ ہے کہ کسی وقت کسی خاص مقام پر زیادہ روجیں
 حالت روحانی سے حالت جسمانی میں لوٹ کر آتی ہیں۔ (۶۸-۷۰ تک)۔
 حکیم مولوی قاسم علی صاحب پانی پتی رحوم ایسی کتاب خلاق و لذت میں لکھتے ہیں کہ
 حقیقی اس کو کہتے ہیں کہ جو ہر کسی وجہ سے قسمت نہ ہو سکے۔ اور نفس ناطقہ واحد حقیقی کو تصور
 کرتا ہے اور سمجھتا ہے اس واحد اس میں نفس ہوتا ہے۔ پس اگر نفس ناطقہ جسم ہوتے جسم قابل
 ہے۔ اور ہر دانا کو ظاہر ہے کہ محل کا تقسیم ہونا سبب ہے۔ حال کی تقسیم ہونے کا یعنی جہل
 ہر قسم ہوا جو چیز اس محل میں ہے وہ بھی تقسیم ہوگی۔ پس اگر نفس ناطقہ جسم ہوتے جسم قابل
 قسمت کے ہوگا۔ اس کے انقسام سے لازم آتا ہے کہ جو چیز اس میں نفس ملول کی ہوتی ہے
 بھی تقسیم ہوئے اور ناطقہ میں منہ واحد حقیقی کا تقسیم ہوتا ہے۔ واحد حقیقی اس کو کہتے
 ہیں کہ جو کسی وجہ سے قابل قسمت نہ ہو سکے۔ پس حقیقت نفس ناطقہ کی چاہتی ہے قسمت کو اور
 قسمت نفس ناطقہ کی چاہتی ہے قسمت منہ واحد حقیقی کو اور یہ بالکل باطل ہے درہم واحد حقیقی
 نہ ہوگا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ ہرگز جسم نہیں ہو سکتا۔
 نفس کی چیز نہیں ہے کہ خاصہ جسم کا ہے کہ صورت اس کو بالفعل حاصل ہے یہ صورت جس تک
 نائل نہ ہو وہ سوری صورت اس میں حاصل نہیں ہوگی۔ مثلاً ایک جسم کی شکل شکست ہے جس تک
 شکل شکست اس سے نائل نہ ہوگی دوسری شکل کہ مربع و گردی واسطہ اند و مخروطی وغیرہ
 ہرگز ہرگز اس میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک گولہ موم کا اگر اول اس کو مربع یا گردی شکل بنا
 جب تک اس میں یہ شکل خاص ہے۔ دوسری شکل شکست واسطہ اند و مخروطی ہرگز
 اس میں حاصل نہیں ہو سکتی اور ایسا ہی ہم نے اس پارہ موم پر ہرگز ہرگز کی لگا دی جب
 تک نام زد کیا اس پارہ موم میں تقسیم ہے۔ دوسرا نام خالد ولید کا اس میں تقسیم نہیں
 ہو سکتا۔ جب نام اولیٰ زد کیا اس سے نائل ہو کر دوسرا نام خالد کا اس میں
 تقسیم ہو کر دوسرا نام ایسا ہی خاصہ ہے۔ خاصہ نفس ناطقہ کا اس جسم کے
 خاصہ سے برخلاف ہے۔ اور اس میں یکبارگی صورتیں بہت متشقق ہوتی ہیں جس
 وقت ایک شکست کثیرہ کو دیکھا صورتیں اشخاص لشکر کی اس میں مرتسم ہوئیں اور
 میں وقت شب کو آسمان کی طرف دیکھا صورتیں ستاروں کی جیسے ستارے
 اس میں مرتسم ہوئیں۔ بلکہ زیادتی صورت علمیہ کی نفس ناطقہ میں مدد دیتی ہے۔
 اس کو اور صورتیں حاصل ہوتے ہیں۔ پس خاصہ نفس ناطقہ کا برخلاف خاصہ جسم
 کے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ جسم نہیں ہے۔
 حکیم ارسطو طالیس نے تیس چارم کتاب اولو جیا میں لکھا ہے۔ حق تدبیر علی
 خلع بدنہ والصورۃ الی العالم العقلی ناناہو فی علی الی عرف فی العقل

وان لعرف فی العقل فی اس۔ ترجمہ جس نفس ناطقہ کو مینہ قدرت ہے کہ اپنے
 بدن کو ترک کر کے عالم مجرات و آفاق ملکوت کی سیر کرے تحقیق اس میں طاقت
 ہے کہ ملک کے نور کو دیکھے۔ بلکہ پروردگار کو دیکھے۔
 حکیم فلاطون الہی نے فرمایا ہے کہ اگر علت تامہ وجود نفس کی قبل بدن موجود ہو
 تو نفس ناطقہ بھی ضرور قبل بدن کے موجود ہوگا۔ اس واسطے کہ مختلف و جدلی
 معلول کی علت تامہ سے محال ہے و اگر علت تامہ نفس ناطقہ کی قبل بدن کے موجود ہو
 بلکہ علت ناقصہ قبل بدن کے موجود ہو سکے اور علت تامہ اسکے بعد بدن کی ہوتی
 ہے تو اب بدن بھی نفس کی علت ناقصہ ہوگا۔ یا جزو علت تامہ کا ہوگا۔ یا شرط
 اس کی اور ظاہر ہے کہ جس چیز کا وجود کسی چیز کے وجود پر موقوف ہے تو اس چیز کے
 عدم سے اس کا عدم ضرور لازم آتا ہے۔ پس جب وجود نفس ناطقہ کا وجود بدن پر
 موقوف ہوا تو لازم آتا ہے کہ فساد و ہلاکت جسم سے نفس ناطقہ بھی فساد و فحش ہو
 اور اس کا کوئی قائل نہیں سب کا اتفاق ہے کہ نفس ناطقہ فساد و فحش بدن سے ہرگز
 فساد نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ بدن فساد و ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور نفس ناطقہ ہرگز
 رہتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ حادث بحدوث بدن نہیں۔ بدن سے نفس
 یہ شتر ہے اور قدیم ہے۔ البتہ نفس ناطقہ حادث بالذات ہے یعنی اپنی علت
 سے اس کو حفظ تاخر عقلی ہے۔ حادث بالزمان ہرگز نہیں۔
 اور بعض حکماء نے نفس ناطقہ کے انہی ہونے پر یہ دلیل لکھی ہے کہ اگر نفس ناطقہ
 حادث زمانی ہوتے۔ ہرگز مجرور نہ ہوگا۔ بلکہ صرف مادی ہوگا۔ اس واسطے
 کہ جملہ حکماء اس کے قائل ہیں کہ حادث زمانی کا وجود موقوف ہے مادہ پر اور بدت پر
 پس نفس ناطقہ بھی قدیم اور انہی ہے البتہ بدن انسانی شرط و علت ناقصہ تعلق
 نفس ناطقہ کی ہے یا بدن کے نہ شرط وجود نفس ناطقہ کی۔ یہ فرق وقت و
 تمیز ہیں۔ اکثر فضلا کو جو شہید رہے اس غلطی سے وہ قائل اس کے ہوئے۔ کہ
 نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن۔ یہ سب غلط ہے۔ نفس ناطقہ قدیم ہے
 البتہ تعلق بدنی اس کا حادث بحدوث بدن ہے۔ اس طائفہ نے وجود تعلق
 میں فرق نہ کیا۔ اس واسطے یہ غلط و غلط ان سے صادر ہوا۔
 علمائے متاخرین سے جو اس کے قائل ہیں۔ کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث
 بدن اپنے اس دعوے پر انہوں نے چند دلائل و اہدیت قائم کی ہیں۔ درست
 ان سب دلائل سے یہ دلیل ہے۔ اگر نفس ناطقہ قبل ابدان کے موجود ہو تو اس
 سب نفوس ایک ہونگے۔ ثابت۔ اور یہ ہر دو قسم باطل ہیں۔ اور بطلان نامی کا دلیل
 ہے و بطلان مقدم کی جیسا کہ تب مطبقہ میں مذکور ہے۔ نفوس ناطقہ قبل بدن
 کے اس وجہ سے واحد نہیں ہو سکتے۔ اگر جملہ نفوس قبل از تعلق با بدن واحد عدد
 نہیں ہو سکتے۔ اس واسطے کہ عالم و مرگ نفس ناطقہ ہے جب نفس ناطقہ زہر
 ویکر و خالد کا ایک ہی ہو لازم آتا ہے کہ جس قدر علم زہر کو ہے وہی علم سب کو ہو
 پس شیخا ص الشانہ حلیہ پر اب ہوں علم میں نہ کوئی استاد ہو اور نہ کوئی شاگرد
 اور نہ کوئی زکی ہو اور نہ کوئی غبی اور یہ آخری بیہ باطل ہے۔ و اگر قبل از تعلق با بدن
 نفوس انسانی تیسرے ہوں۔ یا ضرور ستارہ ہونگے۔ یعنی ایک دوسرے سے جدا
 ہوگا۔ تاہم لازم کثرت سے ہے۔ اور یہ تمایز نفوس کا از تعلق با بدن یا ماہیت
 ہے یا لوازم ماہیت ہے۔ یا جو ارض مادہ کے ہے۔ اور یہ ہر تہہ شقوق باطل میں
 تمانہ ان کا ماہیت اس واسطے نہیں ہو سکتا۔ کہ جملہ نفوس انسانیہ ایک نوع
 حقیقی یعنی جملہ نفوس انسانیہ کا ماہیت ایک ہے۔ جب ان سب کی ماہیت

دستی ہے۔ لیکن وہ برق شعلہ بن کر اس وقت نکل جاتی ہے۔ جب اس طرف کا بیرونی داندرونی حصہ اس آگ سے جس کے ذریعہ سے برق نکل جاتی ہے لگایا جاتا ہے۔ جبکہ ایسی حالت ہے۔ تو کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ جو قوت ہماری عادات اور خیالات و حرکات سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ نازل نہیں ہوتی ہے۔ جب ہم یہ سمجھ جاتے ہیں کہ قوانین اپنا اثر ضرور بیکہ کر کے تو ہم کو مسئلہ تسامخ بھی ضرور ماننا پڑے گا۔ اور ان ظاہری کو تو مجھے اندھونے نے ظاہری عالم کا ہونا بھی ضرور تسامخ کا مسئلہ جس سے پادری لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ علم حکمت کے رو سے نہایت ضرور نئی پایا جاتا ہے۔ اب تک میں نے علم حکمت کے رو سے بیان کیا اب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ علم ابعاد الطبیعات کی رو سے کبھی مسئلہ اعمال و تسامخ کا جس سے ابھی تک اہل یورپ نادان واقف تھے بخوبی حل ہو گیا۔ میرا استشاد ان مختلف حالتوں سے ہے۔ جن میں کہ لوگ پیدا ہوئے ہیں اور وہ مختلف قوتیں اور باتیں جو ان میں خلقی ہوتی ہیں۔ ہر ایک شخص نے اپنی پہلی زندگی میں چند باتیں اور چند قوتیں حاصل کیں۔ جو کہ اس کے روح کے ساتھ بلور بنز دلہیجری کے برعکسیت خود موجود ہیں۔ اور جبکہ روح پھر جسم میں آتی ہے تو وہ قوتیں کھیر آسانی کے ساتھ کام کر سکتی ہیں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ بہت مسئلوں میں سے ہے۔ جس سے کراؤں امور کا ثبوت ہو کہ ہم دنیا سمجھتے ہیں بہت جگہ غلو سے ملتا ہے۔ اس نے میں نے خیال کرتا ہوں اول اصل حکمت سے بھی درست ہے کہ ہم کو اور کسی مسئلہ سنی الحال خالی کرنا چاہئے۔ بلکہ اسی مسئلہ پر مضبوط رہنا چاہئے۔ اور جب تک پورا پورا گمان اس کا ہم کو نہ ہو لیوے۔ اس وقت تک اور کسی طرف نہ دیکھنا چاہئے۔

اب اخلاقی مسئلہ پر نظر کریں تو ہم کو معلوم ہو گا کہ اخلاق کا مسئلہ علم یا بعد الطبیعات والہیات سے بھی مفید ہے۔ جیسے کہ لوگوں کے اخلاق ترقی پاتے جاویں گے۔ اسی قدر ان کے مذہب کے بھی ترقی ترقی ہوئی جاوے گی۔ انسان کے لئے سوائے مسئلہ علم و معاش اور کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ اس کو تھوڑا یا بہت اس قابل کرے کہ اس میں عبرت پیرا ہو اور اپنی آپ مدد کرنی اور اپنی کوششیں پر بھروسہ کرنے کی ہمت بندھے۔ جب انسان چاروں طرف سے تحقیق میں گرفتار ہوتا ہے اس وقت وہ نہایت اہم امور کے ساتھ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ یہ سب مصیبتیں ختم کیجیں جس میں میرے گزشتہ جہم کے اعمال بد کے گودہ اپنے ان گزشتہ اعمال سے واقف نہیں ہوتا ہے اور ایسی حالت میں اس کو اور کسی یا سے تسلی نہیں ہو سکتی ہے۔ سو اسے اس کے کردہ یقین کرے کہ اس کی زندگی کا آئندہ کی غم کی اسی کے اس جہم کی حمد کو شش اور نیک اعمال اور نیک چلن پر منحصر ہے۔ ہند کے لوگ کبھی ایسی حالت میں نہیں آکر وہ اپنے دل کے نظریں پر اس بات کو بخوبی ہمیشہ نقش رکھتے کہ ان کی حالت کا اچھا و بُرا ہونا خدا نہیں کے اختیار میں ہے یعنی ہم اگر نیک اعمال کریں گے تو اچھی حالت اور اگر بد اعمال کریں گے تو خراب حالت میں رہیں گے۔ ہر کوئی ترقی ہند کی اسی حالت میں ہو سکتی ہے جب پہل ہند اس سچے اور پاک مسئلہ کی دل چاہی سے پوری پوری ضرور کریں اور پورے پورے اعتماد کے ساتھ ہر تہمتوں میں پرکار ہند پر کفر و شتم نہیں کرنا اور سال فقیر و سافست (۱۸۸۵ء) عمل شامی آف دی رسول (پبلشرز) میں نکلا سفر و یوم صاحب فراموشی میں ہر چیز کے عام کا عندہ کے موافق گردیل کرنا چاہئے اور سبب اس کے کوئی نئے دخل فرض کر لینے کے بغیر جس کو فلسفہ سے ہمیشہ ملوہ کرنا چاہئے تو یہی ہے مگر فقیر ہند کے وہ غرض و اقبال پیدا ہو چکے ہیں اس لئے اگر روح بخیراتی ہے تو ضرور یہ باری پیدا یاش کے چلے بھی موجود ہوگی اور اگر پہلی زندگی سے ہمارا آئندہ منہ نہیں ہے تو کبھی سے کبھی نہ ہو گا۔ اس لئے

یہ نیز ختم (تاسخ) ہی انکا ایسا طریقہ ہے جس کی طرف فلسفہ قویہ کر سکتا ہے ۱۱
 پر وہ فیسیس میکس میور کا صاحب ہے ۱۲ میں ۱۰ اراستہ ۱۱ کو ایک انجیرو ایچ میں
 بیان کیا کہ اگر کاما سنا دھرم کو فریب دے دے فلسفہ کی کمی بنیاد پر قائم کر کے ہے۔ جہاں اصول کی
 بابت چاہے جو کچھ خیال کریں مگر اس نے آدمیوں کے حال میں یہ بنیاد ہی جیسی اتر
 ڈالا ہے۔ اگر ایک آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ جو کچھ کہہ دے انجی اس زندگی میں معیت (بہتیمو
 کے) بھگو گتا ہے یہ تمام اس کے پہلے جنم کے گہے کاموں کا نتیجہ ہے۔ تو وہ اپنے معصائب
 کو بڑے صبر و استقلال سے برداشت کرتا ہے جس طرح کہ ایک قمر و شاپے سے قرض کو
 ادا کرتا ہے۔ اس واسطے اس کے اگر وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس زندگی میں نہ صرف پرانا
 قرض ادا کرنے کے لئے معیت بھگو گتا ہے بلکہ ملاوہ برتنوں و اضافاتی سرمائے آئندہ کے
 واسطے بھی جمع کرتا ہے۔ اور اس میں اس کا نیک ارادہ ہے۔ کہ اگر ضروری ہو جائے تو خود
 غرضی برہمنی نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے ہے۔ یہ اتفاقاً کہ کوئی کام نہ اور دھرمیک ہو یا یہ جنم
 نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی دنیا کا یا یہ اصول کہ اگر کاما ناش نہیں ہو تو اسلی کوئی کے اس اصول
 کے برابر ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ طاقت کا ناش نہیں ہوتا۔ یعنی کوئی چیز دنیا میں
 معدوم نہیں ہو سکتی۔ یہ آخری دلیل پورہ میں سائنس دانوں کے واسطے ایک غیر دروز
 ایل ہے جن کی تازہ دریافتیں (ٹوس کو ریٹ) یہ ثابت کرتی ہیں کہ دنیا میں طاقت
 ہمیشہ قائم رہتی ہے +

ان لیکچروں میں بنیادی ایسے الفاظ ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آواگون کا مسئلہ ایسا ہے جس پر ہر ایک تہمت کو گون کا اعتقاد ہے۔ جبکہ یہ لکھا جاتا ہے کہ آدمیوں کو وہ باتیں یاد نہیں جو کہ انہوں نے پہلے جنم میں کی تھیں۔ تو پھر ویسے صاحب موصوفی کا جواب دیتے ہیں کہ ہم کس طرح سے ایسی پہلی زندگی کے کاموں کو یاد رکھیں جبکہ ہم موجودہ زندگی میں دوسرے یا چار برس کے پہلے زندگی کی باتیں یاد نہیں رکھ سکتے ؟

دوسرے اور تیسرے انگلستان کے بڑے مشہور شاعر نے (جو ۱۸۵۰-۱۸۵۰ء میں پڑھا ہے) اصل اعتقاد کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ہمارا ہی روح کے سلسلہ کا حیوانیت یا انطوائف ہوا ہے۔ اس کا کسی اور جگہ پہلے غروب ہو چکا ہے جس کی شعاعیں بہت دور سے یہاں آ رہی ہیں اس زمانہ تک یہ عام اعتقاد ہے۔ لیکن یہ اعتقاد ہم کو کس پہنچتی ہے کہ ہمارا اس زندگی کا سلسلہ جو ہم نے پہلے زندگی میں بنایا تھا بہت سے کافروں میں یہاں غلط فہمی پائی دیتے ہیں۔ لیکن انگلستان میں مسئلہ خناسخ کی سچائی کے پھیل جانے کے امکان کو دیکھنا چاہئے۔ مگر ابھی تک کہ ہم کے فلسفہ کی تشریح ان کو ابھی طرح سے معلوم نہیں ؟ وراثت خلاصہ پر لیکچر صفحہ ۱۶۵ رسالہ انڈیپنڈنٹ (۲۰۰۰ء) (ازاد شہریت) بالآخر شہر کا کہہ کر کے مسئلہ پر سید رائے کا فاضل پروفیسر کی ہے ان دونوں میں سے کہہ کر اس طرح کو ایک بڑے فاضل نے ایک نئی بنیاد پر قائم کیا ہے۔ ہندوستان کے باشندوں کے لئے ایک نمایاں ہیسی کی شخص ہے (ازاد شہریت کا ۱۸۰۰ء اگست ۱۸۰۰ء)

نہیں بلکہ ان میں سے کئی ایک ایسی ہیسیڈنٹ عناصر فرماتی ہیں: یہاں سے پھر تانہ میخ
بار بار جہم لینے لینے جسم انسانی اختیار کرنے کے ذریعہ سے کمال کو پہنچے گا سلسلہ جاری رہا ہے۔
اے انسان کا یہاں تاں اس موقع سے شروع ہو کر تیسرے ہو کر گئے کہ جب چوتھے ہو کر گئے کہ
پوسٹ میٹامورفک ہے تو اس طرح میں درجیات لانے سے جتنے فیضان انسان بن سکتے ہیں۔ انہیں ہم اگلے
بعد انسان کی مقدار دیا دیتے ہیں جو ان اور یہاں کے جسد اور انسان بن گئے ہیں۔ انہیں ہم اگلے
پہلے آئے جانے کا سلسلہ جاری رہا ہوگا بار انسان کے جسم میں داخل ہوگا انسان کمال پہنچے گا
جیو جسم انسان میں داخل ہوگا کہ جب سے اس کی ترکیب کا طریق بدل جاتا ہے لینے اس کی ایجاد ملی
سرتی اپنے اپنے اعمال کے موافق بار بار جہم لینے سے ہوتی ہے۔ اور جو طریق اس پہنچنے کے درجیات اور

۸۲

شہوت شامخ

فادائی سے ہے۔ جس نے لکھا ہے۔ کہ نفوس جس وقت اپنے بدن سے الگ ہوتی
وہ متعلق دوسرے اجسام سے ہو جاتی ہیں۔

اعمال و نتائج

انگریزی علمداری کے اوائل میں کرسچیاں ہند میں پھیلی۔ جس میں ہر طرح کے
وہی خیالات لے ہوئے تھے۔ اور یہی سب باتیں ہر ایک اشیاء میں جو کہ
انگلستان سے آئیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارے اکثر ہم وطنوں کی تکمیل
اس جھوٹی چکا چوند سے ایسی ہے اور نہ ہو گئیں کہ جس سے وہ لوگ ہند کے
رواج کو سراسر تعصب کئے لگے۔ لیکن جب کہ ہند کے لوگوں نے اس
جھوٹی جھینک سے باہر آنے کا موقع پایا۔ اور خود قابل استعمال اپنی قوت
مذہب کے بدلنے۔ تب سے اپنی ہند کی چیزیں ان کو ٹھیک اور مناسب اور
اصلی حالت میں ظاہر ہونے لگیں۔ ترقی تعلیم سے حالات بالکل تبدیل ہو گئے
اب تعلیم یافتہ لوگوں نے اسی طرح کرسچین لوگوں کے جملہ تعصب کو ثابت کر دیا
ہے۔ جس طرح قبل از تعلیم کرسچین ہندوں کی نسبت کہتے تھے۔ یہ دھوکہ
اب بالکل رفع کر دیا گیا ہے۔ مغربی مذہب اب ہمارے روبرو اپنی برکت
حالت میں اسی طرح دکھائی دیتا ہے۔ جیسا کہ ہے۔ یا دوی لوگ ہند کے
مذہب کی ان باتوں کو جن کو وہ ناممکن جانتے ہیں۔ اور نیز ایسی باتوں
کے اظہار میں جو قابل اظہار نہیں ہیں نہایت کوشش کرتے ہیں اور اپنے
دلائل کے استحکام کے واسطے ان کو ہمارے روبرو پیش کرتے ہیں یہ
لوگ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہند کے لوگوں میں چند ماسم کس قدر خلاف ہیں
نہی۔ تو یہ۔ تا ثبات۔ پھر یا عمدہ دماغوں کی مورت کے آگے پرستش کرنا کہتے
خلاف منطق اور عام فہم کے خلاف ہے۔ ایسے مذہبی کاموں اور مراسم
کا بجا لانا برخلاف حال کی اتریت کے کس قدر نادانی اور فاضلی کا کام ہے
ہر ایسی حقارت آمیز باتیں یا درویوں سے شکر اپنے مذہب سے برگشتہ
ہوتے جلتے ہیں۔ لیکن آدمی صرف ان باتوں کے انکار سے تسلی نہیں پایا کرتے
ہم لوگوں نے بے فائدہ مذہبی امور میں ایسے لوگوں سے مدد لی ہے جہاں جن لوگوں
نے اپنے ہی بیان کے ایک عیسائی شاعر کی صلاح کا فائدہ اٹھایا جس کا
قول یہ ہے کہ "کہ آدمی کو وہی تعلیم دے سکتا ہے جو ان سے فائدہ ہو"
یہ جو جس کا یہ ہڈا کلاسان سے گرے اچھوڑ میں اٹھے۔ بڑی خوش قسمتی کی بات
ہے کہ ہم یہ سب اس خلافتناس مودعا میں کے اس زبردست گرداب
سے محفوظ ہوئے۔ اس مفید انجمن کے اتر سے ہمارے سموطن لوگ جو چند
روز سے بیکے ہوئے تھے۔ پھر اپنی اصلی اور عمدہ حالت پر آ گئے۔ اور اپنی اپنی
بہداشت (آریہ دھرم) پر آئے جاتے ہیں۔ جس کو اب تک وہ نظر حشرات سے
برسنبھ یاد رویوں کے دھوکہ دہی کے دیکھتے تھے۔ اب ہمارے لوگوں کو
ان کی مشکلات کے حل کرنے کا طریقہ ہاتھ آ گیا ہے۔ اب ان کو تحقیق ہو گیا
ہے کہ آریوں کا مذہب صداقت سے بھرا ہوا ہے۔ جس سے کہ بیان نتائج
اور اعمال کا بالکل حکمت منطلق اور بڑے بڑے علوم پر مبنی ہے۔ نہایت
یادروں کے امن مسئلہ و نزع و بہشت جس کا وعظ وہ دیا کرتے ہیں۔ اس مقام
پر عمدہ ترین الفاظ مسرت کے درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں اور وہ الفاظ یہ ہیں

یہ عام خیال کرسچین لوگوں کا مبتدی بر غلطی ہے۔ کہ انسان کی زندگی دو حصوں
پر مشتمل ہے۔ اول دنیوی دوم روحانی۔ اول یعنی دنیوی فقط ساٹھ یا ستر
برس تک قائم رہتی ہے۔ اور دوم یعنی روحانی ہمیشہ۔ اور یہ بیان اور بھی
ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ یہی کرسچین لوگوں کا بیان ہے کہ ہمارے روحانی
زندگی جو غیر محدود ہے۔ ہمارے اس ساٹھ ستر برس کے محدودہ اعمال
کے موافق ہوگی۔ اور یہ کہ کرسچین لوگوں کا کچھ کم بجا نہیں ہے کہ ایک دفعہ
مر جانے کے بعد پھر ترقی و ترقی کے قانون قدرت کا عمل نہ ہو گا
مسئلہ اعمال سے خواہ مخواہ اعتقاد نتائج میں ہوتا ہے۔ ہر مسئلہ جو حکمت
سے نہیں ہے۔ ایک بڑی بھاری مثال قاعدہ حکمت و معلول کی ہے اور
اسی بڑے قاعدہ حکمت و معلول کو جس طرح جان اسٹوارٹ مل صاحب نے
بیان کیا ہے۔ اس سے یہ بالکل قیاس میں آتا ہے۔ اسی قاعدہ پر زمانہ حال
کے بڑے علوم مبنی ہیں۔ اور بغیر اس قاعدہ کے کسی بات کی اصلیت قیاس
میں نہیں آ سکتی۔ بڑے بڑے علماء کا اسی قاعدہ پر دار و مدار ہے۔ اب اگر ہم اس
شماوت کی جانچ کریں۔ جس پر یہ قاعدہ مبنی ہے۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ خاص
ثبوت اس کا یہی ہے کہ اسی قاعدہ پر سب کا علم قائم ہے۔ قاعدہ حکمت و معلول
کا اچھی طرح قیاس میں آ سکتا ہے۔ اور اس قاعدہ سے جسے کوئی بات اس
وقت تک انسان کے تجربہ میں نہیں آتی ہے۔ اگر سننے ہوئی تو ضرور نتائج
تجربہ میں آتی۔ پس یہ قاعدہ درست مانا جاوے گا۔ یہ ایک ایسا قاعدہ ہے۔ کہ
آدمی کے تجربے کے ساتھ ساتھ قدم قدم چلتا ہے۔ اگر یہ قاعدہ اس دنیا میں
پر حاوی ہے۔ تو کیا ہم ایک قدم اور آگے بڑھنے کے مجاز نہیں ہیں جو بالکل جائز
ہے۔ بموجب اس تناسب اور تشابہ اور تطابق کے جو ایک نئے دوسری
سے رکھتی ہے۔ تب اس لئے کہ انسان اس عملی ترین قوت لینے کیلئے یادروں
منبری کو حاصل کرے۔ جس کے ذریعہ سے روحانی اصلیت نہایت صدا
کے ساتھ باہمی طور سے دریافت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی قاعدہ انسان کے کچھ
کے لئے ہے۔ تو یہی ہے۔ لائق حکیموں (فلاسفوں) کی رائے ہے کہ قانون حکمت
و معلول کا ایک امر یہی ہے۔ جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ اور
ہم لوگ اس قانون کے جان لینے کے واسطے اپنی خلقی قوت متحیلہ کے قاعدہ
سے مجبور ہیں۔ اگر یہ رائے حکما کی عالم مادی میں صحیح مان لی جاوے تو دیگر
لطیف تر عالموں میں ہمارا رہنما بجز ایسے قدرتی قانون حکمت و معلول کے جو
ہماری خلقت میں داخل ہے اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے +

میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے بموجب اصول فلاسفی کے کافی بیان کیا ہے۔
اس بات کے ثبوت کے لئے کہ قاعدہ حکمت و معلول کا کچھ قدرت کے مادی
اشیاء پر محدود نہیں ہے۔ ایک اور بھی وجہ ہے۔ کہ جس سے اس سوال
کے حل کرنے میں ہم کوشش کر سکتے ہیں +
کوئی قوت نازل نہیں ہوتی۔ بلکہ یا تو وہ فوراً کسی نہ کسی قوت کی شکل میں تبدیل
ہو جاتی ہے۔ یا وہ خود بخود یا تو وہ کراپے موقع پر اس قوت کو ظاہر کرتی
ہے۔ کسی چھت یا دیوار پر ڈھیلے پھیلنے میں جو قوت صرف کی جاتی ہے وہ قوت
نہیں۔ بلکہ ڈھیلے میں اپنی اصلی حالت میں رہتی ہے۔ اور اس چھت یا دیوار سے
جب ڈھیلہ علیحدہ ہو جاتا ہے تو روز اس کا ظاہر ہوتا ہے۔ جو قوت کہ ایک
شیشہ ظرف میں برق ڈالنے کے وقت صرف کی جاتی ہے وہ اپنی اصلی حالت میں

فیلسوف امپیریکان مذہب

یہ فاضل لوگوں کو منع کرتا تھا۔ اُن چیزوں کے کھانے سے جس سے وہ شہوی خیالات کی طرف زیادہ متوجہ ہوں۔ گویا وحشی خیالات کو دور کرنا عمدہ صفا سمجھاتا تھا۔ اور تھوڑی چیز پر صبر کرنا سیکھاتا تھا۔ لالچ کی خرابیاں کو بھی سمجھایا کرتا تھا چنانچہ اس کے شاگرد ایسے ہی ہوئے۔ دودھ اور میوہ جات کے کھانے کے فوائد بتلاتا تھا۔ مینڈیٹا غورٹ کے طریقہ کا قائل تھا۔ میکی اور اچھے عمل اور غم سے بچنے کی ہدایت دیتا تھا۔ وہ صبر کی بہت مدح کرتا تھا۔ اور نفس کو خیالات شہوی کی تباہی سے روکتا تھا۔ یہ آخری صفت تھی اُس کی عقل کی صفا کی کا سبب اور حفظ عاقبت کا موجب ہوتی۔ اور ایسی سبب سے اُس کی عقل اور بدن میں کوئی خلل واقع نہ ہوا۔ ہمیشہ خائف البریہ کی بابت بحث کرتا اور سوچتا تھا۔ روح کو جسم کا حرکت دینے والا مانتا تھا اور روح کو دائم زندہ اور موجود مانتا تھا۔ وہ کتا تھا کہ مواتی طبیعت کے اعمالوں کے (اور اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ حاصل کرتی ہے۔ عقل کو خدا کے تصور کا ذریعہ مانتا تھا۔ نیستی سے یعنی عدم سے وجود نہیں مانتا تھا۔ اور گردش ستاروں کی ثابت پُرانی مانتا تھا۔ مادہ کی بابت اُس کی یہ رائے ہے مادہ اول ایک اجسام رقیق اور بسیط ہیں۔ انہیں سے سائر اجسام ترکیب پاتے ہیں۔ اور وہ سب کے سب متحرک ہیں۔ یہ ذرات قدیم ہیں۔ اور عقل ابن کی مدد و اور صورتوں کو نہیں جانتی اور نہ یہ کہہ سکتی ہے کہ سب ذرات کی ایسی اشکال ہیں سب چیزیں انہیں ذرات سے بنی ہیں مگر تقدم و تاخیر میں فرق ہے۔ جیسے ایک ہی مقررہ حرکات سے سب کلمات بنتے ہیں مگر تقدم و تاخیر کا فرق ہے۔ مثلاً اگر رگ۔ کر۔ رو۔ رگ۔ کبر و غیرہ۔ یہ سب مادہ چھوٹے ذرہ دائم الحکمت ہیں۔ اور ان کی حرکت دنیا کی ابتدائی پیدائش کا سبب ہے۔ اگر یہ کسی جسم کے ساتھ ہمیشہ ایک ہی جگہ رہتے تو ترقی و تنزل بالکل نہ ہوتا۔ اور یوں مافیہ ماموت کا برھنا گھٹنا نہ ہوتا۔ پس کوئی چیز کبھی فساد پذیر نہ ہوتی۔ بلکہ ہمیشہ باقی رہتی۔ ذرات کی حرکات کا ہی سبب ہے کہ ہم کسی چیز کو ایک حال پر قائم نہیں دیکھتے۔ اور نہ کسی مصنوعی چیز کو باقی دیکھتے ہیں مگر وہ ذرات کبھی معدوم نہیں ہونگے۔ کیونکہ وہ سب اشیاء کا اصل ہیں اور عالم بے شمار ہیں تنازع کو مانتا تھا۔ گویا مذہب فیثا غورٹ کا رکھتا تھا۔ اور کئی امور اس میں زیادہ بھی ترقی کی تھی۔ (تاریخ فلاسفہ صفحہ ۱۳۹ سے ۱۵۱ تک) +

امام محمد غزالی صاحب نے حل مسائل غامضہ میں لکھا ہے کہ فلاسفہ کے افضل متاخرین یعنی حکیم بوعلی سینا نے اپنی کتاب نجات اور شفا میں جسم کی طرف اعداد روح کا نہ محال ہونا ثابت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ بعید نہیں ہے کہ بعض اجسام مساوی اس لئے بنائے گئے ہوں کہ (روح) موت کے بعد ان میں حلول کرے۔ اور اس نے اسی کی ایک حکایت اپنے بڑے سے بوں بیان کی ہے۔ کہ اس عدم احتمال کے قائل بعض اہل علم ہوئے ہیں جو یہودہ کو نہیں۔ اس سے معلوم نہیں ہوا۔ کہ بوعلی کو اس قاعدہ میں شک ہے اور اس کے محال ہونے پر کوئی دلیل اس کے نزدیک قائم نہیں ہوتی۔ اگر یہ محال ہوتا تو اُس کے قائل کو یوں نہ کہتا کہ وہ یہودہ گویا دروغ گو نہیں۔ تحقیق طوسی نے شرح اشارات میں بیان کیا ہے۔ کہ بوعلی سینا کی اس سے مراد ابو

اپنی موت پر وہ کتابیں ہی لیس کو دیں۔ کچھ اُن سے ملائی قلیل نفس کے پاس فروخت کی گئیں۔ جنہوں نے حصہ لیا۔ سکندر یہ کی لائبریری کی قسمت لکھنے جلائی گئیں۔ (دیکھو پستری آف فلاسفرس جلد اول صفحہ ۲۶۱ سے ۲۸۵ تک) +

نامی گرامی حکیم نے رمی سانی دیں کی اعتقاد

ولیم ان فیلڈ۔ ایل ایل ڈی اپنی پستری آف فلاسفی میں لکھتے ہیں ایک مسئلہ جو عام طور پر معلوم ہے کہ وہ مشرقی اور مصر کے حکیموں کے درمیان رائج تھا وہ فی رمی سانی دیں مانتا تھا۔ یعنی تین چیزوں کا نادانی ہونا۔ جو بشری و بشریت کے اُس اور یہ بھی وہ مانتا ہے کہ تمام چیزوں کا جو ہلا با عت ہے۔ وہ نہایت عجیب ہے۔ یہ ارسطو لکھتا ہے کہ فی رمی سانی دیں ایسا مانتا ہے اور سب حکما نے اُس کی بابت بالافتاق یہ رائے لکھی ہے کہ وہ روح کو نادانی مانتا تھا۔ جس کو غالباً اُس نے مصر کے حکما سے سیکھا تھا۔ نیز کہتا ہے کہ یہ پہلا فلاسفر تھا جس نے علمی تجربہ کر کے کتابوں میں اس مسئلہ کو ظاہر کیا۔ اس میں بھی شک نہیں ہے بلکہ یقین ہے کہ وہ مسئلہ تنازع کو مانتا۔ بلکہ سمجھاتا تھا۔ کیونکہ یہ مسئلہ تمام پُرانے مصر کے حکما میں عام طور پر رائج تھا۔ اور یہی فاضل اور محقق حکیم فیثا غورٹ کا اشتداد تھا۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۱ و ۳۶۲ جلد اول لندن موجودہ لائبریری انجیر) —

فیلسوف امپیریکان مذہب

وکان امپیریکان متعلقاً بمذہب معلوم فیثا غورٹ موالعابد۔ سبق من اصحاب فیثا غورٹ، وکان امپیریکان بزعمان الاول الاول للجمع الاشياء هو العناصر الاربعه التي هي التراب والماء والهوا والنار وكان يقول ان بين تلك العناصر وبعضها علاقة التائلف تائلف والتنازع اخري وانها دائما تتقلب وتغير وانها لا تفنى ابدل وان توبيتها بذلك الحالة قد ايم باقی، وکان مذہبہ متناسخ الاخراج فلان بزعمانها تنقل فی الاجسام وکان ان فی حفظی ان کنت نبأ صغيراً ثم طائر امل اذل کرائی کتا نیانا۔ صفحہ ۳۷ و ۳۸ تاریخ الفلاسفہ۔

ترجمہ۔ امپیریکان مذہب اپنے معلم فیثا غورٹ کے مذہب کی طرف رغب تھا۔ اور وہ اصحاب فیثا غورٹ سے بھی سبق لے گیا۔ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ سب کے اصل الاصول خاک باد۔ آب و آتش ہیں۔ اور یہ بھی کہتا تھا۔ کہ ان عناصر میں الفت اور نفرت کا علاقہ پایا جاتا ہے اور یہ عناصر ہمیشہ ہی ملتے اور تغیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور کبھی معدوم نہیں ہوتے اور وہ اپنی حالت میں ہمیشہ قائم ہیں۔ اس کا مذہب تنازع ارواح تھا۔ جو کہ اجسام میں نقل کیا کرتی رہتی ہیں۔ اور وہ کہتا تھا کہ مجھے یاد ہے کہ پہلے میں ایک چھوٹی سی لڑکی ہوتی تھی۔ پھر میں پھلی بن گیا۔ پھر میں پرند بن گیا۔ بلکہ مجھے یہ بات یاد ہے کہ میں نباتات میں تھا۔ (تاریخ فلاسفہ صفحہ ۳۷ و ۳۸) +

قال بشر اصول الاله والمادة والادراك فالله سبحانه عاقل العقل
 والمادة تشبه السبب الاول للتبدل والفساد والادراك كجوه
 روحاني قائم بذات الاله نعم عن ريب ان العالم خلقه الله
 ولكنه لم يخلق الله مخلوق من عدم بل بمعنى ان الاله لا يخلق
 نظم من تلك المادة القديمة هذا العالم ومشكله بالاشكال المتعد
 بمعنى ان الاله اخرج المادة خيرا المعنى الى حيز الظهور من
 مظهر من بعضها حتى صارت هذا العالم التشبه بمعاليم
 اليبس بالالآت الخاضعة كما يحسن وعبد في صفة به تارخ
 الفلاسفة كان افلاطون يعلم ان الاله والارواح بالظرفية
 التي تعلمها من فناء غير ثباتها اتخذ ذلك طريقه له وسلكه
 فيها منه كما خصا به غير متوالف فينا غورت كما لو قصد في الخلق
 قد رجع طارفة من طارفة المتعلقه بقدر الروح او من ربه تابع الفلاسفة
 ترجمه قرون في فلسفه کے طریقوں کے تین نوع بیان کئے ہیں۔ اس نے
 ہر قیاس کی ملکیات اور محسوسات میں پیروی کی ہے۔ اور ثبات غورث
 کی بالیو الطبیعیات اور حقیقات میں اور سقراط کے تابع اور ادب میں اور
 اس پر زیادہ کی دیس اس کی خیال کا۔ لیو طرافس نے اپنی کتاب الارقا
 کے مقابلہ اول کی فصل تیسری میں بیان کیا ہے بلکہ فلاطون تین چیزوں
 کو اداوی مانتا ہے۔ خدا۔ برکتی۔ روح۔ پس خدا بطور عقل العقول یعنی
 بہت کارن کے ہے۔ اور مادہ بطور پاکوان کا من کے ہے۔ اور ادراک
 جو ہر روحانی ہے۔ قائم بالذات اور یہ بات بہت عمدہ ہے کہ خدا عالم کا
 جانی ہے۔ لیکن یہ بات بہت پیچ ہے کہ خدا نے عدم محض سے دنیا کو
 مخلوق کیا ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا نے ہر کثی کی صورت
 سے اس قدیم پر کرتی سے اس عالم کو نظام دیا اور نگارنگ کی شکل
 میں مختلف قسم کے متشکل کیا۔ اس طرح پر کہ خدا احاطہ اور شبہ سے
 اس پر کرتی کو احاطہ ظہور میں لایا ہے۔ اور اس کے بعض سے اس کو
 تیزوی یہاں تک کہ اس دنیا کو معارف کی طرح جو گھر کو موجودہ مصاحم
 پتھر وغیرہ سے بناتا ہے۔ افلاطون تین ارواح کو اس طرح جانتا
 ہے۔ جس طرح پر کہ اس نے دنیا غورث سے کیٹا۔ پھر اس نے اسے انطا طہ
 بنا یا اور محسوسے قاعدے بھی داخل کئے۔ دنیا غورث کے طریقوں کے سوا
 جیسا کہ اس کے مخاطبات میں پائے جاتے ہیں۔ باب بقائے روح میں
 حکما و متقدمین مثل افلاطون الہی نفس ناطقہ و قدیم ی شمارندہ علت نامہ
 وجود نفس ناطقہ اگر قبل از بدن موجود باشد۔ لاحالہ نفس قبل از بدن موجود
 خواہ بود و اگر قبل از بدن موجود نباشد بلکہ بدن ہم شرط یا جز علت نامہ
 نفس باشد پس وجود نفس موقوف خواہد شد بر وجود بدن۔ و وجود بدن
 از شرائط و علل وجود نفس خواہد بود۔ لیکن امید آنکہ وجود بدن از شرائط
 و علل نفس ناطقہ نیست چه بدن فاسد و متفسخ میگردد و نفس ناطقہ تا ابدیاتی
 سے ماند۔ پس اگر بدن از شرائط و علل نفس ناطقہ باشد فساد بدن موجب
 فساد نفس خود حالانکہ زمین نیست پس ثابت شد کہ نفس موجود قبل از بدن
 است نہ حادث بعد و ث بدن یا بر این بدن شرط وجود نفس سے تو اندر
 بلکہ شرط تصرف او خواہد بود و این عقیدہ موافق است با حکماء مہند کہ

نفس را قدیم ہے شارح (تحقیق التباس صفحہ ۲)
ارسطو طالیس کا مذہب

ولیم الفیلڈ ایل ایل ٹی لکھتے ہیں۔ کہ ارسطو کی تحریات یا کتابوں میں
 کوئی اصل قسم کا روشنی نہیں ہے جس سے یہ کامل طور پر اختیار کیا جاسکے کہ
 روح کو فانی ماننا تھا یا غیر فانی لیکن پہلا بیٹے فانی ہونا اعلیٰ ہے اور وجہ
 اس کی یہ ہے کہ روح کی بات اس کا یہ خیال تھا کہ اس کو ایک ہمیشہ رہنے
 والی حقیقت طاعت ہے انسان کے جسم میں ڈال دے۔
 تمام چیزیں اس سے پیدا ہوئی ہیں۔ جس کا وجود قدرت میں ہے۔ جسے
 فیثا میٹر سے نہ کہ اس سے کہ جس کا ظاہر میں وجود ہے اور وہ یہی ہے
 مادہ نہ تو پیدا کیا گیا اور نہ نیست کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ وہ اپنی غیر محدود چیز
 ہے جس سے تمام چیزیں بنائی گئی ہیں۔ جس میں وہ سب آخر مل جائیں گی
 ہر ایک چیز کی شکل اس کی طبیعت اور جوہر ہے۔ مادہ جو کہ بنائی ہے اس کو جو
 سمجھ کہ وہ ہے۔ مادہ علیحدہ نہیں کیا جاسکتا شکل ویرا اصل وجود سے۔
 خدا اس طرح کام کرتا ہے بالائی گردن میں ان کو حرکت دینے کے لیجن
 طرح انسان کی روح انسان کے بدن میں کام کرتی ہے۔
 یہ تحقیق ہے کہ حجب اس سبب سے اپنے چچا فلاطون کی رحلت پر دارالعلم
 میں اس کا جانتیہن ہوا تب ارسطو اس بات سے اتنا خوش ہوا کہ وہ
 انھیں چھوڑ کر چلا گیا۔ اور پھر جب مدت کے بعد ارسطو انھیں میں لپس
 آیا اور معلوم کیا کہ دارالعلوم جس میں اسے گدی نشین ہونے کی ہوس یا
 خواہش تھی۔ اس میں زہنی کر می تیر گدی نشین ہے۔ تب اس نے فانی
 کا پیشوا ہونے کا ارادہ کیا۔ اور اسی ارادہ سے ایک نئے فرقہ کی بنیاد ڈالی
 یہ فرقہ اس دارالعلوم کا مخالف تھا اور اسے علوم کی تعلیم دیتا تھا کہ جو فلاطون کا مخالف
 اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے آپ کو تمام فلاسفوں سے زیادہ مشہور
 کرنے کی خواہش نے ارسطو کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ ایک فرقہ کی
 بنیاد ڈالے۔ یعنی ایک نئے فرقہ کا بانی ہو۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں
 ہے۔ کہ اپنے اصول کو زیادہ رونق دینے کے واسطے اس نے اسے الوہ
 ہر ایک طرح کی کوشش کیں۔ کہ دوسروں کے اصول کی وقعت کم کرے
 اس کا مقصد یہ تھا کہ اپنا عالیشان مکان دوسروں کے مکان شاہ کے
 بنا دے۔ چنانچہ لارڈ بیکین نے اس بات کو اچھی طرح ظاہر کیا ہے۔
 بروم کے ایک ظالم بادشاہ کے اس نے خیال کیا کہ وہ اس سے حکومت
 نہیں کر سکتا کہ جب تک اس کے تمام خوشی و اقارب نہ مارے جائیں۔
 اس کی لی پس بیان کرتا ہے کہ جب سکون نے ارسطو سے شکایت کو
 کہ اس نے اپنی تحریات میں ظاہر کر دیا ہے اپنے دقیق پوشیدہ اصول کو۔ تب
 ارسطو نے جواب دیا کہ یہ اصول عوام پر ظاہر کر دئے گئے اور نہیں بھی لایا
 گئے تھے۔ کیونکہ جو کچھ میں نے ان مضامین پر لکھا ہے۔ اسے صرف دیو شاک
 سمجھ سکتے ہیں۔ جنہوں نے مجھے بیکجہ دیتے سنا ہے۔
 ارسطو اپنی تصنیف کردہ کتاب میں اور اپنا کتب خانہ مرنے وقت اپنے
 جانشین تصنیف شس کو دے گیا جو کہ بلاشبہ ان کی قدر جانتا تھا۔ اس نے

نام اُن دیکھی دنیا کہتا ہے۔ جہاں کہہ کر خود کی مرضی ہو تو میری روح بھی حضورِ مجید کے بعد جاوے گی کیا ہم اُن کے لئے جس کا سو بھلاؤ پر جلال۔ پاک اور خدائے قابل دید ہے۔ وہ ہواؤں سے تشریف آور بنا ہوا جاتی ہے۔ جیوں ہی کہ وہ جسم سے علیحدہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ لوگ کہتے ہیں، نہیں پچا رہے سہی اور دوسرے میں ایسا نہیں ہے۔ میں نہیں بتاؤں گا کہ کیا اس روح کا کیا حال ہوتا ہے۔ جو کہ جس جسم سے جُدا کیے کے وقت باک ہوتی ہے اور جس نے اپنی زندگی میں بھی جسم سے کوئی ایسا لگا تعلق نہیں رکھا۔ جس سے کہ وہ بچ سکتی تھی۔ اور جب کہ وہ جسم چھوڑ دیتی ہے تو بھی جسم کا کوئی داغ اُس پر نہیں لگ جاتا۔ یا وہ اُس کے داغ سے دوغلا نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس سے علیحدہ رہتی ہے۔ اور اپنے آپ کو اپنے آپ میں لگ گیا ہے۔ کیونکہ یہی اُس کا دائمی مطالعہ رہا ہے اور اس کے صرف یہ مئے ہیں کہ اُس نے دانا ئی کو ٹھیک طور پر برپا کیا ہے اور اس بات پر پورا عمل کیا ہے۔ کہ کس طرح مرنے چاہئے کیا یہ موت کا عمل نہیں ہے۔

سی بی اے۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ تو کیا پھر وہ روح جو کہ اس حالت میں ہے ناقابل دید میں جو کہ اُس کی مانند الہی دانا اور لافانی ہے نہیں جاتی جہاں کہ وہ خطا۔ بیوقوفی۔ خطہ۔ اور تندرست ہونے سے بری کی جاتی ہے۔ اور اُن تمام برائیوں سے جو کہ انسان پر عائد ہوتی ہیں۔ اور خوش ہے اور باقی وقت کے لئے سچے دیوتاؤں کے ساتھ رہتی ہے۔ اے سی بی اے کیا ہم اس بات کو مان لیں؟

سی بی اے۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ لیکن اگر جسم کو چھوڑنے پر اُس کے ساتھ ہمیشہ رہنے سے اور اُس کی خدمت کرنے اور پیار کرنے سے اُس سے اور اُس کی خواہشوں۔ اور خوشیوں سے نایاک اور گندی ہو جائے یہاں تک کہ وہ کسی بات کو سچ نہیں مانتی سوائے اس کے جو جسمانی ہے اور محسوس اور دکھایا جاسکتا ہے مادہ انسانی مشہوروں کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اگر اُس نے اس بات سے جو کہ ابھنے کے واسطے ناقابل دید اور نامدیر ہے میں ہے اور صرف فلاسفی سے ہی جانی جاسکتی ہے۔ حقارت کرنا اور ڈرنا اور دور بھاگنا سکھا ہے۔ تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ اب ایک ایسی روح موت یا جسم سے جُدا کی وقت پاک اور صاف ہوگی سی بی اے۔ نہیں۔

سقراط۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ جسمانی اُس میں گھس جاتی ہے جو کہ جسم کے ایسی تعلق اور گہری دوستی وغیرہ سے اُس کے سو بھلاؤ میں ہی داخل ہو جاتی ہے +

سی بی اے۔ ہاں۔

سقراط۔ اور نے میرے عزیز دوست! یہ ضرور ہے کہ جسمانی اور بے دیوتاوی اور قابل دید ہو۔ اور یہ اسی کا ذریعہ ہے کہ روح اس قابل دید دنیا میں پھیلے گی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ پیٹریز کی ناقابل دید دنیا سے ڈرتی ہے۔ اور یہ سب لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ قبروں اور مزاروں پر پھرتی رہی ہیں۔ جہاں پر کہ وہیں عورت دیکھی گئی ہیں۔ اور جو کہ اُن روحوں کے سایہ میں جو جسم سے جُدا کیے کے وقت آیا کرتی ہیں۔ اور اب تک قابل دید دنیا میں پھرتی رہی ہیں اور یہی باعث ہے کہ دکھائی دیتی ہیں۔ سی بی اے۔ نے کہا کہ سقراط مدعا غلط ہے۔

سقراط۔ اے سی بی اے! یہ ایک آدمیوں کی روح نہیں ہیں بلکہ بُرے اور بدچلن آدمیوں کی اور جو کہ ایسی جگہ پر پھرنے کے لئے مجبور کی جاتی ہیں اپنی بُرائی اور

شرار انگیز زندگیوں کی سزا میں اور وہ اسی طرح پھرتی رہتی ہیں جیسا کہ وہ اُس جسمانی خواہش کے سبب پھر کسی قالب میں بند نہ کی جاویں اور وہ عقلاً اپنی جہالت کے قالبوں میں قید کی جاتی ہیں۔ جن کے عادات اُن آدمیوں کی اپنی زندگی کے عادات سے متضاد ہوتے ہیں۔

سی بی اے۔ اے سقراط اس سے تمہاری کیا مراد ہے۔

سقراط۔ میری یہ مراد ہے کہ وہ آدمی جو بوجہ جس مادہ کا اپنی آرزو نہی میں ہے وہ اعلیٰ گزشتوں اور ایسے ہی حیوانوں کے اجسام میں داخل ہوتے ہیں تمہارا اس اتفاق سی بی اے۔ بے شک یہ ممکن ہے۔

سقراط۔ اور وہ جو اپنی زندگی میں ظالم۔ بے انصاف اور چور وغیرہ رہے ہیں وہ بھیڑیوں۔ بازوؤں۔ چیلوں کے جسموں میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور ہر کس جگہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی روحیں جاتی ہیں۔

سی بی اے۔ کہہ کہہ ایسی ہی حیوانوں کے جسموں میں داخل ہوتی ہیں۔

سقراط۔ نے کہا حال ظالم یہ ہے کہ ہر ایک روح کہاں جاتی ہے صفات ظاہر کائناتوں کے قالب میں داخل ہوتی ہے جن کی عادات اُن کے لئے مطابقت ہوتی ہیں۔ سی بی اے۔ نے جواب دیا کہ سچ ماننا یہ ہے۔

سقراط۔ اور اُن میں سب سے خوش جگہ سب سے عمدہ جگہ جاتی ہیں وہ ہیں جنہوں نے کہ مجلس اخلاقی اور ہر گزری کے صفات کو اپنا پیشوا بنا لیا تھا اور وہ صفات پر ہر نگاری اور انصاف وغیرہ ہیں۔ اور یہ صرف عادات اور شوق سے حاصل ہوتے ہیں۔ بغیر کسی دلیل یا فلاسفی کے۔

سی بی اے۔ کہہ کہہ اور وہ روحیں سب سے زیادہ خوش کیوں ہیں۔

سقراط۔ نے کہا کیونکہ باغائب ہے کہ وہ ایک حلیم اور شریف طبیعت میں جو کہ اُن کی اپنی طبیعت کے مطابق ہوتی ہیں۔ مثلاً شہد کی مکھی یا بھڑوں یا چوٹیوں کے قالبوں میں واپس آتی ہیں۔ یا آدمیوں کے اجسام میں واپس آتی ہیں اور یہ وہی ہیں جو کہ یہاں اگر لائق اور خیر نہ باشندے بنتے ہیں۔

سی بی اے۔ کہہ کہہ عموماً صحیح ہے اور عقین ہے کہ ایسا ہی ہو۔

سقراط۔ لیکن صرف فلاسفی عالم کے عاشق جو کہ اس دنیا سے جاتے جاتے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ دیوتاؤں کے گروہ میں جا سکتے ہیں۔ اور اس واسطے اے میرے دوستان سی بی اے! دو قسم ہیں ایک سچا فلاسفی پرست نگار ہوتا ہے اور تمام جسمانی خوشیوں سے دور رہتا ہے اور نہ اپنے آپ کو ان کا مغلوب بناتا ہے۔ وہ اپنی جنتیت کے خراب ہو جانے اور مفلسی سے نہیں ڈرتا۔ جیسا کہ عام لوگ اور خصوصاً دولت کے بندے کرتے ہیں اور نہ وہ بد معاشی کی ذلت اور بے شرمی۔ اور بے حیائی کا خوف کھاتا ہے جیسا کہ طاقت اور عزت کے پیارے کرتے ہیں۔ وہ ان بوجہ کے سبب پر ہر گز نہیں ہوتے۔ (ٹرائل ان ڈیو آف سقراطیس صفحہ ۱۲-۱۵)

بیک مترجمہ چرچ صاحب +

حکیم افلاطون کا مذہب۔ قدرون مذہب من تلابہ من تلابہ من تلابہ
الفلاسفة قديم هر قلبطس في الطبيعات والمجسومات ونبع قيتاغور
قيماوراء طبيعات وفي الحلقيات۔ ونبع سقرط في القوايت والاخاب
وفضله على الاكثمن قافندي به وحده في ذلك ذكر لوطر قس المقالته
الاولي من كتابه السمي اسراء الفلاسفة في الفصل الثالث ان افلاطون

سی بی ارنے کہا اے سقراط مرد ہے کہ وہ تبدیل سے بہت ایک جیسی ہے۔
سقراط نے کہا اور خود صورت چیزوں مثلاً آدمی۔ گھوڑے۔ کپڑے وغیرہ اور تمام چیزوں
کی جو کہ کسی خیال کے نام سے نامزد ہیں وہاں برابر ہوں یا تو بصورت وغیرہ کی بابت
کیا دے ہے کیا وہ بھی ایک جیسی نہیں ہوتی ہیں خواہ اپنے آپ میں خواہ اپنے دوستوں میں
سی بی ارنے۔ یہ چیزیں کبھی ایک جیسی نہیں ہوتی ہیں۔
سقراط۔ تم انہیں جینے دیتے ہو۔ دیکھ سکتے اور دیکھ رہا ہوں کہ وہ کس طرح
ہو۔ مگر لاتبیل چیزوں کو تم صرف دلیل اور ادراک سے ہی جان سکتے ہو۔ یہ
مؤخر الذکر دیکھائی نہیں دیتی ہیں۔ کیا یہ ایسا نہیں ہے

سی بی ارنے کہا یہ بالکل ٹھیک ہے۔
سقراط۔ نے کہا اگر شہداری مرضی ہو تو ہم فرض کر لیں کہ موجودات کی ہستی
دو قسم کی ہے ایک قابل دید۔ دوسری ناقابل دید۔
سی بی ارنے کہا اچھا۔
سقراط نے کہا اور ناقابل دید چیزیں لاتبیل ہوتی ہیں۔ مگر قابل دید چیزیں
بیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔
سی بی ارنے کہا اچھا۔

سقراط۔ کیا ہر انسان جسم اور روح کے بنے ہوئے نہیں ہیں۔
سی بی ارنے کہا کہ ہر ان کے علاوہ اور کچھ نہیں۔
سقراط۔ ان دو ہستیوں میں بسا اعلیٰ جسم کس میں سے ہے۔
سی بی ارنے جواب دیا یہ تو صاف ظاہر ہے کہ قابل دید ہے۔
سقراط۔ اور ادراک کس میں سے کیا وہ قابل دید یا ناقابل دید۔
سی بی ارنے اے سقراط روح تو انسان کو دکھائی نہیں دیتا۔

سقراط۔ لیکن ہمارے ہر آدمی تو قابل دید اور ناقابل دید سے وہی ہے۔ جو ان کے
کے قابل دید اور ناقابل دید ہو۔ کیا یہ نہیں۔
سی بی ارنے۔ بے شک ہمارے یہی مراد ہے۔
سقراط۔ تو ہم روح کی بابت کیا کہیں آقا قابل دید ہے یا ناقابل دید۔
سی بی ارنے۔ قابل دید تو نہیں ہے۔
سقراط۔ تو پھر کیا یہ ناقابل دید ہے۔
سی بی ارنے۔ ناں۔

سقراط۔ تو روح جسم کی نسبت زیادہ ناقابل دید ہے اور جسم قابل دید ہے۔
سی بی ارنے اے سقراط بالشرور ایسا ہی ہے۔
سقراط۔ کیا تم نے یہ نہیں کہا کہ جب روح جسم کو اس کی کسی چیزیں یا شخصیت
کے فائز کے کام میں لاتی ہے اور قوت یا مردہ سامعہ یا کسی اور حواس کو استعمال
کرتی ہے۔ اگر وہ جسم کے ساتھ کسی چیز کی تحقیقات کرنے سے حواس کی تحقیقات
سے سزا دے ہے۔ اس تحقیقات سے وہ ان چیزوں کی طرح سے بھی
جاتی ہے جو کسی ایک حالت میں نہیں رہتی۔ اور اندھوں کی طرح اندھراؤ میں
بھرتی ہے اور تبدیلی ہونے والی چیزوں کے ساتھ تعلق رکھنے سے وہ شرابی
کی طرح گھڑا جاتی ہے اور غمخوذاں محاسن ہو جاتی ہے۔

سی بی ارنے۔ بے شک۔
سقراط۔ لیکن جب وہ خود بخود کسی سوال کی تحقیقات کرتی ہے تو وہ باک
انداز اور لافانی اور لاتبیل کے پاس جاتی ہے۔ جن کے ساتھ وہ تعلق رکھتی

وہ ان کے ساتھ اس طرح رہتی جیسے کہ اپنے ساتھ۔ اور تب وہ اپنی آواز گردی
آرام پاتی ہے اور اس میں لاتبیل طور پر رہتی ہے۔ کیونکہ اس وقت اس کا
تعلق لاتبیل سے ہوتا ہے اور کیا روح کی اس حالت کا نام ہی عقل نہیں ہے۔
سی بی ارنے۔ اے سقراط بیشک تم سچے اور خوب کہتے ہو۔
سقراط۔ باری پہلی اور حال کی دلائل سے تم کیا خیال کرتے ہو کہ روح کس
قسم کی ہستی کے متشابه اور مخلوق ہے۔
سی بی ارنے۔ اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ اس تحقیقات کے بعد ایک بیوقوف
سے بیوقوف آدمی بھی مانگا کہ روح تبدیل کی نسبت لاتبیل سے بہت ہی متشابه ہے
سقراط۔ اور جسم کس کی مانند ہے۔

سی بی ارنے۔ وہ تبدیل ہونے والوں کی قسم میں سے ہے۔
سقراط۔ خیر اب اس کو ایک درپلو سے سوچو۔ جب اور جسم لائے جلتے ہیں
تو قدرت ایک کو غلام اور محکوم اور دوسرے کو مالک اور حاکم بناتی ہے۔ تو تم
مجھے بھرتلاؤ کہ ان میں سے کونسی چیز الہی ماننا اور کونسی فانی کی مانند ہے اور کیا
تم نہیں خیال کرتے کہ الہی شے قدرتا حکم کرتی اور اختیار رکھتی ہے۔ اور فانی شے
قدرتا محکوم اور غلام ہوتی ہے۔

سی بی ارنے۔ اے سقراط یہ صاف ظاہر ہے کہ روح الہی کی مانند ہے جسم فانی کی مانند
سقراط۔ اے سی بی ارنے اب بتلاؤ کہ کیا اس تمام کا جو کچھ کہ ہم نے کہا ہے نتیجہ ہے کہ
روح الہی کی مانند ہے اور لافانی اور ذہین اور مجرد اور تبدیل اور لاتغیر سستی۔ اور جسم
انسانی ہے۔ فانی۔ انجان اور تبدیل اور ترکیب رکھنے والا۔ اے سقراط کیا
سی بی ارنے کہا ہمارے پاس کوئی دلیل ہے۔ جس سے ہم ثابت کریں کہ یہ ایسا نہیں ہے
سی بی ارنے۔ بیشک ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں۔

سقراط۔ اگر گہرا ابنا ہی ہے۔ تو کیا جسم کی خاصیت فوراً خدا فی اور تترتر
ہو جانا نہیں ہے۔ اور روح خلاف اس کے لاتغیر اور تترتر ہونے سے
رہت ہے اور تم جانتے ہو کہ آدمی کے مرنے کے بعد اس کا قابل دید حصہ
یعنی اس کا جسم جو کہ اس قابل دید دنیا میں ہوتا ہے اور جس کو کہ ہم مرنے
کہتے ہیں اور جو کہ تترتر ہو جانے اور مرنے والے اسی وقت تترتر نہیں
ہو جاتا۔ اور نہ اسی وقت مرنے والا ہے بلکہ یہ ایک معقول عرصہ تک اسی
طرح رہتا ہے۔ جس طرح کہ ہوتا ہے۔ اور بہت دیر تک بھی اگر کوئی عرصہ جیتا
اور عالم شباب میں مرے اور جب کہ جسم رکھا جاتا ہے اور مصالح اس
کو لگائے جاتے ہیں مصطر کی بھی کی طرح۔ تو یہ ایک بہت ہی دیر تک قریباً
کاویسا ہی رہتا ہے۔ اور اگر مرنے بھی جائے تو اس کے بعض حصے مثلاً پیراں
اور پیچھے عموماً دیر تک رہنے والے کھے جاسکتے ہیں کیا یہ ایسا نہیں ہے

سی بی ارنے۔ ناں۔
سقراط۔ اور کیا تم یہ مان سکتے ہیں کہ روح جو ناقابل دید ہے۔ اور جو
یہاں سے ایک ایسی جگہ پر جاتی ہے نیک اور دانا خدا کے پاس رہنے کے
لئے جو کہ اس کی مانند یا ناقابل دید اور جلال والی ہے یعنی ہائیڈرکوس کا

لے۔ جسٹ مشرف حب کی مادی حصہ لافانی اور ناقابل دید ہے۔ مثلاً کہ وہ جانیہ کاسی ہی دلیل کا
کیا کہ روح لافانی ہے۔ یا نہ لافانی ہے اور روح کی الہی خاصیت کے لیے دلیل اللہ کے حاکم
بہرہ جاتی ہے مثلاً کہ وہ لافانی ہے۔ اس کی کتاب (ان پیپریم ۵۴-۵۶) تک

یا تم کوئی اور وقت بتلا سکتے ہو۔

سمسم لیں۔ اے سقراط میں نہیں بتلا سکتا مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں فضول بول رہا ہوں۔ سقراط نے کہا کہ اے سمسم تو کئی سوچا ہی نہ نہیں ہے؟ اگر جیسا کہ ہم بار بار کہہ رہے ہیں۔ خوبصورتی اور نیکی اور دوسرے خیالات حقیقت میں موجود ہیں۔ اور اگر تمام محسوس چیزوں کو ان خیالات سے نسبت دیں جو کہ پہلے ہمارے تھے اور اب تک ہمارے ہیں اور محسوس چیزوں کا ان سے مقابلہ کریں۔ تو ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ وہ موجود ہیں۔ ضرور ہے کہ ہماری رو میں موجود تھیں۔ بیشتر اس کے کہ ہم کبھی پیدا ہوئے۔ لیکن اگر وہ موجود نہیں تو ہماری دلیل ردی ہو جاتی ہے یا یہ انکیسا ہے؟ اگر یہ خیالات موجود ہیں تو کیا اس سے یہ واجب نہیں ہوتا کہ ہماری رو میں موجود تھیں بیشتر اس کے کہ ہم کبھی پیدا ہوئے اور اگر وہ موجود نہیں تو پھر ہماری رو میں بھی موجود نہیں۔

سمسم لیں نے کہا کہ اے سقراط تو نے اسے بہت ہی عمدہ طرح پراد کیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ضرورت ایک کے لئے بھی دوسری ہی ہے جیسی کہ دوسرے کے لئے (یعنی خیالات کے لئے اور روحوں کے لئے) ہماری روحوں کی ہستی بیشتر اس کے کہ ہم پیدا ہوئے اور ان خیالات کی ہستی کہ جن کا آپ نے ذکر کیا۔ ان کے تمام ثبوت کی دلیلیں اب ایک محفوظ جگہ میں پہنچائی ہیں۔ مجھے کو اس سے زیادہ اور کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی کہ خوبصورتی اور نیکی اور دیگر خیالات کہ جن کا تو نے ابھی ذکر کیا ہے۔

سقراط۔ بولا لیکن سی آئی اڑ کا کبا حال ہے۔ ضروری ہے کہ میں اُسے بھی قائل کر لو سمسم لیں نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اس کی پوری تسلی ہو گئی ہے۔ اگرچہ وہ دلیل میں سب سے زیادہ متشکی آدمی ہے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ان بات کا پورا قائل ہو گیا ہے کہ ہماری رو میں موجود تھیں بیشتر اس کے کہ ہم پیدا ہوئے۔ لیکن اے سقراط میں خود بھی نہیں خیال کرتا کہ تم نے ثابت کر دیا ہے کہ روح زندہ رہ سکتی۔ جبکہ ہم جانتے ہیں۔ عام خطرہ جس کا کہ سی آئی اڑ نے ذکر کیا ہے۔ یعنی یہ کہ روح موت کے وقت ہوا میں تشریف نہ ہو جاوے اور موت اُس کی ہستی کا خاتمہ کر دے ابھی تک دور نہیں ہوا۔ یہ فرض کر کے کہ روح چند دیگر مفادات سے ہنستی اور زندہ رہتی ہے۔ بیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آوے۔

تو کہیں یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کا خاتمہ ہو جاوے اور وہ فنا ہو جائے بعد اس کے کہ وہ جسم میں داخل ہووے۔ جبکہ وہ اس جسم سے آزادی پا جاوے۔ سی آئی اڑ نے کہا کہ تم ٹھیک کہنے ہو میں خیال کرتا ہوں کہ ابھی صرف اُدھارتیوت ہی دماغیہ ہے یہ بتلایا گیا ہے کہ ہماری رو میں ہمارے پیدا ہونے سے بیشتر مسجود تھیں۔ لیکن یہ بھی بتلایا جانا چاہئے۔ کہ ہماری رو میں پانچے مرجانے کے بعد موجود رہ سکتی۔ اسی طرح کہ مسجودہ ہمارے پیدائش سے پہلے موجود تھیں۔ تاکہ نبوت مکمل ہو جاوے۔

سقراط۔ نے کہا کہ اے سمسم اور سی آئی اڑ بہہ بتلایا جا چکا ہے۔ کہ اگر تم اس دلیل کو ہمارے جتنے نتیجے (یعنی تمام زندگی موت کے پیدا ہوتی ہے) کے ساتھ ملاؤ گے۔ کیونکہ اگر روح اس سے پہلے کسی حالت میں موجود تھی جس حالت سے وہ قالب انسانی میں آئی تو وہ صرف موت سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اگر موت کی حالت سے ہی پیدا ہوئی ہے تو کیا یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ موت کے بعد بھی زندہ رہے کیونکہ اس نے پھر جنم لیا ہے۔ اس وہ امر جس کا کہ تم ذکر کرتے ہو۔

وہ پہلے ہی ثابت کیا جا چکا ہے۔ تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ تم دونوں اس سوال پر مباحثہ کرنا چاہتے ہو۔ تم بچوں کی طرح ڈرتے ہو۔ کہ کچھ ہمارے کو اڑا دیں اور تشریف نہ کر دیں۔ جب وہ قالب سے جدا ہو گئی اور خاص کر اس حالت میں جب کہ آدمی کسی طوفان و فوج میں مرے۔

سی آئی اڑ سنس پڑا۔ اور کہا کہ اے سقراط کو ششش کرو اور ہمیں قائل کرو اگر ہم کچھ ڈرتے ہیں ورنہ خیال نہ کرو۔ کہ ہم ڈرتے ہیں۔ شاید ہمارے اندر یہ کچھ ہے جس کو بہہ ڈر ہے۔ ہمیں کو ششش کرنی چاہئے۔ اور اُسے ترغیب دینی چاہئے۔ کہ موت سے ڈرے جس طرح کہ بچے ہوتے سے ڈرتے ہیں۔

سقراط۔ نے کہا کہ تم میں اُس پر ڈر نہ کرنا چاہئے۔ یا تم کو کچھ خوف بالکل دور ہو جاوے۔ سی آئی اڑ نے کہا کہ اے سقراط اب ہم البسا اچھا منتری کہاں پائینگے۔ جب کہ تم بھی ہم سے جدا ہونے لگے ہو۔

سقراط۔ نے جواب دیا کہ سیکلاس ایک بڑا بھاری ملک ہے اور عموماً بہت سے اچھے آدمی اُس میں پائے جاسکتے ہیں۔ اور دشمنوں کی تو میں بہت ساری ہیں (میاں دشمنوں سے مراد یونانیوں کے سوا غیر ملک کے باشندوں سے ہے) تمہیں ایسے منتری کہاں تمام جگہوں میں کو ششش سے تلاش کرنا چاہئے۔ خواہ اتنی ہی محنت یا روپیہ خرچ ہو کہ یونان کی سی اور کوئی تیز مفید نہیں جس پر تم روپیہ خرچ کر سکو اور تمہیں اُس کو اپنے آپ میں بھی ڈھونڈنا چاہئے۔ کیونکہ تم اپنے آپ سے اچھا منتری شکل سے پاسکو گے۔

سی آئی اڑ نے کہا کہ خیر وہ دیکھا جاوے گا لیکن اب اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم پھر مضمون مباحثہ کو آگے سے شروع کریں۔

سقراط۔ ہاں بیشک کیوں نہیں۔ ہمیں اپنے آپ کو بہ سوال پوچھنا چاہئے وہ کس قسم کی شے ہے۔ جو کہ تشریف نہ لے کے قابل ہے اور کس قسم کی شے سے ہمیں تشریف نہ ہو جانے کے خطرہ میں رہنا چاہئے۔ تب پھر ہمیں دیکھنا چاہئے۔ کہ آیا روح اُس قسم سے ہے یا نہیں اور پھر اُس کے مطابق اپنے ارواح کے واسطے متحرک یا متیقن ہونا چاہئے۔

سی آئی اڑ نے جواب دیا کہ یہ ٹھیک ہے۔

سقراط نے کہا کہ وہ مرکب اور حصص عمومی نہیں ہے جو کہ قدرتا تشریف نہ ہو جانے کے قابل ہے اسی طرح کہ اسکو ترکیب دی گئی تھی اور کیا وہ غیر مرکب نہیں ہے۔ جو کہ صرف تشریف نہ ہو جانے کے قابل نہیں اگر کوئی چیز ایسی ہے۔

سی آئی اڑ نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں ایسی ہی ہے۔

سقراط نے کہا کہ اور وہ چیز جو ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی ہے۔ اور لا تبدیل رہے البسا اغلب ہے کہ غیر مرکب یعنی مفرد ہو اور وہ جو ہمیشہ بدل رہتی ہے۔ اور ایک جیسی کبھی نہیں رہتی البسا اغلب ہے کہ مرکب ہو۔

سی آئی اڑ۔ ہاں میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔

سقراط۔ نے کہا کہ اب ہم اپنے پہلے مضمون پر پھر واپس آدیں کیا وہ موجودہ چیز جس کو ہم ابھی بحث میں ہستی مطلق کہتے آئے ہیں۔ ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی ہے۔ یا بدل جاتی ہے۔ کہ مطلق برابری مطلق خوبصورتی اور علاوہ اس کے دوسری مطلق ہستی پر کیا یہ تبدیلی آسکتی ہے یا کیا مطلق ہستی مرابطات بالکل ایک ہی اوستہا میں رہتی ہے اور تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور کبھی کسی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی اُس پر عاید ہوتی ہے۔

حواسوں کو محسوسات پر استعمال کرنے سے اس گمان کو جو ہمارے پاس پہلے تھا پھر حاصل کیا۔ تو علم اس گمان کا حامل کرنا ہے جو پہلے ہی ہمارا ہے تو کیا ہے ہم یادداشت کہیں تو یہ ٹھیک نہیں۔

سم لیس۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔
سقراط۔ کیونکہ ہم اسے ممکن ثابت کر چکے ہیں کہ ایک چیز کو قوت یا صفت یا سماعت یا کسی اور حواس سے معلوم کرنا اور پھر اس سے کسی اور مشاہدہ یا غیر متشابہ چیز کا خیال کرنا جو کہیں بھول گئی تھی لیکن جس چیز سے یہ چیز متعلق تھی اور اس نے میں کتا ہوں کہ وہ باتوں سے ایک بات ٹھیک ہونی چاہئے۔

(۱) یا تو ہم تمام گمان کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ اور اپنی تمام زندگی میں اسے ہمراہ رکھتے ہیں۔ (۲) باوجود ان کے بعد وہ شخص کہ جن کو ہم کہتے ہیں کہ سیکھ ہے میں۔ صرف یاد کر رہے ہیں اور ہمارا گمان صرف یادداشت ہے۔

سم لیس۔ اے سقراط یہ بلاشبہ ٹھیک ہے۔
سقراط۔ اے سم لیس۔ ان دونوں میں سے تم کسے پسند کرتے ہو۔ کیا ہم پیدائش کے ساتھ ہی پیدا ہوتے ہیں۔ یا ان چیزوں کو ہم یاد کرتے ہیں۔ جن کا گمان ہم نے پیدائش کے پہلے حاصل کیا ہے۔

سم لیس۔ اے سقراط میں فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا۔
سقراط۔ کیا اس سوال کی بارے میں تمہاری کچھ رائے نہیں ہے کیا ایسا آدمی جو کچھ جانتا ہے اس کا جو کچھ کہہ جاتا ہے کچھ حال بیان کر سکتا ہے یا نہیں۔ تمہاری اس کی بابت کیا رائے ہے۔ اور تمہارا اس پر کیا خیال ہے۔

سم لیس۔ اے سقراط البتہ وہ اس کا بیان کر سکتا ہے۔
سقراط۔ اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہر ایک شخص ان خیالات کا جن کا کہ ہم فکر کر رہے ہیں بیان کر سکتا ہے۔

سم لیس۔ نہ کہ بیشک میں چاہتا ہوں کہ میں کر سکتا لیکن میں بہت ڈرتا ہوں کہ کل موت کوئی زندہ آدمی موجود نہ ہوگا۔ جو کہ ایسا مباحثہ کر سکے جیسا کہ ہونا چاہئے۔
سقراط۔ اے سم لیس کیا تم یہ نہیں خیال کر رہے ایک آدمی ان باتوں کو جانتا ہے۔

سم لیس۔ ہر ایک نہیں جانتا۔
سقراط۔ تو کیا وہ یاد کرتے ہیں جو کچھ کائناتوں نے پہلے سیکھا۔

سم لیس۔ بے شک ضروری ہے۔
سقراط۔ اور ہماری رگوں نے اس گمان کو کب حاصل کیا۔ یہ ہمارا شکل انسانی میں پیدا ہونے کے بعد نہیں ہو سکتا۔

سم لیس۔ بے شک نہیں ہو سکتا۔
سقراط۔ تو کیا یہ پیشتر تھا۔

سم لیس۔ ہاں۔
سقراط۔ تو اے سم لیس ہماری رگوں میں پہلے موجود تھیں ہمارے جسموں سے علیحدہ اور پیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آئیں وہ عقل رکھتی تھیں۔

سم لیس۔ اے سقراط جب تک کہ ہم اس گمان کو پیدائش کے وقت حاصل نہ کریں وہ وقت تب تک باقی رہتا ہے۔
سقراط۔ اچھا اے میرے دوست اور وہ کونسا وہ سماوت ہے جبکہ ہم اسے کھوتے ہیں۔ ہم نے ابھی اتفاق کیا تھا کہ ہم اس کے ساتھ نہیں پیدا ہوئے

سم لیس۔ یہ بہت ناموافق ہے۔
سقراط۔ اور اس پر بھی بہت متفق ہیں۔ کہ ہم نے برابری کا خیال حاصل کیا۔ اور نہ کر سکتے تھے بغیر قوت یا صفت اور اس کرنے کے دیگر حواس کا بھی یہی حال ہے۔

سم لیس۔ ہاں اے سقراط دلیل کے واسطے یہ ایسا ہی ہے۔
سقراط۔ خواہ کسی طرح ہو یہ حواس کا ہی ذریعہ ہے کہ ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ تمام محسوسات مطلق برابری کے متشابہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس سے کبھی میں جیسے برابر نہیں بلکہ ہمیں کیا یہ ایسا نہیں۔

سم لیس۔ ہاں اسی طرح ہے۔
سقراط۔ تب پیشتر اس کے کہ ہم نے دیکھنا سنا اور دیگر حواس پر استعمال کرنا شروع کیا۔ ضروری ہے کہ ہم نے حقیقی اور مطلق برابری کا گمان حاصل کیا ہوگا۔ ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ ہم برابر محسوس چیزوں کو مطلق برابری کے ساتھ مقابلہ کر سکتے اور نہ یہ دیکھ سکتے کہ اول الذکر لینے محسوس امتیاز تمام حالتوں میں مؤخر الذکر کے ساتھ متشابہ کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ وہ ہمیشہ اس سے ادا ہوتے ہیں۔

سم لیس۔ اے سقراط جو کچھ کہہ چکے ہیں یہ اس کا لازمی نتیجہ ہے۔
سقراط۔ کیا ہم نہ دیکھتے اور نہ سنتے اور نہ دیگر حواس کو رکھتے تھے جب ہم پیدا ہوئے۔

سم لیس۔ ہاں بے شک لینے ضرور رکھتے تھے۔
سقراط۔ اور یہ ضرور کہتے مطلق برابری کا گمان پیشتر ان حواس کو حال تک پیدا ہوا۔

سم لیس۔ ہاں بے شک۔
سقراط۔ تو پھر یہ ظاہر ہے کہ ہم نے وہ گمان پیشتر پیدا ہونے کے پایا ہے۔

سم لیس۔ ہاں پہلے ہی پایا ہوگا۔
سقراط۔ اب اگر ہم اس گمان کو پیدائش کے پہلے حاصل کیا اور اس گمان کو رکھتے ہوئے پیدا ہوئے تو ہم پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے وقت نہ صرف برابر۔ شے اور کم کو جانتے تھے۔ بلکہ اس قسم کی ہر چیز کو جانتے تھے۔ کیا

یہ ایسا نہیں ہے اور ہماری پیدائش نہ صرف برابری ہی کے واسطے ہے بلکہ اسی طرح مطلق نیکی اور مطلق خوبصورتی اور مطلق اضافہ و مطلق پاکیزگی کے واسطے بھی ہے۔ حاصل کلام میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ یہ دلیل ہر ایک چیز پر عاید ہو سکتی ہے۔ جس کو ہم اپنے مباحثہ کے سوال و جواب میں حقیقی کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ پس یہ ضرور ہے کہ ہم نے اپنا تمام حقیقی چیزوں کا گمان پیدائش سے پہلے حاصل کیا ہو۔

سم لیس۔ یہ ایسا ہی ہے۔
سقراط۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ اس گمان کے ساتھ ہی پیدا ہوں۔ اور ضرور ہے کہ اپنی ساری زندگی میں ہمیشہ اس گمان کو ساتھ رکھیں

اگر ہم اس گمان کو بروقت حاصل کرنے کے بعد بھول نہیں جاتے کیونکہ جاننے کے لئے حقائق کو حاصل کرنا اور اسے رکھنا ہے۔ نہ کہ اسے کھودینا۔ اے سم لیس کیا ہماری فطرت کسی چیز کو بھولنے سے اس گمان کا کھود دینا نہیں ہے۔

سم لیس۔ اے سقراط بے شک۔
سقراط۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ایسا ہو کہ ہم نے پیدائش کے وقت اس علم کو کھود دیا جو کہ پیدائش کے پہلے حاصل کیا تھا۔ اور پھر بعد اس کے اپنے

دوسری مراد لکڑی کے ٹکڑوں یا پتھروں کی برابری سے نہیں ہے بلکہ اس سے ذاتی یعنی خاص صفت مساوات کو۔ کیا ہم کہیں کہ ایسی چیز کوئی ہے یا نہیں؟
سم لیں۔ ہاں بے شک ہم کو ضرور ماننا پڑیگا۔

سقراط۔ اور کیا ہم جانتے ہیں کہ یہ مساوات کیا ہے۔
سم لیں۔ بیشک ہم جانتے ہیں۔
سقراط۔ ہم نے اس کا علم کہاں سے حاصل کیا۔ کیا لکڑی کے ٹکڑوں اور پتھروں اور دیگر اشیاء (جن کا ہم ابھی ذکر کر رہے تھے) کے دیکھنے سے ہمیں حاصل ہوئی۔ کیا ہم نے اس صفت برابری کا خیال ان چیزوں سے حاصل نہیں کیا جو کوئی ان سے مختلف ہیں اور کیا ہم اختلاف کہتے ہو کہ یہ مختلف ہیں۔

اس سوال کو اس پہلو سے سوچ کر ہم لکڑی اور پتھر کے برابر لکڑی بعض برابر اور بعض وقت برابر معلوم ہونے میں حیرانگہ رہے ہیں۔

سم لیں۔ ہاں بیشک ایسا ہی ہے۔
سقراط۔ لیکن کیا مطلق برابری ہمیں کبھی برابر معلوم ہوئی یا مطلق برابری کبھی برابر معلوم ہوئی۔

سم لیں۔ نہیں کبھی نہیں۔ سقراط۔

سقراط۔ لیکن یہ ان چیزوں سے ہی تھا جو مطلق برابری سے مختلف ہیں۔

سم لیں۔ ہاں بیشک اس کا علم یا گمان پایا۔

سم لیں۔ جواب دیا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔

سقراط۔ اور یہ بھی کہ یہ ان کے متشابہ ہیں یا غیر متشابہ۔

سم لیں۔ بے شک۔

سقراط۔ لیکن اس سے کچھ فرق نہیں ہوتا جب تک کہ ایک چیز کا دیکھنا ایک دوسری چیز کو تمہارے دل میں لاتا ہے ضرور ہے کہ وہاں یادداشت ہو۔

خواہ وہ دونوں چیزیں متشابہ ہوں یا نہ ہوں۔

سم لیں۔ کیا ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ اچھا لکڑی کے ٹکڑے اور اسی طرح اور برابر چیزیں جن کا ہم ابھی ذکر کر رہے تھے۔ ہم پر اسی طرح تاثیر کرتے ہیں۔ کیا وہ ہمیں اسی طرح برابر معلوم ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ مطلق برابری برابر معلوم ہوتے ہیں۔ کیا وہ

مطلق برابری سے کچھ کم ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا ہمارا اس بات پر اتفاق ہے۔ ایک آدمی ایک چیز دیکھتا ہے اور اپنے دل میں کہتا ہے یہ چیزیں

جو میں دیکھتا ہوں ایک دوسری چیز کے متشابہ معلوم ہوئی ہیں لیکن یہ اس سے کچھ نامکمل ہے اور اس چیز کے متشابہ نہیں ہو سکتی۔ یا اس سے کمجی ہے۔ کیا یہ ضرور نہیں کہ وہ آدمی جو کہ یہ خیال کرتا ہے اس پتھر کو

پہلے وقت میں جانتا ہے جو کہ وہ کہتا ہے کہ یہ متشابہ ہے اور جس کی کمی ہے۔

سم لیں۔ ہاں یہ ضرور ہے۔

سقراط۔ کیا برابر چیزوں کے بارے میں بھی در مطلق برابری کے بارے میں

ہمارا خیال اسی طرح تھا۔

سم لیں۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ تب یہ ضرور ہی ہے کہ برابری کا علم ہمارے پاس پہلے موجود تھا۔ پیشتر اس کے کہ ہم نے اول دفعہ برابر چیزوں کو دیکھا اور معلوم کر لیا۔

کہ وہ تمام برابری کے متشابہ ہونے کے کوئی کام کرتی ہیں اور تمام اس کے اڑنے میں

ایک اور طرح سے غور کرو۔ اور پھر دیکھو کہ تم ہم اتفاق کرتے ہو یا نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ تمہارے شکوک یہ ہیں۔ کہ اس طرح وہ جسے ہم علم کہتے ہیں یادداشت ہو سکتی ہے

سم لیں۔ نے جواب دیا کہ نہیں میں شک نہیں کرتا۔ لیکن یادداشت کے بارے

میں دلیل کو پھر یاد کرنا چاہتا ہوں۔ جس بات کی سی آئی انہوں نے تشریح کرتے کا ذہن

تھا وہ تمہارے مسئلہ کے قریب مطابق ہے۔ اور مجھے قابل کر دیا ہے لیکن تاہم میں

سننے کے لئے تیار ہوں۔ کہ تم اسے کس طرح بیان فرماتے ہو۔

سقراط۔ نے کہا کہ اس طرح۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہم اس بات میں متفق ہیں کہ اگر

کوئی بات ایک آدمی یا دیگر کتا ہے تو یہ ضرور ہے کہ وہ بات اس کے کسی پہلے تجربے کی

سم لیں۔ نے کہا بے شک۔

سقراط۔ اور کیا ہم اس بات پر بھی متفق ہیں کہ جو کوئی علم مفصل ذیل طریقہ پر

آتا ہے تو ہم اسے یادداشت کہتے ہیں۔ جب ایک آدمی کوئی چیز دیکھتا یا سنتا

ہے یا کسی اور جس سے محسوس کرتا ہے تب نہ صرف اس چیز کو جانتا ہے بلکہ اپنے

دل میں کسی اور چیز کا بھی خیال رکھتا ہے جس کا علم اس سے بالکل مختلف ہے

کہ ہم اس بات کے کہنے میں ٹھیک نہیں ہیں۔ کہ وہ اس چیز کو یاد کرتا ہے جس

کا کہ خیال اس کے دل میں موجود تھا۔

سم لیں۔ تمہاری مراد کیا ہے۔

سقراط۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان کا علم ایک رنگی کے علم سے علیحدہ ہے

کیا یہ نہیں سم لیں۔ بے شک۔

سقراط۔ اور تم جانتے ہو کہ جب عاشق ایک سارنگی یا ایک کپڑا یا کسی اور چیز کو

جس کو کوئی ان کے معشوق دیکھنے کے عادی ہیں تو اس وقت ان کے دل میں اس

معشوق کی تصویر نقش ہو جاتی ہے جن کی کہ وہ سارنگی ہے۔

یہ یادداشت ہے۔ مثلاً کوئی شخص سم لیں کو دیکھ کر اکثر سی بی اے کا خیال

کر لیتا ہے۔ اور اس بات کی بے شمار مثالیں ہیں۔

سم لیں۔ نے کہا کہ بیشک ہیں۔

سقراط۔ نے کہا کہ کیا یہ ایک قسم کی یادداشت نہیں اور خاص کر ایک آدمی

جب یہ خیال ان اشیاء کی بات کہتا ہے جو کہ زمانے سے اور عدم تو جی نے بھلا دیا ہے

سم لیں۔ نے جواب دیا کہ بیشک اسی طرح ہے۔

سقراط۔ اچھا کیا یہ ممکن ہے ایک آدمی کو یاد کرنا ایک گھوڑے کی تصویر

یا ایک سارنگی کی تصویر کے دیکھنے سے یا سی بی اے کی تصویر دیکھ کر اس کو یاد

سم لیں۔ بے شک ممکن ہے۔

سقراط۔ اور کیا یہ بھی ممکن ہے کہ خود سم لیں کو یاد کرنا سم لیں کی تصویر دیکھنے سے۔

سم لیں۔ بے شک۔

سقراط۔ تب ان تمام حالتوں میں یادداشت متشابہ اشیاء اور

غیر متشابہ اشیاء سے بھی پیدا ہوتی ہے۔

سم لیں۔ ہاں پیدا ہوتی ہے۔

سقراط۔ لیکن جبکہ ایک آدمی ایک متشابہ چیزوں سے پیدا شدہ یادداشت

دیکھتا ہے۔ کیا اس کو اس سے آگے اور خیال نہ آئیگا اور نہ سوچے گا کہ آیا وہ

مشابہت جو کہ اسے یاد ہے کسی طرح سے نامکمل ہے یا نہیں؟

سم لیں۔ ہاں وہ سوچے گا۔

سقراط۔ اب دیکھو کیا یہ ٹھیک ہے کہ ہم برابری کی ہستی کو نہیں ملتے

سقراط - اور پھر کہہ دو چہرہ کا تہ سے پیدا ہوتی ہے اور طاقتور کمزور سے۔
سی بی اے - بے شک۔
 سقراط - اور بدتر پیدا ہوتا ہے۔ خوب تر سے اور زیادہ منصف۔ یا وہ ظالم سے
سی بی اے - بے شک۔
 سقراط - تو اب کافی طور پر ہم کو ظاہر ہو گیا کہ تمام چیزیں اسی طرح پیدا ہوتی ہیں۔
 یعنی متضاد چیزیں متضاد کو پیدا کرتی ہیں۔ **سی بی اے** - ایسا ہی ہے +
 سقراط - اور کی متضاد کی ہر ایک جوڑی میں جوڑی کی دو چیزوں کے درمیان
 دو تہہ یکساں نہیں۔ جیسے ایک سے دوسرے میں اور پھر دوسرے سے تیسرے
 پڑی اور پھر تیسرے کے درمیان بڑھتا اور کم ہوتا۔ اور کیا ہم یہ نہیں کہتے ہیں۔ ایک
 بڑھتا ہے تو دوسرا کم ہوتا ہے + **سی بی اے** - ہاں۔
 سقراط - پھر اسی طرح جذباتی ہے۔ اور غلاب ہے۔ اور سردی ہے اور گرمی وغیرہ
 کیا یہ عام قاعدہ نہیں ہے۔ اگرچہ ہم اس کو ہمیشہ لہجے الفاظ میں نہیں بیان کرتے
 کہ متضاد ہمیشہ ایک دوسرے کو پیدا کرتے ہیں اور یہ کہ ان کے درمیان ایک
 شے کے دوسرے میں تبدیل ہونے کا عمل ہے۔
سی بی اے - ضرور یہ ہے۔
 سقراط - تو اچھا بتاؤ کہ زندگی کا کوئی متضاد ہے؟ اس طرح کہ جس طرح نیند کی ابتدا
سی بی اے - بے شک ہے۔
 سقراط - وہ کیا چیز ہے
سی بی اے - نے کہا کہ موت۔
 سقراط - تو اگر زندگی اور موت متضاد ہیں تو کیا وہ ایک دوسرے سے
 پیدا ہوتی ہیں۔ وہ دو ہیں اور ان کی دو تبدیلیاں ہیں۔ کیا یہ ایسا نہیں؟
سی بی اے - بے شک۔
 سقراط - نے کہا کہ اب میں تم سے ان دریاہی متضاد جوڑوں میں سے دیکھا بھی کر
 چکا ہے۔ ایک کا ذکر کرنا۔ اور دوسرے کا بیان تم نے کرنا بند جانے کی متضاد ہے۔
 نیند سے جاگنے کی حالت پیدا ہوتی ہے اور جاگنے کی حالت سے نیند پیدا ہوتی ہے۔ ان
 کی دو تبدیلیاں پہلے سے تھیں اور دوسری جاگن۔ کیا یہ ظاہر ہے۔
سی بی اے - ہاں یہ بالکل ظاہر ہے۔
 سقراط - اور تم مجھے اب زندگی اور موت کی بابت بتاؤ۔ کیا موت زندگی کی متضاد ہے یا نہیں
سی بی اے - نے کہا کہ ہاں یہ ایسی ضدیں ہیں +
 سقراط - نے کہا کہ کیا یہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہیں یا نہیں +
سی بی اے - نے کہا کہ ہاں پیدا ہوتی ہیں +
 سقراط - سنا کہ تو پھر وہی چیز ہے جو زندہ سے پیدا ہوتی ہے اُس نے جواب دیا کہ موت
 اور مردوں سے کیا پیدا ہوتی ہے اس کا کہہ کرنا چاہئے کہ زندہ۔ تو پھر اے سی بی اے
 زندہ چیزیں اور زندہ آدمی مردوں سے پیدا ہوتے ہیں اس کا کہہ کرنا تو صاف ظاہر ہے۔
 پھر سقراط نے کہا کہ ہماری روحیں انکی دنیا میں جاتی ہیں۔ سی بی اے نے کہا کہ یہ تو صاف ظاہر ہے
 سقراط - اب ان دو تبدیلیوں میں سے ایک تو بالکل ٹھیک ہے۔ یعنی میں خیال کرتا ہوں کہ
 موت ٹھیک ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ **سی بی اے** - ہاں بالکل ایسا ہی ہے +
 سقراط - اب میں اس کو کرنا چاہتا ہوں اس کے مخالف ایک اور تبدیلی نہیں ماننی
 چاہئے کہ کیا قدرت اس جگہ نہ ٹھیک ہے؟ کیا یہ ضرور نہیں کہ ہمیں مرنے کے بعد بھی کوئی
 مخالف تبدیلی ماننی چاہئے +

سی بی اے - ہاں اگر میں بے شک ایسا ہی خیال کرتا ہوں +
 سقراط - اور وہ کیا ہوتا چاہئے۔
سی بی اے - دوبارہ جنم لینا۔
 سقراط - اور اگر پھر زندگی میں واپس آنا ٹھیک ہو تو یہ ایک تبدیلی مردوں سے
 زندہ میں نہیں ہوتی۔
سی بی اے - ہاں ضرور ہوتی۔
 سقراط - تب ہمارا اس بات پر اتفاق ہے کہ زندہ مردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔
 اسی طرح جیسے کہ زندہ مردوں سے۔ لیکن ہم نے یہ بھی ماننا تھا کہ اگر یہ ایسا ہو تو پھر کافی
 وجہ ہوگی۔ اس بات کے ثبوت کے واسطے کہ مردوں کی روحیں ضرور کسی کسی جگہ
 رہتی ہیں۔ جہاں سے کہ وہ دنیا میں اگر جنم لیتے ہیں +
سی بی اے - ہاں سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری بحث کا یہ ضروری نتیجہ ہے۔
 سقراط - اے سی بی اے میں خیال کرتا ہوں کہ ہمارا یہ نتیجہ غلط نہیں۔ کیونکہ اگر متضاد
 ہمیشہ متضاد کی مطابقت نہ کریں جیسا کہ وہ پیدا ہوتے ہیں اور اس طرح جیسا ایک
 دائرہ میں پھرنے ہوتے ہیں اور اگر ہم تبدیلیوں میں صرف خط مستقیم میں ہوتیں صرف ایک
 متضاد سے بغیر دوسرے متضاد میں واپس آنے کے۔ تب تم جانتے ہو کہ اگر یہ تمام
 چیزیں ایک ہی شکل اور ایک ہی حالت میں آجاو گی۔ اور یہی ہونی بالکل بند ہو جائیگی
سی بی اے - نے یہ جھاک تہا ہی مراد کیا ہے۔
 سقراط - نے جواب دیا کہ سہی مراد سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ اگر ایک ہی متضاد
 ہوتا۔ مثلاً سونا اپنے دوسرے متضاد یعنی چاندی کے جو کہ پہلے سے پیدا ہوتا ہے۔ تو
 تمام قدرت آخر کار مادی ہی بن کے قہر کو بے صفہ کر دیگی۔ اور پھر وہ بالکل مشہور
 نہ ہوگا۔ کیونکہ اگر ہر ایک دوسری چیز بھی اسی نیند کی حالت میں ہوتی جس میں کہ وہ
 تھا۔ اور اگر تمام چیزیں اس میں ایک ہوتیں اور کبھی جدا نہ ہوتیں تو انکس خورش
 کا قیاس جلد سمجھ میں آجاو گی۔ اسی طرح اسے میرے پیارے **سی بی اے** اگرچہ
 تمام چیزیں کہ جن میں زندگی ہے میں اور پھر مرنے کے بعد اسی حالت میں ہیں اور
 پھر زندگی میں نہ آجیں تو ایک ضروری اور لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہر ایک شے آخر کار
 مرجائیگی۔ اور کوئی چیز زندہ نہ رہیگی۔ کیونکہ اگر زندہ چیزیں موت کے سوا کسی اور وجہ
 سے پیدا ہوں اور پھر مرجائیں تو یہ نتیجہ لازمی ہے کہ تمام چیزیں مرجائیں گی یا ایسا نہیں
سی بی اے - نے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کہتے ہو بالکل ٹھیک ہے +
 سقراط - ہاں **سی بی اے** میں خیال کرتا ہوں کہ یہ صحیح ایسا ہی ہے اور ہم نے اس نتیجہ
 پر پہنچنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ سرے ہونے پھر جنم لیتے ہیں۔ اور زندہ مردوں سے
 پیدا ہوتے ہیں۔ اور مردوں کی روحیں جاتی رہتی ہیں۔ جن میں سے نیک آدمیوں
 کی روحوں کی حالت اچھی اور بد آدمیوں کی روحوں کی حالت بُری +
سی بی اے - نے کہا کہ اے سقراط اس کے علاوہ اگر وہ مسئلہ جو کہ تم اکثر بیان کرتے
 ہو کہ ہمارا علم صرف باورداشت کا عمل ہے ٹھیک ہوتا ہے خیال کرتا ہوں کہ یہ
 ضروری ہے کہ وہ چیز جواب ہم باور کرتے ہیں ضرور کسی پہلے وقت سیکھی ہوگی۔
 اور یہ ناممکن ہوگا۔ جب تک کہ ہماری روحیں ہر شے اس کے کردہ انسانی قالب
 میں آجیں موجود ہوں۔ پس یہ ایک اور دلیل ہے اس بات کے لئے کہ روح ناکافی
 لیکن درمیان میں ہمیں یوں لگتا ہے کہ اس کی ان واسطوں سے دعوت کا نفوت کیا ہے۔ مجھے یاد
 دلا اس وقت مجھے پورے طور پر یاد نہیں +
 سقراط - نے کہا کہ اس قسم میں اگر یہ دلیل نہیں قابل نہیں کرتی تو اس پر

لیجئے اب تک کے بعد دوسرے میں نہ زوٹ سے آہستہ میں۔ اور اس سے ملنے میں اور اس سے عقاب میں۔ اور پھر اس سے گر چہ میں۔ اور اس سے نکلے میں حتیٰ کہ آدمی میں آجاتی ہے اور پھر انسان سے بڑھ کر یا جملہ یا فرشتوں میں جو عالم الا میں رہتے ہیں اور اس سے اعلیٰ حالت میں جس کے اصل ارادوں کو ستر قوی بار سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ کیونکہ ہماری تحقیقات کے قرآن و بیان تک پہنچنے میں حسد سے بڑھ کر کوئی آخری جگہ سوچ لوگ ہے۔ تاکہ وہ میں جو کلام کے قور کی گیسوں کا مجموعہ میں۔ وہی نظام شمس کے قیام کا باعث جس۔ دہشت فوٹو کیمیا میں زمانہ حال کے جیون فلاسفری۔ ای۔ یوسک صاحب روح کی بابت نکتہ میں رفرح نفیر و شیعہ اور سید خیالات کو نکرہ سکنا ہے۔ لیکن جو نکرہ وہ خود مدد والا ہے جس میں واسطے ایک ہی وقت پھر خیالات رکھنے کے ناقابل ہے۔ اگر مان بھی لیا جا کر وہ آہستہ آہستہ ان خیالات کو حاصل کر کے تو ضرور ہے کہ ان خیالات کے حاصل کرنے کے واسطے ایک ترتیب وار سلسلہ ہو۔ تا حال روح باقی حواس رکھتا ہے لیکن نہ تو کوئی ایسی دلیل ہے کہ جس سے ہم یائیں کہ وہ الٹی حواس کے ساتھ مدد مانو تھا۔ اور نہ یہ کہ وہ پہنچے ہی کے ساتھ ختم ہو جاوے گا۔ کہ جو کہ قدرت چلا گئیں تیراتی اس واسطے روح تمام چھوٹے درجوں سے گذر کر اس حالت میں جا پہنچا ہے۔ اور جو کہ قدرت میں بہت سے مائے اوطاق ہیں اس قسم کی موجود ہیں۔ جن کو حواس محسوس نہیں کر سکتے۔ اس واسطے بہ ضرورت ان لینا چاہئے۔ کہ قدرت میں آئندہ۔ ایسے مدایج ہونگے جن میں کہ رفرح اس قسم کے حواس پیدا کرے گا۔ جو قدرت کی طاقتوں کے مطابق ہوں۔ (چیمپس این سائیکلو میڈیا) +

حکیم سقراط کا مذہب۔ یہ حکیم عام طور پر تاریخ کی تعلیم دتا اور بازار میں اس مسئلہ کی وضاحت کرتا تھا۔ بہہ یونان کے نامی حکیم اطلالوں کا اشتداد تھا۔ وہ روح کے انادی اور غیر فانی ہونے کا فائل اور بڑے مضبوط دلائل سے اس کے وجود پر بحث کیا کرتا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ سقراط سے اس کا شاگردی بیڑہ سال کرتا ہے کہ اس سقراط اگر علاوہ اس کے تھا تو یہ اصول جس کے بیان کرنے کے تم اکثر مشتاق ہو۔ کہ ہمارا علم صرف ایک یا دو داشت کے طور پر ہے سچ ہو تو میں خیال کرتا ہوں کہ ہم اس کو جس کو کہ اب ہم اپنی باداشت میں لے آتے ہیں۔ کسی پہلے وقت میں پڑھ چکے ہونگے۔ اور نہ ناممکن ہے کہ سوائے اس حالت کے کہ ہماری روحیں پیشتر اس کے وہ اس انسانی جسم میں آئیں موجود رہ چکی ہوں۔ اس طرح یہ روح کو انادی ماننے کے لئے ادراک دلیل ہو سکتی ہے۔

اس پرستم میں دوسرے شاگرد نے کہا کہ اسے سستی یا اذاس کا کیا ثبوت وہ دلائل مجھ کو مادللا۔ کیونکہ اس وقت وہ مجھ کو صاف طور پر یاد نہیں ہیں سستی انہی نے جواب دیا کہ ایک دلیل اور جو کہ وہ سب سے زبردست ہے۔ یہ ہے کہ اگر تم آدمیوں کو سیدھی طرح سے کسی بات کی بابت سوال کرو تو وہ تم کو صحیح صحیح خود بخود جواب دیتے۔ لیکن وہ اس کے جواب دینے کے قابل نہ ہوتے اگر ان میں علم اور سچی عقل نہ ہوتی۔ اس کے علاوہ تھان کو ایسی چیزیں جیسی انڈینس کی شکل دکھلاؤ۔ تب اس مسئلہ کا ثبوت تم کو پورا پورا مل جائیگا

اس پر مصنف نے دہانتا ہے۔ اس کی مثال کے لئے صفحہ ۱۰۲ الف کا عنوانہ جہاں کہ میں جنگ کی طرح سقراط دوبارہ یاد آجائے کہ مسئلہ کو ثبوت کرتا ہے۔ اور وہ ایک غلام کو مسئلہ اقلیدس کا مائل تا وقت تھا۔ اقلیدس کی بابت معقول سوال کرنے سے روح کے انادی تیرے کو ثابت کرتا ہے۔ تا کہ ان کے اس سے ٹھیک جواب حاصل کرتا ہے۔

دیکھو ٹرائل ابٹا ٹیڈ آف ساکر طریر ستر مریج صا۔ یہ ہم۔ اسے مشہور (صفحہ ۱۰۲) ادراک میں کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر دیکھتے ہیں۔ روح کے انادی کی بات پر ہے اور یہ وہی لیا آف ساکر طریر میں لیا ہی ہے۔ اور نہ تیرے ہونے میں ستر مریج صا۔ یہ ہم۔ سی +

جب متنازعہ ہوا آیت ۷۰ کی اور نہ ستر مریج صا۔ یہ ہم۔ اسے مشہور (صفحہ ۱۰۲) ادراک میں کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر دیکھتے ہیں۔ روح کے انادی کی بات پر ہے اور یہ وہی لیا آف ساکر طریر میں لیا ہی ہے۔ اور نہ تیرے ہونے میں ستر مریج صا۔ یہ ہم۔ سی +

لیکن اگر یہ ٹھیک ہے۔ زندہ مردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ تو یہ ضروری ہے کہ ہماری روحیں دوسری دنیا میں رہیں۔ کیونکہ بغیر اس کے وہ غیر تیرے سے مل سکتیں۔ یہ ایک کافی ثبوت ہوگا۔ اور ٹھیک ہے کہ اگر ہم سستی یا اذاس کر دے کہ زندہ صرف مردوں سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو پھر ہمیں ضرور کوئی دلیل ڈھونڈنی پڑیگی +

ستی یا اذاس کے کہا کہ میں ٹھیک اسی طرح ہے۔ سقراط نے کہا کہ سب سے آسان طرح اس سوال کے جواب دینے کا یہ ہوگا کہ ہم نہ صرف آدمی کی بابت سوچیں بلکہ تمام حیوانات اور مردوں بلکہ تمام چیزوں کی بابت جو پیدا ہوتی ہیں۔ کیا ہر ایک نے جیسا کہ کوئی متضاد ہے عرف اپنے متضاد سے ہی پیدا ہوتی ہے؟ حیدرین سے میری مراد یہ ہے۔ شرف و رکنہ۔ انصاف و ظلم اور اسی طرح اور ہزاروں مثالیں ہیں +

پس اب دیکھنا چاہئے کہ کیا ہر ایک چیز کے واسطے کہ جس کا کوئی متضاد ہے ضروری ہے کہ وہ عرف اپنے متضاد سے پیدا ہو۔ مثلاً جب کوئی چیز کسی دوسرے سے بڑی ہوتی ہے تو ہر اخیال ہے کہ وہ سے ضرور چھوٹی ہوگی۔ تب پھر بڑی ہوگی سستی یا اذاس کے کہا کہ ہاں۔ سقراط۔ اور اگر کوئی چیز چھوٹی ہوتی ہے تو ضرور وہ سے بڑی ہوگی۔ اور پھر بعد ازاں چھوٹی ہوئی ہوگی +

ستی یا اذاس ٹھیک ایسا ہی ہے۔ ثبوت تلخ

من غیر فی کمالہا اذ اخرجت من جسم انی حیوان تدخل فی جسم انسان اوفی جسم حیوان فذلک کان فیتاغورث یسجد فی منہ کل الحیوانات وکان نزعہما ایضاً ان ذنب من یفعل لذبا یا اذ الذنب وادخلہما من الہود و مثل ذنب الذی یقتل انما حدیث ان سائر الارواح و لحدیث متفقہ فی جمیع الحیوانات و اراد فیتاغورث ان یتکلم الجماعتہ من فی تناسخ الارواح فاحبرہم انہ کان یسألانی جسمہ ایسا لیدیہ و ادعی کان امن عطار د من الہتہ ایسی نان۔ وکان عطار یقول لہ۔ ان ذلک سن بنی ماتحت تعطلہ ما عد البقاء والدوا حتی یتغرغض فی مقصہ حدیث تطلب منہ ان یعطیہ قوۃ تذکر جمیع اشیاء الہیہ الہ فی الدنیا فی حیاتہ و بعد مماتہ ومن ذلک الوقت صار علیا جمیع ما یقع فی الدنیا و احبرہم ایضاً بانہ لما خرج من جسمہ ایسا لیدیہ تنقل فی جسم اوفوریہ وکان حاضر فی حضارہ مدینہ یروادہ وجرحہ شخص یسعی منیلا من جرحا شدیدا و بعد ذلک خرج الی جسم ہر موتمیوس و فی ہذا الزمن اراد ان یثبت للناس بآویہ لہ عطار یقول ذہب الی بلد ابوالجمید س و دخل ہیکل و یولون و اذ اھتم فیہ درانیہ البالبہ الہی کان سلیما مبنیلا من جن جنہ و نذرہا لذلک الہیکل دلیلا علی تعمر و نہر انتقل الی جسم صیاد و سعی یوروس نمر الی ذلک الجسم الذی ہو فیتاغورث و انہ لم یعد انتقالہ الی جسم و یکذا و طاروس کذا و غیر ذلک و قال انہ حبس سقرہ فی اودینہ جھنم رانی ذلج الشاعری

ہر یوروس مسلسلہ فی الاعلال و صیلا تہو و عود و تقایس الشدائد جلد۔ و رانی ایضاً روح ہر مدرس معلہ فی شجرہ و اجنات بہا الاذنی من کل جانب و ذلک عقاب لہ علی اکاذبہ الہی کان ینسبہا للاربتہ و اراد ان الرجال الذین کالوا الیخسوت العشر مع نساہم و لیس یوینون فی غایتہ العقاب فی تلک الاودیتہ و القدان فیتاغورث بنی لہ تحت الارض حجرج صغیرہ و غنما اراد النزول فیہا عاھدا من تلک مع التحقیق سائر ما یحصل فی مدۃ عینیہ و یحس نفسہ فیہا سئۃ کاملہ شریح منہا شحفا اشعث اغبر فی مدۃ مہملہ و جمع الناس و احبرہم انہ کان فی جھنم و کان مجاہد علی تصد لبقہ فی ذلک شرع بل کولم ما حسیل و مدۃ غینتہ فقطعوا انہ فوق سائر البشیر و رلوا الخالد و یکلوا و تصرح الرجال البیہ ان لعلہ نساء ہم۔ کان یقول ان الالکھنہ نکرہ القربان من ذوی الاحرار و انما انتقض علی امن یزعمہ قسریہا بقران

تو چہ۔ و رخل کرنا ہے کہ جہان کے روح ہے اور اداک۔ اور اس روح کے لئے لیا دور ہے۔ یہ جہان کی روح تمام آدمیوں اور حیوانات کی روح کو بھرتی ہے یا مثال ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ روحیں کم و بیش یعنی تہذیب نہیں ہوتی ہوائے اس کے کردہ اکثر میں بھرتی ہیں ایک طرف سے دوسری طرف اور جس وقت کوئی جسم مٹا ہے پس اس میں داخل ہوجاتی ہیں مثلاً جس وقت ایک روح انسان کے جسم سے نکلتی ہے۔ اور ان کا اتفاق پڑے مٹھ پڑے اور بھیر گڑے۔ موش یا پرندہ و ماہی وغیرہ حیوانات کے جسم سے جسا کہ ہو۔ پس وہ داخل ہوتی ہے۔ ایسا ہی انسان کے جسم میں کسی فرق کے مہیا کہ نکلتی ہے کسی اور حیوان کے جسم سے اور داخل ہوتی ہے۔ انسان کے جسم میں کسی حیوان کے جسم میں۔ پس اسی واسطے فیتاغورث حیوانات کے کھانے کی

ممانعت میں سختی کرتا تھا۔ وہ خیال کرتا تھا کہ ایسا ہی کہ وہ ہے۔ کبھی۔ ترشہ یا اور ایسے اور گزندہ کے مارنے کا جسا کہ انسان کے قتل کا۔ اس لئے کہ تمام روحیں ایک جیسی ہیں۔ انتقال کرنے والے تمام حیوانوں میں اور ارادہ کیا ہے فیتاغورث نے ایک جماعت کے زور و۔ روحوں کے تناسخ کے ثابت کرنے کا۔ اور اس نے ان کو خبر دی ہے کہ میں پہلے ایسا لیدیہ کے جسم میں تھا۔ جو ابن عطار کے نام سے دنیاں کے دیوتاؤں میں موسوم ہے۔ اس سے میں نے دعا مانگی۔ عطار دے میرے لئے کہ تمہارا تو مانگ جو کچھ کہ مانگتا ہے۔ مگر میں تجھے دوں۔ جو کہ تیرے لئے لازوال زندگی کو مہیا کرے۔ یہاں تک کہ تیری غرض اور مقصود پوری ہو دے۔ میں اس مانگا کہ وہ دیوے قوت یا دوا دشت تمام ان انسان کی جو حاصل ہو سکی۔ مجھ کو دنیا میں میری زندگی میں اور یہ موت کے اور اس وقت سے مجھے تمام چیزوں کی تذکرہ یا وہ ہے اور پھر تیار کیا ایسا ہی جب ایسا لیدیہ کے جسم سے انتقال کر اوفوریہ کے جسم میں آیا اور وہ ایک سنہ کے قلعہ میں بحالت مقابلہ و مجھے زخم پہنچا تھا ایک آدمی جس کا نام سنیل اس تھا۔ نہ زخم بڑا سخت تھا۔ پھر وہاں سے نکل کر مریموس کے جسم میں گیا اور اس زمانہ میں بیٹے ارادہ کیا کہ میں لوگوں پر ثابت کروں کہ جو مجھ کے مجھے عطار دے بخشا تھا۔ میں گیاں میں طرف منہ راہ لیکن میں کے اور داخل ہوا اولیہ کے عبادت خانہ میں اور پھر حاکم ان کو دکھلائے وہ بورانے پیٹھے ہوئے کپڑے جو بحالت زخمی ہوئے سنیل اس کے پیچھے گئے تھے۔ اور بعد ازاں اسی عبادت خانہ کی مذکر کر دئے بطور افتاد کے پھر میں نے انتقال کیا طرف جسم صیاد کے جن کا نام یوروس تھا بعد ازاں نہ جنم لیا جس کا نام فیتاغورث ہے اور تحقیق اس کے لئے میں نے قرون اور طاؤس کے جسم میں بھی دھار کے تھے +

اور بیان کیا گیا کہ جن وقت میں سفر کرتا تھا دیکھ کے مقاموں کا۔ دیکھا میں نے ہر قوم و شاعر کی روح کہ وہاں زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ اور سنوؤں کے بیچ میں تھا۔ اور سخت تکالیف چھیل رہا تھا۔ اور پھر میں نے دیکھا ہومر کی روح کہ وہ درخت سے لٹکا ہوا ہوا تھا۔ اور اس کے گرد اگر دوساں تھے۔ یہ عذاب اس کو ان بطلانوں کے بدلے میں تھا۔ جو اس نے دیوتاؤں کے بدلے میں بولا تھا۔ پھر اس نے دیکھا ان آدمیوں کی روحوں کو جو اپنی عورتوں سے خوش گزران نہیں کرتے اور ان کو سخت تکلیف دیتے ہیں۔ انہیں دیکھ کے مقامات ہیں۔

پھر اتفاق ہوا فیتاغورث کے واسطے کہ اس نے بنایا زمین کے نیچے ایک جھوٹا سا حجرہ اور جس وقت وہ اس میں اترنے لگا تب اپنے پیروں کو کہا کہ جو کچھ ان کو حاصل ہو دے اس کے غیب میں اسے بالتحقیق لکھیں اور جو حجرہ میں ایک برس نہر رہا۔ بعد ازاں اس میں سے نکلا۔ تحف البدن۔ پرانہ موٹے۔ غبار آلود۔ خوفناک صورت میں اور سب کو اکٹھا کیا۔ اور کہا کہ میں دیکھ میں تھا۔ اور ان کو پورا تصدیق کرنے کے لئے اپنے بیانات مذہب کے لئے اس نے ان کو سال بھر کی غیب کی باتیں دیں۔ جسے انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ سب دیموں سے بڑا ہے۔ اور اس کے حال پر گربہ و ناری کی۔ بہانہ نکالنے کی عورتوں سے جان لیا کہ وہ کتنا تھا کہ دوستے جا دوروں کی قربانیوں سے کہرت کرتے ہیں۔ اور جو قربانی سے ان تک پہنچا جاتے ہیں ان پر غضب کرتے ہیں (از تاریخ الفلاسفہ) ایل و دھیل صاحب ڈی۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ کہتے ہیں۔ کہ جسم روح کے رہنے کی جگہ ہے۔ جو کہ مرنے پر نکل جاتی ہے۔ جیسے آدمی چلتے چرے گھر کو چھوڑ دیتا ہے۔ ترقی کے زینہ پر ایک۔ روح بہت اجسام میں جا سکتی ہے

جزین جو کائنات میں ہیں محسوسات سے ہیں۔ اور وہ تحقیق بھرا ہوا ہے ان چیزوں سے جو نہیں جانی جاتی ہیں۔ کائنات میں دو قسم کی چیزیں ایک محسوس دوسری غیر محسوس ہیں وہ بھی مخلوق کا ایک حصہ ہے۔ اور ہر ایک چیز جو ارادہ سے حرکت کرتی ہے وہ روح رکھتی ہے۔ اور زمین وسط عالم میں اپنے اصل مرکز میں حرکت کرتی ہے۔

سولون فیلسوف کا شاگرد تھا اور وہ بھی اسی طرح سے قدرت شاد روح اور مسئلہ تاریخ کا قائل تھا۔ اسی طرح انکسٹورس فیلسوف بھی جو انکسپیش حکیم کا شاگرد تھا اور یہ انکسپیش مندر نامی ایک حکیم کا شاگرد تھا۔ جو کہ تالیس کے شاگردوں میں سے تھا۔ یہی سارے کے سارے تنازعہ کے ملتے والے اور ادوار کی قیادت کے ملتے والے تھے۔ اور فیلو لیوس وارشس خاص الطاریتی اور نیروس وغیرہ مشہور فیلسوف تنازعہ یقین رکھتے تھے +

جائیم ویمو قریطس تاریخ فلسفہ لکھا ہے۔ ان سافر بلاد الہند لیعلم علم فلما سفتھم وزعمد بموقرطس کعلم لوقسلیس ان اصول الاشیاء والذرات والفرغ وان لا بتکون شی من العدم کمال یوفی وحی الی الاحد من الذرات لا بعن دھما فساد ولا تعین کون صلا جہا الی نقادہ کل شی حفظہا من سائر التعلیقات وکان یزعم ان تلك الذرات تكون منها مالا یحیی من العوالم الی کل عالم منها یملک من نون معلوم و یستکون من آثار عالم آخر وھکذا۔

وکان لمول الارواح الانسان التي هي نفس العقل علی رلہ مرکبہ من اخراج ذرات وکذا انک الشیء القرم غیرھا من الکواکب انھذا الذرات لھا حرکت وارتقاء تدریجی لھا جمیع الموجودات وھن حث انھذا الحکمہ الدومہ مسنوبہ فی جمیعھا کان سہما لقولہ یوجد الفضاء وان سائر الاشیاء تكون قهراً ووجدوا وایسیسیفروس سلاک فی مذہب ویمقرطس لکن لمال یقل بالفلسفہ والکیمیا کتابی فی توضیحہ فی ترجمہ لہ ان بقول باللیل الاختیار ویمقرطس کان یزعم ان الروح منتشرہ فی اجزاء الجسم والسبب فی وجود الاحساس فی سائر اجزاء الجسم ان کل ذرۃ من ذرات جسم لھا جزئیات کما فی ذرات الروح صفر ۱۱ تاریخ نامہ ترجمہ اس نے حکیم ہند کا سفر کیا کہ وہ اس کے قدیم فلاسفوں کی تعلیم کو حاصل کرے اس نے اپنے آقا وکس کی طرح خیال کیا کہ کل دنیا کا اصل ریاضی ہے اور یہ کوئی چیز عدم جس سے یہ نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ موجود چیز نیست نہیں ہو سکتی اور یہ کہ ذرات میں کسی قسم کا فساد نہیں ہو سکتا اور نہ تغیر۔ کہو ناوہ صلابت جو ہر ایک چیز کا قیام رکھتی ہی اس کی حفاظت کرتا ہے۔ کل غیرات سے اور وہ اس بات کا خیال کرتا ہے۔ کہ یہ کل بے شمار عالم ذروں سے بنے ہیں۔ پس ہر ایک عالم ان میں سے ہلاک ہونا ہے ایک عرصہ معلوم کے بعد پھر ہو جاتا ہے اس کے آثار دوسرا عالم اور اسلے + اور کتنا کتنا انسانوں کی منتظر کن ذرات سے مرکب ہیں اور ایسا ہی سورج چاند اور دیگر ستارے اور ان تمام ذرات کے لئے دائرہ کی طرح حرکت ہے۔ جس سے کہ تمام موجودات پیدا ہوتی ہیں۔ اور جو کہ یہ حرکت دھارہ ستاروں میں ہے۔ سو یہ دلیل ہے۔ اس کے قول پر کہ فضا کا وجود ہے اور وہ کتنا ہے کہ کل چیزیں جو ارادہ سے پیدا کی گئی ہیں۔ نہ کہ اپنی مرضی سے ایسی قورس حکیم اس کے مذہب پر مایا لیکن چونکہ اس نے قہراً جوہر سے جیسا کہ اس کی توضیح ہے۔ ترجمہ میں اس نے لازم ہو کہ لکھے میل اختیار سے دنیا پیدا ہوتی ہے اور یہ حکیم ویمقرطس خیال کرتا ہے

کہ روح اجزاء جسم میں دایک ہے اور یہی سبب ہے کہ کل جزا جسم میں راس محسوس کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ کیونکہ جسم کا ہر ایک ذرہ اس سے قریب ہے اور روح ان کل ذرات میں شریک ہے۔

فیتا غورث حکیم نے بنیہا ایک سر میں فی رسی سانی دوس ایک نامی فلاسفر سے تعلیم لی جس کی اور اذیہ تعلیم کرتا تھا۔ خدا کے بعد و آخرت کے انج والہین اور دوسرے شاستہ کے معنیوں کو یقین کرتا تھا۔ خدا کی بابت فیتا غورث کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ عالمی جیتا اور تمام چیزوں میں دایک اور عیہ تمام حیوانی انج کا منبع۔ تمام حرکتوں کا اصلی باعث۔ یہ کاش کہ اب سید اندہ اور دنیا کا منت کاہن سر و دطلق۔ لا شکل۔ فقیر جس کا ہر من عرف روح اور دل سے ہو سکتا ہے۔ نہ کہ ظاہری محسوس سے۔ فیتا غورث کے اس بیان کی سسہ تاہم کتب۔ اور کتب ہے کہ وہ خدا کو سر و دایک نامہ جس میں وہ بتاتا ہے۔ وہ کہتا ہے خدا ایک ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ دنیا سے جبر ہے۔ وہ تو سب میں موجود ہے وہ تمام عالم میں دایک ہے وہ منظر ہے۔ تمام پیدا ہوا اور نیچر کا وہ رشتہ بنا ہے۔ اور انی اور تمام شے میں کاش ہے۔ تاہم یہ دوسرے اصول دھما سہی ہر جہہ ہے۔ تمام دنیا کا پتہ اندہ کی دوسرے روح اور جان دہانے اور اصول۔ تمام لوگوں کا پتہ حرکت دینے والا۔ اس تمام بیان کیجئے کے ساتھ غورث سے وہ کہتا ہے کہ جس طرح انسان روح اس جسم کو زندہ کرتی ہے۔ اسی طرح وہ تمام جان کو زندہ کرتا ہے اس کے تمام خواص سے بری اور جیتا اور انج میں سوت گئی ہے۔ وہ یی کی دوسرے خانہ اور اس کے تاہم کرنے میں کسی اور حرکت نہیں۔

ریشری آف فلاسفرس صفحہ ۲۹۳ و ۲۹۴ +

کتاب حکیم پر اس ان فادیشن فادی میں لکھا ہے کہ فیتا غورث جو مشہور حکیم بلکہ سی ماس کا نقاد و کوئی کی مسئلہ تنازعہ کی ہدایت کرتا۔ اور کتا تھا۔ کہ میں خبردار ہوں کہ میرا پسلا جیم کی تھا۔

اماس بادشاہ کے وقت میں فیتا غورث حکیم مصر میں آیا اور پولی کرائس بادشاہ ماس کے وسیع سے جو اس کا بہت بڑا دوست تھا۔ بادشاہ تک اس کی رسائی ہوئی۔ اس نے چند مدت وہاں قیام کر کے پوجا۔ یوں سے بڑے بڑے بابیک سکے حاصل کئے اور ان کے مذہب کی دقیق و دقیق باتیں سیکھیں بیان تک کہ تنازعہ کا مسئلہ بھی وہیں سے اڑایا۔ (تاریخ مصر صفحہ ۱۱۰) +

فیتا غورث حکیم نے تنازعہ کا مسئلہ مصر میں لیا تھا۔ مصریوں کو یہ یقین تھا کہ مرنے کے بعد انسان کی جانیں پھر انسانی اجسام میں متعال کرتی ہیں۔ اور اگر وہ بد ہو جاتی ہیں تو وہ نامک اور بڑے حیوانوں کی جان میں جاتی ہیں۔ تاکہ اپنے غفلوں کی سزا پائیں۔ اور کئی صدیوں کے بعد ان کو پھر آدمی کی جان میں جنم لینا نصیب ہوتا ہے۔ (تاریخ مصر صفحہ ۴۴) +

تاریخ الفلاسفہ میں لکھا ہے۔ وکان یزعم ان العالم روح وادراک وان روح هذا الذرات العظیمہ هو الاثر فی جمیع الارواح الخبیثہ للادامین وسائر الحیوانات وکان یقول ان الارواح لا تفتی غیوہا تسوج فی الهوی من جہتہ الی اخری الی ان تصادف جسمایا کان فتدخل فیہ متلا اذا خرجت الروح من جسد الانسان فیتفتن ان تک فی جسم فرس او دیک او حمار او نار واطوارا وسمکة او غیر ذلک من باقی انواع الحیوانات کما تیفتن انھا تک خل فی جسد الانسان ایضاً

فی الاجساد والاشغال من شخص فی شخص ما یبلغ من الوحدۃ والقدرة لا یحتمل
 والنصب فترتب علی ماء سلفه قبل هونی بدن اجزائی وعلی ذلک ولا کسان
 ویدانی احدا من ومانی فعل امانی جزاء و ما هو قویہ فاما مکافاة علی عمل
 فلا صوما ینظر ولیکافاة علیہ والجمعة والبارئ هذلا بذات واعلیٰ علیین
 درجۃ النبوة والسفل السافلین درجۃ الجحمتہ فلا وجود اعلیٰ من درجۃ الجحمتہ
 ولا وجود اسفل من درجۃ الجحمتہ ومنهم من یقول للدرجۃ الا علی درجۃ
 الملائکة والسفل ذلک الشیطانہ وخیال القوت بعد المذهب بسائر التشوید
 وبعنی قائلین فکلت ونبور فانهم یقولون با یا ما یجدوا ص جموع احکام النبوة
 الیہ العالم شریک فی الجمید وبقاء اجزاء الظلام فی عالم الجحمتین الذلیم (از عمل
 واخلع عربی) ترجمہ (ذکر کرتا ہے فرقہ جو اس کا) ان میں سے تاسخ اروج کو جموں
 میں اور انتقال ایک وجود سے طرف دوسرے وجود کے ملتے ہیں اور جو اس کے ملتے
 خوشی اور بچ سے اور مراتب کا انحصار ہے اور پہلے انتقال کے اور دوسری سے الیحد کے
 بدن اور اسی طرح انسان ہمیشہ ان انتقال کی کیفیت پر ہے یا فعال میں بلکہ جزا میں
 اور اس کا جسد نہیں ہے الا اپنے کرتوں کے بدلے بھگتے کے واسطے تین کم منظور
 بدلے کے اور بہشت و دوزخ انہیں اجسام میں ہے اور مرتبہ بڑا اور درجہ کا ہے اور سب کا
 تہی و درجہ چوٹی کا ہے۔ پس نہیں ہے وجود درجہ رسالت سے اعلیٰ اور نہ کوئی درجہ ہے
 اسفل درجہ میں ہے۔ اور ان میں سے ایک فرقہ کہتے ہیں کہ سب بڑا درجہ ملائکہ ہے اور سب
 بچلا درجہ شیطانوں کا ہے۔ اور مخالفین کرتے ہیں اس فرقہ کے تمام سقوط لوگ۔ اور
 وہ اس طرح خیال کرتے ہیں کہ کجیات کیا ہے۔ اور جو اس کے طرف بڑے عالم نور کے
 اور بھیچے چھوڑا ۱۲ اجزاء کے طرف اندھیرے عالم کے +

ہمارے گذشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ لازمی تصور کرنا چاہیے۔ اور اس جنم کے اعمال پر ہمارے
 آئندہ کے جنم کی راحت و رنج منحصر ہوگی جب کوئی ذہنی حیات فوت ہوتا ہے تو اپنے
 اعمال کے موافق اوستے یا اعلیٰ حالت حیات آئندہ میں بوجہ جنم لیتا ہے اور اس کا واجب
 الجزا اور درجہ انحصار ہے ان افعال کی میزان کل ریزا جس سے پہلے جنموں میں رزق
 ہوئی موقوف ہے (صفحہ ۱۰۵ مختصر تاریخ ڈاکٹر ذلیلوہ شہر صاحب صفحہ ۸۷) +
 یہ قدرتی بات ہے کہ دل ہمارا ان مسائل کی تردید کا بقا بدتریک کرے گا۔ جن سے عقو
 بلا تخیل حل ہو جائے جس مسئلہ سے تاسخ خواہ مردے عقائد پر ہمتان و ماین خواہ بروئے
 مسائل درجہ بدرجہ۔ یہ کسی طرح قابل تردید نہیں ہے۔ یا کسی کی پیشی رنج و راحت کی
 جو دنیا میں ہم دیکھتے ہیں اس کا فوراً تسلی بخش جواب ہمیں اس مسئلہ سے مل جاتا ہے
 مثلاً ایک بچہ اندھا ہے یا اس کا اندھا بن چکے جن میں انکھ کے پردے استعمال کا نتیجہ ہے
 مگر وہی اندھا جو طاقت شنوائی اعلیٰ درجہ کی رکھتا ہے اس کا یہ سبب ہے کہ وہ
 پچھلے جنم میں دھرم شاستر کے سننے کا بہت شوق رکھتا تھا۔ اسی طرح ہر ایک
 کی وجہ قوی اور تسلی بخش مل سکتی ہے۔ ان واقعات کے تسلی بخش جواب کی کوئی تردید
 نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ان امور کی دریافت انسانی طاقت سے باہر ہے +
 درجہ مذہب مسند فی۔ ڈبلیو۔ ڈیوڈ صاحب صفحہ ۹۵) +
 مذہب ووم۔ مردم بین راشکیا۔ (یعنی خاکروہ تنک نشی) وامنوت سے نامند
 واین مذہب ازنگک بتاسو اور دند کہ انون ان راہند وستان سے نامند و مردم بین
 یہ پنج عصر قابل اذہا بل مذہب مشکایہ گویند کہ جمیع موابد عالم اسفل ازین عصر مرکب اند
 و عالم ہائے بسا را دوزخ شایع قابل اند۔ و مطلقا گوشت خوردن جائز نہ اند و نفس
 را الاموت میداند۔ (از تاریخ چین فارسی صفحہ ۹۰ و ۹۱) +

باب سوم

باب چہارم

مختلف مذاہب کے حکماء و فلسفہ دانوں کی اپنی تالیس
 المایطی یونان کے سب سے پہلے فیلسوف کا اعتقاد

پندرہ مذہب اور تاسخ۔ مذہب سچ سے ۹۳۰ برس پہلے آریہ ورت
 میں جاری ہوا۔ اس کے بانی مانی مسا کھی سنگھ کو تم بدھ قوم راجپوت تھے
 اس قوم کے نشانات افریقہ۔ ایشیا۔ یورپ و امریکہ بلکہ جزائر میں ملتے ہیں۔
 فی الحال چین۔ جاپان۔ برما۔ سیام۔ انام۔ نپت۔ نکا۔ چین۔ تانار و غیرہ جگہوں میں
 اس مذہب کا بڑا زور شور ہے۔ تقریباً ۲ کروڑ لوگ اس مذہب کے پیرو اور بدھ کہلاتے
 ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ کرم کے مارے بار بار جنم لینا پڑتا ہے جو جیوا تکملا تا ہے
 سو کوش خزانہ میں نہیں گفتا پنج سنگھوں میں ہنس ہے ان کے یہ نام ہیں۔ روپ
 ویدہ۔ سنگھیا۔ ہنسکار۔ وگابن۔ غریو کے سمہ یہ سب سنگھ نشٹ ہو جاتے
 ہیں (۱۱ اور انون وچار صفحہ ۲) +
 پندرہ مذہب کے مقلدوں کا بڑا مقصد یہ تھا ہے کہ نہ ان دھرمی حاصل کریں یعنی فنا
 ہو جاویں کیونکہ بدھ کی تعلیم کے ہر جہاں انسان نفسانی شہوتوں اور رنجوں اور آتما
 دائی اور انون لئے تاسخ سے اسی طرح نجات با سکتا ہے (۱۲ مختصر تاریخ ہندو متھ ج ۱)
 دوسرے نے یہ تعلیم کر کہ انسان کی موجودہ اور مگر شقیہ اور آئندہ جنموں کی کیفیت بخفی
 آتی کے اعمال (کرم) کا نتیجہ ہے۔ انسان جو بڑا ہے وہی کاٹھیا۔ اور بچہ بڑا ہو گا کی
 نسا اور ہر عمل شریک کی جزا لائے۔ لہذا جس فعل کے لئے جو نتیجہ لازم ہے وہ تو جاری
 اور نہ روکے روکے ترک سکتا ہے۔ راحت و رنج جو اس دنیا میں لاحق ہوتے ہیں ان کو

قال من الروح ان الادوام غیر فانیة بل هی نزلیة۔ ابدیہ۔ جمیع الاول
 الخفیہ لا یخفی علی الایہ علیہم۔ وکل ذل الیوقانون الذین عرفوا علم
 الطبیعة و علم الہیئہ وکان برعم ان الما و هو الاصل الاول۔ وان جمیع
 شیا تقبیر دایما من حالۃ الی حالۃ الی ان یوکل مرھا الی جموعھا ماء و
 ان سائر ما فی الکون کا یخلو من اجسام ما و انا ملو جہا الیہ کہ الطرف
 من المخلوقات و کلھا صغر کہ ذات ارجاع وان لا حریف فی وسط العالم المتحرک
 علی مرکزہا الا اھلی۔ (تاریخ الفلاسفہ صفحہ ۷۰ و ۷۱) +
 ترجمہ۔ اور دھ غیر فانی اور انی دایمی ہیں۔ اور کوئی اسرار پرستور سے مخفی
 نہیں ہیں۔ یہ تانیوں سے بہرہ پلا تھا۔ جنہوں نے علم طبیعات والہیات کو جانا ہے
 اور وہ خیال کرتا ہے کہ اصل دل جو ہے وہ پانی ہے۔ اور تمام چیزیں ایک حالت کے
 دوسری حالت میں بدلتی رہتی ہیں۔ اور آخر جموع کرتی ہیں طرف مانی کی اور وہ تمام

جن میں بدیہیاری ہے انکے دماغ باطن یا آئینہ بدوالم ترجمہ روح ایک جوہر ہے مجرود
بسیط حرکت میں لانے والا اسامی کو انسان کہتے ہیں۔ اور ہم اندر اس سے مراد ہے اور
وہ بدن کی تبریک کرنا ہے۔ بدن میں روح حلول نہیں ہے اور نہ باہم ملا ہوا ہے۔

یہ روح نامزد ایک فیکلہ کے ہے اور جسم کو روشن کرتا ہے فی حقیقت جسم سے جلا ہے
نہ جائز است کہ بیکہ قیل آئے دیگرے موجود یا خدا تباریجاست کہ حکما لگتا اندک وجود نفس قبل
از بدن واجب تھا اور بدو نہ ایک بدن شرط او یا شدہ (تحقیق التماس صفحہ ۱۱) +
ترجمہ۔ جائز ہے کہ ایک دوسرے سے پہلے موجود ہو یہی سبب ہے کہ جسموں نے کہا ہے
روح کا جسم سے پہلے ہونا واجب ہے کہ جسم کا لینے جسم سے روح موجود نہیں آ
بلکہ جسم سے پہلے واجب الوجود تھا +

۶۔ وہاں کہ فرودین جہان خواہر و نیوکار باشد اور خود دانش و فوٹش و کش از خودی
اور بدو سے وہاں وہی و نواسندی مایہ کشد۔ یعنی خود کوئی اپنی ستودہ کاری اور حسن عمل کے
پہلے دنیا کی نعمتوں کا طالب ہو خدا تعالیٰ دوبارہ اسکو جب کہ وہ دوسرے جسم میں آوے
منطابق اندازہ اس کے فعلوں اور عقل و کلام کے اسے دنیوی عزت اور تہذیب پر پوچھا جا
تا ہے یا وہ شاہی اور وزارت اور حکومت اور دولت مندی کے +

۷۔ تاجوان کہ چنان انجام نیابد۔ ترجمہ۔ تاکا اس نے جیسا فعل کیا ہے اس کا
نتیجہ حاصل کرے اور سلطنت پا کر بھی جیسے کام کرے اس کا پھل پاوے +
تاجوان کہ وہاں لایہی چنان انجام مایہ و بازہ مشیر آن سے تریاید و دستور باد و درخان
کہ تروانی آباد و بدو پر چروان پاک نہادش باد۔ درخاست کہ اسے جہان دار و اسے
دا و گریہ و در گریا کے سروان و جہانداران و نامندان و یار یار و دین و در و در ہا و خوش

و پیوند و مانند ان پیش سے آید این صحت و جہاں خدا وستی خدا باخ داد +
ترجمہ۔ یہ بیان ساسان خیم کا ہے یعنی یہ خبر ہے خدا تعالیٰ سے پوچھا کہ بادشاہوں اور
ماجاؤں و دولت مندوں کو جو رشتہ داروں اور اولاد کے مرنے کا رنج ہو نہ لے و اسی طرح جو وہ
روح راگوں میں مبتلا ہوئے ہیں۔ اس کا کیا کارن ہے نیز تعالیٰ اسکا جواب اسطرح دتا ہے

۹۔ این کہ در شکام خود می آید و بیج می یابد اندک فکار و کردار گزشتہ و رفتہ تن کہ دادگر
ایشان را اکنون میگردد و سیکوید در شکام خود می آید سلطنت و نوگدی سلاطین و اغنا
را حاصل است متالم و داند و بکین شدن نتیجہ اعمال سابقہ است کہ جسم سابق کرد و روح ایشان
از ان انتقال کردہ و بدن جسم رسیدہ است خداوند عادل این باذن نتیجہ اعمال تہذیب ایشان
سید پر خیم ساسان در شرح آن نے افزاید و سیکوید باید دانست چنانکہ کسی پیش کا
بودیش بیک کرد و گذشتہ و رفتہ دیگر میوست کام بخش درین بار و بار بار زور سانیہ و با
از دادگری با دواش بدکاری بد و سانیہ از کفر بکاست چرکہ اگر دیا و قزاق و قزاق و رفتہ
شود نہ ادا گر باشد کام بخش پیش مقصود و دستہ مطلوب کہ از تعالیٰ باشد +

خلاصہ مطلب۔ از خود خالے جکہ عادل ہے۔ نیک و بد کاموں کی جزا و سزا
ان کو پہنچاتا ہے جس پر غم و رنج برے کاموں کا نتیجہ ہے جو کہ اس نے اول کئے تھے
اور یہ بادشاہی اور دولت مندی نیک اعمال کا نتیجہ ہے جو بعد اس کے کی ہے جیکھے ہم
میں جو کہ خدا عادل ہے پس عدالت اس کی کام مقصود ہے یہی ہے کہ مخلوق کے
مطابق جزا و سزا دیا ہے +

۱۰۔ تمام یزدان ہر کس کو رشتہ کار وید کا راست اور نخست و دیگر دوم رنجہ
ناز و چون بیاری و بیج خود بدن و شکم مادر و بیرون آن و خود را خود و رفتہ و از
خبر بار جاورانہ از رہ و بدو رشتہ و مژدون و مینوئی پیش بدن از ہنگام
را از ان تا مرگ ہمہ باداں کردار رفتہ باشد و چنین نیکی۔

ترجمہ۔ جو آدمی بد کردار ہو تا ہے اس کو اولیٰ لیل لسانی میں سزا دی جاتی ہے۔
مانند نیاری اور شکم مادر میں رنج اٹھانا اور پیٹ پر ہونے کا لطف اٹھانا اور خود کی
اور خودی جانوروں سے آزاد رہنا اور پیٹ پر ہونا اور دوست کی تکالیف و رنجہ سے
مرن تک بیزار رہنا یہ سب اس کے پچھلے کرداروں کی سزا ہے اور اس کے خلاف نیکی
این جسم را در اصطلاح تناسخ فرستگار نامزد و تناسخ۔ ایت است از راسا علی حق
از کالبد کالبد دیگر بران زبان این را گرد و نہ نامزد۔ و ہم ساسان تفسیر انی آید
باید دریافت کہ از ہنگام زادن نامزدن ہر چہ از خودی و خودی پیش سے آید یا بدو ہمہ
کیفر کردار گذشتہ است کہ این بارے یا بدو یعنی این ہر تناسخ اعمال سابقہ است۔
ترجمہ۔ تناسخ کی اصطلاح میں اس کو فرستگار کہتے ہیں تناسخ سے مراد ہے کہ آنا
روح کا ایک کالبد سے دوسرے بدن میں واسطے کچھ مدت کے اس کو (گرد و نہ)
آواگون بھی کہتے ہیں۔ ساسان بھی نے ایسی ہی تشریح کی ہے۔

۱۱۔ شہید و لیثک ہر ویز و گرگ و ہمہ تنہا بار کہ جانوران آزاد رہد و ہنگام رانہ
از رہا و روزنہ و جہنہ بزرگی و پریان دی و اشتہد و ہر کس کرے کشند و شکان
درستان و یاوران ایناں بودہ اندکہ جگہت و یاوری زبشت گرمی این گروہ
الہندی و شتی سے گزند و در از جانوران ہے آزاد نہ و نا کشندہ سے آزاد نہ انکس از خود
خود سزا سے یا نہ۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہ جانوران و درندہ شہید بھی یا چیتا۔ و کفار

جسم میں بادشاہ اور بزرگست لوگ اور جانوران ہے آزاد ہو چکا ہے جاتے ہیں ان کے پشکار
اور ملازم تھے۔ جو اسے حکام کی حاکمیت سے آزاد جانوروں کو آزاد کرنا چاہتے تھے پس اس
جہنم میں رہنے والوں کے ساتھ سزا ملنے میں اور پھانسی اور شمشیر سے جاتے ہیں۔

۱۲۔ انجا میں بزرگان ہند یا دیگر رنجے و بیاری یا جسے در خود کار گذرند و اگر نہ باز رہا
یاد و گزاردہ یا جانوران خود سزا خواستہ یافت و تفسیر شریعت فرماید کفر خود سزا ہر گاہ کہ
کشد تک بار یا وہ بار یا صد بار۔ و مانند ان یعنی ان کو رش یا پان رسیدن نیک اعمال
بر کشیدہ اند و مانند بدو بدو و شمارہ ان معین نیست +

ترجمہ۔ یہ جانوران موزی آخر کار قالب میں رنج و بیاری اور ہم مناسب اعمال اٹھاتے
ہیں۔ اور اگر گناہ باقی رہ جائے پھر دوبارہ اس اپنے مددگاروں کے اگر سزا پاوے تا وہ
جون ان کی کا دورہ ختم ہووے ایک بار یا دس بار یا سو بار و اسی طرح یعنی اس آواز
کے جکر کا ختم ہونا صرف اعمال پر ہے۔ سوائے اعمال نیک و برکتی ان جو ان کی مقرر نہیں

۱۳۔ تمام یزدان جاندار۔ باز رہین و دستور آید یہ پر بار۔ زندہ بار کہ جانور ہے آزاد و
ناکشندہ جاندار ہست چون اس کا وراثت و استر و خبر و مانند ان کشیدہ و میان کشیدہ کہ
سزا کے کردار باداں کا یا سدا و گزاردہ است از ہر شیاء خود مند چنانچہ اسب را سوار شری
کنید۔ و گا و کشت و استر و خبر بار۔ چہ اینما مردم بازو بار کر دندے مئے این جانوران
کہ سزائے اعمال شان کہ درشتین قالب کردہ اند از تعالیٰ حکمت خود مقرر کردہ است سچو
ر کوٹ محل ثمانیا را کشیدہ +

۱۵۔ اگر ہوشیار دانستہ زندہ بار کشد و این بار یا دواش و سزائے کار از ہاں سوا مقرر
نیابد در بار آئندہ کیفر و با دواش۔ سد۔ نہاں سو غیب۔ ترجمہ جو ہے ان جانوروں
ہیں۔ اور جانوروں کو نہ ماننے والے مانند گھوڑے اور گائے اور شتر اور چرہ اور گدھے
اور علیٰ القیاس۔ ان کو مت مادر و از ہنگام کہ کو بیوٹان کے کاموں کی سزا اور طرح پر
عقل کل کی جانب سے۔ جیسا کہ گھوڑے پر سواری کرنا اور بیل اور اونٹ و غول و گدھے
بوجہ لافا۔ یہ جانور پچھلے جہنم میں کو بیگار کی کرتے اور چیز اور چھوٹے لٹتے تھے۔
پس ان کی سزا خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کی ہے کہ ان پر وہی کی جائے کہ وہ بوجہ لافا و جادو

اور انہیں ہٹا کر باہر آنے کا راستہ اپنے لئے بنالیا ہے۔ انہوں نے جسے ملنے چاہئے وہ ملے گا۔
 اڑ جانے کا ارادہ نہیں کرتے ہیں پرے سے رہتے ہیں۔ اور ارادہ نہیں اٹھتے جو کسی اور نے
 اس حالت میں کچھ کھاتے نہیں چند روز میں مر جاتے ہیں +

تخمیناً کوئی ۱۰۰ ہزار قسم کے پرندے اور تیریاں ہیں۔ سب ایشم کے زیر کے کی طرح ہیں۔ ان میں سے
کھمبیاں پرندوں پرندے دیتی ہیں۔ پودوں والے گرم جنوں ہیں اور پکوانے کے پودوں کی نسبت
خواب کرتے ہیں بڑے ہوتے ہیں تو اکثر اپنی خوراک چھوڑ دیسے ہیں۔ ورنہ میں پر کرتے ہیں
کبھی زمین کے اندر چھ جاتے ہیں کبھی انک بچاؤ کی جگہ دھنڈلیتے ہیں۔ وہاں پر اپنا
آوارے میں اب اور ہر شکل بن جاتے ہیں۔ گول مول اور لمبوترے اور کچلے سے دونوں طرف
ہیں۔ سر دھڑ پائوں اور معلوم نہیں ہوتا۔ اس حالت میں نہلتے ہیں کچھ حالتیں
ہیں۔ تھوڑے عرصہ بعد اندر ہی اندر بھی جاتے ہیں۔ پوست پھار کر گل آتے ہیں انہیں جڑ
ہیں۔ اور یہی حال پھیر کٹ + میڈرک + سبب عجیب بات ہے کہ وہ میڈرک + صورت
نیں میان میں ہوتا۔ انہیں سے چھلی کی صورت نکلتا ہے۔ نڈکی نشے دیتی ہے تو ایک
نرم نرم اور رتاف چیز میں لیٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ پانی کی تہ میں کہیں ٹھکر جلی جاتی ہے۔
چند روز بعد کچے نکل آتے ہیں گرائی کی انگلیں نہیں ہتھیں۔ ٹراسہ پتلی سی دم معلوم ہوتی ہے
گلیہ پھرا ہوتا ہے جس سے دم لیتے ہیں۔ جب تک یہ ان کی شکل تہی ت پانی سے نہیں نکلتے
اس صورت کے جانور ہر الاب میں ہوتے ہیں۔ پانی کے کنارے یا اکثر یہ کہا ہو گا کہ یہاں
آتے ہی چھوٹی چھوٹی سیاہ رنگ کی چھلیاں جھلکے لکھا دکھا کر پانی کی طرف جاتی ہیں۔ وہ
اصل میں میڈرکوں کے بچے ہوتے ہیں۔ تھوڑے سی واڑوں کے بعد ان کی شکل بے لگتی
ہے۔ پہلے تو ان کا دھڑ مٹا ہوتا جاگتا ہے پھر آہستہ پھیل کر انگلیں نظر آتے گئی ہیں ہاتھ
چوڑے کے نیچے سے بناتے ہیں پہلے پل وہ ایسے ہوتے ہیں کہ میڈرک نہیں باہر نکل سکتا اور پھر
کر سکتا ہے۔ جب آہستہ سے ہوتے ہیں تو ناصے میڈرک بناتے ہیں دم گھٹتے گھٹتے اگلے
ہو جاتی ہے۔ اب گلیہ پھرے کی جگہ پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ میڈرک بھی سے دم لیتا ہے۔ یہ تمام
اس طرح کے حالات اور واقعات ہیں جنہیں صد آدھوں نے دیکھا اور تصدیق کی ہے
مشہور ڈاکٹر اس کے لاس گورو کا بھی یہی حال ہے۔ کئی انگریز ڈاکٹروں نے بطور سیاحت انہیں
جا کر اس سے ملاقات کر کے اُس کے بیان کردہ واقعات کی تصدیق کی +

باب دوم

پارسی مذہب اور شاخ۔ اس مذہب کو مہرشی ویاس کی زندگی میں بقا متحہ تہذیب و
 تہذیب جاری کیا۔ یہ لوگ بھی ویدک دھرم والوں کی طرح چار ورنہ مانتے۔ زنار پہنتے، گھوڑے
 رکنا کرتے۔ گوشت کھاتے اور گناہ جانتے خدا کی ہستی کے قائل الٰہی ہوتے کے فوائد سے انکار کرتے
 کونادی ملت اور شاخ کے قائل ہیں۔ (دیکھو وساتیر فراز آباد و خوشنواریت ۱۳۶۹-۱۳۷۰ء)
 صدر مسلمان بھی زردشت کو نبی جانتے اور اس کے معجزات کے قائل ہیں +

ان کا پیغمبر ساسانِ اَوَّل اپنے نام کی آیت ۱۹ میں فرماتا ہے: "روان از تنہ ہستے"۔
 است یعنی روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں جا پیدا لا ہے۔ اس کی شرح میں ساسان
 پیغمبر نے بہت عہد کی سے اس عقیدہ کا ثبوت دیا ہے۔ اور نامہ قولی بت ۷۰۰ء میں بھی
 اس کا ذکر ہے کہ اس عالم میں انسان اپنے پہلے بدن کے اعمال کا نتیجہ شادی و منج و خوشی
 رکھتا ہے۔ و ساتھ فرزند اباد و مشور آیت ۷۰۷ء میں ہے۔ ست روان گوہر ست
 سیالک کا موس و جبا تنہ داد و امر دم نامند و من و تو اور را خواہد روان فرشتہ ایہ ذلت

گائوں میں جاتی تھی۔ راستہ میں بوجہ غلبہ شنگی موضع موٹی میں اپنے کسی جان بچان کے گھرا آئی۔ اُس کا ظہن نجسہ لہ پرتے رام کے گھرایا اور مستورات سے کہا کہ فلاں فلاں کہاں ہیں کہاں کہ فلاں مر گئے اور فلاں کام کو فلاں جگہ گئے ہیں۔ پھر اُس کے نے بیان کیا کہ پہلا میرا ماتہ پیارے لال ہے اور یہ گھر میرے یہاں ایک نیپا کی خدمت تھا۔ وہ کہا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ گھرنے کا ڈالا پھر اُس اُس کے نے اپنے مارے جانے اور مر کر طوطا بننے اور پھر ایک حیا کے بچے میں پھنس کر مرنے اور پھر گھر کے گھر میں پیدا ہونے کا ماجرا بیان کیا اور اپنے ماں باپ نانی جی کو پہچان کر اپنی ٹوپی اور کتاب میں مانگی اُس کی والدہ سارے گھرنے کے کہ یہ اشیا تمہارے بھتیجے کے استعمال میں تھیں۔ ہم تم کو اور دیکھئے حاضرین اُس اُس کے کی ایسی باتیں کہ ان تعجب ہا بعد وہ اپنی والدہ جہیز کے ساتھ چلا گیا۔ صاحب خبر فرماتے ہیں کہ وہ لوط کا موضع بسندھری میں پتھر کو سائیں موجود ہے جس کو اس کے معائنہ کا شوق اور موضع بسندھری میں جا کر دیکھئے۔ ولادتیں گزشتہ پنجابی اخبار نمبر اولہ دوم

۲۳۔ اپریل ۱۸۹۶ء صفحہ ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷

کٹیروں میں تنازع کا ایک ورژن

رشیم کا کیشور۔ یہ اُن کیڑوں سے ہے جو تین دفعہ اپنا جسم بدلتے ہیں۔ اس کے انڈے پانی کے
 دانے سے ایسی چھوٹے ہوتے ہیں ہر ایک انڈے میں سے ایک چھوٹا سا کرم نکلتا ہے
 پہلے کوئی پاؤں کے سے زیادہ نہیں ہوتا مگر کھاتا بہت ہے اور جلدی جلدی بڑھ جاتا ہے
 تھوڑے عرصہ میں اتنا ہو جاتا ہے کہ پوست میں نہیں رہتا۔ اسے سڑکی طرف سے چیر لے لے۔
 اور کچلی کی طرح اوتا کر پھینک دیتا ہے۔ نیا پوست اول اول خوب ڈھیلّا ڈھالا اور
 نرم نرم ہوتا ہے اُس میں جلدی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح چار یا پنج پوست
 اُتارتا ہے جب پورا قد نکال چکے ہے تو لمبائی میں کوئی ۱۲ انچ کا ہو جاتا ہے۔ زردی
 لئے خاکستری رنگ ہوتا ہے جسم کے گرد بارہ پچھلے دونوں کروڑوں میں نو نو چھید ہر ایک
 دم لیتا ہے۔ سوالہ ٹانگیں۔ دونوں کپٹھیلوں میں سات سات آنکھیں دیکھتی پتی
 لمباں جسم سے دو رنگ پھیلی ہوئی۔ نلیوں کے منہ ٹھیک جیسے کے نیچے اُن میں
 ایک لیسہ ریزینہ رشیم نہیں نلیوں سے نکلتا ہے اسے اکثر شہتوت کے پتے پھلایا کرتے
 ہیں کہ یہ اور دو دھن کے پتوں سے زیادہ موافق ہیں۔ جتنا بڑھتا ہوتا ہے کوئی
 چھ ہفتے میں بڑھ چکتا ہے اب کھانا چھوڑ دیتا ہے اور رشیم نکالنا شروع کر دیتا ہے
 بیٹھا بیٹھا ادھر ادھر سے کرم موڑتا ہے جہاں تک کہ رشیم کا کویا اپنے اوپر بنا لیتا ہے اس
 رشیم کا ہزار دہرا ہوتا ہے کیونکہ انہی دو چھوٹی چھوٹی نلیوں سے نکلتا ہے۔ اور
 یہ تار لسا بھی بہت ہوتا ہے +

[illegible]

برو قیسر اور اس عجیبان سے حیران ہو گیا اس کی دلیل کی اور سو جا کہ جسم تو نہیں لایا ہے
 کیونکہ ایک تو چھوٹا اور مضبوط ہے اور دوسرا بڑا لکھنا اور کالے رنگ کا ہے اور پھر غور
 و سست منظر انھیں برگ سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کے کما کر فروری میں
 ہوا۔ رتھیں بدل گئیں لیکن رتھ سانی کا سن (م) واقع ہوا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے
 کہ ۲۷ ستمبر ۱۸۵۹ء کو اسی رات کچھ وقت دو قوں از رنگ کی اور رتھ کے درمیان
 ایک آدمی کا رخ غور و دوسرے آدمی کے جسم میں براب کر گیا۔ اور اسی طرح ایک اور
 جناح واقع ہوا۔ اور دو قوں شہر ایک دوسرے کے ٹھیک مقابل میں۔ اگر ایک جناح
 میں ٹھوکی جاوے تو دوسرے ٹھیک و سست منظر میں ٹھکے گی اور دو قوں شہروں کے
 درمیان ٹھیک ہی ۱۲ میل کے کا وقت ہے۔ اور جبکہ ان دنوں رتھ میں اسی رات کے
 ۱۲ بجے میں قیود و سست منظر میں دن کے آگے جتے ہیں۔

(آئینہ سیکرین ماہ اکتوبر ۱۸۵۹ء صفحہ ۱۵۹ سے ۱۶۲ تک جلد ۱۱ شری)

مشاہدات تماشخ

برتن سوال قصیدہ منگھد بر جہا جانی بہت کہ تا آخر روز کو وزیربان ہند وان دیکھنا
 آن شہر وزیربان کی آبادی است و چون این قصہ عجیبی غیر بیست و خالی از لطفت
 شکستہ تماشخ کویت و درین مقام دو ششہ می شود و لقاے سخت کہ برین منگھد بہت
 یارانی و یارام شکستہ ہوا پول بادشاہ بطریق زیبیہ خدمتے بر یافت و قوت
 اشتعال از شنت دور او آخر سال یکدہ زانہ فائدہ خود و بہت نسبت (۱۵۹) راویہ کویت
 کہ مطابق سال شکستہ و چہل و بہت چھری بود و شہر وزیربان کہ حالاشہر دہلا آباد
 است و در گشتہ برکات و شہر چلیے در مقامیکہ دریاے سنگ یا دیائے جمن ملحق شدہ
 است۔ آتے از قوتہ موافق دن و آتین خود تمام اندام خود را پارہ پارہ تریدہ و دان
 آتش افکند۔ پنداران خود را نیز در آتش تودہ خاکستر شد۔ باین تیت کہ تاشا زاوہر گاہ
 قادیم چون بدرجہ قبیل و سیدہ بار دیگر دین جہان بقالب انسان پیدا شود و بادشاہی
 بوقت اقلیم باید چنانچہ از اشک کہ دران وقت خود وزیربان شکستہ گفت بروق س
 کن رائیہ گداشته بود حالان آن اشکاک اکثر دران آن شہر را یادست مستفاد کرد
 و آن اشکاک این ست +

वसु इन्द्रं बारां चन्द्रे तीर्थं राजे प्रयागे । तपस फूल
 पक्षे हृदशी पूर्वे यामे सगल तन्त्र जहो मय सब भू
 माधपति सगल इन्ध थारी ब्रह्म चरि मुक्च ॥

اسو راند بان جندے تیرتہ راجے پرناگے۔ تپس پھول بکشی و راداشی ہوب یا نے۔
 سگل تپس پر ہوب نہ سرن۔ ہوبم ادب ہی۔ سگل و گدا دہاری برہم جاری کہ نہ۔
 درین اشکاک کہ تاریخ است منے اش این است کہ دوست یکدہ زانہ فائدہ خود و بہت
 در شہر وزیربان کہ از بزرگ احباب است تماشخ دو از دہم از نصف آخر ماہ اگھد و اول
 پائیں از روز تمام اندام خود را ہوم کر دہم۔ لیکن قربانی نمودم بہ نیت بادشاہی یافتن
 بر تمامہ کے زمین من منگھد برہم جاری کہ تمام شہر سے نوشیدم۔
 و چون جلال الدین محمد البوسلہ جہاں ایام متزلزل شدہ بود و سگو بند کہ بعضی
 اعتقاد بہت کہ بعضی زمین بگنہ برہم یا سی و در قالب اکبر بادشاہ نقل کردہ بار و دہسان

اور وہ بود و موافق نیت خود بادشاہی ہندوستان یافتہ۔ راقم الحروف از روز سے صباح
 ویاقت نمود کہ وزیربان برین خود را برہم خاقتہ آن روز مطابق بود و تاریخ نسبت
 ہفت ماہ جزری ۱۵۹۷ء موافق دہم ماہ شوال ۱۲۰۰ھ ہجری و ولادت اکبر شاہ کہ تاریخ
 ہجری ماہ رجب ۱۵۹۷ھ ہجری بود و قہ آمدہ است۔ بہت ماہ و بہت کشش و زحمان
 واقعہ دے دادہ پس اگرچہ وان کہ نقل احوال مستحقہ اندان واقعہ را راست پندار چاہے
 تعجب نیست۔ زیرا کہ طفل در رحم مادر نہ ماہ بلکہ گھڑے گستران نیز سے ماند و این
 چار روز کہ از مدت حدودہ است و البتہ علم بالصواب یا

(دفعہ ۱۱ تاریخ باب یازدہم صفحہ ۱۹۸ و ۱۹۹)

جس لفظ کے معنی مدت اقلیم کیا گیا ہے وہ لفظ سرب بھوم لینے تمام زمین ہے
 مگر ایسے زمانہ میں جو کہ اسلامی سلطنت کا زمانہ تھا ایسے نقشہ اور جغرافیہ نہیں ہے
 بلکہ سفر و سیاحت کہ ہوتی تھی۔ اور مدت کی پورا ایک تعلیم نے خیالات بھی محدود کر دے
 تھے۔ اور جبکہ اس کے پار ملے کو یا جہاں پر رہتے تھے کو لوگ نہ سمجھتے تھے ایک برہم جہاں
 برین خصوصاً مانگ معربی و تاشی کا ہے والا بہت اقلیم کی آرزو نہیں کر سکتا تھا
 پس سرب ہوم مراد صرف ہندوستان سے ہے نہ کہ بہت اقلیم سے۔

اس کا ایک طرح اتر ہے کہ اکثر دین اسلام سے مانگے دھو بیٹھا نماز کو چھوڑ دیا
 کاستری کرنے لگا۔ محمد اکبر نام کی جگہ جا ملی نام دکھایا۔ گاؤں کی حالت کو شت
 خوری سے قدرت ہو گئی۔ ڈال بھی کے ساتھ اسلام کو سلام کر دیا۔ تماشخ کا قائل
 ہوا۔ بگید و نیت برین لیا۔ پیشانی پر چندن کا شیکا لگایا۔ جزیہ بند کر دیا۔ جو ہندوستان
 ہو گئے تھے۔ اگر وہ واپس آنا چاہتے تو سیرالینیت اور واپسی کا دوازہ کھول دیا مگر
 وراک خیر اور سوز ہمارا جانور میں۔ ان کا گوشت بھی شجاعت پشاش ہے۔ شہر ایلینی
 پیو کہ بہت نہ کر دے۔ دالہ کی نکت پر سیرہ ہزار ایل ہر بار سمیت بھدر اگیا
 (دیکھو دیسان مذہب صفحہ ۳۷۲-۳۷۳ تعلیم دہم و لکھنور و قصص اکند حصہ ۱۱)

لاہور۔ ذکر اکبر بادشاہ +
 در توشیح کسر راوت ٹیکا نام مقدم بود شخصے کہ با او عداوت داشت قابو یافتہ تھے
 بر پشت و بچے دیگر برینا گوش اور وہاں زخم راوت مذکور قالب تھی کہ وہ چند
 گاہ رام داس خوش اورا پسے بود آدمک بر پشت و بنا گوش او نشان ہمان
 زخم بود مشہر شد کہ راوت ٹیکا کہ از زخم راوت ہر روز باز بطریق تماشخ درین عالم
 بود آدم راں پسش بعد رسیدن بحد و شہر سیکت کہ سن راوت ٹیکا نام۔
 و نشانہ کے صحیحے داد و چون این ساتھ غریبہ بغرض اکبر رسید اورا بحد خود
 طلبیہ باحوال او وقت یافت و گویند نصرتی اظہار را و ہندو (۱) سیرالینین
 صفحہ سید غلام حسین صاحب جلد اول ذکر اکبر صفحہ ۱۷۰ (۱) لکھنور +

آدمی کا طوطا اور طوطے کا آدمی

ہزار بار رحم و کورہ اندر لا + ہنوز تین مراحز در گشتہ برین کام
 مسی پایہ ال سالن مولیٰ مصلح برلی جس کا چچا ۱۵۸۰ء میں مارا گیا۔ جب چند
 روز گدے فاس نے طوطے کا جنم لیا اور شہیدہ اختیار کیا کہ شہر شام کو اپنے گھر آتا
 ایک شجرہ آہنی میں جو اس کے گھر رکھا ہوا تھا بسبب لاش اور صبح کو اڑ جاتا چندے
 ہی کہ نیت ہی غرض کہ ان جو طوطا لیا تو کچھ نہ پایا۔ لوگوں کو اس کا بڑا خیال ہوا۔
 ان دنوں کا ذکر ہے کہ ایک گوسا میں کی عورت سانس موضع سندھیل اپنے کام کو کسی

جائے گئے کی انتظار ہی کر رہے تھے۔ اُس کی عورت نے نہایت خوشی سے بڑھ کر اُسے
 نکلے لگا اچھا لایک اُس شخص نے اشاروں سے اُسے ہٹا دیا۔ اور ایک ایسی زبان
 میں پند چینیٹن طلب کی کہ جس کو وہاں کسی نے نہ سمجھا۔ یہاں یہ بات بیان کر دینی
 چاہئے کہ ابراہیم چاہے کو سیاہ رنگ لسا اور کونشٹ اور لمبی اور سیاہ اور بھی و سیاہ
 آنکھیں اور لمبی ناک رکھتا تھا۔ اور اپنی بیماری کے بیشتر وہ صولے عربانی کے و متورکی
 سی روسی زبان کے کچھ نہ جانتا تھا جو کہ ان کم خواندہ یہودیوں کی زبان ہے۔ اب وہ
 آدمی ایسی زبان میں بولنے لگا جس کو اُس کے گرد و لڑج کا کوئی آدمی نہ سمجھ سکا۔
 ڈاکٹر بھی جو لڑا گیا تھا وہ اُس زبان کو نہ سمجھ سکا۔ جب کہیں اُس کی عورت اور بچے
 اُس کے پاس آئے کی کوشش کرنے وہ عمارت سے اُنہیں دھکیل دیا۔ ڈاکٹر نے یہ
 رائے دی کہ یہ عمارت تجارت کے سخت ہونے کے یہ آدمی باطل ہو گیا ہے خاندان کی امید
 بہت دنوں تک رہی۔ اسی اشار میں اُس کی عورت نے اپنے ماں باپ کو بلوایا لیکن
 اُن کے آنے پر ابراہیم نے اُن کو نہ پہچانا اور نشان کی زبان کو سمجھا۔ اُن کا اس بات پر
 غصہ بھی ہوتا تھا کہ سبھی زبان کو کوئی نہیں سمجھتا۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ بیسترے
 سے اٹھا اور اُس کی عورت نے اُسے پہننے کے لئے وہ کپڑے لئے جو وہ باری سے
 پہنے ہٹا کر لیا تھا۔ جو کہ وہ صولوں کی محسوس عادت تھی وہ ان کو دیکھ کر اور اچھی طرح
 پڑتال کرنے کے بعد بہت ہنسنا اور ہار و ہار ناچا ہٹا تھا لیکن لوگ جلدی سے
 دروازہ بند کر دیتے تھے تاکہ اُسے سردی نہ لگ جائے وہ کمرے میں جلتا لیکن قدم بڑا
 آہستہ آہستہ سوچا ہٹا رکھتا تھا۔ ایک آہستہ کے ماس ٹیجکر اُس نے ایسی شکل دیکھی اور دبا
 ٹیج کر گیا اور بڑا حیران ہوا اپنی شری ناک و لمبی ڈاکھی کو چھوٹا تھا اور یکساں ہنس
 پڑتا تھا اور جانک ایک گرمی صبح میں پڑ جاتا تھا لوگ اس بات سے نہایت سخت عجب
 کرتے تھے اُس کی عورت دروازہ بند نہیں ہونے کی عیب جیبت قعد دیکھا تھا ایک دوسرے
 پر تعجب دیکھتے تھے اور وہ خیال کرتے تھے کہ اب یہ آدمی ابراہیم چار کو نہیں ہے۔
 بلکہ ایک چھٹی شخص ہے۔ لیکن ابراہیم کے ماتھے پر دو کالی لکیریں تھیں۔ جن کے
 ساتھ وہ پیدا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر جو کہ وہ قاتل اُس کا معالجہ کرتا رہا۔ اس
 خیال پر ہنس پڑتا تھا۔ ابراہیم چار کو اکثر دیکھتا تھا اور بار بار دیکھ کر کے لنگ
 پر پڑا تعجب کرنا تھا ایک دن اُس نے بار بار بھاگنے کی طرح کوشش کی اُس کے خاندان
 نے گورنمنٹ ڈاکٹر و دیگر ڈاکٹروں کو بلانے کی صلاح کی جنہوں نے شری امتحان کے
 بعد بیان کی کہ جو یہ شخص ہے اگرچہ وہ انہوں نے وہ زبان نہ سمجھی جس میں بولتا تھا۔
 لیکن وہ ڈاکٹر نے یہ وہ اس کو ایک باقاعدہ زبان جانتے تھے انہوں نے یہ خیال کر کے
 کہ یہ شخص ہم کو لکھنے میں سمجھا دینا۔ ابراہیم نے کاغذ کے ٹکڑے پر جو خط لکھے جنکو
 ڈاکٹر نے پڑھا لیکن اُن کے معنی نہ سمجھے خط صاف عمدہ تھا بحروف لکھا لیکن زبان قابل
 فہم تھی اور کوئی بیان نہیں کر سکا تھا۔ کس طرح ابراہیم نے ان لائن حروف کو لکھا۔
 اسی طریقہ پر کچھ مدت گذر گئی تھی کہ وہ ابراہیم کو سینٹ پیٹر برگ کی شکل میں پوری میں
 لے جانے کے لئے متفق ہوئے تاکہ وہاں کے لائین ڈاکٹر کی رائے معلوم کریں جو وہیں کی پڑوسر
 آ کر لائے ابراہیم کی زبان کو سن اُس نے بیان کیا کہ یہ انگریزی ہے ابراہیم نے بہت خوشی ظاہر
 کی کہ اُس ڈاکٹر نے میری زبان سمجھ لی اور کچھ گفتگو کے بعد پروفیسر آروئے لہا ابراہیم ایک
 شہر و مین انگلش میں ہے۔ لیکن اُس کی عورت نے کہا کہ اُسے خدا کس طرح میرا خاندان پر
 ہو گیا۔ اور کس طرح اُس نے اپنی زبان لکھا دی۔ ابراہیم کی زندگی کی کامیابی کو پروفیسر نے
 نہایت تعجب سے سنا۔ اور یقین نہ کیا کہ وہ ایک عام اُن بڑے روسی یہودی ہے۔ اُس نے
 ابراہیم سے انگریزی میں پوچھا کہ تو کہاں ہے اور کہاں سے آیا ہے اُس نے مفصلہ ذیل جواب دیا

میں برٹش کولمبیا سے جو شمالی امریکہ میں ہے آیا ہوں اور میرا اصلی وطن نیو ورسٹ منسٹر ہے
 میری ایک مورت اور ایک لڑکا زندہ ہے۔ لیکن یہ بچہ خدا کا ہے۔ کہ میں کس طرح اس بچے
 کے پاس آ گیا۔ پروفیسر نے یقین کو دھوکا باز بنایا کہ ابراہیم کہہ کر تم بتاؤ وہی وہاں سے آئے
 ہو اُس نے گورنمنٹ کو اس مر کے دریافت کرنے کے لئے قعد دلائی اور ابراہیم کے خاندان
 کا ڈاکٹر اور اُس کے بڑے ہسپتالے وغیرہ لوگوں سے سرکاری طور پر دریافت کیا گیا اور وہ
 دریافت جتنوں تک جاری رہی لیکن اُس امتحان سے کچھ معلوم نہ ہوا اور وہ معاملہ اسی طرح
 خفی کا محسوس رہا۔ ڈاکٹروں نے بیان کیا کہ یہ ایک سانی کا لوجیکل جبرست ہے اور انسانی روح
 کا کام ہے جو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ابراہیم نے کہا کہ اگرچہ میرا نام ابراہیم ہے مگر میرا
 نام ابراہیم چار کو نہیں بلکہ ابراہیم دہم ہے اور میری بی بی خاتون ہے کہ میں خاندان کو بچاؤ
 صبح جب اُس کی عورت اُس نے اُس کی جگہ کو خالی پایا وہ غائب ہو گیا تھا۔ مگر
 یہ عیب قعد آخر کار شاد روس کے کاؤں تک پہنچا جس نے اچھی طرح اُس کے دریافت کا حکم
 دیا۔ لیکن یہ سب فائدہ تھا وہ آدمی کسی طرح نہ مل سکا اور آخر کار یہ یقین کیا گیا کہ وہ آدمی
 باطل تھا۔ جنار ان بجالت پاگل ہیں دریا سے تباہ ہوئے۔
 ۱۸۵۷ء کے موسم بہار میں سینٹ پیٹر برگ کے پروفیسر آروئے لہا نے اپنی گورنمنٹ کے حکم
 پر فلاڈلفیا کا ملاحظہ کیا ایک دن جب کہ وہ اخبار پڑھ رہا تھا تو اس ایک مفصلہ قعدہ اُس
 کی توجہ کھینچی نیو ورسٹ منسٹر میں ایک ایسا واقعہ ہوا ہے جس نے برٹش کولمبیا کی تمام حد
 میں ہلچل مالدی ہے۔ ۱۸۵۷ء کے آخر میں اُس تہہ کا مسودہ کا جبرست تجارت کے سبب
 قریب الگ حالت میں تھا اور کسی شخص کو اُس کے بچے کی امید نہ تھی تھے کہ ڈاکٹر بھی جیبت
 تاہم رہیں پڑ گیا اور اچھی طرح صحت یاب ہو گیا۔ لیکن یہ معاملہ حیرت انگیز ہے کہ اُس نے
 جو کہ ایک نئے نئے انگریز تھا۔ اپنی مادری زبان بھلا دی اور اپنی زبان بولنا تھا کہ جس کو کوئی
 شخص سمجھ سکتا تھا۔ آخر کار اُس شہر کے ایک آدمی نے کہا کہ یہ ایک یہودیوں کی کنواری
 زبان ہے وہ مرض جو باری سے پیشتر رنگ مضبوط دی تھا۔ اب بہت چلا اور بڑا ہو گیا ہے
 اور صاف ہی اپنی عورت اور بچے کو شناخت سے انکار کرتا ہے۔ لیکن یہ قعد کرتا ہے کہ میری
 ایک عورت اور چند لڑکے کسی اور جگہ ہیں۔ اُس آدمی کو باطل خیال کیا جاتا ہے۔ پھر اتفاقاً
 عرصہ کے بعد ایک یوٹی سافر آجاس کا چہرہ ٹھیک عربانوں کی طرح معلوم ہوتا ہے
 کہتا ہے کہ اس مسودے والی عورت کا خاندان میں ہوں وہ اُس عورت سے اُس زبان میں
 بولتا تھا جس میں کہ اُس کا خاندان اُس سے بولا کرتا تھا لیکن اُس مر کے والدین جو کہ اُس شہر
 میں ہے نہیں اُسے نہیں پہچانتے لیکن وہ بار بار یہی ذکر کرتا ہے کہ میرا اس عورت کا خاندان
 اور اُن والدین کا بٹا ہوں وہ بیجاری عورت ایک سخت خطرہ میں ہے کہ میں کیا کروں
 وہ بار بار یہی پوچھتی ہے کہ کون سے اور یہ کس طرح میرا خاندان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ
 وہ اُسے بولتا سنتی ہے۔ لیس اُس کی شکل نہیں دیکھتی ہے کہ یہ یہودی چہرہ والا میرا خاندان
 نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ آدمی باوجود اس کے بار بار دعویٰ کرتا ہے۔ آدمی اُس کی پوشیدہ
 باتیں کہتا ہے۔ جو صرف خاندان اور عورت کو معلوم ہوتی ہیں۔
 پروفیسر آروئے لہا نے تمام لکھے قعدہ کو دیکھا اور اس سانی کا لوجیکل مقبوری کو حل کرنے کے لئے
 اُس نے نیو ورسٹ منسٹر میں جاسکا کا ارادہ کیا۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ اس نے وہاں مارکر حقیقت
 وہی سیاہ رنگ کا ابراہیم پایا جس کو اُس نے چھ ماہ گذرے کہ سینٹ پیٹر برگ میں دیکھا تھا۔
 اُس نے اُس مسودے کا ترجمہ روسی زبان میں پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہے اُس نے جواب دیا
 کہ میں اصل برگ سے آیا ہوں۔ اور جبکہ اُس نے اُس کی عورت کا نام لیا جس نے اُسے اپنا
 خاندان کہا تھا جو کہ اُس وقت سینٹ پیٹر برگ میں تھی۔ جب اُس نے اُس سے پوچھا کہ تیرا نام
 کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ توگ میرا نام ابراہیم دہم کہتے ہیں لیکن اصلی میرا نام ابراہیم چار کو ہے۔

त्यविचारऽत्र निमग्ना मुनयः सदा ॥ १४ ॥

ترجمہ۔ اس سلسلہ پر جگت دور کار کا ایسے متحرک اور غیر متحرک باجڑہ و جیست پر وہ سے انا دی ہے۔ مٹی لوگ ان ت لینے جیوا اور پرہم اور انت لینے مسار کے جیوا سے لگے رہتے ہیں۔

न जानंति किमेतद्विदित्यवाऽनित्यमेव च ।
मायां च विमानायां जगन्नित्यं प्रतीयते ॥ १५ ॥

ترجمہ۔ آدمی کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جگت ہمیشہ رہیگا۔ پس اس کی محبت سے کارہ کر کے نت اور انت کو جاشا چاہتے۔ لینے پر کرنی کو عتہ اور جگت کو انتہا مانا چاہتے۔

कृतकर्मविपाकेन प्राप्नुवन्ति सुखासुरवः ।
अवश्यमेव भोक्तव्यं कृतकर्म शुभाशुभम् ॥ ३४ ॥

ترجمہ۔ جو کرم کے ویاک سے ہی سکھ اور دکھ کو پاتا ہے اور ضرور پاتا ہے۔ ان کرموں کا پھل خوشی یا اس کے عیب ہوں۔

तपसा दानं च वैश्वमानवश्चैकतां ब्रजेत् । क्षीरो
परायेऽद्य शक्नोति पतत्त्वेन न संशयः ॥ ३५ ॥

ترجمہ۔ تب۔ دان۔ اور بیک سے انسان را جا وغیرہ یا شہد شہادہ وغیرہ جو کو پا سکتا ہے اور ایسی طرح بڑے بڑے راجہ بھی پن کے ناش ہوئے سے پت ہر جلتے ہیں۔ پونجمنی یاد۔ سنگھ میں گرام کتہ حاسین میں لال چھا کر ندوق سے مارا گیا۔ اور اسی سال موضع غریب پورہ میں جو کتہ جا سے ہکوس سے کا نشی رام کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جب وہ تین برس کا ہوا۔ ایک دن ندوق کی آواز سکر رونے لگا۔ اور بیک ڈر اوند لا استفسار کیا کہ میں تو مومن کتہ والا ہوں۔ مجھے کوہر بلانے لگا تھا۔ جب یہ بات حاکم ضلع تک پہنچی تب اس کے اظہار لٹے گئے اس نے ہر بلکہ پوچھا کیا لیا۔ اور جب فروری سالہ میں مقدمہ کو الیا میں آیا تو وہاں بھی وہی لکھ دیا۔ اور وہاں کے بھائی کو دکھ کر کہا کہ یہ سراسر بھائی ہے اور کہا کہ میں سب کچھ پہچانتا ہوں۔ اب مقدمہ کی تحقیقات ہو رہی ہے۔

دا آریہ دین اپریل سن ۱۸۵۷ء میں (۲۰)
آواگون کا ایک عجیب نظارہ۔ فلا سفیکل کن کوئٹہ میں جس کی ہر ایک کامی میں مذہب علم تصوف اور عقلی باتوں پر بحث سے آئیکل روح ہوتے ہیں۔ ایک عجیب واقعہ جو پہلے پبل سینٹ پیٹر برگ ویکی میڈیکل جنرل میں شائع ہوا تھا دج ہے اور دن برگ پورہ میں روس کا ایک شہر ہے جو کہ جدید شہر کے نزدیک کوہ بورال پر واقع ہے۔ قریب ایک سال کا عرصہ گزرا ہے کہ ابراہیم چار کو ایک دولت مند ہودی اس شہر کا باشندہ برض بخا رخت بیمار تھا۔ ۷۲۔ شہر آدھی رات کو اسے ایک وحشت ناک خیال محسوس ہوا۔ اس آدمی کو سخت تکلیف ہوئی اور وہ اس وقت بڑی جدوجہد کرتا تھا اور اس کے صحوں نے اس کی حالت کو نیک رواں سے متعوب کیا چند ہی روز میں اس کے گئے۔ دعا میں کی گئیں۔ بنیاں جلائی گئیں اور دیکھو وہ شہر جو پہلے قریب لگن محسوس ہوتا تھا اب اچھی طرح سے سانس لینے لگا۔ اور اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور تعجب سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پھر وہ آدمی جلدی سو گیا۔ اس پر ڈاکٹر نے کہا کہ اس کا سونا صحت کے واسطے اچھا ہے۔ صبح کے وقت جاگا۔ اپنے بال بچوں کو اور در دیکھا۔ جو کچھ افسوس و کچھ خوشی میں اس کے

पितरश्च यद्विधाः । सुखानि च वित्राणि हः स्वानि च
मयानथः ॥ ३३ ॥

ترجمہ۔ باور بار بار یا راجہ لینا اور شہد قسم کے آثار کھانا اور بخت ماؤں کے پستانوں سے دودھ پینا۔ بخت قسم کی ماؤں کو کھانا اور بخت باب کا سینہ ہوا و پتر کھوں کا بھوکنا اور اسی طرح دکھ کا بھی۔ سب کرموں کا پھل ہے۔

कर्मणो व समुत्पत्तिः सर्वेषां नान संशयः । अनादि
निधना जीवाः कर्मबीजं समुद्भवाः ॥

ترجمہ۔ کرموں کے تمام جیوؤں کی انتہی ہوتی ہے۔ بچ۔ وہی کرم اتنی وادری جیو کو شریں لاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

नानाद्योनिषु जायंत म्रियन्ते च पुनः पुनः । कर्मणा रीहि
तो देहसंयोगो न कदाचन ॥ ३६ ॥

ترجمہ۔ مختلف جیوؤں لینے قابلوں میں پیدا ہوتے اور مرتے ہیں۔ کرموں کے پتیر جیو کی شریں میں نہیں جاتا۔

शुभाशुभैस्तथा मिश्रैः कर्मभिर्वैष्टितत्त्वदम् ।
त्रिविधानि हि नान्या ह बुधास्तत्त्वविदश्च ॥ ३७ ॥

ترجمہ۔ اچھے اور بُرے اور ملے ہوئے اعمالوں سے یہ نام میں طرح کے نتائج جریں جیو کے سونگن رجوں تو گن کر کے بیک شر و ہادی ہوتے ہیں۔ ایسا ہی مہاتماؤں کا عقاد ہے۔

संचितानि भवव्यापारव्यापितया पुनः ।
वर्तमानानि देहेऽस्मिन्स्त्वियं कर्मणां किल ॥ ३८ ॥

ترجمہ۔ جو گزشتہ جنموں میں اعمال کئے ہیں جن کا نام بخت اور بار بد ہے اور جو آگے کیے۔ اور جواب کر ہے ہیں جن طرح پر کرموں کی تقسیم یا عاب ہے۔

ब्रह्मदीनां च वैषा तद्वशत्वेन राधिपः सुखं हवः स्वज
रावत्यः हवः शोकादयस्तथा ॥ ३९ ॥

ترجمہ۔ راجہ آدے لیکر تمام جیوے راجہ کرموں کے ہیں میں میں اور در کرموں کے سبب سے سکھ دکھ۔ جڑ مرتبہ۔ ہر ش لینے شادی اور مٹی کو راپت ہوتے ہیں۔

कामक्रोधौ च लाभश्च सर्वं देहगता गुणाः ।
देवादा माञ्च सर्वेषां प्रभवति न राधिपः ॥ ४० ॥

ترجمہ۔ کام۔ کر دھ۔ لوہ۔ موہ۔ جو دیکھ کر ترنگ گن میں کرموں کے مطابق ایٹور کے حکم سے اسے راجا سب کو ملتے ہیں۔

रागद्वेषादयो भावाः स्वर्गेऽपि भवंति हि ।
देवानां मानवानो च तिरश्चां च तथा पुनः ॥ ४१ ॥

ترجمہ۔ رات و دیش وغیرہ کا طور و بخت لکھوں کے وقت میں بھی ہوتا ہے بڑے بڑے و دروان اور دعوی انسان اور ان کے علاوہ شریرہ پاروں میں بھی۔

कपाली च तथारुद्रः कर्मणो व न संशयः ।
अनादिनिधने चैतत्कारणा कर्म संभवे ॥ ४२ ॥

ترجمہ۔ بلا شک کہانی۔ یا مہادیو وغیرہ بدوان بھی کرموں سے جیوؤں کو ملے ہیں۔ یہ سب اتنی وادری زمانہ سے کرموں انو ساتی جاتی آتی ہے۔

तेनेह शारवतं सर्वं जगत्सा वरजंगमसु नित्यानि

یعنی دیا اور ایشور میں شروع کیا کہ نہ رہنا دل کا ایک طرف نہ لگنا اور غافل نہ ہونا
میں جیلا ہونا تب تو کوں کا ظہور جانتا۔ یعنی جب بڑے کاموں کے لیے شرم و خجرت
اور احترازی پیدا نہ ہو تب بھی تو کوں کا ظہور ہوگا۔
اب بتلاتے ہیں کہ کس کس گن سے کون کون سی نعمتیں آتی ہیں۔
نمبر ۱۔ جو غفلت سے بڑا ہوگا کہ وہ دیوتا جو درجوں والے ہوتے ہیں وہ ان میں
تو کوں والے ہوتے ہیں وہ سچائی کو اپاہت ہوتے ہیں۔

نمبر ۲۔ جو نہایت تو کوں والے ہوتے ہیں وہ دشمنوں کے متعلق ہمارے عزیزوں اور
دوستوں کے کڑوں اور چوٹیوں اور پھلیوں سے بے گنجیہ اور غفلت سے بڑا ہوتا ہے
نمبر ۳۔ جو متوسط تو کوں والے ہوتے ہیں۔ وہ باطنی پھولوں اور گرج شہر
مور۔ اور جنگلی جنم میں جاتے ہیں۔

نمبر ۴۔ جو اعلیٰ تو کوں والے ہیں وہ خوب صورت یہ عمر اکٹھس ہند
پیشا۔ چارن اور ٹھگ ہوتے ہیں۔

نمبر ۵۔ جو نہایت درجوں والے ہیں وہ کانیں کھینچنے والے طرح ہوتے ہیں
ہتھیار بنانے والے قاصد وکیل اور بہادروں کا جنم جاتے ہیں۔

نمبر ۶۔ راجا کھتری اور راجا کا پرہت ہوتے ہیں اور مہاراجہ کے لیے پھول
پالوں میں ہوتا ہے یہ متوسط درجوں والے ہیں۔

نمبر ۷۔ گندہرب۔ گانیوالے راجا کھیتیوالے عاملوں کی خدمت کرتے ہیں
وغیرہ یا اعلیٰ درجوں والے ہیں۔

نمبر ۸۔ تیسویں۔ جتنی۔ سیاسی۔ وید پانچ۔ اور مانوں کے موبد اور
بنانیوالے جو کتنی اور جہانی حکیم۔ اسے استوگوں کے کرموں کا پھل ہے۔

نمبر ۹۔ نگینہ کتا ویدوں کے ارتھوں کے جانتے والے والد و دان ویدوں اور
دیگر علم کے ماسٹر کال ویدیا کے جانتے والے رکھشاک گیارہ اور گارہد گیتے

لائق اور ہیا پاک یہ متوسط استوگوں کی نشانی ہے۔

نمبر ۱۰۔ سب سے بڑوں کے جانتے والے برہما سب علوم کے حامل اور مختلف فنوں کے
موجد اور مختلف کلاکشل بنانے والے دھرمک سراج بھی گیتے اور دھارشی استوگوں کی نشانی

جائناک۔ رشی فراتے ہیں۔

(۱) جیسے پھول میں بڑے گندہ میں تیل۔ لکڑی میں آگ۔ دودھ میں گھی۔ گنے میں
معدی۔ ایسے ہی سوکشم طور پر جس میں روح رہتی ہے۔

(۲) شش جنم کے بندہ میں آگ ہے۔ شبہ ایشور کرموں کا پھل جو گناہ ہے۔

(۳) رنگ (۴) میں جتنا ہے اور موکش پاتک ہے۔

(۵) آتما (جو) آپ ہی کرم کرنا ہے آپ ہی (سکا پھل بھوگتا ہے خود ہی دنیا میں
پھر تپا ہے اور وہی کرموں کے آتما پھل سے بھگت سے کم ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ سب

پاؤں میں ہی موثر ہوتی ہیں۔

(۱۳) لکڑی کرم۔ دھرم۔ دہا۔ نردھن۔ پانچ گڑہ میں ہی مقرر ہو جاتی ہیں۔
(۱۴) دان و دیا۔ تپ کا بہت جنموں میں ابھاس کر کے آدمی پروردان بورن
وودان اور بورن ہی ہوتا ہے۔

ہنر کرتے گئے اور اھاس کے گرنھوں سے ستاس کی بابت تحقیقات مہار
کے جو وہیں پر کے ادھیا ۱۴ میں لکھا ہے۔
پون: پون अमर रांज-
नम च व पुन: पुन: आहा रा वि वि व्याभु क्त- पीता ना
ग वि व्यास्त ना: ॥ ३२ ॥ मातर वि वि व्यास्त ना:

سے ہوتے ہیں۔ اس سے پورے شرم کا اظہار ہوتا ہے۔
وہ پورے کرم (اہلاد) یعنی خوشی اور پریشا پ یعنی غم کے پھل کے دینے والے ہوتے
ہیں کیونکہ وہ پورے ادھیا پ دوکانوں سے آتین ہوتے ہیں یعنی وہ ہم آہوا ہوا گون
کرموں کے پھل سے گندہ دینے والی اور پاپ کرموں کے پھل سے گندہ دینے والی ہوتی ہیں
جیسے کہ مخالف دشو سکھ کو دیتے ہیں وہ ان کو ایک گناہ کی پرتی کو (تھان) دیکھتی ہیں
اب نشانیوں کے مصنفوں کی رائے۔

شوینا شرپ نشد +
वाला ग श त भा ग स्व श त था क

निय त स्य च । भा गो जी वः स वि क्षे यः स चा न स्या य
क ल्य ते ॥ अ ५ श- १८ नै व स्त्री न पु मा ने ष न चै वा
ऽ य न पु स कः । य च- स्त्री रे मा द ते ते न स यु ज्य ते

ترجمہ۔ سر کے بال کا سواں حصہ کریں اور پھر اس سوچ کا سواں حصہ
کریں پھر چو کا اندازہ ہے ایسے جوا منت ہیں۔ جو نہ عورت ہے نہ مرد ہے اور نہ عورت
ہے اپنے کرموں سے جیسے جیسے اجسام کو اپاہت ہوتا ہے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

کھٹے آب نشد میں ہے اور ہیا اول حصہ دوم۔

न जाय ते म्रिय ते वा वि प श्चि न्ना ये भविता वा न भू यः
अ ज्ञो नित्य शश्व तो ऽ य म्पु रा गो न ह स्य ते ह स्य मा ने शरी

ترجمہ۔ جو نہ پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے اور نہ وہ کسی چیز سے پیدا ہوتا ہے نہ جنم
رہت اور ہمیشہ ہی اور ہمیشہ تک پیدا۔ کیونکہ وہ شرم کے گندہ ہوتے ہیں نہ جنم نہ مر

منوجی۔ پشچیم کے بارہ میں ایسا کہتے ہیں۔

(۱) جیسے جڑاچے یا بڑے کام کو من سے کرتا ہے اس کے پھل کو اسی طرح جس
بھوگتا ہے زبان سے کہے ہوئے کا پھل یاں سو اور شرم سے کہے ہوئے کا پھل شرم

(۲) جو آدمی چوری زنا نیک لوگوں کا قتل وغیرہ مجھے کرم کرتا ہے وہ بھوگتا
یعنی خیرہ نہیں ہو جاتا ہے بانی سے کہے کاموں کے مجملہ پرندل اور ہرن وغیرہ

اور من سے کہے فعلوں کا پھل چھٹاں وغیرہ میں جنم دھارن کیے بھوگتا ہے۔

(۳) جو گناہوں میں جس میں زیادہ بڑا ہے وہ گن جو کہ اپنے جیسا کہو بتاؤ
(۴) اس کا فیصلہ اس طرح کرنا چاہیے کہ جب آتما میں پرستار اور شامتی

معلوم ہو تب استوگوں پر دھان اور جو اور تو کوں پر دھان ہے۔

(۵) سب آتما اور من دھمی بنجیدہ اور دھمیں میں ادھر ادھر ڈالتا ہے تب
سمجھنا کہ جو گن پر دھان اور تو کوں پر دھان ہے۔

(۶) جب تپا دی شیا میں آتما بھسا ہوا پر دھانی اور برائی کا پکارا ہوا حق و
باطل کی تیر کے سبب البتین سمجھنا تو کوں پر دھان جو اور استوگوں پر دھان ہے۔

(۷) اب تینوں گنوں کا اعلیٰ اور وسط اور ادنیٰ نتیجہ کہتے ہیں۔

(۸) جو بیدوں کا ابھاس دہرم کی طرف توجہ گناہ کی ترقی پاکیزگی خورشید اور
کاروگنا دہرم کرنا اور آتما کا چنن کرنا ہے استوگوں کا لکش ہے۔

(۹) جب جو گن کا ظہور اور استو اور تو کوں بالقوہ ہوتے ہیں تب آغاز بن بریج
کا تپا گناہ جو کرموں میں مصروف ہونا اور دل سے چار کی سیوا میں پریتی ہوتی ہے
تب سمجھنا کہ جو گن زور سے ورت رہا ہے۔

(۱۰) جب تو کوں کا پھل اور باقی دھرم منی ہوئے ہیں تب پاپا لالہ ہو جاتا
پاپوں کا مول بڑھتا ہے نہایت سستی اور سونا اور ہنظلال کا نہ ہونا گرونا کا پاپا لالہ

مترجمہ کہ تمہارے منت یعنی انادی ہوسکے اور قایم رہنے والا ہو جسے پرہیز بھلاؤ
یعنی پیرچمک سہی ہوئی ہے کیونکہ یہ اتنا مجرب ہے رہنے والا ہے جب تکے شریر کو چھوڑ
دیتا ہے تو وہ شریر مردہ ہو جاتا ہے اور یوزب شریر کے ہونیکے بعد وہ دوسرے بھلاؤ
محل کرتا ہے اور اسکا یہ شریر کا چھوڑنا اور گھسٹن کرنا پرہیز بھلاؤ ہے پائناخ کہ اناسے
وہ اتما کے خلاف ہونیسے ہی ہوسکتا ہے *

ہاں تاہن بلی بھی اپنے بوگ شاستریں فرماتے ہیں :

स्वरसवाहो पिदं षोऽपित द्याऽभिस्तुतं ऽभितिवेशः ।
योम दर्शन पा०२ सू०५ ॥

مترجمہ۔ تمام جانداروں کی یہ خواہش ہمیشہ دیکھے میں آتی ہے کہ میں سدا
سکھی بنارہوں مرد نہیں۔ یہ تمنا کوئی بھی نہیں کرتا کہ میں مردوں۔ ایسی راجیا
پورب جنم کے اجاؤ سے کبھی نہیں ہو سکتی یہ ابھی نوٹس لکیش کلاتا ہے جو کہ پونی
تک کو مرل کاخوت برابر ہوتا ہے یہ بیوا (طریقہ) پورب جنم کی سہجی کو جتا ہے +
اس پر پراشمرسی کے فنہ نہما تا باس جی تقیر کرتے ہیں +

सर्वस्य प्राणिनां इयमात्माशीर्निर्निता भवति मानभूमम्
भूयासमिति नचानुभूतमरणस्यैकस्यैवाभवत्या
त्माशीः एतया च पूर्वजन्मानुभवः प्रतीयते सचायमभि
निवेशः क्लेशः स्वरसवादी कमेरपि जातमात्रस्य प्र
त्यक्षानुमानान्नैरे संभावितो मरणत्वास उक्ते इष्टा
लोकः पूर्वजन्मानुभूतमरणदुःखमनुमापयति ।
यथा चायमत्यन्तमूर्तेषु दृश्यते क्लेशस्तथा विडोषोऽपि

ترجمہ۔ سب پرائیوں کو اسکا اخص ہوئے کہ یہ آتما انباشی ہے نہ پورب جو
کی موت کا کچھ خیال کرنے سے جیو آتما موت سے ڈرتا ہے جو پوربیت ہوتا ہے اسی
کا نام ابھی نویش ہے چھوٹے سے چھوٹے کی طرح یہ اب ایک جنم دہری کوئی کشیش
انسان اور شاستراں سے بھلائی جو موت سے اسکا ڈرو دیکھنے سے آتما کا پورب جسم میں
بھی کاہو اموت کا دکھ اور یہ کشیش نہایت ہی قوت اور اعلیٰ درجہ عقلمند رہ کر پورب پایا
جاتا ہے اس واسطے دلانا اور ہی قوت کو ہر غیر الاموت کا کھانا اور جوت پرک بنانا کہ آتما
केशमूला कर्मशयो द्रष्टा द्रष्टव्यं वेदनीयः॥
योग पा ० 2 सू १ 2

ترجمہ معہ تفسیر : وہاں بہن - پاپ روپ کر موم لگا ذخیرہ کام - لوہے - تہہ - سر - موم
 سے اُپن ہوا - موجودہ یا گزشتہ جنم سے جانتا چاہئے زیر دست گرم کے پھل یعنی اپنی اپنی
 تپ سادھی غیہ کرنے سے ایشور کی ایا سنا - دلواؤ رہم رہی آؤ کہ ہاں اویجاؤں کے کہنے سے
 اُپن ہوا ہوں بہن گرم کے پھل کو پیدا کرتا ہے اور گناہ کبیر یعنی گنہ سے گنہ سے گنہ سے
 گناہی یا تیسوی ہوا اویجاؤں کے نقصان کرنے سے اُس سے پاپ موموں کا پھل اُس
 ہوتا ہے جیسے تدریش کر رہش بہن سے یونہا ہو گیا اسلئے وہاں ترکہ میں جا نیو لوں کا اوی
 گھوٹوں سے رہت ان جیووں کا کر م آسنی تدریشی جنم سے جانتا ہے

सांतमुलें तदि पाको जात्यायुभोगः ॥ योगः ब्रा० २ सू० १२
 नेहलाह परि नाय फलाः पुगया पुरा ग्रहेनुत्वात् ॥ पौ० १४
 ترجمہ معہ تفسیر مول کے ہونے سے اسکا دیا کہ یعنی جس کو کچھ نہ ہو سیر
 یعنی نوعیت راہ یعنی عمر یعنی جوانی کہ کھول کا ہو گنا چنگا یہاں کوئی طالع
 پایا ہے ان ہولوں کے دیکھنے سے اسی آل یعنی گزشتہ زمانہ میں ہوتا ہے اور گزشتہ زمانہ میں

کرتے ہیں کہ اپنے کئے ہوئے افعال جولا نوال اور لا تبدل ہیں اور پورے جسم میں کئے
ہیں اور چکانام قسمت یا پرارہ ہے اور جو اس جیو کہ جسم میں ڈالتے ہیں اس کا پھیل پڑ
اور یہاں کا اگے ہوگا۔ پھل سے بیج اور بیج سے پھل یہ پراپت ہو گیا اور یہ دلیل کہ چھ
دماغوں سے گریہ جسم ہوتا ہے اور جن کے شے ہیں روح اور جسم کے سفید گے اور سفید
میں کرم ہوتا ہے اس واسطے کہ گریہ کئی فاعل اور وسائل کے ملاپ کے نہیں ہو سکتا یعنی
جسم دیشے حالاً پریشور اور جن میں انیوالا روح اور جن میں جنم وصال کر کے دو مادہ
کرائے سے کئے ہوئے کرم کا پھل ہوتا ہے اور نہ کئے ہوئے کا نہیں ہوتا اگر نہ بیج کے
نہیں ہو سکتا اس لئے پھل کرم سدش ہیں۔ کیونکہ ایک بیج سے ارشم کا درخت شیر
ہو سکتا۔ یہ دلیل ہے اس واسطے ان چار پرمانوں سے ثبوت کر کے رشوں سے
دہرم کے دروازہ پر جنم لکھ دیا۔ اور اسی لئے دہرم کی پراپتی کے لئے گور وکی
خدمت کرنی و دیبا پرستی۔ برہم جاہری ہونا۔ بہا کرنا۔ سننان اُپتتی۔ لواحقین کی
یروزش۔ جہاں نوازی۔ دان۔ اودوں کی چیزوں کا خیال بھی نہ کرنا۔ ریاضت۔ حد
جسم۔ من۔ اور بانی سے اچھے کرم کرنے یعنی افعال۔ اقوال۔ خیال شدہ کئے جسم
من۔ دشے۔ پُرمی۔ جو پر گشتا۔ اور پرتا نام۔ سادہی۔ نیز اور کرم بھی جن کو دو دانو
سے شددت نہیں کیا۔ شکھ دایک اور شیریر کو نروگ رکھنے والے ہیں اُن کو بھی
کرے۔ ایسا کرتے ہوئے یہاں این ملتا ہے اور مرکز سوگ ملتا ہے ۛ

سورہ اتمان الہیادھیہ

نبیائے شائستہ کے محض گوتم مہامنی کی رائے *

पुनरुत्पत्तिः प्रेत्यभावः ॥ मा० अ० १ सू० १४
 ترجمہ - جو آپس ہوتا یعنی کسی جسم کو دہان کرکے دوبارہ من ارتقاات ترک کرکے ایک بدن
 پر آپس یعنی دوسرے بدن کو بھی اڈھیس (ضرور) پر اپنیت ہوتا ہے اس پر کار کے پھر
 جسم لینے کو بریت بھاو کہتے ہیں - اس بریتی و اتساہن جی بھاشیہ میں تفسیر کرتے ہیں +
 उत्पन्नस्य क्वचित् सत्त्विकाये मृत्वाया पुनरुत्पत्तिः
 संप्रेत्यभावः । उत्पन्नस्य सम्वद्धस्य सम्वद्धस्तु देहेन्द्रिय
 ननो बुद्धि वेदनाभिः पुनरुत्पत्तिः पुनर्देहादिभिः सम्व
 द्धः पुनरुत्पत्तिरभा सामिस्थानम् । यत्र क्वचित् माराभिन्नक
 येव तैमानः पूर्वोपातानदेहादीनञ्जहातित तैतिय
 त त तन्नय न्नवादेहादी नन्या पाद तेन ज्ञयति प्रेत्यभा
 वो मृत्वा पुनर्जन्म सोऽयजन्म मरणा प्रवस्थाभ्या सोऽना
 दिरप्रवर्गान्तः प्रेत्यभावोर्बद्धित येति ॥

ترجمہ۔ ایتھن جو سمندہ ہے اسکا کسی وقت الگ ہو کر پھر سمندہ ہونی کو بہت
بھاؤ کٹے ہیں۔ ایتھن سمندہ کس کہے یعنی جیوا تم کا جسم حواس۔ دل۔ اور عقل گستاخ
سمندہ ٹوٹنے کی کیفیت کہتے ہیں اور اسکے پھر سمندہ لئے کا نام پریت بھاؤ مگلاتا
ہے سو یہ پریت بھاؤ ناودھی جنم سے لیکر موکش تک ہر ایک جیون کے لئے لازمی ہے۔
॥ ۳-۲-॥ प्रेत्याह्णगभ्यासकृता तस्तन याभिन्नाधात् ॥
ترجمہ۔ جب بجھو امیرا ہونا ہے تب ہی بھوک مشائیک واسطے گو کے پستان
پینے لگتا ہے جس سے پہلے جنم کا ابھياس معلوم ہوتا ہے اسکا دور وہ پینے کی خوشیاں
گذشتہ جنموں کی عادت سے پرورتی ہے کہ چونکہ آتا ہر ایک شری میں جن میں سے اشکاک
ہو جائے ایک ہی تھا اور وہ جن کرموں کو ہر ایک جسم میں کیاں پاتا ہے وہ اسکی ماد
ہو جاتی ہے۔ اور جو فعل ہر ایک جسم میں علیحدہ علیحدہ ہیں وہ اسکو یکھے پڑے ہیں۔
॥ ۴-۱-॥ आत्मनित्यत्वे प्रैत्यभावसि

ثبوت مناسخ

विज्ञातं पूजा परमस्य सु० । कस्मात्तं समाजीकृतयोः कुशला कुशला ३० : ५६

یہ کہیں کرنا پتا کی جڑ ہی اور سنستان میں آجاتے ہیں تو یہی مسلم الشونت سوکھتے ہیں پتلی سے
 رائے ہے وہ اس بات کی بھی شرح نہیں کر سکتے کہ چھوڑ جا کر کی پتلی کیوں ہوتی ہے +
 اس لئے جانتا ہوں کہ چھوڑ جا کر کی پتلی کی خاصیتیں اسکے سینڈیگ اور دیوکیں
 رہتی ہیں اور سینڈیگ دیوگ کا کارن کرم ہے چپٹن حواس میں جو وہ انادوی ہو جسے کسی کی منت
 دوسرے کی منت گذار دے کی ہوتی نہیں ہوا اور اگر کوئی دوسری آتا ہے تو یہی پیدا ہوتا ہے
 اور اس جسم میں پریشونے پھیلتی ہے اور یہاں ہمارا دست کا بھی کھنڈن جو کہ جو ہم سے پیدا
 ہوا۔ اگرچہ وہ ہم سے پیدا شدہ نکلا ہوا مان لیا جائے تو یہاں بھی پیدا شدہ مانا نہیں آتا اور کرم
 دھرم بھی سب شے ہو جاوے گی اگر انسان کی بات ہو تو زمین اور زمین کی علت تو نہ معلوم
 دنیا پر رشتہ کوئی عمل اور اس کی جزا و براہ اور کسی کی اتالیق سببیں گشت ہوتی چاہے
 پھر کوئی ہیو سنی قائم ہوگی اس واسطے شاستر کے مطابق ناسک سببوں سے پرکاش ہے
 کھونا مذہب ترک کرنا ہے۔ اس عقلمند لوگ نہیں بنایاں و دوان کوئی بی بی کی
 روشنی میں پیدا ہونے کو یہاں سبب ہا ہی کی ہے۔ جو کچھ دیکھی دیا ہے وہ پرکار کا ہے
 یعنی ست اور است اور اس کی پرکاشا چار پرکار کی ہے وید۔ پرتیکش۔ انومان۔ دیس +
 ویکس کو کہتے ہیں سرج اور ترم سے رہت۔ چپ اور گیان کی پرکاشا کیا ہوتا میںوں
 زمانوں میں وہ اور باہمی تعین نہ ہو سکتے تھے اور گو یہی ہے کہ شیک ذہن اور ست پر
 اب پرکاش کی تعریف کرتے ہیں۔ روح کو من اور اندری اور لیتے کے سینڈیگ سے
 جوست جو بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس کو پرتیکش کہتے ہیں +

انومان پرتیکش یورب ہوئیے تین پرکار کا ہے تین کال کی پرکاشا سے جیسے کہ
 سے اذامی میں جماع کا خیال۔ اور دھواں دیکھنے سے حال میں انکی کالیاں اور دخت سے
 پھل دیکھنے میں انکے نما میں بیج ہو کر دیا ہی پراپت ہوئیگی امید اور اسی طرح جل کھیتی
 بیج اور موسم کے سینڈیگ سے سبزی کے پیدا ہونے کا امکان۔ علیٰ ذالقیاس چھوڑنا تو کئے
 سینڈیگ سے گل کا ہونا اور حواس اور سوس اور ماس سے حرارت کا پیدا ہونا اسی طرح و
 حکیم بعض اور دعائی اور تبار دار سے علاج۔ بدی جن اسباب کو کھڑے معلول کو کھیتی ہے
 اس کو تینوں زمانوں میں یکساں سمجھنا چاہئے۔ دھن۔ دہرم۔ شیک کی پراپتی کے لئے
 پرکاشا کے سوا اور کوئی پرکاشا نہیں ہے جس سے سب چیزوں کی پرکاشا ہو۔ اور اذمودہ
 چیزیں دو پرکار کی ہیں یعنی ست اور است یا جنم اور مرن یعنی پرنجنم +

آیت ادریش وید ہے وید کے سوا اور جو کوئی شاستر کے چمن کے وید کے انوکول اور کشتا
 سے پرکاش کئے ہوئے اور رشتی میںوں کے پسند کئے ہوئے لوگ ہنگامی ہیں یہی پت آگ ہیں
 آیت آگ سے مفصل ذیل پراپت ہوتا ہے کہ دان۔ ب۔ میگ۔ ست۔ اہسا۔ برہم۔ جرج۔ دہرم اور
 موکش کے دینے والے ہیں۔ یہ دہرم اور موکش انکو پراپت نہیں ہوتا۔ حکے دلوں میں جس
 بھراؤ ہے مراض لوگوں کو انکی سنوں والوں سے دہرم کے دروازہ پر لکھیا ہے۔ کہ پرنجنم
 ہے قدیم سے قدیم مہاشیوں سے برہم پران ہو کر ست اور ش۔ وارا یا ست کثرت و محبت
 دھرمی طور پر کشتا اور یک کر موں کے جاتے والوں نے معرفت کی آنکھوں سے پرکاشت کر کے
 اپریش کیا کہ شیک شپ پرنجنم پرتیکش ہو۔ نیرستان اپنے ناما پتا کے شکل نہیں ہوتی اور ہم کل
 پھانیوں کے رنگ۔ اواز۔ سمجھاؤ۔ سن۔ بدی نصیب میں فرق ہوتا ہے اور اعلیٰ اور پچھل میں
 آہنی غلام و مخدوم ہونا پچھل و راحت کی زندگی سے کام و پیش ہونا۔ یہاں پر کرم کئے ہوئے
 کے پھل کی اپلائی بغیر کے کرم کے کسی پھل کی پتی بغیر کھلائے کے پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ
 رو کو پستان کو چھ سے ہنسنے اور ڈرے فعال بالعموم سے نتیجہ بالخصوص کوئی بدی ان اور
 کوئی بڑ کسی کو اپی یورب جاتی رہنے جن کا اور اسل جنم میں آہنکا سرن ہوتا ہے۔ اور
 پرتھوی کے پراپتوں کے ہرنگ ہوئے پرتھوی الفت اور نفرت۔ ان تمام سے ہم انومان

پرتھو سے بڑے کیوں سے پکا کرم کو ست مارگ میں چلنے کا بل دیتے۔
 جس سے ہم پاپ سے بچ کر پریم آند اور پریم سکھ کو پراپت ہوں +
 اھو وید کا لکھ ۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴

چیتن ہونے کے سبب جود معطل نہیں بلکہ کہ دم کر نیکا سوچنا اور کہتے ہیں اور جن نامان کرنا بھی ان کی عادت ہے۔ بنا بران صاف ظاہر ہے کہ نوح اور جہم کا لاپ اور چلائی یعنی متنازع بھی اُن کے واسطے ضروری ہے +

ولیل الخ۔ روعوں کا جسم میں اگر مختلف قسم کے سکھوں اور فکھوں کا بھوکنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اُن کے ہی مختلف کرموں کا نتیجہ ہے ورنہ سب روعوں کو ایک قسم کے نتائج ملتے۔ کیونکہ ہر پیشہ و مصنف ہے جو بے سبب اور بیوجہ کسی اُن کو دیکھ نہیں دیتا۔ ایک لڑکے کا تندرست پیدا ہونا۔ اور دوسرے کا اندھا۔ لٹلا۔ لنگڑا۔ کوٹھی پیدا ہونا یا سچ کو ثابت کرنا ہے +

دلیل ششم۔ تینا سب سے منکر مذاہب والے یہ مانتے ہیں کہ اس جہنم کے کرموں کے مطابق ہی بہشت و دوزخ ناجا و گیاہ

مگر یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ کیونکہ پریشور دنیا کا رسی ہے متعدد فعلوں کے لئے ہمیشہ کا دو نرخ و بہشت و دین دنیا کے عدل و انصاف کے خلاف ہے کیونکہ انصاف یہ کہتا ہے کہ محمد و کرموں کا پھل محمد و ہونا چاہئے پس جینک پرچہ نہ مانا جاوے۔ خدا کے ذمہ سے یہ الزام و درہ نہیں ہو سکتا۔ اور خاتم النبیین محمد و کرموں کے بدلے ہمیشہ کے جنت نہیں ڈالنے والا کبھی خدا فی کے سوا راہ نہیں +

عقل پرست ختم۔ جنگ گنگا کر موقع نہ دیا جاوے۔ کہ وہ پھر اچھے کام کرے
شب بیک ایشر کی اُچار دیالت کا ظہور نہیں ہو سکتا۔ ایک راجہ جنت سے اس کی
ذات صفات رحم و فضل سے شون ہو جاتی ہے۔ پھر جنت مانتے ہی یہ الزام اُٹھانا
ہے۔ اور انسان کو ہمیشہ نیک بننے کا موقع دیا جاتا ہے۔

ذلیل ہر قسم تنازعہ ماننے سے ایک الزام خدا پر یہ آتا ہے کہ اگر روح کو اعمال کے بدلے نہیں تو کچھ کیوں دے گا۔ جو اس کا جواب دیتے ہیں کہ روح کے آ زمانے کی واسطے وہ ایک اور الزام خدا پر لگاتے ہیں کہ چونکہ آ زمانہ ہے جو مابہل ہو جسے معلوم نہ ہو جو انضر یا ہی نہ ہو مگر خدا تو سرور کبھی ہے پس آ زمانہ سرور غلط ہے اس الزام سے بریتنے کے سوا کچھ تسلیم تنازعہ ناممکن ہے۔

وہیل بنم۔ تمام ارواح مرنے (یعنی قطع تعلق جسم) سے ڈرتے ہیں۔ انسان سے حشرات الارض تک اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ پہلے انہوں نے کبھی موت یعنی جسم سے جدائی حاصل کی ہے ورنہ جس سے تعلق نہ رہا ہو۔ اُنس سے انسان نہیں ڈرتا۔

دلیل و ہم روح اب جسم میں آتی۔ اُس کا اتنا خواہ اعمال سے مانویا یوں ہی اندھا و ہند خدا کے حکم سے جان جس طرح مانویا اس پر سوال ہوتا ہے جس خدا نے اب اُس کو جسم سے ملحق کیا کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ اس جسم سے پہلے اور پہلے اُس کا حکم ایسا نفاذ پذیر نہ ہو سکے۔ حالانکہ تمام قاعدہ قدرت اس کا مدگار ہے پس متنازع سے انکار گویا انتظام منہج سے انکار ہے +

وکیل یا نوہم۔ دینا کے ٹکڑے شکہ اور رنج و آرام کے نقشہ کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر جس سے حق پرست تو درکنار ناشک بھی انکار نہیں کر سکتا۔ نہایت مشکل نظر آتا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ خدا کی مرضی یا ارادہ مصلحت یا اتفاق یا حکمت ظہری یا قہر یا تہذیب یا بغیر سے ایسا ہو گیا یا بعضی ناحق پسندوں کی طرح اسے خدا کا دم ہی کہیں مگر طبیعت کسی طرح شائق نہیں پاتی۔ اور نہ سوال کرنے والے آتما کو تسلی بخش جواب ملتا ہے مگر ہر سائے جھگڑے اور شکوک سلسلہ اعمال کے ماننے سے خود بخود فیصلہ درخ ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ تناسخ کی تعلیم کے بغیر کوئی

صراط المستقیم ہیں *

ولیل دو از وہم۔ ارواح کو جسم میں ڈالنا خدا کی صفات میں سے ہے اور یہی مسلمات میں سے ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں اور جب قدیم ہیں تو کسی صورت میں ممکن نہیں کہ صفات خداوندی اتفاقیہ کبھی جسرت زین ہوں جس سے اننگہ پن ظاہر ہو۔ پس نہ تو اتفاقی بات ہے اور نہ باوجود یہ بلکہ قدرتی منشاء کے مطابق کمزوں کے سلسلہ سے اپنی قدیم صفات سے خدا روحوں کو بذریعہ اجسام جزا و سزا دیتا ہے +

ولیل سینہ و ہم - ہذا دنیائیک ارواح جسم متحرک کرنے کے بعد تباہ ہونے قیامت
ایک جگہ رکے جائیں گے۔ یا حسب اعمال مختلف مقاموں یا اجسام ہیں۔ اگر
مطابق اعمال جُدا جُدا رہتے ہیں تو کھیل مل چکا قیامت کی ضرورت نہیں۔ اگر
ایک ہی کھاتہ میں بھرے جاتے ہیں تو کمال ظلم انہیں سیرنگہری چوہیٹ و اچا اولیسا
ہی انہیں قیامت میں بھوگا۔ پس یہ پیدا طریقہ ہے کہ اُن کو اعمالوں کے مطابق
پھیل لیگا۔ قیامت کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ خدا کے کوئی صفیات کمبختی نہیں
حالانکہ قیامت کے ملنے سے خدا کے صفت عدل و رحم دونوں اس وقت ناکارہ
ثابت ہوتے ہیں پس متنازع ہی ایسا مضبوط و صحیح اور سچا راستہ ہے کہ جس کے
ملنے سے اُس کی ذات تمام ذباہم سے بری ہو جاتی ہے۔ و ہذا طریق
الصواب و مسئلہ کا جواب +

باب اول

وید و شاستر سے تنازع کا ثبوت

دیدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ ہر مانتا یا زہرہم ایک اودیتہ لاشریک ہے اور
 وہی تمام مادی جگت کا صانع اور غیاثی کا انادی سوا ہی ہے نیک صدکی غافل لوگوں
 میں اور وہ کرم کو نہیں آتا دہر مانتا جگت کا بنیاد کارسی مہماراجہ اور روحیں انکی
 ہر جا میں بنا بلان وہ سلسلہ اعمال کے مطابق ہر ایک زوج کو نیک و بد پھیل گیا
 اور نہ اوڑھنا پہنچا تا ہے چونکہ کرم کا سلسلہ جسم کیسے تھے ہی متعلق نہیں ہو جاتا بلکہ
 اس کا محرک رُوح ہے اور رُوح قافی نہیں بلکہ جاوداتی ہے پس وہ اس جسم کے
 برآمد ہو جائے پرائی معدلت کے مطابق دوسرے جسم سے تعلق پیدا کرتا۔ اور نہ
 وہ آگ کو بھونکتا اور نہ اُفحال کا اثر لگ جاتا ہوا مختلف ستاروں و سیاروں میں
 انتظام مشیت ایزوی کے مطابق میر کرتا رہتا ہے گویا اُسے نیک بھنے اور شل
 کما نیک بار بار بلکہ لاکھوں بار موقع دیا جاتا ہے جب چہ تن نیک ہو گیا اُسے نجات
 یعنی موکش مل جاتی ہے اور پرہم آتندہ پراپت ہو کر ایشور برہم کے مطابق پراپت ہواں
 یعنی $۲۲۲۰۰۰۰ \times ۲۲۲۰۰۰ = ۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰$ سال تک موکش
 میں وہ پرہم آتندہ کو بھونکتا ہے اور اسی کا نام آداگوں یا تینا س ہے

و ایک فحاورہ میں اس تمام جہان کو ایک چرخ و دلاب سے نسبت دی ہے اس
و دلاب کا منظم و مالک پریشور ہے ہر ایک و دلاب - یعنی لوہا مختلف اجسام

اسریلہ :- یہ اعتراض آپ کا علم سے نہیں بلکہ جہالت سے ہے لیکن ہم آپ کو کچھ بھی سمجھانی کی کوشش کرتے ہیں ۔

مفسر :- انسان کی ہدایت روح سے ہے یا جسم سے تمام دنیا کے ملہا کا اس پر اعتقاد ہے کہ مرد و عورت کے ملاپ کے بعد رحم عورت میں جاتا ہے اور وہاں خون حیض کی آغوش میں پرورش پاتا ہے ۔ اور روح اس میں داخل ہوتا ہے اور یہی سبب ہے کہ بچہ کے بعد وہ کچھ کمزور ہوتا ہے ۔ کہ روح اس سے صاف ثابت ہے کہ اہل میں وہ شخص جس نے انسان پیدا ہوتا ہے ۔ وہ مرد و عورت کا جسم ہے ۔ کہ روح اس ترکیب اس فعل کا موجب توفیق قدرت کے روح کو اگر ملاپ کا جسم جس جس جسم سے ہدایت توفیق ۔ وہ تو یہاں بچا گیا ۔ اسکا حال گھٹا ہوا تھا اور ماما ماما بچا تھا ۔ اور یہ تو تمام عقلا کا مسلمہ ہے کہ روح میں تدبیر اور تائیت بالکل نہیں ہے ۔ یہ خاصہ جسم ہے جس میں روح اور جسم کی ترکیب ہر ایک جسم میں اسکا نام بزرگ ہے ۔ ترکیب کے ٹوٹ جانے سے وہ نام بھی ٹوٹ گیا ۔ وہ پورا ان جنکاپ کی جگہ کی کان ملنے میں اسکا بھی یہی اصول ہے ۔ کہ آپ بقول طرف غائب ہے جس میں بزرگوں پر کوئی سوار ہوتا ہے ۔ اسکا کوئی سر نہ ہوتا ہے ۔ ہاں یہ سارے اعتراض آپ کے دہرے پر عاید ہیں ۔ سنئے نہایت شرمناک حرکت ۔ یہ ہے کہ ماکا خون پیتے ہو ۔ کیونکہ بوجہ اپنے ہل کے دودھ اہل میں خون ہے ۔ دوم شرمناک حرکت یہ ہے کہ باپ اور بزرگوں کے سر پر ہوتے ہو کیونکہ یہ زمین کے عتلا مرزا بزرگوں کے جسم میں بلکہ بوجہ آپ کے مذہب کے وہی ہیں ۔ کیونکہ آپ کے مذہب کے مطابق روح انہیں مادی چیزوں کا غلط ہے ۔ سوم شرمناک حرکت یہ ہے کہ ہاں باپ اور بزرگوں کے سر پر چرتے ہو ۔ چلتے ہو ۔

چهارم شرمناک حرکت :- یہ ہے کہ اپنے جڑے کے چوتے پینے ہو ۔ کیونکہ حیوانوں نے سڑی کھائی ۔ اور وہ اہل میں آپ کے بزرگوں کی خاک ہے ۔ اور اس سے چڑھتا اور اس سے اپنے جوتے پینے ۔

پنجم امی مادہ سے تمام جڑے لوگوں اور عورتوں کے جسم سے اور اسی مادہ سے سورا اور سوری اور کتے وغیرہ کا جسم بنا ۔ میں بتاؤ کہ یہ کیسی شرمناک حرکت کرتے ہو جنک سیدنا رابنہ وید مقدس کا اختیار نہ کرو گے ۔ اس گرداب سے آپ کی خلاصی ہو کر نہیں ہو سکتی ہے ۔ اسی بڑی مولوی نظامی نے کہا ہے ۔

کہ دانہ کہ اس خاک انجین :- بخون چر دلاست آمین :- ایک دفعہ بحالت سفر جب میں نے زمین کا سورج کے گرد و قریب سے گذر کیا ۔ تو ایک مولوی صاحب برائیت ہو کر اہل تو مجھے گالی دینے لگے کہ یہ کافر ہے ۔ قرآن کے خلاف تعلیم دیتا ہے ۔ آخر کار جب میں نے ان کو دلائل سے ثابت کیا ۔ تب ان میں تو قائل ہو گئے ۔ مگر قرآن کی تعلیم کے سبب حق کے قبول کرتے رہے ۔ جھگڑتے رہے وہی حال ہر مولوی لوگوں کا ہے ۔ یہ لوگ اگر ذرا سائنس یا فلسفی یا منطق سے غور کریں ۔ تو حق کو حاصل کر لیں یہ لوگ اپنے باطل اور من مانی خیال کے خلاف کسی علمی تحقیقات کے قابل نہیں ہوتے ۔ یہی سبب ہے کہ علم پر ہونے سے چیزوں کو روکتے ہیں ۔ تنازع کو ۔ مانگو اور یہ مولوی دودھم کو ماکر مولوی دودھ سخت خرابیوں کا منہ دیکھتا اور شرمناک حرکت کا ترکیب مونا چڑھتا ہے ۔

اول نور روح جادو اور فانی چیز مانی ٹی ٹی ہے ۔ کیونکہ جس کو دینے اُس کا انت بھی ضرور ہے ۔

دوم ۔ ہمیشہ کی زندگی اور نجات سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے ۔ کہ نہ کبھی کوئی چیز ہی نہیں رہتی

طرف سے کچھ نہیں دے سکتے ۔ تو پھر تنازع کے قابل جو گناہ میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ تو ایسے ایشور کو بخیر نفرت کرتے ہوئے ۔

اسریلہ :- تنازع کے ماننے والے کبھی خدا کو برا نہیں کہتے اور غائب سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ وہ خدا کو موصوفت عادل نیا کاری مانتے ہیں ۔ ہاں تنازع کو نہ مانکر یہ حالت ضرور ہوتی ہے ۔ مرنے کے واسطے وہ کچھ تنازع نہ ماننے کی حالت میں مولوی لوگوں کے (قوال) اور ایسی سے بڑھوؤں اور عیسائیوں کا حال قیاس کر لو ۔ اور یہی سبب ہے کہ غفلت اور مادل سے کوئی مادیات نہیں ہوتا ۔ ہاں جس طرح گورنٹ انگلشیہ کے عدل کے زمانہ میں جب کوئی خون کرتا ہے تو کچھ سے ملنے اور کچھ اپنی ملنے کے خوف سے گورنٹ کو عادل مانکر بوجہ آپ کے خیال کے ضرور برائیت ہوگا ۔ کہ اس کے انگریزی راج نہ ہوتا تو خوب ہوتا مگر یاد رکھئے کہ اگر وہ اسے طفلان بہت بڑی ۔ ایک معلم در عالم زندہ نہ مانے ۔ یہ عدل کے ساتھ رحم مہر کرنا ہے بغیر عدل کے رحم سزا یا ظلم اور انہیں سزا ہے ۔ آپ نے سنا نہیں ۔ آں پر لاشہ لاکہ سپرد زندہ خاک ہو فاکش چیاں بچید و کز و انہیں مادیات نام نہاد فرح نوشیرواں بعدل ۔ گرچہ بے گشت کہ دوشیرواں نام نہاد ۔

پرامو ۔ ۲۶ :- علمی تحقیقات کے موافق جس حالت میں صرف آدمی کے جسم میں روح ہے ۔ اور اس کا حیوانیت اور نباتات کے جسم میں کہیں نام و نشان نہ ہو ۔ نہیں ۔ تو پھر تنازع کو مانکر یہ کہنا کہ آدمی کی روح اپنے جڑے کر مہل کے چیل سے نکلتی ۔ بیل ۔ گدھے ۔ گھوڑے اور سورا اور گھاس اور پودوں اور درختوں کے جسم میں داخل ہوتی ہے ۔ ایک ایسا خیال ہے کہ جو واقعات اور تجربات اور حقیقت کے بالکل خلاف ہے ۔ اس لئے چھوڑا اور بدودہ ہے ۔

اسریلہ :- آپ کی اس خبر سے تو ہم کو آپ کی سہی علمیت کا حال بھی معلوم ہو گیا ۔ آپ نے صرف تنازع سے ہی اختلاف نہیں کیا ۔ بلکہ علم سائنس سے بھی انکار کر دیا اور علاوہ ہر اس تنازع کی سچی تعلیم سے بھی باغی ہو گیا ۔ اسی سبب علمی تحقیقات کے موافق صرف آدمی کے جسم میں روح نہیں بلکہ حیوانوں میں بھی روح ہے ۔ شاید انگریزی سائنس کے نتیجہ یا اصول مادل و ارون کا نام بھی آپ نے نہ سنا ہوگا ۔ وہ صاف طور پر آدمی کے جسم میں مشابہت مندر کے ساتھ جلاتے ہیں ۔ اور ایسے ہی اور تمام محقق بھی یہی نے سنا کہا ہے کہ علم کے بغیر آدمی بیدم کا نہ رہے ۔ ہم نے حصہ اول میں یہ مضمون انسان کے اور حیوانوں میں بھی روح ہے بتلادیا ہے کہ حیوانوں میں روح نہ ماننا کمال غلطی ہے ۔

منطق کے مطابق روح کی تین نوعیت ہے ۔ پہلی ۔ ذہنی ۔ پرتین ۔ سکھ ۔ دیکھ ۔ گیان ۔ یہ ساری تعریف انسان اور حیوان دونوں پر صادق ہے ۔ یہ علم آدمی سے زیادہ حیوان اپنے جس منطق سے صاف بتلادیا ہے ۔ کہ انسان حیوان ناظمی ہے اور دیگر حیوان مطلق ۔ دیگر حیوان دونوں ہیں ۔ پس روح اپنے جڑے کر مہل کے مطابق جانوروں کے قالب میں ضرور جاتی ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ۔ مگر خدا روح کا نبوت ہیں ہاں تنازع کا عقلی نہیں (دیکھو یا دل) کیونکہ یہ بات علم عقل ۔ تجربہ و حقیقت اور سچے دہر پر ہے ۔ بالکل خلاف ہے ۔ محقق ڈالوں نے جب یہ رائے ظاہر کیا ہے عام لوگوں نے اسے خدا کی اولاد کو شرع کیا ۔ کہ وہ ماحول دانا گھبراٹھا ۔ (پس آپکا خیال نہ تو سائنس و منطق ۔ فلسفی کے مطابق ہے ۔ اس لئے یہ جھوٹا اور بدودہ ہے ۔

پرامو ۔ سچ آدمی کے لئے اپنے بزرگوں اور چمنوں کو واقعات اور تجربات کے خلاف پرانے اور جھوٹے دین تو سی خیال کی بنیاد رکھنا اور جلی گدھا اور گھوڑا اور سانپ وغیرہ قرار دینا ۔ اور ان پر سوار ہونا یا سر گھٹانا نہایت شرمناک حرکت ہے ۔

نہیں۔ پس لوگ اور سادہ ہی کو کیا کر سکتے تھے؟ وہ اپنے محض ناواقف ہونے پر بھی بیہودہ گپ بانگ لگا کر ناقص خیالات کا انداز غیاب ہے بیشک تمام سابق بہت جو سنکرت پڑھے ہوئے تھے۔ وہ ایشور کو اپنے جسم اور خارجی دنیا کا مضمون سمجھنے والا مانتے تھے۔ کیونکہ وہ ویدک فلاسفی سے ناواقف تھے۔ ان کی طرح غلط عقل اور مردانہ سائنس سے بھی انہی نہیں تھے۔ اور نہ گالی گلوچ سے کام لے سکتے تھے۔

آپ بسبب ناواقف سنکرت زبان کے پوراؤں سے بھی ناواقف ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ جو بھی تعریف سے لوگوں کو گراہ کرتے۔ اور اپنا نام تندرہ پھیلانے کا نشانہ بنا کر بڑے مذہب پھیلا نا چاہتے ہو۔ آپ جیسے دام ریا بچھا نیوالے فقیروں کے حق میں سعدی کہتا ہے۔ ترک و تیار بروم آموزندہ، خیریتش بسم و خداوندند۔ پوراؤں کے پریم نے ایشور کو کچھ سمجھ دیا۔ نہ رشک۔ گھوڑا۔ گتتا۔ ہنس وغیرہ اور اروہارن کر لے۔

پوراؤں کے پریم نے گرمیوں کے ساتھ کرشن کو کھول کر لے کر پوراؤں کے پریم خدا کو موہ جی روپ متھارن کر کشیدو جی کی جینتی کر دیا۔ پوراؤں کے پریم نے بہا جی پر ترنا کاری کے الزام لگائے۔ پوراؤں کے پریم نے کچا کی کہانی متھارن جی کو کھانک لگا کر پوراؤں کے پریم نے باون آثار تھوڑھوٹ بولوا چل اور فریب کر لیا۔ اور سار جہان کو بت پرست اور جاہل بنایا۔ کوئی بد معاشی کوئی غرابی کوئی بیانیسی نہیں جو پوراؤں کی خاطر لگے اور آپکے پریمی خدے نہیں کی۔ ایسا ہوا کہ نہت یک شخص میں نہ فرج ہو۔ اور نہ اب ہوگا۔ ہاں آپکا کھیرا اور برابک پریمی ہوا و فرانس میں یا لبر کے دینا بازاری میں یا ناچ گچھ میں یا راس لیدیا میں ہوتا ہے یا کسی وقت کھنڈ کے زنگی مل یا جادو شاہ کے موٹی ہاتھ میں ہوتا تھا یا کبھی بھی خوشخوار رہ گئے کے بعد میں ہوتا تھا یا کھلیا گوسایوں کے ہاں یا بہت زیادہ پریم و وہ آپکا پریمی ہوا و نام یا کیوں میں بہت ہوتا ہے۔ ایسی پرار تھا راسی بھیگتی ایسے پریم سے ہم کو اور تمام اہل حق کو نفرت ہے۔ براہمو ایسی صورت میں تو گنہگار کو ایسے خدا سے آدوار گئے کسی قسم کی امید نہیں رہ سکتی۔

اسرائیل۔ عادل حج سے بعد نبوت جرم کے جرم کو کیا امید رہ سکتی ہے صرف یہی کہ کافی سزا دیے شکر دانی۔ ہاں رشوت خور۔ ظالم خود غرض۔ آنکھ کے اندر سے ریا کی امید رکھ سکتے ہیں جرم کی اصلاح اور جرم کی سزا پوراؤں و نظر رکھنا جی کا فرض ہے۔ گریانی اور گنہگار کو سزا دینا صاف صاف اور ان کو گناہ کے واسطے دیکر سنا ہے چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ بے سبب بادشاہ کے راج میں دار و اث بہت بڑھ جاتی ہے و ان کو کا قول ہے۔ ہر آنکہ کہ پروردہ کتب و بیاد و سے خود کاران بینی مکتبی یا باں کردن چنانست کہ ہر بدن بچائے نیکو فاض نہ نداشت آنکہ کہ رحمت کرد بر ما حکماں جبرست بر فرزند آدم گنہگار و بدکار و زنا کار ہو کر خدا سے آدوار کی

امید نہ کھنا۔ ایک ناہم مارگی کی مثال کے حسب حال ہے۔ مثال۔ ایک فام مالک برہمن سے کسی نے پوچھا کہ کیوں صاحب۔ مدہ (دھاب) لال (رگوشہ) میں (مچھلی) مددا۔ میتھن (زنا) ان پانچ مکاتھل سے کبھی ہتی ہو سکتی ہے کیونکہ یہ بیانی کی بنیاد ہیں۔ پھر یہ صحت کیا سچا مذہب ہو سکتا ہے جواب دیا۔ کہ خدا کو برپاؤں شرابیوں زنا کاروں کی نجات منظور ہے۔ بھلا ان کی کتنی کا کوئی سامان نہ ہونا چاہئے تھا۔ صرف ان کی کتنی کے واسطے یہ مذہب ایجاد ہوتا ہے کہ یہ ہی شرط لال۔ گرہن کریں اور بنجائے پاویں۔ حضرت گنہگاروں کا ایسے خداوند خدا سے آدوار غیر مبرا جھکے کے نہیں ہو سکتا۔ خدا تو خدا ہی ہے اس کے عمل اور دنیا میں تو کوئی

شفاعت یا سفارش یا رشوت کار گر نہیں ہو سکتی۔ آپ باؤ رنگ (آتشک) بواسطہ دھرم کے مریض کو دوائی کے بغیر دوا یعنی آدو کو برا دھن کر کے سے شفا تو دلائے گا کیسی کو برا دھن ہو ورنہ یوں بیہودہ کو اس اور بیانی کی نائن بن لوگوں کو دلائے اور خود عیش و آرام کرنے سے کیا حال۔ یا آدو کو دھوکے میں نہ پڑو۔ خدا ٹھکوں میں نہیں آڑایا جاوے گا کیونکہ آدمی جو کچھ جانتا ہے۔ وہی کاٹھیکا۔

براہمو۔ جب خدا سے کسی مذکی امید نہ ہو تو اس سے کسی مدد کے لئے پراختیا کرنا یعنی دعا مانگنا واقعی ایک ناجائز حرکت ہے۔ اور جو لوگ جان بوجہ کر پراختیا کر کے لے لے اور اپنا یا پراختیا کرتے ہو۔ وہ شر اور مکار ہیں اور مذکی تو نہیں کرتے ہیں۔ اسری۔ پرانا تہ سے ہر انسان اور خصوصاً سچے اپنا رک کو بہت امیدیں ہیں۔ مگر ناامیدی صرف مکاروں کے واسطے ہے جب ہمراہیوں سے کام کرتے اور مرن سے بچے پرانا تہ کی آپاسا دھن کرتے ہیں۔ تو ضرور کامیاب ہوتے ہیں۔ دل کو شانتی ملتی ہے۔ گینان کی پراپتی ہوتی ہے۔ اندھکار کم ہوتا ہے۔ سرت و سرچ میں و شواش اور ایشور میں پریتی ہوتی ہے۔ ہاں جھوٹی پراختیا۔ یا کاری کی آپاسا اور مکاری کی دعا مانگنے والوں کی باتیں ضرور ناجائز حرکت کے نسبت لگتی ہیں۔ جو لوگ پیالے کی نائن کی طرح لوگوں کو رولائے اور خود مزہ اڑاتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شر نہیں۔ جو لوگ اس روشنی کے رات میں پیچیدہ بن سادہ لوح چھو کر لوں کو گراہ کر رہے ہیں کیا وہ مکار اور شر نہیں۔

جھو لوگ گوشہ بند گزلیں کی کتابوں سے اچھی باتوں کا انتخاب کر لیں سے اپنے امام کا نبوت سے اور اپنے خدا اور ایشور کے جھگڑوں کو گالیوں دے رہے ہیں کیا وہ مکار اور شر نہیں۔

جھکے ہوئے شیاد اور دانا غلطی سے لگے جال میں پھلتے ہوئے چیلے خود یا کسی عقائد کے سمجھانے سے انکے جال سے لٹکر آکر سراج میں شامل ہو گئے۔ اور پھلان کی اچھی طرح قلعی کھولتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شر نہیں۔ جو لوگ آدو کرگوں کے سادہ لوح لوگوں کو غلبہ سے نفرت و لاکر فقیر بناتے اور اپنے بچوں کو بدستور کا جھل میں پڑھاتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شر نہیں۔

جو لوگ خیروں کے بچوں سے جھیکے منگوائے اور خود بنگوں میں پریم جرح کر لے اور مزہ اڑاتے ہیں۔ اور انکے چیلے جھیکے مانگ کر لے لے اور خود کو زور و جبر سے جرح کرتے ہیں کیا وہ مکار اور شر نہیں۔

جو لوگ ایک وقت میں پچا پچا کر جھگڑے کی برائی کرتے تھے اور آخر جھپٹ کر اسکے کام نہیں چل سکا تو خود پھٹنے لگے کیا وہ مکار اور شر نہیں۔

جو لوگ چیلے گزہ بن کے خلافت و خرا کر خود کو گزہ بن پڑھے اور خود کو سادہ لوگوں کو اپنے پاؤں کا تاپاک دھوون پالتے ہیں۔ کیا وہ تپاک و شر نہیں۔ جو ہر مذہب کو جال میں پھنسانے کے واسطے جینڈ پھنڈتے چرئی کر گئے اور اکاوشی کو چاول پختے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شر نہیں۔

حضرت یا دھکے کہ لوگوں کو دھکلا دینے کے واسطے اپنا شایں روٹا پٹنا سراج مکاری اور شرارت ہے۔ کیونکہ درود و فرج آن نیاز۔ کہ بروئے عالم گزاری و دنا۔ اور یہی سبب ہے کہ اس انجیوس صہی میں آپکو نے امام اور سے مذہب اور نیامی پڑھنے اور بروہ سراج چھو کر دیوسراج بنائی کی ضرورت پڑی یا ترکیب سوچی۔ انوس کہ مذہبی اسکا کر آپ کو گلیاں پلپتے پڑا اور سچے علم سے آپے آگاہی حاصل کی۔ براہمو۔ جب ایش پریم سے نہیں اور سولے ہمارے کرملوں کے پھل کے اپنی

ہاتھ دھو بیٹھے۔ دنیا صرف پھل ملنے کے خیال سے ہی بنی کرتی ہے وہ اگر انجام نیک
و بدی کا برابر ہے تو فعل عیث ٹھہرتا ہے پس اس کا یعنی آپ کے مذہب کا نتیجہ صاف یہ ہے
کہ خدا نے نیک کی نیکی کا برابر کرنا ہے اور بدی سے نفرت کرنا اور خدا کا عبادت کرنے کا
خدا کی راہ کی وہی جینوں کا محفل محض نہ ہو گیا۔ اور یہی ناشکوں کا اعتقاد نہیں اور کیا
اس اعتقاد کے رکھنے سے آپ ناشک نہ ہوئے؟ پندت جی نہیں نہیں پیغمبر جی آپ
بتلائے کہ ایسے ایشور سے جو نہ بدی کی سزا اور نہ نیکی کی جزا دیکھتا ہے اور نہ دنیا ہے کسی کا
کیا فائدہ اور کیا تعلق پس اس محفل اور یہی سبھی اور فرضی خدا سے جس کو آپ کے پریمی یا جانی
فوق کر رکھا ہے۔ کون پریم کر سکتا ہے ہمارا تو صاف یہ اعتقاد ہے کہ پریشور ہمارا راج عالم
اور مالک ہم سے کاموں کی سزا اور تمام نیک کاموں کی جزا دیتا ہے اگر وہ محفل بنے والا نہیں تو
کیا کوئی دنیا میں سزائیں پسند کرتا ہے؟ اگر نہیں کرتا تو برے کاموں کی سزا کیوں دیتی ہے
افسوس کہ آپ جان بوجھ کر حق بات سے روٹو بیٹھتے ہیں +

بیرا احمق۔ پہلے بہت سے بہت لوگ ہر ایشور کو پریم سے جانکر ان سے پریم کرتے رہے
ہیں۔ وہ اگرچہ رواج کے موافق اس مسئلہ کا اقرار کرتے رہے ہیں مگر اس کی اصلیت پر
توجہ کرنا انہیں موقع نہیں ملا اور نہ ممکن تھا کہ اس کی لغویت ان پر ظاہر ہو جاتی +
آسریلہ۔ بھائی صاحب! تنازعہ کے منٹے سے ہی ایشور کے ساتھ سچا پریم ہو سکتا
ہے ورنہ بالکل نہیں۔ اور یہی سبب تھا کہ شروع دنیا سے لیکر آج تک تمام جگہ جن
اس مبارک اور پوزر مسئلہ کو ماننے اور اس کا ادریش کرتے رہے۔ اگنی۔ دادو۔ برہما۔
نارود۔ شک۔ ستھن۔ یعنی سنگاوک۔ ہمدادو۔ جگ۔ کیل۔ ہاگوک۔ دیاس۔
سکھیلو۔ رام چندر۔ کرشن۔ اور زرتشت وغیرہ۔ پورنے ڈھلے کی شنی اور جگہ
اس گل رنگ کے فیضا عورت و افلاطون و سقراط اور خاص آریہ ورت کے راناند
راجا جگہ۔ کیپ۔ دادو۔ تاک۔ جیتن۔ ستھنا۔ بلیہ۔ جیو۔ میراں بابی۔ الہ
امرواس۔ راہ واس۔ انجندہ۔ ہر گند۔ ہر رائے۔ تیج بہادر۔ گوہر شاہ۔
چنداشک۔ مولوی رومی۔ فرید الدین عطار۔ شمس تبریز۔ منصور۔ وغیرہ سب اس مسئلہ
مبارک کو سمجھتے۔ سوچتے۔ اور ماننے اور ادریش کرتے رہے ان سب کو موقع نہیں ملا
یہ سب رواج کے موافق اقرار کرتے رہے مگر آپ پر اس کی لغویت ظاہر ہو گئی۔ ہوں
کیوں نہ کہ ان کے ہم کو پیغمبر جی کے الہامی فرشتے نے گان میں علم اور عقل کے خلاف پھونک
دیا۔ کہ اگرچہ کم سنسکرت نہیں جانتے صرف اردو اور کچھ قدرے انگریزی پریم کر لیں
کی تعلیم پائی ہو۔ پس مسیح کی تعلیم کے مطابق تنازعہ نہ تھا لیکن افسوس کہ فرشتہ کو
نہ رہا کہ جب خود کو قبول بائبل کے انسان بن گیا ہے کہ بے صلیب کسی گئی۔
تو خدا کی کیا گئی۔ جب خدا تنازعہ میں آیا۔ گناہ گئے صلیب دیا گیا۔ تو پیغمبروں کی
کیا حالت۔ نہ آپ پیغمبر صاحب! اس سے جگہ اپنی جگہتی ہاؤ میں بیٹھے تھے اور اس
صل بنیاد وہی تنازعہ کی پلک تبدیل تھی۔ مگر ان کی تعلیم کا قصور ہے وہ لوگ رواج کے
موافق اقرار نہیں کرتے تھے کہ وہ اس سے آواز کرتے کہ یہ بیان تک کہ ان میں سے بعض
کو کمال جگہتی سے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ پچھلے جنم کے کون تھے مگر فرضی آدمی کو یہ کیا
سرا ہو۔ اگر خدا پریم نے نہ ہو۔ تو اس سے آدمی کا دہر نہیں ہو کہ یہ کیوں نہ اس کی
میں ایسے لوگ تھے جن کے جہنم پریم کا مشکل کا خاصہ پایا جاتا ہے +

آسریلہ۔ ہوں تو ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر خدا دنیا و کاری یعنی عاقل نہیں تو ایسے خدا
سے انسان کمی درجہ ہو کہ ہے۔ کیونکہ ذہنی جوان۔ یو۔ ڈھنڈھ۔ ہریش چندر۔ بکا جی پتھر
ہمارے چڑے عاقل مشہور ہیں۔ اگر قبول آپ کے صرف پریمی ہی خدا ہے۔ تو نہایت
افسوس ہے کہ اس صفت کا تو دنیا میں کوئی ثبوت نہیں +

کیا کہ ورتوں آدمی جو جگہ سے جگہ ہوتے ہیں یہ خدا کا پریم ہے +
کیا لاکھوں جو تپ دتی وغیرہ سے مر جاتے ہیں یہ خدا کا پریم ہے +
کیا لاکھوں جنم کے اندر سے لوگ لنگرے پیدا کرتا ہے یہ خدا کا پریم ہے +
کیا ملکوں کے ملک تریج و تکلیف میں مبتلا ہیں یہ خدا کا پریم ہے +
کیا طوائفوں کے گھر میں لڑکیاں پیدا کرنا خدا کا پریم ہے +
لاکھوں جو برہمناش۔ زنا کار۔ حوا خراڑے۔ غریبوں کو تاراج کر رہے ہیں
کیا یہ خدا کا پریم ہے +
لاکھوں برہمناش بگٹے جگہت فقیرانہ لباس پہن شریف آدمیوں کی عصمت بگاڑ
رہے۔ کیا یہ خدا کا پریم ہے +
موتی۔ دادو۔ ستھیا۔ نوح۔ بنیوں نے لاکھوں آدمی اور عورتیں اور بچے
تباہ کر لئے۔ کیا یہ خدا کا پریم ہے +
میر صاحب اور ان کے پانچویں نے جو دنیا میں تیج کے طوفان برپا کئے۔ لاکھوں
کے سر تن سے جدا کئے کیا یہ خدا کا پریم ہے +
چنگیز خان۔ ہاکو خان۔ تیمور۔ محمود۔ اورنگ زیب۔ احمد شاہ۔ و نادر شاہ۔
سکندر وغیرہ کو قتل عام کی طاقت دی کیا یہ خدا کا پریم ہے +
سچے علاوہ آپ اسی پریمی خدا کے پیغمبر اور آئے دن تمام دنیا کو گالیاں اور
خصوصاً آریہ سماج کے لوگوں کو بد زبانی سے ناکر رہے ہیں کیا یہ خدا کا پریم
ہے۔ بھائی! ایسے شخص پریمی خدا اور مشکل دیو خدا کا دنیا میں تو کہیں پیغمبر نہیں۔ اگر
آپ کے پاس یا کسی اور کے پاس کوئی ثبوت ہو تو پیش کیجئے +
بیرا احمق۔ معلوم ہوتا ہے کہ تنازعہ کا مسئلہ اس وقت نکلا ہوگا۔ جبکہ لوگوں پر ایشور
کے پریم سے ہونی کی خوبی کا معراج اچھی طرح یا بالکل ظاہر نہ ہوا ہوگا۔ یا اس کی یاد
کا بیڑہ دھوکہ دے رہا ہے جبکہ ہمارے ہرگز ایشور کو صرف سچا خدا یا انکار اور صرف جی
یعنی جگہ اور سادہ ہی کے ذریعہ ان کے آند کو حال کر لینی کو کوشش کرتے تھے اور اسے اپنے
جہنم اور ظاہری دنیا کا صرف جینے والا کہ پیدا کر لیا یا خالق خیال کرتے اور جو وقت لگتی
اور پورا دن کا زمانہ نہیں آیا تھا۔ اور جبکہ پورا نیک جوگ یا سادہ ہی کے طریق میں ایشور کو
دبانے یا پریم سے جان پرانہ کرنا یا بھلا و مروج نہیں ہوا تھا۔ ان اس وقت بھی سچا
لوگ اور سادہ ہی کے پر و ایشور کو شل جگہتوں کے دیانے یا پریم سے نہیں لیتے۔ سادہ
ذاتی جوگ و سادہ ہی میں پرانہنا کے اصول کی پیروی کرتے ہیں +
آسریلہ۔ یہ آپ کا خیال میرا یا باطل اور سب شاستروں سے ناواقف کا باعث ہے۔
وہ ایشور کی تمام صفات کا خیال اور یقین جیسا ویدک زمانہ سے شاستریاں
تھا۔ ویسا پورا نیک زمانہ میں بالکل نہیں۔ اور نہ پورا نون میں ایشور کی صفات کاملہ
موجود ہیں۔ ذرا انکھیں کھول کر دیکھئے۔ سحر و دہلادو ہیاتے رہم +

मू०स्त० सपर्वगाच्छुक्रम कायम ब्रह्मस्मा विरद्येष्टमपा
यविद्धम० कवि नी पी परिभूः स्वयु न्मू र्धापातयते ॥ यान्यदथा
नू० अतीभ्यः समाभ्यः ॥ २॥ युजु० ॥ ३० ॥ ४० ॥ २॥ मू० पा० तेजोऽसि
तेजो मयि हि० वीर्यमसि वीर्यमविद्येहि० वलमसि वलमयिद्येहि०
ओजोऽस्यो जो मयिद्येहि० मन्यु रिसमन्यु मयिद्येहि० स होऽसि सहो
اور شاستروں میں سے خاص کر دوک شاستر جس میں تنازعہ کا ذکر ہے
مستند ثبوت دے رہے ہیں اس میں آپنا پرانہنا کو بڑا واضح بیان کیا ہے۔ (دیکھو)
یعنی پریم میں کس خوبی سے پرتا میں جگہتی اور پرانہنا کا بیان (دیکھو) (دیکھو)

۱۰ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (

ایک بات آپکی اور مغالطہ برہمی ہے جس کو آپنے اتنی مدت پر مہم نہئے اور
برہمنوں کے گھر جرم لینے پر بھی نہ جانا۔ افسوس اگر بھوکے کو کوئی کھانا کھا دے
اور کسی مفاس کو روپیہ سے دودھے یا کسی جاہل کو علم سکھلا دے تو یہ بہت بڑا بیکار
عہدہ بات ہے اور پچھلے کرموں کا پھل نہیں بلکہ شاکر م ہے۔ اس اس کا پھل
یہ بیکار کرنے والے کو پریشور دیگا۔ اس کا یہ خیال جمالت ہے کہ یہ اس کے پچھلے
کرموں کا معاوضہ ہے مگر افسوس کہ آپ ناواقفی سے یا دھوکا دہی سے کرم اور
پھل یا فعل اور نتیجہ کو حط ملط کر دیتے ہیں یہ فہم کا قصور ہے۔ اور یہی سبب ہے
کہ آپکے ایسے خیال اور اعتقاد سے روحانی پاک طہرت کی جستجھ آج کے دل سے کٹی جاتی
ہے۔ اور آپ علم و عقل کے مخالف ہو کر لوگوں کو غلبہ سے روک کر جاہل بنا رہے
ہو۔ اور آریہ سماج دشمنی کے ایک چوٹ سے علم کا تقارہ بجا رہا ہے اور درحقیقت
علم کی زیادہ اشاعت آریہ دھرم کی اشاعت ہے اور آریہ سماج کا اصول بھی ہے کہ
دنيا کا پرکاش اور دایا کاش نہ کرنا چاہئے۔

برآمدو۔ تین سال کے اعتقاد سے خود ایشوریکم سے نہیں رہتے اور بچھوٹا خیال ہی خود غرض کی بنا پر قائم ہے کیا ہم صحیح بولتے ہیں۔ یا جھوٹ اور چوری وغیرہ کاموں سے بہتر نہ کرتے ہیں اس سے کچھ خدا کا ذاتی حلال ہونا ہے کہ جس کے محض ہونا چاہئے ان نیکی کے کاموں کے عوض بقول تین سال کے اعتقاد کے یقین کرنے والوں کے ہم کو اس دنیا میں دو تہہ بنا دیتا ہے یا کسی منہ پر بڑے منہ صبر پر پانچا دیتا ہے۔ یا جاننا د اور رسوا ریاں نذر کرنا ہے۔ ہرگز نہیں پائی

ہم سراسر اپنے چہینے سے اور نہ ان کے نہ کرنے اور نہ ہی اور تھوٹ وغیرہ لگا رہیں
ہے پر ہرگز نہ کہے ہیں خدا کی کسی ذاتی قدر و زنت کو بردہ نہیں کرتے کہ جس کے عین
وہ ہم کو ٹھوٹے اور سوا بیان دے یا دہم اور اسباب بطور معاوضہ یا شکوہ کے
ہماری نذر کرے پس ان لوگوں کا یہ ماننا کہ ہم جو کچھ اپنے کچھے کرم کرتے ہیں ان کا پھل
یعنی عرصہ خدا سے چھان کرتے ہیں ان کا ایسا لغو خیال ہے جو ابشر کو مثل ایک عرصہ
دو کا شمار کرتے بنا دیتا ہے حالانکہ خدا ایسا نہیں ہے ۴۰

آسریکے ایثار و صرفہ پر ہم مئے نہیں ہے کیا کار سی بھی ہے اور سچ لہلہ ہے
 لڑا چھے نوکر پر تلک کا پریم ہو تا ہے اور وہ آئیں میں اسکے اچھے اعمال کا منہ
 ہے درخت کوئی بایان کر دن چنات بلکہ ذکر دن بیجا کے نیک مردانے اگر آشوب
 صرف خبر کم مئے ہو تا ہے گو شمار میں کو گھر و در و درج و مصیبت کا نام نشان ہو کیا

لوگ نیا - باب چاہتا ہے کہ میری اولاد کو بھی جو میں یہ مسئلہ سراپا بہودہ ہے کہ اسنو
صرف پریم مے ہے اور کوئی نعمت اس میں نہیں - ایک ایسا قول تو سچ ہے کہ کہا جئے
اچھے کرموں سے خدا کا کرنی ذاتی بھلا نہیں ہوتا تب تو عین آئیہ وہم کا اصول
ہے - مگر محض بانسٹک پن کا خیال ہے کہ خدا ہمارے تیک کاموں کا بھل نہیں
دیتا - اور اگر دنیا سے تو خود غرض ہے - چنانچہ اگر نیک کاموں کا بھل نہیں کرتا تو بڑے کئے کو
دینے لگا - کیونکہ وہ قدوس ہے - یوں تو یہ قوتیں کا کہ وہ ان کے کئے پنوں سے

سے کی۔ مگر پھر بھی عرفین تھے۔ اولاد کی غرض اسکے علاوہ ہے۔ دیگر کاروبار دنیاوی کی غرض اسکے علاوہ ہے پس انسی طرح خدا میں اگر صرف پرہیزگاری مانا جاوے تو بھی غرض سے جالی نہیں۔ اور نال خجیہ الحواس اور نورانی ویدانتیوں یا صوفیوں کی طرح اگر کہو کہ نہ تو نے دیکھی یا خوبش می ساخت۔ غمار عاشقی یا خوش می ساخت۔ تو محض یال ہے کیونکہ انہیں کا خیال ہے چونکہ تنگی آئینہ ہم دوست۔ نہ تنہا نعل بل تجھ ہم دوست میں تو درمیان کا جسے نہادیم شہجودہ نہادری نہادری ہم۔ اس صورت میں ہم دوست کا کہو نہادری کہو مانا پڑے۔ پس ایسا ہیودہ پریم کا ہو مبارک ہے علاوہ ہاں جو چیز کہہ نہیں ہے اس پریم جو محض ہیودہ ہے یہ کہہ نہادری پہلے نہیں تھی صورت مرکبات کا جو نہادریا۔ اور اسکے ساتھ پریم کیا۔ بانی کا فانی کیسا نہادری قدیم کا حادث کیسا نہادری پریم اور احسان نہادریا و بطالت ہے کیونکہ نہادری شامل دین یاں مکتہ نہادری است۔ کہ کج کج گریہ راست بار است او یہی اصل احسان کا ہے کہ جرب مستی سے ہستی کرنا در علم عقل کے خلاف جہالت کے زمانہ کا مسئلہ ہے) ایک نہادری ہوں ہے تو احسان خود معلول ہے کیونکہ احسان کہ پریم نیست پر خود نفی کا حکم رکھتا ہے۔ مگر یہ دونوں الفاظ ایک طرح یعنی آپ کے طریقہ مسئلہ کے مطابق نہادریا میں کیونکہ دنیا کی مختلف حالت سے بھی زیادہ سکھی کم رنج میں زیادہ رحمت میں مخلوقے بلکہ بالکل راحت میں بہت ہی کم پائے جاتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ نہادری ہے شاد احسان ہے بلکہ ظلم اور اذیت و تناسخ کو نہادری نہادری ہی کہنے میں نہادری سفالی اور نہادری کہنے میں نہادری باطل و باجمہر بعضوں کو حکم کا نہادری کو نہادری کشا اور نہادری بناو بعضوں کو ازبیکہ نہادری پیدا کر دیا اور بعضوں کو بہت شاد نہادری پس میں ایسے تمام حالات و غور کرنے سے نہادری ظاہر ہے کہ نہادری اور احسان نہیں۔ بلکہ ہم ہی۔ نہادری سفالی اور نہادری

ہے ماں و گریخت کا ہر ایک ٹکڑا ہے شہاب پڑا جتنی ہے کہ ہر ایک کو رہا ہے
 گزرتا ہے کچھ لٹا ہے اور اپنے گئے کا بدلہ دیا ہے ہر ایک اس دنیا میں بھی نہیں کرتا ہے
 جتنا کم کرتا ہے جس نے کھیت نہیں بنائی اس نے فصل کئی نہیں بنائی جس نے شرب نہیں بنائی
 اس کو شرب نہیں بنوایا جس نے رزق نہیں کیا اس کو رزق نہیں دیا جس نے خیر نہیں بنوایا جس نے خیر نہیں
 دیا اس کو خیر نہیں دیا۔ اور جس نے عبادت نہیں کی اس کا دل صاف نہیں ہوا۔ جو نہیں بنا
 اس سے بدتر و دور نہیں ہوئی اور جس نے عبادت نہیں بنائی وہ عالم نہیں ہو سکتا۔ کہ جس نے
 اپنی خوشی دنیا میں بنائی دنیا کے دل سے بدتر و دور نہیں بنایا ہے کہ ہر ایک کو کموں کا چھل ملتا
 ہے۔ دنیا کے دل سے بدتر و دور نہیں بنایا ہے۔ دنیا کے دل سے بدتر و دور نہیں بنایا ہے۔ دنیا کے
 چھل بنیے حضرت کے آخری زمانہ کے کیت ہو گیا۔ کوئی نعمت کبھی اور کسی طرح قبول نہیں
 کر سکتا۔ ماں ان لوگوں کا جتنے دل و باطن میں شاد ہو رہے جو ہوں کی طرح علم و فن نہیں
 آتا ہے کہ اس کے لیے عبادت ملنا ہو۔ ورنہ سب اس کے ہاتھ کاغذ اعتقاد ہے۔ کہ

(۱) انسان اپنے افعال کا عقلاہ جابہ ہے۔ ماذنال کے فعلوں کے نتیجہ میں بے جا تائید و
میں کوئی اور نہیں ہے کہ کسی حقیقتی اور فنی دوسری ہے (۱۹۷۱ء سالہ سرمہ سماج)۔

(۲) وَاِنْ لِّیْنَ اِلٰهَافَانْ اَنْ شِمَّا سَخِی مَرَحْمَهٗ اَوْ یَکُ اَدْنٰی کُوہی اَمَّا نَسْتَعِیذُ

(۳۸) انما سحر و نفاقکم فاعلموا انی بآیاتکم بکیر کرتے ہیں اور ان

یہاں پہنچے تھے۔ ان کے ساتھ ایک عورت تھی۔ وہ بھی بے گناہ تھی۔

(۱۸) اور ملک میں پشیا ظالم بادشاہ بھی اعتقاد رکھتا تھا کہ گندم مانگ کر ہم بیدار ہو جائیں گے۔

اعتقاد و فطرتِ شریعت سے روح کے انادی ہو چکے کسی بھی طرح سے بیان کیا ہے وہ
ماحول سے محسوس ہوا یا نہیں، آخر آغاز غار و پندیر و انجام مادہ جہتِ نبی سے ہی
ہی جہالت کی تعلیم ثابت ہو چکی ہے اور علم نے ایسی بے بنیاد تعلیم کی وجہاً انسانی
تو اور بھی مضبوطی سے ثابت ہو گیا کہ روح ضرور انادی اور قدیم ہے و نہ مصنوعی و فانی
براہمہ و تناسخ کے ماننے سے روح کے لئے ابدیت و ابدی کا نام لیا گیا جس میں رہنا
اور ہمیشہ کے لئے پاپ سے گنتی نہ پانا لازم آتا ہے۔
اس لئے یہ خیال آپکا بالکل غلط ہے۔ تناسخ کے ماننے سے ہی روح کے لئے ترقی و
تسلل کا روزہ ہمیشہ کھلا ہے۔ تناسخ کے ماننے سے ہی خدا کا انصاف قائم رہتا ہے
تناسخ تمام قوانین کے تحت ثابت تمام قدرتی کاموں میں تناسخ موجود ہے بادلوں کی حالت
تناسخ کو ثابت کر رہی ہے زمین کی بناؤ اور دیگر کائنات میں تناسخ ثابت ہے سمندر کے گرد
مناجس کے گواہ ہیں۔ قباب کا تخریر و تبدیل۔ کہ بانگ کا آب سے ویران ہوا تناسخ کا نشانہ ہے
دنیا کی پیداوار و اموات تناسخ کی زندہ مثال ہے۔ بیج کا بونا اور وخت کا ہونا اور بیج کا
ہونا تناسخ کی تعلیم ہے۔ ورنہ سب اشیا کا تناسخ فانی کی دلیل ہے کہ تناسخ کچھ عقل
منہ جہل تباریکہ خیالات کبھی نہیں نکل سکتا۔ اول خدا کو اپنی طبیعت کے موافق نہ لایا
نامہ ان ماننے سے دوم خدا کی ہستی کی بابت اس کے پاس کوئی دلیل نہیں سونے لگا۔ اعتقاد
خود اس کے دل کے وسوسے کے سوا کوئی دلیلی نہیں دیتا۔ غدار کی ساری قدرت اس کے اظہار
پر رہتا ہے چارم۔ پاپ کا بڑھنا اور دنیا اور شہر کی بنیاد و تعمیر انیوالا ہے کیونکہ روح کو پاپ
کے وجود سے پیدا ہوا اور ماننے کے فنا ہونے سے فانی ہوتا ہے کسی طرح کی جہاں اور
کا قیام نہیں اگرچہ نوع و عقل کے خلاف دکھائی دے گا بانی اسے کیونکہ خلاف ظاہر ہے کہ
جسکا جس سے آغا ہے اس کے فنا کے بعد وہ فنا ہو یا دیکھا۔ جب مادہ فنا پذیر ہے تو مادی
ادراج کسی طرح بھی اسکے بعد نہیں رہ سکتے۔ پس کوئی پاپ اور بدیہ کا وجود گنے والا وہ
نہ اور نہ دنیا کا کائنات نہ خود و عقل کا نادان دوست ہے کیونکہ اس کی ساری تعلیم سے کہ ہے
یہی دینی ہے ہستی، مانتا اور نہ کسی سے جیتی رہتا ہے۔ وہ روحوں کے حق میں جہاد کا جہنم
نہی تجویز کرتا ہے کیونکہ وہ باریہ امتحان کا کوئی موقع نہیں دیتا۔ مایہ جو کہ لوگ دنیا میں گنہگار
ہستہ یاد ہیں اور انکا دوبارہ جہنم نہ ہو گا۔ اور نہ پاپ یا بدیہ سے نفرت کر نیکوئی موقع بناتا
ہے پس تمام جان کو کھلم کھلا ایسی جہنم کا راستہ بتا رہا ہے جیسا کہ خود قرآن مجید کی تعلیم
سے ظاہر ہے۔ انسان کو دائمی زندگی دینی ہے جس میں سے دنیاوی زندگی ایک جہاں اور دنیا
ہے وہ اپنے خیال کا غلام ہے۔ جہاں مال کے فتنوں کے نتیجے میں زمانہ آئندہ میں کوئی
پناہ نہیں ہے گناہ کی ہزار قسمیں اور ضروری ہے۔ پس سچا جہنم سچا جہنم ملام دنیا کو جہنم
پہنچانے کے واسطے ریل بنارہا ہے اس آگے باطل خیال کو کہ روح ازلیت کا نام ہے جس
تحتی کرتی جاوے گی۔ تو وہ عیسائیوں کا بانی کیوں ہے۔ ابدالاً باوجود جو کرنا یا یا یا ہے۔
آئینہ طبع اور وہ گم گم شدہ میں جہنم ہوسکا۔ بلکہ نادان لوگوں کو اپنا
دیتے ہیں۔ کہ انسان خواہ دنیا نیک یا بد ہو یا دہرا رہتا ہو ہمیشہ کی ترقی کرنا ہو گیا۔ کیونکہ
یادہ خیال نہیں عیسائیوں کی ذہنی غلطی کی نقل معلوم ہوتی ہے۔ ہر ایک پاپی گناہ کار
غرض سے بعد لے لیا ترقی کرتا جاوے گا۔ اب اس پر سوال یہ ہے کہ اس میں صفات ظاہر ہے
کہ اسی میں جو اسکے پاس ہے۔ یعنی گناہ ہیں۔ پس گناہ کا گناہ میں ہے نہ انہما زنا نیک
ترقی کرنا یا ابدالاً باوجود جن میں نانا نہیں ہے۔ وہ حقیقت ہے جو جہنم یا جہنم کے کھلم
گناہ کرنا ہے۔ مسیح والا ابدالاً باوجود جہنم کرنا۔ اور ایک اور گناہ کا پاپ یا بدیہ
دہرا تا بھی ابدالاً باوجود ترقی کرتے جاوے گئے۔ ہم آگے اس مخالف کو بھی واضح کرنا چاہتے ہیں
جنہاں جو صفات ابدالاً کا نقل مکمل اور پورا ہے یعنی کمال گیان روح ہے۔ آپ ہر ماہ

کی۔ وجہ بھی کمالیت اور گیان میں ترقی کرتی ہو چکی۔ پس سولہ میں اشارہ ہے۔
خدا کا جب کا قاعدہ ہستیال کر دیتا ہے۔ تو اس میں ترقی کرنا ہے۔
کرتی جاوے گی اور نہ ترقی یافتہ ہے۔ بلکہ ترقی میں ہے۔ ترقی میں ہے۔ ترقی میں ہے۔
آگے ترقی ہو چکی۔ ترقی میں ہے۔ ترقی میں ہے۔ ترقی میں ہے۔
ہوتے ہیں۔ ترقی میں ہے۔ ترقی میں ہے۔ ترقی میں ہے۔
کا جہنم ترقی میں ہے۔ ترقی میں ہے۔ ترقی میں ہے۔
دہرا تا بھی ابدالاً باوجود ترقی کرتے جاوے گئے۔ ہم آگے اس مخالف کو بھی واضح کرنا چاہتے ہیں
جنہاں جو صفات ابدالاً کا نقل مکمل اور پورا ہے یعنی کمال گیان روح ہے۔ آپ ہر ماہ
۸ و ۹ براہمہ۔ ایک اور دلیل جو تناسخ کی نفی کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ
اس کے ماننے والے کے نزدیک خدا کا کمال انتظام نہ ہو۔ غرضی پرستی جو بانی ہے۔
موافق ہر ایک کو اپنے کاموں کا بھل یعنی عجز۔ تا ہے اس کے سولہ پرستی کا
نہیں ہوتا۔ کیونکہ جس صورت میں ہر ایک آدمی اس دنیا میں اپنی جہت سے جہاں سے
حق ہے تو پھر میں احسان اور برکت پرستی ہی نہیں ہوتا۔ جہاں میں ہر ایک کو
کو کھانا کھانے اور کسی مجلس کو روئے سے۔ و دوسروں کو کسی جاہل کو علم کا
و اس مسئلہ کے موافق یہ خیال کرنا ہے کہ جو کچھ ہے۔ وہ اس کے لئے ہے۔
یعنی خداوند ہے۔ حالانکہ یہ سمجھنا اسکا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ کچھ جن میں
تھا تو اس نے کچھ علم نہیں سکھایا۔ جسکا میں نے اس جنم میں عجز کیا۔ اور اگر یہ بہت ہے کہ
پاپ اسکے کسی اور کام کو نہیں ہو سکتا ہے کہ جو اس نے مینے سے لیا۔ ہر ماہ و عجز میں ہی
ہے۔ ہر ایک کو اس کا احسان مند ہی کہ کچھ نہیں ہوتا۔ اس خیال انسان کی اس
روحانی بلکہ فطرت کی جہاں سے کچھ اس جہاں سے خاص آئینہ پرستی ہے کہ
جو ہر قسم کی خودی اور خداوند کے خیال سے تبرا ہے۔
اس لئے آپ ہم آگے اس دلیل پر بھی غور کرتے اور اس کی ہستی ظاہر کرتے ہیں کہ
آیا اس دلیل سے تناسخ کا انکار و غرضی کی بنیاد ہے یا ایک مذہبی اعتقاد و توحید
اگر وہ میں انادی نہیں تو ضرور پیدا شدہ ہیں اور اس صورت میں بھی نہیں
ضرور ہے اس سے پہلے بالکل غلطی میں فتنے ان کو پیدا کیا۔ مگر سناں ہے۔
کہ گنہگار اور کس سے اور جس چیز سے پیدا کیا۔ روحوں کی اپنی عرض کو کوئی نہیں
کہیں کہ جو روح میں ہی نہ تھیں۔ باقی جو کچھ گئے خدا کی عرض ہو گی۔ قدرت کا
الہا رگوں پریم کا اظہار کہ اپنا دکھلا دیکھو جو کچھ اور جس طرح کہ وہ خود غرضی سے
نہیں ہو سکتا اور خود غرضی سے پیدا کرنا تھی۔ ہے پس کسی طرح ایک مذہبی اعتقاد و توحید
سے خالی نہیں ہو سکتا اور اس صورت میں آپکا طبع اور انسانی خدا اور اس کا کمال
ہو نام خود غرضی پرستی ہو گیا ہے۔ اب فرمائیے کہ خداوند آدمی کی نظر میں
تو کہ نام آدمی ہے۔ ہر ایک کو اپنے کمال کی کمال یعنی عجز ہے۔ اور ہر ایک آدمی اس
دنیا میں ہی خالق کرنا ہے جو اس کا حق ہے اس ایک اعتقاد پر آگے ہیں کہ اس سے
احسان پریم یا پکار کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ آپکے تمام دایرے خدا کو موصوف کر دیا
اور اس سرور شکیان اور شرح صفات کا ملک خدا باندہ دی اور ہر ایک کے ادد و کی
خلق میں گرے۔ خدا کی صورت پریم اور احسان ہی صفات میں ہیں بلکہ عادل اور
بلک۔ والو۔ انور۔ سرور۔ وادار۔ سرور۔ باقی۔ اج۔ امر۔ ہے۔ تبت۔ یوت۔ نہ تبت۔
سرور شکیان و عجز و اسکی صفات ہیں اور صرف پریم و عجز کے بغیر ہو سکتا ہی
نہیں۔ جسکے ساتھ پریم کیا جاوے وہ عرض سے خالی نہیں۔ آپکے یہ دایرے
کو کہ پریم شکیان ہے یا بدیہ۔ عجز سے خالی کوئی نہیں۔ آپکے یہ دایرے

خدا کے شریک نہیں۔ اسی طرح نادہی یا قدیم ہونے پر بھی شریک خدا کی شریک نہیں ہیں اس کی نادہی پر جاننا اور وہ انکا نادہی ہمارا جو ہے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے کہ اس قسم میں جو کہ رو میں کرتی اور بھوتکتی ہیں وہ کچھ ختم کا نتیجہ ہے کیونکہ اس ختم کے دیکھ کر کیا جہانی بناوٹ کی متعلقہ حالت یا قیوتی صورت میں کچھ ختم کا نتیجہ ہے مگر انکی الگ طرح کرتی ہے۔ وہ شے گرم ہیں۔ پورے نہیں ہیں کچھ پورے کر موں کا اور بہت کچھ شے کر موں کا پھلن کوئی ہے مگر یہی کتابوں کا محاورہ بھی شاید آپ نہیں جانتے وہ زور ایسا ہرگز نہ کہنے دیکھو تو یہ بتایا لکھا ہے خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ خدا کی صورت پر بنایا خدا نے کہا کہ دیکھو اب ہم میں سے آدم ایک کی مانند ہو گیا۔ حدیث میں ہے ان اللہ خلق آدم علی صورۃ کبریکھری کسی طرح آدم خدا کا شریک نہیں +

بہر احوال جو چیز خود بخود ہوا اپنے وجود کے لئے کسی اور چیز کی محتاج نہیں ہوتی اور اس کے لئے اپنی فطرت میں کامل اور قائم بالذات ہونا لازمی ہے جو چیز خود بخود نہیں وہ اپنے وجود کے قیام کیلئے کسی اور کی ہمیشہ محتاج ہے۔ مثلاً زمین کا سورج و چاند وغیرہ سے تعلق ہے اگر وہ اپنی قویوں کا پر نہیں توہ کتنی باؤنوں کا وجود بھی پانی اور حرارت وغیرہ سے قیام ہے اسی طرح چاند اور زمین میں جتنی بات کا وجود زمین کی طوبت اور ہوا وغیرہ کے موجود ہونے پر ہوتا ہے جیسا کہ زمین کا وجود زمین۔ نباتات اور ہوا وغیرہ پر موقوف ہے ایک ایک وجود کے قیام کیلئے محض اور وجودوں کا ساتھ رہنا لازمی ہے اور اس میں سے کوئی اور وجود اور دوسرے خود بخود نہیں مگر کتنا ذخیرہ کی کر موں کی طرح ایک ایک وجود اپنے قیام کیلئے دوسروں کیساتھ تھکا ہوا ہے اور خود بخود اور محض اپنے وجود میں بڑا وجود نہیں ہے بلکہ اپنے وجود کیلئے کسی اور کا محتاج ہے کہ جس پر اسکا کچھ اختیار نہیں ہے اس بلکہ پر سونے لڑکے اور کوئی خود بخود اور قائم بالذات نہیں ہے اور خود بخود ہونے سے اس ایک کامل ذات کا نام خدا ہے کیونکہ وہ اپنے وجود کیلئے کسی اور کا محتاج نہیں بلکہ اور ہر ایک خود کیلئے جن وجودوں کی ضرورت ہے وہ ان کی کو اپنی کے موافق پیدا کرتا ہے اور انہیں اپنی قدرت کے اس ضروری تعلق میں قائم رکھتا ہے اب اگر تمہارا روح شکل خدا کے خود بخود ہو تو وہ خدا کی پیدا کی ہوئی و کٹر مخلوق جیوں کی محتاج کیوں ہو بلکہ شکل خدا کے آزاد کامل اور اپنے وجود میں کسی اور وجود کی طرح سے قطعی غیر محتاج ہونے حاصل کیا ہے روح تو اپنی غیر محتاج نہیں بلکہ جیسے جبراً پکا زمین آفتاب ہوا پانی اور نباتات وغیرہ کا محتاج ہے۔ ایسی ہی آپ کی روح۔ گیان یا علم یا معلومات کا ہے بغیر کیلئے اور دن کا محتاج۔ پھر فرمائیے وہ خود بخود اور قدیم کیونکہ کھڑے ہیں +

شہر و دیہ۔ بیشک یہ کہنا آپکا ٹھیک ہے کہ جو چیز خود بخود ہے وہ اپنے وجود کے لئے کسی اور چیز کی محتاج نہیں ہوتی۔ وہ اپنی فطرت میں کامل اور قائم بالذات بھی ہوتی ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ خدا مادہ اور روح میں اپنے وجود کے لئے کسی کی محتاج نہیں اور اسی واسطے نادہی ہیں۔ ہاں اوروں کے علم حاصل کرنے یا اوروں کیساتھ تعلق پیدا کرنے واسطے وہ بیشک کسی اور کی محتاج ہیں۔ آپ اس صحیح معاملہ سے نہ محکوم کر لیں ناوا فضول کو دہر کا دینا چاہا۔ بننے تمام ماسہران سائنس مشاہدہ و تجربہ بلکہ دلیل عقلی سے ثابت کر رہے ہیں کہ مادہ نادہی ہے اور وہ اپنی ذات میں کسی کا محتاج نہیں جتنا چاہیے پر کے مشہور و معروف قابل اور علم سائنس کے کامل ماسہر و فیصر عقلی صاحب فرماتے ہیں موجودات میں ہر جسم کو مستخدم ہوتے ہیں نہ انکی مقدار ہر قسمی ہے۔ ہر فرد اجسام کا وزن تمام حالتوں میں قائم رہتا ہے۔ پرتنا نہیں اس سے ثابت ہے کہ نظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہو سکتا۔ ایسی مقدار جو بقدر ہے ہی قدرت پرستی و بڑھتی ہے نہ کھٹتی ہے اور صفحہ ۸۰ پر آپ نے بھی یہ معلوم کر لیں اور کسی بھی بات کو کہہ دیا ہے۔ حالانکہ آپ بالکل امید نہیں تھی۔ اس زمانہ میں علم میں

ترقی جو تحقیقات ہوتی ہے انکے موافق میں کیا کے پہلے دو جنسوں میں تقسیم کیا گیا تھا جیسا کہ جنس اور ساخت یا قدر جنس حضرت ا۔ آنکھیں کھولنے اور سمجھنے کہ ہی کیا تحقیق دی ہے جناب! جب کسی چیز کی نیستی نہیں ہو سکتی بلکہ مرکبات کی صرف شکل تبدیل ہوتی ہے تو کیا نتیجہ ہے کہ آپ باوجود دعویٰ امام و معجزات علم سائنس سے قطعی ناواقف ہیں آپ نے جس حدیثی نے سچ کہا ہے۔ تو براہِ فلک چاندنی چیت۔ چوں انکی در سحران کویت قابل تحقق دلوں نے کیا اچھا کہا ہے چوں سورج و چاندنی قابل فضا نیست جو امر خود کو ان میں نہیں ہوتی مقدس بود اولی باشد عدم قبول فضا دیکھو اخلاق ناصری اس صاف ظاہر ہے کہ روح مادہ اپنی ذات میں کسی کا محتاج نہیں ہے اور جو اس واسطے محتاج ہے کہ وہ مرکب ہے اور اس کی ترکیب اپنے والا پر ہوتا ہے اس واسطے زمین۔ سورج۔ چاند۔ بادل۔ نباتات۔ حیوانات وغیرہ سب محتاج ہیں بیشک دلوں وجود کیلئے دوسرے وجودوں کی ضرورت ہے مگر روح او مادہ کیلئے نہیں بلکہ وہ مرکب نہیں بلکہ مفرد ہیں اور اسی واسطے وہ ترکیب جہانی سے مراد ہیں مگر تمام نادہی چیزیں اپنے زبردست صانع کی صنعت ہونے کے سبب بخیر کی کر دیں کی طرح باہمی مل رہی ہیں خدا انکا اگر اسی سے کیا واسطے ہے جو آپ سمجھا ہے تو خدا اندر۔ خاوند اور کہ خدا۔ دیہ خدا اور یا خدا کے کیا سے کہو گے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسانوں نے بہت سے نام خدا کے اپنے خیال کے مطابق رکھ لئے ہیں جیسے جبار۔ تبار۔ خیر۔ مالک۔ رب الافواج۔ دہیہ ہی خدا۔ امیر۔ نیروان۔ گردآوری۔ مالکین۔ چربلیا۔ ماری۔ رام کرشن۔ کراٹھ۔ مسیح۔ اسکا باعث یہ ہے کہ پورے ایمانی تاسخ کے قابل تھے انہوں نے جب دیکھا کہ سب افعال کو خود کی مطابق پریشور کے حکم سے جن جان میں آتے ہیں اور پریشور خود بخود دیگر کسی کی انکھا کے اپنے اختیار سے آتا ہے کسی کے حکم سے نہیں آتا اس خود آئندہ طاقت کا نام خدا ہے اور وہ لوگ جن میں بھی بعض دیدانتیوں کی طرح آواگوں کے قابل تھے یا آتا رہتے تھے پس یہ خدا انکا غلط ہے اور جس طرح آپ خدا کو بتلا رہے ہیں تو کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا بغیر ماں باپ کے بیٹا نہیں پیدا کر سکتا پس ماں باپ کا محتاج ہونا۔ خدا بغیر سورج کے نہیں اور زمین خود کے بغیر سورج و چاند اور ہوا و حرارت و پانی کے بغیر بادل نہیں پیدا کر سکتا پس سورج چاند۔ زمین۔ ہوا۔ حرارت سب کا محتاج ہونا۔ ان کے سولے اس روشنی کے زمانہ میں بھی آپ جیسے سائنس کے ناواقف ہستی سے ہستی ماننے والے بغیروں کا حق پر کیا تمام تعجب یا فتول کو چھوڑ کر آپکو پیغمبر بنایا۔ غرضیکہ خدا ذات کا محتاج ثابت ہوتا ہے پس وہ بھی خدا نہیں رہتا کیونکہ بموجب مثال آپکے جیسے جبراً زمین آفتاب ہونا پانی اور نباتات کا اور روح گیان علم یا معلومات۔ ہوا و ست۔ طاقت و بہت وغیرہ کا محتاج ہے اسی طرح خدا اور وہ ذرہ کا محتاج۔ زمین و سورج کا محتاج۔ چاند اور ستاروں اور سیاروں کا محتاج۔ فلا و حرارت کا محتاج۔ پیغمبروں کا محتاج۔ والدین کا محتاج مادہ کا محتاج۔ لیکن یہاں محتاج نہیں۔ نہ خدا اپنی ذات میں اور اپنی ذات کی ہستی میں کسی کا محتاج ہے۔ نہ روح اور مادہ۔ بلکہ خدا اپنی نادہی صفات کے مطابق او سے بگت کو پیدا کرتا ہے اور روحوں کے کر موں کا پھل دیتا ہے مادہ اپنی ترتیب اور انتظام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ جڑ ہے۔ روح خدا کو نہیں ان سکتا کیونکہ وہ اپنی ہے۔ خدا سب کو جانتا ہے کیونکہ وہ سہر و گویہ ہے اور اسی واسطے علم ہونے سے وہ سب کا مالک اور منظم ہے اور روح کو حصول سعادت الہی کیلئے اسکی عبادت ضروری ہے بغیر عبادت کے کسی طرح نجات نہیں ہو سکتا لیکن نہ اپنی اپنی کیلئے نہ بخود اور قدیم ہے نہ کہ بنادنی اور آغاز والا اور جب سر آغاز وال چیز کا انجام ضروری تو پھر بموجب عقیدہ تراشیدہ آپکی حیات الہی محض ہے بنیاد ہوتی ہے چنانچہ ایک

عذابِ پچھر حیوانات کے حالات میں کیوں تغیر ہوتا ہے ؟

علاوہ ازیں گے انسان ہر یاجیدان۔ اس سے جراثیم و افعال عمارت ہو گئے ہیں۔ وہ بقعہ خائے اس ترکیب جسمانی کے صادر ہوتے ہیں جس کو صدمات ذریعہ کہتے ہیں اور وہ کسی طرح تبدیل نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید بھی (سی کی گواہی دیتا ہے۔ جہاں عدل نے فرمایا ہے کہ لا تشبہ لی الخلق اللہ پس بالقرض اگر کسی انسان کی معج کسی دوسرے انسان میں آجھی گئی ہو تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ اس سے وہی افعال عمارت ہو گئے جو مقتضا اسکے ترکیب و صفا کے ہیں۔ اور افعال کہ انسان سے بقعہ خائے اسکے نیچے یعنی ترکیب و صفا کے صادر ہوتے ہیں اور جبکہ تبدیل پر اس قدرت نہیں کہی گئی اس پر گناہ و ذنوب تب نہیں آتے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ لا یكلف اللہ نفس الا درہما مثلاً خجین بعض سے۔ نہ تکلیف نہ ذمہ واقع ہوتا ہے اور نہ نفاذ کرنے سے اسکو کچھ ثواب ملتا ہے نہ اس سے ایک محض غلط خیال ہے انسان کا کہ خیال اس کی پہلی حلقہ کے اعمال کے سبب سے ہوتا ہے +

خدا کا عمل اس کی تمام مخلوقات پر عور کر کے سے ثابت ہوتا ہے اس نے اپنی تمام مخلوقات میں بجاظ این حالتوں اور ضرورتوں کے جو ان میں پیدا کی ہیں سامان مہیا کر دیے ہیں۔ اگر کوئی شخص یا ایک لڑکے سے اپنے آپ کو عور کرے یا ایک بڑے سے بچے کو عور کرے یا انسان پر جس کو اشر المخلوقات کہتے عور کر کے تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں چیز کی اس میں ضرورت تھی اور اس میں پیدا نہیں کی گئی۔ کثیر حالات انسان کے جہول یا جو ان کے وہ اس میں بچے کے تابع ہیں جس پر خدا نے اس کو پیدا کیا ہے۔ ان تئیرات کے سبب خدا کو عامل یا غیر عامل تصور کرنا محض نادانی اور سمجھ کے انتظام سے محض شجابل ہے۔ *

اقول حضرت ابن اسحاقؒ کہتے تھے کہ اس طرح نہیں مانتے اور نہ اس عقیدہ کو صحیح جانتے ہیں۔ مسئلہ آداگون کے رو سے دو قسم کے جسم پائے گئے ہیں ایک گرم جونی دوسری بھوک جونی۔ گرم جونی میں کام کیے جاتے ہیں کھجور جونی میں گرمیوں کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ جس جسم میں بھگتنے کی طاقت اور تھیک و بد تھیک میز و میاشتی ہے وہ گرم جونی اور جس جسم میں نہیں دی گئی۔ وہ بھوک جونی ہے اس لحاظ سے انسان گرم جونی اور باقی بھوک جونی ہیں +

چونکہ حیوان بھوک جی پیس وینیک یا بکام نہیں کر سکتے جس طرح جیلان کے تیریا
سنڈا کی میعاد گذرنے کے بعد جیل سے رہائی ملتی ہے نہ کسی اچھے کرم سے اسی طرح سنڈا
کی میعاد گذرنیکے بعد حیوانی قالب سے رہائی ملتی ہے اور وہ پھر جس درجہ جملانی میں
ہو اٹھا۔ اسی درجہ میں انتقال کیا جاتا ہے حیوانی قالب کو ابدال حال سے نہیں
راجہ کی نقل نہ چاہوں گی تشریح ہے وہ اصل مومن اسی قدر ہے راجہ صاحب

لپٹنے والی کئی وفات پر شوک و ماتم میں پہنچنے کے سبب بہت ثواب طرح طرح کا شفا برکتی
و دیگر برکتیں مل کر دیا جاتا تھا۔ ہمارا کہی کہ جن بولنے کے خیال سے نہیں بلکہ جو رکشا کے خیال سے
پیشہ جی کے شاعر ہیں تو صاف لکھا ہے کہ نزل بھگتے کے بعد پھر روح انسانی غالب
میں چل رہی ہے۔ اگر افسوس کر کسی دان سے آپ کو مخاطبہ دیا آگے چلا کر آپ فراتے
ہیں کہ حالتیں انسان کی بالخصوص طبع سلیم اور غیر سلیم ہونے کے ہوتی ہیں اور جس طرح
انسان کو مختلف امراض لاحق ہوتی ہیں اور جس طرح کہ کوئی مریض و مصیبت میں کوئی
عیش و آرام میں بہتا ہے وہی تمام حالتیں حیوانات پر بھی گذرتی ہیں اور پھر حیوانات کے
خلقت کے ہیں وہ ہمیشہ کیساں رہتے ہیں وغیرہ۔ جب چاہا ہے تو معلوم نہیں کہ آپ
جیوانات کے گروہ کے کیوں میں نہیں پھر آپ جو قرآن کی لاجپیل الحلق انڈیا میں شری کر کے
ہیں بالقرض اگر کسی انسان کی روح کسی دوسرے انسان میں بھی ہو تو اس سے کیا ناخوش ہو

وغیرہ تو پھر انسان بھی بوجہ حیوانیت کے ذرات کا ہو سکتے ہیں ذرات اور نہنگی کر سکتے ہیں اور نہ ہی حالانکہ ہر جود یا مثل ہیں پس آپکا دعوئی سارا باطل ہے +

ترکیب اعضا کا قائل کروں ۔ اور کس نے انسان کو اتنا ہوا ۔ کو جیسی ۔ منہ جیسی ۔

معمولہ الجواس پیدا کیا اگر ان سب کا پیدا کر دینا اچھا ہے ۔ اور نہ ہر خدا ہے ۔ تو ہر جود مصنف اور عادل ہونے کے اگر وہ ہا کسی کمال یا سبب تویہ کے جو افعال بدوں کے حل اور گرتی نہیں ۔ تو وہ عادل ہے اور نہ کبھی کوئی اسے عادل کہہ سکتا ہے کیا آپ نیچے کو زندہ کے سا کوئی دوسرا خدا دیکھتے ہیں ۔ اگر تو شیخ خدا کی صفات کا نام ہے ۔ تو ہر گز اس الزام سے آپکا نیچری خیابہری نہیں جو سنا اور نہ کسی کو خدا و جزا دینا ہے +

یہ شک خدا کا عدل نہیں کی تمام مخلوقات پر اذہ کہتے سے ثابت ہو چکے کہ آپکی دلیل سے تو عدل نہیں بلکہ غرض ثابت ہو چکے ۔ کیا عین جہنم میں جہنم کا نہ ہونے کیس کیا اندھ سے میں آنکھ کا نہ ہونا کی نہیں کیا اندھ سے یا لوہے یا پیدائشی پتھروں کے دیکھ میں کوئی کسی نہیں اگر کسی ہے جو کیا مکمل ظاہر ہے تو وہ اپنے قول سے ہی بچتا کہ خدا کا نام ہے ورنہ اس کی کی وجہ ہو نہی یا ہے اور دینے خبر کے سوا چرے بچے خدا کیسے سارا باطل ہے خدا کی نیچر یعنی شہادت خداوندی کہ وہ خدا کی مرضی کو ہوا شیتے ایسی ہی کہو قضا الہی کہو ۔ نصیب انہی کہ کسی طرح کے الزام سے بچتا کہ اس میں سوائے نیچر کے پس نیچر وغیرہ کے ہر دہیں اس ظلم کو چھپانا نہ ممکن ہے بلکہ ایسے اٹکا اس ٹال دیکھتی کی نسبت منہ سے نکالنا ہی محض نادانی اور تجاہل ہے +

ایسپیام

برائے مخصوص احباب کے اعتراضوں کا جواب

پیرا ہوسہ متاع کے ماننے والے قبول کرتے ہیں کہ ہمارے دل کا خالق نہیں ہے بلکہ
خدا کے تدبیر یعنی الہی اور خود بخود ہیں ہمارے مانتا ان کے لئے اس مسئلہ کی بنیاد
ضروری بھی ہے کیونکہ اگر اس جنم میں مسخ جو کچھ کرتی ہیں اور بھول گئی ہیں وہ پہلے جنم کچھ
تھا تو اس طور پر وہ قسمل قائم لکھو یا تا ہے اور روح کی پیدا ایش کی ابتداء نہیں ہوتی
اور وہ خود بخود انادی یا تدبیر ثابت ہو تا ہے +

ترویدہ خالق کے معنی آپسے غلط سمجھے اور یہی سبب ہے کہ وہ جو کاکھایا۔ روحوں سے
عقدیں خلیق کا لفظ کسی طرح عاید نہیں۔ کیونکہ وہ غیر ہادی ہیں۔ ہاں وہ تہذیب پر بھی
مرد رہیں مگر خدا کی مخلوق نہیں۔ جس طرح ابدی اور دائمی زندگی
رکنے پر بھی آدم جس خدا کی شریک نہیں جس طرح بالفعل موجود ہوئے پر وہ خدا کی
شریک نہیں جس طرح دیکھنے سنے سمجھنے اور بوجہ پر بھی یا گرم و غیر و صفات کہنے ہوتے

حاشیہ: چونکہ دھڑے روالہ میں روئے تاسخ کی اصیت نہ ہم سماج کی طرف سے شائع ہوئے ہیں
 مگر علامہ احمد رضا صاحب نے اپنے کے مصنف مشرکی ہرگز سماج میں لکھنے کے
 ایک پڑاوی بلکہ جو چونکہ دوسرے نے تمام افسران روئے تاسخ سے ان کے لئے ہیں کہ کیا ان کے
 کیا تامل ہیں بلکہ کاردار کرتے ہیں کہ یہ دوسرے کے دوسرے میں شامل ہے ۔

وہ قانی نہیں اور علمی اور عقلی اصول ماننے میں مکرر ان نتائج کے تمام اصول ناکارہ و فضول ہو جاوے بیگنے +

اور ساتھ ہی نہ ثابت ہو جاوے بیگانہ کہ روح اپنے مالک کی طاقت سے تو کچھ بزرگ بعض کمزور ہو سکتی ہے لیکن ہمیشہ نہیں مثلاً گندہ یا تو بگاڑ یا کوئی اور ذریعہ بغیر اوجھل کے نہیں رہ سکتی۔ اگر آپ گندہ کو اوپر کی طرف پھینکیں تو اتنی دیر تک کہ جس قدر پھینکنے والے کی طاقت سے اُسے مل جاوے بلا اوجھل کے رہی۔ مگر پھر اُسے بل کے دور پہنچ رہی زمین پر آکر بیگی۔ اور یہ وقت پریشہ طاقت کے فرق سے مختلف ہو سکتا ہے اور یہ طرز ہے کہ عارضی طاقت ہمیشہ نہیں رہ سکتی اور نہ روح معطل یا بیگم رہ سکتی ہے۔ ان سب عقلی دلائل پر غور کر کے اس سے نتائج صاف طور پر ظاہر ہے۔ اور جب کہ تمام غلط جاننے والے متفق البیان ہیں کہ الہ انسان حیوان یعنی انسان حیوان ہے جیسا انسان میں روح ہے ویسی تمام حیوانوں میں روح ہے عقل کا فرق یا دماغی ضرور امر دیگر ہے جیسے حیوان پتہ پتہ برب یا شاہ دود کے جو ہے یا بخود طالح اس انسان اور ایک جتنی بھی بل گوشت اور پتہ پتہ اور عجب کے بعد اور ایک علی گڑھ کا بچہ یا کسی اور ولایت کا مذہب تسلیم یا نہ کیجئے تمام حیوان علی القدر مراتب انسان کے ساتھ ملتے ہیں اور یہی کام کرنا الی روح موجود ہے۔ قول چوتھ۔ جو لوگ نتائج کے قابل ہیں۔ اُن کی اول دلیل یہ ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی اول تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی دوسری یہ کہ کبھی روح مادہ سے علیحدہ بھی ہوتی یا نہیں۔ اگر یہی تویہ قول کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی۔ غلط ہو جاتا ہے۔ معذرت کسی جاندار کے مر جانے سے اس کا مادہ کسی بات میں مودوم نہیں ہوتا۔ پس روح کو اس مادہ کے چھوڑ دینے کی کوئی وجہ نہیں +

قول چہاٹھ۔ غلط سمجھا۔ اُن کی دلیل ایسی نہیں بلکہ اس طرح پر ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے کام نہیں کرتی یعنی نیک و بد افعال نہیں کر سکتی ہے اور روح کا معطل ہونا غفلت حال ہے پس ضرور وہ تا حصول نجات مختلف اجسام سے بوجہ انصاف خداوندی کے تعلق پیدا کرتی۔ اور سرمایہ حسنات جمع کرتی رہتی ہے بتلائے اس کا آپ کیا رو کر سکتے ہیں جبکہ مادہ کو کسی حالت میں محرم نہیں ہونے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ قدامت مادہ کے آپ قائل ہیں۔ شکر رہا تھا کہ آپ نے دید مقدس کا ایک اصول قبول کیا۔ اور ایڈوکر دیکھا کہ آہستہ آہستہ تمام مسائل کا اقبال کریں گے +

قول ہفتم۔ دوسری دلیل اُن کی یہ ہے کہ روح غیر متناہی ہے اور عالم بھی غیر متناہی ہے اور اس لئے روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتی رہتی ہے + اس سے زیادہ کوئی بیوج دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عالم اور روح کے غیر متناہی ہونے سے روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانا لازم نہیں آتا اور بالقرض اگر روح بھی غیر متناہی ہے تو روح کو ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونے کی ضرورت ہے اگر یہ کہ جانا کہ روح متناہی ہے اور عالم غیر متناہی ہے تو روح کے ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانے کے لئے کوئی وجہ ہو سکتی تھی مگر اُن لوگوں کو قیامت کرنا کہ روح متناہی ہے۔ اُن کے ہول کے موافق مانگن ہے +

قول۔ یہ کسی نتائج ماننے والے کی دلیل نہیں ہے۔ آپ کے غلط خی صاف دیکھ لیا یا غواہ خواہ علم روح و نتائج سے ناواقف ہونے کے سبب مغالطہ دیا۔ اُن کی دلیل یہ ہے +

روح کبھی ناش نہیں ہوتی اور نہ عدم سے وجود میں آتی کیونکہ عدم کوئی چیز نہیں ہوتی نہ ہوتی ہو سکتی ہے پس روح ہمیشہ رہنے والی چھینے اور ساتھ ہی روح معطل یا بے ہوش نہیں ہو سکتی اور کام کرنا الی ہے اور لیجئے کہ روح صاف تہ تو بھوک سکتی ہو مگر کوئی کام نہیں کر سکتی اور چونکہ مادہ بھی قدیم ہے۔ جیسا کہ تمام بدھیاں قابل

ہیں اور خدا کی صفت خالقیت بھی قدیم ہے۔ خدا ہمیشہ ہے اور وہ سب دنیا کو پیدا کرنا اور ہر ایک ملک و ملک کا رکھنا اور ہر اُس کے ملک کا رکن یعنی مادہ میں برے کر پتا ہے چونکہ کبھی روح یا پھر ذلیلتی سے متحرک نہیں آتے ہیں وہی ارواح (اور وہی چراغ) بار بار مختلف قابلوں میں تشریف لاتے اور سزا جزا اٹھاتے ہیں۔ اب بتلائے کہ آپ کیا عند کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح نتائج سے انکار کر سکتے ہیں +

قول ہفتم۔ تیسری دلیل اُن لوگوں کے ثواب و عذاب پر اور انسانوں کے مختلف طبائع پیدا ہونے پر مبنی ہے وہ کہتے کہ انسانوں کی طبائع مختلف ہیں کوئی سلیم الطبع ہے اور کوئی اس کے برخلاف۔ کوئی امراتن میں مبتلا ہے۔ اور کوئی صحیح خیر و شر و خوشحال کوئی مفلس ہے اور نہایت معیبت میں بسر کرتا ہے اور کوئی متمول ہے اور عیش و آرام زندگی کا شتا ہے۔ اور انسانوں کو ایک جہ کے ایسی مختلف حالت میں پیدا کیا ہو تو خدا عادل نہیں رہتا۔ پس لے لے وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا نے اولاً انسانوں کو ایک حال میں پیدا کیا تھا۔ اور اُن کو اپنے افعال کا انبیا دیا تھا۔ مگر جب اس نے اچھے یا برے کام کئے تو اُسکے افعال کی جزا اور سزا میں اُس کی روح کو دوسری جن میں بدل دیا تاکہ وہ اپنے افعال کی جزا یا سزا یا شے اور دوسری جن میں جیسے وہ افعال کرتے ہے نیک یا بد ان کی جزا یا سزا میں تیسری جن میں بدل دیتا ہے۔ اچھی میں یا بُری میں ناگوار یا نال کی جزا یا سزا یا شے دیا تاکہ اُن سب ان زبان سے ان لوگوں کا مذہب جو یہ کہتے ہیں کہ انسان کی روح حیوان ہے اور حیوان کی روح انسان کی جن میں آتی ہے بالکل باطل ہو جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے تمام حیوانوں کو اُن خصلت پر جان کو دئی ہے پیدا کیا ہے۔ نہ وہ کوئی افعال نیک کر سکتے ہیں جان کے نیچے نہیں ہیں۔ اور نہ افعال بد کر سکتے ہیں۔ جو اُن کے نیچے نہیں ہیں اور اس لئے وہ جزا یا سزا یا شے کے قابل نہیں ہیں پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ کسی حیوان کی روح بعوض ثواب اعمال کے انسان کی جن میں آئے اور اگر کسی انسان کی روح کسی حیوان میں چلی گئی۔ تو ممکن نہیں۔ کہ اُس سے وہی افعال صادر نہ ہوں جو اُس حیوان کے لئے مخصوص ہیں اور اس لئے وہ کسی حیوانی جن سے چھٹکارا نہیں پاسکتے اور پھر انسان کی جن میں نہیں آتے۔ نقل مشورہ ہے کہ ایک راجہ کی سلطنت کے قریب ایک بہت بڑا تالاب تھا۔ جب وہ راجہ مراقبہ رہنوں نے اس کے بیٹے سے کہا کہ ہمارا لڑکے پھل کی جن میں چمکیا ہے اور اسی تالاب میں وہ پھل رہتی۔ پھر جب تک کہ وہ دوسری جن میں نہ جاوے۔ اس تالاب کی پھل کوئی نہ لے۔ راجہ نے حکم دیا۔ کہ اس تالاب کی پھل کوئی نہ لے ایک شخص نے بیعت جی سے پوچھا۔ کہ اچھے اور بُرے کاموں کے لحاظ سے جن بلا جاتا ہے۔ پھل یاں تو سب ایک ہی سا کام کرتی ہیں نہ بھلا کریں نہ جڑا کریں۔ پھر ہمارا لڑکے پھل کی جن سے دوسری جن میں کیونکر جاوے۔ مگر بیعت جی کے شاستر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا +

اب باقی رہی یہ بات کہ انسان کی روح دوسرے انسان کی جن میں جاتی ہے اور بالفاظ اعمال کے مختلف حالتیں انسان کی پیدا ہوتی ہیں تو اول ہم یہ پوچھیں گے۔ کہ جو حالتیں انسان کی بلحاظ طبع سلیم اور غیر سلیم ہو چکی ہوتی ہیں اور جس طرح انسان کو مختلف امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور جس طرح کوئی رنج و مصیبت میں اور کوئی عیش و آرام میں رہتا ہے وہی تمام حالتیں حیوانات پر بھی گذرتی ہیں اور جو چیز حیوانات کے اندر لے خلقت کے ہیں وہ ہمیشہ یکساں رہتے ہیں۔ شہر ہمیشہ انسان کو بچھا رہتا رہتا ہے بلکہ ہمیشہ چوہے کو کھانی رہتی ہے حیوانات کے اُن افعال میں جو انہر و خلقت کے اُن میں ہیں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوتی۔ نہ وہ کچھ ثواب کر سکتے ہیں نہ

محقق نصیر الدین طوسی کو نظام مغیر نے کا ذکر کیا۔ انہوں نے اس کے جواب میں یہ شعر تحریر فرمایا۔
 نظام بے نظام ار کا فرم جو اند چرائے کذب را بنود فروغے
 مسلمان خواہش زبیرا کہ بنود سزاوار دروغے جز فروغے
 تمام عقلمندوں کو ایرانی مسلمان اپنی اعزایت سے کافر کہتے ہیں اور عقلمند نہیں
 ستانی ایرانی اور سرودہ فروش اور طائفہ دروان قرار دیتے ہیں۔ ہم بقول امیر خسرو
 کا فرغے ہم مسلمان را در کار رست
 قول۔ بہر حال جو لوگ تین کلمے کے ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں ان پر بار ثبوت ہے تاکہ
 وہ اپنے اس دعویٰ کو ثابت کریں۔ اس دعوے کے اثبات کے لئے دوسری دلیلیں
 ہو سکتی ہیں عقلی و نقلی۔ نقلی دلیلیں تو محض بجا پر ہیں اس لئے وہ دوسرے دلائل
 پر حجت نہیں ہو سکتیں بلکہ خود اس مذہب کے پیرو بھی ان نقلی دلیلوں پر حجت کر سکے
 کہ آیات سے وہ دعویٰ ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔
 بانی ربی عقلی دلیل اگر دلیل عقلی قطعی سے ثابت ہوتا بلکہ افس کو ماننا پڑے گا۔
 دلیل عقلی دو چیزوں پر مبنی ہوتی ہے۔ ایک محسوسات محققہ پر مثلاً زبرد ہائے سائیں
 کھڑے تو ہم کو بھٹس ہے کہ زبرد موجود ہے دوسری عقلیات پر جو اولیات پر مبنی ہوں لیا
 سے لیے امور اور وہ ہیں جس میں غور و فکر کی حاجت نہ ہو۔ جیسے ہمارا ہر کسنا کہ در نہادہ
 ہیں جن سے یا کہ ہونا اور نہ ہونا یا حادث و قدیم یا موجود و معدوم یا واجب و منہج
 ایک جگہ اور ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتے۔
 ایں نتائج کے اثبات کے لئے کوئی حسی دلیل تو موجود نہیں ہے جیسا کہ انسان کے
 یا حیوان کے کوئی کچھ پیدا ہوتا ہے تو کوئی حسی دلیل اس پر نہیں ہوتی۔ کہ اس میں کسی دوسرے
 جسم کی روح آگئی ہے وہ پیدا ہونے پر یا چھپنے میں یا بڑا ہو کر یا مرتے وقت یہ نہیں
 کہتا اور نہ بتاتا ہے۔ اور نہ یقین دلا سکتا ہے۔ کہ اس میں دوسرے جسم کی روح
 آئی تھی۔ اور نہ دیکھنے والے کسی حالت میں جان سکتے ہیں۔ کہ اس میں دوسرے
 جسم کی روح تشریف فرما ہوئی ہے۔
 عقلیات اولیات میں سے بھی کوئی دلیل اس بات پر کہ اس آدمی کے اپنے
 کے بچے ہیں دوسرے جسم سے روح آئی ہے موجود نہیں ہے پس دلائل عقلی سے
 نتائج ثابت ہونا غیر ممکن ہے۔
 اقول بینک نتائج کے ماننے والوں پر بار ثبوت ہے اور ان کا فرض ہو کہ وہ
 اس دعوے کو ثابت کریں اور اس میں بھی شک نہیں کہ نقلی دلیلیں دوسرے تہہ اولیٰ پر
 حجت نہیں ہو سکتی ہیں مگر تاہی معاف آپ منقولی دین سے کہے ہوئے ایسی باتیں کہیں
 ویر مغز کی ہدایت منقولی دین نہیں ہو بلکہ سر یا مقول جو اس میں کوئی ایسی بات ہی نہیں
 کہنے سے ان اپنی طرے بلکہ تمام امور کو دلائل عقلی سے سمجھا یا اور ذہن نشین کر لیا ہے۔
 ہیں افسوس ہو کہ ملا سوچے سمجھے مقول دلائل سے نہیں بلکہ بے ثبوت مغالطوں
 سے دھوکا میں لے کر کہہ دیا کہ دلائل عقلی سے نتائج ثابت ہونا غیر ممکن ہے۔
 عقلی دلیل کی پہلی بنیاد محسوسات محققہ پر رکھ کر کہیں کہ نتائج کے اثبات
 کیلئے کوئی حسی دلیل تو موجود نہیں ہے۔ حضرت ابو جحیم نے اپنے حسی دلیل کا نہ ہونا
 روح کے غیر مادی ہونیکا ثبوت ہے نہ کہ نتائج سے انکار کیا کہہ دیا کہ روح کا جسم میں نا اور
 نکلیا نا دونوں حسی دلیل سے ثابت نہیں ہیں لیکن جو جسم انہی روح کے کام نہیں طاقت
 نہیں لگاتی۔ یعنی مردہ جسم سے قالی دیکھنا ہے اور مردہ کا فعل یا صفت صرف علم ہے۔
 باقی رہا اسکا نہ بتانا یہ بھی انکار کیلئے کافی دلیل نہیں کہ وہ جب روح دنیا میں آتی تب ہم

اس میں طاقت گویا انہیں دیکھتے اور دماغ کیساتھ رہتے سے سب حلوامات غیر حسی ہوں گے
 میں تو مسند محل میں اور ۲۰ سال تک ہر سال طفولیت میں موجود جسم کے تعاقبات
 سب رہے سے خیالات بھی منتشر ہو جاتے ہیں کہ تو کچھ دیکھتے ہیں کہ تو کچھ نہیں دیکھتے
 خیالات کو منتشر نہیں ہوتے دیتے۔ اپنا پڑنا سنا بھی نہیں ہوتے اور جن کے خیال مادی
 خیال سے منتشر رہتے ہیں ان میں ایک گھنٹہ کی بات بھی دہائی ہو سکتی ہو گی کہ اس کی جلی
 بات کی کوشش نہیں کرتا کہ ہر ایک جاندار کی خبر معلوم کرے نہ روح کے جسم میں آئیکے چند
 بندہ بھی اسکی مادتک ٹھیک ٹھیک معلوم ہو سکتا ہے کہ روح کمال جسم سے آئی ہے۔
 سائیں آدمی ہیں ایک پہلے امر تھا۔ اب بھی امر ہے دوسرے امر ہے غریب تھا اب بھی
 تیسرا امر ہے امر بھی اب غریب ہو گیا ہے اگر وہ نیوں کسی مادی کے سامنے ایک سال باس ہو گیا
 جائیں نہ وہ اپنی ظاہری موت کے تو جان میں سکتا دیکھیں جس وقت ان کی نشت و رفت
 اور کلام وغیرہ سے تحقیق کرنا چاہیگا۔ تو جو بی جاں لیگا۔ بنڈیک اس کو اس بات کا علم ہو
 حکم سقا کا ایک غلام سے اشکال ابلیدیں لیں گے کہ کیا آئیکے نہیں چھایا اس اندھے
 فقیر کی نقل یا کہ معلوم نہیں جس نے بادشاہ کو جو غلام کو معصوم کر کے بادشاہ کے دربارت
 کر کے پرکھا تھا کہ در آدمی بات سے بچا جاتا ہے۔
 پس حسی دلیل نتائج پر کیا بلکہ روح کی حسی اور تمام روحانی قوتوں پر نہیں ہے
 کیونکہ حسی دلیل کا مرکبات کے سوا کسی لطیف چیز کیساتھ تعلق نہیں ہے روحانی قوتوں
 کے علاوہ حرارت کا سب جگہ موجود ہوتا۔ قوت مقناطیسی۔ قوت کشش ورمیان سورج
 درمیں وغیرہ پر کوئی حسی دلیل قائم نہیں ہو سکتی اور اصل میں حسی دلیل تمام ایلیات کے لئے
 والوں کے سامنے بانیچہ طفلان سے زیادہ وقت نہیں رہتی۔
 باقی ہے لایل عقلی وہ سامنے کے سامنے نتائج کے حامی ہیں مثلاً عقل و ثبات ہے کہ
 جسم میں روح موجود ہے اور کام کر رہی ہے۔ اس پر مردہ جو ذیل سوال پیدا ہوتے ہیں۔
 اول۔ روح جسم کے ساتھ پیدا ہوئی تھی یا اس سے پہلے تھی۔
 دوم۔ جسم سے پہلے ہونے کی حالت میں کہاں تھی۔
 سوم۔ روح جسم کے بغیر رہ سکتی ہے یا کچھ دیر تک۔
 چہارم۔ جسم سے روح الگ ہو کر کہاں جاتی ہے۔
 اگر ان سب سوالوں کے روح جسم کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور بے تعلق مادہ کے کبھی
 بد نہیں تھی۔ تو اس صورت میں وہ خواص مادہ سے ایک حادہ ہو جاتا ہے۔ اور سرے
 سے روح کا وجود ہی باطل ہو جاتا ہے جس طرح وہ جسم کے پیدا ہونے سے پیدا ہوئی اس طرح
 جسم کے فنا ہونے سے فنا ہو جاتی اور اس حالت میں جزا و نسا۔ ہشت و دروغ حورو
 غلمان ثواب و عذاب و نجات و ویدار الکی کے سب کا ذوق نہ ہو جاتے ہیں اور ماقبست
 کے تمام کارخانے دریا برد۔ اور یہ سب تمام اول درجہ کی گراہی اور الحاد کا بانی ہے۔ اگر
 مان لیں کہ روح جسم سے پہلے موجود تھی تو سوال پیدا ہو گا۔ کہ کہاں تھی اور کس حالت
 میں تھی۔ روح کی موجودہ حالت کا اندازہ لگائے اور اس کے جسمانی تعلق پر خیال
 دوڑانے سے صاف ظاہر ہو جائے کہ وہ چیتیں بیکار رہنے والی چیز نہیں اور تمام مادی
 جگت میں نظر دوڑانے سے جانتا کہ عقل کی رسانی ہے پریت ہوتا ہے۔ کہ وہ بغیر جسم
 ومارنے کے چرایا جیلا کام نہیں کر سکتی۔ اور مادہ پرست اسلام نے نجات میں بھی
 بغیر جسم کے نہ رہنے دیا کیونکہ حورو غلمان وغیرہ تمام جسمانی خوشیوں کو بغیر جسم نہیں
 سکتی۔ پس ضرور ہے کہ وہ پہلے بھی جسم تھا ان کرنی رہی ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر
 انتظام عالم جلتا ہوا نظر نہیں آتا یا جانتا حال ہے اور اس صورت میں وہ جسم کے
 فنا ہونے کے بعد بھی قائم بالغالب رہیگی۔ اور طرح قدیم ثابت ہو جاوے گی کہ

ماننے متنازع کے نفوذ باللہ ظالم مکار اور ہوا کا زنا بت ہوتی ہے یا نہ پت ناشک ہونا
پڑتا ہے جیسا کہ منکران متنازع کا حال ہے یا سچے الہام وید سے منکر دل کا وہم و خیال
جس نے متنازع کی اصلیت کو نہ سمجھا اور نہ روح کی حقیقت کو جاننا اسے ضروری عدل
اسی سے ہاتھ دھو ہوا دوستی یا محبت ہونا پڑ گیا +

مولوی - اور یہ مسئلہ متنازع کا بھٹے کما کی خیال بندی اور قیاس ہے کہ اب تمام
ہندوؤں کا مذہب بھٹے گریہ ہے اور محض بے اہل ہے +

آرتھ - آپ نے صفحہ ۱۱۴ پر توبہ لکھا ہے کہ بھٹے کما کی خیال بندی اور قیاس ہے -
اور صفحہ ۱۱۴ پر فرماتے ہیں اگر کما کھاتے ہیں کہ نفس قدیم ہے اور پھر لکھتے ہیں بھٹے کما متنازع
کے قائل ہیں - اور ایسا ہی اشاعت السنۃ جلد دوم صفحہ ۲۴ پر بھی لکھا ہے مگر مولوی صاحب
کی اشک کا مقام نہیں کہ یہ مسئلہ کما کا قیاس ہے اور کما ہی اسکے قائل ہیں اور اگر کما نفس
قدیم ہوتے ہیں - نہ کہ آئی اور جملہ لوگ اور ہندوؤں نے بقول آپ کے اعتقاد ہی لکھا اور کما
اور فضلی نے نہ جھگلائی - مگر یہ مسئلہ اہل میں نہ تو کما کا ایسا وہ ہے اور نہ کسی انسان کا لہر اور - بلکہ
یہ قدرتی قانون کی جان اور وید مقدس کا ارشاد ہے جن کما کے ایٹھوی قانون اور ویدک
تعلیم پر غور کی یار شیوں کا اوپر پیش مسئلہ اس مبارک مسئلہ کے قائل ہونے باقی جاہل
رہے اور اہل بات یہ ہے کہ روح اور اعمال کو ان کے بغیر متنازع کے کوئی پارہ نہیں ہو سکتا
بشرطیکہ کوئی عقل سلیم سے کام لے محض بے اہل تو بھلا طرہ شفاعت - جہاد - حورو
غلمان اور بہشت اور دوزخ کے مسائل ہیں - اور ایسی طرح حلالہ - متفقہ اور تفسیر جو
محققین کی خیال بندی اور قیاسی وہمی و سواس کے باعث ہیں نہ کہ ایسا معقول
عالمی مسئلہ جیسا کہ متنازع ہے ہر آنکس کو روا متنازع بناتے ہیں ہر جا کہ شیعہ عقیدت
نیافت + متنازع زبں راہ عدل و صواب + اگر قائل روایتیں در متنازع فیصل است کالے
متنازع براست + کہے کیس شمسہ خدا را متنازع +

آنریبل سید احمد خان صاحب کے اعتراضوں کا جواب

تھذیب الاخلاق جلد اول نمبر مورخہ یکم ربیع الثانی ۱۳۱۳ھ صفحہ ۱۱۰-۱۱۳
میں سید صاحب نے اگرچہ اپنے ایک مسلمان دوست کی درخواست پر جگہ دل میں متنازع کی
بابت چند شبہات تھے - ایک آتش شکل لکھا ہے اور اپنے خیال میں تمام زور سے اس مسئلہ
کی توجہ کی - مگر ماشاء اللہ کوئی اعتراض بھی وقعت کے قابل نہیں +

تو لہ روح کے ایک جسم سے تعلق چھوڑ کر دوسرے جسم سے تعلق کر لینے کو متنازع کہتو
ہیں جو لوگ متنازع کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس طرح جگہ اپنی دم کو ایک جگہ چاہتی
ہے پھر جگہ اپنے منہ کو دوسری جگہ نہ جانے دم کو نہیں ہٹاتی - اور جگہ نہیں چھوڑتی
اسی طرح روح جس جسم سے اس کو تعلق ہو گیا ہے جب تک وہ دوسرے جسم سے تعلق
نہیں کر لیتی پہلے جسم سے تعلق نہیں چھوڑتی اور جس جسم سے تعلق چھوڑا ہے - وہ
ہی اس جسم کی موت ہے اس سے لازم آتا ہے کہ وہ ایسے جسم سے تعلق کرتی ہے کہ اس سے
پہلے کسی اور روح نے اس جسم سے تعلق نہ کر لیا ہو ورنہ ایک جسم میں دو روحیں اور ایک
بھی ناہیہ روح کا تعلق ہونا لازم آدیکھا اور یہ منافی اس وجہ کی ہے جس کی بنا پر متنازع
کے ماننے والوں نے متنازع کو مانا ہے +

اقول - یہ پورا نامہ روحی اعتراض ہے جس کی صداقت مزید توجہ کی روح کا جسم
تعلق پیدا کر لینا بارود خود نہیں - بلکہ قانون الہی کے مطابق ہے اور ایسی سرور ایک
سے تیار ہو کر ہر ایک روح کو گرم اور اسرار محبت قلوب میں سزاوار جہاں مل کر رہی ہے

نکلیے اختیار سے اور بھی سب سے کہ اسلامی سلطنتوں جیسے نہ صرف وہاں نہیں جو خواہ مونا
اپنے جوش جہالت کے فکر کی غرض سے لاکھوں ہندوؤں کے سر حلقہ کئے جاویں جیسا کہ
تصعب کے شلہ سے بھڑکنا جو مولوی رومی قرآنی آیت کا ترجمہ کرتا ہے - لا ارحم کفار
راخل شد مباح - ہر جو خوشی پیش نشاب و نواح - دخت و درندان شال جلد سیدنا محمد کو لکھتے
اندہ مطر و ذلیل دیش ایک سے زیادہ ارواح کا کسی جسم سے تعلق نہیں ہو سکتا +

تو لہ جو لوگ متنازع کے قائل ہیں وہ ہر جاندار جسم میں روح مانتے ہیں اور اس لئے
انکے دو فرقے ہو گئے ہیں - ایک فرقہ وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ جب روح ایک جسم سے مفارقت
کرتی ہے - تو دوسرے جسم میں رہتی جاتی ہے کہ وہ جسم اس جسم کی نوع نہ ہو جس سے اس نے
مفارقت کی یعنی یہ بات ممکن ہے کہ گدھے کی روح جب وہ مرنے لگے - انسان کی جون
میں چلی آوے - اور انسان کی روح جب وہ مرنے لگے - گدھے کی جون میں چلی جاوے
احمد ابن باطلہ اور احمد ابن بایوس جو اس کا شاگرد تھا - اور ابو مسلم خراسانی اور محمد
ابن نوکر رازی طبیب اور فرامش کا بھی مذہب تھا - اور ظاہر ایسی مذہب ہندوؤں کا
بھی ہے مگر رازی نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے - کہ جب جانور مار ڈالے جاتے
ہیں تو ان کی روح انسان کی جون میں چلی جاتی ہے +

دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ایک قسم کی روح دوسرے قسم کے جانور میں نہیں جاتی
بلکہ ہم قسم جانوروں میں جاتی ہے یعنی انسان کی انسان میں گدھے کی گدھے میں شیر
کی شیر میں دغلی ہذا القیاس +

پس اگر متنازع کو مانا جاوے تو ایک قسم کی روح کا دوسرے جسم سے اس وقت
تعلق ہوگا جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ یا انڈے کے اندر یا مرنے کے بعد یا مرنے کے بعد
جس سے حشرات الارض پیدا ہوتے ہیں اور کسی اور روح نے اس سے تعلق نہ کر لیا ہے
اقول - بیشک قائلین متنازع ہر جاندار جسم میں روح مانتے ہیں وہ خود غرض صاحب
کی طرح اپنے دین والوں کے سوا غیروں کو واجب القتل و الصلیب نہیں جانتے جنہیں علم
معتول سے بھی مس نہیں - اور جو ہمیشہ تقلید پرستی کے سبب بڑے راسخی و تحقیق کی طرف
قدم نہیں اٹھاتے جن کو شروع سے تنگ اور کافور کی تیز خبریں جیسا کہ روشتہ الصغیا میں
بزرگ خلافت عمر لکھا ہے اگر مورفین گفتند کہ وہ قادیان و مدین خروار مانے کا فوریہ
عوان خاوند او ترا تنگ پنداشتند و ہمت بر معاوضہ صفی طایفان نقرہ کما شند -
روشتہ الاصفا جلد ۲۰۲۷۰ مطبوعہ ننگشورم +

ایسے اسلام میں اگر دو فرقہ ہو گئے ہوں تو کون شریک نہیں اور اگر زیادہ فرقہ ہونا
کمی جبکہ بطلان کی دلیل ہے تو بھی سب کے ہوا نام کی سلامتی نہیں مگر وہ نفس طرح مانتے
اصول میں کوئی فرقہ نہ - آنا - اور نہ متنازع کے ثبوت میں کوئی دقیقہ باقی رہ جائے قطع نظر
اور ہونے دیگر تمام متنازع مانتے والوں کی ایسا اختلاف نہیں جس سے ہول میں لغزش ہو گیا
سلام میں بہشت و دوزخ - قیامت - معراج اور شفاعت کے مسائل جن میں اسلامیوں کا اختلاف نہایت
قولہ - یہودی اور عیسائی اور ہندو مسلمان متنازع سے منکر ہیں اور مسلمان ان لوگوں کو
جو متنازع کے قائل ہیں کافر قرار دیتے ہیں +

اقول - مسلمانوں کا کسی کو کافر قرار دینا ایسا لایعنی اور یہ وہ ہے دنیا کا اور
مذہب لئے مسلمانوں کو کافر کہیں - آپ کس منہ سے یہ مسلمانوں کے مدکار ہوتے
ہیں جبکہ مسلمانوں نے آپ پر بھی کفر کا فتویٰ دیا - بڑا ہے - یعنی مسلمان شیعوں کو قطعی کافر
کہتے ہیں اور ایسی طرح شیعہ لوگ شیعوں کو اور یہ دونوں دہا پیوں کو ہم مسلمانوں کے
کافر کہنے کو فقیر بھلا شاہ کے مجھنے ہیں +

بھلا یہ تھل کا فرکا ترکندے نے توں باغی باغی کندار ہو -

آئنا ز فرجٹ آرس) اور بعد ازاں رب العرش کا آٹھ فرشتوں کے شانہ پر رکھی ہوئی پانکی رہا یا نزع رعل یا بوڑھے بادشاہوں کی طرح پھر کر کے پاس سے گزرتا۔ علیٰ ہذا القیاس معض باطل اور سراپا غلط ہے +

مولوی کہتے ہیں کہ جب کوئی گنہگار مرتبہ تویم راج جسکو ہندو مہر ملے بھی کہتے ہیں اس کے برقند از گنگا کی طرح ایم راج کے پاس لگاتے ہیں اور وہ جگے لائق ہوتا ہے اس کو ویسا ہی جسم دیتا ہے اس جسم میں اپنے اعمال کی سزا پکڑیں جسم سے نکلے پھر کسی اور جسم میں داخل کیا جاتا ہے (از سوط اللہ الجبار جلد ۱ صفحہ ۸۴) +

آریہ اپنے اسکا کوئی ثبوت نہیں دیا صرف عوام کے کہنے سے مقبار کر لیا مگر اصل میں ایسا نہیں بلکہ مرد یا بچہ پر ماما کو کسی برقند از یا چڑھی یا ارو کی کی ضرورت نہیں البتہ عرواکیل و میکائیل وغیرہ برقند ازوں کا صوبہ دار فرائض خدا ہے اور وہی بالک سب سمیات بھی عرش بھی کسی پر جلوہ فرما کسی پر ماما کا نام و ہم راج دہر ملے اور پیراج یا جمراج ہے اور ہم وایو کا بھی نام ہے پس دیو منڈل کے ذریعہ روح دوسرے قالب میں جاتا ہے اور وایو کو اس اکلہ المکین کا برقند از (بطور) استعارہ کہیں کوئی برج نہیں وہی پر ماما پر جلوہ جو چونیکہ سبب سبب کا ہمیشہ ہر جگہ انصاف کر رہے ہر ایک روح کے حق میں بموجب اعمال وہی دہر ملے یا دہر ملے راج (راکھیا عادل) جو یہی پاپ چرک انتریا مانتا ہے سب کا میراج (دلوں کا مالک اور عالم) ہے نہ مری نہ مری بھی کاشف القلوب اور ہم اسرار نہانی سے پر ماما کو انہیں ناموں سے پکارا ہے اور اس کے شارح کلرک نے بھی ایسا ہی لکھا ہے (منواد ہیاہ شلوک ۹۲) پر ماما کے انصاف میں کسی شلیج یا کول یا سافرائی کی رسائی نہیں اور نہ کسی لی یا بی یا رشی جی شری کو طاقت گویائی +

سرگشتہ ہو خواہ غی خواہ ولی۔ دروادی ماوری یا مفعول لی۔
مولوی ۱۔ اسی طرح لکھنا چاہیے یہاں تک کہ کسی اور پھر اور چوٹی سوا کرتا وغیرہ طرح کے حیوان بلکہ درخت اور گھاس بونی بھی اور بعض نکتہ دیکھتے بھی ہوتا ہے اور ہر جگہ جنم لیکر جب گناہوں سے صاف ہو جتے تو اسکی کت یعنی نجات ہو جاتی ہے یعنی نیست و نابود ہو کر خدا کی ذات میں مل جاتا ہے +

آریہ بیشک ہر ایک کرم الفوسار سزا جزا پاتا ہے اور سچ و سچ اور حق و حرام کے گونہ گونہ قائلوں میں جاتا ہے مگر ہر ایک کو اسلئے خواہ مخواہ لاکھوں جنم لیکر مومن کو بھی نہیں دیکھ کر مومن کی تمام بنیادانی اعمال اور انصاف و اجمال پر ہے کسی ہر جنم و خیال پر نہیں مگر دین اسلام اس نیک مومن کو قبول نہیں کرتا اور کہتا ہے۔

بک زندیم و کورٹ سفید توں کر گئی مہنت کے راکہ یا قند سیاہ مختلف جنموں میں جانا ہر جگہ کی بات نہیں اور نہ علم معقول کے خلاف ہے ہر جگہ ایک ہی قسم کے عمارت و مہنت سے مرکب ہیں اور سب میں بھی غیروادی تک بالذات میں کبھی پھر چوٹی۔ سور۔ کت۔ سب کا جان عزیز اور نہ دیکھ دیکھ کی تمیز ہے اپنی اولاد سے محبت۔ دشمن سے نفرت۔ رزق کی ضرورت۔ شہوت غالب اور انسان کی طرح حرص طالب ہر شہد کی بھی کے حالات یا خود مشاہدہ کرو ورنہ نگار و دانش کو مطالعہ کرو تا کہ عقل آواز کا مکرنا سیکھو اور ایسا ہی دوسری بھی کی دانائی اور ہوشیاری امر کی کی شہد کا شہد جمع کرنا اور سب ملکوں میں سردی کی واسطے غلبہ کیا گھنا کون ہے جب کوئی واقعی طاقت سے انکار جو۔ انہی میں سے میں نگار کا مکرنا اور ایک شاہی شکر بنانا مقصود مزاج سے بار بار کوشش کرنا اور کامیاب ہونا اس لائق تو ہے کہ تیرے جیسے شہنشاہ کی شاہی کیس لوگ کہتے ہیں کہ چوٹیاں پائیں کتی ہیں اور مخالفت خطا اختیار میں نہایت ہوشیار ہیں اور راوی بھی ایسا ہے جس سے آپکا انکار ہو گا یعنی قرآن اور عہد صاحب سوا نہیں لکھتا +

تاکت غمنا یا ایما النعل ادخلوا مسکنکم لا یحطونکہ سلیم و جنوہ و ہر لاشعرون فلسفہ مضاحکہ من قولہا ترجمہ گفت مومن ایسے مومن ہیں اللہ تعالیٰ خود تا دہم شکستہ شامایان دلشکرے اودانے پس سلیمان قسم کر دے اور گفتا مرنوچہ +

تقریبی سے ثابت ہے کہ چوٹیاں خدا کی عبادت کرتی ہیں نہ بخت و ن ات یاد خدا میں مشغول ہیں پس یہ سب جو ہیں مسلمانوں سے فائدہ نیکہ عابد ہیں آدمی و مائیں نہیں اس سے چوٹی اچھی ہے مگر مرد و دربتا بشاں تا فراغت ہوزستانش۔ پھر اسی سوت تل میں لکھا ہے فقال باحطت بعالم خط بہ و بختات من مہا نیا یقین ترجمہ پس گفت رہو (یا نور در گھر مہنچہ کے درگزر فتنہ بان آدمی تو انقیاد سب خبرے عقین را۔ اور اس سے پہلے لکھا ہے کہ سلیمان مغفل جنوں آدمیوں کی جلی تپتا اور قرآن میں لکھا ہے کہ جانور۔ درخت۔ پہاڑ۔ ستارے۔ شمس و قمر سب کی جہاد

اور اس کو سجدہ کرتے ہیں سور قحج المان اللہ یسلیم لہ من السجود و من الارض و الشمس و القمر و النجوم و الجبال و الشجر و الی و اب و کتبہ القلیں ترجمہ۔ آیہ دیدی کہ سجدہ میکند خدا تعالیٰ را تا کہ در آسمانہا ماند و تا نکہ و زمین اند۔ و آفتاب و ماہ و دستار تا کوہ و ماہ و خزان و چار پائی و ویسا سے از مردان۔ اسی کے متعلق ایک فاضل کہتا ہے۔ و انکرا یعنی انہیں شہ۔ جملہ ذرات جہاں مادہ سجدہ۔ سعدی کہتا ہے یا دوارم کہ شے در کار وانی ہمہ شبہ فنتہ بودم و سحر و سحر و شبہ فنتہ۔ شوریہ کہ دران سفر ہمراہ ماہ و سحر گمان فخرہ بندہ را در بیان گرفت و یک نفس آرام نہ یافت چوں روز شد گفتش ایچہ حالت بود گفت بلیان آدمیم کہ نالش تو را مدہ بود خدا ز درخت و کیکان از کوہ و سخکان آتاب و بہا یم از پیش اندیشہ کردم کہ مرمت د باشد ہمہ در تیج و من در غفلت فنتہ کجا روا باشد +

بیل اور گدھے بھی آدمیوں سے اچھے ہیں۔ گافان و خزان باربر دار +

از آدمیان مہوم آزار +

عموماً درندے اور چارپائے اچھے ہیں منقذ آدمی بہتر است از دو اب و اب از تو بہ کرگوئی صواب +

فاضل آدمی سے سانپ اچھا ہے۔ ازل مار برپائے راعی زندہ کہ ترسد سرش را بکوہ بنگ +

اگرچہ پھر وغیرہ جنموں میں جانا ہم مانتے اور نہ انہیں صاحب اداک جانتے ہیں کیونکہ اول تو انکے قابلوں میں جانا وید مقدس کے خلاف ہے دوم وہ جان میں سوم جہاں اچھا۔ ویش۔ پریتن۔ سکھ۔ وکے۔ تیر نہیں ہاں روح یا جان کوئی چیز نہیں۔ تیار ہاں ان میں روح کا قتل ہو جاتا ہے نہیں مانتے +

مگر کتب اسلامیہ کے نو سے آدمی۔ اونٹ۔ سور۔ بندہ۔ گاو۔ چوٹی۔ پو۔ گدھا۔ بلی۔ کتا۔ فیل۔ درخت۔ پہاڑ۔ نمک۔ سنگ۔ شہ۔ تک۔ سب جگہ ارواح معلوم ہیں و سب مسلمانوں کی طرح کامیڈ پتے۔ عربی جانتے اور بولتے۔ ثبوت کے قابل سجدہ کرتے۔ گویا سب مسلمان اور مسلمانیاں ہیں مفتی شاہ دین صاحب نے حقیقت روح انسانی میں لکھا ہے شریعت میں حد تو اتنا کو پہنچا ہے کہ درختوں اور چھوٹوں وغیرہ نے نبیوں کے ساتھ کلام اور انکے حکموں کی فرمانبرداری کی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی روح اور شہور رکھتے ہیں (صفحہ ۳۲) +

جو ہمارا اعتقاد ہے سادگی بنیاد عدل الہی اور صداقت ہے کہ جہاں جہاں اور خواہش ہے اُن تمام اجسام میں روح جم لیتا ہے انکی حالتوں کے اختلاف سے اعمال اعمال سے جسم اور جیسی اختلاف سے خدا کا انصاف ثابت ہوتا ہے ورنہ خدا کی انکی

اسکا دوسرے جنم کے اعمال ہیں حصہ سترم کا یہ رد ہے کہ بچہ نے قتل انہیں دینا جس میں کس طرح انگلی مار کر اپنی آنکھیں پھیرا ڈالیں کس طرح اپنے پاؤں توڑ ڈالے کس طرح حمل میں جبرہ اور گورنگا ہو گیا۔ کیوں عزیز اور کنگال کے گھر میں آیا کیا وہ درحقیقت چاہتا تھا اسکا ثبوت قیامت تک آپ سولے اقرار تناج تے نہیں دیکھنے کیوں جنم سے دکھ میں پڑا اور کیوں شکھ میں آیا۔ یہ سارے ایسا ہیں جسکا سبب قبل زریلیں بچہ کے لئے حمل میں کوئی فعل ہونا چاہئے اگر نہیں ہے تو تناج بدیدہ دلائل سے ثابت ہے آگ سے یا زہر سے مرے ہوئے بچہ کو آپ شہید سمجھتے ہیں مگر کیا غیر ارادہ و نیت و خبر کے ثواب یا عذاب ہو سکتا ہے ہرگز نہیں پس وہ کسی طرح نہ عذاب ثواب کے مستحق ہیں اور جو حمل میں مر جاتے ہیں یا اسقلا ہو جاتے ہیں ان کو تو آپ شاید بہشت سے بھی اور ثواب الہی کا درجہ دیتے ہو گئے آپ کے خیال اور قرآنی آیات کے مطابق اچھا ہوتا ہے جو لڑکے یا زہر سے مرتے ہیں کیونکہ شہید سمجھتے ہیں قرین کی عقل پر اور حسین دانائی پر۔ بریں عقل و دانش بیاد گریست بیاد ان لڑکوں کے جلنے اور زہر کی تکلیف کو آپ قدرے قلیل دکھ و ایک درجہ رساں سمجھتے ہیں کسی نے آپ کے حق میں اچھا کہا ہے ۔

کبھی سید و طاؤس گلستان فرج کر لئے بلا سے تیری گراں نیریاں کی جان بہن آئے تیری تفریح طبع کو عجب اچھا تھا شاہی وہ ٹرپے ہے تیرے لب پر اہو سوہو انا جب یہ صاف ثابت ہے کہ لڑکے کا قانون قدرت یا کسی قانون کی خلاف ورزی میں گرفتار ہیں پس حمل میں یا پیدا ہو نہیں خلافت و زری انہوں نے کیا کی ؟ مولوی صاحب ایمان سے کہنا سولے تناج کے اسکا کوئی جواب ہے ۔

مولوی آریہ تیسواں جواب۔ نیکی کا اثر اگرچہ عمدہ ہوتا ہے مگر نیکی اپنی نیکی پر بھی تبرک کرنا نیکی کرنا۔ اور لوگوں کو دکھانے والے جلالا تہ ہے کہ زور و زور کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بدی کا اثر اگرچہ برا ہوتا ہے مگر بدی کا اپنی بدی نظر کرتا ہے تو بارگاہ الہی میں مجبور اسکا راضطراب شرمندگی ظاہر کرتا اور دعا میر مانگتا ہے اس لئے نیکی اپنی نیکی کو تباہ کر دیتا ہے اور بدی کا ربدی کے بعد مقرب بارگاہ الہی ہو جاتا ہے تب جسکو ہم اور تم عام نگاہ کے لوگ نیک سمجھتے تھے وہ کئی گنتی ہیں اور بدی کا کوئی اور اپنے غلط توہمات سے اگر کہیں کہ یہ تکلیف نیک پر اسے پوربلی جنم کا پھل ہیں اور یہ آسائش بدی کا اس کے پوربلی جنم کا پھل ہیں تو ہمارا یہ دم غلط ہو گا۔ کیونکہ ممکن ہے ہمارے تھیں نے غلطی کھی لی ہو ۔

آریہ تیسویں جواب کا رد۔ یہ جو آئے نیک اور بدی کی مثال دی ہیں انہیں ہیں مگر جو اس میں اپنے مغالطہ دیا ہے اسکا پہلے کہنڈن کرینگے بھائی پوربلی جنم کو کرم نہ سمجھتا ہے بلکہ اعمال سمجھتا ہے اس لئے نیکی کی اس کے بعد غور کیا یا پہلے غور کیا پیچھے نیکی کی انصاف تو یہ ہے کہ غور کا برا پھل اور نیکی کا نیک پھل ہے ایسے ہی برائی کا برا پھل اور برار تھا کا عمدہ پھل ملنا چاہئے پس دل عمل ہوتے ہیں پھل ملتا ہے اس میں بھی اپنے اپنے منہ سے نہیں قلم ہے بلکہ دل سے سابقہ اعمال کا پھل دکھ اور سکھ مان لیا ہو اور یہی اس سے ظاہر ہوتا ہے مگر یہ ممکن ہو کہ اس نے اس جنم میں غور کیا ہو۔ اور اس نے اس جنم میں برار تھا۔ پس اس جنم سے تعلق نہ رہے سبب غور اعمال جنم سابقہ اسکا باعث ہیں کیونکہ ممکن ہو کہ آپ نے شخص میں غلطی کی ہو عیاں کہ اگر کھیا کرتے ہیں۔ (لا انسان مرکب من الخطا والذیات ۔

مولوی چونتیسواں جواب نیکیوں کے بہت اقسام ہیں پھر عیسائیوں کے انواع و اقسام ہیں ایسی ہی نیکیوں کے ثمرات اور نتیجے کے بھی اقسام ہیں اکثر لوگوں

نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ اعمال نیوی اور اسی جنم کے ہیں ان تفریقیتے ہیں بلکہ بھی ہے کہ جزا و سزا میں باعث انعام اور موجب سزا کا علم اور اسکا یاد ہونا ضرورت میں علم اور یاد اب ضروری نہیں غایتی مالی ایسا ہیں ہاں سب مویات یا نہ ہوں سو ایسی یادداشت تو تناج یافتہ والوں کے نزدیک ضروری نہیں رہا ہے کہ یہ اس کو کونے اعمال میں جسکے باعث بچہ نے سزا بھگتی یا جسکا ثمرہ اٹھا یا اس کے سرتوہ جو اب ہیں ۔ اول یہ کہ اعمال و قسم کے ہوتے ہیں ایک ہر اعمال میں جسکا ثمرہ یا جزا لینے میں عامل اور قائل یا مرکب کا متاثر و بالغ اثر ہے وار ہونا جان بوجھ کر قانون قدرت کے خلاف ورزی کا مرکب ہونا ضروری نہیں مثلاً اک بان لڑکا آگ میں مارتا والد یہاں زہر پلا وہ پلا یا جاتے یا وریسی خلافت و زری میں سزا جزا اور مکر و کا اٹھانا ضروری ہے بہت تھوٹو ٹاپی سہی گریسی صورت میں اگر قدرے قلیل شکھ دایک اور پنج رساں تو انکی تلافی اس اجر عظیم سے ہو جاتی ہے جسے شہادت کا مرتبہ سمجھتے ہیں ۔

دوسرے وہ اعمال ہیں جن میں تاوان کی خلافت و زری مرکب جرایم کا عامل بالغ جان بوجھ کر جنم کا مرکب ہونا ضروری ہے ایسے قوانین کو قانون شریعت کا قانون حکم۔ قانون حکام کہتے ہیں۔ پس لڑکے کا قانون قدرت کی خلافت و زری میں گرفتار ہیں۔ انہوں نے خود کئے یا ان کے والدین اور مریدوں نے ۔

دوم۔ لڑکے بھی کہہ سکتے ہیں کہ جان بوجھ کر کسی برائی کے مرکب نہیں کرتے ہیں اور اسی کی سزا میں گرفتار ہوتے ہیں یا تو اس لئے کہ برائی کی مرکب ان کی رتق ہے اور ان کی رتق چیتن ہیشا را اور ان کی کزوری کیوقت ایسے کن کرم اور سچاؤ کے ساتھ ہے جیسے جانی کے وقت ۔

اور یا اس لئے کہ جقدر کے وہ لڑکے ہیں اور جقدر انکے جنم اور عناصر کی استعداد ہے اسقدر کی سمجھ والی انکی روح بھی ہے پھر جیسے چھوٹی سی جوتی بھی روح اور سمجھ کا ایک مقدار رکھتی ہے اور سمجھ کے خلاف مرکب بھی ہوتی ہو اسی طرح وہ لڑکے بھی جنکو سزا دیتے ہیں اپنی وسعت اور سمجھ کے موافق کسی خلافت و زری کے نزدیک ہوتے ہوں جب ہم عقلا و حکما اور جڑے بڑے سمجھ والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ بھی عقل اور سمجھ کے خلاف کرتے ہیں اور اس کی مٹا پاتے ہیں بھلا چھوٹی سی عقل کے بچے ایسا کیوں نہ کرتے ہیں بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ لڑکوں کو کچھ بڑی تکلیف نہیں آتی اور اور اسکے والدین مٹا اپنے اسی جنم کے اعمال کی طرف دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ لڑکوں کو تیندہ ابدال اور تندرستی میں ترقی کا سامان ملتا ہے ۔

آریہ تیسویں جواب کا رد۔ اس میں اپنے نہایت صاف الفاظ میں لیا کہ آرام و تکلیف اعمال کے ثمرات ہیں پس لڑکے کا قانون قدرت کے خلاف و زری میں گرفتار نہیں لڑکے بھی ہم کہتے ہیں جان بوجھ کر برائی کے مرکب ہوا کرتے ہیں ۔ اور اسی کی سزا میں گرفتار ہوتے ہیں تو غیر میں آپکے پچھلے سارے انکار آپکو مہر سارا کہہ ہیں درحقیقت سلسلہ اعمال اور سزلے سولے اقرار کے کوئی چارہ نہیں ہو مگر کہنے جزا کئے۔ سزا کئے۔ ہمارا مطلب ہر طرح حاصل ہے کہ یہ سب تفرقہ دہ اور راحت کے متعلق حال سے وابستہ ہے پس اس مسئلہ کو تو اپنے مان لیا۔ اب دیکھئے تناج سے کیا انکا ہے ۔

ہم نے مولوی صاحب کے جواب میں نہر لگا دیے تاکہ رواجی طرح سے سمجھ میں آسکے اور طول و فضول عبارت ہم کو بار بار نہ لکھنی پڑے کیونکہ ہم کو تحقیق حق سے غرض ہے کا عذریہ کہ نہی مرض نہیں ۔

آپکے اعتراض نمبر کا جواب یہ ہے کہ وہ اعمال نیوی اور اسی جنم کے اسکو نہیں کہ وہ اس سے پہلے کے ہیں یہاں صرف اسکا پھل ظاہر ہے بیچ ظاہر نہیں پس بیچ ثبوت تناج

چلے منتیں درواں پاک من تو خستے دو نہند برمناک من و تو
 مانگد برائے خستے گوردگراں در کلبہ سے کشد خاک من و تو
 پیش از من و تو لیل ہنسے کوہ و گروندہ فلک نہ ہر کلمے بود ہمت
 ز ہزار قدم چاک آہستہ یعنی کال مردک چشم نگاہے بودہ است
 آپ جس خاک پر روز بول و برا کرتے ہیں وہ وہی تمہارے بزرگوں کی خاک ہو
 یا تمہارے بزرگ ہیں کیونکہ ان کا جسم اسی خاک میں ہے یا یہی خاک ہے گو زمین ان کی
 خاک کو کٹیڑے اور چھو کھاتے ہیں اور خلق عالم جوتے پینے انکے سر پر سے گذرتی ہے
 اصحاب کہن کا ساتھ تو اس دوست جو قبر سے سلوک کرتا ہے تو کسی سے مخفی نہیں ہے
 بقدر خدا ہر کسے آدھشتاد ہر عاشق بائے بر سر نہند
 ہا ز سے بزرگوں کا جسم خاک ہوا۔ اس سے کھیت میں غلہ پڑا اور غلہ کیا ہے
 ہل میں خاک ہے وہ خاک تمہارے لئے کھائی۔ اور اس سے پاخانہ گئے وہ سوئے نکھایا یا کتے
 لئے پس تمہارے بزرگوں نے کتوں کے قابلوں میں حلول کیا ہے
 لواطت لوط علیہ السلام کی اہمیت کا دستور ہے غلت المثلج یعنی شیخوں کی
 جاری اسکا نام حکمت میں ہے اور یہ خاصکر سے زیادہ مولویوں لافوں شیخوں سے
 نقیبوں نارووں کو ہوتی ہے اور اس کے مرتکب بھی مالتے اور مولوی ہوتے ہیں
 کیونکہ فاعل مفعول وہ لڑکی کی گردان انہیں از ہر ہوتی ہے۔ فاعلان مفاعیل
 فعلن۔ مولوی امام الدین احمد صاحب کیوڑ میوزیم آخر میڈیکل سکول نے لکھا ہے
 ملاوٹ میں یہ میں اس وجہ سے کہ ان کو عورت کو نصیب نہیں ہوتی یا ظاہر یا سائی
 کی وجہ سے اندیشہ تولد کی طرح عورتوں سے ارتباط نہیں رکھتے۔ اور فقہ کا سبق
 الامرد کا لاشا عوب یا دہی ہوتا ہے نفس امارہ کے اتباع اور جوش شہوت مغلوب ہو کر
 لوگوں (یعنی مسجد کے طالب علموں) کو کار براری کرتے ہیں اور دیکھو سالار علی الحلیہ صفحہ ۳۰
 اور اسلامی ملکوں اور اسلامی سلطنتوں میں اسکا بہت زیادہ رواج ہے یہاں تک
 کہ عورتوں سے بھی اظلام و لواطت رائج ہے اور قول قرآن کو منہ پر کرتے ہیں کہ
 بخار شاریہ۔ ایران شریعت۔ افغانستان۔ کابل شریعت۔ بلوچستان
 روم۔ لکھنؤ شریعت۔ اور اس کا قرنگی محل حیدر آباد دکن۔ بھوپال۔ بہار۔ لیور۔
 جہاں جہاں ان کا قدم مبارک ہے وہاں دنوں اس شرمناک فعل کی مٹی گرم
 ہے۔ فارا شریعت میں تو یہاں تک سنگا ہے کہ وہاں کے لوگ اپنی اولاد کو بھوک
 کو دشمنی پر مٹاتی جانے جلاتے ہیں۔ غلام اور غلامان ایک ہی مصدر سے
 نکلے ہیں اور وہ بہشت میں بھی موجود ہیں اب اس فقرہ کا جواب کہ محمد و ارواح نجی
 پاکر اولاد کا سلسلہ آخر محمد و زمانہ میں ختم ہو چکا ہے اور پھر سرشتی کے بعد اگر نیکا
 سامان ہی خدا کے پاس نہیں رہیگا۔ واضح ہو کہ ہر ارواح کو محمد و وہیں جاتے ہاں خدا
 اپنے محمد و علم سے ان کو جاتا ہے نہ بھی روح کا خاتمہ اور نہ مادہ کا خاتمہ اور نہ
 سامان کا خاتمہ ہوگا۔ اور نہ سلسلہ ختم ہوگا۔ ہمیشہ اسی طرح انادی پرانا انادی
 رحمت کا رام او نالک رہیگا۔ گریہ سارا اعتراض قرآنی خدا پر عاید ہے۔ کیونکہ
 اسکی بساط محمد و ہے آدم سے پہلے سرشتی کے پیدا ہونیکا سامان ازل سے
 غریب خدا کے پاس نہ تھا ناختم رہا ہے بے بیاعت بنیاد کی طرح اور تولد کے
 ہوتے ہیچا ہوا تھا۔ جہاں تک کہ گویا کرول شری شکل سے غریبے خود کشی کی۔ اور
 اپنے مٹنے کے کہ پھیلا دیتے۔ ہمارا دست یا ہمارا دست ہو گیا تب خدا بلاتے
 گا۔ انیسویں ایسا بے بیاعت خدا چھٹ پوچھا خدا۔
 چوٹیک بگڑی آئینہ ہم اوست۔ و تنہا بل گھینہ ہم اوست

قیامت کے بعد بھی وہ سامان نہ رہیگا۔ نہ جس ختم ہو جائیگی نہ وہ ختم ہو جائیگا
 خدائی کارخانہ دہم برہم ہو جائیگا کیونکہ کل شیعی ہالک الا وجهہ اللہ بشت و دوزخ
 اور سب نبیوں اور ولیوں اور فرشتوں کی سچ بروں اور بھلوں کی روح سب فنا ہو جائیگی
 تب غریب اور بے بیاعت خدائے عز و جل کے بالا خانہ پر مغز چٹان نش ٹکران ست کرکٹس
 باوگران ست کی طرح اوساں باختم ہونیکا مخاذا اللہ چند ذل سے غریب اور
 بے بیاعت خدائے مہوم و خلیل کی طرح ماری بن اپنے پیٹ سے اشراف نکال
 تماشہ دکھلا خدایں بیچا کر جہنمی تماشے کا باختمی آیا تو ریحہ ناہر بجا مانڈنے ماری۔ گھبرا
 سوکتا۔ خرس سیاخانہ خدا کو خود بنایا۔ کیونکہ کچھ دہت یا ہمارا دوسکے سوا غریب کچھ کار نہیں تھا
 مخاذا اللہ مولوی صاحب کے ماری تماشہ گر چھلپا نقش مہوم۔ جو پیرا بلکہ غفلت کا کیا اعتبار رجا
 مولوی صاحب الکتیواں جواب میں نے اپنے کانوں سے بچے بچے
 راجاؤں ہمارا جوں سے مناد اور بے نقدیرا سے مسئلہ تماشہ کے سچ بھی ہو وہ لوگ کہا کرتے
 تھے تمہیں مانج اور راجاؤں ترک کیا معنی تپ یعنی ریاضوں اور سخت اور مشکل شکل
 جہاد توں کا نتیجہ ہے کہ ریاضت کنندہ ریاضت کے بعد راجا ہوتا ہے۔ پھر راج کا نتیجہ یہ
 کہ وہ انسان یعنی راجہ دوزخی ہوتا ہے اس کلام کا دوسرا جملہ یعنی راجاؤں ترک اس لئے
 بھی سچ ہے کہ راجاؤں اور ہمارا جوں سے اکثر ظلم و تعدی ہوجاتی ہے۔ ان سے پورا
 پورا انصاف محال ہے پھر عیاشی اور فتنہ و دلچہ وغیرہ آفات میں مبتلا رہتے ہیں
 بلکہ میرے جیسا تجربہ کار تو شہادت بھی دے سکتا ہے کہ علی العموم یہ دوسرا جملہ
 سچ ہے کیونکہ دوزخ کا نمونہ ان میں مجھے دکھائی دیتا ہے۔ جسے سفلس (آتشک)
 پہاڑی روگ گرمی بادشجر۔ مبارک کہتے ہیں۔ اہل مصر نے ٹائیسٹ آف
 سلور کا کیا خوبصورت نام رکھا ہے۔ الحجر الجہنی میں جب کبھی آتشک کے زخموں پر
 اس کا استعمال کرتا ہوں۔ اس وقت اس مصری نام کی غوی جیسی مجھے معلوم ہوتی
 ہے شاید ایک نا تجربہ کار یا شریع سے ناواقف کو ہرگز معلوم نہ ہوتی ہوگی
 آریہ۔ آپکے اس جواب کا ہم کیا رد کریں اسکا ایک ایک لفظ تسلیم کے قابل ہوا
 جب ساتھ اس کے آپکا تجربہ بھی شامل ہے کہ ضرور راجاؤں کو ایسا ہوتا ہے کیونکہ آپ
 راجہ شاہی حکیم تھے۔ الحمد للہ کہ آپکے منہ سے بھی کلمہ حق نکل گیا بدیشک راجاؤں
 اور بادشاہوں کو جو کہ ظالم اور عیاش ہوتے ہیں جہنم ملتا ہے۔ بتول اح اور
 راجوں نولکے پس محمود۔ تیمور۔ اورنگ زیب۔ نادر علیاٹ الدین علاؤ الدین
 سکندر لوتوی۔ آخر شاہ ابدالی وغیرہ جیسے ظالموں اور راجاؤں اور عیاشوں کو قزو
 ترک (جہنم) ملتا ہے یعنی بڑے کرموں کے بدلے میں اس جہنم اور وہ سر جہنم جس دکھ
 الحج جہنمی وغیرہ روگوں میں مبتلا ہوتے ہیں ہر جس آدم اپنے تسلیم کیا اور مجھ لیا۔ کہ
 ضرور ظلم و عیاشی کا پھل دکھ ہے اب انکو راج کیوں ملا صاف ظاہر ہے
 دیکھئے کہ نیکی پسند خدا کے وہ خسرے عادل و نیک لے
 اور اس کے خلاف ہے
 چوقرے بعضیاں شود مبتلا جفا کار شاہے فرستہ خدا سے
 اور یہ تو صاف ظاہر ہے جہاں امت اعمال عالم مکت و نادر گت پس ظالم
 و عادل بادشاہ دوزخ ہی اپنے سابقہ اعمالوں کے سبب بادشاہ ہوتے ہیں جو کہ
 اختیار ملکہ دوزخ مستند (آزاد) ہیں اسی واسطے جب نشانے آواہی کوئی ملے
 کہتا ہے کوئی ظلم اور انکے معاہدہ میں درگاہ الہی سے سزا یاب ہوتے ہیں پس یہ
 سائے کے سائے تعلقی اعمال سابقہ اور نہ ختم ہیں کہ اتفاقاً یا خود بخود
 قولوی جیسواں جواب ہم سے مانا انہما تکلیف اعمال کو کرتا ہیں غریب

کن قبل تلقی عالم و ہذا اجماعہ صم
گراعتا ریت کہ جل شدہ از دل
اور وہ است مژدہ لا تقطوا شفع
من دنا ہم ہر آئینہ توانی گناہ کن
مولوی حسین و اعظم لکھتے ہیں +
جوں تو دای مژدہ لا تقطوا
جوں تو ہر نکستہ ز ساری دست
قرآن سورۃ انفطار یا ایہا الانساں براغیر لے آئی یہ چیز شرافت
کافرندی و ماضی ہندی و ہندوئی و دیگر گشتی و زنا فرامی شیخ منصور فرمودہ کہ اگر فضلے ازین
سوال کند گویم زنی کہ کرب ز حال آوردہ کہ گوید بندہ فریاد شدہ کہ کی تو ز ۷۲ م جلد فی تفسیر نبوی +
ایک اور مولوی فرماتے ہیں +
تا یم پر گناہ تو دریائے رحمتی
گناہ سن از نامہ در شمار
تاسخ کہتا ہے +
بخشش کی ہے ابد علی کبیر سے
ہوتا ہوں رنگب جو گناہ کبیر کا
حافظ

قدم درین مدار از خارہ حافط
اسے قادیانی پیغمبر کے حار یو اور محمدی مسلمانوں میں ایسا اعتقاد سرسبز چلا
الجامعہ اور یہی سبب کہ عرب قوم ایران افغانستان و بلوچستان میں جہاں جہاں مسلمانوں
کی زیادہ آبادی اور قرآن کا چرچا ہے کثرت از دواج امر و باری فریستی پیروی کی شکل
کئی جہالت و تعصب - برودہ روشی کا بھی یادہ رواج ہے مولوی صاحب جہاں عمل کو آباد و بکھر
دیکھتے ہیں حکام کو - دہرائی کے شہ نامہ میں ذکر عدل و شہروان مطالعہ فرمائیے +
جہاں جوں مٹتے شدہ آہستہ
نیر سود گیتی ز آویختن
جہاں نوشہ از فرہ آید وی
نماست کس غارت و ماختن
جہاں بفرمان شاہ آمدند
کے کو برہہ جز درم رہتے
اور قرآنی خدا کے حق میں سعدی کہتا ہے +
ہر آنکہ کہ برود و رحمت گشتی
مولوی چھبیسواں جواب بدکاری اور زنا فرامی کے بعد تراخ متے والے
زنا فرامی سے نکلنے کے واسطے تراخ متے والے عقار چاہئے کوئی مددگار نہ ہے - اس لئے
اگر جناب باری تعالیٰ نے کسی عیب کی امید نہیں اس واسطے کہ عدالت سے سزا ہی
سزا جیتنے کا تو تمہاری لگ چکا - وہاں سے غفلت کی امید نہیں - مگر کسی طبیعت بشارت ہے -
اس کتاب میں جس میں آیا ہے - اس حجب المضطر اس دعا کی کھانسا سو +
ترجمہ - اللہ تعالیٰ کے ہوا دوسرا کن ہے جو مضطر کے اضطراب کی وقت لے
دعا پر قبولیت عطا کرے اور دیکھی کے دکھ کو دور کرے +

آری چھبیسویں جواب کا رد - آپ کا یہ خیال بھی بالکل لایق ابطال ہے جس
طرح ایک جرم کو کار کا عادل کے انصاف پر پھر دوسرے جرم کے بعد پھیل جھکتے کے بعد
آؤا ہے اور اس کے عمل پر کامل اعتقاد ہے کہ وہ بگناہ پھر عذاب میں نہ ڈالے گا ایک جلیبی کا
دائی جی بھی اصول ہے نہ کہ وہ آپ کا دوسرا اصول - میں آنرا جواب پاک مت ازجا

جہاں کہ - ہاں قرآن سے سولے فقہان کے کوئی بہتری کا سامان نہیں ملتا ہے - اگر
مستحقہ تو جیوں کے ہلکے سے زیادہ قابل اطمینان نہیں یعنی وہ وہ کی نہیں شد
کی نہیں اور جھکے کے برابر ہر اس میں ہی لکھا ہے جس نے بہتوں کو جن اور آدمیوں کی
واسطے جہنم کے پیدا کیا ہے اور میں نے ان سے دوزخ بھرے ہیں یہ کھڑکے کو اعراف و اقلاد
را کھنڈہ کبرا اہل الجن والانس ترجمہ ہر تنیکہ قدیم برائے دوزخ بسا کے از دیوان آذیتان
کمرانی شقاوت ایشان صادر شدہ ترجمہ ہر تنیکہ قدیم باہر ایشان بکفر و موت ایشان بر سرک او شقاوت
(تفسیر جہنمی جلد اول صفحہ ۲۲) مسئلہ شریف میں ہے - اب اللہ خلق آدم تم
صلح نہ ہو نہ جہنم فاسطرح منہ ذریعہ فعال جلیف ہو لا الخلفہ و فعل اہل الخلفہ
یعلوون فقال جہنم العمل بالمرسل اللہ فقال رسول اللہ ان اللہ ادا خلق العبد
للجنة استعملہ بعمل اہل الجنة حتى یعود علی افعال اہل الجنة فہو جہنم لہ الخلفہ و
اذا خلق العبد للساو استعملہ بعمل اہل السار حتی یعود علی افعال اہل السار فہو جہنم
ترجمہ - ہر تنیکہ خدا تعالیٰ پیدا کر دے آدم را پست را پست و سغالی شقاوت و مر
پرست است جو میں پیروں اور دوزخ قالی از شیت آدم پر دے کہ گفتہ شدہ ذریعہ شقی است
نہ تعالیٰ درساں ایشان پیدا کر دے اس جماع را برائے بہشت و عمل اہل بہشت عمل میکند بہشت باز
بالید پست آدم را پس پیروں آورد اناں جامعہ دیگر از ذریعہ پس گفت پیدا کر دے اس جماع را
برائے آتش و عمل اہل آتش عمل میکند پس گفت مردی از صحابہ - پس بہشت پست عمل میکند
ہماں دوزخ چیز قائمہ میکند عمل پس گفت پیغمبر خدا - ہر تنیکہ ذریعہ تعالیٰ جوں پیدا کر دے
را برائے بہشت و در کار میدارد و اورا بکار بہشتیان تا آنکہ میرد و او بر کاسے از کار ہائے
بہشتیان - پس می آرد اں بندہ را با اں عمل و بہشت و جوں پیدا کر دے ہر تنیکہ را برائے آتش
و در کار میدارد و اورا بکار دوزخیان تا آنکہ میرد و او بر کاسے از کار ہائے دوزخیان پس می
درد و خدا کے اں بندہ را با اں عمل و دوزخ (صفحہ ۱۰ جلد اول) +

اور حدیث میں ہے کہ اگر شاگناہ و کینہ حق تعالیٰ کا ظائفہ دیگر یا فریاد کہ گناہ کند -
تار حمت کے علت اور مرات عفو تخلی تا بدہ اطلاق طالی صفحہ ۹، +
پھر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت گھر سے نکلے اور انکے ہاتھ میں دو
کتے ہیں انہیں پوچھے کہ کہا کہ یہ جو میرے ہاتھ میں ہے اس میں تمام اہل جنت کے نام
لکھے ہیں اور یہ جو میرے بائیں ہاتھ میں ہے اس میں اہل دوزخ کے نام ہیں نہ ولایت
و قربت کے اس کے بعد لکھا ہے و صاحب الجنتہ بختمہ کہ بعمل اہل الجنتہ و ان
صاحب السار بختمہ اہل السار و ان عمل ای محفل نعمت اللہ رسول اللہ نبیل یہ
فصل ہما ثلث مال فی حق عر یکم من العباد فوی فی الجنتہ و فی بنی السعیر ترجمہ
پس بدستی کہ بہشتی ختم کر دے و بدست و اورا بعمل بہشتیان اگر چیل ختم نہ کرے مگر عملی
باشد نیکہ بد آخر ختم کا رادہ عمل نیک بود و دوزخی ختم کر دے و بدست و اورا بعمل دوزخیان اگرچہ
عمل کند چیل کہ باشد پست بشارت کہ پیغمبر خدا ہر دوزخ خود - پس نداشت ہر دوزخ با
از ہر دوزخ پس پست خود - پست گرفت آنحضرت ہر دوزخ - پست و در کار شاہ راز کار شاہین
یعنی تمام کہ حکم ایشان اگرچہ ہر بہشت و دوزخ (مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۰۹) دروہ از ذریعہ
مولوی کا انتیسواں اور تیسواں جواب محسن مرنی - مخدوم - مصلح
مادی مکرم کو کبرا کنا فطرت کی گواہی ہے کہ بہت بڑا ظلم ہے - مگر تامل ختمتے والے اپنے

نوٹ - مولوی صاحب کے تیسویں جواب کا رد ہر نسخہ خط احمدی صفحہ ۲۲ میں کر چکے ہیں -
اور اٹھ تیسویں جواب کا رد چھبیسویں میں جو چکے ہیں کہ یہ دوزخوں ایک ہیں +

دو بین کی شامت ہے جس طرح قرآن اعتقاد کے مطابق بت اور مت پرستوں کو
 جہنم میں جاوے گئے۔ پس اعتقاد کہ وہ اسے مقبول اور نامقبول اعتقاد سے مجرم
 یہ صفت ضروری قانون اور عقوت مجرم کے بعد رحم کیا ہے اس کی اصلاح کے واسطے
 اسے کافی سزا دینا مقصود کرنا کی خاطر اسے ہی علیہ الرحمۃ جیسی عقل نہیں
 ملوئی یا بلان کر دین شان مست ہے کہ بزرگوار بجا شے حکم رواں
 اب کا خدا سے انہی بیہودہ امتیاز میں رکھنا دوسرا گراہی کی ترغیب اور تعلیم دینا
 ہے غافل نہ ہو جسے اور کائنات سے متبہ عقافت لکھائے اور یاد رکھئے کہ مجرم کا اقبال
 مجرم کو کافی سزا دلائی ہے نہ کہ رہائی۔ آنکھوں سے عقافت کی بجائی اور بار بار دل
 سے دیکھ باطل خیالات کو دور کر دے کیونکہ
 انہی نے مذکورہ و بدیہا کردہ و بدیہی لغو خود تمنا کردہ
 ہندو کہ اس وہم کو ہرگز نہ ہو نہ کر وہ جو کردہ نہ کر وہ
 اصل میں ایماندار لوگ اس صحیح کو پسند کرنے ہیں۔ اور انہی سے محبت رکھتے ہیں جو
 عادل اور شصت ہو اور بد معاہد لوگ اس سے خوش ہیں۔ جو سارے شہر پیدا اور
 رشوت خور ہو مصنف قرآن نے جہاں عقل سے کام لیا یا وزیر و عادل کا خیال
 اگلا تو ان صاف لکھا ہے اعلیٰ لواء القرب والتقوی۔ عدل کیلئے عدل نزدیک
 مڑا ست رہے ہر گامی۔ اس پر مولوی حسین داغ نے کیا اچھا کہا ہے کہ حق
 عمل کن مانکہ روایت دل و قریب جی زند عادل عدل شاطہ ایست ملک
 آریا ہے دین و دودل عدل ماند بجائے دھرم و سادہ یادہ مولوی صاحب
 آب کا کہ لکھا کہ جس مجرم کا یہ ایمان ہو کہ تادم حکم سے دیکھ دیا جاوے۔ رح نہ ہی کل
 سہی اللہ وہاں محبت ممکن ہے نہایت ہی اخلاقی شرط ہے والا پہلے مثلاً دے دیکھ
 جہد کا آج یہ سہی کل یہ بدلو بھی اور سہو سستی اور کاہلی انسان سے ہے نہ کہ فخر لگال
 رحمان سے۔ ساکاری ایشور سے مار کے سبب سے ہی دہر مانا لوگ محبت رکھتے
 ہیں۔ اللہ ہی محبت کا عدل ہی سب سے ظاہر ہے۔ وہ جہاں اندھرتے
 دیاں الصاف و محبت کا کیا کام۔ دیکھئے جو قدرت ہمیں کہا تاتا ہے۔
 श चो मि त्रः शं वरु णाः श त्रो भ व त्व र्थ मा । श च इ त्ते
 वृ स्य तिः शं चो ष्णो रुरु क्र मः । कृ ग वे द
 اس شعر میں یہ مینور کا نام ہی محبوب یعنی بڑا اور اسی کا بیارام اور بجا یعنی عادل ہے
 وحی و ن ہی رح اور اندر یعنی سہما ہے۔ اسی کا نام برہمتی یعنی بالک کل اور
 دشمنو یعنی سرود با یک ہے۔ مولوی صاحب ایمان سے کہنا کیا قرآن میں ایسی فصیلت
 موجود ہے؟ قرآنی ایمان جن کا آپ نے حوالہ دیا۔ واللہ ین آمنوا صدقاً اللہ اس
 کی وجہ دہی قرآنی حور و غلمان اور ان کے انار پتان اور چاہے نہ نخدان ہیں۔ بامین
 رضوان اور انکو رینال اسی کے حسب حال ایک ایماندار محمدی نے کیا عمدہ کہا ہے کہ
 کائنات حور کی ہے جیسے یار سانی کا بنا ہوا ہے یہ زہر بھی اک خدا کی کا
 اور یہی سوال آپ نے اٹھا عیسویں جواب میں لکھا ہے۔ یس یہ ہماری تردید
 اس سے بھی تلقین رکھی ہے۔
 مولوی جیسی سوال جواب۔ حسب الاعتقاد دیکھئے عدل آریہ کی جس میں اللہ
 قتل کے فصل و کرم عطا و احسان کی امید نہ رہی۔ بزرگوار اس کی جناب میں دعا
 یہ رہتا تھا اور یہ ہودہ ہو جاوے گی۔ معاف اللہ کر کیا پیارا کلمہ قرآن مجید میں موجود ہے
 لا افسق علی من رحمت اللہ ال اللہ بغفر الذنوب جمیعاً۔ فیجہ
 آریہ جیسیوں جواب کا رد۔ مولوی صاحب عدل اور رحم مخالفت نہیں ہیں

رحم اس کا سورج چاند وغیرہ کے پیدا کرنے اور ہدایت دینے وید مقدس کے
 برکات کرنے سے ہے جیسا کہ وید میں ہے۔
 तर्मानं येनातसं व हतकृ चा सामा नि जज्ञिरे ।
 दो सि जज्ञि रत स्मा व जस्त स्मा द जा य त ॥
 پرمانا سوا نتر یا می اور دیا ملک نے تمام جگت پر مہربانی کر کے سناہ کی سلامتی کے
 لئے ویدوں کی پرکاش کیا تاکہ اکیان سے کل پرگیان کی طرف متوجہ ہوں اور نور
 پر صبا سے دل کی آنکھیں منور کریں۔
 اور وہ اور نور و خورشید فلک درکار اور ۔ تا تو ت لے بکف آری و غفلت بخوری
 این جملہ ہر نور و گشتہ و دیاں بڑے ۔ شرط انصاف بنا نہ کہ نور مان نہری
 ہاں قرآن کے اس کلمہ سے جو آپ نے صرح کیا یہی لا افسق طوا من رحمت اللہ الخ
 یعنی خیر و اللہ کی رحمت سے کبھی نا امید نہ ہوا اللہ تعالیٰ تو تمام گناہوں کو عفو کرتا ہے
 مولوی صاحب میں حیران ہوں کہ آپ کیسے اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ آپ خدا کی طرف
 سے ہے کیونکہ جب آپ مانتے ہیں کہ خدا نیا کار ہے۔ نیا یعنی عدل اسی کو کہتے
 ہیں کہ جیسا اور جتنا کرے اس کو دیا اور اتنا ہی بھل دیتا تو پھر معافی کیسی۔
 حضرت معافی اور سفارش اور رشوت ایسے عقاید ہیں کہ جن سے رب العالمین و
 شومیر برائیاں یعنی ظلم کا عیب لگتا ہے اور یہی تعلیم قرآنی دنیائیں گناہوں
 کے بڑھا دیوالی اور برہمن ان الفاظ ہے ۔
 عور سے شرم ہے۔ سورۃ الزمر ص ۲۴ میں قل عباد الی الذین اسبقوا
 علی انفسہم لا یفعلوا من الذمۃ ان اللہ یفعل الذنوب جمیعاً انہ یھو العفو والرحیم
 درمعال مذکور است کہ تو نے ان اہل شرک از کتاب قتل و زانیسا رنمودہ ہو ذہدہ ابواب
 معاصی و ملاہی بکلیہ ہولے نفس پر دوسے روز کا رخو کشودہ حضرت رسالت پناہ
 عرض کر دیکر کہ آخر بار ابدان دعوت میکنی نیکو است و تابش شرط قبول میگم کہ مارا آخر وہی
 لگنا مان مارنہدہ میشو دے۔ این آیت فرو ذ آمدہ کہ بگوا سے مجھ کے جندگان
 من انانکہ اسراف کردہ بر نفسہائے خود یعنی افراط نمودہ و گناہان و انجسد
 پر وہ اندو مید مشویدار بخشش خدائے بدستیکہ خدائے مہربان و گناہان جمیعاً
 ان را اگر چہ بسیار باشد وید انکو او مرتدہ گناہانست مہربان ۔
 درمعال از من مسعود نقل میکند کہ عباس پر سجدے دیا اندوید کہ اعظم و کراش
 دفع و سلاسل و اغلال تن میکند فرمود کہ نے نہ کر چرانا امید میگم وانی مروان انکہ
 خواہدہ ان را کہ فرمود قل یا عباد الی و ذخیرت کہ گفت دوست نیدام کہ دینا
 و اختیار باشد بعض این آیت از دنیا و مہر چہ در دنیا باشد ہتہرست و تفسیر حیدری
 صفحہ ۲۶۶۔ اور معال جلد ۲۱ صفحہ ۲۱۱ اسی کے حسب حال یہید ناصر علی کہتا ہے ۔
 محیط رحمت او ما من آلودہ میخا ہ۔ گن ہے را کہ از دستہ آیت خطا کردہ
 حاشیہ۔ استہ دیاے رحمت او بجا و طالب گنہگار ستہ پس ہر گناہ سے کئی کسٹ
 تقویٰ میکنم چرا کہ کلمہ و نشان عفار ی موقوف ہماں ست ایضاً (صفحہ ۲۶۷) ۔
 ایک اور فاضل مولوی کہتا ہے ۔
 اے آنکہ پر گشتہ اقدت تو پروردہ شدہم بناو نعمت تو
 صد سال با متناں گناہ خواہم کرد یا جرم من ست پیش یا رحمت تو
 ایک اور فاضل فرماتے ہیں ۔
 خواہ از شراب قاذو و اتباہ کن خواہ از زنا نامہ خود سیاہ کن
 و زوی کن و قسا و فریب و قمار باز اے طالب بہشت خدا را گواہ کن

نہیں۔ اور جو کچھ لوگ کہتے ہیں۔ اُس پر تو نگہ چینی اور سوال ہو سکتا ہے۔
 آریہ مہیسویں جواب کا رتوہ جواب کا باطل تا حدیث ہے کیا اسی منطق دانی
 پر تیار جیسے اہم مسئلہ کارڈ لکھنے بچھے تھے۔ یہ آب کی بات سے بہت بڑھ کر ہے اس کے
 ایک اور بات بھی ہم مشکف ہو گئی کہ آپ نے اپنے زعم فاسد میں ایک دوسری
 حاتم کے جام باگروا لے بازو شاہ جیسا خدا مانا ہوا ہے۔ یہی جو جانتے ہیں حیات اور ملک
 اُس کے ذمہ لگا دیتے ہیں۔ خدا کبھی ایسا نہیں ہو سکتا ہے جس کو اپنی سیاحتی کامیابی
 نہیں۔ جو حق پر قائم نہیں۔ سفارشوں اور شفاعتوں یا رشوتوں کے لالچ سے جس کے
 انصاف کے سزا و کردار تنہا پیش قاضی رومی راضی آتی کی طرح، جذبہ جاہ و دنیا اُس کے
 جسد کے چوبوں کی طرح پائے کا پلا، اُجھکا دیتے ہیں۔ تو یہ آدمی ہرگز ہرگز خدا کی لائق
 نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔

اگر خدا کی غلطی پر نگہ چینی نہیں ہو سکتی تو عموماً صاحب نے کب کے بت پرستوں سے
 کیوں مجا وے وقت تھے۔
 اگر خدا کی باتوں پر کتہ چینی نہیں ہو سکتی تو عموماً صاحب نے حج کے ابن اللہ ہونے
 پر کیوں جہاد کہ عیسائیوں کو قتل کیا۔
 اگر خدا کی باتوں پر سوال یا نگہ چینی نہیں ہو سکتی تو تم لوگ یا تمام خدا پرست
 کیوں کرتے اور اس کے خدا متے سے انکاری ہو۔
 اگر خدا جو ماہر ہے کہ سکتا ہے تو سب صفات خدا کا خاتمہ گناہ کی ترقی اور بد چلیوں
 کا گرم بازار ہو کر خود ایسے خدا ہی کی جان پر وبال آئیں گا۔

نرسک و امین کار روانے درید کرد حقان ناداں کہ سگ پر درید
 آپ نے نشا نہیں تابہ خطا سے اور وعید دونوں کے معنی نہیں سمجھے۔ یا جان و جہد کر لوگوں
 کو گہ گار بنانے کا ٹھیکہ دیا ہے۔ وعدہ حج ادا کرنا لینی کہنے کا وعید بد وعدہ سزا
 دینے کا وعدہ۔ یہ دونوں باہمی لازم و ملزوم ہیں۔ ایک جگہ آپ نے خدا جلے جس
 طرح حق بات کو لکھ دیا ہے۔ بعض اوقات چشم پوشی۔ صبر و گذر نقصان عظیم کا
 ہوتے ہیں۔ جو باغی اور باستاندہ لوٹنے والے کو اگر سزا دے دی جاوے اور مرث رحم ہی اس
 پر کیا جاوے تو کتنا نقصان ہوتا ہے، تصدیق صفحہ ۳۵ پس دونوں کے خلاف
 کا نام کذب ہے۔ اذن کام رنگب کا کذب۔ اس کا رشا و ردا و انہیں ہے لکھ چینی
 ہے اور فرم ہونے والا ہے۔ ہاں قرآنی دفعہ اور بہشت کی باتیں انہی ڈراڈ اور بھلا
 واپس۔ طفل نسلی کے درجے سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتی ہیں جسے عام بولی میں
 پتوا کہہ سکتے ہیں۔ اسی واسطے ایسی باتیں معتبر اور مستند نہیں ہیں کیونکہ ان کی
 نیا و صداقت پر نہیں۔ بلکہ ڈرا و سے اور بھلا و سے پر ہے۔ ہمیں غالب لے لگاتے
 خوب معلوم ہے حقت کی حقیقت لیکن بھول کے بھلانے کو غالب خیال اچھا
 مولوی اکی سوال جواب۔ تیار کا مسئلہ جیسے توحید کے خلاف ہے۔ اور شرک
 کا باعث دینے ہی اخلاق اور مابل فلاسفی کا خطرناک دشمن ہے توحید کے خلاف تو اس
 لئے ہے کہ تیار ماننے والوں پر لازم ہے دیناندیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ راجح انتہ
 تعالیٰ کے بنائے ہوئے نہیں۔ یہ ماننا اس کے خلاق نہیں۔ زمانہ اس کے کرت
 نہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ہے۔ اور اس اور میٹر بھی غیر مخلوق ہے یہ لوگ
 وحدت وجود کے بھی قابل نہیں جیسے ان کے دیناندیوں کا خیال ہے کہ کیا جالے
 کراصل کا حد کے معتقد ہو کر توحید کے معنی ہیں۔
 اندامانی۔ مارل فلاسفی کا اس واسطے دشمن ہے کہ بشر خدا اعتقاد مستلیم تیار

کوئی شخص اپنے کسی محسن سے خواہ۔ اپنی محبت۔ انسانی ہمدردی کی نسبت متقلد و یقین
 نہیں کر سکتا اس شخص نے محمد پر احسان کیا۔ یا رحم کیا یا لکھ تیار کا۔ حقیقت میں
 کے ہر ایک احسان کے بدلے میں کہہ سکتا ہے کہ اس محسن نے کوئی احسان نہیں کیا۔
 ممکن ہے کہ اس نے ہمارے بدلے احسانوں کا بدلہ دیا ہو۔

مجھے یاد ہے کہ ایک راجا کو بچھونے کاٹا۔ شدید درد میں ایک مسمریز کر نیوالے نے
 جن کو اس ملک کی زبان میں ستر جہاز لے دلا گئے ہیں۔ جہاز اکھا۔ جب اس غصے
 المزاج راجا کو آرام ہوا اور جہاز اکھا لے والے کو انعام دیا۔ اُس کا ہر وہمان کی تو
 تیار کے دلے خوش اعتقاد بول گئے۔ دیکھو کس طرح اس بچھونے سبھی کا قرض و قاتا
 آریہ مہیسویں جواب کا رتوہ۔ نہ تیار کے توحید کے خلاف اور نہ شرک کا باعث۔ خلاف
 اور مابل فلاسفی کا خطرناک دشمن ہے حیوانات ظاہر ہیں۔ چونکہ سارے اس بات
 کا پورا تیار ہوتا ہے۔ کہ سب دنیا کو کرم انوسار پھیل دینے والا ایک دیو ہر مانا ہے۔ وہ
 ایک ہی پر مانتا ہے۔ جس نے اپنی انادی نیار انوسار مختلف طرح کی سرشتی پیدا کی ہے
 اسی ایک پر تمام پر کامل یقین ہو حاصل توحید ہے۔ درمیان چیز دن کے بنائے ہی خدا
 نخواستہ فستی سے جستی میں لانے سے تو خدا قائم نہیں رہتا بلکہ معدوم ثابت ہوتا ہے۔
 شرک اس واسطے نہیں کہ کسی اور سے مراد ماننا کسی اور کا و رو کرنا۔ کسی اور پر پر
 کرنا۔ خلیفہ اللہ نہیں ماننا کسی کی خاطر کتا واسطے دنیا کا پیدا ہونا مانا جیسے کہ مسلمان لکھ
 میں بھی عموماً صاحب کو شرک کرتے ہیں۔ اس کی شفاعت بیزبانت محال جانتے ہیں
 اس کو اوستا یا عالم مانتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے۔ لو کا لہا خلقت الا طلاق
 و ما رسلناک اکاد حلقہ اللہ المبین۔ مگر جہمہ یعنی اسے عموماً کہتے ہوتا تو زمین و آسمان
 کو میں پیدا کرتا۔ اور تو نہیں بھی گیا۔ مگر تو بایں رحمت کے واسطے۔ بایں مریا ترک
 ہیں۔ محمدی مسلمان بھی ایسی باتوں کے قابل ہیں۔ پس وہ شرک ہیں۔

جو رائیل و کرائیل وغیرہ سب خدا کے شرک ہیں۔ اور خدا ان کا علاج اور
 عرش پر سک کرین اور سب سے بڑا شرک اور سچ پوچھو تو بقول قرآن باعث ایجاد
 عالم حضرت عزرائیل علیہ السلام ہے خدا کا کہہ جاتے ہیں جیسے بیت اللہ رکھ خدا کے
 دیدار کو حضرت براتی پر سوار ہو کر زمین و آسمان سرحر کو آسمانوں پر گئے۔ یہ باتیں صاف
 کفر و شرک کے پہلانے والی اور صداقت و توحید کے شانے والی ہیں۔ اور بہت پرستی
 کے پھیلانے والی ہیں۔ اگر یہ لوگ تیار کے ماننے والے لوگ سب سے زیادہ اخلاق کے
 حامی ہیں۔ کیونکہ ان کا ہر تمام ترین کرموں پر ہے۔ یہ غلط ہے کہ کسی احسان کے بدلے
 وہ یہ کہیں کہ اس نے ہمارے بدلے احسانوں کا بدلہ دیا ہو۔ ایسا ہرگز نہیں سیکھتے
 کام بھی واقع ہوتے ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ سب سے زیادہ اخلاق انہیں لوگوں
 میں ہے۔ آپ نے جو کسی مہاراجا کی کہانی سنائی وہ آپ کی فلسفہ دانی کا ثبوت ہے۔ حضرت
 راجا لوگ ہوتے ہوئے ہیں۔ ان کو آپ جیسے راجہ شاہی حکیموں نے جبر ستر تعویذ کتھے
 قبروں پر یقین کر لیا ہو ہے وہ تمام بھوت پریت کے قابل اور جن پر س کے کہاں ہیں
 یہ سارا تصور آپ جیسے سوزہ جن ٹپنے والے ملاؤں کا ہے در تمام عقلا و فضلا اور حضرا
 آریہ لوگ اپنے فضول اور نامتقول باتوں پر ہرگز یقین نہیں لاتے اور نہ بھولے راجاؤں
 کو ایسی باتیں سناتے ہیں ایسی ہی بے بنیاد دکھانیاں ہیں جیسے اور حضرت عموماً صاحب کی
 پیغمبری پر گواہی گد ہے۔ ہر بی شکر نے گواہی دی اور آپ جیسے معتقدوں نے کہا۔
 سبحان اللہ۔

الجبۃ یہی حکایت موسیٰ۔ نبی کے حسب حال ہے۔ لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ایک
 چتر پر پوچھے جو بن کوہ میں جاری تھا۔ وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پتھوڑی پر تک ٹھہرے

ایسی طرح تمام فوہ اور جی بھی کہ وہ ایسی کی ذات سے منکس ہیں۔
 انبیاء کے خواب یہاں بھی کے ٹائٹے ہیں۔ اس روشنی کے زمانہ میں کیا کوئی عقل مند اور لائینی
 باقوں کو شکایانہ لاسکتا ہے۔ سید احمد خان بہادر نے اچھا کیا جو کہ دیا کہ ہمارے
 بنی کے پاس مجھ سے وعظ کے کچھ نہیں تھے۔ اور جب ایسے سردار کے پاس نہیں تھے تو بے
 شک سب امتیاز بارانہ کے پاس بھی نہیں تھے۔

جن لوگوں نے ایشور کو جو علم عقل تعلیم یا بدیش سے یا کوئی ایسے مہاتما جو کچھ جنم کے
 یوگی ہوں۔ ورنہ کوئی بھی ان آدمی کے سوائے خدا کو نہیں سمجھتا ہے۔ تفریق خدا عقل کے
 معیار پر ایک سائنس پر بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اور یہی حال باجبل کا ہے لیکن مبارک ہے
 وہ ارشاد جس میں لکھا ہے کہ جس بدی سے تمام فاضل اور عالم آری کہ معرفت کو ملتے ہیں
 اور جن دلائل سے تمام بدی کسی کو ایف معرفت کو پہنچاتے ہیں۔ اسے پرمانہ ہم کو بدی عقل
 و فی علم دینی ہمیشہ غنائت کیجئے۔

यामि धादे वंग शापितश्चे पासते। तयामा मच्च मे धरता
 वे मेधावि न कुरु ॥

جن لوگوں کو تعلیم تدریس یا بدیش سے ایشور پر وشواس نہیں ہوا۔ انہوں نے کبھی
 اس کے واسطے تکلیف اٹھائی تو کیا میں اس کی ایک مثال بھی نہیں دے دوں گے۔ میں دعوائے
 باطل ہے۔ آپ کے نبی صاحب نے تو جامی صاحب نے اچھا کہا ہے۔

منہا مشق از دیدار خیزد۔ ساکین دولت از گفزار خیزد
 مہاتماؤں سے اس کے کمال قدرت و جلال مکت کو شکہ نزاروں لوگ اس پر ولادہ ہیں
 مگر خداست کی عالم تمثیل سے نہیں اور نہ قائل ملی کے اقرار نامہ سے کیونکہ وہ دیکھنے
 کی چیز نہیں محسوس نہیں۔ جسمانی نہیں۔ پس دیکھنے کا خیال ہر طرح لایق ابطال اور
 فضول بن ترائی ہے۔ اور اگر قبول آپ کے روح عناصر کا خلاصہ ہو تو یہ اقرار نامہ اور بدی
 بے معنی ہوتا ہے۔

مولوی ستر ہواں جواب۔ تاسخ کے قابل بدی آدم کے منکر و یہ بدی آدم بدی آدم بدی آدم
 باوجبات سے محروم رہ جائیں تو شاید یہ حادین اس لئے کہ ان کی فطرت اور جبلت
 میں یہ طلب ہی نہیں رہی۔ ان کے روح نے بدی آدم کا سوال ہی چھوڑ دیا اس
 افتقاد نے ان کی فطرت کو اگر سرگرم کر دیا۔ تو ممکن ہے۔ ان پر نہ وہ رحم ہو اور نہ عمل الہی
 سپارش کرے۔ الحقیر۔

آریہ ستر ہویں جواب کا رد۔ اس جواب کا تاسخ سے کوئی تعلق نہیں آپ ہم کو
 نصیب اور بد نصیب جو چاہو کہو۔ یہ نصیب کا چھوٹھا ڈکوسلاسلماؤں کا تار شاہو
 ہے اور اس کا سارا اثر وجود تاسخ نہ ماننے کے اسلامیوں کی جان کا وبال ہو رہا ہے حافظ
 کتنا ہے۔

ہدوئی نیکنامی مارا گند نہ اندازد۔ گوئے ریت دی تیز کن قضا را
 جس طرح معجزہ نائیں دیکھ لیں گے چھوٹی کیا گری اور معجزوں کا نام و نشان مٹا
 دیا۔ اسی طرح وید مقدس کے مبارک ارشادوں نے جہاں شہودی اور فانی بہشت
 کی خود غلمان کا خاتمہ کر کے خوات و گندلا دیہ کے خجائت اعمالوں کا پھیلنے پر اعمال
 محدود ہیں پس بجات بھی محدود ہوگی۔ لیکن وہ محدود کی قرآن اور باجبل کے خدا کی
 عمر سے بھی کہ گنا بڑھ کر ہے۔ مولوی صاحب کیا آپ کی فطرت بالکل سچ کی گئی ہے
 اور خود کل مٹھی صاف لکے اللہ جہاں اللہ ماننے کے بھی بہشت و دوزخ اور بجات کو بدی
 مان رہے ہو کیا جن بہشت کے داخل ہوئے بلکہ اس کے پسے کی بھی ابتدا ہی ہے
 اور جس سے آگے بھی آدم جیسے نبی اور علم ملکوت سے فرشتہ سیرت نکالے گئے ہیں

ہووا کوئی اور گت کہنے کوئی زبان کسی کی زبان پر دہر کے نام سے موسوم ہو گئی کے نہیں
 کتنی کے نام سے۔

ایشیا علیہ السلام کو کوگون نے دیکھا اتر کے عجائبات معجزات کو شاہدہ کیا گلان کے منکر رہے
 اور ماری تعالیٰ کو جن دیکھے یہاں یوں مان لیا کہ گویا وہ جان ہے دلائل سے یہ اتفاق ہو کر
 ست سمجھ کر ہو گیا کہ روزمرہ دیکھ رہے ہیں۔ مباحثہ اور دلائل سے متخاصمین میں جھگڑا اور غنا
 پر ہوتا ہے۔ نہ اتفاق ہی ہے کہ کبھی کا فوس سے اپنے خالق و خاطر کی آواز سن لی ہے۔

بیرہم دیکھتے ہیں کہ مختلف مذاہب کے لوگ کتنی کتنی بڑی تکلف عبادت کی طرف اللہ
 تعالیٰ کو راضی رہتے ہوئے ہیں۔ کیا ایسی جانکاہی اور اس طرح کی محنت بدوں کسی کبھی دیکھے
 کے وقت شنیدے ہے؟ ایسا جو تا تو ناویدہ جہنوں کے جس کو منکر لوگ ایسے ہی عشق
 میں مبتلا ہوتے ہیں۔ عین عشق کو دیکھ جانا عشق کا حال ہو رہا ہے۔ عشق کا لعل غایتہ
 یک سایہ الفطرت ہمارے سید و مولیٰ کا مقبول بالکل سچ ہے اس تحقیق یقین و افاق ہے
 بے زب کبھی اور قارح کو تجلی الہی کی مسادت حاصل ہو چکی ہے کہ اس عالم میں دوسری عالم
 مثال میں ہی۔ اور اس وقت ہمارے جہان فی ذات اس قدر عظیم و کثیر ہوتا ہے جیسے اس
 وقت میں۔ بلکہ اس کے وقت نہیاب ہی جیسے اقسام ہوں۔ یہی معقول مولوی ستر ہواں
 نے صفحہ ۲۵۸ سے ۲۶۲ تک لکھا ہے۔

آریہ سولہویں جواب کا رد۔ اس جواب سے علامہ مطلب آپ کا ہے کہ اگر یہ فرقہ
 تاسخ کے باعث سے ہوا۔ تو ضرور تھا کہ انی مدت کی بات بلکہ یوں کہیں کہ اگر انتہا زامانی
 باتیں ہیں یا دہویں ہم ہزاروں ہزار باتیں اور کام یک نام کیوں بھول گئے۔ حکیم جی
 بیشک تفرقہ کا باعث تاسخ ہے اور وہی ہمارے جنم سابقہ کے اعمال کی سزا جہاں ہے۔ مگر یاد نہ
 رہنے کے وجوہات ذیل ہیں۔

۱۔ جسم اول۔ جیواں ہے۔ ایک دینی ہے۔ سرور گیتی نہیں۔
 ۲۔ جہم دوم۔ اس کو ایک وقت میں دہویں کا گیان نہیں ہوتا۔
 ۳۔ جہم سوم۔ مرض شیاں کے سبب بھی اس کو یک نعت بھول جاتا ہے۔
 ۴۔ جہم چہارم۔ حمل کی باتیں باہر بچپن میں ادھویں کی سن ہوئی اور ہوئی حرافی میں اور
 جوانی کی بڑے میں بھول جاتی ہیں۔
 ۵۔ جہم پنجم۔ جود دیکھنے اور مار دیکھنے کے اذکار تھے وہ نہیں رہتے۔

۶۔ جہم ششم۔ اگر ایک نقش کے اور دوسرا اسی طرح پے درپے ہزاروں ہزار نقش کھینچے
 جائیں تو کوئی نقش بھی قائم نہ رہے گا۔ اور اس کی یادداشت محدود و محدود بھی نہیں کر سکے گا
 بغیر خدائے۔

میں نے ایک دفعہ ایک جوان آدمی کو ایک وقت کے درخت پر چڑھا ہوا تو کھانا کھا رہا تھا۔
 دیکھا کہ وہ پانچ گھنٹہ کی بلندی پر سے گر پڑا۔ اس کے گرنے ہی میں اس کے پاس گیا کہ اس
 کو چوٹ لگی ہوگی۔ مگر وہ ایک دھنک سے بلند ہوتے میں آیا۔ تب دیکھا کہ گرنے کے گرا۔ اس
 نے کہا کہ مجھے مر گئی ہوئی ہے۔ مگر وہ مر گئی نہیں کوئی خدائی ہو جاتی ہے نہ نہ کسی چوٹ کے
 گئے کا خیال اور نہ گرنے کا حال معلوم بلکہ وہ میرے جتانے سے آگاہ ہوا کہ وہ گرنے
 ایک عورت کا مہوشی میں جو پیدا ہو کر گیا اور اسے اس امر کی یاد بالکل نہیں تھی۔
 آپ کا استانتا یا اہل اسلام کا ماننا بھی اس آیت کے خلاف ہے۔ واللہ خیر معین یطون
 اہل انکسلا تفسیر شہداء اور اللہ نے انکا لام کو ماؤں کے بیٹوں سے تم کچھ نہیں جانتے تھے
 اگر اس آیت کو منحرف نہ ان کے تو عہد دست و دی ہوا جہاں ہے گا۔ یا اسکی یاد گاری کا
 بھول جانا ماننا بڑے گامیں یہ دست کا خیال ایک دہی خیال ہے۔ موسوم جود دہر کو ناتے
 ہیں وہ اس میں گیان نہیں ملتے۔ اور نہ مادہ ماننے میں وہ ناستک ہیں

سکو کوئی ایسا سبب نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کہ جن کے ماننے سے اس کی ذات پاک کائنات نہ ہو۔ پس یہی راہ صواب اور مسئلہ الاجواب ہے۔
مولوی کیارہوین جواب لڑکوں کی پرورش کیجاتی ہے اور ان کو تعلیم کے واسطے تکلیف اور سرزنش کیجاتی ہے۔ اس تکلیف کو سزا یا جزا نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اس کا نام تربیت رکھتے ہیں۔ پس ایسی ہی وہ تکلیف جو دنیا میں عارضی ہوتی ہیں ان کی نسبت کیوں نہیں کہا جاتا کہ وہ تربیت الہی میں داخل ہیں۔ نہ سزا اور جزا میں تھا۔ اس لئے نہ ہی مجموعہ عالم کے واسطے ہی اس جواب کو بارہواں جواب اور واضح کرنا ہے۔

آریہ کیارہوین جواب کا رد۔ پرورش کرنا یہی اعمالوں کے متعلق ہے ورنہ بہت سے ایسے لڑکے بھی پیدا ہوتے ہیں جن کی پرورش نہیں ہوتی۔ یا اگر ہوتی ہے تو نہایت بڑی حالت میں رہتے ہیں۔ بعض پیدا ہوتے ہی تکلیف پاتے لگتے ہیں۔

جو زاید مبتلا زاید جو زید و مثلاً سید و بدر دوزخ و غیر زاید باندہ و بلا سید و تعلیم کے واسطے سرزنش یا تکلیف سزا ہے۔ مگر جزا نہیں۔ تنازع کے مسئلے کو اپنے تعصب چھوڑ کر کبھی نہیں سوچا۔ ورنہ آپ کو ضرور معلوم ہوتا کہ سارے کام پر پچھلے جنم کے متعلق نہیں ہیں۔ بلکہ بہت سے منہ ہوتے ہیں۔ اور ان کی سزا و جزا آئندہ ملتی ہے۔ جو لوگ سکولوں کے ماسٹرز ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ سرپرستوں کو سکولوں میں سزا ملنا کرتی ہے اور یہ سزا تدریس کی ہے۔ بغیر شرارت و قصور کے وہاں سزا نہیں ملتی۔ وہاں بہت سے لڑکے ایسے ہیں جن کے پرورش کی جنم کے مسئلہ کا رعبہ ہوتے ہیں۔ اور وہ ایک تو تنوں سے پڑھتے اور دوم ذہن رسا لکھتے ہیں۔ سوئم تدریس نہیں کرتے۔ چہارم عمدہ یاد کرتے۔ آئندہ ان پر نظر پڑا لیتی کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ بعض کو دن کندہ یا تدریس بھی ایسے ہوتے ہیں کہ ساری عمر وہ سبکی خاک چھان چھان اور سادوں کی زبردستی متنبہ تھا اٹھایا بھی نہیں جانتے کہ زمین جازن بود یا مرو۔

میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ چھ چھ سات سات برس تک سکولوں اور مدرسوں میں پڑھتے رہے مگر جب نکلے دیسے ہی جا بل مطلق نکلے۔ عجز تربیت نا اہل راجوں گروگان برگندہ ست۔ آپ تو اس کے جواب میں خدا کے دیر انعام لکھائیں گے۔ قصداً و قدر کو لازم کھائیں گے۔ تقدیر کو کائنات بنائیں گے یا اگر ناسک ہوں گے تو معاملہ اتفاقیہ بتائیں گے۔ لیکن یہ ساری باتیں باطل ہیں۔ اصل سبب یہی ہے کہ تربیت یکساں مت و طبائع بسبب اعمال سابقہ مختلف انہوں کو لوگ خدا کو ملک لگاتے ہیں مگر تنازع جیسے متعلق مسئلہ سے جی بڑھاتے ہیں۔ پس تکلیف و تادیبی ضرور سابقہ اعمالوں کا پھل ہے۔ نہ کہ آئینی تربیت و رشیدیو جہ سزا و جزا کا ماننا خدا کو جابر و ظالم یا مجرم گردانا ہے۔ خدا نہیں ایسا نہ ہو جس سے خدا کی تک ہے آپ نے کیوں جان سے زیادہ غرور کر کہا ہے۔ جس کے رد سے کسی مسئلہ کا معقول جواب آپ لوگ نہیں دے سکتے۔

مولوی کا بارہواں جواب۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے ماتھے پر جب ایک جم کا اندھا اچھا ہوا تو حضور علیہ السلام کے خاریوں نے عرض کیا۔ یہ لوگ کیوں بنایا تھا۔ کیا اپنے گناہ کے باعث یا اپنے باپ کے گناہ کے باعث؟ حضرت مسیح علیہ السلام نے جواب دیا خدا اپنے گناہ کے باعث نہیں بلکہ باپ کے گناہ

کے باعث بلکہ یہ لڑکا اس لئے بنایا تھا کہ اپنی جلال ظاہر ہو۔ کیا معنی اللہ تعالیٰ کے ہمارے رسول اور نبی اسرائیل کے گھر لے کے خاتم الانبیاء بنی حضرت مسیح کی زندگی اور صداقت ظاہر ہو۔ مگر اس قصہ کے بیان سے صرت یہ مطلب نکلا کہ لڑکا اور سرکار کے اعمال کی جزا و سزا کے واسطہ اور بھی بہت اسباب ہیں۔ آدھ لوگوں ماننے والوں کے پاس کیا دلیل ہے کہ لوگ بلی جنم کے اعمال ہی اس کا باعث ہیں؟ آریہ بارہواں جواب کا رد۔ آپ نے اس ایجلی بے بنیاد فیض کو بھی بلا ثبوت و دینہ کے لکھ دیا یہ نہ سوچا کہ حضرت مسیح اس معجزہ کے لکھنے سے محض صاحب سے شرم چائیں گے۔ کیونکہ ان کے پاس تو بروئے قرآن ایک آرد معجزہ بھی نہیں ہے۔ خیرم اس سے قطع نظر کہ اس کا بھی رو آپ کو انجیل سے بتلانے ہیں۔ اس بے بنیاد واقعہ کو بھی ہم نہیں بلکہ انجیل ہی رد کر دیتی ہے۔

حضرت مسیح حواری لکھتا ہے اس سیرجیو نام اندھے نے اس سے کہا کہ اے ولی میں چاہتا ہوں کہ انہی آنکھیں پاؤں۔ یسوع نے اسے کہا کہ جاتیرے ایمان نے تجھے بچایا اور اس نے وہیں آنکھیں پائیں۔ درمقن باب ۱۱۔ ایب ۱۵ و ۱۶۔ مگر یہ حنا اس خبر کے بالکل برخلاف بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ یسوع نے زمین پر تھوکا۔ اور تھوک سے مٹی گوندھی اور وہ مٹی اندھے کی آنکھوں پر لپیپ لی اور اس سے کہا کہ جا اور سلام کے عوض برہا تب وہ جا کے بنایا اور بنایا ہو کے آیا۔ ریو حنا و باب ۱۰ و ۱۱۔ آیت ۱۲

علامہ براں خود انجیل یوحنا سے ثابت ہے کہ ان دونوں دنوں ایک عوض میں ایسی ہی تاثیر موجود تھی۔ یعنی اس کے نہانے سے بہت سی بیماریاں دور ہوتی تھی (دیکھو یوحنا ۱-۹)

اس پر کسی طرح معجزہ نہیں۔ ماں ہزاروں فیپ اسی قسم کے آج کل ہوتے ہیں ہم نے گنبد براہین احمدیہ میں مفصل حال ایسے فریول کا لکھا ہے (دیکھو باب معجزات)

پس خدا کے پیارے رسول و نبی اسرائیل کے گھر اپنے کے خاتم الاسالی کوئی بزرگی ظاہر نہ ہوئی بلکہ ایک اور اعتراض درج ہوگا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسی ہی ملک علیوں سے پھر سے ہونے مسیح کے معجزہ تھے اصل بات یہی ہے۔ جو یوحنا نے لکھی۔ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ اس کی آنکھیں دکھتی ہو گئی مسیح نے مٹی میں دوامی ملا کر اور بھوک میں گوندہ کر لگائی جس سے وہ مسیح کم ہو گئی۔ اور علامہ براں کچھ تاثیر عوض سے کی عوض معجزہ ہر طرح باطل ہے۔ لیکن اس سے یہ صاف ثابت ہے کہ ان وقت تمام لوگ تنازع کو ماننے تھے اور ایسے لوگوں کو نہایت اعمال گذشتہ جانتے تھے۔ اور یہی حق ہے مسیح سے اس کا کوئی جواب نہ بن آتا۔ بلکہ عام لوگوں ناواقفوں کی طرح خدا کو بیزم ٹھہرایا۔ مسیح سے ایسے ہی لوگوں کے حق میں کسی نے کہا ہے۔ مگر ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔ آپ کا باوجود ان معاذوں کے بھی کامیاب نہ ہونا پچھلے اعمالوں کا ہی سبب ہے۔

مولوی کا تیسرا جواب۔ قانون قدرت اور اللہ تعالیٰ کے قانون کارخانہ میں ہزاروں ہزار اسباب ہیں۔ مثلاً غور کران اسباب پر جو علم طب میں بیان ہوتے ہیں۔ اور ان علایا و معالجات برجن کے دیر ہم اسباب کا یہ لگاتے ہیں اور ان کے دفعہ کی صلیب تدریس کر سکتے ہیں۔ بیماریوں کے اسباب جاننے سے ہم ان اس اور غیر مری و دیر تندی اور کو موت کے اسباب

ہیں۔ ورنہ ہماری لاش ہوگی۔ اور تکلیف اٹھانی پڑیگی۔ اور پھر اپنی اپار دنیا سے ہزاروں بنا سیتی ہمارے پالن پوسن اور روگ ناش ادھتے مبادیں۔ تاکہ جب ہم غلطی کریں اُسکی تلافی اُس سے کریں۔ قصور کے ہم ذمہ دار ہیں۔ اور ہم ہی ذن قدرت آ کر مارنے اپنا سزا کر سکتے ہیں۔

مولوی کا اٹھنا جواب ہے روح گئے گن یعنی خواص۔ روح کے کرم یعنی افعال صالح کے سبب بعض عادات آریں گے نزدیک ارجح کو لازم اور ارجح میں انادی ہیں اور آریکے نزدیک یہ صفات ارجح میں بار تعالیٰ کی دی ہوئی نہیں۔ اب وہم کا مفکر اگر بولے کہ بعض ارجح کا سبب خدا اور اسکے گن ہی آئے ہیں کہ ناقص رات کا جسم لیا کریں اور دکھ دیکھ جسم میں زندگی بسر کریں آسودگی میں رہنے والوں کے گھر میں نہیں اور یہ امر اٹھائے اور بلی جسم یعنی میلہ زندگی کے عمل کی جواوڑی ہو۔ بلکہ یہ جو کئی شقاوت ارباب اس کا سبب خدا ہی اس تکلیف کا موجب ہو یعنی ارجح اصل ہی اس سبب آریہ آخوں جواب کا رد۔ یہاں آپنے قناح سے نہیں بلکہ خدا سے منکر ہو کر آریہ سے متبادکن چاہا ہے۔ مگر محال ہے۔ سنئے ہم آپکو اس دہریت کی دلیل کا بھی رو سنا ہے ہیں بیٹیک رو میں نہ تو خدا کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں۔ اور نہ انکی صفات خدا کی دی ہوئی ہے۔ مگر روح کرم کرنے میں مستنتر اور پھیل بھونکنے میں یرتتت میں جس طرح کوئی بچرم جیل میں خود نہیں جانا چاہتا اور نہ جاتا ہے۔ مگر وہ منٹ کا حکم آریہ جبراً یوتا ہے۔ بیہوشی حال وحوں کا ہے کوئی دکھ نہیں چاہتا۔ اور نہ دکھ میں رہنا پسند کرلیے اور نہ اپنے واسطے دکھ توڑ کرنا ہے۔ اور انیکہ ہونیکے سبب کچھ کرلیں گی یا دیگی ان کو نہیں رہ سکتی۔ بنا برآں پھیلنے والا خدا ہے۔ خود روح نہیں اور بشران میں ایک جگہ ایسا ہی لکھا ہے۔ فہا اصابکم من مصیبتہ فہا اکسبت ایدکم فاصحابہم شیات ماعلموا یعنی جو کچھ تم کو مصیبت پہنچتی ہے سب تمہارے کسب و اعمال کا نتیجہ ہے۔ اور اگر بغرض حال کوئی آپکے جواب کو رد کرنا غلط اور نا صواب ہے صحیح بھی مان لے اور شقاوت اور سعادت کو تمنا نہ انلی جان لے۔ تو خدا کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور نہ کسی مالک کی حاجت رہتی ہے۔

خود بخود ہوتے ہیں نیک بدیاں پھر کہاں اور کون ہے چنان اور جو توانی آیت عجیبہ حدیث آپنے کہی وہ اور بھی خدا سے مشکراقتی ہے اور ناسکب بنائی۔ یا مصیبت اگر سب خود بخود ازلی شقی و مسید ہیں۔ یا ک دلیل ہیں۔ تو بھی قیامت کے مواخذہ کو دیکھ کر اگر کوئی خدا ہے۔ تو اسے ہر ایک قرح کہہ سکتے ہیں۔

چوائں بنیاد پر خود خلقت دی۔ گن و خلیس را بر ما چہ بندی مولوی کا نواں جواب ہے۔ آریہ کا اعتقاد ہے کل ارجح اور غیر مخلوق ہیں ہمیشہ آواگون یعنی جنم مرگ میں مبتلا رہے اور ہمیشہ ہستی۔ اگر کچھ زمانہ آزاد بھی ہے تو بھی انہیں بیچ انکارا تر یعنی تم کی طرح انہیں بھائی موجود رہتی ہے جس کے باعث پھر ارجح کو جنم لینا پڑتا ہے اور جو لوگ ارجح کو مخلوق مکر شخ کو مانتے ہیں ان کو بھی ہمت پڑتا ہے کہ ارجح غیر مخلوق اور قدیم ہیں۔ کیونکہ ہر ایک جنم کے اعمال افعال اور اقوال جب پہلے جنم کے پھیل اور ثمرات پھرتے۔ تو بصورت مخلوق ہونے ارجح کے پہلے جنم کے اعمال افعال اور اقوال اور ارجح کا باہمی تفرق کس جنم کا ثمر ہوگا۔ اسلئے بر تقدیر تسلیم مسکد شخ کے ارجح کو غیر مخلوق اور ہمیشہ سے جنم اور مرگ میں رہنا پڑا۔ جب روح انادی غیر مخلوق پھیری اور روح کا وجود

دیکھ کے کھلائیے واسطے خاص بات شلائیں زیادہ مقرر نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی سے از قنقش و نگار و دود و یوا شکست آثار ہر دست ضیاء و مجسم را ایک لایق ڈاکٹر نے اپنے ایک سال میں لکھا ہے۔ ایسا ایسے عجیب تفسیر سخت سخت اور جن کے دیکھ کے اب بھی عجیب و غریب میں ہندی سے اخذ کئے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ انگریزی و یونانی دونوں بالاتفاق اس کے مقابلہ سے عاجز ہیں۔

(مفصل دیکھو نسخہ خط احمدیہ باب سوم صفحہ ۱۸۷ سے ۱۹۳) اور میں نے آپ کے کئی دوستوں سے سنا ہے کہ آپ بھی بعض یونانی کے پرک حکمت کو پسند کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے مطابق علاج فرمایا کرتے ہیں۔ ہاں اگر تفسیر نہ آئیں تو پھر علم حکمت کا کتبہ ڈاک میں جلائیے لائق رہ جاتا ہے اور کوشش رائیگان ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دکھ لگایا خدائے خدا کے ارشاد کے مخالفت و انکار تھا اسلئے اس کے پاس جانا صاف عدل حکمی ہے۔ اور ہلا عدل حکمی کا مجرم تسلیم ان تھا۔ اور یہی سبب ہے کہ دین اسلام کے ماننے والے فقیہ اکثر ارسکب کئے ہیں سلمان فاضلوں کا قول ہے۔ باب زمرہ و کوثر سفید تو انکو دیکھتے تھے کسے مارا بافتہ سیاہ جہاں کے تقدیر کو مکن نہیں کرنا تو۔ سوزن تدبر کو ساری عمر سنتی ہے۔ اسکیساتہ ہی دیکھو شکوۃ شمس کتاب الامان بالقدفصل اصفہ ۴۴ سے ۴۵ ایک جلد اول) جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ تمام بھائی بھلائی یہ مہاشی زمانہ جو کچھ اولی نے کرنا ہے خدا پہلے ہی لکھ دیتا ہے اور وہ پہلے سے قبل اعل ہونے روح کے جسم میں شقی و مسید مقرر ہو جاتے ہیں جیسا کہ کہ ہے ”ظاہر انہو آست کہ در آمدن بہشت و دوزخ منوط و مرہو با عمل نیک و بد نیست بعض تقدیر قصا الہی است و وہ تعالیٰ بعضہ از خلق خود را برائے بہشت و آفریہ خواہ عمل نیک کند یا نہ و بعض را برائے دوزخ پیدا کر دے بد کرد یا نہ“ صفحہ ۹۹۔ جلد اول شکوۃ شمس مولوی صاحب واجب یہ حال ہے تو بتلائے علم طب با علم حکمت و الہیات کس کام است حرکت ذرۃ الا باذنا اللہ ہے رضائے خدا تو کیے برگ چنبد نہ درخت ہے۔

باقی رہا آپ کا کہنا۔ کہ جب ہم نے یہاں تک تمام بیماریاں جو انسان اور حیوانات کو لاحق ہوتی ہیں وہ سب بیماریوں کے سابقہ اعمال کا نتیجہ اور ثمر ہے۔ اور بد اعمال کی سزا ہے۔ اس سے علم طب بظاہر ہر جاتا ہے۔ مولوی صاحب اپنے ماننا صحیح ہے اور نہ اسکا نتیجہ صحیح۔ یہ تمام بیماریاں وہ سب کچھ کے اعمال کا ثمرہ ہیں۔ بلکہ سولے پیدا ہوتی ہیں اور قدرتی بیماریوں کے اور تمام بیماریاں موجود یا جانی کا نتیجہ اور جس طرح عدل ہونے کے واسطے علم زراعت کے آگاہی ضروری ہے۔ سیرطرح انعمان کے سلسلہ پر دھارہ خود کرنے کیلئے نیچرل سبب کی تلاش کرنی لازمی ہے۔ چونکہ بیماریاں پر برتری یا بیماریاں کا پھیل ہے اسلئے انہیں نیچرل کی غرض سے ہمیں چاہئے کہ پرہیز و احتیاج افہامی کو سیکھیں اور جب سیرطرح قدیم طریقوں پر خود کرنا سکھ جائیگے۔ تو باقی سب کچھ تسلیہ کرنا پڑیگا۔ سبکی قوی وجہ ہے کہ امراض یا دکھ کے نیچرل سبب کون سے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ بد پرہیزیاں اور بے اعتدالیاں کہاں سے آئیں یا کیا ہیں تو جواب سیدھے کہ وہ کرم ہیں جس سے دکھ حاصل ہوتا ہے۔ اور جو اس کے خلاف اعتدال اور پرہیز ہے وہ کیا ہے ہمارے کرم۔ اس کا پھیل شکہ اور دائم کھلی ہوئی ہے اور ہماری تمارح کی ضیاء۔ اسلئے واسطے ہیں بتلایا گیا ہے کہ مردہ جڑو جلاؤ مگر متھن ہوا کے صاف اور شدہ کرنے کے لئے سنگدست پدارتھوں سے آجنگہ ہوں کہ وہ مکان بناؤ۔ لیکن مکان کی ہوا کو شدہ رکھنے کے لئے روز ہوں کو۔ پڑے ہوئے۔ لیکن ان کی میل کو صاف ہون سے صاف کر دے۔ درپیش کر دے۔ مگرستان بھی کر دے۔ تاکہ مسام خدا

اسلام میں فرماتے ہیں کہ

فطنیہ راجحہم عنی من سحت ما بینا ۱۰ گہر بکین باشد یا بر علی سینا بود
اور آریاس چھٹے جواس میں تلامذہ ریحیہ مولوی صاحب قرآن اور فلاسفی مرتبہ مقول
اور فلاسفی کا خیال ہے کہ نسبت خاک را با عالم پاک بہتہ مارومی علم طبعی کے جاننے والوں
اور دلیل کرے والوں سے کہتا ہے کہ

یائے استدلالیاں جو میں بلود پائے جو میں سحت بے ملکین بود
گر باستلال کار دیں بودے فجر رازی را زوارے دیں بودے
اول آنکس کہ قیاسیک انمود نزد انوار حیات طبعیں بود
علم طبعی سے استدلال کرنا اور سببائیں کا حوالہ دینا اہل دیہ یعنی بیروان دیکھا
کام ہے کہ اعراض ہیں اور سببائیں کا ہے

اہل قرآن را بہ طبعی دم کن زانکہ دخل عقل در میں ندارد
چون کہ بر قول قرآن اعتبار پیش جو پیش پیش و اتفاقا
اہل قرآن را بہ دین کار نے مروا می را بہ حکمت بار نے
علم سائنس اور طبیعت کا تو اہل آریہ کو اختیار ہے جکا وہاں فیضان کی طرح گہرا ہے یہ
ہمارا ہی اجماع نہیں بلکہ آج کل کے علماء یورپ اور سائنس کے ماہروں کا بھی یہی
خیال ہے۔ موصیہ لیتھریج صاحب فرماتے ہیں کہ

۱۰ آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے مشرقین رہے فلسفہ اور تہذیب اور طبیعت کے سبب
اول ہی ہیں۔ سچے حقیقت و حق میں سچے فلاسفی ان کے کان تصنیف ہوئی ہیں +
مگر شکر ہے کہ آپ سائنس کی طرف چلے اور اعزابت سے تہذیب کی طرف ڈھلے
جو تہذیب اور سائنس دونوں نے جمادات اور نباتات و حیوانات کے درمیان پایا
ہے۔ اسکو بھی آج سے لاکھوں برس پہلے وہ نہیں لے چکے تھے۔ وہ تہذیب میں
منظور ہے۔ اور اس تہذیب سے ہمہ اوقات نہیں ہمہ اوقات اور نباتات کو جڑ سے
اڑکھاتے ہیں اور انہیں روح کا پران نہیں جانتے۔ حیوانات نباتات جمادات
کو باہمی محبت متانیں کر دیتے ہیں کہ ہمہ انہیں جڑ سے زمین کا فرق ہے سائنس والے
تو مادہ اور روح کے انادی ہوئے ہیں کہ فائل میں وہ کسی چیز کو سوائے مرکبات کے حیدر
نہیں جانتے وہ تو جڑ سے بطور تاریخ یا ہستیاں انسان کے میدان میں جاتے ہیں
جو بہت سچے کہ بے مصلحت ہیں۔ پس سائنس اور تہذیب اور تہذیب اور تہذیب اور تہذیب
بک جان دو قابل ہیں۔ طبیعت و معلول کے سبب اور جو کہنے سے صاف ظاہر ہے
کہ ضرورت انسان فاضل غبار ہے جو ان اور حیوان اور پتھر کے انسان سے ہیں
ہر ایک حکم ہر ایک آدمی سے منطبق ہے۔ فرما چکی ہیں کہ وہ جانتا ہے کہ انسان اور حیوان
میں عقل کا فرق ہے۔ ورنہ لفظ حیوان دونوں کے لیے صادق ہے اگر انسان عقل سے ذرا
یا محروم رہ کر حیوانی کام کرے تو لادہ ہے کہ وہ حیوان جو انسان ہو کر دنیا و آسمان
کو ضیاع کیتوں۔ گھوڑیوں یا بھیڑیوں سے خلافت و منع فطری کے مرکب ہوتے ہیں
اگر وہ درجہ سائنس کے لئے نہیں ہوتے؟
جو انسان ہو کر سائنس سے رہا کرے خلافت و منع فطرت کا مرکب ہو۔ ورنہ ہمہ عمل کی طرح باطل
کی طرح۔ کیا وہ حیوان قابل ہیں۔ یا لادہ رہا کرے۔ اور بصورتہ و جانیگا
انسان ایسے ہے کہ سائنس سے تمام متحرک بالادہ و قائلوں میں جاتا ہے۔ مگر کسی وہ
ان قابل میں نتائج نہیں ہوتا۔ جہاں لادہ بالکل نہیں ورنہ خدا کے خلافت ہے۔ لادہ
سائنس کے خلافت ہے۔ وہ جسکی سبب سے خلافت ہے۔ پس آپکا جواب ہر لادہ و جواب ہے +
مولوی کا سنا تو ان جواب + نتائج کے ماننے میں سچے علم طب کا وہ پڑا بھاری

خزانہ جسکی نسبت کو ہم رات دن پختہ کر دیکھتے ہیں لہذا ہرگز۔ حالانکہ بہت مشاہدہ ہو سکتا ہو
میں نہیں تھیرا سکتا۔ اور انکیں لہذا ہرگز اسکے خالق فطرت اور خیر کا پیدا کرنے والا خود خدا
ہے۔ خالق لکھنا فی اللہ جن جیسے سب جو زمین پر ہے تہا سے لے پیدا کیا۔ نتائج
ماننے میں علم طب کا بیفادہ ہونا۔ اسلئے ثابت ہوتا ہے کہ جب ہم نے لانا کہ تمام بیماریاں
جو انسان اور حیوان کو لاحق ہوتی ہیں۔ وہ سب بیمار دل کے سابقہ اعمال کا نتیجہ اور
ثمر ہے اور اعمال کی سزا ہے۔ تو طبیب اور نیرجی تلامذہ جاتے والے نیرجی سبب
کو کہیں ڈھونڈھتے گئے۔ اور جب حسب الاعتقاد و تاسخ کے مانا گیا۔ کہ مرنالوں کا
بھگنا ضروری ہے۔ اسکی سطرط بھی ممکن نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت سے وہ
مرنالیوں سے تو علاج سے کیا فائدہ اور اسکے باعث کہو لکھنا فضل اور کرم الہی ہو سکتا ہو
سے چھل سکتا ہے۔ اور اسباب الامراض اور مداخلت الامراض سے کیا نفع ہو سکتا +

آریہ ساقیوں جواب کا رد۔ مولوی صاحب انکیو ایسی نئی قسم کی باتیں کیوں اور کہاں
سے لیاں ہوتی ہیں۔ کہ اسی روح القدس سے جو فاختہ ہر کسموت آسمان سے
اترتی تھی یا ہم سے جو کہ تری رنگ فار تو پرانے دے گئی تھی کسی گہرا آریہ
کو آپ ایسا معاملہ میں تو شاید وہ آپ کے دام تریر میں آجائے۔ مگر ہم لوگوں کو لادہ ہی
نے ایسے وسوسات باطل سے خبردار کر دیا ہے۔ سنے ہم انکیو ڈنگے کی جڑ سے بھگتے
ہیں علم طب یعنی آریہ وید کو وید مقدس کا آب وید ہے۔ جس میں مجھ وید کے ان شعروں
کی میں علم طب کا ارشاد ہے رشیوں نے لکھنا ہے۔ پس اسیر عمل کرنا خالق پر کجی
واضع قانون نسبت کی تعمیل ارشاد ہے ہمیں ہمارا اور آب کا اتحاد ہے +

جس طرح بدیر ہیری یا بدیر ہمال سے روگ خود ہوتا ہے۔ اسی طرح دوائی کے گھٹنے
سے روگ خود ہوتا ہے۔ بدیر ہیری ہر کام ہے اسکا بھل تو لکھنا ہے۔ وید ہے۔ اس طرح
دوائیوں میں ایستونے اسی دوائی سے روگ دور کرنے کی تاثیر رکھی ہے اور وید میں انکی
کھانیکار لکھا دیا ہے۔ پس بھل علم رانی دوائی کا کھانا اچھا کام ہے اسکا بھل شکر
ہوتا ہے اور روگ کو کھاتا ہے۔ جب سب دوائیوں میں تاثیر لکھنا کی طرط ہے انکی کا
تلاش کرنا اسکے حکم کی تعمیل ہے میں ضرور ہے کہ لادہ تفصیل ہو۔ اگر بدیر ہیری گراخل
ہے تو دوائی کھانا فاضل نہیں؟ جو اس کا بھل نہ لے ضرور ہر ایک کام کا بھل ہے
جہ کہ وہ خویش مثل بہت کہے آریہ ہیں۔

ہم آپ کو ایک نکتہ اور بھی سمجھائے دیتے ہیں اور وہ ہے کہ جب تک وید کی مساد
یوہی نہیں ہوتی۔ لکھنا ورنہ نہیں ہوتا ہے۔ سلطان سکندر کیساتھ اسطوب و فلاطون کے
مصلحت موجود ہے۔ مگر جب شراب نے جگر جلا دیا۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوا +

خود حکم صاحب کو جب یہودیوں نے نہروا۔ ایک سال تک اسکے سبب اور جو ہے۔ جو ل
جیسے صافی حکم موجود ہے شفا ملی اور نہ ٹوٹے ہوئے ذات پھر پیدا ہوئے +
۱۰ مریخیم کا بیان میں لکھنا تھی۔ لوگوں کو نہروا میں تجزیے بقول بائبل کے بتلائے
سے مگر وہی زبان بھی درست نہ کر سکے کسی نے سچ کہا ہے۔ عہد مگر بدیر ہیری خود
ماہر بھی تھوڑے دن ہوئے شاہ جرنی ہمار ہوئے کوئی طبیعت کا دگر نہ ہوئی۔ حالانکہ
حکامہ حافی و حاجی و اکثر ہو جوتے۔ اگر سچا علم طب جسکی صداقت کو آپ جیسے آری
راہنہ پھر خود دیکھتے ہیں حقیقت سچا ہے تو اسکے تولا اور شہنا حضرت نبی قادیانی کے
نہروا ہر چند کیوں مرنے۔ حالانکہ جو بھل نے بھی مشکوکی کی تھی۔ آپ کے باطل خیال کی تردید
میں مسددی نے اچھا کہا ہے۔ جو خط شہنا عند المزاج + نہ عریض اثر لکھنا علاج
تساج کے ماننے سے ہی علم طب کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ
سب سے پہلے آریوں نے اسی علم میں علم طبیعت بلند کیا ان لوگوں اگر ویدک علاج یعنی

مختلف سمرادھن اعمالوں پر ہے اعمال سے ترمیر اور ترمیر سے ترمیر تا تا
اس میں آجکے وہی الفاظ دوسرا تا ہوں ہم دیکھتے ہیں کئی آدمی جہنم کے آئینے لنگرے
لوہے کانے لہرے۔ کمال ہوتے ہیں۔ اور کئی راجہ جھکے دولت مند۔ امیر جو یہ لنگرے
پر پیشہ کی مرضی ہے تو کیا پریشو منصف و عادل نہیں۔ جو بلا قصور اندر ک بالذات
و منقرت بالذات ہیں فرق کرتا ہے۔ پس بجز نتیجہ سابقہ حتم کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ
خلاصی طرفداری نہ منصف نہیں کرتا۔ الہامی و خواری صاحب یہ تفرق اب موزوں
ہوایا اس وقت در اخدا کے واسطے انصاف کیجئے گا۔

قوان کی محمد آیت توحید منظرین سیاہ کرنے کے سلاطین علیہ السلام کے حق میں مقدر
نہیں اور یہ بھی نہیں سکتی کیونکہ تفسیر سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور یہ علم معقول ہے
اگر اقلہ کی باریکت نکلتی ہو ہی جو قرآن میں ہیں کہ یقیناً اس لئے تم کو مختلف طوڑ پر
بایا اور آسمانوں زمین میں جو کچھ ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ اور یہ سب شیا ہمارے
ہیں تو انکو مسکرانیک معولی طالب علم کی وجوہ خلق کا پہلا رسالہ بھی جانتا ہوں یعنی ہونی
دنیا را کئی قرآن کے مصنف کی لیاقت پر اسے سننے ہی آتی تشریح ہو جاتی ہے۔ اور وہ
غے الفور کہ آٹھ لکھا کہ یہ دعویٰ باطل ہے۔ آسمان کوئی چیز نہیں علم طبعی اور نبوت
لئے ظاہر کر دیا۔ کہ وہ صرف حد نظر ہے۔ یا قرآن کی باریکت نکلتی ہی نہیں۔ کہ
جس کا کچھ علم نہیں اس کے بچے مت لگ کیونکہ آٹھ لکھ تک کا ان اور دل سب سے
سوال کیا جا دینگا تو میں اسے ترک من مباد کہ ترک کے تمام سیدہ اہل زمانہ نہیں
جو طالعہوں کو سوار تھا لنگر لنگر براق۔ کہ بگداشت از قصرتی رفاق وغیرہ علم
معقول کی خلاف مشعر حفظ کر لئے جاتے تھے اور وہ غریب لہجہ و مخدوہ ہو کر یاد کرتے
اور یہ سنی احرام کا نام نکالنے کی بھی عرات ذکر کرتے تھے۔ حضرت قرآن مجید فرقان محمد
توحید کے واسطے ہے کہ عرب کے بڑے بڑے را کر و حکماء اور جیسا کہ دین محمدی میں گردیدہ
کیا جاوے کہ معقول اور طبعی دلائل سمجھانے کے واسطے نہیں اور یہ معقولیت سمجھنا
کے واسطے جیسا کہ جو قرآن کریم میں ہے وہی عقلی دلائل بعث فی الامین نہیں وہی لا معصم
ترجما دست انکتیکہ برالمنش و میان ایمان مگر آدم عربیہ اند کہ اگر ایمان خواندہ و
نویسندہ جو وہ دہر سلا متکبر فرستادہ نہ جلاشائش یعنی آدمی

لیکن مولوی صاحب القادری باریکت نکلتی دہی ہیں۔ جو دیدہ مقدر میں میان
ہوئی ہیں۔ دیدہ لکھتے بلکہ فتح الباب عالم و عالیاں ہے۔ دیدہ علم معقول کا مخزن اور
جو اہر محرت کا معدن ہے اور اس کا سبب ظاہر ہے کہ عقل کل پر ایمان سے اس کا علم ہو
مولوی جواب ششم۔ لہذا میں کوئی دلائل نہ دوں کہ وہی علم طبعی ہے ثابت کر دیا ہے کہ ان
عادات و عادات اور انسان اور حیوانات کے تباہ اور تفرق ضرور ہے۔ مگر تفسیر
ماننے والے کہتے ہیں کہ ان اشیا میں کوئی تباہ نہیں انسانی روح ناقص اعمال
سے مرکب حیاں اور حیوانی روح انسانی بن جاتی ہے۔ بعض انسان شجر و حجر بن جاتے
ہیں اور بعض شجر و حجر انسان بن جاتے ہیں روح وہی روح رہتی ہے۔ اور یہ امر سائنس کے
بالکل خلاف ہے تعجب آتا ہے کہ آدمی کے اعتقاد پر روح کے گئی۔ کرم سمجھا تو وہی
روح کے خواص افعال۔ اور عادات ان آدمی اور غیر مخلوق ہیں۔ اور روح کے لئے
یہ امور آریوں کے نزدیک لازمی ہیں روح سے کبھی حلیہ نہیں ہوتے۔ پھر روح کے
شجر و حجر بن جانے کی حالت میں ہم پوچھتے ہیں وہ صفات اور لوازمات کہاں
چلے جاتے ہیں کیا جوتے کہ وہ صفات اور لوازمات اس وقت بھی روح کیساتھ جو
رہتے ہیں۔ آخر یہ رد جواب ششم۔ آجکے گوروں بلکہ پیرو مہر مند۔ خاتم الانبیا
نبی صلی علیہ وسلم جو خود نبی کا دنیا کی جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیلہ ثانی سرمد حشمت

معلوم ہوا کہ تفرق کا باعث فقط اعمال ہی نہیں ہے۔
حضرت آپ کی یاد دل تو ایسے بھولے پر نہیں ہے جیسے کوئی کہے کہ جنس طرح
تسوار کو آدمی کے قتل کرنے سے بھلائی نہیں ملتی اور جیسے حج جو مکہ کو سوار ہونے سے
سزا یافتہ نہیں ہوتا۔ اور جن طرح جیلانی کی کڑیاں پیالہ گھڑے دیواریں لونا چھٹ
دروازے کسی جرم میں جیلانی نہیں گئے اور نہ انکو سزا ہوتی ہے۔ اس طرح قیدی
بھی کسی جرم کی علت میں جیلانی نہیں گیا اور نہ اسکو کسی جرم کی علت میں سزا
ہوتی اور جن طرح آدمی کو بد پرہیزی سے بھجوا ہوتا ہے مگر کتین کو یا ہسپتال کی
بوتلوں کو یا ہسپتال کو یا دروازوں کو یا ڈاکٹر کو نہیں ہوتا۔ پس مریض کو بھی بد
پرہیزی سے نہیں بھجوا۔ کیونکہ اور دلوں کو بھی نہیں ہوتا۔

اور جس طرح آدمی کو طواف الکتبہ یا سوزاک ہوتا ہے مگر یا چار یا
دھوئی کو یا ودائی کو یا سامان متعلقہ چار دہائی وغیرہ کو نہیں ہوتا پس آدمی کو بھی
طواف بازی سے نہیں ہوا وہ حاد وہ ملنگ وہ زخمی وہ سقہ وہ پانی کن گناہ
کے بدلے ایسی جرمی جگہ میں گئے۔ انکے کس کام کی سزا اور جزا لیکن معلوم ہوا کہ تفرق کا
باعث فقط اعمال ہی نہیں ہیں۔
مولوی صاحب یہ خیال کرتا ہوا ہے کہ سمرانی کر کے غور کرو اور سمجھو جیسا کہ
برترین سکھ دیکھ اور گیان کے ساتھ جو کام کرتا ہے اسکو اس کا پھل ملتا ہے
دوسرے کو نہیں ہاں جو معقول صرف روحوں کو نہیں کر موزوں کا پھل ملتا ہے اور وہی
تسار میں آئے ہیں اور کوئی نہیں ہے۔
آیت ۲۔ قول۔ لیکن ہم آدمی اور تمام کرمین اللہ تعالیٰ کو ماننے والے اللہ تعالیٰ
اور برائوں میں تو ہم کے ناکر نہیں آئی تا دافینت یہ ال ہے۔ کیونکہ پورا انک
ہو دو دونوں کے جنم کے قابل ہیں اور ان میں دیدہ اتنی سبب کو جانتا ہے جس اور ایسے
ہی صوفی ہمارے آدمی اور تم ہمارے آدمی نہیں کے بھائی بند ہو تمہارے بزرگ اڈی
اور پیشوا یا بیٹے یا بیٹے کے لئے کہنا ہے لا الہ الا نا یا عابدوں کے اللہ ہمارا دست اللہ
ہم دست اللہ سے صوفی اور مولوی دونوں جیسے فاضل قرآن کے ہمارے خدا میں
بھی تسار کے ناکر ہوتے ہیں بلکہ جہاں۔

خود پیر شدہ پیام آورد۔ گشت خود کا شہر و نمود انکار
تمہارا ایک خدا شدہ کتب سے خدا مت در خیال میں یوزم کہ منم ذکر و
توئی مذکور۔ شریفیم کون کہ غیر تو نیست۔ ذکر و ذکر شا کرو مشکورہ
سے اس دونی اوصاف دیدہ احوالست۔ ورنہ اول آخر آخر اول مست
عیسائی تسار کو خدایا بتے ہیں۔ اور اس کا لوگوں کے بچا لیکے واسطے دنیا میں جنم لینا
ایمان جانتے ہیں یا یہ اور بنیا اذہب القدر خدا کے انتم ہیں۔ اور یہی تملیث
کے تین بیان معلوم ہیں۔ تمہارے فاضل اہل مولوی ہی صاحب لکھے ہیں کہ
جون آں پیچوں دین چوں کرد آگاہے رو پوش کردہ یوسفش نام
مولوی صاحب سوالے آریو لیکے کوئی بھی ایسا نہیں جو تو لا دھلا خدا کے جسم
اندہ کرنا ہو دنیا میں صرف دیدہ مقدس ہی ہیں کہ جگہ انشاؤں کا کی جوت سے ادا
ہے کہ پاتا کیجی جو نہیں نہیں آتا اور نہ ادا دارن کرتا ہے۔ اس واسطے ادا
لفظ بھی دیدہ نہیں ہے۔
پتھر پانی روشنی کی کرنیں لاکھ رسی کے ذلت۔ کادین ہیروجن تھیلیم
وغیرہ سب ہی بیجان ہیں گیان سے ذلت ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ اعمال
بہرہ میں نہیں ہیں۔ اسی لئے انہیں تسار کا لفظ حادثی نہیں ہے۔

دوم پرانویہ سچا سے قوال سے ابد تک بھی لعل آریہ کے غوم ہی رہیں گے۔ اور
ہوسم اللہ تعالیٰ ازل سے ابد تک ہمیشہ انہر حکمران رہا اور ہمیشہ انہر حکمران رہے گا۔
اب ہم تنازعہ ماننے والوں کی دلیل کی طرف توجہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم دیکھتے
ہیں ان تین میں بعض اشیاء جنم سے کیا ہمیشہ سے لنگرے اور بعض اشیاء جنم
سے کیا ہمیشہ سے سزا و جزا میں گرفتار اور ایک الفنی اور ایک ان دونوں پر
حکمران حل مشائے۔ اب آپ کی دلیل تنازعہ کو بند لیکر کہتے ہیں دیکھو اثبات تنازعہ
بحث کی ابتدا میں جو کہو کہ پر میٹر کی مرضی تو کیا وہ عادل نہیں پس بجز نتیجہ
سابقہ جنم کے اور کیا کر سکتے ہو؟ لیکن تم آریہ اور تمام قریب اللہ تعالیٰ کو
ماننے والی اللہ تعالیٰ اور یرانوں میں توجہ کے قابل نہیں۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ
تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں۔ جو ہم تنازعہ کے قائل ہو جاؤں بلکہ تفرقہ
کے اور سبب بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ یزدی مخلوق میں ہم دیکھتے ہیں۔ کوئی چیز چمچ
اکھاتی ہے اور کوئی پانی کچھ روستی کی کریم اور اکثر سنی کے ذرات اور کچھ پہلے دے
کی لکھت استار کاربن وغیرہ بناؤا کیا اس تفرقہ کا باعث وہ ہیں جن کے اعمال میں اکثر کام
چراغ و ملامت اور تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں بلکہ ان کے بارے میں ہم کہتے ہیں
لعل حکم الطوار و خلقکم فی السما والارض عین توجہ لیتنا اس لئے تم کو مختلف طور
پر بنایا اور ایمان و دین میں جو کچھ ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ اور سب

اشیاء ہماری ہی ہیں۔
آریہ رد جواب یہ ہے: ایک اس جواب سے تو حقیقت تسلیم ہوگئی اور یہ کہ نہ جواب
آپ خود ہی اسے لطیف اور قابل داد بتلاتے ہیں دیر یہ شک مگر مولوی صاحب
اپنی تقریر عقلاً کو پسند نہیں بقول صاحب عتقے خود خود گفتن نہ زبیر موطلاً
کیا اچھا ہو کہ میلان اور خصوصاً یہ ان سچ موجود آپ کو معلوم اور خطا میں
کیونکہ حوائج سچ میں ایسی لطیف اور قابل اد جواب دیے کی کسے طاقت ہے۔
جواب آپ نوع دادہ اور خدا ان تین کے بلا تنازعہ وہ اعمال تفرقہ کو پیش کر
اُس سے تنازعہ جیسے معقول مسئلہ پر اعتراض لائے اور شک دوڑائے ہیں مگر
اصل بات یہ ہے کہ آپ نے تنازعہ یا اعمال یا سزا و جزا کو بالکل نہیں سمجھا اور
یہی وجہ ہے کہ ایسے سواس مائل پیدا کر باوجود مینا و فاسد علی فاسد کے اس کو
لطیف اور قابل اور سمجھ بیٹھے ہو آپ کو سمجھاتے ہیں خود کہ اور سزا و جزا کسی کی
ہستی نہیں بلکہ گیان فعل اور روح پر ہے۔ چونکہ گیان تہتر اور دادہ و دادک برانوں
میں بالکل نہیں برآں سزا و جزا سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ باقی رہا خدا چونکہ
اپنی عرش فضا کی کبھ سٹے وہ کوئی کام نہیں کرنا۔ چونکہ وہ بغیر جو اس کام کرتا ہے
چونکہ اس کا جسم نہیں۔ عظیم کل سرور یا یک ہے۔ اس میں احتیاج و انگاں نہیں بناو
آن نہ تہتر و دار تہتر ہے نہ پھل بھو گتا ہے نہ تنازعہ میں آتا اور نہ اس کے اور سزا
وجہ کا مستحق ہے بلکہ

دو عین مردک بالذات اور مقدر بالذات ہیں۔ بدین سبب وہ فعل کرتی
اور پہل کی خواہش مند ہیں احتیاج و انگاں وغیرہ صفات سے موصوف
نہیں پس وہ نیک یا بد پھل کی سستی اور تنازعہ میں آئیکے لوگ ہیں۔
آپ کے یہ الفاظہ پرانویہ سچا سے قوال سے ابد تک بھی بقول آریہ کے
مخوم ہی رہیں گے۔ بعض اشیاء جنم سے کیا ہمیشہ لنگرے اور یرانوں میں توجہ کے
قابل ہی ہیں۔ کوئی چیز چمچ اکھاتی ہے اور کوئی پانی کچھ روستی کی کریم وغیرہ
اس تفرقہ کا باعث پرانویہ سچا سے قوال سے ابد تک بھی بقول آریہ کے

قرآنی جو ذیل میں ہے کہتے ہیں۔ کوئی علی لیل لاؤ۔ انگلوں اور گلوں سے کام نہ
لو کہ کد سچ ہے جس میں کتا ہے قل عندا کو علم فتخبر جی لا الاخر
توجہ کہ تمہارے پاس کوئی علم ہے تو ہمارے پاس نکال لاؤ۔ تم تو ظن کی پیروی
کرتے ہو اور انگلیں ڈھڑکتے ہو (سورہ انعام)

آریہ رد جواب چاہیے۔ یہ تو ایسا شک ہے جیسے کوئی کہے کہ ممکن ہے اس دنیا کا
بنانے والا خدا کے سوا کوئی اور ہو کیونکہ اس کو ایسے دھندوں سے کیا کام جو
حیران و مستہم ہو وہ تو لطیف و قدوس ہے مولوی صاحب یہ تو نہایت ہی ناواقف
کا جواب ہے ہم لوگ تو دلائل عقلی ہے اعمال و جزا و سزا کا نکتہ آنکھیں کے
سایہ رکھ عدل خداوندی کے بجز دوسرے یہ ثبوت دیتے ہیں اور بتلاتے ہیں۔
کہ اس کا یہی سبب ہے اور کوئی سبب یہ کہنا آپ کا ایسا ہے جیسے کسی کو مرض جنون
ہو۔ عام حامل اور خصوصاً بھڑی لوگ یہ کہیں کہ اس کو جن یا دیو ہے اور ان کو ملاوٹ
اور اہمیت سے سورہ جن پر یہ کہ اس پر بھی لوگ اور کوئی ڈاکٹری یا یہ دیوانی طبیب
آکر دیکھا دو ان سے علاج کرے اور وہ بتلایا یہ ہو جاوے تب افع لوگ یا کوئی آپ
جیسا راجہ شاہی حکیم کے جا رہے کہ جنکے سوا وہ ہو شاید جاوے۔ وہ تو نظر لگ گئی
ہو یا کبھی ان کے لیے کلیو نکال لیا ہو۔ اور ساتھ ہی یہ کہیں کہ ڈاکٹر صاحب کوئی ایسی
عقلی دلیل لاؤ جس سے ثابت ہو جائے کہ ایسی حالت مرض کے سوا جن بھوت جادو
سحر اور ڈاکٹر پھیل پانی کی بکڑی نہیں ہو سکتی کیونکہ تعمیل ارشاد قرآنی حباب اور
فصد سے کام نہ لو اور علم حکمت کو دخل دو۔ کہ کد قرآن سچ (دیکھو سورہ بقرہ سورہ
جن وغیرہ) مولوی صاحب ہم انگلوں اور گلوں سے کام نہیں لیتے بلکہ لائن اثبات
سے انگلیں تو آپ دوڑاتے ہیں جبکہ فرماتے ہیں۔ جائز ہے اعمال کے سوا کسی اور
وجہ سے ہو پس باطن خال میں کہتے ہیں یہ تفرقہ بیوم و بھکت نہ ہوگا۔ مگر یہ کیا
ضروری ہے کہ اس غیر محدود کی کل باریک حکمتیں دیکھنا و تدبیریں ایسی ہوں کہ
انسانی محدود عقل اور سمجھ انہر حاوی ہو جاوے۔ اسلا میو نکو ایسی دلائل
کا رتا و فرمایا۔ پس یہ قرآنی آیت آپ جیسے شک کو گوں کبھ سٹے ہے اہل حق اور
دیکھو کہ سچ نہیں ہے کیونکہ ہم یہ ظن کر رہے ہیں اور ہر شک بلکہ دلیل لائے ہیں اور ثبوت
پہنچائے ہیں جس طرح خدا کی ہستی کا ثبوت ہے۔

مولوی صاحب جواب یہ۔ اگر آپ اس پر زور نہ عنایت انصاف کریں تو کسی لطیف
اور داد کے قابل ہے موجودہ اشیاء میں اس تفرقہ سے بڑھ کر ایک بڑا تفرقہ دیکھتے
ہیں۔ اور اس بڑے تفرقہ کا باعث پہلے جنم کی جادو سزا نہیں اور اس امر کو آریہ
صاحبان آپ بھی تسلیم کریں گے۔ سوا ایک ادراج حیتین و مستولین عالم پر شایر
ہے اور ترکیبی بلکہ پرانویہ اجسام صغیرہ اور نہایت باریک ذرات جسکو عزلی
علوم طبیب کے عالم اجسام و ذمیرا علی کہتے ہیں۔ ایک جڑہ اور غیر لیتو جیسے
اور تہتر تہتر علیہم و خبر عر مذمات بقدر وس السلام ایک تہتر سری جیسے ہے۔ جو

ان دونوں اہل الذکر اور لاج اجسام بلکہ کال یعنی زارہ بر حکمران ہے۔
آریہ صاحبان! بلکہ سچ کے ماننے والو! ان تین اشیاء موجودہ میں اول جنم
جنم سے کیا ازل سے بقول آریہ اللہ تعالیٰ کے ماتحت اور ایسی صفت عدل کے تحت
جزا و سزا میں گرفتار رہیں گی اگر مہاں پر رہنے کے وقت یا اُس سے کسی قید پہلے اور
بیک اپنی طرح گرفتار رہیں گی اگر مہاں پر رہنے کے وقت یا اُس سے کسی قید پہلے اور
بیکہ اجسام سے الگ اور لاج آرام و راحت میں بھی رہے تو اس وقت بھی محرم کی
طرح برائی ان میں ہی رہتی ہے۔ جس کے باعث اور لاج کو پھر جنم لینا پڑتا ہے اور

ہو جاتا ہے کہ اس نے ضرور مجھے کام کئے ہیں۔ ورنہ مسلمانوں با عیسائیوں کی طرح سب غریبان خدا کے گلے میں ہنسی پڑتی ہے۔

واقع ہو کہ جس مذہب سے خدا پر الزام آوے وہ مذہب باطل ہے۔ ہر باطل

کے دیکھ ہرم اور سار شاخ یقین ہو جاتا ہے۔ سوئے اس کے اس کا کوئی جواب نہیں دے گا۔

جس طرح دانا مٹا رہی (کھجور) جالو یا آدمی کے پاؤں کا نشان دیکھ اور اس کے پیچھے لگ مال و جرم کو پالیتے ہیں وہ کھجور قریب کے کھجوروں کا حال صفر ۱۸۹-۱۸۹۰ عمار التشریف

اسی طرح طالبان حق سلسلہ اعمال پر غور کرنا اور نتائج کے حوالہ سے مستقیم رہنا وہ حق کو پالیتے ہیں۔ مگر نادان و نادان آدمی نہ جانتا ہے۔ (۱) نہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور بخالہ دیتا ہے کہ ہماری کتاب میں لکھا ہے کہ جس چیز کا کچھ علم نہیں۔ اس کے پیچھے محنت لگا۔ مگر نہیں جانتا۔ کہ ہر بات میں تحقیق و تحقیق شرط ہے۔ آئے جو قرآن کا پران دیا۔ مسیحین قرآن اور اپنی دونوں کی لیاقت کا بہتان دیا۔ قرآن ہمیں دھریوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو مانتے ہیں۔ کہ زمانہ بڑا کم کرتا ہے۔ اور دنیا کی زندگی میں کوئی حلال مانتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ صرف مسلمان ہی ہیں۔ یہ کہ میں ہے۔ مگر کہنا ایک ہی زمانہ کی تحقیق زمانہ ہی خدا ہے۔ پس عمر زمین اور دھرتی تمام ہیں۔ باقی رہا دنیاوی زندگی کو مصلح مانا وہ بھی ان کے حق میں ہیں۔ موزوں ہے۔ زمانہ کے واسطے خود مختار صاحب کی زندگی کا کافی ہے۔ اس میں صاحب خودت و دہری فرماتے ہیں۔

اور بلا کم و بیش چھوٹے بھڑت رسالت بیانہ اور اور دنیا زمانہ لاؤندو بوسے خوش و گشت اندک دریا مسرت قوت نئی نئی چلن نعرہ میرا کما مت نشہ بودا جرم نیاں شد اورا چندان کہ خواہاں در دنگل خود آرد و دنگل دی آئیں اور وہ کہ حضرت رسالت پرانہ گشت جرنی نہ تھا خود دریک شب قرآن پانہ تن لبریز در دوزخ و آیتے و لکھو و لکھو کہ حدیث میرا دیم کہ داہرہ شد افدا قوت نہ بفر و اذاعا یں اور مجاہد آئندہ کہ قوت چلن تن در دوزخ آیتے اور مجاہد قوت چلن مروا ہلن حضرت و در دوزخ آیتے آئندہ کہ میرا کیے از اہل جنات راقوت خود مردود در اکل خرب و جاح لکھ افشاخ نوروز آنحضرت تمام مقار زمانہ کہ خواہاں درین جا کمال فضل شرف و اعتبار اور دست از دنیا کنز جمال امت در کوفہ و مازنج النبوت خطبہ عزوجل کشور ملور دم ثابت دوم ذکر کرد اورا ج صفر ۱۸۹۰ (۵۹) پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم توت ۱۰۰۰ = ۴۰۰۰ آدمیوں کی بھی اور تینا ج نہ ماننے کے سبب آئیے ہی تری خیاں پڑا ان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم گداز کر لے ہیں۔ ظہیر الدین بابا و شاہ عادی کہنا ہے کہ

نور و نور ہما دے و نور خورشید بار باریش کو جس کہ عالم زمانہ گشت سے دلدلار و گداز اور نورانی آیتے درین خوشتر باشد و مذہب کا اور ایسی ہستیاں کہ میں نے مسلمانوں کے سبب حال میں اور اگر ان کو خود بخود کرنا ہے تو وہ عالمی سے بظاہر ہے۔ ان کا یہ اصول نہیں بلکہ تینا ج کی ساری تینا و اعمال تینا

و عدل بانی پر ہے۔ تو بہات زمانی اور دوسرا قرآن پر تینا۔ مولوی نسر اجاب :- دنیا میں ہم یہ نعرہ تو دیکھتے ہیں۔ کہ ایک جنم کا پیار ہے۔ اور دوسرا آخر دست۔ ایک جنم سے دوسرا ہے۔ اور دوسرا غریب اور مفلس اور دنیا کا تمام کارخانہ اور اس کا تمام انتظام ایک عظیم و عظیم کی زیر دست طاقت و صفات کا نتیجہ اور اثر ہے۔ میں نہیں یقین ہے کہ یہ تفرقہ بیوجہ اور کثرت نہ ہوگا۔ مگر کیا یہ ضرور ہے کہ اس غیر محدود کی کل باریک حکمتیں اور بے قیاس و کثرت ایسی ہوں کہ انسانی محدود عقل و فہم اسے سمجھ کر اسے چھوڑ دے اور بے قیاس اور بصیرت اسکو احاطہ نہیں کر سکتی اور وہ سب پر محیط ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ

انکھ اذاک نہیں کرنی اور وہ آنکھوں کو اور اک کرتا ہے اور وہ لطیف اور خبر ہے ان کے انکھ کی اور دیکھنے کی سب چیزوں کو جانتا ہے اور وہ انکھ کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر خود آپ جانتے ہیں۔

آئندہ رد جواب سوم :- مولوی صاحب یہ تو کوئی نیا جواب نہیں۔ بلکہ وہی پہلا جواب ہے۔ جس کا کہنا میں ہو چکا ہے۔ جو الزام پہلے جواب میں آئے تھے انہیں نیا نسخ پر لگائے وہی یہاں ہم انتظام پر لگا سکتے ہیں۔ حضرت اتنا سچ والے تو وہ بتلاتے ہیں اب ہلا ش کر لے ہیں اور جوت پہنچتے ہیں۔ مگر قرآن نے تو دلیل سے منع کر دیا۔ و فرماتے القاطعین بقول آیکے بتلادیا کہ اس باریک حکمت کے سمجھنے کے دے احوالوں کی محدود عقل اور سمجھ کا کافی نہیں یہاں فلاسفہ و فلاسفہ دلائل دیتے ہیں۔ سید احمد خاں صاحب نے اس کو دیکھ کر لے والے اس مسئلہ کو نہیں جانتے۔ مولوی صاحب :- اس جواب سے اگر خاموش ہوتے تو ہم کو آپ کے الزام و علم کا گمان نہ رہتا۔ خدا نے خود جانتا ہے۔ یعنی یہ اسکی مرضی ہے کہ لوگ حکمت سمجھیں اور انکھ کھولیں عقل کا استعمال کریں۔ اور اپنے پاک و پیروں میں مسئلہ تینا ج کو کما حقہ استاذ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کی آیت

ان کوئی نئی ہدایت نہیں دید اور آپ اللہ کے اس پاک کی کسی بھائی روایت ہے۔ کہیں آپ نشہ نسر (۵۹)

यच्च त्वं धानं पश्यति यत्तच्च क्षीयति पश्यति । तदेव ब्रह्मत्वे विद्वि नैवेद्यदि रमुपासते ॥ केन उपनिषत् सोमवेदी यत्तु राडा वाक् ५

ترجمہ :- جو اٹھکھوں سے نہیں دیکھ پڑتا اور جس سے سب آٹھکھیں دیکھتی ہیں اسی کو تو بہم جان اور اسی کی او پاس کر اور اس سے علاوہ خوشتر و بھلی۔ اگنی و دیوہ ایمان پیچیدہ ہیں ان کی اور اسامت کر۔ اسی طرح وہ دوسری آیت بھی آپ اللہ کے اس پاک کا ترجمہ ہے۔

सर्वेति विश्वे न च तस्यां रितं यतो तमा तु रग्यो पूरेव हन्ति وہ سب جیرو و گداز کرتا ہے۔ اس سے کوئی بات نئی نہیں مگر اسکی ذلت کا اور علم کی کمزوری کیونکہ یہی قرآن و محیط لطیف اور خبر ہے۔ مولوی جو تھا جواب کہ کسی کا نام نہ کرنا اور کسی کا تذکرہ نہ کرنا اور کسی کا اسود و قوت گھر چلنا اور کسی کا مٹنا۔ ان کے گھر میں جائز ہے۔ کہنی اور دوسرے ہوں میں احتمال اور ان کو ان کے والوں کا خستہ حال بھی اور تمام نہیں۔ پس ہم ان کو کہتے ہیں کہ کوئی ایسی عقلی دلیل لاؤ جس سے ثابت ہو جائے۔ کہ ایسے فرقوں کا اعمال تھے اسوا کوئی باعث تینا ج صرف اعمال ہی ان تفرقہ کا باعث ہیں۔ بلکہ یہ قبول ایسا

نہیں اور نہ ہوگا۔ اُس کے بھیجے لگنا اور اس پر اعتبار کرنا امتحانِ حقیقی ہے۔ جس سے وہ انصاف حق پرستی سلسلہ سے روگرداں ہوا نکلتی علم و دانش کے غلات اُتات ہے۔
مولوی قندسراجواہر اسی کم علمی کی ہی ذمہ داری سے تفرقہ کے اسباب بچ درخت کے مویجات اور سامان۔ جانتے سے۔ اعتقاد و گریہاں اور تقدیر۔ باعث ہوتا ہے جنم کے اعمال ہی ہیں۔ گویا بے وجہ قویہ ایک چیز کو کسی دوسری چیز کا سبب قرار دے لیا ہے۔ اور یہ جرات اس قسم کی ہے کہ ہم کسی آدمی کو اندھیری رات میں گیس میں دیکھیں اور اسے آپ ہی یہ سوچ لیں کہ اس وقت کچھ لیاں بند ہیں یا نہ بند ہیں میں بجر اسکے کہ یہ آدمی اس وقت صحت چرمی کرتا جاتا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں عقل والے سوچ لیں۔ کیسی شطرنج اور دھب ہے۔ امید اسلئے قرائع کریم نے تراش رکھے والوں کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ اٹکل بازی میں پڑے ہیں۔
آریہ و جواب دوم۔ ہم آپ کو کم علمی و کم دہی و کم دہی کی بات کہہ بھی گئے ہیں نہیں جانتے۔ ایسی باتوں سے ہی آپ کی لیاقت اور آپ کی دلیل کی کمزوری ظاہر ہے۔

تفسیر

دنیا میں فقر و موجود ہے۔ ریح و راحت موجود ہے۔ جس سے کوئی بھی ناکام نہیں کر سکتا۔ اب تفرقہ اسباب اور ریح و راحت کے مویجات تلاش کرتے ہیں۔ جو لوگ خدا کو نہیں مانتے یا تمام واکم سے آلودہ جانتے ہیں وہ اسی کم علمی سے کچھ ایسا خیال کریں تو کریں۔ مگر کسی اہل دانش پر پوشیدہ نہیں کہ ایسا کر کے سب کا نہیں میں حکمت بھری ہے۔ کوئی کام اُس کا انصاف و عدالت سے خالی نہیں۔ عوام فطرت یہاں دیکھتے ہیں کہ جسے کاموں کا بڑا پھل ہے۔ جیسا کہ قیدیوں کو دیکھ کر حرم اور جرم کو دیکھ کر قید اور سزا کا خیال آتا ہے۔ مجھ کی کسا۔ اُن کے خشن میں مصنف قرآن اچھا کہتا ہے۔ کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے سنتے ہوئے نہیں سمجھتے گویا قصور و کبر علمی فہم و فہم پر محزون بندے ہیں۔ گنگے ہیں۔ اندھے ہیں اور ان حرکتوں سے باز نہیں آنا جانتے۔ کیا جیل حاذق کے قیدی کو دیکھ کر جرم کا خیال کیا ہیوہ قویہ ایک چیز کو کسی دوسرے کا سبب قرار دے لیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ نہایت قوی وجہ سے سچی بات کا اظہار کرنا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ حق بات سے روگردانی کے سبب آپ کی عقل میں فتور آ گیا۔ جو آپ نے مثال دی۔ وہ آپ کی منطق والی بدواغ لگاتی ہے۔ سنئے اور سمجھئے اگر ہم کسی آدمی کو اندھیری رات میں گیس جاتا دیکھیں۔ تو کیا مندرجہ ذیل سوچ و شبہات پیدا نہیں ہوتے۔ اول یہ کہ اس کو کوئی جہت ضروری کام ہے۔ یا بوز ہے یا ناگل ہے یا کسی نے جبراً روڑا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگر اُس کے ہاتھ میں شعلہ آگ لگتی بھی ہو تو کچھ بھی ہو۔ وہ اسلئے کی قویا بھی ہو تو جو۔ ہونے کا یقین جو جہاں ہے۔ تریز برائیاں اگر فطرت سے پیدا ہوتے تو فطرت مل جاتے۔ تو وہ یقین درج حق الیقین پر پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح ہم یہاں کسی کو آتشک یا سوزاک کی دوا کی خریدنا دیکھیں۔ تو اُس کے دانا کا ہونے کا سمجھ ہو جاتا ہے۔ اور جب اُس کو آتشک یا سوزاک میں مبتلا دیکھیں۔ تو اُس کی دوا کا دہی کا یقین ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اُس کی طوائف بازی بھی ہم ہم کو معلوم ہو تو حق الیقین میں کوئی کسر نہیں رہتی۔

اسی کے حسب حال جب کوئی کچھ جہم سے اندھا لولا لگا اور غیوہ دیکھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی خدا کو عادل و مہمضیف بھی مانتے ہیں۔ تو حق القدر حق الیقین

کی۔ باوجود کہ اور آفتاب ہونا عورت ہے۔ طوائف بازی کی۔ کھانسی بخار دماغی اور غول آنا علامات ہے۔ یہ دق کی اور یہ بڑے زبردست جہت ہیں۔ کوئی مرض غیر حسب کے نہیں ہوتی۔ ہر ایک علت کے واسطے ایک معلول کی ضرورت ہے۔ مرض کا سبب اور علت کا معلول دیاقت کرنا حکم کا کام ہے۔ نہ کہ موقوفوں کا۔ نہ قوت نہیں جانتے۔ کہ تپ دق کیا چیز ہے اور کیوں ہوتا ہے کیا کیسے سبب ہیں۔ آتشک کی کیا وجہ ہے منہ سے تو کیوں آتی ہے۔ انہیں نہیں معلوم کہ طر کی ساسی مہدلت اور معلول پر ہے۔ گریہ باتیں کسی حکیم حاذق سے پوشیدہ نہیں ہوتے کہ مہر کا پھیل دیکھ کر اُس کا پھیل سکہ ایک دنیا جانتی ہے اور اسکا جوت بہرہی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جنم کے روزوں کے واسطے کوئی وجہ ہو۔ مادہ خدا عالم و مصنف ہے جس طرح بتائیں ہم دیکھتے ہیں کہ جو شراب نہیں پیتا وہ مخمور نہیں ہوتا۔ اُس کے منہ سے بد بو آتی ہے۔ جینہ وہی حال گذرستہ جنوں کا ہے۔ جیسا کہ پراستہ اعمال کا پھیل ملتا ہے۔ دوسروں کا نہیں تو جہات ظاہر ہے کہ جنم کے لئے لوگ لنگڑے کاٹے بہرے کمال ایرغریب وغیرہ جی اسی قاعدے میں جیسے کہ بایا بیان بھی تمام ایسا و اعمال کی وجہ سے وہاں بھی سادہ اعتقاد و اعتقاد پر خدا کسی ذاتی قداوت سے دیکھ نہیں دینا۔ اور نہ ذاتی محبت و رشتہ داری سے شکہ میں یقین ظاہر ہے کہ سابقہ اعمال ہی اس تفرقہ کے باعث ہیں۔ کہ موجودہ احتمال اور خدا کی خداوت اور اعتقاد و نہ جانتے یہ قرآنی آیت تو گستاخی و خوار و خوار ہمیش کی۔ جس سے اُنکی مصنف قرآن کی عقلی ثابت ہوتی ہے۔ اور اس کی لیاقت کی قلعی کھلتی ہے۔ حضرت اس آیت پر عمل کرنے سے تو جہد علوم و قدیم ہوئے جاتے ہیں۔ بایں وجہ کہ کسی چیز کا آدمی کو بغیر دیکھتے گئے یعنی جستجو۔ تلاش اور تحقیقات کرنے کے علم نہیں ہوتا۔ اور قرآن دیکھتے گئے یعنی تحقیقات کرنے سے منع کرتا ہے۔ گویا ہر طرح کی تحقیقات علمی سے روکتا یعنی جاہل بناتا ہے۔ لیکن قرآن کے اس ارشاد کی تفسیر کرنا گویا دوا و دوا کی میں سرگردان بننا ہے علم صاحب کیا آپ کو یہ اجوتے ہی علم حکمت آتا تھا؟ آپ کو یہ لیاقتیں تھیں۔ جب آپ علم حکمت سے پہنچتے تھے تب حاصل ہوا۔ گویا آپ نے قرآن قرآنی خدا کی عقل حکمی کی۔ جب آپ کے حدائق نہیں مہین قرآنی خدا کے الے دلائل سنئے تھے مگر ارشاد و قرآنا۔ اور آیت نے اُس کا حکم نہ مانا تو مٹا لے لے آپ کون ہوئے؟ حضرت کیا یہی کام مجمل الملکوت نے نہیں کیا تھا۔ پس یہ آپ کا جزا کسی اچالک میں جواب کہلاتے کے قابل نہیں۔

اسی جو حالت کا وہ سزا و دھمکیوں کو خدا کا علم نہیں۔ اور نہ ہشت و دوزخ کا۔ اور نہ رشتوں کا۔ اور نہ ہمدردوں کا اور نہ عذاب و عذاب قبر کا۔ اور نہ کتاؤں کا۔ اور نہ حیوانات کا۔ اور نہ منکر و نیکو کرنا کا۔ لیکن ان کے دیکھنے لکھنے کا عقل نہیں ہے۔ حالانکہ قرآن بھی منع کرتا ہے۔ ان شے سے ہرگز نہ کیا اور آدین کو یا تحت حج مانے والوں کو نہ ہرگز نہ کو شمشاخ کا علم ہے۔

لیکن ایسے طرح تراش جسے مسئلہ سے انکار ہے اور فرشتوں اور شیطان سے تو درج عقل مسئلہ پر اقرار کرتا محمد ہی بنی کی عقل

مولوی نور الدین کے رسالہ روتلخ کا جواب (مولوی چاننگ)

والہ سے دریافت کیا۔ اور ان کے رسائل میں دیکھا۔ اثبات تنازع میں ان کی ایک دلیل سر دفتران کی دلائل کا ہے۔ یہ ہم دیکھتے ہیں کہ کئی آدمی جنم کے اندر ہی لنگرے۔ لوٹے۔ کالے۔ بہرے لنگال ہوئے ہیں۔ اور کئی راجہ ہنگر دو لقمہ۔

امیر جوید کو کہ پریشو کی مرضی ہے تو کیا پریشو مصطفیٰ و عادل نہیں جو ملاصقہ ایک دوسرے میں فرق کرتا ہے۔ پس بخیر نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کر سکتے ہیں کہ ایک خدا ایسی طرفداری و نامتصفی نہیں کر سکتا۔

یہ جواب۔ خاتمین تنازع کی اس دلیل سے صاف امتحان سے کہ تنازع ماننے کا کوئی ثبوت تنازع ماننے والوں کے پاس نہیں بلکہ صرف اس لئے کہ سکھی آسودہ اور آرام والے کے سکھ آسودگی اور آرام کی وجہ اور وہی بیمار رنج والے کے دیکھ بھاری رنج کے جوہ اور ان لوگوں کے باہمی تفرق کے حساب تنازع ماننے والوں کو معلوم نہیں ہوئے۔ اس واسطے ان لوگوں نے یقین کر لیا کہ سابقہ اعمال ہی اس تفرق کا باعث ہیں پر شک ہے اس رب العالمین کا جس نے مسلمانوں کو ایسے دلائل سے بچنے کے واسطے قرآن کو ہم میں ارشاد فرمایا۔ **وَلَقَدْ عَلَّمْتُمُ الْقُرْآنَ عِلْمًا عَرَبِيًّا** (سورہ بقرہ ۱۲۹) اسرائل)۔

تو جہد اور جس چیز کا تجھے علم نہیں اسے پیچھے مٹ گئی کہ نہ کان نہ لکھ لے سے سوال کیا جائیگا۔

آیہ تو جواب اول۔ تنازع ماننے والوں کو یا اس میں مسئلہ کے ثبوت میں ماننے والوں میں کہ چکے سامنے کسی عاقل بالغ کو انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ دلیل بھی ان دلائل میں سے ایک ہے۔ مگر وہ ساری کی ساری ہی لا جواب ہیں جو مفصل طور پر اس کتاب میں موجود ہیں۔ مگر یہاں ہم صرف ایک جواب پر غور کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس دلیل سے صاف امتحان سے کہ تنازع ماننے کا کوئی ثبوت تنازع ماننے والوں کے پاس نہیں۔ مولوی صاحب اپنی اس تحریک پر سو تو ہمیں ایک ادبیات ظاہر ہو گئی۔ کہ آپ ثبوت کے معنی بھی نہیں جانتے یا تجاہل عارفانہ سے حق بات کو چھپاتے ہیں یعنی ہم آپ کو سمجھاتے ہیں۔

ایک شخص ایک مجلس میں آیا جسکے منہ میں شراب کی بو آتی ہے۔ اہل مجلس نے بوسو گھنٹے ہی جان لیا۔ کہ اس نے شراب پی ہے۔ حالانکہ ان کو سامنے نہیں پی۔ اور وہ خود بھی انکار ہی ہے۔

اسی طرح ایک دوسرا شخص آیا۔ جسکو باد فرنگ کی مرض ہے اور کھیمیاں اڑا رہے ہیں کی بھی بات ہے۔ حکم آنکھ سے یاد رکھنا یہ مصیبت کچھ سہی ہوگی۔ مگر وہ کھیمیاں ان کی ٹیپ کی ہوگی۔ انہوں نے فی الفور جان لیا کہ اسے کسی طوائف سے بے وفائی کی ہے۔

اسی طرح ایک تیسرا شخص آیا جس کا آواز بڑھا ہوا کھانسی جادی اور کھانے وقت خون بھی آتا ہے۔ انہوں نے اس کی آواز سن کر حالت کو سمجھ لیا۔ کہ اس کو بوقہ ہے۔ حالانکہ ان کے سامنے اس نے بی نہ لیا اور کسی قسم کی بد پرہیزی کی۔ حکیم جی! کیا جنہوں نے ان میزوں کی منیت برائے قائم کی وہ بلاشبہ ہے یا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ سوائے ان مرضوں کے۔ حضرت منہ سے بو آنا۔ اور پاؤں میں استطلاق نہ ہونا علامت ہے شراب پی جانے

ہے۔ اور تمام ڈاکٹر اس سے نفرت کرتے ہیں۔
مجھے افسوس ہے کہ آپ لوگ دنیا کی تمام تکالیف اور جذام جیسے دلوں کو بھی نہایت اپنی عقل کے مطابق خدا کی رحمت ہی مانتے ہیں ہم اس حکیم مطلق کا کوئی نقل بھی حکمت سے خالی نہیں جانتے اور نہ اسے ظلم گردانتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ اسے عادل و منصف یقین کر صدق دل سے تنازع کو مانتے ہیں۔
بسیگان کے بیروہا کی شاستریں اجازت ہے اور حد و شادیاں شاستری سے ہو چکی ہیں۔ مگر یہ پراونچی بری تعلیم کا قصور ہے۔ مسئلہ تنازع کا اس سے کوئی تعلق نہیں اس مسئلہ کے جواز میں نوید بیگانہ پڑھا پڑواہ مسئلہ بیروہا۔ یہ بیستھا وغیرہ جس کے قریب یسک شائع ہو چکی ہیں جیسے شاستری کے حوالوں سے بخوبی ثابت کیا گیا ہے کہ یہ جائز ہے۔

اعتراض ہم یہ کہ انسان کو بالکل دنیا دار بنا دیتے۔ پڑھی پڑھی خواہش جو تنازع ماننے والوں کی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اسکو اندر کی بدوی ہے۔ جو بالکل نفسانی خواہشوں کے کھوکھو والا ہے۔ میرے مطلب نہیں کہ ہندو دنیا دار دنیاوی خواہشوں والے ہوتے ہیں۔ مگر صرف یہ کہ اس پر یقین رکھنے سے رغبت اس طرف ہوتی ہے۔

جواب جیسا کہ آپ خود مانتے ہیں کہ ہندو دنیا دار دنیاوی خواہشوں والے نہیں ہوتے بلکہ زیادہ ویراک وان اور پریشو برائن ہوتے ہیں تو پھر آپ کا وہ خیال کیسے صحیح ہو سکتا ہے انکو شاید معلوم نہیں کہ اہل ہندو باوجود مانتے پراؤں کے بھی اندر غور کے خارج سے اوپر برہم لوگ مانتے ہیں۔ مگر وہ ایسا برہم لوگ نہیں مانتے جانشیر کہ کوئی عزت حاصل اور دوسے جلاتی اور جھٹکے کو منہ پھیر کر (پڑھا) آریہ لوگ جسے برہم لوگ مانتے ہیں وہاں سوا برہم لوگوں کے محال کر کے کوئی نہیں جاسکتا۔ اور یہی کش کا ہستو ہے دنیا داری سے زیادہ عیسائیوں میں ہے اور اس کا باعث بھی ہم جانتے ہیں کیونکہ انگریز یقین ہے کہ ایک برہمنے اپنے گناہ ہو گیا وہ مرنے اور جیسے اڑاتے ہیں تو رب کا حال اس کا شاہد ہے۔

لیکن اگرچہ اخیر میں پوری صاحب نے فرمایا مگر عیسائی تنازع کے قواعد اپنے ذہن میں لیتے ہیں اور وہ اعتراض بھی نہیں اٹھاتے ہیں جو تنازع پر عائد ہوتے ہیں عیسائی لوگ اپنی عقل کو ایسے سوالوں سے حیران نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں کوئی حکمت دی ہے تو ہمیں پریشو کی پڑائی ہے۔

آریہ عیسائی دین کی جیسی مذہب حالت ہے اس سے ایک دنیا آگاہ ہے اور اپنے آپ پر اعتراض عائد ہوتے ہیں وہ سامنے کے سامنے لا جواب ہیں عیسائی لوگ نہ ملیت نہ کفارہ نہ تنازع غرض کہ کسی شکل سوال کے حل کرنے میں عقل کو حیران نہیں کرتے تو میں نہیں جانتا کہ اندھی تقلید کے کیا معنی ہیں۔ اگر انیسویں صدی کی مخلوقات کو دیکھ دیتے ہیں۔ تو اس کا ظلم سکھ دینے پر ہوگا۔ سچ ہے جنوں کی باتیں بڑے ہی جانتے ہیں۔

مسئلہ شلیٹ پر اگر آپ عیسائی خاضوں کی مفصل رائے دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کہ جن مرتد دین کا مطالعہ فرماتے۔

باب سوم

مسلمانوں کے اعتراضوں کا جواب

کرتے یا شر اور جو بھی رسوم بجا لاتے ہیں۔ وہ بھی دل میں یقین کرتے ہیں کہ اسطرح پتروں کے ہر مادہ سے اپنا پن ہوتا ہے۔

تیسرا اعتراض ذات کے ماننے والے یہ بات مانتے ہیں کہ انسان اپنے والدین سے صفات نیک و بد حاصل کرتا ہے۔ گویا یہ بھی ایک طرح کی ذات ہے۔ تو پھر ذات کا آتما باپ کے آتما سے استفادہ مختلف نہ ہوا۔ جس قدر کہ مسئلہ تناسخ کے مطابق لازم ہے۔ مگر ذات کے مطابق جسم کی روح پر فضیلت ہے۔

جواب۔ ہندوؤں کی ذات کا مسئلہ تمام ترجیح مانتی ہے۔ روحانی نہیں مگر ستم کے مطابق ذات کا مسئلہ گن کم انوسار ہے۔ جنم انوسار نہیں گیتا میں ہمارا کرشن جی نے بھی ایسا ہی مانا ہے کہ جلدوں و درن پیدا کئے گئے ہیں۔ گن کم گھٹاتا جو جو گن کم کو حاصل کرتا ہے وہ اسی درن میں لگتا جاتا ہے۔ بجز مروجی غویسے ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ چلنے والے زمانہ میں کبھی نہیں مانا گیا صرف او دیکے زمانہ میں گنوں نے ایسا ماننا شروع کر دیا۔ پس یہ اعتراض قابل قدر نہیں۔

پادری صاحب کے مسئلہ تناسخ پر اعتراض اعتراض اول۔ ہمارا کچھ علم نہیں کہ کسے تھے چکے تھے سکھ یا دکھ ہم یا رہے ہیں میرا یہ مطلب نہیں کہ چونکہ ہم پہلے جنم کے کرموں کا علم نہیں۔ اس لئے یہ مسئلہ غلط ہے۔ مگر یہ کہ کچھ دیگر کوئی بات اس مسئلہ کے حق میں نہیں ہے۔ اس لئے یہ بھی ایک نقص اس مسئلہ میں ہے۔

جواب۔ اس معمولی نقص کا ہم نے بار بار جواب دیدیا ہے۔ یہاں ہم صرف باتیں ذکر کرتے ہیں۔ جو اس مسئلہ کے حق میں ہیں۔

اول دنیا میں دکھ سکھ ہے اور وہ بلاوجہ نہیں بلکہ کرم کے اہل اور صحیح سداقت کے مطابق ہے۔

دوم دنیا کا انتظام اندھا دھند نہیں بلکہ ایک زبردست حکیم اور نہضت خدا کے قادر قدرت کے انوسار ہے۔

سوم۔ انتظام عالم میں ہمیں کوئی چیز بھی نہیں معلوم نہیں ہوتی۔ اور نہ شیئی کوئی چیز ہے۔

چہارم۔ جو بارش فانی چیز نہیں اور نہ حادث یعنی نوچید ہے۔ بلکہ پرانا تو کی طرح انا دی و ستو ہے۔

پس ان امور پر غور کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ کوئی خواہ کتنے ہی تھو پاؤں بائے تناسخ کے مضبوط سلسلہ سے انکار کرنا سراپا محال ہے اور انصاف کی بات یہ ہے کہ عملی طور پر اس سے انکار کرنا ہی ناممکن ہے۔

اعتراض دوم اس مسئلہ کے مطابق روح اور جسم میں جو ٹٹا تعلق مانا جاتا ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ والے یہ مانتے ہیں کہ لوگوں کے مختلف قسم کے جسم ہیں اور روح ہر زندگی میں ان میں سے کوئی جسم چن لیتا ہے گویا روح پھرتی رہتی ہے۔ اور جسم ہمہ لاکھ تر ہیں ان کی تعداد اتنی ہی ہے کہ ہمیں ہو سکتی اور نہ نیا وہ ہو سکتی ہے۔ مگر سائنس کے علمائے کتبہ ہیں کہ ہمارا جسم تبدیل ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ جو ذرے ہمارے جسم میں ہیں۔ ان میں سے سات سال کے بعد کوئی بھی ذرہ نہ رہے گا۔ گویا جسم ہر بار تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔

جواب۔ کون نہیں جانتا کہ جسم اور روح میں ایک عارضی تعلق ہے۔ خود سائنس دانوں کی شہادت آپ بھی مانتے ہیں کہ سات برس میں سارا جسم بدل جاتا ہے گویا اب بھی آپ عارضی اور چند رفتہ تعلق میں شگ باقی ہے؟ متفقہ کا لاغیر سے سچا تعلق ہوگا

ہی نہیں سکتا پس روح کا ایک جسم سے دائمی تعلق کیسے ہو سکتا ہے۔ جس طرح کہ ایک درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اڑ جاتا ہے۔ اور اس سے تیسری پر اسی طرح جو اس جسم سے پرانا نکلا وہ جسم میں باعد قدرت کے مطابق چلا جاتا ہے جیسا کہ ایک ہمارے گناہ سے اس عرصے میں اسے چکا بیٹھ کر خدا کی طرف دل لگتا ہوتا ہے اور اپنے روح کے نکلنے کو ایسا سمجھنا چاہئے۔ جیسے کہ ایک پرندہ کسی درخت پر سے اپنی خوشی اڑ جاتا ہے۔

جن مختلف قابلوں میں دو گن کا ذکر کم انوسار ہوتا ہے۔ پڑنے آریہ عقول نے ان کی تعداد ۱۰ لاکھ بتلائی ہے اور یہ انکی تحقیقات علمی کی اعلیٰ شہادت ہے۔ فطرت کے قانون کے اقسام۔ پانی کے قانون کے اقسام۔ ہوا کے قانون کے اقسام۔ گل کی میزان ۸ لاکھ ہے۔ مگر روح ان سے کوئی قابل خود نہیں چن سکتا۔ بلکہ اس کے کم انوسار شروع ہوتا ہے۔ اس میں جو چیزیں ہیں۔ اور یہ عین علم و عقل کے مطابق ہے کہ جو جیسا کرم کے ایسے ویسا ہی پھل ہے۔ سب کو چوری میں باغی ہو کر نہیں۔

اعتراض سوم۔ اس مسئلہ کی رغبت انسان کے اخلاقی خیالات کو بگاڑنے کی طرف ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مسئلہ تناسخ میں لاعلمی سے کچھ گھڑے کاموں کا اجرت نک دینا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا سوچ بھی کر کے ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانا ہم کھا کر دغیر جو بخود بخود بخیر و ماری مرنے کے ہو رہا ہے۔ وہ بھی مسئلہ تناسخ میں ایسے کام میں جیسے دیگر اخلاقی کام۔

جواب۔ اگر ایک نادان بچہ بھی قانون قدرت کے خلاف کرے سزا پاتا ہے تو نہیں معلوم کہ ایسا اعتراض کیوں کیا گیا۔ ہمارا خیال میں تو یہ نہایت ضروری ہے کہ تمام کرموں کا پھل ملے آپ شاید گورنمنٹ کے اس قانون کو پسند کرتے ہوئے ہیں جو تین چار سال کی میاں تک انتظام نہ بدل دے تو فرستادہ کو کوڑی بھی عدالت نہیں لگاتی یا کچھ سال تک اگر مقروض اگر نئی راج سے باہر چلا جاو تو قرضہ خورد و برد ہو گیا۔ پادری صاحب کرم ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ اور نہ پھل دینے کے بغیر رہ سکتا ہے۔ دھوکے میں نہ پڑو خدا کے شعروں میں نہیں اڑایا جاتا ہے وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کا پھل دے گا کہ اگر کھانا فصل ہے اور مہم کرنا فصل ہے تو بد پریشی یا غراب ایشیا کے کھانا پکوا پھل کیوں نہ ہو گا۔ کیا کھانا ہی تمام ضرورت کی جان نہیں اگرچہ ناس میں غرابی آنا سب غرابوں کی بنیاد کیوں نہیں آپ کے اس بیان سے تو تمام ڈاکٹر حیران ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹر کی کل بنیاد و حفظ صحت اور خوراک اور اس کی پرورش پر ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

اعتراض چہارم۔ انسانوں میں یہ مسئلہ رحم کو قطع کرتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ہنود رحم دل نہیں۔ مگر ہے کہ یہ مسئلہ رحم کو خارج کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی مثالیں ہیں تو ایک جذامیوں اور دوسرے بیگانہ کی ہنودان کو بہت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اسکو پھلے جسم کے گناہوں بلکہ گھور پاپ کا سبب قرار دیتے ہیں جس سے ان کو ایسے دوزخ میں ڈال دیا ہے۔

جواب۔ جب ہنود ہا جو دینے تناسخ کے دنیا کی تمام اقوام سے رحمدل ہیں اور یہی سبب نفرت کرنے والے تو یہ کہنا کہ تناسخ پر ایمان رکھنا رحم کو خارج کرتا ہے سراسر غلط ہے لاکھوں ہنود آریہ حکیم ہزاروں امراض کی دوائی مفت تقسیم کرتے ہیں اور اسی طرح پیشا آریہ پیدا ورنیسیا ایسٹا سکند دوائی دیتے اور امراض کو کھاتے ہیں۔ لیکن جذامیوں اور دیگر متعدی امراض کے بیماروں سے نفرت کرنا اصول حکمت کے مطابق

تھیں۔ اسے لگا کر پوشا دیکھو کہ تم کیا سنتے ہو جس نام سے تم نامیے ہو اس سے
 تھانے سے آیا دیکھا دیتی ہے۔ (۲۲)

باقی راہ دیکھا کرنا کچھ ایسا فعل ہے۔ اور اس کا پھل الشور عنایت کرنا یعنی
 کی سزا کو کوئی حال نہیں سکتا۔ البتہ اس کے احکام کی تعمیل کو تاکہ حرم جلدی ہو جائے
 اور ہمارا دل بھی سزا سے خوف کھائے اور دیا دان چو جائے عبادت ظہری سے
 رحمت کی طریت رجوع لائے۔ برویکار کرنا ضروری ہے۔ اور اسی اس کے ذریعہ ہم
 چاہتے ہیں کہ اس میں اور نہایت مفید اور ہم سے فرمائے۔

परमपरायसत्ताविभूतय
 (سرواں) برویکار ہی ہے۔ عیسائیوں کی طرح خود غرضی یا عیسائی بنانے کے واسطے
 نہیں کیا جا بلکہ شوری حکم کی تعمیل اور سنت کن کہن کی عرض سے اور ہی نہیں
 کہ اگر یہ دست میں بمقابلہ تمام دنیا کے رسم ولی اور دان بن زیادہ ہے اور راجہ بھگت
 جسے برسا رہی یعنی اسی ویش کے چھتر ہی راجا تھے۔ اور راجا بھگت جیسے
 آرم قوم کے مانتا بھی اس ویش کے نور تھے مسطرح وید کے سید ملک یعنی
 کرم کی تحیری کو بر جا کر۔ اسی طرح اسے اپنی حالت طاعت سے آمینہ کی
 کاربہ برویکار کے طریق سے ملایا اور اس کا ہی ناسک بن کی ملک مرض سے
 بچنے کو اسے الشوری یا فانی مقدس برات سے براہ کھنا اور اپنا سنا کی تعلیم دی ہیں
 کیسی طرح بھی باہمی مخالفت نہیں محاف بھی آپ کی سمجھ کو مانا ہے۔

اعراض حرامہ کچھ لگا ہوں گے عرض میں ایک معصوم بچہ کو بخار دینے کی سزا
 دینا اور انصاف سے بلکہ ظلم سے۔

جواب اگر کچھ لگا ہوں گے بچے کے معصوم بچہ کو بخار دینے کی سزا اور انصاف
 ہے تو کیا آدم کے معصومی گناہ کے بدلے تمام دنیا کو معنی بنانا اور نادرست ٹھیکرانا
 اور غیر نبوت کامل کے مجرم بنانا انصاف سے

اگر کچھ لگا ہوں گے بچے کے معصوم بچہ کو بخار دینے کی سزا اور انصاف
 تو کیا بلا سبب اس کو انصاف لولہ لنگر امانا نام و انصاف سے

اگر ایک معصوم بچہ کو بخار دینا ظلم ہے تو کیا اسے چمک و خسرو وغیرہ میں
 مبتلا کرنا اور بیل کے برابر کھب دینا عدل ہے

اگر بخار دینے کی سزا اور انصاف ہے تو شاید یہ حق کو ٹھکانا۔

کی سزا مطابق قانون کے ہوگی۔

مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے کس دانش اور دانا کو مد نظر رکھ کر ایسا اعتراض کیا

ریورنڈ اکر ہو پیر صاحب کے اعتراضات کا جواب

دوسری شہید شکر وار مشن کالج لاہور میں اپنے لیکچر میں کہے۔

(اول بادریضا جیسے تخاصیقین کر کے غائب بنائے)

پچھلا مذکورہ مسئلہ سبب پیچری یا مادہ ریشی یا دھرت کے اچھی طرح حالات
 ہے۔ جو اس میں یقین کرتے ہیں وہ بھی ناسک یا پیچری نہیں ہو سکتے
 وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ جسم ہی جسم ہے۔ انہما کیچہ چیز نہیں۔ اہل سبوت کا
 ہم عیسائی کے آدھار کرتے ہیں (وہ یہ دیکھ کر خوش ہوئے ہیں۔ کیونکہ دنیا
 کے سبب ظہری یعنی پیچری کو دور کر کے بروہہ جانے چاہتے تھے معصوم میں
 وہ سبب زیادہ۔ عیسائی عیسائی مانتے ہیں کہ ضرور تھا ایک جسم دھارن
 کر کے جوئی یا جی حاصل کر لیا۔ ویسا ہی اس مسئلہ کے ہوتے والے بھی تھے

ہیں۔ کہ آقا ایک زندگی کے ہوئے یا پچن کا پچن دوسرے کسی جسم میں
 ضرور کوئی شرر دھارن کر کے اور لگا۔

بیسرا مذکورہ مسئلہ اس سے ریشی سے کہ انصاف کا ساری نیامیں راجہ سے گواہ
 بہت لے انصاف معلوم ہوتی ہے۔ مگر اصل میں ہے۔ انصاف ظلم ہوتی ہے۔

نورط از طرف مولف ناظرین ناسک یا دھرت سے بچا مانا بن کے
 پھل بھوگنے کا نشیہ دلا نا اور ہمیشہ نیک بننے کی تحریک دینا اور ایسوی کو نورط
 کو یا کاسی بھرا از ہر ذمہ نشیہ کرنا جس مسئلہ کے اپنے مسئلہ فائدہ میں ہے
 پادری صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں تو آپ سوچ لیں کہ اس سے عموماً مسئلہ دھارن
 اور کیا ہو سکتا ہے

اب ہم پادری صاحب کے وہ اعتراض لکھتے ہیں جو انہوں نے ہونے لکھیں
 متنازع ہوتے۔

اعتراض اول حالانکہ اہل مذہب بھی مانتے ہیں کہ سبب سنا صرف ایک ہی تھا کہ
 مختلف طور پر اظہار ہے اور یہ جیسے اختلاف نہیں وہ اصل میں یا اور چیزوں میں معلوم
 ہوتے ہیں سبب الہان کے سبب سے ہیں۔ جب تک ان ہوتا ہے تو ایک ہی تھا
 معلوم ہوتا ہے۔ دیگر کوئی جیسے نہیں اور اصل میں وہیں سبب لکھا ہے کہ کوئی ثابت
 کہ مولانا آقا نے کوئی بن کرے والا۔ یہ صرف ہمارے خیالات ہیں۔ اس کو ویدت
 کے ماننے والے متنازع کیونکہ ان کے ہیں۔ پادری صاحب اس اہل ہندو کہتے ہیں۔ گور بھی
 لکھا جاتا ہے۔ کہ متنازع کا مسئلہ ہی لکھا یا جاتا ہے۔ جب تک کہ وہ لاہوری ہندی
 مگر ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر اس شخص کو سنا ہے ہی بھی بتایا جاتے کہ اصل میں کوئی
 یا پکرتا ہے نہ تو وہ متنازع میں یقین کیونکر کر سکتا ہے

جواب یہ آپ کا اعتراض ویدت شاستر پر نہیں بلکہ لوہ ویدتوں میں ہندی
 کے ماننے والوں پر ہے حالانکہ شاستر یا پچھلوں کا یہ مذہب نہیں ہے یہ سبب
 وید و شاستر کے خلاف ہے کوئی شاستر کا ایسا نہیں مانتا۔ البتہ یہی اعتراض ہے
 دین پر عائد ہے کیونکہ یوحنا کی اصل میں لکھا ہے ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے
 محاکام خدا تھا کوئی چیز نہیں جو پھر اس کے موجود ہوئی (باب ۱-۱۰)

اور یہی سبب ہے کہ ایسا گناہ ظلم ہے کہ اس کا بے تمام نہیں یعنی جی آئی اس کے
 واسطے ایک گنہگار انسان جبراً مصلوب کر لیا۔ اور اب جوہ ۱۸۹۰ سالے
 برہ معوضہ انصافان کا نام دینا اسے گناہ کے بدلے خون مانا گیا۔ تو اب گویا
 گناہ دنیا میں نہ ہی نہیں اور بھلائی کیونکہ حساب تو فیصلہ ہو گیا۔ انشوس کو
 باوجود یہی مان ہوتے کے گناہ پر اس قدر دوسری

دوسرا اعتراض۔ اہل ہندو مانتے ہیں کہ اگر چند سووات ایک شخص کی موت کے
 بعد کچھ دیں تو وہ ہندی لوگ

कामदेव सिद्धलैक
 میں خانا ہے اجترہ اعتراف میں
 ہے کہ جو ہندو متنازع بھی مانتے ہیں اور سنا ہے ہی اپنے الذکی وقات پر کرنا کہ یہی
 کرتے ہیں ان کے یہ پوچھنا چاہتے۔ کہ تم تو مانتے ہو کہ ایک نما کا دوسرے لکھا جاتے
 کوئی تعلق نہیں۔ صرف ہمارا چند روزہ تعلق ہے عرضیکہ متنازع کے ہوتے سے کہ یا
 کوہ فضول ہوتا ہے میں

جواب۔ بیشک کیا کہم فیضول ہیں۔ اور اسی طرح فردوں کا شرع اور قرآن میں
 یہ راجحان والے کو اس شعلہ بلند شہر کے ماننے کی اعتراض ہیں۔ اور انہوں نے
 کے اہام کو تو ثابت کر لیا۔ کہ جسے جسے شاستر میں اصل اس کا کوئی ذکر
 نہیں۔ لیکن اجترہ میں بھی شہید کر دیتے۔ جو باواقعہ ہندو راجحان کے لکھا گیا کہ

(جو پہلی سند و پھر برہم سماجی پھر رومن لکھنؤ لکھنؤ علی بنی ہین)

کے اعتراضوں کا جواب :- (۱) اعتراضات اس لیے نہ ہوا کہ اس نے اپنے مخالفین سے اپنے عقائد کو ثابت کرنے کے لیے اعتراضات کیے اور بقاؤم لاہور ہماہ نومبر ۱۹۰۷ء عام میلاد کے سالے آریوں اور ہندوؤں کے لیے۔ جس کے جواب میں قدیم رومن کی طرف سے سرور کا برہنہ صاحب یرد مان آریہ سماج لاہور وائڈ پٹر مارچ ۱۹۰۷ء کو شائع ہوا۔

سماج میں باوجود صاحب موصوفت اور عام میلاد کو شائع ہونے کے باوجود اعتراضات اولیٰ جانوروں کی جون میں انسان کی روح کا جانا جو یاقوں کے بدلے مانا جاتا ہے یہ غلط ہے کیونکہ جانور اپنی اپنی جون میں خوش ہیں۔ پس سڑک کے طور پر اس جون کا ملنا صحیح نہیں۔ (۲) اعتراضات ایسی اولیٰ صاحب نے کیا تھیں۔

نہایت جانوروں کا خوشی سے زندگی گزارنا یا خوش رہنا ریشور کے رسم کا تقاضا نہیں تاکہ زندگی مرگ نہ ہو۔ بلکہ زندگی ہو دنیا کے بادشاہ بھی عقیدوں پر تشدد کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ مذہب قانون کے ماتھے والے اور اسی واسطے ایکٹ تشدد کیا جاری کیا گیا۔ مشہور امریکن جرنل رومار کرکٹ نے غلامی کی آزادی کے واسطے کتنا زور دیا اور کتنے سفر و دروفاں گزارے۔ مگر غلاموں کو اپنی آزادی کا وہ بھی دھیان نہ آیا اور نہ ان کے دل میں کوئی خیال سما یا۔ صبر نہیں کیا۔ یہ جہاں جہاں نہیں گئے۔ اس کی اور خدمات جہاں وہ تشریف لے گئے وہیں انسانی روبرویت قبول و قرآن لکھا۔

ساری کی ساری خامی کی ہدایات سے بھری پڑی ہیں۔ سولے وید مقدس کے جو کرم انوسا۔ جو نسخہ لکھنے کی ہدایت دینا اور جنم سے جنم بلکہ کرم سے دن قائم کرتا ہے۔

ہماروں کو یہاں سے مودہاں سے صاف باہر ہونا ہے کہ غلامان ہمداری میں خوش ہیں اور غلامان خودیت لگاری ہیں۔ عادت طبیعت سماں جو خفاقی ہے اور میں ایش سے ہی غلاموں کی ماں جنم لینا آزادی کا خیال چند ہی نہیں ہونے لیتا۔ دیکھئے کہ قمارہ میں انکا غلاموں کا بسو اگر پکڑا گیا۔

میسے یاس ایک لوندی تھی جو آزاد نہیں ہونا چاہتی تھی۔ بلکہ وہ کہتی تھی کہ میری آرزو ہے کہ میں مصر کے کسی دولت مند یا تہا کی لوندی سوں (کوہ نور) اور میری اپنی بھویسے دنوں کا ذکر کہو کہ گورنر نے یہ لکھا کہ موت کی اور اجاڑا تھی۔

کا اڑشیا و فرمایا۔ مگر گیارہ دھلائی کی عادی تو ہیں یا راض ہیں وہ تو کسی کو ظراب اور بیکار کو صواب جاتے ہیں۔ جو قیدی مدت سے جزیروہ اندامان میں بیکار اور جوش جو ہلی پر آزاد ہو کر آئے۔ وہ عادی قید ہو جانے کے سبب ہندوستان کی سر کر کے کئی حاس بائو مان یعنی چلے گئے۔ آزاد ہو کر تھیں ہیں آجائے ہے۔

کے لڑا ہے مگر عادی جو جانیسے خوش گدراں ہو جانا۔ بلکہ لوگوں کی خوشی کا موجب کہلاتا ہے۔

جانوروں کو ہر اجرت یہ کہ وہ رقی کے ہمارے کاروبار میں لگائے جاتے ہیں وہ روحانی آئندہ ہر دور کو حاصل نہیں کرتے اور نہ کرنے کے نہیں۔ سوا حق سوا پاؤں دینے لگتے۔ یا کل پاکی نہیں خوب راگ گاتا اور اچھلتا کودتا اور جن اپنے کام کرتا ہے مگر تندرست ہو جاتے ہر اسے وہ نیت باقی بچھو لگاتی ہیں۔ جس میں ہے اور بے انت بادشاہ حقیقی سے روحیں اسی قسم کی سزا پاتی ہیں اور راج سے گرائی جاتی ہیں۔

تیناچ کے فریو سے مجرم کا تہہ حصار اس طرح سے ہوتا ہے کہ وہ مجبوراً ملوکارا

ملاقات سدا کی نیت سے درجہ رقی سے ہوا ایک یا دہرتے والے قاب میں ڈال جاتا ہے اور وہاں اس کو قوت جو نہیں ذلی جاتی۔ جس سے پہلے ہر ایک ایک قاب گذر جائے یا کسی قاب گذر جائے کے بعد جب وہ پھر انسانی قاب میں آئے۔ ان گذشتہ قابوں کی یاد نہیں رہتی۔ اور جو وہ سے لڑا شروع ہوا تھا۔ اسی چم گیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ پھر ایسا بدلا کرے۔ خود سے سوچے اس سے ہر حد عادل حقیقی کی طرف سے اور کیا دسائل ہوتے ہیں۔

اعراض دم دیکھ کر کہ جو پہلے جنموں کے کرموں کا پھیل مانا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ پہلے جنموں کے کرموں کی کوئی یادداشت نہیں رہتی۔ جبکہ روح جسم سے ایک علیحدہ ہوتے ہے اور چند سال میں جسم کے اعضا بالکل تبدیل ہو جاتے ہیں۔ گویا ایک جسم مل جاتا ہے۔ اور اس سے پہلے جسم کے بدل جانے کی حالت میں بھی پہلے کے وہ اعمال یاد رہتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ کچھلا جسم اگر کچھلا تو ہم کو یاد نہیں رہتا۔

جواب :- اعتراضات مذہب یا دانت پر ہے کہ کچھلے جسم کی یادداشت کیوں نہیں رہتی۔ اس کا جواب ہم بھی بار دے چکے ہیں۔ اگر جسم کی باتیں پیدا ہوتے ہیں کل جاتی ہیں اور پیدا ہونے کے زمانے میں جہاں کل کی باتیں بچھو جاتی ہیں۔ اور اس طرح عالم جوانی کی سزاوں سزا میں تمام دنیا لگا مار بھول رہی ہے۔ باوجود اس قدر غلیظ فانیان کے آپ پھر سوال کرتے ہیں۔ کہ کچھلا جسم اگر کچھلا تو ہم کو یاد کیوں نہیں رہتا۔

یاد ہی صاحب یا د نہیں رہتا مرض انسان کے باعث۔ یا د نہیں رہتا دماغ کے پرانہ بدل جانے کے سبب۔ نہ صرف بلکہ یا د نہیں رہتا دماغ اور کل جسم نے دماغ کے جسم میں تبدیل ہو جانے کے وجہ سے مگر یا د نہ رہنے سے کوئی دماغ غلط نہیں ہوتا۔

یہ اور سزا میں کی ہو لگتی ہے۔ دیکھئے آدم کو خدا کی مانت بابت کھیل کھانگی ویدی کی پیمان کے درخت کی یاد نہ رہی۔ مگر کھیل کھانگی خود بھی لیتی ہوئے اور تمام زمین کو اپنے غل سے یعنی بنایا۔

باب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اگر خداوند خدا نے فی الحقیقت آدم کو منع کر دیا تھا تو اسے یاد کیوں نہ رہا جس طرح آدم کو خدا کی مانت یاد نہ رہی۔ حالانکہ اسی جسم کی بات تھی۔ اسی طرح دوسرے جسم کی بات بھی یاد نہیں رہتی۔

اعراض ہوم یہ جو کھا جاتا ہے کہ کرموں کے جانا کی شکوہ دیکھ نہیں تھا۔ سب لگ رہا ہے تو انسان کو کسی جسم کا پر دیکھا کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

جواب :- اعتراضات مذہب ہوتا ہے۔ جب آپ پہلے یہ بتا جاتے ہیں کہ غلامان یا د کہ کرموں کے بنام ہوا ہے اور کرم نہ بتا سکتے؟ یا د کی بات اگر صحیح ہے تو کرم کے یا د کوئی پھیل نہیں رہتا تو کسی کی یہ موجودہ دلیل یا بے بنیاد اعتراض یا مٹا کھار نہیں ہو سکتا۔ بے شک کرم کے بوز شکوہ دیکھ نہیں سکتا۔ اور اس میں مصنف شامل بھی اگر جگہ بد کے احکام کا نقل نہیں ہے دیکھو کسی کی اصل میں لکھا ہے۔

ابن آدم اپنے باپ جلال بن اپنے فرشتوں کے ساتھ آوے گا۔ تب سزا دے گا۔ اسکا اعمال کے موافق بدلادے گا۔

ہم دیکھتے ہیں۔ ہر خدا سمجھوں جس نہیں لڑا جاتا۔ کیونکہ آدمی جو کچھ کرے وہ اس کے بدلے کا نام نہیں ہے۔ کیونکہ تو اپنی باتوں کی سے لے لگا اور اپنی باتوں کے ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلادے گا۔ درمیان کا خط یا ب۔

کیونکہ خدا کے حضور کسی کی طرف داری نہیں ہوتی۔ درمیان کا خط (۲)

قرین انصاف ہے۔ اور دوحوں کو پاک بننے اور ترقی کرنے کا بار بار عمدہ موقع ملتا ہے؟
پادری پی سی اوپل صاحب کے اعتراضوں کا جواب ہے پچھتے ہیں؟
 بھائی کو تیار کر رہا ہوں۔ اور میرے کون سے کاموں کا پھل مجھے کھانا تو اپنے پیچھے چھوڑ کر
 خیر دے سکتا ہے؟ وہ کچھ جواب نہیں دے سکتا۔

جواب یہ سوال آپ کا یادداشت کی بابت ہے اور یاد رکھنا قوتِ حافظہ کا کام ہے جو مرثیہ
 نشانی میں بہاؤ ہو جاتی ہے۔ پس یہ اعتراض کسی طرح صحیح نہیں۔ انسان تو انسان ہے
 خود خدا کو بھی آدم کو بتاتے ہوئے اس کے گناہ کا خیال نہ تھا۔ اسی واسطے کچھ یاد اور دلیر
 ہوا اور فراموش کیا۔ کیا کام نہ کر دے گا؟ دیکھو تو ریت پیدائش

پہلے خدا کا تو یہ خیال ہے۔ اب دوسرے کا سنتے اسے یہود اسکر بولی کو شکر دہنا تے وقت
 یہ یاد دہنا کہ شیطان اس کے اندر گستاہا رہا ہے۔ میری مرثیہ (دیکھو انعام میں تمام باتیں بھول جاتی
 ہیں۔ پس یہ اعتراض سراپا باطل ہے۔

اعتراض دوم۔ اگر تیار کر رہا ہوں یا چھتری یا کوئی پاکیزہ جانور بنا تو جزا کی غرض پوری نہیں
 ہوتی۔ کیونکہ تجربے سے معلوم ہے کہ برہمن اور چھتری اور لوگوں کی نسبت نیکی اور پاکیزگی
 میں زیادہ ترقی نہیں کرتے۔ بلکہ کبھی کبھی دیکھا گیتے کہ ہنر لوگ زیادہ خدا ترس اور
 عاجز اور ذوقین ہوتے ہیں۔

جواب۔ تیار کر رہا ہوں یا پاکیزہ جانور نہیں بننا بلکہ وہ پھر نیک لوگوں کے ہاں جگہ لے
 کر اعمالِ حسد بھی لاتا۔ اور مکمل ڈگری پالنے پر نجات پاتا ہے۔ انہوں نے آپ نے
 برہمن اور چھتری لفظ کے معنی نہیں جانے اور اپنی عیسائیت کے مطابق مبالغہ کیا
 ہم دونوں ہی مسیحی جنم سے نہیں ملتے بلکہ کرم سے۔ اور یہی حقیقت ہے کہ برہمن اور چھتری
 بننا ہم نہایت مشکل اور دشوار جانتے ہیں۔ برہمن اور چھتری بننا لاریب پورا نیک مرد
 اور غلطہ درجہ کا پاکیزہ خیال ہونا ہے۔ اور ہم دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس سے کوئی بھی شکر
 پاکیزہ خیالات اور نہ ہی کمالات رکھنے والا آدمی نہیں ہو سکتا۔ مگر تو معتبر ہیں بڑے بڑے
 ریورنڈ اور پادری صاحبان بھی اس مراتب کو نہیں پہنچ سکتے اور اگر انصاف کیا جائے
 تو ان میں سے بعضوں کے اعمال نہایت ہی پیچ میں جیسا کہ اخبار رول کر رہے ہیں
 کرواں کے زمین کیفیت ملک جماعت کے ایک بڑے نامی گرامی پادری نے ایک بہت
 بڑے فرب کا ارتکاب کیا اور ایک کم سنی لڑکی کو لیکر دھواگ کیا۔ دریافت کرنے سے
 معلوم ہوا کہ بدتمیزی سے یہ چیز صحیح بھی ہے۔ بیان کیا گیا کہ اس پادری نے لیشیا اور ملی
 سے ایک چمک ورنج یونٹ کی جو ایک بنائے نام تھی لکھوائی اور اس کا روپ بیک مذکور
 سے جاکر وصول کیا۔ مگر بالآخر اس کے کہ وہ وہ یہ چمکے کا حوں میں جس کے واسطے ایک
 لکھائی گئی تھی صرف کیا جاتا۔ اس کو لیکر پادری محروم ہو گیا اور جو عورت پادری کیساتھ بھلا
 نکلی ہے۔ اس کا سن صرف اٹھارہ برس کا ہے۔ اور پادری کی عمر ۴۵ سال کی پادری کی
 گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری ہوا ہے۔ اس کا اسم بھڑوے ریورنڈ جان بلیکس ہے اور
 ایجنٹ صاحب جلد ۴۵ برس کا ہے۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۸ء

جس آدمی میں کوئی اچھے گن ہیں اسے ضرور اس کے مطابق جزا ملے گی۔ اور سبیل
 بڑے کو دس سال کوئی بری نہیں۔ پس یہ آپ کا اعتراض بے بنیاد ہے۔

اعتراض سوم۔ توحیح سے کبھی رٹائی نہیں اور اس تسلسل کا آخر نہیں کہو کہ توحیح
 ہم کو قائل کرتا ہے۔ کہ کوئی انسان گناہ سے خالی نہیں۔ یا بڑوں کہیں کہ جب انسان پاپا
 ہوا۔ تو ضرور گناہ کرے گا۔ پس لازمی دلیل ہے کہ یہ توحیح کا تسلسل تا ابد جاری رہے
 گا۔ ورنہ قانون ٹوٹتا ہے۔

تردید۔ جس طرح روح کبھی جڑھ نہیں۔ جس طرح روح کبھی خدائے قبضہ قدرت سے باہر
 نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ایٹمی قانون سے خارج ہو سکتی ہے۔ اس سے وہ کبھی نیست
 و نابود بھی نہیں ہوتی۔ توحیح سے رٹائی ہوتی ہے۔ اور اس کا نام کئی ہے۔ کراچی
 ٹیم سے وہ قدم بازنہیں دھری سکتی۔ کیونکہ جس طرح کا رٹا خدائی کا اخیر نہیں۔ جس طرح
 قدرت ایڑی کا خاکہ نہیں اس طرح ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ کہ خدا کی صفات میں نقص
 لازم آئے اور وہ خزانہ سلطنت بیٹے کے سرور کے خود بخود خوار ہو جائے۔

یہ گناہ بالکل غلط ہے کہ انسان گناہ سے خالی نہیں۔ مگر یہ صحیح ہے کہ توحیح سے۔ جو
 گناہ سے خالی ہیں اس کو آپ کس طرح غور کریں کہ دنیا کی ڈیڑھ ارب آدمی ہیں کہ وہ ان کی
 گناہ صلیب کیسے کر سکتے ہیں اور لاکھوں صحت معیروں کے اور ہزاروں آدمی
 ایسے ہیں جو شاہ دوزخ کبھی گناہ ضعیف کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ ورنہ نہیں اور ملنے

آگے چکر صمد اہل حق اور عابد اور یوگی پرش ایسے ہیں جو خدات عبادت الہی
 اور تقویٰ و اتقا میں ہیں گئے رہتے ہیں۔ وہ ہرگز گناہ نہیں کرتے اور نہ گناہ
 ان کے آئینہ دل پر کچھ اثر ڈال سکتے ہیں اور ایسے ہی لوگ اس دنیا میں جوں کے
 مرکزات ہوتے ہیں۔ البتہ ابدی جنم کا مسئلہ بائبل کے گناہ کی تعلیم کی برکت سے
 خوب بھینٹے کیونکہ انسان جو جاکر ابن آدم یعنی مسیح بھی گناہ سے خالی نہیں کیا

لازمی دلیل ہے کہ یہ توحیح کا تسلسلہ تا ابد جاری رہے ورنہ قانون ٹوٹتا ہے۔ بھائی صاحب
 یہ سچ ہے تو توحیح کے مسئلہ پر کوئی شک نہ رہا۔ کیونکہ وہ قانون الہی کے مطابق
 ہے اور جب وہ قانون ایڑی کے مطابق ہے تو اس سے انکار الہی عدول ممکن ہے۔

جس سے معافی تو نہیں مگر وہ گنی نر کا شک فرد پر تلبہ۔ غالباً اسی توحیح سے ڈر کر
 عیسائیوں نے ہمیشہ کے واسطے اس کے بدلے ابدی جنم پسند کیا ہے۔ پادری صاحب
 ابدی جنم کوئی نہیں۔ جب تک نیکی نہ کرو۔ نیک نہیں بن سکتے۔ یہی قانون الہی ہے
 خواہ اس جہم میں یا دوسرے جہم میں اگر مانو گے تو بھی جزا اور سزا ملے گی۔ اور اگر نہ

مانو گے تو بھی سزا جزا سے رٹائی نہیں۔ لیکن دل میں غور کرو کہ ان کے حکام نے
 سے الہی قانون ٹوٹتا ہے۔ پس وہی طریقہ صحیح ہے۔ جس سے نہ قانون ٹوٹے اور
 نہ دھوکا ہو۔ جس کا نام ویدک اصلاح میں آواگون ہے۔

اعتراض چہارم۔ جب اس تسلسل کا شروع اور اخیر نہیں اور شرعی انادی ہے
 تو پر مشیر یعنی خدا کو ہے۔ خالق اور خلقت اور مخلوق کیا چیزیں ہیں مخلوق کا تو
 شروع ہوتا ہے۔ اور اس شرعی کا شروع نہیں۔ پس یہ مخلوق نہیں پھر خالق کی
 اور اس کی ضرورت کہاں؟ جب مخلوق نہیں ویدوں سے تو خالق کی نشانی پائی
 گئی۔ پس کوئی خدا نہیں۔

جواب یہ غلط ہے کہ سرشتی کا اول و آخر نہیں اول و آخر ضرور ہے۔ اور اسی سے
 ہم علم ہیئت کے رو سے سرشتی سموت بتلائے ہیں کہ ایک ارب ۶۶ کروڑ برس
 سے یہ موجودہ سرشتی ہے۔ کل ۴ ارب برس گذرنے پر اس کا اخیر ہوگا۔ پس
 پر مشور اس کا کرتا اور بنانے والا ہے دنیا مخلوق ہے اور خدا کی صفت۔ اس

کے واسطے اس صلاح حقیقی و مالک حقیقی ایک سید خدا پر ہم کی ضرورت ہے
 اور یہی مقدس ویدوں کا ارشاد ہے۔ کہ وہ تمام جگت کا پیدا کرنے والا اولیٰ
 بھوون کا مالک مالک اور نیتا ہے۔ اور وہی اپاس کے لوگ ہے (دیکھو
 رگ وید منڈل ۱۰) پس یہ اعتراض آپ کا سراپا بے بنیاد ہے۔

پادری پی سی بنرجی میجر سو فیما ہوا دی انگریزی رسالہ حیدر آباد سندھ

جواب کرم اور بار بار جنم حق ہے۔ مگر الزام سر با باطل ہے کہ وہ اُس سے آزاد ہونے کی امید چھوڑ کر شیطان کے ماتھے پر لگ گئے۔ شیطان کے ماتھے پر لگ گئے خداوند مسیح جنہیں یہود نے منہ کے عوض پکڑ دیا یا جنہوں نے چالیس روز تک اُس کی شگردی کی یا اُس کے انے والے لوگ ہندو دیاسے تو شیطان کے وجود سے کبھی نگاری ہیں۔ وہ شیطان یا اُس کے کسی بھائی بند کو نہیں پہچانتے اور نہ اُسے کوئی عرض کرتے ہیں انہوں نے تو اس کا نام بھی بولی بائبل اور قرآن تریف کے سوا کس نہیں پڑھا شیطان کے حامی و مددگار جو کچھ بھی دونوں قومیں ہیں جو عزت ایوب و یحییٰ کو گناہیں کر دوں چھپو کر مہفت بائبل ہیں گویا شیطان کا دلچ با تسلط جاتے ہیں ایسا چاہتا ہے کہ مسلمان اور عیسائیوں کے آئے سے پہلے کسی ہندو نے شیطان کا نام بھی نہ سنا تھا اور کسی شکر ت لاف میں۔ عزرا یل چلیں شیطان علیہ السلام حارث و دیگر ناموں کوئی نام ہے پس یہ ساری خرابی ان دونوں حضرات کی تکلیف کا نتیجہ ہے انہیں کی جدا جدا بیا آدم کو شیطان نے بھگا کر ہشت نکلا دیا۔ یہ سارے آدم کی اولاد اسی خاندانی کے سبب پشت و پشت مرض عصیانیں مبتلا ہوئے ہیں اور اسی مورثہ گناہ یعنی تقدیر کو قائل ہیں کہ گناہ کبیر کے مرکب تک بھی جتنے ایک بوجھ نہیں مانتے بلکہ شیطان کو ماتھے کی گولی سمجھو اور توبہ کو سودا دار کی بول جان مٹنے سے خوش کر جاتے ہیں اور یقین کر لیتے ہیں کہ گناہ کی خواہش بہتم ہو گئی اور عیسائی تو گناہ کی گردا پے دین پر پڑنے ہی نہیں دیتے ہر دکتے ہیں کہ خدا کے برہ نے ہمارے ترقی ہر شریعت کی لغت سے چھڑایا۔ اور اب خدا نے تمام اختیار اپنے لئے سپرد کر دیا ہے اور اب گوشہ نشین بے گناہ کی سیاسی کلے لوگوں پر اثر کرتی ہے ہم دلائی بڑا ہے خدا کو دینے بلکہ کہتے ہیں ادیبی حال مسلمانوں کا ہے وہ تو گناہ کے سزا جیو کہ درنگو سطح تسلیم دیا کہتے ہیں سہ شکوہ دنیا سے نہ شکایت ہے کہ جو کچھ خدا نے کیا الفیت ہے یاد رہی اپنی زبان میں لکھ لے کہ جس نے آدمی کے جنم سے خانج ہو کر اوروں کو جیزوں میں جنم لیا تو وہ آٹھ لاکھ جنم مانے کے بعد آدمی کا جنم پاسکتا ہے۔ انیسویں صد ہزار انیسویں ایسی باتوں سے آدمی کی پاک ہو سکتا ہے بلکہ کو بھی گندہ اور پاک ہو جاتا ہے۔

جواب یہ بات اگرچہ پورا نون کی ہے اور پورا نون ہی کتب نہیں اور نہ نیک نیتی یا ست دہرم کی اشاعت کی غرض سے تصنیف ہوئیں مگر مسئلہ متنازع ہیں ان کا وہی مت ہے جو وید و شاستر کا ہے۔ جہاں ان اس محفل مسئلہ ہمارا پورا نون سے کوئی اختلاف نہیں بلکہ اتفاق ہے آپ ایسے الزام لگانے سے پہلے کیا اچھا ہوتا اگر بائبل کو پڑھ لیتے تیرا میدھتی کہ ایسا ہرگز نہ کہتے۔ سنئے بائبل میں لکھا ہے کہ چند آدمیوں میں ہی وہیں گھس گئی تھیں جس سے وہ پاگل ہو رہے تھے۔ تب مسیح نے ان بدروحوں کو وہاں سے نکالنا چاہا۔ بدروحوں نے کہا کہ اگر تو ہم کو یہاں سے نکالتا ہے۔ تو سوڑوں کے غل میں جانے دے۔ چنانچہ بوجہ کہ مسیح کے وہ بد رواج دلاں سے نکل کر سوڑوں میں گئے اور دو ہزار کے قریب سوائے ان کے اس کے سبب دریا میں ڈوب کر مر گئے۔ اب ہم بقیوں آپ کے کہہ سکتے ہیں کہ انیسویں صد ہزار انیسویں ایسی باتوں سے جو سر با باطل کے مخالف ہیں مسیح نے ان بدروحوں کو کیا خاک پاک کیا۔ بلکہ اور بھی گندہ اور پاک کر دیا۔ بائبل کے حامی جنم اور بدی و ذلہ تو آٹھ لاکھ بہتم یا کبھی انسان ہوتا سر

آریہ لوگ تناسخ ماننے کے سبب ہی زیادہ رحمدل دیا واپس جاتے ہیں۔ ایک ہمارا
کا قول ہے: "یادہرم کامول ہے ترک مول ابھمان" تپسی دیا چوہرہ کوجب گنگہ ٹٹ میں اپان
آریہ لوگ جتنا ہمسائیوں۔ غریبوں بیکسیوں کو دکھ درد میں سرکھیا کرتے ہیں اور مذہب
والے کیا مقابلہ کرکے؟ آریوں نے اسی کام کو اسے سدا بہت نگھائے ہیں جہاں ملا تیرہ کرب
سب آدمیوں کو روٹی پٹ پیسہ۔ کیبل پیتزہ آنا۔ وال وغیرہ دہرم لکھ پٹا ہے حد با جگہ لکھا
بعد لکھا یہ طریقہ خیرات کا جاری ہے۔ ہزاروں دکان دہرم سالہ لے ایسے ہی دیکھ کر
کے واسطے بنوائی ہیں پنجاب کی ایک مثال ہے ہمسائے اپنے جانے یعنی ہمسائیوں کے
بھائی کو بزرگ برابریت ہوتی ہے ہزاروں ایک جاننے والے حکیم جاحدوں کا مفت علاج
کرکے ہیں ہندو بھائیوں کے ہاں عموماً مفت دوائی لکھتے ہوتی ہے اور امشد مال جاری ہیں ان
شکوک کہ جو کچھ ملتا ہے اُسے ہر ایک اپنے اعمال کا پھل جانتا ہے کوئی ادب یہودہ
باعث نہیں

ٹھیکرانا اور ایک ویدک دھرم کا یہ روگنا سے نفرت اور آئندہ گناہ سے بچنے کی نیت
 سے اور رجم وغیرہ عہدہ حیفا کے جاہل کرنے کے خیال سے دان دیتا اور لوگوں
 پر رجم کرتا ہے عیسائیوں کی طرح عیسائی بنانے کے واسطے نہیں اور نہ کسی پولیٹیکل
 مصالحت سے ورنہ عیسائی فلسطین میں اپنی ہمسایہ بادشاہتوں سے جو مسلک کرتی ہیں
 کس پر مخفی ہے۔ اور ایسا کون عیسائی ہے۔ جو اپنے ہمسایہ ریٹروڈوں سے دھم پادیا یا دان
 کرتا ہے یا کسی طرح کی مدد کرتا ہے اگر کوئی ہے تو آپ نشان دیں ورنہ اپنا قوسج ہے کہ یہ
 حکم بائبل میں موجود ہے مگر علحدہ آدم اس کا دارج تک کسی عیسائی نے کیا اور نہ آگے آگے
 باقی رہا دیوتاؤں پر ہندوؤں کا لعنت کرتا ہے ابھی عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے ہندو غریب
 سے پری پس مسیح کے شاگرد شیدا آسمانی لکڑیے رنگ بلکہ خزانچہ ہوتا اسکریوٹی کا قصہ
 آگیا اور ہوگا جس نے مسیح پر لعنت بھیجی اور اسے ملعون ٹھہرایا۔ بحال بھی اپنے دیوتا پر خدا
 مسیح کو لعنتی بتلاتی ہے اور تمام دنیا آدم کے سبب لعنتی ہوئی اور آدم نافرمانی کے سبب لعنتی
 ہو لعنت کی تعلیم بائبل میں بھری ہے ہندو شاستر اس سے بری ہے +

یادری کرے بات ایسے دلہیں ہرگز نہیں سماتی کہ تو یہ کر میٹھیں اور خدا سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہیں۔ کہ وہ ان کی سے ادباً نہ پرہیز کرے ان کی تہہ کیجے اسکو تو سے بے فائدہ سمجھتے ہیں، چراپ۔ بیشک تو یہ کر نیکی پسند لوگ بہت پر واہ نہیں کہتے کیونکہ وہ چاہیں کہ اس کے کچھ فائدہ نہیں گناہ کی سزا ضرور ملے گی۔ کسی طرح ایک شوہر نہیں ملے گا پس مکی پر رعیت اور بدی سے نفرت کرنی چاہیے۔ عیسائیوں کی تو یہ سے خدا کی پناہ و نرس تو یہ ہزار تو یہ۔ کہڑوں عیسائی شرابی اور ناکار ہیں۔ مگر گریہوں میں برابر تو یہ کہتے ہیں گویا گناہ سے تو یہ نہیں بلکہ زبان حال سے خدا سے تو یہ کہتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہاں علیل تو صد ہزار تو یہ۔ و زرم تو یہ بار تو یہ بیشک روز گناہ کی عین و تہہ کہتم ناز و زور کہ اس تو یہ کی تعلیم نے کو کوں کو گناہ پر بہت دلیر بنا دیا۔ یاد رہے کہ تو یہ سے گناہ ہرگز معاف نہیں ہوتا ہے۔ ہر بار دھوکا ہے۔

پادری کو یہ کہہ کر اصرار باجہم لینے کے مقصد ہو کر خیال کرتے ہیں کہ جو کچھ آگے کیا اب اس کا بھگتنا ضرور ہے اور ج کچھ اس کے ہیں سو اس کے موافق دے کر جنم میں بھگتنا ہو گا

آؤ یہی نہ چاہتا کہ اس نے اپنے شیوا اعتقاد سے ایک تکرار واد کو روک لیا ہے۔ دوم خدا کے فرمانم
کا ازمحکمہ جاری ہوتا ہے۔ سوم گناہ سے نفرت پیدا نہیں ہوتی اور نہ غور ونگاہ کا کوئی علاج ملتا
ہے۔ پھر اس کے بعد اگر گناہ کریں اور ناقصیت کا خوف دل سے بھلا دیں۔ پس ایسی شکل
اور جیسے ٹھکانا بات پر کون فائدہ اعتبار کر سکتا ہے ؟

یاد رہی۔ وہ دویا کے درودہ ہے۔ جب دیکھتے ہیں کہ ظالم آدمی کوڑھٹھی ہے۔ دوسرا
لنگر اسے تب چند لوگ کہتے ہیں کہ یوں ہم اداؤں کی سداوت کے بنا اسکا
کوئی کام نہیں اور یہ تبت دویا کی بھی درودہ ہے۔ تم نے آتما کو جڑیدار عقولوں سے لایا
حوا۔ غائب۔ درصاحب ہم نے آتما کو جڑیدار عقولوں سے نہیں لایا۔ ریس سے اعتقاد
لا دیا آپ نے لگے پایے اور غالباً بائبل کی سیکل ویدی کے ذریعہ دخت سے بھیل کھایا
آپ کوئی انادی آتما نہیں مانتے اور نہ یقین ہم جنس اور ہم پند خداؤں کے سوا کسی
اور چیز کو موجود جانتے ہیں۔ میں بھول گیا۔ ایک جو تھا شیطان ہی ساتھ رقیب
یا حریف گردانتے ہو اور اسے ایک خدا کا عزت اور دوسروں کا آستانہ دیکھتے ہو تو کیا
تمام اپنی ویدی کا منہ دھرجا نہیں جارہے تو ان کو یقین کہتے اور قسم کی شفا عات کا جوا
انہیں جارہا حیا کی گردن مڑہتے ہو۔ آپ لوگ لطف سے روح کی پائنت مانتے ہیں
یہی روح کو خاک و خیرہ عنافر سے پیدا شدہ جانتے ہیں۔ جیسے اینٹ۔ پتھر۔ لکڑی
وغیرہ یا جیسے پتھر سے سیلا جیتا بائبل نے فرخ بدار عقول میں لایا۔ بلکہ اس
لوٹا کی جور۔ نمک کو کھینا بنا دیا۔ یہ بائبل کی علمی غلطی ہے آپ لوگ تبت دویا کو
کیسا جانتے۔ جب کہ آپ کو پچرو جیتن کی تیر نہیں۔ آپ لوگ تعصب اللہ مرنے کے
سبب انسان کے سوا کسی میں روح نہیں مانتے۔ سب کو بے روح یقین کرتے ہیں
اور یہی باعث ہے کہ سب کو قتل کر ظالم پیٹ کے مطیع میں جمہور بن گئے ہو۔ اور آپ
میں سے جو یادہ جلیں ہیں۔ وہ یوں ہیں سیاسیوں کے سوا غریب بیوقوفوں میں
روح کے قابل نہیں یہی سبب ہے کہ آئے دن خدا پرستوں کیسے۔ دین
صاحب لوگوں کے لئے سے مایہ جاتے ہیں اور کسی کو مرزا نہیں مانتی مطلب ہم جاتے
ہیں جیسا کہ میں خود کہتا ہے کہ آدمیوں کے مرنے سے روح کی موت ڈال یہاں
آدمیوں سے مراد صرف بدن ہیں باقی تمام دنیا کے انسان نفس و جسمی تصور کرتے
ہیں۔ پس بائبل کی تعلیم تبت دویا اور تبت دویا دونوں کے مخالف ہے اور خدا
ہونا ہیکل کو پورے جسم کا باعث ہے نہ کہ ان خداوندانہ اتفاق و باعث اور اسکی برستہ
کی ذات عادل ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ خود کسی کرنے یا پھانسی مچانے سے جس کا مذمت

یاد دینی یہ سداست ہے کہ پانچین شاخسروں کے قودہ ہے وہ دیوں کے سنگار
میت کے دیرت ایسے یہ کہوں دستور اور نام سنگوں کا ست ہے اور آریہ لوگوں کا سنگ
کو اس کے سمیت نہ کرکھا جانی بات ہے۔
خواب دیدی سنگاوں کے یہ سداست صحاف نہیں بقودہ مقدس کے ارشاد کے
نظامین اور شیراجین شاخسروں جس خلاف لکھا ہے کہ بارادیر کا جم کر کم اور سار شربانے
نقص کی کھوئی کتاں میں دانا ب دیدو شاخسروں سے متعلق کا بروت (ایک یاد دینی ختمہ ص
و یاد دینی کو بروت متا صبتے جو کتاب حشر نہ کرکھا لکھی ہے اس میں ہی وہ
کرم یا برت لোক ت سنا نا ب تو

یہی کہم کر سچو بنو کہ گویا اس کا بھرا، آفاقون) نہیں ہوتا (اور یہی مطلب ہے صبح و شام
نستہ) اس سے صاف ظاہر ہے کہ کجیات کے ساتھ اپنی حالت میں آفاقون ضرور ہے جس کا
کہنا باطل و بدنامیوں اور رسیوں کا ست نہیں بلکہ مریم استغون کا ست، نامتکون کا

جیسے تین خدا اور تمام شیطان ماننا، تاکوں کد مت ہے آدمی کی قربانی گزنا یا سیکوں
مت ہے آدمی کو خدا ماننا اور خدا کو جبری یا نوں سے کلکت کرنا جیسا کہ عیسائی کہتے
ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو شاہ ستر میں وسیلو کہا ہے و مفصل دیکھو کہ سچ کی مت
درجن کا باب عیسائی دین دینا میں کس خطہ کی فصل

پادری کرم کو جسکے پھل کی ایک عشا اس ست میں ہے۔ سو بالکل زخم اور
برقنا ہے کما چیت دی (شرابی) مرے تو ستر کا جنم لیگا۔ یہ کیسا دانڈ ہے کہ کش
کو لجا اور چننا سے کچرہ ہمیں نہ ملے کہ اس کا منور تہ فیروز ہو گا۔ اس پرکا۔
یوراسی لاکھوں کا جنم بس نہ ہو گا۔ کیونکہ سب گتی نیچی ہوئی ہوگی۔ اور کچھ اگت
پائے کی آستان ہوگی۔

جوابِ السومنی آپنے بائبل کو بھی نہیں پڑھا دیاں صافات طور پر بڑے آدمیوں کو
کہتے اور مردوں سے نسبت دی ہے اور مترسیوں کے واسطے کا ہمیشہ کا جہنم لکھا ہے عزرا
کی حالت آپ جانتے ہیں ایک نقل ہے مگر بالکل صحیح کہ ایک شرابی شراب میں چورہ کے
وقت ایک گندی نالی میں پڑا ہوا پیش اندرونی سے پانی مانگ رہا تھا اتنے میں ایک
کیتے نے مانگ اٹھا کر اُسکے منہ میں موت دیا۔ شرابی بولا واہ یا واہ۔ گرم پانی ملا
ٹھنڈا چاہئے تھا۔ اُسے اپنے خمار میں ایسا سمجھا کہ اُس کا کوئی وجہ تھا اُس
کے واسطے پانی لایا ہے۔ جسے پشیماب اور آب اور شراب کی تیر نہیں کی ایسے
آجی اگر رہنے کے بعد کتا یا سو۔ کا جمل لیں تو ان پر کوئی ظلم نہیں بلکہ عین عدل
ہے۔ جنہوں نے انسانی یا مہین کے کردار کی یاد نہیں کی اُسکے حکموں پر عمل نہ کیا۔ ایک
اعمال نہ کئے۔ وراثت پر چلتی۔ دینا شراب نوشی۔ گوشت خوری۔ اعلان۔ چوری
قتل وغیرہ دایم میں مبتلا رہا۔ وہ ضرور بالقرن وراثتی جوڑوں میں جا بیگا۔ بائبل نے
بھی ان کے واسطے آدمی جہنم توڑ کیا ہے۔ خدا خدا کیواسطے انصاف کیجئے کہ آدمی
جہنم سے توجہ راستی لائے جو میں زیادہ سخت نہیں وہاں سے بھی جھٹکا رہا نہیں اور
یہاں سزا جھٹکنے کے بعد جسطرح جرم حمل و زما ہوتا ہے۔ اسی طرح بدیوں کی سزا
جھٹکنے کے بعد بری جوڑوں سے خلا صی ملتی ہے اور روح انسانی نالک میں عزرا کے

ادھر اگر شرانہ بہت ہیں تو وہ مصلحیہ ہے۔

[illegible][illegible]

عیسائیوں کو اعتزاز و احترام کی جواب

کرم یعنی من و وہ ہے جو کیا جاوے جسکے دو بھید ہیں شاریک و ریشک (ظاہری باطنی)
کرم کے بھجنے کے واسطے کربا یعنی فاعل کے لئے کسی (انسان کی ضرورت نہیں ہے
ہر طرح ہوتا رہا ہے اور کسی دوسرے کے واسطے مائیک کرموں کے سواے شاریک
کے سمجھانے کی ضرورت ہے۔ یعنی کرم کر کے میں سوا رہتا ہے۔ اس میں ہمارا اور
آپ کا اتفاق ہے۔ مگر پھل بھوکے میں آتا وہ نہیں۔ بلکہ انشور و معین ہے ورنہ کوئی
دکھ میں مبتلا نہ ہوتا جس طرح کرم نیک و بد ہوتے ہیں۔ اسی طرح روگ۔ و کھ
شدرستی۔ کھ بھوکے پڑتے ہیں۔ کیا جذب اور کیا وحشی اسے صعب مانتے ہیں۔
اور خشکی و بیدی کا پھل راحت درج جانتے ہیں۔ شاریک کرموں کا پھل شریک
(ریشک) کا کثرہ آئینک طریقہ سے ملتا ہے۔ ظاہری حکیموں کو جسمانی راحت و محض
حق پرستوں کو روحانی مسرت ملے گی۔ اگر کوئی علم حکمت و حق پرستی دونوں سے وابستہ ہے
تو ایسے دونوں عطا ہوتے ہیں۔ اور معرفت الہی یعنی برائے گیان کا درجہ ان
سے اعلیٰ و برتر ہے جس کا پھل محلات یعنی موش ہے۔ ایسا ہی طرح روحانی حالت
موجود (الہ) حسب اعجاز حق ہے۔ تاہم بھوکے کے لئے نہیں رہ سکتا۔

پس کرم تشکیش ہے دارو اُس کا نتیجہ بھی جیسا کہ دوسرا نام آداگون پر یاد آوے گا
کی اپنی منزل جس طرح قدرت کو دیکھنا قادر کا راجل کو دیکھنا اولاد کا اہل لائق حکماء
یہ اعتراض کتاب آداگون و حجاب مکتوبہ علامہ محمد ابراہیم سوسائٹی سے نقل کئے گئے ہیں جو
آداگون مشن ریسرچ میں ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی وہ دیکھو صفحہ نمبر ۷۷ تک

اعتراف شہسوار ہادی نے کیا ہے شاعر بزم نہیں ہے اس کا رن دے بھی چنگ
نہیں ہے کنتوید مارک مارتیں۔ ان شامیروں کو تو ہم نے سب کا نا اور نوان نصیر ا
سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کی شکلیاں دیدیا۔ بہت سی یہاں اور بیٹی شامیروں کے درود ہے جبکہ
سنہ۔ یہ وہ بہت پرکھنا اور مست ممت عزیزوں کو سمجھوں تو دیکھ کے اس واسطے
کہ شامیروں کا رن نہیں۔ ہاں مست شامیروں کا پان بوی سکتا ہے۔
چو اب وید اوک بہت شامیروں پر بار نہ کار نہ و کلائے والے کیا رگ سے بچا ہے
وے بچائی کے ہادی ہیں۔ وہ بزم گیان کے دسائل اور الشیور پراپتی کے کھانے ہیں
ملکہ الشیور گیان ہیں جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے

ہوئے بیدار چاروں ایک کر دار
شہری گنئی دوا پر سے بستر تاج
انہی بن اسام لوگ دیدہ بھر دیدہ
کئے عالم میں چاروں دیدہ ظاہر

تھا چنانچہ وہ قصاب کی دکان پر جانا اور جس قسم کا ٹکڑا اسے خریدنا ہوتا اس کے سامنے جا کھڑا ہوتا اور بیٹھنے پڑنے کو شہت اسے لینا ہوتا اتنی دفعہ بھوکتا۔

رازمیہ اخبار مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۳ء

گرٹرین اور گرین پولینڈ کے ایک کارگر کے پاس جو روم میں رہتا تھا ایک نہایت وفادار گرٹرین تھا جو کہ ایک مرتبہ وہ سفر کرنے کے لئے مجبور ہوا۔ اس لئے وہ اپنے کتے کو اپنے ایک دوست کے پاس جس سے وہ محبت رکھتا تھا چھوڑ گیا۔ رات دن میں جب کبھی گرٹرین آتی تھی کتا سٹیشن پر جا با کرتا تھا۔ اور گرٹرین کی آمد کو منت نہایت ہوشیار رہتا تھا۔ گورہ روزوں کا جاتا تھا لیکن کتے کی دلایا نہیں ہوا کہ وہ دیر سے پہنچا ہو۔ اور گرٹرین جلی گئی ہو۔ مالک کی تلاش کی۔ یہی ادھیر میں ہے اس قدر افسردہ خاطر ہو گیا کہ اس نے کھانا چھوڑ دیا۔ اور اگر مالک کے پاس یکبارگی چلے آئے کا تاثر نہ بھی دیا جاتا تو وہ فاقہ کشی کر کے مر جاتا۔

ہم وفادار گائے کے حالات اخبار سوہوہ سندھ پوکھنڈا راوی کے ضلع ریشکاپ کے نزدیک گاؤں میں ایک سادھو کے ہاں ایک عجیب وفادار گائے ہے جس کی گردن میں ہر روز سادھو مہاراج اپنی بھیکہ مانگنے کی چھولی باندھ دیتے ہیں اور وہ سچاری بہنوں کے گھر جا کر بھیک مانگ لاتی ہے اور دیگر قوم کے یہاں نہیں جاتی جبکہ گائے کی چھولی پر ہو جاتی ہے تب وہ اپنے مکان کو واپس آ کر اپنے مالک کو دیتی ہے۔ وہ کیا ہی یہ مالک کی وفادار ہے۔ (روز پرنس جلد انمبر ۲)

فردوسی نے شاہنامہ میں بزرگ فریدوں ایک گاؤں پر مایہ کا حال لکھا ہے۔

وانا نے خفاک سے کہا۔

بیکے گاؤں پر مایہ خواہ بدن
تہہ گرد و آں ہم بدست توہر
فریدوں کی پرورش کی حالت :-
ہماں گاؤں کتنس نام پیرایہ بود
کہ بس در ہماں گاؤں جوانان ندید
چہ سالش بد و زان گاؤں شیر
نشد تیر خفاک زان جستجو
فریدوں کی والدہ کے سدا قصہ اس طرح بیان کیا :-

سر بابت از مغز پر داختند
سر انجام رفتہ سوے پیشہ
بیکے گاؤں دیدم جو خرم بہار
نکہاں او پایے کردہ بخش
بروداد دست روزگار دراز
زیستان آن گاؤں طاس رنگ
سر انجام زان گاؤں و آں مرغزار
زینتہ بہر دم ترا تا گمان
بیاد بکشت آن گرامیہ را
خود فریدوں بادشاہ نے شاہ جیشد کی لڑکیوں سے کہا۔

چنان گاؤں پر مایہ کم دایہ بود
زخون چنان شیریاں چار یا نئے
کر بسنہ ام لاجرم جنگ جوے

سرسن یا یکین گزنہ گاؤں حمر
دیکھو شاہنامہ مطبع ذول کشور کلاں صفحہ ۱۳ جلد اول :-

یرندوں کی شادی مسٹر ایونٹس لکھتے ہیں کہ جانوروں کی نفس کشی و فانی کا خیال الفت خدمت اور محبت کی شہادتیں موجود ہیں اور خود کشی کی قابل اعتبار نشانی پائی جاتی ہیں بہت سے جانور جانچ پڑھائے یا دہ ایک ہی نادی کی یا بند کی کرتے ہیں۔ جو یا تھوں میں آدمی کی طرح برکی پیٹت بارہ میں حسن سلوک کا درجہ بہت بڑا ہوا ہے ان میں کسرا لاڈوا جی کو جرم تصور کرتے ہیں۔

حکلی اور ہراٹھی کو سے سارس یا تعلق اور فلیسنگور ایک قسم کی سرخ چڑیاں عدالتیں قائم کر کے اپنے جرموں کو سزا دیتے ہیں۔

جزا اثر شیطانی کے کو سے اوقات مقررہ اور عموماً ایک ہی جگہ پر باقاعدہ فوج دہی کی عدالتیں قائم کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایک ہی مقدمہ کی تحقیقات میں ایک ہفتہ سے زیادہ صرف ہو جاتا ہے۔ جب عدالت برخواست ہوتی ہے تو ملزم کو مٹی کی جگہ پر مار ڈالتے ہیں۔

(جلد نمبر ۲۵۱۶-۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء)

برو ویسراہی بی ایوٹز نے حال میں ایک لیکچر اسی مضمون پر دیا ہے اس میں انہوں نے ایک طوطے کی نسبت بیان کیا ہے۔ جو سانپوں کے گرجا کے یا درے کے پاس تھا اور بعض وقت عام بول حال میں شریک ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے ایک پادری کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ حضور بے ادبی معاف میں نے سمجھا تھا کہ کوئی جانور یا بے عام گیت گایا کرتا تھا بلکہ ہمارا کہ فلا ٹوٹی مالک ہوتا ہے کے سر میں گایا کرتا تھا۔ حال میں مسٹر کالہن پیرس کے علم موجودات کی انجمن کے ممبر کے پاس ایک بھوسلی رنگت اور سرخ دم والا طوطا ہے اس کی عمر چالیس برس کی ہے اور سنہ ۱۸۵۵ء میں پیرس کے محاصرہ سے بچنے کے لئے اسے دیہات میں بھیجا جہاں اس نے بہت اہلی اور جنگلی حیوانوں کی بولیاں بولنا سیکھ لیں۔ وہ ایک جانور کی جیسے چھپن سال ہوئے اس نے فرح ہونے دیکھا تھا۔ ایسی ہو ہو نقل و حرکت کرتا ہے کہ جو آدمی اسے بولتا سنتے ہیں ٹھہر جاتے ہیں بات چیت ہو رہی ہو تو کان لگا کر سنتا رہتا ہے۔ اور وقت بوقت آواز کرتا جاتا ہے اور تھکے کے موقع پر ہنستا ہے صرف گیت ہی نہیں گاتا۔ بلکہ ایسی سرین نکالتا ہے کہ مٹروں پر سبق لیجا تا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے علم موسیقی میں کسی قدر دسترس ہے۔

رازمیہ اخبار ۲۹ دسمبر ۱۸۹۳ء

بھینسوں کا جروال کی آواز پچانا اور اس کے سمجھنے جیلنا آواز کا جواب دینا۔ نام پر بولنا یا کھڑا ہونا اور شیریاں کا مالقات کی مفاہک کرنا اور بسا اوقات اسے ملے ڈالنا یا بھگا دینا اظہار من الشمس ہے۔ دیکھو وسیع التاخرین جلد اول :-

تمام سائنس دان ہند اور انسان میں بہت ہی تھوڑا فرق مانتے ہیں۔

ڈارون جیسے محققوں کی کتابیں پڑھنے والے حیوانوں میں روح کے مسکن بھی ہو

گھوڑے بچھا کر آیا۔ اور بیل کے مالک کو اتفاقاً جاکر کے ہمراہ لے گیا۔ اور بیل کے پاس پہنچا دیا۔ جو چاہر حجاز سے کے ہمراہ جاتا تھا وغیرہ وغیرہ۔

بے شبہ حیوانوں میں عجیب عجیب خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔ اور کیا ایسا ہے کہ انسان کو شرارت دیتا ہے۔ کتے میں وقاداری ہے۔ اور شب بیداری اور نگہبانی کتے میں قناعت ہے اور محبت و جان نسناری۔ انسان کو سو برس ملازم رکھو۔ ہمیشہ تنخواہ ادا کرو اور ایک مہینے کی تنخواہ کسی مجبوری سے رُک جائے۔ جھٹ عدالت خیفہ کی راہ لیتا ہے۔ لیکن کتا نیم نان بلکہ استخوان پر قناعت کرتا ہے کسی دن نہ دو تب بھی مالک کی چوٹ نہ چھوڑے گا۔ کتا مالک کے رقیب پر حملہ کرے گا۔ گودہ مسلح ہو۔ انسان اگر فرار ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی کو نوکر رکھو اور روز بچھاؤ کہ رات کو سیدار ہے اور گھر کی حفاظت کرتے۔ وہ ضرور سوئے گا اور غافل ہو جائے گا۔ کتے کو ٹکڑا دو۔ پس وہ خود بخود سیدار رہے گا اور پاسبانی کرے گا اگر انسان خود کشتی کرتے ہیں۔ کوئی زر کے ضائع ہو جانے سے اور کوئی عورت کی مدکاری سے اور کوئی کسی بے غریبی سے لیکن وہ خود کشتاں فتنوں میں۔ البتہ اگر آدمی کتے سے سفر مار کر دم بخود ہو کر مر جائے تو ہم اس انسان کے فہم اور غیرت کی تعریف کریں گے +

بوجہ کی ایک عادت یہ تھی کہ میلا پوش پر بہت حملہ کرتا تھا۔ شاید صفائی اُسے پسند ہوگی۔ نیز پولیس کے کانسٹیبلوں پر نہایت سختی سے حملہ آور ہوتا تھا۔ اس کی بنیاد غالباً یہ ہوگی کہ ان کو اُس نے پہرہ کی حالت میں خواب میں دیکھا ہو گا یا چوروں سے اُن کی سازش ہوئی ہوگی۔ اور عجیب نہیں کہ خود کانسٹیبل کو چوری کے گناہ میں مبتلا مایا ہو گا۔ راز ہر ہر ہند ۲۲ اپریل ۱۸۹۶ء۔

ضلع راولپنڈی کی تحصیل کھوٹہ کے علاقہ میں ایک فقیر تھا اُسکے پاس ایک کتا تھا بڑا بہادر اُس فقیر نے ایک شخص کے کچھ مبلغان دینے تھے اُسکو وہ کتابت میں دیدیا۔ چنانچہ کتا اُس کے ہاں رہنا رہا۔ ایک دن اُس کے چوری ہوئی محرموں نے جہاں مال لیا کر گاڑا کتا دور سے دیکھتا رہا۔ اور نشان کر کے چلا آیا۔ آکر مالک کو اطلاع دی اور اُس کا دامن کشاں کشاں ویاں لے گیا۔ اور مال نکال دیا۔ جس پر اس نے خوش ہو کر اُس کے گلے میں بیڑ آزادی لٹکھا کر ڈال دیا اور اسے آزاد کر دیا۔ چنانچہ کتا واپس اپنے اصلی مالک فقیر کے پاس آیا فقیر نے جب دیکھا کہ کتا واپس آیا ہے بہت خفا ہوا اور غصہ میں آکر اسے مار ڈالا کہ جب کتا مر گیا تو اُس کے گلے میں ایک کاغذ دیکھا کھول کر پڑھا تو نہایت رنج ہوا اور اُس مظلوم شہید کی قبر بنا دی اور اپنی نادانی پر افسوس کرتا رہا +

کتے مشعل لیکر چلتے ہیں۔ گیند دریا سے پکڑ لاتے ہیں۔ شکار دیکھتے ہیں قواعد کرتے ہیں چوہی ہونے سے بچاتے اور مالک کی جان کی حفاظت کرتے مالک کو بچاتا اور اُس کے بال بچوں کی رکھوالی کرتے راستہ پہنچانے غمی و شادی رخصت منگنی اور ناراضگی کو جانتے مالک سے پیار کرتے ہیں۔ افسوس کہ باوجود ان صفات کے نادان لوگ اُسے ناپاک کہتے ہیں اور حرام خورد ناکار۔ غافل۔ شرقت خور۔ مالک کو نہ پہنچانے والے اور محسن کش انسان کو پاک جانتے ہیں۔ الحذر

ناطق حیوان + [دوئل بیان کرتا ہے کہ پوریا کا ایک کتا اس بات کو سخت ناپسند کرتا تھا کہ کوئی شخص کھرے کے اندر ٹوپی پہن کر آئے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب ایک آدمی ٹوپی پہنے ہوئے اندر آیا تو اُس نے اچھل کر اُس کی ٹوپی کو اتار ڈالا۔ وہ بھیجی بیان کرتا ہے کہ ایک کتا تھا جسے اُس کا آٹا گوشت خریدنے کے لئے بھیجا کرتا

وہ سخت ہمارا راجہ کے ایک کاغذ پر کر کے ایک حکمنامہ اُس ہاتھی کے نام لکھا۔ اور اُس نے اس پر مطلق عمل نہ کیا۔ اور جان لیا کہ یہ فریب اور دھوکھا ہے۔

ایک دن ہمارا راجہ صاحب کے گزرتے ایک لٹھ بڑے درخت کا پہاڑ سے کٹوایا اور کسی ہاتھی سے دھوسکا کہ اُسے نیچے اُتارے نا چا کر گورچی نے التجا ہمارا راجہ صاحب کے حضور میں کی کہ آپ اُس ہاتھی کے نام حکم صادر فرمائے۔ کیونکہ وہ اُس لٹھ کو نیچے اُتار سکتا ہے۔ بوجہ اس استدعا کے ہمارا راجہ صاحب نے حکمنامہ تحریر کیا اس کے نام جاری کیا اُس کا مضمون یہ تھا کہ لٹھ پہاڑ سے نیچے اُتار دے جب ہاتھی کو وہاں لے گئے اُس نے اُس لٹھ کو نیچے اُتار دیا بعد ازاں گورچی اور دیگر آدمیوں نے اُس کی طاقت عقل کی بہت تعریف کر کے کہا کہ اُس کو اور فقہوری اور لیول اُس نے سچا سچا مٹ لیا کر رکھ دیا۔ جب مکان تک لیجانے کے واسطے کہا تو اُس نے عمل نہ کیا۔ اور ہمارا راجہ صاحب کے در دولت پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ ہمارا راجہ صاحب نے فریہ سے سمجھ لیا کہ یہ فریاد کرنے کو آیا ہے اور گورچی نے کہا کہ جس قدر حکم تھا اُس نے اُس کی بخوبی تعمیل کی اب فریاد یہ ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس بات میں ہاتھی کا کچھ تصور نہیں تھا ہاتھی پر ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی قدرت کا ملہ سے حیوانات کو انسان کی گفتگو سمجھنے کا ادراک عطا کیا ہے مگر انسان کو عموماً حیوانات کی گفتگو سمجھنے کا فہم نہیں عطا کیا ہے مثلاً بندر۔ لنگور۔ بچھ۔ طوطا۔ مینا۔ شاہین۔ چرہ۔ وغیرہ بہ نسبت اور حیوانات کے زیادہ تر سمجھتی ہیں۔ اغلب ہے کہ اگر ڈاکٹر ان انگریزی متعلق صنف تحقیقات حیوانات اس طرف توجہ کریں تو وہ حیوانات کی اکثر گفتگو کو سمجھ لیں۔ [پنجاب اخبار لاہور یکم دسمبر ۱۸۹۵ء جلد ۱۱ نمبر ۲ صفحہ ۳۸ و ۳۹] ابھی چند سال ہوئے بحالت گرفتاری شاہ قحطیا والے برسا ایک سفید ہاتھی گورنمنٹ کے قبضہ میں آیا مگر جب سے گرفتار ہوا ہاتھی کو اس قید کا اتنا رنج ہوا کہ اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا آخر اسی صدمہ سے مر گیا۔ یہ سیکھ ہوئے ڈانا کھوٹے اور سیانے بیل مالک کی آواز سننے پر خود بچو و گاوی۔ بجھی۔ بھلی۔ بھلی کے نیچے گردن رکھ دیتے ہیں اور جس طرح وہ گاڑیاں پکے اور بوجھ اٹھاتے ہیں اسی طرح حضرت انسان بھی ٹم ٹم کو چلاتے اور بار اٹھاتے بلکہ حیوانوں کا بوجھ بٹاتے با دو سرے لفظوں میں اُنکے بھائی بن کر کلاتے ہیں

۳۔ کتے کی عقل مندی + ایک انگریز سیر کو لٹکا کتا ہمراہ تھا جب واپس آیا تو کتے کو نہ پایا۔ کپڑے اُتارے توجیب سے کچھ کاغذ نکلتے تھے۔ وہ نہایت ضروری تھے اُن کی تلاش کی گزرتی تھی۔ دو سرے یا تیسرے روز پھر اسی راہ سے اتفاق پڑا دیکھا کہ کتا مرہ پڑا ہے۔ جب اُس کی لاش اٹھائی تو کاغذات اس کے نیچے پائے گئے گویا مالک کے کاغذات کے واسطے کتے نے جان عزیز دے دی +

سیدنا زید علی شاہ سیفی مالک و منتم اخبار ہر ہند لاہور لکھتے ہیں۔ ہمارے محلہ میں بچا نام کتا تھا اُس میں اتنے وصف تھے کہ ہم کو ایک نظم لکھنی پڑی تھی وہ تمام محلے کی نگہبانی کرتا تھا۔ محلے کے حیوانوں کو باہر جانے کے روکتا اور باہر کے حیوانوں کو اندر نہ آنے دیتا وہ نہایت بارعب جرنیل تھا۔ اور خود بگڑ تھا اُس کے ایک وزیر تمام کتے جمع ہو جاتے تھے اور ہر ایک ہم خواہ کنی ہی کچھ سنگین کہوں نہ ہو بغیر کسی انسان کی مدد کے سر ہو جاتی تھی۔ اُس نے ایک دفعہ روز روشن دغا کھان۔ ایک شخص غیر حاضر تھا اُس کا بیل ایک چور کھول کر لے گیا۔ چوہا رات کو پہرے پر ہوتا تھا تاہم اُس نے اُس وقت چور کو دیکھا جب محلے سے گزر جانے والا تھا لاچار اُس کا تعاقب کیا اور ضلع سیالکوٹ میں اُس کا

سروں کے ڈھیر گے رہتے تھے۔

اب سے بی گیلیٹی صاحب تمام دنیا کے گناہوں کو جانوروں کے شکار اور فرج کرنے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ اگر دیکھو غما باز کو تو ہم بائنی لگائے اور جال پھیلانے سے ہو جائے ہیں اور جانوروں کے شکار اور ان کو قتل کرنے سے ہم بے درجہ کے بیر غر ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اکثر بے گناہوں کا خون دہہ ورنہ بنتا ہے۔ ہاتھوں سے کر پختے ہیں جو شخص کسی بے گناہ جانور مثل بھیڑ بکری لگائے وغیرہ کو ہلاک کرتا ہے گویا وہ اپنے ہمسایہ کے خون میں اپنے ہاتھ رگتا ہے اور ان کے بدن کا جوش

اب ہم چین بڑے جانوروں کی عقل مندی کے کچھ واقعات سناتے ہیں

رستم مہلوان زابلستان کے گھوڑے خوش نام کی بابت

سناہن نام میں بہت سے عجیب حالات لکھے ہیں بھٹ خان کی منزل میں اس کے شکار کا شکار کیا۔ اور رستم کو زخمی ہوئے سے بچا یا۔ اور وہ رستم کے لیجر کسی کو اپنے رسوا رہ نہیں ہوئے دینا تھا " اور جملہ امین خان، برادر امیر شہید علی خان قندھار کے قریب دوعجمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑے لوگھوڑے نے اس کے گرد چکر باندھ دیا جس سے کوئی اس کے قریب نہ آ سکا اسوار کے زخمی ہو جانے کی حالت میں دانا گھوڑے عموماً اجسا ہی کرتے ہیں نہ ملکہ گھوڑے مالک کے مرنے کے بعد برادر زادے کو لے جاتے ہیں اور کبھی زور ملک دانا گھوڑا جس زمین کھائے صید ہا بزرگ گھوڑے رکھنے کے عادی اس بات کی شہادت دیتے ہیں

۸۰ مارچ ۱۹۷۹ء کو ہر کے وقت لکھنؤ میں آجڑیس صاحب اہل انجیل افغانستان
 ملازمین افغانستان سے جن کو گھوڑے پر سوار جانا پڑے ان کے راستے میں ان کو ایک افغان
 نے اسالہ گھوڑے پر سوار ملاوہی جن کی طرف پہلی بڑا صاحب کی راجیہ ملنے ہوئے
 اس سے بات چیت ہوئی۔ اور اس نے فوراً مجھے ہٹ کر سوار بھیج لی اور صاحب کو
 گردن پر رکھی کیا۔ اور زین بائیں ہاتھ کو بھی جب صاحب بہادر بھی ہٹ گھوڑے سے
 لے کر گھوڑے سے اس افغان پر حملہ کیا۔
 رسالہ کے غلہ گھوڑے اور خصوصاً عرب کے گھوڑے ایسی سخت و پراب سے صاف
 تلائے ہیں کہ وہ ایک لمحہ روح نہیں دے

أخبار صبح صادق مدائن نهمه ۱۲ آذر ۱۲۹۵

میں لکھا ہے کہ ماہین حیدر آباد اور کرونل کے ایک مقام میں کھڑے ہوئے تاکہ کیا کہ جہاں تک
میل ہے جو ادنیٰ کی طرح باہر سے گنا ہے جب جا کر دیکھا گیا وہ ایک عجیب کی طرح حیات
یات لکھتا ہے۔ اسی حالت میں ایک شخص آیا اور اسے کہا کہ کیوں لکھتا ہے
تجسس نے کہا کہ وہ اڈا لکھنے کے چنانچہ اس نے ہوا ڈالا میں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو
اور یہ ہنسی حیات حیات کیا کہتا تھا اس نے کہا کہ میں خلیفان ہوں اور حیات میرا
نام ہے مجھے لکھا دیکھا کھڑے ہیں اس سے دریافت کیا کہ اس گفتگو کے محتاج کیا ہے
وہ بھی باتیں کرتا ہے یا نہیں اس نے کہا کہ اگر ضرورت کی باتیں جو کہتے ہیں اس
کو یہ سمجھتا ہے اور عجوبی اس کا جواب دیتا ہے اور یہ خیال کرنا چاہیے کہ باتیں بے
عمل بھی کرنا ہوں بلکہ جب خود توجہ بعض موزن مناسب گفتگو کرتا ہے اس پر صاحبِ محرم
خاص صریح صادق تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارا جو اورد زمام والے تاک لیڈار علاقہ احاطہ
در اس کی سرکار میں ایک باکھی ہے جو کہ ہمارا صاحب کی ہر دستخط سے لکھا
ہوا اس باکھی کے نام جاتا ہے وہ بموجب اس کے ہر وجہ تعمیل کرتا ہے اور
ہاں تاک اس کو اڈاک اور عقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک عمر اور دستخط چھٹی شکل میں

برکت بن جاتی ہے۔ درخت زمین میں اور انسانی طرح انسانی جسم میں جسم انسانی مادہ حیوانی اور مادہ حیوانی انسانی میں تحلیل ہو جاتا ہے مگر ایک آدنی کا بچہ۔ وقعت تاریخ علم۔ فہم۔ توجہ۔ افعال۔ حرکات۔ اشارات۔ محنت۔ اخلاق۔ شجاعت۔ ہمت۔ استقلال۔ خوف۔ شہوت۔ غضب۔ شجوت۔ تکبر۔ نیکی۔ صداقت وغیرہ اوصاف دوسرے میں نہیں بدل سکتے۔ گو سیکھ کر لوگ حاصل کر لیتے ہیں مگر ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ بخیر دینے کے اُس میں بالکل نہ رہیں۔ اور اسی واسطے شامش کاروں نے لکھا ہے کہ دنیا اور سیائی ایک ایسا دھن ہے کہ جتنا اس کو خرچ کر دے اتنا رخصتا ہے۔ برخلاف مادی چیزوں کے کہ وہ خرچ کرنے سے کم ہوتی ہیں۔ پس یہ جس چیز کے گن ہیں وہ ہرگز مادی نہیں ہے بلکہ غیر مادی رہے۔

انیسویں دلیل

انسان نیکی کیوں کرتا ہے اس واسطے کہ میرا بھلا۔ اور اسی طرح گناہ کیوں کرتا ہے صرف اس واسطے کہ وہ اپنے مطلب میں کامیاب ہو۔ غرض مذہبی آدمی مجنون ہو کر بھلائی اور برائی کو نہیں دیکھتا۔ گناہ نے ہیں یہ صفت نہیں جتنی چیزیں غیر مادی ہیں اور جتناں جہاں روح کا تعلق ہے وہاں دواں امید زلیست آئندہ راہ رگنی ہوتی ہے جیوتی چھوڑ کھٹل۔ بکھی سے لیکر سانپ۔ بچھو۔ چھکلی۔ نیول۔ سیل۔ مگر مجھے شکر عرض۔ فیل مرغ کتا۔ بلی۔ شیر۔ بھڑیا۔ گینڈا۔ ارنب۔ بھیل۔ گودھ۔ سانسی اور مذہب انسان اور شعی دیوتا تک برابر سلسلہ والا اس کی شہادت ملتی ہے۔ گناہ سے نفرت یا گناہ کو برا حاشا ایک قدرتی بات ہے سگ کو بھی جب خوشی اور اپنے ہاتھ سے روٹی دی جاوے تو آرام سے لیٹا اور لے فکر ہو کر کھاتا ہے مگر جب گھر والوں کی غیر حاضری اور مالک مکان کی عدم موجودگی میں وہ روٹی اٹھا لیجاتا ہے تو اؤل لیکر بھاگتا اور اگر کوئی دیکھ لے تو دور بھاگ کر کہیں بچھو سم یا مٹی میں دفن کر دیتا ہے خود چور بھی جانک وہ چور ہی کرتا ہے مگر جب اُس کے گھر سے کوئی چور لیجاوے تو اُسے ناراضگی ہو جاتی ہے۔ گائے بکری وغیرہ پر بھی یہی حالت طاری ہوتی ہے۔ پس گناہ سے ذلی نفرت یہ گن مادی اشیا کے سوا کسی اور کا ہے جس کا نام روح ہے۔

بیسویں دلیل

اگر کوئی کہے کہ جیسے چند چیزوں کے طلب سے نشہ اُٹھن ہو گیا ویسے ہی اس شریر میں چاروں عنصروں کے سفیوگ سے جیو اُٹھتا اٹھن ہوتا اور ان کی جدائی سے نشٹ ہو جاتا ہے کیونکہ مرے پیچھے کوئی بھی جیو پر تکیش نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بڑھوی یعنی زمین وغیرہ چار عنصر جڑھ اور غیر وک ہیں ان سے جیتن جو کی اپنی کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو درعنا صر جڑھ ہیں خود اس ترتیب و انتظام و خوبی سے مل نہیں سکتے نفیر کیا رہا تھا کے گبان اور دیا رکے۔ نشہ کی مانند روح کی آہتی اور فنا نہیں ہوتا کیونکہ نشہ یا خمار خود شراب کو نہیں ہوتا اور نہ کسی اور جڑھ کو بلکہ اس کا اثر جو کچھ ہوتا ہے صرف جیتن کو کشیف اشیا نے لطیف ہو کر فیر محسوس ہو جاتی ہیں مگر عدم کسی کے واسطے نہیں یہ جائیگا کہ ان سے لطیف جیو کے واسطے جو نہ تو جوگ جن ہے اور نہ داتوں سے اُٹھن ہوتا ہے کیونکہ دھاتوں میں گیان ہی نہیں اور جو جس میں نہیں ہوتا اُس سے اُٹھن بھی نہیں ہو سکتا۔ جب جو جسم دھاتا ہے۔ تبھی اُس کا ظہور ہوتا ہے ورنہ نظر نہیں ہوتا لیکن اس کی ہستی جسم سے پہلے اور پیچھے ضرور ہوتی ہے۔ جب شریر کو جو بھڑھوتا ہے تب وہ شریر

شمار رہا۔ ذرا نہیں گھبراتا کیا روح کے سوا کوئی مادی چیز یہ فیصلہ یا ہمت کر سکتی کہ اسی طرح لکھوں کہ وہوں جہاں لوگ گذرے ہیں جنہوں نے سیائی اور زمین انسانی کے کما حقہ پرور کرتے ہیں بے شمار دنیاوی نکالینت کو اٹھا یا گرا دینے اور دیکھنا کی طرف سے اپنی شامت قدسی کو ذرا بھی کم نہ ہونے دیا۔ جاؤں کو خطرہ میں ڈالا بلکہ طبیعت کا مضبوطی سے مقابلہ کیا نہ تو لایح سے ست دھرم کو چھوڑا اور بھوٹے دوستوں کی چھوٹی محبت کی پرواہ کی۔ ان کے برخلاف لکھوں طرح کے طوفان بے تیزی اٹھائے گئے مگر وہ کواہ کی طرح سٹک پر قائم رہے جنہیں نہ کھا ہی یہاں تک کہ یا تو کامیاب ہوئے اور زندہ رہے ورنہ جان عزیز کو دید با د مارے گئے مگر سیائے کے پیچھے سے وہ دھیر بریش چلایا نہ ہونے۔ کیا کوئی موتی عقل والا بھی کہہ سکتا ہے کہ اُنکی خواہش ختم ہو گئیں ان کے خیالات ٹک گئے اور انہوں نے اس مادی جسم کے واسطے تمام چیرائی و سرگردانی یا ان کا خاتمہ ہو گیا۔ ہرگز نہیں اس پر گز نہیں ان کے خیال کا خاتمہ نہیں ہوا اور نہ ان کی کوششیں ختم ہوئیں بلکہ وہ آئندہ کو بار بار انہیں معلومات اور خیالات کے جنمائی حیلوں میں گھومتے ہوئے ترقی یا تنزل کرتے رہیں گے جس جس میں اس قدر استقلال و ہمت ہے وہ روح ہے نہ کہ بیجان مادہ۔

سترھویں دلیل

مادی اشیا کے اندہ کوئی خواہش نہیں اور نہ کچھ ذاتی مطلب ہے۔ نہ اپنے نسبت و نابود ہونے یعنی تبدیلی ہو جانے کا کوئی اندیشہ ہے اور نہ رہنے کی کوئی توقع یا تمنا کیونکہ ان کے اندر وہ قوتیں نہیں۔ غلیظوں۔ بچوں۔ تکلیفوں سے سبق لینا بھی غیر مادی کا کام ہے۔ غیر مادی کی مرضی کی حکومت حال پر اور حال کی استقبال پر ہوتی ہے نہ صرف مرضی بلکہ دور اندیشی اور ناک کے خیال کے باعث اس کے حال کے سائے کاموں کی بنیاد و مضمون پر قائم ہونے اور آئندہ حفاظت کرنے اور مقررہ ميعاد اور یک جانے کے بعد یا جب ضرورت ہو اُسے کاٹ کر فائدہ اٹھالے سے ہوتی ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ اُس کو اپنی ہستی اڑیں عزیز ہے اور صرف عزیز ہی نہیں بلکہ اُس کے پیڑھے کے لئے وہ بقا بلند کرنے کو طیار ہے مگر یہ بات مادی اشیا میں نہیں ہے نہ مضی جیتن کے فائدہ اور بہتری بلکہ بھکشن کے لئے بنائے گئے ہیں نہ اپنی ذات کے لئے اور نہ رہنے کے لئے نہ اپنے ضائع ہونے کا اُسے رنج ہے نہ درد۔ اُس کا اگر کوئی درد نہ بھی ہے تو وہ بھی غیر مادی یعنی جیتن ہے نہ کہ جڑھ۔ انسان سے لیکر جیوٹی تک سب میں اس کی شہادت ہے۔

مور گرد اور دہنا بستان تاواغت بود مستانش

میرا زکورد کہ داند کست است کہ جاندار و جان شریں شجوت

تریت و تخم کا قبول کرنا بھی غیر مادی کا ہی کام ہے نہ کہ مادہ کا اس سے صاف پر تیت ہوتا ہے کہ غیر مادی جس قدر اپنے مالک کی مرضی کے مطابق چتی ہے وہ اُسی قدر اپنے مسلسل اور لگا مار۔ علیٰ ہستی اور زندگی کی خواہشمند ہے اور اُس کی مرضی کے خلاف چلنے سے وہ اُسی طرح نئے ہستی کی طرف راجع معلوم ہوتی ہے۔ پس یہ صریح ثبوت مادہ اور روح کی جدائی کا ہے۔

اٹھارھویں دلیل

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مادی چیز تحلیل ہو کر دوسری چیز میں دھاتی ہیں مثلاً سری مٹی میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ پانی بخارات بن کر ہوا میں چلا جاتا ہے۔ صفت یا پانی اور پانی

پارہ صوبیں دلیل

جسمانی ذرات غیر سمنجہ چاند۔ آگ۔ پھل۔ سیارہ۔ دستارہ کی روشنی کے کچھ کام نہیں کر سکتے اور کسی کس طرح سکتے ہیں۔ وہ ان کی کشش سے وابستہ اور ان کی حرکت سے متحرک ہیں۔ لیکن ایک اور چیز انسان کے اندر معلوم ہوتی ہے جو صرف اپنی ہی روشنی سے روشن اور نہ ہی گیاں سے گئی ان سب کی اعلا کے غیر ذلت قائم ہے اس کے قیام سے جسم کا قیام اور اس کی تحریک سے جسمانی حرکت ہے باقی کا جسم جسے مرنے کے بعد تین چار باقی شکل سے بچھنے ہیں اور باقی بھی جسے زندگی کی حالت کی طرح کھڑا نہیں کر سکتے اور اسی طرح اور رتے اجسام جس کی طاقت سے چلتے پھرتے اچھے پیٹھے حرکت کرتے اور اسے جسم کے سوا بے صفا ہاں بوجھا اٹھا کر دور دراز ملکوں میں لے جاتے ہیں۔ نہ تو جسم ہے اور جسمانی طاقت بلکہ اس سے ماضی جدا اور فری رکھنے والی ہے۔ اسی کو کمال ہمد جوا اور ضلوعہ و نان روح کہتے ہیں +

تیرہ صوبیں دلیل

حب انسان کبھی ایسا کام سوچا ہو چکا یا جاتا ہے تو سرِ پیم کی حالت اس پر طاری ہو جاتی ہے۔ وہ حیرت زدہ ہو کر ادھر ادھر دیکھتا اور جگانے والے کے مہ کی طرف تاملت اور پہچانے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ کون ہے اور سمجھ کیا ہوا۔ اگر وہ کچھ پوچھتا ہے تو یہ دیکھتا ہوا کچھ نہیں بولتا۔ اور اگر بولتا ہے تو محض بڑبڑانا ہے جواب نہیں بن آتا اور اکثر محض بے لگی سروا سنا ہے اس وقت بہت سے سوال اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں وہ مابود ہمیشہ دیکھنے کے بھی جگانے والے کو نہیں پہچانتا۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ مگر جب کامل ہوتی میں آ جاتا ہے جواب دیتا اور اس کو صحیح پہچانتا ہے یہ جو مشہور ہے کہ مبدع موت کی ہن ہے۔ بیشک صحیح ہے چونکہ خواب میں روح اپنی قوا کو اپنی ذات میں محو کر لیا کرتا ہے۔ مادی محاسن جن کے وہ خواص نہیں تھے وہ بے خواص رہ جاتے ہیں مدیں لحاظ اپنے افعال پر تو نا مانہیں ہوتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ خواص دراصل روح کے ہیں نہ کہ سریر کے اور یہی سبب ہے کہ جب روح وجہ حکم اپنے مالک کے اس مکان کو چھوڑ جاتی ہے اور اپنے خواص یعنی قوا، کبھی ساتھ لے جاتی ہے تو سب خواص کی جو میں ماری جاتی ہیں یہ ساری اندریاں جو عاقلی طور پر ان کی مالک نظر آتی تھیں۔ اصلی مالک مکان کی رحلت یعنی کوچ کر جانے سے محض محروم رہ جاتی ہیں جو حالت لیکن کے انتقال سے مکان کی ہوتی ہے یعنی وہی ہی توبت اس چند روزہ مکان کی ہو جاتی ہے۔ آنکھ۔ کان۔ زبان وغیرہ دیکھنے یا سندرہ جاتے ہیں اور کسی کام میں آتے نہ کان سنتے۔ نہ زبان بولتی۔ نہ آگ سو گھسا اور نہ ہاتھ پکڑتے اور نہ پاؤں چلتے ہیں۔ بلکہ یہ سارے روح کے نکلنے ہی سڑنے شروع ہو جاتے ہیں اور ان میں بدو آتے لگتی ہے۔ پس جن کے سبب کے یہ سارے کام جاری اور جس کے چلنے جانے سے سب ان خواص سے عاری ہو جاتے ہیں وہی روح ہے +

چودھویں دلیل

سب چیزیں جو ہر مانوں (ذرات) سے بنتی وہ جسمانی ہیں اور ہر ایک جسمانی سے طول عرض عمق و مقدار رکھتی ہے مگر گیاں کا جوہر جو آدمی کے اندر ہے اس کا طول و عرض و عمق و مقدار نہیں۔ پس وہ کسی حالت میں مادی نہیں۔ اگرچہ سب مادی مرکبات

جدا جدا اور منقسم ہو سکتے ہیں مگر گیاں کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ مادی نہیں ورنہ اس کے بھی ٹکڑے ہو جاتے۔ اگر کوئی غیر مادی چیز آدمی کے اندر نہیں تو غیر مادی علم بھی نہیں ہوا جاہتے۔ مگر یہ ضرور ہے پس وہ چیز جسے غیر مادی علم ہے بلکہ جسم علم ہے یعنی جین و روح ہے۔ اور جب وہ اس سے جدا ہے اور ماضی فراموش اس میں وار ہو کر اس پر حکم کرتا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کے نہ ہونے پر بھی وہ موجود رہے گا۔ اور جب علم حائس اور مذہبی نشانی نے یہاں تک ثابت کر دیا ہے اور دنیا کے علمائے مان لبا کہ مادہ جسمانی کو کلی فنا نہیں بلکہ جس کا بھی صرف استحالی ہی ہے تو کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ جسم کے اوقات پر روح کو فنا ہو یا جسم کے نہ ہونے پر روح نہ ہو نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ روح ازلی وابدی ہے اور جسم آغاز و انجام والا یعنی روح ماضی ہے اور جسم فانی +

پندرہویں دلیل

اگر کوئی غور سے دیکھے تو اسے ظاہر ہو گا کہ فنا کسی مادی شے میں بھی نہیں پائی جاتی البتہ یہ تو سچ ہے کہ سرشتی کی مادی اشیاء یعنی مرکبات مثلاً پہاڑ و درخت اور تمام اجسام عناصروں میں بدل جاتے ہیں۔ لیکن عناصر ہر حال میں ہمیشہ باقی رہتے ہیں۔ بلکہ وہ اسی کام کے پورا کرنے کے لئے ویسے ہی موجود رہتے ہیں جس کو وہ آگے سمایت کر چکے۔ اصل یہ ہے کہ سرشتی کی کوئی ایک طاقت بھی فنا یا معدوم نہیں ہوتی جس شے کو ہمارے ناخواندہ یا علم معقول سے نا آشنا بھائی فنا یا معدوم یا دوسرے لفظوں میں عدم خانہ یا نیست آباد کرتے ہیں اگر علم کی آنکھوں سے دیکھا جاوے تو محض باطل ہے۔ کیونکہ ہر ایک جسم کے استحالی کے بعد اس کے پرماتو یعنی ذرے نئے نئے بہت زیادہ عمدہ اور خوبصورت مفید اجناس میں مجسم ہو کر نباتات کے اجسام میں آجاتے ہیں۔ پس جب کہ مادہ ہی کو فنا نہیں اور نہ ہو سکتی ہے اور نہ بیسی کوئی چیز ہے تو پھر اس جسم کے اندر جو چیز مدک بالذات و تصرف بالذات ہے جس کا نام شمس و کواکب کا رول ہے روح دکھا ہے اور جو درحقیقت جیو یعنی ہمیشہ زندہ ہے وہ کیا بھی نیست ہو سکتی ہے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ثابت کیا گیا ہے کہ نا ممکن ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ جسم سے ماقبل و مابعد موجود اور ہمیشہ رہ سکتی +

سولہویں دلیل

جب ہم کسی ذی عقل اور فہیم انسان کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دل میں یہ خیال ہرگز پیدا نہیں ہوتا کہ یہ آدمی اب اپنی ترقی کے معراج پر پہنچ گیا یا اس نے اب زندگی کا مقصد پورا حاصل کر لیا۔ اور اس سے اعلیٰ خیالات و خواہشات کو وہ نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ سارا کا سارا معاملہ اس کے برعکس ہے ہم روزمرہ کے تجربے اور گذشتہ حکما کی تحریروں کو پڑھ کر معلوم کرتے ہیں کہ یہاں تک انسان اپنے معلومات اور خیالات کو جانتا جاتا ہے وہاں تک ہی اس کی طاقتوں کا رجوش چشمہ زیادہ جوش مارتا جاتا ہے اور اس کا ہر ایک قدم میدان صداقت میں زیادہ بڑھتا جاتا ہے سقراط نے علوم میں ترقی کرتے کرتے ملا سفر ہو کر بھی جب دچار کیا تو ہر گریہ کیا کہ ابھی میرا علم اس سمندرِ ناپیدا کنارے مقابلہ میں ایک قطرہ ہے +

جب اس پر بے گاہ موت کا فتوہ جاری ہوا تو پچاسی کے عوض عام زہر قبول کیا۔ اور اس پر ہیبت ناک موقع پر جب کہ بڑے بڑے پہلوانوں کے زہر دیا ہوا ہو جاتے ہیں۔ نہایت ہی استقلال و انشاہ سے مرنے دم تک نصیحت کرتا اور

حال پیشین یافتہ نے بنیام لالہ برج لال صاحب کے لاہور روانہ کی تھی اور جس کا ترجمہ رسالہ تھیوسوفیٹ میں درج ہو چکا ہے وہ ہوا۔
میرے چار بے دوست لالہ برج لال صاحب، جس سادھو کا حال آپ نے دریافت فرمایا وہ دکن سے معہ اپنے مریدوں کے لاہور آیا تھا اور سادھی لگانے میں کامل تھا ہمارا اجر و نیت سنگھ نے اُس کو آدھا مانا چاہا۔ اول اس کو ایک کلاسی کے صندوق میں کہ جو بنیابی روش کا بنا ہوا تھا۔ بنجی بند کر دیا۔ اور اس میں قفل لگا کر اس کو بند کر دیا کہ اس سنگھ جو دنیا والے باغ کی بارہ درزی میں رجو دریا تھے راوی کے کنارے یہ واقعہ ہے کہ رکھ دیا اور اُس بارہ درزی کے دروازے پختہ اینٹوں سے بند کر دیئے گئے اور نا اختتام مینیا و معیتہ ایک سالہ باڈی گارڈ چھت اور بند دروازوں کی حفاظت کے لئے تعین کیا گیا۔ یہ اقرار ہو گیا تھا کہ چالیسویں روز اس کو نکالا جائیگا۔ جبکہ یہ مینیا و ختم ہونے کو ہوئی وائیل واڈ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ معڈاکٹر مر سے وڈاکٹر میگ گرسے کرو دیگر صاحبان اراکین کے بمقام لاہور تشریف فرما ہوئے ہمارا اجر و نیت سنگھ نے زبانی فقیر عزیز الدین صاحب کے کہ جو ہمارا جہ صاحب کے درباریوں میں سے تھے کہ ریل صاحب کو کہلا بھیجا کہ ایک جوی کہ جو ۴۰ روز سے سادھی چڑھائے ہوئے زمین میں دفن ہے کل صبح کو نکالا جائیگا۔ اگر آپ بھی معہ ڈاکٹر صاحبان و دیگر اہل یورپ کے ہر موقعہ تشریف لاویں تو عین مصالحت ہے۔ چنانچہ دوسرے روز ریل واڈ صاحب معہ دیگر اراکین ہر موقعہ تشریف لائے اور چند منٹ بعد ہمارا جہ صاحب بھی معہ راجہ شام سنگھ راجہ پیر سنگھ و دیگر صاحبان تشریف فرما ہوئے ہمارا جہ صاحب نے مصیبتی دم لڑائی کو حکم واسطے لانے کچھیاں بند مکانات کے اور اُن کو کھولنے کے دیا۔ ریل واڈ سے اینٹیں اٹھا ڈی گئیں۔ تب ہمارا جہ صاحب نے اُس لڑائی کے صندوق کو کھولنے کا حکم دیا صندوق کھولا گیا تب اُس سادھو کے شاگردوں نے اُسے صندوق سے باہر نکالا اور بارہ درزی کے دروازے کے سامنے رکھ دیا۔ سادھو کو دیکھا جھگوڑے رنگ کے کپڑے میں کہ جو چاروں طرف سے اُس کے گرد مثل تھیلہ کے سلاخو تھا لپٹا ہوا ہے۔ جس وقت کہ کپڑا اُتار گیا ہمارا جہ صاحب نے ریل واڈ صاحب سے کہہ کر ڈاکٹر سے اُس کے جسم کا امتحان کرایا چنانچہ ڈاکٹر نے اُس کی نہیں دیکھی اور کہہ کہ نبض بالکل بند ہے اور جسم میں جان کا نشانہ نہ ہے۔ اُسی وقت سادھو کے شاگردوں نے سادھو کا منہ کان بھنے اور آنکھیں کھولیں کہ جن میں روئی اور موم کی ڈائیں لگا دی گئی تھیں۔ اور اُن میں روغن بادام ملا ہوا تھا اس کے بعد سادھو کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس نے بڑے زور سے چلا کر سانس لیا۔ اور مثل ایک بڑے سیاہ سانپ کے آواز کے ہر سیاہی اس کے بعد سادھو کے جسم میں جان آگئی اور اُس نے خوابنے آپ لگا کر اُن میں انسان کیا کہ جو اس کے شاگردوں نے لارکھا تھا تب ہمارا جہ صاحب نے اُس کو کچھ دودھ پینے کو دیا اور بعد ازاں ایک خلعت قیمتی دوپٹہ زرد پیر سے سر فراز پایا پھر لوگ اپنے اپنے دوستیوں کو تشریف لیگے۔ یہ سادھو بمقام لاہور اُس زمانہ میں آیا تھا جب کہ نور نوبال سنگھ کی شادی تھی۔ وہ کہا تھا کہ میں ایک سال کی سادھی چڑھا سکتا ہوں اگر انگریز لوگ آنا مانا چاہیں تو آزماؤں مگر بصورت کامیابی میری صحت کے صلہ میں کچھ کھڑکلتہ بخشا پڑے گا۔ اب جو کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا عرض کر دیا۔ آپ مہربانی کر کے یہ جیٹی کر ریل الکاٹ صاحب کو میری طرف سے سنا دیجئے کہ من مقام لدرہیانہ ۱۰ نومبر ۱۸۹۳ء آپ کا دوست جو الا پیر سادھو پیشین یافتہ

(از آریہ درپن فروری ۱۸۹۳ء صفحہ ۴۸)۔

اسی طرح چکا گو کی نمائش میں ایک آدمی کا جنس ذم اور کھیتی جانے کا واقعہ اور حال میں بمقام انڈیا ایک لوگی کی حالت اور ڈاکٹروں کا تعجب اور حرکت کا بندہ ہونا جیسا کہ ریلے بتیہ ناتھ سی۔ اے۔ اپنے گلدستہ خیال کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔
"لا حال میں ایک سادھو نابالہ چھوٹی میں آیا تھا وہ آدھ گھنٹہ تک بالکل مردہ کی مانند بے حس و حرکت ہوا تھا۔ سانس بھی بند کر لیتا تھا۔ دل کی حرکت بھی بالکل محسوس نہیں ہوتی تھی شخص بالکل نہیں جلتی تھی یہ درپن ڈاکٹروں نے بھی اس کا ملاحظہ کیا مگر ان کی بھی سمجھ میں نہیں کہ یہ شخص کس طرح ایسا کر سکتا ہے یوکیوں کہ سانس اور ناپاؤں کے قاعدے بسا اے معلوم ہیں کہ اسی تک میڈیکل سائنس نے معام نہیں کئے ہیں انہوں پیسہ اخبار میں بھی لکھا تھا۔" انبالہ میں ایک جوی آیا ہے جو سادھو لگا کہ بالکل مردہ ہونا ہے۔ اگر ڈاکٹروں نے تجربہ کیا وہ جڑاں ہیں کچھ نہ نہیں لگا اس کے جیلے بلیوں میں مالن کر کے ہوش میں لانے ہیں۔ حیرت کی گئی ہے کہ کیا اسرا ہے" (۲۹ دسمبر ۱۸۹۳ء)۔
میں خون روح نہیں بلکہ خون کے کم ہو جانے وغیرہ سب حالتوں میں جیتیں اور مرگ بالذات ہوتے وہی روح ہے +

دسویں دلیل

انسان جب بدی کرتے ہو تو توجہ ہوتا ہے یا جھوٹ بولنے کا ارادہ کرتا ہے یا اور کسی قسم کی برائی بر مائل ہوتا ہے تو ایک چیز جس کو اندر سے بدی سے باز رہنے کی نصیحت کرتی ہے اور سنا دہارن آدمی کو میں بلکہ بڑے بڑے ڈاکٹر اور لیٹروں کو بھی (مفصل پڑھیں پڑی آف دی ٹھکانہ) نہ کرنے تک فوسجھائی رہتی ہے کہ ایسا سن کر اور جب بڑا فعل کر لیتا ہے نہ نہ زمامت و نظامت ویشیانی دلاتی ہے اور خلاف اس کے اچھا کام کرے نہ خوشی اور آئندہ بڑھائی اور بھلائی کرتی ہے خواہ اُس میں تکلیف کتنی بھی اٹھانی پڑے جس کا دوسرا نام کا نشس یا ضمیر یا انہو ہے۔ آپ سوچ لیں اور غور کر لیں کہ کاشس یا انہو کسی مادے کی آواز نہیں ہے۔ بلکہ جیتن کی ہے اور وہی روح ہے +

گیارہویں دلیل

ہزاروں باریک مسائل اور سوکھشم باتیں انسان اپنے فکر و عقل سے حل کرتا ہے بلکہ تھوڑا سا علم پڑھ کر نئی نئی چیزیں ایجاد کرتا ہے مگر یہ ساری باتیں تب ہوتی ہیں جب دنیاوی تفکرات سے کنارہ کش ہوا ایک انتہائی مستحان میں بیٹھ لے من میں سجا رہا ہے نہیں۔ دنیا کے تمام قصور و موجدان باہر اُن علوم و فنون کی مثالیں اس کی گواہ ہیں اگر یہ دماغ یا جسم کا کام ہوتا تو جو کہ وہ آدمی ہیں گوسہ تھائی کی ضرورت نہ ہوتی کیونکہ آدمی کو مادی سے جس کا تعلق ہے مگر مادہ درست نہ تو زیادہ نکتہ دان ہوتا ہے اور اسی طرح دن رات یہ وہ ضائع کرنے اور ایک انتہائی بڑھ کر سوچنے والا آدمی علم و عقل سے محروم رہتا ہے چہ جائیکہ غور و فکر کی دولت سے مالا مال ہو ارادہ۔ وچار۔ علم و عقل۔ ایک انتہائی بڑھ کر سوچنے اور وچار سے ترقی ناتی ہے اور ایسا ہی کرنے والا آدمی تمام باریک و دقیق نکات بھی دریافت کر لیتا ہے حالانکہ اُس وقت کوئی معلم یا اس نہیں ہوتا تاہم مادہ سے جدا ہو کر سوچنے والا اور مادی لطیف اشیا کو سوچنے والا مادہ نہیں ہے بلکہ روح ہے +

نہرو کا نہیں۔ ڈرا اور ہی اس کا مختار ہے۔ یعنی یہی حال جسم اور روح کا ہے۔ روح کو جب منزل مقصود پر پہنچنے کا خیال ہوتا ہے۔ جسم سمیت جو کمزور ہو۔ بار ہو اس کے شکست و ریخت کی پرواہ نہ کر دے اسے کشاں کشاں لجا رہے اور اپنے ارادہ ولی و حسب ہنشاء اس سے کام کرتا ہے۔ لیکن اس میں نہ منشا ہے نہ ارادہ نہ برابران ایسا زبردست اور جسم سے کام کرانے والا مادہ نہیں ہے بلکہ روح ہے +

نویں دلیل

بعض ناساتک خیال کے حکیم کہتے ہیں کہ خون جسے عربی میں دماغ نری میں بلا
اور سنسکرت میں مدہ اور ہندی میں اہو کہتے ہیں وہی روح ہے اور اسی کو کہی جسم
میں حکومت ہے۔ مگر یہ کتنا بھی سخت غلطی پر مبنی ہے کیونکہ اگر خون روح ہوتا تو
جیتن فوج آدمی کو زخم لگتا اور خون باہر نکل جاتا ہے تو آسان روح کم ہو جانا چاہئے
لیکن آدمی خصوصاً کابل - پشاور - ایران - عرب - افریقہ کے رہنے والے برابر برسرِ حال
بلکہ بعض سال میں دو تین مرتبہ قصہ کھلاتے ہیں اور ایسے آدمی تو نامہ نگار نے کثیر
خود دیکھے ہیں جو دو دیر تک خون لٹکوا دیتے ہیں تو خون کو روح ماننے والوں کے خیال
کے مطابق کیا اتنا روح کم ہو گیا۔ اھ روح کے نکل جانے کے ساتھ ہی جیتنا عقل
علم جمعی نہ رہنا چاہئے۔ حالانکہ یہ باطل ہے۔

بلکہ ایک چیز بھی امد سے حکم دیتی ہے کہ میرا اور خون نکالو یا اتنا خون کم ہو گیا خون نہیں کستا بلکہ کوئی اور چیز کہہ رہی ہے کہ میرا خون نکل گیا۔ جس طرح میری آنکھ میرا اٹھ اسی طرح میرا خون استعمال کرتا ہے۔ اور مشاہدہ بھی بتاتا ہے کہ خون اُسی کا ہے۔ اور وہ اُس سے کام لیتا ہے پس خون رشح نہیں ہے۔

خون دوائیوں سے اور خاص خاص امراض میں بڑھ جاتا ہے۔ لیکن چھینٹنا نہیں بڑھتی بعض آدمی انسان کا اور بعض جانوروں کا خون دو تین سے تک کی اجائے ہیں۔ جیسے وام مارگیا یا گھوڑی یا بھٹی یا اور وحشی لوگ مگر ان کی چھینٹنا عقل یا علم زیادہ نہیں ہوتا۔

بعض سیراگئی یا نانے فقیر اپنے ہاتھوں کو کھڑا رکھ کر شکایت دیتے ہیں۔ جس سے وہ مطلق حرکت کے لائق نہیں رہتے مگر ان کی جینینا میں فرق نہیں آتا۔

کسی مرض میں خون خراب ہو کر انسان خف بیمار ہو جاتا ہے مگر اس پر بھی عینیتا برابر ہی رہتی ہے۔ انسان کے مرجانے کے بعد کھٹے بعد ایک بھی تازہ خون شریان سے نکلا ہے۔ علاوہ برائے خون ایک مادی اور گیان سے رہت چیز ہے سرگزروں نہیں۔

مہراجہ رنجیت سنگھ جی کے وقت میں جو ایک دکھنی یوگی کا واقعہ ہوا اُس سے بھی ظاہر ہے کہ خون روح نہیں ہے +

ایک سادہ و کما عجب و غریب حال

(جو غالباً یس روز تک زمین میں دفن رہا)
 اس سادہ صوفی کا عجیب و غریب ماجرا کہ جس کو بہت سے یورپ و امریکہ کے مصنفوں
 نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ دلیل کی چٹھی سے جو بالو جوالا پراشاد صاحب سابق
 کلرک کرنل واد صاحب پولیٹیکل ایجنٹ دربار ہمارا رجسٹرڈ تھے کہ صاحب بہا

تو چاہئے تھا کہ ایک عرصہ کے بعد باکل نہ رہتا حالانکہ ایسا نہیں ہے
 کیونکہ علم حکمت دیتے صاف طور پر ثابت ہے کہ برس میں خصوصاً تمام جسمانی
 حصہ بدیل جاتا ہے اور ہر ایک پر ماؤنڈا ذرہ کی جگہ دوسرے پر ماؤنڈا جاتے ہیں گویا
 اسی برس کی عمر تک گیارہ دفعہ جسم بدیل گیا۔ پس وہ اجزا جن کو یاد رکھنا مشکل
 ہو گئے ایک دفعہ ہمیں بلکہ گیارہ مرتبہ تو بتلانے کہ کس طرح اور کس کو یاد رہا اور
 جب یاد رکھنے کا ظرف ہی نہ رہا تو موقوف کیسے رہ سکتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ جو
 حالت محل کی ہوتی ہے وہی حالت حال کی جب محل ہی نہ رہا تو حال کا رہنا سراپا
 محال ہے۔ چہ جائیکہ دماغ اور قوت حافظہ کیونکہ یہاں اس سے بھی زیادہ تعلق ہے
 مگر ایسا نہیں ہوتا اور عام تجربہ اس کے خلاف ہے یعنی جس آدمی نے ۱۵ برس کی عمر
 میں یا اس سے بھی کم ۸۰ برس کی عمر میں جس آدمی اور مکان کو دیکھا ہوا اور پھر
 دہر دراز سا فرت کے بعد عمارت کا ایک بڑا حصہ گنڈا کر کے ۶۰ سال کی اوستہا میں گنڈا
 ان چیزوں کو پہچان لیتا ہے۔ قدرت کے اس قدر بار بار تغیر و تبدل پر کس چیز نے
 یاد رکھا؟ اگر کوہ پر ماؤنڈا اپنا اثر دوسرے پر ماؤنڈوں کے سپرد کرتے رہے تو یہ کتنا کٹی
 وجہ سے باطل ہے اول تو پر ماؤنڈے جان ہیں وہ اثر سپرد نہیں کر سکتے۔ دوم
 اگر بغیر محال ایسا ہم ایک سیکنڈ کے واسطے مان بھی لیں تو پھر کسی سیارہ کو بھی
 قدرت نہ رہنا چاہئے اور نہ کسی جاہل کو عالم حالانکہ یہ مشاہدہ روزمرہ کے دوسرے
 غلط ہے۔

اگر کو دماغ میں عکس بہتا ہے تو بھی باطل ہے کیونکہ جب آلات سرجری سے جیڑہ مارا کر دیکھا گیا تو کسی عکس کا کوئی نشان نہ ملا لاکھ ٹنکر دوسرے عقائد کے مطابق ملتا یا ہٹے۔ کئی اور وجہ سے بھی اس کا بطلان ظاہر ہے۔ یقیناً صفات نہ تو بر مانوؤں کی ہیں اور نہ دماغ کی کیونکہ یہ باطل ہیجان اور جڑہ ہیں ان کا صفات مذکورہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو سب صفات بشر کے ہیں *

المطهون دین

اگر اس جسم کے اندر کوئی حقیقین روح کام کرانے والا نہ ہوتا مادہ ہی مادہ کو کام کرنا تو بحالت ہونے اعتدال کے اندر یاں اپنے کام سے معطل نہ ہوتیں جس طرح ایک کلا چلتے چلتے اُس وقت تک نہیں رگ سکتی جب تک کہ اُس کی بھاپ فیروزہ کی طاقت گھٹ نہ جائے یا کوئی آدمی روکنے والا نہ ہو یا نہ بگڑے۔ اسی طرح انسان کے جسم میں اندر یاں ہمیشہ کام کرتی رہتیں۔ کبھی نہ رکتیں اور اگر رگ جائیں پھر جل نہ سکتیں۔ کیونکہ مادہ میں ترتیب انتظام نہیں اور پھر ظاہر ہے کہ آدمی کا حال ایسا نہ ہوتا۔ اس کی مثال ریلوے کا انجن ہے اگر انجن کو کسی طرح کی رکاوٹ نہ ہو تو کبھی نہیں رگ سکتا بشرطیکہ اُس کے اندر بھاپ کی طاقت اور سطرک موجود ہو۔ اور جب رگے گا پھر چلے گا نہیں۔ لیکن وہ ڈرائور کے ماتحت ہے جو اسے جب چاہتا ہے چلاتا ہے جہاں چاہتا ہے اور کھرا کر دیتا ہے اگر ارادہ ہو کہ تیز چلاوے تو اُسی طرح چلاتا ہے اور اگر آہستہ چلانا مقصود ہو تو بھی فوالمراد چلاتا ہے انجن اُس سے انکار نہیں کرتا اور نہ کرنے کی اُسے طاقت ہے۔ کیونکہ وہ حقیقین نہیں۔ جس طرح حرط صافی یا آترائی میں آہستہ اور تیز چلانا انجن کا ڈرائور کے اختیار ہے۔ اور ٹھیک وقت پر منزل مقصود پہنچانا بھی اُسی کے علم و عقل کے متعلق ہے۔ جس منٹ پر ڈرائور نے ٹھیک اسٹیشن پر پہنچنا ہوتا ہے اُس کو اسے مد نظر رکھ کر انجن کو تیز چلا اُس سے کام نہ لگاتا ہے۔ انجن کو ان باتوں سے

ایک بزرگ کے مدرسہ فنون میں ایک ایسا طالب علم جس کا نام الگ بڑا ہے جو ماں کے پیٹ سے لے دھت پیتا اچھا نقشہ کشی اور معنوی میں دوسرے درجہ کا امتحان پاس کر چکا ہے۔ جس میں اس نے انعام حاصل کیا۔ اس نے لکھا اور شہرہ کی تلاش گاہ میں اچھا کام دکھایا تھا۔ یہ نقشہ کشی اور ذوق نگاری پاؤں سے کرتا ہے۔

ایک اور مثال بھی اپنی چشم دیدہ عرض کر رہا ہوں۔ ایک ہمارے دو مشاہدہ ہم جانتی تھے۔ ایک دن لکھتے لکھتے ان کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایسی سخت جھٹ لگی کہ وہ ہاتھ لکھنے کے کام کا نہ رہا۔ چند مدت تک علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ان کو علم کا شوق اور ماں باپ کا اثر بھی تھا۔ بدستور پڑھا۔ اور بائیں ہاتھ سے لکھنے کا اہتمام کرنا رہا۔ یہاں تک کہ وہ بائیں ہاتھ سے بھی نہایت عمدہ بدستور نشان لکھنے لگا۔ جس وقت سے کام کرانے والا اور سب کو حکم میں چلانے والا سب کے حکم کرتا ہے۔ وہی روح ہے۔

پانچویں دلیل

آدمی جب ریلوے میں سوار ہوتا ہے تو اس کے من میں کچھ یا قاتل کو گھانا یا خود گھنا ہے۔ وہ قوت باہر کے قائم نہ ہونے کے سبب اسے جہان گھومتا نظر آتا ہے۔ ہمارے سے جب آگ گھماتے یا مٹی پھرتی ہے تو آگ کا ایک دائرہ بن جاتا ہے۔ انھیں جن پر دیکھنے کا تمام دلوں پر وہ قوت کے وہی ہیں کہ حقیقت آگ کا دائرہ ہے۔ ویسا گھوم رہی ہے۔ مگر ایک اور چیز اندر فیصلہ کرتی ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ کچھ کا قبو پر پاؤں کا قصور دماغ کا قصور ہے اصل میں وہ ایسا گھوم رہی ہیں جن پر جسم سوار ہے یا جو جسم کے ہاتھ میں ہیں۔ ایسا ہی اور بھی صد ہا مرتبہ جو غلطیاں دماغ۔ م۔ ناک۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ کی معلومات سے ہوتی ہیں جو ان کو سمجھتا اور ان کے برخلاف کو بھی جانتا اور جاننے کے بعد ان کی صحت پر حکم کرتا ہے وہ روح ہے۔

مثلاً بھانگی پیاری میں مہیٹا پانی پیکھا معلوم دیتا ہے۔ اول ایک شے کو دودھ دیکھتا ہے۔ پھر دین سے ایک چیز کو ہزار دیکھتا ہے۔ مختلف رنگ کی ٹینکے ایک ہی چیز سمجھتا ہے۔ سرخ۔ سبز۔ سیاہ۔ زرد۔ سفید وغیرہ رنگوں کی معلوم ہوتی ہے۔ خود دین سے چھوٹی چیز بڑی اور بڑی چیز چھوٹی نظر آتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ فی الاصل شے مرنی کی کیا حقیقت ہے اور جو نقص نلال چیز یا عکس یا قائل سبب کے دو یا ہزار دکھائی دیتی ہے۔ یا دور و نزدیک نظر آتی ہے وہ جو اس نہیں ہے۔ کہو کہ ان کی غلطی پر حکم کرتا ہے۔ اور پھر اصلاح بھی کرتا اور عمدہ راستہ بتلاتا ہے۔ صحت اور غلطی میں امتیاز کرتا ہے۔ وہ روح ہے۔

چھٹی دلیل

ہر ملک کے حکمائے دماغ کو جسے اگر مری میں پرہیز اور شکر میں کھش اور ہندی میں بھیجا کہتے ہیں۔ میں حصول برقیہ کہتا ہے اول سریرم یعنی دماغ کلاں و وکم سریرم یعنی دماغ خورد و خوراک لا بلا گشتا یا پائل کار وینی مغز حرام۔ ان میں سے بہشت مجموعی اور عبادت استنوں کی حالت اور وزن کو حکم خاوق نے اپنی تصنیفات میں مفصل بیان کیا ہے۔ اعضاء یعنی ٹھٹھے جو ایک ہی قسم کی بازیگداریاں تمام جسم میں پھیلی ہوئی ہیں وہ بھی تین قسم کی ہوتی ہیں۔

انہیں تین میں ملی ہوئی ہیں ساگر چہ ماہر ان علوم روحانی نے دماغ کو روح سے جدا بھی طرح ثابت کر دیا ہے لیکن بڑی محال اگر کوئی دماغ کو ہی روح مانتے تو وہ بھی غلطی پر ہے کیونکہ غم و سرور و آفت و آسنا اور پیار اور خیال اور دھار و وحی و شرم و عورت اور بے عورتی و خوش اور بزدلی کے الفاظ جن منشا اور ہمتا کو پرکھ کر تے ہیں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کوئی شخص ان کیانی آدمی بھی یہ کہہ دے کہ ان شبہ وں کا مفہوم کوئی ایسی چیز ہے جو مادی یا جسمانی ہو۔ لیکن یہ بالکل ہویا ہے کہ ان کا اثر جسم پر بہت ہوتا ہے یہاں تک کہ دن رات کے کبرج و فکر سے توانا آدمی لاغر ہو جاتا ہے اور بعض آدمی مر بھی جاتے ہیں اور یہی حالت دوسرے پہلو میں بے حد خوشی سے ہوتی ہے جس کا نام شادی و شرم و شرم و شرم و شرم و شرم و شرم انسان کے چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا ہے اور خوش و غریب ہے آنکھوں میں خون تر آتا یا یقینہ لیلیہ ہو جاتا یا قبا کے بند ٹوٹ جاتا یا کشتی خوف میں آکر رہزہ اب ہو جاتا۔ خون خشک ہو جاتا۔ بخار وغیرہ کا دور ہو جاتا ہے ہوس یا سکھ کی حالت کا واقعہ ہو جانا یا ایران نکل جانا تو اکثر دیکھا گیا ہے اور نزاروں لاکھوں اس کے شاہد ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم انسان میں کوئی اور شے غیر مادی موجود ہے جس کی وجہ سے یہ صفت الفاظ جسم کے ایسے مقرر ہوتے ہیں اور جن کی تاثیر سے تمام نشہ کا دور ہو جاتا ہے جس سے صرف انسان بلکہ حیوان بھی مری کو اگر نیر کے سامنے کھڑا کر دیا جاوے تو اس کے دیکھتے ہی اس کا خون خشک ہو جاتا ہے جہاں تک کہ وزن کو دیکھا گیا تو وزن کم نکلا۔ پس معلوم کرنا چاہئے کہ یہ وزن کا کم ہو جانا محض ڈر یا خیال سے کیسے واقع ہوتا۔ کسی مطلق مادی چیز پر ہرگز ان الفاظ کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ جن یا جو جہان کو اگر ہاتھ کے سامنے رکھ دیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور یہی حالت جسم مردہ کی ہے۔ بنا براب ان سب کی محض میرا تیرہ ہوتی ہے اور جو ان حسب سے موثر ہو کر جسم پر بھی اثر ڈالتا ہے حالانکہ جسم چڑھا ہے ابھی کا نام روح ہے یہ کام دماغ کا ہرگز نہیں ہے۔ اصل میں اگر غور کیا جاوے تو دماغ بمنزلہ ٹیلیگراف آفس کے ہے اور روح بمنزلہ ٹیلیگراف کلرک کے۔ اعصاب بمنزلہ تار برقیوں اور باقی تمام اعضاء بمنزلہ تار کے گھنٹوں یا ستونوں کے ہیں جو دماغ مدد بالذات اور انادہ رکھنے والی چیز نہیں ہے ان صفات سے توصف صرف روح ہے جو دماغ بلکہ سارے جسم پر حاکی ہے اور دماغ متہ تمام اعضاء کے اس کا محکوم۔

اس کو ایک اور طرح بھی سمجھو فرض کرو کہ ایک جگہ من بہرہ وچہ پڑا ہو ہے ایک افسر نے اپنے ملازم کو اس کے اٹھانے کا حکم دیا۔ جس پر وہ اُسے ہاتھ سے اٹھانا چاہتا ہے اور اٹھایا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہا زبان نے اور سنا کان نے مگر تعمیل کے واسطے ہاتھ کیوں ہلا جس سے اُس نے بوجھ اٹھایا۔ آپ جواب دیگو کہ بچوں کے شکر لے کے باعث ہاتھ ہلا۔ پھر سوال ہے کہ بچے کیسے شکر لے اور کیونکر شکر لگے اس کا جواب یہ ہے کہ دماغ سے بجلی گئی اُس نے شکر لاد لیتے اس پر پھر سوال ہے کہ بجلی کو دیاں کس نے بھیجا اور کیوں بھیجا۔ اس کا جواب کوئی روح کا شکر نہیں دیکھتا۔ اور حقیقت اس کا کوئی جواب نہیں سولے اس کے کہ ہر طرح کی مری نے جو اس جسم سے جلا دماغ کی انتہر گھائی موجود ہے۔

ساتویں دلیل

اگر علم یا چیت یا مدد بالذات ہوتا دماغ یا قوت یا نظریا باصرہ کا کام ہوتا تو

کر کسی مہاراجہ کا قریب خانہ پر پڑ کر گئے کیا تھا راستہ میں۔ عین سڑک پر ان کا مکان تھا مگر وہ کسی سنہیل ہڈی کے حل میں لگے ہوئے تھے چاند ماری ہوتے ہی قاعد ہوتی۔ تو میں جیتی رہیں شام کو کسی نے ان سے پوچھا تب لاعلمی ظاہر کی۔

مزہا بکامیوشن کی اہمیت دیکر یہ کہ جب وہ علم طبی کے مسائل حل کیا کرتے یہاں تک بکسوتی ہو جا بھی کہ ان کی لڑائی کن رکھنا نا کھلتی اور وہ خبردار ہوتے قطع بطن سب کے اتنا لوہراک جانتا ہے کہ بیٹھے وقت جب تک قدر خیال ہوتا ہے شام سے دیوار یاد دہشت یا آدمی سے بھوکہ جاگتی ہے۔ تب دھیان ٹھہرتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حواس ظاہری صرف آلات کے طور پر ہیں ان کی معرفت یا ان کے راستہ سے انسان دیکھتا۔ سہتا۔ سو گھٹتا۔ پکڑتا ہے ورنہ ان بیچاروں کو نہانہ قوت سدوائی یا بدنیانی وغیرہ نہیں ہے اگر یہ خود بخود دیکھتے اور سننے والے ہوتے تو حیات غور و فکر کرنے کے بھی انسان شکوں کو دیکھتا۔ آوازوں کو سنتا۔ خوشبو کو سونگھتا۔ کیونکہ ان کو کسی نے نہیں بدکا تھا نہ توکان میں کسی نے روٹی ڈالی تھی۔ نہ تو کھیر پر وہ ناک میں بیٹی چڑھائی تھی اور نہ زبان پر مہر لگا دی تھی یہ تو سارے کے سارے اعتدال کی حالت میں بغیر کسی رنگ کے موجود تھے۔ پھر انسان نے دیکھنے کے لائق چیزوں کو کیوں نہ دیکھا۔ سننے کے لائق آوازوں کو کیوں نہ سنا۔ سونگھنے کے لائق بو کو کیوں نہ سونگھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس جسم میں کوئی چیز ایسی موجود ہے جس کو ان حواسوں کے علاوہ بالذات یہ فواید حاصل ہیں۔ یہ مگر حواس کے نہیں بلکہ اس کے اپنے ہیں اگر حواس کے گئے ہوتے تو اس کے یہ محتاج نہ ہوتے ہیں نہ کئی ایک جنم کے اندھے دیکھتے ہیں۔ جن کے سامنے جب کوئی تصویر یا عہدہ دیکھنے کے لائق چیز اور لوگوں کو دکھائی گئی تو وہ بے توجہ تھکا اٹھ کھڑے ہوتے اور اٹھ کھڑے لگے اور چارہ پتے تھے کہ دیکھیں بلیں اٹھاڑے اور آکھیں بھانڈے تھے۔

پیارے سے واضح ہے کہ ان کے اندر کوئی چیز ایسی موجود ہے جو دیکھنے کی خواہش کرتی ہے اور باوجود نہ موجود ہونے حواس کے بھی اس میں دیکھنے کی خواہش موجود ہے اسی طرح بغیر موجودگی ان حواس کے بھی وہ قوا اس کے اندر موجود ہیں۔

جسم کے ہموں پر جب اس بات کا امتحان کیا گیا کہ سننا صرف کان کا کام ہے یا کسی اور چیزیں چیز کا۔ تب باوجود نہ ہونے کان کے ان کے منہ میں جب گھڑی رکھی گئی۔

فی الفور سننے پڑے۔ آواز بدنی کی اور چاقو و عمو کوئی سخت چیز دینے سے بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ سننے والا سو سننے والا۔ دیکھنے والا روح ہے۔ نہ کہ جسم +

چوتھی دلیل

دماغ جین کو تمام جسم میں تفصیلات حاصل ہے۔ اس کی حالت بھی یچین۔ جوانی۔ بوڑھاپے میں جدا جدا ہوتی ہے۔ اور بدن کے ضعف و خفایت میں علی الاطلاق ضعیف اور خفیف ہو جاتا ہے مگر اس پر بھی روح کی حالت خراب نہیں ہوتی۔ اس کا علم آریہ حاشیوں میں نہیں ہو سکتا۔ کثرت جار و غیرو سے جب دماغ کمزور ہو جاتا ہے تب بھی روحانی حالت وہی رہتی ہے۔ بعض مضمون میں جب جسم بہت ہی دبا ہو جاتا ہے۔ بہتر سے بھی اچھ نہیں سکتا۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اب اس کے تمام اعضا کمزور ہو گئے اور دماغ بھی اس حیثیت سے کمزور ہو گیا۔ کیونکہ وہ بھی اسی جسم کا ایک حصہ ہے پیارا کو نہیں آواز و درکار عمومی اوچی آواز بھی ناگوار معلوم ہوتی ہے جس سے کسی عقلمند حکیم کو انکار نہیں۔ لیکن ان سب حالتوں

میں بھی مریض کا علم اور گیان کم نہیں ہوتا۔ اور نہ ضعف پکڑا لٹے پس یہ بات بدھ حتی یقین ہے کہ جس کو علم و گیان اور سب کی کمزوری کا اہمان ہے وہ روح ہے۔ اس پر دوا زیادہ غور کرو کہ جب بڑھتے بڑھتے یا سوچتے سوچتے دماغ ٹھک جاتا ہے بلکہ گھومنے لگتا ہے تو آدمی کتاب رکھ دیتا اور سوچنا چھوڑ دیتا ہے کتا ہے کہ تیرا دماغ ٹھک گیا۔ سر جھکاتا ہے۔ اب زیادہ صمت نہیں کر سکتا۔ نہیں بڑھ سکتا بلکہ کتا ہے کہ ہر چند میں جاہتا ہوں کہ اور بڑھوں۔ ہر چند کہ اس مضمون پر سوچنا چاہتا ہوں مگر دماغ ٹھک گیا اس وقت ہمیں سوچ سکتا۔ حالانکہ ایسے عمدہ مضمون کے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ لیکن چونکہ ٹھک جانے دماغ اور گھومنے سر کے اس وقت کتاب رکھ دیتا ہوں۔ پس وہ چیز جو اس قدر بڑھنے سے نہیں ٹھکتی اس قدر سوچنے سے نہیں رکتی ہے جس کے اندر ابھی تک شوق موجود ہے۔ جو دماغ کے ٹھکنے کو سر کے پھرنے اور آنکھوں کے کمزور ہونے کی شکایت کر رہا ہے۔ مگر خود وہی ایسی مندرست صبح و سالم موجود ہے وہ روح ہے اگر دماغ مدہک ہوتا تو جس چیز کے دیکھنے سے اسے مدہم نہ پہنچا تھا۔ کبھی اس کے دیکھنے کی خواہش نہ کرتا۔

اگر سر بہ حیثیت مجموعی مدہک ہوتا تو بھی وہ جس سے پھر رہا تھا انکار کر رہا تھا کبھی اس کا شاق نہ ہوتا۔

مگر کان رفع ہونے کے بعد اور درد دور ہونے کے ریشات جب آرام کرتے ہیں بحال ہو جاتا ہے تو پھر اس سے وہی کام شروع کرایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی مراد ابھی تک نہیں جھی۔ بدستور سابق شوق سے اس کام کو شروع کر دیتا ہے جب تک وہ شوق یا خواہش یا مطلب پورا نہ ہو۔ اس مثال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے

آدمی لکھتا ہے۔ اگر قلم درست نہ ہو یا سیاہی اور کاغذ خراب ہو۔ تو اس کے دست کرنے کے واسطے کو شش کرتا درست بناتا ہے۔ اگر قلم ٹوٹ جائے۔ یا مرضی کے مطابق نہ ہو۔ تو حسب مرضی بنائی جاتی بعد ازاں اس سے لکھا جاتا اور کھینچتے جتے جب ہاتھ ٹھک جاتا ہے تو آدمی اس کی مالش کرتا ہے تاکہ اس کا کان نہ درد ہو اور کام کرے۔ جب اس کا کان نہ درد ہو جاتا ہے پھر وہی کام لیا جاتا ہے جتنے کام کرتے ہوئے اور زیادہ کام کرتے ہوئے ہاتھ بالکل بے کار ہو جاتا ہے۔ قائم نہیں رہتا جس کا ڈاکٹر اس سے علاج کرانا ہے۔ لہذا اس کا راضی اور بعضوں کا بالکل مصل ہو جاتا ہے۔ ہاتھ کی اس قدر سختیاں اٹھانے سے لکھنے کی طاقت کم نہیں ہوتی اور نہ شوق کم ہوتا۔

اس کو اس مثال سے اور زیادہ سمجھو۔

ایک ٹھک تھا گورنمنٹ کے راج میں جلسہ سازی کے نوٹ بنا یا کرتا تھا۔ آخر کار پکڑا گیا۔ گورنمنٹ نے اس کا دائیاں ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اب اس نے بائیں سے مشق شروع کی اس سے بھی آخر کار وہی کمال حاصل کیا۔ اور کئی مدت تک بناتا رہا اس سے بھی ایک بار پکڑا گیا گورنمنٹ نے اس کا بائیں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا +

وہ اس پر بھی نہ سمجھا اور پاؤں کی انگلیوں سے مشق شروع کی یہاں تک کہ اس میں بھی وہی بلکہ حاصل کیا۔ اور کئی مدت تک اسی سرے کام سے زہمیدار گزارا جی چھوڑ دیا۔ اب قابل خود ہے کہ وہ چیز جو اس قدر سزا باری کے بعد بھی ہاتھوں اور پاؤں سے کام لاتی ہے اور جو کچھ بعد دیگرے ان اعضاؤں کی مفلون یعنی فہمائش کنندہ رہتی ہے اسی کا نام روح ہے +

ہے کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ نشہ کا اثر اس شخص پر نہ ہوتا ہے۔ اگر روح منتہی ہوتا تو وہ بے ہوش ہو جاتا اور جب ایسا ہوتا تو نہ کوئی پھر نشہ کی شہادت دیتا اور نہ سمجھ سکتا کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے۔ میں وہ چیز جو جیتی ہے کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے بلکہ نشہ ہی کی شہادت دیتی ہے وہ روح ہے۔

ہاں اس پر ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ اگر وہ روح ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ کبھی ہے کہ مجھ کو نشہ ہوا۔ حالانکہ نشہ روح کو نہیں ہوتا۔ بلکہ جیم کو ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روح نے یہ سبب اکیان اور زیادہ سمندہ اور محبت جسمانی کے لیے کو جسم جان لیا ہے ورنہ اصل میں وہ جسم نہیں بلکہ جیم سے جدا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے زیادہ تعلیق کے سبب آدمی کہتا ہے میرا گھوڑا گم ہو گیا۔ میرا اونٹ بھاگ گیا ہے میرا کتا باگل ہو گیا۔ میرا بٹ پیٹ گیا۔ میری لاشی ٹوٹ گئی۔ اسی طرح کہتا ہے کہ میرا کتہ کٹ گیا۔ مری آنکھ دھنکی ہے میرا کان دور کرنا ہے۔ میرا پاؤں ٹل ہو گیا۔ میرے ناخن بڑھ گئے۔ ورنہ اصل میں وہ لاف خود یعنی جیم کی بابت کہتا ہے نہ کہ اپنی ذات کی بابت۔

ابھی چند ماہ کا ذکر ہے کہ ایک کاشتے والا اجمدار انجن کے نیچے آ کر ناف کے پاس سے اس کا نیچے کا حصہ باگل جدا ہو کر رہا۔ اگر کے فاصلہ بر جا پڑا وہ بے ہوش ہو گیا لوگ بھی پہنچ گئے۔ جب اس کو ذرا ہوش آیا تو لوگ اسے زندہ دیکھ کر اسے تسلی دینے لگے اس نے کہا کہ اور تو خیر کہ میرے پاؤں ٹل ہو رہے ہیں انہیں گم کرو لوگ تسلی دیتے رہے۔ اتنے میں جب اس نے ہاتھ لمبا کر کے خود دیکھا تو معلوم ہوا کہ ٹانگیں ندر آ رہیں۔ فی الفور آہ سرد دھری اور روت ہو گیا۔

یہ بات ذرا غور کرنے سے اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ کہ وہ اس خاص جنموں نے سمجھا ہوا ہے کہ ہم جسم نہیں ہیں بلکہ روح ہیں۔ تو ان کو خواہ کس قدر نشہ پلایا جاوے ان سے کوئی ناشائستہ حرکت یا نامناسب فعل صادر نہیں ہوتا۔ بلکہ جب ان کے جسم کے اعضا پر نشہ کا زیادہ غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پر ماتا کا دھیان دل میں دھار لیتے اور میں یقین رکھتے بلکہ سمجھتے ہیں کہ ان کا تشریف نشہ کی وجہ سے لاچار رہے گا ہے کام نہیں دے سکتا وہ بات کرنی چاہتے ہیں مگر زبان کام نہیں دیتی۔ اسی واسطے نہیں بولتے اٹھ کر کبھی اسی واسطے نہیں چلتے اسناد ہو کر بیٹھتے اور لوگ ہنسنیں یا چٹ لگے اور علاج کرنا پڑے بنا برآں وہ حیرت کو نشہ کی حالت میں بھی اپنی حالت پر قائم رہتی اور نشی نہیں ہوتی بلکہ نشہ کے سبب اثرات سے پاک رہ کر بدستور سابق سوچتی اور چالنی اور جو جیتی ہے جس کا ذاتی اور اصلی کام غور و فکر اکیان کسی حالت میں اور کبھی کسی وقت اور کسی طرح بھی معطل یا بے کار نہیں ہوتا۔ اسی کو ہم لوگ روح یا جیو کہتے ہیں۔

دوسری دلیل

ایسے آدمی دیکھئے گئے ہیں۔ جن کے کسی مرض کی وجہ سے بالکل دونوں پاؤں کاٹے گئے اور بلکہ ایسے بھی جس کی پوری ٹانگیں جدا ہو گئیں مگر پھر بھی وہ برابر زندہ اور ان کی جگہ لکڑی کے قائم مقام بنا کر کام کرتے ہیں۔ اور جس طرح ان کی موجودگی میں ان سے کام لینے تھے۔ اسی طرح ان جگہ والی لکڑیوں سے کام لیتے ہیں۔ اور جس طرح بحال موجودگی اصلی ٹانگوں کے ان کے سو جانے یا قتل ہو جانے کی حالت میں ان کو جانتا اور ان کو جگانے کی کوشش کرتا یا علاج کرتا تھا۔ اور ایک علاج کی ناکافی

میں دوسرے کی تجویز سوچتا تھا۔ ویسا ہی ان کے کٹ جانے کی حالت میں بھی تجویز سوچتا اور ان کا مقام پاؤں یعنی لکڑی یا کوہنے کے پاؤں کے ٹوٹ جانے یا ہلکا ہونے کی وجہ سے ان کی صورت میں ان کی درسی کی تجویز کرتا ہے اور جیو ان کے کٹ گئے وہ نہ جسم کے باقی حصہ کو جانتا اور نہ اس کو جسم کا قطع شدہ حصہ جانتا ہے جتنا تو درکناس لوگیاں ہی ہیں کہ میں کہاں تھا اور کہاں آ گیا۔ نہ اپنے اصل کو جانتا اور نہ کسی دوسری چیز کو بلکہ محض لاعلمی و جڑھت کی حالت میں ریزہ خاک میں مل جاتا ہے آدمی اپنے دوسرے بعضے جسم سے کام لیتا اور بدستور سابق کام کرتا۔ بلکہ اس قائم مقام سے کام کرتا ہے اور جو مطلب اس کا ہوتا ہے اس کے حاصل کرنے کے واسطے کوشش کرتا اور کامیاب ہو جاتا ہے اس مثال سے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے مثال ایک آدمی سفر کرتا ہے چلتے چلتے جب خود تھک جاتا تو قوت کو مقوی اسٹیا وودودہ وغیرہ سے روض پاتا اور اسی طرح ایک مزدور ہلکے اپنے جسم کو مالش کرتا ہے اور اسے کچھ دیتا ہے۔ آگے چل کر جہاں کہیں اس کو مزدور نہیں ملتا بالکل تھک جاتا ہے تو وہاں سے ایک گھوڑا منول لیتا ہے۔ پھر اس پر سوار ہو کر سفر کرتا ہے۔ تمام دن چلتے چلتے وہ بھی تھک جاتا ہے منزل پر ان کے اس کو دانا دیتا اور نہاری کھلاتا اور مالش کرتا ہے کہ اس کا نکال دور ہوا اسی طرح اگر آہنی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے تو اس کو سوچ سمجھ کر چلاتا۔ اور جہاں وہ گر پڑتا اور ٹوٹ جاتا ہے وہاں اٹھاتا۔ مرمت کرتا۔ ورنہ اگر کچھ سوار ہوتا ہے جس طرح کہ آہنی گھوڑے سے اس کا سوار جدا۔ اور جس طرح اصلی گھوڑے سے اس کا سوار دوسرا ہے۔ گھوڑا سوار کی مرضی کے مطابق چلتا اور اسی مرضی کے مطابق سوار اس کو چلاتا ہے اس کے تھک یا ٹوٹ جانے سے سوار سفر نہیں کر سکتا۔ ملکہ لاچار ہو کر بیٹھ جاتا ہے بغیر نہ ہی حال جیم اور روح کا ہے۔ روح مانند راگب اور جیم مثل کرکب ہے؟ جن طرح گھوڑا اور اسی گھوڑا دونوں ہم سے جدا ہیں اسی طرح یہ حسی گھوڑا بھی ہمارے اصلی سوار یعنی روح سے جدا ہے۔ یہ سبب ممتا اور ابھمان کے اصلی ٹوٹنے یا مجروح ہونے یا مستی ہونے سے روح کو آسیب نانتا ہے۔ لیکن اگر بدیدہ خود دیکھا جاوے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روح جسم سے جدا اور جسم روح سے جدا ہے۔ جس طرح سوار گھوڑے سے کام لیتا ہے۔ با جس طرح ڈیویر یا گارڈریلو سے کھلاتا ہے اسی طرح روح اس جسم کو چلاتا ہے۔ جو کہ کوڑا یا گارڈ کا جلم نہیں مگر ان کو ضرور ریلوے کا گناں ہے۔ بنا برآں اس جہانی ٹرین کا حوالہ دیتا ہے وہی روح ہے۔

تیسری دلیل

منش جب کسی باریک بات کو سوچنے لگتا ہے اور سوچتا سوچتا اس میں زیادہ مصروف ہو جاتا ہے تو ناوجود آکھیں گے کھلا رہنے اور گوشہ فاجوئے کے نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اس کے اور جو اس بھی باوجود موجودگی کے کچھ احساس نہیں کرتے دنیا میں ہر ایک آدمی کچھ دیکھ اس کی شہادت دے سکتا ہے اور خصوصاً زیادہ سوچنے والے آدمیوں پر ایسے واقعات بیشمار وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جتنا کہ کوہم آچار یہی اپنے منطقی مسائل میں یہاں تک مصروف رہتے تھے کہ بیسول واقعات یہ دنی کے ہو جانے پر بھی خبردار نہ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے فلسفی مسائل کو سوچتے سوچتے راستہ سے گھٹے ہوئے کو نہیں دیکھ کر پڑے اور اہل محلہ نے گرنے کی آواز سن کر نکالا۔ ایک اور زمانہ کی بابت ذکر ہے

ہوں گے۔ کتب الہیات کا مطالعہ کیجئے۔ اور اس ہماری کتاب کو سرسری نظر سے نہیں بلکہ تعمق و تفکر کی توجہ سے مطالعہ میں لائے شروع سے آخر تک پڑھئے جو خواہے ہم نے دئے ہیں انہیں مقابلہ کیجئے۔ اپنے کانٹس سے ذرا ایک کثرت بیٹھک سناج کا سوال کیجئے۔ اسی روزہ کی حالت کو مد نظر رکھ کر مسئلہ آؤ گون پر خیال کیجئے کسی کے قول کو نہ ماننے کی ہٹ کو دل سے ترک کر محققین کی رائے کی پڑتال کیجئے۔ اور ذرا گہری نگاہ سے روح کی اہمیت و مادہ کے استحالیہ پر قواعد منطق استعمال کیجئے۔ اور کچھ قدرتی مسئلہ کا مطالعہ کرتے رہئے۔ پھر دیکھئے کہ آیا آپ کا محقق مزاج دل اور راستی پسند طبیعت اس ہونا اور ایک مگر عیقل مسئلہ آؤ گون کو قبول کرتی ہے یا نہیں۔

ہر گناہ زنگیت ہر مات دل
چوں زیادت گشت دل را بہتر گی
دل شود برین رنگ باخوار و خجل
نفس دہل را پیش گرد خیر گی

باب اول

تحقیق روح اور اس کا جسم سے تعلق

روح ایک غیر مادی۔ محدود جیتن ہے اور ایک دیسی پرتن اچھا شکہ دکھ کا گلیان رکھنے والی دستو ہے ہم دوسرے الفاظ میں مددک بالذات و معرف بالآلہ کہہ سکتے ہیں جسم میں ان میں سے ایک گون بھی نہیں۔ ملکہ برخلاف اس کے مادی۔ مرکب اور طول و عرض و عمق رکھنے والا۔ روح کو سنسکرت میں جیوا اور انگریزی میں سول کہتے ہیں روح کا لفظ جیو وغیرہ کے معنی ہر جگہ صبح نہیں دیتا کیونکہ جسمانی حکیموں نے اسے بالکل نہیں سمجھا۔ اسی واسطے اس کے معنی ویسے ہی لائے میاں کر دئے اور یہی سبب ہے کہ وہ روح کی ہستی سے ہی مکر ہو گئے۔

فانی اور غری لحات میں روح سے جست کا سرور و شراب و آرام اور جوتی و تازگی و خشکی نسیم دلوے جوتی و رحمہ مراد ہے۔ اور اس روح سے بھی مراد ہے جس سے جسم انسان و حیوان زندہ رہتے اور کام کرتے ہیں۔ روان۔ جان اور نفس بھی جیو کے معنوں میں اکثر آئے ہیں جس کی تحقیق اس رسالہ میں کرتے ہیں وہ اولین اشار ہیں سے نہیں ہے اور نہ ان سے اس کا تعلق ہے بلکہ ہماری مراد لفظ روح سے جان۔ رفاں اور جیو ہے جس کی تعریف میں حاتم کا کوشن چند جی نے فرمایا ہے کہ اس کو آگ نہیں جلا سکتی اور نہ اسلاح کاٹ سکتے ہیں نہ ہوا خشک کر سکتی ہے اور نہ دانی کلا سکتا ہے وہ پیدا نہیں ہوا۔ قدیم اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے۔ جسم کے ٹکڑے ہونے سے اس کے ٹکڑے نہیں ہو سکتے۔ جس طرح انسان ٹرانے کیلئے اور تار کٹنے کیلئے

لہ مولانا رومی اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں۔ در بیان آنگہ تن روح را چوں لاسیت و ایس دست آستین دست روح است دایں پائے نونہ یاکے روح (اور در ترسوم صفحہ ۱۲۵) تابانی کرتن آمد چوں لبیس اور حوالا لبیس لبیس (روح را توحید اللہ خوشتر است غیر ظاہر دست و پائے و برکت دست یا در خواب بھی استلاف اس حقیقت دال مدس از کرب آن توفی کہ بے بدن اری پدا لبس مترس از جسم چال بفرش لبس روح دارد بے بدن لبس کار و مار مرغ باشد و نفس لبس بے توار باش تا مرغ از نفس آید مرغی تا بے بینی ہفت چرخ اور لبوں

ہم لیتا ہے اسی طرح یہ جیو پرانا جسم ترک کر کے نیا قالب اختیار کر لیتا ہے۔ یہ خود یکے کٹہ اور نیت میں داک ۲-۱۲ تک روح و جسم کی جدائی کو اس طرح و شبوں نے بیان کیا ہے۔

۱۔ آتما سوار ہے۔ جسم فٹن ہے۔ ہدی کو چوان ہے اور من عنان یا باگ ڈور ہے۔
۲۔ اندریاں بھی خواص عشرہ یا خمسہ ائس کے گھوڑے اور اندریوں کے دشتے گھوڑوں کی چال یا رفتار ہے اگر آتما اور اندریہ ہدی اور من باہم موافق ہیں تو آتما سے سوار ہو جاتے اور شکہ یاتے ہیں۔

۳۔ اگر ہدی دیکیاں بہت ہوئی تو من یعنی عنان کو اپنے قبضہ میں نہ رکھے گی۔ پس گھوڑوں کی سرکشی سے رتھ ایک سخت گڑھے میں گر گیا اور مدعہ سوار کے چکنا چور یا رنجور ہو جائے گا۔

۴۔ اگر دیکیاں والی بدی ہوئی تو من یعنی باگوں کو اپنے قبضہ میں رکھیگی جس سے گھوڑوں کی سرکشی بھی شدہ ہر جا نیگی اور سب آتما یا تیش گے۔

۵۔ بہ ظاہری ہے کہ اگر من ہمیشہ قبضہ میں رہے تو سوار کے دکھوں سے ناساں تر جاتا ہے۔
۶۔ اور ایسا ہی انسان پر مدیعی موش کو پات ہوتا ہے۔

۷۔ جس کا من اور کو چوان عمدہ ہے۔ مادی عمدہ سوار کی کر گیا۔ اور مصائب سفر سے بھی بے آرام ہوگا۔ اور سرب ویا پاک پر ماتما کے آندیں مگن ہوگا۔

۸۔ اندریوں میں خواہش لطیف ہے۔ اور خواہشوں سے من لطیف ہے مگر من سے ہدی سوکھ شرم اور ہدی سے جیو لطیف ہے۔

۹۔ جیو سے ابیکت اور ابیک سے بر ماتما لطیف ہے۔ مگر بر ماتما سے لطیف یا پرے کوئی نہیں۔ وہی سب کا آشرا بصوت اور سب کا سوامی ہے۔

۱۰۔ جس طرح یہ سب ایک دوسرے سے لطیف یا ایک کا جاننا دوسرے سے کٹھ ہے اسی طرح ان کے ویا کرنے سے حسب مراتب سب سے سوکھ شرم اور برے ویا ماتما ہے وہاں تک آتما بدی پہنچتی ہے اور یہی جاننا سب کی اصل ہے۔

دوسرے روح و جسم سے جدا غیر مادی اور بزرگ بذات خود ایک ہستی ہے وہ عناصر کا خلاصہ یا عطر نہیں اور نہ عصروں کی ملاوٹ سے پیدا شدہ چیز ہے۔

پہلی دلیل

منش ح کجھی شرک و غیر و نٹی چیزوں کو استعمال کرتا ہے۔ بیتے وقت بھی جانتا ہے کہ بس نے یہ نلہہ بہا۔ اور جب مست اور نہ ہوں ہو کر منوالا ہو جاتا ہے تو بھی گواہی دیتا

فقہ حاشیہ لہ ایک اور فاضل فرماتے ہیں۔ دہمدم گر سو دلباس مل صاحب آلباس را چل آریبل مسید احمد خان صاحب فرماتے ہیں۔ اگر جیو اس جیو (روح) کو انسان کے بدن سے کچھ علاقہ ہے۔ مگر جب غور سے دیکھو تو باوجود اس علاقہ کے بہ بعض بے علاقہ ہے آدمی کبھی ایسا محو ہوتا ہے کہ سب چیز کو بھول جاتا ہے مگر اپنے آپ کو نہیں بھولتا۔ اسی خیال سے ہو سکتا ہے کہ گو انسان کا یہ ظاہری مدن نیست ہو جاوے مگر وہ چیز خواص میں ہے۔ جیسی ہے ویسی ہی رہیگی۔

پھر اگر وہ چیز محدود رہے اور آخر کو نیست ہونے والی ہے تو دل قبول نہیں کرنا کہ اس ذات باک دائم الوجود خدائے تمام عجائبات ایک ایسی فانی اور نایاب چیز کے لئے بے لے ہوں؟ کچھ شبہ نہیں کہ وہ چیز جیو دائم الوجود ہے نیست ہونیوالی نہیں۔

تصانیف احمدیہ حصہ اول تین الکلام صفحہ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹

باب اول یگیٹی اور ویدشا ستروں سے تنازع کا ثبوت۔ باب دوم۔ باری مذہب اور تنازع۔ باب سوم۔ بد مذہب اور تنازع۔ باب چہارم مختلف ممالک کے حکم کی رے۔ باب پنجم۔ بائبل سے تنازع کا ثبوت۔ باب ششم۔ قرآن سے تنازع کا ثبوت۔ باب ہفتم۔ دیگر علمائے اسلام کی رائے باب ہشتم۔ کیر صاحب بانی کیر پنٹھ اور نایک صاحب بانی سکسی مذہب کی رے۔ باب نہم۔ شری سولی دیانند جی کی رائے۔

اس کے علاوہ دو مقدمہ اور ایک خاتمہ پر مضمون کو ختم کیا گیا ہے۔ بہت دھرم کے مسئلہ سنیلوں سے امید ہے کہ وہ اس کے مطالعہ سے ضرور ہی بہت دھرم پر قائم ہوں اور ملاحظہ کے سبب ان کے دل و جان سے کوشش کریں گے۔ کیونکہ اسی پاک مسئلہ کی نامی کے سبب لوگوں نے پر مینور پر بے شمار الزام لگائے اور اسی مسئلہ سے ناواقف کے کارن ناستک لوگ گناہ کرنے پر زیادہ دلیر ہو گئے اگر انصاف سے طریقہ پر درازیا وہ نوجہ کر کے سوچیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کی ہستی کے ثبوت میں تنازع بھی ایک رہبان قاطع ہے۔ ہماری رے میں تنازع سے انکار دوسرے پہلو میں برائیا کی ذات اقدس سے انکار ہے یا اس کی ذات کو تمام زمانہ کا انکار ماننے کے برابر ہے۔ العاقل تکفید الامتدادہ والفاخل لا ینفعہ الف عبارتہ۔

لیکھرام آریہ مسافر
از مقام جالندھر شہر (آریہ سماج)

حصہ اول

بہا اننا ظری علم حکمت اور فلسفہ میں مبتلا ہے کہ دنیا میں اعلیٰ اوسط اور ادنیٰ کی ترتیب سے انسانی حالت تین طرح پر ہے۔ سب سے اعلیٰ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے بصیرت کا جامہ پہن حق و باطل کی تیز پرکھ باندھی اور دل و جان سے صداقت کے مسئلہ سے جب کبھی اپنی کوئی رائے ان کو غلط معلوم ہوئی ہے انہیں فوراً سے تیاگ دیا ہے۔ لوگوں کے توہمات باطلہ کے ترک کرانے پر کوشاں رہے۔ جس بات کو انہوں نے صحیح سمجھا ہوا نہ تکلف کے آئے نہ پر بھی اس کو نہ چھوڑا۔ صداقت کو اغراض کا ملبغ و منافذ نہ ہونے دیا۔ بلکہ اغراض کو صداقت کا علام بنایا۔ انہوں نے دنیاوی عزت و رفعت کی بقا بلکہ صداقت دبا پر فاء نہ کی۔ پروکار کے سوائے سسار سے کسی ذاتی غرض کے پورا ہونے کی امید نہ رکھی۔ جہاں تک ہو سکا جگت کو سدھارا۔ اور توہمات پر ویزوں کو اکھاٹا۔ علم و عقل کا ریر جا رکھا۔ اور راستی کا اطہار۔ ایسے آدمی اگرچہ بہت زیادہ نہیں ہوتے مگر تاہم چلتے ہوئے ہیں حقانیت کے اکاش میں ان کے نام نامی ہمیشہ چمکتے۔ اور حق پسندوں کے دلوں اور کتب الہیات کے مطالعہ کرنے والوں کی آنکھوں کے سامنے تازہ اور خوشبودار پھول کی طرح عینکے رہیں گے۔ دوسرے قلیل میں وہ لوگ ہیں جو صداقت کا پیدائش سنکر اپنے توہمات باطلہ کو مٹا کر حق پرست ہوجاتے ہیں ان کا احوال ہوتا ہے کہ سرت کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ طیارہ بنایا ہے۔ وہ کسی کی امداد ہر تقلید نہیں کرتے اور نہ بے انداز قیاس بناتوں پر وشواش دہرتے ہیں علم معقول سے سوچتے اور دلائل سے غور کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو بچے و خواہی مشیہ ملی کہہ سکتے۔ اور جس دھرم میں

ایسے لوگ کثرت سے ہوں وہی عزت کے لائق ہیں۔
تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو درحقیقت مقلد کہلاتے ہیں جن میں بدیہاتیک کی قبر نہیں یا گوتی نہیں چاہتے۔ وہ کسی بات کے ناسے سے پہلے ہی علم و عقل و تہتر کے ناسے سے ہر ایک کو فروخت یا بلام بلکہ خیر کر تین من دہن گورو و مرسد کے لڑین اور دل و دماغ کو علم و عقل یا سوچ سمجھ سے مائل خالی کر دیتے ہیں۔ ان کا نیم ہے۔ خطائے بزرگان گرفتار خطائیت۔ وہ اس کے اگلے مصرعہ کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں۔ لیکن وقت ضرورت رواست۔ مرسد کی خرابی کو عہدی۔ اس کی بڑی کو شک جاتی اس کی بد عادت کو نیک عادت۔ اس کی گھڑ گاری کو ریزہ گاری خیال کرتے ہیں۔ وہ اسے زنا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور اسے شرب و غیرہ متی جنروں میں توالا پاتے ہیں وہ اس کے منہ سے بد بول بھی سونگھے ہیں۔ مگر اسے ہرگز مجرم نہیں جانتے بلکہ اپنی آنکھ۔ ناک۔ کان کی غلطی یا تصور گردان کر اسے مائل پاک سمجھتے جاتے ہیں۔ یہود و شواسن کرانے اور اعتقاد جمانے اور فحاشی المرسد ہو جانے سے ان کے حواس غصہ اپنے کاموں سے مائل معطل ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ جب کسی معقول پسند کے اعراض سننے ہیں تو جواب دیا کرتے ہیں۔

سامرہ کو ہمیں دوش گسائیں۔ روئی۔ یا وک مرسر کی مائیں
گران امد سے مقلدوں سے بھی زیادہ مگر اہی میں وہ ہیں جو اس کے ٹیڑھے ہادی ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہم صداقت پر نہیں۔ انہیں خبر ہے کہ وہ ناستی سے دور ہیں۔ وہ آگاہ ہیں کہ ذات ہم کہہ رہے ہیں وہ سچی ہیں۔ مگر حکمت علی یا مکاری سے بچھری سچ کو باطل اور باطل کو حق بتلا رہے وہ لوگوں کے خیالات کو سنکر اور داناؤں کی کتب کو مطالعہ فرما کر کتابیں لکھتے ہیں۔ بگرباں ہمہ مادی الہام کا دعوئے ہے۔ ان کے امدادادہ کی مضبوطی تو ہے مگر حالت کے یکشیات سے وہ سولے دیا کو نگارنے کے کسی طرح کا سدھار نہیں کر سکتے۔ راہ راست کو جانتے ہیں مگر نہ چھلتے اور نہ اپنے دوستوں کو چھلتے دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دوبارہ تو ناستی میں ہی ہیں ایسے لوگ ہر زمانہ میں ہوتے رہے اور آئندہ بھی جب تک جہالت موجود ہی ہوتی رہیں گے۔ اس وقت بھی دنیا ان کے وجود سے خالی نہیں۔ ایسے لوگ اب بھی موجود ہیں جو خود دل میں کئی تضائیل مذہبی کو سمجھتے ہیں مگر اندھے مقلدوں کو اس کی تلقین کرتے ہیں تاکہ ان کی ماستابی رہے۔ وہ دوشوں کا سوانگ اتارتے ہیں۔ سیایے کی نائین کا خال لوگوں نے دیکھا ہو گا کہ اس کے دل میں نہ رنج ہے نہ درد۔ مگر سیتی اور بٹوانی ہے۔ خود ہمیں روئی مگر لوگوں کو رولاتی ہے۔ اسی طرح اکثر مشرور میں محرم کے دلوں میں اجرتا ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو مردی لیکر بیٹے اور لوگوں کو رولانے ہیں۔ ایسے لوگ مالک کے سوانگ سے بڑھ کر نہ کوئی وقت رکھتے اور نہ رکھنے کے لائق ہیں۔

یاد رہے دوستو! جو لوگ اپنے خاکی امورات اور کپول کلیت الفاظ کو الہام ایزدی کہہ کر جاہلوں کو ہکا بٹے اور اپنا کام سدھ کر لیتے ہیں۔ کیا ایسے ناستک دہتر نہیں ہیں اور کیا ایسے لوگ ایشور کو ملک نہیں نگاتے۔ لوگوں کو ترک دیا و لذاب دنیا کا پیدائش دیتے ہیں اور خود آئے دن شادی پر شادی کرتے اور بنگ و عبادتی میں مبلغ علیہ السلام جمع کرتے جاتے ہیں۔

ترک دنیا بمردم آموزد۔ خویشی سیم و غلہ اندوزند
پس یہودہ تقلید پرستی سے باز اگر اور جہالت کے تاریک گڑھے سے نکلا صداقت و تحقیقات کے میدان میں قدم رکھتے۔ حق کی تلاش کیجئے۔ ضرور ضرور آب فایز المزم

لیک دیا ہے اس کے جن کی کیفیت اور دل کی جالیٹ گریٹ کی طرح دمدم
دل رہی ہے۔ نظامی نے کہا ابھی کہا ہے۔
گروندہ تہمت و من و دین راہ۔ گہر سب سے بچت و گہر جاہ
گہر سب سے بچت و گہر جو انہم۔ وہ مختلف خست و من ہما نم
از حال بحال اگر بگر دم۔ ہم پر ترقی اولین اور دم
ایں مرگ نہ بارغ بوستا نشت۔ دین راہ سترے دوست نشت
گر بگر دم سخا نکتہ را نیست۔ آن مرگ نہ مرگ نقل حائست
از خود دگستہ بجوابد کاچھے۔ و در خواب گستہ بد بزم شاعھے
جب ایسا حال دیکھا تو طبیعت کو بہ وہن لگی اور دماغ میں یہ خیال سایا کہ مست
دست کی تحقیقات کی جائے۔ تاہم اس تعلیم کے مدت دت تک یہی مسئلہ صحیح معلوم
ہونا رہا۔ کہ ایسا قطعی و تحقیق مگر وقت کے جو من و فکر سے اس میں بہت
ہی خرابیاں معلوم ہوئیں اور خرابیاں بھی اس قسم کی جن سے سخا انسانی طاق
سے باہر ہے۔ طبیعت اور طوطی جیڑی میں جیڑی رہی۔ اور اولیٰ ایام میں بن برقی
کی سو بھی۔ بوسوں کر سن جی اور ہمارا دیو کی گویا سے سرور کا رشتہ اور اس میں
کو ایسا مالک اور پروردگار جان کر جب سائی ہوئی رہی۔ ساری کے دلوں میں کئی
بار خاتفا ہوں سے مرادیں دلائی پڑیں اور بار بار دواؤں سے بچتی ہوا مگر
وہاں سنتا کون۔ کس پیر سن کے عالم میں دھماکے سر باقی کا بھٹی وڑ کیا۔ اور
کئی آیات تو لکھی کا بھٹی چاہ کر تار ہا مگر طبیعت کو شانتی کہاں۔ حسن اتفاق
سے اس میں انہام میں باقیوں کی زیارت ہوئی اور اول سے اخیر تک سیر کی۔
انہو سے دعا بھی مانگتا رہا کہ حوڑا حق ہو اس پر اس مقامت بخش مگر یہاں
ساتھ ہی ہے کہ کہیں سے بھی نکل نہ ہوئی۔ ناسک لین سے جی گھبراتا تھا اور
دین و مراثیت سے دل کو نفرت ہو گئی تھی۔ آخر قوتی جو ریدہ باہر دے تلاش کرتے
کرتے ایک دن رسالہ وڈا بایر کا شکاک کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ایک مقام
سختی سوا اسی دیانند تانہی نشت و دھرم کا ایدیش کر رہے ہیں اور وہ
دھرمی کھیل کو علم اور عقلی دلائل سے مستہ کر رہیں اشین کرانے ہیں فی القو
طبیعت نے جو کئی ہو۔ اس میں خط لکھا اور ان کی من تصانیف منگا لیں اور رسالہ
ہی رسالہ مذکور کی خریداری شروع کی۔ پس پھر کیا تھا۔ ان کی کتابوں کے مطالعہ
اور زبردست دلائل کے خواندہ سے اندر کار بکت میں اچالا لگیا۔ تو ہمت باطل
وہر ہو گئے پھر اچھٹ منٹ لکھی۔ ست ندرت سوچہ پڑا اور ان کی منصب کتابوں
کے مطالعہ سے ان کے مبارک ایدیش یعنی ویدک دھرم کو غیر مقدم کہا۔
۱۸۸۱ء میں جب کہ آدھ آج کا دن کہ طبیعت پھر بھی ان توہمات میں نہ
پہنسی اور نہ مست و دھرم سے ڈانڈا دل دیتی۔ جن مسئلوں میں سوامی جی
مہاراج کے اجیر جا کر رہتے تھے۔ ایک ہیقتہ ان کی خدمت میں بھی رہا۔ اور شوگ
سرف کئے۔ بعد ازاں دل ہمیشہ میری چاہتا رہا کہ ست دھرم کا منڈل ورت دھرم
کا کمندان جہاں تک ہو سکے کر تار ہوں۔ اور تا دم و رست ست کا ایدیش
کروں جسٹلہ شاعر یا آواگون۔ ان مشہور مثال میں سے ہے جن میں آریہ
ساج کا عہد بلا ہمت سے اختلاف ہے۔
جن قدر کہ جن آج تک اس مسئلہ کی عمدہ ترین تصنیف ہوئی ہیں وہ ساری
کی ساری جہاں تک مل سکیں خطا لکھیں اور جن کتابوں کو غیر زبان ہونے کے
شعبہ خود تہرہ سکا اپنے دوا بکت بھائیوں سے ادا دلی کر تجھے کیوں سکر جاسکے

باوجود اس قدر زور شور کے کسی صاحب نے اس مشہور و معروف مسئلہ پر
ایسا رد دست اعتراض کیا ہو۔ جس کا کوئی معقول جواب نہ بن سکے اور مخالف
کو لا جواب نہ ہونا پڑے۔
ہمارے ہندو آریہ ابھائی غفلت کی نیند میں ایک عرصہ دراز سے سو جانے
کے سبب مخالف و موافق کی تمیز بھول گئے۔ دھرم اور ادھرم کی تفریق جو
پیشے۔ اور ایسی گئی گزری حالت میں ہو گئے کہ اپنے تو ریدوں کا آشرا اور
اچھٹان درن و درن میں خطا لکھتے رہنا اور اس سے مداحیت حاصل کرنا ایک سخت
ترک کر دیا۔ مخالفت کو کہ چھوڑا اعتراض گھڑ کر ان کی اولاد کو مست و دھرم سے
یزت کر رہے اور کرتے جانتے ہیں۔ مگر یہ کو یا ترکہ ان دین کے عادی ایسی بڑی
کو اچھٹان سے دیکھتے ہوئے بھی۔ دن سادھے بیٹھے ہیں۔ اور ذرا آنکھیں نہیں
کھولتے اور نہ دماغ کو کام میں لاتے ہیں یاں لحاظ فروری مسئلہ میں ہم نے
آریہ کوٹ میں استہار دیا۔ مدین میں ہوں۔
عیسائیوں۔ محمدیوں اور برہمنوں کا یہاں سے التماس
ہمارا معصم ارادہ مسئلہ تنازع پر ایک کتاب تحریر کرنے کا ہے جن میں صحیح باب
ہوئے۔ دیباچہ۔ تشریح تنازع۔ عیسائیوں کے تمام اعتراضوں کا جواب محمدیوں
کے تمام اعتراضوں کا جواب۔ برہمنوں کے تمام اعتراضوں کا جواب۔ دیگر اہل
مذہب کی تہا سراج رانے حکمائے وقت لکھنے کی رائے۔ ویدوں اور شاستروں کی رائے
جتنے اعتراض آپ لوگوں نے آج تک متفرق طور پر کئے ہیں وہ سب ہم نے جمع
کر لئے کسی اور مصاحب کے دل میں ارمان نہ رہ جائے۔ مدین منشاویہ اشتہار
نہاڑی کیا جاتا ہے کہ آخر جولائی ۱۸۸۵ء تک جن اصحاب کو جس قدر اعتراض
اس مسئلہ پر ہوں وہ خوش خط صفا تحریریں لاکر رکھ لگا۔ یا بے رنگ صبی توفیق
ہو ہمارے پلیس اتصال فرماویں۔ معمولی معمول سے انکار نہ ہوگا تمام محصوروں
سے گزارش ہے کہ وہ بھی ایک ایک بار اس اشتہار کو اپنے اخبار میں لفظ بلفظ
اندراج فرماویں۔
انکشت حق ہندوت لیکن صراحت ایدیش اور گریٹ فروریہ
ان دلوں نامہ نگار مذکور گریٹ کا ایدیش تھا۔ اس واسطے کہ گریٹ مذکور میں قویہ کئی
مہینوں تک شائع ہوتا رہا۔ اور کئی محصوروں نے بھی مد نظر ہر ہائی اس کی اشاعت
فرما دی تو یہی ہمت تمام اصحابوں نے اس پر شکوک و شبہاں کر دیں۔ اختصار و پیشا اید
اوپر کچھ مدت تک ہمیں اس کتاب کے لئے بالکل فرصت نہ ملی مگر وہی ارادہ
وہی براہ میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوئی آخر اگر یہ خطا و جحدہ و فدا کے جو
ہم نے ماہ جنوری ۱۸۹۲ء سے تھوڑی تھوڑی فرصت اس کے واسطے لگائی
طرح کی کہیں یہ کسی کا نتیجہ ہے کراچ ہم یہ کتاب آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔
شجوت تنازع دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول مخالفین کے اعتراضوں
کے جواب جس کے تین باب ہیں۔
باب اول۔ تحقیق روق اور امن کا جسم سے تعلق۔
باب دوم۔ عیسائیوں کے اعتراضوں کا جواب۔
باب سوم۔ مسلمانوں کے اعتراضوں کا جواب۔
باب چہارم۔ برہمنوں کے اعتراضوں کا جواب۔
حصہ دوم مسئلہ شاعر کی بابت ایک وسیع تحقیقات میں ہیں و بابت ہیں۔

ثبوت تناسخ

अथ

नतस्य कार्यं करणं च विद्यते नतत् सम आ
भ्याधिक अद्रश्यते । परस्य शक्ति विविधैव
अव्यते स्वभाविकी ज्ञानवलाक्री याच ॥

اسے نام تو آرایش عنوان کلام دے یاد تو آسائش ہر بے نام
در چیز امکان تصور ہرگز بے نام تو آغاز نہ گیرد اسحاق
جگت ہی بالآخر ہیں آپ کا اٹل بنیاد اور لاتعلیٰ انصاف آپ کی ذات مقدس کی طرح اویم
اور بے نظیر ہے۔ نظام عالم کا سلسلہ اور ترتیب کو نین کا مرحلہ قدم قدم پر زبان حال سے
یکارہ ہے۔ بقول مجھے ۵

ہمہ ذات اذما تا بما ہی برودائیتش وادہ گوایی

ہمہ اجزائے کون از مغز تا کون چو را بینی دلیل وحدت است

بڑے بڑے لائق حکماء اور مشہور فلاسفہ کی ہادیک تحقیقات اور سائنس کے
اطلاعیات سے جس منزل پر پہنچے ہیں وہ تیری بام کا پہلا زین ہے زمین اور آسمان
کے تھلے ملنے والے ہندس اور منجم بھی جتنا زیادہ غور کرتے ہیں تیری قدرت
کی باریکیاں اتنا ہی زیادہ لطیف نظر آتی ہیں۔ اسی واسطے فلسفہ کے پتے معلوم
یعنی آریہ ورت کے رشتوں نے اپنی یادداشت کے ذخائر میں آپ کی معرفت کی بات کی ہے
سو "کشماسو کشم ورشمی" اور "सूक्ष्मा सूक्ष्म तो शक्तिः" سمندر کی
لہروں۔ پہاڑ کی ٹکڑوں۔ ہوائے جونوں اور سیانہ کی گردنوں میں جہر ہم نگاہ
کرتے ہیں تیری پاک صنعت کی غمبھرتی من موہنی ہو کر مفتون کر لیتی ہے ہم حیران
ہیں کہ کس کس چیز کا بیان کریں۔ حق بات یہ ہے کہ حیران ہی ہونا چاہیے کیونکہ محدود
عمر محدود کا اندازہ انگینہ سرور کیہ کا خیال۔ پران دھادی جیو پار برہم اور ہدایت کا دھار
اپی بساط سے زیادہ کیا کر سکتا ہے۔

جاسے غور ہے کہ سورج ہماری زمین سے کروڑوں درجہ بڑا اور صرف ایک سوڑی ہی
نہیں بلکہ موجودہ علم اور قدیمی ہدایت نامہ وید سے ثابت ہے کہ ۳۰-۳۱
वसुधैव कुटुम्बकम् کہ سورج بہت ہیں۔ پس اتنا بڑا جہاں اور اس میں ہزاروں
نظام شمسی اور ٹری پچھ لاکھوں طرح کے متر پر دھاری جیو اور ان کے کہنہ
میلوں گہرے سمندر اور کوسوں اونچے پہاڑ اور سب کا مالک اور صانع حقیقی آپ
کی مقدس اور پرتو ذات وید کے عالم ریشموں نے جب مراقبہ اور سادہ ہی میں
بیٹھ کر لوگ کی زبردست دہانے سے آپ کا دھیان کیا تو لاریب ان کے اندر سے
ان کی آتما نے آواز دی۔ तमोश्चराणो परमेश्वरं तदेव तत्ता-
नो परमेश्वरं देवतम् । पतिपतानां परमं परस्तात् विदम देव
جب بڑے بڑے سورج وچاند وغیرہ کو دیکھ کر کہتے ہوئے آپ کا انت
نہیں پاسکتے جب بحر الکاہل جیسے سمندر آپ کی صنعت کے آگے ایک قطرہ سے کم ہیں جب
ہمارے جہاں بہت سکھ کے عالم میں کھڑے ہیں کپل اور کناو جیسے دھنیوں نے

بھی شروناگت ہو جانے کے سوا جب کوئی ہدایت نہ ملاتی تو یہ ناچیز اور الپکینہ جیو آپ
کی مہمان کو کیا برتن کر سکے۔

اے کار کشاے ہرچہ ہستند نام تو کلید ہرچہ بستند
اے بیج خطے گمتہ اول بے بخت نام تو مستجل
اے محرم عالم تیسرہ عالم ز تو ہم تہی و ہم پر
اے مقصد ہمت بلندیاں مقصود دل نیاز منداں
اے سدرہ کش بلندیناں در بادکن دروں نشیناں
صاحب توئی آن درگد امند سلطان توئی آن درگد امند
ماہ تو بنور لایزالے از شرک و شرک ہر دو خالی
در راہ تو ہر گرا و جود است مشغول پریش و بھود سنت
اے داہب عقل و صاحب جاں حکم تو در جہاں ست یکساں
حرفے بہ غلط رہا نہ کردی یک نقطہ دو خطا نہ کردی
در عالم عالم آفریدن بہ دین متواں قلم کشیدن
اے عقل مرا کفایت از تو جستن دمن و ہدایت از تو
واگہ کہ نفس بہ آخر آید ہم خطیہ نام تو سہر آید
آن لحظہ کہ مرگ را پسیم ہم نام تو در حنوط پسیم
چوں گرد شود وجود پستم ہر جا کہ روم ترا پرستم
از ظلمت خود را غم دہ باور خود آشنایم دہ
بے یاد تو ام نفس نیاید با یاد تو یاد کس نیاید

یہ ہوا ہم بار مبارک آپ سے یہی استدعا کرتے ہیں کہ ہماری آتما است سے
ست اور آگیاں سے گیان اور ظلمت سے نوری طرف متوجہ ہو۔ اندھکار سے
نکل کر جوتی کے چشکار کو دیکھے اور آپ کے پورے دید مارگ پر در پڑتا اور اتساہ سے چکر
شانتی دہام کی بھائی ہو۔ پر ہوا ہماری آنکھیں آپ کی قدرت کے مطالعہ کو اور
ہمارے کان آپ کے نام کی دھائی دھونی کو اور ہماری زبان آپ کے پورے ترش
اور قدرت کے رازوں سے بھرے ہوئے آنا دی علمی خوانہ کی حصول معرفت کا
ہمارا امن آپ کے ست سناقن دھرم کے متن میں مصروف نہ کر برم آئند
کے آہیوگی ہوں تاکہ ہم آپ کے ست دھرم کے پرچار میں مت پر ہو سکیں۔
جگت سماوی اہم جو کچھ مانگیں گے وہ آپ ہی سے طلب کریں گے کون
ہے اس تمام برہان میں جس سے ہم آپ کے سوا بے پرارتھنا کر سکیں۔
ایک میوا دو تیم برہم۔

एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म आप ही ہیں۔ اور یہی سبب ہے
کہ ہم سب کو چھوڑ کر آپ کا آشرا لیتے ہیں۔ اوم شم۔ شانتی شانتی شانتی ॥

سبب تصنیف

دنیا کا فقیر و متدل۔ سمندروں کا مدو جز۔ درختوں کا نشوونما۔ ستاروں کی
گردشیں اس فوذب کا اوسے اور است۔ شمس و قمر کا طلوع و غروب۔ زمین کا
دورہ۔ بخارات کا صعود و نزول دیکھ کر جب ہم انسانی حالت پر غور کرتے ہیں تو ہم
عالم صغیر کا نقشہ بھی اپنی تار و پود کے ساتھ دہی کہتے ہیں عالم کبیر کی دکھانا
نظر آتا ہے۔ اس کی ایک صورت دوسری سے نالی اور میری جو بھی ہے جدا
ہے اس کی رنگ رنگ میں خون کی گردش کی طرح کمی بیشی یا ترقی و تنزلی کا چکر

مختلف تاریخی اوقات کا مسلسل زمانہ بکرمی سموت سے

مختلف تاریخی واقعات کا مسلسل زمانہ بکرمی سموت کے				۱۱	راجہ مکھ چند	۱۲	راجہ جودج	۱۳	بہی راجاؤں کا زمانہ	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																													
نمبر شمار	نام تاریخی یا مذہبی یا علمی واقعہ کا	سموت بکرم سے پہلے	کیفیت																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																								

۱۔ ہمارا جاشوک کا مینار جو کہ جس کے پتھر کے ڈھلا ہوا ہے۔ اور اس پر جو فرور شاہ کی لکھی گئی نام سے مشہور ہے وہ مسیح سے ۲۸ سال پیشتر ہمارا جاشوک نے بنوایا تھا۔ یہ حال ایسا ہے کہ جو ل بڑے صفحہ ۶۳۰

و کرم سے مابعد کے حالات

نمبر شمار	نام راجاؤں و فرزانہ و اہل	تعداد سال	سمیت	۴۰	اور گزیریدہ سالوں سے متعلقہ	شمارہ
۱	بکرم تخت نشین ہوا	۱ سال	مطابق کبھی ۳۲ سال کے	۴۱	گورنر سکھ جنی کا زمانہ	.
۲	دوسرا شکر چاریہ ہوا	۲ سال	میں اس نے پچاس لاکھ	۴۲	ہمارا جو پچھتی شہر لکھی کا زمانہ	.
۳	یوحنا سنجیر شلم میں ہونے	۵ سال	.	۴۳	عبدالاجر بخت سکھ	۱۸۵۰ء
۴	شاہا بہن نے شک چلایا	۱۳ سال	.	۴۴	رام دوس لکھی کی بیگم سلطان	۱۸ سال
۵	بلجہ راج کا آغاز	۲۰ سال	.	۴۵	سوامی تھارائن یا سبھا لکھی کا زمانہ	۱۸۸۲ سال
۶	ارشد علیہ رانی تخت نشین ایران ہوا	۲۸ سال	.	۴۶	برہمچاری یا کاکا زمانہ	۱۹۰۰ سال
۷	اندھرون کا راج	۲ سال	.	۴۷	سوامی دیانند لکھی کا زمانہ اور آریہ	۱۹۲۲ سال
۸	راجہ وکرم پال	۱ سال	.	۴۸	سلطان کی بنیاد	
۹	تیسرا شکر چاریہ	۴ سال	.			
۱۰	آریہ بھٹ	۵ سال	.			

اس سے صاف ظاہر ہے کہ پدم پوران پر حضرت اور شکر چاریہ کے بھی بنائے
دو ہزار برس سے پورا نا نہیں ہیں کسی طرح دیاس کی تصنیف نہیں ہو سکتا کیونکہ
شکر چاریہ کی تصنیفات میں ۱۸ پوراؤں کا نام ہرگز مندرج نہیں اور اس طرح کو رم
پوران ادھیاء ۱۲ میں شکر سوامی کا ذکر ہے (دیکھو پشست پاد بھاشیہ مطبوعہ بنارس)
شکر چار کا حاشیہ صفحہ ۲۲

ثبوت چہ چارم میں پوران میں نروا ہن دت یعنی ہمارا جدوکر ماوتی جی کا نام
موجود ہے اور ان کے ساتھ کاجی ذکر ہے پس یہ پوران ۱۹۵۰ برس سے اسلاف کا بیان ہوا ہے
ثبوت پنجم۔ رانا ج ویشوٹوں کے آچار یہ ہوں نے ویشو دت چلیا سانلٹ بکری
کی چیت شدی کو کیشو کے گھر پیدا ہوئے۔ انہوں نے شکر چکر گدا۔ پدم کا
دل غ اپنے مریدوں کو لگانے کا حکم دیا۔ ان سے پہلے اس طرح کا کہیں ذکر نہیں
لیکن اس بہت کی تردید لک پوران میں موجود ہے +

शिवचक्रतापयित्वायस्य देहः प्ररह्यते । स जी
वनकुशपस्त्याज्यः सर्वथ मेविहिष्टकृतः
ترجمہ جس کے جسم پر بنا کر شکر چکر کے نشانات لگائے گئے ہیں وہ زندہ بل مردہ
تمام دھرم کا موت سے خارج کر کے الگ کر دینے کے لائق ہے +
یہ سطر آرتھی وقت اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں کہ پدم پوران میں شکر چکر لکھا
ہو کر ہے یہ سب باتیں محمدیوں کے ہندوستان میں آنے کے بعد داخل ہوئیں ڈاکٹر
وائس صاحب کی یہ رائے ہے کہ اس پوران کے آخری حصے مسیح کی پندرھویں یا سترھویں
صدی میں لکھے گئے (جلد ۱ صفحہ ۲۹۶)

چونکہ لک پوران اور پدم پوران بھی ۱۸ پوراؤں میں ہیں بنا برآں یہ پوران
گیا رصوبہ صدی سے اس طرف کی تصنیف ہیں دیاس کے بنائے ہرگز نہیں ہو سکتے
ثبوت ششم۔ واپور ان کے ایک کتاب مہاتم میں بابا راج چوڑ کا نام موجود ہے
اور یہی ظاہر ہے کہ بابا ستھ میں ہمارا بابا راج مسلمان ہو گیا تھا پس واپور ان
شکر چار سے پہلے کا ہرگز نہیں ہے۔
ثبوت ہفتم۔ لیکن نامہ کائنات میں بھی اس کے آجائے ہیں اور ان کے آجائے ہیں اور ان کے آجائے ہیں
تھا اس سے پہلے نہیں تھا اور مذکور بھی یہی ہے لکھا ہوا ہے اس میں مذکور کی راک
محقق ہے لیکن مذکور کا نام اس کے بعد پوراؤں میں لکھا ہے تو کچھ اس پوران کا اور کچھ
اور اس وقت لکھتے ہیں کہ پدم پوران میں بھی ان کے تذکرہ کا ذکر ہے راجی ہسٹری ان
انیشیٹوٹ انڈیا جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۷ اور ۱۰۸ میں ان کے تذکرہ پوران اور پدم پوران میں لکھا
ہو چکے ہیں۔ لہذا لکھی طرح دیاس کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔
ثبوت ثامن۔ نورک چھانکری میں بابا گرباؤ شاہ لکھتے ہیں کہ میرے باپ کا
میل ان کے پاس ایک پادری تھا۔ اور تمہارا کوئی بیٹا نہیں لایا تھا اس سے پہلے
اس ویش میں نہیں تھیں (دیکھو نورک) اور تمام مرتبہ بھی اس پر ترقی الہیہ
میں لیکن ہر جگہ پوران میں لکھا ہے

आयेकलियुगेद्योरेसर्ववर्गोअमतरा
तमालभदितयेनसगकुत्तरकागोव
ترجمہ اس کے دور کی برائی جو تم کو بتائے وہ سب کو جانتا ہے اور پدم پوران
ادھیاء ۱۲ میں لکھا ہے
धूमपाननविप्रदातंकलेतियोनरः ।
सतारोनरकंयान्तित्राह्यणो-ग्रामशकरः-

ترجمہ جو شخص دنیا کو بیٹے دے برمن کو دان دیتا ہے۔ وانا ترک ہو جاتا ہے اور وہ
برمن گاؤں کے شکر کا جہنم لیتا ہے +
واقع ہو کر متا کو امریکہ کی زبان لفظ ہے۔ ہندوؤں کے کسی دھرم کا ستر میں
کاشیہ نہیں لکھا۔ اور بابا ناٹک سے لیکر ہر کسی کی آکھوں بلکہ متنی ہمارے نہیں
مدی شیدوں تک کسی نے متا کو بیٹے کا کہنڈن نہیں کیا کیونکہ یہ اس زمانہ میں تارہ
تارہ آیا تھا۔ سبھی ان پیر چار بھی نہیں پایا تھا۔ مگر اور گزرتا ہوا شاہ کے زمانہ میں سوں
گدنی شہین گوہر سنگھ دتی نے اس کا عام رواج ہوتا دیکھا کہ اس کا اشیدہ کیا اور اس کے
جہنم جو جو مذہبی فرقہ جو لے سب اس کا کہنڈن کرتے رہے تھے۔ دھرمی و غیرہ +
پس پدم پوران اور برہما پوران دو دو جہانگیر کے والد اکبر بادشاہ کے زمانہ سے پہلے
بنائے گئے اور ہر توطا ہر جگہ کہ اکبر بادشاہ نے سنگھ بکری سے ۱۵۷۳ء تک لکھا۔ پس
کسی طرح دیاس جی کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ تین سو برس کے بعد کے بنائے ہوئے ہیں
ثبوت ثم۔ پدم پوران کے جگا گوت مہاتم میں لکھا ہے کہ نادر دیکھل سو کے سنگھ
کو لے اور کہا کہ پچھوں نے سو منات۔ بنارس۔ راجیشتر متھرا وغیرہ جیسوں میں مذ
کو نوڑی لا۔ اور اشترموں پر قبضہ کر لیا۔ برمن اور پوجاری لوگ بڑے دھرمی ہیں
دیکھو اشتر کہنڈ۔ ادھیاء ایک شاوہ ۶ سے ۲۳ تک مطبوعہ ممبئی

لیکن سب جانتے ہیں کہ ایسا معاملہ مذہبوں کا مجموعہ کے وقت سے اور گزرتا ہے
وقت تک ہوتا رہا یعنی متلہ سے متلہ تک پس پدم پوران کی طرح دیاس جی
کی تصنیف نہیں +
ثبوت دہم۔ دیوی جگاوت میں لکھا ہے کہ ایک جگا لو کا کسی بیٹے کو لایا پر عاشق
ہو کر مسلمان ہو گیا اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جب مسلمان نہیں آتے تھے تب
مسلمان رنڈاں بھی موجود نہیں تھیں اور جب مسلمان کو لایا نہیں تھیں تو ان پر
کوئی فرقہ نہ ہوتا تھا۔ اور وہ لوگ کے توں دایمان غارت ہوئے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ
دیوی جگاوت مسلمانوں کے حملہ سے پہلے بنا ہے۔ دیاس جی سے اس کا کوئی تعلق نہیں
۔ ثبوت یازدہم۔ دیاس جی کے مصنف ویدانت ٹیوٹریٹ میں اس کا دیکھا۔ یوگیہ بھاشیہ
وینایں ظاہر ہیں۔ ان کا دھرم بھی کسی دودان سے نفی نہیں کرتا۔ ان پوراؤں اور
پوران ان کے تعلق کے ناکھل جگاوت ہیں۔ ان کا مطلب دیاس جی کے تصنیف کردہ مگر
سے ہیں مگر جس منات ظاہر ہے کہ پوران دیاس جی کے بنائے ہوئے نہیں ہیں +
ثبوت دوازدہم۔ ان پوراؤں میں رشی مٹی اور لویاں کی مذکور ہے اور ان پوراؤں
کا ایک ٹکڑا لکھتے ہیں۔ جیسے ہر پوجاری یہی ہے جسے شری کا کوہک۔ ہر شری کو کھی
اور گوہروں سے ہریا کا کاک۔ تھانہ کو کوڑی جوں کی اشتر لوان سے ونا سکا کاک
ویشو کو جلا دھری شری برما سے۔ اشتر کو کوہم کی شری اٹھائے۔ شکر کو
گونی سے۔ چندا کو اپنے گور و پر مہی کی شری تارا سے۔ واپور اور ماو کو کوہم
کی شری آتی سے۔ ورن کو اسٹا کی تار رشی سے۔ ہر پوجاری کو اپنی جھاوچ اٹھائے
ویشو اشتر کو روتی سے۔ پر اشتر کو دھری سے۔ دیاس کو آسی سے۔ وریہ دی کو
پاچھا وندون کا۔ دیووں کو پائیں اور شراب کا۔ واسن اور شکر وکیل اور کسے کا۔ لکھ
کو شراب کوہر کا۔ راجندر کو نادر کے شاہ سے پیدا ہوئے اور سیکھا۔ سیتا کو کھر
سے لکھے کا وغیرہ وغیرہ۔ کلک مہاتم کی دیویاؤں پر لکھے گئے ہر گز ہر کوئی
کلک نہیں لکھا جس سے تاریک مت کا ویشاں پر چار کیا اور پوراؤں کی تعلیم
آخری جگہ جی ناٹک منات ہے اور یہی تعلیم ہے کہ کھنڈ ناہرمن اس وقت تک پہنچی
جسٹوں کے مندروں کے پوجاری بنے ہوئے ہیں۔ پوراؤں ظاہر ہے۔ اور عقل

میں ہمیں اپنے خیال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت ہی پُرانے زمانہ کی دنیا سے جوڑے رکھتے ہیں۔ جیسے کہ کبھی شہر کے کسی گھوٹیں ہم جیسے دیکھتے ہیں ان میں گھسے ہیں۔ گوہر سے رنگ اب تک بھی تازہ معلوم ہوتے ہیں اور ایسا ہر باوی کا نشان ہم کو کوئی بھی نظر نہیں آتا جو اُس زمانہ کو یاد دلائے۔ لیکن ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوسے ہمارے عہد کے ہیں اور نہ ہمارے باپ داداؤں کے عہد کے۔ بلکہ چارے اور ہمارے شہر کا یعنی راولپنڈی درمیان زمانوں کا سمندر یعنی نہایت ہی بدستور زمانہ نہایت بڑا ہے (دوبارہ راجا میں انگریزی)

یہ دیکھ کر ان کا رنگتہ ایک شہر و محروفت فاضل پاستی مینی کی تصنیف ہے۔ بہ تمام تر
تغویروں میں ہے اس کا زمانہ بہت پرانا ہے۔ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ کہ وہ
آٹھواں صدی میں منقسم ہے +

اشٹا دھیا فی خمیس ادھیاء ۸۷ - یاؤ ۳۲ سو تر ۶ ۳۹۹ میں

तीरिण सु त्र सह स्त्र रिण त ध्या न व श तानि च ।
 यस्मिन् व तिसु त्तरिण या रिण ति कृत पा न स्वयं मु ।
 سر محمد یحییٰ تین ہزار اور سو ۹۴ سورت یا تنی کے غوبانے میں (دیکھو تینوں)

مستعبرج صاحب فرماتے ہیں۔ "یاسنی جزعلم مسکرت کے شردوغنیں ایک نہدلیت
عالم وناخل گذرا ہے اس کا دیکر ان بڑا مشور ہے۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ پانی بڑ
مذہب کے ہانی بڑہ سے کچھ پیشہ گذر اسے (عقرب تاریخ ہند صفحہ ۲۳۷)
اسکی ردید بہ تاریخ دنیا جلد اول میں کرکے ہیں یہ اعتراض سراپا فضول ہے +

اس تہور کا مثل عظیم کی بنائی ہوئی گنبد حسب ذیل ہیں :-

[illegible]

اس کی بڑائی بھولی کتاب بتیلوائی کا تہجد میں نہ صرف داخل نشیمنے بھدا کیر بادشاہ کے
کمرے جس کے دربار میں وہ لکھنے کے معمولات اس کتاب حکیم نامور بھاسکر چاویہ

اسرار انجیم موسوم بہ کرن کتبیل
 و اسبجنا تاریخ تالیف او فوشته کہ یکزار و یک صد و پنج سال بود از تاریخ شالباہن کہ در
 ہندوستان شعار بود از اں سال تا اہمال کہ سی و دوم سال از تاریخ الی ہست مولف
 بیس سال بعد و فو دو پنجم از تاریخ قمری سہ صد و ہشتاد و سہ سال گذشتہ بود و دیباچہ لیلیاتی
 صفحہ ہر دو جہ لا شہری آری سماج مظفر گڑھ

لکھا ہے اور رسالہ تصنیف سمٹا شالیا بن معراج ہے۔ یہاں تو قیام گرفتہ اس نے
 اپنی سیاری بیٹی کے نام پر تصنیف کیا اور بعض نگہ خیال ہے کہ خود اس کی بیٹی نے تصنیف کیا +
 بیچ فتنہ موت آید شیخ گرفتہ راج نیت کا ہے اس میں ارچانند جس کا فیروز وردہ بی
 تھا) کا ذکر ہے۔ (دیکھو دفتر ص ۷۲۹ مطبوعہ کلکتہ)
 ہمارا چند رغبت اور چاکر کشی کی بیٹی کا بھی ایں ذکر ہے (دیکھو کتاب آغاز معوضہ)
 نقد اور چند رغبت اور چاکر کا زمانہ ظاہر ہے شیخ گرفتہ ان کے بعد بنایا گیا بکر م
 اس میں بالکل ذکر نہیں اور وہ اس کے کسی فاضل نورتن کا۔ بنا برآں معلوم ہوتا ہے کہ
 بکر م سے پہلے بنایا گیا +

لوشیہ والے رکرے، بادشاہ ایران کے حکم سے اس مشہور و معروف مطابق مشہور و مستحکم پوری میں بزرگ و عظیم کے اس کا تجربہ پہلی میں کیا اور پھر دینی کے تمام مشہور و نامور میں تجربہ ہو گیا اس کے صفت کا نام و مشہور و تنہا ہے جو بعد از جاسر شکیفی المعروف و سرورین کے گذر ہے یہ پہلا و پر نام گریاں متعلق علامہ و مکن کا راجہ تھا۔ اسی کا خلاصہ ہے ایدیش ہے شاہجہاں میں بھی فردوسی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

دربار کش ناناگ - اس میں اس انقلاب سلطنت کا ذکر ہے۔ جس میں مگر کے خاندان
 فتح کی جگہ چندر گپت وان کا راج ہو گیا۔ پہلے وزیر کرجو نند کے ساتھ سازش کر کے خود
 راج بنانا چاہتا تھا۔ پڑت چاناک جی کی حکمت عملیوں سے شکست فاش ہوئی اور چندر گپت
 گدی پر بیٹھا۔ شہورناضل بیاھوت نے چاناک جی کی خاطر کیوسٹے اسے تصنیف کیا۔
 اس کا زمانہ تصنیف مسیح سے تین سو برس پہلے ہے۔ غرض کہ چندر گپت کی سلطنت کا آغاز اور
 اس کی تصنیف کا زمانہ ایک ہی ہے۔ دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۲۲۲ تہ اول +
 چندر گپت نے چوبیس برس یعنی ۳۱۵ سے ۲۹۱ برس مسیح تک بڑی شان و شوکت سے
 سلطنت کی (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۲۶)
 ”مگر لاگھو“ دیگر نقطہ جویش کے متعلق سے

”تاجیک“ یہ گروہ پندرہ تیل کٹھی میں چیر تیشی کا منہ ہے اور یہ ملت کے شعلے ہے اس
کا سال تصنیف ۱۸۸۱ء اشاہا میں ہے۔

”مہورت چیتا منی“ یہ گرجھ اور اسی کے عتف پڑت گنیش دیو کی اچیت جاکھا لکھا
 دجا نکا بھون با ہی تریب زمانہ کے ہیں اس کا مصنف پڑت نل ککھ کا چھوٹا بھائی تھا
 مہورت چیتا منی پڑت لکھا باہی میں۔ اور جاکھا لکھا رشتہ شاہا باہی میں تصنیف
 ہوئے۔

جس سے سورج طلوع ہو۔ اُس کو اگر دُگنا کیا جاوے تو حاصل منرب راتری کا

رامائین کے گنبد کا گانڈ سرگ ۳۱ اشوک ۲۲ میں تعلیم ارتھتات۔ جو تھری کے کھیت کا بیان اور
 خوش میں **सैख्यौ कलम ह्येव** لکھا ہے اس پر گٹ ہے کہ تم لکھتے
 کی چیز کا نام سکتے ہیں ہے اور وہ اور چیزوں کے ساتھ جلد تھری کا بھی ہوتا ہے ملا وہ ہا
 اس سے یہ بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ گانڈ کے سوائے کاغذ پر بھی اُس رسم لکھتے تھے +
 ہم اس سوش پر پائیل کے ایک خاص فقرہ کی طرف بھی ناظرین کو توجہ کرنا چاہتے ہیں۔
 لکھا ہے کہ جب آدم اور اوروں کو عقل ملی کہ ہم نکلے ہیں اور ہر شے کے شرانے تو ہوں گے اور
 نیکی اپنے لئے لنگیاں بنائیں (سیدائش پت) آج کل کے تعلیم یافتہ آدمی یہ سن کر خوشی کے لکھا کر کے
 بڑوں کی لنگیاں سن کر ہر شے آغا نہیں ورتوں کے پتے ہے ایک آدمی اور اب بھی کڑی ٹوٹی ٹوک
 یاد دہنوں کے پتوں سے لنگیاں بنی ہیں +

ویدک زمانہ کی تحقیقات

ایک ہزار برس رامائین جو سیراگیوں کے اوگروں وہ چیت شندی وہ سٹل بکری میں پیدا
 ہوئے اور انہوں نے وید اور اتھارو کے وقت کے طریقہ اسوار گورو سے پڑھا اور پھر اپنے
 گیتی اور وہ انت ورتوں پر لکھا اپنی تصدیقات میں جا بجا ویدوں کا پرمان دیا ہیں وید ایک ہزار
 برس سے پڑانے ہیں +

دو ہزار برس مہاراجہ بکر ماوینہ ویدک دھرم کے ماننے والے تھے۔ اُنکے زمانہ کی پشکری
 وید متروں کا حال موجود ہے بلکہ اُس وقت اور آپ بھارت یعنی چرک ویدک شاستر کے گزرتے ہی خود
 تھے جیوتش دویا بھی جو ویدوں کا انگ ہے موقوف پر تھی جنکو پورے دو ہزار برس کے قریب گذر
 ہیں۔ اُن کا سن ۱۹۵۱ء اپ بھارت ہے +

راجہ شاماجن کا شاکا جاس وقت ۱۸۵۵ء ہے اُن کے عہد میں بھی ویدوں کا خدیر چار
 تھا وہ خود ویدک دھرم کے پیرو تھے۔
 راجہ چندر گپت ادر اُن کے دور چاکا رشی ویدوں کے ماننے والے تھے جن کو ہونے آج
 ۲۲۰۰ برس ہوتے ہیں (مفعل دیکھو چانکیننی)

تین ہزار برس بڑے جوتیش سے ۶۰۰ برس پہلے پیدا ہوا اُس نے بھی اپنے متروں میں
 ویدوں کا ذکر کیا ہے (دیکھو بدھ متروں اور دھیا اول)
 اُس وقت دام مارگہ یعنی ہاتس شراب سہ پچار شروع ہو گیا تھا لوگ دیوتاؤں پر بقول
 ششے سے روح دیے فرستتے۔ ان اشیاء کو چڑھاتے ادر ان کے فیرو سے خدا ان منشا
 کے زکب ہوتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے

مرد بہ خدیب براہمنوں کو پشوں کے ہاتس سے ہون کرتے دیکھا تھ کہ اگر تیرے دُشت کام
 کیوں کرتے ہوا سے چھوڑ دو براہمنوں نے کہا ہمارے بڑے کرتے تھے اور شاستروں کو
 ہے تب بدھ نے فرمایا کہ وہ فعلی ہیں جو ہر ہنسی کی مخالفت ہے چرک نے آریہ برہمنائستری وغیرہ
 لوگ ہاتس نہیں لکھتے تھے جب سے چتری راجہ لوگ عیاش ہو گئے تب سے ہاتس مکان ادر ہاتس
 کا ہون کرنا رائج ہوا (دیکھو بدھ کی ولایت انگریزی)

راجا دھوا اول ایک شہر میں ویدوں کا پیر ہو کر رہا ہے جو نہایت دھرم دار اور بھری تھا اس
 نتیج سے ۹۵ سال پورے ہوئے کہ ایک ستون دھوا کو ٹوٹ کر ٹپ کے کاٹا تھا جو اس کا پتھر رکھتا تھا
 واقعہ یہاں موجود ہے (دیکھو نکال ایلیا ایک جرنل نمبر ۶۳ صفحہ ۶۳)
 راجا بکری بھی جو بدھ سے ۶۵۰ سوبرس پہلے ہوا اسی بکرم ادریت کے بھائی تھ تری جی سے
 ایک ہزار سال پہلے ویدوں کو الہامی ہوا تھا اور ویدک دھرم کا پیر تھا۔
 سہو ورس کو بقول جرنل صاحب کے ۶۰۰ سال ہوتے ہیں (کے عہد میں بھی وید متروں پر
 سچو اور اُن کا علم راجہ جاری تھا۔

موسے بنی سے پہلے ہندوستان میں ویدک دھرم موجود تھا اور لوگ سے اوسے اُس پر عمل کرتے
 کرتے تھے (دیکھو متروں کی کانگریز کا دیباچہ)

چار ہزار برس ژند آستھامیں جو ہارسیدوں کی یاد ہزار برس سے چرائی کتاب بت ہے
 ذیل ویدوں کا ذکر جو ہے +

جو ہم پٹھ کے باب میں آج وید کا نام آ رہا ہے اسی ہی بہت جگہ انگریز بھی لکھتا ہے
 اُس کا اصل ترجمہ یہ ہے لاکر سائے منکومت کے لوم میں اتھو دیو جس کے شروع کا
शन्नो देवो रश्मि पृथग्मा पोभुवन्तु पीत्ये शंभो २
भिस्रवन्तु ॥
 ہے اپنے راج میں بند کر دیا اس واسطے جو ہم پٹھ نے اُس کلمات سے آنا کر دیا (وید متروں
 اور آستھام پٹھ ۱۸- آیت)

اس کی پورے سیراگ صاحب نے بھی وید کی تصدیق کر کے لکھا ہے کہ سن تو کا ایسا ہی بیان ہندوستان
 کی پرائی کتاب میں آیا ہے (دیکھو ہاتری برہمن ۱۰۰۲) اور ہاتری برہمن کی اپن ارنی اک
 کہ ہے کہ وہ دنیا قبل از مسیح ۲۰۰۰ اور ۲۴۰۰ سالوں کے درمیان موجود تھا (دیکھو میڈم
 ہائی کی صاحب کی تحقیقات فارینٹل ہندوستان صفحہ ۲۱۴)

تیس اور چھٹی جی کی پورے کسی طرح بھی چار ہزار برس سے کہ ہر نہیں گننا (بکریز یاد)
 اپنے شاستروں میں ویدوں کے الہام کے قائل ہیں۔ چنانچہ ویاس جی اپنے ویتا کے سترہ میں لکھتے
 ہیں کہ ویدوں کا وادی کا من ہونے لگی ہر ہنسی کا جو تہ ہے کہ کہ ایسا جات علوم باطنی دکا ہری
 لیان کسی انسان سے نہیں ہو سکتا کہ وہ اُنکی ہے اس پر تفسیر کرتے ہوئے عرصہ ۲۲۰۰
 برس کا گذر ہے کہ لکھا آجاریہ فرماتے ہیں "جہانیک دورا کے خون اور کاش بیکت سب
 ارقول کے پر کاش کرنا لے سرگ ایچہ کے لیان رگہ بیجو۔ ستام اور اتھرو۔ وید ہیں۔
 اُن کا کادی ہرم ہے کہ کہ ایسے سرب گوں (جامع جین صفات کامل) سے بیکت ویدوں کا منیر
 سروگیر (مفل کل ایشر کے ادر کسی سے ہرانا ممکن ہے کیونکہ وید سب پر اتھوں کو آفتاب کی
 طبعی ہر کرتے ہیں اور سب ویداؤں کا مول ہیں"

تجارت میں بھی ویدوں اور رامائین اور متروں کی کا ذکر ہے لیکن متروں اور رامائین اور ویدوں میں
 تجارت کا ذکر نہیں اور نہ متروں رامائین کا (دیکھو تجارت اوسی پرپ اور دھوا اول اشوک ۱۱)
 رامائین جو ہا تجارت سے بہت پہلے کی کتاب ہے اُس میں بھی ویدوں کا ذکر ہے راجا ل
 کا گڈ سرگ پہلا اشوک ۱۱۴

ہم مانع شادوں سے ثابت کیے ہیں کہ وہ آٹھ لاکھ برس سے پرانی ہے۔ یہ وید
 رامائین سے بہت ہی پرانی ہے (راجا ل کا گڈ سرگ ۱۵ اشوک ۱۲)
 متروں (جہا رامائین سے بہت ہی پرانی ہے کیونکہ سوا رامائین میں ذکر ہے) (دیکھو
 کہ گڈ کا گڈ سرگ ۱۲) میں ویدوں کے سوائے کسی گزٹھ کا ذکر نہیں ہے
 ایک دو جگہ کیا بلکہ تمام متروں اُس سے پھری ہوئی ہے اور متروں کا زمانہ ہر متروں سے
 حصہ اول میں ثابت کر چکے ہیں۔ یہ وید متروں سے پرانے ہیں۔

اور ہر ہندو صاحب میں ویدوں کا نام ہے اور نہ رامائین وغیرہ کسی اور کا اپنا سموت اُس
 نے لکھا ہے لیکن ویدوں کو سہیہ سہ حانت نے بہت قدیم مانا ہے یہاں ہم تو ہم نے کتابی
 شہادتیں دیں کہ وید کی بلحاظ تحریر اور کیا بلحاظ تعلیم اور نہ ہر کے سب سے پرانی ہے اور
 جہا تک شہادت مل سکتی ہے اُس سے پرانی ہے۔

یادداشت

وہ امرور اپنی سنگت میں اور کالی فاس جیہ متروں بھرن میں اور کائن راج متروں میں

نوٹ:- یہ چھندوں کی گنتی ابھی غور طلب ہے۔ ۳۰ سچ دنیا منر ۳
ہیں ہم اس کی بابت کافی ثبوت عرض کریں گے +

مختصر وید

ادھیا	منتر	ادھیا	منتر	ادھیا	منتر	ادھیا	منتر
۱	۳۱	۱۱	۸۲	۲۱	۶۱	۳۱	۲۲
۲	۳۲	۱۲	۱۱۷	۲۲	۶۲	۳۲	۲۲
۳	۳۳	۱۳	۱۱۷	۲۳	۶۳	۳۳	۲۲
۴	۳۴	۱۴	۱۱۷	۲۴	۶۴	۳۴	۲۲
۵	۳۵	۱۵	۱۱۷	۲۵	۶۵	۳۵	۲۲
۶	۳۶	۱۶	۱۱۷	۲۶	۶۶	۳۶	۲۲
۷	۳۷	۱۷	۱۱۷	۲۷	۶۷	۳۷	۲۲
۸	۳۸	۱۸	۱۱۷	۲۸	۶۸	۳۸	۲۲
۹	۳۹	۱۹	۱۱۷	۲۹	۶۹	۳۹	۲۲
۱۰	۴۰	۲۰	۱۱۷	۳۰	۷۰	۴۰	۲۲
میزان	۴۳۰	میزان	۷۸۱	میزان	۱۳۷۱	میزان	۲۱۸

مجموعہ میں کل ادھیاء چالیس - کانڈ ۱۲ - منتر ۱۹۷۵ جن میں ۹۰۵۲۵ شبد
۱۲۳۰ گونگ ہیں۔

सन्मूलोयजुराखावेदविदपीजीयात्समाथान्दिनिः
शाखापत्रयुगेदकारड१४सहितापत्रास्तिमसर्ह
सा।यत्राभाक्ष४०लताविभान्तिशरशीलाङ्केड्ड
१६६५
अवदलैपल्लादीषुनभोङ्कवर्णमधुपैखाऽन्य
कंगुङ्कचित्तैः१२३०॥

سام وید

پوزب آردہ

ادھیا	منتر	ادھیا	منتر	ادھیا	منتر
۱	۱۱۷	۵	۱۱۹	۱۱	۱۱۹
۲	۱۱۸	۶	۱۱۸	۵	۵۵
۳	۱۱۹	۶	۱۱۹	۶	۶۳
۴	۱۱۵	۱۲	۱۱۵	۱۲	۱۱۵

سام وید

انزاردہ

ادھیا	منتر	ادھیا	منتر	ادھیا	منتر
۲۲	۲۲	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳

میزان کل ۲۹ - ادھیاء ۸۷ - سام - منتر ۱۰۶۳

पूर्वोत्तरौधिमज्जेऽखिलसामभागौसामानियचन

गनाग ८६मितामि सन्नि। अछायकाववकरा २५
असागायकास्तेगायन्तिवेदस्यङ्क १०६४मिता
अमनवान्
ترجمہ سام وید کے پوزب آردہ اور انزاردہ کے اول دو بھاگ ہیں جن میں ۸۷
ہیں اور جس میں ۲۹ - ادھیاء ہیں اور منتر ۱۰۶۳ ہیں۔

اتھرو وید کے منتروں کی فہرست

منبر کانڈ	یہ پاشک	الاداک	درجہ	منتر
۱	۲	۶	۳۵	۱۵۲
۲	۲	۶	۳۶	۲۰۷
۳	۲	۶	۳۱	۲۳۱
۴	۲	۸	۴۰	۲۲۲
۵	۲	۶	۳۱	۲۷۶
۶	۲	۱۲	۱۳۲	۲۵۳
۷	۲	۱۰	۱۱۸	۲۸۶
۸	۲	۵	۱۰	۲۵۹
۹	۲	۵	۶	۲۰۲
۱۰	۲	۵	۱۰	۲۵۰
۱۱	۲	۵	۱۰	۳۱۲
۱۲	۲	۵	۵	۳۰۲
۱۳	۱	۲	۲	۱۸۸
۱۴	۱	۲	۲	۱۳۹
۱۵	۱	۲	۱۸	۱۳۱
۱۶	۱	۲	۹	۹۳
۱۷	۱	۱	۱	۲۰
۱۸	۲	۲	۲	۲۸۳
۱۹	۰	۷	۷	۲۵۶
۲۰	۰	۹	۱۳۲	۲۹۷
میزان کل	۲۰	۳۳	۱۱۱	۷۳۱

अथनख२०मितंकारेडेरानतेद्वैसंदयुगगुरा४३
वितताः प्रा प्राडका आनुवाकाः॥ अवनिविधुधर
रायो११भृगुरागास्त६३१वर्गानगयुगवस्वा
रा५८४७स्तत्रमन्त्रानमज्जते॥

ترجمہ اتھرو وید کے بھاگ میں کانڈ یعنی منتروں میں یہ بھاگ یعنی ۵ منتر ہیں۔
ایک سو گید، انزادک یعنی دھارناراد کے ستاسوا گیدیں درجہ یعنی حصوں میں ۵۸
منتروں کا حصہ کرتے ہیں۔
کل چار ویدوں کے منتروں کا مجموعہ
نوٹ:- جو آگنی رشی، الہام، بڑا، مس کے
۱۰۵۱۸

نہجے گزشتہ آجاریہ کے کچھ ششوں سے مہترزی نے اپنے پیش دیا اور سنی سی ہو گئے جو نیکو انہوں نے بدعت کو کیا۔ ذرا رست دھجے لگایا۔ بنا بران کو توں سے انہیں شکر کا آواز بھڑکا۔

بعض لوگ علم سکرت سے ناواقف کہتے ہیں کہ کچھ تری مشق میں فوت ہوئے اس لئے
 بکراوت بھی مشق تری ہے۔ لیکن جو علم سکرت ہے، جیسے کہ کوئی حکومت یا مشق تری
 تہذیب پر فرض کرنے اور دھوکا کا کرنے۔ بغیر حیلہ حال اس کے مطابق ہے۔ کیونکہ جو کچھ تری
 مشق میں فوت ہوئے اور بدعت کے سامنے اس کے مطابق ہے۔ اور اس کے مطابق ہے۔
 کے سامنے والے اس کے پیش درمیان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

नत्तानेहस्युच्चयित्या श्रीमानहर्षपरमिथः एक
 च्छत्रेचक्रवलीविक्रमादित्यइत्यभूत् १
 सैच्छेष्टेदायवसुधो हरेखतारिष्यतः ।
 शुक्रान् विनाशययनादोकार्यभागे लघुः कृतः
 ترجمہ - راجا ایشی لڑی میں شرمان خوش کے دینے والے ایک صاحب جلالانی
 ملکر راجہ حکمرانی کرنا لگا۔

میلیجیوں کے ٹٹ کر کے واسطے گواہ قرار دیا کہ جس نے شرع میں کس کو
نات کر تھی پر جو چاہا کارا جاؤں کے سبب خرچ کا بوجھ بتا سے جو ہلا کیا۔
تجسبی لکھا کہ کہ شہر کے ریاست پر بکرا دیتے اپنے شرف ان کا گت اور گت کو کر تھی

پیشگوئی کی بابت تحقیقات

ویدوں کی باہت

ویدہ حار ہیں۔ جیتن رگ۔ یجوج۔ سام اور اتھرو کہنے ہیں۔ میہ۔ یج۔ درخت۔ پھول اور پھل
یا کریم۔ یا سنگیان۔ فلکیان۔ یخ اور گیان کی یادداشتیں ہیں۔ جیسے شریوں۔ طریقت۔
حقیقت اور معرفت یا برہمن۔ گرجت۔ بان پرست اور کنیاس۔ انسانیت کے مدارج
کی چار حدیں ہیں۔ اسی طرح ویدہ چار ہیں بھاطکیان کے تو ویدہ ایک ہے۔ یعنی چاروں
کا نام صرف ویدہ ہے مگر مد اور مزاج کی توجہ کے خیال سے ایک ویدہ کے چار بھاگ ہیں
ویدہ تین ہیں سب سے پہلی کتاب ہے کی بلکہ فلکیان اور کی بھاطکریہ۔ تینوں سے
پہلی کتاب دنیا میں نہیں اور یہی جدید آریوں کی مذہبی کتابوں ہیں اور یہی مذہب (دھرم)
دنیا کے تمام مذاہب سے قدیم اور محفوظ ہے۔ نہایت سے اس مذہب کو خاص محبت ہے
بالاقتان تمام مومنین کا یہاں ہے کہ آریہ لوگ مذہب سے فلاحی کے شریفین رہے۔ اور
طبعاً فلاحی اور انیتا کے استاد اول یہی ہیں۔

وہیں ایسے تو یہی ایک بات حلیت ہی اعلیٰ بیان ہے۔ نیز ہر قسم یا مخلوق پرستی یا
عناصر پرستی کا مطلق اس میں ذکر نہیں ہو سکتا اس لئے اس کے خلاف کی ہر بات ہے۔
وہ کہ ہر حلیت سب دیتی کہ واسطے مساوی اثر رکھتی ہے اور ناریا دیوتا کے پوجنے کا وہیں
کوئی استعارہ نہیں۔ راقم کرشن۔ یاد آن۔ پرسترام سویا پس نہ تر سنگھ باکشی اور اودا ڈار یاد را جا
کی یا رتی مٹی کی کوئی کہانی دین میں نہیں پائی جاتی۔ ہر ادھت یعنی نوین وچ اہست یا چہرہ
کی ایک کا مسئلہ بھی دین کے خلاف ہے۔ سستی ہو سکتے کسی وہ نمائند ہیں۔ راکش۔ شمشاب
وچ یاد اور رفتار بازی کو دینوں نے ایک ہی ایسا گناہ بتلایا ہے۔ سوام۔ رگ بھی دین مت
درود ہی ہیں۔ برہمہ۔ وکھ اور دھا دیو کو دینوں نے مین کوڑا نہیں پڑو۔ گناہان گناہ ہے کہ
یہ بتوں کی ایک چہرہ تھا کہ گناہ کن کے نہیں نام ہیں۔ برہمہ ہی سب سے بڑا۔ ششکھوین۔ ستر واپک

منہا خیال فرما دیجئے اگر وہ اکثر فرنگیوں کی رہائش کے مطابق یہاں آباد دے کہ بکرہ حاجیت
سندھ قیسوی کی چھٹی صدی میں بڑا سچو وود بادشاہ کہاں سے آئے ان کے جنوں نے سچ سے
۸۵ برس پیشتر سے لیکر ۷۰ سال تک راج کیا البتہ شاکون بدایہ ایک شری بھاری فتح محل کی -
اجنہ مورخ فرض کر لیں گے کہ شاید ایک نئے زاد و بکرہ حاجیت ہوئے ہوں اور ان کے دوست
مکران بھی ہوئے ہوں۔ مگر اس وقت بھی چونکہ کتاب جن عرف اکبر ہی بکرہ حاجیت جس کا
دوسرا نام شکری تھا یا اچانک سے شہ

اس کے علاوہ بھی اب نیا یہ خوب کو بیچ چاہئے کہ شاہراہوں کا تھک سٹھ بیٹھ نئی ہیں
 شروع جڑا۔ اور رنگا و جیاہ بان کرتا ہے کہ یہ کہارایت کے سمیت سے ۱۳۵ برس بعد
 شروع جڑا۔ واقع عرب اس وسیع کچی سر کی کتاب سے یہ تہوت کو نہیں بینیت۔ اگر ان
 چند ایرانی سطرلوں سے بھی حاکم ہر ایک جیوش کی کتاب میں پائی جاتی ہیں اور سطر
 جتروں کے شروع میں عمارت جو تہ ہیں۔ بہت ہوا میں اس جیوش کی رو
 سے سمیت اور تہ کا کے مطلق ہیں کی جیدوں کے گرتیہ سے بھی عاید ہوئی ہے۔ و
 گزروں کے لئے کوئی دو نہیں دیکھتا۔

برمانیہ کے لیے لکھنؤ کا آغاز بھی گورکھ پور اور جیس سنہ کے مطابق ہوا ہے۔
کوئی شہنشاہ ہندوستان کی پراچین تاریخوں میں نہیں ملتا اور یہ صرف ایک زبان کے دعوے
ہے اس کے علاوہ اس کا مصنف آیا۔ مجھ کو یاد ہے اور پانچ بادشاہوں کا جنہوں نے سنہ ۱۸۰۶ء تک حکومت کی ذکر کرنا ہے۔ اگر آتا ہے عہد حکومت کو ۱۸۰۶ء میں ہی قرض کر لیا
جائے تو مجھ کو ضرور یاد ہے میں سخت متکین ہوا ہوں اور یہ تاریخ مجھ سے کھینچ
جوئے سے عین مطابق ہے جو ایک اور ہندو متورخ میان کرتا ہے۔ جس کا دعوے ہے
کہ بھگت کرنا چاہیے ۱۸۲۲ء میں ہی ہندو متورخ جس کا اور ذکر ہوا ہے
مٹا دیا ہے، بھگت کا ذکر کرتا ہے کہ جس نے چھٹی صدی کے متورخ میں راج کیا اس کے
۱۸۲۲ء میں لکھنؤ میں وقت ۱۸۲۲ء میں لکھا ہے +

[illegible]

چونکہ حکمران چار بیسیو کے اوتار اور شیو مت پروردگار متصور ہوئے جابر آں اں کے
 زمانہ سے شیو مت کا آغاز ہو کر روز بروز بڑھنا شروع ہوا ان کے زمانہ سے راناخ کے
 سمت تک عوام شیو مت کا زور دیا اور جراجا ہوئے وہ بھی اسی مت کے حامی تھے مہاراجا
 بہکرم اور ان کے بڑے بھائی بھرتی بھی اسی مت کے حامی تھے بلکہ یہ ایک مشہور بات

بکرماجیت کی تاریخ کی بابت مشہور نام اور تاریخ یہ ہے کہ بکرماجیت اور اس کے آرتھ جن
 میں سے کا لید اس شخص کا تعلق تھا جس نے مشہور ہوا ہے۔ سندھ قیدی سے پہلے اڑھائی
 برس پہلے بنی اور اس شخص کا پیدائش جو فیض قیصر کے کان پر طاری ہوا اور ہونے سے
 قریب چار سو سال پہلے تھا۔

کچھ سال گزرنے کے بعد پ کے مشرقی زیادہ ان کی ملکیت میں آتی تھی۔ عام روایت کہ علو
 رکھ کر غفلت سے اس شخص اور اس کے دور میں سے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ بکرماجیت
 درحقیقت پہلے یا بعد میں ہوا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچنے کی دلیل جو دی گئی ہے وہ کبھی
 زیادہ قیاس دلانے والی نہیں ہوتی اور اس خوفناک اصول پر مبنی ہے کہ کسی کتاب کی تاریخ
 اس کے تصانیف سے لیا گیا اس میں نئے یا پرانے خیالات درج ہیں معلوم ہو سکتی ہے۔
 پروفیسر سیکس مولر نے ان پندرہوں کی تاریخ لکھنے کے وقت ظاہر کیا تھا۔ کہ یہ ایک بڑا خوب
 اصول ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ جب تک ہم کو پہلی اور آخری جلد کا بابت کچھ زیادہ معلوم
 ہو ہم ہمیں کہہ سکتے کہ ان کے مصنف یا مولفوں کے کیا خیالات تھے۔ ناممکنات کے لئے کوئی
 کرنا ایک دلیری کا کام تو ہے۔ لیکن یہ فاضلین کا کام نہیں ہے۔

وہ دلیل جو کہ بکرماجیت کے سچ سے ۱۰۰ برس بعد ہونے کی بابت دی گئی ہے۔ یہ ہے کہ جو کہ
 کا لید اس میں بکرماجیت کا ہمعصر تھا اس کی طرز تحریر ایک بناوٹی ہے اس لئے کچھ نیچے
 حال کی ہے اور سندھ قیدی کی ساتویں صدی عیدال پر آتی نہیں اس لئے کا لید اس اور
 بعد اس کے بکرماجیت قریباً ساتویں صدی میں ہونے ہیں۔

اس دلیل کی غلطی ظاہر کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ گمان جس پر مبنی ہے
 اب اٹھتا جاتا ہے اور فضائل یہ اسے ہوتی جاتی ہے۔ یہاں کہ پہلے ڈاکٹر و ہارورڈ اور ڈاکٹر
 پیٹر نے ظاہر کی تھی کہ سندھ وستان کی عام روایت بکرماجیت کی سمت کی نسبت قریباً چھ
 دو صدیوں کے ظاہر کی گئی ہے اور پروفیسر صاحب نے تاریخ کی بکرماجیت کے سمت کے سال
 کا تخمینہ وہی اصل ہے جو جویش اور دیگر جزی کے حساب کا۔ بکرماجیت کا اس کے سمت
 کے پہلے سال میں ہونا ایسا ہی غلط ہے جیسے کہ جویش قیصر اور پروفیسر جزی کے جزی
 کے پہلے سال میں ہونا۔

لیکن یہ اسے درست نہیں ہے۔ کیونکہ سمیت کے سال کی حالت جویش اور دیگر جزی کی
 جزی کی حالت سے بالکل مختلف ہے کیونکہ دیگر جزی کا کہنا بکرماجیت کی جزی کی حالت سے
 بالکل مختلف ہے کیونکہ دیگر جزی کا کہنا بکرماجیت کی جزی کی حالت سے بالکل مختلف ہے
 شروع سے ہی غلط ہے پس تمام دلیل جو اس پر مبنی ہے ضروری غلط ہے۔

پروفیسر ویر نے ظاہر کیا ہے کہ ہم کو معلوم نہیں ہے کہ سمیت کے سال کے شروع ہونے کا
 کیا باعث ہے۔ اور اس کی خاص ہندوستان کی روایتوں کو جو مشہور ہیں۔ لیکن ٹھیک
 وہی حال سندھ قیدی کا ہے۔ کیونکہ پادریوں نے جیسے کہ یہاں سندھ قیدی سے چار
 برس پہلے قرار دی ہے۔ لیکن اس بنا پر کوئی یہ نہیں کہتا کہ جیسے تیسرا گیارہ یا تیسرا
 کا ہمعصر تھا اور بکرماجیت کا عیسے سے پہلے اول صدی سے اٹھارہ چھٹی صدی میں تھلا
 ٹھیک دیا جا رہا ہے۔

اب ہم اصل مضمون پندرہت جی والا سہانے جی کا جو انہوں نے
 لنڈن کی کانگریس میں ارسال کیا تھا درج کرتے ہیں

سمیت تہ شتہ چند سالوں میں استری مالوں نے بکرماجیت اعظم بادشاہ کے جس کی دہی
 شہر میں نے تعلیم کو دو بجے کی وجہ سے ختم نہیں کر سکی تھی۔ اور جگہ بادشاہ اور
 وزیروں سے سار جہاں کی سب کی بابت حیرت کیہ ہو کر رہا ہے۔ بیٹھے کہتے ہیں کہ اس نے

سچ سے تہہ برس پیشتر راج کیا۔ دوسرے اس کو دہانتے ہونے سے روکنا کہتے ہیں۔ کو
 کا لید اس کے نظم کی تحریر کا۔ چھٹی صدی کی سچ ہے۔ جو کہ سنگت زبان کے دو بارہ سرسبز
 ہونے کا۔ (پہلے کا جی ہر سکتا۔

ان لوگوں کے قیاد کے بموجب بکرماجیت نے کہ جس کے دیر سایہ کا لید اس اور سنگت جیسے شاعر
 تھے چھٹی صدی عید میں عروج پایا۔ اس واسے کہ قائم کر نیوال پانی کے سرد اور ڈاکٹر
 ہیں ان کا دعوے ہے کہ بکرماجیت کا سمت سترہ سو شریع ہوا۔ حالانکہ وہ اپنی ہندو کے
 جیوتس کے بموجب سترہ سو ہے۔ ۵۰ برس پیشتر ہوا۔

پروفیسر سیکس مولر پہلی رائے کی تائید کرتا ہے اور رقم طراز ہے کہ اگر ایک پتھر یا سنگ بھی ہمیں
 ایسا دستیاب ہو جاوے کہ جس پر سنگت نویس بکرماجیت کا سمت درج ہو تو یہ سب قیادہ رو
 ہو جائیگا

ڈاکٹر ویر ہر طرز من کی رائے سے جو ہندو جہاں بے شک ہے۔ بکرماجیت کے عروج کو اس
 سمت کے پہلے سال سے منسوب کرنے میں ہم اس قدر غلطی کے نزدیک ہونے جس قدر کہ
 گرجری تیرہویں کو گرجریں سمت یا جزی کے پہلے سال سے یا جویش کے جو کہ تین سو سال
 پہلے سال سے جو کہ اس کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی سترہ سو ۵۱۳ برس پیشتر منسوب ہونے
 پر ویر ہر من کا قول ہے کہ یہ رائے اس قائم نہیں رہ سکتی ہے اور ایک ہجری میں چار سو
 ریل ایٹیا ملک سنگت جی میں رہتا تھا جس قوم کی نظم کا لید اس کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔
 سندھ قیدی کی پہلی صدی عید میں پرمنا ہوتا تھا جانا تھا۔ نظم کا رواج کم سے کم ایک جگہ
 کہہ سکتے کہ زمانہ میں اس کا گرجریں نامی رہیں نے ہندو مذہب اختیار کر کے بدھ کی مذہب
 مزدجاری تھا۔ پروفیسر جزی نے سنگت جی کے سبب شریع ہونے سے۔ اور وہی واسطے اس کا
 ہے کہ ان کتابوں کو جوین ظاہر کر تے ہیں کہ بکرماجیت اور اس کا دور سترہ سو برس پیشتر
 تھا اور اس وقت مشہور شاعر بھی تھے۔ سب سے اعتبار کی نظر سے دیکھنا ممکن نہا سب سے
 ڈاکٹر و ہارورڈ جو کہ سنگت جی کے سنگت جی تھا اور ڈاکٹر کیل مارن بھی اس سے متفق
 ہے۔ جو کہ بھی ان آخری تین مودوں کی رائے سے اتفاق کرنے میں ذرا بھی اعتراض نہیں
 اور ہندو جہاں بکرماجیت اور اس کے کا دور زیادہ مضبوط کرنے کے لئے لکھتا ہوں۔
 جیوتس و داجہر کی ایک مشہور روایت سے کا لید اس بکرماجیت کے دربار کا ایک مشہور شاعر
 پایا جاتا ہے اس کی نظم اور ڈاکٹر اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنگت زبان کے ہر ایک علم سے
 بخوبی واقف تھا۔ اس کی تصنیف میں ایک توحید ہندو مذہب کی۔ اور اس کا بیان۔ علم
 ستاروں کا اس قدر کہ وہ ہے کہ اس کا ستورہ ہر علم میں لکھنا اور علم جویش پر ہون
 کا لکھنا کچھ بھی تعجب انگیز نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے۔

शोक वा दिपं डित्तराः क वयस्त्व ने के । ज्योति वि
 दासभावना श्वरा हू वाः ॥ श्रीवि क्रमस्य बु
 ससदि प्रा ज्ञ बु द्यै । तै र्य हं नयो सखा किल का
 लि दा सः ॥

مذہب بالا شلوکوں میں سے آخری شلوک سے بخوبی ظاہر ہے کہ کلریک ۱۲۰۹۸ برس میں
 یہ کتاب لکھی گئی۔ مگر ایک کی سمت کی رو سے اب ۱۹۹۳ برس ہیں اس حساب سے کتاب کو
 لکھنے سے ۱۹۲۵ برس گزرے۔ علم جویش کے متعلق بہت سی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے
 کہ بکرماجیت کلریک کی سنگت میں تحت پریشا۔ اور کا لید اس کے جیوتس و داجہر شاعر
 سے ۲۴ برس پہلے راج شروع کیا۔

مذکورہ بالا اشعار سے علم حساب کے رو سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بکرماجیت کا سمت
 اس کے تحت تین سو سے شروع ہوتا ہے۔

ثبوتِ نیچے۔ اسی طرح ایک اور پتھر جس میں گناؤں علاوہ راج کوٹ میں سے لکھا ہے
یہ لکھا ہے اور لکھا ہے تو سے سواری سے دو کوس دور ایک دیوار ہے اس پر ایک بڑی شلا
پڑی ہے جو ایک تالا بیا چاہ کی تفریب پر کھدائی گئی تھی۔ اس میں لکھا ہے کہ بہادر شاہ
نور حسین بن سلطان بکر میں سکھ دیا تھا۔

فیہ ابھی نے بالیک بھی کے نام سے بنادی۔ راعوں اور ہنسہ کا کیا ہر اس کا گ
چھتر کو سیر کر گروڑوں برسوں تک اس کے زندہ رکھنے کی گپ بانٹتی رہی
ہی ایک اور گپ ہے کہ مہادیو نے دھرم و بھائی اور ساری ایشادھیائی بھائی یا تیرنے کا
لیا اور تیرے برائے ہو گیا۔

راجہ صاحب! ایسی فضول کہانیوں سے کشیوں یا مینوں کے غرضوں کا بھٹن
ہے اور کیا ایسی کہانیاں تاریخی واقعات کی ضرورت رکھ سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔
پس ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ کتنی ہی کے لوگ یہ گپ بھاشیہ سری دیاس جی نے لکھا
جس کتابت ہے کہ کتنی ہی دیاس جی پہلے ہوئے اور دیاس جی کی بابت ہماری کتاب
علیہ نہلا بیٹے۔ کہ وہ راجہ جیہ مشرعی کے وقت میں ہوئے جس کو ۱۹۰۹ء
ہوئے تھے برائے کتنی ہی دیاس جی سے پہلے ہوئے اور ان کا زمانہ پانچ ہزار سال
سے پہلے کا ہے۔ اور جیہ کتنی ہی پانچ ہزار سال سے پہلے کے ہیں تو پانی ان کے پہلے
کے ہیں۔ اس لیے وہ کسی طرح بھی اڑھائی ہزار برس سے دھرم کے نہیں بلکہ پانچ
برس ادھر ہیں۔

ہم بھارت۔ گورنر افسسٹن کا مورخ فرماتے ہیں کہ مہا بھارت کے تصنیف
زمانہ قبل از ہجری ۱۱۹۱ء (تاریخ ہندوستان صفحہ ۳۹) ہے۔
پھر لکھتے ہیں مہا بھارت کے تصنیف ہونے کے زمانہ پر بحث ہو چکی ہے۔ غالباً
چودھویں صدی قبل مسیح میں وہ تصنیف ہوئی۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۳۹)
حصہ باب پہلا صفحہ ۳۹)

ڈاکٹر ہنر صاحب فرماتے ہیں۔ "دیاس جنوں نے مہا بھارت ۲۴ ہزار شلوکوں
میں ختم کیا تھا۔ مسیح کے بارہ سو برس پہلے ہوئے ہیں۔ (مختصر تاریخ ہندوستان
صفحہ ۹۰) سکھاء الہ آباد

جواب دیتے ہیں کہ بھارت کے ۲۴ ہزار شلوک ہیں مگر یہ کہیں
کہ چودھویں صدی قبل مسیح میں تصنیف ہوئی۔ بلکہ آئندہ صدی قبل مسیح میں تصنیف
ہوئی۔ درحقیقت ۲۴ ہزار شلوک ہیں۔ مگر اب موجودہ بھارت میں ایک لاکھ شلوک سے زیادہ
ہوئے ہیں۔ بھارت مطبوعہ کلکتہ ۱۸۸۸ء شاکا لاسا میں یہ شلوک ہے۔
دیکھو مہا بھارت پرپ اول۔ اوصیاء اول شلوک (۱۰)

चतुर्विंशति साहस्री चक्रे भागवतिता म ।
उपाख्याने विना ता वद्वारत प्रोच्यते ॥

یعنی ۲۴ ہزار شلوک بھارت کے مجموعہ میں نہیں کسی اور تیسری یا چھتری کے اور یہی بھارت ہے
ایک اور جگہ اسی اوصیاء میں دیاس کی زبان لکھا ہے

अष्टौ शलोक स हसारा अष्टौ शलोक शतानि च
अष्टौ वेमि शको वेति सञ्जो वेति वानवा ॥

دیکھو پرپ اول اوصیاء اول شلوک (۱۰)
یعنی ۲۴ ہزار شلوک اور آٹھ سو شلوک ہیں جتنا ہوں۔ نہ کہ وہ جو جاتا ہے معلوم نہیں
کہ کتنے جانتے جانتے یا نہیں۔ ایک اور لائق مورخ ہنسہ بھاشیہ کے بعد لکھتے ہیں مہا بھارت
کے ایک لاکھ شعروں میں سے صرف ۲۴ ہزار شلوک اصل مصنف کے ہیں۔

(اور قبل میں ۱۳ صفحہ ۱۳)
مورخ افسسٹن صاحب نے ایک جگہ اور بھی لکھا ہے کہ مذکورہ ۲۴ ہزار شلوک اصل
مصنف کے ہیں۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۹۲) ۲۹۲

اس میں اس کا نام مہا بھارت نہیں ہے بلکہ بھارت ہے۔ یعنی بھارت کا دھرم
اصل میں اس کا نام مہا بھارت نہیں ہے بلکہ بھارت ہے۔ یعنی بھارت کا دھرم

مورخ افسسٹن صاحب نے ایک جگہ اور بھی لکھا ہے کہ مذکورہ ۲۴ ہزار شلوک اصل
مصنف کے ہیں۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۹۲) ۲۹۲

اصل میں اس کا نام مہا بھارت نہیں ہے بلکہ بھارت ہے۔ یعنی بھارت کا دھرم
اصل میں اس کا نام مہا بھارت نہیں ہے بلکہ بھارت ہے۔ یعنی بھارت کا دھرم

جس میں وہ بھارت سے تیار فرشتہ والے نے بھی ایسا ہی لکھا ہے "دیس کتاب ہول اول
عالی تزا اور اجہ بھارت است کتاب را نام اکرده" صفحہ ۱۰۰۰
یعنی سنسکرت کے لائن کا مثل پڑھتوں کی یہ را ہے کہ دیاس جی نے صرف ۲۴ ہزار
اور اس کے شاگردوں نے ۵۶ شلوک بیکت کل ۱۰۰۰۰ +

شلوک بیکت بھارت بنایا تھا و مگر حاجیت کے زمانہ میں ۲۴ ہزار شلوک کے زمانہ میں
۳۰۰۰۰ تھے۔ اور اب ایک لاکھ ۲۴ ہزار کے لگ بھگ ہیں۔ پس موجودہ بھارت میں کم
کم ایک لاکھ شلوک ضرور پڑھائے گئے ہیں۔

بھارت درشن یعنی فلاسفہ سنسکرت میں آریہ ریشیوں کی تصنیف ہے۔ پوری افسسٹن کی
پہلی۔ اول ساکھ شاستر مصنفہ کیل رشی۔ دوم وشنیشیک مصنفہ کتا ورشی۔ سوم ہنیا۔ چھتر
گورم رشی۔ چہارم یوگ مصنفہ تیل رشی۔ پنجم ایشادھیہ مصنفہ جی رشی۔ ششم دیہ مصنفہ دیاس
موصوفہ تصنیف صاحب فرماتے ہیں "آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے مشورین رہے۔ فلسفہ
ہندو سادہ طبیعت کے استاد اول ہی ہیں۔ چھ مختلف وقتوں میں جید فلاسفی ان کے اہل
تصنیف ہو چکی ہیں۔" (ڈاکٹر ہنر صاحب انگریزی مطبوعہ ۱۸۸۸ء لاہور)

ان جید درشنوں پر جو کہ مختلف وقتوں میں مختلف ریشیوں نے تصنیف کئے ہیں۔ چھ
بھاشیہ ہیں۔ اول ساکھ پر بھگور رشی کرت بھاشیہ۔ دوم وشنیشیک پر گورم رشی کرت
بھاشیہ۔ تیسرا پر وشنیشیک پر گورم رشی کرت بھاشیہ۔ چہارم یوگ پر دیاس رشی کرت
بھاشیہ۔ پانچواں پر وشنیشیک پر گورم رشی کرت بھاشیہ۔ ششم دیہ پر وشنیشیک
پر وشنیشیک کرت بھاشیہ۔

چھٹی اور دیاس۔ نو دھیان اور وشنیشیک کا زمانہ ایک ہی ہے۔

سب سے پہلا شاستر ساکھ ہے اور سب سے آخری ویدانت۔ کیل افسسٹن کا زمانہ ابھی ہم
تحقیقی طور پر نہیں جانتے۔ مگر گورم رشی کا زمانہ صاف ظاہر ہے۔ کیونکہ گورم رشی کا زمانہ
ہمارا جہانک کا دور تھا۔ اور گورم اور ایشادھی کا سمیادھی ہوا تھا۔ یعنی راجہ کا دور
اور گورم کا زمانہ یا گورم اور وشنیشیک کا زمانہ ایک ہی ہے۔ پانی ہم پھر کسی وقت فصل لکھتے۔
جہانک بدینی جید ریشی راجہ نے جن کی کوشش بلکہ سے سرپرستہ حاصل کیا اور
چانک ہی ہمارا راج ہے۔ اور یہ توصیف ظاہر ہے کہ وہ راجہ سکندر کا ہمعصر تھا۔

چانک ہر سوس لکھتے ہیں کیونانی مورخوں نے لکھا ہے کہ
سکندر افسسٹن کے ساتھ بعد نامہ کیا۔ (۱) کتاب تحقیقات حالات ایشادھیہ جلد ۱
ویا چھتر ۱۲ اور وشنیشیک کی رائے کے بموجب وہ ۴۰۰ برس اور پر وشنیشیک کی رائے
کے بموجب ۵۰۰ سال قبل مسیح کے تھا۔ اور آنا۔ لٹکا کے فضول سے ابھی طرح سے ظاہر ہو گیا کہ
بموجب افسسٹن اول کا فور وشنیشیک کے جو سال اقامت شامل ہے۔ چند ریشی کی سلطنت
کا زمانہ تین سو باڑے اور تین سو چھتر برس قبل مسیح کے اندر ظلم ہوتا ہے۔

دیکھو پرپ ریشی صاحب کے مفید فضول کا صفحہ ۱۲۴)

اور بموجب دوسرے افسسٹن کے جو فور وشنیشیک کے ترجمہ ہمارے میں داخل ہے۔ ۴۰۰
وہ ۵۰۰ سال قبل مسیح کے ہیں ثابت ہوتا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۲۴)

اور ہنریوں کے بیان سے اس کا زمانہ سکندر کی تخت نشینی کے وقت سے جو ۳۳۲
برس قبل کے ہوئے اس کی وفات تک جو ۲۸۰ برس قبل مسیح میں ہوئے ثابت ہوتا ہے
دیکھو کانٹش صاحب کی کتاب

ان تمام شہادتوں پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ سکندر کی فوج کا سردار
تھا۔ سکندر اور چند ریشی کے چھتر ریشیہ وار تھے۔ کیونکہ سکندر نے اپنی بیٹی ہمارا
چہتر ریشیہ کو بیاہ دی تھی۔ (دیکھو ۱۲ سال قبل مسیح میں ہندو ظلم اور ہول۔ اس کے

چہتر ریشیہ کو بیاہ دی تھی۔ (دیکھو ۱۲ سال قبل مسیح میں ہندو ظلم اور ہول۔ اس کے

چہتر ریشیہ کو بیاہ دی تھی۔ (دیکھو ۱۲ سال قبل مسیح میں ہندو ظلم اور ہول۔ اس کے

چہتر ریشیہ کو بیاہ دی تھی۔ (دیکھو ۱۲ سال قبل مسیح میں ہندو ظلم اور ہول۔ اس کے

چہتر ریشیہ کو بیاہ دی تھی۔ (دیکھو ۱۲ سال قبل مسیح میں ہندو ظلم اور ہول۔ اس کے

پروفیسر وائس صاحب فرماتے ہیں کہ مسوریہ سدھانت کے لکھے جانے کے ایک مدت پہلے سے علم ہندو سے لوگ ماہر ہو گئے۔ اس میں دتروں کی مقدار معلوم کرنے کا ایسا عمدہ قاعدہ موجود ہے۔ جس کا استعمال پہلے پہل برگر صاحب نے سترھویں صدی میں کیا۔ (دیکھو برٹش انڈیا جلد ۴ ص ۴۰۴)
 محیط اور قطر کی مناسبت کا بیان بھی مسوریہ سدھانت میں ہے (دیکھو تحقیقات حالات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ آریوں کے علم ہیئت وغیرہ کی بابت خصوصاً عرب والوں کی کیا رائے ہے)

ماورئی ہند کی صاحب بھی جو آریوں کے دعوے کے بالکل خلاف
 اپنی آخری چھاپی ہوئی کتاب میں لکھتا ہے "آریوں نے جو طریق الشمس کو ۲ منازل پر تقسیم کیا ہے جس سے وہ اس زمانہ میں بہت بڑے عالم علم کے معلوم ہوتے ہیں وہ تقسیم مسیح سے ۴۲۲ سال پہلے ہوئی تھی" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۰) "عقود تحقیقات ایشیا جلد ۴ صفحہ ۱۵۲"

کلیسنی (ہندو) پٹیل صاحبان کا قول ہے کہ آریوں کی کتابوں میں ایسی ایسی تحقیقات جو حضرت عیسیٰ سے تین ہزار برس پہلے ہوئی تھیں۔ اب بھی موجود ہیں اور ان سے بہت بڑی ترقی جو اس زمانہ سے پہلے ہو چکی تھی ثابت ہوتی ہے" (تاریخ ہندوستان باب ۱۲ صفحہ ۲۳۹)

اور اس سے ایک بہت عمدہ دلیل اس بات کی نکالی گئی ہے۔ کہ زمانہ قدیم میں ہی نہایت عمدہ و عمدہ تحقیقات ہو چکی ہونگی (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۰) تمام ہیئت دان آریوں کی تحقیقات کے نہایت قدیم ہونے کو تسلیم کرتے ہیں اور اس بات میں کچھ حجت نہیں معلوم ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے جو تحقیقات اور مسیح حرکت و طبعی مشورہ اور چاند کی قرار دی ہے۔ وہ ان کو قدیم زمانہ کی تحقیقات کے ساتھ ان تحقیقات کا مقابلہ کرنے سے ہونے لگی ہوگی۔ جو اس زمانہ کے لوگوں کی ہے کہ (دیکھو پوٹ صاحب کی لائپس والی کتاب انتظام دنیا) اور جس قاعدہ پر پترابنا ہے جس کا ذکر وید میں موجود ہے) اسکے لکھے جانے کا زمانہ حضرت مسیح سے چودہ سو برس پہلے قرار دیا گیا ہے" (دیکھو تحقیقات حالات ایشیا صفحہ ۲۸۹ جلد ۸ صفحہ ۳۸۲ جلد ۶)

ہندو صاحب نے جس طرح یہ غلطی کی ہے۔ اسی طرح سدھانت شرقی کا زمانہ قدیم کرنے میں بھی کی ہے۔ کہہ کر وہ اپنی آخری کتاب میں ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کچھ اسکا چارہ نے اکبر کی سلطنت میں مشہور علماء میں سدھانت مشرقی و جنوبی کی۔ دیکھئے ناظرین! یہ کتنی بڑی بھاری غلطی ہے۔ اس واسطے مورخ الطلس صاحب فرماتے ہیں کہ اس مصنف "یہ اسکا چارہ" ہی ایک کتاب کے واسطے اصلی متن کے لکھے جانے کی تاریخ ایک مشہور شخص یعنی نے اپنے تاریخی تحریریں جو اس نے مرتب کر کے اکبر کے حشر میں پیش کیا تھا۔ بیان کر دی ہے۔ اسی طرح سے اور بہت سے مصنف نے جو اکبر سے پہلے گزرے ہیں۔ بھاسکا چاریہ کا حوالہ اپنی تصنیفوں میں دیا ہے جن کی صداقت کا بیش صاحب کو انکار کرنا پڑا ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۳۴۱ جلد ۶) پس یہ نام کردہ تاریخیں جو اپنیل نے زمانہ کے یا بعد ہو کر صداقت کے چہرہ نہاب ڈال رہی ہیں! اعتبار کے لائق نہیں۔ یہاں پر ہم چاہتے ہیں کہ آریوں کے علم چودہ اور بہت کی بابت کچھ اور مشاہدات پیش کریں

پروفیسر آس صاحب نے لکھا "ہیئت کی تحقیقات اور علم ہندو کے شجروں میں

جو وقت آباد استعملی جہانوں نے کیا ہے وہ بھی ان کی ہی ذمہ داری ہے اور جس طریق سے وہ اب بھی یہ کام کرتے ہیں۔ تعریف کے قابل ہے کہ لاکھوں کا انڈین انجیرا صفحہ ۴۰۹ و ۴۱۰

ماورئی ہند کی صاحب بھی جو آریوں کے دعوے کے بالکل خلاف اپنی آخری چھاپی ہوئی کتاب میں لکھتا ہے "آریوں نے جو طریق الشمس کو ۲ منازل پر تقسیم کیا ہے جس سے وہ اس زمانہ میں بہت بڑے عالم علم کے معلوم ہوتے ہیں وہ تقسیم مسیح سے ۴۲۲ سال پہلے ہوئی تھی" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۰) "عقود تحقیقات ایشیا جلد ۴ صفحہ ۱۵۲"

کلیسنی (ہندو) پٹیل صاحبان کا قول ہے کہ آریوں کی کتابوں میں ایسی ایسی تحقیقات جو حضرت عیسیٰ سے تین ہزار برس پہلے ہوئی تھیں۔ اب بھی موجود ہیں اور ان سے بہت بڑی ترقی جو اس زمانہ سے پہلے ہو چکی تھی ثابت ہوتی ہے" (تاریخ ہندوستان باب ۱۲ صفحہ ۲۳۹)

اور اس سے ایک بہت عمدہ دلیل اس بات کی نکالی گئی ہے۔ کہ زمانہ قدیم میں ہی نہایت عمدہ و عمدہ تحقیقات ہو چکی ہونگی (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۰) تمام ہیئت دان آریوں کی تحقیقات کے نہایت قدیم ہونے کو تسلیم کرتے ہیں اور اس بات میں کچھ حجت نہیں معلوم ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے جو تحقیقات اور مسیح حرکت و طبعی مشورہ اور چاند کی قرار دی ہے۔ وہ ان کو قدیم زمانہ کی تحقیقات کے ساتھ ان تحقیقات کا مقابلہ کرنے سے ہونے لگی ہوگی۔ جو اس زمانہ کے لوگوں کی ہے کہ (دیکھو پوٹ صاحب کی لائپس والی کتاب انتظام دنیا) اور جس قاعدہ پر پترابنا ہے جس کا ذکر وید میں موجود ہے) اسکے لکھے جانے کا زمانہ حضرت مسیح سے چودہ سو برس پہلے قرار دیا گیا ہے" (دیکھو تحقیقات حالات ایشیا صفحہ ۲۸۹ جلد ۸ صفحہ ۳۸۲ جلد ۶)

ہندو صاحب نے جس طرح یہ غلطی کی ہے۔ اسی طرح سدھانت شرقی کا زمانہ قدیم کرنے میں بھی کی ہے۔ کہہ کر وہ اپنی آخری کتاب میں ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کچھ اسکا چارہ نے اکبر کی سلطنت میں مشہور علماء میں سدھانت مشرقی و جنوبی کی۔ دیکھئے ناظرین! یہ کتنی بڑی بھاری غلطی ہے۔ اس واسطے مورخ الطلس صاحب فرماتے ہیں کہ اس مصنف "یہ اسکا چارہ" ہی ایک کتاب کے واسطے اصلی متن کے لکھے جانے کی تاریخ ایک مشہور شخص یعنی نے اپنے تاریخی تحریریں جو اس نے مرتب کر کے اکبر کے حشر میں پیش کیا تھا۔ بیان کر دی ہے۔ اسی طرح سے اور بہت سے مصنف نے جو اکبر سے پہلے گزرے ہیں۔ بھاسکا چاریہ کا حوالہ اپنی تصنیفوں میں دیا ہے جن کی صداقت کا بیش صاحب کو انکار کرنا پڑا ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۳۴۱ جلد ۶) پس یہ نام کردہ تاریخیں جو اپنیل نے زمانہ کے یا بعد ہو کر صداقت کے چہرہ نہاب ڈال رہی ہیں! اعتبار کے لائق نہیں۔ یہاں پر ہم چاہتے ہیں کہ آریوں کے علم چودہ اور بہت کی بابت کچھ اور مشاہدات پیش کریں

پروفیسر آس صاحب نے لکھا "ہیئت کی تحقیقات اور علم ہندو کے شجروں میں

کلیات آریہ سماج

کلیات آریہ سماج

کلیات آریہ سماج

کلیات آریہ سماج

کشت سات سو رہے جو تیشا لکھنؤ میں انگلش پریستینا
 شہادت سال ہے اس کا دن کانٹا ہو تو ۱۸۹۰-۱۸۷۹ = ۱۱۰ + ۵۱ = ۲۰۵۱

۱۸۷۹ء میں چھ ماہ ہفتہ میں پڑھے اور یہی بیگم جوری کا روز ہے۔
 نوٹ: ابتدائی انگریزی مورخوں نے اکثر تحقیقات میں غلطیاں کی ہیں خصوصاً جبکہ
 کسی پرانی کتاب یا کتبہ کی بابت رائے دیئے گئے جو شک سے زیادہ اس غلطی کی یہ ہوتی کہ وہ اکثر
 اس باطل خیال کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے کہ دنیا مسیح سے چار ہزار چار سو سال پہلے

ہوئی چنانچہ اس کا جو غیر مقصد ناموں نے اقبال کیا ہے +
 - نام کاریٹ نے ایل وکٹر کو پختی میں لکھا ہے ربات فیروز شاہ کی لاش کی زمین آج
 شہر دہلی میں ہوں چنانچہ سکندر اعظم کی ہندوستان کے راجہ یووس سے لڑائی ہوئی
 اور اس کی فتح نے جہاں اُسے شکست دی۔ سکندر نے یہاں اس فتح کی یادگار میں ایک
 میل کا ستون بنایا۔ جہاں تک یادگار ہے (اور کیا کوئل میرے آتے اندیا جلد ۱ ص ۱۶۲)
 اسی کو لیکر ایک باوری ایڈورڈ ٹری صاحب نے کہے ہیں جو کو نام کاریٹ نے بتلایا
 ہے میں نے شہر دہلی کے خاص حالات لکھے ہیں کہیں نے بجا میں قیام دہلی میں سگہرہ
 ایک بھاری ستون دیکھا جس کے اوپر یونانی زبان میں ایک کتبہ کندہ تھا جس کو زیادے
 پسیدہ کر دیا تھا۔

اسی کاریٹ کی غلط رائے کو ایڈیٹری اسٹریٹس نے اختیار کیا تھا جیسا کہ جرح بیان
 کرتا ہے کہ کیرکٹ یونانی و عربی زبان میں ہے اور بعض یہ تصدیق کرتے ہیں کہ اس کو سکندر
 اعظم نے تعمیر کرایا۔

یہی خیال جنس برنسپ کا تھا اور اس کی غلطی شہر ہے ہوئی ہے جو جس کو ٹی
 دھکا کا ایک کاناسٹون بیان کرتا ہے کاریٹ کی غلطی کی توجہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ پالی
 زبان کے حروف تہا۔ چھا۔ ٹا۔ گا۔ را۔ با۔ جا۔ آ۔ ان کو یونانی کا خیال کیا۔ (ریڈیکل
 صفحہ ۱۱۴)

آخر کو لکھا ہے کہ رائے تھویرا کی لاٹری ہے اور اگر یہ غلطی ہوئی تو ہوتی تو تہا ناں تھ
 کپ کے اس کو کہا جاتے۔ عرت لوبے کی کوٹھی ہونے سے سمجھاؤں گے اس کو ہیں تو
 مورخ لکھتا ہے کہ اس کے ایک ٹکڑے کا ٹکڑا اور کھمیری قلمن کے باس ڈکی
 عیسیٰ جس مجھ کو اطلاع دی کہ وہ پبلیشیل ہوئے کی ہے۔ جس کی کتابت ۱۶۷۰ء میں کی گئی ہے
 یعنی پانی سے اتنے گنا بھاری ہے (اور کیا کوئل میرے آتے اندیا جلد ۱ ص ۱۶۲)

حصہ دوم

آریہ گرتھوں کی بابت تحقیقات

عرصہ تک اودیا اندھکار پھیلنے کے سبب ست و دیا کا پرچار بہت کم ہو چلا تھا۔
 آریہ گرتھوں کی جگہ پرانوں نے سنبھال لی تھی۔ گھر گھر میں پورانوں کے وید پستیش
 کر چکے تھے۔ آریہ ورت اور برہم اودرت کا اندر ان بہت متاثر پھیل گئے تھے علمی پایل
 کی صورت انسانوں کو مل چکی تھی ایک جگہ کرنا کھجور ٹانیک پر مشورہ پائے گئے تھے۔
 معتولیت سے نفرت اور معتولیت سے الفت ہو چکی تھی۔ ہر ایک سے نفرت دیکھیں سیکر
 ہوئے۔ دلوں میں کھوٹا خاہر داری میں مکاری کی ادھ ہو رہی تھی۔ خود غرضوں
 والہ بیوں نے اپنی مطلب سدھی کے واسطے فرضی و بناوٹی ستلوک بنا جاہلوں کو ستر
 پرج دھکا قید کر رکھا تھا۔ جس طرف سے موقع ملتا توگ است کے پھیلائے میں دلداد
 تھے۔ بھارت کے مجھ اور ہمارا جید ہشتہ کی وفات کے بعد جس کو ابھی صرف ۱۸۹۰ء
 سالہ ہوئے ہیں سیکرڈوں اور ہزاروں گرتھ بن شاعری کی چاشنی چکھا سکا آریہ

کو اہم تزویر بن بیٹا لیا۔ اپنی غرض نفسانی کے واسطے بزرگوں برہمنوں کے نام سے
 شلوک بنانا کر رہا تھا۔ سریشہ دھرم کو ادھو گئی میں گرا دیا۔ ویدوں اور ست شاستروں
 کے سوا کوئی ایسا گرتھ نہیں دیکھ پڑتا۔ جن میں پوپ لیا کے آثار موجود ہوں۔ جنم
 غفل کے خلاف نشانہ دیئے سرور یا ادریہ ٹھکانہ بائیں اس قدر بھری میں۔ جو جن کا منہ
 حجاب نہیں۔ اسے غضب اس قدر خاموشی کا پڑنا کہ لگیا۔ کہ دس ہزار یا پچیس
 شلوک کے بدلے ایک لاکھ شلوک بنائے گئے اور مصنف کی مصداق پر انصاف کے ثمنوں
 نے خاک ڈالی۔

۱۰ جنم پورکوں بائیں اور کویں ناظرین کو طول طول تحصیل لا حاصل نہیں بیٹنا ہیں
 ابھی سمت ۱۸۸۰ء کی بات ہے کہ گھاسی تپسی داس جی نے بھاشا رامن جانی۔ دھرت
 رتوڑ پڑھتے پڑھتے جہاں تک پڑھ گئی۔ کہ تین سو سال کے اندر معدا جاتیوں کا فرق ہو گیا
 مگر اصل پیکل نکل کے پڑھوئی بابت ہو گیا ہے۔ کہ اصل مصنف کی کتاب ہے۔ اور
 موجودہ ملاحظہ رامن کیا گئی ہے +

دھانت کے کوئی دھنت کے ایدورت کا اندر ایسے نہیں تھے جن میں سدا شلوکوں کا
 تفاوت نہ ہو۔ جب یہاں تک نما مل ہوئے تو آخر کار خود پندرتوں کو دست صورت کار
 کہنا اگر بھارت میں ضرور پڑھوئی ہے۔

پس اسے ناظرین ابھی حال اور گرتھوں کا ہے مونسری میں بھی تخیل نہ ملو شلوک کے
 قریب لایہ گئے تھے۔ اس کے بھی دو برائے تھے جن میں نہیں تھے۔ اور یہی حال ایک
 رامین کا ہے۔ اس جگہ ہر حرف تاریخی حقیقت کے گرتھوں کا نہ تھنصف ہی کہہ سکتے
 ہیں اور اسی طرح آریہ دھکی کر بھی۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ انیوں کے معنی خزانہ کے گرد
 جتنے خس و خاشاک ہیں ان کو یک وقت صاف کر دیں +

متوسم قی۔ ڈاکٹر ہنٹر صاحب فرماتے ہیں۔ پانچ سو برس قبل عیسے کے مرنے ایک
 شاہ شہر شاہی ہند کے برہمنوں کی رسم و قواعد کے لئے بلیا (۱۹ ص ۱۹) مصداق التا مش

ہنر مشاعر
 اور اکثر برہمن فاضل کہتے ہیں۔ کہ یہ کتاب ۹ سو برس قبل عیسے کے لکھی گئی ہے اگر دیکھ
 تحقیقات (ایشیا جلد ۲ ص ۱۱۹) ۱۰ آریہ نیل انش صاحب بسا در سابق گورنر ہونے فرماتے
 ہیں۔ اس پر دیکھ مصنف نو سو برس قبل عیسے ہو گا اناب ہندوستان ہندوستان ص ۱۱۹
 مزدید ڈاکٹر ہنٹر صاحب نو سو برس سے پانچ سو برس پہلے بتلاتے ہیں۔ لیکر بھارت
 کی بابت فرماتے ہیں کہ یہاں جنوں نے بھارت چوبیس ہزار شلوکوں میں جنم کیا۔ مسیح سے بارہ
 برس پہلے ہوئے ہیں (مختصر تاریخ ہند ص ۱ ص ۱۰۰) اور یہاں ہی خود
 بھارت میں لکھے ہیں کہ

पुराणो मानवो धर्मः साङ्गो वेदः त्रिकि त्वजम ॥ आशा
 सिद्धा निचत्वारि न हल्ल व्या निह तुभिः ॥ महाभा
 तो जगत्प्रभो गुरुः ननु सूर्यः - वीरमे वीरानाक - और वीरान पात्रों की کیا ضرورت
 چاہئے۔ کبھی ان کے ارشاد سے انکار کرے ۱۰ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بھارت کو جنے
 ۹۹۰ سال پہلے میں گرتھ بھارت پر ہی کیا تو تو ہے چھاند گرہن میں بھی نو کا ذکر ہے +

मनु वै यत्केचिद्भवत्तदप्यज्ञे मयजयता मा ॥
 ترجمہ جو کچھ ہونے لگا ہے وہ اندھرتوں کی بھی اوستہ ہے۔ اس پر ضرور عمل کرنا ہے
 مہاتما جی نے کہا ہے۔

वदा धीं पनि वन्द्यत्वा आथा त्वं हि मनो सदतम् मन्वर्ध
 विपरोता तुया म्भूतिः स न शस्यते ॥ तावच्छास्त्राणा

سنہ ۱۷۵۰ء میں ۲۴ برس بعد شروع ہوا اور دیکھو بائبل مطبوعہ مرزا کو
تاریخ عیسوی گوڈینیس آکسیلس اطالوی نے بائبل کو پانڈروس راجہ مصری کے ساتھ
بائبل میں حسب احوال مختلف وضع کیا اور بعد از تاریخ بعد ۴۴ برس لاوت حضرت عیسیٰ
قرار دیا۔ مقدار سال کی موافق از مراد از مختلف کے مختلف رہی۔ جیسا کہ التشریح ذیل ملاحظہ ہو

نقشه دریافت مقدار یوم سال موافق رصد حکماء مختلف

نمبر شمار	نام حکیم	یوم	ساعت	وقتہ	مناصیح	تثانیۃ
۱	علی محمد خارس	۳۹۵	۵	۵۰	.	.
۲	حکیم ابرحن	۴۶۵	-۵	۵۰	.	.
۳	حکیم چمن حسن قیسر	۴۶۵	۵	۵۰	.	.
۴	خواجہ نصیر الدین طوسی	۴۶۵	۵	۴۹	.	.
۵	حکیم کا سی کی ہمار صدق موافق	۴۵۵	۵	۴۸	۵۲	.
۶	حکیم دیلی لٹڈ	۴۶۵	۵	۴۸	۴۸	۳۹
۷	حکیم وشن	۴۶۵	-۵	۴۸	۴۸	۳۹
۸	علماء مضر	۴۶۵				
	کسو کو گرا دیتے تھے					

چلوں فیصر نے باستصواب حکیم سوئی جنیس ۱۵۰۰ قبل مسیح میں اس نے کرد ایر ہونا ماسی
فصول ۱۰ سال کے ہر چھینے میں رخ ہو جائے اور نو روز ایک ہی تاریخ ایک ہی ہفتہ میں ہو
رومیکہ واقع ہو جو فصل اول قری کے سال کو رائج کیا اور یہ قرار دیا کہ ہمیشہ عین سال تک
پہم ہر سال ۳۶۵ دن کا لیا جاوے اور ہر چھ سال آخر ہر روزی میں ایک روز کیسی کا زیادہ
کر کے وہ ل ۳۶۶ یوم پر نام کیا جاوے جو کہ مقدس کرسٹل میں ۶ ساعتوں سے کم تھی
اور چلوں فیصر نے پوری چھ ساعتیں لیک ایک دن چھتے رس بڑھایا تھا۔ لہذا ایسب
جمع جوئے کہ وہ روز ایک کے ۵۵۰۰ میں گیا رعبوں پانچ کو تحمل آنتاب عمل میں ہوئی۔
تجارتی رہو ہیں پوپ گونگری نے ۵۰۰ سال مذکور میں دس روز اس سال کی تقویم کو خارج کر کے
اور گیا رعبوں رائج کو ایک سو سال کو ۳۰۵ پر کم کیا اور آئندہ کیواسطے یہ
مدین کیا کہ ہر سیکڑے کے سال آخر کو جو جیسا کہ چلوں سو سال کو بیسے تین سو برس تک
دل کا پس اور ہر چھ سیکڑے کے سال آخر میں تین کم کر دینے کا حکم کیا۔ اس لئے
اس قاعدہ کی حلد ر آمد کے خیال سے ہر لکھ تیس کا جو ہندی کے انچوہوں اور چار سو پر روز

سند دوم راجا جادی گرتھ میں پندرہ ماہ وراجا جاجی خوشی کی فاضلہ تحقیقات سے
درجہ شہادت میں تصدیق ہوا ہے درج ہے کہ کلی ٹینگ کے آغاز سے یکم تک ۱۷۴۳ سال
ہوتے ہیں۔ کلی ٹینگ سموت ۱۷۴۳ میں یکم کا راج ہوا اور تک ۱۷۴۹ میں شالباہن کا راج
آغاز ہوا اور دیکھو ہر پندرہ کا گنت ۱۷۴۹ صفحہ ۸۷ سے ۱۷۹۰ تک (۱۷۹۰-۱۷۴۹=۴۰) = ۳۰۴۲۹۰
۱۷۹۰) اسی لائق مصنف نے فصل سوم قہرست منب بادشاہوں کی بھی دی ہے۔
سند سوم سموت کے صدر میں ۱۷۴۲ و شکر آچارپوں کے رزمیان وہی مباحثہ ہوا جس کی
اشاء میں دوار کا کے مندر سے ایک لکھنے کا پتہ پیش کیا گیا جس کی تاریخ سموت ۱۷۴۳
یہ جیشتری تھی یہ پتر میج سے ۱۷۴۳ سال پہلے تحریر ہوا جس کا زمانہ مسکنہ رکھی یورش ہند
کے پیشہ ہوتا ہے یعنی ۱۷۴۳ سال پیشتر (۱۷۴۳+۱۷۴۳=۱۸۹۰ = ۱۷۹۰) = ۱۷۹۰
سند چہارم سرولیم میڈر صاحب نے جو ریاست بونڈی کے نصیب و نقد باستور میں پرا
پتھروں کے کتبوں کی نسبت تحقیقات کرائی ہے تو اس بھی یہی سمت ثابت ہوا ہے
(دیکھو رسالہ دہلی سو بیٹا جلد ۱۷۴۳ صفحہ ۲۸ و ۲۹)

سنہ ۱۱۰۰ھ بمطابق ۱۶۸۷ء میں دراجی قلعے پر بہت سنگسار کیا گیا ہے۔ دیکھو اودھیہ ۱۳ اشوک
 آرا ستم غا سمن ی: शासति पृथ्वी युधिष्ठिरे नृपतौ
 मनु द्विक पञ्च द्वियुतः शकना लक्ष्म्य राक्ष्सा ॥
 ترجمہ ہمارا راج بدیشہ جی کا جب پر پھوٹی پر راج ہو رہا تھا اس وقت بیت لکھا
 جس نے ۱۲۵۲۶ء میں لکھا ہے۔ اس کو اپنے راج پر پھوٹا کو شک منی بدہ کی سمت
 شک بودھج ۴۲۳ برس پہلے پیدا ہوا اور ۵۲۴ برس پہلے فوت ہوا اپنی
 کا سمت اس کی ۵۰ برس کی عمر شروع ہوتا ہے (۱۲۵۲۶-۱۸۹۰-۵۵۷۴-۱۲۹۹)
 سنہ ششم مانا پیتر دیندیاں سمت راجید ہشت راج داشت راجہ کو زود ایشاں
 درافانہ کچک حال بودہ تمام جیاں را بر کشادہ تا این زمان از سمت ایات او چہا ہزارو
 نہ صد و پست و ہشت سال شمری گذشتہ از غیات اللغات رویند فہ صفحہ ۳۴۵ سنہ ۶
 (۱۲۹۹۰-۴۲+۱۲۹۲۸)

یودھ مروت۔ اس مروت کی بابت بھی لوگوں کا اختلاف ہے۔ جن میں سے چند کی رائے یہ ہے کہ مروت ہے۔

(۱) گوتم مرگھ ۲۲ برس قبل جیسے کے پیدا ہوا اور پندرہ سو سال ۵۴۳ برس قبل جیسے کے درخت انجیر کے نیچے مر گیا اور پھر مصلح التواریخ ہنٹر حصہ اول باب پینچم صفحہ ۲۳ و ۲۴ (۸۵۶)

(۴) تازخ ہندوستان میں لکھا ہے کہ شاہک مٹی (۲۵) حضرت جیسے اسے قریب ۵۵۰ برس پہلے لکھا ہے اور دیکھو تازخ ہندوستان میں صفحہ (۲۶)

(۳) بدھ کی پیدائش کی تاریخ صحیح نہیں ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۴ مصباح التواریخ) مگر صحیح بات یہ ہے کہ بدھ کا جنم شاہیاہن کے سال سے ۷۰۱ سال پہلے ہوا تھا۔ ۸۰ سال کی اوسط تھیں ان کا وفات ہوا۔ جس کو آج ۲۴-۲۵ سال ہوتے ہیں لیکن یہ سن ان کا عمر کے پچاسویں برس سے شروع ہوا تھا۔ جو اس وقت ۲۲-۲۶ ہے + یہ کہ مری سموتھ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے تھا حالت تحریر اس طور کہ سن غس عشر بعد ان است از ہجرت جہنما ہندوشت شہد و شہت و سال سپری شد۔ و صفحہ ۱۴

مقدار اول = $1943 + 283 = 1971$ یا $1943 + 294 = 1960 - 8 = 1972$
 کرنل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں کہ سومات میں ایک ہی پتھر پر نہایت بگڑ لکھا ہوا ہے
 جو مطابق ہے ۱۹۶۰ء کے ہیں اس سے مطابقت وقت اچھی طرح ہو سکتی ہے۔
 (راجپوتانہ تریماشا کا حصہ سوم صفحہ ۳۸۵) مقدار اول = $1943 + 294 = 1960 - 8 = 1972$

ہے جس کی شالیاہن کے آغاز تک ۱۷۹۰ھ سال ہو گئے ہیں۔ ۳۱۷۹ + ۱۸۱۱ = ۴۹۹۰
 شالیاہن ۱۸۱۱ء اور ۱۷۹۰ء کے درمیان میں ۲۱ سال ہوئے ہیں۔
 چنانچہ ۱۸۱۱ء میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ ۲۱ سال دن کے ۱۷۹۰ سال پر کا آدھا اور دو سو
 نو سال کا آدھا ہے۔ اس کے کلی ایک کو شاکا شالیاہن کے آغاز تک
 ۱۷۹۰ سال ہوتے ہیں۔

नन्दादिन्दुगुणः मितानि सौर वर्षाण्यवतीतानि ॥
 ترجمہ ہندو کے ۱۷۹۰ سال اور ۱۸۱۱ سال کے درمیان میں ۲۱ سال ہوئے ہیں۔
 یہ ۲۱ سال شمسی کی ایک سے شاکا شالیاہن کے آغاز تک گزرنے ہیں۔
 اور اب شاکا شالیاہن ۱۸۱۱ء ہے۔ ۳۱۷۹ + ۱۸۱۱ = ۴۹۹۰ سال (دیکھو ان کا
 پانچا نگ سمت ۱۷۹۰ بیکرم صفحہ ۱۲)

نقشہ نمبر ۱۰ حساب برہم دن اور شاکا شالیاہن	
برہم دن کا ایک پیر	۱۰۰۰۰۰ سال
دوسرے پیر کا اردہ (آدھا)	۵۰۰۰۰۰ سال
اداس کی ایک کے شروع تک آدھے پیر کے اوپر گزرنے ہیں	۳۳۰۸۸۰۰۰ سال
کلی ایک کے آغاز سے شالیاہن تک	۳۱۷۹ سال
شالیاہن سے آج تک	۱۸۱۱ سال
میزان کل یعنی آریہ سموت	۱۹۷۰۸۵۲۹۰

نقشہ نمبر ۱۱ حساب موناشر اور شاکا شالیاہن	
چو منو نتر	۱۸۲۰۳۲۰۰۰۰ سال
دوسرے کے ۲۷ چو منو تک	۱۱۹۶۴۰۰۰۰ سال
اٹھارویں کے ۲۷ تک	۳۸۸۸۰۰۰ سال
کلی ایک کے شالیاہن تک	۳۱۰۹ سال
شالیاہن سے اب تک	۱۸۱۱ سال
میزان کل یعنی آریہ سموت	۱۹۷۰۸۵۲۹۰ سال

اب ہم اعتراض کا جواب عرض کرتے ہیں۔
 (مخبر) جناب یاد دی کہ صاحب فرماتے ہیں کہ "کلی ایک کا شروع مسیح سے ۳۳۰۱
 سال پہلے ہوا۔ دیکھو تاریخ عالم ۱۵۵۱ء۔ (قرابالہ صحتہ اول صفحہ ۱۱)
 (مخبر ۲) یاد دی کہ اس شخص صاحب فرماتے ہیں۔ کہ کلی ایک چھٹا زمانہ ۳۳۰۰
 برس کا ہے۔ جو نہ عیسوی سے ۳۰۰ سال پہلے شروع ہوا۔ دیکھو متوسط کتابت ۱۵۵۱
 صفحہ ۳۳۲ (۲۲۱۰۰)

واضح ہو کہ پہلے یاد دی صاحب نے ۲۰۱ سال بڑھا دیے۔ اور دوسرے ۱۰۰
 سال کم کر دیے۔ مگر دونوں کی قطعی ہے۔ تاریخ ہندوستان کے لائق مصنف نے
 پہلے صحیح لکھا ہے۔ کہ حقیقت ۳۱۰۰ سال مسیح سے پہلے کلی ایک شروع ہوا۔

(دیکھو صفحہ ۷۷۹ + ۱۸۹۰ = ۳۱۰۰ سال)
 چنانچہ ۳۰۰۰ سال پہلے ہندو صاحب فرماتے ہیں کہ تین ہزار سال سے
 زیادہ عرصہ گزرا کہ یہ جنوں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح پڑا تھا اور اس کو
 دن میں تقسیم کیا اور ہر پانچ سال کے عرصہ کے بعد ایک نوید کا مہینہ زیادہ کیا۔ تاکہ
 فی سال ایک پچھل دن کا حساب صحیح بیٹھ جاوے۔ برہمن چاندکی میتھوں اور شاووں
 کی کتابوں اور معتقد البروج سے واضح تھے۔ اور قبل یونانیوں کے ہند میں آئے

کے لینے مسیح سے ۳۲۰۰ سال پیشتر علم ہیئت میں بہت ترقی کی تھی۔ دیکھو تاریخ ہند
 صفحہ ۱۵۵ (۱۵۵۱ء)
 ۳۰۰۰۔ ڈیوہ دون کی ہر کاری میوزم میں نندہ جی کے لکھی ہوئی ایک گول کی ٹکری
 ہے جو زیادہ زمانہ گزرنے کے سبب سے پتھر جو گئی ہے۔ اس کی بابت ماہران علم
 حیاوی نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وہ تین ہزار سال سے بہت پرانی ہے۔ دیکھو نرسنت
 عجائب خانہ مذکور کی)

۳۰۰۰۔ لپ۔ سی۔ ایس کے بیان سے ثابت ہے کہ "مصری بارہویں خاندان کا
 زمانہ ۴ ہزار برس گزرنے کے ہو گیا۔"
 ۳۰۰۰۔ درتوانیہ ایستان نو مستند کہ پیش از چہاد ہزار سال بسیار ماکاے کیٹ شایستہ
 قدما سے ایشان بجائے آؤند (دیکھو تاریخ چین فارسی صفحہ ۸۶)

۳۰۵۰۔ لندن میں مصری قہسری خاندان کے مہم موجود ہیں جو چار ہزار تین سال
 سے زیادہ قدیم ہیں۔ جن کا سال مروجہ برہمن میں صاحب ہمارو وغیرہ فضاء چار ہزار
 پانچ سو سال بتلاتے ہیں۔
 ۳۰۵۲۔ درتوانیہ چین مسطورا ست کہ صفت و عمل ابرہیم دو ہزار و شش صدوی
 شش سال قبل از تولد عیسی در چین متعارف بود (دیکھو تاریخ چین فارسی مولفہ پانچ
 ایک سو صاحب کاکندہ مکتبہ صفحہ ۳۰-۳۱)

۳۰۹۰۔ ذکر محمود فتح سونات۔ دران اثناء چہاد اور پانچ ہزار چہاد کا بعد تھا
 ہندو زمانہ تاریخ عمارت انہا چار ہزار سال گذشتہ بود (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۰)
 ۳۰۹۷۔ تین ہزار اسی برس مسیح سے پہلے بہت قدیم بادشاہت چین کی تھی۔ جس کو
 یوہیسس مورخ نے ۳۰۹۷ میں اول اولیئہ سے پہلے قرار دیا۔ اور یہ امر یقینی ہے کہ یہ
 سلطنت ہزار برس تک بھی ہے (دیکھو تاریخ یونان صفحہ ۱۹۱۸ء)

۵۰۰۰۔ تہا فرسہ ۵۰۰۰ میل جو بنیام و شور واقع ہے وہاں کے عجائب خانہ کے ایک کافر
 نے ۵۰۰۰ ہزار سال کی مدھون دو لاشیں زمانہ قدیم کی شہزادیوں کی برآمد کی ہیں جو
 بالکل ایسی ہیں گویا ابھی دم آخر ہوئے۔ سرو پر ان کے تاج مکمل تھے اور ایک
 اور زیور تاج وغیرہ ہر ایک شے اپنی اصلی ہیئت پر ہے (لشیں ہند ۱۲-۱۳ اپریل ۱۵۵۱ء)
 اور اسی قسم کی دیو دیویوں کی لاشیں ہے جو کہ میوزم میں موجود ہیں جو مصری پھر زکریہ
 شگافی لکھی ہیں۔ وہ بھی مسیح سے تین چار ہزار سال پہلے کی ہیں (از دولت)

۵۰۰۰۔ ایک فاضل و مشہور مورخ فرماتا ہے کہ کو قری مصر کے کتب میں تین ہزار شہوت
 مل سکتا ہے جو کہ پانچویں خاندان کی ایک قبر سے نکالے گئے ہیں۔ یہ ۵۰۰۰ برس کے
 پرانے ہیں اور زمانہ حال کے فیلاہ کے کسانوں کے یا کل مشابہ ہیں یعنی نئے نئے
 نکلا ہے۔ جو اپنی تصویر جیسی ڈھونڈتی ہے اپنے بننے سے پہلے اس فن کی ترقی کا زمانہ
 قائم کرے یہ طوفان نور کے زمانہ سے پہلے ہے اور ہم کو اس زمانہ کا حال بتلاتے ہیں
 دیکھو مشر بلش صاحب آئی کوگر لکھی انگریزی صفحہ ۱۱۱)

۵۲۰۰۔ مصر کے مؤرخوں کا اتفاق بیان ہے کہ "مصر کے مینا مسیح سے ۵۲۰۰ سال
 پہلے بنے تھے (دیکھو اکثر تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۲۲-۲۲۰)
 ۵۳۱۶۔ مصری جو تھے خاندان میں بھی مینا رقیس اور بت شاکا تھے اور لپ سی
 ایس کے بیان کے بموجب یہ خاندان مسیح سے ۵۳۱۶ سال پیشتر شروع ہوا تھا
 ۵۹۹۰۔ دھمیس اور اس کا خاندان ۵۰۰ سال قبل جو تھے خاندان جو اٹھارہ
 کو تھے کہ مینا رنڈے اس حساب سے ۵۱۰۰ سال مسیح سے پہلے وہ بنائے گئے
 (دیکھو سیکرٹ ڈاکٹر ن صفحہ ۲۳۲)

جو ناچنے پر اس کو کھائیں گے رو برو دھریں +

(۱) اگر به سموت (۲) کایک و دنا با کلی سیموت (۳) بد چشمه سموت یا اندواید (۴)

سَمِيتُ (و) خَلِيْلُ سَمِيتُ (و) كَالِدُ سَمِيتُ (و) زَاوِي سَمِيتُ (و) مَرْيَمُ سَمِيتُ

۱۲۴) جیری موت (۱۳۰۰) ایرامی موت (۱۳۰۵) اسپرنا موت (۱۳۱۰) بوسوی موت

سندھری موت (۲۲) جلدی موت پتہ

ہم سلسلہ وارتانہ کی طور پر کارر ہے۔ اسی طرح سموت کے مقرر کرتے اور

تجلیات کرنا چاہتے ہیں۔ قدیر و معجزات کے لائق ہیں۔ ان کی ساری

نقص۔ جن کی سیاحت سے کئی عقائد کو انکار کی گنجائش نہ تھی۔ اس تمام

دل کی زراعت ہمیشہ سرسبز و سیراب رہے گی۔ اور اس مقدس فضیلت

مقدس رشتہ کی بنا پر مشورے سے اس بات کو باخبر ہو جائے۔

سرکارِ عالیہٗ ہندوستان کے دربارِ عالیہ میں

ستار کے۔ میار کے۔ سمندر۔ میلے۔ وغیرہ سب میں سے پر لونی کے بتا سکے

ہیں۔ اس زمانہ کا نام رجب تک کہ دنیا قائم رہتی ہے، ایک کلیپ ہے جس

ہوتا ہے۔ چنانچہ رہا تھا کہ وہ مبارک ارشاد یہ ہے دیکھو اور دیکھو میرے

पुनर्विदेऽयं नारायणः नमो मे श्री गणेशाय नमः ॥ २ ॥

ترجمہ۔ اس سے پہلے شہر استنبول کا ذکر کرتے ہوئے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے۔

جوڑے کے حاسن ہو گئے ہیں۔ (۴۴۲.....) اس کے ساتھ

جب وید نے یہ بتلایا۔ تب وید کے مفسر رشیوں نے اس کو اس طرح

طالبا

تین طرح دو اور دو کا خانہ بنانا یہ تین طرح قلعہ اور مستطیل ہے۔ اس طرح گنت

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم من أجل أن يبين لنا ما كنا نجهل من أمور ديننا وأحوالنا

اور امریکہ کے تمام سپورٹس مانیجرز، کھلاڑی، کوچنگ اسٹاف اور ریفرز نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔

ہیں۔ پرانے زمانہ کے جیو سنی پہلے سے لگا رہی تھے۔ بس صبح بادِ خود نہیں دے ہے

نمائندگان میں مصروف ہیں۔ اسی طرح پر پہلی نئے نامی والوں کا جان ہے۔

میں میچ کر سادہ لوحوں کو سبز باغ دکھا دیتے ہیں۔ جو اُٹھیلے۔ فتنہ کرانے

حاجت موعودہ سہلت والوں سے جو چھ لوہے حب دور بن (دیکھ کلشو

وَنُفِثَ فِيهِمْ رُوحُ قُدُّسٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ فَتَلَوْنَ

اور سارے بھارت میں ہندوؤں کو سزا دی گئی کہ ان کے گھر کو آگ لگا دیں۔

ہرگز نہیں

زمانہ کی توجہات بھری بائیں سے یہ نسبت چاہ سٹی راہیہ ہنگامہ روحانی + چہ

سہل سے کئے جانے والوں نے ترقی و تحقیقات کا راستہ بند کر دیا۔ اور

اس کا جواب کہہ رہے ہیں اور کہ ایک قاتل رہا ہے۔ اس کے کیا

۱۲۸

۸ جی ٹی ٹی کے لئے یہ اسناد ہے۔ میری دعا، بھائیوں کے لئے ہے۔

سراج دشا

